

ایرج نامہ

دفتر پارم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحران ہے جسکی رنگ ننگ فکر کا پہونچنا نہایت سوار ہے جن حضرات نے ان داستانوں کو سنایا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہیں کہ ان داستانوں کو برسوں سنو پھر تمام نون آفرین باکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھوں نے واسطے تفریح طبع الالدین محمد اکبر بادشاہ کے کسندہ وسیع الیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانوں کو تصنیف فرمایا اور مکی دین میں کسندہ عرفری کی۔ اس داستان عزیز الوجود اور دل عزیز کے آٹھ دفتر ہیں اور بعض دفتر کی کئی جلدیں ہیں جسبیل قبل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲ جلد	۱	طلسم ہوش ربا	۴ جلد
۲	کوچک باختر	۱	۲	صندل نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۳	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۴	لال نامہ	۲

یہ کہ یہ سب جلدیں باستان جلد دوم طبع ہو گئیں انکے علاوہ کامل ہر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیہ طلسم ہوش ربا جلد و نمین تصنیف کیا۔ انہیں وہ داستانیں ہیں جو ہوش ربا کی ساتوں جلدوں میں لکھنے سے رہی تھیں۔ پھر طلسم نور افشان جلد و نمین تصنیف کیا۔ یہ سب جلدیں طبع ہو کر نہایت نظر میں ہیں۔ اب طلسم ہفت پیکر میں جلد و نمین تصنیف کیا جسکی جلد ۱۰۰۰۰ چھپ گئی اور جلد سوم زیر طبع قریب الاختتام ہے۔ یہ سب جلدیں قابل دید ہیں اور انکا طرز تحریر بہارت بن مثل ہو شراب ہے۔ بالفصل ایرج نامہ جلد اول جسکو صاحب طبع سلیم عقیل و فہیم بلبل ہزار داستان میں فصاحت و بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیریں زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے از باب طبع و تذکرہ

بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترتیب فرمایا

طبع منشی نو کشور واقع لکھنؤ میں چھپا

۱۳۹۵ھ

داستان

داستان امیر حمزہ صاحب قرآن سے تمام زمانہ کے لوگ فہم
 و آگاہ ہیں کہ یہ ایک بحر خزائر اور دریائے ناپید الگناہ و جزا کی نمائندگی
 شناسا دروہم و خیال کا پہنچنا نہایت امر دشوار ہے سو اسے اس
 داستان کو میان کے اور کسی قصہ و افسانہ میں اس طرح کی پہنچائی
 نہیں ہو سکتی اگر اس کی کسی داستان کا شروع و سماعت میں گزرے
 پھر تامل و داستان پہنچنے کے دل کو چین نہیں پڑتا نہ صفت اس
 داستان کے مدام و تمام خبر بہانہ و پریشانی و آفاق حضرت ابو الفضل
 نقیضی اللہ راہ بہرہ میں جنہوں نے زبان فارسی اس داستان کو
 واسطے تفریح و جمع محمد علی الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عزیزی
 اور جاکا ہی سے تصنیف فرمایا۔ جسے آج تک اس داستان کو
 ایسی ترقی و زرافزون ہوئی تھی اور ایسی پسندیدہ و مملکتوں میں
 کہ ہر شخص اس کے سننے کا بدل شاقی رہا۔ لیکن چونکہ یہ داستان
 عظیم الشان زبان فارسی میں اور بوجہ غریب و موجود ہونے کے
 سوائے کتب خانہ شاہی یا امرا سے والا مقام کے دستیاب ہونا
 اس کا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اس کے مطالعہ سے بہرہ یاب
 نہ ہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب شوق نے اس داستان
 کو جاپا سے یا دیکھا اور بلوریشیہ داستانگوئی کے اسکو بیان کرنا
 شروع کیا۔ اس صورت میں بھی علی العموم اس داستان کے
 تمام و کمال سننے سے محروم رہے کہ یا یہ فرحت اندوز نہ ہو سکتے تھے
 اور سوائے مجالس امرا و اصحاب ذی مقدرت کے اسکا بیان عام
 طور سے غیر ممکن تھا کیونکہ بار و صراف داستانگوئی کا تحمل ہونا ہر شخص
 کے اختیار میں نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ صاحب قرآن
 از اجہد انا انتہا اس قدر دلانی ہے کہ اگر اس داستان کو تفریح و تہنیت
 کے لیے روزمرہ و دین سماعت خاص ایک وقت مقررہ پر
 بموجب طریقہ داستانگوئی کے کوئی صاحب داستانگوئی زبان سے
 سننا چاہے تو اس کے آخری توجہ مبالغہ میں برس میں
 میں تمام نہوا اور اسکو ہزار بار و پید کا صرف درکار ہے۔
 اب زمانہ کو نماز کرنا چاہیے کہ اس داستان عظیم الشان کے
 کل و فزون کا ہم پہنچانا اور ان سب کا بصرف زرخیز و عمدہ

داستانگوئیوں اور شماروں کی معرفت
 محاورہ اہل مذاق میں زمزمہ کرنا اور
 تامل و مالک میں اشاعت و بنا اور کوثر
 داستان بخیران کی تمام شائقین عیش
 اور اخبار یعنی امیر و الاہم رئیس باغلو
 ذی الحمد و الامنان شہور و زو یک و ورجنا
 سی وائی اسی مرحوم نے اپنی ذمت عالی تہ
 بزار شکر و برکات و قاضی الحاجات کو اتنے بڑے
 کا انصرام بھی ہو گیا ہے کل دفتر ملیہ طبع سے
 ہو کر تندر شائقین ہو گئے اور تمام مالک ان داستانوں کو
 سے مخلوط دوسرے ہوا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر
 صاحب قرآن کے آٹھ دفتر ہیں اور اکثر دفتروں کی کئی کئی جلدیں
 اور بعض جلد کے بھی بوجہ نفاست و حصہ میں اس
 سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد میں دفتر
 کو چک باختر ایک جلد میں دفتر سوم بالا باختر ایک
 میں دفتر چہارم ابرج نامہ دو جلد میں دفتر
 طلسم ہوش رباسات جلد میں اور بقیہ طلسم ہوش
 جلد میں دفتر ششم مندی نامہ ایک جلد میں
 ہفتم توج نامہ دو جلد میں دفتر ہشتم لعل نامہ دو
 اور دفتر نهم طلسم ہوش رباجوسات جلدوں میں چہا
 پنجم بوجہ نفاست کثیر کے و حصوں پر تقسیم ہے۔ یہا
 مسلم الثبوت ہے کہ کوئی شخص ادنیٰ الیٰ الیٰ تحریر
 تمام زمانہ میں تلاش کرنے سے بھی ایسا دستیاب
 جو داستان امیر حمزہ صاحب قرآن کے سننے کا تہ دل
 شاق نہ ہو مگر علی العموم ہر صاحب جو اس داستان
 سے بہرہ یاب ہو سکتے تھے یہی باعث تھا کہ یہ داستان
 معرض طبع میں نہ آئی تھی اور سوائے کتب خانہ و
 زبان داستانگوئی کے اسکا وجود مثل نقاشی کا پید
 ہر شخص مگر طبع اسکی سیر کر سکتا ہے اور عالم تنہائی میں

ایرج نامہ

دفتر چارم

داستان ایر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان ایر حمزہ صاحبقران ایک بروج ہے جسکی تنگ ننگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانوں کو سنایا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہیں کہ ان داستانوں کو برسوں سنو اور پھر تمام نودن سافین انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھوں نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کس قدر وسیع المیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانوں کو تصنیف فرمایا اور انکی تدوین میں کس قدر عرق ریزی کی۔ اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہیں اور بعض دفتر کی کئی جلدیں حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پہم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱	دشتم	سندلی نامہ	۱
سوم	بالا باختر	۱	ہفتم	تورج نامہ	۲
چارم	ایرج نامہ	۲	ہشتم	لال نامہ	۲

الحمد کہ یہ سب جلدیں با تشعار جلد دوم تو بیچ مار طبع ہوئیں انکے علاوہ کامل مہر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیہ طلسم ہوش ربا دو جلد و نہیں تصنیف کیا۔ انہیں وہ داستانیں ہیں جو ہوش ربا کی ساتون جلد و نہیں لکھنے سے رہ گئی تھیں۔ پھر طلسم نور افشان تین جلد و نہیں تصنیف کیا۔ یہ سب جلدیں طبع ہو کر تہذیب ناظرین ہوئیں۔ اب طلسم ہفت پیکرتین جلد و نہیں تصنیف کیا جسکی جلد اول در دوم چھپ گئی اور جلد سوم زیر طبع قریب الان تمام ہے۔ یہ سب جلدیں قابل دید ہیں اور انکا طرز تحریر عبارت رنگین مثل ہوش ربا ہے۔ بالفضل ایرج نامہ جلد اول جسکو صاحب طبع سلیم عقیل و فہیم بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے از باب طبع و تہذیب بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار دوم
مطبع فشی نو کشور واقع لکھنؤ میں چھپا

۱۹۹۰ء



بسم الله الرحمن الرحيم

ای قلم تحریر کر حمد خدا تورہ و خورشید کرنے میں عیان مہر سے اُسکے اگر ہو کامیاب باد صحر ہنسب مشکبار شیر کے پیشہ میں ہوا ہو کا گھر	جنے یہ سارا جہان پیدا کیا صنع صنائع زمین و آسمان ایک اک ذرہ ہو رشک آفتاب جلوہ گو فصل خندان میں ہو بہار آب آتش کو نہ پہنچائے ضرر ماہر فناک ہو جب قول نبی	تاج بخشا قصر و مغفور کو ہو کسی سے کیا بیان کائنات اگر اسے مد نظر ہوا انقلاب ہو جزن ہو بس سمندر کوہ میں ہو سکین اسرار قدرت کیا بیان پھر کرے دعویٰ عرفان کیا کوئی	بادشاہی کی عطا نمود کو اسکی ذات پاک ہو زمین صفات مہر ہو ذرہ تو ذرہ آفتاب لعل دریا میں ہو گوہر کوہ میں عالم کثرت میں ہو وحدت عیان
نعت جناب رسول مختار حبیب کردگار شافع روز جزا کردن کیا میں نعت محمد زخم لکھوں کیا تجھے ہو میر کمان دھنوکے لیے درمیان جہان انجمن سے ہو و تو ن جہان کا نشان بھی لطف حق سے سرفراز میں	کسین ہو بھی سامان مدحت ہم سیاہی گیسو سے حور جنان مجھے آب کو تر میر کسان یہ میں باعث خلق کو نیکان یہی سب نبیوں میں منان میں	کہان ہو مرے پاس بہر نعم منہ کس طرح تجھ کو ہر دم متعلق نہ کر تاحسد ادا کو پیدا اگر انجمن کا سہارا ہو روز جزا غرض کیا ہو مدح رسول انم	کوئی اشیا غلو با کا تحفہ شکر میر نہیں صرود کا ورق منہ لے سموات و شمس و قمر لقب ہو انجمن کا حبیب خدا سراسر ہو عاجز زبان شکر
منقبت امام عالی مقام امیر کشور گیسو ستگیر برناؤ پیر منظر العجايب جب ہو رب پاک و صاف علی بادشاہ وہ ہو وزیر شاہ میں	لکھ سکے کیا کوئی آصف علی مہر انور وہ میں اور یہ ماہ میں	مصطفیٰ میں بادشاہ انبیا شان میں آبا ہر انکی لافتا	مر لکھتے ہیں سرگروہ اوصیا ہیں یہ بازو سے نبی دست خلافت

رکھے دوش پاک احمد پر قدم پر فضائل حیدر کر کر کے	طاق کعبہ سے گراٹے ہیں صنم غیر ممکن ہے کہ وہ بھی گن سکے	کے فرشتے ہیں کہ وہ لیل و نهار ہو نقب عالم میں انکا بو تراب	منہ کے کل قطرون کا کرنا ہوتا آس کے دینی ہر زمین انکو حساب
	جب معرہ ہوں خداؤں معطفے	کیا کرے تعریف انکی دوسرا	

سبب تالیف کتاب

ناظرین و الا تمکین کی طبایع عالی اور اذہان صافی پر روشن و میر ہیں ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحب قرآن مصنفہ فیضی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے وقت سے فارسی زبان میں مرتب و مدون تھی آج تک کسی صاحب نے اس کے تمام دفترون کے ترجمہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی اسبوجہ سے جن حضرات کو فارسی زبان کا مذاق تھا وہ تو ان دفترون کی سیر سے حظ و اذراٹھانے تھے اور جو حضرات اس زبان سے بے بہرہ تھے وہ انکی سیر سے ناکام رہتے تھے مگر چونکہ جناب عالی القاب عالی ہمت والا حضرت صاحب دولت و اقبال خداوند جاہ و جلال قدر دان اہل کمال نیر اعظم پیر شہادت فرمایا جہاں جہاں ذوق فارغلاصلہ امراسے روزگار ستودہ شیم امیر باکرم مخزن علم و شعور جناب منشی نو لکشور صاحب سی۔ آئی۔ اسی۔ دام اقبالہ و مناعت اجلالہ کی ذات فیض آیات مجمع اشاعت علوم گوناگون اور مخزن ترویج فنون و فطمون ہے آپ نے ہر علم کی بڑی بڑی کتابوں کو اردو زبان میں ترجمہ کر کے شائع فرمایا علیٰ ہذا القیاس ان تمام دفترون کے ترجمہ کی طرف بھی خاطر خاطر مبذول ہوئی چنانچہ سیاق و ساحت پناہ بلاغت و شگاہ منشی میر محمد حسین جاہ اور ہر گستر سخن نیم و سخنور مرزا احمد حسین صاحب قمر سے ہو مشربا و قمر بنجم کا جو سات جلدوں میں ہے ترجمہ کرا کے شائع کیا اور باقی ماندہ دفترون کا ترجمہ اس خاکسار ذرہ بمقدار سمجھہ ان کج معجزانہ زبان زلہ رباعے داستان گویان تصدیق حسین داستان گویان شیخ محمد حسین صاحب سے بواسطت صورت بند مرقع محبت نقاش نگار خانہ مودت صاحب خلق و مروت مترہ عن النہین جناب شیخ حامدین صاحب متعلق فرمایا چنانچہ نوخیز دان نام کو چک باختر۔ بالا باختر کا ترجمہ جلیطیح سے آراستہ و پیراستہ ہو کر عنقریب نذر ناظرین ہو تو والا ہے اب ترتیب و تدوین ترجمہ ایسے نامہ پر کمر بستہ باندھی ہے اگر حیات بے ثبات اس احقر العباد کی باقی ہے اور مالک مطبع عالی کی توجہ ہوگی تو باقی ماندہ دفترون کا بھی ترجمہ کہہ لگی آٹھ دفترون اور تفصیل اسکی مندرجہ تفصیل سے کتاب ہذا پر ناظرین با تمکین کی خدمت میں پیش کیا جائیگا گو کہ اس ناچیز بے علم و ہنرمین کی طرح یہ لیاقت نہ تھی کہ ایسے امر عظیم کا ارادہ کرتا مگر قدر افزائی جناب منشی صاحب مالک مطبع اور نظر محبت ناظران عالی ہمت نے کمر ہمت کو کس دیا اور ہر وقت درگاہ خلاق کائنات حلال جمات مجب الدعوات میں مستند می ہوں کہ بصداق السعی منی الامام من الشیخ و خونی اسکا اختتام ہو اب ناظرین اولوالالباب کی خدمت فیض موبہت میں دست بستہ متمس ہوں کہ اس یادہ گوئی ہر زہ گوئی کا کچھ خیال دل میں نہ لائیں اور جہان گبین کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں اس سے درگزر اختیار کر کے عیب پوشی کو کام فرمائیں

آغاز داستان شیرین بیان لہجہ نامہ

ساقی نامہ

ایہ ساقی لالہ فام و دگر نوش بند کعبہ کو کر کے جبکہ جھومون	مجھ نہ کہہ کو کہوں کیا فرہوش منہ شاہد ہر جا کا چومون	اب دلی لگی بچھا دے ساقی کیفیت بزم کو بڑھاؤن	میرتا ہوں دو اپلا دے ساقی ایک رند کی داستان سناؤن
مشتاق ہوئی جو طبع عالی	ساقی نے شراب دی زالی	اب دیکھیے میری خوش بانی	حصار سنبن نئی کمائی

حکم کنندگان منازل تحریر اور محل پیامے منازل تقریر وادی بیان کو پاسے قلم سے یوں لکھ اور پڑھ کر لکھنے کے لیے
 بے بقاراندہ درگاہ خدایا زبان و زند اور صاحبقران ضیغم شکار کے ہاتھ سے شہر غنظلی آباد سے شکست کھا کر بھاگا ہوا
 مانند صید خائف کے چلا جاتا تھا کہ بختیار رک رو سیاہ شیطان راندہ درگاہ نے کہا کہ یا خداوند آب اپنی خاطر جمع
 رکھیے خدا پرستوں کا یہ معمول نہیں ہر کہ بھاگ کرین بچارہ بھاگتے بھاگتے ایک دامن کوہ میں آکر پہنچا عجیب عالم اسکی
 فوج کا تھا کہ کسی کا منہ کٹا ہوا کسی کا سر پھٹا ہوا مال و اسباب لٹا ہوا فقط ایک نقد جان بچا ہوا ہر ایک منظر و جہان
 سرا سید و پریشان بختا جب لقا دامن کوہ میں پہنچا بختیار رک نے نقارچی سے کہا کہ تو نقارہ بجا کہ لوگ
 نقارے کی آواز سن کر جو چھپے رہ گئے ہیں چلے آئیں غرض نقارچی نے نقارے پر جو سر لگائی بھائی ہوئی فوج
 پھر آئی کلکال خون آشام رنگار خون آشام ضیغم خون آشام سہراب اثر و گیر ہر ہر شہر یا ر فرار
 بن نو شیروان وغیرہ اور سب سردار لاکھوں پیدل اور سوار آکر مجتمع ہوئے لیکن لقا اس عالم پریشانی میں تھا
 سرکہ پرگیا اپنا رہتہ خیال میں لایا کرا لقا ایک وقت وہ تھا کہ تو ملک سبائل میں فیصلہ لون پر پیش و عشرت بدر کرتا تھا اور
 برسوں دن گنبد گیتی نما سے سر بدر کرتا تھا اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کی طاقت جمع ہوتی تھی مجھے سجدہ کرنی تھی یا اب
 وقت میرے کہ خون سے خدا پرستوں کے شہر بھر بھاگتا پھر تاہی یہ خیال کر کے چھین مار مار کر روئے لگا کہ ناگاہ بختیار رک لقا
 کو دھونڈتا ہوا جو وہاں آیا اسکو روئے دیکھ کر اسکا بھی جی بھرا یا مگر ضبط کیا کہنے لگا ادا حق ناحق رو تاہی ابھی جو کوئی مجھے
 روئے دیکھ گیا کہ گاہ کہ گاہ کہ خود اپنی مسببت پر رو تاہی فوج برگشتہ ہو جائیگی مجھے باندھ کر خدا پرستوں کے پاس
 لیجا لگی یہاں شہر آذر کوہ نزدیک ہو وہاں چل کہ میں نے کتاب ندی میں دیکھا ہر کہ تو آذر کوہ میں بہت خرم
 و مسرور ہوگا صاحبقران وہاں آئیگے تو مع لشکر و فرزندان حمزہ مارے جائیگے غرض بہت سی تسلی لقا کو دی اور
 تیسرے دن وہاں سے کوچ کیا اور بعد چند روز کے قریب شہر آذر کوہ کے پہنچا بارگاہ استادہ ہوئی لقا اٹھیں
 داخل ہوا لیکن شہر آذر کوہ میں چار بھائی بادشاہ ہیں القاب اور انساب بھانگیر اور شببارنگ
 و کنارنگ کوہ تخت و ریاستیں ان چاروں کو ہر کار و دن نے جا کر خردی کہ ہر شہر خداوند سجدہ ہزار ملک
 باختر و مرو شاہ بہ اختر شہر غنظلی آباد سے شکست کھا کر قریب شہر آذر کوہ کے آیا ہر ہر خبر سننے کے تھے شہر کے
 اپنے ساتھ لیکر خدمت اقامت آئے سجدہ کیا لقا نے کہا کہ تم ہمارے بندہ خاص الخاص ہو اور امتین رحمت بہت پر
 جو اثری خلعت دیا القاب و انساب نے عرض کیا کہ یا خداوند شہر میں چلے اپنے ہم قدم سے آباد کیجئے تو ابولا کہ
 میں نے اسی ہزار برس آگے سے تقدیر کی تھی کہ میں شہر آذر کوہ میں چلاؤنگا لیکر القامع لشکر روانہ ہوا فوج کو شہر کے باہر چھوڑا اور
 مدد مع بختیار رک اور ضیغم خون آشام و دیگر سرداران وغیرہ داخل شہر ہوا چاروں بادشاہ زرنار کرے ہوئے لقا کو شہر
 کی سرکردہ ہوئے ابوان بادشاہی میں لائے اور تخت جو اہم نگاہ پر بٹھایا اور دعوت و ضیافت بڑی دھوم سے کی سب
 عیش و عشرت میں مشغول ہوئے تیسرے روز القاب و انساب نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اب کچھ بیان کیجئے کہ آپ کی
 کی خدائی کیونکر چھوئی اور ملک غنظلی آباد میں سات لاکھ جاو کر تھے کیونکر برباد ہوئے لقا یہ سن کر بہت روپا اور کہا کہ
 القاب و انساب کچھ بندہ خوابی میں کناگو میں نے عالم خواب میں پیدا کیا ہوا اور تقدیر کرنا اٹھی بھول گیا ہوں اب میں جو
 تقدیر کرنا ہوں اٹھ جاتی ہی پھر نکال حال میں کیا بیان کر دوں مگر شخص جو بیٹھا ہو اس سے پوچھو ان بھون کے حال سے آگاہ
 یہ خوب بتا لگا بختیار رک کہ کو ہلا کر اٹھا اور بھاگ کر القاب و انساب کو سلام کیا انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص رو
 منہ اور ذوق چشم کوہ گردن تنگ پیشانی کلیدون دایا جا رہے ہیں جسکے بند چھائی پر بندھے ہوئے طوق انت گھمیں پھر القاب و انساب

مسکرائے اور پوچھا کہ اے کا اہم مبارک کیا ہے بختیارک نے کہا ان بھگتوں سے کہ جو کچھ پوچھا ہو پوچھو القاب والساب
نے کہا کہ نام بتاتے ہیں کیا کوئی قیامت ہے جس کا نام سے واقف نہ ہو گئے آپ سے بات کیونکر کوئی بختیارک نے کہا کہ میرے
نام میں ایک آدمی لفظ ایسا ہی کہ احمقوں کو شکر نہی آتی ہوا انھوں نے کہا کہ آپ شوق سے اپنا نام بیان کریں کوئی نہیں نہیں بختیارک
نے کہا کہ مجھے بختیارک بن بختک بن بد اختر بن لعل بن مادہ کش بن سگ سفید کہتے ہیں یہ سکر چارون بادشاہ بختیارک تھے
اور کہا کہ اب سگ سفید بھی آج کے بزرگوں میں بن بختیارک نے کہا کہ ہمارے بزرگوں کے یہاں کوئی آدمی جیتی تھی یہ نام فقط جینے کے لیے
لکھا تھا القاب والساب نے کہا کہ لعنت ہو تجھ سے بزرگوں پر کہ سوا سگ سفید کے اور کوئی نام دنیا میں نہ ملتا تھا جو رکھتے خیر
ملک جی اب حال خدا پرستوں کا بیان کیجئے بختیارک نے کہا کہ ہم خدا پرستوں سے خوب واقف ہیں اس بلا کو ہم ہی خداوند کی خدائی میں لائے یہ
خدا پرست ہمارے ہی پیچھے آئے تھے اب بنے حمزہ تودہ ہر دو پہلو ان کے تختہ ابران کے طاہر عادی و مطاہر عادی جنھوں نے پہلو ان
جہان سے خط منشور پر طاعت کی فکر کو الٹی تھی اور ساتھ ساتھ اس بچ کے قد و قامت رکھتے تھے جب مدائن میں پہنچے تو شیروان کے آگے وہی
خط منشور پیش کیا حمزہ کا سن سات برس کا تھا اسے دیکھ کر دو نو کو مانند کر پاس کے چکر بھینک دیا اور نو برس کے سن میں علم خمیر سی کہ
کمایت جبری تھا اور نو سال بچ کا قدر کتنا تھا تو شیروان کو ملک مدائن سے قید کر لیا تھا اور نو سوین کا تہذیبانہ تھا ایک غریب تہذیب
حمزہ نے دیکھ کر سے کیا اور تاج و تخت لیکر پھر تو شیروان کو دیا بارہ برس کے سن میں ہندوستان کو بیکر تو شیروان خراج لینے گیا وہاں
لندھو بن سعد ان سے شخص کو جس کا گز خور دی و مردی مشہور ہو کر کے اپنا رفیق بنایا اٹھارہ برس کے سن میں پردہ قاف میں جا کر
سرکشان قاف نش دیو راہ را اور دیو الفزان بل باز و اور دیو معدان و درعد شاطر اور دیو ہنگال اور دیو مندوان ہزار دست
اور دیو کیوس آہنی تن اور دیو سر جنگ آہن شلخ کو مار کر زلزلہ قاف تالی سلیمان لقب پایا تو شیروان کو بھگا کر تمام ایران
میں اپنا عمل کیا اور اولاد حمزہ بھی بڑی بہادر ہو ایک بدیع الزمان کر جسے پانچ سو ملک کو یک باختر کو نہا جا کر شکست دی اور قبضہ کر لیا
پوتا حمزہ کا شاہزادہ ملک قاسم لال خشتان جو فریاد و سپاہ خداوند کی خدمت میں آیا تو فغانس پکیہ قدرت ملکہ یعنی افروریز باشت
ہوارات کو جنھوں نے مارتا تھا اور دیکھو باغ سیستان میں پیش کرتا تھا انجام کار ملکہ گیتی افروریز کو نکال کر باغ بہشت سے لے لیا اور کسی سے
کچھ نہ سکا لقا بولا اسی نالائی اس بانگو تھے کہ پوچھا تھا جو تو بیکھ لگا بختیارک تھر کر رہو لاک یا خداوند آپ کیون جھپٹے ہیں یہ
میر تمام عالم پر ظاہر ہو میرے چھپائے سے چھپ سکتا ہی بلکہ اے القاب والساب تھے کیا یہ ذکر نہ سنا ہو گا پناہ و نون مسکرا کر رہ گئے
اور کہنے لگے کہ کیا بے تیز ہر خداوند کا لفظ نہیں کرتا ہی بختیارک نے کہا کہ آخر حمزہ نے اگر ملک سبائل بھی جین لیا خداوند شکست کہا
بھاگے ملک ملک پھر سے آخر غلطی آیا کو تباہ کر کے اب خداوند تھا رسے ملک میں آئے ہیں اور خداوند کے پیچھے وہی خدا پرست مانت
اور وہاں کے آ رہے ہیں کہ جنہر کوئی غالب نہیں آتا القاب والساب نے کہا کہ ملک جی حمزہ کیا حقیقت رکھتا ہے اگر خداوند جی
تو ہو غالب کر نیگا اور نجو بیون نے خبر دی ہے کہ لشکر حمزہ ہر آفر کوہ میں قرآن معب ہر پھر نجو بیون کو لاکھ نام لکھوائے مسخون نے متفق ہو کر
لقاسے کہا کہ با خداوند بیان لشکر حمزہ شکست کھائیگا اور خدا پرست بہت ہلاک ہونگے القاب نے کتابت خوش ہو کر عین دعوت میں پھر دیا

اب شہرہ داستان لشکر ظفر اثر حمزہ صاحبقران کی بیان کی جاتی ہے

کہ حمزہ صاحبقران امیر مالیشان بعد فتح کرنے شہر عظمیٰ آباد کے صحبت جشن میں بیٹھے تھے کہ ہر کارون نے اگر مچا کیا
نہیں ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا تھا آٹھ کر دھاؤنا سے بادشاہی بجالائے قطعہ
تا صبح و دم ہم ساعہ باہمی انا تلج حیات بر سر خضر بود
اور خاندان سبب اسکر باہمی
شہر پار کی عمر دراز ہو لقا بھاگ کر تھر آفر کوہ میں پہونچا اور وہاں کے بادشاہوں نے دامن پناہ میں لیا اور نجو بیون نے خبر دی ہے
کہ میدان آفر کوہ میں لشکر حمزہ ہر قرآن معب ہی وہاں آکر بہت رنج اٹھائیگا امیر نے پھر فرمایا کہ انھوں نے بہت جگہ مارا کہ

مین و بان جاؤ لگا اور اس کا فرخاسد لقا کو اندر پہنچاؤ لگا عمر حسنہ کما کر آپ جائے گزینا اور نہادون سے لڑکام نکلوئے دیکھتے تو خواجہ زادے
 کیا بتلاتے ہیں شہنشاہ سعد بن قباد نے فرمایا کہ مناسب ہے صاحبقران با اقبال سے کہنا کہ حضور کو اختیار ہو بلوایئے مین کیا منع کرتا ہوں
 عرض حکیم بادشاہ اسلام جو بادشاہ زادوں کے لینے کو روانہ ہوا بعد گھڑی بھر کے خواجہ بزرگ چمچہ و خواجہ بزرگ امیر و خواجہ دریا دل
 خواجہ سیاوش والا گھر حاضر ہوئے نیچے جائے گلوں مین عماتے سروں پر سرمد آنکھوں مین دبے ہوئے چار خدنگا چاروں کے
 ساتھ فرمے بے ہوئے صاحبقران نے سرور قدیم کی بادشاہ نیم قد آنکھیں نیم تخت خالی کر دیا چاروں بھائی امیر کے بچھارہ عرض
 کیا کہ کوسو سطر باد فرمایا ہر شہنشاہ جہاں نے فرمایا کہ تنہا آپ کو اس واسطے تکلیف دی ہے کہ صاحبقران نے ارادہ ملت آذر کو دے کیا ہے
 کیونکہ سنا گیا ہے کہ لقا سے اس ملک مین جا کر پناہ لی ہو اب آپ نجوم مین ملاحظہ فرمائیے کس وقت اور کس دن انالہ بارگاہ و لشکر اس طرف
 روانہ ہو خواجہ زادوں نے روزنا چھامیر کا بغور ملاحظہ کیا پھر فرمایا کہ آذر کوہ مین لشکر پر قرآن صعب ہے بہت اہل اسلام شہید ہونگا
 بلکہ اولاد صاحبقران پر بھی ہشتم زخم ہو چکا سخت زیر باری ہوگی چھ مینے کے بعد اگر شریف لجا مین تو بہتر ہے کہ یہاں غس بر طرف
 ہو جائیگے اور بہتری ہوگی صاحبقران یہ سنکر خاموش ہو رہے ان چاروں خواجہ زادوں کو خلعت اور چار توٹے زبرج کے عنایت ہوئے
 بعد خستی صاحبقران نے فرمایا کہ مین نجوم اور اہل نجوم کو قبول ٹھاننا ہوں اور بھر و سادات مذہب پر رکھتا ہوں کج ہی کوچ کر ونگا جو
 پروردگار عالم میرے حق مین بہتر جانے گا وہ کہ گاہر چند عمر وے اور بادشاہ اسلام نے بھی باکیا صاحبقران چند روز توقف کیجئے پھر شریف لجا
 صاحبقران نے نانا اور پہلوان عادی کو بلا کر کم دیا کہ آذر کوہ کی طرف پیش خیمہ روانہ ہو پہلوان عادی اس وقت انالہ بارگاہ سیلانی کا
 چوتھیں ہزار شہر و قلعہ پرید و اگر روانہ ہوا اور قلعہ کوچ کا پچا پھر نویں ہزار گاہ سب نے فوراً پلنے پر کمر باندھی بصدق اس شہر کے شہر لدا ہش خیمہ
 و صوم و حمام و کھل چل پڑی بر سر دم و شام پنجون کے شرا کے کی آواز گارہا نون کی ٹکٹک کی صدا اور بل بدھیا کی آغوشوں کا
 شور بلند ہوا لشکر صفت بستہ سوار کھلے کھجے سے چٹھا ملا کسی طرف پانچ سات سوار آپس مین ہنستے باتیں کرتے ایک طرف پرتل کے
 مژدے سے پھندے کر دین کا غل شور سے کٹور ابجائے ساتھ تھے اور پنج سارہ سینگرا لگائے توٹے و در بند و قین کا ندھے پر
 رکھے توٹے چڑھے ایک ہاتھ مین طوطے کا پنجر اڈولہون مین مستورات کسین فنسوں کی قطار کارہون کی بولی ٹھولی پیادوں سے
 چمچہ چھچھوٹی امت کے لوگ مری بکری سوپ چکی ٹھون اور سروں پر لادے پھاندے تو شک لجا کر سیان چل چکے مین پر لے
 آگے چھپے دو دو چار چار سوار پیادے ساتھ چلے راستے مین برگد کے درخت کے نیچے ناکے پر فقیہ بیٹھا ہوا آگ ٹھیک مین دبی ہوئی دو چار
 حقے رکھے کور سے گھڑوں مین پانی بھرا آئندہ و رفت کا وہاں جہا و فقیر کی صدا باراد باٹ کی خبر دم لبو حقہ پانی پیکر چلے جانا کوئی زیر درخت
 بیٹھ کر کھانا کھانے لگا کسی نے کمر باندھی پیسہ فقیر کو دیا حقے پر دم مارا اور چٹا غرض اس طرح سے بعد قطع منازل و طرماصل منزل منزل
 قریب آذر کوہ پہنچے بارگاہ ملک نعمت استاد ہوئی صاحبقران مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور بادشاہ اسلام نے مع
 لشکر فیروزی لشکر قلعہ فرمایا کوسون تک خیمہ خرگاہ راؤٹی اسبک چھوٹے قلندر یان سراپے پر پاسوئے لشکر آئے پڑا دوسرے دن چھترہ صاحبقران
 مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور شاہ عیاران عیار یک طرار عمر دین امیہ نامدار بھی سیر آذر کوہ کو چلے وہاں پر جب پہنچے دیکھا
 کہ تمام دشت مین سبزہ لعلبار باہر ہزار ہا جانوران خوش الحان درختوں پر زمر سرسالی کر رہے مین گلہا سے بو قلمون سے جنگ نمونہ
 بہشت ہے کہ مین لالہ صحرائی کی عجیب و غریب ہمارے دامن کوہ رشک و امن گلہا مین معلوم ہوا اتفاق سے موسم نوروز بھی ہر خالق کائنات
 نے تمام نباتات کو لباس زمردین عطا کیا ہے ہر اس شہر خیا یا ہر شاخہ و درخت پر آثار مصروف شکر پروردگار ڈالیاں جھوم جھوم کر دھو
 مین حمد خدا کر رہی مین شہر ہر حال و شاخ ہر مصروف شکر و گلارہ خاک پر ہر شاخ سجدہ کر رہی ہر بار بار ہوا سبزہ وہ سبزہ تھا کہ اگر درخت
 رشک سے ہزار ہا زہر کھائے تو بھی اسکی سنہری کونہ پائے یا درابشار پھاڑے گرہی ہر رنگ رنگ کی چھربان اوسمین سلطان
 جلی آئی مین طرف لطف دکھاتی مین ہوا سے خوش عیسی دم صانع نفس چل رہی ہے عجیب کیفیت ہر طرف سامان ہوا اگر مرد صد سال اس

صحرائے سحر کی ہوا کھائے اس میں بھی جان آجائے ہر طرف قدرت پروردگار کا جلوہ نظر آیا شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورق و فریبست معرفت کو دگار۔ صاحبقران نے جو ایسا صحرا سے پر فضا دیکھا فرمایا کہ اے دربار اے ہندو ای مالک اثر در
بر کعبہ میں نے نگاشت بلغ گلستان ارم بھی کی مگر ایسی سبزین دیکھی نہ دیکھو اور مالک نے عرض کیا کہ بجا ہر واقعی نہایت یہ
دشت پر فضا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ سب میں مگر خواجہ عمر و نعیم میں مقبل نے عرض کیا کہ خواجہ آگے بڑھ گئے ہیں امیر باوقر تمہیں
کرتے چلتے آئے ہیں دکھاؤ ایک فرحت ناز و سرور بے اندازہ میں جو عالم سستی ہم پہنچا ہے یہ شعر در زبان ہر شعر این سبز و این صحرا ہو سے
رجون وارد ہو اگلی موتی امر و زنگین وارد ہو کہ یکا یک در کویہ کطرف سے آواز عمرو کی بانسری بجانے کی آئی صاحبقران کہنی سن
آید طرف کو روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ عمرو کو دیکھا گلدستہ گلہا سنجید کا ہاتھ میں لیے ہوئے چلا آتا ہے صاحبقران پکارے کیوں
خواجہ کہاں تھے عمرو پکا فرمایا نہ شوم ایسی کبھی کہیں نہ دیکھی تھی عجیب یہ دشت سبز و خرم ہے کہ خود بخود میراجی چاہا جو بانسری بجانے لگا اور
خیال میں گذرا کہ چکر چرخ کو بہان لایے آؤ کہ وہ کماند کی سیر دکھائے امیر خواجہ کے ساتھ روانہ ہوئے جب آؤ کہ وہ کے اندر گئے دیکھا کہ
عجیب درہ پر فضا ہو باغ بہشت آئین گلہا سنجید انار غریب لالہ دگل کا جوتن بلبلون کا خروش مرغان نواز سنج کے چھپے کبک دری کے چھپے
چار سو چہنماے نگین چھوٹے ہوئے استجار سر سبز و شاو اب ہوہ با سے نایاب سے لہے کسین انگوڑے خوشے جیسے لالی ابدار کے چھپے کسین
درختاے انار کی قطار میں ایک ایک دراصل صمدیہ کسی طرف با دم رشک چشم خواب آلود مجو بان دلار ام کسین درختوں میں سبب طے
آسیب حوادث سے بے گنت کسین بہ بیان ناشایانان جیسے حوران جنت کی چھاتیان شاخیں بارانہ سے چھلکی ہوئی زمین کو چوم رہی
زمین غرض ایسی جا سے دلکش تھی کہ امیر بول اٹھے شعر اگر فروں بر دوسے زمین ست بہ زمین ست و زمین ست چہن ست و زمین ست
صاحبقران یہ سیر و تماشا دیکھتے ہوئے چلے آئے ہیں ہر قدم پر تعریف و منعت کر دگار کر رہے ہیں کہ ایک تالاب پر پہنچے دیکھا کہ پانی نہایت
صاف عمدہ اور شفاف بھرا ہوا ہے کہ آب مروارید سا مٹھے اُسکے آب خجالت میں غرق ہو سبز گردن تالاب کے لگا ہوا ہے گو یا فرش مخمل کاشانی
سبز بچھا ہوا ہے ہوا سے سرد و خوش آید چل رہی ہے لب گردان اُس تالاب کی یا قوت احمد کی ہے صاحبقران زمین ٹپھ گئے اور
سردار گرد و اطراف میں جمع ہوئے طائفے ساٹھے اگر موجود ہوئے ناز ہوئے لگا دورہ جام شراب کا گردش میں آیا صاحبقران
نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام کو بھی لاؤ یہ مقام دیکھنے کے قابل ہے یہ فضا بھی یادگار ہے عمرو تو اس وقت بادشاہ
کے لیٹے کیواسطے روانہ ہو یاں صاحبقران صحبت پیش میں بیٹھے تھے کہ ایک طرف سے لبریزہ و تارنایان ہو چکی تھیں لگی ہو اسے
تیز و تند چلنے لگی دم بھرمین وہ ابر محیط عالم ہوا اور چھوٹی چھوٹی بوندیاں پڑنے لگیں تھوڑی دیر میں پانی زور شور سے برسنے لگا لوٹ
پڑنے لگے بسبب سردی کے سب کی یہ حالت ہوئی کہ اذات سے دانت بجھنے لگا ہونٹھیلے ہو گئے جب یہ حالت ہم پہنچی ہر چند چھان چھو
سے آگ نکالنے تھے لکڑیاں جلاتے تھے مگر چار کھ نہ داتا تھا نہ صورتوں میں سعدان نے صاحبقران سے کہا کہ ہو کو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ بار بارش برت سحر کی ہے جو وقت حضور طلسم سحر ارا سب کی طرف جمہور جہان سوز کے چھڑانے کے لیے تشریف لیگے تھے اور
شکروان اترا تھا ان دنوں میں در جادو گر زبان شکر عظمیٰ آباد سے کلنوم جادو اور گلشن جادو نام لہا کی مدد کیواسطے آئی
تھیں اس طرح انھوں نے برف برساتی تھی تو لشکر اسلام تباہ ہوا تھا اب بھی جگہ کہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے حضور اسم اعظم پر حسین
مالک اثر و بھی بولے کہ شہر بار جو لندھو رکھتے ہیں سچ ہے جگہ بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جلد اسم اعظم پڑھیں امیر نے چاہا کہ اسم اعظم
پڑھیں یا دوا یا بالکل فراموش تھا نور آنگ زرد ہو گیا یقین ہو گیا کہ اے دربار اے ہندو کوئی جادو گر آیا ہے اس نے چلے اسم اعظم پڑھ کر کہا
اُسکے پر فباری کی ہے خبر معلوم ہو کہ خاتمہ ہمارا اسی مقام پر ہونا تھا جو شیت انہ دی یہ باتیں تھیں کہ سلین کی سلین برف کی گرنے لگیں مگر اس
فضل الہی تھا کہ برکت سے دماؤں کی وہ اوسے اور برف گرو برستی تھی مگر کسی سردی کے بدن پر نہ پڑتی تھی لیکن شدت سردی سے
کھانچے جاتے تھے مگر باہر نکلنے کا راستہ وہاں سے نہ پاتے تھے کسواسطے کہ ڈھیر ہر چار طرف اوسے اور برف کا تھا اب انکو تو

حالت گریہ وزاری و دعا و بفراری میں چھوڑ دیجئے

اب احوال عمرو بن امیہ ضمری سنئے

کہ عمر و خدمت شہنشاہ گیتی پناہ میں آیا و عادتاً سے بادشاہی بجا رہا کیفیت درگاہ کوہ بیان کی اور عرض کیا کہ صاحبقران نے مجھے خدمت دالامین بھیجا ہے اور التماس کیا ہے کہ حضور بھی بیان گھڑی دو گھڑی کیو اسلئے تشریف لائیں تو بہتر ہے کہ قابل کیجئے کہ یہ سیر ہر سیر شہنشاہ حجابہ نے پوچھا کہ خواجہ امیر اس وقت کہاں ہیں عمر و نے عرض کیا کہ اسی تختہ گلزار درگاہ پر ہمارے فرمایا کہ اس طرف فلرت لغمان حکمت تجھے تعجب ہے اور تیری دانائی و عقلمندی سے بعد ہر کوئی تسلیج کا کلہ کئے دہائی فضا جا مگر ابی جلد جاؤ اور حمزہ صاحبقران کو دہانے لے آؤ کہنا کہ اپنے بالکل خواجہ زادوں کے کہنے کو فراموش کیا ابھی شہر عظمیٰ آباد کو فتح کیا ہے اور جاؤ گروہان کے فراری ہوئے ہیں وہ کیا آپ کی فکر سے غافل ہونگے ایک ایک دشمن جان ہے یہ سنتے ہی عمر و نے کہا کہ امیر شریار آپ بجا فرماتے ہیں یہ کلمہ جانب کوہ فوراً روانہ ہوا کہ صاحبقران کو دہان سے لے آئے جب قریب درگاہ کوہ کے پہونچا کیا دیکھا کہ برف کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا گھبرا کر چار طرف دوڑنے لگا کہ کہیں راستہ پائے نہ پائے جا رہا تھا سوا سے انبار برف کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آخر کہ یقین ہوا کہ حمزہ مع سرداروں کے برف میں دب گئے یہ خیال کر کے پچھاڑیں کھانے لگا خاک اڑانے لگا سرانجام میں پر دیدہ ہر گاہ لاری آقا آپ نے مجھے چھوڑ دیا اس سفر آخرت میں ساتھ نہ لیلیا عمر و کے سہارے جسے گا اور کسکو آقا کی گام عمر و کو یہ امید نہ تھی کہ آپ عدم کا سفر کریں گے اور غلام کو چھوڑ جائیں گے اب یہ تو فرمائیے کہ میں جا کر بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤں اور اپنے دل کو کس طرح بچھاؤں عرض عمر و تو تابعدا لشکر میں داخل ہوا شہنشاہ سعد بن قباؤ سے ساری کیفیت رو کر بیان کی سنئے ہی شہنشاہ کی عجیب حالت ہوئی تمام لشکر میں کراہ مچ گئی رفتہ رفتہ یہ خبر حرم محرم میں پہونچی وہاں بھی ٹپس پڑ گئی ہر کاروں نے خبر لقا کو بھی پہونچائی کہ یہ سنئے ہی ہنگام لڑائیندگان میں بینید قدرت مرا کہ میں نے کیونکر حمزہ کو مع اسکے لڑکوں اور سرداروں کے اپنے فرشتگان غضب کو کچھ قتل کروایا ہاں بچے ہمارے یہاں طبل شادمانی لشکر لقمان اور طبل شادمانی بچنے لگا بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خدا ندی دقت ہر فی الشل کشش کشش و افکار گذشتن و افعی کشش و بچہ اش نگاہداشتن کار فردمندان نیست اب مناسب ہے کہ جلد طبل جنگ بجا کر ان مسلمانوں کا قاتل کچھ لقا بولا کہ ستر ہزار برس پہلے میں نے یہی تقدیر کی تھی آج شب کو طبل جنگ بچے پھر بختیارک نے عرض کیا کہ یا خدا وند ایک اور بات میرے خیال میں آئی ہے جبکہ آپ یہاں کے سرداروں اور پہلوانوں سے لڑائی روکیے ہیں بہت جلد طماس ستون قدرت کو کپکپاہم لیکر ملاؤں لقا اس بات پر اچھل پڑا اور پکارا کہ لڑندگان میں بینید قدرت مرا جو کچھ شیطان درگاہ کہتا ہے یہی تقدیر میں نے کی بختیارک تو اس وقت مع تحفہ تحائف کے جانب طماس روانہ ہوا یہاں شام کو کچھ لقا طبل جنگ بجا یہ خبر ہر کاروں نے سلطان ذیشان کو پہونچائی اور عمر حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر اس پر طرہ یہ کہ طبل جنگ کی خبر ابھی کاہش جان مگر شہنشاہ یزدی میں کیا جارہا تھا فرمایا کہ بفضل یزدی و ناید بانی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بچے جو کچھ ہماری تقدیر میں لکھا ہے وہ پیش آئے گا غرض کہ لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا بجا کیات

دو لشکر ہر ابر صفت آراستہ	شد از ہر طرف صلح برخاستہ	اور دوبرازد و سود و خروش آمدند
خسک برگزیدہ گاہ کہین رخسند	انقبیان خروشی و راہی تختند	پزک بریزک سولہ و درخشاں

و دونوں لشکروں کی آمد سے گرد و غبار کا تھن اٹھا تھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جب غبار موقوف ہوا اور کچھ زردی و صوب کی میدان میں کھلی صورتیں نظر آنے لگیں ایک نے دوسرے کو تیز تیز نظر بند دیکھنا شروع کیا میمنہ میرہ قلب و جنح ساتھ دیکھنا گاہ طوفان سے آناستہ ہوا صفت آراستی کر کے نکل گئے پلچہ کاروں نے بہت دہاند زمین کو ہموار کیا ہر واروں نے درختوں کو کاٹ کر پھینک دیا ستون سے آبپاشی کی جب میدان تیار ہو چکا انقبیوں نے لشکر نیب دی کہ کون سا بہادر ہے کہ کھلے اور اپنے باپ دادا کا نام اس میدان جنگا میں روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کا اس صفحہ دنیا سے

ہاتھ حوت غلط کے مٹا دے سب نگران تھے کہ دیکھیے کون نکلتا ہے کہ لشکر ہا سے کفار میں علماء سے خوک بیکر علوہ گری پر کئے اور
 شہارنگ کوہ کنت و ریائشیں اپنے گنڈے کو اڑا کر سامنے تخت لقا کے آیا سجدہ کیا اجازت خواہ ہوا القائے کما کہ تو میرا بندہ
 خاص تھا جس پر جاتیرے دم شمشیر سے بہت سے خدا پرستوں کی موت فتنہ برپا کر دی ہے پس یہ کافر گنڈے کو کجک مار کر میدان میں آیا اور بکا
 کڑی خدا پرستوں کے ہتھیاروں کی ہودہ میرے مقابلے کی واسطے آئے پوری بات اس کے منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ شہر و یہ بن حمزہ مرکب کو اڑا کر
 ساخنہ بادشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہو کر سلام کیا اور رخصت میدان چاہی بادشاہ صورت شہر و یہ کی دیکھ کر بہت روئے اور فرمایا کہ تم ایک
 نشان صاف جعفران باقی رکھئے ہو یہی نہیں چاہتا کہ تم رخصت میدان کی دون پہلے میں اڑا لوں بعد میرے تم میدان داری کرنا شہر و یہ نے ہاتھ بٹھک
 عرض کیا کہ خدا اس روز کو مجھے نہ رکھے کہ میں تخت بادشاہی کو قالی کھوں اگر آپ نجلے دیکھیے گا تو میں اپنے نہیں ہلاک کروں گا بادشاہ نے فرمایا کہ تم
 تمہیں خدا کے سپرد کیا شہر و یہ سلام کر کے گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک طرف زمین میں اس کا فرنگہ بڑا پونچھا دونوں آپس میں لگا کر زن ہوئے بکا فرنگہ
 پر سے گرنے لگے ہنسیلا اور پھر راتوں میں مسلک کجک مار کے برابر آیا اور کما کو نام اپنا بیان کر کے تو کون ہے شہر و یہ نے نام اپنا بیان کیا اس کا فرنگہ کما
 کہ میں نے سنا تھا حمزہ مع اپنے فرزندوں اور سرداروں کے برف میں دیکر مر گیا مگر ایک باقی ہے شہر و یہ نے کہا کہ غاک تیرے منہ میں حمزہ اپنے
 فرزندوں اور سرداروں سمیت زندہ ہے ایسے قرآن صعب بہت سے گذر گئے لقا ہا محفل کیا ہو کہ اپنا غضب کسی پر نازل کرے شہارنگ یہ کلمہ
 لشکر غضبناک ہوا اور کما ای خدا پرست معلوم ہوا کہ تو باندہ رازہ راہ راست پر نہ آئیگا لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو شہر و یہ راہچہ داری زمرہ دی نشان
 کمان کیانی و گردگران شہر و یہ نے کہا کہ ہمارا دستور زمین ہی پیش دستی کرنا جب تیرے حربے سے بچو گا تو میں بھی حربہ کرؤں گا اس کا فرنگہ کما
 کہ مجھے بڑا گھمندی بھاری کا خبر دار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبر دار نہ کیا تھا یہ کما نیزہ شہر و یہ پر ہمارا شہر و یہ نے نیزہ اسکا سپر پر دو کا نیزہ بازی
 ہوئے لگی دھڑکی میں شہر و یہ نے نیزہ اسکا ہوائی کیا شہارنگ نہایت غضبناک ہوا اور تلوار کھینچ کر شہر و یہ نے ہنوں سپر گری تلوار
 اس کے ہاتھ سے چھین لی اور پھر گھر میں ہاتھ ڈال کر قاتل بن بر سے اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا اور جہاں پر چڑھ بیٹھا خشکین باندھ کر اپنے عیار کے
 حوالے کیا کہ لہجہ اسے اور پھر مبارز طلب کیا کہ تارنگ مقابلے کی واسطے آیا بعد گفتگو کے شہر و یہ پر حملہ آور ہوا شہر و یہ نے تمام حملے اس کے رد کر کے
 اسکو بھی مرکب پر سے اٹھا لیا لقا نے کما کہ سوا سے طہماس کے کوئی اس پر غالب نہ ہو گا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ بلایان کیلن سے گڑا ٹھی ہر کار سے
 مہر فین سے دور ہے جب کہ گرفت اگر شق ہوئی دیکھا کہ خواجہ گرازلہ بن ملک بختیارک شوم کافر بیدین خیر پر سوار دکھائی دیا عجیب بہت تھی کہ
 خلعت فاخرہ پہنے ہوئے مرغ زرین بنا ہوا زکشا کا نہ سے پر سبز تلوار لگی ہوئی مانند ہموں کے خاندان زمین میں اچھلتا ہوا القائے پاس آیا اور کما مبارک
 ہو شہر و یہ کنگان صاحب ساطور گرازلہ طہماس بن عنقول دلو پر و را ہو نیا القائے نایت خوش ہوا اور سوار و تلوار مقابل کیواسطے بھیجا مگر گڑا تیرہ
 بختیارک کے پیچھے اٹھتی تھی آئی تھی وہ جو شق ہوئی آئین سے زمین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا بعد اس کے تھنا میں شتر تالین قنچیان بھانوں کی
 سید لون کے کل کے دل ڈھلاؤ زفر کی آواز بلند بعد اسکے غول خاص بڑا ہون کے اور کوئل گھوڑے با ساز و براق مرصع اور ستے چھڑاؤ کرتے ہوئے
 آئے ایک طہماس مسلح و کمل کر گدن پر سوار تین لاکھ سوار پس پشت اگر لقا کو بھی کیا زمرہ شاہ نے دست بخش طہماس کی پشت پر پھر ادا
 کما کہ آئین خون قدرت خداوندی بغیر تیرے خدا کی میری مردہ تھی طہماس نے کہا کہ با خداوند جنگ حمزہ زندہ رہتا میں بھی نہ آتا اب آپ
 کو غائب کرو یا میں خدمت میں حاضر ہوا القاطہ طہماس کو لیکر بارگاہ میں آیا صحبت پیش آ راستہ کی اسباب دعوت مہیا کیا طہماس کا داغ جب
 شرب سے مست ہوا کما کہ یا خداوند مجھ کو بادشاہ اسلام نے جو جو کچھ کہہ میں اسکا عرض میں اسے لڑکا سحر بن قباد کو لکھو کہ یا تو ہباب صاحب جعفران
 مجھے بھیجیں نہیں آماؤہ جنگ ہوں اسی ہنوں کا نام طہماس نے بھیجا عیار نامہ لیکر بارگاہ میں آیا نامہ ہاتھ میں بادشاہ کے دیا بادشاہ نے
 نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہوئے نامہ پیر کر پیکر با اور نامہ بر سے فرمایا کہ گندین اس عادی سے کہ حمزہ نے تو مجھے زندہ چھوڑ دیا اس کے عرض میں
 تو وقت پا کر آیا کہ اسباب صاحب جعفران نے میں تو جانتا ہی تھا کہ تو قابوچی ہو اگر بہادر ہو تا تو بھی لشکر بے سردار پر نہ آتا اور کیا مجھ کو بد بھجا ہی
 میں نے بادشاہی لشکر اسلام کی بزرگ شہر لی ہے میں کسی سے اندیشہ نہیں رکھتا ہوں جو مجھے ہو سکے قصور نہ کر خدا سے باز رکھتا ہوں

جواب نامہ لیکر طماس پاس گیا مہر چٹا ہوا دکھایا اور زبانی بادشاہ کے جو سنا تھا بیان کیا اختیار کرنے لگا کہ جلاوہ کسی کو کیا سمجھے ہیں
 طماس نے شہر میں بدست تھا نام چٹا ہوا لیکر دوز روشن کی آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا اختیار کرنے اور گر گیا گویا بھس میں چکی ڈالی سلاطین
 ایک کڑاٹھ کھڑا ہوا اور کہا ابھی جا کر بادشاہ کو سزا دیتا ہوں اختیار کرنے لگا ہر چید رو کا کہ جانے دیجے میدان میں سمجھ لیجیے گا طماس کب رکن ہوا
 اس وقت بارگاہ سے نکل کر گنبد سے پانچ سو اور اسے لشکر اسلام کا لیا ذیقون اور افسران فوج نے جا کر ساتھ طماس کے جائیں طماس نے سمجھون
 سے دیکھ کر کہا کہ خبر دیر میرے ساتھ کوئی نہ آئے اور جو میرے ساتھ آئے گا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مجھے برا کوئی نہیں ہے میں کہا تھا اسے بھروسہ پران
 خدا پرستوں سے لڑنے آیا ہوں تم سب یہیں ہو اس طرح غضبناک ہو کر کہا کہ کوئی اساتھ نہ گیا سب وہاں رہ گئے طماس کی زبان ہار وادہ ہوا آئے آئے
 واخل لشکر اسلام ہوا وہاں پہنچا کہ جہاں نقارخانہ سلیمانی وحشیہ می نوازش میں تھے اور طبل اسکندری اسی جگہ رکھا رہتا ہی خیال میں گذر
 اے طماس طبل اسکندری جو صاحب جفران ہوتا ہی اسی کے نام پر صدا دیتا ہی اگر تو صاحب جفران ہی تو تیرے نام پر صدا دیا گیا یہ خیال میں لا کر نقارخانہ
 پر چڑھ گیا اور جو ابٹھا کر اسپر لگائی بے اختیار یا صاحب جفران کی نہیں سے صدا کی صاحب دفتر کتا ہی کہ باعث طبل کے صدا دینے کا یہی
 کہ طماس تو رالہ ہر کار رفتی ہوتا ہی اور تو رالہ ہر کو تمام بیٹوں اور پوتوں پر زبردست رکھا ہی اور دو بیٹا میر کے اسکے ہاتھ سے مارے جا
 رہے ہیں اور تمام لشکر کو مع امیر کے زخمی کرتا ہی وہی سبب سے طبل نے اسکے نام پر صدا دی غرض کہ جب طبل سے صدا دیا صاحب جفران کی بلان
 ہوئی طماس نے چاہا کہ طبل اٹھا کر لیجائے کہ قلا جیچنی اور کیا جیچنی دونوں دار وادہ نقارخانے کے در طوق جہاں کہ و علمدہر علم ازاد با پیکر
 اسی کے پاس رہتا ہی تیون مانع ہوئے کہ طبل نہ لیجائے دیکھ غرض تلوار میں کھینچ کر دوڑے طماس پر چڑا اور ہونے لگے تلوار ماری طماس
 نے تیون سپہ گری اسکے ہاتھ سے چھین لی اور ایک طمانچہ مارا کہ وہ سپوش ہو کر گر پڑا تیون کو اس طرح سپوش کر کے طبل لیکر روانہ ہوا پورا طمانچہ
 کسی پر نہ پڑا تھا جو پورا طمانچہ پڑنا تو دھڑ سے سر اٹھاتا ایک دعا ٹھکانا بڑی تھین کہ جیسے لوشن کبوتر لوٹ جاتا ہی پتھر گرے اور تیون
 ہو گئے پھر کسی کی جرات اتنی نہ ہوئی کہ اسکا سامنا کرے طبل اٹھا کر طماس نیچے آیا گنبد سے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا خبر مفصلہ آخر
 بادشاہ اسلام کو پہنچی کہ طماس طبل اسکندری لیجے جاتا ہی آہ سرد کھینچ کر فرمایا کہ اگر اس عادی کے پیچھے جاتا ہوں تو لشکر خالی ہوا جاتا ہی نہیں جاتا
 ہوں تو عجیب ذلت ہر زمانہ کہ طماس طبل اٹھا کر لگیا اور کسی سے کچھ نہ سکا شیر و یہ اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ شہزادین اس عادی کو کب چھو
 ہوں کہ طبل لیجائے میں جا کر جھین لاتا ہوں سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ آپ اسکے تقاب میں نہ جائیے اور آپ جانتے ہیں کہ صاحب جفران
 محکو باپ کتنے میں اور تمام لشکر میرا کتنا مانتا ہی امیر نے بھی میرا کتنا کبھی دشمن کیا مناسب نہیں ہے کہ آپ اسکا تقاب کریں بادشاہ نے غلج
 کہ کبھی تم نہ جاؤ شیر و یہ نے نہ مانا اور باہر نکل کر مگر پر سوار ہوا تقاب میں طماس کے چلا طماس دونوں لشکروں کے درمیان میں پہنچا
 شیر و یہ نے فہرہ کیا کہ ادا مرد میدان لیکن حمزہ صاحب جفران نے وہ بکی ترے ساتھ کی کہ جنگ بوندہ چھوڑ دیا تو نے اس وقت میں اگر یہ فسلو
 طبل لیجلا میں تجھے کب لیجائے دیتا ہوں اور تلوار کھینچ کر طماس پر ماری طماس نے تلوار اسکی سپر پر روکی اور زبردست کا ب سا طور
 ساڑھے تین سو من کا کہ ہر وقت اسکے پاس ہوتا ہی اسے شیر و یہ پر مارا سپر کو کاٹنے کا دوا بروا کر گیا شیر و یہ نے دستا سار کہ سا طور تو
 جھٹکا کے کل گیا سر سے چادر خون کی جاری ہوئی شدت سخت اٹھک کاٹھو لکڑی زخم سر کو کسکے باندھا تلوار طماس پر ماری کہ گونہ سپر کو
 قلم کر کے دوا ٹھل کا زخم اسکے سر کاٹھا طماس نے زخم کھا کر دوسرا سا طور شیر و یہ پر مارا کہ شتا شیر و یہ کا نشانہ ہو گیا اور دہنا ہاٹھ حمل ٹپا
 بائیں ہاتھ سے خنجر کھینچ کر طماس پر مارا کہ نہ کو تو ذکر دوا ٹھل کا زخم اسکی پسلی پر لگا تیسرا سا طور جہاں سے مارا تو بائیں ہاتھ بھی اٹھا لک پڑا
 بس شیر و یہ نے اپنے تین طماس پر ڈال دیا اور اسکے بدن پر دانت مارے کہ زخمی آئی اور دانت انکے اسکے بدن میں ٹھہر گئے اوپر سے جو
 طماس نے دست سا طور کا مارا سر شیر و یہ کا پاش پاش ہو گیا زخمیں گر کر طماس طبل اسکندری پہنچے ہوئے چلا گیا لوگ شیر و یہ کو اٹھا کر
 سامنے بادشاہ اسلام کے لائے جراح کو بلوایا ہر چہاٹھون نے چاہا کہ زخم اچھا نہوا آخر کو درجہ شہادت پر فائز ہوئے ایک کہرام لشکر اسلام
 میں مچا ہوا تھا کہ طماس جو لشکر میں آیا تو احوال سے لقا سے بیان کیا کہ طبل اسکندری میں لے آیا اختیار کرنے یہ لشکر نہایت خوش ہوا اور

اپنے دل میں کہا کہ اب خدا پرستوں کا زوال ہوا اور ظلماس نے فضل سکندری نقار خانہ میں بھجوا دیا اور نشہ شراب میں بہست ہوا حکم کیا بلبل جنگ
 بچے کہ صبح کو میں تمام خدایہ پرتو نکول کر دیکھا ہر طرف سے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی فرمایا کہ میں بھی اپنی زندگی سے سیر ہوں بعد اُمیر بزرگ تو فیروز سرداران لشکر
 اسلام کے بیٹنا مجھے سخت شاہی پر گوارا نہیں ہے یہ فرما کر کہا کہ بلبل جنگ ہمارے لشکروں میں بھی بچے چار پہر رات طرفین میں تیاری رہی صبح کو دونوں
 لشکر میدان میں آئے جب صفیں آراستہ ہو چکیں اور تعجب نقابت کر گئے ظلماس نے اپنے کرگدن کو چھیڑا اور سامنے لٹاکے آیا اور کرگدن پر
 سے ہونے کی اجازت خواہ ہوا لٹاکے کہا کہ تو میرا نہ خواص ہر تقدیر میں نے کی کہ تمام خدایہ پرتو نکول مار بگا بگا جگہ اپنے یہ قدرت کو بخش
 ظلماس گیند سے پر سوار ہوا اور میدان میں آکر نیب دی کہ اسی خدایہ پرتو آؤ میرے مقابلے کو یا آکر خداوند کو سجدہ کرو یہاں سے بہادریوں نے
 لگھوڑوں کو چپکا کر فرہ کیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہو تقابریوں کے پرستاروں پر ظلماس اور سرگرم مبارز طلبی ہوا کوئی ایسا نہ تھا کہ ظلماس کے
 مقابلے کو جاتا بادشاہ اسلام نے جو یہ نقشہ دیکھا تو فرمایا کہ میں خود جا کر مقابلہ کر دینگا اور کہا کہ لاؤ ہماری سواری کام کب اور ایسا دانتاں جو میں
 مارا جاؤں تو میرے بھائی جمشید بن قباد کو میری جگہ پر بادشاہ جاننا بس یہ کلہ سکر تمام لشکر میں ایک غل ہوا اور جمشید بن قباد دوڑ کر
 پانوں پر گر پڑا اور کہا کہ بعد اُنکے خدا نکو زندہ نہ رکھے اور میں اپنے ہونے آؤ میدانی میں کب جانے دیتا ہوں اور سلج و کل ہو کر اجازت لیکر مقابلے
 کو ظلماس کے آیا ظلماس نے ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا پوچھا تو کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے اُس نے کہا کہ مجھے جمشید بن قباد کہتے ہیں
 بھائی ہوں بادشاہ اسلام کا ظلماس کو دشمن جانی سعد بن قباد کا ہر جو میں سنا کہ یہ اُٹھا بھائی ہے کہا لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو اُسے کہا کہ
 ہمارے یہاں کا دستور نہیں ہے اس وقت ظلماس بولا کہ تیرا معمول نہیں میرا معمول تو ہے اور ہر جمشید پر مارا اُسے ہنر سے کوئی نہ پر روکا
 ہنر بازی ہونے لگی مطلب کسی کا چل نہوا سنا میں بنامیں ہر چھوٹی ناکارہ ہو گئیں ہاتھ سے ہر چھوٹو نکو پھینک دیا ظلماس نے دوڑ کر اپنے ساطور کو
 مارا اُسے پر سے اُٹھا لیا اور جمشید پر مارا جمشید نے سپر پر روکا سپر کو کاٹ کر سر پر پٹا کہ نادا و بردا تر گیا جمشید نے دستانہ مارا کہ ساطور سر سے
 نکل گیا اگر سر سے دریا سے خون جاری ہوا اور عشق کیا لوگ اُس کو اُٹھا لگئے ظلماس نے چھ مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام سلج و کل ہو کر ظلماس
 کے مقابلے کو آئے بعد نگاہ دہنی کے سعد بن قباد نے کہا کہ ظلماس نکو باد ہو حمزہ صاحبقران نے کیا نیکیاں تیرے حق میں کی میں اب تو انکی
 قریح بے سردار سے لڑنے کی واسطے آیا ہوں چکاو جمیت نہیں ہے ظلماس نے کہا کہ سعد جو جو کلے کر گئے میرے حق میں کہے میں وہ میں ہی خوب
 جانتا ہوں دلیر میرے لاکھوں داغ ہیں اُس کا عوض میں آج تھے لوگ اور وہ کین نکو نکا یا سکر سعد بن قباد نے کہا کہ میں تو پہلے ہی جانتا
 تھا کہ تو مرد قاجو جی ہے تو نے دیکھا کہ امیر برفت میں دب گئے ہیں اب تو لشکر پر آیا ایسے قرآن صعب حمزہ صاحبقران پر بہت پڑے ہیں
 اور غنایت خدا سے گذر سکے میں پھر وہ باقبال ظاہر ہو گا تو مجھے چند روز کی مہلت دے کہ میں امیر کو برن سے نکلو اؤن ظلماس نے
 کہا کہ میں تم بھڑکی مہلت نہ دوں گا اور جو مہلت چاہتے ہو تو آکر لٹا کو سجدہ کرو کہ نصیر بخاری معاف ہو جائے یہ کلہ سکر بادشاہ اسلام نے
 کہا کہ اؤ کا فر تو کمال بے مروت ہے میں لٹا پر بھی لعنت کرتا ہوں خدا میرا ملک ہے جو مجھے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر ظلماس اس
 کلہ و کلام سے بادشاہ اسلام کے آگ ہو گیا اور وہی ساطور سعد بن قباد پر مارا بادشاہ اسلام نے سپر پر روکا تھا کہ سپر کو قلم کر کے
 چار اُٹکل سر میں اترا یا بادشاہ نے دستانہ مارا کہ ساطور سر سے نکل گیا اور زخم کور و مال سے باز ہلکے تھوڑے کھینچ کر ظلماس پر ماری اُس نے
 بھی سپر پر روکی کہ تھوڑے سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی وہ اُٹکل کا زخم اُس کے بھی سپر پر لگا ظلماس نے دوسرا ساطور بادشاہ اسلام پر مارا کہ
 بادشاہ کا شانہ زخمی ہوا بادشاہ نے بھی تھوڑے سپر کا زخم لگا ظلماس کا بھی زخمی ہوا ظلماس نے تیسرا ساطور مارا کہ بادشاہ کے سر پر پڑا
 زخم سر جو پارہ ہو گیا اور عشق کھا کر گرے لشکر اسلام نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا تھوڑے کھینچ کر ظلماس پر دوڑ پڑے اور سر سے
 قریح کھنکھار بھی دوڑی جنگ منلو ہوئی دن بھر ملو اچلی اور اہل اسلام نے خوب خمیش زنی کی شام کو قبل بازگشت بجا دونوں لشکر نے
 اپنے خمیوں کی طرف چلے ظلماس کو لٹاکے جج میں لپسا تھا اور جو اہر کی کشتیاں تیار کرتا ہوا خمیہ میں آیا بختیارک نے کہا کہ اسی خداوند
 آج تو خدا پرست بچ گئے ظلماس نے کہا کہ غلام سہل گئی تھی اس باعث سے میں پھر آیا ہوں میرے ہاتھ سے یہ خدا پرست بچکر کہاں جائیں گے

ایک کو زندہ نہ چھوڑ دیا کہ حکم دیا کہ ہل جنگ بچے ہر کار سے خبر لیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے مگر لشکر اسلام جو پھر کر خود گاہ میں
 آواز نمبون کے مانگے لگوائے اور آپس میں صلاح کی کہ اب ہل جنگ پھر بجائی صبح کو کون مقابلہ کرے گا اور اس دیو سے کون عمدہ برا ہوگا
 آخر کو شیران سلطنت نے صلاح دی کہ شہر غنظلی آباد کو چلو اور عمرو سے کہا کہ پہلے آپ روانہ ہو جیسے عمرو آگے روانہ ہوئے لشکر اسلام
 پیچھے چلا رہا تھا کہ رخصت ہوئی تھا سو رہا چاہتا تھا کہ ہر کاروں نے اگر خبر دی لشکر اسلام شہر غنظلی آباد کو بھاگ گیا بختیارک نے
 کہا کہ انو طلماس ان لوگوں کو مصلحت نہ دینا چاہیے زندہ رانیوں زد اور اگر وہ شہر غنظلی آباد میں پہنچ گئے تو پھر انکا ہاتھ کاہت مشکل ہی
 طلماس نے کہا کہ ملک جی میں انھیں کب چھوڑنا ہوں کہ وہ شہر غنظلی آباد تک پہنچیں اور اے ملک جی تم لقا کو لیکر پیچھے چلے آؤ میں
 آگے جا کر لشکر اسلام کو گھیرتا ہوں یہ کہ اگر گنڈے کو دوڑا کر روانہ ہوا لشکر اسلام چلا جاتا تھا کہ طلماس پہونچا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستوں
 تمھیں کب چھوڑنا ہوں کہ میرے ہاتھ سے زندہ و سلامت نکل جاؤ اہل اسلام نے جو دیکھا اور آواز طلماس کی سنی تھو گئے اور کہا غضب
 ہوا کہ عزرائیل ہماری جان کا آپونچا مگر آپس میں صلاح کی کہ کچھ لوگ تو طلماس سے لڑیں اور باقی بادشاہ اسلام کو لیکر آگے بڑھیں آپ
 صلاح کر کے بادشاہ کو لیکر چلے اور وہ جو لوگ رہ گئے تھے وہ طلماس سے لڑنے لگے مگر اب کب اسکے منہ پر چڑھ سکتے تھے من گھڑی دو گھڑی لڑے
 اور لہر اسب تیر انداز ہاتھ سے طلماس کے شدید ہوا باقی لشکر بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر بھاگا طلماس نے بارگاہ سلیمانی اپنے فیض میں
 کی اور پھر قعاقب میں لشکر اسلام کے فائدہ ہوا لیکن بادشاہ اسلام بیہوش تھے ہوش میں آئے کہ لہر اسب کے شدید ہونے کی خبر بادشاہ اسلام
 کو پہونچی بادشاہ نے چاہا اب جا کر طلماس کا مقابلہ کریں مگر کسی نے نہ جانے دیا اور کہا کہ اے شہر غنظلی آباد قریب ہر دو ہاں چلے یہاں پر وہ
 ہونے تھوڑی دور آئے تھے کہ دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے مگر نہایت اُداس اور پریشان ہوا تھیاں چہرے پر چھوٹی تھیں کہ کہا کہ
 یار دم کمان جاتے ہو لوگ غنظلی آباد کے دین اسلام سے پھر گئے اور ہمارے دشمن ہو گئے ہر چند میں نے کہا کہ دروازہ شہر کا کھول
 کسی نے نہ کھولا اور لڑنے پر مستعد ہوئے بادشاہ اسلام نے عمرو کے کہنے پر عمل نہ کیا اور سامنے شہر غنظلی آباد کے آئے پکار کر کہا کہ
 سرکشی سے باز آؤ دروازہ شہر کا کھول دو اور جو نہ کھولو گے تو چند دن میں حرم کا صا جعفران پیدا ہونگے اور ایک ایک کو قتل کریں گے یہ سنکر
 مالک بن زردہشت نے کہا خیر جب عمرہ پیدا ہوگا اسوقت بھی لیا جائیگا یہ کہ کہا اپنے لوگوں سے کہ تیر باران کروان خدا پرستوں پر اس
 فائدہ پر سے بارش تیر ہونے لگی بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ یہ لڑنے پر مستعد ہیں اگر میں بیان لگتا ہوں تو اوہ صر سے یہ لڑینگے اور اوہ صر سے
 طلماس چلا آتا ہی ہمارا مارا جاتا تو ایک طرف ناموس سب برباد ہو جائینگے یہ سمجھ کر سامنے آؤ کہ وہ تھا اسکے اوپر آئے اور تمام بھاد کو اپنے
 قبضے میں کیا جا بجا گھاٹیوں پر لوگوں کو بٹھایا وہ تیر و کمان ہاتھوں میں لے لیکر مستعد لڑنے پر بیٹھے کسی کا فر کو بھاڑ پر ہم نہ آنے دینگے اپنی ہون
 دینگے لیکن ناموس امیر کو بچا بیٹے اس عمر میں گرد و غبار کا حق اٹھا اور علامت لشکر کفار کی نمایاں ہوئی طلماس بن عقوقیل دیو پرورد
 دکھائی دیا اتنا جلد طلماس آیا ہر کہن گنڈے رستے میں مرکز گرڑے میں جو تھے گنڈے پر سوا ہو کر آہی بھیجے اسکے فوج علی آتی رہی
 پہاڑ کے یا اگر چوٹیاں اب کوئی دو گھڑی دن باقی ہو طلماس نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائے اور خدا پرستوں کو قتل کرے کچھ لوگ جو اسکے ساتھ
 آئے تھے انھوں نے روکا کہ لقا فدا سے باختر کو آجائے دیکھو یہ خدا پرست جاتے کمان میں بھاڑ پر گھرے ہوئے ہیں کسی اور طرف سے رستہ
 جائیگا انھیں ہو طلماس بھی تھک گیا تھا انکے کہنے سے پھر کر خیمہ میں داخل ہوا اور فوج کو حکم کیا کہ چار طرف سے پہاڑ پر نرندہ کر لو فوج
 اسکی گرد پہاڑ کے آخری دوسرے دن لقا اور بختیارک اور تمام سردار مع لشکر آکر سوچنے طلماس نے ملازمت مہل کی لقا نے
 دست بخیر پنا اسکی پیچھے پھر اور کہا کہ تم میرا بعد و داخل انخاص ہو تیرے دم دشمن سب خدا پرستوں کی موت تقدیر کر دی ہر اسدن بھی
 لڑائی موقوف رہی شام کو ہل جنگ بجا بارات بھرتیاری لڑائی کی رہی اور پہاڑ پر سب مسلمان نمازیں پڑھ پڑھ کر دعائیں مانگے کہ
 صبح کو لشکر کفار سوار ہو طلماس نے کہا کہ طبل سکندری کو بجا دھیسے ہی جو پسر بڑی ہدا یا صا جعفران یا صا جعفران کی بلند ہوئی
 بادشاہ اسلام نے جب یہ صدا طبل سکندری کی سنی فرمایا کہ ہم سب مارے جائینگے اور کوئی ہم میں سے نہیں بچے گا میں تم سب صاحبوں کے

بخوشی کہتا ہوں کہ جا کر لقا پرستی اختیار کر لو کہ جانیں بخاری پنج جانیں اور جان و مال و ناموس تم سب کا بیجا اور بے کافراؤں میں
 پہنچاؤں میں جو تم آگے شہر سے بچے ہو گئے اگر حضرت صاحب قرآن پیدا ہو گئے اور تم سے میرا حال سنیں گے تو یقیناً جو کہ میرے خون کا عوض ان
 کافروں سے لینے پر شکر سب نے عرض کیا کہ اگر شہر بار لاکھ جانیں ہماری آپ کے ایک ناخن پاؤں میں ہم آپ کو اس وقت تنہا چھوڑ کر نہ جائیں گے
 آرزو یہ ہو کہ جان ایک ہوندا آپ کے پسینے کی گرہی وہاں ہمارا خون بیٹھا ہم ٹکڑا ہوں میں نہیں میں کہ اس وقت تکسی میں حضور کو تنہا چھوڑ کر
 چلے جائیں بہت آن میں ہاشم کر دوزخ جنگ یعنی پشت میں ہا این منہ کا ندر میان خاک و خون بینی سری ہا عرض رات بھر مجب غلط رہا
 لشکر کفار میں ناچ رنگ اور شرابخواری کی صحبت رہی اور لشکر اسلام میں نماز و دعا و گریہ و زاری تھی صبح کو لشکر کفار نے ہمارے پرورش
 کی اور طہاس کر گدن سفید پر سوار ہوا سا طور ساڑھے تین سو من کا ہاتھ میں اٹھالیا اور پہاڑ پر چلا چار طرف سے پہاڑ پر لڑائی ہوئی گئی
 ہاں اسلام نے زکشی اٹھل کر آگے رکھ لیے تھے کمانوں میں پیوستہ کر کے ان خطا شعاروں پر مارنا شروع کیے عجب عالم تھا
 کہ قاصد قضا پیغام مرگ ہر ایک کو پہنچاتا تھا ہزار ہا کافروں میں جہنم ہوئے اور گوشوں میں چھپنے لگے پھر کسی نے ارادہ نہ کیا کہ پہاڑ
 کی طرف کو رخ کرے جب طہاس نے یہ حال دیکھا تو گینڈے پر سے اتر ادا میں گروائے آستینیں چڑھا لیں اور پکارا اے خدا پرستوں اب
 میں تمہیں کب زندہ چھوڑتا ہوں یہ کہا اور سا طور ہاتھ میں پاؤں پر جو منہ شروع کیا راوی کہتا ہے کہ قذ طہاس کا چوراسی ارج کا
 ہوا اس قدر قدامت پر کو دتا ہوا چلا جاتا ہوا لقا کا یہ عالم ہے کہ فقہ مار کر انیس پہرے کی ایک جنگاں میں شیر چلے گئے میرے دیکھو کہ سطح ان
 بندگان خوالی بر جاتا ہے بہت میں نے تامل کیا کہ اب بھی یہ خدا پرست مجھے جانیں اور مانیں مگر انھوں نے نہ مانا آج دریا سے قمرانی
 میرا موجود ہے ایک خدا پرست کو نہ چھوڑو گناہ یہ کہ رہا ہو اور طہاس لڑتا ہوا چلا جاتا ہے میں گھاٹیاں پہاڑ کی اسنے لے لیں اور بہت سے
 مسلمانوں کو شہید کیا ہے ایک گھاٹی ہائی رہی ہو طہاس اسپر بھی چلا پہاڑ پر چلے جی ہوئی ہے کہ طہاس آجودنجا اس وقت بادشاہ اسلام
 نے تاج دونوں ہاتھوں پر رکھ کر محتاج و درگاہ جناب افندی ہو کر دست مناجات ہر گاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارے کہ ہر درگاہ
 کو کس یکساں امی باور غریبان یوسف ہر مدد گاری کا حیات مستغاثا اگر باقی ہو تو اس کافر کے ہاتھ سے ہکو نجات دے اور اسکے شر سے میں محفوظ
 رکھا اور بکار نے تھے ایات خداوند اسبہ روز گردان جو روز اندر جہان فیروز گردان شے دارم سپر چون بخت امید
 درین شب رو سفید مکن پنہور شیا نونی یاری وہ دریا و ہر کس لغز بادہم ابن یکسان رس ای پروردگار عالم اس وقت بد
 میں کوئی نہیں ہمارا اسو اسے بری ذات کے بچہ و دعا مانگنے کے نیر و عاہد اجابت پر چٹھا کہ از قدرت سبحان لم یزل و عزیر بلبل
 از جانبایان گردے برخواست گرد تیرہ تیرہ خیرہ سرگرد باستان رسیدہ و پاسے گرد زمین دوریہ سلطان و بیجان ماتند زلزل
 معشوقان مرد و شان با صورت دودل عاشقان نچان بلکہ سواد و ہا غلطار کیسے تو زیبا ہو کہ پردہ گردین شہر مقصود کا جلوہ نظر
 از دامن دشت کوہ و اورنگ اگر دے برخواست طوطیا رنگ گرد اسن آن چنان خباری! رخسار نمود شہر یار سے
 جس وقت گرد و دیک پہنچی باجئے مالاگر کو اور گردنے مالا با کو دامن گرد شگفتہ ہو چار سو عالم کشاد چاہ لاکھ سوار کا دکھائی دیا اور
 آگے آگے ان چار لاکھ سوار کے چالیس ہزار جوان مروارید پوش اور ایک نقادار مرصع پوش بکے آگے دو نقادار دھنہ ہا میں
 ایک نقادار پلنگینہ پوش دوسرا سبز پوش سجھے جلوس سواری کا استھنا لیں شترنالیں قینچیاں ہاتھوں کی غاصبہ داروں کے غول
 کے غول و مرکب تازی کچھی بنی عربی ہاساز جوق مرصع دود و سامیں جنوریان ہاتھوں میں لیے ہوئے کہ کھی گھوڑوں پر نہ بیٹھنے پائے
 اور چار چار سوار ایک ایک چلتے پوش بکتر پوش چار آئینہ مند پوش بدوش چلتے تھے ہاں اور آگے نقادار کے چار ہزار سقہ بادلے
 کی انگلیاں آنکھ بندھی ہوئی ہزار سے دہاؤں پر مشکون کے چڑھے ہوئے اور مرزا لیان ہانات کی گلوں میں پہنے ہوئے
 مشرک کے پائے پہنے ہوئے موئے موئے گنگا جمنی ہاتھوں میں پٹے گلاب کیوڑا پانی میں ملا کر چھڑکے آتے ہیں نقادار
 اگر اس مقام پر پہنچا اور ایک طرف کو قائم ہوا اور عیار کو اپنے خبر کیوڑا سقہ بھجا کہ حال دریافت کرے کیا معرکہ ہر عیار خبر کے واسطے

روانہ ہوا لیکن بختیارک کا یہ حال تھا کہ جب تک نقابدار نہ آیا تھا یہ حواس خواہی میں لقا کی مٹھا تھا ہر دم، اور بجا ہوتا تھا اور صبر کی بظاہر
دیکھتا تھا دو تین دفعہ جو اس سے یہ حرکت صادر ہوتی تو القاب و انساب نے کہا امی بختیارک یہ کچھ کیا میفرادی ہر کہ ہر مرتبہ لو کیا
ہوتا ہر اور صبر کی بظاہر دیکھتا ہر کیا ترسے بیٹے میں درد ہوتا ہر بختیارک نے کہا کہ حضور درد تو نہیں ہوتا ہر گھر دیکھتا ہوں کہ خدا پرستوں
پر مصیبت گذر چکی اور نوبت انکی جان پر پہنچی ہر قریب ہر کہ مارے جائیں اور خدا پرستوں کو مرنے کی عادت نہیں ہر میں دیکھتا ہوں
کہ ابھی تک کوئی مددگار نکلا نہیں آیا اب سے وقت میں فرشتے آسمان سے انکی مدد کو آتے ہیں القاب و انساب نے کہا کہ ادا دیکھتا
کوئی دم میں ہر خدا پرست مارے جائے میں کوئی ایسا نام لیا پانی دلو باقی نہ رہے گا بختیارک نے کہا کہ امی القاب و انساب بھاگنے
کی فکر کرو کوئی دم میں بھاگا چاہتے ہو انھوں نے کہا کہ یہ کیا بختیارک کے کلمے منہ سے نکلتا ہر اس ترسے میں نقابدار پیدا ہوا بختیارک
نے ایک ہاتھ سر پر اور ایک چوڑی دن پر لکھ کر باد صفا دھکا لکھ کر ناچنا شروع کیا اور پکارا اعلیٰ اور لغت برلات اعلیٰ و منات معلیٰ و ملک ملک
طہاس کی جان کا آپو بختیارک نے جاکر نقابدار کو خبر کی کہ اہل اسلام ہاتھ سے طہاس کے گنگا کر پیاد پر چڑھ گئے ہیں اور طہاس بھی
پیاد پر چڑھ گیا ہر کہ بکو جا کر قتل کرے یہ کلمہ سنکر نقابدار برہم ہوا اور کہا کہ اسے زندہ چھوڑتا ہوں کہ یہ پیاد پر جائے پس یہ لکھ کر گھوڑے کو ڈرایا
اور فرار کیا اور گزرا ہمارا وادی کنہہ نائراش اور نامزدانی وادی کی گمان ان فریادوں پر جانا ہر پھر جا اور بہادر دن سے مقابلہ کر یہ لکھ کر امن
گردانا اور آئینین چڑھا کر جا ہر کہ پیاد پر چڑھے طہاس نہایت غصہ و غضب میں پیاد کے اوپر چلا جاتا تھا کہ آواز نقابدار کی سنی کچھ خیال نہ کیا اور
پھر آگے گوروانہ ہوا نقابدار بھی اوپر پیاد کے چڑھا اور پھر فرود کیا کہ نہیں سنتا اور نہیں پھرنا اور جیت کر کے آگے چڑھا طہاس نے بھی پھر کر دیکھا
اور نقابدار پر اسکی نگاہ پڑی پکار کر کہا ادا اہل بدیدہ قضا میری جگو میرے پاس لکیر آئی ہر پہلے بکوش کرنا ہوں پھر اسے بھی لو گنگا بکھرا نقابدار کی
طرف پھر لوگ دیکھتے تھے کہ ابھی میں چالیس قدم کا فاصلہ طہاس سے اور نقابدار سے تھا کہ نقابدار نے دو دن پانوں جہا کرست کی کر
برابر طہاس کے آپو بختیارک نے سنا طور نقابدار برابر الشکر ادا دیکھ رہا تھا کہ نقابدار نے بکشی دیکر ہاتھ مڑ کر سنا دیکھ میں لیا اور
دو دن نقابدار بھی پیچھے پیچھے آئی طرف ساٹھ دھپکا اور کہا کہ یہ فلنراش خوب ہاتھ آیا ہوا ہے بھی طرح سے دیکھو نقابدار پلنگینہ پوش نے
اس ساٹھ کو ہاتھ میں روکا اور نقابدار سبز پوش کی طرف بھینکا اسے بھی اسی طرح ساٹھ کو روکا بختیارک نے جو یہ نقشہ دیکھا تو کیا یہ تاشا کہی نہ
دیکھا ہو گا کہ اتنے بڑے ساٹھ کہ فلنراش بنا ہوا طہاس نے غصہ میں اگر تھو نقابدار برابر ہمارا نقابدار نے پیچھے بھی چھین لیا اور زنجیر کمر میں لٹک
کے ہاتھ ڈاکر ملنے اشد کر جا کر سے کھینچ کر رو کیا کہ لنگر طہاس کا لو گنگا ہاتھ پر بند کیا اور اسی طرح جو دیکر نقابدار پلنگینہ پوش کی طرف بھینکا کہ
لینا اسے بھی نقابدار پلنگینہ پوش نے بردے ہوا اسے لیا اور نقابدار سبز پوش کی طرف بھینکا اسے بھی بردے ہوا روک کر زمین
پر دھارا اور شکسین باندھ کر اپنے غبار کے حواسے کیا کہ لجا اسے بختیارک نے جو یہ تاشا دیکھا تو ایک دم تیر پٹھہ پر لقا کی مارا اور کہا کہ اسے
مالا لاق اب تقدیر کر کر زمین تو را جابگیا اور کچھ جابگیا بتیں بھین کہ نقابدار صرع پوش مثل شیر غضبناک کے لشکر لقا پر گر اور فوج نقابدار
کی فوج کفار پر گری اہل اسلام بھی پیاد پر سے اتر کر شریک نقابدار کے ہوئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ہزار ہا کافر مارے گئے پھر
نقابدار صرع پوش نے علمدار کو مع علم ظلم کیا فوج کفار شکست کھا کر بھاگی اور لقا یہ کتا ہوا بھاگا کا کامر بندگان میں من تقدیر کر کر
کردم اور نقابدار پیچھے پیچھے قتل کرنا ہوا چلا جہان کافرون کا چلاؤ تھا وہاں بھی انکو ٹھہرنے دیا سب کافر مال و اسباب چھوڑ کر بھاگے اور
حوت شروع ہو گئی عمر و بھی پیچھے نقابدار کے چلا آنا ہوا اور لاکھوں دعائیں نقابدار کو دیتا جاتا ہر نقابدار نقاب میں لقا کے چلا
جاتا ہر یہاں تک کہ لقامع القاب و انساب جا کر قلعہ آؤر کوہ میں داخل ہوا اور کہا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرو کافر جو پیچھے بھاگے پٹے
آئے تھے ہر چند چلائے کہ کو بھی قلعہ کے اندر آئے دو مگر کسی نے نہ سنا گوئے ماننا شروع کیا مثل مشورہ۔ ایسا ہاتھی اپنی فوج کو مارے
آخر کار یہ سب کافر پٹے اور نقابدار سے عرض کیا کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں نقابدار نے انکو تشفی اور دلدادہ کیا کہ اچھا تم ہاؤ اور شریک
لشکر ہو اور میں نے تو قسم کھائی ہر کہ لقا کو بغیر مارے ہوئے یا گرفتار کیے ہوئے میں گھوڑے پر سے نہیں اترؤ گا بکھرا سنے قلعہ کے کیا

اور غزوہ کربلا کا زمانہ بجا دیا اور ناکامان پر دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور میرا چور بیان آکر چھپا ہوا نہیں تو ایک دم بھون قلعہ لیا گیا
بہتر یہ ہے کہ نقیاشی کشمکشیں باندھ کر میرے پاس لے آؤ نہیں تو جس وقت دروازہ قلعہ کا میں نے توڑا تو تم میں سے ایک زندہ نہ بچے گا القاب
نے انساب سے کہا کہ بھائی! یہ نقابدار بلا سے رہے در مان معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں اگر اس نے قلعہ لیا تو کم از کم زندہ نہ بچے گا انساب
نے کہا کہ بھائی! یہ قلعہ نہایت مستحکم ہے کسی مجال پر ہوسکے اور بکار کر کہا کہ بھائی! نقابدار جو مجھے ہو سکے حضور کو نہ ہی نہ کر اور لہذا
ایسے خدائے باختر سے نہیں ڈرتا ہوں کہ وہ سخت گیر ہو ایک دم میں تجھ کو خاک سیاہ کر دے گا نقابدار نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو میں کمان بھیل
ہوں مگر خیر محکم معلوم ہو جائیگا کہ کمر گزر کر ان سنگ اٹھا کر قلعے کی طرف چلاؤ اور میرے گولے پڑنے لگے نقابدار سب گولوں کو رو کر کہ دروازہ قلعہ
پر پہنچا یا تو لاٹیل کا کر دیا ورنہ کمر گزرا بارود کی باند بان بھینق سے پھر نقابدار پر پڑنے لگے نقابدار ان سکور دکر کے خندق کو
پھر آکر دروازہ قلعہ پر آیا اور بھڑبھڑا کر دروازے کو توڑا اور اندر قلعے کے آیا مجھے سے فوج نقابدار نے بھی پورش کی القاب و
انساب وجہاںگیر نے لقا سے کہا کہ باخداوند آج کے دن کیواسطے تھے آپ کو خدائی امان تھا اب نقابدار آپ کو نہ بچا ہم سکون کر لیا
ان دونوں نے ہمارے اسیر ہونے کی رعیت نفل ہو گئی شہر لٹکا اب آپ نقابدار کو خاک و سیاہ کیجیے برقی بھنب سے جلا کر ہماری خبر بھیجے لقا
نے کہا کہ اس وقت تقدیر سے نہو سکی میں دیر گیر ہوں مگر سخت گیر ہوں اور جلدی گزرتا تو قبول خدائی کا کیا مچھوٹی اور کیا مچھوٹی
واسطے اپنے بند و نوکوارت کر دوں یہ ہوگا اور تم خداوند پر حکومت کرتے ہو تمھاری حکومت نہ اٹھاؤ گا القاب و انساب نے کہا معلوم
ہوا مجھے کچھ نہیں ہو سکتا ہوں نور و نور و نور و نور باندھ کر خدا پرستوں کو دیدینے کو اس مع اپنے لوگوں کے بلو کر کھینچ کر دوڑے خوب تلوار چلی بہت لوگ لقا
نے مارے گئے لقا شکست کھا کر بھاگا القاب و انساب ہاتھ باندھ کر نقابدار کے سامنے آئے اور امان چاہی نقابدار نے فرمایا امان
بشرط امان یہ دونوں مسلمان ہوئے نقابدار نے اُنہیں کہا کہ تم بیان کا بند و بست کرو من لقا کے قاتل بن جاؤ ہوں یہ لکھو روانہ ہوا
لیکن زمرہ شاہ قلعہ زر لقا میں پہنچا گلیاں اور گلیں کہ یہ دونوں جیل میں یا قوت شاہ کے دروازہ بیان جمع رہتا ہوں گلیاں
اور گلیں لقا کو استقبال کر کے لائے اور احوال معلوم کر کے دروازہ قلعہ کا بند کیا بعد پھر بھڑکے نقابدار قلعہ زر لقا کے سامنے آیا نعرہ کیا
کہ اے ساکنان قلعہ لقا کو میرے حوالے کر دے قلعہ پر غرور نہو ایک لمحہ بھون قلعہ لیا گیا بھڑکے کوزندہ نہ بچے گا گلیاں اور گلیں نے کہا کہ
ہو نقابدار یہ قلعہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی اسے لے لے گا اور خداوند سے نذر تائیں ہوں کہ سنگ سیاہ کر دے گا نقابدار نے دیکھا کہ یہ کتنا میرا غلٹ پلا
کر میں آتا ہوں اور گرد ہاتھ میں پکڑ کر روانہ ہوا اور میرے لقا نے اشارہ کیا کہ مارو گولی تو ب چلنے لگی نقابدار گولیوں کو دکر کے برب
خندق پہنچا اس عرصے میں دونوں نقابدار بھی پہنچے نقابدار صرصر پوش خندق کو چھانڈ کر گز سے دروازہ قلعہ کا دھڑکوا داخل شہر ہوا
دونوں نقابدار بھی قلعہ زر لقا میں دھانے گلیاں اور گلیں خوب لڑے آخر گزرنے ہوئے لقا دوسری طرف کے دروازے سے
بھاگا نقابدار نے قلعہ زر لقا میں قلعہ زر لقا کے سپرد کیا اور مجھے لقا کے روانہ ہوا لقا قلعہ سے کوئی تین کوس بھاگ کر آیا ہوگا کہ نعرہ
نقابدار کا بلند ہوا کہ ادا کا فر کمان جانا ہر آہو بچا میں اور گھوڑا چکا کر لقا کے پاس پہنچا بہت لوگوں کو مار کر لقا پاس یا لقا کے تلوار ماری
اسے رو کر کے تلوار چھین لی اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کر ٹھالیا لقا کا لاد بند بے ادب تو مجھے نہیں ڈرتا کہ ابھی جا ہوں سنگ سیاہ کر دوں
نقابدار نے اس پر تنوک دیا اس میں دونوں نقابدار وہ بھی آئے انھیں خون آشام دیا قوت شاہ وغیرہ کو گزدار کیا فوج لقا کی بھلی
نقابدار پھر قلعہ زر لقا میں آیا گلیاں اور گلیں دونوں نے نذر مہر کی کی از سرمدی مسلمان ہوئے خزانہ یا قوت شاہ کا نقابدار کو
دیا نقابدار بہت خوش ہوا انکو خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ بارگاہ سلطانی پر پا کر وہاں دیکھوں کسی بارگاہ ہو نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ
آپ کی بارگاہ کی سلطانی سے کم ہے آپ اپنی بارگاہ میں بیٹھیے کہا کہ چھاغوش نے چھپے میں داخل ہوا کھانا کھا یا آرام کیا صبح کو بعد از نماز بارگاہ
میں آکر بیٹھا کہ اطمینان کو لاؤ اطمینان غل و زنجیر میں گرفتار یا بطریق لقا پرستان سلام کیا نقابدار نے کہا کہ اے اطمینان میں نے
تجھے بزدل گرفتار کیا ہوں تو میں اسلام اختیار کر لیا اس نے دیکھا کہ نقابدار کس معلوم ہوتا ہے میرے اوپر کیونکر غالب ہو یا یہ خیال اپنے دل میں

کر کے قید کو جھٹکا دیکر تڑپا اٹھا اور نقابدار پر دوڑا نقابدار نے کشتی میں اُسے زبردستی جھٹکا دیکر لنگر جو اُسکا اٹھا یا بند
 نقاب کا ٹوٹ گیا ایک آفتاب چمکا اطمینان میں ہزار جان عاشق ہوا قدیموں پر گر کر مسلمان ہوا اور کہا کہ ہیشہ بزم و کمان لیے غلام ساتھ رہا کر گیا
 نقابدار نے قبول کیا اسے کلہ چڑھایا اپنے سب سرداروں پر بالا بٹھایا اور لقا کو مع سرداروں اپنے عیار کے سپرد کیا کہ اسے زندان میں کھو جے
 فیصلہ لشکر اسلام کے بھیجا گیا لیکن عمرو بن امیہ ضمری نقابدار کے ساتھ تھا تمام جہات میں اور بدلا بیاں لے کر دھیس دیا وٹھایا یا لیری
 تفریقین کہیں کہی نقابدار کیا کار نمایاں تھے کیا اہل اسلام کو قتل سے بچایا ایسے مادی کو حلقہ بگوش بنایا نقابدار نے عمرو کی بہت عزت و
 توفیق کی زبردست سادیا اور کہا خواجہ قتب جو کہ تم خیر صاحب قرآن کی نہیں لیتے عمرو بولا ای نقابدار اب خاطر جمع ہوئی اب تلاش کرو گے
 یہ کمر سمت آؤ کہ وہ روانہ ہوا جب قریب اس کے پہونچا ایک قصبہ دیکھا کہ اُدھر سے چار اونٹ لادے ہوئے چلے آتے ہیں ایک چوہدری ساتھ
 ہر عمرو ایک فقیر کی صورت نکلا اُنکے پاس آیا پوچھا کیا ہر اور کہا ان لیے جاتے ہو چوہدری ارادہ شربانوں نے کیا کشاہ جی زمین شرباب دیکھا
 اور کھانا ہر کہ ہم دونوں ملوں کیواسطے لیے جاتے ہیں آٹھ روز ہو چکے ہیں کہ ہم اس بلا میں گرفتار ہیں آپ دعا کیجیے کہ بلا سے نجات پائیں
 عمرو نے کہا کہ تم کو دے دو دیون سے دے دے ہو کہا کہ وہ جادو گر نیاں میں کلمات سے آئی ہیں اُسے استیصال حمزہ کے و ما مہ سے بھیجا ہر
 گلشن گلستان انکا نام ہی ہمارا مسکن اپنا مقرر کیا ہر اور ساندہ وز سے حمزہ پر برف برسار ہی ہیں اور سردار قصبہ کو ڈرایا ہر کہ ہمارے
 واسطے ہر روز شرباب و کباب کھانا بھیجے جانا نہیں تو بھارو اٹھکے نام سردار قصبہ کا حامد الیسی ہر وہ مارے خوف جان کے ہر روز چار
 اونٹ شرباب و کباب اور کھانے بھیجتا ہر عمرو نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں جو بارے کہہ کہہ مارو الیسی کہ غیر شخص کو اپنے ساتھ
 کیوں لائے عمرو نے کہا کہ اچھا نہ جاؤ گا مہتا اس واسطے تھا کہ اُن سے کچھ حاصل ہوتا انھوں نے کہا کہ ایذا دیتی میں اور کچھ نہیں دینے عمرو نے کہا کہ کچھ
 مجھے کھانے دو جو بارے شیر مال و کباب دیے عمرو نے کچھ نفل دیکر کہا فدا ہو اُنکے عذاب سے نجات دیکھا سمجھوں نے نفل کھائے بیہوش ہو کر
 گرے عمرو نے سب کھائے اور شرباب میں بیہوشی مائی اور اُن سب کو رفع بیہوشی دیکر چلا گیا وہ جو بیہوش میں آئے تو گھبرا کر بھاگے کہ آج بڑی
 دیر ہو گئی عمرو و کلیم عیاری اور تھے پیچھے چلا گیا ایک دامن کوہ میں پہونچے دیکھا کہ دو جادو گر نیاں بدست بیٹھی سحر کر رہی ہیں آگ پر نل
 مار رہی ہیں کہ وہ جلنے میں و حوان اُٹھ رہا ہے آسمان پر جا کر لڑ رہتا ہے لیکن دونوں جادو گر نیوں نے دیکھا کہ چوہدری کھانا لایا ہر وہ دونوں
 پکاریں کہ اُسے موکو کمان پر لگائی ہم مجھ کے مر گئے جو بارے کہہ کہہ آج کہنے میں دیر ہو گئی کہا ہر اس نگر م حامد سے بھی جائیگا اور کھانا
 اپنے سامنے رکھا اُتھ رہا کہ چاہا کہ کھائے کہ بودارو سے بیہوشی کی دماغ میں لگی شرباب کو دیکھا وہ بھی خراب یعنی اس غصے میں کہ سحر کر کے ہاتھ کو
 جنبش دی کہ بائیں تلوار میں چپ کر رہیں سب کے دود و کڑے ہوئے ایک زردہ بچا تھا اُس سے کہا سچ بتا بیہوشی کسے ملانی اُسے فقیر کا ملنا اور نفل کھانا
 بیان کیا کہا معلوم ہوا وہ فقیر عمرو و تھا ملاکہ وہ امہ نے ہمیں ملنے وقت کہا تھا کہ عمرو سے خبردار رہنا کہ وہی تھا اراق تل ہی دوسری نے کہا میں مقرر
 وہ ساربان زادہ کھانے کے ساتھ آیا ہوگا اور بلندی پر چڑھ کر دیکھا پیشاب کرنے کو بھی عمرو نے کندہ مار کر پکڑا اور بیہوش کر کے زمین میں ڈبک کر ڈالا
 آپ اُسکی صورت نکلا کہ گلشن نے کہا کہ کیوں بن کہیں وہ مولا ملا کہا کہ سنیں معلوم ہوتا وہ ہمارے ڈسے نہیں آیا یہ کمر جام شرباب کا
 ہاتھ میں دیا کہ پوئے اسے ہاتھ میں لیا اور منہ کے برابر لائی کہ یہ بودارو سے بیہوشی کی معلوم ہوئی عمرو کو پکڑا اور کہا کہ میری بہن کو کیا کیا
 عمرو نے کہا میں نے سارا ڈالا بلندی پر چڑھ کر جو آئی تو تلاش گلستان کی پڑی پائی عمرو سے کہا کہ اسے بچاؤ اُسکی جوانی پر رحم نہ آیا ایسے
 مستحق کو تو نے مار ڈالا عمرو نے کہا کہ اولکاتہ تو نے حمزہ صاحب قرآن کو مع سرداروں کے برف میں دبا یا اور رحم نہ کیا میں نے تو ایک
 چڑیل ہی کو مارا ہے کچھ بھی مارا چاہتا تھا تو میرے دام میں نہ آئی اور اب کمان جائیگی تجھے بھی کوئی دم میں دوزخ میں پہونچاتا ہوں اُن سے عمرو کو کھانا
 دیا اور میں کو یاد کر کے روئے روئے سو گئی عمرو و علیہا ملنے مانگنے لگا کہ الوس جن پیدا ہوا اور چاہا کہ گلشن جادو کو مارے کہ وہ بیدار
 ہوئی اور اُسکو پکڑ کر قید کیا اور پھر سو رہی الوس حیران و پریشان تھا کہ سمک دکھائی دیا الوس جن پکارا کہ مجھے جھڑا اتنے میں
 گلشن جادو پھر پھر ہوا بیسلا پویش کو دیکھا چاہا کہ گرفتار کرے سمک بھاگ گیا یہ پھر سو رہی کہ سمک پھر نمایاں ہوا لگی گلشن تلاش سے پکڑا اور

کہ کر باندھا اور کوئلے والے کچے ککباب کر کے کھائے کہ ایک چھتر اگر گلشن جادو کے بننے پر پڑا کہ پشت کو نور کر پھر گزرا یہ تو وہم سے
 گری متفرقان بننے پر اگر چھتر اور سوس نکات کا کا تاغل و شور ہوا عمر و غیرہ قید سے چھوٹے سران دونوں جادوگر نیوان کے لکیر ہو
 ہوئے کہ چکر صا جعفران کو دیکھے مگر امیر پر بنی ت خستہ گذر چکر بن عجیب حالت پر کہ سب گریہ و زاری میں مصروف تہ بن ایک ایک ابر چٹا آفتاب چکا
 اور ایک ساعت میں برف پانی نہ ہو کر بیلگنی امیر نے کہا کہ و اللہ میرے بار و فادار نے کام کیا ماداس سنا کر کو جسے برف برسانی تھی اتنے میں
 عمر و اور متفرقان آئے سارا حال گلشن گلستان کا بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے احوال لشکر کا پوچھا عمر و نے تمام حال خروج کرنا طہاس
 کا اور لدا جانا شیر و بیکار اور بھاگ کر با شہر غلطی آیا و من اور بنی ہونا مالک بن زرد ہشت کا اور پناہ لینا پناہ پر پھر طہاس کا پوچش کرنا
 آنا نقابدار کا اور پکڑنا طہاس کو پھر بیان ہونا اسکا اتفاقا کا گرفتار جو ناسب بیان کیا امیر پہلے فقہ بن اسکا حامد تھی کسی کو مسلمان کیا
 بعد اسکے متوجہ لشکر اسلام ہوئے اور بادشاہ لشکر اسلام نے شہر غلطی پر پورش کیا ہر مالک بن زرد ہشت قلعے میں بند ہوا ہر اور
 سحر کر رہا ہر کہ بیزہ پیدا ہوا اور سانپ لشکر اسلام پر برسے لگے لشکر اسلام میں ملازم ہوا و علما لگے لگے کہ حمزہ صا جعفران آئے اور اسم اعظم پڑھا
 و م کیا وہ ابر برفت ہو گیا مالک بن زرد ہشت فہ مون پر امیر کے گرا پھر اندو سے ترس جانے مسلمان ہوا امیر شہر غلطی میں داخل ہوئے
 بادشاہ تخت پر بیٹھے جب امیر محل میں گئے ملکہ جادو نے کہا کہ شہر پار پھر آپ فریب میں مالک کے آئے کیسی مسلمان نہوگا امیر نے فرمایا کہ
 شرع ظاہر پرست ہوں میں اسے قبول کرتا کروں ملکہ نے کہا خیر میں آپ پر ظاہر کر دوں گی دوسرے دن امیر کو چند سرداروں سمیت پوشیدہ ہو کر
 بیٹھا یا اور مالک کو واسطے سامان دعوت لیا کیا مالک کو بلا کر بٹھا یا خوب شراب میں مست کیا اور کہا اے پد بزرگوار میں نے خدا پرستوں سے
 جو سلوک کیا کوئی نہیں کرتا اور اب مجھ کو حمزہ چاہتا ہر کہ ایک ساربان زادے کے ساتھ منعقد کر دے میں اپنی جان دوں گی اور عمر و کو نہ
 قبول کر دوں گی اگر آپ میرے شریک ہو جیے تو بہتر نہیں تو وہ پالیسون جادو گر کہ اسلام میں نہیں آئے انکو شریک کر کے حمزہ کا کام تمام
 کر دوں گی مالک نے کہا اے فرزند حجاب میں تیرا شریک ہوں تو حمزہ کا کام تمام کر ملکہ نے کہا بہت اچھا اور بیہوشی دیکر سب کو بیہوش
 کیا اور سر سیمون کے کاٹ لیے امیر ملکہ جادو سے بہت خوش ہوئے اور ملکہ جادو کو غفلت دیا عمر و نے کہا کہ حمزہ تو جانتا ہر میں
 ملکہ جادو پر عاشق ہوں میرا عقد اسکے ساتھ کر دے پہلے تو امیر نے بہت سی ظرافت عمر و سے کی بعد اسکے ملکہ جادو سے کہا کہ اے ملکہ
 عمر و غیر مدت سے عاشق ہوا اور تم بھی اسکو چاہتی ہو اب عقد بخار عمر و کے ساتھ ہو جائے تو اچھا ہر ملکہ نے کہا کہ مجھے بس و چشم غلط
 ہر مگر آپ اسکی خست کو خیال فرمائیں میں اس شرط سے قبول کرتی ہوں کہ عمر و میرے ماں اسباب اور شہر کے روپے سے کچھ علاقہ دے دے
 تو کیا خفا غرض جو جو کہ ملکہ جادو نے کہا وہ سب امیر نے عمر و سے کہا عمر و نے کہا کہ حمزہ مجھے سب شرطیں قبول ہیں ماں اسباب
 ملکہ جادو سے کچھ علاقہ نہ رکھو گا شہر کی آمدنی سے مجھے کام نہیں ان سب شرطوں پر نوشت و خواند ہو کر شادی عمر و کی ملکہ جادو کے ساتھ
 ہوئی عمر و اس سے ہمبستر ہوا اسی شب سے ملکہ جادو عالمہ ہوئی کہ لطفہ سے عمر و کے اور لطف سے اسن زین کے ایک رو کا پیدا ہو گا کہ نام اسکا
 تراچہ بن عمر و رکھا جائیگا اور ملکہ جادو اور سر و زمین تن میں کمال اتحاد ہوا دونوں یکجا رہنے لگے مگر متفرقان حبشی کو عمر و نے ان
 دونوں کی حفاظت کو مقرر کیا قرآن تراچہ بن عمر و کو بھی فن عیاری تعلیم کرنا ہر انشاء اللہ شہر ختم میں استان بیان کجا لگی غرض بعد
 جشن شادی عمر و کے امیر بارگاہ بن بیٹھے ہوئے تھے کہ ہر کارون نے اگر خبر دی غلام بارگاہ نقابدار موضع پوش میں موجود تھے نقابدار
 لاف و گزاف کرتا ہر کہ ملک باختر زمر و شاہ باختری کا ہونے سے اسے پکڑا ہر باختر کا مالک بن ہوں حمزہ سے کہا علاقہ جو حمزہ زمین
 و فضل دیا ہر اور جو حمزہ ملک باختر سے دست بردار ہوگا تو میں اسکو بھی باندھوں گا مجھ کو کسی کی پروا نہیں ہر امیر نے کہا کہ نقابدار
 نے طہاس کو جو پکڑا ہر تو اس پر بہت ناز ہر اور جانتا ہر کہ مجھ کو بگڑی نیست بعد امیر نے مقبل سے کہا جلد چلی بچھا واد اس پر غفلت و سپر و شمشیر
 اور جام کلاہ حضرت بھر کر کھو قفل نے سب سامان درست کیا امیر نے فرمایا کہ اے غازیان دیندار وای مجاہدان تیرے شعار تم میں سے
 ایک بہاد کو چاہتا ہوں کہ جا کر نقابدار کو گوشمال دے اور بارگاہ سلیمانی آنا صا جعفرانی اس سے چھین لائے ہنوی چن

کہ بان سے امیر کی تمام ہونے پابا تھا کہ بھائی حمزہ صاحب قرآن کا عجیل ماسر واپس نہ دیکھ سکا تھا کہ وہ اس کے پاس گیا کہ امیر کی حکم ہو
 تو غلام جا کر نقادار کو بتا دیا کہ امیر نے کہا جاؤ کیا مضا اللہ ہے محسن خدا کے سپرد کیا عجیل ماسر و لشکر اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا بعد ازاں
 امیر نے کہا کہ صاحب قرآن سے کچھ نو سکینا گامین چاہتا ہوں کوئی اور اسکی مدد کو جائے ہاتھ میں قرآن فرزند صاحب قرآن اٹھا اور
 کہا کہ غلام حاضر ہو امیر نے فرمایا اچھا جاؤ یہ بھی اپنی ساتھ ہزار فوج لیکر روانہ ہوا بعد اسکے امیر نے فرمایا ایسا الناس ہاتھ میں لگا
 چاہتا ہوں کوئی ایسا بہادر جاوے کہ ان دونوں کی ملک کر سے بدیع الزمان اپنے دنگل سے اٹھ کر ہوا اور کہا کہ میں جاؤنگا امیر
 چاہتے ہیں کہ رخصت دین اتنے میں قاسم اٹھا اور بدیع الزمان سے کہا کہ آپ کو کیا ملازمت چاہیوں کی مدد سے اگر آپ چاہتے ہیں
 کہ میرے اور آپ کے سلسلہ محبت قطع نہ ہو تو آپ دست چھوون کی مدد کو نہ جائیں میں دست راستوں کی مدد کو نہ جاؤنگا بدیع الزمان
 چاہتا تھا کہ جواب دے امیر نے فرمایا اے فرزند تم بیٹہ جاؤ قاسم کو جانے دو بدیع الزمان تختہ کو ضبط کر کے بیٹھ گیا قاسم رخصت
 ہو کر تمام فوج اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا دوسرے دن بدیع الزمان نے صاحب قرآن سے کہا کلامی پدر بزرگوار مجھ کو کمال اشتیاق
 نقادار کی لڑائی کا ہے حکم ہو تو جاؤن امیر نے دیکھا کہ اگر بدیع الزمان کو رخصت نہیں دیتا ہوں تو رنجیدہ ہو گا فرمایا جاؤنگا
 قاسم سے فساد نہ کرنا بدیع الزمان نے کہا اگر مجھ کو فساد منظور ہوتا تو کل ہی فساد کرتا مگر مجھ کو نقادار کا نہایت اشتیاق ہے اور
 جو اس فساد سے کچھ نو سکینا گامین تو نقادار سے لڑونگا امیر نے کہا کہ اچھا جاؤ بدیع الزمان مع اپنے رفیقوں کے روانہ ہوا
 بعد اسکے مالک اشتر نے اٹھ کر سلام کیا کہ غلام بھی رخصت چاہتا ہے امیر نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر قاسم اور بدیع الزمان میں فساد
 ہو تو تم مجھ کو مالک نے کہا کہ خدا مالک ہے اپنے ہتھ ورجہ تو فساد نہ کرنے دونگا کہا اچھا تم بھی جاؤ بعد اسکے لندھو رنے دست
 ادب سے عرض کیا کہ سب سردار تو دست پیم کے گئے مگر بدیع الزمان وہاں ایلا ہوا امیدوار ہوں کہ مجھے بھی رخصت ملے امیر نے
 کہا تم بھی جاؤ وہ بھی مع اپنی فوج روانہ ہو امیر شاہ اسلام شہ سے اور کہا یا حمزہ صاحب قرآن جو شوکت نقادار کی طاماس
 کے پکڑنے میں دیکھی وہ شوکت میں نے جنگ کسی کی نہیں دیکھی ہے یہ سب جو نقادار پر گئے ہیں اسے اسکا کچھ نو سکینا گامین
 اس سے عہدہ برائے سکینا گامین امیر نے کہا کہ میں بھی جانا ہوں اور پہلوان عادی کو بلا کر فرمایا کہ جلو پیش خبر روانہ کرو غرض دوسرے
 دن صاحب قرآن مع بادشاہ اسلام کے ایسلاف روانہ ہوئے اتنا سے کار اتفاقات روزگار عیار نقادار کا لشکر امیر میں موجود
 تھا حال دریافت کر کے نقادار کی خدمت میں آیا اور کیفیت بیان کی کہ کل عجیل ماسر و بھائی صاحب قرآن کاڑگا نقادار نے
 کہا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے دوسرے دن عجیل ماسر و لاکھ سوار اور پیدل سمیت پہونچا اور نامہ نقادار کو لکھا کہ بتر ہے ہر بارگاہ سلیمانی
 اور اثنا صاحب قرآنی جو تمھارے پاس ہے اسے لیکر میرے پاس چلے آؤ میں تمکو خدمت صاحب قرآن میں لیجاؤنگا وہ تھے بہت
 خوش ہو گئے اور جو ایک طاماس کے زیر کر کے بے غور ہوئے تو حمزہ کے بیان ایک ایک وہ پہلوان اور گرد گردن کش ہو کر دیوون
 کو باندھ لیتا ہر انسان کی تو کیا حقیقت ہے نامہ دیکھ کے چلے آؤ نہیں تو سمجھا جائیگا نامہ نقادار کے پاس پہونچا نقادار نے
 سے آگاہ ہوا جواب اسکا لکھا کہ میں نے یہ اسباب کا فزون سے چھینا ہے کچھ صاحب قرآن کے لشکر سے نہیں لیا تم جو آئے ہو تو اب
 مجھ سے زبردستی لیکو کہ حکم کیا کہ مجھے طبل جنگ عجیل ماسر و کو جواب مانے کا پہونچا حکم کیا کہ ہمارے بیان بھی طبل جنگ بچے بس
 رات بعد دونوں لشکر دن میں تیاری رہی صبح کو وہ دونوں لشکر میدان میں آئے صف مدلل و قتال دونوں طرف سے آہستہ ہوئی
 نقیب نقابت کر کے چلے گئے عجیل ماسر و خشتان مرصع نکار پہنے ہوئے خود ہیقلہ سر پر رکھے ہوئے میدان میں آیا ماسر و زطلی کی
 نقادار مرصع پوش نے نقادار پہلینہ پوش سے بوجھا کہ یہ کون ہے اور کیسا ہے نقادار پہلینہ پوش نے کہا کہ بھائی ہے
 صاحب قرآن کا اور بہت زبردست ہے اگر اسپر غلبہ ہوگا تو بڑا نام ہوگا اور جو اس سے کسی کی تو غضب ہوا نقادار نے کہا کہ خدا
 مالک ہے رنگ وزیر بند مرکب دست کر کے بار و بگر وار ہو کر مقابلہ عجیل کا کیا چلے جھگا ور ہوا مرکب برابر ہے عجیل نے دیکھا کہ نقادار

نوجوان ہر کام اور نقابدار تو سنے کار نہایان یکم بن صاحبقران ممنون و مشکور بہن قری بہت لغزین کرتے ہیں تو میرے ساتھ چلا
 کہ امیر شاد ہوئے اور نہیں تو ہلاک ان کے کچھ باندہ لجا بیٹھے نقابدار نے کہا کہ تم مجھے نصیحت نہ کرو جو تمہارے دست برد سے ہو سکے
 مقصود نہ کر عجبیل نے نیزہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ کو نیزے پر رو کیا لگی نیزہ بازی ہوئے بعد چار گھنٹی کے نقابدار عجبیل ماہر و
 کے گھوڑے کی تہل نکال لیگا لشکر بہن نقابدار کے علم جلوه گرمی پر آئے عجبیل کو برا معلوم ہوا ڈانڈنے سے کی نقابدار پر تازی
 نقابدار نے نیزے کی ڈانڈ پر رو کی آخر نیزوں کے پرچے اڑ گئے ہاتھ سے نیزے پھینک دیے عجبیل ماہر و نے گز نقابدار پر مارا نقابدار
 نے گز پر رو کا گڑا سنے کی آواز آسمان تک پہنچی نورہ گرد میں نقابدار پوشیدہ ہوا عیار نقابدار نے گرد گرد چرخ مار کر آواز دی
 آقا حریفانہ رازی کر تار نقابدار ہوش میں آیا عجبیل نے تین گز سیم نقابدار پر مارا سے ممنون خرمین نقابدار نے رد کو کے ایک
 ضرب ایسی ماری کہ عجبیل کا دو دھڑ بان پر لذت دیکھا مگر کب کی ٹوٹ گئی عجبیل ہوش ہو گیا عیار عجبیل کا عجبیل کو ہوش میں لایا
 مگر کب کو مردہ پایا عجبیل تلوار چھین کر گودا مگر کب نقابدار کو گودا نقابدار مگر کب سے گودا پڑا تلوار عجبیل کی خالی گئی آخر کو کشتی ہوئے گئی
 یا سچ دن رات کشتی رہی بہرہون تھا کہ عجبیل نقابدار کو سات قدم پہل کر لگیا اور جھٹکا دیا کہ داسنا زانو نقابدار کا آشنا بہن ہوا نقابدار نے
 انگڑا کر عجبیل سے ہر چند زور کیا مگر نہ جھنٹ نہ کھائی ابکی نقابدار عجبیل کو بیل کر لیا نو قدم تک لگیا وہاں جھٹکا دیا کہ دونوں نہ عجبیل
 کے آشنا بہن ہوئے مگر عجبیل نے بھی انگڑا کر اٹھ پائیک خوف ہو گیا نقابدار نے بھی زور کیا مگر لنگر عجبیل کا نہ ڈھانقا نقابدار نے کہا کہ ای
 عجبیل بس گز ماش سہ جگی جاؤ میں نے تمہیں چھوڑ دیا انہی میں ہا ستم مگر کب کو چھکا کر آیا اور کہا کہ ای نقابدار صبح کو تو ہو اور میں ہوں
 کل معلوم ہو جائیگا دونوں لشکر میرے نقابدار اپنی بارگاہ میں آیا نقابدار بلیگینہ پوش سے پوچھا کہ عجبیل کو کیسا پایا نقابدار نے کہا
 کہ بہت زبردست ہوا دس ہاشم نے عجبیل سے پوچھا کہ نقابدار کو کیسا پایا عجبیل نے کہا کہ نقابدار بہت زبردست ہر وقت اسے
 کہ کہ جا میں نے تجھے بخشا میں غنیمت سمجھا ورنہ مجھے نصیب ہو گیا تھا کہ نقابدار پڑ لیا ایسا نقابدار حمزہ سے کم نہیں ہر دیکھے آبرو
 کیونکر رہتی ہو میں نے تو نقابدار کو ایسا پایا کہ حمزہ بھی اسکا کچھ نہ کر سکیگا ہاشم نے کہا کہ صبح کو معلوم ہو جائیگا غرض دونوں لشکر دن میں
 طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جب صفت کرائی ہوئی ہاشم میدان میں آیا مبارزہ طبل کی نقابدار نے کہا کہ ای مر صبح پویش
 بیٹا امیر کا ہوا اور طرفدار قاسم کا ہو نقابدار نے کہا خیر بھی اجا بیگا اور مگر کب کو ڈاکر مقابلہ ہاشم کا کیا اور کہا کہ ای ہاشم تو ہوا خواہی ہاشم ہا
 وریہ رات و گران کرتا ہوا چاہتا ہا ہاشم نے بھی مارا نقابدار نے نیزے پر اسکا نیزہ رو کا نیزہ بازی ہوئے گئی بعد چند طعن کے نیزہ
 ہاشم کا ڈنگا ہاشم نے خستے میں آکر تیر گز نقابدار پر مارا سے نقابدار نے رو کیا اور اپنا گز ہاشم پر مارا کہ مگر کب ہاشم کی ٹوٹ گئی
 مگر کب گز پانچ ہاشم کا رکاب میں جھپٹ کر اٹھ کر لیا نقابدار نے حال ہاشم کا دگر گون دیکھا کہ جا ڈاکر ہاشم کی ہاشم ہوش ہوئے
 تھا لوگ لپکے بعد دیر نہ ملنے کے گرد اور غبار کا تین ٹھٹھا شاہزادہ خا ورسپاہ مع سپاہ ترک و غاوری کن پہونچا حال عجبیل ہاشم
 کا لشکر جا ہا کہ مقابلے کو نقابدار کے جانے رفیقوں نے سمجھا یا آج نامل فرمائے نقابدار ہاشم سے لڑ چکا ہر کل بچے کا طبل زشت بہرہون
 لشکر بچے رات کو طبل جنگ دونوں لشکر و نہیں بجا سرداران دست چپ اور دست راست متواتر پہونچتے جاتے ہیں عمر و بھی خبر پہونچ
 آیا اسے دیکھا کہ سب سردار مع بدیع الزمان و لدہ و عور و مالک و غیرہ پہونچے اور قاسم و نقابدار سے صبح کو مقابلہ چھڑا کر یہ خبر لیکر
 خدمت امیر میں آیا اور نقابدار کی تعریف ادا کی اور کہا کہ کل قاسم و نقابدار سے لڑائی ٹھہری ہے امیر نے کہا کہ تم شوکت و شان
 نقابدار کی بیان کرتے ہو کیا نقابدار ایسا ہی ہے عمر و نے ستم کہا کہ کہا کہ حمزہ میں نقابدار کو ایسا دیکھتا ہوں کہ تیرے سردار کو
 مانند اذو ہے کے ایک سانس میں کھینچ لگا امیر یہ سنکر سب پریشان ہوئے اور سمجھے کہ نقابدار بلاے بدرمان ہر طور سرگرم ہے کہا
 کہ تم نشانی ہمارے قری کی لیا و اور قاسم سے کہنا کہ جبکہ ہم نہ آئیں تم نقابدار سے نہ لڑنا کہ ہر کو بہت تہنایا تمہاری اور نقابدار کی
 لڑائی کا ہر طور سرگرم ہر صاحبقران کا لیکر و انہ ہوا اس وقت آپو چا کہ جب معلوم لشکر میدان میں آئے تھے اور قاسم و نقابدار مقابل

کہ گروہ کے قریب تھا کہ نیرہ پڑی ہوائ میں ہلو سر کن پہونچا اور قاسم کو پیغام امیر کا دیکر نر نشانی دکھایا قاسم نے نقابدار سے کہا
 کہ میں ناچار ہوں فرما امیر کا رو نہیں کر سکتا اخلاق حکم کو نہ کر کے دن خبر کل ہمارے اور تمہارے لڑائی ہوگی نقابدار نے کہا کہ جانج تو تیری کل بل
 ٹنگی جان بنگی غنیمت جان قاسم نے کہا اگر پیغام امیر نہ آتا تو مجھ کو معلوم ہو جاتا دیکھنا کہ کل تیری کسی خدمت کرتا ہوں نقابدار نے کہا کل بھی
 دوسرے غرض سے بل زکشت بجا دو دن پھر کر اپنے چھو نہیں آئے دوسرے دن جو صاحب قرآن آئے تمام سردار استقبال کر کے آئے امیر بارگاہ
 میں قیام عجل مایہ سے کہا کہ ای برادر تم تو لڑ چکے ہو نقابدار کو کبسا پابا عرض کیا ای شہرہ جی بوقت نقابدار نے مجھے پانچ روزہ لڑنے کا
 جاو میں نے نہیں بھٹا میں غنیمت سمجھا کہ اگر بد رکھی اور میں پھر آیا امیر نے عمر سے کہا خواجہ کسی طرح نقابدار کی جا کر خبر لادو کہ کیوں ہر بدیع الزماں
 سب سے زیادہ مشتاق تھا اور تمام سرداران دست راست و دست چپ چاہتے تھے کہ حال نقابدار کا معلوم ہو عمر نے کہا کہ ای حمزہ تو جانتا
 ہو کہ میں کچھ دن سے دوتا ہوں ایک تو دریا سے کشتی کو کشتیوں کی موت جانتا ہوں کہ جہاں غریب سرب ہونی ڈوبتا دوسرے جادوگروں
 سے کہ جہاں دودا نے ماش کے سحر کر کے مارے ہاتھ پاؤں اینٹھ کر رکھے ہر سے نقابدار سے کہ جہاں آئے چشم جا پر برقع بجائی ڈال لیا
 پھر اسکو مرد کسی کی نہیں رہی حمزہ میں نہ جاؤنگا اور کسی کو بھیج دوسرے میں بچارہ مفلس قرصدار مجھے کیا ہو سیکے امیر نے کہا کہ خواجہ
 دو ہزار روپیہ تمہیں دینگے اور دو ہزار بادشاہ اسلام نے فرمائے کہ ہم دینگے پھر بدیع الزماں اور قاسم و لندھو رو مالک
 وغیرہ نے دنیا قبول کیا عمر نے کہا کہ نقد منگوا کر محکوم بدو کشتل کہ گئے میں مثل تانہا دیکھ چیتا اور کچھ دیکھ ہوا رہا غرض سب نے روپے
 منگوا منگوا کر رکھ دیے عمر نے نذر زبیل کیے اور بانی عیاری کے بدن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا جب قریب لشکر نقابدار کے پہونچا
 صورت فقیر کی بنائی رومال ہاتھ میں لیکر داخل لشکر نقابدار ہوا لشکر بہت آراستہ دیکھا اور وارہ بارگاہ پر آیا دیکھا کہ لوگ کچھ عیار نہ
 بکڑے بیٹے آئے ہیں عمر نے دیکھا کہ سیارہ اور امیرہ اور سمک اور ابوالفتح میں کہ نقابدار اڑھا عمر نے دیکھا ایک جوان رخسار
 از بسکہ نقاب پڑی ہو کر عجیب دبدبہ چہرے پر جو عمر و بارگاہ کے اندر آیا دیکھا قیام نقابدار کے اس کے خیمہ پر بھی نقاب پڑی جہاں سے
 اڑھا ہوا اس نے عرض کیا کہ چند عیار لشکر اسلام کے دیکھے شخص حال حضور کے آئے تھے وہ گرفتار ہوئے ان کے حق میں کیا حکم ہوگا اور
 پھر کان میں کہا کہ بڑے مرشد فقیر نے کمر سے میں نقابدار سے کہا کہ ای برادر اٹھا مجھ کو اختیار ہے جیسا مناسب وقت ہو ان کے حق میں
 کر آئے کہ بہت اچھا اور عیاروں کو بلایا کہ دست راستی اور دست جی الگ ہوں بدیع الزماں کے طرفدار علیہ اور قاسم کے
 طرفدار علیہ دونوں طرف کے عیار الگ الگ ہوئے جو جو عیار قاسم کی طرف کے تھے کہا کہ ان کے لباس چھین لو سو اسے پٹا جائے کہ کچھ نہ
 رکھا اور چھوڑ کر کہا پھر آئے تو جان سے مار ڈالے جاؤ گے اور طرفداران بدیع الزماں کو قلعہ دیکر کہا کہ سو اسے
 صورت مبدل کر کے آئے تھے جاؤ پھر ایسی حرکت نہ کرنا بدیع الزماں کی خاطر سے چھین کچھ نہ کہا وہ سب سمجھے کہ جان بچی در لشکر اسلام
 کی طرف روانہ ہوئے لیکن بیان اسباب جو عیاروں کا رکھا ہوا تھا اس میں سے ایک خیمہ مرصع تھا نقابدار نے اٹھا کر غم کو دیا
 کہا کہ شاہ صاحب یہ خیمہ لو اور فروخت کر کے خرچ اپنا کر لو اور پھر ہمارے پاس آنا عمر نے دوزکر وہ خیمہ نقابدار کے ہاتھ سے لیا
 اور دعا میں دینے لگا کہ مجھے سے عیار نقابدار لپٹ گیا اور کہا کہ ہاں ای دوزد بار یک گردن نقابدار نے کہا کہ او مجھت فقیر کو بھی
 کوئی بکیر تھی اس نے عرض کیا کہ یہ وہی کستہ زور اسکو بھی قتل کرنا چاہیے عمر نے کہا کہ ای نقابدار میں عمر و نہیں ہوں نقابدار نے
 کہا کہ اسکو کھینچے میں چھو اگر عمر ہو تو قبول دیگا جب شکر آیا اور عمر نے دیکھا کہ کھینچے میں مر جاؤنگا عیار نقابدار سے کہا کہ سبحان اللہ مجھے
 بہت کہ عیار ہوگا تو نے مجھے خوب پہچان میں عمر و ہوں نقابدار نے کہا کہ خواجہ کیوں آئے تھے عمر نے کہا ای نقابدار حمزہ مجھے
 بہت خائف ہو چکا تھا کہ نام نقابدار کا دریافت کر اور محکوم بہت مارو پیہ دینے کو کہا تھا نقابدار نے کہا کہ خواجہ تم صورت پہلی
 ہمارے کھاد عمر و نے اپنی صورت اصلی بنائی نقابدار نے کسی ٹہنے کو دی اور کشتیاں روپیہ اشرفی و جواہر کی پیش کشیں اور کہا کہ
 ای خواجہ اگر مجھے نام اپنا ظاہر کرنا ہوتا تو میں نقاب کا ریکو منہ پڑا لٹا اور ہم میرا افتخار سے راز کرنے کو آئے تھے خیر انہو میں

سپر پڑی سپر کے پھولوں سے چنگاریاں آگ کی جھڑپیں مرکب و دونوں کے برابر رہے نقابدار نے کہا شعر بگو نام خود را درین مجلس
کہ بسیار تند آمدی سوی من و قاسم نے کہا منم شایر ادب و سپاہ ملک قاسم لعل خشتان خوشتر از خاوری شعر آفتاب مشرق تین
ہر دوری ہر شمسوار لعل پوش خاوری ہر دوری نقابدار غلوک و زنگاریہ کیا غلغلہ بجا اٹھایا ہر بہترہ تھا کہ نام تھا صاحب قرانی جو تیرے پاس
تھا وہ بیکر چلا آتا تو تجھے صاحب قران بہت خوش ہوتے اب بھی کچھ نہیں گیا اس جہالت سے باز آ اور میرے ساتھ چلا چل بوجھا
ہر نقابدار نے کہا کہ آپ تو بڑے بہادر ہیں مجھ کو اندھیلک لہجائے قاسم نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا غرض دونوں نے تیرے ہاتھوں میں
لیکھ نیرہ بازی شروع کی دو سو طعن نیرہ کی رد و بدل ہوئی تھی کہ قاسم بغنون نیرہ بازی طبل باز نقابدار کا نیرہ سے بلیکا
آسمان کی طرف اچھالا لشکر قاسم میں علم جلوہ گری پر آئے نقابدار کو بڑا معلوم ہوا کلفی سر پر سے قاسم کے لگیا نقابدار کے لشکر میں
بھی غلغلہ تحسین و آفرین بلند ہوا غرض یہاں تک نیرہ بازی ہوئی کہ ستائین اور بنائین نیرہ کی ناکارہ ہوئیں چھوٹے چھوٹے لگی
وہ بھی مانند خلال فرشان ہر گھن نیرہ کو بھینکے یا اگر نہ ہاتھوں میں لیے دو دو تین تین گز لپسٹیں چلے کہ گز و مل میں ماتہ کمان
کے خم آگیا اگر بھینکے بے تلوار بن گئیں یہاں تک نیرہ بازی ہوئی کہ تلواروں کی آریاں ٹکٹکٹیں اٹکھیں ہاتھ سے ڈال دیا اور دست و گریبان
ہوئے پہلے گھوڑوں پر زور ہوا جب مرکب ناب نہ لاسکے اور پیچھے لگے دونوں مرکبوں پر سے کود کر سرگرم کشتی ہوئے چھوٹے نیرہ و کشتی
ساتویں دن نقابدار نے سر اپنا سینہ قاسم میں لگا کر زور کیا اور سات قدم کھدوڑا لڑ لگیا اور جھکا دیا کہ دہانہ لڑ قاسم کا آشنا زمین ہوا اور
ساعت بھر تک خوب زور کیا مگر کچھ نہ ہو سکا آخر کو قاسم اٹھ کھڑا ہوا اور نقابدار کے دونوں زانو پکڑ کر بیٹھا اور چھ سات قدم دوڑا لگیا
وہاں پر جھکا دیا با بیان زانو نقابدار کا آشنا زمین ہوا قاسم نے ساعت بھر تک زور کیا مگر لنگر نقابدار نے جنبش نہ کھائی نقابدار
بھی اٹھ کھڑا ہوا اور زور کھینکے ہوئے لگے قاسم نے گھوڑا مارا کہ رخسارہ نقابدار کا پھٹ گیا اور خون جاری ہوا نقابدار نے گھوڑا
مارا کہ شیعہ قاسم کا پھٹ کر خون بنے لگا امیر اشقر دیو زاد کو اٹھا کر میدان میں آئے اور دونوں کو علیحدہ کر کے فرمایا کہ امیر بھادر و مہاراجہ
تم دو دن بہادر خوب لڑو مگر یہ لڑائی شہدوں کی ہے پس کرو قاسم نے عرض کیا کہ ادا جان جب تک نقابدار میدان سے نہ چلا جائے
میں نہ جاؤں گا نقابدار نے کہا کہ میں تجھے کسی مقام پر دب گیا ہوں جو میں چلا جاؤں قاسم نے کہا تو میں دب گیا نقابدار نے کہا اگر وہ
نہ جاتا تو چوں کی لڑائی ہا تھا پانی نہ کرتا حریف کو زبردست پایا لگے گھوڑے مارنے کا کیون نہ کھایا یہ بھی تو ایک لڑائی ہے قاسم بہت
برہم ہوا گھوڑا نہ مارا دوڑا اور سے نقابدار پکا لگے گھوڑے چلنے امیر نے فرمایا کیوں نقابدار ہم تم کو صاحب عقل خیال کرتے تھے مگر تم بھی
محض جاہل معلوم ہوتے ہو یہ فرما کر پھر درمیان میں آگئے اور دونوں کو پھر علیحدہ کیا نقابدار نے کہا کہ جب تک قاسم جانتے نہ ہٹ جائیگا تو
ہرگز نہ ہٹوں گا امیر حیران ہوئے کہ اب کیا کروں ناچار ہو کر عمر و سے کہا کہ خواجہ کوئی تدبیر ایسی کر دو کہ یہ دونوں کسی طرح اپنے مقام پر
چلے جائیں میں دھنرار رو پیہ دجا ہوں عمر و نے پہلے تو بہت انکار کیا جب رو پیہ دیکھا تو سوچے میں اب کیا تدبیر کروں کہ یہ دونوں
اس وقت بھر کر چلے جائیں نہیں تو یہ رو پیہ منت جانا ہے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ ایک قات دونوں کے بیچ من گھڑی کر دی
کہ نہ یہ اسکو دیکھے نہ وہ اسے دیکھے غرض خواجہ نے ایسا ہی کیا آخر دونوں ناچار ہو کر پھر سے امیر قاسم کو ساتھ لیکر بارگاہ سلطانی میں
آئے اور پوچھا کہ امیر قاسم نقابدار کو کیسا پایا قاسم نے کہا یا امیر نقابدار بہت زبردست ہے ایسا نہیں ہے کہ کوئی اس پر غالب ہو
امیر سرخ رپ ہو رہے اور نقابدار اپنی بارگاہ میں آیا نقابدار پلنگینہ پوش سے کہا کہ یہ خاوری جہان اچھا اور کمال زبردست
تھا نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ قاسم تمام دست چیموں کی جان ہے بڑے بڑے کار نمایاں اسے یکے میں آج بڑے زبردست سے
لڑے آبر و تھاری ہے غرض نقابدار نے کہا کہ طبل بجے لیکن قاسم جب اپنے فیض میں آیا نہایت ٹھنڈا کہ درجی میں کتا ہو کہ
واقعی اس نقابدار کو اگر حمزہ ثانی کمون تو دست ہے مجھے اور بدیع الزمان سے اکثر مقابلہ ہوا یہ بات کبھی سمجھ نہیں نہ دیکھی تھی
غضب کی فوج اس نقابدار نے پائی ہے اور لطف یہ ہے کہ مسلمان بھی اس سے صاف نہایت ہوتا ہے کہ یہ نقابدار زمین میں سے ہرگز نہ

ہام دریافت ہو جائے تو ضرور معلوم ہو جائیگا کہ کسی اولاد ہو یا نہ ہو واقعی وہ بڑا خوش نصیب ہے کہ جسکی اولاد ہو اور قاسم فوسوس خیری اولاد
ابھی تک ایسی نہیں ہے جس سے تبراقتہ نام رہے یہ خیال کر کے خوب دیکھا اتنے میں سمک یطاطی سائنے سے آیا اور غرض کر کے لگا
کہ خدا نخواستہ اس وقت حضور کو کیا صدمہ ہو چکیا جبر سے اس قدر آپ رنجیدہ ہیں قاسم نے کہا ای سمک مجھے ایک دو اپنی بے اولادی کا رنج
دوسرے اس نقابدار کے نام نہ معلوم ہو نہ کا صدمہ ہو سمک یطاطی نے عرض کیا کہ حضور للودی کا علاج تو فدیہ کر لیتا ہے مگر ہاں اس قدر
ممکن ہے کہ میں اس نقابدار مفلوک روزگار کا نام دریافت کر لاؤں قاسم بہت خوش ہوا اور سمک یطاطی کو خلعت دیکر رخصت کیا سمک
بے خیراری کے لگا کر روانہ ہوا نقابدار اپنی بارگاہ میں بیٹھا تاج دیکر رہا کہ کب تک کان میں بیٹھتا ہے اور کسی خوش گلوں کے گانے کی کہنہ و آہنہ
آئی کہ تمام حاضرین محفل ہمیں ہو گئے نقابدار نے عیار سے کہا کہ یہ کس نے کون کا تاجر عیار کیا اور ایک درخت کے تلے جو گن کو دیکھا اگر انھیں خبر ہے
میں بجا رہی ہے عیار نقابدار نے عجیب حسن و لاد بزدلی دیکھ کر کہتے ہی بیٹھا ہوا دست بستہ سانسے کھڑا رہا جب جو گن کا چکی ایک شخص کو کھڑے
دیکھا پوچھا تو کون ہو اور میرے پاس کس واسطے آیا ہے عیار نقابدار نے دست بستہ کہا شاہ صاحب میں عیار ہوں اس وقت آجکے میں بیٹھے
اور گانے کی آواز سکر ہمارے صاحبقران زمان آپ سے ملنے کے نہایت مشتاق ہیں جو گن نے کہا کہ کیا لشکر اسلام میں حضرت صاحبقران
نے بلا یا ہے عیار نے کہا جی نہیں ہمارے صاحبقران نقابدار صرغ پوش نے جو گن نے کہا بابا مجھے وہاں جانے سے کیا کام ہے وہی سنوں
کے دربار میں کیا ضرورت عیار نقابدار بانٹوں پر گر پڑا کہ میں بغیر آپ کے بچہ نہ جاؤں گا قصہ جیب عیار نقابدار نے زبردستی کی جو گن اس کے
ساتھ ہوئی جب بارگاہ نقابدار میں آئی بابا و ابیہ لکڑا کہ گونے میں بیٹھ گئی تمام حاضرین محفل کی یہ حالت ہوئی کہ جو شخص جو گن کو دیکھتا تھا
سکتے کی حالت میں رہ جاتا تھا آخر کار نقابدار جو گن کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ کیا اس وقت آپ ہی ہیں بجا نہیں جو گن نے کہا جی ہاں
اس وقت میرا جی گھبراتا تھا اس وجہ سے دربار میں کو چھڑا تھا نقابدار نے کہا اگر آپ ہر گز بھی اپنی میں شائین تو ہم نہایت درجہ آپ کے ممنون
ہو گئے جو گن نے کہا بابا احسان کیسا فقیر کو جو کچھ آتا ہے سنا نے میں کوئی غنہ نہیں ہے یہ لکڑی بن کو درست کر کے بجانا شروع کیا تمام حاضرین
محفل نہایت خوش ہوئے پھر جو گن نے گانا شروع کیا سب کو دنگ کر دیا نقابدار نے نوکھا ہاں جو گن کو دیا جب جلسہ برخواست ہوا غصہ
میں نقابدار سے جو گن نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہے نقابدار نے کہا کہ مجھ کو نقابدار صرغ پوش کہتے ہیں جو گن نے کہا بابا
نام تو نقابدار صرغ پوش آجک نہیں سنا نقابدار نے کہا بیشک فرماتا آجکا بہت درست ہو مگر مجھے نام کے چھپانے میں بیک مصلحت ہے
جو گن نے نقابدار کو باتو نہیں لگایا اور غاصدان کھول کے ایک گلوڑی خود دکھائی ایک نقابدار کو دی نقابدار کا گلوڑی کھاتے ہی
سر جھپانے لگا جو گن سے کہا نہیں معلوم اس وقت کیا سب ہو کہ میرا سر جھپانا ہو جو گن بولی ذرا اٹھ کر ٹھیکے بعض پان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے
کھانے سے فوراً گرمی معلوم ہوتی ہے اور پسینہ آ جاتا ہے نقابدار اٹھا تھا کہ بیوش ہو کر گرے جو گن نے جلدی سے ایک شمع لا کر نقابدار کے
گاتھ کی انگوٹھی کے الفاظ پر مشنا شروع کیے ساتھ ہی پشت پر سے کندہ کے حلقے پڑے بلکہ جو دیکھا تو عیار نقابدار سے اُسے جلدی سے جو گن
کو گر خدار کر لیا اور کہا تو کون ہے جو گن نے کہا بابا جو گن ہوں عیار نقابدار نے کہا اگر تو جو گن ہونی تو ضرور چھٹنے سے جھک کر کیا مطلب تھا
سچ بتا کر کیا نام ہے جو گن نے نام بتانے میں نامل کیا تھا کہ عیار نقابدار نے ایک کوڑا سڑاک سے مارا جب تو جو گن نے گھر کر کہا کہ میں
سمک عیار ہوں مجھے قاسم نے نقابدار کا نام دریافت کر لے کو بھیجا تھا عیار نقابدار نے نقابدار کو ہوشیار کیا اور جلدی کیست گذشتہ
بیان کی نقابدار نے غصے میں اگر حکم دیا کہ لاؤ جلا کو اسے قتل کرے اور سمک کو نفع ریگ پر بٹھایا اور مستعد قتل ہوا تھا کہ غلط ہوا ایک جوشی
سیاہ دکھائی دیا اور اُسے جلا آتش بازی مارا کہ تمام بارگاہ و صوان و معارف ہو گئی سمک کو جتر قرآن اٹھا لیا نقابدار صرغ پوش نے
پوچھا کہ کون ہے نقابدار نے پلنگینہ پوش نے کہا کہ یہ نظر کردہ شاہ ولایت ہے اور پلو ان بھی ہے بہت تعریفیں قرآن کی ہیں نقابدار جب
ہو رہا لیکن بیان لشکر امیر میں قبل جنگ بجا قاسم نے کہا کہ کل کون سا دن کر گیا بدیع الزمان نے کہا کل میں جاؤں گا قاسم
نے چپکے سے اپنے سرداروں سے کہا کل چچا جان کی خیریت معلوم نہیں ہوتی میں کیا انکی رعایت کیا کرتا تھا یہ سب پتھر ہو گئے دست پی

ہاں میں ہاں ملائے گا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ ن قاسم شاید غما ہنسا مجھے بھی سمجھے ہو تم کو کیا اتفاق ہوا ہے دہلیا
مجھے بھی دہلیا کا غرض اس طرح آپس میں جھگڑا ہوئی وہ دونوں اپنے غم میں گئے رات بھر تیار رہی صبح کو دونوں لشکر میں
آئے بعد صفت آرائی کے نقابدار اور بدیع الزمان کا مقابلہ ہوا نقابدار نے پتلی گیند پوش سے کہا بھیجا کہ یہ تمہارے باپ ہیں اور
بہت بے ادب ہیں ذرا سمجھو ہوئے لڑنا یہ قاسم سے بڑھ کر ہوئے ہیں نقابدار نے کہا آؤ ماش میں کیا مخالفت ہوتی ہے بدیع الزمان
برابر نقابدار کے آیا بعد نگاہ دہلی کے نقابدار نے سلام کیا بدیع الزمان نے جواب سلام دیا مگر کمال محبت پیدا ہوئی وہی چاہا کہ
کچھ سے لگا لیجئے گرد پھرے پس نقابدار نے پوچھا کہ آپ کیسے ہو اخوان میں بدیع الزمان نے کہا کہ میں اپنا آپ ہو خواہ ہوں اور نام
بدیع الزمان ہے نقابدار نے لگا کر احاطت سری قبول کیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ اگر آپ مجھ پر غالب ہو جیے گا میں اطاعت کروں گا
بعد گفتگو کے نیزہ ہادی ہونے لگی بدیع الزمان نوک نیزہ سے جھنڈا منہ سے نقابدار کے لٹکیا نقابدار نوک شان سے اٹھ
گھوڑے کی اور پل ہاڑھ لٹکیا بدیع الزمان آدرہ ہوا اور نیزہ نقابدار پر مارا نقابدار سے ترے پر و کا چند طعن میں نیزہ
کے نیزہ اڑنے سے ہتھکڑیے گزرے ہتھکڑیوں میں بے خوب گرنے لپے آؤ کشتی ہونے لگی مجھ شبانہ روز کشتی رہی سانپوں اور نقابدار
نے کہا کہ جانیے ہم اور آپ خوب کشتی لپے بدیع الزمان کبھی کبھی میں میدان سے غالی نہیں پھرتا تھا یہ کلمہ سنتے ہی نا کارہ مناسب نہجھا
یا چار پھر گیا دلیں کہا کہ تیرا وہی امیر ہے پوچھا کہ آؤ فرزند نقابدار کو کیا پایا بدیع الزمان نے عرض کیا ایسا پایا کہ سوا سے
مضور کے کسی کو نہ پایا تھا یہ شکر امیر چپ ہو رہے اور کہا کہ خیر بدوہ گار جو ہمارے حق میں بہتر پایا کہ وہ کوئی پھر قبل سے نہ پایا
کہہ کر قبل پانچ ہزار روپیہ لاکر کھو قبل لے پانچ توڑے لاکے رکھے پھر امیر نے فرمایا کہ جو کوئی نقابدار کی خبر لائے کہ نقابدار
کون ہو اور کیا نام ہے روپیہ وہ سے عمر و نے چاہا روپیوں کو اٹھا لوں کہ سمک لیطافی نے کہا اؤ شہزادہ ابھی روپیہ نہ دیکھے
جب یہ خبر لائیں تو روپیہ پائیں عمر و کو غصہ آیا اور کہا اوجہ اتنا مرگ تجھے کیا ہم خاوندوں سے جو چاہتے ہیں وہ لیتے ہیں تو
کون دھنسل دینے والا ہے اور استنبین چڑھاتے ہوئے بڑھے سمک پیچھے ہٹے لگا اور کہا میرا مرشد دیکھیے جو کھری کھے اسکا
یہ حال ہوا میرے کہا خواجہ جانے دو اس پر نہ جاؤ عمر و نے کہا کہ مجھے ہوشیہ سے عداوت رکھتا ہے میں اسکو مرادو گیا کہ سمک
پر دوسرے سمک بھاگ گیا عمر و نے وہ روپیہ نذر قبل کیا اور نقابدار کی خبر کو روانہ ہوا ایک چھری کی صورت بنکر داخل لشکر
نقابدار ہوا جب دروازہ بارگاہ پر پہنچا دیکھا کہ نقابدار نے دربار برخواست کیا اودانی خواجہ گاہ کو چلا جب صحبت خاص
میں آیا کہ قانون جنگی کو لاؤ عمر و نے جو یہ آواز سنی صورت اپنی ایک خوب صورت لڑکے کی بنا کر قانون جنگی کے پاس
گیا قانون جنگی ہمیشہ سے حسن پرست ہی ہاتھ عمر و کا پکڑے اپنے پاس بٹھایا خدنگا سب جنگی قانون جنگی نے بوسہ لیا
اور چاہا کہ اس سے فعل دیگر کا ترک ہو عمر و نے کہا یہ کیا وضع ہے میں ابھی آیا ہوں اور آپ چاہتے ہیں مجھے خراب کر میں اپنا
مزد کا لین صبر کیجیے اور کچھ محکوم کیجیے راضی کیجیے شراب پیے میں کہیں بھاگا تو نہیں جانا ہوں جو چاہیے گا کیجیے گاہب تو قانون جنگی
نے ہاتھ چھوڑ دیا عمر و نے پیالہ شراب کا بیوشی ملا کر اسے دیا وہ پکڑ بہت مست ہوا حالت بیوشی کی بہم ہوئی عمر و اٹھکر
علحدہ ہوا تھا کہ ملا پختہ بیوشی لگا اور گرا عمر و اسکی صورت بنا اور اسکو ایک گوشہ میں چھپا دیا کہ اتنے میں چوہدار آیا اور
کہا کہ آپکو صاحبقران ثانی نے یاد کیا ہو عمر و اٹھ کھڑا ہوا اور ہمراہ چوہدار کے سامنے نقابدار کے آباد ماؤ شاہجا
لایا بٹھکر جنگ بھانا شروع کیا خوب سجایا اور خوب گایا نقابدار اور اہل صحبت خوش ہوئے اور پھر تعریف کی نقابدار
نے کہا اؤ بھادو عمر و زبانی لگاتے میں عیار نقابدار آیا اور کہا آج تو قانون جنگی نے ایسی زبانی کہ کبھی ایسی ذہنی نہیں
بے اختیار تعریفیں کرنے لگا عمر و نے اور جی توڑ کے زبانی اور گائے لگا عیار نے محو حیرت ہو کر اپنے دل میں کہا کہ ایسا
کبھی قانون جنگی کو بجاتے اور گاتے نہیں سنا معلوم ہوا یہ عمر و گر بائسری نے جاتا تھا جان لوگوں نے قانون جنگی

اصلی کہ بیوش دیکھا ہوش میں لائے اور کہا کہ عجیب تماشا ہے کہ ایک قانون جنگی نقابدار کی بارگاہ میں گئے ہیں قانون جنگی
جلدی سے لباس پہنا زندگی نقابدار میں چلا دروازہ بارگاہ پر آیا لوگ دیکھ کر حیران ہوئے کہ ایک قانون جنگی اندر سے دوسرے
نقشبند لائے ہیں یہ کیا تماشا ہے ایک چوہا نے عیار نقابدار سے یہ حال کہا کہ اس میں قانون جنگی داخل بارگاہ ہوا عیار نقابدار نے
عمر و سہ کہا کہ اور مرد آدمی نوٹے کیا اقرار کیا تھا اب صورت بدل کے کبھی نہ آؤ گا پھر کیا یہ فتنہ کتنی ہے کہ عمر کو کوہ پڑا اور کہا کہ آج تک بڑا
نہ چھوڑا تھا بارگاہ میں بھی کہا کہ کیوں فتنہ ہماری بات نہ سنی اور پھر فتنہ ساز کی فکر میں پڑے اب ہم تھیں مار بن لوگیا کہ فتنہ لشکر اسلام ہے بڑے
تھے اسان کہیں ہیں لیکن قید کر گیا اور جنگ سے اجازت ہے فصلہ شوگا چھوڑنے کے عمر و سہ نے کہا کہ عیار نقابدار اب میں نہ آؤ گا اب کی جگہ اور
سور و دو اور گناہ میرا معاون کر دھرم میں فتنہ نہ کاندھ کر ونگا نقابدار نے کہا کہ تمہاری بات کا اعتبار نہیں ہے اگر قسم کھاؤ تو مجھ کو اعتبار لائے عمر و
یہ لاکھ میں قسم کھاؤ کہ جو ہوں نقابدار بولا کہ میرا میرا بھی بلالو جب مجھ یا عمر و سہ نے ہاتھ میں لیا اور کہا کہ میں قسم اسی صحیفہ کی کھاؤں
کہ اب میں تمہارے لشکر میں نہ آؤ گا مگر حمزہ اور دیگر سردار سب مجھ کو نہ روئے دیکھتے ہیں کہ ہم نقابدار کا دریاخت لے لائے ہیں اب
ہوں کہ نامے کا قرضدار ہوں اگر روپیہ نہ لوں تو قرضہ کیونکر ادا ہو نقابدار نے دو ٹوٹے شتر فتنہ کے عمر و کو دیے اور کہا کہ آج
عمر و دعائیں دینا پلا اور تمام احوال صاحبقران سے بیان کیا اور کہا کہ اگر قسم نہ کھاؤ تو چھوڑنا مگر اب لشکر نقابدار میں نہ جاؤ گا اگر اب
نقابدار نے گزرا کہ اتنا میری ڈالیکا امیر خاموش ہو رہے تھے میں خبر پہنچی کہ لشکر نقابدار میں طبل جنگ بجا ہوا میرے بھی ملے طبل
دیارت بھر دیون لشکر نہیں بناری رہی صبح کو میدان لڑی ہوئی بعد نصف نالی کے نقابدار میدان میں آیا مبارز طلب کیا مالک از در
بادشاہ سے نصرت کے مقابل نقابدار ہوا بعد نگار و گنگو کے تیرہ بازی شروع ہوئی راوی نے بیان کیا کہ تیرہ مالک کا دوسرا میں کا ہر
دوسرا مالک صاحبقران تیرہ اران عالم چودہ گھڑی تیرہ بازی ہوئی تھی کہ مالک نے تیرہ درمیان تیرہ نقابدار مارا کہ تیرہ نقابدار ٹوٹ گیا
قاسم خوش ہوا کہ مالک تیرہ بار بے بدل ہو گئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن نقابدار تیرے کے ٹوٹنے سے بہت آندہ ہوا ہاتھ
بڑھا کہ تیرہ مالک کا پیر کا اس زور سے جھٹکا دیا کہ تیرہ مالک کا ٹوٹ گیا اور تیس میں آپ کے زور ہونے لگے جب گھوڑے بٹھ گئے تو زمین پر تیر
کے مصروف کشتی ہوئے چھ شبانہ روز کشتی رہی ساتویں روز امیر نے دونوں کو جدا کیا دونوں لشکر اپنے اپنے حصوں میں گئے امیر بارگاہ میں
پہنچے تمام سردار دن کا دورہ بندھا صحبت پیش گرم رہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ تھے دو مرتبہ روپیہ بھی لیے مگر تمام نقابدار کا وہ معلوم کیا
کہ کون کون پر عمر و سہ نے کہا کہ حمزہ جان میری بگلی اور میں نے تو کچھ کوتاہی نہ کی تھی مگر نقابدار کا عیار بلا سے بیدار مان ہی مجھ کو بچان ہی بنا
ہو اور خیمے قسم کی صحیفہ درمیان میں رکھا گیا تھا امیر نے کہا کہ متد اب جاؤ گے نہیں تھے تو کتنا حق ہے اور میں ہزار روپیہ منگو اگر
رکھ دے کہ جو خبر نقابدار کی لائے وہ روپیہ بے دریغ الزمان اور قاسم وغیرہ نے بھی روپیہ منگو لائے عمر و سہ نے جو یہ روپیہ دیکھا
خوش ہو کر کھٹکھٹا ہوا اور کہا کہ حمزہ چور و پیر دیکھ میری جان لگا اور میں نہ لوں گا تو قرضداروں کو کیا جواب دوں گا کہ لکھ سب روپیہ
داخل نہیں کیا اور بائیس عیار سی بدن پر درست کر کے روانہ ہوا دروازہ بارگاہ نقابدار پر آیا دیکھا کہ بارگاہ میں نقابدار ٹپکڑیوں
پر ہا ہر کڑی شہر بار دہ لڑائیاں لڑی ہیں ایک تو لندھو سے دوسری امیر سے عمر و چکا کھڑا ہوا دو پہر رات گئے فرائض کو بیوش کر کے
آفت بھانکے غاصب زار دن اور فتنہ نگاروں کو بیوش دیکر قریب نقابدار آیا نقاب منہ پر سے اٹھائی ایک جوان کو دیکھا کہ سن گیا رہا
کاہو مگر شعلہ نور چہرے سے اٹھ رہا ہر تہ چہرہ نولنی پر قال سبز و رنگ ہاشمی نابان ہر جا ہا کہ نقابدار کو چھاپ کر ام و دریافت کر لے اتنے میں عیار
نقابدار بیوش فرما فرائض کو بیوش دیکھ کر اندھا ایک سیاہ پوش کو دیکھا تو کہ کیا لڑنا ہے چاروں طرف سے لوگ دوڑے غل گھیرے ہوئے ہو کا بلند ہو عمر
گھبرا کر بھاگا ناہ باہر جانے کی نہ پائی ناچار ہوا ستون چکر بارگاہ پر چڑھ گیا کسی نے نہ دیکھا کہ عمر و کمان گیا مگر عمر و صبح تک وہیں بیٹھا رہا
نقابدار کی بھی نیند جاتی رہی عیار سے اٹھ کر تیار ہا کہ عمر و و اطلاع ہے ہر دفعہ روپیہ لیکر میرا نام دریاخت کرنے آتا ہے عیار کہہ رہا ہے کہ
مصور بجا ہے میں بائیں کہیں کہ عمر و کو کھانسی آئی عیار نقابدار نے اُدھر دیکھا عمر و مجھ اٹھا اس نے عمر و کا عمر و وقت بارگاہ کو چاک کر کے

حضرت وزیر کو کہے چلا عیار نقابدار نے نقاب کیا آگے آگے عمر و صحیح عیار نقابدار عمر و ایک جگہ پوچھا کہ برسات کے پانی سے زمین و بان کی کٹ گئی تھی عمر و بان چھپ رہا عیار نقابدار وہاں آگے بڑھا عمر و نے صحیح سے ٹکڑے عیار نقابدار کو کھد مار کر کھڑا کیا اور باندھ کر بارگاہ سلیمانی میں لایا زمین پر رسا امیر سے کہا نہیں معلوم یہ جو امرگ کس کا لفظ ہے میں اس کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوں نام نقابدار کا دریافت کر چکا تھا نہ میں سب ہی بھر چکا تھا صبر پر ہر چھپا پا چاہتا تھا کہ یہ ناشدنی تھی ہو چکا تھا تمام محنت میری نال کی اسکو خوب مار ڈکا اور چاہا کہ اسے نقابدار صبا و اس پب سبک میر پر سوار نقاب میں آیا اور داخل بارگاہ ہوا وہ وقت ہر کہ عمر و نے نازیبا نہ اٹھایا اور کہ نقابدار کے عیار کو اسے نقابدار نے سلام بطریق اسلام کیا اہل بارگاہ نے جواب سلام دیا امیر نے نصیحت دی اور کل مکان پر گونج پھیلایا نقابدار چٹھا اور کہا کہ عمر و میرے عیار کو کھڑا لایا ہے میں چھڑانے آیا ہوں امیر نے کہا کہ عیار آچکا تھا میرے چاہئے کوئی مانع نہیں ہے عمر و خود سے نقابدار کے چھپ گیا تھا امیر نے عیار کو کھڑا کر نقابدار کے حوالے کیا اور صاحبقران نقابدار سے بہت خلق کے ساتھ پیش آئے برقع الزمان نے بہت محبت سے ہاتھ میں لے کر نقابدار کو کھڑا کر دیا اور ہر چند صاحبقران نے فرمایا کہ آج یہیں ہو نقابدار نے کھانچا غریب ہمارا آپ کا فیصلہ ہوا چاہتا ہے پھر کجا رہے گا پھر عیار کو لیکر روانہ ہوا اور اپنی بارگاہ میں پوچھ کر حکم دیا کہ اہل جنگ بچے اور امیر کے لشکر میں بھی نقارہ گزرا ابارت بھر دو نون لشکر تیار ہی جنگ میں رہے صبح کو دو نون لشکر میدان میں آئے کھینچ کر اسے ہونے نقاب نقابت کر کے چلے گئے نقابدار میدان میں آیا مبارز طلب کیا لندھو کی صف کے غلام جلوہ گری پر آئے بارہ سو بادشاہ ہندوستان نیچے جاتے بیٹے کو نہ خالی کٹاریاں کروں میں لگا لندھو کے ساتھ آئے لندھو پر رخت شاہی کے آیا ہاتھی سے اُڑ کر بادشاہ کو بھڑا کیا اور اجازت میدان کی چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ غلام تھرا را مدد گار ہے جاؤ اور جام کلا عفویت عنایت ہو لندھو اس جام کو پیکر ہاتھی پر سوار ہوا جام ریفون کو رخصت کیا کہ تم سب ہیں ٹھہرو میدان میں ایک سے ایک ہی آؤ اگر تم میرے حق میں دعا کرو کہ اگر میری خدا رکھے سب رفیق و عا میں مصروف ہوئے لندھو کا ہاتھی اگلی چھلی گلیسین جھاڑ کر چلا مثل کلاکایا جنت اٹھا لی اسونڈ چک گئے دنت اس منہ سے جو ہاتھی چلا لندھو نے اپنے عیار جنت الیاس سے آئندہ ملتی آئے گا کہ اگر شہر بار والا ہمارا نظم

چرخنی بجا ہر اسکی جو جہنم پلسان ہو	پائل نہ جھول سار کیا کیا کمون میں خوبی	تقریب شان و شوکت ہاتھی کی کیا کمون میں
گجیا تک ہم ہمارے چھوڑے تو نہ ہون چلے ہو	عاشق کی وصل کی شب جہلج سے روان ہو	اصلا جو اسمین شوخی ہو یا کسین نکان ہو
وصف سخامت اُنکا کیسے تو کیا بیان ہو	اس دانت سے تو ہم اس دانت تک جو گذرے	دانتوں کے بیچ اس کے ہر اس قدر بھوسو ٹلا
		ہونچے وہ ایک دن میں جو شب زد میان ہو

غرض لندھو نے نقابدار کی طرف چلا نقابدار نگار و زن ہو برید و نون کے مرکب ہے بعد گفتگو کے تیرہ بازی شروع ہوئی برابر رہے نقابدار نے گزرا مارا لندھو نے روکا ایسی سخت ضرب آئی کہ بیہوش ہو گیا اور ہر بن مو سے پسینا جاری ہوا لندھو رتی گرد میں چھپ گیا مگر دو نون ہاتھ جو ستون گزرتے انہیں خلی اور بل واقع ہوا لندھو نے تو تیرہ گرد میں پیمان تھا اور نقابدار کلاہ کی کے پکار رہا تھا کہ دم و پست کردم مارا کام تمام کیا شعر کجا بھلواتان گرد نکشان اگر خاک جو بدینا بہ نشان عیار لندھو نے گزرا گزرتی مارا ہر چند پکارا کچھ آواز نہ آئی الیاس نے اند گزرتے ٹھسک کر کہا کہ لندھو بیہوش ہو چھپ چکا ہے پانی لیکر چھینا و لندھو کی کلمہ لعلی الیاس نے کہا کہ صرف زبانی کرتا ہے پس لندھو نے اشارہ ہاتھی کو کیا و بسا ہی ہاتھی تھا کہ طبقہ زمین کا لیکر لندھو نے منہ رومال سے پاک کیا اور چاہا کہ ایک ضرب گزرا پانی نقابدار پر مارے کہ عمر و نے دوز کر کہا صاحبقران فرماتے ہیں کہ لندھو رتی اپنی ضرب گزرا نقابدار پر مارا لندھو نے چاہا کہ گزرا ہاتھ سے رکھ دے نقابدار پکا لایا جہری ٹکڑے ہر ٹکڑے صاحبقران کی کہ تم بھی ضرب اپنی بھر لگاؤ تب لندھو نے ہاتھ پر ہو کر گزرا مارا اسنے گزرا کو گزرا پر روکا آواز گزرا دن کے تر لسنے کی گنبد گردان تک پیچید ہوئی شرار سے آنکھ کے تلے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب تنگ تنگ غرق عرق ہوا گزرا کی ٹوٹ گئی ٹھٹھنے نقابدار کے زخموں سے لگ گئے پلک سے پلک بند ہو گئی ہر بن مو سے نقابدار کے پسینا جاری ہوا چھلی کا دودھو زبان پر لذت دگیا یہ تو ترقی گرد میں

پنہان تھا اور لندھو رکا ہوا کچھ کر کے پکارا کہ نقا بدار کی خبر لو عیار نقا بدار دوز گرد کے چرخ مارا چھاگل سے پانی نکال کر
 پھینکا دیا اگر دیکھی دیکھا کہ نقا بدار سبوش ہو گیا ہوا دریا سے عرق میں غرق ہو گیا بکارا کہ اس نقا بدار عالی مقدار ہوش
 میں آئیے حریف زبانی کرتا ہے نقا بدار نے آنکھ کھولی مرکب کو دیکھا تو پ رہا ہوا کو دہڑاپٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر قائم کیا دیکھا
 کہ عرصہ زندگی کا اسیر تنگ ہر تنگ ہو کر ہاتھ سے چٹک دیا اور ہاتھی پر لندھو کے ٹھوٹ پر ابھسوتا پڑ کر جھٹکا دیکر کاسر سے
 کھینچ لیا لندھو کو دہڑا اور کہا کہ اس نقا بدار غضب کیا کرتے میرے ہاتھی کو مار ڈالا اس سبزبان نے نیر کیا کیا تھا نقا بدار نے
 کہا کہ تو نے میرا گھوڑا مار ڈالا میں نے اسکا عوض لیا لندھو نے کہا میں نے دانستہ نہیں مارا تا ب میرے گزند کی نہ لاسکا اور
 تو نے تودیدہ و دانستہ میرے ہاتھی کو مار ڈالا خبر جو تو نے کیا بہتر کیا اب تجھ کو ہاتھ کے صاحبقران کے پاس لجاؤنگا یہ کہہ کر ہنسنا
 ہاتھ سے ڈال کر دوز نقا بدار نے جو لندھو کو آئے دیکھا سب و ملواری کھٹکڑا شبنم چڑھا کر بھی دوز ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرے
 ہاتھ گردن پر رکھا غرض ایک ایک ہاتھ گردن پر رکھ کر سر و گولہ کر مری کہ پوسٹ انھوں نے کھانگے عجب نہ تھا کہ تاجہ منی مقابل
 سر ہوتا تو وہ بھی سر ہو جاتا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگنے سامنے کے دائون چنچ ہونے لگے خون کی آواز سے رن گونج گیا
 نقا بدار نفل برق کے چمک چمک کر اس خوبی سے لڑ رہا ہوا کہ ہر شخص کی زبان پر واہ واہ جاری ہو لندھو بھی باوجود پیرانہ سالی
 کسی مقام پر نقا بدار سے دہشتا نہیں ایک بار نقا بدار لندھو کو پیچھے پکڑ لیا صاحبقران نے جو یہ حالت دیکھی دعا مانگنے لگے کہ خداوند
 لندھو کی نو آبرورکھے والا ہوا دھر نقا بدار نے گھٹنا مارا کہ اگر پیاز پر مارنا تو وہ بھی اپنی جگہ سے جنبش کر جاتا مگر لندھو نے
 دھیر نہ چھوڑی اور دھڑ سے دھڑ مار کر سامنے کھڑا ہو گیا نقا بدار پھر لپکا لندھو بغلی ڈوب کے نقا بدار کو نیچے لایا امیر نے
 خوش ہوئے لندھو چاہتا تھا کہ دبا کر بیٹھے مگر نقا بدار نیچے سے نکل گیا ایسا لعل تمام لشکر کو اس کشتی میں آیا کہ کسی کشتی میں
 نہ آیا تھا ہر طرف صدا سے واہ واہ بلند تھی آخر کار ایسی ہلکھٹکا ہوئی تھی کہ جہان گھڑی دو گھڑی لڑتے تھے پسنا بہانک بہت تھا
 کہ کچھ ہو جاتی تھی اسبطل چھ شہادر و زکشتی رہی ساتویں دن کو جد کیا اور کہا اسی بدار و آفرین ہر تہر اب بغیر میرے فیصلہ نہ
 کل میرا مقابلہ ہو نقا بدار نے کہا میں بھی ہی چاہتا ہوں یہ لکھ نقا بدار اپنے نیچے میں آیا صاحبقران ادھر پھر لندھو
 سے نقا بدار کی کیفیت پوچھی لندھو نے عرض کیا کہ واقعی نقا بدار زبردستان رو دگا سے ہر خدا نے میری آبرورکھنا
 آپ ملاحظہ فرماتے تھے کہ کہیں وہ مجھ سے دہشتا تھا امیر نے فرمایا کہ جی نہیں تو کہیں نہیں گھٹے خراب میری باری ہو خدا مالک ہے
 بیان نقا بدار پلنگینہ پوش سے کہا اسی شہر بار کل امیر کا سامنا ہو نقا بدار نے کہا کہ حمزہ کے پاس اشقر سارکب ہر اسکے
 ہر ابر کہیں دوسرا مرکب ہے پلنگینہ پوش نے کہا کہ حمزہ کے پاس خشک سیہ قیاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا مرکب
 ہے کہ وہ اشقر کے مقابل ہو نقا بدار مرصع پوش نے پوچھا کہ وہ مرکب کمان بندھا ہے پلنگینہ پوش نے بتایا نقا بدار مرصع پوش
 نے کہا ابھی جا کے لایا ہر چند نقا بدار پلنگینہ پوش نے منع کیا کہ تم نہ جاؤ صاحبقران سے منگو بیٹھو نقا بدار مرصع پوش نے
 نہ مانا اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا جب لشکر امیر میں پہونچا اسبطل میں آئے خشک سیہ قیاس کو کھولا اور مارا اسکا
 اسپر لٹا یا لیگوں نے اسبطل کے چاہا کہ روکین نقا بدار مرصع پوش نے کہا کہ اگر تم لوگ روکو گے تو میرے ہاتھ سے مارے
 جاؤ گے اور میں گھوڑا بچاؤنگا بہتر یہی ہے کہ تم دخل نہ دو امیر مجھے بھیجے لیجئے اس رعب سے کلے کہ کسیکا حوصلہ نقا بدار کے
 روکنے کا نہ پٹا نقا بدار خشک سیہ قیاس پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا اچھی طرح بندھوایا بارگاہ میں اگر بیٹھا سارا حال
 نقا بدار پلنگینہ پوش سے بیان کیا نقا بدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ امیر آتے ہی ہونگے بیان امیر بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ
 ہر کارون نے عرض کی نقا بدار خشک سیہ قیاس کو اسبطل سے کھول لیگا امیر بہ شغیہ برجم ہوئے اور کہا کہ نقا بدار مجھے
 سمجھ دیا میں ابھی جا کر اپنا گھوڑا لائا ہوں اور بارگاہ سے نکل کر اشقر پر سوار ہوئے لشکر نقا بدار کا راستہ لیا اسوقت پہونچے پلنگینہ پوش

۷۷
 نقا بدار نے
 ہاتھ سے
 دھڑ سے
 دھڑ سے

کہہ رہا تھا اگر امیر آئیں تو کیا جواب دوں؟ نقابدار نے کہا کہ سمجھا جائیگا امیر نے جو اندر بارگاہ کے قدم رکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا اور تعظیم کیواسطے اٹھ کھڑا ہوا اور امیر کو مستند پر بٹھایا آپ پائین مستند بٹھایا عطر دان پاندن چنگیر جو گھڑے ماسٹر کیے ناچ ہونے لگا جلسہ چائنا زینان خوش الحان نے بعد از ادا یہ غزل کا انشروع کی غنزل

عزیز جی جیو ہمیشہ مری بخوابی سے	مری جانے میں از کر بھی ممتا ہے	زلزلے میں ہر زمین لحدی اٹھ رہی	مر کے بھی جہن جہن میں تیریں بلبلی
جاگتا بھی شب تک جہن میں اکل و دست	آنکھیں باقوت ہوئیں میں بھی غمی	نہ دبا جبکہ مہر نے دم بھرا رام	کیا توقع ہیں اس گنبد دہالی سے
بچھ گئی دلی کا داغ میں ٹھنڈک آئی	زمین نظریں گل خسل کی شاہلی	ارکشی آج بھی مید شہادت قسیم	پھر گلی آگے ابل تیغ کی بے آبی سے

عجب لطف ہو دو رہا مہرے اندیشہ انجام چل رہا ہے جب داغ امیر کا اوہ تاب سے گرم ہوا امیر کا یہ عالم کہ نقابدار کو دیکھتے ہیں اور باغ باغ ہونے جاتے ہیں یہ جی ہاں شاہی کراسکو گھڑے سے لگا بیچے نقدی ہو جیے اور سب غمہ جانیہ باد میں کتے ہیں کہ اگر اشتقر بھی مانگے تو اچھا ہے مگر ناچار ہیں کہ آئے سٹھے گھوڑا بیٹے کیواسطے کچھ کمزور تھا نقابدار مرصع پوش کی طرف دیکھ کر کہا کہ بھئی یہ کیا تھا کہ تم میرا گھوڑا کھول لائے کیا انبی زبردستی اور بائیں منجھو دکھا۔ نے ہو آفتاب نجمہ کوئی فانی نہیں ہوا اور کوئی امیری قلم آج تک اس طرح نہیں لایا کہ جس طرح میرا گھوڑا کھول لائے جلد میرا گھوڑا انگوادو نقابدار نے کہا کہ یا صاحبقران میں بھی آپکا اور گھوڑا بھی آپکا ہے مگر کل میرے اور آپ کے مقابلہ تھا اور میرے پاس کوئی ایسا گھوڑا نہ تھا کہ جو اشتقر سے مقابلہ کرے اگر آپ اشتقر پر سوار ہوں تو مجھے خنک دیجیے اور اگر آپ خنک پر سوار ہوں تو منجھو اشتقر رحمت فرمائیے امیر نے فرمایا کہ اگر یہ تھا تو مجھے کہلا بھیجا ہوتا میں بھیجتا اس طرح کے لائے سے تو فلق جانبگی کہ نقابدار زبردستی گھوڑا لیکر نقابدار نے کہا کہ اس شہر بار کل میرے اور آپ کے فیصلہ ہو اگر آپ نجمہ غالب ہوتے تو میرا سب اسباب آپکا اور میں بھی ایک ملازمان حضور میں سے ہوں اور جو یہ حقیر ملازمان عالی پر غالب ہوا تو سب کچھ میرا ہو اور جو گھوڑے کی طرف سے حضور کو ملل ہو تو گھوڑا لجا بیٹے امیر نے کہا کہ میں نے گھوڑا بادشاہ اسلام کو دیا ہے نقطہ اسکا خیال ہر پس میں نے گھوڑا پایا تم رہنے دو مجھ لیا جائیگا یہ کمر اٹھ مڑے ہوئے بتوں نقابدار وازہ بارگاہ تک پہنچائے کو آئے امیر اسے رخصت ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی بارگاہ میں تشریف لائے اور حکم کیا طبل جنگ بجے اُدھر شکر نقابدار میں نقاب زخمی ہوا دونوں طرف تباری ہونے لگی ہر شخص اپنے آپ آلات حرب کو درست کرنے لگا کسی کا یہ عالم تھا کہ تیر کے پکان کو زہر سے آبدار کرتا تھا کوئی سپر کو صیقل مصقل چار لکھنے کو صاف کر رہا ہر کسی کے آگے عقل آتشیں رکھی تھی کمان جس جگہ سے خانہ کر لگی تھی اسکو درست کر رہا تھا ترکشون کو آئندہ لکھیں تیر کا پکان یا سو فار جاتا رہا تھا نکال کر پھینکے جاتے تھے اور جو تیرا چھتے تھے انھیں ترکشون میں رکھتے تھے کہ وقت جنگ کو تا ہی نہ کرے بعضے تلواروں کو سنگ چار ہے تھے کہ دل سنگین کوہ ہول سے شق ہوا جانا تھا بعضے تیغوں کو چرخ چڑھا ہے تھے کہ عقل تیز مرخ کی جہنم تھی کہ دیکھیے اب کیا ہوگا بعضے لوگ آپس میں بٹگے ہوتے تھے اور کتے تھے کہ دیکھیے کل اگر دون دون اور دماہ بوقلمون تلج دولت کسے سر پر رکھتا ہو اور خاک نہت کسے سر پر ڈالتا ہو کل دیکھیے تخت سلطانی کسکی قسمت میں لکھا ہو اور تخت تابوت کسکی قسمت میں ہر اشعار

کہ فردا کجا مباد کرد و فلک	کہ راتاج اقبال بر سر نمد	کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید	کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید
دیدہ کہ خواہد شدن پدید قطعہ	بیاری دوست با من باش امروز	کہ فردا من کجا ہاشم کجا تو	کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید
زمانی من ترا بینم مرا تو	سب کہتے تھے کہ کل نقابدار اور صاحبقران سے مقابلہ ہو اگر صاحبقران غالب آئے	تو بہتر والا نقابدار کو کوٹے ٹکڑے پور پر پورے کرینگے یہ نہوگا کہ کسی طرح ذلیل ہوں بعض کہتے تھے کہ حمزہ قدت	رب علیل شاگرد جبریل ہے اسپر کوئی غالب ہوا ہو جو یہ غالب ہوگا ایسے نقابدار کتنے ہی آئے اور زیر ہوئے اسکو بھی امیر

نہ کر غیظ اسباب حرب کسکے واسطے درست کرین اور صبر بھی اہل اسلام میں اور اوجھ بھی اہل اسلام میں بختوں سے کہا کہ بجائی
وقت ہر وقت ہر سپاہی کو اپنے کیل کانٹے سے درست رہنا چاہیے تھکنا نہ تو درست رہیں غرض چار پہر رات تیار رہی جنگ
میں بسر ہوئی وقتیکہ آفتاب گرنگ از در کجہ خرچک سر بردار و دواہن عالم ظلم اسے رانا تو خوش منور و زمین گردانید صبح ہوئی نخل
خیل ذیل قشون قشون ہمیں ہمیں دتے دتے گروہ گروہ انہو میدان کی طرف بچے جاتے ہیں اور دروازہ شاہی پر دروازہ
مجمع ہر امیر نماز سے فراغ کر کے دعا مانگ رہے ہیں کہ امیر کریم کار ساز بندہ نور دین ایک مودت و محبت ہوں تو نے مجھے فرستاد
سلیمانی عطا کیا اور خود گریب الطاف و عنایت کا ہوں تو ہی میری ابرور کھنے والا ہوا اب بھی میری عنایت سے امید فوری رکھنا
ہوں کہ اس نقابدار پر مجھے غلبہ دے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ عمر بن امیہ صغری آئے اور پیچھے کھڑے ہو کر پکارے
کہ اے پروردگار حمزہ بڑے ہو چکے ہیں اب انکی ضحیفی ہر اولاد بن بہت ہو چکی میں طاقت انہیں باقی نہیں رہی ہر ابرو انکی رکھ
لے کہ جو ان پر قوت سے سامنا ہو تو ہی انکا حامی و مددگار ہر امیر نے پیچھے ہٹ کر دیکھا اور کہا کہ اوجھ شیطانی دعا بھی نہیں
مانگنے دیتا ہر عمر وے گما حمزہ میں تو آمین کہ رہا ہوں امیر نے معتقل سے کہا کہ یہ دعا مانگنے دیکھا صدق اسلمہ کا لاد معتقل
نے صدق سامنے لا کر رکھ دیا امیر یا تو قیر نے ہفت پران حضرت ابراہیم کا واسطے نرمی اندام کے زرب بدن کیا زہ
داؤدی پنی کر بند رستم کا باندھا پنجہ سہرا بیل اور تیغہ و حصام و مقام اور تیرہ عقرب ذوی الحجام کمر سے لگایا خود
حضرت ہونڈ کا سر پر رکھا دستانے حضرت یوسف کے ہاتھ میں پینے والے حضرت یونس کے زانو پر لگائے سر گر ساسپ
کی موز سے حضرت صالح کے زب با کیے بازو بند حضرت آدم کا باد پر باندھا کمان حضرت اسحاق کی شانے پر لگائی گردا سپر گشتا سپ
کا پشت پر لگایا بنو حضرت نوح کا ہاتھ میں لیا باہر آ کے اشقر دیو زاد پر سوار ہوئے دروازہ بادشاہی پر آنے سب سرداروں
نے اٹھ اٹھ کر نچرا کیا پوچھا امیر نے کہ حضور بادشاہ عالم کے برآمد ہونے میں کتنی دیر ہو لوگوں نے عرض کیا کہ آمد آمد شہنشاہی بنا
خل الکی قریب ہر اس اثنا میں نکلے ہوا کہ صاحبو خبردار ہو ہوشیار ہو بادشاہ مجاہد عالم پناہ برآمد ہوا چاہتے ہیں تمام سردار
اور فوج ہوشیار ہوئی کہ پیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چریزون پر کھینچا گیا پہلے پنجشائے واسے دکھائی دیے ہاتھوں میں طلائی
نقرئی پنجشائے روشن کیے ہوئے نکلے مشعلی دستیان طلائی فقرئی لیے ہوئے برآمد ہوئے جب انکے غول نکل گئے بعد انکے
چوہداریسا ول مرد ہے تو لڑا قاصی نظر آئے تخت شاہی سج میں گردا کے فانوس بردار ہاتھوں میں انکے تلم و کچرا ج و باقوت
وز مرد کی چھتریں بھین تمام زمین بوقلمون معلوم ہوئی تھی آگے آگے لفظان بری پیکر ہاتھوں میں انکے شمعائے مومی روشن
عود سوز عنبر سوز و غلغلائی آتشیں روشن عود برکی اسیر جھونکتے ہوئے خوشبوئی لپٹیں علی آتی ہیں بادشاہ ملک اقتدار گت سلیمانی
پر سوار تلخ شہر باری بر سر چار قب شاہنشاہی در بر موبتوں کے واسے گلے میں پڑے ہوئے سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی چتر زرنگار
بادشاہی سر پر بچھرتا ہوا تخت بادشاہی قلع سپاہ میں مثل دل کے آن کر قائم ہوا اولان اول صاحبقران عالی شان
نے بڑھکر نچرا کیا چوہداریکا را حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان نگاہ رو برو جابلی قبلہ عالم پناہ سلامت بادشاہ ظل اشدر
نے سینے پر ہاتھ رکھا کہ جگہ تنہا رہی ہمارے دل میں ہر اور اشارہ کیا کہ کرب پر سوار ہو جیہ امیر سات خدمت پیچھے ہٹ کر آواہ شاہانہ
بجالاتے اور اشقر دیو زاد بری پیکر پر سوار ہوئے پھر تو دست راست سے لٹھ کھور نے نچرا کیا اور دست چپ سے
مالک اژدر نے تسلیم شاہانہ کی بعد اسکے اور دست راست راستیوں اور دست چپوں کا نچرا ہونے لگا سلام و نچرا لیتے ہوئے
وعدہ گاہ مصافح کی طرف مثل بادبھاری سواری روانہ ہوئی نقار چیون نے پہلے ہی نقاروں کو چاشنی دے دیکر درست کر رکھا
تھا بجز درود سواری کے نقارے پر چوب پڑی شہنا نوازوں نے لٹ بھیر دین بباس کو پھونکایا معلوم ہوتا تھا ایک
دو لٹھائی سواری چلی جاتی ہو کہ چہ سلامت سے سواری حضور کی بے ملامت چلی دو دستہ سلامی ہوتی جاتی تھی باجرام نورانی ہوتا

جاتا تھا چھوٹے چھوٹے تارے پھینکتے تھے من بڑے بڑے تارے اکاؤ کا دکھائی دیتے تھے ہن ہن سحری و ناز ہن جب خوب روشنی
صبح کی ہوئی تو روشنی کرنے والوں کو اشارہ کیا کہ گل کر دو چشمانے والے پھرے جا بجا قتلوں کو جو توڑ توڑ کے پھینکے جاتے تھے
انھوں نے اختر تار بندہ کا خواص پیدا کیا تھا زمین جنگ بہتر از سپہر بن معلوم ہوئی تھی بعد اسکے سواری جہان پناہ کی وعدہ گاہ
مصافحہ میں انکے ہونے کی تمام وسعت راستی دست راست کی طرف اور تمام دست چپ کی طرف ان ان کر قائم ہوئے
جب تمام فوج نے اپنے اپنے قریب اور معمول سے اپنی اپنی جگہ پر قیام کیا تو حمزہ صاحب قرآن بمرتبہ صاحب قرانی چالیس تہا
آگے بڑھے کے قائم ہوئے سخت سٹائی قلب سپاہ میں مثل جان و دل کے آگے قائم ہوا اس طرف دیکھا کہ آمد لشکر نقابدار
طاہر مرصع پوش کی ہرج ہرج میں نقابدار مرصع پوش اور دہنی طرف نقابدار بلکینہ پوش اور بائیں طرف نقابدار سبز پوش
اگر قائم ہوئے علم اڑا دیا پیکر سر پہ نقابدار مرصع پوش کے سایہ گلن ہوا اور آواز با صاحب قرآن یا صاحب قرآن کی ہاں
پیکر جہان سے نکل رہی ہوا طبل سکندری و بوق ترکی و سنج کیو مرنی جھانجھ افراسیابی پچھا ہوا طبل سکندری
سے صدا سے یا صاحب قرآن یا صاحب قرآن بلند ہرج ایک طرف لقا سے بے بقار اندہ درگاہ خدا زمرہ شاہ
مرد و درو سیاہ سلسل و مطوق قدیمین گرفتار ہوا نقابدار ہلا آنا تھا لقا نے نقابدار سے کھلا بھیجا تھا کہ آج مجھے
بھی میدان میں لے چلے گا اسوجہ سے مجھ نقابدار زمرہ شاہ و سیاہ و خواجہ گرازا الدین ملک بختیارک شوم کافر
بیدین اور ہر مزتا خدا و فرامرز نابکار اور یا قوت شاہ بد کردار و ضعیف خون آشام با انجام اور کلکال خون آشام اور
ترنگال خون آشام و سہراب اژدر گیر خاندان قدرت لقا سے لے پیر اور قمرش بن عشر الملک سو کیا سے
طوفانی وغیرہ سب کے سب طوق و سلاسل میں گرفتار میدان میں آگے ہوئے ایک طرف کو باقی ان دیہاتیوں کے
بھی کھڑے تھے اور لقا سے ناہنجار وہاں بھی تقدیر بن گھاڑ رہا تھا اور بہت کچھ جھجک رہا تھا بختیارک سے کہتا تھا کہ شہنشاہ
درگاہ میں تقدیر کی بین نے کہ نقابدار مرصع پوش حمزہ کو پکڑ لیا بختیارک نے کہا کہ کیسی نہنگا اکثر نقابدار آئے اور حمزہ کے
ہاتھ سے گرفتار ہوئے کوئی ایسا کوئی پوتا کھلا معلوم ہوتا ہو بھی نقابدار گرفتار ہو گا جب ظاہر ہو گا تو یہ بھی کوئی نہ کوئی عزم
حمزہ کا ہو گا تجھے کیا مطلب ہے غالب ہوا تو کیا اور وہ غالب ہوا تو کیا تو بیٹھا اپنی تقدیر کو پیٹ لقا غصہ کھا کر چپ بیور ہا
لیکن دونوں لشکر جب میدان میں آئے فوجوں کی آمد سے گرد و غبار کا تھق اٹھا زما تیرہ و نثار ہو گیا چستہ آفتاب گندلا
ہو گیا آئینہ سپر مگر ہو گیا طائر آشیان گم کردہ پھرے تھے فوجوں کی آمد سے زمین نے مرکز اپنا چھوڑ دیا تھا کردہ ہو کر فاک
ہو گیا تھا چھ طبق زمین کے رگڑے تھے آٹھ طبق آسمان کے ہو گئے تھے اشعار
زمین شش شد فلک آسمان گشت شہت
خسک در گذر گاہ کین ریختند
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب
زمین در تزلزل فلک در ہراس
نیزک بریزک سولہ در شتاب
نیزک بریزک سولہ در شتاب
زمین در تزلزل فلک در ہراس
نیزک بریزک سولہ در شتاب
نیزک بریزک سولہ در شتاب

بلچہ کاروں نے زمین بہت و بلند کو ہموار کیا سنون نے آب پاشی کی میدان تیار ہو چکا نقیب لشکر فکار سے کہ کمان پرستم
کمان جو سہراب کمان ہر سام کمان ہر بزن کمان ہر زد کمان ہر اسفند بار کو شاد لاؤر نامہ دار ہر کا اپنے نام کو بلند
کرے اور نام رستم و سام کا شادے اتنے میں لشکر نقابدار کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقابدار مرصع پوشش
نقابدار پلنگینہ پوشش سے اجازت لیکر گھدر بیان کرتا ہوا ران باگ درگت دکھاتا ہوا میدان کو چلا مرکب نے جو کیفیت دکھائی
ہمارے آنکھ ملانی اُسے کہا ایسا تو وہ چہ مرکب چہ برق یا بادی بہ طرف دیوانہ و پر بزا دے خوش خراہی نا آب نازک تو
تیز گائے ز برق چابک تر بہ سحان اشتر کیا بات ہر اور نقابدار گھوڑا چکا کو میدان میں آیا اور نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع
کیے کبھی ایک رکاب پر قائم ہو کر برجھا ہلانا تھا کبھی برجھے ہیست مرکب کی سیٹ کے تلے سے نکل آتا اور گھوڑے پر بیٹھ جاتا
تھا گھوڑا اسی طرح رو میں چلتا جاتا تھا بعد اسکے چیلے اور انگوٹھی سنان و بنان میں ڈالکر نیزہ بازی شروع کی اور کوئی ٹانگی
گر لے نہ دی بعد اسکے تر و کمان ہاتھ میں لیکر تر آسمان کی طرف پھینکا وہ تر گرتے نہ پایا تھا کہ دوسرا تر مارا اسکا پیکان اُسکے
سوفار میں دسا یا اور موسے آسمان لیکر چلا وہ دونوں ابھی نہ گرسے تھے کہ تیسرا تر اور مارا اسکا پیکان اُسکے سوفار میں
پوستہ ہو کر دونوں کو لیکر بلند ہوا اسی طرح نو تر کا نیزہ بنا کر مارا آوارہ خیمین و آفرین کی ہر طرف سے بلند ہوئی بعد اسکے
درخت آہنی میدان میں قائم کیا جسکی ہر شاخ میں حلقے ملالی نمایان اور ہر حلقے میں خوش ہاسے مروارید آویزاں تھے
نقابدار نے جس خوشے پر تیرا مارا اسے اڑا دیا عیار سے کہا ای شربار اس خوشے کا ایک موئی اڑ جائے اور موتیوں کو منسیر نو
نقابدار نے جو تیرا ایک موئی اڑ گیا اور موتیوں کو خبر تک نہوئی پھر ایک میل آہنی نصب کیا اور دوڑ کر گزرا کہ زمین ٹپکی
عجب نہ تھا کہ گاؤں زمین کا سیجک ٹوٹ جاتا ایک گرد کا تنق اٹھا کہ نقابدار اور میل پوشیدہ ہو گئے جب گرد مٹی دیکھا جس جا
میل تھا ایک کنواں سانگیا نقابدار کھڑا کر رہا ہوا اس فوٹ کو دیکھ کر نہنن کے ہاتھوں میں رخسہ پڑ گیا بے اختیار ہر
شخص واہ واہ کرنے لگا غرض کہ خوب ششوری نقابدار نے کی کہ پسینے پسینے ہو گیا اب اپنے دم کو آراستہ کرنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے منیب دی کرما حمزہ صاحبقران میرے مقابلے کو شریف لایے صاحبقران نے عمر و سفرمایا کہ خواجہ میدان کو تر
کر و عمر و نے کلامہ ندی آسمان کی طرف اُجھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر مقابلے کو جائیگے تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے
ور دی بچنے لگی امیر اشقر کو لیکر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اور کر سلام کیا ہاتھ باندھ کر اجازت چاہی بادشاہ نے تخت اپنا
اُٹھوایا امیر کے گلے میں ہاتھ ڈال کر روئے اور فرمایا کہ بادشاہت میری نقاب آپ کے باعث ہے خدا انخواست آپ کے واسطے جسکی
ہوئی تو پھر میں کیا کرونگا امیر نے کہا کہ خدا کو یاد کیجئے گھبراہٹ نہیں پروردگار میرا حامی و مددگار ہر بادشاہ نے جام دیا امیر
نے بے اندیشہ انجام لی لیا اشقر پر سوار ہو کر میدان کو روانہ ہوئے سحان اشتر کیا مرکب تھا کہ شعر جزا رخس قمر طلعت
و شیرین نظارہ آنکھ چون نگار منجم بہ و دوق سما جب صاحبقران نامہ دار نقابدار کے قریب پہنچے نقابدار زردہ
سپر کا ہاتھ میں لیکر سر ہنگاوری اڈا او بھر سپر کی سپر بڑی کیچہ قدم مرکب امیر کا پیچھے ہٹ گیا اور سات قدم گھوڑا نقابدار
کا پہا ہوا گھوڑوں کو رانوں میں مسلک مقابلے کی گھر ہوئے نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا مزاج پر ہی کی اقلہ
نے کہا دعائیں معروف رہتا ہوں مگر امیر کا یہ حال ہے کہ محبت نقابدار میں ہی جی چاہتا ہے کہ نقابدار کو کیچے میں رکھیں غرض کہ بعد
از گفتگو تیسرے ہاتھوں میں شہجائے نیزہ بازی ہونے لگی میں سو ساٹھ طعن رد و بدل ہوئی تھی ایک مقام پر صاحبقران زمان نے
بند صاحبقرانی سے نیزہ نقابدار کا نکال دیا نقابدار نے برہم ہو کر گزرا امیر نے رد کیا امیر نے ضرب لگائی نقابدار نے دھکی
نوبت تلوار پر پہنچی نقابدار نے کہا ای شربار میری یہ قدرت نہیں ہے کہ تلوار حضور پر کھینچوں لیکن زور آزمائی ہو امیر نے
فرمایا کہ جس طرح تمھارا جی چاہے میں موجود ہوں غرض کہ میں ہوں سے نیچے اُترے ہتھیار کمرون سے کھوئے دامن گردائے

استینین چڑھائیں دست و گریبان ہوئے ایک ایک ہاتھ پیر ایک ایک گردن پر رکھا امیر کو یہ معلوم ہوا کہ تمام زمانے کے
 سپاہ کسی نے گردن پر رکھ دیے اور نقابدار کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا سرون کو ملا کہ ایک لکڑی کی پست تک ماٹھون کے
 اوڑھ گئے کیا عجیب کہ تاثر آہنی مقابل سر ہوتا تو وہ بھی سر نہ ہو جاتا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین سامنے کے دانوں
 اوپر بیچ ہونے لگے اس طرح چار پہر دن کشتی رہی شام ہوئی آفتاب یازنگ نہ دلوزان و نرسان اشیاء مغرب میں پیمان
 ہوا اور شاہ زنگبار با فوج ثابت و سیار سپہرنگون پر نمایان ہوا عالم میں تاریکی چھائی اشعار چھ مشکین جعد شب راشانہ کوثر
 چراغ روز را پروانہ کردند + زیر تختہ از آب آہنوست + نہان شد مکہ حین سندروس + نقابدار نے صاحبقران سے
 کہا اب تشریف لیجائیے دن واسطے جنگ و جہل کے ہر اور سات واسطے عیش و آرام کے کل ہم اور آپ پھر لڑینگے امیر نے
 فرمایا ای نقابدار مجھے تیر زندہ تاگر زندہ کہنے میں حرج نہ ہو غیر زبردستی کے میدان سے نہیں جاتا نقابدار نے کہا کہ
 دو سبب ایسے ہیں کہ جو میں لڑائی سے کنارہ کرتا ہوں ایک تو پیرانہ سالی حضور کی دوسرے شب کی تاریکی امیر نے جواب
 دیا کہ رات کو دن کرنے کے کچھ دیر نہیں گزرتی اور میں ضعیف نہیں ہوں بہت قوی ہوں نقابدار نے کہا بہت اچھا میں بھی جو
 ہوں اور اپنے عیار سے کہا کہ روشنی جا کر لاؤ لشکر نقابدار سے روشنی آئی پنجشاخے طلانی و تقری گڑھ کے تمام میدان میں
 ہو گیا امیر نے عمر و کو حکم دیا کہ خواجہ روشنی کر دو عمر و نے چار سو جھانڈی لٹائی سے لگا لکڑی میں اپنے چڑھا کر روشن کیے
 کہ کو سون تک عرض کا کتا اور نور ہو گیا جب روشنی ہو گئی پھر دونوں سرگرم کشتی ہوئے لوگوں نے دیکھا کہ لڑائی ایک گئی دن
 بھر کو میں بند سے بند سے ملی ہو گئی میں کمر بن کھول کھول کر زمین پوش بچھا کر اپنے اپنے جھنڈا روں اور سالداروں کے پاس
 بیٹھے اور بادشاہ اسلام کے واسطے سالمان بڑا تھا اس میں بادشاہ نے جلوس فرمایا سردار گرد و اطراف میں جمع ہوئے
 اور لشکر نقابدار میں بھی لوگ بیٹھے خواجہ وائے آکر بیٹھے سنے پانی پانے لگے خواجہ والوں سے لوگوں نے منٹھائی بکوان
 لیکر کھانا شروع کیے تمام میدان میں میدان لگا ہوا تھا کٹورا کھنک رہا تھا یز فلک یان پیرانہ سالی کچھ بابتاب آٹکھ پر کھنک
 تھا شاکستی کا دیکھ رہا تھا تاہم نہ تھک یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرشتوں نے آسمان میں رونن کر کے اپنی آنکھیں لگا دی ہیں اور
 کشتی کے نمائشی ہیں فراش ماہتاب نے فرش چاندنی گسترہ کر دیا ہر سب سیر دیکھ رہے ہیں احسنت و مرجانی حدیعی آتی ہیں
 کشتی چھ ہی ہر چار پہر رات کشتی رہی دم صبح عابد شب زندہ دلاہ نے تسبیح انجم کو سجادہ سپر پر رکھ کر مسجد غروب رکھا اور ترک
 آفتاب نے خود زنگار سر پہنکے سپر درین پشت پر لگائی زندہ طلانی زیب جسم کر کے نیرہ خط شعاعی ہاتھ میں لیا اور توسن
 فلک پر سوار ہو کر میدان جنگاہ جان میں نمودار ہوا اشعار روز دیگر کین جہان پر غور + بافت از سر خیمہ خورشید نور +
 ترک روز آخر یان زمین سپر + ہندی شب را تیغ افگندہ سر + صبح کو وہی عالم کشتی تھا کہ نہ ایک سے ایک مغلوب تھا اور
 نہ ایک ہر ایک غالب تھا اسی طرح سات شبا نہ روز کشتی رہی آنکھوں میں روز و ریل سیل کے ہونے لگے نقابدار نے سراپنا
 سینہ امیر میں لگا کر دوڑا یا امیر نے دم کے بھروسے قدم کے شمار پر نیچے ہٹنا شروع کیا نقابدار سات قدم تک ریل کے بیگیا
 عمر و پکارا کہ حمزہ کمان بھیجے شاہ جاتا ہی میں نہ کتا تھا کہ تو ضعیف ہر جوان سے نہ لڑ میرا کتا نہ مانا اب کیا ہلو ان عادی کو
 لاکر تیر کی مکر سے باندھ دوں امیر نے کہا کہ خواجہ کیا کہنے ہو ذرا نگاہ کا ہٹنا اور خیال کا چوکنا تھا کہ نقابدار نے مجھ کا دبا دہنا
 گھٹنا امیر کا زمین سے جا لگا امیر نے لنگر مارا کہ پشت باز میں غرق ہو گئی اور نقابدار اوپر چھا گیا کیسا کیسا زور کیا کہ
 اگر سپاہ ہوتا تو وہ بھی اکھڑا تا مگر اس کوہ وقار کے لنگر نے ذرا جنبش نہ کی نقابدار کا منہ ناں ہو گیا قریب تھا کہ پردے
 کا لون کے شق ہو جائیں دسوں انگلیوں سے خون ٹپکنے لگا اس وقت ہاتھ اٹھالیا اور کہا کہ جتنا زور مجھ میں تھا میں کر چکا
 اب جو آپ سے ہو سکے تصور نہ کیجئے امیر اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں بازو نقابدار کے پکڑ کر ریل کر کے دوڑے

نوردمک لیکن وہاں عیار نقابدار جلا پا کر ایو نقابدار کمان سپاہی ہوا چلا جاتا ہے خبردار ہو نقابدار نے پھر کر کہا حریف زبردست
 ہر مین کیا کروں نورنگاہ بننا اور خیال کا چونکنا تھا کہ امیر نے جھٹکا دیا کہ نقابدار کے دونوں زانو آشنا زمین ہوئے
 گھٹے سکائے تڑپ کر ٹنگ یاد آکر تازانوزمین میں غرق ہو گیا امیر نے ہر چند زور کیا لنگر نقابدار کا نہ اٹھرا اسوقت فرمایا کہ ایو نقابدار
 ہم تم خوب لڑ چکے کوئی غالب و مغلوب نہوا لڑائیاں تین طرح کی ہیں ایک نوجنگ ترکی کہ آپس میں گھونسا چلتا ہے جو عاجز ہو جاتا
 ہے دوسری جنگ فارسی جو ہم تم لڑ چکے ہیں تیسری جنگ عربی وہ باقی ہے اس میں ہر صورت ہوتی ہے کہ چار زانو ہو کر
 زور کرنے ہیں نقابدار نے کہا کہ یا حمزہ صاحبقران چار زانو بیٹھنے میں لنگر تو مار نہیں سکتا بھلا چار زانو پہلے کون
 بیٹھتا ہے امیر نے کہا کہ پہلے میں بیٹھا ہوں تم زور کر جب تم داغ سلو گے تو میں پتھر زور کر دوں گا نقابدار نے کہا کہ اچھا بیٹھے
 امیر چار زانو ہو کر بیٹھے ہر چند عمر و نفع منع کیا کہ حمزہ پہلے تو سہت نہ کر نقابدار کو پہلے بیٹھنے دے وہ جوان ہے امیر نے
 نہ مانا اور نقابدار سے کہا آؤ زور کرو نقابدار نے زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالا زور کیا کہ لنگر امیر کا زمین سے اٹھرا اور کمرنگ لایا
 تھا کہ امیر تڑپ کر جدا امیر کا ٹوٹ گیا لنگر ہاتھ سے چھوٹ گیا امیر پھر چار زانو ہو گئے نقابدار نے کہا یا حمزہ صاحبقران
 اب جانے دیجئے میں آپ برابر ہا امیر نے کہا ایو نقابدار دو صاحبقران کیونکر رہیں گے وہ درویش درگاہی بچسند ہو
 دو بادشاہ در اقلیتے بخت و چھربان ایک میان میں زمین رہتی ہیں اب میرے حیرے مقابلے میں فیصلہ ہو جائے تو خوب ہو
 نقابدار نے جواب دیا میرے دوز و راہی باقی ہیں اب کی میں آپ کو اٹھا لوں گا اور اٹھا تو چکا تھا مگر کمر بند ٹوٹ گیا امیر نے کہا ایو نقابدار
 وہ وقت گیا گذرا اب میرا لنگر اٹھ گیا نقابدار نے زنجیر کمر کی کسر باندھی اور ہاتھ کمر میں ڈال کر خوب زور کیا لنگر صاحبقران
 کا جنبش کر کے رگیان اٹھا امیر نے کہا کہ ایو نقابدار دیکھا تو نے یہ بولا کہ ابھی تو ایک زور میرا اور باقی ہے میں اٹھا لوں گا یہ کمر
 خوب دو کھڑی تک اپنا دم آراستہ کیا اور پھر امیر کے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر زور کیا کہ منہ سنج ہو گیا مگر امیر کے لنگر نے جنبش
 نہ کھائی بس ٹھک کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا اب آپ زور بھیجیے یہ کمر چار زانو ہو بیٹھا امیر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ایو نقابدار
 نقابدار نے تو مجھ پر زور کیے مگر میں ایک زور راہ خدا چھوڑتا ہوں اور ایک زور تمام خلائی کے واسطے کہ آٹھ روز سے سب
 بخور و خواب ہیں ایک زور نقابدار پر کرتا ہوں ہر چند عمر و نفع منع کیا کہ حمزہ تیری عقل زائل ہو گئی ہو کیوں تین زور کا ایک
 زور کرتا ہے امیر نے جواب دیا کہ خواجہ تم دلو اسے ہو جو پہلے زور میں چھوڑا تو دوسرے زور میں کیا ہو گا اور میں نعرہ کر دوں گا تم
 سکو آگاہ کرو عمر و پکارا صا جو حمزہ نعرہ کیا جاتا ہے اپنے اپنے کانون میں انگلیاں رکھ لو اور گھوڑوں کے کانون میں
 رونی دو زمین تو پر دے کانون کے شق ہو جائیگے بس امیر نے زنجیر کمر میں نقابدار کے ہاتھ ڈال کر نعرہ کیا کہ جو سٹھ کو س
 تک آواز پہنچ گئی شغریہ نعرہ زور میر منزل مصافحہ کسیر غلہ زور کوہ قاف نعرہ کر کے زور کیا کہ لنگر نقابدار کا اٹھرا پہلی مرتبہ
 تازانوا اور دوسرے پہلے میں تا کمر سرے میں تابست لاکر بازو کا ہک دیکر سر سے بند کیا اٹھل ہوا کہ وہ نقابدار کو اٹھا لیا بختیار
 نے لقا سے کہا او گیدی دیکھا تو نے میں جو کتنا تھا دی ہوا اور اب حال بھی اس نقابدار کا کھلا جاتا ہے اتنے میں امیر نے چاہا
 نقابدار کو چرخ و بکریار میں کہ نقابدار پلنگینہ پوش گھوڑا دوڑا کر آیا اور کہا کہ یا امیر زمین پر نہ ماریے گا یہ آپ کا لوتا ہے
 بدیع الزمان کا بیٹا ہے نور الدہر اس کا نام ہے گو ہر ملک سے ملک سنجان میں پیدا ہوا ہے صاحبقران نے ہاتھ سے رکھ دیا
 نقاب منہ پر سے دور کی ایک آفتاب چمکا صاحبقران نے اسے سینہ سے لگایا اور پلنگینہ پوش سے بوجھا کہ تم کون ہو اسنے بھی
 نقاب اٹھائی دیکھا کہ اسد بن کرب غازی ہے نقابدار سبز پوش فضل بن گیا ہو ر خون آشام تھا اسنے بھی نقاب اٹھا کر
 بدیع الزمان کو آواز دی کہ مبارک ہو یہ تمھارا بیٹا نور الدہر ہے بدیع الزمان دوڑا اپنی چھاتی سے لگایا پھر قاسم سے لاکر لایا
 کہ بھی تھے اسے فرزند کیا تھا قاسم نے اسے گلے سے لگایا مگر دلمین کہا کہ کھٹنے پیٹ ہی کو جھکتے ہیں اور ہا سے آج تیرا فرزند ہوتا تو دیکھی

اسی شان و شوکت سے آتا پرائی اولاد اپنی نہیں ہوتی قاسم کو یہ خیال ہوا اور امیر نے نور الدہر سے کہا کہ اب ہمارے لشکر
 میں آؤ نور الدہر نے عرض کیا کہ کل قاسم حاضر ہوگا امیر نے فرمایا اچھا جاؤ نور الدہر اپنے لشکر کو لے گیا امیر اپنی بارگاہ کیلئے
 پھر سے عمر و پیلے ہی خواہن معظمہ میں آیا اور روبہ ہر ایک سے لیا خود بخبری دی کہ نور الدہر کو ہر ملک کا بیٹا ہی خصوصاً
 گردید بانو سے بہت کچھ لیا مگر امیر جب بارگاہ میں آئے سب سرداروں سے فرمایا کہ کل نور الدہر بارگاہ میں آئے گا
 سو بادشاہ کے اور سب استقبال کو جائیں دوسرے روز تمام سردار پیشوا کی کوروا نہ ہوئے لیکن قاسم چار گھڑی بات
 رہے شکار کد بہانے سے چلا گیا بدیع الزمان پہلے ہی نور الدہر کے پاس پہونچا اسکو گلے لگا اٹھ دھو رنے ملاقات کی
 اسد بن کر بدیع الزمان سے پیشتر پہونچا اپنے بھائی سے ملا عرض کمال عزت و توقیر سے نور الدہر کو بارگاہ میں لائے
 لیکن امیر نے قاسم کو نہ دیکھا حال پوچھا سنا کہ شکار کو گیا ہر کمال آزدہ ہوئے بادشاہ و دربار گاہ تک آئے نور الدہر قد مون
 پر گرا اور داخل بارگاہ ہوا سب اپنے اپنے دنگوں پر بیٹھے مگر نور الدہر کھڑا تھا کمان اٹھتا بلکہ مقررہ نبوتی تھی امیر نے فرمایا
 ایو فرزند جب تک جگہ تھارے واسطے تجویز ہو تم تخت سلیمانی کے چوتھے پاسے پر بیٹھو نور الدہر آداب بجالایا اور بیٹھ گیا مجلس
 عبس گرم ہوئی امیر نے جشن کی تیاری کی نور الدہر نے دست ادب بہتہ عرض کیا آزدہ خرس بادشاہ سلامت یعنی لقمان فرزند
 امیر نے حکم دیا کہ لادلوگ جو لقا کو لینے لگے وہ ان اسکا پتا بھی نہ تھا اگر عرض کیا کہ لقا کا بیٹا نہ تھا تو خانے میں بن ہوا امیر نے کہہ کر کہاں جا گیا
 داستان ندرت بیان لقا کا شہر مشتری حصار میں آنا اور قاسم کا گھر قناری لقا کے واسطے
 جانا اور نور الدہر کا پوشیدہ جا کر لقا کو پکڑنا اور عنقوبل دیویر در سے لڑنا پٹ عنبر

پیام مرگ جو چینام پر عتاب ہوا	جواب امیر نے نامے کا جواب ہوا	امنا حباب کی صورت تو بحر آب ہوا
بنامین خوبی قسمت سے جب خراب ہوا	بجھا دیا عرق شرم کے تلاطم نے	مرے سبب سے جہنم کو بھی عذاب ہوا
فکاست تو بہ کی لہرائی دیکھ کر دریا	حباب بھی مجھے چھپا نہ شراب ہوا	شب فراق میں کوئی نظر نہیں آتا
خیال بار بھی آنکھوں کو میری خواب ہوا	نگاہ مست سے دیکھا جو آئے دریا کو	حباب میں اثر سا غر شراب ہوا
مثال بھی نہیں عمر خضر سے دی میں نے	مٹھاری زلف کو نہ تو ہی وجہ عتاب ہوا	وہ دیکھتے ہیں مجھے میں کفن میں ہوں وچو
اُدھر نقاب جو اٹھی اُدھر حجاب ہوا	ہوا نہ دوست مرا وہ بھی بھی دشمن ت	یقین کیا ہوڑا مٹے میں انقلاب ہوا
ابھی جو نام خدا لکھنی پہ آفت ہر	جہان میں ہم نہیں ہونے لے کر شباب ہوا	فنا ہو ساتھ قیام جہان فانی کے
حباب کیا لب جو بیٹھ کر خراب ہوا	دکھا یا منو نہ میاں آج تک پھر کر	دم اجل جو مرے درد سے حجاب ہوا
نہ سوئے چین سے تسلیم کنج خد فن میں	بلا سے جان میں مر کر بھی اضطراب ہوا	یکہ تازان عرصہ مخدوری و مکر آریاں

معرکہ زبان کو ری اسلمک تیز کام بیان کو میدان معامین یوں جہلان کرتے ہیں جسوقت صاحبقران نے نور الدہر میں
 بدیع الزمان کو زیر کیا اور نور الدہر داخل لشکر ظفر اثر ہوا تمام لشکر کو ایک خوشی ہوئی اور لقا کی خبر نہ تھی کہ کمان ہو سو گئی
 عیار لقا کو مع سردار دن کے قید سے چھڑا کر لیگیا جہان لشکر لقا دار میں کو ہستان میں جمع تھا ایا تخت خدائی پر بٹھایا وہ
 وہاں سے روانہ سمت شہر مشتری حصار رہا جب فریب پہونچا بادشاہ شہر مشتری حصار سہیل خان مشتری حصار
 استقبال کر کے لقا کو لیگیا اور بہت دلا ساداکہ آپ فاطمہ جمع رکھیے اگر حمزہ بیان آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچا کر کمان جا لیگا
 یہ کہکر اسی وقت سے نامے اپنے دوستوں کو لکھ کر دے کے واسطے بلانا شروع کیا اور لقا کے آئے کا جشن کیا ہر کا دے
 جو لشکر اسلام کے لگے ہوئے تھے یہ خبر دریافت کر کے بارگاہ صاحبقران میں آئے زمین ادب کو لب عبودیت سے
 بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا دینا سے بادشاہی اس طرح سے بجالائے ابیات شاہ بقاسے عمر تو بادشاہ ارسال

قبائل و پناہ تو با و انہر سال + روزی ہزار ساعت و ساعت ہزار روز ہر سال ہزار ماہ و می تا ہزار سال شمس پر عالم
 کی عمر و سادہ ہوا لقا شہر مشتری حصار میں پہونچا سہیل خان نے اپنے دامن میں پناہ دی اب لشکر اسکے پاس جمع
 ہوتا جاتا ہے چار طرف سے کاخرا سکی مدد کو چلے آئے ہیں سہیل خان بھی زبردستان روزگار سے ہر لاکھ سوار کی جمعیت
 رکھتا ہے عنقو مل دیو پرور کو مدد کے واسطے بلایا ہے امیر سنگر نہایت رنجیدہ ہوئے کہ یہ کافر چھوٹ گیا اور پھر فساد و فتنہ
 قاسم نے عرض کیا ای شہر بار اگر حکم ہو تو لقا کو جا کر شہر مشتری حصار سے پکڑ لاؤں امیر نے فرمایا کہ ای فرزند وہاں لشکر
 لا انتہا کی تمہارے پاس اتنی فوج کہاں ہے یہ سکر تمام سرداران دست چپا آئے کھڑے ہوئے اور کہا کہ باصاحبقران
 ہم سب قاسم کے ساتھ جائیں گے امیر نے فرمایا ای قاسم اب مضائقہ نہیں جاؤ اور خلعت خضتی خدایت کیا قاسم مع سرداران
 دست چپ کوچ کر کے روانہ ہوا مگر بدیع الزمان نہایت بر ملال آزدہ خاطر کمال بارگاہ سے آنکھ رانے جیسے کو چپا
 نور الدین ہر ہرہ تھا ہاتھ باندھ کر عرض کی ای پر بزرگوار اس وقت کیا سبب ہے کہ گرد گردورت آئینہ دلبر حضور کے پانی اجائی ہے
 بدیع الزمان نے کہا کہ بابا کچھ نہیں جو کچھ ہوا خوب ہوا خدا کو باری ذلت منظور ہے نور الدین ہر نے کہا خدا بخواسے حضور کے
 غلاموں کو بھی ذلت نہ ملے گی کچھ ارشاد تو کیجئے بدیع الزمان بولا ای جان پدر کیا پوچھتے ہو جو ہونا تھا ہو چکا اب کچھ نہیں
 ہو سکتا شہر گرگ از گدگد سفند رپود + پاسے ہوئے شبانہ و سود + یہ خاوری گوی بہت لکھا نور الدین ہر نے کہا کچھ زبان
 مبارک سے فرمائیے تو شاید ہر ہو جائے بدیع الزمان نے کہا بیٹا میں تجھے کیا لون و نگل رستم پر محبت اور اس ترک
 جنگ چشم سے جھکرا چلا آنا ہے چنانچہ ملک کو چک باختر میں ہر شہر ہوئی تھی کہ جو گنجاب کو قتل کرے وہ دنگل رستم پر بیٹھے جب گنجاب
 کی لڑائی ہو چکی اور وہ زندہ و سلامت لقا پاس بھاگ کے گیا تو پھر تھری کہ جو کوئی لقا کو مارے وہ دنگل لے اب یہ خاوری
 گیا ہے اگر لقا کو پکڑ لایا تو دنگل ہاتھ سے گیا اور با کلمہ ملائے کی جگہ نہ رہی اور میں پاسکے پیچھے جا نہیں سکتا کہ صاحبقران کو
 ناگوار ہو گا کسو اسٹے کہ جب عجیل ماہر واد رہا شہر بخترن پھر گئے ہیں اور میں نے جا باگرا لکی مدد کو جاؤں قاسم نے
 کہا کہ آپ سرداران دست چپ کی مدد کے واسطے نہ جاسیے میں سرداران دست راست کی تائید کو نہ جاؤں گا امیر نے جھک
 منع کیا میں نہ گیا اب کیونکر میں فقہ کر دن نور الدین ہر نے کہا کہ اب آپ اسکی فکر نہ کریں دیکھیے تو کیا ہوتا ہے اور خدا کیا
 کرتا ہے یہی باتیں کرتے ہوئے مجھے میں داخل ہوئے صبح کو نور الدین ہر صاحبقران سے اجازت شکار کی لیکر روانہ ہوا اسد
 بن کرب غازی کہ نور الدین ہر سے کمال محبت رکھتا تھا یہ بھی ساتھ چلا ہر چند منع کیا کہ کبھی میں خدا جانے کہاں جاؤں گا اور
 کون سے شکار کی فکر میں جاتا ہوں تم میرے ساتھ نہ جاؤ اسد نے کہا بھائی صاحب جہان آپ جائیں گے میں ہمراہ ہوں باپا نور الدین ہر
 چپ ہو رہا اور شکار گاہ کی طرف روانہ ہوا جب صحرائیں پہونچا سب ہمراہ ہوں سے کہدیا کہ تم شام کو لشکر میں جانا اور کدینہا کہ
 شانہ راہ ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈال کر خدا جانے کدھر گیا اور تم نہ گھبراؤ کہ اب شہر مشتری حصار میں مجھے تھے ملاقات ہوئی
 وہ نور گئے نور الدین ہر مع اسد روانہ جانب مشتری حصار ہوا فضا سے کار بعد از قطع منازل و طومر اصل راہ بھوکہ
 کو ہستان کی طرف نکل گیا قریب ایک قلعے کے پہونچا دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا وہاں آکر قراہی ہے ابھی دھبی طرح قیام نہ کرنے
 پائے تھے کہ دروازہ قلعے کا کھلا اور فراق اس میں سے باہر آئے اور اس قافلے پر گریے قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا اہل قافلہ مسلمان
 تھے انھوں نے دعا مانگنا شروع کی نور الدین ہر نے جو یہ حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ سوداگر مسلمان ہیں تو انھیں چکر آن قزاقوں پر گرا
 لمحہ بھر میں دس بیس کو مار کر گرا دیا باقی کو زخمی کیا اسد بن کرب غازی بھی لڑنے لگا قزاقوں میں غلغلہ ہوا کہ اسے یہ دعویٰ
 تو ہم سکوار سے ڈالتے ہیں کہاں سے آئے ہیں انکو مار لو سام دزد کہ سب قزاقوں کا سردار تھا بہت سے لوگوں کو ساتھ لیکر آیا
 اور کہا کہ مار لو ان دونوں کو بارہ ہزار قزاقوں نے نرغہ کیا خوب تلوار چلی سام دزد پاس نور الدین ہر کے لڑتا ہوا پہونچا

شاہزادے نے لغو کیا کہ او نام دکان جاتا ہوا سامنے آئے کما اور اہل رسیدہ میں تجھے دھونڈھتا تھا یہ لکھتا ہوا سامنے
 شاہزادے نے ہفتون پہلے ہی تلوار چھین لی مگر بعد میں ہاتھ ڈال کر اسے گیند سے پرستے اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر
 نہیں تو تجھے قتل کرتا ہوں فوج تیری کچھ نہ کر سکی سام دزد نے یہ بہادری اور صورت و شکل جو دیکھی عاشق ہو گیا عرض کی
 کہ میں نے لغت کی لقا پر شاہزادے نے کل طبعاً ارشاد کیا وہ کل پڑھ کر دوسرے صدق مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا جاو
 ایسا آقا کہیں بھی نصیب ہوتا ہے یہ دن و سال ہو صورت ایسی طاقت اس طرح کی میں نے تو ظلامی اسکی اختیار کی سب اسے ساتھ
 والے مسلمان ہوئے نور الدہرے سوداگر دن کو بلوایا مال و اسباب اٹکا جو لٹا تھا دلوادیا احوال پوچھا کہ تم کون ہو سوداگر
 نے کہا آپ اپنا حال بیان کیجئے کہ آپ ہمارے مرشد زادے معلوم ہوتے ہیں نور الدہرے تمام حال اپنا بیان کیا وہ حد
 قدیم ہوا کہ اے شہر بار نام میرا خواجہ بہلول ہے میں پردہ قاف میں امیر کے ساتھ تھا شاہزادے نے اسے گئے
 سے لگایا اور رخصت کیا اسنے دعوت کی تمام فلعے کو اسلام آباد کیا دوسرے دن احوال لقا کا پوچھا سام دزد نے کہا کہ
 وہ شہر مشتری حصار میں ہے اور مشتری حصار بیان سے سات کوس پر ہے اب لشکر خدا پرستوں کا آیا ہے مقابلہ ہونے پر ہر کل
 لڑائی ہوئی نور الدہرے شکر چپ ہو رہا اور پہر رات رہے سے نقابدار بنکر روانہ ہوا بیان کا حال سنے کہ شاہزادہ فادر سپاہ
 ملک قاسم لعل خفٹان خونریز خاوری جب شہر مشتری حصار پر پہنچا فیمہ برپا کیا اور صہیل خان مشتری حصار
 نے جو یہ خبر سنی کہ لشکر خدا پرستوں کا آیا ہے اسنے غمناک بھی باہر نکلیا مع فوج خود بھی باہر آیا لقا کو تخت خداوندی پر بجا با صحبت
 رقص برپا ہوئی محفل عیش آراستہ ہوئی دورہ جام گردش میں آیا جب دماغ کا فزون کا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم کیا سہیل نے کہ
 طبل جنگ بجے یہ خدا پرست کمان جائیگے سکوئل کرونگا بختیار رک نے کہا اے سہیل خان یہ خدا پرست بلا سے بیدار مان آفت
 جان میں سہیل خان نے جواب دیا کل صبح کو معلوم ہو جائیگا اور قاسم نے بھی طبل جنگ بجوایا چار پہر رات دونوں لشکروں
 میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے منصفی آراستہ ہوئے تیرداروں نے درخون کو کاٹکر بھینکد یا بلیداروں
 نے بہت دہند زمین کو برابر کیا سقون نے آبپاشی کی قصبوں نے قنابت کی اکوان قبل دندان لشکر کفار میں گیند سے کو پھر کر
 تخت لقا کے سامنے آیا زکر سجدہ کیا اجازت میدان جا ہی لقا نے کہا جا تیرے دم تشریف میں سب خدا پرستوں کی موت کی
 تقدیر کی ہو اکوان بار دگر گیند سے پر سوار ہو کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستوں زبردستو جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میر
 مقابلے کو آئے قاسم نے بودا باگ کا لیا تمام لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے قاسم برابر اکوان کے آیا اکوان ہنگام رہا
 قاسم کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اکوان کا گیند اسات قدم پسپا ہوا گرتے گرتے آتھیں گیند سے کہ پیچھے پر جا رہا تھا رانوں
 میں سلک گنگا ہانک ماری گیند سے کو سامنے کیا اور کہا کہ اے خدا پرست بتر یہ کہ لقا کو سجدہ کر نہیں تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور
 نام تیرا کیا ہے قاسم نے کہا کہ میں داماد لقا ہوں میرا نام قاسم ہے لقا بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر آیا ہے تو اس بھگت سے
 کو سجدہ کرو وانا ہو لاکھ لاکھ لعنت ہے اس پر اور بھگت اکوان بھینچا کر بولا اے خدا پرست زبان دراز لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو
 قاسم نے کہا کہ یہ اپنا معمول نہیں کہ حریف پر پیش دستی کریں جب تیرے حربے سے خدا بچا جائیگا تب میں بھی ایک آدھو حربہ
 کر لوں گا اسوقت اکوان نے خبردار خبردار کیے نیزہ مارا قاسم نے چند طعن میں نیزہ اسکا خاکہ یا اکوان سے تلوار
 بھینچی قاسم نے تلوار اسکی روک کے جوابک ہاتھ ملایا گیند سے چار ٹکڑے ہوئے عرض دو پہر دھلے تک سات
 پہلو انوں کو قتل کیا لقا نے غضبناک ہو کر فوج کو اشارا کیا کہ اسے مار لو تمام فوج قاسم پر دوڑی قاسم نے تلوار
 پکڑ کے لڑنا شروع کیا اور دھڑ سے لشکر اسلام بھی جلا جنگ مغلوبہ ہونے لگی کہ صحرا کی طرف سے گرد اٹھی ایک نقابدار
 سفید پوش چالیس نقابداروں سے پہنچا اور لشکر لقا پر گر کر تلوار بن مارتا ہوا چلا تمام لشکر کو تباہ کر کے تخت لقا کے پاس

پہونچا نہ کیا کہ او کا فرمان جاتا میرے ہاتھ سے لقا پکارا کہ او بندہ بے ادب شکوہ تیغ قدرت سے قتل کرونگا اور تم لو
 نقا بدار پر ماری نقا بدار نے وہ پچا کے تلوار کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور جدھر سے آیا
 تھا اسی طرف کو روانہ ہوا لشکر کفار نے چاہا کہ نقا بدار کا تعاقب کرے کوئی اگر گرد نہ پہونچا تا پار دونوں لشکر طبل بازی کرتے
 بجوا کے پھر سے قاسم تعریفین نقا بدار کی کرتا ہوا اپنے نیچے کو پھیر کر داخل ہوا اور کفار خیران و پریشان کہ یہ نقا بدار کمانے
 آیا کہ خداوند کو پکڑ لگیا ضرور اسکو تلاش کرو ہر کاروں کو خبر کے واسطے طلب کیا کہ ڈھونڈھیں نقا بدار کہہ کر سے ہاتھ اور
 کمان لگیا ہر کار سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن راوی کہتا ہے کہ نقا بدار لقا اپنے شخص کو جسکا ایک سو چالیس آرنج کا قد
 تھا سات کوس تک ہاتھ پر لیے جلا آیا اور قلعہ سام و زوہ میں لاکر زمین پر چکا مشکین باندھیں کہا کہ قید کرو خود پوشاک
 رزم اتاری لباس بزم بیکر صحبت میں بیٹھا کھانا کھا یا مشراب پی لایا دیکھا سورابیان لشکر کفار اور لشکر قاسم میں پھر جنگ
 بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جب صفوں شمال و جدال آراستہ ہو چکے اور عقب نقابت کر کے چلے گئے اسمیل خان
 مشترمی حصاری میدان میں نکلا ابھی کوئی اس کے مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ نقا بدار نے منہ دار موغل ہوا کہ یہ نوہی نقا بدار جو جب
 اسمیل خان کے برابر پہونچا اُسے کہا میں تو تیری تلاش میں تھا خوب ہوا جو تو میرے مقابلے کو آیا آج تجھکو حال معلوم ہو جائیگا
 اور خداوند کو تجھے لوگ نقا بدار نے کہا کہ ایسے مجبور کو خداوند جانتا ہے عجیب ہر تیری عقل سے کہ جسکو طرفہ العین میں مین گرفتار
 کر کے لگیا اور وہ شہر شہر بھاگتا پھرتا ہو اسمیل خان نے کہا بس اب زبان ہی سے گفتگو کر یہ لکڑ بچھا مارا نقا بدار نے نذرہ
 چھین لی اسمیل خان نے تلوار ماری نقا بدار نے تلوار بھی چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا یا اور صحران کو روانہ ہوا لوگ دوا سے
 کہ پیچھے جائیں کوئی نہ پہونچ سکا نقا بدار اسمیل خان کو لیے ہوئے چلا گیا دونوں لشکر طبل بازی کرتے بجوا کرتے اپنے خون میں
 گئے نقا بدار کے مقدمے میں حیران تھے کہ کون ہو اور کمان سے آتا ہے قاسم کہتا ہے کبھی ایسا بہادر نہیں دیکھا پھر رات
 رہے دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صفوں آرائی کے لشکر کفار سے یا قوت شاہ
 زرین رخشا نے لشکر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کوئی ابھی مقابلے کو نہ آیا تھا کہ نقا بدار سفید پوش شہسپا ہوا اور مقابلہ
 یا قوت شاہ زرین رخشا کا کیا یا قوت شاہ نے بہت سے ملے نقا بدار پر کیے اسنے سب روکے اور یا قوت شاہ کو گھوڑے
 سے اٹھا کر صحران کو روانہ ہوا آفت بن مکذہب کذاب اور کافوس پس یہ دو عیار پیچھے پیچھے نقا بدار کے پوشیدہ چلے اور نقا بدار
 نقا بدار کا نہ چھوڑا بہانہ کہ نقا بدار قلعہ سام و زوہ تک پہونچا لوگوں نے دروازہ قلعے کا کھولا نقا بدار داخل قلعہ ہوا پھر دروازہ
 بند ہو گیا رات کو یہ دونوں مہری کی راہ سے داخل قلعہ ہوئے اور اگر دروازہ بارگاہ نقا بدار پہونچے دیکھا کہ صحبت آراستہ ہے
 نقا بدار نے لقا کو طلب کیا جب لقا سامنے نقا بدار کے آیا سلام کیا اور پکارا کہ جو مجھکو خداوند برحق نیچے اسپر سلام پہونچے میرا نقا بدار
 نے کہا اونا لائق اب بھی خدائی سے باز نہیں آتا بس اُس کرسی کے اتھن کو کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ اے لقا دین اسلام قبول کرو
 خدائی سے بادشاہی کم نہیں کیوں طوق لعنت اپنے گلے میں پہنتا ہو لقا نے کہا او نقا بدار میرے غضب خداوندی سے نہیں
 ڈرتا ہو ابھی جو چاہوں تو تجھکو غارت کر دوں نقا بدار نے کہا بس زیادہ جھک نہ مار قید سے تو خود تو چھوٹ جا بعد اسکے دعویٰ
 خدائی کا کہ اور کہا کہ اس زیادہ گو کہ لیا وٹا ماہ راست پر آئے پھر لقا کو زندا خانانے میں بیٹھے دربار برخواست ہوا دونوں عیار
 نے اسمین صلاح کی آفت نے کہا میں تو خداوند کو نہ چھوڑ دیکھا اُسے کہا میں نقا بدار کو مار دوں گا کہ لکڑی دونوں اپنے کلام پر چلے
 پہلے حال آفت کا سنئے کہ آفت کی وہاں آیا جہان زندا خانانے لقا کا تھا محافظان زندان پیچھے تھے ہوا کا ریح دیکھ کر
 بیہوشی اڑا نا شروع کی سب سونگھ کر بیہوش ہو گئے اُسے سمجھوں کو مارا اور قتل کو لکڑ اندر گیا دیکھا کہ لقا یا قوت شاہ
 سے کہ رہا ہو کہ امیر فرزند کوئی خداوند اپنے حق میں ایسی تقدیر میں نہ کرے گا جیسی میں نے کی میں اور خوف مجھو یہ ہو کہ جو دریا سے

مختص میرا جو دن ہو تو دوست دشمن سب خاک سید ہونگے یا قوت شاہ نے کہا کہ دوستوں پر رحم کیجیے اور دشمنوں پر غضب آتا
 نے کہا میں صابر ہوں کہ آفت بن مکنہ بہ کذاب ہو نجا اور ملازمت حاصل کی عرض کیا کہ حضور کو چھڑانے آیا ہوں لقاے
 کہا کہ میں نے ستر ہزار برس آگے یہی تقدیر کی تھی تب آفت بن مکنہ بہ کذاب نے عرض کی کہ میں پانچ ہزار ہاں اور تھکریان
 کاٹ دوں اور سوہن سے قید کاٹنے لگا اب کاؤس کا حال سنئے کہ یہ ملعون خواب گاہ نورالدین ہرین ہو نجا پاسبانوں کو عیاری
 بیہوشی اڑا کر بیہوش کیا اور وہ خدا کا جو چاہے پر تھے انکی صورت بکر یا چھی کرنے لگا اور خاص بردار جو پرے پر تھے اُسے بھی
 عیاری کرنے لگا اور کہا کہ میں نے نندہ لالی ہر ہر بیہوشی اپنے اپنے حصے کی لو اور بانج پانچ ریلوڑیان سراسم سکودین غرض سمجھوں نے
 بخوشی و خرمی کھائیں اور خوب ریلوڑی کے بھرمین پرے جب سب بیہوش ہوئے میدان صاف پا کر اُٹھا اور کمر سے چادر عیاری
 لگا کر ایک سر اپنے سر کے نیچے دبایا اور تین سرے پر کے گردن دی کہ کل روشنی گل ہو جائے غرض جتنی شخص تھیں لہر لہر کر تھنڈی ہو گئیں
 مگر ایک آدمی شمع کو دیدہ و دانستہ گل نہونے دیا کہ اگر سب گل ہو جائیں اور میں اپنے کام میں مشغول ہوں گا شاہ میرا لڑکے کسی طرف
 جینی یا شیشے پر پڑے یا دھکے سے اندھیا رہے میں کوئی مردگ یا جھاڑ کنول ٹوٹ جائیگا تو نقابدار بیدار ہوگا اور کام میرا بننا
 بنایا بالکل خراب ہو جائیگا خیال کر کے دو ایک شمعوں کو روئے دیا تھا اور روشنی جب گل ہو گئی تو اُسے بلکہ عیاری ہاتھوں
 میں چڑھایا اور پہلے ہاتھ کو خوب چرب کر لیا اور قریب ہلنگ نقابدار کے آیا مگر خوف سے تھر تھرا کا پنا ہوا کہ شاید نقابدار
 جاگتا ہو یا عیاری نقابدار آجائے مگر قریب ہلنگ نقابدار کے گیا دیکھا کہ ہلنگ جڑا ہوا ہلنگ کر رہا ہو پس تھوڑی دیر متا مل ہو کر
 دیکھا اور آمد و شد نفس نقابدار کو دریافت کیا دیکھا کہ نقابدار سو رہا ہو پس دوا انگلیوں کی مقراض بنا کر دشا لہ نہ پر سے
 سر کیا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت کو دیکھا کہ پر تو حسن سے آنکھیں اسکی خبر لی کر لے گئیں مگر ازراہ قناعت قلبی اور غبار دینی
 کہ قلب کا فریب ہوتا ہو اس شمعوں کاؤس نے چاہا کہ سر نورالدین ہر عالیشان کا کاٹ لے اُسوقت بسبب قدرت خداوندی
 کے کہ انکی حیات مستعار باقی تھی موافق مثل جا کورا کھوسا پان بارہ سا کے کو سے بال نہ بکا کر کے دو جگہ سیری ہوئے ہوا
 وقت خواب میں دیکھا کہ ایک سگ سیاہ بچہ حملہ آور ہو آگے بول سے کھل گئی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش خبر برہنہ ہاتھ میں بیسے ہو اور
 چاہتا ہو کہ سر کاٹ لے نورالدین ہر نے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہو جب اُسے دیکھا کہ چونک پڑا اُسے نزد میں خبر جو برہنہ ہاتھ میں
 تھا بیٹے پر نورالدین ہر کے مارا نورالدین ہر نے جیت کر کے خالی دی کاؤس بھاگا اور نورالدین ہر پیچھے اُسکے دوڑا یہ تو جیت و خین
 کر کے نکل گیا شانہ زار اور کارگر جو رہی لینا جانے نہ پائے اسد بن کرب غازی بیدار ہوا پیچھے اُسکے دوڑا باہر بھی ایک غلغلہ
 ہوا لوگ چار طرف سے طلاہ کی گشت والے دوڑے جہاں لقا بقید تھا وہاں پہونچے آفت بن مکنہ بہ لقا کی قید بالکل
 کاٹ چکا تھا غلغلہ جو اسے سنا وہاں سے وہ بھی بھاگا دونوں عیاری ساتھ ہو کر بھاگے اور اسد قنات بین چلا آتا ہو
 ان دونوں نے جو کوئی جگہ بھاگنے کی نہ پائی تو قلعے کے برج پر چڑھ گئے اسد بھی دیوار قلعہ پر آن پہونچا دونوں نے
 اپنے تئیں قلعے سے گرا دیا اور پکارے کہ ہم نقابدار کو مار کے آئے ہیں تو ظالم تو ہمارے پیچھے آن کر کیا کرے گا اسد پکار
 کہ او نالافتہ میں نہیں کب زندہ چھوڑ دے گا یہ نعرہ کر کے اسد بھی قلعے پر سے کودا وہ دونوں عیاری خندنی قلعہ کو سر کر بار آورے
 اسد بھی عجائبات خندق کو سر کے پیچھے اُنکے پہونچا اور نہایت چالاکی سے محبت کر اپنے تئیں قریب کاؤس بہ سرشت کے پہونچا یا
 اور تیر بار وہ مہشتی درنگ خدنگ سفتہ سو فار عتاب پر کمان میں پہونچ کر کے اکل سے مہر کا شہت کاؤس پر ایسا مارا کہ نوکر
 اُسکے سینہ پر کھینچ کر لے گیا کاؤس گرا اسد مثل شیر غضبناک پہونچا اور سر اس قیز دست کاٹ لیا آفت بن مکنہ بہ کذاب
 نے جو دیکھا کہ آفت عظیم آئی جتنی دیر میں کہ اسنے سر کاٹا تھی فرست میں آفت سر پر رکھ کے بہت جیتی و چالاکی سے بھاگا اور پہونچا
 کہ آفت تو تو اس بلا سے بچ جا اور بھاگا بھاگ اپنے تئیں بارگاہ کھنجا بیدار میں پہونچا یا تمام حالت گذشتہ بیان کی کہ کھنجا

حضور پر تصدیق ہوا مگر غلام بچا ہو کر وہ بلا سے میرے پیچھے چلا آتا تھا منین معلوم کہ ان ہر بختیارک نے کہا کہ کاؤس مارا
 گیا از صدقہ پادشہ مگر شکر ہو کہ کچھ گیا یہ خبر لشکر کفار بد کردار بہت آزرده ہوئے اور ادھر اسد بن کرب غازی نے جب
 دیکھا کہ وہ غائب ہو گیا حیران ہوا کہ کہاں جاؤں اور کہہ دوں جو نہ معلوم یہ خیال کر کے ناچار بچ کر گیا اور داخل خیمہ ہوا سب
 احوال نقابدار سے بیان کیا عرض اور لشکر کفار میں بلبل جنگ بجا اس طرف لشکر قاسم میں بلبل جنگ بجا شب بھر دونوں لشکر
 تیاری میں مصروف رہے جبکہ سنا رہے تھے کہ کچھ کاچھکا اور روشنی صبح کی ہوئی چو آفتاب گل رنگ از در بچہ خیمہ سر بردار آزرده و این عالم ظلمانی
 را از نور خورشید مزین و منور گردانید صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ ایک طرف سے گودا اٹھی
 سات سو علم نشان سات لاکھ سوار کا ہر ایک کے پھر ہرے پر تعریف لقا سے بے بقارندہ درگاہ آکر زمرہ شاہ باختری سر قدم تھی
 جب گردش ہوئی سب نے دیکھا کہ لاہوت شاہ بسترنا معقول لقا سے بے بقا کا لشکر عظیم سے آکر ہو چکا اور چالیس ہلوں زبردست
 و شہزوار اسکے ساتھ تھے جبکہ یہ لشکر میدان میں آئے ہو چکا سبب آمد لشکر عظیم کے دن تمام ہو گیا تھا اسوجہ سے دونوں لشکر میدان
 سے پھر گئے تمام کافران غریب طینت ہموں خصلت خرسہا سے باد یہ ضلالت بارگاہ میں آئے کچھ محصل تلخ رنگ کی گرم ہوئی
 لاہوت شاہ بھی آئے ہو چکا اور بختیارک سے احوال بدسان ہوا بختیارک نے تمام حال لقا کے گزارشہ ہونے کا بیان کیا
 لاہوت شاہ نے کہا کہ یہ خدا پرست میرے ہاتھ سے کہاں جاتے ہیں ایک ایک کو جن جگہ قتل کر دگا اور سزا میں انکے اعمال کی انکے
 کنار میں رکھ دگا کہ کس طرح جنگ ہو یا ہر کاروں نے ہر قاسم کو وہی آئے بھی حکم طبل جنگ بجنے کا دیارات بھر دونوں لشکروں میں
 تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جبکہ صف آرائی ہو چکی اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر لاہوت شاہ سے
 خرچہ چال مردم در لاہوت شاہ سے اجازت میدان لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا قاسم میدان میں آیا بعد از
 گفتگو سے دین و مذہب خرچہ چال نے نیزہ سینہ بہ سینہ قاسم پر مارا قاسم نے دس پانچ تلخ میں نیزہ اسکا ہوا لی کیا خرچہ چال
 نے قویں ہو کر عوار مارا قاسم نے ہفتوں پہر گری تلوار اسکی چھین لی آخر فن کشتی سے پھر دو پہر میں اسکو زیر کیا چھاتی پر
 چڑھ کر اسے اس ملعون سے کہا دین اسلام کے قبول کرنے میں کیا کتا ہے اسے دانا آخر قاسم نے اسکو قتل کر پاس کے چیر کر
 بھینک دیا لاہوت شاہ نہایت متردد و بریشان طبل باز گشت بجا کر پھر گیا اور اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا تھا کہ ہر کاروں نے زمین
 و لب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہر یار قطعہ ام سرت سبز تاخران بجزند و شکست طبل تا سگان بد زندہ
 گرد آتش ہزار رنگارنگ و ہر سر و موکلان بزند و بختیارک نے کدیش باد کو بھلی کیا خوشخبری لائے عرض کیا کہ
 عنقوبیل دیو پرور طماس کے مسلمان ہونے کی خبر شکر نہایت منقص اور غصہ میں آیا کہ کہ بیٹے کو تنبیہ کرے اور بخدا پرستوں
 کو نارسے لاہوت شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل شادمانی بجنے اور سب سردار و خردو کلان استقبال کرنے
 عنقوبیل دیو پرور کو لائیں نام سردار گئے اور استقبال عنقوبیل کا کر کے لائے عنقوبیل نے آکر قدموں کو خداوند زادوں
 کے چوہا دغل پر بیٹھا صحبت پیش کی برپا ہوئی بختیارک سے عنقوبیل نے پوچھا کہ خداوند کہاں ہیں اسے کہا کہ ایک نقابدار
 یمن سے سات کوس پر ہے وہ خداوند اور یا قوت شاہ اور بیل خان کو پکڑ لیگا ہر پھر بختیارک نے حال نورالدین ہر
 ہاتھ سے طماس کے مسلمان ہونے کا بیان کیا اسے پوچھا کہ نورالدین کہاں ہے اسے کہا کہ لشکر حمزہ میں اور قاسم بھی
 اس سے ہم نہیں ہو چکا اس سے پھر نورالدین سے پوچھا کہ عنقوبیل بولا ایسا ہی ہو گا تم طبل جنگ بجاؤ کل دیکھو کہ خداوند
 کو کس طرح قتل کرنا ہوں و دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجنے رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا
 ہوئے مغوی قتال و جدال میرا سنہ ہو میں نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر کفار میں علما سے خاک پیکر جلوہ گری پر آئے
 عنقوبیل ساٹھ لاہوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا جا بگو سب کو باز مود شاہ باختری کے

عنفوتل میدان میں آیا اپنا سراپا دکھا یا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی قاسم سے رخصت لیکر میدان کو چلا عشق و محبت
لگا درد و آفتاب و رین مرکب مرزبان کا پسا ہو گیا نیزہ بازی میں عشق و محبت نے نیزہ مرزبان نکال دیا تم شیر زنی ہوئے علی
مرزبان زخمی ہو کر گرا اسی طرح بہت سے لوگوں کو زخمی کیا وہ ایک گوجان سے مارا شام کو طبل بازی گشت بجا و نوون لشکر
بھر گئے کرات کو پھر طبل جنگ بجا دوسرے روز عشق و محبت نے ہاشم وغیرہ کو زخمی کیا چار میداندار ہون میں بہت سے سردار
دست چپ زخمی ہوئے اور مارے بھی گئے قاسم نہایت رنجیدہ ہو واسطے نقابدار کے بہت متفکر ہو کر کئی روز ہوئے نقابدار
نہیں آتا سمک بلطانی سے کہا کہ جا کر خبر نقابدار کی سام در دقلعے سے لاؤ سمک بولا بہت اچھا اور یہ لکھ روانہ ہوا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر اسلام و امیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہیں ہر اشعار
دیکھے جو بنے نقاب تجھے کسی تاب ہو | خورشید ترے آگے گل ماہ تاب ہو |
آسودگان خواب کی مٹی خراب ہو | بیدار آج سوئے تو فردا سے حشر کو |
ساقی بیگا باغ میں کجا ہو خواب میں | جنت ہو دست در میں جام شراب ہو |
اتنا تو ہم کہیں گے دہن لا جواب ہو | ملتے نہیں من سامنے سے انک ابد ہو |
نصیر یار دیکھی ہو فردا سے حشر کو | آتش ہمارا تشنہ دیدار آب ہو |

راویان شیرین آفتاب و آفتابان خوش کردار نے اس طرح بیان کیا کہ امیر بارگاہ میں پہنچے تھے سرداران دست راست سے
باتیں کر رہے تھے کہ عمر و آیا اور سلام کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ کئی روز کے بعد آئے کمان نئے عمرو نے کہا کہ میں قاسم کے ساتھ
تھا اور احوال وہاں کا بیان کیا کہ حمزہ جو بہادر سی نقابدار سفید پوش کی دیکھی آجنگہ زبردستی کسی نہیں دیکھی القاب
ایسے شخص کو ایک ہاتھ پر اٹھا کر شہر مشتری حصار سے قلعہ سام در دقلعہ کو سات کوس کا فاصلہ ہو کر آتا ہوا کفار سے لیکھا
امیر نے کہا کہ خواجہ تھے مجھوٹھ کی حد کر دی کسی طرح خیال میں نہیں آتا کہ لقا کوسات کوس تک ایک ہاتھ پر لیکھا بہت مشکل
ہو ہون تو میں نے پردہ قاف میں دیوار جنگ آہن شلیخ کہ ہزار گز کا قدر کھتا تھا اور اسے شلیخ میرے بازو میں رہی
تھی کہ بازو میرا زخمی ہوا تھا چشمہ ماہیان کہ بارگاہ شہبالی سے بن فرسنگ تھا ایک ہاتھ پر اٹھا کر سات شہبالی
کے لیکھا تھا گو وہ زور میرا شباب بلکہ صاحبقرانی کا تھا تو غضب کا زور بیان کیے ہو کہ میری اولاد میں آجنگہ کسی نے ایسا
زور نہیں کیا بھلی ایسا جھوٹا اچھا نہیں ہوا ہو کہ تم نقابدار کو آسمان پر چڑھا دیتے ہو اس سے کیا فائدہ عمرو نے
قسم کمانی کہ حمزہ برب کعبہ میں مجھوٹھ نہیں کہتا امیر نے فرمایا ہو گا مگر تھے دریافت بھی کیا کہ نقابدار کون ہو عمرو نے کہا کہ
حمزہ تو جانتا ہوں نقابدار سے بہت ذرا ناہون اور کبھی آدھریخ نہیں کرتا کیا جانوں نقابدار کون ہو بہ باتیں
تھیں کہ امیر کی نگاہ نگل بر نور الدہر کے پڑی اسے نہ دیکھا بدیع الزمان سے کہا کہ نور الدہر کمان ہو عرض کیا کہ کئی ہفت
سے شکار کیواسطے گیا ہوا امیر نے کہا واہ کیا آکھو محبت پوری ہو کہ بیٹھے ہیں کچھ خبر نہیں ہو بدیع الزمان نے سر جھکا لیا امیر نے کہا
وہ جو لوگ ہمراہ گئے تھے انکو لاؤ پہلے قراول میرا شکار فاس بردار آئے امیر نے اُسے پوچھا کہ نور الدہر کمان ہو انھوں نے عرض
کیا کہ امیر شہر یار عالیو قارشا ہوا وہ بہر کے پیچھے گھوڑا ڈال کر روانہ ہوئے تھے پھر نہیں حال معلوم کمان گئے امیر نے کہا کہ تم مجھے
چھپاتے ہو اگر وہ غالب ہو جاتا تو تم اسی روز باحال پریشان اگر خبر دیتے سچ بتاؤ کمان گیا انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا
کہ امیر شہر یار سچ تو یہ واقعہ کہ اسد بن کر سب غازی شہر مشتری حصار میں واسطے گرفتار کرنے لقا کے لیکھ میں امیر نے فرمایا
کہ معلوم ہوا نقابدار سفید پوش وہی ہو اور لقا کو وہی پکڑ لیکھا اور بھلی ہم بھی بیان کیا کہ شنگہ بلاؤ ہلو ان عادی کو ہار کج
ہو اسی وقت ہلو ان عادی پیش خیلہ واکر روانہ ہوا امیر نے بھی دوسرے دن کوچ کیا شہر مشتری حصار کو روانہ ہوئے

اب چند کلمے سمک بلطانی کے سینے

کہ سمک نقابدار کی خبر کو روانہ ہوا تھا جاکے ایک صحرا میں پہنچا رنگ کی آواز سنی دیکھا کہ آفت بن مکذوب کذاب آتا ہے خیال
 گذرا کہ اسکو پکڑا جائے ایک مقام پر کہ کوہ تنگ تھا اور وہی راستہ قلند سام دزد کے جانے کا تھا وہاں پر مکند کا قطع زمین
 پر ڈال دیا اور خود پوشیدہ ہو کر بیٹھا اور یہ آفت بن مکذوب لقمے شکر خدائی خبر کو اسے قلند سام دزد کو جاتا تھا جب
 حلقہ سے گذر کے پاس پہنچا سمک شیر کی بولی بولا آفت بن مکذوب شکر کہ شیر کو صحرایہ ساتھی بھرنے کے سمک نے مکند کو جھکا دیا
 آفت گلا سمک چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور آفت کی مشکین باندھ لیں اور خدمت قاسم میں لایا قاسم نے اس سے پوچھا تو کہاں جاتا تھا
 اس نے کہا کہ میں قلند سام دزدین لقا کی خبر لیجھ کو چلا تھا کہ وہاں لقا کو لہجہ کر نقابدار نے فیکر کیا ہے اور نقابدار بھی وہیں رہتا ہے قاسم
 نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ نقابدار کون ہے آفت نے کہا وہ نقابدار نور الدین تھا کاؤس ہمارے اسے مارا قاسم یہ سن کر ہی سن ہو گیا
 اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے اتنے میں ہر کاروں نے اگر خبر دی کہ امیر آپہنچے قاسم استقبال کر کے لایا جب تک بارگاہ سلیمانی
 راستہ ہوا امیر قاسم کے خیمے میں آئے ایک عیار کو بندھے دیکھا اور قاسم کو روئے پایا امیر نے فرمایا ایہ فرزند خبر ہے قاسم نے عرض کیا
 کہ یہ خبر گوار یہ عیار بد گفتار ایسا کلمہ کہتا ہے کہ سننے کی تاب نہیں امیر نے آفت سے احوال پوچھا اسے تمام احوال اپنا اور کاؤس
 کے جانکا قطع میں اور نور الدین ہر کار کا بیدار ہونا اور کاؤس کا خبردار کر دیا جان بیاں کیا امیر نے خبر شکر با سے کاغذ مارا
 ہر یح الزمان نے گریبان بھار ڈال لاج سر سے دے مارا اور پچھاڑیں کھانے لگا تمام سردار سر ہٹنے لگے آفت بن مکذوب کذاب
 کے کلمے سن کر کھڑے کیے تمام خیمے میں ماتم برپا ہوا طلاس نے چاہا کہ اپنے تئیں ہلاک کرے لوگوں نے اسے پکڑ لیا ہتھیار مچیں بے لک
 قیامت برپا ہوئی ہر کاروں نے یہ خبر لاہوت شاہ کو دی کہ چھڑ آیا اور آفت کو مارا مگر نور الدین کے مدد سے جلنے کی خبر
 سننے سے تمام لشکر میں ایک ماتم ہوا اس کا فریاد کہ میں ان تمام خد آپرستوں کو اس حال میں ہلت نہ دوں گا حکم کیا کہ طلاس جنگ
 بجے ہر کاروں نے خبر امیر کو دی امیر نے فرمایا کہ یہ کافر بڑے قابوچی میں کدو ہمارے یہاں بھی طلاس جنگ بجے رات بھر تیرا ہی
 رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جب صفیں آراستہ ہو چکیں اور لقب نقابت کر کے نکل گئے عنقوبیل دیو پرورد
 لاہوت شاہ سے اجازت لیکر مقابلے میں آیا مبارز طلب کیا مہرام گرد بن خاقان صلیق بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
 مقابلے کو گیا تیرہ بازی میں برابر ہر طور چلنے میں زخمی ہوا مہرام شتر خوار نکلا اس کے بھی زخم کاری لگا مندویل اصفہانی
 مقابلے کو گیا وہ بھی عنقوبیل کے ہاتھ سے مجروح ہوا اصف شاہ جان سے مارا گیا وہ پہر کا وقت تھا کہ پھر عنقوبیل نے مبارز
 طلب کیا اتنے میں صحرائی طرف سے گرداٹھی اور نقابدار سفید پوش پیدا ہوا قاسم نے جو دیکھا خوش ہو کر امیر سے کہا دادا جان
 یہی نقابدار ہے جو لقا کو پکڑ لیا ہے امیر بہت خوش ہوئے اور بدیع الزمان دزد و بارہ زندہ ہوا طلاس کو فرحت حاصل
 ہوئی عمرو نے سفید صرہ بیا یا غفلت و دنون لشکروں میں اٹھا کہ نقابدار آیا نقابدار آیا لیکن عنقوبیل لاف و گداز کر رہا
 تھا نقابدار نے کہا ملک الموت تیری جان کا من ہوں پھری نے دم لے کر بیترا آپہنچا اور ہر جتیار کہ نقابدار
 کو دیکھ کر یکارا کہ صلوٰۃ بر محمد و لعنت بر لات اعلیٰ و منات اعلیٰ عنقوبیل اب نہیں بچنے کا ہمارے ہاتھ سے گیا لاہوت
 نے کہا کہ کیا وہاں بکتا ہے جتیار کہ نے کہا کہ دیکھو کیا ہوتا ہے نقابدار سے عنقوبیل نے کہا کہ او مفلوک روزگار تو کہاں
 تھا خدو نہ کو تو ہی پکڑ لیا ہے نقابدار بولا ہاں اور میرا بھی کام تمام کر دے گا عنقوبیل نے کہا میں تیری تلاش میں تھا
 جاتا کہاں ہے لاجو کہہ کر یہ رکتا ہے نقابدار بولا اپنا دستور نہیں ہر ہم پیشہ سنی حریف پر نہیں کرتے عنقوبیل نے
 کہا غیر معلوم ہوا تھا کہ اپنی بہادری کا بڑا کھنڈ ہے لکڑی پر چھ مارا نقابدار نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا بس نیزے کا
 ہاتھ سے نکل جانا تھا کہ روز روشن اس کا فریاد آگے میں تیرہ ہوا سا طور اٹھا کہ بار نقابدار نے بغنون سپہ گری سا طور مچیں
 کیا اور ہاتھ زنجیر کمر میں ڈال کر قاش زمین سے اٹھا لیا اور جاہا کہ جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا جائے طلاس بیتاب ہو کر دوڑ پڑا

بکارا کا ادا کا ایک دم بھر ٹھہر جائے کہ من قدمی حاصل کر لیں اور امیر بھی اس قدر کڑا کر چلا رہا ہے کہ اس کا نقابہ ارباب
 کعبہ ٹھہر جائے نقابہ ارباب نے گھوڑے کو روک لیا امیر نے پوچھنے ہی نقابہ بند کر کے دوڑی دیکھا کہ نور الدین بیدار ہو گیا
 ہو طلاس تو قدموں سے لپٹ گیا امیر نے گئے۔ گایا بدیع الزمان گرد پھرنے لگا عقول نے جو یہ حال دیکھا قدموں پر توڑ لگا
 کے گر پڑا اور کھڑے ہو کر مسلمان ہوا لیکن امیر نے نور الدین سے کہا کہ امیر فرزند نقابہ ارباب سے مدعا کیا تھا نور الدین نے عرض کیا
 اے جد بزرگوار ایک توبہ کہ لغامیری قید سے بھاگنا تھا میں نے اسکو لکڑیا اور کوئی اسکو کیوں بکڑنا میں نے انا لکھا کیا کہ نقابہ ارباب
 نکر آیا اپنے عید کو کچرا قاسم کا یہ نصب نہ تھا کہ لقا کے گرفتار کرنے کو جانے اور اگر میں باعلان قصد کرتا تو ادا مع ضرور روکتے اور قاسم
 کو ملال ہوتا اس سبب سے میں نقابہ ارباب نکر آیا اور اپنے چور کو کچرا لایا امیر نے کہا اے فرزند منے بہت معقول کام کیا قاسم یہ نہ کہتے
 رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میرے سب کام نامعقول ہیں اور انکے سب امیر معقول ہیں امیر نے فرمایا اے فرزند تو کسی سے کم ہو تو نے
 بھی وہ وہ کام کیے ہیں کہ بشر سے نہیں ہو سکتے غرض قاسم کو بہت سی تسلی دی وہاں سے بارگاہ میں آئے نور الدین ہر بائے چارم پر
 تخت کے بیٹھا صحبت عیش پر ہوا نور الدین ہر نے چالاک سے کہا کہ تم جا کر خلد سام دزد سے اسد کو بلالو اور سام دزد سے
 کہنا کہ قید لقا اور سیل خان کی لیتا آئے چالاک گیا اور اسد کو لکھا کہ سام دزد قید لقا وغیرہ کی لایا ملازمت امیر حاصل کی امیر
 نے لقا کو زندہ نہ خانے میں بھیجا دوسرے دن جس وقت اہل بارگاہ سب جمع ہوئے امیر نے فرمایا اے قاسم نور الدین ہر کو کمان بھانپنا
 لگا قاسم نے کہا اگر ترک ادب تو توبہ لادست بدیع الزمان کے بھائی اسد نے کہا کہ کیا کلام آپ کہتے ہیں امیر نے کہا مجھے
 اس گفتگو سے کیا کام چھوٹا منہ ٹھری بات بیان خردی و بزرگی کسی کی نہیں ہر جسکو خدا بزرگ کرے وہی بزرگ ہر بدیع الزمان
 نے کہا کہ جو فرمان امیر کی من اس میں راضی ہوں امیر نے فرمایا کہ نگل نور الدین ہر کو اسلئے لاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ اگر شہر بار
 نور الدین ہر میرا چاہی اور قاسم نے بھی اسے اپنا بیٹا کہا ہر وہ بھی بدل منکر کر لگا کہ نگل رستم نور الدین ہر کو عنایت ہوا امیر نے اپنے
 دل میں کہا کہ اس نگل کا بھگواندہ سے چلا آتا ہوا اسکا قبضہ ہو جانے تو اچھا ہر فرمایا کہ نگل رستم کو چھارہ نگل نور الدین ہر کو
 نگل رستم پر بھانپ کر قاسم نے جو پنا چکا بھانپا ہر با جب دربار برخواست ہوا اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آیا اور اپنے رفیقوں سے کہا کہ امیر
 میں اپنی زندگی میں نگل رستم پر نہیں بھانپا نور الدین ہر کو بھی نہ بھانپنے دو نگا اور یہ دونوں باپ بیٹے معلوم ہوتے ہر سے ہاتھ سے ہار
 جائیگے یا میں انکے ہاتھوں قتل ہو جائیگا قسائے کار چالاک بن عمر و بصورت مبدل بارگاہ میں موجود تھا سب گفتگو سنی رہے وہ میں کہا
 کہ جو بھانپا ہو گا یہ سوہا پر اس مضبوط و پریشان دہانے چلا لیکن اب ناک بھر خفا گردون غدار کا انقلاب نیلے دھیرا رات گئی تھی
 کہ خیمہ نور الدین ہر میں غفلت و غفلت کی بڑا ہوا ہر با قاسم کے نامدار دام و مالا سے قدر شناس وہ کون ایسا میرم تھا جسے آپ ہر رحم
 نے کپ سونے میں اپنے ہاتھ تابان اور مرد درخشان کا سراپا لایا تھا نگل امیر خیمہ نور الدین ہر میں آئے دیکھا کہ بدیع الزمان
 کا گرجان پھٹا ہوا ہر اور پچھا میں بکھار ہا ہر لاش نور الدین ہر کی بیچ میں بڑی ہر سرور یہ ہر بڑا کھار دلف خیمہ میں ہر کا نگل
 رخساروں پر بڑی ہر چشم حسرت و اہو تر تبسم ہر سے ہو یہاں امیر نے فرما کہ وہ شکان کیا کہ ہر فرزند یہ کیا ہو گیا اور کس
 ہر رحم نے قہر اس کا کس سنگدل کا ہاتھ بھرا تھا لہذا حضور نے جو دیکھا کہ صفا جفران افراط نم سے اپنے تلین ہلاک کر دینے تھا
 اگرچہ میں بے مالک اثر در طلاس کے اپنے تھا اور خبر ہاتھ سے بدلیا مگر یہ عالم تھا کہ ہر ایک شخص ہر مار کر رہا تھا جان بھر رہا
 تھا سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھا میری طرف گرد و زاری تھی ہر آواز میں اس سائے کو دیکھ کر بھٹکے بیٹھے گستاخ ایک کرام چاہتا تھا
 تھائے کارے طرچہ خواتین منہ میں ہر بچہ کو ہر ملک اور گرد ہر بالوں میں ہر کل اکملین کہ با سے بیٹا خیر وقت میں ہر
 اور ناشاد کو کچھ وصیت بھی نہ کی بلالوں تم شاد و غلام و اسر ہر جان سے اٹھ کر اس دانی کو ہر آرزو تھی کہ ہر سے سر پہ
 سر اندہ حاد کھلی مگر ملک نے نہ چاہا داری اب ہر مادہ ناشاد کی ہر کے جیسے اور غل ہوا کہ اسے ہر ناموں ہر جہانانی ہر

ایا جو بھائی میرے کی مگر کوئی دستاویز عورت اور مرد اٹھائے تھے جسے میں قیامت سے پہلے تھی گو ہر ملک سر نور الدین ہر کا اٹھا کر منہ سے منہ ملتی تھی اور کبھی تھی کہ بنیا کچھ منہ سے تو بولو کچھ بات تو کرو اس دانی سے کیا نصیر ہوئی جو خفا ہوا اور گرد یہ بالوں لاش سے کبھی جانی تھی امیر فرشتہ خاک پر بیٹھے تھے سرور کوڑے پڑنے تھے گریبان بچھا ہوا تھا خراش ناخن غم جا بجا آنکھیں لال چہرے ہر گرد لال ہوا نور الدین ہر واسے فرزند جندیسی آواز بلند تھی کہ چالاک بن عمر فروتا ہوا آیا اور کہا ای شہر یار میں رات کو بارگاہ ملک قاسم تھا یہ گلے زبان سے قاسم کی سنتے تھے کیا عجیب ہو کہ قاسم نے شہزادے کو قتل کیا ہو امیر نے فرمایا کہ واللہ یہ کام اسی خادری کا ہے کہ میں اسے نور الدین ہر کے ساتھ گاڑ دینگا یہ خادری میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہو اور اسے یہ کام نہیں کیا تو اس نام میں شریک کیوں ہوا اظہار ہو کہ دھگل کی لاگ ڈانٹ میں اسے مارا مگر غضب کیا اور کرب سے کہا ای دلاور جا کر اس خادری کو لا کر بھاری رونا ہوا روانہ ہوا کہ دل میں کتنا ہی کراہی کرب قاسم قاتل اسکا نہیں ہو خدا جائے کہ بی بیج ہی لیکن بیان قاسم صبح کو سیدار ہوا نماز پڑھ رہا تھا کہ رونے کی آواز اسکے کان میں آئی سیارہ سے کہا خبر تو لاؤ اسنے دریافت کر کے تمام حال بیان کیا کہ رات کو نور الدین ہر کا سر کسی نے کاٹ لیا اور نام تمہارا ہو کہ قاسم نے مارا ہو قاسم نے کہا معاذ اللہ خدا اس روز کو مجھے نہ رکھے کہ میں نور الدین ہر کا سر کاٹوں لاحول ولا قوۃ الا باللہ نہیں معلوم کس اعظم کا یہ کام ہو اور میں خدمت صاحب جفران میں جاتا ہوں سیارہ نے کہا ای شہر یار ہر گز آپ صاحب جفران کے سامنے نہ جائیے گا آج جانا اچھا نہیں ہے کسو اسطیکہ آپ پر غلط و غضب بخاری ہو اسوقت کچھ عذر نہیں گئے قاسم نے علمشاہ کو بلوایا اور کہا کہ سنا آپ نے ہم قاتل نور الدین ہر مشہور ہوئے صاحب جفران کتھم میں کہ میں قاسم کو نور الدین ہر کے ساتھ گاڑ دینگا بھلا آپ انصاف کریں کہ میرا ہاتھ نور الدین ہر پر اٹھیکا آپ صاحب جفران کے پاس جائیے اور انکو سمجھائیے علمشاہ نے کہا بابا جعفر صاحب جفران بڑے طوطا چشم میں میرا کتنا ہر گز نہ مانیں گے میرا جانا باحق ہو یہ باتیں نہیں کہ کرب ہو بخا اور قاسم کو روئے دیکھا حیران ہوا کچھ کہ اسنے نور الدین ہر کو نہیں مارا ہو بے نصیر ہو علمشاہ نے پوچھا کہ کرب دلاور آج کہ میرا کئے کرب نے کہا کہ قاسم پر طوفان اٹھا ہو چکا ہو کہ قاسم کو تم نے آؤ چنانچہ میں قاسم کو لینے آیا ہوں علمشاہ نے کہا ای کرب دلاور کیا انقلاب دہر و رنگ ہو کہ ہم نور الدین ہر کے قاتل مشہور ہوں چلو ہم اور قاسم دونوں چلے میں کرب نے کہا ای شہر یار گو کہ میں اس خدمت پر مقرر ہوا ہوں مگر میرے دل کو یقین ہو کہ آپ سے یہ کام نہیں ہوا ہو اور اسوقت سامنے امیر کے جانا مناسب نہیں ہے بہتر ہے کہ آپ دونوں صاحب یہاں سے چلے جائیں میں کہہ دینگا کہ مجھ کو نہیں ملے یہ باتیں نہیں کہ عجیب ماہر و آیا اور یہ حال دیکھ کر کہا کہ میں جاتا ہوں اور امیر سے کہتا ہوں کہ قاسم کی خطا نہیں ہے کرب نے کہا کہ کچھ نہ دیکھا عجیب نے دانا خدمت صاحب جفران میں گیا دیکھا کہ دیوانہ وار بستر خاک پر بیٹھے ہیں اور کرب ہے میں لاؤ اس خادری کو کہ عجیب نے پوچھا ہاتھ باندھ کر عرض کیا ای شہر یار نظام نے خوب دریافت کیا قاسم بے قصور ہو اسکی کچھ خطا اس میں نہیں ہو اگر اسنے یہ امر کیا ہو اور حضور پر کھلے تو اسکے ساتھ مجھے بھی قتل کیجئے گا امیر نورج میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں آنکھوں میں نہر بہ رہا تھا عجیل کی باتوں سے کہتا ہوا ہونے اور ایک تازہ شہار کہ تو لو اسکی طرف داری کیا چاہے وہ تازہ یا عجیل پر پڑا عجیل قدموں پر گرے امیر نے اور تازہ پانہ مارا انصاف ساتھ ساتھ انانے اسے عجیل پہنوش ہو گیا لوگ اٹھائے سیارہ نے یہ خبر قاسم کو دی قاسم اور علمشاہ یہ سنکر وہاں سے بھاگ گئے کرب پھر کر آیا امیر کو سلام کیا اور کہا میرے پونچے ہو پونچے قاسم اور علمشاہ بھاگ گئے امیر نے فرمایا کیوں صاحبو تم سب کہتے تھے کہ قاسم بے نقیب ہو اگر بے نصیر ہوتا تو کیوں بھاگتا اگر وہ بھاگے میں تو کیا میں انکو چھوڑ دینگا جہاں جا چکے قتل کر دینگا یہ لکڑی اسی حالت غلط میں اشقر پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اسی طرف کو چلے جس مرکب کو بھند بک نہ چھوڑا تھا ابہر کر ڈاٹھا یا وہ مانند باز مرہ چلا یا ننگ کہ قاسم و علمشاہ کو دیکھا کہ سامنے جاتے ہیں امیر نے نعرہ کیا کہ آیا میں کب چھوڑتا ہوں کہ ایسے ادا تان کو تم قتل کر کے پکڑ چلے جاؤ تو کسے کسے اور پرزے پرزے کہو قاسم نعرہ امیر کا سنکر کانپا اور پھرایا

بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا امیر پائین کو پہنچے اور نعرہ کیا اشقر پر سے اڑ کے جا ہا کر پہاڑ پر چڑھیں قاسم نے رو کر کہا کلاوی
شہر بار آب کے نزدیک من قاتل نور الدین ہر کاموں خیر گرا سکا عالم اشقر کہ من نے نور الدین کو نہیں مارا ہوا آج کی شب مجھے
حالت دیکھ کر من درگاہ جناب ایزدی میں عرض کروں شاید حضور پر میری بیگناہی ثابت ہو جائے امیر نے فرمایا کہ لا شش
نور الدین کی بگڑ و کفن پڑی ہو من دم بھر کی تجھے حالت زندہ گاہیہ لکھ رہا ہے چلے پھر قاسم نے عرض کیا اے شہر بار آب جو قسم
ہو روح پاک حضرت امیر تیم کی کہ شب بھر کی مجھے حالت دیکھیں صبح کو قتل کیجیے گا لندہ حضور اور مالک وغیرہ بھی سردار ہیں
مجھے امیر کے آنے سے لندہ حضور نے بھی پایا اے شہر بار آب کہ نور الدین ہر کے مرنے سے حضور کے پیش و حواس بجا نہیں ہیں
اگر تو غم ٹوٹ پڑا ہو مگر قاسم بھی حضور کا پوتا ہوا اور گیسوا حضور اسکو عزیز رکھتے تھے حضور سے وہ ایک شب کی حالت مانگے اور
حضور نے دین فحش ہر عرض امیر لندہ حضور کے سمجھا نے سے اس وقت ارادہ قتل قاسم سے باز آئے مگر سامنے پھاٹکے خیر اسلادہ
گرا کر اتر پڑے شب گذری صبح کو غافلہ ہوا کہ بدیع الزمان کا سر کسی نے کاٹ ڈالا امیر نے فرمایا اس واسطے اس فادری نے
سات بھر کی حالت لی تھی کہ بدیع الزمان کو بھی ہمارے یہ ترک تنگ چشم کہاں جاتا ہو لکھ لکھتے کہ پہاڑ پر جا کر قاسم کو قتل کریں
اتنے میں سپارہ پہاڑ پر سے ہوتا ہوا اڑا اور کہا اے شہر بار آب شاہ لندہ قاسم اور عمرو بن رستم کے سر گئے ہوئے پڑے ہیں جنت
یہ سنا امیر سن ہو گئے یقین ہوا کہ قاسم بیگناہ تھا کسی اور ظالم کا کام ہوا اب عجب حال صاحبقران کا ہوا آنسو بھی خشک ہو
ہیں سکتے کا عالم ہم ہو چکا ہے چپ ہو گئے ہیں آخر کار عمرو سے فرمایا کہ خواجہ دریافت کر دو کہ یہ کس ظالم کی حرکت ہو عمر و نے کہا
میں خود تلاش میں ہوں دوسری شب کو مالک کا سر کٹ گیا اس خبر سے امیر اور حیران و پریشان ہوئے خواجہ فرج چہار
کے بیٹوں کو بلوایا چاروں خواجہ زادے خواجہ امید دریا دل والا گریسا و شش حاضر ہوئے امیر نے کہا کہ آپ نجوم ہیں
دیکھیں کہ یہ کام کس کا ہو گئے انکو مارا ہوا محضوں نے سوا ہاتھ زمین لپک کر اصطلاب کو آفتاب کے مقابل کر کے تختہ قتل پر
قرعہ افکرو کہ یہ لکھ عندہ مفاتیح الغیب لا یعلم الا ہوا اور نور اساتون ستارے بارہ ہرچ سولہ خاتمے رمل کے نگاہ میں کوئے احکام کو طرح
دیکھ نکالا اور دست بستہ عرض کیا کہ اے شہر بار آب نہیں سے کوئی نہیں مارا گیا سب زندہ و سلامت ہیں بعد ایک تہمت کے اسے ملاقات
ہو گی اگر اس میں فرق پڑے تو ہم سب کو توپ دم کیجیے گا یہ سب کشیدہ سحر میں اس گلے سے امیر کو فی الجملہ شکنج ہوئی بعد اسکے عمرو سے
کہا اے خواجہ تم کو مطلق پر دانی نہیں ہو کہ اس میں خود عمر و نے عرض کیا کہ شاید لقا کو حال معلوم ہو امیر نے فرمایا لا واس کا فو کو چوبہ ارتقا
کے لینے کو طرف زندہ آنخانے کے روانہ ہوئے جب زندہ آنخانے میں پہنچے دار و دزد نے دروازہ زندان کھولا لقا کو مع اسکے ہمراہیوں کے
نہ پا پا مرا نقب کا دیکھا خبر صاحبقران کو دی کہ لقا زندہ آنخانے سے غائب ہو کوئی نقب دیکر چھڑا لگا عمرو نے انکو دیکھا پوچھا کہ
وہ ابلیس عیار کا لگا ہوا ہو عمرو نے امیر سے آکر حال بیان کیا اور کہا لشکر کفار میں جانا ہوں شاید وہاں کچھ پتا لگے یہ لکھ لکھ

اب داستان لعل جادو کی بیان ہوتی ہے

جب خواجہ لشکر کفار میں پہنچے صورت خند نگار کی فکر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا لقا ابھی چھوٹ کر آیا ہو تھکڑاں بڑیاں درج
ہو رہی ہیں تخت پر بیجا ہر لاہوت شاہ نے قدیموسی حاصل کی سب کفار گرد و اطراف میں جمع ہیں فکر ہو رہا ہے کہ بہت سے سردار
حمزہ کے سر کٹ گئے ہیں نہیں معلوم یہ کام کس کا ہو عمرو نے خیال کیا کہ ان کافروں کو نہیں معلوم ہو حیران و پریشان وہاں سے
اپنے دل میں کہتا ہوا پھر کہ بڑا لگان کفار پہ تھا کہ بیان کچھ سرائی دیکھا سو پہان بھی کسکو نہیں معلوم اب کہاں جا لگا اور کس سے
اور یافت کر لگا اس خیال میں چلا آتا ہو کہ برابر شہر مشتری حصار کے پہونچا دور سے ایک قلو دکھائی دیا اپنے دل میں کہا کہ اے عمرو
یہ قلعہ کسی نے نیا بنایا ہو جب فریب پہونچا دیکھا کہ قلعہ مبنائی ہو اور سر نور الدین وغیرہ کے لکڑوں پر چڑھے ہوئے ہیں اذان
سروں سے شعلے آتش کے نکل رہے ہیں اور گرد و قلعے کے خندق خون کی ہو رہی دیکھتے ہی گلیم عیاری اور صلی اور مضطر پریشان ہو

خدمت امیر میں آیا حال بیان کیا ہنوز بیان نہیں کر چکا ہوں کہ ملکہ جادو باحال پریشان آئی خدمت امیر میں آداب بجالائی اور
 عرض کی کہ یا امیر دادی اس شخص کی بیٹے مالک بن زرد ہشت جادو کی مان کہ نام اسکا لعل جادو ہے جو وقت آپ نے
 غنظلی آباد کو قلعہ کیا تھا وہ ظلمات میں تھی اب وہ آئی اور مالک کے مارے جانے کی خبر پائی ہو تمام ہر ایسوں کو میرے قتل کیا
 اور مجھے کہا کہ تو میرے بیٹے کی قاتل ہو میں تجھے سمجھو گی میں تو بھاگ کر بیان آئی اور اسنے قلعہ مینا بنایا ہر اس میں سگ اپنا کیا
 ہر لوگوں کو لا کر آپ کے فرزندوں کی صورتیں بنا کر انکو قتل کیا ہر اور سرانکے قلعے کے کنگروں پر چڑھا ہے میں آپ کے فرزند سب
 زندہ ہیں مگر قید ہیں اور لعل جادو روہن تن ہر امیر نے جو ساگر نور الدہر وغیرہ زندہ ہیں بہت خوش ہوئے ملکہ جادو
 نے کہا کہ شہر یا حضور اسم اعظم پڑھنا ترک نہ کریں کہ لعل جادو آپ کی اور عمرو کی فکر میں ہو عمرو تو گیم عیاری اور شکر غائب
 ہو گیا امیر نے بارگاہ سلیمانی واسطے حفاظت ناموس کے برپائی آپ بارگاہ ہشامی میں مع سرواران لشکر کے جلوہ فرما ہوئے
 اور ملکہ جادو سے باتیں کر رہے ہیں کہ لعل جادو اڑتی ہوئی مثل بلا سے آسمانی و آفت ناکہانی آئی اور چلائی کہ او محمد
 تو ساحران غنظلی آباد کو مار کر فراغت سے بیٹھا ہو سمجھا تھا کہ اسکا کوئی وارث نہیں رہا جو دعویٰ خون کا کرے لگا اب دیکھ تو
 تجھے کیا سلوک کرنی ہوں پہلے اس کیسے بریدہ نگ خانہ ملکہ جادو کو قتل کر لوں بعد اسکے تجھے سمجھو گی بلکہ ملکہ جادو
 کی طرف تڑھی ملکہ جادو نے پیچھے شکر ایک تریج مار لعل جادو نہیں پڑی اور ہاتھ سے تریج کو پکڑ کر اشارہ کیا ملکہ جادو بیوی
 ہو کر دم سے زمین پر گری لعل جادو کمر میں چھ دیکر اس خستی سے بلند ہوئی کہ سب دیکھتے رہ گئے غم و روتے لگا اور جلدی سے
 گیم اور شکر پیچھے پیچھے چلا جب قریب قلعہ پہنچا دیکھا کہ کنگرہ قلعہ پر سر ملکہ جادو کا بھی چڑھا ہے یہ کیفیت دیکھ کر روتا ہوا پھر اور
 خدمت امیر میں با حال نباہ ہو پنا امیر نے جو عمرو کا حال اترو دیکھا فرمایا کہ خواجہ ملکہ جادو کیا ہمارے فرزندوں سے زیادہ ہیں
 عزیز ہو اور تم تو سن چکے کہ سب زندہ ہیں مگر قید ہیں اسی طرح ملکہ جادو بھی زندہ ہو گی تم کیوں اس قدر حال اپنا غیر کرتے ہو جو میری
 پروردگار کی دیکھو تو کیا ہوتا ہوا آپ کو کچ کر کے طرف قلعہ کوہ مینا کے آئے خیمہ برپا ہوا چار گھڑی دن رہے سر قلعہ مینا کو
 نکلے تھے مقبل ساتھ تھا کہ شعلہ آتش قلعہ پر سے آیا اور مقبل کو لپیٹ کر لیکھا لندھو نے غیظ میں آکر ہاتھی کو بڑھا کر ایک
 گرز اس قلعہ مینا پر مارا بس گرز سے ایک شعلہ آتش نکلا لندھو کو ہاتھی سمیت جلا دیا امیر دادی اس پر پریشان پھر کھینچ
 آئے بسبب تردد و فکر کے کھانا بھی نہ کھا یا لنگ پر لپٹے ہوئے تھے بہ خیال بندھا ہوا تھا کہ لعل جادو علامہ زمان و آفت
 جان سے ہو دیکھے کیا ہوتا ہوا ناگاہ لعل جادو خیمے میں آئی اور گھڑی ہو کر اسم سحر پڑھنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع
 کیا اور لعل جادو نے اسم سحر نام کیا اور صبر امیر نے اسم اعظم ختم فرمایا لعل جادو امیر کے پلنگ پاس آئی ہاتھ بڑھا کر چاہا
 کہ امیر کو اٹھا لوں امیر نے ہاتھ اسکا پکڑ کے جھکا دیا کہ منہ کے لعل گری امیر نے اور ایک طمانچہ ملا کہ اگر پورا ہاتھ پڑے تو دھڑ
 پڑے سر اڑ جائے مگر دو انگلیاں پری نہیں کہ جیسے لوٹن کو تر لوٹ جاتا ہوں زمین پر لوٹنے لگی صاحبقران نے نعرہ کیا کہ لینا اس
 مکارہ کو بہرام گرد بن خاقان حسین دروازے پر تھا دوڑ کے امیر کے سامنے آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ سہ فام زشت اندام
 لوٹ رہی ہو بہرام نے چاہا کہ اسکو گرفتار کرے لعل جادو اسم سحر کا پڑھکر شکل دیو بنکر بہرام کو پکڑ لیکینی امیر دوڑے کہ
 بہرام کو چھڑا میں گروہ کب ہاتھ آئی ہر کف انوسر ملکر گئے اور لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا بختیارک وغیرہ تمام سردار
 گرد و اطراف میں جمع تھے کہ ہر کار سے آئے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی قلعہ کا دسرت سبز تاخران پھر نہایت شکست طبل تاسگان بر رشتہ
 گرز آتش ہزار رنگارنگ ہر سر تو موکلان بزنند بختیارک نے کہا بیش باو کو کبھی کیا خبر لائے و سو اس خناس
 خوش آمد و آمد برد آمد ہر کاروں نے نور الدہر و بلع الزمان اور قاسم و علم شاہ وغیرہ کے سر کٹھا
 اور لعل جادو کا ظاہر ہونا و قلعہ مینا بنانا اور سرداران لشکر اسلام کے سر کاٹنے کنگروں پر چڑھانا اور لشکر اسلام کا ساٹھ

اس قلعہ مینا کے آٹالہ صورت کا گزرا کر ملجانا سب بیان کیا بس یہ خبر سنتے ہی لقا پکارا اسی جگہ کان من میں قہر قدرت مراد
 شخص دیر گیر ہو کر سخت گیر ہو دیکھا تھے بلایا میں نے اپنی ہندی خاص الخاص کو کہ سب خدا پرستوں کا کام تمام کرے اور تقدیر
 کی من سے کہ بیان سے کچھ ہو جو جب علم کے لشکر اسکا کوچ کر کے برابر لشکر امیر کے آکر اتر لقاے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان
 درگاہ تقدیر کی من نے تو تم ہماری طرف سے تخت لیکر لعل جادو کے پاس جاؤ اور اسے لیکر ہمارے پاس آؤ وہ اٹھا اور
 خلعت بیکر کشیان بخون کی اپنے ساتھ لیکر وادہ ہوا جب برابر قلعہ مینا کے پہنچا دست ادب باندھ کر کھڑا ہوا لوگوں
 نے جا کر لعل جادو سے بیان کیا کہ ایک شخص کشیان لیے ہوئے دروازے پر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ وہ شخص ہمارا المعام خداوند
 لقا کا ہے لعل جادو کے پاس آیا ہوں یہ سختی لعل جادو قلعے سے باہر آئی دیکھا کہ ایک شخص زرد و زرد مو کو تارہ گردن
 تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی دست بستہ کھڑا ہے اور کشیان اسباب کی رکھی من جا تا کہ کسی کا فرستادہ ہے پوچھا تو کون
 ہے اور یہ کہا لایا ہے بختیارک نے کہا کہ وہ شخص فرستادہ زمرہ شاہ خداوند لقا کا شیطان درگاہ ہے خداوند نے کہا کہ تھے فرستادہ
 حمزہ کو قتل کیا ہوا نام تھا را بلند ہوا ہے خداوند کو آرزو ہے ہمارے دیکھنے کی اسوا سٹے آیا ہوں اور کچھ کشیان تھے کی خداوند
 کی طرف سے لایا ہوں آپ کو منار بے کہ خداوند کی خدمت میں چلیے آپ اور وہ لکر خدا پرستوں کا کام تمام کر بن لعل جادو
 نے کہا اچھا تم قلعے میں آؤ بختیارک کو اندر قلعے کے لنگی بہت اچھی طرح سے اسکی دعوت کی بختیارک تہذات و بین ہر
 کی صبح کو لعل جادو بختیارک کے ساتھ خدمت لقامین آئی لقا نے سنا کہ لعل جادو آتی ہے سرداروں کو استقبال کو بیٹھ
 بھسا وہ لعل جادو کو ساتھ لیکر آئے لعل جادو نے پائے تخت کو بوسہ دیا لقا نے اسکو گلے سے لگا یا خلعت دیکر حکم کیا کہ قتل
 شاہ مانی بچے اور لعل جادو سے بیان کیا کہ میں خدا پرستوں کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہوں انکو عالم مستی و خواب
 میں من نے پیدا کیا ہے اور تقدیر کرنا انکے حق میں بھول گیا ہوں اب یہ مجھ پر غالب آئے ہیں مجھے کچھ نہیں ہو سکتا ہے لعل جادو
 نے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے میں سب کا کام تمام کرونگی لیکن مجھے خدا پرستوں کی لڑائی دیکھنے کا کمال اشتیاق ہے
 اقا نے حکم کیا کہ قتل جنگ بے لعل جادو تو رخصت ہو کر اپنے قلعے میں چلی گئی ہر کاروں نے یہ خبر صدا جعفران کو دی کہ لشکر
 کفار میں قتل جنگ بجا ہے امیر نے بھی قتل جنگ بجا ارات بھرتیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لعل جادو
 قلعے کے برج پر آکر زیر سامان زربفتی مٹھی اور شمشیر بخواری میں مصروف ہوئی بیان جب طرین سے صفین آراستہ ہو چکے
 اور نقب نیب و بکر کل گئے لشکر کفار میں علمائے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے خراجاں مردم در گیندے کو آڑا کر لقا کے سامنے
 آیا اجازت میدان مانگی لقا نے کہا جا بجو یہ قدرت کے سپرد کیا خراجاں حیرت مان گدھے کی طرح بھولا گیندے کو آڑا کر
 میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قراوین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب
 مرکب کو آڑا کر سامنے سخت شاہی کے آئے گھوڑے سے آخر کو مچر کیا اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے کہا خدا تمہارا
 نگہبان ہے جام کلمہ اعفریت عنایت ہوا اس جام کو پیکر بار در مرکب پر سوار ہو کر مقابل خراجاں کے آئے نکاح و زن ہوئے
 کوئی تین قدم پیچھے مرکب کرب کا ہٹا اور سات قدم مرکب خراجاں کا پسپا ہوا خراجاں گیندے کے پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے
 شہلاسل کرالون میں گجبانگ مار کر گیندے کو آگے بڑھایا مقابل کیا پوچھا تو کیستی وہ نہ نام داری کرب نے جواب دیا
 کہ نام میرا ملک الموت قابض ارحام ہے کفار ہے خراجاں بہرہم ہوا نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا
 اسنے تلوار داری کرب نے اسکی تلوار روک کر تلوار داری مع مرکب اس کے چار ٹکڑے ہوئے بعد اس کے کرب نے نعرہ کیا
 کہ اے کافران بیدین جسکو تم میں سے قتل ہو گیا اسکی تلوار داری کرب نے اسکی تلوار روک کر تلوار داری مع مرکب اس کے چار ٹکڑے ہوئے بعد اس کے کرب نے نعرہ کیا
 گیا اس روز شاہیں کافروں کو کرب نے واصل جہنم کیا اور پانچ زخمی ہوئے قتل باز گشت بجا دونوں لشکر پھر کر اپنے اپنے

بنوں میں آئے لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ لعل جادو کی لقا کے پاس بیٹھی بختیار کو لے کر آیا اور لعل جادو نے
 لڑائی خدا پرستوں کی دیکھی لعل جادو نے کہا کہ واقعی یہ خدا پرست بلا سے بیدار نہ آتے جہاں میں اُن سے کوئی عمدہ ہوا
 منوگا مگر میں ان سب کو غارت کر دیتی ایک کو زندہ چھوڑ دیتی بختیار کو لے کر آیا اور لعل جادو نے کہا کہ اس لشکر اسلام سے
 واقف ہو کہ کیسے میں مرشد نے کیسے کیسے جادو گردن کو مارا ہے لعل جادو نے جواب دیا کہ میں اُس ساربان زادے سے
 واقف ہوں کہ اُس نے بہت سے ساحران عظمیٰ آباد کو مارا ہے میں اُسکی فکر میں ہوں جس وقت وہ ہاتھ لگا میں نے قتل کیا ہے لعل
 جادو نے کہا کہ آج دیکھو تو میں ان خدا پرستوں کے ساتھ گیا کرتی ہوں اور قلعہ مینا کو گئی ہر کار میں تھے بختیار امیر کو دی کہ آج
 لعل جادو دعویٰ کرے گا کہ میں صا جقران نے فرمایا کہ زمیننا بالعتصان بتقدیر جو مرضی الہی اور فرمایا کہ تمام لشکر میں جاری
 جادو سے کہ رات بھر کوئی نہ سوئے ہر ایک سجدہ ابراہیم کی تلاوت شب بھر کرے یہی ڈھنڈھ صورت تمام لشکر میں چاسب صحیفہ
 پڑھنے میں مصروف ہوئے صبح کو غلط ہوا کہ سرسبز ان بزرگمہر کے کٹ گئے پھر خبر ہوئی کہ جمشید بن قباد کا سر کٹ گیا پھر
 کہ مرزبان خراسانی کا سر کٹا ہے اور فضل بن کیاہور اور ور قاسے زنجیر خوار کہ شکار میں تھے انکے بھی سر کٹ گئے
 اُسے امیر کو پھر بن سکر نہایت وحشت ہوئی اور رو کر دے مانگنے لگے کہ اے پروردگار اس ساحرہ کافرہ کے شر سے تو ہی محفوظ
 رکھنے والا ہے اس بلا کو تو ہی جسے دور کرے خواہ صا جقران تو مصروف دعا تھے لیکن جقران کا حال سننے پر ان
 کو قلعہ مینا کے پاس آیا اور لقب کھودنا شروع کی کھودنے کھودنے دیوار قلعہ تک پہنچا تھا کہ خبر دیوار قلعہ پر بڑا نوک خنجر
 سے ایک شعلہ آتش نکلا قرآن پر دوڑا قرآن بھاگا لقب سے باہر نکلا لشکر کا راستہ لیا شعلہ آتش پیچھے پیچھے تھا لشکر
 والوں نے جو دیکھا کہ قرآن کے بدن میں آگ لگی ہے پانی چھڑکا وہ آگ نہ بجھی قرآن دروازہ بارگاہ پر پہنچا وہاں
 حوض تھا اُس حوض میں کود پڑا غوطہ لگا یا شعلہ آتش پانی کے اوپر تھرا لے لگا پھر امیر کو پھر پانی کہ قرآن کو آگ
 نہیں چھوڑتی امیر بارگاہ سے باہر آئے اُس شعلہ کو دیکھا اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ شعلہ آتش ایک جانور نکلا کہ قرآن
 اُس حوض سے باہر نکلا مگر آگ بدن میں پڑ گئی تھی صبح کو لعل جادو لقا کے پاس آئی کہا کہ یا خداوند سنا آپ نے کہ رات
 کو کیا ہوا خدا پرستوں کے لشکر میں لقا نے کہا کہ لعل جادو مجھ سے خبر ہو چکی تھی کہ بہت سے لوگوں کے سر کٹ گئے
 میں اور اے لعل جادو میں ستر ہزار برس آگے ہی تقدیر کر چکا تھا تو میری بندی فاطمہ الخامس ہو اور اب تیرا ہی بھروسہ
 ہے لعل جادو نے کہا کہ خداوند آپ خاطر جمع رکھیں ایک خدا پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑ دیتی لقا خوش ہو کر مصروف شریعت
 عشرت ہوا فتنائے کار عمر و بصورت مبدل دروازہ بارگاہ پر کھڑا ہوا تھا تمام لشکر لعل جادو کی سنی تھرایا اور کانپا
 دیکھا کہ دروازہ بارگاہ سے ایک شخص نمودار ہوا عجیب شکل تھی کہ سر شانوں پر اور گردن نہ تھی جب قریب آیا عمر و نے
 پہچاناکہ اولوس یعنی ہر جہان ہوا کہ کیوں بیان آیا ہے لیکن کافر اسکو دیکھ کر نہایت منجرب و متعجب اور خائف و پریشان
 ہوئے کہ اولوس لعل جادو کے پاس آیا اور ایک نامہ اُسکے ہاتھ میں دیا لعل جادو نے نامہ پڑھا بہت خوش
 ہوئی کہا کہ یا خداوند باختر عجیب خبر خوش آئی ہے لقا نے کہا کہ کم تو سہی کیا تقدیر ہے لعل جادو نے کہا کہ لقا بادشاہ
 ظلم گو ہر بار مکمل خان جادو کی مدد کو آیا ہے اب ان خدا پرستوں کا استیصال بخوبی ہو گا ہم اور مکمل خان
 لشکر خدا پرستوں کو مار لینگے اور یا خداوند مکمل خان بہت زبردست ساحر ہے اور سب ساحر اسکی عزت کرتے ہیں لقا نے
 کہا کہ لعل جادو میں نوے ہزار برس آگے ہی تقدیر کر چکا ہوں کہ مکمل خان اگر خدا پرستوں کو قتل کرے گا لعل جادو
 نے اولوس سے کہا کہ تم جلد جا کر مکمل خان کو لاؤ اولوس سلام کر کے بارگاہ لقا سے باہر نکلا چلا عمر و پیچھے روانہ ہوا
 جب لشکر لقا سے نکل آئے عمر و نے کہا کہ اے اولوس جنی ٹھہر تو سہی مجھے کچھ کہنا ہے ایک بات سن لو اولوس نے جواب

دو یا عمر و نے کہا اے اولوس آج کیا ہو کہ تم بات تک نہیں کرتے اور بھٹی سچ ہو کہ مصیبت میں کوئی کسی کا شریک نہیں ہوتا ہر بات تو وہ بخاری دوستیان بائیں کج ادائیگان اولوس نے کہا تو کون ہو نام تو اپنا بتا میں تجھے پہچانتا نہیں ناحق بک کر میرا سفر کھا گیا عمر و نے کہا سبحان اللہ آپ اس وقت مجھے پہچانتے بھی نہیں کل کا ذکر ہو کہ گلشن جادو اور گلستان جادو کے مکان میں مجھے چھڑانے کو آئے تھے تم بھی گر فتنہ ہوئے تھے قرآن نے جا کر گلشن جادو کو مارا میں عمر و بن ابیہ ضمری ہوں اولوس نے کہا کہ عمر و تو ہی ہو خوب میرے ہاتھ لگایا مگر کھرو کے پست گیا مشکین باندھیں اور فتنہ مار کر نہا کہ میں تو تیری تلاش میں تھا بغیر محنت و مشقت تو میرے ہاتھ لگ گیا یہ کھرا باندھ کر لیجا عمر و روتا چلا جانا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ لعنت ہو ان کے قول و فعل پر کہ اولوس ایک صحرا میں پہونچا دہان ایک لشکر آڑا ہوا تھا اور بیچ میں لشکر کے ایک خیمہ محفل سبز کا چڑی کام اسپر بنا ہوا قہار گاہ قہر فلک سے ہم سر سی کرتا تھا اولوس اس خیمے کے اندر عمر و کو لایا عمر و نے دیکھا کہ ایک جادوگر بارش سفید تاج شہر یاری بر سر و چار قہر شاہنشاہی در بر چتر بادشاہی سر پہ پھر رہا ہو تخت پہنچا تھا اور جادوگر گردو اطراف میں چلن تھے تاج ہو رہا تھا کہ اولوس نے سلام کیا اور کہا کہ ای بد زبیر گوار لعل جادو نے آپ کو بلایا ہو چلے اور یہ سارا ہوا ہاتھ لگ گیا میں کچھ لایا ہوں مکمل خان نے کہا اے فرزند اسے جتنا کیوں چھوڑا سر کاٹ کر کیوں نہ لائے عمر و نے جو یہ کلمہ سنی انبان سے سنا اپنے دل میں کہا لعنت ہو ان جادو گردوں پر اور انکے اطوار پر مگر اولوس نے کہا کہ ای بد زبیر گوار اب میں اسکا سر کاٹ لوں مکمل خان نے کہا کہ اب اسکو سامنے لعل جادو کے قتل کر نیے اب اسکو خیرے میں بند کر دو عمر و کو پہلے طوق و زنجیر میں گرفتار کیا پھر خیرے میں بند کر کے طرف لشکر لقا کے روانہ ہوا جب قریب پہونچا تو لقا اور لعل جادو استقبال کے واسطے نکلے راہ میں ملاقات ہوئی مکمل خان نے لقا کے قدموں کو بوسہ دیا اس کا خیرے بہت شفقت سے اپنی بارگاہ میں لیجا کر دعوت کی مکمل خان نے لعل جادو سے کہا کہ کیا اقبال تمہارا ہے میں عمر و کو کچھ لایا ہوں اور کہا کہ لاؤ خیرا عمر و کا اولوس نے خیرا لا کر رکھ دیا بختیارک نے جو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اشارے سے کہا اسے مار ڈالو مکمل خان نے کہا کہ ملک جی قاعدہ میرا یہ ہو چکا ہے میں سردار کو نہیں کچھ دیتا ہوں اس کے لوگوں سے نہیں خبر ہوتا ہوں حمزہ کو گرفتار کر لوں تو اسے قتل کر دوں بختیارک نے کہا اگر مکمل خان یہ ذات بابر کاٹ چھوٹ جائیے مکمل خان نے کہا کہ ملک جی کیا مجال جو یہ چھوٹے لعل جادو مکمل خان کو لیکر قلعہ مینا میں آئی لیکن ہر کار سے خبر لیکر امیر کے پاس آئے اور حال عمر و کے پکڑ جانے کا اور مکمل خان کے آنے کا بیان کیا امیر بہت رنجیدہ ہوئے کہ اگر ضیانا اقتضاتن بقدر جو مرضی آئی ہم بھی تو آمادہ مرگ میا سے قضا نیچے میں دیکھے پروردگار نے کیا چاہا ہو بیان لعل جادو نے مکمل خان کی دعوت بہت دھوم سے کی شب کو لعل جادو نے بہت سے سرداران بلوائے کو اسیر کیا لشکر اسلام میں ایک تلامذہ سواے امیر اور بادشاہ اسلام اور چند شیران سلطنت اور کرب غازی کے کوئی باقی نہیں ہو سب کے سر کاٹنے میں لقا بہت خوش ہو بختیارک بغلیں بھار رہا ہو کہ اب یہ خدا پرست اسے لئے اب نہیں بچتے لقا سے لعل جادو نے کہا بھیا کہ تم طبل جنگ بجاؤ کل ان سب خدا پرستوں کا خاتمہ ہو لقا نے طبل جنگ بجا دیا سرکار وں نے امیر کو خبر دی کہ طبل جنگ لشکر لقا میں بجا ہو امیر نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ جنگ بچے جو منظور آئی یہ کھرا امیر نے کرب غازی سے کہا کہ بھٹی تم ناموس کو ساتھ لیکر رہا ہے جے جادو کہ میں قتل ہوا تو ناموس تو برباد نہونگے کرب نے عرض کیا کہ مجھے نہوگا کہ میں اس بہانے سے جان بچا کر چلا جاؤں لوگ مجھے کیا کہیں گے آپ مجکو نام دیکھ میں میں نہ جادو لگا امیر نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ آپ اس امر پر کمر ہمت باندھیں بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ آپ نے مجھے بادشاہ مقرر کیا اور مرتبہ سلطانی دیا اب جو میں اس وقت آکھو نہا چھوڑ کر چلا جاؤں تو تمام زمانے کا مورطمن ہوں کہ اپنی جان بچا کر اس بہانے سے چلے گئے کیا مالتی تھے مجکو یہ ننگ گوارا نہیں جو سب کا حال وہ میرا حال امیر اور ہر سے بھی مایوس ہوئے سلمان شاہ فارسی نے عرض کیا کہ

ایک شہر یا حضور اوس و پریشان ہون کہ پروردگار عالم ایک دم میں کچھ کا کچھ کر دیتا ہوا وہ میرے رحم کر لگاتار کو لعل جادو جنم واصل
 ہوئی سب اسکی شہر سے محفوظ رہینگے امیر نے کہا کہ میں اسکی ذات پر نیکو کیے بیٹھا ہوں ماضی برضا ہوں غرض سب گریہ فرمائی
 کرتے تھے اور وہاں میں مانتے تھے اور کرب غازی اپنے مولیٰ علی ابن ابی طالب غالب کل غالب کو پکارتا تھا کہ آقا یہ
 مقام باری اور مدد کا ہر گز اس طرف کا حال نہیں کہ مکمل خان نے لعل جادو سے کہا کہ آج تمھاری دعوت ہمارے
 ہواں ہو لعل جادو نے کہا امیر مکمل خان ان خدا پرستوں کو مار لین پھر دعوت کرنا مکمل خان نے کہا کہ یہ تو ہونا ہی ہے ہر دو گاک
 ان مفسدین کو مار کر خوب فراغت سے دعوتیں کھائیے مگر میں نے کچھ شراب و کباب تحفہ بنوا لے ہیں اور کھانے دو ایک طرح کے
 تھے پکوائے ہیں چاہیے ہر کہ ہم تم سب ایک جگہ کھائیں لعل جادو نے جواب دیا کہ کیا مضائقہ ہو مکمل خان نے کہا امیر لعل جادو
 ان خدا پرستوں کے ہاتھ سے لودل پر لاکہ دن و رات میں جگر خون ہو رہا ہو اول نوبہ ددو بار یک گزین کہ اسنے شہر کے
 شہر جادو گزین کے غارت کر دیے تمھارا اقبال تھا کہ عمر و میرے ہاتھ لگ گیا نہیں تو یہ آفت کا پرکالا ہو کیسے کیسے سارے دن
 کو اسنے اردالا ہوا ہے کیا غلطی آباد کو اسنے برباد کیا ہو اور امیر لعل جادو پوتا حمزہ کا کہ جسکا سر پہلے تھے کاٹا ہوا اسنے تمام
 خلاسم گوہر بار کو تباہ کر دیا جلا سحران زبردست قتل ہوئے سب عمر و واقارب میرے اسے لگے اسکی اطاعت قبول کی
 جب جان بچا اور یہ سارے باندہ بکوا اپنا دوست جانتا تھا ہم تو وقت کے منتظر تھے اب خداوند ساعری و جہشید را بکولایا
 ہم آپ کے شریک ہوئے اور کیوں اوسار باندہ ناوے یہ دن تجھے باوند تھا اب دیکھ تو تجھے کس طرح مارتا ہوں عمر و نے
 کہا امیر مکمل خان خوب کہنے دیر نہ ہونے کالاکیر پروردگار قادر و مالک ہو اگر سوچ گیا تو مجھ کو نگاہ بائیں ہو رہی تھیں کہ کھانا
 اور شراب و کباب مکمل خان کے گھر سے آیا کھانا کھایا جاتا ہو اور شراب پی رہے ہیں ناچ دیکھ رہے ہیں عمر و سے اولوں جتنی
 نے فرمائش کی ہو کہ خواجہ کچھ گاؤں نہیں تو گواہ ادا ہونے عمر و پھرے میں بند ناچار مجبور گارہا ہو اور رو رہا ہو کہ دفعہ آئنا بیوٹی
 ظاہر ہوئے کہ کوئی نواز ٹھکانا چنے لگا اور کوئی ٹھکانے لگا کسی نے کہا کہ تمھاری گود میں کتابا نے پہلے دیے ہیں اور تم کو خبر نہیں اسنے
 جواب دیا کہ بھئی تم کیسے دوست ہو کہ بیٹھے تاشاد کہتے ہو اسنے اٹھکرات ماری کہ اسے کر کے گرا اور کہا کہ میان سنے تو
 بکرو ماری ڈالا دھر سے وہ بھی گرا دولان بیوش ہو گئے کہیں کوئی کسی سے مخاطب ہو کر بولا کہ میان تمھاری موٹھ پر
 کوا بیٹھا ہو اور تم کو اطلاع نہیں ہو اسنے کہا کہ کیا اس نامعلوم نے اڈا مقرر کیا ہو اور سنے انا بھی نہیں ہو سکتا ہو کہ اڈا دو
 بس اسنے موٹھ پر کر کر ایک جھکا دیا کہ کچھ بال موٹھ کے اکھڑ آئے اسکو انداز ہوئی ایک ملا پنچ مانا کہ اسے تو نے سر محفل میری
 موٹھ میں اکھاڑ لیں اسنے کہا کہ موٹھ نہیں ہو کہ اڈا گیا اسکی موٹھ میرے ہاتھ میں رہی وہ بولا ایسی پوچ بائیں ذکر عرض
 دونوں اوسے قصائے کار نمکیرے کی جھال کا عکس ایک شخص کے سر پر پڑا وہ جو اسنے برابر بیٹھے تھے وہ سمجھے کہ سانب اکو
 کاٹنے آیا ہو کہا کہ بھئی جیکے بیٹھے رہنا ہے اور مارے گئے یہ لکھ کر خد متکار سے اڑھائی تھ کا جوتا لیا اور بھوت تمام اٹھے سر
 پر دیا چوت اُنکے جو ذرا واقعی لگی بس اُنھوں نے بھی جوتی اڑھائی اور کہا کہ اسے سر محفل نقش کاری کرتا ہو کہ بیوٹی
 نے اُنکو زمین پر دے مارا اُدھر لعل جادو پکاری کہ اے عمر و وہ کیا خوب گایا ہو جی جانتا ہو کہ سانسے ترے گت ناچوں
 یہ لکھ کھڑی ہوئی اٹھی تھی کہ بے گت ہو کر گری اور سحر امین جو تھیں جو اسنے اٹھائے کو اٹھی وہ گویا ہماں سے اٹھی عمر و حیران
 تھا کہ یہ کیا ہوا کسے اکو بیوش کیا کہ اولوس جتنی نے عمر و کو خبر سے پہنچا لالہ و تھوون کو عمر و کے چوہا اور مکمل خان
 دوڑ کر عمر و سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ بے ادبی تو میں نے آپکے ساتھ کی لیکن مصلحت اس میں ہے تھی کہ لعل جادو کو میرا اعتبار ہو
 اور اپنا دوست جانے نہیں تو یہ لعل جادو علامہ زمانہ ہو میرے فریب میں نہ آئی اور سب مسلمانوں کو مع حمزہ قتل کرنی
 اب یہ بیوش پڑی ہو جس طرح چاہے قتل کیجیے اکو اختیار ہو بس عمر و اور اولوس جتنی نے ملکر سر لعل جادو کا مع اسکے

سرداروں کے کانٹا اور مال و اسباب جو کچھ تھا وہ سب عمر و نے نذر نسل کیا مکمل خان نے کہا کہ خواجہ تمزیدہ امیر
کے پاس لیکر جاؤ میں سرداروں کو لیکر آتا ہوں عمرو نو سحر لعل جادو کا لیکر خدمت حمزہ صاحبقران میں روانہ ہو
میان صاحبقران نماز صبح پڑھ کر آمادہ مرگ بیٹھے تھے بادشاہ اسلام سے باتیں کر رہے تھے کہ دیکھو کیا ہوتا ہے اور کیا منظور
خدا کو ہے کہ ایک آدمی چلی زمانہ قمرہ دتا ہو گیا چار گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی تو عمرو کو دیکھا کہ سر ہاتھ میں لیے ہوئے
لعل جادو کا آیا اور پکارا مبارک ہو کہ لعل جادو واری گئی اور سردار سب قید سے چھٹے مکمل خان انکو ساتھ لیے ہوئے
آتا ہے حمزہ مکمل خان نے بڑا کام کیا لعل جادو کو فریب دیکر مارا لیجیے یہ سر ہر لعل جادو کا امیر نے عمرو کو گتے سے لگایا بل
شادمانی بچنے لگا عجیب خوشی ہوئی عمرو نے عیاروں سے کہا کہ اپنے اپنے آقاؤں کے گھوڑے لیکر جاؤ کہ وہاں سے پیدل آئے
ہو گئے اب عیار گھوڑے لیکر روانہ ہوئے اور امیر نے جو سردار کہ بیان تھے اُن سے فرمایا کہ جا کر مکمل خان جادو کو جمع سرداروں
کے استقبال کو کہے گا کہ ب اور فضل اور شیران سلطنت سلمان شاہ فارسی وغیرہ پیشوا کی کو روانہ ہوئے مگر جب وہاں
لعل جادو داخل جہنم ہوئی اور وہ قلعہ مینا کر چیاں ہو کر اڑ گیا اور تاریکی بھی دور ہو گئی ہر سردار نے اپنے تئیں فرشتہ
خاک پر بیٹھے دیکھا ایک دوسرے سے بھلیکے ہوئے اور کہا الحمد للہ کہ لعل جادو واری گئی اتنے میں مکمل خان نے اگر نورا
کو سلام کیا اور لوس جہنم قدموں سے لپٹا حال لعل جادو کے مارے جانے کا بیان کیا نورا لدہ بہت خوش ہوا اور لوس و
مکمل خان کو گتے سے لگایا کہ اتنے میں عیار مرکب کی سواری کی لیکر آئے سب سوار ہوئے خدمت حمزہ صاحبقران میں بیٹھے
مکمل خان اور اور لوس جہنم ساتھ تھے کہ سردار پیشوا کی کو جو آئے تھے باہم ملاقات ہوئی حضور صاحبقران پہنچے مگر کیا
قدموں پر گئے امیر نے ایک ایک کو گتے سے لگایا اور مکمل خان کو خلعت عنایت کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی ہر کار سے
لقا کے جو بامر جاسوسی گئے ہوئے تھے فضل خبر دریافت کر کے بارگاہ لقائیں آئے اور ہاتھ اٹھا کر بدو عادی طیت ای برزخ
شوم تو آفاق از ضرر و دی آن گناہت تو بود و چو چشم خرب بختیارک نے کہا میں باد کیا خوشخبری لائے ہر کاروں نے
مکمل خان کا فریب دیکر لعل جادو کو قتل کرنا اور سرداران لشکر اسلام کا رہا ہونا بیان کیا اور کہا کہ اب حمزہ جہنم میں
مصرف ہو لقا کے بختیارک سے ہو چھا اور شیطان درگاہ من عاجز تقدیر کہنے لگے کہ تقدیر گریز اور خوب ہاد معنا کا معنا
بھرنو لا و لقا جگہ پہنچی مکمل خان کی باتوں سے معلوم ہوا تھا کہ یہ مسلمان ہرگز اُن سے ایسا مال بھیلایا تھا کہ عمرو کو پکڑ کر قتل
میں بند کر کے لے آیا تھا تاکہ آکر گمان ہو کہ یہ میرا دوست ہے خوب نیشے میں اتارا بڑی مکاری سے مکمل خان نے لعل جادو
کو مارا مگر افسوس ہو کہ اندر سے کی ایک لاش تھی وہ بھی ٹوٹ گئی اب سوا سے بھاگنے کے کچھ نہیں بن آتا عرض دوسرے روز
لقا خنکار کے بھانے سے بارادہ گریظن صول کے روانہ ہوا

واستان جہت بیان لقا کا بہادار شکار بھاگنا اور صحرائیں لقا بد ار قلندر فیل سوار خندان سے ملنا اور
اسکو اپنے ساتھ لے کر سرداران امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر دانا

بل زبان لغتہ زن سخن ہو کہ بیان خوش رفتار خدمت زن ہو کہ جب لقا مشتری حصار سے چلا صحرا سے سبز و زمیں پہنچا
تھا دیکھا کہ ایک گروا تھی جب نزدیک آئی اور وہ گردش ہوئی ایک لقا بد ار شجر فی پوش میں آدمیوں سمیت دکھائی دیا کہ
تمام لباس شجر فی نقاب منہ پر ڈالے ہوئے ہاتھی پر سوار دس خاص بردار اور دس خدمتکار ساتھ تھے لقا کے سامنے آیا چھا
کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو بختیارک نے کہا اسو لقا بد ار غالبہ دار یہ لقا سے خداوند باختر ہو خدا پرستوں کے
ہاتھ سے تنگ ہو کر بھاگا جاتا ہے کہ خدا پرستوں نے ملک و مال اسکا چھین لیا ہے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ اُن سے عہد ہو نقاب
نے کیا کہ اسو لقا اگر میں سب خدا پرستوں کا کام تمام کر دوں تو جو کچھ تم سے کمون قبول کرو گے بختیارک نے جواب دیا کہ

ہنگو غزنویں جو نقابدار لقا کے ساتھ ہوا لقا پھر بہشتی حصار میں آیا اور نقابدار کی دعوت کی مدد سے دن نقابدار نے
 لقا سے کہا کہ تم نوشتہ لکھ کر تیرے دو بعد از میدان خدا پرستوں کے جو میں کمون اسے قبول کرنا اور اگر قبول نہ کرو گے تو تمکو ہندو
 خدا پرستوں کو دینا لقا سے ناجار اور جو لقا سے قبول کیا غرض اس مضمون کا ایک نوشتہ لکھو اگر نقابدار نے اپنے پاس
 رکھا اور لقا سے کہا کہ اب میں جنگجو اپنے کہ میں کل صبح کو خدا پرستوں سے لڑو گا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ لیکن بختیار
 حیران ہر گز یہ فہم نہ کیا اہل اسلام سے لڑو گا کچھ سحر کر لیا گیا ہو گا لیکن اصرار سے لکھنا اسلام کے خبر لیکر خدمت امیر میں
 آئے بعد از دن کے حال نقابدار قلندر فیصل سوار قلعہ کے آئے کا اور نوشتہ لقا سے لکھو اسے کا اور طبل جنگ بجاوے گا
 بیان کیا امیر نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہیں کہ وہ کہہ رہا ہے یہاں بھی طبل جنگ بجے جا رہا ہے جا نہیں میں تیاری رہی صبح کو
 لشکر میدان میں آئے لشکر لقا سے نقابدار شجر فی پوش ہاتھی پر سوار ہو کر میدان کا زار میں آیا مبارز طلب کیا اور
 معری کر بے سانسے تخت بادشاہی کے آیا چاہا کہ گھوڑے پر سے اتر کر اجازت خواہ ہو بادشاہ نے فرمایا آپ مرکب پر سوار رہے اتنے
 کا قصد نہ کیجیے پھر سوار ہونا مشکل ہو جائیگا اور جائے خدا حافظ و نگہبان ہو جام عنایت ہوا پہلوان عادی جام پیکر سلام کر کے
 میدان کو چلا تخت شدادی گھوڑے پر مارا اسے معلوم ہوا میان رن کو چلے گھوڑے کا یہ عالم ہو کہ بیٹ تو جھک کر زمین و ز
 ہو گیا ہو اگلا پانوں اٹھا کر رکھتا ہو اور کچھ پانوں گھسیٹ کر رکھتا ہو اور تو نہ حضرت کی اس قدر بڑھی ہوئی ہو کہ مرکب کی
 انگوٹھوں کو ڈھانپ لیا ہو اور پیچھے چوڑم سے باہر گزرے ہوئے میں غرض باہن ہیلت آپ اس کے مقابل نقابدار
 ہوئے نقابدار نے دیکھا کہ ایک دیو میرے مقابلے کو آیا ہو بچپن اس بچ کا قد ہو کیس گز کا دور تو نہ کا ستر گز بیان سر پہ
 بندھی ہوئیں جسکے چوتیس تلے چھوٹے ہوئے نقابدار متحیر ہوا تمام پوچھا کہ مجھ کو مل عادیان پور شداد بان عمر معدی کو
 کتھن میں شیر شربک بھائی حمزہ صاحب قرآن کا دار و نہ بار کا دیکھائی کا ہوں نقابدار نے کہا کہ لقا کی اطاعت کر لیجئے
 بہتری ہو پہلوان عادی نے جواب دیا کہ ہم کبھی اس بھگور سے کی اطاعت نہ کریں گے نقابدار بولا خیر لاؤ جو کچھ حربہ رکھتے
 ہو پہلوان عادی نے کہا ہم مسلمان ہیں ہمارا معمول حربہ پر مشیدستی کرنے کا نہیں ہو تو اپنا حربہ کر نقابدار نے کہا کہ میرے
 پاس کوئی حربہ دیکھتے ہو نہیں سبقت کرو پہلوان عادی نے پوچھا کہ پھر کیوں نہ لڑو گا لقا نے جواب دیا کہ میں
 کسی طرح لڑو گا مگر تمکو باہر دھکیاؤ گا پہلوان عادی نے بڑھا ہاتھ میں لیا چاہتا ہوا کہ نقابدار نے بند نقاب کا
 متھ پر سے دور کیا اور پکارا کہ ع بر من نگر بر من نگر شاید کہ شناسی مرا پہلوان عادی کی جو نگاہ اس کے دے بخش پر چڑی
 شناسا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے قلعے مارے لگا بعد ایک ساعت کے انگوٹھوں سے آئینہ بننے لگے اور منہ کھلا رہ گیا اب
 یہ عالم ہو کہ اشارے سے ہنس رہا ہو اور گھوڑے کی پیٹھ پر لڑا جانا ہو یہاں تک کہ ہنسنے ہنسنے بیہوش ہو گیا اور گرا نقابدار
 نے پہلوان عادی کو ہندو عکس یاروں کے حوالے کیا کہ لیاؤ عیار لیگئے نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا دن بھر میں
 چاروں بھائی عادی کے گرفتار ہوئے شام کو طبل باز گشت بجاؤ و نون لشکر پھر گئے لقا نقابدار پر سے درنثار کرنا ہو
 بارگاہ میں لایا صحبت بخش برپا ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ان خدا پرستوں کو قتل کیجئے لقا نے نقابدار سے
 خدا پرستوں کو طلب کیا کہ انکو میرے حوالے کرو و نون قتل کرو نقابدار نے جواب دیا کہ ابھی مجھے قتل کرنا کسی کا منظور
 نہیں جب سب کو میں گرفتار کر لوں گا تو تمکو دوں گا ہر نام اپنے عہد نامے پر قائم رہنا پھر تمکو اختیار ہو چاہنا انھیں قتل کرنا
 چاہے وہ گزر کر نا لقا سکر چپ ہو رہا نقابدار نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہر کاروں نے بے خبر امیر کو دی بیان بھی طبل جنگ
 بجا صبح کو و نون لشکر میدان میں صف آرا ہوئے اس روز مرزبان خراسانی اور مظفر کو نقابدار پکڑ لیا شام کو
 طبل باز گشت بجاؤ و نون لشکر پھر گئے لقا بہت شادان و فرحان نقابدار کو لیکر داخل بارگاہ ہوا امیر عنایت ادا

اور پریشان پھر کر اپنی بارگاہ میں آئے چپ اُداس ہو کر بیٹھے بادشاہ اسلام نے فرمایا کوئی ایسا ہو جو نقادار کو کھڑے لائے
یاہ حال دریافت کر آئے کہ کیا اسکے روسے مخمس میں ہر جو لوگ دیکھتے ہی منہسی کے ماسے جتا ہوا جاسے تم میں اور پھر کسی
منہسی نہیں تھمتی خدا جانتے یہ نامعقول کافر ساحر ہو یا غیر ساحر ہو جو شخص اس امر کا شخص کرے بہت کچھ انجام میں آسے
عمر و توجہ کا ہتھار ہا دم بھی نہ مارا اگر سہک یلطا قی خست زرین پر سے کودا بادشاہ سے عرض کی کہ شہر بارہل کام پر توجہ
میں سمجھی راہ دشوار میں کوئی نہیں قدم مارتا غلام جا کر اسے گرفتار کر لانا ہو کہ مکرر و اندھوارات کو لشکر لقاب میں ہونچا
نقادار کے خیمے میں بصورت مبدل آیا خادموں اور خواصوں کو بیوش کر کے بند نقاب کا روسے نقادار سے دور کیا جا یا
کہ بیوشی نگھالے منہ پر جو نظر پڑی منہ لگا بدانتک کہ نقادار بیدار ہوا سہک کو کپڑا لیا صبح کو لقا کے سامنے لایا لقا نے
باشاہ بختیارک کہا کہ اسے تو مار ڈالو نقادار بولا کہ یہ ہرگز نہ ہو گا جو میں کسی کو قتل کر دوں اور جو اس میں تم بچد ہو گے تو بھی
تم سب کی شکستیں باندھ کر حمزہ کے حوالے کر دوں گا خبردار بار دیگر اس امر میں تکرار نہ کرنا اس کلام سے نقادار کے لقا اور
بختیارک دم بخود ہوئے دوسے ایسا نہ کہ نقادار مجھے پھر جائے خبر سمجھ لیا جائیگا نقادار نے پھر ٹیل جنگ بجوایا میدان
میں آیا مبارز طلب کیا اس روز بہرام گرد بن خاقان جلین بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کو چلا امیر نے اسم اعظم
پڑھ کر دم کر دیا کہ اگر سحر جو تو پھر نہ پڑ کر گیا اور کہا کہ ای بہرام تہنا نہیں بہرام نے عرض کیا ای شہر بارہل سے منہ ہنسنے میں
بہادرون کو شہنہ سے کیا عرض دیکھو اسکو باندھ لانا ہوں اور رخصت ہو کر سامنے نقادار کے آیا بعد لقا کے نقادار
نے بند نقاب کا منہ پر سے ہٹایا بہرام شہنہ شہنہ بیوش ہو گیا نقادار نے باندھ لیا ہا شہم تیغ زن گیا وہ بھی گرفتار ہوا
عمر و بن رستم بھی اسیر ہوا شام تک قس آدمیوں کو نقادار باندھ کر لگیا دونوں لشکر پھر کے امیر نہایت پریشان خاطر
بارگاہ میں آکر بیٹھے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ نقادار کو کھڑے لائے عمر گلابا دعرائی متر برقی خرنکی متر سحر یعنی متر نریک
خطائی ابوالفتح اصفہانی امیر سیارہ سات خیال روانہ ہوئے کہ ہم نقادار کو گرفتار کیے لائے ہم جب قریب
لشکر کفار کے پہنچے صوزین بدین داخل لشکر ہوئے نقادار کے خیمے کے پاس آئے پاساؤں کو بیوش کر کے اندر گئے
دیکھا نقادار سوتا ہوا پسین سلاخ کی کہ بھیجی آنکھیں بند کر کے لے پاس چلو بات بھڑکے آپس میں آنکھیں بند کر کے نقادار
کی طرف چلے کہ نقادار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سات اندر سے چلے آتے ہیں پکارا کہ اسے تم کون ہو کہاں چلے آئے ہو کیا کچھ سوچتا
نہیں ہر خبردار آگے نہ بڑھنا وہیں شہر و بیہون نے مارے خوف کے آنکھیں کھول دیں نقادار نقاب منہ پر سے اٹھائے ہوئے
ستھ ساتون عیار شہنہ شہنہ بیخود ہو گئے نقادار نے ساتون کو باندھ لیا امیر نے قناری کی خبر سن کر بہت پریشان ہوئے
نقادار نے صبح کو میدان اسی کی طلماس کوئیس سرداروں سمیت پکڑ لیا امیر نے کہا کیا اللہ اس نقادار کو جو کوئی
مارے میں بہت خوش ہو گا قاسم و علمشاہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے کہ شہر بارہم اسے قتل کر نیلے خواجہ عمر و ہمارے
ساتھ چلین عمر و نے کہا کہ میں ہمارے ہمراہ ہوں جلو قاسم و علمشاہ روانہ ہوئے وضع اپنی بدلے ہوئے دروازہ بارگاہ
لقا پر آئے ایک گوشے میں کھڑے ہوئے جب دربار لقا کا برخواست ہوا نقادار نکلا اپنے خیمے کو چلا تھا قاسم نے
نعرہ کیا کہ اخیرہ روزگار کھڑا رہ کمان جاتا ہو اور تلوار کھینچ کر آنکھیں بند کر کے نقادار پر چلا اور ہوا تلوار بن صاف اسکے
بدن پر سے اچٹ لکین مگر قریب سے پکارا کہ بارو مجھے ان قالمون نے مارا قاسم و علمشاہ نے آنکھیں کھولیں کہ آنکھیں
کمان نقادار کے تلوار کی نقادار نے نقاب کو منہ پر سے دور کیا عمر و نو کو دکر نکل گیا وہ دونوں شہنہ شہنہ بیوش ہو گئے
نقادار نے گرفتار کر لیا جہان سب سردار اسیر ہیں وہاں قاسم و علمشاہ کو بھی قید کیا بختیارک نے کہا کہ اب خدا خیر
نے از حد وفا بازی پر کمر باندھی ہو نقادار ہتھ بولا کہ ملک جی ہمارا گرفتار کر لینا کچھ منہسی نہیں ہر بیان دعا بازی پیش نہایت

لیکن عمر و جویمان سے بھاگا بارگاہ سلیمانی میں آتا حال بیان کیا صاحبقران بہت خجیدہ ہوئے خواجہ بزرگمہر کے بیٹوں کو بلا یا فرمایا کہ آپ دریافت کیجئے کہ میں نقابدار سے سامنا کروں اسپر فوج پاؤں لگا یا ماندا اور وں کے گرفتار ہو جاؤں گا کوئی بھی اسپر غالب آئیگا یا خاتمہ تمام لشکر کا یونہی ہو جائیگا خواجہ زادوں نے زمین کو لپکا اصل لٹا ب کو زمین کے مقابل کیا اور بہ لکھ فرنگی کا علم غیبی کس بندہ بجز پیر و درگاہ پر حق ہیج تو ہیج جوڑا و سلطان و آمد سنبلا میزان عقرب قوس جدی و کو حوت قمر عقارب و زہرہ شمس مرجع مشتری زحل ساتون ستارے بارھون برج سولہون قاعدہ رمل میں نگاہ کر کے اور احکام کو طرح و بکر حکم نکال کر دست بستہ عرض کیا کہ یا حمزہ صاحبقران نقابدار سے قصد مقابلہ فرمائیے گا آپ کے واسطے طلب منوگا نقابدار کسی سے مغلوب نہوگا لیکن ہکو علم نجوم سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ بعد ہفتے عشرے کے بلا خود بخود دفع ہو جائیگی آپ نقابدار غالب ہونگے امیر نے فرمایا معلوم ہوا کہ بیان سب کا خاتمہ ہی یہ کہ آپ ہماری تسکین کو کتنے ہیں خواجہ زادوں نے قسم کھائی کہ ہم جھوٹے نہیں بولتے ہیں خبر حضور کو معلوم ہو جائیگا عرض ہوا چاروں تو تعلق ہو کر رخصت ہوئے ہر کاموں نے اگر خبر دی کہ لشکر لقمان میں طبل جنگ بجا ہو امیر نے فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے شب بھر ہر ایک سامان جنگ میں مصروف رہا صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے نقابدار نے میدان میں نکل کر مبارز طلب کیا رستم زمان لندھو رہن سعدان مقابلے کو چلا امیر نے لندھو کو گلے سے لگایا کہ بھائی تم بھی چلے اور یہ فرما کر وٹنے لگے لندھو نے عرض کیا کہ شہر یار میں نقابدار کی طرف نہ دیکھو گا آنکھیں بند کر کے ایک ہی گز نہ مارو لگا کہ پونہ میں ہو جائیگا امیر نے کہا کہ بھائی خدا تمہارا دادہ پورا کرے جاؤ خدا حافظ و ناصر لندھو رآداب بجالا کے ہاتھی پر سوار ہوا اور دھن سے گز رہا تھ میں اٹھا کر چلا نقابدار نے بند نقاب منہ پر سے اٹھایا اور چپکا کھرا دیکھ رہا ہو کہ لندھو نے قریب نقابدار پہنچ کر آنکھ کھولی کہ دیکھے نقابدار کہ صریح بھڑا آنکھ کھولنے کے نقابدار کے منہ پر نگاہ پڑی بس اسکی بھی وہی صورت ہو گئی جو اور سرداروں کا حال ہوا تھا نقابدار نے باندھ لیا میں ہائیں سردار اور اس روز گرفتار ہوئے شام کو دونوں لشکر پیر گئے امیر نہایت پریشان بارگاہ میں آئے اُداس بیٹھے عمرو کے خیال میں گذرا کہ چل کر بختیارک سے حال نقابدار کا پوچھا چاہیے کہ یہ جو لوگ اسکو دیکھ کر نہیں ہستے بیخود ہو جاتے ہیں اسکا کیا سبب ہو مقرر اسکو معلوم ہوگا سوچ کر روانہ طرف لشکر کفار کے ہوا بختیارک بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ اسکی درگ شیطنت جنبش میں آئی حیران ہوا کہ یہ کیوں پھر گئی ہو کیا مرشد میرے پاس تشریف لائے ہیں عمرو کا نام جو لیکر ہاتھ رگ پر رکھا رگ تو گئی پھر کوا موقوف ہو گیا حیران ہوا کہ مجھے کیا کام ہو ساتھ ہی ذہن میں آیا کہ حال نقابدار کا پوچھنے تشریف لائے ہیں اور یہ کیوں نہایت معلوم نہیں کہ نقابدار کون ہو اور کہاں سے آیا ہو آج جان نہیں بکتی یہ جو خیال آیا گھبرا گیا اپنے دل میں کہا کہ یہاں مجھے بندہ منو کے گاہے نیچے میں چل پھر یہ سوچا کہ بیان سے تجھے کوئی جانے کا ہوگا دیکھا کچھ جلد کیا چاہیے ایک مرتبہ بیٹھے پیٹ پکڑ کے لوٹ گیا کہ ہاسے درد ہوتا ہو جان گئی لقا نے کہا ارے جلد حکیموں کو لاؤ کہ اسکا علاج کریں بختیارک بولا کہ میں علاج اپنے نیچے میں جا کر کروں گا یہ لکھ اٹھا باہر نکلا سواری طلب کی خچر موجود ہوا بختیارک سوار ہوا لوگوں سے کہا کہ خبر داغیر شخص کوئی امیر سے پاس نہ آنے پائے دیکھنا خبر کو تو کچھ لینا سمجھوں نے عرض کیا کہ آپ ذرا اشارہ کر دیجئے گا ہم اسے پکڑ لیتے کہ اسکا انا معتمد و جب ملک الموت میرے سر پہ آجائیگا تو مجھ سے آواز بھی نہ لگے گی اور سب تم تالائق ہو تھیں میں ہر طرف گرد و لگا چلو تو مکان پر یہ کتا ہوا چلا اتنے میں عمرو و پوچھا بختیارک کو جاتے ہوئے دیکھا بجلدی تمام چٹھی کی شکل بنکر دستی روشن کر کے زبردستی ساتھ ہوا اور دستی اسقدر بلند کی قریب تھا کہ فاضل مجلس جاتے بختیارک نے کہا کہ ارے تو کیا اندھا ہو چھوٹے ہائیں آنکھ لال دکھایا بختیارک نے پہچانا کہ یہ نومرشد میں آہو نیچے جان کھل گئی اور ہاتھ

باندھ کر عرض کیا کہ حضور پیدل ہیں اور میں سوار ہوں یہ کمال ہے ادنیٰ ہر عمر و نئے کہا کہ بد ذاتی نہ کر دیجئے چلے چلو شامت
 آئی ہر تو بیا کو بختیار رک چکا ہو رہا مگر خوف سے غالب بجان ہر اس کے ساتھ والوں نے اشارے سے کہا کہ ملک جی
 اگر کچھ کھٹکا ہو تو مجھے فرمائیے ابھی سویرا ہر بختیار رک بولہ لاد ڈالو کھٹکا کیسا انھوں نے جواب دیا کہ ملک جی بعد کو آپ
 کیسے گا کہ عمر و آیتھا مجھے لوٹ لیگیا تم سب نکرو ام ہو بختیار رک نے یہ باتیں سن کر کہا اسے عمر و کے تو آنے کی آرزو ہی
 مجھے وہ کبھی جونی مارنے کو بھی نہیں آئے غرض یہ باتیں کرتا ہوا اپنے خیمے کے پاس آیا سب کو باہر چھوڑا عمر و کو اندر
 خیمے کے لیگیا دروازہ بند کر دیا لوگوں نے کہا ملک جی یہ مستعلیٰ بھی اندر جائیگا بختیار رک نے کہا کہ یہ میرے باپ کے وقت
 کا ہو میرا محرم راز ہو یہ لکھ کر اندر آیا اکیلا پا کر قدموں پر گر پڑا پوچھا کہ آج کیونکر آئے عمر و نے کہا کہ ملک جی دیکھتے ہو لشکر میں
 کیا پریشانی ہر ہم بہت مقروض ہو گئے ہیں کپڑے پھٹ گئے ہیں بختیار رک نے غرض کیا کہ دو ہزار روپیہ اور دو جوڑے
 غلام نے حضور جی کے لیے رکھے تھے اور صندوق سے دو نون توڑے اور جوڑے نکال کے عمر و کو دیئے عمر و نے شک
 کہا کہ بھلی تھے زیادہ کون ہمارا دوست ہر تمھاری ذات سے تو اس سے بھی زیادہ امید بن ہیں لاؤ یہ لکے وہ روپیہ اور کپڑے لایا
 غرض اسطرح کی باتوں سے فرش اور بلیک سب لیا ایک طرف بڑا صندوق رکھا تھا پوچھا کہ ملک جی اس میں کیا ہر بختیار
 نے کہا کہ پروم شد اس میں چاندی سونے کے ہتھکڑیاں گرس کام کے جو کمالات حضور میں ہیں وہ انہیں کہاں ہے لکھ کر صندوق
 کھولا بتوں کو نکال کر قیام نے لگا عمر و نے کہا ملک جی یہ تمھارے کام کے نہیں ہیں مجھے دو یہ لکھ کر مع صندوق زمیں
 میں ڈال دیا بعد اسکے کہا کہ ملک جی تمہیں معلوم ہو کہ میں کس کام کے واسطے آیا ہوں بختیار رک نے کہا کہ ارشاد
 فرمائیے میں فقط حضور کا خفیہ نویس ہوں عمر و بولا سنو ملک جی مثل مشہور ہو کہ مرنا کیانہ کرنا جب ہم مرینگے تو سکو مار کر مینگے
 بختیار رک نے جواب دیا درست ہر مگر حضور کو کون مار سکتا ہو فرمائیے تو کیا امر ہو غلام بجا لائے کہا سنو ملک جی بیچ بیچ بتایا
 تو خیر نہیں تو آج تمہیں مار ہی ڈالو گا بختیار رک نے کہا ارشاد تو کیسے عمر و نے کہا کہ ملک جی یہ بتاؤ کہ نقابدار قلندر کون
 ہر کہاں سے آیا ہر لوگوں کے شننے کا سبب کیا ہر جہان اسکا منہ دکھائیے لگے ہر سنتی ہی بختیار رک قدموں پر گر پڑا کہ پرو
 مرشد غلام کو بالکل حال اسکا نہیں معلوم چاہے حضور غلام کو قتل کر سن چاہے بخشیں حضور ملک جی عمر و کو دریافت ہوا
 کہ یہ نہیں جانتا کہا خیر سمجھا جائیگا اور کچھ خرچے کا کر دیے کہ یہ تازے کبہ شریف سے آئے ہیں مجھے تمھارے واسطے رکھے تھے
 اسے کہا لو بختیار رک نے کہا کہ اگر حضور کو غلام کا مار ڈالنا منظور ہر تو فائدہ کون ہر مار ڈالیے عمر و نے خبر پر ہاتھ ڈال کر کہا
 کہ کیوں ملک جی ہم تمھارے دشمن ہیں مجھے اس میں زہر ملایا ہر جو تم نہیں کھاتے بختیار رک کا پٹنے لگا جلدی سے خرچے کھا گیا کہ
 ہر چہ بادا بد جو کچھ ہو سو ہو بس کھاتے ہی ہیں کئی بیویوں ہو گیا عمر و نے بختیار رک کو صندوق میں ڈال دیا آپ بختیار رک
 کی صورت بن کر دروازے پر آیا آواز دی کہ ارے سواری لاؤ لوگ اسکے کہہ میں کھول چکے ہیں کھانا پکانے کی فکر میں ہیں کہ غل ہوا ملک جی
 سوار ہو ستر میں سب جلدی جلدی کپڑے ہیں کر دوڑے بختیار رک غل سوار ہو کر بڑا گاہ لقا میں آیا سمجھوں تے پوچھا ملک جی
 کہو دردمند کیا کیسا ہر جواب دیا کہ اب بہت اچھا ہوں ایک دو رکھی ہوئی تھی اسکے کھانے ہی رفع قبض ہوا اچھا ہو گیا سب
 بولے کہ ملک جی تمھارے بغیر صحبت میں سنا سنا کسی کا جی نہیں لگتا تھا متونک خوان صحبت ہو بختیار رک نے کہا کہ میرا بی بی تمھاری
 میں تو کسی قابل نہیں ہوں اور کیوں ہی نقابدار خندان ابو حمزہ اور بادشاہ اسلام رکھتے ہیں انکا بھی فائدہ نقابدار
 خندان نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا طبل جنگ بجاتا ہوں بختیار رک نے کہا اعلیٰ شب بہت خوشی کی ہر صحبت رقص برپا کرو میں
 ناچو گا اور سب کو آپ شراب پلاؤ گا ہر طرف سے آواز آئی واہ اس سے کیا بہتر بختیار رک غل نے تمام شراب میں بیوی لائی تو
 تمام مصل کو شراب پلا کر بیویں کیا متروکان اور گلاب و خوافی بھی آئے عمر و نے پہلے سب کافروں کو برہنہ کیا جتنا اسباب

مقام فرشتہ زمیں میں ڈالا اور خداوند اقبالدار کے منہ پر چھوڑ دیا بہت مضبوط مشکینہ باندھیں لیکر روانہ ہوا اور دھڑ دھڑ کو بختیار کو جو ہوش
 میں آیا پلایا کیا کہ اسے منہ صندوق میں ہونے لگے کچھ لوگ دوڑے بختیار کو صندوق سے نکالا اور کہا کیوں میرے دشمن آخر
 عمر و نے یہ حال آپکا کیا اور ہم کہتے رہے کہ کچھ کشاکش ہو تو کد بھی بختیار کو لے گیا اور بدلتو میں اگر کوئی حرف زبان سے نکالتا تو وہ
 مجھے مار کر چلے جاتے تھے کچھ بھی نہ ہو سکتا میری جان مفت میں جاتی اب میں زندہ تو رہا اور بتاؤ تو کہ مرشد ہاں تھے کیونکہ گئے انھوں نے
 کہا کہ آجی صورت بنا لگے تھے بختیار کو بولا کہ غضب ہو آج اقبالدار کو مرشد گرفتار کرینگے جلدی سوار ہو کر بارگاہ لقا میں آیا اور
 ہر کل آنکھوں کو دیکھا کہ آج بختیار کو لے گیا اور اسے کل آنکھوں دور ہو پھانے ہر ایک پر ہند ایک ہاتھ آگے
 ایک ہاتھ پیچھے فکر لباس میں بھاگا بختیار کو اندر بارگاہ کے آیا لقا کو صورت قلندر سہیل خان کو بند رہا ہوا پایا
 لگے میں بڑا ہوا دونوں لڑ رہے ہیں بعضے جیشوں کی وضع بنائے ہوئے بیٹھے ہیں غرض سب کو ہوش میں لایا لیکن اقبالدار کو وہ
 نہ پایا ہر کار سے خبر کیواسطے روانہ کیے بیان صبح کو بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی میں تخت پر رونق افزا ہوئے صاحبقران
 عالی شان و نگل ناد غنیر پر جلوہ فرما ہوئے دربار معمور ہوا کہ عمر و اقبالدار خندان کو لایا امیر بہت خوش ہوئے عمر و کو
 گلے سے لگا یا خلعت عنایت کیا اقبالدار کو قتلہ رفع بیوشی دیا اقبالدار جو ہوش میں آیا اپنے کو بندھا ہوا پایا بہت آزر دہ ہو گیا
 اور خدا پرستو تمھاری دعا بازی معلوم ہوئی ہر ایک طرف سے صلہ بلند ہوئی کہ وقفا باز تو ہی برقع مکر و دغا منہ پر ڈال کر آتا ہے اور ہمارے
 کو بغیر بگرنار کر لیا جاتا ہے بادشاہ اسلام نے کہا کہ اسے نقاب تو اس کے منہ پر سے اٹھاؤ دیکھیں تو کیا سبب ہو کہ لوگ اسکی
 صورت دیکھ کر نہیں ہیں امیر نے کہا کہ میں بھی مشتاق ہوں عمر و نے بند نقاب دور کیا مجھ و نقاب اٹھانے کے جھنڈا سکی صورت
 دیکھی وہ خندہ زن ہوا یہاں تک کہ اہل بارگاہ نہتے نہتے بیوش ہو گئے اقبالدار اسی طرح باہر نکلا بند نقاب منہ پر دھرت کیا بارگاہ
 اقامت میں آیا تمام حال کہا کہ میں گرفتار ہو گیا تھا جھوٹ آیا خدا پرست کچھ نہ کر سکے بختیار کو لے گیا غنیمت سمجھو کہ تم سلامت
 چلے آئے اور اب ہوشیار رہنا اسطرح کے غافل نہ ہونا اقبالدار نے جواب دیا کہ اب ایسا نہ ہو گا اور کہا کہ اب طبل جنگ بجو اگل ایک
 خدا پرست کو باقی نہ رکھو لگا لگانے طبل جنگ بجو ایسا ہر کار سے خبر لیکر روانہ ہوئے بیان بادشاہ اسلام اور امیر مع سب سردار
 کے ہوش میں آئے اقبالدار کو نہ پایا اپنے دل میں بہت شیمان ہوئے کہ ناحق ہے اسکی نقاب اٹھوائی اور روئے
 بخش اسکا دیکھا اگر حمل کر ڈالتے تو قصہ مٹ جاتا مگر اب کیا ہوتا ہے کہ بعد از جنگ یا فایدہ رکھو خود بیا بد زحیران و
 پریشان بیٹھے تھے کہ خبر پوچھی طبل جنگ لشکر کفار میں بجا ہوا امیر نے کہا کہ رضینا بالقضا کمد ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی
 بجے شب گہری صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے اقبالدار خندان لقا سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور
 لشکر اسلام میں کوئی سوائے کرب غازی اور صاحبقران کے نہیں ہو جو مقابلے کو جائے جو باقی ہیں وہ جی جرات
 میں آخر کار امیر بالذکر اشقر کو چکا کر سائے تخت بادشاہی کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ نے تخت زمین پر رکھا ہاتھ بٹھرا
 کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور فرمایا یہ ہو گا کہ میرے ہوتے آپ میدان میں مجھ کو اجازت میدان دیجیے آپ ہمیں رہے ہیں
 میرے آپ جو چاہیے گا سو کیجیے گا صاحبقران چیخ مار کر روئے اور کہا کہ خدا اس روز کو مجھے نہ رکھے کہ میں تخت بادشاہی کو
 ویران دیکھوں اب نعل آشد میں رونق لشکر و سپاہ میں کہیں اپنی زندگی میں آئیکو میدان میں نہ جانے دوں گا بادشاہ اسلام
 کہ رہے ہیں کہ جو کچھ ہو آپ ہی کے دم سے ہو سب رونق حضور کے قدم سے ہو اور صر کر ب غازی قدموں پر گر اہوا اجازت
 طلب کر رہا ہو لوگ مشغول دعا اور مصروف نالہ و بکا میں بار بار استغاثہ الی آواز چاروں لشکر اسلام میں بلند ہر منور کوئی میدان
 مقابلے کو اقبالدار کے نہیں گیا ہوا بختیار کو لقا سے کہ رہا ہو کہ آج خدا پرستوں کی فتح ہو کہیں بھاگنے کا سامان نہ لقا
 گالیان دے رہا ہو اور دھو میں مار رہا ہو کہ ادنا خدنی کیا دہی کہتا ہو کہ دیکھا ایک بگولا گر و کا صحرا کی طرف سے اٹھا جب

نزدیک پہنچا شوق ہوا ایک عیار بھی دکھائی دی کہ تاج عرفی سر پر نیم تنہ گلے میں جوڑی منجری کمر میں لگی ہوئی لچھا گوچن کا سر سے
 لپیٹے ہوئے گند بازو پر بندھی ہوئی قنطورہ زربفتی کمر میں بندھ گولے دانو پر پاتا بے پائون میں جستی و جاہ کی رفتار سے ہو یا شوقی
 و شرارت چہرے سے پیدا قریب نقابدار آئی اور ایک نامہ دبا نقابدار نے نامہ پڑھا میدان سے پھر کر لقا کے سانسے
 آیا کہا کہ میرے مالک نے مجھے بلایا ہے میں اب یہاں ایک دم ٹھہر نہیں سکتا مگر جلد آؤنگا تم خدا پرستوں کو اسی طرح قید رہنے دینا
 میں اگر کچھ لوگاہ لکھ کر روانہ ہوا عیار دونوں لشکروں کے جاسوسی کو بھیجے پیچھے چلے جاتے ہیں وہاں کوہ میں بیوی بچے دکھائی
 جندی پر لشکر عظیم اترتا ہوا ہے میں سو علم نشان تین لاکھ سوار کا معلوم ہو رہا ہے ایک طرف کوہ ساٹھ ہزار شجر فی ہوش کہ ان کی صف
 طلحہ ہے ایک طرف ساٹھ ہزار سیاہ پوش افسر کا نقابدار سیاہ پوش گریبان ہر ایک جانب ساٹھ ہزار زرد پوش کمرہ
 ان سب کا نقابدار زرد پوش مقررہ زن ہر ایک جانب ساٹھ ہزار زرد پوش ہیں کہ سردار انکا فرمان فیل سوار ہے
 اس کے منہ پر نقاب نہیں ہر ایک سمت ساٹھ ہزار زرد پوش ہیں کہ نقابدار قنطورہ پوش انکا ایک ہر ایک بیچاروں نقابدار
 اس کے تخت کے قائم ہیں نقابدار خندان کو بلایا اور کہا تو جو مجھے پیشتر سیر کو آیا تھا کیا بنایا نقابدار خندان نے جواب دیا کہ
 میں لقا سے خداوند باختر کے ساتھ ہو کر خاندان سے لڑا اور تمام خاندانوں کو گرفتار کیا ایک حمزہ اور بادشاہ لشکر باقی تھا کہ
 انکو کچ کر لیتا اور لقا سے عہد نامہ لکھ لیا تھا کہ جو کچھ میں کہوں گا تجھ کو قبول کرنا ہوگا اب بہت خدا پرست لشکر لقا میں قید ہیں
 نقابدار قنطورہ پوش پہنچے ہی پر ہم ہوا کہا کہ تیرے بہت عساکر اب اسخو و مختار ہو گیا کہ آپ سے آپ لوگوں سے لڑنے
 لگا ہمارے مالک نے کب یہ حکم دیا ہے کہ کسی سے لڑنے پھر میں پس جلد جا کر تمام خدا پرستوں کو لے آؤنگے لقا پرستوں سے
 کام نہ خدا پرستوں سے سردار نقابدار خندان بیان سے چلا لیکن عیار ان لشکر اسلام و لشکر کفار جو خبر کیو اسنے آئے تھے اس
 عیار بھی نے سب کو گرفتار کر لیا سانسے نقابدار قنطورہ پوش کے لائی کہ عیار خدا پرستوں کے میں اور یہ عیار لقا کے میں
 نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ سچ بناؤ تم میں سے عمرو کو نہا ہے کہ میں اسکا بہت شائق ہوں اور بڑی تعریف سنی ہے عمرو
 نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اپنا نام ظاہر کرتے ہو تو خدا جائے کس طرح تجھے پیش آئے اتنے میں نقابدار قنطورہ پوش نے پھر
 کہا کہ خواجہ تم اپنے نام کو ظاہر کرو اور کسی طرح کا دوسواں اپنے دل میں نہ لاؤ میں کمال تمہارا شائق ہوں بہت دور سے
 مجھے تمہارا اشتیاق لایا ہے اسوقت خواجہ نے کہا کہ میں عمرو ہوں نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کی شکلیں کھلوادین اور اپنے
 پاس لا کر بٹھایا باقی جو عیار لشکر اسلام کے تھے اُنھے کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے بعد سلام کے عرض کرو کہ حضور میری
 بارگاہ میں قدم رنجہ فرمائیں کہ میں بھی شرف ملازمت حاصل کروں اور عیار ان لقا سے کہا کہ تم لقا کے پاس جاؤ اور اسے
 بلال لاؤ سب عیار اپنے اپنے لشکر کو روانہ ہوئے لیکن نقابدار قنطورہ پوش نے کشتیاں جو اہر کی عمرو کو دیں اور کہا کہ میں
 تمہارے علم و سبقی کا شائق ہوں اب کچھ سیرابندگی کرو عمرو نے جوڑی بہت پیوندی لڑی زبیل سے نکالو کھانا شروع کی
 خوب بجا لی خوب گایا کہ قنطورہ پوش عاشق ہو گیا اور عمرو کو اپنا بھائی بنایا اور کنارے لچھا کر بند نقاب کا اٹھا کر اپنی صورت
 دکھائی عمرو کو ایک نازنین آفتاب دولت نظر آئی حیران ہو گیا مگر قنطورہ پوش نے منع کیا کہ خواجہ ضرور کسی سے میرا حال
 نہ کہنا انھوں نے قسم کھائی کہ نہ کہو نہ گائے عمرو کو تو یہاں چھوڑیے اب حال نقابدار خندان ان کا شیعہ کہ بارگاہ لقا میں آیا
 سب کیفیت لقا نے پوچھی نقابدار نے کہا کہ قید تمام خدا پرستوں کی لیجئے آیا ہوں میرے مالک نے انھیں طلب کیا ہے لقا
 چاہتا ہے کہ تمہارا کمرے بختیار کرنے روکا کہ محل ٹکرا نہیں ہے جو اب وہاں قیدی حاضر ہیں لیجائیے ہم کو اُنھے کیا سرکار ہے آپ
 کے قیدی ہیں آپ کو اختیار ہے خندان تمام سرداران لشکر اسلام کو قنطورہ پوش کی خدمت میں لایا قنطورہ پوش
 نے سب کو قید سے رہا کیا اپنے پاس بٹھایا لیکن عیار ان لقا جو آئے تمام احوال نقابداروں کا بیان کیا اور کہا

کو آپکو نقابہ قنطورہ پوش کرنے جو سب کا سردار ہو طلب کیا ہو بختیارک نے لقا سے کہا فرور پٹے اگر وہ آبکا شریک
 ہو جائے تو پھر آپ سے کوئی عہدہ برائے نہ گئے گا لقا اس وقت سوار ہو کر روانہ ہوا لیکن اوپر جب عیاران لشکر اسلام خدمت
 امیر میں پہنچے اور سب سال عرض کیا کہ نقابہ قنطورہ پوش کرنے حضور کو پیام دعوت بھیجا ہو اور کہا ہو کہ بن کمان نشانی
 ہوں تشریف لائیے اور قدم رنجہ فرمائیے اتنے میں خبر پہنچی کہ لقا تو گیا امیر نے فرمایا کہ میں ایسا نہ ہو کہ یہ ناہنجی رہا کہ لقا
 کرے اشقر دیوزاد طلب کیا اور وارہ دکر علیے جس وقت بارگاہ نقابہ دار میں پہنچے سلام کیا کہ سلام من درین مجلس بری
 باد کہ بداند و بشتا سد خدا یک است و دین سلمانان برحق سب نے انگلیان کا نون من دسے لیں عمر و نے جواب سلام دیا اور
 نقابہ قنطورہ پوش تقسیم کو اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ای صاحبقران عالم نشان وای امیر گیتی ستان تھا کہ آپ مرد مردانہ اور شہر
 فرزانہ ہیں اختر اقبال آپکا بلند ہو اور شوکت و صولت بہرام فلک سے وہ چند ہر اگر چہ آپ اور خدا کو مانتے ہیں ہم اور خدا کو جانتے ہیں
 لیکن آج آپ ہمارے نمان ہیں عزیز دل و جان میں عرض کمال تعظیم و توقیر کری پر بھیجا یا اسباب دعوت مہیا کیا نقابہ دار بہت
 محبت کے ساتھ امیر سے پیش آیا اس میں لقا آیا لقا سلام میرا امیر ہو جو محکو بخدا کی مانتا ہو اور بختیارک چلا یا فریاد عمر و
 کے ہاتھ سے کہ میرے باپ کو اپنے نکل کیا نقابہ قنطورہ پوش نہایت برہم ہوا اور حکم دیا ہاں اسے لیں جو تباہ اس نالائی
 کو نہ بیان نیل سوار نے تقصیر بختیارک کی معاف کرانی اور بختیارک سے کہا کہ کسی فریاد کو کرتا ہو عمر و نو بجائی نقابہ دار
 قنطورہ پوش کا ہو بختیارک نے جواب دیا کہ اب ایسا حضور نہ ہو گا عرض یہ بھی صحبت میں بیٹھامات بھر ایک عجیب کیفیت
 رہی صبح کو نقابہ قنطورہ پوش نے نقابہ قنطورہ کو بلو کر پوچھا کہ تو نے مشتری حصار میں آکر کیا کیا ہے کہ لشکر اسلام
 کے ساتھ کیا تھا وہ کہا قنطورہ پوش یہ سن کر غیظ میں آیا اور کہا کہ بہت سا جھک مارا اور گویا ہمارے آقا نے تجھے بھیجا
 تھا کہ جا کر خبر باختری کی لے اور تو بے سبب لشکر حمزہ سے لڑا تو نے اپنے آقا کی عدول تکی کی ہمارے باندہ لو اسے اور زد و کوب
 کرتے ہوئے لہجہ و لوگوں نے دور کر قلندر کی شکلیں باندہ لیں اور کورسے مارے تیکر روانہ ہوئے بعد اسکے نقابہ دار
 قنطورہ پوش نے تمام سردار امیر کے بلو کر امیر کے سپرد کیے اور کہا کہ یا امیر ہمارے مالک کا حکم نہیں ہو کہ کسی سے جنگ و
 جدل کریں ہم فقط سیر ملک باختری کرنے آئے تھے راز بسکہ نقابہ قنطورہ نے کافرانی کی اسکو چنے سزا دی اور امیر سے نہایت
 عذر کیا عمر و سے کہا کہ خواجہ اگر دندگی ہو تو پھر ملاقات ہوگی اور لقا سے کہا میں تمہارے مقدمے میں دخل نہیں ہوں تم جانو اور
 حمزہ صاحبقران جانیں یہ کمر رخصت ہوا اور کوچ کر کے چا گیا امیر نے کہا ای لقا شیطنت سے باز آ خدا پرستی اختیار کر کو بچ
 نافرمانی میں قدم نہ دھر میں تجھ کو بادشاہ ملک باختر کا کردنگا اور ساپنا بھائی بنادنگا زمر شاہ بولا ای حمزہ میرے غضب
 سے نہیں ڈرتا ابھی چاہوں تو تجھے خاک سیاہ کر دوں امیر نے کہا کہ تو اگر میری ایک انگلی ٹیڑھی کر دے تو میں ابھی تجھے سجدہ
 کرتا ہوں سہیل خان بولا کہ اگر کچھ قدرت رکھتا ہوں تو جو حمزہ کتا ہو وہ کر دکھا نہیں تو میں تجھے جھوٹا اور مکار جانوں گا اور
 بخدا ای نہ مالونگا لقا نے کہا کہ یہ میرے بندے ہیں میں نے انکو پیدا کیا ہو مجھ کو رحمتا ہو میں انکے واسطے کچھ نہ کروں گا سہیل خان
 بولا میں معلوم ہوا کہ اصل ہو تجھے کچھ نہیں ہو سکتا میں اب تیرے قریب میں نہ آؤں گا اگر کبھی کچھ بھی طاقت ہوتی تو تک ملک
 حمزہ کے ہاتھ سے بھاگتا نہ پھرتا لیکن لقا نے امیر سے کہا میں لشکر میں جا کر طبل جنگ بجا کر نشتے لڑتا ہوں اگر میں غائب
 ہوا تو تمہارا اور نہیں تو جو چاہتا سو کرنا امیر نے کہا کہ نصیحت تجھ کو کارگر نہ ہوگی تو سیاہ قلب ہو شعر باب زہرم و کوثر سپید خوان کرو
 کلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ ہوا و ملعون جو تیرا چاہے سو کر لقا دہانے اپنے لشکر میں آیا سہیل خان سے لوگوں سے کہا کہ میں
 لقا کو باندہ حکر حمزہ کے پاس لہجہ و لگا ہر بختیارک نے لقا کو دی کہ سہیل خان مسلمان ہو گیا اور اس نظر میں ہو کہ تجھے
 باندہ حکر حمزہ کے پاس لہجہ و لقا یہ سن کر فوراً اور سہیل خان کو بلا کر کہا کہ تو میرا بندہ خاص الخاص ہو میں نے تجھے بھلا

سہیل خان نے جواب دیا کہ اب میں ترسے دام مزدور میں نہیں بھینٹے کا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ حال چہ تقدیر کنیم
 کیا تیر گز غرض لقا رات کو اپنے لوگوں سمیت یہاں سے شہر مرغع نکلا کر کو بجاکا جب وہاں پہونچا شہنشاہ مرغع پویش
 شہر بار مرغع پویش شہسوار مرغع پویش جو وہاں کے حاکم تھے انھوں نے دروازہ شہر کا بند کر لیا اور لقا سے کہلا بھیجا
 کہ تیر کام ہمارے یہاں نہیں ہر تو یہاں سے چلا جائیں تو ہمارے ہاتھ سے ایذا پہونگی لقا یہ سنتے ہی خوف زدہ ہو کر بھاگا اور
 راستہ قلعہ ختم کا لیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ میں نے کتاب ہندی میں دیکھا ہے کہ شہر ختم میں حمزہ پر قرآن مجید
 اسیا ہے کہ جو دوست روحانی حمزہ کے ہیں وہ دشمن جانی ہو جائیگے لقا خوش و خرم شہر ختم کو چلا جاتا ہے جب قریب ختم
 کے پہونچا ہر کاروں نے جا کر جمشید رختی اور خورشید رختی کو خبر دی کہ لقا خدا سے باختر آنا ہو یہ خبر سنتے ہی وہ بہتر استقبال
 شہر سے نکلے اور کمال اعزاز و اکرام سے شہر میں لگے نہایت توقیر و عزت کی بڑے عزم و شان سے دعوت کی دوسرے دن
 بخومی پنڈت رمال جمع ہوئے اور سمجھوں نے اپنے علم سے دریافت کر کے عرض کیا کہ سرزمین ختم میں حمزہ بہت ایذا تھا لگا
 تمام لشکر تباہ ہو جائیگا ہر سنگر لقا نے بخوموں کو خلعت دیاعیش و عشرت میں مصروف ہوا لیکن یہاں صبح کو سہیل خان
 مشتری حصار میں نے سنا کہ شب کو لقا بھاگ گیا نہایت رنج ہوا غرض حمزہ صاحبقران کو خط اس مضمون کا لکھا کہ اگر
 شہر بار میں چاہنا تھا کہ لقا کو باندھ کر خدمت عالی میں لے آؤں وہ کافر خاسر نسب کو بھاگ گیا اب یہ غلام شہر مندگی سے
 خدمت والا میں حاضر نہیں ہو سکتا نہایت آرزو ہے قدسوسی پر جسوقت عرضی خدمت امیر میں پہونچی اور مضمون سے آگاہی
 ہوئی بہت خوش ہوئے کہلا بھیجا کہ امیر سہیل خان ہم خود تمہارے مشتاق ہیں جلد آؤ اور وہ کافر کمان جائیگا تم اسکا خیل
 نہ کر و سہیل خان یہ پیغام سنکر خفہ شہر مشتری حصار کے لیکر روانہ ہوا امیر نے جو آمد سہیل خان کی سنی سردار و کھو استقبال
 کے واسطے روانہ کیا وہ پیشوا کی کر کے بارگاہ شہنشاہی میں لائے سہیل خان نے مجھ کیا پائے تخت کو بوسہ دیا اور بادب امیر
 عالی مقام کو نذر دی قدسوں پر سر رکھا امیر نے گلے سے لگا یا کلہ ارشاد فرمایا سہیل خان گلہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا
 ایک صبیہ لکھ لایا تھا وہ گندرا نا امیر اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے اپنا زندقہ کیا سہیل خان نے پھر تہ ردی بعد اسکے سہیل خان
 نے اپنے شہر کو آئندہ بند کر دیا اور امیر کو مع سرداران بلند مقام اور بادشاہ اسلام کے مشتری حصار میں بہت لگیا اور
 حکم دیا بتخانے توڑے جائیں مسجد وں کی بنا پڑ جائے اسوقت بتخانے ڈھائے گئے مسجد بن بنے لکھن سک بادشاہ اسلام کے
 نام پر جاری ہوا بانگ معلوۃ بلند ہوئی شہنشاہ اور حمزہ مشتری حصار میں رہے سہیل خان نے شہر مرغع حصار اور
 زہرہ حصار نقرہ حصار والوں کو نامہ لکھا کہ تم سب اگر خدمت صاحبقران میں حاضر ہو میں تمہاری بھوبی ملازمت
 کر دو ونگا قینوں بادشاہوں نے اسکا جواب لکھا کہ امیر سہیل خان اگر تمکو اشتیاق قدسوسی صاحبقران کا سنتا تو ہم لقا
 سے کیوں بچی ہو جاتے ہم نہایت مشتاق زیارت صاحبقران ہیں جسوقت وہ شہر بار بیان رونق افزا ہو گا ہم سب شرف
 ملازمت سے مشرف ہونگے جواب نامے کا پڑھ کر سہیل خان بہت خوش ہوا اور وہی نامہ خدمت صاحبقران میں گزارا
 اور عرض کیا کہ بغیر حضور کی اطلاع کے غلام نے انکو نامہ لکھا تھا انھوں نے جواب بھیجا ہر امیر پڑھ کر بہت خوش
 ہوئے سہیل خان کی بہت تعریف کی کہ بہت مرد دانا ہے اور وہاں سے کوچ کر کے مرغع حصار کو چلے جب قریب پہونچے
 شہنشاہ مرغع پویش شہر بار مرغع پویش اور شہسوار مرغع پویش بہتوں بھائی سہیل خان کے پاس آئے وہ انکو
 خدمت امیر میں لایا شرف قدسوس سے مشرف کر لیا امیر نے کلمہ تہن کیا بہتوں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور عرض کیا کہ جو
 چچہ آتش ہم بمقدار دن کو میسر ہو تناول فرمائیے اور شہر کو قدم مبارک سے منور کیجئے امیر نے قبول کیا اور انکے ساتھ قلعہ کو چلے
 انھوں نے پہلے ہی سے شہر کو سج رکھا تھا اور دروازہ شہر سے تاج بان بادشاہی پانڈاز ڈولایا تھا اہتمام کرتے ہوئے لائے

بادشاہ اسلام کو تخت پر بٹھایا کشتیان تدریجاً پیش کیں حق خدمت بجالانے امیر بن دن بنون بادشاہوں کے بہان
 وہاں رہے خوب کیفیتیں اٹھائیں

اب شہر ختم میں لشکر اسلام کا جانا اور وہاں فلک تفرقہ پر داز کا باہم امیر و عمر و بن لفاق
 والے نایاب کیا جاتا ہے

فلک فراق نگار اور خاتمہ لفاق اٹھارہ دن راقم حال صاحبقران با اقبال ہو کر صاحبقران گیتی ستان جب بدولت شہر
 مرصع حصار و زہرہ حصار و فقرہ حصار سے فراغت کر چکے عمر و سے بچھا کر خواجہ بہ بد اقبال راندہ درگاہ و درالجلال لفاق
 کہاں کیا اور کئے دامن بنادہ اسے دیا عمر و نے عرض کیا امیر شہر بار صاحب اختیار اب لقا شہر ختم میں پہنچا ہے اور وہاں
 کے بزمیوں نے مفتوح ہوئے حکم لگایا ہے کہ سرزمین ختم میں لشکر حمزہ پر قرآن صعب ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ سران خواجہ
 بزرگ چہرہ کو بوائے اور اسے احکام نکلوائے امیر نے کہا کہ آپ کو اختیار ہو بادشاہ اسلام نے خواجہ زلزلہ کو بلا کر فرمایا آپ احکام نکالیں
 کہ کس روز یہاں سے واپس آئیں ختم کوچ کرین انھوں نے ریل میں دیکھ کر عرض کیا کہ سرزمین ختم صاحبقران کو مبارک نہیں ہے
 وہاں جو دوست قباہی بن دشمن جاتی ہو جائے کچھ شک نہیں عمر و نے جو یہ کلمہ سنا قدموں پر صاحبقران کے گزرا اور کہا
 حمزہ ختم میں نہا کیسا سٹلے کہ مجھے زیادہ دوست تیرا کون ہو تو میرا عاشق میں تیرا شیدا ایسا نہ کہ فلک شعبہ باز کچھ
 دکھائے کہ مجھے اور تجھے لفاق ہو جائے اور اگر تو وہاں جائے کا قصد کر لگا تو میں اطراف کعبہ کو چلا جاؤں گا امیر نے فرمایا
 کہ خواجہ کچھ نہیں خبر ہے جسے کبھی لفاق نہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اتفاق رہیگا عرض آپس میں عہد و پیمان ہو گیا اور وہاں سے
 طرقت ختم کے کوچ ہوا ہر منزل میں یہ حال تھا کہ عمر و امیر پر سے صدق اُتارنا تھا اور امیر عمر و پر سے کبھی وہ اُترنا ہوتا
 تھا کبھی یہ اس پر نثار ہوتے تھے دونوں آپس میں گلے مل کر رہتے تھے ایک کا ایک دیوانہ تھا گاہ یہ بلبل وہ گل گاہ وہ بلبل یہ گل
 سیطرح بعد از قطع منازل مراحل پر پہنچائی کرتے ہوئے قریب شہر ختم کے پہنچے بارگاہ فلک اشتباہ برپا ہوئی لشکر کا اُتار شروع
 ہو گیا خیمہ خراگہ راویان سپین بچو بے قلندر سے سراپے استادہ ہو گئے ہر ایک حسب دلخواہ جگہ تجویز کر کے اُترنا چاہتا ہی وہاں
 قیام کرتا جاتا ہی وہ دوسرے دن عمر و کو خبر ہوئی کہ غنظلی آباد میں بہتین سے جوڑ کا پیدا ہوا تھا اور سکندر اخبار انگیز اسکا نام
 رکھا تھا بہتر قرآن کو غنظلی آباد میں اسکی تعلیم پرورش کیا اسلئے مقرر کیا تھا وہ لڑکا بارہ برس کا ہوا ہی وہ فن عبادی میں طاق
 ہو گیا اتفاق ہو کر دھڑا نکلا قصد کیا ہو قریب آیا پوچھا کہ عمر و ہاں تلخ اس خبر فرحت اثر کے وہاں سے چلا دو فرسخ آیا تھا کہ دیکھا کہ
 خیمہ پر لطف استادہ ہو اور اس میں سکندر اخبار انگیز بٹھا ہو گداہ ہزار عیار بچکان مرصع پوش درختی کا دورا لگا ہوا ہی عمر و خیمے میں
 آیا فرزند کو سینے سے لگا یا پھر ملکہ سرو بہتین سے ملاقات ہوئی اسنے کہا کہ خواجہ بعزت تمام محکوم اور میرے لڑکے کو لشکر میں لے جاؤ
 نے جواب دیا کہ ملکہ ایسا ہی ہو گا اور وہاں سے عمر و خدمت امیر میں آباد ستاد بے کھڑا ہوا امیر نے کہا کہ خواجہ کیون تجھ
 کہنا ہو تو عمر و نے عرض کیا کہ امیر حمزہ میں نے تمام عمر تیری اور میری اطاعت کی خدمت گزار کی کی آج میں خواہاں عزت و آبرو ہوں
 کہ میری بی بی اور بٹیا آتا ہو تمام سرداروں کو حکم دیجیے کہ استقبال کو جائیں اور بتویز تمام لائیں امیر نے سب سرداران ناما
 بلکہ فرزندان بادشاہ کو دیکھا کہ جاؤ ملکہ سرو بہتین اور ملکہ جادو کو لاؤ بموجب حکم صاحبقران سب سردار روانہ ہوئے
 بادشاہ اسلام سر راہ خیمہ استادہ کر کے بیٹھے اور فرزندان عمر و جو تھے استادہ چالاک اصنامیہ سیارہ کے لباساے پر لطف
 پنکر ہر تماشا اور داز سے پر کھڑے ہوئے اس عرصہ میں آمد سواری کی شروع ہوئی پہلے تو جلوس تمام گدرا بعد اسکے محافہ
 ملکہ سرو بہتین اور ملکہ جادو کا دکھائی دیا کہ سواری کے تمام سرداران عالی تبار و عیاران نامدار نوبت و نقارہ ساز
 جمشیدی و بیامانی بجتے ہوئے آگے سکندر اخبار انگیز بارہ ہزار عیار دن سے اسکے آگے منتر قرآن جہنمی جیچے جیچے اور لوگ جب

قرب نشست گاہ بادشاہی کے پہونچا سکندر رسلخ شوری دکھانیکو جست کر کے بارہ ہزار عیاروں میں جا پڑا نیچہ چنے لگا جیسی آن
عیاروں کی پوشاک تھی ویسا ہی سبکا لباس ہو گیا کوئی نہ پہچان سکا کہ سکندر اس میں کون ہے جب غلغلہ ہوا سب کو معلوم ہوا
کہ یہ سکندر ہے ایک غلغلہ کشین و آفرین بلند ہوا لیکن چالاک و سیارہ و امیر رہے کہ ایسی جنگ زدگری بہت دیکھی ہے سب سے
ہیں غلغلہ کسی سے مقابلہ ہوتا حال معلوم ہو جائے سکندر یہ سکر سامنے آیا اور کہا کہ جب کا جی چاہے مجھے مقابلہ کرے یہی
گوئی میدان ہر بلکہ تم قنون ایک طرف میں کیا ایک طرف معلوم ہو جائیگا کہ سازش ایسی ہوتی ہے اور شرم دی کہ تم سب اگر
مجھے تشویر کرو سبک و چالاک و سیارہ و امیر یہ سکندر پر گرسے عمر و مضطر بانہ دعا کرتا تھا کہ پروردگار سکندر کی عزت تو رکھے
والا ہو لیکن سکندر نے ایک ایک نشان چاروں پر دیا اور جست کر کے آسمان پر گیا چالاک بھی ساتھ ہی پہونچا سکندر نے وہاں
نیچہ بازی شروع کی دو ساعت تک شیخ نہ آتا جب گرنے لگتا تھا نیچہ پٹ کر کے یا زبان رکھتا تھا اور اتنے سہارے میں پھر آسمان
پر اڑ جاتا تھا ایک ساعت کے بعد سامنے بادشاہ اسلام کے آغا بادشاہ نے اسے قنوت دیا اور اپنا عیار کیا غرض اس
دھوم سے سروستین اور ملکہ جادو داخل خمیہ ہوئے اور امیر سامنے شہر ختم کے آکر اترے اور لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا
کہ ہر کار سے آئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا دی کہ قطعہ او خیز جہان توئی او قاسقاظ از وچ گو بر بہرین داری وراسا قضا وود رہز
و شیان زحق تعالی خواہم ہر کب و ہر ت خدا د با ساقطا و و بختیارک نے کہا کہ پیش باد بھٹی کیا خوشخبری لائے انھوں نے
عرض کی کہ حمزہ مع لشکر پہونچا اور سکندر رخصت ہوا عمر و کا جو سروستین سے پیدا ہوا ہے وہ بھی بہت دھوم سے آکر داخل
لشکر ہوا بختیارک نے کہا یہ کوئی دوسرا عمر و آیا لیکن لقا نے جو ہم حمزہ صاحبقران کا سنا جام شراب ہاتھ میں تھا اور خباہت
سے چھوٹ بڑا کہ جو رہو گیا تمام بدن میں رخشہ بڑا گیا جمشید اضمی و خورشید اضمی نے جو بہ حال دیکھا کہا کہ یا خدا وندا سوفت
عجب کیفیت آئی ہے اس قدر آپ خدا پرستوں سے ٹوڑنے میں اور خوف کر کے ہیں لقا نے کہا اے جمشید و خورشید اگر زمانہ بھر
ایک طرف ہونو مجھے کچھ اندیشہ نہیں مگر جہان اس عرب کا نام سنا کانپ جاتا ہوں اور پھرتا ہوں جمشید و خورشید نے
تسلی دی اور کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے دیکھیے یہاں حمزہ کیسا تباہ ہوتا ہے غرض دوسرے دن آدھ لشکر اسلام شروع ہوئی یہ
سب تماشادیکھنے بیٹھ کر گرد و غبار کا ترقی اٹھا ہر اول لشکر نظر اثر انسان صورت و لو پیکر پہلو ان عادی اپنے چالیسوں بھائیوں
سمیت ہارگاہ سلیمانی تھے ہوئے آیا بعد اسکے کریمت سپر گردان چالیس ہزار کی جمیعت سے پہونچا پھر نعمان بن مظفر اور
مظفر شاہ بمی لاکھ سوار سے آئے اور پھر گرداٹھی عامر شاہ رودباری سیف ووالید بن منشیان غنبر قلم عطار در قمر مع دو
لاکھ سوار کے دکھائی دیے پھر گرداٹھی فریدون شاہ ز مجرودی ہمالی طاغی سلطان بخت مغربی قارلقا مغربی
دو لاکھ سوار کے جمع سے وارد ہوئے بختیارک ایک ایک حال جمشید و خورشید سے کہ رہا ہو کہ انکو کشی میں حمزہ نے زیر
کیا تھا اور ہشام بن علقمہ خیبری کو مار کر تاج و تخت نوشیروان کا لا کر نوشیروان کو دیا تھا بعد اسکے اور گرداٹھی اسد
مارگیر اسد اژدہا پیکر اسد شیر پنجہ گیر مردان و لاورتن لاکھ سوار کی جمیعت سے پہونچے بختیارک نے امیر کامرنگار پر
عاشق ہونا اور محل میں جانا اور قارن دیو بند کے ہاتھ سے زخم کھانا اور پشیمان بن کہ جہان مسلم اژدہا بڑا عالم تھا ہے
مارکڑی اژدہے کے بدست کا علم اژدہا پیکر خواجہ بزرچہر کا بنا کر دنیا بیان کیا اور کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ اسد پشیمان کا بادشاہ ہے
پہونچے اسکے بہرام گرد بن خاقان چین آبا پھر گرداٹھی جب وہ قریب آکر شق ہوئی اس میں نو سو علم نشان لاکھ سوار کا دکھائی دیا
بعد اسکے تھنا لین شہزادین چنچیان بانوں کی پیدلون کے دل کے دل دہل و تغیر کی آواز بلند خاص برداروں کے غول
کے غول بعد مرکب تازی ترکی کبھی عراقی عربی ہندی با ساز و براق مرصع تین تین سائیس جنوریان ہاتھ میں لیے ہوئے آکر کھان
اپر نہ پھین بد اسکے ہار ہزار سے فلکیان باد لے لی آنکے بندھی ہوئے گلبدن کے ہاتھ سے پہونے ہوئے کہ انکو بل دید کے

گنتون تک چڑھا لیا ہزار سے دہائیوں پر شکون کے چڑھے ہوئے پانی میں گلاب کی بڑھ ملا کر چھڑکتے آئے ہیں کو خاک نہاڑنے
پائے بعد ان کے دارا سے ہندو ستم زمان لندھو بن سعدان فیل میوند پر سوارا کر مہ ہندی کو جبر ملک و کھنی ریا شامک
قنوجی سکندر و بلوہی فرخ شاہ ملانی محمود شاہ استنبولی اور کوکریاں ہندی عادل شیردل فاضل شیردل فرادخان
لیکھنوی نو لاکھ سوار پوربی دکنی ملانی رہے سر وہیاں ہاتھو نہیں سلیمان دکنی گلون میں پڑیں کمال غرور شان سے سوار ہو کر
جو آئی جمشید و خورشید بھی کہ حمزہ ہی پر بختیارک نے کہا کہ یہ جانشین حمزہ ہو ابھی حمزہ کمان غرض شام ہو گئی تھی سب کا فریاد
صبح کو پھر تاشاد کیجئے آئے اب آدھ شاہان ہفت ملک کی شروع ہوئی شام عادی زین کمر اور میدان عادی زین کمر
سیمتلی برہیقلاں رومی نقلاں رومی عزیز شاہ مصری فریدون شاہ یونانی شعلہ فراق جبر و عیسانی فضل گردستانی
اور ملک عطر طلب انگیزی اور آرد خروید و دودی و منتقال شاہ مغربی و ریحان شاہ مغربی نمودار ہوئے
بختیارک نے کہا ای جمشید و خورشید جب حمزہ پردہ قاف کو گیا ہو تو عمر و قلعہ قلعہ ہوتا ہو اور سرداران حمزہ کو لیے
ہوئے گرد سوار کے بادشاہ سے لڑا کیا اور ایک سردار کو زلزلے دیا سب کو بچا یا بعد اسکے عمر و بن حمزہ یونانی
منا جبران ثانی لہر اسپ اشتقا نو لیس یونانی صدف پوش یونانی لاکھ سوار کی جمیعت سے آیا بختیارک نے اسکی بہادری
کی نہایت تعریف کی عبد الفہار جلی عبد الجبار جلی قاہر جلی طاہر جلی لاکھ سوار سے آئے آمد میں دن نام ہوا شب ہوئی
جمشید و خورشید آئے صبح کو پھر آکر بیٹھے اب شاہان عراق و اصفہان کی آمد ہوئی شہنشاہ عراقی مند و دل اصفہانی اور
شہر یار عراقی سلیمان شاہ فارسی پیر فرخاری خضران شاہ کشمیری ساکت شاہ کشمیری بہرام شہر خوار بہرام شیر خوار
بہرام چوب گردان مرزبان خراسانی مردبان کلاہ آہن خسرو شیردل نمایان ہوئے بعد اسکے اسی ہزار تیرہ ہزاروں سے
صاحبزادان نیرہ داران صاحب نیرہ دوسرے علامہ بنی و جا کر حیدر مالک اثر و در پیدا ہوا بعد اسکے بہلول شاہ عدلی سکندر شاہ
عدلی ہلال شاہ عدلی ساتھ ہزار سواروں سے پہونچے بعد اسکے پھر گردا گھی شاہزادہ علی شاہ رومی کہ تمام سرداران و
مثل فرمان رومی دہر مار رومی آلا گرد فرنگی مالاکرد فرنگی تنگ بچہ در بانی ساقط شاہ در بندی مسروق دیوانہ
صیدان شاہ کپی ارزان شاہ کپی زلزال اشتر کو تو ال ہراہ گورون کی پینین کہ انکے قبیلہ گورگہ سے ہوئے کنیشیان لہرائی
ہوئیں گلون میں سرخ کرتیان سرون پر سیاہ نو بیان ساتھ لاکھ فرنگی اور ساتھ لاکھ روپیوں سے آیا بعد اسکے جمشید بن قبا
فوج دہر باد فرنگ کی اسکے ساتھ مع عرشی تاجدار قرشی تاجدار شاہ صفا ترک شاہ فرنگی فیروز زہر خوار تین لاکھ ترکوں
سے آیا بختیارک نے اسکا بھی حال کہا کہ یہ بھائی ہر بادشاہ لشکر حمزہ کا بعد اسکے بہرم بروعی دیوانہ قدر دیوانہ سلطان
سر بر نہ طبی دیوانہ طول شجر زنگی طول مست بربری قاسم شہسدری ہاشم شہسدری بہمن ار جاس کبودی اور
طوقان بن بہمن اثر و بانی بن بہمن طوقان بن بہمن کو ہی چالیس ہزار سوار سے کوئی پچاس ہزار سوار سے کوئی ساٹھ
ہزار سوار سے کوئی لاکھ سوار سے پہونچا بعد اسکے رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی ہلال عاد مغربی ایچوب خان شنگری
تین لاکھ سوار کی جمیعت سے آئے پھر لاکھ سوار سے جمہور جہان سوز طروس بہادر شہنشاہ تبریز دار و ہونے پھر قبیلہ
دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب ہونے کی کڑیوں کی زرہ گئے میں اندلس تیر رفتار
حاجم اندلسی شام اندلسی فتاح بلکینہ پوش اسے ساتھ جو بیس ہزار قزاقان طلالی پوش تھے آیا آمد سے شام ہو گئی کفایت
کئے صبح کو پھر آکر بیٹھے گردا گھی اہرمین مازندران لاکھ سوار سے آیا پھر گرد و عظیم اٹھی شاہزادہ خاد و سپاہ چالیس ہزار
ایاقوت پوش آگے آگے سب فوج ترکستان و خادری کی قیاس خان خادری تہمتن خان خادری حسن خان خادری
الماس خان خادری فیروز خان خادری ترک طماس خندہی الماس خان ترک اللاندی طغرا و طغرل

نصرت طول طول آئندہ رویہ سمرقندی ملک ہوشیار بخشی ماہیار بخشی کامگار بخشی خسرو دزد و ہمایون بن شداد ملک
 مراد شاہ قارن بن ذرا سپ ذرا سپ نیزہ دار مظفر بن قتیق خون آشام اردو شیر پیکر دیوبند سلطان
 لعل قبا فیروز لعل قبا معہ ان شاہ جوت بن سارنج اخی سیستانی کنارہ بن اخی سیستانی چوہس سو جوتی
 قتار خانہ افراسیابی کی بھتی ہوئی اک عجب شوکت و شان سے قاسم دیکھائی دیا خورشید و جمشید نے کیا کہ حمزہ ہی ہر بختیار
 نے کیا کہ یہ پوتا حمزہ کا ہر اور داماد ادا تھا ہر نور خالص چکیدہ قدرت ملکیتی افروز کو یہی لگیا ہر لقا نے ایک دھول ماری
 اور کہا کہ اسے یہود یہ کہتے تھے کہ تمہارا کہ تو بیان کر بختیار کہ نے کیا کہ مشہور ہو چکا ہو حال کیا کسی سے پہچا ہر جمشید و خورشید نہیں
 پرے کہتے تھے کیا بذات ہر خداوند سے بھی نہیں چونکہ بعد اسکے آمد ہر بیع الزمان کی شروع ہوئی کہ ہر بیع الزمان زمرہ کی گردنوں کی
 درہ پہنے ہوئے چالیس ہزار مرد پوشوں سے آگے درجے ساٹھ لاکھ سوار اور رفیق اسکے ہر ہر ترتری سیل ہر ہر تری توکل کی
 گمشدہ خطائی ملک مجنون شاہ آہو گبر شاہ گرشا سپ خسرو شاہ فضل بن گیا ہر قیس بن گیا ہر حبیش بن گیا ہر مور
 افوج بن گیا ہر نصر بن گیا ہر شریط بن علقمہ فریط بن علقمہ طربد بن علامہ ارباب باختری فضل بن آشوب
 جباروب و ساروب خورنیز ترک جوشن پوش قارن بلند کمان ورقاسے زنجیر خوار طاہر بن فرمان عجمی سعد
 و سعید خرقہ نشین جمشید و خورشید و حنی قارن کر گدن سوار ہوشنگ شاہ سل دندان کاوس شاہ پلیدندان
 جمشید شاہ ابرمن سارنج بن ابرمن قرطاس اژدر پوش دیوانہ بلوچ الوند گیت زنگی البقی زنگی الماس نگی
 سیل زنگی کمال دھوم سے اسکی ساری آئی بختیار کہ نے سب کیفیت کی کہ ہر باداماد ہر گنجاب کا اور ہو کو خداوند کی اپنے
 قبضے میں الما لقا نے کیا کہ تو سخت تلاقی ہر بختیار کہ نے کہا سچ ہر غرض شام انھیں کی آمد میں ہو گئی سب کا فراموش گئے خواب ہو گئی
 میں گزشتہ ہوئے صبح کو پھر آئے گردنایان ہوئی فرخ سوار فلندہ فرخ بخت قلندر سر ہزار سوار سے دکھائی دینے
 اسکندر فرخ لقا سات ہزار سوار سے آیا پھر اسفندیار گیلانی عمر و گوزاد غنی جوگان بن حمزہ دو لاکھ سوار سے پیدا ہوئے
 پھر سلطان سعد اور عمرو بن رستم دو لاکھ سوار سے آئے پھر گرد عظیم اخی نور الدین ہر بیع الزمان خضران شاہ مدلل شاہ
 طماس بن عنقویل دیوبند در القاب والنساب جہانگیر شہارنگ کناننگ کوہ تخت دریا نشین کلین گلہاس
 سام دزد و سوار سے پونچے خورشید و جمشید نے پوچھا کہ یہی حمزہ ہی بختیار کہ بولایہ بھی حمزہ کا پوتا ہو خداوند کی
 ہو گوہر ملک سے پیدا ہوا ہے اسنے طماس ایسے شخص کو طرفہ انھیں میں پکڑ لیا اسی روز در قلعہ توڑ کر لقا کو گرفتار کیا یہی
 باتین تھیں کہ پھر گرد اخی سرخیل وفاداران معتبل وفادار اسی ہزار غلامان زرین فرش و زہر بن کمان سے نمودار ہوا بختیار کہ
 نے کیا کہ یہ غلام حمزہ اور صاحبقران تیر اندازان ہو بعد اسکے دیکھا کہ ڈنڈے اور نفیر کی آواز بلند ہوید لون کے غول کے غول آگے
 تخت پر لقا اور اسکی زوجہ سرو آسا کی تصویریں انبر جو بنیان پڑتی ہوئیں اور ایک تخت پر عمرو تاج حضرت آدم کا سر پر ہر سرخ
 کلنی پر لگا ہوا دیو جامہ گلے میں ہر دمہم رنگ بدلتا تھا ایک لاکھ اسی ہزار عیار لباس زندگی برف پہنے ہوئے چار ہزار آگے
 سب کے آگے نظر کردہ علی عمران صاحب بغداد گران مترقران حبشی راوی لکھتا ہو کہ سات و زنگ اسی طرح لشکر
 آیا انھوں دن صبح کو نام سردار انتظار حمزہ صاحبقران میں کھڑے ہوئے تھے کہ آواز طبل سکندری اور بوق ترکی
 اور سنج گھوڑی کی بلند ہوئی صدائے غرش علم اژدہا پیکر آئی تخت بادشاہی دکھائی دیا آگے حمزہ صاحبقران
 اشقر دیو زاد ہر سوار چھے فوج ہشتار سلامی بادشاہ اسلام کی چار طرف ہونے لگی حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی میں
 داخل ہوئے اور بعضوں نے لکھا کہ دس روز تک فوج اسلام آیا کی شاہان اہتم اسفند فوج و لشکر دیکھ کر حیران ہوئے
 آپس میں کہا لقا سچ کہتا تھا کہ حمزہ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہماری کیا جھگڑت ہو کہ اس سے روئے جمشید نے جو

چلا جب دروازے پر پہنچا یا سہاؤن نے دوسرا بختیارک و کچا جبران ہونے ایک آواز سے دوڑ کر اس سے کہا کہ ایک
 بختیارک اور آئے ہیں عمرو جو بختیارک کی صورت بنا بیٹھا تھا اس بن الوس سے خطاب کیا کہ دیکھئے عمرو ایسا بیک
 ہو کہ میری صورت بنا ہوا آتا ہو شاید بختیارک کہ میں بیان نہیں ہوں اب میں بچے تخت کے چھپا رہتا ہوں جب وہ اگر بیٹھے
 اسے بکڑ لینا جسوقت وہ گرفتار ہو جائیگا میں باہر آؤنگا پھر دیکھئے گا کیسی مکاریاں کرتا ہو مگر کیا ہو سکیگا آپ اسکی کسی
 بات پر عمل نہ کیجئے گا آخر فرار کر لگا اسنے کہا کہ اچھا تو چھپ رہے ہو تو تخت کے نیچے گیا بختیارک اندر بارگاہ کے آیا پہلے تو نام
 صحبت کو دیکھا پھر سلام کیا اس بن الوس نے کہا کہ آؤ ملک ہی کہاں گئے تھے کہا کیا بتاؤں عمرو نیچے لوٹ لیگا میں رفتہ
 رفع حاجت کو گیا تھا یہ دیکھتا تھا کہ یہ بلا لگی ہوئی ہو چکوڑا یا اور غریب بیہوشی کے دہلے میں کہا کہ بیہوش ہو گیا عمرو سب
 اسباب لیکر چلا گیا بختیارک قریب اسکے بیٹھا تھا کہ اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ بد معاش دزد ہار یک گردن کیا میں
 تجھے نہیں پہچانتا تھا خوب تو نے مکر کیا بختیارک چاہتا ہو کہ کچھ کے اتھ میں عمرو نے پیچھے سے ٹھکر ایک وصول ماری
 اور کہا او دزد ہار یک گردن تو جانتا تھا کہ بیان بختیارک نہیں ہو میری صورت بکرا آیا بختیارک نے کہا میں تیری
 صورت ہوں یا تو میری صورت ہو عمرو نے کہا کہ تو میری صورت بکرا یا ہو اور مکاری کرتا ہو اس خوب پہچانتا ہو اور
 ای اس ہم دونوں میں سے ایک بیشک عمرو ہو تو دونوں کو قتل کر عمرو مارا جائیگا اور اسکی شہرے کا فرغ منظور ہو بختیارک
 نے کہا مجھے قبول ہو غرض بختیارک ہر چند کہا کیا کہ میں بختیارک ہوں کسی نے نہ سنا اور اسکی مشکیں باندھیں اس نے
 کہا اسے قتل کر دو چوہدار جلاؤ کو بلاتے چلا تھا کہ عمرو نے بختیارک سے کہا کیا خبر نہا دیتا ہو میں تجھے بھالوں بختیارک
 نے دو ہزار روپیہ کا اقرار کیا عمرو نے کہا ای اس اسے صبح کو قتل کرنا اس نے قبول کیا صحبت ہمیشہ آراستہ ہوتی بختیارک
 علی نے اس سے خطاب کیا آج بڑی خوشی مجھے حاصل ہو کہ یہ ساربان زادہ گرفتار ہو جی چاہتا ہو کہ میں ناچوں اور شراب
 تجھے پلاؤں اس بن الوس بولا کیا مینا لہو عمرو نے تمام شراب میں بیہوشی ملائی اور ساقی بکرا تمام صحبت کو شراب
 پلائی سب کو بیہوش کیا اس کی ڈاڑھی مونچھیں مونچھیں اور بھانجے کو اسکی عورت حسینہ کی صورت بنا کر برابر لٹا کر باہر آیا
 چوہدار وغیرہ جو تھے اٹھانے کا لایا تیار نا کون میں کہیں جوتیاں ہاتھوں میں دین ایک رفتہ لنگر ایک کی مونچھ میں
 باندھ کر راہی ہوا صبح کو اس بن الوس جو بیہوش میں آیا دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت پاس بیٹھی ہوئی ہو اپنے دامن
 کہا کہ کیا یہ بکڑ نام نہاد کبھی ہوا اسنے کچھ اور ارادہ کیا اسکے چھانچے نے ایک ملا پنہ پالا اور کہا کہ اونا لائق تو کون ہو اسنے کہا کہ صاحب
 ابھی رات باقی ہو اور وہ شخص نامزد نہیں ہو بولا کہ تیرے صاحب کی ایسی قیسی کی بھی بختیارک نے کہا کہ ای اس دیکھا
 تو نے کیا خرابی ہوئی تو مجھے عمرو سمجھتا تھا عمرو تجھے یوں ذلیل کر کے چلا گیا اس بن الوس سمجھا کہ یہ بختیارک ہو اور وہ عمرو
 تھا بختیارک کو قید سے رہا کیا اور بہت سی دلداری کی اور جو بہاروں میں جوتی چل رہی تھی انکو باہر نکالا کہ جاؤ تم سب نکلے
 ہو غرض اسوقت نوسب اپنے اپنے گھر گئے شام کو پھر دربار آراستہ ہوا بختیارک نے عمرو کو دیکھا کہ ایک چوہدار کی صورت
 بنا کھڑا ہو ایک سبب اٹھا کر اسیر لگا کر اس وہ جو چوہدار سبب قائم جوہاروں کی صف میں کھڑا ہو زرد لباس پہنے وہ
 عمرو پر جس طرح ہوا اسکو بکڑ لویہ لکھ کر سبب اسکے ہاتھ میں دیا کہ بکڑ لویہ اچھا سبب ہوا اسنے سبب دیکھا اور جو کچھ اسے لکھا تھا
 وہ پڑھا گوشت چشم سے عمرو کو دیکھا ایک کاغذ اٹھا کر دیکھے لکھے اور کاغذ کو لپیٹا سر اٹھا کر عمرو کی طرف خطاب کیا کہ ای چوہدار
 یہ رفتہ خزینہ دار کے پاس کیجا اور کہ فلان جو اہر کا سند دھماکا ہے بہت جلد وہ صندوقہ لے آئیں اندر رضا دنہ کو دن عمرو مرد
 طماع تو ہو دوڑا کہ رفتہ ہاتھ سے لے اور ہاتھ بڑھایا کہ لاؤ اس نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا اور کہا کہ باش او دزد ہار یک گردن
 یہ دن بادہ تھا کل مجھ کو ذلیل کر کے چلا گیا آج دیکھتے اس طرح سے اردن کو مرغان ہوا واپس ان دریا تیرے حال پر

گریہ و زاری کرین اور نکلے اور رحم نہ آئے بختیارک بہت خوش ہو کہ اب ساربان زادہ مارا جائیگا اس بن الوس عمرو کو اپنے خیمہ میں لایا بختیارک ساتھ ساتھ آیا اس مسند پر بیٹھا عمرو کو سون سے باندھ دیا اور تبر و کمان منگا کر بختیارک سے کہا کہ اسے تیر باران کر دو بختیارک نے کہا کہ یہ نکل کر وہ بہت پیڑان میں مرنا جانتے نہیں اس نے کہا کہ کبھی دیکھو تو میں کس طرح سکا سکا کر مارنا ہوں اور قلیل اپنی منگوائی غلے عمرو پر سے کہ تمام جسم عمرو کا بنلا ہو گیا اور وہ چڑ گیا عمرو و بیٹھا کا ادوا لگنے لگا لیکن اس طرف کا حال نیسے سکندر نے جو دیکھا کہ عمرو رات کو نہیں آیا پھر اس کو صبح کو عمرو کی تلاش میں روانہ ہوا اس وقت میں نے ہر چند منع کیا نہ سنا سر و ستمن اور ملکا با و در و در سے پر رونی رہنیں مہتر قران حبشی کو بلا کر کہا کہ سکندر رغبار انگیز عمرو کا عاشق ہو عمرو کی تلاش میں گیا ہر تم بھی با و قران روانہ ہوا پھر چالاک کو بلا کر کہا کہ مجھ یا سکندر رغبار انگیز ہر تمام زمین پر منع کیا کی نہ انا عمرو کو ڈھونڈنے گیا مجھ پر تم کہ دو اور اسکی مدد کو جاؤ چالاک نے کہا میں ابھی چلا وہ بھی روانہ ہوا پھر امیر و سیارہ اور سمک بلخا قی و ابو الفتح ایک ایک کو بلا کر بیرون پر سر رکھا کہ صاحبو تم سکندر کو ڈھونڈو سے بچا کر لاؤ اور میرے بچے کو مجھ سے لاکر لاؤ یہ متواتر رغبار دن کو بیچ رہی ہو اور اس بن الوس غلے مار رہا ہو اور عمرو کا یہ عالم ہے کہ پکار رہا ہو اور لوگوں نے بھی ایک مرتبہ مار ڈال اور بختیارک کہہ رہا ہے کہ ہر و مرشد حضور کو کوئی مار نہیں سکتا ہو اور حضور تو مرنا جانتے ہی نہیں کوئی دم میں حضور چھوٹ جائیگا اور اس سے اشارے کر رہا ہو کہ اسے جلد قتل کر اگر حمزہ خبر نہ کر آجائیکا تو پھر کسی جہاں ہی جو عمرو کا کچھ کر سکے اس بن الوس نے حکم دیا کہ ہاری تمام فوج تیار ہو کر گرجے کے کھڑی ہو تمام فوج ہو جب حکم کے تیار ہو کر گرجے کھڑی ہوئی بختیارک نے کہا اے اس تو کچھ ہی کر مرشد اسے نہ جائیگا چھوٹ جائیگا اور اشارے کر رہا ہو کہ اسے کیوں دیر کرتا ہو جلد سرکات ڈال نہیں تو پھر پانچ آس کہہ رہا ہو کہ اس طرح تڑپا کر مار دو گھا اور عمرو کی اب یہ حالت ہم پہنچی ہو قریب ہے کہ دم نکلائے و مائیں لنگ رہا ہو کہ ہر و در و در صورت سکندر رغبار انگیز کی مجھے دکھا دے پھر میرا دم نکال لے کہ سکندر حقد ہا سے آفتاب دنی مارا ہوا خیموں کو جلاتا ہوا پہونچا تمام مقام وہ و حوان و حار ہو گیا اسی تاریکی میں سکندر رسی عمرو کی کا لگرا بیٹی گردن پر عمرو کو ڈال کر لے گیا فوج سے لڑ پھر کر نکل گیا بختیارک پکارا صلوات بر محمد و آلہ و منات علی امیر اس بن الوس دیکھا کہ مرشد چھوٹ گئے اس نے کہا کہ میں اُسے چھوڑتا کب ہوں اور سوار ہو کر قناب میں چلا اور سکندر عمرو کو لے ہوئے لڑتا چلا جاتا ہے لشکر سے باہر نکلا کہ اس کی بہن کا بیٹا ماچہ صید نواز اُدھر سے آتا تھا سکندر پر دوڑا سکندر نے خبر مارا کہ اس کے سینے پر پڑا اور پشت کو توڑ کر نکل گیا وہ کہ اس سکندر روانہ ہوا اس بن الوس آتا تھا لاشہ بھانجے کا پڑا ہوا دیکھا خون آنکھوں میں آنکھ لگا کر دھنک اور ناعبار کمان جاتا ہوا اور گردن کو دوڑا یا سکندر اپنے لشکر کے قریب پہونچا تھا اس نے دیکھا کہ اس بن الوس تک پہونچ نہیں سکتا اور وہ داخل لشکر اسلام ہوا اچانک اس تیر کمان میں جوڑ کر مارا وہ شیر قضا تھا سکندر کی پیٹھ پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گزر گیا سکندر گر گیا اس وہ ڈاکہ سکندر کا سرکات لے مہتر قران حبشی پہونچ گیا سکندر اور عمرو کو آٹھا کر لگیا اس بن الوس تو اُدھر پھر گیا مہتر قران عمرو اور سکندر کو لے ہوئے مجھے میں آیا ملکہ جا واد و سر و ستمن نے حالت تباہ کی صاحب قران مع سروارون کے آئے شریک نام ہوئے سر و ستمن رو کر پکاری کہ بیٹا سکندر آنکھیں کھولو باپ کے عاشق تھے جان تھا کہ لے مان کو کچھ وصیت بھی دے کی آرد و تھی کہ تمہارے سر پر سرابند سے تمہاری دامن بیاہ کے لافون خدا سے نکلنا شاد و مراد اٹھایا بیٹا یا ورنہ شاد و کسے سہا رسے جیے گی کچھ تو منہ سے بولو کوئی بات تو کر لو کس سرچم لے تیر مارا کیا مان سے خفا ہو جو نہیں بولتے سکندر نے آنکھیں کھولیں مان کو روئے دیکھا کہا امان جان صبر کرو جو خدا کو منظور تھا وہ ہوا اب بابا جان کی خبر نہ دایا کہ وہ مر جائیں اور مان جان دودھ پہن بچھد و سر و ستمن نے کہا کہ بیٹا دودھ نہیں بچھتا یہ سننے ہی بجلی آئی اور جان بحق تسلیم ہوا عجب کرام قیامت نابر پا ہوا عمرو تو بیہوش تھا لیکن مہتر قران نے سکندر کو دفن کیا عمرو کے علاج میں

مصرف ہوا چوتھے دن عمرو ہوش میں آیا حال سکندر کا سنا نہایت صدمہ ہوا اسی رنج میں باہر نکلا لشکر کفار کو چلا کر اہل قمر
 چکر آس بن الوس کو مارے جب وہاں پہونچا سنا کہ آس اپنے خیمے میں ہر تاج دیکھ رہا ہے عمرو ایک منہجے کی صورت فکر
 خیمے میں داخل ہوا اور شراب پلا کر سب کو بیوش کیا آس کے سر جانے آکر کھڑا ہوا پا پا کر سر کاٹے پھر خوف آیا کہ حمزہ
 کو کیا جواب دے گا مگر خبر سے تائب ہوا تاک کاٹ لی جب تاک کاٹ چکا تو خوف صاحبقران سے کانپنے لگا اور ہوا کا جھوکی
 میں خبر گویا عمرو نے ہلا گیا صبح کو ہوا ٹھنڈی چلی آس کو ہوش آیا تاک میں درد ہوا گھبراہٹ میں پانچ پیر تاک کٹی ہوئی پائی
 چہرے پر خون بہنے ہوئے پایا خبر پڑا اٹھا اٹھا کر جو دیکھا نام عمرو کا اسپر کھڑا تھا یہ کافر حیران ہوا اٹھا نقاب منہ پر ڈاکا لگا
 لقاب میں آیا کہ با خداوند یہ کیا تقدیر آپ نے کی کہ تاک میری کٹ گئی بختیارک نے کہا اے بلوان نقاب لڑا اٹھا آس نے
 نقاب اٹھا لی لقاب نے دیکھا کہ واقعی کسی نے تاک کاٹ لی ہر عجیب و غریب صورت معلوم ہوئی ہر لقاب نے کہا اے آس قسم
 مجھے اپنی خدائی کی کہ یہ تقدیر میں نے نہیں کی تقدیر بالائی ہوئی آس بن الوس نے کہا میں نہیں جانتا تاک میری دست
 کر دیجیے بختیارک بولا اے آس اندرون خداوند بہت پریشان ہیں خدا پرستوں نے بہت ستایا ہے تقدیر کرنا بھول گئے
 ہیں اور تاک تو تھاری بہت جلد درست ہو جائیگی پہلے دشمن کو قتل کر لو اور ہم ٹکودہ سے مل کر تیرے تائین کے عمرو کو باندھے
 ہوئے پچھلے آس نے کہا کہ جلد تیار اور عمرو و خبر بھی اپنا بھول گیا اے نام اسپر اسکا کھلا ہوا ہے بختیارک بولا یہ اور خوب
 ہو اگر خبر اسکی نشانی ہاتھ لگ گیا اب حمزہ کے پاس نہ جاؤ اور اس سے کہو کہ اے حمزہ میں بھگوا ہوا درجائنا تھا اور آیا تھا
 کہ تجھے لڑو لگا اگر تو پھر غائب ہوتا تو میں مسلمان ہونا لیکن بس دیکھا کہ نام کو تو بہادر ہے مگر حقیقت میں جسکو در دست دیکھتا ہوں
 اسکو عیار کے ہاتھ سے ذلیل کرتا ہے بھگوا جانا کہ زبردست ہے عمرو کو بھیج کر میری تاک کو اتانی بہادر ہے تو عمرو کو باندھ کر میرے
 حوالے کر دے نہیں تو تھوڑے چوڑیاں پہنکر اور دھنی اور حکمران سے میں بیٹھ نام بہادری کا نام لے اور کشتی اٹھ اور چوڑیوں کی سائے
 رکھ دینا اور انہیں حمزہ بہادر ہے عمرو کو کچھ کر تجھے دیر لگا اگر حمزہ کہے کہ میرے عیار نے یہ کام نہیں کیا تو خبر عمرو کا دکھانا
 کہ یہ نشانی میرے پاس ہے پس تو عمرو کو لاکر مار ڈال جب عمرو مانا گیا پھر حمزہ کا مار لینا مشکل نہیں ہوا اور اسوقت خداوند بھی خود
 ہو کر تاک تیری درست کر دینگے آس ہنس کر بہت خوش ہوا ہر گاہ حمزہ صاحبقران میں گیا جو کچھ بختیارک نے سکھا دیا
 تھا وہ سب صاحبقران سے کہا خبر نشانی عمرو کی دکھائی تھوڑی کی گشتی سانسے رکھ دی امیر کا یہ حال ہوا کہ مارے غصے
 کے کانچنے لگے بال تمام بدن کے کھڑے ہو گئے منہ لال ہو گیا مشعل سے کہا کہ لاؤ تو آس ساربان زادے کو معتقل کیا عمرو کو
 دیکھا کہ پوست بکری کا تمام بدن پہننے لگا ہوا کراہ رہا ہے معتقل لے گیا امیر نے بلا ہوا عمرو بولا کہ میرا تو یہ حال ہے میں کیوں کر جانوں
 اور چارہ انا کر تمام بدن دکھایا کہ نیلا ہو گیا تھا اور کہا کہ اگر معتقل آس معدن نے میرا یہ حال کیا ہے مجھ میں اتنی قوت
 معتقل پھر کرا آیا امیر سے حال عمرو کا بیان کیا امیر نے کرب سے کہ تم جاؤ جس طرح ہوا سکھو لاؤ ہمارے سر کی قسم بے لیے ہوئے
 نہ آنا کرب وہاں سے روانہ ہوا خدمت عمرو میں آیا عمرو کا حال ظہر دیکھا کہا اے چہرہ بزرگوار میں آپ پر زیادتی تو کوئی نہیں
 سکتا مگر نہ چلیے گا تو اپنا گلا کاٹ ڈالو گا یہ کہنے خبر کھینچ کر اپنے گھر پر سکھایا عمرو نے کہا میں چلتا تو ہوں اور وہی پوست
 بکری کا بدن سے لپیٹے ہوئے لٹھی ہاتھ میں کرتا پڑتا خدمت امیر میں آیا سلام کیا جسم اپنا دکھایا کہ اس مال میں گرفتار
 ہوں امیر نے کہا خواجہ تاک آس بن الوس کی کٹنے والی عمرو نے کہا حمزہ میں کیا جانوں میں اپنے حال میں گرفتار
 ہوں ایک تو غم مجھے سکندر رخنہ انگیز کے مرنے کا دوسرے میری یہ حالت ہے امیر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر تو
 دوزخ کرے پھر دے لے تو یہ ہاتھ نہ لگایا اسے فریب سے پکڑا چاہیے عمرو سے کہا کہ خواجہ جو تھے آس بن الوس کی تاک
 نہیں کاٹی ہے تو میرے سر پہ ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ تاک مجھے یقین آئے عمرو پاس امیر کے آیا پا پا کر سر پہ ہاتھ رکھ کر قسم کھا

بس امیر نے ہاتھ پکڑے جھٹکا دیا اور کہا کہ باش اوڑو بار یک گردن جھوٹی قسم کھانے آیا ہر خیر خواہ اس کے پاس موجود ہے
 مگر عمر کو باندھ کر اس کے حوالے کیا کہ لجا جو چاہے سو کر اس عمر کو لیے ہوئے بارگاہ امیر سے باہر آیا گیند سے پر سوار ہو کر
 بارگاہ لقمان پہنچا بختیارک سے کہا کہ لو عمر کو میں لا یا بختیارک نے کہا کہ آپ اسے انبار ہیزم میں بھونک دیجیے امیر وقت
 انبار ہیزم جمع ہوا اور عمر کو اس پر بٹھا کے چار طرف سے آگ لگا دی عمر و انبار ہیزم پر بٹھا ہوا تھا جب دیکھا کہ آگ جلتی لگی
 بس بے لگا کر پکارا کہ ای پروردگار عالم تو نے مجھے کوہ سراندب پر وعدہ کیا تھا کہ جہنک میں اپنے منہ سے موت نہ لاؤ گا
 ملک الموت میرے پاس نہ آئیگا اب کیا ہو کر بے مانگے موت کا سامنا ہو جلد میری مدد کر اور تو نے تو آگ کو حضرت غلیل پر گزرا کر دیا
 تو میں بھی تو اسی خاندان کا خدمت گزار ہوں میری بھی مدد کر کہ شراب و غلیل نار میں کی ہے بونس کو نجات موت سے دی تو اور
 پکارا کہ یا علی ابن ابیطالب اسد اللہ القاب مجھے اس آگ سے نجات دے کہ بہشت

یوسف کو کوٹن سے نکاس بادشاہ کیو	غلیل آگ چ بہشت دیکھا دیو	موت کے کو گرو پر روشنی دکھائی ہو
حضرت سلیمان شاہ کو موندی رہنمائی ہو	بونس کو مین پیٹ میں راہ بین بتائی ہو	منہج کا طرفان سے نکاس بیڑا پار کیو
ابنہ اور کچھ ستار بیڑا تار پار کیو	اور اب یہ حال ہو کہ آگ و میدم بلند ہوئی ہو اور عمر و بے اختیار رو کر دعا میں لگے	ابکی تو شاہ مردان میری بار آئی ہو

رہا ہر قریب ہو کہ آگ عمر کو جلا دے کہ ایک نیچہ پیدا ہوا عمر کو اٹھا لیا بیڑا پر اٹا رہا ہوش آیا دیکھا تندک و یو کھڑا ہوا دریا ہر
 عمر و نے کہا ای تندک کیوں روتا ہو تجھے کیا ہو ہو وہ بولا کہ خواجہ کیا بیان کروں میں بہار پری کی بیٹی پر عاشق ہوا اور وہ مجھ پر
 عاشق ہوئی اکثر ہم دونوں باغون میں صحبت ہوتے تھے کہ بہار پری اس حال سے آگاہ ہوئی آسمان پری سے جا کر میرے منہ
 کیا کہ تندک میری بیٹی کو رسوا کرتا ہو آسمان پری نے صلاح دی کہ اسکو کسی پر بزدل کے ساتھ بیاہ دے اسے اسکی شادی لایک
 پر بزدل کے ساتھ کر دی میں نے اس پر بزدل کو مار ڈالا پر بزدلین لاش اسکی آسمان پری کے پاس لگیں وہ بہت غضبناک
 ہوئی چاہا کہ مجھ کو قتل کرے میں بھاگ کر آپکی خدمت میں آیا آپکو انبار ہیزم پر پا کر دکنار کا ہجوم تھا اور آگ لگی ہوئی تھی میں آپکو
 اٹھا لیا آپ میری تدبیر کچھ نہیں تو میں مر جاؤ گا عمر و نے کہا ای تندک تو فاطمہ جمع رکھ میں تجھے اس پر بزدل کو دلاؤ گا مگر چند سے
 صبر کر کہ تک تفرقہ انداز سے مجھ تفرقہ ڈالا ہو اور تمام ہل سکندر عباد انگیز کا اس کے ہاتھ سے مارا جانا اور اسکی ناک کاٹنا
 اور امیر کا باندھ کر اسکو دینا اور انبار ہیزم پر رکھ کر بھونکنا سب بیان کیا اور کہا کہ مجھے حمزہ سے صفائی ہو جائے تو تیرا مشق تجھے
 دلاؤں مگر تجھے غافل نہ ہونا تندک نے اپنا بال دیا کہ اسکو بازو پر باندھ دے جب آپ اس بال کو آگ پر رکھ کر یاد کیجیے گا میں آکر
 موجود ہو جاؤ گا یہ لکھ چلا گیا عمر و پہاڑ پر سے اُترا اور صورت بدلے لشکر امیر کو روانہ ہوا مگر بیان امیر کو خبر ہو گئی کہ عمر و کو انبار
 پر جلائے کوٹھا یا امیر نے یہ سن کر غضبناک ہو کر فرمایا کہ فرور کوئی اس تک حرام کا ذکر میرے سامنے نہ کرے اور جو کوئی اسکا نام میرے
 سامنے لے گا میں اسکو اپنے لشکر سے نکال دوں گا وہ جہنمی مرا بھلا ہوا کہ جسکے باعث سے اس طرح کی فلت مجھ کو سر منحل ہوئی کہ ایک
 کا فر نہ جو نامیرے سامنے رکھ رکھے گا سے ہنکے مینوا اور فرمایا کہ ابھی تمام لشکر میں جاری ندا دے کہ عمر و کا نام ہمارے
 لشکر میں کوئی نہ لے اور جو کوئی نام عمر و کا زبان پر لا لے گا اسکی گدی سے زبان کھینچی جائیگی تمام لشکر میں یہی ڈھنڈا صو رہا گیا
 محال جو کوئی عمر و کا نام لے کہ عیار جمع ہو کر دے ہوئے دربار گاہ پر آئے امیر نے پوچھا کیا ہو لوگوں نے عرض کیا کہ تمام عیار
 عمر و کیواسطے روکے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا منہ راکھا ہو مجھے صبر نہیں ہو سکتا ہم روٹنے لگے امیر نے کہا کوئی عیار میرے لشکر میں
 نہ رہے سب کو نکال دو اور اگر نہ جائیں تو اسباب انکالوت لو اور سا کر نکال دو عرض تمام عیار دن کو لشکر سے نکال دیا عمر و یہ
 دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا مگر صبر کیا رات کو جب دربار برخواست ہوا بادشاہ اسلام تھرا رہے اور دو ایک صاحب رہ گئے
 بادشاہ نے کہا عمر و کیا شخص تھا کہ ہر مقام پر سینہ اپنا سپر کرتا تھا ہر ایک کو بلا سے بچاتا تھا افسوس کہ اسکا فائدہ ہو گیا یہ لکھ روٹنے لگا

راہ میں سہسے ملا دیتی ہو شوخی ہو کر
تم درسون سے بہشتے تھے کچھ انسا نہیں
ٹھاک دیکھوں تجھے اچھا چاک جا کر کیا دیکھوں
اگر کہتا ہو کچھ اس غناء و مدح ان میں نہیں
جلوہ ہو شرباد کچھ لبا کر مویں سے
نیشتر میں وہ نرپ ہو چورگ جان میں نہیں
دیکھو راہ میں مشکوے نہ کھل جائے گره
سادگی اک نری گنتی کسی سامان میں نہیں
اف رے جلوہ کہ نہیں اور نگہ شمع میں ہو
جیسے ہم قید ہوئے کوئی گلستان میں نہیں
ہو جو تاثیر تو میرے کی گئی ہوتی نل
بہ کھٹکے ہوئے کانٹے تو بیا با نہیں نہیں
دل فرخ ہم تربت مجنون پر چڑھاتے چادر

کہ ابھی ہیں تو ابھی چشم نگہ بان میں نہیں
گل کو مگر ترے عارض سے لاجسن قبول
انکے دامن میں نہیں انکے گریہ میں نہیں
سپیلے تھی دھن کھٹک بھولی رگ رگ غلط
یاں تجر میں وہ لذت ہو چو عرق نہیں نہیں
دردیدر ہو کر خاطر سفاک میں ہو
ایک فتنہ ہو یہ دل گوشہ دوان میں نہیں
اب کب اس چشم نظر باز نہ دھو کھلا ایا
بے پردہ کر دی اور دل حیر نہیں نہیں
لما گیتا فرض ترے واسطے ہو چشم خیال
کیا کروں اشک مرا تیرے نکل نہیں نہیں
اب قفا فل ہی سے ہم مجھ پر شگے ناچار
پر بیان تار کفن کو بھی گریبان میں نہیں

ہم نہ دت سے یہ کہنے تھے کہ رہ جائے
ور نہ کیا سبزہ بیگ نہ گلستان میں نہیں
مجاوہ جہت کا گمان دیاں بن نہا کالہ بن
چوین اس درد و کھٹک بھی شب جوان میں نہیں
لگے شمع جو بھڑکے تو مدام نہ کھٹکے
درد دیدر ہو کر اس دل دیران میں نہیں
تاز کو نقشہ بنا وٹ کو بلا کتے این
جو را کہ کچھ ہوئے چوٹے چوٹے چوٹے میں نہیں
رنگ گل نقشہ لیل اثر باد ہزار
پر سیاہی ہو سفیدی شب جہان میں نہیں
غار میں لیل و پروانہ سر بزم چمن
آج نرئی ہوئی نظروں صفت نرکا نہیں نہیں
صاحبقران نے اسکی تعریف کی

بیع الزمان نے عرض کی اے شہر یار افسوس کہ عمر و زمین پر کیا خوب گاتا ہو بادشاہ نے فرمایا بھئی اسکا جواب کا ہو کہ
خدا نے اسکو احسان داؤدی عطا کیا ہو نور الدہر نے کہا کہ واقعہ یونین ہو اور کھٹکے پر کیا مقرر ہو جامع الکملات ہو لندھور
نے کہا کہ عمر و سب کا محسن ہو کوئی ایسا نہیں کہ جسکی جان بخشی عمر و نے نہیں کی سب اسکے ممنون احسان میں امیر نے کہا کہ صاحبزادہ
اس تہنی کا ذکر کیوں کرتے ہو زمر و شاہ کہ دعوی الوہیت کا کرتا ہو باوجود اس نافرمانی کے عمر و کے جلا دینے سے بہشت
میں جائیگا اور تجھے تو ایسی ذلت اسکے باعث سے ہوئی ہو کہ بھی ایسی ذلت سرور بار نہیں ہوئی تھی یہ ذلت اسی جہنی کے
باعث سے ہوئی لندھور نے کہا اے شہر یار حق بجانب ہو حضور کے بجا فرما نہیں مگر عمر و پر بھی کیا صدر سکندر غبار انگیز
کے مارے جانے سے ہو ادوسرے یہ کہ تمام جسم اسکا مارے غلوں کے بنا کر دیا تھا اگر اس حالت میں عمر و سے ایک خطا ہوئی تو
معاف کیجیے کہ حضور کا قدم خدمت میں ہو امیر نے کہا کہ ان باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ عمر و زندہ ہو نور الدہر نے دست بستہ عرض
کیا کہ اب خطا اسکی معاف کیجیے امیر نے کہا کہ وہ کہاں ہو بادشاہ نے کہا کہ خواجہ آؤ نصیر اپنی معاف کر دو عمر و تخت کے بیچ سے نکلا
اور ہاتھ باندھ کر بیرون پر گرا کہ حمزہ خطا میری معاف کر اب کبھی ایسا امر نہ ہوگا تجھے میں شرمندہ ہوں امیر نے جو دیکھا بس
آنکھوں میں خون اتر آیا بدن غصے کے مارے کانٹے لگا اور کہا اوسا ربان زادے تیرے باعث سے ایک کا فر تجھے اسلحہ کے
ظلمے کے اور پھر میں تیری خطا معاف کروں یہ کہ ایک تازیانہ مارا بیع الزمان نے اپنے تن میں عمر و پر گرا دیا امیر نے تازیانہ
بیع الزمان پر مارا دوسرا تازیانہ اٹھا کر نور الدہر باپ پر گرا پڑا امیر نے تازیانہ مارا اور کہا بیٹو میں اس نکر ام کو آج مار
ڈالوں گا عمر و نے جو یہ حال دیکھا جست کر کے علیہ ہوا اور پکارا کہ حمزہ میں نے تجھ صاحبقران زما نہ بنا یا تو تو مجا و زما نہ
کہ خطا جہت کو جو غنا کہہ میں چراغی دیکھنی تھی سپر ترے جہرگوں کی اوقات بسر ہوئی تھی میرے مدد سے اب صاحبقران
کھلتا ہو ایک کا فر کی ناک کاٹنے پر ایسا تو بگڑ گیا صبح سے شام تک تجھ ایسے سو صاحبقران بناؤں اور چھوڑ دوں اگر غلبرائی
درجہ کو نہ پہونچا اور قین چلو لہو نہ پاتا تو نام اپنا عمر و نہ رکھا ہوگا امیر نے فرمایا اوسا ربان زادے اگر سو کوڑے تجھ پر تیرے
نویا نام صاحبقران نہ رکھا اور پکار کر کہا بگڑاں کو ام کہ عمر و بھاگا چلو ان عادی نے چاٹھا پڑے عمر و نے

تخت شہدادی چھٹ کر عادی ہوا کہ عادی گرا عمرو چلا گیا اور سب عیاروں سے کہا جلد میرا خیمہ اور اسباب بیکار ہوا
کو لپیٹو عیار اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے کہ امیر نے کرب غازی کو حکم دیا ایک عیار میرے لشکر میں نہ رہے اور جا کر ان اسباب
عمرو کا لوٹ لو پلو ان عادی سے کہنا تم بھی جاؤ جنگ یہ پوچھیں عیار تمام خیمے اور مال اسباب عمرو کا لپیٹتے تھے عمرو ناموس
کو سوار کر کے لیگیا لوگوں نے طرح دی عمرو پیشہ شمشاد میں آیا لیکن عادی کہتا ہوں کہ جب امیر نے سب عیاروں کو کھوایا تو
چالاک بن عمرو صاحب قرآن کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ آپ چاہے مجھے قتل کریں چاہے بخشیں میں فہموں سے جدا ہوں گا
امیر نے فرمایا کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ کیا کیا جو مجھے کچھ امید ہوئی چالاک نے عرض کیا کہ غلام نے اپنا خون صاف
کیا آپ مجھے قتل کریں بادشاہ کیوان پانچ گاہ نے فرمایا کہ چالاک کو رہنے دیجئے سب عیار لے کر ایک تیرے امیر چپ ہو رہے
چالاک حاضر آیا لیکن عمرو پیشہ شمشاد میں آیا مقرر قرآن نے اعتدال ہر عرصہ کی کہ غلام رخصت ہوا ہر میں نظر کردہ تھوڑا
ہوں جب تک آہستہ اور حمزہ صاحب قرآن سے اتفاق ہو کر میں نہ آپ کے پاس رہوں گا نہ امیر کے لشکر میں جاؤں گا بلکہ اپنے
شہر کو جاؤں گا عمرو چپ ہو کر قرآن چلا گیا عمرو نے اپنا خزانہ اور تحفے سرنگ کی کو کیر قلعہ ارمنوش حصار میں بچھا دیے
ان کے عمرو کے خیال میں لڑا کہ عمرو نو نوا دہ پھرے اور یہ عرب چین سے جئے جگہ تہہ ہر کرا سکو بھی چین سے نہ بیٹھے دسے یہ
خیال کر کے لشکر کفار کا راستہ لیا اب حال شکار کفار کا خیمہ کہ جب عمرو کو انبار ہیزم پر چھا کر جلا یا کفار خوش تھے کہ عمرو
جگہ بختیار رکھتا تھا کہ عمرو کا ایک رویان بھی نہیں جلا دوسرے دن خبر ہو گئی کہ عمرو زندہ و سلامت ہر تندرک دیو
اسے انبار ہیزم پر سے اٹھا لیا اور عمرو نے ہر چند چاہا کہ حمزہ سے معافی ہو مگر نہ ہوئی امیر نے سب عیاروں کو لشکر سے نکال دیا
عمرو پیشہ شمشاد کو مع اپنے اسباب و ناموس کے چلا گیا بختیار کما دھنا تادھنا مانچنے لگا اور بکار سلوہ بر محمد لعنت بر لالت
اعلیٰ و منات علیٰ سنا سہوں نے کہ عمرو زندہ ہو لقا نے کہا کہ میں نے ستر ہزار برس آگے ہی تقدیر کی تھی بختیار رکھنے کہا
بہین کیا حمزہ بھی دشمن ہو وہ بھی دشمن ہو حمزہ سے بگاڑ ہوا تو کیا پھر بیٹے دونوں ایک جان و دو قالب ہیں لیکن اس سے
کہا کہ تم چند روز کو اپنے شہر چلے جاؤ نہیں تو عمرو مار ڈالے گا اس بن الوس تو لقا سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن عمرو جو نکلا تھا
اُدھر سے لاہوت شاہ باز کے چیمے کھوڑا اڈے ہوئے چلا آتا تھا عمرو اسے دیکھ کر خوش ہوا اور ایک کوری بھری بن پانی
بھر کر ایک طرف سے پیدا ہوا فقیر کی صورت بنا تھا کہ لاہوت شاہ برابر پہنچا پوچھا کہ شاہ جی پانی ہر عمرو نے کہا بہت سرد
ہو چیمے اور آنچورہ بھر کر دیا لاہوت شاہ پکے بھوش ہوا عمرو اسے پیشہ شمشاد میں لایا مسند پر چھا کر قیام رفع ہوئی
دیا لاہوت شاہ ہوش میں آیا اپنے نہیں مسند پر بیٹھے دیکھا عمرو کو سامنے کھڑا پایا حیران ہوا عمرو نے کہا کراؤ شہر یا
آپ پریشان ہو جیے میں آپ کو اتنا دینے نہیں لایا ہوں امیر شہر یا آپ نے دیکھا کہ میں نے حمزہ کو حمزہ صاحب قرآن
بنایا اور جو میں نہ تو لگا کہ جگہ حمزہ مٹ گیا ہوا اور میں نے کیا کیا حمزہ کے ساتھ کیا اور اسے ایک کی ناگ کاٹ ڈالنے پر
میرے ساتھ پر سلوک کیا خیر مجھے حمزہ کی ہر دہنیں ہر میں صبح سے شام تک سو حمزہ بنا سکتا ہوں چاہتا ہوں کہ خداوند
باختر کی خدمت کروں اور حمزہ دس دران حمزہ کو قید کر کے تمام ملک اس سے چین لوں پھر خداوند کو نیلوں پر چھاؤں
گر خداوند میری عزت کریں اور میرے قدرے میں بختیار رکھ کی بات نہیں لاہوت شاہ نے کہا خواہ تم چاہتے ہو کہ میں تم پر
اعتماد ہو چلے مجھے چھوڑ دو میں نہیں اپنے ساتھ خداوند کے پاس لپیٹوں اور سب حال بیان کروں عمرو نے کہا اچھا اور
لاہوت شاہ کو چھوڑ دیا اور خود کرا کے لوگوں کو مع سواری لایا لاہوت شاہ سوار سا عمرو ساتھ ساتھ چلا جب لقا
کے پاس پہنچا سب حال عمرو کا بیان کیا بختیار رکھ نے کہا کبھی عمرو ہمارا شریک نہوگا ابک طرح سے ہم اعتبار کریں
کہ اپنے زن و فرزند مال و اسباب سمیت ہمارا شریک ہو تو جانیں لاہوت شاہ نے عمرو کو بلایا عمرو نے پائے تخت

کو بوسہ دیا اور کہا کہ خدمت میں وجود ہون لاجوت شاہ نے کہا کہ خواجہ تم اپنے زن و فرزند کو لے آؤ عمرو نے کہا کہ
 بہت چھا اور دوسرے دن اپنے مال و اسباب عیال و اطفال اور عیاروں سمیت آکر موجود ہوا ایک جانب
 قیام ستادہ ہوا لقا نے تمام سرداروں کو استقبال کیا اسلئے بھیجا کہ جا کر عمرو کو لاؤ بختیار رک نے کہا عمرو کا آنا خالی از ظلت
 نہیں ہو ہی باتیں تھیں کہ عمرو کو سردار لائے عمرو نے ملازمت حاصل کی اور بختیار رک سے کہا ملک جی تم کو اب میرا اعتبار
 ہوا یا ابھی نہیں بختیار رک بولا اگر آپ جا کر ایک شخص بھی لشکر اسلام کا پکڑ لائیں تو مجھے اعتبار کئے اوروں کو ظاہر ہو
 کہ میں دن سے آپ سے اور حمزہ سے بگڑ رہی عمرو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہو گا اور جا کر رات کو بہرام گرد بن خاقان صین کو
 حیر لایا لیکن زبان اسکی کٹی ہوئی تھی وہ لڑ لڑ کر اتھا سناٹے لقا کے لایا اور خجور کے بہرام کو اردالا بختیار رک نے لقا سے
 کہا کہ یہ کیا بہرام منہ سے بولنے نہ پایا اور عمرو نے اسے اردالا لقا نے عمرو سے کہا کہ بختیار رک یہ کتا ہے عمرو نے بختیار رک سے
 کہا کہ ملک جی مجھے کچھ تمہاری اور غزوہ کی بروائیں ہر فقط مجھے حمزہ کا جلانا منظور ہو اگر ایسا اتفاق ہو تو میں تمہارے پاس
 نہ رہوں گا اور نہیں تو مجھے صاف صاف کہو میں نہیں اعتبار ہو وہ میں کروں بختیار رک بولا خواجہ ایک شخص بغیر زبان کاٹے
 لاؤ اور ہم اس سے بات کریں جب ہم صاف ہوں عمرو نے کہا اب کام اور کرو تم میرے نام پر طبل جنگ بجاؤ میں میدان میں
 آؤں اور دلاہل سلام کو اردون بختیار رک نے کہا کہ یہ بات خوب ہر غرض لقا نے عمرو کے نام پر طبل جنگ بجا دیا خبر امیر کو پہنچی انھوں
 نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور جو کوئی عمرو کو مارے میں اسکی عزت کروں اس ساربان زادے کی شامت آئی ہر غرض دونوں
 لشکر دن میں چار پہر رات تباری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے عمرو اپنی آراستگی کچھ ہونے مانج حضرت آدم کا
 سر پہ دیا جو جامہ گلے میں جوڑی خنجر اوڑھی کی کمر میں کند آصفائے باسغا بادو پر بندھی ہوئی چھپکا گوچن کا سر پہ توڑا پتھر دن کا
 فضل میں لٹکا ہوا حقے آتش بازی کے کھابوں میں دبے ہوئے میدان میں آیا مبارز طلب کیا فضل بن گیا سور بادشاہ سے اجازت
 لیکر مقابلے کو آیا پہلے عمرو سے نیزہ بازی ہوئی عمرو نے نیزہ کا لہ با فضل نے عمرو کو کھینچی عمرو سامنے سے بھاگا فضل نے پیچھے گھوڑا
 ڈالا فضل خود میں چلا آنا تھا عمرو نے پھر کچھ فضل کے گھوڑے پر مار کر خنجر اسکا پاش پاش ہوا فضل نے پیادہ ہو کر تلواری
 عمرو نے خالی دیکر پھر مارا کہ فضل کا پھٹ گیا اور عمرو نے غزوہ آتش بازی مار کر منہ چلا دیا اور میدان سے چلا گیا امیر نے جو یہ
 حال دیکھا کمال رنجیدہ ہوئے فضل کا لاشہ اسکا بھائی اٹھا لیا اور دفن و کفن کیا امیر بہت پریشان پھرے لیکن عمرو جب
 بختیار رک کے سامنے آیا کہا کیوں ملک جی اب کچھ نہیں اعتبار آیا بختیار رک نے کہا کہ اقبال حمزہ جاننا باجو آپ سے بگاڑی
 کہ آپ نے حمزہ کو بادشاہ مارا کہا تھا مرد شاہ نے بہت تعریفیں عمرو کی کیں اور بہت عزت سے بارگاہ میں لایا اور نزدیک
 اپنے تخت کے بٹھایا عمرو نے پھر طبل جنگ بجا دیا لشکر امیر میں بھی فقا کے رزی گورگڑا با صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا
 ہوئے آج عمرو مرکب پر سوار قبا اطلس سر کی پہنے ہوئے فتنہ ڈاز یعنی پاتا پڑ سقر لائی گئے ہوئے دونوں بے پتھروں کے فرسوں
 زمین میں گئے ہوئے میدان میں آیا مبارز طلب کیا امر زبان بن کر رنگ مقابلے کو آیا عمرو نے پھر مار کر سر اسکا بھجور ڈالا وہ زمین
 پر گر اچھا آتش بازی سے منہ اسکا بھجور پھر مبارز طلب کیا اسخند یار گیلانی مقابلے کو آیا عمرو نے تیرکمان میں پرستہ کیا اور
 کہا کہ اسخند یار خبردار ہو میں گھوڑے کو تیرے مارتا ہوں اسخند یار نے چاہا کہ گھوڑے کو بچائے عمرو نے تیرکمان پر لگایا
 کہ اسخند یار کی پشت کو نوڑ کر بارگڑ گیا اسخند یار گھوڑے پر سے گرے عمرو نے خود آتش بازی کا مار کر منہ چلا دیا اور میدان
 سے پھر کر سامنے لقا کے آیا لقا نے طبل شادمانی بجا دیا عمرو پھر جواہر نثار کیا امیر گریان و نالان دونوں لاشیں میدان سے
 اٹھا کر پھرے انکو دفن کرا با با گاہ میں لگے تھے کہ ہر کار بن نے خردی عمرو نے پھر طبل جنگ بجا دیا جو صافقران نے دلا
 کہ بیان بھی نہارہ جنگ بچے رات بھر دہنی اسلحہ میں گدہری صبح کو دونوں لشکر مقابلے کے پھر ہوئے عمرو میدان میں آیا مبارز طلب کیا

عمر و مع مال و اسباب و زن و فرزند کے نکل گیا افسوس تک کے رہ گیا بختیار ک نے کہا کہ اے لقا عمر و تیرا دشمن ہو گیا
کہا کہ دشمن تو ہی نے تو اسکا پردہ فاش کیا اور پھر اب یہ بائیں بنانا ہی بختیار ک نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوا اور اچھے کیا
ابو حمزہ سے اور اس سے جھگڑا پڑا ہوا ہر پھر ہم اور آپ کس قطار و شمار میں ہیں

داستان میل خان شتری حصار کی کے بیٹے کی کہ نام اسکا شتری شاہ ہے اسکو صاحبقران بنانا عمر و
کا اور آپ بادشاہ بننا اور امیر کونع سرداروں کے گرفتار کرنا اور لقا کو مع بختیار ک اور
سرداروں کے بکڑ بلوانا اور سوال و جواب سخت و سست کرنا پھر زندان میں بھیدیا چالاک
کا مردہ بنکر زندان سے نکلنا پھر امیر کو بھیڑا لیا یا بسان کیا جاتا ہے

اب احوال عمر و کا سننے کے اپنے ناموس اور حیاروں کو لیے ہوئے بہتہ شمشاد میں آیا اور سب کو دہان داخل کیا
وہاں قلعہ عمر و نے بنایا ہے کہ اس میں کوئی جان نہیں سکتا دروازہ قلعے کا معلوم نہیں ہوتا اور پاؤ پاؤ کو س سے گولہ پڑنے لگتا ہے وہ
اسکا سوا ہے عمر و اور سر ہنگ ملی کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے القدر عمر و نے سب ناموس اور حیار و کدو داخل قلعہ کیا اور
آپ نکل کر ایک ٹکڑے پر گر بیٹھا اور گریہ و زاری شروع کی اور شکوہ بردار جو زنگی تھا کہ اے فلک گرفتار دای گروں غدار ایسے دوست
کو تو نے میرا دشمن کر دیا خیر جو مرضی پروردگار یہ مکر خوب رویا پھر خیال میں گذرا کہ عمر و کیا زندگیوں کی طرح تو افسوس بانہا ہے
مردی ہے چاہتی ہے کہ جس طرح تو چھین ہو اس حرب کو بھی چین سے نہ بیٹھے دے اور خدا چاہے تو اسکو اسی مرتبے کو پہنچا دے
اسکے بزرگوار کی جہات کی زبوں اور کوڑیوں پر بسر ہوئی تھی وہ دلیں مکر ایک طرف کو روانہ ہوا فکر میں چلا جاتا تھا کہ اے عمر و
کیا کر لگا اور کیوں لگا اسکو پڑ لگا اس اتنا میں دیکھا کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا تھق اٹھا ایک ہرن دکھائی دیا عمر و نے نبت کی کہ
اگر میں اسکو پڑوں تو حمزہ کو بھی پکڑ لوں گا یہ کہ اس کے پیچھے دوڑا آگے ہرن ہوا اور مجھے عمر و اسکی فکر میں چلا جاتا ہے ہرن بھی
اپنی جان بچانے ہوئے بھاگا جاتا ہے ایک جھیل کے برابر ہرن جا کر چھپکا اور عمر و بھی اس کے قریب پہنچا ہرن نے جست کی کہ لڑ
کو بھانڈ کر نکلیں عمر و نے دیکھا کہ جست کو کے نکلا جاتا ہے اسے بھی جست کی کہ ٹانگ ہرن کی ہاتھ میں آئی جھکا دیکر زمین پر پڑے
آیا اور نکبہ کر کے لایا اس اتنا میں گرد کا تھق اٹھا جب گرد و غبار کی ایک جوان خوشا خوش ترکیب نہایت حسین تاج
شہر یاری سر پر رکھے ہوئے مرکب با ساز و براق صاع اسپر سوار چلا آتا ہے عمر و حیران ہوا کہ یہ کون ہے اور اے عمر و یہ قابل کے
ہو کہ اسکو صاحبقران بنائے عمر و تو اپنے دلیں یہ خیال کر رہا تھا کہ اس جوان کی نگہ عمر و پر پڑی عجیب الخلق آدمی تھا
کہ ناریل سامر کلچ سے گال چھپا راسی ہاک بادام سے کان زمرہ سی انگلیں موتی سے دانت ناگاسی گردن مطابق سایہ
رسی سے ہاتھ پانڈن جھگڑ کا دھڑکنے کا تھن گڑ کا دھڑا پر کا ہرن قریح کیا ہوا اس نے اس کے پڑا ہر بس دیکھتے ہی آگ ہو گیا
آتش غضب کا لٹون سینہ میں چل ہوئی دو دماغی دل سے اٹھا کسا سٹے کہ دور سے ہرن کے پیچھے کھڑا ڈالے سولے چلا آتا
تھا اب اپنے صید کو دیکھا کہ دوسرے کے اسے صید کیا ہوا پڑا ہر نعرہ کیا کہ راستا خیرہ سر تو نے غضب کیا کہ میرے شکار کو شکار کیا
اب میں جنگ تجھے نہیں مارتا ہوں مجھے آرام نہیں ہے اور غلواری صید مکر عمر و بردوڑا عمر و نے کہا کہ اے شہر یار مجھے نہ معلوم تھا
کہ یہ تیرا صید ہے ہرن بھاگا ہوا چلا جاتا تھا میں نے اسے صید کیا تقصیر میری معاف کر اور یہ شکار موجود ہے اٹھا لے اور اے عزیز شکر
خدا کہ دولت لازوال ہر سے ہاتھ آئی کہ مجھے ملاقات ہوئی امین مشرق سے مغرب تک تیرے فتنے میں کر دو لگا تو میری قدر نہیں
جانتا ہے کہ میں کون ہوں اب تو اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہو اور تیرا کیا نام ہو اور کیا دین رکھتا ہے کس کا پرستار ہے منکر غصہ
اسکا فرود ہوا گھوڑے پر سے نیچے اتر اور کہا کہ اب اپنا نام بتا کہ اب کون ہیں عمر و نے کہا کہ میں شیطان سے زیادہ مشہور ہوں
اور وہ ہوں کہ میں نے حمزہ کو حمزہ صاحبقران بنایا نہیں تو وہ ایک ادنیٰ مجاور زادہ تھا اسکو میں نے اس رنج کو پہنچایا

لڑائے قدیری نے جانی بھگوان پر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری عمرو بن امیہ یثیری کہتے ہیں اس جوان نے بسوقت عمر و کانام
 سنا مجھ کو سلام کیا اور کہا کہ نام میرا مشتری شاہ بن بیل خان مشتری حصار سی ہر جب باب میرا تھتے حمزہ کے مسلمان
 ہوا اور لقا کو برا بھلا اُسے کہا میں اپنے باپ سے ملتا ہوں کہ وہ در بند مشتری حصار میں چلا گیا سانسے میرا قلعہ اور میں ہمیں ہزار
 سو اور اور پیل میرے ساتھ میں عمرو بولا مشتری شاہ اگر تو لقا پر کثرت کرے اور دین اسلام قبول کرے تو میں تجھے
 بادشاہ عالم بناؤں یہ کہہ کر چند فقہ مذمت زمر و شاہ میں بیان کیے اور کچھ کلمے و مدائیت خدا میں کہے کہ رنگ کفر اسکی لوح دے
 دور ہوا اور آئینہ اسلام اُسکے دل پر چلی ہوا عمرو سے کہا کہ جو کوئی تمہارے دین میں آئے کیا کئے عمرو نے کہ طبع مشتری شاہ
 کو بتا یا وہ از سر صدق کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور سانسے عمرو کے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہ میں تا بعد از ہون جو کچھ فرما دے وہ
 بجا لاؤں عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ تو اپنے قلعے میں مجھے لیل اپنی فوج کو میرا بعد ار کر اور مجھ کو بادشاہ بنا مشتری شاہ
 سے جو کچھ عمرو نے کہا وہ سب بجا لیا جب عمرو بادشاہ بنا تمام اپنے عیار و دن کو پیشہ شمشاد سے بلا با سب عمرو کی
 خدمت میں اگر حاضر ہونے عمرو نے حکم دیا کہ آجکی رات لقا کو مع سردار و دن اور بختیارک کے پکڑ لاؤ عیار سب روانہ ہو
 مشتری شاہ حیران اور پریشان ہو کر دیکھے کیا ہوتا ہے اسی فکر میں سو رہا صبح کو بارگاہ میں آیا کہ عیار پشاور بدوش پیدا ہو
 اور کہا کہ لقا سردار دن سمیت حاضر ہو مشتری شاہ حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگا عمرو نے حکم دیا کہ انکو پشاور دن سے نکالو اور غل
 زنجیر میں گرفتار کر دو ملازم کنہا عمرو کا بجا لائے جب قحط غل و زنجیر میں گرفتار ہوا عمرو نے حکم دیا کہ اسے ہوش میں لاؤ فقید رفع ہو
 دیا چند فقرات گندیدہ ناک سے گر پڑے اور جھینک مار کر ہوش میں آیا پکارا کہ ای بندگان میں چہ نقد پر کردہ ام عمرو نے کہا او مرتد
 ہوش میں آؤ نقد پر تیری بہت بُری ہے کہ مجھ اہل کو پہلے بہا تیرے ہاتھ لگا لقا تو نے اُسکی قدر نشی و یکو کہ تیرا کیا حال کرتا ہوں
 اب لقا نے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ عمرو تخت زمین پر بیٹھا ہے ہر درین سر پہ پھیر رہا اور ایک جوان نو خواستہ دنگل پر بیٹھا ہے
 ا جا بجا دہنے ہائیں کر رہا ہے جو اہل سرنگار پر بیٹھے ہیں اور خادم و خدمتکار دست ادب بہتہ کھڑے ہیں جو کوئی بات
 کرتا ہے شاہ عمرو کہہ کر خطاب کرتا ہے لقا حیران ہوا اور کہا او بندہ گستاخ میرے ساتھ یہ کیا بے ادبی کی نہیں دتا میرے قہر سے
 کہ مجھ کو ابھی خاک سیاہ کر دوں عمرو نے سمک و سلطانی و ابوالفتح اصفہانی سے کہا کہ لگین اس ملحد کے دھولیں ان دونوں
 نے خوب دھولیں اور مٹانے مارے لیکن بختیارک جو ہوش میں آیا عمرو کو سانسے اس رنج سے دیکھا کہ انوں میں انگلیاں
 ملی لک پکارا اشدان لا الہ الا اللہ آج غلام نے حضور کو حبطح جی چاہتا تھا اسطرح دیکھا اور حضور نو خشاہ پیشین میں آپ نو
 جسکو چاہیں بادشاہ بنائیں حضور میں سب طرح کی قدرت ہے اب خوشامد لگا کرتے عمرو نے کہا لا منافق دور کی میں تجھے خوب
 جانتا ہوں حیرانہ نقشہ ہے کہ منہ پر کچھ اور پیچھے پیچھے کچھ پس او شریعہ زیادہ بک بک کر تو کبھی نے میرا افتا سے راز کیا اور مجھ کو
 نکلو اب یہ منکر بختیارک تو دم بخود ہوا عمرو نے اور سردار و دن کو لقا کے بلا یا اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو مسلمان ہونے میں یہ سب
 بختیارک کے سکھائے ہوئے تھے کہا کہ ہم لقا کے ساتھ ہیں اگر وہ مسلمان ہوگا تو ہم بھی مسلمان ہونگے عمرو نے جھنجھلا کر
 کہا کہ ان سب کو زندہ اٹھائے میں لہجہ اُنکو تو لوگوں نے لہجہ کر قید کیا عمرو نے حکم دیا کہ آج جا کر تمام سرداران لشکر اسلام کو
 پکڑ لاؤ عیار روانہ ہوئے مشتری شاہ کو اعتقاد دونا ہوا دوسرے روز عیار جا کر تمام سرداران لشکر اسلام کو پکڑ لا لے عمرو نے
 سب کو زندہ اٹھائے میں سجد یا بعد اسکے عمرو نے عیار و دن سے کہا کہ بھئی تم اپنے اپنے آقاؤں کو پکڑو اور میرا آقا حمزہ کو
 میں اُسکو پکڑنے جاؤ لگا خدا کے چاہا تو پکڑ لاؤ لگا یہ کہ میرا شام سے امیر کشور گیر کے پکڑنے کو روانہ ہوا اب احوال امیر کا
 بیان کیا جاتا ہے کہ امیر بارگاہ سامانی میں بیٹھے ہیں اور ذکر عمرو کا ہو رہا ہے جو سردار عمرو نے امیر کے پکڑے تھے جب لقا یا
 بھاگنے لگا تھا تو سرداران اسلام کو چھوڑنا گیا تھا وہ امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور احوال اپنا بیان کیا تھا

کہ عمرو نو لشکر لقا سے بھاگ گیا اور ہکو چھوڑ گیا امیر نے کہا خبردار اس نکر ام کا نام نہ لو میں نے اسکو لقا کے ڈر سے نکلوا دیا
یہ سب چپکے ہو کر بچے گئے تیسرے دن ہر کاروں سے آکر خبر دی کہ لقا اپنے لشکر سے مع سرداروں کے غائب ہو گیا امیر نے
کہا کہ یہ اسی دزد بار یک گردن کا کام ہوا اپنا بغض اس سے نکالو دوسرے دن صبح کو امیر بارگاہ میں آئے بادشاہ کو سلام
کر کے بیٹھے انتظار سرداروں کا کر رہے ہیں کہ آئے ہونگے ایک گھڑی گزری اور کوئی سردار نہ آیا اور ہر ایک کے پیچھے میں سے
غل اٹھ کر رات کو کوئی پکڑ لیا جب امیر نے سنا کہ تمام سردار غائب ہو گئے چالاک نے عرض کیا کہ امی شہر بار میں جا ہوں
فکر میں سرداروں کے جھڑانے کی امیر نے کہا کہ اچھا غرض یہ تو چلا گیا بعد اسکے امیر نے مقبل کو بلایا اور کہا کہ امی مقبل
وہ دزد بار یک گردن میری فکر میں ضرور آئے گا مجھے تم غافل نہ رہنا مقبل نے کہا امی شہر بار میرا وجود کہا جو عمر و کے سامنے
وہ ایک بلا سے بیدار مان آفت جہاں ہو جو غلام کو فرمایا گاؤہ غلام بجای لایا امیر نے کہا میں اپنی ہوشیاری آپ کو ننگا
اور کچھ نشانیاں مقبل کو بتاؤں کہ وہ وقت پر بیان کی جائیگی دن تو گذر رات کو مجھے میں تنہا بیٹھے اور بعد نماز مغرب و عشا کے
خاصہ نوش فرمایا اور صحیفہ ابراہیمی پڑھنے لگے اور مقبل و خاداراشی ہزار غلاموں سے مع اپنے چاروں بھائیوں کے گرد
بارگاہ چوکی پر اقامت کر کے بیٹھا پختہ طمانی و تقری روشن ہیں کوس کوس بھر کا آدمی آسمان معلوم ہوتا ہے لیکن عمر و سیاہ پوش
بنامہوا لشکر اسلام کی سیر کرتا چلا آتا ہر طرف ہی چرچا سنتا ہے کہ افسوس امیر نے مفت عمر و کو ہاتھ سے کھو یا اور اس سے بھاڑی
اور میان عمر و تو سب کا محسن تھا ہر مقام پر اسے آفت سے بچا پاسود فذہ لشکر اسلام غارت ہو چکا تھا عمر و ہی کے باعث سے سب
بچے اور آفت نلی ہاے کیا شخص لشکر اسلام میں سے گیا ہے کوئی ایسا نہ تھا کہ عمر و کو اسے افسوس نہ کرتا ہو عمر و یہ سننا بھا چلا
گیا وہاں آیا کہ جہاں خوابگاہ امیر کی تھی مقبل تو گرد بارگاہ کے کشت نگار ہا تھا اسے جو سیاہی دودھ سے دیکھ کر کمان میں
پیوستہ کیا بس سیرکمان کی کڑکی اسکا گز کنا تھا کہ عمر و کو ک کر لولا کا کا کا سمجھ لیا جائیگا یہ لکھتے جھپٹ کی اور غائب ہو گیا صبح
کو مقبل نے امیر سے حال بیان کیا امیر نے کہا کہ میں تو جانتا ہوں کہ وہ دزد بار یک گردن میری فکر میں آتا ہے تم ہوشیار رہنا
ملا لکھتے ہوشیاری ہو شیار سے کچھ نہوگا مگر غافل رہنا چاہیے یہ لکھتے امیر شب بھر کے جاگے تھے سو رہے دوسری رات کو عمر و کلیم
عباری اور حکمر ڈیر پیر رات گئے خوابگاہ میں امیر کی داخل ہوا دیکھا کہ شمع کا فوری روشن ہو اور جل پر صحیفہ ابراہیمی رکھا ہو
امیر پڑھ رہے ہیں جہر دکان ایک طرف پڑھتے دیر ایک جانب رکھی ہو عمر و نے کلیم عباری دور کی پہلے دبلے پائوں اگر تیر دکان
اٹھا لیا اور صحیفہ ابراہیمی پر ہاتھ ڈالا امیر نے جو سیاہی دیکھی پکارے کہ باس او ساربان زادین کب چھوڑتا ہوں تجھے اور چاہا
کہ تلوار پر ہاتھ ڈالیں کہ عمر و نے صحیفہ ابراہیمی لیا اور جست کر کے دروازہ بارگاہ پر پہنچا امیر پکارے پکڑنا اس دزد بار یک گردن
کہا دھرتے مقبل دوڑا تھا کہ عمر و نے ایک دھول ماری اور تاج مقبل کے سر سے لیکر چلا مقبل نے بھی جست کی اور تاج ہاتھ سے
عمر و کے چھین لیا خوش ہو کر کھلا کہ وہ لبیا میں نے امیر تجھے کہ مقبل نے عمر و کو کیرا آواز دی کہ امی مقبل بارک اللہ خوب پکڑا
اس دزد بار یک گردن کو مقبل نے آکر عرض کی کہ پیر حشد وہ میرے ہاتھ کب لگتا ہے ایک چھلاوا اور آدمی کا چکو ہو اکی طرح سے
کل گیا تاج میرا لیکر چلا نہا وہ میں نے چھین لیا امیر ایوس ہو کر رہ گئے دوسری رات کو پھر عمر و بن امیر ضمری لشکر اسلام میں
جایا خیال میں گذرا کہ امی عمر و پہلے تو مقبل کو پکڑ چھوڑا کو کیرا تا سمل ہو جائیگا یہ خیال میں لا کر ایک مزدور کی شکل بنے مقبل کے
جسم میں آیا مقبل باہر نکلا کہ خدمت امیر میں جائے خدمت کار اسوقت کوئی نہ تھا نہ کوئی مشعلی تھا آواز دی کہ اسے کوئی حاضر ہے
ساتھ روشنی لیکر چلے یہ قیلہ روشن کر کے آگے ہوا کہ چلیے مقبل ساتھ اسکے روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ قیلہ ٹھنڈا سا کر دیا مقبل
لے کہا کہ اسے برتوئے کیا کیا کہا ہوا ہے مجھ گیا میں ابھی روشن کچھ پہنا ہوں اور بہت سی بیوشی قیلہ بڑا لکے مقبل کے ساتھ لاکر
بھوکا اپنے معدون نچنے اور دونوں کان رونی سے جد کر لے قیلہ جو روشن ہوا اور دونوں اسکا داغ میں مقبل کے ہونٹ

بیہوش ہو کر گرا عمر و نے مقبل کو لا کر مقبل کے خیمے میں ڈالا اور وہ بے ہنگام پوشاؤ تھا دیا اور آب رنگ و روغن عیاری کا ٹھکانا
 اپنی صورت مقبل کی سی بنائی اور پاس امیر کے آیا سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے فرمایا اے مقبل کباب لاؤ عمر و نے باہر گیا۔ بکرا
 سے مرغ ذبح کیا اور سامنے امیر کے لا کر کباب بھونے تک مرغ چھڑک کر لیون بچڑ کے پیٹ میں رکھا امیر کے آگے رکھے امیر نے
 ارشاد کیا کہ اے مقبل اس ساربان زادے نے کیا کھو اہی پر کمر باندھی ہو زندگی تلخ کر دی ہو مقبل عملی نے عرض کیا کہ حضور کباب
 نوش جان فرمائیں تک آج کا اسکو خراب کر گیا امیر نے کہا اچھا میں کھاتا ہوں تم نشان بناؤ تو میں کباب کھاؤں عمر و نے
 کلمہ سنتے ہی گھبرا کر نشان کباب سے پر عرب بڑا ہوشیار ہو کر ترے ساتھ عیاری کر رہا ہے اپنے دل میں سوچ رہا کہ میں نشان
 گھر میں بھول آیا ہوں حاضر کرتا ہوں آپ کباب تناول فرمائیے امیر نے کباب دو در سر کاہلے اور کباب چتر تو گھر میں بھول
 آیا ہے عمر و بولا نشانی امیر نے نفرو کیا کہ او در دھکار میں ترے خرب سے خوب واقف ہوں یہ لکھ دو اسے کہ عمر و کو بڑھیں
 عمر و جست کر کے نکل گیا امیر مقبل کے خیمے میں آئے مقبل کو بیک پر بیہوش پڑے دیکھا اسے بیہوش میں لائے اور بہت سی تائید کی
 اب کسی کے قریب میں نہ آنا اور سب احوال عمر و کا بیان کیا کہ کھلو کباب کھلا کر کھجکا تھا زہن البسا ہوشیار ہوں نہ بچوں مقبل بولا اے خیر
 میں نے کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز کھائی بھی نہیں مگر مزدور نے خیرک فرشتہ کیا تھا اسی کی وصولی سے بیہوش ہوا فرمایا اب بہت ہوشیار
 رہو مقبل نے عرض کیا میں کب غافل ہوتا ہوں مگر اسکی مکاری کے سامنے میری ہوشیاری پیش نہیں جاتی امیر نے کہا تم سچ کہتے
 ہو وہ بڑا فیل سوت ہو خدا اسکے ہاتھ سے بجائے اور نشان بیان پھر اسکو خوب تعظیم کہیں کہ وقت پر بیان کھائے گی لیکن عمر و جو بیان کیا
 تمام حال سر ہنگ کی وغیرہ سے بیان کیا کہ حمزہ بڑا سبانا ہے مجھے عیاری کر رہا ہے اگر یہ حال مجھے معلوم ہوتا کہ یہ مجاز زادہ کہ
 مجھے یوں گڑباجیگا تو نہ عیاری سکھاتا نہ اس رکتے کو پہنچاتا مگر جانیگا کمان میرے ہاتھ سے پھر میں استاد ہوں وہ میرا شاگرد ہے
 سر ہنگ بولا کہ آپ دو ایک روز میں پڑوسی لینگے عرض عمر و سور ہا جب بیدار ہوا کھانا کھایا پھر سو یا قیسرے بہر کو آٹھا تار چکی
 اور پھر امیر کے پکڑنے کی فکر میں روانہ ہوا مگر حیران تھا کہ نشانی کباب چیز ہر رات کو خیمے میں آزاؤ غلام کے گایا آزاؤ مقبل کی طرف
 سے آبلہ خانہ کا داروغہ ہو آزاؤ نے عمر و کو سلام کیا کہا کہ آئیے خواجہ عمر و نے کہا اے آزاؤ دیکھی تو نے اس عرب کی ہونہالی آزاؤ
 نے کہا خواجہ آپ تو انکے مزاج سے خوب واقف ہیں کہ آپ کے آگے انھوں نے اپنی زوجہ ہر نگار کو دم بھر میں لشکر سے نکال دیا
 مگر خواجہ وہ تو بیروت میں لیکن آپ کو بھی ایسی حرکت نہ کرنی تھی کہ اُسے دشمنی کرے چند روز صبر کرے آپ سے اب صفائی ہو جائے
 اٹھائے انگلو میں خواجہ نے کہا کہ تھوڑا سا پانی مجھے دے آزاؤ نے جلدی سے کٹورا دھو کر پانی بہت اچھا ہوا جقران
 کے پینے کا عمر و کو دیا عمر و نے تھوڑا سا پانی اُس میں سے پیا اور باقی میں بیہوشی ماکر کہا کہ پانی کیا مزہ ہو گا ہے جس روز سے کہ
 ہمارا قدم اس لشکر سے باہر گیا کسی چیز میں مزہ نہ رہا آزاؤ نے عرض کیا کہ وہی میں ہوں وہی پانی بہ مزہ کا ہے سے ہو گیا میں دیکھوں
 تو سہی عمر و نے کٹورا اسکے ہاتھ میں دیا اُس نے تھوڑا سا پیا اور کہا کہ واقعی یہ پانی تو بہ مزہ ہے عمر و نے کہا کہ لو بھائی خدا حافظ امیر
 جاتے ہیں آزاؤ نے کہا کچھ دیر تو تھریے عمر و نے کہا کہ جی نہیں لگتا یہ لکھ چلا آزاؤ بھی اٹھا کہ دو جاہر قدم خواجہ کو پہنچا آئے
 ساتھ ہی ہاتھ کے بیہوش ہو کر گرا عمر و نے اسے گھر دیکھی پر شا کے کھاروے کی صفائی اور پتہ او حادی اور آپ اسکی صورت بنا اس
 عرصے میں مقبل آیا پیا تھا اُسے بھی پانی پلا کر بیہوش کیا اور ایک کونے میں اسے بھی ڈال دیا آپ مقبل کی صورت بنکر سامنے امیر کے
 سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے کہا مقبل پانی پیئے کولاؤ عمر و دوڑا اور جلدی سے جام و صراحی لیکر حاضر ہوا اور جام بہر پر کر کے
 امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے کہا کہ اے مقبل نشانی عمر و حیران ہوا کہ یہ نشانی کیسی یہ کیا آفت ہے اور بطن میں جھانکنے لگا امیر نے کہا
 کہ باش او در دھکار کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے عمر و نے جام امیر کے منہ پر دیا اور بھاگا امیر نے نفرو کیا کہ لینا اس مکاری
 جانے نہ پائے اُدھر سے لوگ دوڑے عمر و نے دیکھا کہ اب تو پکڑا جائیگا ایک ہی شمع امیر کے سامنے جلتی تھی اُسے گل کر دیا

اور سنون بارگاہ کا پرکھ کے چڑھ گیا اور چھت میں چھپ چکی کی طرح سے پشکر رہ گیا امیر نے روشنی منگوائی وہاں کسی کو نہ پایا بارگاہ کے پہرے
 آئے مقبل اور آزاد کو ہوش میں لائے پھر بارگاہ میں بیٹھے اور شاہنامہ پڑھنا شروع کیا مقبل سے کہا کہ اب میں نہ سوؤں گا
 کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مکار پھر آئے یہ لکھ چکے ہیں کہ شاہنامہ پڑھنے لگے عمرو نے دیکھا کہ اب پھر یہ عرب غافل ہو بروائے بیہوشی کے
 لگا لکھ رہا ہے میں ہمارے آہستہ آہستہ شمع کی نور پر بیٹھ کر رہا ہوں

ایک سو تیس	ایک سو تیس	ایک سو تیس
ایک سو تیس	ایک سو تیس	ایک سو تیس

ادائی کر آدھی چھٹائی میں آگیا
 آگیا جہاں زبان سخن میں گفتگو

امیر نے سر اٹھا کر اور دیکھا عمرو کو چھت میں بیٹھے پایا امیر سے ہو کر غور کیا کہ باش اور دزد باریک گردن کہاں جاتا ہے گویا
 نے خواجہ مارا بیہوش ہو کر گرے اور صرختے مقبل آزاد امیر کی آواز سکر چبے میں آئے ہی دھواں بیہوشی کا انکھ بھی دماغ میں پہونچا وہ بھی بیہوش
 ہو کر گرے عمرو یہ حال دیکھ کر بے اختیار ہنسنا جو روئی تھنوں اور کان میں کھی تھی وہ سننے میں لگ گئی اسکا خیال عمرو کو نہ ہجست کر کے بچے اتار دی وہ
 بیہوشی اس کے بھی دماغ میں گیا بھی بیہوش ہو کر گرے کسی فادم دھڑکا کر کہ میں ہو کر اندر بارگاہ کے گئے فرض تہمات بیہوشی ہی صبح کو امیر کی آنکھ کی لپٹ میں اپنی
 بارگاہ میں پایا نہایت خوش ہوئے بعد نماز صبح کے دو رکعت نماز سکر اسکی بھی ادائی اس حیرت میں روشنی صبح کی زیادہ ہوئی ایک طرف چل کر آزاد کو بیہوش
 پر سے دیکھا ان دونوں کو امیر بیہوش میں لائے اور کہا کہ آج مقبل ہم تم اور آزاد تینوں بیہوش ہوئے تعجب یہ ہو کہ اس کے ہاتھ کھینچ
 کیے یہ باتیں تھیں کہ عمرو کو ایک طرف بیہوش پڑے دیکھا ایسی خوشی اہل ہوئی کہ اچھٹے لگے اور دوڑے کہ اب اسکو پکڑ لیں خواجہ عمرو
 کی بھی فوراً آنکھ کھل گئی امیر کو اپنی طرف آئے ہوئے دیکھا متعجب ہو کر کہ بھاگا امیر آفت اندوس ملکر گئے لیکن اسے بیان کیا گیا کہ
 کہ شکر امیر میں کوئی عیار نہیں رہا ہر گرجا لاک بن عمرو زبردستی خدمت امیر میں رہ گیا ہر امیر نے اسے بلایا اور کہا کہ آج چالاک
 عمرو نے جہت جھگڑا کیا ہے کہ رات کی نیند عوام بیہوشی چالاک نے عرض کیا کہ غلام اس تک حرام کو مار لگا حضور غافل سے
 امیر نے اسکو عمرو دوزخ خطاب دیا اور عمرو کی جگہ کرسی پر بد پر بیٹھا یا بڑا بھاری خلعت دیا چالاک خلعت پہن کر بارگاہ سے
 باہر آیا اور گر دیا بارگاہ کے خندق کھدائی اپنے شاگردوں کو کینگاہ میں بیٹھا یا اور آپ اندر آئے امیر کی نگہبانی کو بیٹھا لیکن عمرو
 نے دھان کہ ہستان سے نقب لگا کر امیر کی بارگاہ میں اپنے تین بیہوش یا دیکھا چالاک سامنے بیٹھا ہوا شرا بخواری کر رہا ہے اور
 امیر بیٹھے ہوئے صحیفہ ابراہیمی پڑھ رہے ہیں چالاک عرض کر رہا ہے کہ میں اس کو مارے لیتا ہوں عمرو یہ کلہ سکر آزدہ ہوا
 اپنے دل میں کہا دیکھو اس جوتامرگ کہ تیرا دشمن قاتل ہو گیا ہے اور آہستہ آہستہ چالاک کے پیچھے جا کر دارو سے بیہوشی شراب
 میں ڈالی اور آپ پھر جا کر نقب میں چھپ رہا چالاک نے چاہا وہ جام ہے بھیک دارو سے بیہوشی کی دماغ میں پہونچی ہاتھ سے
 جام بھینک یا اور امیر سے کہا کہ وہ نکو ام بیان قبا ہو شاربو جیہ اور چار طرفت ڈھونڈنا شروع کیا عمرو نے چالاک کی
 نگاہ بچا کے نہ نقب کا بند کر دیا اور آپ آکر تخت کے پیچھے چھپ رہا چالاک نے ہر چند ڈھونڈھا کسی کو نہ پایا وہاں پر پہونچا کہ
 جہاں نقب بھی پانوں دونوں اس کے نقب کے اندر گئے اور یہ نقب کے اندر گرا اور پڑے عمرو نے بیفہ بیہوشی اس کے منہ پر مارا اور
 چالاک کی مشکین باندھیں لیکر چلا گیا امیر دھماکے کی آواز سکر دوسرے نقب کو خالی پایا کت اندوس ملکر گئے اور بڑا صدمہ
 چالاک کے گرفتار ہو گیا کیا مگر عمرو جو چالاک کو پکڑ کر لایا باندھ کر اسکو روڑے مارے کہ چالاک بیہوش ہو گیا
 عیاروں نے بڑی منت و خوشامدی چالاک کو بھون لے کھو کر قید کیا عمرو پھر امیر کے کپڑے کی فکر میں روانہ
 ہوا اور امیر کو کئی راتیں گزریں کہ سوتے نہ تھے مقبل سے کہا کہ آج میں ٹنگل میں چکر سوؤں گا مقبل نے کہا کہ بہت بہتر ہے
 امیر مقبل کو ساتھ لیکر صحران آئے اور ایک مقام پر فضا دیکھ کر بیٹھے عمرو و کلیم عیاری اور حکمران بارگاہ میں امیر کی آیا
 امیر مقبل کو وہاں نہ پایا حیران ہوا کہ یہ عرب کہاں گیا تلاش میں لگا ڈھونڈنے لگے وہاں پہونچا کہ جہاں

امیر جنگل میں بیٹھتے اور مقبل سے کھانا کھا کر امیر نے مقبل کی طرف دیکھا اور کہا کہ امیر مقبل تجھ کو نشانیاں یاد ہیں اُسے عرض کیا کہ ہاں امیر نے فرمایا بیان کر مقبل نے کہا اسی شہر بارناک پر ہاتھ رکھنا نشان ہر پانی مانگنے کا اور ساتھ پر ہاتھ رکھنا نشان ہر کھانا مانگنے کا اور کان پر ہاتھ رکھنا نشان ہر کباب مانگنے کا اور گلے کی انگلی پکڑ لینا نشان ہر شراب دینے کا عمرو نے یہ سب گلے سے اپنے دل میں کہا کہ یہ عرب تیرے ساتھ عیاری کرتا ہے خبر کمان جائیگا اُنہ میں امیر نے مقبل سے کہا کہ تو لشکر میں جا کر کبابی کی دکان پر سے کباب لاتو میں کھاؤں مقبل کباب لینے کو روانہ ہوا عمرو پہلے ہی صالح کبابی کی دکان پر پہنچا صالح نے سلام کیا اور تقسیم کو اٹھا کھا آپ کمان شریف لائے عمرو آکر بیٹھا کھا ہیں اب کباب کھاؤ گے صالح نے عرض کیا کہ میں اُسی طرح آپ کا تابع رہوں تمام دکان آگئی ہر انشاء اللہ سو مزاجی آگئی اور امیر کی بہت جلد دفع ہو جائیگی یہ کلمہ کباب سچ پر ہے اُنارنگ مرج لونگ الیچی چھڑک لیمون ڈالکر دو نہ خواجہ کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ نوش فرمائیے عمرو نے تھوڑے سے کباب کھائے اور تیوری جڑھا کر کہا کہ کباب میں جب سے ہم لشکر میں سے گئے کسی چیز میں مزہ نہیں رہا صالح نے کہا وہی کباب ہیں وہی ہیں ہون عمرو نے کہا کھاؤ تو اور سیبوشی ملا کر اسکو دیے اُسے کھائے اور کہا کہ دھمی یہ مزہ ہو گئے ہیں دیر کے بھنے ہیں میں اور تیری سیخ تیار کرتا ہوں عمرو اُٹھ کھڑا ہوا کما اب ہم جائینگے پھر کباب تمہارے کھاینگے یہ کلمہ صالح پہنچانے کو ساتھ چلا تھا کہ بیوش ہو کر گرا عمرو نے اُسے تو اندر دکان کے لیجا کر چھپا دیا آپ اُسکی صورت دیکھ کر ہنسا کہ مقبل آیا صالح نے سلام کیا اور کہا آپ کمان تھے چار روز سے کباب خراب ہوتے ہیں مقبل نے کہا کیا تجھ کو نہیں معلوم کہ عمرو تمام سردار لشکر اسلام کے پکڑ لیگا ہوا اب امیر کی فکر میں ہے کمانگو بھی پکڑے صالح نے کہا عمرو بلا سے مہر ہو تجھ کو تعجب ہو کہ کھا جتوں اور تم اُسکے ہاتھ سے اب تک بچے مقبل نے کہا کہ امیر بھی تو عیاری میں بلا سے بیدار ہو میں اور میں روز سے تو یہ حکمت ہو کر رہا کہ صحرا میں چلے جاتے ہیں اور شب بھر وہیں رہتے ہیں عمرو اُٹا ہر دو صوفیہ ہلکے چلا جانا ہوا انگ تو امیر بچے ہوئے ہیں لاؤ بھئی جلدی کباب دو عمرو نے کہا امیر مقبل عمرو جی بلا کر کمانک امیر اُسکے ہاتھ سے عین کے آخر گر خزا رہو گئے بیوش میں ابھی کباب تیار کیے دینا ہوں اور کچھ کباب مقبل کو دیے اور کہا کہ کھائیے مقبل سچ پر ہے اُنارنگ مار کر کھائے لگا خوب مرج کبابوں میں ڈالی تھی مقبل پانی پیئے اُٹھا تھا کہ بیوش ہو کر گرا عمرو نے اسے بھی چھپا دیا اور آپ مقبل کی صورت بن کباب گرم دوسے میں رکھ اور کچھڑک کر امیر کی خدمت میں لایا اساتے رکھ دیے امیر صورت مقبل کی دیکھ کر متوحش ہوئے اور نشان مانگا کھاؤ مقبل نشان کباب کا بتا مقبل مٹی نے گلے کی انگلی پکڑی امیر نے شراب کا اور کھانے کا نشان پوچھا عمرو نے سب بتا دیا ہم امیر کا ہوا اور کباب کھائے جب کھا چکے تو اُنارنگ بیوشی معلوم ہوئے فرمایا کہ امیر مقبل تجھ کو عمر دے نہ فریب دیا سچ بتا کر رستے میں تجھے کسی سے ملاقات ہوئی تھی عمرو نے دیکھا کہ بیوشی تو امیر کا کام تمام کر چکی ہر انگ ہلکے بکارا اور زاولہ ککھیا مقبل میں خود عمرو ہیں بس یہ سنتا تھا کہ امیر تلوار کھینٹ کر اُٹھے اُنہتے ہی بیوشی نے ٹانچا رابہ بیوش ہو کر گئے عمرو نے حلقہ ہاں کند سے امیر کو باندھ لیا اور مقبل کو کبابی کی دکان پر سے اُٹھا لیا دونوں کو لیکر اپنے لشکر میں آیا سرسنگ مکی کو دیا کہ انجمن غنم زنجیر میں گرفتار کر کے رکھ سرسنگ مکی کتنا عمرو کا بھالایا عمرو جا کر سورہا صبح کو جو بیدار ہوا سخت شاہی پر اسکے بیٹھا سمک بوطا قی اور ابو الفتح صفہانی ان دونوں کے ساتھ دس دس سپاہیوں کے ساتھ سے کہا کہ تم لشکر حمزہ میں جاؤ اور باواز بلند بکار کر کہو کہ شاہ عمرو نے تمام لشکر کو طلب کیا ہے اور کہا ہے کہ تم سب کے سب ہمارے پاس چلے آؤ اور ہمارے نوکر ہو اور جو دھڑکے تو اپنی سزا کو پونچھو گے ابو الفتح صفہانی سے کہا تم لشکر لقائن جاؤ اور بکار کر کہو کہ شاہ عمرو نے فرمایا ہے کہ ہمیں تمہارے دین و مذہب سے کچھ کام نہیں ہے بادشاہوں کے یہاں ہفتاد و دو دہانت رہتے ہیں تمہارے یہاں چلے آؤ ہمارے نوکر ہو ان دونوں عیاروں نے جس طرح سے کہ عمرو نے کھا تھا اسی طرح دونوں لشکروں سے جا کر کھا لشکر اسلام اور لشکر کفار والے لوگوں نے آپس میں شورہ کیا کہ ہم عمرو سے برابری

نہیں کر سکتے تھے اس کی خدمت میں حاضر ہو جیے دونوں لشکر عمرو کے پاس آئے اور افسروں نے جا کر نذرین گزار بن عمرو نے انکو خلعت سے
 سرفراز کیا اور کہا مجھ کو تمہارے دین و مذہب سے کچھ سروکار نہیں ہو میں تمہارا آقا ہوں تم میرے نوکر ہو سچوں نے قبول کیا عمرو نے
 خزانہ کھلو اسکے دو ماہر سب کو تقسیم کیا بعد اسکے حکم دیا کہ صبح کو بارگاہ سلیمانی استاد ہوا و تخت بادشاہی تین پائے بلند ہو یہ حکم دیکھنا
 کہا با اور سورہا صبح کو جو بیدار ہوا بارگاہ سلیمانی میں آکر بیٹھا سرخ پوشاک پہنے ہوئے تھا کھوا و حبیبیت کر سائنے رکھ لی اور شہری شاہ
 کو صاحبقران کے دنگل پر بٹھایا اور تمام عیاروں کو خان کا خطاب دیا امیر خان کو دنگل پر بدیع الزمان کے بٹھایا سیارہ خان
 کو قاسم کے دنگل پر بٹھایا غرض ہر عیار کو اسکے آقا کے دنگل پر بٹھایا اس عرصہ میں نظر کردہ علی عمران صاحب بندہ گران مقرر ان حبشی
 سائنے عمرو کے آیا سلام کیا اور کہا کہ میرے امیر کا اور آج کا مقدمہ کیسا گذرا عمرو نے کہا کہ میں اسے پکڑ لایا قرآن چپ ہو رہا عمرو نے حکم دیا
 کہ تمام اہل اسلام کو میرے سائنے لاؤ اور لقا و بختیارک وغیرہ کو بھی طلب کیا اور حکم کیا کہ اسباب سیاست لا کر موجود کرو جو جب حکم
 کے موثر اور سولیان اور قنچیان لشکرا سے تادروازہ بارگاہ سلیمانی استاد ہوئیں پسند و رضا گیا ہاں پیچھے لگے ملاوان میں چہنم زحل
 ہیئت ہزار ہا کھڑے ہوئے اس عرصے میں ایک طرف سے سرداران لشکر اسلام آئے بسوں کے ہاتھوں میں تھکریاں پانوں میں ہیریاں
 امیر اور بادشاہ اسلام آگے آگے اور تمام سردار پیچھے سائنے عمرو کے آئے مگر صاحبقران کی تیوری پر بل پڑا ہوا تھا شکوہ پر دراز ہو گیا
 تھے کہ اسی ہر خاک معلوم ہوا تو سفلہ پر درپاچی پست ہر ایک جانب سے لقا و بختیارک آگے آگے باقی سرداران کفار پیچھے
 بختیارک کے سائنے عمرو کے آیا تھے ہی سلام کیا بختیارک و دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر پکارا اشدان لا الہ الا انت عمرو
 نے کہا اومنافی دورنگی تجھے میں خوب جانتا ہوں قطع ہر کرچون کا غزو قلم باشد ووزبان دورو یہ گاہ سخن ہر چو کا غز
 سیاہ کن رویش چون قلم گردش یخ بزن ہا میں تجھے خوب پہچانتا ہوں بختیارک نے کہا وہ شخص تو غلام ہر بلکہ غلام
 کا غلام غلام کا اقلام ہر سب طرح آپ ہی کا ہوں عمرو نے کہا چپ نہ ملعون ترے ہاتھ سے کلیجہ میرا پکا ہوا ہو اور جو کچھ کیا تو
 نے تو کیا ہو رہا تجھے سمجھتا ہوں اور لقا سے کہا اونا بکار میں نے جس سے ساتھ کیا ہدی کی تھی کہ تیرا شریک ہوا تھا تو ضعیف کے
 ساربان کے لیے بگڑ گیا اور میری قدر نہ جانی زور باد کچھ تو تیری کیا حالت کرتا ہوں اور حکم دیا کہ بان رسے مارو اس مرتد کو اور بختیارک
 کو بھی حکم کیا کہ خوب چوبکاری کرو ایسا بختیارک کو چھوایا کہ پافانہ خطا ہو ہو گیا بعد اسکے لاہوت شاہ سے کہا کہ مجھ کو اپنی منہات
 سے لگیا تھا اسی طرح کوئی کسی کے درمیان میں پڑتا ہو یہ لکھ کر خوب اسکو بھی پٹھایا امیر یہ حالت دیکھتے تھے اور زنگت امیر کی زور
 تھی خدا کو یاد کر رہے تھے عمرو کا فروں سے فراغت حاصل کر کے امیر کی طرف مخاطب ہوا کہا کہ ادعرب سومار خوار دیکھ میں نے
 تجھے کس رتبہ کو پہونچایا اور لڑا ایک کافر کی ناک کاٹنے پر مجھے بگڑ گیا میری وہ جافشا نیان کہ تو اٹھارہ برس تک پردہ قاف
 میں رہا اور میں تیری جو واد اور سرداروں کو لیکر شہر شہر بھر گیا اور کرد و رسوار کے بادشاہ سے لڑا کیا اور پھر کسی سردار کی
 تکسیر تک نہ پہونچے دی جب تجھ کو ہندوستان میں زہر دیا گیا میں نہیں بیٹھے کاراستہ تین دن میں طرک کے حکیم اقلیمون کو لایا
 اور تجھ کو بچا کر اچھڑکھڑکھت ملک میں شہر مصر کے اندر چاہا یوسفی میں قید کیا تھا میں مردہ بنا جری چاہ میں چاہ سے نکلا اور
 بختیارک نے جلتا ہوا ہا میری چھاتی پر رکھوایا بیسون انگلیوں میں جلتی ہوئی بیچین ٹھکوائیں میں نے اتنی بڑی اذیت اٹھائی
 اور تجھے زندان سے رہا کیا جاؤ گے دن سے تجھ کو ادھر سے رفیقوں کو کیسا بچا یا میرا بیٹا اس بن الوس کے ہاتھ سے مار گیا
 میں نے جا کر اسکی ناک کاٹی تو اس مقدمے میں مجھے بگڑ گیا اب میں تجھے پھر اسی رتبہ کو پہونچاؤنگا دی مجاوری تجھے چل رہی
 نہیں تو اگر میرے پاپے تخت کو بوسہ دے اور اطاعت میری قبول کر لھیں تیری معاف کر دوں گا کہ آج زمانہ میرا ہو اور میں
 شہنشاہ ہوں امیر نے کہا کہ او دزدو مار کیا جھک مٹنا ہو اگر تیرے باعث سے میری صاحبقرانی ہو تو میں نے صاحبقرانی سے ہاتھ
 اٹھا یا بس عمرو غنہ و غضب میں اگر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ لاؤ بالنس پھر کہا ادعرب لوتے ایک کوڑا میرے اوپر مارا تھا کہ اسکا پھٹ

امیر سے چھو گیا تھا اسکے عوض میں سو بالنس تیرے اوپر توڑے ہوئے تو اپنا نام عمرو نہ رکھا ہوگا یہ کہا اور بالنس ہاتھ زینا بار امیر
 کی طرف چلا امیر نے غیظ و غضب میں اگر چاہا کہ قبہ کو توڑ ڈالیں مگر عمرو ایک اسلو فطرت لقمان حکمت تھا پہلی ہی سے گمنام
 اکھٹا باصفا باز گون پر امیر کے لپیٹ دی تھی امیر نے ہر خیز و رک کیا قید نہ لڑائی امیر نے آرزو ہو کر سر جھکا لیا عمرو برابر امیر کے
 آیا چاہا کہ بالنس سے نورالدین ہر بتاب ہو کر مع غل و زنجیر لوٹ کر عمرو کے بیرون پر گرا اور کہا خواجہ امیر کے عوض مجھ کو ماریا
 امیر کو بے خبر نہ کیجیے عمرو نے بھوکہ مار کر کہا دور ہو کہاں بیرون پر گرتا ہی میں اس عرب کو بغیر بارے نہ چھوڑ دنگا اس نے مدد کر کہا
 خواجہ پہلے مجھ کو مار ڈالے آپ کو منظور یہ ہو کہ خانان میرا بڑا دیکھیے تو مجھے قتل کیجیے پھر جو چاہے سو کیجیے مجھے ذلت و بدنامی کی دیکھی
 نہ جائیگی عمرو نورالدین ہر کے رخصت پر آمید یہ ہوا اور کہا کہ ای سرنگشتی ان سبھوں کو لیجا آج دیوان کا فروں کا کیا ملک سبائل میں
 ہو چکی تھا و حمزہ کو مار کر بادشاہ ہفت افیسر ہو گا اور قاسم خان تنگ روالی کو بڑا کر حکم دیا کہ پیش خیمہ ملک سبائل کی طرف روانہ کرو
 پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن عمرو سوار ہوا اس حدیث سے کہ تاج شاہی سر پر چار قبہ شاہنشاہی دربر تخت سلیمانی پر سوار چتر سر پر
 بھرتا ہوا اور تمام عیار لباس زرین پہنے ہوئے گرد پیش امیر مع اپنے سردار دن کے کجاوے پر سوار آگے دنٹ بادشاہ کا برابر ٹھم و نشان
 کے بعد اسکے کجاوہ صاحبقران دہلی طرف امیر کے کجاوہ نورالدین ہر و بدیع الزمان وغیرہ تمام دست راستیوں کا اور بالنس طرف
 امیر کے کجاوہ قاسم و علمشاہ اور تمام دست چپیوں کا اور بالنس طرف عمرو کے کجاوہ لقا کا آگے اور پیچھے کجاوہ باقوت شاہ و جتیارا
 وغیرہ کا اس شوکت سے روانہ جانب ملک سبائل ہوا جب قریب موضع حصار کے پہونچا بادشاہوں کو دیوان کے تار بجھا کہ تم اگر میری
 خدمت میں حاضر ہو جبنا منشا ان موضع حصار کو پہونچا شہنشاہ موضع پوش شتر یا موضع پوش شتر سوار موضع پوش
 قینوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم عمرو سے لڑ نہیں سکتے کیا فائدہ اس سے بگاڑنے سے غرض کہ کچھ ساتھ لیکر خدمت عمرو میں حاضر
 ہوئے نذرین گذرا میں عمرو نے خلعت دیا اور کہا کہ تم اپنے ذن و فرزند و مال خزانہ لیکر شتر سے نکل جاؤ کہ بنے شتر خستہ خان کو دیا
 کہ یہ قینوں بادشاہ گریان و نالان چلے گئے عمرو نے موضع حصار و نقرہ حصار و زہرہ حصار خستہ خان کو بختا دو روزہا
 عمرو ہا بعد اسکے شتر مشتری حصار کو روانہ ہوا سیل خان مشتری حصار کی کو خبر گرفتاری امیر کی مع سردار دن کے پہونچی کہ
 عمرو بادشاہ بکر آتا ہی بہت افسوس کیا اور کہا کہ میں ہرگز قلعہ عمرو کو نہ دوں گا ہوا وزیر کہ نہایت تھکے اور صاحبہ ہر اسنے دست
 ادب بہتہ عرض کیا کہ ای شتر بار عالیو قاریہ امر جو آپ سوچے ہیں اچھا نہیں ہر اس میں بڑی قیامت ہو کہ سو اسنے کہ عمرو بن امیر غفری
 ایک لباس بد آفت روزگار ہو اس سے مقابلہ دشوار ہو جب وہ چلے گئے عیاری اور حاکم کے آپ کے لشکر میں آئے جیسے چاہے قتل کر دے
 اور جسے چاہے گرفتار کر لیجائے اسکا علاج بکروند ویر کرنا چاہیے سیل خان نے کہا ای وزیر بیک تیرے نو مجھے بیان کر وہ کیا امر ہو
 جس سے عمرو گرفتار ہو ہما وزیر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ تو بیان لحاف اور حکر سور ہے کہ ہاتھ پاؤں آپ کے گر مہر جائیں
 اور میں عمرو کے پاس جاتا ہوں اور بکر و فریب اسے شتر میں لاتا ہوں ہماں لا کر اسکی دعوت و ضیافت کروں گا اور اثنائے دعوت میں
 اسکے ساتھ عداوت کروں گا انشاء اللہ عمرو کو گرفتار کر کے امیر با تو قریب کو مع سرداران و نشان قید سے چھڑاؤ گا سیل یہ تہہ ہر بکر بہت خوش
 ہوا ہما وزیر کو گلے سے لگا یا اور کہا کہ تہہ ہر نہایت خوب ہی ہما وزیر بہت سی کشتیاں تھکے اور جواہر کی اپنے ہمراہ لیکے لشکر عمرو کی جانب
 روانہ ہوا لشکر عمرو کا شتر سے ایک فرسخ کے فاصلے سے آتا ہوا ہو عمرو بارگاہ سلیمانی میں بادشاہ بنا ہوا بیٹھا ہوا تاج سر پر رکھا ہوا چتر
 سر پر بھرتا ہوا تمام عیار نامدار گردن پہنے عجب بارگاہ سلیمانی خیمہ قیدیوں کا استاد ہو کہ ہر کاروں نے آکر خبر دی ہما وزیر
 خدمت میں آئی آیا ہو شاہ عمرو نے ارشاد کیا کہ آئے دو دروکن ہما وزیر آئے آتے جو وقت کہ دروازہ بارگاہ سلیمانی پر
 پہونچا قاسم تنگ روالی سے کہا شاہ عمرو سے جا کر عرض کر دیجیے قاسم نے کہا کہ تشریف لیجائیے اکی خبر پہلے سے جو چکی ہو
 اندر بارگاہ کے آیا ہوا بارگاہ پر سے آداب بجا لایا مرد یا کارا نگاہ رو برو قبلہ عالم سلامت ہما وزیر نے جو یہ شوکت و شان عمرو کی دیکھی

حیران ہو گیا پہلے تو سوا شرفیان خود گدرا نین آپ نے بجلدی تمام اٹھا کر نہ زنبیل کین بعد اسکے سہیل خان کی طرف سے کشیدان
جو ہر کی دین وہ بھی فوراً داخل زنبیل ہوئیں شاہ عمرو نے پوچھا کہ سہیل خان کیسا ہے ہمارے دست ادب جو ذکر عرض کیا کہ وہ زنبیل
سہیل خان پتہ یہ میں گرفتار ہوئے عمر و بن عمرو نے خبر لیا اٹھا اور ہاتھ ہما دیر کا اپنے ہاتھ میں تمام کر خلو گاہ کی طرف متوجہ ہوا ایک باب
خیمہ استاد تھا دروازے پر نیچے کے چلن پڑی تھی صاحب بغداد گران نظر کردہ علی عثمان حشر قرآن مجلسی ہمراہ تھا اسنے چلن کو اٹھایا
عمر و ساتھ ہما وزیر کے اندرون خیمہ آیا وہاں بیٹھ کر سہیل خان کا حال پوچھنے لگا کہ اے ہما تو سچ سچ احوال سہیل کا بیان کر کر اسکا کیا
ارادہ ہے اور کیا کہتا ہے ہمارے عرض کیا کہ اے شاہ عمرو سہیل خان کا یہ معقولہ ہو کہ میں جسطرح سے بسر خواندہ حمزہ صاحب قرآن ہوں
اسی طرح سے میں آپکا کترین ہوں میں قبل ازین بھی آکھو اپنا مالک سمجھتا تھا اور اب تو پروردگار عالم نے بادشاہ کیا ہر مرتبہ سلیمانی دیا
ہو پس عمر و بن عمرو نے سہیل کو چپ ہوا اور کچھ مہرہ آگے رکھا ہوا تھا اٹھا کر تھوڑا سا آپ کھایا اور پانچ دانے بادام کے ہما کو دیے اور کہا
کہ تم بھی اسے کھاؤ ہما از بسکہ حکمزد و دشوور ہے سمجھا کہ اسہیل بیہوشی آمیز ہی ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ہر دہرشد میری طبیعت کچھ علیل ہے
میں نہ کھاؤ لگا عمرو نے کہا کہ اے ہما پانچ سات بادام کیا نقصان کریگے اسے کھاؤ یہ مہرہ ابھی تازہ ولایت سے آیا ہے سرخ پیدا سے
چاہا کہ ان باداموں کو میں نہ کھاؤں کیونکہ جانتا تھا کہ ان باداموں کو کھا کے میں دام بلا میں گرفتار ہو جاؤں گا مگر انکار اسکا پیش نہ
گیا تا چار کھانا پڑا پھر کھانے کے کنبھان اسکی لپکنے لگیں دوران سراح حق ہوا اسنے کہا کہ ہر دہرشد میں جو عرض کرتا تھا کہ مہرہ مجھے نقصان
کرتا ہے حضور نے نہ مانا اور مجھے کھلایا اسکے کھانے سے دوران سراح حق ہوا شاہ عمرو نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں ہے چند قدم اٹھ کر ملو
تھاری بجال ہو جائیگی اسنے کچھ تامل کیا عمرو خود اٹھ کھڑا ہوا اور ہما سے کہا آؤ ہما بیٹھے شاہ عمرو کے ہوا لیا کوئی دو قدم چلا تھا کہ
بیہوشی جو طمانچہ مارتی ہر سرے ناگین اور بیہوش ہو کر گرا قرآن علیہ کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہوا بیان شاہ عمرو
نے تمام لباس ہما وزیر کا اتارا اور ایک روغن عیاری نکال کر صورت اپنی تبدیل کی ٹھیک ٹھیک قطع ابنی ہما وزیر کی بنائی کوفال
و خطا اور وضع و طرح اور ترکیب میں کچھ فرق نہ تھا اور وہی لباس ہما کا اپنے جسم پر آراستہ کیا ہما وزیر کو اپنے بنگ کے نیچے ڈال کر
آپ باہر نکلا اور بجلدی تمام ہاتھی پر سوار ہو کے قلعہ مشتری حصار کو روانہ ہوا اور فیلبان سے کہا کہ جلد مجھے قلعے میں پہنچاؤ
اسنے لعلیت ہاتھی کو ہونا شروع کیا اور بیانک اسکو گھبراہٹ میں مارین کہ سر اسکا جا بجا سے شق ہو گیا وہ گھڑی کے عرصے میں پہلے
علی کو قلعے میں پہنچا دیا لوگ تمام قلعے کے مزد ہوتے کہ ہما جلد کیوں پھر آیا اور شاہ عمرو مکان میں سہیل خان کے داخل ہوا
سہیل خان کو دیکھا کہ بستر خواب پر بڑا گراہ رہا ہے مگر سہیل کی نگاہ جو ہما سے علی پر پڑی اٹھ بیٹھا عمرو سمجھا کہ سہیل خان بڑا کمزور
ہو یا تو یہ گراہ رہا تھا یا تجھے دیکھ کے اٹھ بیٹھا سہیل خان نے پوچھا کہ تو پاس عمر و کے گیا تھا کیا ہوا اور وہاں کیا ٹھہری عمرو نے کہا
وہی تدبیر کی سہیل نے کہا کہ عمرو بیان اسنے بر راضی ہوا اگر بیان آئیگا تو میں اسکو گرفتار کر دوں گا میں جب اسے پکڑ لوں گا اور حمزہ صاحب قرآن
کو قید سے نجات دے گا وہ مجھے نہایت خوش ہونگے عمرو نے جو یہ کلمہ دکھلا م سہیل خان کے سننے سمجھا کہ یہ تمام فطرت و مکاری وزیر کی ہے
اگر تو ساتھ اسکے چلا آتا تو بیشک بیان گرفتار ہوتا لیکن سہیل خان نے دیکھا کہ ایک خدمتگار بھی حاضر ہے بہت گھبراہٹ اور سمجھا کہ ایسا
منوکہ کوئی غماز تیری طرف سے جا کر غازی کرے یہ سمجھا کہ چپ ہو رہا ہے اور کچھ نہ کہتا عمرو بن امیہ ضمری ہما نہ پیشاب کا کر کے باہر آیا اور
ہاتھی پر سوار ہوا سب نے جانا ہما وزیر کسی کام کو جاتا ہوا اور بیان عمرو بن امیہ ضمری بارگاہ کور واد ہوا جب بارگاہ میں پہنچا
صورت اصلی بنائی اور تخت پر آکر منکھن ہوا ہر ایک نے پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لیگے تھے عمرو نے کہا میں سہیل خان کے
پاس گیا تھا اور تمام نقل گذشتہ اور آنا ہما وزیر کا اور اسکو بیہوش کرنا پھر اسکی صورت بنکر پاس سہیل خان کے جانا یہ سب
بیان کیا اور کہا کہ اگر میں کرو فریب میں ہما کے آجاتا تو مفت میں گرفتار ہوتا پروردگار عالم نے اس مکار کے مکر سے بچایا اور
حشر قرآن سے کہا کہ لاؤ ہما کو حشر قرآن نے اسوقت لا کر حاضر کیا شاہ عمرو نے حکم کیا کہ اسے سنون بارگاہ سے باندھ دو

بوجب حکم شاہ عمر و کے ہما کو سنون بارگاہ سے باندھنا قبلہ رفع ہیو شی ویا چھینک آئی انکھ کھو لکر جو دیکھا اپنے تئیں سنون بارگاہ سے بندھا ہوا یا خیال کیا کہ کیا خواب میں دیکھتا ہوں آنکھیں بند کر لیں اسوقت عمر و نے باور زبند کہا اسی ہما چشم خود را دا کن جان خود را تماشا کن یہ خواب نہیں ہو میں بیداری پر اسوقت ہما نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ سامنے تخت سلطنت پر عمرو و بٹھا ہوا تھا اگر اسے جھکو گرفتار کیا ہو عمرو و لا اے ہما بازی بازی بریش بابا ہم بازی ہمارے پاس مکر و فریب سے آیا تھا اور تو نے چاہا تھا کہ ہم گرفتار کر کے مکر میں مشور ہو کر کھل جاؤ گے سانیان مارے ساکے کو سے بال نہ پیکا کر کے دو جگہ میری ہوئے نہ یہ لکیر خواجہ نے حکم دیا کہ ان سے اسے مارو غرض بوجب حکم کے اسوقت جو بکاری ہما پر ہوئے لگی بیان تک مار کھلوانی کہ تمام کھال اس کے جسم کی اوڑھ لگئی تو اسے خن کے جاری ہوئے اور بیہوش ہو گیا اسوقت شاہ عمر و نے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو اور آپ قلعے کی تار پر میں مصروف ہوا اور سہیل خان کو خبر پہنچی کہ عمرو نے ہما و ذہر کو گرفتار کیا اور بیت مارا اب ارادہ اسکا ہے جو کہ تمہارے آپ سے نہیں ہے سہیل خان یہ خبر سن کر بہت گھبرا یا اور حکم کیا کہ دروازہ قلعے کا بند کر لیو پل پختہ آٹھا لو خندق کو پر آب کر دو تمام برجوں پر قلعے کے توپیں برخواستہ ہو بوجب حکم سہیل خان کے قلعہ آراستہ ہوا سہیل خان قلعہ بند ہو کر بیٹھا خبر عمرو و کو پہنچی شاہ عمر و نے حکم کیا کہ قلعے کو گھر لو بوجب حکم محاصرہ کر کے کمارن گڑھ ٹلیان تیار ہوں آٹھ ٹلیان بنانے لگے عمرو و صبح کو بارگاہ میں بیٹھا تھا عیار تمام حاضر تھے دربار محمودی تھا تاج ہو رہا تھا ایک نازک اندام غزل گار ہی تھی جام شراب گردش میں تھا عمرو و عیاروں سے باتیں کر رہا تھا گلابا و عوامی کی طرف مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ اگر گلابا و خان عوامی دیکھو اس سہیل خان مشتری تصاری کی کھیتی آئی ہو کر اسے مجھے پہلے قریب دیا جب حال اسکا کھل گیا تو اب قلعہ بند ہوا ہو اگر اگر قید ہوں پر میرے گریہ تو میں انصاف کی جان کر دیتا لیکن وہ اس بھروسے پر تھا کہ بدبانی کا کٹوا دیا ہو اگر قلعے کے دروازے ہو گیا ہو اور جانتا ہو کہ میں دروازے نہ ہوں اے گلابا و خان ایسا اس سہیل خان کو ذلیل کر دے گا کہ یہ بھی یاد کرے اور برق فرنگی سے کہا کہ برق فرنگی خان دیکھو میں دریا میں سرنگ لگا کر سہیل خان کو پکڑ لاؤ گا برق نے عرض کی کہ اگر شہنشاہ گیتی تباہ آجپسکوئی کیا غالبہ کر لگا اسکی شامت تھی جو آپ سے بگڑی سی باتیں ہو رہی تھیں کہ سرسنگ کی نے اگر عرض کی چالاک تصدیق ہو گیا بس یہ کلمہ عمر و نے یکبارہ پڑھا اپنے منہ پر مارا اور نعرہ کوہ شکات کھینچا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پچھا رہیں کھانے لگا یہ حال تھا کہ آہ سر کھینچتا تھا اور کہتا تھا نشان ہمارا مٹ گیا کوئی جانشین ہمارا نہ رہا لوگوں نے سمجھا نا شروع کیا کہ صبر کیے مگر عمرو اپنے دل میں سوچا کہ یہ ناشدنی نہایت مکار ہے ایسا منو کہ اسنے دم چاکر آپا پر مردہ بنایا ہو سر اٹھا کر کہا کہ اے سرسنگ کی لاکھ اسکی ہمارے پاس لے دو ہم دیکھیں تو سہی کہ وہ مر گیا ہو یا مگر کیا ہو سرسنگ گیا اور لاش اٹھا کر سامنے عمرو و کے لایا اور آگے رکھ دی عمرو نے جو نگاہ غور دیکھا تو نشانیاں موت کی سب چہرے پر تھا ہر دین دونوں آنکھوں کے نیچے قلعے پر سے ہوئے ہیں تاکہ بیڑی دلی ہر منہ میں کھن بھرا ہوا ہو منکا ڈھلا ہوا ہاتھ پائوں کرخت ہیں بس یہ صورت دیکھ کے دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑ لیا اور ایک آہ کھینچی بعد اسکے پھر خیال میں گذرا کہ اے عمرو و شاید اسنے مکر کیا ہو کسو اسنے کو بھی تو شہر مصر میں مردہ بنا تھا اور حمزہ کو چھڑایا تھا یہ خیال دل میں لاکھ سرسنگ کی سے کہہ کر جھکو ہمارا مردہ بنایا دم ہو کہ مصر میں ہم مردہ بنے تھے اور بھنگ نے دسون ہاتھوں میں ہاتھ کے اور پائوں کے دسون ہاتھوں میں جلنی ہوئی میخیں لوہے کی ٹھکڑا دی تھیں اور چھاتی پر جلتا ہوا توار کھاتا تھا مگر ہماری انگلی تک نہ ملی تھی ایسا منو کہ اس جو انا مرگ نے بھی مکر کیا ہو خبر میں تو ان اسکی چھاتی پر کیا رکھوں اور مہتر قرآن سے کہا اے مہتر قرآن تم اسکی فصد لو مہتر قرآن نے کہا بہت اچھا اور اپنے دل میں سوچا کہ اے مہتر قرآن اگر یہ مر گیا ہو تو بڑا عیار مرا اگر زندہ ہو فقط مکر ہو فصد تو نے کھوئی اور خون جاری ہوا تو عمرو و اسکو ابکی مار ہی ڈالیا اب تک نشان کوڑوں کے اس کے بدن پر سے لگے نہیں جا بجا بدن پھٹا ہوا ہے پانی زخموں سے بہ رہا ہے سوچا اور چالاک پر رحم کھائے کہ اس کے نشتر مارا خون نہ نکلا عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مر گیا ہو کہا اسکی لاش کو حریان کر کے مریضے پر پھینک دو کہ جو اپنے آپ سے بدی کرے اسکی مزار پر نہ پڑے

کے بھی اس پر غصہ رہے اور گوشت و استخوان کو سے اور کٹے کھائیں قرآن اُسکی لاش کو اٹھا لگیا اور ایک بلندی پر کہ وہاں چشمہ
 آب تھا اور کچھ درخت تھے وہاں پر لاش چالاک کی ڈال دی اور پھر کمر عمر سے عرض کی کہ لاش اُسکی پھینک دی عمر و نے کہا خوب
 کیا کہ میں دغدر غنے سے اُسکے فارغ ہوا اب فکر مجھے تلخہ مشتری حصار لینے کی رہی عمر و کو تو اسی فکر میں چھوڑ دینے اب حال چالاک
 کا شبیہ اسے جب دیکھا کہ قرآن چلا گیا اور کوئی آدمی وہاں نہیں ہے نہ بغیر ہاتھوں سے کالی اور نہ کھڑا ہوا لیکن کچھ جسم پر نہیں
 عریان تن ہر بدن جا بجائے شق ہر اتنے دنوں جو قید میں رہا تو لاغر ہو گیا ہر جی میں کتا ہو کر اے چالاک جو کچھ پاس ہوا اب کسی نہ میرے
 امیر ہاتھ کو قید سے چھڑانا چاہیے غرض اس شبے سے نیچے ہر اس سبب شدت گرسنگی تلاش خزان میں مصروف ہوا اسی فکر میں چلا آتا ہر
 کو کہیں کچھ چھپائے تو کھائے آئے تھے ایک مقام پر پہنچا دیکھا کہ چند کھیت ہیں انہیں کچھ اناج بویا ہوا ہے اور ایک مرد دہقان ایک کھیت
 میں ہل جوت رہا ہے چالاک قریب اُس زمین مزرعہ کے پہنچا نگاہ اُس دہقان کی اس پر بڑی چالاک کو اس سہولت سے دیکھ کر دہقان
 نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اس نے کہا کہ میں مسافر ہوں اپنے ملک سے آتا تھا مشتر مشتری حصار کو جاتا تھا جس وقت یہاں پہنچا
 بسبب اس کے کہ یہاں قدر ہو لوگوں نے مجھے لوٹ لیا بہت سامان اور مجھے قید کیا کھانیکو بھی نہ دیا میں بصد خرابی اپنی جان بچا کر بھاگا
 اب مارے ہو کہ میرا حال بہت غمیر ہے کچھ کھانیکو دے اُس دہقان نے اس کے حال پر رحم کیا محتوڑا کھانا اپنے گھر سے لاکر اسے
 کھلایا پانی پلا یا اور ایک چادر بھی اوڑھنے کو دی اب چالاک کھانا کھا کر وہ چادر اوڑھنے کے ایک طرف کوروا نہ ہو وشت پہانی کرتا
 ہوا چلا جاتا ہے یکایک دیکھا اسے ایک تنق گرد و غبار کا اٹھا کہ جسے سپردوار کو تار یک کر دیا جب وہ گرد قریب پہنچی گردنے بار بار کو
 باد نے مارا گرد کو دامن گردن لگا دیا اور کچھ نشان نظر آئے بعد گزرتے نشان دغیرہ کے دیکھا کہ چار سوار ابلے ہیں انہیں چالیس
 چالیس چوڑی ہاروں کی جتنی زنجیریں کاشانی تھیں اور سلطان ہات کی پٹری ہوئیں سلین کلاتوئی بنی ہوئیں گردن پیشی جھال رہی ہوئی
 ہر قدم پر پاؤں کی آہٹیں کی بیوں کے گلے میں گھسے گھسے سونے کے پڑے ہوئے آواز چیم چیم کی بلند اس پر خزانہ لدا ہوا ہے کہ خراج
 ایک فرنگستان کا اور لہر اس پر حیرانہ از معاص خاص شترادہ علم شاہ رومی کا ہمراہ ہے چالیس ہزار جوان اس کے ساتھ
 زمین سب زرق برق لباس پہنے ہیں چالاک نے بول لہر اسپ کو دیکھا نزدیک جا کر سلام کیا لہر اسپ چالاک کا حال پریشان
 دیکھ کر حیران ہوا احوال پر چھا کہ کیا ہوئے تھیں اس حالت کو سوچنا یا ہے چالاک بیچ مار کے رویا اور شکوہ پر داز جو رنگی ہو تمام
 احوال صاف قرآن اور عمر و کے باہم پکارے ہوئے کا بیان کیا اور کہا کہ اب چرخ شہدہ گور اور فلک مغلہ پر دھنے اُس باجی کو تو
 بادشاہ کا ہر روز وہ شہدہ گور پر یہ کمر استفسار کیا کہ تم کہاں گئے تھے اور کہاں آئے ہو لہر اسپ نے بیان کیا کہ مجھ کو
 علم شاہ رومی نے خراج ملک فرنگ کا لینے کو بھیجا تھا چنانچہ میں قریب دس کروڑ روپیہ کے لیکر آیا ہوں اور اے چالاک اب
 میں کیا کروں یہ روپیہ کسے دوں اگر عمر و سے مقابلے کا ارادہ کروں تو میری کیا لیاقت ہے میں اُس سے کب عمدہ برا ہو سکونگا
 جسے کہ امیر کو سرداروں سمیت گرفتار کر لیا اور لقا بھی پاس اُس کے قید ہو چالاک نے کہا کہ اے لہر اسپ اگر تو چاہے تو امیر
 رہا لی بائیں اور قید سے جھوٹ بائیں لہر اسپ نے کہا کہ وہ تدبیر تو مجھے بتا چالاک نے جواب دیا کہ اے لہر اسپ عمر و ہر مرد
 ہر ایک ایک کوڑی پر اپنی جان دیا ہے تم جس وقت جا کر اسکو یہ روپیہ دو گے وہ تم کو اپنے سر پر بٹھائیگا اور بہت خاطر سے پیش آئیگا تم
 اپنا خیمہ برابر خیمہ عمر و کے برابر کرنا وہاں سے دنا سخا امیر کا قریب ہے جب وہاں خیمہ تھا برابر پاس ہو گا میں لقب لگا کر امیر کو بھیج دوںگا
 لہر اسپ نے کتنا چالاک کا قبول کیا چالاک خدنگار کی صورت بکر سا تھا ہوا لہر اسپ روانہ ہوا جب قریب لشکر شاہ عمر و
 کے پہنچا ہر کاروں نے خبر شاہ عمر و کو دی کہ لہر اسپ دس کروڑ روپیہ خراج فرنگستان کا لیکر آیا ہے عمر و سنکر ایسا خوش
 ہوا کہ بھولانہ سہانا تھا برق فرنگی سے کہا کہ تم جا کر لہر اسپ کو استقبال کر کے لاؤ برق فرنگی گیا اور لہر اسپ کو اپنے
 ساتھ لیکر آیا جب لہر اسپ داخل بارگاہ سلیمانی ہوا عمر و کو دیکھا کہ کمال شوکت و شان سے تخت بادشاہی پر بیٹھا ہے

چتر سر پہ چھ رہا ہو دیکھ کر حیران ہوا جھک کے سلام کیا آگے بڑھ کر نذر گذرانی پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کیا کہ میں جس طرح غلام
 حمزہ صاحب قرآن کا تھا اسی طرح سے آپ کا بھی تابعدار ہوں عمرو نے لہراسپ کو خلعت دیا اور کرسی جو امیر نگار پر بٹھایا تھا
 دعوت ساتھ لے گیا اور کہا اے لہراسپ میں حمزہ کی بیوہ خاتون تجھے کیا بیان کروں میں نے حمزہ کو خاک سے پاک کیا ہے
 صاحب قرآنی ہو بچایا ہر مقام پر اسکی اور اسے لشکر کی مدد کی ہر جگہ جان بچانی تمام کیفیت گذشتہ اپنی لہراسپ کے سامنے بیان
 کی لہراسپ نے جواب دیا کہ حمزہ صاحب قرآن نے برا کیا جو آپ سے بگاڑی غرض کہ لہراسپ نے عمرو کی بہت کچھ خوشامد
 چاہی کی غرض لہراسپ سے بہت راضی ہوا اور دنگل لہراسپ کا جبار گاہ سلیمانی میں بچھا رہتا تھا وہ بیٹھنے کو اسے عطا
 کیا لہراسپ نے عرض کیا کہ امیر شاہ عمرو اگر ارشاد عالی ہو تو غلام بھی اپنا خیمہ قریب بارگاہ آسمان پایہ گاہ استادہ کو بوسہ
 سے فرمایا کیا مضائقہ ہو اور اے لہراسپ چتر انداز تھاری جگہ ہمارے دل میں ہر جان تھا را جی چاہے وہ ان اپنا خیمہ استادہ
 کر دے سب باتیں بسبب طمع زر کے تھیں نہ جانتے تھے کہ نظم طمع را سر حق ست و ہر سہ تھی و اذان طامعان را نہا شد ہی و ہر وز
 طمع دیدہ ہونمند و در آرد طمع مرغ و ما ہی بہ بندہ عرض لہراسپ نے قریب خیمہ عمرو خیمہ اپنا بر پا کیا جسوقت عمرو نے دربار بر پا
 کیا اور سب لوگ اٹھ اٹھ کر اپنے اپنے خیموں کی طرف گئے لہراسپ اپنے خیمے میں آیا چالاک انداز نگار کی شکل بنا ہوا اسکے خیمے میں موجود
 تھا اسکو اپنے قریب بلایا اور کہا اے چالاک جو کچھ کہتے کیا تھا وہی میں نے کیا اور خیمہ اپنا قریب خیمہ عمرو کے بر پا کرایا اب کوئی تم پر ایسی
 کرو کہ جس سے حمزہ صاحب قرآن خیمہ سے نجات پائیں چالاک نے کہا کہ اے لہراسپ تم کہتے ہو میں خود ہی تیرے میں ہوں اور میرے
 نودل کو لگی ہوئی ہے یہ کھڑک چالاک نے لہراسپ سے کہا کہ تم دروازہ خیمہ بند کرو اور خبردار کسی کو اندر نہ جانے کے نہ کہنے دینا میں بیان
 نقب کھود کر امیر کو چھڑا ہوں لہراسپ نے دروازہ خیمے کا بند کر لیا اور حکم دیا کہ خبردار کوئی ہمارے پاس نہ آنے پائے اور یہاں
 چالاک نے بیٹھ کر خیمے میں اسکے نقب کنی شروع کی اسقدر گرمی نقب کھودتا ہوا چالاک ایک آدمی بغراغت تمام کھڑا ہو کے اس نقب
 کے اندر سے نکل آئے غرض کہ کھودنے کھودنے دو سراسر نقب کا اس جگہ پہنچا یا کہ جہاں امیر قید ہیں اور یہاں امیر با تو قبرنگو
 پرد از جو ز فکلی ہیں کہ کیوں اسی فلک کچر فنا را و گردون خدا را وقت گر او سفلیہ بردار و ارازل پرست او تیر دست او پا جی تو از او
 ایڈار ساسے بردوران غمزد و ناز یہ کیا کجروی تو نے ہمارے ساتھ کی کہ یا تو ہم اس مرتبہ اور مرتبہ پر تھے کہ تمام عالم ہمارا تابع فرما
 اور مطیع ہر ملک گرد کشورستان تھا یا آج ہم اس ساربان زادے کی قید میں ہیں اسی گفتگو میں تھے کہ نوک خنجر کی امیر کے
 تلوے میں لگی صاحب قرآن نے پائون ہٹایا اور کہا کہ زمین بھی ہمیں نہیں بیٹھنے دیتی خدا جانے سانپ نے کالا باجھوئے ڈنک مارا
 یہ کہتے ہی تھے کہ طبقہ زمین کا اڑا اور مہرہ نقب کا نمودار ہوا ایک شخص خاک آلودہ آسمین دکھائی دیا امیر نے پہچان کر چالاک
 بن عمرو ہی بوجھا کہ اے چالاک تو کیوں زندہ ہوا اور یہاں پہنچا نے عرض کیا کہ مقام گفتگو کا منہیں ہی جلد تشریف لیجئے امیر اٹھ
 کھڑے ہوئے اور تمام سردار ہمراہ ہوئے چالاک نقب کی راہ سے امیر کو مع سرداران گرامی کے لہراسپ کے خیمے میں لایا لہراسپ
 اٹھ کھڑا ہوا امیر کو سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ لاؤ آئنگہ و ن کو کہ قید بن رہے امیر کے اور سب سرداروں کے دور کرین
 اسوقت صاحب قرآن نے فرمایا کہ آئنگہ کی حاجت نہیں ہو قید کا تو دنیا وقت پر مقرر ہو کھڑک چھکری پڑی طوق جھکا دیو کبریا مند تار جھکوت
 کے توڑ توڑ کر چھینکے یہی اسی طرح جو جو سردار زبردست تھے انھوں نے اپنی قید توڑ کر چھینک دی اور جو سردار کمزور تھے ان سب
 کی قید بن سرداران زبردست نے توڑ ڈالیں غرض سب کے سب قید سے چھوٹے لہراسپ نے کھانا پانی شراب کباب جلد دعوت
 کے اسباب صاحب قرآن کے سامنے لا کر موجود کیے امیر نے کھانا کھا با اور شراب پیکر سو رہے صبح کو جو بیدار ہوئے نماز سے
 فراغت کی اور لہراسپ سے کہا کہ میں جا کر اس ساربان زادے کو بکڑتا ہوں لہراسپ نے کہا کہ میں بھی ہمراہ ہوں امیر مع
 سردار دن کے عمرو کو پکڑنے کے لیے روانہ ہوئے یہاں عمرو بارگاہ سلیمانی میں تخت باوشاہی پر بٹھا ہوا تھا اور تمام

عیار دنگلون پر بیٹھے ہیں کہ سرسنگ کی نے اگر سلام کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا دینا سے بادشاہی بجالا یا اور عرض کیا کہ وہ نا اہل
یعنی زلزلہ قاتل زندہ ان سے مع سر داروں کے چھوٹ گیا کوئی نقب زنی کر کے چھڑا لیا عمر وہ خبر سنتے ہی بدحواس ہوا اور کہا کہ بربک
یہ کام اسی ناشدنی چالاک تاہم ہمارے کارے و سیاست تو کر کے حمزہ کمان گیا یہی باتیں ہمیں کہ امیر نے دروازہ بارگاہ پر
پہونچ کر غور کیا ہم زلزلہ قاتل ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران عالیشان اور ساربان زادے میں کب چھوڑنا ہوں تجھے کہ میرے
ہاتھ سے زندہ بچے عمر و نے جو عمرے کی آواز سنی اور امیر کو سامنے سے آئے دیکھا قریب تھا کہ روح غالب سے پر واز کر جائے
اپنے عیاروں سے بھاگ کر گیا کہ تم سب بھاگ جاؤ میں اس عرب سے بچو لنگا عیار تو سب گریز ان ہوئے عمر و نے تاج شاہی سر
سے اتار کر زمیں میں رکھا سپرد تلواریں امیر کے سامنے آبا اور کہا عرب ہو فاس روز نور الدہر کے صدفے میں بگلیا تو نے
ایک کوڑا میرے مارا تھا کہ اسکا پھند نامیر سے چھو گیا تھا اسکے عوض میں اگر سو کوڑی بانس تجھ پر توڑوں تو اپنا نام عمر و
پر رکھو لنگا صاحبقران عمر و کے اوپر دوڑے عمر و نے جست کی کہ انکو بچا پانوں کا لندھوڑ کے سر پر لگا امیر مر کب پر
سوار ہو کے پیچھے عمر و کے چلے اور تمام سردار ہمراہ صاحبقران کے ہوئے فخر قران حبشی نے فرصت پا کر ناموس اور
خزانہ و اسباب عمر و کا اپنے ہمراہ لیا اور بیٹہ شمشاد میں آیا قلعے میں داخل ہوا اور حکیمیت خاطر بھاگ کر امیر اسقر پر سوار پیچھے
عمر و کے چلے آئے ہیں اور آگے آگے عمر و بھاگا جاتا ہوا دیکھتا جاتا ہوا کہ حمزہ دیکھوں تو سی کیونکر تو مجھے پاتا ہی ہاں تک کہ بھاگے
بھاگتے برابر ایک پہاڑ کے عمر و پہونچا اور پہاڑ پر عمر و نے چڑھنا شروع کیا صاحبقران بھی قریب کوہ پہونچے دیکھا کہ عمر و
پہاڑ پر چلا جاتا ہوا صاحبقران نے قریبوں میں سے کمان حضرت یونس علی نبیہا علیہ السلام کی اور ترکش میں سے تیر یا زدہ
مشتی سنتہ سو فارز مرد پیکان عقاب پر بھرنے لکھ بیٹھ کر کے ہاتھ کو کن دیکے چاہا کہ عمر و پر مارین اور عمر و نے بھی دیکھا کہ امیر
نے کمان حضرت یونس علیہ السلام کی ہاتھ میں اٹھائی عمر و خاصیت سے اس تیر و کمان کی آگاہ ہو چسپ تیر اس کمان کا چڑھا
خلائین کرتا عمر و حیران و ششدر ہوا اور دست مناجات بزرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے قطعہ نوآن رفیع مکاشفے کہ
ساکنان خاک و برآستان تو دارند میل و ربانی و چہ حاجت است پیش تو حال دل گفتن کہ حال خستہ دل مرا تو خوب
میدانی کہ یہ تو مصروف دعا تھا کہ دست یغی پیدا ہوا اور کہیں اسکی نیچہ دیکھے طرف آسمان کے بلند ہوا جب زمین سے عمر و بلند ہوا تو
پکارا کہ امیر عرب ہو فاکمان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکچوین سے نہ بیٹھنے دو لنگا امیر دیکھتے رہ گئے اور عمر و غائب ہو گیا امیر ناچار
وہاں سے پھرے سہیل خان مشتری حصاری قلعے کا دروازہ کھول کر باہر آیا اگر امیر کے قدموں پر گرا امیر نے اسکو گلے سے لگایا
اور اسے بیٹے مشتری شاہ کو چاہا قید کرین اسنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ میں مسلمان ہوں میری خطا کیا ہو جو کچھ بدی کی آپکے ساتھ
عمر و نے کی میں تو حضور کا خانہ زاد ہوں امیر نے اسکو خلعت دیا اگر بارگاہ میں بیٹھے تمام سردار اپنے اپنے دنگلون پر کھن ہوئے
اور چالاک کو بلا کر کسی ہر پر بٹھایا بہت بھاری خلعت عابت کیا لہر اسپ تیر انداز کو نام ترکستان کا اختیار دیا اور بڑی
وصوم سے جشن فرمایا بعد اسکے کہ لاؤ اس گبرنا ہمارے کفر اساس لقا سے بحق شناس کو دار و فرزند انما نے زمر و شاہ باختری
کو لاکر امیر کے سامنے حاضر کیا یہ کافر اگر بکا را کا امیر بندگان گستاخ یہ کیا بے ادبی کرتے ہو میرے غضب خداوندی سے نہیں ڈرتے ہو
امیر نے جواب دیا کہ او خوس ہاویہ ضلالت یہ کیا جھک مارتا ہوا اس گمراہی سے باز آ اور آکھو خدا کا بندہ جان خدائی سے بادشاہت
کچھ کم نہیں ہوتی ہر اگر تو مسلمان ہوگا تو جہانک میں نے ملک تیرے لیے میں وہ سب بچکچوید و لگا اور جو تو میرے کھنے پر عمل نہ کر لگا
تو مجھے قتل کرونگا اس رو سیاہ سے کہا کہ امیر بندہ سیاہ دل میں ہی تیرا خدا ہوں امیر نے غنط و غضب میں اگر حکم دیا کہ لکے کفش
اسکے منہ پر لقا چلا یا کہ امیر حمزہ مجکوا اس بندہ گستاخ یعنی عمر و نے گرفتار کیا تیرا قیدی میں نہیں ہوں جب تو مجھے پکڑ لگا جو کچھ
کیگا قبول کرونگا یہ کلمہ سکر امیر نے حکم کیا کہ اسے چھوڑ دو لقا قید سے رہائی پا کر اپنے ساتھ والوں سے کہتا ہوا چلا کہ دیکھا تھے میری

قدرت کو عمر و از بسکہ مغرور ہو گیا تھا کس طرح اسے حمزہ کے ہاتھوں یہاں سے بھاگوا دیا اور میں اپنی قدرت کا اسے کس طرح چھوٹا ہو
 چلا آیا وہ جو احمق اس کے ساتھ تھے انھوں نے امانا و صدقہ کا غرض لقا اپنے لشکر میں داخل ہوا اور وہاں سے کوئی شہر اہتم کو چلا جب
 قریب شہر اہتم کے پہونچا شاہان اہتم خورشید اختی جمشید اختی استقبال کر کے لقا کو اندر تلے کے قیلے اور دعوت و ضیافت
 میں مصروف ہو گئے اس باب حمزہ صاحبقران ایک روز شہر مشتری حصار میں رہے بعد اسکے مرصع حصار زمرد حصار
 لغرہ حصار میں ایک ایک روز رہے شہنشاہ مرصع پوش شہر بار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش کو خلعت دیکر امیر کوچ
 کر کے شہر اہتم پر آئے اور جس مقام پر خیمہ پہلے تھا اسی جگہ بارگاہ سلیمانی اساد کی اور اس با اقبال نے نزول بلال فرمایا
 اب داستان مذرت بیان لقا بدار قنطورہ پوش کے آنے میں اور شریک عمر و ہو کر امیر سے لڑنے

میں بیان ہوتی ہے

اول حال عمر و کا سننے کہ اسکو جو خیر اٹھا کر لگیا کچھ دیر تک تو یہ اپنے ہوش میں رہا بعد اسکے ہوش ہو گیا مطلق اسے خبر نہ تھی کہ میں
 کہاں جاتا ہوں اور کون مجکو لیے جاتا ہے جب اسکی آنکھ کھلی اور ہوش آیا آکھو ایک بہار پر پایا اور دیو تندرک کو دیکھا کہ ہاتھ
 باندھے کھڑا ہر عمر و نے پوچھا کہ ایو تندرک تو کہاں تھا اسے عرض کیا دوسرا کا کمون کا سے کمون کمون سو کو پتیا سے بدگوئی
 کا سا پسنا بھیسو سمجھ سمجھ پچھانے پھر عمر و اور دیست اندر دل اگر گویم زبان سوز دہد و گروم در کشم ترسم کہ منزا سخوان سوز
 غرض کچھ اشعار دردناک پڑے کہ گویا ہوا با استاد کیا بیان کردن عجیب آفت میں مبتلا ہوں دام الفت میں پھنس گیا ہوں زندگی
 خلاق ہو صدقہ فراق ہو چرخ بیدا کرنے لوثا ہر مجھ پر کوہ ملال لوثا ہر شہر اہم کی طرح اشک باری ہو پھر صورت برق بقراری
 ہر بہ جدائی میں دختر بہار پیری کی یہ حالت میری ہر عمر و نے کہا کہ ایو تندرک زیادہ باتیں نہ بنا کہ میں خود گرفتار حبست ہوں
 لقمہ حین دگو نہ رات کو اگر املا | امانتا ہی نہیں دل خود کام | لشکر عشق کی جڑ صافی ہما | اسمن جان غم جدائی ہر

اور اتنے اپنے انکھوں سے دیکھا کہ حمزہ سے اور مجھے کیسی عداوت ہو اگر تو نہ ہو پچھتا تو وہ مجکو مار چکا تھا چند بے خبر کر کے اور
 حمزہ سے صفائی ہو جائے تو پھر میں تیری مشفقہ کو مجھے ملا دوں گا تندرک نے ایک آہ کا نرہ کہا اور کہا شعر دل بیتاب
 اور و کون تو یہ دیتا ہے صدرا ہر صبر گتے میں سے اور نکل کسکو یا استاد آپ ذرا پردہ قاف میں شریف لیلیے آب کے
 سب سے میری مشفقہ مجھے نجات دے کر دے سنکر جواب دیا کہ اواحق ہماری کیا حالت ہوگی حمزہ کی جدائی میں تو ابتر سے
 دیکھا کہا کہ وہ اور ہم مثل عاشق و معشوق کے رہے نہ اسکو میرا بیچ گوارا تھا نہ محکمہ اسکی آزدگی منظور تھی میں ہمیشہ اسپر مرنا تھا وہ
 اپنی جان مجھ پر نثار کرتا تھا اور اب دیکھ کہ کیا اسکو مجھے دشمنی ہو کیسی مجھ پر ہر تو اتنا مل کر کہ مجھے اور اس سے ملاپ
 ہو جائے اور اندرون تو مجھے غافل نہ رہنا تندرک نے کہا میں تو ہر وقت آپ کے ساتھ موجود ہوں انہر کا پر بعد گفتگو نے
 بسیار عمر و نے تندرک کو رخصت کیا اور آپ حیران و پریشان سرگشتہ و سرگردان پہاڑ سے اتر کر جانب پیشہ شمشاد روانہ
 ہوا وہاں تمام عیار عمر و کے واسطے منرو و فکر مند بیٹھے تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ خدا جانتے خواجہ کو کون اٹھا
 لگیا کیا اسکا نام ہے بعض گتے تھے کہ کسی دوست کا کام ہو بھی باتیں یقین کہ عمر و آپو پچا عیاروں نے جو عمر و کو حیران و
 پریشان دیکھا تسلی و تسکین کرنا شروع کی اور کہا کہ خواجہ بہتر ہی ہو کہ ان بالزن کو جانے دیجیے آپ تجارت کیجیے اسمن
 بغراعت تمام آپکی اوقات بسر ہوگی اور یہاں سے شہر اس بن الوس کا نزدیک ہو نہایت آباد و ہر کمال رعایا و باغی
 خرم و نشاط ہو اور آبادی بھی اسمن بہت ہو عمر و نے کہا کہ تم سب جانتے ہو کہ اس ملعون کے باعث حمزہ سے اور
 مجھے عداوت ہو اور اب میں اس کے شہر میں جا کر تجارت کروں میرا جی تجارت میں کب لگے گا میں اس عرب کو صین سے
 بیٹھنے نہ دوں گا اگر چاہے کہ مجکو اپنے لشکر سے نکال کے آپ پیش کرے یہ نہو گا جس طرح سے میں بیزار ہوں اسکو بھی

مثل غلامان حلقہ بگوش کے حاضر ہو اگر میرے کئے پر عمل نہ کیا تو اپنی سزا کو پہنچا اور عذاب الیم میں گرفتار ہو گا نشی عطار و قسم
عزیز فلم اس مضمون کا نام لکھ کر اس وقت لایا عمر و نے نریمان قبیل سوار کو دیا کہ تم اسکو لیکر حمزہ کے پاس جاؤ نریمان بہت بے علم
عمر و کے نام لیکر روانہ ہوا البتہ اسکے ایک نامہ اس مضمون کا لقا کو نقابدار شجر فی پوش کے ہاتھ بھیجا کہ لقا بہتر یہ ہو کہ مجھ کو نام
دیکھنے کے غائبہ حکم کو پوش ہوش پر لکھ دو رہا علی بن حاضر ہو نہیں تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ نامہ نقابدار شجر فی پوش کو دیکر
روانہ کیا لیکن پہلے ہر کارون نے اگر امیر کو خبر دی کہ ایلچی عمرو کا نریمان قبیل سوار آتا ہو فرمایا کہ خبردار اسکو نہ کوئی اردو کے آئے وہ
نریمان داخل لشکر اسلام ہوا اور تمام لشکر کی کیفیت دیکھتا بازاروں کی سیر کرتا دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا پہلوان عادی
کو دروازہ بارگاہ پر بیٹھے پایا بعد رسم سلام کے کہا جا کر عرض کر دے کہ شاہ عمرو آیا ہے پہلوان عادی نے کہا کہ کچھ عرض کرنے کی ضرورت
نہیں ہے بے محنت اندر جائیے آپ کے واسطے پہلے ہی حکم پہنچ چکا ہے نریمان داخل بارگاہ عرض افتاد ہوا مگر آگاہ پر سے مبرا کیا بھت
امیر کی دیکھ کر وجد کرنے لگا اور اپنے دل میں کہنے لگا سبحان اللہ کیا کیا پہلوان ہیں کیسے کیسے بہادر بے نظیر ٹیٹھے میں کہ خدا مثل میں
نہیں امیر نے جو نریمان کو دیکھا کسی جواہر نگار و نگار کو گھوادی نریمان کر سی پر بیٹھا امیر کشور گیر نے فرمایا کہ جام شراب نریمان
کو دو ساقیان سہیل ساقی نے جام جواہر نگار کو اسنے کیا جبکہ دو تین جام شراب کے اسنے پیے اور دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا
اسوقت یہ پکارا منم نامہ دارم منم نامہ دار امیر با تو قیر نے پوچھا تو کسکا نامہ لایا ہو اور کہنے لگے بھیجا ہے کہا کہ میں شاہ اندران کا بھیجا
ہوا آیا ہوں شاہ عمرو کا نامہ لایا ہوں امیر نے نامہ طلب کیا اسنے نامے کو سر سے گھوٹے دو نوں ہاتھوں پر رکھ دیا اور یہ کہا کہ
اس بارچہ کا غز پر غصہ نہ فرمائیے گا اسکے ساتھ میرا سر و امیر نے وہ نامہ سیف ذوالیدین کو عنایت کیا کہ تم اسے بڑھو صحت
ذوالیدین نے باواز بند پڑھا جسوقت امیر مضمون نامہ سے مطلع ہوئے غنڈہ غضب طاری ہوا فرمایا کہ جواب میں جنگنا مارا سکی
پشت پر لکھ دو سیف ذوالیدین نے لکھ کر نریمان کو دیدیا نریمان نامہ لیکر اٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے کہا کہ آپ برا کرتے ہیں اطاعت
قبول کیجیے ورنہ پھرتا ہے گا امیر نے کہا خدا سے ما بزرگ ست عمرو میرا کیا کر سکتا ہے وہ ساربان زاوہ نہیں معلوم کیا کہتا ہے بیت اگر تیغ
عالم بختند ز جاہ نہ برور گے تا نخواہد خدا سے نریمان نے کہا آپ کو اختیار ہے یہ لکھ کر روانہ ہوا مگر اب حال نقابدار شجر فی پوش
کا بیان کیا جاتا ہے کہ نامہ عمرو کا لیکر جسوقت بارگاہ لقا کے قریب پہنچا نہ مرد شاہ کو خبر ہوئی کہ نقابدار شجر فی پوش فرستادہ عمرو
آتا ہے مرد شاہ نے بختیار گ کی طرف دیکھ کر کہا کہ ای شہطان درگاہ من تو نے سنا کہ ایلچی عمرو کا نامہ لیکر آتا ہے اب اسکے بارے میں
کیا تقدیر کروں بختیار گ نے کہا بجز تقدیر اطاعت اور کوئی تقدیر مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ بندہ آپکا منہ زور ہے اگر اس سے
مخالفت کیجیے گا تو وہ آپکو اندھا ہو جائیگا دوسرے یہ کہ نقابدار شجر فی پوش یعنی نقابدار خندان کا حال معلوم ہو کہ اگر ابھی
وہ بند نقاب کا دور کرے تو سب ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائیں اور وہ سب کی مشکین باندھ کر لیجا بیٹھا اس سے عزت ہی سے چلنا
بہتر ہے لقا نے بختیار گ سے کہا کہ میں اسی ہزار برس آگے ہی تقدیر کر چکا تھا یہ لکھ کر نقابدار خندان سے کہا کہ تم جلو میں کل
شاہ عمرو کی خدمت میں حاضر ہو گا نقابدار چلا گیا اور جا کر شاہ عمرو سے جو کچھ لقا نے کہا تھا وہ سب عرض کیا عمر و چپ ہوا
دوسرے دن لقا سرداروں سمیت دربار عمرو میں حاضر ہوا عمرو نے بہت عزت و آبرو کی بعد اسکے نریمان نے طبل جنگ بجوایا
ہر کارون نے جا کر صاحبقران کی خدمت میں عرض کیا کہ نقابداروں کے لشکر میں طبل جنگ بجایا ہے اور کل اٹھا ارادہ ہے کہ میدان میں
لشکر معرکہ آرا ہے نبرد ہوں امیر نے یہ سن کر ایک آہ سرد سنی اور فرمایا جو مرضی الہی خیر کہہ دو کہ بفضل سبحانی و تائید ربانی ہمارے یہاں بھی طبل
بجے رات بھر دونوں لشکر دن میں تپائی رہی جسوقت کہ صفوں بدال و قتال طر فین سے آراستہ ہوئے مضمون فقہوں نے نقابت کے اشار
پڑے لشکر نقابدار قنطورہ پوش کے علمائے شجر فی جلوہ گری ہمارے نقابدار خندان اپنے باغی کو ہو لکر سامنے سخت
شاہ عمرو کے آبا باغی سے آکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر اجازت میدان چاہی شاہ عمرو نے کہا کہ اگر نقابدار خندان جا کر

تم سرداران حمزہ کو بانہ ملاؤ بس نقابدار خندان ہاتھی پر سوار ہوا اور گھبراہٹ مار کر میدان میں آیا سباز طلب کیا تمام سرداران
شکر اسلام حیران کھڑے تھے کوئی قافلے کو نہ جاتا تھا کسواسیٹے کہ میدان مشتری حصار میں لڑائی اسکی دیکھ چکے ہیں کہ کوئی اس سے
حمزہ پر نہیں ہوا جو لڑا دلیل ہو کر گرفتار ہوا بعد گھڑی بھر کے نقابدار نے پھر فرہ کیا کہ خدا پرستوں میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ میرے
مقابلے کو آئے اور تاب مقاومت لائے سب کو ایک سکنا تھا جواب کوئی نہ کہ سکنا تھا بادشاہ اسلام بھی حیران دہنی بائیں جانب
دیکھ رہے تھے کہ کوئی رنج میدان کا نہیں کرتا تھا کہ میری طرف سے پھر نقابدار نے پکارا کہ خدا پرستو یا تو شاہ عمرو کی اطاعت قبول
کر دو یا میرے مقابلے کو آؤ نہیں میں خود آتا ہوں یہ آؤ از سر امیر نے ارادہ کیا کہ پہلے میں جا کر مقابلہ کروں کہ شاہزادہ ابھم گروہ
رستم شکوہ پہلوان شیر انگن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے مرکب کی باگ لی ساخنہ تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اتر کر
بجرا کیا ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا اسے شہزادہ بدیع الزمان تم حال سے اس نقابدار کے
واقف ہو لڑائی اسکی دیکھ چکے ہو مقابلہ کر کے کیا کرو گے ناحق گرفتار ہو گے بدیع الزمان نے عرض کیا کہ اسے شہزادہ بدیع بھی تو
انگھوں سے نہیں دیکھا جاتا ہے کہ صاحبقران خود جا کر مقابلہ کریں اور ہم شاہد بنیں ہم وہ ہیں کہ آگ ہو تو ہم آئیں بھی کوہن
لیکن امیر بدیع نے آئے دین بعد ہمارے جو چاہے سو ہو بعد از سر میں کن ٹیکون شدہ بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ اچھا سپرد پروردگار عالم کیا اور جام کلام حضرت عنایت فرمایا بدیع الزمان سلام کر کے بی گیا اور تنگ مرکب کو وفاق مری
کے درست کیا کہ عرض زبست حریف پر تنگ کرے اور ہار دگر مرکب پر سوار ہوا بیت چو شیر کہ گریہ ہوا کہین بہت از زمین
وہ آہ بزمین ہا پود سہاگ کا لیا رانوں میں جو مرکب کو مسلا بکلی کی طرح کوئند کے چلا اشعار مرگیش از باد صبا تیز تر بہ وز نفس صبح
سبک خبر تر چون تنگ و پونہ مادی قدم بہت و رسیدی بوجود از دم بہ طرفہ العین میں برابر نقابدار کے پہنچا ہاتھ لگا کر
ہو نقابدار نے کہا کہ یہ میرا دستور نہیں ہے اور بتا کہ تیرا نام کیا ہے بدیع الزمان نے اپنا نام بتا کر میں بدیع الزمان پسر رشید
صاحبقران ہوں نقابدار نے کہا کہ اسے بدیع الزمان تجھے لائق و لازم ہے جو کہ حمزہ کو فہمائش کر کہ وہ اطاعت شاہ عمرو کی
کرے بدیع الزمان نے جواب دیا شعر بدیع الزمان کہ ہنگام زور بہ اگر بولاید پیشم چو مور بہ لیکن مجھے حمزہ صاحبقران
پر اختیار نہیں ہے دوسرے بکہ عمرو کی اصل و حقیقت کیا ہو وہ ایک ادنی سا بان زادہ ہے اور ہمیشہ مطیع حمزہ صاحبقران رہا
اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ امیر اسکی اطاعت کریں نقابدار نے کہا کہ اگر حمزہ عمرو کی اطاعت نہ کر لگا تو بہت پتائیگا خیر لا جو کچھ حربہ
رکھتا ہو بدیع الزمان بولا کہ یہ میرا معمول نہیں کہ میں حریف پر پیشہستی کردن جب تیرے حربے سے خدا مجھ کو پائیگا اسوقت
مجھ کو تنگ میں بھی اپنا حربہ کر دنگا نقابدار نے کہا میرا حربہ غضب خداوند فرعون شاہ ہوا و میری چشم نالی تجھے بہت ہے کہ ہر
نقابدار نے نقاب اپنے منہ پر اٹھائی اور بدیع الزمان سے کلام ہر من نگر بن نگر شاید کہ شناسی مرا بدیع الزمان
بجھو و مشاہدہ دوسے بخش نقابدار کے منہ مار کر نہسا اور منہ سے بیہوش ہو کر گھوڑے پر سے گر افتادہ اترنے ہاتھی پر سے
اتر کر مشکین بدیع الزمان کی باندھ لیں پھر سباز طلب کیا شاہزادہ خادو سپاہ ملک قاسم خورشید کلاہ نے جو یہ حالت
بدیع الزمان کی دیکھی کہ یوں گرفتار ہو گیا بس تاب بانی نہ رہی بادشاہ اسلام سے اجازت بھی نہ لی اپنے مرکب کو دوڑا کر میدان
کی طرف چلا آئے جب قریب نقابدار پہنچا نقابدار مثل بدیع الزمان کے اس سے بھی تنگ و زنی نہوا اور نقابدار
خندان پاستا تھا کہ شہزادہ خادو سپاہ سے ملام ہو کہ نقابدار سپاہ پوش گریان بڑھا اور اپنے گھوڑے کو قریب لا کر
نقابدار خندان سے کہا کہ اب تو بھر جا ایک سردار کو تو گرفتار کر چکا ہے اس سے میں سمجھ لو گا نقابدار خندان پھر گیا اور
نقابدار گریان نے شاہزادہ خادو سپاہ کا مقابلہ کیا پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے شاہزادہ بولا شعر من قاسم صغیر و تیز و بہ کربک
فلک رزد از بیم من نقابدار گریان نے کہا کہ امیر قاسم جو حوصلہ کو بہ کمال تو شہزادے نے اپنے گہی میں کہا کہ امیر خادو سپاہ

جو پہلے مارے جیسے وہی میر جردل میں یہ خیال کیا اور گھسیٹ کر تیغہ پلارک افرا سیالی نقابدار گریان پر مارا نقابدار نے
 سر اپنا آگے بڑھا دیا تلوار سر پر پڑی ایک جھٹکے کی آواز پیدا ہوئی اور جس طرح موگڑی گھڑیاں پر سے اچھتی ہوئی جاتی ہیں
 اس کے سر پر سے اچھٹ لگی خط تک نہ پڑا نقابدار گریان بانہ قہقہہ مار کر منسا اور کہا کہ اے قاسم اب تو آرزو اپنے دل کی کمال
 چکا ذرا میری طرف دیکھ شاہزادہ کا دور سپاہ نے اس کی طرف دیکھا اس نے نقاب اپنے چہرے پر سے اٹھائی شاہزادہ چیخ مار کر
 روہا اور روئے روئے بیہوش ہو گیا نقابدار مشکین باندھ کر اپنے لشکر میں لے گیا اور نقابدار زرد پوش سے کہا اب تو جا
 تیری باری ہر زرد پوش وہاں سے جلد جب میدان میں آیا نیب دی کہ جسکو تناسے مرگ ہو وہ آئے سب نگران تھے کہ کہیں
 کون نکلتا ہے کہ جمہور جہاں سوز طرطوس بہادر شہنشاہ تہرزن مرکب کوڑا کر ساٹھ تخت بادشاہی کے آیا مگر کیا باخبر نہ
 کے اجازت چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمہیں حافظ حقیقی کے سپرد کیا جاوے گا کہ عفریت عنایت ہو اور شہر آئیں
 جو برابر نقابدار زرد پوش کے آیا نکلا درزن ہو نقابدار نے نکلا اور کوغالی دبا قریب تھا کہ جمہور منہ کے بھل گھوڑے سے
 گر پڑے مگر شہسوار بے بدل تھا آگے روکا اور نقابدار مفلوک روزگار سے پوچھا کہ عریز یہ کیا تھا اس نے جواب دیا میں ہرگز
 ناکس سے نکلا درزن نہیں ہوتا جمہور سکرگ ہو گیا اور کہا خیر تو مجھے ایسا ویسا سمجھ ہوئے ہر احوال معلوم ہو جائیگا نقابدار
 نے حریف طلب کیا جمہور نے تبرک سے نکلا نقابدار نے مارا نقابدار نے گھوڑے سے خبر کو رو کیا اور وہی کوڑا جمہور پر مارا جمہور
 کوڑا کھا کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا نقابدار نے جمہور کی مشکین باندھیں اور اپنے لشکر میں پہنچایا پھر مبارک طلب
 کیا رستم پلٹن و سلکین کشندہ قوئل ہندی و دویل ہندی و کشندہ کپیتان فرنگی شاہزادہ علمشاہ رومی مرکب کوڑا کر
 بادشاہ اسلام سے اجازت لے کے میدان کو چلا تھا کہ امیر نے پاس بلایا اور اسم اعظم پڑھ کر علمشاہ پر دم کیا اور کہا کہ بااچام
 اگر سحر کا مہر ہو تو اب ازخرو کر گیا علمشاہ بعد شوکت و شان مقابلہ نقابدار کو گیا اور بعد گفتگو کے نوبت شمشیر زنی کی آئی نقابدار
 نے تلوار اس کی رو کر کے کوڑا مار کر باندھ جمہور کے اسکو بھی گرفتار کیا امیر حیران ہو کر رہ گئے بعد اسکے شروع مقابلہ کو گیا یہ بھی
 گرفتار ہوا شام کو طبل باز گشت بجا دو لون لشکر ہم گئے دوسرے دن زریمان فیل سوار میدان میں نکلا اور متیق بائیس سرداروں
 لشکر اسلام ہا شام اسکے ہاتھ سے اسیر ہوئے قہر سے روز کی میدان ماری میں بھی نہیں بیٹھ سکتے سرداروں کو
 اسیر کیا اس طرح سے کہ جسے تلوار ماری اسنے چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کر مرکب پر سے اٹھالیا مشکین باندھ کر اپنے لوگوں کے
 حوالے کیا اور جو سردار بہت زبردست تھا اسے دو چار گڑھی کشتی لڑا کر زبرد کیا اور عالم سکایہ تھا کہ ہنگام کشتی ندر پڑتا تھا حتی کہ
 آسمان کی خبر لے آتا تھا دیو کی بھی اسکے سامنے کچھ حقیقت نہ رہتی تھی کمانک اسکو عرض کر دن تا کی طویل دون غرض ایک ہفتے
 کی میدان ماری میں ہزار ہا پہلو اتان نامی و سرداران گرامی گرفتار ہوئے ہر روز امیر عالی مقام اور بادشاہ اسلام بچشم
 اگر بان و دل بریان اپنے نیچے کبھن مراجعت کرنے تھے اور فرماتے تھے معلوم ہوا کہ اس باجی کے ہاتھوں فلک ہمیں ذلیل
 کرانیکا خیر عیننا بقناتن بقدریری باقین تھیں کہ خبر ہوئی پھر طبل جنگ لشکر نقابدار میں بجایا امیر نے فرمایا کہ سب کو ہم بہر مقابلہ
 جائینگے آگے جو مرنی خدا کی غرض اسی وقت اور صبح بھی طبل جنگ بجا ہر کار دن سنے خبر جا کر عمرو کو دی عمرو نہایت مشوش
 ہوا اور زریمان سے کہا کہ اے زریمان فیل سوار صبح کو مقام اندیشہ کا ہی حمزہ سے مقابلہ ہو اور وہ مرد مردانہ و شیرازانہ ہی
 مالک باطل اسحر ہو اگر اسم اعظم حمزہ کا بند ہو جائے تو بہت خوب ہو یہ کلمہ سکر زریمان نہایت برہم ہوا اور عمرو سے کہا کہ اگر
 آپ کے مقام پر دوسرا کوئی ہوتا اور کلمہ زبان پر لاتا تو میں اس سے بدی پیش آتا کیا آپ مجھکو سا حرج ہے میں جو یہ کلمہ کہتے ہیں
 ہم سحر سے کام لیتے ہیں بلکہ ہم ساحر پر لعنت کرتے ہیں کہو باطل اسحر حمزہ کی کیا پردا ہو ہلوگ بندہ خاص انخاص خداوند
 فرعون شاہ کے ہیں ہم بزدل و قوت حمزہ کی مشکین باندھ کر لے آئینگے یہ کلمہ سکر عمرو بہت خوش ہوا غرض رات بھر

طبل جنگ بجا کیا صبح کو میدان سی ہوئی بعد راستی صفوں جدال و قتال کے نقیب فہایت کرنے لگے کما کر مردان کو شہید تاجانہ
 زمان پو شہد زریمان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا امیر نے ارادہ کیا کہ مقابلے
 کو بائیں راوی لکھتا ہو کہ جملہ سے امیر نے جواب جنگنا سے پر لکھوا دیا تھا وہی نقابدار لکھتا تھا اور عمرو کا شریک پہلے
 ہوا تھا ہر روز بھی طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا کرتا تھا اس روز زمر و شاہ نے اپنے زیند لاہوت شاہ کی طرف
 دیکھ کر کہا کہ عورتوں کا ایسی یکیدہ قدرت ہے کہ آئی تو میدان میں جا کر سے دم نہیں دیتا ان سب کی قضا ہر
 تمام میرے بندگان خدائی میرے ہاتھ سے مارے جائیں پس لاہوت شاہ نے جو یہ کلام زمر و شاہ سے سنا غایت خوش
 ہوا اور گینڈے سے اتر کر سجدہ کیا بارگاہ گینڈے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور تیغ نوے ہوئے قریب زریمان کے پہونچا اور
 بغیر گفت و شنید کے زریمان پر تلوار ماری اُس نے تلوار کی دھار کو نظر میں رکھ کر ہاتھ بڑھا کے پھانسی پٹ بڑی جھپٹ
 پر ہاتھ ڈال دیا اُس کے قبضے کو اپنے قبضے میں کیا اور لاہوت شاہ کا ہاتھ مڑوڑ کے تلوار چھین لی اور لاہوت تمام اُس کے منہ پر ایک
 لٹا پنچ مارا کہ وہ اپنے گینڈے سے گر پڑا جیسے لوح کو قوت جاتا ہے اس طرح تڑپ کر بیہوش ہو گیا زریمان نے ہاتھی پر سے
 اتر کر اُسکی مشکین باندھیں اور بارگاہ سوار ہو کر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور حکم کیا کہ بجے پس بازگشت غرض اُس روز
 طویل کی بلاندر کے سرسری یعنی وہ میمون خلعت خرس باد یہ ضلالت لاہوت شاہ بن زمر و شاہ ہاتھ سے زریمان
 کے اسیر ہو گیا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے عمرو تعریفین زریمان کی کرتا ہوا پھر اور لاہوت شاہ کے بارے میں حکم کیا
 کہ زندان خانے میں قید کرو اور بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا چاروں نقابدار مع زریمان گرد و اطراف میں متکون ہوئے زریمان
 نے کہا کہ شاہ عمرو دیکھا تھے کہ میں نے اس گہرے کو سطح باندھ لیا عمرو نے بہت سی تعریفیں کیں غرض اُسے نشہ شراب
 میں آکر کہا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت شاہ عمرو نے حکم کیا کہ نقارہ زمری نواز میں آئے طبل جنگ کا بجنا تھا کہ ہر کاروں نے
 اگر خدمت صاحبقران میں عرض کیا کہ لشکر عمرو میں طبل جنگ بجا ہو امیر نے فرمایا کہ ہمارے بیان ہی نقارہ حربی پر چوب بجا
 اور کما معلوم ہوتا ہے کہ فائدہ ہمارا اسی مقام پر تھا آج تو ہم لاہوت شاہ کے سبب سے بچ رہے ہیں اور زریمان سے سامنا
 ہر یہ کہ نہایت آداس کمال پریشان دربار برافروختہ کر کے اپنی خواجگاہ میں داخل ہوئے کھانا بھی کچھ کھایا کچھ نہ کھایا ہاتھ زخیم
 و عشا اور گریہ و زاری میں مصروف ہوئے پھر رات گزر کر صوفت کہ صبح ہوئی دونوں لشکر غرضہ کارزار میں منت آرا ہوئے
 نقیب نسب دیکر نکل گئے زریمان سامنے شاہ عمرو کے آیا اور اجازت میدان کی چاہی عمرو نے کہا امیر زریمان آج مفر حمزہ
 سے سامنا ہو گا ذرا ہوشیار رہتا زریمان نے کہا امیر شاہ عمرو آچو اور کچھ گمان میری طرف دیکھیے گا کہ میں بغایت فرعون شاہ
 حمزہ سے کس طرح لڑتا ہوں اور کیونکر باندھ لیتا ہوں یہ لکھتا ہے ہاتھی پر سوار ہوا اور میدان میں آیا سر با میدان کا لکھنا ہوا
 عرق عرق ہوا اور لغزہ کیا کہ امیر حمزہ نکل میرے مقابلے کو صاحبقران نے چالاک سے کہا کہ امیر چالاک میدان کو فرق کرو
 اُسے کلاہ ابھی سوئے آسمان اچھالی اور پکارا ایہا الناس آگاہ ہو کہ صاحبقران زمان امیر غالب شان خود میدان میں جائینگے تمام
 لشکر میں علم جلوہ گری پرانے جملہ سردار مرکبوں سے اتر کر پیادہ ہوئے حضور صاحبقران استادہ ہوئے حمزہ صاحبقران
 اشقر دیوزاد کو اڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے تشریف لائے پشت زین سے روئے زمین پر آئے بادشاہ اسلام کو جو ایک
 ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوئے بادشاہ اسلام نے تخت ایتنا زمین پر رکھوا دیا اور رو کر فرمایا میری بادشاہی فقط حضور
 کے دم سے ہر جب آپ ہی ہوئے تو میں بادشاہت کر کے کیا کروں گا آپ اسی مقام پر بٹھریے میں زریمان سے جا کر غافل کر دیکھا
 امیر نے فرمایا کہ امیر شہر پار عالیہ فارخدا بجھے اُس روز کو نہ رکھے کہ میں تخت بادشاہی کو دیران دیکھوں میری زندگی میں تخت
 بادشاہی اس طرح آباد رہے اور آپ کے باعث سے قیام لشکر ہر چند بادشاہ اسلام نے چاہا کہ صاحبقران میدان میں

نہ جاہلین امیر نے نہ مانا اور بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر نریمان قبیل سوار سے مقابل ہوئے نریمان نے جو آئے دیکھا
 حمزہ صاحبقران سے نکلا ورنہ ہوا مرکب و دونوں کے برابر سے ہٹ گئے سپردن سے چنگاریاں آگ کی گر پڑیں مرکبوں
 کو رانوں میں سلکڑا ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا نریمان نے بوجھا کہ یا حمزہ صاحبقران آپ سے اور عمرو سے کیا باعث
 بگاڑ کا ہوا یا تو باہم وہ محبت تھی کہ ایک جان دو قالب تھے یا یہ کہ آپ انکے قشتہ خون میں اور وہ آپ کے دشمن جان
 میں امیر نے جواب دیا کہ اے نریمان تھے اس جھگڑے کو عمرو کی زبان سے کیونکر سنا ہو نریمان نے کہا یوں سنا گیا ہو کہ اس
 بن الوس نے سکندر عیار راگیر فرزند شاہ عمرو کو کہ شاہ عمرو نہایت اُسے پار کرتے تھے مار ڈالا شاہ عمرو کو کمال
 صدمہ و ملال ہوا اور اسی صدمے میں بیاری شاہ عمرو گئے کہ اس بن الوس کو قتل کریں لیکن آپ کے خوف سے فقط اُنکی
 ناک کا نجان سے نہ ہلاک کیا اُسکا آپ نے جرم قصور کیا اور شاہ عمرو کی مشکین باندھ کر اس بن الوس کے حوالے کر دیا مگر
 اُسپر بھی شاہ عمرو کو کچھ خیال نہ آیا اور اپنی نقیبہ معاف کرانے کو آپ کی خدمت میں آئے اور آپ نے بھر بھی خطا معاف نہ کی بلکہ چڑھا
 عنف و خور آپ نے تازیانے اُنپر مارے جو اپنا ایسا عاشق ہوا اُسکو کوئی یون بزار کر دیتا جو جسے آپ کو خاک سے پاک کیا بھر تہہ معاف
 ہو چکا یا عمرو ہی ایسا شخص تھا کہ سب بلاؤں کو آپ پر سے اور آپکے لشکر پر سے دفع کرتا رہا اور ہر جگہ تیغ حوادث کی سپر رہا
 جملہ بلاؤں سے آپ کو محفوظ رکھا امیر نے کہا کہ اے نریمان یہ تم کیا کہتے ہو ملازم و خادم کسوا سٹے ہوتے ہیں اُسے اگر یہ کام کیے
 تو لاکھوں روپیے جئے دیئے اور ہم سے اس سے قہر و پیمان تھا کہ کسی پہلوان کو سونے میں ذلیل نہ کرنا اُسے اس
 بن الوس کی ناک کاٹ ڈالی اور وہ سرد دربار ہمارے سامنے تھا اور چوڑیوں کی کشتی لیکر آیا کہا کہ آپ جسکو پہلوان زبردست
 دیکھتے ہیں اُسکو عیار کے ہاتھ سے ذلیل کرانے ہیں آپ کو جرات و مردی سے کچھ کام نہیں ہے یہ جوڑا چوڑیوں کا اور تھوڑا موجود
 ہو اسے ہنکر محل میں بیٹھیے اے نریمان نہ یہ نالائق ایسی حرکت کرنا نہ میں یہ کلمہ و کلام سنتا نریمان نے کہا کہ یا صاحبقران
 خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جانے دیجیے آپ صفائی کر لیجیے امیر نے جواب دیا کہ یہ کبھی نہوگا اپنی جان دوں گا مگر اس پاچی
 سے صفائی نہ کروں گا نریمان بولا کہ ہمارا تو وہ بادشاہ ہے اور آپ اُسے ہر بار پاچی کہتے ہیں بس معلوم ہوا کہ آپ برسوں خاک
 میں خیر شاہ عمرو کو کسی کی بد و امنیں ہر مثل آپکے ملازم اُسکے موجود ہیں لایئے حربہ اپنا امیر نے کہا کہ ہمارا دستور حریف
 پر مشیدستی کرنا نہیں نریمان نے خبردار خبردار لکھے اپنے ہاتھی کو پیچھے ہٹا کر بچھا صاحبقران پر مارا امیر نے نیزے کو
 نیزے پر دو کاغذ بن نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی نیزہ بازی رہی سناہن بنانہن ناکارہ ہو گئیں چھڑ پر چھڑ لگی پڑنے مانند
 خلال فراشان پہنچے پرچھے اڑ گئے نریمان نے کہا کہ نیزہ بازی میں تو آپ مجھے برابر رہے لیکن یہ گرز ٹانچہ تک الموت
 کا ہو لیجیے یہ لکڑی خواہی میں سے گرز گران سنگ اٹھا کر امیر پر مارا امیر نے قریبوس زین سے گرز سحام بن نریمان اٹھا کر
 چہرے کی پناہ کیا اور بکارسے اسے بدوردگار عالم چہرہ ام از گل نازک ترست پناہ دست ندارم پناہ نو دارم نریمان نے
 گرز دو دستی مارا گرز پر گرز پڑا حوائی کی آواز گنبد گردان تکسید پیہ ہوئی دو تون گرز دن میں پل پڑ گئے شرارے آتش کے
 نکل گئے جگر زمین ہول سے شش ہو گیا مرکب ہاتھ زمین میں غرق ہو گیا امیر کی آنکھیں بند ہو گئیں ہر بن موس سے پسینا جاری ہوا
 سق گرد میں پوشیدہ ہو گئے نریمان قبیل سوار بکارا کہ روم دست کردم چالاک بن عمرو دوڑا اور گرز و جرنج مارا اندر گرز
 کھسک دیکھا تو امیر بیہوش کھڑے میں آواز دی کہ یا امیر باتو قیر ہوش میں آئیے آگے امیر کی کھل گئی امیر نے بوجھا کہ کیا ہر چالاک
 نے کہا کہ اے شریار جو بعد زیادتی کرتا ہو اور حضور کا کیا عالم ہو امیر نے فرمایا کہ بچا یا بدوردگار عالم نے گرز بلا کی ضرب لگائی اس کافر
 فاسق نے یہ لکڑی مرکب کو اشارہ کیا ایسا ہی گھوڑا تھا کہ زمین کا طبقہ لیکر نکلا حمزہ صاحبقران تنق گرد کے باہر آئے حریف
 نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران زندہ و سلامت ہیں جی میں اپنے کہنے لگا کہ اے نریمان حمزہ بچ گیا اور اُدھر حمزہ صاحبقران

آواز دی کہ باش او کا فرخا سر شعر تو ضربے زدی از لب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن دیگر دو مجنون گذشت
نوبت است بدھر گرا پنج روز نوبت اوست ہوشیار ہوشیار کہکرو دوش گزاس ناہنجا بد کردار نریمان فیل سوار پر
مارا کہ اسکی بھی ہی حالت ہوئی جو کیفیت امیر کی ہوئی تھی اور لڑا اس کے ہاتھی کی ٹوٹ گئی اور امیر نے بھی آواز دی کہ صاف جو دوڑو اور
نریمان کی خبر لو عمرو بن امیہ نے مری سے کہا اسے جلد جاؤ عیار دوڑو اسے اور بچا اسے کہ اے ہلو ان زمان وای گر شاسب دولان
کیا کیفیت ہے یہ صدا تھی نہ نہانتھی چھاگل میں سے پانی نکال کے چھینا دیا کہ وہ بھی دیکھا کہ نریمان فیل سوار بدھوش کھڑا ہے دونوں
گھٹنے اس کے آشنا زمین میں آنکھیں بند ہیں ہر من موسے سینا جاسی عشی طاری ہو کر دونوں ہاتھ اس کے ستون گردن میں بالکل خل
دل نہیں آواز دی عیاروں سے کہ اے ہلو ان قدرت ہوش میں آنریمان کی آنکھ کھل گئی حیران ہو کر ہر چار جانب دیکھنے لگا
عیاروں نے پوچھا کہ کیا کیفیت ہے نریمان نے جواب دیا کہ بچا باخداوند فرعون شاہ نے یہ لکھ ہاتھی کو اسے ہوا اسکا کام تھا
ہو چکا تھا ہاتھی پر سے کود پڑا اور دوڑا کہ اشقر دیوزاد کو مار ڈالے امیر نے جو نریمان کو بارادہ فاسد آئے دیکھا گھوڑے
پر سے کود پڑا نریمان نے امیر کو بدل دیکھ کر سپر اور تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور حمزہ صاحبقران پر دوڑا امیر بھی نکلے
ہو کر چھپے دونوں باہم لپکڑے مصروف کشتی ہوئے امیر اسم اعظم پڑھ کر دم کرتے جاتے ہیں چار ہر دن کشتی رہی امیر کا یہ عالم ہوا
کہ بند بند میں درپردہ کیا اور نریمان کو کچھ نہ معلوم ہوتا تھا شام کو نریمان نے کہا کہ اب آپ بھر جائیے صبح کو ہم اور آپ بھر لڑیں گے
اگرچہ معمول امیر کا یہ نہ تھا کہ میدان سے بے نصیبہ بھرن لیکن نریمان نے جو کہا کہ اب شام ہوئی بھر جائیے امیر غنیمت سمجھے
کہ اگر دیر رہی رہی غرض امیر اشقر پر سوار ہوئے پھر کر بارگاہ میں آئے اس طرف نریمان پھر عمر و اسپر زنتار کرتا ہوا کہاں
مسرور و خوشنود ہر کر بارگاہ میں آیا صحبت میں رہا ہوئی نقابدار قنطورہ پوش نے عمر و سے کہا کہ خواہ صاحب جی چاہتا ہو ہم
تم سرانیدگی کرو اور بانسری بجاؤ تو ہم نہیں عمر و نے کہا کہ بدل و جان میں حاضر ہوں سازندون سے خطاب کیا کہ تم سنانا میں
میں ملاؤ اور خود جوڑی لڑی نہفت بیوندی نکال کر سانون قلیان اسکی ملا کر بچا شروع کیا نام صحبت مسرور و خور سندھی و حنت
دھر جا کی صدا بلند تھی یا یہ آواز تھی دھرا ہو مری بدوق چون گولی جا کے نان پکاخن ہو ہر دے سے بے کراکھیں کسے آن
عجیب سان بندھا تھا عجیب رنگ جما تھا بیان تو یہ رنگ ہو مگر حال حمزہ صاحبقران کا نیچے کہ ادا اس دیریشان
بارگاہ میں بیٹھے ہوئے بادشاہ اسلام سے کہ رہے ہیں کہ کل جو نریمان سے سامنا ہو تو یقین ہر من مجھ پر غالب ہوگا ہمیشہ
یہ وردگار نے آبرور کی گراب عت کچھ نہیں معلوم ہوتی بادشاہ اسلام فرما رہے ہیں کہ آپ گھبراہٹ نہیں پریشان نہ کیجیے پردہ گاہ
عالم مدد کر لیا کوئی سبب ایسا نکال لیا کہ یہ بلا آپ پر سے دفع ہوگی یہی باتیں تھیں کہ ہلو ان عادی سامنے آیا اور صاحبقران
سے دست بستہ عرض کیا دیکھ بندامین غلام تو ام امروز نوبت ملا یہ شمس است لشکر میں امیر کے مودل یہ ہو کہ جتنے سردار ہیں من
امیر اور بادشاہ اسلام کے سب کا ایک ایک دن ملا یہ قربر اور فرد سب کے نام کی تھی ہوتی ہلو ان عادی کے پاس ہو
جس روز جنگی باری ہوتی ہر ہلو ان عادی اسے آگاہ کر دیتا ہر چنانچہ اس روز نوبت امیر کی تھی امیر نے فرمایا کہ تجھے قبول
ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں صاحبقران بولے کیا مضائقہ ہو کہ حضور کو تکلیف ہوگی بادشاہ
اسلام نے نہ مانا غرض بوقت شب حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے ملا یہ پھر نے لگے گرد لشکر کے پھرتے ہوئے
برابر ایک بلندی کے پہنچے اور بلندی کے حمزہ صاحبقران چڑھ گئے اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ اے شہر پار آئیے ہم
اور آپ یہاں ٹھہریں کہ آج شب ماہ ہر چاندنی کی بار ہر ساخنہ سبزہ زار ہو اور ادھر لشکر ہر اس پہلے پرستہ تمام کیفیت نظر
آئیگی بلطف رات بسر ہو جائیگی بادشاہ اسلام نے اس امر کو بہت پسند کیا حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے اس
پہلے پرستہ کے بیٹھے اور شراب تھوڑی منگوا کر میٹھی میں مشغول ہوئے شراب پیئے جاتے ہیں اور چار طرف دیکھنے جاتے ہیں

کہ ایک طرف سے آواز زنگون کی بلند ہوئی امیر اسی جانب کود کھینے لگا کہ چالاک بن عمرو جلا آتا ہوا آواز دی کہ چالاک
کمان چلا چالاک نے آواز امیر کی پہچانی سر ہٹا کر دیکھا کہ ایک بندی پر صا جقران مع بادشاہ اسلام کے جلوہ فرما ہیں
اور برآیا قریب حمزہ صاحبقران کے پہونچکر دست اوب بستہ عرض کیا کہ اے شہر بار بادقار میں جانا ہوں عمرو بن امیہ ضمری
کے لشکر میں ارادہ ہے کہ وہاں پہونچکر کچھ دست بردی کروں امیر اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ہم بھی تیرے ساتھ چلتے ہیں
اسنے کہا کیا مضائقہ ہے غرض حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور چالاک بن عمرو جانب لشکر شاہ عمرو روانہ
ہوئے آئے آئے دیکھا انھوں نے کہ ایک سیاہ پوش جلا آتا ہے جسوقت سیاہ پوش قریب امیر کے پہونچا امیر نے
نگاہ اول پہچاناکہ یہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی ہوا دھراسد نے پہچاناکہ امیر بن عمرو کی اسنے کہا عمرو بزرگوار
آپ کمان تشریف لیے جاتے ہیں امیر نے جواب دیا کہ میں برائے سہر جاتا ہوں اسد نے کہا کہ میں بھی اسی قصد سے نکلا
تھا خوب ہوا کہ حضور سے ملاقات ہو گئی اب میں بھی حضور کے ہمراہ ہوں حمزہ صاحبقران نے کہا کہ آؤ غرض صا جقران
مع بادشاہ اسلام و اسد و چالاک کے سیر کرتے ہوئے لشکر میں عمرو کے داخل ہونے بصورت مبدل چلے آئے ہیں
آئے آئے دروازہ بارگاہ شاہ عمرو پر پہونچے صا جقران نے دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمری تخت سلطنت پر بیٹھا ہوتا ہے
شہر باری سر پر رکھا ہے لوگ گرد و اطراف میں دست اوب بستہ کھڑے ہیں چاروں نقابدار کرسیوں پر بیٹھے ہیں حمزہ
صا جقران نے جیسے ہی صورت عمرو بن امیہ ضمری کی دیکھی ایک غیظ و غضب طاری ہوا آتش غضب کا نون سینہ
میں مشتعل ہوئی شمشیر بر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ حسام کو نیام انتقام سے کھینچ کر عمرو پر جا پڑیں بادشاہ اسلام قریب تھے انھوں
نے نگاہ غضب آلود حمزہ صاحبقران کو پہچاناکہ کہا کہ یا امیر کیا ارادہ ہے تجھنے پر کیوں ہاتھ ڈالا ہو امیر نے جواب
دیا کہ حضور قصد ہے اس ساربان زادے کے کمرے ٹکڑے اور پرزے پرزے کر دین بادشاہ اسلام مانع ہوئے
کہ یا امیر یہ امر اچھا نہیں ہے اس ارادے سے آپ باز آئیے موجب بدنامی کا ہو تمام جہان میں مشہور ہو جائیگا کہ حمزہ
نے عمرو کو بہ غارتی قتل کیا دوسرے یہ کہ نقابدار خندان اور گریان و دونوں موجود ہیں جسوقت وہ نقاب اپنے اپنے
منہ پر سے دور کرینگے آپ روئے روئے اور چہستہ ہنستہ بیہوش ہو جائینگے عمرو کی کیا اصل و حقیقت ہے کہ حضور سے مقابلہ کرنا
یہ اقتشام اسکا چند روزہ حمزہ صاحبقران کو نصیب بادشاہ اسلام کی پسند آئی کہ اے شہر بار بادقار جو کچھ آپ نے
فرمایا وہ میں نے قبول کیا اس ساربان زادے سے مجھ پر جو لنگھا واقعی اسے قتل کرنا بھی مناسب نہیں ہے بقول حضور کے
زمانہ یہی کہے گا کہ حمزہ نے دغا سے عمرو کو مارا یہ کہ حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے آگے بڑھے تماشا دیکھنے
لگے اور بیان فرمایاں فیل سوار نے داراب ایک سردار ہر اسکی جانب دیکھکر کہا کہ اے داراب اٹھ اور یہ
فراہ شراب ناب کا سمک فرعون کے واسطے لیجا اور اس سے کتنا کراہی سمک تو خدا پرستوں کی نگہبانی سے فافل
نوجیو اور اپنے ہمراہ ہوں ہمیت ہو شیار رہو داراب یہ سنکر باہر بارگاہ کے آیا اور آواز دی کہ میان کوئی نزدور
ہے چالاک نے جو سنا کہ مزدور کی خواہش ہے جلدی سے اپنے تئیں ایک شہدے کی شکل بنایا ٹوپی سر پر ہو چند واسکا
غائب گوت فقط گئی ہے غرق بنی ہدی ہر دونوں جوڑ کھلے ہیں ایکسپوٹی چادر فیل میں ہر پکارا کہ کھداوند حاجو ہوں
کیا مجوری دیجیے گا اسنے کہا جو تو مانگے گا وہ دینگے بہ بولا کھداوند میں تو گندے سے کم نہ لوں گا اسنے کہا کہ اچھا تو اٹھا
تو سی گندہی دینگے اسنے کہا کہ لائے چلے وہ پیچھے کھداوند آپ کی بدولت کھوب چھکا پو کھیلین گے غرض داراب
نے چار پیسے خدمتگار سے دلوادیلے یہ دغا میں دینے لگا اور کما کھداوند اب جتنا بوجھ آپ چاہیں اٹھوا لیں
اسنے خطاب کیا کہ قراہ شراب کا اٹھالے چالاک نے قراہے کو سر پر رکھا اور روانہ ہوا راستے میں تمام شراب

کو بیوشی امیر کیا بیا نک کہ جہان زندہ انخانہ تھا وہاں پہنچا دارا اب نے سمک فرعون کو شراب دی اور کہا اے سلیمان
 دوران نریمان قیل سوار نے یہ شراب کو بھیجی کہ اسے رات بھر پو اور تمام شب نگہبانی میں مصروف رہو یہ کہنگر
 دارا اب چلا گیا سمک فرعون نے حضور می شراب خواہنے لیے رکھ لی بانی نام اپنے ساتھ والون کو بانٹ دی سب نے
 پینا شروع کیا اور اپنے اپنے گھیل میں مشغول ہوئے کوئی تو کھپسی کھیل رہا تھا اور کوئی تو نرمی پھینکتا تھا کہ میں سلسی چھٹک
 رہی تھی سات بائج کی صدا بلند تھی کسی طرف پچپس قسب کی آواز جی آئی تھی کسی جانب سوخت ہو رہا تھا کوئی سبیرت
 کھیلتا تھا اور کوئی بد تماشا گنجدہ بازی میں مصروف تھا کوئی مضمحلہ متعلق کج کامیوش تھا کوئی جو سر کے رنگ میں خود فرست
 تھا بیوشی نے جو تاثر کی تو چار جانب چلتی ہوئے لگی لات کی وصول دھبا چلنے لگا اور بیوشی نے طمانچہ مارا بیوش
 ہو ہو کر گرے چالاک دور کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا جب اسے دیکھا کہ کوئی ہوش میں نہیں ہر بچالاک کی تمام دوڑا زندہ
 کا دروازہ کھولا جھٹک سزاوار کہ نقا بدارون کے ہاتھ سے اسیر ہوئے تھے ان سب کو قید سے رہا کیا بھون نے قید اپنے اپنے
 بدن کی نوزدالی چالاک ان سب کو ساتھ لیکر امیر کی خدمت میں آیا امیر انکو دیکھ کر بہت خوش ہوئے چالاک کو گلے سے
 لگایا کمال تحسین و آفرین کی اور جملہ سرداروں کو لیکر داخل لشکر ہوئے صبح کو دربار فرمایا سب سردار بجا آکر بیٹھے صحبت شر
 برپا ہوئی اب اس طرف کا حال سنئے کہ صبح کو زندہ انخانے واسطے لوگ بیدار ہوئے دروازہ زندہ انخانے کا کھلا ہوا پایا
 اور کسی قیدی کو نہ دیکھا اگر خدمت شاہ عمر و میں عرض کیا کہ رات کو تمام قیدی چھوٹ گئے شاہ عمر و نے کہا کہ اے
 نقا بدار قنطورہ پوش تنے مجھے کہا تھا کہ عیار می نہ کرنا میں نے تمہارے کہنے پر عمل کیا شیوہ عیاری چھوڑ دیا اب دیکھو کہ
 عیاران لشکر اسلام میرے ساتھ عیار بیان کرتے ہیں تم بھی اب مجھ کو منع نہ کرنا میں بھی اسے عیاری کر دنگا نقا بدار قنطورہ کو
 نے کہا اے شاہ عیاران سردار لشکر اسلام کے چھوٹ گئے تو آپ کو بڑا سچ ہوا اب گہرا یہ نہیں دو ایک دن میں وہ سب
 گرفتار پھر ہو جائیگے وہی نقا بدار انکو پھر کچلا لائے بیان تو پانگلو ہو رہی ہر ادمی امیر بارگاہ میں بیٹھے ہوئے بادشاہ
 اسلام سے عرض کر رہے ہیں کہ اے شہر بارگاہ سردار چھوٹ آئے کل پھر گرفتار ہو جائیگے یہ بلا دفع کیے نہ کر ہوگی بادشاہ
 اسلام نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بزرگ چہر کے بیٹوں کو بلوایے اسے احکام نکھوایے دیکھو تو وہ کیا کہتے ہیں حکم دیا کہ لاؤ
 خواجہ زادوں کو بعد دم بھر کے خواجہ بزرگ امید دریا ول ووالا لکھو سیاوش آکر موجود ہوئے چارون بھائیوں
 نے سلام کیا صاحبقران با اقبال مع سرداران فرخ قال کے عظیم کو گھر سے ہوئے بادشاہ نے غم سے ان کے عظیم کی نیم تخت
 پر چارون بھائی بیٹھے عرض کیا کہ کس واسطے حضور نے یاد فرمایا ہوا ارشاد ہوا کہ علم نجوم سے دریافت کیجئے کہ ان نقا بداروں پر
 ہم فتحاب ہونگے یا نہیں خواجہ بزرگ امید وغیرہ نے سوا ہاتھ زمین کو لیکر اسطراب کو مقابل آفتاب کر کے تہذہ تعقل
 پر قرآن لکھ کر پھینکا ساتون ستارے بارہ برج خمس قرمز برہ مشتری عطارد مریخ زحل اور حمل نور جوزا اسرہان آسہ سبلہ
 میزان عقرب قوس جدی و ثوروت اور سولہا خانے رمل کے نگاہ میں کر کے احکام کو طرح دیکے حکم نکالا اور ہاتھ باندھ کر
 عرض کیا کہ ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ مع حمزہ صاحبقران کے کوئی ان نقا بداروں پر غالب نہ ہوگا اندون کمال محبت
 پر کو کب بخت ہر ایک ہفتہ تو نہایت ہی سخت ہر بستر ہر کہ صاحبقران شکار کھیلنے کو شریف لبیا میں بعد چند روز کے بکلفت
 دور ہوگی طبیعت شاد و مسرور ہوگی پروردگار رحم فرمایا کافضل کر گیا بادشاہ نے فرمایا کہ معمول انکا دو چار دن خواجہ زادوں
 کو خلعت ہونے چار توڑے اشرفیوں کے مرحمت ہونے وہ بزرگ تو چلے گئے بادشاہ نے امیر سے کہا کہ آپ ایک ہفتہ
 کی صلت عمر و سے لیکر صیدا فگنی کو جائیے امیر نے عرض کیا کہ وہ پاجی صلت نہ دیکھا بات میری ضائع ہو جائیگی سرداروں
 نے عرض کی کہ حضور شکار کے واسطے سوار ہوں اگر ادمی ملے جنگ بھیگا ہم غالب کریں گے جو کچھ ہو گا بھیجیں گے امیر کو یہ صلاح

پسند آئی فرامرز کا و مغربی سے کہا کہ جانوران حیدر گریہ میں اسے عرض کی تیار میں غرض صبح کو صا جعفران بیل
 قراول میر شکار یوزباشی اپنے ساتھ لیکر شکار کو روانہ ہوئے ادھر شاہ عمرو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بکے لشکر اسلام میں
 بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر تیار رہی صبح کو میدان داری ہوئی نریمان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت
 لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا شاہزادہ خاد و سپاہ بادشاہ سے حکم لیکر مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیرہ بازی گریز بازی ہوئی
 برابر رہے مطلب حاصل نہوا تو اس کی ذبت آئی جب بھی کار بر آری سنوئی اوپر کی کشتی میں نریمان نے زیر کیا اور پھر مبارز
 طلب کیا بدیع الزمان نے مقابلہ کیا شام تک نریمان نے بدیع الزمان کو بھی پکڑ دیا شام کو دونوں لشکر پھر گئے پھر طبل جنگ
 بجا صبح کو پھر وہی سامنا ہوا اس روز کی میدان داری میں لندھو اور لورالہ دھیر کو گرفتار کر کے لیگیا تیسرے دن مالک لندھو
 صاحب نیرہ دو سر غلام بنی چاکر حیدر مقابلے کو نریمان فیل سوار کے نکلا دن بھر کی کشتی میں یہ مغلوب ہوا اسی طرح پھر چن
 روز کی میدان داری میں نریمان تمام سرداروں کو گرفتار کر لیگیا سوا بادشاہ اسلام کے اور کوئی لشکر اسلام میں باقی نہیں
 اس وقت عمرو نے نریمان سے کہا کہ نریمان فیل سوار جنگ حمزہ شکار سے پھر کر آئے تو سرداران زمرہ شاہ کو شکار
 کر اسنے عرض کیا کہ بہت خوب آپ طبل جنگ بجا لے کر آئے ہیں اور زمرہ شاہ باختری ہو یہ کافر خاسر جاتا کمان ہو
 اسی وقت شاہ عمرو نے طبل جنگ بجا لیا سوا لشکر اسلام نے بادشاہ اسلام کو خبر پہنچائی کہ لشکر عمرو میں طبل جنگ
 بجا ہو اور کل ارادہ نریمان کا یہ ہے کہ سرداران لقا سے مقابلہ کرے ادھر ہر کارے زمرہ شاہ باختری کے دسواں
 خناس خوش آمد در آمد ہر آمد سلامت جو لشکر عمرو میں باہر جاسوسی موجود تھے انھوں نے اگر زمرہ شاہ
 باختری کو اطلاع دی کہ نریمان فیل سوار کا یہ ارادہ ہے کہ سرداران خداوند سے مقابلہ کرے اور آتش عناد و
 فساد کو دو نا کرے زمرہ شاہ نے کہا تجھے یہی تقدیر کی کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی خروش میں آئے غرض تمام رات
 تیون لشکر و نریمان ایک غلط رہا صبح کو میدان کارزار میں آئے بعد صفوں آرائی میدان قتال و جدال و نقابت
 نقابے بلند آواز کے نریمان فیل سوار اپنے لشکر سے نکلا اور وعدہ گاہ مصافح میں پہنچ کر سبب دی کہ اے زمرہ
 پرستو تم میں سے جسے تمنا ہے مرگ ہو میرے مقابلے کے واسطے آئے شوگر ان ہر کر بار سر بر تن ست چاکم عاقل
 بدست من ست + سب نگران تھے کہ دیکھیں کون نکلتا ہوا تھے میں ضیغم خون آشام خالوے قدرت زمرہ شاہ
 سے اجازت لیکر مقابل نریمان کے آیا نریمان نے دو گھڑی کے عرصے میں اسکی مشکین باندھ لیں پھر زنگار خون آشام
 نکلا وہ بھی گرفتار ہو گیا ککال خون آشام نکلا وہ بھی اسیر ہوا جب یہ تیون سردار گرفتار ہو گئے اس وقت لقا
 نے حکم دیا کہ بکے طبل باز گشت کل ہم خود مقابلہ کریں گے لشکر میں زمرہ شاہ کے طبل باز گشت بجا دونوں لشکر پھر گئے
 عمرو بن امیہ اضمیری تقریض نریمان کی کرتا ہوا پھر اور ان تیون کو حکم دیا کہ لیجا کہ فید کرو پھر طبل جنگ بجا لقا کے
 لشکر میں بھی نقارہ رزمی گریز آیا صبح کو دونوں لشکر عرصہ کارزار میں آئے ادھر نریمان فیل سوار نکلا اور
 ادھر سے زمرہ شاہ نے ارادہ کیا کہ مقابلے کو جائے بختیارک نے منع کیا کہ یا خداوند آپ نہ لڑیے لقا بولا کہ اوشطان
 تجھے کارخانہ خدائی میں کیا دخل ہو میں ابھی اس بندہ گستاخ کو باندھ لیتا ہوں کہ اور کر گدن پر سوار ہو کر میدان
 میں آیا بعد ازنگا و رزمی لقا نے نریمان سے کہا کہ او بندہ بے ادب تو مجھے مقابلہ کرتا ہو بہرہ ہو کہ مجھے آکر سجدہ
 کر کیونکہ فرعون شاہ میرا چھوٹا بھائی ہے نریمان غضب میں آیا کہا ادا دیا دہ کو گیا وہی بکتا ہو لقا نے برہم ہو کے کہا کہ
 او نریمان تجھے تو چھوٹا جانتا ہو نہیں ڈرتا میرے غضب خداوندی سے نریمان بولا تو جھک مارتا ہوا
 جو کچھ حربہ رکھتا ہو لقا نے نیرہ مارا نریمان نے چند طنز میں نیرہ اسکا ہوا لی لقا غیظ و غضب میں آیا تو ارمی

نرمیاں نے نواں چپن لی اور دوسری کشتی میں لنگر لٹا کا تو زاجرج ویکر زمین پر مارا چھاتی پر چھٹکے شکرین باندھیں لٹا کا کیا
 کہ تو سید قدرت پر چڑھا ہوا ہوتا زمین آسمان تجھ پر گردون زمین میں غرق گردون اب بھی باد آتشکین نہ باندھو نرمیاں غصا گیا
 اور لٹا کا باندھ لیا بلبل باز گشت بہا تینوں لشکر اپنی اپنی آگاہ میں گئے شاہ عمرو اگر تخت پر بیٹھا کہ لاؤ زمرہ شاہ کو
 لٹا کو نفل و زنجیر میں گرفتار کر کے لوگ لٹے لٹے لٹا کے سلام میرا سپر جو مجھے بخدا لی برحق جانے کسی نے جواب نہ دیا نرمیاں
 بکا را کہ او گیدی کیا بکنا ہر اس کبر و غرور کو چھوڑ شاہ عمرو کے قدموں کو بوسہ دے لٹا کے کہ گستاخ ہو عمرو نے کہا کہ
 مارو اس مرتد کو لوگوں نے دو دو چار چار طلبا کچے لٹا کے مارے نرمیاں نے ہنس کر کہا کہ ای لٹا تو بڑا جیسا ہو دیکھ وہابیات
 کو چھوڑ شاہ عمرو کی اطاعت کر لٹا بولا کہ قسم ہو اپنی خدائی کی سب کاموں کی تقدیر میں نے شیطان درگاہ ملک بختیارک
 پر مقرر کی ہو وہ آجکا تو محبوب دجگا شاہ عمرو نے کہا لاؤ بختیارک کو لٹا بد ار قلندر خیل سوار کیا بختیارک کو لٹا بآسنے
 آتے ہی شاہ عمرو کو سلام کیا پائے تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ میں تو آپ کے غلام کا غلام کا غلام بلکہ غلام ہوں کیا ہی
 طبیعت فردی کی حضور کو اس شوکت سے دیکھ کے خوش ہوئی ہو عمرو بولا بہت باتیں نہ بناؤ دیکھ تو لٹا کیا کہتا ہو بختیارک لٹا کی
 جانب پھرا اور کہا کہ کیا ہو کہین نہیں شاہ عمرو کی اطاعت کرنا اور آگے سے اشارہ کیا کہ جلد قدموں کو بوسہ دے کہ اس جناب
 سے جو پھر ہو وہ خراب ہو اہر کسی خداوند میں یہ کرامات نہیں دیکھی جو شاہ عمرو میں ہو لٹا کا سامن نے تقدیر کی کہ
 قدموں کو عمرو کے بوسہ دوں ہ لکھ آ یا اور پائے تخت کو بوسہ دیا شاہ عمرو نے حکم کیا کہ قید لٹا کی دور کرد و الغرض لٹا نے
 قید سے رہائی پائی اور تمام اپنی فوج و لشکر بولایا اور شریک عمرو ہو ا بعد اسکے عمرو نے حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام کو
 لاؤ سب اگر سامنے حاضر ہوئے شاہ عمرو نے کہا کہ تم سب میری اطاعت کے بارے میں کیا کہتے ہو سبھوں نے عرض کیا کہ ہر
 آپ کے بدل و جان مطلع ہیں مگر پہلے صاحبقران سے فیصلہ کر لیجیے تو بہتر ہو لیکن پہلوان عادی کہ کئی دن کا بھوکا تھا بکا را
 کو ایک ہذا من غلام تو خدمت حکم مرا ہر کہ سیر کند نوکرا و ہم شاہ عمرو نے فرمایا کہ کھانا پہلوان عادی کے واسطے لاؤ اور شاہ
 کھانا جس وقت کہ پہلوان عادی کا شکم سیر ہو قدموں کو عمرو کے بوسہ دیا تخت شدادی لیکر دروازے پر بیٹھا نوکری شاہ عمرو
 کی اختیار کی باقی قبضے سردار تھے سب زندا ن خانے میں بھیجے گئے لیکن چالاک بن عمرو بصورت مبدل بیان موجود تھا
 حال جا کر بادشاہ اسلام سے بیان کیا فرمایا کہ خیر بیان نو لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا اور امیر ابھی تک نہیں بھرے ایک ہفتے
 کا وعدہ کر کے گئے تھے دو ہفتے گزر چکے ای چالاک تم جاؤ اور صاحبقران کو ڈھونڈو کہ لاؤ غرض چالاک بن عمرو
 صاحبقران کی تلاش میں روانہ ہوا

اب چند کلمے امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

حکمران زمان صحرا سے معافی و صید بازان صید گاہ خوش بیانی وادی تیر برین خکار تقریر یوں کہتے ہیں کہ جب امیر
 با تقریر ہر شکار چلے تمام جانوران صید گیر ہوا تھے باز جہ قرشی شکرہ لکھڑ جھگڑا چچ پاشا بتری و خبہ اہیات
 سب گوش چیتے وہ تھے آشکار | ہر وہ کہ خبر دن کا کہین شکار | وہ کتون کی نہیں جو زبان لا جگا | دل شیر و بہشت سے ہو چلی آب
 کسی سمت جسے کہین ہر بان | باندون کا چھوڑین دنام و نشان | لیے باز ہاتھوں پر تھے بازوان | کہ ہو طائر روح جنکا شکار
 پہلے قراد ل میر شکار پوز باشی را ہمار مشرعوں کے پانچا سے پنے ماشی پکڑاں باندھے گلون میں ہوسے دے پنے جانور ہاتھین
 میں لیے ہوئے ساتھ ساتھ چلے وقت صبح صادق کا تھا صحرا میں جو پہنچے پہلے صاحبقران نے نماز پڑھی و خطبے سے
 فارغ ہوئے بعد اسکے حکم دیا کہ شکار ہو چلیے میر شکار سب حاضر تھے انھوں نے بموجب حکم اپنے اپنے نامدار کے مجاوی
 جھنڈی کو ڈھونڈنا شروع کیا پھر تو سب شیر کا شکار ہوئے لگا جب بہندون کا شکار خجری ہو چکا اس وقت حمزہ صاحبقران

حکم دیا کہ اب چرندون کی تلاش کرو بموجب حکم عالی سوارانہ پادشہ قلعہ میں چرندون کے رواد ہوئے ایک ساعت ابھی نہ
گذری تھی کہ جوڑی ہرکارون کی گرد میں آلودہ لپٹنے میں غرق حاضر ہوتی کلب عبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیکر
عرض کیا کہ بیان سے تھوڑی دور پر ایک چراگاہ ہو وہاں سب طرح کے جانور مانند چیتل اور نیل گاؤں کے چرنے میں مصروف
ہیں امیر عالیشان انکو انعام موافق انکے مرحمت فرما کے اُس جانب کو روانہ ہوئے تمام لشکر بھی اس طرف کو چلا جسوقت
کہ قریب اُس چراگاہ کے پہنچے آواز سے سم مرکب کی ان چرندون نے اپنے کلن کھڑے کیے اور ارادہ کیا کہ جوڑی بھر کر فرار
ہو جائیں اسوقت امیر گنتیستان نے تمام لشکر کو اپنے حکم دیا کہ یہ چرند جانے نہ پائیں بموجب فرمانے کے سوارون نے گھوڑے
ڈالے حمزہ صاحبقران نے بھی ایک ہرن کا قاصد کیا وہ ہرن سانہ سے بھی لگا جاتے جاتے ایک مقام پر دریا نمودار ہوا
ہرن بانی کو دیکھ کر بچکا اُسی وقت امیر نے ہر کو کمان میں پیوستہ کر کے ہرن پر مارا آواز بازہ کی بلند ہوئی امیر نے فلک گفت
حسن ملک گفت زہ + تیر ہرن کے نشانے پر ایسا پڑا کہ دوسرے نشانے کو توڑ کر پار گزر گیا ہرن گرا صاحبقران نے
اشقر دیوزاد سے اُڑ کر ہنوز وہ تڑپا ہی تھا کہ کبیر لکھڑیج کیا جفاقی تیر سے آگ نکالی اور خشک لکڑیاں جنگل سے جھگر
جلا دیں جب اُسہن سے دھواں نکل گیا آگ بانی رہ گئی اتنے عرصے میں حمزہ صاحبقران نے ہرن کے گوشت کو صاف کر لیا
سیخ پر کباب لگا کر تیار کیے اور وہیں آگ پر بھون بھون کر کھانے لگے چونکہ بھوک شدت تھی دن بھی قریب دوپہر کے آچکا
تھا اور لشکر تمام پیچھے رہ گیا تھا کوئی ساتھ مرکب کے نہ تھا جسوقت کہ کباب کھا کر خوب کھم سیر ہو چکے دریا سے جا کر بانی پیا دہین
ارادہ کیا کہ بیان تھوڑی دیر استراحت کر لیجیے اگر اس عرصے میں لشکر ڈھونڈ مٹا ہوا آگیا تو بہتر ورنہ پھر چلنے کے یہ اسی خیال
میں تھے کہ سامنے سے ایک ہرن اور نہایت خوبصورت بیرون میں گھنگر و سنگون پر ملائی آگیا بانی چڑھتی آسیر کار بنا کیا ہوا
تمام جسم پر نقش دنگا عجیب و غریب کبھی چشم فلک نے ایسا ہرن نہ دیکھا ہوا گا پید ہوا صاحبقران اُسکو دیکھ کر عاشق ہو گیا
ولیں کمال اگر زندہ پکڑ لیجیے تو اسکی پرورش کیجیے یہ سوچ کر اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر قاصد میں روانہ ہوئے اور ہرن بھی بھاگا
چلا جاتا ہوا تھے میں ایک دریا سے ریگ ظاہر ہوا ہرن اُسہن غائب ہو گیا امیر حیران و سرگردان رہ گئے اب جو دیکھا تو ایک
ہو تاک بیا بان دور کس گستان ہوا اشقر کا یہ عالم ہو کہ چل نہیں سکتا ریگ میں غرق ہوا جاتا ہر خاک اُڑ رہی ہو کوئی آدمی
دکھائی نہیں دیتا چل کلام چار گھڑی دن باقی تھا کہ اُس بیا بان ریگ سے نکلے ایک باغ نظر آیا امیر داخل باغ ہوئے
باغ نہایت شاداب و خرم بھول رنگ رنگ کے بھولے ہوئے درخت میوہ ہائے گوناگون سے بھرے ہوئے چار چمن آراستہ
ویراستہ استخارہ خواستہ طاؤسون کا شور و فتنہ زن چکور خند لبوں کا چہرہ طوطیوں کا لٹوٹی بول رہا ہر قریبوں کی کو کو کی
صدا بلند ہر طاؤس خوش مذاک طرف خوش نمایان کر رہا ہر امیر بھوکے تھے میوہ توڑ کر کھا یا صدا ساز طبلے اور سازنی
کی کان میں بھونچتی امیر اُسی طرف چلے قریب ایک نفر کے پہنچے دیکھا کہ اُسکے ہر در و دیوار پر بنا کیا ہوا ہر مکان نہایت پاکیزہ
ہو ایک سمت جیوم پر پرویاں ماہ طلوت بعد حسن و خوبی صحبت رخص و سرود گرم کیے ہر درمیان میں ایک تخت مرصع کار بہ ایک
نازنین حور و نش بعد غزل و مکن ہر صاحبقران نے جو وہ صورت زیبا دیکھی ہزار جان سے شغفہ و فریفتہ ہو گئے اور اس
نازنین نے بھی جو امیر کا جمال بے مثال دیکھا بعد جان و دل مالل ہوئی اور ہزار تاز و داد انعام کو اسطے اُٹھی اور وہ دیکر
پاکہ امیر کا بکڑ لیا امیر از بسکہ وارفتہ ہو چکے تھے بے تکلف اسکے ساتھ جا کر سندھ پیچھے اُس مجسمین کے اشارے سے کل اسباب
دعوت مہیا ہو اعرطدان پانمان چکر چکرے گلا بیان شراب کی بچھین کباب کی اور کل سامان شادمانہ موجود ہوا اُس نازنین
نے جام شراب لبریز کر کے امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نشہ بادہ الفت میں چور تھے بے اندیشہ انجام دہ جام پی لیا اور اپنے ہاتھ
سے ایک ساغر اُسکو تواضع کیا وہ نازنین پکاری شہر الایا ایسا الساقی اور کاس و ناولما کہ عشق آسان نمود اول ولی

اختیار منسلک ہوا اور وہ جام لی گئی تھی تو وہ دو دین میں جام آسپین جیسے پھول کی صورت و نافع بادشاہ سے گرم ہونے لگوں میں
 ہاتھ پر گئے تمام اہل محل کے جتنے ہونے لگے اٹھ گئے لوگوں نے اٹھنا شروع کیا کچھ محض ہو گیا صحبت خاص رہ گئی امیر نے منہ سے نہ
 ملایا جا با کہ بر سرین دل کا مزا نکالیں کہ اس کے منہ سے ایک بوسہ بد آئی امیر کو نفرت ملی ہو گئی سمجھ گئے کہ یہ جادو گرانی ہر دور ہر گھر پہنچے اس
 ناز میں نے کہا کہ یہ کیا ابھی تو مجھے لپٹا ہوا تھا اور ابھی ایسا دور بھاگا یا یہ شور اٹھ رہی یا یہ بنے مکی امیر خفا ہو سکے ہوئے کہ اول کانچ
 تیرا منہ کا سبکو ہر سندا اس پر عجب بوسے بد آئی ہر کہ ناک نہیں دیکھائی ہر معلوم ہوا کہ جادو گرانی ہر اور سن بھی ہر ہر برس سے
 کم نہیں ہر اس نے کہا کہ سن تو فقہ میرا تین سو برس کا ہو اور سو اسے گندہ دہنی کے مجھ میں کوئی عیب نہیں ہر سن اسی شخص پر مجھے
 صحبت کر گیا اور مجھے راضی رکھتا تو میں تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کر دیتی میں ہی ہر نگر تجھے لگا لائی ہوں نام میرا گلشن جادو
 ہر اور اگر تو مجھے محبت نہ کرے گا تو آتش سوزان میں جلا دوں گی یہ کلمہ اسٹی کہ میں صد سے من قربان ہر جان میری تیرے ایک ہن
 ہر شاعر مجھے گلے لگائے امیر نے کہا دو ہر وفا خستہ نہیں میرے ہاتھ سے ماری جائیگی گلشن نے کہا کیوں با تین بنانا ہو یہ کلمہ امیر سے
 لپٹنے لگی امیر نے اٹھا ہاتھ مارا کہ گلشن جادو کا ہونہ چھٹ گیا دور جا کر گری کو لے بن بھی مڑب آئی ہر ہم ہو کر کہا خبر معلوم ہوا تیری
 شامت آئی ہر کچھ بیان اجل لائی ہر پکاری امی ارشد اسے لجا کر آگ میں ڈال دے ساتھ ہی پکارنے کے ایک حبشی سیاہ رو چترہ درون
 نمایاں ہوا اور امیر پر دوڑا کہ پڑ لجا لے جب قریب پہنچا امیر نے تیغ عترب سلیمانی مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے گلشن جادو
 نے غصہ ناک ہو کر اسم سر پہ چکر اپنے اوپر دم کیا اور شیر کی صورت بن کر امیر پر دوڑی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا کہ وہ
 ہیئت اسکی بر طرف ہو گئی اور ایک پر زل کو دیکھا کہ ہاتھ پانوں کے بھل ماتدنگ مادہ کے مٹی آئی ہر امیر کے رے کہ او علامہ دیکھ
 اپنی صورت کو اسنے جو شکل اپنی دیکھی تو شرمندہ ہو کر کہا کہ تو مجھے برہنہ کر رہا ہے اور چاہا کہ سر کو کے بھاگے امیر نے ایک تمہارا ماری
 کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے شور گیر و دار کا بلند ہوا اندھیرا چھا گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحرہ کریم نظر
 سیاہ خام مری ہوئی پڑی ہر اور مکان اس کیفیت پر نہیں ہر کچھ کو غریبان بندہ میں آسپین سے آدھون کی آواز آئی ہر امیر نے
 انکو کھولا آسپین سے بہت سے آدمی نکلے کبال اور ناخن انکے بڑھنے والے غل و زنجیر میں گرفتار اور کو خروین میں مال و اسباب
 اور گھوڑے بہت سے نکلے امیر نے ان سب کو رہا کیا اور مرکب اسباب انکو دیکر فرمایا کہ تمہارا جہان جی چاہے وہاں چلے جاؤ ہر ایک
 و عابین دیتا ہوا چلا گیا ان لوگوں میں ایک سوداگر خلیل اعظم نام سے تھا امیر نے اسے اپنے ساتھ لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے
 اٹنا سے راہ میں جالاک ملا کہ قد مبوس ہوا اور کہا کہ تمام سر کو اس پر اس پر ہٹا ہوئے عجب پریشانی ہر بادشاہ اسلام بہت
 اس میں یہ سکر امیر کمال رنجیدہ ہوئے خلیل نے سبب آرزو کی کا پوچھا امیر نے تمام حال عمر و کے باغی ہو جانیکا اور نقابدار کے
 ڈوانے کا بیان کیا خلیل نے آہ سر پہ چھنی اور کہا کہ انسو میں عجب بلا فتن سے سامنا ہر امیر نے پوچھا کہ تم اسے واقف ہوا ہے کیا میں
 جانتا ہوں یہ نقابدار طلسم بندہ میں اسے حمدہ برا ہونا مشکل ہو سکی مجال نہیں کہ ان پر خقیاب ہو مگر پروردگار عالم کوئی سبب نکالے وہی ان
 بلاؤں کو مٹا لے امیر نے کہا کہ تم حال کا مفصل بیان کر دخیل نے عرض کیا امی شہر یار آخر با ختر میں ایک ملک ہو کہ فرعون یہ اسے کہتے
 ہیں فرعون شاہ دہا کا بادشاہ ہر اور وہ دعویٰ خدائی کا کرتا ہو بہشت اور دوزخ اسے بنائے ہیں بہشت میں حور و مکان ہیں دوزخ
 میں کندہ ہاے آتش روشن رہتے ہیں سات لکڑا ابر اس کے قیلول پر سیاہ فغن رہتے ہیں اور سات نرین پانی کی نیچے قیلولوں کے مابین
 ہیں کہ وہ حکم سے فرعون شاہ کے ایک ایک نرور یا سے اعظم اور ہر ایک لکڑا ابر محیط عالم ہو جاتا ہر اور ان لکڑا ہاے امیر کی بصورت
 ہو کہ کوئی ابر آتشبار ہو اور کوئی دھواں دھار ہو کسی سے پانی برستا ہو کسی میں سے اور لکڑا ہر سب بنایا ہو اس طرح مش جاتی
 کا ہر اور وہ کافر ہمیشہ بصورت ہنگ دریا میں رہتا ہوان چارون نقابدار دن کو بھی اسی نے بنایا ہو کل اسباب انکا طلسم جادو
 کر دیا ہو کوئی ان نقابدار دن سے پیش نہیں لجا تا اور باطل السحر بھی کام نہیں کرتا ایک روز فرعون شاہ نے غریبان

سے پوچھا کہ تم علم نجوم سے دریافت کرو عالم میں کوئی ایسا ہے کہ کشت خدائی میری پامال کرے یا بخویمون نے دریافت کر کے عرض کی کہ امیرجہاں ملک عربستان سے ایک جوان پیدا ہو گا وہ کارخانہ خدائی کو تیرے برہم کرے گا ملک و ماں سب چھین لے گا یہ منکر فرعون شاہ سے ہر ایک سے خطاب کیا کہ جو کوئی میرے حریف کو زندہ گرفتار کرے یا سرکات لائے میں اس سے نہایت خوش ہوں گا چنانچہ مجھ کو بھی حکم دیا کہ تو بھی تلاش کر اور لوگ چار طرف روانہ ہوئے ازاں بعد یہ نقابہ اربھی بین مگر انت جہان دیا سے بیدرمان بن امیر نے فرمایا کہ خدا سے ما بزرگ است انھیں باتون میں ددین فرسنگ فکل آئے اتنے میں شام ہو گئی ایک شہنشاہ آب پر اترے فرسنگ پچھا کر بیٹھے ابھی یہی کہی خوب ضحیٰ ہوئی تھی کہ ایک گروہ باریک سی اٹھی اور قریب آکر شوق ہوئی دیکھا کہ ایک عیاں بچی جیست دینا لاک فطور سے پائے بیٹھے ہوئے جوڑی خبر کی کر میں آئی ہوئی جو بچہ ہاتھ میں مانند باد صرصر کے چلی آئی ہر عالم میں خدائی کا یہ ہر کہ جسے برق کو ند جانی ہر عیال غلیم نے اسے پہچانا اور امیر سے عرض کیا کہ میں اسے پہچانتا ہوں یہ عیاں بھی ملک فرعون کی ہر اور انھیں نقابہ داروں کے پاس جانی ہر اگر حضور ایک لمحہ میری اور پرورش فرمائیں اور مانند خادموں کے میرے پیچھے کھڑے ہو جائیں تو میں اسے بلا کر حال پوچھوں امیر نے فرمایا اس میں قباحت نہیں ہر اور ہاتھ باندھ کے خلیل کے پیچھے آکر کھڑے ہوئے خلیل سنے آواز دی کہ امی را بعد بانی او صرا آؤ اس عیاں بھی نے پھر کھڑے ہو کر جو دیکھا تو پہچانا اور پاس آکر پوچھا کہ خواجه تم بیان کمان بہت دنوں سے جتنے نہیں نہیں دیکھا خلیل نے کہا کہ امی را بعد بانی او گردن فلکی کا حال کیا بیان کروں ایک مدت گلشن جادو کی قید میں رہا اب وہ نکاح ماری گئی تو میں رہا ہوا را بعد نے کہا کہ کسے اسے مارا خلیل نے کہا کہ ایسے دل اشد کے تھے جنھوں نے اس علامہ کو جہنم واصل کیا اگر وہ ہوتے تو میں دیکھا دیتا اور امی را بعد ہم کمان جاتی ہو اسے کہا کہ نقابہ دار فطر طورہ پوش کو مشوق فرعون شاہ کی اور میں منور وزیر کی ہر دس روز کی رخصت ہو کر ہارون نقابہ داروں سمیت شکار کھیلنے آئی تھی عمر محدود بیٹے کا گذر کہ وہ نہیں گئی فرعون شاہ بہت برہم ہوا اور عیاں بتا تھا کہ جلا دون کو بھیجے منور وزیر فدیوں پر گر پڑا اور فقیر اس کی صدا نکرائی اب وزیر سے تجھ کو اسکے بیٹے کو پہچان میں نے سنایا کہ شہر ختم میں لشکر اور مجھے تم بتا تا بادو کہ شہر ختم کہ صرصر میں آیا وہ کھڑے نہیں سکتی خلیل نے راستہ بتا دیا تو مثل برق لایع کے چمک کر چلی گئی خلیل نے امیر سے کہا کہ سنا آپ نے جو کچھ حال تھا اب پروردگار نے صورت نکال دی یہ بلا انشاء اللہ بہت جلد دفع ہوگی امیر نے فرمایا کہ اب بتجمل لشکر میں پہنچنا چاہیے ایسا انوکہ وہ دزدو باریک گردن بھاگ جائے شب تو وہاں گزری صبح کو چلے چالاک کو روانہ کیا بعد اسکے آپ بھی چلے اور عرکا حال بیٹے کہ جان عمر و جٹھا ہوا نقابہ دار فطر طورہ پوش کے سامنے ہاتھری میں یہ غزل ہزار خوش الحانی بجا رہا تھا غنزل

شب فراق میں تن جان خیال یار میں ہو	ہبشت میں ہر مری روح جسم نار میں ہو	بہار گل میں ہر فصل تو گل بہار میں ہو
ہزار ایک میں ہر ایک گز ہزار میں ہو	جنون دیکھا تو مجھے سپر عالم ملکوت	عنان عسل کف طفل فرسوار میں ہو
رفیق بیٹھے نہ محفل میں اس کی بن تیکہ	گل سین سے نزاکت زبا رد فار میں ہو	کرنگے بچہ میں ہم آب چشم سے مسکن
اکھیس وخت میں فریاد کو ہزار میں ہو	ہمارے دل میں ہر ذرات کی زلف میں لہر	بنفشہ باغ میں آفتاب نہ دیکھا میں ہو
پیر ری خون کی طلب ہر تو بھول جاتیں	فزون عمل سے اثر دل کے اضطراب میں ہو	جہان کو اسکے لب و چشم نے کیا کھنٹی
کوئی سرور میں ہر اور کوئی خمار میں ہو	ہزار سحر گردن میں اثر نہوا سپر	کہ طوق زری سے پر و فقط حصار میں ہو
گوند ہر سے ہوا ہل صورت اسود	ہیشہ گلشن تصویر برگ و بار میں ہو	خدا کردہ کسی زخم کو خفا ہوا کی
سحر سے دور ہو سوزش دل نگاہ میں ہو	سخن میں غیر کے گوی مرے سخن کی نہوا	کب آتش شمع طور سہر جہاں میں ہو
وہ خامہ و زبانی کا ہو میرے کیا قائل	ہزار طرح سے امجاد و افتخار میں ہو	خمار میں شعرا کے ذرا ذن میں کیت
شہید می ایک کب اداو کے خمار میں ہو	سب سکر نہایت شاد و مسرور رنج و ملال دل سے دور تھے کہ دروازہ ہار گویا	

ایک غفلت ہو کر بعد بانو پونجی سلام کیا اور کان میں قنطورہ پوش کے چند کلمے کے قنطورہ پوش سے آہ سر و کھینچی اور
عمر و سے کہا کہ خواجہ اب ہم ایک دم نہیں ٹھہر سکتے کل ملک فرعون نے کو بائینگے یہ سن کر عمر و رونے لگا کہ اب معاملہ میرا بتر ہوا
پھر خواجہ نے نہایت لجاجت سے کہا کہ اگر آپ دو چار روز ٹھہر جاتے تو حمزہ کا بھی استیصال ہو جاتا قنطورہ پوش نے
کہا خبر متاری خاطر سے دو ایک روز میں ٹھہر جاؤنگا اتنے میں خبر آئی کہ حمزہ داخل لشکر ہوئے یہ سن کر نقابدار قنطورہ پوش
نے کہا کہ میں عمر و کو تخت پر بٹھا کر اور دشمنوں کو ان کے مٹا کر جاؤنگا غرض ٹیل جنگ بجا اور امیر کو معلوم ہوا یہاں بھی
نکار و گڑگڑایا شب گزری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لشکر نقابدار سے نریمان فیل سوار میدان میں آیا یہاں
طلب کیا چالاک نے میدان کو فرق کیا تمام لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے امیر اشقر کو چہرہ کر سائے تخت بادشاہ اسلام
کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ ارادہ نہ کیجیے مجھ کو جانے دیجیے میں مقابلہ نریمان فیل سوار
سے کروں امیر نے عرض کیا اچھا شہر پار خدا تخت بادشاہی کو آباؤ کے آپ چراغ لشکر اسلام میں یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ
میرے ہوتے آپ میدان میں جائیں مجبور خست دیجیے اور میرے حق میں دعا کیجیے کہ آبرو میری پروردگار عالم رکھے اور
اس کا فر پختیاب کرے کہ اتنے میں نریمان نے پھر نفرہ کیا کہ امی حمزہ کیا دیدہ لگائی ہو امیر کو غنظ و غضب طاری ہوا اور
بادشاہ اسلام سے کہا کہ حضور نے دیر لگا کر یہ لگے سنو اسے اب میں جاتا ہوں خدا حافظ و صرہ بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ سپرد پروردگار کیا امیر اشقر پر سوار ہو کر میدان کو چلے جب برابر نریمان فیل سوار کے پہنچے تو نریمان نگاہ
ہوا بعد اسکے نیزہ بازی ہوئی برابر رہے گز رہے اس میں بھی ایک دوسرے پر غالب نہ آیا شمشیر زنی موقوف رہی کشتی ہوئے
لگی امیر لڑ رہے ہیں اور پروردگار عالم کو یاد کر رہے ہیں میرا دن کشتی کو ہو کہ ایک بار آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی
بھلی بھلی لکڑا ابرغیاں ہوا قنطورہ پوش نے عمر و سے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خداوند فرعون شاہ نازل ہوا اتنے
میں وہ ابر بھٹا اور چالیس رنگی سیاہ فام سرخ پوش کلا بھلا دی سردن پر رکھے ہوئے دکھائی دیئے پہلے نریمان سے آکر
پہنچے اور اسکی مشکیں باندھیں ناز پائے مارے غل وزنجیر میں گرفتار کیا پھر قنطورہ پوش اور دشمنوں نقابداروں
کو اسیر کر کے لیکر سوئے آسمان روانہ ہوئے اور لشکر سے بھاگ کر کہا کہ جلد فرعون نے کو باؤ خبردار ایک سوم بیان نہ
بھڑنا اور اگر کوئی شخص ہمارے شریک ہو کر آئیگا وہ مارا جائیگا یہ سن کر قنطورہ پوش نے آواز دی کہ امی خواجہ
عمر و خبردار ہمارے پیچھے نہ آنا اور لشکر میں ہمارے شریک نہ ہونا یہ سن کر عمر و نے آہ سر و کھینچی اور وہاں سے بھاگا
امیر کے سردار سب فیدہ سے رہا ہوئے اور صر زمرہ شاہ یہ حال دیکھ کر بکا کہ تقدیر کی میں نے کہ اب عمر و سے
مخوف ہو جاؤ یہ لکھ کر اپنے لشکر کی طرف چلا اور صر پہلوان عادی تخت شدادی بکا کہ عمر و پر دوڑا عمر و پکارا کہ او
نک حرام اس روز قدسوں پر میرے گرا تھا اور تو کر میرا ہوا تھا آج میرے قتل کے دربار عادی نے کہا کیا بکت
ہو آقا میرا حمزہ ہو اور ایک طرف سے تمام سردار فیدہ میں جو تھے اپنی اپنی قید توڑ کر دوڑے بلکہ سارا لشکر امیر کا
دوڑ پڑا عمر و بھی پیچھے ایک ہاتھ سے پکڑ کر لڑنے لگا اور دوسرے ہاتھ سے آتش بازی مارتا ہوا ایک سمت
بھاگا تمام سرداروں اور امیر نے عمر و کا تعاقب کیا عمر و گھبرا کر ایک ہار پر چڑھ گیا اور وہاں جا کر حقائق سے آگ
نکالی ہال و پوتندک کا آگ پر رکھا بس اسی دقت ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمر و کو اٹھا لیا امیر پکارے اور مکار کمان
جائیگا عمر و نے کہا کہ ادعرب جہان جاؤنگا تیری فکر سے غافل نہ رہو گا تجھ کو میں سے بچنے نہ دوں گا امیر مجبور و ناچار
پھر کرداخل لشکر ہوئے جشن شاد کیا کہ خدا نے یہ بلا دفع کی لقا جمشید اختی اور خورشید اختی کے پاس گیا اور کہا
بندگان من دیدی قدرت مراد کیا فتنے کہ کیونکر اس دزد با یک گردن کو بھگایا اور حمزہ کا بھی اب غافل نہ ہو گا

سب احمقوں نے کہا کہ با خداوند جو تو چاہیگا سو کر لیا تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے بیان لقا اور حمزہ صاحب قرآن
کو اسی طور پر چھوڑیے

چند کلمے داستان عمر و کا شعر فرنگ گوشتہ بین جانا اور امیرج نو جوان کو صاحب قرآن بنا کر لانا شعر ختم پر
اور امیر با تو قہر سے لڑوانا بیان کیے جانے میں نہیں

اپنی ہمت پر نہ مغرور ہوں بہت واسے | حقیقت مجھے سمجھیں نہ حقیقت واسے | کچھ مقدر تو نہیں حشمت و شوکت واسے
کیا غرض لاکھ فدائی میں ہوں دولت واسے | انکا بندہ ہوں جو بندے میں محبت واسے

تخت و پادشاهی سے صورت نئی | رفتہ رفتہ یہ مرے شوق کی نوبت پہنچی | خطا جو لکھواتا ہوں ان سب خطوں کو میں کبھی
ہاں سے رہی حسرت دیدار میری ہاں سے کبھی | کتنے ہیں ہاں سے و چشمی سے کتابت واسے

جستجو سے نہیں دریا کو گھڑی بھر فرصت | کوئی دم فکر طلب سے نہیں حاصل راحت | غیر ممکن کی ترقی سے بڑھی کم نسبت
حرص کے پھیل گئے یا توں بقدر وسعت | انگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت واسے

جیسے جی سب تھے شریک غم و محنت آزلہ | ہمدرد و مونس و یار و غمخوار | پس مردن بہ ہوا بیکس و تنہا ناچار
نہیں جز جمع محاورے بالین مزار | نہیں جز کثرت پر دانہ زیارت واسے

شکل تصویر میں رکھتے نہیں کوئی خواہش | حرص کتنے میں کسے دہر میں کیسی خواہش | اپنی مرضی ہو وہی جو مرضی خواہش
نہ ستم کا بھی شکوہ نہ کرم کی خواہش | و کھو تو ہم بھی میں کیا صبر و قناعت واسے

بلی و قیس تھے برگشتہ معتر و دونوں | نجد میں خاک اڑاتے پھرے اکثر دونوں | نونے صاف کسی طرح گھڑی بھر و دونوں
رہے جو نہ شیشہ ساعت وہ مکر و دونوں | کبھی کتنے گئے و دلدل جو کہ درت واسے

چشم بیا تری دشمن آرام دشنا | لب جان بخش سے اعجاز میسما پیدا | کھائے جاتے ہیں مری جان حزن بہر خدا
تو جو آجائے تو ہر در محبت کی دوا | میرے ہمدرد ہوں بیدار و نصیحت واسے

اسقدر شعلہ فشان ہر اثر سوز و گداز | ہر سرمو سے ہر ہر شہر کا انداز | بھجوں کیا خدا تجھے او گرم ادا آفت ناز
تجوڑ دیتے ہیں علم چون قلم آتش باز | میری شرح بخش دل کی کتابت واسے

خضر کا نام و نشان ہو نہ میسما کا پتا | سر بالین نہیں اب ایک بھی جیتا مڑتا | خوش رکھے تھو خدا جی تو بہلتا ہر عرا
کبھی افسوس ہو آتا کبھی نہ دونا آتا | دل بیا رکھے ہیں وہی عبادت واسے

بے ترے بستر غم پر بت ہر حم و وق | کیا کہیں کرتے ہیں کس طرح ہر صبح و مسا | کبھی افسانہ حسرت کبھی غم کا قصر
دل سے کچھ کتنے میں ہم تھے ہر کچھ دل کتنا | دونوں اک حال میں میں ہیچ و مصیبت واسے

مثل تسلیم نہ دو ہاتھ دہن میں اے ذوق | کتنے دو جو کسے گھر بیٹھے وطن میں اے ذوق | کیلئے سکے ہو تم رنج و محن میں اے ذوق
ماں پر گل کو نزاکت پہنچیں میں اے ذوق | اسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت واسے

حاکمان حکایت عجیب اور ادیان روایت غریب یوں روایت کرتے ہیں کہ دیوتندک جو عمر و کو اٹھا کر لیا تو ایک دامن کوہ
میں لاکر اتارنا اور عمر و کے سامنے اپنا سارا حال بیان کیا عمر و نے کہا اے دیوتندک تو دیکھتا ہے کہ میں کس حال میں گرفتار ہوں
صبر کر میں تجھے تیری مشق کو مٹا دیتا ہوں دیوتندک تو چلا گیا اور عمر و اپنے حال پر گریہ و زاری کرتے لگا دیر تک
نگہیں و مہول میٹھا رہا اور اس فکر میں تھا کہ کہا کروں جو اس عرب پر غالب آؤں سوچتے سوچتے خیال میں گذرا کہ اے عمر و
تو فرخ شہسوار قلندر کا سر لینے جو ملک فرنگویشہ کو گیا تھا تو ایک روکے کو دوکان پر بیٹھے دیکھا تھا اُس کے چہرے سے

اولاد ابراہیمی کی نشانیاں اور علامتیں عیان تھیں اگر اسکو تو جاکر صاحب قرآن بنا کر لے لے تو کلمہ مرہ اس عرب کا
تو دیکھا بس یہ تصور کر کے جانب فرنگوشیہ صبح کو چلا تھا سہ پہر کو شرمین پہونچا ڈھونڈنا شروع کیا کہ وہ لڑکا کہاں
ہی تلاش کرتے کرتے چار سو قچوک میں دیکھا کہ وہ لڑکا پانچ ماہ شب چہارہ کے جلوہ آرا ہو اور جو ابراہیم کا بھیر
اس کے آگے لگا ہو خرید و فروخت ہو رہی ہو دکان پر عجیب گھما گھمی ہر نگاہ اول پہچاننا کہ یہ وہی جوان رعنا ہر جلدی
سے کنارے جا کر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور دکان پر آکر کھڑا ہوا دیکھا کہ ایک لعل اس کے آگے رکھا ہو
نے قریب آکر کہا کہ لعلی ذرا مین دیکھو وہ لعل ماہ سہا کہ ایرج اسکا نام ہو اُس نے دیکھ کر کہا کہ ای عزیز مین نے
اسے دس ہزار کو مول لیا ہو اور تو لعلی کہتا ہو عمر و نے کہا کہ صاحبزادے لعل تھے نہیں دیکھا ہو ایرج نے
برہم ہو کر کہا کہ ای سوداگر اگر تیرے پاس لعل ہو تو دیکھا عمر و ہنسنا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیا نکال کر کھولنے
لگا جب وہ ڈبیا کھلی اُس مین سے ایک لعل درخشان ایسا نکلا کہ چھوٹ پڑنے لگی جو جو دکان پر بیٹھے ہوئے تھے
سب اُس لعل کو دیکھ کر دربا سے حیرت مین غرق ہوئے ایرج نے کہا کہ واقعی یہ کچھ اور ہی چیز ہو اور وہ
اس کے سامنے لعلی ہو پوچھا خواجہ صاحب اسکی قیمت کیا ہو عمر و نے کہا ساٹھ ہزار کا ہو ایرج نے کہانیس
ہزار نو مین دینا ہوں اگر تو بیچے تو ابھی مول لیتا ہوں عمر و نے کہا کہ بیچے لائیے رو بہ دیجیے ایرج رو بہ
وینے لگا تو عمر و نے کہا کہ ای لعل مین میں لعل بنا ہوا ہو نگوشناخت نہیں ہو سکر ایرج نے ہنس کر کہا کہ ای
عزیز مین ایسا ہوں کہ اصلی اور مصنوعی مین تمیز نہیں ہو عمر و نے کہا کہ تم سب کو یقین کلی ہو کہ یہ لعل اصلی ہو سب
نے کہا بان بہ اصلی ہو عمر و نے پانی ایک پیالے مین منگو کر وہ لعل اُس مین ڈال دیا اور اُسے بند کر دیا پھر
بھر کے بعد جو کھولا تو شربت تھا یہ تماشا دیکھ کر سب کو ایک حیرت ہو گئی لیکن ایرج کو خواجہ سے عہدیت
ہوئی پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہو عمر و نے کہا کہ خواجہ سعد شامی میرا نام ہو ایرج نے کہا کہ آپ کس مقام
پر تشریف رکھتے ہیں عمر و نے جواب دیا کہ سر امین اُترا ہوں ایرج نے کہا کہ اسباب سرا سے اُٹھو
لائیے میرے گھر مین قدم رنجہ فرمائیے اور فرخ بازار گان ایرج کا باپ وہ بھی کمال گرویدہ
ہوا اور متنب کرنے لگا کہ حضور جلک فخر خانہ کوردنی دیجیے یہ آپ کا غلام ہو اسکو کچھ تعلیم کیجیے عمر و نے کہا کہ بس چشم
مین چلنے کو موجود ہوں غرض کمال انکسار سے پیش آیا عمر و بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لڑکا گانا اور ساز بجاتا ہوا
مکان کے اندر آیا بھرو دیکھنے کے ایرج سے کہا کہ بھائی یہ پیر مرد جو آپ کے پاس بیٹھا ہو یہ نہایت مکار
اور فریبہا ہو اس کے فریب مین نہ آنا زیادہ رابطہ درخانہ عمر و نے یہ سن کر اپنے جی مین کہا کہ بیشک یہ لڑکا کمال
متنبی ہو ایرج سے پوچھا کہ یہ کون ہو ایرج نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہو مگر وہ دھبہ دار ہو نہایت ذوفنون و
مکار ہو گانا خوب ہو اسکا گانا سب کو مرغوب ہو عمر و نے اپنے دل مین کہا کہ اگر تو عیار ہی سکھا لگا تو ایسا
بہ عیار بے بل ہو گا عمر و نے کمال محبت سے اُسے بلایا اور پوچھا کہ نام بخار کیا ہو اُس نے کہا کہ شاہ پور
عمر و نے کچھ ایسی دوا ایک بائین اُس سے کہیں کہ شاہ پور کو بھی عمر و کے ساتھ الفت پیدا ہوئی مگر پکارا
کہ مجھے فیلہ دینی نہ کرو مین بخار سے دم مین نہ آؤ لگا ایرج نے کہا کہ بھائی تم ایسے بزرگ سے ایسی بیہودہ
بائین کرتے ہو خدا سے نہیں ڈرتے ہو شاہ پور شہر دل سے کہا کہ انکے کمر سے خدا ہی بچائے انکے دام فریب
مین نہ ہنسائے غرض ایرج اُٹھا اور ہاتھ پکڑ کر لے آیا پاس بیٹھا با عمر و نے کہا کہ میان کچھ گاہکوں بھی اپنا گانا
سناؤ شاہ پور شہر دل نے کہا کہ مین کیا گو با ہوں جو کسی کی فرمائش سے گاؤں جب خود میرا جی چاہیگا تو مین کچھ

لگاؤنگا عمرو نے کہا کہ کتا بہرہ گرمان کا بھی کچھ پاس و خاطر آخر کار شاہ پور شیر دل نے چوتارہ بجا کر باجمان دانو لگا
یہ غزل گانا شروع کی غزل

سحر جو آئینہ یہ رشک ماہ دیکھتے ہیں ہمارے منہ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہیں کوئی بھی مجھے شب و عدہ یہ نہیں کتا گناہگار نہ یہ بے گناہ دیکھتے ہیں غرض نہیں ہوا نہیں ملو کی بجلی سے	نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہیں ہیشہ کی بھی اور کسی نہنتی ہے اٹھو جلو کین جلدی وہ راہ دیکھتے ہیں اسی کیواسطے آنکھیں خدانے دین ہکو جو خوش نصیب حری جلوہ گاہ دیکھتے ہیں	کچھ اسطرح کے وہ قائل سوال کرتا ہے نبا ہے جانے میں جبکہ نباہ دیکھتے ہیں ندا کا خوف نہیں پر بتوں سے ڈرتا ہوں کو روز و شب یہ سفید و سیاہ دیکھتے ہیں خدا کیواسطے لوداغ کی خبر جلدی
--	--	--

ہم اسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہیں خواجہ عمر و بن امیہ ضمری نے کل پردہ کب کمرج لکھنا ہمارے بھیر و ن نکات
چشم بوج گماچ بہاگ سوہنی وغیرہ کے تعلیم کیے شاہ پور نے کہا ہو تو بد سے گردل جوان ہوا اور صاحب مذاق
کی یہی سپان ہوا لانا جانتا ہوں ایک عالم کہتے فریب دیا ہو عمر و اسکی باتوں پر ہنس رہا ہے کہ اسہیں فرخ بازارگان
آیا عمر و اسکی تعلیم کے واسطے اٹھا میرج نے استقبال کیا عمرو نے دیکھا کہ خواجہ فرخ آدرودہ کمال ہو چہرے پر گرد
لحال ہو عمرو نے پوچھا کہ خواجہ صاحب اسوقت خاطر خاطر پر کچھ تکدر پایا جاتا ہے اسکا سبب کیا ہے کچھ بیان لیجئے
سچ پوشیدہ کو عیان کیجئے خواجہ فرخ نے کہا کہ اے خواجہ سعد شامی آپ ہمارے میں میں آپ سے
کیا کہوں عمرو نے کہا کہ آپ درمیانے تو سی اسوقت نہایت آپ کو صدر ہو میں علم نجوم و رمل میں بھی
دخل رکھتا ہوں کیا کچھ جاتا رہا ہے حال اشبا سے گم شدہ خوب بتاتا ہوں خواجہ فرخ نے یہ سنکر آبدیدہ
ہو کر کہا کہ اے خواجہ سعد شامی آج ایک گینہ الماس جو اہر بادشاہی میں سے مع درج فائز ہو گیا ہے
اور پناہ نہیں لگتا عمرو نے کہا کچھ تشویش کا مقام نہیں ہوا بھی معلوم ہوا جاتا ہے اسکا حال فوراً کھلا جاتا
ہو عمرو و چونکہ علم نجوم میں شاگرد رشید خواجہ بزرگ چہر کا ہے اسی وقت زنبیل سے فرمہ لگا لالا درختے پر
پھینک کر کچھ کاغذ پر لکھ کر بہت خور سے دیکھا اور سر اٹھا کر خواجہ فرخ سے کہا کہ ابھی وہ گینہ نہیں ہو کہیں گے نہیں
مگر گھڑی میں کسی نے لیا ہے ایک طفل نے پوشیدہ کیا ہے خواجہ فرخ نے کہا کہ آپ یہ بھی بتائے کہ اس
لڑکے نے لیکر کس مقام پر رکھا ہے عمرو نے پھر کاغذ کو دیکھنا شروع کیا اور بعد گھڑی پھر کے
سر اٹھا کر کہا کہ فلان کو بھری میں صندوق کے تے زمین کھود کر گاڑا ہے آپ وہاں جائے اور
بے تکلف نکال لائیے یہ سنکر فرخ بازارگان اسی وقت اندر مکان کے گیا واقعی جہان عمرو نے
بتایا تھا وہیں گینہ ملا خواجہ فرخ بہت مسرور ہوا اور وہ گینہ لیکر آیا اور میرج کو اعتقاد و جند ہوا لیکن
شاہ پور نے دل میں کہا کہ خدا کرے افشاے راز نہ ہو مگر خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی سے بہت خوش
ہوا اور کہا کہ آپ میرج کو اپنا غلام جانیے اور جو جو کہ آپ کو آتا ہو وہ سکھائے خواجہ سعد شامی نے کہا
کہ میں اسے ایسا تعلیم کروں گا کہ ہر فن میں اسے بگاڑا آفاق کر دوں گا مگر سکھانا اسکا کام ہے یہ باتیں تھیں کہ جو بدام
آیا اور کہا کہ اقبال شاہ نے میرج کو بلایا ہے راوی کہتا ہے کہ بادشاہ شرفرنگوشیہ کا مالک
بن ملکوت شاہ کمال جان پرورد رعیت نواز ہوا اقبال شاہ اور ارسلان شاہ اُسکے دو فرزند
نہایت جوان و دہمت مند ہیں چنانچہ اقبال شاہ سے اور میرج سے باہم کمال محبت ہوا انتہائی الفت و نصرت
اقبال شاہ کے لازموں سے ہوا اور فن کشتی میں بے نظیر ہو اور ارسلان شاہ کا ہلو ان غراب ہو زور آسانی

میں لاجواب ہر ان دونوں میں کشتی تھری ہر اسی سبب سے ایرج کی بھی طلب ہوئی ہو ایرج نے خواجہ سعد شامی کو ساتھ لیا اور حضرت بن اقبال شاہ کی آیا خواجہ سعد شامی کو اقبال شاہ سے بنگلہ کر دیا اور کہا کہ یہ میرے استاد ہیں انکو بھی فنون پہ گری کے بہت سے بادہیں اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر سوار ہوا شہر سے باہر ایک بارش تھا وہاں آیا دیکھا کہ کشتی گہرے میں جا گھسیٹ گئی تھی ہوتے بیٹھے میں دھول بج رہا ہوں اور تماشائی جمع ہوتے جاتے ہیں ان میں سواری ارسلان شاہ کی آئی دونوں بھائی ایک جگہ پر بیٹھے ایرج نے ارسلان شاہ کو سلام کیا انہیں خیر و حاجت ہو چکی ایرج دعا دینا بجالا یا طاعت اگر موجود ہوتے تاج ہوتے لگا ارسلان شاہ نے کہا کہ کیرن بھائی اب کشتی ہو قبیل شاہ نے کہا کہ ابھی پانچ پانچ ہزار روپیہ ایک تے دوسرے کے ساتھ منگو کر رکھ دینے اور شہر ہوتی کہ جبکہ پہلوان غالب آئے وہ ان تڑون کو اپنے طرف میں دے دے جب شہر میں پہنچے تو اس وقت دونوں پہلوانوں کو حکم ہوا کہ ہاں اٹھاڑے میں آؤ اور صرف کشتی بولیں اور سے نظر طراول چلا اور دوسرے غراب بڑھا اٹھاڑے میں کودے اور کشتی لڑنے لگے اب ہجوم عام غنائی کا ہو گیا دونوں کشتی گروں میں داخل ہو رہے ہیں اور دونوں شہزادے تماشاکشی کا دیکھ رہے ہیں تین پہر تک برکتی ہوئی فقط سامنے کے دونوں بیچ ہو ایک پہر دن باقی تھا کہ نظر طراول علیحدہ ہوا اور آکر اقبال شاہ سے کہا کہ میں غراب سے نہیں لڑ سکتا غراب یہ کلمہ کہتا ہے کہ وہ مارا میں نے شرط جیتی کیا مجال ہر کسی کی جو مجھے عمدہ براہ کچھ اگر رستم بھی ہوتا تو وہ میری غلامی کا حلقہ کان میں پٹتا کمان ہر سام و زبان اور کمان میں بدیع الزمان کشتی گیر اور حمزہ صاحب قرآن لکھ رہا ہا کہ آئے بڑے اور پانچوں توڑے اٹھائے کہ عمر کو لاف دگنات اسکا برا معلوم ہوا اور ایرج سے خطاب کیا کہ تم سنئے ہو یہ کیا مفرخات کہتا ہے اسے جا کر زبرد برکرو تھے ہو سکتا ہو ایرج اڑ بسک اپنی طاقت و قوت سے آگاہ نہ تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب آپ کیا فرماتے ہیں مجھے اس سے کیا سروکار ہے میں کشتی لڑنا کیا جانوں یہ میرا کب شکار ہو عمر و سنے کہا کہ ایرج تیرے بادشاہ کا پہلوان ذلیل ہو اور شاہزادہ منضیل اور سرنگون ہو جائے غمیرت کا مقام ہو ایرج نے برہم ہو کر کہا کہ خواجہ میں پیارہ بنیا آپ مجھے یہ گفتگو نہ بھیجے میں لڑنا کیا جانوں یہ شکر عمر و سنے کہا کہ اگر کچھ مجھے اعتقاد ہے تو یہ جان لے کہ میں ماعل فن عملیات میں بھی کامل ہوں اگر کہیں کم قوت ہو میں تعویذ لکھ کر اسکے بازو پر باندھ دوں تو وہ دلو کو کچھاڑ دے اور تمام زمانے کے پہلوانوں کو زیر کرے یہ لکھ کر ایک تعویذ لکھ کر ایرج کے بازو پر باندھ دیا ایرج نے کہا یا امنا میں دونوں بیچ کشتی کے نہیں جانتا عمر و سنے کہتا ہے لجا کر چند بیچ کشتی کے جاسے اور پھر پڑھ کر ایرج پر دم کیا اور سامنے اقبال شاہ کے لایا اور کہا کہ ابھی روپیہ شرط کا نہ دیکھے گا اقبال شاہ نے کہا کیوں نہ دینے کا سبب کیا ہو خواجہ نے کہا کہ ایرج اس سے لڑے گا اور آپ کے اقبال سے آتے پھارے گا اقبال شاہ نے کہا کہ خواجہ کچھ نہیں خیر ہو اور ایرج سے ہنس کر کہا کہ کیوں تم لڑو گے اس بچہ دیو سے کیونکر عمدہ برا ہو گے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ ای شہر بار آپ تماشا دیکھیں ایرج سے کہا کہ جا کر لڑو ایرج غراب کشتی گیر کی طرف چلا جب سامنے آیا اور خواجہ بھی ساتھ تھے غراب نے کہا کہ ارے لڑ کے تو مجھے لڑنے آیا ہو خواجہ نے کہا کہ مجھے زیر کرنے آیا ہو غراب نے غضبناک ہو کر ایک شاگرد کو اشارہ کیا کہ اسکو ذرا گوشمالی دیدے بل اسکا نکال دے شاگرد اسکا ایرج پر چلا جب قریب آیا اور ہاتھ ملایا ایرج نے جھٹکا دیا کہ وہ دور جا پڑا ایرج لگا کہ اور کسی کو بھیج دوسرا شاگرد آیا اسنے کو لے پر لاد کر مارا کہ چار دن شانے جت گرا غراب یہ حالت دیکھ کر ہکا بکا کہ چھو کر سے میں آیا یہ لکھ دوڑا جب ایرج کے پاس آیا ماتندار بیچان کے پٹا ایرج بھی اس مودی سے لپٹ گیا اور انکو بیچ ہونے لگے خواجہ سعد شامی کھڑے دیکھ رہے تھے غراب ایرج پر چھپا ہوا ہو اور چاہتا ہو کہ ایرج کو میں ڈالے کہ میں

ہاتھ ڈال کر اٹھائے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج حضرت بن چاند گیارہویں سو سرج کو گھن لگا ہوا سو دت خواجہ سعد شامی پکارے کہ
 بان امی امیج کمر بن اسکی ہاتھ ڈال دے اور زور کر کے اٹھائے امیج نے کمر بنجر بن ہاتھ ڈال کر بانیرا عظم آفتاب تابان کمر
 زور کیا اور اس قبل کو اٹھالیا غراب نے چاہا کہ پانوں اندر ڈال کر ہاتھ بندھ کر ٹانگ پر مارے کہ خواجہ پارسہ خبر دے چرخ دیکر بن
 مارا امیج نے سر پر چرخ دیکر غراب کو زین پر مارا کہ نقش بنیا وہ کاوا کھا کر چاہتا تھا کہ سبھل کر اٹھ بیٹھے امیج نے ایک
 گھساوہ یا کہ چارون شاہ نے پت ہو گیا زن سے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اقبال شاہ نے دوڑ کر گئے سے لگا لیا اور تقریبین کرتا ہوا
 اپنے پاس لے آیا تمام باغ میں ایک غلفہ تھا کہ کمان امیج اور کمان غراب ایک پتہ سے ہستی کو بچھاڑا امیج کو خواجہ
 کا اعتقاد زیادہ ہوا بدل و جان انکی اطاعت پر آمادہ ہوا اپنے مقام پر گیا اور ارسلان شاہ کمال رنجیدہ ہوا اور
 مالک بن ملکوت شاہ کو اسکا پرچہ گندرا کہ آج امیج نے غراب کو بچھاڑا مالک کو یقین نہ آیا کہ امیج کو اور غراب
 کو بلاؤ جو بدارنے اسوقت حکم ہو چکا یا اقبال شاہ امیج کو ساتھ لیکر باپ کی خدمت میں آیا اور ارسلان شاہ
 غراب کو لعنت ملا مت کرتا ہوا لایا غرض جب مالک بن ملکوت شاہ کے سامنے آئے تو بادشاہ نے غراب سے چھپا کر
 تو اس لڑکے سے زہر ہو گیا اسنے کہا کہ پانوں میرا بھسل گیا تھا یہ لڑکا مجھے کیا زہر کرتا خواجہ سعد شامی نے امیج سے اشارہ
 کیا کہ اگر آپ مجھے لڑے تو اسے چیر کر پھینک دے امیج نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ کو شک ہو مٹا لیجئے مجھ کو اور اسکو بار
 وگر لڑو اپنے دیکھ لیجئے گا جو کوئی غالب آئے گا مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ اٹھاؤ اتنا ہو صبح کو ہمارے سامنے
 کشتی ہو یہ خبر خواجہ باز رگان کو ہوئی کہ خواجہ سعد شامی نے امیج کو غراب سے لڑوایا اور صبح کو دوبارہ کشتی
 ہوئی وہ وہ پیٹ پکڑے ہوئے دوڑا کہ اسے خواجہ سعد شامی کب کا دشمن میرے بیٹے کی جان کا علا اور شاپور ساتھ
 ساتھ یہ کہتا ہوا چلا کہ میں تو پہلے کہتا تھا کہ یہ مردیر لڑاؤغا باز یہ بڑا جھلسا دہر غرض فرخ بارگاہ بادشاہی میں آیا دیکھا کہ
 تمام ضائع کا عجم ہر چار طرف کشتی کی دھوم ہر اور یہی چرچا ہو کہ میان دیکھو کیا اس دیو کو اس لڑکے نے پچھاڑا ہوا وہ وہ
 سبحان اللہ اور جن لوگوں نے نہ دیکھا تھا وہ کھڑے کر رہے ہیں کہ سمیٹیں انکھوں سے دیکھ لیں تو کچھ یقین آئے شل مشور ہو کر اچھا
 جب پتیا سے جب دو آنکھیں پائے اور بچنے کہ رہے ہیں کہ میان اس لڑکے سے کیا ہوتا ایسے کشتی گیر سے کب عمدہ برا ہوتا مگر وہ
 پہلے چاہو اسکے ساتھ ہو یہ ساری کرامات اسکی ہو یہ اسکی بدولت ہر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بڑھا اسکو جرات دے دیکر لڑو اتنا تھا اور
 کچھ پڑھا پڑھ کر سمجھ لیتا جاتا تھا کسی نے کہا کہ بھائی بیچ ہو میں نے بھی مشاہدہ کیا تھا کہ ایک توفیہ لکھ اس کے بازو پر باندھا تھا
 کسی نے کہا بھائی زور خدا واداسی کا نام ہو نہ پڑھتے تھے کچھ ہوتا ہو اور نہ توفیہ کا بیان کچھ کام ہے بعضوں نے کہا کہ میان دعا
 توفیہ میں کیوں نہیں اترتے بعضوں نے کہا کہ میان اس لڑکے کا نصیب یا ور ہو یا تو بادشاہ ہر اسے پاس آکر درخت بھی بیابا
 ایک رسائی ہوئی مقبر کا کارخانہ ہو کیا بزرگ زمانہ ہر فرخ باز ارگان یہ باتیں سنتا ہوا قریب کھارے کے پہنچا وہ وقت ہو
 کہ غراب اکھاڑے میں کھڑا ہوا کہ رہا ہو کہ یہ لڑکا مجھے کیا زہر کر لگا اب دم بھر میں معلوم ہوا جانا ہو اور امیج جاگسا ملکوت
 کس کر اس کے مقابلے کو جایا چاہتا ہو کہ فرخ آکر امیج سے لپٹ گیا اور کہا کہ امیج عزیز کا تو اور کجا کشتی گیر بیٹا کنا میرا
 مان اس کے مقابلے کو نہ جا اور خواجہ سعد شامی سے کہا کہ میں تو آپکو بزرگ بانٹا تھا خوب آپ نے میرے بیٹے کو غراب کہا تو
 نے کہا کہ اگر تمھارے بیٹے کا ایک روز گناہ ہو تو مجھے جس طرح چاہنا پیش آنا مجھے تیرا ران کرنا فرخ نے کہا کہ میں کس طرح
 سے نہ مانو لگا اپنے بچے کو لڑنے نہ دو لگا اور مالک بن ملکوت شاہ کے قدموں پر سرانجا رکھ دیا کہ مجھ پر ہم بچے امیج
 کو لڑنے نہ دیجئے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ امیج فرخ یہ تو اس سے لڑا تھا غالب آیا تم گھبرائے کیوں ہو آج
 اسے پھر زہر کر لگا اٹھا کر ٹپک دیا بادشاہ ہر اسے اور وزیر زادے اور دو اگر کچھ ایسا ہی کام کر لے میں بوئیں نام پکڑتے

میں پاچون کا حوصلہ نہیں ہوتا بیٹا مختار اکل شجاع اور بہادر ہے یہ کمر اپنے پاس کمری پر بٹھالیا لیکن خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی
 پر و انت میں رہا ہر کہ اس عرصہ میں ایرج اکھڑے میں کو داغراب سے دست و گریبان ہوا خواجہ سعد شامی دور کھڑے ہوئے
 ایرج سے کہ ہے میں کہ ایرج اٹھا کر ٹکڑے اپنی اسطرح زمین پر مار کہ اسکا پتہ نہ لگے اور ایرج کے حسن کا یہ عالم ہے تمام اکھاڑا شمشیر
 نور جمال سے نورانی ہر لوگ تقریبین کر رہے ہیں کہ یہ ایسا خوبصورت ہے جب نوتشا ہر ادسے کو اس سے محبت ہے کوئی کہتا تھا جو
 صاحب حسن و جمال ہوا وہ نصیب آور فی اقبال ہر دیکھو کہ آپ کو بادشاہ تک پہنچا یا بضون کا یہ قول ہے کہ اس گھر سے خدا
 سے بچائے کسی نے کہا کہ میان ایک مرتبہ یہ اسے زیر کر چکا ہے اب بھی خدا چاہے تو غالب اسے غرض ہر چار طرف میں چرچا ہے اور
 میان ایرج غراب سے بٹھا ہوا ہے از بسکہ ایک مرتبہ کشتی لڑ چکا تھا اب اسے کچھ دانوں چھ بھی آگئے ہیں جو ایرج اس پر غراب
 کرتا ہے ایرج اسکو خیال میں لا کر غراب پر کرتا ہے تو از خون کی بلند ہر یہاں تک کہ دوسرے عرصہ میں ایرج نے ٹکڑا اسکا لگا کر
 سر سے بلند کیا اور جرج دیکر نہ میں پر مار کر چھاتی پر چڑھ بٹھا خواجہ سعد شامی پکارے کہ اب کی اسے زندہ نہ چھوڑنا بے فیصلہ
 کہے ہوئے منہ نہ موڑنا چیر ڈالنا ایرج نے جس طرح سے کہ خواجہ نے تعلیم کیا تھا چھاتی پر سے اٹھ کر دونوں پاؤں سے ایک
 پاؤں اسکا دبا پاؤں دونوں ہاتھوں سے دوسرا پاؤں پکڑ کر کہا یک جھکا دبا کہ پہلے کہے میں تا فتک جسم اسکا چیر ڈالا اور
 دوسرے جھکے میں سینہ تک جسے جھکے میں دو ٹکڑے کر کے ایک اور بھینکا اور ایک ادھر اچھال دیا ایک غل ہوا کہ غراب
 کشتی گیر کو ایرج نے چیر ڈالا فرخ بازار گان ایرج سے دوڑ کر لپٹ گیا اور کہا کہ بٹھا تو دوبارہ زندہ ہوا اور مالک
 بن ملکوت شاہ نے ایرج کو دیکر غلٹ دیا اور ایک غلٹ فرخ بازار گان کو دیا اور کہا کہ آج سے ایرج کو ہتھ
 اپنا بٹھا گیا ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ حضور یہ سارے کرتے خواجہ سعد شامی کے ہیں یہ عیش
 غلام کی بیکٹامی کے ہیں انکو بھی سرفراز فرمائیے بادشاہ نے خواجہ کو بھی غلٹ عنایت کیا اور دیوانخانہ کے دار و درو کو حکم دیا
 کہ فلان مکان ہمارا درست کر دو اس میں ایرج کو لیجاؤ اور علمہ انکے واسطے علیحدہ لڑ کر رکھا جائے کسی بات کی تکلیف
 نہ ملے پائے اور بالفعل ہمارے چند خدمتگزار سرگرم خدمت میں اور ادھر لاشہ غراب کا شاگرد اسکے اٹھا کر لگے اور
 ارسلان شاہ نہایت آزرده اور رفتی اسکا کمال بڑا مردہ چلے گئے ایرج دوسرے روز دربار میں آیا اور بادشاہ
 کو آداب بجالایا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ صاحبو تلاش کرو کہ کوئی شخص ایسا ہو کہ ایرج کو فون سپاہ گری بتائے خبر ہادی
 شمشیر زنی شمساری جو جو فون سپاہ گری کے ہیں وہ کھائے بس با رجمی نے آواز دی کہ جو فون سپاہ گری میں مہارت رکھتا ہو وہ صبح کو
 در دولت بادشاہی پر آئے اپنا اپنا سر دکھائے بادشاہ نوکر رکھے گا اور در ماہ پیش قرار فرم کر گجا جسکو بادشاہ اگر قہر عا لیشان پر
 بیٹھا اور نیچے قہر کے تمام سپاہیوں کا جماؤ ہونے لگا سوار و پیادے جمع ہوئے ایک ایک اپنے تئیں سپاہی بے بدل بانٹا تھا رستم و
 فراسیاب کو نہ ماننا تھا بادشاہ ہر ایک کو دیکھتا تھا حال کلام اس دن تو بادشاہ نے کسی کو پسند نہ کیا ایرج اور اقبال شاہ بھی
 حاضر تھے اور ارسلان شاہ ایرج کا دشمن جانی ہر اب دربار میں بھی نہیں آتا لیکن حال خواجہ سعد شامی کا سننے کو انکے دل میں
 آیا کہ ایرج کو خود فون سپاہ گری تعلیم کیجیے اگر کوئی اور اسکو بتائیگا تو یہ جہزہ کی نظر میں کب سہائیگا بس رات کو ایرج سے کہا کہ
 اے ایرج نوجوان تگویرا عظم کتاب تابان نے رقبہ اعلیٰ کو پہنچا یا کہ بادشاہ نے تگو اپنا فرزند بنا با دن پر دن تھا رے
 واسطے تیری ہر روز دربار میں ہر اب ہم رخصت ہو کر اپنے وطن کو جائیگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خواجہ میں تجھ میں ہرگز
 نہ جانے دو گا کسی طرح رخصت نہ کروں گا کہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا ہے آج ان ہر چہ عا دیا ہے عمر و سنے کہا کہ بیٹھاری
 غولی ہر شریف یونین کہتے ہیں جو عالی خاندان میں وہ اسی طرح منکر رہتے ہیں گرا ن ایرج اب بھیجے جانے دو دفعہ نو میں
 وطن کو جاؤ گا جلد تھارے پاس چلا آؤ گا کہ اس عرصہ میں فرخ بازار گان بھی آیا ایرج نے سب حال بیان کیا با با جان

خواجه سعد شامی بار بار حرفت بخت زبان پر آتی تھی شاہ برفا سے فطرت میں یہ سکر فرخ لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ رخصت
 طلبی کا کیا سبب ہے تمہارا اجانا بڑا خضب ہے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ اگر فرخ بازار گان نکو ایرج جس طرح پیارا
 ہو یونہی سمجھ لو کہ سب کو الفت عیال کی ہوتی ہے ایرج سنے کہا کہ میں بادشاہ سے لکھ چوچہ ہر اور سوار بان یہاں سے بھیج لو
 آپ کے عیال و اطفال کو بلو الو گا مگر آپ نہ جائیے خواجہ نے جواب دیا کہ ایرج قطع نظر اسکے گمانوں سے حساب سمجھنا ہے اور بہت
 سے کار ضروری ہیں ایرج نے کہا کہ ابھی کیا جلدی ہے پہلے جائیے گا معلوم نہیں آپ جا کر آئیے گا یا نہ آئیے گا میرے قبول کیا
 مگر ایرج کو طلع کر دیا کہ اگر میں چاہاؤں تو تم پریشان ہونا غرض مات کو تو بھٹکے ہوئی اور صبح کو جو ایرج بستر خواب
 سے اٹھا تو خواجہ سعد شامی کو نہ پایا کت افسوس سننے لگا سمجھا کہ خواجہ تشریف لیگے ہر خد تبس کروایا لیکن میں سراغ نہ
 پایا ایرج اسی رنج میں بیٹھا تھا کہ چوہہ ار شاہی آیا اور کہا کہ بیٹے ایکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے اسی وقت ایرج خدمت
 بادشاہ میں گیا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو سلام کیسے کر سی پر بیٹھا دیکھا کہ سامنے ایک ایک سپاہی
 گھوڑا گدا رہا ہے اور چابک سواری دکھا رہا ہے کوئی برہمنی کو بیکر بھال رہا ہے کوئی نیچر کے ہاتھ نکال رہا ہے کوئی ایک
 سوار مفلوک روزگار دکھائی دے شایت دہلا چلا فقط گھنے میں دگلا پہنے ہوئے کہ کئی جگہ سے کپڑا اسکا اڑ گیا ہے روئی
 دکھائی دیتی ہے اور سر پر پٹی پٹی بندھی ہوئی تہ وہ بھی میلی پٹی ہوئی ہے پانوں میں پانجامہ گاڑے کا زرد مٹی سے رنگا ہوا
 پہنے ہوئے ہے رخصت و نقاہت کا یہ عالم کہ کسی بائین پر اور کسی دھن پر بھکا چڑھا ہے اور سر کبیرا پشت پر لگی ہوئی ہے ہر پہلو
 میں تلوار چمڑے کی مڑھ کی پڑی ہوئی ہے کہ کوٹھی کر گئی ہے پیلہ باہر نکلا ہوا اور گھوڑے کی یہ کیفیت ہو کہ لاغری سے
 پسلیاں نظر آتی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوار یہاں گرا وہاں گرا چلا آتا ہے جب قریب آیا تو پکارا کہ ایر بادشاہ میں فرستو
 نیرا عظم آفتاب تابان ہوں کہ ایرج کو فتن سپہ گری سکھاؤں اور بگاہ آفاق بناؤں یہ سنکر مالک بن
 ملکوت شاہ ہنسا اور لوگوں نے قہقہہ مارنا شروع کیا ایک آدھ فتنے پاس آکر کہا کہ آپ ایرج کو تعلیم کیسے گا
 آپ کے برابر کوئی احمق نہیں آجکے عقل مطلق نہیں یہ ہیئت یہ افلاس یہ صورت یہ لباس اسیر دغوسے اتنا بڑا کرتے ہو
 یہاں سے چلے جاؤ بس یہ سنا تھا کہ آگ بگولا ہو گیا اور پکار کر کہا کہ تم سب مجھ کو ذلیل جانتے ہو ہم گودے کے فعل ہیں صاحب
 کمال ہیں یکے تاز میدان امتحان ہیں بندہ خاص نیرا عظم آفتاب تابان ہیں اتنے شجاع کھڑے ہیں بھلا کوئی آگے
 تو بڑھے مجھے مقابلہ کرے منہ پر تو چڑھے اسوقت کیفیت کھلے حال معلوم ہو جائے ایک شخص برچھا پکڑ کر سامنے
 آیا کہ کیا بڑھ کر تار ہو وہ بکتا ہے اور ہاروں کا سامنا کر ملا تو نظر سے نظر عمر و نے گھوڑے کو پھیر کر لگا را اسنے نیزہ مارا
 عمر و نے نیزہ کو نیزے پر روکا اور دو چار طعن رد و بدل ہوئی تھی کہ عمر و نے ایک ڈنڈا اسکی کمر پر مارا کہ وہ گرا اور بیوش
 ہو گیا مالک بن ملکوت شاہ نے ایک دلاور کو کہ نام اسکا پیلان بہادر ہے اشار کیا کہ اسکو بستر پہنچا پیلان عمر و
 پر دوڑا اور تلوار کا وار کیا عمر و نے فنون سپہ گری تلوار اسکی ٹھپین نی بعد اسکے ایک کشتی گیر تھا وہ پکارا کہ میں اسے
 سزا کر دوں گا وہ بھی کوئی دو چار گھڑی کا انجام کار اسے بھی عمر و نے دے پکا اور قبضے بکیت اور بکیت اور
 تلوار لیے وہاں سے سب عمر و سے مغلوب ہوئے ہر ایک نے حوصلہ پانا اپنا نکال لیا کوئی اس سے عمدہ بلانغا خواجہ
 مالک بن ملکوت شاہ نے شایت انکو پسند کیا اور نام پوچھا انھوں نے کہا کہ آقا کرک مست قلماق میرا نام ہے
 بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد قلماق اور آقا کرک مست قلماق کو درجب بخلوت پہنکرائے تو بادشاہ نے ایرج
 کو انکے سپرد کیا آقا کرک مست قلماق نے ایرج کو فنون سپہ گری سکھانا شروع کیے چند روز میں کل فنون تعلیم
 کر دیے اس طرح پر کہ پہلے نیزہ بازی سکھائی پھر شمشیر زنی سکھائی اور تیر اندازی بتائی بعد اسکے گھوڑے پر چڑھنا

بنایا شہسوار بے بدل بنادیا پھر کشتی کے وانٹون سے کھینچ کر طاق کر دیا جملہ فنون میں بکا آفاق کر دیا ایمرج کی تعلیم میں آقا کرک
مست قلماق نے نہایت اہتمام کیا ہر اب کسی کی بہ قدرت نہیں ہو کہ ایمرج پر غائب آئے بہرام فلک کی تجالی نہیں ہو
کہ آئندہ ملائے ایک دن کا ذکر ہو کہ بیرون شہر باغ بہشت آئیں ہر وہاں ایمرج درخش کر رہا ہو اور سوا سے آقا کرک مست
قلماق کے اور کوئی وہاں نہیں ہوا اتفاق کارار سلطان شاہ ادریس سے نکالے ہوئے آنا ہو اور ایمرج دروازہ باغ پر کھڑا
ارسلان شاہ غراب کے مارے جانے سے ایمرج کا دشمن ہو گیا تھا قریب ایمرج کے آکر کہا کہ او کر پاس فروش بچہ بازاری
تو نے کیا یہ بھکر میرے پہلو ان کو مار ڈالا کچھ تجھے میرا خوف نہ آیا یہ کیا سونگتی ہو بڑا قریبی ہو ایمرج یہ کلمہ سن کر خشمناک ہوا مگر غصہ کو
روکا اور کہا یہ کیا انداز گفتگو ہو میں تجھ کو اپنا شاہزادہ جانتا ہوں کیا کہوں اگر کوئی اور اس طرح کے کلام کرتا تو اسکو بے سزا ہو چکا
ارسلان شاہ نے کہا کہ تو بے سزا ہو چکا اور تلواریں ہڈیوں کے جیسے ہی شاہزادے نے حموار کا وار کیا ایمرج نے دھجیا
تمواریں کی بچا کر ہاتھ قبضہ میں ڈال کر تلواریں چینی اور کر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا اور کہا کہ ہر شہزادے میں بے شکون کے نقش زمین ہو جائے
اور چھٹی کا دو دھریا آجائے ہر ایک سے زبان درازی کرنے ہوئے ڈرنا خرد اس طرح کا کلام نہ کرنا یہ کلمہ چھوڑ دیا کہ اس
عرصہ میں اقبال شاہ بھی آیا اسنے بھی ارسلان شاہ کو سمجھایا اور لوگوں نے کہا کہ آپ نے بہت برا کیا ارسلان شاہ
خفت زدہ ہو کر چلا گیا ایمرج کو آقا کرک مست قلماق نے خدمت میں مالک بن ملکوت شاہ کی پہونچایا مالک نے
برہم ہو کر کہا کہ اس بھیا کو بھی مانند غراب کے لوتے مار ڈالا ہوتا ایمرج نے جواب دیا کہ ہر دم شدہ وہ میرا دشمن زادہ تھا جو مجھے
میرے ساتھ کیا اچھا کیا مالک نے ارسلان شاہ کو بلایا اور کہا یہ کیا قریبی مالک بن ملکوت میں اور اسی حالت میں قہجیان اسپر
ماہرین وہ روتا ہوا سامنے سے چلا گیا اور شہر فرنگوشیہ میں بھی نہ تھا چند آدمیوں کو ساتھ لیکے سوار ہو کر ملک فرنگوشیہ
کو روانہ ہوا وہاں اسکے دادا کی ٹھکانہ ہے اس شہر کا ملکوت شاہ بادشاہ ہے جب یہ فرنگوشیہ میں پہونچا تو ملازمت
ملکوت شاہ کی حاصل کی نہ ردی چونکہ ملکوت شاہ نے اسکو فرزند کیا ہے آزدہ جو دیکھا پوچھا کہ باعث رنجیدگی کا کیا
ہو ارسلان شاہ نے کہا کہ میں حضور سے رخصت ہونے آیا ہوں کہ کسی طرف کو نکل جاؤں بے عزتی کو اور انہیں سوا سے
جلا وطن ہونے کے چار انہیں ایک تاجو بچہ کے واسطے ابا جان نے مجھکو سردار خود بھی ذلیل کیا اسکی نظر دن سے بھی اتارا
یہ کلمہ روئے لگا ملکوت شاہ نے پوتے کو گلے سے لگایا اور کہا تو فاطمہ جمع رکھ میں اس تاجو بچہ کو بے سزا ہو چکا ہوں یہاں
پکڑو اسے بلواتا ہوں یہ کلمہ ایک نامہ مالک کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ایمرج کی باندھکر ہمارے پاس بھیجے اور اقبال شاہ
کو دو چار قہجیان مارنا اور اگر یہ نہ کرے گا تو میں بری طرح پیش آؤنگا اور تمھاری صورتوں سے سبزا ہو جائیگا جب وہ نامہ
لکھا گیا تو بلیسیم زنگی اور فلپسیم زنگی کو دیا کہ تم لجاؤ اور اگر مالک ایمرج کی مشکبیں باندھکر تمھارے حوالے کر دے تو
فیما نہیں تو تم اسے باندھکر آؤ یہ دونوں نامہ لیکر روانہ ہوئے جب نزدیک شہر فرنگوشیہ کے پہونچے تو مالک نے
خبر سن کر اپنے سرداروں کو کہا کہ جاؤ اور استقبال کر کے انکو لاؤ محل کلام جب وہ زنگی داخل بارگاہ ہوئے تو دونوں نے آکر
مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور کہیں پر آکر بیٹھے مالک نے حکم دیا کہ انکو جام شراب کا دو حکم مالک بن
ملکوت شاہ سامنے نے جام بھر کر دیا جب دو تین جام شراب کے پیے اور دماغ اکافشہ میں آیا اور ادریس آقا کرک مست
قلماق ایمرج کو مسلح و مکمل کر کے لایا اور راستہ بھر بھیجتا ہوا آیا کہ ایمرج خبردار ان زنگیوں سے نہ دینا ہرگز انھیں کچھ
نہ سمجھنا غرض ایمرج آکر اپنے دگل پر بیٹھا بلیسیم اور فلپسیم نے نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دیا کہ تمھارے باپ نے
یہ نامہ بھیجا ہے مالک بن ملکوت شاہ نے دبیر کو بلا کر دیا اور کہا کہ اسے پڑھ کر اس میں کیا لکھا ہے اسنے باواز بلند پڑھنا
شرح کیا مالک بن ملکوت شاہ مضمون سے آگاہ ہوا اور کہا کہ ای بلیسیم اور فلپسیم ایمرج بیگناہ ہے تعصیر دار ارسلان شاہ

ہو یہ سکران دونوں نے کہا کہ ہم کچھ نہیں جانتے آپ امیرج کو اسیر کر کے ہمیں دیدیجیے نہیں تو ہمیں جیسا ہمارے بادشاہ کا حکم ہے
 اسے ہم عمل میں لائیں گے خود ہم اسے باندھ کر لیجائیں گے یہ سکر مالک بن ملکوت شاہ نے امیرج کی طرف دیکھا امیرج نے عرض
 کیا کہ امیر شہریار میں آپ کا تابع حکم ہوں مجھ کو کچھ غدر نہیں ہو کیسے تو ابھی سرکات کر دیوے دن اور اگر آپ فرمائیں تو زندہ بندھا
 ہو اجلا جاؤں اور آپ بہر خواہ میں تو کیا مجال ہو کسی جو مجھے آنکھ لاسکے اور باندھ کر لیجائے تو میری شکل ہی بلکہ اسکو سزا ہو جائے
 کہ وہ بھی تمام عمر یاد کرے اور میں کیا کسی سے کم ہوں بس یہ کلمہ جو امیرج نے کہا بلبلسم اور فلکسم آگ ہو گئے انکو نہایت ناگوار ہوا
 اور کہا کہ اوکر پاس فروش بچہ بازی تیری بھی یہ مجال ہونی کہ شاہزادوں سے برابر ملی کرنا ہو اور پلو انوں سے آنکھ ملا کر یہ تو
 ہی بادشاہوں میں باعث عناد ہو تیرا ہی یہ فتنہ و فساد ہے یہ لکھو اور خبر کچھ بکرا امیرج پر دوڑے جب قریب پہنچے امیرج نے
 دونوں کے خنجر چھین لیے اور دونوں کی کمر و نین با تھڑا لکڑا اٹھا لیا اور کہا کہ ہر شہزادہ کہ تم دونوں کو گرا دوں کہ بل تھارے
 نکل جائیں دونوں نے کہا تازہ ایم بندو ایم چاہیے قتل کیجیے چاہیے بھندہ کیجیے امیرج نے دونوں کو ہاتھ سے رکھ دیا انھوں نے
 دوڑ کر قدموں کو چوم لیا اطاعت گوشت مہلے غلام حلقہ گروش ہوئے اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ جتنے تو امیرج کو جوان کی اطاعت
 کی ہم ہمیں رہیں گے جسکا جی چاہے ہمارے پاس رہے اور جسکا جی چاہے چلا جائے اکثر نے انکا ساتھ دیا اور اکثر لوگ بھاگ کر ملکوت شاہ
 کے پاس گئے حال بیان کیا یہ سکر ملکوت شاہ نہایت برہم ہوا ملکوت شاہ کے دو پسر سالار میں عوجان و دریا باری
 اور مرجان دریا باری دونوں سے کہا کہ تم جا کر مالک کو مع اقبال شاہ اور امیرج کے بچو لاؤ عرض عوجان نے
 بائیس ہزار سوار ساتھ لیکر کوچ کیا اور برابر شہر فرنگوشیہ کے آہٹے پیغام بھجوا کر امیرج اور اقبال شاہ کو باندھ کر میرے
 پاس بھیج دو کہ میں انھیں لیجاؤں انکی عزت و آبرو میں سرسوزی نہ آئیگا میں اپنا ذمہ کرتا ہوں جب یہ پیغام مالک کو پہنچا تو
 مالک نے امیرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ امیرج فرزند سنا تو نے اب میں کیا کروں عوجان کمال زبردست ہے اس سے کیونکر مقابلہ
 کر لیا مگر یہ تدبیر سوچا ہوں کہ قلعہ بند ہو کر دونوں امیرج نے کہا کہ امیر شہریار آپ قلعہ بند نہو جیسے باطلہنان میں بیٹھے رہتے
 میں قلعہ سے باہر نکلا کر عوجان سے مقابلہ کرونگا اگر اسیر غالب آؤنگا تو اچھا ورنہ آپ پیغام صلح کا دیجیے گا میری گرنہاری کا
 کچھ ملال نہ کیجیے گا یہ سکر مالک نے کہا کہ امیرج میں کچھ اپنے فرزندوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں مجھے تیرا ورہ بندہ دیکھا
 جائیگا آنکھوں میں خون آئے گی بگا بتر ہے ہر کہ تم بیان سے کسی طرف کو نکل جاؤ میں عوجان سے عذر و معذرت کر کے اپنے باپ کے
 پاس چلا جاؤنگا امیرج ہاتھ باندھ کر بولا کہ میں گریزان ہرگز نہ نونگا اپنی جان دیدونگا انجام کار مالک قلعہ میں رہا اور امیرج
 پانچ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا عوجان کو خبر ہوئی کہ امیرج بقصد جنگ آتا ہے عوجان قلعہ مار کر ہنساکہ اسکی
 قلعہ آئی ہے اور نشہ شراب میں حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی امیرج کو خبر ہوئی اسے بھی
 طبل جنگ بجوایا دونوں طرف دستی آلات حرب ہونے لگی امیرج کے لوگ بہت پریشان تھے صبح ہوتے ہوتے تین ہزار
 آدمی بھاگ گئے دو ہزار کی جمیعت سے امیرج عرصہ کارزار میں آیا اُدھر سے عوجان دریا باری چالیس ہزار سوار سے
 نمودار ہوا اور صفیں آراستہ ہوئیں عوجان دریا باری لاکھ لاکھ آدمی امیرج کے مقابلہ کو امیرج مرکب اڑا کر عوجان
 کے برابر آیا عوجان نگا و رزن ہوا امیرج کا مرکب کوئی چار قدم پیچھے ہٹا اور عوجان کا گیند اسات قدم پسپا ہوا عوجان
 حیران ہوا اور نگاہ غضب سے امیرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا فساد شاہوں میں تو نے ڈالا ہے اب بھی کچھ نہیں گیا ہے تو
 میرے ساتھ چلا چل میں ارسلان شاہ سے میری خطا معاف کروادونگا امیرج نے کہا کیا کہتا ہے میں تجھے اور ترے مددگار
 کو بھی سزا دے گا عوجان برہم ہوا اور کہا کہ اپنی شجاعت پر بڑا غور ہے ارسلان شاہ سچ کہتا تھا تو حرام کے لقمے کھا کر مونا
 ہوا ہوا اپنے کو بھول گیا ہو کیون خود رفتہ ہو گیا ہمارا جیگا امیرج نے کہا کہ کیا نالائق کلمہ کہتا ہے سزا پانچ لاکھ تو کہا بادشاہ

ہو جو اور کسی کو بے حقیقت جانتا ہوا ایرج کی گفتگو سے عوجان نہایت برہم ہوا اور کہا کہ خیر اب دست و بازو سے گفتگو
 کر جو جہیز سے پاس ہو وہ لا ایرج نے کہا کہ میرے استاد نے مجھ کو پیشہ دستی نہیں بتائی تو اپنا وار کر جب خدائے واسے
 بجا لگا اس وقت سمجھ لیا جائیگا میں عوجان نے خبردار خبردار کہہ کر نیزہ ہاتھ میں اٹھا کر ایک ہر تاب اپنے گیندے کو پیچھے
 ہٹا کر ایرج پر دوڑ کر نیزہ مارا ایرج نے نیزہ کو نیزہ پر روکا سنائیں شرافشان ہوئیں دونوں لشکر نگران میں کسان
 پر سنان اور بنان پر بنان کی رہی ہو عجیب لطف سے نیزہ بازی ہو رہی ہو چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر ایرج
 نے نیزہ عوجان کا لگا کر جو ہاتھ نیزہ کا مارا نیزہ عوجان کا ہوائی ہوا عوجان کا منہ سرخ ہو گیا اور کہا کہ تو نے غصہ
 کیا کہ میرا نیزہ نکال دیا یہ گریہ مٹا کر نکال دیا موت کا ذرا خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مجھ کو خبردار نہیں کیا تھا کہ کمر و دست گرد مارا ایرج
 نے ہاتھ بڑھا کر گریز ہاتھ سے چھین لیا عوجان آگ ہو گیا اور تیغ شرر بار میان سے لیا ایرج نے سپر کو چیرے کی بنا دیا
 جب تلوار نزدیک آئی ایرج نے سپر ہاتھ سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا پشت پر جا کر چھوٹا اور پیچہ کو دراز کر کے پھینکی دی
 کہ تلوار پیٹ پڑی جھٹ پٹ قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور اس کے قبضے کو اپنے قبضہ میں کیا عوجان کے ہوش اڑ گئے ساری بہادری
 بھولا شرم سے کٹ گیا لیکن بھر بھی وہ جیسا بارادہ کشتی ایرج سے لپٹ گیا زور کشش کے ہونے لگے مگر کب بیٹھ گئے لوگ
 پکارے کہ ان نیز بانوں نے کیا کیا ہو پیچھے اتر کر لڑو مگر کون پر سے کود پڑا اور حاصل دونوں پشت زمین سے علیحدہ ہوئے
 دامن گردانے آستینیں چڑھا کر دوڑے ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ گردنوں پر رکھ دیا اور سر ہلا کر ایک کمری
 کہ پوست ماتھوں کا اڑ گیا دستیاب ساتھ زبردستیوں کے چلنے لگے دانون سج ہوئے لگے آواز غموں کی بلند ہو جھوم تھاپوں
 سے گزرنا نگاہ کا بھی مشکل ہو سادہ بندہ جہان گھڑی دو گھڑی ایک جاسے میں کچھ ہو جاتی ہو اس قدر پیچھے آئے میں چار پہر دن کشتی
 رہی شام کو عوجان نے کہا شاہاش ہو تجھے اور لڑکے کہ دن بھر تو مجھ ایسے شخص سے لڑا اب رات ہوئی جا عیش آرام کر صبح
 کو ہم تجھے پھر لڑینگے جیسا کچھ ہوگا بچھا جائیگا ایرج چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے کہ آقا کرک مست قلماق پاس کھڑے ہوئے
 تجھے بولے کہ اے عوجان تو اپنی جان بچاتا ہوا ایرج میدان سے بغیر زبرد و زبر کیے ہرگز نہ جائیگا عوجان نے کہا کہ او بڑے
 کیا کچھ میں دب گیا ہوں فقط اس واسطے جانتا ہوں کہ رات کو جو ہم جالغشائی کرینگے اسکا کوئی تماشاندیکھے گا کسی کو کچھ نظر
 نہ آئیگا آقا کرک مست قلماق نے کہا کہ بادشاہوں کو رات سے دن کرتے ہوئے دیر نہیں لگتی ابھی تمام میدان روشن
 ہو جائیگا تم بھی اپنے لشکر سے روشنی طلب کرو ہم بھی روشنی منگوا رہے ہیں فقط حکم کی دیر ہو ابھی ہزاروں پنہانے روشنی کے
 آئے جاتے ہیں یہ سن کر عوجان نے حکم کیا کہ روشنی لاؤ اور ایرج سے کہا کہ ہم بھی کچھ کھاتے ہیں تم بھی کچھ کھانا منگوا کر
 کھاؤ جب تک پنہانے گزین اور روشنی ہو پھر ہم تم کشتی لڑیں یہ سن کر عوجان دریا باری تو کھانا کھاتے میں مصروف
 ہوا اور ادھر آقا کرک مست قلماق نے ایرج سے کہا کہ ہرگز تم کچھ نہ کھانا اور اگر کھاؤ گے تو پھر لڑنا دشوار ہو جائیگا غرض
 ایرج نے کچھ نہ کھایا عوجان کھانے سے فارغ ہو کر آیا اتنے میں روشنی بھی خوب ہو گئی اور کشتی ہونے لگی اور لوگوں
 نے دیکھا کہ لڑائی ایک گئی کمرین کھول کر اور زین پوش بچھا بچھا کر اپنے رسالہ اردن اور مجد اردن پاس آکر بیٹھے
 خواجہ والے آکر موجود ہوئے سٹھائیان اور کپوان پچھنے لگا سٹھے پانی پلائے گئے اور ادھر ایرج و عوجان مصروف
 کشتی میں اور خلق خدا تماشائی ہو فراش ہا ستاب نے چاندنی کا فرش گسترہ کر دیا ہوا اور پیر فلک ایرج و عوجان پر گہر
 انجم شاعر کر رہا ہوا آقا کرک مست قلماق غرضین کر رہے ہیں غرض چار پہر رات کشتی رہی حتی کہ عابد شب زندہ دلوان
 و عکاف گزین گوشہ پذیر ہوا اور ترک خاور نے علم نورانی ہاتھ میں لیکر سمند فلک پر سوار ہو کر ظہور کیا صبح ہوئی وہی عالم
 تھا کہ دیر سے ہاتھی باہم کرا رہے ہیں غرض چار پہر دن یومین گذر گیا یعنی علم لشکر دز سے سرنگوں کیا اور رہا بیتا سہا سہا

دو کھائی ویا بدستور سابق رات پھر بسر ہو گئی دن ہوا اب یہ حال پہونچا کہ جہان ایرج عوجان کو پکڑا تاہو عوجان کا کلنا
 مشکل ہو جاتا ہوا اور جہان ایرج کو عوجان پکڑ لیتا تاہو ایرج صاف مانند برق نکل آتا ہر پہر دن باقی تھا کہ عوجان
 پکارا کہ امی ایرج میں ایک زور آکر کرتا ہوں ذرا خبردار رہنا ایرج نے کہا کہ یہ زور کہاں رکھ آئے تھے
 اب تک نہ کیا عوجان پکارا کہ میرے بدن میں وہ زور موجود ہو وقت پر مقرر تھا ایرج نے ہنسر کہا کہ میں خبردار
 ہوں آپ شوق سے زور کیجیے دل کا حوصلہ نکال لیجیے عوجان دو لون بازو ایرج کے پکڑ کر چھاتی میں سر اٹا کر
 لے دوڑا ایرج دم کے بھر دسے پر قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتا چلا آتا ہر دہنے پانوں پر لنگر رکھنے کا ارادہ کیا تھا کہ عوجان
 نے حکم بازو کا دیا کہ پانوں نہ جما پھر بائیں قدم پر قیام چاہا تھا وہاں بھی نہ رگ سا غرض ہانچ یا چھو قدم تک عوجان لیٹا
 تھا کہ آقا کرک مست قلماق پکارے کہ امی ایرج خبردار ذرا دیکھے بھالے ہوئے ایرج نے کہا کہ حریف نہیں تھنے دینا
 ذرا نگاہ کا چو کنا تھا کہ عوجان نے جھٹکا دیا کہ بایں کھٹنا ایرج کا زمین سے جا لگا پھر جو ایرج نے لنگر مارا پشت پانک
 غرق ہو گیا تھا اتنے میں عوجان نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا لیکن ایرج نے جنبش نہ کھائی عوجان نے ہاتھ
 اٹھا لیا ایرج نے کہا کہ کیوں مجھے چھوڑ دیا عوجان نے جواب دیا کہ جتنا دور مجھ میں تھا میں کرچکا اب کچھ مجھے ہو سکے تو بھی
 تصور کو کرتا ہی نہ کر یہ سنکر ایرج اٹھ کھڑا ہوا اور عوجان نے ہر چند لنگر قائم کیا مگر ایرج نے قائم نہ ہونے دیا جس طرح
 اندھی میں پتا اڑتا ہوتا ہوا چلا جاتا تھا دس گیارہ قدم تک ایرج ریل لایا اور لوگ پکارے کہ امی عوجان سنبھل
 بہت پیچھے ہٹ آیا عوجان نے کہا کہ حریف زبردست ہے میں کیا کروں کیونکر قیام پکڑوں ذرا اردو مڑنا تھا کہ ایرج
 نے جھٹکا دیا کہ دو لون کھٹنے عوجان کے آشنا بزمین ہوئے عوجان نے چاہا کہ لنگر قائم کر لے مگر ایرج نے کمر میں
 ہاتھ ڈال کر بائیں اعظم آفتاب تابان کھڑ زور کیا پہلے زور میں تابزا نو دو سرے میں تاہر کمر تیسرے زور میں تابسینہ لاکر
 حکم بازو کا دیکر سر سے بلند کیا عوجان نے چاہا کہ پانوں نعلوں میں اڑا کر دانوں بیج کرے ایرج نے جیخ دیا کہ پانوں
 کے موزے کسین ہاتھ کے داستاے کسین زکشی کسین خنجر برق پیکر کسین مانند طاووس آفتخازی کے چکر کھانے لگا ایرج
 نے چاہا کہ زمین پر مارے کہ عوجان نے کہا کہ امی ایرج نو جوان میں نے غلامی آپکی اختیار کی مجھے نہ ارسلان شاہ سے
 علاقہ نہ ملکوت شاہ کی پروا ہے تا زندہ ایم بندہ ایم ایرج نے عوجان کو ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا عوجان قدموں پر
 ایرج کے گریزا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اُسے کہا کہ اگر حکم ہو تو اپنے لشکر کو جاؤں اور اپنے بھائی کو سمجھا کر لاؤں ایرج
 نے کہا کہ اچھا جاؤ عوجان روانہ ہوا اور چار طرف ایک غافلہ تھا کہ ایرج نے بہت بڑے پہلوان کو زیر کیا کارنایان
 کیا اور عوجان جوابی بارگاہ میں آیا تو اپنے بھائی مرجان اور افسران فوج سے کہا کہ بھائی میں تو ایرج کا غلام حلقہ گبوش
 ہوا مجھ کو ملکوت شاہ سے کچھ غرض نہیں ہے میں ایرج کے پاس رہوں گا تجھیں اختیار ہے جاؤ میرے ساتھ آؤ چاہو پہلے جاؤ تمام
 سپاہ نے کہا کہ ہم آپ کے ہمراہ ہیں ہم محکوم آپ ہمارے بادشاہ ہیں صبح کو عوجان اپنے بھائی اور افسران فوج کو لیکر ایرج
 کی خدمت میں آیا قد موسیٰ صہل کی آقا کرک مست قلماق کو عوجان کے مطلع ہونے کی کمال خوشی ہوئی اور مالک بن ملکوت
 شاہ نے جو سنا کہ ایرج نے عوجان کو زیر کیا پہلے تو اسے یقین نہ آیا جب متواتر یہی خبر آئی تو نہایت مسرور ہوا خوشی
 سے پھولوں میں نہ سہاتا تھا اور اقبال شاہ تو سوار ہو کر پہلے ہی ایرج کے پاس گیا ایرج قد موسیٰ ہوا عوجان بھی
 ہرمون پر گر اب یہاں سے سب جانب شہر روانہ ہوئے مالک بن ملکوت شاہ دروازہ شہر تک آچکا کہ ایرج آکر پہونچا اور
 قدموں کو بوسہ دیا بادشاہ نے گلے سے لگایا عوجان اور مرجان نے بھی ملازمت صہل کی مالک خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوئے بارگاہ میں آیا
 جشن کی تیاری ہونے لگی اور یہ خبر ملکوت شاہ اور ارسلان شاہ کو ہوئی قریب تھا کہ مارے صدمہ کے مرجان میں گھبراہٹ ہوئی

رہ گئے کچھ نہ کر سکے خاموش بیچہ رہے مگر حضرت آقا کرک مست قلماق اس فکر میں ہیں کہ ایرج کو کیونکر حمزہ سے لڑوائیں
 کیا نہ برپہ کیونکر وہاں لے جائیں ابک روز ایرج انکے پاس بیٹھا ہوا ہے کہ ایک طرف سے آواز نثار سے کی بلند ہوئی عمرو
 نے ایرج سے پوچھا کہ بہ نوبت کہی ہی ایرج نے کہا کہ باس حیرت ہو آپ تو بندہ خاص آفتاب تابان ہیں اور پھر یہ
 اسرار آپ پر نہاں ہیں آقا کرک مست قلماق نے جواب دیا کہ میرا عظم آفتاب تابان کا ظہور تمام زمانے میں ہو گیا
 کیا کوئی سپر ہون کہ مجھ کو جبکہ کی خبر ایرج نے کہا کہ یا استاد کل جشن نوروزی ہو اور طواف قطب زمان خلیفہ
 میرا عظم آفتاب تابان کی تیاری ہو عمر و موچھون پر تاؤ دیکر بولا کہ کوئی مکار ہو گا نائب آفتاب تابان کہاں کیسے
 قطب زمان ایرج کہاں رنجیدہ ہو کر بولا کہ آپ بڑے بد اعتقاد ہیں ایسا کلمہ بھر زبان سے نہ نکالے گا کیا کون کا یہ ستار
 ہیں آقا کرک مست قلماق نے پوچھا ایرج پھر وہ خلیفہ کہاں ہیں ایرج نے کہا دامن کوہ میں حلوہ فرما ہیں ہر کل
 تمام خلقت وہاں جا لگی قدرت میرا عظم نظر آئی عمرو نے کہا کہ ہم بھی ضرور جائیں ایرج بولا کہ آپ اٹھو دنا باز جلتے ہیں
 تو پھر جا کر آپ کیا کر سکتے عمرو نے کہا کہ دیکھا جائیگا ایرج نے کہا کہ اٹھ جاؤ و جلال بہت بڑا ہے اگر وہاں بھی آپ کوئی نظر
 آئے حق میں بد کلمہ ایسا نہ کہ آپ سے جلجا میں اس سے آپ نہ چلیے ہیں رہے عمرو نے کہا کہ میں دیوانہ نہیں ہوں کہ اچھے کو
 برا کھوں مگر جب تک آنکھوں سے نہ دیکھو مگلا باور نہ کرو گا ایرج نے کہا کہ اچھا جیسی آپکی رضا غرض تمام شہر فرنگ و شیر میں زیارت
 قطب زمان کی و عہوم ہو رہی ہے دوکاندار دوکانیں لیے جاتے ہیں ہر ایک جانے کی تیاری کر رہا ہے ہر شخص نکھر رہا ہے وادی اور
 اعلیٰ لباس عمدہ بدل رہے ہیں کوئی کا کلیں بنا رہا ہے کوئی ڈنگ نکال رہا ہے کوئی عطر گزروں میں لگاتا ہے کوئی تیل بالون میں
 ڈالتا ہے اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے کشنیان مخالف کی درست کردار میں اور ادھر اقبال شاہ اور ایرج مصروف
 خود آرائی میں غرض رات بھر لڑان سامان میں بسر ہوئی جسوقت کہ سحر ہوئی بادشاہ مع ایرج اور اقبال شاہ اور آقا کرک مست
 قلماق کے سوار ہوا بائیں چشمدی و فرزند و بی جلاؤنگا ہوتا ہوا اکر کیت کر کے ہوئے سبے بجائے اب کیونرا چھڑکتے ہوئے رسالے
 پٹیشن آراستہ و پیراستہ چپ و راست شہر سے باہر نکلے دیکھا کہ انہوہ غلامی کا ہر ایک عالم چلا جاتا ہے جا بجاز پر درخت خوشنچہ والے
 نظر آتے ہیں لوگ مٹھا لٹان پور بان وال موٹے وغیرہ لے لیکر کھاتے جاتے ہیں جتے کہ سواری دامان کوستان میں سوجھتی دیکھا
 کہ عجب رنگ ہو سبزہ فرنگ در فرنگ ہر چشمہ آب صاف و شفاف سے لبریز ہوا فرحت فیز گلہاس رنگ رنگ بھولے ہوئے
 درخت میوہ دار رنگے میں کسی باغ کو مناسبت نہیں ڈکان میں دوراستہ کی بو میں ہمارا شیا موجود کس طرف حلوایون کی ڈکان میں
 سنخانی رکھی ہے کسی طرف میوہ فروشوں کی ڈکانوں میں گنا گندہ سری نارنگی شریفانار وغیرہ موجود ہیں اور کس طرف ہما میں بچے
 پوشاک پر تکلف پہنے ہوئے درخت تلے شطرنجیان بھی ہوئی ہیں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہیں شطرنج کھیل رہے ہیں کسی جاگڑے ہوئے
 کسی جگہ جو سر ہوئی ہے ایک جگہ بھگیرنوں کی پالین کھڑی ہیں وہاں رندوں کا جھوم ہے چرس کے دم پڑ رہے ہیں دائرہ چکار
 سج رہا ہے گلے کا سامان بندھا ہوا ہر عزم ایک اژدہا م ہر جمع خاص و عام ہر مالک بن ملکوت شاہ سیر کرتا ہوا فضا
 میں آکر آخرا مسند جو ہر نگار پر آکر بیٹھا کرد و اطراف سب متکین ہوئے کئی سوٹاٹھے با ساز و سامان آکر موجود ہوئے گانا شروع
 ہوا چال کلام وہ دن صدا ت نورقص اور سرود میں بسر ہوا مجمع کو مالک بن ملکوت شاہ کشنیان لیکر بیٹھ پر چلے ایرج ہمراہ رکھا
 بادشاہ تھا آقا کرک مست قلماق ایرج کے ہمراہ تھا جب بہار کے قریب آئے دیکھا کہ ایک حاطہ ہر سنگ زندہ کا گرو اگر دیکھیں
 پھولا ہوا ہے عجب مقام ہے فضا پر اندر اسکے آکر دیکھا کہ بیٹے زمانے کے بھول زرد میں وہاں بھولے میں گل خورد شیزت دعو سے
 ہمسری کرتے ہیں ایرج میں حاطہ کے گنبد فلک سنگ زر کا ہے اس پر کس سونے کا چڑھا ہوا ہے اس پر آفتاب کا عکس جو اگر تیرا ہی
 تو اسکی جوت اور اسکی جوت ایک ہو گئی ہے نگاہ نہیں بھرتی اور دروازے پر کتبہ کے ایک طرف پھول والے جبرون میں ہمار بھولے ہوئے

دوسری جانب حلوئی بتاٹے اور لڑو کے تھال درست کیے ہوئے تھے بن اور برہمن تو پان پنے دھوتیان باندھے کھڑے
 چند دن کے دیے ہوئے قشقہ ہفتون پر پھینچا ہوا جو کیون پر بیٹھے ہوئے تھا بچائے اور گائے بن ثناخوان قطب زمان ہر جز
 ہوا قطب زمان کا بن پر کینیت دیکھتا ہوا مالک بن ملکوت شاہ مع اقبال شاہ اندر گیا بن ادب کو لب جودیت سے بوسہ دیا کشتیان
 چڑھا بن طواف کیا بعد اسکے امیرج آقا کرک مست قلماق کو ساتھ لیکر چلا مگر عمر و کستا جاتا ہر کہ یہ کوئی مکان ہر چھا
 جال پھیلا با ہر خوب لوگوں کو خرباب میں لایا ہر اور امیرج منع کرنا جاتا ہر کہ یہ کیا مقصد ہر کہ آپ قطب زمان کو برا
 کہتے ہیں اب بھی چپ بنین رہتے ہیں یہ جواب دیتے ہیں کہ امیرج تو بڑا بھفل ہر اگر یہ صاحب کشف و کمالات ہوتا تو
 کبھی خلق کو اپنی طاعت رجوع نہ کرتا امیرج نے کہا کہ وہ کیا کسی کے پاس جاتے ہیں انکو کیا پرواہ ہر خود لوگ آستانہ بوسی کو آتے
 ہیں آقا کرک مست قلماق نے کہا کہ ہنہ زمانہ دیکھا بہت ایسا کارخانہ دیکھا اسنے کوئی نقش و لون ہر بچھا دیا ہر سب کو سحر
 کر لیا ہر آپ کیوں کسی کے پاس جا بیگا امیرج نے کہا خیر طکر زیارت تو کر لیجیے دم سہر زبان کو بند کیجیے غرض اندر گنبد کے گئے
 دیکھا کہ شعلین روشن بن خوشبو ملی آتی ہر تخت طلائی بچھا ہر اسپر ایک مرد بر بارش سفید عمامہ سر پر جبہ تر خلف گئے بن جلوہ فرا
 ہوا آگے ایک اور منہری کھڑا ہر اس سے سراسر اکا او پچا ہر اور اوٹھ میں سوراخ کیے ہوئے بن دونوں ہاتھ ہر نگے ہوئے بن امیرج
 نے کشتیان چڑھا بن دونوں ہاتھ چومے ندر دی اور عرض کیا کہ یا قطب زمان استاد میرا آقا کرک مست قلماق آپ سے
 برا عقاد ہر اسکو کچھ کشف و کمالات دکھائیے آواز آئی کہا چھاپہ کہ سر پنا جبہ کے اندر کھینچا مگر جبہ کو تیش تک نہ ہر شکن تک نہ
 بڑی بعد لے بھر کے سر جبہ سے نکالا ہاتھ میں نکال لایا اس میں طر اگر مگر مہجاب اسنی ہوئی ہاتھ میں عمر و کے دیا کلا اسکو کھا ایک
 بندہ نیر اعظم آفتاب تابان حالت سکران میں تھا وہ آج جان کنی تسلیم ہوا بھی اسکی تینہ و تینہ سے فارغ ہو کر آیا ہوں عمر و
 نے وہ طوا کھا کر کہا کہ یہ بڑا نیرنگ ساز ہر نہایت مکار شعبہ باز ہر خود اپنے منہ سے کچھ طلب کیجیے آقا کرک مست قلماق نے
 کہا کہ یا قطب زمان ایک ماہی مجھے دیجیے قطب زمان نے پھر سر اندر چہرے کے کھینچا اور غائب ہو گیا لے بھر کے بعد اسے سر جبہ
 باہر نکالا اور ایک مچھلی بڑی سی آگے عمر و کے بھینک دی اور کہا کہ دریا سے بنگالہ میں ایک تاجر کا جہاز غرق ہوا چاہتا تھا اسے
 میں نے جا کر کنارے پر لگا دیا یہ مچھلی دبا کئے لیکر آیا ہوں امیرج پکارا کہ یا قطب زمان آتنا صدقنا اور کہا کہ یا استاد
 آکھو عقاد ہوا عمر و نے کہا کہ تم معتقد ہو گے یہاں کون ایمان لایا مگر اس دن باز کا اعتقاد نہیں ہر میری نظر سے ایسے شعبہ
 بہت گذرے ہیں امیرج یہ کلمہ سنکر برہم ہوا اور کہا کہ بن ایسی استاد دی اور شاگردی سے درگزر اگر اور کوئی ایسے کے زبان پر
 لاتا تو اسے ہر سزا پہنچانا بس اب میں آپ سے کچھ نہ کہو گا اور نہ آپ کے پاس رہوں گا مجھے یہ اندیشہ ہر کہ آپ آنش غصہ سے جل نہ
 جائیں یہ کستا ہوا ہاتھ بھرا آقا کرک مست قلماق اپنے خیمہ میں آئے اور دلیں کہا کہ ای عمر و بھاری ہلکے اسے جہنم واصل کیجیے اور
 آپ قطب زمان بکر جانب لشکر حمزہ علیہ اور امیرج کو ساتھ لیجیے نہیں تو امیرج کیونکر بیانے جائیگا ساری شفت مختاری ہر
 ہو جائیگی بس یہ جو خیال گذرا اسی رات کو دودنہ مٹھالی کا اور کچھ بھول اور کچھ جوں کی شرفیان لیکر ہر رات گئے اسی ہزار ہر
 آیا اور دیوار پچاند کر اندر احاطہ گئے آیا وہاں کسی کو نہ دیکھا سنا تا پنا گنبد کے اندر گیا اس جہ کو خوب مس گیا پھر پکارا کہ یا سپر
 قطب زمان تہ رلا ہوں قبول ہو کسی نے جواب نہ دیا آخر کار جہ کو جو بنایا نہر نقب کا یا یاد بے پائون اس نقب میں چلا جب
 باہر نقب کے آیا دیکھا کہ ایک تختہ گلزار ایک حوض برہار ہر اس میں پھلیاں گونا گون نظر آتی ہیں سامنے ایک بارہ دری مالیتا
 ہر اس میں ایک صفت صندل کی چوکی پر بیٹھا ہر کہ بیٹ تو شکا سا کھلا ہوا ہر دونوں گال پھولے ہوئے تھے سر چوٹی سر پڑا آتی ہر
 بجاری گرد و اطراف بن بیٹھے بن زرقعت اور جہر جو لوگوں نے جو عایا تھا وہ اسکو باہر قسیم کر رہے ہیں اور طوس کے گرد حواف
 چڑھے ہوئے ہیں مٹھالی کا انبار لگا ہر شراب نایاب گزک لا جواب ہمہ چیز عیا ہر عمر و کلیم عیاری اور سے ہوئے آگے بر حاکم

ہوا کا رخ دیکھ کر جیوشی اڑانے لگا کہ ان سب کے دماغوں میں بیوشی جو بیوشی تو ناک پھلا پھلا کر سو گھٹنا شروع کیا گولی لگا کر
آفتاب تابان کا گذر ہوا کیا خوشبو آتی ہو واہ واہ کسی نے کہا کہ کیوں منت جی آج تو ایسے مرج جو کچھ لایا تھا وہ سب کپ
جب میں لیا ہوا اس میں سے حصہ نہ دیا اس نے کہا کہ مجھے تو کم دیا ہی کہ تباہی اگر آئیگا اور وہ جو کچھ چڑھا ہوا اس میں سے حصہ کسی کو نہ
دینگے منت نے کہا کہ نہ دینے کی وجہ کیا ہم تو لینگے وہ جو منت ہی کے طرفدار تھے بوسے کہ منت جی جو کچھ دینے میں رکھا مذہبیت
ہو غم میں کیا کرامات ہو وہ بیکار سے بننے انکو قطب زمان بنانا نہیں کوئی انکو جانا بھی دیتا اور ہم تو حصہ لینگے دیکھیں کون نہیں
دیتا وہ بوسے کہ کیا طاقت کسی کی دیکھیں تو کون ایسا ہی بہانہ کہ گفتگو شرعی کا ٹھکانہ ہے اسے اور کشتی پر تو بت آئی مگر جو آٹھ بیوش
ہو کر گرا منت جی کو بھی ہوش نہ رہا عجز و بخل ہی تمام اس منت کو اٹھا کر اپنے خیمہ میں لایا اور بارود بھی آگ لگا دی کہ میر
خیمہ وہ منت جی کے اندر ہوا پہلے تو ہار پر سے آواز دی کہ آقا کرک مست قلماق ہوا اعتقاد تھا آفتاب تابان نے
اسے جلادیا اور قطب کی شکل دیکر بجائے قطب قیام کیا اور پار طرف ایک غلغلہ ہوا آقا کرک مست قلماق جل گیا ایرج
کو بڑا ناسف ہوا اور صبح کو جا کر جو دیکھا تو خاک کا ڈھیر تھا ایرج نے عوجان دریا پار ہی سے کہا کہ میں نے ہر چند انکو سمجھا یا
کہ قطب زمان کو برائے کو ان کے خیال میں نہ آیا آخر کو با اعتقاد ہی کی کیفیت انکے خیالی گزشتہ اس ہنر پار گری میں کامل تھا اس
فن میں اسکو کمال حاصل تھا اسی صدمہ میں ایرج بیٹھا ہوا تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے بوا بہت سا بھجایا کہ جو ہوا تھا
وہ ہوا بربخ و مال سے کیا ہوتا ہو اسکا افسوس کرنا بجا ہو یہ باتیں تھیں کہ ایک منت مالک بن ملکوت شاہ پاس آیا
مالک نے اس کے قدموں کو چوما آئینکا سبب پوچھا اس نے کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان قطب دوران نے باور فرمایا ہے کہ دھن کے
اسبوت مالک سوار ہوا ایرج اور اقبال شاہ کو ساتھ لیا جب وہاں آیا تو قطب کو سلام کیا قطب ظہار اکو ایرج دیکھی تو نے ایسے
استاد کی بداعتقاد ہی اور دیکھا تو نے کہ نیر اعظم آفتاب تابان نے اسکو مزید ہی اور غم سب پر بھی غضب ہوئے اس میں کہ مجھے تم کو بھجایا
مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ سب سمجھتے ہیں مگر اسے اور کہا کہ سوائے آپ کے کون ہمارا بچا بیوالا ہی قطب نے مالک سے کہا
کہ خیر اس وقت تو جاؤ کل صبح کو پھر انہا حکم آفتاب تابان کا جو ہوا سے بجا لانا مالک بن ملکوت شاہ کا پتا ہوا وہاں سے پھر ایرج
سے کہتا ہوا آیا کہ آقا کرک مست قلماق کے باعث میں بھی نیر اعظم آفتاب تابان کے عتاب میں گرا ایرج نے عرض کیا کہ
واقعی جو کچھ ہوا ایک سبب سے ہوا مگر کیا کر دن میرا اس میں کیا تصور تھا یہ باتیں کرتے ہوئے خیمہ میں داخل ہوئے حسب الحکم صبح کو
مالک قطب دوران کی خدمت میں پہونچا دیکھا کہ قطب زمان آج سرخ پوش میں اور سامنے تختے پر ہنر رکھی ہوئی ہو مالک
کی جان ٹھل گئی کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہو دور کہ قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ مجھے کیا خطا ہوئی ہے قطب زمان ظہار سے ای مالک
زمانے میں بہت سے دین جلدی میں کوئی لات پرست ہو کوئی منات کو مانتا ہو کوئی لقا کو مانتا ہو کوئی خدا پرست ہو ہر حال غلط ہے
میں کہ سارے زمانے میں ایک دین ہو مجھے نیر اعظم نے ایرج ایسا پہلوان زبردست دیا اور تو نے خروج نہ کیا نیر اعظم تجھے
بہت نیرا رہن مالک نے عرض کیا کہ بیشک نصیر و ارہون مگر اسکا حکم تھا اب جیسا حکم ہو غلام بجالائے جدھر حکم ہو اُدھر جاتا
قطب دوران نے کہا کہ حکم نیر اعظم ہے ہر پہلے فوج اپنی آراستہ کر دو اور جب غفلت سرخ کا تیار کرو اس پر زرد و زری کام ہوا
ایک تخت ہمارے واسطے تین درجے کا بنے درجہ بالا میں ہم بیٹھیں گے اور درجہ پائین میں ہمارے خدمتی رہیں گے اور روپیہ
جو کچھ صرف ہو وہ مجھے لو مگر بہت جلد اسکا سامان کرو کل ساٹھ لاکھ سوار ہوں انکی ورد بان زرنگار ہوں کہ جب دھوپ میں
چلیں تو عجب روپ طرفہ کیفیت ہو یہ لکھ روپیہ بہت سا دیا اور پھر مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ایرج بندہ خاص
نیر اعظم آفتاب تابان ہو اور خطاب اسکا زبدہ آفتاب پرستان نظر کر دو پیر قطب دوران ایرج نوجوان صاحبقران
جہان ہو یہ لکھ ایرج کو سامنے بلایا اور پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ مجھے اپنا نظر کر دہ کیا ایرج بہت خوش ہوا مالک بن ملکوت شاہ

وہ روپیہ چھکڑوں پر لے دیا اور چلا اپنی بارگاہ میں پہونچا اسی وقت زر گردن کو بلوا کر حکم دیا کہ جلد تخت بناؤ اور کار گزار گزرو
سے فرمایا کہ ساتھ لاکھ سوار نوکر رکھو اور وردیان زرنگارائے واسطے درست کرو اور مالک نے بھی اپنا ایک تخت پر تخت
بنوایا اور اسیج کے واسطے زرہ چارائینہ اور بکتر خود وغیرہ اور گزرنہ پندرہ سو من کا تیار کروایا جب یہ سب سامان جمعیت
ہو چکا تو مالک نے قطب دوران سے جا کر عرض کیا قطب دوران گنبدیت باہرنگ تمام اسباب ملاحظہ کیا بہت خوش
ہوئے اور حکم دیا کہ خیمہ شہر سے باہر استاد ہو موجب حکم قطب دوران اسی وقت خیمہ برپا ہوا قطب دوران وہاں کا سب سامان اسباب خیمہ میں
آدا کر خیمہ میں آکر جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی اور دوسرے دن تخت قطب زمان خیمہ میں پرکسا گیا درجہ اول میں قطب زمان نے
جلوس فرمایا درجہ ثانی اور ثالث میں نوبت نواز اور ناقوس بجانے والوں کو جگہ دی یا پیر قطب زمان کی آواز بلند ہوئی اور
تمام سواروں کو حکم ہوا کہ ایک مرتبہ سب تلواریں کھینچ کر نعرہ کرو کہ دشمن قطب زمان نا انصاف و نا قدر دان کا و و نون
جہان میں روم سیاہ ہو الفصد اس شان و شوکت اور جلوس سے قطب زمان نے کج کیا اور طرٹ شہر ختم کر دیا

اب دو فکر داستان لشکر صاحبقران اور لقاسے مشرک خدا یسین لکھے ہیں

یہاں لشکر امیر کا مقابل فوج لقا آرا ہوا ہے اور لقا حیران و پریشان اپنی بارگاہ میں متجاہز بختیارک کر رہا ہے کہ ای
لقا اب تک تو حمزہ عمرو سے برسر حساب تھا اب جو وہ ادھر بھاگتا ہے وہاں سے کون سامنا کر گیا لقا نے کہا کہ اب ہذا
کارخانہ قدرت میں کیا مداخلت ہے نہیں معلوم کہ میں اپنی خدائی اسکے کیا کھیل کھیلتا ہوں کیا مصلحت ہے خورشید اضمحلی
اور جمشید اضمحلی نے عرض کیا کہ مجھے ہمارے سب طرف کو لکھ میں مدد طلب کی ہے عنقریب مدد آیا چاہتی ہے یہی باتیں
تھیں کہ جو زری سرکاروں کی دورانی ہوئی آئی مگر گاہ سے مگر کیا اشعار اسے از وجود شوم تو آفاق پر ضرر
وہ ہستی پیدا تو بنیا دشور و شر پہ میخوام از خدا کہ تن نامبارکت و در نامدان و ہر فطرت جو دم خرد بختیارک
بکار آکھیش باد بھلی کیا خبر لائے ہوا انھوں نے عرض کیا کہ سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل شیر سرنارہ گردن ہلا
بنی کر گدن پیشانی ساتھ ہزار سوار سے خداوند کی مدد کے واسطے آتا ہے لشکر لقا پکارا کہ اے جنگدان من
بہند قدرت مرا بلایا میں نے اپنے بندہ خاص کو کہ کام ان خدا پرستوں کا تمام کرے اور حکم دیا کہ سب سردار
ہا میں ہمارے بندہ خاص کو استقبال کر کے لائیں بموجب حکم لقا کے سب نے استقبال کیا اتنا سے راہ میں جا کر دیکھا ایک
شخص کو کہ ساتھ اسب کا قدیس اسب کی گردن ایک اسب کی ناک ہو اور ساتھ پرشل پیشانی کر گدن ایک سینگ نکلا ہوا
انکھیں نقارہ ہی شراب میں بدست ہاتھ میں ران کھینچے کی بجائے گزک چاہا ہوا جلالتا ہی الغرض لقا سے اگر ملازمت حاصل
کی سجدہ کیا لقا نے اپنی استہیجہ مرحمت پشت پر جھڑی کہ تو میرا بندہ خاص انخاص ہے سہیل اٹھ کر دنگل پر بٹھا شراب پیئے لگا
جب و مانع میں نہ آیا کیفیت لشکر اسلام کی پوچھی بختیارک نے تمام حال سنایا سہیل بولا کہ یہ لوگ ہمارے زبردست
معلوم ہوتے ہیں مگر دیکھنا کہ سب کا کام ایک دم میں تمام کر دنگا اور لقا سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجا لیجئے میں ان خدا پرستوں
سے لڑ دنگا بختیارک نے کہا کہ آپ جلدی کو کام نہ دے ایسے ابھی آپ آئے ہیں کچھ کھائے پیئے عیش و عشرت کیجئے بہت
جلدی خراب کرتی ہے دو چار روز آرام فرمائیے تاکہ مسافت سفر دور ہو طبل جنگ کا حکم ابھی موقوف کیجئے آئندہ آپ
مختار میں سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل نے کہا کہ خداوند کی مجھ پر مقام پر عنایت تھی وہاں بہت آرام و
آسائش سے گذران ہوتی تھی یہاں محض ایسے آباہوں کہ دشمنان خداوند کا کام تمام کروں شعر میں ایسا ہے
رزم جنگ آیدیم نہ از بہر رزم و درنگ آیدیم نہ بختیارک نے کہا کہ اے سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل یہ ہمارے
یہاں بدنگونی ہے کہ جو جلدی کرتا ہو اسکا ہر وہ جلدی ہمارے ہاتھ سے جاتا ہے سہیل پکارا میں یہاں نہیں جاتا یا خداوند

ملاطمت لشکر اسلام میں مجاہد با ایک مشربہ پاکیا آٹھویں دن پھر سہیل نکلا اور مبارز طلبی کا ارادہ کیا تھا کہ گرد و غبار کا متعلق اٹھا کر سپردوار
 تیرہ و تار یک ہو گیا بس جو وقت کہ وہ گرد و زرد یک آکر شوق ہوئی سات سو علم نشان سات لاکھ سوار کا بندھا ہوا اور سات سو ہاتھی
 اہر جھوٹے کار چوبی سنہری بڑی ہوئیں آٹھ سو سکون پر بندھم ہوئے زنجیرین طلائی سوئندون میں لیے ہوئے قلیبان لباس زرین پہنے
 ہوئے علمائے زرفشان مثل خیر خورشید تابان بعد اسکے تھنا لیں شتر مین قلیبان با نون کی بھی سب طلائی بعد اسکے غول خاص بڑھون
 کا ٹھل سرج کے وگلے گلون میں اہر کار چوبی کام بنا ہوا خاص بان غلاف ٹھل سرج کے اسپر چھٹے ہوئے کار زرد و زری اہر بنا ہوا کا نون
 پر رکھے ہوئے بعد اسکے مرکب زری ترکی کچی مٹی عربی با ساز و بران مرصع دو دو ساٹیس حنوریان ہاتھون میں لیے ہوئے کہ مٹی اہر نہایت
 پائے بعد اسکے سات لاکھ سوار طلا پوش غرق در یاسے طلا اور سچ میں ایک تخت طلا میں درجے کا کردار اول میں ایک مرد پیر بارش
 سفید لباس زرنگار گلے میں سر بر تاج مرصع اور درجہ دوم میں شاکر و مشیر درجہ سوم میں نقار خانہ نقارچی شمشاد زار ناقوس بجا ہوا
 اور ایک تخت پر دامنہ طرف ایک بادشاہ دوسری جانب دوسرا شہزاد اور آگے تخت کے اچھی بنا ہوا ایک جوان مہر طلعت مرکب
 پیری پیکر پر سوار اور ساتھ اسکے زرین پوش ایک عیار جبکہ لشکر وہاں پہنچا ایک مرتبہ تلوار بن سب سے برہنہ کین اور نعرہ کیا کہ
 خیرا حاکم آفتاب تابان قطب زمان پیر گیتی پناہ اور نا خدا و ناحق شناس کا دونوں جہان میں رو سیاہ ہو ہر کار سے جو ہر امر جاسوسی
 لگے ہوئے تھے جانبین میں جا کر خبر دی کہ یہ لشکر آفتاب پرستوں کا ہے اور صاحبقران ایمرج نوجوان ہوا میرے لشکر فرمایا کہ ایمرج
 تو ہماری اولاد میں معلوم ہوتا ہے اور یہ قطب دی لکھرام ہے مگر جو وقت سے قاسم نے ایمرج کو دیکھا ایک محبت پیدا ہوئی اور کہا
 کہ داد ا جان کیا اس جوان کی شان و شوکت ہے اور نور الدہر و کیکر بولے کہ واقعی خوب جوان ہے اور اسد نے نور الدہر سے کہا
 کہ بھائی صاحب عقل میری سستی ہے کہ کوئی پاجی ہے کہ واسطے کہ اسکے بشرہ سے آثار شرارت پائے جاتے ہیں نور الدہر اور قاسم نے ہر
 چپ ہو رہے اس عرصہ میں سہیلان بن سہیل نے مبارز طلب کیا پھر قطب زمان نے ایمرج سے کہا کہ لے یہ تیرا لشکر اول ہے جا
 ایمرج قطب زمان کو مجھرا کر کے چلا جب برابر پہنچا سہیلان نے کہا کہ مجھے سامنا خدا پرستوں سے پڑا ہے تو کون ہے جو آکر راج
 ہوا ایمرج پکارا کہ میں صاحبقران آفتاب پرستان نظر کرو پیر قطب و دوران ہوں منظور ہے خیرا عظم کو کہ تمام زمانے میں
 ایک آئین ہو جائے دین آفتاب پرستی رواج پائے بسترہ ہے کہ تو آفتاب پرستی قبول کر میں مجھے قطب دوران کے پاس لیچلو لگا
 بڑی آبر سے رکھو گا سہیلان یہ سنکر نہسا کہ تو مجھے نصیحت کرتا ہے تو آفتاب و مہتاب بندہ میں زہر و شاہ باختری کے ٹکڑے لازم ہے
 کہ تھا کو سجدہ کر اور میرے ہمراہ آ اور قطب کو بھی سمجھا کر اچھے سامنے لا ایمرج نے کہا کہ تو یوں نہیں مانے گا جنگ کہ سرخک معقول
 نہ پائیکا سہیلان نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا زیادہ لاف و گزاف نہ کر زبان تیغ سے گفتگو کر ایمرج نے تیرہ مارا سہیلان نے خبر
 تیرے پر لیا کوئی سوطن رد و بدل ہوئی کہ سہیلان کا نیزہ ہوائی ہو سہیلان نے گرز مارا ایمرج نے گرز پر گرز کو روکا تیرے کی
 صدا پیدا ہوئی رو سے گردون ہیبت سے فتن ہو گیا جگر زمین کا شوق ہو گیا ایمرج کے ہر سر مو سے پسینا جاری ہوا صد مہ حرب گرز
 سے غش عاری ہو امرب کنگ تک زمین میں غرق ہو گیا لیکن دونوں ہاتھ جس طرح تھے انہیں ہر مو فتن ہوا سہیلان کا راج
 وہ مارا اور کام تمام کیا شاہ پور عیار ایمرج کا دوڑا اندر گرد کے دریا دیکھا کہ ایمرج بیوش کھڑا ہوا آواز دی کہ اے زہر و شاہ پرستان
 خیریت زیادتی کرتا ہے ایمرج کی آنکھ کھلی شاپور نے حال پرسی کی کہا کہ بلا کی ضرب نمی صدمہ عظیم اٹھایا مگر خیرا عظم نے بجا بایہ لکھر
 گھوڑے کو رانوں میں دبایا ویسا ہی مرکب تھا کہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا ایمرج گرد و چہرے کی رومال سے جھانکا گرزگران سنگ ہاتھ میں
 تو لٹا سہیلان پر چھپتا اور رد و دستی گرز مارا سہیلان نے بالقاسے خدا سے باختر لکھر گرز کو چہرے کی بناہ کیا مگر گرز جو گرز پر
 چڑا تو گرز گنڈے کی ٹوٹا لٹی سہیلان بیوش ہو گیا سر لایا در یاسے عرق میں ڈوبا عیاران لشکر کفار و دہشتے خاک آوار ہے تھے
 پانی کے چھینٹے دیکر گرد بجائی سہیلان کو پکارا جواب نہ دیا پانی کا چھینٹا منہ پر مارا آنکھ اسکی کھلی دیکھا گنڈا بڑبڑ رہا ہے اسپر سے

کو دہشتا اور تلوار کھینچ کر دوڑا ایمرج نے جو سہیلان کو پیادہ پادیکھا تو بجلدی تمام پشت زین سے زمین پر آبا سہیلان نے
 جو دیکھا کہ اسنے اپنے مرکب کو بچا یا پیادہ ہوا تیغ و سپر کھنکشتی پر آمادہ ہوا دونوں میں کشتی ہوئے فی دو پیرنگ کشتی رہی انجام کا
 ایمرج نے لشکر سہیلان کا توڑ کر سر سے بلند کیا اور چرخ و کبر زین پر مارا چھانی پر سوار ہوا اور کہا کہ آفتاب کو سجدہ کرو تو قری
 عیان کشتی کرو دن سہیلان نے کہا کہ ہزار جانیں میری لقا پر سے تار میں یہ کلمہ جو ایمرج نے سنا غیظ و غضب میں آیا اور چھانی پر سے
 آشکرہ دونوں ہاتھوں سے دونوں گولوں کو پکڑ کر اس کا فرخا سر کو چیر کر پھینک دیا آفتاب پرستوں میں غل ہوا کہ وہ سہیلان کو مارا تو تلوار
 پکڑ پکڑ کر بکارسے کہ ناقدردان اور ناحق شناس کا دونوں جہان میں منہ کالا اور صر لقا نے جو دیکھا کہ سہیلان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ
 اس آفتاب پرست کو مارو تمام لقا پرست ایمرج پر جا پڑے قطب دوران نے آفتاب پرستوں کو حکم دیا کہ ایمرج کی ملک کردہ وہی لقا پرستوں پر
 اپنے تلوار چلنے لگی قیامت بکرا رہا ہوئی ایمرج لڑتا ہوا برابر لاہوت شاہ کے پہونچا اسنے تلوار باری ایمرج چلنے تلوار چھین لی اور کریمین ہاتھ
 ڈال کر اٹھا لیا کیسے روئے تین رو کا صاف ہٹا ہوا چلا گیا آخر کار طبل باز راست سجاسب نے اپنی اپنی آرمگاہ کی راہ لی خیمہ قطب دوران
 کا بھی برپا ہوا قطب دوران نے اگر تخت پر جلوس فرمایا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ راست و چپ اگر بیٹھے
 ایمرج بھی اپنے سردار دن سمیت حاضر ہوا پیر قطب دوران کو سلام کیا اور کہا کہ لاہوت شاہ گر خنار ہو گیا حکم سرکار پیر قطب
 دوران نے فرمایا کہ اسے ہمارے سامنے لاؤ لاہوت شاہ تل و زنجیر میں گر خنار ساغنے آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا حکم ہوا
 کہ خوب تازیانے اسکو لگاؤ اور مارے ہوئے زندان خانے کو لیاؤ بعد اسکے کہا کہ بلاؤ میر حمزہ کو نامہ کہنے کے لیے اسی وقت دیکھا
 مضمون دریافت کر کے نامہ لکھ لایا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے عرب بیوفا کشینہ نوش لپیچہ پوش میں قطب دوران نائب آفتاب تابان
 ہوں بہ نامہ میری طرف سے آتا ہوں چکا آگاہ کیا جاتا ہے کہ اے خدا وادان تو نے مردن کی ضرورتی نہ کی کسی کسی تیرے ساتھ جانفشانی
 کی آگاہ ہو کہ خداوند آفتاب تابان نے اپنا فرخچہ نازل کیا ہے ایمرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان کو حکم دیا ہے کہ تجھے
 گوشمالی دے سارا کبر و غرور نکال دے بس بستر ہے کہ نامہ کو دیکھتے ہی ایچی کے ساتھ دھڑکی راہ لے اور پائے تخت کو میرے کوسہ دے
 میں تو ایمرج کے ہاتھ ذلیل ہو گا نامت اٹھا کر سرنگوں ہو گا قصہ کوتاہ قطب زمان نے جب نامہ تیا دہوا تو ایمرج کو دیا کہ حمزہ
 کے پاس لیا اور تعظیم کیا کہ پہلے نامہ پڑے زرتار کر وانا بعد اسکے بلے فقیم حمزہ کو اٹھوانا یہ خبر میں ادا کروانا جب نامہ اسکے ہاتھ میں دینا اور پکڑ
 کہ نامہ پر غصہ نہ کیجئے گا جو کہ جواب ہوا اسکی پشت پر کھد بھیے گا اور ایمرج کو نامہ کی بجائے حمزہ کیگا کہ اے ایمرج یہ جو میرا بڑا
 ادنی عیار میرا عمر و اسکا نام ہے کہ مکر و فریب اسکا کام ہے اس بن اللہ اس کا ایک پلوان تھا اسنے تاک اسکی سولے تین کاٹ ڈالی تھی
 اتنا بڑا قصور کیا میں نے اسے نکال دیا پہلے اسے اور پھر فوراً اٹھائے بہت سے دام تدویر بچائے جب میرا کچھ نہ کر سکا تو اب جا کر تیرے قطب
 کو مارا اور آپ تیرے قطب کی شکل بنا اور تجھ سے لڑا تو لکھ لایا ہے ایمرج تو اس کے فریب میں نہ آنا اپنے پاس سے اسکو نکال دے
 میں پچھتاؤنگا اور ایسے ایسے کلمے بہت سے حمزہ کیگا میں تجھے ابھی سے آگاہ کیے دیتا ہوں جو امر ہو نہو لاہری اسکی خبر دیتا ہوں ایمرج
 نے کہا کہ یا قطب دوران الحق آپ نائب مہر زین واقف مافی الضمیر میں یہ لکھا ایمرج رخصت ہوا اور چار ہزار جوان
 زین لباس و زین کلاہ اپنے ہمراہ لیکر چلا بعد ایمرج کے جانے کے قطب دوران نے دربار برخواست کیا اور مالک بن
 ملکوت شاہ در اقبال شاہ وغیرہ سے کہا کہ اب آفتاب تابان کے پاس جاتا ہوں یہ لکھ لکھ عیاری اور صلی بعد ایمرج گیا تھا
 اور صر کا راستہ لیا اور ایمرج جب لشکر اسلام میں پہونچا وہ فوج و سپاہ و جمعی کہ کہی ایسا لشکر نہ دیکھا تھا ایک ایک جوان بیل اور بیل نظر
 تھا ایک ایک دستہ گلدستہ دو طرف بازو دو رستہ ہر چیز طرف و اعوجہ ہر شرباد و گار مدائن و عراق عربستان روم و فرنگ چین
 و بربر و ترکستان کی بازار ایمرج سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ لشکر نور الدین کے قریب پہونچا نور الدین ہر کو خبر ہوئی کہ مالی اشتیاق
 ایمرج کی ملاقات کا ہوا طماس سے کہا کہ اے طماس تم جاؤ اور ایمرج کو لاؤ طماس جام شراب کا ہاتھ میں لیکر خیمہ سے

باہر آیا اور ایرج کو سلام کیا اور پیام نور الدہر کا دیا کہ نبی صا جقران نور الدہر بن بدیع الزمان نے مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آج مجھ کو سرخرازا فرمائیے آپ اور میں شریک ہو کر حضرت صا جقران پاس چلوں گا اور کہا کہ بھائی شکر گمانی قدم در منزل مائی نہی بہ لطف میفرمے و جہنم میں پائے نہی بہ ایرج نے ظہاس کو دیکھا کہ چو را سی ایرج کا قد و قامت آئنا رہا داری چہرے سے عیان عجب شان و شوکت ہے پوچھا کہ آپ کون ہیں نام آپ کا کیا ہے ظہاس نے کہا کہ میں بندہ حلقہ گروش نور الدہر والا کرام ہوں ظہاس نے کہا کہ میں نور الدہر بن بدیع الزمان کا غلام ہوں ایرج نے مرکب کو ٹھہرایا اور آواز کر ظہاس کے ساتھ اندر بارگاہ کے آیا نور الدہر نے فقیر اٹھے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب پاجی کی تعظیم کیجیے نور الدہر نے جواب دیا و در کر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا دیکھا کہ ایرج نہایت جوان فیکل و بہت پسند کیا اور محافلہ کیا بلکہ جو اپنی مستدریگی مزاج پر سی کی اسباب دعوت دیا کیا اسد ملکہ بکارا کہ سبحان اللہ پاجی کو جہان خجہ چھایا وہ آپ کو بھول گیا مثل گدھے کے بھول گیا بزا و بچہ شاہزادوں کی برابری کرنا ہو تو دوی و شجاعت کا دم بھرتا ہے جب تک اسے تنبیہ نہ ہو گی یہ زمانہ بگا خود کو نہ بچا نیگا یہ لکھا اور ایرج کی طرف گھورنا شروع کیا ایرج کی اسد پر نظر پڑی دیکھا کہ ایک بری پیکر جوان و گرد و خشت آگوشے عیان ہو کر بیان پاک نہایت تیز و جالا کہ ایرج نے پوچھا کہ یہ کون جوان عنان نور الدہر نے کہا کہ بھائی مجھ کو بھی کا بیٹا ہے ایرج نے کہا کہ میری طرف کیوں بگاہ شہد بکتا ہے نور الدہر نے جواب دیا کہ اسکے مزاج میں بولہ کی ہر جوشے کا تقاضا ہوتا ہے جو کچھ کہتا ہو کوئی ہر انہیں ماننا ہر شخص سکود یوں نہ جانتا ہے کہ اسد سے خطاب کیا کہ ایرج میرا بھائی ہے ایسی باتیں اسکے ساتھ کرنا گب شایان میں اسد نے لگا کر کہا کہ بھائی صاحب باور کھیں رکھتے ہیں باور مجھے کیا کام ہے آپ جس ادنیٰ کو چاہیں سر پر چھائیں اور جس پاجی کو چاہیں اپنے برابر چھائیں پھر نور الدہر نے کہا کہ اس زیادہ دیوہ نہیں کہتے ہیں اور ایرج سے کہا کہ آپ اسکی طرف سے پھر بھیجے اور صرخان نہ کیجیے مگر ایرج کا یہ حال تھا کہ جب اسد کی طرف دیکھتا تھا اسد قبضہ تیغ پر ہاتھ ڈالتا تھا آنکھیں نکالتا تھا ایرج ہنس کر چپ ہو رہا تھا بیان تو یہ سمجھتا ہوا دھڑک رہا میرا کہ ہوں کہ ایرج برسم ایلچی گری آتا تھا نور الدہر اسکو خیر میں لیکھا ہے پھر ایرج کو اشتیاق ہوا کہ ایرج کو دیکھے اور ابوالمعدن کو دے کہ تم نور الدہر کے پاس جاؤ اور کہو کہ بھائی ایرج کو بھیجے لے آؤ ہم بھی ایرج کو دیکھیں ابوالمعدن لکھنے نور الدہر کو جا کر امیر کا پیام دیا نور الدہر نے ایرج سے کہا کہ طے امیر نے یاد فرمایا ہے ایرج آئے کھڑا ہوا اور نور الدہر کے ساتھ خدمت امیر میں آیا ایرج نے بطریق آدنیٰ پرستان سلام کیا سی نے جواب دیا اور امیر نے خود دیکھا تو خون خروش لے رگوں میں جوش مارا تعظیم کیواسطے اٹھے لہذا بے اختیار ایرج سے بکار کر کہا کہ ہم تمہارے مشتاق ملاقات تھے آؤ اور لوگوں سے کہا کہ صندلی ایرج کیواسطے لاؤ جب تک صندلی آئے قضاے کار اتفاق روزگار قاسم شکار کو گیا ہوا تھا اور ذگل افراسیابی خالی تھا ایرج اُسپر بیٹھ گیا امیر ساکت رہے مگر حیران ہوئے کہ وہ جو سنے گا تو خدا جانے کیونکر اس سے پیش آئیگا کیا قیامت ڈھائیگا اسد بن کرب غازی نے اپنے دل میں کہا کہ ملکہ بھائی صاحب شاہزادہ خاور سپاہ کو لائیے اور اسکو سر چنگ معقول دلائیے یہ بڑا بھڑا خود رفتہ ہو گیا ہر معلوم سنیں آپ کو کیا سمجھا ہو بس، خیال اپنے دل میں لا کر چکے سے اٹھ کر بارگاہ سے چلا جان قاسم مصروف شکار تھا وہاں پوچھا قاسم نے پوچھا کہ بھائی کدھر آئے اسد نے کہا بھائی صاحب ذرا چلکر بارگاہ میں تو دیکھیے عجب سہرا ہو قاسم نے کہا کہ تو کیا ہوا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب کیا کہوں وہ کہ پاس فروش بچہ باناری برسم ایلچی گری آیا ہے پٹہ تو بھائی صاحب شاہزادہ نور الدہر نے اسے سر پر چڑھایا اپنے خیمہ میں بلا کر برابر اپنے بٹھایا جب ناہ جان کی خدمت میں آیا تو ذگل آکا خالی تھا اُسپر بیٹھ گیا قاسم تو آتش تو شغل مزاج ہو کر سر سے ہانک آگ لگی باز کو ہاتھ سے چنگ کر مانند غنیمت بنا کر دو ہاتھ اسد بھی خوش ہو کر چلا کہ اب یہ آفتاب پرست ذلیل ہو گا جب قاسم بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوا ایرج پر نگاہ پڑی ایک محبت اس سے پیدا ہوئی سارا غیظ و غضب فرو ہو گیا سرور حاصل ہوا اور جوش محبت سے دل میں کھنے لگا کہ اگر یہ سر پر بیٹھے تو مجھے گوارا ہو چاہتا تھا کہ کچھ کلام ایرج سے کہتا کہ امیر نے پکار کے فرمایا کہ آؤ قاسم تمہیں ہمارے سر کی قسم ہمارے پاس آؤ ایرج ہمارا دھان عزیز ہو ایک نو ایلچی ہو دوسرا

کے آنے سے قطب دوران کی صورت بکرا پنچہ خیمہ میں آیا اور مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ اگر جمع ہوئے حال ایرج کی ایلی گری کا انکو سنا یہی باتن تھیں کہ ایرج بھی داخل خیمہ ہوا قطب دوران غضبناک ہو کر بکرا کا عرو ایرج تو ہارنا نہ لیکر گیا تھا تو دوران دہر سے صحبت ہوا اسکا کیا سبب تھے خدا پر تو انکی ملاقات سے کیا مطلب ایرج نے کہا کہ یا پیر قطب دوران مجھے خطا ہوئی وہ بخلق پیش آیا میں نے شرمندہ ہو کر اسکی دعوت قبول کی پھر آواز آئی اوسنے ہرے اشرفیوں کے کیوں ظلم اس کو دیے خود کیوں نہ لیجے اور یہ سب ایک طرف حمزہ نے مجھ کو کلمات ناسرائے اپنا عیار بنا یا تو نے کچھ سکون نہ دی تو چکا چلا آیا یہ کیا کیا میں تازہ بانہ اٹھا کر جا ہا کہ ایرج پر مارے ایرج نے قطب کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور مرے مالک بن ملکوت شاہ اٹھ کھڑا ہوا اور مرے اقبال شاہ اٹھ کھڑا ہوا کہ اب ایرج سے ایسی خطا نہ کی معاف فرما یہ قطب دوران نے تازہ بانہ ہاتھ سے بھینک دیا اور کہا کہ خیرا عظم آج مجھ کو جلا دیتے جو میں مانع نہ آتا ایرج نے کہا کہ واقعی آپ نہ بچائے تو کون بچاتا آپ مالک بن قطب دوران نے کہا کہ حمزہ نے جواب جنگ دیا پھر تو نے کیوں نہ مقابل کیا ایرج نے کہا کہ میں اب موجود ہوں جیسا ارشاد ہو وہ کروں پیر قطب دوران نے آواز دی کہ ایرج اب تم بیان کر دو کہ تم نے کیا کیا ایرج نے کہا کہ اب غلام کیا عرض کرے سب تو آپ نے ارشاد کر دیا میں آپ طبل جنگ جو اپنے میں حمزہ سے لڑوں اور آپ کو جو برا کہتا ہوں اسکا عوض لون قطب دوران نے حکم دیا کہ طبل جنگ نوازش میں آئے ہر کاروں نے امیر نامور اور زمرہ شاہ باختری کو خبر دی ان دونوں لشکروں میں بھی نقارہ رزمی گڑ گڑا ہوا تمام رات تیار رہی صبح کو میدان ماری ہوئی ایرج مرکب پر سے اتر کر سامنے قطب دوران کے آیا اجازت میدان کی چاہی قطب دوران نے کہا کہ تجھے سپرد خیرا عظم کیا ایرج میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بل عادیان پور شدہ ادیان عمر و معدی کرب نے عزم میدان کیا سخت شدادی اٹھا کر بچھے پگھوڑے کے مارا گھوڑے کو معلوم ہوا کہ میان رن کو چلے گھوڑے نے لگے پاؤں اٹھا کر رکھے کچھلے پاؤں گھسیٹ کر بڑھائے اس صیبت سے انکو لیکر چلا آئی لاش اٹھانا ایسے گھوڑے کا کام ہر رخش کی اولاد میں ہر کوہ یا مہول نور و نام ہر کسب اسطے کہ بچیں ایرج کا انکا قد ہر اکیس گز کا تو نہ کا دورہ تو نہ آگے ہر قدر بڑھی ہوئی ہر گھوڑے کے چشم و گوش دھماکے سے ہن چوڑے تھے سے باہر گزرے ہوئے ہن حاصل کلام پہوان عادی عرصہ کارزار میں آئے ایرج کا وزن ہوا کوئی دو تین قدم عادی کا مرکب ہٹ کر گیا ایرج نے نام پوچھا بعدہ حربے کا خواستگا رہو عادی کی طرف سے انکار ہوا ایرج نے خبردار خبردار مگر نیزہ مارا عادی نے نیزہ کا نیزہ پر لیا آخر کار ایرج نے چند طعن سے عادی کا نیزہ ہوائی کیا عادی نے تلوار کا دار کیا ایرج نے ہتھون سپا گرنی حار تلوار کی بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا زور کشش کے ہونے لگے گھوڑے پیٹ کے کھل بیٹھ گئے دونوں مرکبوں سے کودے سپر تلوار ہاتھ سے رکھ کر پھر دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی تین دن تک کشتی رہی تیسرے دن ایرج نے پہلوان عادی پر زور آزمائی کی لشکر نہ اٹھڑا ایرج جبران ہوا رادی لکھتا ہر کہ جب حریف عادی کے کمر بند کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہر تو عادی پیٹ بھلا لیتا ہر کمر بند غائب ہو جاتا ہر حریف کو کچھ بن نہیں آتا لشکر کسی طرح نہیں اٹھڑتا اور امیر سے بھی جب اس سے کشتی ہوئی تھی تو امیر بھی نہایت لشکر نورد نے بن جبران تھے کمال پریشان تھے اسوقت بھی عمر نے حکمت بتائی تھی کہ اسکے گدگی کر دو اور امیر نے انگلی کو کھ میں ماری کترغ شکم موقوف ہوا کمر بند نظر آیا اسوقت امیر نے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا تھا ایرج بھی صبرت میں تھا کہ کیا کیجیے مگر قطب دوران نے ایک بڑے کھٹکے ایرج کو بھیجا کہ تو اسکے گدگی کر جب کمر بند نظر آگا تو اٹھا لینا فقہ مختصر ایرج نے قطب دوران کی تعلیم سے پہلوان عادی کو اٹھا لیا قطب دوران نے رومال بٹایا تمام آفتاب پرست پکارے کہ جو قطب دوران کا دشمن اور ہوا خواہ ہو اسکا رو سیاہ ہو یہ سنکر امیر بت آزرده ہوئے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر انشاء فرمایا نہ بھی نہ بھگایا ہو تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہوگا طبل باز گشت بجایا ہر ایک اپنے خیمے کو گیا امیر بھی میدان سے سب

سرداروں کو ہمراہ لیکر ایرج کی قوت و شوکت کی تعریف کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دوسرے دن ہر کاروں نے لقا کو خبر دی کہ منار خوارا کشین مردار خوار اور ملک اشہ ملک مسمار و دریا باری لاکھ سوار کی جمیت سے آجی مد کو آنے میں زمر و شاہ نہایت خوش ہوا تمام سرداروں کو استقبال کا حکم دیا انھوں نے عرض کیا کہ ہم ابھی جا کر ہاتھ نہیں غرض جب منار سامنے آیا لقا کے پائے تخت کو بوسہ دیا ملک مسمار اور مالک اشہ نے لقا کو سجدہ کیا اس کا فریٹے کہا کہ تم میرے بندہ خاص الخاص سردار ان با اخلاص ہو بعد اُسکے منار کو خلعت دیا منار نے حال لشکر اسلام کا پوچھا لقا نے کہا کہ وہ بندگان بے ادب جیسے میں خیر گراب ایک فرقہ آفتاب پرستوں کا پیدا ہوا ہے کہ ان کا صاحبقران ایرج ہو وہ نور خالص یعنی لاہوت شاہ کو کمر لگایا ہو منار نے کہا کہ واہ یہ دین چوتھا پیدا ہوا بختیار کے لئے کہا منار اسکا حال مجھے سنو کہ حمزہ کا ایک عیار تھا لباس بیدمان آفت جہان برباد کندہ فغان لقا شاہنشاہ ہمارا عمر بن امیہ عالی شان اس سے اور حمزہ سے اس بن الوس کی ناک کاٹنے پر بگاڑ ہوا حمزہ نے اپنے لشکر سے نکال دیا اسے جڑ سے بڑے فساد اٹھائے کہ کسی طرح سے حمزہ مجھے صاف ہو جائے مگر کچھ نہ ہوا آخر کو اب ملک فرنگوشہ میں جا کر میرے قریب نگر آیا ایرج کو صاحبقران بنا کر لایا جس وقت سے کہ یہ آیا اسی دن ایرج نے سمیل بن سہیلان کو قتل کیا اور جنگ مغلوبین لاہوت شاہ کو کمر لگایا یہ سکر منار بکارا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائے کل میں سرکرا لے نہروں لگا اور اس آفتاب پرست کو سزا دے گا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت نثار و حربی نوازش میں آیا ہر کاروں نے خبر پر قطب دوران کو بیو بخانی بیان بھی طبل جنگ پر جو بڑی امیر نے بھی کوس حربی نوازی تینوں لشکر و ہتھیار رات درستی آلات ضرب میں بسر ہوئی اٹھا

آلات ضرب میں بسر ہوئی اٹھا	سحر کہ تیغ خورشید ظفر کوش	اشق خونین کفن انگنہ بردوش	لغن بردوش در کف تیغ دجہر
حرون آمد جنگ نجم و اختر	زمار و بود تیغ و خنجر صاف	ہوا گشتہ برند آسنی بافت	جب تینوں لشکر میدان کا نڈا

میں آئے لشکر لقا میں علمائے شوک پیکر جلوہ گری برائے منار خوارا کشین مردار خوار لقا سے رضعت لیکر میدان کو چلا جس تخت پر سوار تھا کہ لوہے کے کاسے تخت میں نصب ہیں اسپرہ کا فر میٹھا ہوا تھا شرا بخواری کرتا کاتا تھا اور مرے ہوئے بھینسے کی ران ہاتھ میں تھی اسے چباتا تھا دونوں ہاتھوں سے نیلا نیلا پانی جاری تھا و ساقی شراب پلائے تھے اس ہیئت سے میدان میں آیا اور ایک مرتبہ چلایا کہ آفتاب پرستوں نے غضب کیا کہ خداوند زادے کو کمر لگایا میدان میں نکلوا حال معلوم ہوگا ہونوہ کلہا تمام تھا کہ دبدہ آفتاب پرستان نظر کر دے پیر قطب دوران ایرج نوجوان مرکب کو جولان دیکر سامنے قطب دوران کے آیا گھوڑے سے اتر کر آداب بجالایا میدان میں جانیکا حکم لیا پیر قطب نے ہاتھ نیچے پر پھیر کر کہا کہ جانچے پیر غلام کو سپرد کیا ایرج بار دیگر کب پر سوار ہو کر عرصہ کارزار کی طرف چلا خوب لکھڑیاں کین ران باگ کی لڑکت دکھائی جا رہے تھے آوازانی اشعار

گلگون پیشانی کے کیا وصف ہوں تم | ایسا سحر ام سبک رو سبک عنان | آواز سے نکلے رنگ ہوا ہوشال ہوا | معلوم بھی نہو کہ کمان تھا کیا کمان

جس وقت برابر منار کے آیا اس کا فریٹے ہنر نگار ورنی تخت بڑھایا سپر پڑی ایرج کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اور اسکا تخت جو چار گھوڑوں پر کسا ہوا تھا سات قدم پیچھے سرک گیا منار گرتے گرتے ٹھٹھا تخت کو پھیر کر اس کجنت نے مقابلہ ایرج کا کیا ایرج کو مانند مگر کے جلوہ گر پایا ایک آفتاب تھا کہ زمین پر نظر آیا پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے ایرج نے کہا کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان منار نے کہا کہ تو ہی خداوند گورنچ دینا ہو اور تو ہی نے سمیل کو قتل کر کے خداوند زادے کو کمر لگایا ایرج نے کہا کہ ہاں میں ہی ہوں یہ سکر منار سر غنظ و غضب ظاری ہوا کہ ہاتھ بترے ہو کہ خداوند کو سجدہ کر اور خداوند زادے کو قید سے چھوڑ دے ایرج پکارا کہ او مردار خوار کیا بکتا ہو لقا کیا نڈکار ہو اور اسکی اصل و حقیقت کیا ہو منار بہت برہم ہوا کہ کما کہ معلوم ہوا کہ بے رزم و بیکار مجھے فیصلہ نہوگا تو نہایت بد ذات ہو خردار ہو گیا اب تجھے مارنا جملہ واجبات سے ہو کہ مکر ملہ آور ہوا اتھا ابدار میان سے لیا ایرج نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی جسوقت ملو

دور تھی دور تھی جب نزدیک اگر چکی سپر کو ہا تھ سے چھوڑ دیا علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا پنچہ خورشید دراز کر کے بھٹی دی کہ تو ہا
پت پڑی اُسکے قبضہ کو اپنے پنجہ میں کیا اور چاہا کہ ہا تھ مڑ کر تلوار چھین لے لیکن ننوا وہ لپٹ پڑا اور کشمکش کے ہونے لگے
گھوڑے پیٹھ کے بھلے بیٹھے گئے یہ دونوں مرکبوں سے کود پڑے وامن گروان کر دوڑے کشتی ہونے لگی قین بہر تک کشتی ہوئی
پہر دن باقی تھا کہ سرج نے لنگر منار کا نور کراٹھا لیا اور نور از بخیر فولا دی کا کھو کر مشکین باندھ کر اپنے عیار کے حوالے کی فرج
نے منار کی چاہا کہ جنگ منلو بہر بن بختیار رک مانع ہوا ابل باز گشت پر چوب پڑی دونوں لشکر بچھے اُدھر امیر بختیاری
بارگاہ سلیمانی ہوئے اور قطب دوران نے حکم کیا کہ منار کو غل و زنجیر میں گرفتار کر دو اور ہمارے سامنے لاؤ بموجب حکم
منار کو سامنے لائے منار نے بطریق لقا پرستان سلام کیا جواب سلام کا کسی نے نہ دیا قطب دوران نے بیٹھے کا اشارہ
کیا وہ کرسی کا احمق کرسی پر بیٹھا ساقی کو اشارہ دیا کہ جام شراب کا دے جب منار نے دوین جام شراب کے پینے دماغ باد
تاب سے گرم ہوا قطب دوران نے پوچھا کہ اے منار تجھے اے سرج نے کیوں کر زبرد کیا منار بولا کہ جس طرح بہادر کو بہادر زبرد کرے
قطب دوران نے کہا اب تو آفتاب پرستی اختیار کر اور بت ساجھا کر کہ لقا نہایت درد و غلو اور کاذب ہو اُسکو خدا
جانتا غیر مناسب ہو اور وہ ایسا دلیل ہو کہ ایک ادنی عیار حمزہ نے اُسکی ڈاڑھی اپنے موت سے جھگو کر مونڈی اور اُسے
خبر بھی نہ ہوئی وہ قابلِ خدا فی نہیں ہو منار نے کہا کہ میں نے لعنت کی لقا پر اور دین آپ کا قبول کیا قطب دوران
نے کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان برحق ہو منار یہ کلمہ لکھ کر آفتاب پرست ہوا انجس و نا بکار گوہ بن سے نکلا موت میں پڑا خبر لقا کا
ہوئی بہت حیران ہوا اُسکے افسران فرج سے کہا کہ کبھی وہ کسی کا شریک نہوگا بختیار رک بھی بولا کہ منار ایسا نہیں معلوم ہو
اور یہاں منار نے دو ایک روز تامل کیا ایک دن شب کو دو پہر رات گئے زندا ن خانہ لاہوت شاہ پر آیا بہرام
آفتاب پرست نے کہا کہ تو کون ہو اُسے کہا کہ میں ہوں منار خارا تشمین اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو بت جائیں خداوند
کو رہا کیوں کہ لجا ونگا بہرام نے نعرہ کیا کہ میں تجھے کب چھوڑتا ہوں اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ لینا جانے نہ دینا اور خود بھی تھو
کھینچ کر دوڑا منار دو چار آدمیوں کو مار کر بہرام سے مقابل ہوا بہرام نے تلوار ماری منار نے وار اسکا روک کر جو
تلوار ماری بہرام کے دو ٹکڑے ہوئے پھر تو اُسے لاش پر لاش گرا دی کوئی موکل زندا ن خانہ اُسکے مقابلہ میں نہ بھر سب
بھاگ گئے منار اندر گیا لاہوت شاہ کی قید توڑی اور گھوڑے پر سوار کر کے روانہ سمت لشکر لقا ہوا صبح کو
لقا اپنی بارگاہ میں پیشا ہوا اور تمام کفار جمع ہو چکے بن بختیار رک مسخر اپن کر رہا ہو کہ ہر کارون نے اگر خبر دی کہ منار
خداوند زادے کو چھڑا لایا لقا بہت خوش ہوا سردارون کو حکم دیا کہ استقبال کو جاؤ اس اثنا میں منار مع لاہوت
آیا لقا کو سجدہ کیا لقا نے منار کو غلٹ دیا لاہوت شاہ کو گئے سے لگا یا بعد اُسکے منار سے بختیار رک نے پوچھا کہ
تم کیوں نکر آئے اور لاہوت شاہ کو کس طرح چھڑا کر لائے اُسے سارا حال بیان کیا کہ بہرام آفتاب پرست
کو مار کر اور چند آدمیوں کو قتل کر کے خداوند زادے کو چھڑا لایا اور راتوں رات وہاں سے بھاگ کر آیا بختیار رک نے
جواب دیا کہ وہ آفتاب پرست تمہیں چین نہ لینے دے گا قیامت برپا کرے گا آہا ہی ہوگا لقا نے کہا کہ او شیطاں کیا بکتا ہو
بھلا وہ بیان کیا آیت کا بختیار رک نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا اور ادھر صبح کو قطب دوران دربار میں آکر بیٹھے اے سرج آیا
مجر اگر کے اپنے دگل پر بیٹھا تمام سردار جمع ہوئے صحبت پیش برپا ہوئی کہ ہر کارون نے اگر یہ خبر دی کہ رات کو منار
خارا تشمین بہرام کو قتل کر کے لاہوت شاہ کو چھڑا کر لگیا اے سرج نے جو یہ سنا آتش غضب کا نون سینہ میں مشتعل ہوئی
تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر منار کو لہڑا ہوتا ہوں لاہوت شاہ کو لاتا ہوں قطب زمان نے منع کیا کہ
زبدہ آفتاب پرستان تم قصہ نہ کرو نیر اعظم اُسے سزا دینے اور منار سے قیدی کو بھی منگوادینے اے سرج نے عرض کیا کہ یا

قطب زمان شہر آفتاب تابان کی اگر آپ مجھ کو دیکھ لگے تو میں ہلاک ہو جاؤں قطب زمان نے سرنگوں کیا ایرج اسی
 غنایمین باہر نکلا اور مرکب پر سوار ہو کر لشکر لقا کا راستہ لیا مرکب کو دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہے جو اسکی جھڑپ میں آیا کسی نے
 جو پس گیا پس گیا اسکو مطلق خیال نہیں کچھ اندیشہ و ملال نہیں بہانہ کہ جب دروازہ بارگاہ لقا پر پہنچا وہاں بھی مرکب
 سیدھا بڑھایا ایک غلغلہ ہوا کہ وہ ایرج آیا جو بدارنے چاہا تھا کہ روکے لہریج نے ملا بجا مارا کہ سر اسکا دھڑپ سے اڑ گیا
 یہ داخل بارگاہ ہوا اور پکارا کہ سلام امیر ہو جو آفتاب تابان کو برحق جانتا ہوا اس کے نائب پیر قطب دوران کو بتا
 ہوئے مرد شاہ نے جواب دیا کہ ایرج تو اپنے خدا کو نہیں پہچانتا مجھ کو بخدا نہیں مانتا ایرج نے کہا کیا وہ ایسا بتاتا ہے تو قابل
 خدا فی نہیں ہے اور وہ غائب ہوا کہ ان ہر بڑے فرب سے اپنی جان بچا نیکو آئے آفتاب پرستی اختیار کی رات کو چھپ کر وہیں
 سے آیا اور میرے رفیق کو قتل کر کے میرے قیدی کو چھڑا لایا میں جب تک اسے سزا نہ دوں گا چین نہ لوں گا بختیار کب پکارا کہ منار
 وہ مجھے میں ایرج اسکی طرف کو متوجہ ہوا منار بھی تلوار چھین کر چھینٹا اور لہریج پر تلوار ماری ایرج نے قینوں سپاہی تلوار
 چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ تائبینہ زمین میں غرق ہو گیا روح بخش منار کی
 شکل لئی ایرج اسے مار کر لاہوت شاہ پر دوڑا لاہوت شاہ نے بھی حریف کیا ایرج نے حربہ اسکا چھین کر اور کمر میں ہاتھ
 ڈال کر اٹھا لیا لڑتا ہوا باہر نکلا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو چلا ہر چند فوج کھارنے چاہا کہ لاہوت شاہ کو ایرج سے
 چھین لے مگر ممکن نہوا بہت لقا پرست مارے گئے ایرج لاہوت شاہ کو لگیا اور اسی طرح لشکر لقا سے اپنے لشکر تک
 لاہوت شاہ کو ہاتھ پر اٹھائے لیے چلا آیا راوی لکھتا ہے کہ لشکر لقا سے اور اس کے لشکر سے سات کوس کا فاصلہ ہوا
 لاہوت شاہ کا قد ساٹھ ارچ کا ہر چونکہ دست چپ پر ایرج مقابل نورالدین کے دنگل ہاتا ہوا سوچتا ہے اس کے کام قدرتی
 نورالدین سے مقابل ہوتے ہیں چنانچہ نورالدین ہر لقا کو نقابدار سفید پوش بچے مشتری حصار سے قلعہ شام دزد و یک سات لگا
 بائیں ہاتھ پر اٹھائے لڑتا ہوتا لگیا تھا اس طرح پیر مقابلہ ہوا القصد ایرج نے لاہوت شاہ کو لا کر سامنے قطب دوران کے
 زمین پر پھینک دیا اور غل و زنجیر میں گرفتار کیا قطب دوران دل میں تو بہت خوش ہوئے مگر کھار میں خفا ہو کر کہا کہ تو نافرمانی
 ہماری کر کے چلا گیا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ہمیشہ ہم سے ڈرنا ایرج نہایت نجل اور کمان منفل ہوا بعد اس کے صحبت عیش برپا
 ہوئی قطب دوران نے کہا کہ ایرج نامور اب خدا پرستوں سے مقابلہ کر لہریج نے کہا کہ قبل جنگ جو اپنے قطب دوران
 نے حکم دیا کہ قبل جنگ بچے اور لشکر لقا میں نقارہ رزمی گرو گزایا اور لشکر امیر میں کوس جہتی نوازش بن آیا یعنی قبل
 سکندری پر چوب پڑی شعر نقارہ آواز آمد ہر دن ۴ کہ دون است دون است گردن دون ۴ قینوں لشکر دن میں چار
 پہرات تیار رہی سپاہی آلات حرب کو درست کیا کیے صبح کو آئے لشکر دن کی وعدہ گاہ مصافح میں شروع ہوئی پھر
 فوجوں کے جھنے لگے جو وقت کہ سب پہنچے اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج قطب دوران سے اجازت لیکر نزد گاہ
 میں آیا اور دھڑ سے ابراہیم بن مالک نے بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مرکب کو بڑھایا اور جا کر مقابلہ کیا بعد گفتگو کے
 نیزہ بادی ہوئی ایرج نے نیزہ نکال دیا ابراہیم نے تلوار کا وار کیا ایرج نے وار رد کر کے جو تیرہ مارا ابراہیم کو زخمی کیا
 مرزنگ بن مرزبان نکلا وہ بھی مجروح ہوا علقمہ بن جمہور مقابل ہوا وہ بھی زخمی ہوا اتنے میں شام ہو گئی قبل بازگشت
 بہا قینوں لشکر پھر گئے اپنی اپنی اراک گاہ میں قیام کیا ایرج پھر کر قطب دوران کے سامنے آیا اور مجرا کر کے بیٹھا کہ ابراہیم
 ہمارا آسمان پر چھایا ایرج نے کہا کہ میں شکار کھیلنے جاؤں گا قطب زمان نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر در نہ جانا جلدی پھر آنا ایرج
 نے عرض کیا کہ بہت اچھا پیر قطب دوران نے میرے شکار کو بلا کر حکم دیا کہ جانور صید گیر تیار ہوں صبح کو ایرج شکار کھیلنے
 جائیگا قصہ کوتاہ صبح کو ایرج مع رفقا سوار ہوا عازم شکار پہلے قراول میر شکار بوز باشتی بھری باز جانوران شکاری

میں بخود کو ہوش میں لائے تین کہ ظلم اس نے کیا کہ صاحبزادے جیسے رہوان بالوتن سے کیا چل کر اسد بولا ایو ظلم اس تم بھی مجھی کو
 سمجھانے ہو دیکھو یہ باجی بھائی صاحب سے برابری کر رہا ایو ظلم اس یہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سر میں ان منرا پائیگا اور نور الدین
 ایرج کو بالوتن میں لگائے ہوئے ہیں مگر ایرج اسد کی باتیں سنتا ہو اور ٹاتا ہو بیاس خاطر نور الدین ہر کچھ نہیں کہتا کہ اس کی شنا
 میں دیکھا کہ ایک ہرن تیرا اسکے پیچھے پر لگا ساتھ سے بھاگا چلا آتا ہو ایرج نے تیرا کمان اٹھا کر ایک جراس ہرن پر مارا کہ بائیں پہلو پر
 اس کے لگا باہر گزر گیا ساتھ اس کے شانہ زادہ نور الدین ہرن تیرا مارا کہ دہنا شانہ نشا نہ ہوا اسد نے تیرا کمان میں پیوستہ کر کے سینہ ایرج
 کا تاکا نور الدین ہرن بت مائع ہوا کہ اسے یہ کیا اسد بولا بھائی صاحب اپنے ہرن کو شکار کیا میں نے اپنے صید کو تاک لیا
 نور الدین ہرن غضبناک ہوا کہ زیادہ بائیں نہ بنا اتنا جہالت کو کام نہ فرما الغصہ لوگ جا کر اس ہرن کو اٹھا لائے تو سچ کیا ابھی وہ
 ہرن سامنے ہوا تھا کہ گردا گئی اور عمرو بن رستم تیرا کمان ہاتھ میں لیے ہوئے پہونچا دیکھا کہ ہرن ذبح کیا ہوا پڑا ہو پکارا کہ میرا
 شکار کس نے صید کیا نور الدین ہرن آگے بڑھ کر لولا کہ کبھی مجھے یہ خفا سرزد ہوتی میں نے جرم مارا اسد نے کہا کہ ایو عمرو بن رستم تمھارے
 صید کو ایرج نے نشانہ کیا نور الدین ہرن نے ٹھوکر اسد کی طرف دیکھا اور عمرو بن رستم سے کہا کہ کبھی تم آؤ یہ بڑا فساد اگلیں گے اسکی
 بالوتن پر نہ جاؤ یہی باتیں تمھیں کہ دور سے شانہ زادہ خا ورسپاہ دیکھائی دیا اسد نے دور کر کہا کہ بھائی صاحب اس بڑا بچے
 نے قیامت برپا کی عمرو بن رستم کے صید کو صید کیا ابھی اسد یہ کہ رہا تھا کہ سامنے سے نور الدین ہرن اور ایرج دونوں آئے
 قاسم کو سلام کیا اور ہر کب پر سے اڑ کر اپنی صحبت میں لائے ایرج نے عذر خواہی کی کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ آپ کے بھائی کا شکار ہو
 قاسم بولا کہ کبھی خوب کیا نا دانستہ کب خفا وار ہو اور اسد سے کہا کہ مجھے صید کرنا تو گوارا تھا تم خفا ہو اسد جل کر خاک
 ہو گیا اپنے دل میں کہنے لگا کہ ہاں بسکہ خوبصورت ہو اسی سبب سے سب طرح دیتے ہیں عوض نہیں لینے میں اور عمرو بن رستم سے
 خطاب کیا کہ بھائی ہم تم جل کر ایک گوشہ میں بیٹھیں جب ایرج بیان سے جھپٹے تو اسے قتل کرین عمرو بن رستم نے کہا کہ اچھا عرض یہ
 دونوں علیحدہ سر راہ بیٹھے نور الدین ہرن ایرج قاسم یہ تینوں ایک جگہ ہم صحبت ہوئے نہج شروع ہوا ووردہ عام گردن میں
 آیا لڑک کھانے لگے کباب تیار ہو کر آنے لگے قاسم کا یہ عالم ہو کہ ہر بار یہ تقدیر تاجی کہ ایرج کو اپنے کلبے میں رکھ لیجیے نصیحتی
 ہو جیے گرد بھر رہے اور ایرج کا بھی یہ حال ہو کہ دست بستر عرض کر رہا ہو کہ کھجور بھی آگئی قدر موسیٰ کی نہایت آرزو تھی اور میں تو
 یہ جانتا ہوں کہ اگر کسی طرح سے دین و مذہب کا فیصلہ پائے تو ہم آپ کی جانی ہو جائیں اور قاسم بھی ایرج کو جام شراب دیتا ہو
 کہ میو کبھی کباب دیتا ہو کہ کبھی کیا اچھے نہ میں اور شخص حال قطب دوران بار بار ہو کہ ملک و ملکوشیہ سے کیونکر آئے اسی کا
 استفسار ہو ایرج حال ترک تونس کے مارے جائیگا پوچھتا ہو عرض ایک دوسرے سے ملنے پیش آتا ہو نور الدین ہرن بھی ایرج
 نو جوان سے مخاطب ہو اور کہتا ہو کہ شانہ زادہ خا ورسپاہ میرے قبلہ و کعبہ میں الکی کیا تعریف کروں جو جو کہ کام اٹھوں نے کیے
 میں بشر سے نہیں ہو سکتے کہا کہ میں لشکر لقا خدا سے باختر پر کہ جہاں چوتھ لاکھ سوار کی چھاؤنی چڑھی رہتی ہو خون بہم مارے
 ان کے سامنے کیا کوئی شجاعت کا نام لے کیا نور می کا دم مارے اور قاسم نور الدین ہرن کے اوصاف بیان کر رہا ہو کہ یہ ایسا بہادر ہو
 کہ ظلم اس ایسے شخص کو طرفہ العین میں نہ لیا لقا ایسے قد آور کو قلعہ منقشری حصار سے قلعہ شام وزدک کے سات کوس کا فاصلہ
 ہو ایک ہاتھ پر اٹھائے ہوئے لیگیا یہی بائیں ٹھین ناچ ہو رہا تھا کہ ایک طرف سے شانہ زادہ ابم گردہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر
 رشتک سہراب و تھن بدیع الزمان گرد لشکر شکن شکار کھیلتا ہوا نمودار ہو نور الدین ہرن اسے استقبال دوڑ پڑا ایرج
 ساتھ نور الدین ہرن کے چلا قاسم نفیہ کو اٹھ کھڑا ہوا بدیع الزمان بھی صحبت میں آکر بیٹھا سب نے استفسار مزاج کیا پھر طاقون
 کو ناچ کا حکم دیا اب باہم شراب چل رہی ہو طبلے پر تھاپ بڑی ہونا گاہ ایک طرف سے ایک اڑوا سے آتش نشان پیدا ہوا اور اسنے
 صحبت کی طرف رخ کیا یہ سب خبر پیشہ شجاعت اٹھ کھڑے ہوئے قاسم نمودار کھینچ کر دوڑا بدیع الزمان بھی چلے قاسم نے قریب پہنچے

تلوار اژدہ ہر ماری اپٹ گئی اور اژدہ نے نفس کشی کی کہ قاسم دہان اژدہ میں دریا اور وہ اژدہ قاسم کو گل کوٹھ پیر
 کر صحران کو روانہ ہوا میرج گریبان پھار کر پیچھے اژدہ کے چلا کہ میں اسے مار ڈکھا آٹکھوں سے آنسو روان باغ میں تیغ خریان
 اژدہ نور الدہر اور بدیع الزمان دیوانہ وار مضطرب و ہزار بہ کتنے چلے کہ اسی قاسم افسوس تم اکیلے رہو راہ عدم ہو
 ہکو اپنے ساتھ نہ لے لیا یہ کتنے کیا کیا گرا بھی سیار بلع جنان نونا ہمارا انتظار ضرور ہے ہم بھی تمھارے عنقریب آئیں میں ملک
 عدم کیا دور ہو اور ای خاور سپاہ ہکو تین تھاکہ بے تمھارے ایک دم دہہ نہ رہینگے مگر کیا کریں دم نہیں نکلتا سخت جانی سے
 کچھ زور نہیں جلتا یہ پکارنے لگے اور دوز دوز کر اژدہ پر تلوار بن مارنے لگے مگر برقی شمشیر کچھ کام نہ آئی تھی جیسے گھریال
 بر سے موگرمی اچھٹی ہو اسلحہ تلوار اچھٹ جاتی تھی تھما سے کار وہ اژدہ بالشکر اسلام کی طرف سے گذرا ہر کار دن سے جا کر
 جہرا میر کو دی کہ قاسم کو اژدہ نکل گیا اور بھاگا ہوا چلا جاتا ہوا میرج و نور الدہر بدیع الزمان مع رفقاء اسکے نقاب
 میں ہیں تلوار بن مارنے میں لیکن وہ کب مارا جاتا ہے صاحبقران یہ بات سنتے ہی قیاب ہو کر اٹھے ساتھ امیر کے تمام
 سرداران دست راست و دست چپ بھی سب گریبان و نالان تھے علی الخصوص علمشاہ دیوانہ وار وحشی مثال چاک
 گریبان پکارتا ہوا چلا کہ بیٹا ہکو میں چھوڑ گئے ہماری کمر توڑ گئے ہم تو جانتے تھے کہ تم حصا سے پیری ہو گے مگر مجھے پہلے تم گزر گئے
 یہ تم کیا کر گئے اور چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کر سے رویوں اور فرنگیوں نے جلدی سے ہتھیار چھین لیے اور ترکوں و غلاموں
 نے سر بر ہنہ کر دیے اور روتے سر پہنتے اور پکارتے تھے کہ اسی آقا سے نامدار وادی مولا سے دیو قار آپ نے راست ملک عدم کا
 لیا ہکو کسکے حوالے کیا اور سب کے آگے حمزہ صاحبقران باجیم گریبان و دل بریان جب قریب اژدہ سے کے ہوئے تلوار
 اسپر ماری خط تک نہ بڑا صاف اچھٹ گئی الحاصل ہر سردار نے اپنا حوصلہ نکال لیا مگر کسی کی تلوار نے ذرا اثر نہ کیا کئی کوس تک
 اسی طرح اس اژدہ کے نقاب میں چلے گئے حتیٰ کہ ایک وادی برقرار ملا اور فارغ خیالان ہر ایک کے پیچھے لگے مگر وہ ہر ہر بیشہ
 تھوری اور تنگ دریا سے جرات و بہادری نقاب نہ چھوڑنے تھے اژدہ سے منہ نہ موڑنے تھے کہ ایک مرتبہ وہ اژدہ ہاتھ پیر
 اور زبان انسان گویا ہوا کہ اسی حمزہ اب قاسم سے دست بردار ہو کر پھر جانیں تو خواب ہو گا اور ہر ایک کی طرف دیکھ کر تھی
 خطاب کیا کہ بیٹا تھے چلے جاؤ میرے نقاب میں نہ آؤ بس یہ لکھ پھر روانہ ہوا مگر عجیب عالم اژدہ کا تھا کہ قلاب آتشیں منہ سے
 چھوڑتا تھا اور قلاب کا دم دم بڑھتا جاتا تھا ایرج کی آنکھوں نے آنسو روان ہو کر یہ وزاری اور اژدہ کے کچھ بچا چھوڑ دگا
 اسے مار ڈکایہ کڑبان پر جاری نور الدہر اور بدیع الزمان بھی باحال تباہ ایرج کے ہمراہ اور پیر قلوب ووران بعض شہ
 کامل ہادی رہنا عمروین امیر صفری شاہ عیاران عیار یہ بھی کلیم عیاری اوز سے ہوئے ساتھ تھا بسطیج سے تین شانہ روز سب
 بخورد خواب بے دانہ و آب نقاب میں اس اژدہ کے چلے گئے جو تھے روز صبح کو ایک شہر عالیشان دکھائی دیا اعداس اژدہ سے
 نے دروازہ شہر کی طرف رخ کیا یہاں تک کہ داخل شہر ہوا امیر نے فرمایا کہ عجیب نا شاہی کہ یہ اژدہ اس شہر میں رہتا ہو اور شہر
 والے اس سے مانوس ہیں اور کسی کو ایذا نہیں دیتا یہی باتیں سنیں کہ نور الدہر نے صاحبقران سے کہا کہ اسی شہر کا رہنا
 تو ہم اژدہ کے نقاب میں آئے مگر اب اس شہر کی کوئی جا کر خبر لائے یہ شہر کس کا ہے اور کون حاکم اس کا ہے امیر نے ہر کار دن سے
 کہا کہ جاؤ اور جلد دریافت کر کے آؤ ہر کار سے ابھی روانہ ہوئے تھے کہ آواز نوبت و نقار سے کی بلند ہوئی لشکر کے پاپان غلابان
 ہوا پر سے کے پر سے سواروں کے گھنٹیوں کی پٹشیں غول کے غول خاص برداروں کے بعد اسکے تخت بادشاہی دکھائی دیا کہ چھوڑ
 سر پہ پھرتا ہوا اگر دافسران عالیو قار کا حلقہ جاسوس جو ہر جاسوسی روانہ ہوئے تھے واپس آکر امیر سے عرض کیا کہ اسی شہر کا
 نام اس شہر کا زرافشان حصا سے اور سعادت شاہ بیان کا شہر یا رہا کہ جو حریف مجھ کو قید مذم و پکار نکالا ہے امیر نے کہا کہ ابھی
 ابھی میں اپنے رنج و صدمہ میں مبتلا ہوں مجھے لڑائی سے سروکار کیا ہے اژدہ سعادت شاہ کو ہر کار دن نے خبر دی کہ یہ حمزہ صاحبقران

انجم سپاہ میں اور تمام سرداران و بشتان ہمراہ ہیں پونا صاحبقران زمان کا کہ نام اس کا قاسم تھا اس کا زود ہانگل گیا ہے
 سب اڑ رہے تھے چھپے آئے ہیں فلک کے ستارے ہیں سعادت شاہ بہ جز کر پیادہ ہوا اور دی زلمت کے واسطے چلا دیوں
 پر حمزہ صاحبقران کے سر جھکایا امیر بالوقیر نے لے گئے سہل کیا حال اڑ رہے کا پوچھا اُس نے عرض کیا کہ حضور شہر میں
 تشریف لیٹیں جو کچھ غلام کو معلوم ہو بیان کرے گا جو چھپا کر اس ذرہ بمقدار نویر سے اُسے سنادل فرمایئے فقیر خائے کو رشک
 باغ ارم نہایتے صاحبقران نے فرمایا اچھا کہا مضائقہ ہے ہمراہ سعادت شاہ کے روانہ ہوئے سعادت شاہ نے
 دروازہ شہر سے تاجوان بادشاہی پانڈ اڑو لایا کشتیان جواہر کی تیار کرتا ہوا بڑی عزت و حرمت و جاہ سے ایوان
 بادشاہی میں لایا دعوت کا سامان آراستہ کیا محفل میں و طرب برپا ہوئی بعد کھانا کھانے کے امیر نے احوال اڑ رہے
 کا پوچھا سعادت شاہ نے کہا اے شہر یار بیان سے قریب ایک ہزار سیر کوہ منصور کوہ اسکا نام ہے عجیب کیفیت کا مقام
 ہے اور وہاں ایک غار عظیم الشان ہے اُس میں سے ہر وقت دھواں نکلا کرتا ہے اور یہ اڑ رہا اس غار سے نکل کر شہر میں
 آتا ہے ہر طرف جاتا ہے لوگ اُس کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں کسی کو اپنے انہیں پوچھا تا ہے اور یہ طرفہ تماشا کہ اکثر مانند دیوں
 کے باتیں کرتا ہے اور امیر نے فرمایا اے سعادت شاہ یہ اڑ رہا میرے پوتے کو نکلے چلا آیا ہے میں اُس کو بغیر مارے نہ چھوڑ دوں گا
 جہاں پہرہ میں جا کر مار دوں گا اپنی جان دوں گا سعادت شاہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا حضور کو اختیار ہے مگر وہ
 اڑ رہا مینوں غائب رہتا ہے اب نکلے یا نہ نکلے کیا اعتبار ہے امیر نے فرمایا کبھی تو نکلے گا سعادت شاہ نے کہا اے
 شہر یار بیان ایک نیرنگ عجائب و غرائب اور ہر ذرا بے توقع عرض کروں حکم ہو ا بیان کرو سعادت شاہ نے کہا یہ
 حضور منصور کوہ پر ایک قصر نادر و رفیع کا مثل آسمان بلند ہے مانند ایوان شاہی کے بنا ہے سقف دستون طلائی اُن میں جواہر
 جہاں ایک دریچہ طلائی امیر کا اُس قصر میں نمایاں ہے صبح کو جب آفتاب نکلتا ہے غلے آفتاب اس دریچے پر پڑنے سے یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ دو سوا آفتاب نکل آیا عجیب لطف نظر آتا ہے پھر ایک ہوا آتی ہے وہ پردے کو اڑاتی ہے پردہ ہوا ڈگر مچ ہا ہے طلا بھسب
 ہو جاتا ہے پالیس دروازے اس دریچے کے دہنے بائیں اور بنے ہیں وہ بھی وا ہو جاتے ہیں ہر دروازے میں ایک ایک
 عورت حسین منقل آئین لیے مشک و عنبر سنگت ہوا اگر کٹری ہوئی ہے بعد اُس کے ایک نازنین مہجین مرتکین نمود برق طور
 اڑتا ہندرق دربا سے جواہر میں غرق اُس دریچے طلائی میں کرسی جواہر نگا پر اگر بیٹھی ہے کرشمہ ناز وادامین طاق حسن
 جمال میں شہرہ آفاق قطعہ زہرے رنگیں اوداد جامہ زیبہ نگار جانتان و درغریبہ کہ بعد اڑدہ دلش ہرگز تانہ نہ دہو
 بارساناں را کھینچے ہ گئے میں سبیل الماس کے ٹیٹوں کی پڑی ہے کہ جسکے دیکھنے سے جی بے گل ہو جاتا ہے ہاتھ میں اُس کے ایک
 حبی ہے کہ ہر شخص اس سے صدمہ اٹھاتا ہے حاصل کلام جو اس نازنین کو دیکھتا ہے دلدادہ شبنم و زلفیتہ ہوتا ہے و مبدوم و موم
 شوق بڑھتا ہے ہر ایک شعر عاشقانہ پڑھتا ہے وہ نازنین اُسی ترنج کو مجمع عشاق میں پھیلتی ہے جو شخص اُس ترنج کو اٹھا کر
 سو گھٹا ہے گریبان چاک کرتا ہے اپنے کو ہلاک کرتا ہے ایک سمت ایک ہی نظر آتا ہے اُس برج پر ایک کبوتر باز لباس زین
 پہنے جیسی طلائی ہاتھ میں کبوتر اڑتا ہے ایک زنجیر طلائی اُس برج سے لگی رہتی ہے ہر شخص اُس ترنج کو سو گھٹا کر دیکھتا
 ہو جاتا ہے جوش جنون میں بڑھتا ہے زنجیر طلائی کو پکڑ کر چڑھتا ہے جب قریب برج کے پہنچتا ہے کہ اوپر چڑھ جائے
 اپنے کو اُس نازنین تک پہنچائے اُس برج میں ایک سور لہج پیدا ہے اُس سور لہج سے ایک ہاتھ نکلتا ہے اُس
 شخص کو اندر سور لہج کے گھینچ لیتا ہے بعد ایک ساعت کے اُس شخص کا سر کٹا ہوا سور لہج سے رسی ہاتھ بھر پکڑ لیتا ہے
 پھر وہ نازنین وہاں نظر نہیں آتی ہو کھڑکی بند ہو جاتی ہے یہ نمائندہ ت سے دیکھتے ہیں ناں نہیں کھٹکا کہ کسب بھید ہے
 صاحبقران عالی شان نے کہا مجھے یہ طسم معلوم ہوتا ہے وہ اڑ رہا بھی کوئی ساحر ہے کل ہر وہاں حضور جائے اُس مقام کو

دیکھئے قضا کا عمر و بن امیہ ضرعی بھی وہاں گیم عیاری اور سے ہوئے پہنچ گئے سنا کہ حمزہ صاحبقران طلسم کی طرف جا رہا
سوچے ایسا نہو امیرج بھی ساتھ حمزہ کے جائے گرفتار طلسم ہو جائے آج شب کو اسے کسی طرح یہاں لے لیجاوے سوچا کہ خاموش ہو جاؤں
جب رات ہوئی امیرج نوجوان کو مع رفقا بیہوش کر کے زبیل میں ڈال کر لے گئے دوسرے روز ایک صحرا میں پہنچے
اتفاقاً ایک سوداگر کا قافلہ وہاں اتر آیا تھا دیکھا کہ غلام اس سوداگر کا گھوڑوں کو پانی پلا رہا ہے عمر و نے غمت غمی
سے اس غلام کو قتل کیا گھوڑوں کو اپنے قبضے میں لیا امیرج کو مع رفقا زبیل سے نکال کر فقیرانہ رفع بیہوشی روشن کر دیا
خود گیم عیاری اور حکمران ہو گیا امیرج کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مع رفقا ایک صحرا میں پایا قبضہ آدمی اتنے ہی گھوڑے درختوں
سے بندھے دیکھے امیرج نوجوان نہایت جبران و پریشان دلمین سوچا کہ میں تو ہمراہ حمزہ صاحبقران شہر ترافستان حصار
میں تھا یہاں کون لایا اسی فکر و تردد میں ارادہ کیا گھوڑوں پر مع رفقا سوار ہو کر روانہ ہو کہ آسمان پر روشنی ہوئی دیکھا
قطب دوران چلے آئے ہیں لیکن توری چڑھی ہوئی غنیمت و غضب میں بھروسہ ہوئے امیرج واسطے قدمبوسی کے دور
جب قریب پہنچا قطب دوران لگا رہا امیرج تنگ ہوئے لاکھوں مرتبہ بھیجا کہ خبردار خدا پرستوں سے ملاقات نہ کرو
یہ دشمن دین و ایمان ہیں عدو سے قطب دوران میں لیکن تو نے کچھ سماعت نہ کی شکار گاہ میں نوزالدمہر وقاسم
بدیع الزمان یہ سب کے سب موجود تھے تو نے کسی سے ذرا پرہیز نہ کیا یہاں تک تو پہنچے ستاجب قاسم کو اندہا لگی گیا
عزیز سب روتے ہوئے ساتھ ہوئے تو انکے ساتھ کیوں گیا اور ایسا از خود رفتہ ہوا کہ نہ ہمارا خوف کیا نہ نیرا عظم کے غضب سے
ڈرایہ لکر کوڑا اٹھایا امیرج چلایا ای قطب دوران جو کچھ آپ فرماتے ہیں بجاہر فی الحقیقت میری خطا ہے اب اس جہز سے
ایسی تعبیر ہوگی حضور میرا قصور غفور فرمائیے غضب نیرا عظم سے بچا ہے یہ کہنے کے دور ذکر قدموں پر قطب دوران کے
گر پڑا قطب دوران نے امیرج کو گلے سے لگایا کہ امیرج خبردار کبھی غلات نیرا عظم کوئی امر نہ کرنا آفتاب تابان
فرماتے ہیں کہ اسکو مانند آقا کرک مست قلماق جلا دون گرہ میں نے بہت سی سعی کی اب امیرج سے ایسا قصور نہوگا
تب غصہ نیرا عظم کاموقوف ہوا یہ لکر لہا کہ سنیں معلوم اس عرض میں لشکر پر کیا گدڑی چلے یہاں سے چلو اہل لشکر کی خبر لو میں
خدمت میں آفتاب تابان لی جا ہوں یہ کہنے طرہ آسمان کے بلند ہوا وسط سما پر جا کر صراحتاً بازی مارا روشنی ہوئی
کچھ خوشبو پھینکی تمام صحرا معطر ہو گیا امیرج نے اپنے رفیقوں سے مخاطب ہو کر کہا کیوں صاحبو قطب دوران کی کرامت
کو دیکھ لیا یزدان پرست انکو عمر و بتاتے ہیں کہ ان عمر و بد ذات کمان بہ صاحب کشت و کرامات سب نے کہا آپ ان
خدا پرستوں کی باتوں پر نہ جانیے کسی کے کہنے کو خیال میں نہ لائیے یہ تو سب کو برا جانتے ہیں سو خدا سے ناپیدہ کے
کسی کو نہیں مانتے ہیں پہنچے تو آفتاب پرستی سے کوئی دین روشن نہیں پایا دیکھا آپ نے نیرا عظم نے ہم سب کو شہر ترافستان
سے فرشتوں کو بلکے اٹھوا اٹھوا یا بلکے اٹھو خبر بھی نہوئی کہ کون لیکر آیا غرض یہ سب تو اسی طرح بانیں کرتے ہوئے طرف شہر
اختر روانہ ہوئے انکو نوراہ میں چھوڑ دیے

اب کچھ احوال شکر اسلام و لقا بد انجام کا سنیے غزل

داغ داغ اے گل تری فرقت سے ہر گلشن میں
منہ چھپانے ہم کہن سے آج تک دفن میں ہیں
شکر ہر رسم معیت سے کوئی خالی نہیں
آرزو سے دوست ہیں لیکن دل دشمن ہیں
مٹھ جاتا ہے پھر اسی کیوں ہلاتی ہو جگر

بھول کیسے پارتے اگر لیے دامن میں مین
گست گل میں مین بے پردگی سے رکھو مین
دست و پدین مرتہ نام بان دل شونین مین
شورش مخضر سوال گور تکلیف قشار
چند طفل اشک خوابد و مرے دامن میں مین

بعد مردن اس قدر شرم گنگاری بڑھی
آپ میں میں امی جنوں جبکہ کہ پیر میں بڑھتی
انکو ہر اپنی تمنا مانع و صلت میں غیر
سودا کی آفتیں باقی ابھی مدفن میں میں
عصمت دیوانگی دست جنوں سے پر چھپے

جاگ اکھون صورت پوسن سکروا من میں | ایک فرسہ میں کہا بدظن عدوتہ یار کو | آپ بھی استاد تسلیم بنے من میں
 حیران نصیب و مجبران اخبار غریب | اس طرح خبر دیجئے من کہ ہر کار و ن نے جا کر لقا کو خبر دی کہ قاسم کو اثر دہا نکل گیا حمزہ
 مع سرداران نقاب میں اثر وہ ہے کے گیا ایرج بھی سب کے ہمراہ جانب صحرانکل گیا وہ بھی اپنے لشکر میں نہیں دونوں
 لشکر بے سردار ہیں یہ خبر سنتے ہی لقا سے آواز دی اور بندگان من بنید قدرت مرا اس فادری سے کیا کیا بے ادبیاں
 کہیں تین اب میں نے انتقام لیا یہ اثر دہا ہے غضب میرا تھا کہ اس کو نکل گیا جو جو کہ مکار ضلالت شعار وہاں بیٹھے تھے
 سب نے کہا یا خداوند آتنا و صدقنا خواجہ گوارا الدین ملک بختیارک نعین پکارا یا خداوند ختم من لشکر اسلام
 میں سوائے بادشاہ اسلام باد و چار سرداران گنہگار کے اور کوئی نہیں ہو لشکر آفتاب پرستوں کا بھی تھے سردار ہوئے
 وقت میں آس بن الوس کو بلوایے اس کی ولد ہی کر کے اسی کے ہاتھ سے سب کو قتل کر ایسے لقا سے آواز دی من نے ترہنہ
 برس آگے ہی تقدیر کی تھی اور بختیارک نو ہی جا آس بن الوس کو لا بختیارک نے کہا بہت خوب اسی وقت کچھ تھے
 اور خلعت لیکر روانہ ہوا جب وہاں پہنچا آس نے شہنشاہ بختیارک آتا ہر بہت خوش ہوا پیشوا کی کر کے لیگیا پوچھا اسے
 ملک جی اس وقت کیوں کر آئے بختیارک نے تمام حال سنایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ آپ خدا پرستوں کو قتل کیجئے خداوند کو لیکر
 قیلولہ خدائی پر بٹھا دیجئے آس بن الوس بولا ملک جی میں حاضر ہوں گمناک میری خداوند سے درست کر اویجئے
 بختیارک نے کہا جب خداوند خوش ہونگے تو ایک طرفۃ العین میں ناک تھاری درست ہو جائیگی بلکہ فوادی ناک بنائے
 کوئی کاٹ نہ سکے غرض آس لشکر کو ہمراہ لیکر کوہ الوند سے خدمت میں لقا کی آیا لقا سے سرداروں کو براے استقبال
 آس بھیجا اور باعزاز و اکرام تمام بلوایا خلعت سے سرفراز کیا و نکل جو ہر نگار بیٹھے کو دیا محبت عیش و نشاط برپا ہوئی
 لشکر میں لقا کے قبل شادمانی بجا جب و مانع آس کا بادشاہ تاب سے گرم ہوا لقا سے عرض کیا اور خداوند قبل جنگ
 بجوایے میں خدا پرستوں کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑو گا لقا نے قبل جنگ بچنے کا حکم دیا فقارہ رزمی پر چوب پڑی
 ہر کار سے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہیں اسد بن کرب
 غازی و عمرو بن رستم کہ ایرج کے قتل کرنے کی فکر میں ملحدہ بیٹھے تھے جب انکو معلوم ہوا کہ قاسم کو اثر دہا نکل گیا
 ایرج اس کے چچے گیا یہ لشکر لشکر میں آئے اسنا کہ صاحبقران مع سرداروں اثر وہ ہے کے نقاب میں گئے من یہ لشکر حیران ہوئے
 اگر بادشاہ اسلام کو مگر کیا دنگل پر بیٹھے بائیں ہوتے لگے من اتنے میں ہر کار سے خبر لے مقام ادب پر دست بستہ ہو کر
 دیا و نکلے بادشاہی کے عرض کی کہ لشکر لقا میں آس بن الوس داخل ہوا قبل جنگ بجوایا ہو نکل اسکا ارادہ ہر
 کہ سر کر آئے ہر دو یہ خبر لشکر بادشاہ اسلام نے بھی اپنے لشکر میں قبل جنگ بچنے کا حکم دیا فقارہ رزمی پر چوب پڑی
 ادھر مالک بن ملکوت شاہ کو جو خبر ہوئی نہایت پریشان ہوا لوگوں سے کہا کہ قطب دوران بھی پاس نہیں غلام
 گئے میں ایرج ساتھ خدا پرستوں کے گیا ہوا ہر دیکھے انجام لڑائی کا کیا ہو مجبور و ناچار حکم دیا کہ کوس حربی بچے تینوں لشکروں
 میں چار پہر ات تیار رہی صبح کو میدان میں صف آرائی ہوئی چونکہ صنف جدال و قتال آراستہ ہو چکے نقیب نقابت
 کیے کے چلے گئے لشکر لقا میں علم ہائے خاک پر جلوہ گری پر آئے آس اپنے گنبد سے کو اڑا کر سامنے تخت لقا کے آیا
 پیادہ ہو کر آداب بجالایا فون جنگ چاہا عرض کیا اگر حکم ہو تو جا کر طرفۃ العین میں ان بھون کا کام تمام کر دن قدرت خداوند
 سے سارے عالم میں اپنا نام کر دن بختیارک نے کہا اے آس میں تو اب تمھاری ہی آس ہو چھ آفتاب پرستوں کا
 قصد پاک کر دسب کو شاہ کے خاک کر و کیونکہ یہ تھوڑے سے ہیں آس نے کہا اگر خداوند کی نظر عنایت ہوگی تو البتہ آفتاب
 پرستوں کو بھی مار دو گا خدا پرستوں کو بھی قتل کر دو لو گا لقا سے کہا اے آس جا بچے اپنے یہ قدرت کو سپرد کیا

تیسرے دن مشرکین سب خدا پرستوں کی موت تقدیر کر دی کوئی آفتاب پرست تیسرے ہاتھ سے زندہ نہ بچ سکا اس نے اپنے گیندے کو جو لان کیا کچک مار کر میدان میں آیا سراسر میدان کا دکھایا خوب عرق عرق ہوا گیندے بھی اس کا قریق کر لایا اس گیندے کو روک کر کھڑا ہو گیا اپنے دم کو آراستہ کرنے لگا بعد دم بھر کے آواز دی اور آفتاب پرستوں جلد میرے مقابلے کو نکلو ما اگر لقا کو سجدہ کر دے اس مبارز طلبی کو رہا ہر کہ میدان میں قنوت آفتاب پرست برائے مقابلہ نکلا بعد قنوت کسی گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی اس نے نیزہ کالہ یا اسے تلوار ماری اسے تلوار کو رد کر کے خود منہ بٹنگائی سپر کو کاٹا سر پر پڑی خود و بلند عرق چین زرد ٹوپ کو کاٹ کر داہرہ درائی قنوت نے داستانہ مارا تلوار تو لٹل گئی مگر سر سے دریا سے خون جاری ہوا غش طاری ہوا الغرض دو پہر تک کئی آفتاب پرست ہاتھ سے اس بن الوس کے مارے گئے اب پراہند ہو گیا کئی آواز بن اس نے دین کوئی مقابلے کو نہیں آیا اس وقت اس گیندے کو آکر آفتاب پرستان کے لشکر پر گرا تلوار چٹنے لگی لقاتے فوج کو اشارہ کیا تمام فوج حکم لقا سے برائے ملک اس دوڑ پڑی جنگ مفلو بہ ہوئی آہل اوتار بھڑنا قریب اقبال شاہ کے پہونچا اقبال شاہ برہنہ مقابلہ ہوا اس نے اس کے حربے کو رد کر کے کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا علم کو قلم کیا آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے کوہ اضم پر چڑھ گئے اس فتح پاکر خدمت میں لقا کی آیا القانہایت خوش ہوا زور و جواہر شہر کر دیا اقبال شاہ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے زندا ن خانے میں بھیجا بختیارک نے کہا ہر پہونچا دوران اس بن الوس عالیشان اب کل خدا پرستوں کا خاتمہ کر دے اس نے جواب دیا اے ملک جی ایسا ہی ہو گا لقا سے کما جمل جنگ بچو ایسے لقاتے حکم دیا کہ جلد مل جنگ نیچے اسی وقت نفاذہ زرمی پر چوب پڑی ہر کارون نے خبر لشکر اسلام میں پہونچائی بیان بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب تیار سی جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صف آرائی ہونے لگی طرفین سے ابھی کوئی نہیں نکلا نقیبوں نے تقابلی نہیں کی ہر کر دھوا سے اٹھی ہر کار سے واسطے خبر کے روانہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علمائے زنگاری و نشان بنس لاکھ سواروں کے نمایاں ہونے اور ہر ایک علم کے پھر سے پر تعزیت و ثنا لقا کی غریر بعد اس کے خاص برداروں کے غول بعد اس کے مرکب تازی و ترکی و بھٹی و مینی و عراقی و عربی با ساز و سامان مرصع کار بعد اس کے ہزار بارہ سو جوان بادلے کی ٹنگیاں کمر میں بندھی ہوئیں گلبہ ذون کے پانچاے چوڑی دار پہلے ہوئے گھنٹوں تک بل دے ہوئے ہزار سے خشکون کے دالون پر چڑھے ہوئے چھڑکا ڈرتے ہوئے اس سامان سے چلے آتے ہیں بعد اس کے بدر بن زلازل کچھی کر گرن پر سوار چلا آتا ہر تین لاکھ سوار پشت پر ایک ایک چلتے پوش بکتر پوش بعد جوش و خروش چار آئینہ لگائے سامنے سے منور ہوا اوی کتا ہر کہ نور الدین نے بدر کو کپڑے شہر سباب میں قید کیا تھا برہمن جاو و قید رہا کر کے جزیرہ فندق میں لائی اور ایک تختی فولاد کی اس قبضہ نے تیار کی اسکو سحر بند کیا گئے میں بدر کے پہنائی اور بچھا دیا بسبب اس تختی کے کوئی سحر بہتر سے بدن پر تاثیر نہ کر لگا حاصل کام جزیرہ فندق سے اس کا فرسے خرچ کیا پہلے ملک سخان کا راستہ لیا جب وہاں پہونچا کامل خان بن گناب نے اسکا مقابلہ کیا بسبب اس تختی سحر کے کہ نام اس تختی کا خفتان مریخ بند ہو کوئی سحر بہ اس کے بدن پر کارگر نہوا سحر کار کامل خان بدر کے ہاتھ سے زخمی ہوا بدر نے گرفتار کر لیا ملک سخان پر اپنا قبضہ کیا اب بیان اس قصہ سے کیا ہو کہ اہل اسلام کو قتل کروں لقا اسکے آنے سے بہت خوش ہوا ہر بدر نے لقا کو مہر کیا لقا سے آواز دی اور بدر تیسرے آنے سے خدائی کو بڑی قوت ہو گئی اتوار بندگان خوابی کو سزا دے اور محکوم لچکر قتل پر بخا بدر نے عرض کیا خدا و نفا ایسا ہی ہو گا یہ ککر میدان میں آیا مبارز طلب کیا جمشید بن قباد مرکب کو پیر کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہو جاؤ کلمہ عفریت عنایت کب جمشید

اس جام کو بیکر بار دیگر مرکب پر سوار ہو دو دنوں مقابلے پر آکر تگا ورن ہوئے مرکب دونوں کے پانچ پانچ سات سات قدم پیچھے ہٹ گئے پھر ان دن میں مسلسل مسلسل کے دونوں سامنے آئے بدر نے نام پوچھا جمشید نے کہا کہ میں بھائی ہوں بادشاہ لشکر اسلام کا بدر نے کہا ہنر یہ ہوا لقا کو سجدہ کر جمشید نے کہا وہ کا فراق قابل لعنت ہے بدر یہ کلمہ شکر نہایت درہم درہم ہوا کہا ہنر یہ ہو گا قضا تم سب کی دامنگیر ہو میں تم سب کے لیے ملک الموت ہوں امی بدر جو کچھ من پسند کری سے جانتا ہوں ظاہر کر ملے اور من کر کے حسرت تیرے دل میں باقی نہ رہے جس نے جمشید نے کہا ہم بھی پیشہ سنی نہیں کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچا یہ ہم بھی جو تجھ پر کیا بدر نے کہا خبردار رہنا یہ لکھنیز و مار جمشید نے تیرے پر نیزہ رو کا نیزہ بازی ہونے لگی جمشید نے بدر کا نیزہ ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری جمشید نے سپر پر رو کی تلوار رد کر کے بدر پر تلوار ماری بدر نے سینے پر رو کی تلوار جمشید کی آہستہ لگی بدر نے تیغ مارا جمشید کے سر پر پڑا سپر کو کا کچھ دوا برودر آیا جمشید نے دستانہ مارا تیغ تو سرت لکل گیا لیکن دریا سے خون سر سے جاری ہوا تنش طاری ہوا بدر نے جمشید کو گرفتار کیا قبل بازگشت بچا کر پھر صحبت میں لقا کی آیا بہت کچھ لاف و گداز کا بختیار کرنے لگا امی بدر عجب وقت پر تم بیان آکر پونچے کہ لشکر اسلام میں کوئی سردار نامی نہیں سب کو بلا خون و خطر قتل کر کسی سے زور و بدر نے کہا ایسا ہی ہو گا یہ لکھنیز و مار جنگ بچنے کا حکم دیا اور لشکر اسلام حیران و پریشان اُداسی چہرہ پر چھائی ہوئی پٹنا تھوڑے ہی عرصہ میں ہر کار سے خبر لائے عرض کیا حضور بدر نے قبل جنگ بچو یا کل بھی ارادہ اسکا مقابلہ کرنے کا ہوا دھر بھی تقارن زمینی پر چوب پڑی چار پہر رات نیاری جنگ میں بسر ہوئی دم سحر دو لڑائی لشکر میدان کا رزار میں آئے صحت آرائی ہوئی بعد آراستگی مصروف کے نقیب نبیب و کیر چلے گئے بدر نے عرصہ کا رزار میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے تعینم زور و شیر ہیشہ و غلبہ سپر شجاعت و دریا سے قوت و شکر و صفدر اسد بن کرب دلاور نے گھوڑے کو اڑایا جب سامنے پہونچا بدر تگا ورن ہوئے اس پر پاؤں لگا ایک جوان ماہ طلعت مرصورت آنکھوں میں لال لال ڈھورے نشہ وشت کے پڑے ہوئے گریبان مانند صبح صادق چاک زہر آستین تک چلی ہوئی نہایت شوخ و چالاک بدر نے کہا شعر بگو نام خود را درین انجمن کہ بسیار تند آمدی سوے من بہ اسد نے نعرہ کیا نعرہ اسد نامدارم جہی و دلیر کہ اکاب در بنیم شود قلب شیر بہ بدر نے کہا تم لوگوں نے بڑے نام پیدا کیے لیکن اب تمہارا اقبال پر زوال آیا ادبار میں تم سب گرفتار ہو حمزہ مع فرزند ان نامی و سرداران گرامی غضب خداوندی میں گرفتار ہو گئے وہاں ہر زمرہ و شاہ کو سجدہ کر دینا جاری خطا معاف ہو جائیگی اسد لاکار ای گیر ناحق شناس او کند نہ تراش یہ تو کیا فضول بکھا ہر ہم اس بھگورے کو سجدہ کر بیٹے سو اسے لعنت کے نور کوئی لکھ اس کے حق میں نہ کہیں گے لاکھ لاکھ لعنت ہو لقا پر اور اس کے پرستاروں کے اوپر بدر یہ کلمہ شکر نعل در آتش ہو گیا آواز دی امی بردان پرست ایسے کلمے منہ سے نکال ذرا زبان کو سنبھال لو کچھ شکر سزا سے کامل دیتا ہوں شعر بیار انچہ داری زمرہ دی نشان کہ کمان کیانی و گرز گران بہ اسد نے کہا او دشمن دین ہم ہمارا دستور نہیں کہ پہلے حریف پر جہ کرین بدر خبردار خبردار لکھنیز و مار فریب آیا زور و شور نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ نیزہ پر و کا نیزہ بازی ہونے لگی بعد دو ساعت کے نیزہ اسد نے ہاتھ سے بدر کے نکال دیا بدر آگ ہو گیا تلوار کا دار کیا اسد نے رو کی باہم تلوار چلنے لگی بدر جب تلوار مارتا تھا اسد سپر کو پناہ چہرہ الزور کرتا تھا جب اسد نامدار کا دار چلتا تھا بدر سپر سپر کرتا تھا صاف تلوار چٹ بانی تھی غرض اسد نے بہت سے داریے کر اسپر کوئی کارگر نہوا آخر کار اسد نامدار زخمی ہوا حالت زہری میں بدر پر تلوار ماری بدر نے وار کو رد کر کے اپنا دار کیا اسد نامدار جو پارہ ہو گیا بیوشی طاری ہوئی بدر نے اسد کو بلایا خدمت میں لقا کی بھیج دیا پھر مبارز طلب کیا عمرو بن رستم مقابلے کو آیا بدر نے اسے شجاع جوان کو دیکھ کر نام پوچھا اس جوان نے کہا میرا نام عمرو بن رستم ہے چھوٹا بھائی قاسم کا ہوں بعد گفتگو کے خوب

تلواری بد رس کے بدن پر تو ایک خط بھی نہ پڑا لیکن عمرو بن رستم بہت غمی ہوا حالت زخم داری میں ایک تہہ سر پر رہا مارا
 نیز آجٹ کے گینڈے پر پڑا گروں گینڈے کی قلم ہوئی گینڈا اور بدر و دونوں دہ بالا ہوئے کا فرد مرے و دوش پر سے اہل
 سے اہل اسلام برے خوب جنگ مغلوب ہوئی عمرو بن رستم بیوش ہو گیا کا فردین نے گرفتار کر لیا بدر کو لوگوں نے گینڈے
 سے جدا کیا بدر اور گینڈے پر سوار ہو کر پھر لڑنے لگا لڑتا ہوا بادشاہ اسلام تک پہنچا بادشاہ اس دم نے حربہ کیا اسکے بدن
 پر کچھ اثر نہ ہوا الفد بادشاہ اسلام بھی خرم ہوئے دن بھر تلوار ملی بیانیہ کہ شام تو گئی لشکر اسلام شکست کھا کر بھاگا تمام
 مال و اسباب لیکر بیشیہ شمشاد کی طرف روانہ ہوا لقا نہایت خوش خوش بدر کو ہمراہ لے ہوئے ذر و جواہر بدر پر سے شمار
 کرنا ہوا داخل بارگاہ ہوا صحبت پیش کشا طبر پانہ ہوئی لقا سے ہر کار و ن کو بلا کر کہا جاؤ لشکر اسلام کی خبر لاؤ یہ خدا پرست
 کمان بھاگ کر گئے میں کسی کو زندہ نہ چھوڑ دگا تقدیر کی من نے ان سب ہندگان خولی کو غارت کر دگا ہر کار سے گئے بعد وہ
 دن کے خبر لائے کہ خدا پرست بیشیہ شمشاد میں ہن و بان سے قلعہ مشتری حصار کا قصد ہی کچھ عجیب نہیں آپ کے جاسے
 جاسے وہ قلعہ مشتری حصار میں داخل ہو جائیں لقا نے کہا میرے ہاتھ سے کمان جائیگے انکو قتل کر کے اپنے پیغمبر نامہ رسل
 گا و رنگ شاہ کی بواؤ لگا اور چکر قیلول خدائی پر جلوہ فرما ہونگا از سر نو خدائی اپنی جہاؤ لگا تا کہ سب کو معلوم ہو جائے
 لقا نے خدا پرستوں کا خاتمہ کیا بدر بن زلزل پک چستی شراب کے نشے میں بدست تھا کہ خیال معشوق کا بندھایہ حرام زادہ
 مدت سے ملکہ گیتی افروز پر مائل و مبتلا عاشق و شیدا ہر خیال میں گذر اک چکر باختر کو سخر کیے اپنی معشوقہ کوٹ لیے لقا سے
 عرض کیا امی خداوند آپ تو خدا پرستوں پر جانیے میرے ہمراہ نور چکید قدرت لاہوت شاہ کو کر دیکھے میں جا کر کل
 باختر کو سخر کر دگا کامل خان بن گنجاب کہ بادشاہ کو چاک باختر ہوا سکون میں نے حید کر لیا ہوا اب مطلق بن ضعیف
 خون آشام و سلیمان شاہ فارسی کہ ملک سبائل میں میں انکو اسیر کر دگا لقا پکارا ای بدر رستم ہر جگہ اپنی خدائی کی
 میں نے ستر ہزار برس آگے ہی تقدیر کی تھی اس وقت لاہوت شاہ کو بدر کے ساتھ روانہ کیا اور خود جا ہا اہل اسلام کے
 لقاقت میں جاؤں بختیارک نے کہا یا خداوند یہ آفتاب پرست تھوڑے سے میں پٹل انکا علاج کر لیجے بعد اسکے خدا پرستوں
 کے استیصال کا ارادہ کیے لقا نے کہا ہی تقدیر کی اور اس سے کہا تو بہاؤ پر چڑھ کر آفتاب پرستوں کو قتل کر وہ بولا کہ میں
 موجود ہوں آپ صل جنگ یجوابے بے مارے ایک کو نہ چھوڑ دگا دن سب کی فضا میرے ہاتھ سے ہو انکو اس فکر میں چھوڑ دے

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کا مع تمام سرداروں و فرزندوں کے طلسم جان بجان
 میں مبتلا ہونا اور شاہزادہ نور الدین کا طلسم فتح کر کے رہائی دینا خمس

بے اصل ہر جنگ جہا کا رہے آگے	دھوکھا دے طلسم تو دہلا رہے آگے	رہتا ہر جگہ بخت سے تلوار نہ بچے	دستا ہر فرات کا سینا ترس بچے
اک شجہ ہر دہر کا نقشہ آگے	باریچہ اطفال ہر دینا مرے آگے	دشت نہیں آپ میں آتا ترس بچے	مت چھو کر کہاں تھا میرا ترس بچے
ہوتا ہر شب در در تہا مرے آگے	انور دیکھ کر کیا رنگ ہر تیرا مرے آگے		
ہو خاک نہیں خاک کو رہا مرے ہوتے	سب کچھ ہو کر گچھ نہیں چھا مرے ہوتے	ہوں شام سے میں فکر صبحی میں گچھ	کسکو سرنی ہو کمان لذت اشعار
کوئی کیجی رہ نہیں کو نہا مرے ہوتے	ہو تاہر نہان گرد میں صحر مرے ہوتے	منگو ایچہ شیشے ہو خوش رنگ کے دوچار	بہر دیکھیا انداز گل قشانی گفتار
انگشتا جبین خاک پر دریا مرے آگے	لائے کوئی بیما مرے صبا مرے آگے		
بدنام مولیٰ کے کتا ہوں کہ اچھا	منظور ہو جو چاہے کرین ذکر لہبا	اک تو ہو کہ تو نہیں اپنا بت خود کام	اک میں ہوں کہ ہرگز باہر تو ترہام
کچھ اور بچتا ہو بگڑ نامہ دل کا	نفرت کا کمان میں ہا ہا میں شاکہ گذر	در نہ مرے قاتل میں لہنے لال رام	اعجاز کی باتیں میں کر مات کے پناہ
کیونکر کھوں لو نام عدد و کامرے آگے	مجنون کو رہا کتنی تیری مرے آگے		

مرتا تو ہوں بکیوں تم آخر یہ تم ہو اسو اسٹے یارو غضب جا کر ہو
 مشکین کوئی آدمی عیسیٰ کی اور ہاتھ کو جنس نہیں انھوں نے قوم ہو
 ایسا زہر دے ہو کمان کتے ہو تم کیا کتبک میں کروں مگر کمانکے ہون چکا
 مشور ہو تسلیم کے ہاتھ بیٹھا ہم مشور ہم شرب و ہمران ہو میرا
 رہتے دو بھی ساغور دینا مرے آگے غالب کو برا کیوں کو اوجھا ستر آگے

سیارگان تماشائے طاسات عجیبہ و سیرکنندگان قصص نیرنگات لطیفہ نے یوں بیان کیا ہو کہ صاحبقران بادقار مع سرداران
 نامدار شہر زرافشان حصار میں جلوہ فرمایا اور حال طلسم جان بخیان کہ اسکو طلسم فقیری دیوانہ بھی کہتے ہیں
 سعادت شاہ کی زبانی معلوم ہو چکا ہو صبح کو وہاں جانے کا ارادہ ہو قصہ حب شب گذر کر وقت سحر نمودار ہوا نخل ہوا کہ امیرج
 مع اپنے سرداروں کے بستر خواب سے غائب ہیں امیر نے فرمایا کہ یہ کام اسی دزد مکار کا ہو اسکو یہ کب گوارا تھا کہ امیرج ہمارے
 ساتھ رہتا ہے تو فلک ٹوٹ پڑا قاسم ایسا بھان ہمارے سامنے سے اٹھ گیا ہم زندہ و سلامت بچے رہے یہ لکڑا بدیدہ ہوئے
 اور علم شاہ روحی حقیق ہمارا کر رونے لگا تمام دوست چھوٹ کا حال تباہ ہوا بدیع الزمان مشغول گریہ و زاری اور نور الدین
 اٹھکے سے بیکاری ہوئے صحبت بھر میں سنا تا پڑ گیا سعادت شاہ نے عرض کیا ای ستر یا غلام کو معلوم ہوتا ہو کہ یہ اژدہا تو
 سنیں ہر جا دو گری شاہزادہ خاور سپاہ زندہ ہیں صاحبقران نے فرمایا ای سعادت شاہ تم بچے ہو کسو اسٹے کہ یہ اژدہا
 بزبان انسان گویا تھا اب ہمارے ساتھ آؤ ہو کو وہ ہار دکھاؤ اسنے کہا بسم اللہ تشریف لیجئے امیر اسبوقت سعادت شاہ کے
 ہمراہ سرداروں سمیت روانہ ہوئے چار گھڑی دن باقی تھا کہ دامنہ کوہ منصور میں پہنچے دیکھا ایک کوہ نہایت ذی شکوہ
 گھما سے گوناگون شکستہ جانوران بوقلمون زمزمہ سر اگیگ وری کا قہقہہ طاؤسون کی رفتارستانہ چار و آہشار پہاڑ پر سے گری ہو
 ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے عجب کیفیت کی جا نہایت مقام پر فضا ایک طرف ایک فقرہ عایشان فلک نشان اور وہی
 برج ہو کہوتر بازو ہاں کہوتر آزار ہا ہو امیر سامنے اس قصر کے حیران دیکھ رہے ہیں کہ ایک ہوا پٹی پردہ درپچہ ہاسے قصر پر چڑھ
 گئے وہ اٹھتے نازننان مقیمین و مردیان ترمکین نمودار ہوئیں سب کی سب حور تماثل غضب کا حسن و جمال تمام زعفرانی
 جوڑے پہنے ہوئے ساتھ تاز و داد کے کرسی جو ہر نگار پر ہنکھن ہوئیں شوخ و طرار ایک رخسار جو بن کا اُبھار شعر بتے
 گزردہ ان آن شکل و رفتار بہ بند و زار صد سالہ زنا و حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان اُنہر دلدادہ و فریفتہ
 ہوئے ایک نازنین سردار مجسم اس کے ہاتھ میں ایک ترنج ہو اس نازنین نے ترنج کو امیر کی طرف پھینکا امیر باؤ فریٹے اٹھا کر
 اس ترنج کو سونگسا بھر دسو گئے اس ترنج کے حالت دیوانگی ہم پہنچی ترنج ہاتھ سے پھینکا گریبان چاک کیا شعر عاشقانہ
 پڑھتے ہوئے زیر قصر جا کر بیٹھے وہ نازنین پاری جو ہماری آرزو کو سے وہ اس ترنج کی بوسو گئے یہ سنتے ہی
 بدیع الزمان نے اٹھا کر اس ترنج کو سونگھا یہ بھی دیوانہ بن کر زیر قصر جا کر بیٹھا بھر اس نازنین نے آواز دی جو ہو
 جا ہے وہ اس ترنج کو اٹھا لے علم شاہ نے اٹھا کر سونگھا وہی حالت ہوئی پھر تمام سرداران نامدار بھرا رہے ہو کہ
 ترنج سونگھ سونگھ کے دیوانے ہو گئے ہوش و حواس کھو گئے دامنہ صبر تحمل ہاتھ سے چھوٹا ہر ایک پکارنے لگا کہ وہاں کیا
 دایم باو کن دین و ایمان تیری جدائی بہت شاق ہو قد مہوی کا کمال اشتیاق ہو شعر اشتیاق کہ ہاں تو دار و دل من و دل من داند من
 دامنہ و داند دل من سب سردار مع صاحبقران نامدار حرکتیں دیوانگی کی کر رہے ہیں لیکن نور چشم مومنان و مسلمانان
 گل گزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان نور الدین عالیشان نے جو دیکھا کہ جد بزرگوار و پد رنادر
 مع سرداران ذوی الاقتدار مسخو رہے ہوئے دل میں خیال کیا میں قصر پر جا کے اس نازنین کو بھرا پوچھاؤں
 یہ لکڑا ساحر و معلوم ہوتی ہو ای نور الدین صبر تک اسے نہ رو گئے کوئی ہوش میں نہ آئیگا سب کام ہاتھ سے چلا گیا
 اور کیا عجب ہو یہی اژدہا بنکر خاور سپاہ کو نفل گنی ہو اس نور الدین صبر سے جکڑ گئے بڑھادہ روئے زنجیر جو لکڑا

رہی تھی اُسے پکڑ کے چڑھا کر وہاں پہنچا جہاں ایک سو راج روشتہ ان کے مانند بنا ہوا تھا اُسین سے ایک ہاتھ پیرا
ہوا کمر میں نور الدہر کی پڑا شاہزادے نے ہر چند زور کیا لیکن وہ ہاتھ جدا نہ ہوا آخر کار شاہزادہ بیہوش ہو گیا اپنے
کو کچھ خبر نہ تھی کہ تو کون ہو اور کہاں جاتا ہو بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا دیکھا کہ ایک باغ بے مثل دنیا باغ ہی بنا بت سوسن
و شاواہ اب ہر گل ہلک رہے ہیں غنچے خشک رہے ہیں بلبلین شاخون پر زخم سر اطلح طرح کے پھول شگفتہ ہیں لفظ

پاسین چنپا گل باغین گروصل	الا لہو مدبرک وافرمان کنول	نسترن شہو چنبلی موگرا	رانی بیل اور جاہی جوہی موتا
سیونی داوودی نرگس جھری	کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری	کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار	اپنے اپنے طور کی سب پر بار
جھوٹے فوارے میں یون بار بار	جسطح سادوں میں پڑتی ہو چہار	ستھایہ فرحت بخش دل وہ بوستان	جسکو کیجے ثانی باغ جہان

ہر ایک عمارت پاکیزہ تھی ہوائی ہر ایک قصر عالیشان زمین و آسمان لوگوں کو دیکھا لہجے بھول چہون سے توڑ رہے ہیں بعضے
بار بنانے جاتے ہیں جو لوگ کہ مکانون میں بیٹھے ہیں کوئی سوت کھول رہا ہو کوئی ٹانگے بٹ رہا ہو کوئی ڈلیان کتر رہا ہو
جنہ میں اپنے اپنے کام میں سب مصروف ہیں کوئی بیکار نظر نہیں آتا ان لوگوں نے جو نور الدہر کا وہ حسن و جمال وہ دیر
وجاہ و جلال دیکھا ہر ایک نے سلام کر کے کہا اے شہریار اُسے آپ بھی مانند ہمارے گرفتار ہوئے اب تادم حیات یہاں
سے نجات نہو گی شاہزادہ بولا خبر جو خدا کی مرضی رضینا بقضاء جو خواہش الہی ایک نے عرض کیا اے شہریار آپ بھی کچھ کام
کیجیے کس واسطے کہ بے مزدوری یہاں کھانا کسی کو نہیں ملتا ہو نور الدہر بہم خاطر ہو کر بولا دور ہو میرے سامنے سے میں کیا
مزدور ہوں جو مزدوری کروں اُسے جواب دیا آپکو اختیار ہے آپ جانے آپکا آگاہ کر دیا چاہے مانے چاہے نہ مانے
القصہ دن بھر اسی طرح گزرا ہر ایک اپنے اپنے کام میں مصروف رہا نور الدہر سیرکنان پھر کیا جب شام ہوئی وہی
مازین اگر قصر عالیشان میں بیٹھی اور وہ پھول جو سب نے توڑ کر بار بنائے تھے اُس نازنین کے سامنے لیگے بیچے تھوڑے
کڑے ہوئے وہاں سے خواہمین آئین نام ہار پھول لیکلین بعد گھڑی بھر کے وہ نازنین اٹھ کھڑی پر سب وہاں سے پھر کر اپنے
اپنے مقاموں پر بیٹھے چراغ روشن کیے تھوڑی دیر کے بعد خوان کھانے کے لوگ لائے آگے آگے داروغہ پہنچے اسے
سب کو کھانا تقسیم کیا نور الدہر سے بات نہ کی سہون نے کھانا کھا یا شاہزادے کی صلاح بھی نہ کی بعد کھانا کھا چکنے
کے سو رہے صبح کو پھر اٹھے کچینی میں مصروف ہوئے وہ دن اُسی طرح سے گزرا نور الدہر فافے سے بیٹھا رات کو پھر
بدستور سابق وہی داروغہ آیا سب کے واسطے کھانا لایا ہر ایک کو دیا لیکن نور الدہر کی طرف التفات نہ کی
نور الدہر کو از بسکہ بھوکہ کمال تھی تاب باقی نہ رہی پکارا اے شخص مجھ پر فافہ ہو تو سب کو کھانا کھلاتا ہو مگر کو نہیں دیتا
میں تجھے مار ڈگا تجھے کھانا ضرور لوں گا یہ لکھ کر دوڑا اُس سے پٹا اُسے دو گھڑی کے بعد نور الدہر کو چاروں شانے
جت دے مارا مشکین باندہ لین کہا اے عزیز تجھے اور کیا سزا دوں تو قیدی ظہیم ہو بلکہ تجکو آگاہ کرتا ہوں جبکہ تو کچھ
نحنت ذکر لگا کھانا نہ لینگا یہ لکھ کر مشکین کھول کر چلا گیا لوگوں نے شاہزادے کو کھانا شروع کیا کہ سمجھو روز اول آپ سے
کہتے تھے آپ کچھ مزدوری کیجیے آپ نے نہ مانا داروغہ سے بھی عبت لڑیے شاہزادہ بولا تجھے تو کچھ بھی نہیں آتا میں کیا کروں
ایک شخص پکارا ہم کیا قوم کے مزدور ہیں مگر کیا کریں فلک سے مجبور ہیں ایک بولا ہم سوداگر کیجیے مگر بیان مزدوری سے
نہیں کیجیے میں نور الدہر سب کی باتیں سن رہا ہو اور اپنے حال پر رورہا ہو کہتا ہوا نور الدہر کیا انقلاب دہر درنگ
ہو کہ ہمارے اتنی ملازم خوان کھانے کے تقسیم کر دیتے تھے یا اب ہم خود پارچہ نان کو محتاج ہیں لوگوں نے جو روئے دیکھا
کہا اے شہریار آپ بیٹھے بیٹھے کچھ پھول ہی توڑیے اور کچھ نہ کیجیے آپ کو وقت شام کھانا تو لینگا شاہزادے نے کہا اچھا
کیا مضافتہ ہوتا تو ہو سیکھا بھوکہ کے مارے تو بڑی حالت تھی غش کی نوبت تھی الغرض چہن میں بیٹھ کر پھول توڑے

جب شام ہوئی تو آج نور الدہر کو بھی کھانا ملا شاہزادے نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر سو یا صبح کو بہت سے بھول کر دھڑکے
جمع کیے اس روز کھانا کل سے زیادہ خوش کھایا اس طرح ایک ہفتہ گزرا اب نور الدہر نہایت پریشان کمال حیران دل
مین سوچا کہ اس مزدور کو کی طرح اوقات بسر ہونے سے تو موت بہتر پس یہ خیال کر کے دو گھنٹی رات رہے سے ایک طرف کو
روانہ ہوا جب اس باغ سے نکلا جائے۔ اسے قریب ایک گنبد کے پہونچا دیکھا کہ وہ گنبد سنگ بنی ہو اور دروازہ اس کا بند
ہو چاہا کہ دروازہ کھولے اندرون گنبد سے آواز دروازہ کی پیدا ہوئی کہ اس وقت تک کہ وہ گنبد کے اندر گھس کر دوں خدا سے کیا کچھ ہوئی تو نے
میرے ساتھ کی اب مجھے ایذا قید کی نہیں آئے سکتی ہر امر پر دروازہ اس قید سے مجھے نجات دے یا عورت اہل کو حکم
کر کہ قبضہ روح کرے اب تو سو اسے تیرے اس وقت ہرین کوئی نہیں ہر چہ صدا آئی کہ کون بیان ہو چھرا اسے کو آئیگا بس
بہین گھل گھل کے موسے افسوس ہو کہ ان دنوں بھی نصیب نہ ہو گا بس یہ سن کر نور الدہر سمجھا کہ کوئی مرد مسلمان بیان گر ختم ہوا
ہو آفت میں چھپا ہو گنبد کی طرف بڑھا اتنے میں کچھ لوگ دکھائی دیے پکارے کہ خبردار گنبد میں نہ جانا نور الدہر نے
انکے کہنے پر مطلق التفات نہ کی اس وقت لوگ پکارے کہ ہم بیان کے نگہبان ہیں مجھے درجائے دینگے یہ مکر شاہزادے
پر دوڑے نور الدہر بھی اپنی مٹو جھپٹا اور ایک ملا پھر دیا ایک آدھ کا گھونٹے سے مغز پریشان کیا دس پانچ کو کھانا
سے مارا باقی جو کچھ فرمایا ہو سکے نور الدہر دروازہ گنبد کا کھول کر اندرون گنبد گیا دیکھا کہ گنبد نہایت وسیع ہو اور ایک
طرف قمر زہ اوغل اور زنجیریں گر ختم کھڑا ہو یا تاشیرین بدن میں پٹے ہیں نور الدہر ہر پکارا کہ اے عم بزرگوار آپ کو کسے
خبر کیا قمر زہ اوغل کہ اے عم زہند ایک ساحرہ مجھے پکڑ لائی ہو نور الدہر نے کہا میں اسے مار ڈنگا وہ پکارا کہ یہ خیال تمہارا
خام ہو جان کارخانہ ظلم و جور کا دام آستردہ ہو مجھے عم زہ پھر اسکو کے ساحرہ دن سے عہدہ ہر انوکے یہی باتیں تھیں کہ آواز
نہ ہر دن کی جھنگاری کی بلند ہوئی ایک سمت سے کچھ دیر اسنے پیدا ہر لے سردن کے بال اسنے کھلے ہوئے زنجیریں کمر میں
بند تھیں جو میں آنکھوں میں لال لال زور سے وحشت کے چھوٹے ہوئے وہ سب شاہزادے پر دوڑے نور الدہر ہر چند
اسنے لڑا اگر کچھ نہ ہو سکا آخر کو گرفتار ہوا وہ دیوالے اسکو باندھ کر لٹکے اور ایک چاہ تار یک بن شاہزادے کو قید کیا شام
کو دور درویشان جو کی اور ایک آنکھ زہ پانی کا شاہزادے کو ملتا تھا عجب حال میں وہ بوسعت صاحبقرانی گرفتار تھا اپنے
حال کثیر الاختلال پر روتا تھا کہ اے نور الدہر کس عذاب میں تو چھپسا وہن اوقات اچھی طرح بسر ہوتی تھی کہ دن بھر بھول چھٹے
تھے شام کو سو رہتے تھے بہان تو کسی آدمی کی صورت دکھائی دیتی ہر کسی کی آواز سنائی دیتی ہر زندہ درگور میں قصہ مختصر
مین قید ہوئے تھے شاہزادہ نہایت نگین و مول بیٹھا ہوا وائیں مانگ رہا تھا کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اور ایک
شخص کو اسکی تین آنکھیں گردن نہار و شانوں پر سر رکھا ہوا خلیلہ ہاتھ میں روشن دکھائی دیا نور الدہر نے پہچانا کہ یہ تو
ادولوس جن ہو نہایت خوش ہوا پکارا کہ بھائی خوب وقت پر پہونچا تو مجھے بہان سے نکال کہ میں قریب ہلاکت ہوں عجب
عذاب میں مبتلا ہوں گرفتار مصیبت ہوں ادولوس نے عرض کیا کہ میں فقط آپکی رہائی کے واسطے آیا ہوں آپ فاطمہ
رکھتے ہیں بلے چلتا ہوں یہ کمر شیر مال اور کیا مرغ شاہزادے کے سامنے رکھے کہ اسے خوش جان فرمائیے آپ نے کچھ کھایا بھی نہ
ہو گا نور الدہر نے کھانا کھایا ادولوس نے پانی لا کر پلایا بعد اس کے چھو کنو میں پر ڈھکا تھا اسکو بلند ہو کر بیٹھا جب وہن
چاہ کھلا اس بوسعت افاقہ کو اپنی پشت پر سوار کر کے باہر لایا نور الدہر نے پوچھا اے ادولوس تو مجھے کہاں لجا بگاڑنے
کہا جان فرمائیے نور الدہر پوچھا اے ادولوس میرے تمام عزیز مع حمزہ صاحبقران ظلم میں گرفتار ہیں اور قاسم کو
ازدہا اسی ظلم کا باشندہ گل گیا ہر میں بغیر ظلم کے فتح کے نہ جاؤنگا یا ظلم میں اپنی جان دوں گا شعریاتن رسد بجانان یا جان
زرق بر آید دست از طلب نہ ارم تا کار میں بر آید ادولوس نے عرض کیا اے شیر یا ظلم کا فتح ہونا دشوار نہ ہو

لوح کا جان معلوم نہیں کہ کسے پاس ہو کہ میری نور الدہر نے قسم کھائی کہ اے اولوس میں یہاں سے دباؤ لگاؤ لو
 نے عرض کیا کہ اس مقام پر سے تو چلے کسی جاے امن میں بیٹھے میں جانفشانی کرؤ گا لوح کا پتا لگاؤ لگا یہاں ہر ایک
 دشمن جان تشہ خون ہو اگر کوئی ساحر آئیگا آپ بھی گرفتار ہو جائیگا میں بھی آپ کے ساتھ گرفتار ہو گیا جان بچنا کل
 ہو جائیگی نور الدہر نے کہا اچھا جہان جی چاہے جلو مگر عظم سے باہر نہ لیجانا اولوس نے کہا کیا مجال وہاں سے شانزادہ
 نور الدہر کو کاندھے پر بٹھا کر کے اڑا اور صحرا سے برقعہ میں اتار کر کہنے لگا شانزادہ عالم آپ جب تک یہاں سے صحرا ملاحظہ
 فرمائیے میں تلاش لوح میں جاتا ہوں یہ لکھو آپ ایک طرف کو رو وائو ہوا بعد پر بھر کے آیا کہا کہ اے شہر بار لوح طلسم دیو دوسر
 کے پاس ہو نور الدہر نے کہا کہ مجھے وہاں لچل میں اُس دیو کو قتل کر دوں اور لوح اس سے لون اولوس پکارا شہر بار آپ
 اسکا کیا کر سکتے اسکا مارا جائے دست دشوار ہو قضا اسکی تیغ فاراشکاف سے ہو اور تیغ فاراشکاف الماس پری
 کے پاس ہو اور الماس پری دیو دوسر کی قید میں گرفتار ہو وہ چھوٹے تو تیغ فاراشکاف لائے دیو سر مارا
 جائے تو لوح ہاتھ آئے شانزادے نے جواب دیا اے اولوس مجھی سے سب کچھ ہو گا مجھے زیادہ دوست میرا کون
 ہو اولوس نے عرض کیا کہ میں جانا بازی میں تصور نہ کرؤ گا اے شہر بار چلے قسمت آزمائی کیجئے یہ لکھو میر نور الدہر کو
 اپنے کاندھے پر سوار کر کے لچلا بعد پر بھر کے ایک صحرا میں پہونچا اور ایک گنبد سبز زمرہ نگار دکھائی دیا آگے اُس گنبد کے
 دیو دوسر کو دیکھا کہ غافل سوتا ہو اولوس نے کہا کہ شہر بار یہی دیو دوسر ہے وہ لوح اس کے گلے میں پڑی ہو جلد اسے
 قتل کیجئے مگر سوا سے تیغ فاراشکاف کے کوئی اثر نہ کر گیا اور لوح زمین آپ کو ابھی لائے دیتا ہوں یہ لکھو دیو کے پاس
 گیا دارو سے بیوشی اسے نکال کر لکھائی کہ وہ اور زیادہ غافل ہو امراض سے دور لوح کا کات کر لوح لا کر شانزادہ
 نور الدہر کو دی اور کہا کہ اے شہر بار اسے دیکھیے کیا اس میں لکھا ہو نور الدہر نے لوح کو پڑھا اس میں یہ مضمون تھا کہ اے
 شکندہ طلسم تجھے لائی لازم ہو کہ اگر قسمت جبری باوری کرے اور لوح طلسم تجھے ملے تو پہلے دیو دوسر کو مار کہ یہ دربان
 طلسم ہو مگر کوئی حربہ اس کے بدن پر تاثیر نہ کرے گا اور یہ کسی طرح نہ مرے گا جب تک کہ تیغ فاراشکاف الماس پری سے نہ ملیگا
 اور الماس پری اسی گنبد سبز میں قید ہو دیو سے پوشیدہ ہو کر اندرون گنبد جا اور اُسے چھڑا دے کہ تیغ لادگی مگر حقیقت
 کہ اُسے قید سے قلعی دینا گوشتوارہ اس کے کان لے لینا اور کہنا کہ جب تو وہ تیغ لادگی تو گوشتوارہ اپنا پائیگی نور الدہر
 نے تمام حال اولوس سے کہا وہ بولا کہ ایسا وقت پہر نہ ملیگا کہ دیو دوسر حراہزادہ خواب مرگ میں گرفتار ہو جلد
 گنبد میں جائے اُس پری کو چھڑا لے نور الدہر گنبد کے پاس آیا دیکھا تو دروازہ اندر سے بند ہو شانزادے نے لوح
 کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ ہاں دم پڑھ کر دم کر دروازہ کھل جائیگا نور الدہر نے اسم پڑھ کر دم کیا دروازہ کھلا گیا شانزادہ
 اندر گنبد کے آیا دیکھا کہ ایک پرہیز ادنا بہت حسین و خوبصورت ستون سے بندھی ہوئی اعلیٰ و بخیر میں گرفتار اپنے حال پر
 گریان ہو نور الدہر نے اُس کے پاس جا کر پوچھا کہ یہ تیریں اگر میں تجھے رہا کر دوں تو تو تیغ فاراشکاف مجھے لا دے گی پہلا
 تو اُس نے اٹھا کر کہا کہ میں تیغ کیا جانوں کمان ہو نور الدہر بولا خیر اگر تیریں قید سے چھوٹا تو تیغ لادنے کا اقرار کر دو
 نہیں تو خیر قید میں پڑی ہو وہ بولی کہ بہت اچھا تیغ میں لاد دے گی آپ مجھے رہا کیجئے نور الدہر نے اسم لوح کا پڑھ کر
 اُس پر دم کیا قید اس کے بدن پر سے دور ہو گئی جس رسی میں بندھی ہوئی تھی اسے نور الدہر نے کاٹ دیا الماس پری نے
 شانزادے کے قدموں کو چوم لیا بعد اُس کے عرض کی کہ حکم ہو تو تیغ جا کر لاؤں نور الدہر نے کہا کہ گوشتوارہ اپنا تیغے دیتی جاؤ
 تو تھارے آئے کا یقین ہو الماس پری نے عرض کیا کہ شہر بار میں دفنانہ کرؤ گی آپ کچھ دسواں نہ کیجئے اور خیر اگر میرے آئے گا
 یقین نہیں ہو تو گوشتوارہ لے لیجئے بن اب آپ کی کنیز ہو چکی کبھی یہ احسان نہ بھولوں گی کہ ایسے ذاب الیم سے مجھے عزت ملی یہ لکھو

گو شوارہ کان سے انا کر شاہزادے کو دیا اور پرواز کر کے بسوے آسمان روانہ ہوئی نور الدہر اس گنبد سے نکل کر ایک درخت کے نیچے بیٹھا اولوس نے کہا تالا کر کھلایا پانی پلا یا شاہزادہ لیٹ کر سو گیا اولوس نگہبانی میں مصروف رہا جب صبح ہوئی نور الدہر بیدار ہوا و منو کیا نماز پڑھی اُس میں وہ دیو بیدار ہوا دیکھا دروازہ گنبد ہوا اندر آیا پر یزاد کو نہ پایا لہذا کہ ماہر نکال لوج بھی گئے میں نہ دیکھی بہت پریشان ہوا کہ یہ کون تھا کہ پر یزاد کو بھی چھڑایا اور لوج بھی لگیا سانسے جو دیکھا نور الدہر کھڑا ہو اور لوج گئے میں بڑی ہی دور کہ او خبرہ سر تو نے غضب کیا کہ فدی کو میرے چھڑالیا میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کھر حلا آور ہوا نور الدہر نے حلا اُسکا رد کیا لوج کو دیکھا لکھا تھا کہ ای کنکندہ ظلم اگر تو حیر کر گیا تو جو اسکے خون کا قطرہ زمین پر گرے گا اُس سے دیونگے تیار ہو گا ہزاروں دیو پیدا ہونگے کجگو جان بچا نا مشکل ہو جائیگا بے توفیق و کثرت اسکی اجل نہیں ہے یہ دیکھ کر شاہزادہ حیران ہوا کہ کہا کروں حلا اُسکے رد کرنے لگا اسی طرح پر دوہر گداری نور الدہر اپنی زندگی سے مایوس ہوا و عاجلین مانگنے لگا کہ ای پروردگار اگر حیات مستعار باقی ہو تو تیغ خارا شکاف مجھ تک پہنچا دے یہ دعا شاہزادے کی بدرگاہ خدا قبول ہوئی الماس پری آن پہنچی تیغ شاہزادے کے پاس پھینکیا دیو دوسر الماس پری پروردگار پہلے تجھے ماروں بعد اُسکے اس سے سمجھوں شاہزادہ پکارا ادنا بکار میں تجھے کب چھوڑتا ہوں دیو دوسر نے وار شمشاد شاہزادے پر مارا شاہزادے نے خالی دی ضرب زمین پر بڑی ایک نخت گرد بلند ہوا شاہزادہ اُس میں پوشیدہ ہو گیا دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرا ہو گیا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ او آدم خوار کسکو تو نے مارا خبردار ہو اور تیغ خارا شکاف اُسکی کمر پر مارا و مکر سے اُس دیو ملعون کے ہوئے شور فضا مت زابر پاس ہوا تاریکی پیدا ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من دیو دوسر بد جب روشنی ہوئی اولوس نے فہم من کو بوسہ دیا کہ کیا کار نمایان آپ نے کیا پر یزاد گرد پھرتے تھے ہاتھ شاہزادے کے چوم لیے شاہزادے نے گو شوارہ دے کر اُسکو رخصت کیا بعد اُسکے شاہزادے نے اولوس سے کہا کہ تم بھی جاؤ میں طلسم کشائی کو جاتا ہوں اولوس نے عرض کیا کہ لوج سے ہوشیار رہیے گا غافل نہ ہو جیے گا اور جو کوئی بیچ پڑ گیا لوج عجب کئی نو چھڑاؤں سے ہو گا شاہزادے نے کہا کہ ای اولوس پروردگار حافظ ہو جو چاہیگا وہ ہو گا حق الامکان تو لوج سے غافل نہ ہو گا یہ کھر اولوس کو رخصت کیا آپ لوج طلسم دیکھ کر ایک طرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا ایک مکان دکھائی دیا شاہزادہ اندر اُسکے گیا ایک اڑو ہے کو دیکھا کہ رنگ بدن کمرے زرد و لون آنکھیں سرخ منہ سے فلاب آنکھیں نکلتے ہوئے بیٹھا ہوا بیچ مار رہا ہے اُسکی جو نگاہ شاہزادے پر پڑی دوڑا فلاب آنکھیں چھوڑا نور الدہر اچک کر الگ ہڈ لگ لوج کو دیکھا کٹھا تھا کہ بہ اڑو ہا شہر انگیز جاؤ وہی کوئی حیرت انگیز کہنا بہ اسم سو بار پڑھ کر اس پر دم کر کہ یہ جستی و چالاکي اسکی موقوف ہو اُسوقت ہی اسم تلوار کی بار و ہر دم کر کے تلوار مارنا کہ کام اسکا تمام ہو شاہزادے نے موافق حکم لوج کے اسم پڑھ کر اس پر دم کرنا شروع کیا اُسکا یہ عالم تھا کہ کہاں چالاکي سے شاہزادے کے نکلنے ارادہ کرتا فلاب آنکھیں چھوڑتا تھا مگر اسم کی برکت سے چالاکي اُسکی کم ہوتی جاتی تھی جب اسم تعداد معین پر پہنچا شاہزادے نے اُس پر دم کیا اُسکے دم کرتے ہی مانند رسن چھیدہ نظر آئے لگا ساری چالاکي جاتی رہی سست ہوئی نور الدہر نے اسم دم کر کے تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے غلغلہ منشا انگیز ہوا ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شہر انگیز جاؤ و بود جب تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ اُس اڑو ہے کا نام و نشان ہر نہ وہ مکان ہی ایک جاؤ و گر مرا ہوا بڑا ہی سامنے ایک دریا معلوم ہوتا ہے اور ایک کشتی کنارے پر لگی ہے لوج کو دیکھ کر کشتی پر سوار ہوا ہونہر اچھی طرح بیٹھا نہ تھا کہ کشتی ماقد با دھر صر کے روانہ ہوئی شاہزادہ ہوا کے فراٹے سے بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی

دیر کے ہوش آیا دیکھا کہ ایک گنبد سبز ہر اس کے گرد کشتی بھر رہی ہے اور ایک کبوتر گنبد کے اوپر بیٹھا ہوا ایک ڈور اسٹری اس کے پائون
 میں بندھا ہوا کہ اس کبوتر نے شاہزادے کو دیکھ کر پرواز کی جب گنبد سے قریب ورسو گئے بلند ہوا وہاں سے قریب بارافسوس افسوس
 افسوس ہیہات ہیہات ہیہات کی آواز دیکر پھر آکر اسی گنبد پر بیٹھ گیا نور الدین گھٹنوں تک پتھر کا ہو گیا اتنے میں پھر کبوتر اڑا
 اور صد افسوس و ہیہات کی بلند کی شاہزادہ تا کر پتھر کا ہو گیا دل میں اپنے کہا کہ یہ کیا ہوا مقدر مجھے کہاں لایا بری جگہ قسمت نے
 پھنسا یا ناچار ہو کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ایشکنہ ظلم اگر قسری مرتبہ کبوتر نے ہیہات کی تو تو بالکل پتھر کا ہو جائیگا اور تاقیامت
 نجات نہ پائیگا مجھے لائق و لازم ہر خیال کر کے دیکھ کر کبوتر کے سینہ پر ایک گل سرخ رنگ ہوا سپر ایک جزیر اس اسم کا پڑھ کر مارا اگرچہ اس
 گل پر پڑا تو تو کامیاب ہوا نہیں تو حزاب ہوا یہ دیکھ کر کہاں میں پوسہ کر کے اسم بیکان پر دم کر کے مارا کہ کبوتر کے گل پر پڑ کر شہت
 گواہی تو کرے یا رگد رگیا ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ دہائی ہو گیا غل دار و گبر کا اٹھا آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا
 ہوئی کہ کشتی مرانم من مرغان جاو بود جب روشنی پھیلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ دو گنبد اور کبوتر سب غائب ہو گئے صرف
 وریا میں کشتی چلی جاتی ہوا تھے میں ایک مرتبہ پانی جوش مار کر پھینکا چند لمحوں میں سیاہ پیدا ہوئے اور کشتی کو غرق کیا شاہزادہ پتھر تھا پتھر
 نہ تھا کہ تو کہاں جاتا ہو جب ہوش آئے کہ ایک میدان میں پایا ایک طرف کو چل دیکھا قریب ایک بارخ کے پونچا اندر اس کے داخل
 ہوا سپر کرتا ہوا چلا آئے آتے تاق باغ میں پونچا دیکھا کہ بارہ درمی عالی شان ہر فرش لوکاں اس میں کیا ہوا ہے اور کچھ خادم
 و خدمتگار بیٹے پھر سے معلوم ہوتے ہیں اور اولوس جنی ایک مقام پر بیٹھا ہے نور الدین ہرے آواز دی کہ ای اولوس
 یہ پتھر کا مکان ہو تم میں رہتے ہو اولوس نے جو شاہزادے کو دیکھا وہ دیکھ کر لپٹ گیا عرض کیا اے شہر یا غلام کا من
 یہی ہے آئیے قدم رنجہ فرمائیے شاہزادے کو لا کر سند پر بیٹھا یا اسباب دعوت میں کیا لکھا یا صحبت عیش بہا ہوئی تاج
 ہونے لگا نور الدین ہرے لکھا ای بھائی اولوس جب سے ظلم میں آیا ہوں سو یا نہیں آئے کہا آپ آرام کیجیے غلام خدمتگاری
 کو موجود ہے شاہزادہ داخل شعبہ بازی فلک تھا لوح کو نہ دیکھا سو رہا یہ حرامزادہ دغا شمار ذوق و فنون جادو اسکا ہم
 نہایت مکار ہے پہلے شاہزادے کو بیوشی دی بعد اس کے لوح کا ذورامقراض سے کاٹ کر لوح لے لی اور گرفتار کر کے نور الدین
 کو خدمت میں مجتوں اختر شمار جادو کے وزیر اعظم یا شاہ ظلم ہو لایا مجتوں اختر شمار نے نور الدین کو بیوشی
 بیوشی بارگاہ انجم شاہ جادو میں بھیج دیا اور کہا بھیجا کہ اسی مفسد نے ظلم کو درجہ و برہم کر رکھا ہے اور یہ لوح ظلم میں
 حاضر ہے بڑی شفقت سے ذوق و فنون جادو اسے گرفتار کر کے لایا اور میں نے آپ تک پہنچایا یا انجم شاہ نے لوح کو تو بجلدی
 تمام گلے میں ڈال لیا اور حکم دیا کہ اس ظلم کش کو جوش میں لاؤ شاہزادے کو بیوشیا کیا نور الدین ہرے آگے بارگاہ کفر میں کیا
 لوح کو بادشاہ کے گلے میں پایا مگر اس شیریشہ شجاعت کو ذرا خوف نہ آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا کہ سلام میرا سپر ہو جو خدا کو
 برحق جانتا ہوں اور اس کے پیغمبر کو مانتا ہوں یہ سلام نہ تھا ایک تیر دل دوز تھا کہ کافرون کے جگر پر سوز پر بیٹھا ہر ایک نے مانند ہر دم
 بریدہ کے بل کہا یا کہ چار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ بان بان ای خدا پرست دیکھتا ہے کہ بادشاہ جلوہ فرما ہے اور تو آسمان کے
 خدا سے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے غیرت کا مقام ہے یہ کیا کلمہ و کلام ہے تو مجبوراً سپر ہو کر آیا ہے مگر شجاعت کا وہی غرور ہے جو جب
 اس مثل کے رسی جھلکی بل نہ گیا نور الدین ہر بار کہ کسی رسی جھلکی اور کس کا بل نہیں گیا تھے بکاری لوح مجھے نے لی اور بدھا گرفتار
 کیا جس طرح ایک روباہ حیلہ گر شیر زبان کو مبتلا سے بد کرتی ہے یوں مجھے پکڑا اگر لوح مجھے دیو و جبر مجھے سامنا کرو تو میں
 جانوں بادشاہ بولا کہ او مفسد مجھ کو بھی تو یونہی لوح ظلم ہاتھ لگی تھی سننا میں نے کہ ایک شخص مکار ترے شریک تھا اس نے
 لوح مجھے دلوادی تھی ذوق و فنون پکارا کہ اولوس جن اس کے شریک تھا میں نے اسی کی صورت بن کر اسے پکڑا مگر مجھے معلوم
 نہیں کہ وہ کہاں ہے انجم شاہ بولا کہ او ظلم کشا بتادہ تیرا رفیق کہہ کر گیا نور الدین ہرے جواب دیا اول تو مجھے معلوم

نہیں کہ وہ کس جگہ پر اور جو میں جانتا بھی ہو تا تو کب بتایا بادشاہ بولا خیر اب بستر پر ہو کر خداوند سامری کو تو سجدہ کر نہیں آتا وہ مرگ اور
 مہیا سے قضا ہو نور الدین ہر بولا خدا اس روز کو مجھے نہ رکھے کہ شیطان رہن دین و ایمان مجھے بہکاسے پروردگار قدم کو صراط مستقیم
 پر قائم رکھے لغزش نہ آئے لاکھ لاکھ لعنت ہو سامری و حبشیہ اور ان کے پرستاروں پر او کا فرقا سر کیا بکتا ہی اگر حیات مستعار میری
 باقی ہو تو کچھ نہیں کر سکتا ہو شعر اگر تیغ عالم بچند زبا سے نہ ہو ورنہ گے تا خواہ خدا سے اور جو قضا میری آگئی ہو تو کچھ پر و
 نہیں ہو راضی برضا ہوں شعر میری پیچ و خم شیر جیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + یہ کلام مسکری طرف غل اٹھا کر منہ و جگر
 ہو انجم شاہ نے حکم دیا کہ بلا و جلا کو جو بد ار گیا جلا کو لا یا تجب صورت جلا کی تھی کہ سیاہ رنگ سرخ چشم زحل ہیئت و دہر
 کا ہو نغمہ پر دہنی سے گذر اہوا چپے کا ٹھوڑی سے لٹکا ہوا شعر تا بہ دہنے سیاہ زبانی + بودہ دغش جو دیگ دانے ہناک
 کمان کٹے ہوئے ادون کا بارنگے من رومال کا ندھے پر پڑا ہوا خون کی بو اسمین سے آئی ہوئی چوڑا تیغہ کمرین حائل چہروان
 بارخ اسمین دی ہوئی سا برکار کہ تپنے ہوئے آتشی چرخ مارا پکارا کہ شعر سلطنت سلطان کند فریا بر جلا و حبست + مرغ راد
 بلا شد طعنہ بر صبا و حبست کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا کسا سر رشتہ حیات کٹا کون مضموب درگاہ سلطانی ہو انجم شاہ نے نور الدین
 کی طرف اشارہ کیا کہ جلد اسے لیجا کر قتل کر جلا دے ریت کا چوبہ نہ بنا کر لٹکا اس پر الدین شعر لٹکا با ننگد بران رنگ ریخت + دیو
 زد و دغش می گر ریخت + اور ہاتھ پکڑ کر نور الدین ہر کا لا کر لٹکے پر بٹھا دیا اور کہا کہ جو کچھ تجھے کھانا ہو کھالے پینا ہو پیالے
 جو کچھ وصیت کرنا ہو کر لے جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے کہ وقت تیرا آخری شانہ ادا سے نے فرمایا کہ کھانے کو غم کھانا ہوں بیٹے کو خون چکر
 پینا ہوں وصیت میری یہ ہو کہ اگر حمزہ صاحب قرآن اس ظلم کو فتح کریں تو اُن سے کہدینا کہ انجم شاہ سے میرے خون کا خوش
 لیں اور یاد کرنے کو کہتا ہو تو لیں یاد کیا میں نے پروردگار عالم کو کہ جسے مجھے پیدا کیا اسمین انجم شاہ بولا او جلا کیا بائیں کان
 من جلد گردن مار جلا دے کر لے کا خط گردن بچھینا اور زلمواریز بن کر کے سر پر کٹا ہوا تیسرے حکم کا منتظر تھا نور الدین ہر نے
 جو انکھ اٹھائی تو سوائے دشمن کے کوئی دوست نہ نظر آیا جسکو دیکھا اسے دشمن جان لٹکے خون پا یا جلا کو قتل پر آمادہ دیکھا یقین
 ہوا کہ ای نور الدین ہر اب کوئی صورت بچاؤ کی نہیں بے نعل مقصود جہان سے چلے سب آرزو من و دل ہی من لیچلے انکھوں سے
 آنسو جاری زبان پر یہ سخن کہ اے جناب باری واسطہ اپنے بندگان خاص کا مجھے اس قید سے نجات دے اور جو قضا بھی آئی ہو
 تو ایسے مقام پر آئے کہ کفن و دفن بھی نصیب ہو شعر اے کار کشا سے بستہ کاران + مقصود دہ امیدواران + ہم نشی
 صد نکات ہو تو + ناظم کل کائنات ہو تو + ہو کعبہ و دیرین تراشور + موران ضیف کو نمازور + امداد خلیل نارین کی + یونس
 کو نجات حوت سے دی + اے پروردگار مجھ کو بھی یہاں سے نجات دے یہ ابھی دماغ رہا تھا کہ مجھ کو جلا دے ساٹھ سے پیدا ہوا
 اور جلا کو منع کیا کہ خبر دار ابھی قتل نہ کرنا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہر بار جو قاعدے ظلم کے بندھے ہوئے
 ہیں اس سے خوف ہونا نہ چاہیے ہمیشہ آئین ظلم یہ ہو کہ گرفتار نہ چالیں روز قید رکھتے ہیں بعد اس کے اختیار پر چاہتے قتل کیجیے گا
 چاہیے بخشہ کیجیے گا مصرع عدو شود سبب خیر خدا خواہ + انجم شاہ نے ہنس کر کہا کہ خیر ای مجنون جلا دے لیجا تو ہی اسکو اپنے پاس
 قید رکھ من نے ترسے حوالے کیا مجھ کو قید نور الدین ہر کی لیکر اپنے مکان میں آیا ایک جادوگر کہ قلمزم اسکا نام تھا اس سے
 کہا کہ تو لیجا کر اسے قید کر اور اچھی طرح سے رکھنا اگر چھوٹ جا بگا تو بڑی بدنامی ہوگی قلمزم بولا کہ میں اپنی جان کے برابر دیکھو گا
 آپ خاطر جمع رکھیے مگر نور الدین ہر کو لگیا قلمزم کے مکان میں ایک حوض ہو ساٹھ گز تک لانا اور ساٹھ گز تک چوڑا پانی سے بہا لب اور اس
 حوض میں چار ستون ہیں ان ستونوں پر فقر بنایا ہوا اور وسط حوض میں پل بنا ہوا پل کی پشت پر فقر کے جانے کا ریزہ لگایا ہوا اور دونوں
 سرورن پر پل کے دو برج بنے ہیں اسمین نگہبان بیٹھے ہیں انقدر اس فقر میں لا کر نور الدین ہر کو قید کیا اور گرد فقر کے حصار
 آتش قائم کیا اور نگہبانوں سے تاکید کی کہ خبردار غفلت نہ کرنا یہ مگر چاہا گیا وقت شام وہ جادوگر آتا تھا کھانا پانی دے جاتا تھا

مگر شاہزادے سے روٹی جو کی کھائی کب جاتی ہر پانی پی لیتا تھا اور کچھ نہ کھاتا تھا اپنی زندگی سے بیزار تھا پروردگار عالم سے غلطی کا خواستگار تھا قیصر اور شاہزادے کو اس حصار انشین میں سے اولوس دکھائی دیا نورالدین کو سلام کیا نورالدین ہر شبایت خوش ہوا بوجھ کر کھائی تو کس طرح یہاں آیا سحر سے تو واقف نہ تھا پھر کیونکر اس آگ سے جسم کو بچایا اولوس نے عرض کیا کہ شہر یار ہم انشین میں ہو آگ نہیں جلاتی مگر آپ کو کھانا لکھنا مشکل ہے کہ آپ جل جائیگے یہ کھانا بچھا اور مرغ بھنا ہوا مع شیر مال شاہزادے کے سامنے رکھ دیا نورالدین ہر سے قیصر سے دن کھانا سیر ہو کر کھانا یا شکر پروردگار کا بھالایا کھانا اور اولوس اب کوئی رہائی کی صورت نکال اُس نے کھانا شہر یار آپ سے تو غضب کیا کہ ذوق و فنون جادو کے قریب میں آگئے ہیں نے آپ کو آگاہ کر دیا تھا کہ یہ کارخانہ طلسم پر آپ مجھ پر بھی اعتماد نہ کیجیے گا لوح طلسم کو ہر دم دیکھتے رہیے گا آپ نے کمال یدوانی کی نورالدین ہر بولا بھائی سچ ہو مگر از بسکہ تمکو دوست جانی جانتا تھا اس باعث سے غافل ہو گیا اب تدبیر کرو کہ میں رہائی پاؤں اولوس نے کہا کہ میں کیا غافل ہوں مگر اب لوح طلسم کا ہاتھ آتا اور حضور کا جھڑانا بہت مشکل ہے اگر شہر یار میں بھی زیادہ نہیں ٹھہر سکتا ابھی جو کوئی اس طرح دیکھے گا فوراً گرفتار کر لیا اس طرح کئی روز گزرے کہ اولوس آتا ہے شاہزادے کو کھانا کھاتا ہے گھڑی دو گھڑی بچھتا ہے چلا جاتا ہے ایک روز قلمزم جادو جو نورالدین ہر کے دیکھنے کو آیا بیان مرغ کی بڑی پائیں پکا را کر قیدی یہ نہ بیان مرغ کی کمان سے آئیں سچ بتا کہ کباب مرغ کے کون ترے واسطے لایا شاہزادہ بولا میرے خلاف مجھو عنایت فرمایا یہاں میرے پاس آئیو الا کون ہو قلمزم نے قلمباتوں کو طلب کیا اُسے بوجھ کر کہا تم میں سے کوئی اسکے ساتھ دوستی جتا ہے کباب مرغ کے اسے کھاتا ہے ان سب نے عرض کیا کہ ہماری کیا مجال جو ہم اس سے مل کرین اور اگر ہم میں سے کوئی اسکا شریک نکلے تو جو سزا چاہیے دیکھیں بلکہ قتل کیجیے خداوند ہم سے بھیٹے رہتے ہیں آسمان پر سے کوئی اس کے پاس آتا ہو گا اور کباب کھاتا ہو گا قلمزم جادو نورالدین ہر کو مجنون اختر شمار کے پاس لایا اور حال بیان کیا مجنون جادو نے نورالدین ہر کو بت سنا ڈرایا دھمکا یا کہ بتادے کون ترے واسطے کباب مرغ لانا ہے شاہزادے نے نہ بتایا محض انکار فرمایا مجنون نے قلمزم سے کہا کہ اسے وہیں لے جا کر قید کر دو اور ساحرون کو لکھنا کہ میں بچھاؤ جو اسکا دوست اسکے پاس آتا ہو گا معلوم ہو جائیگا قلمزم نورالدین ہر کو اسی قصر میں بھر لایا قید کیا گیا قلمباتوں کو بچھا یا اُسے تاکید کی کہ جسے اسکے پاس آئے ہوتے دیکھنا گرفتار کر لینا جادوگر چار طرف کو چھپ چھپ کر بیٹھے دو پہر رات گئے اولوس آیا نورالدین ہر نے دیکھتے ہی ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلا جاوے بچھا کہتے ہیں جلد آؤ دوڑ کر قریب آیا کھانا بھالایا تھا ساخنے رکھا نورالدین ہر نے سرگشت بیان کی اور کہا کہ جلد بھاگ جا اولوس جن ٹکڑے چلا تھا کہ جادوگر دن سے سحر کر کے پکڑا تھا کہ ادھس دیکھ صبح کو کیا حال تھا ہوتا ہے رات کو وہیں قید رکھا علی الصبح مجنون اختر شمار جادو کی خدمت میں لائے اُسے بچھا یا کہ یہ تو بیٹا ہوشاہ طلسم گوہر بار مکمل خان جادو کا ہو گا کہ اسے آج معلوم ہوا کہ تو خدا پرست سے ملا ہوا ہے یوں تو ہمیشہ شادی غمی میں شریک رہتے تھے مگر یہ حال معلوم نہ تھا رہے بھگوبھی قتل کر گئے اور جا کر تمام حال انکم شاہ جادو سے بیان کیا اُس نے کہا کہ اسے مکمل خان کے پاس بھیج دو مجنون نے عرض کیا کہ شہر یار وہاں کیوں بھیجے ابسا انو وہ بھی خدا پرستوں کا دوست ہوا انکم شاہ نے کہا اچھا رہنے دو بچھ لیا گیا کہ غرض اسکو بھی نورالدین ہر کے پاس قید کیا شاہزادے نے کہا امی اولوس ایک نویدان دوست تھا بھگوبھی فلک سے گرفتار کر دیا وہاں میں بھگوا اشارے سے منع کرتا تھا کہ بیان نہ آؤ نہ بچھا اولوس بولا کہ میں سمجھتا تھا کہ ہیکو آتا خبر قسمت میں میری گرفتار ہونا ہے اچھا اب یہ دو وزن شب و روز دعائیں مانگتے ہیں اور گریہ و زاری کرتے ہیں کہ امی پروردگار ہا سے نجات دے جی کر دو دن انکے قتل ہوئے میں باقی رہے اب اضطراب زیادہ ہوا شاہزادے نے دعائیں مانگنا شروع کیں پکارا کہ امی کس بکسان و امی یا و غریبان یہ وقت مدد گاری کا ہے شعر خداوندنا شہم را روز گردان + چو روز اندر جہان افزو ز گردان + شبے دارم سپین بخت اسید + درین شب رو خیم کن چو خورشید + آدمی رات کا وقت تھا زلف لبلا سے شب کمرے گدڑ چکی تھی کہ ایک نازنین

حمایت خوب صورت حسین بنودار ہوئی اشعار حسین مطلع صبح ابجا حسن بہ محبوبین دست و بازو سے جلا حسن بہ قیامت نیکی
 مرزہ کے خدنگ بہ نگہ برق شمشیر الماس رنگ بہ قیامت نشان گوشہ چشم میں بہ اہل کامکان گوشہ چشم میں بہ بلا سے جہان نرگس
 شوخ و شنگ بہ قیامت کی آمد وہ جتوں کا ڈھنگ بہ شہسی رعد برقیے کا خروش بہ بسم میں اڑ جائیں کبھی کے ہوش بہ وہ
 غنچہ میں اک موج آب زلال بہ دکھانے تھے اکجا پہ بہ رو بلال بہ یہ جہانی کی رنگت مر جھلنی سیاہ بہ کہیں دیکھ کر جبکہ
 اہل نگاہ بہ زبیں آئینہ سان ہون کی صفا بہ یہ سہنہ بہ پڑتا ہو عکس آنکھ کا بہ بس یہ عالم دیکھتے ہی رعد اول نے دہی شہید
 اشتیاق بہ کہا صبر نے الفراق الفراق بہ ایک جوش محبت نور الدہر کے دل میں پیدا ہوا ہزار جان سے عاشق و شہید ہوا
 اس ماہ طلعت نے اگر سلام کیا شاہزادے سے دل کو تھام کر پوچھا کہ صاحب تم کون ہو کیا نام ہو اُس نے کہا کہ شہر یار کیا آپ
 پوچھتے ہیں گم نام بے نشان نگ خانان تر عشق کی بسمل تیج محبت کی گھاٹل اس پر دم گیسو فیج خنجر ابر و مورد آفت و بلا
 آپ کی مبتلا آپ کے عشق نے یہ حال ہم پہونچا یا ہو آپ کا اختیار و مقاب کر کے یہاں تک لایا ہی ہر چند دل کو بچھا یا
 جب دل نے زمانا تو پاس رسوائی کچھ نہ رہا خدمت میں حاضر ہوئی آپ اپنی کیتر تھے تصور فرمائیے اور مجھے بلطف پیش آئیے
 تو میں اکجور ہا کروں نور الدہر نے کہا کہ اپنے نام سے تو آگاہ کر داپنا نشان تو بتاؤ وہ بولی کہ اے شاہزادہ عالی وقار میں
 مجنون اختر جادو کی بیٹی ہوں ناہید جادو و میر نام ہو اکجوس روز و وقون جادو و اسیر کر کے لایا تھا میں نے بھی اس
 روز کہیں سے دیکھ پایا تھا اسی دن سے میں محبت عاشق ہوئی ہوں جان جاتی ہوئی ہوں اب جو مجھ کو معلوم ہوا کہ ایک آدمہ
 روز میں دشمن آپ کے قتل ہونگے یہ خیال گذرا کہ بعد اس شہر یار کے زندگی دشوار ہو چنا بکار ہو چکر اس رشک یوسف کو
 قید سے رہا کیجیے یا اپنی جان دیجیے سواے شہر یار نگہبانوں کو بطعم سحر غافل کر کے آئی ہوں اکجو بیانیے چھڑا بھلوئی نور الدہر
 نے کہا کہ اے نماز میں آؤ رو سے وصل اپنے دل سے نکال ڈال کہ ہمارے خاندان میں کوئی ساحرہ سے ہم محبت نہیں ہوتا ناہید
 نے عرض کیا کہ شہر یار میں وصل کی خواہان نہیں ہوں اتنا چاہتی ہوں کہ صحبت میں حاضر ہوں نظارہ گلشن جلال کا کیا کروں
 جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں کوئی مجھے روکے نہیں مجھے ہنسکر بات تو کیجیے نور الدہر بولا کہ یہ سب مجھے گوارا
 ہو مگر اس شرط سے کہ لوح طلسم مجھے لادے ناہید نے عرض کیا شہر یار میں اپنی جان لگا دو گئی سہی و کوشش کرو گئی حتی المقدور
 لوح آپ کے واسطے لاد گئی مگر لوح بادشاہ طلسم کے گلے میں جڑی ہو باعد آن لوح کا بہت دشوار ہو خیر جیسا ہونا ہو گا سو ہو گا آپ
 یہاں سے تو چلیے نور الدہر نے فرمایا بھلو بس ناہید تخت پر سوار کر کے بزرگ اپنے باغ میں لائی اور تنہا نے میں چھپا کر چھپا
 کر آپ تو یہاں بیٹھے صبح کو آپ کے چھوٹنے کا غلغلہ ہو گا یہاں سے باہر نہ نکلے گا اگر حال کھل گیا بہت برا ہو گا نور الدہر تو یہاں
 بیٹھا لیکن صبح کو قلمزم جادو و خبردار ہو کہ طلسم کشا چھوٹ گیا زندان خانہ میں آ ا طوق و سلاسل کو فکست پایا نگہبانوں پر بہت
 برہم ہوا کہ اسے ستم ہوا تم اپنے غافل ہوئے کہ اسکو کوئی چھڑا لگیا ہا کہ مجنون اختر شمار کے پاس آیا تمام حال سنایا
 اُس نے کہا کہ سن تو اونا ہنچا رہا ایک دفعہ سانچہ ہو چکا تھا معلوم ہوا کہ ادلوس کا کام ہو اور وہ گرفتار بھی ہو گیا تھا پھر تو نے
 غفلت کی اسی حالت غیظ میں بادشاہ کی خدمت میں جلا قلمزم جادو کو سانچہ لیا جب وہاں پہونچا حال طلسم کشا کے چھوٹنے
 کا عرض کیا انکم شاہ جادو بولا کہ مجنون میں نے تو اسکو مار ڈالنے کا قصد کیا تھا تو نے اسکو بچا دیا ایسے مقام پر قاعدہ
 طلسم کا کہا دخل تھا اب جو وہ چھوٹا ہو تمام طلسم کو رہا کر گیا ایک ایک ساحر کا دم ناک میں کر گیا کہ وہ یاد کر گیا قسم ہو خداوند
 سامری و جیشید کی اگر ایک ہفتہ میں تو نے اسکو ڈھونڈ لیا تو تمہا نہیں تو بھلو مع دریا تیرے قتل کرو گنا مجنون
 یہ سنکر مجنون ہو گیا خوف بادشاہ سے سہنہ میں دل خون ہو گیا عرض کیا کہ حضور تو خلافت لوح میں مصروف رہیں
 غلام اسے ڈھونڈنے کو جاتا ہو اور اے شہر یار مجھے یہ معلوم ہوتا ہو کوئی ادلوس کے دوستوں میں ہو اسی کا یہ کام ہو

کہا کہ بے شبہ سوا سے جنات کے اور کوئی طلسم کے اندر آئین سکتا آئین کیا کلام ہر خبردار جلد تلاش کر کے لا بھی طلسم سے وہ
 باہر نہیں گیا مجنون نے چاروں طرف ساحروں کو بھیجا کہ تمام طلسم میں ڈھونڈو جو کوئی اسکا سراغ لگا لے گا میں اس سے بہت خوش
 ہوں گا مال دنیا سے مستغنی کر دوں گا جلد ساحر تلاش میں روانہ ہوئے ہر چند ڈھونڈو عاکین تباہ لگانا چاہے پھر آئے عرض کرتے
 لگے کہ میں اسکا ٹھکانا نہیں لگتا کون ایسا مقام طلسم میں ہے کہ جیسے جہاننا نہیں مجنون جا کر قدموں پر انجم شاہ جادو کے
 گرہ لگا کر آپ چاہیں قتل کریں چاہیں معجزی نہیں مجھے کہیں وہ غضب نہیں ملتا انجم شاہ غضب آلود ہو کر بولا کہ اے مجنون میں تو
 ترے بھروسے پر غافل تھا اور سب کام تجھے چھوڑے تھے تو ابسا عیش میں پڑا کرتے طلسم کو بر باد کیا فضا کا انجم شاہ جادو
 کا ایک عیار ہی کہ نام اسکا عنصر جادو ہی اسکو بلا کر کہا کہ اے عنصر میں تجھے دولت دنیا سے منال کر دوں گا اگر تو میرے قیدی کو
 ڈھونڈو لائے وہ حوازا دہ مستعد ہوا اور جستجو کرنا شروع کی ایک دن بارگاہ میں سب جمع ہیں اور ناہید جادو بھی آئی ہوئی
 ہو اور ذکر نور الدہر کا ہر باہر کو نہیں معلوم کون دوست اسکا ایسا پیدا ہوا کہ طلسم کشا کو چرا لے گیا مگر خیریت تو یہ ہر کوئی اس کے
 پاس نہیں ہے اسکا مقام دوسرا نہیں ہے خبر کہیں تو ظاہر ہو گا جسے پوشیدہ کیا ہو معلوم ہی ہو جائیگا جو کوئی ساحر یا غیر ساحر ہوگا
 آپ ہی ظاہر ہو گا ناہید یہ منکر بہت پریشان حال ہوئی رنگت اسکی زرد ہو گئی عنصر نے جو یہ کیفیت ناہید کی دیکھی خیال گذر کر
 طلسم کشا خوبصورت تو بہت ہے شاید یہ عاشق ہو کر چھڑا لگائی ہو اور ادھر انجم شاہ نے عنصر سے پوچھا کہ کیوں تو نے طلسم کشا کو ڈھونڈو
 اسنے عرض کیا کہ خداوند ہندو خدا نہیں نہیں ہے یہ کام کسی موتے کا ہر غریب کی مجال نہیں ہے حضور جلدی نہ فرمائیں دو ایک روز میں غلام
 سراغ لگاتا ہے ناہید تو قبل دربار برخواست ہونے کے مضطرب پریشان ہو گئی جا کر نور الدہر سے کہا کہ شہر باد غضب ہو کہ عنصر
 عیار اب فکر میں آئی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے نور الدہر نے کہا اے ناہید مجھ کو تم اپنے گھر سے نکال دو تا میرے باعث سے تم بہ نام نہ
 ناہید نے عرض کیا کہ کنیر کی لاکھ جان راہ اسلام میں نشانہ ہر چہ بد آباد آپکی دوستی میں جو کچھ میرے اوپر گذریگی وہ گوارا رہی
 جان سے زیادہ مجھے کون پیارا ہے نور الدہر نے کہا اے ناہید کوئی تدبیر لوج لائے کی کرو ناہید نے عرض کیا شہر بار لوج بادشاہ
 کے میں ہر اسکا ہاتھ اکاہت دشوار ہو شاہزادے نے فرمایا تو بس ہم قیدیوں کی طرح سے میں جیب افشائے راز ہو گیا تم بھی رسوا
 ہو گی ہم بھی گرفتار ہو جائیگے ناہید بولی اے عالیو قار میرا کیا اختیار ہے مگر تدبیر کر کے میں لوج آجیو لا دوں گی گھر اسے نہیں قضاے کار
 عنصر جادو بہر ناد و بہر خواہ کی صورت بنا ہوا ساتھ ساتھ ناہید کے آیا تھا نور الدہر اور ادولوس کو دیکھا
 سب باہر نہیں خیال میں گذر کر اسے ہمیں رسوا کر پھر سوچا کیا جائے کیا افتاد چڑے اس سے بہتر ہے ہر کہ جگر بادشاہ سے
 حال بیان کر وہ سمجھ لے گا بس یہ خیال اپنے دل میں کر کے وہاں سے سیدھا انجم شاہ جادو کے پاس آیا جو کچھ آنکھوں سے دیکھا
 تھا اور کانوں سے سنا تھا وہ سب کہا اور آگاہ کیا کہ اب ناہید جادو اپنے باغ میں طلسم کشا کو لیے بیٹھی ہے بس یہ سنتے ہی آتش
 غضب کا تون سینہ میں مشتعل ہوئی وود بدماغی و داغ جان سے اٹھا کہا کہ اے عنصر بیچ کہتا ہے اگر آئین خلات ہوا تو تجھے بری طرح
 ماروں گا اسنے کہا میں تو آنکھوں سے دیکھی کہتا ہوں اگر دراجہ ٹکے ٹکے ٹکے گئیے گا یہ مجال میری ہے کہ میں خدمت بادشاہ میں جھوٹا
 بولوں کہ ناخیر انجم شاہ کی رات عجب اضطراب میں بسر ہوئی صبح کو بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا جادو گر جمع ہوئے مجنون
 اختر شمار نے آکر مجھ لایا چاہتا ہے کہ بیٹھے انجم شاہ نے حکم کیا کہ پڑ لو اس نکر ام کو لوگوں نے مجنون کی مشکین ہاندہ
 میں انجم شاہ نے کہا کہ کیوں ظاہر میں تو مجھے ملتا ہے اور باہر میں طلسم کشا کا دوست ہے ہر بادی طلسم کی فکر میں لگا ہوا چاہتا ہے کہ
 ساحران طلسم مارے جائیں مجھ کو میں دوست جانتا تھا مختار کار کیا تھا تو دشمن نکلا ارسے لگے سے مجنون کو خوب مار پڑے
 مجنون نے کہا شکریہ یا فقیر میری نابت نہ ہوئی کہ آپ نے مجھ کو کیوں سردر بار زلیں و زلون کیا انجم شاہ نے کہا اے مفید
 تیری ناہید جادو طلسم کشا کو چھڑا کر لے گئی اپنے باغ میں لیے بیٹھی ہے اور تو نے مجھے پوشیدہ کیا ہے سازش تیری وہ نہیں لگتی

تجنون نے عرض کیا کہ کسی میر سے دشمن نے آپ سے کہا ہوگا یہ امر جو بڑا برا ہے انجمن شاد نے مختصر سے کہا اب تو وزیر کو جواب
نہیں دیتا مختصر یہ لایا تجنون میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں بلکہ اولوس جتنی بھی دہن بر تجنون نے کہا کہ اگر انجمن شاہ
میں اس حال سے آگاہ نہیں ہوں اگر اس ننگ خاندان سے یہ امر ہوا ہو تو ابھی گرنی کر کے لانا ہوں انجمن شاہ نے حکم دیا کہ اسے
چھوڑ دو تجنون کی کھولہ بن وہ بادشاہ کے قدموں پر گرا انجمن شاہ نے فرمایا جاؤ اور ابھی اسے لانا تجنون بڑی کو بہت
چاہتا تھا اور ایک ہی اولاد ہی چاہتے تھے اپنے گھر میں آیا زوجہ سے کہا کہ صاحب فقہ سنا کہ اس گیسو بربدہ ناہید نے کیا گل کھلایا وہ
بولی کہ صاحب کیا ہو کچھ میں بھی مند بہت لوگ دشمن میں کسی نے کچھ سے لگا یا ہوگا تجنون پکارا کہ صاحب میں تو سرور بار فلیل ہوں
مختصر جا کر دیکھ آیا کہ باغ میں وہ عظیم کشتا کو بے مٹی ہوئی تھی ہمیشہ آبرو سے رہا اگر اب قسمت نے یہ رنگ دکھایا اور یہ مکر نرگس سے کہا
کہ دایہ تم جاؤ اور اس بے نصیب کو سمجھاؤ کہ یہ تو نے کیا کیا نرگس جادو واسی وقت روانہ ہوئی ابان نور الدین اور اولوس جتنی اور

ماہید نے بین ناچ کا سامان بندھا ہوا ایک نازنین پر غزل گارہی جو غزل	خود بخود گردن بھیجی جانی ہو کچھ کھٹکنا میں	دو صبا بن ہو کر گریبان آچکا دامن کے پاس
ہمت نہ کر دست جنون اب کیا ہو میری پاس	بلبل مکیس کو گلچیں دق نہ کر گشتیں کے پاس	نماک تو سوچ چکی اڑ کر دامن گل تک کبھی
سحر جادو جنون ہو گیا ہر خیر آہن کے پاس	مر کے بھی غالی نہوگا پہلو سے ترست مرا	آئے آئے طوق کشتہ ہو گیا گردن کے پاس
آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ	اور مہم دیدار کو زسب کھڑے ہیں پاس	رفک آہنا ہو کہ تھلوت ہوں موسیٰ آپ سے
یکسی رویا کر گئی بھٹکر مدفن نے پاس	دید کی خدمت نگاہ شوق کو ملتی نہیں	دیکھ لیں تھوٹا کہ ایک دن سوسن کے پاس
روز نشہ میں مسی مالیدہ لب سے کم نہیں	آئینہ آیا جب اسکے عارضہ رخسار پاس	حسن کی گرمی سے پانی پانی ہو کر رہ گیا
جھانکتا ہر کون شوخ برقی شش وزن کے پاس	عالم بالابھی جو روں سے نہیں ہو چھل	رشتہ لپٹا ہو نہیں ہر چند کچھ سوزن کے پاس
بغرض کی دوستی بھی ہر ناداری میں بھی	بٹھنے اٹھنے میں جا کر دو گھڑی دشمن کے پاس	دوستوں کا قحط ہو تکسین دل کیواسطے
جاگتا ہر ماہ تابان رات بھر خرمن کے پاس	کیا پست تسلیم اپنا کر سہی سہار پاس	نور چہن آتا ہر جب آئے ہونم علی کے پاس
حسن روز افزون کا پردہ پردہ کر گشتیں		
دعویٰ میں دیکھو میں گشتیں رات کو گلچیں کے پاس		

ناچ کا سامان بندھا ہر دورہ جام گردش میں آیا ہر اسنے میں ناہید نے کہا شہزادہ سوخت دل میرا تھرا ہوا اور دنا چلا آتا ہوئی چاہتا ہوا
کہ خوب روؤں بھڑاس دل کی نکالوں نہیں معلوم کیا سبب ہو شاہزادے نے فرمایا اسی ملک اگر ہمارے حال سے کوئی آگاہ ہو گیا تو کیا عجیب
ہو سببی گفتگو تھی کہ ایک روشنی آسمان پر نمایاں ہوئی اور آتش فشان دکھائی دیا اور آواز آئی او گیسو بربدہ ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا
دشمن جان سحران کو لیکر مٹی ہو طلسم کے برباد کرنے کی فکر میں لگی ہو تو جانتی ہو میں پوشیدہ ہوں وہاں راتیر افشا ہوا مختصر کر
تجھے دیکھ گیا باب پر نر سے عتاب بادشاہی آیا تو بیان مزے کر رہی ہو جانتی ہو کوئی حال سے آگاہ نہیں ہر اب مزے کرنے کا
حال معلوم ہو جائیگا اس مفید کو تو میں بیکر کر بھی بے جانی ہوں یہ تو فرار واقعی سزا پایا گیا اور یہ مکر نور الدین کی طرف نرگس
جادو چلی شاہزادہ سحر تلوار لیکر دوڑا نرگس نے سحر کیا کہ ہاتھ شاہزادے کا خشک ہو کر رہ گیا ناہید نے جو یہ دیکھا روتی
ہوئی دوڑی قدموں پر گر پڑی کہ امی دایہ یہ بیخدا ہو اسکو کچھ نہ کہنے لگا تو میں ہوں مجھے تغیر دے نرگس نے چونکہ اسے اپنا
دو دھبہ پلایا ہوا غوش میں پالا ہر بہت چارستی ہو اسکے حال پر روتی لگی سر کو اٹھا کر چھاتی سے دکھایا کہ او ناہید تو نے تو غضب
کیا کہ دشمن طلسم سے دوستی کی اسے عجب بھی کرتے ہیں تو چھپا کے شر شر سلیقہ ہو ہر اک باند میں عجب بھی کر لیکو ہر چاہتے ہیں
میکو معلوم ہوا کہ تو اس پر مائل و متبلا ہو مگر لڑکی تو نے اپنے کورسو کیا جتنے بھی جوانی میں سچے کچھ کیا ہر نرگس نے نہ جانا کہ ہا کہا ہا شہن
بھی ہوئے اپنے اوپر بھی لوگوں کو عاشق کیا خود بھی دیوانے بنے اور دیکھو بھی شری بنایا لیکن کسکیر کا نون کان خبر نہ لی مشعر
عشق بوند کیجئے پیمان کوئی پہچان نہ جاسکے نہ جان جاسکے تو بلا سے یہ کوئی جان نہ جاسکے اور نہ تو قیامت کی آفت

ڈھائی اب آخر کیا مطلب ہو کیونکہ قہر میں پر گری ہو ناہید نے کہا دانی امان تھیں نے مجھے پالا ہوتھیں مجھے مار ڈالو کہ میں اس کٹکٹ
 رنج و الم سے نجات پا جاؤں نہ زندہ رہوں گی مگر وہاں شہر بار کا دیکھو نگلی شہر گس نے کہا میری جان اب مجھے تجھے رحم آیا تو کس
 کو نیکو طلسم میں سے نکل جا کسی جنگل میں جا کر رہ میں کہ دو گئی کہ وہ بھاگ گئی ناہید نے کہا کہ اسی امان اگر تھے میرے حال پر رحم
 کیا ہو تو لوح طلسم بھی لا دو اور میں اڈا لگو لیکر ابھی چلی جاتی ہوں اور دانی امان یہ اقرار کرتے ہیں اگر طلسم میں سے فتح کیا تو
 محکو بادشاہ کر دو گا جب میں بادشاہ ہوں تو تم کو سیاہ و سفید کا اختیار ہو اسنے کہا چھو کر ہی مجھے دم دیتی ہو بفریب اپنا
 کام مجھے یعنی جو میں نے بہت کچھ زمانہ دیکھا ہے سب کچھ جانتی ہوں مگر تیری محبت نے ناچار کر دیا ہے کیا کروں خیر تو یہاں
 سے چلی جا میں آج رات کو جاؤنگی اور حسب طرح ہو گا لوح تیرے لیے لاؤنگی ناہید تو نور الدہر اور ادولوس کو لیکر
 طلسم سے چلی گئی دایہ لوح کی فکر میں روانہ ہوئی قضا سے کار اتفاقات روزگار عنصر جادو و عیار یہ دایہ کے ساتھ
 پوشیدہ ایک جادو کی صورت بنا ہوا تھا اس حرام زادے نے سب بائیں ناہید اور شہر گس کی سنہن اور انجھ شاہ سے
 تمام حال آکر بیان کیا انجھ شاہ نے اسے خدمت فرما اور ماحر دون سے کہا آج رات کو میں شہر گس کو اپنے جنگ کی چوکی کی واسطے
 مقرر کروں گا جب وہ لوح اپنے آئے اسے مار ڈالنا یہاں تو یہ تدبیر ہوئی لیکن شہر گس غافل شہد بازی فلک انجھ شاہ پاس
 آئی سلام کیا بلا میں لین اور کہا کہ اس شہر بار کیز گئی تھی کہ طلسم کشا کو مع ناہید پکڑ لے وہ ننگ خاندان طلسم کشا کو لیکر
 بھاگ گئی مگر بلالون کمان جا لگی تو نندی سے ماحر دون کو بھجوا کر پکڑا سکا لگا جاتا ہے انجھ شاہ نے کہا خبر وہ کمان جا لگی ایک
 دن ایک دن گرفتار ہو گئی شہر گس کو کرسی پر بٹھا لیا جب دربار برخواست ہوا اندر محل کے لیے آیا اپنے ساتھ کھانا لایا اور
 حکم دیا کہ شہر گس تم ہمارے جنگ کا جو کی پیر ابھی دو شہر گس تو پیر چاہتی تھی بہت خوش ہوں اب انجھ شاہ کھانا کھا کر
 سو رہا اور لوگ بھی اپنی اپنی طرف کو چلے گئے چوکی واسطے رہ گئے شہر گس نے انکو سحر سے بیوش کیا جنگ کی طرف چلی کہ لوح گئے
 سے انجھ شاہ جادو کیلے ابھی پاس نہ آئی تھی کہ وہ لوگ جو کہیں گاہ میں لگے ہوئے تھے دوڑے کہ ادھک حرم
 کمان جانی ہو کھڑی رہ شہر گس خبردار ہوئی چاہا کہ کچھ سحر کرے مگر لوگوں نے تلواریں مار کر کھڑے اڑا دیے صبح کو انجھ شاہ
 سخت پریشان حال شہر گس کی حکم دیا کہ مریض پر پھینک دو اس اثنائ میں مجنون اختر شمار آیا انجھ شاہ قہر و غضب سے
 پکارا کہ او مجنون تو نے کچھ کشا کھا نا لگا یا مجنون بولا شہر بار ناہید اسکو لیکر طلسم سے نکل گئی اور کہیں
 ابھی تک پناہ نہیں لگا انجھ نے کہا کہ نکاح حرام ہے تو ادا مادہ ہر تو کا ہے کہ ڈھونڈو مجھے گا اور شہر گس تو مجھے لوح چھینے
 کو آئی تھی سو اسکو تو میں سے مروا لا ابھی کو بھی قتل کرتا ہوں مجنون نے عرض کیا کہ شہر بار محکو اگر اسے شریک ہونا
 ہوتا تو اس کے ساتھ نہ چلا جاتا میری لوح جان تک شمار ہو ایک ہفتے میں اسے ڈھونڈو لاؤ گا ہفتے بھر کی مہلت مجھے ملے
 انجھ شاہ نے کہا اچھا کیا معاف ہے بعد ہفتے کے سمجھا جائیگا اب مجنون ناہید کی تلاش میں مصروف ہوا تمام طلسم کو
 جہان مارا کہیں پناہ لگا باہر طلسم کے ڈھونڈنے لگا شہر گس روز ایک صبح میں پوچھا کہ وہاں ناہید شاہراہ سے کو
 لیے بیٹھی ہے اور شہر گس کے مارے جانے کی خبر جو سنی ہے تو بہت آزر وہ کہاں افسردہ ہوئی ہو کہ رہی ہو کہ بہان سے
 اسی اور طرف کو اب جیسے چلیے بہان نہ رہیہ اب اساند کہ بیان کوئی چلا آئے اقتضا سے راز ہو جائے ہمیں دیکھ لے تو پھر پناہ بہت
 مشکل ہو گا نور الدہر بولا اسی ناہید باب اور دادا اور سب عزیز و رفقا تو طلسم میں گرفتار ہیں میں بہان سے کہاں جاؤں گا تو
 طلسم کو توڑ کر سب کو رہا کر دوں گا یا اپنی جان دے دوں گا میں ہوں ہی نہیں کہ مجنون اختر شمار جادو ہو بچا اور لٹکارا کہ اونٹنگ
 خاندان خوب تو نے رسوا کر دیا خوب طلسم کشا سے محبت بڑھائی یہ کیا دل میں سائی رہ تو تم دونوں کو گرفتار کر کے
 لیے جاتا ہوں ناہید نے جو مجنون کو دیکھا رنگ چہرے کا اڑا ہوا بیان منہ پر چھپونے لگیں نقیب مرگ ہو گیا کاری کو نیک

گنگا رہون مگر دل سے ناچار ہوں جیسی چاہیے سزا دیجیے ہم تو پہلے ہی سمجھے تھے کہ چاہتی ہیں قدم مارا جو جان جائیگی کسوا سنے
 کہ یہ خانہ بر انداز بغیر جان لیے نہیں چھوڑتا خبر ادا کھلی میں مردیا تو دھمکوں سے کیا ڈرنا ہر آپ شوق سے قتل کر بن جنون نے
 کہا کہ پہلے اس مفسد کا کام تمام کروں بعد اسکے تجھے سمجھوں یہ لکھ تو را الدہر کیوں بڑھانا ہمد دوڑ کر قدموں پر گر پڑی کہ
 اسکا کیا مقصود ہے مجھ پر غصہ کیا ہے زندہ بادشاہ پاس لجا ہے سرکات ڈالے جنون کو اسکی بھڑائی دیکھ کر قریب تھا کہ جنون ہوجا
 بیجی کو گلے سے لگایا اور کہا کہ او کجبت جگو اس سے ایسی محبت ہو کہ اپنے اوپر سب انڈا بن گوارا کرتی ہو اور اسکا بیج شکار
 ناگوار ہو ناہید نے کہا اے بد بزرگوار ابھی تمکو اس شخص سے صحبت نہیں ہو یہ شخص عجیب باخلاق ہے اسکی شہرت ہے اسنے
 بزرگوں نے بہت سے عظیم فتح کیے ہیں بہت جادوگر دن کو ملتا ہے صاحب نصیب ہے سزا عظیم فتح کرے گا مارے جنون
 تو را الدہر پاس آیا تو را الدہر نے سلام کیا جنون نے اسے گلے سے لگایا کہا کہ اے شہر بار اسکو میں نے اپنی کینزی میں
 دیا اور مجھے جو خدمت فرمائی وہ بجا لاؤں تو را الدہر نے کہا کہ آپ لوح طلسم مجھے یاد دیجیے جنون نے کہا اچھا میں
 جانتا ہوں جو لوح ہاتھ لگتی ہو تو لاتا ہوں یہ لکھ چلا تیرے دن جا کر بادشاہ کو سلام کیا کچھ عرصہ کیا کرا شہر بار بن آپ سے بہت
 شرمندہ ہوں ہر چند میں نے تلاش کیا کچھ پتا اس خانان آوارہ کا نہ لگا ہر منہ آپ کے سامنے نہیں ہو سکتا جمالت سے موا
 جاتا ہوں حکم دیجیے کہ لوگ مجھے قتل کریں کہ اس رسوائی سے نجات پا جاؤں یہ لکھ قدموں پر گر پڑا ابخیم شاہ نے فرمایا کہ اے
 جنون تو کچھ دیوانہ ہو گیا ہو اسقدر کیوں ہریشان ہوا دلادجری ہو جانی ہو تو کوئی کیا کرتا ہو اگر وہ مفسد اس طلسم میں ہو تو ایک
 نہ ایک ہو تو پتا لگایا گا ساحر تلاش کر رہے ہیں اور قطع نظر اسکے بغیر لوح اس سے کہ ہو سیکے کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہو جنون نے
 عرض کیا کہ لوح کو بہت حفاظت سے رکھے گا ابخیم بولا کہ میں تو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اور جنون کو عظمت دیا اور سحر
 سے کہا کہ جو کوئی طلسم کشا اور ناہید کو ڈھونڈے یا لے گا میں اسے کو تو ال شہر کر دے گا ساحر تلاش میں مشغول رہے اب جنون
 ہر وقت اس فکر میں ہو کہ کس طرح لوح ابخیم شاہ سے لے لے سکے ایک روز کا ذکر ہو کہ ابخیم جادو اور اموال میں رہا صبح کو حمام میں گیا
 تمام لباس اتارالوح بھی لگے سے اتار کر رکھی خود دھنا نہ میں مصروف ہوا جنون نے دیکھا کہ یہی وقت ہو اسم سحر کا چڑھا لکھا ایک
 ہوا اے سرو جلی سب سو گئے جنون لوح لیکر روانہ ہوا وہاں پہونچا جہان نور الدہر ناہید سے باتیں کر رہا تھا ادلوس بھی
 بیٹھا ہوا تھا ذکر جنون کا ہوتا تھا کہ یہ لوح لیے ہوئے پہونچا اور کہا کہ شہر بار لوح حاضر ہو جان پر کھیل کر لایا ہوا خبردار اب
 غفلت نہ کیجیے گا دولوں ہاتھ پر رخنہ زنگذرائی تو را الدہر نے سلام کیا لوح لیکر بہت خوش ہوا بہت تعریفیں کیں شب کو
 وہیں رہا صبح کو متوجہ طلسم ہوا جنون کی موڑ بکر ساتھ ہو گیا ادلوس بھی ہمراہ تھا لیکن تو را الدہر لوح کو دیکھ کر روانہ ہوا ایک درخت
 چنار پاس پہونچا حکم لوح سے اسے بزرگ صاحب قرانی اذکیر ایچے سے درخت کے سرے نقب دکھائی دیا اسی نقب میں روانہ ہوا جب
 اسے باہر نکلا ایک مکان میں پہونچا کہ ایک شیرواندہ یا قوت کے سرخ رنگ وہاں بندھا ہوا وہ شیر شاہزادے کو دیکھ کر غریبا
 کہا ایک آواز آئی اے شہر بار جلد لوح دیجیے یہ شیر احمد جادو ہو نزدیک نہ جائیے گا اور اگر ایسا کیا تو جان کا نقصان ہو تو را الدہر
 نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ یہ اسم بڑھکر شیر پر دم کر اور بقیہ خارا شکاف سے اسے قلم کر شاہزادے نے اسکو اسی طرح مارا زنا
 تیرہ دن ہو گیا آواز دامو گیر کی بلند ہوئی اور ایک صدا کی کشتی مرا نام من احمد جادو بودا منوس کہ مردیم و جان دیم
 بمطلب خود نہ رسیدیم جب روشنی ہوئی دیکھا کہ زندہ شیر ہر نوہ مکان ہر صرف ایک مکان کنہ بنا ہر آگے را ہی ہوا کنہ سے
 ایک دریا کے پہونچا دیکھا کہ اس دریا میں ایک گنبد مردین بنا ہوا سپر کوڑ بیٹھا ہوا سیر دریا کر رہا ہو کہ آواز ادلوس کی
 آئی شہر بار جگو اس ظالم کے پھندے سے چھڑائیے یہ ظالم جگو کچھ سے لیے جاتا ہو تو را الدہر نے پھر کر دیکھا کہ ایک دیوانہ ادلوس
 کو لپیٹا جب تک یہ سپر دور سے وہ ادلوس کو لکیر گنبد میں داخل ہوا تو را الدہر نے حالت اضطراب میں پا پا کر اسے پیچھا

جائے آواز کی خبر در دریا میں نہ جانا غرق ہو جائیگا لوح کو دیکھ شاہزادہ رک رہا مگر بڑا صدمہ ہوا کہ ایسا دوست گرفتار ہو گیا
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اسم بڑھکر دریا پر دم کر ایک کشتی پیدا ہوگی اس پر سوار ہو کر روانہ ہو شاہزادے سے موافق حکم اسم
بڑھکر دم کیا کشتی پیدا ہوئی سوار ہو کر روانہ ہوا کشتی برابر گنبد کے پہنچی وہ کیو تر شاہزادے کو دیکھ کر اڑا ایک رشتہ طائی
اسکے پانوں میں بندھا تھا کیو تر نے بلند ہو کر آواز دی کہ یہاں یہاں افسوس افسوس اور پھر اگر گنبد پر بیٹھا نور الدہر زانو
تک پتھر کا ہو گیا یہ کیفیت اپنی دیکھ کر جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای عزیز اگر تین دفعہ اس کیو تر نے بلند ہو کر صدا دی تو وہ
بالکل پتھر کا ہو جائیگا پھر نادام الحیات رہا نہوگا تجھے لازم ہو کہ جب کیو تر پرواز کرے خیال کر کے دیکھ کہ ایک رشتہ طائی اسکا
پانوں میں بندھا ہے جب وہ بلند ہوا وہ یہاں کہے تو ایک تیر پر اسم دم کر کے رشتہ پر مارا اگر تیر تیرا رشتہ پر پڑا تو تو کامیاب
ہو انہیں تو ہمیں رہا شاہزادہ جب تک لوح دیکھے اتنے عرصے میں وہ کیو تر پھر بلند ہوا اور یہاں افسوس کی صدا دی
کہ نور الدہر سہنہ تک پتھر کا ہو گیا غرض تیسری دفعہ کیو تر اڑ کر آسمان کو چلا متقارنہ کھولنے پایا تھا کہ شاہزادے نے خدا کو
باد کر کے خبر کمان سے چھوڑا کہ اس تیر نے اس رشتہ طائی کو نور الدہر کیو تر گنبد میں گرا تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا بعد اسکے دیکھا
کہ کشتی ہو نہ دریا پر سامنے گنبد معلوم ہوتا ہے آواز دہنے کی طی آتی ہے شاہزادہ اندر گنبد کے گیا کسی کو نہ پایا حیران ہوا کہ کسکے
روٹنے کی آواز آئی ہو ایک طرف حیرت لعل کا دیکھا حکم لوح سے اس لقب میں داخل ہوا جب باہر نکلا تو ایک مکان عالیشان
دکھائی دیا اسپین سے آواز فریاد و انبیا کی آئی تھی شاہزادے نے چاہا کہ اندر اس مکان کے جائے کہ ایک اثر در آتش فشان
نظر آ یا قلاب آتشین شاہزادے پر چھوڑا نور الدہر نے حکم لوح سے اسم بڑھکر دم کیا کہ وہ اڑو بال صورت انسان بن گیا اور
چاہا اسے کہ بھاگے شاہزادے نے اسم بڑھکر شہر پر دم کیا اس جادوگر بڑھواری کا اسکے دو ٹکڑے ہوئے غل و شور ہوا زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرانم من اثر در جادو بود جب روشنی ہوئی اندر مکان کے گیا اولوس جی کو دیکھا کہ جو میجر
بندھا ہوا ہے نور الدہر نے اسکو کھولا وہ قدموں پر گرا نور الدہر اسے ساتھ لیکر باہر آیا ایک طرف کو ایک جھوڑا نظر آیا اور
ایک دروازہ فضل پایا شاہزادہ قریب اسکے گناہل کو کھولا دروازہ والا گیا ایک جادوگر اندر سے نکلا کہ اسے ظالم تویدانک پہنچا
میرے ہاتھ سے کمان جا بیگا یہ کہو اسم سحر کا پڑھا کہ بلیان چک کر شاہزادے پر چلین نور الدہر نے لوح دکھائی بلیان جہ صر سے
آئین تھین اسبطرٹ پھر لکین نور الدہر نے تلوار اس جادوگر پر ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے دو ٹکڑے دوسرے دو ٹکڑے چار ٹکڑے
چار ٹکڑے غرض اسبطرٹ ایک دو ٹکڑی میں دو سو جادوگر پیدا ہو گئے اور غفلت ہوا کہ پڑ لو اس ظلم کش کو جاتے پائے نور الدہر انکو
قتل کرنے کے تختک گیا ناچار لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تو اسے اندیشہ نہ کر منوہ ظلم ہو تو اندر اس دروازے کے چلا جا ایک شخص کو دیکھا
کہ سر سے پانوں تک اسکے بدن پر بال ہیں تمام جسم اسکا بالوں میں پوشیدہ ہے اور کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے اور سینے پر اس کے کچھ بال
سفید ہیں تو یہ اسم بلیان تیر پر دم کر کے ان سفید بالوں پر مار کا کام اسکا تمام ہو شاہزادے کو جیسا لوح سے حکم ہوا تھا ایسا
ہی کیا جب اسکے سینے پر تیر بڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا غل و شور ہوا آتش افروزی ہوئی زمانہ دھواں دھار ہو گیا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرانام من غولان جادو بود جب روشنی پھیلی اور تاریکی پر طرف ہوئی دیکھا کہ ایک قلعہ سامنے ہوا اس
پکارا کہ شہر بار مبارک ہو کہ تمام در بند ظلم کے فتح ہوئے اب لڑائی بوشاہ سے رہ گئی ہے باقی تھین کہ آواز نوبت اور نقارے
کی بلند ہوئی اور فوج ساحران غداہ کی نظر آئی کوئی قاز پر سوار کوئی قرق سے پر سوار کوئی گرگدن آتشیں پر کوئی فیل آہنی پر
اثر در آتش فشان پر بیٹھا ہوا ہونے لگے کھٹے تیر ہی تھی ہوئی ناقوس نوازی ہوتی ہوئی تو ہر دون کی صدا بلند مجانبھون کا شور
بیچ میں تخت انجم شاہ جادو کا آگے تخت کے منقل آتش روشن بچر دور و لشکر جادوگر دن سے چار طرف سے غرق کیا
ہر ایک سحر میں مصروف ہوا کوئی آگ برساتا تھا کوئی تیروں کی بوچھاڑ کرتا تھا کوئی اڑدیا ٹکڑا کرتا تھا کوئی شیر نکر دوتا تھا

کوئی بارش تیغ و تبر کرتا تھا اگر شاہزادہ اسم لوج کا پڑھ کر دم کر رہا تھا کسی کا سحر نہ تاثر کرتا تھا بلکہ اس کا سحر اسی پر پست جاتا تھا
شاہزادہ رد سحر کرتا ہوا ساحر و ن کو قتل کرتا ہوا برابر ابجھ شاہ جادو کے پوچھا اُسے سحر کر کے ہاتھ کو جنبش دی کہ بچ نکلا
چمک کر شاہزادے پر چلبین قریب آکر اندر دے ہو کر گر پڑیں پھر سحر کیا کہ آگ کا دیو نور الدہ ہر نے لوج کو دیکھا کھٹا تھا اے
طلسم کشا یہ اسم پڑھتا ہوا قریب شاہ طلسم پہنچے اتنے میں ابجھ شاد نے سحر کیا ایک رعد کی ایسی آواز پیدا ہوئی شعلے
شاہزادے سے لپٹ گئے شاہزادے نے اسم لوج پڑھا ایک راستہ ہو گیا شاہزادہ برابر تخت کے پوچھا تلوار ماری
ابجھ شاہ جادو نے سحر کیا کہی سو سہر بن سحر کی سر پر لہرائیں مگر تلوار نے قبہ سر پر چکے ہی زیر تخت زمین کو بوسہ دیا دو
کھسب ہوئے رشتہ اسکا مڑنے لگا زمانہ تیرہ و تار یک ہو گیا آواز میں صیب بلند ہوئیں اور ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرانام
من ابجھ شاہ جادو بودیں جس وقت کہ ابجھ شاہ جہنم داخل ہوا مجنون اختر شمار جادو نے آواز دی کہ اے ساحر ان طلسم
بادشاہ مارا گیا میں نے تو امانت طلسم کشا اختیار کی تم کیوں اپنی جانیں دیتے ہو غلامی اس شہر بار کی قبول کرو نہیں تو مارے
جاؤ گے سب جمع ہو کر آئے قدموں پر گرے مطیع اسلام ہوئے شاہزادے کو تخت پر بٹھایا شرمین لائے کنجیان خزاں کی
نزد اندار نے سامنے رکھیں نور الدہ ہر نے مجنون اختر شمار کو بادشاہ کہا ادلوس حتی لونا ب گردانا ماہید جادو
کو بالکل اختیار دیا اور کہا کہ ترک سحر کر و مجنون و ناہید نے عرض کیا کہ ہم ترک سحر کرنے کو موجود ہیں مگر ابھی دمامہ جادو اور
ساحر شمش زندہ ہیں جس وقت اُسے مقابلہ ہوگا ہم آکر آپ کے شریک ہونگے جب وہ داخل جہنم ہو لینگے تو ہم ترک سحر کرینگے
اگے جیسا شاہزادہ نور الدہ ہر بولا کیا مضائقہ ہے اور خدمت صاحبقران میں روانہ ہوا یہاں امیر بانو قہر دیوانے
نے ہوئے بیٹھے تھے کہ ایک آنندھی چلی زمانہ تاریک ہو گیا بعد اسکے دیکھا کہ نہ وہ قہر دیوانہ نہ کبوتر قاضی نہ سانسے قلعہ نظر آتا ہے
صاحبقران نے پوچھا کہ نور الدہ ہر کہاں ہے لوگوں نے بیان کیا کہ وہ طلسم کشائی کو گئے ہیں فرمایا کہ واللہ اُسے طلسم کشائی
کی اور ہم سب کو رہائی دی یہی باتیں تھیں کہ شاہزادہ دکھائی دیا صاحبقران اور بدیع الزمان کے قدموں کو بوسہ
دیا امیر نے کمال شفقت فرمائی پوچھا کہ حال خادرسپاہ کا کچھ معلوم ہوا نور الدہ ہر نے مجنون اختر شمار سے خطاب کیا کہ قیدیان
طلسم کو بلاؤ اسی وقت سب اسیر طلسم آئے ایک مجمع اسیر دن کا نظر آیا بلکہ اسہین قمر زاد کو بھی دیکھا مگر قاسم کا نام دلشان
بھی نہ پایا سب کو غلامی دی فرمایا جان بھاری چاہے جاؤ قمر زاد کو بھی رخصت کیا لیکن قاسم کے نمونے سے کمال صدمہ
ہوا مجنون سے اُس اشد ہے کا حال پوچھا اُسے عرض کیا کہ وہ طلسم کا رستہ والا نہ تھا خدا جانتے کہاں سے آیا تھا ہر کو حال
معلوم نہیں امیر بہت ہنر وہ خاطر ہوئے فرمایا کہ خدا اسکا نگہبان ہو رہا ہے شرمین آئے سعادت شاد نے دعوت
و مضافت کی دوسرے دن ہر کارون نے آگے خبر دی کہ لقائے آس بن الوس کو چھڑایا اور بدربن ذلال یک چشمی بھی
بھی آیا لشکر اسلام کو شکست دی بادشاہ زخمی ہو کر مشتری حصار کو گئے جس وقت ہم وہاں پہنچے تھے تھا پرستون کے قباب
پرستون پر چڑھائی تھی لشکر ایرج سے لڑائی تھی ہنسنے ہی فرمایا کہ کوچ کی تباری ہو صاحبقران نامی مع سرداران گرائی
لقا پروردان ہوئے سعادت شاہ زرافشان حصار میں ہمراہ ہوا دوسرے دن صبح کا وقت تھا شاہزادہ نور الدہ ہر
چلا آیا کہ ایک ہرن آگے سے گذرنا نور الدہ ہر نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا صاحبقران منتظر رہے کہ نور الدہ ہر آئے تو چلبین
تمام دن انتظار کیا حتی کہ رات ہو گئی مگر نور الدہ ہر نہ پھر صبح کو امیر نے چار طرف ڈھونڈھا مگر کچھ سراغ نہ معلوم ہوا
نہایت رنج ہوئے فرمایا کہ اگر میں انتظار نور الدہ ہر کا کروں تو ادھر لقا تمام لشکر کو قتل کرینگا خیر حاکم حقیقی نگہبان شاہزادہ
نور الدہ ہر کا ہو چکو لقا پر جانا ضرور ہے یہ کہہ کر کوچ کیا

اب داستان حیرت مال لقائے بے بقار اندہ درگاہ خدا کی بیجان کیجانی ہر محسن

جنگ آئے ہیں غیب دان کیسے کیسے | بیان کرتے ہیں خوش بیان کیسے کیسے | اچھا ہے بہن کام و زبان کیسے کیسے
 وہن پر من اسنے گمان کیسے کیسے | اقام آئے ہیں درمیان کیسے کیسے
 ہمارا آئے جو بن دکھائی ہو کیا کیا | خزان شرم سے منہ چھپاتی ہو کیا کیا | اسباب ہوش بسبل اڑاتی ہو کیا کیا
 زمین چین گل کھلاتی ہو کیا کیا | بہت ہو رنگ آسمان کیسے کیسے
 فقیہوں کے جب سے سے مرتبہ ہیں | ہزاروں گشتان میں بسبل بنے ہیں | لگا کر لمو سپرہن مرتبہ ہیں
 ہمارے شہیدوں میں داخل ہوئے ہیں | گل ولالہ وار عوان کیسے کیسے
 ارادے خرابا تیوں کے برس ہیں | برابر سے لالہ کون پی رہے ہیں | آملگون پر جوش مستی مزے ہیں
 ہمارا آئی ہونٹہ میں جموستہ ہیں | امریدان پر معنان کیسے کیسے
 بیان کیا کر دن اسکی برعمیوں کا | رہی دل کی دل ہی میں سب کی تمنا | خدا جانے کیا دشمنوں نے پڑھایا
 دھڑک رہی بیدار قاتل نے دیکھا | فرستے رہے نجان کیسے کیسے
 دم چند تھا دور دورا وہ سارا | گمان روم و ایران کے وہ لشکر آرا | پس مرگ دیکھا ہوا آشکارا
 نہ گور سکندر و قسبر دارا | منہ نامیوں کے نشان کیسے کیسے
 نہ ظلمت سفیدی نہ شام و سحر ہی | شب کا آخر ہر دن کا گذر ہی | نہ اپنا نہ بیگانہ پیش نظر ہی
 دل و دیدہ اہل عالم میں گھر ہی | ہمارے لیے ہیں مکان کیسے کیسے
 جدائی کے صدقے محبت کے قربان | رفیقوں کے دنرات کیا کیا ہیں احسان | ذرا دیکھ تو آئے ادو دشمن جان
 غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان | ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے
 یہاں سے عدم تک ہزار دن ہیں رہن | دل و جان و اسلام و ایمان کے دشمن | وطن کو گیا کون بے چاک دامن
 عجب کیا چہنار و وح سے جائز تن | لے راہ میں کاروان کیسے کیسے
 بشر کے لیے ہاں سپاسی ستم ہی | سکوت آگے منعم کے تسلیم سم ہی | بہت خوب ارشاد آتش رقم ہی
 کوئے جعفر شکر نعمت وہ کم ہو | مرے کوئی ہو زبان کیسے کیسے
 یہاں مالک بن ملکوت شاہ مع سرداران آفتاب پرستان پہاڑ پر گھرا ہوا | اور گرد لشکر لقا کا کھڑا ہوا | بد رہن
 زلازل باختر کو جا چکا ہو اور آس بن الوس طبل جنگ بجا چکا ہو | کل میں آفتاب پرستوں کو پہاڑ پر جا کر قتل کر دیا
 ایک کو زندہ چھوڑ دیا قصہ چار پہرات تباری رجبی صبح کو لشکر لقا نے یریش کی اور اقبال شاہ کو زندان میں سے
 بلا کر لگا کر لقا آفتاب پرستوں کا بادشاہ ہی انھیں سمجھا کہ اگر لقا کو سجدہ کریں اور ہمارے شریک ہوں کہ ہم وہ ملکہ خدا پرستوں
 کا کام تمام کریں شعرو و دل یک شود بشکند کوہ را بند پرانگی آروا نبوہ را | اقبال شاہ نے کہا کہ تمام آفتاب پرست
 حکم ظیفہ آفتاب تابان قطب دوران کا مانتے ہیں اور منگو بیج کا رہ جاتے ہیں کوئی میرے کھنڈ پر عمل نہ کرے گا آپ
 مجھے چاہیں قتل کریں چاہیں بخشیں بختیارک نے کہا کہ با خداوند آس بن الوس کو حکم دیجیے کہ اقبال شاہ
 کو اپنے چہرے کی سپر کر کے پہاڑ پر چڑھے کوئی اسپر تیر نہ مارے نہ پتھر نہ سائیکا ایک طرفہ العین میں پہاڑ ہاتھ آجائیگا
 لقا بولایسی تقدیر میں نے کی پس اسوقت آس بن الوس اقبال شاہ کو ہاتھ پیراٹھا کر پہاڑ پر چلا آفتاب پرست
 پہاڑ پر تیر و کمان ہاتھ میں بے نیچے تھے جیروں کے ڈھیر آگے لگے ہوئے تھے اقبال شاہ کو جو اس صورت سے
 دیکھا اترو تنگ پارہ سنگ ہاتھ سے رکھ دیے اپنی زندگی سے مایوس ہوئے دعا میں مانگنا شروع کریں کہ یا نیر اعظم

وقت مددگاری کا ہوا دھرم مالک بن ملکوت شاہ پکارا کہ آفتاب تابان بھیج اپنے نائب قطب زمان کو اور
 اس بن الوس پہاڑ پر چڑھا چلا آتا ہوا آفتاب پرستوں میں غل جڑ ملاطم مجا ہوا کہ کدھان پر ایک روشنی ہوئی اور
 قطب دوران بنو دارہوئے اتفاق کا قطب دوران کی جو نظر اقبال شاہ پر پڑی کہ اس بن الوس بجاسے
 پہاڑ کو اپنے چہرے کی پناہ کیے ہر چند جتنے آتش بازی کے داغ کھمارے کہ زمانہ تاریک ہو گیا ایک پتھر گوہن کا اسکے بندھن
 پر مارا کہ ہڈی پر ضرب ہو چکی اقبال شاہ ہاتھ سے چھوٹا اور دو چار پتھر اسکے سینہ و سر پر مارے کہ اس بن الوس بجاکا
 آفتاب پرستوں نے جو یہ نقشہ دیکھا اس قدر تیر مارے کہ جسم اس بن الوس کا جابجاسے شق ہو گیا کا ذرا سکون لیا
 گئے قطب دوران نے اقبال شاہ کو مالک بن ملکوت شاہ سے ملایا اور کہا کہ میں جا کر اب ایمرج کو لاتا ہوں
 کہ قضا اس بن الوس کی اُسکے ہاتھ سے ہرے لکڑ روانہ ہونے اور بیان اس بن الوس کو لوگوں نے لاکر جسے میں
 ڈالا جان جہان ضرب ہو چکی تھی سینکا اور کہا کہ اس بن الوس تھے بیچا تا کہ یہ قطب کون ہرے وہی ہر جسے ناک
 بخاری کا فی غمی یعنی عمر و عیار اسے جو سنا پکارا کہ قسم ہر لقا خدا سے باختر کی کہ صبح کو آفتاب پرستوں کو مع قطب دوران
 قتل کرونگا یہ لکڑ طبل بجوایا صبح کو پھر پہاڑ پرورش کی آفتاب پرست مشغول دعا تھے اتنے میں ایک گرواٹھی اور ایمرج نوجوان
 دکھائی دیا اور قطب دوران ساتھ ساتھ آسمان پر چلے آئے تھے ایمرج نے نعرہ کیا کہ او اس بن الوس نکلتے نامرد کمان
 لشکر بے سردا پر جاتا ہر میں تیری خدمت کرنے کو آیا اور مرکب کو اڑا کر فریب اس بن الوس کے پہونچا اس بھی ایمرج پر چلا
 بعد نگا ور زنی کے نعرہ بازی ہوئی ایمرج نے نعرہ اُسکا ہوا لی کیا اُسے تلوار ماری ایمرج نے تلوار رد کر کے اپنا وار کیا
 کہ سپر کاٹ کر کے تادوا ہر و تلوار اڑ گئی اس بیہوش ہو کر گرا اوسان بن الوس نے جو یہ صورت دیکھی لقا سے کہا کہ یا
 خداوند کیا تقدیر کی ہو کہ پہلے ناک عمر و سے کٹوالی اب ایمرج سے زخمی کر دیا یا لقا جواب نہ دینے پایا تھا کہ
 بختیارک نے کہا لقا نے تقدیر کی ہو کہ تو اس آفتاب پرست کو مار گیا یہ خدنا شخص بہت خوش ہوا اور ایمرج
 کے مقابلے کو لاکار رہا چلا جب میدان میں آیا کہا او بزا زیکچے کمان جا لگا چکر میرے ہاتھ سے تلوار ایمرج بھاری
 ایمرج نے رد کی بعد اُسکے ایمرج سے تلوار ماری کہ تلوار اوسان کے سر چکی تھی یا زیر تنگ مرکب جا کر دم لیا
 گیند سے سمیت چار ٹکڑے اس کا رخ کے ہوئے جنگ مغلوب ہوئی شام کو طبل باز گشت بجا دو نون لشکر بھر گئے تمام آفتاب
 پرست پہاڑ پر سے نیچے اترے خیمہ برپا ہوا قطب دوران آکر تخت پر بیٹھے ایمرج دنگل پر تنگن ہوا صحبت میں آکر
 ہوئی لیکن لقا جو بھر کر اپنی بارگاہ میں آیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند بدر بن زلازل کو بلو اسے اور ایمرج
 سے لڑو اپنے لقا بولا کہ بس یہی تقدیر کی اور و سواس ہیار کو رو داند کیا کہ جا کر بدر کو رواد سے پھر کر لے آؤ و سواس
 روانہ ہوا لیکن اس بن الوس لقا کے سامنے آیا کہ یہ کیا تقدیر بن بڑی ہیں کہ پہلے میری ناک کٹوالی اور اب بھائی
 کو میرے قتل کر دیا باوجود کہ میں بھی زخمی ہوا لقا بولا امی اس تو غم نہ کر یہ تقدیر میں نے نہیں کی تقدیر بالائی ہو تو خاطر جمع
 رکھو میرے بھائی کو بھی زندہ کر دنگا اور میں ناک تیری درست کر دوں گا اس یہ کہہ سکرے اس ہوا بلکہ کوچ کر کے چلا گیا مگر
 لقا حیران و پریشان مٹھا ہر بختیارک کہ رہا ہو کہ یا خداوند کل ایمرج سے کون سامتا کر گیا لقا خاموش ہو کر کچھ جواب نہیں
 دیتا ہر کہ جوڑی ہر کارے کی دوڑی ہوئی آئی ہاتھ اٹھا کر بد و عادی اور عرض کیا کہ بلوط کج گردن آپکی مدد کیواسطے آتا ہوں
 لقا بہت خوش ہوا اور سرداروں کو انتقال کیواسطے بھیجا بلوط آیا لقا کو سجدہ کیا صحبت میں آکر بٹھا پہلے حال خدائی
 کے برپا ہونے کا پوچھا بعد اُسکے کہا یا خداوند گردن میری سبھی کر دیجیے لقا بولا کہ تو ان خدا پرستوں کو قتل کر میں
 گردن سبھی کر دوں گا بلوط نے عرض کیا کہ طبل جگ بجو ایسے اسی وقت لقا رزمی نوازش میں آیا ہر کاروں

نے آکر قطب دوران کو خبر دی کہ قطب دوران مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ بجا دیا دونوں لشکر دن میں
چار پہر رات تیار رہی جسوقت بلشی تیرہ فام شب کو پہلوان دشمن آفتاب نے اپنی شعاؤں کے بیرون سے تیرہ حج کی
سینے صبح ہوئی دونوں لشکر صبح کو معرکہ آرا ہوئے جب صفیں آراستہ ہو چکیں نقیب نقیب دیکر چلے گئے باوجود گردن
اپنے گیندے کو لگ مار کر سامنے لقا کے آیا بازت میدان چاہی لقا نے کہا اے بلوط جا تیری چوب دست میں سب
آفتاب پرستوں کی موت تقدیر کر دی بلوط نہایت مسرور و شادمان میدان میں آیا مبارز طلب کیا اور صرستہ ایرج
نوجوان نے مرکب کو اڑایا بلوط نے جو ایرج کو آئے دیکھا ددڑ کر ٹکا ورنہ ہوا اور کہا کہ اے ایرج آ اور لقا کو سمجھ
ایرج پٹارا اوکا فرمایا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہو لقا پر اور اس کے پرستاروں پر بلوط برہم ہو کر یوں لاخیر ہو چکا کہ نہ کھتا ہوا لقا
بولاکر یہ اپنا دستور نہیں ہر حریت پر پیشہ دستی کرنا کچھ ضرور نہیں بلوط کو پسند اور غصہ آیا اس کے پاس ایک چوب دست رہتی ہو اسکی
کیفیت یہ ہرگز درخت چنار کو اندر سے خالی کر دے لگی سو من پارہ زمین بھرا ہر چہرہ چوب دست بارتا ہر وہ جانب نہیں ہوتا
وہی چوب دست ایرج پر ماری ایرج نے ہاتھ اٹکا پکڑ کر چوب دست ہاتھ سے چھین لی اور نوبت کشتی کی آئی تین دن میں
اسے زیر کیا باندھا لگا دو دن لشکر پھر گئے اور بلوط کو طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے زندان خانے میں قید کیا
دوسرے دن قطب دوران نے بلوط کو بلوایا اسے بطریق لغت پرستان سلام کیا قطب دوران نے اسے
کرسی پر بٹھایا پوچھا کہ اے بلوط تجھ کو زبہ آفتاب پرستان صاحبقران زمان ایرج نوجوان نے کیونکر زیر کیا اسے جواب
دیا کہ جس طرح بادرباد درون کو زیر کرے میں فرمایا اب دین شیرا عظیم کا قبول کر دیکھ شیرا عظیم کا کیا نور ہر تمام زمین نور سے معمور
ہر شیرا عظیم سے پختہ ہوتی ہر آثار کی خامی کو تابش آفتاب کھوتی ہر جسوقت آفتاب پوشیدہ ہو جاتا ہر کیسا زبہ تیرہ ہوجاتا
القصر یا نکسجی یا کہ بلوط کج گردن از سر صدق آفتاب تابان کے خدا ہونے پر ایمان لایا آفتاب پرستی پر رغبت کی
لقا پر لعنت کی قطب دوران نے اسیوقت خلعت دیدار لگائی ٹپھنے کو عنایت کیا جام مے اور خوانی گردش میں آیا جب دماغ
بلوط کا بادشاہ سے گریا یا اس عالم سنی میں اچھٹکڑا ہوا ایرج سے عرض کیا کہ میں لقا کے پاس جاتا ہوں اور اس
کشتا ہوں کہ گردن میری ابھی سیدھی کر دے اس درونگو سے کیا ہو سیکامیں اسکو باندھا رہے اور لقا ایرج نے کہا کہ کھانا
جانا اچھا نہیں ہر بلوط نے عرض کیا کہ میرا لشکر اور مال و اسباب سب وہیں ہو میرا جائے مصلحت ہر قطب دوران نے
کہا اے ایرج اسے روکو نہیں جانتے دو ایرج بولا اچھا جاؤ بلوط نے رخصت ہو کر لشکر لقا کا راستہ لیا ہر کاروں نے
جا کر یہ خبر لقا کو دی کہ بلوط کج گردن بارادہ فاسد آتا ہر دین آفتاب پرستی اختیار کر چکا ہر لقا بولا وہ مجھے کبھی ضرور
سنوگا وہ میرا بندہ خاص الخاص ہر بختیارک نے کہا کہ بلوطاوند ہوشیار رہے گا بلکہ سب کو حکم دیجیے کہ اگر وہ بگڑے
تو ہمارے کٹنے کے ساتھ اس پر سب ٹوٹ پڑیں اور گرفتار کر لیں لقا نے کہا اے شیطان درگاہ میں نے کئی سال پیشہ ہی لقا
کی تھی اور سب اہل بارگاہ سے کہا کہ تجھ کو جسوقت میں اشارہ کر دوں تم سب ایک مرتبہ اس پر گر پڑنا سب نے عرض کیا کہ
بہت خوب ایمان بند و بہت ہو چکا تھا کہ بلوط کج گردن آیا سلام کیا اور اپنے ذہل پر بیٹھا بختیارک نے کہا اے بلوط ایرج
کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائی اسنے کہا کہ میں نے اسے فریب دیا بظاہر آفتاب پرستی قبول کی مگر اب خداوند کی خدمت میں آیا
ہوں کہ خداوند گردن میری سیدھی کر دین لقا نے کہا اے بلوط تو جلدی نہ کر ہر امر اپنے وقت پر مقرر ہوا کی نور و فہم میں جو تیرے
کرنے بیچو چکا تو تاک اس بن الوس کی اور گردن تیری درست کر دو لگا بلوط نے کہا کہ سب باتیں میری محبوبی معلوم ہوتی
ہیں بالو ابھی گردن میری درست کر دے نہیں تو باندھ کر تجھے ایرج پاس لیجاؤ لگا ایک زمانے کو نوٹے گر گیا
ہو ایک عالم کو بکا کر خراب و تباہ کیا ہر لقا بکا را کہ یہ کیسا بندہ ہے ادب ہو خداوند پر حکومت کرتا ہر اسے پکڑ لو اسے

بلو ط جاتا تھا کہ تو ارکب نے کہ لوگ چار طرف سے ٹوٹ چکے اسکو گرفتار کر لیا لقا نے حکم دیا کہ اسے لیجا کر قید کرو اسکو جنون
 ہو گیا ہر گھنٹی اسکی گردن سیدھی ذکر و نگا لوگوں نے لیجا کر زندان میں قید کیا بعد اسکے ہر کارون نے خبر دی کہ بدر بن زلازل
 ایک چشمی آپو پنچا لقا نے حکم دیا کہ پیشوائی کر کے لاؤ لیکن ادھر جا سوسون نے خبر بلو ط کے اسیر ہو جانکی قطب دوران
 کو پہنچائی امیرج غنیمت و غنیمت بن آبا کما کہ با قطب دوران اگر آپ حکم دین تو تنہا جا کر بلو ط کو چھڑا دوں قطب دوران
 مانع ہوئے کہ ابھی جلدی نہ کرو وہ خود چھوٹ کر تھارے پاس چلا آئیگا امیرج و تاب کھا کر گیا اس طرف بدر بن زلازل
 نے لقا سے بے بقا کما کر سجدہ کیا لقا نے ڈنگل جو اہر نگار بیٹھے کو دیا بدر نے پوچھا کہ یا خداوند آپ نے مجھے کیوں یاد فرمایا لقا
 بولا کہ بدر بن زلازل میں نے مجھے اسلئے بلایا کہ اس آفتاب پرست امیرج نے جگر میرا خون کر دیا ہوا اور بہت سے بندوں
 کو میرے قتل کیا ہوا بدر پکارا کہ یا خداوند وہ بڑا زبیر کیا ہوا کہ خداوند اسکی ایسی شان و شکوہ بیان کرتے ہیں میں اسکو سر پہ
 بکڑاؤنگا یا اسکا سر کاٹکر لے آؤنگا آپ طبل جنگ بجو ایسے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ رزمی نوازش
 میں آیا ہر کارون سے قطب دوران کو خبر پہنچائی اسنے بھی حکم دیا بیان بھی طبل جنگ گڑ گڑایا رات بھر دو نون
 لشکر دن میں درستی آلات حرب رہی صبح کو میدان انداری ہوئی بدر بن زلازل لقا کے سامنے آیا اور اجازت میدان
 مانگی لقا نے دست بخش اپنا بدر بن زلازل کی بیٹھ پر مارا کما کہ جا مجھے میں نے اپنا نظر کردہ کیا کوئی نیرایا پتھر زمین سے
 نہ لگا سکیگا بختیارک نے کہا ای بدر بن زلازل ہاے تم چارے ہاے تم سے چلے اب میدان سے پھر کر نہ آؤ گے بدر نے
 کہا اوشیطان کیا و اہیات بکنا ہو یہ کمکر گینڈے پر سوار ہوا اور جنگ مار کر میدان میں آیا خوب گینڈے کو گر مایا برچھے کے
 ہاتھ نکالے جب خوب عرق ہو چکا اور گینڈے ابھی عرق کر لایا اُسوقت کچھ ٹھوڑی دیر دم لیا بعد دم بھر کے مبارز
 طلب کیا سبب دی کہ ای آفتاب پرستو تھنے خداوند کو بت پریشان کیا ہر نکلو میدان میں تو قدر و مافیت ابھی معلوم
 ہو جائے بس اسکا مبارز طلبی کرنا تھا کہ لشکر آفتاب پرستان میں ظہار سے آفتاب پیکر جلوہ گری برائے آواز کڑوم گاؤں
 نقیری شتری دامون کی بلند ہوئی دبدہ آفتاب پرستان امیرج نوجوان گھوڑے کو اڑا کر سامنے قطب دوران
 کے آیا پیادہ ہو کر اجازت میدان چاہی قطب دوران نے آگاہ فرمایا کہ ای امیرج نوجوان یہ پہلوان روئین تن
 ہوا سپر کوئی نیزا حیرت انگیز کرے گا تجکو لازم ہو کہ جسوقت یہ تلوار تھیر مارے تو بندوق سپاہ گری تو اسکی تلوار چھین لینا
 اور کشتی لڑ کر زیر کرنا امیرج نے جواب دیا کہ بہت خوب قطب دوران نے فرمایا کہ جاؤ نیزا عظیم منھارے نگہبان
 ہیں امیرج مرکب بڑھا کر مقابل بدر بن زلازل آکر نگا ورنہ ہو کوئی تین چار قدم امیرج کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا
 اور سات قدم بدر بن زلازل کا گینڈا پیسا ہو گیا گھما سے سپر مانند گل آتش بازی کے شرافشان ہوئے پھر دونوں
 مرکبوں کو راتوں میں مسل کر مقابل یکدگر ہوئے بدر نے دیکھا کہ میرا مقابل ایک جوان ماہ طلعت ہی چہرے پر کمال شان و
 شوکت ہے پوچھا کہ تو کون ہو امیرج نوجوان نے کہا کہ صاحب قرآن آفتاب پرستان امیرج عالی شان بدر نے کہا کہ بڑا زبیر
 تو ہی ہو جواب دیا کہ ہاں میں ہی ہوں لقا کو میرا پہنچانے والا ہوں بدر بن زلازل یہ کلام سخت و درشت امیرج نوجوان
 کی زبان سے نکلے آگ ہو گیا کما کہ بس زیادہ زبان و رازی نہیں کرتے خبردار رہ کہ تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کلمہ امیرج
 پر نیزہ مارا امیرج نوجوان نے نیزے کو نیزے کی شان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی چند طعن رد و بدل ہوئی کلمہ امیرج نے
 نیزہ بدر کا ہوائی کیا اسکے منہ پر ہوا ثبات چھوٹنے لگیں بدر پکارا کہ او آفتاب پرست غضب کیا کہ نیزہ میرا تو نے نکال دیا
 مگر میرے ہاتھ سے چکر کمان جائیگا یہ کلمہ تلوار ساری امیرج نوجوان نے اسے سپر پر روکا اور آپ تلوار اسپر ماری اسنے
 بیٹھے ہر رو کا صاف تلوار اچھٹ لگی بدر نے پھر حاکم کیا امیرج نے وارے سکا رد کیا اور ابھی تلوار جاری اسنے پھر سپر پھر کیا

ایک روز گنٹا بھی اسکا نہیں پیدا ہوا اسی طرح کئی جگہ رد و بدل کے ہوئے آخر کار ایک مقام پر ایم جی نے چسکی دیکر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا زور کشمکش ہونے لگے طرفین سے لوگ بکارسے کہ کھڑے ہون پر سے نواز و دونوں مرکبوں سے کودے دامن گرد آئے کہ تین چار مہینے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوا بد رفتاری ایک باغیہ کپڑا لیا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا ایم جی کو یہ معلوم ہوا کہ یہاں پھر ٹوٹ پڑا اور جب ایم جی نے نوجوان نے ہاتھ اسکی گردن پر رکھا معلوم ہوا کہ آسمان بھینچ گیا ہم کشتی ہونے لگی اسی اثنا میں ایک گرد آٹھی امیر مع سرداران باوقر ساتھ ساتھ سعادت شاہ کی فرج ہینار ہمارا لیے کچھ دیکھا کہ ایم جی سے اور بد رفتاری ہو رہی ہے ایک جانب کو آکر قائم ہوئے لقا ہتھ پڑنے لگا بختیارک سے کہا اٹھو سلطان درگاہ اگر تمام زمانہ دشمن ہو تو مجھے کچھ اندیشہ نہیں ہے مگر حمزہ کا نام سنا اور دل کاٹ گیا بختیارک بولا کہ یہ گناہ تیرا ہے کہ تو ایسا بندہ ہے اب تو نے پیدا کیا تھا لقا سے کہا کچھ ہے خود کردہ راہ زمانہ نیست لیکن صاحبقران زمان نے طور میں سے کہا کہ تم نیزہ میرا نشان لکھ جاؤ اور مشتری حصار سے لشکر کو لاؤ طور میں کرن نیزہ حضرت نوح کا لیکر روانہ ہوا قطب دوران نے جو دیکھا کہ حمزہ آیا نصر طر اول کشتی گیر کو بلا کر کہا کہ تو جا کر حمزہ سے کہ کہ قطب زمان فرماتے ہیں کہ نیزہ اعظم نے مجھے اس طرح کی سرچنگ دی اور پھر تو نے مجھا اب آیا بھی تو قطب زمان سے رجوع نہ کی اور آفتاب تہاں کو سجدہ نہ کیا قطب زمان کے قدموں کو نہ ہوا نصر طر اول خدمت امیر باوقر میں آیا سلام کر کے پیغام قطب زمان پہنچا یا حمزہ صاحبقران آگ ہو گئے فرمایا اس غلام سے کہ نہ بنا کر کہیں شامت آئی ہو گھر انہیں جلد مجھے اس کو رنجی کا مزا چکھاتا ہوں پھر اسی حد تک سار بانی کو پہنچاتا ہوں ایم جی کے بھروسے پر تو بھولا ہے کچھ اسکی حمایت پر پھولا ہے وہ کفش کاری کر دگا کہ تازہ کی یاد رکھنا نصر طر اول یہ کلمہ سخت سکر پکارا کہ حمزہ تو قطب زمان کو کیا سمجھا ہے اسکی شان میں ایسے کلمے بے ادبی کے منہ سے نکلتا ہے لکھ کر قبضہ پر ہاتھ ڈالا امیر نے سرداروں سے اشارہ کیا کہ لینا اس مرد کو خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین نے دوڑ کر تلواریں نصر طر اول کی چسپانی اور دو چار دھولیں اور دو چار لاتیں مار کر کہا دور ہو یہاں سے صاحبقران زمان پر تلوار کھینچتا ہوا سے کہاں تو اور کہاں صاحبقران ذرا ایما ہوتا تو ایک ایک دھول میں تیری جان نکل جاتی دعا دے اس عاجزا کو کہ ترے اوپر رحم کیا جا خبردار پھر ایسا پیغام نہ لانا نصر طر اول باحال تباہ کپڑے پہنے ہوئے منہ سوچا ہوا اسانے قطب زمان کے آیا تھاں حال کہ سنایا قطب زمان بہت جلال میں آئے کہ او نصر طر اول حمزہ نے تجکو نہیں نہیں کیا بلکہ ذلیل کیا خبر میں اسکا عوض تو لگا یہ عرب جاتا کہاں ہے لیکن بیان بدر بن زلزلہ ایم جی نے جو ان سے کشتی لڑ رہا ہے اور کہہ رہا کہ او بڑا بیکھے مغرور ہے مقدور تو خداوند کا لحاظ نہ کرے اور اسے لشکر سے بے ادبیان کرے دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہوں ایم جی اسکو جواب دے رہا ہے کہ ترے خداوند کی کیا حقیقت اور تو کیا ہے غرض چار پردن کی کشتی میں ایم جی نے بدر کو ننگ پر مارا کہ بدر چار دن شانے چت گرا ایم جی نے مشکین باند حسین اور طبل بالشت بجا کر پھر قطب دوران ایم جی پر زور کیا کہ ترے ہوئے لائے بدر کو غل و زنجیر میں گرفتار کر کے زندان خانے میں بھیجا ادھر لقا کمال ادا اس و پریشان پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا تخت پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا بختیارک نے جو لقا کو نسبت پریشان دیکھا کہ خداوند ایک صلاح مجھے سوچھی ہے کہ آپ پیغام صلح قطب دوران پاس بھیجے آفتاب پر سنون سے مل جائے لقا سے کہا اٹھو شیطان بعض امور خدائی ایسے ہیں کہ انکی تقدیر میں نے پھر موقوف رکھی ہے بتاؤ کہ ان پیغام لہجائے بختیارک نے عرض کیا کہ بلو طر کج گردن کو قید سے رہا کر کے اسکو خلعت دیجیے اور میرے ساتھ مجھے میں اپنے ہمراہ اسے لیکر قطب دوران کے پاس جاؤں اور پھر کہنا کہ خداوند نے کہا ہے کہ آپ بلو طر کو لے لیجیے اور بدر بن زلزلہ کو دیکھیے اور ہمارے آپ کے صلح ہو جائے ہم آپ کو

ہو کر خدا پرستوں سے لڑیں انکا کام تمام کرین کہ قطب دوران راہی ہو جائیں پس آفتاب پرستوں کو خدا پرستوں سے
لڑوائیے اور آپ بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھیے اگر امیرجوزوان غالب ہو بہتر اور جو حمزہ غالب ہو تو سمجھیے گا کہ ایک بلا
دفع ہوئی لقا پکارا ہو بختیارک بس یہی تقدیر میں سے کی تو اپنے ساتھ بلوط کو لیا بختیارک بہت سی کشتیاں مخالف کی
اور بلوط کو ساتھ لیکر جلاہر کا دن نے بختیارک کے آنے کی خبر قطب دوران کو دی قطب دوران نے
لوگوں کو حکم دیا کہ بختیارک کو لاؤ اور امیرجوزوان سے کہا کہ تم اس روز بلوط کو چھڑانے جاسے غصے غصے قدرت نیر غلام
کی دیکھی کہ بلوط کو بغیر کوشش کے تمہارے پاس بھجوا دیا امیرجوزوان نے قدموں کو چوم لیا اور کہا کہ بیشک شبہ آپ واقف اسرار
ہیں کہ اس اثنا میں بختیارک آیا اور دماغ دہشتہ قطب دوران بجالایا بلوط کو ساتھ لے گیا اور پیغام لقا کا دیا بلوط
نے پائی تخت قطب دوران کو جو امیرجوزوان کے قدموں پر گرا امیرجوزوان سے دیکھو بہت خوش ہوا اپنے بلو میں
جگہ دی لیکن قطب دوران نے بختیارک کو کرسی پر بٹھایا بختیارک نے معنوں گذشتہ مشتمل صلح بیان کیا قطب دوران
نے کہا کہ ہم بھی صلح چاہتے ہیں اور ہرگز امیرجوزوان سے دینے مگر تم لقا کے لشکر میں نہایت معقول معلوم ہوتے ہو
تمہارے پاس کیا عمدہ ہو کو شاکام ہو اور تمہارا کیا نام ہو بختیارک نے نام اپنا بتایا اور کہا وہ شخص شیطان سے زیادہ
مشہور ہے شیطان درگاہ لقا ہو قطب دوران نے کہا کہ پیدائش تمہاری باختری کی جو عرض کیا کہ نہیں میں ایرانی ہوں
بختیارک سے پوچھا کہ پھر باختر میں نکو کون لا با آئے کہ گزشتہ فلک نے بہانہ پوچھا یا قطب دوران نے کہا کیا
حمزہ نے تمہیں کچھ رنج دیا بختیارک رو کر بولا کہ یا قطب دوران میں کیا کمون حمزہ نے کچھ میرے ساتھ نہیں کیا ایک
لک لک پادزد باریک گردن ساربان زادے ملا کہ ہاتھ سے اندھا پوچھی قطب نے پوچھا کہ کون دزد مکار اسے کہا کہ عمرو
عبار کہ عمرو کون ہی بولا امیر حمزہ صاحبقران کا ایک عیار ہی بلا سے بیدرمان آفت جہان ہم سب ایرانی اسی کے حزاب کیے
ہوئے ہیں اسے ہم سب کو در بدر کر کے خاک لبر کیا ہو قطب نے کہا کہ کیا وہ عیار لشکر حمزہ میں ہو بختیارک بولا کہ یا خلیفہ
خدا اسے اسکا رو سیاہ کیا چند روز ہوئے کہ حمزہ سے اور اس سے بگاڑ ہو گیا حمزہ نے اسے نکال دیا خدا سے پھر نہ لاسے اور
قرب تھا کہ بختیارک عمرو کو گالیان دینے لگے اسوقت عمرو نے باتیں کرتے کرتے بختیارک کو اپنی بائیں آنکھ کا تل دکھا دیا بختیارک
کی نظر جو بڑی پہچاناکہ یہ تو مرشد خود ہی ہیں میں اسے کیا باتیں کر رہا ہوں دل سننا گیا ہاتھ پائوں میں ریشہ پڑ گیا زبان بچنے
لگی منہ سے کچھ کچھ نکلنے لگا جان نکل گئی دل میں کہا کہ امیرجوزوان کو جانتا تھا کہ عمرو بیان نہیں ہو وہ تو بھی جگہ موجود ہیں
گھبرا کے کہ کہ قطب دوران خلیفہ زمان عمرو سب طرح سے بڑا ہو اور نظر کردہ ہفت پیغمبران ہو اور دوسرے جو جو کرامت
کہ انہیں ہی اپنے دو سو خداوندوں میں سے ایک میں بھی نہیں ہو اور ہر سرکش و گمراہ کو خوب درست کیا ہو بڑے بڑے کاؤن
کے سرکاتے ہیں جو بڑے زبردستوں کو زیر کیا ہو اور میں تو انکا غلام ہوں قطب بولے کہ او مردک منافق دو رنگ کبھی بہت
اور کبھی تعریف ارے اس مرا زادے کو خوب جوتیان مار کر نکال دلی بختیارک پر پاپوش کاری ہوئے خوب مار کر بگاڑا
سے نکال دیا بختیارک اس طرح منہ سو جا ہوا کپڑے بچھے ہوئے لقا کے پاس آیا اسے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا اسے تمام حال بیان
کیا کہ مرشد کو بھلا بھلا کیا تھا امیر قطب دوران نے مجھے خوب چٹوایا اور دربار سے نکلوا دیا لقا نے کہا ارے مرشد کون
ہو بختیارک بولا کہ جسے آپ کی ریش مبارک کو پیشاب سے مونڈا وہی مرشد کامل وہی ہادی آگاہ دل خواہ عمر و میں
امیر ضمری ہو لقا پریم ہوا کہ میں نے تقدیر کی ہو وہ اب بہانہ دیا گیا کیونکہ وہ بیان آسکتا ہو تو چھوٹا ہو تو بڑا ہو
کی ہوگی کہ خلیفہ بڑا گیا اور مجھے مارا پیشاب لکھ لکھا کہ ارے اس فلیجہ کے جوتیان لکین بختیارک پر خوب کفش کاری ہوئی یہی جوتیان
میں کہتا ہو کہ امیرجوزوان بختیارک فحش میں تری جوتیان کہنا نکال دیا اب اس طرف کا مال نہجہ کہ امیرجوزوان نے بل جگہ

بیٹے کا حکم دیا اور لشکر امیر اور لشکر لقمان بھی فقارہ گزرا دیا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینوں لشکر میدان میں آئے
 صفین آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج نوجوان قطب دوران سے اجازت لیکر معرکہ آرا سے ہر دو
 مبارز طلب کیا ہاشم تیغزن مرکب پر سے اتر کر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ سے فرمایا
 کہ خدا کے سپرد کیا جام عنایت ہوا ہاشم اُسے پی کر مرکب پر سوار ہوا اُس کے مقابل ایرج نوجوان ہوا بعد لگا ورزنی کے
 نیزہ بازی شروع ہوئی خوب تیز سے چلے ایرج نے سنان نیزہ ہاشم کی نکال دی ہاشم نے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری نیزوں کے
 ٹکڑے اڑ گئے نوبت تلوار کی پہنچی دن بھر تلوار چلی آخر کو ہاشم تیغزن ایرج نوجوان کے ہاتھ سے زخمی ہوا آفتاب پرست
 تلوار میں تنگی کیے لشکر امیر کی طرف رخ کر کے پکارے کہ ناقہ مردان و نا انصاف کا دونوں جہان میں رو بہا ہوا اس گلے سے حمزہ
 صاحبقران بیچ و تاب کھا کر رہ گئے آخر طبل باز گشت بجا تینوں لشکر اپنے اپنے مقام پر پھر گئے رات کو ایرج نے پھر طبل جنگ
 بجوایا اور صبح کو حمزہ کا رزار میں آگیا طبل ماہر و نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی ایرج نوجوان نے نیزہ عجیل کا توڑ ڈالا شمشیر زنی
 ہوئی عجیل بھی زخمی ہوا پھر طبل باز گشت بجا لشکر اپنی اپنی آسامگاہ کو گئے اب حال اسد بن کرب غازی اور عمرو بن رستم
 سینے کے ان دونوں کو بدر بن زلزل نے زخمی کر کے پکڑ لیا تھا اور زندہ لٹھانے میں بھیج دیا تھا خورشید زخمی اور حبشہ زخمی کی
 ہمیشہ کا بیٹا فریدون زخمی اپنی متعین تھا زندہ لٹھانے میں اکثر آیا کرتا تھا اسد کی باتیں دہوائی کی سن سکر بہت خوش ہوتا
 تھا اور کمال حفا تھا تھا ایک روز اسد نے فریدون سے کہا کہ اے فریدون یہ کیسی نکو ہمارے ساتھ محبت ہے بلکہ کمال
 بیخروئی ہو کہ تم تنہا شراب پیتے ہو اور ہلو نہیں دیتے ہو ہمارے اوسے اوسے ملازم قرا بے کے قرا بے شراب کے دے ڈالتے
 ہیں اب ہم زندان میں گرفتار ہیں فلک نے مجبور کر دیا ہونا چاہیے اور کیا کہیں کہ ہمارے دادا جان سے اور حمزہ صاحبقران
 سے نا اتفاقی ہو نہیں تو انک ہم قید کا بیکو رہتے وہ ہکو چھڑا لیا ہمارے فریدون زخمی بولا اے شہر یار میں جاننا تھا کہ آپ
 شراب نہیں پیتے آپ کو شوق نہیں ہو اسد نے کہا کہ مجھے بھی ہم شراب تو منرو پیتے ہیں مگر کسی سے سوال کرنا نہیں جانتے
 ہیں مانگنا عیب سمجھتے ہیں تم از بسکہ مجھ سے پیش آئے ہو اس باعث سے تم سے اس وقت طلب کی اور نہیں تو مانگنے کی کیا وجہ
 تھی فریدون بولا کہ شراب حاضر دیجیے اور یہ لکے اسد کو شراب دی اسد نے خود ہی پی اور عمرو بن رستم کو دے
 دی فریدون بولا کہ شہر یار یہ کیا نا انصافی ہو کہ آپ اکیلے ہی پی گئے اور کسی کو دے دی اسد نے کہا کہ تم جسکو چاہو دو میں کیوں
 دوں فریدون نے عمرو بن رستم کو بھی جام شراب دیا عمرو بن رستم نے بھی پی لیا لیکن اسد اب شراب پی رہا ہو گزرا کہ
 ہو باتیں بنارہا ہو کہ فریدون نے پوچھا اے شہر یار وہ دادا جان آپ کے کو کسے میں کہ خبا ذکر آپ ابھی کرتے تھے جاسے جرت ہو کہ
 وہ کیوں گزرا آپ اس چوکی پر سے میں سے چھڑا لیا جاتے کس طرح بیانک آئے اسد نے کہا اے فریدون تم انکے وصف سے نہیں آفت
 ہو وہ فکر کردہ ہفت پیمبران برہم زندہ دولت کا فرمان برباد کنندہ خدائی بتان وہ جو تھے سنا ہو خدا جہ عمرو بن امیہ ضمری
 ولی اللہ عیاروں کے بادشاہ وہ میرے دادا میں لقما خدا سے باختر کہ جب ملک سبائل میں رہتے تھے اور
 برسوں روز در بچہ قدرت سے سر باہر نکالتے تھے اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کی خلقت سجدہ کرتی تھی خدائی انکے زور شور
 تھے اس وقت انھوں نے ساتویں فیطول پر چڑھ کر لقما کو بیوش کیا اور پیشاب سے ریش قدرت کوڑ کر کے موندنا اور وہ اب
 بھی آفتاب پرستوں میں قطب دوران بنے ہیں کل کا ذکر ہو کہ بختیارک صلح کا ذکر کرنے گیا تھا اسکو جو تیان لگو کر نکلوا دیا
 فریدون نے کہا اے شہر یار یہی ہو کہ عمرو نے لقما کی ریش تراشی اسد نے کہا اے فریدون یہ بات تو اکثر میں اشمس اور ابیض
 من الامس ہی ایک زمانہ جانتا ہوں اور بھائی میرا شاہزادہ خاورد سپاہ لقما کی بیٹی ملک گشتی افروز پر عاشق ہوا اور
 اسکو صاف باغ بہشت سے نکالے لیے چلا گیا یہی خدائی ہو کہ لقما کو خبر بھی نہ ہوئی اور ہامون میرے بلیع الزمان لقما کی

بڑی بی بی جہان افروز کو عاشق ہو کر لینگے میں یا قوت شاہ کی بی بی برائیل تھا اور لقا شہر شہر ہم لوگوں سے بھاگتا پھرا اسکو
تم بخدائی مانتے ہو غرض اسبطرح بہت سی مذمت لقا کی کی اور چند کلمے وحدانیت الہی میں بیان کیے کہ رنگ کفر دل سے
فریدون کے دور ہوا آئینہ اسلام قلب پر تو فلکں ہوا کہ کہ امیر شہر یار میں نے لعنت کی لقا پر اسد نے کلید طبعہ تعلیم کیا
فریدون کلمہ چھوڑ کر صدق مسلمان ہوا اور دو پہر رات گئے دروازہ زندان خانے کا کھولا اسد اور عمرو بن رستم
کو قید سے رہا کر کے لشکر امیر کی طرف چلا اور امیر کا حال سننے کے انھوں نے چالاک بن عمرو سے کہا کہ تو جا کر اس مکار کو بچ
لا کہ ہر روز مجھ پر طعنہ زنی کیا کرتا ہے قطب دوران بنا بیٹھا ہے چالاک سے عرض کیا کہ بہت خوب اور اسباب ہیاری اپنے بدن
پر آراستہ کر کے روانہ ہوا یہاں تک کہ دروازہ بارگاہ قطب دوران پر پہنچا دیکھا کہ قطب دوران تخت پر بیٹھے ہیں اور ایرج
کو جوان دھگل پر تلگن ہے شراب پی رہا ہے چالاک بصورت تبدیل پھر کیا رات کے وقت جب دربار برخواست ہوا اور ایرج
اپنی خوابگاہ کی طرف گیا قطب دوران اپنی خلوت سرا میں آئے اپنے دل سے باتیں کر رہے تھے کہ امیر عمرو اس عرب نے
بڑی بیوفائی تیرے ساتھ کی لیکن خدا نے ایرج ایسا جوان بجا دیا ہے اسکا نعم البدل عطا کیا ہے یوں اپنے دل کو تسکین دی
بعد اُسکے کھانا کھا کر سو رہا چالاک نے کینگاہ سے نکل کر سیلے پاس انوں کو بیہوش کیا بعد عمرو کو بیہوش کر کے پشتار سے میں
باندھ کر روانہ ہوا حمزہ صاحبقران بارگاہ میں بیٹھے ہوئے خواجہ عمر و کا ذکر کر رہے ہیں کہ اس تک حرام نے آواز سے
کس کس کر سخت تنگ کیا ہے میں نے چالاک کو بھیجا ہے کہ جا کر پکڑ لائے دیکھتے دیکھتے وہاں نہیں بھی باتیں تھیں کہ چالاک پشتارہ
لیے پہنچا امیر پکارے کہ امیر چالاک اس تک حرام کو لایا عرض کیا کہ حاضر ہے اور پشتارہ سامنے رکھ دیا امیر نہایت خوش ہوئے
فرمایا اسے ہوش میں لاؤ چالاک نے خوب دست و پا عمرو کے باندھ کر فیکہ رفع بیہوشی کا دیا خواجہ عمر و کو ہوش آیا اپنے
دست و پا کو بندھا ہوا پایا سامنے امیر حمزہ صاحبقران کو مع سرداران با تو قیر اور بادشاہ اسلام کے بیٹھے دیکھا پکارا کہ امیر
آفتاب تابان جو تیرے قطب کے ساتھ برائی کرے اسکو توجہ دے امیر یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوئے نفرہ کیا کہ او مکار
تک لک پاؤں دبار یک گردن ساربان زادے کیا جھک سارتا ہے یہ تک حرامی کا عوض ہے کہ تو مرنے وقت کا فرماؤ خواجہ عمر و
پکارا کہ امیر عرب تو تیرا عظم سے نہیں ڈرتا اُسکے خلیفہ سے بے ادبی کرتا ہے وہ تجھے جلا دیگا امیر پکارے ہاں اس تک حرام کو
سزا دے جو تجھے دوست رکھتا ہے اس پر تلوار مارے سب سردار تلواریں برہنہ کر کے آئے خواجہ عمر و کی طرف چلے گئے کہ
عمرو پکارا ایہا الناس تم مجھ پر تلواریں کھینچ کھینچ آتے ہو میں وہی ہوں کہ لعل جادو نے شہر مشرقی حصار میں تم سب کے سر
کا ٹکڑہ کے لنگروں میں چڑھا دیے تھے میں نے لعل جادو کو مارا اور تم سب کو چھڑایا اور غفلتی آباد میں تم سب جانور بن گئے تھے
میں نے تمکو انسان بنایا اور کس کس جگہ پر میں بخارے واسطے سینہ سپر سنیں ہوا آج حمزہ نے جو جادو پیسہ سی تم سب بھی
پھر گئے تمکو حیا و شرم باقی نہیں رہی شعردید کے قابل ہو چشمیو یہ گردش جیخ کی پھر گئے ہی انکی نظر ہے زمانہ پھر گیا ہے
سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہے شعربادیاران چشم یاری داشتیم خود غلط بودا پنچہ ماہنداشتیم یہ کلمہ سنکر تمام سردار تلواریں
میان میں کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے دلیں کہنے لگے کہ چاہیں صاحبقران مجھے خوش ہوں چاہیں ناراض ہوں مجھے
محسن کشتی کبھی نہوگی امیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ سب سردار سر جھکائے بیٹھے ہیں عمرو کی طرف رخ نہیں کرتے اسوقت
ہاشم تغرن کی طرف خطاب کیا امیر ہاشم تو جا کر اس موزی کے ٹکڑے کو یہ فرزند رشید ہو کبھی عدول کی نہیں کرتا باتیں برہنہ خواجہ
عمرو کی طرف چلا عمرو پکارا کہ امیر ہاشم تغرن کیا ارادہ ہو ہاشم بولا کہ قسم ہے خدا کی بغیر اسے تمکو چھوڑ دوں گا عمرو یہ بات سنکر آرام
مرگ ہوا زیست سے پاس ہوئی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا دعائیں مانگنے لگا ناگاہ دربار گاہ پر ایک غلام ہوا امیر حمزہ
صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھو تو کیا غلام ہے قضاے کار اتفاقا تو روزگار جیوقت عمرو کو چالاک پکڑ رہا ہے اسی وقت

ہر کار سے آفتاب پرستوں کے جو گئے ہوئے تھے انھوں نے امیرج نوجوان کو خبر پہنچائی کہ قطب دوران کو عیار لشکر حمزہ
کا پکڑ لیا اور خلیفہ سے جواب و سوال سخت و سخت ہو رہے ہیں امیرج نوجوان بے نشہ ہی خستہ کمرک پر سوار ہو کر جلد تڑپا
اور مانند شعلہ جوالہ کے اندر بارگاہ کے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور نعرہ کیا کہ ای حمزہ صاحبقران میں الیسا
آپ کو نہ جانتا تھا کہ آپ قطب دوران کو عیار بھیج کر دوا منگو بیٹے آپ کو شرم نہیں آتی کہ آپ نائب نیراعظم کے ساتھ ایسی
حرکت کرتے ہیں باوجودیکہ کرامات خلیفہ کے آپ دیکھتے جاتے ہیں پھر اعتقاد نہیں لاتے ہیں اور اس پر طرہ یہ ہو کہ اسے قتل
کرنے کا ارادہ کیا ہے اگر ایک روز گنگا قطب دوران کا میلہ ہو گا تو میں ابھی بیان دریا سے خون بہا دوں گا ابھی جان پر کھیل
جاؤں گا اور قطب دوران کو پھیرا لیاؤں گا امیر امیرج کی باتیں سن کر شہسے اور فرمایا کہ ای امیرج نوجوان یہ مختار دشمن دین ہے
مختار سے قطب کو مار کر آپ قطب کی صورت بنا ہی رنگ و روغن عیاری کا چہرے پر ملنا ہے ابھی کو تو میں اسے نسلاد دین
صورت بدل جائے امیرج نوجوان نہایت خفا ہوا کہ جو کچھ ہو میں قطب دوران کو لیاؤں گا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا
کہ ای امیرج اگر یہ مختار قطب ہو تو لیاؤ اور جو میرا عیار ہو تو لیاؤ کیا ضرور ہے امیرج بولا کہ کیونکر معلوم ہوا امیر حمزہ
فرمایا کہ ابھی متبر ظاہر ہوا جاتا ہے حکم دیا کہ لاؤ گرم پانی میں اس مکار کو نہلا کر امیرج کو صورت اسکی دکھا دوں امیرج اپنے قطب
کو پہچان لے لوگ اسی وقت آب گرم لینے کو گئے لیکن اب امیرج بھی حیران ہے اور عمر و بھی خیال افشا سے راستہ پریشان ہے مختار
ہو کر و عاتین مانگنے لگا کہ ای پروردگار جلد اس عرب کے ہاتھ سے نجات دے کہ لوگ گرم پانی لیکر آئے امیر نے حکم دیا کہ اسے
نسلاد لوگوں نے چاہا کہ خواجہ عمر و پر پانی ڈالیں اور عمر و عالم باس میں تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا خواجہ عمر و کو اٹھا کر آسمان کو
لیچا امیر نے چاہا کہ تیر ماریں امیرج نے دوڑ کر کمان پکڑ لی عمر و پکارا کہ ای امیرج مجھے فرشتہ مقرب بلے جاتا ہے اور اب تو یہاں نہ
مختار اپنے لشکر کو جا یہ سب بلے اعتقاد میں امیرج نوجوان سجدے میں گر پڑا اور امیر سے کہا کہ اب بھی آپ کو اعتقاد نہیں آیا امیر
نے فرمایا کہ ای امیرج یہ فرشتہ نہیں ہے دیوتندک عمر و کا شاگرد ہے جو عمر و کو بلے جاتا ہے امیرج بولا کہ سبحان اللہ کیا بد اعتقاد ہے
ہاں مگر باہر نکلا مگر کب پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا لیکن دیوتندک نے عمر و کو ایک دامن کوہ میں لا کر اتارا اور سانے عمر و
کے رونا شروع کیا اور کہا کہ خواجہ جدائی میں بہار پری کے میرا بسا حال ہے آسمان میری میرے اور ظلم کرتی ہے میری معشوقہ کو اور
کے ساتھ منسوب کیے دینی ہے ہر چند کہ ماں بہار پری کی شادی کرنے میں راضی نہیں ہے مگر وہ کیا کرے خواجہ عمر و نے کہا ای
تندک تو اپنی معشوقہ کو لیا کر پوشیدہ کر اس سے عیش میں مصروف رہ اور مجھے ان دنوں میں نافل نہو مجھے بارگاہ امیرج
میں پہنچا دے اور جب بارگاہ میں پہنچنا یہ مشک نافرشار کرنا اور محکومت پر بھادینا میں کوں گا ای فرشتہ مقرب نیراعظم تو
چند روز میرے پاس رہ تو جواب دینا کہ ان دنوں میں آفتاب تابان شکار کو جا یا جاتے ہیں میں ہمراہ اُنکے جاؤں گا نہیں
تو آپ پاس بٹھرتا ہے مگر تو راہی ہونا غرض تندک نے موافق عمر و کی فمائش کے اسکو بارگاہ امیرج میں پہنچایا اور لکھنؤ
فرار داکے چلا گیا امیرج نے قطب دوران کے قدموں کو بوسہ دیا اور گرد پھرا قطب دوران نے اسے گلے سے لگایا
اور کہا کہ ای امیرج دیکھا تو نے کہ عرب کیسا بد اعتقاد ہے میں مجھے اسی واسطے منع کرتا ہوں کہ ان لوگوں سے نہ ملے یہ لوگ
بہت برے ہیں امیرج نوجوان نے کہا کہ یا قطب دوران آپ طبل جنگ بجا ئے قطب دوران نے حکم دیا اسی وقت
نقارہ رزمی گڑ گڑایا ہر کاروں نے جا کر امیر کو خبر دی کہ اس طرح سے قطب دوران آسمان پر سے بارگاہ امیرج میں آئے اور
اب امیرج نے طبل جنگ بجا لیا امیر حمزہ نے فرمایا کہ اس مکار سے خوب مکر بھلا یا ہے خبر کیا مضائقہ ہے مجھ لیا جائیگا ہمارے
میدان بھی طبل جنگ بچے اور لشکر لقمان بھی کوس حبلی نوازش میں آیارات بھرتیاری رہی صبح کو قیون لشکر میدان میں
آئے مصنفین آراستہ ہوئے نقیب نقابت کر کے نکل گئے امیرج قطب دوران سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارک ہو

لشکر اسلام میں علماء شریک ہو کر عہدہ گری پر کئے آواز کٹو دم گاؤ دم نفیری شتری و مامون کی بلند ہونی جبہ وین ستون اسلام
 کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب نے کھورسے کی باگلی سامنے تخت بادشاہی کے آگے کھڑے سے
 آکر آداب بجالایا اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں سپرد خدا کیا جام کلمہ عفریت عنایت فرمایا کرب نے اہل علم
 کو بے اندیشہ انجام پی لیا اور تنگ مرکب درست کر کے سوار ہوا میدان کو راہی ہوا جب مقابل ایرج نوجوان کے ہو چکا
 ایرج تگا و رزن ہوا برابر سے مرکب دونوں کے پسپا ہوئے گھوڑوں کو رانہن میں دبا دیا مسل مسل کر مقابل بیکہ گری ہوئے
 اور بعد گفتگو نیزہ بازی میں مصروف ہوئے خوب نیزہ بازی ہوئی مطلب کسی کا حاصل ہوا ستائین بر چھپوں کی ناکارہ ہو گئیں
 چھڑ چھڑ پڑنے لگی بر چھپوں کے پرچھے اڑ گئے ایرج نے پکار کر کہا ای کرب تو نیزہ بازی میں مجھے برابر رہا مگر یہ گرز
 ظاہر ملک الموت کا جو خبردار رہنا یہ کمر گرز کرب پر مارا کرب نے سپر سکندر پر رو کا مدد ضرب کر دے کرب بیہوش ہو گیا
 مرکب تنگ تک زمین میں غرق ہوا مگر دونوں ہاتھ جسطرح ستون گز تھے آسمین سر مو فرق ہوا ہر تورا گز زمین چھپ گیا
 ایرج نوجوان کلاہ سر کج کر کے پکارا کہ زدم و پست کر دم آؤ اسکی خبر لو اندلس جزر خوار کرب کا عیار روٹا گرد گرد کے
 جرج مارا با آواز بلند پکارا کہ ای شریار حریف زیادتی کر رہے ہیں کرب کی آنکھ کھل گئی اپنے عیار کو سامنے کھڑے ہوئے پایا
 عیار نے پوچھا کہ کیا حال ہو کرب نے کہا کہ پروردگار عالم نے بچایا مگر ہلاکی ضرب ماری تھی یہ لکھ کر کھڑے کو اشارہ کیا ایسا
 ہی لکھو ڈانٹا کہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا کرب پکارا کہ ای ایرج نوجوان خبردار ہو یہ لکھ کر زمار ایرج نے بھی گرز کرب کا رد کیا
 مگر کرب ایرج کی ٹوٹ گئی دونوں گھٹنے ایرج کے زمین کو جا گئے شاہ پور عیار کراچی کو ہوش میں لایا ایرج نے مرکب کو اشارہ
 کیا وہ مرکب گلی نہا ہوا تھا کیا آگے بڑھتا ایرج اس پر سے کود پڑا اور پیادہ پاتلوں کی پیکر دوڑا کہ کرب کے مرکب کو پڑ کر کرب نے
 جو یہ نقشہ دیکھا پشت زمین سے روئے زمین پر آباد و نون میں کشتی ہوئے گئی تین شاہانہ روز کشتی رہی ناگاہ پانوں کرب کا
 موخا خانے میں پڑ کر اٹھ گیا کرب کو غش طاری ہوا ایرج نوجوان کرب کو پکڑ لیا ہر چند کرب نے کہا ای ایرج اس طرح
 بہادر بہادر دن کو نہیں پکڑنے اس صورت سے اکثر ہمد اور بزدلے لڑتے ہیں مگر ایرج نے کچھ نہ سنا کرب کو باندھ لیا اور
 لا کر بیوت آفتاب پرست کو دیا کہ اسے قید کر کے شہر فرنگوشیہ میں لے جا بیوت آفتاب پرست بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر کرب
 کو اچھے پر ڈال کر اور جو اور سردار لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے تھے ان سب کو لیکر روانہ فرنگوشیہ ہوا اور فریادوں کی آغوش
 اسد اور عمرو بن رستم کو قید سے چھڑا کر ساتھ لے ہوئے آیا مذہبوسی صاحبقران کی حاصل کی امیر اس سے بہت خوش
 ہوئے غفلت سے سرفراز فرمایا لیکن اسد اور عمرو بن رستم اپنے دنگوں پر بیٹھے دو چار جام شراب کے پیہ دماغ نشہ
 شراب سے گرم ہوا اسد نے عمرو بن رستم سے کہا کہ کیوں بھائی اس بزاز بچے کے مارنے کی کوئی نہیر خھرائی عمرو بن رستم بولا
 کہ بھئی میں اس امر سے کب باہر ہوں اسد نے کہا کہ پھر طبع بسم اللہ عمرو بن رستم چپکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور امیر کی نگاہ پکڑ کر
 باہر نکلا اسد بھی پیشاب کے ہانے سے جلا دو نون بارگاہ سے باہر آئے اور بارادہ قتل ایرج نوجوان روانہ ہوئے
 لیکن ہر گاہے جو ایرج کے لٹے ہوئے تھے انھوں نے جا کر ایرج نوجوان کو خبر دی کہ اسد اور عمرو بن رستم دونوں
 آپ سے لڑنے کو آئے ہیں ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہے اور اٹھ کر بارگاہ سے باہر آیا مرکب پر سوار ہو کر انکے مقابلہ کو چلا آفتاب
 راہ میں مقابلہ ہوا چلے عمرو بن رستم تلوار کھینچ کر ایرج پر آیا خوب تلوار چلی آہن کار عمرو بن رستم زخمی ہوا بعد اسکے اسد بھی
 لڑا وہ بھی مجروح ہوا مگر اس حالت زخمی داری میں بھی عمرو بن رستم اور اسد بن کرب فٹاری تلوار میں کھینچ کر آفتاب پرستوں پر
 جا پڑے خوب تلوار بن مارین بہت سے آفتاب پرستوں کو جینم واصل کیا انجام کار جب زخمیوں سے خون جاری ہوا غش
 طاری ہوا تلوار بن میان میں کین دونوں ہاتھ حائل گردن کر دیے کھورسے دونوں کے رزمگاہ سے نکلے

جالاک بن عمرو انکے بھی ساتھ ساتھ آیا تھا جب اس نے دیکھا کہ یہ دونوں زخمی ہوئے اور گھوڑے انکو صحر کی طرف لے چلے یہ لشکر آفتاب پرستان سے باہر نکلا اور دونوں گھوڑوں کی باگ ڈور میں پکڑ کر لشکر اسلام میں لے آیا امیر حمزہ صاحبقران سے تمام حال بیان کیا صاحبقران سکرست آزرده ہوئے کہ عجب طرح کے یہ شہدے میں خیر زخمون میں ٹانگے لگو اسے ادھر لے جاتے ہیں پھر کر بارگاہ میں داخل ہوا اب یہاں کا حال تو یہیں چھوڑیے

جب تک دو کلمے داستان شاہزادہ عالم و عالمیان نور دیدہ مومنان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدین عالمیہاں کے بیان کیے جاتے ہیں۔ غزل

<p>مقابل ہو گیا ابرو تر کیا میرے دامان کا مقابل ہو گیا بھولوں سے بنزد اس گلستاں کا رقم حسین کیا ہو صفت اس خسار جہان کا کسین تیغ کلی باندھے سے بھی ہو جاتا ہر بانکا ولا رکھنا سمجھ کر یا تو ان گلزار محبت میں تماشا دیکھنا منظور ہو سر و چراغان کا جہان میں فصل باران کا جو ہر سو آج کل غل ہو بھڑکنے دیکھنے میں ہم جو خلد آہ سوزان کا فصل میں بھی رہا صیاد کا پاس ادب محکو غرض کہو دیتی ہو دنیا میں سارا وقت انسان کا دل مضطر کو کیونکر کل پڑے الفت میں کیوں بہا کر کے رسم قنوت کا اپنا منہ ڈھانکا قیامت تک نہوگا بند یہ بھی ای گنگارو نہیں گھر میں خدا کے کام کو چھوڑا دینا اثر صحبت کا ایسفاک آخر اسی خاتا ہو کبھی چاک نفس سے بھی گلستان کو نہیں جھانکا چراغ طور کو جس نے بجھا یا حضرت مونس لگے ہر سلسلہ وحشت کا ہر تار اپنے ولان کا ہو امین نا تو ان قتل ان گاہوں کی جاہلندی پر لگے ہر میل آب تیغ میں کچھ آب حیات کا کیا افشا سے راز عشق لعل اشک نے اپنے یہ ہر بعد فنا بھی ہو سودا زلفت بجان کا وہ انیادوست ہوں اور دروین بھی از شہین اسی کی تیغ کا دورا ہر میرے زخم کو ٹانکا اتالی کبھی ہو کہ انا مجنون کا نفسہ ہو</p>	<p>کہ ہوسا را سمند را یک آنسو چشم گریان کا صنم شکوئے پردہ کھل چلا تھا ترے گریان کا ہو مطلع بلالی کا وہ مطلع اپنے دیوان کا بیان کیا کو چہ قاتل کے آگے بلغ خندان کا کشتنا ہو برنگ خار غنچہ اس گلستان کا بڑھی جاتی ہیں راتیں طول میں ان گھٹتے جاتے ہیں خجور زمی گر داس کسی نے ترے گریان کا وہ انیادوست ہوں میں غمی تیغ جہاد و صل چھین آنکھوں میں کانٹے گریں گل کو بھی بھانکا زمین کیسی ہی ہو دو شعر کہ لینے سے مطلب ہو پریشانی سو کر تا ہر یار اند پریشان کا جنون کی فصل آہو پختی ہو عربانی مبارک ہو در تو یہ بھی گویا چاک ہو ترے گریان کا بھلا جراح تو کیا لاسیک گاتا ب نظارہ گھٹک دل کی مزا دینی ہو ٹھکرے پر پیکان کا ہمارے دل کو لیک ہے کم مایہ کہا اُسے وہ ادنی ایک جھوٹا تھا ہوا سے حسن جانان کا بھلا جن آپ کے ہر کون عالم با غلے ایسا مجھے تلو کا دورا ہوا ڈو را گے یہاں کا جناب عشق کی سرکار میں ادنی بھی اعلیٰ ہو ڈو را دیتا ہوساری آبرو یار لاندان کا دور تاہر بشت سختی سے روز حشر کی دعا پیام موت بھی اتد کر وہ جب آیا در مان کا پڑھا جب فنا تھ دست خالی رکھ کے اُس گھٹنے خدا جانے یہ لعل کیسے روئے نابان کا</p>	<p>ہو اہر خط سے دنا حسن اب خسا جہان کا مگر کچھ درد دل نے دمدم اٹھے اُسے ٹھکانا کے دو شعر بے معنی تو کیا ہر فخر انسان کا کہ پھیرا جاتا ہر رنگ اس جگہ خون شہیدان کا وہ میرے جسم پر گل دے رہے ہیں اپنے چھوڑنا اثر بھلا ہو یہ میری شب تار یک ہجران کا بھلا دیتے ہیں اب چشم کے چھینو لئے دم بھر میں مجھے ہر کرب کا باعث تھی ہونا نمکدان کا میں بوسہ مانگتا ہوں بیتہ میں وہ گالیان مگر نہیں رکھتا کسی جا ہاتھ امداد دل مرد میدان کا ہمارے بعد آنے کا ہوا ایسا حجاب انکھو یہ مزدہ دے رہا ہو خود بخود چھٹنا گریان کا ہمارے دلین جب جی چاہے آؤ گرن و گیا کہ ہر حشر بھا ہا ہر ہمارے زخم سوزان کا بھلا کس جرم پر انکھیں تو ای صیاد و سینا ہو یہ الٹی بات دیکھو مول لیکے مال کو آنکا جنون ہونا ہو فصل گل میں ذکر رخت سے مجھو کہ ابجد نغان نبی روح القدس جسکے دبستان کا پڑے میں غمجان کشتے جو ترے ہاتھ کے قاتل برابر مر جہو اس جگہ مور و سلیمان کا ہمارے استخوان سے شانہ گر شائے بناتے ہیں وہ کیا سمجھے جو دیکھے ہو جہان میں روز حشران کا جو وہ سفاک وقت قتل چاہے التیام امداد ہماری قبر پر شب کو ہوا عالم چراغان کا کیا دنا تم صیاد نے کمنہ اسیر وں پر</p>
---	---	--

کو پر تو پہلے ہی کترے تھے آج انکو کو بھی لاکھا
 اجون ہم اس میں من شریک کیا کہ تھے تو ہر
 شاہزادہ نورالدین ہر نشان ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈال کر روانہ ہوا ہر نقاب میں ہرن کے چلا جاتا ہر جان رک رہتا ہر کہ اب
 نہ جاسے تو ہرن اشارہ کرتا ہر کہ آج ہر نورالدین ہر مہر کہ کو اڑاتا ہر جسے کہ قریب ایک باغ کے پہونچا ہرن تو اچھل کر دیوار کو پہونچا نہ
 کے داخل باغ ہوا نورالدین ہر دروازے سے اندر باغ کے آیا وہاں ہرن کو نہ دیکھا نہ کسی آدمی کو پایا اُس آہولی جستجو کی مگر کسی نہ
 نہ لگا چاہا کہ باغ سے باہر نکلے دروازہ باغ کا مقفل دیکھا دیواروں کو بہت بلند یا شاہزادے سے دروازے کا قفل توڑا
 دوسرا قفل پھا ہوا دوسرے کو توڑا قفسر پیدا ہوا یہ قفل توڑتا جاتا ہر اور پھر قفل پیدا ہوتے جاتے ہر اب شاہزادہ ہرن
 و ششدر ہر کہ کیونکر جائے ایک آواز آئی مانی بدور قیامت ہمیں جا مانی یہ آواز شک اور زیادہ پریشان و ملول ہونا چار سیر
 باغ میں مشغول ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اس اثنائیں ایک آواز گرہ و زاری کی ایک طرف سے بلند ہوئی کہ ایہ وردگار
 اگر زلیست ہماری ہر تو ہمیں اس عذاب سے نجات دے نہیں تو عزرائیل کو حکم کر کہ ہماری قبض روح کرے اب یہ اذیت قید
 کی ہے اٹھائی نہیں جاتی ہر پھر دشنے اس آواز حنین کے شاہزادہ نورالدین پہونچا ہر آواز کی طرف چلا جب قریب اسکے
 آیا دیکھا کہ ایک دروازہ بند ہوا اُس میں سے یہ صدا بلند ہر نورالدین ہر نے دروازہ کھولا اندر گیا دیکھا کہ اولوس جتی اور
 ناچید جا دو اور مجنون اختر شمار قید سخت میں گرفتار ہر شاہزادے نے حال پوچھا اُسوں نے جواب دیا غزل

ہر قید عشق کیسو در خسار ہر میں	ہم مبتلا ہر گردش لیل و نہار میں	جیتے ہر ہم تصور ابرو سے ہر میں
آب بقا ہر آب دم و الفت ہر میں	بعد فنا بھی میں جو نہیں ہوں قرار میں	کیا میرے ساتھ دفن ہر بجلی مزار میں
کتنے ہر عشق عارض و گیسو میں درد شب	دن کو میں ہم طلب میں تو شب کو تباہ میں	ہر چشم تر میں سبز و نادر بادل بھرے ہر
لاکھوں ہی بکلیاں ہر دل بقرار میں	جائے ہر ہر دان عدم کس طریق سے	نقش قدم بھی تو نہیں اس رنگہار میں
دل میں ہزاروں داغ ہوئے آئے ہی شب	کیا گل کھلے ہر آمد فصل ہر میں	اُنھے نہ زمین سے لاکھ آئین آندھیاں
باقی ہوا اب بھی صنعت یہ میرے غبار میں	یکس سیاہ بخت سے جو برہمی انہیں	گیسو سے ہر آج جو ہر انتشار میں
بستان عشق کا گل یک رنگ ہر جنوں	ای عند لب کہ دون پر سو من ہر میں	ای شہر پارا بچم جا دو کا بھائی ہر میں

ہر میں یہاں کپڑا لایا ہر کہ عوض انجم جا دو کے خون کا تھے لو لگا کہ تھاری سار سے انجم جا دو مارا گیا ہر اور پوچھتا تھا
 کہ غلام کشا کہ صر گیا بناؤ تجھے کہا کہ ہم نہیں جانتے اُسے کہ تو بیان فدا کیا اور اپنی فکر میں گیا ہوا ہر نہیں معلوم آپکا قدم بیان کیونکر آیا
 لاکھوں ہی بکلیاں ہر دل بقرار میں
 دل میں ہزاروں داغ ہوئے آئے ہی شب
 باقی ہوا اب بھی صنعت یہ میرے غبار میں
 بستان عشق کا گل یک رنگ ہر جنوں
 ہر میں یہاں کپڑا لایا ہر کہ عوض انجم جا دو کے خون کا تھے لو لگا کہ تھاری سار سے انجم جا دو مارا گیا ہر اور پوچھتا تھا
 کہ غلام کشا کہ صر گیا بناؤ تجھے کہا کہ ہم نہیں جانتے اُسے کہ تو بیان فدا کیا اور اپنی فکر میں گیا ہوا ہر نہیں معلوم آپکا قدم بیان کیونکر آیا
 لاکھوں ہی بکلیاں ہر دل بقرار میں
 دل میں ہزاروں داغ ہوئے آئے ہی شب
 باقی ہوا اب بھی صنعت یہ میرے غبار میں
 بستان عشق کا گل یک رنگ ہر جنوں
 ہر میں یہاں کپڑا لایا ہر کہ عوض انجم جا دو کے خون کا تھے لو لگا کہ تھاری سار سے انجم جا دو مارا گیا ہر اور پوچھتا تھا
 کہ غلام کشا کہ صر گیا بناؤ تجھے کہا کہ ہم نہیں جانتے اُسے کہ تو بیان فدا کیا اور اپنی فکر میں گیا ہوا ہر نہیں معلوم آپکا قدم بیان کیونکر آیا
 لاکھوں ہی بکلیاں ہر دل بقرار میں
 دل میں ہزاروں داغ ہوئے آئے ہی شب
 باقی ہوا اب بھی صنعت یہ میرے غبار میں
 بستان عشق کا گل یک رنگ ہر جنوں

نمائندہ قوی بہ کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ بد بکشاے خدا یا کہ کشائندہ قوی بہ ہنوز دماغ مانگ رہا تھا کہ صحرا سے گرد آئشی نقابدار
قنطورہ پوش چارون نقاب از سمیت پیدا ہوا اور نور الدہر کو دیکھا کہ جو پیچہ بندھا ہوا ہو اور ہیکل جادو مستعد قتل بیٹھا ہوا ہو
شاہزادے کو چپا نا کہ یہ تو حمزہ صاحبقران کا پوتا ہو بس نعرہ کیا کہ او ہیکل جادو کیون تو اسکے دریا قتل ہو اور خبردار اسپر مانہ
تو الٹا چھوڑ دے نہیں تو تجھے برسی طرح پیش آؤنگا اور تجھ کو نہیں معلوم کہ خداوند فرعون شاہ کا یہ حکم نہیں ہو کہ خدا پرستوں کو
دو تو نے کیوں اسکو گرفتار عذاب کیا ہو ہیکل جادو نے جواب دیا کہ اسے میرے بھائی انجم جادو بادشاہ طلسم جان بن جان کہ
مارا ہر من اس سے عوض خون کا لونگا بغیر مرے نہ چھوڑو گا قنطورہ پوش نے کہا کہ تو جھک مارتا ہو کیا مجال زیری جو تو اسکی طرف
آنکھ نہ مڑھی کر کے دیکھ کے تجھے لازم ہو کہ اسے چھوڑ دے نہیں تو نہایت ذلیل و خراب ہو گا تو خود گرفتار رہا اب ہو گا ہیکل جادو
نے کہا کہ میں کیا تیرا تابعدار ہوں جو تیرے گھنے پر عمل کروں تو کیا اور حکم فرعون کیسا میں کسی سے پائیلی نہیں رکھتا اور یہ گھر
سحر کرنے پر مستعد ہوا قنطورہ پوش نہبا اور نقابدار قلندر رنقہ سے کہا کہ اسے پکڑ لا نقابدار رنقہ ہیکل جادو کو کیطرت جادو
ہیکل جادو نے سحر کیا کہ آگ کا دریا بہر گرفتار بردوڑا مگر جھوٹ پاس نقابدار کے پہونچا شعلہ ہاے آتش بجھ گئے
نقابدار برابر ہیکل جادو کے آبا نقاب نہ پر سے دور کی پکارا کہ بر من نگر بر من نگر شاید کہ بشناسی مرا ہر ہیکل جادو کی جو نگاہ
نقابدار کے چہرے پر پڑی مجھ کو دیکھنے کے ہنسنا شروع کیا یہاں تک نہسا کہ شبتے شبتے بیوش ہو گیا قنطورہ پوش نے کہا کہ
ارے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دو لوگ تلوار میں کھینچ کر آئے اسیوقت اسکے پرزے اڑا لے اور نور الدہر کو مع ادلوس و ناہید
آخر شمار قید سے رہا کیا نقابدار نے خیمہ استاد کو دایا اسیمن نور الدہر کو بٹھا یا دعوت و صیانت کی صحبت عیش و آرام تہی
ارباب نشاط طلب ہوئے انھوں نے بعد ناز و ادایہ عزل گانا شروع کی عزل

بل ہو کیوں ابروؤں پہ کج پہنشتہ کیا ہو
کہہ کہتے ہیں کسے اور کلیسا کیسا ہو
ہمکو چاہے نہ کوئی آپ ہے کیا کہتے ہیں
آخر امی باد صباد و نون میں جھگڑا کیا ہو
مردے ٹھوکر سے جلتا نا ہو مسیحا میرا
منہر آپ پر امی حضرت موسیٰ کیسا ہو
کس کا جلو الفرا آیا جو ہوئے غضب موسیٰ
اتنی سی بات پر امی جان بگڑنا کیسا ہو
بعد صحبت عیش و نشاط کے جب تجلہ

وکر نہ بھب کا بھلا عشق میں لانا کیا ہو
کس سے ہم پوچھیں الہی ہر معما کیا ہو
آج تک بلبل و گل میں جو نہیں گفت و شنید
پھر نہ آئے کا بھلا یا رس کے شکو کیا ہو
تاب انتظار کا محبوب نہ لا یا کوئی
آگے اب دیکھیے تقدیر کا کھسا کیا ہو
کچھ بیا تو نہیں مانگا ہو فقط بول سلب
امی جنوں کچھ نہ بتاؤ کہ ہر نقشا کیا ہو

کس سے ہر ہم ہو کو مجھے چھپا نا کیا ہو
کچھ نہ ظاہر ہوا را ز انکی مکر کا کیا ہو
آپ کا دوسرے کے دل پر جا رہ کیا ہو
جب ہو مشور جہان وعدہ خلائی اسکی
آپ کا معجزہ امی حضرت عیسیٰ کیسا ہو
سر نو مگر ایک سو بار سنم کے دربر
ہم بھی تو سن لیں الہی کہ یہ قصا کیا ہو
رنگ رخ زرد ہوا جانا ہو کیوں ایک آپ

ہوا تو نقابدار نے نور الدہر سے پوچھا کہ تو کہہ بھائی عمرو اور حمزہ صاحبقران سے صلح ہوئی یا ابھی نہیں نور الدہر نے
کہا کہ اب تو وہ شہر فرنگوشیہ سے ایمرج کو صاحبقران بنا کر آپ اسے قطب بکر لڑائی کو لائے ہیں اسی صفائی کی
گون صورت ہو مگر ہم لوگ خواجہ عمرو کے دشمن نہیں ہیں نہ وہ ہمارے دشمن ہیں ہم آج چاہتے ہیں کہ خواجہ عمرو سے اور
امیر سے صفائی ہو جائے کہ وہ تو ہم سب کے محسن ہیں ہر بلا سے ہمیں بچائے تھے ہر دم میں شریک ہو جاتے تھے قنطورہ پوش
نے کہا کہ میں نے خواجہ عمرو کو اپنا بھائی کیا ہو تجھ کو اس سے کمال محبت ہو میں بھی دعا کیا کرتا ہوں کہ امیر حمزہ سے اور
خواجہ عمرو سے ملاپ ہو جائے نور الدہر بولا کہ خدا چاہے گا تو ہو جائیگا اتنے دوسرے دن نقابدار تو چلا گیا نور الدہر
ادلوس اور ناہید اور مجنوں کو رخصت کر کے روانہ لشکر اسلام ہوا کوئی دو تین کوں آیا ہو گا کہ گردو غبار کا تعلق اٹھا بارہ ہزار
سوار سے بموت آفتاب پرست نمایان ہوا کرب غازی کو اعز ابے پر ڈالے ہوئے فرنگوشیہ کو لیے جاتا تھا شاہزادے پر

جو یہ حال کھلنا نہایت برہم ہوا اور سامنے میموت آفتاب پرست کے آکر کہا کہ اویموت قید کر ب غازی کی میرے چو
کر نہیں تو تجھے مار کر چھین لوں گا میموت آفتاب پرست نے دیکھا کہ یہ غیر حمزہ صاحبقران کہہ دینا ہی نہ تھا کہ گرفتار کر لینا
کیا ہو فوج کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو لوگ شاہزادہ نور الدہر پر دوڑے شاہزادہ تلوار کھینچ کر اپنے چار ہاتھ سے لوگوں کو
قتل کیا خوب لڑائی ہوئی آخر میموت سے سامنا ہوا میموت نے تلوار ماری شاہزادہ نور الدہر نے تلوار اٹکی رد کر کے
جوا پنا دار کیا میموت آفتاب پرست کے دو ٹکڑے ہوئے فوج اسکی شکست کھا کر بھاگی کر ب غازی نے قید توڑی اور
سردار بھی قید سے رہا ہوئے شاہزادہ نور الدہر نے کر ب غازی سے حال پوچھا کہ آپ کیونکر قید ہوئے اس بہادر نے
حال بیان کیا کہ کشتی میں کولہ میرا لڑ گیا ایرج نے بنا سردی مجھے پکڑ لیا مگر شاہزادہ نور الدہر اس نامردی کا غرض
اس آفتاب پرست سے نہ لیا ہوگا تو اپنا نام کر ب غازی نہ رکھا ہوگا میں بغیر غرض سے لشکر اسلام میں نہ جاؤں گا قسم ہو مجھ کو
علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی کہ جب تک منرا اس کر پاس خروش بچہ بازاری کو نہ دے لوں گا کسی کو نہ دے دیکھا دنگا یہ کلمہ
صحر اکو را ہی ہوا شاہزادہ نور الدہر ناچار سرداروں کو ہمراہ اپنے لشکر اسلام کی طرف چلا لیکن لوگ میموت آفتاب پرست
کے بھاگ کر حیران و پریشان پاس ایرج نوجوان کے پونچے اور بیان کیا کہ شاہزادہ نور الدہر نے میموت
کو قتل کیا اور سب قیدیوں کو چھڑا لیا ایرج نوجوان یہ کلمہ سنگر غیظ و غضب میں آکر اٹھا کہ میں جا کر نور الدہر کو لہزا
ہو نہ جاتا ہوں اور سوار ہو کر بے اجازت قطب دوران روانہ ہوا البتہ غصہ ہو کہ گھوڑے کو آڑا سے ہوئے چلا آتا ہوا
پچھے پیچھے عوج جان دریا باری مرجان دریا باری وغیرہ سب میں کہ اٹھے راہ میں شاہزادہ نور الدہر سے مقابلہ ہوا شاہزادہ
نور الدہر سب سرداروں کو پشت پر رکھ کر مقابل ایرج ہوا ایرج نے بادب سلام کیا اور کہا کہ اے شریار مجھے
اور آپ سے دوستی و ملاقات اور آپ سے میرے رفیق کو مار ڈالال کچھ میرا پاس دلچاظہ کیا بھلا آپ کو اس سے کیا غرض
تھی کیا مطلب تھا شاہزادہ نور الدہر نے جواب دیا اے ایرج انصاف شریار میں کیونکر اپنے پھوپھا اور استاد کو
قید میں گرفتار دیکھ سکتا اور سردار میرے اور باپ دادا کے اسیر تھے کیونکر طرح دے جاتا اس پر بھی میں نے
ہ لکھ میموت آفتاب پرست کو سمجھایا کہ تو ان سرداروں کو میرے حوالے کر کہ میں ایرج نوجوان کو جواب
دے لوں گا اُسے میرا کننا دانا مجھے مقابلہ کیا بلکہ جو کچھ سخت و سست اُسکی جی میں آیا مجھ کو کنا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو
سب آفتاب پرست میرے اوپر آپڑے اسوقت میں نے اپنے تلوار کھینچی قتل کننا شروع کیا یہاں تک کہ میموت مارا گیا
اب تم جو گرا کر آئے ہو تو میں کچھ حلو نہیں ہوں جو گل جاؤ گے ایرج بولا اے شریار مجھ کو آرزو ہو میرے آپ کے آتش
ہو جائے شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ میں تم سے یہاں نہ لڑ دنگا کسو اسلے کہ اگر میں نے تم کو زیر کیا تو ایک زمانہ تک لگا کر
بھمت سے پہلوان نور الدہر کے ہمراہ تھے اس سبب سے غالب آیا بہتر یہ ہو کہ لشکر میں جلو طبل جنگ بجا کر میدان میں نکلتا ہوں
زمانہ وہاں جمع ہو سب دیکھیں گے کہ کون کس پر غالب ہوا کتنے کس کو زیر کیا ایرج نوجوان نے کہا کہ بہت اچھا غرض دونوں
وہاں سے چلے ایرج نوجوان اپنے لشکر میں داخل ہوا نور الدہر خدمت صاحبقران میں آیا قد مبوسی حاصل کی باپ کو سلام
کیا بربع الزمان نے اُسے لگے سے لگا یا شاہزادہ نور الدہر نے کر ب غازی کا حال بیان کیا کہ وہ صحر اکو چلے گئے میرے ساتھ
تو آئے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ کر ب نہایت صاحب غیرت اور بہادر ہے نظر ہو ایرج نے بڑی حرکت نامردانہ
اُسکے ساتھ کی وہ منرا اس سے خوب لگا منرا سے معقول دیکھا مگر شاہزادہ نور الدہر کے آئے سے کمال خوشنودی ہوئی بہت
عیش آراستی کی بجائے عمرو چالاک نے نواز می کی یہ بھی بعد خواجہ کے اپنا مثل نہیں رکھتا یہ غزل کا شروع کی غزل
یاروں میں خوشی شیشہ ساعت ہوئی تو کیا | ظاہر میں صاف و میں آمدورت ہوئی تو کیا | لکلا نہ گھر سے فاختہ پڑھنے تھا مگر

گوچے میں اسکے نام کو ثبت ہوئی تو کیا
کیا فائدہ کفن سے چھپا کر جو منہ چلے
روز جزا نجات کی صورت ہوئی تو کیا
گلچین نے سب کو بھول دیے تھوڑے دن
تسلیم ہوں سحر شب فرقت ہوئی تو کیا

ہر حال میں جیسے صفت شمع رات بھر
مر کر کے ہوئے سے ندامت ہوئی تو کیا
محروم دیدہ رہ گئے اعمال کے سبب
باغ جہان میں ایسی بھی قسمت ہوئی تو کیا

خلوت ہوئی تو کیا ہمیں جلوت ہوئی تو کیا
جو جو عذاب جہنم میں ہونے لگے ہو چکے
برگشتہ تمنتوں کو قیامت ہوئی تو کیا
کیا ہر کے شکل روز تئیں میں درکیت

اس طرف کو زمرہ شاہ باختری اپنی بارگاہ میں جبران و پریشان بیٹھا تھا
بختیارک کہ رہا تھا کہ یا خداوند اب ان خدا پرستوں سے کون سا مانا کرے گا آفتاب پرستوں کو کون جواب دے گا لقا کہ رہا تھا
کہ تجھے کارخانہ خدائی میں کیا دخل ہو نہیں معلوم کہ میں اپنی خدائی کے کیا کھیل کھیلتا ہوں یہی باتیں تھیں کہ آسمان پر سے ٹھٹھکیا توں پائیا
ہوئے برہمن جادو تخت زنگار پر سوار دریا سے جو اہر میں غرق سامنے سے آئی لقا کو سجدہ کیا بیٹھی چارون طرف دیکھا اپنے خشتی
بدر بن زلازل کو نہ پایا پوچھا کہ یا خداوند بدر کمان پر تھا بولا کہ اے برہمن جادو وائے ایسج آفتاب پرست پکڑ لیا ہوا
میں بہت پریشان ہوں اب تم آئی ہو تو ان خدا پرستوں سے لڑو ان کا کام تمام کرو اور آفتاب پرستوں کو وہ درد بار یک گزوں
عمرو بن امیہ ضمری لیکر آیا ہوا کو بھی مٹا دو اب ہاتھ میرا اور دامن تمہارا ہو برہمن جادو وائے کما کہ یا خداوند میں کوئی پہلوان
نہیں ہوں کہ لشکر حمزہ سے لڑوں مجھ کو سحر میں دخل ہو سوا سکی صورت یہ ہو کہ حمزہ اسم باطل السحر جانتا ہو مجھ کو کب مانتا ہو صفت
میں حمزہ کے ہاتھ سے ماری جاؤنگی اور اگر آفتاب پرستوں سے لڑوں تو وہاں عمرو ایسا عیار موجود ہو کہ جسے شمر کے شہر جادو گر
کے غارت کر دیے کل کا ذکر ہو کہ غنظلی آیا کو کس طرح برباد کیا میری اسکے سامنے کیا حقیقت ہو میں اپنی جان مفت مزد و غنی مگر
بدر بن زلازل کو البتہ چھڑا لیا توئی اور ملک کو چاک باختر کو اسے مسخر کرنا توئی فوج فراوان لشکر لے پایا جمع کر کے آپ کی
مدد کو واسطے یہ رکولا توئی لقا نے کما کہ کئی ہزار برس پیش ہی تقدیر کی تھی غرض برہمن جادو وائے رات کے وقت جا کر سونیا
کہ موکل زندان سب سو گئے برہمن جادو بدر بن زلازل کو چھڑا کر لے آئی اور لقا سے رخصت ہو کر مع بدر روانہ ہوا
ہوئی مگر لقا نہایت آدرودہ کمال رنجیدہ بیٹھا تھا کہ ہر کاروں نے اگر فردی کہ ارچنگ ماہی خوار میں لاکھ سوار کی جمعیت سے
آپ کی مدد کو واسطے آتا ہو لقا یہ خبر سکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ پل شاد مانی بجے اور سردار استقبال کیا واسطے جائیں اور
ارچنگ کو لا میں ارچنگ ماہی خوار ایک مدت سے لاہوت شاہ پر عاشق ہوئے جو سنا تھا کہ ایسج آفتاب پرست
لاہوت کو پکڑ لیا گیا ہو کہ یہ آیا ہو کہ چلکر ایسج نو جوان کو سزا دیجیے اپنے مشوق کو چھڑا لیجیے دو منز لے کا ایک منزل کہ
آیا ہو جب بارگاہ لقا میں پہنچا لقا نے صحبت رقص و سرود آراستہ کی نالچ ہوئے لگا مغنی نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

آپ میں کم ہوں کسی کی جستجو سے کیا غرض
آرزو کتنی ہو مجھ کو آرزو سے کیا غرض
کیوں بلین ہم خاک میں تعلیم منعم کے لیے
زندہ مشرب ہوں مجھے اس گھلو سے کیا غرض
عند لیب گلشن جنت ہوں مجھ کو اے صبا
ورنہ تھی گردون کو طوق بگلہ سے کیا غرض
میں تو ہوں تسلیم شاگرد و نسیم دہلوی

جب دہن ٹھہرا تو پھر گھگھو سے کیا غرض
بھرتی میں جاب آسا فقہ رکھتے ہیں سر
اہل زر کی اعتبار آبرو سے کیا غرض
سکے قاتل کی طلب محشر میں بولا زخم دل
تو ہی تبار ان گلوں کا رنگ دلو سے کیا غرض
سرخوش جوش حقیقت ہوں مجھے لاش میں
مجھ کو طور شاعران لکھنؤ سے کیا غرض

دیکھ کر بھل فلک کو حوصلہ خاتا رہا
تھکڑی سے کام کیا طوق گلو سے کیا غرض
ذکر کعبہ ہو کہ وصف ویرد و نون کو سلام
میں تو راضی ہوں تجھ میں میرے عدو سے کیا
ہو کسی مجبوس دوران کامہ نو پا دگار
ساقیا نیرے مود جام و سب سے کیا غرض
جب اسنے دیکھا کہ سب تجھے ہیں مگر لاہوت شاہ

میں ہوا لاہوت شاہ پوشاک بدلنے گیا ہوا تھا غرض ارچنگ ماہی خوار نے لقا کو سجدہ کیا دنگل پر بیٹھا پوچھا یا خداوند
نور خالص لاہوت شاہ کمان میں بختیارک نے کما آئے ہیں حمام کرنے گئے ہیں بعد دو گھڑی کے لاہوت شاہ

آیا تاج محل پر سر پر کھے ہر امن آب روان کا گلے میں پہنے سر پاموئی کے ہونے تھے تکرالماں کا گھنڈی یا قوت کی لگی ہوئی تھی
 پانچا مہ سبز گلاب کا پانوں میں نورتن بازوؤں پر بندھے ہوئے دونوں گال مانند چندر کے سرخ آنکھیں زرد بال بھورے ارچنگ
 نے جولاہوت کو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا اور ذکر لیت گیا رضا بخش کا بوسہ لیا پاس اپنے بٹھا لیا اور پوچھا کہ میں نے سنا تھا کہ ایرج آپ کو
 پکڑ لیا تھا بختیارک بولا کہ یہ حال مجھے پوچھیے اسے تو غضب کیا پہلے روز جو ایرج آیا سہیلان کو قتل کر کے جنگ مغلوں میں لایا موت
 شاہ کو پکڑ لیا منشاستر خوارا نشین مردار خوار لاہوت شاہ کو چھڑا لیا تھا کہ ایرج تنہا بارگاہ میں خداوند کے کھسکے با او منشاستر
 کو مار کر لاہوت شاہ کو اسیر کر لیا اور قید شدیدی میں گرفتار کیا کر دیکھیے اب تک تھکڑی بیڑی کے نشان دست و پا میں ہیں
 کس پیر دی سے خداوند زادے کو قید کر رکھا ہو اور کیا اذیتیں دی ہیں ہاسے وہ جو کی روئی ملنا اور خداوند زادے کا نہ کھانا
 اور بھوکے سے تڑپنا اور پیاسا رہنا القضا ایسا بختیارک نے حال لاہوت شاہ کا بیان کیا کہ ارچنگ ماہی خوار روئے
 لگا اور کہا کہ جب تک اس آفتاب پرست کو نہیں مارتا ہوں مجھے چمن نہیں ہو لقا سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجا ایسے میں کل ایرج
 کو قتل کرونگا لقا نے طبل جنگ بجا دیا ایرج کو خبر ہوئی اسے بھی حکم دیا نقارہ رزمی نوازش میں آیا اور دھرمائے حمزہ
 معاجیقراں کو جا کر ہر کاروں نے ارچنگ ماہی خوار کے آنے کی اور طبل جنگ بجانے کی خبر دی امیر نے بھی فرمایا کہ نقارہ
 بجے چنوں لشکروں میں چار پہر رات تیار رہی صبح کو معرکہ کا رزار میں آئے صفین آراستہ ہوئے نفیب نفیب دیکر تلے گئے
 ارچنگ اپنے گیندے کو لا کر سامنے لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا جا بھگو سر دیکھا اپنے یہ قدرت کے تیری دم
 شمشیر میں سب کی موت تقدیر کر دی ہو ارچنگ وہاں سے پھرا لاہوت شاہ کے گلے سے لپٹا کئی بوتے اس کے لیے اور کہا اپنے
 شب کو اپنے وصل سے بھگوشا دیکھا جو میں بھی جان اپنی شاکر نے جاتا ہوں لاہوت شاہ نے ہنس کر ایک طباخہ اس کے مارا اور
 کہا کہ جا اگر تو نے جا کر اس آفتاب پرست کو مارا تو آج تجھے بہت خوش کر دینگا بس ارچنگ میدان میں آیا غرہ کیا کہ اگر کیا
 فردش بچہ بازاری بے ادب نکل میدان میں تو مجھے اس بے ادبی کا حال معلوم ہوگا کہ خداوند زادے کو تو پکڑ کر لیا اور قید
 رکھا ایرج مرکب کو اڑا کر قطب دوران کے سامنے آیا اجازت چاہی قطب دوران بولے کہ سر دیکھا میرا عظم کو ایرج
 مقابل ارچنگ ماہی خوار ہو کر نکا ورن ہوا بعد اسکے ارچنگ نے کہا کہ سن تو آؤ آفتاب پرست یہ تو نے کیا غضب کیا تھا کہ نور
 خاص میکائیل قدرت کو زندان میں بند کیا تھا ایرج بولا او بد معاش کیا بیسودہ کتنا ہو بھگو کیا چھوڑ دینگا دیکھ کس طرح مارتا ہوں
 بس ہنس کر ارچنگ آگ ہو گیا اور کہا او آفتاب پرست زبان دراز لا جو کچھ کہہ رہا رکھتا ہو ایرج نے کہا کہ تو اپنا حربہ پہلے کر لے
 ارچنگ نے نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے چند طعن میں نیزہ ارچنگ کا نکال دیا جہاں آنکھوں میں ارچنگ کی تاریک ہو گیا تلوار
 کھینچ کر ایرج پر ماری کہ سر کو قلم کر کے سر پر ایرج کے تری کی ناک و بار و اتر گئی ایرج نے دستا مارا کہ تو ارچنگا کر نکل گئی سر سے ایک چادر
 خون جاری ہوئی ایرج نے قلم سر ہاتھ سے پکڑ کر تلوار ارچنگ پر ماری کہ سر اسکی قلم ہوئی اسے سر پہنا بچا یا تلوار گیندے سے لگائی
 پر تری کی قلم ہوئی گیندہ اور ارچنگ دونوں گیسے آفتاب پرست تلوار میں برہنہ کر کے پکارے کہ اقدردان نا انصاف کا دونوں جان
 میں رو سیاہ کھا جعفران کو یہ کل نہایت ناگوار ہونا ہو مگر ضبط کر کے رہ جاتے ہیں لیکن ادھر ارچنگ کا گرتا تھا اور فریج ارچنگ
 کی ایرج پر دوڑی ایرج بھی اپنی دوڑ پڑا آفتاب پرست لک لک کو دوڑ سے خوب تلوار چلی ارچنگ کو گیندے کے نیچے سے نکالا یہ بھی اور
 گیندے پر سوار ہو کر لڑنے لگا دن بھر تلوار چلی شام کو طبل باد گشت بجایا لشکر اپنی اپنی آرا نگاہ میں پھرنے لگا نور الدہر ایرج
 کے دیکھنے کو آیا ایرج نے سردار استقبال کو اسطے بھیجے جب شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا ایرج چاہتا تھا تعظیم کو اسطے آسکتے
 نور الدہر بکارا ایرج خبردار نہ اٹھنا اگر اٹھو گے تو زخم کے منسنے ٹوٹ جائیگا ایرج ناچار اٹھا نور الدہر ہاتھ مڑا جبرسی کی
 اور کہا ایرج زخمی ہوئے کا مضائقہ نہیں ہو زخم سے ہر قدر ببادری کا جو ہر خوشتر توری کا سوار جنگ گھوڑے پر سے نہ کھجائے

سوار ہونا آئیگا اکثر بھیجی ہم بھی زخمی ہو گئے ہیں صاحبقران بہت زخمی ہوئے ہیں اور بھیجی کل اس ارچنگ ماہی خوار کو اپنے
ایم جی نے کہا اور شہر پار آرزو تو یہی ہو کہ میں اچھا ہو کر اسے قتل کروں مگر اکبر منع بھی نہیں کرتا ہوں خیر جو مرقی آفتاب تابان کی
بڑی دیر تک اس طرح کی باتیں رہیں کہ اس میں خبر پہنچی کہ ارچنگ نے بھڑیل جنگ بجاوایا اور نور الدین ہر وقت ہو کر چلا گیا تب تک
میں بھڑیل جنگ بجا بھیج کر سب لشکر میدان میں آئے انھیں آراستہ ہوئے تھے غیب نبیب دیکر چلے گئے ارچنگ ماہی خوار لاہوت شاہ
کو خوب پیار کر کے بہت سے ہوتے لیکر میدان کو چلا خوب گینڈے کو جولاں کیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام میں علماء شیعہ پیکر چلے گئے
پر آئے اور اس شخص نے باگ لی جسے نور چشم مومنان و مسلمان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان صاحبقران بن
صاحبقران بن صاحبقران نور الدین غالی نشان کتہ میں سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرما کر کہد لہذا
نگہبان ہوئے فرما کر جام عطا کیا شاہزادے نے پیا اور بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر میر کر کے میدان میں آیا ارچنگ سے بھاو رزن ہوا کہ ارچنگ گرتے
گرتے سنبھلا تو ان میں مسل کو سامنے پہنچا پوچھا کہ تداہرست تو کون بادشاہزادے نے فرمایا شعر نظیر حمزہ صاحبقران بخشیم و بفرہ
مستم شامہ ششم شاہزادہ نور الدین ہر گاہ تمام ہر یک بیان کفر کی میری ذات سے مٹی میں نیرہ حمزہ صاحبقران ہوں عمر
مستم ماہ تابان صاحبقران گل بوستان بدیع الزمان ارچنگ نے کہا کہ ہم تیرا معلوم ہوا ابکہ مہر جہانم تیرا اختیار رک
کی زبان سناتھا میں تو چاہتا ہوں کہ آفتاب پرستوں کا کام تمام کروں تو نے کہیں اگر مقابلہ کیا شاہزادے نے کہا کہ جسے اولیٰ بھیج
سے دوستی کمال ہو وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا میں اسکی تلفی کر دے گا ہوں ارچنگ بولا کہ تو مجھے ایسا ملو ابھی ہوا ہے خیر لاہوت
خبر نور الدین ہر گاہ کہ ہم اہل اسلام ہیں عربیہ حرافت پر پلے نہیں کرتے اسنے یہ شعر خیر دار خیر دار کے شاہزادے پر نیزہ مارا
نور الدین ہر گاہ نیزہ کو نیزے پر لیا اور چند من میں نیزہ اسکا ہوا کیا ارچنگ آگ ہو گیا کہا غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا دانی کیا
مگر یہ تلوار ہے کہ بروں کے بھگڑے فصل کرتی ہے خبردار رہنا ہر گاہ کہ میرے کھینچ کر نور الدین ہر گاہ تلوار نور الدین ہر گاہ تلوار
اسکی چین سے اور کمر میں ہاتھ والکرافش زمین سے اٹھائے ارادہ کر کے مرکب کو میر کیا پانوں کھوڑے کا ٹوٹنے میں جا رہا گھوڑے نے سکندری
کھائی خود سر پرست اٹھ لیا اور پر سے تلوار چنگ کی پڑی اور کوئی چار انگل سر میں اتر گئی شاہزادے نے دستا مارا تلوار چنگ
نکل گئی سر سے چادر خون کی جاری ہوئی شاہزادے نے زخم سر کو باندھ کر گھوڑے کو سنبھالا اور تلوار چنگ پر ماری کہ سپر اسکی
قلم ہوئی اسنے سر پانچہ کھینچا سپر بھی پیلا سر پر پڑا کوئی دوا انگل کا زخم لگا اور تلوار آکر گینڈے پر پڑی کہ گینڈے کی گردن ٹھٹھ ہوئی
ارچنگ اور گینڈا دونوں گیسے قطب دوران نے معمول رکھا ہو کہ جو لشکر کفار یا لشکر اسلام کا ہاتھ سے ایم جی کے زخمی
ہوتا ہو تمام آفتاب پرست تلواریں نگی کر کے بھاگتے ہیں کہنا قدر ان و ناحق شناس کا دونوں جہان میں رو سیاہ ہوا اب جو
ارچنگ زخمی ہو کر گرا صاحبقران نے حکم دیا کہ ہم فوج تلواریں کھینچ کر نہ کرے کہ نہک حرام کا دونوں جہان میں منہ کا لاس
ایک مرتبہ لشکر اسلام میں غلغلہ ہوا کہ نہک حرام کا دونوں جہان میں رو سیاہ قطب دوران یہ آواز شک بہت جلالیں ارچنگ
جو گرا فوج اسکی نور الدین ہر گاہ دوڑ پڑی جنگ منغل ہوئی شام کو تینوں لشکر بھڑیل باز گشت بجاو کر اپنی اپنی آرامگاہ میں گئے بدیع الزمان
نور الدین کو بھیجے میں لیکر آ کر زخم میں ٹانگے لگوائے لگا کہ ایم جی بھی نور الدین کی عبادت کو آیا اور بڑی دیر تک بیٹھا رہا اور کہا ایم جی
میں ہی اسے مارو گا آپ سے میں کتنا تھا کہ یہ کافر زبردست ہو آپ نے شام نور الدین ہر گاہ کہا کہ بھیجی گھوڑا میرا اگر سکندری نہ کھاتا تو
میں اسے مار چکا تھا اور خبر جسکے ہاتھ تھا ہوگی اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا ایم جی پر رات گئے تک بیٹھا رہا بعد اسکے چلا گیا لیکن اعدا ہاں
صبح کو بارگاہ میں آکر بیٹھا چھوٹے لگا ارچنگ لاہوت شاہ سے اخلاط کرنے لگا اکثر لپٹ کر سب کے سامنے ہوسے لیتا ہو ہاتھ چوٹھا
لگتا ہوا ایک مرتبہ ہاتھ جو لاہوت شاہ کا پیرا دیکھا تو سیاہ نشان کلائی پر ہوا ارچنگ نے کہا اے جہان جہان یہ سیاہ نشان کیسا ہوا
لاہوت شاہ بولا کہ مجھ کو اس آفتاب پرست نے فید کیا تھا یہ نشان چھکڑیوں کا ہوا ارچنگ کو نشہ شراب کا خوب تھا یہ کلمہ سن کر

نہایت غضبناک ہو کر اٹھا کہ باکرہ بھی اس کو پاس فرزندش بچہ بازاری کو پکڑ لے تا ہوں یہ لکھو چلا ہر چند بختیارک سے منع کیا ارچنگ
 نے نہ مانا اور جانب لشکر آفتاب پرستان روانہ ہوا ہر کارون سے خبر قطب دوران کو پہونچائی کہ ارچنگ باراد و فاسد آتا
 ہو سرداروں نے کہا کہ ایرج نوجوان تو زخمی ہیں مگر ہم اس سے رشتہ بیاہنگ نہ آتے دہشت قطب دوران نے کہا کہ تم جا کر
 اسے استقبال کر کے لاؤ سب سردار گئے پیشوائی کر کے ارچنگ کو لائے قطب دوران نے تعلیم کی بہت حرمت سے بٹھا ہوا
 اسباب بغض کا مہیا کیا جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بیوشی ملا کر اسے پلایا دو تین جام متواتر دیے ارچنگ کو نشہ خوب ہوا کہ
 یا قطب دوران میں آیا ہوں کہ ایرج کی خشکیں باندھ کر لیجاؤں وہ کہاں ہو قطب دوران نے کہا کہ جلدی نہ کیجئے ایرج
 آتا ہو ارچنگ بولا کہ ان باتوں سے کچھ فائدہ نہ ہو گا جلد اسے بلاؤ قطب دوران نے جو بدایہ بجا کہ ایرج کو لاؤ اتنے میں
 اور ایک جام بیوشی آلود ارچنگ کو دیا بیاہنگ کہ خوب نم سرکار نے آخر کیا ایک مرتبہ ارچنگ بولا کہ قطب دوران تو
 بڑا دانا باز معلوم ہوتا ہو اب تک ایرج نہ آیا میں تجھ کو باندھ کر لیجاؤں گا قطب دوران نے دیکھا کہ بیوشی ارچنگ میں تاثیر کر چکی
 کہ اسے اوماہی خواہ کر کیا کہتا ہو یہ کیا پوچھ گچھ و کلام میں ٹھک کر کیا لقا کی طرح سمجھا کر اس کے چٹے پر عاشق ہو اور سامنے لقا کے تو اس کے فوٹے
 کیا کرتا ہو لانا لانی بیودہ کیوں تیری شامت آئی ہو میں طرح دیتا ہوں کہ تو میرے گھر میں آیا ہو ارچنگ یہ سن کر غضبناک
 ہو کر دوڑا قطب نے ایک طمانچہ مارا کہ ارچنگ بیوش ہو کر گرا فرمایا پکڑ لو لوگوں نے لڑکھار لیا کہ بادل و انگروں کو کراسے
 جب کہ بن اسی وقت آہنگر آئے اور ارچنگ کو غل و زنجیر میں گرفتار کیا اس آئینہ میں ایرج بھی پہونچا دیکھا کہ ارچنگ بیوش ہو کر
 احوال پوچھا قطب دوران نے بیان کیا ایرج میں اس سے بے ملکت گفتگو کیے جاتا تھا یہ مجھے پیر سمجھ کر دوا کر پکڑ لوں میں غل
 ایک طمانچہ مارا کہ اب تک بیوش ہوا ہو ایرج بولا درست دیکھا ہو قطب نے کہا کہ اسے ہوش میں لاؤ کچھ اسباب رفع بیوشی اسکی ناک
 میں ڈالے کہ وہ چھینک مار کر ہوش میں آیا اپنے کو بندھا ہوا پایا قطب دوران نے کہا ایرج ارچنگ دیکھا مجھ بڑے کا زور
 کہ ایک طمانچہ میں تیری کیا حالت ہوئی ارچنگ نے پوچھا کہ مجھے کسے پکڑا قطب دوران نے کہا میں نے ارچنگ پکار
 کہا بھٹک مارتا ہو یہ دروٹو بھاندا ہو میرا بائون اڑکھڑایا میں گرجا قطب پکارا کہ بیودہ بکتا ہو یہ لکھو جام شراب کا ارچنگ
 پر مارا کہ سینے پر ارچنگ کے پڑ کر تو جام شراب اس کے بدن پر پڑی جہاں انھوں میں ارچنگ کی سیاہ ہو گیا قید کو مانند تار
 عنکبوت کے تو ڈوڈا لا قطب پر دوڑا کہ اوکاوب تیرا چہ بچہ معلوم کیے دیتا ہوں تو اور مجھے پکڑ جا قطب نے دیکھا کہ غضب
 ہوا اگر تو بھاگتا ہو تو آبرو میں فصل آنا نہیں تو مارا جائیگا پکارا کہ ایرج لے دشمن قطب کو ایرج نوجوان اس حالت
 زخمی میں دوڑا کہ کہاں جاتا ہو بس ارچنگ ماہی خواہ کا ہاتھ پکڑا ارچنگ بھی لپٹا کشتی ہوئی ایک پہر بھر میں نظر اسکا
 ایرج نوجوان نے توڑا چنچ و بکر زمین پر مارا چھاتی پر اسکی جڑ بچھا کہ کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اسے سمجھا ایرج نوجوان
 کے متوک دیا ایرج نے سر اسکا پکڑ کر دھڑکن سے کہنچ لیا اور قطب دوران سے کہا یا قطب دوران پہلے تو اپنے
 ارچنگ ماہی خواہ کو ایک طمانچہ مار کر خود گرفتار کیا ابی آپ نے مجھے مدد چاہی اس میں کیا سبب تھا مجھے ظاہر کیجئے
 قطب دوران نے کہا ایرج نوجوان میں بے حکم نیر اعظم کوئی کام نہیں کرتا ہوں اور تم اس وقت بارگاہ میں نہ
 تھے میں نے حکم نیر اعظم اسے پکڑ لیا اب نیر اعظم کو منظور ہو اگر اس زخمی میں شوکت بخاری سب پر ظاہر کرے یہ سبب تھا
 کہ ارچنگ ماہی خواہ تمھارے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نوجوان نے کہا کہ درست ہو اتفاق کار جہانگیر لازم نورالہیر
 با تو فر دو لون وقت ایرج نوجوان کی خبر کیواسطے آیا کرتا ہو اس وقت بھی موجود تھا قطب دوران نے کہا کہ ایرج جہانگیر
 دیکھا تو نے کہ ایرج نوجوان نے حالت زخمی میں کیسے پہلوان کو چیر کر پھینک دیا کہ حمزہ سے کہنا کہ اگر ایرج نوجوان
 کی اطاعت اختیار کر لے صاحبقران زمانہ اسے جانے اور آفتاب تابان کو بخندائی مانے جہانگیر نے اسے صرح جاکر امیر

کہ صاحبقران نے فرمایا کہ یہ دزد مکار مجھ کو ایرج سے ڈرنا ہی راوی کہتا ہے کہ امیر اس روز بہت خوش بیٹھنے کے بادشاہ ہلاک
 نے امیر سے کہا کہ یہ امیر عمرو نے ایک حضور سے نکاح امی کی اور وہ یہ بدی پیش آیا مگر اور عیار تو بے تصور میں اُن سجدوں کی غرض
 تو معاف کیجیے میری خاطر سے گناہ اُنکے بخشد کیجیے اس گفتگو میں سب سردار شریک ہوئے کہ ای شہر بادرم بھی بغیر اپنے عیاروں سے
 چھین میں امیدوار میں کہ نقیصر میں انکی معاف ہو جائیں سب بیگناہ ہیں امیر نے فرمایا اچھا بلاؤ سبھ کو سب بٹھے اور پوسے
 عمرو عیار اور عیاران سرداران نامی کے تھے اگر قدموں پر صاحبقران کے گرسے امیر نے سب کو غفلت سے سرفراز کیا اور
 حکم دیا کہ حسب دستور سابق سب اپنے اپنے آقاؤں کی خدمت میں مصروف ہوں تمام عیار اپنے اپنے مقام پر گئے لیکن امیر نے
 فرمایا کہ اسد اور عمرو بن رستم کہاں ہیں کہ بارگاہ میں نہیں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ صاحبقران دونوں ایرج کو قتل کرنے
 کی فکر میں گئے تھے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے امیر نے فرمایا کہ ایرج ایسا نہیں ہو کہ کوئی اُسکے اوپر غالب ہو اسد نے بہت ہراس
 کیا آخر کو زخمی ہوا لیکن حال اسد کا سننے کے اپنے غصے میں بیٹھا ہوا ہوشی مرہم کی زخم پر چڑھی اور رفیق پاس بیٹھے ہوئے نہیں باتیں
 کرتا ہو کہ صاحبو فلک کج رفتار دغا باز نے مجھے اس نرا زبچے کے ہاتھ سے ذلیل کروایا نہایت آسمان پاجی پرست ہو اور یہ آفتاب پرست
 اگر ہاتھ لگے تو مکرے مکرے کروں یہی باتیں نہیں کہ سمک یلطا قی اسد کے دیکھنے کو آیا اسد نے کہا ای سمک آؤ مجھ کو سمک سلام
 بیٹھ گیا زخم کا حال پوچھا کہا بھی کیا پوچھتے ہو یہ آفتاب پرست حرام کے لئے کھا کھا کر مست ہوا پوچھنے کے ہاتھ سے زخم لگا اور ای سمک
 اگر تم اس پاجی کو پکڑ لاؤ تو میں تمہیں بہت خوش کر دوں گا ہزاروں روپیہ دوں گا سمک نے کہا ای شہر بادرم ایسا نہ کہ صاحبقران
 سن پائیں ابھی ہماری نقیصر میں معاف ہوئیں ہیں پھر معتبوب ہو جائیں اسد نے کہا ای سمک نا نا جان کو خبر بھی سنو گی میں اُسے
 علیحدہ جا کر تہیہ کروں گا فقط نام کاٹ کر چھوڑ دوں گا سمک نے عرض کیا کہ میں جا کر گرفتار کیے لاتا ہوں یہ کونسا بڑا کام ہے یہ مکر
 روانہ ہوا صورت تبدیل کیے ہوئے لشکر آفتاب پرستان میں آیا چار طرف پھرا کیا جب شبہ ہوئی ایک مقام پر قیام کیا کہ وہاں
 بادرجی خانے کا پانی جمع ہوتا تھا پانی تو اُلجھکھینکد یا اور خنجر سے نقب کئی کر کے خوابگاہ میں ایرج نوجوان کی پہونچا دیکھا کہ
 خاصبردار پہرے پر ہیں اور دودھ منگاری چلی کر رہے ہیں سمک یلطا قی نے بروائے بیہوشی کے لوہے شمع کی مار سے کہ وہ
 جلتے دھواں اٹھا دو تو نون خاصبردار اور خنجر منگاری بیہوش ہوئے سمک یلطا قی نے چادر عیاری کو پکڑ کر جھج دیا کہ تمام خیمیں
 گل ہو گئیں ایک آہود جو رگلی اُسے رہنے دیا کہ اگر بالکل اندھیرا ہو جائیگا تو مبادا پانوں میں کسی طرف پر پڑے اور وہ ٹوٹے
 اور اُسکی صدا سے ایرج نوجوان بیدار ہو بیلا عیاری کا ہاتھ میں تھا ہاتھ کو جب کیا پلنگ کے برابر آیا کاٹھا نکال کر
 دوشالے کو منہ پر سے لیا پانی کے پاس بیٹھ گیا کچھ عیاری نکال کر دماغ کے برابر لگایا دارو سے بیہوشی سنبھلی پر رکھی جب
 ایرج نے اوپر کا دم لیا فوراً بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی ایرج نوجوان کو چھینک آئی آکھ ایرج نوجوان کی کھس گئی
 سمک یلطا قی تو پلنگ کے نیچے ہو گیا ایرج نوجوان نے ادھر دیکھا ادھر دیکھا بند کا غلبہ تھا بیہوشی بھی تاثیر کر چکی تھی پھر لین
 گیا بیہوش ہو گیا سمک یلطا قی نے ہاکر حلقہ ہاسے کند دو حلقوں سے دو نون ہاتھ دو حلقوں سے دو نون پانوں دو حلقوں سے
 اگر دن و کمرساتو بن حلقے سے گولا لاٹھی کر کے چادر عیاری میں پٹنارہ باندھا اور ڈیڑھ گره چھالے کے آگے لگا کر اُسی آفتاب
 کے راستے سے نکل کر روانہ لشکر اسلام ہوا ایسا نک کہ داخل لشکر اسلام ہوا اقتضائے کار اتفاقات روزگار اس رات
 کو طایپہ کا گشت شاہزادہ نور الدین بہرین بربع الزمان کا تھا شاہزادہ اپنے دوستوں اور رفیقوں کو ساتھ لیے
 ہوئے گشت پھر رہا ہو اور تمام لشکر کی گشت کر کے ایک بندی پر بیٹھا ہوا ہو ہاتھ سے لشکر ایرج نوجوان کی طرف دیکھ رہا ہو
 کہ آواز جنگوں کی بلند ہوئی شاہزادہ نور الدین نے صدائے جنگوں کی سن کر چار جانب دیکھا معلوم ہوا ایک عیار چلا آتا ہو
 شہر بنگ سے کہا دیکھ تو یہ کون ہو شہر بنگ آگے بڑھا سمک کو پھاننا نور الدین ہر کے پاس جا کر کہا کہ سمک کسی کا پٹنارہ لیجئے

نور الدہر نے کہا میرے پاس بلا نوشہرنگ جا کر سمک کو لے آیا سمک نے مجھ کو کیا دعا دینا بجا یا پناہ دے دے پوچھا کہ
پشاور سے من کیا ہو سمک نے عرض کیا کہ اسد بن کرب غازی نے میری بہت سی منت کی تھی کہ جا کر ایرج کو پکڑ لاؤ میں
ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہوں یہ سنتے ہی طماس سے کہا کہ اس دیوانے کو کیا عداوت قلبی اسکے ساتھ ہو نہ ایرج نے اس دیوانے
کو ستا یا نہ کچھ اسکا بگاڑا مگر یہ تین جان ہو گیا اور سمک سے کہا کہ او حق یہ تو نے کیا حرکت کی ایک آس بن الوس کی ناک کاٹ
ڈالنے پر آج تک عمر وہ غنائی نہیں ہوئی ابھی تم لوگوں کی انصاف میں معاف ہوئی ہیں تو جو ایرج کو اسد کے پاس لجا بیگا اسد
دیکھتے ہی اسے مار ڈالے گا بس جب حمزہ صاحب قرآن سنیں گے تجھ کو بھی زندہ چھوڑ دینگے اور سب عیاروں کو پھر نکال دینگے سمک
یہ سکر کا نپ گیا کہا شہر یار پھر میں کیا کروں اب تو اسے میں لا یا ہوں نور الدہر نے کہا خیر اسکو تو میرے ساتھ لے آیا سمک
نور الدہر کے ہمراہ ہوا شاہزادہ اپنے جیسے میں آیا بھیج ہو گئی تھی نور الدہر مسند پر بیٹھا سمک سے کہا کہ ایرج کو ہوش میں
لا سمک نے اسکو قبلاً رفع ہیوشی دیا ایرج کی آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا نور الدہر کو سامنے بیٹھے دیکھا شہسکر کہا کہ ذہبت
یہاں تک پہنچی کہ آپ نے ڈر کے مجھے پکڑ دیا یا نور الدہر یوں کہ ایو ایرج تجھ کو اسد نے گرفتار کروا منگوایا تھا نہیں معلوم
کیا تیرے ساتھ سلوک کرتا میں نے تیری جان بخشی کی تجھ کو بچا یا یہ کھڑا کیا اٹھنے کے کات دو ایرج نے جھکا دیکر تڑپا
اور اٹھ کھڑا ہوا نور الدہر نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا اسباب عیش حیا کیا ایرج نے کہا میں اپنے لشکر کو جاؤنگا
نور الدہر نے مرکب با ساز و یراق دیا ایرج اس گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کو روانہ ہوا لیکن ادھر صبح کو ایرج
کے جیسے میں مل ہوا کہ ایرج بستر خواب سے غائب ہو قطب دوران نے اگر پتہ سمک کا پچانا شاہ پور کو بلا کر کہا کہ تو جا کر لشکر
حمزہ سے ایرج کی خبر لا شاہ پور روانہ ہوا تھا کہ اٹنا سے راہ میں ایرج سے ملاقات ہوئی ایرج نہایت آزرده بارگاہ
میں آیا قطب دوران کو بے اعتنائی سے سلام کر کے کہا کہ سبحان اللہ کیا تقدیر ہو میرا عظم کی کہ مجھ کو پہلے عیار کے ہاتھ
گرفتار کروایا اور پھر ممنون احسان نور الدہر کا کروا کے مجھ کو چھڑوا یا اس سے کیا حاصل ہوا آفتاب تابان کو
قطب دوران نے کہا کہ ایو ایرج اگر تو کئے تو میں عیار کو بھیجے نور الدہر کو پکڑوا بلاؤں تو اسے چھوڑ دے تیری
خفت مٹ جائے ایرج نے کہا اب زخم اچھا ہو چکا ہے جشن صحت کرونگا تو اچھی طرح سمجھ لونگا

دو کلمہ داستان خواجہ عمر کا چالاک کی عیاری سے پریشان ہو کے لشکر ایرج سے مضطرب بھاگتا بیان ہوئے میں نے
آکے میٹھا ملک الموت میں سیدھا اٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ بگولا اٹھا
ضعت سے میں صفت آتش قدم توڑنے بانٹ
بھوکھ بھی نہ کبھی دست تنہا اٹھا
خار صحر کو ہوا بارش نسیان کا خیال
نازیبا نہ کبھی جسے کسی کا اٹھا
ہوں وہ شوریدہ کہ دم سے مرے ہر فعل میں
جب کوئی داوی وحشت میں بگولا اٹھا
تجھے دم بھر بھی اجل کا نہ لقا اٹھا
خاک اڑانی لب ساحل جو ترے جنوں نے
جس جگہ بیٹھ گیا پھر نہ اٹھا یا اٹھا
شکے میرے لب پر شہد کے افسانے کو
جس گھڑی سیر کو میں آبلہ فرسا اٹھا
تم نہ آئے دل محروم متنہ اسند
بیٹھے بیٹھے سو طرح کا قتلہ اٹھا
دل گم گشت اگر تھا تجھے پیارا تسلیم
تھا وہ برگشتہ کہ سکر خبر مرگ مری
برے گرداب کے دریا میں بگولا اٹھا
تھا وہ ناکام سو سے چرخ دہا کی خاطر
نہ رہی تاب دل رملو جیلا اٹھا
عاشقی میں بھی ہمیشہ رہے معشوق مزاج
بیٹھے بیٹھے شب تنہائی میں گھبرا اٹھا
چشم مجنون کو ہوا محمل لیلی کا گسان
پاس کیوں اس بت عیار کے بیٹھا اٹھا

ایرج اپنی بارگاہ میں بیٹھا کہ ابر گندہ ہمارا سماں پر آ کر چھایا ہوا تھا وہی جتنی جلی چھوٹی چھوٹی بوندیں چڑھنے
لگیں ایرج نے قطب دوران سے کہا کہ بالفعل لڑائی تو میرے زخم کے باعث موقوف ہو رہی ہے ایرج نے کہا کہ وہاں
اجازت دین تو میں شکار کھیلنے جاؤں مدت سے غکار نہیں کھیلا قطب دوران نے کہا کہ دور نہ جا تا بھری پنا

آنا ایرج نے کہا شام تک پھر آؤ نگار رات وہاں نہ ہونے دو گنگا قطب دوران بولے اچھا جاؤ ایرج نے دایرہ
کو بنا کر حکم دیا کہ جانوران صید گیر صبح کو تیار ہو کر آئیں یہ لکڑی کھانا کھا کر سو رہا صبح کو بیدار ہوا سبز لباس پہن کر باہر نکلا
پہلے خزاں مہر شکار یوزباشی جانوران صید گیر پہلے ہونے در دولت پر حاضر تھے سب نے سلام کیا ایرج وہاں سے
صبح کو جانب صحراروانہ ہوا جہاں گھیرنے پر خبر نور الدہر کو پہونچائی کہ ایرج شکار کیو استیٹ گیا ہو نور الدہر نے بھی مع اپنے
رفیقوں اور طماس کے تباری صید افگنی کی کی اسد نے کہا بھائی صاحب میں بھی آپ کے ساتھ ہوں شاہزادے نے فرمایا کہ
ایر اسد میں فقط ایرج سے اختلاف کیو استیٹ جا ہوں اور ہم اس سے دشمنی رکھتے ہو اسد نے کہا بھائی خدا نہ کرے جو
میں کسی کا دشمن ہوں اور جو دشمن ہوتا تو اب تک زندہ نہ چھوڑتا نور الدہر نے کہا ابھی بننے سمک کو بھیج کر ایرج کو پہونچا
ملو اب تھا اگر مجھے ملاقات نہ ہوتی اور سمک سے ایرج کو نہ ملتا تو غضب ہوا تھا تھے اب بار دگر عیار ورن
کے نکلوانے میں مقصور نہ کیا تھا مگر میں نے اس آفت سے سب کو بچوایا اور ایرج کو میں نے بچایا اور تم کو تو کچھ
اپنی آبرو کا پاس نہیں ہر نہ کچھ دادا جان کے خدا کا خیال ہو جانتے ہو کہ لاڈ لاؤ اسد ہوں کچھ نہ کہیں گے سڑی ہو کر
جھوٹ جاؤنگا بھٹی میرے ساتھ تم نہ چلو اسد نے کہا کہ بھائی صاحب مجھے قسم لے لیجے جو میں کچھ عداوت ایرج کے
ساتھ کر دے آپ کو اس سے محبت ہی میں کیوں دشمنی سے پیش آؤں نور الدہر نے کہا کہ بھٹی کسی کو ضامن دو اسد چارہ
دیکھنے لگا کہ کسے ضامن دوں شاہزادے نے طماس سے اشارہ کیا کہ تم ضمانت کر لو طماس نے کہا کہ اے شہریار میں ضمانت
انکا ہوتا ہوں نور الدہر بولا اچھا بھٹی تم جانو عقد نور الدہر جانوران صید گیر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اسد نے
نور الدہر کے پیچھے گھوڑا ڈالا اب یہ دونوں مرکب دوڑا سٹے ہوئے چلے جاتے ہیں قصداً کار ایرج درخت کے
سایہ میں بیٹھا تھا کہ باز نور الدہر کا فرکار کو پیچے میں دبا لے سانسے ایرج کے گرا ایرج نے باز کو ہاتھ پیراٹھا لیا اسے
پیار کر رہا تھا اس عرصہ میں اسد پہونچا باز کو ایرج کے ہاتھ میں دیکھ کر آگ ہو گیا پکارا او کر پاس فروش بچہ بازاری
ہمارا باز تو نے کیوں ہاتھ پیراٹھا لیا ہمارے مزے بن خلیل لایا ہم کہانے اسکے پیچھے خراب چلے آئے ہیں ایرج
نے کہا کہ میں تیرا باز نہ سمجھا تھا ہر باز سانسے صید کو دیکھ کر بیٹھا میں نے باز کو اٹھا لیا باز بھی موجود ہو شکار بھی پڑا ہو
ہو اسد لٹکا را او پامی اب تو عذر کرتا ہی میں چھو شکار کر و نکالتو ا کھینچ کر ایرج پر ماری ایرج نے دھار تلوار
کی بجا کر چھکی دے کر ہاتھ مڑوڑ کر تلوار چھین لی اور مکر میں ہاتھ ڈال کر اسد کو اٹھا لیا کہا ہر شرط ماروں زمین پر
کہ بھیجا تیرا نکل پڑے اس ہتھامین نور الدہر پہونچا دیکھا کہ ایرج نے اسد کو ہاتھ پیراٹھا لیا ہو نور الدہر پکارا
ایر ایرج یہ کیا ہوا ایرج نے اسد کو تو ہاتھ سے رکھ دیا اور دوڑ کر نور الدہر کے پاس آیا کہا اے شہریار مجھے
یہ مارے ڈالتے تھے ہر چند عذر خواہی کی نہ مانا نور الدہر نے اسد سے کہا کیوں یہ کیا ہو دی گئی تھی یہ لکڑی اسد
کو ایرج سے بلکے کر دیا دونوں آپس میں ملے ایک جگہ بیٹھے گوشت شکار کے کباب تیار ہو کر آئے تھے یہ دونوں
کھانے لگے خبر نور الدہر اور ایرج کا ایک مقام پر پہونچا ہوا دونوں باہم بیٹھے ناچ ہونے لگے شراب پینے لگی
رات کو کھانا کھا یا دھین بلنگون برآرام فرمایا مگر اسد اس خیال میں تھا کہ ایرج کی آنکھ لگائے اور یہ غافل ہو جائے
تو اسے قتل کر دے جس وقت اسد نے سمجھا کہ ایرج اب سو گیا ہو ا کھینچ کر ایرج کی طرف چلا اور ایرج بھی
اسد کے اندیشہ سے سویا نہ تھا دیکھا کہ اسد باتیں برہنہ آتا ہو خیال میں گذرا کہ ایرج اگر تو نے دیوانے
کو مار ڈالا تو نور الدہر سے شرمندگی ہوگی اس سے بہتر یہ ہو کہ اسکو اسکی جگہ داری سے آگاہ کر دے بس آواز
دی کہ ایر اسد تلوار کھینچے کہ صراحت ہو کیا ارادہ ہو اسد پکارا ایرج چھو لو گون نے تیرا دشمن مشہور کیا ہے

میں نور الدین اور اگر حرکت دشمنی کی کرے تو میں مفت میں بدنام ہوں اس سے نصاریٰ نگہبانی
 کے واسطے تلوار کھینچنے پہرا دیتا ہوں یہ باتیں جو باؤا بلند ہوئیں نور الدین ہر بیدار ہو اچھا کر اے ایرج کیا ہو
 ایرج نے کہا شریار میں خوف کے مارے سو یا نہ تھا اسد تلوار کھینچ کر میری طرف آتا تھا میں نے پوچھا کیا ارادہ ہے
 تو جواب دیا کہ تمھاری چوکی کے واسطے تلوار کھینچنے پہرا دیتا ہوں نور الدین بہرے سکر بہت برہم ہوا بولا کہ تجھ کو کسے ایرج
 کی چوکی کے واسطے کہا تھا یہ کیا حرکت لغو ہو اور بھی ایرج میں اب دس سو ڈنگا صحبت آراستہ کرو یہ لکڑ مسند پر کھٹکا
 ناچ ہونے لگا صبح ہو گئی ابرو خوب تھا پھر شکار کے واسطے ایرج اور نور الدین ہر چلے خوب شکار کھیلا وہ صبح اس
 سبز و شاو اب تھا وہیں خیمہ ہوا ایرج سے نور الدین ہر نے کہا کہ قطب دوران سے بھی کھلا بھیجے انکو بھی بلورے
 ایرج نے شاہ پور شیر دل سے کہا کہ تو جا کر قطب دوران سے کہ کہ آپ بھی تشریف لائے یہ صحرا قابل دیدن اور مالک
 بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو بھی اپنے آئے شاہ پور نے جا کر قطب دوران سے کہا قطب دوران سوار
 ہوئے مالک اور اقبال شاہ دونوں ساتھ ہوئے جب وہاں پہنچے ایرج استقبال کے واسطے اٹھا نور الدین
 نے تعظیم کی قطب دوران اگر بیٹھے ناچ ہونے لگا کباب کھانے لگے کیفیت صحرائی اٹھانے لگے مگر جب قطب دوران
 کو شاہ پور بلانے گیا تھا نور الدین ہر نے جہانگیر کو امیر کی خدمت میں بھیجا تھا کہ آپ بھی رونق افزا ہو جسے یہ سنکر امیر
 بھی سوار ہوئے اور سرداران نامدار بھی ہمراہ تھے امیر آئے آئے وہاں پہنچے جہان قطب دوران بیٹھے
 تھے امیر نے چالاک سے کہا کہ آج جو تو عمر و کو بہوش کر تو میں ایرج کے ہاتھوں اسے ذلیل کر دے کے نکلو ادون
 چالاک نے عرض کیا بہت اچھا میں بہوش کر دوں گا یہی باتیں کرتے ہوئے قرب صحبت پہنچے یہاں قطب دوران
 بیٹھے ہوئے سیر صحرائی دیکھ رہے تھے کہ دور سے سیاہی نظر آئی شاہ پور سے کہا کہ دیکھ لایہ سیاہی کیسی ہر شاہ پور نے جا کر دیکھا
 اور قطب سے اگر عرض کیا کہ حمزہ صاحبقران آئے ہیں قطب دوران نے کہا ایرج جو دشمن صاحب نیر اعظم آتا ہے آ
 لطف بیٹھنے کا نہیں میں تو جانا ہوں نور الدین ہر نے ایرج سے کہا کہ قطب دوران تمھارے صاحبقران اسے
 ڈرتے ہیں جو بھاگے جاتے ہیں میرا دم ہر جو امیر کی طرح تمھارے قطب سے بولیں ایرج نے قطب سے کہا کہ آپ
 حمزہ سے کیوں خائف ہوتے ہیں اور مجھ کو ذلیل کر دے ہیں ایسا ہی تھا تو آپ بیان کیوں آئے آپ سے اور حمزہ
 سے کیا علاقہ ہے آپ مجھے رہے حمزہ کیا آپ کا کر کے کا اس طرح سے ایرج نے بڑا کہ کہا کہ عمر و نے خیال کیا ایسا نہ کہ ایرج
 تجھے ابھی برگشتہ ہو جائے ناچار بیٹھا رہا اس عرصہ میں امیر اور قرب آئے نور الدین ہر استقبال کے واسطے
 چلا ایرج نے تعظیم کی بڑا سکر سلام کیا امیر اگر رونق افزا سے محفل ہوئے مگر عمر و کی طرف دیکھتے بھی نہیں کہ یہ کون
 بیٹھا ہے اور قطب دوران دمدم سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے آفتاب تابان
 جو تیرے نائب قطب دوران سے بدی کرے تو اُسے جلا دے امیر یہ سنتے ہیں حصہ آتا ہے مگر ضبط کر کے
 رہ جاتے ہیں لیکن چالاک بن عمر و اور سک اور ابوالفتح اور امیہ اور سیارہ اور شاہ پور سب ایک طرف
 بیٹھے شراب پی رہے ہیں گزک کھا رہے ہیں چالاک نے اور عیار و ن سے کہا کہ تم شاہ پور کو باؤن میں لگائے
 رہو میں آتا ہوں یہ لکڑ اٹھا اور ساقی پسر کی صورت نکر شراب میں بیوٹی ملا کر کئی جام عمر و کو پلائے کہ عمر و
 بیوٹی ہو کر نیچے سے لگ کر رہ گیا چالاک نے امیر کو شراب پلائے میں آگاہ کر دیا کہ عمر و بہوش ہے امیر ایرج
 کی طرف مخاطب ہوئے پہلے مزاج پوچھا پھر کہا ایرج میں بھی تمھارے قطب دوران میں ایرج نے کہا کہ
 ہاں میں سو برس کا انکاسن جو اور کیا کیا کر امتیں انکی دیکھی میں بڑے صاحب کشف و کرامات ہیں جو انھوں نے

کہ یا وہی ہمیشہ ظاہر ہوا امیر نے فرمایا ایرج میرا عیار ہی میں نے اسکو اپنے پاس سے نکال دیا اول تو مجھے اور
اس سے عمر و پیمان تھا اس میں فرق لایا دوسرے ایک زمانہ میں کہتا پھر کہ میں نے حمزہ کو حمزہ بنایا اور بادشاہ
جلیل القدر کیا بڑے بڑے فساد اٹھائے لیکن عنایت الہی سے میرا کچھ نہ ہوا سا اب ہمارے شہر میں جا کر قطب کو تھامے
یا کر کہ آپ قطب بنا اور نیکو مجھے لڑو اٹھانے کے واسطے لایا ہوا ایرج نے کہا یا حمزہ صاحبقران آپ جو چاہیں سو فرمائیے
ہمارا قطب ایسا نہیں ہوا اور کہی ایسی ہی باتوں سے مجھے اکثر قطب نے کہا کہ ان خدا پرستوں سے نہ ملنا آپ
وہی باتیں کرتے ہیں امیر نے فرمایا کہ تم آذرہ نہو یہ تو کہو کہ تمہارا باعث خروج کا کیا ہوا ایرج نے کہا کہ میں نے
میں ایک روز دوکان پر بیٹھا ہوا ہر دیکھ رہا تھا کہ ایک سوداگر خواجہ سعد شامی تائے آیا اور ایک لعل علی میر
ہاتھ بچا اور پھر اسے دکھا دیا کہ یہ مصری کا ہو مجھے اسکا اعتقاد ہوا اسکو میں نے اپنا مصاحب کیا ایک روز اقبال شاہ
کے بیان و کشتی گیر دن میں کشتی پڑی مجھے بھی اقبال شاہ نے برائے تماشائے کشتی بلایا ایک کشتی گیر مغلوب
ہوا اس سوداگر نے مجھ کو گریا میں نے اس کشتی گیر کو پھینکا راجہ کر پھینکا با مالک بن ملکوت شاہ نے مجھ کو اپنا
خزینہ کیا اور چاہا کہ میرے اوپر کوئی اسناد مقرر کرے خواجہ سعد شامی مجھے رخصت ہو کر چلے گئے صبح کو
آقا کرک مست قلماق آئے اور مجھ کو فنون سپہ گری تعلیم کیے ایک میلہ بان ہوا کہ آقا کرک اس میں قطب دوران
اپنی کشت و کرامات ظاہر کیا کرتے تھے اور تمام زمانہ وہاں جمع ہوتا تھا اتفاق کار میں اس جیلے میں گیا تو میرے ساتھ
آقا کرک مست قلماق بھی گئے ہر چند قطب دوران نے مجھ سے انکو دکھائے آقا کرک مست قلماق اعتقاد
نہ لائے آخر قطب نے انھیں مع جملہ جلاویا پھر قطب دوران مجھ کو روانے کو بیان لائے صاحبقران نے
فرمایا یہ عمر و تھا کہ پہلے خواجہ سعد شامی بنا اور پھر غالب ہو کر آقا کرک مست کی صورت بن کر آیا بعد اس کے تھا کہ قطب
کو مار کر قطب ہوا تب مجھ سے لڑو انکو لیکر آیا اور ایرج تم سننے ہو کہ کیا آواز سے میرے اوپر کہے جاتے ہیں اول
تو یہ ان میں یہ آواز سے کہنا کہ درد ان اور نا انصاف کا دونوں جہان میں روسیہ ہو گئے تھامے قطب کی
نا قدری کی اور کیا نا انصافی تھی اور تم بھی سننے ہو جیسے میں آکر بیٹھا ہوں یہ آواز سے کہنا کہ با آفتاب تابان جو تیرے قطب
سے برائی کوئے تو اسے جنادے یہ آواز سے میرے کسب ہر تم عقل رکھتے ہو کچھ ہوتا تھا رادشمن دین ہوا ایرج نے کہا آپ
ایسے کلمے نہ فرمائیے ایسا نہ کہ وہ سن لیں تو میرے واسطے مسخر ہوا امیر نے کہا کہ وہ اپنے ہوش میں کہاں ہیں ایرج
نے کہا کہ میرا عقلم پاس گئے ہوئے ہیں امیر نے کہا ایرج اسکو چالاک میرے عیار سے بیہوش کیا ہے وہ اپنے ہوش
میں نہیں ہوا اور اگر مجھے میرے کہنے کا یقین نہ تو ایک کام کر کہ ڈاڑھی قطب کی پکڑ کر ہاتھ سے کھینچ کر ڈاڑھی یہ اصل ہی
تولیوں ہی رہی اور جو میرا گناہ ہے تو پریشانی علی پر کچھ ایسی کچھ سے چھوٹی ڈاڑھی لٹکے گی تمکو معلوم ہو جائیگا کہ یہ عمر و
نور الدہر نے کہا ایرج آواز ایرج کو بھی امیر کی باتوں سے گمان گذرا کہ شاید یہ عمر و ہو مگر غافل ہوا نور الدہر
سے کہا کہ مجھے خوف ہے ایسا نہ آفتاب تابان مجھے جلا دین نور الدہر نے کہا یہ تمہارا گمان غلط ہے جلاوٹ ڈاڑھی کو کھینچو اور
اگر یہ قطب ہیں اور مجھے بد مزہ ہونگے تو ہم قدموں پر گر کر تمہاری خطا صاف کر دیتے بلکہ خود انکا دین قبول
کر لیتے اور اگر تم ایسے ہی ترسان ہو تو ہمیں اجازت دو ہم کھینچ کر دکھا دیں اور یہ کیسے نائب ہیں کہ ہم تم سے باتیں
کر رہے ہیں اور قطب کو خبر نہیں ہوا ایرج نے کہا ای نور الدہر تم کیوں ڈاڑھی کو ہاتھ لگاؤ میں ڈاڑھی پکڑ کر کھینچتا
ہوں یہ لکڑی ترسان چلا ہر مرتبہ پھرتا تھا کہ میں بہ حرکت نہ کر دوں گا نور الدہر گر کھانے ہوئے جاتا تھا
اور امیر فرما رہے تھے ایرج ڈرو نہیں یہاں تک کہ ایرج پاس قطب کے آیا اور ہاتھ میں ڈاڑھی پکڑ کر

کہ ریش عملی پنج آئی اور ایک جھوٹی مٹی ڈال دی اندر سے نکلی ایرج حیران ہوا میر نے کہا ایرج کو میر کہنا سچ ہو یا جھوٹا
 تھے اب پہچاننا کہ یہ تھا اقطب ہو یا قاتل قطب ہو اب گرم پانی سے مناد صورت آئی بھی اسکی ظاہر ہو جائیگی ایرج نے کہا گرم پانی لانا وہ چاہا مگر
 کوئلے سے اس وقت عمر کی آنکھ کھل گئی ہوش آیا اور مٹی ابی ایرج کے ہاتھ میں دیکھی جست کر کے غلغلا ہوا اور پکارا ایرج فوٹنا
 حمزہ کے گنے سے افشاس باز میر کیا حقیقت میں بن عمر وہ بن عمر حیرت سے واسطے آئے رحمت ہوں تجکو بزاری سے صبا حبقران جابا بعد
 تجھے اس رتبہ کو پہنچا یا اور ابھی اس سے زیادہ تیرا رتبہ کہتا کہ ہر ایک کو رشک ہوتا میر پکارے کہ ایرج اب تو کتنے ثابت ہوا کہ یہ
 عمر وہی ابو خود اپنی زبان سے کہہ رہا ہو کہ میں قاتل ہوں تیرے قطب کا بس ایرج یہ کلمہ سنا کہ ہو گیا تلو اور پھر دوڑا کہ باش او دزد
 مکار میرے ہاتھ سے بچ کے کہاں جائیگا عمر جست کر کے دوڑ جا کر اسدا اور پکارا ایرج کو ہرنا یا ب تیرے ہاتھ لگا تھا تو نے قدرت
 کی غیرت پہنچا لیا اور میں تو جانتا ہوں ابی ایسا شخص لاؤنگا کہ تیرا بھی کلمہ نہ توڑیگا اور حمزہ کو بھی درست بنائیگا یہ کلمہ تھا کہ میر نے
 تیرا کمان اٹھائی مگر عمر وکل گیا جب عمر وچکا ایرج نہایت پریشان دبا تھے پھر اپنے دل سے کہتا تھا کہ ایرج تو نے غضب
 کیا کہ حمزہ کے گنے میں آکر عمر کو بزار کیا حقیقت میں اسے کچھ خاک سے پاک کیا تھا مگر اب کیا ہوتا ہو شکر گوگ اندک کو سنند
 رہو دہا ہے ہوئے خبان نمارد سودا اور مثل ہر فتنے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کل خود باید و غرض اس صدمہ و رنج میں اور اسی
 شش و پنج میں داخل لشکر ہوا اور حمزہ صاحبقران عالیہ فارنا بت خوشنود و کمال مسرور مع سرداران نامدار داخل باجگاہ بانی ہوئے

اب چند کئے داستان بدر بن زلزل یک چشمی کے بیان کیے جاتے ہیں

جس وقت کہ برہمن جادو بدر کو اپنے ساتھ لیکر ملک کو چک باختر میں آئی تمام ملک باختر کو بزرگ و بزرگ نے جتنے میں بدر کے کردار و ابادر
 بادشاہ عظیم الشان ہوا اور لشکر سات لاکھ سواروں کا جمع کیا ایک دن بدر برہمن جادو کے پاس بیٹھا تھا تاج ہو رہا تھا و درخت
 چل رہا تھا اس وقت بدر کو خیال آیا کہ ایری بدر ہے افسوس معشوق ہاتھ دبا دھاغ اسے ناظرین ہو بدر ایک مدت سے ملک گیتی افروز
 پر عاشق ہو رہا تھا تصویر ملک کی آنکھوں کے نیچے پھر لگی آہ سر و کھنچی شعر عاشقانہ پڑھتے لگا آٹھ آٹھ آنسو روئے لگا پکارا کہ افسوس میں
 ہوس مریم و طلب خود ز سیدیم برہمن جادو نے کہا اویسے کے تھے یہ تجھے کیا ہوا کوئی خالدار پیدا کی جو شوے بہانا ہو کہ تو سہی
 کیا حال تیرا اس وقت بدر بولا کہ ایری برہمن جادو تو جانتی ہو کہ میں مدت سے نور خالص چکیدہ قدرت ملک گیتی افروز پر عاشق
 ہوں یا تو تو اسے لائے میرے حوالے کر یا میں قتلہ ذوالالامان ہر جا کہ سرداران و فرزند ان حمزہ کو اسیر کر کے تمام ناموس حمزہ کو
 اپنے قبضے میں کر کے ملک گیتی افروز کے محل سے شاد ہوں یہ کلمہ شہر ہی برہمن آگ ہو گئی اور کہا کہ او سحر ہے ایسے کے تھے میں نے تجھے
 بادشاہ مہل العذر کیا اپنی جان تیرے ساتھ گنوا لی اسپر بھی تو میرا ہوا اور جیانی سے یہی کہتا ہو کہ میں اسے جا کر لاؤں تجکو شرم میں
 آئی بدر بولا کہ ایری برہمن تجکو بغیر اسکے صبر و فراز نہیں ہو میں قتلہ ذوالالامان پر جاؤنگا اور اپنی معشوق کو لاؤنگا تم چاہو خفا ہو چاہو خوش
 ہو برہمن نے کہا کہ او دوسرے تو یہ سمجھا ہو کہ لشکر میرے ساتھ بہت ہو اسے کیوں شکست آئی ہو تو جانیگا تو معلوم ہو گا کوئی وزیر دست
 تجھے پکڑے گا خوب جو تیرا لگا لگا خیر تو جانیگا میں نے اسی واسطے تجکو تیرے دادا کے مقام پر قائم کیا تھا اور میں تو جانی ہوں میرے چلائے
 کی تجکو نرا لگی یہ کلمہ اسی وقت جزیرہ خندق کو چلی گئی بدر کو اسکے جانے کا خیال بھی نہوا کہ خوب ہوا یہ لگا چلی گئی میں ہی تھا کہ اسکے
 پہلو میں بیٹھا تھا اول تو دوسو برس کا سن اس لگا دکا دوسرے بوسے بدایسی اسکے منہ سے آتی تھی کہ میں پریشان ہوتا تھا مغر سزا
 جاتا تھا خوب ہوا جو وہ لگا چلی گئی یہ کلمہ کوچ کیا ملک سبائل کو روانہ ہوا قلم کوہ کی طرف چند روز میں پہنچا مگر مظفر بن غم غلام شام
 کو ہوئی کہ بدر حرامزادہ لشکر بے پایاں فوج فراوان لکھا یا ہر مظفر بھی لشکر ساتھ لیکر قتلہ ذوالالامان سے باہر آیا دونوں لشکر دن میں
 طبل جنگ بجا رات بھر تیار رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے مظفر بدر کے مقابلہ کو نکلا بدر نے کہا کہ ایری مظفر تو بھائی
 عفا سے خدا سے باختر کا ہو زمرہ شاہ کو سجدہ کر اور ملک گیتی افروز کو مجھے دے کہ ہر ملک کو تو لے لو قتلہ ذوالالامان اور ملک

سبائل کو اپنے قبضے میں رکھنے لگا۔ منظر ہر شکر پار کا دیکھا گیا۔ پھر ایک چٹھی کیا کہنا ہو نہر و شاہ پر لعنت ہو اور خبردار ناموس صاحبقران کا
نام نہ لے جتنک میرے بدن میں جان ہو کیا مجال کسی جو خواتین منکرہ کی طرف توجہ کیے اور صلیح باپ پتر مارا گیا ہو اس سے بد و ج
حال ہوگا اور صاحبقران اور سرداران لشکر اسلام کو تو دور سمجھا جو بدر یہ کلمہ شکر آگ ہو گیا کہما کہ خبردار ہو جگو بغیر مارے نہ چھوڑو
یہ کلمہ غزوہ مارا منظر نے بزرے پر تیرہ روکا خوب بندہ بازی ہوئی آخر کو منظر تقاسم کا ذوق ہوا سفید بازی میں خوب دخل ہوئی
بدر کا ہوا لی کیا بد رنے تلوار ماری منظر نے سپر پر رو کر کے اپنا دل کیا اسنے سینہ سپر کیا تلوار اٹھ لی پھر بدر نے تلوار ماری منظر
نے رو کی اس صلیح میں پھر تلوار علی انجام کا منظر زخمی ہوا قریب شام طل بار گشت بجا و دون لشکر پہلے رات کو منظر سے لشکر داخل
قوالا مان ہوا پل تختہ اٹھا لیا خندق پر آب کردادی دروازہ بند کر دیا تو چون پرگولہ انداز بجائے جہان تو میں نہ چڑھی تھیں بان
چڑھوا دین اور تمام خواتین سے کہلا بھیجا کہ غلام ہاتھ سے اس حرامزاد سے بدر کے زخمی ہوا مگر اپنی زندگی میں آپ پر اسبب
آئے دیکھا اس وقت حمزہ صاحبقران کو عرضی لکھی کہ امیر شہر پار آگاہ ہو جسے کہ بدر بن زلازل نے تمام ملک کو جک یا
گو مد سے برہمن جادو کے مسخر کر لیا جانشین گنجا ب ہوا اور اب اسکو خطا ہوا ہوا لشکر قلعہ ذوالامان پر لیکر آیا ہو میں اسکے
سے زخمی ہو چکا عرضی کو ملاحظہ فرماتے ہی بالو حضور تشریف لائیں یا کسی ایسے زبردست کو بھیجیں کہ اس کا فرقہ سرخک منرا
محلول دے اور اگر آپ نے خبر لی تو ناموس میں خلل آئیگا غلام قدموں پر تیرا ہو جائیگا لکھ کر عرضی سر و نہ دیار کو دی کہ لکھی
مروند عرضی لکھ کر سر سے باندھ کر روانہ ہوا یہاں امیر بارگاہ میں نہایت خوشنود کمال مسرور تھے کہ الحمد للہ مکمل امروں و زوار
گروں امیرج پاس سے نکلا اس ثنائی میں مروند نے عرضی منظر کی امیر کے ہاتھ میں دی امیر نے اسے پڑھا کمال رنجیدہ ہوئے مستقبل
کہا کہ جو کی لاکھ بچھاؤ اور سپر شہر بیڑا پاں کا لاکر رکھو بعد اسکے فرمایا کہ ایک بھاد کو میں چاہتا ہوں کہ جا کر بدر بن زلازل کو گزرا
کر لائے پوری بات منہ سے نہ نکلنے پانی تھی کہ وہ تھیں اپنے دنگل باشوکت پر سے اٹھا کہ جسے نور چشم مومنان و مسلمانان گل گھڑا صاحب
نخل بوستان شاہزادہ بدیع الزمان نور الدہر عالمی نشان کہتے ہیں اگر امیر کو خبر کیا عرض کیا اگر ارشاد عالی ہو تو میں جا کر اس کا فرقہ
بکر کے خدمت شریف میں لاؤں صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کام تمہارے ہی لائق ہو مگر اتنا توقف کرو کہ امیرج سے کہلا بھیجا جائے اور
چالاک بن عمرو سے کہلا کر تم جا کر امیرج سے کہو کہ ناموس پر ہمارے بدر بن زلازل زیادتی کر رہا ہو نور الدہر اسکو سرخک
دینے جاؤ اس کے پھر کے آئے تک لڑائی موقوف رکھو جتنک وہ پھر کر آئے تم بھی عیش کرد و عشرت میں مسرور ہو امیرج سے
پیغام شکر کا لکھا چھامین نے منظور کیا نور الدہر جائیں اسوقت امیر نے نور الدہر کو رخصت کیا نور الدہر دس بارہ ہزار سوار لے کر
روانہ ہوا رات کو امیر نے خواب میں دیکھا کہ نور الدہر ہر آنش سوزان میں گرا ہو پکا رہا ہو کہ ای جد بزرگوار محکواس آگ سے نکلیے صبح کو
یہ خواب بارگاہ میں سب کے سامنے بیان کیا اور کہا جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے بہت بھین ہوں سمجھوں نے کہا کہ شہر پار یہ خواب
و خیال ہوا سپر خیال نہ کیجیے غیر خواب کی برعکس ہوئی نہ بادشاہ اسلام نے بھی فرمایا کہ آپ تصور نہ کیجیے شاہزادہ امیرج کی کسی
کو خبر کیو اسنے بھیجے امیر نے کہا شہر پار میں نہایت بفرار ہوں جاؤنگا اپنی آنکھ سے دیکھ آؤنگا یہ کلمہ قبل کو پانچ ہزار غلاموں سے اور
بہرام گرد بن خاقان چین کو پانچ ہزار چنیوں سے ساتھ لیکر بھیجے نور الدہر کے روانہ ہونے بدیع الزمان کی بہت تشفی کر گئے تھے
کہ تم خدمت شاہ میں رہنا کسی طرح کا اندیشہ نہ کرنا لیکن ادھر بدر بن زلازل کا حال سنئے کہ یہ جو جمع کو اٹھا بارگاہ میں
ہیٹھا ہر کارون نے آکر خبر دی کہ منظر قلعہ ذوالامان میں بھاگ گیا قلعہ بند ہو کر بیٹھا بدر نے کہا کہ ان میرے ہاتھ سے جائیگا کہیں
قلعہ میں کھسکا اسے ماروگا اور حکم دیا کہ فوج ہماری چار طرف سے قلعہ کو گھیرے اور رسد بند کر دو اس وقت کفار نے قلعہ پر نہر خد کیا چار
طرف سے گھیر لیا جس طرح دانتوں میں زبان یا لکھتے ہیں گھیسے ہوتا ہوں محاصرہ کیا خیمہ بدر کا جہان خیمہ مغر کا تھا وہاں برپا ہوا بدلا
اسمین آکر داخل ہوا چار گھری دن رہے سامنے قلعے کے آگاہ بر سے اکاڈ کا گولہ چلنے لگا بدر گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا

ہر کارون کو بھیجا کہ جا کر کہو کہ اس مظفر اس گمراہی سے باز اور ملکہ گیتی افزوں کو میرے حوالے کر میں اسے لیکر چلا جاؤ لگا تجھے علاقہ
 نہ رکھو لگا مظفر نے جواب دیا کہ کہہ دینا اس حملہ از اسے کہ تو بدیع الزمان اور شاہزادہ خاورد سپاہ کو بھول گیا خدا جاہل ہے تو
 وہ میرے سزا دینے کو آئے ہیں اور میں جب تک جینا ہوں ایک بال ملکہ کا جھگڑا دوں گا ہاں جب میرا کام تمام ہو جائیگا تو جو کچھ ہو گا
 وہ ہوا کرے گا مصرع بعد از سر من کن نیکون شد شد و باشد و او بچہ شیطان جو کچھ تجھے ہو سکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خدا سے ماہر
 است جو وہ ہمارے حق میں بہتر جانے لگا کر لگا کر اندیشہ نہیں ہو شعریں پیچ نہ شیر صیب ہر چہ آہ بر سر من یا نصیب ہ اور جو حیات
 مستعار باقی ہو تو ہمارا کچھ نہ کرے گیگا شعرا گر تیغ عالم بچیند ز جاسہ نہ در گئے ناخواہ خدا سے ہمس یہ پیغام جو بدر سے سنانا نہ
 مار سردم کو فتنہ کے پیچ و تاب کھاتا ہوا پھر اپنے خیمے میں آیا و نکل پر بیٹھا شراب پیئے لگا جب دماغ بادہ تاب سے گرم ہوا حکم کیا
 کہ یہ طبل جنگ کہ کل قلعہ کو سرسواری لڑے گا اس وقت نثار گزرا یا ہر کارون نے جا کر مظفر بن ضیفم خون آشام کو خبر دی کہ بدر نے
 طبل جنگ بچوایا ہو کل پور میں کا اڑا وہ مظفر نے کہا کہ فیصل ایزدی ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بچے اس وقت نثار سے پرچوب پڑی
 دو دنوں طرف تیار ہوئے لگی و دھر تو بدر کے لوگ کہ رہے تھے کہ میان عجب طرح کا سانپا ہوا لگا حیرت ہم تک آیا لگا ہمارا حیرت ان
 تک نہ جائیگا دیکھتے کیا ہوتا ہوا دھر مظفر کے لوگوں میں غلطی تھا کہ جیسی اگر وہ قلعہ پر آگئے تو ہم بھی ایک دفعہ ساکھ کی لڑائی لڑینگے
 اور اپنے آقا کے ناموس پر جان نثار کرینگے مظفر کے ساتھ مینگے اور جو کوئی مددگار ہمارا آگیا تو قلعہ کا دروازہ کھول کر اس کے شریک
 ہونگے مگر لڑنے سے نہ پھر نیلے غرض رات بھر جب تردد میں بسر ہوئی صبح کو مظفر اسی حالت زخمداری میں کھن سر سے باندھ کر خاک
 گریبان میں ڈال کر مستعد مرگ بیٹھا اور رقیق بھی سب تیار بیٹھے کہ اُدھر دیکھا حریف کی فوج بڑھتی آئی در اُدھر سے ایک آٹھ گول
 پڑنے لگا فوج کفار بہت کھڑی ہوئی بدر نے افسران فوج سے کہا کہ تم سب سین کھڑے رہو میں جس وقت قلعہ لیلو لگا اور دروازہ
 شہر کا توڑ دگا اس وقت تم آٹھ لکھ گز گران ہاتھ میں لیکر چلا دید با توں نے دیکھا کہ یکے سوار آٹھ مظفر سے عرض کیا اس نے کہا
 کہ خوب زد پڑاتے دو بیانیٹک کہ جو تختائی میدان زد کا ملو کیا اس وقت مظفر نے ہوائی داعی آواز نثارے کی بلند ہوئی نثار و ضاد
 شروع ہو گیا اور گولہ اندازوں نے توپوں کو جھکا جھکا کر سیدھا باندھ کر گولے مارنا شروع کیے تو بجائے روئے شکوہ جوش و خروش
 میں آیا ابر غلامی چھایا رعد و برق کا عالم نظر آتا تھا کبلی رجب کی چپک رہی تھی دھوین کا ابر جلتا رہتا تھا گولہ مثل آولے کے
 پڑ رہا تھا اور بدر کا یہ عالم تھا کہ جو گولہ دہشتی طرف جاتا تھا جالنے دیتا تھا اس سے خبر نہ ہوتا تھا جو گولہ منہ کے سامنے آتا تھا اُس پر
 لٹا چھ گز کا مارتا تھا وہ پست کمر میں پرگرتا تھا اور خاک و ہاتھ اڑتی تھی اسی طرح سے سب گولوں کو رد کر کے برابر خندق کے
 پہونچا اور موٹے پتھروں پر ناؤ پھیرنا شروع کیا اُدھر گولہ اندازوں نے عرض کیا کہ ہفت فلیٹے باندھ کے داغ چلے کیا حکم ہوتا ہے کہا
 دیکھو تو سہی کوئی گولہ فضا کا اسپر لا ہو گا ہاتھ روک لیجئے اور دھوئیں کے بر طرف ہونے سے روشنی ہوئی اب جو بدر کو دیکھا اب
 خندق کھڑی بس قلعہ میں طبل بجائی ہا متوالا قیل کا کر دھا و کرکے لپکا بارود کی ہندیاں مارنے لگے بدر رو کر نے لگا مظفر نے کہا
 کہ جو گولے سے نہ ڈکا وہ ہاتھ متوالے سے کبڑ لکھا وقت و ماکا ہوتا ہے پروردگار عالم ہم پر رحم کرے اور اس کا فکے ہاتھ
 سے بچائے یہ لکھراج سر سے اُتار کر دونوں ہاتھوں پر رکھ کر کچا کر کے خالق بچون وایکو کہیم رہنمون تو اپنا رحم کر بچا اسکے ہاتھ
 سے اور اُدھر تمام خواہشیں مغلطہ کر اُٹھون نے سروں کے بال کھول دیے تھے اور از دہل دما مانگ رہی تھیں کہ واسطہ صحت مظفر
 مریم کا ہماری عصمت بچا تیر دما ہفت اجابت پر لگا کہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز ہے جل از بدوہ بیابان گردے بر قاست
 ایک گرد آٹھی کہ جہان تیرہ دہار ہو گیا جس وقت کہ فریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ عالم و عالمیان نور اللہ ہر بن بدیع الزمان
 دکھائی دیا اور غرہ کیا کہ اوکا فرخا سردست خود را گمدا ر من اینک رسیدیم او نامزدانی کمان جاتا ہوا میرے ہاتھ سے قلعہ الون
 نے جو نور اللہ ہر کہ کچا طبل شادمانی بجایا غل مجاہد وہ قاتل کفار آیا بدر لپکا را شاہ تیر اپنی موت کی خوشی کے نثار سے

بجائے ہو کہا ترس مارے جانے کی خوشی کرتے ہیں کہ وہ برہم زندہ دولت دہر شاہ بے ایمان اسپو بھا اس عرصہ میں نور الدین نے پھر نفرہ کیا کہ وہ بدر لڑا اگر نہیں پھر تا تو میں ترسے لشکر پر روز خون مار رہا ہوں بدر آئندہ ہو کر پھر انکا راکا و نیر با حمزہ پہلے تھے مار لہوں بعد اس کے قلعہ والوں سے سمجھوں یہ کھڑے نور الدین ہر مار ہی شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار نزدیک پہنچا سپر ہاتھ سے چھوڑ دی علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا چھبلی دراز کر کے پھینکی دی کہ تلوار پٹ چڑی قبضے پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مزدور کر تلوار جھین لی اور کمر بنجیر میں ہاتھ ڈال کر زور لو میں میں اسکو اٹھا لیا زمین پر مارا کہ نقش زمین بن گیا اور چھوٹ کر جاتی پر خشک بنانہ صبر میں اس سے مظفر بن ضیغم خون آشام فوج لیکر باہر آیا نور الدین ہر کی قدمبوسی حاصل کی اور صر فوج بدر کی پھر گئی مظفر شاہزادے کو قلعہ میں لایا نور الدین ہر محل میں آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا اس نے بلا میں اس کے سے لگایا اور کہا بیٹا عجیب زمانے کا سوچیدہ ہو کر نکلتا ہیں دیکھتے کو جی بھی نہیں چلتا نور الدین ہر نے کہا امان جان لڑائیوں سے فرصت نہیں ہوتی ہاں جانا کیسا مگر یہ حال جو یہاں کا سہتا تب نہ آئی اور صر کو روانہ ہوا بارے خدا نے وقت پر پہنچا یا کہ اس حرامزادے کو اگر گرفتار کیا غرض رات کو بھی شاہزادہ وہیں رہا صبح کو باہر آیا بارگاہ میں بیٹھا فرمایا لاؤ بدر کو جب وہ آیا سلام کیا شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کی بدر دل میں کہتا رکھ کر مسلمان ہوا اور جا کر اپنے لشکر میں انفران فوج کو بھی بھیجا یا اور لاکر شاہزادے کے قدموں پر ڈالادہ بھی اذرو سے نور مسلمان ہوئے نور الدین ہر دور و زوہاں رہا میسر سے دن روانہ خدمت امیر ہوا بدر ہمراہ رکاب تھا چوتھی منزل میں بدر نے دعوت کی اور کھائے میں یہوشی دیکر نور الدین ہر کو کچل لیا اور فوج کو شجوں مار کر بھاگا ویا اور شاہزادے کو گرفتار کر کے قلعہ ذوالامان پر آیا اور پھر نفرہ کر کے اٹھا اور بل خبگ بچا اگر قلعہ پر یورش کی اور گولوں کو در کر کے قلعہ پر پہنچا نور الدین ہر کو ایک کھڑ پر بانہ دھکے ہاتھ میں لے لیا سب اہل اسلام دما میں کر رہے تھے کہ بیابان سے گرد آتی اور حمزہ صاحبقران مع قبیل دہرام و چالاک بن عمرو پہنچے اور نفرہ انڈا کبر عکبر سے کہیں ہاں بدر آواز امیر کی سن کر کا پناہ اور اپنے دل میں کہا مصرعہ غم را کہ نشان داد بلار کہ خبر کر دہ لیکن اپنے دل میں سوچا کہ پاس تر سے خفتان مرغ بند ہو اور حمزہ بود صبا ہو لا اسپر غالب ہو گا یہ سوچ سمجھ کر امیر پر حملہ آور ہوا اور صر نور الدین ہر اپنی قید آہنی توڑی فوج بھی نور الدین ہر کی ساتھ بدر کے پوشیدہ آئی تھی وہ بھی آکر شریک ہوئی مگر امیر نے بدر کی تلوار جھین کر کٹ کا ش زمین سے اٹھا لیا اور چالاک نے کھوڑا نور الدین ہر کا سپو بھا یا نور الدین ہر مانند شکار جو الہ کے اسپر سوار ہو کر آیا امیر نے بدر کو نور الدین ہر کے حوالے کیا نور الدین ہر نے اس کا فر کو ہاتھ پر اٹھا لیا فوج بدر کی دوڑ بڑی جنگ منفلو ہوئی کمر بند بدر کا ٹوٹ گیا ہاتھ سے نور الدین ہر کے چھوٹ گیا لوگ بچا کر گئے بدر گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگا مظفر بن ضیغم خون آشام بھی دروہ قلعہ کا کھول کر مع فوج شریک جنگ ہوا خوب لڑائی ہوئی میں گرمی جنگ میں پھر بدر سے اور نور الدین ہر کے سامنا ہوا بدر نے تلوار شاہزادے پر مادی اس بہادر نے تلوار اسکی پشت تیغ پر رو کی کہ تلوار اسکی ٹوٹ گئی اور پھر پناہ دار کہا باد و خفتان مرغ بند نزدیک تھا کہ تہی اسکی ٹوٹ جاتی خوب چوٹ لگی میں اب اس سے نہ لڑا گیا در کر بھاگا بہت سی فوج اسکی کام آئی اکثر مسلمان ہوئے لاکھوں اس کے ساتھ بھاگ گئے شاہزادے نے جاہا کہ نقاب میں بدر کے جانے امیر مانع ہوئے مال و اسباب بدر کا جو رکھا تھا وہ لوگ جو بدر کے مسلمان ہوئے ہیں امیر نے انکو دیا اور وہ میں خیاں فلک و آسمان استاد ہوا حمزہ صاحبقران فوج معتمد میں گئے گیتی افروز نے سلام کیا دیکھا صاحبقران نے کہ لباس سیاہ اس کے گلے میں ہر اور لاکھوں میں آنسو بہتے ہوئے ہیں امیر بھی رونے لگے گیتی افروز کو لگے سے لگایا لاکر مسند پر بٹھایا بہت شفقت کرنے لگے اور فرمایا کہ یو فرزند تم رنج و فکر نہ کرو میں نے تجو میں سے دریافت کیا تھا خواہ بزر چہر کے بیٹوں نے کہا تھا کہ شاہزادہ خا وریا ہ زندہ ہی بارہ برس کے بعد وفات پا گیا تم کسی طرح رنج نہ کرو اور لباس مٹی اتار دے ملکہ نے کہا کہ شریار خدا آپکو سلامت رکھے آپ کے باعث سے کوئی رنج مجھے نہیں ہو گا لباس سیاہ کیواسطے آپ نہ فرمائیے امیر چپ ہو رہے غرض بہت کچھ عنایتیں فرما کر تمام خواتین کو خلعت دیے اور درو زوہاں رہے

بعد اسکے کوچ کر کے راہی شہر ختم ہوئے

اولان اول اب دو مکے داستان حیرت نال لقا سے بے بقار اندہ درگاہ خدا کے بیان ہوتے ہیں
 لقا شہر ختم میں بیٹھا تھا کہ ایک عیار از ررق چشم اندہ بارگاہ کے آیا لقا کو بد و مادی بختیار رکھنے پوچھا کہ تو کون ہو
 اور کسا پیغام لایا ہو ملک مسماور وریا باری نے کہا کہ یہ عیار ملک زاوے کا ہوا نام اسکا فیروز خول بچہ ہو اور پوچھا کہ اے
 فیروز کیونکر آیا کہا خبر لایا ہے کہ خسر و شیر دل بیٹا بخارا خداوند کی بدد کیوں آئے آہا ہو ملک مسماور خوش ہوا اور لقا سے
 کہا کہ با خداوند بہت بہادر ہو نرم و شاہ نے کہا کہ جاؤ اسے استقبال کر کے لاؤ تمام سردار لگے اور اسے لائے اسنے لقا کو
 سجدہ کیا اور حال خدا پرستوں کا پوچھا بختیار رکھنے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا خسر و نے کہا کہ میں سب کو مار لوں گا
 لقا سے عرض کیا کہ با خداوند آپ طبل جنگ بجو ایسے دیکھتے ہیں صبح کو کیا کرتا ہوں اسی وقت طبل جنگ بجا ہر کاروں نے
 جا کر لشکر اسلام میں خبر پید پچالی شہنشاہ گیتی ستان نے فرمایا کہ یہاں بھی لقا رڈ رزمی پر جو بڑے رات بھر تیاری جنگ
 رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفوں قتال و جدال آراستہ ہوئے نقیب بنیب و بکر چلے گئے خسر و شیر دل لقا
 سے اجازت لیکر میدان میں آیا ابھی مبارز طلب نہ کیا تھا کہ جانب صحرا سے گرد آٹھی ہر کار سے دونوں لشکر دن کے خبر کو اسط
 دور سے جب دامن گردن لگاتے ہو انہ کے آگے چالاک بن عمرو اور جیسے چچے حمزہ صاحبقران اور نور الدین ہر بدیع الزمان مع قتل
 و ہیرام چالیس ہزار سوار سے پہونچے پہلے قدمبوسی بادشاہ کی حاصل کی بعد اسکے نور الدین ہر اجازت لیکر مقابل ہوا خسر و نے
 بعد لگا ورنی اور استفسار نام کے کہا کہ لا اپنا حریف شاہزاوے نے جواب دیا کہ یہ اپنا دستور نہیں ہے کہ حریت پر پیشہ سستی کریں
 اسوقت خسر و نے نیزہ مارا شاہزاوے نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ باری ہوئے چند طعن میں نیزہ خسر و کا نکال دیا خسر و
 نے تلوار مار ہی نور الدین ہر نے دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور مڑوڑ کر ہاتھ سے تلوار تھپین کی عرض کشتی ہوئے
 لگی دن بھر کشتی رہی شام کو نور الدین ہر نے اسے زیر کیا اور لشکریں باندھ کر لے آیا ملک مسماور شاہ نے کہا کہ امیر و شاہ
 یہ کیا بیوہ و تقدیر ہو کہ بیٹے کو میرے گرفتار کر دیا لقا بولا کہ امیر و شاہ میں نے خدا پرستوں کو پر زور پیدا
 کیا ہو تقدیر کر دی ہو کہ میرے بندوں میں سے جو اسنے لڑ لگا وہ مغلوب ہو گا بختیار رکھنے کہ کہ لقا بیچ کتا ہو
 ہم ہمیشہ سے یہی دیکھتے ہیں ملک مسماور چپ ہو رہا غرض دونوں لشکر پھر پھر کر اپنی بارگاہ میں گئے صبح کو امیر نے دبا کیا
 خسر و کو بلایا وہ آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا امیر نے بہت عزت و حرمت سے اسے جٹایا اور کہا امیر و تجھے نور الدین
 نے کیونکر زیر کیا وہ بولا کہ جس طرح بہادر بہادروں کو زبرد کرتے ہیں امیر نے فرمایا کہ لقا میں تو نے کیا کیا خوبی دیکھی جو اسکی
 خدائی ماننا ہو اور نیردان پاک کو نہیں بچا تھا ہر خسر و نے قرعین لقا کی کہیں امیر نے اسکی مذمت بیان کی اور تعزیت
 پر در و گار عالم کی کی خسر و از رو سے ترس مسلمان ہوا اور عرض کیا اگر ارشاد مالی ہو تو میں جا کر اپنے باپ کو مسلمان کر کے
 لے آؤں فرمایا اچھا جاؤ خسر و مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا اپنے باپ کے خیمے میں آیا اور اس سے کہا کہ میں از رو سے ترس مسلمان
 ہوا ہوں اپنی جان بچا کر آیا ہوں اور ان خدا پرستوں سے کوئی سرکھ ہو کر سامنا نہیں کر سکتا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ حمزہ کے
 لشکر میں ہوں اور فیروز خول بچہ سے سرداران لشکر اسلام کو کچر و دنوں جب سب سردار گر خوار ہو جائیں تو انکو لیکر مسماور
 میں قتل کروں ایک حمزہ رہ جائیگا اسکی تدبیر و جانگی ملک مسماور نے اسے اسکی پسند کی اور رات کو لقا سے آکر رہی لقا
 بولا کہ میں نے بھی تقدیر کی ہو جاؤ غرض صبح کو خسر و ملک مسماور کو ساتھ لیکر آیا قدموں پر صاحبقران کے گرایا ملک مسماور
 بھی از رو سے ترس جان مسلمان ہوا ایک طرف خیمہ اسکا بھی استاد ہوا فیروز خول بچہ رات کو جا کر ہاتھ میخزن کو چلا دیا
 ملک مسماور نے چاہا کہ ہاتھم کو اسطرح بیہوش قتل کرے خسر و نے کہا کہ ابھی نال ہے اور بہان صبح کو غلغلہ ہوا کہ رات کو ہاتھم

بستر خواب سے غائب ہو گیا امیر نے فرمایا تلاش کرو عیاں تلاش میں مصروف ہوئے دوسرے دن نفلہ ہوا کہ آج ہمراہ گردہ بن
 خاقان چلے جوری گیا کہیں تپا نہیں معلوم ہوتا اور بستر اٹھا ہوا امیر عیاروں پر بہت نفا ہوئے کہ حریف آتا ہو اور کام اٹھا کر
 جاتا ہو اور تختہ کی بنیں ہو سکتا ہیں تم لوگ لشکر میں نہ تھے مگر تھا کہ کوئی عیار ہمارے یہاں نہیں ہوا یہ کیا آفت ہو معلوم ہوتا ہے
 کہ تمہاری سازش سے یہ لوگ چوری جاتے ہیں شاید یہ کام عمر و کا ہو تم لوگ سب اس سے ملے ہوئے ہو سردار دن کو پکڑ کر اسے
 دے آتے ہو سجون نے عرض کیا شہزادہ راگر یہ بات سچ نکلے تو آپ ہم سب کو قتل کیجیے گا ہم اپنی جانیں لڑا لے ہوئے ہیں رات
 دن مانند دیدہ متاب کے آنکھیں دار ہتی ہیں چار طرف پھرتے ہیں خدا جانے حریف آسمان پر سے آتا ہو یا زمین میں سے
 پیدا ہو کر لیجا تا ہی ہم جتنے المقدور سعی و تلاش کرتے ہیں مگر قسمت میں بدنامی ہو تو کیا کہہ سکتے ہیں سردار امیر عیاروں پر بہت نفا ہوئے کما کہ میں سب کو لشکر سے نکال دوں گا عرض ہر شب
 دو سردار یا قین سردار غائب ہو جاتے ہیں اور امیر عیاروں پر نفا ہوتے ہیں مگر اس فیروز غول کچھ صحرائی نے کہا ہم
 کی ہر کہ اپنے خیمے میں سے نغب کھود کر ہر سردار کے خیمے میں پہنچا اور جس سردار کے خیمے میں گیا خدا کا راز اور پھر سے والوں
 کو بیہوش کیا اور اس سردار کو پشاور سے میں بانہ عکرا اپنا پتلا مشا یا مہرہ نغب کا بند کر کے اپنے خیمے میں لے آیا اور پٹی داروں
 بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کر صندوق میں بند کر دیا یہاں تک کہ ایک سو چالیس سردار امیر کے چوری گئے اور امیر نے فرمایا کہ یہ
 کام اسی دزد بار یک گردن کا ہے کہ ہم عیاری اور حکمرانی اور سرداروں کو پکڑ لیجا تا ہی غیر کیجیے تو ہمارے ہاتھ لگا بیگا جب یہ
 خبر ایرج کو پہنچی عمر و کو اسطے بہت افسوس کیا کہ ہاس حمزہ اور نور الدین ہرے عبت عمر و کو تیرے یہاں سے نکلوا
 غضب کیا عجب ناماب شخص تیرے ہاتھ سے کھو دیا ایرج اگر وہ بھگونہ بناتا تو تو دی ہزار بچہ تھا اور ایرج وہ
 تجھے خدا پرستوں سے ملنے کو اسی واسطے منع کرتا تھا مگر اب پچھانے سے کیا ہوتا ہے یہ لکڑاہ سردار کی پٹی روئے لگا اور مالک
 بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ نے قطب دوران میں بھی کشت و کرامات کبھی نہ دیکھی تھی جو کہ عمر و میں تھی مالک نے
 کہا تو یہ باتیں بھلا وہ کیا جانتے عمر و ایک بلا سے بیدار مان آفت جہان تھا عمر و ہی ہر کہ جسے حمزہ کو حمزہ بنایا خاک سے پڑا
 کیا مرتبہ اعلیٰ کو پہنچا یا یہی باتیں بڑی دیر تک میں لیکن ملک مسمار دریا باری نے خسرو سے مشورہ کیا کہ اتنے سردار حمزہ
 کے ہمارے ہاتھ لگ چکے ہیں انکو لیکر مسمار کوہ میں قتل کیجیے اور پھر آکر اور سرداروں کو پکڑے خسرو نے کہا اچھا میں ملک
 مسمار خدمت صاحبقران میں آیا عرض کی کہ غلام تو مسلمان ہو چکا ہے لیکن لوگ مسمار کوہ کے ابھی تک لقا پرست ہیں جو
 غلام کو رخصت لے تو جا کر تمام شہر کو اسلام آباد کر دن اور پھر خدمت شریف میں آکر حاضر ہوں فرمایا کہ جاؤ مجھے رخصت دی
 ملک مسمار سب سرداروں کو صندوق میں بند کر کے اونٹوں پر لہو کر مسمار کوہ کی طوت روانہ ہوا لشکر اسلام سے کئی
 کوس پر جا کے عرضی زمرہ شاہ کو لکھی کہ یا خداوند میں نے ایک سو چالیس پہلوان حمزہ کے گرفتار کیے مسمار کوہ کو لیے جاتا
 ہوں آپ کچھ تھوڑے سے آدمی اپنے ساتھ لیکر بیان قدم رنجہ فرمائیے خدا پرستوں سے جس طرح سے چاہیے پیش آئیے چاہیے قتل
 کیجیے چاہیے بچد کیجیے اور مسمار کوہ کی سیر بھی کیجیے وہ عرضی عیار نے رات کے وقت بختیارک کے ہاتھ میں دی اسنے بھی
 بہت خوش ہوا لقا کو اس کے معنوں سے آگاہ کیا لقا نے کہا کہ اسی شیطان درگاہ بعض امور خدائی کے میں نے تیری رائے
 پر رکھے ہیں جو تو بتا دہ کیا جائے بختیارک نے کہا کہ خدا پرست تو مرنے جانتے نہیں مگر خیر طبعی تو سہی شاید قضا انکی آگئی ہو
 لیکن شکار کھیلنے کے بہانے یہاں سے چلے کہ کوئی آگاہ نہ کہ آپ کہاں جاتے ہیں لقا نے کہا کہ کئی نا کہ برس آگے ہی میں نے
 تقدیر کی تھی اور ہمیشہ و خورشید اختی سے کہا کہ صبح کو ہم شکار کھیلنے جائیں گے ان صید گیر تیار ہوں انھوں نے عرض
 کیا کہ بہت اچھا حکم دیا کہ سب جانور صبح کو آئیں عرض لقا نے تمام لشکر اپنا جمشید و خورشید کے سپرد کیا اور کافال خون کشم

و ضیغم خون آشام و زنگار خون آشام و سہراب اثر و درگیر دہر منر تا جدار و فرامر زنا بکار و دیاقوت شاہ
و لاجہوت شاہ و بختیارک و غیرہ کو سانچہ لیکر مسبار کوہ کی طرف روانہ ہوا لقا کو شناسے راہ میں جھوٹے
اب دو کلمے داستان حیرت بیان عمر و کا شہزاد ختم سے بھاگ کر شہر کشور سے مین جانا اور پیر زال و غیر
کو مار کر خود اسکی صورت بنکر داراب کشور کشا کو امیر کے مقابلے کو واسطے لیکر آنا

جس وقت عمر و شکر ایامیج سے نکلا اپنے حال پر نہ تھا فکودہ پر درجور فلک ہوتا تھا آپ ہی آپ کتنا سخاوی عمر و حمزہ کا اقبال
یا در ہو طالع اوج پر ہو تو اس عرب کا کچھ نہیں کر سکتا بڑی دیر تک اسی خیال میں بیٹھا رہا پھر اپنے دل میں کہا کہ اے عمر و تو
بھی اس محاورہ سے کو چیں سے نہیں دے انتقام اس کے لیے پھر سوچا کہ کیا کچھ کیونکر عوض حمزہ سے لیجے ذہن میں
گذا رکھا کہ تو شاگرد بزر چہر کا جو علم نجوم میں دیکھ کہ کام پورا بنے گا یا نہیں پس زہیل سے فرما نکالا سوا با محمد زہین کو لپیٹا اس پر لایا
تو آفتاب کے مقابل کیا تختہ نقل پر فرما نظر کو پھینکا سولہ خانے رمل کے نگاہ میں کر کے احکام کو مزب و سیکہ نکالا معلوم
ہوا کہ اگر سمت مغرب تو جائیگا تو کام بخوبی سرانجام پائیگا بس اسی وقت اٹھا اور خوش خوش سمت مغرب روا ہوا
قرب شام ایک شہر میں پہونچا دیکھا کہ شہر نہایت آباد و رشک میں سوا و نام اسکا شہر کشور یہ ہو ایک فقیر کا بھیس بدل
لیا شہر کی سیر کرنا شروع کی پھرتے پھرتے کنارے و رہا کے پہونچا دیکھا کہ دھوبلی کپڑے دھو رہے ہیں تناؤ ستے
ہوئے ہیں اپنے کپڑے سوکھ رہے ہیں کسی طرف کپڑے کی بھی چڑھی ہو کلیب تار کیا جاتا ہو کسین کپڑوں میں ٹیل دیا
جاتا ہو کوئی استری کر رہا ہو کوئی کندی کر رہا ہو کسین کچھ دھوبلی جمع میں گٹھنے اچھل رہے ہیں ایک طرف گھڑا بج رہا
ہو گھنڈا گٹے جاتے ہیں ایک طرف بیل لڑ رہے ہیں اور دلوں کوں کو دیکھا کہ ایک انہیں سے نہایت خوبصورت کوئی گیارہ
بارہ برس کا سن خال سبز گہاٹھی عیان اولاد صا جھقراں کی سب نشانیاں اور دوسرا دبلا تپلا چست و چالاک
شریر دبلے باک عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ وہ بیشک کوئی اولاد صا جھقراں سے بیٹا یا پوتا ہو اور یہ پتھارا لفظ
معلوم ہوتا ہو اور ایک دھوبلی بیٹھا ہو نہایت مونا نازہ دونوں لڑکے اس کے پاس آتے ہیں اور جو کچھ مانگتے ہیں وہ
پاتے ہیں اور نام اس دھوبلی کا سکندر ہو عمرو نے جو صورت اسکی دیکھی خیال میں گذرا کہ اے عمر و یہ لڑکا بہت
زبردست معلوم ہوتا ہو اسکو تیار کر کے بچل کہ کلمہ مرہ حمزہ کا توڑ دیکھا یہ سوچکر ایک سو ردا اس کی صورت بہت اور
سکندر کے پاس آیا میلے کپڑے لایا کہ اسے دھو دے اسنے کہا کہ میں سوا سے لباس بادشاہ کے اور کسی کے کپڑے
نہیں دھوتا عمرو نے پوچھا کہ بادشاہ تجھے کیا کپڑا دیتا ہو اسنے کہا کہ ایک اشرفی دیتا ہو عمرو نے کہا کہ ہم دو اشرفیاں
دینگے اور دو اشرفیاں مصری کی بی بی ہوں گی مگر سے نکال کر اس کے آگے پھینک دیں اور کہا کہ کپڑے ہمارے دھو اسنے کہا بہت
اچھا اب کیون نہ دھوؤں لگا یہ لکڑ کپڑے اٹھالیے اور لا کر دھو لے لگا عمرو ان دونوں لڑکوں سے یمن کرنے لگا کہ
صا جزا دو پتھارا نام کیا ہو وہ جو لڑکا خوبصورت و حسین تھا اسنے کہا کہ مجھے واراب کہتے ہیں اور وہ جو شوخ و طرار تھا
اسنے جواب دیا کہ اس شخص کچھ نام سے کیا کام ہو اور واراب سے کہا کہ کچھ جلیبا سا معلوم ہوتا ہو جلیبا تم اس سے بات
نہ کرو خدا جانتے یہ کیا آفت برپا کرے واراب نے کہا کہ اسے چپ رہ کجخت ابھی تہ نازہ وارد ہو تجھے کیونکر مکاری اسکی
نہایت ہوئی اسنے کہا جلیبا صورت سے اسکی مکرو فریب عیان ہوئی باتیں ہو رہی ہیں کہ دیکھا خلق خدا ایک طرف کو چلی
جاتی ہو عمرو نے پوچھا کہ یہ سب کہاں جاتے ہیں اس دے لڑکے نے بیان کیا کہ آج بادشاہ یسان کا لڑائی اقبال و گدگدن
و کشتی پہلوانان تہمتن کی دیکھنے کو بیٹھا ہو تمام شہر کا مجمع ہو ایک عالم مجتمع ہو عمرو نے کہا کہ تم بھی تماشا دیکھنے چلو گے واراب
نے کہا کہ بابا جان کا یہ کیو جاتے دینگے عمرو نے کہا کہ میں کہہ کے تمہیں بے چلتا ہوں اور سکندر کا فر سے خطاب کیا کہ جب تک

تم میرے کمرے میں تھوڑے دو دنوں لڑکوں کو تماشا کشتی کا دکھلاؤں اُنہیں کہ کیا مضائقہ ہو لیجائیے عمرو نے دونوں کو ساتھ لیا دباؤ لٹے پلاسہ کرتا ہوا ایک میدان وسیع میں پہونچا دیکھا کہ کوسوں تک سبزہ ہری اور ڈکانا سب لٹے بیٹھے ہیں میلہ لگا ہوا ہر خلائق کا ہجوم ہر کشتی کی دھوم ہر ایک بہت بڑا تالاب ہری پانی اُس میں صاف و شفاف بھرا ہوا تالاب میں چار ستون لٹے سب ہیں اور ان ستونوں پر عمارت بنی ہر آگے کمرے پر بادشاہ بیٹھا ہر کوئی ہزار بارہ سو بیٹھے رفیق و ملازم غرض ہر گروہ و پیش حاضرین کہ اس اثنا میں بادشاہ نے حکم دیا کہ باغیوں کو لڑو اور سوار دو تیرے باغیوں کو لگا کر لائے جب دونوں ہاتھی مقابل ہوئے خوب مکر میں چلے دو دن لڑنے لگے پانچ لڑے کہ گوشت دانترین سے بچ بچ گیا خون بننے لگا اسوقت حکم دیا کہ انھیں الگ کر و فلبان گجیا کہیں مارے تھے وہ الگ نہوتے تھے بان بردار دن نے ہوائیاں بان کی داغین دونوں ہاتھی علیحدہ ہو کر بھاگے طاقت تے اوپر چوٹی لوگ ہر طرف گرتے ہوئے دوسری جوڑا اور رومی پھر گنڈے اور منڈے لڑائے اسنے اور شیریں مقابل پرست قضا سے کا پھر شاہی پر ایک طرف کو جب لوگوں کا ہجوم ہوا ستون اُردھ کا جھکا عمارت گرنے لگی لوگ اُدھر سے بھاگے غل ہوا کہ بادشاہ بھی گرا چاہتا ہر عمرو دیکھتا تھا کہ داراب نے دوڑ کر اس ستون کو تھانہ کہ جھکنا اُسکا موقوف ہو گیا جتنے لوگ اوپر تھے اُسے لگے اس اثنا میں دودھ داراب کے شانے سے گرنے لگا داراب نے ایک ہاتھ سے دودھ کو روکا دوسرے ہاتھ سے ستون تھامے رہا جب سب لوگ مع بادشاہ اُسپر سے اتر گئے داراب نے ستون چھوڑ دیا وہ عمارت تالاب میں گری عمرو نے جوہ طاقت داراب کی دیکھی اپنے دل میں کہا کہ اسی عمر و اگر اسکو تو تیار کر کے لیجئے تو حمزہ اور امیر ج دونوں کو ہر ٹھیک بنائے مگر بادشاہ یعنی کشور شاہ جسوقت اُس پر سے اُترنا کہ سکندر رگازر کے بیٹے نے سبیل جان بچائی وہی ستون کو تھامے رہا کہ اُس رگے کو لڑا اور اُسکے باپ کو بھی یہ لکھ سوار ہوا ایوان بادشاہی میں آیا اُنہیں ہی تخت پر بیٹھا چوہدار داراب کو لایا بادشاہ نے اُسے خلعت دیا اور کہا اسی رگے کے تم ہمارے پاس رہا کرو داراب نے عرض کیا کہ باہاجان کو اختیار ہو آپ اُنسے پوچھ لیجئے کہ اس اثنا میں چوہدار سکندر رگازر کو بھی لایا اُسے بادشاہ کو سلام کیا داراب اُسکی تعظیم کو واسطے اُٹھ کھڑا ہوا مگر سکندر نے راہ میں حال داراب کا سنا کہ ایسا زور کیا کہ بادشاہ کی جان بچائی اب یہاں آیا بیٹے کو خلعت پہنے دیکھا بہت خوش ہوا اور چار طرف سے اُنگلی اُٹھ رہی تھی کہ اسی کے بیٹے نے دیو کا زور کیا لیجئے کہتے تھے کہ بھی نصیب اسکا چمکا لیجئے کہتے تھے کہ میان یہ لڑکا اس دھوئی کا نہیں معلوم ہوتا ہو لیجئے حاس کہتے تھے کہ بالفعل باجیوں کا زور ہو گیا ہوا مگر کشور شاہ نے سکندر رگازر کو خلعت دیا اور کہا اسی سکندر اب تم کمرے دھونا موقوف کرو اور داراب کو ہمیں ددہم اپنا بیٹا کر نیگے اُنسے کہا خداوند سواے اسکے اور اولاد نہیں ہو کشور شاہ نے کہا کہ میں تجھے اس سے ملنے کو منع نہیں کرتا ہوں تو اسکے پاس رہ اُنسے کہا کہ میں غلام ہوں یہ بھی خاندان ہو کشور شاہ نے ایک مکان اسکے رہنے کو دیا خادم خدنگار نوکر رکھ دیے ددہزار کا عبنا مقرر کیا داراب روز دربار میں آئے لگا لیکن ایک دیو کہ نام اُسکا دیو ہوشنگ ہر اور کوہ کشور میں رہتا ہر اور کشور شاہ اُس سے دبا ہوا ہر روز دعوت اُسکے واسطے بھیجتا ہو قضاے کار کشور شاہ کی بیٹی ہر کہ نام اُسکا ماہ کشور ہر ایک دن دیو ہوشنگ جو محل پر سے کشور شاہ کے گزرا ماہ کشور کو دیکھا عاشق ہو گیا کشور شاہ سے کہلا بھیجا کہ بیٹی کو مجھے دے کشور شاہ حایت آزرہ ہوا بیجا میرے کہ کہ دور ہو میرے سامنے سے اور مار کر نکالو یا دلوں کو کربت آزرہ ہوا اور رات کو کشور شاہ کو بکیر لگیا اپنے پاس بیجرے میں نہ کر کے نکال دیا سردار کشور شاہ کے بہت پریشان ہوئے داراب نے بھون سے کہا کہ تم لوگ ہمیشہ سے ہم بادشاہ کا کھانے ہو چکر دیو سے لڑو بادشاہ کو چھڑالا و سب نے جواب دیا کہ ہاری تو مجال نہیں کہ دیو سے

زمین وہ ہم سب کو کھا جائیگا و انسانی جان و دین مگر آپ بڑے مرد میں تو جا کر سامنا کیجیے و ارا اب نے کہا کہ ہمتو جائیگے فقط
 نگو آزمائے تھے کہ تم کتنے ہو معلوم ہوا کہ تم سب بڑے و نامرد ہو ہر ایک بولا کہ آپ سچے ہیں واقعی ہم سب ہو دے ہیں جا کر غم
 دیو نمونے و ارا اب اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا کہ میں جا کر اس دیو کو مارتا ہوں بھون نے کہا کہ جائے خداوند آجھاات
 کی مگر دین عمر و بچا کہ لوگ آپ پرست ہیں غرض و ارا اب چلا عمر و بھی ساتھ ہوا و ارا اب نے کہا کہ تم کہاں جاؤ گے
 عمر و بولامین بھی تمہارے ساتھ ہوں و ارا اب چپ ہو رہا سکندر کا فورہ ہر چند بلبلہ یا کہ ای بیٹا تو نہ جا و ارا اب نے نہا
 سمت کو دروازہ ہوا شہر سے نکلا کچھ لوگ اسکے پیچھے پیچھے تھے بعض تو افسوس کرتے تھے کہ مفت میں یہ جوان دیو کے ہاتھ سے
 مارا جائیگا بعض کہتے تھے کہ یہ لڑکا بھی بہت زبردست ہو دیکھا کہ تالاب کی عمارت گرنے لگی تھی ایک ہاتھ پر کیسا روک
 لیا ستون کو تھامے رہا کرتے نہ دیا کیا عجب دیو کو بھی مارے بعض بولے کہ اب دیکھ ہی لینا کیا ہوتا ہو لوگ تو یہ باتیں نہاتے
 تھے و ارا اب چلا جاتا تھا جب وہاں پہنچا کہ جہان ہوشنگ دیو رہتا تھا دیکھا کہ کچھ درخت گنجان ہیں چار درخت ہریان
 ہا نورون کی چڑی ہیں اس میں سے بڑے پہلی آتی ہر ایک پیر سے میں کشور شاہ نکلا ہوا ہو دیو ہوشنگ پتھر کے
 پٹان پر بیٹھا ہو اور کشور شاہ سے کہ رہا ہو کہ کیوں تو اپنی بیٹی مجھے نہیں دیتا جو جو وقت بہت خفا ہو گیا تھے کھا جاؤنگا
 وہ کہ رہا ہو تو کھا کیوں نہیں جاتا مجھے عذاب سے کیوں نہیں چھڑاتا ہو اسے تو اپنا قد و قامت دیکھ اور آدم زاد
 کو دیکھ تو بڑا انصاف ہو یہ سکندر دیو چلا اور کہا کہ اور کشور شاہ پہلے مجھے کھا جاؤنگا پھر اسے اپنے صرت میں لاؤنگا
 کشور شاہ نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر میرے بعد جو ہو سو ہو مصرعہ بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد
 جب ہمارا خاتمہ ہو جائیگا تو پھر آنکھوں سے یہ حالت نہ دیکھیں گے دیو پکارا کہ رہ میں مجھے بھون کے کھائے لیتا ہوں
 یہ ککرا کٹا کہ پیر سے نکالے کشور شاہ رونے لگا اتنے میں و ارا اب پہنچا لٹکارا کہ او نا بکار کہاں جاتا
 ہو خبردار ہو میں مجھے سزا دینے کو آیا ہوں دیو نے اواز سنی پھر کر دیکھا ایک آدم زاد کو پایا کہ نہایت حسین و حسن
 ہو پکارا کہ آدم زاد تو مجھے سزا دیکھا و ارا اب نے کہا کہ ہاں مجھے ار کہ بادشاہ کو چھڑا لیا ونگا دیو ہوشنگ نہایت
 غضبناک ہو کر و ارا اب پر دوڑا مگر کشور شاہ نے جو و ارا اب کو دیکھا آواز دی کہ ای و ارا اب تو چلا جا اپنی
 جان دوسے میں نے جانا کہ تو جانا باز سرفروش ہو لیکن دیو نے و ارا اب کے قریب آکر ہاتھ دوڑایا کہ اٹھا کر حلق
 میں ڈال لے ہاتھ دیو کا جب قریب و ارا اب کے پہنچا و ارا اب نے ہاتھ اٹھا پکڑا کہ انگلیاں بڑی تک پوست ہو میں
 بلبلہ گیا اور چلا یا کہ آدم زاد ہاتھ میرا چھوڑ دے و ارا اب نے کہا مرد و دجھ میں طاقت ہو تو چھڑا لے یہ ککرا چٹکا دیا
 دیو منہ کے بھل کر ہاں و ارا اب نے ایک گھونٹا اسکے دماغ پر مارا کہ مغز اسکا پھٹ گیا ہاتھ کھینک کر سر میں
 گھس گیا اور دیو صرخ کھا کر گرا پڑا کہ واصل جہنم ہوا و ارا اب نے کشور شاہ کو پیر سے باہر نکالا کشور شاہ
 نے و ارا اب کشور کشا خطاب دیا وہاں سے بادشاہ شہر میں آیا اور چار جی کو بلا کر حکم دیا کہ تمام شہر میں دھندل
 پیشہ کہ و ارا اب کو کوئی سکندر کا فورہ کا بیٹا نہ کہے و ارا اب ہمارا فرزند ہو اور عملہ اسکے واسطے ملنی نہ تو کر رکھا گیا
 مکان بہت بڑا بادشاہی رہنے کو ملا اب جو نام لیتا ہو شانزادہ و ارا اب یا و ارا اب کشور کشا کتا ہو اور
 و ارا اب دونوں وقت و بار بار بادشاہ میں حاضر رہتا ہو عمر و نے جو یہ طاقت و زور و ارا اب کا دیکھا اس فکر
 میں ہوا کہ اسکو صاحبقران اب پرستان بنا کر جسطرح سے ہو سکے بیٹھے لیجیے مگر یہ سوچتا تھا کہ کیونکر لیجیے اور کب
 عمر میرے آدھرو و ارا اب کیواسطے روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہو شکل بہ نظر آتی ہو ایک روز کا ذکر ہو کہ آدم زاد کا رے کی
 بند ہوئی عمر و نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہو فقارہ کیوں بجا ہو لوگوں نے بیان کیا کہ کل میلہ ہو تمام عالم پیر زلال رو شفق

کی زیارت کیواسطے جائیگا اور پیر زلال رخصت منیر نائب خداوند آبجیات میں عمر دے سکر اپنے دل میں کہا کہ غیر سمجھا جائیگا اللہ
وہ دن گذرات ہوئی دوسرے روز صبح کو عالم عالم اور دنیا دنیا ایک طرف کوٹے عمر و بھی راہی ہوا آئے آئے ایک
کوستان میں پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بزرگ ہو قس گز سے قس گز تک مدور مثل منور اور چار طرف گنبد کے میلہ لگا ہوا
ہو تماشا یوں کا جوش ہر اہل حرفہ کا خوش ہر کسی طرف سے آواز آ رہی ہو مزہ انگور کا ہر رنگ تر دن میں کوئی پکا رہتا ہو
گنبد بیان میں پوند سے کی کوئی صدا دیتا ہو کہ بڑی زبان گلابی کوئی کتا ہر قند کا مزہ ہر بیڑون میں کوئی پکا رہتا ہو کیا
مزہ ہر بالوشاہی میں اور دروازہ پر گنبد کے کشیش رہا کہ صباؤ کے گے میں بڑے ہوئے دھو تیان بندھی ہو میں
سر کھلا ہوا جو تیان ہوا سے اڑتی ہو میں کھوٹی دار کھڑا وین پانوان میں نوبت بج رہی ہو سنگھ بھنگ رہا ہو جھانجھ
کی آواز بند ہو کھڑوش صفت بٹھے ہیں الہی دالے والے ایک طرف بیٹھے ہیں با خداوند آبجیات اور یا
پیر زلال رخصت منیر کا غل ہو چھے استاد میں نگہ سے تھے ہوئے ہیں امرا خیمون میں بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے ہیں ابھی
کوئی اندر گنبد کے نہیں جاتے پاتا ہر دن کھلا باقی تھا کہ کمال عظم و شان سے سواری کشور شاہ کی آئی رسالے
ساتھ پلٹنیں ہمراہ ڈھکا بچتا ہوا چوہا راہ نام کرتے ہوئے داراب کشور کشا مرکب پر پی پیکر پر سوار مرکب دریا
جواہر میں غرق جلو میں ہزار ہا خاصہ در غرض کشور شاہ اگر خیمے میں آ کر کشتیاں نذر کی خوان شیرینی ہار بھول کے
ساتھ لیکر مع داراب کے اس گنبد کی طرف آیا اب مجاورون نے دروازہ گنبد کا کھولا بادشاہ داراب کو ساتھ
لیے ہوئے داخل گنبد ہوا عمر و ہمراہ تھا اندر جا کر دیکھا کہ پانچ پانچ گز زمین چار طرف سے چھوڑ کر میں گز سے میں گز تک
دور ایک چشمہ ہو آسمان پانی صاف و شفاف بھرا ہو کر آب مردار پید اُس کے سامنے آب خجالت میں غرق ہو عجیب آب لطیف
ہو شعر نو کو دیکھ کر بہ لہ لہے ہاتھ میں کوثر کے پانی پھر آئے تھے اور کنارے کنارے اس نر کے گلے سے پھولوں کے رکھے ہوئے ہیں
اب گردان تمام بیو کی ہو خیمیاں لغزہ مصقول کی پانی میں اچھل رہی ہیں کنارے پر تخت طلاے احمر کا بچھا ہوا سپر ایک مرد پر بارش
سفید پر اس گئے میں عمامہ سر پر بندھا ہوا بیٹھا ہوا جو نذر و نیاز کو واسطے خداوند آبجیات کی آئی ہو اس حوض میں ڈال دی جاتی ہو
نقدی ساخص پیر زلال کے رکھتے ہیں اور پیر زلال آسمان سے وہ کی آب لیتے ہیں باجی وہاں کے خادموں کو دے دیتے ہیں اور بڑے
بڑے جام بلور کے رکھتے ہیں آسمان پانی بھرا ہو ایک ایک دودھ پھلی ہر جام میں بڑی پھٹک رہی ہو اور ان گنبدیوں چاندی کی کئی
ہوئی ہیں آئین آگ بھری ہو اسپر بجزرات سنگ رہے ہیں عود و عنبر جل رہا ہو خوشبو بھلی ہوئی ہو غرض کشور شاہ نے نہ درجہ دہی
داراب کو پیر زلال کے قدیون پر ڈالا حال دیو کے مار لے گا بیان کیا پیر زلال نے دست شفقت داراب کی پیٹھ پر پھیلا
اور کہا کہ کشور شاہ یہ بڑا بہادر ہو گا دین خداوند آبجیات کا جاری کرے گا اور ہار داراب کے گلے میں ڈال دیا پانچ لکھ
اٹھا کر ہاتھ میں اُس کے دیوے کشور شاہ باہر زبا عمر و گلیم عیاری اور سکرو میں رنگیا خیال میں گزرا کہ امی عمر و اس پیر زلال
کو قتل کر کے آپ اسکی صورت بنے اور داراب کو یہاں لے لیے ایک کوٹے میں کھڑا ہوا سپر دیکھ رہا ہو کہ ایک ازوہام
ہوا نبوہ عام ہو نذر و نیاز پڑ رہی ہو بجزرات گئے تک بڑا ہجوم رہا بعد اُس کے لوگ کم ہوئے گئے دد پیررات گئے سناٹا
ہو گیا پیر زلال اور تمام کشیش رہا ان اٹھے اور ایک طرف اس حوض میں زنبے بنے ہوئے تھے اور ایک دروازہ
لگا ہوا تھا آسمان چنے گئے عمر و بھی ساتھ ساتھ آیا دیکھا کہ ایک مکان بہت پاکیزہ بنا ہوا ہو بان پیر زلال آ کر بیٹھا
اور مال جو کچھ کہ چڑھا تھا اُسے باہم تقسیم کیا بعد اُس کے سو رہے عمر و نے پیر زلال کو بکڑ کر زندہ در گور کیا اور آپ اسکی
صورت بنکر سور ہا صبح کو اٹھا کر تالاب کے کنارے تخت پر بیٹھا اور کہا کہ لاؤ کشور شاہ کو ایک منبت دوڑا
کشور شاہ کو بلا یادہ لڑتا کا پتا سامنے آیا سلام کیا قدیون کو بوسہ دیا ہاتھوں کو چوما پیر زلال نے کہا کہ امی کشور شاہ

خداوند آجیات تجسے بہت خفا میں نہایت آزر وہ میں کشور شاہ نے کہا کہ گناہ میرا کیا ہو پیر زلال بوسے کہ پہلے
 تو قلاب میں مع عمارت غرق ہوتا تھا بچا یا بعد اسکے دیو ہوشنگ تجکو لیگیا تھا اس ظالم کے پیچھے سے تجھے چھڑایا اور
 داراب ساہو در تجکو دیا تو نے اسکی قدرتی زمانے میں بہت سے دین میں کوئی آسمان کے خدا سے نادیدہ کو مانتا ہو
 کوئی لقا کو خدا جانتا ہو کوئی لات و منات کو سجدہ کرتا ہو کوئی آفتاب پرست ہو خداوند آجیات کو منظور ہو کہ ایک
 زمانے میں ایک دین ہو جائے بس تجکو لازم ہو کہ جا کر فوج بہت سی نوکر رکھ چالیس روز ہمارے پاس نہ آئے کہ تجھے
 ملاقات نہو گی مگر کل صبح کو اس کوہ کی طرف سے ایک سوار قدرت خداوند آجیات ہی پیدا ہو گا وہ داراب کو
 فن سپاہگری سکھا لگا خبر میں لے تیری خطا کو خداوند آجیات سے معاف کروایا ہو مگر اب ایسی حرکت نہ کرنا یہ کہ نہایت
 کیا دوسرے دن صبح کو داراب دامن کوہ کی طرف چلا قریب پہاڑ کے پہونچا تھا کہ سم مرکب کی آواز بلند ہوئی آگے
 بڑھا دیکھا کہ ایک سوار بوڑھا لباس بھی کمنہ اور گھوڑا بہت دہلا کثیف صورت پیدا ہوا داراب سے کہا کہ میں حکم
 آجیات سے چھ سو ساٹھ فرسخ سے آیا ہوں کہ تجھے فن سپاہگری میں تیار کروں اور نام میرا سوار قدرت ہو داراب
 اسے اپنے ساتھ کشور شاہ پاس لایا خلعت دلویا مکان رہنے کو دیا دوسرے روز سے تعلیم کرنا شروع کیا پہلے تین سو
 ساٹھ ضمن ہنرے کی داراب کو سکھائی اور نیزہ حرلیف کا توڑ ڈالنا اور چھین لینا اور نیزے سے نیزہ لڑا کر حرلیف کے
 ہاتھ سے نکال دینا بتایا بعد اسکے گرز ہاتھ میں پکڑنا حرلیف پر مارنا اور آپ حرلیف کے گرز سے پھینا اور گھوڑے کو بچانا اور حرلیف
 کا مرکب چھین لینا بعد اسکے شمشیر زنی اور ہاتھ سے حرلیف کے عمو اچھین لینا اور تلوار سے عمو احرلیف کی توڑ ڈالنا اور حرلیف
 کو مرکب پر سے اٹھا لینا تعلیم کیا بعد اسکے تیر اندازی اسپ باری کندانہ ازنی بتائی چالیس روز میں داراب کو کمان
 آفاق کر دیا داراب اور فتح دونوں بہت خوش ہیں کشور شاہ ہر روز خلعت و جواہر و پوشاک و لباس دیا کرتا ہی
 جب خوب یہ دونوں علم سپاہگری اور فن ہباری میں پختہ ہو چکے سوار قدرت نے کہا کہ اب میں جاتا ہوں اور جنگاں
 آجیات کو تعلیم کروں ہر چند کشور شاہ نے روکا کہ ابھی نہ جانیے اور داراب بھی مانع ہوا مگر سوار قدرت نے نہ
 مانا اور کشور شاہ سے کہا کہ صبح کو ہم وہیں گنبد پر جانا جہان میلہ ہوا تھا پیر زلال سے ملاقات ہوگی جو کچھ وہ کہیں اسپر
 عمل کرنا یہ کہ نہایت مرکب پر پیچکر سخت صحرا روانہ ہوا اور کشور شاہ دوسرے دن صبح کو سوار ہو کر خدمت پیر زلال
 میں گیا دیکھا کہ پیر زلال بیٹھا ہو کشور شاہ قدموں پر گر ابا تھا جو سے پیر زلال نے ایک کاغذ سفید کشور شاہ کے
 ہاتھ میں دیا کہ اس کاغذ کو حوض میں ڈال دو جواسمین لکھا ہوا دکھائی دے اسپر عمل کرو کشور شاہ نے ویسا ہی کیا کاغذ
 پر لکھا ہوا دکھائی دیا کہ میں خداوند آجیات ہوں خزانہ آجیات کا جو کچھ کہ پیر زلال روٹھنے سے لے اور خیمہ اور
 تخت اور وردیان خاصہ و ارون کی اور علم و نشان سب آبی رنگ کے بناؤ اور لشکر بکیران ساتھ لیکر خدا پرستوں پر
 جا اور پیر زلال روٹھنے سے نقشہ تخت کا دیا کہ ایسا تخت بنے کہ درجہ بالا لا جو ردی اور بیچ کا درجہ طلائی اور درجہ پائین
 نقرئی ہو درجہ بالا پر ہم بیٹھیں اور آگے پیچھے درجوں میں ہمارے خدمتی اور نوبت نواز شمشاد از زمین گئے اور جب لشکر
 حمزہ پر پہونچیں تو تلوار میں غلی کر کے لغزہ کریں کہ دشمن پیر زلال کا دونوں جہان میں رو سیاہ ہوا اور رو پیرا شرفیان
 جواہر اپنے پاس سے دیا کہ جلد بارگاہ اور تخت اور وردیان سپاہ کی بنو اور کشور شاہ نے بموجب حکم پیر زلال
 روٹھنے میں سب کچھ بنوایا اور خیمہ کلان فہمل آبی کا تیار کر دیا اسپر رد و زری کام بنوایا اور چھ لاکھ سوار سب آبی پوش
 اور مرکبوں کا اسباب بھی سب لا جو ردی تخت پر درجہ بالا میں پیر زلال تنگ ہوئے اور دوسرے درجہ میں طفلان
 ماہ طلعت جام لا جو ردی ہاتھوں میں لیے ہوئے اسمین مچھلیان نقرئی پڑی ہوئی زمین ہر مرتبہ جام اچھا لقمہ میں کہ اسمین

ساغر کا پانی اس ساغر میں اور اس جام کا پانی اس جام میں گرتا ہی اور با خداوند آب حیات یا میرزا لال روغنمیر کا غل ہوتا ہی اس عظم و شان سے پیرزا لال روغنمیر مع دارا اب کشور کشا اور کشور شاہ شہر اختم کو روغنمیر ہوئے کوچ بکوچ چلے

اب دو کلمے داستان مسمار دریا باری تبارکار اور خسرو ناہنجار کے بیان کیے جاتے ہیں

ادھر سے جب ملک مسمار دریا باری اور خسرو ایک سو چالیس سردار حمزہ صاحبقران کے پڑ کر صندھ و قون میں بند کر کے مسمار کوہ کو چلا تھا اتنا سے راہ میں تیسری منزل میں سرداروں کو صندھ و قون سے باہر نکال لال و زنجیر میں گرفتار کر کے سب کو اعرابوں پر ڈال کر بیٹے جاتا ہی پانچویں منزل تھی کہ گرد و غبار کا تین اٹھا جب گرد و غبار ہوئی تو دیکھا کہ چھ سو عظم نشان چھ لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھر ہر سے پر تعریف خداوند آب حیات اور پیرزا لال روغنمیر کی مرحوم تھی اور تخت پر پیرزا لال سوار برابر کشور شاہ بیٹھا ہوا اور دارا اب مانند شیر کے آگے آگے ادھر آب پرستوں نے بھی لشکر دیکھا اور خبر در یافت کرائی کہ ملک مسمار اور دوسے نرس جان سلمان ہو کر سرداران حمزہ کو عیار کے ہاتھ سے چروا کر لیے جاتا ہی کشور کوہ میں انھیں قتل کر کے پیرزا لال یہ سکر غضبناک ہوئے دارا اب سے کہا پکڑ لے انکو نہ جانے دے کہ سب آب حیات کے جد سے ہیں دارا اب اس وقت گھوڑا چمکا کر لشکر پر مسمار دریا باری کے گرا اور آب پرست بھی دوڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ میں دارا اب اور خسرو سے مقابلہ ہوا خسرو نے تلوار باری دارا اب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چتون تلوار کے ساتھ لڑی تھی جب تلوار نزدیک پہنچی پنجابی دراز کر کے پنجابی دی کہ تلوار پٹ پڑی جیسے پر بانڈ ڈال دیا اسکے قبضے کو اپنے قبضے میں کر لیا ہاتھ مڑو ڈکڑ تلوار چھین لی اور کر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر خسرو کو اٹھا لیا سر پر چرخ و کمرہ میں پر مارا چھاتی پر چوڑھویں مشکین باندھ صحن فتاح کشوری کے حوالے کیا کہ لیجا ملک مسمار نے جو دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا خود تلوار کھینچ کر دارا اب پر آیا حملہ کیا دارا اب نے اسکو بھی گرفتار کر لیا جنگ منلو بہ ہوئی اخیر کو لوگ ملک مسمار کے بچا کے شکست ہوئی مال و خزانہ آب پرستوں نے لوٹ لیا سب سرداران حمزہ کو پیرزا لال روغنمیر کے سامنے لائے پیرزا لال نے کہا کہ انکو قید رکھو جب حمزہ سے سامنا ہوگا اسوقت انکو قتل کرنے کے سب کو لیجا کر قید کیا دوسرے دن صبح کو اورادہ کوچ کرنے کا تھا کہ گرد و غبار کا تین اٹھا اور قانع لاہوت شاہ اور بختیارک و کلکال خون آشام وغیرہ کے پہونچا آکر سنا کہ یہ فوج آب پرستوں کی ہوا اور ملک مسمار و خسرو گرفتار ہو گئے اور قید سرداران لشکر اسلام کی آب پرستوں نے جھین لی لقائنا بت غضبناک ہوا اور لاہوت سے کہا کہ جاؤ ان آب پرستوں کو قتل کر جس سے کہ گو موت دھوباجاتا ہی اسے یہ بھدائی مانتے ہیں پانی بھی بندہ ہو لاہوت شاہ نے میدان کا راستہ لیا میا ز طلب کیا دارا اب کشور کشا مقابلے کو آیا اور بعد گفتگو کے لاہوت نے نیزہ مارا دارا اب نے جب طعن میں نیزہ اسکا ہوا لی کہا لاہوت نے گز مارا دارا اب نے گرجھین لیا کشی ہوئی شام کو دارا اب لاہوت شاہ کو پکڑ کر لیگیا طبل باز گشت بجا دو وزن لشکر بھر گئے لقائیمے میں آکر واصل ہوا یا قوت شاہ نے کہا کہ یا خداوند آب نے یہ کیا تقدیر کی ہو کہ آب کے دوست اور نور خالص گرفتار ہو گئے قاتل بولا کہ یہ تقدیر آسمانی ہو میری نہیں ہو بختیارک نے کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو میں ان آب پرستوں کو بلالوں اور چیراں کو اپنا دوست بنالوں لقابولام شیطان درگاہی تقدیر کی دوسرے دن صبح کو بختیارک جانب لشکر آب پرستان چلا پیرزا لال روغنمیر کو خبر ہوئی کہ بختیارک آتا ہو کہا کہ اسے استقبال کر کے لالوگ گئے پیشوائی کر کے لائے بختیارک نے پیرزا لال کو کمال شان و شوکت سے پایا اور دیکھا کہ ایک طرف کشور شاہ بیٹھا ہو دوسری جانب دارا اب

سو جتنا نہیں اور نہ زیادہ کوئی دشمن میرا نہیں یا نوذین آفتاب پرستی اختیار کر دینے مجھے اور عشر صبا خدمت لیا
 میں گیا پیغام ایرج کا دیا نور الدین نے کہا کہ کدینا ایرج سے کہ عمر واد نے ایک ہارسے بیان کا لڑکر تھادہ آواز سے
 مالالک صاحبقران پر کستا تھا اُسے نکلوادیا اور تم جو وقت قبل جنگ بجو اگر میدان میں آؤ گے ہم تمہارا مقابلہ کر سکتے
 عشر صبا نے جا کر ایرج سے کہا ایرج نے حکم دیا کہ قبل جنگ بجے اور لشکر اسلام میں بھی خبر ہوئی انقارہ رزمی اور زرش
 میرا آیا چار ہر رات تیار رہی صبح کو دو لڑن لشکر میدان میں آئے سفین آراستہ ہوئے ایرج نے گھوڑے پر سے
 اتر کر آفتاب کو سجدہ کیا اور مالک بن ملکوت شاد سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا اسد جو کھڑا ہوا
 تھا اُسے ظہاس سے کہا کہ اے برہنہ کلنگان تعجب ہو کہ آفتاب جاکر اس پانی ہزار بجے سے مقابلہ کرے اور تم تماشا دیکھو
 حیثیت ہو پورا اور وہ تو حرام کے لئے کھا کھا کر نگرا ہوا شاید شاہزادے کو اس کے ہاتھ سے چشم زخم پہنچے تو تم کیا کر دے گے
 میان جاکر اس پانی کو پکڑ لو اور اسکی حقیقت کیا ہو تمہاری گھر کی میں پیشاب خفا ہو جائیگا ظہاس نے کہا کہ ایسا منہ کو
 شاہزادہ مجھ سے رنجیدہ ہوا اسد نے کہا یہ ذمہ میرا ہی مگر اسے زندہ پکڑنا قتل نہ کرنا ظہاس اسد کے گھٹے سے گھٹے
 کوچ مار کر برائے اجادت سامنے تخت بادشاہی اور حمزہ صاحبقران کے آئے عرض کیا کہ اجازت ہو تو جا کر اس
 ہزار بجے کو پکڑ لو ان زمانہ سابق کا دستور تھا کہ جو کوئی اسادہ میدان کا کرنا تھا اُسے روکتے نہ تھے اسوا سنے کہ اسے
 قلت ہوئی تھی کہ میں قابل میدان داری نہیں ہوں جو نہ جانے دیا ناچار اسکو اجازت میدان دی ظہاس مقابلے
 کو ایرج کے چلا نور الدین ہر دیکھ کر ہگیا اسد سے کہا کہ اوکھت یہ میری حرکتیں ہیں تو نے فتہ انگیزی کر کے ظہاس کو بھیجا
 ہوا اسد بولا بھائی صاحب آپ کا رجبہ نہیں ہو کہ آپ ایسے ویسے پا جیوں سے سامنا کریں دیکھئے ظہاس اسے پکڑے
 لانا دینے بھیجا لاکھا بڑا کیا نور الدین ہر چپ ہو رہا مگر ظہاس ایرج کے سامنے آیا ایرج نے جو ظہاس کو دیکھا بہت
 آزدہ ہوا کہ اے ظہاس مجھے اور نور الدین ہر سے میدان داری کا وعدہ تھا وہ کیوں نہ آیا تجھ کو یوں بھیجا ظہاس بولا
 کہ اے ایرج مجھ پر ایسا ملازم جسکا ہودہ کا ایک کسی کے مقابلے کو جائے اُسے کیا غرض ہو جو ہر دیکھ کر اسے مقابلہ کرے
 میں آیا ہوں کہ تجھ کو باندھ کر لے جاؤں ایرج یہ کلمہ سکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ میرا بھی ملازم ہو میں اُسے ترسے
 مقابلے کو بھیجتا ہوں کہ وہ تجھے لے گیا مگر پھر نور الدین ہر نے اسد سے کہا کہ اوکھت دیکھا تو نے کہ ایرج نے مقابلہ
 نہ کیا پھر گیا اسد نے کہا بھائی صاحب وہ اپنے خوف جان سے پھر گیا کہ مارا نہ جاؤں اور بھائی صاحب اپنی محبت اور
 سرحمہ جانے سے اُسے خراب کیا ہی پا جی کو بہت سر نہیں چڑھا ہے میں اور آپ کیا کریں کہ آپکا توفیق اُس پر آیا ہوا ہی
 مگر اُسے ایک طبیعت ایسی نہ تھی نور الدین ہر نے کہا کہ ہاں بھی تم سچے ہو جان تمہاری اور باقیں دیوانگی کی میں وہاں سے
 بھی میں مجھ کو حسن پرست بھی بنا دیا اچھل بھی جی جان داوا جان تمہاری باقیں سخت ترین مجھ کو بھی جو چاہو کہ لو اسد چکا ہوا
 مگر ایرج جو پھر کہ اپنے لشکر میں گیا بلوط لکھ گردن سے کہا کہ تم جا کر ظہاس سے مقابلہ کرو اُسے باندھ کر لے آؤ
 بلوط ایرج سے رخصت ہو کر مقابل ظہاس کے آیا بعد ارنگھو کے بلوط نے تیز مارا ظہاس نے تیزہ اُس کے ہاتھ سے
 نکال دیا بلوط نے جو بدست ظہاس پر ماری کہ سر پر سے اچٹ کران پر ظہاس کی چڑی حد بدست ضرب جو بدست سے
 ظہاس کو تورا آیا آفتاب پرستوں میں علم جلوہ گری پر آئے یا نیرا عظم آفتاب تابان کا نعل ہوا ظہاس غضبناک ہو کر
 دوڑا اعراسے چپ سے ساٹھ رستار سے نوسو من کا اٹھایا اور بلوط پر مارا بلوط نے سپر پر روکا تھا کہ ساٹھ رستار سپر کو
 کاٹا سر پر بڑا کہ سر اسر کے چپ سے کو کاٹا صراحی گردن میں اڑ کر صندوق سینہ سے مانند قطرہ سیاب کے گذر کر تمام
 جسم کو کاٹ کر گوندے کو قلم کر کے زمین کو بوسہ دیا راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے تھ ہوا کہ وہ بلوط مارا گیا

اس طرح کمال رنجیدہ ہوا کہ اگر میں جانتا کہ بلوط کے ہاتھ سے مارا جائیگا تو میں اسے میدان میں بھیجتا مگر اسے پہلی مقابلہ میں ہار کر
 بڑا رنجیدہ ہوا کہ اگر میں جانتا کہ بلوط کے ہاتھ سے مارا جائیگا تو میں اسے میدان میں بھیجتا مگر اسے پہلی مقابلہ میں ہار کر
 کہ میان اس عادی کو کیونکر نور الدہ ہرنے زیر کیا ہوگا جھگڑتے نہیں کہ نور الدہ ہرنے اسے زیر کیا ہو ایک آدھ سے
 کہنا کہ ہر دہر میں سے رہتا ہے کہ نور الدہ ہر پر طماس عاشق ہوا ایک آدھ سے کہنا کہ میان خیر نور الدہ ہر دہر ہوا
 جو کہ آدھ کو ہر طماس کا گیند بنا کر اچھا لایا اسی طرح بولا ہوگا مگر اب تو میرا کچھ بیک گیا ہے اگر کوئی اسے پکڑے تو میں
 بہت خوش ہوں شاپور نے کہا کہ اب مجھے طماس کو لے کر ہر دہر دے دو اور رات کو باورچی خانہ میں ایک کمار کی
 صورت بن کر کھانے میں بیوٹی ملا کر طماس کو کھلا کر بیوش کرنے کا بندھن اسی طرح کی خدمت میں لایا اسی طرح طماس کو گرفتار
 غل و زنجیر کر کے بیوش میں لایا طماس نے خود کو بندھتے ہوئے پایا اور دیکھا کہ سامنے اسی طرح بیٹھا ہے اور غل و زنجیر اسے لگایا
 سلام کیا اور کہا کہ اوہ ہر دہر آج ہی ہو دیکھا کہ میں اس کا کچھ نہ کر سکتا تھا تو عیار کو بھیج کر دیکھا کہ بلوایا ہر دہر ہوا
 عیار کے بھر دے سے ہر کرتا ہو تخت ہو تجھ نام و دیر اسی طرح یہ کلمہ سن کر آگ ہو گیا کہ اگر عادی تو نے میرے اپنے رفیق کو
 مارا کہ اس کا بدلہ ملے و نظیر نہ تھا میں اس کے عوض میں تجھے قتل کر دینگا اور کہا کہ بلا و جلا دون کو یہ وجہ حکم کے اسی وقت جلا
 اگر حاضر ہوئے اور ریت کا چوڑا بنا کر نطو اس پر ڈال دیا اور ہاتھ پکڑ کر طماس کا بچھا دیا اور کہا کہ تجھے جو کھانا ہو کھالے
 جو پینا ہو پی لے وصیت کرنا ہو کرنے جسے یاد کرنا ہو کرنے وقت خیرا خیر طماس بولا کہ وصیت یہ ہے کہ میرے آقا
 نور الدہ ہر دہر نشان بن بدیع الزمان سے کہدینا کہ میں تمہیں جیو رہا ہوں مارا گیا میرے خون کا عوض دس آفتاب پرست سے
 لے اور یاد کیا خداوند عالم کو جلا دے کہ اب اس کو اپنے کام میں مصروف ہو جلا دے میرے حکم کا منتظر تھا کہ غلط ہو اور
 نور الدہ ہر خیر طماس کے گرفتار ہونے کی سن کر کینہ و تنہا آکر داخل بارگاہ اسی طرح ہوا جلا کو قتل کیا طماس نے قید
 توڑ ڈالی اسی طرح یہ حال دیکھ کر ہر دہر ہو کر بولا کہ اے نور الدہ ہر یہ کیا حرکت تھی کہ بارگاہ میں میری اگر قیدی کو چھو لیا اگر
 اکیلا میری بارگاہ میں نہ آیا ہوتا تو مجھے قتل کرتا نور الدہ ہرنے کہا اگر اور کوئی میرے رفیق کو اس طرح چھو لے گا تو میں بغیر
 مارے اس کو دھجھوڑتا ہے کہ طماس کو لیے جلا گیا لیکن اسی طرح بلوط کے غم میں بیٹھا ہوا اور ہر کاروں نے آکر
 خبر دی کہ قارن بن بلوط کج گردان آتا ہے اسی طرح نے لوگوں کو استقبال کے واسطے حکم دیا سردار گئے اور استقبال
 کر کے لائے دیکھا کہ وہ بھی کج گردان ٹھیک صورت بلوط کی ہو قارن نے اسی طرح کے قدم چومے بیٹھا سب کو دیکھا
 اپنے باپ کو نہ پایا پوچھا کہ باپ میرا کہاں ہے اسی طرح رو دیا اور کہا کہ کل طماس کے ہاتھ سے مارا گیا اسے بھی ایک آدمی
 اور اپنی حالت تباہ کی کہ اگر آپ قبل جنگ بچو ایسے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارہ و زرمی پر چوب بڑی لشکر
 میں خبر ہوئی کہ بیٹا بلوط کج گردان کا آیا ہوا اسے طبل جنگ بچوایا ہوا صاحب قران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی
 طبل جنگ بجے چار پہر رات درستی آلات حرب میں ہر جوئی صبح کو دونوں لشکر صف آرا ہوئے قارن اسی طرح سے
 اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا کہ طماس میرے مقابلے کو نکالے طماس بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل
 قارن ہوا نور الدہ ہرنے چلتے وقت کہدینا تھا کہ اے طماس قارن کو زندہ پکڑو نا طماس نے عرض کیا تھا کہ بہت
 خوب پس جو وقت مقابلہ ہوا بعد ازنگار و زنی کے قارن نے کہا کہ اے عادی تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہے میں تجھے بغیر
 مارے نہ چھوڑوں گا اپنے حربے کو طماس نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہیں ہے تو اپنا حربہ کر قارن نے نیزہ اس پر ڈرا طماس
 نے نیزہ اس کا ہوائی کیا قارن نے جو بہت ماری کہ سر پر سے اچھٹ کر گیند سے کے منہ پر چڑی کہ بیٹھا پاش پاش ہو گیا
 طماس پیادہ دوڑا پہلے اس کے گیند سے کمارا بعد اس کے پاس پر دون کی کشتی میں اسے زیر کیا اور باندھ لیا پھر کمارا اپنے لشکر

میں آیا قارن کو خیمے میں لایا غل وز بخیر میں گرفتار کر کے مکان محفوظ میں اسیر کیا اور ایم جی نے شاہ پور سے کہا کہ تو
 جا کر قارن کو چھڑا لا شاہ پور شیر دل صورت اپنی بدل کے لشکر اسلام میں گیا پہلے زندہ آنکھانے کو دریافت کیا وہ پہر
 رات گئے ہو اس کے رخ پر کھڑے ہو کر بیہوشی آڑا نا شروع کی کہ نگہبان بیہوش ہو گئے شاہ پور اندر آیا قارن کو چھڑا یا
 چاہا کہ ایم جی پاس لیجئے قارن نے کہا کہ اسی شاہ پور میں جب تک طماس کو مار نہ لوں گا یہاں سے نہ جاؤں گا شاہ پور نے کہا کہ اگر
 چلے چلے پھر سمجھ لیجئے گا قارن بولا اسی شاہ پور میں اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤں گا شاہ پور بھار
 کہ آپ کو اختیار ہو جو میرا کام تھا وہ میں کر چکا قارن نے کہا کہ طماس کے خیمے کے دروازے پر مجھے پہنچا دے شاہ پور
 نے لا کر دروازہ بارگاہ طماس پر پہنچا دیا قارن پوشیدہ ہو کر کھڑا ہوا کوئی چار گھنٹی رات باقی تھی کہ شاہ پور تو چلا
 گیا لیکن طماس دو گھنٹی رات رہے سے اٹھا حواج ضروری سے فراغت حاصل کی وضو کر کے نماز پڑھی پو شاک شگوار
 پہنی بارگاہ سے باہر آیا کہ سوار ہو کر خدمت شاہزادہ مایو قارن روانہ ہو قارن نے فرصت پا کر تلوار طماس
 بھاری طماس جب تلوار کی دیکھ کر سیدھا ہوا پیچھے کو سر کھینچا تلوار پیٹ پر پڑی کہ آنتیں باہر نکل آئیں طماس پیٹ پر
 بیٹھ گیا بیہوش ہو گیا قارن گھوڑے پر چڑھ کر بھاگا بیان غل ہوا کہ اسے طماس کو کوئی مار کر چلا گیا یہ خبر نور الدین ہر کو
 ہوئی سرور پاہر بندہ ڈر ا ہوا آباد کیا کہ طماس بیہوش ہو فرمایا دریافت کر دے کام کسکا ہی ہر کاروں نے آ کر خبر دی کہ قارن
 رات کو چھوٹ گیا ادھر قارن ایم جی کے پاس صبح کو آیا کہا کہ میں طماس کو مار کر آیا ہوں ایم جی بولا موقارن
 گو کہ اسے ترے باپ کو مارا ہو مگر بہادر بے نظیر ہونے بہت مجرا کیا قارن پشیمان ہوا ایم جی نے کہا اے قارن اگر تو
 ہو شیار کر کے مارتا تو ترے واسطے ناموری تھی اور یہ میں نامردی ہو کہ تو نے اسکو چھب کر مارا قارن بولا اے
 شہریار باپ کے غم میں مجھ کو کچھ سوچنا نہ تھا ایم جی پکا ر اخیڑ جو کچھ ہوتا تھا وہ ہوا مگر غیر اعظم طماس کو بچا لے شدہ
 شدہ یہ خبر نور الدین ہر کو پہنچی کہ قارن طماس کو زخمی کر گیا ہو شاہزادے نے کہا کہ قسم پروردگار عالم کی اگر طماس
 مر گیا تو قارن کو مع ایسے کے زندہ نہ چھوڑوں گا کہ اس میں صاحب قرآن گمراہے اختر شناس کو لیے ہوئے آئے
 نور الدین ہر نے طماس کو پلنگ پر لٹایا تھا کہ امیر کو دیکھا اٹھا سلام کیا عرض کیا ملا خط فرمائیے کہ میرے عاشق کا یہ
 حال جو یہ کہتا ہو اور روتا ہو امیر نے دلا سادیا کہ بھئی خدا تعالیٰ دیکرو ادھر بدیع الزمان قلی دے رہا ہو کہ گمراہے
 زخم دیکھا آنتیں پیٹ کے اندر کر کے زخم میں ٹانگے دیئے اور نور الدین ہر سے کہا کہ حضور خاطر جمع رکھیں طماس کے ایک
 رو گئے کو ضرر نہوگا یہ بخوبی اچھا ہو جائیگا شاہزادہ کھنڈے گمراہے کے مطمئن ہوا لیکن ہر کاروں نے ایم جی کو خوب دہی کہ
 نور الدین ہر کہتا ہو کہ اگر طماس مر گیا تو قارن کو مع ایسے کے مار ڈالوں گا ایم جی یہ سن کر کمال غضبناک ہوا طبل جگایا
 کہ کل صبح کو معلوم ہوا جائیگا یہ خبر نور الدین ہر کو ہوئی کہ اسے خیر ہمارے یہاں بھی طبل جگایا کہ کل اس آفتاب پرست کو
 سرخپگ معقول دوں گا ادھر لقا کے لشکر میں تقارہ جنگی نوازش میں آیا رات بھر قیون لشکر من میں تیاری رہی صبح
 کو صبح کے آرا سے نہر ہوئے ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ صحرائی طرف سے گرد آٹھی کہ میت از دامن کوہ و
 دشت اور رنگ بے گردی برخواست طوطیا رنگ بے ہر کار سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے کہ گرد قریب پہنچی
 گرد سے باد کو مارا باد نے گرد کو دامن گرد شکافتہ ہوا دیکھا کہ سو علم نشان لاکھ سوار کا اور ہر علم کے چہرے پر
 لقا سے بے تقاراندہ درگاہ زمر و شاہ باختری مردود الہ او پیغمبر نامرسل گنجا ب بن گنجو رہن ملک
 حرمان دیو کش کی مرقوم تھی بعد اسکے ہنسنا لہن شتر نالین قنچیان بالون کی ذمہ داروں کے غول کے غول مرکب
 تازی تکی کچی مینی عراقی عربی با ساز و براق مرصع اسکے بعد سنے پانی چھڑکتے ہوئے اور ایک جوان قوی بیکل

خوی باز و خوی گردن بلند و بال کر گد ن پر سوار اسکی پشت پر لاکھ سوار و ریا سے آہنی من فوق دکھائی دے ہر کار و
 نے معلوم کیا کہ طرہ گردہ بند بن ذوالقیس خون آشام لقا کی مدد کیواسطے آیا ہو اور اگر جمشید اضمی و خورشید اضمی کے
 شریک ہوا اسکی آمد من دن تمام ہو گیا لشکر پھر لکے خیموں میں داخل ہوئے طرہ گردہ بند اگر بارگاہ میں بیٹھا لقا کو نہ دیکھا
 احوال پوچھا لوگوں نے کہا کہ مسمار کو وہ کو لکے ہوئے ہیں طرہ نہایت آئندہ ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ کل دن
 خدا پرستوں کو مار کر خداوند کو جا کر دیکھو لگا یہ خبر لشکر اسلام اور آفتاب پرستان میں ہوئی وہاں بھی طبل جنگ بجا رہا تب
 تیاری رہی صبح کو خیموں لشکر اگر مقابل کیے گئے ہوئے جسوقت صبح میں راستہ جو میں میدان تیار ہو چکا لقب نہیب
 و کیر چلے گئے طرہ نے ایک طرف کو لشکر خدا رکھا اور ایک جانب کو لشکر تھوڑا سا پایا احوال پوچھا جمشید اضمی
 نے کہا کہ یہ لشکر کثیر خدا پرستوں کا ہے اور یہ لشکر قلیل آفتاب پرستوں کا ہے اسی طرح انکا سردار بھی اور اسی طرح نے کہا کیا
 آزار خداوند کو پہنچائے ہیں بہت بندے لقا کے اُسکے ہاتھ سے کام آئے ہیں طرہ نے کہا کہ پہلے انھیں کا کام
 تمام کروں کہ مکہ میدان میں آ یا مبارز طلب کیا لشکر اسی طرح سے نصر طراول کشتی گیر نکلا ہاتھ سے طرہ کے زخمی ہوا
 غراب کشتی گیر نکلا مجروح ہوا قلم بلیم زنگی مقابل ہوئے وہ بھی گھائل ہوئے شام تک سات جوانوں کو طرہ نے
 زخمی کیا اور باج کو جان سے مارا طبل بارگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آراگاہ میں داخل ہوئے صبح کو طرہ نے اسی طرح
 کو نامہ لکھا کہ اسی طرح نامے کو دیکھتے ہی میرے ذہن کو ہوسہ دے اور دین زمرہ پرستی اختیار کر لینی نے نامہ
 لجا کر اسی طرح کو دیا اسی طرح نے چمک چاک کیا اور اپنی سے کہا کہ طرہ نے بہت سا جھک مارا اور حکم دیا کہ اپنی کی گردن
 میں ہاتھ دیکر نکال دو اپنی خوب ذلیل ہو کر سامنے طرہ کے آیا حال بیان کیا کہا میں نہیں ذلیل ہوا آپ خود ذلیل ہوئے
 طرہ نے غضبناک ہو کر تلوار اپنی پر ماری کہ تو وہاں مر نہ گیا ذلیل ہو کر آیا اور بائیں بناتا ہے ایسی تلوار اسکی کر پڑی
 کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اُسی غصے میں طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان میں آ یا مبارز طلب کیا عوجان دریا باری اسی طرح
 سے رخصت لیکر مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی طرہ نے تیز نکال دیا عوجان نے تلوار ماری طرہ نے زد کر کے
 اپنا دار کیا کہ سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی کہ تادو ابرو اتر گئی دستا نہ مارا تلوار تو سر سے ٹل گئی مگر ایک جا در خون کی جاری
 ہوئی غشی طاری ہوئی مرجان دریا باری نکلا زخمی ہوا غرض تین میداندار یوں میں سوائے اسی طرح کے
 کوئی صحیح و سالم باقی نہ رہا اب طبل جنگ بجو کر لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوا مبارز طلب کیا حارث بن سعد
 مقابل ہوا بعد گفتگو کے طرہ نے نیزہ ارا حارث نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُس کا فرسے غیظ و غضب میں اگر تیغ
 مارا حارث بھی زخمی ہوا متعاج نے سامنا کیا اُسکے بھی زخم لگا غرض اُس روز بارہ سردار لشکر اسلام کے زخمی
 ہوئے اور باج سردار سے گئے طبل بارگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آراگاہ کو پھر گئے طرہ نے اگر صحبت میں
 بیٹھا جمشید و خورشید اضمی سے کہا کہ خداوند جو بہان ہوئے تو میری بانیادیاں دیکھتے کہ میں نے کیا کیا اور کیوں کیا
 خدا پرستوں کو مارا عرضی خداوند کو لکھو کہ جلد بہان شریف لالین تھا شامیری لڑائی کا ملاحظہ فرما میں جمشید و خورشید
 نے عرضی اسی معنوں کی لکھو اگر مسمار کو وہ کو کبھی اور پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو صفت آرائی ہوئی طرہ میدان
 میں آ یا مبارز طلب کیا فضل بن گیا ہور مقابل ہوا نیزہ بازی میں برابر رہا شمشیر زنی میں زخمی ہوا شام تک
 دس بارہ سردار باختر زخمی ہوئے اور مارے بھی گئے ایسی میدان اربان کین کہ کوئی دو ڈھائی سو سردار
 زخمی ہوئے اور مارے گئے ہارھوین روز سب لشکر میدان میں آئے تھے اور طرہ مبارز طلبی کر رہا تھا اچھا
 کوئی اُسکے مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ صحرائی جانب سے گرد تیرہ و تار نمودار ہوئی شعز گرد و غبار یکہ شد بر سپر ہارہ

رفتن خوش گم کرد و ہر کار سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے جس وقت کہ وہ گرد و قریب آکر شق ہوئی چھ سو علم حاصل
 چھ لاکھ سو لہ کی ہویدا ہوئے کہ ہر علم کا پھر ہر آبی رنگ کا اسپر بلین زرد و زری بنی ہوئیں پھلیان نفرتی انصبا کی
 ہوئیں اور چھ سو ہاتھی کہ انکی جھولین بھی آبی مسکون پر آئینے بندھے ہوئے سونڈون میں زنجیریں طلائی نفرتی الٹی
 ہوئیں تمام صحرا ہا تھبون سے کجلی بن معلوم ہوتا تھا بعد اسکے ہنھنا لین شتر نالین قنچیان بانوں کی مرکب تاریخی کی
 پچھی یعنی عراقی عربی با ساز و مرقاق دو دو سائیں چنوریاں لے ہوئے ساتھ ہزار بارہ سو ستے بادلے کی لنگیاں
 انکے بندھی ہوئیں گلبدن کے پانچاے پہنے ہوئے ہزار سے دہانوں پر مشکون کے چڑھے ہوئے گلاب کیوڑا ملا کر
 جھڑکتے چلے آئے ہن خاصہ دارون کے حوٹل خاصیان کا نہ صون پر رکھے ہوئے خلافت خاصیون پر آبی باتات
 کے چڑھے ہوئے بلین جواہر نگار مرصع کا ربہ اسکے دیکھا کہ ایک جوان باہ طلعت شیر صولت رستم شجاعت مرکب
 ہر سوار زیر سائے علم ماہی پکر چلا آتا ہوا اور ایک تخت پر بادشاہ بیٹھا ہوا اور ایک تخت کئی درجے کا بنا ہوا اسپر لکھ
 شخص بارش سفید لباس آبی رنگ جواہر نگار گے من تاج مردارید و وزیر پر چار کوشیش و رہبان کہ جام بلورین
 انکے ہاتھ میں اسبن پانی بھرتے ہن اور اچھالتے ہن اور صدا دیتے ہن کہ یا خداوند آب حیات اور چھ لاکھ سو
 آبی پوش پشت پر چلے آتے ہن القضا کر ایک جانب کو صفت باندھے کھڑے ہن پیر زلال نے رومال ہلا یا تمام
 آب پرستون نے تلوارین نگلی کر کے نعرہ کیا کہ دشمن پیر زلال کا دونوں جہان میں روسیہ ہوا دھرا ہرج اور
 شاہ پورے کہا کہ تمام وضع پیر زلال کی قطب دوران کی سی ہوا دھرا میرے فرما با کہ وہی ٹکڑا ام ہو لیکن
 پیر زلال نے جو ایک گبر نا ہنجا کر میدان میں دیکھا و ارا ب سے کہا کہ کیا دیکھتا ہو بگم آب حیات اسکو پکڑ لایا جا کر
 قتل کر کہ اس آئینہ میں طرید نے پھر مبارز طلبی کی و ارا ب مرکب دوڑا کر مقابل طرید ہو اطرید تگا و رزن ہوا
 اور و ارا ب کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا طرید کا گینڈا سات آٹھ قدم ہٹ گیا پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے
 سنبھل گج مار کر رانوں میں مسل کر سامنا کیا طرید نے کہا کہ تو کمان سے آیا ہو مجھے تو خدا پرستون سے سامنا پڑا ہی
 آئے کہا کہ میں صاحب قرآن آب پرستان ہوں آیا ہوں کہ دین خداوند آب حیات کا جاری کروں طرید بولا کہ جہان
 جس سے کہ موت دھوپا جاتا ہو تو اسکی خدائی مانتا ہو و ارا ب نے کہا کہ اگر خداوند آب حیات نمون تو کوئی چیز
 زندہ در ہے نہ ظاہر ہو کہ کل نئی ہے من الما طرید نے کہا پانی کو کیا بخدا الی مانتا ہو لقا کو سجدہ کر جو خداوند سجدہ ہن
 ملک با خضر و ارا ب بولا کہ وہ تو ابھی میرے ہاتھ سے بھاگا ہو اس بھگورے کو تھین سجدہ کرتے ہو طرید نے
 جھنجھلا کر کہا کہ بس زیادہ گوئی نہ کر لاحر بہ اپنا و ارا ب نے جواب دیا کہ میں پہلے حربہ نہیں کرتا جب حربے حربے
 سے خداوند آب حیات بچاؤنگا تو میں بھی اپنا وار تجھ پر کر لوں گا طرید بولا خیر اور و ارا ب پر ہر چھا مارا و ارا ب
 نے ہر چھا اسکا چند طعن میں نکال دیا طرید نے تلوار ماری و ارا ب نے تلوار بھی چھین لی آخر کوشتی ہوئی کوئی دو پہر
 کی کشتی میں طرید کو و ارا ب نے زیر کیا اور شکین باندھ کے لیکر میدان سے پھر ایک سمت کو و ارا ب کا خیمہ پر پڑا
 پیر زلال آکر خیمے میں داخل ہوئے تخت پر بیٹھے کشور شاہ برابر پیر زلال کے دست راست کو منگن ہوا و ارا ب
 نے ذگل پر جلوہ فرمایا پیر زلال نے حکم دیا کہ لاؤ طرید کو اسوقت طرید کو غل و زنجیر میں گرفتار کر کے لائے طرید نے بطریق
 لقا پرستان سلام کیا پیر زلال بولا کہ لقا کیا گیدی خیر طرید پکارا کہ تو کیا سنگ نبس ہو پیر زلال ہر کلمہ سنتے ہی آگ ہو گیا
 سا فٹ ڈالی اتنا س کی رکھی تھی اتنا س اٹھا کر طرید پر مارا کہ چھاتی پر پڑا طرید آگ ہو گیا قید توڑ ڈالی پیر زلال پر
 دوڑا و ارا ب لگا کر کہ اسے بد معاش کمان جاتا ہو طرید کے ہاتھ میں زنجیر تھی پھر و ارا ب پر ماری و ارا ب نے

ضرب اسکی خالی دی دوڑ کر گریبان اسکا پکڑا جھکا دیا کونو کے بھل آیا ایک گھونسا ماتھے پر مارا کہ مغز اسکا پریشان
 ہوا چرخ کھا کر گراتر پ کر مر گیا کما کہ لاش اسکی پھنکو او د عیاران لشکر صا جعفران نامہ دار اور سرداران لشکر آفتاب
 پرستان اور لشکر لقائے قہر تھا شاوکیک جاکر امیر اور امیرج اور جمشید و خورشید کو خردی کردار اب نے یون طریقہ کو
 مار ڈالا امیر اور امیرج حیران ہوئے جمشید و خورشید لشکر نہایت پریشان ہوئے لیکن امیر کو نہایت محبت دار اب
 کو دیکھ کر پیدا ہوئی نورالدین ہرے بھی تعریفیں دار اب کی بہت سی کیں اسد نے کما کہ بھائی صاحب یہ دعویٰ بچہ ہر
 نورالدین ہرے کما کہ بھئی تم یون نہیں جسکو چاہتے ہو بنا دیتے ہو اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب میں خلاف نہیں
 عرض کرتا ہوں مگر لشکر کفار میں شام کو لقا بھی ہو چکا حال طرح کا نہایت رنجیدہ ہوا اور صبر زلال نے دیر کو بلکہ
 کما کہ نامہ حمزہ کا لکھو اور قلم لیکے آپ مسودہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے حمزہ خداوند آبجیات برحق ہر ایک دم
 اگر اپنے بندوں سے منہ موڑیں تو سب پیاس سے ہلاک ہو جائیں اور سب اشیاء پانی سے زندہ ہیں اور میں کہ میر زلال
 روٹھ کر نائب خداوند آبجیات ہوں آگاہ ہو کہ کیا کیا احسان میں نے تجھ پر کئے ہیں اور تو نے قدر میری نہ جانی
 اب خداوند آبجیات کا غضب نازل ہوا ہر دار اب ابسا زبردست ترے قتل کو بھیجا ہوا اگر قدموں کو میر زلال
 کے بوسہ دے یا کسی گوشہ میں بچ کر عبادت کر اور جو یہ نہ کر لگا تو دار اب کے ہاتھوں ذلیل و خراب و رسوا ہو گا جب نامہ
 ویر صاف کر کے لایا میر زلال نے دار اب کو دیا کہ تم یہ نامہ لیکر جاؤ اور جب حمزہ تم سے نامہ مانگے تو پہلے زرنشہار کرواؤ
 بعد اسکے سات قدم پیشوا لیا کروا تا تب اسکے ہاتھ میں نامہ دینا اور کہہ دینا کہ نامہ ہو اس میں دو گئے سخت و درشت
 ہیں اس پر غصہ نہ کرنا کہ سر میر اسکے ساتھ لگا ہوا ہو جب حمزہ نامہ پڑھ لکھتے تھے گے گا کہ اے دار اب یہ میر زلال ہمارا
 عیار رہی تھے اسکو اپنے لشکر سے خفا ہو کر نکال دیا یہ بخار سے میر زلال کو مار کر آپ میر زلال بکر تمہیں مجھے لڑو اسے
 لایا ہوا اے دار اب تم حمزہ پر بہت خفا ہو تا اور بہت سی باتیں دار اب سے کہدین کہ وقت پر بیان کیجا بیگی دار اب
 بہت سا جلوس اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا طرف لشکر اسلام چلا آئے آنے داخل لشکر ہوا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا دروازہ
 بارگاہ سلیمانی پر آیا امیر نے دار اب کے آنے کی خبر سن کر پہلے ہی سے حکم دے رکھا تھا کہ دار اب آئے تو اسے
 نہ روکنا پہلو ان عادی نے دار اب سے کما کہ آپ نے تکلف جائے آپکے واسطے حکم آچکا ہوا دار اب نے اندر بارگاہ
 سلیمانی کے قدم رکھا ساتھ بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا اور صا جعفران کو ذگل شوکت پر جلوہ گر پایا باقی سردار
 اپنے اپنے مقام پر متمکن تھے دار اب نے سلام کیا کہ جو خداوند آبجیات کو برحق جانتا ہو اس پر سلام ہو جواب
 سلام کا کسی نے نہ دیا امیر نے فرمایا کہ کسی دار اب کے بیٹھے کولاؤ جب تک کسی آئے دار اب لندھو ر کے پاس
 آیا کسو اسٹے کہ لندھو ر تخت کے قریب سب سے بلند بیٹھا تھا اور کما اے سلوان دم بھر کے لیے جگہ بنی خالی کر دے تو میں
 بیٹھ کر نامہ میر زلال گذرانوں لندھو ر چاہتا تھا کہ کچھ گلے سخت کئے کہ صا جعفران نے فرمایا اے خسرو بلا دہند تمہیں
 ہمارے سر کی قسم ذگل اپنا خالی کر دو و تم پانچ تخت پر آکر بیٹھو لندھو ر آٹھ کھڑا ہوا دار اب لندھو ر کے ذگل پر بیٹھ گیا
 ساجی نے جام شراب کا دیا دار اب نے لیا اور امیر کی طرف دیکھ کر کما کہ بخت تھا راسیاد ہر کہ تم اپنے خالق خداوند
 آبجیات کو نہیں پہچانتے امیر یہ سن کر آنر وہ ہوئے مگر کچھ نہ کہا فرمایا کہ اے دار اب تمہارے آنے کا سبب کیا ہوا کما
 کہ نامہ میر زلال کا لایا ہوں مگر نفیر زرنشہار کیے اور استقبال کے نامہ نہ دیا امیر نے زرنشہار بھی کرایا اور استقبال بھی کیا
 اور دونوں ہاتھوں سے نامہ لیا اسکے نامے کو کھو کر دیکھا خط عمر و کا ہو چکا نا اور مضمون سے آگاہ ہوئے نہایت
 رنجیدہ ہو کر کما کہ اے دار اب یہ میر زلال نہیں ہے ہمارا عیار ہو عمر و اسکا نام ہو تمہارے سیر کی راکر میر زلال ہوتا

کیون اسکے قریب میں گرفتار ہو داراب یہ سنگ پکارا کہ یا پیر زلال روٹھنمیر آپ ہر ایک کے مافی الضمیر سے آگاہ ہیں
یا صاحب قرآن پیر زلال نے مجھے بھی کدیا تھا کہ امیر یہ بائیں کرینگے امیر اور بائیں داراب سے کرتے تھے آدم
نورالدہر بائیں کر رہا ہو کہ ایو داراب نہایت ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہمارے ہتھارے صحبت ہو داراب نے کہا کہ میں بھی نہایت
مشتاق ہوں اب شراب پی رہے کیا اب کھارہے ہیں جب بڑی دیر گزری داراب نے کہا یا صاحب قرآن اب میں جاؤنگا جواب
ماتے کا دیکھ امیر نے جواب جنگ نامے کی پشت پر لکھ دیا داراب رخصت ہوا سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا
جبکہ لشکر امیر سے باہر آیا لندھو ر مرکب پر سوار کھڑا تھا داراب کو آئے دیکھا گھوڑا اڑا کر داراب کے ساتھ
کہا کہ او دھولے بیکے آپ پرست کیا بارگاہ حمزہ میں مجھے زیادہ کوئی ذلیل تو نہ پائے یا کہ اسکو اٹھا کر تو بیٹھتا داراب نے
کہا کہ ای ہندی میں جنگ سب سے طویل سمجھا کرتے تھے دنگل پر بیٹھا تھا اور کچھ خیال ہی بار سر پر غاش ہی تو اسے لندھو
بولاکہ لوٹنے مجھے اتنی بڑی بارگاہ میں دنگل پر سے اٹھا کر سبک کیا میں اسکا خون مجھے لڑنگا داراب نے کہا کہ جوتے
ہوئے اس میں قصور نہ کر لندھو ر نے برچھا سنبھالا داراب نے بھی نیزہ ہاتھ میں لیا کہ اس اثنا میں نور امیر کا ہوا کہ ای
لندھو ر خبردار کیا کرتا ہو کیفیت یہ ہوئی کہ بعد داراب کے جانے کے امیر نے لندھو ر کو بارگاہ میں نہ پایا حال بوجھا لوگوں
نے کہا وہ تو یہاں سے اسبوقت چلا گیا تاہن در دبان تھا ہر کارون نے خبر دی کہ لندھو ر اور داراب سے ملو اور چلا
جاتی ہے یہ خبر سنکر امیر اسبوقت سوار ہو کر چلے گئے عین گرا مگر می میں اگر سوچے گھوڑا ج میں ڈنڈا اور کہا کہ ای لندھو
تھا عینہ مشابہ اب جانے دو ایسا ہی تو میدان میں بھی لیتا اگر داراب کا روٹھنا مٹلا ہو گا تو ہمارے واسطے
بدنامی کمال ہو ایچی کو کب زوال ہو اور داراب سے کہا کہ بھی اب تم جاؤ اور لندھو ر کو اپنے ساتھ لیکر پھر آؤ
داراب اپنے لشکر میں آیا داخل بارگاہ ہوا اپنے دنگل پر بیٹھا ہنوز کچھ داراب کہنے نہ پایا تھا کہ خود پیر زلال
نے تمام احوال ازا بہتمام انتہا بیان کر دیا داراب بولا کہ آئنا یا پیر زلال روٹھنمیر اور جواب سے برگشتہ ہو دنگل
سے اسکا کہیں ٹھکانا نہیں ہو اور گرو پھرنے لگا کہ آپ نے ایسا بیان کیا کہ گویا میرے ساتھ تھے آنکھوں نے دیکھ رہے تھے پیر زلال
نے ہنس کر کہا کہ ہم ہر جگہ موجود ہیں خداوند آبجیات کمان نہیں ہیں داراب بولا سچ ہو اور لندھو ر امیر کے ساتھ
خیمے میں آیا بیٹھا مگر غصے کے مارے عجیب حالت ہو جہاں آنکھوں میں آنہ صیر ہو خیال ہو کہ یا تو داراب کو قتل کیجئے یا اپنی
جان دیدیجئے کہ دن تمام ہوا وقت شام کا آیا منما لشکر داراب کا راستہ لیا اس خیال پر کہ چلکر پیر زلال کو کیریے ان
داراب کو مارے یا اپنی جان دیکھے جیتے لشکر اسلام میں نہ آئے یہاں داراب پیر زلال سے بائیں کر رہا تھا کہ لندھو ر
پہونچا بطریق اہل اسلام سلام کیا پیر زلال نے جواب سلام دیا کہ سواے خداوند آبجیات کے کوئی خدا نہیں ہو لندھو ر
تم آئے ہو چھوڑو اسے دارا سے ہند کیو اتھکری ناؤ لیکن لندھو ر داراب کے طرف مخاطب ہوا کہ ایو آب پرست مجھ کو تو سنے بے آبرو
کیا میں نے تو چاہا تھا کہ وہیں مجھے عوض لوں گروہان حمزہ نے مجھے بجا دیا اب آیا ہوں کہ مجھے دنگل پر سے اٹھا دینے کا مزہ
چکھاؤں داراب نے کہا ایو لندھو ر تم میرے گھر میں آئے ہو اگر مجھے تمھیں کچھ آزار پہونچا تو زمانہ کے گاکہ داراب
نے گھر میں بلا کر لندھو ر کو ذلیل کیا اب تم جاؤ اور طبل جنگ بجواؤ کل میرے ہتھارے میدان میں سامتا ہو گا لندھو ر
پکارا کہ میں جنگو بانہ ٹھکر لیاؤنگا بون تو نہ جاؤنگا اٹھ سامنا کر پیر زلال بولے کہ ایو داراب اگر اس پر تو غالب ہوا
تو حمزہ پر بھی غالب ہوگا اٹھ مقابلہ کر داراب اٹھ کھڑا ہوا تمھو ا کھینچی خوب ملو اور دنگل کی آرمیاں نکلیں
ہاتھ سے ملو اور بن پٹنگ کر دوڑے کشتی ہوئے لگی رات بھر کشتی رہی تمام بارگاہ میں روشنی تھی یہ خبر امیر کو پہونچی نہایت
آزردہ ہوئے فرمایا کہ دیکھو اسکا عینہ نہ موقوف ہو ابوزما ہو گیا ہو مگر صارت مزاج کی نہیں گئی ہر کارون سے

لما خبر لاد تو وہاں کیا ہوتا ہر کار سے روانہ ہوئے مگر میان لندھ صو ر دوار اب میں کشتی ہو رہی تھی پھر دن چڑھا
 تھا کہ ایک بچہ پیدا ہوا اور لندھ صو ر کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا کر سوئے آسمان روانہ ہوا لندھ صو ر نے دیکھا کہ وہ بچہ
 لیے جاتا ہوا ایک کھوٹا گردن میں اُسکی مارا کہ جلد بچے اتار تو مجھے کہاں لیے جاتا ہر دو سر لکھو لسا اور مارا کہ دیو بلید گیا اور
 بجلی تمام زمین پر اتار لندھ صو ر نے اُسے تو مار ڈالا اور خود ایک طرف کورہا ہوا آئے آئے ایک دامن کو د نظر آیا
 بھیکہ لگی ہوئی تھی لگا دیکھنے کہ کوئی جانور ہو تو اُسکو صید کیجیے ناگاہ ایک ہرن کہ بچے پر تیر لگا ہوا تھا سانس سے پیدا ہوا
 لندھ صو ر نے اُسے فریج کیا اور اٹھا لیا اب اس نکر میں چھاپا کہ اس کے گوشت کے کباب کجیے کہ کھم کب کی آواز کان میں
 ہو بچی دیکھا کہ ایک نقابدار بادل پوش چلا آتا ہر اور نقابدار کی جو نگاہ ہرن پر پڑی معلوم کیا کہ تیرے صید کوئی
 نے صید کیا ہے جب لندھ صو ر کو دیکھا غضبناک ہوا پکارا کہ او خبرہ سر نو نے میرے شکار کو صید کیا تو کہاں جا گیا ہے
 ہاتھ سے لندھ صو ر نے جواب دیا کہ آپ کا شکار موجود ہے شوق سے اسے لپھائیے اتنی تو خطا مجھے ہوئی کہ میں نے
 اس پر تیر مارا اب یہ حاضر ہے نقابدار بولاکہ تو نے میرا تیرا ہی کھو دیا میں تو دور سے اس کے بچے خراب آتا تھا اب
 جب تک تجھے شکار نہیں کرتا ہوں مجھے آرام نہیں ہے اور تلو اور کھینچ کر دوڑا کہ لندھ صو ر پر مارے خسرو بلا وہند نے
 تلوار میان میں کر کے تھکی دے کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا وہ ہاتھ مڑوڑ کر تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کر قاش
 زمین سے اُس نقابدار کو اٹھا لیا مگر جھٹکا جو لگا تو بند نقاب کا ٹوٹ گیا اندر سے سحاب نقاب کے ایک آنی ب جلوہ گر
 ہوا کہ شعرا اٹھی اُسکے چہرے سے جسم نقاب بد فلک سے گر اٹھا کہ چرخ آفتاب ایک نازنین مہر میں فرنگیں کو کچا

کعبہ طح کا حسن جمال تھا رخسار	ابر و رخنے کہ تھی فضائی شمشیر	پلک میں نہیں کہ نہر کے بجے تیر	زلفوں میں بچھے جو دل تر چہرے
تا حشر یہ سلسلہ نہ ٹوٹے	دہ تھا تھو وہ نور کا سراپا	ایسا نہیں حور کا سراپا	وہ صبح جبین ہر صبح جنت
ہر چہن تھی موجہ الطافت	انکھیں استاد سامری تھیں	جادو میں وہ پلکوں تک بھری تھیں	بس لندھ صو ر نے جو دیکھا

سوجان سے دلدادہ ہو گیا مرکب پر چٹا دیا پوچھا کہ اے نگارہ دلیم حسن حال اپنا بیان کر کہ کل کے گلستان کی ہر اور ماہ کسلے آسمان
 کی ہر وہ نازنین بھی چونکہ لندھ صو ر پر عاشق ہو چکی تھی بولی کہ اے سر بار باوقار میں شاہ کشور یہ کی بنی ہوں کشور شاہ میر
 باب کا نام ہر دوار اب کو میرے باپ نے بتا کیا ہے میں شکار کے واسطے نکلی تھی تم کو دیکھ کر صید ہو گئی آؤ خیمہ میرا زبرد کوہ ہر از میر
 نہ جانو تو چل کر میٹھو لندھ صو ر بولا کہ جان لیلو کی جلو نگا اس اشنا میں خواص میں فکر کی آگین نہیں نکلا رہا ہوا اٹھا لیا لندھ صو ر بھی
 گھوڑے پر سوار ہوا لکڑے ساتھ خیمے میں آکر بیٹھا گائیں موجود ہو میں ایک نازنین حور دشن نے بصد ناز وادارہ غزل گانا شروع کی غزل

ترمی صورت بت کا فرخا لے وہ بنائی ہے	کہ بے خوف خدا مل تری ساری خدائی ہے	جنوں کا جوش ہر او گلبدن مجھے جدائی ہے
ہو اسے دامن صو ام سے سر میں سمائی ہے	ہو اسے زلف عنبر نام پھر سر میں سمائی ہے	قضا کا سامنا ہر موت پھر تشریف لائی ہے
کسی دن پان کھانے میں منشی اُنکو جو لائی ہے	دل پر خون اہل عشق پر کھلی گرائی ہے	ہو منظور پھر تاراج کرنا کشور دلائی ہے
جو فوج رنج و درد و ہجر کی مجھ پر چھائی ہے	ترے کوچے سے جیتے جی نہ اٹھو لگا ہوا ہے	مجھے میری قضا جان جہان یان کھینچ لائی ہے
ہماری قبر پر یورو کے زمانے میں حشر ہے	یہ وہ عاشق ہے جسے جان تک چھوڑ گئی ہے	اچھ کر وہ سوال بوسہ کا کل پہ یون بولے
تجھے سودا ہوا ہے یا کہ تیری موت آئی ہے	وہ جی دم جو پھر آتا تو جی اٹھتا ہے پھر ہے	یہی تھا مشورہ سکامری جب لاش اٹھائی ہے
گوئی گستاخو جنون اور کوئی گستاخو دیوانہ	تمہارے عشق میں پیار سے پندرت چھائی ہے	نہ کر اس سکے داغ جنون کو راہیگان غل

دور جام گردش میں آیا لندھ صو ر نے جام شراب کا لٹکے کو دیا کہ تم بھی پوٹو لٹکے
 نے کہا کہ صاحب مجھ کو اس سے شوق نہیں ہے خسرو بلا و لے کہا کہ میں تنہا نہ ہو لٹکا تم بھی پیو یہ ککر جام منہ سے لگا دیا لٹکے

بی لیا بھر تو دو دو تین تین جام پیے تھے کہ آپس میں اختلاط ہونے لگے لوگ سرک گئے نوبت بوس و کنا رہو نچی گئے بیان
 پڑ گئیں گزک بج سے اٹھ گئی گزک لبھائے شیون کی چلنے لگی قینقیان منگر یوں کی بندہ لگئیں عین اختلاط میں ملکہ کو خیال آیا
 کہ امی ملکہ ماہ کثوری آج تو اس سے صحبت ہر کل جو فرقت ہو گئی تو کیا صورت ہوگی اس خیال میں روٹنے لگی لندھو
 نے جو ملکہ کو روٹے دکھا پوچھا کہ صاحب کیون روتی ہو ملکہ نے کہا کہ خیال بھاری جدالی کا آیا ہر کہ فلک تفرقہ انداز جدا کر دیا
 زندگی کا ہی کو ہوگی لندھو نے کہا کہ ملکہ اگر تم مسلمان ہو تو میں تمہیں لشکر اسلام میں چلون ملکہ نے جواب دیا کہ میں تمہیں جہاد
 کرنے کو موجود ہوں جو تم کو سو میں کروں مجھ کو سو اسے تمہارے کسی سے غرض نہیں ہر مگر بھائی میرا دارا اب کشور کرنا
 بہت زبردست ہر کہ دیو ہوشنگ کو مارا لندھو ر بولا امی ملکہ بھنے پردہ قاف میں دیو سفید کو مارا کہ اس کا ثانی
 کوئی دیو نہ تھا ہزاروں دیوؤں سے ہم لڑا کیے دیو کا مارنا کچھ کار و ستوار نہیں ہر ملکہ کو کلہ سکھا یا دہ مسلمان ہوئی رات انہیں
 باتون میں گزری آثار صبح نمودار ہوئے جا بجا فرش چنگین پڑی تھیں شیشے جو ٹوٹے تھے ریزہ ریزہ بنا جھوک رہے تھے شمع
 کی روشنی پر زردی تھی چنگون کے خاکسرخ کے ڈھیر تھے مرغ سحر کا شور نوبت کی ٹکڑی مادہ تابان سمت مغرب راہی چاندنی
 پر ایک ادا سی مچھائی ہنسی مؤذن کی آواز جلی آتی تھی گھر پال پر موگر می پڑ رہی تھی بے اختیار ملکہ پکاری گئی

ہاتھ ہوا میرے سب حال سکر چپ ہو رہے لیکن جو لوگ کہ ماہ کشوری کے وہیں رہ گئے تھے انھوں نے لشکر کشور
 کا راستہ لیا اور جا کر تمام حال ماہ کشوری کا بیان کیا داراب سکر نہایت غضبناک ہوا آتش غضب کا خون
 سینہ میں مشتعل ہوئی دو دو بدو داعی دماغ جان سے اٹھا حکم کیا کہ طبل جلی بجے اس ہندی کو سر میدان لبزا نہ پونچایا
 ہوگا تو نام اپنا داراب نہ رکھا ہوگا اسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا ہر کاروں نے یہ خبر امیر اور ایرج
 اور تھا کو پونچائی بیان بھی نفاذ رزمی گز گز اسے چار پہر رات تباری رہی صبح کو چاروں لشکر میدان میں آکر
 صف آرا ہوئے طرفین سے صفین آراستہ ہوئے میدان درست ہوا نقیب نقیب دیکر چلے گئے داراب کشور کشا
 گھوڑے سے اتر کر پیر زلال کے سامنے آیا ساہم کیا اجازت میدان چاہی پیر زلال نے کہا کہ اے داراب
 لندھو رقت باز سے حمزہ اور جانشین حمزہ ہوا سیر اگر تو غالب ہوگا تو حمزہ پر بھی غالب ہوگا داراب نے کہا کہ خداوند
 آبجیات چاہیں گے تو سب کچھ ہوگا پیر زلال نے کہا کہ جاؤ سپرد خداوند آبجیات کو کیا داراب بارگزر گھوڑے
 پر سوار ہو کر میدان میں آیا خوب برقعے کے ہاتھ نکالے گھوڑے کو گریا جب پیسے پیسے ہو گیا لگادام آراستہ کرتے
 اور بکارا کہ کمان ہر وہ ہندی نکلے میرے مقابلے کے واسطے بس پوری بات منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ لشکر ہندوستان
 میں علمائے فیل پیکر بلوہ گری پر اسے آواز کزد مگاؤ دم فغری شتری دما مون کی بلند ہوئی لندھو ر ہاتھی بڑھا کر
 سامنے تخت بادشاہ کے آیا اتر کر ہاتھی پر سے سلام کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد
 کیا پر در دگار عالم کو اور جام کلاہ فریت عنایت کیا لندھو ر نے اسے پیا اور بارہ سو بادشاہ ہندوستانی
 کر نیچے اور جیسے انکے گلوں میں پر سے ہوئے کوثر خانیان کٹار یان کردن میں اٹکی لگی ہوئے تھیں لندھو ر
 نے ان سبھوں سے کہا کہ بھئی میدان میں ایک سے ایک لڑتا ہوں تم میں رہو میرے حق میں دست بدعا ہو کہ خدا
 اس آب پرست پر مجھے غلبہ دے میری ابر و رکھنے سب وہیں رہ گئے لندھو ر نے فیلبان کو اشارہ کیا کہ وہ
 نوا تر گیا آپ ہاتھی پر سوار ہو اگر زکو اٹھا کر ہاتھی کی منک پر رکھا اور گنگا باری ہاتھی اگلی چھلیں جھاڑ کر
 کلاہ یا منک اٹھائی سو نہ چپک گئی اور لندھو ر ہاتھی کو چپکا تا ہوا برابر داراب کے آیا داراب نگا وزن
 ہوا برابر سے مرکب ہٹ گئے راون میں مسلک مقابل یکہ بیکہ ہوئے داراب نے کہا اے ہندی یہ کیا تو نے
 کیا کہ ہر اسے ناموس کو نکال کر لے گیا لندھو ر بولا کہ وہ مسلمان ہوئی ناموس میرا ہو چکا میں اپنے ناموس کو لے گیا
 تجھے کیا داراب یہ شکر آگ ہو گیا برچھا لندھو ر پر مارا لندھو ر نے نیزے پر وہ کا خوب نیزہ بازی ہوئی مطلب
 کسی کا حاصل نوا سنائیں اور بنائیں ناکارہ ہو گئیں ہاتھ سے نیزے پھینک دے داراب نے گز پر ہاتھ ڈالا خود
 غرور کر مارا لندھو ر نے اپنے گز پر روکا گز پر گز پر آخرا سے آتش کے نکلے دو نون گز دن میں پھل پڑ گئے
 جگر زمین شق ہو گیا ہاتھی چار بند تک غرق ہو گیا پلک سے پلک بند ہو گئی ہر ایک بن موس سے پسینا جاری ہوا مگر
 دو نون ہاتھ جس طرح ستون گز تھے اس میں خلل واقع ہوا لندھو ر تو تنورہ گردین چھپا اور داراب کلاہ کچ
 کر کے پکارا کہ زوم و پست کر دم عیار لندھو ر کے دوڑے گرد گرد کے چرخ مارا لندھو ر کے گھسکر دیکھا کہ لندھو ر
 بیہوش گھڑا ہو پکارے کہ شہر بار حرایت زیادتی کر رہا ہو لندھو ر کی آنکھ کھل گئی اپنے عیاروں کو دیکھا عیاروں
 نے پوچھا کہ خیریت تو ہو کہا کہ پروردگار عالم نے بچایا انھوں نے عرض کیا کہ حرایت زیادتی کر رہا ہو لندھو ر نے
 ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی طبقہ زمین کا لیکر نکلا اس برج خاکی سے پھر ایک آفتاب طالع ہوا محمودی کار و مال ہاتھ میں
 اگر دمنہ کی جھاڑنا ہوا ہر آیا مگر گز ہاتھ میں سنبھالے ہوئے امیر نے کہا بھیجا کہ اے داراب اسے ہندو گز اپنا

امیر ناپار بھر گئے اگر خیمے میں داخل ہوئے عیاران لشکر اسلام سے کہا کہ تم میں سے کوئی جا کر سرداروں کو چھڑا لائے
سمک بلطاقی مستعد ہوا کہ غلام جا کر چھڑا لے لانا جو یہ کہہ کر دو چار شاگردوں کو ساتھ لیکر سہاہ پوش ہو کر رات کو بیابان
پر آیا اور زندہ افتادہ دریافت کر کے دو پہر رات گئے ہوا کا رخ دیکھ کر بیوشی اڑا لی جب سب نگہبان بیوشش ہوئے
سمک بلطاقی نے تمام سرداروں کو رہا کیا اور خدمت امیر میں لایا امیر بہت خوش ہوئے سمک بلطاقی کو خلعت
دیا لیکن صبح کو کشور شاہ کو خبر ہو چکی کہ رات کو ہمارا خدا پرستوں کے سب سرداروں کو چھڑا کر لے گئے نہایت خائف
ہوا کہ دیکھے اب کیونکر خدا پرستوں کے ہاتھ سے نجات ہوتی ہے

اب دو کلے داستان خواجہ عمرو کا بصورت پر زوال تلاش میں دارا اب کشور کشا کی جانا اور
ساحرہ کو دارا اب کے ہاتھوں ملکر قتل کر اسکے واپس آنا بیان کیے جاتے ہیں مختصر

جسے کہ یاد نہوا بنا آشیان صیاد | بھلا وہ خاک کے حال بوستان صیاد | بحث بحث نہ تو مجھے بد گمان صیاد

اکھلی ہو کچھ نفس میں مری زبان صیاد | میں ماجرا سے چمن کیا کروں بیان صیاد

ابھی نہیں ہو تمکار میری قدر تجھے | اگر لگا یا دوسرے زرمون کو بعد مرے | میں وہ ہوں رونق گلزار ہر دم سے

اڑا لے لے سرالی میں ہوش بیل کے | ہوں چند وزرے گھر میں بیجان صیاد

عزیز رکھتے ہیں میخوار سا غرول کو | بنیر گل نشین آرام چین بیل کو | صد آفرین ہو میرے صبر اور تحمل کو

کہ جھانکتا نہیں چاک نفس سے بھی گل کو | کہ تانا مری جانب سے بد گمان صیاد

مرا خیال ترے دل میں کب گزرتا ہو | کبھی نہ مانو نگاہ میں تو خدا سے ڈرتا ہو | غرض کہ میری ہلاکت پر تو بھی مرتا ہو

پروں کو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہو | نفس کو لیکے میں اڑ جاؤ نگاہان صیاد

اُدھر ہوتا ک میں الجھانے کی تری شیل | اُدھر ہوا دم بچھانے ہرے محبت گل | پھنسا ہی لینے کی ہو فکر جا بجا باطل

اکا لبو نہ قدم آشیان سے اوٹیل | لگا لے بیٹھے ہیں بچہ سے جہان تھان صیاد

اگر چہ میری بھی کی اُسے خا نہر بادی | اگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شکی | پر اب تو ظلم پر جلا دے کسے ہاتھ صی

چمن میں رکھا نہ بیل کا نام تک باقی | خدا کرے یوں ہی ہو جائے بے نشان صیاد

نہ اسکے دام میں آتا میں زینہ راہی رند | یہ کشکش نہ اٹھاتا میں زینہ راہی رند | کبھی قریب نہ جاتا میں زینہ راہی رند

قریب دانہ نہ کھاتا میں زینہ راہی رند | نہ کرتا دام اگر خاک میں نہان صیاد

بد ہوشان جام تنہا سے فتح و نصرت و جامہ پوشان ملبوس اعانت مجھتھان عرصہ جنگ و جدال دستھان اخبار معرکہ قتال

گم شدہ گان وادی غم و مجوسان خیمہ ستم یوں بیان کرنے میں کہ جب عمرو تلاش میں دارا اب کی نکل گیا ہر طرف ڈھونڈ

بھرا کہیں پتہ نہیں لگا جیران و پریشان ایک دامن کوہ میں بیو بچا بال دیو تندک کا آگ پر رکھا بال کا گرم ہونا تھا کہ

بعد لمحہ کے دیو تندک بیو بچا سلام کیا عمرو نے کہا اسی دیو تندک اس عرب نے مجھ کو ایسج کے پاس سے نکلوا دیا اب میں

دارا اب کو بنا کر لیکے آیا تھا وہ اس طرح سے غائب ہو گیا اسے ڈھونڈنے نکلا ہوں ہر چند تلاش کی نہیں ملتا تندک

نے کہا کہ اُسٹا و ایک ساحرہ کشتیات جادو علامہ و ہر آفت روزہ گارہ میں آگئی خبر کو اسٹے آیا تھا دامن کوہ میں

شکار کر کے کھار ہا تھا کہ وہ اگر مجھ کو پکڑ لیتی اور مجھے طالب وصل ہوا اُسٹا دیکھا عرض کروں جو بوسے بد اسٹے

منہ میں تھی میں نے خوب اسکو شراب پلا کر بہست کیا اور اسکے پاس سے بھاگا وہ لگا کہ جب ہوش میں آئی نش

شراب کا کم ہوا میری تلاش میں نکلی تھی کہ ایک جوان خود بصورت کو کہیں سے اٹھالائی اب اس سے معصبت ہو

عمر و سنے کہا اے تندک وہ جوان بیشک و ارباب ہو تو اس ساحرہ کو جا کر مار اور دار ارباب کو بھڑا لا دے اور اس
 میں تو اس صرخ بھی نہ کر ونگا عمرو نے کہا اچھا اتنا کہ مجھے اس باغ تک پہنچا دے تندک نے کہا کہ اس کا گراشت
 مجھے دیکھ لیا تو مار ڈال لی عمرو نے کہا اسے کھوت رات کے وقت پہل تندک نے وقت شب عمرو کو لا کر کشتیاں جادو
 کے باغ کے پاس اتار دیا کہ یہی باغ اس قتل عام کا ہے اور میں تو جاتا ہوں یہ کمر بھکا عمرو نے رات تو بھر کی صبح
 صورت اپنی ایک گونے کی بنائی اور زیر دیوار باغ جھک کر گانا شروع کیا یہاں کشتیاں جادو جیسے دار ارباب کو لائی
 ہو چلے تو یہ صورت ہوئی کہ دار ارباب اس سے مشغول اختلاط ہوا جب نوبت بوس و کنار کی آئی تو گندہ دہنی سے اس
 بدکارہ کی داغ دار ارباب کا پریشان کر دیا دار ارباب کو نفرت ملی ہوئی دور بٹکری بٹھا اور وہ دور کر لینی دار ارباب نے
 طمانچہ مارا کہ او گندہ دہن الگ ہٹ ہو نہڑا سکا پھٹ گیا خون سینے لگاؤ سے سو گیا کہ دار ارباب مجس و حرکت ہو گیا کشتیاں
 نے کہا کہ اے عزیز مجھے وصل سے اپنے شاہد کر تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کر دی دار ارباب نے کہا کہ مجھے مر جانا قبول کر تجھے
 ہر محبت ہونا نہیں قبول منہ تیرا کاہلو ہر سند اس ہر کشتیاں بولی کہ سوا سے اسکے کوئی اور عیب تو مجھ میں نہیں ہے
 سن میرا سولہ برس کا ہے اور ایسی صورت ہے جس پر کجگوشت نہیں ہے دار ارباب نے کہا کہ میں تیری طرف تھو کو نکال بھی نہیں
 یہ سنگر کشتیاں جادو چھٹھائی کمارہ دیکھ تیری حالت کیا کرتی ہوں اور خوب چوب کاری و ارباب پر کی اور
 حکم کیا کہ لیجا کر اسے قید کر و دانہ پانی بند کر دو دروز دار ارباب بے داند آب فیدر ہا آخر کو خود ہی اس لکارت کو
 نہ آیا تیسرے دن دار ارباب کو بھر بلا یا کھانا کھلا یا کھا کیوں اب تو کچھ سمجھا راہ راست پر آیا دار ارباب بولا کہ اگر تو
 لاکھ بار مجھے مارے اور جلائے تو بھی میں تجھے ہرگز مختلف نہ ہو گا کمال آئندہ ہوئی اٹھکھٹنے لگی ساتھ والیوں نے
 کہا کہ بلا لون یہ مواہز اندر امن کا بھل ہو دیکھنے کا ہو کھالے کا نہیں ہے دو رہی کچھ ہم اور سنہ آپ کے واسطے لاتے ہیں
 کشتیاں نے کہا کہ مردار و خن کچھ خبر ہو بہ نام و نہیں ہو مرد ہو مگر میری بوس دہن سے اسکو انکار ہو گیا ہے میں تو اسے مار ڈالتی
 مگر دل نہیں مانتا میرا دل تو اسکو پیار کرتا ہے اور کسی کو لے گیا کرونگی یہ باقی نہیں کہ آواز گانے کی پہنچی پھین ہو گئی باغ
 باغ کے آئی دیکھا کہ ایک مرد و صیغ بٹھا ہاتھ باریک ہا ہر قریب آکر کھڑی ہوئی عمرو نے ہاتھ سے ہاتھری رکھی کشتیاں
 نے کہا کہ اسے تو کون ہے عمرو بولا بھگو طیفور کی تو از کتنے ہیں آپ کے باغ کے پاس پہنچا خیال میں گذرا کہ آپ کی
 ملازمت سے مشرف ہو جیے کشتیاں بہت خوش ہوئی ہاتھ پڑ کے اندر باغ کے لائی قبر میں آکر بیٹھی مگر کمال پروردہ
 نہایت دل افروز عمرو نے پوچھا مگر فریاد نہ شوم کچھ حال تو کیسے لبان لون آپ آئندہ کیوں میں ریخ و ملال کا
 کیا سبب ہے کشتیاں جادو نے آہ سرد کھینی اور رو کر کھانا طیفور دل کا آہانا بڑے غضب کی بات ہو بہت
 آہ آفت ہوا شقی کی لاگ ۴۰ واسے ہوئی بڑی ہر دل کی لاگ ۴۰ شومیت است کہ یک دم نمی دہد آرام ۴۰ و گرد
 کیست کہ اسودگی نمی خوابد ۴۰ طیفور بولا کہ چہ انخ طاندان سامری و جمشید کا ہمیشہ روشن رہے کیا آپ
 جہر عاشق و شیدا ہیں اس پر دست رس نہیں آپ کہیں ہیں وہ کہیں کشتیاں بولی کہ وہ آفت جان میرے
 پاس ہے مگر مجھے التفات نہیں کرتا ہرگز بات نہیں کرتا خواجہ سنے کہا کہ اے ایسا کون سنگدل ہو کہ جسکو
 ہم ایسی نازنین سے محبت نہیں ہے ہاں کیا عالم ہے ہر تہر میرا جی کچھ چاہتا ہے کشتیاں نے کہا چپ گوشتے تو
 مجھے نہستا ہر طیفور بولا پھر اسکا کچھ حال تو بیان کر وہ کون ہے کشتیاں پکاری کہ اے طیفور میں تخت پر
 سوار شہر اختم کی طرف سے چلی آئی تھی کہ میدان رزم میں دو شخصوں کو گرم جنگ دیکھا انہیں ایک جوان آبی پوش
 تھا میرا دل اس پر آگیا میں اسے بیان اٹھا لائی مگر یہ بھی تقدیر کی خوبی ہے کہ مجھے تو اس سے محبت ہو اور اسکو

مجھے نفرت ہو میرا دل اُس کے عشق میں بیکار ہو اور اُس کی بخت کو اپنے بہلو میں مجھے جھٹانا ناگوار ہو عمر و سنے
 کہا کہ ملکہ مجھے تم قبول کرو میں رات دن تمہیں خوش کیا کروں لگا تمہارا مطلب دلی خوب نکالوں گا اُس نے کہا کہ ایسے ہی
 پھر وہی باتیں لایا طیفور بولا ملکہ اگر ایک مرتبہ میری بھی ہوس تم بجاؤ تو میں اسے راضی کر دوں ہاں کیا پیرزادہ
 ابھار ہو کیا چھاتیوں کا تناؤ ہو کیا گات ہو کیا بات ہو کشتیاں لے کہا کہ اسے مسرہ بن تو نہ کر تو یہ کہ اُسے راضی
 کر لائے گا عمر و نے کہا کہ ابھی اسی وقت آپ وہاں مجھے بھیجے تو سہی اسے عمر و کو داراب کے پاس بھیج دیا
 عمر و کہ گیا تھا کہ تم صحبت عیش آراستہ کرو میں اُسے لیے آتا ہوں کشتیاں جادو بزم آرائی میں مصروف ہوں
 عمر و جو داراب کے پاس آیا اُس سے کہا کہ ای داراب تم مجھے پہچانتے ہو داراب نے کہا کہ نہیں عمر و
 نے کہا کہ میں کلاموت ہوں خداوند آبجیات کا مجھ کو پیرزلال رو شنفیر نے بھیجا ہے عیار آبجیات مجھے بیان
 لایا ہے میں اس واسطے آیا ہوں کہ تجھے جادو گر کا مارنا تعلیم کروں اسو داراب جادو گر کو مگر بارستے میں تو اس سے
 محبت کر اور خوب شراب پلا کر اُسے مدہوش کر کے چھاتی پر چڑھ کے گلا گھونٹ ڈال داراب نے کہا کہ اب ایسا ہی
 کروں گا بس عمر و کشتیاں پاس آیا اور کہا کہ اب اُسے بلائیے دیکھیے کہ میں نے کیا افسوس کیا ہے کشتیاں لے حکم دیا کہ
 لاؤ داراب کی لوگ گئے داراب کو لیکر آئے کشتیاں لے کہا کہ ای عزیز اب بھی تو راضی ہو یا نہیں داراب
 نے کہا کہ جان جہان میں تو تمہیں اُناتما تھا کہ تم مجھے کس قدر چاہتی ہو معلوم ہوا کہ تم اپنے مطلب کی غرضی ہو اور محبت
 شوق دیگر ہو جو کسی کو چاہتا ہو وہ معشوق کو اندھ بھی دیتا ہو آپ رنج اٹھاتا ہو معشوق کا رنج گوار نہیں کرتا تھے تو مجھے
 وہ دور و زبھو کھا کھا خاتمہ تاریک بن جب کیا وہ کہا محبت ہے کشتیاں جادو یہ سکر دوز کر لپٹ گئی کہا کہ میری جان
 حقیقت میں مجھے خطا ہوئی اب ایسا نہ کرو اور اپنے دل میں کہا کہ سب کرامات اسی گویے کی ہو اور طیفور کو خلعت
 دیہ غرض اس سے محبت ہوئی اور داراب نے اُسے خوب شراب پلائی جب وہ بدست ہوئی اُسے گود میں
 اٹھا لیا وہ لگی تڑپنے لگی کو سنے کہ موسے موتی کا لے بن کسی چیز کی غرضی نہیں ہوں تیرا ستیاناس جائے مجھے جھوٹے
 ظاہر میں تو یہ کتنی مٹی اور باطن میں غنچہ خاطر مائل شگفتگی تھا کہ اب مطلب میرا حاصل ہوا داراب نے اُسے لاکر پٹنگ پر
 ڈالا چھاتی پر چڑھ کر اس قدر گلا گھونٹا کہ روح بخش نے اسکی جہ سے راستہ پایا نکل گئی غل اور شور برپا ہوا تاریکی ہو گئی
 مکانات سحر کر چیاں ہو کر اڑنے لگے چار گھڑی کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرانام من کشتیاں جادو بود افسوس کہ سن
 میرا بھی جن سو برس کا بھی نہوا تھا جوان مری اور اپنے مطلب کو نہ پہنچی غرض جبکہ روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ ایک
 پیرزلال کا پڑا ہوا ہو رنگ سیاہ ہوا اب اس گویے نے داراب سے کہا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤ کہ پیرزلال
 دامن کوہ میں بیٹھے تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور میں اب خداوند آبجیات کی خدمت میں جاؤں گا اب داراب
 تو مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا عمر و نے تمام مال و اسباب کشتیاں جادو کا نذر نہیں کیا اور لوگوں سے کہا کہ جہان
 تمہارا جی چاہے وہاں جاؤ اور آپ پیرزلال کی شکل بن کر داراب کے پہونچنے سے پہلے دامن کوہ میں آ بیٹھا بعد
 قہوڑی دیر کے داراب پہونچا پیرزلال کی ملازمت حاصل کی پیرزلال نے کہا کہ ای داراب دیکھا کہ تھے کیونکہ
 تمہیں چھڑا لگوئے سے جادو گر کا مارا جانا تمہیں تعلیم کرایا داراب بولا آتا بعد اسکے پیرزلال نے آسمان کی طرف
 دیکھا کہ ای ایک آبجیات تم ہمارے لشکر میں جا کر کشور شاد سے کہنا کہ لشکر کو بہار سے نیچے آتا رہو داراب کشور کشا
 اور پیرزلال آ پہونچے آواز آئی کہ بہت اچھا پیرزلال نے خطاب کیا کہ ای شاطر آبجیات گھوڑا داراب کا لشکر میں
 لیے آتا تھو کہ روانہ ہوا اور جو کچھ پیرزلال نے کہا تھا کہ لشکر اب پرستان میں بیان کیا اور گھوڑا داراب کا

وہاں سے لیکر رہی ہوا کشور شاہ نے حکم دیا کہ طبل شاد مانی بجے اور فتاح کشوری کو صاحبقران کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا
 کہ ہم پہاڑ کے نیچے آئیے آب اپنا لشکر بٹھالیں کہ داراب کشور کشا آتا ہو اسیر نے حکم دیا کہ فوج ہماری پہاڑ کے گرد و اطراف سے
 چلی آئے جب فوج اسلام ہٹ گئی کشور شاہ پہاڑ سے نیچے آیا جہاں لشکر پہلے تھا وہاں آتا لیکن صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم
 ہوتا ہو کہ داراب کو کوئی سامرہ اٹھا لیگی تھی یہ ساربان زادہ اسے مار کر داراب کو چھڑا لایا سمعون نے عرض کیا کہ درست
 ہو کر داراب کشور کشا مرکب پر سوار شہر ختم کو چلا آتا ہو کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا ستق اٹھا جب گرد شق ہوئی
 سو علم نشان لاکھ سوار کے دکھائی دیے اور جلوس سواری کا ہمراہ بیچ میں ایک جوان کرگدن سیاہ رنگ پر سوار
 گرد اس کے سوار اور پیادے چلے آئے تین اور اس جوان نے بھی داراب کو دیکھا کہ دبہ و شوکت و شان چہرے
 سے ظاہر ہو کر مرکب کو اڑاتے ہوئے چلا جاتا ہو بس وہ جوان گیندے کو لگ کر پاس داراب کے آیا اور کہا کہ کیا نام ہو
 تیرا اور کیا مذہب رکھتا ہو یہ پکارا کہ مجھے داراب کشور کشا صاحبقران آب پرستان کہتے ہیں اور وہ دیکھ خلیفہ خداوند
 آب حیات پیر زلال روغن ضمیر میرے ساتھ ہیں اس نے دیکھا کہ ایک پیر بارش سفید مہمہ سر پر بندھا ہوا پیراہن زریں پہنے
 ہوئے کبھی زمین پر قدم چمکتا ہو اور کبھی آسمان پر اڑتا ہوا جاتا ہو یہ حال دیکھ کر حیران ہوا اور داراب نے اس سے
 پوچھا کہ تیرا کیا نام ہو کہا کہ ان سے آتا ہو اور کہاں جائیگا اس نے کہا کہ نام میرا سلیمان زریں زرہ ہو بادشاہ ہوں سلیمان کوہ
 کا لقا پرست ہوں اور اسی کی مدد کے واسطے جاتا ہوں داراب بولا کہ اے سلیمان مہی لقا کہ عمر و عیار نے
 جسکی موت سے ڈاروسی مونڈی اور اسکو خبر نہی اور باختر سے اہل اسلام کے شہر شہر بھاگت پھرتا ہو اچھے بھگوت
 خداوند کو تم مانتے ہو اے سلیمان خداوند آب حیات کو سجدہ کر دے ہر خوشی کا یہی باعث حیات ہو اسی سے سرسبز گی
 نباتات ہو دیکھو تو کیا پانی لطیف و صاف ہو کوئی شے بھی اس سے زیادہ شفاف ہو چشمہ فیض خداوند آب حیات ہر جامہ
 ہو دریا سے رحمت ہر مقام پر جاری ہو غرض یہاں تک تعریفیں پانی کی کہ سلیمان نے کہا لعنت ہو لقا پر اور اس
 پرستار دن پر یہ لکھ کر مع فوج آب پرست ہوا داراب وہاں سے چلا گیا جب قریب اختم کے پہونچا کشور شاہ
 مع سرداران دیباہ استقبال کیواسطے آیا اور داراب کو بڑی شان و شوکت سے لشکر میں لایا داراب اگر صحبت میں
 بیٹھا پیر زلال تخت پر تنگ ہونے نہج ہونے لگا کشور شاہ نے بیان کیا کہ عیاران لشکر اسلام سرداران لشکر اسلام کو چھڑا لیکن داراب نے
 کہا خبر سمجھا جائیگا اور حمزہ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ آپ چاہتے ہیں کہ لشکر میرا ہم کر میں اب میں بھی آپہونچا ہوں مگر آپ کی
 صاحبقرانی سے لشکر بے سردار پر زیادتی کرنا بعید ہو امیر نے داراب سے کہلا بھیجا کہ اے داراب مجھکو تمہارے لشکر
 سے کچھ سردار نہ تھا مگر میں نے اس نکورام پر یورش کی تھی اگر وہ ہاتھ لگتا تو اسکو بکڑ لیجاتا داراب نے جب یہ سنا ہنسنا
 اور کہا کہ سبحان اللہ حمزہ کو پیر زلال پر اپنے عیار کا گمان ہو پیر زلال نے کہا کہ اے داراب حمزہ کا عیار بھی بڑا ہی فصیحا
 و بہت سی خدائیاں اُسے برباد کر دیں ہیں داراب نے کہا یا پیر زلال آپ طبل جنگ بجو ایسے کل میں لشکر حمزہ سے
 مقابلہ کرے گا پیر زلال نے طبل جنگ بجوایا ہر کارون نے خبر لشکر امیر کو پہونچائی طہاس بن عفتول دیو پرور نے
 صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور غلام کے نام پر طبل جنگ بجو ایسے کل میں داراب سے مقابلہ کرے گا امیر نے فرمایا
 اچھا اور حکم دیا کہ نقارہ رزمی نوازش میں آئے یہ خبر پیر زلال کو پہونچی اپنے دل میں کہا کہ اے عمرو و دی طہاس ہر
 کہ جسکے ہاتھ سے حمزہ تک زخمی ہو گیا تھا اور دو بیٹے حمزہ کے اس کے ہاتھ سے مارے گئے تھے یہ ہلاکے بے درمان ہو رہے اسکا ف
 نا گمانی ہو یہ جو صلہ نور الدہری کا تھا کہ اس مادی کا کام تمام کیا ایسا مذکر داراب طہاس کے ہاتھ سے مہاجا لے تو بیان
 ان سے کی نہ تھی ہر اگر وہ بھی ٹوٹ گئی تو پھر کیا ہو گا یہ سوچ کر فتاح کشوری کو بلا کر کہا کہ تو حکم خداوند آب حیات سے

طہماس کو چرا لاقضاح نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور قساح بصورت بدل لشکر اسلام میں آیا تمام لشکر کی سیر کرنا ہوا
 اور داندہ بارگاہ ہوا کر کھڑا ہوا صبر کیا جب دربار برخواست ہوا سردار سب رخصت ہو کر اپنی اپنی خواہگاہوں کو چلے
 قساح طہماس کے ساتھ ہوا وہ اپنی بارگاہ میں آیا کھانا طلب کیا کھا کر دو چار جام شراب کے پیے پلنگ پر لیٹا قساح
 شہزادہ عیار کی عورت نکلا آیا کہ شاہزادہ عالم دعا بیان نور الدین صریح الزمان نے مجھ کو نگہبانی کے واسطے
 بھیجا ہے کہ توجہ کرات بھر طہماس کی حفاظت کرالیا شو کہ اسکو کوئی پکڑ لے جائے سبھوں نے کہا کہ آئیے یہ آکر بیٹھا اور سراب
 میں بیوٹی لگا کر سبھوں کو لگا کر بیوٹی کی اندر نشے کے آیا خدنگار اور خاصہ وارون کو کچھ سود کھلا کر بیوٹی کی
 بعد اس کے جاوے عیاری نکلا لکر ایک کونا انگوٹھے کے نیچے دایا اور زمین کو لے لے کر خرچہ دے کہ قہنی جمع تھیں پھر
 قساح ہی ہو گئیں ایک آدم جو رہ گئی اسکو رہنے دیا کہ اگر بالکل اندھیرا ہو جائیگا تو کچھ نہ معلوم ہوگا ہاتھ کو حرب کیا بلکہ
 عیاری کا ہاتھ میں پتھر برابر پلنگ کے آیا دیکھا کہ یفرغاب بلند ہر طہماس غافل سوتا ہے دو انگلیوں کی تعارض بنا کر دو شاہ
 شہر سے لیا کچھ عیاری نکلا نکروان کے برابر لگا دیا اور دروے بیوٹی پہلی پر کھڑے وقت طہماس نے اور پر کام لیا کھڑا
 جو بیوٹی دماغ کو حرم گئی طہماس کو بھینک آئی آنکھیں چل گئی قساح تو پلنگ کے نیچے چھپ گیا طہماس اور حرم کو کھڑے
 پھر نیچے پر سر لکھ لیت گیا بیوٹی ہو گیا قساح نے حلقہ سے کندھا لکھ دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے
 دونوں ہاتھوں دو حلقوں سے گردن کر ساتوں سے کسک کر لیا اسی چلچارہ میں پتھر ہاڈیچہ ڈیڑھ گرو عیاری کی بھاتی
 کے آگے لگا کر جمع سلامت لکھ رہا نہ ہوا لیتے ہوئے چلا جاتا ہے دوڑ جانے کا مقام دیکھتا ہے دوڑ جاتا ہے جہاں پتھر جا
 مقام دیکھتا ہے پتھر جاتا ہے جہاں چھپ جانے کا موقع دیکھتا ہے چھپ جاتا ہے اسی طرح طلایہ کے گشت سے بچتا ہوا تمام
 لشکر کو کر کے میدان پکڑا اپنے لشکر کا راستہ لیا پھر رات بانی غنی کہ پیر زلال کی خدمت میں پہنچا اسی وقت پیر زلال
 نے آئینہ گون کو بلا کر طہماس کو قید کیا کہ طہماس کو موت میں لاؤ قید رافع بیوٹی دیا کہ وہ بیوٹی میں آیا
 آپ کو گرفتار بارگاہ آب پرستان میں دیکھا خیال گذرا کہ یہ خواب ہے یا کہ آنکھیں بند کر کے قساح لکھا اعر
 طہماس یہ خواب نہیں ہے عین بیداری ہے اس وقت طہماس ایک اکڑا اور مڑاڑ سے آٹھا کھانڈ زنجیر جن فغان ہوئی
 قریب تھا کہ زنجیر کے گل سے اہل بارگاہ دیوانے ہو جائیں اور نہیں ہوا کہ قید طہماس نے توڑ ڈالی مگر قید کا ٹوٹنا
 وقت پر قہر ہے طہماس نے سلام کیا کہ سلام میرا سپر جو جو جو خدا کو ایک جانتا ہوا وہ دین پیغمبر خدا کو برحق مانتا ہوا
 سبھوں نے کہا کہ یہ کیا کلمہ و کلام ہیں طہماس بولا کہ یہ کیا طریقہ ہے کہ بہادر و دلیر کو بستر خواب پر سے چڑا منگوایا اگر آپ
 ستاد مت نہ تھی تو کسے کھانڈا کہ جل جنگ بچو اور پیر زلال نے جواب دیا کہ او عادی بس زیادہ زبان درازی ہے کہ
 اقتدیرا بجات یونین ہوئی قہی طہماس بولا کہ مجھے نامردوں سے گفتگو نہیں ہے پیر زلال نے حکم دیا کہ لجاؤ اسے
 زندان خانے میں اور داراب جو صبح کو آیا اس سے تمام حال بیان کیا کہ حکم سے خداوند ابھیالت کے میں نے
 طہماس کو پکڑ کر قید کیا ہے داراب نے کہا کہ آپ مختار ہیں مجھے آئین کیا دخل ہے آپ جانیں آپ کا کام جانے غرض
 جل جنگ تو بیچ چکا تھا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے آراستگی صفوں قتال و جدال ہونے لگی لیکن نور الدین
 نے احوال طہماس کے گرفتار ہونے کا ایسے غرض کیا کہ رات کو عید داراب کا طہماس کو پکڑ لیا امیر بہت آزرده
 ہوئے مگر ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ سوار سے گرد آئی اور قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ گھوڑے
 پر سوار سا طور را اسب پر لدا ہوا لاکھ سوار کی جمیت سے چلا آتا ہے دریافت ہوا طرما صعب بن طہماس
 ہے اسنے جو سنا ہے کہ باپ کو میرے مسلمان کر لیا ہے آیا ہے کہ حضرت اور نور الدین ہر اور سب خدا پرستوں کو مار کر

طھاس کو تھا پرست کرے طر ماسپ لقا یا س آیا بعد کیا اجازت میدان چاہی بختیارک نے طر ماسپ کو
 پسند کیا لقا سے کہا کہ اس سے مقرر کام نکلیگا پتے تو فتح کیا کہ ابھی تازہ آئے ہو میدان میں نہ جاؤ طر ماسپ نے نہانا
 لقا نے کہا کہ جاتیرے دم سا طور میں سب خدا پرستوں کی موت تقدیر کر دی ہو طر ماسپ میدان میں آیا مبارز طلب
 کیا خانہ زادہ بدیع الزمان مرکب تم کو آڑا کر سانسے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اتر کر مجھ کو کیا ہاتھ باندھ کر لجاؤ
 میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا پھر دو گار عالم کو جام کلمہ عفریت عنایت ہوا بدیع الزمان اسے پی گیا بارہ گز
 مرکب پر سوار ہوا کہ میت جو شیر کی گھیر دیرا ہو کہیں بک جیست الزمین و برآمد بنین ملک پور دھاباک کا لیا گھوڑا آڑا کر
 مقابل طر ماسپ ہوا طر ماسپ نگا در زن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے مسل کرانوں میں مرکبوں کو مقابل یکدم
 ہوئے طر ماسپ نے نام پوچھا کہا کہ مجھے بدیع الزمان گرو لشکر شکن کہتے ہیں بیٹا ہوں حمزہ صاحبقران کا بابہ ترا
 سر سے بیٹے کا رفیق ہو طر ماسپ نے کہا کہ تم خدا پرستوں نے اسے سحر میں گرفتار کیا ہو نہیں وہ کیا سلمان ہوتا آیا ہوں
 کہ اسے تینہ معقول کروں بدیع الزمان بولا کہ بس زیادہ زبان درازی نہ کر طر ماسپ پکارا کہ لاؤ حربہ اپنا بدیع الزمان
 نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں ہو طر ماسپ بولا کہ ہدایت و دستور ہو اور یہ لکھنیز و بدیع الزمان پر ملا بدیع الزمان نے نیزہ
 نیزے پر دو کا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کو بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اسطرح
 نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ بدیع الزمان غضب کیا تو نے کہ دو دریا کے لشکر کے درمیان میں نیزہ میل ہوائی کیا گھر
 خیر میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ لکھنیز نے ابراہے پر سے ساڑھے سات سوین کا سا طور گران شک اٹھا بدیع الزمان
 مارا۔ شاہزادے نے چاہا کہ سپر کی اوچھڑو سے کر قبضے پر ہاتھ ڈال اسے اتفاقاً بانوں گھوڑے کا موٹس خانے میں
 چار ہا اوپر سے سا طور پڑا چار انگل سہرین اتر گیا بدیع الزمان نے دستا نہ مارا سا طور نو چھٹا کر سر سے نکل گیا لیکن
 ایک چارون کی سرجاری ہوئی غشی طاری ہوئی فضل بن گیا ہو کر نکلا زخمی ہوا قارن بلند کہاں نکلا زخمی ہوا
 ناشام گیا آدھی مجروح ہوئے اور چار سردار شہید ہوئے شام کو لقا طر ماسپ کو ساتھ لیکر زرخار کرتا ہوا
 لوگوں سے کہتا ہوا کہ اے بندگان من دید قدرت مرا میں نے بلایا اپنے بندہ خاص کو کہ سب خدا پرستوں کا کام
 تمام کر لگا بھون نے کہا کہ انا و صدقنا لقا ابی بارگاہ میں آیا طر ماسپ لباس رزم آتد کر نرم میں بیٹھانے ہوئے گا
 دورہ جام گردش میں آیا طر ماسپ مست شراب ہو کر پکارا کہ بچے قبل جنگی اسی وقت لغارہ بجاہر کار سے خبر لیکر چلے
 اور حمزہ صاحبقران بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ میں آئے ہیں زخم میں ٹانگے لگاوا رہے ہیں کہ ہر کار ملنے
 خبر دی کہ بھر طر ماسپ نے قبل جنگ بھجوا یا ہو امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی لغارہ رزمی نوازش میں آئے
 ادھر امیر ج اور داراب کے لشکر میں بھی کوس عربی پر چوب پڑی چار ہرات چاروں لشکروں میں تیاری رہی
 صبح کو میدان میں آئے جب صحت آرائی ہو چکی طر ماسپ عورت کا زار میں آیا مبارز طلب کیا مالک اثر درج
 نیزہ و دسر غلام نبی دجا کر عیدر بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل طر ماسپ ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی شروع
 ہوئی مالک نے نیزہ طر ماسپ کا نکال دیا طر ماسپ نے پیش میں آکر سا طور مارا کہ سر کو کاٹ کے تادوا برو ہتر گیا
 زخم کاری لگا ابراہیم بن مالک نکلا زخمی ہوا اور فل غرب جمشید و کیس و قیس حامد باغ سردار شہید ہوئے شام
 کو لشکر بھر گئے شب کو بھر قبل جنگ بھجوا کر صبح کو طر ماسپ میدان میں نکلا مبارز طلب کیا لندھوہر اپنے
 ہاتھی کو بولکر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سر کھارے بنو ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی لندھوہر نے نیزہ
 طر ماسپ کا ہوائی کیا طر ماسپ نے گز لندھوہر پر مارا لندھوہر نے رد کر کے چاہا کہ گز اپنا طر ماسپ پر

مارے کہ نور الدین نے کہا بھیجا کہ اس لندھوور تم گزرا سپر نہ مارنا لندھوور نے چاہا کہ گزرا ہاتھ سے رکھ دے اب طر ماسپ
قسم دی کہ لندھوور تم گزرا پنا بقوت تمام مجھ مارو لندھوور نے نہا یہ کہ سنی گزرا طر ماسپ پر بار کہ گزرا پر گزرا پڑا پڑنے
کی آواز گنبد گردان یک عینہ ہو گئی دون گزرا دن میں بل پڑ گئے شرارے آتش کے نکلے دون ہاتھ طر ماسپ
کے جسطرح ستون گزرا تھے آسمین کچھ فعل نہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا گنبد اباب تنگ عرق زمین ہو گیا گنبد کے کی
ٹوٹ گئی دون کھٹنے زمین کو جل گئے یہ تو نوز گزرا دین جیسا لندھوور نکلا کہ زورم و پست کروم اگر خبر لو دیکھو
اس پر کیا گزری عیار لشکر کفار و ڈرے گزرا گزرا کے جرخ مارا اندر گزرا کے گھس گئے دیکھا تو طر ماسپ بیوش
تھا جھگل میں سے پانی نکلا کہ جھنڈا دیا طر ماسپ کی آنکھ کھلی عیار دن نے پوچھا کہ کیا عالم ہو طر ماسپ نے کہا
کہ بلائی ضرب اس ہندی نے ماری اگر کوئی اور میرے مقام پر ہوتا تو ہوندر زمین ہو جاتا مگر چاہا مجھے زور و شاہ
ماختری نے یہ لکھ گنبد کے کو اشارہ کیا وہ مرکب کی بن رہا تھا کیا نکلا گنبد سے پر سے کو وڑا تنگ کے نیچے
و لکھ قائم کیا دیکھا تو عہد زمی کا اسپر تنگ ہو رہا تنگ ہو کر ہاتھ سے ٹپک و یاد و سر آگنڈا انکا گزرا سپر
سوار ہوا اور سا طور پنا آٹھا کروڑا لندھوور پر بار کہ سپر کو نلیم کر کے سر پر پڑا تا دوا بروا تر گیا زخم کاری لگا
لندھوور نے دستان مارا سا طور تو لکل گیا مگر سر سے ایک دریا سے خون جاری ہوا غش طاری ہوا طر ماسپ نے پھر
مبارز طلب کیا ارشیمون سریزا و ضایل ہوا وہ بھی کھائل ہوا الماس بن لندھوور نے مقابلہ کیا مجھوت ہوا شام تک
پانچ سرداران ہند ہاتھ سے اس کے شہید ہوئے اور سات بہادر زخمی ہوئے اور دایا ب کشور کشا جب ارادہ کرتا ہوا
کہ جا کر مقابلہ کرے پیر زلال اسے منع کرتے ہیں کہ مرضی خداوند آبجیات کی سنیں ہر غرض طر ماسپ نے تو میدان
واریاں کیں کہ بہت سے سردار لشکر اسلام کے زخمی ہوئے اور بہت سے مارے گئے دسویں دن نور الدین ہرے
مقابلہ کیا طر ماسپ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں کیا نام ہو کہا کہ مجھے نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار حمزہ صاحبقران
نخل بوستان شاہزادہ بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدین ہر عالیشان کہتے ہیں
شعر سنم ماہ تابان صاحبقران کھگل بوستان بدیع الزمان کباب کو تیرے میں نے زیر کر کے مسلمان کیا ہر طر ماسپ
یہ سنکر آگ ہو گیا کہا کہ اونبیرہ حمزہ باب میرا الباہر کہ اسے کوئی زیر کرے مگر وہ تیرے لو پر عاشق ہو کے مسلمان
ہوا انہیں تیری کائنات تھی کہ اسے زیر کرتا نور الدین ہر بولا کہ او طر ماسپ معلوم ہوا کہ تو طھاس کے لطف سے
منین ہو اگر تو اسکا لطفہ ہوتا تو مسلمان ہوتا خبر اب جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر طر ماسپ نے کہا کہ ای نور الدین ہر دیکھ کہ میں
مجھے سزا کو سونچتا ہوں اور لاجو کہ حویہ رکھتا ہو نور الدین ہر نے کہا کہ یہاں دمنور نہیں ہے جب تیرے حربے سے خدا
بچا لگا تو میں بھی حربہ کر لوں گا اسوقت نیزہ طر ماسپ نے مارا نور الدین ہر نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کرویا طر ماسپ
نے سا طور مارا شاہزادے نے سپر پر دو کا مگر سپر کو کاٹ کر سپر پر پڑا کہ تا دوا بروا تر گیا شاہزادہ زخمی ہوا اور
اس حالت زخمیاری میں تلوار ماری کہ سپر کٹی طر ماسپ نے سر دگردن کو بچا یا تلوار گنبد کے کی گردن پر پڑی کہ
نلیم ہو گئی طر ماسپ گنبد سے سمیت گرا لوگ اس کے دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسلام آیا جنگ مغلوب ہوئی شام کو طبل
باکرت بجا و دون لشکر پھر گئے طر ماسپ نے پھر طبل جنگ بجا یا بچ کو پھر میدان میں آیا مبارز طلبی کی دیکھا
تو لشکر آفتاب پرتان میں علم آفتاب بیکر جلوہ گری پر آئے اور زبدا آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب ورن
ایرج عالیشان سے ملک بن ملکیت شاہ سے اجازت لیکر پو دھا باگ لایا اور مقابلہ طر ماسپ کا کیا
طر ماسپ نے ہڈ لگا دینی کے پوچھا کہ ای آفتاب پرست مجھے تو سا خدا پرستوں سے ہر تو کون آیا ہے

ایرج بولا کہ کل تو نے نور الدہر کو زخمی کیا میں اس کا عوض لینے آیا ہوں طرماسپ نے کہا کہ ایرج تو بیان سے حلافا
 میں خدا پرستوں کا خاتمہ کر لوں تو مجھے بھی بولگا مجھ کو مجھے ایک محبت پیدا ہوئی ہے ایرج نے کہا کہ مجھے بھی تجھے یہی
 الفت ہوئی ہے اگر میں تجھے زیر گردن تو جیسے نور الدہر کا رفیق طماس ہر تو میرا رفیق ہو طرماسپ نے کہا خیر تو اپنا حربہ
 کرے ایرج بولا یہ تو گانا تو اپنا حربہ پہلے کر طرماسپ نے بر جھاما ایرج نے بر جھپے پروردگار خوب نیزہ بازی ہوئی ایرج
 تو شاگرد آفا کرک مست فلان کا ہر نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ نے سا طور مارا کہ سپر ایرج کی قلم ہوئی
 ایرج گھوڑے پر سے کود پڑا سا طور سے مرکب کو قلم کیا ایرج نے تلوار کھینچی گینڈے پر مار دی کہ دونوں اگلے پاؤں
 گینڈے کے قلم ہوئے طرماسپ کو دھڑا اور کہا کہ ایرج تو نے میرا ایسا اچھا گینڈا مار ڈالا ایرج نے کہا میں نے
 اپنے مرکب کا عوض لیا طرماسپ بولا خوب کیا تو نے مگر قد طرماسپ کا پچھتر آریخ کا ہر اور ایرج کا قد نو گز کا خیال میں
 طرماسپ کے گزرا کہ تو اسکو مسلک مار ڈا ایسا یہ سمجھ کر دھڑا دھڑا سے ایرج دوڑا دونوں کین کشتی ہوئے لگی دن بھر
 کشتی رہی شام کو ایرج نے روشنی سگوائی طرماسپ نے چاہا کہ رات کو نہ لڑے ایرج نے نہ چھوٹا غرض میں
 شبانہ روز کشتی رہی جو تھے دن ایرج نے لنگر طرماسپ کا توڑا سر سے بند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چار دن شانے
 چت گرا چاہا کہ ہونڈے کی کھا کر بیٹھے ٹھوکر ماری زمین ہو گیا چھاتی پر چڑھ کر شاہین باندھیں جیل باز گشت ہو کر
 پھر رات کو آرام کیا صبح کو ایرج نے طرماسپ کو بلایا طرماسپ نے آکر بھرتی تھا پرستان سلام کیا ایرج نے کہا
 ای طرماسپ تو کیا کتا ہے تھا قابل خدا کی نین ہر نیزہ اعظم کو سجدہ کر غرض بہت سی تعریف آفتاب تابان کی اور
 مذمت لقا کی کرنا شروع کی کہ لقا ایسا ہر کہ عمر دے قیلول خدائی پر چڑھ کر منہ پر اس کے موتا اور وارھی اسکی
 موٹی اور بیٹوں اور بیویوں کو اسکی خدا پرست لے گئے اور اپنے تصرف میں لائے یہ کیسا خدا ہر طرماسپ نے یہ
 ہنکر تھا پرست کی دین آفتاب پرستی اختیار کیا گو دے ننگر موت میں پڑا ایرج نے سپہ سالاری کا خلعت دیا وہ
 بہت خوش ہوا اپنے دل میں کہا کہ ایرج اب طماس کے مقابل مجھے بھی رفیق نیزہ اعظم نے عنایت کیا مگر خیر
 جو لقا ہوئی نہایت رنجیدہ ہوا اور نور الدہر بھی بخیر ننگر بہت آزر دہ ہوا مگر یہاں طرماسپ نے ایرج سے پوچھا
 کہ میں خدا پرستوں سے اسنے دنوں لڑا کیا لیکن اپنے باپ کو میں نے نہ دیکھا وہ کہاں ہے ایرج نے کہا ای طرماسپ
 ایک دن طماس نے ارادہ کیا تھا کہ داراب سے لڑے خلیفہ آب حیات پیر زلال رو تنفسیر کردہ عمر دہ
 عیار ہو سمجھا کہ طماس زبردست ہو اور حربہ اسکا بید صوب ہر ایسا نو کہ داراب مارا جائے یہ سمجھ کر عیار کے ہاتھ طماس
 کو چڑھانکا یا اب وہ لشکر آب پرستان میں قید ہے یہ سنکر طرماسپ اٹھ کھڑا ہوا کہ میں جا کر یا تو اپنے باپ کو چھڑائے
 لیتا ہوں یا اپنی جان دیتا ہوں ہر چند ایرج نے منع کیا طرماسپ نے نہ مانا اور تنہا گینڈے پر سوار ہو کر نہان
 ہوا اس وقت بارگاہ میں پہنچا کہ پیر زلال بارگاہ میں تھے داراب بیٹھا ہوا تھا طرماسپ کو آسم سے
 دیکھا قنصل کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا بہت عزت سے اسے بٹھایا جام شراب تواضع کیا اور کہا کہ ای طرماسپ
 تم کیونکر آگے ہو بڑا کہ ای داراب باپ میرا تمھارے لشکر میں قید ہے اسکو بلواؤ داراب نے اسی وقت غم
 جہا کہ طماس کو زندان خانے سے لاؤ ہو جب حکم طماس جو وقت بارگاہ داراب میں آیا بطریق اسلام سلام کیا
 طرماسپ نے طماس کو دیکھا کہ مانند شیر زبان اور اثر دہاے وہاں کے آیا بجز نگاہ پڑنے کے خون عزیز چہ
 ہر وقت میں خوش ہوا اپنے دل میں کہا کہ باپ تیرا نہایت صاحب شوکت ہے آدھر طماس نے ایک جوان بہادر کو
 دیکھا کہ ابھی گر دگل زخماں کے نہرے نے نمائش نہیں کیڑی ہر شہد جن بے دھماکار شجاعت چہرے پر نمودار

واراب نے طہماس کو شجایا طہماس نے طہماسپ سے پوچھا کہ اپنا سبب و سبب بیان کر آئے کہا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں
 طہماسپ میرا نام ہی لازم ہوں ایرج نو جوان کا دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہے آیا ہوں کہ تنگوئی خدمت ایرج میں
 بچوں مجھے زیادہ تمہاری حرمت کر لگیا اور چونہ چار گئے تو سرکٹ کر لجاؤنگا طہماس نے کہا کہ میں تو قید میں گرفتار
 ہوں اگر رہا ہوتا تو میرے اوپر غالب ہوتا نہ کہ تو کہتا میں قبول کرتا طہماسپ بولا کہ ایسا ہی ہوگا اور واراب سے
 کہا کہ اس قصا جعفران آب پریشان عرض سیری قبول کیجئے طہماس کو چھڑا دیجئے واراب نے قبول کیا کہا کہ میں طہماس
 کی کارٹ دو طہماس نے تہہ تو ٹوڑا لی واراب نے مرکب سواری کہہ دیا طہماس سوار ہو کر خدمت نورالدہر میں گیا
 قید ہوں کو بوسہ دیا حال بیان کیا اصر طہماسپ واراب سے رخصت ہو کر خدمت ایرج میں پہنچا بہت تعریفیں
 واراب کی ایرج سے کہیں اور کہا کہ طہماسپ جو ایسے اسی وقت بل چکی بجائے گزری صبح کو چار دن لشکر
 میدان میں آئے طہماسپ معرکہ آراے نبرد ہوا بہار طلب کیا طہماس بادشاہ اسلام اور نورالدہر ہر ایک
 با تو قیر سے رخصت ہو کر مقابل طہماسپ ہوا طہماسپ پہلے لگا ورنہ ہوا مرکب دونوں کے برابر سے لپا ہے
 طہماسپ نے سلام کیا طہماس بھی دست بستر ہوا طہماسپ نے کہا کہ چار بزرگوار آپ پیرانہ سال ہیں میں
 جہان ہوں مجھے نہ لڑیے چلے چلے شرف اطاعت ایرج نو جوان حصول کیجئے دین نیر اعظم قبول کیجئے طہماس
 بولا اولم بنجار مجھ کو نصیحت کرتا ہے اگر تو میرے نطفے سے ہے تو آ کر دین اسلام قبول کر اور غلام نکاحزادہ نورالدہر کا ہو
 طہماسپ نے کہا کہ تم راہ راست پر نہ آؤ گے مگر تنگو بزرگ راہ پر لاؤنگا بس جبرہ اپنا کر طہماس نے جواب دیا کہ یہ
 دستور اہل اسلام کا نہیں ہے کہ پیش دستی کریں طہماسپ نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ نیزے پر رو کا خوب نیزہ بازی
 ہوئی آخر طہماس نے نیزہ اسکا ہوائی کیا آئے سا طور مارا کہ طہماس نے رو کیا اور اپنا سا طور اسپر مارا طہماسپ
 نے رو کیا عرض دونوں میں نہایت سا طور کی رو دو بدلی ہوئی آخر کو ایک مقام پر طہماس نے ایسا سا طور لہا کہ
 طہماسپ کی سپرکٹ کرنا دو ابرو آتر گیا نہ چھی ہوا دن بھی کم رہ گیا طہماس باز گشت بجائے شکر پیر گئے ایرج
 طہماسپ کو پیکر بھیجے ہیں آیا جرح کو بلوایا زخم میں ٹانگے لگوائے جب طہماسپ ہوش میں آیا ایرج سے کہا
 کہ اب تو میں زخمی ہو گیا ہوں اچھا ہوں تو بھی جا بیگا لیکن اس رات کو ملائے گا گشت طہماس کا تھا طہماس
 گشت کرتا پھر تھا کہ دور سے ایک سیاہی دکھائی دی طہماس لگا را کہ ارے تو کون ہے آئے کہا کہ میں
 تیری جان کا ملک الموت ہوں اور ایک چھڑاٹھا کر طہماس پر مارا اور کھل کر بھاگادہ چھڑا طہماس کے سینے پر لگا
 غیظ و غضب میں آکر تعاقب میں آئے روانہ ہوا رات بھر پریشان رہا نہانک کہ صبح ہونے نظر سے غائب ہو گیا لوگ
 طہماس کے نورالدہر سے آئے حال طہماس کا بیان کیا شاہزادے نے ہر کارے ساندنی سوار خضر کے واسطے
 بھیجے کہ طہماس کو ڈھونڈ لے لادوہ ردانہ ہوئے بغیر طہماسپ کو سوختی کہ رات کو طہماس کو ایک غول لگا کر لگیا
 خیال میں گذرا کہ بھگوانی لڑائی میں طہماس نے زخمی کیا اب تو مل گیا طہماس کو زخمی کر اگر تو ایرج سے کیسا قومہ مجھ
 جانے نہ دیکھا تو اس سے پوشیدہ ہو کر چلے یہ سوچ کر چھپ کر ایرج سے تعاقب میں طہماس کے راہی ہوا
 ایرج کو ایرج مطلع ہوا کہ طہماسپ تعاقب میں طہماس کے گیا ہے ایرج بہت آزدہ کمال بخند و جھٹکا تھا کہ
 ہر گنہ بہتر آسمان پر آ کر نہایا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی جھوٹی چوٹی بنو دیان پڑنے لگیں ایرج نے کہا کہ میں صبح کو نہکا
 کھینچ جاؤنگا جانوران صید گریہ تیار ہوں انصاف ایرج صبح کو روانہ ہوا خبر واراب کو ہوئی آئے پیر لال
 سے عرض کیا کہ میں بھی شکار کو جاؤنگا پیر لال نے کہا کہ کیا فائدہ شکار میں ہر ہزار طرح کی آفتوں کا ساتھ ہوتا

اور جو جاتے ہو تو رات وہاں نہ کرنا اور صبر متوں سے صحبت نہو تاکہ وہ دشمن دین و آئین ہن و ارباب سے کہا کہ جو آپ فرماتے ہن ایسا ہی ہو گا یہ کہہ کر جانور ان صید گیر ساتھ لیکر یہ بھی چلا قضا سے کار نور الدہر نامدار ان سے پہلے بقصد شکار جا چکا تھا اور صید انگنی کر کے مع رفقا ایک مٹھے پر بیٹھا ہوا نواح دیکھ رہا ہر کباب کھار ہاؤ دیکھا کہ ایک ہرن بھاگا ہوا سامنے آیا اور مجھے اس کے ایک سوار ہونا اور شیر جو بحر کمان میں پوسنہ تھا اسیر مارا کہ ہرن گراؤ سوار اسے اٹھانے کو اترا نور الدہر نے پہچانا کہ یہ داراب ہوا کھڑا ہوا کہا کہ اے داراب کشور کشاؤ و مٹھو یہ صحبت تمھاری ہر اور دڑ کر مچھ بکڑ لیا لاکر بھجایا اسد بن کرب غازی نے ابراہیم بن مالک سے کہا کہ اے ابراہیم بھائی صاحب کی عجب طبیعت ہو گئی ہر کہ پہلے اس بزاز بچے سے دوستی کی تھی اب اس دھوبی بچے سے محبت بڑھائی ہر ابراہیم نے آپ کو کیا آپ چکے بیٹھے اسد نے آہ سر بھری کہا کہ بھئی جی جلتا ہر بھائی صاحب اپنے کو سبک کرتے ہن بڑی محبت یہ تھی کہ کہا ہونا کہ ذرا اپنے باب کو بھیج دے تو ہم کپڑے اپنے اس سے دھو آئیں نہ کہ دھوبی بچے کو اپنے پاس بٹھالیا غلطی نے کہا کہ ہر دم شداپ کیا ان کے اتالین ہن جماشاد کیسے کچھ بولے نہیں یہ سب بائین داراب نے سین اسد کو دیکھا کہ ایک دبلا چلا آدمی تاج کچھ سر پر رکھے ہوئے کریاں چاک نر و آستین تک لگتی ہوئی آنکھوں میں لالال دورے دشت کے پڑے ہوئے چہرہ ماتنہ و کمال کے روشن بہت اسکی وضع سے خوش ہوا نور الدہر سے ہر چھا کہ یہ آپ کا کون ہر کہا کہ یہ نواسا حمزہ صاحب جفران کا ہر اور میرا بھائی ہر مدحشت اسکے تلخ میں ہر صلہ جفران کو جو چاہتا ہر وہ کتاب و وہ اسکے کہنے کا برائین مانتے اور تم بھی اسکے کہنے کا برانہ مانو نم جو چاہو مجھے کہ نور داراب بولا یہ جو چاہن مجھے کہیں میں برانہ مانو نگا جواب نہ دوں گا یہی بائین نہیں کہ ایرج بھی شکار کھیلتا ہوا دھوبی دور سے نور الدہر اور داراب کو بیٹھے ہوئے دیکھا شہل پور سے کہا کہ ہا کر دیکھ کون بیٹھا ہر شہل پور چلا جب قریب آیا اسد نے چاہا کہ مارے نور الدہر نے منع کیا شہل پور سے کہا کہ تم جاؤ ایرج کو لاؤ شہل پور بھر کر آیا تمام حال بیان کیا ایرج و اساب کی محبت کا کمال مشتاف ہو گھوڑا اپنا تیز کیا سنانے سے شاہزادہ کے گزرا نور الدہر داراب سے باتوں میں مصروف تھا ایرج کی طرف خیال نہ کیا پھر دوسرے گھوڑے کو ادھر پیرا دین مرتے ادھر سے ادھر سے ادھر سے گھوڑے کو چکا کر گیا آیا کہ نور الدہر بڑے توجہ دین مگر نور الدہر داراب نے نہ دیکھا کہ اسد نے لکار کر کہا کہ او بزاز بچے تو سو مرتبہ آئے جائیگا تو تجھے کوئی نہ بلائیگا اب وہ دن تیرے لئے ایرج نے کہا کہ او دیوانے مجھ کو لحاظ نور الدہر کا ہر نہیں تجھے سزا دینا اسد اٹھ کھڑا ہوا کہ او بھائی تو کیا سزا دیگاے آہ کہہ اٹھا ایرج پر چلا نور الدہر بان بان کتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کہ او دیوانے یہ کیا سودا ہر اور ایرج سے کہا کہ او بھئی خوش آدمی دھنفا آدمی وقت جنگ وقت آشتی آشتی داراب نے بھی تعظیم کی اور ایرج سے خطاب کیا کہ آئیے ہمارا جذب محبت آپ کو پہنچ لایا اور گھوڑے سے اتار کر محبت میں لاکر بٹھا یا محبت گرم ہوئی لیکن اسد نے کہا کہ اس وقت بھائی صاحب نے اس بزاز بچے کو میرے ہاتھ سے بھالیا نہیں تو کھڑے کھڑے کرتا خیر کمان جائیگا ایک نہ ایک دن سزا جائیگا ایرج نے نور الدہر سے کہا کہ آپ گفتگو اس دیوانے کی سنئے ہن نور الدہر بولا اے ایرج تم دوست وہ عزیز دوسرے دیوانہ میں کیا کروں خدا جانے تم سے کہاں کا اسے نفی ہر داراب بولا اے زبدہ آفتاب پرستان جہ طرح ہے کہ ہم اسکے شر سے محفوظ رہے تم بھی ایسا ہی کرو ایرج نے پوچھا کہ بھئی تجھے کیا حکمت کی داراب بولا کہ میں نے سنا ہر کہ حمزہ صاحب جفران کو بھی جو تھ میں آتا ہر کتا ہر اور وہ اسے تک صحبت جانتے ہن پہننے بھی ایسا ہی کچھ سمجھ لیا آواز دن پر اسکے خیال نہیں کرتے ایرج بولا کہ خیر اب

میں بھی جانوں ہرگز کسی باتوں کا بڑا نہ مانوں گا اس لئے یہ سن کر قہقہہ تیغ پر ہاتھ ڈالا اور لگا لگا کر اور آفتاب پرست بڑے قہقہے
 تو مجھے سمجھا کیا ہی ماری ڈالوں گا فوراً الدہر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ او بھخت یہ تیرے مہمان ہیں انکے ساتھ ایسی گفتگو
 نہ کر اس لئے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ ہی تو ہر کس دنیا کس سے ایسی باتیں منوانے میں خیر میں نہ بولوں گا آپ خوب
 خاطر و مدارات کیجئے غرض صحبت گرم ہوئی تاج ہوئے لگا دورۂ شراب پلٹنے لگے کباب گوشت خنکار کے کھانے
 لگے قصائے کار اتفاقات روزگار یہ خبر پیر زلال کو ہوئی کہ واراب نور الدہر اور ایرج سے ہم صحبت
 ہو رہے ہیں یہ سنتے ہی آگ ہو گیا اور کہا کہ اس نابکار کو منع کیا تھا کہ خدا پرستوں سے نہ ملنا اسنے نہ مانا خیر کیا نصاف
 ہو یہ کلمہ صحبت کی اور آسمان پر چلا ایک لمحہ میں وہاں پہونچا جان یہ سب صحبت آ رہے تھے آسمان پر سے دکھارا
 کہ کیوں اور واراب تو نے کتنا ہزار نہ مانا اور دشمنوں سے ہم صحبت ہوا واراب نے جو آواز سنی کانپ گیا
 پیر زلال کو اتنے دکھا سجھدے میں گرا کہ میں تقصیر وار ہوں جو جاب سے وہ سزا دیکھے پیر زلال نے وہ زمانہ لے
 مارے اور کہا کہ کیدیں انکی صحبت میں بیٹھا نور الدہر ہاتھ باندھ کر کچھ کھڑا ہوا کہ یہ نہ بیٹھتا تھا میں نے اسکو زبردستی
 بٹھایا پیر زلال نے کہا خیر انکی مرتبہ تو خداوند آبجیات سے کلمہ گناہ اسکا معاف کر دالوں گا لیکن بارگاہ یم
 تم لوگوں سے ہم صحبت ہوا تو اسکے حق میں اتھانوں کا اور یہ کلمہ خطاب کیا کہ اور واراب اٹھ چل بیان سے واراب
 چاہتا تھا کہ آٹھے نور الدہر نے دست بستہ عرض کیا کہ یا پیر زلال میں آپ کا خادم ہوں آپ بھی بیٹھے
 سبزے کی سیر دیکھیے اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے دیا کباب کھلاے پیر زلال نے کہا کہ اے واراب تم بیٹھو میں
 جاتا ہوں واراب نے کہا کہ میں بے آپ کے اب نہ بیٹھوں گا ناچار پیر زلال بھی بیٹھے صحبت گرم ہوئی مگر نور الدہر نے
 شہر نمک عیار کے ہاتھ خدمت حمزہ صاحبقران میں عرض کر اہتجاء کہ آپ جلد بیان نشرینہ لائیں میں نے
 واراب کو مع پیر زلال صحبت میں بٹھایا ہر شاید کسی تدبیر سے افشائے راز پیر زلال ہو جائے ایرج یہ پیغام سنتے ہی
 اسی وقت سوار ہو کر چلے بیان صحبت گرم معنی سب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک گروہ نمایاں ہوئی کچھ سوار دکھائی دیے
 اور حمزہ صاحبقران چند سرداروں سے پہلے ہوئے مجر د امیر کی صورت دیکھنے کے پیر زلال اٹھ کھڑے ہوئے
 اور واراب سے کہا کہ چل اٹھا بٹھرنے کا موقع نہیں ہے کہ دشمن خداوند آبجیات آیا نور الدہر نے کہا کہ آپ
 نائب خداوند ہو کر بندہ دن سے ڈرنے میں اور واراب بھی بولا کہ یا پیر زلال آپ بیٹھے حمزہ سے کچھ اندیشہ نہ کیجئے اگر
 حمزہ آپ کے ساتھ کچھ بے ادبی کرے گا تو میں سمجھ لوں گا اور میں کسی طرح حمزہ سے دینے کا نہیں اور آپ کے اٹھ چلنے میں
 ہر پیر زلال ناچار مجبور مجھے گئے کہ اس میں امیر آئے سب نے تعظیم کی عمر و نے واراب کو نہ اٹھنے دیا ایرج کو بہت برا
 معلوم ہوا مگر صحبت میں اگر بیٹھے تاج ہوئے لگا دورۂ جام گردش میں آیا دمدم پیر زلال کہہ رہے ہیں کہ یا خداوند
 آبجیات وہ لوگ کہ تھے جتنے میں اور تجھ کو خداوند بحق نہیں جانتے ہیں انکو سزا دے اور جو قبرے نائب سے گزرتے
 ہیں اور اتفاقات میں لاتے انکو مٹا دے ایرج یہ آواز سے سنتے ہیں اور ٹالتے ہیں آخر کو واراب سے کہا کہ سنتے ہو
 یہ تمہارا پیر زلال کیا کہ رہا ہے یہ ہم پر آواز سے کس رہا ہے واراب یہ ہمارا قیام ہے ہر نماز پیر زلال کو ارکا
 آپ یہ پیر زلال بنا ہر تم اس سے انتقام نہیں لیتے واراب نے کہا کہ مجھ کو انکی گفتگو میں کیا دخل ہے تم یہ شخص بہت
 بزرگ ہیں میں نے بہت سی کثیف و کرامات انہیں دیکھی ہیں ایک آبجیات اس کے ساتھ تھا امیر نے فرمایا کہ وہ
 ولوتندک اسکا شاگرد تھا اور ایرج واراب ایرج سے پوچھو کہ پہلے انکے چہرے قطب کو مار کہ آپ قطب بنکر مجھے
 اٹھانے لایا تھا ایرج کو تھار ہر کہ تیرے پاس سے عمر و چلا گیا واراب پاس بھی نہ رہے ایرج بولا کہ حمزہ صاحبقران

سچ کہتے ہیں واراب نے کہا کہ ہاں باتوں سے حاصل کیا ہوا اگر بیچ کر نامنظور ہو تو میں کسی سے اندیشہ نہیں رکھتا ہوں
 میرزا لال نے یہ باتیں مجھے پہلے ہی کہہ دیں تھیں کہ مخمڑہاں ایسا کہتا ہے ایسے کو گرا دگرانیگا سبحان اللہ میرزا لال
 حقیقت میں میرزا لال نے اب جس قدر امیر عمر کی خدمت کرتے ہیں واراب کا اعتقاد عمر و س سے زیادہ ہے اور وہ جانتا ہے
 اور امیر سے کہتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میرزا لال دور رہے ہیں یہ باتیں نہیں سنتے انکو ہر ایک کے دل کا حال
 معلوم ہے آپ کا کچھ نہ بانیگا میر سے واسطے تباہت ہے اس اب ایسی باتیں نہ کہیں امیر جہان میں کہ کیا کریں اور
 حالاک کہتے ہار بار بار اشارہ کرتے ہیں کہ کوئی تدبیر کر چالاک عرصہ کرتا ہے کہ شہر بار آج عمر و نہایت ہوشیار ہے
 رقعہ بیوشی ہاتھ میں لیے بیٹھا ہے و مہدم سو گشتا ہے اس وقت بیوشی تاثیر کر گئی مگر خیر دیکھیے تو کیا ہوتا ہے اور کیا
 شہر دل اور سمک یا طاقی آپس میں کہہ رہے ہیں کہ افشاے راز میرزا لال مجھے کہ تھاے کار میرزا لال کو
 پانخانے کی حاجت ہوتی آٹھ کر نفع حاجت کو گیا جیسے پانخانے سے نکلتا ہے ایک طرف سے تو یہ آیا اور تین طرف سے
 میں میرزا لال اور پیدا ہوئے اور کارے کہ ہم میرزا لال فرستادہ آبجیات میں بدو دم بھر کے دیکھا کہ سداور
 میرزا لال وہاں آگئے تھے ہر ایک پکارا میں نائب آبجیات میں اور آپس میں کشم کشتاوت کی شروع ہوئی ہر ایک
 واراب کو انہی مدد کے واسطے بلاتا ہے واراب جہان ہے کہ کسی مدد کے اور عمر و بھی درجہ حیرت میں پھنسا ہوا ہے کہ
 کرے اور حقیقت میں میرزا لال میں انہیں غفلت ہے ایک دوسرے سے کہ رہا ہے کہ تو عیار مکار ہے میں نائب آبجیات میں
 اور ڈاڑھی ایک کتی دوسرے کے ہاتھ میں ہے اور امیر واراب سے کہہ رہے ہیں کہ ام واراب دیکھتا ہے کہ
 کیا ہوا اب پچا تو کہ تمہارے میرزا لال کریں سے میں تمکو میرے کہنے کا یقین نہ آتا تھا اب تمکو مکاری عیاروں کی
 معلوم ہوئی اور واراب جہان ہے کہ کب کارے کسی مدد کو جانے تھاے کار عمر و کی ڈاڑھی حالاک کے ہاتھ میں تھی
 ٹھکانا جو دیتا ہے ریش علی غ آئی اور اصلی تکہ سی ریش نکل آئی امیر لکڑے اور واراب دیکھ میرزا لال کو وہ
 ڈاڑھی اہلی انکی نکلی سبحان اللہ اور دھرا میرج فقہ مار کر ہنسا کہ واہ کیا خوب میرزا لال میں عمر و نے دیکھا کہ
 افشاے راز ہو گیا لکارا کہ ام واراب اگرچہ میں عیار ہوں اور میرے میرزا لال کو مار کر خود میرزا لال بنا تھا مگر
 باعث آبرو تھا کہ مجھکو کڑے دھونے سے بچا یا تھا اس مرتبہ کو پہنچا یا تھا تو نے تدبیر میری نہ بانی خیر میرا کیا جانتا
 تو جتنا بیگا یہ شکر نور اللہ میر نور ایرج اور صاحبقران خوب بنے کماے واراب ہمارے کہنے کا یقین نہ آتا تھا
 اب تو اتنے خود ہی اقرار کیا کہ میرے پر کو مار کر میں پر نہ تھا بس واراب غضناک ہو کر دوڑا کہ باشش اور دزد
 مکار تجھے چھوڑنا کہ ہوں اور میان سے تلوار کھینچی عمر و جست کر کے بھاگا دیکھا اور دھوبی بچے بھلا تو مجھے کیا بانیگا
 میں نے ایسے سو بنا کر لاؤنگا یہ کہ کہ کہ عیاری اور کہ غائب ہو گیا واراب نہایت پریشان اسنے دیکھ
 میں آتا تمام حال کشور شاہ سے بیان کیا کہ یہ میرزا لال عمر و عیار تھا کہ ملک کشور یہ میں جا کہ میرزا لال کو مار
 آپ اسکی صورت نہ کر محکمہ سے لڑا اسنے کو لایا اب حال اسکا مجھ بھلا میں نے اسنے مار ڈالنے کا
 قصد کیا تھا وہ بھاگ گیا کشور شاہ نے کہا کہ ام واراب تو نے بہت بُرا کیا جو عمر و کو اپنے پاس سے نکال
 وہ تیرا خیر خواہ خضر راہ تھا اور حقیقت میں یہ کرامت میرزا لال میں کمان تھی جو عمر و میں جیتیں ہیں ام واراب
 میں مجھے پرہیزا ہوں کہ مجھے کشتات جاو و بکر لگتی تھی عمر و نے جا کر تدبیر بنا کر تیرے ہاتھ سے اسے قتل
 کر دیا میں تھا کی تیرے میں ہمیشہ گرفتار رہا کہ میں نہ جھوٹا اسنے مجھ صاحبقران نہ بنا یا اس مرتبہ کو پہنچا
 ایسے شخص کو کوئی یوں ہاتھ سے کھو دیتا ہر دشمن اسنے کہنے پر تو آگیا اور ایرج کو رشک تھا کہ میرے

باس سے ایسا شخص جاسے اور دوسری جگہ رہے و ارباب بہت شرمندہ ہوا اور کہا کہ ای کشور شاہ خراب کیا ہو سکتا ہے
 اور کھن افسوس ملکہ کتنا معلوم ہوا کہ یہ خدا پرست بڑے مکلم ہیں میں انکے فریب میں آگیا اور ہاے پیر زلال
 دہان بیٹھنے پر راضی نہ تھے میں نے جبراً دھمکا یا اب انکو کہا کہ ان ڈھونڈھوں مفت اپنے ہاتھ سے گنوا یا یہ کھڑوئے لگا
 اور قتلح کشوری آبدیدہ تھا کلاسی رنج میں و ارباب نے کشور شاہ سے کہا کہ طبل جنگ یو اسے کل صبح کو ان خدا
 پرستوں سے سمجھو لگا اسی وقت کوس رزمی نوازش میں آیا یہ خبر قنویں لشکروں میں پورچی دہان بھی نفاذ کر دیا
 چار ہر رات سامانی جنگ میں بسر ہوئی صبح کو لشکر لقمان غلامیہ ہوا کہ زمر و شاہ بستر خواب پر سے غائب ہو گیا
 اور آفتاب پرستوں میں شور مچا کہ ایرج کو کوئی لگیا اور لشکر آب پرستان میں فریاد ہوئی کہ داراب کشور کشا
 کا تائین اس طرف لشکر اسلام میں قیامت برپا تھی کہ نور الدین اور حمزہ صاحبقران نہیں معلوم ہوتے چار دن
 لشکروں میں ایک کھرام میا تھا عید ہر طرف سے ہر جس روانہ ہوئے کہ خبر معلوم کریں انہیں تو میں پھر سے
 داستان قدرت بیان جانا خواجہ عمر و کا پروہ قاف میں اور عادل قاف بکسر قوج دیوون
 کی امیر حمزہ صاحبقران پر لیکر آنا

راوی بیان کرتا ہے کہ جب وقت عمر و لشکر داراب کشور کشا سے نکلا حیران و پریشان تباہ و سرگردان شکوہ پر داغ
 بے ہوش تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہاے انہال حمزہ کا یاد رہی طلوع اسکے مددگار ہیں قوس نے لاکھ جا با کہ حمزہ کو ذیل وزبون
 کیجئے اس بجا و زادۂ مکہ کو ذلت دیجئے لیکن کچھ نہ سکا اسی رنج میں رو رہا تھا کہ تشنگ ہو گیا سلام کیا حال ہو چکا
 عمر و نے کہا کہ کیا بگردی چرخ سفلیہ پر در کی میان گردن کہ داراب کو تیار کر کے لایا تھا حمزہ نے اسکو بھی تجھنے کہا
 میں پھر حیران و سرگردان ہوا تشنگ خوب رویا کہا کہ استاد اندون میں میں بہار پری کے بیٹے کو لیکر کوہستان
 میں چلا گیا تھا اسے بھی مجھے کمال الفت تھی چندے میں دہان رہا تھا کہ دیوون نے آسمان پری کو جا کر میری خبر
 پہنچائی وہ میری تلاش میں قس بہت سے دیوون کو بھیجا کہ اسے پکڑ لاؤ دیو آئے میں تو اپنی جان بچا کر بھاگا معشوق کو
 میرے زبردستی سلم وندی سے لگے گھر میل لوث لیا اب میں حیران ہوں کہ کیا گردن عمر و نے کہا میں آپ پریشان
 ہوں کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی کہ اس عرب جو فاجر غالب آؤں اسے کچھ حال پروہ قاف کا تو بیان کر کتاب آسمان پری
 سے کسی سے لڑائی تو نہیں ہر تشنگ نے کہا کہ خواجہ اندون میں دریا سے نھر دو پر پڑے جہاؤ ہیں وہ دیو کہ حمزہ
 کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں انکی اولاد میں سب جمع ہیں چنانچہ نصریت بن نصریت اور خرجال بن خرجال
 اور سس انگل بن زرد انگل مردار خوار اور معدان بن رعد شاطر اور ذوقعیف بن خفیف بن عفوان ماہ داران
 سب کا لشکر خیر و پر جمع ہے آسمان پری نے قریشیہ سلطان کو اپنے پیچھا ہی بڑی لڑائی ہو رہی ہے عمر و نے کہا ای
 تشنگ تو مجھے پروہ قاف تک لے چل کہ میں ان سبھوں کو اپنا مطیع کر کے حمزہ سے لڑا مانے کو لاؤں اور
 آسمان پری اور قریشیہ کو تندر کے سرے مشوق کو مجھے ملاؤں تشنگ بولا کہ استاد ایسا تشنگ کوئی دیو
 آپ کو کھا جائے عمر و نے کہا کہ ای دیو تشنگ تو مجھے اب لے تو چل دیکھ تو میں کیا کرتا ہوں تمام دیوون سے
 سجدہ نہ کر اؤں تو نام میرا عمر و نہ رکھنا تشنگ نے عمر و کو گاندھے پر سوار کیا روانہ پروہ قاف ہوا چونکہ روز
 دہان پہنچا جہاں لشکر دیوون کے جمع ہیں لڑا یاں بہت سی ہو چکی ہیں قریشیہ سلطان کے ہاتھ سے دیوون
 زبردستی زخمی ہو چکے ہیں نصریت بن نصریت بھی زخمی ہو اڑا وہ بھاگنے کا ہر عمر و نے سب حال دریافت
 کر کے صورت اپنی ایک پیر کی بنائی جائے زندہ مار گئے میں پانچا ہر اٹلس سبز کا پانوں میں تاج مکمل بجا ہر سر

نفسریت کے نیچے کے برابر آیا کلیم اور سے ہوئے اور آسمان کی طرف جست کی سوہاتہ اڑ گیا وہاں جا کر کلیم تو زبیل
 میں ڈال لی اور حقے آتش بازی کے نکال کر دانے کے انکی روشنی ہوئی مشک مٹا دیا کہ خوشبو پھیلی اور مکان
 بارگاہ نفسریت بن غفریت کے آیا اور پکارا کہ ایسا الناس وہ شخص نائب خداوند ابلیس پر ابلیس ماس الشیاطین ہر عادل
 قاف سیر نام ہر میں ایک جگہ بیٹھا عبادت میں مصروف تھا کہ خداوند ابلیس میرے پاس آئے اور کہا کہ آگے
 آسمان پر ہی نے آدم زاد کو ہر وہ دنیا سے بلو کر تمام ہمارے بندگان سرکش قاف کو قتل کر دیا اور آپ کل نان
 کی مالک ہوئی اب انھیں دیودن کی اولادین پیدا ہوئیں ہیں اور آسمان پر ہی پھر جا رہی ہے کہ انکو بھی قتل
 کرے اب وہاں سے قہرانی ہزار موزن ہر تم جا کر سب دیودن کی مدد کر دین تھاری مدد گاری کے واسطے
 آیا ہوں نفسریت نے دیکھا کہ ایک آدمی برق برق لباس پہنے ہر سمجھو ان نے تعلیم و توفیر کی نخت پر بٹھا یا
 اور کہا کہ اے نائب ابلیس ہم سب تو قریشیہ سلطان کے ہاتھ سے عاجز آگئے ہیں اسکا علاج پہلے کیجئے
 جواب دیا کہ قریشیہ کو میں بکڑے لاتا ہوں تم خاطر جمع رکھو یہ کھڑے سوئے آسمان جست کی کلیم عیاری اور کر غائب ہو گیا
 اور لشکر قریشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا کلیم اتار ڈالی دیودن نے عمر و کو دیکھا بھانا اور
 قریشیہ کو خبر دی کہ عمر و آتا ہے قریشیہ استقبال کے واسطے آئی عمر و کو ساتھ عزت و توفیر کے لائی سند پر بٹھا یا کتبہ
 جو اہر کی تدرین احوال پوچھا کہ خواجہ کیونکر آئے ہو عمر و نے کہا کہ تندرک مجھے لایا ہے کہ گناہ اسکا تے بخشاؤں
 قریشیہ نے کہا آپ امان جان کے مہراج سے وافت میں کہ جو انکی قید ہو جاتی ہے وہی کرتی ہیں مگر بعد فیصلہ جنگ
 دیوان میں نصیر و یوتدک کی معاف کرادو گی آپ خاطر جمع رکھیے عمر و بولا کہ اچھا غرض صحبت رہی حال صلح قرآن
 کا پوچھا کی عمر و کی کچھ بتا یا کیا رات کو کھانا کھا کر قریشیہ سوئی عمر و دوپہرات گئے انکا قریشیہ کو بیہوش کر کے
 زبیل میں ڈال لیا اور اسی وقت وہاں سے راہی ہوا کلیم عیاری اور سے تھا آسمان کی طرف سے بارگاہ میں
 غفریت بن غفریت کی آیا وہی سورت بنکر کہا کہ لو قریشیہ سلطان کو اور زبیل میں سے نکال کر سامنے کیا
 جتنے دیوتے سب قدیون پر عمر و کے گر پڑے ہاتھ جوئے ہر ایک نے کہا کہ آپ بیشک نائب خداوند ابلیس
 ہیں اور جاہا کہ قریشیہ سلطان کو بیہوش میں لائیں عمر و نے کہا کہ پہلے اسے قید کر لو پھر ہوشیار کرنا غرض آہنگردن کر
 بولا کہ قریشیہ کو اسیر نفل و زنجیر کیا بعد اسکے قتلہ رفع بیہوشی دیا قریشیہ ہوش میں آئی اسنے کو بارگاہ کفار میں بیٹھے
 ہرے پایا پہلے تو خواب کا خیال ہوا عادل قاف بکار سے کہ او قریشیہ آگاہ ہو کہ ہم نے فرشتہ غضب کو بھیج کر تجھے
 بکڑا دیا لایا ہے ہر کہ خداوند ابلیس کو سجدہ کر قریشیہ پکاری کہ لا کہ لا کہ نعمت ہر ابلیس اور اسکے برادر
 غفریت نے چاہا کہ قریشیہ کو قتل کرے عادل قاف مانع ہوئے کہ اسے ابھی قید کر دے پھر بھیجا گیا قریشیہ کو قید
 میں بھیج دیا غفریت نے کہا کہ اب جو آپ فرمائیں وہ ہم کریں عمر و بولا کہ میں آسمان پر سے آگ لشکر قریشیہ پر رساتا
 ہوں تم جا کر قتل کر دے کہ تندرک پر سوار ہو کر لشکر قریشیہ پر گیا اور حقے آتش بازی کے مارنا شروع کیے رنج برنگ
 آگ آسمان پر دکھائی دیتی تھی خوب جنگ مغلوم ہوئی آخر کار لشکر بے سردار شکست کھا کر بھاگا مال اور اسباب
 ہر سب لوٹ لیا طیل شادمانی بچنے لگا پھر وخت پر بٹھا ہوا جو روپیہ لوٹا تھا سب دیودن کو بخشا اور کہا کہ تھاری کرو کہ
 میں لشکر آسمان پر بھاگا اور بعد دو روز کے تمام لشکر لیکر چلا لیکن آسمان پر ہی شہر گلستان ارم میں بیٹھی تھی
 کہ لشکر قریشیہ کا شکست کھائے ہوئے پوچھا اور تمام حال عمر و کے باقی ہو جانے کا صا جعفران سے اور سرفرد قاف
 میں آتا اور قریشیہ کا بغریب بکڑ لیا اور بخون مار کر فوج کو شکست دینا بیان کیا آسمان پر ہی یہ سکر نہایت پریشان

ہوئی اور خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ کیا تدبیر کروں خواجہ نے نجوم میں دیکھا عرض کیا کہ اگر ملکہ تہر قرآن معجب ہو مگر تو
 یہ کہ بیان سے خدمت حضرت صاحب قرآن میں چلی جاؤ آسمان پر ہی سے کہا کہ میں لڑائی کی سیاہ مکہ سیاہ کلاہ
 نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیں میں ان سب سے لڑوں گا اور قتل کروں گا لشکر آسکا آنے تو دیکھے آسمان پر ہی
 سیاہ مکہ کے کلام سے بہت خوش ہوئی اور لشکر جمع کیا اور دھڑ سے لشکر عمر و کا مقابلہ میں آکر اترا عمر و تخت پر ٹھکن چلا
 نفرت میں بن خضریت و قتل سپہ سالار پر بیجا نوح ہونے لگا چہرہ سات سات سو گز کے رنڈیان کوڑیوں کے بارگروں
 میں آگلی ٹڑے ہوئے کڑی قاتل ہڈے میں لگا ہوا ہینک تمام ماش میں ملی ہوئی پیاز کے گرن پھول کا نوں میں
 فسن کی دھند کیاں گلون میں ناپنے ٹمپن جام شراب کا جیسے دھوبی کا ناوہ ہوتا ہر گردش میں آیا جب دماغ بادو
 سے گرم ہوا نفرت نے حکم کیا کہ قبل جنگ بجے اسی وقت نغارے پر جوب بڑی ہر کار سے جو لشکر آسمان پر
 کے لگے ہوئے تھے وہ خبر دریافت کر کے آسمان پر ہی کی بارگاہ میں آئے عرض کیا کہ قبل جنگ لشکر انہار میں بجا
 سیاہ مکہ نے آسمان پر ہی سے کہا کہ آپ بھی قبل جنگ بجو ایسے بیان بھی نغارہ رزمی گرو گڑایا دونوں لشکروں
 میں چار پہر رات تیار رہی صبح کو آسمان پر ہی تخت پر سوار ہو کر چلی نولاکھ ہریان نولاکھ دیو ساتھ تھے عبدالرحمن
 جہن پشت پر آسمان پر ہی کی بیٹھے ہوئے ٹمپن پرانی کر رہے تھے شاہ پر ہی ماہ پر ہی سلطان ارزق مہدی حلال
 پر ہی سلاسل پر ہی ارشد جہن راشد جہن ہمراہ رکاب تھے ساہ مکہ آگے آگے اگر میدان میں قائم ہوا اور دھڑ سے لشکر
 نفرت کا آیا عمر و تخت پر سوار بیٹھے بجانا ہوا نفرت آگے آگے میں لاکھ دیو دن کا لشکر پشت کے بجے باعادل قاتل
 یا نائب خداوند ابلیس کی آواز بلند آسمان پر ہی سے دیکھا کہ عمر و مرغ زمین بنا ہوا تخت پر سوار اور قریشیہ بیٹھے تخت
 عمر و کے قدم میں گرفتار ہو آسمان پر ہی کو نہایت رنج ہوا عرض صفوت قتال اور بدال طرفین سے آماتہ ہو تین نقیب
 نقابت کے چلے گئے سیاہ مکہ سیاہ کلاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا اکثر کئی دو لشکر نفرت کے زخمی ہوئے
 بہت سے مارے گئے نفرت خود میدان میں آیا بعد ملوں کے رد و بدل ہونے ملی پھر کشتی کی نو بہت پہونچی دن بھر
 سیاہ مکہ اور نفرت سے کشتی رہی شام کو نفرت پھر گیا اور آسمان پر ہی سیاہ مکہ سیاہ کلاہ پر زرتار کرتی ہوئی لگا
 میں آئی سمجھت جیش میں مشغول ہوئی لیکن عادل قاتل نے نفرت سے پوچھا کہ ار شاہ دیوان قاتل سیاہ مکہ کو کیا
 پایا آئے کہا کہ یا نائب خداوند میں سیاہ مکہ سے نہیں لڑا سکتا اور جو لڑاؤ لگا تو مارا جلاؤ لگا عمر و نے کہا کہ خبر معلوم ہو جائیگی
 باتیں تھیں کہ خبر پہونچی کہ لشکر میں آسمان پر ہی کے قبل جنگ بجایا عمر و نے بھی حکم دیا کہ قبل جنگ بجے دونوں لشکروں
 میں تیاری ہونے لگی دو پہر رات گئے عمر و تندک پر سوار ہوا سیاہ مکہ کے جیسے بر آیا دیکھا کہ سیاہ مکہ کھانا کھا رہا ہو
 عمر و نے مہر کیا کہ جب سیاہ مکہ سورہا عمر و نے پہلے وار دے بیوٹی اڑائی کہ تمام نگہبان بیوش ہو گئے بعد اسکے
 سیاہ مکہ کو بیوش کر کے باندھ کر لگیا اور غل وز بخیرین گرفتار کر کے قید کیا صبح کو آسمان پر ہی آگاہ ہوئی نہایت
 رنج ہوا کہ عمر و لشکر دیکر گرا خوب جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کو آسمان پر ہی شکست کھا کر بھاگی خواجہ عبدالرحمن نے کہا
 کہ جانب وادی امین جلوم دہان ہماری بیہودی ہر شقیہ اسے بر ہمیں بیٹا شقیہ کا ہماری ضرورت دکر لگا اس سے کوئی
 عمدہ بلاؤ گا یہ مصلح کر کے وادی امین کو روانہ ہوئی ارشد جہن اور راشد جہن نے استقبال کیا اور اپنی کرموت کی
 آسمان پر ہی نے احوال بیان کیا ارشد اور راشد آسمان پر ہی کو شقیہ پاس لائے وہ شکار کھینچنے گیا ہوا تھا
 جب شقیہ اسے بر ہمیں شکار سے آیا اور حال آسمان پر ہی کا سنا کہ اس آسمان پر ہی تمام خاطر جمع ہو گیا
 ملک تھیں دیو اور لگا اور اسے بجایا کو بارون لگا اور آسمان پر ہی کی دعوت کی آسمان پر ہی کو ساتھ لیکر

کرج کیا دونوں لشکر مقابل یکدیگر ہوئے طبل جنگ بجا دیا ہوا تھا۔ یہی صبح کو سرگرمی سے ہنسنے لگے۔
 بہمن میدان میں آیا بارز طلب کیا نفیریت بن عفریت نے مقابلہ کیا بعد از گفتگو کے نفیریت نے زاغول
 شقیقہ پر یا شقیقہ نے زاغول چھین لیا اور نفیریت کو پکڑ کر نفل میں دلوچ کر آسمان پر ہی گئے خیمہ میں لہا لہا
 پر کہ دیا مشکین باندھیں طبل باز گشت بجا دونوں لشکر پھر آسمان پر ہی بارگاہ میں آکر بیٹھی کہا لاؤ نفیریت
 بن عفریت کو جب وہ اسے سامنے لائے اسنے بطریق ابلیس پرستان سلام کیا آسمان پر ہی گئے کہا کہ نفیریت
 باب تیرا تھ سے زلزلا قاف کے مارا گیا اور تجھے عمر و عمار نے بکایا ہر ستر یہ ہر کہ دین سلیمان اختیار کر نفیریت نے
 کہا کہ یہ کبھی نہ گاہ کہ میں ابلیس پرستی ترک کروں لاکھ جان خداوند ابلیس پر سے تیار کر دن یہ سنگر آسمان پر ہی
 نے کہا کہ ہمارا جلا دیکو کہ اسے قتل کرے ابھی جلا دے اسے پایا تھا کہ عمر و نے ایک دیو کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ آسمان پر ہی
 میں عادل قاف نائب ابلیس ہوں اگر ایک بال بدن کا نفیریت بن عفریت کے کم ہوا تو میں قریشیہ سلطان
 اور سیاہ کچھ سیاہ کلاہ کو مار ڈالوں گا یہ سنگر آسمان پر ہی نے حکم دیا کہ نفیریت کو لپی کر زندہ اٹھانے میں قید کر دو
 نفیریت زندان خانے میں گمارات کو عمر و تہمت پر سوار ہو کر آیا اور تمام جو کیداردن کو بیوش کر کے نفیریت کو
 چھڑا دیا صبح کو آسمان پر ہی کو خبر ہوئی کہ رات کو عمر و نفیریت کو چھڑا دیا گیا بس یہ شکرست رنجیدہ ہوئی شقیقہ
 پر عین غضبناک ہو کر آٹھا کہ ابھی جا کر نفیریت کو مع عمر و پکڑے لانا ہوں آپ آئندہ دنوں یہ کمر عمر و کے نیچے
 کی طرقت روانہ ہوا عمر و بارگاہ میں بیٹھا تھا نفیریت اپنے دنگل پر ٹھکان تھا دیو دن کا حلقہ بندھا ہوا تھا اور نفیریت
 اداسے شکر عادل قاف کر رہا تھا کہ آپ نے ایک طرفہ ابلیس میں مجھے جھڑوایا عمر و کہہ رہا ہر کہ یہ قدرت خداوند
 ابلیس کی ہر کہ ہر کار دن نے خبر سوچائی کہ شقیقہ انہایت غضبناک آنا ہر عادل قاف نے کہا کہ آئے دو اور نفیریت
 سے کہا کہ تم میرے تخت کے نیچے چھپ جاؤ بعد اسے حکم دیا کہ شقیقہ کو کوئی رو کے نہیں بلکہ دیو دن کو حکم دیا کہ شقیقہ
 کے استقبال کے واسطے جاؤ اور اسے باعز از تمام لاؤ غرض شقیقہ بارگاہ میں آیا عمر و نفیریت کے واسطے آٹھا اور
 کہا کہ اس شاہ دیوان قاف خوش آمدی و صفا آمدی این خانہ شہناست بیٹھے شقیقہ ابھی اور پوچھا کہ عمر و عمار
 تو ہی ہر عمر و نے کہا کہ ہاں میں ہی ہوں آپ نے جو قدم رنجہ فرمایا ہر اور قدم سے گھر کو میرے منور کبھی آپ میرے
 مہمان میں کھانا تیار ہر خوش جان کبھی بعد اسے جو کیے گا بچاؤ لگا یہ کمر حجام شراب کا تراغ کیا شقیقہ اجام پی گیا اور گسا
 کہ اس عمر و میں آیا ہوں کہ نفیریت کو پکڑ کر لیاؤن بلو کہان ہر عمر و بولا وہ حاضر ہونا ہر آپ کھانا کھائیے دستہ زین
 بھوایا خوب کھانا کھلایا جب کھانے سے فراغت ہوئی شقیقہ نے پوچھا کہ نفیریت نہ آیا عمر و نے چوہار سے کہا کہ ہر کہ
 نفیریت کو لاؤ بعد اسے کہا کہ اس شقیقہ ایک دو باتیں میری سن لیتے شقیقہ ابر لاؤ عمر و نے کہا میں سے یہ پوچھا ہوں
 کہ باب تھا لٹھا یا نہیں شقیقہ نے کہا کہ باب میرا شقیقہ تھا عمر و نے پوچھا کہ وہ کیا ہوا اسنے کہا کہ قندھور کے ہاتھ سے
 مارا گیا عمر و نے پوچھا کہ قندھور کون تھا شقیقہ لپکا کہ سپہ سالار حمزہ عرب زلزلا قاف عمر و نے کہا کہ آسمان پر ہی حمزہ کی
 کون ہر اسنے جواب دیا کہ حمزہ کی زوجہ ہر عمر و نے کہا کہ اس شاہ دیوان قاف تمھاری دانائی سے بعید ہر کہ جو دو گ
 تمھارے باب کے قاتل ہوں تم انکی طرف داری کرو اور راضدہ پر ہی کہ قندھور کی زوجہ ہر اسے ساتھ ہوا دین کہ باب
 حضرت ابلیس ہوں نام میرا عادل قاف ہر آیا ہوں کہ تم سب کے باب دارے کے خون کا غول مہمان پر ہی ارز زلزلا
 سے ہوں آٹھے تم مجھے لڑنے کے ارادے پر آئے ہو یہ کبھی شقیقہ اسے برہمن نے سنے تھا کہ عادل قاف سے کہتے ہیں آٹھا قندھور
 بوسہ دیا ہاتھ چمے کہا کہ اس عادل قاف میں آسمان پر ہی کے ٹکڑے کر ڈنگا اور راضدہ پر ہی کو اردنگا عمر و شکرست

خوش ہوا کہ اس کا دشمن دیوان قاف مرزا صمد مرزا اور خلعت لگا کر پہنایا نصرت کو تخت تلے سے نکالا کہ اس کا دشمن شقیہ اس کی
 شہزادہ قاف ہوا اس کو اپنا فرزند کیجیے بلا کر قدم پر ڈال دیا شقیہ اس نے سر اٹھا کر گلے سے لگایا اور پسرخواندہ کی
 عمر و نے حکم کیا کہ طبل شادمانی بجے اور شقیہ کی خاطر مدارات میں مصروف ہوا شقیہ اس نے اپنے لشکر کو طلب کیا اور
 کہا میں نے اطاعت عادل قاف کی اختیار کی تم بھی چلے آؤ تمام لشکر شقیہ کا لشکر آسمان پر ہی سے علیحدہ ہو کر چلا
 یہ تمام خبریں آسمان پر ہی کو ہوئیں آسمان پر ہی نے خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ غصب ہوا شقیہ اس نے وکلا شریک ہوا
 خواجہ عبدالرحمن کو سکتہ سا ہو گیا اور عمر و نے حکم کیا کہ انچا چار طرف نامے لکھو کہ سب بادشاہان قاف آکر ہمارے
 میں حاضر ہوں چار طرف سے دیوان ابلیس پرست آکر جمع ہوئے عادل قاف کو نذرین دین لیکن مقدمہ قہر
 پٹیا سمندون ہزار دست کا نہ آیا عمر و نے حکم کیا کہ نامہ مقدمہ کو لکھو کہ بادشاہی قاف کی تمکو مبارک ہوا کرخت پر
 بیٹھو حکمرانی کرو جلد بیان آؤ جب اس مضمون کا نامہ مقدمہ کو پہنچا اسی وقت لشکر فراوان ساتھ لیکر پر دہ تار کی سے
 روانہ ہوا جب قریب شہر بلور کے پہنچا عمر و کو بہر کار دن ہے اگر خبر دی کہ مقدمہ قہر پٹیا آکر پہنچا شقیہ اس نے
 نے کہا کہ یا عادل قاف میں اپنے بالا دست مقدمہ کو نہ بیٹھنے دوں گا اور جو طریقہ گاہ میں اس سے لڑو گا عمر و نے کہا
 کہ تم خاطر جمع رکھو میں اس کو گرفتار کر لوں گا تم تماشا دیکھا کرو اور دیوان کو حکم دیا کہ جا کر مقدمہ کو استقبال کر کے لاؤ
 دیوان کے مقدمہ کو لائے عمر و نے تعلیم کی بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی عمر و نے شراب بیوشی آلودہ مقدمہ کو بلوائی جب
 مقدمہ اپنے فرزند دن اور سردار دن سمیت دست ہوا عمر و نے کہا کہ اس مقدمہ بادشاہی قاف کی لکھو سزا دہری
 مقدمہ نے کہا کہ سوا میرے کون بادشاہی کر سکتا ہے عمر و نے کہا کبھی تمہارے بزرگوں میں کل قاف کا کوئی بادشاہ
 ہوا ہے مگر دیو غفریت کہ مالک کل قاف کا ہمیشہ رہا اور میں نائب حضرت ابلیس ہوں جبکہ بادشاہ کروں ملک
 وہ بادشاہ ہو سکتا ہے مجھے لازم ہے کہ تو وہ دگر شاہان قاف کا رہ اور میرے حکم سے خلاف نہ کرنا چاہیے مقدمہ یہ سنکر
 سمایت برہم ہوا پکارا کہ ادعا دل قاف یہ کیا بیودہ گفتگو یہ شاید تو نے اسی واسطے مجھے بلایا تھا کہ میں مجھے بسزا
 پہنچاؤں یہ کہ عمر و پر دوڑا اور عمر و دوڑا اطمینان مقدمہ پر مارا بیوشی تو اس کا کام کر چکی تھی مقدمہ بیوشش
 ہو کر گرا بیٹھے مقدمہ کے غفریت بن مقدمہ کر اب دگر اب بن مقدمہ اٹھانے کو اٹھے تھے سب
 بیوشش ہو کر گئے عمر و نے سب کی شکیں بندھوا کر زندا ن خانے میں بھیج دیا اور اس کے لشکر کو کھلا بھیجا کہ تم
 اگر ہمارے نوکری کرو تو بہتر ورنہ جہان چاہے چلے جاؤ بہتوں نے نوکری کی اور بہت سے اپنی جان بچائے سمیت
 پردہ ظلمات بھاگے

داستان حیرت بیان و رسالت عمرو کا بیاری ملک قریشیہ سلطان کو چھڑاتا اور پھر ملک آسمان پر ہی کا
 مع ملک قریشیہ بمقابلہ عمرو فوج بے پایاں لیکر لکنا جنگ مغلوب ہونا آخر کار بوجہ مجروح ہونے ملک
 قریشیہ کے شکست کھانا اور بھاگ کر طاسم خارستان میں اپنے کو گرا دینا واضح رائے ناظرین والا ممکن ہو
 کہ اکثر جلد دن میں ملک فارسی ایرج نامہ میں بھی لکھا ہے کہ ملک آسمان پر ہی عمرو سے شکست کھا کر اسطیس
 خارستان ہوئیں عمرو مع فوج تباہرہ بمقابلہ امیر آیدان نقابدار یا قوت پوش نے طاسم خارستان کو فتح کر کے
 ملک آسمان پر ہی کو مع ملک قریشیہ و عبدالرحمن جی و مرسلہ ہا کیا ملک آسمان پر ہی مع فوج اے باہان امیر حمزہ
 صاحب قرآن کی مدد کو آئیں مگر طاسم خارستان کے مہمات کا مفصل حال کسی نے نہیں لکھا لہذا اس حقیقہ کو میں شیخ
 تصدیق حسین داستان گو نے حسب ایماے شیخ حامد حسین صاحب کے اس طاسم کو اپنی سلسلے سے درست کر کے لکھا

لغز بنجان بوستان سخن | تازگی بخش داستان کس | اشخاص بیان پر بلبل سان | اس طرح ہوتے ہیں نور انجان
 کہ جب پردہ قاف بدست خواجہ عمر بن امیہ ضمری تباہ و برباد ہو چکا اور وہ بوستان پر بہار میدان خار زار ہو گیا ملک
 قریشیہ قید بہ قید شدید ہوئی اور ملک آسمان پر سی تباہی کی ماری دیکھ کر در کی ستائی ملک ملکستان ارمین بھاک کر آئی
 اب سینے کے اندر تو ملک آسمان پر سی تباہی و بربادی اور فراق ملک قریشیہ میں جان کھو رہی ہے اور اُدھر ملک
 قریشیہ اپنی قید کے مددے اور جدائی ملک آسمان پر سی میں جلیب ہو رہی ہیں لیکن ملک آسمان پر سی کا حال پر
 اختلاف اور خلق و حال جیلہ تحریر اور میدان تقریر سے باہر ہو کر نظم کہ بھی لب پہاڑ تبار و تزار | نہ کوئی خوش نہ مریں نہ یار
 کبھی زانو سے غم بہ سر دھنا | کبھی دل سے یہ مشورہ کرنا | کبھی حق سراے فانی پر | کبھی افسوس ناگہانی پر
 کبھی آنکھوں سے اشکباری کر | کبھی یہ شعر لب پہ جاری کر | دل کا جلنا کسی سے کیا کہتے | کھا کے کچھ چیز جیکے مر رہتے
 ہاے کس جاسے میں کمان کی | کیسی دوری فلک کے دکھائی | اور کبھی کہتی تھی کہ ہاے افسوس اس بلع پر بہار پر کیسی
 تباہی آگئی اور اس ملک عشرت پر کسی غم کی گھٹا چھا گئی | ہاے افسوس میری قریشیہ مجھے کیسی جدا ہو گئی کہ مجھ کو دین
 دینا سے کھو گئی | ہاے کیونکر قریشیہ تک پہنچ جاؤں اور ایک نظر اسے دیکھ آؤں کبھی بیقرار ہو کر فرار چھوٹ جاؤں
 کے روتی ہو اور کبھی در و دیوار سے سر ٹکرا کر اسے حال زار پر اور فراق قریشیہ میں جان کھوتی ہو کبھی جانوں
 صحر اور مرغان ہوا سے فحاشی ہو کر کہتی ہو کہ تم میں بھی کوئی رحم دل نہیں ہے کہ جو میرے حال زار پر رحم کھا کر خبر قریشیہ
 کی لادے اور میرے دل کو ٹھہر دے کبھی کہتی ہو کہ اگر قریشیہ میں جھگو کمان ڈھونڈنے جاؤں اور کمان سے لے آؤں
 اس ملک جہان اس مصیبت میں سب نے ساتھ چھوڑ دیا تھا وہاں ہوش و حواس بھی رخصت ہو گئے اور آنکھوں نے بھی
 جواب صاف دے دیا کہ کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی اور کوئی فکر پیش نہیں جاتی | ہاے کمانک دیکھیے یہ پورے ملک
 کی ٹوٹکی اور تو کب اس مصیبت سے چھوٹتی کبھی کہتی ہو کہ ہاے اس ملک تم اگر ہمارے پاس ہو تین اور اس بلا میں
 نہ مبتلا ہو تین تو ہم اس بلا سے لاد و امین کیوں جلا ہوتے اور کاسے کو اس کتابی میں سسک کر جانی کھوتے اشعار
 کیوں وطن سے نکالے جائے ہم | حال یہ اپنا کیوں بنا لے ہم | پردہ قاف سے کیوں چھپتا | ہاے یوں راج اپنا کیوں لٹا
 اور کبھی دل میں یہ خیال کرتی ہو کہ ہمارا تو یہاں یہ حال ہے اور وہاں قریشیہ کو ہمارا دھیان بھی نہ ہوگا پھر سوچ کر کہتی ہو کہ کاش
 تو یہ میرا خیال اس وقت کمان ہو دل را بدل رہے است جو میرا حال ہے کیا عجب ہے کہ اس سے زیادہ قریشیہ کا
 حال ابتر ہوا و رہے زیادہ خلق و اختلال ہو ہم تو یہاں پھر بھی گویا ایک آزادی سے ہیں اور وہ غریب مصیبت زدہ تو
 ایک ساربان زانو سے کی قید شدید میں مبتلا ہے معلوم نہیں کہ اسکا کیا حال ہوگا اور دل پر قیسی گذرتی ہوگی کیا تدبیر کر دیں
 کہ وہ نجات پائے یا تین دل میں سوچتی ہو اور جب زیادہ دل خلق کرنا ہو اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو بے اختیار رونے لگتی
 ہر چند مرسلہ نبی عمر و بھار ہی ہے کہ اس ملک مبر و سکون سے کام تو نہیں پرا کیلے یہ مصیبت نہیں پڑی ہے سلطنت سے
 آج تک ہر ایک شاہ و شہر یار ایسے ہی مصائب گذرنے آئے ہیں اور تمام شاہان ماسبق ایسے ہی اور اس سے
 زیادہ زیادہ مصائب میں گھرنے آئے ہیں وہ سلاطین آدوا العزم کہ جنگی شاہی کا ڈنکا ہفت اقلیم میں بجا کیا کبھی وہ
 بھی ایسی بلاؤں میں گھر گئے ہیں کہ جیکے بیان میں زبان عاجز ہو لیکن حق تعالیٰ مسبب الاسباب اور غلبہ احوال
 پر کوئی تبار ایسی نہیں ہے کہ جیکے بعد خزان نہ آئے اور کوئی خزان ایسی نہیں کہ جیکے بعد بار نہ آئی ہو اور گھبراہٹ
 نہیں حق تعالیٰ اس مصیبت کو دفع کر دے گا اور آپ کو ضرور اس بلا سے نجات ہوگی ان مع العسر یسر العسر
 کے بعد راحت ہوتی ہے نہ کسی کی راحت یکساں رہتی ہے نہ کسی کی مصیبت ایک حال پر رہتی ہے اگر منظور باری ہو تو

آپ کو اس بلا سے فسر و رنجات ہوگی مثل مشہور ہے کہ دنیا میں کسی کی کمی یکساں نہیں رہتی خدا کو یاد کیجیے لہذا عیسوا میں ہر حال میں
رحمت الہی سے مایوس نہ ہونا چاہیے دل کو سمجھائیے بقیاری کو کم کیجیے اور ایملکہ اگر دل ہی قابو میں نہ رہا اور خدا نخواستہ
شیطان کے کان پر سے دشمن مخنون ہو گئے تو پھر کیسی بڑی کمی آپ کے ساتھ ہم بھی کہ ضرور کے نہ رہینگے کوئی تدبیر نہیں
پڑگی انسان کو چاہیے کہ مصیبت پر صبر کرے اور اس کے دفعہ کی تدبیر کرے نہ کہ اس کے سوچ میں ابتداء ملے بلکہ میں ایسا
بیخود ہو جائے کہ دشمنوں کو دیوانہ بنا دے اور دل کو اٹا دے آدمی کے قابو میں دل جو دل کے قابو میں آدمی نہیں
ہر دل کو سمجھاؤ رقت کو تھا مواسطح ہاتھ پاؤں کے طوطے نہیں اڑتے کیسا کہنا بھی مانتے ہیں ایملکہ ہمارا بھی کہنا مانو کچھ
کتنے پر عمل کرو اور ایملکہ ہمیں جو کچھ کہنا سننا ہر کتنے ہیں اور کہا اور کتنے جائینگے شعر مانو نہ مانو اسکا تمہیں انتہا بار ہے
ہم نیک بہ حضور کو سمجھائے جائے ہیں لیکن ملک اسماں پر ہی اسی حال بنا ہے رہو گی تو اپنا نقصان کرو گی اپنے ساتھ ہم کو
جی دنیا سے کھو دو گی ہم بھی کسی طرف کے نہ رہینگے اگرچہ سچ تو یہ ہے کہ جیسے تمہارے دشمنوں پر پڑی ہو خدا دشمنوں پر
بھی نہ ڈالے مگر کیا ایسے اوقات میں اور ان حالات میں جان دے دیتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں کیا
تو احوالات سلاطین سابقہ کو غور سے ملاحظہ کیجئے کہ کبھی وہ لوگ وقت مصیبت گھبراے اور ہٹ ہٹاے منین ہمیشہ فکر و
تدبیر سے اپنے تیاری پیدا کیا کئے اور جو لوگ گھبرا گئے اور ہٹ ہٹا گئے آپ کے اے کیا کر دن کیا کر دن
کرنے لگے انکا ہمیشہ یہ انجام ہوا کہ دنیا سے گئے اور کہ ضرور کے نہ ہوے ایملکہ ضرور سکون سے کام لو ایملکہ یہ تو ممکن نہیں
کہ ملک قریشیہ سلمہا کو قید سے رہائی نہ ہو اور پھر سے یہ مصیبت دفع نہ ہو اور یہ بلا نہ کٹے جیسا کہ میں تقریر بالا سے ثابت کر چکی
ہوں لیکن اگر اس بقیراری اور گریہ و زاری میں تھنے اپنی جان ویدی تو پھر ملک قریشیہ کی رہائی کو دیکھ کر کون خوش ہو گا
یہی ناکہ دشمن ہنسینگے اور خدا نخواستہ ملک قریشیہ جیتے جی ہی جی سے گزر جائیگی اور ہماری توجہانی و مال سب ہی تمہاری
جان و مال کے ہمراہ ہر جہان تمہارا پسینا گرے وہاں ہم اپنا خون گرا دیں تمہاری زندگی سے ہماری زندگی اور تمہاری حیات
سے ہماری راحت و آسائش ہو اگر خدا نخواستہ تمہارے واسطے کوئی امر نزع و گریہ ہو گیا تو یہ سمجھ لو کہ ایک تمہاری جان کے
ساتھ یہ میں جانیں جائیگی اور میں خون ہو جائیگی پھر اس سے کیا فائدہ اور کیا نتیجہ ہر اس سے بدتر ہی ہے کہ اب بتیابی
و بقیاری اور خود زاری کی حد گذر چکی دشمنوں کی جان میں حال بانی نہیں ہر اب از بلاے خدا و رسول دل کو ٹھہرائے
ہمارا کہنا مان لیجئے وہ بڑا رحم الراحمین ہے رجوع الی اللہ کیجئے اور ایملکہ آپ کے دل کو قرار آئے تو پھر کوئی تدبیر نہیں میں
آئے اور کوئی بات سوچیں آگے خدا کو اختیار ہے اسی منی والا تمام من اللہ ہمارا کام سی اور خدا کا کام انجام کا ہے ہر ایملکہ تمہاری
گھبراہٹ نے ہمارے ہوش و حواس بھی بجا نہ رکھے اور ہم بھی از خود رفتہ ہو گئے دل ہی بتیابو ہو گیا ورنہ یہ بھی ممکن تھا
کہ تمہاری یہ حالت ہو جائے اور ہم کوئی تدبیر نہ سوچیں اور آپ کے دشمنوں پر یہ حالت نہ جائے اور ہم چکے چکے
دیکھا کون کوئی بات سوچیں کوئی تدبیر کریں ورنہ ہم مجبور ہیں کیا کر سکیں گے تمہاری اس حالت نے ہمارے ہاتھ پاؤں
کے بھی طوطے اڑا دیے ہیں مگر کسی طرح ملک کو قرار نہیں آتا اور بقیاری کسی طرح کچھ کم نہیں ہوتی جب خواجہ عبد الرحمن بنے
یہ دیکھا کہ مرسلہ کا سمجھنا اثر نہ پڑ نہیں ہوتا تو عبد الرحمن بھی مرسلہ کے ہمزبان ہو گئے الغرض مرسلہ اور عبد الرحمن جی
کے سمجھانے بچانے سے فی الجملہ جی ہل گیا اور کچھ رفت بھی کچھ و اسس درست ہوئے کتنے لگی کہ ایمرسلہ سرایا
تو ہی انصاف کر کہ جبکہ راج بھاگ سلطنت و شاہی یوں مٹ جائے یوں وطن سے بے وطن ہو جائے
عزیز و اقربا اپنے بیگانے سے چھٹے فوج و لشکر حکومت و سطوت لٹی اگر اسکا یہ حال ہو جائے تو کیا بچا ہر ایملکہ
سلطنت کا منشا حکومت کا لٹنا و تجا و عزاکا بھڑنا کس کس بات کا خیال کروں اور کس کس کو روکوں اتوں روک

ہفتی ہر اور نہ سننے ہفتی ہر کوئی بات بھی ٹھیک نہیں رہی دل ہی بے قابو ہو گیا اور ہر سلسلہ کوئی بات ذہن میں نہیں آتی
 کیا کروں اور سننے جو حق محبت تھا اسے ادا کیا مگر ایہ سلسلہ اگر دل بے قرار ہو جائے تو آدمی کیا کرے یہ سنکر ہر سلسلہ نے
 کہا کہ ملک تو سب کچھ بھیج ہی مگر کوئی سانحہ ہو جاتا ہے تو کیا اسیکا گھولوا گھولنا کرتے ہیں اور فکر نہ ہر سے بالکل مست ہر
 ہو جاتے ہیں ایسا تو ہرگز نہیں کرتے اور یہ تو دنیا میں کسی کا دستور نہیں یہ سنکر ملک نے کہا کہ اچھا ایہ سلسلہ تمہارا کتنا ہی
 سہی کوئی تدبیر سوچو کوئی فکر کرو اب میں انشا اللہ تعالیٰ جہانک ہو سیکے گا بقیہ رسی نہ کرونگی شگ جبر دل پر دھرونگی
 یہ سنکر ہر سلسلہ نے سر جھکا لیا اور ایک ٹھوڑی دیر کے بعد کچھ سوچ کے سر زانو سے فکر سے اٹھا کر کہنے لگی کہ اے ملک دیکھو
 میں کیا کرتی ہوں آخر میں بھی تو اسی عیار کی بیٹی ہوں کہ جسکی عیاری شہرہ آفاق ہے تو سہی جو اس دزد و باریک گردن غرور
 کو میں درست نہ بناؤں اور وہ دھوکا دوں کہ جو تمام عمر یاد کرے اے ملک اگر ملک قریشیہ کو نہ چھڑا لائی تو کچھ کام نہ کیا اور
 اپنا نام پھر سے بدل ڈالوں اگر اس کام کو انجام نہ دوں یہ کھکر ہر سلسلہ نے اسباب عیاری دست ردی تن پر آڑتہ دہرستہ
 کر کے فلم دوات و کاغذ اٹھا کر امیر حمزہ صاحب جھڑان کو من جانب ملک آسمان سری ایک خط بین مضمون لکھنا
 شروع کیا کہ امیر شاہنشاہ شہنشاہان حلقہ فگن گوش گردن کشان زمان زیب دہ تلج داد رنگ شیریشہ جنگ و تابان
 شیرباری سرور شدہ بختیاری شکندہ کمان رستم دستان تمام بن نریمان کو چاک سلیمان صاحب گرز و علم و سنان خبر گیر
 در ماندگان و بیکسان امیر حمزہ صاحب جھڑان زید اللہ اقبالہ دماعت اجلالہ بعد اہداسے ہدیہ تسلیم یہ کینز قدیم عرض کرنی
 ہے کہ اللہ اکبر حضور کسد رجب اس کینز کو آپ نے اپنے صفحہ بول سے سو و نحو کر دیا ایک مدت گذر گئی کہ حضور نے
 خبر بھی نہ لی اور بیان ہر پھر وہ وہ مصائب اور آلام گذر گئے کہ میدان تحریر سے باہر ہیں اور جیسے بیان میں نہائی ہوئی
 لکنت اور فلم عاجز ہے اس کجخت حرام زادے ساربان زادے شطرنج کے پیادے عمر و نابکار نالائقی روزگار کے ہاتھ
 سے جبر آپ کو کس درجہ دعویٰ دوستی تھا ہمارا تسخیر ہو گیا اس کجخت نے تمام پردہ قاف کو تاخت و تاراج کر ڈالا
 ہزار ہا پریزاوان ماہ بیکر کو تہ خاک کر دیا سکڑون عشرت نگہ سے تباہ و برباد کر دیے تمام سلطنت میری خاک میں ملا دی
 گل پردہ قاف میں دیرانہ کر دیا ملک قریشیہ کو مقید بقید شدید کیا یہ کینز مع عبد الرحمن حبیبی اور ہر سلسلہ نیت عمر و پردہ
 قاف سے مغرور ہو کر فتنہ گلستان ارم میں چلی آئی ہے اب یہاں میرا یہ حال ہے کہ انسان نہی جان کا کیا ذکر ہے ہر جازان
 صحر اور مرغان ہر ایک اپنے حال زار پر گریہ کنان و نالان ہیں ایہ میر جب دل پر داغ سے آہ کینز چلی ہوں تو سارا
 باغ جل جاتا ہے اور زیر فلک دوسرا آسمان ہو رہا ہے اشعار لکھوں حال دل کیا بحال تباہ ہے کہ لکھنے کے قابل نہیں آہ
 ستم بچہ جو ہوئے ایہ میر ملک لکھوں کیا آہ سے میں بحال تفریق مختصر ہے کہ ایہ میر با تو قیر یہ کینز تخت پر پرزادان
 مع چند دیوان تہمتان روانہ لشکر فخر پیکر سلطانی صاحب جھڑانی کرنی ہے ذات والا صفات سلطانی سے امیدوار
 ہوں کہ فوراً مع فوج طفر موج سری مدد حمایت کو لشرف لائیے کھانا دہان کھائیے ہاتھ بیان دھوئیے اگر
 اس امر میں کچھ بھی تاخیر ہوگی تو پھر اس کینز کو زندہ نہ پاسیے گا اور دست تاسف ملے جائیے گا واجب تھا عرض کیا
 اتنی آفتاب دولت و اقبال تابان باد لکھم بادشاہ بارگاہت چون فلک پر نور باد ملک واد عدلت در سترے عدلت محمد باد
 ایہ فرید دن ہمت در ستم دل و شبید فرغ ملتق تو چون برق عالم ناصر و منصور باد ملک یہ خط لکھ کر اپنی کمر میں رکھا اور ایک
 سری کو لشکر آسمان پر ہی شکل کر کے اپنے ہمراہ لیا اور ملک سے عرض کی کہ اے ملک میں تو اب جاتی ہوں آپ اتنی ہی
 کچھ کہ چند دیو دن کو حکم دیجیے کہ تخت بے ہوئے پشت زندان خاں خواجہ پرستہ دہن حکم ملک آسمان سری چند دیو تخت
 لیکر اصرارے اور اصرارے ہر سلسلہ جانب دربارنوا ابو عمر و بن امیہ ضمری روانہ ہوئی جلد راہ طر کر کے دربار

دوبارہ خواجہ بن پونچھ کا طالع کرائی کہ مرسلہ حاضر ہوا اجازت حضور کی خواست گاہ پر فوراً اجازت حضور سی حاصل ہوئی
مرسلہ دوبارہ خواجہ بن گئی بعد آداب تسلیم عرض کی خواجہ نے کہا کہ کیوں اسوقت تم کہاں آئیں نہیں جسے کیا مطلب
ہو جسے تو دور دو بھاگتی پھرتی ہو آخر اتنی ہو تو بیٹھ جاؤ سلام کر کے مرسلہ بیٹھ گئی عمر و نے پوچھا کہ کیوں مرسلہ آج تم کو
آئیں آخر تم سے آنے کا سبب کیا ہو مرسلہ نے کہا کہ خدا حضور کو زندہ و سالم رکھے آپ نے تو اپنے دل سے مرسلہ کو
بالکل سو دھوکہ دیا بھی جو دے سے بھی نہ یاد کیا آخر مجبور ہو کر میں خود ہی حاضر ہوئی کہ جا کر زیارت سے مشرف ہوا تو
عمر و نے کہا کہ خیر تو باقی میں تم تو مجھے پہنکی ہی پہنکی رہتی ہو آج تمہارا آنا خالی از علت نہیں ہر سچ بتاؤ کہ آج کہاں
آئیں مرسلہ نے عرض کی کہ حضور سے یہ ہر کہ حضور کی الفت مٹنے لائی اور وجہ یہ ہوئی کہ آپ تو بالکل بے خبر بیٹھے
میں قریشیہ کو قید کر کے بالکل مطمئن ہو گئے ہیں اور اسکی خبر نہیں کہ ملک آسمان پر ہی کیا آنت ڈھایا چاہی ہر یہ سنکر عمر و
نے کہا کہ کیا کیا جلد بیان کر کہ آخر عمر کو کیا ہر مرسلہ نے کہا کہ حضور معرکہ کیا ہر بات یہ ہر کہ آج ملک آسمان پر ہی اہر
کو یہ خط لکھ رہی تھی کہ میں نے دیکھ پایا لیکن میں ٹال گئی جب وہ خط پورا کر چکی تو میں نے بہانے سے اس خط کو
دیکھ کر میں رکھا اور اسے ہوش کر کے اپنے ساتھ لیا اسباب شب بدی مہیا کر کے مع خط اور ملک آسمان پر ہی
حاضر حضور ہوئی معلوم نہیں کہ ملک کس قدر خط میرے انخاف میں امیر کو لکھ چکی ہر آج اتفاقہ میں نے دیکھ پایا حضور اپنا
وشمن سمجھیں تو دوست سمجھیں تو ہوں آپ ہی کی کلاؤنگی آپ ہی کی مثل مشہور ہر کہ اتھی پہرے گاؤں گاؤں چکا ہاتھی
آسی کا توں آپ سے اور امیر سے اب قیاد شوامہ ہر اور ضرور ہی لگا رہو گا تو میں کہ جس کی ہرنگی آپ سے مجھ تو نگلی وہ
انگ اور امیر آپ کی مٹی شکر جو سیر حال بنائیکے وہ علیحدہ پس یہ سوج کر یہ سارے کرب کر کے حضور میں چلی آئی کہ مثل
مشہور ہر آنک کا بالکل آنک ہی میں خوب نکلتا ہر اب اسید وار ہوں کہ مجھے پروہ دینا پڑے چلیا اور آپ کے نزدیک جو
کسیا خان مجھے ہوئی ہوں اسے معاف کیجئے اور مجھے یہ خط اور ملک آسمان پر ہی حاضر ہر جو چاہے سوئیجئے یہ لکھو وہ خط
خواجہ کو دیا خواجہ اس خط کو پڑھتے ہی بڑے فیض و غضب میں آکے کہنے لگا کہ تو سہی جو آسمان پر ہی کو قید میں
نہ مار ڈالوں وہ آزار ہو گا توں کہ آسمان پر ہی ساری عمر یاد کرے اور امیر کی تو ساری امارت خاک میں نہ ملاؤں
تو سہی اور ہر مرسلہ تو نے تو وہ کام کیا ہر کہ جسکی ہرگز مجھے اسید نہ تھی اس امر میں جہاننگ شکر یہ ادا کر دن بجا ہر یہ
لکھ مرسلہ کو گئے سے لگا لیا اور ایک ملازم رکھا جو اپنے گلے میں اپنے تھا اتار کر مرسلہ کے گلے میں ڈال دیا اور نہایت
اکرام اور اعزاز سے اپنے قریب جا دی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ اے مرسلہ میں تجھے انشاء اللہ العزیز فر
دنیا پر لیجا کر بڑی دھوم سے تیری شادی کر دوں گا تو گہرائی کیوں ہر اور بھلا امیر کی تو کیا خفیقت ہر جو سیر مقابلہ کر چکی
اور اس لشکر پر زیادان و دیوان کی بھی یہ مجال ہر جو میرے سامنے آئینا لاول ولاقۃ الابلہ اللہ اکبر رستی جل گئی مل
باقی ہر بلکہ آسمان پر ہی کے اس شے پر بھی یہ خیالات تھے اور اب تک یہ ہوا سے تخر و کبر سر من پھری تھی اے مرسلہ بے
سیری سر کا کی مختار ہر جا جلد اسکو بھی ملک قریشیہ کے پاس قید کر اور دربانوں کو حکم کر دے کہ خبر دار ملک آسمان پر ہی لاکھ
لاکھ نو شامین کرے لیکن بالکل اعتنا نہ کرنا اور قریشیہ سے کچھ زیادہ بے بختی پیش آنا کہ یہ بڑی متوجہ ہر اس بخت
نے بڑی آگ لگانا چاہی تھی یہ سنکر مرسلہ کے قلب مجرموں کو انتہائی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ
الحمد فدیہ عیاری ہمارے کار کر ہو گئی اور یہ دربار یک گردن دام تزدیر میں آگیا دیکھو تو اب کیا دل لگی ہوئی ہر یہ
خیال کر کے باب کے پاس سے اٹھی اور اس مصنوعی آسمان پر ہی کو لیکر قید خانے کی طرف روانہ ہوئی دربانوں کو خبر تو
دہنچ ہی چکی تھی کہ خواجہ نے مرسلہ کو اپنے کھر کا مختار کو دیا مرسلہ کو دیکھتے ہی تمام ملازمین نے آنکھ نہایت آداب سے

مجا کیا اور ہر مسئلہ سے کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہے ہر مسئلہ نے کہا کہ ایک محتسب لطافی کو قید کرنے لائے ہیں دروازہ قید خانہ
 جبکہ کوہ نور اور بانوں نے دروازہ کھولا اور ہر مسئلہ کو دعائیں دے لگے ہر مسئلہ نے کچھ شجائی دربانوں کو تقسیم کی کہ میں
 یہ شجائی نذر کی تقسیم کی ہر لہنی نذر مانی ہی کہ جب میں اپنے باپ سے ملائی تو غریبا کو شیرینی تقسیم کرونگی سو تم بھی یکسر لگنا دھکا
 اینکه اس شجائی کا کھانا تھا کہ دربان تو سب کے سب بیوش ہو کر گرے ہر مسئلہ نے بھون کے سر کاٹ ڈالے اور خود
 داخل قید خانہ ہوئی ملک فریشیہ کے ہاتھ بانوں سے ہتھکڑی بٹری کاٹ کے دیوار قید خانہ کی طرف سے بھانڈے قریب تخت
 کئی جو پٹے سے ملکہ آسمان پر ہی بھیج چکی تھی ہر مسئلہ مع اس مصنوعی آسمان پر ہی اور ملک فریشیہ کے اس تخت پر
 بیٹھ کر نہایت جلد بلہ کر کے قلعہ گلستان ارم میں پہنچی اب سینے کہ ہر مسئلہ جا کر گیا دیکھتی ہے کہ ملک آسمان پر ہی بیوش
 ایک رخت کے نیچے پڑی ہوئی ہے فقط دم کی آمد شدہ باقی ہے اور یہ حال ہے کہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ اب کوئی دم کی ہوا کھائی
 ہیں ہر مسئلہ نے جا کر کیوڑے گلاب کے چھینٹے دے کر ہوشیار کیا جب فی الجملہ ملک آسمان پر ہی ہوشیار ہوئی تو ہر مسئلہ نے
 کہا کہ لو ملک مبارک ہو کہ ہر مسئلہ ملک فریشیہ کو جھڑپ لائی اٹھو اور ملک فریشیہ کو گلے سے تولگا ڈیہ سننا تھا کہ ملک آسمان پر ہی
 کہاں کہاں کرتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور ہر مسئلہ ملک فریشیہ بڑھی دونوں آپس میں گلے ملکر بیوش ہو کر گر پڑیں ہر مسئلہ
 نے کیوڑے گلاب جھڑپ کر ہوشیار کیا تمام حالات ملک آسمان پر ہی نے اپنے اور ملک فریشیہ نے اپنے بیان کیے جب یہ سب
 باتیں ہو چکیں تو ملک فریشیہ نے کہا کہ اب تک تو جو کچھ ہوتا تھا ہوا مگر اب تو یہ جی جاتا ہے کہ دزد باہر یک گردن سے بغیر لٹے نہ
 آؤں اور بغیر بارے پچھوڑوں ہر مسئلہ نے کہا کہ اے ملک لطافی سے کیا فائدہ ہے جو مطلب تھا حاصل ہو گیا آپ کو رضاعتی نے قید سے
 رہائی دی دونوں آدمی آپس میں ملنے ملک فریشیہ نے کہا کہ اے ہر مسئلہ تم نے جو احسان ہم پر کیا اس کا شکریہ تو کیسے ادا نہیں
 کر سکتے اگر ہر بن زمین ایک ایک زبان پیدا ہو تب بھی تمہارا شکریہ نہیں ادا ہو سکتا لیکن اے ہر مسئلہ اس امر میں مجھے اتنے نورو
 کہ یہ سرتابی دل میں نہ رہ جائے یہ تو ممکن نہیں کہ خواجہ آئے کے ساتھ ہی ہمارا قہر کرے ہم بھی دوچارہ کو ضرور ہی فی انذار کر کے
 مرینگے اگر خدا نے فتح دی تو سبائی اللہ پھر کیا کہنا ہے اور اگر خدا نخواستہ باشد شیطان کے کان برسے امر نوع دگر ہو گیا تو خیر
 یہ ذکر ہی باتی رہ جائیگا کہ ایک عورت بھی کسی طرح لڑی یہ لکھ کر تمام اسباب جنگ مہیا کرنا شروع کیا اب ادھر کی سننے کہ
 خواجہ کو خبر ہو چکی کہ ہر مسئلہ بڑا کمزور گئی اور بڑی زبردست عیاری کر گئی ملک فریشیہ کو جھڑپ لگتی کل زمان خانے کے
 دربانوں کی گردنیں کاٹ کر ڈال گئی خواجہ نے سہل نیا پیٹ لیا اور کہنے لگا افسوس بڑا دھوکا دیکھی خبر سمجھا جائیگا اپنے
 ملازمین سے کہنے لگا ذرا دریافت تو کر کہ ہر مسئلہ کدھر گئی اور فریشیہ کو کہاں پہنچا آتی معلوم ہوا کہ فریشیہ اور ہر مسئلہ
 اور آسمان پر ہی سب کی سب قلعہ گلستان ارم میں ہیں اور تار ہی جنگ کر رہی ہیں خواجہ یہ سنکر نہایت متروہ ہوا
 کہنے لگا کہ اب کیا کروں ایک عورت کا کیا مقابلہ کروں اگر مقابلہ ملکہ نہیں نکالتا تو خلافت مردانگی ہے اور اگر مقابلہ کیا
 اور فریشیہ میرے ہاتھ سے ماری گئی تو خلق خدا کیا کہیگی کہ ایک عورت کو مارا تو کیا مارا بڑی دیر تک خواجہ اس
 شش و پنج میں نہایت متروہ و غمگین رہے کہ کیا کروں کیا نہ کروں آخر کار اسی امر پر ملے خواجہ کی مستقل ہوئی
 کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو مقابلہ ملک کو نہ گویا اگر فتح میسر ہوئی تو فریشیہ اور آسمان پر ہی اور اس ہر مسئلہ لکاتہ کا دھال
 کر دے قید شدہ بدین سڑا سڑا کر بار بار اللہ اور اگر خدا نخواستہ شکست ہو گئی اور اسے گئے تو پھر ع بعد از سرین کن فیکون
 شدہ باشد مگر خوب بھی طرح درست ہو کر ملک فریشیہ کا مقابلہ ضروری ہے شعر شکست و فتح نصیبوں سے ہر دے لے لے
 مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا جو کچھ ہو مقابلہ خوب جی کڑا کر کے کر لینا چاہیے آگے وہ مالک ہے یہ سوچ کر خواجہ
 نے بھی تمام جنگ کا سامان مہیا کیا اور قریب قریب متصل قلعہ گلستان ارم پہنچ کر نقارہ رزمی پر چوب پڑی نقارہ

زخمی کی آواز پہنچتی ہی مکہ قریشیہ بھی سلاح جنگ نے فوج درست کر کے قاعدہ سے باہر تین فوج ملکہ میں بھی قبل جنگ بجا فوج
 معین آراستہ ہوئیں مینہ و میسرہ قاب و جانب و دونوں جانب سے آراستہ ہوئے خواجہ خود لشکر میں ایسا رد ہوئے شہر
 برہمین نصریت بن عفریت دیوسر نکال اور دیوسر نکال وغیرہ بڑے بڑے دیوان تھیں اور پلو انان نامی واسنے
 بائیں فوج کے آکر کھڑے ہوئے ادھر ملکہ کی فوج بھی درست ہو چکی تھی وہ بھی قلب فوج میں آکر کھڑی ہوئی دیوسر نکال
 اور دیو کیوان گری وغیرہ واسنے بائیں ملکہ کے آکر کھڑے ہوئے جب دونوں فوجیں مرتب ہو چکیں تو خواجہ نے آواز دی
 کہ منم نائب المیس کو گدازم ترا ہوشیار باش کہ میں قریب آگیا تو سہی کہ جو تم سب کو زنجیروں میں باندھ باندھ کر قید قید میں رکھو
 نہار ڈالو ان یہ لشکر ملکہ قریشیہ نے جواب دیا کہ واہ حیا جان کیا گنا سجان اللہ آپ سے اس سے زیادہ امید تھی تو سہی جو
 حیا ہی بنا کر نہ چھوڑوں خوب تھنے چھا گری ادا کی ہم تو تھیں اپنا مو سمجھتے تھے امیر کو تہہ کس قدر بھر دسا اور کیا الطاف و عنایات
 تھی مگر تم بڑے ہی نیکو ام نیکے خوب حق مروت ادا کیا اور بڑی نیک حلالی کی دیکھو زبان سبھا لو کیا لاف و گدازات و اہیات
 بوج کلمات زبان سے نکالتے ہو ایسا ہو کہ زبان گدی سے کھنچ لیجائے اور تھیں اس کو دارنا ہنجا کی سزا ملے آخر
 اپنی رذالت کی لی نا دیکھ اور سارے بان زاورے اپنے افعال پر مدام ہو کر رومال سے ہاتھ باندھ کر چلا آ رہے وہ سنر ایلی
 جو ساری عمر کو یاد کر لیا کیا خوب ہمارے ساسنا در یہ ملامت واہ واہ کیا خوب نائب المیس بنے ہیں یہ لشکر خواجہ نے کہا
 کہ ای ملکہ مجھ کو ہمارے مال پر رحم آتا ہے کہ تمھارے باپ سے اور مجھ سے دوستی ہو ابھی اتنی بڑی عید سے چوٹی ہو ہوئی ہو
 بجا نہیں ہیں جاؤ کیوں اپنے خون میں مبتلا ہوتی ہو ورنہ وہ حال تمھارا بناؤ لگا کہ ساری عمر یاد کر دگی یہ لشکر ملکہ کو غیظ آگیا
 کہتے لگی کہ ابھی خواجہ صاحب اگر کچھ دعویٰ دلاوری ہو تو بس اللہ میدان میں نکل آئے یہ لکڑ بھکیاں تو کوئی اور شنا ہوگا
 یہ لشکر ملکہ آگے بڑھیں اور ادھر سے خواجہ نے دیوشاپور کو حکم دیا کہ اوٹا پور کیا دیکھ رہا ہے لینا ملکہ زندہ بچانے
 پاتے یہ سنتے ہی شاپور دادرشاہ کو لگے آگے بڑھا اور ملکہ قریشیہ پر بڑے زور میں ایک ہاتھ مایا ملکہ نے اسکی چوٹ کو خالی دیکر نہ سہائی
 کہ جو ایک مار کیا تو سر چپکا اور جگڑا تک پہنچ کر برابر ڈکڑے کیے دیوشاپور کا مارا جانا تھا کہ عمر کی آنکھوں میں جان اندھیر ہو گیا
 کہ نہ کہ شاپور بہت بڑا پلو ان اور خواجہ کے لشکر کی جان تھا اسکے مارے جانے سے لشکر عمر و کا گویا بجان ہو گیا عمر و نے پکار کر
 اپنی فوج کو لکارا کہ بہادر و فہر دار ملکہ جانے نہ پائے چار طرف سے دار پلین کہ ملکہ نکلنے نہ پائے یہ سنتا تھا کہ ادھر سے فوج
 خواجہ اور ادھر سے فوج ملکہ آگے بڑھی دونوں لشکر آکر بھڑکے قلم مقابل ہوئی فوج سے آگے فوج کاٹنے جس طرح موج سے لگے
 موج کہ ہوتی غٹ پٹ اور دار چلنے لگے کچھ نہیں متجبا چلنے لگے ایک بڑا معرکہ عظیم بڑ گیا جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی ہزاروں
 کے مارے مارے ہو گئے کشتوں کے پٹنے اور لاشوں کے انبار لگ گئے فوج ملکہ بھی ایسی بہادری سے لڑی کہ بڑے بڑے
 دلاوردن کے مجھ ٹھہر داویسے ہر شخص کی زبان پر جاری تھا کہ ساعت سے آج تک کوئی عورت ایسا نہیں لڑی ہر طرف سے
 حسین و آفرین بلند تھی شہر لے برہمین فوج ملکہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا فوج خواجہ کو یقین ہو گیا کہ اب کسی طرح فوج
 میسر ہوگی لیکن خواجہ برابر غیرت دلار ہے میں برابر آدین دے رہے ہیں کہ اب بہادر و جی نہ ہار و غنیمت فوج
 مغرور ہوا جاتی ہے مگر قدم فوج کے نہیں تھکتے اور عمر ایساں ملکہ کو یقین ہو گیا کہ اب سچ ہوتی اور اب فوج خواجہ مغرور
 ہوتی ملکہ بھی اس جوش سرت میں آگے بڑھ کر سر دیکھنے لگیں اور فوج کو تحسین و آفرین کرنے لگیں مگر دیکھتے ہی دیکھتے
 کہتے ہیں اور چون قضا آید طلبیب اللہ شوہر کا مصداق بیان پر صادق آتا ہے کہ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی جنگ مغلوبہ ہو گئی
 اس جنگ کا عظیم من ایک نغمہ ملکہ کی پیشانی پر لگا ملکہ نے یہ خیال کر کے کہ بہادر و فوج بد دل ہوا سے سخت کو پیچھے ہٹایا کہ دفعہ
 آثار ہریت پیدا ہو گئے اور سارا کیا دھڑا خاک میں مل گیا فتح ہو کر شکست ہونا اسی کو کہتے ہیں جسکی خدائا ناہو زبون بنانا

اور جسکی لگاڑ تاجر تو بون بگاڑتا ہر عبد الرحمن جنی نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ بڑا غضب ہو گیا اب تک کل ساعات اور سیارات
موافق تھے مگر اب آپنے سیارات سب مخالف ہو گئے ہیں اب قیام کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے اور ضرورت قیام جانبری ہو گیا
نہیں ہے اب ٹھہرنا مناسب نہیں ہے اگر جان بچانا منظور ہو اور اسنے زندگان خدا کی جان کی حفاظت چاہیے ہر تو بیان سے
بھاگ چلیے اور اپنے تین طلسم خارستان سلیمانی میں گرادیجئے جب تو جان بچتی ہو ورنہ ہلاکت کا سامنا ہو یہ سنگر ملک نے سنگر
آواز دی کہ بجایو اب ساعات اور سیارات ہمارے باہر گئے اور اب ٹھہرنا مناسب ہے لہذا اوردیوان تہمتن دای یاران میں
جسکا جد عمر چاہے اس طرف چلا جائے جسکا جد عمر سنگ سہائے ٹھہر اٹھائے چلا جائے اب بضرورت صحت ہم طلسم
خارستان سلیمانی کو جاتے ہیں جو وقت ہو ضرورت ہوگی فوراً طلب کرینگے یہ سنا تھا کہ فوج ملک کی متفرق ہونے لگی
دو دو چار چار دس دس میں میں جانا شروع ہو گئے جسکا جد عمر سہتیا ہوا اور چلا گیا اور ادھر مرسلہ اور عبد الرحمن
جنی اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشیہ نے اپنے کو طلسم خارستان سلیمانی میں پہنچایا اور درہ کوہ پر عبد الرحمن نے
ایک میل نصب کر کے بخت علی لکھ دیا کہ جو کوئی لگانہ دوست امیر حمزہ صاحبقران کا اس طرف سے گزرے اسے لازم ہے
کہ ہاں سے حال پر اختلاف سے مطلع ہو کر ہماری رسائی کی فکر کرے کہ ہم کبب گردش فلكی کے تباہ و برباد ہو کر غم
ناہنجار کے ہاتھ سے اپنے وطن و مملکت سے بھوٹ کر طلسم خارستان سلیمانی میں بھاگ کر آئے ہیں عبد الرحمن نے
امیر نویر میل نصب کیا اور ادھر سے نیچے آکر چار دن کو ٹھہر گئے اب بیان کمال سینے کہ جب خواجہ نے دیکھا کہ یہ
فوج مخالفت سے خالی ہوا اور اپنی فتح ہوئی تو فوراً اسنے اپنی جانب سے دیوسر نکال کو پردہ قاف کا حکم کیا اور دیوان
تہمتن اور ساحران زبردست کی مشعار فین کہ جسکی تعداد قریب بارہ لاکھ کے ہوتی ہے اپنے ہمراہ لیکر واسطے مقابلہ امیر حمزہ
صاحبقران کے روانہ ہوا اور دیوسر نکال کے پاس بھی سترہ ہزار فوج حسین کی کہ وقت ضرورت کے کام آئے

اب دو کلمے داستان نقادار یا قوت پوش کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب نقادار یا قوت پوش نے خبر محاصرہ پردہ قاف کی سنی تھی کہ خواجہ عمر و بن امیہ شمری نے پردہ قاف کا محاصرہ
کیا ہے اور غنقریب ملکہ آسمان پری اور خواجہ سے جنگ ہوا چاہتی ہے تو فوراً نقادار مع فوج ہشمار کے کہ جسکی تعداد
قریب بائیس ہزار کے تھی لکھ لکھ کے لیے روانہ ہوئے تھے اب جو پردہ قاف کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ آسمان
پری اور عبد الرحمن جنی اور مرسلہ نبت عمر و قلعہ گلستان ارم میں بھاگ کر گئے اور ملکہ قریشیہ مفید بہ قید شدید ہوئے
تمام پردہ قاف بدست عمر و تاخت و تاج ہو گیا اس ساربان نلابے نے ہزار ہا پر نیا دون کو قتل قمع کر ڈالا آخر کار بعد
چندے بیماری مرسلہ نبت عمر و ملکہ قریشیہ رہا ہوئے اور بعد رہائی کے ملکہ قریشیہ اور خواجہ میں فوج کشی ہوئی ملکہ
قریشیہ بڑی دلادری سے لڑیں مگر مشورہ عبد الرحمن جنی طلسم خارستان سلیمانی میں بھاگ کر چلی گئیں اور عبد الرحمن
جنی نے درہ کوہ پر ایک کتبہ بخت علی لکھ کر نصب کیا کہ جو دوست او لگانہ امیر کا اس طرف آجائے لازم ہے کہ ہمارے
طلسم سے نجات دے اور خواجہ بعد اس جنگ کے دیوسر نکال کو پردہ قاف کا حکم کر کے امیر کے مقابلہ کو روانہ ہو
خبر و شکست آخر سنگر نقادار یا قوت پوش کو انتہا کا قلق و اضطراب ہوا دست تاسف زانوئے غم بر مارا اور کھنکھانے لگے
و لکھ آرزو دل ہی میں رہتی اور علاوہ برین ملکہ آسمان پری اس بلا میں مبتلا ہو گئیں بعد اسکے اپنے اراکین کوچ سے نقادار
نے کہا کہ اب تو جس قصد سے گھر سے چلے بغیر اسے بولیکے واپس جانا خلاف مہمت مردانہ ہے اگر ملکہ مقابلے پر ہو گئی تو ہو گئی
شاہ و شہر بار اکثر جاؤں میں مبتلا ہونے رہے ہیں اگر مدد خدا اشال حال ہو جائے تو پہلے اس دیوسر نکال کو مار کر
پردہ قاف سے ہٹا دیجئے بعد اسکے ملکہ کی رہائی کی فکر کیجئے خداوند کریم قادر و حاکم ہے سب کچھ جانتا ہے اب تو صریح دل افغانیہ

بسم اللہ مجرماً و مرصداً ہر جہاد ابداً و اللہ مالک ہر اگر ہم حق پر ہیں تو البتہ فتح دیگا یہ کمکر دیوسر نکال کے پاس کھلا بھیجا کہ اور
مرد و داگر تھے اپنی جان بچانا ہو تو فوراً حکم کے سنتے ہی سر وہ قاف کو خالی کر دے اور خار و مال سے ہاتھ باندھا کر چلا آجاتا
انعامت اختیار کر اور اگر کچھ دم و اعیہ ہو تو ہمارے مقابلے کو نکل آ لیکن اتنا سمجھ لے کہ تیرے ولی کھنڈ خواجہ عمر و کی بھی یہ
حقیقت اور مجال نہیں ہے کہ ہمارے مقابلے کو نکلے سو وقت یہ پیام غیظ الیقام نقابدار یا قوت پوش کا دیوسر نکال کر
ہو نوجو نہایت غلبہ من آیا اور کھلا بھیجا کہ بیان صاحب تم تو تمہارے صاحب جعفران کی بھی یہ مجال ہے کہ ان دیوان
ترجہ و صفت کے مقابلے کو آ سکیں گے یہ تو صرف تمہاری لاف و گزاف ہیں لیکن میں نے سنا ہے کہ تم ملکا آسمان پر ہی کی کمکر
کے لیے بمقابلہ خواجہ عمر و بن امیہ فہری آئے تھے تو تمہاری آرزو دل میں کیوں رہے اگر موت ہی تمہاری بیان تھی
تو ہیکو پھر کوئی عذر نہ دے چاہیے اگر دعویٰ ہو تو کل صبح کو میدان میں نکل آ یہ سمجھ لیا جائیگا جو قوت یہ جواب دیوسر نکال کا
نقابدار کو پونجی نقابدار یہ سمجھے کہ اتنا کبر بڑا کبر تیرا نام بجا ہو سلام ہو تا کہ نہایت متکبر شخص ہو خیر اب بیان تیغ سے
دیکھا جواب دیا جائیگا کہ کمکر شب بھر تیری سپاہ میں بسر کی تھی کبھی بھگت بجا دیا اشعار

جنگ پر ہر جان نپوت ہو	تھے جوانی جوان ہر اس نے	شیر کی طرح سب دم تھے آگے	نور تھے تیغ و تیغ تھے تلوار میں
جو کہ نہ دیکھ ہو اسے مارین	اس قبہ تھا مروج تیغ و زنی	ایک ملے میں کچھ عین شکنی	سب میدان و دست ہو چکا

تقیوں نے سبب دی اور یہ خبر دیوسر نکال کو پہنچی کہ لشکر نقابدار کا درست ہو چکا پس فوراً اس خبر کو سنتے ہی دیوسر
سر نکال بدین خیال کہ نقابدار کی فوج کی کیا قیادت ہو فقط سیاہہ دیکھا دینے میں بھاگ نکلی ایک بارہ ہزار فوج لیکر گشت
لشکر نقابدار پر خلاف قواعد جنگ آ کر گر پڑا ایک شور و غوغا محشر انگیز برپا ہوا ارشاد چوب چاق اور پشت تنگ چلنے لگے نظر

ہر طرف وار و گیر کا فل تھا	ملحدان کی بغیر کا فل تھا	دے تھے صد ایشور و فرمان	پس سے ہٹا تھا گنبد و ران
سر تلوار جبکہ چسپتی تھی	انگ کے نیچے سے نکلتی تھی	تیر جبکہ چسلا و سار ہوا	زخمی و کب فنا سوار ہوا
برق انداز کی چلی گوی	تھی عجب طرح کی وہاں ہولی	کسی جانیزہ تھا کہیں تیغ تیر	سوت تھی ہر جگہ گریبان گیر
ایک بجز اٹھا سے بیٹھا تھا	ایک شیر کھا سے بیٹھا تھا	کوئی زخمون سے سخت ارٹھی	کسیکو وقت دم شمار می تھا
کوئی نیزہ دکھا سے جاتا تھا	کوئی رٹنے سے جی جراتا تھا	سلیمے جاننا زخون میں سرشار	بدھیان زخمون کی گھٹکے کا ہار

شری کھسان سے جنگ مخلوبہ واقع ہو گئی مگر جسے اللہ رکھے اسے کون ٹپکے بلکہ فوج دیوسر نکال کی نہریت کھانے لگی و بودن
کی بدستی اترنے لگی فوراً دیوسر نکال نے سحر کا ابر بنا کر آسمان پر اڑایا کہ اس سے شعلے آگ کے گرنے لگے فوج نقابدار
کی جلتے لگی اور اتنا نہریت پیدا ہوئے فتح کے بدلے شکست ہونے لگی یہ رنگ ہو نقابدار نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت ہوئی
فراناد علی پڑھ کر علم سعادت ششم کے پھر ہرے پر دم کوئی نا اعلیٰ کا علم کے پھر ہرے پر دم کوئی نا اعلیٰ کا علم کے فوراً فوج سر نکال
میں بھل پڑ گئی وہ ابر بھی غائب ہو گیا اور ساحر اور فوج بھی بھاگنے لگی چیر رنگ جو دیکھا نقابدار نے پکار کر کہا اشعار

رٹنے پر چست اب کمر رکھو	اپنے اللہ پر نظر رکھو	رو مروانہ و دیر ہرے	فوج رد باہ پر وہ شیر ہرے
-------------------------	-----------------------	---------------------	--------------------------

پھر لڑنا شروع کیا جو ساحر سحر کرتا تھا فوراً رد ہو جاتا تھا ششم پھر وہاں ایک شور برپا تھا بلکہ شور نشور گویا تھا اب جو
نقابدار نے دیکھا کہ فوج دیوان کو نہریت ہو جا چکی ہے گھوڑا بڑھانے آگے آئے اور سدا و از بند پکار کر کہا کہ اوسر نکال کہاں
جاتا ہے ہتیار ہو کہ غفلات میں سرشار ہے موت شیرے سر پر برابر ہوتی یہ کمکر تھے سلیمان کی کمکر آگے بڑھے نقابدار کا آگے بڑھنا
تھا کہ فوراً سر نکال میں پر گر کے بکس نیل شکل ہو کے چینی چکسا و تا شعلہ آگ کے منہ سے نکلتے ہوئے نقابدار کی طرف پکا کر
فوراً نقابدار نے وہ اسماء اتی جو حضرت سلیمان نے عالم مدیا میں تعلیم کی تھی تیغے پر دم کر کے دونوں ہاتھوں سے

خوب مضبوط کپڑے جو آپس لپک واریا تو برابر دو حصے کر دیے لشکر سر نکال میں آواز الامان الامان بلند ہوئی نقابدار نے آواز دی الامان بشرط الامان سمیون نے ایساں قبول کیا نقابدار نے سکوا مان دی نذرین نفع کی گزرنے لگیں نقابدار بھی نہایت خوش ہوا تمام ارکان سلطنت اور اعران مملکت اور افسران شاہی میں تو میں نفع کی چلنے لگیں جب نقابدار نے دیکھا کہ اب سب طرح کا اطمینان ہوا اور کوئی خرفشہ باقی نہیں رہا تو اب طرف تنگاہ و بارگاہ ملکہ آسمان پر سی کے بدین قصد مدانہ ہوئے کہ آج شب بھر وہاں قیام کرینگے صبح کو روانہ عظم ہونگے یہ خیال کر کے طرف بارگاہ ملکہ کے روانہ ہوئے اب وہاں جا کر کی دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک باغ لگا ہوا ہے باغ میں ہر وقت گل و بلبل کے ترانے اور عیش و عشرت کے افسانے گرم بہتے تھے اب وہاں کیا حال ہے کہ زراغ و بوم کے آشیانے ہیں جس جگہ ہر وقت صدائے نغمہ ساز آیا کرتی تھی اب وہاں ہوا و بارگاہ کہ کھڑے ہوئے کو جی نہیں چاہتا جس بلغم میں کہ ہر وقت خوشبو سے گھماے رنگارنگ آیا کرتی تھی اب وہاں بھوس اس جگہ کے صحرائی بھول گئے ہوئے ہیں ڈھیروں گھاس لگی ہوئی ہے جن درختوں پر کہ زربفت کے تھان چڑھتے تھے اب ان درختوں پر وہ جانور بیٹھے ہیں کہ کبھی صورت سے متغیر معلوم ہوتا ہے غرض عجیب حالت ہے جو انان جن پر بیٹھی مصیبت ہر اشعار عبرت آثار

غزل بہ جھڑپے اور ٹوٹی پڑی بن زمین	لٹاک اڑنی ہر ہر اک سمت شمس میں جل خاں	جس جگہ جلوہ ناز ہستے سے سر و دستار
مشت پر قمی کے اسیا نظر آئے دوچار	سکراتا تھا جہان غنچہ دگل ہنستا تھا	اشک شبنم کے بھی قطرے کے نہ دان نہ تار
چشم نرگس بھی کرشمے میں جہان باعد ناز	وان تو اب خاک نہیں سالچیں ہر سمار	وہ مکان جاسے تھن ہوا سجان ات
زلف سنبل سے نکلتی تھی جہان بوسے شام	دیکھتے کیا ہیں گمہ سوکھی سی اک شاخ اوس	عندلیب ایک ہر بے بال و پر دل ناز
بعد آہ و بدم سر و بعد سوز و جگر	دیکھ کر سوئے میں کتنی ہر بانالہ و زار	حیف در چشم زدن صحبت بار آخر شد
ردے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد	غرض عجب ایک عشر تکدہ معلوم ہوتا ہے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی وقت اس	

باغ میں ایسی بہار تھی کہ صل علی محمد و آل محمد نقابدار نہاد ارفع عیش و یاقوتی الالبصار اور انا بقہ و انا الیہ راجعون کہتے ہوئے آگے بڑھے ایک قوڑی دور کے بعد کیا جا کر دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری معلوم ہوئی مگر مال یہ ہے کہ جن وردا زدن پر ہیرے کی بھی کاری اور مینا کاری کی ہوئی تھی ان پر سنون گرد اڑاؤ کر پڑی ہوئی ہے کہ سب نقش و نگار نکلے مٹ گئے ہیں درون میں جو زربفت کے پرے پڑے ہوئے ہیں ان پر بھی ڈھیر دن خاک پڑی ہوئی ہے اور ہواسے اڑاؤ کر برابر دھڑا دھڑا پڑے گریہ میں گویا اس چوکھٹ پر سر ٹپک رہے ہیں غرض ایک عجیب جھنڈا کہ مقام معلوم ہوتا ہے نقابدار پردہ اٹھا کر اندر بارہ دری کے گئے لیکن باغ سے چھ حصہ زیادہ اتر حالت پائی جہان جہان فرش زری بچھا ہوا تھا اسپر وہ تنق خاک کے تو دے ہو گئے تھے وہ دالان محرابے ہولناک معلوم ہوتا ہے جہاں بکوراں صحرائی اور جانوران وحشی نے اپنے آشیانے بنائے ہیں ٹھکون کے ڈھیر جا بجا پڑے ہیں جنگلی جانوروں کی آوازیں آرہی ہیں جن درون پر نقش پر دے پڑے ہوئے ہیں ان کے بیل بوٹوں جانوروں کی میت استدر پڑی ہے کہ بالکل نقش و نگار جاتے رہے ہیں کہیں جام و سبوا و صراحی او نہتے پڑے ہوئے ہیں غرض جہاں سب بے عیش جمع ہیں کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام پر حسینان جہان کا ایک بڑا مجمع رہتا تھا اور یہ وہ بارگاہی شہنشاہ اولو العزم شوقین حسین کا ہر گردش فلکی سے نباہ ہو گیا ہے غرض یہ حالت دیکھ کر نقابدار کو استقدر جہت ہوئی کہ قدرت خدا اور خوف الہی کے خیال میں استقدر روئے کہ روتے روتے جہوش ہو کر گر پڑے جب جہوش آیا تو دست و عابد بارگاہ فاضی الحاجات بلند کر کے عرض کرنے لگے کہ بارگاہ شکر تیرا کہ تو نے اس ہنگامے کو نفع کیا اور اس میں ان دیوان زبردست پر مجھ کو طغری میلرٹھو اس لائق نہ تھا اور میرے اعمال ہرگز اس لائق نہ تھے کہ جیسی تمہیں جہتیں خدائی میں بارگاہ لاکھ لاکھ اور کرد کہ تیرا شکر ہو خدا یا یہ خبہدہ عایز دین الکن بانی کعب تیرا شکر یہ ادا کر سکتا ہے نصیر جو کچھ

ہوا نقطہ تری امداد سے ہوا اب بارخدا یا استغفر اور امیدوار ہوں کہ تو اس طلسم کو بھی میرے ہاتھ سے فتح کر دے ابھی
 نقابدار یہ دعا کر رہے تھے کہ مرغ سحر نے اذان دی سفیدہ سحری نمودار ہوا ٹھکر غارا وا کی اشعار میں دیگر کلام بہان
 پر غرور یافت از سر خشم خورشید نورہ ترک روز آخر باین زمین سپردہ مندی شب را بتیغ افگندہ سر و دیگر شب گئی نور کا
 ہوا ترک کا چپا تپا نسیم سے کھڑکام نماز صبح سے فارغ ہو کر حکم دیا کہ سب لشکر کل افسر اسی باغ میں قیام کریں اس بارہ دوری
 و باغ کو قابل بود و باش بنا لیا جائے ہم طلسم خارستان سلجانی کی طرف جاتے ہیں اگر خدا نے مدد کی تو اس طلسم کو فتح
 کر کے پھر آئیں گے یہ کلمہ سہون سے رخصت ہو کر خدا دی رفیق بالتحقیق اور خفیت بالتصدیق جسے پورا پورا اعتماد
 اور یک ذریعہ دو قالب کا معیار تھا انکو اپنے ہمراہ لیکر طرف طلسم خارستان سلجانی کے روانہ ہوئے اب اسوقت کا سماں
 قابل دید تھا وہ صبح دم ہوا ہے پُر فرا کا طنا اور ہر چار طرف کھلائے رنگارنگ کا کھلنا جا بجا بلبلوں کا چکنا اور جانوروں کا
 بولنا فاختہ کی کو کو تم یوں کی حق سرہ کسین ہوا ڈی چپے جاری کسی جا پھو یوں کی گنگاری کسین شانوائے سبز کے مٹرن پھو یوں
 کی ٹوپیاں کسی جاننا زینان میں پر باد صبا کے پھو یوں سے پھو یوں کی فچیان گیاہ سبز کا فرش گویا محل کا شانی اور
 اسین قلمی رنگارنگ کوئی سرخ کوئی زرد کوئی آسمانی کسی جا درخان سبز کا فرش مسرت اور انتہائے شہرت اور نوز دل رحمت
 سے مستانہ دار بہ یاد انیر و غفار گویا ایک عالم وجد میں جھوسنا اور کسین باد صبا کا مثل مشوق طناز کے گویا عالم بے اختیاری میں
 اگر غنیمت ہے نور سیدہ کا منہ جو متاع غرض ایک عجیب عالم وجود تھا اور قدرت خدا کا ایک دلی نمونہ تھا نقابدار مع **نقابدار**
 یا خدا کریمہ اور اس جو حقیقی کا دم بھرنے ہوئے شوق فنامی طلسم میں ملے جاتے تھے کہ یکایک بعد از مراحل اور قطع منازل
 کے منزل مقصد پہنچے اور سانس سے وہ ہار ڈکھائی دیا جس پر عبدالرحمن جنی نے وہ میل نصب کرنے کے کتبہ لکھا تھا اسکا
 دکھائی دینا تھا کہ نقابدار بے اختیار ہو گئے اور جلد جلد گھوڑا بٹٹ کر کے مع رفقا متصل اس ہار کے پہنچے اس کتبہ پر
 پڑھ کر ایک صدقہ عظیم نقابدار انداز کے دل پر گزریا گیا ہا کہ فرما اپنے نین اس طلسم میں گرا دیں کہ رفقا نے بڑھ کر ہاتھ
 پکڑ لیا اور عرض کی کہ حضور کیا غضب کرتے ہیں اے نقابدار یہ دستور صاحبقران کا ہے اگر نہیں چھوڑو عرض میں لایہ میرے کیے
 سمجھے برجے اپنے نین کسی مقام مخوف میں گرا دیجیے سنبھلے اور استغفر بیاب نہ ہو جیے دیکھئے کیا کرتے ہیں اے نقابدار
 نامدار سب معمول صاحبقران کا ہے کہ جب انکو اس قسم کی ضرورت درپیش ہوتی ہو تو وہ رجوع الی اللہ کو کرتے ہیں اور
 اسی قادر مطلق سے اعانت چاہتے ہیں ایک مار کی برپا کر سب بھریا و خدا اور عبادت پروردگار میں بسر کرتے ہیں
 بقدرت خدا سب اسرار اور نکات ظاہر ہو جاتے ہیں مطابق آپ کے عمل کرتے ہیں پس آپ کو بھی مناسب ہے کہ آپ بھی
 ایسا ہی کریں ایک ماسکی برپائیے شب کی شب بیان قیام نیچے عبادت الہی اور یاد پروردگار کیجیے اور غنائت
 خدا کا دیکھیے اگر فنامی اس طلسم کی آپ کے ہاتھوں میں ہر نوع فضل خدا شامل حال ہوگا اور اس طلسم کے متعلق جو اسرار
 اور نکات ہیں وہ سب ظاہر ہوا ہر جو جائیگے جلد ہی نہ نیچے ثبات میں ہمیشہ کام بگڑتا ہے جلد ہی میں کوئی کام پختہ نہیں کیا
 شل مشور ہے کہ جلد کام شیطان کا اور دیر کام رحمن کا یہ اسے اور تجو نیران رفیقان جاننا نہ کی نقابدار نامدار کر نہایت
 مرغوب ہوتی اور فرمایا کہ شاہ اش دم جہانک ملالی و خیر خواہی اسی کا نام ہے کہ ان مواقع خوفناک میں افعال و کردار
 مخوف سے رکھے اور اپنے مالک و آقا کی جان بچائے حق تعالیٰ تمکو جزا سے خیر دے ان رفیقوں نے عرض کی کہ خدا حضور کو
 سلامت رکھے مصرع کر مائے قوماؤ کر دستخ **نقابدار** کے اکرام فاعرا از اور قدر شناسی نے استغفر جرات بڑھار مٹی ہر حق جاننا
 تعالیٰ ایک ایک رو میں میں ہزار ہزار جاہن غایت کرے انرض نقابدار نے ان سب کو منتظر انعام و اکرام کر کے حکم دیا کہ
 نہایت مناسب ہے آج شب کو ہم سب قیام کر لیں جہاں اسنادہ کیا جائے فرما اللہ در حکم غیبہ برپا کیا گیا نقابدار نامدار

اس خیمے میں اترے شب بھر اس مارکی میں قیام کیا دعا و عبادت دیا و اتنی میں بسر کی ہر مرتبہ یہی دعا تھی رباعی شام کو کم
 برین درویش نگار ہر حال میں تہہ و دولہاں نگار ہر چند نیم لائق بخشایش تو پابریں منکر بر کرم خویش نگار یا اگر یہ میں کیا
 بندہ گنگا بہون لیکن تیری رحمت و کرم کا امیدوار ہوں غ سچے فضل کرتے نہیں لگتی بارہ خدا یا جو عزایت والظاف تیرے اس
 ذیل بندہ کے حال پر مبذول رہے اسکا شکر یہ میں کہا تک دعا کروں شکر اگر ہر سوے میں گردن زبانی - نیاید حرفے ہر
 فکرتیں بیانے کہ اگر تو فضل کرے اور تیری نصرت شامل حال ہو جائے تو یہ بقیہ اس علم کو بھی فتح کرے خداوند اترے آگے
 تو ہر ایک شکل آسان ہر انتی سی شکل کی کون حقیقت ہر ع تو مددگار سی کرے تو میں بڑا بار ہر - بار اٹھا تیرے آگے
 تو کوئی مشکل نہیں ہر گھر بھگت تیری مکت و رحمت پر ایسا بھر دسا نہیں ہر کہ کہیں کسی شکل کو لایکل نہیں سمجھا خداوند میں صرف تیرے
 انصاف کے بھروسے پر اتنا بڑا دعویٰ کر کے چلا ہوں تیرے ہاتھ اس عید ذلیل کی سرخوردی ہر اور وہ نقطہ اس علم کی
 قیامی پر منحصر ہر خداوند رحم کریم و عا کرتے کرتے قریب صبح آنکھ لگ گئی کہ عالم رویا میں حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ
 علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف لائے میں فرماتے ہیں کہ اگر تقابدار یا قوت پوش اٹھ کر یہ دنیا ری تیری بارگاہ عالی گاہ
 دبار گاہ عجیب الدعوات میں بوجہ رحمت ہوئی اور دعا تیری قبول ہوئی اب تو ہر سانہو قیامی اس علم کی تیرے ہی ہاتھ
 مقدر ہوئی ہر تیرے ہی جسے میں یہ نام آوری بدی ہر مجھے حکم ہوا ہر کہ میں کلید علم مجھے تعلیم کروں یہ آواز جو لقا بدام
 کے کان میں پہنچی اسی عالم رویا میں آنکھ کھول کر مصافحہ کیا اور عرض کی کہ یا حضرت ارشاد لہو کہ کلید اس علم کی کمان
 فرمایا کہ یہ برجہ میں تیرے سر جانے رکھے دیا ہوں صبح کو اس برجہ کو دیکھنا جو کچھ زمین لکھا ہوا سپر عمل کرنا بعد اسکے دو تو
 غائب ہو گئے تقابدار کی آنکھ کھل گئی غور سے دیکھا تو وقت نماز صبح تھا آنکھ کھل کر وضو کیا نماز پڑھی شکر الہی لاسے کہ بارگاہ
 شکر ہر تیرے دوسرے دعا تیری مستجاب کی اور کلید علم مجھے رحمت فرمائی بعد فراغت دعا جو اس برجہ کو سر جانے سے نکال کر دیکھا تو کھل
 تھا کراہی فلاح علم اس برجہ کو یکراہنی جانب جابجہ تھوڑی دور کے بعد ایک نیکہ بیگا پھر رات گئے تک سی نیکہ بریٹیا بیٹا
 رات گئے ایک شخص کر نام اسکا دربان جاوہر ایک تیرے لیکھا تمام محل میں سیر کر لگا ہر چار جانب پھر لگا جب مجھے
 دور ہو جائے اور انی قبر سے فاصلے پر چلا جائے تو فوراً اس قبر میں بھانڈا بڑا ہر چند کہ وہ مجھے انتہائی ممانعت کرے ڈرائے
 دھمکائے سمجھائے مگر تو کسی بات پر عمل نہ کرنا اور فوراً قبر میں کود پڑنا کسی طرح کا خوف نہ کرنا اور یہ اسماء پڑھ کر کہنا کہ اے قبر بندہ
 فوراً وہ قبر بند ہو جائی یہ حال دیکھ کر تقابدار ناما اس برجہ کو ہاتھ میں لیکر سب خور بر اس برجہ کے داہنی طرف کو رہا نہ ہرے
 جاتے جاتے بعد تھوڑی دور کے ایک محل سے حق دوق میں ایک نیکہ ملا کہ اس میں چند قبریں بنی ہوئی تھیں تقابدار ناما دعا
 موافق خور بر اس برجہ کے وہاں ٹھہر گئے نماز مغرب کا وقت آگیا نماز پڑھی پھر رات تک وہاں ٹھہرے رہے جب پھر رات
 گئی تو ایک مرتبہ سائین سائین ہوا جلنا شروع ہوئی اور ایک عجیب قسم کا خوف پیدا ہوا اور وہ نیکہ نہایت بھیمانک ہو گیا
 اب تقابدار ناما ایک درخت کے نیچے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ دفعہ ایک برشت ہوئی اور ایک شخص نہایت کریمہ نظر بد شکل
 شہلا آئینہ منہ سے نکلتے ہوئے تمام جسم پر بڑے بڑے بال تنگا مادر زاد مثل شتر بے مار کے اس قبر سے نکلا اس محل میں
 پھر نے لگا چار طرف کی سیر کرنے لگا جس درخت کے قریب جاتا ہر وہ اسکے منہ کے شعلوں سے جلیکناک سیاہ ہو جاتا ہر جب
 دور سے وہ شعلہ ہائے آئینہ منہ سے نکلتا ہر جانور ان حواری کباب ہو کر گر جاتے ہیں یہ تو ایک لگے کھڑے ہی تھے
 جیسے ہی کہ وہ شخص ایک میل کے فاصلے پر اس قبر سے ہٹا تقابدار ناما اس قبر کی طرف بڑھے انکا بڑھنا تھا کہ اسے بھی دیکھ لیا
 فوراً وہاں سے ڈرنا دھمکانا آگے بڑھا کہ اوجوان کمان جاتا ہر خبردار اپنے ارادے سے باز آکر کھڑا قصد ہر اگر اس قبر کی طرف
 نظر بھرے دیکھ لگا تو فوراً ہلک ہو گا مگر کسی سنتے میں اس قبر کی طرف لپکتے چلے جاتے ہیں درود بھی پڑھتا ہوا چلا آتا ہر جب

آئے دیکھا کہ ڈرنا و دھمکانا کارگر نہیں ہوتا تو دھمکی کے طرز میں سمجھاتا ہے کہ بھائی تجھ کو اپنی جان کا خوف نہیں ہے ارے کوئی مرنے کے بعد قبر کا منہ دیکھتا ہے اور مجھ سے قبر میں جاتا ہے تو دیدہ و دلستہ جیتے جی قبر میں جاتا ہے اور زندہ درگور ہوا جاتا ہے مگر یہ کس کی سنتے ہیں فوراً قدم بڑھائے ہوئے چلے جاتے ہیں جلد جلد جا کر اس قبر میں کود پڑے اور وہ شخص بھی بالکل قریب آگیا جلد جلد وہ اسما سے اتنی بڑھ کر کہنے لگے کہ ان اسماء کی برکت سے اس قبر بند ہو جاوے قبر فوراً بند ہو گئی اور دربان جان جاوے اسی قبر پر سر ٹکرا کر مر گیا اب یہاں سے حال فتح ظلم کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ قبر بند ہو گئی تو نقابدار ناہار کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک صحرا سے لے دو ق صحرا سے محشر سے کچھ زیادہ ہوتا کہ نظر آتا ہے اشعار

بجز روباہ و گرب و شیر بدست | بودی آب و جزا تک نوسید | بودی نان و جزا قریب غرض | اندر سے سیانجز و شرب تار

عجب دشت انیسویں قیامت خیز صحرا نظر آیا کہ زہرہ اب ہو گیا کو سون تک سوا سے میدان حق و حق کے اور بجا نوران سحرانی کے کچھ نظر نہیں آتا نقابدار نامدار متوجش ہر سے کہ یہ کیا سحر کہ ہر نور خیال آگیا کہ اس میں کرو دیکھنا چاہیے جب اس کا غم کو دیکھا تو نکھایا یا کہ جب تو محو امین ہوئے تو قریب صحرا کے تجھ کو ایک باغ ملیگا اور دروازہ باغ پر درخت نہایت گھنے اور خوبصورت ملیں گے گھر حال ان درختوں کا یہ ہوگا کہ باہم شل عاشق و معشوق کے متصل ہونگے اور خود بخود آب خشک کی طرح پانی ان درختوں سے روان ہوگا تو تجھے لازم ہو کہ تمام دن اس باغ میں سیر کرے اور شب کو ان درختوں کے نیچے جا کر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لے لے لے یہ حال اس کا غم میں دیکھ کر نقابدار آگے بڑھ جاتے ہاتے ایک تھوڑی دور پر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ نہایت ہی پُر فزا اور طرب خیز نظر آتا ہے جب قریب کے پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ باغ سرود درخت نہایت بار بار اور گھنے لگے ہوئے ہیں اگر حالت ان درختوں کی یہ ہو کہ ایک درخت کی ڈالیوں میں دوسرے درخت کی ڈالیوں میں چھیدہ ہیں گویا عاشق و معشوق جھلکے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر نقابدار حیران و پریشان اس باغ کے اندر جا کر کیا حالت دیکھتے ہیں کہ باغ اجڑا چڑا پڑا ہوا ہے علم اشجار سوکھ کر سوخت ہوئے ہیں ڈالیوں میں سوکھے پتے دوچار ہیں رہے ہیں کسی درخت کے نکل گر رہے ہیں اور انھار کس کس کے گر رہے ہیں کیا یوں میں خاک اڑ رہی ہے ہر جنوں سبزہ نوید کے گھو اور پتا در لگی ہوئی ہو مگر قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باغ کسی حسین شہید کا ہے اور وہ جس زمانے میں یہاں رہتا ہو گا یہ باغ نہایت دلستہ و دلیرست ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ باک اس باغ کا کسی جہان میں جتنا ہو گیا ہے مگر وہ بلا سے عشق معلوم ہوتی ہے کہ اس باغ کی یہ حالت ہو کہ دیکھ کر خود بخود عبرت ہوتی ہے ہر مرتبہ بے اختیار نادم ہو لیا دلی الا بصائر زبان سے نکل جاتا ہے جس طرف جا کر دیکھیے ایک جہر کہ معلوم ہوتا ہے اشجار کا یہ حال انھار کی یہ کیفیت کیا بیان یوں لٹی لٹی پڑی ہیں نہ کہ یہ حال ہو کہ پانی سب خشک ہو گیا ہے ایک تھوڑا پانی باقی ہے لیکن خراب قرارہ بھی موجود ہے ایک عالم حسرت و یاس میں اس باغ کی طرف گویا نگراں ہو جاوے ٹھانکھرا اس نوارے سے کہ وہ سنگ مرمر کا ہے سر ٹکراتے ہیں گرد اس نہر کے جام و بدو ساغر و سلحی جو کچھ رکھے ہوئے ہیں وہ بھی آٹے ہوئے ہیں گردا گرد اس نہر کے جو درختان پر پتے لگے ہوئے ہیں چہرے قرینہ شاہد ہے کہ بلیں نغمہ سحر ہونگی فاختہ نغمہ زن ہوگی انکا یہ حال ہو کہ جانور ان سحرانی بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ آدازین دے رہے ہیں کہ قانون کو بری معلوم ہوتی ہیں کھڑے ہونے کو بھی نہیں چاہتا غرض وہ حالت ہو کہ دیکھ کر کھلے کھلے منہ کو آتا ہے اور ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہے کہ رخ دنیا بھی عجیب گھر ہو کہ راحت نہیں ہے بین انسان کو چاہیے کہ اس سے دور رہے بھانگا رہے اللہ اکبر اس فلک نغمہ ساز نے کہاں کہاں نہیں نغمہ برپا کیا انھوں صد انھوں لعل ہی حالت میں دن تو نقابدار نے اس باغ میں لے کر کیا جب ہوئی تو یاس باغ سے نکھک رہا ہے اور ان درختوں کے نیچے آکر کھڑے ہوئے یہ جہاں آں درختوں کی دیکھی کہ خود بخود آنسوؤں درختوں سے لیکل شہم جاری ہیں صد اے آہ ان درختوں سے یہی ہوا اور گویا زبان حال سے کوئی کہ رہا ہے کہ کیوں اس فلک نغمہ ساز ہم نے تیری کیا خطا کی تھی جو تو نے اس بل میں مہین مبتلا کیا اس

کسانک تیری شکایت کریں اور اپنے حال زار پر فوہ و بکا کریں ہاے ہم نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو مجھ کو بکھا فی ہمارے ناگوار ہوا ہے
 اسی سر ناک سفید تو ہم پر ظلم روا نہ تھے تو نے کیونکر جائز کر لیے ہاے تو نے ہمارا وہ حال کرویا کہ مرغان ہوا اور جانوران صحرائے
 نالان و گریان ہیں اور ہمارے چشم پر غم تو گویا روئے ہی کر خاق ہوئی تھی غرض کہ اس درد و حسرت کی آوازیں آرہی ہیں کہ خود
 کبھی اُسٹہ کو چلا آتا ہوا اور جی لپسا جاتا ہوا اُسٹہ لگے آتے ہیں اور ایک عجیب عالم بقیراری دیاس کا سامنا ہوا اب نقابدار
 یہ خیال کرتے ہیں کہ بار آتا یہ سر کہ کیا ہو جب سے میں آیا ہوں میرے اُسٹہ لگے آتے ہیں اور خود بخود گریہ گریہ کر رہا ہوں
 خداوند اجلد اس راز کو مجھ پر افشا کر دے کہ اب مجھے یہ عالم بقیراری دیاس دیکھا نہیں جاتا خداوند ایہ ماجرا جب تک مجھ پر نہشت
 شوگا میری بھی حالت بقیراری کم نہوگی اور کیونکر کم ہو کہ اس جگہ عجیب ایک تاثیر تو نے ودیعت فرمائی ہے اس مقام کی حشر
 انگیزی نے میرے قلب پر پورا پورا اثر کر لیا ابھی نقابدار یہ خطبات کر رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ یکایک کیا
 دیکھتے ہیں کہ ایک طوطی نہایت خوش رنگ و خوب صورت اُس درخت کی ایک شاخ پر کڑھٹی اور بیٹھے کے ساتھ ہی اس وقت
 اور بقیراری سے اُس طوطی نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کہنے لگی کہ جسکو سنگر نقابدار کا کبھی بچنے لگا اور دل آلتے لگا اب
 جو نقابدار سر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ طوطی نہایت بقیراری سے راز زار مثل ابرو بہا رہا رہی ہے اور کہتی ہو کہ ہاے ام
 بیٹی اے ماہ رخ میری اب مجھے حشر میں عاقبات ہوگی کیونکہ قحاح ظلم اتک نہ آیا اور ہاے اے ماہ رخ تیرے فراق میں
 میرے کیا کیا حال ہوئے اور مجھ کو خبر بھی نہو گی اے ماہ رخ میری تجھے کس دلیں میں ڈھونڈنے جاؤں اور کہاں سے
 اے اول دل نہ پتا ہو اور کچھ قابو نہیں چلتا ہاے بیٹی کون سی تدبیر گردن جو تیری صورت نظر آسے ہاے بیٹی جب سے نہ
 آنکھوں سے پوشیدہ ہوئی تیری صورت کی بھی کوئی نظر سے نہیں گذری غرض اس شدت سے میں کر کے وہ طوطی روتی
 کہ نقابدار کا بھی کبھی اُسٹہ لگے لگیا اور وہ طوطی بھی روتے روتے غش کھا کر زمین پر گری نقابدار کو بھی سکنا سا ہو گیا مگر وہ روتی
 جلدی سے اُس طوطی کو اٹھایا اور اُسکو چومنے لگے جب ہوش و حواس اُس طوطی کے درست ہوئے تو وہ طوطی جبرن ہوئی
 نقابدار کی طرف دیکھنے لگی نقابدار نے اُس طوطی سے کہا کہ اے طوطی تو خوف نہ کر اور کل بھرا اپنا بیان کر کہ تو کسے لیے بقیراری
 اور سبب تیرے اس قدر گریہ و بکا کا کیا ہے اُس طوطی نے کہا کہ تم کون شخص ہو اور نام تمہارا کیا ہے اس صحرا میں تو نہ توں سے
 انسان و نبی جان کا نام بھی نہیں آیا نقابدار نے کہا کہ اے طوطی تو پہلے اپنی حقیقت بیان کر کہ تیری بقیراری نے میرے حواس
 باختہ کر دیے تو اپنی کیفیت مشرح بیان کر دے تو میں اپنا حال بیان کروں اُس طوطی نے کہا کہ اے شخص میری سرگزشت
 اور میری کیفیت تو کیا پوچھتا ہے اے شخص ع عجیب سا شخص و طرفہ ماجرا سے ہست ہاے شخص برین حالت کہ برکت ساد
 بلکہ بیکس مینا و لیکن مجھ کو جو اسفسار حال پر اصرار ہے تو سن کہ میری ایک دختر تھی ماہ یک ماہ رخ میری نام تھا اور اسکے
 حسن خدا واد کی تعریف و توصیف کس سے بیان ہو سکے کہ او تا بان اور بدر کمال دیکھا کرتے تھے اُسٹہ لگے بلکہ بعض اوقات
 جب وہ نہاؤ سنگار کر کے جلوہ گر ہوتی تھی تو ہر شرم سے چھپتا تھا مگر اے شخص دل پر تو کسی کا اختیار ہوتا نہیں ایسی جیوں خوب صورت
 میری ایک آدم زار و پر عاقت ہو گئی اور جا کر اُسے اٹھالائی اور اُس پر شرب روز پر دانہ مقدس ہونے لگی اے شخص عشت
 عجب بلا سے بد ہو اس کجخت کا مینا ناس جاے یہ حضرت جس دل میں گھر کرتے ہیں اسیکی بیواناس ہی اڑا کر چھوڑتے ہیں
 اور انسان سے جب حیوان کر لیتے ہیں تب اُس سے کچھ موڑتے ہیں ہاے اب میں آگے کی داستان حیرت و عبرت نشان کیا
 بیان کروں کہ شرب روز ماہ رخ میری اُس سے اپنا دل بھلایا کرتی تھی کہ دفعتاً اس چرخ بے مدار اور فلک کج رفتار کو عاقت
 مشوق کا بیٹھنا ایک جگہ ناگوار ہوا اور یہ کجخت در پر آزار ہوا یعنی یکایک سکے باب کو یہ حال معلوم ہو گیا تو اُس کجخت
 اُس دم زلزلے قتل کا ارادہ مصمم کر لیا کہ میں اس کجخت کو قتل کیوں نہ کر ڈالوں جو اس تمام عمر کی بذامی سے چھوٹوں اور یہ

کلنگ کا ٹیکا ماتھے سے چھوئے یہ قصد کر کے مع محشر ہا دو کہ جو مالک طلسم ہر طلسم سے باہر آیا اب اس روز کی مجھے کیفیت کیا بیان کروں کہ ایک انبوہ کثیر اور ایک جم غفیر اس روز جمع تھا گویا تمام خلقت خدا آئندہ آتی تھی ایک غلغلہ تھا اور ایک شور محشر انگیز برپا تھا کہ آج ایک نیا تماشہ اور ایک نیا سانچہ ہونے والا ہے یہ فداک تفرقہ ساز نیا انقلاب دکھایا جاتا ہے کہ عاشق کے سامنے معشوق مارا جاتا ہے سلف سے آج تک یہ رنگ نہ کسی نے دیکھا نہ سنا آج یہ انقلاب تازہ دکھلائی دینا گویا انکارہ قدرت سے تمام خلق خدا میں یہ اور ہونے لگی تھی کہ آج ایک نیا رنگ یہ فدا کرے کھائے گا جسکو دیکھنا ہو جلا آئے تمام خلق خدا جمع ہوئی جب تمام خلقت جمع ہو چکی تو اسوقت حکم ہوا جلا دون کو کہ اگر کام اس جوان کا تمام کرے جب اس عاشق جانناز نے یہ دیکھا کہ اب کام اسکا تمام ہوا چاہتا ہے تو کہنے لگی کہ اب تو یہ چین مارا جاتا ہے تمام زندگی سو اسے روز قیامت کے ملاقات سنو گی اگر اجازت ہو تو میں اس جوان سے ایک مرتبہ اور بندگی کروں ان فرض بعد محبت بسیار باہر رخ سری کو اجازت حاصل ہوئی اور ایک کٹار اپنی بغل میں سے لی اور جاکے بنگلیہ ہوئی ایک کٹار مار رخ سری نے اپنے ماری اور وہی کٹار اس جوان نے اپنے ماری اور دونوں آتش عشق سے جل کر خاک ہو گئے اس شخص جس روز سے یہ دنوں و رخت پیدا ہوئے ہیں اور قتل عاشق و معشوق کے گویا قتل عاشق و معشوق کا نشان ہے یہ اس شخص ان و رختوں پر باغ کی ویرانی اور حسرت پر جو بیان آتا ہے جو بیرو سے نہیں جاتا ہے اس شخص مجھے ایک طوطی بنا کر چھوڑ دیا ہے کہ میں شب و روز اس پر رو دیا کرتی ہوں جب فدا طلسم آئیگا تو ان دونوں کو زندہ کر لیا اور مجھے ہیبت اصلی ملے گی باپ ماہ رخ سری کا اس سر پر اور اب وہ بیرون طلسم کرتا ہے نقابدار ہی یہ حال زار نسبت شدت سے روئے اور کہنے لگا کہ اس طوطی تو گھبراٹا نہیں کہ میں ہی قانع طلسم ہوں بقدرت خدا اس طلسم کو فتح کر دینا تو لوح طلسم کا پتا مجھے بتا دے اس طوطی نے کہا کہ لوح طلسم کا حال مجھے معلوم نہیں ہے لیکن وقتاً فوقتاً کام آتی رہو گی نقابدار نے فکد آگے جانے کا کیا ایک توڑی وہ نہ چلے تھے کہ زمین بوم ہو کر دھنسے لگی اور نقابدار کے قدم رکھتے ہی وہ سب زمین پانی پانی ہو گئی نا ایز کہ وہ ایک غلام نشان دریا ہو گیا ہر شامک نظر کام کرتی ہے بجز سطح آب کے تختہ زمین نظر نہیں آتا نقابدار نامدار مجبور ہو کر پھر اسی باغ میں واپس آئے اور اس شب کو بفرح و زاری بدرگاہ جناب باری دعا کیا کہ قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا کہ حضرت سلیمان علی بنیاد آکر علیہ السلام پیر شریف لائے میں نقابدار آٹھے اور مصافحہ کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ اس نقابدار ہر سان نہاد کسی طرح کافوت نہ کرے دریا کے قریب اس دریا کے جا اور یہ اسمارانی سپر پر دم کر کے دریا میں ڈال دیا سپر تیری مثل کشتی کے ہو جائیگی اس کشتی پر بیٹھ جانا وہ کشتی جانے جاتے ایک مقام پر غرق ہو جائیگی تو فوٹ نہ کرنا جب وہ کشتی تہ پر پہنچ جائیگی تو جھکوساٹے ایک دروازہ دکھائی دینگا مگر عقل تو اس دروازے کو توڑ کر یہ اسمار پڑھتا ہوا دروازہ فوٹ دہراش چلے جانا جب تو اندر اس مکان کے جائیگا تو ایک گبر ناہنچار کمال غور و بخت ایک تخت پر بیٹھا سلوم ہوگا اور جب تجھے دیکھیں گے تو باش باش نکوین آبدار ہاتھ میں لیکر تجھ پر حملہ آور ہوگا تو فوراً اس دار کو خالی دیکر اسکی تلوار اس کے ہاتھ سے چھین لےنا اور وہی تلوار اس کے پیچ جوڑے پر مارنا وہ برابر دھنستے ہو جائیگا نہ دار نہایت چالاک اور عجبت سے کام کرنا اگر ذرا بھی خطا ہو گئی اور اسکی تلوار تیرے پڑ گئی تو پانی پانی ہو کر یہ جائیگا یہ خواب دیکھ کر نقابدار نامدار آٹھے دیکھا تو وقت نما نہیں ہوا اٹھ کر نماز صبح ادا کی بعد اسے فریضہ نقابدار نامدار شکر خدا کرتے ہوئے قریب اس دریا کے پہنچے اور جو اسمار کہ حضرت نے توایم کیے تھے وہ پڑھ کر سپر پر دم کیے اور اس سپر کو دریا میں ڈال دیا بقدرت خدا وہ سپر کشتی ہو گئی اور نقابدار اسم اللہ جبریا دم کر لیا کہتے ہوئے اس کشتی پر بیٹھ گئے اور وہ کشتی اس پانی میں ہی نقابدار نامدار فوٹ دہراش اس کشتی پر بیٹھے چلے جاتے ہیں کہ جاتے جاتے وہ کشتی ایک مقام پر پہنچ کر ڈکھائی اور ڈکھاکر غرق ہو گئی اور ایک تھوڑی

دیر میں تہ پر پہنچی اب جو نقابدار دیکھتے ہیں تو انکو سامنے سے ایک دروازہ معلوم ہوا جا کر قریب دروازے کے دیکھا تو
 موافق ارشاد فیض نبی حضرت کے وہ دروازہ قفل تھا قریب اس دروازہ کے جا کر اس قفل کو توڑا اور قفل توڑ کے وہی نقاب
 پڑھتے ہوئے دروازہ بخوف دہرایا اس مکان کے اندر چلے گئے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک گہرا ہنغار بدکردار راستے پر
 سیندر کا فتنہ لٹین چھوٹی ہوئی جوڑا جو بیچ میں بندھا ہوا سنگا دھڑکھڑکھٹ ایک لنگوٹ باندھے ہوئے گھر بڑے کبر و تجسس سے
 ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہر اور دست بستہ ملازمین بھی آسکے اسکے مسائل سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور کچھ اسباب سحر
 و ساحری بھی سامنے رکھے ہوئے ہیں نقابدار کو دیکھتے ہی بڑے غیظ و غضب سے باش باش کھتا ہوا تلوار کھینچ کر
 نقابدار کی طرف پکارتے لگا اور مرد و کھڑا نور و کمان جاتا ہوا مادی تا بدور قیامت انجیا مادی اور قریب آگئے نقابدار
 پر بڑے غیظ و غضب سے حملہ آور ہوا اور جاہا کہ ایک ہاتھ بھنڈا رہے کا نقابدار پر چھوٹے فوراً نقابدار بدن کو
 جڑا کر چوٹ اسکی خالی دے کر اپنے پیچھے کو اٹھا کر یا علی گئے اسکی طرف لپکے آئے جو دیکھا کہ اب اس جوان نے بھی تلوار
 اٹھائی ہر فوراً ڈھال انہی اٹھائی کہ میں ڈھال پر دار اسکا روک ہوں جیسے ہی سپر آئے منہ پر روکی کہ نقابدار نے
 آگے بڑھ کر شہید باش گئے ہاتھ اپنا اسکی کلائی پر ڈال دیا اور یا علی مددے کہ کھڑا تلوار آگئے ہاتھ سے چھین کر وہی
 تلوار جو بیچ جوڑے پر جوڑے ماری تو برابر سر سے لیکر ناخن پاتک دو حصے کر دیے پس اسکا دو حصے ہونا تھا کہ
 ایک نسلہ دم نشین ایسا بلند ہوا کہ تمام مکان اور سب اسکے ملازم جھک کر خاک سیاہ ہو گئے اور اسکے سر ساری تدبیر بھوک
 برابر یہ شور مچا رہے تھے کہ مارا جوان کشتی نام من آبریز جاو و نو جو وقت اب ریز جاو و اور اسکے ملازم اور دم
 مکان بالکل جھک کر خاک سیاہ ہو گیا تو اب کیا دیکھتے ہیں کہ نہ وہ صحرا ہی نہ دریا نہ وہ مکان ہر جگہ ایک میدان حق و حق تھا
 ہولناک ہر جانور ان بھڑائی اور درندے چار طرف پھرتے رہے ہیں ہوا کے جھکے سائین سائین چل رہے ہیں خاک کڑی ہی
 بگڑے خاک کے اٹھ کر یا فلک جا رہے ہیں کہ جسے دیکھ کر ایک عجیب قسم کی دہشت پیدا ہوئی ہر العرض دور سے جو
 دیکھا تو معلوم ہوا کہ سامنے ایک سہ دری بنی ہوئی ہے جب نقابدار اس سہ دری کے اندر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے
 ایک طاق ہے اور اس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوا ہے اب نقابدار ناما حیران ہوئے کہ اس تمام پر کیا کرنا چاہیے فوراً
 اس پر چڑھ کر لکڑی لکھا آسمین لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم لکھا اسکے مرنے کے اور اس مکان کے جلنے کے تھکوا ایک سہ دری
 معلوم ہوئی جب تو اس سہ دری میں جائیگا تو ایک طاق آلیگا اس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوگا پشت گلدستہ پر روح طلسم
 ہے جو بخوف دہرایا جا کر پشت گلدستہ سے اس لوح کو اٹھالینا اور جو کچھ آسمین لکھا ہوگا اس پر عمل کرنا جو در خلافت آسکے نہ کرنا
 اور اگر اسکے معنی لغت کر دے اور خیال نہ کرے تو پھر اس پر طلسم ہوا ہوگا بہت بھتاؤں کے اور بداد و دانستہ پھنس جاؤ گے
 یہ حال اس کا غم میں دیکھا بخوف دہرایا قریب اس طاق کے گئے اور اس گلدستے کو اٹھا کر اس لوح کو اٹھالیا اور
 شکر الہی بجالاے اور اس لوح پر ایک سوویں مرتبہ درود شریف پڑھ کے دم کیا اور دیکھا تو آسمین لکھا تھا کہ ای فتاح
 طلسم اس لوح کو اپنے پاس بھناکت تمام رکنا خبردار اس سے غافل نہ ہونا اور لوح کو لیے ہوئے بے کھٹکے جدا جا
 سامنے ہی چلا جانا چلتے چلتے تھوڑی دور پر ایک محراب حق و حق محرابے محرابے سے زیادہ ہولناک تھکوا لیگا جانے
 حد محراب پر پہنچا تو تھکے ہزار لکھ گئے گھر لپکے اور گویا ہزار بدن پہاڑ خاک کے جھپٹ گرنے اور غار غیلاں
 کی بارش ہونے لگی لیکن تو ڈرنا نہیں اور خبردار یہ اسم در زبان رکھنا بفضل الہی تجھ پر کوئی اثر نہ ہوگا اور بعد
 دو گھنٹے کے انھیں گہوون سے ایک ساحر پیدا ہوگا اور کہیگا کہ او بدعت بیکار تو نے اس صحرا میں آکر اپنی جان
 دینے کا قصد کیا ہے اور بہت شدت سے ڈکاتا اور فرہ مارنا میرے قریب آگیا جب وہ تیرے قریب آجائے

تو تو یہ اسم ٹھیکے اپنے تینے پردم کر کے اسکے جو بیج بڑے سے من تیغدار نامہ دو برابر دو حصے ہو جائیگا جب دو درجائیگا تو یہاں
 صاف ہو جائیگا محو سے سبزہ زار لیگا بعد تصور تری ویر کے ایک مکان شاہانہ بیگا تو جسے لازم ہے کہ نہایت ہوشیاری
 سے کام کرنا اور لوح سے غفلت نہ کرنا غرض نقابدار نامہ عبارت لوح کو بڑھکر سامنے چلے جاتے جاتے ایک مقام سے
 حوایت شروع ہوتی اور بعد چند منٹ کے ایک محو سے لوح و لوح شروع ہوا کہ جبکی ہیبت نقابدار پر فی الجملہ طاری
 ہو گئی مگر دل مضبوط کر کے نقابدار نامہ آگے بڑھے بعد ہر حصہ کے حد محو جو ہونے حد محو پر ہو چکا تھا کہ خاک
 کے بگوئے اٹھنا شروع ہوئے اور تو طری ہی دیر میں ہزار ہا بگولوں نے نقابدار نامہ آگے کر گھیر لیا ابھی
 نقابدار ان بگولوں ہی سے بھر رہا ہے تھے کہ دفعتہ کا نئون کی بارشش ہونا شروع ہو گئی کہ نقابدار کا
 جی اُلت پلٹ ہو گیا کہ اب کیا کروں کیا نہ کروں کہ فوراً وہ اسمار یاد آگئے بس نقابدار نامہ اس نے جیسے ہی
 وہ اسمار شروع کیے ویسے ہی وہ اسمار اور گھبراہٹ میں قلب نقابدار سے کم ہوتی اور وہ بگوئے اور کانتے بھی
 فی الجملہ کم ہوئے کہ دفعتہ اٹھیں بگولوں سے ایک ساحر زبردست نہایت کریہ منظر اور بد شکل پیدا ہوا تشقہ سینہ رکھا
 ماتھے پر دیا ہوا جوڑا جو بیج سر میں باندھے ہوئے کچھ مکٹی مکٹی لین ادھر ادھر گردن پر لٹکی ہوئی زرد زرد انکھیں
 بڑے بڑے دانت تمام جسم سیاہ پر مٹی مٹی ننگا دھڑکا نقطہ ایک لنگوٹ باندھے ہوئے تر بنا ہاتھ میں اسباب سحری
 تن پر آراستہ کیے ہوئے چھینچھکا ٹٹا ڈکارتا نقابدار نامہ کی طرف لپکا اور کت لگا کہ باش باش کہاں جاتا ہوں منہم
 خاں خاں بن خاکسار جاؤ و قضا تیری بیان لائی ہو اور بد بخت تو کیوں یہاں آیا اور کیوں اپنی جان دینے کا قصد
 کیا ہر جیسے ہی وہ ساحر چھینچھکا کرتا نعرہ زنان نقابدار نامہ کے قریب آیا بس فوراً نہایت بھرتی سے نقابدار
 نامہ اس نے وہ اسمار تیفہ پردم کر کے تینے کہ دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کے یا علی لکڑ لکڑ کے جو بیج بیج
 جوڑے میں تینے مارا تو برابر سر سے پائون تک دو حصے کر دیئے بس اسکا مارا ہانا کہ ایک غل دشواریا مت زار
 ہر پاسا کشتی مارا جو ان کہ نام من خار خار بن خاکسار جاؤ و بد بعد اسکے مرنے کے اب جو نقابدار دیکھتے ہیں تو نہ
 وہ گردہ ہر نہ غبار نہ کشتے ہیں نہ محو ایک ایک طرف خیز اور انتہا کا ترزا محو ہر گیارہ نو میدہ ہر ایک جا پر جمی ہوئی ہر اور اس
 گھاس میں قدرتی پھول منج نہ و سبز لگے ہوئے ہیں صحرائی بیوون کی بلین لگی ہوئی ہیں جا بجا درختوں پر بلبلین اچھڑان
 نمرہ سر میں غرض عجیب قسم کا طرب خیز صحرا ہر کہ جسے دیکھ کر انسوئے آدمی کا جی لگے خلاصہ اینکه ابھی نصف صحرا طر نہ کیا تھا
 کہ سامنے سے ایک مکان نہایت جلیل القدر عظیم الشان قابل بود و باش شاہان والا شان نظر آیا اس مکان کو دیکھ کر
 نقابدار نامہ آگے بڑھے آگے بڑھ کر کیا دیکھتے ہیں کہ اسونے کا دروازہ ہر میرے کی پرچیں اسپر لگی ہوئیں ہیں اور طرح
 کا مینا کیا ہوا ہر کہ میناے فلک اس سے شرمنا رہا ہر چارہ دیواری اسکی لفرہ معقول تھی ہر اور چند غلامان زرین
 ہاتھوں میں سونے کے عصے لیے ہوئے در دریاں زربفت و گنواہ کی سپنے ہوئے ہیں اور اس دروازے پر کھڑے
 پہرے رہے ہیں غرض کچھ اس نصح کا مکان ہر کہ نقابدار نامہ کو ایک حیرت و کتا ہو گیا کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ ایک
 دروازہ مکان کا کھلا اور جلوس شاہانہ اس مکان سے نکلتا شروع ہوا خاصہ دربارہ ہمد سے ہاتھوں میں لیے ہوئے
 ڈٹکا ہوتا ہوا نقیب بولتے ہوئے اور اس سب جلوس کے چھے ایک تخت جواہر نگہ کچھ مہربان نہایت با آب و تاب
 ہیرے اور زر و کی پھیلیاں سر پر لگی ہوئی اور تمام لباس زرتار پہنے ہوئے اس کو اپنے کا ندھے پر اٹھائے ہوئے
 چلی آئی میں نقابدار نامہ اسے بجا دیکھ کر اور بھی تعجب ہوئے کہ بارالہ آخر یہ ماجرا کیا ہوا اور یہ کس طسرات کا کارخانہ ہر کس
 بادشاہ اولو العزم کا یہ مکان ہر کہ بھی خراب میں بھی نہیں نظر آیا اسی حیرت میں کھڑے ہوئے نقابدار یہ سوچ رہے تھے کہ ایک جہاں

نے اگر نقابدار کو نہایت ادب سے سلام کیا تھا بقادر نامدار نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ جاؤس شاہی اول
یہ مکان بادشاہی کس اولوالعزم شہر یار کا ہے اور تمہاری میسرے پاس آنے کی کیا بہت ہے یہ سنکر اس چوہدار نے بے عرض کی کہ
اس شہزادہ عالی وقار اور نقابدار نامدار یہ مکان تو اصل میں خاں خاں بن خاں کا رجاؤ کا ہے اس کجخت نے ملکہ نسیم سمین کو
اس مکان میں قید کیا تھا آج وہ ملعون بقدرت خدا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اور ملکہ نسیم سمین کو آج بعد ایک مدت بعد وہ
عوضہ بید کے آس گزرا ہمارا ساحر بدکار کی قید سے رہائی ہوئی ہے اور آپ کے طفیل سے یہ روز سیدہ حاصل ہوا ہے بس ملکہ نسیم
سمین نے ارشاد کیا کہ اس شہزادہ عالی قدر کو بوجہ بل و جاہ شاہانہ بے ادب کہ آج ہم اسکی دعوت کرینگے کل وہ اپنے گھر
چلے جائیں گے ہم اپنے گھر چلے جائیں گے جا کر شہزادہ عالی قدر سے عرض کر دو کہ ملکہ نسیم نے ہنگام عالی کی دعوت کی ہے اور عرض کی
ہے مگر صریح کر قبول افتد زب سے عز و شرف کے آج شب کو ہمیں قیام کیجیے یہ سنکر نقابدار نے ارشاد کیا کہ اگر وہ قصد ہمارا نہیں کرے
نہ تھا لیکن ہماری ملت و مشرب میں چونکہ وہ دعوت منوع ہے لہذا ہم نے دعوت ملکہ کو قبول کیا یہ سنکر نقابدار سے جواب
نے اتنا اس کیا کہ خداوند عالم حضور کو سلامت باکرامت رکھے اور اقبال و ختم اور جاہ و اجال کو مضاعف کرے یہ سخت
شاہی ماضی ہے اسپر بیٹھ لیٹھتا ہوا نقابدار اس تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور مہمان وہ سخت اٹھا کر جلسہ انج و رجا
کے اندر جا کر دیکھا تو عجیب قدرت مناع برحق اور قادر مطلق نظر آئی کہ ایک باغ نہایت پر آب و تاب کہ کبھی چشم فلک نے
بھی نہ دیکھا ہوگا نظر دیا کہ جس باغ کی تشریف اور توصیف میں زبان فارسی عاجز اور زبان انسانی معترف کانست ہے مگر شے

نمونہ از خردار سے یہ ہے نظر	کئی قصبہ کے گردین تھا وہ باغ	دیکھے رضوان تو کھائے سینہ دریا	شکستہ لیس کی تھی زمین ساری
اور کہ کئی تھی آئین گھاس جی	زردن کی جا پہ ہیرے موتی تھے	کہ کئی جنگی جان و دلین جسے	آئین تبسم کے لگے تھے دخت
مٹھی بھی دان لگے تھے کھرت	موتیا مگر اگل سنبھو	دیکھا مین جو کھل کے راتون کو	اشرفی جاہی جوہی ہار سنگار
تھی ہر اک طرح کی ہر اک پہ ہار	لاجور وی تھا کیا گل خیسر و	سرد پر قمی کر فی غمی کو کو	یار کو اپنے وہ بلاقی تھی
ہر کمان ہر کمان سنائی تھی	سیونی کی بہار ایک طرف	گفتگی کی قطار ایک طرف	ستران رانی بل اور فرین
باغ میں اُنکا تھا عجیب آئین	تا کہ انور دن کی تھی اچھی	جسے سارے میں عشق ہو موعود	باغ وہ گلشن تجسلی تھا

ہر من معدن تجلی تھا کہ جسے دیکھا چو شمس و ماس نقابدار نامدار کے پراگندہ ہوئے اور اپنے دل میں یہ خیال
کر نے لگے کہ اللہ اکبر جس حسین کے لیے باغ اس قسم کا لگا یا گیا ہے وہ خود حسین و خوبصورت کیسا ہوگا اللہ اکبر کوئی چیز بھی اس باغ
میں ایسی ہو کہ جو بد مزید اور بجا ہو شعور کیا درخت بے ثمر کیا سیوہ دار + اپنے اپنے موقع پر ہیں ہشتار + اور ہر من کے درخت
میں ایک عجیب بہار تازہ نظر آتی تھی کہ شعر و غرض میں بہر نہ نیرین بین ردان + پڑھ رہی تھیں چادریں لاکھوں دہان + اور
علاوہ اس میں بندی کے ہزار دن اور ہفتوں کے گرداگرد بھی اس قرینے اور اس روئے سے پھولوں کے درخت
اور آئین پھول لگے ہوئے تھے کہ جسے دیکھ کر آنکھوں میں تراوٹ اور قلب کو سکون حاصل ہوتا تھا اس

کیوڑا چنگاں باجین گڑھل	لالہ و صد رنگ نافرمان کنول	سیدتی واؤوسی بالونہ کنار	گھنیرون کے لگے تھے میسار
مخفی در غار و زنگس جہنری	کر ہے خستے سارے گل جلوہ گری	تھا وہ درخت بخش دل ایسا	جسکو کہتے تھے نانی باغ جنان

اور ان پھولے پھولے ہفتوں میں شمع یون ہمارے جھوٹے تھے بار بار چہ بطرح سادہ میں پڑتی ہر ہشتار + اور درختان
بار بار سر بلبلین اس طرح نغمہ رہیں اور قمر بان اس طرح چمک رہی ہیں کہ بے اختیار ہر بار یہ جی چاہتا ہے کہ ہر دن کھڑے
ہوئے سنبھلیا شعور ہر نفاختہ نعرہ زن پھر سے ہوئے ہر مرغ چمن پھر سے ہوئے آئینہ جو یہ باصدا انداز
چمک رہے ہر طوطی خوش آواز و غرض کچھ اس رنگ و رنگ کا باغ ہے کہ نقابدار کو تو سکتا سا ہو گیا ہے اور وہ ملکہ

نقادار کی یہ کیفیت ہر کہنگی باندھے دیکھ رہے ہیں کہ خدا کی خدائی میں ایسے سین بھی پڑے ہوئے ہیں کہ جنہیں دیکھ دیکھ کر
 ہو کہ پاس جاتی ہر گویا حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے دست قدرت خاص سے بنایا ہر وہ جن اور وہ جبکہ دیکھ کہ شل شل ہوتے
 آنکھ بند ہوئی جاتی ہر اور وہ سینہ نہایت شرم و حجاب اور ناز و انداز سے باہر نہ نکلتے دناز سر جھکا کر کھینچتی ہر اور کبھی
 چھٹی نظر دین سے نقادار کی جانب دیکھتی ہر اور کبھی چھٹی نظر دین سے سر اٹھا کر نقادار سے کہتی ہر کہ مہربان اچھی طرح
 بیٹھے ایک تو نقادار انداز اس کے تیر جن سے گھٹا لپٹتی ہوئی جگے تھے دوسرے آس ناز و انداز کی باتوں نے اور بھی
 دل کو لہجایا اور اس کے حسن طبع کا گرد ویدہ بنایا نقادار نے ارشاد کیا کہ امی ملک اگر میں تیرے مہمان اپنا کیا ہر تو جارا آنکھ کو
 بائیں کر دیکھ اپنی کو کچھ ہماری سنو کیونکہ ہم اسی شب کی شب بیان قیام کو نیگے پھر معلوم نہیں کب ملاقات میسر ہوگی معلوم
 نہیں کیا کیا آلام اٹھا کر سیانک آئے ہیں ایک ذرا دل بٹلے اور کچھ نور بخ و فکر ملے یہ کہہ کر ملک کو ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر
 بٹھالیا اب تو ملک کا یہی مقصد دل گویا حاصل ہو گیا نہایت ہی ناز سے اٹھ کر نقادار کے برابر آ کے بیٹھی اور حکم دیا کہ کھانا
 اور گائینا اگر حاضر ہوں اور مجرا کرین مجھ کو حکم کے گائینا در طلب آنا شروع ہو گئے ملک نے کہا امی نقادار ناز و انداز جس دیکھ میں اس
 بلا میں آئی ہوں اس ہر ناز و انداز سے خار خار بن اٹھا کسا جادو کی قید میں پھنسی ہوں اسدن سے آج آپ کے تصدق میں خوش مسرور ہو کر
 بیٹھی ہوں اور خوشی سے آج پنج دیکھو گی انفرس سب گائینا اگر حاضر ہوئیں وہ بھی ایسی گرما گرم اور حسینا طبع کہ جنگی بدست

میں زبان قاصد ہر اشعار	ایک ایک نہیں شیخ دیدہ تھی	پردہ ناموس کا وریدہ تھی	وہ انکسین بلا جوائی کی
وہ ترنمین بلا جوائی کی	ایسی جبین ایسی گریا گرم	برق و سیلاب کو بھی آئے شرم	نور کی صورتیں مزاج فیض
ریشک تابید غیرت بلیس	چور ہر راہ پارہ مستی میں	عود و ہوش خود پرستی میں	کوئی گوری تو سانولی کوئی
ہو رہی کوئی تو پری کوئی	ایک ایک آئین قاتل عالم	اور وہ اٹھتی جوائی کا عالم	دل بھانسنے کی باد سب کھاتیں
پھولی بولی وہ لاڈلی بائیں	وہ جھلا دے کی طرح سے خجل	ترجما انداز حال میں جھل بل	پٹیاں اپنی کوئی نکالے ہے
شیرخ موبان کوئی ڈالے ہے	گلج کی پینے تھی کوئی محرم	ہاتھ جس سے تھکی نو محرم	کوئی لاہی کی پینے تھی انگلیاں
جسپہ بنگا بنا تھا چشکی کا	سب کی سب مست بادہ بھگ	کوئی گایہیں کوئی گایہیں	ایک ایک نہیں تھی غضب کی کھلا

نقادار ناز و انداز اور ملک تسلیم نہیں کو نہایت ناز و انداز سے سلام کیا ملک نے اشارہ کیا کہ طرح
 شروع ہو سازندون نے ساز ملائے کہ بائیں کی گنگ سمان کو جانے لگی رد و سازنگی کا کھینچنے لگا ہر قسم کا رنگ مالا بجے لگا کچھ
 ایک پر یزاد گائیں آسمین سے اٹھی اور گھٹکرو بانہ کھڑکھڑا کر پیشواں ہنکرا پچنا شروع کیا اور گت نکالنے لگی ایسا

ناچی گت اس طرح دوا و دعا	دور کرنے لگا تدر وادا	کچھ سے ہاتھ وہ نکالتی تھی	دل کو ہر بار پیسے ڈالتی تھی
کبھی سارا بدن وہ مسکا نا	کبھی دامن سنبھالتے جانا	کبھی غم سے مسکرا دینا	کبھی تیوری کا وہ جڑھا حالنا
وہ کلائی میں شاخ گل کی گنگ	آبھرے سینے کی بھی وہ فسر	شل ظاوس ایسی ست نبی	جوتی ایڑی سے لگ گئی آنکھی
حلقہ دست جب ہوا بالا	بندہ گیا گرد ماد کے بالا	سر پہ رکھا آٹ کے جب غل	ماہ تا بان پہ جھایا بادل
ناز سے سر پہ جب رکھا ہاتھ	اہل محفل کو تھا سر ہی کا ہاتھ	جسکو تیوری بدل کے بتلایا	دہن تیور کے اسکو غش آیا
جسکی جانب تبا کے سسکی لی	جان آسنے سسک سسک کر دنا	یہ راجدھر نظر رہا پٹی	مسکرائی تو گر پڑی جلی

اس طرح ناچی کہ ملک اور نقادار دونوں محو نظر ہو گئے اور ہوش و حواس بے اندر رہے تھوڑی دیر کے بعد نقادار نے ارشاد کیا
 کہ آج مجھ کو گراؤدہ تسلیم کر کے بیٹھ گئی سازندون نے پھر ساز ملائے اور اسنے گانا شروع کیا
 لاک کو شل صوفی آیا حال بار بزم سے چھپا نہ خاک ایسا ہیدے کفن کو جاگ کچھ فرزندین تانین کی روح

توئی مانند طائر ند بوح	السا باند جانتی اسے سزا دینا	داد دیتی تھی چرخ پر نہ ہرہ	توئی چرخ لاکھ دون کی
کرب اس کے کلال کو سوئے	زیر نگہ راگ رنگ ہوا	دن ایسے منہ نیک پر رنگ ہوا	ایسا ہی اس کا گنگھا جوین کا
قصان مند تو تھا ارگن کا	کو غضب کی سرلی تھی آواز	ساز و پردہ اس سے کرا تھا	ہو جا کر کمون پر سے لہجہ
لجن داؤد اس کا تھا دسانہ	ہو گئی چشم ساز گوہر بار	بن گئے تار آنسو دن کے	شیشہ کو کو لگ گئی پچی
ڈبڈبا آئی چشم ساعہ کی	لب تصویر پر تھی شورشل	شعلہ شمع کی زبان	ہو گئے مست سب درود
بول اسے طائر کی نقش و نگار	جیکہ یقینی تھی نور کی کوئی جان	وٹھاری کتے تھے علی کی لال	ایسا ہی کہ تھا بدار اور

دونوں بخود ہو گئے بعد اس کے اور گانہیں اپنی اپنی باری اپنے موقع پر نہایت ناز و انداز سے گانیں کہ تھا بدار سے اس قسم کا قص کہ دیکھا تھا جب محبت برخواست ہوئی تھا یہ ہوا ملک نے تھا بدار کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ وری کے باہر آئی جمع کے درمیں دو گریبان بچواہن ملازمین کو کام دیا کہ آپ سب اپنے اپنے مقام پر جائیں اور ایک تصویر سی ویرا رام کریں ملازم سب اپنی اپنی طرف چلے گئے کنارے نہر کے سب سب منوشی نوپلے ہی سے مینا تھا ملک نسیم حسین نے ایک عام نقابدار کو بھر کے دیا اور ایک جام خود دیا اور اٹھ کر نقابدار کے گلے میں ہاتھ ڈال دینے تھا بدار تو پہلے ہی اس کے دلدادہ ہو چکے تھے تھا بدار بھی اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دینے دست درازی ہونے لگی لیکن نقابدار نے وہ جام ملک کے ہاتھ سے تولے لیا ایک میز پر رکھ کر بھیجی تھی اس پر رکھ دیا اور کہنے لگے کہ اس ملک میں نے بھی جب سے نہیں دیکھا ہے بھلو بھی ایک قسم کا نقش ہو گیا ہے میں خود تھا اسے دل کا نشان ہوں لیکن یہ امر تعجب ایمان نہ لاؤ گی یہ امر سرگز و قورع پذیر ہو گا مگر خیر اس وقت تو ہنگام منوشی پر پھر دوسرے وقت ہمارے تھا اسے یہ امور حل ہونگے یہ باتیں سن کر اب جو ملک نے دیکھا وہ جام شراب گل رنگ اسی طرح رکھا ہوا ہے ملک نے اٹھ کر وہ جام اپنے ہاتھ میں اٹھایا اور کہنے لگا کہ وہ اسی نقابدار یہ طرز محبت نہیں ہے عین کو پیٹے اگر یہ جام ہمارے ہاتھ سے نہ پئے اس کی ان باتوں پر نقابدار بھی کچھ پھل گئے اور چاہتے تھے کہ وہ جام اس کے ہاتھ سے پی لیں کہ وقت نظر جو نقابدار کی اٹھی تو دیکھتے کیا میں کو وہی طوطی ایک درخت پر بیٹھی تھی ہر جیسے ہی اس طوطی کی نظر نقابدار سے دوچار ہوئی کہ اس طوطی نے زمین سے نقابدار نامدار کو آواز دی کہ مینا تھا بدار اسی نقابدار عالی و ناز سرگز سی جام نہ مینا کہ جام طلسم ہے اور یہ سارا مکان و باغ سحر کا ہے خبر دار ہو جیسے اس نقابدار یہ عورت اسی ساحر کی بیٹی ہے کہ جبکہ آپ بھی قتل کر چکے ہیں دیکھتے لوح سے ہشیار ہو جیسے ایسا نہ کہ لوح ہاتھ سے جانی زب سے تو ہم ساری کی کراتی محنت و جانفشانی خاک میں مل جائے اگر لوح آپ کے ہاتھ سے چھین گئی تو پھر کچھ ہلکے نہ بن پڑ گئی اور ہاتھ ملے و جائے گا دیکھتے ہنسی اس جام کو ہاتھ سے پھینکے اور اپنے سامان کو دست کر کے راہ لیجئے اتنے اکبر آپ لوح سے بھی غافل ہو گئے یہ سننا تھا کہ نقابدار نامدار نے وہ جام ہاتھ سے پھینک دیا اور فوراً اٹھ کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ اور محنت و دام تر ویر میں پھنسا یا چاہتی تھی اسی تیرے دام میں اور ہی کوئی پھنسا گیا تھا بدار کا اٹھنا تھا اور لوٹ کو دیکھنا تھا کہ نور ملک دھڑ سے کرسی پر گبری اور گر کے فوراً ایک پہری کی قطع پر مشکل ہو گئے اس طوطی کے پیچھے لپکی اس کا لپکنا تھا کہ وہ طوطی بھی اس درخت پر سے اڑی اور اڑ کے دوسرے درخت پر جا بیٹھی یہ بہری بھی وہاں پہنچی یہ طوطی اڑ کے قصر کے اندر چلی گئی وہ بہری بھی اس بارہ وری کے اندر چلی گئی غرض جہاں جہاں وہ طوطی جاتی تھی وہاں وہاں یہ بہری بھی اس طرح لپکتی ہوئی جاتی تھی کہ اگر پالکے تو اس طوطی کا ایک ہی فقرہ کہ جائے وہ طوطی کہنے لگی کہ اس نقابدار یہ طوطی تیرا ہی جان نہ کرتی ہے مگر پالکنا کہ تمہاری محبت اور الفت میں میری جان برفتی ہے اگر میں تمہیں اسی راز سے آگاہ نہ کرتی اور پھنس جانے کا خیال نہ کرتی تو کا ایک کو گرفتار ہوتی اور آنکھوں سے طوطی کی آنسو ٹپک کے نقابدار پر گرے اس کے آنسو گرنے پر نقابدار بھی آبدیدہ ہو

اور وہ طوطی نقابدار نامدار کی پشت پر اگر گری نقابدار نے اس طوطی کو اٹھا کر اپنے دامن میں چھ لیا اور لوح اس ہری
کی طرف اٹھانی کہ اس لوح کے سامنے ہوتے ہی ہری گری اور لشکل اثر در شکل ہو گئے نقابدار کی طرف لپکی اور چاہا کہ نقابدار
پر تکیہ کرے اب جو نقابدار لوح کو دیکھتے ہیں تو دیکھا کہ صاف لکھا ہوا ہے کہ امی نقابدار نامدار جب تجھ کو یہ واقعہ پیش آئے اور
وہ ہری لشکل اثر در شکل ہو جائے تو ہرگز ہرگز خوف و ہراس نہ کرنا اور مطلق نہ ڈرنا بلکہ ان اسمائے معلوم کو پڑھنا شروع
کرنا اور اپنے سینے پر دم کر کے دونوں ہاتھوں میں مضبوط پکڑ کے یا علی دلی کیلئے مارنا وہ اثر در فوراً ہلاک ہو جائیگا پس یہ
دیکھ کر نقابدار عالی دوار نے وہ اسماء پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو اس میں ہر دم کر کے سینے کا جو ایک یا تھ یا علی دلی لکھا
اس اثر در کے بارے میں برابر دو حصے کر دیئے اسکا مرنا تھا کہ ایک شعلہ آگ کا بلند ہوا کہ اس نے اس قصر اور باغ کو بالکل سوختہ
کر دیا اور بگڑے اور ترقی خاک کے اڑنا شروع ہوئے اور ایک دواز ہونک بڑے زور و شور سے پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام میں
سارہ شہر ننگ شہر ارہ بنت خار خار بن خاکسار جاوے جو بعد اسکے جب بلوے اور ترقی خاک کے اپنی بگڑے گئے
تو اب جو دیکھتے ہیں تو وہ طوطی اور وہ لوح اور وہ تیغ سب انکے پاس حاضر و موجود ہے نہ وہ تیغ ہونہ قصر نہ وہ درخت ہن ہن
نہ وہ جو بدار نہ وہ خاصہ دار نہ مہربان نہ تخت کسی چیز کا تپا نہیں ہر سب غائب ہو گئے اب فقط نقابدار نامدار میں اور وہ
طوطی و تیغ اور لوح انکے پاس ہر ایک کیلئے کھڑے ہوئے میں اور ایک صحرا سے وسیع ہے کہ جہاں تک نظر کرتے ہیں سولے میدان
کے کچھ نظائیں آتا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا سامان سحر کا تھا اور وہ گائیں سحر کی تیلیاں تھیں اور وہ سب لازم سحر کے تیلے سے آئے
نقابدار نامدار نے جو لوح کو دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ از قناخ طلسم بعد اس واقعے کے تو اس صحرا کی داہنی جانب جانا
جائے جائے تجھ کو ایک میدان وسیع پڑھنا ہرگز زور و زاری لیکھا تو سیدھا سیدھا اٹھا کر ہوئے چلا جانا جائے جگہ ایک کوہ زمر میں
لیکھا تو یہ اسمائے الہی پڑھ کر ایک خاک کا تپا توڑ کر سپرد دونوں ہاتھوں جھا کر کھڑا ہونا بصورت خداوندہ تپا تپکاؤ اڑا کر اس ہاڑ پر
ہو بخاؤ گیا اور جب تو اس ہاڑ پر سوچا تو ایک بندہ سولہ لڑکے ایک تخت پر لکھتے پر بیٹھے ہو گئے اور بیچ میں اٹھ کر ایک
لوہا نہایت حسین و خوبصورت جلوہ گر ہوگا پیشانی پر اسکی ایک خال سیاہ ہوگا اور ایک زمرہ کے سیارے میں صابون کا پانی
بھرا ہوگا اور ایک سے بلورین منہ میں لیے ہوئے بلبلیہ چھوڑا ہوگا اور جب وہ جہاں بہت سے ہو جائیں گے تو بالائے ہوا باہم چکر
لٹوٹ جائیں گے اور ان جہاں میں سے نہایت حسین و خوبصورت پر یان پیدا ہوگی اور بالائے ہوا باہم لڑائی اور وہ لڑکا یہ
تماشا دیکھ دیکھ کر قہقہہ باریگا اور خوش ہوگا اور جو لڑکے اور ہونکے وہ بھی شہسینکے جب وہ لڑکے تجھ کو دیکھیں گے تو نہایت سب
آواز سے مدد باش باش کی بلند کریں گے مگر تو ہر سان نہو نا اس طفل حسین کے آگے ٹھہرا جانا جب وہ لڑکا تجھ کو اپنی جانب
آنے دیکھ گا تو تیغ پکڑ کے تیری جانب دوڑے گا تو خوف و خطر تیرے کان میں جوڑ کر اسکی پیشانی کا خال تاک کے مارنا اگر تیرے
تیرے کے جو بیچ خال پر پڑ گیا تو تو اچھا ہے اور اگر نشاندہ تیرا خطا کر گیا تو نقصان دہرا ہو اور بیشک خطا پائیگا دیکھ خبر دیتے
ہو شیاری سے کام کرنا چونکہ نہیں انقض نقابدار یہ حال دیکھ کر اس صحرا سے آگے بڑھے اس صحرا کی داہنی جانب
چلتے جاتے تو ساری دور کے بعد ایک پڑھنا اور طرب خیز نہایت وسیع صحرا سے سرفراز ملا کہ جسے دیکھ کر نقابدار کی
آنکھوں میں ہزاروں اور طلب میں سکون پیدا ہوا کیسی ہری گری گھاس میں ہوتی ہے اور قریب جھولی ہاڑ یوں کے
سلسلے اور شہنوں سے پانی روان ہر ایک عجیب ہمارا اور سردی کی جگہ ہے کہ سبحان اللہ و بحمدہ اور سامنے نہایت بلند کوہ
زمرہ میں ہے کہ جسکی چمک سے آنکھوں میں چکا چوندائی جاتی ہے عرض نقابدار نامدار نے موافق تحریر لوح ایک بڑا سا پتھر کا
توڑ کر اسپر دونوں ہاتھوں جھا کر وہ اسمائے الہی پڑھنا شروع کیے جب نقابدار نامدار کی سمار کو پڑھ چکے تو خود بخود وہ تپا تپکا
خود حرکت میں آیا اس پتھے کا حرکت کرنا تھا کہ بڑے زور و شور سے ہوا چلی اور وہ تپا اٹھا تھا بد آر بھی اس پتھے پر دونوں ہاتھ

جس کے اڑے ہوئے چلے جاتے ہیں اور وہ باندھو تاجا ناہو تا ایکنہ نقابدار عالی وقار اس ہاڑ پر ہوئے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ اس ہاڑ پر عجیب ہاڑ پر خیز ہر میوہ دار و زنت بار دار کھڑے ہوئے ہیں نہ صرفا جاری ہر کرسیاں بھی ہوتی ہیں گردا گرد اس نہر کے صحرائی پھول نہایت ہی خوش وضع لگے ہوئے ہیں اور سامنے اس نہر کے ایک تخت نہایت ہی بڑا نکلتا ہوا ہوا ہر اور ایک لڑکا حسین و خوبصورت مکہ مکہ سے درست لکھ

پا بگل سر ہو گیا یہ چین	دیکھا آگے سر و قد کی بے چین	جس سے روشن تھا فائدہ امید	جس میں اسکی غیرت نور شید
دل عشاق تھے جہاں بچہ	اس کے ابرو کمان تھے مژگان خیر	جس کو کاٹا ہوا وہ جی سے تباہ	زلف مٹی اسکی مثل ماریاہ
مطلع نور کے تھے سہاڑے	کیا نور تھے اس کے خصلے	رد ہوا اس کے ہر گہرے آب	اس کے دندان تھے گوہر نایاب
دو بتا آسمین تھا دل شیدا	جاہ غیب کا تھا وہاں پیدا	بلکہ بدر اس کے آگے عشر عشر	کف دست اس کے مثل بدر نیر
ہو جو بن دیکھا اس کا صفت کمال	تھی کمر اسکی وہم بلکہ کمال	شوخی و دلیری تمام بلا	ہنسنا اس کا غضب خرام بلا
نزدیک از میری نشیندہ از دور	دیکھ جائے داشت از حد بشر دور		

ایک مسند ز تار پر نہایت ہی ناز و انداز سے بیٹھا ہوا ہر اور ایک خال سیاہ اسکی پیشانی پر ایسا سن دے رہا ہر کہ وہ دادا ہ یہ معلوم ہوتا ہر کہ دو حہ دل عشاق سمٹ کر ایک جامع ہو گیا ہر اور ایک بندہ سولہ لڑکے چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کے گورے گورے گردا گرد اس طفل حسین کے بیٹھے ہوئے ہیں بائیں طرح طرح کی ہو رہی ہیں وہ طفل حسین بھی ہنس رہا ہر وہ لڑکے بھی ہنستے رہے ہیں کچھ راگ مائے رتے ہوئے ہیں چھڑ چھڑ ہو رہی ہر ایک عجیب طرح کی صحبت ہر عجیب قسم کا سماں ہر کہ نقابدار کے بھی دل میں یہ بات مرنے کو ہونے لگی کہ کیونکر اس صحبت عشرت میں جا کر شرمیک ہو جاؤں اور اپنا دل بدل دوں پھر خیال آگیا کہ ای نقابدار یہ خیال بد کردار کس قسم کا ہر اس خیال خام سے باز آدیکھ کیا کرتا ہر اور یہ لکھنے سامنے اس تخت کے بڑے اب جا کر کیا تماشا دیکھتے ہیں کہ زمرہ کے پیالے میں صابون کا پانی بھرا ہوا ہر پور کی نوٹانہ میں ہر بلبلی چھوڑ رہا ہر اور وہ حجاب بالائے ہوا جنب بست سے جمع ہوجاتے ہیں تو باہم ملکر گر ٹوٹ جاتے ہیں اور انہیں سے نہایت جبرنج خوبصورت پرمان پیدا ہوتی ہیں اور باہم بالائے ہوا لڑتی ہیں طفل حسین اور وہ سب لڑکے منہ میں دھنستے مائے ہیں نقابدار انہما دار یہ تماشا کھڑے دیکھ رہے تھے کہ دفعہ اُن لڑکوں کی نظر جو اس طفل حسین کے گردا گرد بیٹھے ہوئے تھے نقابدار نامدار پر پڑ گئی ایک مرتبہ وہ بکے سبب از باش باش بلند کر کے اٹھ کھڑے ہوئے کہ کمان جاتا ہر ٹھہرا ہر البتہ ہر طلسم ہو گیا فضا تیری بیان لائی ہر لیکن نقابدار خوف اس طفل حسین کی طرف چلے کہ وہ لڑکا بھی نقابدار نامدار کی طرف چلا اور چلا کہ تیرے کمر کے نقابدار پر حملہ کرے اور بیٹھے پر ہاتھ رکھ کے نقابدار کی طرف لپکا کہ فوراً نقابدار نامدار نے شر جلا کمان میں رکھ کر اسکی پیشانی کے خال کو ناک کر اس زور سے لڑا کہ میں پیشانی کے خال پر پڑا تیرے پڑنے ہی وہ لڑکا تخت کے نیچے گرا اس کا تخت سے گزرا تھا کہ ایک داز میب پیدا ہوئی کہ ای کجنت کمان جاتا ہر ٹھہر تو جا اور وہ تمام پرمان شعلہ آ آتشیں منہ سے چھوڑتی ہوتی نقابدار کی طرف لپکس اور ایک تار کی پیدا ہونی شروع ہوتی اب نقابدار حیران ہو کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں فوراً لوح کو دیکھا آسمین لکھا تھا کہ جب تو اس لڑکے کو مار چکے اور پرمان تیری طرف شعلہ آ آتشیں چھوڑتی ہوتی دوڑیں اور ظلمت پیدا ہو تو یہ اسما پڑھ کر اس تار کی طرف بھونک دینا وہ ظلمت رفع ہو جائیگی اور بلا دفع ہو جائیگی پس فوراً وہ اسما پڑھ کر نقابدار نے اس ظلمت کی طرف بھونک دیا ان اسما کا دم کرنا تھا کہ وہ ظلمت مٹے ہونا شروع ہوئی اور اس کے بر ساری بندیر کھو لکر یہ آواز دینے لگے مارا جو ان کشتی ہم من حجاب جا و و بود رفتہ رفتہ وہ ظلمت سب رفع ہوئی جب وہ تار کی دفع ہوتی تو اب نقابدار کیا دیکھتے ہیں کہ نہ وہ پہاڑ ہی نہ صحرائیت نہ وہ تخت از نہ مجمع طفلان بلکہ ایک میدان وسیع ہر اور ایک بڑا عظیم الشان قلعہ نہایت محکم اور زبردست سامنے معلوم ہوتا ہر

اور اس قلعے سے ایسی جلالت اور عجب ساحل ہر کہ نقابدار سے بہادر جبار کے جو اس باختم ہو گئے لوح کو جو اٹھا کر دیکھتے ہیں
تو اس میں لکھا تھا کہ اے نقابدار نامہ دار ہوشیار ہو کہ یہ جناب جادو تھا جو قدرت خدا تیرے ہاتھ سے مارا گیا اور یہ قلعہ طلسمی
محشر جادو کا ہر جناب جادو کے مارے جانے کی خبر محشر جادو کے بیرون نے اُسے پہنچا دی ہو اب وہ تیرے
مقابلہ کو ہزار ساحرون سے لکھا گیا خبردار گھبرا نہ میں اور ہر اسان منو نا جو ایک ساحر تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو اُس کے
خون سے دس ساحر سدا ہونگے تو کسی طرح کا خون نہ کرنا اور لڑتا بھڑتا مارنا پٹیا محشر جادو کے قریب پہنچ جانا اور ہر اگر
قریب محشر جادو کے ٹکڑا ہونا اور یہ لوح طلسم جو تیرے پاس ہر وہ اُس کے سامنے ڈال دینا اور کہنا کہ اے محشر جادو اگر
تم مجھے صرف اس لوح کے لیے استعداد جنگ جہل کرتے ہو تو لوح حاضر کردی بسم اللہ تو مجھے اس سے کوئی کام نہیں ہو سکتا
اگر تیری مرضی اس امر میں ہو کہ میں تمہارے ساتھ رہوں تو میں اس میں بھی موجود ہوں تمہارے ہمراہ ہوں اے نقابدار جب
تم لوح اُس کے سامنے ڈال دو گے تو وہ علامتیں جنہی ہوگی سب بر طرف ہو جائیں گی اور پھر سحر اُس کا تیسرا کارگر ہوگا جب سب علامت
سحر کے بر طرف ہو جائیں تو توفیق اپنا دینوں ہاتھوں میں مضبوط پکڑ کے بچو جوڑے پر مارنا کہ وہ برابر دو حصے ہو جائیگا
اگر تمہارے سینے نے خطا کی اور بچو جوڑے پر نہ پڑا تو یاد رکھنا کہ سحر کو قیامت خیز ہر پا ہو جائیگا اور تم اس سحر سے بھاؤ گے
یہ مال نقابدار نے اُس لوح میں ملاحظہ کر کے اُسے اپنے پاس رکھا اور نظر ادنی کر کے جو دیکھتے ہیں تو دیکھا کہ ایک نہایت
پرہیز اور فیصلہ کن ساحر دن کا چلا آتا ہر شعلے آگ کے منہ سے نکل رہے ہیں آتشیں گزر ہاتھوں میں لیے ہوئے آتے ہا
پشت تنگ کا ندھوں پر رکھے ہوئے سینہ دوسرے قلعے پیشانیوں پر لگے ہوئے لوہے کے کڑے پہنے ہوئے سحر برہی
ہے ہوئے نہ دوزخ و آگ میں جھپٹنے ڈکارتے آواز باش باش مادی تا بد قیامت انجام مادی بلند کرتے ہوئے قریب گئے
نقابدار نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار ساحر سے کچھ زیادہ ہی ساحر ہیں اور سب کے آگے آگے محشر جادو بڑے
گہر و بخت سے چلا آتا ہے اور قریب نقابدار کے آکر ایک نرہ مارا کہ بگیرید نقابدار را بگیرید اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ دفعہ
دو ہزار ساحر نقابدار پر گرے اور حملہ ہلے ترسول و ہنسول کرنا شروع کیے مگر یہ برکت اُس لوح کے کوئی حملہ انہیں نہ ہوا
اور نقابدار نے جو تینہ پکڑ کے دار کرنا شروع کیا تو ایک ایک ہاتھ میں دس دس گرنا شروع ہو گئے مگر جو ساحر
زمین پر گرنا ہی اُس ساحر کے خون سے دس دس ساحر اور پیدا ہو جاتے ہیں خلاصہ اینکه جیسا اُس لوح میں لکھا تھا کہ تو
اس سحر پر اب نہ ہو سکیگا و بسا ہی نظر آیا کہ نقابدار نامہ دار اُس لوح ساحران کو چرتے بھاڑتے ہوئے اُس ساحر نا بکا محشر
جادو کی طرف چلے ہر چند وہ ساحر دار کرتے تھے لیکن یہ برکت لوح انہیں کوئی قرباثر نہ کرتا تھا اور یہ برکت لوح صحیح و سالم
ان ساحرون کو چرتے بھاڑتے محشر جادو کے قریب چلے جاتے ہیں کہ بعد خد منٹ کے قریب محشر جادو کے سونچے
جیسے ہی متصل اُس کے پہنچے کہ محشر جادو نے ایک دار گز آتشیں کا انہیں کیا اُس دار کو نقابدار نامہ دار نے بغیر
سپاہری خالی دے کر محشر جادو سے کہا کہ اے محشر جادو پہلے تم میری دو باتیں سن لو بعد اُس کے جو تمہارا جی جا ہیگا میرا
حال کرنا میں تو خود تمہارے پاس چلا آتا ہوں یہ کلمہ لوح اُس کے سامنے پھینک دی اور کہنے لگے کہ سنو اے محشر جادو اگر
تم مجھے اس لوح کے لیے لڑتے ہو تو میں نے یہ لوح حاضر کردی بسم اللہ اٹھا لو اور اگر تمہاری بی مرضی ہو کہ میں تمہارے ساتھ
ہوں تو اس میں بھی مجھے عذر نہیں ہے میں تمہارے ساتھ ہوں تم کیوں استعداد خود ہو گئے اور مجھے ایک نفس کے لیے استعداد خود
زبردست لیکر لکل آئے میں ہر گز تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا کچھ اس قسم کی باتیں نقابدار نے کیں کہ محشر جادو بھی سننے لگا یہ
باتیں سننے سننے محشر جادو کی نظر جو اس لوح پر پڑ گئی تو ساری حسنی بجا ہی بھول گئے اور وہ سب سحر و ساحری و ریاض و ہوی
ساری حقیقت ساحری و داغ سے رونو چکر ہو گئی اب نقابدار پر سحر کرتے ہیں تو وہ الٹ پلٹ کر بیان محشر جی کے

سر پر جاتا ہوا تھا بد اور پر کوئی چیز اثر نہیں کرتی بس یہ حالت جو محشر جادو دے دیکھی اسنے ساحر دن کے تین آواز دی کہ لینا اس
جو ان کو یہ تو کچھ مجھے بھی زیادہ تر لانا پڑا ساحر معلوم ہوتا ہے بس یہ آواز سنتے ہی تمام ساحر تقابدار سر ٹوٹے پڑے ایک
جو تقابدار نے دیکھا تو فوراً اس لمح کو ہاتھ میں اٹھالیا اور چار طرف اسکو پھیرا ناشر ع کیا جسکی آنکھ اس لمح پر پڑ گئی
سارا سحر بھول گیا غرض جتنے ساحر تھے ان سب کے سحر بیکار ہو گئے اور کوئی بات کارگر نہ ہوئی بس جیسے ہی یہ حال تقابدار
نے دیکھا تو راتینہ بیٹھمالی کو یا علی دلی کہ کھڑے چوڑے جوڑے پر جو بھر پور تاک کر ہاتھ مارا تو از سر تا پا ناخن پا بھر دھتکے کر دیئے
بس اسکا مارا جانا تھا کہ ایک شور و غل برپا ہوا اور اس کے ہر ساری تدبیر کا جلا بنے لگے کہ مارا جان کشتی نامن من محشر جادو و بود
اور ایک ہنگامہ قیامت انگیز برپا ہوا تمام ساحر چلنے لگے یہاں تک کہ چلتے چلتے سوائے خاک سیاہ کے دھیرے اور کوئی شے معلوم
ہوئی تھی گرد و غبار اتنا سے زیادہ اٹھا اٹھ گئے اور تن گرد کے بے انتہا اٹھے جب وہ بہ برکت اس لمح اور در و اسماء الہی کے
بر طرت ہوئے تو اب میدان صاف ہوا تقابدار نے جو اس لمح کو دیکھا تو اسمین لکھا ہوا تھا کہ ای تقابدار شاعر کہ تو نے
کیا سارے بدن کی سویان نکل گئی ہیں فقط آنکھوں کی سویان بانی ہیں ای تقابدار نامدار اس قطعے کے اندر چلا جا اور جس جگہ
محشر جادو کا تخت شاہی رکھا ہوا ہے اس کے نیچے ایک تہ خانہ ہے اس تہ خانے کے اندر چلا جانا ایک جگہ بیٹھا کہ نہایت کبر و تجر
ایک تھکر کی چوکی پر بیٹھا ہوا اور سامنے آٹھے چغت میں اس تہ خانے کی ایک دو خمرے لگے ہوئے ای تقابدار نامدار وہ دوزخ
جانور خوش رنگ جو ان خچرون میں بند ہو گئے وہ وہی عاشق و مشوق ہیں کہ باہم لگے مگر آتش عشق سے جلا کر خاک ہو گئے تھے
اور ان کے نشان و منہ وہ دوزخ و دوزخ پیدا ہوئے ہیں جو تمکو باہم چسپیدہ ملے تھے پس جب تو اس جوگی کو مار گیا تو وہ
بشکل اصلی شکل ہو جائیگا کہ ایک کا نام ماہ رخ پر سی ہے اور وہ مشوق و مغرب جسراہ رخ پر سی عاشق ہوئی تھی مسلمان
غیاث الدین ہے ان دونوں کو باہر نکال دینا ان غرض تقابدار نامدار یہ حال فرحت اشتعال کوٹ میں دیکھا اگے بڑھتے
ہیں تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ طوطی بھی بہ نہایت اصلی شکل ہو کے ان کے ساتھ ہوئی تقابدار نے اس سے اسفسار حال کیا
لمسے بیان کیا کہ ای تقابدار اسی محشر جادو نے مجھے اس حالت پر کیا تھا جب وہ مرا تو اسکا سحر ہی بر طرت ہوا مجھے نہایت
اصلی غایت ہوئی اب میں آپ کے ساتھ ہوں جہاں چاہے چلے تقابدار نے کہا کہ اب ان دونوں عاشق و مشوق جلا
بلاے ایسری کی رہائی کو چھتے ہیں وہ بھی ان کے ہمراہ ہوئی یہاں قطعے کے داخل ہوئے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ باہر سے
اس قطعے کی کیا ہیست تھی جریہ اندر ہی محشر جادو کے مرنے کے بعد بھی یہ کیفیت ہے کہ یہ نہایت ہونہار ہے کہ ہزار ہا ساحر تھے وہ
چلے آتے ہیں غرض تقابدار نے اس تخت کو ڈھونڈھا اور قریب اس تخت کے گئے وہاں جا کر جو دیکھا تو ایک چار جوگی
پیشین چھوڑے ہوئے لوہے کے بڑے بڑے دست اپنے ہاتھوں میں لیے تو نبیان آگے رکھے ہوئے نزد در و آنکھیں شیشی
رہی تھیں پہلے ہوئے چاروں کو نون تخت کے بیٹھے ہوئے ہیں تقابدار کو دیکھتے ہی سب کے سب تقابدار کی طرف دوڑے
تقابدار نے فوراً لوح کو نکال کر دیکھا لکھا تھا کہ ای تقابدار جب جوگی تیرے عجے دست پنے لیکر دوڑیں تو تو خوف نہ کرنا
اپنے نیچے کو پکڑ کے اور یہ اسماء دم کر کے ایک کے ایک جوگی پر جو مشرق رو کھڑا ہوا نہا جائے ہر جا بیٹھا تو اثر سحر ان تینوں
کا بھی باطل ہو جائیگا آنکو بھی مار ڈالنا ویسا ہی کیا تھا تقابدار نامدار نے کہ وہ اسماء پڑھ کر اس جوگی کے جو مشرق رو تھا ایک
مرتبہ تیغہ دونوں ہاتھوں میں مضبوط پکڑ کے مارا تو اس کے دو حصے ہوئے اسکا مارا جانا تھا کہ ان تینوں جوگیوں کا بھی سحر باطل
ہو گیا بس لیکے تیغہ ان تینوں کو بھی داخل جہنم کیا جب وہ مر چکے تو تقابدار نامدار اس تخت کو ہٹا کر اس لقب میں تار کے
جب اندر گئے تو کیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا تہ خانہ ہے کہ جہاں اسکا اور چھوڑین معلوم ہوتا ہے جہاں تک نظر کام کرتی ہے تہ خانہ ہی نہ ہوتا
معلوم ہوتا ہے اور ایک سنگ مرمر کی چوکی پر ایک گزرا ہوا بڑے کبر و تجر سے بیٹھا ہوا ہے اس کے کچھ اسباب

سحر و ساحری بھی رکھے ہوئے ہیں ایک مالا ہاتھ میں کچھ مٹی پڑھ رہا ہے نقابدار کا دیکھنا تھا کہ گویا اس کے سر میں لگاؤ میں بکڑ بکڑ
 گزرتا تھا نقابدار کی طرف جھٹکا اور کہنے لگا کہ اسے گزرتا اہل تو یہاں کہاں آیا ہے تیری خضاب کو گھیر لائی ہے خیر تو سہی دیکھ
 کیا سزا پاتا ہے نقابدار نے یہ سنکر جواب دیا کہ تو کیا مسخڑہ پریت تو ابھی میرے ساتھیوں کو جو مافظہ تخت محشر جادو سے مار کر آیا
 ہوں اور سارے قلعے کو بھی سیتا ناس کر چکا محشر جادو کے نہیں سے اس کی فوج کے داخل جہنم کر چکا تو تیری کیا ہستی ہے جو
 میرے مقابلے کو اٹھا ہو تو جانتا بھی ہو کہ یہ میرے ہاتھ میں کوئی سائنس ہر اور میں کون ہوں آگاہ ہو کہ یہ تیرے ساتھی ہیں جو ایک
 اور میں تیرا کام بھی تمام ہو اور میں قلعہ طلسم نقابدار نامہ ہوں بس یہ سننا تھا کہ اس جوگی کے چچکے تھوڑے تھوڑے اور ستر
 سارا بھول گیا مگر جو کہ دعویٰ بہت بڑا کر چکا تھا نقابدار نامہ دار کی طرف جھٹکا بس نقابدار نامہ دار نے یا علی کیلئے جو ایک رکھا
 تو اس جوگی کو سر سے ناخن پاتک برابر دو حصے کر دیا بس سکا مارا جانا تھا کہ ایک نعل دھو رہا ہوا اور آگ لگنے لگی کہ وہ سارا
 نہ خانہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا مگر نقابدار پر بفضلہ تعالیٰ آغ بھی نہ آنے پائی جب وہ سب سامان جل چکا تو وہ پھر سے خود ٹوٹ گئے
 اور وہ دونوں جانوران خوش رنگ ان پتھروں سے گر کر ٹھیک اصلی شکل ہوئے اور نقابدار کے پاؤں پر گر پڑے کہ اسے
 نقابدار نامہ دار خداوند عالم آپ کو آپ کے مقاصد ملی پر فائز فرماے کہ ہم نے آپ کے صدف سے اس قید ستم سے نجات پائی
 نقابدار نے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت تو بیان کر دو ان دونوں نے عرض کی کہ جب ہم دونوں گئے تھے تو ایک دھواں بلند
 ہوا تھا ظاہر میں سب لوگ یہ سمجھے کہ ہم دونوں جل گئے ہیں مگر اصل میں اس محشر جادو کو بخت نے ہم کو اس جگہ جانوروں
 کی شکل شکل کر رکھے اور ان پتھروں میں بند کر کے اس جوگی کی حفاظت میں دیدیا تھا اور یہ مان سیری ہر اس کو ایک طوطی کی
 شکل بنادیا تھا حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سالم مقاصد ملی پر فائز فرماے کہ آپ کی بدولت ہم نے بھی اس قید سے نجات
 پائی اور یہ مان بھی سیری اس ہیئت سے ہیئت اصلی کی آتی اب جو نظر اٹھا کر نقابدار نامہ دار دیکھتے ہیں تو زندہ نہ خانہ ہو قلعہ
 نہ جوگی میں نہ سحر بلکہ ایک میدان برفزا اور صحرا سے دین آئیں تین کھڑے ہوئے ہیں یہ سب کے سب ابھی کھڑے ہوئے
 تھے کہ باب ماہ رخ سیری کا ارماس پر نر اور حاضر ہوا اور نہایت ادب سے مجھرا کیا نقابدار نے نام پوچھا اس نے عرض کیا کہ
 اس قلعہ طلسم حق سبحانہ تعالیٰ جاہ و عمر و محبت و سطوت میں تیری عنایت کر کے نام میرا ارماس پر نر اور ہوا ماہ رخ کا باب
 ہوں نقابدار نے ارشاد کیا کہ اچھا کچھ اپنی حقیقت بیان کر اس نے عرض کی کہ خداوند نعمت بتانا بعد ابھی اس محشر جادو
 بخت کے بھندے میں تھا جو وہ کہتا تھا اسے عمل کرتا تھا اگر اس کے حکم کی تعمیل نہ کرتا تو معلوم نہیں میرا بھی کیا حال کرتا اس قلعہ
 طلسم کی بخت کے کہنے سے میں اس دم زانوئے قتل پر بھی راہی ہو گیا تھا ورنہ خدا جلے میرا بھی کیا حال کرتا الغرض بعد اس کے
 محشر جادو کے ہاتھ سے یہ سارا ہنگامہ جو آپ نے غالباً اس ماہ رخ سیری کی زبانی اور اس کینز کی زبانی سنا ہو گا بریل ہوا
 اور اس بخت محشر جادو نے بعد اس واقعہ کے مجھ کو اسیر طلسم کر دیا تھا اب جو وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا تو ہم صوب کو رہائی
 ہوئی یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ اچھا ہم نے تمہیں اپنی جانب سے اس سرزمین کا بادشاہ بھی کیا اور بشرہ و ارشاد سی ان دونوں
 کی جلد کر دیا اب ہم آگے جاتے ہیں کہ ابھی بڑا مرحلہ طر کرنا ہے یہ گمراہ کنوں نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ ایک تھوڑی دیر
 کے بعد ایک گنبد مجھے معلوم ہو گا کہ اسی گنبد میں ملکہ آسمان سیری اور ملکہ قریشیہ اور مرسلہ اور عبدالرحمن جنی قید
 ہو گئے تو بے تامل جلا جانا اور جا کر قفل اسکا توڑ کر ان سب سے مل جانا کہ یہی طلسم خاڑستان سلیمانی ہے یہ حال دیکھ کر
 نقابدار نے بڑے موافق و تحریر لوع کے وہ گنبد لا نقابدار اس گنبد کے قفل کو توڑ کر اندر گئے دیکھا کہ مرسلہ اور عیسیٰ لرحمن اور
 ملکہ قریشیہ اور ملکہ آسمان سیری قید قید شدید میں ان کے ہاتھ پاؤں سے پٹیاں جھکڑ بیان کا لکھ ان کو رہا کیا ملکہ آسمان سیری
 نے اٹھ کر قیام کیا اور مرسلہ اور عبدالرحمن نے آکر قد موسیٰ کی اور ملکہ قریشیہ نے ملکہ آسمان سیری سے ارشاد کیا

کہ شاہ بائیں و مرہا مردان و لاوارثیہ ہی کام کرتے ہیں اور بفضل خدا اپنے ارادہ میں کامیاب ہوتے ہیں سارا قصہ ملک اسحاق
پری نے اپنا اور فریشیہ کی اسیری اور حرسہ کی قیاری اور فریشیہ کی رہائی اور خواجہ سے جنگ کا بیان کیا اور نقابدار
نے اپنی روداد بیان کی جب سب بائیں ہو چکے تو ملک اسحاق پری نے امیر حمزہ صاحب قسطنطنیہ کو ایک نامہ میں مضمون
نہر کیا کہ امیر نقابدار نادر کی بدولت ہم رہا ہوئے اور اسے ظہر کو فتح کیا اب ہم کل نولا کے دیو و نکالنا لکھتے ہیں تمہاری ملک
دو قلم داستان طہماس بن عقول دیو پرور کے غول اپنے پیچھے آوارہ ہونا اور پھر اسے قتل کرنا
بیان کیے جانے ہیں

کمان پر تو ایسا قاتی لڑا نام	جسے سامنے جلد لا کر کا جام	بلا دے مزار غوانی بجے	ہے لشکر جادو دانی کے
لگا دے مے منہ سے جام سرب	بکھڑے جاؤں سب سے جی	نظر آئے جن عروس بہار	کردن دخت رز سے میں نور کا
بیا ساقیا جام عشرت یار	نویسم کے داستان پر بہار	مگر کشتگان دادی حیرت و آوارگان دشت مصیبت یون	

باو یہ سچائی کرتے ہیں کہ جب طہماس رات کے وقت ایک غول نبول کے قعاب میں روانہ ہوا تھا رات بھر اسکے قعاب میں غول
منزل پر کرتا جاتا تھا جو میں آثار صبح نمودار ہوئے وہ غول ایک سمت کو ٹیگل کی غائب ہو گیا اس وقت طہماس صبح میں حیرت
پریشان و سرگردان پوچھتا تھا اور راستہ نہ پاتا تھا کمال حد تک قعاب سے کہتا تھا کہ امیر طہماس بڑا افسوس ہے کہ تو شہزادہ
نور الدہر سے جدا ہوا اور وہ حرام زادہ غول بھی ہاتھ سے نکل گیا خدا جانے کمان غائب ہو گیا اسکو کمان ڈھونڈھون اور
کیا کردن و در ذریحان و سرگردان پوچھتا رہا تیسرے روز ایک غار پر پہنچا اور اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ یقین ہے وہ غول
اسی غار میں ہو گا یہ سمجھ کر فوراً کہا کہ اد غول بیا بانی نکل غار میں سے ایک دازیب آئی کہ اداہل رسیدہ تو بیان بھی آیا کہ
میسرے ہاتھ سے لٹخے میں ایک غول غار سے باہر آیا کہ تمام جسم برآسکے بال تھے اور آنکھیں باندھ شعلہ آتش کے سر پہ
اور قد و تنگڑ کا تھا اور ایک جو بہت گران سنگ ہاتھ میں لیے تھا نکلے ہی غار سے وہ جو بہت طہماس پراری طہماس
و شہر سا طور پر روکی مگر ضرب شدہ ہوئی اس صدمے میں آہ کا نعرہ طہماس کے منہ سے نکلا بعد ازاں وہی سا طور جو سارے
تین سو من کا تھا اور ہر وقت اس کے ہاتھ میں رہتا تھا کھینچ کر اس غول پر آیا کہ کمر پر اسکی بڑا کہ باندھ خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے
اور غول زمین پر گر کر ترٹنے لگا اور کہنے لگا کہ ایسی ہی آدم ایک ہاتھ اور لگا کہ کام میرا تمام ہو جائے طہماس نے پوچھا کہ
تیری کتنی نفی اسنے کہا کہ ہزار سال کی طہماس نے ایک ہاتھ اور لگا یا کہ وہ غول اہل جہنم ہوا طہماس غار کے اندر آیا دیکھا
کہ گہلے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہیں و زخمت میرہ دار لگے ہیں نہر میں جاری ہیں ہوا سے خوش چلی آتی ہے مکان پر لکھتے ہیں
ہر تمام اسباب عیش آسین رکھا ہے کوٹھے بند میں قتل پڑے ہیں غفلوں کو جو کھولا تو دیکھا کہ آسین بہت لوگ قید میں کئی
کو ٹھون میں ٹال دیا سب جو اہر بے بہار رکھا ہے کئی کو ٹھون میں گھوڑے لگے طہماس نے ہر ایک گھوڑا دیا اور ٹال دیا سب
زحمت کیا اور کما جہان ما ہو جاؤ غلے فضل کیا کہ میں نے اس غول کو مارا لیکن ان قیدیوں میں ایک نے ان تمام باتیں
تج شاہی سر پر رکھے کھڑا تھا طہماس نے اس سے کہا کہ تو کون ہے اور کس شہر کا باشندہ ہے وہ بولا کہ امیر شیر میں شہر نیل و دکا
شہزادہ ہوں فراتر نیل و دی ملز نام ہو اور فراتر شاہ نیل و دی کا بیٹا ہوں یہ سب کہہ کر پوچھا کہ پوچھا کہ
جھکو ہاک کرے چند عرصہ سے میں اسکی قید میں گرفتار تھا مگر اب خداوند باختر نے اسکی قید سے نجات دی طہماس نے کہا کہ
لگا کیا گیدی ہے یہ کام پروردگار عالم کا ہے کہ ایسی حالت میں اپنے بندے کی مدد کرتا ہے اور بہار تمکو لازم ہے دین اسلام اختیار کرو
نعت کرو خداوند باختر کو اور چند کلمے وحدانیت پروردگار عالم کہ بیان کیے کہ رنگ کفر اسکے سینے سے دور ہوا اور کلہ بڑا ہلکا سا
کیا کہ امیر در شیر شہر سے بہت قریب ہے وہاں چکر شہر کفر اسلام آباد ہے طہماس نے کہا کہ یہ کلمہ شہر میں چکر رہا ہے جو چکر چکر

ہر کارون نے فرہاد شاہ کو خبر پہنچائی کہ اس شہر پر کئی برس کے بعد شاہزادہ خوش رطوار داخل شہر ہوا چاہتا ہی نا کے پر
شہر کے غمیز ترن ہوئے۔ فرہاد شاہ محبت پدری سے بیتاب ہوا اور خوش مسرت و سرور سے پھولا نہ سہانا تھا۔ ایشی
اسپ تیز رفتار پر سوار ہوا اور خوشی کے مارے تنہا بے سوار و پیادہ کچھ تھوڑا سا جاوے سوار ہی ہمراہ لیکر شہر سے باہر
جلاب جب قریب اُس مقام کے پہنچا کہ جہاں فرامرز خیمہ زن تھا آدھر فرامرز نے سنا کہ باپ اُس شخص کا آنا ہی بہ سوار
ہو کر ہمراہ طہماس کے چلا تھوڑی سی راہ قطع کی تھی کہ فرہاد شاہ نے دیکھا کہ فرامرز ایک جوان خوشید طلعت و صورت
کے ساتھ چلا آتا ہے قریب آتا تھا کہ فرہاد شاہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور فرط محبت سے دوڑ کر بیٹے کو سینہ سے
پٹایا اور سر و چشم کے بار بار بوسے دیتا تھا فرامرز بھی آداب تسلیمات بجا لا کر باپ کے قدم پر گرا قدم اپنے باپ کے
آنکھوں سے ملتا تھا اور کہتا تھا کہ امیر بزرگوار اس شہر پر کا بھلا ہو کہ جس بہادر نے آپ کی زیارت سے مجھ کو سرفراز کر دیا
جناب عالی غلام کو ایک غول صحرائی پکڑ کے لگیا تھا اور ایسی ایسی انداز سانی کرتا تھا کہ غلام کو اپنی زندگی گانی سے یاس تھی
خدا اس شہر پر کا بھلا کرے کہ اُس دشمن سخت کو مارا اور غلام کو اس کی قید سے چھڑایا آپ بھی اس شہر پر کے قدون
کو بوسے دیں اور ملازمت حاصل کریں یہ سنکے فرہاد شاہ فوراً قریب طہماس کے آیا قدون کو آنکھوں سے لگایا اور تہ
گر و پھرا اور پھر رکاب داری کر کے طہماس کو مرکب پر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر شہر میں آیا اور ایک روہ دری چوٹا
اپنے رہنے کی تھی اسمیں لاکھ آتا اور نہایت اُس کو زینت تازہ سے آستہ دیر استہ کیا اور فرش و شیشہ آلات
سے فرین مثل عروس نو کے کیا طہماس تو آکے بیان آرام سے بیٹھے فرہاد شاہ نے آدھر آکے دعوت و ضیافت کا
سامان کیا اور بڑی دھوم دھام سے مہمانداری میں مصروف ہوا ایک روز فرہاد شاہ نے آکے عرض کیا کہ اس شہر پر اب
غلام کو دولت اسلام سے غنی فرمائیے حضور کا احسان مادم مرگ یاد رہیگا کہ غلام زاوے کو اُس بلا سے بچایا اور جان بچا
زمانی یہ سنکے طہماس نے اُسکو بھی کلمہ طیبہ پڑھایا یہ بھی صدق دل سے مسلمان ہوا اور تمام شہر اسلام آباد ہوا رات بھر
رقص و گیت کیا جب پیرات باقی رہی پھر کھٹ پر آکے آرام کیا اور چونکہ صوبت غرا ٹھلے ہوئے تھے سپردن چھے
تک سوتے رہے جب بیدار ہوئے سہ ضرور یہ سے فراغت کی اب مسند پر گاؤ تکیہ سے لگے بیٹھے ہیں اور خدمت میں
شاہزادہ نور الدہر کی رخصت ہو کر ارادہ جانے کا ہو کہ یکایک جوڑی ہر کار سے کی گرد میں آلودہ آکے ہوا گاہ پر کھڑی
ہوئی اور اس طرح دعا دینے لگی قطعہ اتنی بخت تو بد از بادا ملک ترا دولت ہمیشہ یار بادا گل اقبال نو دایم شگفتہ و بچشم
و شمعانت خار بادا کہ اسکو شاہزادہ والا بتا رہا تھا فرامرز نامدار خبر ہو کہ بادشاہ نہ طلاق یعنی سکندر عادی بن عادی ان
تبیہ و ارادہ جنگ ادھر کی طرف لشکر لیے ہوئے یلغار کیے چلا آتا ہے باقی خبر یہ جو سنیں یہ خبر دشت اثر زبان سے
ہر کارون کی فرہاد شاہ و فرامرز نے سنی دونوں کے جنگ نسل زعفران کے خون سے آڑ گئے اور کہنے لگے کہ اس
کون ہے جو اس بہادر سے مقابلہ کرے عادی بن عادی ان ایک ہی زبردستان روزگار سے ہر ہم تو کیا ہیں بڑے بڑے
بہادر اس کے سامنے ایک موصیف سے کم ہیں پس ایسے کا مقابلہ کرنا اپنا ہاتھ خون میں رنگین کرنا ہر طہماس نے جوت
ان دونوں کو ایسا خونناک و پریشان دیکھا کہ ہر خند میرا ارادہ پاس نور الدہر کے جانے کا تھا اب یہ امر وقوع میں آنا
نہیں ہو سکتا کہ اس لڑائی کو بے فتح کیے چلا جاؤں تم دونوں بہت پریشان ہوئے ہو خدا چاہتا ہے تو میں اس جنگ
کو بہت جلد فتح کرتا ہوں تم بھی اپنی فوج کو راستہ کرو میں سمجھ لوں گا چنانچہ فرہاد شاہ نے حکم آراستہ ہوئے فوج طفر موج کا
دیا تمام لشکر سوار و پیادہ اپنے تجیارد آلات جنگ و جدل کی صفائی اور آراستگی میں مصروف ہوئے اُس طرف سے
پانچ یا چھ کوس کے فاصلے پر آکے سکندر عادی بن عادی ان نے اپنا لشکر اتارا اور پڑاؤ کیا اور آپ بھی اپنے جیسے ہیں

مسند پر بیٹھا اور سب سرداران فوج بھی در دولت پر حاضر ہوئے سکندر عا و بن عا و ان کے سرداروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ کل صبح کو جنگ کروں سب دوست نہ عرض کیا کہ جو اسے حضور کی ہر بہت مناسب سببیں مستطیع حکم میں سو قتل سکندر عا و بن عا و ان نے حکم جاری نہ بل جنگ کا دیا اس کے لشکر میں بل جنگ بجے لگا تمام فوج آراستگی اسلحہ میں مصروف تھی یہ لیکر سہارے آئے اور بجاگاہ پر کھڑے ہوئے دما دی اور کہا کہ اس شہر لشکر حریت میں بل جنگ بجا صبح کو فوج میدان میں آئیگی اور لڑائی ہوگی فرماؤ شاہ نے سنتے ہی اس خبر کے اپنے لشکر میں بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی تباہی پروردگار کے بل جنگ خانہ لشکر فرماؤ شاہ میں بھی بل جنگ بجا رات بعد دو دن لشکر دن میں بل جنگ بجا کیا ہر ایک اس امید و بیم میں ہو کہ دیکھئے صبح کو کیا ہوتا ہے کس کو خدا شکست دیتا ہے اور کون فتحیاب ہوتا ہے ہر چند تو کہ سپاہیوں میں ایسی ہیبت تھی ہوتی جو آپس میں کہتے ہیں کہ اسے بھی سنا و مضمونان و شبانہ زخان ہوتو جو قوت لشکر میدان میں جائینگے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کی جھاڑیوں میں جا کے چھپ رہینگے اگر ہماری طرف کی فتح ہوئی لشکر کا دباؤ دشمن پر پڑا اور حریت بجا کا فوراً اس کے لشکر میں شریک ہو جائینگے اور اگر خدا نخواستہ ہماری طرف شکست ہوئی تو اُدھر سے اُدھر جنگل جنگل ہو کر چلے جائینگے بھیا ابھی سے دنیا کا کیا دیکھا اور جو بنا و دلیر تھے جوش شجاعت سے بیہوش کے ایک دوسرے سے کہتے ہیں بھیا صبح کو لڑائی ہوگی اور شعلہ جنگ و حرب شعل ہوگا دیکھیں کون کون اپنے اپنے باپ دادا کے نام کو زندہ کرتا ہے اور پہلے دشمن سے مقابلہ کرتا ہے ایک بولا کہ اوجے باران دیکھ لینا کیا کیا بڑے بڑے تلوارین مارین ہو گئی کہ شہر پر پا کر دیا ہوگا ایک بولا کہ ہاں جی سچ کہتے ہو جب پلے پوت سے سامنا ہوگا تو سب کا حال کھل جائیگا جس کو خدا دے دے فتح و شکست خدا کے اختیار ہے عرض چار سیرات و دونوں لشکروں میں بل جنگ گڑا دیا گیا نظم ہر لوق کی بھی صداقت

بیدار سے مردے زیر تربت	رہتا ہے کمان عدو کا انوہ	آواز سے شوق ہو جب دل کوہ	جہا ترک فلک کو ہم اس شب
جوز کا تعادل و زیم شمش	دیکھو دم تیغ اور جو ہر سر	تھا ایک تو شعلہ سو سمنہ	تلوارین تھیں باکہ آہنی ل
روح کا گدڑ تھا اپنے بالکل	شہر تھا یہ چار حد میں ہر سو	تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو	کیا شور بپا تھا اللہ اٹھ
تھا گوش فلک میں فیہ ماہ	ایسی تردد و تیاری جرب میں	سر ہنگ مہر جانی پر کیسل	کر و عدو کا فلک میں آیا اور درگا

خدا نے شل شبانہ زرد طلانی ضیاء سے فور شد کی بنی نظم ہوئی پیدا سہراستے میں ناگاہ + ستاروں نے بھی بی سو سے عدو راہ + ہوئی جب صبح روشن آشکارا + فلک پر صبح کا چمکا ستارہ + اس وقت دونوں طرف کا لشکر آراستہ ہو کر جوق جوق غٹ کے غٹ گروہ گروہ میدان میں آیا اور تمام مہین آراستہ دوسراستہ ہوئے نظم زبیں نیز و گزرو گوپال و تیغ + تو گفتی جوار بار و زمیچ چن گفت لشکر گروہ ہا گروہ + زافواج شد دست و ہامون چو کوہ + اس دم قیاب نفابت کر کے چلے گئے کواکبت نے کوہ کا کمانا شروع کیا کہ اے ہا واران بکشید تاجا نہ زمان پوشید اس وقت سکندر عا و بن عا و ان صفت سے مرکب کو جولان کر کے میدان میں آیا اور سب ہنر سپاہ گری ظاہر کر کے مبارز طلب کیا اس طرف طھاس بن عقول دیو پرور اپنے فرس تیز رفتار پر حیت و جالاک سوار ہو کر مقابلہ سکندر عا و بن عا و ان کے آیا سکندر عا و بن عا و ان نے پوچھا کہ اے شخص کیا حسب نسب رکھتا ہے اور نام تیرا کیا ہے طھاس نے کہا کہ مجھے ہر بیشہ کلنگان سا طور گران طھاس بن عقول دیو پرور کہتے ہیں آگے میں لقا پرست تھا اب خدا پرست ہوں جو خالق و مالک ہر کل کائنات کا یہ سنتے ہی وہ گہر تاجا رشل مار سرودم بریدہ کے چچ و تاب کھا کے کہنے لگا اے طھاس اب تیرے حق میں بہتر سی ہے کہ اپنے دین قدیم پر قائم ہو و گزیرے ہاتھ سے تیرا جائیگا اور وہ حال کر دنگا کہ باہیان در باد جانوران ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے اور مجھ کو اس وقت ذرا رحم نہ آئیگا اس وقت طھاس نے کہا کہ اے

کافرانہ ہجرا اور گبرہ کا کیا کہتا ہو مثل جو گرجے سو بر سے نہیں اور جو کہتے ہیں کہ ستم نہیں ار سے میں نے تمام ادیان
 باطلہ پر غمت کی ہے سو اسے ندا سے یکتا کہ جو وعدہ لا شریک ہے اور کسی کو نہیں جانتا ہوں اُسد م وہ کافر بہت نصیب میں
 آیا اور کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا جب تک جنگ سرخس مقول نہ دیا جائیگی تو کسی طرح سے نہ مانگا خیر لا جو کچھ مر رہے رہتا ہو طہماس
 نے جواب دیا کہ اوہ کردار ہم اہل اسلام ہیں جنگ میں سبقت نہیں کرتے جب حریف اپنا حربہ کر لیتا ہے اور خداوند عالم کے
 حربے سے جانتا ہے اس وقت ہم اپنا حربہ کرتے ہیں یہ ستم سکندر عاونے کہا کہ ستم ہوا ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار زمین کیا یہ
 کہ ستم نیرہ سینہ بے کینہ طہماس برتاؤ کے مارا شاہزادے نے نیرہ کوسان نیرہ پردہ کا اور آپس میں نیرہ بازی ہونے
 لگی ایسی میں بائیس ٹھہریں نیرے کی رد و بدل ہوئیں کہ طہماس نے نیرہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور یہ کافر نیرہ
 یہ ہر آپ بخت میں خرق ہوا اور کہنے لگا کہ نیرہ بازی خلال بازی تیغ بازی راست بازی یہ لکھتا ہوا میدان سے لیکر طہماس
 پر برس پڑا ضرب بر ضرب لگانے لگا اس اثنا میں ایک ضرب پر طہماس کے ایسی پڑی کہ دو پرکے ہوئے طہماس
 نے سر گردن پشت کی طرف کھینچی طہماس تو ہاتھ مارا گردن پر گیند سے کی اس زور سے پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوئی طہماس
 گیند سے کہ ہموڑ کر کو و غلا اس وقت گیند بھی چکے لگا کے گرا طہماس کا پانوں گیند سے کہینچے دب کر اکھڑ گیا سکندر عاونے
 بن عاوان نے اپنے مرکب سے اتر کر طہماس کی شکین باندھ کر اپنے حیار کے حوائے کیا وہ عیار طہماس کو اپنے
 دشمنوں کی گلیا بیان سکندر عاونے عاوان مبارز طلب ہوا فرامرز عاونے رومی اپنے گھوڑے کو جو لان کر کے
 میدان میں آیا اور مقابلہ کیا نیرہ بازی ہونے لگی دونوں کے نیرہ کی ڈانڈیں ٹوٹ گئیں نیرہ ہاتھ سے پھینک دیے اور
 تلوار کھڑا کر مقابلہ کیا فرامرز نے تلوار ماری سکندر عاونے عاوان کے جب قریب سر کے تلوار پونچھی تھیں دسے کے تلوار
 فرامرز کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر بھر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا اور شکین باندھ کے حیار کو حوائے کیا پھر مبارز طلب کیا فرامرز
 نسل رومی نے مقابلہ کیا وہ بھی بعد کوشش بیدار کے ہاتھ سے سکندر عاونے عاوان بد کردار زخمی ہوا اب پرانہ ہو گیا
 کوئی بہادر مقابلہ سکندر عاونے کے نہیں آتا یہ نسیب بر نسیب دے رہا ہو مگر کوئی مقابلے کو نہیں آتا سکندر عاونے عاوان
 نے ارادہ کیا ہے کہ لشکر فرما دے پھر پڑے اور تمام لشکر کو درہم درہم کر دے ناگاہ ایک گرد سامنے سے اٹھی تیرہ تیرہ جوڑ
 جبے امن گرد کا چاک ہوا طراسپ آئے پونجا اور حال طرفین کا دریافت کر کے آکر مقابلہ کیا سکندر عاونے عاوان نے چاہا تھا کہ
 تلوار طراسپ کو مارے اس اثنا میں یہ بناور ہوشیار ہو گیا تھا تلوار کو اُسکی رو کیا اور ایک تلوار ایسی سکندر عاونے
 عاوان کے ماری کہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا عاوان نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ سے طراسپ کے دھل ختم ہوا یہ کھمک
 فرج نے اُسکی طراسپ پر حملہ کیا اب تلوار چلنے لگی کشتوں کے پشتے اور سوار و پیدل کی لاشوں کے ابقار میدان کا زارین دکھائی
 دینے لگے نوہرست و خیر ظاہر ہوا اس بہادر کارزار نے جس سوار کے سر پر ساہو کا دل کیا مع راکب و مرکب کے صاف دو
 ٹکڑے کیے اور جس پیدل کے بڑھکر ہاتھ مارا جو بڑھکر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شوردار و گویہا ہوا یہ حال دیکھ کر لشکر
 سکندر عاونے عاوان کے قدم اٹھ گئے اور لشکر میں بھگدڑ پڑ گئی سب ار و پیدل بھاگ گئے اب میدان جنگ میں سوار
 لاشوں کے ڈھیر کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہوا اسباب کی سب سی غصیت ہاتھ آتی طراسپ تھ فتح و فیروز کی پھر اور فرما د
 شاہ نل رومی و فرامرز شاہ نل رومی ساتھ کے مکان پر اسے تمام ہاجے خوشی کے بچتے ہوئے اور طراسپ
 پر سے روپیہ ٹٹاتے ہوئے لاکے بارگاہ میں دنگل سلطانی پر بٹھایا تاج رنگ ہونے لگا دورہ عیش و نشاط و سا ان فرحت و ہوا
 کا مہیا کیا طراسپ کے سامنے ہجوان جو اسے نگار لگا یا گیا ہے اور خاندان گلہریوں سے مملو سامنے موجود کیا طراسپ کھا
 رہا ہے سرداران فرما و شاہ شب اپنی جگہ پر نہکے ہیں ذکر خلعت جلال کا بیان ہوتا ہے ایک طراسپ کی جرات بہا د

کی وجہ ڈنکار ہوا ہر طرح ماسپ بھی بہت خوش ہر فرما و شاہ نیل رودی و فرما نزل رودی بھی سانسے کر سون
 بیٹھے میں اور سارے دعوت و فیاضیت کا تیار ہو رہا ہوا اسوقت ہر ماسپ نے فرما و شاہ نیل رودی اور فرما
 نیل رودی سے کہا کہ میں جو دین رکھتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں بھی قبول و اختیار کرو اگر میرے حکم سے سہا
 یا انکار کر دو گے تو تم دونوں کو بھی قتل کر دوں گا اور تمام شہر کو تمھارے تاراج و برباد کر دوں گا بلکہ ایک کو بھی زندہ و
 سلامت نہ چھوڑ دوں گا دونوں نے عرض کی امیر شاہزادہ عالی مقدار ہلکو کیا غلہ جس طرح حضور ارشاد کر نیگے وہی عمل میں
 آئیگا اسوقت ان دونوں کو طریقہ آفتاب پرستی تعلیم کیا اور ان دونوں نے دین آفتاب پرستی قبول کیا بعد ازاں حکم
 کیا کہ تمھیں اس کو بلا دو یہ کدھاس زخمی تھا جسوقت آیا بلکہ طریق اسلام سلام کیا طر اسپ یہ دیکھا کہ نہایت آزرہ دل ہوا
 اور کہا کہ امیر بزرگوار کیا یہ کلمہ و کلام ہیں آپ نے عشق میں میرہ حمزہ کے دین و مذہب و ملت اپنا سب
 برباد و ضائع کر دیا اور تمام شجاعت کا ڈبو دیا اب آپ کے حق میں بہتری معلوم ہوتا ہے کہ دین آفتاب پرستی
 قبول فرما لیں میں آپ کو خدمت زبدۃ آفتاب پرستان سے عمدہ سہ سالاری و لواؤں دے گا کہ کہیں وہ دونوں جہان کا فائدہ
 مقصود ہو اور برج نوجوان کے پاس پہلوں کا مجھے زیادہ وہ آپ کی عزت و حرمت کو بگاڑا میں نے کہا کہ امیر مقصود یہ تو
 کیا بکتا ہے اس بوجھ میں بدوئی بدوئی کرنا ہے میں غلامی میں برباد ہوں برباد ہوں برباد ہوں برباد ہوں برباد ہوں برباد ہوں
 نور الدین عالی شان کی جھوٹ کر ایک کدھاس فروش بچہ بازاری کی اطاعت اختیار کروں یہ ہرگز مجھے تنوگہ اگر تو میرے
 نطفے سے ہو تو دین اسلام قبول کر اور میرے ساتھ نور الدین ہر کی خدمت میں جلاجل وہ بکوبت آجوسے رکھیں اور دین
 دین دنیا کی تجھے حاصل ہوگی یہ کلمات طمھاس کے شکر طر ماسپ نہایت درہم برہم ہو کر کہنے لگا کہ اب معلوم ہوا کہ کلام
 راست پر نہ آئیگا اب مجھ کو تیرے واسطے مدارک سخت کرنا پڑا کس واسطے تو ملکہ اور ایرج کو تاجر زادہ کتا ہو اور نور الدین
 کہ جسکی توفیق میں ہو اسکی توفیق تو دین استغفار زیادہ اور فضول میرے سامنے کرتا ہے میں تجھ کو قتل کر دوں گا جگہ طمھاس
 نے بہ کلام طر ماسپ کا سنا اسوقت نہایت غصہ و طیش میں کہ کہ امیر طر ماسپ برباد و ڈالنا تو اسوقت میں کوئی بڑی
 بہادری اور دلادری کا کام نہیں کیونکہ ادل تو میں زخمی ہوں اور شدت در دست نہایت بیتاب ہو رہا ہوں تو
 یہ کہ ازو بادا جڑے خون سے ضعف اور کم طاقتی مجھ میں استغفار ہے کہ اگر ایک پیر زل یا کوئی بچہ سال بھی آکر میرے
 قتل کرنے کو مستعد و آمادہ ہو تو چشم زدن میں بے جد و جہد سعی مسلح اور زور و قوت سے اگر شاہزادہ ایک انگشت کا بھی
 کروے تو شل تیر کے میرے جسم سے ہار نکل جائیگی اور میں مر جاؤں گا ہاں اگر میں بھیج و سام اور تندرست ہوتا اور قوت
 حالت صحت نفس کی کچھ بھی میرے جسم میں ہوتی تو البتہ تجھ کو میرے قتل کرنے کا اور اس طرح سے رد و سخت کلامی کھینکا
 لطف میں تجھ کو دکھلا تا مگر بالفعل تو مجبور ہوں بہ کلام اسکا طر ماسپ نے سنے طمھاس زخمی شدہ اپنے والد بزرگوار
 سے کہا کہ خبر کیا مضائقہ ہے جبکہ بکواندال زخون سے صحت ملی حاصل ہوا اور طاقت بدستور تیرے جسم میں آجائے
 تو اسوقت میں تجھ کو سزا اس کلام زشت اور سخت دست کی قرار دے دوں گا اور بیک ضرب شمشیر تجھ کو جہنم دہل
 کر دوں گا اور تیری حالت و قوت اور شجاعت و دلائی زنی دیکھ لوں گا یہ کہ طمھاس کو زندان خانے میں بھیج دیا
 اور بعد اس کے تمام شہر نیل رودی کے باشندوں کو آفتاب پرست کر کے وہاں سے کون کا قصد کیا
 اب دو کلمے داستان عشرت بیان لشکر فریدی اثر فوج دریا موج سلطان صاحبقران
 شہر سید قولہ کے امیر و تھا و نور الدین و ایرج و داتاراب کشو و کشا کا طمھاس اور سلیمانی میں ایسے ہو جانا
 اور نقابدار یا قوت پوش کا آنا اور طلسم کو توڑنا اور ان سب کو قید سے چھڑانا

اگر امیر حمزہ صاحبقران دوران اپنی بارگاہ عرش اشتباہ میں بیٹھے مصروف عیش و طرب تھے کہ ناگاہ ایک سرکار سے نے
 آکر بانیہ تخت سلطانی کو بوسہ دے کر بعد و عادتاً شاہنشاہی کے عرض کی کہ سلطان عالم کی عمر دراز لشکر حریف
 میں طبل جنگ بجا صبح کو فوج حریف بزم رزم و جنگ میدان سبز میں آئی یہ خبر حمزہ صاحبقران نے سماعت فرمائی
 جلد سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایندوی اور نائیدربانی طبل جنگ بجے چنانچہ حسب حکم
 صاحبقران دوران لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بید رنگ بجا القصد رات کو تو سب مستعد جنگ ہو کر
 سو رہے وقت علی الصباح جب خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ تمام سردار یعنی حمزہ صاحبقران اور
 لقار اور نورالدین ہر ایرج و داراب کشا سب کے سب غل و زنجیر میں مقید گرفتار ہیں اور ایک
 زندان خانے میں اسیر ہیں بہ حال و بکھرا امیر با تو قیر نے پوچھا کہ ایرج تم بیان کیوں کر قید ہوئے ایرج نے
 جواب دیا کہ یہ کیا آپ مجھے پوچھتے ہیں آپ ہی نے تو مجھے پکڑا بلوایا ہے یہ سنکے امیر با تو قیر نے فرمایا کہ بڑے قہر
 کا مقام ہے کہ میں تو خود قید بہ غل و زنجیر ہوں تجھ کو میں نے کس طرح قید کر دیا تو محض جوئے و ذہوکا ہے ایرج نے نورالدین
 سے استفسار کیا کہ کیوں صاحب آپ کس طرح سے اسیر ہوئے نورالدین نے فاراب سے پوچھا داراب نے لقار
 سے کیفیت پوچھی لقار نے کہا کہ سب یہ میری قدرت ہے کہ تم سب کو گرفتار کر کے منہ لائے صد گونہ آفات کیا ہے
 مگر تقدیر سخت کی ہے کہ خود بھی قید میں گرفتار ہوں یہ بات سنکے امیر با تو قیر نہایت غیظ و غضب میں آئے اور حالت غیظ
 غضب میں کہا کہ ایرج کی خبر تو کیا بکنا ہے اور بکنا ہر ایسی باتیں ہیں جو ہی نہیں کہ دروازہ زندان خانہ
 کا کھلا اور اسباب عیش و نشاط کا لا کر لوگوں کے سامنے چٹا اور کہا کہ آپ سب صاحب اپنے دل میں کسی طرح کا
 فکر و اندیشہ نہ کریں آپ سب صاحبوں کو کسی نے ازراہ عداوت کے نہیں بلوایا ہے یہ لیکے صاحبقران کو مع
 ایرج و نورالدین ہر داراب و لقار وغیرہ کے محام کر دیا اور خلعت فاخرہ پہنایا بعد اسکے بارگاہ شاہی میں لائے
 انھوں نے بارگاہ میں بادشاہوں کو نعت پڑھنے دیکھا ہر ایک نے موافق اپنے دین و مذہب کے سلام کیا
 اور لقار کا کہ سلام میرا ان صاحبوں کو ہو کہ جو مجھے خدا سے برحق جانتے ہوں یہ بات سنکے کسی نے اسکے
 سلام کا جواب نہ دیا مگر منیون بادشاہ با ادب تعظیم کے واسطے اپنی اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے برابر
 ان سب کو بٹھلایا اور عطر دان پاندان چنگر جو گھر گھر شراب و کباب اور جو جو سامان تکلفات کے تھے وہاں لے کر
 سامان رفص و سرود کا کر کے مصروف تماشاے رفص سرود ہوئے بعد اسکے امیر نے پوچھا کہ تم نے ہمیں بیان
 کیوں بلوایا ہے اور یہ شہر کونسا ہے اور اسکا نام کیا ہے انھوں نے کہا کہ ایرج شہر بار نام اس شہر کا یہ قول ہے اور نام
 ہم لوگوں کا یہ قول شاہ عیقول شاہ و میقول شاہ ہے اور ہم سب لوگ ماہ پرست ہیں اور یہاں ایک
 پادری بڑا دلور ہے کہ نام اسکا تو رچ ماہ پرست ہے وہ دعویٰ صاحبقرانی رکھتا ہے اسنے اپنے عیاروں کو بھیج کر
 آپ سب کو بلوایا ہے کہ قریب ہمارے شہر کے ایک باغ ہے اور اس باغ میں ایک درخت خیار کا لگا ہوا ہے اسکے
 منہ میں ایک خط سفید کھنچا ہے اور ایک دیو اک سے دیو دہان رہتا ہے اسکے پاس ایک نازنین مر جین بڑی
 تمثال سراپا حسن و جمال برس بارہ ایک کاسن و سال کہ جسکی تعریف میں زبان سخنوران جہان کی لالہ ہر قطعہ ازین
 مر بارہ عابد فریبے ۶ ملائیک صورت طائوس زیبے ۷ کہ بعد ویدیش صورت نہ بند و وجود پارسیان را
 خلیجے ۸ اسکے ہاتھ سے دو جام شراب پیا کرتا ہے اور ایک دیوار آہنی بہت بلند اس سرے سے آسمان
 سرے تک باغ کے کھنچی ہو اس طرح دیوار کے آتش سوزان شعلہ سر بفلک رسائی روشن ہے اور چار اطراف

میں اس باغ کے گلدستے رنگارنگ اس کثرت سے پھولے ہوئے ہیں کہ وہ تختہ لالہ زار تجارت و دہ گنزار ارم معلوم
 ہوتا ہے اور نام اس کا طلسم آذر سلیمانی ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو صاحب قرآن وقت ہوگا وہی اس طلسم کو فتح
 کر لکھ کر ہر جہ کہ خط سفید اس درخت چنار میں ہے اس پر تلوار مارے اگر چار فاعل ہو تو طلسم فتح ہے اور جو قلم نہوا تو
 ایک دیو اس میں سے نکلا کر اس کو کپڑے کے دیوار آہنی پر بٹھا دیا ہے اگر آپ کو دعویٰ صاحب قرآنی ہے تو آپ جا کر اس
 درخت پر تیغ آزمائی کیجیے یہ بات سن کے امیر نے فرمایا کہ مجھے اس باغ میں بچاؤ دیکھو تو کیا ہوتا ہے یہ قبول
 شاہ اسی وقت سوار ہو کے اپنے ساتھ ان سب کو اس باغ میں لایا امیر نے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہے
 گلدستے رنگارنگ بو قلموں کھلے ہیں نہون سنگ مرمر کی بہت صفات و شفاف اور ہر چار طرف نہون کے فوارے
 مثل ابر بہاری روان طائران فتمہ تیج رنگارنگ اشجار پر مرغولہ سنج میں میوہ سنڑا لیون میں لگا ہے اور مینو شک
 زمین میں پڑا ہے مٹیاں مھندی کی روشنوں پر رنگت مینا سے بہرہ دکھلا رہی ہیں کہیں گل مھندی اور لالہ پھول ہے
 قدرت کا نمونہ عیان ہے گل شہو سے بھنی بھنی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت ایک تخت بار کے بار سے سرنگوں
 اور درخت سر کشیدہ پھل لطیف اور خوشگوار پھول نازک و طرحدار اور ایک طرف انگور کے خوشے مثل دل آبلہ دار
 شکے ہوئے ہیں انہیں زر لغت کی تعبیلان چڑھی ہوتی اور ایک طرف درخت گلداز منبر و معطر بیلا چنبلی موتیا
 موثر آمدن بان جہی کتکی کیوڑا نسرین و نسرین کی زالی ان بان اور ایک طرف لالہ خوت غزان سے بادل و اعداد
 کھلا ہے اور کہیں سر و شمشاد لب جو فاختہ و فمری کی اسپر کو کو اور شور حق سرہ اور شاخاے گل پر بلبل شور مچا رہی
 ہے اور کہیں مور ناج رہے ہیں اور ایک سمت سبب وہی و ناشانی سے عجب کیفیت نظر آتی تھی القصر خرامان خراپ
 سر کرتے ہوئے درخت چنار کے پاس آئے دیکھا کہ درخت ایک خط سفید مانند برق کے چمک رہا ہے اسے میں لقا
 نے لکار کے کہا کہ ایسا انسان میں نے اس درخت کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور پہلے تلوار میں اسپر مار دنگا
 امیر نے فرمایا کہ اولیون بذات کیا و اہیات مزخرفات بک رہا ہے اگر بھگو تلوار لگاتا ہے تو کون مانع ہوتا ہے یہ شکے لقا
 نے تلوار کمر سے کھینچ کر کہا کہ دیکھو کس جو انفرادی و مردانگی سے ایک ہی ضرب میں اس درخت کو جو کہ قدرت کاملہ سے
 اپنی بن نے پیدا کیا ہے دو پر کھلے کر کے منہم نہر میں کیے دیتا ہوں اور طلسم کو شکست کے دیتا ہوں بس اتنا کہ کے
 ایک ضرب تیغ بید تیغ اپنے ہاتھ سے درخت چنار پر ماری اس خط سے اس کی سموار اس طرح آٹ گئی جسطرح سے گھڑیاں
 پر سے موگری آٹ جاتی ہے تلوار علیحدہ جا پڑی اس وقت ایک دیو پیدا ہوا اور لقا کو اٹھا لیا کے دیوار آہنی پر بٹھا دیا
 بعد اسکے اس ج حملہ در ہوا مگر اس درخت کو مطلق جنبش نہوتی اور تلوار اس خط سے اچھل گئی اور دار خالی گیا بس یہی
 دیو پھر نکلا اور اس ج کو بھی گرفتار کر کے دیوار پر قریب لقا کے بٹھا دیا تب داراب کشور کشا نے کہا کہ جرات
 آٹھ کر کے قبضہ شمشیر کو ہاتھ میں لیا اور کہا کہ دیکھو میں خط سفید پر اس درخت کے نشانہ کرتا ہوں اور کس صفائی
 سے دو ٹکڑے کر کے اس طلسم کو فتح کرتا ہوں بس یہ کہنے ایک ضرب اس خط سفید پر اس زور سے لگائی
 کہ اگر کوہ روئین بھی ہوتا تو اس کو بھی وہ تلوار دو ٹکڑے کر کے اس بار نکل جاتی مگر اس خط سے نشانہ اس کا بھی خط
 گر گیا اور فی الفور وہی دیو پھر نکلا اور اس کو بھی اسیر کر کے لے گیا اور اسی دیوار آہنی پر برابر لقا کے بٹھا دیا
 جبکہ داراب کشور کشا بھی اسیر ہو گیا تو نور الد ہر نے یہ خیال کیا کہ میں شخصوں نے تیغ آزمائی کی مگر
 کوئی کامیاب نہوا چونکہ یہ بھی فن سپہ گری و تیغ بازی میں نہایت تیز اور شان مقامت پٹ تلوار کو بیکر سمت اس
 درخت کے دوران ہوا اور خوب ساد بھگڑا اس خط سفید پر ایک وار کیا مضاے کار اس کی بھی تلوار خط پر نہ لگی

پس وہ دین و دیوتا یا اسکو بھی لیجا کے ان سب کے برابر بھلا دیا اور غائب ہو گیا تب تو امیر کو نہایت تعجب ہوا اور
 سوچے کہ چار شخصوں کے دروازے مگر سب کے خالی گئے نشان پر ضرب کسی کی نہ پڑی اور نہ یہ معلوم ہوا
 کہ یہ دیو کہاں سے آتا ہوا اور گرفتار کر کے ان سب کو لیجانا ہو کہ کسی کا منہ نہیں پڑتا ہوا جو اسکا مقابلہ کرے اور کہے
 اسکے ہاتھ سے بچا ہے غرض کہ امیر با توقیر بھی شمشیر عریان کہتے اس درخت کی جانب چلے اور جبکہ اس درخت کے
 پاس پہنچے اس خط کو دیکھ کر ایک تلوار امیر نے بھی حتی المقدور نشان دیکھ کر لگائی مگر ضرب انکی بھی خط پر نہ پڑی
 اور بدستور سابق اس دیوتے آکر اٹکو پکڑ لیجا کے اسی آسنی دیوار پر سب کے برابر بھلا دیا اور کہا کہ بعد چالیس دن
 کے اسی آتش سوزان میں تم سب جلا دیے جاؤ گے یہ حال زبانی دیوتے کے شکے سب کے سب بخون جان ترسان
 و ہر سان ہو کے رونے لگے اور دست بدعا ہو کے امیر نہایت عجز و انکسار بارگاہ جناب باری میں کر کے ملتی
 ہو کے کہ یارب تو کریم و رحیم ہو اور میں اس وقت ناچار و مجبور ہوں بجز تیرے اور کسی کا بھروسہ نہایت
 چوہا جز ہا سندہ و انہم تراخ و دین عاجزی چون غوا تم تراخہ پس یہ دعا کر رہے تھے تین شبانہ روز اسی طرح
 بجز و خواب اسی دیوار پر گذرے تھے کہ دن کی وحوش اور رات کی اوس آنہر پڑتی تھی اور ایک وقت کھانا
 کھائے کو وہی دیو سب صورت و دہر کے وقت دے جاتا تھا روز جہاں لقاے نابکار شیطان ہینت نے کہا کہ
 تم سب لوگ اب بھی اگر بصدق دل و پاک ہینت بجو سجدہ کرو تو میں تم سب کو انھی نجات دون امیر نے نہایت غیظ
 و غضب میں آکر کہا کہ او دروغ گو ملعون نابکار تجھ خدا کی ماریہ کیا کلمات کفر آمیز بکتا جا رہے او فوک بیکر فرس
 با دیہ خلالت تیری کیا اصل و حقیقت ہو تو میں بجو سجدہ کرو دن تیری تو وہی کیفیت ہو کہ جو شل کہتے ہیں مشل
 پیر خود در ماندہ شفاعت کسلی کریں یعنی جبکہ تو خود بجال خستہ خراب و بجز و بیدہاں بیٹھا ہوا ہو تو تو پہلے آپے
 قید سے نجات دے پھر ہم سب کو سجدہ کر کے نجات دیو انا لقاہ گفتگو کے نہایت ع و تاب کھانے خاموش
 ہو رہا ان غرض امیر با توقیر پھر جناب باری مستدعی ہوئے کہ اس خالق حقیقی و اسے مالک تحقیقی واسطہ اپنے بندگان
 خاص کا اس عذاب الیم سے خلاصی کر دے ہنوز امیر با توقیر دست بدعا تھے کہ سلطان ماران ملج الماس برق سر پہ
 رکھے ہوئے علم گرد باد چلان کوہ بیکر سیاب پر آراستہ کیے ہوئے قطرہ زنان سانسے سے نمایان ہوا اور قریب
 ساٹھ ہزار پر بڑا دون کے پرے جمائے ہوئے اپنے ہمراہیے تخت پر بیٹھا ہوا اور گرد اس کے ہزاروں لاکھوں
 دیو ہرہ اور چالیس ہزار سوار یا قوت پوش علاوہ اسکے بہت سا جہلوس شاہی جویدا ہوا اور لختا بدرار
 یا قوت پوش شہر پرند پر سوار آتا نظر آیا جب سب لشکر قریب اس باغ کے جہاں وہ درخت چار سفید خط کا
 لگا تھا پہنچے اس وقت سب نے مودب باداب شاہنشاہی جھک کر امیر با توقیر کو سلام کیا اور کہا کہ حضور گھر ابین شہن
 افشار آتھ تھائے میں اس طلسم کو ایک دم میں فسخ کرتا ہوں اور تم سب کو جو جہاں مقید ہو رہا کر اسے دیتا ہوں
 امیر نے جو اس نقابدار کو دیکھا تو خون غریزی نے رگون میں جوش مارا اور ایک محبت سی اسکی دل میں پیدا
 ہو گئی اور سب نے پکار کر کہا کہ اس نقابدار خدا تجھے فتح تاب کرے غرض نقابدار نے ایک لوح اپنی بغل سے
 نکالی اس وقت امیر کے دل کو یقین کامل ہوا کہ لاشک و لاریب یہ طلسم کو فسخ کر لیا پھر نقابدار نے لوح
 کو دیکھ کر تلوار اپنی بغل سے نکال کر ایک اسم اس لوح سے پڑھ کر تلوار مردم کیا اور اس درخت کے پاس جا کے
 بسوالت تمام نشان خط سفید کا تاک کر بھر در ایک وار تلوار کا کیا کہ وہ درخت خط سے دو ٹکڑے ہو کر گرا اور دم
 دیو نہایت مضطرب اور پریشان گھبرا یا ہوا اور چلاتا دوڑا کہ یا شہرہ و زکار اب میرے ہاتھ سے بچ کر

کمان جائیگاہ لکھو اور شمشاد نقابدار پر ماری نقابدار نے خبر آس دیو کا خالی دیا اور دار شمشاد زمین پر گری وہ دہر
 خود بھی گھبرا کر چاروں شانے چت گرا آس وقت نقابدار بھتی و جا لکی تمام دوڑ کر آس دیو سے پیٹ گیا باہم زور کشتی
 ہونے لگا دو گھڑی تک خوب زور کشمکش کا رہا آخر بعد دو گھڑی سے کے نقابدار نے لشکر اسکا توڑ کر اٹھایا اور بالائے
 خوب سا چرخ و سے کروے مارا وہ دیو ہر خد چاہتا تھا کہ کوئی موقع ایسا ہوتا ہے کہ بھاگ جاؤں مگر نقابدار
 سرخ پوئشس خیر آبدار بیان سے نکال کر اسکی چھانی پر چڑھ کے بیٹھ گیا اور سینہ آس دیو سیاہ دل کا ہاک
 کیا تو ایک صرہ سیاہ اندرون سینہ سے آس ناپاک کے نکلا آس وقت ایک شور یوم النشور برپا ہوا اور چاروں
 تار کی چھائی اور ایک آواز میں گوش زد ہوئی کہ کشتی مرانام میں بلاق جاو دو بعد اسکے وہ نازین مر نقابدار آس
 دیو کے پاس تھی نورو کے کہنے لگی کہ باش او کشندہ بلاق اب تو میرے ہاتھ سے کمان بکھر جا سکتا ہے بڑا غضب نے
 کیا کہ میرے مشوق کو قتل کیا یہ کیسے کہو دانے ماش و سر سون کے اسپر ایک اسم حرم کر کے نقابدار پر پھینکے اور
 خود زمین پر لوٹ پوٹ کے ایک صورت اثر دے کی بنکے نقابدار کی طرف ددڑی نقابدار نے آس لوح کو دیکھ کر حاکم
 اسکے نکس آس لوح کا اسکے منہ کے مقابل جو کیا تو صورت اسکی تبدیل ہو گئی اور ایک زن پر وہ ساحرہ کرہ منظر
 زشت رویہ فام قد اسکا مثل درخت ناڑ یا کھجور کے بند بنے اسکی طرف ددڑی نقابدار نے پکار کے کہا کہ او
 علامہ عمر نالکا زرا اپنی شکل بد کو دیکھ تو سہی کہ تیری صورت کیا ہے اور کس طرح تو افغان و خزان پٹی آئی ہر آسنے جو
 اپنی صورت کو دیکھا تو نہایت ناوم اور شرمندہ ہوئی اور ایک اسم دوسرا سحر کا پڑھ کے اپنے اوپر دم کیا اور کہو تر
 کی صورت تنہ کے پر داز کر گئی نقابدار نے ایک تیرانی کمان میں پیوستہ کیا اور زد سے زد کو ملا کے پر تاپ کیا وہ تیر
 اسکے سینہ پر پڑا کہ لشت کو توڑ کر آس پار لکل گیا وہ کہو تر یعنی ساحرہ حریف مار کر زمین پر گری اور ایک شور و غل
 چاروں طرف سے بلند ہوا کہ لینا لینا جانے نہ دینا خبردار اور تار کی سی چھائی بعد دو گھڑی کے وہ تار کی جب رقع ہوئی
 اور روشنی نمایان ہوئی تو ایک آواز آئی کشتی مرانام میں پر دین جاو دو نقابدار نے سب تماشا دیو اٹھائی
 دیکھ رہا تھا میا ختہ آن ہر چار مقیدان طلسم کی جانب مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ اے بندگان حق دیکھا کہ میں نے
 اپنی قدرت کا لڑ سے ایسے ایسے بندے پر زور و قوی باز و تہمتن اسفند یار تو ان روے زمین پر خلق کیے ہیں
 اور اس بندے نے پہلے اپنے دل میں بعد ہزار عجز و انکسار مجھے دعا کی تھی اور جب دریا رحمت کا میری خوش میں
 آیا تب آسنے دیو اور ساحرہ کو مارا اور درخت کو سفید خط سے دو ٹکڑے کیلے یہ گفتگو تھا کہ نقابدار شکر نہایت غضبناک
 ہوا اور تھا کو لکار کر بہ آواز بلند کہا کہ اونا مقول دل الزمے نابکار یہ تو کیسا دایسات خرافات بکتا جھک مارتا ہے
 بس تھا کہتے عالم میں جو حیرت ہو کر چپ ہو رہا لیکن نقابدار نے جو پھر لوح کو ملاحظہ کیا تو آسمین یہ رقم تھا کہ
 اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ لگا تو نیچے آس درخت کی جڑ کے ایک چٹان سنگ مرمر کی قریب دو گز کے فسی چوڑی
 نہایت صاف و شفاف رکھی ہوئی اسکو اٹھا تا تو اسکے نیچے ایک نقبہ ہر اسکے اندر تو بخوف و خطر چلا جاتا
 تھوڑی دیر کے جب تو آسمین جائیگا تو داہنی اور بائیں طرف دو راستہ بنجھو لیکن تو داہنی طرف کے راستہ میں
 قدم نہ نہ ہونا چکے تو وہاں آگے دو ایک قدم جائیگا آس وقت ایک اثر وہاں سے خورخوار ملے گا اور
 منہ سے شعلے آگ کے سر لٹک رہاں نکلتے ہوئے تو بے خوف و خطر اسکے منہ میں کود پڑنا پھر آگے
 جو لوح میں لکھا ہو مطابق اسکے عمل کرنا بس نقابدار نے جو اس درخت کو جڑ سے اکھاڑا تو ایک چٹان سفید
 سنگ مرمر کی جو وہاں رکھی تھی آٹھانی تو وہاں وہ اثر وہاں سے نشان نشان ملا نقابدار اسکے منہ میں کود پڑا

آواز مہیب مدام ہوئی اور بہت زور کی آندی علی اور شل ابر باران آسمان سے آگ برسے لگی لگانے لگا کہ یہ میرا لڑکا
 تھا جو لقا بدار کو نکلی گیا امیر نے اٹھا ہاتھ لگانے کے منہ پر اس زور سے مارا کہ ہونٹ آسکا پھٹ گیا اور کہا کہ ادا ملعون خبردار
 اب کبھی ایسے کلمات کفر و کافری کے زبان پر نہ لانا لگانے ڈر کے کہا کہ میں نے بری نقدیری کی اب مجھے کبھی ایسی
 نقدیر نہ ملے گی اور خاموش ہو رہا اور وہ دیو آسا ہی جیسر امیر و لقا بیٹھے تھے اور شعلہ ہائے آتش اور باغ سبزہ زار
 وغیرہ نمودار ہو گئے تیسرے دن ایک گہندہ سبز و کھائی دیا اور لقا بدار نے آکر دروازہ گہندہ کا کھولا اور ال وغیرہ
 زور و جواہر جہنما را سمیں بھرا تھا اور ایک خیمہ زر نگاری ایک طرف رکھا تھا وہ سب مال و اسباب وغیرہ زر نگار
 کو ہمراہ لیے آس طلسم سے باہر نکلا اور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوا اور بہت عزت سے بٹھا کے
 لالہ نجی پان وغیرہ پیشکش کیے اور عطاوات نفیس نفیس اور خوشبودار قبائے امیر با توقیر پر لگے بادب سانسے بیٹھا
 اور حکم تیار دی دعوت اور سامان رفیع و سرور کا اپنے سرداروں سے کیا بدار اس کے نور الدہر و ایرج اور داراب
 اور لقا و طلب کیا وہ سب آ کے حاضر ہوئے پہلے نور الدہر نے سلام برسم اسلام کیا لقا بدار نے جواب سلام کا دیا بدار
 ایرج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا لقا بدار نے کسی کے سلام کا جواب نہ دیا مگر ہر ایک کو نہایت عزت
 و توقیر سے بٹھایا اور سامان عیش و طرب مہیا کیا جام شراب کا گردش میں آیا اس وقت لقا بدار نے قمر
 صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے طلسم آذر سلیمانی کو فتح کیا ہے صاحبقران من ہوں آپ امانت صاحبقرانی
 مجھے دیجئے امیر با توقیر نے فرمایا کہ امیر لقا بدار تو نے تو صرف اتنا ہی کام کیا ہو کہ ایک طلسم کو فتح کیا ہو جس پر نوازش
 ہوتا ہو اور لاف زنی کرتا ہو کہ گویا تو نے جھنڈا فتحیابی کا عرش پر کارڈ دیا میری اولاد نے تو ایسے ایسے کام کیا
 کے کیے ہیں اور ایسے ایسے طلسمات زبردست اور دشوار اور مشکل فتح کیے ہیں کہ تو نے کبھی خواب میں بھی
 نہ دیکھے ہونگے اور نہ سنے ہونگے اگر تو اس ایک طلسم کشائی پر اٹھا نازان ہوتا ہو اور دعویٰ صاحبقرانی کرتا ہو
 تو اچھا ایک کام کر کہ مجھے تو بھنوں سپہ گری رزم دیکھا تو نواہ زور کشی کر اگر تو مجھے کمزیر کرے اور آپ غالب
 ہو تو اچھا لبتہ وہ اسباب صاحبقرانی کا آج سے میں نے بھگو دیا امیر لقا بدار نے جواب دیا کہ اچھا ایسا ہی ہوگا
 بعد ازاں لقا بدار سرخ پوش نے ایک تخت پر توریج کو سوار کرا کے رخصت کیا اب توریج تو شہر سیفولیہ میں آیا
 اور دہان سے اپنے لشکر کو ہمراہ لیے شہر انجم کو روانہ ہوا اسی طرح امیر با توقیر اور نور الدہر سوار ہو کے اپنے
 لشکر میں داخل ہوئے ایرج اپنے خیمے میں آیا لقا اپنے لشکر میں گیا داراب اپنی توریج میں داخل ہوا نور الدہر
 اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ جالاک بن عمرو آیا بعد سلام کے یہ دعویٰ قطعہ الہی بخت تو بدار بادا + ترا دولت
 ہمیشہ یار بادا + گل اقبال تو دائم شگفتہ + مجسم دشمنانت مار بادا + یہ عرض کی کہ شہنشاہ عالم کی عمر دوازہ سو
 غلام واسطے بالادوی کے گیا تھا ایک لشکر دیکھا تھقیق جو کیا تو معلوم ہوا کہ طرماسپ تھا کہ مجھے طرماس کے گئے
 تھا اور طرماس تعاقب میں ایک ساہی کے گیا تھا وہ ساہی غول کی تھی طرماس نے غول کو مارا اور اس غول کے
 یہاں بہت سے لوگ قید تھے اس میں شاہزادہ نیل رودی تھا وہ طرماس کو اپنے شہر میں لے گیا شہر نیل رودی عادی شاہ
 چڑھ آیا اور آما دہ جنگ ہوا آخر کو طرماس اس کے ہاتھ سے زخمی ہوا دوسرے دن طرماسپ وہاں پہنچا اس سے بھی
 بہت جنگ ہوئی اور بہد جنگ و جدل لیا کہ طرماسپ نے عادی شاہ کو مارا اور فرہاد نیل رودی کو آفتاب پرست
 بنایا اور طرماس کو زخمی تھا قید کر کے ساتھ لایا ہوا اب ایرج کے پاس لیے جاتا ہوا نور الدہر نے جو یہ احوال جالاک
 بن عمرو سے سنا نہایت غیظ و عیش میں آیا اور شل شعلہ آتش بھڑک اٹھا اور کہنے لگا دیکھو تو سی میں کیا زخم

چھوڑتا ہوں وہ میرے ہاتھ سے بندہ بچا کر کہاں جاتا رہے اسی وقت نقاب سفید چھ پر ڈال کے مع بارہ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے اور کچھ جلوس اور سرداران نامی کے گھوڑے دن پر سوار ہو کر جانب نیل رود روانہ ہوا بعد ازاں معاملہ قطع منازل جب قریب اُس شہر کے پہنچا حسب اتفاق طر ماسپ اُس روز بطریق سیر و شکار کے کسی طرف گیا تھا تاکہ راہ میں دور سے اسے دیکھا کہ کچھ گرو بخار سر فلک رسان ہو رہے تھے جب کہ دامن گرو شگفتہ ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے اور سرداروں وغیرہ کے اس طرف کو چلا آیا جب نقابدار قریب پہنچا تو از بند لگا کر کہا کہ باش او طر ماسپ میں کب تجھ کو زندہ چھوڑتا ہوں اور کیا تاب طاقت تو دہری جو تو طھاس کو گزرا کر کے لے جائے اور طر ماسپ نے بھی لغو کر کے کہا او نقابدار غلوک روزگار تو کیا اپنے دل میں سمجھا جو تو مجھے لڑنے کو آیا ہے شاید تو مجھے نہیں پہچانتا ہے کہ طر ماسپ ہوں نقابدار نے کہا کہ تو طھاس کو مجھے حوالے کر اور تو جدھر چاہے چلا جا کچھ مجھ کو تجھے غرض نہیں طر ماسپ نے کہا کہ یہ تو میرا باپ ہے اور عشق میں نیرہ محرم کے سودائی ہو گیا ہے اس واسطے میں نے اس کو قید کیا ہے اور جبکہ جنوں اس کا کم ہو جائیگا تو میں اس کو چھوڑ دوں گا نقابدار نے کہا کہ ادھر کردار ناہنجار کیا کرتا ہے اپنے باپ پر یہ اتنا ملامت ہوا کہ تو نطفہ نامیق ہے اور اولاد صحیح النسب سے یہ افعال و کردار ممکن الوقوع نہیں ہیں دیکھ میرا کتنا مان اور طھاس کو چھوڑ دے ورنہ وہ سزا سے معقول سمجھا جائیگا کہ تمام عمر باور کھیا انفرض بعد گفتارے لیا طر ماسپ نے آمادہ جنگ ہو کر ایک نیزہ نقابدار کے سینہ پر مارا نقابدار نے ستان نیزہ کو خیال کر کے ستان نیزہ پر گناٹہ لیا نیزہ بازی ہونے لگی مدد سے چھاپا تان بلند تھی شرار سے مثل بھاریوں کے چھوٹ رہے تھے جب تک کہ سے نیزہ بازی کر رہے تھے شعر و نیزہ دو باز دو در و دیر تو گوی کہ ہستند و زور شیر مل انفرض ستائیسویں لمحہ میں نقابدار نے نیزہ آسکے ہاتھ سے نکال دیا طر ماسپ مثل شعلہ جوالہ کے افروختہ ہوا اور جہان اس کی فغورن میں تیر و تار ہو گیا لگا کر کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے ہوائی کر دیا لیکن غلہ کو گزرا م تر از دست من بد روی یہ کہنے سا طور آیا نقابدار نے اس کی دھار کو بچا کر دستہ سا طور پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا جھڑا تو چند قدم طر ماسپ دوڑ آیا نقابدار نے وہی سا طور جو اس کے سر پر بار طر ماسپ نے سر کو چیرے کی پناہ کیا اور سر اٹھا ہٹا لیا سا طور گردن مرکب پر پڑا کہ گردن مرکب تلم کر کے زمین پر اتر طر ماسپ مرکب سے ٹکرا کر اس پر اسیان طر ماسپ نے دوڑ کر طر ماسپ کو آٹھا لیا اور میدان سے لیکر چلے گئے طھاس نے جو یہ کیفیت دیکھی تو ایک بار کی تشہہ شجاعت اس کی آنکھوں میں چڑھا اور ایک ہی زور میں تمام قید کو مثل تار شکست توڑ کر پھینک دیا اور کمال جوش و خروش سر میدان آکے شریک نقابدار ہوا یہ کیفیت جو اس کے لشکریوں نے دیکھی تو سب کے سب ایک بار کی تلواریں بند دھین نیزہ و گرز لیکر نقابدار سفید پوش سے لڑنے لگے اور طر ماسپ بھی دوسرے گیند پر سوار ہو کر لڑنے لگا اور صرف نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سواروں کے آمادہ کار زار تھا آخر کار لڑنے لڑتے جب وقت شام کا قریب ہوا تاکہ کی شب کی پردہ پوش عالم ہوئی دونوں نے جہل باز گشت جو اسے اور اپنے اپنے لشکر میں آکے باسائش نام نیمے ڈیردن میں پہنچے ہتھیار کھول کھول کر رکھے بالہ بنائی تمام بیٹھے نقابدار سفید پوش بھی اپنی بارگاہ میں تمکین ہوا اور سامنے سب سردار و مصاحبین و غنشین اسے اپنے دنگھوں کر سیوں پر بیٹھے تھے قریب پیرات کے گذری تھی کہ ایک خبردار نے عرض کی کہ لشکر حرین میں جہل جنگ بجا نقابدار نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی کد و کد بفضل اینزدی و تائید ربانی بچے جہل جنگ حسب احکام لشکر اسلام میں بھی اسی وقت جہل جنگ بجا تمام شب لشکر میں طرفین کے چل پل رہی ملائے لشکر دن میں پھر اُٹے رہے اور پیدار آئے

ہو شارباش کی بلند تھی بیک اپنے ہتھیاروں کو نکال کر صاف کرتے تھے کچھ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ کل
صبح کو کون ہرا دل لشکر ہوتا ہو کوئی گت تھا کہ دیکھیں گل میدان کا رزار میں کسکا پہلا وار ہوتا ہو اور کون ہمدیش
فتح و ظفر ہوتا ہو اور کسکو شکست ہوئی ہر عرض اسی طرح سے تمام شب گزری جب کہ وقت صبح کا ہوا طر ماسپا پی
فوج سے نکل کر مرکب پر سوار ہوا اور نواف میدان میں آکر پکارا کہ اے لشکر اسلامیاں از شما ہر کرا آرزو سے مرگ
باشد بیا ہمدان جنگ کہ ارادہ دست پا آوری داریم اس آواز کے سنتے ہی طہاس چاہتا تھا کہ غلبے کو نکلے
مگر تھا بد آرماع ہوا اور اپنے مرکب کو گرم ناز کر کے میدان جنگ میں آیا اور پکارا کہ اے طر ماسپا ہر رو دنگا
کو گز ارم کہ از دست من زخمہ و سلامت بدہدی یہ نصیب منکر طر ماسپا نے ایک وار نیزے کا سینہ نقابدار
پر کیا نقابدار نے سنان نیزہ سے نیزہ آسکا ہوائی کر دیا طر ماسپا نے دوڑ کر تیغہ آبدار کا دار کیا نقابدار نے کسکے
دار کو رو کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو مارا دو بار دوا تر آیا طر ماسپا نے دستا نہ مارا تیغہ چھنا کر نکل گیا پھر دوسرا دوا تر
کا نقابدار پر کیا نقابدار نے پھر دوا تر آسکا رو کر کے جو ہاتھ مارا تو زخم سر طر ماسپا کا چو پارہ ہو گیا ہر اہلبان طر ماسپا
نے گھوڑوں کو دوڑا کر نقابدار کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی اب نعرہ طہاس بلند ہوا نعرہ نم طہاس شیر ہنر زار
گلستانی + پدر من عقول دیو رو رہم ثانی + غلام ہنرہ ام شاہم نم طہاس عالی شان + عدو سے کافر انم کو دھشت
دن سلمانی + تلوار چلنے لگی اسی ہنگامہ جنگ میں گھوڑا طر ماسپا کو لیکر نکل گیا فریاد نل رودی بھی شکست کھا کے
بھاگا یہاں دیکھ کر طہاس دوڑتا ہوا نقابدار کے پاس آیا قدموں کو بوسہ دیا عرض کی تا بعد ارا پیدا ہوا ہر کہ حضور اپنے
نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمایا کہ آپ میرے بڑے عشن ہیں کہ ایسے ظالم فرخوار کے بچہ تھر سے نجات
دی اور جانبری کی پس نقابدار نے اتنا شکرے نقاب اپنے چہرے سے اٹھا دی تب طہاس نے پہچا تا کہ یہ سرباز زندگانی
تو چشم موشان نور دیدہ مسلمانان یعنی شاہزادہ نور الدین ہر عالی شان ہر پس دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا سر و چشم
دیکھا کہ کھنکھانے لگا الحمد للہ انتہ شمر نور دیدہ ام گردیدہ از نور سرا پائیت + گرفتہ قوت جان از قہ فعل شکر خایت + اے
شہر یار لاکھ لاکھ جان میری آپ پر سے غار شمر ہزار بار بشویم دین ز شکر و گلاب + ہنوز نام تو گفتن کہاں ہے ابد
قرابت شوم حضور کو میرے حال پر ملال سے کہو نکرا گا ہی ہوئی جو اس قدر تکلیف آٹھا کہ راہ دور و دوز کوٹ کر کے
اپس خانہ زاد کے حال پر فحایت فرما کے سر فراز کیا نور الدین ہر نے کہا کہ جالاک بن عمرو نے مجھ کو خبر دی کہ طہاس
کو طر ماسپا گرفتار کر کے ہزار ذلت و خواری سمت ایمرج لیے جاتا ہو مجھ کو یہ حال شکر نہایت خصہ آیا اور میں نقابدار
سفید پوش جس بجگے بارہ ہزار سوار اور سرداروں دہرا ہوں کے بیان ہوئی اور مجھ کو ہر کیا طہاس نے کہا
اے شہر یار یہ ناہنجار میرے نقاب میں آیا اور مجھ کو آسنے نامردی سے گرفتار کیا تھا مگر خیر جد ہزار شکر اس رب کا
اور ہزار ہزار احسان حضور کا کہ اس قدر سفر دور دراز سے تکلیف کر کے آپ میری رہائی کو تشریف لائے اور آپ
عذاب الیم سے مجھ کو نجات دی اور آپ میری اعانت نہ کرتے تو رہائی میری غیر ممکن تھی نہیں معلوم رہے مجھ کو ایمرج
کے پاس لپکا کے کس کس محبت میں مبتلا کرتا یہ آپ کی فحایت سے میری جان بھی گویا از سر نو زندگانی ہوئی اور
اے شہر یار مجھ کو لازم ہے کہ میں بھی اسکا نقاب کر دیں اور آسکا جان ملے گرفتار کر کے لاؤں آسنے جو مجھ کو قید کیا
تھا اور ایمرج کے پاس لیے جاتا تھا تو آسکے عوض میں آسکا گرفتار کر کے چند سے قید رکھوں بعد ازاں آپ
قتل کر کے جہنم داخل کر دیں نور الدین ہر نے کہا کہ اے طہاس طر ماسپا جب پھر ادھر آ گیا تب سمجھ لیا تھا
طہاس نے کہا جو مرضی شہر یار کی بت خوب نہ جائے لگا یہ لکھے خاموش ہو رہا جب کہ قریب نصف شب کے گزری

تو طحاسس بے اطلاع نور الدہر کے پوشیدہ طرماسپ کی تلاش میں روانہ ہوا جس کو شاہزادہ نور الدہر جب
 خواب راحت سے بیدار ہوا اور طحاسس کو نہ دیکھا تو نہایت بیتاب ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ طحاسس کہاں ہے
 جلد بلاؤ مازہون نے عرض کی خداوند نعمت آج نصف شب سے اُسکا کچھ مال بنین معلوم کہ کہاں چلا گیا ہے تب
 نور الدہر نے سواروں کو حکم دیا کہ دس دس سوار ہر چار طرف جا کر تلاش کریں جہاں اُسکا پتا اور نشان ملے
 وہاں سے اُسکو مع الخیر میرے پاس حاضر کریں دس دس سوار ہر سمت کو روانہ ہوئے اور تمام دن سرگردان
 حیران و پریشان اُسکی تلاش میں رہے جب اُسکا کچھ پتا نہ لگا تو مجبور ہو کر واپس آئے عرض کی اے شہر بایہم لوگوں
 نے تمام دن اُسکو تلاش کیا اور بہت لوگوں سے اُسکا پتا بھی پوچھا مگر نہ وہی پتا اور نہ کسی سے اُسکا کچھ پتا
 نشان معلوم ہوتا ہے نور الدہر نہایت متردد اور متفکر ہو کر اس شب بھر منتظر طحاسس کا رہا کہ شاید جو کہیں چلا گیا
 تو کوئی ضرورت ہوگی مگر شب کو کسی وقت ضرور آئیگا مگر جب وہ نہ آیا اور صبح ہوئی جانا کہ طحاسس مقرر بتلاش
 طرماسپ گیا ہے اگر اور کہیں گیا ہوتا یا کسی کام میں مشغول ہوتا تو اب تک آجاتا کیونکہ آج میرا دن ہے ضرور آتا یا کچھ
 حال معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ پر ہے القصد لشکر طرماسپ کاوشاکست کھا کر شہر تل روو سے بھاگا تھا تو وہ لشکر
 پاس ایمرج کے گیا اور سارا حال اُسے طرماسپ کے شکست کھانے کا رد و ایرج کے بیان کیا اور فرما دیا
 ردوی نے بھی تمام حال کیا ایرج نہایت آزرده ہوا علوخل دریا باری سے کہا کہ یہ خدا پرست عجب طہر
 کے لوگ ہیں کہ مردت چھوٹیں گئی ہواں سے ہر چند مردت کرتا ہوں دعا ہے طریقے سے باز نہیں آتے میرے
 ساتھ اس طرح پیش آتے ہیں اگر طرماسپ میرے پاس طحاسس کو لے آتا اور نور الدہر میرے پاس کھینچا
 تو کیا میں طحاسس کو نہ بھیج دیتا کیا فائدہ ہوا کہ نور الدہر نے جا کر طرماسپ سے جنگ دیتے کر کے اُسکو زخمی کیا میں جنگ
 اُسکو سزا سے معقول نہ دوں گا اور تدارک سخت نہ کروں گا تب تک وہ لوگ اپنے فعل پر سے باز نہ آئیں یہی باتیں
 ہو رہی تھیں کہ آواز پبل جنگ کی لشکر تھا میں بلند ہوئی ایرج نے شاپور کو حکم دیا کہ تم جا کر دیکھو کہ کہاں پر یہ
 صدا ہے پبل جنگ بلند ہے حسب الحکم اُسکے شاپور نے حال دریافت کیا پھر بعد از گھڑی کے شاپور آیا اور
 بارگاہ میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا سے کشاہی کے لون کھنے لگا کہ تا بعد از حسب الحکم حضور کے لشکر میں جہاں صدا
 پبل جنگ بلند تھی گیا دیکھا کہ اُس بن الوس آگے تخت تھا کہ دست بستہ کھڑا ہوا عرض کیا کہ غلام کی تقصیر
 معاف ہوتا بعد از عمر بھر تک کا نام نہ لیکتا جب تک دشمنان حضور کو غارت نہ کر لیکتا جو وقت فرج دشمن کو شکست فاش و
 بھگا دوں گا اُس وقت میری ناک درست کر دیجئے گا تھا نے اقرار کیا اور کہا کہ اچھا جا جو وقت تو لشکر حریف کو شکست
 دہرمت دے کر آئیگا اس وقت تیری ناک بدستور بہاں درست کر دوں گا یہ سدا ہے پبل جنگ جو بلند تھی اُس بن الوس
 کے لشکر میں تھی اور اوپر لشکر دار اب کا ایک سمت میدان میں فروکش تھا وہاں سے بھی آواز پبل جنگ کی آنے
 لگی تب تو امیر با تو قیر نے بھی حکم دیا کہ اچھا ہمارے لشکر میں بھی پبل جنگ بجو اور حسب الحکم امیر با تو قیر کے پبل جنگ
 بجئے لگا طرفین میں درستی آلات ہوا کی ناگاہ روز روشن ہوا اور ہنوز لشکر جانبین سے کوئی میدان و ناہن بھی نہ آیا
 تھا کہ ناگاہ کچھ گرد و غبار ایک سمت سے اٹھتا ہوا نظر پڑا کہ جسکی بلندی سے قرص نور شدید تیرہ و تار نظر آتا تھا
 با تو قیر نے چند ہزار دن کو طلب کر کے حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ یہ گرد و سر فلک رساں کیسی ہے کہ جسکی تاریکی سے
 آسمان تک چھایا ہے حسب الحکم امیر با تو قیر کے ہر کارے دوان دوان وہاں پہنچے تو دیکھا کہ تختینا چار سو علم
 نشان چار لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھر ہر سے ہر ایک ایک تصویر ہاتھاب کی نقش عمار و در و باقی

نقشبندی سپنے ہوئے فیضان کوہ پیکر پر سوار چلے آئے ہیں اور میں بادشاہ بجاہ مرازشوکت و شان تاج نمایاں سر
 پادشاه شامشاہی دربر اپنے اپنے ہاتھوں پر سوار نمودار ہوئے اور پشت پر تخت کے چار لاکھ سواران جوار مسلح و کس
 چلے آئے ہیں ہر کاروں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر قورج ماہ پرست صاحبقران ماہ پرستان
 کا ہوشیار سپہ سالار ہے آیا ہوا ہے جو دو تخت ہمراہ ہیں یہ دونوں بادشاہ اسکے ہمراہ آئے ہیں ایک کا نام دایوب اور ایک
 کا نام ایرج ہے ہر کاروں نے بارگاہ سامانی میں حاضر ہو کر سب کیفیت بحضور سلطان دالاشان عسکر کی عرض
 و لشکر اسی میدان میں آترائے دیر سے استادہ ہو گئے اور اپنے اپنے ڈیروں میں بیٹھے اور قینوں باز
 اپنے ہتھکڑیوں اور سرداروں سے صلاح رزم و جنگ کر رہے تھے کہ ناگاہ قین پنج نمودار ہوئے تو راج
 صاحبقران ماہ پرستان اور ایرج و داراب ماہ پرست کو اٹھائے گئے اب عادل قاف شہر ختم ہوا اور دونوں
 کو لشکر اسلام سے لڑوا دیا اب جو وقت ایرج و قورج و داراب ہوش میں آئے انھوں نے اکھنڈ کھنڈ
 تو ایک بارگاہ عالی شان نظر پڑی اور تخت پر ایک مرد پیربارش سفید مٹھا ہوا ہر ہتھ جو اہر نگار سر پر رکھے ہر
 ہزار بادلوں پر بیان دست بستہ کھڑی ہوئیں دعائیں مانگ رہی ہیں گھنٹ گھڑیاں دامنج رہا ہر ایک طرف
 صدا سے نافوس بلند ہر نعرہ یا عادل قاف یا عادل قاف کا شور ہو ناگاہ اس پر نے ایرج و داراب کی طرف
 دیکھ کر کہا تھے قطب دوران اور ہر لال کی قدر نہ کی اپنے سے ہزار کیا آخر اس نوبت کو پونے تین بجے
 پہنچا کہ میں کون ہوں وہ دونوں میرے نائب تھے ایرج و داراب نے کہا کہ ہم نے آپ کو کچھ تو بھانا ٹکڑ غریب
 اس وقت عمر و نے کہا کہ اب یہ بتاؤ کہ تم دونوں میری اطاعت قبول کرو گے یا نہیں وہ دونوں نے کہا کہ آپ حمزہ صاحبقران
 سے فیصلہ کر لیجئے پھر ہم دونوں آپ کی اطاعت کریں پھر قورج سے خطاب کیا تو راج نے بھی یہی جواب دیا اس پر عمر و
 ضایت درہم برہم ہوا اور کہا ان قینوں کو لیا کے زندان خانے میں قید کر دو داراب و ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ افسوس
 ایسے شخص عاقل کو مفت اپنے سے کھویا یہ کیا کیا عمر و نے ان قینوں کو غل و زنجیر میں گرفتار کر کے تخت پر ڈال دیا
 اور آپ جانب ختم روانہ ہوا بیان اس بن الوس قبل جنگ بجا کر میدان میں آیا ہوا اور مبارز طلب کر ہا ہر ناگاہ اترتے
 آسمان پر چھایا اور چار ہزار ترنا برابر جنگیں اور ایک سو چار نقارے اور بیس ہزار کوس حربی بچے اور بیس ہزار
 عادل قاف سوار گرد تخت پر نژادانی کی قطار بچ ہوتا ہوا مشک و عنبر آڑتا ہوا کمال شان و شوکت سے تخت
 عادل قاف کا دکھائی دیا لشکر دیروں کا ایک طرف استادہ ہوا عمر و نے اس بن الوس کو جو میدان میں کھڑے
 ہوئے دیکھا آگ ہو گیا شفیق سے اسے کہا کہ بھائی مع گنڈے کے اسکو کھائے شفیق ادا دڑا اور قریب اس کے
 آیا ایرج نے دیکھا کہ یہ دیو اس قدر بڑا ہے کہ عفریت اسکے مقابل میں شل ایک پیر زال کے تھا لیکن جب شفیق اس
 بن الوس کے پاس پہنچا اس کو اپنی زندگی سے پاس ہو گئی چاہا کہ میدان سے بھاگ جائے مگر شفیق اسے گنڈے
 کو اٹھایا اس بن الوس گنڈے سے گود کر بھاگا شفیق اسے جیسے پڑا پکڑ لیتے ہیں اس طرح اسے اٹھا کر مع کرگن
 منہ میں ڈال دیا اور نگل کر پھلنے لشکر کی طرف رخ کیا تمام کفار کھنڈے گئے یقین تھا کہ زہرے سمجھوں گے اب ہوا
 انفس طبل باز گشت بجا سب لشکر اپنے اپنے جموں میں کھڑے واپس بارگاہ میں آیا تخت پر جلوس و سرما یا ناخ
 شروع ہوا دیر کو بلربا باغ نامے لکھوائے بن نامے لشکر داراب و ایرج و قورج کے پاس بھیجے مضمون یہ تھا
 یہ تھا کہ ایرج میرے پاس قید ہے تم اگر اطاعت کرو تو غیر اور نہیں تو تمہارے سردار میرے پاس قید ہیں تمکو لائق
 و لازم ہو کہ اگر میرے شریک ہوا افسہ وہ قینوں لشکر اگر شریک عادل قاف ہوئے لہذا اس کے شفیق

برہمن کو نامہ دے کر لشکر تھا میں بھی شقیرانے وہ نامہ سر سے لٹیا اور بہت بارنگاہ تھا روانہ ہوا انصہ بعد قطع راہ
 بارگاہ تھا میں پہونچا مگر چونکہ تھا نے کہی اس قدر قنات کا دیونہ دیکھا تھا دیکھ کر ڈر گیا اور کانٹے لگا تمام اہل دربار بھی
 کانٹے اور تھرانے لگے اور بختیارک بھی خوف سے بیہوش ہو کر گر پڑا تب شقیرانے کہا کہ تم لوگ کچھ خوف و دہشت
 نہ کرو میں تمکو کسی طرح کی تکلیف دینے کو نہیں آیا ہوں میں نامہ عادل قاف کا لیکر آیا ہوں بس یہ لکھ کر نامہ سر سے
 کھول کر تھا کی حضور میں پیش کیا تھا نے نامے کو دونوں ہاتھ سے اٹھایا اور سرنامے کو بوسہ دے کر دبیر کو دیا اور
 حکم کیا کہ کانٹے کو کھول کر پڑھے جب دبیر نے نامہ لیکر کھولا اس میں یہ مضمون مرقوم تھا کہ اے تھا اگر تو بہتری اپنی چاہتا ہو
 تو اگر میری خدمت میں حاضر ہو میں تجھ کو بڑی عزت سے رکھوں گا اور اختیارات سابقہ سے دو چند اختیارات جمعوں گا
 اور جو افکار کرے گا تو دیوان لشکر کو حکم دے گا وہ رہاں اگر تجھ کو مع زن و بچہ قوم و سپاہ سب کو کھا جائیگے تھا نے منبر پر
 بختیارک جواب نامہ یوں تحریر کیا کہ اے بادشاہ دیوان قاف آپ چلے میں بھی حاضر ہوتا ہوں شقیرانے کہا کہ اگر تو
 میرے ساتھ چلے گا تو خیر و نہ میں خود ہی سبھوں کو کھا جائیگا تھا یہ کرنا اپنے دل میں کچھ دیر تک سوچا کیا مارے خوف
 جان کے کانٹے لگا اور کہا اے شقیراے برہمن میں نے تین ہزار برس پیشتر ہی تقدیر کی تھی کہ میں اسی تیرے ساتھ چلوں گا جس کا
 جی چاہیگا وہ میرے ساتھ چلے گا بس اتنا لکھ کر اسی وقت تھا اٹھ کھڑا ہوا اور ارادہ چلنے کا کیا کہ ساتھ ہی اس کے
 یا قوت شاہ ملک بختیارک اور ضمیمہ خون آشام نہ ہر بن ملک سما وریا باری مالک نذر تھا جمشید و خورشید
 اچھی یہ سب ہمراہ تھا کے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلنے کو آمادہ ہوئے شقیراے برہمن ان سبھوں کو اپنے عہد
 لیکر سمت عادل قاف روانہ ہوا جب قریب لشکر عادل قاف کے پہونچا تو عادل قاف نے تھا کی آمد کی خبر
 کشور شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ اور جملہ سرداروں کو حکم کیا کہ تم سب صاحب باکرہ استقبال کر کے تھا کو باعزائت
 میری بارگاہ میں لے آؤ انرفض بڑی تعظیم و تکریم سے تھا کو بلوایا اور بڑی عزت و حرمت کی کمال عظم و شان سے دعوت
 کی بعد اس کے دیو مہارہ کے ہاتھ نامہ امیر کو بھیجا دیر اس نامے کو لیکر بارگاہ سلطانی میں آیا امیر نے توفیق تمام اسے ٹھایا ناٹے
 پر سے نذر اشار کر کے ہاتھ میں لیا خط عمر و کا پھاٹا لکھا ہوا تھا کہ اے عرب یو نا باوجود برائیوں کے جو تو نے میرے ساتھ کین میں
 سب سے درگزر نامے کو دیکھتے ہی میری خدمت میں جلد آتیرے گنہ گاروں کو دنگا لکھ سئلہ تیری بسر اوقات کے لیے
 بھی دید ونگا اور اگر اس کے خلاف کیا تو یہ دیکھ کہ جنگ باپ دادا تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہیں وہ سب میرے پاس
 ہو کر آئے ہیں اگر ایک ادنیٰ اشارہ مجی کر دوں گا تو میری کل فوج کو کھا جائیگے بس یہ مضمون پڑھ کر امیر باتویر نہایت آزر و
 ہونے اور نامے کو چھ کر پھینکے یا یہ حال دیکھ کر دیو مہارہ بہت برہم ہوا اور کہنے لگا اے حمزہ تو نے غضب کیا کہ نامہ عادل
 قاف کا چھ کر پھینک دیا اے حمزہ بغیر مارے تجھے نہ چھوڑوں گا یہ لکھ کر امیر کی طرف جھپٹا نور الدہر نے جو یہ دیکھا کہ دیو گستاخی
 کرتا ہو فوراً اسے دنگل پر سے کوڑ کر ملکا کہ اونا بکا رنا ہنجا خبردار مہارہ نے کہا اوتھیں برہاتھ صاف کر دیوں بلکہ
 حمزہ سے سمجھو لگا یہ لکھ چاہا کہ نور الدہر سے دست و گریبان ہو فوراً نور الدہر نے ہاتھ اسکا پکڑا کے آگے کھینچ کر ایک طمانچہ
 جو اس کے منہ پر تھا تو دیو زمین پر لوٹے لگا نور الدہر نے چاہا کہ سر اسکا جدا کر کے پھینک دے کہ امیر نے ممانعت کی کہ ہاں
 ہاں نہ دار نور الدہر یہ فعل مباد و دن کی شان سے خلاف ہر المچی کو ماننا چاہیے نور الدہر نے یہ شکر عرض کیا کہ اگر یہ میری
 رہائی کے ذیل نہیں ہر مگر الامرفوق الادب حکم جناب سے چاہا کیا ہو یہ لکھ کر دیو مہارہ کو بارگاہ سے نکلوا دیا دیو مہارہ وہ نامہ
 پارہ پارہ لیے جوئے عمر و کے پاس آیا اور لکھا کہ بیچے میں امیر حمزہ کے پاس ہوا آیا آپ کے نامے کی توفیق تیر کی کھچاڑ کے پھینک
 لیجیے یہ پرچے اس خط کے میں سمیٹ لایا ہوں اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ہر ذلت تمام بارگاہ سے نکلوا دیا

نے لندھو کو دیکھ کر نعرہ کیا اور مزاد سر سیاہ دندان سفید تو سر سے مقابلے کو آیا اور لندھو نے کہا ہاں میں تیری
جان کا ملک الموت ہوں یہ سن کر نفرت بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ خیر لندھو ہر شیار ہو یہ کمر ایک دوا شمشاد کا لندھو
پر کیا لندھو نے وار اسکا خالی دیا وار شمشاد زمین پر پڑی زمین سے تن گرو بلند ہوا دیو بہت بھگدڑ لندھو ہوا مارا گیا لندھو
آٹھا افسوس اور مزاد گوشت بھی تیرا خاک آلود ہو گیا لیکن عمر و اپنے جی میں کھڑا کمر ہا ہوا کہ لندھو تو بلا سے ہو گیا
ہو نفرت بھلا اسکے ہاتھ سے کیا بھگدڑ کہ دفعہ نرہ لندھو کا بلند ہوا کہ او تیرہ روز گار کیا بگتا ہر کسو کرنے ملا اور کیا
گوشت قابل کھانے کے نہ رہا میں تو ابھی زندہ و سالم ہو رہا ہوں یہ کمر دو دوستی گزرنے نفرت کے سر پر مارا کیا ایک سنگ
اسکا ٹوٹ گیا اور خون اس کے سر سے جاری ہوا نفرت نے ایک نعرہ کیا اور اپنی ٹوٹی ہوئی شاخ کو لندھو کو
کے سامنے بھاگاتوں سر سے بہتا جاتا تھا اسے پونچھ پونچھ کے چاٹتا جاتا تھا تا انکے سامنے عادل قاف کے پونچھ
کہا کہ میں اس آدمزاد کا مقابلہ نہیں کر سکتا عمر و نے اسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اے شاہ جو انان قاف و اے شہر
روز مصافحہ میں راضی ہی نہ تھا کہ تو میدان میں جاسے تو کیوں گیا اسنے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا آپ نائب خداوند
ابلیس بن تیری شاخ شکستہ کو نبواذ بھی عادل قاف نے کہا کہ اے فرزند ارجند تو خاطر مع رکھ میں تیری شاخ اس طرح
کر دیا ونگا کہ کسی کی ایسی نہ ہو گی یہ کمر یکم طبل باز گشت دے کر واپس گیا اپنے پیسے میں ٹھکان ہوا اور ایک شیخ لالہ
بنوا کر قوت و مردار پر اسے نسب کر دیا کہ نفرت کے سر پر چڑا دی اس لائق نے جو اس شاخ کو اپنے منہ میں دیکھا بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا یا عادل قاف تیری دوسری شاخ بھی ایسی نبواذ بھی عادل قاف نے کہا اچھا خدا پرستوں سے فیصلہ ہو
تو میں تیری دوسری شاخ بھی ایسی ہی نبواذ ونگا بعد اسکے دربار پر فاست ہوا لوگ اپنی اپنی خواہ گاہ کو گئے عمر و نے دیو تندرک
سے کہا کہ تو مجھ کو لشکر اسلام میں لے کر اس ہندی نے میرے فرزند کی شاخ کو توڑ ڈالا ہے میں اسکو دنیا ہی سے مٹاؤ ونگا اور
ایک نقارہ دست کو بصورت لندھو شکل کر کے ہراہ لیا اور لندھو کے جیسے میں آکر اسے تو بیہوش کر کے زنجیل میں ڈالا
اور اس نقارہ دست کا سر کا ٹکڑا لندھو کے ہانگ پر ڈال دیا اور لندھو کو لا کر لوہا لہر کے پاس قید کیا یہاں لشکر
اسلام میں ایک غل پڑ گیا کہ رات کو کوئی لندھو کو قتل کر گیا امیر نے یہ غل سن کر ارشاد فرمایا کہ سو آس وزد مکار کے اور کس کا
کام نہیں ہو اور فرمایا کیا تدبیر کی گئی ہے اور ہر ایک سردار سے فرمایا کہ ہر ایک اپنے خیمہ میں جا کر رہے سچوں نے عرض کیا کہ بیٹا
آئندہ ایسا ہی کیا جائیگا اور شہر کے برہمن نے حکم کیا کہ طبل جلی بجے اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہر کار دن سنا کر امیر کو خبر
کہ عادل قاف کے لشکر میں طبل جنگ بجایا گیا امیر نے بھی یہ سن کر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی نو آرش میں آئے جو جب
اسی وقت نقارہ رزمی بجا رات بھر سامان حرب میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان نبرد میں معرکہ آرا ہوئے شہر کے برہمن نے
اسکا چوراسی گز کا ہر سامنے تخت عادل قاف کے آیا اجازت میدان چاہی عادل قاف نے کہا کہ اچھا خداوند ابلیس پر
تیلیس تیرا حافظ ہے شہر اسلام کے میدان کی طرف چلا اس جوش و خروش سے راستہ چل رہا تھا کہ زمین بل رہی تھی میدان
میں سپہ بیکر لشکر اسلام کا تھا شاد دیکھ رہا تھا کہ فضا کے کنارے قاف روزگار پہلو ان عادی تخت شدادی پکڑے ہوئے
صف آرائی کر رہا تھا جیسے ہی شہر کے پہلو ان عادی کو دیکھا جست کر کے قریب آیا اور عادی کو بغل میں
دبا کر میدان سے لے بھاگا اور عادل قاف کے سامنے پہلو ان عادی ہر چہ چلا تا رہا کہ اسے کجنت مجھے کہاں
لے جاتا ہے گد شہر کے ایک نہ سنی اور عادل قاف کے پاس پہونچ کر مقرر ہوا کہ حضور یہ نعمہ حزب میسے ہاتھ لگایا
ہو اگر عادل قاف اس آدمزاد کو مجھے غایت کرین تو میں اپنا دانت اس پر تیز کروں خداوند میں نے آج تک آپ سے
کوئی چیز نہیں طلب کی آج آپ اس آدمزاد کو مانگنا ہوں اگر مگر کی اجازت ہو تو میں اسے کھا کر اپنا شکم سیر کروں عادل قاف نے

اور تہنشاہ قاف بہ مال تیرا ہی ہو سو سے ترسے اور کسے دونگا تو فاطمہ جمع رکھ من سکوا گلاب زعفران ذمک میں بروردہ تراہون
 بیج اور شام بجائے گزک کے تجھے کھلاؤنگا اب گر کھائیگا تو تو بیمار ہو جائیگا ایسے کہ یہ بزرگماہر گوشت ارنگا کھج ہلکے ہوگا شقیہ نے کہا کہ
 بہت مناسب جو حضور کے نزدیک مناسب عادل قاف نے تذکر سے کہا کہ اگر تندرست سے لیاؤ اور نکلت گلاب بن بروردہ کو در
 تندرست پہلو ان عادی کو لیکر ملا گیا شقیہ نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجا دیتے کگل صبح کو لڑائی ہوگی اسی وقت لشکر عادل قاف میں
 طبل جنگ بجایا نہر صا جعفران کو پوچھی لشکر امیر میں قبی نقارہ رزمی بیایا گیا شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میر
 آگے میدان بروردہ سے صفوں جدال و قتال آراستہ ہوئے جب نقیب بنیب بکریلے گئے تو شقیہ میدان میں آیا بیمار زہلی کی ہاتھم
 تیغز ان مقابلے کو نکلا شقیہ نے برہمن نے ہاتھ دوڑایا کہ کسے اٹھائے ہاتھم نے تلوار رسی شقیہ نے چھین لی اور ہاتھم کو کڑکے میدان
 سے بے ہواگ اور عادل قاف کے حوالے کیا پھر میدان میں آیا اور باز رطلب کیا وزیران خراسانی مقابل ہوا اسکو بھی شقیہ لڑ لیا
 تا اینکه شقیہ اسے برہمن اس روز سات آدمیوں کو کڑ لیا گیا یہ جعبت و کھنکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ شقیہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے
 کوئی اس سے عمدہ براہو نہیں معلوم ہوتا کہل میں خود اس سے مقابلہ کرونگا جو میوں نے عرض کیا کہ اگر صا جعفران طالع آپ کا بھی
 نحس ہو آپ بھی شقیہ پر غالب آتے قتل سے معلوم ہوتے ہیں بہتر یہ کہ آپ چند روز سید اسطے شکار کھینے کو چلے جائیں کہ یہ تو ان
 نحس نوع ہر جا ہے امیر نے فرمایا کہ بہتر یہ مگر میں اس ملک و ام سے مہلت طلب کرنا شک عار جانشاہون بادشاہ اسلام نے
 کہا کہ اچھا میں طلب کرونگا اور خواجہ بزرگ امید کو طلب کیے عمر و سے کہلا بھی کہ اس عادل قاف میں ایک ہفتے بھات
 و رہا ایک ہفتے کے مقابلہ کریں گے پیغام بادشاہ اسام کا خواجہ بزرگ امید نے عمر و کو پوچھا یا اسے جواب دیا کہ اچھا کیا مفا فقہ ہوا
 ہوتے مہلت دی خواجہ پھر کر کے تمام حال بیان کیا امیر شکار کے واسطے روانہ ہوئے خوب شکار کھیل ساتویں روز داخل لشکر
 ہوئے جیسے ہی خبر محضر صا جعفران عادل قاف کو پوچھی اس وقت نزارہ رزمی بچوا دیا یہ نہر امیر کو پوچھی ارشاد ہوا کہ اگر
 آردہ الا با تہ ہون آتش در کا سہ ناحق اس باجی کا احسان لیا غرض امیر نے بھی نقارہ رزمی بچوا یا شب بھر تیار ہی جنگ رہی
 علی الصباح دونوں لشکر میدان میں آئے ہنوز دونوں لشکروں میں سے کوئی نہ نکلا تھا کہ آسمان پر سے ایک ہریرا پیدا ہوا اور
 امیر کے سامنے آکر جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اگر امیر باوقیر مبارک ہو کہ آسمان پر ہی جو خوف عمر و طلسم خاورستان میں مبتلا ہو گئی
 تھیں وہ بھی سو فورہ نقابدار قوت پوش طلسم سے رہا ہو کوشل سابق پردہ قاف کی حکمران ہوئیں اور آپ کی اعانت کے لیے
 نولا کہ دیو دہری کی حبیت سے تشریف لائی ہیں یہ سنکر امیر باوقیر بہت شاد و مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجایا جائے
 جس وقت آواز طبل بشارت کی عادل قاف نے سنی تو تھا کہ حمزہ نے طبل بشارت کبسا بچوا یا ہو اب بد دریافت حال دوگون
 آگیاں کیا کہ آسمان پر ہی نے آپ کی طرف کے گل دیووں کو مار کر ستھر او کر دیا اور لشکر کثیر لیے ہوئے مدد لڑ لڑ قاف کو آتی ہر
 عمر و یہ سنکر بہت ہی آزدہ ہوا اور طبل باز نشست بچوا کرسیاں سے پھر گیا اور امیر کشور گہر نے استقبال کے واسطے سرزدون کو
 روانہ کیا لیکن زمر و شاہ نے بختیارک سے کہا کہ عمر و میری بہت عزت کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند آپ کی بھی کیا بات
 بھلا عمر و کے سامنے ہم لوگوں کی کیا وقعت ہر ہم سب عمر و کے سامنے خل کو سفند یا گل کے میں صلیح گو سفند یا گا و قصاب و زنی
 اس طرح ہم عمر و سے دُرتے ہیں خراکت و زنج کر لیا لقا یہ سنکر بھڑک اٹھا اور کہنے لگا کہ پھر کیا قصہ برکردن بختیارک نے کہا کہ
 خداوند صلیح وقت بہر کہ قصہ سہ چشمی فید میں عمر و کی گرفتار ہو اسے ملکر پھڑپھڑاے اور ان سے لڑا یہ کہ قصہ کسی سے کم نہیں ہر دون
 سپرد سے لڑ لگا اور ان سب کو مار لگا زمر و شاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا اور وقت شرب پخت نیمہ عادل قاف قریب نہایت
 قصہ گیا اور سب باسانوں کو بہوش کر کے اندر من زندان خانہ آیا اور قصہ سے کہا کہ اگر تو میری لگ کر یہ تو میں تجھے ابھی
 کر دون قصہ نے کہا کہ اگر زمر و شاہ اگر ہم بھلا پھڑاؤ تو میں ان دونوں لشکروں کو سائل کر دوں در ایک زندہ نہ پھوڑوں

مجھ کو عادل قاف نے فریب سے گرفتار کر لیا اور نہ کون مجھے لایسکا یہ سنکر مرد شاہ قہقہہ کو اس کے بیٹوں اور سرداروں سمیت
 قید سے رہا کر کے اپنے لشکر میں لے آیا اور علیحدہ سب سے جہان اسکا لشکر پہلے تھا وہاں خیمہ برپا کیا قہقہہ نے ایک بوکو جھجکا لیا
 ملا کیا صبح کو یہ خبر عادل قاف کو ہوئی کہ نقاشیہ کو اگر قہقہہ کو چھوڑا گیا عمر وہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوا شقیہ اسے برہمن
 نے کہا کہ اگر عادل قاف آپ زردہ سنوں میں سبکو مار دنگا عادل قاف نے کہا اگر شقیہ کو چھوڑ دیا تو کیا ہوتا ہے لیکن جسوقت قہقہہ
 لشکر مجتمع ہوا تو تین لاکھ کی محبت ہوئی زردہ شاہ سے کہا کہ اگر زردہ شاہ لشکر عادل قاف میں بڑا زبردست ایک شقیہ اسے برہمن
 ہو تو اسکی کیا حقیقت ہو مجھے ان برہمنوں سے کچھ اندیشہ نہیں ہے میں ان سبکو مار دنگا اگر قہقہہ جمل جنگ بجاوے تو کون ہوگا
 کیا ہو اسوقت قہقہہ نے حکم دیا کہ جمل جنگ بجا دیا ہاے خور انقارہ رزمی نوازش میں آیا پار پیرات جنگ کی تیاری رہی تھی
 تینوں لشکر میدان میں آئے ہزار کوئی شخص کسی طرف سے نہ نکلا تھا کلا یک مکہ ابڑ سماں پر نمایاں ہوا اور اسمیج سے کچھ دیو پیدا ہوئے لیکن
 میں انکے ایک آدم زاد دیو کی گردن پر سوار تمام جسم پر اس کے بال کہ وہ بال ہوا سے آڑے ہوئے چتر اسکا شل آفتاب کے چمکتا ہوا
 درگ ہاشمی چہرے پر نمایاں تمام نشانیاں ادا لہذا صاحبقرانی کی ہرے پر جہان مصرع برس پندرہ یا کہ سولہ گاسن دیکھا جو ان
 حسین و خوبصورت چلا آتا ہے جسوقت کہ زمین پر پہنچا ایک جانب کو اگر کھڑا ہو رہا مگر حمزہ صاحبقران کو دیکھتے ہی ایک انسل اسکا
 پیدا ہو گیا ہزار جہان دل سے ملا و شیدا ہو گیا کہ آتے ہیں اور تخت پر نژادوں کے نمایاں ہونے لگے تا ایک آسمان پری نے مع
 سلطان نو لاکھ دیو دہری سے اگر حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی کل کو اٹھ عمر کی زیا و بیوں کے بیان کیے امیر نے ارشاد
 کیا کہ اگر آسمان پری کیا کمون کہ کیا کیا داغ اس نکو ام نے مجھ کو دیے ہیں یہ باتیں ہو ہی تھیں اور مکہ اسے ابڑ نمایاں ہوئے
 اور دیو زاد اور پر نژاد نمایاں ہونا شروع ہوئے اور ایک تھا بدار شخ پوش اگر ایک جانب ستادہ ہوا بعد اس کے اور مکہ اسے ابڑ
 ہوئے اور قمر زاد و لشکر دیوان و پر نژاد ان لیے ہوئے آیا مگر امیر نے اسے نہ پہچانا آسمان پری نے کہا کہ اگر امیر قمر زاد ہی قہقہہ
 پیری سے پیدا ہوا ہے امیر بہت خوش ہوئے جیسے کوٹے سے لگا اپنیانی کو بوسہ دیا جب یہ سب کچھ قیام ہو چکے تو قہقہہ چشمی نے
 نعرہ کیا کہ جیسے زردے مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے وہ آدم زاد کہ جو زمین تن تھا اور نام اسکا قہقہہ دیو پرورد تھا اسے قصد کیا
 میدان میں جا کر مقابل ہو کہ اس کے باپ دیو اور مکے کہا کہ ہاں فرزند بکر بند مردانہ باش ہی تو وقت نام آوری ہو کہ تمام سرگردان
 اس مقام پر مجتمع ہیں جا قہقہہ کا مقابلہ کر اور اسکو حلقہ بگوش کر لا قہقہہ دیو پرورد نے کہا کہ آپ مطمئن رہیں ایسا ہی ہو گا کہ مکہ جانب
 میدان فلقدیران مارتا ہوا جلا جسوقت کہ سامنے قہقہہ کے آیا نعرہ کیا کہ اوسمہ چشمی تو یہ نہ سمجھا کہ میں کھڑا ہوا میں میرے سامنے
 تونے مبارز طلبی کی قہقہہ نے کہا کہ میں تجھ کو اپنے مقابلے کے واسطے نہیں طلب کیا تھا مجھ کو غرض لشکر عروسے جو قہقہہ نے کہا کہ
 اور وہ کہ نے میرے سامنے مبارز طلبی کی میں کیونکر میرے مقابلے کو نہ لگتا دیکھ تو اب تجھے کیسی سزا کو ہو گی نا ہوں مگر یہ باتیں سو
 دیوین کے یا امیر کے کہ وہ بھی زبان جی سے آگاہ تھے اور کوئی نہ سمجھتا تھا ان غرض بدار گشت کو سے بسیار قہقہہ نے چشمی نے قہقہہ پر جہان
 مای قہقہہ پر دڑ کر اسکی ٹانگوں میں ٹھس گیا اور جہان زمین پر گری کہ خاک میں درائی اور زمین خاک کا بلند ہوا دیو قہقہہ نے نعرہ
 کیا کہ زردہ دست کو دم قہقہہ نے ساتھ ہی اس کے نعرہ شیلہ کیا کہ ادب خدایاں کرازدی و کراست کردی تیرا حریف و باستان
 ہو کہ کہ اگر اس کے ساتھ لپٹ گیا قہقہہ بھی جہان چھوڑ کر دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی قہقہہ نے لنگر قہقہہ کا نور کر دیا
 برہمن کیا اور مرغ سے کہ قہقہہ کو زمین پر سے مارا قہقہہ کو غش کیا قہقہہ اسے دیکھنے لگا ساعت بھر کے بعد قہقہہ کی آنکھ کھلی آواز
 کر سہا نے کھڑا دیکھا ملدی سے آنکھ بند کر لی اسے دل میں ڈر کہ ایسا نہ ہو کہی مرتبہ باہی ڈالے اسی طرح بار بار آنکھیں کھولتا تھا
 مجھ کو قہقہہ پر یہ قہقہہ دیکھ رہا تھا اور قہقہہ بار بار کہہ رہا تھا آخر قہقہہ نے کہا کہ جامرد و دہشت جا میرے سامنے سے اور لپٹ کر
 پیر کہ قہقہہ قہقہہ سے زخمی ہو کر بھاگ گیا اور قہقہہ تخت پر سوار ہو کر اپنے دیوین سمیت چلا گیا اب دیکھے پھر کہاں پیدا ہو گا

بہ طور بعد اسکے جانے کے قبل باز گشت یافتہ ہونے لگا اپنے خیموں کو پھر گئے عادل قاف اپنے خیموں میں آگیا ہوا نصرت بن نصرت
 نے عادل قاف سے کہا کہ کل صبح کو خدا پرستوں سے میں سامنا کر دنگا شب بھر تیار ہی جنگ میں صبح کو خیموں، لشکر سے کہ آرا سے
 میدان بروہ میں نصرت بن نصرت عادل قاف اجابت لیکر میدان میں آیا اور لشکر اسلام کو دیکھ کر غمزدہ کیا کہ اس وقت
 خدا پرستان و اوزیرہ سراق زبردستان جبکہ تم میں سے تمنا سے مرگ ہو میرے مقابلے کو نکلے اسی پوری بات نصرت کے منہ
 سے نکلی تھی کہ قمر زاد بن حمزہ صاحب قرآن امیر کے سامنے آیا اور اجازت میدان چاہی امیر نے اسکو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ باوجود
 تمکو خدا کے سپرد کیا قمر زاد آئے ہی مقابل نصرت ہوا نصرت نے نہ کیا کہ آدم زاد تو مجھے مقابلہ کر دیا کیون قضا میری شہر
 ہوئی قمر زاد نے کہا کہ اوتیرہ روز گار میں بسر کر دے قاف ثانی سلیمان ہوں میرے باپ نے ہزاروں دیوداں جنم لیے اور میں مجھ
 کو دنگا یہ لشکر نصرت غصے میں آیا اور وارث خدا کا تھا کہ قمر زاد و سراق قمر زاد نے دنگا خالی دیا مگر ایک چیت سی جو گنگی
 تھی قمر زاد کو قفس سا آگیا نصرت نے لانا دنگا کہنا شروع کیا کہ اس اثنا میں آنکھ قمر زاد کی کھل گئی جلدی سے اٹھ بیٹھا اور
 کہا کہ اوجھو دیکھا کہتا ہوں یہ لشکر دوڑ کر نصرت سے لپٹ گیا اور گشتی ہونے لگی لڑتے لڑتے قمر زاد نے جو اڑنگا مارا تو بارون
 شافہت زمین پر گر کر قمر زاد اسکی جھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکیں اسکی باندھ لیں حمزہ صاحب قرآن نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ سب
 اسکی تلواریں کر کے اس لشکر کی طرف بلاؤ اور غمزدہ کرو کہ حکم کا و دونوں جہان میں رو سیاہ ہو سبھوں نے ایسا ہی کیا
 اور یہ نوہ لشکر نہایت آزدہ ہوا اور ٹیل باز گشت بجا کر پھر گیا اور قمر زاد نے نصرت کو باندھ کر غل میں زنجیریں گرنا دیا
 لیکن آسمان پر سی نے دیو تنہک کے گرفتار کرنے کے لیے کچھ دیودن کو مقرر کیا کہ جہان یہ ہر شاش ہاتھ لگے پکڑ لادو دیو اسکی فکر
 لگے رہتے ہیں آسمان کا ذکر ہے کہ تنہک نے شب بھر بچش و عشرت بسر کی صبح کو دریا سے ختم میں آکر نہار ہوا اور چاہتا ہے کہ لشکر
 کی موت دے دیو تو اسکی تاک میں لگے ہوئے تھے تھکے تھکے ہی جاہل سے دوڑ پڑے اور تنہک کو گرفتار کر کے سامنے آسمان پر سی
 لائے آسمان پر سی تو تنہک کے باعث سے ہر پریشانی میں پڑی تھی اسے دیکھ کر نہایت آزدہ ہوئی کہنے لگی کیوں مردوں نے
 عمر کے ہاتھوں قاف کو خراب کر دیا اور یہ دن تجھے یاد نہ تھا دیکھ تو اب مجھ کو اس طرح ماروں کہ اہیان دیا اور مرغمان ہوا ہرے
 حال پر نوہ دنگا کریں اور مجھ کو ذرا رحم نہ آئے تنہک نے کہا کہ اگر ملکہ آسمان پر سی میں تو آپ کا ہیند سے مطیع تھا اور بیمار پر
 پر عاشق تھا معلوم نہیں حضور کو مجھے کیا غنا تھا جو بیمار پر سی کو مجھے نہ دیا اور ہمیشہ پر سی ذلت کی دربار میں اور میں اسکا عاشق رہا تو
 استہکا اس کے خرافات سے بے قرار تھا ہر روز کہ اہل غرض مجنون ہوتا جو کچھ میں نے کیا وہ اس کے عشق میں کیا اب تمہارے منہ میں گرفتار
 ہوں جو تمہارا بی ہا ہے سو میرا حال کرو آسمان پر سی نے کہا کہ اب میرے مکرے مکرے کر دنگی یہ تنہک تنہک نے کہا کہ اگر ملکہ آسمان
 پر سی جب تک عمر و زندہ ہے اس وقت تک تو کوئی ایک روز لگتا بھی سر سے بدن سے کم نہیں کر سکتا اور اگر تم مجھے قتل کر دگی تو دیکھ لیا کہ عمر و
 اتنے کس طرح مٹا گیا آسمان پر سی نے کہا اور حرا زادے تو مجھے دھکا تا ہوا ہرے بلاؤ تو جلاؤں کو کہ اسے قتل کریں اور دار
 بطنع کے اسے تیرا ران کریں لیکن بیان کی تو یہ سرگندشت ہو اور وہاں کا حال سننے کہ یہ سرگندشت پوری پوری شج و کمین
 خواجہ عمر کو پہنچی کہ تنہک کو آسمان پر سی قتل کیا چاہتی ہے یہ تنہک عمر و فقیر کر رہا اور کہنے لگا کہ بھلا آسمان پر سی کی
 کیا مجال ہے جو تنہک کی بات آنکھ میں ٹپک رہی ہو اسے اور لندھو اور نور الدین اور دیگر سرداران حمزہ کو اسی وقت ملک اور کشتی
 کر دیکھو میں انھیں بھی قتل کرنا ہوں اور بلو کر تہ تیغ چھایا مگر چونکہ خواجہ عمر و کو یہ اور فطر نہ تھا کہ سرداران لشکر اسکا ہاتھ نہ
 ہذا ایک یوکرہ کر کہا کہ جا کر اس عرب سے کہو کہ او عرب بیونا کیوں شامت آئی ہے ابھی تو لندھو اور نور الدین کو قتل کرنا ہوں میں تو
 تنہک کا بھی قمر زاد سے جہاں میں یونے یہ پیغام امیر کو پہنچایا تو ارشاد فرمایا کہ باکر عادل قاف سے کہہ دو کہ اگر تو میرے سرداروں کو
 چھوڑ دے اور اسے دست بردار ہو تو میں تنہک اور نصرت کو چھوڑ دوں جبہ عم و نے یہ جواب امیر کا سنا تو اس معاوضہ

زمین پر گرایا اور تہذیب ہندی سے ملے لگا کر دیا اور حضرت بنو نصر سے اور امیر حمزہ صاحب قرآن سے مقابلہ ہوا اس نے بھی
 آریا جنگ امیر پر ہارا امیر نے تیغ عقرب سیاحانی سے اسے دو گرایا اور دوسرا ہاتھ جو مارا تو شانے پر پڑا زبردست لڑائی ہوئی تھام ہوا
 وہ کھسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ ہرگز ناک کے عیشہ بڑی اور دیوہنت سرکان کا ہوا اب ہو گیا لاشوں کے انبار اور کشتوں کے نشے لگے
 تھے دیہاتوں جہاں تھام ملک موت ایک کی نفوس روح نہ کر چکے تھے کہ ہزار اور گر پڑے تھے ہنگامہ مختصر لکھنے پر ہاتھ اٹھا دے دار گیر بلند
 تھی اور غضب لگا رہے تھے کہ امیر دان بکوشید تاجا نہ زنانہ پوشیدہ در جنگ ست جنگ بایک کردہ کوشش نام جنگ بایک کردہ
 اور کسی طرف سے آواز آ رہی تھی کہ ہان غازیو آج نام کرنا رستم سے ننوہ کام کرنا شعر کس پاپ کے بیٹے ہو دیروہ کن شیریں کے
 شیریں جو شیریں نام اپنے ہندو گون کا نہ کھونا ہزاروں نہ ابد و بونا رستم ہی رہا نہ سام باقی مردوں کا رہا جو نام باقی ہر شخص
 یہ کڑا کا شکر کرک کے دڑا ہاتھ اغزش و دشنامہ رذر لڑائی رہی کل دیدان جہاں غافل قاف مارے گئے لشکر عادل خان
 نے شکست کھائی عادل قاف نے جوہر رنگ لکھا تاج سر سے اتار کر زمیں میں ڈال لیا اور دیوہنگ پر سوار ہو کے بھاگا
 بہرہ بہت سے دیوہنگ لگے لاکھوں شیریں ناکھوں بھاگ گئے ال داسباب نکا آسمان پری کے دیوہنگ نے لوٹ لیا طبل شادمانی بجے لگا
 امیر نے دار اب توریج اور ایرج کو قید سے نجات دی اور اپنی فرود گاہ میں داپس نے صحبت عیش برپا ہوئی امیر نے ایرج سے کہا
 کہ تم میں سے کوئی آفتاب اور کوئی ماہتاب کو ماننا ہو اور کوئی آب کو فاجا بنا ہو یہ سب دیان باطلہ میں غلبے برحق ہو رہا دکھا
 ہو کہ یہ دن کو آفتاب نکلتا ہر رات کو ماہتاب فرورزاں ہوتا ہو مگر سب استقلال و وعدہ زوال میں تابع زمانہ نزدستال میں کی
 بعد و برحق کے حکم سے ہر چیز منکر ہے ہر پانی اسی کے حکم سے جاری ہے ہر کوہ و دیکھ کہ اسادہ رہتا ہے بغیر حکم خالق ایک نظر نہیں سب ان سب کا
 خالق درہنگ ہی زرقاں مطلق ہر شخص چاہیے کہ اپنے خالق کو پہچانے اور مخلوق کو خالق نہ جانے ایرج و غیرہ نے تقریر امیر کی شکر کیا
 کہ کلام آپکا برحق و لا جواب ہو اور مسئلہ باعداب ہر جم آپکے کلام کی تردید نہیں کر سکتے ہم سب کو تو عمر و نیتوں کے ساتھ گرفتار کر دیا تھا
 اسے ہم کو نہیں گرفتار کیا اگر آپ ہم پر غالب ہیں تو جو کچھ آپ فرمائیں وہ ہم بجا لائیں امیر نے فرمایا کہ اچھا تم اپنے لشکر دن میں جاؤ طبل جنگ
 بجا کر میدان میں آؤ انقصہ یہ سب سب اپنی فرود گاہ میں لائے اور سر امیر نے آسمان پری کو رخصت کیا اور حرقہ حشمی شہری
 تھا کے لشکر سے جا چکا تھا نام و نشان نہ کسی دیوہنگ باقی نہ تھا مگر ایرج نے طبل جنگ بجا لیا لشکر صاحب قرآن میں بھی طبل جنگ
 فوازش میں یار تھر جنگ کی بنا رہی رہی تھی کو اور سر سے امیر تو قریب پاساہ ظفر نیا شریف لائے اور ہر ایرج و توریج اور داباب
 مع لشکر فوج نظر آئے سب اپنے اپنے مقام پر قائم ہوئے صفوں جلال و قتال آراستہ ہوئے جس وقت نقیب غلبت کر کے چلے گئے ایرج اپنے
 مرکب کو آگے کر لے کر شاہ بن ملکوت شاہ کے آیا اور اجازت خواہ ہوا اقبال شاہ نے کہا کہ جانو سر عظم تھا انکھبان ہر جلد ان
 تھا بہنوں کو سزا دیا ایرج بھگداریاں کرتا ہوا ان باگ کی لڑت دھاتا ہوا عرصہ کارزار میں ہو چکا اور خوب مرکبے گرایا بعد اسکے
 بار بار طبل کی کہ جبکہ تم میں سے آرزو سے مرگ ہو سبے مقابلے کو آئے ابھی پوری بات ایرج کی تمام نمونے پائی تھی کہ لشکر اسلام میں
 علم لائے شیر بکریا جیو مگر کسی پرانے اور نو چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحب قرآن نخل بوستان بلبل الزمان صاحب قرآن صاحب قرآن
 زمانہ نور الدہر عالیشان نے مرکب کی باگ کی مرکب کو تھکا کر سانسے تخت شاہی کے آیا بادشاہ نے کہا کیا ارادہ عرض کیا کہ اقبال
 حضور یہ قصہ کہ جا کر اس آفتاب پرست کا کام تمام کروں یا شکیں باندہ کبریت و لایم حاضر کردن بادشاہ نے ارشاد کیا کہ رستم
 بچہ امیریم اور جام کلہ عفریت نور الدہر کو فنا بیت کیا شاہزادے نے اس جام کو بی کر میدان کا راستہ لیا جب نور الدہر میدان میں
 آیا اور ایرج کے مقابل ہوا تو ایرج ٹکا و رزن ہوا و دونوں مرکب بہرے سے ملے کر رزن میں ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا
 ایرج نے کہا کہ اس نور الدہر دت سے یہ آرزو تھی کہ میرے آپ کے مقابلہ ہو سر عظم نے سری آرزو کو پورا کیا اب میرے آپ کے
 آج فیصلہ ہو رہی یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ جانب حملہ سے ایک لڑاکا اٹھا جبہ و قریب کر خن ہوا تو ہیار دیوہر سو دہر ہوا اور اسے ہی

کہ سن نام میرا چنانچہ او را در جب تو فرو سال تمہاں جب ہی سے عاشق قلی اب جو شہزادہم شباب کیا تو میں تجھے اٹھادی بسترہ ہو کہ تو مجھے لگا کر کہ میں تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کردگی اسرج نے کہا کہ اے مرچانہ مجھے مرزا تو اس کو گزیرے پاس بیٹھنا تاکہ اے مرچانہ جادو نے کہا کہ دیکھ جتنا کجا اور یہ کجا اسرج کی طرف کو دیکھ کر کہنے لگی کہ اے مرچانہ کجا سے لگے اسرج لگا کہ اے مرچانہ جادو اسرج سے اس آئی تو ایک ایسی نئی اور دنگا کہ وہی کجا ہے ہو جائیگی اور یہ کجا قصبہ سنانہ ڈاکٹر کو دیکھنی فوراً اسے چند دانہ ہے ماش بزم ہو چکا ہو اسرج پر اسے تو باتھ اسرج کا خشک ہو گیا یہ اسرج کا ہاتھ پکڑ کر کشان کشان لائی جیسے کوئی پتہ کو اٹھا لیتا ہو اور دیکھتے سنانے ڈال دیا اور الحاح درازی کرنے لگی کہ اے مرچانہ ان مجھے قبول کر لے اسرج ہی کے جانا ہو کہ اے مرچانہ جان سے جانا قبول لکڑی سے پہلو میں بیٹھنا گوارا نہیں ہے جب اسے دیکھا کہ یہ کسی طرح راضی نہیں ہوتا تو ایک جشن سے کہا کہ اسے فلان فلان کو ٹھہری لگی کہ بعد از جشن اسرج کو چھینتی ہوئی لگتی اور جا کر بند کر دیا اور اب ورنہ میں بند کیا دو شبانہ روز اس طرح گزر گئے میرے روز مرچانہ جادو نے اسرج کو بھر لپے سنانے بوا دیکھا کہ جہرہ آتر گیا ہر رخسارے کھلا گئے ہیں مٹ میٹ سے لگ گیا ہو اور کہنے لگی کہ اے آفتاب پرست اب تو اپنی سن کو بوجھ دیکھ اب بھی کچھ نہیں گیا ہو ابھی خبر ہو کر کنا مان لے اور کھانا منگوا کر اسرج کو کھلا دیا شراب پلوائی تلخ دھوا یاد کہنے لگی کہ اے اسرج تو مجھے اپنی نو بختی بھکھکے سر فراز کر دے اسرج نے کہا کہ اے مرچانہ تو اپنے دل کی آرزو دل میں سے بھائی کی تجھے ہرگز میرا طلب حاصل ہو گا یہ شکر مرچانہ جادو اپنی ساتھ والیوں سے کہنے لگی کہ صاحبو دیکھنی ہو میں تو سپر لد اور ذریعہ ہوں اور یہ مجھے لگا کر ہر انہوں نے جواب دیا کہ حضور یہ تو اب اس کیخنے ہی کا ہر اندازن کا پھل دیکھنے ہی کا ہوتا ہو کھانے کا نہیں ہوتا و دیکھنی تجھے ہم آگے واسطے اور کوئی جوان خوش و خوش و خوش و خوش جو اس سے لاکھ درمہ بستر ہو گا مرچانہ نے کہا اے مرچانہ اے مرچانہ تو اس عشق اور تم کو کتنی ہو کہ ہم اور تو کو لاکھ لاکھ بنگلے ایکسٹینس سے بھل اٹھی کہ وہ تو آپ کی طرف ہرگز نہ دیکھ گا اب چاہے مرن چاہے میں یہ شکر مرچانہ بہت برہم ہوتی اور اسے ایسا لگا کہ وہ بیدم ہو گئی اور غصے میں آکر اسرج کے پاس بٹھکا کہنے لگی کہ دیکھ مجھے زیادہ نہ بٹھک کر میں اپنی جان سے عاجز ہو رہی ہوں اب جو لکھ کر دیکھا تو میرے ہاتھ سے تجھے نفرت ہو چکی اسرج نے کہا کہ جو تیرا چاہے تو کر میں ہرگز نہ مانو لگا بس یہ سننا تھا کہ آگ ہو گئی اور حکم دیا کہ اسکو جو سنا بازہ و دین اس کے گوشت کے کباب کھاؤ لگی یہ شکر کچھ کینزدن نے اٹھ کر اسے پور سنا باندھ دیا اور کوسے کو روکھائے گرمی آتش جو اسرج کو بونگی تر پنے لگا اس عرصے میں سچے کائنات کے آگے جو دہو مرچانہ جادو پھری لکھ اٹھی اور اسرج کے پاس آکر بیٹھی چاہا کہ گوشت کا لکھ کباب کرے اسوقت اسرج نے بلند کر دیا لگتی کہ یا سیر اعظم آفتاب تابان فروغ بخش جان بخت بعد اس لکھنے کے ہاتھ سے نجات دے پروردگار عالم سبکی دعا قبول کرنا ہر اتفاقات روزگار نفا کے کار ایک یو آفتاب پرست عادل خانات کے لشکر سے بھاگا تھا اسکا گزرجو اس طرف ہوا اور اسے سنا کہ ایک شخص سیر اعظم آفتاب تابان کو پکار رہا تھا کہ تشریف لے

بسم کے آسمان سے آنا آیا اور تھے ہی اس بلکا کا نیتو اباب ہلانے کی صلت نہ دی اور ایک تھ فتنے اور ایک ہاتھ اور ہر کھکھو سلا تو وہ لکھ ایک گولی سی بیکر رہی تھی تھت تھت میں ڈال دیا خون بھی نہ بہنے زیادہ بھی چاٹ گیا مدائے دار و گیر بند ہوئی بیکر کے ہر شہر چلاتے رہے کوئی نہ میر نہ بن پڑی تمام مکان کر چیاں ہو ہو کر اڑ رہے تھے درد و اوار سے قلعہ ہائے آئین لکل ہے تھے باغ الشکر ہو گیا تھا آخر کار تمام زمین و آسمان ایک صوان و عاں ہو گیا اور ایک ازید ہوا کہ حیف حریف کشتی ملا نام من مرچانہ جادو ہو رہا

رشتی ہوتی تو دیکھنا وہ باغ ہر نہ قصر نہ وہ عمارت ہر نہ دیا مکان ایک ن گنہ نظر آتا ہر عمارت بہت پرانی دکھائی دیتی ہو دیا اور وہ لکھ اس خدا دم جی ہوتی ہو اور پر دے جو لکے ہوئے ہیں تو لکھ عالم ہر گز خون نے آدھے آدھے ہیں سوکھے ہوئے ورنہ کھڑے ہیں جنوں کے ڈھیر چاہیے لکے ہوئے ہیں ایک عجب دیرانہ پن ہیں رہا ہر غرض اس دیونے اسرج کو کھولا اور کہا میں بھی آفتاب پرست ہوں اسرج نے کہا کہ اے دیو میں تیرا نایت منون منت اور مر ہوں احسان ہو ا عجبت قت میں تو نے میری مدد کی ہو لیکن اب میرے ساتھ ایک احسان اور کر کہ مجھ کو شہر فرنگوشیہ میں پونچا دے اس دیونے کہا کہ بہت اچھا وہ عورتیں جو مرچانہ جادو کے پاس تھیں انہیں سے

کوئی زمیندار کی بیٹی کوئی سوداگر کی بیٹی کوئی دوزخ راوی تھی ان سب کے کما کما تھا جس طرف ہی چاہے جلی جادو مال اسباب مہر جادو کا
 ہوتا تھا گھوڑے بھی سواری کے فیشمار تھے مگر اسکی بھی کچھ پردہ کی اور انکو بھی جھوڑا اور آب و ہوا کی گردن پیو ہوا ہو کر شہر فرنگیوں میں
 آیا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ سے ملاقات کی ان سب کو اسکے آنے کی عید ہو گئی نصیحت کرنے لگے جب ایمان سے اسرج
 بیٹھا تو اس سرگذشت اپنی بیان کی بعد اسکے لشکر حمزہ صاحبقران کی طرف چلے گا اہل لشکر کو حکم دیا اسکو زمینیں چھوڑے اور اہل
 حمزہ صاحبقران کا سینہ کہ بعد روانگی امیرج داراب کشور کاشا شہر کشور یہ کو چلا گیا نورج ماہ پرست شہر سقونیہ کو چلا گیا جسکی
 اور خورشید اضمی نے آپس میں صلاح کی کہ تقا کاؤٹ دروغ گوہر قابل خدائی کے ہیں ہر اسکو بانہ حکمران میر حمزہ صاحبقران نے اپنے فیلو
 نور دین اسلام قبول کر دیا بختیار گک نے تیورائے برائے تقا سے کہا کہ ہاگ رہ نہ گرفتار ہو گا غرض خیر مرد شاہ ہیاگ سر جزیرہ نارون
 کی طرف روانہ ہوا صبح کو یہ دونوں جمشید اضمی اور خورشید اضمی بجز سرنگریت پریشان ہونے کف افسوس لئے لگے القہہ کچھ تھے شہر اضمی کے
 اپنے ساتھ بیکفیت امیر کشور گیرین حاضر ہوئے اور دین اسلام قبول کیا صاحبقران نے انکو خلافت دی ہے یہ دونوں ہمارے حمزہ
 صاحبقران کو شہر اضمی میں لاسے دعوت و صاف کی صاحبقران نے حکم دیا کہ تھانے ٹوٹ جائیں اور مساجد کی بنائیں ہمارے سکھ قیاد
 شیراز کے نام پر جاری ہوئے اسکے حمزہ صاحبقران نے جن کی آمد جن کے چالاک بن عمر و سے پوچھا کہ یہ بد اقبال راغزہ درگاہ
 فردا بجلال تقا سے بے تقا کس طرف بھاگا ہو چالاک کے کہا کہ ضرور وہ جزیرہ نارون کو چلا گیا ہر اسی وقت امیر توفیر نے سپاہیوں عادی
 بل کر کہا کہ ہمارا پیش خیمہ لیکر جزیرہ نارون کی طرف روانہ ہو سپاہیوں عادی پیش خیمہ لیکر طرف جزیرہ نارون کے روانہ ہوئے اور اس
 بھی شہر اضمی سے کوچ فرمایا لیکن سپاہیوں کا حال خواجہ عمر و بن امیر صغری کا بھی ملاحظہ فرمائیے کہ تہذیب جو عمر و کو لیکر بھاگا نودا میں کوستان
 میں جا کر تار بیا عمر و نے کہا کیوں دیو تہذیب لیکھا تو نے کہ اس فلک کج رفتار اور گردون خدار سے ہمارے ساتھ کیا کجودی کی لڑائی
 جس عرب کا یاد رہی حال اسکے زور بر میں افسوس میں اسکا کچھ نہ بنا سکا خیر اتوجہا جا مگر خوب ہوشیار رہنا اور مجھے غافل نہ ہونا تہذیب کو
 طرف چلا گیا اور عمر و اس مقام سے اٹھ کر ایک جانب کو روانہ ہوا بعد چند روز کے عمر و ایک شہر پر فرما میں پہونچا دیکھا کہ شہر بہت آراستہ
 و پرستہ ہوا در خوب آباد مگر باشندہ سدان کے سیاہ فام میں در بہت ثوی پہل در بر دستہ میں دریافت کیا کہ اس شہر کا کیا نام ہے
 حاکم بیان کا کون ہے معلوم ہوا کہ نام اس شہر کا جزیرہ نارون ہے حاکم بیان کا لکنت بن لکنت زنگی ہے اتفاقاً لکنت نے فوج اپنی
 کی تھی اور ایک بلندی سے بیٹھا ہوا تھا فوج کا دیکھ رہا تھا عمر و نے جو لکنت کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان نہایت ہی حسین ہے
 اور شل بر تاب زنگی اسکی بھی شان و شوکت ہے اور ایک طبیب کو دیکھا کہ دریائے بواج بحر زخار نغمہ سنج آفت زرا کا ایک ایک
 موج اسکی مثل کوہ کے اٹھ رہی ہے اور آسمان اس دریا کا ایک جہاں سلیم ہوتا ہے اشعار نمودی ہر جہاں آسمانے مخط مری
 ادبوں لکشاں پہ چو چبیدی یہ نگام تلاطم بگردیدی سرفلاک انجم شعربان محیط فلک کے پانی بھرے ہیں جہاں کے ستاروں سے
 یاقوت کرتے ہیں ہاور ایک و ہزار کشیشان و یارین گھڑی ہوئے ہیں اور ایک ہے ہر احوطہ زن موجود ہیں کہ ایک ایک ایمن کوئی
 چا گھڑی کا غوطہ لگا تاہر کوئی پیر بھر کی خبر لایا ہے بس نور اہی دل میں خیال گذرا کہ اگر عمر و یہ لوگ گریہ شریک ہو جائیں تو ضرور حمزہ
 سے عہد براتی ہو جائے یہ سچ کر ایک زنگی کی صورت بکر لکنت زنگی کی ملازمت اختیار کی اور اسکے ساتھ بکر اسکی حقیقت
 سے آگاہ ہوا ایک رات کا ذکر ہے کہ آپ اسکے بنگ کے قریب تھے جبہ سو گیا تو اسے ہیوش کر کے داخل زقبیل کیا اور خود اسکی صورت
 بکر لکنت پر سور ہا سچ کر اٹھ اٹھ پر بٹھا نام زنگیوں پر حکم اپنا جاری کیا سب زنگی اسکے مطیع ہوئے ال و خزاں سب تھپتھپے میں کیا
 رہنے لگا اور فکر کرنے لگا کہ حمزہ سے کیوں کر مقابلہ ہو ایک لادریہ بیٹھا ہوا تھا کہ سر از غوطہ فوران رحمن آب باز نہ آکر سلام کیا
 عرض کیا کہ غوطہ زن خوب تیار ہو چکے ہیں خوب شقیں ہم ہو جائی ہیں بعض پیر بھر لہن و پیر بھض دن بھر پانی سے باہر نہیں نکلتے اب
 حمزہ سے مقابلہ کیجئے گا تو انبہ سر بر ہو جیے گا عمر و یہ سنکر خیر ہوا کہ کیا سمجھوں ہر اور لکنت نے اپنے لوگوں کی منصوبہ کی تھی افسوس جس نے لکنت

[illegible]

کو اپنے سامنے بلوایا اور مالاکر دفرنگی سے پوچھا کہ اس مالاکر دفرنگی حمزہ سے اور عمرو سے جس وقت بگاڑ ہوا تھا تو تفصیل کی تھی اگر دفرنگی
 کہ سر منہ تفصیل حمزہ کی تھی اگر عمرو لشکر حمزہ میں موجود ہوتا تو تجھے ایسا زنگی رو سیاہ بھگڑ کر رفتار کر سکتا تھا ہر لون ہی بلاتین تو عمرو کے کان
 سے منع دفع ہوتی تھیں حمزہ کو حمزہ صاحب جعفران دراصل خواجہ عمرو نے بنادیا اگر عمرو لشکر حمزہ میں موجود ہوتا تو سو ہی جگہ نہ لگتا حمزہ
 عمارت ہو چکا تھا عمرو ہی ایسا شخص تھا کہ ہر واقعہ میں ہر جنگ میں سینہ سپر رہا اور سبھوں کو بچایا عمرو نے کہا کہ مرید صاحب دفرنگی
 جو امر انصاف اور حق تھا وہ تو نے بیان کیا اور اسی وقت خدمت منگوا کر دیا اور حکم دیا کہ خبردار اس زنگی کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچائے
 اور پھر پٹیل جنگ بھڑا کر دوسرے روز میدان میں آیا اور اسی طرح کشتی پر سوار ہو کے دریا میں گیا اور بار بار طلب کیا علم شاہ مقابلے کو
 شل ساقین وہ بھی گرفتار ہوئے پٹیل باز گشت بجا و دونوں لشکر اپنی جگہ واپس گئے جب شام ہوئی تو علم شاہ کو دربار میں طلب کیا
 علم شاہ جو دربار میں آئے ہیں تو کیا دیکھا کہ مالاکر دفرنگی عزت تمام کر سی جو ہر نگاہ پر مٹیجا ہو ہر علم شاہ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ
 زنگی نے جب مالاکر دفرنگی اس درجہ توقیر کی کہ اپنے سامنے ایک قیدی کو کرسی جو ہر نگاہ دی اگرچہ وہ سردار و نوج تھا مگر اب قیدی ہوا
 اسکی سرداری کا پاس لحاظ کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زنگی نہایت معقول ہر تیری عزت اس سے زیادہ عمل میں لائیگا کیونکہ تو تو مالاکر دفرنگی
 بھی مالک ہر انفرض جب علم شاہ سامنے آئے تو عمرو نے پوچھا کہ کیوں علم شاہ حمزہ اور عمرو کے فساد میں خطا وار کون تھا اور کسکی
 زیادتی تھی علم شاہ نے جواب دیا کہ اگر ملکنت زنگی تیری بھی کیا بائیں میں چہ نسبت نیاک رہا عالم پاک جہاں حمزہ سے اور عمرو سے
 نسبت عمرو ایسا دنی سافرو حمزہ صاحب جعفران زمانہ اس سے حرکات ناشائستہ وقوع میں آئے نکال دیا گیا حاکم و مالک کی نفس کشی تو عالم کی
 زیادتی بھی ہو تو اسے زیادتی نہیں کہہ سکتے اصل یہ ہے کہ صاحب جعفران اپنے اسے عزت و توقیر دے رہی تھی اسلئے وہ انتہا کا گستاخ ہو گیا تھا اپنے
 فکرت غم پر پوچھا تھا تو آدمی یہ ہے کہ باجی کو کبھی سر غر خائے اور کبھی سپر ہو و سائیکس صاحب جعفران کے کل حسانات کو بعد لکھو و بخت
 بڑی بڑی لڑائیاں صاحب جعفران سے لڑا اور کوئی لحاظ نہ دیا نہ ہی کیا بائیں یا فخر پر علم شاہ کی سنگدلی ملکنت نہایت برہم ہوا پہلے کندھ صفا
 باصفائیں بندھوایا کہ قید کو توڑنے کے بعد اس کے خوب ہی مار دوائی مالاکر دفرنگی کو کمال درجہ کراچ ہوا اور انتہا کا غصہ ہا لکھ کر کے کہ مجبور رہے اس
 انقصہ جیب مالاکر دفرنگی علم شاہ و دونوں زندان خانے میں آئے تو علم شاہ نے پوچھا کہ مالاکر دفرنگی نے تم ہی یہاں کیا کارستانی کی تھی جواب
 تیری یہ عزت و توقیر کی کہ اپنے سامنے جو ہر نگاہ کر سی پر جگہ دی مالاکر دفرنگی نے کہا کہ اگر شہر بار آپ کو معلوم بھی ہو کہ یہ ملکنت زنگی ہر کون
 علم شاہ نے کہا کہ مالاکر دفرنگی تو تو ہی جان میں اب تک نہیں سمجھا کہ یہ کون ہے مالاکر دفرنگی نے کہا کہ اپنے اسکی نر کاہم سے بھی بچا نا کہ ملکنت
 زنگی نہیں ہے اگر شہر بار یہ ضرور کوئی طرفدار عمرو معلوم ہوتا ہے اگر ملکنت زنگی ہوتا تو اسکو عمرو و صاحب جعفران کے بھگڑاؤں سے کیا بچت تھی کہ
 بھگڑاؤں کا پوچھتا ہے اگر شہر بار میں بھی جس روز اس سپر ہو کر آیا تھا تو مجھے پوچھتا تھا کہ مالاکر دفرنگی و عمرو کے بگاڑ میں تفصیل کسکی تھی سر
 منہ سے مسافت نکلیا کہ عمرو بے تفصیل تھا اگر وہ لشکر اسیر میں ہوتا تو تجھے ایسا رو سیاہ زنگی مجھے اسیر کر سکتا تھا یہی حکمت سپر کو مسافت
 کا باعث ہو گئے اور میری عزت کا سبب ہے اور اپنے تو سر پہ اسے باجی بنایا اور مالاکر دفرنگی کی کیونکر عزت کیجاتی علم شاہ نے کہا کہ اگر
 مالاکر دفرنگی ہوتا ہے کہ یہ وہی باجی ہے جو جگہ جگہ کان لکنت زنگی نے پھیل جنگ لایا و بیچ کو بچر کشتی میں ہوا ہے کہ ایسا بار بھگیا لشکر
 سے نور الدین عالی شانی تعالیٰ ملکنت زنگی ہوا بعد از گفتار ملکنت زنگی سے اور نور الدین ہر سے بنزہ بازی پہلے نکی بنزہ بازی میں دونوں برابر
 تھے ملکنت زنگی نے گزرا اور اندرون دریا سے غوطہ خورون نے سنجون سے سوانج کر کے کشتی کو ڈوبوایا و شہزادہ نور الدین ہر کو گرفتار کر
 اسدین کر غازی بھی دریا میں گر پڑا وہ بھی گرفتار ہوا اب ایک حشر کن سے دریا کے بلند ہو گیا پھر کہ دیکھا امیر نے بھی چاہا کہ اپنے کو دریا میں
 گرا دین لندھو اور مالک امیر سے لٹ گئے اور دریا کنارے سے گھٹیکے آئے بارہ خواتین منغمہ میں باس نور الدین ہر اور دس
 نور الدین ہر کاغل بریا تھا لشکر اسلام میں ایک سنگاٹہ محشر انگیز اور غلغلہ قیامت نیز ہر پانچا غرض چند میداندار بن میں بہت سے سوار
 لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے اور ملکنت زنگی ہر روز گستاخ ہوا پھر ہر ہر خدیوہ خدیوہ بہت بہت ہر گھر سے گزرنے کی بات

ہماری سسکے آتا اور مدد مانگتا ہے نفقہ پرستی میں سوار ہو کر آیا اور مبارک طلب کیا اس رزدار سے ہندو شرم زبان لندھو بن سدان
کشتی پر سوار ہو کر قبائل لکنتہ رنگی آیا اور بعد از گفتگو سے بسیار تیرد بازی ہونے لگی اور کشتی اسکی ڈوبنے لگی پس فرزا لندھو زہرا
ہو گیا پس یہی کشتی اندر دیا کے بچھی اور غوطہ خور لندھو سے لئے لندھو نے پانی کے لندھو لٹا کر شروع کیا اور رفقاے لندھو
یعنی اکرم ہندی گوجر ملک دکنی آریاشاد ملک قزلبی سکندہ دہلوی اور گار خان ہندی اور نگشاہ گوزنگ شاہ گورکھ پوری
محاول خیر دل فاضل شیر دل کہ یہ سبکے مشینا و ربحر ہاتھ دیرامین کو دپڑے آب باز تو صرف بارہ ہی ہزار تھے اور یہ سب ہندی
پچاس چالیس ہزار بعد کیا مقابلہ کرتے بہت سے آب بازوں کو مارا بہتوں کو گرفتار کیا اب باقی رہے ملایح اور پنجھی وہ بد بخت لڑا کیا
جہان میں اور پھر ان سپاہیان بے بدل سے غرض لندھو راز بھر کر مع ہزار ہوں کے دریا سے نکل آیا تمام حال امیر سے بیان کیا کہ غلط
تمام سسرار جو سیری مدد کو کئے تھے زندہ ہیں کوئی ہلا نہیں گیا امیر نے خوش ہو کر کہا لندھو راج کو لندھو نے کمال کیا حضور ایک سسر
مراقب میں ہر جہلا میں آپ سے خلاف غرض کرونگا غرض خوشی خوشی ہو کر بارگاہ سلطانی میں داخل ہوئے اور اور کشتی رنگی نے دیکھا کہ
انکشت راز اس ہندی نے کر دیا اپنے دل میں کہا کہ خیر کیا منشا تھ ہر رات کو سمجھو رنگا غرض چار گھڑی رات کے گھبر عیار اچھ
شکر چڑھا جعفران میں داخل ہوا اور ایک مقام پر ٹھیکر خبر تاج میں لیکر لقب کنی کرنا شروع کی دو پہر رات کے مہر و نقب لندھو
کے جیسے میں آکا لانا صبر داروں کو دیکھا کہ پسرے پر گھڑے میں اور خدنگا چڑی کر رہے ہیں اسے پروانے بیوشی کے نکال کر شمع کی نور
جلائے اور دو بیوشی آڑا خیمہ ہرا تو اسکی بوسنگھ کر خیمہ کھا کر گرے اور بیوش ہونگے عمر و نقب سے باہر آیا اور ملا عیاری کا ہاتھ میں پکڑا تھ
کو چرب کیا اور رنگ کے بڑا کر چادری رنگی ایک کو نا انگوٹھے کے تھے دیا یا اور تین کو نون سے جھٹک جھٹک کر ختمی نہیں
تھیں سب کو بچھا دیا اور ایک آدم شمع کو رہنے دیا کہ بالکل اندھیر نہ ہو جائے اور کئی عیاری پر اسے بیوشی لگا کر دماغ سے لندھو
لگا دی جیسے ہی اور پر کدم لندھو نے یا بیوشی دماغ کو چڑھ گئی لندھو کو چھینک آ گئی اور آٹھ کھٹکی عمر و تو رنگ کے نیچے چپ گیا
لندھو نے اور اور دیکھا جب سیکو نہ پایا پھر کیا یہ پسر کھڑک سو گیا اور بیوش ہونگے عمر و نے حلقہ ہارے کند نکال کر دھتور سے وزن
ہاتھ دھتور سے دونوں ہاتھوں دونوں حلقے سے گردن و کمر ساتویں حلقے سے گول لاسی کر کے چادر عیاری میں پیٹ کر نیل میں لٹا
اور اسی نقب میں نہ ٹھیکر خیمہ امیر کی سیدہ باز کھار نقب کنی شروع کی ایک دگھڑی میں نقب مہر و امیر کے جیسے میں نکالا اور خدنگا او
تمام لرون کو دار سے بیوشی آڑا کر بیوش کیا اور امیر کے پاس کر مٹھا کہ بیوش کرے مگر وہ ہر جا کورا تھے سالیان مارنے سلا کے کونے +
بال نہ بکا کر کے جو دجگ بیری ہوئے صاحب جعفران نے خراب میں دیکھا کہ ایک گسیاہ حد آور ہر گھر آکر آٹھ کھڑکی ایک سیاہ بڑی
دیکھا کہ پٹنگ کے بلبر کھڑا ہر یقین ہوا کہ وہی زندہ باریک گردن تک پاسار بان زادہ ہر سیری خبر با کر کسی نہ کسی طرح بیان ہو چکا کہ
شہادت خوش ہوئے کہ اسکا اسوقت پکڑا جا ہے پس نکھین فوج بند کیلین اور ہاتھ کو تیار کیا عمر و دار سے بیوشی نکالنے میں مصروف تھا اس
کو آنکھ کھولتے نہ دیکھا تھا ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ کئی عیاری دماغ سے لگائے کہ صاحب جعفران نے ہاتھ بڑھا کر سوچنے کے برابر سے ہاتھ
پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور نہ دیکھا کہ باٹل و سکرام کہاں جا چکا میرے ہاتھ سے دھت کے بعد میرے ہاتھ لگا ہر بس عمر و تھ کے جل زمین پر گرا اگر
ہاتھ اسکا جو سبب غن کے چرب ہو رہا تھا اور اس پر ملا عیاری کا پتہ ہونے تھا ہاتھ کھینچا جو تو بلا عیاری کا امیر کے ہاتھ میں تھا
ہاتھ اسکا شرسے نکل گیا وہ دست کر کے بھاگا اور بکا راکہ ادعاب میں دقت تو تو میرے ہاتھ سے سج گیا مگر تو جا گیا کہاں جان ہو گا تیری
ند شکنداری کو موجود ہوں امیر و ڈرے گردہ بھلا کب ہاتھ لگتا ہر سیرے کو فرار کر پار نکل گیا امیر کی آواز سنکر لوگ دوڑ پڑے مقبل سے
غرض کیا کہ حضور یہ نکل گیا تھا امیر نے مسکرا کر کہا کہ وہی سکرام زندہ باریک گردن مجھے پکڑنے آیا تھا ہر خند کہ میں نے اسکا ہاتھ بہت
مضبوط پکڑ لیا تھا لیکن نہ بخت پھر بھی نکل گیا تو کون نے کہا کہ سپور شد شکر ہر خدا کا مصرع رسیدہ بود بلاے و نے بخیر گذشت ہر
دیکھتے جو کچھ ہوا سو ہوا اب کوئی سوا پہر رات باقی تھی سو تا کون ہمارے دہشت کا صاحب جعفران کو زندہ آئی اور عمر و وہی

ایک گشتہ میں لٹا کھڑا ہی رہا مگر تدبیر بن نہ پڑی سناٹک کہ نماز صبح کا وقت آگیا امیر مسجد کراپس سلطانی کی طرف چلے عمر و گئے کیا
 کام کیا کہ ایک فرانس کی صورت بنکر جلدی سے شمع روشن کر کے مسجد میں لگا دی امیر مسجد میں آکر نماز پڑھنے لگے مگر حالت یہ ہو گئی
 شدت سے دوران سر ہور ہا پھیلا ہوا کہ شاید جاگنے کے باعث سے یہ کیفیت ہر آنکھ میں آتی دیر میں وہ سر فراش ہو رہی لیکر آیا تو اس سے
 اسے کہہ دیا کہ میں تو روشنی کر آیا پھر بے جا درد فراش روشنی بیکر چلا گیا اور اس فکر میں کھڑا ہوا کہ کی طرح امیر کو گرفتار کر دینا میرا حق نہیں
 نے دونوں رشتہ میں تو ادا کیا مگر سجدہ اخیر میں پوش ہو گئے بس بیٹھ عمر و نے حلقہ ہائے کندہ سے باز ہو کر لپٹا۔ اس کی گرد و بکریاں میں
 اور رہی ہو اسان صبح کو ادھر وہ دور کے تھے میں مل ہوا کہ والے ہندو جسے سے غائب ہوا اور ادھر شہر ہوا کہ صاحب جعفران کو بھی کیا
 پکڑ لیا گیا بادشاہ اسلام نے کہا کہ سولے عمر و کے یہ کام کسی دکان میں ہوا اور ہر کون کو ہر کے واسطے روانہ کیا لب و مال عمر و کا سب سے
 اور صاحب جعفران کو لاکر علی زنجیر میں گرفتار کر کے زندان خانے میں بھیجا۔ امیر جب زندان خانے میں پہنچا اپنے کل سرداروں کو زندہ پارہ جھک
 کیا اور فرمایا کہ پھر بھائیو! اگر بدو جتنے لوگوں کو یہ بخت بارگاہ میں آکر لیا اس شہر پہنچا اور کہا کہ لاؤ جسکے سدا پرستوں کو وار و خوار کر دینا
 میرا زنجیر کا پکڑ لیا صاحب جعفران اور کل سرداروں اسلام کو سامنے لایا امیر نے جب بارگاہ میں قدم رکھا تو لکنت زنگی کو سخت زرننگا رہنے لگا
 اور زری کہ اس شخص پر میرا سلام ہو جو نہ لے دیا کو جاننا ہوا اور دین پیغمبر آقا زمان کو برحق جانتا ہوا اور حکمران پر میرا سلام نہیں دینا
 شکر عمر و نے آواز دی کہ او عرب کشائیدہ نوش شہینہ پوش سو ہمارا فرار یک بیابان شمار جلد میرے قدموں کو آ کر بوسے کرے کہ اس کی
 تیرے یہ بستی بہی صحت تیری طرح مجھے روزگاہ میرے جواب دیا کہ او حکمران کیا بات ہے میں نے جو سب سے منہ لگایا تو آپ کو بھول گیا عمر و نے
 یہ سنکر جواب دیا کہ او مجاور زاد کہ تیری حقیقت ہی کیا ہے معرفت کے دن جو یو یو ملان اور کوڑیاں خانہ کعبہ میں چڑھتی تھیں اسی پر تیری
 جسے نہ گون کی اوقات بستی ہوتی تھی عمر و ہی کے صدمے میں تو اس بستے کو پہنچا در نہ تو کمان اور صاحب جعفران کی کمان یہ سبانی و شکست
 تیرے عمر و کے باعث تیرے ہی ہزار تمام پر تیرا شکست گیا ہوا عمر و ہی کا پوش کے صدمے سے بگلیا اب تو میری اطاعت کرتے ہوئے
 انکار کرتا ہے صاحب جعفران نے برہم ہو کر کہا کہ او تبار نکو ام کیا جھک ہمارا ہر عمر و نے برہم ہو کر ایک ذات جو سلسلے رکھی ہوئی تھی امیر
 کی صفت ماری کہ امیر کے سینے پر پڑ کے ٹوٹ گئی پس جہان صاحب جعفران کی آنکھوں میں تیرہ دھار ہو گیا اور ایک جھٹکا بدیتے ہیں تو دروغ
 زندان خانہ منہ کے بھل نہیں پڑا اور امیر نے صحت کرنا تہ کی شکار ہی پانوں کی بستی گئے کا طوق پکڑ کے مثل نارنگیت نوڑ ڈالا اور اس
 زنگی اپنی دار و در زندان خانہ پر وہ سب با اپنی جینٹ یا کہ وہ اسکے بوجھ سے زمین پر گر پڑا بس کی چھاتی پر چڑھ کے اسی کی تلوار پکڑ لیا
 اسے دال جہنم کیا بعد اسکے ہی تلوار لیکر عمر و پر دوڑے کہ او نکو ام کمان جانا ہے کھڑا رہا امیر کی طاقت دیکھ کر سرداران اسلام کو بھی
 شجاعت آیا اور ہر ایک کے غرہ بلند کیا اشعار بر سر دار فنا خانہ قرن منست کہاں انرم زوردار ستون منست کا طوق و سلاسل کو
 پیش میں از غنکبوت لشکر من این بند را وقت جنون منست یہ لکھ کر لکھے اپنی اپنی قید توڑ ڈالی عمر و نے جو بیگ دیکھا تاج و خلعت کو انکار
 قدر زبیل کیا اور چست کر کے بھاگا اور زنگیوں سے لگا کر کہا کہ لینا ان خدا پرستوں کو میں بھی آتا ہوں زنگیوں سے تلوار چلنے لگا اور عمر و
 جست کر کے بارگاہ سے باہر آیا اور ایک شے میں آکر لکنت کو زبیل سے نگا کر مسلح و کھیل کر کے ہوش میں لیا اور خود اپنے ننگا کی
 صورت بنکر کہنے لگا کہ اے لکنت حمزہ مع لشکر تیری بارگاہ میں کھس آیا ہر ہزار زنگی یہ آواز لشکر مسلح و کھیل ہو کر جہا طرف سے دوڑے
 یہاں امیر با تو قریب تو دین مارتے ہوئے ایوان شاہی سے باہر نکلے خوب تلوار چل رہی ہو قضاے کار اتفاقات روزگار امیر کے غرہ کی آمد
 لشکر امیر میں پہنچ گئی اور بادشاہ اسلام نے یہ آواز لشکر ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے صاحب جعفران بھوٹ گئے کل لشکر تیار ہو کر علی
 تمام غازیان دیندار اور مجاہدان سوار سوار عالی و فار مرکیوں پر سوار ہو کر مسلح و کھیل ہو کر دوڑ پڑے اور زیر بند کلاں کاٹ کر
 گھوڑے دریا میں ڈال دیے ادھر لکنت زنگی کو بھی خبر پہنچ گئی کہ لشکر امیر کا اعانت امیر کے لیے دریا میں سپر کر آنا ہے زنگیوں
 حکم دیا کہ جا کر قید پرستوں کو دریا ہی میں ڈال دو عمر و سے زنگی چلے ادھر سے لشکر اسلام چلا جو بون بیج دریا میں مقابلہ ہوا بہت سے

جھوٹے میں خاک جی ہوئی ہر شے کی مٹی کوڑا پڑا ہوا اور لوٹ چکے تھے۔ رہنے والے جو کچھ بچے رہے وہاں سے چلے گئے۔ جب وہ ہاتھی کے چھوٹے
 تو لوگ بھلا بھلا کر تیر تیر ہو جانے میں الغرض باہن صورت کدائی وہ ہاتھی دروازہ باغ پر پہنچ گیا اور لوگوں کو دیکھ کر جھپٹا کر لوگ بھاگ گئے
 کچھ باغ کے اندر گھس گئے ہاتھی بھی دروازہ باغ کا چکر لگا کر باغ کے اندر گھس گیا اور حیوت خٹانے بارہ دری کے آگے آگیا تاکہ بن ملکوت
 بھی اس صحبت میں موجود تھا اسکا تو زہرہ اب ہو گیا تھا کا پیشاب نکلا ہو گیا بچتیا رک کا بھی عجیب الی ہوا کھینے لگا غرض تمام حاضرین
 محفل کا عجیب حال ہوا یہ حالت دیکھا کہ اسیرج اٹھ کھڑا ہوا کہ میں بھی تو اس ہاتھی کو مار ڈالوں گا اقبال شاہ و بیٹ گنا اور کہا کہ آپ کہاں جائیں
 اسیرج نے کہا کہ آپ کی بیخوابی ہر کنبہ گانی میرا عظم اسکے ہاتھ سے مائے ہائین اور ہاتھ پیرا کر اس فیصل مست کی طرف دوڑا جب قریب
 ہاتھی کے پہنچا آسنے پرستی کر کے جا ہوا کہ اسیرج کو جھوٹے میں لپیٹ کر لے مارے تو اسیرج نے ہاتھی کو دونوں ہاتھوں میں
 پکڑ کے ایک ٹکڑا مارا کہ مع زور سے دھڑکن سے گردن کھج آئی ہاتھی جھج کھا کر گر اٹھا ہو گیا کہ زہرہ آفتاب پرستان نے ہاتھی کو
 لٹا کر لے پر ہاتھ رکھنے دیکھنے کو جھکا تھا کہ کھڑا ٹوٹ گیا اور لٹا چھٹا لوگ چلانے لگے کہ اسے لینا تھا کو اگر چہ گریگا تو ہاتھ پازوں اسکے
 ٹوٹ جائیگا کہ بختیارک نے اسیرج سے کہا کہ اے اسیرج نوجوان لینا تھا کو اسیرج نے جو پھر کر دیکھا تو دیکھا کہ تھا غلطان اور عیان چلا آیا
 اسیرج نے ہاتھ بڑھا کر لٹا کر روک لیا اور زمین پر رکھ دیا لٹا بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش میں آیا تو لوگوں نے بیان کیا کہ اے خداوند
 نوجوان نے آپ کو بدوے ہوا روک لیا اور ٹوٹ نہ لگنے دی تھا نے انہی آغوشی کہ جس میں کئی سال کا خراج ملک باختر کا صرف ہوا تھا اٹا کر اسیرج
 کے ہاتھ میں ہندا دی اور کہا کہ اے اسیرج میں نے تمام ملک باختر تجھے دیدیا اور نور خاں سپیدہ قدرت ملک گیتی افر و کو میں نے تیرے ساتھ
 منسوب کیا اسیرج نے کہا کہ کیا خوب ملک باختر حمزہ کے قبضے میں ہو وہ عنایت ہوتا ہوا اور گیتی افر و ز قاسم کی زبانت میں ہو
 وہ مرمت ہوتی ہو جو حوضین بقیہ غیر میں ہیں وہ آپ عنایت کو تیرے میں مونی بھیا برہن کے نام لقا یہ شکر آید ہم ہو گیا اور کہا کہ اے
 اسیرج اور کیا چیز اب میرے پاس رہ گئی ہو جو تجھے دون اسیرج نے کہا کہ اے لقا یہ بخیر ہوئے دیا میں نے پایا میں حمزہ سے روک
 ملک باختر تو نے نوٹا کر گیتی افر و سے مجھے سروکار نہیں ہوا انور اسیرج نے شاہ و شیر دل سے کہا کہ اے شاہ پور حمزہ کی خبر
 منگو اور کہ حمزہ آجکل کہاں ہر شاہ پور نے اسی وقت بموجہ حکم اسیرج نوجوان بت پزیر اور چالاک ہر کارے روانہ کیے
 اب دو کھمے داستان حیرت میان روانی امیر حمزہ صاحب جفران بہ سمت شہر فرنگوشیہ میان لیے جاتے ہیں
 کہ جب ہر کارے حسب حکم امیر دریافت حال لقا کے لیے روانہ ہو چکے تو امیر باتو نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور چن عشرت برہی
 عین جن میں آکر کھڑے دن نے خبر دی کہ لقا یہ لے بھاگ کر شہر فرنگوشیہ کو چلا گیا اور اس اسیرج میں شاہ لی ہو صا جعفران نے
 بجز استماع اس خبر کے پہلوان عادی کو طلب کیا اور ارشاد ہوا کہ پیش خیمہ ہاں جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہو اسی روز پہلوان
 عادی پیش خیمہ کی جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہوا اور دوسرے روز حمزہ صاحب جعفران نے بھی کوچ فرمایا بعد اسی مراحل و قطع
 منازل قریب شہر فرنگوشیہ کے پہنچے بارگاہ سلطانی پر پہنچے امیر باتو قریب داخل بارگاہ ہوئے اور ذلک صا جعفران پر علیہ زما
 اور ہر ایک استفسار کیا کہ اسیرج سے کس مقام پر لڑائی ہونا مناسب ہو ہر ایک نے عرض کیا کہ اے امیر سامنے شہر
 فرنگوشیہ کے زیادہ مناسب ہو یہ شکر بادشاہ اسلام نے کہا کہ بخوبیوں سے بھی متاثر ہو چکے امیر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے اسی وقت
 پس ان خواجہ بزرگ طلب ہوئے انھوں نے آکر عرض کیا کہ بہتر تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ کل کفیل سے اس بارہا کر مقابلہ کیجئے اور اگر لیت
 اس بارہا اتر آیا تو پھر اسی کی فتح ہو امیر نے چار خلعت اور چار توٹے اختیاریوں کے منگا کر چاروں بھائیوں کو دے کر رخصت کیا
 اور حمزہ رخصت ہوئے اور صا جعفران نے پہلوان عادی سے کہا کہ بہت جلد بارگاہ سلطانی مل کفیل کے پاس بارگاہ لڑائی
 پاس پہلوان عادی اسی وقت خیمہ لیکر چلا گیا اسیرج و لقا کی کیفیت ملاحظہ ہو کہ یہ دونوں بارگاہ میں بیٹھے رہتے ہیں
 کل پہلوان اور افسران فوج جا بجا تھکن میں تاج ہو رہا ہوا جام سے ارغوانی گردش میں ہر حمزہ صا جعفران اور ان کی فوج کے

سرداروں کا تذکرہ ہو رہا ہے بختیار کو ایک ایک کی تعریف کر رہا ہے علی الغرض شاہزادہ خادہ سپاہ کی بہادری کا کادہ ترک تو سن
 یلٹاتی کا انھارہ رذر تعاقب کر کے بارگاہ کچھ فرسی میں گھس گی ادھل گیا گاہ کو قلم کر ڈالا اور ایرج بھی کہ رہا ہے کہ واقعی وہ ایسا ہی جس کی
 اور انھوں میں آنسو بہہ رہا ہے میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہر کاروں نے الزخری کی کٹاکتہ صوابتقران آہو نیا اور بل کفیل سے خیرہ
 عمرہ کا اسطرت آتا ہے یہ سنکر لقا کا توبہ حال ہوا کہ کاٹنے لگا اور جام شراب ہاتھ سے چھوٹ پڑا رنگت زرد ہو گئی ایرج نے دلاسا دیا اور
 بختیار کو نے ایرج سے کہا کہ او زبدہ آفتاب پرستان میں نے کتاب نمودی میں دیکھا ہے کہ جب کا خیمہ مل کفیل سے آجائیگا
 ایک خیمہ ہوگی اور اگر آپکو میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو جو میوں کو بلو کر پوچھ لیجیے ملکوت شاہ نے کہا کہ ہاں میں نے بھی جو میوں سے سنی
 ہے کہ جب کا خیمہ مل کفیل سے آجائیگا وہی خیمہ ہوا کہ سنکر ایرج نے غوجان دریا باری سے کہا کہ تم بہت جلد ہمارا پیش خیمہ یکسر مل
 کفیل سے اس پار آجائیگا غوجان دریا باری اس وقت رونے لگا ہوا جب مل کفیل پر پہونچا تو اُدھر سے پہلو الٹ عادی آ رہا تھا دونوں سے
 اشارے رہ میں ملاقات ہوئی غوجان نے آواز دی کہ اسی طرف پھر جاؤ کہ خیمہ ایرج آجائیگا اس بار اسناد ہوگا پہلو الٹ عادی نے بولا
 کہ خیمہ میری شان حضرت امیر عمرہ صاحبقران کا ہے تو اپنا خیمہ اس طرف پھیرے جا کہ میں اس پار جا کر بارگاہ سلیمان فی خایمہ کو دنگا غوجان نے
 آواز دی کہ اے پہلو الٹ عادی اگر تو یوں نہ بیٹھا تو میں بزور تیغ تجھ کو سبالت سے پھر دنگا عادی نے جواب دیا کہ کیا مجال ہے تیری غوجان نے
 پیچھے پر ہاتھ ڈالا اور بٹھکے ایکلے پہلو الٹ عادی پر باری پہلو الٹ عادی نے سر پر روٹی تلوار غوجان کی پس کڑ کا ٹکر عادی کے سر پر
 پڑی کہ ناد و ابرو اتر گئی زخم بہت کاری لگا دستانہ مارا تلوار تو اسکی قبضہ کر لکل گئی سر سے چادرون کی جاری ہوئی ذوالنحار عادی نے
 سانس کیا وہ بھی زخمی ہوا آخر کار غوجان نے لشکر عادی کو شکست دی اور بارگاہ سلیمان فی خیمہ پہلو الٹ عادی کے ہاتھ ہون
 سے مقابلہ ہو ہی سہا تھا کہ ایک تن کر دغبار کا بلند ہوا جب گردش ہوئی تو دیکھا کہ ضیغم روزی شیر مشید ذغا انجم شجاعت دروہا
 قوت اسدین کرب و لا در بارہ ہزار فراق اور چالیس ہزار آدون سے پہونچ گیا اسد نے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ غوجان نے بارگاہ
 سلیمان سے ہی آگے ہو گیا اور غوجان کا تعاقب کیا اور غوجان بارگاہ سلیمان کی ٹوٹ پٹے ہمراہ لیکر ایرج کے پاس روانہ ہوا تھا آواز نوہ اسد کی
 سنائی دی کہ ارکا ذخیرہ سر کمان جانا ہے کھڑا یہ سر سے ہاتھ سے بھڑکناں جانیگا غوجان اسد کے نعرہ کی آواز سنکر بھڑک پڑا کہ ارکا
 بھول کمان جانیگا سر سے ہاتھ سے کھڑا رہ میں آہو نیا اور سنانے آکر اسد کے تلوار لگائی اسد بھڑا اسکی چوٹ کب کھاتا ہے تلوار غوجان کی
 لہ کر کے ایک تلوار غوجان کے پہلو باری کہبت کاری زخم آیا دوسری تلوار سر پر لگائی کہ کیکر کاٹ کر ناد و ابرو اتر گئی تیسری تلوار سنانے
 ماری غوجان پکارا کہ اے بار و نمجے بھاؤ کہ میری جان گئی ہزار بار آدمی ٹوٹ پٹے اور غوجان کو اٹھا کر بھاگے پھر نو کوئی آفتاب
 پرست سنانے اسد کے نہ ٹھہر جتنے تھے سب بھاگ بھاگ گئے اسد کے پیچھے میں بارگاہ سلیمان آگئی اسد بارگاہ کو دیکر نو ذوالنحار
 پرستوں کے تعاقب میں روانہ ہوا فضلے کار انفاقات روزگار غوجان کے پیچھے مرجان دریا باری کو روانہ کیا تھا کہ تم بھی اپنے
 بھائی کی کمک کے لیے ہمراہ ہو مرجان دریا باری ایک کھ سواری اپنے ہمراہ لیے ہوئے چلا آتا تھا اُدھر سے غوجان کے نوک
 شکست کھا رہے ہوئے چلے آتے تھے مرجان نے جو ان لوگوں کو حیران در نشان کھڑے ہوئے دیکھا بعد دریافت حال بت سی نصبت
 کلامت کی کہا کہ اس دیوانے کی بھی یہ حقیقت تھی کہ جس سے تم بھاگ آئے دیکھو میں جا کر ابھی تو اسکو مارنا ہوں اسکی حقیقت کیا ہوگی
 غوجان کے لوگوں کو بھی اسے ساجھے لیا اور اسد کی طنز روانہ ہوا نا انیکہ اسد سے اور لشکر مرجان سے مقابلہ ہوا اسد اور چھپنے کے
 مرجان کے لشکر پر گرا تلوار چلنے لگی نا انیکہ اسد سے اور مرجان سے سامنا ہوا اسد سنانے جاتے ہی سرس پڑا کہ مرجان جو جو رہو گی اور
 بھاگ لکھ مارہ ہزارہ سے دو لاکھ بھاگ گئے اور ایک کھ بھی ختم نہ گئے اسد ان سب کو جگانا ہوا ایرج کے لشکر پر گرا اور نوٹنا شریکی خیموں
 میں آگ دی ایک تملک پر پا کر دیا جسکے خیمے میں پہونچا اسکی ہڈیوں کا ٹکر گرا دیا اور آگ نے یہی گھوڑوں کی میخیں اٹھ کر اٹھ کیوں بار سے
 لشکر کے گھوڑے بھوٹ گئے اور بڑے بڑے تال تال قلع کرنا ہوا چلا آتا ہے کہ وقتاً بوقت خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ اسد لشکر پر آگرا یہ خبر سنکر

یا ہر آیا اور سوار ہو کر اسد کو دھونڈتا ہوا چلا اور دھرتے تو یہ چلا اور دھرتے اسد تلوارین مارتا ہوا چلا آتا تھا اسد نے اس جگہ کو دیکھ کر
 غور کیا کہ مثل و کرباس فروشین بچہ بازی کہان ہا گیا میرے ہاتھ سے کھڑا رہ کہ میں آپو بچا اس جگہ نے آواز دی کہ او دیوانے مجھ کو لے کر
 تھمتول تو نے جگر خون کر دیا ہر آج تجھے زندہ نہ چھوڑو نگاہ لکھ اسد کے سلسلے آیا اور اسد نے بھی اس جگہ کے سامنے جا کر اس طرح تلوارین
 برسانا شروع کر دیں کہ اس جگہ کو روکنا مشکل پڑ گیا انجام کار جب اسد کا ہاتھ مسست ہوا تو اس جگہ نے ہنسنے پر ہاتھ ڈالنے تلوار اسکی تھمیں لی
 اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور چرخ دے کر زمین پر دست مارا اور مشکین باندھ کر قطعاً آفتاب نما میں بچہ یا فوج اسد بنا ہوا حال نکلی
 شکست کھا کر چل گیا اس جگہ آئے تو آفتاب میں مل کھیل کی طرف چلا اب ہنسنے کہ او دھرتے تو فوج اسد بچا گئی ہوئی چلی جاتی تھی اور دھرتے
 نظر کردہ شاہ ولایت اسد اللہ الخالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام یعنی مالک اردو صاحب نیزہ و دوسرے ساتھ سوار ہونے سے شکار کھیلنا ہوا
 چلا آتا تھا لشکر اسد کو جو دیکھا اور یہ حال سنا کہ اس جگہ کے ہاتھ سے شکست کھائے ہوئے چلے آتے ہیں نہایت تعجبناک ہوا اور ان کے
 اپنے ہار و پیکر روانہ ہوا اور دھرتے تو یہ سب مل کھیل رہے تھے اور او دھرتے اس جگہ آ رہا تھا مالک نے غور کیا کہ او آفتاب پرست
 نامتقول حرکت تو نے کی کہ بارگاہ سلیمانی اپنے ہنسنے میں کی اس جگہ نے جواب یا کہ او مالک میری کچھ خطا نہیں چڑھ چکا ہے ملازمین کو بھی
 کہ تم جا کر مل کھیل کو روکو اور کئی مل سے او دھرتے آئے دنیا بھوان عادی آ کر عوجان وریا باری سے الجھ پڑا اور لڑ کر زخمی ہوا اور اسد
 نے آ کر عوجان اور عوجان کو زخمی کر کے سبکو شکست دی مگر اس پر صبر نہ کر کے میرے لشکر پر اگر اہت سے لوگ قتل کیے اس وقت
 میں نے اس دیوانے کو تنبیہ کر دی مالک نے کہنا تو اپنی آل کو بالکل بھول گیا دیکھ تو کیا شہرے مقول تجھے دی جائیگی یہ لکھ نیزہ ملا
 اس جگہ نے نیزہ اسکا اپنے نیزے پر روکا مانند ظلال فراشان کے بنزدون کے پیچھے اڑ گئے مالک نے تلوار مار ہی اس جگہ نے اسکی طرف
 رو کر کے جو ایک ہاتھ تلوار کا اڑا تو تلوار اس جگہ کی سپر کو کاٹ کر تادو ابرو اتر گئی مالک نے سر کھینچ لیا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی کہ
 اسکی ظلم ہو گئی مالک میں مرکب تہ دہا لا ہوا اس جگہ گھوڑے سے کود کر مالک کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور بچہ لادی کا توڑا لاکھ شمشیر
 کی باتہ لین مالک جو ہوش میں آیا اس جگہ کو چھاتی پر چڑھے دیکھا کہ او آفتاب پرست یہ کیا حرکت نامردانہ ہر ہاوردن کو ہوش
 پکڑے میں اس جگہ نے کہا کہ ام مالک حمزہ کے ہزار دن ہی سردار میں ویرین ثنا کس کس سے ساسنا کردنگا فیر جب حمزہ سے فیصلہ ہو گیا
 تو میں تجھے پھوڑ دوں گا مالک نے کہا خیر جب پھوڑوں گا تب بچہ لگا اس جگہ نے کہا خیر تو مجھے سمجھ لینا یہ لکھ مالک کو بھی اسد کے پاس قطعاً آفتاب
 میں مسجد یا اور فوج کو مالک کی شکست دی کہ وہ سب گریزانی ہوتے قضاے کار اتفاقات روزگار شاہزادہ عالم دعا لبیان نور الدہر
 بن بدیع الزمان شکار میں بھڑون تھا کہ بھوان عادی کی زخمی داری اور اسد و مالک کی گرفتاری کی خبر سنی آتش غضب فوجیہ میں
 مشتعل ہوئی فرمایا کہ یہ آفتاب پرست جانا کہان ہر میرے ہاتھ سے لوہا سی طرف سے مل کھیل کا راستہ لیا اسیم بن عمر و نے جریہ مال دیکھا
 بجملت تمام خدمت حمزہ صاحبقران میں ہونچکر تہم حال بیان کیا اسیر نے بدیع الزمان سے کہا کہ ای فرزند تم جلد جاؤ اور اسلحہ نور الدہر
 کو پہنچاؤ کہ وہ بغیر اسلحہ نکالے ہوئے اس جگہ سے نہ لڑے کہ وہ بلاے بے دربان آفت جہان اسی حکم نام کا سکھایا ہوا ہر بدیع الزمان
 اسوقت اسلحہ لیکر روانہ ہوا بعد اسکے صاحبقران بھی سوار ہوئے اور کل سرداروں کو ہمراہ لیکر مل کھیل کھڑا کیا اور دھرتے بدیع الزمان
 سے اور نور الدہر سے ملاقات ہوئی نور الدہر نے مجرا کیا کہ او پدر بزرگوار اب کہان جاتے ہیں بدیع الزمان نے کہا کہ او فرزند
 تمھاری صاحبقران کو پہنچی تھی کہ تم اس جگہ پر بغیر اسلحہ پہنچو کہ روانہ ہوئے ہو فرمایا کہ جلد نور الدہر کو اسلحہ پہنچاؤں تو میں اسلحہ لایا ہوں
 اسے لگا دو عرض کیا کہ او شہزادہ کہان نہیں فروش بچہ بازی کیا وجود رکھتا ہے کہ میں اسکے واسطے اسلحہ خف نگاؤں میں بائیں کرنا
 مل کھیل رہو بچا اس جگہ چاہتا تھا کہ مل کھیل سے آتا ہے کہ نور الدہر کافرہ پسند ہوا کہ ای آفتاب پرست خردوار او دھرتے آنا حجت
 فقہری کر کہ میں تجھے اس بار چکر لڑو تو اس جگہ نے جو دیکھا کہ نور الدہر آپو بچا میں دھرتے میں ٹھہر گیا اور دھرتے لگا کہ ای نور الدہر میں
 یہ چاہتا تھا کہ تجھے اس بار چکر لڑو نور الدہر نے کہا کہ یہ تو نہ ہوگا اس جگہ نے کہا کہ خیر نہ سی مگر ای ہمارے نہارے فیصلہ ہر

بدلیع الزمان کو یہ حال سنکئی بلند سکون ہوا بعد اسکے امیر با تو قیر دہانے پھر کر بارگاہ میں آئے اور حکم دیا کہ آل راستہ ہو جو جب کمر اس وقت سے مل
 بننے لگا مگر اسرج کے غائب ہونے سے مالک بن ملکوت شاہ نہایت مضطرب ہوا اور شہر کی طرف چلا تھا بھی ساتھ ساتھ ہی مگر کمال الدین
 اور نہایت پریشان القصبہ جب اہل شہر ہوا اور بارگاہ میں بیٹھا تو بختیا رک سے اٹھانے لگا کہ اور بختیا رک لاجہ تقدیر کنیم بختیا رک کے کہا کہ
 جا با سب میں بکھا ہر کہ سرچ ہفتا منظر سلیمانانی پر لکھا اور خدا پرست بھی ذہن جمع ہو گئے ہفت منظر سے پران صوب ہر آب بہتر ہے کہ منظر
 کی طرف روانہ ہو جیہ القصبہ یہ شہر بختیا رک کا تھا کو لسنڈا یا اور یہ تو رات کو بھاگ کر صفت منظر سلیمانانی کی طرف چلا اور بیان چند روز میں
 مل تیار ہوا امیرس پار اترے اور یہ خیال کیا کہ اب شہر فرنگوشیہ سے لیجئے تو مناسب ہے مگر اب امیر با تو قیر کو تو اسی حال میں چھوڑ دیا اور
 کچھ حال پر غفلت نور الدین اور اللہ ہر قدر کا غلط فرائیہ کہ جیسے ہی نور الدین ہر دریا میں گر پڑے تو نہ آب پر پونچا اور پانی نے جو بھار تو نور الدین
 نے میرانی سے لگا کر جو دیکھا نہ لکھ کر پابا اور نہ اسرج کا پنا لگایا دیکھا کہ نور الدین ہر شہر کی کڑا ہوا چلا جب پیر نے پیر نے ٹھک گیا تو پانی بھاگ
 اور غلط جان کے لیے درگاہ قاضی الحاجات میں دعا مانگنے لگا ابی دعا نہ ختم ہوئی تھی کہ لکھا ایک دخت بنتا ہوا اسکے پاس آیا نور الدین ہر شہر خدا
 بجا لا کر اس دخت پر سوار ہوا دوسرے روز دخت ایک کنارے پر پونچا شاہزادہ اتر اور کپڑے خشک کر کے ایک جانب کو رمانہ ہوا اور
 دو چلا تھا کہ ایک نالہ کو اترے ہوئے دیکھا جب قریب تک پہنچے گئے گنا تو دیکھا کہ اس قافلے کا قائد پاشی کر نام اسکا خواجہ سرب سرب ہر با شہر
 ہر خواجہ سرب کی نظر نور الدین ہر پڑی دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین ذو بصورت مسلح و مکمل آثار سردی چہرے سے گھر نور
 شہر ہی حسین سے ساطع و لامع چلا آتا ہر اسٹیل میں کہا کہ معلوم نہیں یہ جوان کون ہے اور اسکا کیا نام ہے اور کہاں سے آتا ہے سوچ کر اپنے
 صاحب سے خطاب کیا کہ جلد اس جوان کو بلاؤ بیٹھے ہی لوگ دوڑ پڑے اور نور الدین ہر سے آکر کہا کہ آگے ہمارے شہر ہر ایک ایک ہم ہر کے
 ایسے چلے چلے نور الدین ہر نے کہا کیا مضائقہ ہے اور ان لوگوں کے ساتھ خواجہ سرب کے پاس یا سلام کیا خواجہ سرب نے ہر کے
 لیے کھانا کھڑا ہوا اور اپنے برابر ایک سائیت پر تکایت کرسی پر بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیا نام ہے شاہزادے نے کہا کہ میں ایک مسافر
 مال لیکر وطن سے نکلا تھا اور میں ملوفان آیا جہاز پاش پاش ہو گیا میں ایک بچے پر بٹھا ہوا کنارے پر پونچا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ آگے
 قافلہ خانہ خواجہ سرب نے کہا کہ آپ کا اسم اقدس شاہزادے نے کہا کہ اس خیر کو خواجہ نور کتے میں اتفاقا خواجہ سرب کی کوئی
 اور لاؤ تھی اسکو انکی شیریں کلامی اور حسن و جمال بہت پسند آیا بظاہر سرب اور آدمی نہایت شجاع و غیور پاشا شاہزادے سے کہا کہ اگر آپ میرے پاس
 مستقر فرمائیں تو میری عین ذات ہے میں آپ کی خدمت گزاری کروں گا اور آپ کو بھاسے فرزند کے سمجھو لگا شاہزادے نے کہا کہ بہت مناسب ہے ہر نے
 کہا میں تو آپ سے عین حق اور صبران کی جستجو میں تھا کہ اب میں بہت تباہ ہو گیا ہوں اور خدا سے دعا کرتا تھا کہ کوئی شفیق تو ایسا ملو اسے کہ ہر
 سرپرستی کرے جب آپ شخص مجھ کو شفقت اور عنایت کرے اور اپنا فرزند قرار دے تو مجھ کو کیا غدر ہے میں بھی بشوق تمام آپ کی خدمت
 میں ہوں گا اور جب آپ اپنا فرزند مجھے قرار دیتے ہیں تو میں بھی آپ کو مثل پدر مرزا کے تصور کروں گا اور کسی وقت آپ کی اطاعت سے باہر نہ لگا
 یہ کلام سنکر خواجہ سرب بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ ملن ہے میں مال دنیا بھی بہت کچھ ہو جائیگا کارخانہ بھی تھا اور دست ہوا لگا جو کچھ
 پاس ہر وہ سب تھا ہی ہر یہ باتیں کرنا ہوا جسے میں یا اپنے برابر بٹھایا کھانا کھلایا اور رات کو ایک خیمہ نہایت ترکات لگے لیے غالی کر دیا
 نور الدین ہر اس خیمے میں جا کر سو یا قافل پڑا ہوا سرب ہا تھا کہ لکھا ایک خیمے نے آکر نور الدین ہر کے پاؤں دہا شہر کے گھر آکر کھل گئی نور
 جو دیکھا تو ایک زمین میں زمین میں تکیں لباس رخ نہایت ہی ترکات پہنے ہوئے سبز رنگ کی بڑی آنکھیں مٹی بھون سحر میں بندہ
 مالک سولہ کاسین + جوانی کی راتیں ملا دن کے دن نہایت ہی خوش قطع نور خوش وضع کہ سبزہ رنگ رتاس سچ و منج کی نور الدین ہر کی نظر سے
 نہ گذری ہوگی بلکہ کبھی عالم خواب میں نہ دیکھی ہوگی پانچٹی بیٹی ہوئی پانچوں و باہری ہر بہ رنگ دیکھا شاہزادہ حلیہ سے پاؤں سیٹ کر اٹھ بیٹھا
 اور پوچھا کہ تو کون ہو اور کیا نام ہے میرے پاس کیوں آئی ہے اور میرے پاؤں دہا کی بجائے کیا وجہ ہے یہ سنکر اس نے زمین سے کہا کہ اتر عت زندگانی
 عاشقان اور شاہزادہ عالیشان آپ کو میرے نام و نسب بیان کرنے کے باعث اور پاؤں دہانے کے سبب کیا مطلب ہے میں جو کوئی ہوں اور

جیسی ہوں آپ کی خادمہ ہوں یہ شکر نورالدین ہر دینی متوحش ہوا اور کشت لگا کر آخر کچھ منسل حال تو بیان کر کہ اطمینان ہوا میں نے فرج سے
کہا کہ جب آگے اس خاور کے استفسار حال پر کمال اصرار میں تو میں بھی حاضر ہی حاضر کئے دیتی ہوں کہ میں زوجہ ہوں خواجہ سہراب کی من
جب سے تجھے دیکھا ہو عاشق و دلدارہ ہو گئی ہوں یا اگر تو مجھے موافق ہو جائیگا اور میرا کام دل بولائیگا تو میں خواجہ سہراب کو زہر دے کر
درخانہ لگی اور جتنا مال و اسباب خواجہ سہراب کا ہر اس سب کا تجھ کو مالک کر دوں گی نورالدین ہر نے جو یہ کلمہ سنا آگ بگولا ہو گیا کہ کیا اور
ہو دار کیا وہاں اور لاطال و فرخزات بکت ہی ہو دور ہوسانے سے ورنہ ایک ایسی لالت مار دنگا کہ دم تیرا کل جا لیگا اور کاتہ میں نکلی
کروں جو شخص میرے ساتھ ایسی ناپت کرے میں کے ساتھ ایسی لائق حرکت کروں اور یہ بڑا کروں آستے تو مجھ کو اپنا فرزند کیا ہو اور میں
آستے اپنا باپ کہ چکا ہوں اور تو مجھے یہ سوال کرنی ہو دور ہو میرے سامنے سے تجھے تیرا کام دل ہرگز تو زہر دے گا وہ ہا میں نورالدین
کے قدموں پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ از بڑے خدا مجھے رحم کر کہ میری جان ہی تھی طرقتی ہو اگر تو میری جانب متوجہ ہو گا اور میرا کام دل بولائیگا
تو میں ضرور ہلاک ہو جاؤں گی شکر نورالدین ہر نے تجھ کو جو ایک لٹا ہوا آگے کے منہ پر مارا تو اس کے ہونٹ بھٹ کر خون نکل آیا اور دانت
حلق میں جا پڑے تو تھوڑے سے خون تھوڑے لگی اور روتی ہوئی اور نالہ زینا کہ تی ہوئی نورالدین ہر کے سامنے سے بھاگی جب وہ چلی گئی تو غافل
شعبہ بازنی فلک برفنا دل بند و دابر ہوش غافل ہو کر سو رہا اور یہ بکار ہو نورالدین ہر کے پاس سے آئی تو اپنے دل میں سوچنے لگی کہ اس نے سن
خواجہ سہراب بھاگ اس حال تباہ و پریشان سے دیکھ کر ارقیہ حال ہو چکا تو کیا جواب ملی اور کیا بتایا ملی اور وہ جو خواجہ سہراب کے غور
اس حال کو بیان کر گیا پس اگر تو نے کوئی بات بنا کر کہدی تو اس سے کیا فائدہ ہو گا جو اس کی بات کا بغیر لیگا وہ ہرگز تیری بات کا ہر
شو کا اس سے بہتر یہ ہو کہ تو پہلے ہی سے اس کو روکا کر دے اور اپنی جان بجا ورنہ یہ بل بند سے چڑھتے معلوم نہیں ہوتی اور اس سے بہتر کوئی ہے
نہیں نظر آتی اور میں تو اس کی محبت و الفت میں ٹر رہی اور اپنی جان زار کو ہلاک کر لی اور وہ تجھے مڑ کر بھی نہ دیکھ کر ہی ہر تیرا تو یہاں ہو گا
اور وہ عیش آرام کر لیا خیال بد مال ہے دل میں اٹھ کر اس وقت بال اپنے سر کے لوح ڈالے سایے کھڑے اپنے بھاڑ ڈالے اور خواجہ کی
خواب گاہ میں آئی اور آتے ہی بلیت تمام خواجہ کو بیدار کیا اور اپنا حال زار دیکھا خواجہ نے گھر کر دیا کہ اسے نسیرین جلد بیان کر گیا
حال ہر تیرا یہ جلد بیان کر کہ یہ کیا سانچہ ہوا یہ شکر و شہوت بھوٹ کے رو کر کہنے لگی کہ داد وادہ ستر ہی تو یہ سب شہوت ہر خوش تازہ سوندا
فرزند پیدا کیا ہو کہ اسے پہلے بھی پتہ تھا پھر ہی کی دو پہر رات گئے میرے پاس یا تھا اور کتنا تھا کہ میں تیرے اور عاشق ہو ہوں مجھے ہر کام کر
میں اپنی جان دید ونگا اور خواجہ سہراب میں اپنی عزت بجا کر بھاگی اور راہ میں گر پڑی یہ شکر خواجہ سہراب آگے ہو گیا اور نورالدین بھاگ کر
اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال دیا پھر سوچا کہ جانے بھی دواس کو خدا ہی پر چھوڑ دو میری اس سے بچھ لگایا یہ سوچ کر خواجہ مع لشکر دیان کے
کو کہہ چلا گیا اور نورالدین ہر کو دہن سوتا چھوڑا صبح کو نورالدین ہر کی آنکھ کھلی تو وہاں کسی کو نہ پایا صبح سے ہی ذوق اور دادی بے کنار کے
کچھ نہ نظر آیا نہ کوئی مونس نہ یار نہ ہمدم نہ غمگسار بہت حیران ہوا کہ کیا سانچہ تھا ساتھ ہی اس کے یہ خیال گذر کہ یہ کسی مکارہ کا کام ہو ہی خواجہ
درخانہ کر لیکھی اور نورالدین ہر تو عورت ایسی معلوم ہوتی ہو کہ اس مرد سادہ دل کو قتل کر دیا کی خبر تجھے اس سے کیا بھٹ ہو جیسا تیرے ساتھ
خدا سے پائی یہ لکھ دہانے لٹا اور اکٹھے ت کو روانہ ہوا اگر تم مر گیا نشان دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے کوئی پیردن باقی ہو گا کہ
قریب ایک رتہ کو دے سوچنا تمام بہت دل آویز تھا گھبرا گیا کہ آواز کو یہ لگا کی کان میں آئی حیران ہوا کہ اس صحرا میں یہ کسی صلا آ رہی
ہو خند قدم آگے بڑھا پھر فریسی ہی آواز آئی اپنے دل میں کہنے لگا کہ پروردگار تو نے مجھ کو کس عذاب میں گرفتار کر دیا یا جلد کوئی عذاب
بھیج کہ مجھ کو نجات دے نورالدین ہر اور فریب یاد کیا خواجہ سہراب درخت سے بندھا ہوا اور لوگ اس کے کچھ تڑپ رہے ہیں اور کچھ
لوگ مردہ پڑے ہیں نورالدین ہر نے سلام کیا اور ہنسا کہ کیا خواجہ تیرے بدی کا غم دیکھا اس فاحشہ کے کہنے پر عمل کیا اور اس
گت کو پوچھنے خواجہ سہراب نے کہا کہ بیشک کہ تم بڑا گاہ ہو تیرے میری اموس پر بڑا گاہ ڈالی نورالدین ہر لاکہ ہم ان لوگوں میں ہیں
میں کہ جو بڑا گاہی کریں وہ مکار خود میرے پاس آئی تھی اور کتنی تھی کہ مجھ پر عاشق ہوں خواجہ کو زہر دے کر مارا تو انکی تجھے لکھ دیا

تھے ہمارا مال واسباب ٹوٹا ہوا اب ہم تنہا کوکب زندہ چھوڑے ہیں اور شاہزادہ نور الدین کو ان وکیوان کو خوش میں لایا اور کہا کہ تم کو
 کہ تم دین اسلام میں آؤ اور نہ تنہا زندہ نہ چھوڑو نگاہیں دونوں نے اٹھ کر قدیموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے شہنشاہ جب تک جیتے ہیں گہنی غلامی سے
 باہر نہ آئے جتنے لذت کی لقا پروردگار کے پرستاروں پر جو کوئی آب کے دین میں آئے کیلئے شاہزادے نے کمر لپیٹا رشتا و کیا دونوں کمر
 لپیٹ کر ہر طرف مسلمان ہوئے اور اپنے ساتھ دانون کو بھی مسلمان کیا اب نور الدین ہرے سودا گروں کو منع کیا کہ نہ لڑاؤ اور کہا کہ اگر کسی سے
 مرو حق تو پہلے قزاقوں سے نہ لڑے سودا گروں نے جواب دیا اے شہنشاہ آپ کی لشت و نہای سے مضبوط ہوئے اور زمین تو ہمیں کیا ہو سکتا تھا
 ہم کو دلاور کیا غرض اکیوان وکیوان اپنے قلعہ میں شاہزادے کو لیکر آئے دعوت کی شاہزادہ نور الدین ہرے سب مال خواجہ سہراب کا
 اکیوان وکیوان سے خواجہ سہراب کو دلوایا اور کہا کہ اب تم جاؤ خواجہ سہراب نے کہا کہ اب میں اس لکاتہ کو قتل کرونگا یہ لکاتہ
 وہیں بھاگ کر قتل کیا بعد اسکے خواجہ سہراب نور الدین ہرے رخصت ہو کر چلا گیا بعد اسکے نور الدین ہرے رخصت ہوا اکیوان وکیوان نے کہا
 شہنشاہ ہم آپ کے ہمراہ رہیں آپ جہاں چلیے وہاں ہمیں بھی لے لیں نور الدین ہرے لکاتہ کو قتل کیا اب تم قزاقی سے توبہ کرو اور ہمیں رہو میں تنہا ہوں
 باؤنگاہ کیلئے کہ وہنا ایک سمت کو روانہ ہوا ہائے جانے ایک درخت چارپاں پر چڑھا ایک شخص کو دیکھا کہ اس درخت کے نیچے بیٹھا ہوا
 اور کسی رفتار پر کبھی ہنستا کبھی ٹھکتا اپنے ٹھکانے پر نور الدین ہرے حیران ہوا کہ کیا اس شخص کو سودا ہوا ہرے نزدیک سے جا کر پوچھا اسکا نام پوچھا
 کہا کہ اے عزیز مجھے کیا ہوا ہرے کبھی رذہ اور کبھی ہنستا ہرے اسنے ایک ہرے کو بھیجی اور رو کر کہا کہ شہنشاہ شہر میں کیا جاؤں تجھے کوئی حشر
 ہوں میں غریب بیکس بے بارو ہے وطن ہوں میں ویکر تو میل میں نکل تو میدہ ہوں اس موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں اب
 حال کیا ہو جیتے میں مصیبت زندہ ہمارے خراب حال خانان آوارہ شاہزادے نے کہا کہ جو کچھ ہو بیان نوکر وہ بولا میں سوداگر بھی ہوں
 قلعہ قمر بخش ایک مقام پر وہاں کے بادشاہ کا کیوان فلک نعت نام ہر اسکی بیٹی ہر کہ جسے ملکہ قمر چہرہ لیتے ہیں اس پر عاشق ہوں
 لکاتہ سے ایک لڑکا لیا گیا ہوا اور رخصت منظر سلیمانی پر لکاتہ کے رکھا ہوا اور وہ قصر میں دریا میں ہر وہ دیو سیکڑوں شاہزادوں کی
 فریادوں کو اٹھا لیا ہر وہ بھی ہر وقت ملکہ کی خدمت میں حاضر رہتی ہیں اور ملکہ اس نصیر بھیجتی رہتی ہر اور ہر ارباب عاشق اس پر
 گیسوے رخسار پر کان رسے جمع رہتے ہیں جب دیو شکار چلا جاتا ہر تو ملکہ سامنے آکر عشاق کو صورت دکھاتی ہر عاشقوں میں جان
 نازہ آتی ہر ملکہ قمر چہرہ کے باپ نے مصروفوں کو بلایا کہ تصویریں ملکہ کی کچھو اگر شہنشاہ شہر میں بیچو ادوی ہیں کہ شاید کوئی عاشق ہو کر آئے
 اور دیو مار کر ملکہ کو آئے ہرے سے چھڑے چنانچہ اسی تصویروں میں سے ایک تصویر میرے بھی ہاتھ لگی ہر کہ میں اسکو دیکھ کر عاشق ہوا
 اور رخصت منظر سلیمانی پر گیا ملکہ سامنے بیٹھی ہر ایک نظر اسے دیکھ کر دیا گرو کو جو دیکھا میری جان نکل گئی کہ ایسا نہو یہ دیو کسی دن
 کھا جائے بس یو کے ڈر سے دیو عشق آکر گیا وہاں سے بھاگا مال واسباب سب برباد ہوا اب میرا ہوا ہوں اور ملکہ کی تصویر میں ہر سے
 دیکھ کر شہنشاہ دل کو اپنے لیکر دیا ہوں اور روتا ہوں اور ہنستا ہوں اسی حالت پر کہ یا تو میں سوداگر تھا اور ہمہ چیز میرے واسطے مینا تھی
 اب یہ حالت ہر کہ فقیر ہوں کوئی چیز پاس نہیں آد اسپر بھی جسکے واسطے فقیر ہوا ہوں اس سے جدا ہوں شہر گئے و دونوں جہان کے کام سے ہم
 نہ لوہر کے رہے نہ اوہر کے رہے نہ خدا ہی ملا نہ وصال ہم نہ اوہر کے رہے نہ اوہر کے رہے ہر شہنشاہ کیلئے شہنشاہ شہر میں ہر کہ ہر
 نور الدین ہرے نام جو ملکہ قمر چہرہ کا شہرت پیدا ہوئی کہ شہر نہ تھا عشق از دیوار خیز وہ بسا کین دولت از کفزار خیز وہ اور کہا اے عزیز
 وہ تصویر ذرا میں بھی دیکھوں مجھے تو سے آئے کہا کہ ایسا سو کر آپ بھی عاشق ہو جائیں اور میرے رقیب بنیں نور الدین ہرے لکاتہ کا
 عجیب بچہ ہر تیری تو آپ ہی اپنے منہ سے کہا ہر کہ ہزاروں آدمی آئے دیکھنے آئے ہیں اور تصویر کی شہرت شہر بھرتی ہر سہراب میں بھی دیکھ
 نوکرا ہر کا ایک نگاہ تو مجھے دکھاوے آئے کہا کہ قمر آپ کے ہاتھ میں تصویر نہ دوں گا ورنہ سے ملاحظہ فرمائیے نور الدین ہرے کہا اچھا آئے
 تصویر نکل سے نکالی اور شاہزادے کو دکھائی نور الدین ہر کی نگاہ جو اس تصویر پر پڑی خود شل تصویر ہو گیا اور کانپ کر گر مڑا اشعار
 اوہر پڑ گئی آنکھ اسپر ڈلا اوہر کھا کے غش شاہزادہ گرا ہوا صد مہ ایسا دل چاک پر بڑی دیر تک غش رہا خاک پر

محبت کا دل میں اثر ہو گیا | کہ تصویر کا دل میں گھر ہو گیا | بس شاہزادے کا گزرتھا کہ فقیر و در اور نور الدہر کو لا کر اپنے
 چھایا بکھا چھلنے لگا پانی کے چھلے دینے لگا ساعت بھر کے بعد آنکھ کھلی کہا کہ ای عزیز میری تصویر مجھے دکھاوے میں تجھے دعا دوں گا
 تصویر دکھائی شاہزادہ آہ کر کے گرا اور ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو عجیب عالم تھا کہ آنکھوں سے آنسو جاری دم بدم دیر عشق طاری
 لب پر آہ حال دل تباہ اشعار | یکایک چرمی دل پہ فوج خون | علم قتل کے سبب سے نہ کون | غل جواسون کے میدا کا
 جنون کا عالم دل سے بریا کیا | سرکتے لگا پاس ناموس تنک | اسی عشق اور قتل میں سوئے جنگ | اس سے کہا ای عزیز تصویر مجھے
 دیے اسنے کہا کہ میں اس کے مجھے فقیر ہو گیا ہوں مال و اسباب سب برباد کر چکا ہوں نور الدہر کے کہا کہ میں تجھے پوچھتا ہوں کہ تو دیو کے بچے
 سے اسے پھر لٹکا دیتے کہا کہ دیو کے ڈر سے تو بھاگ آیا ہوں نور الدہر نے کہا کہ اگر مال جا بیٹے تو مجھے اس قدر دوناگا کہ میری سوا اگر
 ہر چاہیگا مگر عشق سے اس کے تو دستبردار ہو اور مجھ کو اس نازنین کو بخش دے اسنے کہا کہ آپ ہیں کون اپنے حسب و نسب تو آگاہ کیجئے
 انکار کہ ای عزیز میں خیرہ حمزہ صاحب قرآن فرزند شاہزادہ بدیع الزمان ہوں نور الدہر سزاوار ہوں اور غلام اپنا حال بیان کیا اسنے
 کہا کہ میں غلام ہوں خواجہ منصور میسر نام ہر آپ مقرر اس دیو کو ماریں گے یہ تصویر جانے لے لے نور الدہر نے تصویر اس سے لی اور چور خان
 کمر سے نکال کر دیا کہ اسے یہاں لشکر اسلام میں وہاں بیلر بنی ہر طہاس بن عقول دیو سردار اسکو دینا اور کہنا کہ آقا تمھارا نور الدہر
 بن بدیع الزمان سکنہ قمر چہرہ جاشن ہو کر ہفت منظر سلیمانی کو گیا طہاس اس قدر مال و اسباب دیکھا کہ تو محتاج نہ رہیگا اور لشکر اسلام اس
 شہر فرنگوشیہ پر ہے وہ فقیر خواجہ منصور تو خیر لیکر روانہ ہوا مگر نور الدہر اس تصویر کو سننے سے لگے ہوئے راستہ ہفت منظر سلیمانی کا
 پوچھتا ہوا چلا جاتا ہے عجیب عالم ہر کہ جگر میں درد لیون پر آہ سرد مثل صحر حال تبر شکل گرد و خاک لے بتر جنوں کا جوش پائون کی خبر نہ
 ہوس دے محرابے فی ووق وادی بیکار کہ جہان بے عمر انا کو سون نہیں انسان کیسا تصور انسان بھی میسر نہیں ہم تباہی خضر نہاے
 گمراہی ابس سے راہ پوچھے اور کون بتائیگا کسی جانور سے خطاب کرتا تھا کہ اگر تو ہفت منظر کا راستہ جا تا ہو تو بتا دے اشعار
 کوئی جانور جو اسے بتا دے | قریب اس کے وہ ماہ کامل گیا | کیا بخود ہی میں پاس سے خطاب | مجھے راہ لہ تبتا سناب
 بہت مبتلا ہے مصیبت ہوئی | کہ آوارہ دشت الفت ہوئی | جب اس وحشی بے زبان سے کچھ جواب نہ پایا تو ناچار ہو کر دھولے
 مخاطب ہو کے یہ زبان پر لیا نہیں کچھ خبر ہو کہ ملے مرزا کہ مرزا شکار | درخون سے کہنا بھڑ و نیاز | بتاؤ کہاں ہے مرا سردناز
 کہاں ہے وہ قاتل برفراختہ | کہاں ہے وہ جگامین ہون فاختہ | نہ پاتا تھا اسے وہ جب کچھ چاہا | بہا تھا آنسو بزرگ سحاب
 کبھی یہ عالم تھا کہ اگر کوئی ہرن سامنے سے جاتا ہوا دکھائی دیتا تھا تو لکھلی طرف دوڑتا تھا کہ ذرا ٹھہر جا تیری آنکھیں میرے مشتوں کی طرف
 سے مشاہد میں آجھے تباہ اس چشم کا معلوم ہوگا اشعار کسی جا جو آہ کوئی مل گیا تو اس سے کہا تو ٹھہر کر ذرا دیکھا تباہ مجھے مطلوب کا
 کہ نقشہ ہر تو چشم محبوب کا کبھی کوئی ٹھہرا ہوا دیکھتا تھا تو اس سے یہ پوچھتا کہ تباہ تو سخت زیادہ ہے بادل میرے مشتوں کا اشعار
 نظر آ گیا کوئی پتھر اگر | تو کہنے لگا اس سے سر ہو کر | سوال اٹھا کرنا ہوں میں نہ چھوڑے | کہ تو سخت ہے یا دل بار سخت
 اگر تو کہنے میں کڑا ہوں کہاں | تو ہرگز نہ مانو لگائیں خستہ حال | ابھی میں جو تجھے محبت کروں | ابھی جو تری ست و غبت کروں
 ترا سب کڑا پن دکھا دوں | جو اک نہ کہیں چون بادوں سے | کڑا اس کا دل تجھے کیوں نہ کہیں | مراد بیان اسے خاک پھر نہیں
 کبھی سے کہتا تھا ایسا ہی ہو چکا | کہ ہے سر راہ باور و رد | دیتا تھا پیام یہ حسب کو | کہ ایسا دھبا سوے دلا رام
 ہونچا دے بغیر دے کا پیغام | اگر چشم و چراغ جان عاشق | در تو گل بوستان عاشق | حینم سے ہوئی تری جدائی
 دیوانے پیر سے آفت آئی | کھٹکے لگیا ہوں جس جو میں | آوارہ ہوں تیری آرزو میں | گھر بار تمام مجھے چھوٹا
 اندوہ نے تیرے مجھ کو ٹوٹا | لے گھر میں ہو اہوں نے گھر سے | بنیاد ہوں ماور وید سے | ہر خند کہ قابل حبس ایم
 دم آر کہ بندہ خدا ایم | کبھی کبھار مانتا تھا شہر نامہ کے منہ سے | لے بیٹھتی تیرے خبر سے |

کبھی تصور محبوب میں آہ کے نعرے مارتا تھا اور لگا رہتا تھا کہ ایسا بار جاودانی وادی وادی زندگانی اب تو دیر ویدر اطلالت صورت اپنی دکھاؤ
اور گویا شوق کو آواز سناوے کبھی یہ خیال آجاتا تھا کہ حقوق چلا آتا ہے آنکھیں نہیں رہا کرتے لگتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسے آئے محکم
چلا یا میں فقط صورت کھینے کا عاشق ہوں ایک مرتبہ رز و صورت دکھا جایا کچھ شعر روان منظر چشم میں آشیانہ قسمت خاکرم غماز و دریا کہ
خانہ قسمت جب وہ تصویر خیالی سامنے سے غائب ہو جاتی تھی تو نعرہ کوہ شکاف کرتا تھا کہ ہاے وہ آجاتا تھا ہر گھبراہٹ کیا افسانہ و لہجہ
و شیش شال سر لکھتا ہوا جو دل میں آتا تھا بکثرت ہوا مرحلہ عیانی میں مصروف تھا مچرون سے خون کے فوارے پھری نہ کھانیا کا ہوش ہر نہ پانی کا
خیال ہر دیدار پر کچھ کھانسی شربت وصال سے مست جب بادہ گری کی بغیر کرتی تھی تو کچھ چل چلی کھالتا تھا اور پانی کسی جتنے میں سے
لے لیتا تھا جاتے جاتے قریب شہر تحت الشعاع کے ہوئی ایک رخت کے سلبے میں بیٹھ گیا اور بادہ شوق میں شہر عاشقانہ غرتے لگا خمر
یا میں نامور راہ پیش خود از قفا طاب ، یا کہ تو پاک دامن غمیر من ز خدا طاب ، فصلے کا اتفاقات روزگار بادشاہ شہر تحت الشعاع کا
خمر زہرین ترکش نے رخت کو خوب میں دکھا کہ ایک تخت نورانی آسمان پر سے جیسپر لکیر دیر بلالیں سفید تھا ہوا تھا سترنے آکر
آئے خمر و نے سلام کیا ہاتھ باندھ کر سانسے کھڑا ہوا اس مرد پر سفر کیا کہ خمر و زندگی میں جھکوا اختیار ہر بعد مرگ کچھ نہ ہو سیکھا جسٹم
میں جائیگا اور جو سلمان ہوگا تو بہشت میں جگہ ملے گی اسنے کہا کہ آپ کون میں نام نہی اور اسم گرامی سے آگاہ کچھ فرمایا جھکوا الہیم خلیل اللہ کہتے
میں خمر و نے کہا کہ یا حضرت و درخ و بہشت دکھائیے حضرت نے بایان ہاتھ اٹھایا کہ دیکھ خمر و کو شعلہ ہاے آتش سر فلک کندہ
معلوم ہوئے اور دکھایا کہ سیاہ نام کر یہ نظر دی گری گران سنگ کا ندھون پر رکھے ہوئے قمرے کے لباس میں ہوئے آنکھیں آنکھیں
ہل کو کون پر گریز مارتے ہیں اور عذاب کر رہے ہیں آواز تو باد و استغفار کی بلند خمر و دیکھ کر کانٹے لگا پسنا آگ اور حضرت سے
غرض کیا کہ بہشت بھی مجھے دکھلائیے حضرت نے دہتا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا دیکھ خمر و کو ایک باغ سرسبز و شاداب نظر آیا اور فک نورانی شکار
کے دکھلائی دیے ہوائے خوش چلی آتی ہر درخت سرور دار کے ہوئے میں جو سرور کھانے کا ارادہ کر رہا ہر شاخ و رخت بھکھکاتی ہر اور سرور
منہ سے لگ جاتا ہر وہ توڑ کے کھالتا ہر بس یہ دیکھ کر خوش ہوا غرض کیا کہ یا حضرت میں نے نعمت کی نقار اور تمام ادیان باطلہ حضرت
نے کلمہ تبارک و از سر صدق سلمان ہو اگر حضرت پھر تصدیق ہوا حضرت نے فرمایا ان خمر و ہمارا فرزند ہیرہ حمزہ صاحبقران نور الدین ہر
ہر بدیع الزمان ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو کر لباس نقیر انیسے ہوئے قریب تیرے شہر کے آیا ہر تواسے جا کر دیکھ اپنا آغا جان بھٹکی
کراتے شہر میں اسے لطر لطر اسلام وہ سب کچھ بتلایا اور اسکی خدمت سے نور خیمہ عالی کو ہو چکا کچھ کو تو با یوبہ سے ملاقات ہوگی پس
نہ ایک لکھ کر اٹھا لیسنے سے بستر تیرہ ہوا تھا بلدی سے منہ ہاتھ دھویا اور جانوران صید گستاخ لیکر سو رہا ہوا کچھ صید شکار دین مصروف
شہر ہر اس کے کوڑھوٹھنے بگا جب قریب پہونچا کہ جہاں نور الدین ہر تھا آواز آئی کہ ایسا فلک بھر قیادہ ای گردون غدار کیا گجری ہر گون
مستحق کو اپنے دھوڑھٹھا ہوں اور وہ مجھ کو نہیں لٹا اور پاوت بھی نہیں آئی کہ اس عذاب الیم سے نجات پانوں شعور موت کو موت آگئی اسکو
بھلا میں کیا کروں ، زندگی اب کے ٹپڑی اسکی دوا میں کیا کروں خمر و اسی آواز پر آیا دیکھا ایک جوان باہ خلعت مہر صورت کہ چہرہ شاد و تاب
کے روشن ہر آتا سرور سی جبین میں سے سا طبع دلایع میں نقیر بناٹھا ہر ہر دونوں آنکھوں سے آنکھوں میں نکت زرد لب بکھڑ خمر
سمجھا کہ یہی نور الدین ہر تیرے جا کر سلام کیا اور کہا کہ حال لےنا بیان کچھ کہ اسکل کس گشتان کے میں دریا کس گلستان کے دیکھ کس گلستان کے
میں خاندان دے نے کہا کہ کیا یہ حال تو پوچھا ہر میں ایک بغیر سب کی نگاہ میں خیر عشق نے ٹھکوتا ہوا کیا نہیں تو ایک ایک ملازم میرا بادشاہ
و بجاہ ہر کسے کہا کہ میں آپ کو جانتا ہوں نام آپکا نور الدین ہر بدیع الزمان ہر میں آپ کی ملاش میں نکلتا تھا مجھ کو حضرت ابوالہریم
نواب میں آگاہ کیا ہر میں اسلام لایا ہوں مجھ کو طریقہ میں اسلام کا تہذیب فرمایا شہر کو ملکہ اسلام آباد کچھ نور الدین ہر نے کہا کہ امیر خیر حضرت میں
نور الدین ہر ہوں گریہ و غمت عشق نے ہوش و اس سرے بجا نہیں آئے اگر کھلا مجھے محبت ہر تو بڑا تیرا سلوک یہ ہر کہ کوئے بار کا تاجانہ حقیقت
سیما فی میں پہونچا خمر و نے غرض کیا کہ تیرا جبر پاشا میں باپ سا کیوان فلک رفعت میرا فرج گذارہ میں آپ کو دہان لیا و لگا

اور بہت آبرو سے آپ کو کیوان سے ملاؤنگا نور الدہر پر کمر بستہ خوش ہوا اور کہا اچھا چلو مجھے ہفت منظر سلیمانی پر پونجاؤ خوشی
کہ آپ سوار ہو کر چلیے نور الدہر کو لا کہ فقیر کو سواری سے کیا غرض خسر نے کہا کہ میں اس ذلت سے آپ کو ہفت منظر میں نہ لے سکتا ہوں
ہوئی جو اس بجا کریں سوار ہوں تو میں آپ کو ہفت منظر میں پونجاؤنگا نور الدہر چار ہو کر کمر بستہ پر سوار ہو کر خسر کے ساتھ راز ہر
خسر شاہزادے کو تہن لایا حمام کر دیا لباس بنایا دعوت و ضیافت کی نور الدہر نے پوچھا کہ امیر خسر ہفت منظر بیان سے کہنی
دوسرے ہونے کہا کہ ملت فرنگ ہر اور نصیب دس فرنگ کہتے ہیں شاہزادے فرمایا کہ تجھ جلد وہاں پونجاؤ خسر نے کہا کہ میں غلام
ہوں وہ ایک وزیر ہے میں آپ کو لیے جاتا ہوں نور الدہر بولا کہ تم ایک ہر میرے ساتھ کر دو خود ساتھ نہ چلو مجھ کو کچھ شان و شوکت
سے جانا منظور نہیں خسر نے عرض کیا کہ میں تنہا آپ کے ساتھ جاؤنگا شاہزادے نے فرمایا میں نہیں ساتھ نہ لے جاؤنگا میں اکیلا جاؤنگا
خسر نے کہا کہ جس طرح غرضی آپ کی غرض بیکارہ کیوان فلک رفعت کو لکھا کہ مضمون اسکا یہ تھا کہ امیر کیوان فلک رفعت آگاہ ہو کہ
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران جوان وجہ شکیل فہمدہ و جمیدہ عاقل و دانہا در بے نظر لگائے آفاق
تمھاری بیٹی کے عشق میں دیوانہ ہو کر نکلا اور تمھارے پاس آتا ہر تم انی سعادت و افتخار سمجھ کر طارت اسکی کرنا اثر نصیب تمھارا تھا
ایسے عالی نسب کے ساتھ تمھاری دختر منسوب ہو اور وہ ایسے ہی شہسوار کے قابل و لازم ہے جو وقت شاہزادہ وہاں پہنچے بیٹی کو انھی شاہزاد
کے ساتھ منسوب کرنا اور جہیز ہم اسکو دینگے یہ نالی بھی کو دے کر روانہ کیا بعد اسکے نور الدہر کو راحت فاخرہ پنا کر کمر بستہ پر سوار کر کے روانہ
کیا اور بادشاہ ہر سوار شاہزادے کے پیچھے روانہ کیے اسے کہہ دیا کہ تم دور دور شاہزادے کے تعاقب میں چلے جانا انی مشورہ کیا
اس طرح سے شاہزادہ چلا لیکن اٹھی نے تائبہ جا کر کیوان فلک رفعت کو دیا وہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا
خلعت وے کر رخصت کیا کہ ہر کارون نے خبر دی کہ شاہزادہ نور الدہر آپو بجا کیوان فلک رفعت سامنے آیا گھوڑے سے اتر کر
سلام کیا کیوان بھی پیادہ ہو کے دوڑ کر شاہزادے سے بغلیک ہوا اور شاہزادے کو اپنے ساتھ لیکر اہل شہر ہوا اور سر سے یوان بادشاہی
ما اعزاز و لوایا کشیدان جو اہر کی قمار پہنے لیکن شاہزادے نے دیکھا شہزادہ ہر طرف خلعت کی آمد و رفت ہر عجب رتنی ہر وکلا ہر
کمرے بنے ہوئے میں اور ہر مکان اور ہر کمرے میں تصویر عکس چہر کی لگی ہوئی ہر نور الدہر ہر جگہ کھڑا ہوتا تھا گھوڑوں تصویر کو دیکھا
تھا وہ تصویر جو اس تصویر سے خواجہ منصور سے لی تھی وہ ہر وقت سینے پر تھی شعر سینے پر ہر وقت تھی تصویر بارہا دل نے جب جاپا
آٹھائی دیکھی نہ تصویر کو دیکھتا تھا اور رونا تھا لوگ شاہزادے کے حسن و جمال کی تصویریں کہتے تھے بلکہ جہاں نور الدہر کھڑا تھا
آویسوں کا ہجوم ہو جاتا تھا کہ دیوانے دیکھا اسے ہوشیار و دانشمند ہو جاتے تھے جہر ہو کر نکلتا تھا اور سے بند ہو جاتے تھے ہر طرف
غلغلہ تھا کہ یہ نبیہ صاحبقران ہی نور الدہر عاشق ملک قمر چہر ہر طرف سے انگلی اٹھ رہی تھی مثل بلال انگشت نمائے انفت
شاہزادہ تمام شہر کو دیکھتا ہوا یوان بادشاہی میں پونجا کیوان تخت پر بیٹھا نور الدہر ہر گل بیٹھا صحبت عیش و فراہی حال بنا نور الدہر
نے تمام مکمل بیان کیا اور کہا کہ امیر کیوان سبحانہ ہفت منظر پر لکھا اسے کہا مکمل میں لکھا اور اسی وقت وزیر کیوان کا کشیدان
کی لیکر آیا ترنج خورشید شاہزادے کی چھائی پر بلا سب میں مشہور ہوا کہ کیوان فلک رفعت نے ملک قمر چہر کو نور الدہر کے ساتھ منظر
کیا مبارک نے سلامت کی آواز چار طرف سے بلند تھی میں دن وہ صحبت رہی جو تھے دن نور الدہر کو سوار کر کے ہفت منظر سلیمانی سلیمانی
شاہزادے نے دیکھا کہ دریا نے بواج و دخلط سنج آفتاب خیز بہر باج ایک یک بوج اسکی مثل کوہ آٹھارہی ہر دریاں میں ایک ایک رشتہ فلک
جو اہر نگار نبی ہوتی ہر سات درجہ کی پہلا درجہ الماس کل وطر درجہ زبرجد کا مسطر نیم کا جو تھا بکھراج زندہ دکانچہ ان درجہ بقوت سمج کا
درجہ ہندی رنگ ساتواں درجہ بدیکا اور ہر درجہ صبیح کار پر انواع طرح کا جو اہر چڑا ہوا کبھی البیاض خضر فلک نے بھی نہ دیکھا تھا اسکا

تھا بلند ایک تھر نامہ درکار	تھے جو اس کے سبب و دیوار	الطاف کسے سے لوج میں دشا	انقر خسر سے مرتے میں بلند
سخت نقاش چن اگر دیکھیں	وگم ہوں آپ کی چھت کو گت یائیں	مشتی آفتاب تھا وہ مکان	پھیری تھی مہج کی سفیدی وہاں

تھوڑی رہی رہی گلاب کا رنگ اور جھلک ہو گیا اس کو کو مار کر چلا جاؤنگا اور تم بھی طہین ہو نہیں سکتی پھر لڑکا اقصیٰ سے کوئی ہو
کوئی ہفتہ عشرہ ہی گزر گیا کہ نور الدین بھی وہاں پہنچا اور فقیر نکوٹھا جمال و عشاق کے جھوٹے بڑے ہوئے تھے وہیں سے بھی ایک
منڈیا ڈال لی اور کیوان فلک فحش سے کہا کہ اب تم بیان سے جاؤ میں یہیں ہوں گا شعر کو داغ کا زکونی بار بر خیزد نہ لست ایم کہ از
خبر بر خیزد و مگر لیل بآئینہ کا نہ یہ ناتواں ہیں کا ہوا خال لاشک جہاں گر ٹراوہیں کا ہوا کیوان نے ہر خیزد اصرار کیا اور عرض کیا اگر خیزد
بلند اقتدار میں تو کسی طرح حضور سے جدا نہ ہوگا نور الدین نے نہ مانا اور کہا کہ نہیں بھائی اب تم جاؤ ہمارے ساتھ تکلیف نہ آٹھاؤ کیوان
نے عرض کیا کہ پھر حیدر روگ فرمایے حضور کی خدمت اسی کے لیے معین کر دوں نور الدین نے اس سے بھی انکار کیا اور کہا کہ بھائی
اب مجھے کسی کی حاجت نہیں ہے کیوان مجبور ہو گیا مارا جاؤ اور عشاق جو نور الدین کی منڈی کے برابر جھوٹے ڈالے ہوئے ہیں انکو
آٹھاؤ نور الدین اس میں بھی مانع ہوا اور کہا کہ اگر کیوان ان لوگوں کو بیان سے نہ ہٹاؤ کہ یہ سب میرے ہم درد اور ہم دلی
ہیں جب یاد دم گھر آئے تو اسے بات کر کے جی تو اپنا ہلاؤنگا یہ سب کیوان جب ہوا اور شاہزادے سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن
نور الدین ہر سے خیمہ کچھ لوگ خدمت اسی کے لیے مقرر کر دیئے اور اسے تاکید کر دی کہ جو اور کوئی لفظ شاہزادے سے غفلت نہ کرنا اگر اب اسے
کہ حالت نور الدین یہ ہے کہ صبح سے ہفت منظر کے سامنے آٹھا اور قصر کی طرف ٹٹکی بندھی ہوئی ہے اور بھی جو عاشق تین ہاں بیٹھے ہیں
دو درجہ ہائے قصر کی طرف نگاہ مست و یاس نگران ہیں اس سلسلے کے جب یہ شکار کے لیے جاتا ہے تو وہ درجہ دہشت میں اور بلکہ قہر
افروز آن در یچون میں آکر پہنچتی ہے سردار یا کرنی ہو اور یہ سب متاع دیدار خونخوار جمال با کمال و حسن جان فرما سے بار ہوتے ہیں نظرات
روزگار اس روز میں پہر دن گذر گیا اور دیو قلیاس اس لحاظ سے کہ عمر و کے گانا سنتے ہیں مصروف تھا شکار کو نہ گیا یہ منتظر دیدار بار
نور الدین ہر حال میں صبح سے اس وقت تک برابر مصوب میں کھڑا رہا اور سبب اس فرسودہ مہر و محبوب کی آفتاب کی تمازت اور گرمی مطلق محو مل
نہوئی تین پہر دن نہیں گذر گیا نہ کھانا کھا یا نہ مانی جانہ وہاں سے ایک دم کے لیے ہلا ہر چند لوگوں نے اصرار کیا کہ اس شہزادے کو
کھڑے کھڑے جان دیکھ لے گا صبح سے یہ وقت آگیا کہ کچھ کھانا پھر نہ پیا اور شاہزادے سے سرگرم ہو گیا اور گر ٹپے گا از بسے خدا دم
کے لیے بلے میں چلے چلے ایسا ہی ہو تو پھر چلے آئے گا مگر نور الدین کسی سنتا ہو بہت عشق مساکت و مسامت کھڑا ہوا اور تمازت
آفتاب کو خیال میں بھی نہیں لٹا تھے کہ پہر دن رہے دیو قلیاس شکار کے لیے چلا گیا اور ملک کے دل میں خود بخود ایک ٹپا درخت لڑی
پیدا ہوئی اب بتاب شہابی بے آب پھر کتنے لگا ہر خیزد جاہا کہ دم بھر لیٹ رہے مگر دل نے نہ مانا اور اس طرح دل لٹنے لگا اور بھی کھڑا
کہ کسی طرح ضبط نہ کر سکا تو احوال سے کہا کہ اسے جلد ورتے کھو لو کہ اب وہ مرد چلا گیا اور بیان سے دفع ہوا جلدی سے کرسی بچاؤ کہ ذرا میں
سیڑیا کروں کہ دل ٹھکانے سے ہوا اور جان میں جانی نہ رہے سنتے ہی خواہن دروین اور جلد ورتے کھو لے گرد و غبار بھاڑا فرس
بچا یا کسی جواب نہ لگا کر بھائی عشاق میں بچھتے ہی ایک عمل پڑ گیا کہ اب جان جان آتی ہے زمانہ رنگ بتا ہے آفتاب عالمناطیع
ہو تا کہ سب کے سب ان جگہ سے دوڑ کر قصر کے سامنے آئے اور نور الدین سر عالی قدر تو صبح سے وہیں کھڑا ہی تھا لگا اسی طرف لڑی لڑی
ہو کر لگا کچھ یہ الماس رنگ مریض کا زمین کہ زمین زمر دین چلن پڑی ہوئی تھی ایک راسا سا طبع ہوا کہ یہ معلوم ہوا کہ آفتاب و آفتاب قصر
بہشت منتظر سے طلوع ہوتا ہے نظر وہ جو تھی زمر دین چلن پڑی ہوئی ایک ہوئی آہن اک وئی ہو اسب کو معلوم ہے اشتباہ ہر
و جانوں میں کھیت کر تا ہر ماہ کہ لکھتے چلن آتی اور ایک زمین میں جس میں مہر نگین کہ جسے حسن خداداد کے آگے طاقت ہر طرح
سلام ہوئی تھی اور آفتاب عالمناطیع نور محسوس ہوتا تھا اسی دیکھ میں آکر تھپی اور وہ چلن بندھی اشعار پڑی تھی چلن لکھتے ہی دیکھے تاب
جی چھوڑ دیے کوئی جگر شوق ہونے دل و مہر کتنے لکے وہ سب بوم آئین چھپنے لگے ہر ایک کی یہ کیفیت ہوئی کہ اس حسن خداداد کے
انوار سے آنکھیں خیر کی کرنے لگیں و رخش کھا کھا کر منہ کے پھل گر گر پڑے اور نور الدین بھی یہ حال ہوا کہ جیسے ہی جمال عظیم الشان ملک پر
نظارہ پڑی تو لکھنوی کرنے لگی اور ہاتھ پاؤں کانپنے لگے بے اختیار یہ مصرع زبان پر آیا مصرع مسر یا ہوا از جو شوق با تہ کھڑا

بعد توڑی دیر کے جو آنکھ ملکر دیکھا تو انکے نہ قدرت خدا کا نظار یا اور وہ تصویر جسے دیکھتا عاشق ہوا تھا صاحب دیر سے غار کے
چھٹک سی اور بے اختیار ہو کر نکلا تھا کہ اے ملک ملک تاجم جن جمال میں تیری تصویر بنویر دیکھ عاشق ہوا ہوں اور مالہ وزاری اور نوخیز جعفری
کرنا ہوا یا شک آیا ہوں ایک ذرا اس شہ چشم جاوید و بسمل خجرا بر دغاغان برادنا شاہ نادر اور ہر تیرنگاہ سودا زوہ زلف سیاہ جان بختہ منجست
ساخنہ ویرا خستہ عشق و الفت کی طرف بھی نظر نہ مڑا اور ایک نظر بھر کر ادھر بھی دیکھ بے بس جیسے ہی نور الدہسٹری قدر نیلہ دانوی
جیسے ہی ملک قمر جس نے نور الدہسٹری طرف مڑ کر دیکھا کیا ایک جہاں میں نہو لبورت ماہ طلفت و مصورت بھرے بھرے ڈنڈہ جری بھری
بھلیان چوڑا چھاپا پتلی کمر نام بدن سانچے میں نور کے ڈھلے ہوا اور لوگوں کی جسم نورانی سے اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے گویا خدا نے اپنے دست
قدرت خاص سے اسے بنایا اور اشعار دیکھتے ہی اسے مضطرب ہاتھ لکھتے درود پڑھتے کہ اے نور میں اس زمین نے پایا باہام گرد و
سے مل کر آیا اے اقصیٰ جو نہیں آنکھ سے آنکھ ملی اور نگاہ سے نگاہ لڑی یہ حال ہوا کہ گویا خرم دل پر دو فون کے ایک جیسی گری تخریق و
کے جگر سے مار ہو گیا اور سر اسے دیکھتے ہی غش آگیا اور ادھر سے بے ہوش ہو کر گرا اور تو یہ بے ہوش اور ادھر وہ بے ہوش یہ اسکی رخ
ابو سے گھاٹل دروہ اس کے تیرنگاہ سے بس اُدھر وہ مبتلا بلے الفت ہوئی اور ادھر تو یہ دم محبت میں سیر ہوا اور ادھر اس کو محبت گرا اور
اور ادھر اس کو برق عشق نے سوخت کر دیا گویا مقام اسنی دین ترائی میں نظر ہو گیا ملک قمر جس کو تو اسکی امین اور جلیسین اٹھا کر لیکھتے اور اندھ
تھیلے جا کر ایک پتنگ برشا دیا نیلے بھلنا شمع کیے تلخے سنگھٹے کوئی نا دلی ٹہرنے لگی اور کسی نے سو رہ نور کی عبادت شمع کو دی کسی
شی کے ڈھیلے پرانی چھڑک کے ناک کے بل پر بکھیا کوئی کیوہ اور گلاب بھرنے کی کسی نے حضرت جعفر تیار کا بیسا دھو کر باندھا کسی نے
امام خاص کی اشرفی باندھی کسی نے چار لک ایک کا لیدر مانا کوئی کتی تھی کہ اے لوگو ابھی تو ملک صبح و سالم دہاں لگی تھی یہ کیا حال ہوا اور کیا لڑائی
کوئی کتی تھی کہ ہاں ہاں ہن مٹھے مٹھے یکا یک ابھی ابھی غش آگیا ہماری بھی سمجھ میں کوئی وجہ نہیں آتی ایک کتی تھی یا علی نہیں بچاؤ گے
اور نہیں بکھیاں ہوا میرا سواے تمہارے کس کو بکھیاں کوئی کتی تھی اسے تو گویا دشمن غل نہ چاؤ کیوں بکھیا کرتے تھے ہاں اس بکھیا
کیا فائدہ ہوا اور اس کج گھڑی سے کیا نتیجہ ہوا اللہ فضل کرے اس شور و غل کرنے سے تو یہی بہتر ہے کہ دعا ہی کو اور الی اللہ رجوع کر مہلوم
ہو تا کہ آج صبح سے اسوقت تک یکساں ایک نظام پر بیٹھی رہیں دل پر گہری بھائی دم گلہ اٹھا اور اس گہری سے جو یکا یک ہوا میں جا کر بیٹھی
وقتہ بانی کی منگی دل و دماغ کو ہونے غش آگیا اس میں تردد ہی کس پر لڑی اور کج گھڑی کس امر کی ہر اکف اسب کے سبب رہ ہو چکا جھلو
نخاندہ شگھاؤ ہوش آجاتا ہے اور ملک کا حال ہوا اور ادھر نور الدہسٹری اس کے خد گھانا ٹھاکر لگے اور لاکر لٹایا بانی کے حقیقے دیے
بجول لاکے شگھائے چکھا بھلا چھوٹی منی لاکر گھانا نا دلی بانی پر دم کر کے چلا ہوا دی بعد توڑی دیر کے اور نور الدہسٹری کو ہڑل یا
اور ادھر ملک قمر جس کو ہوش آ یا ہاں نور الدہسٹری حال ہوا کہ ہوش آتے ہی گھر گھر کر گئے لگا کر اسے مجھے دہان سے بیان کوں کہ
اور کتنے بغضب کر دیا کہ مجھے دیر محبوب سے محروم رکھا اسے یہ کیا ستم کر دیا کہ نظر بھر کر دیکھنے بھی نہ دیا اور بوانہ وار قشی شال اٹھ کر دوڑا
اور وہ میں جا کر کھڑا ہوا اور کسی طرف دیکھنے لگا اور ہر بار کتنا تھا کہ خداوند اب بھر بھی اسے دیکھو لگا کہ کتنا تھا اور دہان تھا اور دہان ملک
قمر جس کا حال ہوا کہ جیسے ہی ہوش آیا اور آنکھ کھلی گھر کر ادھر ادھر دیکھنے لگی اور ایک ایک سے کتنے لگی کہ اسے صاحبو مجھے کیوں سیال تھا
اور بیان کوں کے آمارے دم بھر تو مجھے دیا ہوتا اور دل میں ٹھہرنے دیا ہوتا اسے تو گو میں سپردن تو میں ٹھہری رہی ابھی تو جا کر بیٹھی تھی
دم بھر تو دل بیٹنے درمچھ تو بیٹھے کو ہوا لگا اور یہ بھجن در گھڑی کہ ہو یہ سنگھٹے انیس و جلیس در خواص کتنے لگی کہ بسم اللہ بسم اللہ
آجیے طے پاک پروردگار اب کو صبح و سلامت رکھے الغرض ملک دہان سے اٹھی اور اگر کسی درمچھ میں کسی جو ابھڑا رہی لڑی طرف
دیکھنے لگی نور الدہسٹری نے کھڑا ہی تھا جیسے ہی نور الدہسٹری نگاہ پڑی ملک ہزار جان سے اس پر تصدیق ہونے لگی اور دہان میں لپٹنے لگی دل میں
کہتی تھی کیوں خداوند اتنے اسکی صورت دکھا کر قیاب و بغیر تو کر دیا اب اس کے دل سے بھی کبھی شاد و مسرور نہ کیا اور اللہ بکھیا
شعبہ مدہ کو نسا دین ہو گا کہ جب پر ماہ تھا میرے بدو میں ہو گا اور ادھر نور الدہسٹری جو دیکھا ابھی ہزار جان سے والدہ مفرغ ہو گیا

اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگا کہ خداوند اتنے دن انتشار دیدار میں خوب پھرک چکا اور خوب حمد پڑھا چکا بارگاہ اب تو نے صورت تو کو کئی
کما شک تیرا شکر ادا کر دیں اور کوئی زبان لاؤں اگر ہر تن سویرا ایک ایک زبان ہو جائے تب بھی میں تیرا شکر نہیں کر سکتا مگر بارگاہ
ایک کے فراق میں ایسا تڑپانا ایسا کہ اب میں صدیہ فراق نہ اٹھا سکو نگا اور جان بچا دشوار ہو جائیگی غرض ملکہ کو مجھے لگی کہ اس پر
محبوبی وای سر پرستان جن غریبی آپ پنا نام نامی اور اسم گرامی ارشاد فرمائیے اور اسے حسب نسب سے مطلع کیجیے کہ آپ کون ہیں اور کون
آئے ہیں اور یہاں تشریف لانے کی کیا وجہ ہے مگر اتنی دور سے آواز نور الدہر تک کب پہنچی ہرگز جو کچھ جنش لبہاںے نازک سے ثابت
ہوتا ہے اور جو بات سمجھ میں آجاتی ہے تو اسکا جواب دیدیا ہے مگر اب جو نور الدہر سے اور ملک سے یا اشارے بازی اور مرز و کناہ میں
ہونے لگیں تو اور جو عشاق دیوان جاگزیں تھے اور جمال قدیم المثل کا نظارہ کر رہے تھے وہ تو آتش شک سے جل رہے تھے سوختہ پلٹتے ہوئے
کہ اندر اکبر یہ شخص ہی آیا اور آج ہی اسکی یہ کیفیت ہوئی کہ ملک سے اور اس سے اشارہ بازی بھی ہونے لگی اور ملک کو اسکی طرف التفات
ہو گیا ہم سب اتنے دنوں سے فیر رہے ہوئے بیٹھیں اور اسکے عشق میں سارا تمندر اچھوڑ بیٹھے مگر کبھی ملک نے کسی طرف آنکھ اٹھا کر بھی
نہ دیکھا کہ کون کون کون ہر روز آکر کھڑے ہوتے ہیں ہم تو اسی کے منتظر رہے کہ ملک نظر بھر سکے دیکھو ہی لے مگر کچھ خاک بھی توجہ سے
نہ تھی معلوم نہیں اس شخص نے آتے ہی کیا غلطیاں کر دیا ہے آج ہی آیا اور آج ہی باتیں بھی ہونے لگیں کچھ یہ عمر کہ سمجھ میں نہیں آتا ایک دیکھو
اٹھا کہ کبھی اس میں رشک حسد بیکار ہے یہ اپنا اپنا نصیب سمجھ کر کیا اجارہ ہے ایک دم نے کہا کہ صاحب پنا اپنا جذب دل اگر تھرا
بھی محبت اس وجہ ہوتی اور جذب دل کا ہوتا تو تمہاری بھی طرف ایسی ہی توجہ ہوتی تاثر عشق اور جذب متناطیس کی ایک کیفیت ہے
کسی نے کہا کہ تمہاری بھی عیب عقلیں ہیں کجا تم اور کجا یہاں سے یہ بڑا شاہنشاہ جلیل القدر وہ الامتلت ہے یہ نبیرہ حضرت امیر حمزہ صاحب
ہر نام نامی اور اسم گرامی اسکا نور الدہر عالیشان پر بدیع الزمان نامور کا خلیف ارشد ہے تمہاری اسکی کیا بلا ہے اور کیا تعالیاں سے
یار و فضل کے ناخن لو اور قطع نظر اس کے کہ یہ بہت بڑا عیب ہے کہ شکل و صورت کسی پائی ہو اسے حسن و جمال کو دیکھو کہ باوجود اسکے
کہ ستم و مصوبات و تکالیف اٹھا کر آیا ہے گرد و غبار تک چہرے پر بھرا ہوا ہے مگر اس گرد و غبار میں بھی اسکا چہرہ بدلی کا جائز معلوم ہوتا ہے
راستی امر یہ ہے کہ ملک قمر چہر کا حسن و جمال اسکے حسن خدا داد کے آگے ماند ہے اور کوئی حقیقت نہیں کہتا ہے پھر کیونکر ملک اسٹریل نہ ہو اور کیونکر
اسکی جانب توجہ نہ کرے کہ یہ کمان سے تصویر پر عاشق ہو کے آیا ہے کسی نے جواب دیا کہ صاحب یہ سب کچھ سہی کرے اس پر مزاج اور وہ اسکا
دم بھرنے لگی ہے مگر جو دیونے سن لیا تو پھر کیسی شہرگی بیان تو یہ باتیں تھیں اور نور الدہر ساکت و سامت کھڑا تھا مگر وہاں ملک قمر
کو خیال پیدا ہوا کہ ام ملک قمر چہر اگر دیو کو کسی طرح معلوم ہو جائیگا کہ تو اس پر عاشق ہے اور یہ جوان قیروم بختیار ہے تو ضرور اسکو راز دے گا اور اسکی
زندگی اسکی زندگی سے وابستہ ہو جائیگی یہ کیسی ہوتی یہ خیال کر کے بے اختیار ہو کر رونے لگی شاہنشاہ نے جو دیکھا کہ ملک قمر نے لگی کھینچ کر
گھونسا پڑا اور یہ بھی زار و تظار رہنے لگا ملک کو تو اسکی انیس ادر جلیسین سمجھانے لگیں کہ ام ملک قمر چہر آپ کیوں مستعد نہ ہو جڑا رہی
اور گریہ و بقراری کرتی ہیں در دشمنوں کی جان کو ہلاک کیے ڈالتی ہیں حضور ایک دلجو کو ہلاک کیے دل کو ٹھہرائیے اللہ کو یاد کیجیے دیکھا
مسیب لاسباب ہے کوئی سبب تو ایسا پیدا کر دینا کہ آپ سے اور اس جوان سے ملاقات ہو جائیگی اور وہ حضور کی قدوسی سے کلیات گاہ
شکر ملک بظاہر توجہ بہرہ ہوتی اور کھنے لگی کہ کون جوان تم کہتی کیا ہو تمہارا خیال کس طرف ہو صاحبو مجھے تو کسی سے مرزا نہیں میں مجھ کا
نبیہ ہوں کیا عشق اور کیسی عاشقی خبر دہراں ایسا کلمہ تھ سے نہ تھا اور نہ بہت بڑی طرح پیش آؤ لگی تم لوگوں کو حق مجھے سوا اور بدنام کرتی
میری جان کے مجھے کیوں پڑی ہو کیوں مجھے ہلاک کیا جانی ہو ایک تو میں اپنے صدر رنج میں خودی مبتلا ہوں دوسرے تم لوگوں کی ان
باتوں سے اب رہی نہیں لگا جاتا ہے سمجھوں نے حرفں کیا کہ حضور آپ خداوندوں اب کبھی ایسی بات منہ سے نہ لگائیں گے خطا ہوئی صاف فرمائیے مگر
خداوند اب یہاں سے اٹھ چلے تو بہتر ہے اسلیئے کہ اب دیو کے کرنے کا وقت قریب ہے ایسا نہ کہ آپ کو بیان بیٹھا ہوا دیکھا کر کوئی گستاخی
کرے مگر نے کہا کہ اچھا آئیگا تو آئے یہی ناکہ ایسا قیاس مجھے مار ڈالنا مار مارے مصرع اک جان ہے میری اسے دے کہ خدا

گوئی کہ اپنا بیوہ سمجھتی تھی۔ غرض یہ حال ہو کہ کبھی رونی ہر کبھی خدا سے دعا سے وصال محبوب کرنی ہر آیت سمجھتی تھی کہ
 حضور خاموش ہو رہے تھے لیکن یہ کہ وہ اس دن سے آگاہ ہو جائے تو پھر غصہ سے دعا سے ایسا کہ اپنی عزت کا خیال کیجئے اس قدر
 بفراری نہ تھی اور حضور بھی تو آپ نے دیکھا ہی ہر آپ کے پاس ہی نہیں آیا آپ ان کے عادات و عصال اور خفیت حال سے بھی واقف تھے
 کہ کوئی شخص ہر گز نہ آئے اور اچھا اس سبب سے جانے دیجئے آپ کو اس سے الفت و محبت اور عشق و مودت تھی لیکن شعر عشق یوں کہجئے
 ویران کہ کوئی جان نہ جائے۔ جان چلے نہ جائے۔ ہر کوئی جان نہ جائے۔ بھلا اس قدر گریہ زاری اور نالہ و بیقراری سے کیا حاصل اور اپنے
 راز کو انشا کرنے سے کیا نتیجہ ہر اپنے دل کو سمجھائیے اور اس غم کو ہٹائیے یہ نیکو فکر کرنے کا کہ اشعار دل کی تفسیر نہیں ان کے معنی کو سب ہر تفسیر
 لائیں آفت سیاری یا نہیں کا ہر فتور و دیگر زکریا رسی چشم ست گزشتاری دل بہ سبب پیچہ بود و جہا چاری دل، دو ہر چین کا چل
 میں لگو اور نیم کمان جہاں پریم اور ہی۔ سدہ کمان جہاں برہ نہیں اور کچھ کمان جہاں دھیر دھیر ہی۔ دو جہاں جہاں جہاں جہاں جہاں جہاں
 جہاں لاج کر دہی۔ جھوٹے تب ہی تو جائینگے اب تو میں ہاتھ پر دہی۔ ہاتھ بات چھوٹو کل کان پینڈ پھوٹو لوج کی کھنڈو ٹوڑو دیا تو
 سدہ گئی دینچہ کی سیکج گئی گریہ کی مٹت ناخنہ کی پیو کی دھری۔ اردو حکم کی لگے غن ٹانگی لگی کب لہو ان رانی سا گری پر ہی جانی
 میری ہی غن پھر میری ہی کھو میں میری ہی چوں پھر میری ہی گئے پڑی۔ میں مجھ نہ ہوں کہ دن گیا میری قسمت میں تو یوں نہیں بل کہ
 مرنار اور سمع سان گل گل کر دنیا سے جانا ہر دھڑک سوجت جات بھی ذرت کچھ لہو سات کما کر نیے۔ سا گل غن بڑو نہیں چین ان میں ہر
 کمان حریف۔ چیت چیت لالین کو لیو اول لاج مہا جگ کی کر یے ہجر نے مرے پھر لے ری سکھی بدو یوں نہیں لکھی تو کما کر لے۔ ارے صاحب میں
 کیا کروں آنکھوں پر بس ہر نور و نعتی ہوں سولے اسکے کیا چارہ ہر بس یہ بیشک حضور ہوا کہ آج میں بسر کو کیوں گئی اور گئی تھی تو اسکو
 کیوں دیکھا رباعی اس دل کا جوا دل سے برکھا ہونا یا خشک کا ہے کو میر لکھا ہونا اس طعنے خرابی ہی آنکھوں سے ہارے ہار کا
 نہیں نے اسکو دیکھا ہونا۔ ارے گو گو جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہر مگر اس ل کجھت کو کیا کروں کہ کسی طرح ضبط نہیں ہو سکتا اور لکھتے
 تو انہیں آتا ہر مردم سی خیال ہر کہ وہ ماہ تھا مجھ تک کیونکہ انکا یام اس تک کہ تو مگر سوچو گی کہ لے گو میر توجی ہی الٹا پلٹا ہوا ہونا
 رہ رہ کے دل میں ایک سو سا اعتقاد ہر خند دل کو سمجھاتی ہوں مگر جی ادا اتہ اور بے اختیار گریو گریو ہونا ہر کہ کستی تھی اور روتی تھی
 ایک آہ سر دہر کر کستی تھی کہ ایسا کہ نہ کر اس غذا لیم سے جان چھوٹ گئی ایسا کہ میری نہیں سننا تو اپنی جان ہی کو لے لے اسکو دل بجا ہونا
 ہر اور عنان جبر ہاتھ سے جاتی ہر مصاحبین کہ ہر ہی ہر کہ حضور کسی طرح تو ضبط کیجیا اور دل ٹھہرائے ایسا کہ نہ کر دیو کی آنکھ کھل چلے ہر
 سچ تو ہونے دو جب دیو شکار کو جائیگا تو پھر جلد کہہ دیجئے گا انی رات ہی تو در میان میں ہر کل خشک ہر بیدار بار سے شاد کام ہر چلے لگا
 نے کما کہ لے گو کہ تو سب ہی مگر یہ رات کیونکہ نہ ہوگی اور کیجئے جو کب ہوگی نظم غم کی تو فصل سے ہوئی

دفعہ دیکھ کر رخ شب غم	ڈر گئی وہ مہر شرم	گاہ ہجو یوں سے کج ہر کر	خواب میں ہی کبھی نہ تھی آگاہ
شب فرقت اسی کو کہتے ہیں	لوگ آفت اسی کو کہتے ہیں	جان لینا ہر کام اسی شب کا	بوجھتی تھی گھڑی گھڑی دھرم
جسمین بچتے نہیں ہی ہر وہ شب	شب بجا ہر اسی کا لقب	ہر بلا سے فراق یاری	شام بیل ہر نام اسی شب کا
یہی ظالم بسر نہیں ہوتی	اسی شب کی سحر نہیں ہوتی	ہاے شب ریختن کیونکہ نہ ہوگی اور سطر اتنی رات کیسی جلد	ہر شب اول مزار ہی

روئے ملی آرام صبر ہاتھوں سے گئے لگی تصویر تھوڑے کی آنکھوں کیچے پھرنے لگی شعر تصور آئندہ حاجت میں سنم کاہ لگا پٹکا لکھنے چشم نم کا +
 بار بار کہنے لگی کہ اپنے یہ خواب ہر بیداری صابین عرض کرنے لگیں کہ حضور آپ کا مزاج کیسا بدل گیا ہر اور طبیعت کا کیا رنگ ہو گیا
 ہر کہ کسی کا سمجھنا تاخیری نہیں کرنا کسی کے کہنے پر عمل ہی نہیں کرتی خداوند دل کو پھر ایچے حواس رست کیجانی جان کو جان سمجھے ہم کب سے
 عرض کر رہے ہیں کہ اب خاموش ہو رہے اور اتنی رات لٹجانی دیجئے اگر دیو نہ لکھا تو فرمائیے کہ کیسی تپسلی کیا جواب دیجئے گا کہ
 آپ کچھ سماعت نہیں فرمائیں اب آپ کو اختیار ہر ہم تو ہی جانتے ہیں کہ رات تھوڑی رہ گئی ہر جکی ہو کے سو رہے ہیں صبح کو سمجھا جائیگا

تک بلکہ کوئی تہ نہ ہوا اور دم بخود ہو کر ٹوٹی بہر نوحہ جون تون اتنی رات کی صبح ہوئی ملک اٹھی ہاتھ نہ دھوا دیو کو بیدار کیا دیو کیلئے پرستے سر
اٹھائے ہی ملک قمر جہر کی صورت دیکھا تب خوش ہوا اگر دیکھ کے پھر اڑنے کہنے لگا کہ ملک سج کہ تم آغا باہر سلست خوش ہون اور کوئی
بہتا ہوا نہیں ملک نے کہا کہ ہاں دیو قلیاس نے کہا کہ ہاں ملک یہ آغا بل بہت ہی ترانا معلوم ہوتا ہو اور غوب بائیں کرنا و تم جب گھر آیا کرو
تو اس سے پانچ کیا کرو پانچا ہی بھلا یا کر دیکھنے کہ ہاں قلیاس ایسا ہی ہوگا اتنے دیو اٹھا ہاتھ نہ دھو دیو کو بیدار کیا دیو کیلئے پرستے سر
کو بھی کھلایا آغا بل کا کچھ دیر گاتا تھا کیا ملک سے سزا میں کیا کیا بعد اسکے شکار کیلئے چلا گیا جب پہنچا تو ملک نے فرما دیا کہ ہاں کہ
اسے لوگو اب تو وہ منڈی کا نایا باندے پر کرسی بچھاؤ کہ میں جھکے ہوڑی ویرس ویریا کروں کہ دل پہلے اسی وقت خواہ میں
گرد غبار جھاڑ کر فرش کیا کریں بھائی ملک سے آکر عرض کیا کہ خداوند کرسی بچھا دی درست کھول دیے حضور احسان سپہ سالار ملک اٹھی اور
چاہا تھا کہ جا کر بیٹھے عمر و نے جو دیکھا کہنے لگا کہ ایسا ملک آج مجھے اپنے ساتھ لے چلو میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کون شخص ہے جس پر تم عاشق ہو گئی
اور جس کے فراق میں تمھاری حال ہر ملک سکرا کر کہنے لگی کہ میں تو کسی پر عاشق نہیں ہوں آغا بل میں کچھ خبر ہو یہ تم کہتے کیا ہر عمر و
کہا کہ اس ملک میں مجھے نہ چھاؤ میں خوب جانتا ہوں ساری عمر میری اسی کارستانی میں گزری ہو کچھ اور بھلا میں اور یہ کرسی نہیں انوں تو یہ
بھلی ہر ایسا ملک اگر نہیں یہ خیال ہو کہ میں تمھارا راز افشا کروں گا اور ساری حقیقت تمھاری دینے کہ وہ ملک تو اس سے تمھارے جمع رکھو
مجھے یہ لوہے کے گڑھ اور دوسرے وہ ناہنق ہو گیا اکی سستی کیا ہون تو نقطہ تمھارے سب سے بھلاں رہ گیا ورنہ مجھ کو کوئی اپنے پاس
قید کر سکتا ہے اگر تمھاری محبت میرے دل میں جاگزیں نہ جاتی تو میں کب کا رہی ہو چکا ہوتا اگر میں چاہوں تو ابھی جھوٹ کر چلا جاؤں
اور یہ دیو نہ دیکھ کر رہ جائے ایسا ملک اسے مجھے کیا راضی کیا ہے اور کیا اچھا تر اور میرے ساتھ کیا ہو جو اسکا دوست ہو جاؤں گا اور اسکی
بچ کو کے نکالو ایو لو لوں گا اور ایسا ملک میری دعا تو یہ ہے کہ وہ شخص اولاد صاحب قرآن سے ہو کہ تمھارا حق جمال لائق فائدہ ان حسنہ
صاحب قرآن ہر ایک صاحب بول اٹھی کہ ہاں آغا بل یہ شخص حسین تو بہت ہو کہ جتنا ایسا میں تو بصورت آج ملک میں دیکھانی واقع کیا
شکل و صورت پائی ہے کہ ماہ و دہنہ جسکے آگے گرد آفتاب نیم وز جسکے سامنے مانہ ہے اور جو خان و شوکت اور جلالت و ولایت و تہور
و برہنہ و جانت اسکے چہرے سے آشکار ہے اور جو سطوت شاہی اسکی جبین سے ظاہر ہے آج ملک بڑے بڑے شاہان و اقدار اور
سلطان و لو انزم میں نہیں دیکھی گئی واقعی اسکا حق و جمال قدرت خانی کا ایک نمونہ معلوم ہوتا ہے اب ملک نے دیکھا کہ اس سے
انفاسے راز ممکن نہیں خواہوں سے کہ ہاں اچھا اسکو بھی ساتھ لے لو عرض ملک قمر جہر اس ورثے کی طرف آئی اور عمر و کو بھی ساتھ لیا
اور اصرار نور الدہر کا حال سننے کا اسکی بھی شہب بھر عجیب کیفیت رہی خلیا ہی ہے اب نہ پائی شہب بھر اختر شکاری اور سیا و محبوب میں گذری
کہ یہ وزاری اور نالہ و بقراری سے زمین و آسمان کو ہلا دیا ہر زبان پر یہی کلمات تھے کہ کیوں اللہ وہ بھی کوئی دن آئیگا کہ یہ بقراری
میرے ہی کم ہوگی اور شربت وصال یار سے محفوظ ہوں گا اسخدا لب تو جلد مرد کرے کہ اب تاب ہمدردی کی باقی نہیں ہے اور
میرے فیصلہ دل بقراری سے اب نہیں ہو سکتا خداوند ایسا تو اس حد سے نجات دے اور محبوب مکس ہو بخادے اور با ملک موت
کو حکم فرما کہ بغض و محبت اس فقر کی ہو جائے اور اس عذاب سے بچکا ہو یہ کہ پھر اس بقراری سے کار فرما میں مارا کر دتا ہے کہ خدا
کے ایکے شن ہوئے جاتے ہیں اور دیکھنے والوں کے دل اٹے بھاتے ہیں ہر ایک شخص سمجھا رہا ہے کہ اس شہر یار از ہر اسے خدا اس نوہ دیکھا
کو موقوف بیٹھے اور اس بقراری کو کم کیجیے حق سبحانہ تعالیٰ مغالب لا احوال ہے کبھی آپ کی بھی پھر دیکھا اور آپ کے مقصد دل پر فائز فرمایا گیا
آخر رحمت خدا سے ایسا ہو کر یہ بقراری کیونکر آپ نے جلتز کر لی تھی سو اس رحمت اللہ رحمت خدا سے مایوسی نازبیا ہے اور آپ کو
تو نماکش کی کوئی حاجت نہیں ہے آپ خود ایک علی فہم ہیں اور ذکی الطبع ہیں مگر معلوم نہیں کہ اس ذلت آپ کی عقل کو کیا ہو گیا ہے
اسے صاحب خداوند عالم سے اتنی دیر دعا ہی کیجیاس مگر یہ وزاری سے سولے اسکے کہ دشمن آپ کے بدنام ہوں اور اس خداوند
کے خوش ہوں اور کیا تصور ہے اور معلوم نہیں آپ کو یہ کیا سوچا ہے کہ آپ اس قدر خور و نعل کرتے ہیں کہ محبت اسکی

کمانے ساتھ محبوب کو بھی رسوا اور بدنام کیجئے بلکہ خیال نور مائے کہ اگر دیو قلیاس کو نیز معلوم ہوگی تو جلا آپ کے ساتھ قہر میں
پیش آئے گا آپ کو کوئی پروا نہ ہوگی مگر جو بہی ملکہ قہر کے ساتھ کر لیا اسکا۔ جب کون ہوا کیا آپ کو یہ گوارا ہو کہ دیو قلیاس کو کس
بہی میں آئے اور شاہزادہ والا قدر تو عقل کو دخل دے جسے اور انجام کار کو ملاحظہ فرمائیے ایک دم نے کہا کہ بھلا صاحب
اس سب کو جانے دیجئے اور کسکی کات خیال نہ کیجئے کہ شب بہر تو خاموشی سے گزار دیجئے جب صبح ہوگی اور دیو قلیاس شکار کو لایا
تو بھر نظر محبوب پر اتنی رات ہی در بیان میں ہو گئے اور نور الدین کو کتب کا ہوتی ہو اور کتب قرار پر نہ ہو لوگ سمجھاتے سمجھاتے
تھک گئے اور عاجز ہو کر خاموش ہو رہے اور نور الدین کی وہی بغیر ہی اور گریہ زاری اور ہنر برون پر یہ کھڑی رہی کہ ہر آواز
اتنی رات کیوں نہ ہو سہی اور کیوں نہ ہو سہی رات بھر ایک ایک کیوں نہ ہو کوئی نہیں آئی اور جو روتے روتے ایک آدم
کو کچھ غفلت سی آگئی تو یہی دیکھا کہ ملکہ قہر چہر کھڑی ہوئی بکار ہی ہو کہ اس شاہزادہ عالی قدر ہم تو یہاں اس دیو قلیاس سے اس
کی قید میں مبتلا ہیں اور ہمیں ہماری خبر نہیں یہ جلدی سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور یہ کہتا ہوا ہفت منظر کی طرف دوڑا کہ ملکہ تنہا
کیا کر گیا اے میری توجہ ان تک تھا کہ یہ حاضر ہو تو ٹھہری دوڑ جا کر یہ خیال آ گیا کہ اس نور الدین ہر کمان جاتا ہو وہاں دروازہ بھی
بند ہو گیا ہو گا تو خیال کا یہی گزر ممکن نہ ہو گا اور یہ سوچ کر ہر سنے ہنر پر آ کر پڑ رہا اور یہ غزل حالت بغیر ہی میں طے لگا کر

اتنا سلوک ہے ہی اور فگار کر	بے اعد کے پس سے اسکو بھلا کر	حسرت بھری نگاہ سے بھل سکوں	از موت اتنی دیر تو اور انتظار کر
اچرخ جھلجھل ہے حد اس سے نہیں	اگے گئے کا پر نہیں مجھے بھی تو بار کر	اس عشق کی بل میں نوا میں چھٹکا	بچو اور گل کھلا نہ ہمیں اب اٹھ کر
وہ گئی اٹھاتا تھا نا توں جو تھک	کسے فضا یا سکی گئی میں بکار کر	کتنی خوش عشق یہاں لہڑ لہڑ	سودا جو پاس ہی تو سب کو بھلا کر
بچھلا ہوا بڑا بڑا بس دل قرار	ہو چھٹکے اس تک اتنی ہی بھلا کر	انفرد اسی کیفیت میں وہ رات بسر ہوئی	جو وقت کہ فوج سیارات

کا کو رخ قریب ہوا اور ماہتاب نے سمت مغرب جانے کا قصد مہم کیا نور الدین ہر اٹھ کر اس صحرا میں ٹپٹنے لگا اور یہ شہر بڑھنے لگا تو
شب کی خیمائی نہ تھیں دل کو یہ وہ کار آمد بیکلی سے صبح تک میں کر دین لبتا رہا دیکر کر دین لبتے ہی لبتے آہ الہجائی ہو فہمہ جسکا دل پر
میں ہوئے اسکو کب آتی ہو فہمہ خدا خدا کر کے جدوت کہ سفیدہ سحری نمود ہوا اور مرغ سحر کے اذان دی وقت نماز صبح کا آگیا
نور الدین ہر نے دھڑک کر کے فریاد سحری آکا کیا اور گاہ قاضی الحاجات میں بعد غزنیار وصال یار کی دعا کی اور یہ شعر پڑھتا ہوا اسی جانب
معاذ ہوا کہ جان سے قہر چہر کو دیکھا تھا فخر علی الصبح جو دم بکا رہا روزندہ بلا کشان محبت بہ کوئے بار ووندہ جب ساسے
ہفت منظر کے آیا دیکھا کہ دروازے سے قہر کے مسدود ہیں ایک آہ سرودل پرورد سے بیکجہ فرش خاک پر بیٹھ گیا پھر بیٹھا تھا کھڑا
اور نصیر کیا کہ ملکہ کو لپارے غور خاموش سمجھ گئے اور منع کیا کہ حضور انبر سے خدا نہ بکا رہے گا دیو ہفت منظر میں ابھی موجود ہو اگر ایک
ایک لا اور دھڑا دل سے مطلع ہو گیا تو معلوم نہیں بلکہ سے کس طرح پیش آئے گا اور کس قسم کی ایذا پہنچائیگا خداوند بخشنہ ویرا در خاموش
رہے اور ایک ذرا کی ذرا اور صبر کیجئے جب دیو شکار کو جلا جائیگا تو ملکہ خود ہی برآمد ہوگی جہاں آنا سمجھ گیا ہو تو خود اصرار کیجئے
نے کہا کہ صاحب ان ہم ہلائے علم اور جب تک کہ گئے خاموش رہیں گے کہ کچھ بکا ہو رہا اور جو عاشق تن وہاں بیٹھ ہوئے تھے
وہ اپنے اپنے مقام پر ٹھہر رہے اسلئے کہ انکو تو وقت دیو کے جانے اور ملکہ کے براہ ہونے کا معلوم ہی تھا کہ جدوت دیو جا رہا ہے اسلئے
ملکہ برآمد ہوئی ہر اب کوئی چار کھڑی دن چڑھا ہو گا کہ ایک چلن جو اہر نگار خدیجی اور جتنے عشاق بیٹھے ہوئے تھے سب اپنے اپنی جگہ
سے دوڑے اور ملکہ قہر چہر آ کر دیکھ جو اہر نگار پر ٹھہر ہوئی اور اسے نور الدین کی نگاہ بلند ہوئی اور اُدھر
سے ملکہ قہر چہر نے نور الدین کو دیکھا نظر سے نظر ملی اور نگاہ سے نگاہ لڑی دونوں کے دونوں سکڑ گئے اور اپنی اپنی منزل
اور نالہ زاری کا حال لب لہارت پر لائے اور ساتھ ہی اس کے بعد اوراق و الحزن تو انا کے آنسو بھی نکل آئے اور اُدھر سے ملکہ
آنا نور الدین اور اللہ پر پڑی دیکھا کہ کچھ انہا طعت جو صورت چہرے پر بھیرتے ہوئے سر چوڑا بندھا ہوا شخصہ فی باک

ریب و ن کیسے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وقت سحر یا غروب آفتاب شفق میں نمایاں ہوسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں
 کہنے لگا کہ اچھا وسیلہ قسمت سے ہاتھ لگ گیا اگر فضل خدا شامل حال ہوا تو اس ذریعہ سے بوجہ اس امیر سے صفائی ہو جائیگی اور
 ملک سے کما کما اور ملک فخر چہرہ شکر کہ تمہارے اور پر وہ شخص عاشق ہوا اور تمہارے حسن و جمال پر وہ شخص دل دادہ ہوا کہ اگر ملک
 یہ شخص شاہزادہ عالی قدر رفیع المنزلت بلند مرتبت شجاع و دلیر حبیب النیب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
 شاہزادہ نور الدین علی بن شاہزادہ بدیع الزمان نور الدین حضرت امیر حمزہ صاحبقران ہر ایک ملک یہ شخص حبیب و نیا بھی ہے
 بہت اچھا ہے اور ملک نصیب ہوا تھا لہذا کہ تم ایسے شخص پر دل دادہ ہو میں تم ہر طرح خاطر جمع رکھوں اپنا ذمہ کرتا ہوں کہ ملک
 اس کے ساتھ نسبت کر دوں گا اور ملک فخر چہرہ گویا سوقت اس حالت فقیری میں ہر ملک بہت بڑا لشکر اس کے زیر حکم ہر باب کا سفر فتنہ ملک
 باختر و جہنم امیر حمزہ صاحبقران کو یہ خبر پہنچی کہ نور الدین ہر والا قدر رفعت منظر پر چڑھ کر ملک فخر چہرہ پر عاشق ہوا ہے تو میری
 تو اس کے آسودہ نام شان و شوکت و دولت و سطوت اسے لشکر کی دیکھنا کہ کیسے کیسے شجاع و دلیر اسے لشکر کے سالار میں دیکھنے
 نام سے روح رستم قبر میں ازلان ہر ملک نے کہا کہ بھلا تم انہیں کیا جانو اور اسے واقفیت کی کیا وجہ ہو عمر و ن کے کما کما اور ملک میں
 خواجہ عمر بن امیر ضمری عیاضی ہون ایک مدت تک اس بلند قدر کے دادا یعنی امیر حمزہ صاحبقران کا ملازم رہا اور ملک
 کما کما کے اور حمزہ سے بگڑ گئی میں نے اس کی ملازمت ترک کر دی اور اسے لشکر سے نکل آیا ملک نے پوچھا کہ اچھا بیان
 تو کر دے اور امیر سے کیا قصہ ہو عمر و ن کی حقیقت میں دن ملک سے بیان کی جب ملک کو یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص خواجہ عمر و عیاضی
 اور یہ بلند قدر شاہزادہ نور الدین ہر تو بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ اچھا خواجہ یہ تھا کہ اس دیو موندی کاٹے ہے
 کیونکہ نجات ہوئی عمر و ن کے کما کما اس کا مار ڈالنا کتنی بڑی بات ہے امیر کو تو آنے دو یہ لشکر ملک اور بھی خوش ہوئی مگر نور الدین ہر
 ہر عمر و کو کھانا صحتی سلام کیا عمر و ن شاہزادے سے کہا کہ گھر آؤ نہیں خدا مالک ہر انفرض دونوں عاشق و معشوق بڑی محبت
 معشوق و فقیر ہر باری رہے جب دیو کی آمد قریب ہوئی ملک اٹھ کھڑی گئی دروازے بند ہو گئے نور الدین ہر پڑتا ہوا امیر میں
 بیٹھا اتنے میں کیوں فلک فعت بھی آگیا شاہزادے نے کما کما سوقت آپ کہاں آئے عرض کیا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہوں
 اور یہ عرض کرنا ہے کہ لباس قلندری جسم سے اتار لیے میں آپ کے واسطے خیرہ آٹا کر دوں اس میں آرم سے بیٹھے نور الدین
 نے کما کما میں خاک نشین ہون خیمہ کیسا مکان کسا سا آسمان کچھ دار بھکوانی ہر اور علاوہ اس کے کچھ سایہ ہوگا تو قصیدہ نظروں سے
 اور بل ہر آگیا اگر میں معشوق کو نہیں دیکھتا ہوں تو شگاہہ لڑا سکی میں نظر ہر معشوق کو شان و شوکت کیا دکھائیے کہ وہ ہر شاہ
 و قلم میں ہر اور ہم گلے عشق میں ہر ساز و سامان اور ہی کچھ ہر فرشتہ خاک پناہ ستر ہر صولے ہر خارا پناہ گھر کی کیوں فلک فعت
 نے جب یہ خبر دیکھ کر شہناجا زکیہ بہت مقبول بنایا چار طرف ہری ہری دوب جوانی چمن بندی کردانی چمن بگلہ خس کا بنوایا آہن
 شاہزادے کو بھیایا کیوں فلک رفعت و دنون وقت آنا ہر کھانا شاہزادے کو کھلاتا ہر تمام خدمت بجا لانا ہر اور جلا جانا
 ہر اور ملک کا یہ حال ہر ہر روز شاہزادے کے دیکھنے کو اور گئے دیکھنے کو ہر ہر کھڑی آگزیٹھتی ہر اور نور الدین ہر حسب دستور تمام
 معجزہ ہر آکر کھڑا ہوتا ہر اور ملک کا نظارہ کیا کرتا ہر جب دیو کی آمد قریب ہوتی تھی ملک اٹھ کے اوپر علی جاتی تھی نور الدین ہر اور علاوہ اچھا
 نور و فیلساں سوتے وقت عمر و کو گوتا تھا اور عمر و ناچار ہو کر گاتا تھا جس وقت دیو لشکر کو جلا جاتا تھا تو ملک عمر و کو نفس سے
 لکاتی تھی اور اپنے ساتھ لیکر رفعت منظر کی سیر کرداتی تھی اور کہتی تھی کہ خواجہ جس طرح ہو سکے اس دیو کو مار دو عمر و کتنا تھا حمزہ
 آئے وہ میں اس کے مار دوں گا اور تمہارا نور الدین ہر کے ساتھ عقد کر دوں گا یہی باتیں رہا کرتی تھیں جب ملک بہت بیقرار ہوتی تھی
 تو عمر و تسلی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ ای ملک میں تمہیں امیر شاہزادے سے ملا سکتا ہوں مگر کام سیرا ستر ہو جائیگا میں نے حمزہ کو
 صاحبقران بنایا ہر وہ مجھے بگڑا ہوا ہے خبر دیکھنا جائیگا اور ادھر نور الدین ہر اپنے دل میں کہتا تھا کہ ملک خواجہ کے قابو میں ہر مجھے

انجام لایا ہوتا ہر ملک کو مجھے کیوں دینا گوارا نور الدین ہر جو ملک ہاتھ نہ لگی تو جان دے دو نگاہان تو انکو اس حال میں چھوڑ دے

اب چند کسے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جیوت پل کھیل ٹوٹا اور ایرج دریا سے سرخاب میں گرا ایک شہل کھیل کا ایرج کے ہاتھ لگا اس سرسوار ہوا وہ لٹھا ہوتا ہوا کنارے کے لگا کئی روز جو دریا میں گزرے تھے تو بچہ کچھ بہت تھا نہایت ناتوان تھا ہزار وقت سے اٹھایا بان کو چلا ہوا ٹھنڈی چٹی تن و رخت ہوا لکے تھوڑے توڑ کر کھایا کچھ سیری حاصل ہوئی پانی پیالیٹ رہا بعد دو چار گھنٹہ کے پھر روانہ ہوا چلا آتا تھا کہ کچھ زنگی آدم خوار دکھائی دیے یہ نام ایرج کو دیکھ نہایت شاد و خرم ہوئے دوڑے کہ خداوند اعلیٰ نے افرہ چرب ہو چکا یا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ قیامت ہوئی یہ جزیرہ آدم خواروں کا ہر تو شاگرد ہر عمر و کا تو عیاری کر کہ بہت تیری اپنی چھپا ہے یہ خیال اپنے دل میں کر کے نعرہ کیا کہ لڑی دیر سے ڈھونڈتا تھا اب شکار دکھائی دیا یہ لکڑ زنگیوں پر دوڑا زنگی ایرج پر حملہ آور ہوئے ایرج نے ایک زنگی کا ہر پہنچیں کہ کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور پھر حرم دے کر دوسرے زنگی پر مارا کہ دون تے اوپر گرے ایرج سینے پر چڑھ بیٹھا ایک کھنجر سے قہر دوسرے کو ٹانگ پکڑ کر چڑھ لایا پھر ایرج نوجوان نے حقیقت چھری میں سے اگ نکالی اور گوشت انکا کاٹ کر کھوٹا اور کٹے دکھائے تو ہم سے لگا بازنگی جو یہ دیکھ رہے تھے بھاگے کہ یہ تو آدمی زنگیوں کو کھاتا ہوا اپنے بادشاہ کے پاس گئے جا کر سلام کیا کہا کہ اس پیشین آدمی زنگی خوار آیا ہر ہم دس زنگی شکار کھیلنے کو پیشہ میں گئے تھے وہ ہم پر دوڑا اور دو بھائیوں کو پکڑ کر لے کر لڑا اب انکا گوشت کھوٹ کر کھا رہا ہے کچھ ہر کہ شہر میں کھسارے اور سب زنگیوں کو کھا جائے بادشاہ اس جزیرے کے دو بھائی میں ایک نام سفیل سپر گردان دوسرے کا نام ہر سپر سپر گردان دونوں نے جو سنا کہ انسان زنگی خوار اس پیشہ میں آیا ہر اسپر سپر لاج کی کیا سکھ چلا یا بلوہ کر کے زندہ پکڑ لیجئے اسی وقت بارہ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوئے جہاں ایرج تھا وہاں آئے لوگوں نے دیکھا کہ وہ شخص ہر سفیل و سپر نے زنگیوں سے کہا کہ چار طن سے لے لے گھر و زنگیوں نے دور دور طے باندھے ایرج کو گھبرا گھر کوئی نندیک نہیں آتا زنگیوں نے کہا کہ اگر شخص ہمارے جزیرے میں سے چلا جائیں ہم تجھے مار ڈالیں ایرج نے نعرہ کیا کہ اگر دین آفتاب پرستی قبول کرو تو میں تمہیں کچھ نہ کہو نگاہ غل ہوا کہ ارے یہ تو آفتاب پرست ہر دشمن دین تقارارے اسے زندہ نہ چھوڑو چار طن سے پھر ایرج پر پڑنے لگے ایرج نے تلوار بازی اور زنگیوں پر گزشتہ زنگی کرنے لگا بہت سے زنگیوں کو مار کر سفیل و سپر گردان کے پاس پہنچا دونوں نے تلواریں ماریں ایرج نوجوان نے تلواریں چھین لیں اور کمر میں ہاتھ ڈال کر دھسے ہاتھ سے سفیل کو اور بایں ہاتھ سے سپر کو اٹھایا اور سر پر حرم دے کر کہا کہ ہر سر طاروں زمین پر ہم دونوں کو کچھ بھیجے نکل جائیں اور سب زنگیوں میں غل ہوا کہ ارے پکڑ لیا ہمارے بادشاہوں کو ایک کے کہا کہ اب انہیں کھا جائیگا ہاے کیا کریں بھئیے مستعد ہوئے کہ یہ ہمیں کھائے بادشاہ تو مٹ جائیگا لو سمٹ کر چلے گئے ہوئے کہ ارے چھوڑو ہم ہمارے بادشاہوں کو گھر ایرج نے سفیل و سپر سے کہا کہ میں تمہیں بارہ ڈالوں گا میں دین آفتاب پرستی اختیار کروں دونوں نے عرض کیا کہ ہم نے لعنت کی تقاراپ ہمیں چھوڑ دین ایرج نے اُنکو ہاتھ سے رکھ کر بارہ ڈال دیے با توں ہر گھرے اور زنگیوں سے کہا کہ تم بھی اسکی اطاعت کرو سب زنگی ہاتھ باندھ کر حاضر ہوئے سفیل و سپر ایرج کو شہر میں دعوت کی صین گری صحبت میں سفیل نے عرض کیا کہ آپ اپنے حسب اسبہ ہمیں لگا کچھ ایرج بولا کہ مجھے نہ بدکہ آفتاب پرستان نظر کر رہے ہیں قطب دوران ایرج نوجوان کہتے ہیں مجھے آؤ ہر جزیرہ صاحبقران نور الدین ہر بن بدلیع الزمان سے مل کھیل ہرگز چلے تھے مل ٹوٹا ہم دونوں دریا سے سرخاب میں گرے میں اس جزیرے میں نکلا نور الدین ہر کھال نہیں مٹو کہ صر گیا یا غرق ہو گیا سفیل نے جوتا کہ یہ ایرج ہر نہایت خوش ہوا عرض کیا کہ شہر ایک ہر دشمن ہر کہ نام اسکا و لیم شیطا زنگی ہر اور بھائی اسکا کلید جنم ہر گھر و لیم نہایت زبردست ہر اور سب سالک میرا زبردستی اپنے قبضے میں کر لیا ہر میں اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا میرا اس کے ہاتھ سے ناک میں دم ہر ہر خوف ہر کہ وہ میرا شہر نہیں لے رات دن اسی اندیشے میں گذرتی ہر ایرج نے فرمایا ایرج

سفیل تمہارے ساتھ کتنی فوج جو آئے کہا کالیس ہزار اور دایلم شباط کے ساتھ قریب لاکھ زنگی کے ہیں ایرج نے کہا کہ کچھ مرد ہیں
 ہر قسم فوج انہی تیار کرو ہم ملکر دایلم کو گرفتار کر لیتے اور سب سے معقول اسکو دینگے سفیل نے کہا کہ اگر خستہ و تار شدہ کپڑے کہ آپ
 ہمیشہ سے زنگی کا گوشت کھاتے ہیں ایرج نے کہا کہ سفیل ہم اپنا دبدبہ ہمیں کھاتے تھے اور اپنا رعب ڈالتے تھے کہ تم مجھے رو
 اور ہمیں ملو اور نہ ہم آدم خوار تھوڑی ہیں اور اس سفیل ہم بھی آدم خوار ہی نہ کر دو خبردار اب کبھی آدمی کا گوشت کھانا آئے
 نہیں کیا کہ بہت خوب القصد ایرج نوجوان لشکر فراوان ساتھ لیکر دایلم شباط زنگی کے ملک پر حجاب قریب ملک دایلم کے پہنچے
 اور اسکو خبر ہوئی کہ سفیل اور سہر ایک دم زاد ساتھ لیکر میرے مقابلے کو آئے ہیں تو بہت برہم ہوا اور اپنا لشکر درست کیا اور
 ایرج نے دایلم کو لکھ بھیجا کہ آگاہ ہوا کہ دایلم شباط کہ میں صاحب قمران آفتاب پرستان ہوں اس نامے کو دیکھتے ہی سطراعت
 تم کر کے میری حضور میں چلا اور نہ بہت جلد ہی طرح میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دایلم شباط اس نامے کو پڑھا کہ بہت برہم ہوا اور کہا
 کہ اب جو لباس نلے کا زبان تیغ سے دیا جائیگا انہی تو ایرج کا آدھریا اور دایلم شباط زنگی نے طبل جنگ بجوا دیا اور ایرج
 ایرج کو بھی پہنچی ایرج نے بھی حکم دیا کہ ہماری فوج میں بھی نقارہ زنگی بجا دیا جائے جو جب کہ اس طرف بھی طبل جنگ بجاتا رہا
 دونوں لشکروں میں تیاری رہی علی الصبح دونوں لشکریوں میں آئے صفوں جدال و قتال آراستہ ہوئے جب تعینات
 کر کے چلے گئے ایرج میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا دایلم شباط مقابلے کو نکلا بعد لگا زنگی کے دایلم نے پوچھا کہ تو ہی ایرج نوجوان
 صاحب قمران آفتاب پرستان ہر ایرج نے کہا کہ ہاں میں ہی ہوں دایلم نے کہا کہ راہ اسی قدر قیامت پر لڑنے آیا ہو سہریرہ ہر کر
 تو جلد میرے آگاہ اس طرف چلا جا ایرج نے کہا کہ خوب اگر چلا ہی جاتا ہوتا تو بیان کیا تا ہی کیوں اب غیر سہری شکیں ہاتھ سے چلا جائیگا
 دایلم شباط نے شکست برہم ہوا اور کہا کہ خیر اب معلوم ہو جائیگا لا اننا ہر ایرج نے کہا کہ پہلے تو اپنے دل کا حوصلہ نکال لے پھر میں بھی حربہ
 کر دینگا یہ سنکر دایلم شباط نے ایرج پر نعرہ مارا کہ سے تیرے پرزور کا لگی نعرہ بازی ہوتے ایک و گھڑی میں دایلم شباط کا نعرہ ایرج نے
 ہوائی کیا دایلم نے غصے میں آکر اتنے پشت ننگ مارا ایرج نے تھکی دی کہ ارہ پٹ پٹا ہوا ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اپنے ڈال کے اپنے
 کر ارہ کو چھین لیا اور کمر میں دایلم کی ہاتھ ڈال دیا دایلم بھی ایرج سے لپٹ گیا اور ہونے لگے مرکب دونوں کے چٹکے پھیلنے لگے اور
 کیوں نہ کو دھڑے اور امن گردان کر استسین چڑھا کر دھڑے کشتی ہونے لگی چار چہرہ دن کشتی ہوا کی شام ہو گئی مگر شام کو کیا
 علاج نہ ہوئے اسی طرح کشتی ہوا کی جانب میں سے رشتی آئی ہوئے کے خزان دودھ کے گائے سے آکر موجود ہوئے دایلم شباط نے کہا کہ
 کالیس نوجوان ایرج نے کہا کہ تو کھائے میں تو غیر سہری شکیں باندھے ہوئے کچھ کھاؤ لگا غرض دایلم نے سیوہ کھایا اور دایلم ایرج
 نے کچھ نہ کھایا کہ یہ تو آقا کرک مست لہذا کاشا گرد ہر جانتا ہو کہ کھانے سے بوجھل ہو جانا ہر الغرض جب دایلم طرح کھا چکا تو
 پھر دونوں کشتی لڑنے لگے تا انکہ دوشنبہ روز درجہ کیا سہرے روز ایرج نے لشکر دایلم کا ٹوڑ ڈالا اور ہاتھوں پر اٹھا کے بالائے سر
 مثل طاووس اشہازی کے چرخ دینے لگا بعد اسکے ایرج نے چاہا کہ زمین پر سے مارے کہ دایلم نے آواز دی اللہ ماں صاحب قمران
 آفتاب پرستان ایرج نے جواب دیا کہ اگر تو آفتاب پرستی قبول کرے تو میں تجھے چھوڑ دوں دایلم نے کہا کہ اچھا ایک شرط میری ہے اگر اسے قبول کرے
 اگر میں بعد قیامت آفتاب پرست ہوں ایرج نے اسے زمین پر رکھ دیا وہ دونوں پر گر پڑا اور غرض کیا کہ ایرج نوجوان شہر ط
 میری یہ ہو کہ حامد بن حمید زنگی کہ سانچ لاکھ زنگیوں کا افسر کراسکی میں عیون عاشق ہوں مگر کوئی تدبیر نہیں بن سکتی ایسے بہت
 پیغام بھی بھیجا تھا تو اسنے مطلق تھا تو کیا بلکہ میرے لہجے کو بھی مار ڈالا اور جو لوگ سکے ساتھ گئے تھے انکا بھی بڑا ہلاک اور
 ہر روز یہ خبر رہتی ہے کہ اب حامد بن حمید آیا اور اب آیا سہریرا اسی کا نودنگ رہتا ہے جب سکائے کی خبر سنا ہوں تو ہاتھ لگے کہ قصہ سنان
 اسلئے کہ اس کے ساتھ سانچ لاکھ سوار ہیں میں اسکا کیا بنا سکوں گا میرے ساتھ لاکھ سوار بھی لورے نہیں ہیں ایرج نے کہا کہ تم کچھ اور
 نہیں میں اسے زیر کر دینگا طرح رکھو سفیل اور پھر سے ملایا دونوں لشکر ایک نے دایلم نے ایرج کی دعوت کی بعد اسکے ایرج

دولاکہ زنگی ساتھ لیکر قلعہ برقان کوہ کی طرف حمید اور حامد بن حمید کے مقابلے کو روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہنچا اور یہ خبر حامد بن حمید کو پہنچی تو بہت برہم ہوا اور کہا کہ خیر آتا ہے تو اس نے دو دیکھو تو کیا سترائے معقول دیتا ہوں اور اس وکیل کو انجان ہی سے مار ڈالوں گا اور یہ لکھ کر حکم دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے بموجب حکم فوج قلعہ سے باہر نکلی اور طبل جنگ بجا کر آدھرا سرج کو خبر ہوئی کہ طبل جنگ حامد بن حمید نے بجوایا ہے سکر اسرج نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر تیار ہی رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفوں جلال و جمال آراستہ ہوئے نقبوں سے تعاقب کی بعد اسکے حامد بن حمید زنگی میدان میں آیا اور مبارزہ طلبی کی اس طرف اسرج فوجوں مرکب کو چپکا کر مقابل حامد کے آیا لگا دڑنی ہوئی اسرج کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور حامد کا گھوڑا تین قدم لپسا ہوا دونوں نے مرکبوں کو رانوں میں مسکر رہا بلکہ کیا حامد کی نگاہ جو چہرہ اسرج پر پڑی ایک آفتاب جلوہ گر دکھا آنکھیں خیرگی کرے لیکن حامد نے حیران ہو کر پوچھا کہ ایوان تیرا کیا نام ہے اسرج نے کہا کہ مجھ کو اسرج فوجوں کہتے ہیں حامد نے کہا کہ تیرے نام سے تو تیرا بڑا نام سنا تھا بھی تھا کہ اسرج کوئی بڑا پھلوان زبردست اور تند اور ہوگا مگر واہ واہ اسی قدر قناعت پر رہو ہی ہے اور انھیں ہاتھ پاؤں پر اپنے کو صبا جعفران کہلاتا ہے اسرج نے کہا کہ خیر اس کب سے کیا قاتل ہے جب ہاتھ اٹھاتا ہے آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ کون قوی ہے اور کون ضعیف حامد نے کہا کہ اچھا لا حربہ اپنا اسرج نے کہا کہ پہلے یہی اپنا ہر صلہ نکال پھر میں گوار کروں گا یہ سکر حامد نے اسرج پر نیزہ مارا اسرج نے نیزہ اسکا ہوائی کر دیا حامد نے تلوار ماری اسرج نے تلوار باسکی پکڑ لی کہ میں ہاتھ بڑھ گئے زور ہونے لگے مرکب دونوں کے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں کے دونوں گھوڑوں سے کود پڑے کشتی ہوئے لگی جابر شاہانہ روز کشتی ہوا کی پانچویں روز اسرج نے اسکو زیر کیا اور کہا کہ میں آفتاب پرستی قبول کر گئے کہ کہ ایک شہر سے اسرج نے کہا کہ وہ شہر بیان کر حامد نے کہا کہ میں دختر کیو ان فلک نصرت ملے مگر چہر پر عاشق ہوں اسے دلواد بھیہ نوین اپنے لشکر سمیت آفتاب پرست ہوئے ہوں اسرج نے کہا کہ میں تیری محبوبہ تھی دلواد لگا کر اپنی بہن کو ولیم کے ساتھ منسوب کر دے اُس نے کہا کہ بہت بہتر ہے مضائقہ ہے غرض اسرج فوجوں نے تمام قلعہ اور شہر برقان کوہ کو آفتاب پرست کیا اور شادی ولیم کی نہ لگے بانو کے ساتھ کر دی بعد اسکے نولاکہ زنگیوں کی صحبت فراہم کر کے حامد بن حمید کو بادشاہ کیا تخت زرنگار پر بٹھایا اور فوج کثیر نولاکہ زنگیوں کی اپنے ہمراہ لیکر بعد کرد فر جانب ہفت منظر سلیمانی کے روانہ ہوا۔

اب یہاں سے چند کلمے داستان طرماسپ کے بیان کیے جاسکتے ہیں

کہ طرماسپ جو نور الدین کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا تو لکھنؤ اسکو لیکر علی الصبح ایک محل پر فرما میں پہنچا اور گھانس چرے لگا چرے چرے ایک پھوسری ہو لیتا ہے تو طرماسپ زمین پر تھا اور گرنے ہی بے ہوش ہو گیا ہوش جو آیا تو اپنے کو ایک صحرا میں پایا کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے سوائے صحرا کے اور کچھ نظر نہیں آتا مگر زخم سے خون جو علی الانصال جاری تھا وہ بند ہو چکا ہے طرماسپ اٹھا دیکھا کہ ایک درخت پر بڑے بڑے چوٹے چڑیے بیٹے جاتے ہیں اور سانے ایک چیمہ آب پر بیٹے زخم اپنا دھویا بعد اسکے چوٹے پکڑ کر اپنے زخم میں ٹانگے لگائے بعد اسکے گتھڑے کو مگر اڑیں اسکا درست کر کے اسپر سوار ہوا اور ایک گانوں میں پہنچا دریاں کھانا کھا مازینندار سے وہاں کے جا کر ملاقات کی پوچھا کہ کوئی شہر بھی یہاں سے قریب ہے اس نے کہا کہ ہاں شہر شہر قریب یہاں سے دس دن کا سفر ہے غرض کوئی دو چار روز وہاں قیام کیا جب زخم کچھ اچھا ہو لیا تو جانب شہر شہر قریب روانہ ہوا جب داخل شہر ہوا تو شہر کو نہایت آباد و شاد پایا البران شاہی کا پتا پوچھتا ہوا دربار کا چہرہ آبا گنہ شہر سے اتر کے بارگاہ کے اندر چلنے کا قصد کیا دربار نے روکا اسکے اس نہایت لہجہ سے کہ ستر سے آگے طرماسپ بے تحاشا البران شاہی کے اندر چلا گیا کہ مشرق شاہ تخت پر بیٹھا ہے سرداران فوج افسران سپاہ گردا گرد اسکے تمکین میں طرماسپ پکارا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر کہ جو ستر اعظم آفتاب تابان کو برق جانتا ہو مشرق شاہ خیر ہوا کہ پہلے دروازہ بارگاہ پر غل و شور ہوا کہ اسے دربار کو مار ڈالنا بعد اسکے

طر ماسپ کو دکھا کہ اندر آیا اور بطریق آفتاب پرستان سلام کیا پوچھا کہ اس عزیز تو کون ہے کہ بارگاہ دین بے لطمہ جلایا اور ان کو اڑا کر دین آفتاب پرستی کا نام لیتا ہے تو ایسا کمان کا زبردست ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے اگر تو سودا کی ہوا ہو تو اپنا علاج کر دین یہ حرکات میرے جملہ خرابی میں ڈالینگے طر ماسپ نے کہا کہ سن اس بادشاہ نام میل طر ماسپ بن ملہاس بن عنقویل دیو پروردہ ہر رفتن بالخصیص میں زبرد آفتاب پرستان نظر کر دے پیر قطب دوران صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا آیا ہوں کہ تمکو آفتاب پرستی کی جانب ہدایت کردن اور میں ہاتھ سے میرا حمزہ کے زخمی ہوا تھا گینڈا بیان لیکر نکل آیا یہ فقرہ شکر شرف شاہ اور بھی برہم ہوا اور پکار کر کہ اسے جلد اسے گرفتار کر لو سودا کی ہو گیا ہے ہکوا آفتاب پرست کرنے آیا ہے یہ حکم سنکر بہت سے لوگ دوڑ پڑے طر ماسپ انکی جانب حملہ آور ہوا بہت سے لوگوں کو قتل کیا لاش پر لاش گرا دی جس پر ساہوکار اس کے دو ٹکڑے تھے ایک ٹکڑے مجاہد یا شرق شاہ نے جو یہ جنگ لکھا بارگاہ سے باہر نکل آیا تخت پر سوار ہوا چالیس ہزار سوار اس کے ہمراہ ہیں سب ایک اسکو گھیر لیا چار طرف غلغلہ کر کے لیتا اس مرد کو طر ماسپ بھی خوب ہی لڑ رہا ہے تاہم ایک بہت سے لوگ طر ماسپ کے ہاتھ سے مارے گئے اب عجب تماشہ ہو رہا ہے کہ بازار میں لڑائی ہو رہی ہے دکاندار دکان میں الگ شور کر رہے ہیں راہ گیر الگ چلا رہے ہیں قند جو طر ماسپ کا بچہ گڑھا ہے تو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کوئی دیوتا ہے جو بعضے کہتے ہیں کوئی رئیس ہے بعضے جو بہت سے ہیں وہ چلا رہے ہیں کہ دیوتا میر میرانی کیجیے ہم تو آپ ہی کے ہیں واسطہ بھگوان کا ہکو قتل نہ کیجیے اور طر ماسپ برابر ساہوکار رہا ہے جس پر چل پڑ گیا اس کے درمی ٹکڑے تھے جس پر نہ پڑ گیا اسکا بھیجا پاش پاش ہو گیا کسی محلے سے کوئی ہاتھ نہیں نکلتا کہ بالکل کو مقبور کر کمان جائیں کسی محلے میں کل ال محلہ ایک جگہ مجتمع ہو گئے ہیں کہ وہ بلا ادھر آئے تو اسکو مارنے کے ایک ہزار تمام شہر میں بھاڑا ہوا جس طرح مست ہاتھی سے لوگ بھاگتے ہیں اس طرح طر ماسپ سے لوگ گھیراں ہیں جس طرف طر ماسپ نکل جاتا ہے لاش پر لاش گرا دیتا ہے اور ایک قتل ہو جاتا ہے کہ میان وہ طر ماسپ آپہونی بھاگو بھاگو لوگ بھاڑا مار کر تر تہر ہو گئے ایک لم نہ دھالا ہو گیا آدمی پر آدمی گرنے لگا لیکن طر ماسپ نے جو بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور ایک سان آٹھ ہتر تک لڑا کیا تو اس کے زخم سے ٹھٹھانے لگے خون بہت جاری ہوا اور غش طاری ہو گیا عیار دن نے کندن مار کر مڑا لیا طر ماسپ نو ہوش تھا ہی اسی حالت میں غل وزخیر میں گرفتار کر لیا شرق شاہ نے حکم دیا کہ اسے زندانی میں لے جاؤ اور سب لاشیں اٹھوا کر دفن کر دو حکم دے کر چلا گیا دوسرے روز صبح بارگاہ میں آکر بیٹھا تھا اور حکم دیا کہ جلد اس قیدی کو لاؤ میں اسے قتل کروں گا ذریعہ ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اسے رہنے دیجیے اور اس کے زخم کا علاج کرایے شاید کسی وقت میں اس سے کوئی کام نکلے کھانا اس کے لیے تعریف کیجیے اور تاکید فرمائیے کہ کسی طرح کی تکلیف اسے نہ پہنچنے پائے کہ خداوند علیہ السلام دعا در کہم ملتے ہیں ذریعہ کہنے سے بادشاہ خاموش ہو رہا تو اس کے زخم کا علاج شروع کیا جب زخم اسکا اچھا ہو گیا تو شرق شاہ نے اسے بلایا اور کہا کہ اس طر ماسپ میں لقا پرستی اختیار کر طر ماسپ نے کہا کیا خوب میں ایسے دین روشن کو چھوڑ کر اس بھگوڑے لقاے بے بقا کو سجدہ کروں مجھے۔ لہر ہرگز نہو گانجے مرگ گوارا ہے اور لقا پرستی منظور نہیں شرق شاہ نے کہا کہ خبر سے نید ظن میں رکھو سمجھا جائیگا طر ماسپ کو پھر حسب الحکام شاہ قید کیا مگر کھانا پانی شراب و کباب وغیرہ سب اچھی طرح پہنچتا رہا چند ہی روز گزرے تھے کہ ہر کار و تن نے اس کو عرض کیا کہ شرق شاہ بادشاہ نہ طاق سکندری سکندر شاہ عا و اور سعادت شاہ بن سکندر فرج کثیر لے ہوئے تہر آتا ہے جب سکندر شرق شاہ کانپ گیا اور اپنے وزیروں سے مشورہ کرنے لگا کہ میں تو سکندر سے ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا اب تمہاری کیا رائے ہے ہر بھاگ چلون یا قلعہ بند ہو جاؤں اکثر نے قلعہ بند ہونے سے بھاگ چلنے کو پسند کیا اور کہا کہ خداوند اسکی فرج ہو سکے گا چھیلنے کا گیند جانتی ہے دم بھرن قلعہ ہاتھ سے جاتا رہے گا بھوننے کا پسند کیا اور کہا کہ خداوند یہی ناکہ مارے جائے گا دل کا معاملہ تو نکل جائیگا بھاگ جانا تو مردی و مردانگی کا نام دبوٹا ہے مگر ایک وزیر جو نہایت ہوشیار اور ذہین اور تھیں

غرض کرتے تھے کہ طرماسپ کو زندہ آنکھوں سے طلب کیجئے اور اس سے کہئے کہ وہ سکندر کا مقابلہ کرے اگر وہ مقابلہ کا اہل
 کرے تو اسے چھوڑ دیجئے اور اگر وہ حریف کو مارے تو اس کا دین بھی قبول کیجئے شرق شاہ نے کہا کہ اچھا بلاؤ طرماسپ کو
 اقصیٰ طرماسپ کو زندہ آنکھوں سے طلب کیا جب وہ آیا تو اس سے کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اگر تو سکندر پر غلبہ کر گیا تو میں
 دین آفتاب پرستی قبول کرونگا طرماسپ نے کہا کہ ہاں میں سکندر عادت سے لڑوں گا آپ نہ گھبرائیے اور نہ کوئی تشویش کیجئے
 شرق شاہ نے حکم دیا کہ آہنگریوں کو بلو اگر قید اسکی کٹو اور طرماسپ نے کہا کہ وہ بادشاہ کچھ آہنگریوں کی حاجت نہیں ہے یہ کہہ
 کر قیدیوں کی رہائی کے لئے نذر ڈالی شرق شاہ بہت خوش ہوا طرماسپ کو حاکم کر دیا لباس فاخرہ پہنا یا دوسرے ہی روز
 خبر آئی کہ لشکر سکندر عاؤ کا آپہنچا طرماسپ نے کہا کہ کچھ برداشت نہیں ہو تم بھی لشکر اپنا باہر نکالو شرق شاہ کا بھی لشکر باہر کیا
 ادھر لشکر سکندر شاہ میں بل جٹ بھاڑا دھر شرق شاہ کے لشکر میں نقارہ زمری نواز اس میں آیات بہر دونوں
 لشکر میں بنیادی رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آما سے میدان میں دوڑے صفوں جلال و جمال آراستہ ہوئے یمن یمنیوں نے
 نقاب کی ادھر سے سعادت شاہ اپنے آپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارک طلب کیا ادھر سے طرماسپ شرق شاہ
 سے اجازت لیکر میدان میں آیا سعادت شاہ کے سامنے آئے لگا درزن ہوا بعد لگا درزنی کے سعادت شاہ نے پوچھا
 کہ تو کون ہو نام و نسب اپنا بیان کر اسنے کہا کہ مجھے طرماسپ بن طماس بن عنقول دیو پرور کہتے ہیں میں صاحبقران
 آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق ہوں اسنے کہا کہ طرماسپ دین لقا پرستی اختیار کریں مجھ کو اپنے لشکر کا
 کوفہ لگا کر طرماسپ نے کہا کہ سعادت شاہ پہلے میں بھی لقا پرستی ہی تھا جب میں نے دیکھا کہ وہ لائق خدائی اور قابل پرستش
 نہیں ہے تو میں نے اس پر لعنت کی اور دین آفتاب پرستی قبول کیا یہ لشکر سعادت شاہ نے کہا کہ ہاں یہ کہہ کہ تو لقا کو بڑا
 جانتا ہے میرا معلوم ہے بایگیا اور جو جہ تیرے پاس ہوا طرماسپ نے کہا کہ تو پہلے وار کرے تو میں حربہ کرونگا یہ سنکر
 سعادت شاہ نے نیزہ ملا طرماسپ نے بند اول ہی میں ہوائی کر دیا سعادت شاہ نے تلوار ماری طرماسپ نے وار
 بجا کر تلوار اسکی بکڑی زور ہونے لگے مرکب توپٹ کے پھل بیٹھ گئے دونوں گھوڑوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی
 طرماسپ نے قریب شام اسے زیر کر کے قید کر لیا دوسرے روز سکندر خود میدان میں آیا اور مبارک طلب کیا
 طرماسپ نے اسکا بھی مقابلہ کیا شام تک مقابلہ رہا آخر کار طرماسپ نے اسے بھی زیر کر کے قید کیا صبح کو دونوں کو
 اپنے سامنے طلب کیا انھوں نے سامنے آئے ہی بطریق آفتاب پرستان سلام کیا طرماسپ نے انھیں بٹھایا اور دست لقا
 اور دست آفتاب پرستی بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ اگر تم نے آفتاب پرستی اختیار کی تو فیماورنہ میں تمہیں زندہ بچھوڑ دوں گا یہ سنکر
 دونوں بھی آفتاب پرست ہو گئے اور شرق شاہ بھی آفتاب پرست ہوا سکندر عاؤ کے بجا کر اپنے تمام لشکر کو آفتاب
 پرست کیا اور طرماسپ کو شہر نطلق سکندری میں لے گیا دعوت و ضیافت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا غرض
 طرماسپ میں لاکھ سوار اور پیادے اپنے ہمراہ لیکر خدمت ایرج نوجوان میں روانہ ہوا

ایک بیان ہے کہ حیدر علی و استان اس ورویش کے حال میں بیان کیے جاتے ہیں کہ جسے ملکہ قمر جہر کی
 تصویر نور الدین کو دی تھی اور نور الدین ہر نے اسے اپنا خیر و یا تھا کہ تو لشکر اسلام میں اسے لے جا
 کاتبان حکایت ہجرت آیات و عجایب مضامین حیرت نشان کو صفحہ قرطاس پر یوں تحریر و تسطیر کرتے ہیں کہ جب وہ فقیر
 اس خیر کو لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا تو بہت جلد جلد مراحل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سات چور لباس فقیرانہ پہنے
 ہوئے ایک جانب سے بھاہوتے اور خواجہ منصور اس خیر کو کہے میں لےئے ہوئے اپنے گلے سے لگائے ہوئے چلا جاتا تھا
 ان چوروں نے یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس کوئی نایاب چیز ہے جسے چھپائے ہوئے چلا جاتا ہے

آپس میں صلاح کی کہ کسی طرح اسے دیکھا جائے کہ یہ کیا چیز ہے تا ایک وہ سب ایک فقیر کے لئے راستے وہ ساتوں کو کوئی کو علی گئے اور
 فقیر نے خواجہ منصور میں ہٹھا رہا جب ساتوں پھر کرائے تو شیرینی میں بیہوشی آلودہ کر کے اس رویش کے آگے بھی رکھی خواجہ
 منصور نے کہا کہ بابا یہ شیرینی کیسی سہانہ ہے کہ داتا گنگوٹے تھے تو تم بھی کھاؤ کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو خواجہ منصور نے
 کہا نہیں بابا اندیشہ کا ہے کا اور تردد کس امر کا معبود الگ ہے شعر درویش بلا پوش بلا چٹ من میان ہمینک من جواہر کو
 مسلک کرین افیون کا گولہ میں ایسے سم آفت اور مجھے تو اسی پر سر منڈایا ہو ہی ہمارا مالک ہو یہ کہکرا فیون نکالی گھوٹ کر لی تپہ اسکے وہ
 شیرینی کھاتی بس کھاتے ہی بیہوش افتاد دہرات گئے سب نے دیکھا کہ خوب ہوش ہو گیا تو وہ خیر خیر لیا اور بہ صلاح کر کے کہ
 اسے بیکر مصیبت کر لینگے زمین میں گاڑ دیا جب غیب کو بیدار ہوئے تو لگے نشہ جہانے حقون کے دم اڑاتے اور کمر بن چست کرنے کرتے ہیں
 خواجہ منصور کی بھی آنکھ کھل گئی لہذا خیر کا نائب تھا جان نکلتی تھیں ہو گیا کہ انھیں سب نے خیر لیا ہو جان پر تو صدر تھا ہی بیکار
 کہ کہ میں تمہیں ہرگز جانے نہ دوں گا تمہیں میرا خیر خیر لیا ہو وہ ساتوں تو ایک دل تھی ہی کہنے لگے کہ اے داتا گنگوٹے خیر ہو اسے تو لکھا
 سو نہ ہوا یہ فقیر دن رات لگتا ہم لوگ جو رہی کیا جانیں جو مانگنا دی کھا نا شعر لنگے زیر و لنگے بالا نہ غم زد نہ غم کا لاہ اسے
 میان ہمارا اسباب تمہیں ہے کہکرا کرین کھول ڈالین سب اسباب گھوٹ کر سامنے رکھا گیا بابا دیکھ لے یہ سب اسباب ہو جو رہی تھیں
 کچھ پیٹ میں تو رکھ نہیں لیا اور جب اسباب کھا چکے تو سونے پیر پیر گرد ہوئے فقیر فکیر ارتھا نفع ہوا کہنے لگا کہ خوب بات ہے
 اسی کا اسباب کم ہوا اسی کو مارتے ہو یہ کہکرا نے فقیر دن سمیت اٹھ کر ہوا یا دی یا مرشد یا داتا کا ظل ہوا اور سر ایک کہنے لگا کہ جب
 لنگا سے حرام خوار آتے ہیں مل بھی خیر میں اریٹ بھی کرن قضاے کار شہر سیر نکال کی کو تو الی کے لوگ کہ اسی شہر کی عملداری
 میں یہ مقام تھا موجود تھے قتل و سبکداری جو ہوا تو ان سب نے اگر فقیر دن کو گھیر لیا ہو چھا اسے یہ کیا شور و غل ہاں ساتوں نے کہا کہ
 ہو کیا یہ فقیر ہمیں عیش جو رہی لگتا ہو اور ہم اسے اسباب سے واقف نہیں ہر چند کہتے ہیں کہ ہمارا سب اسباب دھونڈ دے مگر
 کسی طرح نہیں آتا اور وہ فقیر لڑا زار و رہا ہو کہتا ہے کہ جہان میرا خیر گیا وہاں مجھے بھی مار ڈالو وہی تو دسلہ تھا میری روٹوں کا تین
 اب ایسی شو کہا ہے پاؤنگا اب وہ سیاہی تکیہ ار کی جانب متوجہ ہوئے کہ شاہ صاحب ہم کیا کہتے ہو اس تکیہ دار نے کہا کہ بابا
 میں تو اپنا چاشا ہوں کہ یہ آٹھون فقیر کل شام کو میان آئے تھے یہ ساتوں تو کانوں میں گدلی کو طے گئے اور یہ آٹھون فقیر کا
 خیر جاتا رہا یہ ہمیں رکھا تھا یہ نہیں گیا صبح کو میں نے اسے روتے دیکھا کہ ہمارے میرا خیر جاتا رہا اب ان سبھیوں نے اس فقیر سے
 پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے خواجہ منصور نے کہا کہ صاحب یہ ساتوں راستے سے میرے ساتھ ہو لیے تھے اور آپس میں شکر گوشتی
 کرتے جاتے تھے کہ جو کچھ اس فقیر کے پاس ہے یا چھین لیجئے مگر تم کو غافل نہ پاتے تھے اور میں بہت ہوشیار رہتا تھا جب میں
 اس تکیہ پر آیا تو زبردستی مجھ کو شیرینی بیہوشی آلود کھلا کر بیٹھ گیا جب میں بیہوش ہو گیا تو رات کو ان سبھوں نے میرا خیر خیر لیا
 وہ ساتوں لپکا رہے کہ چاشا ہم کو خیر بھی نہیں کہ اس کے پاس کیا تھا سبھیوں نے دیکھا کہ یہ ساتوں تو ایک طرف ہیں اور
 وہ اکبلا بلبلایا جاتا ہے کہ ان سب کو کو تو ال کے پاس لپکو وہ جو چاہے سو کرے اور ان آٹھون فقیر دن کو پیر کر کو تو ال کے پاس لے
 اور تمام حال بیان کیا کو تو ال نے کہا کہ اچھا ہم دم بھر میں قبلوائے لیتے ہیں ابھی نور بہادری کے مار کے آگے نہ بھرت بھاگتے ہو
 ان ساتوں کو بندھوا کر آنا نے مارنا شروع کیے ایک فقیر انہیں سے تاب مار کھانے کی نہ لاسکا نکارا کہ میں بتائے دیتا ہوں مجھے
 جھوڑو آسکو مارنا سو تو کو دیا جب نہ کم ہو گئی تو کہتے لگا کہ تکیہ کی پشت پر اس خیر کو گاڑ دیا ہو کو تو ال نے کہا کہ یاد ہے اسکے
 ساتھ جا میں اور پتھر سے آئیں جب وہ پتھر آتا تو اسے کھولا دیکھا کہ ایک خیر غلام جانا نکار میں ہو کہ قبضہ آسکا الماس کا خیر کو کھنسی کر دیکھا تو
 ایک پرچہ الماس تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ برق جمک گئی کو تو ال اس خیر کو دیکھ کر روئے ہو گیا پہلے تو خیال میں گزرا کہ اس فقیر کو کچھ دیکر
 یہ خیر لے بھر سوچا کہ اگر یہ راضی ہو اور بادشاہ مکت خیر ہو چکے گئی تو تو مفت میں دلیل ہو گا اس سے مانگ کیا بھرت ہے کہ یہ خیر

بادشاہ کو ملکر اسے قصہ فقیروں کو تو وہ بن چھوڑا اور خود جا کر وہ خجندہ بادشاہ کو دکھایا بادشاہ نے جو اس خجندہ کو دیکھا تو نام مبارک حضرت سلیمان پیغمبر اس خجندہ پر کندہ تھا اور فی الحقیقت ایسا خجندہ کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا تھا سو جان سے عاشق ہو گیا پوچھا کہ کون کو تو ال یہ خجندہ کہاں سے ہے ہاتھ آیا کو تو ال نے کل حال میں دین ان فقیروں کا بیان کیا بادشاہ کو یہ خیال گذرا کہ اس خجندہ کے ساتھ ستر لوار بھی ہوگی کو تو ال سے کہا کہ جلد ان فقیروں کو بلو اور کو تو ال نے اس وقت ان فقیروں کو طلب کیا جب آئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ ستر لوار اس کے ساتھ کی کہاں ہے جلد بناؤ ورنہ تم سب کو قتل کرونگا وہ سنا تو ان فقیروں کو کہنے لگے کہ حضور ہم نہیں واقف خجندہ اسی شخص کے پاس تھا یہی بتایا گیا جب بادشاہ اس سے مخاطب ہوا تو اسے عرض کیا کہ یہ خجندہ کون ہے اور الہ صوفی دیا تھا اور تمام گزشتہ اجہا آسمانک بیان کی بادشاہ کو یقین نہ آیا سمجھا کہ یہ کون ہے کہنے لگا کہ اگر تمہیں ستر لوار اس کے ساتھ کی دیری تو نگو بہت کچھ دینگا ورنہ تم مارے جاؤ گے فقیروں نے کہا کہ اگر معبود نے قصہ اسی شہرین لکھی ہے تو پھر مجبور بن گیا بنا سکتے یہ سن کر حکم دیا کہ اچھا ان سب کی گردن مار دو کو تو ال ان سب کو شہر سے باہر لایا جلا وطن کو طلب کیا میدان خوبی تیار ہوا اور کیش تسمہ کش چھپان بولیاں سب سے جو دہن اس وقت کو تو ال نے کہا کہ انھیں چار پر کھینچو نہیں تو یہ ستر لوار اس کے ساتھ کی بتائیں اور سب فقیر بکار رہے ہیں کہ بالقامہ سے بالقامہ اور بالات علی و منات معلی الغیث ہم سب بیگناہ تریخ ہونے ہیں مگر خواجہ منصور نو مسلمان تھا یہ جاننے لگا کہ ایسا ملک حقیقی و خالص حقیقی اس وقت بہن میری مدد کر سوا ہے میرے کسکو بکار دین ایسا ملک میرے بھکواس جاکنی سے نجات دے اسٹھار

ایک کتای بستہ کاران	مقصود وہ امید داران	ہم غشی صد نکات تو ہی	ہم ناظم کائنات تو ہی
ہر کھنڈ و دیرین تراشور	موران ضعیف کو ترانور	تو ہی ہو دواے دردندان	تو ہی ہو اسبہ مستندان

میں بیگناہ مارا جاتا ہوں مجھے اس ہلاکت سے جلد نجات دے بس سکا یہ دعا مانگتا تھا کہ تیرا عہد اجابت پر جاگزیں ہوا اور جانب حق سے ایک تنق گرد کا بلند ہوا جب دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ طماس بن عقیل مل پور و رگر گردن پر سوار سانسے سے نمودار ہوا ہر خلق دیکھا یہ بھی اس مقام پر آیا دیکھا کہ کچھ خیر تیغ بیٹھے ہوئے ہیں اس جگہ پر توجہ کیا لکھنا مناسب ہے کہ طماس بن عقیل مل پور و رگر طماس کے تعاقب میں نکلا تھا قضاے کائنات کے درکار طماس کو دھوکا دیا جاتا تھا بھی ہو چکا گیا الفکہ طماس نے کھانا سے ڈانٹ کر کہا کہ خبردار انھیں ابھی مارا اور کو تو ال سے کہا کہ آخر لگا گناہ کیا ہے جو انکو قتل کرنے ہوئے خالی بیان کیا اور خواجہ منصور بکار لکھنے بھی میرے پاس سے چھن لیا اور ناحی مجھے قتل کرنے میں اس کے ساتھ کی تیار کیا گیا اس سے لاؤں طماس نے کہا کہ تو کون ہے اور خجندہ ہے پاس کیا تھا اسے کہا کہ جان بچے تو بیان کروں طماس نے کو تو ال سے کہا کہ خبردار اسے نہ مارا کو تو ال نے کہا کہ حکم شاہی ہے کہیں نہ ماریں طماس نے کہا کہ بادشاہ تیرا کیا حقیقت رکھتا ہے اور تو کیا فرمان ہے جو دور ہو سانسے سے اور جلا وطن سے کہا کہ تمہاری بھی قضا آئی ہے جاؤ چلاؤ جلاؤ و رگر کھڑے ہوئے مگر کو تو ال فرما کر مہا کہ تو ہو کون جو انکا حمایتی بنا ہے کیا تیری شہادت آئی ہے طماس یہ سن کر بہت برہم ہوا اور ایک سا طور پر اس کے ماننا ہے تو برابر دگر سے تھے یہ معرکہ دیکھ کر کو تو ال کے پیارے تلوارین سوت کر دے رٹے طماس نے ایک لمحہ بھر میں ان سب کو مار ڈالا یا بانی پیادے اور تماشا بین بھاگے طماس نے خجندہ کو ہا کیا سرکاروں نے جا کر بادشاہ کو خبر دی کہ اس شخص کو ش ایک عادی پاکہ تنہا آیا ہے اسے کو تو ال کو مع یادوں کے بلو اور فقیروں کو ہا کر دیا بادشاہ نے یہ خبر سن کر حکم دیا کہ فوج تیار ہو اور خود ایک گیمڈے پر سوار ہو کے تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر اس طرف روانہ ہوا اور یہاں طماس ان فقیروں سے حال پوچھ رہا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ بیان سے چلے تو چلیے ایسا نہ ہو کہ فوج شاہی آج اور طماس کہہ رہا ہے کہ میں جب تک اس شہر کو مسخر نہیں کرنا اور بادشاہ کو بیان کے ذریعہ اسلام میں نہیں لے آتا مجھے آرام نہ ہو گا تم سب فورے تماشا دیکھو کہ یکایک گرد لشکر نمودار ہوئی اور غل و شور ہوتا ہوا سنائی دیا کہ لینا اس شخص کو جسے کو تو ال کو ہارایا اور قیدیوں کو چھڑایا ہے جانے نہ پائے یہ رنگ دیکھ کر طماس سا طور پر کچھ کر دے اور اس فوج پر حملہ آور ہوا جس کے

ساہوگر کیا اسکے دو ہی گوسے تھے ایک مہاجرین ایک جماعت کثیر کو ہلاک کیا لاش بھاش گرا دی اکیلے نے سیکڑوں کے وارے
 سارے کر دیے وہ تلوار کی کہ طرف سے صد انجسین آفرین کی بلند ہوئی علیہا نے لشکر نے رفقہ فطیم می نرے استقبال کے لیے
 آگے بڑھے کہ نہیں قربان ہونے لگیں ہاں تیر و کلا عمود سے صد اے آفرین حسین بلند ہوئی ایسا کر اگر رستم و اسفندیار کی یاد دلاؤ
 اللہ کو کون کو قتل کرتا ہو محمل سبز پوش تک پہنچا اسنے تلوار ماری طہماس نے تلوار اسکی چھین کر کمر بھین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا جا
 طرف سے کفار کا نرغہ ہوا ہر طرف سے طہماس بر تلوارین بڑے لگین مگر جو شخص طہماس بر تلوار مارتا ہو طہماس محمل شاہ کو چھپا
 سر سامنے کر دیتا ہو اور محمل سبز پوش چلا اٹھتا ہو کہ اسنے سنبھل گس بر تلوار مارتا ہو یہ آواز سنکر وہ تلوار کو روک لیتا ہو اور
 طہماس جب ساہوگر مارتا ہو تو قسیدہ دو ہی لڑے ہو جا رہے ہیں اللہ محمل سبز پوش بہانہ تک تر یا کہ کہ بند اسکا ٹوٹ گیا اور
 ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا اور بھاگا محمل سبز پوش کے بھاگتے ہی تمام فوج بھاگ نکلی طہماس نے اسکا تعاقب کیا محمل سبز پوش
 مگر قلعہ بند ہوا اور گولہ اندازوں سے کہا کہ بار دو تو میں مجبور حکم گولہ بار سے لگا کر پڑنے لگی اور جو لوگ محمل شاہ کے بیرون قلعہ رہ گئے
 تھے ہر چند وہ چلے گئے کہ اسے میں تو اسنے دو گھر سستا کون ہو آخر کار وہ سب بھاگ کر طہماس کے پاس آئے اور ہاتھ باندھ کر
 کیا کہ ہم آپ کے مطیع ہیں طہماس نے کہا کہ اچھا تم ہمیں کھڑے رہو میں قلعہ کو لیتا ہوں تم بھی میرے عقب میں چلے آنا وہ
 زمین کھڑے رہے اور طہماس ساہوگر ہاتھ میں لیکر جانب قلعہ روانہ ہو رہا ہاں دید بان جو بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے انھوں
 نے بادشاہ سے جا کر عرض کیا کہ عادی آہو پنا اسنے کہا کچھ سردانہیں خوب زور آنے دو جب طہماس قریب دے کے پہنچا
 محمل سبز پوش نے ہوائی و انھی گولہ اندازوں نے تو یوں کو چھینکا کہ سیدہ باندھ کر گولے مارنا شروع کیے تو پنا نہ رعد شکوہ خوش
 خروش میں لگا گولہ برسنے لگا طہماس کا بہ عالم ہو کہ جو گولہ اپنی جانب آتا ہو اسے بچاتا ہو نہ نکل جانے دیتا ہو ہاں طرف ہوتا ہو اسے
 بائیں طرف جانے دیتا ہو جو سامنے آتا ہو اسے دست ساہوگر سے کہ وہ پوسے پانچ من کا ہو تو زورالتا ہو یا تھکی دے کہ اسی طرف چلے
 دیتا ہو کہ وہ قلعہ کے برج پر بڑھتا ہو اسی طرح گولہ نکاسیٹا اس کرتا ہوا لب خندق پہنچا یہاں گولہ اندازوں نے عرض کیا کہ خدا
 جفت فلیتہ بارہ کے دفاع کے لیے حکم ہوتا ہو کہ ہاتھ کو روک تو دیکھو تو کہ ایک دم گولہ قضا کا لگا ہی ہو گا ہاتھ کاڑھنا اور جو کا
 چلنا تھا کہ دھواں ہر طرف ہوا اور سب کچھ جھونک دیا کہ طہماس لب خندق کھڑا ہو اور ہٹکار رہا ہو کہ اب تم میرے ہاتھ سے کہا
 جاؤ گے اور سے مانا متوالا تیل کا کر اہ کرک کا پولا بارود کی سنڈیاں منجھین کے پھر پڑنے لگے طہماس نے سیکڑوں کا ایک گھر
 نے ایک نیریشیانی پر باراکہ خون جاری ہوا طہماس نے تیر تو نکال کر پھینک دیا مگر خون پیشانی سے جاری تھا خندق کو بچانے کر پڑا
 ساہوگر دروازے پر باراکہ دروازہ قلعہ کا مع برج گرا طہماس اندرون قلعہ در آیا اور قتل کرنا شروع کیا محمل سبز پوش نے
 دیکھا کہ ظالم عجب بلا ہو لوگوں کو آواز دی کہ اسے یہ کیا مردی ہو کہ ایک تن تنہا کچھ نہیں بنا سکتے تمام اہل قلعہ طہماس پر
 ٹوٹ پڑے مگر ساہوگر کی دہشت سے کوئی طہماس کے پاس نہیں آتا اور طہماس دوسری ساہوگر رہا ہو کشتوں کے پتے
 کشتوں کے انبار لگا دیے قتل کرتا ہوا قریب محمل سبز پوش کے پہنچا وہ چار آدمی جو اسکے رفیق خاص تھے وہ خوب لڑے
 مگر آخر کار طہماس کے ہاتھ سے مارے گئے اور جو لوگ قریب تھے وہ سب بھاگے جب محمل سبز پوش ملے دیکھا کہ عادی قریب
 آگیا تو ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے تلوار اسکی چھین کر ایک طہماس جو ہاتھ تلوار محمل سبز پوش پہنچا تو کمر زمین پر گرا اب لوگ
 درہی سے شور مچا کر رہے ہیں مگر کوئی قریب نہیں آتا اور طہماس کہہ رہا ہو کہ جو اسکے قریب آیا مار ہی ڈالو گا کہ ایک ساعت کے
 بعد محمل شاہ کی اکٹھ کھلی طہماس نے ساہوگر کی نوک چھاتی پر کھدی اور کہا کہ دین حق اسلام کو قبول کرو ورنہ تجھے بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑا
 محمل سبز پوش نے کہا کہ بہت مناسب میں نے لشکر پختہ کی دین اسلام قبول کیا طہماس نے ساہوگر اسکے سینے سے بنا
 لیا وہ نہ منوں پر گر پڑا عرض کیا کہ کلمہ طیبہ ارشاد فرمائیے طہماس نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا محمل سبز پوش کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوا اور

خسرو نے یہ سنا کہ کیا کہ میں نے تو دین اسلام قبول کیا تھیں مگر اگر میرا ستھ دینا منظور ہو تو زمر و شاہ بخت کروں جنوں نے کہا کہ
 زمر و شاہ سے کیا عرض ہی ہمیں تو آپ سے مطلب یہ تھا کہ اس علی بن ابی طالب جو مشرب حضور کا وہی مذہب ہمارا اور سب کے سب کو زمر
 پر حکمران ہونے کا محل طہماس کو ابوان شاہی میں لایا عرض کیا کہ آپ تخت پر بیٹھیں میں آپ کی غلامی کروں گا طہماس نے کہا کہ اگر
 تخت نشینی سے کوئی مطلب نہیں مجھ کو تخت نصیب مبارک ہے ہم لوگ تاج تخت میں تاج گزین ہیں خدا ہمارے شاہ شاہ کو ستا
 رکھے ہم اس کے ہوتے تخت پر نہیں بیٹھ سکتے یہ کہہ کر محل شاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بیٹھایا اور خود کسی جوان نگار پر بیٹھا صحبت عیش و فراہ
 طہماس نے ان اکھنوں فقیروں کو بلوایا اور محل شاہ سے کہا کہ کیا چیز تو نے اسے لی ہے اسے عرض کیا کہ ان فقیروں کو آٹے دیے گئے ہیں
 حاضر کرنا جنوں ان فرض لوگ جا کر ان فقیروں کو بلالے سبھوں نے تہہ بہ تہہ طہماس کی حاصل کی گزیر بھرے تصدق ہوئے طہماس نے
 فقیروں سے پوچھا کہ وہ کیا شے تھی جو تم سے محل شاہ نے چھین لی تھی خواجہ منصور نے عرض کیا کہ خیر تھا یہ کہہ کر روئے لگا طہماس نے
 دلا سا دیا اور محل شاہ سے کہا کہ وہ خیر تھا وہ اسے خیر تھا کہ پیش کیا طہماس نے خیر کہا یہ کہ خیر تو فوراً لے کر کامیو اور خیال گذار کر
 نہیں معلوم اس شہر پر کیا گزری اور بے اختیار ہو کر روئے لگا اور کہا کہ سچ بتا یہ خیر کیونکر ترے ہاتھ لگا یہ خیر تو میرے آٹا کا ہے خود
 منصور نے ہاتھ باز حکم عرض کیا کہ ابکا کیا نام ہے طہماس کی اکھنوں میں آنسو بھر آئے کہا کہ مجھے طہماس بن عقیل بول رہا
 کہتے ہیں بس اسے جو نام طہماس کا سنا عرض کیا کہ آپ ہی طہماس ہیں بن ابوان شاہی کی خدمت میں چلا آتا آقا ابکا اچھی طرح ہی
 کو قصور بلکہ قمر جہر پر عاشق ہو کے فراق محبوب میں جانب ہیفت منظر تشریف لیکے ہیں اور یہ خیر مجھے دے کر آپ کی خدمت میں روانہ
 کیا تھا اور اتنا کہ اتنا کہ کل حال بیان کیا طہماس نے اس رویش کو بہت سارے پیار شرفی دے کر رخصت کیا اور کہا کہ وہ
 سوداگری کرو خواجہ منصور تو مال مال ہو کر چلا گیا اور ان ساتوں فقیروں کو بھی کچھ روپیہ دے کر رخصت کیا اور تمام شہر کو اطلاع
 آباد کیا اور محل شاہ سے کہا کہ میں اب ہیفت منظر سلیمانی کی طرف اپنے آقا نور الدین کی خدمت میں جاتا ہوں اسے کہا کہ آپ
 بھی ہمراہ کا بیجان در شاہزادے کے دیدار کا مشتاق ہوں طہماس نے کہا کہ اچھا چلو کیا مضائقہ ہے محل سب رویش نے اسے
 کو شہر میں چھوڑا اور بیس ہزار سوار ہمراہ لیکر طہماس کے ساتھ روانہ ہوا کچھ دور چلے جاتے تھے تیسری ہی منزل تھی کہ
 قافا سودا گروں کا ہیفت منظر کی طرف سے آتا تھا اور قافلہ باشی اسکا مسلمان تھا طہماس نے قافلہ باشی سے ملاقات کی اور
 پوچھا کہ اسے آتے ہو اسے عرض کیا ہیفت منظر سے طہماس نے کہا کہ اگر کچھ حال میرے آقا نور الدین کا معلوم ہو تو بیان کرو اس
 نے کہا کہ بان میں اتنا جانتا ہوں کہ جیسا شاہزادہ نور الدین روایاں پہنچا تھا تو میں موجود تھا کیوں ان فاکت ہیفت نے شاہزادے
 سے ملاقات کی اور ہیفت خاطر کی ملک قمر خیر کو اس کے ساتھ قسوب کیا اور کہا کہ وہ دیو کے قبضے میں ہے آپ لوگ بچے سے خیر اگر ملک
 نے بچے شاہزادہ سے ہیفت منظر کے گنا عاشق تنوں کو دیکھا کہ وہاں بیٹھے ہیں آپ بھی فقیر بنکر وہاں بیٹھا ہو چنہ کیا ان
 فاکت ہیفت نے منع کیا کہ وضع اختیار نہ کیجیے آپ کی شان کے خلاف ہے لیکن کسی طرح نہا اور فقیر بنکر دیا کہ اسے ہیفت منظر کے
 بیٹھا ہو اور ہیفت منظر پہنچ دریا میں ساتھ درجے کی عمارت ہو دیووں کی بنائی ہوئی آدم زاد وہاں جا میں سکنا اور وہاں
 وہاں کا مالک ہو ملک اسی کے قبضے میں ہے طہماس نے جو یہ حال اپنے آقا کا سنا سوداگر کو نو رخصت کیا اور خبر لی کہ اس نے فقیر
 محل سب رویش بھی اپنے ہمراہیوں سمیت گریہ بستر ہو القصد طہماس بن عقیل کو پورے موضع فقیری طرف ہیفت منظر روانہ

اب یہاں سے پھر کہستان عبرت نشان شاہزادہ نور الدین کی بیان فصاحتی ہے۔
 کہ وہ مشتاق دیدار بار فقیر بنا ہوا اسے ہیفت منظر کے بیٹھا رہتا ہے اور بھی قبضے فقیر وہاں عاشق بنے ہوئے بیٹھے ہیں وہ بھی مست
 و محلو فار ہے ہیں اس لیے کہ شاہزادہ کو کچھ نہ کھانا کھا رہا ہے اور ملک جس وقت لاتی ہے وہ نور الدین کھڑا ہوتا ہے اسی طرف آکر
 بیٹھتی ہے اور شاہزادے کی خوش ہو ہو کو کبھی بائیں لیتی ہے اور کبھی ہزار جات سے صدمے ہوئی ہے اور اشارے سے کسی کو کہتا ہے

مہم جو ہون دیو کہنے لگا کہ ہاں کیونکہ میں کبھی کہ جب میں چلا جاتا ہوں تو تو نظارہ بازی کرنے جاتی ہو خیر ان سب کا میں کام نہ کرنا ہوتا
 سب کو کھانے جانا ہوں مگر اب تو تو یہاں سے کہیں بلکہ جا ملک نے کہا کہ ارے تو بے نافرمانی بھی تو ان غریبوں کا دشمن ہو رہا ہے ارے
 غضب آگئی تھم نازل ہوگا اور یہ کمر اپنی بے بسی و سبکی پر اپنے کو کون سے لگی کہ خداوند اب جلد اس غنا اب سے بجات دے اور میری
 روح کو قفس کوڑے ہاڑی شد میری موت کو بھی موت آگئی سیکڑوں کو مٹنے اپنے کو دیتی تھی اور زار زار مثل برہا رونی جاتی تھی دیو تو اسکا
 عاشق ہو نہیں کرنے لگا کہ ملکہ کہیں بس اپنے رو و جلو جانے دو میں سوتا ہوں تم میرے سر پرانے بیٹھو اب آؤ حرم نہ جانا یہ لکھ کر خوش
 لایا تھا کہ کھاکر سو رہا جب نگر خواہ بلند ہوئی تو ملکہ فرط بقراری میں تڑپ کر نور الدین سے کہنے لگی کہ میں نے یہ خبر سنا ہے
 نے منع کیا کہ حضور از براے خدا نہ جائے ایسا نہ کہ مٹا دیو جو تک آٹھے تو غضب ہو جائیگا ملک نے کہا کہ میں ابھی تو دلی آتی
 ہوں اور کہا کہ شعر میں تو بہتر ہو جا ہوں کہ نہ باؤن دان پر + اشتیاق اسکا کھینچے لیے جانا ہو مجھے ۴ ارے یہ دل نہجنت
 نہیں مانتا اسکو بغیر معشوق کے دیکھ آراہم نہیں ہو اسے یہ کیا بلا میرے پیچھے لگ گئی یہ کہتی ہوئی اسی درجے
 میں اگر مجھے شایر زادہ تو سامنے کو بیٹھا جو اسی درجے کی جانب دیکھ ہی رہا تھا ملک کی صورت زیبا دیکھتے ہی جان
 تازہ جسم ضعیف میں آئی اشارے سے کہا کہ اے دل را جب سے تم کہیں ہم بیٹھے ہوئے ہیں اور اس خیال سے کہیں لگے
 نہیں گئے کہ شایر بھر تم بیان تک چلی آؤ انھو شہ کہ اپنے جان تازہ جسم میں ڈالی ملک نے کہا کہ ہاں صاحب ہم تو تمھارے کارن
 بری بڑی ہشتین گذر گئیں جب وہ مردہ تک تک کے سو رہا تو میں یہاں تک آئی نور الدین نے کہا کہ ہاں ملک مصرع
 میرے دل کی کشش تھی کہ مومن تم کہیں یہاں ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دیو نے کر دیا لی انھو کو لکھ کر دیکھا تو ملک کو ہر
 اپنے نہ پایا جھٹ اٹھ بیٹھا اور ملک سے اٹھ کر ملک کو چار طرف ڈھونڈنے لگا ملک نے جو باتوں کی جانب تھی جلدی سے دروازہ کھل
 کھ دھونے لگی دیو جو اس طرف آیا کہ افری طرف تو کیا کر رہی تھی ملک نے کہا کہ کرتی کیا تھی بیٹھے بیٹھے خندہ آنے لگی تھی اٹھ کر منہ دھو
 آئی تھی کہ انھوں سے خندہ کا رخا رہا ہے دیو نے ہنس کر ملک کو گود میں اٹھا لیا بار کیا اور لاکر بچھایا اور اسے سو رہا ملک کو خیال گذر
 تیرے لیے شایر زادہ دھوپ میں کھڑا ہوگا اور یہ مردہ تو سو گیا ہو ایک راہ لکھ کر پھر اسے دیکھ اور پھر اسے دیکھ کر دھوپ میں اسی درجے
 کی طرف آئی اور شایر زادے کو دیکھنے لگی اور نور الدین کے توبہ حال بھابی کہ جب ملک علی جاتی ہو اسی جگہ دل پکڑے بیٹھ جاتا ہے جب ملک
 کو دیکھا ہو غالب بیجان میں جان آجاتی ہو کھڑے ہو کر ملک کو دیکھنے لگتا ہے ملک نے اشارے سے کہا کہ ارے صاحب از براے خدا جو
 سے چلے جاؤ گناہک کھڑے رہو گے اور کب تک اس گرمی میں بیٹھ کر رہو گے ہو جی مانہ ہو جائیگا دشمنوں کو بخار چڑھ جائیگا
 ارے میں تمھارے صدر سے سائے میں جا کر بیٹھ کر ٹھنڈی کی صورت میں کیا فعل لگے میں جو میرے لیے اپنے کو لیٹان کے
 ڈالتے ہو ارے میں کیا کہیں چلی جاتی ہوں پھر دیکھ لیا کہ نور الدین کی لنگی بندھی ہوئی ہو جو اشارہ سمجھ میں آتا ہے اسکا جواب
 اشارہ دیتا جاتا ہے کہ اس شایر دیو پھر جلد رہا ملک کو جو نہ پایا چیکے سے اٹھا اور سب سے منع کیا کہ خبر در ملک سے کوئی خبر نہ کہے
 جیسے پہلے میں اور بہت آہستہ آہستہ آیا دیکھا کہ ملکہ درجے میں تکیہ لگائے بیٹھی ہو اور دونوں ہاتھوں سے بائیں سے رہی ہو
 عاشقانہ پڑھ رہی ہو سمجھا کہ کسی پر عاشق ہو کوئی خود بصورت فقیران فقیران میں کوائے دیکھ رہی ہو بہت پرہم ہوا اور کہنے لگا کہ
 ملکہ تو کس پر عاشق ہوئی ہو جس کے صدر سے قربان ہو رہی ہو ملک نے کہا کہ تجھے ہو گیا ہے میں تو سوا سے تیرے کسی کو بھی نہیں جانتی
 دیو پکا ما کہ میں کبھی نصین نہ لادو لگا تو جس شخص کو دیکھنے کو یہاں آتی ہو اسے مجھے بتا دے ملک نے کہا کہ ارے میں اپنا جی بہلانے کو یہاں
 آ بیٹھتی ہوں تو مجھے نافرمانی سنا ہے اس دن کرنے سے کیا حاصل ہو اس سے تو ایک مرتبہ مجھے کھا ہی جا دیو نے کہا کہ خیر تو مجھے نہ بتاؤ
 خود دریافت کر لو لگا اور ملک کے پاس منہ لکھ دیکھنے لگا سامنے ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ملک کو کھٹکی باز
 دیکھ رہا ہے پس نصین ہوا کہ ملک اسی پر عاشق ہو اسی کو آکر دیکھا کرتی ہو ملک سے کہنے لگا کہ میں سمجھا تو اسی پر عاشق ہو

اسی کو بار بار دیکھنے آتی ہر من ابھی تو اسے جا کر کہنے لے لیا ہوں ملک نے کہا اور بذات یکمان تراعت ہر وہ بچار سے نفیر کو نہیں
 اتن لو کیوں نہیں اندھا دیا جاتا ہے دیونہایت غنیمت ہوا کہ چلا اور بیان وہ وقت پر کہ کیوں ان فلک فعت شانہ زاد سے کے
 یاس آ یا ہر شانہ زاد کو دیکھ رہا ہے کہ دیونہایت غنیمت ہوا کہ چلا اور بیان وہ وقت پر کہ کیوں ان فلک فعت شانہ زاد سے کے
 جان پر وہ ہر وہ عا کر رہی ہے کہ ایسی خدا تو ہی اس شہر پر کہ اس کے شر سے محفوظ رہے گا اور اگر کوئی کمر نوحہ کر دے تو وہ والا ہو جائے تو
 میری جان نکال دے کہ من اس کا روز بد نہ دیکھوں اور عمر وہ کہ رہا ہے کہ ایسی ملک تم مضطر ہو اس یوں کیا حقیقت ہے ابھی کل کا دیکھو کہ
 جب میں دیون کی فوج لیکر عادل قاف تھے حمزہ سے لڑا تھا تو یہ جوان ہزار دیوان بہر دست سے ایسا لڑا کہ اس کا ہر وہ
 سب بھاگ نکلے پھر غار دیو قلساس ان دیون کے سامنے گیا ہستی رہتا ہے اور میرے کہنے پر کیا ہے تم خود دیکھ لےنا ہر خیرہ عمر کیوں
 تشریف کے کہلات کتا ہے کہ ملک کو باطل اثر نہیں ہوتا زار زار رو رہی ہے کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے اور بیان دیو قلساس قح شانہ خروشان
 نور الدین سر آ یا شانہ زاد تو سالت بیٹھا ہوا تھا اور اور لوگ دور دور تھا شاو کچھ رہے تھے اور سیم رہے تھے کہ اگر اس کو کھا لیا تو
 ہم سمجھو ننگا بھی نوا لاکر کیا ساری عشق و عاشقی ہو چکر ہو گئی القصد بیٹ یو نور الدین سر کے پاس آ یا تو شانہ زاد سے ہاتھ کر کے
 جو چھکا دیا تو دیونہ کے ہل سائے آیا ہر چند چاہا کہ ہاتھ چھڑائے مگر کسی طرح نہ چھوڑا آخر کار کشتی ہونے لگی گروالی لو کا یہ کہ خیر
 یہاں کے کا قصد کرنا ہے مگر کسی طرح نکات نہیں ہوتی چار گھنٹہ کی سی کشتی ہوئی کہ دیو ہلاک ہو گیا اور نور الدین سر نے شاخ اس کے
 سر کی پکڑ کر چینی دیونے جو سر پہچھے ہٹا کر زور کیا تو شاخ اس کی ٹرسے اکھڑ آئی اور دیو نور الدین سر کے ہاتھ سے چھلک بھاگا کیوں ان
 بھاگا کہ مر جاسد مر جاسد شہر باز اس حالت میں یہ کار نمایاں اب ہی کا کام تھا نور الدین سر نے کہا ایسی کیوں ان کا فاک کار نمایاں کیا
 دیو تو ہاتھ سے چھوٹ گیا کیوں ان نے کہا کہ ایسی شہر باز زندہ و صحبت باقی کر دیو جو بھاگا تو ہفت تترہ میں آیا پہلے تو ملک نے شکر
 خدا کیا کہ بار الہا لاکہ لاکہ شکر ہو کہ تو نے اس شہر باز کو بچا دیا اور دیو سے پوچھا کہ اسے کیا ہوا دیونے کہا ایسی ملک ہوا کیا وہ آدم زاد
 بہت بڑا زبردست ہے اسے میری ایک شاخ توڑ والی اور اگر نہ بھاگتا تو مارا جاتا ہے وہ نے کہا کہ ایسی دیو قلساس تم تو غصے میں آ
 پلے گئے اگر تجھے پوچھتے تو میں سرگز نہ جانے دیتا زلزلہ قاف کا نام تو سنایا یہ شخص کسی کا تو ناہر لباس ہے دریاں آفت جان
 و جہان ہی تم ناحق اس کے مقابلے کو گئے اور خیر گھر انہیں شاخ جو تمہاری ٹوٹ گئی ہے اس کا غم نہ کرو میں تمہاری شاخ طلائی
 بنا دوں گا دیونے کہا کہ ایسی آغا بیل تو میری شاخ درست کروں گا غم نہ کروں گا کہ ان تم نہ کروں گا تمہارا اور ایک تمہارا سا سنو
 منگاؤ میں شاخ تمہاری درست کروں گا دیو کا اور جو کچھ غم نہ کروں گا تمہا بہت جلد مہیا کر لیا غم نہ کروں گا سب کا سننا نہ کروں
 سے جو اگر دیو کے جڑوا ہوا اور سارہ دن کو بہت سا اندام اگر ام دلو اگر خفت کروا یا دیو بہت خوش ہوا کہ نور الدین سر کے نام سے
 روح کا نب رہی تھی دل میں عہد کیا کہ اب کبھی اس آدم زاد کے پاس نہ جاؤں گا بلکہ غافل پا کر اسے مار دوں گا ایک دن عمر و
 ہفت منظر پر بیٹھا ہوا تھا کہ جانب صحر سے ایک گرد غلہ بلند ہوئی زندہ تیرہ و قار ہو گیا ملک قمر خیر بھی دیکھنے لگی فقیر بھی سب
 بھیا ایک ہو کر دیکھنے لگے کہ دفعہ دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ ایک جہ غلہ اور فوج کثیر اس حیثیت سے چلی آتی ہے کہ آگے آگے سے
 زبردست کی مزار اسیان پہنے ہوئے بادے کی لگیان منہ جی ہو تین گھنٹہ کے پانچاے پہنے ہوئے کہ انہیں مل سے کر گھنٹوں
 چڑھ لیا ہے کوسے ہاتھوں میں پڑے ہوئے کاندھوں پر شکرین کے ہوئے ہزارے دیوانوں میں لگے پانی میں گلاب و کیوڑا اٹھاتا
 چھڑ کاو کرتے چلے آتے ہیں جب وہ گزرے تو سات سو غلہ ساخ لاکھ فوج کے نشان سات سو ہاتھوں پر صفت سے
 دیکھا کہ دیو کی ہاتھوں پر بہت پر کھٹکے جو لہن پڑی ہو تین علم کے پھر سرون پر آفتاب کی تصویر پڑی ہوئی تھی شہر پر
 ہاتھوں کی مستکون پر آکھنے لگے ہوئے صوفے کی زرخیز جھونڈوں میں لپٹی ہو تین اگر ایک جانب چھڑے بعد اسے تمہا میں
 شتر تانین فوجیا بانوں کی پیدلوں کے قتل کے قتل ڈنڈے نفیر کی آواز بلند لگیان ٹھکتی ہو تین خاصہ داروں کے غول کے غول تانین

کماند جون پر رکھے ہوئے تھل سچ کے خلاف اپنی جیسے ہوئے زردوزی کام اسپر بنا ہوا سرخ گریان بانہ سے ہوئے تخت ایک
 چوٹی ہوئی چلے آئے تھیں بعد اُسکے سواروں کے برسے کے برسے مرکب تازی ترکی عراقی نہایت عمدہ اور اسل ایک ایک گئے تھے
 درود ساہن چہرے ان ہاتھوں میں لے ہوئے گذر گئے بعد اسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار اور آسکے پیچھے ایک
 ترکی سیاہ و تیز و درون تاج شہر یاری بر سر چاقہ شاہنشاہی در بر سوتیوں کے ماسے تھے میں برسے ہوئے اور خاص
 خاص رفیق ساتھ چلے آئے تھیں اس عظیم دشان سے یہ فوج سامنے ہفت منظر کے پہونچی بارگاہ استاد ہوئی ایرج داخل
 ہوا اور حامد بن حمید تخت پر بیٹھا ایرج نوجوان نے دھگل شکست کو مزین کیا صحبت عشق برپا ہوئی حامد نے ایرج سے پوچھا
 کہ ایرج نوجوان یہاں تک پہونچ گئے اب بتائیے کہ ملک کیوں کر ہاتھ لگی وہ تیرہ سواروں میں اندرون عمارت کے لیے تھے میں
 ایرج نے کہا کہ تم کو کہتا ہوں کہ میں کسی بر سوار ہو کے صفت منظر میں جاؤنگا حامد نے کہا کہ بوسے کوئی کشتی دریا میں
 یا تین سکتی دیو تیرہ آہ کر دے دیتا ہو ایرج نے کہا کہ اچھا خبر سمجھا جائیگا اب بیان تک پہونچ گئے حامد نے کہا کہ خبر اتنا تو سمجھ کر
 کیوں ان فلک کے تحت ملک فرجیر کا اب ہر اسے بنا کر کہیے کہ ملک کو میرے ساتھ فوسب کر دے ایرج نے کہا کہ اچھا یہ بھی ہو جائیگا
 اور مٹی سے بنا کر کہا کہ کیوں ان فلک رفعت کو اس مضمون کا ایک نامہ مکہ کہ اس نامے کو دیکھنے ہی بہت جلد آستار خفص کا
 بر حاضری ہو ورنہ بہت نرا پانچا جیٹ رہتا ہوا تو دلم شاطر زنگی اس نامے کو لیکر روانہ ہوا کہ ملک فرجیر نے جو لشکر ایرج کو کچھ
 خواجہ سے پوچھا کہ خواجہ یہ لشکر کس کا ہے عمرو نے کہا کہ یہ لشکر ایرج کا معلوم ہوتا ہے شاید اس لشکر کا بادشاہ تمبر عاشق ہو کر
 آیا ہے یہ لشکر لکھنے کے کہ خواجہ فوج ایسی باتیں تو نہ کیا کرو اس رخسے کی صورت کو مردے شولے جائیں ایرج خواجہ سوا سے شاطر
 عالی قدر کے ذہن کی شکل نہ دکھائے ایرج خواجہ خدا اس دوز کے لیے بھی نہ رکھے کہ میں کسی اور کا شہم دیکھوں اور اس
 روز کو خدا زمین کا پیوند کر دے کہ جس دوز میں کسی اور کے پہلو میں بیٹھوں عمرو نے کہا کہ بلکہ میں نے تو ایک بات کہ دی کہ اگر
 زنگی پر تو ہم سوا سے نور الد سہر کے اور کسی کا پہلو نہ دیکھ کر کیا مجال کسی کی جوتھاری طرف آکھ اٹھا کر دیکھ سکے ملک نے کہا
 خواجہ نہ انھیں سلامت رکھے مجھے نئے ایسی ہی میدہ ملک اس سے زائد امید پر بیان تو یہ گفتگو اور وہان دلم شاطر زنگی نامہ
 ایرج کا لیکر فوج تھیش میں پہونچا اور ایوان شاہی میں جا کر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا کیوں ان نے کہا کہ آئیے اور
 دلم کے لیے دھگل منگا کر کچھ دیا تاکہ صورت دیکھ کر سہا ہوا ہو پوچھا کہ آپ کہہ تشریف لائے دلم نے کہا کہ میں صاحب قرآن قصاب
 پرستان ایرج نوجوان کا نامہ لیکر آیا ہوں کیوں ان نے کہا کہ لائے دلم نے نامہ ہاتھ میں دیا کیوں ان نے دبر کو بلو کرنا پڑھا
 متھن نامہ شکار کچھ چپ سا ہو گیا گرنے کو لیکر بوسہ دیا سر پہ کھانکھوں سے لگا یا اور کہا کہ ایرج نوجوان دوران آپ چلے میں
 کشیان ہر ایک کی تیار کرنے حاضر ہو گا اور خلعت پیش بہانگا کہ دلم کو دیا دلم بہت ہی خوش و مسرور ایرج کے پاس کے یا تمام خانہ
 کیا ایرج نوجوان نے اپنے وزیر سے مشورہ کیا کہ ایرج نوجوان کے ساتھ فوسب کروں اور شانہ زارہ نور الد سہر نے پوچھا
 ساتھ فوسب کر چکا اب دوسری بھی کہاں سے لائوں جو فوسب کے ساتھ فوسب کروں اور شانہ زارہ نور الد سہر نے پوچھا
 میں نہیں جی اور میں تمہا اس بزاز کے سے مقابلہ نہیں کر سکتا وزیر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد بہتر یہ ہو کہ قلو ایک بہت زبردست ہو آپ
 اندر بند ہو جائیں اس قلو کا لے لینا کوئی غیبی نہیں جی اور حمزہ صاحب قرآن کی خدمت میں عرضی لکھ کر روانہ کیجیے وہ جس وقت حال
 نور الد سہر کا سامنے فرمائینگے اسی وقت یا خود تشریف لائینگے یا اور کسی زبردست سردار کو روانہ کرینگے کہ وہ اگر کلید و
 آفتاب زبردست کا تو لگایا کیوں ان وزیر کی اس سے صاحب سے بہت خوش ہوا گلے سے لگا یا خلعت دیا اور حکم دیا کہ دروازہ
 قلم کا بند کر تو مل ختم اٹھا لو خدق تیار کر دو تو میں یہاں چڑھ جی ہوں چڑھو اور گوراندہ از مستعد ہوئے حکم موافق داراب کی رندہ پر
 نہ مارنے لگے ملازموں نے حسب حکم کل سا ان درست کیا اور کیوں ان نے خدمت حمزہ صاحب قرآن میں عرضی لکھ کر روانہ کی

اور قلعہ تیار ہوا اور ایرج انظار کر رہا کہ کیوان اب آئے یا نہیں انیکہ وہ دن تو گزر گیا اور دروان آج اب ہر چہ آیا
 اور کیوان شایا تو ایرج مشغول ہو کر کارون سے کہا خبر تو لاؤ کہ کیوان نے کیوں دیر کی اور ایک نہ آنے کا کیا سبب
 جو ایرج سے گئے اور شام کو اگر خبر ہو کہ کیوان تو قلعہ بند ہوا اور ارادہ جنگ رکھتا ہے یہ سننے ہی ایرج کی دل درجہ غضبناک ہوا
 اسی وقت حکم دیا کہ فوج ہمارے تیار ہو اور بہت جلد جا کر قلعہ فرخسار کو گھیرے اس قلعہ فرخسار کی قیافت کیا ہے میں ایک پرہیزگار
 فوجیوں کا لشکر کسی وقت تیار ہونے لگا اور کل لشکر اپنے ہمراہ لیکر قلعہ پر آیا ہمارے طرف سے یوں قلعہ کو گھیر لیا کہ جیسے دھنوں میں
 زبان جب فوج نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو ایرج نوجوان داخل قلعہ ہوا اور جنگی شوکت پر تلے ہوا اور حکم دیا کہ طلسم لگے اگر محاصرہ
 بجز حکم طائفے اسی وقت حاضر ہوئے اور نین گنا شروع ہوا جام حور خوانی گردش میں آیا ہر ایک سزاوار ایک رنگی جہاز پر
 بیٹھا ہوا ایرج نے اپنے مخاطب ہوا کہ اس قدر دیر لیا کہ اس قدر دیر میں تم سب سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم سب کے نزدیک قلعہ لینے کی کیا چیز
 ہے اور اس مقدمے میں کونسی کوشش مناسب ہے یہ سن کر ان سب نے عرض کیا کہ خداوند آب و ہوا میں جو دین اور ہر طرح سے
 ممکن ہے ایسی قسم کا زور و نفوذ ہے اگر آئندہ عظیم شامل حال رہی تو ہم سب پریش کر کے قلعہ کو لے لینگے اس میں وقت اور مقام تردد
 کا کیا ہے اگر فوج ایرج نے پہل جنگ بجا لیا اور یہ خبر کیوان فلک فعت کو بھی پہنچی کہ ایرج نے پہل جنگ بجا لیا تو کیوان نے کہا
 کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اور کوئی مقام فکر و تردد کا نہیں ہے زمیننا بالفضا جو ایش الہی ہمارے یہاں ہی فکارہ رزمی بجا دیا جا
 سکتا ہے جب حکم کیوان فلک فعت کو جس حربی نوازش میں آیا اور دونوں طرف جنگ کی تباہی ہونے لگی شب بھر دونوں کا
 سامان جنگ درست ہوا اور کیوان فلک فعت دروازے پر آکر بیٹھا اور اس طرف سے ایرج نوجوان رنگیوں کی فوج لیے ہوئے
 نمایاں ہوا قلعہ پر سے اگاؤ کا گولہ پڑنے لگا رنگیوں کی فوج گونے کی زد سے مٹ کر کھڑی ہوئی اور غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قلعہ
 اس طرف سے نپٹنے لگا ہے رجب سامان جنگ سے آراستہ ہے کہ جس طرح عروس نوا اپنے زیور سے آراستہ ہوتی ہے گولہ انداز پس پیش
 ہیں سران داغ سے ہیں اور کیوان فلک فعت کے گرد بھی کچھ لوگ مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے ہیں ایرج نے رنگیوں کی طرف دیکھ کر
 کہا کہ تباہی بجا ہو گیا ارادہ ہے ہجوت نے عرض کیا کہ خداوند آب و ہوا کے حکم کی دیر ہم ہر طرح مستعد ہیں ایرج نے کہا بھر دیر کا ہے کی جو
 بوجہ دی سے یہ حکم سن کر فعت سب سے پیش کر کے قلعہ کی جانب چلے دیے بان جو قلعہ پر بیٹھ ہوئے کچھ رہے تھے انھوں نے
 کیوان فلک فعت سے عرض کیا کہ حضور ہوشیار ہوں رنگی پورش کے ہوئے قلعہ کی طرف آتے ہیں کیوان نے کہا اچھا
 کیا مضائقہ ہے زور نہ آنے دو جب رنگیوں نے کچھ میدان زد کا بھی ٹھوکیا تو کیوان نے جوابی داعی کو باریہ علم تھا کہ اب اپنے کام
 میں مشغول ہو پس گولہ اندازوں نے فوراً توپوں کو تھکا تھکا کر اور سیدھا باندھ باندھ لگا لگا کر انداز شروع کیے فوج ایرج میں ایک
 نام نہاد ہو گیا غلغلہ فخر انگیز ہوا فوج ایرج پر برابر گولہ پڑنے لگا جس پر حیرت بھی پڑ گئی مع راگب و مرکب بخش ہو گیا جتنے رنگی آگے
 بچھ آئے تھے وہ ان واحد میں داخل جہنم ہوئے اور جو پیچھے کھڑے تھے یا کچھ پیچھے تھے وہ بھاگ بھاگ کھڑے ہوئے اور گولہ اندازوں نے
 کیوان فلک فعت کے انداز سے کہا کہ ہفت فلیتہ بارہ کی داغ بکے اب کیا حکم ہوتا ہے کہ ایک ہاتھ روک لود کچھ کہ ایک آدھ گولہ
 فضا کا لگا ہو گا پس ہاتھ روک لینا تھا کہ ہوا چلی اور دھواں بڑھ گیا اور روشنی ہوئی تو دیکھا نیراز رنگی مرے شے
 ہوئے ہیں دست و پا اور سرور کا میدان میں دھیر لگا ہوا ہے اور کچھ رنگی بھاگے ہوئے اور کچھ ہوئے دور کھڑے ہیں یہ خبر
 دیکھ کر کیوان فلک فعت نے کہا کہ ہمارے فتح ہوئی طبل شادمان بجا یا جائے بجز حکم قلعہ پر پہل شادمانی بچنے لگا ایرج
 نے جھنجھاکر جا کر آپ اکیلا قلعہ پر چلے حامد بن حمید رنگی قدموں پر گر پڑا اور ایرج کو روک لیا اور قلعہ پر نہ جانے دیا بعد
 طبل باز گشت بجا کر اپنے خیمے کو واپس گیا اگرچہ اسی طرح سات و فوج قلعہ پر چلا اور ہوا اگر از بسکہ قلعہ بہت بڑا و بزرگ تھا
 کچھ فوج کا چار چار ہو کر بچھڑا آئے اور ان سات مرتبہ کے حملوں میں فریب ایک لاکھ رنگی کے جان سے ہلاک ہوئے

زخمیوں کا حساب نہیں اور ایرج جب قصد جانے کا کرتا تھا حامد بن حمید زنگی مانع ہوتا تھا قصہ لکھ لکھ تدریس میں کہیں مگر فلو کسی
 طرح ہاتھ نہ آیا ایرج کمال متزدد ہوا اور کمال فکر و تشویش لاحق مال مہوئی شاہ پور شیر دل سامنے کھڑا ہوا تھا اس سے ایرج
 نے کہا کہ ایسا پور عمر و تو فلو گریب جنگ مشہور ہو اور اسکی اولاد نے بھی بڑی بڑی لاجواب عیاریاں کی ہیں تو بھی شاگرد
 عمر و کا گراب تک کوئی عیاری نہ کی شاہ پور نے کہا کہ اپنے کہا کب جو میں نہیں بجا لایا جو ارشاد فرمایا تھے اور جو حکم دیجئے بجا لاؤں ایرج
 نے کہا کہ ایسا پور اگر تو کیوان کو پکڑا تو میں بہت خوش ہوں شاہ پور نے کہا کہ لیجئے کیوان کو یہ قینی بڑی بات ہے اگر کیوان کو
 نہ لاؤں تو آج سے عیاری کرنا چھوڑ دوں اور نام عیاری کا نہ لوں ایسا فداوند اپنا نام شاہ پور نہ رکھوں یہ کہہ کر ایرج سے رخصت ہو
 رنگ و روغن عیاری اور کل سامان شب دی مہیا کر کے رات کو فلو کے سامنے آیا اگر کیا دیکھتا ہے کہ بہت بڑی بڑی مشعلیں
 جل رہی ہیں اور پھیل در پر ہرج میں چراغ اور مہتابیں ہر طرف ہر کر رہی ہیں چار طرف بالائے قلعہ طلا یہ پھر رہا ہے اور زبیدار باش
 ہتیار باش حاضر باش کی بلند ہر طرف جاگ مہر رہی ہے اور سواران زرہ پوش چار طرف گردا گرد قلعہ توڑے بند توں کے سنگاٹے
 ہوئے بند و قین کا نہ خون پر گئے ہوئے طلا یہ پھر رہے ہیں غرض چار طرف قلعہ کے پھر کسی طرف سے راستہ نہ پایا کہ کند مار کر
 اوپر جائے آخر کار لوٹتا ہوا کسی نہ کسی طرح لب خندق تک پہنچا اور مشک کو بھلا کر پیٹ سے رکھ کر تباہی کر کے مار گیا اور قری
 کے راستہ سے داخل قلعہ ہوا صورت کو بدل کر رات تو بسر کر دی صبح کو ایک فقیر کی شکل بن کر شہر میں پھرنا شروع کیا جاتے تھے
 و برخواست اور خواہ گاہ کیوان وغیرہ کو دریافت کیا شب کے جو کیوان اپنی بارگاہ میں جا کر سویا شاہ پور نگہبانوں کو تہیوش
 کر کے سرھانے کیوان کے آیا اور اسے بھی تہیوش کر کے قلعہ کے کندہ میں گرفتار کر کے وہاں سے لے نکلا اور اسی مہری کے
 راستے سے نکلا لشکر ایرج کا راستہ لیا جب بارگاہ ایرج میں داخل ہوا تو ایرج نے پوچھا کہ ایسا پور شیر باد رواہ اسے غرض
 کیا کہ حضور کے اقبال سے شیر ہون رواہ کیا ایرج نے کہا کہ کیوان کو لایا اسے عرض کیا کہ لایا اور شہادہ سامنے
 ایرج کے رکھ دیا اور اسی وقت گرہ نشاہ کی کھوکھلیاں رفع مہوشی دیا کیوان کے جھینکائی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ مشکین
 بندھی ہوئیں سامنے ایرج کے بیٹھا اور زنگیان آدھو جمع ہیں خیال کیا کہ توبہ کیا برا خواب دیکھا ہے اور آئیں اپنی بندگیں شاہ پور
 کہا کہ ایسا کیوان تو خواب سمجھا ہے اسے یہ میں بیداری میں سمجھے فلو سے پکڑ لیا ہوں یہ بارگاہ ایرج جو یہ آواز جو کان میں گئی
 جلدی سے آکھ بیٹھا ایرج کو سلام کیا ایرج نے کرسی جو اہر نکاز بیٹھنے کو دی اور حکم دیا کہ ایسا پور اسے کھول دو شاہ پور نے
 قلعہ ہائے کندہ کھول دیا صحت عیش برپا ہوئی شراب کا دورہ شروع ہوا ایرج نے ساقی سے کہا کہ کیوان کو بھی جام دے جو
 اس کے کیوان سے کہا کہ ایسا کیوان میں نے تجھے اس لیے طلب کیا ہے کہ تو اپنی بیٹی کو شاہزادہ زنگبار حامد بن حمید کے ساتھ منسوب
 کر دے کیوان نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ایسا زبده آفتاب پرستان میری ایک بیٹی تھی اسے شاہزادہ عالی قدر نور الدین کے
 ساتھ منسوب کر دیا اب دوسری بیٹی کمان سے لاؤں جو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کروں ایرج بہت غضبناک ہوا اور
 پکارا کہ ایسا دلم شاہ قلعہ اسے پکڑ کر کھائے دلم شاہ اور کیوان کی بان ٹکگئی چاہا کہ ایرج کے قدموں پر گرے دلم شاہ نے
 کہیں ہاتھ ڈاکر اٹھا لیا چاہا کہ اسے جیڑ لے کیوان پکارا کہ میں نے قمر حیر کو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا ایرج نے کہا
 کہ ایسا دلم شاہ اس بیانی ضرر کو پہنچ گیا دلم شاہ نے اسے زمین پر رکھ دیا کیوان ایرج کے قدموں پر گر پڑا ایرج نے خطا کیوان
 کی معاف کی کیوان نے خوف جان سے نوشتہ لکھ دیا کہ میں نے بخوشی قمر حیر کو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا اور اگر کوئی
 دوسرے دعویٰ کرے تو باطل ہے اور مہر اپنی اس نوشتہ پر ثبت کر دی ایرج نے کیوان کو رخصت کیا کیوان بچشم گریان بادل بریان
 قلعہ قمر بخش کو چلا اور بیان کا حال سنئے کہ قلعہ میں کھرام ہر طرف غل شور مہر رہا ہے کہ کوئی کیوان کو پکڑ لیتا اور سو اسے عیا
 ایرج کے یہ کام کسی کا نہیں ہے ورنہ ہر سچوں کو سلی دی اور کہا کہ میں ابھی خبر منگواتا ہوں اور اسی وقت ہر کار و کج روانہ کیا

ہر کام سے دور رہ کر شکر ایرج میں آئے اس وقت پہنچے کہ گیوان برسات ہو رہی تھی ناچار کچھ کپے تا بیکل نوشتہ دے کر
دور باجتم تراب قلعہ کو چلا آئے راہ میں ہر کاروں نے آکر سلام کیا عرض کیا کہ تم تو اپنی خبر کو آگے بٹھاتے ہو بہت خوب کیا
نوشتہ دے کر جان بچائی غرض گیوان داخل قلعہ ہوا کل حال وزیروں سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ حضور یہ بڑا مکمل نظام
آپ صبر کیجئے اگر شاہزادہ ہوش میں ہوتا تو اس سے کچھ نہ بن پڑتا مگر افسوس کہ وہ بالکل مہوش ہے اسے اپنے ہی سن کا ہوش نہیں ہے لیکن
حضور صبر کیجئے ان کو اب نامہ لکھا ہو چکا ہو گا وہ آتے ہی ہونگے گیوان تو صبر کر کے چکا ہو رہا اور ایرج سامنے ہفت ہفتہ
جلاد اور فلساں شکار کو گیا تھا ملک عمر کو ساتھ لے ہوئے نور الدین کو بھی دیکھ رہی تھی کہ گرد و غبار کا تھن لگا اور علم آفتاب پسکریا
ہوئے عمر و نے ملک سے کہا کہ ایرج بہت ہی خوبصورت آدمی ہے ملک نے کہا کہ عمر و یہ سچ ہے مگر سوائے نور الدین ہر کسے کل حسنان
عالم میرے بھائی اور باپ ہیں عمر و نے کہا کہ جہاں میرا جہاں ہے وہاں ہے میری جہاں جو ایرج کو دیکھا تو بہت حسین پایا لیکن سب نے دیکھ کر کہا کہ حسین
حضور یہ تو نور الدین ہر کسے حسن کو کہاں پاسکتا ہے لفظ جب تخت حامد بن حمید نے لگی کا سامنے آیا تو ملک نے کہا کہ عجیب شکل رنگی
سیلہ رو کچھ مینی احوال چشم بڑا سادہ ہونے ہوئے ہو چھوڑو زرد آنکھیں بڑے ترے بال اس طرح مل بکھائے ہوئے کہ جس طرح
ہر سر پر سائب ہاتھ بھر سنے کی ہڈی اٹھی ہوئی دست پاجیسے بڑے بڑے چار کے ڈانے بہت کر شکر ملک نے دیکھتے ہی اٹھ کر کے
ختم ہو گیا اور کہا کہ خواجہ یہ ایسا قیساگون ہے عمر و نے کہا کہ ارے یہی تمہارا شوق ہے ایرج اسی کو ساتھ لے کر آیا ہے ملک نے کہا کہ کوچ
خدا اس ہوئے پر بھلی گرائے یہ لکھ کر اٹھ گئی اور خواجہ سے کہا کہ خواجہ سوائے نور الدین کے مجھے اور کسی سے کچھ سرور کا
نہیں ہے یہ لکھ کر اس طرف اُٹا جہر سے نور الدین ہر کا بالکل آسانا تھا نور الدین ہر نے جو دیکھا کہ ملک آئی اٹھ کر قصد ہونے لگا اور
ملک دونوں ہاتھوں سے بلاتین لے لے لگی دعائیں دینے لگی اشارے میں باتیں ہونے لگیں لیکن ایرج سے حامد بن حمید نے
کہا کہ اور جہاں آفتاب پرستان ملک بھی نوادہ چھٹی تھی مجھے دیکھتے ہی اس طرف جا بیٹھی اتنے میں ایرج سے ہر کاروں
نے کہا کہ اور حرا و عشاق بیٹھے ہوئے ہیں اور نور الدین ہر بھی جو ایرج پر سنکر بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ ہائیں جان
میرے لشکر کے بادشاہ کا گزر ہو وہاں کوئی دوسرا شخص آکر بیٹھے کیا مجال ہے میں ابھی سب کو جا کر شاہ کے دیتا ہوں یہ کہہ کر
اُس طرف چلا کر دیکھا تو واقعی بہت سے عاشق تین تین ہین شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہیں نہایت غصہ آیا کہ یہ سب میرے بادشاہ
مشتوق کو دیکھنے آئے ہیں بس کوڑا کر ڈرا اور ایک ایک کو مار مار کر دیان سے ہٹایا ایک غل ٹر گیا کہ یہ غلام کہاں سے آیا ہے ایک ایک
مارتا ہوا جدا اسکو سزا دے مگر اسکا آگے بھوت بھاگتا ہے سب کے سب اٹھ کر بھاگے یہاں تک کہ ایک ایک کو کوڑے
مارتا ہوا نور الدین ہر کے پاس آیا دیکھا کہ فقیر بنا ہوا بیٹھا ہے شجر تہ بندھی ہوئی شجر فی پر امن لگے ہیں پہنے ہوئے بڑے پاس رکھے ہوئے
ایک شجر فی بیچے لگا ہوا بیچے ہاتھ میں آثار عشق چہرے سے عیان اپنے سینگ سے باہر نکلا ہوا ایک شجر کی چٹان کے سامنے میں بیٹھا ہوا
ہفت منظر کی طرف دیکھ رہا ہے ایرج نے سلام کیا نور الدین ہر نے جواب دیا کہ باخدا بھلا کرے ایرج نے کہا کہ میری تلوار کے ذریعے
یہ حال بنایا ہے مارک دینا بنا ہی جا آئے یہاں سے کہ میرے ملازم کا ناموس بیان ہے اور اگر آٹھ گھنٹہ تو سخت آزار ہو چکا تو نور الدین ہر
تو مہوش عشق ہو گیا دایفنا کی خبر نہیں ہے بالکل خاموش ایرج کی لہز انیان سن رہا ہے آخر سننے سننے آٹھا کہا کہ ایرج
میں نے ہماری دوستی اور رشتائی بالکل بھلا دی جو مجھ میں ہمارے تمھارے رشتی تھیں اسے بالکل لسیا گیا کر دیا ایرج
نے کہا کہ نور الدین ہر سب سچ ہے مگر مقدمہ ناموس سب سے زیادہ سخت ہے قمر چہرے میرے ملازم کی مشوق ہے اس کا نام ہے
مجھے گوارا نہیں ہے کہ کوئی اور شخص بیان بیٹھے اور قمر چہرے پر نظر ڈالے علی الخصوص تمھارا بیٹھا تو اور بھی زیادہ ناگوار ہے اس وجہ سے
کہ تمھارے باعث سے دنیا میں تصور ہو کہ یہی تو کہنے کے نور الدین ہر حامد بن حمید کی مشوق پر عاشق ہو کر بیٹھا ہے یہ سنگ مجھے
کسی طرح گوارا نہیں ہے کہ تم یہاں سے اٹھ جاؤ نہیں تو بہت ایذا پائو گے یہ سنکر پہلے تو نور الدین ہر غصہ آیا مگر سوچ کر غصے کو

غضب کیا کہ نور الدین نور عاشق ہو در دلدار پر بیجا ہو تجھے غصہ بیکار آیا ہو ہرگز غصہ نہ پاسیو اور جو عاشق اٹھ گئے نو در عاشق
 صادق نہ تھے عاشق عاشق تھے کہ انداز کے تحمل ہو سکے مگر تو تو بیان سے نہ جا اور جا تو مر کے جا جو انداز ہو سو اٹھا یہ سو جگر ایرج
 سے اٹھا کیا کہ ایرج میں تجھ کو نہایت اچھا اور بامروت و باجمیت سمجھا تھا مگر گمان میرا غلط ٹھہرا اور انسو میں سو کہ کہاں درج
 پا جی اور نامزد و بے مروت نکلا کہ مطلق میرا پاس نہ کیا اسے رنگی کے لیے مجھے اٹھاتا ہی اور ہم تو بیان سے نہ اٹھ سکے جو رستم سمیٹا
 نہایت قدم کو سے محبت میں ہمیں رہنے کے جان سے جائینگے بیان سے نہ جائینگے یہ کہہ کر دے لگا اور دیوانہ وار محبت منظر کی
 طرف دیکھنے لگا بس سیکر ایرج نے دیدہ و دانستہ ایک کوڑا نور الدین کے مارا اور ایک راوی کہتا ہے کہ ایک فتنہ نور الدین
 کے برابر بیٹھا تھا کوڑا اس کے مارا تھا پھندہ لاسکا اچھک نور الدین کے بڑ گیا نور الدین سر اٹھان میں انسو بھر لایا غصہ کو ضبط کر کے
 آسمان کی طرف بنگاہ دیا اس دیکھا چپ ہو رہا کی ایرج نے پھر کوڑا اٹھا یا کہ نور الدین ہر پاسے کہ دفعہ ایک نعرہ بلند ہوا کہ او
 آفتاب پرست خبردار کیا کرتا ہو اس طرح غفلت کا پردہ اٹھو نہ بڑا لاسی کہ کچھ سوچتا ہی نہیں اسے کیا تو نہیں پہچانے شاکر جان
 حمزہ صاحب قرآن زینت لشکر اسلامیان فرزند شایر اودہ بدیع الزمان ہر قسم پروردگار کی سات کوٹھے مار ڈالو نگاہ اب
 جو ایرج نے مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ چالاک بن عمرو جو کہنے لگا کای چالاک مجھے ڈرانا ہو خبر اس وقت تو میں پھر جاتا ہوں اسے
 بیان سے تو اٹھا جاو نہ بیشک میرے ہاتھ سے ایذا ہو چکی یہ کہہ کر اپنے دل میں کچھ سوچا پھر چلا گیا دوسری روایت یہ ہے کہ
 شہر نگ بن عمرو نور الدین کو ڈھونڈتا ہوا ہفت منظر پر آیا تھا شایر اودہ کو بغیر دیکھا کہ وہ پانچا اسباب تک کا سنوا دیا کرتا تھا
 اسے ایرج کو منع کیا غرض ایرج تو چلا گیا اور یہ روایت بعد از دست صاحب قرآن میں روانہ ہوا لیکن وہ حریق آتش فراق غریب
 اور اشتیاق سورہ بیداد سپر بے ہر ملک مگر چہر ہفت منظر سے ایرج کی بدعت دیکھ رہی تھی کہ یہ گنجت ایک ایک کو مار رہا ہو اور
 جو لوگ مدون سے بیٹھے ہوئے تھے بھاگے بھاگے جانے میں مگر جب نور الدین کے پاس پہنچا اور اسے کوڑا اٹھا یا تو ملک ایرج کو گھسیٹ
 لگی کہ اے اللہ اس مرد سے ہرگز کڑی بجلی ٹوٹے آسمان پھٹ پڑے اور یہ ہوا غارت ہو گیا اس کوڑے مار سے نہ زور اٹھا یا تو خدا
 اسکے زور کو ڈھالے اور ہاتھ اسکے کل کر گر میں سہلیوں نے کہا کہ حضور وہ کیا ایسے کمزور ہیں پیچھے سے کیسے لڑے کہ ایک
 شاخ تک اسکی نوڑ والی کہ اسے پھراؤ ہر کانچ نہیں کیا ملک نے کہا کہ صاحب تمھاری عجب باتیں ہیں اسے جب وہ ہوشیار
 بھی ہوں انھیں تو خدا جانے کیا ہو گیا ہو وہ تو اپنے ہوش میں ہیں میں نہیں ہوں ہر یہ ہوا حق شناس ہو اور میرا کچھ نہیں چلتا دیکھو
 کہ فلک کیا کیا دکھانا ہو اسے وہ نو بڑے صاحب غیرت میں ایسا نہ کہ یہ ہوا انھیں بھی کوٹھا مار بیٹھے اور وہ غیرت میں اگر اپنی جان
 دید میں اسے انکا حمایتی کوئی نہیں آیا کہ انھیں بچائے اور یہ دغا قوسی انکی جان کا گھسان ہر عمر قوسی دے رہا ہو کہ ملک تم کوڑا نہیں
 دیکھو تو خدا کیا کرتا ہو اسی شاخ شہر نگ یا چالاک نے ایرج کو ڈاسا اور ایرج چلا گیا اور ملک بھی اٹھ کر چلی گئی اس لیے کہ دو
 کے آئے کا وقت قریب تھا اب سنئے کہ شہر نگ جو لشکر اسلام میں پہنچا حمزہ صاحب قرآن نو شکار کو چلے گئے تھے
 بدیع الزمان سے کل حال نور الدین کا بیان کیا بدیع الزمان حال فرزند کا شکر نہایت غمگین ہوا اور اسی وقت اسے فدا
 اور فوج سمیت ہفت منظر کی طرف روانہ ہوا جب امیر پھر لشکر میں آئے بادشاہ اسلام نے کل کیفیت عرض کی صاحب قرآن
 نے فرمایا کہ غضب کیا آئے کہ بغیر میری اجازت کے چلا گیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے امیر بدیع الزمان کا حق طلب ہو ایسا
 سخت حال فرزند کا شکر کیا کرتا ہو اب ہتی اور فرزند بھی ایسا صاحب لیاقت بناؤ اسکا بیجا نہ تھا امیر یہ سن کر خاموش ہو رہے بلکہ اور
 سے کہا کہ اے بھائیو جسکا جی چاہے نور الدین ہر کی ملک کے لیے جلتے اس وقت اکثر سرداران لشکر کثیر ساتھ لیکر روانہ ہفت منظر
 قضاے کار اتفاقات روزگار اسد بن کرب غازی بھی بارگاہ میں موجود تھا حال نور الدین کا شکر نہایت غیظ و غضب میں اگر
 بارگاہ سے باہر آیا تمام امیرزادے جو اسکے ساتھ تھے مثل امیر اسیم بن مالک علی بن جنہور و مرزنگ بن مرزبان قشیل

بن مقبل عدیل بن عادی قرزیل بن فرامر زالماس بن لند حور لند جاد ابن ہوران سب کے کہا کہ تھے سنا جو سکو کہ اس
 ہزار نے بھائی صاحب کے ساتھ کیا آخر باجی خانا میں اکثر کہتا تھا کہ دیکھو اس باجی کو سر نہ چڑھائے مگر بھائی صاحب نے
 نہ مانا آخر اسے پہلوک کیا کہ بھائی صاحب پر کوڑا مارا قسم پروردگار کی اگر ایک ٹپ کے ہوتے ہزار کوڑے نہ مارے ہوں ماورینہ
 اسکا نہ بھڑا جو تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کمر بارہ ہزار قراقون سے فقیر بنکر گردالباس ہنکر جانب ہفت منظر روانہ ہوا اور ادھر ایرج
 نے مالک بن ملکوت شاہ کو مار لکھا کہ میں ہفت منظر سلیمانی پر ہوں تم جلد مع لشکران آؤ اور لقا کو بھی اپنے ساتھ لاؤ
 لقا اور مالک بن ملکوت نامہ ٹھہر بہت خوش ہوئے اور صلاح کی کہ کس کو طین حمزہ کا ہے کہ جانے دیکھا بھٹا کر گئے کہ لقا
 آپن سے تیاری فرمائے رات کو شیخون اسنے ہوئے نکل طین ان کا فردن نے وہی کیا کہ دن بھر تیاری کی اور رات کو شیخون
 ار کر ہفت منظر کو بھاگ گئے صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ وہ سب کا فرخا شیخون مار کر ہفت منظر کو چلے گئے اور ہزار اہل اسلام
 شہادت فائز ہوئے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خبر کا فرجائے کہاں میں بھی تو اسی طرف چلتا ہوں اسلئے کہ مجھ پر
 بھی بغیر نورالدین کے ایک دم فرار نہیں ہوئے انھوں نے اس حال و رنگاے میں کہ وہ دیوانہ محبت اور مہلاے مہلاے الفت کچھ
 اسکی خبر نہوں یہ کیلئے حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو فوج درست ہو اور لند حور کو حکم دیا کہ تم بھی ملک فرنگو شہ کو مسخر کر کے جلد ہمارے
 پیچھے پیچھے آؤ لند حور نے عرض کیا کہ شہر باداشینان دیدار شاہزادہ عالی وقار کا تو غلام کو بھی بہت ہو مگر ارشاد عالی سے مجبور
 ہوں خبر اس شہر کو مسخر کر کے اسلام آباد کر کے حاضر ہو گا الغرض حمزہ صاحبقران نے جانب ہفت منظر سلیمانی کوچ فرمایا
 لند حور قلعہ فرنگو شہم یعنی میں ہر دوت ہوا مگر لقا کا مال سینے کہ یہ جو بھاگتا تو بھاگتا بھاگ فریب قلعہ تخت الشعاع کے پہونجا سر روشن
 ضمیر یعنی خیر وزیرین ترکش نے دروازہ قلعہ کا بند کر کیا اور لقا کی جانب سرگز ملتفت نہوانہ استقبال کے واسطے نکلا اسلئے
 کہ سابقہ گدازش ہو چکا ہے کہ خیر وزیرین ترکش مسلمان ہو گیا ہے اور نورالدین کو کیوان پاس بھیج چکا ہے اسکو لقا بے بقا
 مسخرے سے کیا مطلب ہے مگر لقا نے جو سنا کہ خیر وزیرین ترکش نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا نہایت برہم ہوا ہر کارون کو خیر
 کے پاس بھیجا کہ جا کر خیر وزیر سے کہ تو میرا بندہ خاص ہے میرے پاس کیوں نہ آیا اور دروازہ شہر کا کس واسطے بند کر لیا
 بہت جلد حاضر خدمت ہو کر اسے قلعہ کے سامنے روال ہلاتے ہوئے لقا کا پیغام خیر وزیر کو پہونچا خیر وزیر نے کہا کہ اس کا ذب
 سے کہہ دیا کہ میں تو کنگ مسلمان ہو چکا مجھے تجھے کیا علاقہ ہے میں نے تجھ نصرت کی لقا یہ مقام شکر نہایت برہم ہوا اور کہا
 کہ قسم دے تجھے اپنی خدائی کی کہ بغیر اس قلعہ کے بے ہوئے ہر گز یہاں سے نہ جاؤنگا بھٹا کر گئے کہ میان ان بانوں کو دور کر دو
 اس قلعہ کے لینے سے کیا حاصل ہے لقا غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ او شیطان درگاہ تجھے کا غنا خدائی میں کیا دخل ہے خیر وزیر تو
 میری تقدیر و ن میں دخل نہ دے میں نے کئی ہزار برس پہلے ہی تقدیر کی تھی کہ قلعہ تخت الشعاع کو اگر نوکھا اور حکم دیا کہ قلعہ کو گھیر لو
 مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ میں تو ایرج پاس جاتا ہوں میں نہیں مٹھونگا لقا نے کہا کہ اچھا تم چلو میں بھی اس
 قلعہ کو فتح کر کے آتا ہوں غرض مالک بن ملکوت تو کوچ کر کے چلا گیا اور یہاں لقا نے حکم دیا کہ ٹیل جنگ لکے اسی وقت نقارہ
 رزمی نوازش میں آیا ہر کارون نے خیر وزیر کو خبر پہونچائی کہ اسنے کہا کہ خیر یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آئے جو کچھ خدا
 میرے حق میں مناسب جائیگا سو کر لیا کچھ اندیشہ نہیں ہے چار پہوات تیاری رہی صبح کو خیر وزیر بندہ دروازہ پر مہنجا ر قلعے
 جانتا ز گرد مجتمع میں گولہ انداز سب تو ہوں پرستہ دیکھتے ہیں مہراں دھتے لگے سرخ نشان کھلے نہاب سلگے تلکی خیر وزیر تمام
 گولہ انداز و ن کو یہ کہ لکھرا انعام سے رہا ہے کہ یارو یا تو اس کا فر کو مار لو یا شکست و دسب عرض کر رہے ہیں کہ حضور غافل جمع
 ہم سب جانیں لگائے ہوئے ہیں جے المقدور تو حریف کو قلعہ کے قریب پہونچنے ہی نہ دینگے اسکا خدا کو اختیار ہے یہاں یہ قریب ہی رہی
 غصین کہ لقا بے ہتاف فرماوان لیے ہوئے نمایاں ہوا ادھر سے آکا دکا گولہ پڑنے لگا وہ کا فر تو ہٹ کر اٹھا ہوا افسران فرج سے کہا

کہ کیا ارادہ ہو سب نے عرض کیا کہ یا خداوند فوج آب کی نہر بیت خورد دل شکستہ ہوا کا حربہ ہم تک آئیگا ہمارا حربہ ان تک
 نہ جائیگا اور یوں آب کو نوپ دم کروانا ہو تو ہم موجود ہیں کوئی عذر بھی نہیں ہو تقایہ فقر پر سکر بہت برہم ہوا کہا فرمئے تمہارے
 دونوں کا حال معلوم ہو گیا میں تو تمہارا دل دیکھتا تھا مجھے کچھ تمہارا بھروسہ نہیں ہو میں اپنا کام آب کرونگا شعر کا رخ و را خود
 کتنے تاخیر آید کشت من کس نہ غار و پشت من جزاخن انگشت من وہ بیکر گزر گران سنگ آسمان رنگ ہاتھ من اٹھا کر
 تھنہ کر قطع کی طرف چلا وہ کہا کہ اے اہل قلعہ دریاے غصیب میرا صبح نہن ہوتا ہو میرے ہاتھ سے بچا کر کہاں جاؤ گے قلعہ پر جو دیر بان
 بیٹھے تھے آتے آتے ان نے ایک دیو کو دیکھا کہ قلعہ کی طرف چلا آتا ہے کسو اسے کہ تھا کا قدا ایک سو چالیس رخ کا ہو دیو غالب انسانی
 میں معلوم ہوتا ہے خسرو سے عرض کیا کہ تھا خود قلعہ پر آتا ہے اسے کہا کہ خوبے دیر آنے دو بعد لمحہ بھر کے دید بانوں نے عرض کیا کہ اب
 کچھ میدان زد کا بھی طر کر چکا ہے اب کیا حکم ہوتا ہے اس وقت خسرو نے ہوائی داغی آواز شہر بلند ہوئی گولہ اندازوں نے تو میں تمہارا
 چنگا کر گولے مارنا شروع کیے ہر طرف مثل اولے کے گولہ پڑنے لگا تمام میدان دھواں دھار ہو گیا مگر تھا گولے رد کرنا ہوا چلا
 ہوتا ہے بیان تک کہ سب گولے رو کر کے لب خندق پہنچا یہاں گولہ اندازوں نے عرض کیا کہ مفت قلعہ باڑھ کے داغے نکلے
 اب کیا حکم ہوتا ہے خسرو نے کہا کہ ہاتھ روک رو دیکھو تو سہی ایک آدھ گولہ قضا کا اس گراہ کن غلق کے دکا ہی ہوگا جس وقت کہ اپنے
 روک لیا اور مار کی موقوف ہوئی تو تھا گولہ دیکھا لب خندق کھڑا ہوا ہوا پکار رہا ہے کہ ای بندہ کان حضور کہاں جاؤ گے دیکھو تو گیس رخ
 سب کو قتل کرنا ہوا یہ سنکر قلعہ میں پھل پر کئی یقین ہو گیا کہ اب کافر سب کو قتل کر گیا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ گیا خسرو نے کہا کہ
 بھائی کو اب یہ وقت دعا کا ہے اور خود تاج سر سے اتار کر دونوں ہاتھوں پر رکھ کر درگاہ الہی میں دعا کرنے لگا کہ اے کس بیکساں اے
 ہوا و میں مظلومان ہماری فریادرسی کر اور اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے اشعار موسے کا رہا تو عافا جان میرے
 کاکنوں میں تھا نگہبان اے اے قلیل نارین کی یونس کو نجات دے دی بھکھو بھی اس ظالم کے ظلم سے نجات دے
 یہ نہ بیان و علامت ہا ہے اور آدھ کلکال خون آشام رنگار خون آشام صنیع خون آشام سہرپ رور گپا قوت شاہد غور کرے
 میں کہ خداوند نے قلعہ لے لیا ہے اب دروازہ توڑا اور اندر گئے بھتیارک نے کہا کچھ دیوانے ہو گئے ہو قلعہ میں جانا
 نصیب ہی نہ ہوگا کوئی مارے میان آنے ہو گئے ہی باتیں تمہیں کہ آسمان پر سے ابر بنایاں ہوا اور وہ ابر بھٹا نقاب اریا قوت کیا
 ہو چکا کہ اوکا فرکان جاتا ہے پھر آدھ سے تھا نے جواب دیا کہ او بندہ بے ادب تو مجھے مقابلہ کرنے آیا ہے پہلے مجھے مارو
 بعد اس کے قلعہ والوں سے سمجھو نگاہ بیکر مرکب کو بھر کر برابر نقابدار کے آیا اور وہی گرز نقابدار کے سر پہ مارا نقابدار نے
 گرز اس کے ہاتھ سے چھین تھا نے تلوار ماری کہ او بندہ بے ادب تو نے گرز چھین لیا تلوار سے مجھے مارو نگا نقابدار نے تلوار
 اسکی پر دکر کے تلوار اس پر ماری کہ سر قلم کر کے سر پر مڑی کہ تادو ابر و اتر گئی داستانہ مارا تلوار تو چھن کر کلکسی سر سے ایک عا
 خون جاری ہوئی سامنے سے نقابدار کے بھاگا بھاگا اے بندگان من مرا دریا بید اس بندہ گستیخ کے ہاتھ سے بجاو یہ آدھ
 تھا کی سکر آدھ سے فوج نقادوری اور آدھ سے فوج نقابداروری خسرو نے دفت فرصت غنیمت جا کر دروازہ
 قلعہ کا کھولا اور اگر شریک فوج نقابدار ہوا فوج تلوار علی منزل ہادی طرفین کے مارے گئے آخر کار تھا شکست کھا کر بھاگا خسرو
 نے ملازمت نقابدار کی حاصل کی قلعہ میں لیکھا دعوت کی نقابدار نے حال فور الدہیر کا پوچھا خسرو نے تمام احوال سنا کر
 کا بیان کیا نقابدار لکھنا نہ ہاں باد و سرے روز دہان سے کوچ کر کے صفت منظر گوروانہ ہوا اور بعد چند روز کے
 امیر حمزہ صاحب قرآن مع لشکر و فوج شہر تحت الشعاع پر پہنچے خسرو نے دعوت کی استقبال کیا فور الدہیر کا حال گزشتہ
 امیر حمزہ صاحب قرآن دو ایک نے یہاں رہ کر خسرو سے رخصت ہونے اور صفت منظر سلیمان کی طرف روانہ ہوئے
 لیکن بیان شانزادہ فور الدہیر صرح کی زیادتی کرنے سے نہایت آزر دہ ہو گیا اور دیو قلیاس جس دن سے کہ شانزادہ

نور الدہر سے پسپا ہوا اور اسکی شاخ ٹوٹی ہوئی اسی دن سے اس فکرت میں ہر کہ نور الدہر کو غافل پا کر اٹھائے جائے قتل
 اتفاقات رزگار شانہ زادہ ملکہ کو دیکھ کر بھڑا ہوا اور اپنے جیو پر سے ہین آکر سو گیا ہر خد متکا رہتی علیحدہ ہو گئے مہین دیو تو ناگہنا
 تھا ہی دنوں کندہ دبا کر شانہ زادہ پر گرا اور اٹھا کے آسمان کی طرف بھلا خد شکار جو آگاہ ہوئے غل کرنے لگے دیو شانہ زادہ سے
 کوئے جلا اور دیو نے نور الدہر کو آسمان پر لٹا کر کہا کہ تو نے میری شاخ توڑ ڈالی ہر شرط کہتے یہاں سے چھینکدہ دن کہ تیرا بھی
 نہ لگے تو نے میری ملکہ کو دیوانہ بنا رکھا ہے تھے زندہ بچھڑو لگا نور الدہر جو ہوشیار ہوا اپنے کو دیو کے پنجے میں گرفتار پایا نہیں
 سنا گزرتا دل میں کہا کہ افسوس صد افسوس مشق کے چل سے بھی کامیاب نہ ہوئے بے نیل مقصود جہان سے چلے اور اُدھر
 حسرت دیدار جدہ پہرانی لگتی خیر مرضی خدا کی اور دیو بالاسے ہوا لیلہ چلا جا آہو اور کہتا ہے کہ ادا آدم زادو بچے کمان مارون کہ
 نور جلا اور زندہ نہ رہے نور الدہر نے اپنے دل میں کہا کہ ای نور الدہر دیو کی غفلت لٹی تو ہوئی ہر اگر تو دریا میں چھینکے تو کہے
 تو یہ کینت بہاڑ چھینکے گا اور جو تو بہاڑ پر کہے گا تو دریا میں چھینکے گا تو بہاڑ کی استہ عا کر کہ بہ دریا میں چھینکے سے اسلیے کہ اگر وہاں
 گر گیا تو بانی میں چوٹ نہ لگی اور اگر بہاڑ پر گرا تو پھر ہی پہل سر نہ ہو جائیگی یہ سوچ کر دیو سے کہا کہ تو بہاڑ پر چھینکے سے دیو نے کہا
 کہ بان میں بچے بہاڑ پر چھینکے کہ تو چھینکے ہی چھاڑی میں اٹھ کر بچے اور بچ جاسے میں بچے دریا میں چھینکے لگا کہ دریا میں بہاڑ
 بچے کھا جائیں یہ کہہ مہنسا اور کہا کہ ادا آدم زادو تو بچے دم تیرے دم میں نہ آو لگا اقرض دیو نے شانہ زادہ کو دریا میں
 چھینکے مار اور پھر کر محبت منظر سلیمانی میں آیا اور ملکہ سے کہا کہ ادا ملکہ تو جسے روز دیکھتے ہا ہا کرنی تھی میں اسے دریا میں چھینکے
 آیا اب کسے دیکھ سکی ملکہ نے جو یہ کہہ سنبھلا اختیار نعرہ کوہ شکاف کیا اور کہنے لگی کہ بھر تو نے مجھے کیوں زندہ رکھا ہے بھگو بھی
 کھا جا اور سر اپنا زمین پر دے مارا اور پھار میں کھانے لگی اور پکاری کہ ادا شانہ زادہ عالی وقار اگر تم صفوحستی سے اٹھ گئے تو
 بھگو بھی اسنے پاس بلاؤ کہ تو بھارے مجھے لہو بھر کی زلیست ناگوار ہوا شہر بارہم ثابت قدم تو سے محبت تھی جو تھے کہا تھا دی
 کیا ہمارے لیے اپنی جان دیری اور ہم لیے سخت جان ہیں کہ زندہ میں ہماری جان نہیں کھل سکتی اگر تو مجھے محبت ہے تو جلا اپنے
 پاس بلاؤ کہ بغیر تمھارے ہر کو زندگی بہت حشاق ہے کو تو یہ آرزو تھی کہ ہم تمھارے سلسلے میں گم ہوئی ہمارے عزیز کرد گئے کہ
 ہمارے کہ ہم سخت جان نہ ہوں اور تم ہمارے ساتھ دنیا سے اٹھ گئے اور ہم بے بس و بیکس جا رہے ہیں اختیار رکھئے مگر ادا شانہ زادہ
 ہم سخت مجبور ہیں کیا کریں کسی طرح دم نہیں نکلتا ہماری موت کو بھی موت آگئی گرا دی شانہ زادہ یہ لہو بھاری محبت و مروت سے
 مجید تھا کہ تم یوں بے کھٹے تھے ہوئے چلے جاؤ گے ساتھ لینا کیسا اپنے جانے کی خبر بھی نہ کر دے کہ کبھی ہی اور زار و قطار مثل
 ابر بہار روتی ہو سر اپنا دے دے مار رہی ہو کینتیں لٹی ہوئی ہیں مگر ملکہ کسی طرح نہیں مانتی ہر مرتبہ دیو سے یہی کہتی ہے کہ تو مجھے
 بھی کھالے ارے ظالم تھے اس غریب کے مارنے سے کیا ہاتھ لگا اور کیا حصول ہوا وہ بیچارہ وطن آوارہ ستم رسیدہ دل فگار
 بکس مہا غریب الدیہ محزون مغموم و بھور و ہم و چکا ایک گوشے میں بیٹھا رہتا تھا کسی سے غرض نہ طلب تھا کیا بگاڑا تھا
 جو تو نے اسے ہلاک کیا او موئے مردے مونڈی کا لے جہان تو نے اسے مار ڈالا تھے بھی مار ڈال اور میری بھی جان لے لے
 جیسا تو نے مجھے تباہ و برباد کیا اور میرے دل کو پھیل کر دیا اور میری آس کوڑی اور کمین کا نہ رکھا خدا ترانہ بھی پانچین ہستیا پاس
 کرے اور یونہی بچے پھیل کر دے یا خدا اب میں کیا کروں اور کہہ جاؤں جو اپنے محبوب کو پاؤں اور کبھی رور دکر کہتی ہے
 کہ ہمارے ادا شہر بارہم اتر تم تو ہماری محبت میں جہان سے اٹھ گئے اور جہاں تمھاری خاک میں مل گئی اور ہم ایسے عاجز و بیکس ہیں
 وہیں میں کہ تمھارے ہاتھ کو پھیل نہ آسکے قبر بھی تمھاری نہ بنا سکے اور تمھاری تربت بنا کر وہ افسوس بھی نہ بنا سکے ہاں میں کیا کر
 دم بھی محبت نہیں کھل چکا اور اس موئے سے کم پس بھی نہیں چل سکتا ہمارے کیا کروں اور کیا نہ کروں عاشق بکس بے بس زنجیر
 مجبور و زمین سخت اور آسمان دور ہو ہاں مجھ و مرد و عیبت ہر کسے نہیں کھل سکتا شعر مر اور دلست اندر دل اگر کویم نہ بان سوئے

دو آدم در کیشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد و دوسرہ کا کہوں کہ اسے کہوں اور کہوں سو کو تباہ، گوئیے کا سینا بھو بھو بھو بھو بھو بھو
 لگا اس درد سے روئی اور چٹی کہ درد دیوار مرنے لگے اور سننے والے بنو دیو گئے اور تھکے پھٹنے لگے اور جان کھونے کے زوتے رہنے
 اور تھکے پھٹنے لگے اور بھوس ہو گئی دیو جان کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور کھتا رہا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اسے افسوس ہونے لگا
 کتنی بڑی نادانی اور حماقت کی ایک کاہے کو زندہ رہی اور کہو کہ اسکی جان بچی لگا کے بھوش ہونے ہی اور بھی بھوش و حواس
 اسے باختہ ہو گئے اور عقل بالکل رفل ہو گئی انتہا سے زیادہ حیران و مضطرب اور سر اسیرہ فلوہ گر ہوا اور آغا بلبل سے مخاطب ہو کر
 کہنے لگا کہ ایو آغا بلبل ایک ذرا تو دیکھ کہ ملک زندہ ہے یا مرنے لگی ہے دم بانی ہے یا نہیں یہ شکر آغا بلبل نے کہا کہ ایو شاہ دیوان تھکے
 مدد بھر لیا کہ تم اسے اٹھا کر بے سمجھے بوجھے بھیک آگے بالکل غلط عقل و دانش کیا یہ بات تمکو کسی طرح زیبا نہ تھی مگر تم گھر آئے
 اور بریشان خاطر ہو کہ ملک بھوش میں آجائی اور اچھی ہو جائیگی کوئی بات بھرا مٹ کی نہیں ہے اب تمہیں مناسب بہتر ہے
 کہ تم اسکی دلہری کرو اور راجہ باندھو اور خوب طرح اطمینان دلاؤ کہ ایو ملک تم گھر آؤ نہیں اور مضطرب فلوہ گر نہ ہو اس درجہ بغیر لڑی
 نہ کرو جان کو جان سمجھو اور اس طرح بوجھو کہ نہ روؤ اور یوں منت جان نہ کھوؤ اب تو مجھے ایک خطا ہو گئی میں اپنی نقصان
 نام و شرمسار ہوں ایک ذرا جو اس درست کرو اور ایک بھڑا سا صبر کرو دل کو بھڑکاو میں اپنے کیے کو بھڑکھا اور جس طرح ہو گا
 جا کر ڈھونڈو لاؤنگا یہ کلام آغا بلبل کا سنکر دیو قلیاس نے کہا کہ ایو آغا بلبل یہ تو سب کچھ ہو گا اور جو کچھ تم نے کہا ہے وہ کیا ہی جا بجا
 اسوقت جس طرح ہو سکے تم ملک کو زندہ کرو یہ شکر آغا بلبل بھر سے نکلا اور ملک کے منہ پر پانی چھڑکوا یا فلوہ سنگھ یا ہوا دی
 ملوے سہلائے دونوں بازو کسکر باندھ دیے بار سے ایک تھوڑی دیر کے بعد ملک نے ایک اگرائی لی اور بھوش میں آئی
 اٹھکر بیٹھی بھوش میں آنا تھا کہ بھر وہی بقیہ رہی تھی اور وہی گریہ و زاری اس طرح ملک ملک کر اور ڈارھیں بار بار کر رہی تھی
 کہ پانچ بانوں پھولے جاتے تھے اور روئیں بدن کے ٹکڑے ہو جاتے تھے اور کسی میں بھوش و حواس باقی نہ تھے یہ دیکھکر قلیاس
 آگے بڑھا اور ہاتھ باندھ کر نہایت ادب سے سر جھکا کر کہا کہ ایو ملک میری خطا معاف کر دو اور جو چاہے تعذر دو میں بہ نہ جانتا تھا کہ تم
 واسطے ایسی بقیہ رہی اور فلوہ و زاری کر وگی اور خدا نخواستہ یوں اپنے تئیں ہلاک کر وگی ایک سراسر کر و دل کو بھڑکاو اس نالہ
 بقیہ رہی گو کہ یہ شکر ملک نے کہا کہ ایو دیو قلیاس تو نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا کہ میری جان ہی لینے کی فکر کی تھی اور یہی منظور تھا
 کہ میری جان ہی جائے تو فرین بھی اب اپنی جان ہی دو گئی نہ کھانا کھاؤ گی نہ پانی پیو گی اور یوں نہیں روئے روئے لب اپنی جان دے گی
 جب دیو قلیاس نے دیکھا کہ اب کسی طرح ملک مرے کہنے کو نہیں سنتی اور اپنی جان ہی دینے پر آمادہ ہو تو اور بھی زیادہ تر ہو کر
 ہوا اور آغا بلبل سے کہنے لگا کہ ایو آغا بلبل میری تمنا ہے تو کچھ اثر بد نہیں ہوئی اب تم ملک کو سمجھاؤ کہ اپنے اس ارادے سے
 باز رہیں اور کسی طرح ملک کی جان بچے اب تو مجھے خطا ہو گئی میں اپنی خطا پر نام نہاد ہوں اور وعدے سے زیادہ شرمسار ہوں آغا بلبل
 نے ملک سے دست بستہ عرض کیا کہ ایو ملک اب شاہ دیوان عذر خواہی کرتے ہیں اور عفو و تغیر چاہتے ہیں ایو ملک صبر کرو گی کو بھڑکاو دل
 سمجھاؤ اسقدر بینائی اور بقیہ رہی سے کیا فائدہ ہے اور اپنی جان دینے اور اس حرام موت سے کیا حاصل ہے بھلا کوئی بھی ایسا
 قائل ہو کہ اپنی جان عزیز کو یوں راہنجان کرے کیا بد موت کے بھی کوئی دنیا میں آسکتا ہے اور اگر تھے اپنی جان ترپ ترپ کر وگی
 تو بھر سوائے اس کے کہ تمہارے دشمنوں کی توکل سی جان جانی رہی اور سننے والوں کو سنسی کا سو فوج لیگا یہ شکر ملک نے جواب
 دیا کہ ایو آغا بلبل یہ تو تم نے سب بچا اور درست کیا اور جو تم نے کہا سب ٹھیک ہے مگر آغا بلبل دل کو کو بھڑکاو میں اور اپنی جان
 کو بھڑکاو میں برکت اور برکتی بقیہ رہی تھی جانی ہے کہ کسی طرح جی نہیں بھڑکاو رہتے ہی جی میں آتا ہے کہ اپنی جان دینا
 اور فلوہ و بقیہ رہی کیجئے ایو آغا بلبل جب بھڑکاو میں تو دل کی بھڑاس نکلتی ہے ایو آغا بلبل جب خیال کرتی ہوں تو ایک
 دھڑان لیا دل سے اٹھتا ہے کہ تن من کو جلا دینا ہے اور ایک ایسی ہو گئی سی پڑتی ہے کہ گو یا کھیم پاش پاش ہو جاتا ہے یہ جی میں

آپا پر کہ کسی طرح دم کو نکال دالوں گراؤ آغا بل دم تو وقت کا بازو چاہو اس کی سی طرح نہیں کل کتا جب کسی کے بچانے بچانے سے دلو کو بھیجی

ہوئے دل سے صاف یہ جواب لیتا ہر شخص
کیا فائدہ اب بے بس سے دم لب پر ہر پوچھا
میں اب رہا رہی سے سوا دید کا خونبار
بیب یاد کیا ہر اسے ای غیرت گلزار
تھکنا ہر مراد ان جنون سے بدن ایسا
بیزاب کا شیشہ ہر ہر اک آبلہ پایا
جو کوئی گستاخو مجھے کہ آئیگا وہ پاس
ہوئی ہونٹوں سے اس کے من اس قدر سے
شہر سے کوہ سے نگین تو قیس ہو جنون
یہ میر بن مرا جب تک کہ تار تار ہو

فریاد سے کہ نہ لڑا عالم میں وہ بریا
اس بت کو خبر ہو کہ نہ ہواس سے غرض کیا
مثل گل تر سبز ہوئے خشک تھے چو تار
بھر بھر دیے ہیں اسوں سے باغ کے کھکا
جل جانے اگر تن سے لگے دامن بھرا
جنگل میں لگے آگ جو بھوین مرے چھا
تو اس سے کہتی ہوں ایو ہمیں کمال
کہ سامنے بھی وہ آئے تو اعتبار ہو
ہر بار ہر بن زلیست میں وہ لاغر ہوا

جو اہل زمین اور فلک میں وہ و با
اب نامے سے تو غرض سے ملے گولہ
ستہم کی طرح اشک کے قطرے میں بکا
اور آغا بل تمام جسم پر آتش فرار سے ملتا
سرگرم یہ اب گرم آدمی سے ہی نقش
اور آغا بل اب تو میر یہ حال ہو گیا
دو دے ہوش کر دیا کے کم ہوئے ہر بن
تھے ان کا اپنی اگر میں حال کہوں
نہ ہاتھ اٹھا کر کچھ قسم ہر جوش خون

یہ سنکر آغا بل نے کہا کہ ملکہ یہ سب سچ ہو اور جمع ہو جس کے دل پر کڑی رہی ہو چنانچہ
ہر دوسرے کو کیا خبر کہ ملکہ نظر بذا رکھو کہ وہی ہر حال میں حامی و کفیل ہو ای ملکہ گھبراؤ نہیں نور الدین صاحب قرآن جہاں ہر خداوند عالم
اس کا محافظ جان ہو کچھ گھبراہٹ کی بات نہیں ہر فرزند ان صاحب قرآن پر ایسے صعب حادثے بہت پڑے ہیں مگر بفضل خدا کے لم تر
پھر زندہ و سلامت باشکوت پیدا ہوئے ہیں ای ملکہ ایک مرتبہ زمرہ شاہ باختری لقاے بے لقاے جادوگر و کون کو غلطی آماؤ
سے بجا اگر لشکر اسلام پر پرف برسوائی تھی کہ تمام سردار تباہ ہو گئے تھے اور سب لشکر قتل ہو گیا تھا لقاے بہادران لشکر
اسلام کے سرکٹو اگر جو ہیں ہزار گنا ہوا تھے اور پھر فضل خدا سے زندہ و سلامت رہے یہاں تک کہ لقا کو ملک باطل سے
بھگا یا اور شہر مشتری حصار میں شانہ زاد نور الدین کا سر لعل جادوئے کاٹ ڈالا تھا جب لعل جادو مارتا گیا تو شانہ زاد زندہ
سلامت پیدا ہوا اب اگر اس لوٹے دریا میں ڈال دیا ہو تو کیا مضائقہ ہو انشاء اللہ العزیز شانہ زاد با آبرو چھٹکا جان دے
سے کیا حاصل ہو تم میر گز اندیشہ نہ کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ تمھارے مکر میں کئی شکر خدا ہے جنہیں کند مکر دوسرے خطاب کیا کہ ای دلو
مجھے رفت سیاہ لاؤ کہ میں اس کے لیے سیاہ پوش ہوگی اور جب تک میں اس شہر یا کو نہ دیکھوں گی لباس سیاہ پہننے سے ہمارے کوئی آغا بل
نے دیو سے کہا کہ ای دیو قلیاس جابلہ خاکر خفت سیاہ ملکہ کو لاؤ نہ میں تو ملکہ ہلاک ہو جائیگی یہ سنکر نور الدین قلیاس گیا اور ایک
گھڑی شال سیاہ کی ماکر ملکہ کو دی کہ ای ملکہ یہ گھڑی شال سیاہ کی ماکر نور الدین نے کیجیے جو انکی خوشنودی ہو ملکہ خود بھی سیاہ پوش
ہوئی اور تمام فیسوں اور عیسوں کو حکم دیا کہ وہ بھی سیاہ پوش ہوں وہ سب بھی سیاہ پوش ہوئے یہاں تک کہ جس مکان میں تھے
اس مکان کے چھت اور دروازے اور دروازے تک سیاہ کر دیے مگر اس عالم رنج و غم و ماتم میں اس لباس سیاہ میں ملکہ کی کیفیت
تھی کہ جیسے ابریرہ و تار بن چاند تھوکتا ہو دیو قلیاس بہت خوش ہوا کہ ملکہ نے مجھے بابت تو کی اور ملکہ سے کہنے لگا کہ ای ملکہ
یہ لباس تمھیں ایسا خوشنما معلوم ہوتا ہو کہ میرا جی یہ چاہتا ہو کہ تم ہی لباس پہنے رہا کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ درجی ہو موندی کا
مجھے سا کر خوش ہوتا ہو کیا بھل یا آئیگا تو سہی جو مجھے کوس سی کوس کے نہ کھا جاؤں یہاں کی تو یہ صورت ہو

اب میدان سے دو کھلے داستان ایرج کے گوش دل سے سماعت ہوں ا

کہ جب ایرج کو یہ خبر وحشت اثر معلوم ہوئی کہ دیو قلیاس نور الدین کو اٹھا کر دریا میں ڈال دیا تھا منظر پر کھڑا ہوا ہر طرف کھڑ
برنا و پیر کی چشم نم ہو اور ہر شخص کیا اپنا کیا پیکار نور الدین کے لیے نالان و گریان ہو ایک ملاطمتی اسوا ہو تمام لوگ سیاہ پوش ہو گئے تھے
ہر خطہ اور ہر کھڑی سوائے آہ و بیقراری کے اور کوئی کام نہیں ہو تو ایرج کمال ناخوش ہوا اور اتنا غم و متہ فیسوں لیا کہ ہا سے

افسوس صد افسوس نور الدین صاحب فلق و دروت اور با صولت و محبت تھا اور کیا بارشاطر تھا کسی کی صحبت میں ہمارے اسکے ہی
 میں آتی امر یہ کہ نور الدین کے مرنے سے لطف صحبت ہی جاتا ہوا افسوس یہ تھا کسی کو نہ چھوڑ گئی اناشد و انا الیہ راجعون کسی شکر
 کو بخیر فنا کے بقائین ہی مگر حامد بن حمید زنگی بہ حال شکر نہایت خوش ہوا کہ خوب شہر قریب ہمارا مارا گیا اور دغدغہ و اندیشہ جو کچھ
 تھا وہ سب برطرف ہو گیا اب کوئی خوف باقی نہ رہا اور عشق خوب بے کھٹکے ہاتھ لگیگا اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجا یا جائے
 یہ شکر ایرج نے منع کیا کہ اسی حامد دیکھو خبردار طبل شادمانی نہ بجا مانا جو کچھ ہوتا تھا وہ ہوا اگرچہ تمھارا قریب سی مگر اسی حامد بن
 حمید زنگی مرنے کی کسی کے خوشی نہ چاہیے اور اصل مرثیہ یہ کہ تمھیں بہت بڑا سہارہ درج ہوا اور نہایت فلق ہوا اور اعلیٰ
 یہ ہو کہ ایسا بنادرنہ پیدا ہوا نہ ہو گا انتہا کا جری و دلا در اور بڑا صاحب صلہ تھا یہ شکر حامد بن حمید خاموش ہو کر

اب دو کلمے داستان حیرت بیان شانزادۃ بدیع الزمان اور محفل ہار کے سنئے۔

کہ یہ دونوں جو روانہ ہوئے تو بعد طو مراصل و قطع منازل کو ح کبوج قریب محفل منظر کے پہنچے جب کیوان فلک فحمت اگا
 ہوا تو اگر استقبال کیا شرف ملازمت حاصل کیا سبز درکاب فلک انتساب ہو کر فلو فمہر بخش من آیا دخت کا سامان کیا اور نہایت
 تکلف سے دعوت کی اور جو کچھ زیادتیان ایرج نے کہیں تھیں وہ سب حرف بیان کہیں اب جو بدیع الزمان نے خیال کیا تو
 دیکھا کہ سب کے سب سیاہ پوش تھے صورت اتمہ داران اور غمزدگان کی بنائے ہوئے تھے کوئی آنکھ ایسی نہیں ہو کہ جس میں شکر
 حسرت نہ ڈبڈبائے ہوئے ہوں کوئی لب ایسا نہیں ہو کہ جس پر آہ جگر خراش نہ ہو غرض ہر شخص ایک ہی حالت غم و ملال درج تھا
 میں مبتلا ہو اور صاف تصور غم بنا ہوا ہر شعر تصور غم دلال میں سب بھگتیں چاہ حال میں سب یہ حال دیکھ کر بدیع الزمان
 نہایت متحیر اور کمال حیران و مضطرب ہوئے کہ سب تو سب یہ کیا معرکہ ہو اور کیا واقعہ کہ ایک سر سے سب کے سیاہ پوش
 اور غم پوش ہیں کیوان سے پوچھا کہ ارے یہ تم سب پر کیا مادیہ اور کیا سانچہ گذر گیا کس غم میں مبتلا ہو کس رنج میں گھرے ہو
 کونسی آفت آئی اور کیا مصیبت پڑی کہ تم سب نے یہ حال بنایا ہو ہر شخص نالان و گریان اور ہر لب پر آہ و افغان ہو جیسے نظر اٹھا کر
 دیکھتا ہوں وہ سیاہ پوش ہو اور صورت اتمہ داروں کی بنائے ہوئے ہو دل پھٹا ہوا ہو اور کلیشہ ہو ابابا ہو اور خود بخود جی اٹھا
 آتا ہو اور آپ سے آپ گریہ گلو گریہ ہوتا ہو از براے خدا جلہ بیان کرو کہ اب مجھے محل در تاب ضبط باقی نہیں ہو یہ سننا تھا کہ کیوان نے
 ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ حضور جو حال پر اختلال ہو اور جو عہد مد دل پر ہو اسکا اظہار غم ممکن ہو
 اس فلک بھر فتنہ اور چرخ دوار ستم شعار نے وہ مصیبت ڈالی ہو اور وہ دل پر درد و غم دالم کا پہاڑ بھٹکھا ہو کہ دستہ میں
 اسیر بھی ایسی مصیبت نہ پڑے بدیع الزمان نے گنگا گچھا کچھ کو تو سہی میں بھی تو سنوں کیوان نے عرض کیا کہ اسی شہر ہار
 آج کئی روز کا زمانہ ہوا کہ تو قلیاس شانزادۃ بلند قدر کو اٹھا کر لگیا اور مرد و دریا میں ڈال آیا پس سننا تھا کہ شانزادہ
 بدیع الزمان میں ناب ضبط و تحمل باقی نہ رہی اور ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ہاے اے فرزند دلہند اے میرے سعادتمند جگر جو ہر
 یہ باب اختیار ہوا اور تو دنیا سے اکٹھا کیا اے بیٹا دیدار بھی تیرا نصیب نہ ہوا ہاے ہماری قسمت میں یہ داغ بد تھا اور تمھیں اس
 سن میں دنیا سے سدھارنا مقصود ہوا تھا ہاے اے بیٹا میں اب کہ ہر ماؤں اور کمان سے تمھیں دھونڈھ لائوں ہاے اے
 بیٹا باب کی آنکھوں میں عالم سیاہ ہو گیا اور اسی رشتہ میری مجھے کچھ نظر نہیں آتا اے بیٹا ایک نظر اپنا دیدار مجھے دکھا دے
 کہ دل کو صبر آئے اے بیٹا تمھارے مرنے سے کمر ہاری ٹوٹ گئی ہاے اے بیٹا یہ شرط محبت نہ تھی کہ تم میں نہ تھا چھوڑ کر چلے گئے
 اور میں کوہ و صحرا کی خاک چھاننے کو چھوڑ گئے اور یوں اپنے بچانے سے منہ موڑ گئے لازم تو یہ تھا کہ تم میں مٹی دیتے اور ہماری
 قبر بنا کر دیتے کہ روح ہماری شاد ہوتی نہ کہ یہ انقلاب کہ آج ہم تمھیں دیتے ہیں اور تمھارا اٹم کر رہے ہیں کیوان نے فلک
 بھر فتنہ اور چرخ دوار تو نے یہ فرقہ کیا ڈال دیا کہ وہ ہمارے لیے ترس ترس کر گیا اور ہم اسکے لیے تڑپ تڑپ کر رہ گئے

نہ وہ چین دیکھ سکا نہ سم آسے دیکھ سکے یہ کہتے تھے اور روتے تھے یہاں تک کہ روتے روتے غش آجاتا تھا پھر ہی کریم زاری اور نالہ و
 بیقراری جو کوئی سمجھا ہی کہ حضور اس قدر نالہ و زاری نہ فرمائیے جس کے مشیت ازادی یونہی تھی کہ آپ کے سامنے وہ کر فیل جوان یون
 رہا ہے اور آپ یہ خبر وحشت اثر نشین تقدیر سے کیا چارہ ہو جو اس کی مرضی مصرع راضی ہیں ہم اسی میں جہین تری رضا ہو حضور
 کیا روتے روتے جان دیجئے گا حضور یون بیقراری نہ کیجئے کہ مردے کی روح پر تکلیف گذری ہو حضور کے رونے سے اور اس قدر
 کریم زاری سے روح اس کی چین ہوگی تو اس کو بدیع الزمان ہی جواب دیجئے ہیں کہ ارے صاحبو یہ کیا غصہ ہو کہ جوان فرزند
 اور فرزند بھی سعادت مند یون دنیا سے اٹھ جائے اور میں نہ ردون اس وقت وہ آگ ل میں شعل ہو کہ کسی طرح نہیں کیجیے ہاں
 ہاں افسوس الہی قسمت ہماری پھوٹ گئی کہ ہم آنے بھی نہ پائے اور وہ دنیا سے سد حارے ہمارا بجلی نظر نہ کیا ہاں میں اپنے سدا
 فرزند جوان کو کہاں سے لے آؤں قطعہ رات محل فخر سرداران کہان ہو کہان ہو کہان ہاں حیرت و کھون کے پنجے مری کہ ہو
 آکھوں سے ابے و نہان ہاں افسوس کہانی میری یون لگتی اور اس فراق فلک کے یون دلت میری ٹوٹ لی غرض سہ طرح واپس آتا
 خاک بس گریان و مضطر گریان چاک سر پر خاک سر پر بارہنہ سیاہ پوش با صد جوش و خروش مع فوج و لشکر سامنے ہفت منظر کے آتا
 اور جس مقام پر نور الہی چھٹا تھا وہاں ہو گیا کہ وہ متعلق بران ہنسان پراہو ہو اس ستر ضیوں خاک ٹری ہوئی ہو معلوم ہوتا ہے
 کہ کہہ کر آجوان کا لاشہ ابھی ابھی یہاں سے گیا ہو اور اس طرح کی اداسی چھائی ہوئی ہو کہ گویا کوئی ٹوٹ لیکھا خاک وہاں کی اٹھا کر
 بدیع الزمان نے اپنے منہ پر لی اور پھر ماتم کرنے لگا اور وارھن مار مار کر رونے لگا اور پکارا ہاتھا ای فرزند ارجمند ای میرے
 اقبالندائے کس سن میں تھے دنائے منہ منہ سے ٹھٹھٹھا کہ کوئی اس سن و سال کے ورخت کو بھی نہ توڑے ای بیٹا ہم تو تمہارے ستان
 ویدازہ کر آئے تھے کہ جا کر تم کو کھینکے کھینکے کو ٹھٹھا کر گئے مگر ہاں ای بیٹا تمہارے آنے کا بھی انتظار نہ کیا اور ہمارے
 آنے سے پہلے ہی گذر گئے ہاں فرزند کسی طرح دل کو قرار تھیں اتارے کوئی کلی یا نکال لیکھا ای بیٹا تم ایک نظر صورت اپنی
 دکھا جاؤ تو دل کو قرار آجائے در نہ ہم بھی یونہی ٹرتے ٹرتے مر جائیں گے اور خیر ای بیٹا نہیں آئے تو نہ آؤ ہم خود ہی چند روز میں
 اگر وہ میں تھے ہما نیلے اور ای فرزند یہ تو بناؤ کہان جو تمہاری مجھے پوچھ لی کہ کیوں صاحب فرزند کو میرے دیکھ آئے اچھا تو
 تو بیٹا میں کیا جواب دے گا کیا یہ کہہ دوں وہ میں تمہا چھوڑ کر دنیا سے گذر گئے آہ تم سے اور مجھے منہ منہ سے کہے ای بیٹا مان تمہاری گاہیک
 زندہ ہو سکی یقین ہو کہ سننے ہی ہلاک ہو جائیگی ای فرزند ہاں وقت آخر میں تم کچھ وصیت بھی کسی سے نہ کر گئے ای بیٹا اب میں
 کس منہ سے وطن جاؤنگا بس اب یہ بارہ ہو کہ جو کی بیکراہ و مو اختیار کروں یہ کہتا تھا تو چین مار مار کر روتا تھا اور برابر زمین پر
 بکھڑا رہتا تھا کہ لباس سب پارہ پارہ ہو گیا ہتھیرا سب عجیل ہر و نے بدن خیال ہے بے تھے کہ مبادا خود کشی نہ کرنے
 تمام فقاے بدیع الزمان رو رہے تھے لک خسر پڑا تھا اور وہ غمرہ اور وہ فرما تھی کہ زمین آسمان کا ہے تھے قمر جہرے جو
 یہ بحر کہ خشک اور قیامت خیز بالائے قمر سے دیکھا گمر سے پوچھا کہ کیوں خواجہ یہ کون ہیں خواجہ عمر و نے جواب دیا کہ اے قمر
 یہ باب ہو اس شہر یار کا یہ شخص ہو کہ جسے پانچ سو ملک کو چاک با ختر کے تن تھا کجباب بن کجوب حزان و دلکش سے چین
 لیا اور بڑی بڑی افواج کو فاش زدک دی و قمر جہرے کا نام شامزادہ بدیع الزمان ہو حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن سلمہ الزمان
 اس شامزادے کو بہت دوست رکھتے ہیں اور وہ دوسرا عجیل ماسر و بھائی ہو حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن کا بس خواجہ
 یہ سننا تھا کہ رنگ چہرہ قمر جہرے کا متغیر ہو گیا شہر صدال نے دی اشتیاق اشتیاق کہ صاحب نے الفراق الفراق اور زور
 یون بکاری کہ شعر من جدا از بار و بار از من جدا افتادہ است و این چنین مشکل کہ من و ارم کر افتادہ است تو اگر رسید جان لب
 از بحث فراق مرا اہل کجاست کہ مشتاق او بہ جان شدہ ام ہاں ای فلک کج رفتار تو نے ہم پر کیا ستم کیا لیکن اس دران
 عجیل ہر و نے بدیع الزمان کو سمجھانا شروع کیا کہ بدیع الزمان اس قدر بیقراری نہ کرو اور یون اپنی جان غمگین نہ کرو

نہ دو اور یقین کرو اس بات کا کہ وہ مرا نہیں ہے بلکہ زندہ ہے اگرچہ دیو قلیاس جیسا ساس سنہ اسے ریاضت الہیہ کر رہا ہے اور انشا اللہ تم سے ملے گا تم ابھی یہ بدشگونی کیوں کرتے ہو ایک چند دن تو انتظار کرو دیکھو تو پروردگار کیا کرتا ہے اور میرا حال کتنا
 تنہا سنا ہو گا کہ ایک مرتبہ قصاص کار اتفاقات روزگار حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن سلمہ اللہ سبحان پر وہ قاف میں غرق
 دریائے شور ہو گئے تھے مگر بفضل الہی بعد چند روز کے زندہ و سلامت اس دریاے بلا انکیز و تفرخیز سے نکلے تھے بلکہ کھلے
 یہ ہوا تھا کہ سلیم خانہ سلیمانی پر سے تیرہ عقرب سلیمانی بھی ہاتھ لگا تھا کسی قسم کی کوئی گزند نہ رہی تھی لیکن کوئین پوچی تم پر
 اطمینان رکھو اور اپنے دل کو سمجھاؤ جی کو ٹھہراؤ اور اسکو خدا بخواتین مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہی ہو گا ای بدیع الزمان نور اللہ
 بھی تو صاحب قرآن ہر انشا اللہ اسے بھی کوئی آسیب نہ ہو چھپکا اور کوئی مصرت و گزند نہ ہوگی اور بہ قول قوت ایزدی نور اللہ
 بھی باسنان و شوکت نمایان ہو گا اور تم سے اگر ملیگا اور جی تمہارا خوش کرے گا مگر او نہیں پاشیان خاطر نہ ہو تمہارے کہنے پر
 عمل کرو اور جتنا کہتے ہیں اسکو یقین اور سچ ہی سمجھو خدا نے پاؤں تم اس قول کو تمہارے یا دکرنا دیکھا کہ ایک سرور فرق ہو گا اور جی
 کہتے ہیں یہی ہو گا یہ شکر شانہ اودہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ہاں عمو جان جب ایسا فرزند ارجمند اقبال مند و سعادت مند آنکھوں
 کے سامنے سے اٹھ جائے تو پھر جلا آپ ہی انصاف کیجئے کہ دل لکھو مگر چہن آئے ای عمو جان میں لاکھ لاکھ دل کو سمجھاتا ہوں مگر میرا
 قرآن میں آنا میں کیا کروں اور پھر یقین کیونکر ہو کہ جو دریا میں غرق ہو گیا وہ زندہ نکلیگا عجیل ماسرو نے کہا کہ تمہارے سامنے حضرت
 امیر حمزہ صاحب قرآن کے بارے میں حکایت بھی بیان کر دی اور تمہاری سمجھ میں پہلا کہنا سنیں آنا بدیع الزمان نے کہا کہ اگر
 قبلہ و کعبہ دیدہ بایم تو اس غم میں اب تمام میں یہ شکر عجیل ماسرو نے جواب دیا کہ میان بدیع الزمان گو یہ سچ ہے کہ مفاہت
 فرزند کو ارا نہیں ہوتی مگر جیسا سوائے صبر کے چارہ ہی کیا ہے اور تم کہا کر سکتے ہو یہ شکر بدیع الزمان نے جواب دیا کہ شعر
 نالہ را ہر چند میخوانم کہ بہان بر کشم دل بھی گویہ کہ من تنگ آدم فریاد کن ای عمو جان میں مجبور ہوں کیا کروں یہ شکر عجیل
 نے جواب دیا کہ میان یہ سب سچ ہے مگر ہمارا بھی کہنا انا چند دن تو صبر کرو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہے بعد اسکے پھر اگر شانہ اودہ و اللہ
 نہ ملیگا اور نہ پیدا ہو گا تو پھر آپ کو اختیار ہے کہ انکار و زاری کیجئے گا جو چاہیے گا سو کیجئے گا مگر بدیع الزمان دالاشان
 کو کت صبر آتا ہے بایں کی محبت کتنی سمجھاؤنگ اشر کرنا تھا اپنے رفقا سمیت گروالیاس زیب بدن فرما کے فقیر بنکر بیٹھا اور دھڑلے دھڑلے
 فمائش سے خاموشی ہوئی اور صبر کیا دل کو جس طرح ہو سکا بچہ کیا لیکن جب یہ خبر امیرج کو معلوم ہوئی کہ شکر ظفر بیک نے ایوان
 کا آیا ہے اور سمرقاند کے عجیل ماسرو امیر حمزہ صاحب قرآن کا بھائی بھی ہے فوراً یہ سنتے ہی سفیل سپر گردان سے کہا کہ آؤ
 سفیل سپر گردان تم جاؤ اور جا کر بدیع الزمان سے پیام دو کہ ای بدیع الزمان بہت جلد نفقت منظر سلیمانی
 کے سامنے سے خیمہ اپنا مٹاؤ کہ ناموس حامد بن حمید زنگی کا نفقت منظر میں ہے خوف کرنا ہوں کہ اگر تم اسکی خلاف ورزی
 کرو گے تو شاید مجھ سے گزند ہو چکی مجھے ہرگز گوارا نہیں ہے کہ حامد بن حمید کا ناموس نامحرمون کے سامنے رہے سفیل سپر گردان
 جلد سے حکم سنکر روانہ ہوا اور پیغام امیرج کا بدیع الزمان کو سنایا بدیع الزمان اپنے رنج و صدمے میں بیٹھا ہوا تھا آنسو بہتے تھے
 یہ پیغام غمظا القیام جو امیرج کا تھا فرج زیادہ برہم ہو گیا اور اسے غصے کے ہاتھ باتوں تھر تھر کانپنے لگے پکار کر کہا اونا بکار و نہ بکار
 مجھے ملے گی کوئی پروا نہیں ہے اسے میں اپنے رنج و صدمے میں مبتلا بیٹھا ہوں اس کمبخت آفتاب پرست نے خواہ مخواہ کی تیر
 نکالی ہے اگر وہ اروہ جنگ بیدل کا رکھتا ہے تو پھر مجھے کس بات کا ڈر خوف ہے اور کس امر کا کھٹکا ہے اسے میں خود آمادہ مرگ اور
 مہیا ہے اہل بیٹھا ہوا ہوں مجھے خود ہی منظر ہو کہ جلد میرا کہیں خاتمہ ہو جائے اور چھٹ جھگڑا ایک ہو جائے جاؤ کہہ
 جا کر امیرج سے کہ اوبے مردت و بدحیثیت مجھے کچھ بھی مردت و بدحیثیت اور پاسیوں محاط ہو اسے یہ نجات شانہ اودہ عالیہ
 نور اللہ صبر کا تو یوں خاتمہ ہو جائے اور ہم اسکے غم میں یوں لول و لول افکار بھیجیں اور تو ہمیں یوں ستائے اور دن کر

اور بیان سے اٹھانے کا ارادہ کرے ہم تو بیان سے کبھی بچ جاتے ہیں اور کبھی نہ بچتے اور ایک نام نہ بچنے سے ہم تیری حقیقت
 ہستی کیا سمجھتے ہیں تو یہ کیا عقل سیر گردان یہ سن کر اٹھا اور ایرج سے باکر ساری حقیقت بیان کی اور جو کہ بدیع الزمان
 نے کہا تھا وہ ایرج سے بیان کیا یہ بیانیہ بدیع الزمان کا سن کر ایرج بھی بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اچھا میں خود جا کر آپ
 سمجھاؤں گا یہ لکچرپ ہو رہا اور دوسرے دن آشکار بدیع الزمان کی خدمت میں آیا اور سامنے اگر بطریق آفتاب سرسبز
 سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا اگر بدیع الزمان اور عجیل نے ایرج کی تعلیم دی اور حکم کیا کہ ایرج کو جو ہر نگار کر سنی ہی جاتے
 و غرض کسی جو ہر نگار حاضر کی گئی ایرج رسم ادب بجا لاکر کسی پر بیٹھا بعد از ارج برسی ایرج نے نور الدین کا ذکر چھڑا اور بہت
 فحش کیا یہ رسم تعزیت اور بدیع الزمان اور عجیل سر و تو خوب رونے لگے ایرج بھی کچھ چوٹ موٹ رویا بعد اسکے ایرج نے کہا کہ
 میرے کنبہ کی یہ جگہ بھی کہ ایک نور الدین کی تعزیت منظر حق دوسرے بڑی وجہ یہ تھی اور زیادہ تر نے کی یہ جہت تھی کہ اگر عجیل
 تمام آج ہی آپ دونوں صاحب مع اپنے لشکر کے بیان سے ملے جاتے اور اس مقام کو جو نور دین نوغایت بہتر ہو در نہ مجھے
 خوف ہو کہ اگر آپ بیان سے نہ ملے جاتے تو فساد رکھا ہوا ہو گیا ضرورت ہو کہ خواہ خواہ خجنگار ہو اور مبادا ایرج بڑے سنکر
 بدیع الزمان نے کہا کہ ایرج مجھے تمھاری عقل و دانش سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ تم ایک ذی فہم اور سمجھدار آدمی ہو کر
 ایسی حماقت اور نادانی کی باتیں کرتے ہو اور زیادہ تر استبعاد تو یہ ہے کہ تم اپنا حکم جنگل پر بیٹھاتے ہو یہ تو ایک صحرا ہے کسی کی
 ملک میں نہیں یہ بیان کسی کا اجارہ نہیں ہے اور نہ کسی کا علم دخل اس بیان میں ہو سکتا ہے کیا ضرورت ہے کہ تم اس قسم کی فساد
 آمیز باتیں کرتے ہو اور رسم حیات و مروت کے بھی یہ امر نہایت ہی ایرج منکر ہے بھی خیال نہیں آتا اور اسکا بھی لحاظ و پاس نہیں
 کہ ہمارا تو کریم جو ان فرزندوں کا بھائی ہے اور ہم اسکے غم و الم میں نوحہ کر و مضطر بیٹھے ہوں اور ہم یوں چھڑ چھاڑ کی باتیں کر رہے
 اور دلا سے سے لے لے الٹی یہ باتیں کہتے ہو ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دفعتاً ہر کاروں نے اگر خبر ہو چکی کہ اسد بن کرب پہنچا
 اس خبر کے سننے ہی عجیل ابرو نے ایرج سے کہا کہ ایرج اب تم جلد بیان سے اٹھ جاؤ تو بہتر ہو وہ دونوں اسد بن کرب
 پہنچے ہیں اسد تمھارا پاس لگا ہوا بالکل نہ کر لگا خدائے تم سے اور اس سے کیا گفتگو ہو کم کیا کہو اور وہ کیا گفتگو کرے اور کیا طعنی
 تر جی بات چیت کرے اور کسی ٹھہرے اس وقت تک ملال گذر گیا اور رنج ہو گا کہ ہم بیان آئے اور ایسی تیر جی بات چیت کی
 وہ جہاں سے لے کا بھی کچھ پاس لگا نہ کیا بدیع الزمان نے کہا کہ عجیل ابرو ہم اس دہوانے سے مجھ کو ڈراتے ہو اس دہوانے
 کی حقیقت کیا ہے اور وہ دیوانہ کیا چیز ہے آتا ہے تو آئے دہنایا گیا کیا اور کر گیا کیا اسکی ہستی ہی کیا ہے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اس
 بن کرب بارہ ہزار فرزاقوں سے فقیر ہنسنا ہزار ہر حقیقت منظر ہو چکا تھا خبر تو ہر وقت سامنے تھی ہی ہستی تھی کہ شاید کچھ خبر ساز ہو
 کی معلوم ہو کہ دیکھا اسد بن کرب سامنے سے چلا آتا ہے عمر و سے پوچھا کہ خواجہ یہ کون ہے جو سامنے چلا آتا ہے خواجہ نے جواب دیا
 کہ ای ملک قمر حیر بہ بھو کچی زادہ بھائی ہے شاہزادہ نور الدین سرکار کرب غازی کا بیٹا ہے اسد بن کرب غازی اسکا نام نہیں
 اور ہم گرامی جو اسکے باپ کرب غازی کو میں نے اپنا فرزند کیا ہے اور یہ نور الدین سرکار عاشق صادق ہے ملک قمر حیر یہ سنکر بہت
 خوش ہوئی اور دعا میں دینے لگی لیکن اب سنئے کہ اسد بن کرب غازی جو بیان پہنچا مال نور الدین سرکار میں سے پوچھنے لگا معلوم
 ہوا کہ نور الدین سرکار دیو قلیاس کا بھائی ہے اور شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل ابرو بھی بیان کل سے آئے ہوئے ہیں اور نوحہ ہم
 کو کر رہے ہیں اور ایرج کیا چور کتا ہے کہ تم دونوں اپنا لشکر لے کر آئے ہو اور اگر بیان سے نہ ملے جاؤ گے اور اس جگہ کو
 خالی نہ کر دو گے تو فساد رکھا ہوا ہے لڑائی ہوگی یہ سنکر اسد کی آنکھوں میں خون اتر آیا نور الدین سرکار صدمہ و رنج تو بھول گیا شعلہ
 کے مانند ہر طرف سے ہو گیا کہنے لگا فیر دیکھو تو یہی اس باجی نا بکار نہ ہنجانا لالین روزگار ہے کہ آفتاب پرست کو کسی تہیج
 کرتا ہوں کہ عمر بھر یاد کرے اور ساری سچی بھول جائے اور غصے سے کانپتا ہوا بارگاہ بدیع الزمان کی طرف چلا

وقت پر کہ ابرج بیٹھا ہو ابرج الزمان سے کہ رہا ہو کہ ابرج الزمان اب چاہے جو کچھ ہو سکو بیان سے اکتفا ضرور ہو گا کہ اس جگہ کو حالی کر دینا ہو گا کوئی عذر تمہارا نہ چلیگا اور کوئی بات تمہاری پذیرانہ ہوگی بہتری اسی میں ہے کہ تم ہمارے گئے کو قبول کرو فساد نہ بڑھاؤ کیا اس سے حاصل ہو اور بدیع الزمان کہ رہے ہیں کہ ابرج اسے ہم دل شکستہ ہو رہے ہیں اپنے نو ذرا میں جیلا ہیں کہ وہ مصیبت دل پر گر رہا ہے فرج غم کی ہمیشہ چاہتی ہے کہ مل جوان فرزند اکھون سے پوشیدہ ہو گیا ہے ابرج اس وقت میں پری ہے کہ جو دشمن ہو اس پر بھی نہ بڑے ایک گوشہ صحران خاموش چھپے ہوئے ہیں کیونکہ اس قدر ستانا ہے اور رنج و آزار پہنچانا ہے مصرع حذر کن ز درد دل درد مندہ ابرج کیونکہ اس قدر دلی کرنا ہے اور ہماری بددعا لیتا ہے کیونکہ اس قدر غم سے ہم غم خاد و غم اور طبع تار تار مودت کو توڑ دالا ہے ابرج اسے اکھون کی سیل جی جانی رہی یہ کیا غضب ہے اور کیا ستم ہے اتنا بے رحم نہ ہو انسان نہ محول جائے اور یوں نہ اچھے نصین اس وقت میں یہ باتیں مجھے زیبا نصین کہ تو پاس خیال چاہیے اگر نہ انھوں نے تمہارا آئے تو معاملہ نصین تم کیا حال کرنے جب صحران جو تمہاری ملک میں یہ حال ہے کہ خواہ مخواہ کا قبضہ اور حکومت جتانے ہو ابرج سے کہہ کہ نہیں میں ایک آنکھ انکھو سکیاں سے اکتفا ہے ہو گا اور تو چاکر کو سکیاں سے ہٹ جانا ہو گا بیان سے دو چار دس ہاتھ کو سن کر نور الدین کا نام کرو بے سنگ غمیل ماہر و نے کہا ابرج دیکھو سچو لو زیادہ بے مروتی اور زندہ اندی ابھی نہیں ہوئی نہ سچو کچھ ملک سے مطلب ہے اور نہ فقیر منیت منظر ہی سے سروکار ہے ہم بھی کسی سے کوئی پائیگی کا نہیں رکھتے ہیں کچھ بہتر ہے اور خیر اسی میں ہے کہ تم چارے حال پر قبضہ نہ دیا نہ ہو کہ ہم بھی اپنی جان پر قبضہ جاتے یہ باتیں جو سی رہی نصین کہ تیرے دوبارہ خبرانی کہ اس قدر کرنا ہے ابو پنچاہ خبر سنگ غمیل نے ابرج سے کہا کہ ابرج دیکھو سچو لو زیادہ نہایت شہد ابرج دیکھا کہ کیا ہے اس کی اکھون میں اس میں ہے نہ وقت کسی کا لحاظ و پاس کرنا ہے ابرج نصین واسطہ اپنے دین کا اور قسم اپنے مذہب کی اب تم بیان سے اکتفا جاؤ اور سچے ہی ہا تو بہتر ہو دیکھو ہمارا کسنا مانو ورنہ پچاؤ گے اور پشیمان ہو گے تم سے اُس سے برگز نہ بیگی معلوم نہیں وہ تم سے کیا بڑھتی ہے گفتگو کر کے پھر اس وقت نصین رنج ہو گا اور آزدہ ہو گے ابرج وہ تو صاحب قرآن کا لحاظ نہیں کرتا تو بھلا تمہاری ہستی اور حقیقت وہ کیا سمجھ گا وہ ایک بلا سے بے دران اور شعلہ جال ہو بھلا آئے اب کہ تمہاری یہ بے محابہ گفتگو سنگ غمیل ماہر و نے کہا کہ اگر اسکی یہ حالت ہے تو پھر میں اسے کیا مال سمجھتا ہوں اور اسکی کیا حقیقت سمجھتا ہوں تو ایک خواب سے کہ چکا کہ وہ ہے کہ پیرا ہے تو آئے ابھی یہ باتیں جو سی رہی نصین کہ اسی اشنا میں اس قدر غازی بارگاہ بدیع الزمان کے اندر اور نہایت ادب سے سلام کیا اور رسم قد ہو سی بجا لایا بدیع الزمان اور غمیل ماہر و نے دعادی اور بدیع الزمان نے اپنے پہلو میں بلا کر چبڑی نہایت اعزاء اکرام سے پیش آیا بدیع الزمان نے اس سے رو کر کہا کہ ابرج اس قدر حال نور الدین کا سنا ہے ہو گا ہے اس قدر نور الدین نے ساتھ ہمارا چھوڑ دیا اور ہم تنہا گئے یہ سنگ اس قدر دے لگا بدیع الزمان بھی خوب دے لگا ابرج نے پھر تھوڑی کے بعد کہا کہ ابرج بدیع الزمان میں جب سے آیا ہوں کئی مرتبہ آپ سے کہ چکا اور آپ نے کوئی کھانا جواب نہ دیا اور حراؤ حراؤ کے عذر معذرت اور جیلاؤ حراؤ ہی میں مالد باد گئیے میں آپ سے کہ رہا ہوں کہ آپ بیان سے اکتفا چلے جائے اور وہ چار کوں ہلکا کرنا خیر آپ برا کہیے نہیں تو میرے ہاتھ سے آگے آنا ہو چکا اور فساد ہونا اچھا نہیں ہے آگے آپ کو اختیار ہے جس کلام ابرج کا جو اس قدر کرپ نے سنا اب بھلا آپ کیا اور ضبط کمان آگ ہو گیا گویا آپ بے آپ ہو گیا اور ابرج کی طرف نہایت غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ ابرج اس قدر پاس فردش کچھ باز رہی تیری بھی یہ مجال اور حقیقت و ہستی ہے کہ تو ہمارے سامنے اس قسم کے کلام کرے اور نالائق روزگار و ناہنجو بدکار تو سیلا اپنی ہستی پر تو لحاظ کر اور اپنی حقیقت اور اصلیت کو تو دیکھ کر تو کسی اور کوں ہو اسے اور جبر جگہ ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں لاتی اور لحاظ و حرمت کو تو نے طاق پر بٹھا کر بھائی اور نالائق کے پردے اکھون پر ڈال لیے ہیں اس قدر بادہ گبر و نخوت سے چر چر رہا ہے اور اس درجہ قبیلہ در مغرور ہو گیا ہے

اللہ ہی اللہ ہو میں بان اپنی سنبھال دے اپنے مال پر رحم کر کیوں قضا تیرے سر پہ کھیل ہی ہوا اُن دین دنیا کا کچھ خیال تو کر جس پر کہ
شاہزادہ نور الدین عاشق ہو اس کی نسبت تو یہ کلمات کہ میرے ملازم کا معشوق بیان جو اسے لعنت ہو تیری حیا پر اور قہقہہ ہنسی
محبت پر اسے اور بیروت شاہزادے نے کیا کیا مراعات تیرے ساتھ کی اور تیرے ساتھ کس درجہ مروت کو صرف کیا اور کس
کیسا حسانات کیے اللہ غنی تو نے ان سب حسانات اور مراعات کو بھلا دیا اور طرہ برین بہرہ اور مردود تو شاہزادے کی مشق
کو اپنے ملازم کے ساتھ نسبت دیا جو اسے یہ بے ادبی اور بیگستاخیان اور بیخبت یوں سمجھ نہیں ہو جاتے اور اس طرح بکھونک
ہاتھ نہیں رکھتے اسے بہت محسن کش سمجھے ایسی بے ادبی اور بے مروتی کی ہرگز امید نہ تھی بائیں اوکھنت پر طوطہ ہنسی گویا
کبھی کے آشنا ہی نہ تھے اور کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی ہم سمجھے ایسا احسان فراموش نہ سمجھے تھے اور ایسی امید نہ تھی جیسی
تو نے کی اسے یہ تو بتا کر وہ ملازم تیرا کون سمجھا جو اور کون ایسا پاگل نے قہقہہ ہنسی کرنا ہوا اپنے دل میں کرتا جو اسے
تیری بھی اتنی مجال پر اور تیری بھی یہ قدرت ہو نہ کہ تیرا بھی ایک ملازم مصرع برین عقل و دانش سیاہ گرستہ اسے دہا رہے ہو تو
دواہ رہے قلمند اسے تو بھگوانے دکھا تو سہی کہ اس کے کھڑے کھڑے اور پرزے پرزے کروں ایرج یہ کلام غنیہ القیام سکر نہایت لڑ
ہوا اور غصے سے کہنے لگا کہ او دیوانے بھول عقل کیا کیا ہو یہ سکر اسد نے کہا کہ بس آگے نہ بڑھنا خاموش در نہ گدی سے زبا
کھینچ لی جا نیکی اسے بہادر وں کے ناموس پر نگاہ نہ کرنا جو قبیلہ یہ بھی معلوم ہو کہ کیوان فلکے فحش نے ملکہ قمر حیر کو نوا لہ
کے ساتھ منسوب کر دیا ہو اور تو ایک روسیہ کے واسطے کہ کرنا چاہیں معلوم ہوا کہ تیری قضا ہی آگئی ہو جائیگا کہان اور جو تیری
قضا ہی آگئی ہو تو نے جانا کہان جو اسے میں ابھی تو تیرے کھڑے کھڑے کرنا ہوں اور ملو اور کھینچ کر ایرج پر وڈا کہ کھڑا تو را
ورد و کہان جاتا ہو قضا تیری آپو کئی جب تک بدیع الزمان اور عجیل باہر و آتھے ہی آتھیں جب تک اسد نے ایک نوار
ایرج کے جہا ہی دی ایرج نے جو ایک پھکی دی تو نوار اسد کی پٹ پڑی اور ایرج نے ہاتھ اسد کا پکڑ لیا اسد نے اپنے
رفیقوں کو آواز دی کہ اسے سمجھو کیا تم سب مر گئے ہو جانتے نہیں ہو کہ یہ باجی حرام کے قہقہہ کھا کھا کر موٹا ہوا ہو اسے جلد
بھگور و فادر مارو اس بزار نہیے کو بس یہ کھڑے سکر فوراً رفیق اسد کے دہرے اور قصہ کیا کہ مارین بدیع الزمان اور عجیل باہر
انج ہوئے کہ خبردار بس تو ایرج پر نہ مارنا دیکھو خبردار ایرج پر آج نہ آنے پائے کہ نشانیاں صاحب قرانی کی اسکے ہرے سے خارج
ہیں مگر بھلا وہ کب سننے میں اور کب جو کہتے ہیں سب کے سب چوب چمان پکڑ کر کے حملہ آور ہوئے ایرج تو فن نہا بہ جو ایس
شخص کہ اسد تو ہاتھ سے چوٹ گیا اور ایرج اُن کے ملنے میں گھر گیا جہاں ویریشان ہو کر کیا کرے اور گویا کہان لوگوں سے جان
بچائے ایک کی دوا دہی نہ کہ اکیلے پرانے آدمی ٹوٹ پڑے وہ کیا بنا سکنا جو ایرج بھی جو کھا لڑا ہو اور یہ سب بھی خوب
لڑو کہ ب کر رہے ہیں اور خوب سی جی ٹوٹ توڑ کے مار رہے ہیں اور اسد برابر کہ رہا ہو کہ لہو اس باجی مرد کو خبردار کوئی مروت
و یاس و یمان نہ کرے جہا تک پہلے خوب جی کھول کھول کر دوا اب ایرج نہایت ہی مضطرب ہو کہ اکیلا آدمی کس کس کی ضرب کو رہے
اور کس کا جواب دے کہ دفعہ لندھا و ابن لندھو نے ایرج کے پس پشت سے کچھ زور جو ایک چمان ایرج کے سر پر
لگائی تو تیرے ہی زور سے چوٹ لگی آنکھوں کے نیچے اندھیرا اُٹھیا اور چکر کھانے ہو ش ہو کر زمین پر گرا اسکا زمین پر گرا کہ اسد
کھا کر کہا کہ جلدہ مشکین اس مردک کی بازو لو بوجہ حکم اسد فوراً مشکین ایرج کی مانند لی گئیں جی ایرج کو ہوش آیا تو دیکھا کہ
مشکین بندہ جی ہوئی گرفتار پڑا ہوا ہو اکھ کھول کھول کھول دیکھا تو اسد بن کرب غازی کھڑا ہوا ہو اور کہہ رہا ہو کہ کیوں باجی کھا جو
اس بن درازی کی کیا سزا ملی اور ابھی کھیا سزا دی ہو کچھ تو کس طرح بعقاب شد یہ بھگور مارنا ہوں اور یہ کھڑا آدمی کہ اسے
جلد باؤ و جلا دوں کو جلا دیا رہے شکر کہ کہان میں مار دگر دن اس باجی کی عجیل ماروئے اسکا سانس نہ لگ رہا ہی ہد بن کرب غازی
بیل سے غصے کو تھا موزادہ غصہ نہیں کرتے غصہ جہاں ہوتا ہو اس اسد بن کرب یا بنی سکر کو تھی طرح پونج گیا اگر کچھ بھی

ایرج میں بوسے شرافت ہوئی تو کبھی ایسی درمیدہ دینی نہ کر گیا اب سے قتل نہ کروا جرح کے قتل سے کیا فائدہ ملے گا اگر کوئی شخص
 برابر کا ہو تو خیر اگر تم نے اسے قتل کیا تو خلائق کیا کہیں گی اسے اسد از براے خدا اب جانے دو اور تم کو خود بھی خیال کرنا چاہیے کہ اگر
 ایرج اولاد صاحبقران سے ہو اور دوسرے سے ہو کہ اگر تم نے اسے قتل کروا دیا تو یہی مشہور ہو گا اور خلائق بھی کہیں گی کہ ایرج تو تنہا
 بارگاہ بدیع الزمان میں گیا تھا نسبت بلو کر کے سب نے کیر لیا اور مار ڈالا بالکل خلاف ردت اور محض مخالفت مردی و مردانگی کیا
 بیٹیا یہ بات اپنی نہیں جو میان سبھوایہ ہو کر سب نے کہا کہ آپ نے دیکھا اس پاجی کی حرکات کو اور اس کی درمیدہ دینی کو اسے
 اپنی اصالت اور حقیقت کو خیال نہ کر کے ایسی گستاخیاں کرنا شروع کیں دیکھیے اگر اس وقت یہ چھوڑ دیا گیا تو یہ پیرانی ایسا
 کی لہ لگا اور پھر فساد برپا کر گیا اس کے چھوڑنا مصالحت نہیں جو نامہ جان اگر تھپت کر یہ مرد وہیں بار ڈالے تو اچھا جو ہم اسے قتل ہی نہ کرنا
 اور کہا کہ اور بڑا بچے دیکھ تو سہی تجھے کس طرح قتل کرتا ہوں اسے مردک میں تیرا سر کاٹ کے فرخ تاجر کی جو رے کے لیے بھیج دیا
 تو کون کو عزت ہو کہ محسن کش اور دین وین کی ایسی ہی منرا ہوئی ہو یہ سن کر ایرج نے بکا کر کہا کہ اسے دیوانے چھوڑ دیا
 تو بتاؤن دیکھ تو کب سا منرا دیتا ہوں یہ سن کر اسد غضبناک ہوا اور دانست کہ کنگا کر فراموشی شراب کی اٹھا کر ایرج پر دے
 کہ وہ صراحی ایرج کی چاتی پر پڑی اور ٹوٹ گئی اور ساری شراب ایرج پر گر پڑی پس عند قتل ایرج نے زور کر کے سب
 قید نور دالی اور اٹھا کر اسد کی طرف دوڑا اور کہنے لگا کہ بھائی اسد دیکھو تو اب تمھارا میں کسا مال کرتا ہوں اسد نے عجیل سرور
 سے کہا کہ دیکھا نامہ جان اپنے آپ کے روکنے سے میں خاموش ہوا اب چھا ہوا کہ یہ چھوٹے گیا اور دیکھیے اب اسے بھر دی ہے
 دہنی شروع کی ہو اور اپنی اصالت پر گیا کس مشقت و محنت سے تو میں نے اسے دیکھ کر گرتا کر کیا تھا اب یہ کاسے کو ہاتھ
 آئیگا جو کچھ کیا اپنے کیا اگر آپ مجھے نہ روکتے اور مانع نہ ہوتے تو میں کب کا قتل کر چکا تھا بھلا میں چھوڑتا بھی مگر فرما گیا ہو سکتا ہے
 کہ وقت رفتہ دیر حیرت دست نمی آید اور اپنے رفیقوں سے کہا کہ اسے بھڑے دیکھو یہی رہے ہو مارے نہیں اس پاجی کو ملے کہ خمار کر لیا
 کس بات کا ہر سمجھ گیا دیکھتے ہو یہ حکم حکم سنگر تمام فغاے اسد و ریشا و سب نے اگر ہجوم کر لیا لندھا و ابن لندھو و ریشا و
 کھینچ کر چپاق پابشا تھا کہ ایرج کو مارے کہ ایک ایرج نے چپاق اسکی چھین کر اسی پراری کہ سر لندھا و ابن لندھو و ریشا و
 ہو گیا اور لندھا و ابن لندھو و ریشا و ہو کر زمین پر گر اور ایک ذات ہو کہ مر گیا اب اسے گرنے ہی چار طرف سے ایرج پر مار پڑنے لگی مگر ایرج
 رقتا بھڑتا مارا مار کھاتا ہوا بارگاہ سے باہر نکل آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر اسے مکان کی طرف روانہ ہوا اسے میں دیکھتا ہوں
 سے ملاقات ہوئی ایرج نے بعد صاحب سلامت کے استفسار کیا کہ ایہ دیکھتا ہوں کہ کمان جاتا ہو دیکھنے لگا جاتا کمان ہوں کچھ
 گرفتار ہو جانے کی خبر سنی تھی کہ آپ بارگاہ بدیع الزمان میں گرفتار ہو گئے یہاں آپ کے بھڑانے کے لیے چلا تھا ایرج نے جواب دیا کہ
 دیکھ اس اسد بن کرب دیوانے نے سخت عاجز و پریشان کیا بندہ بندہ میرا چھوڑ دیا سر میرا شکافہ ہو گیا مگر میں نے بھی لندھا و ابن لندھو و
 کا کام تمام ہی نوکر دیا خیر کل میدان میں سمجھ لو گا اور اس دیوانے مہموت کا خوب طرح فرسہ لے لو گا کہ یہ بھی کہی کر یاد کرے کہ بھلا
 کسی سے مقابلہ ہوا تھا دیکھو تو دیکھ میں اسکی کسی کت جاتا ہوں یہ جاتا ہی کمان جو اپنے دیوانے میں پرست بھولا ہو اور اپنی
 جوت و شجاعت پرست و حکمتاء پر اور نہایت متغیر اور متکبر و دانا اسکا چل گیا ہو کسی کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتا جو وہ اس کے
 آگے بالکل بر حقیقت اور بد اصالت اور کم ظرف و عجب ہوا ہے کہ اسے دماغ میں بھر گئی ہو کہ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا دیکھ سے
 یہ باتیں کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف راہی ہوا لیکن یہاں کا حال سننے کے اسد نے بولندھا و ابن لندھو و دیکھا کہ کام اسکا تمام ہوا یہ حال
 دیکھا عجیل ماہر و سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے نامہ جان لندھا و ابن لندھو و کا کام تمام ہوا اب تو قبلہ دیکھو آپ کی خوشی ہوئی اور آپ سرور
 ہوئے کہ وہ پاجی مار پیٹ کر چلا گیا اور آپ یہ کیا بات بار بار فرمایا کرتے ہیں کہ ایرج اولاد صاحبقران سے ہو یہ بد بخت مردک
 اولاد صاحبقران سے کب ہو اگر صاحبقران کی اولاد ہو تو یہی حرکتیں کرتا کیا صاحبقران کی اولاد کی اور فیات کی ایسی ہی

حرکات ہوتے ہیں میں تو ہرگز نہ اٹھتا اور کبھی مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ نالائق صاحبقران کی اولاد سے ہے یا نپا سکا قریح ماجر موجود
ہو آپ صاحبقران کی اولاد بتاتے ہیں سبحان اللہ بعد اسکے لندھاوا کی لاش کو بڑی تیاری سے اٹھایا تمام رفقاء اسد کو
بدلیع الزمان اور عجل اسرو سناخون ساتھ تھے اور خود بدلیع الزمان اور عجل نے بھی اسد کی خاطر سے مشابیت جنازہ کی اور
بڑا افسوس کیا اور بعد غسل و کفن ہمارے پیچھے دفن کیا اور اسد بہت رویا خوب ماتم کیا قبر پر فاتحہ پڑھا اور درود کر کے پڑھا
لندھاوا ماتم تو قبر میں سو رہے لیکن اگر میری زندگی نہ وفا کی تو دیکھو تو کیسا تمھارے خون کا عوض لیتا ہوں تم نے تو اپنی جان
کر دی تھی تعالیٰ جزا سے خیر دے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے بعد دفن قبر لندھاوا پر لگیا اسادہ کر آیا صحیفہ خوان قبر پر چھین کے
اور ردہ ہوا لشکر بدلیع الزمان میں بچا اور دہان ایرج اپنے لشکر میں داخل ہوا اور اپنے دنگل شوکت پر جلوہ افروز ہوا کہ
حامد بن حمید نے پوچھا کہ ایڑی زبردہ کفاب پرستان زمان ایرج نامدار یہ کیا حال گذرا میں نے سنا ہے کہ آپ پر اسد نے
لو کیا تھا اور گرفتار کیا تھا کچھ کہیے تو میں تو سنوں ایرج نے کہا ایرج حامد بن حمید کیا تجھے کہوں جو کہ کیا وہ اس دیکھنے
نے کیا مار مار کر بھجوا دیا نہ بنا دیا چالیس آدمیوں نے ایک مہم بھجوا کر لیا اور سب کے سب بچے لندھاوا لے جہاں کاہار کیا
کہ میں زمین پر ہوش ہو کر گر پڑا اسد نے میری شکم بندھوا لیں جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے تئیں گرفتار پایا اسد نے
سامان قتل کیا عجل نے منع کیا مگر وہ کب سنتا ہے جلادوں کو طلب کیا بھجوا بھی غصہ آگیا اور جو میرے منہ میں آیا میں نے بھی
کہا اُسے خنجر سے آگے شرب کی مہرچی میرے سینے پر دے ماری کہ ساری شراب بھجھ کر پی بس نے بھی جو غصے میں اگر زور دیا تو
سب ٹوٹ گئی اور اٹھ کھڑا ہوا جس قدر چل سکا میں نے بھی خوب مارا بھانگ کہ لندھاوا میں لندھاوا کا تو فاتحہ ہی کر دیا
تیر بھی زندگی تھی کتنی گئی جس طرح ہوا بارگاہ بدلیع الزمان سے نکل آیا لیکن اب میں ان خدا پرستوں کو زندہ نہ چھوڑ دینا چاہتا
شراب پی تھے میں بدست ہو کر حکم دیا کہ جیل جنگ بچے کہ کل میں ہوں اور یہ خدا پرست دیکھو تو کیا حال کر رہا ہوں ان خدا پرستوں کا
بوجب حکم ایرج اسی وقت جیل جنگی بجا ہر کاروں نے اگر بجماعت تمام بدلیع الزمان کو خبر دیو پائی کہ ایرج نے جیل جنگی بجا دیا
اور کل اسکا ارادہ مقابلے کا ہے فوج تیار کر رہا ہے لشکر درست ہو رہا ہے یہ سنکر عجل مال سروسے لے کر آیا کہ ہم چند جانتے ہیں کہ ابھی لڑائی
نہ ہو اور فساد نہ بڑھے مگر کج بخت ایرج آمادہ فساد کسی طرح نہیں مانتا بدلیع الزمان نے کہا کہ بھگت اندیشہ نہیں ہے خوف کیا ہے
اگر دیا وہ جنگ ہو اور فساد ہی پامادہ ہو تو خیر باشد ہمارے بیان بھی تقارہ زری بچے بوجب حکم بدلیع الزمان تقارہ زری بجا گیا
اور بھی فوج درست ہونے لگی چار پہرات تیاری اس میں دنوں جانب فوجوں کی درستی ہوتی رہی جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر میدان
میں آئے منظم و ابراز و سودر و خروش آمدند و دریاے لشکر بخوش آمدند رسیدند این ہر دو لشکر بجاہ + ہر رزم جو دم
کینہ خواہ + ہر مست لیک از شراب غورہ + ہر پیکار نزدیک و از صلیح دور + ہر امداد لشکر بقیاس + زمین در تزلزل فلک در
ہراس + حقیقت زمین چون فلک اوج بود + سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود + معصوف جدال و قتال آراستہ ہوا میں نقیب
تقابت کر کے چلے گئے جب چھی طرح لشکر آراستہ ہو چکے ایرج مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا کہ جسکو دعوی
دلیری اور مردی و مردانگی ہو وہ میدان میں آئے اور اپنی شجاعت و جرات دکھائے یہ سنکر خود بدلیع الزمان مرکب آکر مقابل ایرج
ایرج نے جو دیکھا کہ غصہ میں خود بدلیع الزمان نکلا آیا ہر گئے لگا کہ اسی بدلیع الزمان تم تو غم میں نورالدین کے گریبان نالان جیران پریشان
ہو جاؤ میدان کا زار سے چلے جاؤ اور اپنی جان کی خیریت متاؤ میں نے تمھیں عفو کیا بہتر یہی ہے کہ میدان سے ہٹ جاؤ یہ
سنکر بدلیع الزمان نے کہا کہ او معزور و متعسر بس خاموش زیادہ زبان درازی اور بددیہی چھی نہیں ہوتی اپنی زبان کو تمھارے
جو تجھے ہو سکے تو قصور دکھائی مگر جو مجھے ہو سکیگا اس میں ہم کمی نہ کریں شہر زبان و کیش و تیغ کش از غلاف و کرباے سخن نیست
دشت مصاف + سنکر ایرج نے نیزہ باغ میں تھا مارا اور پکار کر کہا کہ ایرج بدلیع الزمان ہوشیار و خوار اور یہ کہ کمال ایک زینے کا بدلیع الزمان

ہر کیا بدیع الزمان نے نیرے کو نیرے پر روکا اور نیرہ بازی ہونے لگی سنائیں ہر چہون کی ناکارہ ہو گئیں چہر پر چہر لگی ہر نے مانہ
 قتال فراشان کے پر خے اڑنے بدیع الزمان اور ایرج نے رچے ہاتھوں سے پھینک دیے جب نیرے بیکار ہوئے تو ایرج نے
 نمود بدیع الزمان کے تار بدیع الزمان نے وار استکار دکر کے نمود ایرج پر وار ایرج نے بھی اسے مد کیا جب گز بازی تھی
 ہوئی تو تلوار بن میان سے نکلیں ایرج نے بدیع الزمان کے تلوار لگائی بدیع الزمان نے اسکی تلوار رد کر کے ایرج پر تلوار بازی
 ایرج نے بھی تلوار بدیع الزمان کی رد کی بدیع الزمان نے پھر اسکیا ایرج نے دھکا دیا تاکہ کشام خنجر تلوار ملی ایک مقام پر بدیع الزمان
 نے جا ہا کہ بند دست ایرج کا پکر کر تلوار چھین لے گھر سے کو گر یا دوان توش خانہ تھا پانوں گھوڑے کا اسہین جانا رہا اور پے
 تو ایرج کی ٹہری تاد و ابراہیم کی شانزادہ بدیع الزمان نے دست نہ مارا تلوار چھین کر کھل گئی اسی حالت میں ایک تلوار برس ایرج
 ماری ایرج نے خالی دی تلوار گھوڑے کے سر پر پڑی گھوڑا ایرج کا گیا ایرج زمین پر گر بسجھل کر اٹھا اور عجیل ماسر وغیرہ دوڑ پڑے
 شانزادہ بدیع الزمان کو لیکر داخل لشکر ہوئے ایرج بھی بھگ گیا طبل باز گشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ پر واپس گئے لیکن
 اسد لندھاوا کی جبر پھیا رو رہا تھا کہ یہ خبر حشت اثر معلوم ہوئی کہ بدیع الزمان ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا پس یہ سن کر
 درج اسد ملول و آزرہ خاطر ہوا اور نہایت رنجیدہ ہوا اور اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر بن فربر لندھاوا لک ٹھیکار دیا کرونگا اور نہایت
 کشت ہو نگا تب بھی لندھاوا از غد نہ ہو گا پھر اس گریہ و بکا اور نوحہ و ماتم سے کیا حاصل ہے جو مرضی الہی ہے سو ماری ہوئی قضا
 کیا جا رہی پس اب یہاں سے اٹھو اور آفتاب پرست کو ہلکا کر دے سوچ کر اسد دانا الیہ راجعون رضا بقضائہ و تسلیم لارہ کہتا ہوا
 ابراہیم نے عرض کیا کہ کیوں اسوقت کہاں کا غم ہے اسد نے کہا کہ قتل ایرج کا ارادہ اب تو مستحکم کر لیا ہے کہ اس کو اس فروش کو
 بے مارتے نہ چھوڑ دنگا ابراہیم نے عرض کیا کہ بھلا کیوں کر اسے مارے گا اسنے اس کے قتل کی کیا فکر کی ہے کچھ ارشاد تو کیجئے اسد نے
 جواب دیا کہ پس بیان سے چلکر دربار گاہ پر پوشیدہ کھڑا ہو رہو گا جس وقت ایرج بارگاہ سے باہر آئیگا اسی وقت مار لو گا
 شکر سب فقائے عرض کیا کہ بہت مناسب ہو چلے یہ تدبیر ٹھیکہ اگر اسد مع رفاقت بارگاہ ایرج کے روانہ
 ہو اگر قضاے کار اتفاقات روزگار شالو شر دل صورت بدلے ہوئے کھڑا تھا یہ صلاح سننے ہی دہان سے بھاگا اور وطن
 بارگاہ ایرج کے روانہ ہوا ابراہیم سے بیان کیا کہ ہوشیار ہو جے اسد آپ کی فکر قتل میں آنا ہو اور اپنی جگہ سے چل چکا ہے
 اسنے رفا سمیت آنا ہی خبر سنکر ایرج نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم سب ہوشیار ہو جاؤ جس وقت وہ دیوانہ آئے اسی وقت
 اسے گرفتار کرو اور مجھے خبر کر دین میں بھی مستعد بیٹھا ہوں عرض اسد اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے بارگاہ ایرج پر آیا کہ ویسے
 شاپور نے پکار کر کہا کہ وہ اسد آہو بچا ہشیار و خبردار ہاشید سننے ہی ایک غل ہو گیا کہ لینا اس دیوانے کو بلکہ گرفتار
 کر لو دیکھو خبردار جانے نہ پائے لوگ اسد پر چبے لے لے کر دوڑ پڑے پس اسد نے جو یہ رنگ کھینچا تلوار میان سے لیکر ان سب
 پر گرایہ جل شور سنکر ایرج بھی اپنی بارگاہ سے باہر نکل آیا تلوار چلنے لگی اسد اوھر سے مارتا ہوا اور ایرج اوھر سے نکارتا
 بڑھاجب دونوں با یکدیگر مقابل ہوئے تو اسد نے پکار کر کہا کہ اوپامی کر پاس فروش بچہ بازی کہاں جا بیگا میرے ہاتھ سے
 قضا تیری تیرے سر پر آہو بچا اور یہ کہ اسد نے تلوار چل کر جا ہا کہ اسے ایرج نے بڑھ کر ایک تھکی دی کہ تلوار پٹ پڑی ایرج
 نے قبضے پر ہاتھ دال دیا اور پچھ اسد کا ٹوڑ کر تلوار اسد کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر بین ہاتھ ڈالکر اسد کو اٹھا لیا اور کہنے
 کہ کیوں اسد ہوشیار کہتے تھے اس زور سے چکون کہ ستر پاش پاش ہو جائے اسد نے آواز دی کہ یار ان من بدو بدو تو ان
 سنکر کل فقائے اسد تلوار بن کر کڑکے دوڑے مگر بیان ایرج بجمالت تمام اسد کو اسی طرح ہاتھوں پر اٹھائے اپنی بارگاہ
 میں لے آیا اور زمین پر ٹپک دیا مشگین اسد کی بندھو ادین اور حکم دیا کہ آہنگروں کو بلا وجہ آہنگر حاضر ہونے تو اسے
 کہا کہ اس دیوانے کو قید آہن میں گرفتار کر لو اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پانوں میں بیڑیاں اور گلے میں ملوک گرفتار

اور وجہ انگریزوں نے حسب حکم ایرج اسد کو قید تین مہینہ گزار کر لیا تو اس وقت ایرج نے اسد سے کہا کہ اوجھڑے تو
پرسوں مجھے کیا کیا تھا اور کیا کیا تباہی سنا میں انھیں اور اس دن کی خبر نہ تھی اسے دیکھ تو سہی جو کچھ اس طرح نہ ماروں کہ جن پر شہر
حال پر فیسوس کریں اور اہمیان دریا اور برغان ہوا تیرہ سال پر گریہ و بکا کریں اور مجھے رحم نہ آئے یہ کلام سنکر اسد نے کہا کہ او
گر پاس فروش بچہ بازی تو تو حرام کے لئے کھا کھا کر مسند اہوا ہو مجھے مرنے سے ڈر آتا ہے اور مجھے مرنے سے کوئی اندیشہ نہیں
ہے تو شوق سے مجھے قتل کر اگر چند امیر عاقل ہو اور اسکی طرف سے قضائین آئی ہے تو تو کیا مردک ہو اور تیری نوک حقیقت
ہستی ہے جو تو قتل کر گیا اگر رستم بھی آجائے تو یہ بول بھی نہیں بگا کر سکتا یہ کلام سنکر ایرج کو غصہ آگیا اور اسد سے کہنے لگا کہ او
اتیک اور اس حالت قید میں بھی تیری یہ دریدہ دہنی ہوا اسے کوئی بولا تو جلادوں کو کہ اسکی گردن مار میں ہو جب حکم اسی وقت
جلادوں کو موجود ہوئے اور ایک چوہرہ ریت کا ہوا کر نطع اسیر لایا اور اسد کو اس نطع پر بٹھایا اور قیصر حکم کے تھے کہ ایرج حکم دے
تو گردن ماری جائے اب دیکھتے قدرت خدا کو جسے وہ رکھے اور وہ حفاظت کرے اسے کون کھینچے اتفاقات روزگار قصاے کار
عجیل امیر کو خبر ہو گئی کہ اسد کو ایرج نے گرفتار کر لیا ہے لیا کہ ایرج نہ چھوڑے گا ضرور اسد کو قتل کر گیا اور ہرگز کوئی خیال نہ کر گیا بلکہ
چکر قلعہ لاؤں یہ سوچ کر مرکب پر سوار ہوا اور بارگاہ ایرج کی طرف روانہ ہوا اس وقت ایرج کے پاس پہونچا کہ اسد زیر تیغ بیٹھا ہوا
تھا اور جلاد منظر حکم اخیر تھے جیسے ہی ایرج نے عجیل کو دیکھا فوراً تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور بعزت و احترام تمام لاکر کھڑا
اور بہ تواضع تمام پیش آیا مزاج پرسی ہوئی بعد مزاج پرسی کے ایرج نے پوچھا کہ اس وقت آپ نے کہا تین تکلیف
کی اور میرے غیب خانے پر تشہیف آوری کی کیا وجہ ہوئی عجیل نے کہا کہ تین اس وقت تمھارے ہی ہاتھ پہونچے
اور وجہ یہ کہ میں نے سنا ہے کہ اسد کو میرے گرفتار کر گیا ہے اور اسے قتل کا ارادہ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میری خاطر سے اسد کو چھوڑ
دیتے کہ جس وقت تم کو اسد نے گرفتار کر لیا تھا اور آمادہ قتل تھا تو اُسے بھی میری خاطر سے چھین چکا کر دیا تھا اب تم کو بھی لازم ہے کہ
میرا کہنا انوار اسکے حق میں میری سفارش کو قبول کرو اور اسے رہا کر دو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ سنو اسے عجیل یہ تو سب کچھ سمجھو
کہ دیوانہ نہ تمھیں کہانتا ہے اور نہ تمھیں سے ڈرتا ہے نہ تمھارا ہی لحاظ ہے نہ اسے میرا ہی خوف ہے اور قطع نظر اسکے یہ دیوانہ روز اول سے
تمھیں عداوت رکھتا ہے میں اسکو ہرگز نہ چھوڑوں گا تاں اسکی سفارش نہ کرو یہ میرا دشمن جانی ہے اور قابل عفو ہرگز نہیں ہے اس
بھی یہ باتیں سن رہا تھا جب ایرج نے یہ کہا کہ میں ہرگز نہ چھوڑوں گا تاں اسکی سفارش نہ کرو اور میرا دشمن جانی ہے قابل عفو نہیں ہے
تو یہ سنکر اسد نے کہ چھوٹے مانا اب آپ میری سہی نہ فرماتیں کہ آپ کی بات منافع ہوتی ہے اسے قتل کرنے دیجئے اگر میری قضائین
ہے تو یہ مسخر کیا بنا سکتا ایرج نے کہا کہ اے عجیل ملاحظہ کرو گرفتار بیٹھا ہوا ہے اور اسپر یہ دیوانے پن کی باتیں کرتا ہے یہ سنکر اس
نے کہا کہ اوجھڑے انتھار کا چبکا ہے حکم قتل دے اور میرا کٹھن بلاؤ خوش ہوا ایرج نے کہا کیا بکتا ہے چپ رہو اور عجیل سے
کہا کہ آپ اسکی گستاخیاں دیکھ رہے ہیں اور جلاد بے بنیاد نے ایک لات اسد کے ماری کہ بائیں برود تو صاحب حق آں
آفتاب پرستان کی جناب میں یہ گستاخیاں کرتا ہوں ناموش ہو بھی اب کہاں تاب اسد کو لات کا پٹا کہ اسد کی آنکھوں میں
تمام دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور اسی غصے میں زنجیر کر کے جوڑ کر تاج تو سب قید ٹوٹ گئی اور اعلیٰ آمد سے لکڑا ٹھکڑا ہوا اور
اٹھتے کے ساتھ ہی ایک ہاتھ جو جلاد کو مارنا ہے تو دھڑے سے سر اڑ گیا اور اسی کی تلوار اٹھا کر چندا دیسوں کو مار پیٹ کے باہر نکل آیا
اور ایرج ہی کے مرکب پر سوار ہو کر چلا گیا اور کوئی نہ روک سکا ایک غل ہو گیا کہ وہ اسد جاتا ہے ایک آدھونے کہا کہ میان اٹھلی
بھی نہ اٹھاؤ جہانے بھی دو ہو گا کیا فائدہ کیا ایرج تعجب میں چلا کہ لوگوں نے روک لیا اور کہا کہ اب بیکھر ہے جو ہونا تھا سو ہوا
بھلا اب کیا وہ ہاتھ لگ گیا اگر ایرج کب منتنا ہے لپک کے دروازہ بارگاہ پر آباد کچھ تو گھوڑا بھی سواری کا خداداد لوگوں نے نہ کہا
کہ وہ آپ ہی کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا اب ایرج یہ سوچا کہ جیت تک اور گھوڑا کس اجا گیا اور میں سوار ہو گا سوچتا

وہ کمان کا کمان نکلیا گیا بیکار رہی سو کچھ بیکار رہی واپس کرنا اور اسے دیکھ کر بھیا کر نہایت ہی لمول و شرمندہ لکھن جھلس
 لگا کہ اے عجیل آپ نے اگر اسے چھوڑا دیا تو آپ قشر لین لائے اور نہ اسے قوت ہوتی عجیل سنکر غصے لگا اور ایرج سے کہنا ہوا
 اللہ جو خوش مفت کرم دہن اسی کا نام ہے اگر تم میرے کہنے سے اسے کو چھوڑ دیتے تو اللہ تمہارا احسان ہوتا مگر تم نے تو میری لکھن جھلس
 اسے کو تم اس وقت میرے کہنے سے رہا کر دیا تو اس کا بھی سر جھکنا اور مجھ پر احسان ہونا میں تمہارا مرہون نہنت ہونا تو اللہ جو بھلا
 الہی سے چھوٹ گیا اور میں اور وہ کسی کا احسان نہ ہوا خدا نے بات رکھ لی تم نے کہنا نہ مانا تو کیا ہوا خدا نے تمہارے احسان سے
 بچا یا یہ کہ اگر کچھ کھڑا ہوا اور بدین بارگاہ اگر مرکب پر سوا ہو کر روانہ ہوا جب اپنے خیمے میں آیا بدیع الزمان زخمی لٹیا ہوا
 بی بی مریم کی زخموں پر چڑھی ہوئی تھی عجیل ماسر و کو جو سامنے سے آئے دیکھا تو وہیں سے پوچھا کہ حال اسے کیا بیان کر دے عجیل نے
 کہا کچھ تو نہیں وہ چھوٹ گیا شکوہ بدیع الزمان اگرچہ اپنے زخموں سے بہت رنجور تھا لیکن ہنس بیا اور کہا کہ اللہ اب شکر ہے تیرا اب تھی
 میں عجیل ماسر و نزدیک آکر بیٹھا بدیع الزمان نے کہا کہ کچھ کیفیت رہائی تو بیان کیجئے عجیل نے کل کیفیت تمام کمان بیان کی یہ
 حال ہائی شکوہ بدیع الزمان اور بھی خوش ہوا اور سجدہ شکر بدرگاہ رب العزت بجالایا ایرج کا حال سننے کہ اسے اس کی رہائی سے
 کمال دل لمول ہوا اور اس وقت حکم دیا کہ طبل جھانکے جو اوہر کارون نے اگر خبر دی کہ ایرج نے طبل جھانکے دیا ہو یہ شکوہ بدیع الزمان
 بھی حکم دیا کہ بیان بھی نفارہ زرمی بجا یا جائے بموجب حکم لشکر بدیع الزمان میں بھی طبل جھانکے بجا گیا رات بھر دونوں لشکر
 میں تیاری رہی اشعار کو چون صبح شیر کو دون ہر برون آواز دست سپہ سپہر غرور از زمین بر فلک سر کشیدہ تزلزل بر لکان عالم
 رسیدہ دونوں لشکر میدان میں آئے صفوں جدا الگ قتال رستہ ہوئیں ہر ایک بہادر مستعد جنگ ہوا اپنے سے جنگ ہو اچھوٹا
 نشانوں کے کھلنے لکھنے نے نقابت کی جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے اور دونوں فوجیں پس ہو گئیں تو ایرج بصد کمر و
 تبحر و لہجہ کرو فر میدان میں آیا مبارز طلب کیا اسے حاضر خدمت بدیع الزمان ہوا اور عرض کی کہ حضور اجازت دین تو میں لڑ
 اس سے مقابلہ کروں بدیع الزمان نے کہا کہ نہیں بیان تم بجاؤ اور کسی کو بھیجو اسے نہ عرض کیا کہ نہیں خداوند میں ہی جادو لگا بھیجے کو
 دیکھے ہر چند بدیع الزمان روکتے رہے مگر اسے کہنا تھا چوں توں جس طرح ہوا اجازت لیکر میدان میں آیا اور نعرہ کیا
 شعر اسے نامہ مارم کہ در روز جنگ بیاید دل پہلوان جنگ یہ نعرہ سنکر ایرج اسے کے سامنے آیا اسے دیکھ کر کہہ لگا کہ
 کر پاس فرمیں بے بازاری خبردار ہوشیار کہ میں تیری خدمت کرنے کو آیا اب کمان نکال کر جا لگا میرے ہاتھ سے کمان چکر جائیگا
 سنکر ایرج غصے لگا اور کہا کہ او دیوانے تو کچھ جیابھی رکھتا ہے یا نہیں اسے تو شرمندہ نہیں ہونا کہ ہر بار تو مجھے ذلیل ہوتا ہے اور
 پھر مجھے مقابلہ کرتا ہے اور کلمات اطلال منجھ سے نکالتا ہے اسے کچھ تو اپنے دل میں قائل ہو اور حیا کر اب پھر تو میرے سامنے آیا تو
 ہوا کہ اب تیری فضا ہی الہی ہے اگر اپنی خیر منامی اور جان تجھے پیاری ہے تو میرے سامنے سے چلا جا اور اپنی شامت نہ بلا لشکر بدیع الزمان
 میں کیا کوئی اور بہادر نہیں ہے کہ میدان میں آئے جو تجھے بودے اور کچھ نہ کو بھیجے اگرچہ نام تیرا اسے ہے مگر عجیب و ماہر دل ہے جاسے
 سے بہت جاہر سنکر اسے کہہ لگا کہ او آفتاب پرست تو کب تک کیا ہے اور کیا لاف دگذاں ہاں لگتا ہے کیا تو مجھ کو فردہ سمجھا ہے جو اسے
 لغویات سمجھنے نکالتا ہے کیا وجہ جو میں تیرا سامنا نہ کروں اور مجھ کو یہ کیا طعنہ دیتا ہے کہ تو مجھے ہر بار ذلیل ہوتا ہے اور ہر مقابلہ
 کرتا ہے یہ عجیب حماقت زوہ بات ہے اسے جب میں تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو جاتا ہوں تو تو مجھے ہار کیوں نہیں ڈالتا ہم تو
 جب جانتے کہ کل ہی ہم پھنس گئے تھے اور تو نے قتل کا سامان بھی کیا تھا مگر مجھے شیریں کلمات میں دیکھا تو نے جس طرح ہم
 نکال دئے لیکن قسم خدا ایرج اگر تو اب میرے ہاتھ لگ گیا تو میں اب تو ہرگز نہ چھوڑ دینگا اور ایک لمحہ ہمت نہ دوں گا اور کسی کی
 نہ سنو لگا ضرور قتل کروں گا تو جانیگا کمان یہ سنکر ایرج نے کہا کہ بہت مناسب لکھا جو بیابان سو کچھ کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیجئے
 اب تو میں آپ باہم مقابل کید گیر میں یہ سنکر اسے نہ تو ارمیاں سے لی اور ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا اور کلیان تھپن

کہ جب ایک کعبہ اور غور حلقے کی گراسد نے اس طرح شایب تلوار میں مارنا شروع کر دین اور اس طرح بے تماشا ابرج گر کر ابرج
 کو وارو کن دشوار ہو گیا اور قصاصے کا راتفاق روزگار کا قمر تہر اور عمرو دونوں قہر پر کھڑے ہوئے تھے اور تماشا لڑائی کا
 لو تہر ہے تھے کہ ہمارے قہر نے عمرو سے پوچھا کہ کیوں خواجہ تم کو کتے تھے کہ یہ شانزادہ نور الدین ہر کا بھائی ہے عمرو نے کہا کہ بن
 ملک نور الدین ہر کا بھائی ہے مگر کزور ایسا ہے کہ ہر تہر تہر ہو جاتا ہے ملک نے رو کر کہا کہ خواجہ ایسا نہ ہو کہ ابرج اسکو مار ڈالے خواجہ
 کہا کہ نہیں ملک تم اسکا خوف نہ کرو وہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور یہاں ابرج نے اس کی تلوار روک کر اسکو مرد کو لڑائی
 تو اسکو زخمی ہو گیا اور اسہم بن مالک یہ دیکھ کر آگے بڑھا اور اگر اسکو سامنے سے بٹا دیا اور خود مقابل ابرج ہو ملک قہر نے پوچھا
 کیوں خواجہ یہ کون ہے خواجہ نے کہا یہ حمزہ صاحب ان کے سیدہ لار کا بیٹا ہے مالک اتر کر اس کے باپ کا نام پوچھا اور اسکا نام مرزا
 بن مالک ہے لیکن اگرچہ یہ بڑا بہادر ہے مگر ابرج سے یہ کیا ہو سکتا اور اسکا کیا مقابلہ کر گیا ابرج ان ایسے لوگوں کو اب بھی بہت
 ہے یہ سن کر ملک نے کہا کہ خیر صدے ہی اٹھانے کو ہیں خدا نے یہ لکھا تھا خیر جو مالک کی مرضی بشکر کا اختیار ہے انسان مجبور ہے
 اور اسہم مقابل ہوا کچھ خورشی و تیرکت و چار وار کی رد و بدل ہوئی آخر کار اسہم زخمی ہوا جیسے ہی ملک نے یقیناً دیکھا رو رو کر کہا
 کہ شرف قانع بدائع نیا عشق میں کھایا ہنچے جب سے عاشق ہوئے آرام نہ پایا ہنچے بعد اسکے علیہ آیا اور وہ بھی زخمی ہوا قطعاً
 مرد سبے فتن اسکو زخمی ہوئے اسکو نو لہجے رفیقوں کو ساتھ لیکر صحر کو چلا گیا اور ابرج جا رہا تھا کہ اپنے خیمے کو داپس جا
 اور کوئی ایک ہی ساعت میں باقی تھا کہ یکایک گرد سامنے سے اٹھی جب گرد بھی تو معلوم ہوا کہ طہماس بن عنقویل دیو پور
 محل ستر لوش فقیر بنا ہوا چلا آتا ہے جب قریب رگاہ آیا تو حال نور الدین کا استفسار کیا معلوم ہوا کہ تو قلیاس غفلت میں شہزادہ
 نور الدین کو امٹھا کر دیا میں ڈال آیا اور بدیع الزمان اور مجمل اسکو بھی آئے ہوئے ہیں بدیع الزمان اور ابرج میں محرکہ آرائی
 ہو رہی ہے کل بدیع الزمان ابرج کے ساتھ سے زخمی ہوا تھا آج اسکو زخمی ہوا اور اس کے زخما بھی سست زخمی ہوئے بس سنا تھا
 کہ ایک نعرہ کوہ شکاف کیا اور رو رو کر بکرا کہ باے ای آقا میں تو اکی زیارت کے لیے آیا تھا سو اکی خبر مرگ سنی قد سو سی بھی
 نہ حاصل ہوئی آپ نے نہا مجھے چھوڑ دیا ای شہر یار اتنا بھی انتظار نہ کیا کہ یہ غلام آپ تک آتا ای آقا یہ غلام تو آپ ہی کی اس پر
 آیا تھا باے آج اس میری ٹوٹ گئی اور امیہ منقطع ہو گئی باے ای آقا اس غلام کو اپنے آزاد کر دیا نہ تنگداری کے لیے ساتھ لے
 ہوا اس طرح وار حین بار بار کر دیا کہ بدیع الزمان نے بھی آواز سنی کہا در یافت کر دے کون ہے معلوم ہوا کہ طہماس بن عنقویل
 دیو پور محل ستر لوش آیا ہے حال نور الدین کا سنکر وہ باہر بدیع الزمان نے کہا کہ بھلاو طہماس حاضر خدمت ہوا سلام
 کیا اور ڈر حین ہمارے گزرنے لگا اور کہنے لگا کہ اب زندگی بیکار ہے یہ لکھ خیر بھجج کے چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے بدیع الزمان نے
 ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای طہماس یہ کیا کرتا ہو گھر انہیں بھائی کیا کریں مجبور ہیں کہ شہزادہ زندہ ملیگا اگر خدا
 خواستہ چند روز میں خبر اسکی نہ ملے تو تم کیا رسم بھی جان دیہ سچے کہ بعد نور الدین مر گیا عبت ہو اور ای طہماس اس آفتاب ستر
 ابرج نابکار نے جو جو بدعتیاں اٹھاتا خیال کی ہیں وہ کوئی کا ہے کو کر گیا نور الدین کے یہ احسانات اور اسکی یہ بخشش
 ای طہماس میں نے سنا ہے کہ اس مرد و دے اس شہر یار پر کوڑا مارا ای طہماس وہ تو عشق ملک میں مہبوت تھا اسے کچھ خبر بھی
 نہ ہوئی اسے ایک نئی بچے کے واسطے ابرج نے یہ نالائق حرکات کئے اسے شرم بھی نہ آئی افسوس صد افسوس وراہ طہماس
 ہم جو یہاں آکر آتے تو یہ بخت میں اٹھانے آیا تھا کہ بیان سے اٹھ جاؤ اور اس جگہ کو مانی کر دو دو چار کوس ہلکا اپنا خیمہ بربا
 کر دو کہ میرے ملازم کا ناموس بیان ہے طہماس نے کہا کہ خیر جھٹو اگر میں نے اس ابرج کو نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالے گا اور ملک قہر
 نے جو طہماس کو دیکھا خواجہ سے پوچھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہے عمرو نے جواب دیا کہ ملک یہ رفیق نام ہے شانزادہ نور الدین کا
 بہت بڑا بہادر ہے نظیر اور نہایت دنا شہر و جہاز ہر نام اسکا طہماس بن عنقویل دیو پور ہے جملہ فنون سپاہ گری میں

کیا یہ سنا کہ بہت خوش ہوئی افریقہ بن خیر ابرج کو بھی پہنچی کہ طہماس بن عتقوئل یو پروردگار اور نہایت غنیمت کا ہوا
 ال خیر میدان کا زار میں۔ مقابلہ کیا غیر شکر ابرج بہت متفکر ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ صاحب خیر میدان
 طہماس بن عتقوئل یو پروردگار اور شکر نور الدین کا بہت بڑا بہنواں ہو کل مقابلہ کو کیا اور کیا کہنے لگا کہ افریقہ
 پر یل فریق نام طہماس بیان نہیں ہو اگر وہ تو میرا بہت لطف تھا نہین معلوم کہ وہ کہاں ہو اور یہ کیا کہہ رہی کہ کسی
 زخم کھانے چلا گیا واقعی کس قیامت کا خرم تھا اور یہ لکھ کر طہماس کو یاد کر کے فریاد کیا جب یہ علم شہاد زنگی سنا کہ ابرج
 بے آس ہو کر رونے لگا تو کہنے لگا کہ ابرج آپ دیکھو طہماس کی جگہ بھی اگر وہ نہیں ہو بن تو ہوں کہ طہماس کی عقل اور روح
 اس سرکہ میں جو کہ رہا ان کو لگا اسے آپ مانتا فرمائیے اور تر شاہیہ جو یہ حکام و علم شہاد زنگی کا ہے ابرج کے کہہ آئے سمجھ گئے
 بہتر ہو اور یہ خبر سنا کہ وہ نے طہماس کو بھی پہنچائی کہ ل میدان کا زار میں دیکھو کہ مقابلہ کو کیا طہماس نے کہا کہ آؤ کہنے
 اور کیا پڑا ہو ہم بھی دیکھیں کیسا ہمارا افریقہ مشب بھر تیار رہی جب شاہ خاں نے اس جہان بندہ بیان کو اپنے
 منور کیا تو دونوں لشکر میدان میں آئے بلبل جنگی بھی شعر و سخن آراستہ عتقوئل بدال ہوا ہر ایک سے نعتہ یہ قتال وادھر میدان
 قتال راستہ ہوا وادھر اسد بن کرب بھی جانب صحرے مع رفقا تماشا دیکھنے کو آیا اور ایک نیا استاد ہوا القدر و علم شہاد زنگی
 ابرج سے رخصت ہو کر میدان کا زار میں آیا اور سب از طلبی کی اور اس طرف سے شیر مشہد لگا لگاں طہماس بن عتقوئل یو پروردگار
 بدیع الزمان سے اجازت حاصل کر کے میدان میں آیا ملک قمر چہرا خواجہ عمر و بھی باللب قمر سے تماشا دیکھ رہے تھے
 کہ ملک قمر چہرے خواجہ سے پوچھا کہ کیوں خواجہ یہ رویہ کیا کہ وہ نے کہا کہ ملک یہ علم شہاد زنگی ابرج کا رفیق حاس ہو اور یہی
 طہماس بن عتقوئل یو پروردگار بالیقین شہاد زنگی نور الدین سے جو کمال حال میں نے عرض کیا تھا القدر جب طہماس
 و علم شہاد زنگی نے کہا کہ افریقہ کیوں اپنی شامتیں بنا ہوا ہے جان کی خیر نہ اور میدان سے پھر جا میرے مقابلہ کو کہنے لگے
 نکل کر آیا کہ تیری جان فالنوی اسے تیری بھی یہ حقیقت ہو کہ تو میرا مقابلہ کرے دیکھنے جواب دیا کہ خیر اس سے کیا حال ہو جب مقابلہ ہو
 آپ ہی حال کھل جائیگا میدان کا زار باہتین بنانے کی جگہ نہیں ہو شکر طہماس نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور دیکھنے لگا کہ یہ نیزہ ہاتھ میں
 لیا نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑی دیر تک تو دیکھ طہماس کے راہ و کا کیا بد تھوڑی دیر کے طہماس نے دیکھ کا نیزہ ہوائی کر دیا
 اور روشن چشم لے دیکھ من سیاہ ہو گیا اور کسی حالت میں لڑہ پشت تنگ طہماس بڑا طہماس نے اس کو مسطور پر روکا
 اور وہی مسطور جو تک کے دیکھ کے مارا تو سپر کو کا گھر دیکھ کے سر پر پھینکا اور داد و دابر و اتر گیا چار خون کی بارہا ہوئی اور دیکھ ہوئی
 ہو کر زمین پر گر گیا طہماس نے ہکا کر کہا کہ او ایہ جو اس دیکھ زنگی کو اگر اٹھا لیا تو کہ کام اسکا تمام ہو یہ سنکر عیار دھڑکے اور دیکھ
 کو اٹھا لیکے کہ غیر شکر چند زنگی اور جوش میں آئے اور کہے کہ دیکھو کہ اکر طہماس سے مقابلہ کیا اور اسے کہہ تا کہ اس کی تمام
 تک طہماس کے ہاتھ سے مارے گئے جب اسے دیکھا کہ اسے ابرج کہہ آج تیرا کیا نقشہ ہو اور نیزہ کے آج تو سر سارہ گرو
 بن ہو اسے جا بھی تو ہم لوگوں کا مقابلہ کر سکتا ہو پھر با شام تو ہو ہی چکی ہو ابرج نے حکم دیا کہ بلبل باز گشت بجا یا جاے
 ہو جب حکم بلبل باز گشت لشکر ابرج میں بجا ہوا اور ابرج میدان سے پھر کر اپنے خیمے میں آیا ملک قمر چہرہ دیکھ کر ناست ہوئی
 ہوئی اور خوب تنقید کر رہی وادھر بدیع الزمان طہماس کو میدان سے اپنے ہمراہ لیکر زرد کو ہر شمار کرتا ہوا اپنی بارگاہ کی
 پھر اسد مع رفقا کے صحرے کو ہلا گیا اور ابرج نے اپنی بارگاہ میں جا کر پوشاک زری جسم سے اتار کر لباس زری زیب تن کیا
 اور اپنے دنگل شوکت پر بیٹھ کے دراجوں کو طلب کر کے خیموں کے ٹانگے لگوائے اور اسکے ٹانگوں کو حکم دیا کہ اگر غیر اگر بن ملائے
 حاضر ہو گئے نواح ہونے لگا شراب سنے لگی خوب نشے میں تھرب کے مست ہو کر حکم دیا کہ نقارہ ندی بجا یا جاے ہو جب حکم لشکر ابرج میں
 نقارہ ندی پر چوب پڑی وادھر کارون نے بدیع الزمان کو خبر پہنچائی کہ ابرج نے نقارہ ندی بجا دیا بدیع الزمان

نے بھی حکم دیا کہ کچھ پروا نہیں بہارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجایا جائے اس طرف بھی بموجب حکم طبل جنگ کی چوٹی سی شب بحر
دونوں لشکروں میں تیاری جنگ کی جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر میدان ہند میں جمع ہوئے معرکہ آرا ہوئے مدفون جدائی قتال ہست
ہوئے قیاموں نے نقابت کی بعد اسکے ایرج میدان میں آیا مبارز طبعی کی اور ہر طہاس مایع الزمان سے اجازت لیکر گردن گردن
مقابل ایرج ہوا انگار زنی ہونے لگی قہنگار زنی کے نیزہ بازی ہونے لگی چاکری تک کامل نیزہ بازی ہوئی آخر کار ایرج
نے نیزہ طہاس کا نکال دیا طہاس نے ایرج پر سا طور مارا ایرج نے گرز پر دو کا کہ پھل سا طور کا گرز سے گذر گیا اور دستہ گرز پر
پڑا شمشیر اسے آتش کے گل گئے کہ جازین کا ہونے سے شبن ہو گیا مرکب ایرج کا تنگ تک غرق ہو گیا تنق گرد کا اٹھا ایرج تو تنو کو
گردن خائب ہو گیا طہاس نے آواز دی کہ زدم پست کر دم ایرج را ای باران ایرج بدو دید یہ آواز سنکر شاہو ردوش پڑا گرد
گرد کے تیر مار کر گرد کے اندر گھس گیا دیکھ کر میر ہو اور برین موت لیتا جلدی ملک سے ملک بندہ ہوش و بخت پڑا ہوا سی کچا کر گیا
کہ حریف زیادتی کرتا یہ آواز سنکر ایرج کو ہوش آیا مرکب کو جو گد گداتا ہے تو مرکب بقدر زمین کا لیکر نکلا ایرج اپنے ٹخنہ کی گرد
جھارتا ہوا اس تنق سے باہر نکلا اور پکار کر کہا کہ او عادی خبردار رہنا اور تلو اکھینچ کر طہاس کی طرف دوڑا طہاس نے
سپر بٹھ پر پی کر ایرج نے جو پوری قوت سے ایک ہاتھ تلو کا نکالا تو تلو اس پر سر کو کا ٹکڑا طہاس کے سر پر پڑی کہ تلو دو اور تلو بکتی جا
خون کی سر طہاس سے جاری ہوئی اور شش آگیا لوگ طہاس کو اٹھا لینگے ایرج نے طبل بازشت بجایا اور اپنے خیمے کو واپس
گیا شب بچو ش تہنیت برپا کیا تاج ہوا کیا شہر اب آرا کی اور ذوب ہوش ہوا ندرین مبارکباد کی گذر نہ لگین کہ ایرج نے آج شہر
دشمن پر فتح پائی طہاس سے ہلوان کو زخمی کیا ایرج بھی ایک ایک کی ندرین خوشی خوشی ہے ہا ہا ہا ایک سے گلے مل رہا ہے
اور کہتا ہے کہ بجا ہو بڑی خوشی کا مقام ہے کہ میر اعظم نے مجھ کو بڑے سپاواں نامی پر کہ جو میر کو لشکر نور الدین ہر تھانہ کیا
وہ میر سے ہاتھ سے زخمی ہوا واقعی امر تو یہ ہے کہ مجھ کو طہاس کے مقابلے کی خبر سنکر بالکل سراس ہو گیا تھا کہ اس سے کوئی طالب
کر گیا اور جس وزویم شہر طرکی مجروح ہوا اس روز تو اور بھی زیادہ ترلقین ہو گیا تھا کہ اب کوئی اسکے مقابل باقی نہ رہا کوئی سے
مقابلہ کر گیا اور جیسا بنی نسبت خیال کرتا تھا کہ میں خود مقابلہ کر دینگا تو میرے چھکے چھوٹ جاتے تھے اور ہوش و حواس فوج
ہو جاتے تھے کہ بدلا میں طہاس سے کیا مقابلہ کر سکوں گا اگر شکر میر اعظم کا کہ اسے مجھ کو اس سو پر فتح نہ کیا اور تمام حاضرین یہ
باتیں ایرج کی سن کر کہہ رہے ہیں کہ بہت بجا ہو اور بہت درست ہو جو حضور ارشاد فرماتے ہیں سب بجا ہو میر اعظم حضور کے اقبال
کو مضائقہ کرے اور ہر معرکہ میں دشمن پر فتح حضور ہم سب کو بھی بعد خروج ہونے و عزم کے یہ خیال ہوا تھا کہ اب بجز دھاوا کر کے
کے کیا چارہ ہوگا یقین ہے کہ حضور صبح کو حکم دینگے کہ اب سب ایک دم سے دھاوا کرو میں بھر دیدہ بایا اس جنگ مغلوبہ کا کیا انجام ہو
اور کیا نتیجہ ہو الغرض شب تو اس شبن و شیش کن گزری جب صبح ہوئی تو ایرج نے عجیل ہر دے سے کہلا بھیجا کہ ای عجیل ستر ہے
کہ اب یہاں سے تم حمزہ صاحبقران کے پاس چلے جاؤ اور اگر نہ جاؤ گے اوداب بھی میرا کہنا نہ سنو گے تو یاد رکھنا کہ میر سے
ہاتھ سے بہت آزار اٹھاؤ گے جب ایچی ایرج کا عجیل کے پاس پہونچا اور پیام ایرج کا دیا تو عجیل نہایت برہم ہوا اور اس
ایچی سے کہا کہ ہا کہدے ایرج سے کہ اب تو کیا مال ہا و تیری کیا حقیقت ہے جو ہما بیان سے اٹھا دیکھا ہم ہرگز بیان سے نہ ہوگا
بلکہ تجھی کو بھگا دینگے اب جو تجھے ہو سکے اور جو تیرے بنائے بن بڑے وہ کراد کسی طرح کا قصور نہ کر جب یہ پیام عجیل کا ایچی نے
ایرج کو پہونچا تو ایرج بھی بہت برہم ہوا کہنے لگا کہ خیر بھیجا یا نکا اور حکم دیا کہ بجا دو طبل جنگ کل ان خدا پرستوں سے
تجھی طرح سمجھ لینے بیجائے کہان میں اور اپنے دل میں سمجھے کیا ہیں ہر کاروں نے عجیل کو بھی یہ خبر پہونچائی کہ ایرج نے
طبل جنگ بجا دیا پر عجیل نے بھی حکم دیا کہ نقارہ زرمی اور بجا دیا جائے بموجب حکم عجیل اس طرف بھی نقارہ زرمی پڑی
پڑی شب جنگ کی تیاری رہی دونوں لشکروں میں صدائے ہشیار ہاش و بیدار ہاش بلند رہی اور لشکر بدیع الزمان کی

بسا در سمان جنگ میں مستعد تھا اور ایک ایک سے کہہ رہا تھا کہ بھائی الٹی معرکہ ایرج کے ہاتھ ہو چکے ہیں اور لکھی سے وہ سمجھتے ہیں
 ہر کل اسلحہ کارزار کرو اور اس طرح جی ٹوڑ ٹوڑ کے لڑو کہ ایرج کے بھی چھٹے چھڑا دو بھائی بڑی غیرت کا مقام ہے کہ ایک آفتاب سب
 ہم مسلمانوں کو اسلحہ سنا جائے بڑے افسوس کی بات ہے کہ سب ملکر دھاوا کر دو اور ایرج کو گرفتار ہی کر لو پھر سمجھا جائیگا
 اس لیے کہ بظاہر سب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر فردا فردا مقابلہ کیا جائیگا تو ہرگز سر نہ ہو گئے یہ باتیں ہو رہی ہیں تبھی صاف ہو رہے ہیں
 اور ایرج کے لشکر میں بھی ہر ایک جوان پہلوان اپنے اپنے اسلحہ صاف و درست کر رہا ہے اور ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ کل نقیض
 ہو کہ عجیل تارو مقابلہ کو دھاوا کر دے کہ کل کے معرکہ میں بھی فیصلہ عظیم فتح نہ کرے الغرض جب سفیدہ سحری نے آسمان میں بارش طوفان
 کی اور شاہ خاور نے اپنے نور سے اس دنیا سے دنی کو نورانی کیا تو دونوں لشکر میدان میں آئے اور صفوں جہاں قتال آراستہ
 نقیبوں نے نقابت کی جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو ایرج میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی اور بنیابت کرتے پھر لشکر
 بدیع الزمان کی طرف نکلا کہ لکھا کہ ای خدا پرستوں میں تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ اب بھی تم بیان سے چلے جاؤ تو بہتر ہو ورنہ یاد رکھنا کہ
 شیر اعظم کا تمیزناں ہو گا اور میں تم میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا اور اگر یہ نہیں منظور ہے اور جنگ ہی منظور ہے تو پھر
 عجیل سر کے مقابلے کو نکلا اور اگر اس میں کچھ دم دعویٰ ہو تو مجھے اگر لڑے کیا ادھر ادھر کے لوگ دنگا کرتے ہیں مگر تو جنگ
 یہ ہے کہ بدیع الزمان زخمی ہو چکے ہیں اب عجیل ہی آئے تو اچھا یہ سنکر عجیل کو غصہ آگیا اور صفت جنگ سے آگے بڑھے کا قصہ
 ہر چند لوگ منع ہوئے لیکن عجیل کب کسی کی سنتا ہے غصہ آگیا کہ لکھا کہ صاحبو یہ آفتاب پرست ہو کر اب تمکائے ہی بات ہے
 آج ہم ہی اس کے مقابلے کو جائیں گے دیکھیں تو یہ کیا بنا بیگا اب لوگ منع کر رہے ہیں کہ حضور ایک سوڑا موقع کر میں ہم سب جاؤ
 کر کے اسکو گرفتار کیے لیتے ہیں مگر عجیل نے جواب دیا کہ تم لوگ کیا کہہ رہے ہو اس مردود نے اتنا بڑا طعنہ دیا ہے دیکھو تو میں آج جا کر کیا
 کار نمایان کرتا ہوں کیا اب ہم ایسے ضعیف ہو گئے ہیں کہ اس مردود کی یہ زبان درازیان سنکر خاموش ہو رہیں یہ لکھ کر بچھا کر
 مقابل ایرج ہوا اور کہا کہ او بھائی اب تو ایسا مغرور ہو گیا ہے کہ کسی کو اپنے سامنے موجود ہی نہیں جانتا بلکہ اگر چہ پہلے گمان تھا
 کہ تو اولاد صاحبقران سے ہو مگر نہیں تیری حرکتوں سے معلوم ہوا کہ تو بیشک اولاد صاحبقران سے نہیں ہو اگر کیا اپنی اس بات
 پر اصرار ہے کہ صدقے میں تیری یہ شان و شوکت ہو گئی ورنہ تو تمہاری کیا مگر آدمی کو ایسا بیخود اور بدنام نہ ہونا چاہیے
 ایرج نے کہا کہ بس عجیل بس یہ زبان درازیان اور ایسی ہی دریدگیان اچھی نہیں ہوتیں بس عجیل آگے نہ بڑھنا خاموش
 رہو اور یہ بتلا کہ حمزہ صاحبقران ایسا کمان کا بادشاہ تھا ایک محاورہ زادہ کہ تھا صاحبقران ہو گیا اسے آٹھ کیا شخص
 جسکی تیغ اسی کی دیکھ مصرع ہر کہ شمشیر نہ سکے بنا مش خواتد + مجھ کو بھی شیر اعظم نے صاحبقران کیا ہو عجیل تنہا کی زبان
 جنگ جہاں کے لیے ہر نہ کہ قیل و قال کے لیے جو تھے ہو سکے انھیں کوتاہی نہ کر دو اور اپنا کمان ہنر دکھاؤ عجیل نے کہا ایرج جہاں
 ہر نہ کہ نہیں ہے اور نہ ہمارا یہ سوچ ہے کہ پہلے ہم ہاتھ اٹھائیں ایرج نے کہا کہ ہر ہمارا تو دوسرا ہے اور یہ لکھ کر نیزہ عجیل پر مارا عجیل
 نے نیزہ پر رو کا لگی نیزہ بانی ہونے کا مل میں گھسنے ٹپک بند نیزہ کے پھٹکے رہے تھے کہ سنائیں اور بنائیں نا کارہ
 ہو گئیں چھ پر پھر لگی ہونے ماتہ ظلال فرشتان کے پرچے پرچے اڑ گئے ایرج نے نیزہ ہاتھ سے ٹپکے یا اور گزر کر ان سنگ آسمان
 رنگ ہشت پہلو پرچہ کو ہ ہاتھ میں اٹھا لیا اور خروار ہو گیا لکھ کر عجیل پر مارا عجیل نے گرز کو گرز پر رو کا گرز گرز پر ٹوڑا
 کی آواز گونہ گردان لکھ کر پوچھ لی شہر سے آتش کے بلند ہونے بلکہ زمین کا ہول سے شوق ہو گیا کہ عجیل کا رنگ تک غرق ہو گیا
 عجیل تو ننورہ گردن غائب ہو گیا اور ایرج نے کلاہ کو کچ کر کے آواز دی کہ زدم و پست کردم عجیل یہ آواز سنکر عیار عجیل کا
 دوڑ پڑا اندر گھر کے گھس گیا کہ عجیل مہوش کھڑا ہوا ہر ایک سے ہلک بند ہو گئی ہر سر سر ہوا اور سر میں سو سے پسینا جاری
 ہو مگر شجاعت اسکا نام نہ کہ گزر کر ان جس طرح حضور دونوں ہاتھوں میں تھا اسمیں فرق نہیں آیا اور اسی طرح بسا در سمان

کوئی راستہ جانے کا خالی نہ چھوڑا۔ بموجب حکم ایرج فوراً لشکر آفتاب پرستان نے اُسی وقت کوچ کیا اور گرد بہار کے اتر کر بہار
 بہار سے گھر لیا اور کوئی چار گھنٹہ ہی دن رہے ایرج بھی مع رفیقان خاص نہایت کبر و تجتر سے بہار کے سامنے آیا اور فرمایا
 کہ اے خدا پرستوں! مجھیں آگاہ کرنا ہوں اور کہے دیتا ہوں کہ اگر تم سب کو اپنی جان بچانا ہو اور اپنی زندگی چاہتے ہو تو بہت جلد
 بہار سے اتر کر چلے جاؤ۔ میں تمہیں سہتہ دے دیتا ہوں اور اگر اب بھی نہ جاؤ گے اور میرا کہنا نہ سنو گے تو خوب اچھی طرح یاد رکھو
 اور خوب خیال کر کے سنو کہ پھر تم میں سے ایک زندہ نہ چھوڑو گا اور ایک ایک کو جن جگہ قتل کر دے گا اس میں بڑے بڑے
 مستحکم قلعوں کو تو خیال میں لاتا نہیں اور انکی تو کوئی حقیقت نہ تھی تو بھلا اس بہار کی کیا حقیقت ہو اور کیا ہستی ہے اسے میں
 ایک لمحہ بھرم تو نے نہ لگایا یہ کلام ایرج کا لشکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ ادا کا فرما کر جو تجھے ہو سکے اور جو ترسے بٹے بن پڑے
 وہ کر اور کسی طرح کا قصور نہ کر دے برحق بہار حامی و ناصر ہوا اسی پر ہر کوئی بھروسہ کرے اور اسی کا خوف ہو سوائے اسکے ہر کوئی
 بھی خوف نہیں ہے تو بھلا تیری کیا ہستی ہے اور تو کیا بنا سکتا ہے بس خاموش کیا لات و گزرات بکے ہاں یہ کلام اہل اسلام کا لشکر
 ایرج نہایت خشمناک ہوا اور کہنے لگا خیر دیکھو تو کیا نہ کر دیتا ہوں یہ کہہ کر اپنے خیمے میں داخل ہوا خوف شرب خواری کی جب
 خوب نشہ ہوا تو حکم دیا کہ ٹبل جنگ بچا یا جائے کہ ہم کل علی الصباح بہار پر چڑھ کر ان مسلمانوں کا مقابلہ کریں گے بموجب حکم اس وقت
 ٹبل جنگ بچا بدیع الزمان کو بھی خبر ہو چکی کہ ایرج نے ٹبل جنگ بچا دیا ہے کل صبح کو بہار پر چڑھنے کا قصد ہے یہ لشکر بدیع الزمان
 نے ارشاد فرمایا کہ رضا بقضار اللہ و تسلیاً لامرہ جو اسکی مرضی یہ کہہ کر حکم دیا کہ یہاں بھی ٹبل جنگ بچا دیا جائے بموجب
 بدیع الزمان اس طرف بھی ٹبل جنگ بچا شب بھر ادھر ادھر آدھرتیاری جنگ ہی صدائے پوشاں باش بلند رہی اور لشکر اسلام
 میں اتہمین ہر شور ہوا کہ جس وقت ایرج کا لشکر بہار پر چڑھے گا قصد کرے تو اس طرح سب کے سب ا یکدم سے تیر پاؤں
 کر دے کہ رخ سیکے پھر جائیں اور یہاں سے جٹ جائیں کل صبح کا معرکہ اس قسم کا ہوا کہ سب کے سب بان لڑا دوا اور کسی قسم کی کوتاہی نہ
 اور اگر تھے کسی قسم کی کوتاہی کی اور خدا نخواستہ بدیع الزمان یا عجل پر کوئی آنکھ لگی تو بجز بان و دینے کے کوئی چارہ نہ ہو گا بھلا تو بھلا
 غیرت و حمیت کا مقام ہے اور آدھر لشکر ایرج میں یہ مشورہ ٹھہر کہ کل اس طرح ا یکدم سے سب ہلکے دھاوا کر کے بہار پر چلے کر اہل اسلام
 کے چھکے چھٹ جائیں اگرچہ وہ تیر پاؤں کر چکے لیکن مطلق ہر اسان نہ ہونا اگرچہ دس میں آدمی زخمی ہو جائے تو بقیہ گرجاؤں ہی لڑا
 اور ان اہل اسلام کو گرفتار ہی کر لیا لغرض اسی طرح صلاح و مشورے میں دونوں لشکروں نے رات کاٹی جب شاہ خاورد نے
 مع فوج شعاعی ملک دنیا پر جلوس فرما کر اس جہان بے بنیان کو منور فرمایا تو ایرج مع اپنے لشکر کے قریب بہار کے آیا اور ہم
 سر ہر یک کے قصد کیا تھا کہ بہار پر چڑھے کہ آدھر سے تیر چلے گئے مگر ملک فرج چرے ہو یہ حال معائنہ کیا گھر لگی اور نہایت خلق گڑا دوا
 قلیاس سے کہا کہ اور دے خدا تر استناس کرے اسے تو اس سے پھر سے فقیر کو تو دریا میں پھینک آیا اور اب ہر قریب
 سب کو مارے ڈالتا اور حامد بن حمزہ زنگی جو مجھیر عاشق ہے اسکا کچھ نہیں بنا سکتا میں تو حجب جانتی کہ جب تو اسکا بھی
 کوئی بال ہی توڑ ڈالتا تو دوسری عیب کو ستا تھا اور اسی کی جان لینا تھا اور بھڑوے دیکھ وہ حریف سامنے ہے اور ایرج کو
 سامنے سے پہنچا دیا ایرج کو دیکھتے ہی دیو قلیاس جو شان و خروشان ایرج کو لکارتا ہوا ڈر کر آدم زاد و ایرج فرمایا
 کہ ان بائیکا ایک ہلکے سے طمانچے میں تو تیرا فیصلہ ہے مگر ارہ مرد و دین آہو بچا اسے پہلے تجھے مار لوں تو اس زنگی نے
 سے سمجھو گا یہ غلہ شور مچاتا ہوا ہلا لشکر بان ایرج نے بودو قلیاس کو آتے دیکھا روح سب کی ٹھٹھکی ایک پکار گئی کہ بھاگو
 بھاگو بودو قلیاس آہو بچا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو گا جسکا جسطرح سینک سا سے پھلا جائے بعض لوگوں نے ایرج سے پکار کر کہا
 کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان پوشاں و خبردار ہو جے کہ دیو قلیاس آہو بچا ایرج تو بہار پر چڑھ رہا تھا جو لوگ اسکے پیچھے تھے
 تھے وہ بھی بھاگے ایرج جو مڑے دیکھتا ہے تو ایک بھاگ رہی ہوئی ہے سبھوں کے قدم ا یکدم سے اٹھکے ہیں بودو قلیاس

پہاڑ سے اڑ آیا اب جو دیکھا تو دیو قریب آگیا اور آگے بڑھ کر ایرج پر ہاتھ لگا یا جب تک دیو سے اور ایرج سے فاصلہ رہا جب تک کہ
 خیر ایرج خاموش رہا جیسے ہی دیو ایرج کے مقابل ہوا بس جھٹ ایرج نے دیو کا ہاتھ پکڑ کے جو پوری قوت سے جھٹکا دیا تو دیو
 قلیاس منہ کے بھلے سامنے آیا بس یو کا گنا کہ ایرج اس کے اوپر پھیل گھسٹا کشتی ہونے لگی کبھی دیو پر پڑا اور ایرج نیچے ہو کر کبھی دیو
 نیچے اور ایرج اوپر یا انیکہ تین بہر کامل کشتی رہی اب جو دور سے اہل لشکر نے یہ معرکہ دیکھا سب ہمت کر کے آگے انفرار ہوا
 کے ہاتھ سے بائیں شاخ دیو کی ٹوٹی ایک شاخ وہی تو نورالدین پہلے ہی توڑ چکا تھا اب دونوں شاخیں ٹوٹ گئیں بائیں
 شاخ کے ٹوٹنے ہی دیو قلیاس ترس کر ٹھک گیا اور روٹا چٹھا چلتا ہوا بھاگا اور گھبراہٹ ہوا ملک کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ملک
 رقیب پروردگار میں تواب گنجی نہ جاؤ لگا ایک شاخ تو نورالدین توڑ چکا تھا ایک شاخ اس نے توڑ دی معلوم ہوا آدم زاد
 بہت زبردست ہونے میں اور خواجہ عمرو سے پوچھا کہ آغا میل جب نورالدین ہرنے میری وہی شاخ توڑ ڈالی تھی تو تم نے درست کر دی
 تھی اب میری بائیں شاخ ایرج نے توڑ ڈالی ہو وہ بھی درست کرو گے خواجہ نے کہا کہ ہاں دیو قلیاس درست کر دینگے اب ایرج کا حال
 ملاحظہ فرمائیے کہ اس کشتی میں شام تو ہو ہی گئی تھی ایرج نے دیکھا کہ اب تو شام ہو گئی اب رات کو کمان پہاڑ پر چرخین صبح کو
 بھگا جائیگا یہ سوچ کر اہل سلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ای پہاڑیو آج تو تم دیو قلیاس کی مدد لے گئے کل بھلا میرے ہاتھ سے
 جھوٹا کمان جاسکتے ہو یہ دیر اعظم کل صبح کو تم سب کا نامہ ہی کرونگا یہ کس طرح کی بازگشت ہو اگر افسوس کرو ہوا وہاں سے بھرا
 کہ ہاے افسوس آج دیو صفت ہاتھ سے ٹھک گیا اگر اسکو گرفتار کر لیتا تو پھر کیا تھا قمر حیدر درسی ہاتھ لگاتی یہ سنگر حامد بن حمید
 نے کہا کہ ای ایرج نو جوان شیر اعظم نے تمہاری جان بچائی وہ حرافزہ نہ ہاتھ آیا تو ہمیں کسی بہکے تمہاری جان کے لالے پڑ گئے
 تھے شیر اعظم نے تمکو فتح کیا اور وہ مردود سے مفروز ہوا اور نہ کجا دیو اور کجا آدم زاد بھلا تمہارا اسکا کیا مقابلہ تھا مگر خیر طے
 شکر کا مقام ہے یہ باتیں کرتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے صحبت عیش میں جلوہ افروز ہوئے شراب اڑنے لگی فوج ہوئے لگا خوشی کی نذرین
 سرداران لشکر دینے لگے کہ آج ایرج نے دیو سے مقابلہ کیا اور شیر اعظم نے فتح کیا ایرج بھی ہنس ہنس کر تہرین لے رہا ہے
 اور کم رہا ہے کہ ہاں آج شیر اعظم ہی نے جان بچائی ورنہ پچھنے کی کون صورت تھی کہ پچھائیو کل معرکہ بہت بڑھ کر ہو اسلئے کہ کل
 میر قصہ یہ ہے کہ جس طرح ہوا اس پہاڑ پر نابض ہو جیے اور ان اہل سلام کو گرفتار کر لیجے الغرض ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ
 بجوا دیا جائے ہو جب حکم طبل جنگ بجا گیا شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی جب صبح طلوع ہوئی تو آدم زاد حرافزہ
 بدیع الزمان اور عجل مالہ اور طماس مع جملہ رفیقان خاص قلعہ کوہ پر متمکن ہوئے اور افسران و سرداران فوج مردانہ ہوئے
 لکھائوں پرستہ ہوئے منہ اوراد سے ایرج بھی مع فوج زبر کوہ آیا اور اسطوف ملک قمر حیدر سامنے آکر بیٹھی اور ان آفتاب رستوں
 کی یورش خدا پرستوں پر دیکھا کمال قتل و دمال ہوا انھوں میں آنسو بھر کے خواجہ سے کہنے لگی کہ کیوں خواجہ تم کو کہتے تھے کہ
 حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن آئینے مگر نہیں معلوم کیا سب ہوا کہ اب تک تو نہ تشریف لائے اور آج یہ بیچارے پہاڑ والے اس کو
 شہنشاہ کے ہاتھ سے کاٹے کو بچھینے افسوس صد افسوس خواجہ نے کہا کہ ملک تم کوئی خوف نہ کرو ای ملک حق سبحانہ تعالیٰ ان
 سب کا حافظ و معین ہے اگر اہل سلام ایسی پریشانیان گھری ہیں اور اس سے زیادہ زیادہ مصائب میں مبتلا ہو گئے ہیں مگر
 پھر بفضل انبیاء و ملائح ہوئی ہو اور صحیح سلامت رہے میں ای ملک تم قدرت خدا کا تماشا دیکھو اور کسی طرح کا غم
 و دلال نہ کرو ملک نے کہا کہ ای خواجہ ہماری قسمت میں تو غم و رنج کھانا اور قتل و دلال ٹھکانا ابتداء سے ہی سے مقدر ہوا ہے ہم سب کو
 کیا کرتاں جب سے خوش تھا اس حرافزہ دیو کی قید میں مبتلا رہے اور طرہ برین یہ کہ اس شہر باربر عاشق ہوئے اگرچہ کجائی
 نہ تھی مگر کچھ تو لیتے تھے دل کو تسکین ہو جاتی تھی ای خواجہ دیکھیے سفلہ گری اس جہنم بیداد کی یہ بھی لے سے منظور نہ ہوا اس شہر
 کو جیسے جدا کر دیا اور اس کے عزیزوں پر یہ بلانڈل ہوئی جسے دیکھ دیکھ کر کلیجہ پھٹتا ہو ای خواجہ یہ لوگ کیونکر اس جہنم لگی

کے ہاتھ سے پھینکے خواجہ نے کہا کہ ملکہ اطمینان رکھو سچ نہ کر دھادھامی و ناصر ہو یہ سنکر ملک نے جواب دیا خواجہ سچ تو ہمارا
 جمعی دور ہوگا کہ جب ہم سرباگئے ہنسر عمر و تنجھانے لگا کہ اچھا دیکھو تو حق سبحانہ تعالیٰ کی نعت کرتا ہو کس طرح الگو کیا ہو
 الغرض ایرج نے دامن گروانے آئینہ بین جڑ حاتین تیغ و سپر ہاتھ میں لیکر بہا پر چلا اور بیکار کر کہا کہ ای خدا پرست توج میرے
 ہاتھ سے بیکر کمان جاوے میں آیا یہ لکھ چلا اور ادھر سے تیرے لئے ایرج تیردن کو بھر سے کاٹتا ہوا آگے بڑھا اور دونوں
 کھانیاں نے لین اب ایک غل ہو گیا کہ آج ایرج آپہونچا اور ایرج برابر بہا پر چڑھتا چلا آتا ہو اور پیچھے ایرج کے دیکھنا
 زنگی اور کایہ جنم وغیرہ بھی بہا پر چلے آتے ہیں اور ادھر ملکہ قمر جبرہ سفید منظر پر سے دعائیں مانگ رہی تھی کہ پروردگار
 تو ہی ان بیکسوں کا حامی و کفیل ہو اور تو ہی بچانے والا ہو ای ملک میرے تیرا ہی سہارا ہو ای خدا یہ خاص تیری ستم
 کرنے والے تیرے ہی حوالے ہیں اس وقت بیکسی میں تو ہی انکا حافظ ہو پروردگار ان سب کے مال پر غفلت
 پر رحم فرما اور اس بلا سے انکو نجات عطا فرما اور اوہ شایر اوہ بدیع الزمان اور عجل ہمارا اور طہماس اور جہ
 اہل اسلام دعائیں مانگے ہیں کہ ای خالق حقیقی وای مالک حقیقی تیرے سوا اس وقت بیکسی میں کسکو بیکارین اور کسکا
 سہارا آئیں ای ملک ہمارے تو ہی ہمارا حامی و کفیل ہو اور تو ہی ناصر و معین ہو تو ہی خالق ہو اور تو ہی حافظ ہو بارگاہ ابست
 بیکسی میں نہ کوئی حامی اور نہ کوئی ناصر اس بہا پر بیکسی میں ہے پر پڑے ہوئے ہیں اور چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں خدا و خدا
 اپنی کبریائی کا اور واسطہ اپنی خدائی کا ہم سب کو اس بلا سے نجات دے خدا و خدا واسطہ اپنے بندگان خاص کا اور واسطہ
 اپنے پیغمبران اولوالعزم کا تو ہم سب کو اپنے دامن رحمت میں امان دے کہ اس وقت ہم کسی طرف جانیں سکتے تیری باب
 امید ہو اور تیری ہی طرف رابع ہیں اشعار خدا و خدا شہم راز و گردان چور و زائد رہبان فرور گردان شبے دارم سپہ خون
 بخت نومید و درین شب رو سفیدم کن جو خوشید یہ دعا کر رہے تھے اور برابر گریہ و زاری اور نوحہ و بھڑاری کر رہے تھے
 کہ کیا ایک کیا دیکھتے ہیں کہ جانب صحرائے تنق گرد کا اٹھا کہ سپہروار اور چرخ ہمیدار کو تار یک کر دیا شعر کردامن دشت
 کوہ واد رنگ گردے بر فاست طوطا رنگ + النعمہ جس وقت چادر گردی بچھی اور میدان صاف ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ
 شایر اوہ بین و با بین عاقان ابن الخاقان بہرام بن خاقان عین رفیق قدیم حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن اسی ہزار
 چینیوں سے پہونچا اور قریب اسن کوہ اگر فزع کیا کہ باش او آفتاب پرست باش او حد دے خدا پرست ایرج بد نہاد نامہ
 بے بنیاد ارے جلد پھر وہاں سے اور جلد قدم بٹا وہاں سے ورنہ تیرے نکل لشکر کو تباہ و برباد کر دے لگا اور ایرج اس وقت میں
 سو رہے لے چکا تھا کہ بہرام قریب آپہونچا ایرج نے جوڑ کے دیکھا کہ بہرام بالکل قریب آگیا بس یہ دیکھ کر ایرج نے پشت
 و دست و انتون سے کاش لی کہ افسوس خدا افسوس بہرام کس وقت پہونچا ہو کہ جب میں بہا پر لے چکا تھا یاے دل کی
 آرزو دل ہی میں رہی مصرع غم را کہ نشان داد بلار کہ خبر کرد یہ کہتا ہوا بہا پر سے اترا اور قبل از گشت بجا کرد بان سے پھا
 آیا اور اپنے خیمے میں داخل ہوا بہرام نے پہلے کچھ آنو قہ بہا پر بھیجا اور بعد اسکے خود بہا پر گیا بدیع الزمان کا سامنا ہوا وہ
 رسم مودت و محبت بجالانے باہم بٹکے ہوئے مزاج پرستی کے بعد کرسیوں پر بیٹھے نورالدین کا مال پوچھا بدیع الزمان نے
 کل مال نورالدین کا بیان کیا بہرام نے نہایت مسافہ تمام ہوا بعد اسکے بدیع الزمان نے کل حالات ایرج کی خبر دی
 اور گستاخوں کے بیان کیے یہ سنکر بہرام نے کہا کہ خیر آفتاب پرست برا بیروت نکلا جا بگا کمان دیکھو تو کیسی سزا
 دیتا ہوں کہ آفتاب پرست تمام عمر یاد کرے اور بطور کافی تسلی و دلاسا دے کہ بہا پر سے اتر کر اپنے خیمے میں داخل
 ہوا یہ حال دیکھ کر عمرو نے ملک سے کہا کہ ای قمر جبرہ دیکھانے قدرت خدا کو وہ بچاتا ہو تو یوں بچاتا ہو دیکھو اُسے بدیع الزمان
 وغیرہ کو بچا لیا اور دفعۃً کیسا معین پیدا کر دیا کہ جسکی صورت دیکھ کر ان آفتاب پرستوں کے قدم اٹھ گئے

ملکہ قمر چہرہ نے ایسے کارخانے بہت دیکھے ہیں کہ انرا اہل اسلام اس سے سخت تر میں مصائب میں مبتلا ہو چکے گئے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو نہیں ان سب کو بچا بچا لیا اور کسی طرح کی کوئی گزند نہیں پہنچی ملکہ قمر چہرہ نے پوچھا کیا وہ خواجہ آخر یہ کون شخص تھے کچھ بتاؤ تو عمر و نے کہا کہ اے ملکہ یہ بادشاہ زادہ چین ہے بہرام اسکا نام ہے صاحبقران کا فوق بہت شخص ہے مگر اتنا زور اور نہیں ہے کہ ایرج پر غالب آئے اور اس پر فتح حاصل کرے یہ سنکر ملکہ قمر چہرہ کو انتہا کا رنج گذرا اور کہاں قتل ہوا اور ایرج جو پھر کرشمے میں آیا پوسا ریزی اٹار کر لباس نرئی زیب بدن کیا اور صحبت میں بیٹھ کر حامد بن حمید سے کہا کہ اے حامد میں ہر روز جا رہا ہوں اور سر چنید کوشش کرتا ہوں کہ ان خدا پرستوں کو قتل کر دوں مگر عجیب طرح کی بات ہے کہ ایک ایک خنہ اس قسم کا ہو جاتا ہے کہ میں نے اس کو ہوتا ہوا اور مجبوری ہو جاتی ہے اور یہ پنج جاتے ہیں مگر خیر کہاں تک پہنچے اور کہاں تک چھینے ایک ایک دزان سب کو قتل کرونگا چھوڑو نگاہیں یہ سنکر حامد بن حمید نے کہا کہ اے ایرج بھراں خدا پرستوں کے قتل کی کیا جہت ہے اور اسے متعز من ہونے کی کیا وجہ ہے اور کیا حاصل ہے مطلب تو دیو قلیاس سے ہے اگر وہ ہاتھ لگ جائے تو ملکہ قمر چہرہ بھی دستیاب ہے جائے اور پھر کوئی دقت نہیں ہے اسی کی فکر کیوں نہ کی جائے اور ان ساری کوششوں کا اثر تو قلیاس ہی پر کیوں نہ ڈالا جائے جو حرف ایک ذرا سی بات کی بات کے لیے پہلے انکا مقابلہ کر کے قوت کو کم کیا جائے اور پھر اس کے دیو قلیاس سے کمزوری مقابلہ کیا جائے کیونکہ جب پہلے ان خدا پرستوں سے مقابلہ ہوگا تو ضرور فوجی قوت کم ہو جائیگی پھر باقی کم قوت دیو قلیاس کا مقابلہ کیونکر ممکن ہے لہذا یہ ہے کہ پہلے دیو قلیاس ہی کی خبر لی جائے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ہاں میں نے خود دیکھ لیا کہ وہ بھی میرے ہاتھ سے نکل گیا اور جتنے میں اگر چھوٹ گیا مگر خیر تم بچا لیا جائیگا اگر نیراعظم نے اعانت کی تو اسکو بھی گرفتار کرتے ہیں اور حبیہ ہاتھ لگایا تو پھر ملکہ قمر چہرہ کا سناکتی بڑی بات ہے کہ جب تک ان خدا پرستوں کو قتل نہ کرونگا مجھے چین نہ پڑیگا میں بغیر اسے ان سبکو بچھوڑ دوں گا یہ کہہ کر وہ شہ شراب میں چور ہو کر حکم دیا کہ مجھے طبل جنگ بموجب حکم طبل جنگ بجا یا گیا ہر کارون نے یہ خبر بہرام کو بھی ہو چائی کہ ایرج نے طبل جنگ بجا دیا ہے یہ سنکر بہرام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا دیا جائے بموجب حکم اسی وقت طبل جنگ لشکر بہرام میں بھی بجا یا گیا شب بھر دونوں لشکروں میں غلغلہ رہا جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر مل کر آراے میدان بنو ہوئے ایرج خود میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی اس طرف خود بہرام مرکب میں متحرم ہوا اور ہو کر مقابل ایرج ہوا ایرج لگا ورزن ہوا اور چھوڑ سیر کی سپر پیری مرکب برابر سے پہنچے بے رانون میں مسلک کر کیوں کو ایک دوسرے سے مقابل ہو اہل علم نے کہا اے ایرج خیال تو کرے اور شاہ زادہ نورالدین سے کیا ارتباط و محبت اور کسی ملاقات میں رہی ہیں یا نہیں ایک دم سے ایسے جبروتی کے پردے انکھوں پر ڈال لیے کہ بالکل خیال پاس نہیں رہا گویا نورالدین ہر سے نفیت بھی نہ تھی ایرج نے کہا کہ اے بہرام میں نے خود خیال نہیں کیا یہ مقدمہ ناموس کا ہے میرے ملازم کا ناموس خیمہ بدیع الزمان کے سامنے تھا میں نے بدیع الزمان سے پرچہ لیا اور سمجھا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ یا دو جاؤ کوس شکر اپنا خیمہ پر پا کر بدیع الزمان نے ایک مانا اور نہ عجیل ہر و نے سماعت کی اسوقت میں مجبور ہو گیا اور تاب دھل جائے جاتا رہا اور سنو اے بہرام کسی کو اپنا ناموس کھانا گوارا ہوگا اور حامد بن حمید ملازم کیسا میرے لشکر کا بادشاہ ہے اسکا ناموس تھا مجھے کیونکر گوارا ہوتا یہ سنکر بہرام نے کہا کہ اے ایرج کچھ خیال کرو و داغ کو درست کر چکے نورالدین ہر عاشق ہوا اسکی نسبت تو یہ کہے کہ میرے ملازم کا ناموس ہے اسے کبھت مجھے خود تو اس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا سخت بازیا ہے نہ کہ تیرا بھی ایک ملازم بہرام کا سنکر ایرج برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے بہرام کیا میں کوئی نورالدین کا دلیل بتاؤ اس سے دب جاتا اور اول تو مجھے خبر ہی کب تھی کہ نورالدین ہر یہاں عاشق بنا ہوا بیٹھا ہے حامد بن حمید زنگی ملکہ قمر چہرہ کی تصویر پرست سے عاشق تھا جب میں نے حامد کو زیر کیا تو حامد نے یہ شرط مجھے کی کہ اے ایرج اگر تو میری معشوقہ کو مجھے دلو اسے تو البتہ میں آفتاب پرست ہوتا ہوں میں نے اس شرط کو منظور کر لیا تھا اور اسی

لوہجہ پرین اسکو بیان لایا اب بن دیو کو مار کر ملک قمر جہر کو دواؤنگا خراب بہتر یہ ہو کہ تو اس جہن کو پہاڑ سے اتار کے جہان پاک
 لیجا میں معترض اور مزاحم نہ ہونگا اور نہیں تو اس بہرام یہاں ہی رکھنا کہ پھر اگر امیر حمزہ صاحبقران بھی آگئے تو انکو بھی
 نہ ٹھہرنے دوںگا بہرام بہنکر نہایت خشناک ہوا اور نہایت غصے سے کہنے لگا کہ اگر آفتاب پرست مجھے براغواہ پھر
 معلوم ہو جائیگا ایرج نے کہا کہ بہرام بنجھل تو بھی ان سب کے ساتھ جابل بٹیا ہو جائیگا کنارے پیچرہ اور اپنی خیر سنا کیوں
 شائستہ آئین ہیں اور اگر کچھ دم داعیہ موجو تو آگے بڑھ اور جو حربہ تیرے پاس ہو بلند کر بہرام نے کہا کہ یہ بہرام معمول نہیں ہے
 اگر تیرا جی چاہے تو تو پہلے وار کر اگر تیرے محلے سے خدا نے بجالیا تو پھر میں بھی حربہ کو نہ لگاؤں سنگر ایرج نے کہا کہ خیر بہتر ہو خبر
 و ہو شیار یہ کہ ایرج نے بہرام کے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر روکا کئی گھنٹے تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار ایرج
 نے نیزہ بہرام کا نکال دیا عمود بازی ہونے لگی گئی گھنٹے تک عمود بازی ہوا کی کہ اسی عمود بازی میں گھوڑا بہرام کا مارا گیا آخر کار
 نوبت بتیغزنی رسید شلم تک تیغزنی ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ بہرام ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا اگر اسی غصے میں نہ جو بہرام نے پوری
 قوت سے تلوار ایرج کے ماری تو سپر کو کا گرا ایرج کے سر پر پڑی کوئی دو انگل کا زخم آیا ایرج نے جھجھکا کر دستا نہ مارا تو
 دوسرے ٹکڑی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی طبل باز گشت بجادیا گیا دونوں لشکر اپنی اپنی
 آرا نگاہ میں داپس آئے بہرام تو ہیوش تھا لوگ اسے لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے لیکن ایرج تو یہ ان کا رزا سے نہایت سی فوج
 خوش اپنی بارگاہ میں آبا بلدی جلدی زخم میں مانگے گواہے اور پھر حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم طبل جنگ بجا گیا
 ہر کارون نے بریغ الزمان کو یہ خبر ہو چائی بدیع الزمان نے بھی حکم دیا کہ اس طرف بھی نقارۃ زرمی بجایا جائے بموجب
 حکم اس طرف بھی نقارۃ زرمی بجایا گیا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو ایرج پہاڑ کے شیعے آیا کہا کہ امیر خدا پرست
 آج میرے ہاتھ سے چھو کر کمان باؤگے روز بچتے چلے آتے ہو اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ اگر زندگی ہو تو آج بھی اسی طرح
 بچنے کے اگر مقنا نہ ہوگی تو تو کیا مرد و پرستم کو بچہ بنائیں سکتا تو یہ کس بھلاوے میں اور ادھر ملک قمر جہر نہایت منظر سے بیٹھی
 دیکھ رہی تھی خواجہ سے کہنے لگی کہ اس موئے گاسر کوئی نہیں چلتا اور کوئی اسے سزا نہیں دیتا یہ سوا ان بیچاروں غلام
 کر رہا ہے امیر خدا واسطہ اپنی خدائی کا جلد اس موئے کے زور کو ڈھا دے تیری لاکھی بے آواز ہو خداوند اس مردے موٹھی کاٹے
 نے کسسا کر ٹھہرایا ہے ایک تودہ سب اس شہیار کے غم میں مبتلا ہیں دوسرے سب غمی میں اور اس پر اس کبخت کو کسی طرح
 رحم نہیں آتا اسے کبخت خدا ہی تجھے سمجھے اور تیرا ستیاناس بلے خواجہ سے کہہ کہ ملک تم خاطر جمع رکھو یہ سب زندہ سنا
 رہنے کوئی مال بھی اٹکانہ بیکار سکیر گاتم ناحق رنج و ملال کرتی ہو القصدہ اور تو ایرج نے جانب کوہ رخ کیا دامن گردانے
 استیثین چڑھا کر سپر تلوار ہاتھ میں لیکر پہاڑ پر چلا اور اہل اسلام دعائیں مانگنے لگے کہ خداوند اپنا رحم ہم مسلمانوں کے
 حال پر شامل فرما ہم کو اس بلا سے بچات دے اسوقت بکسی میں سوائے تیرے کسکو چھارین اور کسکی حمایت اور دامن
 رحمت میں ہیں فانت حسبنا و نعم الوکیل ابھی پوری دعا اہل اسلام کی تمام نہ ہوئی تھی کہ بیکار ایک گرد جانب حواسے نمود
 ہوئی بدیع الزمان نے چند ہر کارون کو استفسار و پتہ خبر کے لیے روانہ کیا کہ دیکھو باکرہ گرد کیسی ہو اور کون آتا ہو اور
 ایرج بھی ٹرم کے دیکھنے لگا کہ خداوند اب گرد کیسی ہو اور کیا معرکہ ہو کہ بیکار ایک گرد کا شوق ہوا دیکھا کہ چھ سو عہدار
 باعلہائے زرفشان چلے آتے ہیں پھر ہرے آگے آبی رنگ کے بن بھلیان پہلی اور شہری پھر بیرون پرینی ہو میں عہدار
 بھی آبی لباس پہنے ہوئے ہاتھیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور چھو لیں ہاتھیوں کی بھی آبی رنگ کی زرد وزی کام اُن پر بنا ہو مسکون
 پر آئینے جلی بند سے ہوئے مجسوٹوں میں زنجیریں بندھی ہوئی خرامان خرامان کھیلتے ہوئے آتے ہیں اور جیسے
 آئے سچھنا بن ستر نالین قچیان بانوں کی غول فاصد ہارون کے نہایت تزک و احتشام سے چلے آتے ہیں اور آگے

فوج کے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے فوجی بگل بونا ہوا پلے آتے ہیں اور آگے آگے دارا کو شہر کشتا چھینے تخت کشتور شاہ
غل در بھر میں گرفتار چلا آتا ہے جو ہر کار سے بدیع الزمان نے بھیجے تھے انھوں نے فرج سے استفسار کیا کہ یہ کون بزرگ ہے جو
ہاں کو فرخت شاہی پر چلا آتا ہے اور اس کے مسلسل ہونے کی کیا وجہ ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ دارا کو شہر کشتا ہے جو آگے
آگے چلا آتا ہے اور چھینے چھینے کشتور شاہ ہے بلکہ قمر چہر کی تصویر دیکھ کر دیوانہ ہو گیا ہے اور جوش عشق میں آپ سے بے آپ ہو گیا
ہے اس واسطے اس کے مسلسل کر لیا ہے دارا کو شاہ اس کو لیکر اس لیے آیا ہے کہ قمر چہر کو اس سے ملا دے کہ بیجنون اس کا چاہے
اور غرض جب دارا کو قمر چہر کوہ آیا تو آواز گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کی سنی دریافت کیا کہ اس پہاڑ پر کون ہے اور اس کا
بیقراری کی کیا وجہ ہے معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور عجمیل باہر و اس پہاڑ پر ہیں نہایت درجہ زخمی ہو رہے ہیں اور
ایرج نے انہیں چڑھائی کی ہے وہ سچا سے انتہائے اضطراب میں ہر گاہ جناب باری بعد بیقراری مناجات کر رہے ہیں آپ
جو غور سے دیکھتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ فی الواقع ایرج مع فوج زیر کوہ کھڑا ہوا ہے اور جن جہن سے آشکارا ہے کہ اس کا قصہ یہ
ہے کہ پہاڑ پر چڑھ کے مقیمان کوہ کو قتل کرے پس یہ حالت ملاحظہ فرما کے مرکب کو چمکا کر آگے بڑھا اور پکارا کہ اے ایرج مرنے
سے آسٹرف سے اور جلد پھر وہاں سے ہرگز یہ طریقہ بہادر دن کا نہیں ہے کہ زخمیوں پر چڑھائی کریں اور حالت بے بسی میں
کسی سے مقابلہ کریں اسے چھین کچھ بھی ہوے غیرت و حمیت ہے یا نہیں یہ کلام دارا کو کا سکر ایرج اُدھر سے پھرا
اور کہنے لگا کہ اے دارا کو مجھے تھے سخت تعجب ہے کہ تم کب سے لگے دوست بن بیٹھے ہو دارا کو خیال تو کرتا کہ یہ کون لوگ
ہیں اسے یہ ہی تو ہیں کہ جنھوں نے عمر و ایسے محسن کو ہمارے تھکے پاس سے نکلوا دیا اسے انکو تو وہاں مارے یہاں
بانی بھی دستیاب نہ ہو اور تم ان کے ساتھ یہ دوستی کا برتاؤ کرتے ہو تمھاری دانش و فراست سے بہت بعید ہے دارا کو نے کہا کہ
میں تو ان کی طرف داری سرگز نہیں کرتا اور نہ ان کے میرے دوستی ہے نہ کوئی غرض مطلب ہے کہ یہ نہ ہوگا کہ ایسی حالت میں جبکہ وہ
بے بس اور مجروح ہیں تو ان کو ایذا پہونچائے کیونکہ یہ داب سپاہیانہ کے بالکل مخالف ہے اور کوئی جو ان کو اور سپاہی ایسی
حرکت نہ کرے گا کہ کسی سپاہی کو حالت مجبوری میں قتل کرے یا گرفتار کرے اس لیے کہ اگر حالت مجبوری میں کسی سپاہی کو قتل کیا
گرفتار کیا تو سوائے اس کے کہ لوگ نامرد اور بے وفا کہیں گے ایرج اس ارادے سے باز آؤ مجھ وقت وہ اچھے ہو لینگے اور یہ
حالت بلکیسی آپر سے رفع ہو جائیگی اس وقت تمھیں اختیار ہے پھر ہم مانع نہ ہونگے مگر اس وقت تمھیں پہاڑ پر نہ جانے دینگے اور
اگر تم انصاف سے خیال کرو تو میں تمھاری ہی دوستی کرتا ہوں اس واسطے کہ تم کو اس رامے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہوں
کہ جسکو خلقت بدیتی ہے اور کیسی اگر خیال کرو تو وہ بھی بڑے بہادر لوگ ہیں تم سے کوئی پابندی کا نہیں کہتے ہیں اتفاقات روزگار
اس وقت وہ ناچار ہو گئے ہیں پس تم کو بھی ایسے وقت میں مزاحمت کرنا خلاف ہمت و جرات ہے اس وقت ان کے قتل سے باز آؤ
یہ کلام دارا کو کا سکر ایرج نے کہا کہ سنو اے دارا کو میں نے پرچہ انکو منع کیا اور سمجھایا کہ دیکھو تم یہاں سے چلے جاؤ دو چار گز
بے شک خیمہ اسادہ کرو کہ میرے ملازم کا ناموس یہاں سے قریب ہے انھوں نے مطلق خیال نہ کیا اور ایک ل لگی سمجھا کر مال دیا
یہ سکر دارا کو بول بھٹکا کہ کیا خوب یہی بات ہے اور زنی لہجے پر آپ جھگڑ پر اپنی حکومت بٹھاتے ہیں اور صحرا پر عمل دخل کرتے
ہیں لیجئے اب ایک میں ہی آیا ہوں میرا ٹھکانا بھی تم کو ان کو اور مجھ کو بھی یہاں نہ اترنے دو گے ایرج یہ بھیجیں کیا
سوچتی ہے ایک ذرا ہوش میں آؤ اس درست کرد عمل کے ناخن کو یہ کیا سوچتی ہے میں تو صاف بات خوب جانتا ہوں اور
کسی کی لٹی نہیں رکھتا اور صاف ہی صاف کہتا ہوں چاہے خوش ہو یا چاہے ناراض ہو میں تم کو تو اسے کہیں دیر نہ ہے چھوڑا اگر تو میرے
اس وقت تو میں تم کو سرگز انہر نہ جانے دوں گا یہ سکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تم بھی ہر سرفساد کرتے ہو میں تو یہ چاہتا
تھا کہ میرے تھکے دوستی ہی بنی ہوے اور نہ بگڑے مگر تم کو خود نہیں منظور اور تمھاری بھی خواہش ہے کہ مجھے

میں سے بگڑے اور رنج و ملال ہو تو خیرین محبوبوں کیا کروں میں تو سرگزشت تھارے کہنے کو نہ مانو لگا اور ایک سنو لگا یہ شکر و ادا
 لگا کہ سنو امیر ارج اول امیر ہو کر کوئی بہادر اور کوئی دلاور نہ دیکھ سکیگا کہ کسی غریب و بے بس پر کوئی ظلم کرے درمیں سے یہ کہ
 میرا بادشاہ بھی تو ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو تمکو کب گوارا ہوگا کہ رقبہ یہاں سے میرے تھارے نو فساد اور رنج بہر نفع رکھتا ہو
 کہیں لینے تھوڑے جانا ہو یہ شکر ارج نے کہا کہ اگر یہی بات ہو تو میں بھی کوئی پابندی کا نہیں رکھتا اور کسی قسم کا خوف نہیں رکھتا
 واقعی میں کسی کو یہاں نہ اترنے دو لگانا نہ ٹھہرنے دو لگا اسکا کہنا کیا ہو اب ایک بات ظاہر ہی ہو یہ شکر و ادا اب نے کہا کہ خیر
 بہتر ہو جو بچھے ہو سکے تو قصور نہ کر اور جو نیاتے بن سکے مہین کو تا ہی نہ کر بیٹے میرے ہی تیرے فیصلہ ہو جائے تو اچھا ہو اور
 بہت انسب ہو ارج نے کہا کہ تم تو ہر چند چاہتے ہو اور ہر چند چاہتے ہو خواہش ہو کہ تم سے نہ بگڑے اور لڑائی نہ ہو مگر جب
 تمہارے بارادے میں تو خیر کیا مضائقہ ہے کہ وہاں میدان بڑھو آگے یہ شکر و ادا اب نے بوجھا اپنا اٹھایا لیکن اس طرف
 عمر و اور ملکہ قمر چہر بھی سامنے سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ملکہ قمر نے بوجھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہو جو ارج سے بولیں گفتگو کر رہے
 خدا ایسا کرے کہ اس فردے کا یہی سر کھلے تخت الشرف کو پہنچا دے خواجہ نے کہا کہ ملکہ یہ داراب ہو اور دوسرا شخص کشور
 شاہ ہو جبکہ میں ارج کے پاس سے نکلا ہوں تو میں اسی کو صاحبقران بنا کر حمزہ سے لڑوانے لایا تھا ادا اب
 اور صاحب بہمت و حوصلہ ہو اور نہایت ہی حسین و خوبصورت ہو ایسا بہادر کہ دیکھا گیا ہو تمہاری طبیعت تو اس قدر خوبصورت
 ہوگی ملکہ نے کہا کہ بس خواجہ بس ایسی باتیں مجھے نہ بنایا کرو یہ تو بے کسی اور ہی سے کیا کرواؤ خواجہ تمہاری بھی جو حریفین میں
 وہ فضل خدا سے ایسی ہی ہیں واہ واہ واہ واہ خواجہ میں تو ایسے ایسے ہزار حسین و خوبصورت شاہزادہ نورالدین کے
 ماخون یا پر سے صدمے کرتی ہوں خدا اسکو بچہ زندہ و سلامت جیتی زندگی میں دکھائے تو جانوں یہ کہ ملکہ قمر چہر انکھوں میں آنے
 بھڑائی اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہنے لگی کہ او خدا مجھے جیتی زندگی شاہزادے کے دیدار سے مشرف کر دے تو میں جانوں
 اور حریف تو یہ گفتگو ہو اور داراب ارج سے خوب نیرہ بازی ہوئی دونوں برابر رہے کھیلے کہ یہ دونوں ایک ہی استاد کے
 سکھائے ہوئے ہیں یعنی ان دونوں کو فنون سپاہی میں خواجہ عمر و بن امینہ صغیری سے تلمذ ہو الغرض بعد گزشت بازی کے
 تیغزنی ہونے لگی تاہم ارج نے خوب بھلا دیا کہ خوب پوری چوٹ تاک کر ایک تلوار باری تو سر کو کاٹ کر داراب کے
 سر پر تری اور تار و ابرو کاٹ گئی زخم بہت کاری لگا داراب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹ کر نکلتی مگر خون کی چادر سر سے
 باری ہوئی داراب نے نہایت پھرتی سے عجلت تمام اپنے زخم کو باندھ کر ارج پر تلوار لگائی تو سپر کو کاٹ کر سر باری
 تھی کہ ارج نے خالی دی اور سر پناٹھا لیا تلوار گردن مرکب پر آئی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی ارج گھوڑے پر سے کود پڑا
 داراب بیہوش ہو گیا ارج نے آواز دی کہ زخم دہشت کرم جلد داراب کو اٹھائے جاوے اور اسکو لوگ داراب کو
 پا لگی پڑا لگے لکے یہ حال دیکھ کر ملکہ قمر چہر بہت آداس ہوئی اور ارج کو کوہنے لگی کہ خداوند اس سونڈی کاٹے کا
 جلد ستیاناس کرے یہ ہو اسٹنڈ کسی طرح نہیں مارا جانا اور کوئی اسکا سر نہیں کھل سکتا جو اسکے مقابل ہوتا ہو بروج ہوتا ہو
 خداوند ایسا کرے کہ اور کیا سانچہ ہو خواجہ عمر و نے کہا کہ ملکہ تم ہراسان ہو اور گھبراؤ نہیں انشا اللہ العزیز شاہزادہ
 نورالدین ہر ہی آکر اسکی درستی کر گیا اور وہی اسکا سر کھلیکا اور حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی اب آتے ہی ہونے لگے لیکن
 ارج زیر کوہ آکر اہل اسلام کو پکارا کہ او خدا پرستو آج بھی تم داراب کے سب سے بچکے خیر کل کہاں میرے ہاتھ سے
 جاؤ گے یہ شکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ جادو بھی ہوا ہے خدا نے ما بزرگ است وہی بچانے والا ہو اگر ہماری دست
 ہو تو وہ بہر نفع ہیں بچا گیا اور تو سر روز واپس جائیگا یہ شکر ارج نہایت ہی غیظ و غضب میں تیغ و تار ب کھاتا ہوا
 بھڑا اور اپنے رخسے میں نیچے ہی حکم دیا کہ نبی طبل جنگ بموجب حکم طبل جنگ بجا گیا رات تو چون توں

کہ گئی صبح کو ایرج نے پہاڑ پر پوش کی اور اڑھیر کر گئی کھائیاں لے لیں یہ حال دیکھ کر اہل اسلام میں ایک تنگدست مچ گیا اور ایک تلمیذ
 شکرگاہ کہ اب یہ آفتاب پرست آیا اور اب آیا بدیع الزمان اور عجل اور طہاس کے زخموں پر ہریم کی پٹیاں چڑھی ہوئی
 تھیں مگر نام خدا لیکر اٹھ کھڑے ہوئے اور لوہارین ہاتھوں میں لیکر گئے کہ آتا ہے تو آئے دو ہم لڑینگے اس بدبخت سے اور ہم سر
 کلنگے اس آفتاب پرست کا خداوند مالک دعائی ہو مگر غصے میں جو اُسٹھے ٹانگے زخموں کے ٹوٹ گئے اور بیہوش ہو کر گر پڑے
 اور ایرج اب قریب پہونچ کر لڑنے لگا لیکن اُدھر ملک قمر جبر دست بدعا ہو کہ خداوند توانا بے بسوں پر رحم و کرم فرما اور ان ہیادوں
 کی جانوں کو بچا لے اور اہل اسلام دعا دیکھا کر رہے ہیں کہ ایہ نافر و معین مدد کر اور اسوقت ہماری خبر لے سوا سے تیرے لگا
 پکار رہے اور کھلے پاس فریاد کیا جا رہا ہے کہ ایک ایک جانب صحنے ایک گردنودار ہوئی جب گرد پھٹی تو معلوم ہوا کہ اسد بن کرب
 غازی بارہ ہزار سواران حرا سے آتا ہے اور چالیس ہزار اسد کے ہمراہ رکاب میں انقصد اسد بن کرب قرب آکر اپنے
 رفیقوں سمیت تلواریں کھینچ کر لشکر ایرج پر گرا بہت سے لوگوں کو قتل کیا بہت سے خیمے لشکر ایرج کے گرا دیے اور جلا دیے
 یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ اسد بن کرب بارہ ہزار سواروں سے آہو چکا اور بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کیا گئی ایک خیمے جلا دیے
 کمان درجہ زور و خالہ بنو نصر طراول سے کہا کہ ایہ نصر طراول جلد جا کر اس یوانے کو باندھ لا اور دینہ کہ میں خود چلتا مگر مجبور ہوں
 کہ یہ سرکہ عنقریب فوج ہوا چاہتا ہو اگر میں چلا گیا تو پھر یہ سرکہ رہ جائیگا یہ سرکہ نصر طراول سی وقت روانہ ہوا بعد روانگی نصر طراول
 کے انتر صبا کو بھی روانہ کیا کہ تو بھی جلد جا اور اس یوانے کو جلد پکڑ لا یہ سرکہ انتر صبا بھی عقب میں نصر طراول کے اسد کو لٹکا
 ہوا چلا آتا ہے کہ او دیوانے کمان جاتا ہے پھر کہ میں آہو چکا او اسد کمان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ میں آہو چکا انقصد قرب آکر
 اسد پر ایک تلوار ماری اسد نے پشت تیغ پر روک کے جو ایک ہاتھ نصر طراول کے جمایا تو سپر کو کاٹ کر سر بڑھایا کہ نادا و ابرو
 تر گیا نصر طراول جھٹ پڑ خیم کو باندھ کر بھاگا اسد نے لیک کر اور ایک ہاتھ رسید کیا کہ پہلو بھی نصر طراول کا بھونچ
 ہوا اور ہاسے کھڑکڑا لوگ صحن میں آگئے کہ اتنے میں انتر صبا بھی پہونچ گیا اور لٹکا را کہ او دیوانے یہ کونسی پہلوری ہے کہ تو بھاگا
 بھاگ کر لڑتا ہے تجھے کچھ بھی جیسا آتی ہو یا نہیں یہ سرکہ اسد نے آواز دی کہ اور دو دو کیا کہتے ہو کھراہ تیری بھی قضا آتی ہے تو بھی
 جیسا جا کمان جائیگا بلکہ قریب منتر کے آکر جو ایک تلوار پوری قوت سے ماری تو اسکا بھی سر کھٹک گیا جان چھوڑ کر بھاگا اسد نے دوسری
 تلوار اور ماری کہ اسکا بھی پہلو شگافہ ہو گیا یہ بھی دو تلواریں کھا کر چلتا ہوا یہ خبر ایرج کو بھی معلوم ہوئی کہ دونوں کے دونوں
 اسد کے ہاتھ سے زخمی ہوئے سر پاپٹ لیا دلیلم شاطرنگی سے کہا کہ ایہ دلیلم اب تو جا وہ دونوں تو زخمی ہوئے تو ہی اسکو
 گرفتار کرنے دلیلم یہ حکم سن کر چھٹا اور اسد کو لٹکا تا کہ ہوا بڑھا قریب آکر ارہ پشت ننگ اسد پر مارا اسد نے تلوار سے
 دو ٹکڑے کر دیے اور منیغہ دلیلم کی گردن پر مارا کہ تیرے کش اور چار قب کو کاٹ کر کر پڑا کہ خوب کاری زخم آیا دلیلم ہاسے کر کے اس
 پہلو کی طرف تھک گیا اسے اٹھکے ہی اسد نے ایک تلوار سر پر ماری کہ سپر کو کاٹ کر چلا نکل سر میں دلیلم کے اتر گئی دلیلم
 تلوار کھا کر پھر اسی تھا کہ اسد نے ایک تلوار شانے پر رسید کی خوب زخم آیا دلیلم نے آواز دی کہ بارہ دوڑو بھکو تو اسد
 نے بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اسے آواز دیتے ہی اسد نے اور ایک ہاتھ جمایا کہ گردن دلیلم کا قلم ہو گیا اور دلیلم خڑگے سے
 کے بھل زمین پر آیا اسد نے چاہا کہ دلیلم کا کام تمام کروں کئی سوز گئی بیچ میں آگئے اور دلیلم کو بچا لیکن جب یہ خبر ایرج
 کو معلوم ہوئی کہ اسد نے دلیلم کا بھی خاتمہ کیا جہاں اکھوں میں ایرج کی تیر و تار یک ہو گیا کہ ہاسے افسوس دلیلم بھی سخت
 زخمی ہوا مجبور و ناچار ہو کر اہل اسلام سے یہ کہہ کر بھاگا کہ خدا پرستو خیر اس دیوانے کا پہلے کام تمام کروں تو پھر سمجھو بھگتا جو دیر
 کی زندگی جو وہ ہر پہاڑ کے نیچے اتر آئے سرکہ اہل اسلام نے جواب دیا کہ او کا فر خا سر خدا ہیں بچا لیکن کہ ہم اسی
 کی ذات پر تکیہ کیے ہوئے بیٹھے ہیں دہی ہمارا معین و حافظ ہو الغرض ایرج پہاڑ سے اتر کر اسد کی طرف لٹکا رہا

ایلاکہ او دیوانے کھڑا رہتا تھا میرے ہاتھ سے بچا کہ حرجا بیگنا اسد نے جو ایرج کو آتے دیکھا تو نہایت ہراسان ہوا اور سب
 زلفا سے گھنے لگا کہ اسی یاران میں امروز روز فنا سے منہ ہستاسیے لگا کر آج بے نیاز ہو میرے ہاتھ سے نہ مارا گیا تو آج میں اپنی
 جان ضرور دید ونگا یہ شکر بھون نے عرض کیا کہ حضور مضطر و پریشان و ہراسان نہ ہوں ابھی تو وہ آفتاب مرست دور ہے
 چلیے اسد نے جواب دیا کہ میں اس سے خائف تھوڑی دیر اور یہ لکھ کر مثل شعلہ جو الہ کے دور اور لکھاراکہ آکر پاس فروتن
 بچہ بازاری ہو شیار باش کہان جائیگا میرے ہاتھ سے آج تو میں بغیر میرے بچے نہ چھوڑ دنگا دیکھ خبردار ہو کہ آج تیری قضا ہو گئی
 او نامہ و کھوارہ یکتا ہوا ایرج کے برابر مثل شیر غضبناک آیا اور آتے کے ساتھ ہی نہایت بھرتی سے ایک تلوار ایرج پر تڑپ
 کہ ایرج کو سنبھلنا دشوار ہو گیا مگر چون توں سپر و دار اسد کا رو کا سپر تو وہ کڑے ہوئی ایرج نے سر اپنا گھوڑے کے پیچھے پرکھ
 تلوار اسد نو جوان کی گردن مرکب پر تڑپ کر گردن اسکی قلم ہو گئی اور ایرج پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ گھوڑے سے کھڑکی
 مشکل پر گیا مع مرکب خرسے زمین پر گر اسد نے اسی حالت میں ایک تلوار شانے پر ماری کہ شانہ ایرج کا نشانہ ہو گیا
 آپ بچے ایرج اور اوپر گھوڑا اسد نے گھوڑے کی پشت پر جو ایک ہاتھ مارا تو ایک گھوڑے کے دو کر دیے اور تمام ادھر
 اسکا ایرج پر گر کر دم اسکا کھٹے لگا اسد نے پا باکہ ایک ہاتھ اور رسید کر کے خاتمہ ہی کر دیا کہ حامد بن حمزہ زنگی نے
 بکار کر کہا کہ یاران میں ہو دیا ایرج کو اسد مارے ڈالتا ہوا ہے بجائے ایرج کو یا واز حامد کی شکر ہزار ہارنگی دور تر
 اسد نے دیکھا کہ اب اگر ایرج نکل آتا تو بچا دشوار ہو جائیگا اور ایرج کو مارا بھی ایسا ہی کہ بھلا کچھ دنوں تو یاد کر گیا پس یہ
 گھوڑا اٹھا کر روانہ ہوا اور بوق بجا دی کہ اسی یاران میں بدر وید بختے لوگ ہر ایمان اسد بختے سب سمٹ کر اسد کے ساتھ ہو گئے
 اور اسد صاف نکلا ہوا چلا گیا اور بیان ایرج کو لوگوں نے نہایا دھلایا زخمون میں ٹانگے لگوائے جب ایرج کو ہوش آیا تو
 حالت دیکھ کر نہایت رنج کیا اور کہنے لگا کہ یار دیکھ نہیں بن پڑا کہ اس دیوانے کی کیا فکر کر دن اس کینخت نے تو ناک میں ہر
 دم کر دیا ہر بھاگ بھاگ کے پھرتا ہوا اور لڑ پڑ کر غائب ہو جاتا ہوا اور پھر آتا ہوا اور دن کرتا ہی کیا کیا رنج اور صدمے اسکے ہاتھ سے
 میں نے اٹھائے اور کیسے کیسے افکار و تدابیر کیے مگر کینخت کسی طرح ہاتھ نہیں آتا اور ہر تہہ نکلتا ہوا اور اس طرح ہلاکی شکل
 یکایک پڑتا ہوا کہ مجھے اپنے کو بچانا دشوار ہو جاتا ہوا مگر خیر عظمیٰ کی مدد چاہیے سو دن چر کی تو ایک دن شاہ کی بھی ہو ہی جائیگی
 کسی دن تو بختے لگ ہی جائیگا آج بھی خیر عظمیٰ ہی نے نہ دلی میں بچ گیا ورنہ اسنے تو کوئی دقیقہ میرے قتل میں فرو گذا
 نہیں کیا تھا اگر حامد بن حمزہ اوڑے کر ان رنگیوں کو نہ بلاتا تو میرا کام ہی تمام تھا واقعی یہ اسد بن کر ب غیب سخت
 ہو کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا بعد اسکے ولیم شہا طزنگی اور نصر طراول اور آستر صبا کے بھی زخمون میں ٹانگے لگوائے اور پھر حکم
 کہ طبل جنگ بجا دیا جائے بموجب حکم اسد نے طبل بجا لیا اور ہر کار سے خبر لیکر روانہ ہوئے کہ ایرج نے طبل جنگ بجا دیا ہوا
 بہان کا حال سنے کہ شاہزادہ جلیع الزمان و عجیل ماسر و طہماس وغیرہ سب کے سب متوجہ ہو گئے اور کھڑے بن کر
 امیر حمزہ صاحب قرآن نے جو کام اٹھارہ برس کے سن میں پردہ ناف میں کیا تھا اس سے بغیر اسد نے کام کیا واقعی کیا
 بادری کی ہر اور کیا دل و جگر اور کیا حمیہ اور حوصلہ اسد کا ہر واہ و واہ کیوں نہ ہو آخر کسکا کوتاہ کسا نواسا اور کسکا جیسا
 اگرچہ بھنے بھی کیسے کیسے معرکے فتح کیے کیسے کیسے خون و رزخون فوج لقا اور گناب بن گنوج پر اسے مگر اسوقت تو
 سے بھی اسد کو سبقت لگیا تھا اسکو نظر بد سے بچائے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ہر کاروں نے خبر ہو چائی کہ ایرج نے طبل
 جنگ بجا دیا جلیع الزمان نے یہ سن کر کہا کہ خیر خدا مالک بہان بھی مل جنگ بجا یا جائے الغرض بموجب حکم جلیع الزمان
 اس طرف بھی طبل جنگ بجا لیا شب بھر تیری رہی صبح ہوئے ہی ایرج ماتہ شعلہ جوار کے زیر کردہ آیا و اس میں گردن کر دین
 چڑھا کر سپر تلوار ہاتھ میں لی اور پہاڑ پر چلنے کا قصد کیا ملک قمر جہر اور نواحہ جفت منظر پر آئے بیٹھے اور تماشا دیکھنے لگے

کہ قمر چہرے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہے مجھ کو ہر رتبہ ہی دسواں دامن گرہن ہوتا ہے کہ کہیں لشکر بدلیج از زمان
 کوئی آسیب نہ ہوئے خواجہ نے کہا کہ ملک میں تم سے سوا بار کہ چکا کہ تم اطمینان رکھو آئیں کوئی آسیب نہ ہو چکا آخر روزمرہ
 ہو گیا ہی کرتی ہو کہ خدا انکو کئی دن سے کیونکر بچا رہا ہو اور کیونکر اعلیٰ مخالفت کر رہا ہو برابر کئی روز سے ایرج کس کس زمین
 آتا ہو اور کسی کسی سخت کوششیں کر رہا ہو کہ کسی طرح ایرج فتح حاصل کرے مگر ایک نہ ایک ایسی تائید غیبی کو جبکہ سان گمان بھی
 نہیں ہوتا پیدا ہو جاتی ہو کہ ایرج اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتا ای ملک جسے اب تک بجا یا وہی آج بھی بجا ہوگا یہ سنکر
 ملک نے کہا کہ خواجہ یہ تو سب بیج ہو گیا یہ تو بتاؤ کہ اسکا انجام کیا ہوتا ہے یہ موات و باوجود ان فاش زکون کے کسی طرح نہیں چوکتا اور
 کسی طرح اپنے ارادے سے باز نہیں آتا خواجہ مجھ کو تو جی اطمینان و تسلی ہوگی کہ جب یہ موسم شہد امارا جابجگا اور اسکا کوئی
 رکھلا اسکا ستیا ناس کر دیگا خواجہ نے کہا کہ گھر و نہیں انشاء اللہ شہزادہ نور الدین سہری اگر اسے شہید کر گیا اور جسے
 ہنسی خوشی اگر لگیا ملک نے کہا کہ اگر خواجہ دعا تو یہی ہو مگر خواجہ جو جیسے گا وہ دیکھ گیا ہو تو یہی زندگی سے مایوسی ہو خواجہ نے کہا
 کہ ہاں ہاں ملک ایسی فال بد تو سمجھنے سے نہ نکالو تمکو دشمن بھی نہیں آتا انقصہ بیان تو یہ باتیں تھیں اور وہاں ایرج برابر تاج پڑتا
 گھاشیان فتح کر رہا ہے پڑ چلا جاتا ہو اور اہل اسلام حالت بیکسی بے بسی میں کس کس طرح ٹرپ ٹرپ کر رہے ہیں مگر رہے
 ہیں کہ خداوند کا شک بتر اشک ادا کریں کہ آج تک تو نے کیونکر اس با سے نجات دی اور ہم سب کی مخالفت کی مگر
 ای خداوند کریم دکار ساز ہماری بیکسی تو بخیر طلب ہو کہ ہم کس حالت میں ہیں خداوند آج بھی ہم پر رحم فرما اور اس بلا سے
 نجات دے کہ زندگی رکھ لے کہ ہم اس دفت بالکل نکلے دست و پا ہیں کہ ہر جا میں اور کسکے دامن امن میں سوا سے
 تیرے چہرے بھی اہل اسلام یہ دعا انگ ہی رہے تھے کہ یکایک گرد جان بھروسے نمودار ہوئی کہ جسے آسمان کو چھایا دیا تو
 نے ملک سے کہا کہ ای ملک دیکھ کہ لشکر نمودار ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مددگار اہل اسلام آتا ہے انشاء اللہ العزیز منزلا سے معقول ایرج
 کو دیکھا ملک نے کہا کہ خدا بچائیں کہ خواجہ بھارے شہد میں بھی شکر اے ہاں کوئی تو از غیبی ایسا پیدا ہو کہ جو اس مردود
 کا سر کھلے کہ یکایک چادر گرد و شش ہوئی اور سانے سے نقابہ اریا قوت پوش چاہیں ہزار سواران ہزار سے پیدا ہو اور
 آتے ہی نہرو کیا کہ اوپر پاس فردش بچہ باز اری او مرد و جلد اتر ہوا ہر سے اور جلدی پھر وہاں سے در نہ میں تیرے کل لشکر
 کو تباہ و برباد اور قتل و قمع کر دینگا یہ آواز شکر ایرج نے اپنا زانو پیٹ لیا اور پشت دست کو دانتوں کے کاٹ لیا اور کہا
 کہ ہاے افسوس آج بھی یہ خدا پرست بچے جاتے ہیں اب کیا کروں اور کیا نہ کروں یہ کہہ کر ہاڑ سے نیچے اتر انقادار سے
 وعدہ ہوا کہ خیر اسوقت تو دن کم ہو کل لڑنے کے غرض ایرج اپنے خیمے میں داخل ہوا اور نقابہ اریا قوت پوش فرود گشت ہوا
 و دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجائی رہی ہونے لگی مگر اب بیان سے دو کھلے عیاری شامل نقطہ انداز عیار نقابہ اریا قوت
 پوش کے بیان کیے جاتے ہیں اسے بھی گوش دل سماعت کیجئے کہ ادھر نوہ دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی اور ادھر
 شامل نقطہ انداز کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اے شامل نقطہ انداز اگرچہ نقابہ اریا قوت پوش بڑا بہادر و ذی جلال
 ہو مگر ایرج بھی کسی طرح پایہ کمی کا نہیں رکھتا وہ بھی نہایت زبردست اور باقوت ہو خدا جانے کیسی گزرے جنگ و ہزارہ
 برابر کی مگر جو اے شامل اگر تو رات ایرج کو کسی طرح گرفتار کر لائے تو کیا اچھی بات ہو یہ خیال اپنے دل میں مستحکم
 کر کے لشکر نقابہ اریا قوت سے نکل کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر ہو چکا تو اسنے اپنی صورت تبدیل کر
 ایک سا ہی کی شکل پر مشتمل ہوا ایک جی سر پریشانی مٹی کا رنگا انگر کھا گئے میں پہنا نیلا پابجامہ پانوں میں سنا
 سینا رکھا ہوا لہو اریا قوت میں چہرے کی ٹھکی پڑی ہوئی کو تھی تو گر لگی پیلا نکلا ہوا بندوق کا نر سے پر پشت پر سر
 کہ میں بھول گئے گر گئے میں ایک بھول باقی ہو ٹوٹا سا ہوتا پانوں میں اس صورت سے داخل لشکر ایرج ہوا

تمام لشکر کی سیر کر سکا ہوا دروازہ بارگاہ ایچ پر آیا معلوم ہوا کہ ایچ بیٹھا ہوا ہو دخل رکھا ہوا دیکھا کہ ایچ بیچ میں
 دو گلی شوکت پر بیٹھا ہو کر ایچ کے تمام سردار اور افسران فوج رفقائے خاص بیٹھے ہوئے ہیں بیچ سو رہا ہو شراب لڑ
 رہی ہو ایک خشن کیفیت و عیش برپا ہو اور ایچ حامد بن حمید سے کہہ رہا ہو کہ ایو حامد میں سرور چاہتا ہوں کہ ان غذا
 پر تنوں کو قتل کروں اور کسی طرح اپنی فقیہان ہون کر کچھ عجیب طرح کی بات پر سمجھ میں نہیں آتی کہ سرور ایک نہ ایک خوش
 ایسا پیدا ہو جاتا ہو اور ایک نہ بناد دگا راٹکا ایسا پیدا ہو جاتا ہو کہ جسکے باعث یہ خدا پرست بر مرتضیٰ بیچ جانے چاہتا ہو
 میرا کوئی قابو نہیں ملتا اب دیکھیے نقادار ماقوت پوش کیا ہو اور وہ سردار ہو اور دیکھیے اس سے اور مجھے کیسی غیبی ہدیہ
 اور کیا ہونے ہو تا ہو حامد بن حمید نے کہا کہ کچھ مقام نردونین اگر یہ دنیہ عظیم شامل حال رہی تو نتیجہ کچھ اچھا ہی ہوگا مثل اس
 آپ نقادار پر بھی فہم نہ ہو گئے مگر اس نے نہیں ایچ نے کہا کہ ہاں جائیکے گمان غرض شمالی زمرہ سپاہیان کھانا
 ہو یا یہاں سنسکا گیا تا ایک دربار برخواست ہو اسب اہل ربار کھانا کھائی گئی مگر پر گئے اور ایچ نے کھانا طلب کیا بس
 فوراً شمالی و بان سے ہلکا ایک چوبدار کی قطع بنکر چوہ دار کھانا لینے چلا تھا اسکے ساتھ ہولیا باورچی خانے میں آیا جلد جلد
 کھانا نکال دیا خون میں لگوا دیا اور کل کھانے کو آتشہ پیر و سب بیہوشی کر کے خوان کسوا کردار و غذا پر چھانکی مہر کردانی اور
 کماروں کے سر پر رکھوا کر ایچ کے سامنے لایا اور مہر توڑ کر دسترخوان چھان ایچ نے باجہ دھوئے اور کھانا کھایا دو چار
 شراب کے پی کر پلنگ پر لیٹ رہا ایک تو کروا کر دوسرے چڑھانیم ایک تو کھانا بیہوشی آلود تھا دوسرے دو چار چار
 اوپر سے اور دوش جان کئے تھے پلنگ پر لیٹے ہی بیہوش ہو گیا اور جو کھانا بچا تھا وہ شمالی نے خدمتگاروں کو
 خاص پر واروں کو تقسیم کر دیا اور آپ کچھ نہیں کھایا جسے کھانا کھایا بیہوش ہو اسب کے سب خاص پر وار و خدمتگار سپاہی بیہوش
 ہو گئے اب جب یہ نقادار شمالی نے دیکھا کہ سب کے سب بیہوش ہو گئے اور کسی میں جو اس باقی نہیں ہیں بس فوراً
 شمالی نے عاقبت سے کند نکال کر دو علقون سے دونوں باجہ دو علقون سے دونوں پانوں دو علقون سے گردن
 کمر بند حکمرانوں کے گولہ لگی کر کے گھیر عیاری میں باندھ پشاور بدوش ہو کر اوپر سے دو ہر اور حلی اور صحیح سلامت
 سے نکلا دروازے پر بھی سب کو بیہوش پایا صاف نکلا ہوا چلا گیا اور لشکر کو مل کر پکارتا ہوا چلا طلایہ کی گشت سے بچا ہوا
 بیٹھ جانے کا مقام تھا وہاں بیٹھ جاتا تھا جہاں دوڑنے کی جگہ پاتا تھا وہاں دوڑ کر نکلتا تھا جہاں چھپ جانے کا مقام
 وہاں چھپ جاتا تھا انقضی اسی طرح تمام لشکر کو مل کر پکارتا ہوا اپنے لشکر کا راستہ لیا بارگاہ میں اسوقت پہنچا کہ نقادار
 ہو کر میدان کو جایا چاہتا تھا سامنے سے دیکھا کہ شمالی لفظ انداز پشاور بدوش چلا آتا ہو پوچھا شمالی کہاں سے
 آئے ہو اور پشاور تمھارے کا نہ ہے پر کیا ہو شمالی نے عرض کیا کہ خداوند ایچ کو کمر لایا ہوں نقادار کو یہ
 کچھ ہنسی سی آگئی اور دانتوں کے خنجر اگلی دبا کر کہنے لگا کہ ارے تجھے کسے کہا تھا کہ تو ایچ کو گرفتار کر لے شمالی نے کہا
 اپنے تو نہیں ارشاد فرمایا تھا غلام اپنی طبیعت سے گرفتار کر لیا ہو اب آپ کو اختیار ہو جو چاہیے سو اس کے حق میں کیجیے نقادار نام
 سکر کر کہنے لگا کہ ارے گنجت تو سن مجھے سخت بدنام کیا اور بہت ملعون کر لیا او شمالی درمیان ہی تو کہیگا کہ نقادار کیا ہو
 و رہو تھا کہ میرے ہو کر میدان میں تو نہ لڑ سکا عیار سے چڑھا نکلا یا شمالی نے عرض کیا کہ حضور اتنی غلط ہو گئی اور حضور ہو گیا
 غلام نے تو اچھا ہی سمجھ کر کہا تھا اگر حضور کے خلاف ہو تو عفو فرمائیے یہ سکر نقادار نے کہا خیر اور ایچ کا پشاور ساتھ لیکر
 کو بچھ اور بیان صبح کو ایچ کے خیمے میں ایک غل ہو گیا کہ ایچ غائب ہو گیا یہ غل اور شور شا پور نے بھی سنا ہوا
 ایچ میں آیا اور پشیر اچھا کہنے لگا کہ عیار نقادار چڑا لیا اور یہ کمر جانب بارگاہ نقادار چلا اور اتفاقاً وہ
 اسد بن کرب غازی کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ نقادار ماقوت پوش کا عیار شمالی لفظ انداز ایچ کو کمر لایا ہو اسی وقت

اسد سوار ہو کر لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوا اور اس وقت داخل بارگاہ ہوا کہ نقابدار با قوت پوش شمال لفظ انداز
پر خفا ہو رہا ہے کہ تو میرے بے علم ایرج کو کیوں مکر لایا بجگو تو نے سخت بنام کیا یہ امر تو نے بالکل خلاف کیا اور مجھے سخت نرا من کیا
جلد ایرج کو پوش میں لانا اور شمال اسی وقت قبیلہ رفع بیوشی سے کہ ایرج کو پوش میں لانا چاہیے الغرض اتنے میں اسد ہو گیا
اور نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا نظم کو اٹھا ہاتھ پکڑ کر اسے برابر بٹھالیا اور کہنے لگا کہ بیابا دریا خوش آمدی
و صفا آوردی اسد بیٹھے ہی لٹکا لگا کہ او آفتاب پرست خیر کہ سر و مرد و دو پایا و دیکھ اب تجھے کیونکر مہر دیتا ہوں اور کس طرح پرست
تر سے آتا ہوں اسے تو سہی جو ایساں دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نہ رویں اسے او ہزار بچے تو نے تو کلیجا پکا دیا ہے
جو خرتین تو نے کی ہیں وہ کوئی نہ کر گیا اور جو کردار نام و نامہ تجھے سرزد ہوئے ہیں وہ کسی سے کہے کو سرزد ہوئے ہوئے آخر
ہو نہ کم اسالت و کمینہ یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ او دیوانے بھول بخت پرستہ و نامعقول اسے مکر زرار کھانے کی نشانی
کیون تیری شاست آئی ہے کیوں اس قدر کلمات لاطائل و فضیل مہلات و نوبات یکے پر دوسرے سے بھول نہ یاد و مہلات نہ یکے پر
تو نقابدار کی عطف و مہافت اپنے حال پر ہندول پائے پھول گیا ہے ایک نہ ایک دن تجھ کو ایسی سزا دوں گا کہ تمام دیوانگی تجھے
بھول جائیگی یہ سنکر اسد بٹھلا گیا اور بیکار کا و مرد و تو اس تر زبانی میں رہیگا مگر وہ تو جا میں تجھے بھی قتل کرنا ہوں یہ
کہ کر اور تلوار سونت کے ایرج کی طرف پکا نقابدار سے اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہاں اسد غصے کو تھا موہبت محض نہیں
میں جو کام کرو سچو بھلا کر تجھے ایرج کو قتل کرواؤ تو میں بنام ہو جاؤنگا اس واسطے کہ اسے میرا غیار چرلا لایا ہے اور یہاں بالکل خلاف
مردانگی جس وقت میں اس سے سر میدان لڑ کر کھڑا ہو گا اور گرفتار کروں گا اس وقت تجھیں اختیار ہے سپاہیوں کا یہ طرز
نہیں ہے کہ کسی کو بغیر قتل کر کے خود ایسی حرکت نہ کرنا یہ سنکر اسد نے کہا کہ ای نقابدار نامدار یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں
وہ رامی تو ان زوای نقابدار سے جس طرح چاہو قتل کرو گے واسطے کہ یہ رسم و راہ بہادری کو کیا جانے اور طریقہ دلاوری
سے کیا واقف یہ مردک ویری اور بہادری کا فقط نام ہی نام ہوتا ہو تو سنتا ہو نہ یہ کیا جانے کہ بہادری کسے کہتے ہیں
برایع الزمان نامور اور عظیم نامور و غیر ہونے زخمی ہو کر اس کوہ میں پناہ لی ہے اور بہادر گوشتہ عافیت سمجھ کر تھے ہیں
اور یہ مرد و اتنی بہمت نہیں دیتا کہ وہ سب اپنے زخموں کو اچھا کر لیں روز بہار پر چڑھائی کرنا جو اداں کے قتل کا ارادہ
کرنا ہے ای نقابدار ایرج و عافیت خواہن و بنامیہ ضمیری کو کہ جسے کر پاس فروشی سے باز رکھا اور اس مرتبے کو ہو گیا
اب یہ ارادہ ملک گیری کا کرنا ہے اور قانون سپاہ گری سے مطلق و اف نہین ہے یہ نامرد کھا اور بہلوانی دلاوری کیا یہ سنکر
نقابدار نے کہا کہ ای اسد لا اور یہ کلام تمھارا بہت سچ ہے اور ذرا بھی خلاف نہیں ہے لیکن یہ بھی تو سمجھ کر اگر میں اسے مار دوں
یا اپنے سامنے قتل کرواؤں تو میں بھی اسکے ساتھ نامردوں میں گنا جاؤں اور بودا کھلاؤں اپنی عزت کو ہاتھ سے دیدن ایسا
مرد پرگز نہیں ممکن الوقوع نہیں ہے اور حکم دیا کہ جلد ایرج کو کھول دو و بموجب حکم اس وقت ایرج کھول دیا گیا اور وہ اپنے لشکر کو
راہی ہوا اسد نے یہ دیکھ کر آواز دی کہ او آفتاب پرست تو جانا کہاں ہے اسے میں ہر جگہ چری خدمتگزاری کو حاضر ہوں اور
نہایت برہم ہو کر اٹھ کر آؤ نقابدار یہ قوت پوش جلدی سے دوڑ کر اسد سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ہاں میں ای بہادر
تو مجھے کیوں خفا ہو گیا مجھے کیوں ناراض ہو گیا میں تو تیرا بدل و جان خادم ہوں آج یہیں مرد جا کل نشانہ صبح کو باندھ کر
ایرج کو تیرے حوالے کر دوں گا تجھے اختیار ہے جس طرح چاہنا قتل کرنا اور ایرج اسد خفا نہ ہونا راض ہونے کی کوئی بات
نہیں ہے ایک رات غور تو کرو ای اسد اسمین میرے لیے کمال ہنایا تھی اس لیے کہ عیار میرا پکڑ لایا تھا اگر میں اسے ذلیل کرتا تو
شہرت کیا کہتی ای اسد یہ امر آئین بہادری سے بہت مستعد تھا ای اسد آج طبل جنگ بجا ہے کل میرے اسکے مہلتا ہے
انشار و انتہا سے باندھ کر تمھارے حوالہ کر دوں گا اسد کہنے لگا نہ نہیں نقابدار اب مجھے جانے ہی دو اب میں تمھارے یہاں

سیر کر نہیں پھر دنگا منے ہاتھ آیا ہوا شکار میرے ہاتھ سے نکالہ بانقا ہمارے ہنس کر کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا اب نہ
 کیجئے من کل آپ کو آگیا شکار بخود دلواد دنگا خفا نہ ہو جیے بیٹھے بیٹھے غرض جس طرح سے ہو سکا اسد کو روک لیا اور شکار
 دیا اسد ناچار و مجبور ہو کر نقابدار کے گھیرے میں رو گیا مگر ایرج نہایت ہی پروردہ و اندر وہ ہو کر اپنی بارگاہ میں لیا جام
 بن حمید بہت خوش ہوا کہ خدا نے ایرج کو نجات دی ایرج نے تمام سرگزشت بیان کی اور کہنے لگا کہ ہاے افسوس میں
 عیار ایسے غافل و سرشار ہو گئے کہ نقابدار کا عیار ہمیں پکڑ لیا اور افسوس کسی کو خبر نہ ہوئی کیوں حامد بن حمید کی
 اگر شاہور اسوقت یہاں موجود ہوتا تو کاش کہ کوئی عیار ہمیں پکڑ سکتا اور کیوں ہمیں یہ ذلت ہوتی کہ تم ہم میں شکار
 ہو گیا کہ نقابدار یا قوت پوش نے ایرج کو گرفتار کر دیا کہ ایک بزدل سمجھ کر چھوڑ دیا خیر اب تو کچھ ہونا تھا سو ہوا مگر ظلم
 نیز غلظت کی نصرت و اعانت ہمارے شامل ہو اور اسے فضل و کرم کیا تو کل کا وہ بھی کچھ دور نہیں ہو نقطہ شب ہی
 درمیان میں ہر کچھ بھی نقابدار یا قوت پوش کو سر میدان گرفتار کر کے چھوڑ دیئے یہ لکڑ حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جائے بموجب
 حکم نقارہ کر زمی پرچوب پڑی ہر کارن نے جا کر نقابدار کو خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجا دیا ہے یہ سکر نقابدار نے بھی
 حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے یہاں بھی طبل جنگ بجا دیا جائے بموجب حکم لشکر نقابدار میں بھی کوس حرل بجا یا گیا مگر ان سب کو تو
 حال میں چھوڑے اور حال شانزادہ نورالدین ہر کا ملاحظہ فرمائیے

داستان عبرت نشان و حیرت بیان شانزادہ نورالدین شانزادہ مدلیع الزمان بن امر حنظلہ صاحب قرآن

یہ وہ داستان ہے عجیب و غریب	کہ زابہ کو بھی جو نہ جبین کلام	وہ دوسرے کہ جو مجھ کو مرغوب ہے	جو آغاز و انجام میں خوب ہے
یہ وہ داستان ہے عجیب و غریب	کہ خوش ہو گئے پھر حکم مرغوب	یہاں جلد عرصہ بہت ہو قسائل	کہ لکھنا ہے قصہ بھی طویل و طویل
معمی سبحان عبارات بہار آوران میدان	خازن راز و طراز نہ کان مضامین	مشرقی بہا مضمون نویسان قصہ ہاے ضیاء	مشرقی بہا مضمون نویسان قصہ ہاے ضیاء

معمی سبحان عبارات بہار آوران میدان خازن راز و طراز نہ کان مضامین مشرقی بہا مضمون نویسان قصہ ہاے ضیاء
 برتسلیط و تحریک این داستان عجیب قصہ غریب عنان فائزہ غریب شامہ کو میدان قمر طاس بر یون منعطف کرتے ہیں کہ جب لو
 قلماس بے اساس نے شانزادہ نورالدین کو دریا میں پھینک دیا تو پہلے وہ شہر بار بار قاریابی کی تہ پر پہونچا مگر جب پانی
 نے آجھلا لیا تو وہ شادمانی جاہ او بر آیا اور اس قلماس میں شنواری کرنے لگا پیرا ہوا چلا تو جاتا ہی مگر یقین کامل ہے کہ اب کوئی دم
 میں رہا ہی ملک بقاء ہیں اس واسطے کہ اس دریا سے بے پایان سے یقین نجات تفرض امور محالات ہے خدا ہی جو اس
 بحر شورا انگیز اور تلامذہ خیر سے برأت ہو لیکن اتہودل انگلندیم بسم اللہ مجربیا و مرہبا رضا بفضار اللہ و تسلیما لامرہ جو ملک
 کی خوشنودی بندے کا کیا اختیار اور سوا اسے تسلیم خم کرنے کے کیا چارہ کار ہے لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ دل کی جھڑ
 دل ہی میں رہ گئی اور سب امید آرزو خاک میں مل گئی وصل محبوب سے نہ کام ہو کر طعمہ ہنگام اور خوراک ہاسیان ہو گئے
 اور بار بار فلک کو قنار اور زمانہ خدا سے مخاطب ہو ہو کر کہہ رہا ہے کہ کیوں ای فلک نیلگون و ای زمانہ دگرگون دل لگا
 میں یہ بھی ہوتا ہے آدمی اپنی جان کو کھو تا ہے ہمیں تیری کیا خطا کی تھی جسکی تو نے ہزار دی کہ اپنے محبوب کے دیکھنے کو بھی
 ترس گئے اگرچہ وصل نصیب نہ تھا لیکن دوری سے نظارہ حسن محبوب کر کے اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیتے تھے تجھ کو بھی
 ناگوار ہوا اور تیری یہی خواہش ہوئی کہ ہم اس لبا میں بچیں جا میں اور تو تماشا دیکھے ہاے افسوس ساری تمنائیں
 شہادت بر فائز ہو کر خاک میں مل گئیں الغرض یہ نہیں گریہ و زاری اور نالہ و بقراری کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ
 دعا کر رہا ہے کہ بارگاہ تو نے مرنے سے نجات دی اور تہ آب سے اس تختہ آب پر پہونچا دیا مگر اتنی امید ہے کہ اس بار
 تلامذہ خیر سے نجات دیکر ساحل مراد پر پہونچا دے اور اس در طہ ہلاکت سے بچا کر کوئے محبوب و کھادے

یکایک اور ایک خوب کھایا اور پھر بقدرت خدا بھر کر دغا کرنے لگا اسی پروردگار عالم جل اس بلاتے نجات دے کہ سر
 سر جانے سے دشمن خوش ہو گئے اور دوست رنجیدہ ہو گئے علی الخصوص یہ آفتاب پرست بہت ہی شاد و مسرور ہو گئے اور
 ملک حقیقی تو اسکی آرزو پوری نہ کر اسی حالت خوف و رجائین ہاتھ بانٹوں مارتا ہوا چلا جاتا ہے کہ ایک تختہ بہتا ہوا بقدرت خدا
 اسکے قریب آیا نور الدین ہر شکر خدا بجا لایا اور اس تختے کو کشتی نجات سمجھ کر سوار ہوا اور وہ تختہ سطح آب پر بہتا ہوا چلا جان
 نظر کام کرتی ہر بحر عالم آب کے اندر کوئی شے معلوم نہیں ہوتی اونیے حباب اس دیاے نامید اکنا رکا آسمان ہفت رنگہ و کشتی
 موج اسکی کمکشان معلوم ہوتی ہر اشعار نمودی ہر جہانش آسمانی ہر خط ہر موج ادھون کمکشان ہر جنبیدی ہر کلام ہر
 بگردیدی ہر فلک انجم اب جی میں لپٹے سوچتا ہے کہ ای نور الدین ہر تو محض عالم آب ہر غذا ایمان نایاب ہر اور بے کچھ کھانے زندگی
 مثل حباب ہر مگر یہ سوچ کر پھر خیال کرتا ہے کہ جس خدا نے دوسرے سے بچایا اور اس تختے کو تیری سواری کے لیے بھیجا وہ غذا
 بھی پہونچا دیکھا کوئی مقام تر و دہن ہر کس واسطے کہ وہ ایسا رازق العیال ہے کہ تین روز قبل ولادت مولود پستانا سے اور
 میں دودھ انا دیتا ہے اور پھر کے بھی کھے کہ غذا پہونچا تا ہے اگر حیات مستعار بھی باقی ہے تو تجھ کو بھی خدا سے سیراب کر دے گی
 اعتراف میں تین شبانہ روز اسی حالت میں گزرے کہ اب سب شدت گرسنگی کے عیش عیش آتے ہیں اور ایک عجیب حالت منظر ہے کہ
 اب جو ایک مرتبہ بہوش ہو کر ہوش آیا تو ایک جزیرے کے کنارے پر اس تختے کو پایا شکر خداوند جل و علا بعد عجز و انکسار بچا
 اور اس جزیرے کو غنیمت جان کر اس تختے پر آئے اور اس جزیرے میں گیا کیا دیکھتا ہے کہ وہ جزیرہ نہایت شادان و خرم ہے
 جابجا درختان میوہ دار لگے ہوئے ہیں ایک عجیب پر فر اور طرب خیز مقام ہے کہ جسکی ہوا لگتے ہی اسقدر تقویت ہوتی کہ
 ساری بھوک پیاس جاتی رہی چار جانب سیر کرنے لگا میوہ توڑ کر کھانے لگا جان تازہ جسم غیث میں عود کر آئی اور پانی
 شکر خدا بجا لاکر ایک درخت سایہ دار کے نیچے سوار ہوا حباب بیدار ہوا تو وہاں سے چلا جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پہونچ کر ایک
 طرح کی بو سے بد و مانع میں آئی نہایت تعجب ہوا کہ اس جگہ یہ بو سے بد کسی ہے آگے بڑھا تو ایک گنبد سبز رنگ کھائی و دیوار
 آگے بڑھا تو دیکھا کہ آگے اس گنبد کے چوڑے رنگی مٹی ہوئے ہیں اور آدمی کے گوشت کے کباب بیکار ہیں اور خوش خوش
 کھا رہے ہیں یہ اجرا دیکھ کر نور الدین کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ای نور الدین ہر تو رنگی آدمی تو معلوم ہے کہ میں کسی طرح انکو مارا چاہے
 اسلئے کہ یہ سب واجب القتل ہیں نہیں معلوم کہ اسقدر آدمیوں کو مار کر کھائے ہیں اگر یہ کسی طرح اسے جائیں تو برا ہی ثواب
 ہاتھ آئے گراں زمیون نے جو نور الدین کو دیکھا تو نہایت خوش ہوئے کہ ایسے پھلپیس نے خوب چرب لقمہ ہمارے
 لیے بھیجا ہے اور یہ بھی نور الدین کے سب کے سب دوسرے اور بیکارے کہ لینا اس آدمی کو جانے نہ پائے ایک نے
 بیکار کر کہا کہ ای آدمی تو میرے پاس چلا آ کہ میں تجھے ابھی نہ کھاؤں گا تجھ کو شہد معصاف میں پروردہ کر کے لقمہ کر دنگا دوسرا ہوا
 کہ ای آدمی تو میری طرف آ کہ میں تجھ کو چند دن خوب کھلا کر موتا تازہ کر لوں گا تب کھاؤں گا یہ آدمی نے سن کر نور الدین ہر نے آڑی
 کہ ای آدمی تو میرے حب میں حسین زندہ بھی چورون ارے تھے تو ایک نے لے کر لایا پہونچائی ہے کھان جاتے ہو کھڑے رہو کہ میں آتا ہوں
 یہ کہ ایک چنار کا درخت قریب تھا اس سے لپٹ گیا اور با علی مذہے کہہ کر چور و کر تا ہے تو حیرت و ہر درخت اکھڑا آیا
 یہ معرکہ دیکھ کر ان زمیون میں ایک غل بڑ گیا کہ ارے یہ تو بڑا زبردست ہے جلد اسے گرفتار کر لوں گے شہزادے نے دوسرے
 دوسری درخت ان زمیون پر پاتا تو چھ رنگی ہلاک ہو گئے اب پھر دوسری دفعہ جو نام مبارک علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا لیکر
 زمیون پر وہ درخت کھینچ لایا تو وہ باقی ماندہ رنگی بھی ہلاک ہو گئے شکر خدا بجا لاکر گنبد کے اندر آوا دیکھا تو مکان نہایت پاکیزہ
 اور معصفا پایا اور قریب قریب دو اڑھائی سو آدمیوں کے غول رنجیرین گرفتار نظر آئے گراں سب میں ایک جوان نہایت
 حسین و خوبصورت نظر پڑا کہ انکے نور الدین ہر کی نظار کا جمال با کمال سے اس شہزادے کے خیرگی کرنے لگے تاج

شہر یاری بر سر چار قب شاہنشاہی در بر گرفتار غل زنجیر اسیر تھے نقد بر انکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اور ہلکے شکم پر آہ و نالہ ہر سر تھمکاتے ہوئے بیٹھا ہوا ہوا اور زار و قطار رو رہا کہ انھیں شدت لگا سے درم گرائی میں اور ایک دریا آنسو کا قریب کے موج زن ہر گریہ سے ہی نورالہ ہرنے لگا تھا تو اسکو یقین ہو گیا تھا کہ کوئی زنگی کھانے کو آتا ہے تو اور بھی ہوا
 ہوا بیان جیسے پر اڑنے لگی تھیں مگر جب نظر اسکی شانہ زار نورالہ ہر پر پڑی دل میں اسنے یہ خیال کیا کہ یہ بھی تو مثل شہر
 آدم زاد ہے معلوم ہوا کہ بھی مثل تیرے گرفتار سرخ و انار ہوا ہے مگر سخت منہ پر کہ ایسا حسین خوبصورت کہاں سے ان کی موت
 کے ہاتھ لگ گیا اور باہر کوئی کسی طرف کو چلے گئے ہیں اور بہ سبب ناواقفی کے یہاں چلا آیا ہے بے اختیار ہو کر کھار
 کہ ای عزیز حلقہ بتلا تو ان زنگیوں سے بھکر بیان کیونکر آیا اور انھوں نے مجھے کیونکر چھوڑا اسے وہ آنکھوں میں یہ سنگ نورالہ
 نے آواز دی کہ گاہ ہوا ہی بھائی کہ میں نے ان سب کو مار ڈالا اگر یقین نہ ہو تو باہر نکلا کر دیکھ آ کہ لاشیں انکی پڑی ہوئی ہیں
 اس جوان نے کہا کہ ای شخص بھگت یہاں سے اسے بہ سبب جزیرہ زنگیوں کا یہ حلقہ کل جا بیان سے ورنہ ضایع ہو گا
 سنگر شانہ زار نورالہ ہرنے لگا کہ ای شخص میں تو جاؤنگا یا نکلاؤنگا مگر تم تو اس حال بیان کر دو کہ تم کون ہو اور کس قبیلے سے
 کیا نام و نسب کہتے ہو کہاں کے رہنے والے ہو اور ان زنگیوں کے ہاتھ کیونکر لگ گئے یہ سنگر شخص ایک بیچ مار کر رو
 اور کہنے لگا کہ ای شخص شعر من ملک بودم فردوس برین جاہم بود آدم آورد درین دیر خرابات مرا بیان سے نزدیک
 شہر کہ نام اسکا شہر انور یہ ہے میں وہاں کا بادشاہ ہوں اور میرا نام نور شاہ ہے تیرہ درون زنگی ہے کہ نام اسکا شاہ
 بن دلیان زنگی ہے بڑا بد ذات اور نہایت حرافزادہ ہے میں اسکا خراج گزار تھا ایک روز اسنے مجھے کھانا بھیجا کہ
 انور شاہ ایک آدمی ہر روز میرے کھانے کے واسطے بھیجا کرتے سنگر بھگت نہایت غصہ آیا اور اسکے پیغام کو نکلوا دیا
 پیغام ہرنے جا کر کل رویداد بیان کی تو شہاب بن دلیان زنگی نہایت از روہ اور کہاں ل ملول ہوا سامان جنگ کیا کر فوج
 و سپاہ و ہتھیار میرے پاس تھی وہ مجھ پر کسی طرح فحش نہ ہو سکا مگر اب میری گرفتاری کی فکر میں رہنے لگا اتفاقات روزگار ایک
 روز میں تھوڑے سے آدمیوں سے شکار کھیلتا ہوا صحرا میں نکل گیا شہاب زنگی وہاں پہنچ گیا اور مجھے شکار گاہ سے پکارا
 اور اب یہاں قید کیا ہے اس حالت میں مبتلا ہوں کہ مرغان ہو امیر سے حال زار پر گریان میں ای شہر یاری بیان تو میرا بیان
 ہے اور معلوم نہیں وہاں شہر انور یہ میں میرے فرزند منصور شاہ پر کیا گزری ہوگی اور وہ زنگی کس طرح پیش آیا ہو گا
 نورالہ ہرنے یہ سنگر کہا کہ تو تقاریر سے ہی باخدا پرست انور شاہ نے کہا کہ تقاریر سے نورالہ ہرنے کہا کہ اگر تو تقاریر لخت کرے
 اور مسلمان ہو جائے تو میں شہاب زنگی کو تیرے ساتھ چکر بھی قتل کرتا ہوں اور تجھے اس قید سے ہٹا کر ناموں انور شاہ
 کہا کہ میں نے لعنت کی تقاریر اور بصدق دل مسلمان ہونا ہوں آپ مجھے رہا کیجئے فوراً نورالہ ہرنے قید اسکی توڑ دالی اور انور
 شاہ کو رہا کیا اور جب اسکے اسکے کل سہرا ہوں کو بھی قید سے رہائی دی انور شاہ نورالہ ہرنے کے قد میں پر گھڑا اور کل سہرا
 مسلمان ہوا شانہ زار اسکو ساتھ لیکر شہر انور یہ کو روانہ ہوا اور یہاں شہر انور یہ کا حال سننے کہ منصور شاہ بن انور
 شاہ خوف شہاب زنگی سے قلمبند ہو گیا اور شہاب بن دلیانی سے قلعہ پر حملہ کیا اور خندق پر پہنچ گیا نعرہ کیا کہ تم
 سے ایک کو زندہ نہ چھوڑو نگا اور اس قلعہ کی کیا حقیقت دہنی جو جہیں تم چھپرے ہو شہاب زنگی یہ نعرہ کر رہا تھا کہ
 یکا یک نعرہ شانہ زار نورالہ ہرنے لگا کہ باش و گزرا ہمارا باش اگندہ فائز باش کہاں جا رہا ہے پھر دھرے کہ میں تیری
 خد شکر داری کو آپو بچا یہ نعرہ سنگر زنگی شہاب بن دلیان کے پاس آئے اور کہا کہ اس جوان نے انور شاہ کو بھاری قید
 سے چھڑا دیا اور اسنے اپنے سہرا لیکر بردارہ جنگ لایا اب شہاب بن دلیان نے پھر زور دیا کہ نورالہ ہرنے لگا کہ تیرا چلا آتا
 ہے پس غیظ و غضب میں آکر قلعہ کی طرف سے پھر انور شاہ زار اسکی طرف دوڑا اور لٹکا سا کہ آدم زاد کھڑا تیرا

تو نے میرے قیدی کو رہا کیا اور ان قلعہ والوں کا حمایتی بن کر آیا ہو کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کلمہ قریب نور الدین کے گھر
 پشت سنگ کا وار کیا نور الدین نے ارہ کو خیال میں کر کے ایک بھٹی دی کہ ارہ پٹ پڑا ارے کا پٹ پڑنا کہ نور الدین ہر
 نے پنجے پر ہاتھ ڈال دیا اور پنجہ مڑ کر ارہ کو چھین لیا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر زمین سے اٹھا لیا اور بالائے سر خرچ دے کر
 زمین پر دے مارا زخمی نے چاہا کہ موندے کی کھا کر سنبھلے مگر نور الدین ہر جھلاکب سنبھلنے دیتا تھا گرتے ہی ایک ٹھو کو جو
 ماری تو وہ چپت ہو گیا بس جھٹ نور الدین ہر چھاتی پر تھا اور تلوار کھینچ کر کہنے لگا کہ او مردو د لغت کر ابلیس ابلیس پر اور
 ملت بیضاے اسلام کو بصدق دل اختیار کر شیطان بن ولمان زخمی نے اُس حالت خون میں ڈرنے ڈرنے استفسار
 کیا کہ آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی پہلے تو یہ بتائیے کہ آپ کون بزرگ ہیں نور الدین نے اپنا حسب نسب بالتفصیل جلد جلد
 بیان کیا شیطان بن ولمان نے کہا کہ مجھے تو مت سے آرزو تھی کہ کوئی آقا اور مالک آپ ایسا بھگو لھجائے شکر صد شکر خدا
 نے آپ کو بھیجا اور آپ یہاں تک آئے اب میں نے بصدق دل ادا کیا باطلہ پر سخت کی اور میں آپ کے ساتھ ہوں نور الدین
 نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا شیطان زخمی نے از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھ کر مذہب اسلام اختیار کیا نور الدین اس کی چھاتی پر سناڑا
 اور شیطان بن ولمان کو شاباش و مرحبا کہا ادھر نور شاہ قلعے میں گیا اور بیٹے سے جا کر کل حالات بالتفصیل بیان کیے
 اور کسے اپنے ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آیا اور شاہزادہ نور الدین کے قدموں پر گر کر یو نور الدین نے سر اسکا قدموں سے اٹھا کر
 اپنی چھاتی سے لگایا اور بہ نہایت خندہ پیشانی کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا وہ بھی از سر صدق سلمان ہوا اور ان دونوں کے اسلام
 لاتے ہی تمام فرج اور کل اہل قلعہ بھی مسلمان ہوئے بعد اُسکے انور شاہ نور الدین کو تمام شہر میں لیکر نور الدین نے تمام
 شہر کو اسلام آباد کیا تنہا تو ردا سے مسجد دن کی بنیاد الی سکے بنام قباد شہر باریکے جاری ہوا بعد اُسکے انور شاہ
 نور الدین کو دارالامارہ میں لایا جشن تخت نشینی برپا کیا تمام اراکین سلطنت اعوان مملکت مجتمع ہوئے جس وقت تمام بڑے
 ملو ہو چکا تو اس وقت انور شاہ دست بستہ شاہزادہ نور الدین کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کیا اے سلطان اعلیٰ شہنشاہ بادشاہ
 ملک جرات شہر باریک جہان پناہ شاہنشاہ تاج بخش وظل اللہ مناسب یہ کہ اب حضور اس تخت سلطنت کو اپنے قدم
 میں منت لزوم سے جلوہ افروز فرمائیں میں ہر طرح آپ کا تابع فرمان ہوں آپ حکومت فرمائیں اور مجھے جس خدمت کو حکم
 ہو گا اسے بدل و جان بجا لاؤں گا کہ لائق تخت و تاج آپ ہی کی ذات فیض آیت ہے یہ سکر شاہزادہ نور الدین نے انور شاہ کو
 گلے سے لگایا اور فرمایا کہ نہیں صاحب تخت تمہارا نہیں مبارک ہم لوگ تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں یہ کلمہ ہاتھ انور شاہ کا
 کر کے تخت پر بٹھایا اور فرمایا کہ سمجھنے انور شاہ کا تخت انور شاہ کو بخشا تمام حاضرین مجلس نے نور الدین کو نذرین دین جو
 حکم صد اسے تہنیت و مبارکباد و دربار میں بلند ہوئی نذرین گذرنے لگیں اور درود و یار سے آواز آنے لگی استعمار الہی درجہ
 باشی باقبال جوان بخت و جوان دولت جوان سل۔ گل اقبال تو دائم شکفتہ ہمیشہ دشمنانت غار بادا بعد اُسکے تو میں چلن
 شروع ہو تین جہ تمام شہر میں اچھی طرح امن و امان ہوئی اور کل قلمدانور شاہ میں بجز فرحت اثر شائع ہو چکی تو انور شاہ
 نے سامان دعوت و اسباب ضیافت مہیا کیا کئی روز تک صحبت حسن برپا رہی تمام عمال و افسران ملک کو خلعت و انعام
 تقسیم ہوا ہر ایک شاد و خرم اور سرور و مظلونہ ہوا بعد اس جشن کے انور شاہ نے ایک نہایت پاکیزہ اور نفیس قصر شاہزادہ
 نور الدین کے لیے مہیا کیا اسمین نور الدین قیام پذیر ہوا ایک و نشیمنے بیٹھے خیال ملک قمر حیر کا لگیا تصور برپا لکھنؤ کے
 سامنے پھر گئی بے اختیار ہو کر ڈاکٹر حسین ہارمار کر رونے لگا کہ اے پاک پروردگار اب تو یا اس عہد عاصی کی قبض روح کے
 لیے حکم فرما اور یا اب بہت جلد ویدار محبوب سے خوش و مسرور فرما کہ اب نور الدین ہر سے صدقہ مفارقت اُس محبوب
 و فریب کا اٹھ نہیں سکتا کلیہا شوق چھاتا ہے اور دل میفرار کسی طرح مہر و فرار نہیں آتا خداوند اے عالم الغیب مجھے مجھے زیادہ

عرض کرنے کی کیا حاجت ہو تو خود خوب واقف ہو کہ جو میرے قلب کا حال ہے خداوند اب ہم فرما ان عرض رہے انور شاہ کو بھی یہی کہ آج شہر بابر عالم بپاہ شاہزادہ نور الدین بہت نالان و گریان اور مد سے زیادہ بیت رار و مضطر ہیں لیکن کوئی سبب نہیں معلوم ہوا کہ کیا باعث ہو یہ سکر انور شاہ کو بھی استعجاب ہوا کہ معلوم نہیں کیا امر ایسا وقوع میں آیا ہے جس کے باعث سے شاہزادہ نور الدین ہر سہا در ہر بقیار ہو گیا یہ سکر انور شاہ اور شیطا بن و یلیان رنگی نہایت حیران پریشان اور ہر ارجا حاضر خدمت نور الدین ہوئے دیکھا کہ شاہزادہ زار و قطار رو رہا ہے دست بستہ عرض کیا کہ ای آقا سے نامدار خیر باشد وقت آپ کی اس بقیاری کی کیا جہت ہو اور اس فوجہ زاری کا کیا باعث ہو کچھ ارشاد تو فرمائیے ادھر انور شاہ اور شیطا بن رنگی و دونوں دست بستہ عرض کر رہے ہیں مگر نور الدین کی بقیاری کسی طرح کم نہیں ہوتی اور کچھ جواب نہیں دیتا جیت است اصرار کیا تو ارشاد کیا کہ میں اپنی حقیقت کیا بیان کر دوں ای انور شاہ وہ مرض لا علاج رکھتا ہوں کہ خدا ہی اسکا علاج کرے تو اچھا ہو انور شاہ نے عرض کیا اچھا حضور ارشاد تو فرمائیے یہ سکر ایک آہ سرد دل پرورد سے کھینچ کر ارشاد کیا شعر کو بہت مرا فتادہ بردل برداشتش بس بہت مشکل میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ ایک محبوب و انفریب اور معشوقہ پیری پیکر پر عاشق ہوں اسی کے تیر عشق نے میرے دل کو تھید والا ہو میں کیا بیان کروں کہ جو جو رنج و مصائب اس کے عشق میں اٹھائے ہیں اور جو حالات گذر گئے ہیں اور تمام حال ہے عشق کا اور دیو کا حالت عفت میں دریا میں ڈال آنے کا تفصیل عدا بیان کیا اور کہا کہ ای بھائی قیامت اور آفت تو یہ ہو کہ بمصدق دل راہل رہے است وہ بھی مجھ پر عاشق ہو ای شیطا بن و یلیان بھائی بڑا رنج تو اسی کا ہے کہ معلوم نہیں اسکا سیری خدائی میں کیا حال ہوا ہو گا اور کیا رنج و ملال گذرا ہو گا اگرچہ سبب ناماری و مجبوری کے بجز اس کے کہ حرف دور ہی سے دیکھ لیتے تھے اور کچھ علاقہ نہ تھا وہ مجھے دیکھا شاہ و سرور ہوتی تھی میں اسے دیکھ کر زندہ گئی بس کرتا تھا اور شاد و لباش ہونا بھلا مگر فلک تفرقہ انداز و جیل باز کو یہ بھی ناگوار ہوا اور اس کجبت کو اتنی ملاقات بھی کھل گئی اور وہ تفرقہ ڈال دیا ہے کہ دیکھتے زندگی میں ملاقات ہوتی بھی ہو یا نہیں اور بڑا خیال تو یہ ہے کہ جب دیو فلک اس بے اسباب نے جا کر ملک سے بیان کیا ہو گا کہ میں نور الدین کو جا کر دیا میں وال آیا تو اسکا کیا حال ہوا ہو گا معلوم نہیں کہ زندہ بھی ہوگی یا نہیں اس کے ہلاک ہو گئے ہو گئے اس لیے کہ وہ دن بھر مجھے کھڑی دیکھا کرتی تھی اور میں بھی دن دن بھر حوہ میں اس کے لیے کھڑا رہتا تھا اور ای انور شاہ اور ای و یلیان میں اس کے حسن کی تعریف تمہارے سامنے کیا بیان کر دوں سر اب اسکا قدرت حق تعالیٰ بردال تھا گو با صانع قدرت نے برق کے خمیر کو سانپے میں حل کر کے اس کے بدن کو ڈھالا تھا ایک فوج جس سے اس اہل لغت کی ایسی ہو یہاموتی تھی کہ تمام در و دیوار روشن ہو جانے لگے میں نے اسے انہی دور سے دیکھا ہے کہ میری آواز اس تک پہونچا و شوار بھی پہونچ رہی تھی دریا میں حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا علیہ السلام نے ایک قصر بنوایا تھا اسمیں اس دیو فلک اس حرافزادے نے ملک قمر حیر کو رکھا ہے اس وقت اسکا خیال کامل بندھا ہوا ہے ان دونوں نے دست بستہ عرض کیا کہ بھر حضور بات کیا ہے طے ہفت منظر سلیمانی کی جانب اشارت نے کہا کہ میں چلنے کو تو چلا چلون مگر انتظار اسکا ہے کہ کوئی شخص اس طرف کا اس طرف آئے کچھ احوال بیان کر سون تو بھر قصد کروں ابھی یہاں میں ہو ہی رہی تھیں کہ سرکاروں نے اگر خبر پہونچائی کہ کچھ سوداگر ہفت منظر کی طرف سے آکر اس شہر میں آئے ہیں انور شاہ نے کہا کہ جلد آن سبکو بلالاک بموجب حکم سرکار سے اسی وقت کے لئے جا کر ان سوداگروں کو بلالائے جب سوداگر سامنے آئے تو ان سے نہایت ادب سے مجرا کیا تو ان گزرا میں انور شاہ نے تدرین انکی قبول کر کے خلعت و انعام سے سرفراز و ممتاز کیا اور حکم بھیجے کا دیا جب سوداگر بھیجے تو شاہزادہ نور الدین میرے آئے کہا کہ کچھ مال ہفت منظر کا بیان کرو ان سوداگروں نے عرض کیا کہ حق جل جلالہ شاہزادہ والا قدر نور الدین ہر کو سلامت و باکرامت رکھے وہاں کسی کو

توقع آپ کی زندگانی ہی کی نہ تھی ہر ایک کو یقین تھا کہ حضور کے دشمن ہلاک ہو گئے ہونگے مگر شکر ہے خدا کا کہ اسے حضور کو زندہ
 و سلامت دکھایا اب حضور ارشاد تو فرماتے کہ حضور پر کیا واقعہ گذرا نور الدین نے کل اپنا حال انرا بتایا انتہایان کیا اور پوچھا
 کہ تیرے میرا حال تو سنا اب کچھ حال میری معشوقہ فغانستان ملکہ قمر حیر کا تو بیان کر وہ بھی بقیہ حیات پر ان سب نے عرض کیا
 کہ ہاں حضور زندہ تو ہے مگر گویا زندہ در گور ہے اگر فوج عمر و اس کے پاس نہ ہوتا تو کب کے دشمن ہلاک ہو گئے ہوتے مگر حضور
 وہ حال بنا رکھا ہے کہ دکھیا اور سنا نہیں جاتا وہ نے امر یہ ہے کہ لباس سیاہ آپ کے ماتم میں جو اسنے پہنا تھا اب تک جسم سے
 نہیں اتارا اور اسی شہر یار جب حضور کے والد ماجد مظہر العالی اور عہد اہل سر و اور اسد بن کر ب عازری اور طہاس بن
 عنقوتیل کو پیر و رسلنے ہفت منظر کے آئے ہیں تو ایک عجیب طرح کا ماتم برپا ہوا تھا کہ اس ایرج بہ نہاد نے ان سب کو
 قصر حقیقت منظر کے سامنے سے بٹانے کا قصد کیا تھا اس پر بڑی لڑائی ہوئی سب کے سب ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوئے
 اور اب سبب رنجور ہو جانے کے ایک پہاڑ پر جا چھے ہیں لیکن ایرج ہر روز چاہتا ہے کہ پہاڑ پر چڑھے اہل اسلام کو قتل
 کرے مگر قدرت خدا ہر روز ایک نہ ایک مرد گار ان سب کا ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ہر روز زخم جاسے ہیں اور جو آتا ہے
 سے ایرج سے لڑائی ہوتی ہے لیکن ایرج پر کوئی غالب نہیں آتا اور اسی شہر یار قابل جد ہزار آفرین حسین اسد دلاؤ
 ہے کہ وہ اپنی جان لگائے ہوئے ہے اور سینہ سپر کے ہوئے ہیں بس یہ حال سنتے ہی نور الدین آگ ہو گیا سودا گروں کو
 تو رخصت کیا اور انور شاہ اور منصور شاہ کو دو لاکھ سوار ان جہاز سے اور دلیماں زنگی کو ساٹھ ہزار سوار سے ہر ایک
 جہازوں پر سوار ہو کے ہفت منظر کو روانہ ہوا کوئی تیسری منزل تھی کہ یکایک ایک غلہ شور برپا ہوا نور الدین نے
 پوچھا کہ اسے کیا غلہ ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اسی شہر یار ایک تنگ نے دریا سے سربر کیا ہے اور جہازوں کی طرف
 آتا ہے اسی شہر یار معاذ اللہ اگر نزدیک آہو تو ان جہازوں پر ایک تم مادی تو خدا نخواستہ یہ سب جہاز ٹکڑے ٹکڑے
 ہو جائیں گے اور ایک تو زندہ نہ رہیگا مگر ابھی تو وہ تنگ بہت دور ہے نور الدین نے کہا کہ اچھا بھرا سین خوف کا ہے کہ جہازوں کا
 رخ دوسری طرف پھر دو اس جانب سے چلنا کیا ضروری ہے حکم سنگر ملا حون نے چاہا کہ رخ جہازوں کا اس طرف سے پھیر
 کر دیا اتنی تیر تھی کہ جہاز اس طرف سے نہ پھر سکے بس ایک چار گھڑی نہ گذری تھی کہ ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا کہ اسے
 تنگ آہو بچا سب کے سب آمادہ مرگ ہو جاوے آواز سنگر ہر ایک رونے لگا اور ایک نے دوسرے کو اپنے گلے کاٹا
 کیا کفن سردن پرانہ لیے صد لے سکریہ وزاری بلند ہوئی اور ملا حون نے سر جو لکڑی عاکرنا شروع کی کہ اسی خالق بھر و بردار ایک
 خشک و تر تو ہی اس تنگ بلا سے بچانے والا ہے اور تو ہی بر بلا اور ہر آفت سے محافظت کرنے والا ہے بار خدا یاد اسطے اپنے
 انبیاء کرام اور اپنے بندگان خاص و الاحرام کا کہ ہماری جان کو اس بلا سے بچا کر ساحل مراد تک پہنچا دے تا انکے وہ
 تنگ سامنے دکھائی دیا سب کے چہروں پر رونی سی پھر گئی اور بعد ان مثل مشہور و معروف کہ زیادہ مارین تو پھول
 جاتی ہے اتنی ہی سب کے خشک ہو گئے اب سب کے سب گئے عالم سکتے ہیں ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ اب نہ کی کسی طرح ممکن نہیں
 ہے مگر شاہزادہ نور الدین نے بہ تشدد جو ملاحظہ فرمایا تو ملا حون سے حکم کیا کہ ایک کشتی چھوٹی سی ہمارے جہاز کے برابر لگا دیتی
 جس کا حکم ایک چھوٹی سی کشتی شاہزادہ نور الدین کے پاس لگے دی گئی نور الدین اس کشتی پر سوار ہوا اور ملا حون سے
 کہا کہ یہ کشتی اسی تنگ کی طرف لپیٹو رتے تو میں دل کی آرزو دل میں کیوں رہی ہے اور ملا حون نے بموجب حکم کشتی کا رخ منظر
 پھر اور لیکر علیہ ہر چند شیطا بن و دلیماں نے منع کیا انور شاہ منصور شاہ سمجھاتے رہے مگر شاہزادہ کسلی سنتا ہی
 کشتی کو برابر روڑے لپٹوئے چلا جاتا ہے اور وہ تنگ بھی برابر دوڑتا ہوا قریب چلا آتا ہے جیسے ہی وہ نزدیک آیا بس طبعی سے
 ایک تیر چو تاک کر مارا تو وہی آنکھ میں اس تنگ کے مع سونار دوڑتا اور ساتھ ہی اس کے دوسرے تیر چو تاک میں آنکھ میں تاک کر

مارا تو وہ بھی دوسرا ہو گیا وہ نون تکھین اسکی ہر طرف تیر قضا ہو گئیں اپنے تنگ نے گھر اگر جلدی سے دم اپنی اٹھائی کہ جہاں
پر بارے بس جیسے ہی دم اسکی اوجھتی ہوئی نور الدین پر نے بہت سی پھرتی سے ایک تلوار تیرا تیرا دونوں ہاتھوں میں منجھوٹ
کپڑے کے یا علی مددے کہ اسکی دم برابری تو صاف دم دو ٹکڑے ہو گئی اور وہ نہنگ اس دریا میں گرا ایک تلامیہ قیامت
دریا میں بہا ہوا تمام مانی خون سے اسکی رنگین ہو گیا چار طرف سے صدائے آفرین و تحسین کا ایک شور ہوا ہر ایک شخص کی
زبان پر صدائے اخست جاری تھی الغرض شاہزادہ پھر جہاز پر آیا اور شاہ تو دڑ کر لپٹ گیا شیاطین و یلمان نے
دست بوسی کی اور منصور شاہ نے شاہزادے کے قدم لیے اور نور شاہ نے عرض کیا کہ حضور آپ بیشبہ مؤید من اللہ من اعدائہ
بیشک آپ حق جل و علے کے خاص بندے اور اسکے پیارے ہیں سوائے حضور کے اس نہنگ مارنا کسی ویرے کا کام تھا
اور اصل تو یہ ہے کہ ایسے وقت اضطراب میں ہوش و حواس کب بچا رہتے ہیں جو کوئی بات سوچے مر جاوے مر جاوے اپنی بدت
و من اور استقلال و اطمینان طبع کو نور الدین نے کہا کہ ہاں میں تو اسکا ایک عبد ناچیز ہوں جو اسکی الطاف و اعطاف اور
رحمت و مکرمت میرے شامل حال رہی اور یہی کہنا تنگ اسکا شکر یہ ادا کروں بعد اسکے ہر ایک نے اگر دست بوسی اور
قدم بوسی کی تصدق اترنے لگے الغرض کئی بہرنگ اس دریا میں لنگر پڑا بعد اسکے نور الدین نے حکم دیا کہ لنگر اٹھایا جائے
جہاں جہاز سے روانہ ہوں بموجب حکم لنگر اٹھا دیا گیا اور جہاز وہاں سے روانہ ہوئے مقامات مجتہد پر لنگر کرتے ہوئے اور
ضروریات ہم پہنچاتے ہوئے بعد چند روز کے کنارے پہنچے ملاحوں نے جہازوں کے لنگر ڈال دیے ناخدا نے ہما شیر
تعال میں رکھ کر تدرگہ زانی اور عرض کیا کہ حضور سفر دریا تمام ہوا شاہزادے نے اسے خلعت دیا مبارک سلامت کی دعوت
و حاکم ہوئی قدرین خوشی کی گزرنے لگیں الغرض اسباب آمارا گیا تھے ڈیرے اسادہ ہوئے سیکے سبھیوں میں قیام فرمایا
ہوئے اور ہاتھ منجھوٹا ہونے دھوئے کپڑے بدلے تین ان تنگ آرام کیا جو تھے روز شاہزادہ واسطے شکار کے سوار ہوا شکار
کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک بیابان چل خیر اور صحرا و وحشت انگیز میں گذر ہوا دیکھا کہ ایک گنبد سامنے نمودار
ہو شاہزادہ اس گنبد کے قریب آیا دروازہ بند پایا اور دیکھا ایک تھوڑی چٹان بہت بڑی دروازے پر رکھی ہوئی ہے اور
اس گنبد میں سے ایک آواز دردناک نحیف و ضعیف سنائی دیتی ہے کہ کوئی شخص نہایت دلخواس آواز سے کہ رہا ہے کہ ہاں
افسوس اور واسے کیسی دے بسی کہ صفت جان لگی اور ایک کوئی فریاد رس نہ کیا کہ ہماری فریاد سن کر کچھ توجہ کرنا اب یا تو جان
نکل جائے یا اس عذاب سے نجات ملے اس طرح بلک بلک کر کوئی شخص کہ رہا ہے کہ شاہزادہ بھیجیں ہو گیا اور پایا کہ اس گنبد
کے کچھ لکڑی کے یہ گنبد کس قسم کا ہے اور یہ کون شخص ہے اس طرح فریاد کر رہا ہے اور کس بلاتین مبتلا ہے شیاطین و یلمان
نہنگی اور شاہ اور منصور شاہ نے ہر چند منع کیا کہ اس شہر یا آپ کو کیا غرض ہے اور کیا مطلب ہے جو حضور اس گنبد میں
تشریف لے جاتے ہیں اس ارادے سے باز رہیے اور اپنے کو معرض ہلاکت سے بچائیے معلوم نہیں اس میں کیا بھید ہے اور
کیا امر ہے اور یہ صد اکس نہاں کی ہے اگر کوئی بات متحقق ہوتی تو یہ بھی سہی ورنہ کیا ضرورت ہے آپ اس گنبد میں ہرگز نہ جائیے
مگر شاہزادہ کب سنتا ہو ایک کی بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ معلوم نہیں تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو اور تمہارا خیال
کس طرف ہے اسے صاحب ہو جو پروردگار عالم نے حلال مشکلات پیدا کیا ہے تو ہو کہ کب زیا ہے کہ ہم سنیں کہ کوئی شخص
مصیبت میں ہے اور کسی آفت میں مبتلا ہے اور ہمارے کان تک فریاد ہوئے اور ہم نہ سماعت کریں نہ دیکھیں چھین
یہ جیسے ہرگز ممکن الوقوع نہیں ہے خدا جانے تم لوگ کیسی باتیں کر رہے ہو یہ کھل کر بہت جلد دروازے کے پاس آیا اور
اس تنگ گزرنے کو جس سے دروازہ بند تھا ہٹایا اور دروازے کو کھولا دیا جاکر کیا دیکھا کہ ایک جوان حسین و
خوبصورت کہ آمار شجاعت و دلیری اور مردی و مردانگی اس کے چہرے سے ظاہر ہوا شکار میں غل و فریب میں

اگر فاریست لیا ہوا ہو اور فریاد و زاری اور نوحہ و بقراری کر رہا ہو اور ایک سنگ گران آسکے سینے پر رکھا ہوا ہو اور فریب
 لگ کر سوچ گیا ہو کہ سانس لینے کی بھی قوت باقی نہیں رہی اور بہت دم کی آمد و شد ہو رہی ہو اور حال یہ ہو کہ پانوں میں ہنڈی
 لگی ہوئی ہو سہرا سر پر بندھا ہوا ہو ایک انگلی میں چاندی کا تھلا اور ایک سونے کی انگشتری یا قوت سرخ کا لنگ آسہر جڑا
 ہوا اپنے ہونے ہو یا تھون میں بھی ہنڈی لگی ہوئی ہو اپنے ہاتھ میں کنگنا بندھا ہوا لگے میں ہیکل بڑی ہوئی دو ٹھاتا
 ہوا نورالدین سر نے پہلے تولیپ کر چھڑا سکی چھاتی سے آثار البعد اسکے قید اسکے بدن سے جدا کی جیسے تودہ جوان اٹھا کر
 پر نورالدین سر کے گڑ پڑا نورالدین سر نے قدموں سے اٹھا کر سر اسکا چھاتی سے لگایا اور پوچھا کہ یہ بتلا کہ تو کون شخص ہو اور کسے کچھ
 یہاں قید کیا تھا اسے عرض کیا کہ حضور ایک ساحرہ مکارہ مجھ عاشق ہو اور مجھ کو اس سے کمال درجہ مغر ہو جس روز کہ
 میری برات ہوئی اسی شب کو وہ کہجنت مجھے یہاں اٹھا لائی اور مجھے کہا کہ اگر تجھے اپنی زندگی منظور ہو تو مجھے اپنی جیت
 میں قبول کر اور اس زوجہ سے اپنی دست بردار ہو ورنہ مجھے عذاب شدید بتلا کر دے گی کہ زندگی تیری دشوار ہو جائیگی اور
 شہر بار اس طرح کی بوسے برائے منہ سے آتی تھی اور اس درجہ کہ چہ منظر اور بد شکل تھی کہ مجھے اپنی جان عزیز کا دیدار اور
 القہر ملک الموت ہو ناگوار اور منظور ہوا اگر کسی طرح اس سے مواصلت تو درکنار پاس بیٹھا بھی نہ کیا جب میں کسی طرح
 راضی نہ ہوا تو اس نکاتہ نے مجھے قید کر دیا اور اس عذاب شدید میں مبتلا کیا اور شہر بار وہ نکاتہ عجب طرح کی لباس بدیان
 اور آفت جہان ہو کہ اس سے مفر نہ دشوار ہو حضور نے کیلے اس قدر تکلیف گوارا فرمائی اور اپنے کوز حمت میں نورالدین سر
 نے کہا کہ بھائی ہم کو توقع تعالیٰ نے غفلت ہی اسی واسطے کیا ہو کہ در در سید دن اور مظلوموں کی فریاد رسی کریں اور اگر مظلوم
 سے نجات دین یہ سنکر اسے عرض کیا کہ ای شہر بار حق سبحانہ تعالیٰ آپ کے ارادوں میں برکت دے اگر آپ نے اس قدر
 زحمت گوارا کی ہو اور اتنی تکلیف بالایطاق اٹھا کر مجھے اس مصیبت عظیم سے چھڑایا تو پھر کسی طرح اگر کسی طرف
 یہاں سے لیکر نکلیں تو بہت انسب ہو نورالدین سر نے کہا کہ گھر او نہیں ایسا ہی اہو گا ابھی نورالدین سر اور اس مظلوم میں یہ
 باتیں ہو رہی ہیں تمہیں کہ ایک رتبہ سیاہ اندھی ملی اور اگر وہ غار اٹھا شروع ہوا کہ زمانہ تیر ہزار ہو گیا اور ہاتھ کو
 ہاتھ نہیں ملتا تھا شہر بار کی نور شاہ منصور شاہ کے سب بھائی اور شاہزادہ نورالدین سر بھی ایک درخت کی
 میں خاموش کھڑا ہو رہا بعد غوری دیر کے جب وہ اندھی بر طرف ہوئی تو دیکھا کہ ایک شیر ہر سامنے سے چلا آتا ہو اور ایک
 عورت زشت و دیرہ رنگ کر چہ منظر آسہر سوار ملی آتی ہو جب قریب گنبد کے آئی دیکھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہو نہایت عجب
 ہوئی کہ یہ دروازہ کسے کھولا اور اس قدر سنگ گران کسے ہٹائے یہاں سے ہٹا الغرض متیر و متفکر اندر گنبد کے آئی دیکھا
 کہ معشوق نثار ہو جس لگ بولا ہو گئی کہ یہ کون شخص یہاں آیا ہو کہ جسے دروازہ بھی کھولا اور سر سے معشوق کو چھڑا لیا اور
 ہمارے طرف ڈھونڈتی ہوئی اس طرف پہونچی کہ جہاں شاہزادہ نورالدین سر کھڑا ہوا تھا شاہزادے کو دیکھ کر پکاری کہ ہاں میں بھی
 تو ہی نے میرے محبوب کو رہا کیا ہو نورالدین سر نے کہا کہ ہاں میں ہی رہا کیا ہو یہ کہہ کر ایک تیر چاہ گمان میں جوڑ کر آسہر
 بہت تاک کے ار اگر اسکے بدن پر سے اچٹ گیا گئی تیر آسہر متواتر مارے مگر کسی نے اثر نہ کیا اور وہ ساحرہ قریب نورالدین سر
 کے آئی اور شاہزادے کو دیکھ کر ایک جان کیا ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی کہ ایسا جوان حسین کا ہے کہ دیکھا تھا نہ
 لگی کہ ای عزیز تو نے جو اسکو رہا کیا اگر خراب ہو جو ہو اسو ہو جو تو نے کیا خیر خوب کیا اگر اب میں مجھ عاشق و فریفتہ
 ہوئی ہوں تو اپنے وصل سے مجھے مخلوط کر اور اپنی زوجیت میں قبول کر کے شاد کام و مسرور کر کہ یہ سنکر نورالدین سر
 کہا کہ چپ رہ اور مردار کیا وہ ہنات اور مہلات لاطائل دلا حاصل فضول اور بیودہ بک رہی ہو پس چپ رہ اور مردار
 کیا کلمہ بد زبان سے نکالتی ہو دیکھ ایسا نہ ہو کہ زبان تیری عقب گردن سے گھنچ اچھا ہے اور یہ کہہ کر ایک تلوار

اسیر ماری وہ بھی اسکے بدن سے اچٹ لگی شانہ زادے نے جھنجھلا کر ایک خنجر بہت زور سے مارا وہ بھی اچٹ گیا اب وہ
 بالکل قریب شانہ زادے کے آکر کھنے لگی کہ اے شہر یار بس کیوں اپنے ہاتھ کو تکلیف دینا ہے اور اپنے نفس کو انڈیا پہونچاتا
 ہے اور اپنے کو مشقت بھرت میں ڈالتا ہے اور فوراً اسے سحر کا بڑھکڑ جو شانہ زادے پر دم کرنی ہے تو معاشا ہزاوہ جس
 حرکت ہو گیا کہ میں ہاتھ ڈاکر اٹھالیا اور پھر اسے سحر بڑھکڑ میں اسبان نور الدین پر جو دم کیا وہ سب حصار آہنی میں گھر گئے
 اور وہ ساحرہ لگانہ نور الدین کو لیکر بالاسے ہوا اجانب آسمان روانہ ہوئی اور بہت لمبی سی سے جا کر نور الدین کو زمین
 پر پھینک دیا نور الدین بہت زور سے زمین پر گرا لیکن ہتھکا کہ استخوان سر پر ہو جائیکے مگر قدرت خدا چوٹ تک نہ لگی اور کچھ
 جو عقل تو شانہ زادہ بالکل صحیح و سالم فدا بھی کہیں چوٹ کا نام و نشان نہیں ہے شکر خدا سبحان لا اسفہ تین ایک دشت سبز و
 شاداب میں پا کر سجدہ کیا اور محمد جناب باری زبان پر لایا اور سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ گھماے رنگارنگ لگے ہوئے
 ہیں سبز و لہک رہا ہے جیسے جابجا جاری ہیں جہان تک نظر کام کرتی ہے سوا سے سر سبزی اور شادابی کے کوئی زمین ہی
 نہیں معلوم ہوتی کہ جو سبز سے خالی ہو ایک عجیب طرح کی فرحت اور سرور حاصل ہوا گویا جسم سبحان میں جان آگئی
 شانہ زادہ نور الدین پر نہ یہ خیال کیا کہ تو مسلمان تھا بعد مرنے کے تجھے بہشت میں سیر کرنا ہوا چلا جاتا ہے
 کہ جیسے جیسے ایک باغ عجیب کے متصل ہو گیا کہ عقل حیران ہو گئی چار دیواری اسکی گنگا مبینی بچہ خشت سونے کی اور ایک
 چاندی کی پرچین کاری جو اس کی گئی ہوئی جگہ جگہ کر رہی ہے کہ نظر خیرگی کرتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دیواروں
 میں ہزاروں آفتاب نصب کر دیے ہیں نور الدین کو نہایت تعجب و تحیر ہوا کہ یہ عمارت کسکی بنوائی ہوئی ہے اور اسکا
 کس کون ہے غرض آگے بڑھ کر جانب شرق جو ملاحظہ کرتے ہیں تو روانہ اس باغ کا کھلا ہوا ہے اندر باغ کے گیا جا کر عجیب
 قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ وہ باغ لگا ہوا ہے کہ کبھی چشم فلک نہ بھی نہ دیکھا ہو گا نمونہ باغ بہشت معلوم ہوتا ہے شانہ
 زادہ سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک طرف جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک قصر نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہے کل چار دیواری اسکی نفرت
 کی ہے زور کی پرچین کاری کی ہوئی ہے سامنے اس قصر کے ایک نہایت مصفا سنگ مرمر کی دو فوارے لگے ہوئے ہیں
 گردا گرد اسکے درختان سر لگے ہوئے ہیں اور پلین ہر درخت پر چھ کر رہی ہیں نیچے آن درختوں کے بادلوں کے اسما
 بچھا ہے ایک عجیب غریب کیفیت نظر آ رہی ہے غرض شانہ زادہ پر دے کو اٹھا کر اس قصر کے اندر گیا جا کر کیا دیکھتا ہے کہ
 نازنینان مرچیں اور مرچیں مہرنگین جمع ہیں پنج مہر باہر چیلے پر تحاب پڑ رہی ہے تمام نازنینیں لباس پر تکلف
 پہنے ہوئے جلوہ گر ہیں ایک عجیب نور کا سماں بندھا ہوا ہے اور تخت جو اب رنگارنگ پر ایک معشوقہ ہوش ربا اور محبوبہ جانتا
 بیٹھی ہوئی ہے شعر دیکھتے جو ملک نہ تاب لائے نازاں کی بھی تو بہ ٹوٹ جائے دھانی لباس زیب بدن ہے سر پر تاج پہنے
 ہوئے ہے قریب جا کر دیکھا تو قریب چار حسینان مہر طلعت کے گرد اس ہا سپہ حسن کے مثل پر دانہ جمع ہیں اور سج
 میں وہ صبح آجمن حسن تخت پر اس طرح جلوہ گر ہو کہ جس طرح ستاروں کے سج میں ماہ شب چاند جلوہ گر ہوتا ہے ایک
 خنوا اسکے حسن خدا داد کی اس طرح بلند ہے کہ جسے در دیوار کو روشن کر دیا ہے اسکو دیکھتے ہی نور الدین کے دل سے خیال
 ملک قمر چہرہ ہو چکا اور اس ماہ تابان پر بدل دجان عاشق و شیدا ہو گیا لیکن ضبط سے کام لیا اسی جگہ ٹھہر گیا اور
 میں یہ خیال کیا کہ اے نور الدین خدا جانے یہ کس کا ناموس ہے یہیں کھڑے رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے لیکن پنج دیکھتے دیکھتے
 جب اس نازنین مرچیں کی نظر نور الدین پر پڑی تو بے اختیار ہو کر بکا رہی کہ اے شہر یار حسن و خوبی و ادب بادشاہ جمال
 بالکل مجبوری سے یا غانا یا غانا شہر است اور یہ کس کا تعظیم کے لیے آئے کھڑی ہوئی اور تخت سے اٹھ کر شانہ زادے
 کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب لاکر بجالا فرامیج پر سی کی نہایت تعظیم و تواضع سے پیش آئی جام شراب گھر گھر کر

اپنے ہاتھ سے نور الدین کو دیا اور کہا کہ اے شہریار نوش فریادے نے پر چند انکار کیا مگر جب اس نے اصرار کیا اور
 لکھے میں ہاتھ ڈال کر تیرے دین کے اے شہریار آپ کو قسم ہے ہمارے ہی سر کی ہیں کہ سب سے اگر نہ ہے تو شاہزادے نے وہ
 جام نوش فرمایا بعد اسکے اس نے خود بھی شراب پی گا گتیں پھر گانے گئیں طبلے پر نقاب بڑے لگی ناح ہونے لگا اور شراب
 شراب میں دست درازی شروع ہو گئی نوبت بوس و کناں کی پہنچ گئی یہ رنگ دیکھ کر کل حاضرین محفل رفتہ رفتہ سر
 کئے اور اپنی اپنی جگہ چلے گئے جب بالافانی پایا تو شاہزادے نے بھی لگے میں ہاتھ ڈالنے اور باہر سے لے کر ایک ایسی جوب
 اسکے منہ سے نکلی کہ دماغ شاہزادے کا پریشان ہو گیا اور جلدی سے دور بٹ گیا اور کہنے لگا کہ اے سچ کہ تو جو
 کون اور نام تیرا کیا ہے اس نے جواب دیا کہ اے شاہزادہ بلند قدر یہ کنیز وہی سامرہ ہے کہ جس نے آپ کو اٹھا کر آسمان پر
 پھینک دیا تھا اے شاہزادے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ تو مجھ کو اپنے وصل سے مسرور کر اور اپنی زوجیت میں قبول کر
 نور الدین نے کہا کہ سن اے ساحرہ تو واقعی میرے پیچھے پڑی ہو اور بیکار اس موس میں مری ہو اے کہ بخت ہمارے غافل
 میں تو جاؤ گے اختلاطک نہیں پیدا کرتے مواصلت تو درکنار ہو تو بیکار اس قدر جہد کرتی ہو مجھے ہرگز تیرا
 مطلب کبھی نہ حاصل ہوگا سنکر اس ساحرہ نے کہا کہ دیکھو میرا کتنا ناتواں اور مجھ کو نہ جلاؤ ورنہ بہت بچھاؤ گے شاہزادے
 نے کہا ہرچہ بادا بد یہ سنکر اس ساحرہ نے شاہزادے کو گرفتار کیا دور و نزدیک آب و طعام بند کر دیا اور تیسرے روز
 پھر سامنے بنایا بہت خاطر سے پیش آئی ہاتھ منہ ڈھلا کر کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دی اور بعد اسکے ہاتھ جوڑ کر قدموں
 پر گر پڑی اور کہا کہ اے شاہزادے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ مجھے اپنے وصل سے شاد و خرم کرو اور اس آتش
 عشق کو بجھاؤ شاہزادے نے سر اسکا اپنے قدموں سے جھٹک دیا اور کہا کہ او نکات اگر تو مجھے ہلاک بھی کر دگی تو
 بھی میں مجھے ہم صحبت نہ ہوں گا اور مواصلت کیسی تیری جانب رخ نہ کروں گا یہ کلام نور الدین ہر کانسکر وہ مکانہ جل کر
 کباب ہو گئی اور اسی طرح پھر نور الدین کو قید کیا سرور و زائے نے سامنے بقیاتی تھی اور امحاج وزاری اور منت و حاجت
 کرتی تھی مگر نور الدین کسی طرح راضی نہ ہونا تھا تا ایک شاہزادہ تنگ آگیا اور دعا کرنے لگا کہ پروردگار اب تو یہ
 خدمات نہیں اٹھائے جانے یا اٹھائے یا اس عذاب سخت سے نجات دے اتفاق سے ایکے وزا و لوس حنی
 اس ساحرہ کے پاس آیا اور سلام کیا دیکھا کہ وہ نکات نور الدین کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے بیٹھی ہو اور منت و خدمت
 کر رہی ہو مگر شاہزادہ کسی طرح راضی نہیں ہوتا یہ دیکھ کر لوس حنی نے کہا کہ اے ملکہ تم کس اسطے اس قدر رنج کرتی ہو
 اور کیوں اپنی جان ہلاک کرتی ہو میں اسے راضی کر دوں گا اس ساحرہ نے جواب دیا کہ اے لوس حنی تمھارا بڑا احسان
 ہوگا اگر تمھارے راضی کر دیا تو گویا میری جان بچا پی او لوس حنی نے کہا کہ بات ہی کیا ہو آپ ایک ذرا ہٹ جائے
 میں ابھی تو راضی کیے دیتا ہوں اے ملکہ یہ تو از خود راضی ہو جائیگا تمھیں بیکار اسے گرفتار بھی کیا اور اس گل رخ کو صدمہ بھی پہنچا
 اور آپ بھی رنجیدہ ہو گئیں یہ سنکر وہ ساحرہ تو ہٹ گئی او لوس نے نور الدین سے کہا کہ اے شہریار آپ کو محض نادانی کرتے
 ہیں جاؤ گے کوئی بھی بغیر فریب کیے ہوئے عہدہ برآمو اسے آپ اس سے ہنسیے ہو لیے اختلاط کیجیے میں ابھی تو اسے
 مارے ڈالتا ہوں کہ اس ساحرہ نے ہر ایک کا یونہی دم بہ تنگ کیا ہو نور الدین نے کہا کہ اے لوس حنی میں کیا کروں
 ہر چند میں چاہتا ہوں کہ اسکے پاس میںچوں اختلاط کروں اور کوئی نہ کوئی فریب کر کے اس سے غلطی حاصل کروں لیکن
 اسکے منہ سے تو ایسی بوسے برآتی ہے کہ پاس ٹھہر نہیں جاتا جان دینا گویا ہو گریہ امر گویا نہیں ہے او لوس حنی نے کہا
 کہ اے شہریار ناچاری کو گوارا کیجیے نور الدین نے کہا کہ خیر اچھا یہ بھی سہی بعد ان باتوں کے او لوس حنی نے اس ساحرہ
 کو بلالیا اور نور الدین کو پاس بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی آج ہوئے لگا شاہزادہ منہ سے لگا اس ساحرہ نے

جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر شاہزادے کو دیا شاہزادے نے اس ساحرہ کو پلا یا الفت و محبت کی باتیں مومنہ لگیں ساحرہ پر مزاج شاہزادے کا دیکھ کر بہت مسرور ہوئی اور دل میں خیال کرنے لگی کہ اتنی دیر میں اولوس جتنی نے اسکو گھسیڑا ہے جو شاہزادہ بن رام ہو گیا متحیر ہو کر اولوس کی طرف دیکھنے لگی اولوس بھی تنہا دیا اس ساحرہ نے اولوس کی بری خاطر و مدارات کی اور پھر دورہ شراب گل رنگ شروع ہوا اولوس نے آنکھ بھا کر اس ساحرہ کے جام شراب میں داروے مہیوشی و الدی اور وہ پیتے ہی مہیوش ہو گئی اولوس جتنی نے خیر کھینچا اسکی گردن پر پھر اگر گردن اسکی نہ لگی نور الدین نے کہا کہ ای اولوس یہ لکاتہ روئین تن اور آہنی بدن پر اثر کرے گا اسپر بھی نہ ہو گا لاکھ لاکھ تدبیریں کر دے اور کچھ نہ ہو گا اولوس جتنی نے عرض کیا کہ ای شہزادہ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں میں تو شاگرد ہوں خواجہ عمر و بن اُمیہ صغریٰ کا بھلا میرے ہاتھ سے بیچ بھی سکتی ہے اگر خیر نے کام نہیں کیا نہ کیا میں اور تیرا سر اسکی موت کی کرتا ہوں اور یہ کھل کر ایک دو تھرے بڑے بھاری اٹھاتا ایک تھرے سر کے نیچے رکھا دوسرے تھرے سر پر کر اس کے سر پر بارتا ہے تو سہ اسکا پھٹ گیا اور بیجا نکل آیا اس کے مرتے ہی نہ وہ عمارت تھی نہ باغ تھا نہ نہر تھی نہ قصر سب فنا اور نابود ہو گیا سحر کے تو سارے کارخانے تھے ہی نور الدین نے اس بلا سے نجات پائی اور جتنی عورتیں تھیں وہ بھی رہا مومنہ اور بھی قیدی کی رہا ہوئے آنکھ اٹھا کر جو دیکھا تو سامنے سے انور شاہ اور منصور شاہ اور شہاب بن دلیمان بھی چلے آتے ہیں شاہزادے نے کہا ہاں میں تم کہاں تھے انھوں نے عرض کیا حضور ہم لوگ بھی سب یہیں مقید تھے یہ کھل کر شاہزادے کے قدموں سے لیٹ گئے نور الدین نے گلے سے لگایا دلاسا دیا بعد اسکے دیکھا کہ وہ شاہزادہ جسکو نور الدین ہرنے رہا کیا تھا وہ بھی چلا آتا ہے اور دو قدموں پر نور الدین کے گھر ٹرا اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہم دہان سے بھی رہا ہوئے تھے اور پھر بیان سے بھی حضور ہی کی بدولت چھوٹے نور الدین ہرنے اسکو بھی گلے سے لگایا تشفی دی پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے عرض کیا کہ حضور نام میرا ملک زادہ ہے سعادت شاہ کا بیٹا ہوں شہر میرا ایمان سے قریب ہے حضور میرے جان بخش اور آقا ملک ہیں امیدوار ہوں کہ تشریف لیجیے اور اس شہر کو اپنے قدم مہمنت قدم سے مشرف فرمائیے غلام شرطہ مت بجا لائیگا اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب خدمت کرتا ہوا چلیگا شہاب بن دلیمان نے عرض کیا کہ حضور اسکی خاطر بھی لازم ہے اور اس کے ملک میں بھی چلنا ضرور ہے نور الدین ہرنے پوچھا کہ کیوں شہاب بن دلیمان تو اسکے باب کو جانتا ہے شہاب نے عرض کیا کہ حضور بیان میں خوب واقف ہوں مجھے اور سعادت شاہ سے ہمیشہ لڑائی رہا کی گئی ہے میں اس کے ملک پر قبضہ کر لیتا تھا اور کبھی سعادت شاہ میرے ملک پر قبضہ کر لیتا تھا ایک مدت تک یہی کیفیت رہی شاہزادہ نور الدین نے کہا کہ خوب پھر اب تو میں ضرور چلوں گا اور تمہارے اور سعادت شاہ کے صفائی کروادوں گا سامان سفر درست کر دیتا ہوں سب غور میں جو اس ساحرہ پر بان یا دو کی قید میں تھیں آکر شاہزادہ نور الدین کے قدموں سے لیٹ گئیں کہ حق تعالیٰ حضور کو سلامت باکرامت رکھے ہم سب نے آپ کی بدولت رہائی پائی اب ہماری نسبت کیا حکم ہوتا ہے نور الدین نے کہا کہ جس طرف تمہارا جی چاہے چلی جاؤ مجھے کسی کوئی ٹھمن نہیں اور اس ساحرہ کے اسباب میں سے چیزے بر چیزے ان سب کو دے کر رخصت کیا اور باقی مال و اسباب اپنے قبضے میں کیا اور ملک زادے سے کہا کہ ای ملک زادے پہلے تم اپنے ملک میں چلے جاؤ اپنے باپ سے ملو اور اسکے دل کو مطمئن کرو معلوم نہیں تمہاری جدائی میں اسکا کیا حال ہوا ہو گا اور ہمارے آنے کی اسے خبر ہو کہ اسکی پریشانی دفع ہو اور اگر ہم یکایک وہاں مع فوج چلے جائیں گے تو باپ تمہارا پریشان ہو گا رہا کچھ جا بگلی خیال ہو گا کہ کوئی حریف آگیا یہ صلاح دے کہ ملک زادے کو روانہ کیا اور پیچھے پیچھے آپ بھی روانہ ہوا ملک زادہ بہت جلد چلے گا

گھوڑا اٹھا کے ہوئے چلا جاتا تھا جب قریب شہر کے پہنچا تو ہر کارون نے جا کر سعادت شاہ کو خبر دی کہ حضور مبارک
 جو شانزدہ عالی جاہ آگیا سعادت شاہ یا تو بیٹے کے مرنے سے ایوس ہو چکا تھا پھر وہ ملک زادے کو باد کر کے
 روایا کرتا تھا اور جان کھویا کرتا تھا یا اب دفعہ جو خبر بیٹے کے آنے کی سنی یقین نہ آیا ہر کارون سے خفا ہو کر کہنے لگا کہ تم
 مجھے مزاح کرتے ہو یا میری تسلی کے لیے کہتے ہو تو میں ایسا کوئی نادان نہیں ہوں مجھ کو تو اپنے بخت برگشتہ سے یہ امید ہو
 نہیں سکتی کہ میں جیتی زندگی بیٹے سے ملونگا اور اسکو ہر دیکھو گا ہر کارون نے عرض کیا کہ حضور بھلا اتنی مجال ہو ہماری
 کہ ہم حضور سے خلافت و اقدوس علی کریمؐ خداوند ہم اپنی آنکھوں سے شاہزادے کو دیکھ آئے ہیں کہ وہ حضور ہی میں حاضر ہو
 میں جب ہر کارون نے یقین دلایا تو سعادت شاہ بے تحاشا اپنی جگہ سے اٹھ کر نا کے طرف دوڑا اب سنیے کہ ادھر
 سے سعادت شاہ چلا اور اُدھر سے ملک زادہ چلا آتا تھا کہ ملک زادے کی نظر باپ پر پڑ گئی بہت جلد گھوڑے
 سے اتر کر دوڑا اور اگر باپ کے قدموں سے لپٹ گیا سعادت شاہ نے سر بیٹے کا قدموں سے اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا
 اور گٹے ملکر خوب روایا اور خوش و خرم بیٹے کو ساتھ لیکر داخل شہر ہوا اور جو اہر بیٹے پر سے نثار کرتا ہوا چلا آتا ہوا اہل
 شہر اپنی جان تک نثار کرنے کو موجود تھے ہر ایک شاہزادے کے قدموں سے لپٹا ہانا تھا ہر گلی کو چے میں ایک شور
 غل تھا کہ شاہزادہ آگیا غرض سعادت شاہ بیٹے کو لیکر محل میں آیا ان سے اور بیٹے سے ملاقات ہوئی جیسا دوڑ کر
 کے قدم سے لپٹ گیا ان نے سر بیٹے کا چھاتی سے لگا یا پانی بیٹے پر سے وار کے پیاسات بارگہ بیٹے کے پھری احوال پوچھا
 ملک زادے نے کل حال اپنا مفصل بیان کیا شاہزادہ بھی خوش مان باپ بھی خوش ہوئے سعادت شاہ
 نے کہا کہ بے شبہ یہ کام خدا پرستوں کا ہے کہ وہ ہر ایک کی مشکل میں کام آتے ہیں اور ہر مظلوم کی فریاد رسی کرتے
 ہیں سو اسے انکے یہ کام کسی کا نہیں ہے اور فرزند وہ شہر یار کمان پر بجھے بھی اس تک پہنچا کہ میں بھی شرف قدم ہو سکیں
 کروں ملک زادے نے عرض کیا کہ حضور وہ شہر یار بھی مع شباط بن ولیمان زنگی کے آتا ہے آپ دعوت کی
 تیاری کریں شہر کو آراستہ کریں سعادت شاہ نے کہا کہ کیا شباط بن ولیمان زنگی بھی اسکا مدد ہو اور ملک زادہ
 نے کہا کہ حضور مان وہ بھی اس شہر یار کا تابع فرمان ہو اور یہ سنگر سعادت شاہ نے سامان دعوت مہیا کیا تمام شہر
 میں آراستگی کی آئینہ بندی کرائی روشنی کے لیے ٹھکانے بندی کا حکم دیا آتش بازی اور ناچ رنگ ہر چیز کا سامان درست
 کر کے استقبال نورالدین کے واسطے ناکے کی طرف روانہ ہوا اس طرف سے نورالدین بھی آہی رہا تھا سعادت شاہ
 کی نظر نورالدین پر پڑی دوڑ کر نورالدین کے قدموں پر گر پڑا اور گرد نورالدین کے پیر نورالدین ہر نے گلے
 لگا لیا بعد اسکے سعادت شاہ نورالدین کو اپنے ساتھ لیکر قلعہ شاہی میں لایا فوج کو اتر دیا تمام سامان
 اسباب بہت احتیاط سے اتر کر رکھا اپنے ہاتھ سے نورالدین کے ہاتھ پائوں دھلائے نورالدین نے دن بھر آرام کیا
 شب کو تمام شہر میں روشنی ہوئی قلعہ میں جگہ آئینہ بندی ہوئی روشنی کی گئی بعد فراغت کل و شرب آتش بازی چھوٹی نورالدین
 بعد تماشا آتش بازی مسند پر آئے بیٹھا اور سعادت شاہ ملک زادہ سامنے نورالدین کے حاضر ہوئے شباط بن
 ولیمان اور انور شاہ و منصور شاہ کو پہلو میں نورالدین کے جگہ ملی نورالدین نے شباط بن ولیمان زنگی اور
 سعادت شاہ سے کہا کہ تم دونوں میں ایک مدت سے بخشش چلی آتی ہے آج تم دونوں ہماری خاطر سے بھاؤ اور باہم
 گلے ملکر عیار فساد و رنج کو دونوں سے دھو ڈالو بموجب حکم شباط بن ولیمان اور سعادت شاہ اٹھے باہم غلبہ ہوئے
 دل دونوں کے صاف ہوئے بعد اسکے صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی تاج گانا شروع ہوا جام شہر اب بھر رنگ
 گردش میں آیا الغرض اسی طرح تین روز تک دعوت و ضیافت رہی بعد اسکے نورالدین نے سعادت شاہ

ارشاد کیا کہ اے سعادت شاہ چونکہ نام تمھارا سعادت شاہ ہے میں چاہتا ہوں کہ اب تم سعادت اسلام بنو
 فائز و مشرف ہو اور ادیان باطلہ اور مذہب لاطالکہ پر لعنت کرو سعادت شاہ نے عرض کیا کہ حضور میں تو آپ کے
 ایک ادنیٰ غلام و تابع فرمان ہوں مجھے آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہے؟ اور نور الدین و الا قدر غلام کو بھی عذر ہے مگر مجھے
 عذر نہیں ہے حضور موفور السور نے تو اس غلام کی زندگی کر لی ورنہ میں غم فرزند میں کھل کھل کر تمام ہو جاتا میں نے بصدق
 دل لقا بے بقا پرعت کی آپ یقین اسلام فرماتے ہیں بصدق دل مسلمان ہوتا ہوں یہ نیک نور الدین نے کلمہ طیبہ ارشاد
 فرمایا سعادت شاہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل اسلام لایا بعد اسکے تمام شہر کو باسلام آباد کیا بتھانے تو رڈا کے مسجدوں کی
 بنادلوائی سکے بنام سعد بن قباد جاری کیا بعد اسکے کوح کر کے بہت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوا تیسری ہی
 منزل یعنی کہ ساتن سے ایک گردنیرہ و بار اٹھی جب گردشن ہوئی تو دیکھا کہ جم غفیر اور فوج کثیر مع چار سو علمائے
 زرخشاں و چار لاکھ سواران جبار کے علی آئی ہو آگے آگے سے پھر کا و کرتے چلے آتے ہیں اور ایک بادشاہ ذبیحہ نہایت
 کرو فرسے تخت پر سوار اور ایک دیوانہ چوبدست گران ہاتھ میں لیے ہوئے زنجیر بن کر میں بندھی ہو میں سب کے آگے
 نور الدین اس لشکر کو دیکھ کر بہت متحیر ہوا ہر کاروں سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کس کا لشکر؟ دریافت کر دیکھاروں نے
 بعد دریافت حال عرض کیا کہ حضور یہ ایرج تاج بخش ہے اور چار سو بادشاہوں کو اسے زیر کر کے تاج بخشی کی ہوا
 اپنے کو صاحبقران زمانہ جانتا ہے بیان سے کئی منزل پر ایک پہاڑ پر قائم کوہ اور ایک شہر ہے مرصع حصار کہ بادشاہ
 دہان کا فریدون شاہ ہے یہ ایرج تاج بخش اسی کا فرزند ہے ایک مدت قبل اسکی ولادت کے نجومیوں نے خبر دی
 تھی کہ اس شہر مرصع حصار میں ایرج نام ایک جوان زبردست پیدا ہوگا کہ وہ صاحبقران زمان ہوگا زمانے میں
 بہت بڑا نام پیدا کرے گا بڑے بڑے شاہان اور اعظم کوزیر کے انکے مالک پر قبضہ کرے گا اور بڑے بڑے زبرد
 پہلوان اسکے نام سے لرزہ براندام ہو گئے جب ایرج تاج بخش فریدون شاہ کے متولد ہوا اور فوجی ہوش و
 عقل ہوا اور یہ اخبار ان نجومیوں کا سنا تو اسنے دعویٰ کیا کہ وہ ایرج جسکی نجومیوں نے خبر دی تھی وہ میں ہی ہوں
 اور جب یہ جوان ہوا چار سو ملک اسنے بزور شمشیر اپنے تابع کر کے دہان کے بادشاہوں کو تاج بخشی کی ایرج تاج بخش
 نام پایا بعد اسکے اسنے چاہا امیر حمزہ صاحبقران پر خروج کرے اور اسے جا کر مقابلہ کرے تو فریدون شاہ مانع ہوا
 اور کہنے لگا کہ اے فرزند تو ایسے ارادے سے باز آ اور مقابلہ امر نہ جا اور اے بیاد ایرج جسکی نجومیوں نے خبر دی تھی
 کوئی دوسرا ایرج ہوگا جب اسنے کسی طرح نہانا تو فریدون شاہ نے کہا کہ اچھا اگر تجھے دعویٰ صاحبقرانی کا ہے تو ایک
 دیوانہ عفریت سیہ پوش خون آشام صحرائیں رہنا ہے اگر تو جا کر اسکا مقابلہ کرے اور اسکو زیر کرے تو البتہ میں مان
 کہ تو صاحبقران ہے یہ سنکر ایرج تاج بخش نے جا کر عفریت سیہ پوش خون آشام سے مقابلہ کیا اور اسکو اپنا حلفہ کر
 کر لیا اس وقت فریدون شاہ نے اظہار مسرت کیا اور کہا کہ ہاں بے شبہ اب مجھ کو یقین کامل ہوا کہ تو صاحبقران
 ہے اب شوق سے جا کر امیر کا مقابلہ کر تو اب یہ ملک گیری کرنے چلا ہے اور آپ کے آنے کی خبر سنکر بہت خوش
 ہوا ہے اور اپنے مقام پر کہ رہا ہے کہ پہلے اس خبر کو فریدون شاہ نے تو اسے بڑھنے کا قصد کروں اور صاحبقرانی کا دھکا
 بجا دے اور حضور چار لاکھ بہیل و سوار اور ساٹھ ہزار دیوانے اسکے ہمراہ رکاب میں بڑے کرو فرسے چلا آتا ہے
 نور الدین ہر سنگر بہت ہی خوش ہوا اور شہاب بن دلیمان زنگی سے کہا کہ کیوں شہاب اگر یہ زیر ہو گیا اور میرے قبضے
 میں آکر مسلمان ہو گیا تو البتہ فوت ہاں وہ شہاب بن دلیمان نے عرض کیا کہ خدا بخیر کنست بہت مردان موصدا
 اور اے ایرج تاج بخش سے جا کر ہر کاروں نے خبر دی کہ نور الدین ہر اس طرح اپنی جگہ پر بیٹھا کہ رہا ہے ایرج نے کہا

خبر پہلے اسی سے سمجھو نگاہ اس کے حمزہ کے مقابلے کو یاد نگاہ اور شراب کے نشے میں حکم دیدیا کہ طبل جنگ بجا دیا جائے
اور لشکر ہمایوں اتر پڑے کہ نبی صہبہ ان سے مقابلہ ہوا اور نور الدین ہر کو خبر ہوئی کہ ایرج نے طبل جنگ بجا دیا
نور الدین نے حکم کیا کہ بہت ہمارا لشکر بھی مہین اتر پڑے اور طبل جنگ بجا دیا جائے الغرض اسی جگہ دونوں لشکر فروکش
ہوئے نور الدین کے لشکر میں نقارہ زری بجا گیا چار بہرات دونوں لشکروں میں تیاری جنگ رہی نور الدین تمام
رات مناجات کیا گیا ہر بار یہی عرض کرنا تھا کہ خداوند این کمان تک تیرا لشکر یہ ادا کروں کہ تو نے کس کس اسم مقادیر
پر اس عاصی کو فتح کیا خداوند اسطہ اپنی کبریائی کا کہ تو اس معرکہ میں بھی مجھ کو مظهر منصور فرما اور ملت حقہ کو
ترقی دے الغرض اسی دعا و مناجات و تیاری جنگ میں صبح ہو گئی دونوں لشکر صاف آدھے میدان میں
ہوئے صفوں جہال و قتال آراستہ ہوئے ایرج تاج بخش کے لشکر سے عفریت دیوانہ میدان میں آیا اور مبارز
طلبی کی شانزادہ نور الدین بصد کرد فرما اپنے لشکر سے باہر آیا اور عفریت دیوانہ کے مقابل ہوا پہلے تو نیزہ بازی ہوئی
جب بعد پتھر دوسرے نور الدین نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر عفریت دیوانہ نے تلوار ہاتھ میں لیکر نور الدین سے
زور میں ایک وار کیا نور الدین نے دھار سے تلوار کی بجائے تلوار پر قبضہ کیا عفریت دیوانہ نے نور الدین کی کمر میں
ڈال دیا اور اپنی طرف گھبھنی نور الدین نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف گھبھنی عرض زور ہونے لگے اور کشمکش شروع
ہوئی دونوں گھوڑے سے اتر پڑے اور کشتی ہونے لگی اسوقت سے لیکر شام تک کشتی ہوئی فریب شام نور الدین
نے عفریت دیوانہ کو زیر کیا اور طبل بازگشت بجا کر اپنے خیمے کو واپس گیا اور خیمے میں جا کہ شکر باری تعالیٰ بجا لیا اور
پھر حکم دیا کہ نقارہ زری بجا دیا جائے بموجب حکم نور الدین نقارہ زری بجا گیا ہر کارون نے جا کر ایرج تاج بخش
کو خبر دی کہ نور الدین نے طبل بجا دیا چہ بہ لشکر طبل جنگ ایرج تاج بخش نے بھی بجا دیا دونوں لشکروں میں رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے نور الدین اپنے لشکر سے باہر آیا اور ایرج تاج بخش
اپنے لشکر سے باہر آیا نور الدین اس کی مولت و شمت دیکھ کر لوٹ ہو گیا اور خداوند کریم سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار
واسطہ اپنے بندگان خاص انبیاء ذوالا حرام کا مجھ کو اس گہر پر فتح فرما اور اس کو توفیق نیک عطا فرما کہ یہ مسلمان ہو
اور اس دین حقہ اور ملت بیضا کے شرف سے مشرف ہو الغرض دونوں صفیں آراستہ ہوئے لقب نبی سے کر
چلے گئے اب سب کے سب لگوان ہیں کہ ہمیں لشکر ایرج تاج بخش سے کون مقابلے کو نکلتا ہے کہ دفعہ ایرج تاج بخش نے مرکب
کی باگ لی چار سوتاجدار ہمراہ رکاب ہوئے ایرج نے سمجھون کو رخصت کیا کہ تم سب پھر جاؤ میں تمہارا اس سے مقابلہ کرونگا بلکہ
سب ہمیں ٹھہرے رہو اور دعا کرو کہ ایرج نبی صہبہ حمزہ قحیاب ہو سمجھون نے عرض کیا کہ حضور ہمارے دل دعا میں کرنے
میں بہ گہر وہ سب تو دین مجھے ایرج تاج بخش مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا خوب مرکب کو جولان کیا رچھے کے
ہاتھ نکاتے بعد اُسکے مبارز طلبی کی شانزادہ نور الدین مرکب کو چمکا کر مقابل ایرج ہوا اور نگاہ زری ہوئی کوئی چار
قدم مرکب نور الدین کا پیچھے ہٹا اور کوئی سات قدم مرکب ایرج کا پیچھا ہوا مگر کون کورانون میں مسلک ایک نے دوسرے
کا سامنا کیا جب غور سے ایرج نے نور الدین کو دیکھا تو دیکھتے ہی دنگ ہو گیا کہ ایسا جوان حسین اور پلوان خوبصورت و
زبردست تمام عمر کا ہے کو دیکھا تھا اور نگاہا شعر بگو نام خود را درین انجمن کہ بسیار تند آمدی سوے من بہ شکر
شانزادہ نور الدین نے آواز دی شعر منم ماہ رخشان صاحبقران بن شاہ کیتی بدیع الزمان آگاہ ہوا ایرج
تاج بخش کہ میں نور الدین شاہزادہ بدیع الزمان نبی صہبہ حمزہ صاحبقران مدظلہ الرحمن ہوں کچھ
ہو شیار و خبر دار ہوا اور اپنی جان کو جان سمجھ اور شرف اسلام سے مشرف ہو ورنہ تجھے وہ منزل مقول و نہنگ

کہ تو تمام عمر کو یاد کرے ایرج تاج بخش نے کہا کہ خبر یہ تو سب کچھ میں نے سنا مگر یہ کہ تجھے صرف باتیں ہی بنانا آتی ہیں یا میدان جنگ میں اگر بہادر و ن کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے اگر صرف حرب زبانی اور باتیں ہی بنانا یا دین تو جاسے گھر بیٹھ اور اگر تاب مقاومت ہو تو لا اپنے حربے کو بل مقابلہ آنا اقرار کرے کہ اگر میں نے بھگوان کر لیا تو دین تقاریبی اختیار کر لیا نورالدین نے کہا کیا مضائقہ یہ سنکر ایرج نے کہا کہ پھر کیا ہے اٹھا حربہ نورالدین نے کہا کہ یہ طریقہ اہل اسلام کا نہیں ہے کہ حریف پر تشدد سنی کہیں پہلے تو اپنا حربہ کرے پھر میں بھی ہاتھ اٹھاؤں گا یہ سنکر ایرج نے نیزہ ہاتھ میں پکڑ کے ایک طرف سے فاصلے پر اپنے مرکب کو بٹا کر سینہ بے کینہ نورالدین کو تاک کر یا کہ ایک کرنیزہ لگائے نورالدین نے آگے بڑھ کر کرنیزہ کو اپنے نیزے پر دو گنا سانوں سے جگاریاں لگ کی بھڑنے لگیں نیزہ بازی ہونے لگی کوئی چار گھنٹے کا مل نیزہ بازی چلی آتھہ کار نورالدین نے نیزہ ایرج تاج بخش کا ہوائی کیا پس ایرج تاج بخش نے نہایت غیظ و غضب میں اگر نو سو من کا گرز اٹھا کر نورالدین پر مارا نورالدین نے گرز اسکا گرز پر روکا آواز ترا تے کی پیدا ہوئی کہ جا ز زمین کا ہول سے شق ہو گیا اور تنق گرد کا بلند ہوا نورالدین تو نور گرد میں غائب ہو گیا اور ایرج نے آواز دی کہ جلد نورالدین کی خبر لو کہ ہر دوہست کردم نورالدین پر آیا آواز سنکر عیار نورالدین کا دوہڑا اور گرد کے گرد خراج مار کر آواز دی کہ اے شہر بار خدیش زیادتی کرتا ہے ہوشیار ہو جیے نورالدین نے جو یہ آواز سنی ہوشیار ہو کر مرکب کو چھڑا مرکب نورالدین پر ملنے زمین کا لیکر نکلا اور گرد منگھ کی جھاڑتا ہوا نورالدین پر آیا اور آواز دی کہ کر از دی و گر اپست کر دی ہوشیار باش یہ کہہ کر یا کہ گرز ایرج پر مارے کہ ساتھ ہی اسکے یہ خیال آگیا کہ ایسا نہ ہو ایرج نیزے گرز کی تاب نہ لاسکے اور مر جائے تو پھر بھگوان بڑا بچ ہو گا یہ سوچ کر یا کہ گرز ہاتھ سے رکھ کر دوہڑا وار کرے کہ ایرج تاج بخش نے آواز دی کہ اے غیر حمزہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ تو شوق سے وار گرز کا بھج کر اور میری جرات کو دیکھ کہ میں بھی کیا کرتا ہوں اگر نیزے گرز کا صدر نہ اٹھکا سکا تو میں صاحبقران کا ہے کام ہوں تو آپ کے خیال سے درگزر کر اور ضرور گرز کا دارا بنی پوری قوت سے بھج کر بس یہ سنکر نورالدین مجبور ہو گیا اور وار گرز کا کیا کر لیتا لیکن ایرج کی اس یکدستی گرز سے بھی یہ کیفیت ہوئی کہ گرز گرز کا گرد و دھچھی کا باد آگیا ہر من ہو اور ہر سو سے بسنا جاری ہوا اور باسے عرق میں غرق ہو گیا اور ایک تنق گرد اس طرح کا بلند ہوا کہ ایرج تاج بخش اس تنق میں غائب ہو گیا عیار دوہڑا ترس جھاگل سے پانی نکال کر منہ پر چھینٹے دے جب گرد بھی نو دیکھا ایرج بھجوش کھڑا ہوا پھر باقی ایرج کے منہ پر چھڑکا ایرج کی آنکھ کھلی ہوش میں آکر کہنے لگا کہ میں نے کبھی ایسی ضرب نہ اٹھائی تھی اگرچہ نورالدین نے وار یکدستی کیا مگر میری یہ حالت ہو گئی اور گھوڑے کو جو دیکھتا ہے تو گھوڑا بھی قریب مرگ پر تنگ تلے ہاتھ دیکر اسے اٹھا یا مگر اسے عرصہ زندگی تنگ ہو گیا تھا تنگ ہو کر اسے دین چھوڑا اور بیدل تلوار کھینچ کر دوڑا کہ مرکب شانہ زار نورالدین کو بھی پی کر دے یہ عزم اسکا دیکھ کر نورالدین نورالدین گھوڑے سے کود پڑا ایرج نے کہا اے نورالدین فوب مرکب اپنا بچا یا لیکن اب میرے منہ سے کشتی ہو تو تو ہو نورالدین نے کہا اے ایرج بہت ہی مناسب ہے میں کسی لڑائی میں بند نہیں ہوں جس طرح تیرا چاہے اپنا حوصلہ نکال لے بس یہ سنکر ایرج نے سپر تلوار ہاتھ سے رکھ دی اور نورالدین کی طرف چلا ادھر سے نورالدین بھی آلات حرب اپنے جسم سے دور کر کے بڑھا اور کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی موائی جب شام ہوئی تو ایرج تاج بخش نے چاہا کہ پھر جائے نورالدین پرانے ہوا اور تمام میدان میں روشنی کر دی ایرج نے میوہ کھایا وودھ پیادوں لشکروں کے افسر کریں کھول کھول کر بیٹھے شب بھر گرم بازاری رہی الغرض تین شبانہ روز برابر کشتی موائی چوتھے روز پھر دن باقی تھا کہ ایرج تاج بخش نے نورالدین سے کہا کہ اے نورالدین لڑج چو کھادن ہو کہ دونوں لشکر سے دان

و آب اور بے خور و خواب میں بس اب ایک روز اور ہی مگر آخری روز ہی خبردار ہو سار رہا اور یہ کہہ کر دونوں بازو
شاہزادے کے پکڑ کے لے دوڑا شاہزادے نے دم کے مجھ سے پر اور قدم کے شمار پڑتے بیٹنا شروع کیا کوئی چھ یا
سات قدم تک زبیل کر لیا اور ایک جھکا دیا کہ وہ اپنا زانو شاہزادے کا زمین سے لگ گیا مگر تڑپ کر لنگر جو مارا پشت
تک فرق ہو گیا ایرج تاج بخش نے ہر چند چاہا کہ فوراً لہر کو مٹا دے اور انتہا کا زور کیا مگر اس کو وہ قار نے غنیمت سمجھی
تھکائی بس ایرج نے ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ اب جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو بس اس وقت شاہزادہ اٹھا اور ایرج کے
دونوں بازو پکڑ کے لیکر دوڑا مگر اب ایرج ہر چند چاہتا ہی کہ نہ کے مگر کسی طرح نہیں رک سکتا مثل پرکاش کے آرا جاتا ہی
کوئی گیارہ بارہ قدم تک شاہزادہ ریل سے گیا یہ دیکھ کر لشکر یان ایرج نے آواز دی کہ اے ایرج ہو سار ہو اے ایرج
خبردار ہو حریف زیادتی کرتا ہی ایرج تاج بخش نے جواب دیا کہ میں عبور ہوں میرا کیا اختیار ہے حریف زبردست ہے
میں اتنی باتوں میں ایرج کا خیال جو ادھر مبتلا ہی فوراً لہر لہر نے غنیمت جان کر جو ایک جھکا دیا تو دونوں گھٹنے
ایرج کے زمین سے جا ملے ہر چند ایرج نے چاہا کہ سینٹھ لے کر فوراً لہر کو پسینہ دیتا ہی اور زنجیر کمر میں جو ہاتھ ڈال کر
زور کرتا ہی تو لنگر ایرج تاج بخش کا ٹوٹا پہلے زور میں تاہر زانو دوسرے زور میں تاہر کمر سے زور میں تاہر سینہ لاکر
پکے بازو کا دے کر ایرج کو سر سے بلند کیا ایرج نے چاہا کہ بھلون میں پانوں اور اگر داون بیچ کو بس ساتھ ہی لہر
نے بالائے سر اس طرح چرخ دیا کہ ہاتھ کے دستانے پانوں کے سوز سے آتر آتر کر ادھر ادھر کرے اور ایرج مثل طائر
آتشازی کے چرخ کھانے لگا فوراً لہر نے ایرج سے کہا کیوں اے ایرج تجھے صاحبقرانی معلوم ہوئی ہوگی اور
تاج بخش کا حال اس وقت خوب منکشف ہوا ہو گا اے ایرج دیکھ میرے کہنے کو سن بقاے بے بقا پرعت کر ملت
بیضائے دین اسلام کو اختیار کر علقہ میری غلامی کا اپنے کان میں پہن ورنہ بہت پچھتاوے لگائے کلام نور اللہ میر کا سکر ایرج نے
کہا کہ اے شہر یار عالم پناہ تازندہ ایم مذہ ایم حقا کہ آپ مرد مراد اور شیر فرزانہ میں صاحبقرانی آپ ہی کے لئے مخصوص
ہو اور آپ ہی کے مگر اس نے برختم ہو بس یہ شکر نور اللہ میر نے ایرج کو زمین پر رکھ دیا ایرج نور اللہ میر کے قدموں پر گر پڑا
شاہزادہ فوراً لہر نے اسے گلے سے لگا لیا ایرج نے علقہ بکوش ہو کر لٹائے سے بھا پرعت کی نور اللہ میر نے کلمہ طیبہ
قلم کیا ایرج کلمہ طیبہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا بعد اسکے عرض کیا کہ اگر اجازت پاؤں تو اپنے لشکر میں آؤں
اور کل فوج کو تلقین اسلام کروں اور سمجھا بجھا کر مسلمان کر لاؤں نور اللہ میر نے ارشاد کیا کہ بہت مناسب ہے جاؤ ایرج
تاج بخش اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ فوراً لہر شکر خدا کرنا ہوا نہایت مسرور اور کمال درجہ خوش اور شاد
اپنے لشکر طفر پیکر میں داخل ہوا اپنے خیمے میں بارام بیٹھا اندر میں خوشی کی افسران فوج دینے لگے صحبت حبش برپا ہی
بعد برفاست دربار نور اللہ میر نے کچھ غنہ انوش فرما لی اور آرام کیا ادھر ایرج بھی اپنے خیمے میں گیا کھانا کھا کر سو رہا ہی
کوچ بیدار ہوا تو پہلے عفریت دیوانہ کو بلایا اور اس سے کہا کہ اے عفریت میں نے تو غلامی نور اللہ میر کی اختیار کی اور کہہ
اسلام کو قبول کر لیا تم کیا کہتے ہو عفریت دیوانہ نے کہا کہ حضور مجھ کو پہلے ہی وہ پکڑ لیا تھا اب مجھ کو اپنے ساتھ
لیتے آگے جب آپ نے اسلام اختیار کیا تو مجھے کیا عذر ہے میں پہلے ہی مسلمان ہوا بعد اسکے ایرج نے کل افسران فوج
کو طلب کیا اور تلقین دین اسلام فرمائی وہ سب بھی بمصدق الناس علی دین ملوکم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے ایرج تاج بخش
سمجھوں کو لیکر خدمت فیض درجت شاہزادہ نور اللہ میر میں حاضر ہوا سمجھوں کو اس سر تاج عالم کے قدموں پر گر پڑا اس
شاہزادہ نے سمجھوں کو گلے سے لگا یا غلت و انعام عنایت کیا بعد اسکے ایرج تاج بخش شاہزادہ نور اللہ میر کو اپنے
شہر میں لے گیا باپ بھی ایرج کا مشرف بہ شرف اسلام ہوا اور تمام شہر کو باسلام آباد کیا سمانے توڑ ڈالے اور

مسجدوں کی بناؤالی سکے بنام بادشاہ اسلام جاری ہو فرمیدون شاہ نے بڑے تزک احتشام سے شانزادہ نور الدین
کی دعوت کی بعد دو روز کے شانزادے نے ارشاد فرمایا کہ اب ہم بیان سے ہفت منظر سلیمانی کی طرف جاتے ہیں
یا پھر یہ کہچہ ہیں اسباب سفر درست کرو غرض قیصرے روز شانزادہ نور الدین فرمیدون شاہ سے رجعت ہو کر سات گھنٹہ
سوار اور سپہیل کی جمعیت کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کو روانہ ہوا اشتیاق محبوب میں جلد جلد طومار دل اور قطع
مراحل کرتا ہوا برابر قدم بڑھاتے اور گھوڑا اٹھائے ہوئے چلا جاتا ہے اور ہر تہہ سی دعا ہو کہ خداوند اب جلد منزل مقصود
پر پہنچا دے اب نور الدین کو یوسفین اٹھائے راہ میں چھوڑے

دو کلید استان و انکی انیس لیتی استان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کے سمت ہفت منظر سلیمانی بیان کے غایت میں
محرران اخبار صداقت طریقہ دروایان روایات مجسمہ امن استان صحت بیان کو یوں تحریر و تفسیر فرماتے ہیں کہ جیسا کہ میر تقی
نے ملک سخت الشعاع سے کوچ کر کے عنان غریمیت کو طرقت ہفت منظر سلیمانی کے منظر فرمایا تو انتہائے اشتیاق میں وہ کہلا
اور سہ منزلہ کرتھ لے خبر نور الدین اور بیچ الزمان اور عجبیل ہر دو کی پوچھے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ ایک شخص محترم سے اٹھا وہ
میں دریافت ہوا کہ نور الدین کو تو دیو قلیاس اٹھا کر دریا میں پھینک آیا اور بیچ الزمان اور عجبیل ہر دو اس کے ہاتھ سے
زخمی ہو کر ایک پہاڑ پر چپے میں گر اسیر آگئے سخت آزار ہو چکا رہا ہر بار بارادہ قتل اس پہاڑ کی جانب ہاتا ہوا مگر ہر فصل خدا
ایک نہ ایک مددگار ان سچا روں کا ہر روز ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ اسیر سے نکل مقصود پہنچاتا ہے امیر با تو قیر یہ خبر و
اثر سن کر نہایت دل لول اور آزر دہ خاطر ہوئے اور بہت تیز طبع شروع کیا چار چار منزلوں کو ایک ایک دن میں طو کرتے
ہوئے ایک پہاڑ کے قریب پہنچے اس پہاڑ کو دیکھا تو نہایت سرسبز و شاداب پایا اور ایک جانب کو ایک گنبد عالیت
نہایت پر تکلف دکھائی دیا امیر با تو قیر جب اس گنبد کے دیکھے تو قریب اس گنبد کے آئے تو دیکھا کہ ایک مرد پیر حقا
ورجہ نورانی شکل بنیادے کی تسبیح پڑھتے ہیں بے ہوشے سجادے پر بیٹھا پڑھ رہا ہے جیسے ہی امیر با تو قیر اس مرد پیر کے
سامنے آئے اور نگاہ چار ہوئی وہ مرد پیر غلٹھا اٹھ کھڑا ہوا اور کہا السلام علیکم یا حمزہ صاحبقران آئے خاکہ مانا پیش
کر لکر ہاتھ پر کھائے بلجیالیہ امیر کے برابر بیٹھ گئے وہ مرد پیر مستفید حال ہوا امیر نے اس کیفیت اپنی بیان کی اور کہا کہ اب میں جاتا ہوں
کہ بہت جلد ہفت منظر سلیمانی پر پہنچ جاؤں یہ سن کر اس مرد پیر نے کہا کہ بیان سے ہفت منظر سلیمانی کے قریب
مشہور راستے ہیں ایک راستہ بہت ہی قریب ہے مگر بالکل بے آب و دانہ دوسری راہ بہت دور ہے مگر نہایت آرام
مگر ایامیر میں آپ کو تیسری راہ سے لچو نگا کہ آپ بہت جلد اور بہت آرام سے پہنچ جائیے گا امیر نے کہا کہ اگر آپ ایسا
کر سکیں تو میں آپ کا بہت ہی ممنون ہو نگا اس مرد پیر نے کہا کہ بابا احسان کا ہے کا آخر ہم ہیں کس واسطے ایامیر
اسی لیے بیان جاگزین ہیں کہ جھوٹے کو راہ بتاتے ہیں جو کچھ کو روٹی کھلا میں مسافروں کو ہر طرح کا آرام پہنچائیں ایامیر
با تو قیر آپ پریشان نہ ہو جیے آج ہمیں شب باسٹ ہو جیے آرام کیجیے کل صبح کو میں آپ کو باسائش تمام پہنچا دوں گا اٹھ بیٹھ کر
کتنے سے اس روز و شب امیر نے وہیں قیام کیا صبح کو اس پیر کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوئے
الغرض جب صاحبقران اس کوہ سے اگے بڑھے ایک بیابان چل خیر دشت و دشت اعلیٰ نظر آیا کہ اگر رسم بھی کچھ
لیتا تو اسکا بھی زمرہ آجے جاتا ہے بان نایاب چشمہ بھر چشمہ آفتاب کے معدوم اور اگر کوئی چشمہ نظر بھی آیا تو شل چشمہ کو رکے پانی کا نام
و نشان نہیں اور اگر کسی چشمے میں پانی ہی بھی تو آئین اثر ہے لوث رہے میں کف اپنا ڈال رہے ہیں کہ پانی بالکل نایاب ہو گیا
چنگاریاں اڑ رہی ہیں منظر چلا جاتا ہے برابر چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کے سلسلے تمازت آفتاب سے تپ رہے ہیں جب کسی
پہاڑی کی طرف سے گذر ہو گیا تو یہ معلوم ہوا کہ قعر و زنج سے گذر گئے اس طرح کی زمین حل رہی تھی کہ جسکے قصد سے

اسے خیال میں چھلے پڑے جاتے ہیں کسی درخت سایہ دار کا منتر اور کوسوں پتا نہ ملتا تھا اور اگر اتفاق سے کوئی شجر بھی ملتا تھا
 تو بالکل قندھے سے تھا کہیں نشان نہیں زائغ پھیلانے اُس رخت پر بیٹھا لے کر رہا اگر کوئی چل بھولی بھٹکی اس طرف نکلتی تو
 وہ ان پوچھی کر پڑی ہوئی بال بارہی ہوئی یہ شدت ہو کہ ادھر کا تل بیت کا اڑا اس طرف جا رہتا ہو اور ادھر کا تل ریت کا
 اڑا اس طرف جا رہتا ہو کبھی ادھر نشیب ادھر فراز ہو جاتا ہو اور کبھی ادھر فراز ادھر نشیب معلوم ہوتا ہو اگر وہ ریت اڑ کر شجر پر
 پڑ جاتی ہو تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ بھر بھر کے بھاری کی بالو شجر پر پڑ گئی اور اگر کوئی سنگ سبز یا زرد کو شجر پر لگ گیا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا کسی سے
 بندوبست میں جھیرا بھر کر مارا سفر کئے گا اسلحہ جل آئے کہ اگر تھوڑے سے قبضہ بکولہ کا ہاتھ کو لگ گیا تو چھ لاکھ لاکھ پانچ لاکھ لاکھ ہاتھ لگ گیا
 یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آگ کے صحرائیں جل رہے ہیں اگر بات کی تو زبان بشکل تالو سے چھٹی تمام فرخ کی یہ کیفیت مرکبوں کی یہ
 حالت تھی کہ گرے پڑے تھے پیاس کی شدت سے زبانیں نکالے ہوئے تھے اگر خواہش کیا دین اتفاق سے منہ جھک گیا تو اس طرف کا
 شعلہ آتش بلند ہوا کہ شجر کیاب ہو گیا تمون سے بھٹ پھٹک خون جاری ہو گیا تھا انفرض ہر ایک انسان و حیوان کی یہ کیفیت
 ہوئی کہ اس طرف سے شخص کو چھٹی کا دودھ پادا گیا العیاذ باللہ ہر ایک کی زبان پر جاری تھا ہر نفس قریب مرگ تھا جب بہت
 صعوبت و تکلیف نفس امیر کشور گیر ہوئی تو بہت ہی رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ ذرا اس مرد پر خیر باد بے ضلالت کو تو بلاؤ
 اب جو دیکھتے ہیں تو اس مرد پر کاکسین پتا نہیں ہر چار طرف دھونڈتے پڑے پھرے جب کسین پتا نہ لگا تو اگر خدمت امیر
 عرض رسا ہوئے کہ خداوند اُس مرد پر کاکسی طرف پتا نہیں چلتا معلوم نہیں کس طرف غائب ہو گیا یہ خبر سنا امیر باوقار نہایت
 دل لول اور آزرہ ہوئے فرمایا کہ افسوس صد افسوس ہم اس مرد و دانی وادی کے دامن فریب میں آکر اس بلا میں مبتلا ہوئے کہ اس
 ملعون نے عہد ہمیں اس بلا میں بھنسا یا معلوم ہوا کہ یہ مرد ضرور بالظہور کوئی غول نجس تھا انفرض بڑی دیر تک اسی بیابان
 مرغ نشان میں مبتلا رہے کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایک بیابان سبز و شاداب اور صحرا سے پر آب و گیاہ میں گذر ہوا
 وہ صحرا سے ہر طرف بے خبر و مست زرا اس طرح کا شاداب تھا کہ اگر بھون بھی دیکھ لیتا تو اپنی دیوانگی بھول کر عشق الہی کا دم بھرا
 تھرین جاسا جاری پانی صاف و شفاف روان بہاؤں سے فوارے چھوٹ رہے ہیں اور ان بہاؤں جیہون میں بلبلین
 طیریں ہیں طرح طرح کے گلہائے رنگین گردا گرد اُس نر کے گلے میں اس طرح کی خوشبو آ رہی ہو اور ایسی سراوٹ و مانع میں
 جو سچ رہی ہو کہ داغ جان موطر اور روح مسرور و مفلوظ ہو رہی ہو جب کسی شجر کی طرف سے گذر ہو گیا تو یہ معلوم ہوا کہ نہ
 سلسل کی طرف سے گذر گیا اس طرح کا سبز و پرست لگا ہوا ہو کہ باغ شہداد کی سرسبزی کی کوئی حقیقت نہیں جو
 ہر مقام پر درختان سیوہ و درگے ہوئے ہیں بلبلین جھپکے ہی ہیں قدرت نہ اکادم بھر رہی ہیں فاختہ کی صدا سے
 گو کو قمریوں کی صدا سے حق سر و داغ کو مست کیے جاتی ہو اور ایک عرض پر صفا بچوں بیچ میں تیس گز سے تیس گز دور
 بنا ہوا ہو گردا گرد اُس کے درختان سر و شاداب لگے ہوئے ہیں اور ہوا وہ ہر طرف اہل رہی ہو کہ دل باغ باغ ہوا جاتا ہو ہر جگہ
 نسیم کا ایک گلاب کا جھینسا معلوم ہوتا ہو ہر ایک کے دل کا کنول کھلا جاتا تھا ایک دوسرے سے کہ رہا تھا کہ کیوں بھائی
 شکر بیک خدا کا کہ آئے اُس صحراے چول خیر سے نجات دے کہ اس صحراے طرب خیز میں پہونچا دیا گیا سرسبز و شاداب صحرا
 ہو کہ سبحان اللہ و مجہد مرکبوں کی کیفیت یہ کہ ہر بار گھانسن کی طرف منہ جھکائے دیتے تھے اور اوس جو اس گھاس پر
 پڑی تھی اور وہ آنکھیں منہ لگ جاتی تھی تو خوش ہو ہو کر ہنسنے لگتے تھے غرض ایک عجیب سرور و خوشی اُس صحرائیں ہو چکا
 ہر ایک کو حاصل ہوئی کہ جو حیلہ تفریر اور مہربان تحریر سے باہر ہو امیر باوقار اُس صحراے سرسبز کو غنیمت جان کر شکر خداوند
 جل و علا بجالائے اور حکم دیا کہ آج شکر خیر بیک صاحبقرانی ہمیں قیام پزیر ہو القعد اُس شب کو امیر باوقار نے اسی صحرا
 میں قیام فرمایا صبح کو وہاں سے کوچ کر کے ماسی ہوئے جب شام ہوئی تو پھر اسی صحرائیں تھے وہاں سرسبزی اور شادابی اور

کیفیت وہی حالت یہ دیکھ کر امیر با تو قیر نے ارشاد کیا کہ سبحان اللہ یہ منزلیں معلوم نہیں کسے بنوائیں ہیں کہ سب ایک صورت کی معلوم ہوئی ہیں جو کیفیت وہاں تھی اُس سے یہاں کچھ کم نہیں ہے سمجھوں نے عرض کیا کہ حضور کیا ارشاد ہونا ہے جو من شب کو بھر قیام کیا جب صبح کو وہاں سے کوچ کیا تو فرمایا کہ آج کوئی نشان یہاں سے دو ٹھیکین کہ جس مقام سے طلعت ہن شام کو وہاں پہونچتے ہیں یا نہیں کہ اگر یہ کوئی طلسم ہو تو معلوم ہو جائیگا اور اگر منزلیں ایک ہی صورت کی ہیں تو وقوع میں آج ایسا غرض طے وقت ایک درخت میں ایک تبرار دیا اور چل پڑے ہوئے دن بھر چلا کے شام کو بھر اسی صحرائ میں ہی حوض میں گزرے غیس گزنگ کا مدرد وہی سبز وہی درختان میوہ دار کل وہی کیفیت امیر نے فرما دیا کہ دیکھا تم سب نے مجھ کو تو وہی صحرا معلوم ہونا ہے ذرا دیکھو تو کہ وہ تبر بھی کسی درخت میں لگا ہو یا نہیں ہے اب جو دیکھتے ہیں تو وہ تبر جس طرح درخت پر لگا دیا تھا اسی طرح درخت پر لگا ہوا ہے یہ دیکھ کر امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا تھے جو ہم سمجھتے تھے وہی امر ہو نا یا تو کوئی طلسم ہو اور یا وہ مرد پر کوئی جادو کر تھا کہ سد بانڈھ کر چلا گیا اور بھوک حیران و پریشان کر گیا سمجھوں نے عرض کیا کہ مجھ کو تر دو کس لکڑی کا ہے کل صبح کو اس کا اسم اعظم پڑھ کر چلے گئے امیر نے ویسا ہی کیا ہم اعظم پڑھتے ہوئے چلے جب شام ہوئی تو جہان نے طے تھے بھر اسی جگہ تھے امیر یہ ماجرا ملاحظہ کر کے نہایت پریشان ہوئے اور عجور ہو کر ارشاد کیا کہ ہمارا چشمہ عبادت بڑا کر کہ اب عقل اس جگہ پر تیشان ہے و رگاہ ایزدی میں التجا اور رجوع کرنا چاہیے قصہ خیمہ عبادت برپا ہوا امیر اس خیمے میں تشریف لیکے نماز مغرب میں سے فارغ ہو کر درخت نماز حاجت پڑھ کر نماز شروع کی تمام شب گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری دعا و مناجات میں بسر ہوئی قریب صبح امیر با تو قیر کی آنکھ لگائی صدائے سبوح قدوس بنا در ب الملائکہ والروح بلند ہوئی پھر بعد اس ندا کے حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام دفعۃً نمایاں ہوئے امیر نے عالم خواب میں تعلیم کو کھڑے ہو گئے تسلیم عرض کی حضرت نے جواب سلام ارشاد فرمایا اور کہا کہ ای حمزہ صاحب قرآن افسوس کہ تم اُس خرس یا دیہ ضلالت غول تجس کے بھکانے میں آ گئے اور اس بلا میں مبتلا ہوئے ای حمزہ تم طلسم میں گرفتار ہو گئے یہ سن کر امیر نے عرض کیا کہ بھو آپ تو وہاں ہیں کہ میں صاف دل ہوں اسکے قریب میں آ گیا حضرت نے ارشاد کیا کہ ای حمزہ تم جانتے بھی ہو کہ یہ کون سی جگہ اور کونسا بیابان ہے ای حمزہ یہ وہ جگہ ہے اور وہ بیابان ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے یہاں طلسم بنوایا تھا کہ تمام غول اس طلسم میں رہیں خلق اللہ کو ایذا نہ پہونچائیں نام اس طلسم کا سموم سلیمانی ہے اور یہ حوض وہ حوض ہے کہ اگر تمام غول بھرو گئے تو یہ میں رہو گئے یہ سن کر امیر نے عرض کیا کہ بھو ہر حضرت کچھ تو ایسی ہدایت فرمائیے کہ خادم اس طلسم کو توڑے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای حمزہ فارج اس طلسم کے تم نہیں ہو بلکہ اس طلسم کا فارج ایک شخص تمھاری ہی اولاد سے بلکہ ایک ملک نام نور الدین کا بیٹا ہے جو تمھاری صاحبزادی کے ایک شخص تمھاری نسل سے بڑا کا فر خاسر پیدا ہوگا کہ اسکے ہاتھ سے بہت اہل اسلام قتل ہو گئے بلکہ اولاد تک تمھاری قتل ہوگی اور تمام اہل اسلام کو اسکے ہاتھ سے بہت ایذا پہونچے گی جب وہ لڑکا شیر خصلت رستم ہیبت شجاع و دلور پیدا ہوگا تو منجب سے اسکی شمشیر کے وہ کا فر خاسر مقرر ہو کر طلسموں میں پناہ لیگا اور وہ بہادران سب طلسموں کو فتح کر گیا منجہ اسکے وہ کا فر اس طلسم میں بھی پناہ لیگا اور وہ فرزند تمھارا اس طلسم کو بھی بقدرت خدا توڑ لیگا یہ سن کر امیر نے عرض کیا کہ یا حضرت میں بھی اُسے دیکھو کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسکا عالم علامت ہے ہے امیر نے عرض کیا کہ کیا میں اُسکے خروج تک اس طلسم میں مبتلا رہوں گا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہیں میں تمھیں یہ دعا لکھ دیتا ہوں تم صبح کو اسے پڑھنا ایک طاؤس سبز رنگ پیدا ہوگا اور ایک درخت پر اسکے بیٹھے گا تم اُس طاؤس سے کہنا کہ ای طاؤس زرین بال مجھ کو حضرت کا حکم ہے کہ طاؤس کے ساتھ اس طلسم سے نکلاؤ ای طاؤس تو میرا رہیگا اور مجھ اس طلسم سے نکال دے یہ کلام تمھارا سن کر وہ طاؤس زرین بال ایک طرف کو پرواز کر گیا تم صبح لشکر بھی

کہ یہ مکار میرے آقا کے ہاتھ پاؤں باندھنے کا قصد کرتا ہے پس دم کو مٹھا کر کے دانستوں کو حکما کر لکھو کچھ لکھ کر ہنساتا
 ہوا اس عیار مکار کی طرف دوڑا اس طرح سے کہ اسے کھایا جائیگا عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ گھوڑا آدم خوار ہو کر
 پاس سے بھاگا اور دو جا کر کھڑا ہوا اشتہر پھر چلنے لگا مگر چرتا جاتا تھا اور گوشہ چشم سے دیکھتا جاتا تھا کہ پھر وہ عیار مکار
 بارادہ فاسد امیر کے پاس آیا اشتہر پھر اس پر دوڑا پھر وہ مردود بھاگا کسی مرتبہ ایسا ہی واقعہ ہوا آخر کار مجبور ہو کر دربار
 مکار ہوا حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے اسی اثناء میں شاگرد اس عیار کے پہنچ گئے اس عیار نے اپنے شاگردوں سے کہا
 کہ میں تو اس گھوڑے کا سامنا کرتا ہوں تم اس شخص کا پتہ نہ بناؤ شاگرد تو امیر کو پتہ میں باندھ کر لے گئے
 اسکے وہ مکار بھی جست و خیز کر کے پتہ لگایا اشتہر تہا بار ہو کر رہ گیا اور وہ عیار مع شاگردوں کے نکلا ہوا چلا گیا لیکن اس جگہ
 برائے آگاہی ناظرین و مزہب طبع سامعین اتنا ٹکدہ بنا بھی ضرور ہے کہ ایک بادشاہ ہر شہنشاہ مرصع پوش بادشاہ
 جو اس قلعہ مرصع حصار کا جہان سے سنا کہ حمزہ صاحبقران اس نواح میں آئے ہیں تو اپنے شیلین کا رتھ جمع کر کے
 یہ بیان کیا کہ اگر کسی طرح یہ عرب ہاتھ آجائے تو اسے خوب سزا دوں اور اتفاق کار یہ عیار بھی کہ نام اسکا طرار تیز رفتار ہو
 وہاں موجود تھا اس سے کہا کہ اگر حمزہ کو گرفتار کر لائے تو قسم پر زور و شاہ باختری کی مین اسکے برابر شرفیاب قبول کر
 تجھ کو دو لکاحہ شکرہ مکار وہاں سے چلا اور امیر کو اس پر کہ اب میں رہے جانا ہر انفرض بہت جلد پتہ لے کر داخل دربار شہنشاہ
 مرصع پوش ہوا پتہ لے کر وہ پتہ شہنشاہ مرصع پوش نے پوچھا کہ لایا حمزہ کو اس نے عرض کیا کہ حضور بان باقیال خداوند
 اسیر کر لایا اور پتہ لے کر بادشاہ کے رکھ دیا اگر پتہ لے کر اس کی کھولی امیر تو بیہوش تھے بادشاہ نے کہا کہ کیوں ای طرح
 یہ زمرہ ہر بار مردہ طرار نے کہا کہ حضور زندہ ہیں میں نے بیہوشی دے دی ہے اس وجہ سے یہ مرہوش ہو گیا ہر شہنشاہ نے
 کہا پھر اسے ہوش میں لا عیار نے عرض کیا کہ حضور یہ قید آہنی کو تو خیال میں لانا نہیں ان حلقہ کے گنبد کی کیا
 حقیقت ہے ایک اگلے سے زور میں تو ٹوٹ جائیگے تو پھر کون اسکا سامنا کر سکیگا بہتر یہ ہے کہ پہلے اسے قید شدہ
 آہنی میں گرفتار کروا لیجئے پھر ہوش میں لائے تو مضائقہ نہیں ہے یہ شہنشاہ نے کہا کہ بلاؤ آہنگروں کو اسی وقت آہنگروں
 حاضر ہوئے صاحبقران کو قفل و زنجیر میں گرفتار کیا بعد اسکے عیار نے قید خانہ میں بیہوشی دیا امیر کی آنکھ جھکی تو انچکھو اور
 میمون خصلت فخر سہاے باد یہ ضلالت میں گرفتار غل و زنجیر بایا اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ دی فقیر عیاری کر کے تجھے پکڑ
 لایا ہے مگر مجبور و ناچار کوین کیا لیکن ایک ایسی اکڑ اور مرد سے آئے کہ خانہ زنجیرین فغان ہوئی قریب تھا کہ زنجیر کی صدا
 سنکر اہل دربار دیوانے ہو جائیں بلکہ ہر شخص کو یہ گمان پیدا ہوا کہ صاحبقران نے قید خانہ ڈال کر قید کا ٹوٹنا وقت اور
 ساعت معینہ پر موقوف ہے ہر آنکھ بکارتے کہ سلام ہو میری جانب سے اس شخص پر جو خدا کو دھروا شہر یک ماننا
 اور اسکے نبی مرسل جناب رسالتا ب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق اور رسول آخر الزمان جانتا ہو
 پس یہ سلام کیا تھا کہ ایک تیرہ روز اور چار روز تھا کہ آگے دل دھڑکن پہنچا ہوا اور کل حاضرین بارگاہ نے منہ
 مار سر و دم کوفتہ کے بیچ دھاب کھا کر آواز دی کہ آباؤ اجداد پرست اگرچہ تو اس وقت گرفتار قید شدہ ہے مگر کلمہ و کلام وہی
 فساد انگیز اور غضب آمیز و غیظ خیز ہے اسے رستی بھائی گزرا ابھی باقی ہے یہ سکر امیر نے آواز دی اور تہ روز گاروا اور
 پنجہ کسکی رستی علی اور کسکا بل گیا اسے ایک مکار کو سیر سے لیے بھیجا تھا وہ مجھے ہم کو قریب گرفتار کر لایا اپنے پورے
 پر یہ مبالغہ ہے اسے اگر کسی باد کو بھیجا ہوتا اور وہ مجھے لڑکھڑکھ کر شان جرات دکھا کر گرفتار کر لانا تو البتہ مقام نفاذ تھا
 اس قسم کے کلمات نہایت اور اب تم سب اپنے گریبان میں منہ ڈالو کہ تم نے وہ حرکت کی کہ جو کوئی بہادر و دلیر کسی
 شجاع و دلاور کے ساتھ نہ کرتا اور اب بھی میں یہ کہتا ہوں کہ تم سب میں اب بھی کوئی اتنا ہر جو میرے ہاتھ سے جھکے گی

لگا لکھ کر پنا دے اگر کوئی شخص سر سے بیان الیسا ہو تو وہ کچھ شرمندہ کر گیا اسے میں قبول کرونگا جسے شہنشاہ نے
 کہا کہ ایہ حمزہ بھلا اتنی بھی کسی کی محبت الیہ کہ تجھے لڑ بھر کر قیدہ برا ہوا ایہ حمزہ حق تو یہ جو کہ جسے تجھے گرفتار کیا ہے میں
 اور اگر بغل بنگر کوئی شخص سرگرم ہو کر آج تک نہیں گرفتار کر سکا مگر ایہ حمزہ اب تمہارے لیے مناسب و بہتر ہی ہے کہ قلعہ
 کو مسجدہ کر دو درندہ مارے جاؤ گے جان بھاری مدت جاگلی یہ سن کر امیر کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اسے لاکھ لاکھ لعنت لقا پر
 اور کرور کرور لعنت اس کے پر ساروں پر اور مرد و دلدار پرست جو تجھے ہو سکے اور جو تیرے بنائے بن پڑے اس میں
 ایک شتمہ بھی قصور کو تا ہی نہ کرنا اسے مابزرگ ست اگر رضا میری آبرو ہوئی تو کوئی روک نہ سکے گا اور اگر قلعہ
 ہو تو تجھے خرس باد بے عنایت کی تو کیا ہستی ہے جو تجھے قتل کر سکے گا یہ سن کر شہنشاہ کو غصہ آگیا حکم دیا کہ اس وقت ہے
 زندہ انخانے میں مقید رکھو اور صبح کو اس کی گردن زدنی کی جائے حسب حکم امیر با تو قیر زندہ انخانے میں بھیجے گئے
 لیکن جسے خدا رکھے اسے کون چکے چکی طرف اس کی نظر رحمت ہوئے کون آزار پہنچا سکتا ہے اتفاقات سرور کا قضا کا
 جس وقت امیر داخل بارگاہ ہوئے تھے اس وقت شہنشاہ موضع پوٹ کی مٹی درختے سے امیر کو دیکھ رہی تھی دیکھتے
 ہی ایک جان بلکہ ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور تیر عشق جگر کے پار ہو گیا بیانی و بہتراری نوہ و دل افکاری میں دن نو
 ہون تو نوسر ہو گیا جب رات ہوئی تو لباس عیاری زیب بدن کر کے داروے بیہوشی لے کر در زندہ انخانہ پر آئی مہا
 کارخ و کھلے بیہوشی آڑا شرمع کی جب سب پاسان اور محافظان زندہ انخانہ ہوش ہو گئے تو دروازہ زندان کا کھولا
 و ندر آئی دیکھا کہ امیر باغ سر چھکا گئے ہوئے بیٹھے ہیں جیسے ہی بانوں کی چاب کان بن آئی اور رشتی انکھوں کے
 سامنے آئی سر زانو سے ٹکڑے اٹھا کر حواظ فرماتے ہیں تو دیکھا کہ ایک نازنین مہر مبین بصد ناز و انداز
 ہو کر شہ و ساز چلی آئی ہے امیر دیکھتے ہی والہ و فریفتہ ہو گئے مشعر جو نہیں اس سے نظر دوچار ہوتی۔ ایک کٹ چھی
 جگر کے پار ہوئی۔ لیکن نتیجہ ہر گز اس سے مستفسر ہوئے گئے جان جہان و ہوش رہاے عالم و عالمیان تو کون ہے اور
 یہاں کیوں آئی ہے حال اپنا بیان کر یہ سن کر اسے جواب دیا کہ میں کوئی ہوں آپ کو اس سے کیا مطلب ہے مگر ایک ہی پر
 طرح کینز اور تافع فرام ہوں جب امیر بہت مسر ہوئے تو اس نے کل کیفیت اپنی بیان کی اور کہا میں آپ کے چہرے
 کے لیے آئی ہوں لائیے قید آگلی کاٹ دوں یہ سن کر امیر نے کہا کہ کوئی ضرورت قید کاٹنے کی نہیں ہے قید کاٹو تو وقت پر
 سفر ہے جب وقت آئے گا آپ ہی ٹوٹ جائیگی یہ کہہ کر با علی و دے کہا جو ایک زور کرتے ہیں تو کل قید کو مثل تار عنکبوت
 توڑ ڈال ملکہ لپٹ گئی کہ شہر یار کہیں زخم تو نہیں آیا امیر نے فرمایا کہ ملکہ گھر آؤ نہیں ایسی قید بند تھیں اکثر بقدرت خدا ہیں
 توڑ ڈالی ہو کچھ و سب سے کامقام نہیں ہے تم کسی طرح کا سوزن نہ کرو الغرض ملکہ امیر کو لیکر داخل محل ہوئی اور یہ دست
 حکم کیا کہ کوئی شخص غیر خبردار نہ آنے پاس کے عرض رات بھر کی نو جاگی ہوئی تھی ہی جاتے کے ساتھ ہی سو رہی تھی
 پھر کو بیدار ہوئی امیر کو تو وہین چھوڑا آپ قصر سے باہر آئی تمام مصاحبوں کو طلب کیا اور بہت عمدہ عمدہ تزیین
 اور پوشاک اور بہت کچھ خلعت و انعام دے کر چکے چکے یہ سب اجرات بیان کیا اور کہا کہ میں نے تم سب سے
 یہ ماجرا اس لیے بیان کر دیا ہے کہ تم سب میرے رانگی امن تو میری آبرو تمہارے ہاتھ ہے خبردار اس راز کی خبر کسی کو
 نہ پہنچے پائے ان سب نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ کیا ارشاد فرماتی ہیں ہم سب آپ کے دوست اور رفیق ہیں آپ کا
 پسینا جس جگہ گرے وہاں ہم اپنا خون گرا دیں حضور ہماری جانب سے خاطر جمع رکھیں ہماری ذات سے یہ ممکن وقوع
 نہیں ہے اور ہمیں تو حضور کے اس خیال ہی سے مستباعد ہوتا ہے کہ حضور کو ہم کمزور دن سے ایسا خیال پیدا ہوا کہ اس
 سال پر چھوڑے اور اب وہاں کا حال ملاحظہ کیجیے کہ صبح ہوتے ہی ایک غوغا ہو گیا کہ کوئی حمزہ صاحب قرآن کو نظر آگیا

اور شہنشاہ مرصع پوش جو محل سے برآمد ہوا تو میدان خوبی تیار کر آیا اور اگر بیٹھا چوہدار کو حکم دیا کہ جا کر حمزہ کو قید کرے
 سے لے آچوہدار گیا تو وہاں سے غالی بھرا اور اگر عرض کیا کہ حضور وہ تو قید خانے سے غائب ہو جس سے یہ سنتے ہی
 شہنشاہ مرصع پوش بہت برہم ہوا اور حکم دیا کہ لاؤ تو طر از تیز رفتار کو صوبہ حاضر ہوا شہنشاہ مرصع پوش
 برہم ہو کر کہنے لگا کہ کیوں ولد الزنا نکھر آئے یہ کردار فاجعہ تجھے ایک ذات کی نگہداشت نہ ہو سکی اور حکم دیا کہ جلد اس فرد
 کو قتل کر دے حکم سسر طر از تیز رفتار عرض رکھا ہوا کہ حضور مجھے چند روز کی ہنالت دین اگر میں اسے نہ دھوؤں تو وہ
 تو مجھ پر حضور کو اختیار ہے شہنشاہ نے کہا کہ اگر تو بھاگ جائے اسے عرض کیا کہ امیر شاہ عالم پناہ میں بھاگ کر کدھر جاؤنگا
 گھر بار میرا سب یہاں موجود ہے میں کہاں جاسکتا ہوں بادشاہ کو یہ سنکر تامل ہوا افسران فوج اور سرداران لشکر اور اور
 مشیران ملک جو جو وہاں حاضر تھے ان سب نے بھی سعی کی کہ پیر و مرشد اسکے قتل سے کیا فائدہ ملیگا عرض ضمانت لیکر
 اسے چھوڑ دیا وہ دربار سے نکل کر شخص جس میں صاحب قرآن کی معروف ہوا اور شاگردوں کو بلا کر کہا کہ یا رب میری جان
 پر اپنی ہے اور تم سب کے سب میرے آزار ہے ہو بھائیو جلدی حمزہ صاحب قرآن کا تجس و گھس کرو ورنہ ہم سے نصرت
 ہیں یہ سنکر ہر ایک نے مانند شو شطرنج کے خانہ بخانہ پہنچا خروج کیا اور ہر ایک مثال و براق کتھے کے صرف تماشا ہو اگر کام اتار
 کر بازی ہاتھ سے لٹی ہوئی ہو رنگ سفید و غلاموں کی طرح بیکار جا جا کر اپنے ماحدار سے عرض کیے ہیں کہ حضور حمزہ کا
 تو کہیں پتا نہیں لگتا جب بادشاہ یہ سنتا ہے تو غصے سے رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور نہایت درجہ غیظ و غضب میں آکر کہتا
 ہے کہ ایسا بد قماش تو سب کو زیر تیغ کر دوں گا اور ادھر کا حال سنئے کہ ملکہ اور امیر رات دن عیش و عشرت میں مصروف ہیں
 ایک روز ملکہ نے ایک کنیز سے کہا کہ تو آج کیا ب مرغ کے تیار کر کے جلد لا حسب الحکم و کنیز گئی اور وہ کیا بھون کر لائی مگر وہ
 کیا ب کے رہ گئے اس کنیز کو ملکہ نے خوب مارا اور قید کیا اور طر از تیز رفتار نے تمام خیمہ کھان مارا اسطرح پتا امر کا نہ لگایا تھا
 نے طر از تیز رفتار کو بلا کر کہا کہ او طر از تیز رفتار تو اب تک حمزہ کو تلاش کر کے نہ لایا دیکھا اب میں تین روز کی قہمت اور تباہی
 ہوں اگر تو نے اس تین روز میں سزا لگا دیا تو تو خیر ورنہ جو تھے روز تجھے ضرور قتل کر دوں گا طر از یہ حکم سنکر وہاں سے آیا اور
 جھکا کر نظر میں بیٹھا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے جو حمزہ ہاتھ لگے اور جان بچے مگر معلوم نہیں کون ایسا زبردست ہے جو اس قید شدہ سے بھڑا
 لیکر اس واسطے کہ یہ کام کسی زبردست اور شہساز ہی نمونہ کا معلوم ہو جائے سوچتے سوچتے یہ خیال گذرا کہ ای طر از تو آج ملکہ
 پر وح پرور مرصع پوش کے بیان نو چکر دیکھ عجب نہیں ہے کہ وہی چرا لیکھی ہو اسلئے حمزہ بھی بہت خوبصورت ہے اور اس کی
 بکلی تھنی جوانی ہے اگر اسے دیکھ پایا ہوگا تو ضرور حمزہ کو لیکھی ہوگی یہ خیال کر کے شب کو ملکہ کے باغ کی طرف روانہ ہوا اور برائے
 دیوار باغ ملکہ کے پہنچ کر کہنے بھینک کر باغ کے اندر گیا اسوقت پہونچا کہ ملکہ نہایت ناز و انداز سے امر کے گلے
 میں ہاتھ ڈالے ہوئے بیٹھی ہے ناز گنا ہو رہا ہے صحبت عیش برپا ہے بس یہ کرشمہ دیکھ کر آگ بولہ ہو گیا اور گندہ کے
 ذریعہ سے باغ کے باہر آکر شہنشاہ مرصع پوش کے دربار میں آیا مگر اسوقت پہونچا کہ دربار بر خاست ہو چکا تھا
 اور شہنشاہ محل میں جا چکا تھا طر از تیز رفتار نے خبر کرائی کہ حضور اس خادم نے اس خدا پرست کا پتا لگایا ہے
 ایک تھوڑی دیر کے لیے حضور باہر تشریف لائیں یہ خبر سنکر شہنشاہ مرصع پوش باہر آیا طر از نے سلام کیا اور عرض
 کیا کہ خداوند خادم امیر حمزہ صاحب قرآن کو دیکھ تو آیا ہے مگر عرض حقیقت حال میں خوف شاہی اور آداب بادشاہی
 مانع ہے شہنشاہ نے کہا اے کچھ کہ تو کسی طر از تیز رفتار نے عرض کیا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں شہنشاہ
 مرصع پوش نے کہا کہ تیری جان بچاؤ بخشی جلد بیان کر طر از تیز رفتار نے عرض کیا کہ حضور تجھے میں التماس کرنا مناسب
 ہوگا اسی وقت تجھ پر ہو گیا طر از نے عرض کیا کہ خداوند یہ خادم حمزہ کو شاہزادی کے باغ میں

دیکھ آیا کہ دونوں کے دونوں بیٹھے ہوئے شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہے ہیں اور شاہزادی حمزہ کے گلے میں ہاتھ لگا کر دیکھ رہی ہوئی ہے نواح گانا ہو رہا ہے اگر حضور کو یقین نہ ہو تو خادم چکر حضور کو دکھلا دے یہ حال سنکر شہنشاہ مرصع پر
 آگ ہو گیا اور کئے لگا طرار تو بیچ کتا ہی طرار نے عرض کیا کہ خداوند اگر اس میں ایک سرسوفرق ہو تو خادم کو اسی وقت
 قتل کیجے گا پس یہ سنکر شہنشاہ اسی وقت طرار کے ساتھ روانہ ہوا اور دیوار باغ کے برابر آکر گنہ بھینک کر داخل
 باغ ہوا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران ملک کے ساتھ مصروف ہوس و کتاہ میں محبت رقص و سرود برپا ہے پس یہ کیفیت
 دیکھ کر شہنشاہ مرصع پوش مثل شعلہ آتش کے برابر فروختہ ہوا اور کہا کہ باس ای حمزہ صاحبقران کو گذارم ترا کہ از
 دست من بدر روی غشب کیا کہ سرے ناموس میں تو غفل انداز ہو اگر گذارم کہ از دست من زندہ سلامت روی اور
 تلوار کھینچا دوڑا ملک نے جواب کے نعرہ کی آواز سنی حالت تباہ ہو گئی تمام جلسہ پریشان ہو گیا کوئی کسی طرف بھاگا
 کوئی کہیں چھا گیا کسی کا پیشاب خطا ہو گیا کوئی کانپنے لگا مگر صاحبقران جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے اور شہنشاہ
 نے قریب بیوی نکال کر تلوار باری صاحبقران نے ملک کو تہنچے کیا اور دونوں کھنوں کو ٹیک کر بسم اللہ کیلئے اٹھ کھڑے
 ہوئے اور ایک چھکی جو دیتے ہیں تو تلوار اسی پٹ پڑی اور صاحبقران نے قبضے پر اس کے ہاتھ ڈال دیا اور
 تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا اور کہا کہ ادرود دین حقہ اسلام کو اختیار کرورنہ اس روئے
 ملک کو گاہ کہ سر ترا پاسن پاسن ہو جائیگا اور ابھی تو اصل جہنم ہو گا اسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران میں نے ادیان باطلہ
 پر لعنت کی آپ کلہ تعلیم مجھے میں مسلمان ہوتا ہوں امیر نے اسے زمین پر رکھ دیا وہ امیر کے قدموں پر گر پڑا پس
 صاحبقران نے اسے تکر تعلیم کیا وہ کلہ پڑھ کر بظاہر مسلمان ہوا بعد اس کے اسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران ملک
 کو تو میں نے آپ کی کنیزی میں دیا اب آپ بارگاہ میں تشریف لیجیے کہ اور لوگ بھی شرف اسلام سے مشرف ہوں اور
 میں حضور کی دعوت کروں امیر باتو کرنے فرمایا کہ اچھا میں صبح کلاؤنگا یہ سنکر شہنشاہ تو چلا گیا ملک نے امیر سے کہا
 ای شہر یار کھجے میں آپ کو مطلع کئے دیتی ہوں مجھے بھی الزام نہ دیجیے گا ای شہر یار باپ میرا بڑا مکار اور انتہا کا
 فحشی ہوا اب ہرگز اس کے قریب اور کمر میں نہ آئے گا مجھے تو اس کے اسلام لانے کا بالکل یقین نہیں ہے میری دانست میں تو
 آپ کے خوف سے حفاظت جان کے لیے بظاہر ایمان لے آیا ہو اور دل میں اس کے وہی مکر اور ادیان باطلہ کی پیروی
 راسخ مضبوط ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملک کچھ مقام خفیہ نزدیک نہیں ہو خدائے مابزرگ است حق تعالیٰ میرا
 حافظ و معین ہو اگر یوں بھی ہو تو وہ مسخو امیر کیا بنا سکتا ہو اور میر کیا کر سکتا ہو جو امر پروردگار عالم میرے حق میں
 بہتر نہ مناسب جانے گا وہ کریگا مجھے اس کے مکر و زور سے کچھ اندیشہ نہیں ہے القصد یہاں تو یونین گزری اور انھیں باتوں
 میں انگلی حبیب ہوئی تو صاحبقران عالیشان بارگاہ شہنشاہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں شہنشاہ امیر
 کا انتظار کر رہا تھا بارگاہ کو آراستہ کیا ہے سب انتظام کر رہا ہے کہ اس انشا میں صاحبقران بھی پہونچے سب کے
 سب تعلیم کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے شہنشاہ نے دست بدمع من کیا کہ حضور تخت شہنشاہی کو طوبہ افروز
 فرمائیں کہ آپ ہی لائق تخت و تاج ہیں یہ سنکر امیر نے ارشاد کیا کہ ای شہنشاہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تمھارا
 تخت و تاج تمکو مبارک رہے میں تمھارے تخت و تاج سے کچھ غرض نہیں ہے مگر شہنشاہ کو تخت پر بٹھایا اور خود
 پر بیٹھے محبت عیش برپا ہوئی شراب و کباب پٹنے لگے اس کیفیت نے ان سب چیزوں کو پہلے سے آغشتہ ہماروے
 بیہوشی کر رکھا تھا امیر اس کے کھاتے اور پیٹے ہی بیہوش ہو گئے چار سوزرہ پوش چھپے ہوئے بیٹھے تھے وہ صاحبقران کے
 بیہوش ہوتے ہی نکل آئے اور امیر کو غل و زنجیر میں مقید کر لیا اور جلاؤ کو بلا کر لیا کہ امیر کو نہ تیغ کرے کہ قضاے کما

اتفاقات روزگار نظر کردہ علی عمران صاحب بغداد گران مہتر قرآن مجید امیر کو دھونڈتا ہوا ایک کتہ ہاں پہنچ گیا تھا کہ امیر کو تہ تیغ بھیجا ہوا اور ارادہ قتل کا کیا ہوا یہ سننے ہی مہتر قرآن مجید بے چین ہو کر دوڑا اور بارگاہ پر پہنچا اور جو دربان دروازے پر تھے پھر انکو بارگاہ کے اندر آنا اور قریب سو آدمیوں کے جو اس کے سامنے آگئے انکو قتل کر کے شہنشاہ کے سامنے آکر بٹکارا کہ اونا معقول خبردار اگر ایک روز گنا بھی امیر با توفیق کا سیلا ہوا تو یہ بادی رکھنا کہ کوئی مارا جائیگا یہ کہنے جست کر کے بازگاہ سے نکلا اور صورت اپنی تبدیل کر کے غائب ہو گیا شہنشاہ نے قرآن کے تعاقب میں کچھ لوگ روانہ کیے مگر سب ڈھونڈ کر تھک گئے اور اگر شہنشاہ سے عرض کیا کہ امیر شہنشاہ تو مثل باد صحر کے نکل گیا ہر جہاں اسکا نقشہ کھینچا گیا مگر کین پتا نہ لگا ہم مارتے کئے اور پکڑتے کئے یہ سن کر شہنشاہ کا پٹنے لگا اور طرار سے کہا کہ دیکھا تو نے عیار ایسے ہونے میں اُسے کہنا کہ شہنشاہ یہ عیار کاہت کو ہر بلا سے بیدار آفت جہاں ہو مگر حضور کے اقبال سے میں ضرور ٹیکر لادوں گا اگر شہنشاہ کا خون کسی طرح کم نہیں ہونا اور بارے دہشت کے کاٹنے جاتا ہو اور کہا کہ جب تک یہ بلا گرفتار نہ ہوئے حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہیں ہے اسنے زندان میں لے جاؤ اور قید بہ شدت کر دو اور تو صاحب قرآن کہتے کیا اور ادھر تک کو نظر بند کیا مگر قرآن مجید نے دو تین روز تامل کر کے جب خبر امیری حمزہ کی سن لی تو قصد کیا کہ جا کر امیر کو رہا کرے یہ قصد کر کے جانب زندان خانہ روانہ ہوا زندان خانہ پر پہنچے وہ با سبانی اور حفاظت دیکھی کہ عیا ذاب شد جو شخص غیر اُدھر سے نکلیا تھا اسے رفع شک کے لئے نہلاتے تھے اور اگر کوئی عیار اُن عیاروں میں سے جو زندان خانے پر زمین تھے کسی ضرورت کے لیے اُدھر اُدھر نکلیا تھا تو اسکا بھی خوب امتحان کر لیتے تھے جب اپنے جبر کے میں شریک کرتے تھے اور طرار نیز رفتار بھی ہر وقت دین چھا رہتا تھا اور اندرون زندان خانہ چار عیار با شمشیر برہنہ امیر کے سر پر کھڑے رہتے تھے قرآن نے جب یہ نقشہ اپنے دل میں لکھا کہ یہاں کچھ نہ ہو سکیگا اور ایک مرتبہ خواہنے والے کی صورت بن کر آیا بھی تو پہچان لیا گیا تلوار چلی چند عیاروں کو قتل کر کے نکل گیا اور اپنے دل میں کہا کہ امیر قرآن لشکر اسلام میں چل کر فرما دیکھ تو کیا ہوتا ہے بات اسے دل میں ٹھہرا کر روانہ ہوا قضاے کار اتفاقات روزگار اسفند یار گیلانی اور فرخ بخت قلعہ شکار کھیلنے کو آئے ہوئے تھے کہ مہتر قرآن سے ملاقات ہوئی مہتر قرآن نے حال صاحب قرآن کا سن و عن بیان کیا یہ حال اقبال لشکر دونوں شاہزادے کمال دل ملول ہوئے اور دکان سے بھر کر لشکر اسلام میں آئے تمام حال صاحب قرآن کا من و عن بادشاہ سے گزارا کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم عالی شرف اصدار پاسے تو ہم جا کر پرہیزگار کو قہر امانت بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اچھا جاؤ کیا مضائقہ ہے حق سبحانہ تعالیٰ تمھارا حافظ و نگہبان ہے الفیہ بھر یہ دونوں لشکر فرخ بیکران ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور سامنے شہر صحر حصار کے پہنچ گئے اپنے پر پا کے جب خبر شہنشاہ کو پہنچی کہ فرزند ان صاحب قرآن عالی شان بارادہ پیکار و رہائی امیر بادشاہ شہر صحر حصار کے سامنے آئے ہیں اور چھے اپنے پر پا کے ہیں تو اسنے بھی لشکر اپنا باہر نکالا اور فارقہ زری بجا دیا یہ خبر سن کر شاد ہزاروں کے لشکرین بھی فارقہ زری گرا کر ابارات بھرتیاری جنگ رہی آواز سیدار پاش ہشیار بلند رہی علی الصباح دونوں لشکر میدان نبرد میں معرکہ آسا ہوئے صفوف و ہمال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے چلے گئے شہنشاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا شاہزادہ اسفند یار گیلانی مقابل ہوا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی پہلے ہی وار میں اسفند یار نے نیزہ اسکا ہوائی کیا شہنشاہ نے تلوار ماری اسفند یار نے سپر کو چہرے کی بنیاد کیا مگر نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی حیل تلوار نزدیک پہنچی سپر کو اشارہ کیا کہ علی بند سپر کا

پشت پر جا بھولا بچہ ملی گودرا کر کے جھکی دی کہ تم وار پٹ پڑی بس اسفند یار نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی اور کمر نچر میں ہاتھ ڈال کر قاش زمین سے اٹھا لیا اور سر پر خرچ دے کر زمین پر سے اٹھا اور جھٹ چھاتی پر خرچہ بٹھیا لگا کہ جسدِ قلے بے بقا پر لعنت کر اور ملت بھڑاے اسلامیہ کو اختیار کرو ورنہ انجی و آل جنم کرو ونگا شہنشاہ نے عرض کیا کہ یہ شہر یار میں نے بصدق دل لقا پر لعنت کی آپ کلہر طیبہ ارشاد فرمایا میں بصدق مسلمان ہوتا ہوں اور تصدیق گیر ہوں کہ دین آپکا دین حق ہے اور لقا کا ذب و مکار ہے ہرگز لائق خدائی اور پرستش کے نہیں ہے یہی شکر شاہزادہ اسکی چھالی سے اترادہ قدموں پر گر پڑا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا اور کلہر طیبہ تعلیم کیا شہنشاہ کلہر ہر حکم از سر صدق مسلمان ہوا اور دونوں شاہزادگان عالی وقار گلہاے سرسبز بوستان امیر باوقار کو شہر میں لایا امیر حضرت صاحبقران کو قید سے نجات دی عفو و تغیر کرائی تمام کر دیا لاکر بارگاہ میں بٹھایا دونوں شاہزادوں نے قدم بہ منت لڑم امیر کشور گیر کو بوسہ دیا امیر نے شاہزادوں کو گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا شہنشاہ نے امیر باوقار اور دونوں شاہزادوں کی بڑے ترک و اشتیاق سے دعوت کی تمام شہر کو اسلام آباد کیا تمام فوج و لشکر مسلمان ہوا انھوں نے شہزادوں کے مسجدوں کی بنیاد لی سکہ بنام سعد بن قباد کے جاری ہوا آواز اذان چار طرف سے بلند ہوئی بعد اسکے شہنشاہ نے ملک کو امیر باوقار کے ساتھ منسوب کیا صحبت عیش برپا ہوئی بعد تین روز کے امیر کشور گیر شہنشاہ کے ساتھ لیکر لشکر اسلام میں رونق افروز ہوئے بادشاہ اسلام کی ملاقات ہوئی کل حال اپنا بیان کیا بعد اسکے شہنشاہ کو بادشاہ اسلام سے قدم بوس کر دیا بادشاہ اسلام نے شہنشاہ کو خلعت سے سرفراز و ممتاز کیا بعد چند روز کے امیر باوقار ہفت منظر سلیمانی کی جانب روانہ ہوئے اب امیر کو تو اٹھانے راہ میں چھوڑ دیے

ادو کلمے داستان صداقت بیان کنند چورین سعداں کے ملا خطہ کیجئے

کہ جب ارشاد امیر حضرت صاحبقران لندہ چورین سعداں نے قلعہ فرنگو شہ پر حرقہ کیا اور عوجان دریا باری سے کھلا بھیجا کہ امیر عوجان دریا باری تجھ کو جاسے کہ اپنے باطل مذہب کو ترک کر اور ملت حق اسلام کو اختیار کر در نہ ترک معقول دی جائیگی یہ سنکر عوجان نے اس کے جواب میں کھلا بھیجا کہ ای ہندی تو سمجھا کیا ہے زبیر آفتاب تیرا ایرج نوجوان جو بیان موجود نہیں میں تو تو ہمیر دباؤ داتا ہو ہم کوئی بات تیری نہ مانگتے جو تجھے ہو سکے وہ گراؤ درنا بھی قصور نہ کر ہم بھی کسی طرح تجھے کم نہیں ہیں مگر بہتر یہ ہو کہ اب تو یہاں سے چلا جا جس وقت ایرج نوجوان یہاں آجائے اس وقت سبھو لینا جب یہ پیغام لندہ چور کو پہونچا تو لندہ چور نے پھر کھلا بھیجا کہ ہم تیرے ان عذرات بار کو نہیں سنتے بہتر یہ ہو کہ تو قلعہ کو خالی کر دے ورنہ بہت پچھتاؤ گا جب یہ پیغام عوجان نے سنا تو کھلا بھیجا کہ ای لندہ چور اگر تیرے یہ ارادے ہیں تو ہم بھی آمادہ مرگ اور مہیا سے قضا ہیں یہ نہیں کہ میرا آقا تو مجھ کو قلعہ سپرد کر جائے اور میں تجھ کو دے دوں جب یہ پیغام عوجان کا لندہ چور نے سنا تو نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجا دیا جائے کل نیم قلعہ کو لے لینگے فوراً لشکر لندہ چور میں طبل جنگ نوازش میں آیا لہر کاروں نے یہ خبر لشکر عوجان میں پہونچائی ادھر بھی نقارہ زنی پرچوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی آواز بیدار باش ہو شایا باش کی بلند رہی جب صبح طالع ہوئی عوجان قلعہ دروازے پر بیٹھا اور ادھر سے لندہ چور بھی فوج خطر موح لے ہوئے سامنے آیا قلعہ سے آگ آگ لڑنے لگا تمام ہندی تو کوئے کی ذمہ سے ہنگہ کھڑے ہوئے مگر لندہ چور گزیر لگا سنگ آسمان رنگ ہاتھ میں لیکر یکے و تنہا قلعہ کی طرف چلا لندہ چور کا آگے بڑھنا کہ اس طرف سے گولہ برسے لگا مگر لندہ چور بے کھٹک یا علی یا علی کرتے ہوئے گولوں کو رو کرتے ہوئے لب خندق پہونچ ہی گئے جب فلیتہ بازو کے داغ چکے

تو ہاتھ کو رکھ لیا دھوان برطرت ہوا روشنی ہوئی دیکھا کہ لندھو لبخند قحطرا ہوا سیہ دیکھتے ہی قلعہ پر سے تانہ تولا
پڑنے لگا مگر لندھو حوران سب بلاؤں کو رد کرتا ہوا خندق کے پار پہنچ گیا گزر سے دروازہ شہر کا توڑ ڈالا اور داخل
شہر ہوا دروازے کے ٹوٹے ہی فوج لندھو بھی پہنچ گئی اور لندھو کے پیچھے چلی غوجان دریا باری سے اور لندھو
سے لڑائی ہوئی آخر کار غوجان دریا باری لندھو کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا لندھو نے حکم دیا کہ تین پہنچ گئے
ہو جانے آجائے بے سنا گوئے مار دو جب تین پہنچ گئے تو بھرتل ہو چکا تو ڈہائی امر حمزہ صاحب قرآن کی بلند ہوئی
اور شور الا ان الا ان کا آسمان تک جانے لگا لندھو نے سب کو امان دی اور اشیوں پر نیراد کو مالک شہر کر کے
روا کی خدمت حمزہ صاحب قرآن کا تمیہ کیا دیو چہر عیار طرار نے جو یہ رنگ گنگا دیکھا تو اپنے قہر میں یہ خیال کیا
کہ ایرج کو بھی اس واقعہ سے اطلاع کہ نا پر ضرور ہو گا یہ خیال کیا کہ نہیں پہلا اس ہندی کو گرفتار کر لینا چاہیے
بعد اسکے ایرج کو خبر کرنا چاہیے اس واسطے کہ اگر ایرج یہ خبر سنا لیا تو پھر اس ہندی سے معرکہ درپیش ہو جائیگا یہ خیال
اپنے دل میں مضبوط کر کے لندھو کے خیمے کی جانب روانہ ہوا اور تھکان کا حال سننے کہ لندھو آکر اپنے خیمے میں
بیٹھا اور سامان کو چکاتیا کر رہا ہو کہ کل حمزہ صاحب قرآن کی خدمت میں روانہ ہوئے الغرض جب شب ہوئی
تو لندھو اپنے خیمہ خاص میں جا کر سو رہا اور یہ حرامزادہ دیو چہر صورت اپنی تبدیل کر کے بانے عیاری کے ہمراہ لیکر
خیمہ خواگاہ لندھو حور برآیا چار طرف خیمے کے گردش کی کسی طرف سے راستہ جانے کا نہ پایا دیکھتا بھالتا ہوا پشت خیمہ پر آیا
وہاں پہنچ کر دیکھا کہ کچھ فراش بٹھے ہوئے آپس میں بکسپی کھیل رہے ہیں اور چار تین بکس قیس کا غل ہو رہا ہے بالکل
غافل بیٹھے ہوئے ہیں خوش فعلیان کر رہے ہیں بس دیو چہر بھی بھٹ فراش کی صورت بگڑا نہیں مل بیٹھا ہوا
کارخ دیکھ کر خوب سے بیہوشی اڑا دی بوسے تازہ اور عجیب جو ان سب کے دماغ میں پہنچی خوب ناک بھلا
بھلا کے سو گئی ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی دیکھنا کیا بوسے عجیب آرہی ہے جسے سو گئی اُسے کہا کہ بھائی ہاں کچھ
عجب طرح کی بو آرہی ہے معلوم نہیں کس طرف سے آئی ہے غرض خوب طرح سب نے سو گئی اور بانیں کرتے کرتے سب کے
بے حواس ہو گئے لگی آپس میں گمراہ ہونے ایک کہتا تھا کہ چارچت پڑی بھین بھینے پلنگ چار کو دکھا کر اٹھایا ہے اور تم کہتے ہو
پچیس بڑے بٹھے کوئی ایسی چینی کرتا ہے وہ بھائی ہارے جو بہت سامو تو اب بے ایمانی پر کمر باندھ رہی ہے اس سے ہو گا
کچھ ہم ایسے کمزور نہیں ہیں کہ تم جیسے داؤن لے لو گے اور دوسرے نے کہا کہ ہم تو اپنے بکس لٹکے دیکھیں تو کیوں نہیں
دیتے تم ہمیشہ بونہیں کوڑیاں سمیٹ لیجا کرتے ہو اور ہم کھاکے رہ جاتے ہیں مگر ابھی ہم نہیں چھوڑ سکے اپنا داؤن لے لیتے
دیکھیں تو کم کوئی نہیں دیتے ہم تو رستم سے لے لئے والے ہیں بیان تک کہ استنہین چڑھ گئیں اور شتم گستا ہونے لگی اور
لڑتے لڑتے بیہوش ہو کر سب گرے یہ رنگ دیکھ کر بہتر جی آئے کہ یہ لوگ عجب طرح کے باجی ہیں اور انتہا کے ہونے
ہیں کہ جو اگر کھلتے ہیں اور دھینکا مستی کرتے ہیں اسے جلد انگوٹھ کر دیا لکڑا آئے ہی تھے کہ بیہوش ہو کر وہ بھی غارت
گرے اور جو فراش کہ بہتر جی کو اٹھانے آئے تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہو کر گرے کوئی ذہیوش باقی نہ رہا بس اس
حرامزادے نے جھٹ خیمہ لگا لکڑ سبھوں کو ذبح کیا اور فئات خیمہ کو چاک کر کے اندر خیمے کے جا کر جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ مکیر و سامی کا
استادہ ہر چاندی کا پلنگ بچا ہوا ہر اوچر برق شمال پڑا ہوا ہے گرنا گر دیا لک کے کافوری شمعیں جل رہی ہیں شیشہ ہارے
عطر کے مٹھ کھلے ہوئے ہیں دو خاص بردار سونے کی خامیاں ہاتھوں میں لیے ہوئے کپڑے نہایت نفیس زرین کمر
پرے پر کھڑے ہوئے ہیں دو خدنگا چھی پر بیٹھے ہوئے ہیں بس اس حرامزادے نے ننگ میں پھولے بیہوشی کے جو بھونکے
تو وہ شمع کی لو پر گرے اور جلے دھوان اٹھا جو فاصد اروان اور خدنگا روں کے دماغ میں گیا سب بیہوش ہو کر گرے آ

جو اس جہاز نے سب کو بیوش پایا تو لنگ کے قریب آباد و شمالہ کانٹے سے اٹھا کر بیوشی منجیل پر رکھنے کفر عیاری ناک کے
 بربر ابر لگا دیا جب لندھوور نے اوپر کا دم لیا تو بیوشی راغ من جڑ لگی لندھوور کو چینگ آئی آنکھ کھل گئی دیو چہر نو لنگ کے
 نیچے ہو گیا لندھوور اور حرد کھل کر پھر نیچے پر سر رکھ کے سو رہا اور بیوش ہو گیا دیو چہر نے فوراً حلقہ سے کندھا لگا کر دو حلقوں سے
 دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے گردن و کمر ساتویں حلقے سے گول لالٹھی کر کے پٹارہ باندھ کر
 صحت و سلامت نیچے سے نکل آیا اور جانب ہفت منظر روانہ ہوا جلد جلد مرچل اور قطع منازل کرتا ہوا کوئی ایک منزل بھی
 آیا ہوگا کہ ایک جانب سے تھق گرد کا بلند ہوا اب یہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ گر کیسی اٹھی پڑی خبر باخند دیکھیے کیا ہوتا ہے کیا کچھ
 دامن گرد شق ہوا اور سو علم نشان لاکھ سواروں کے دکھائی دیے اور پیچھے پیچھے اُن تمام زرخشان کے لاکھ سواران جہاز بلند
 بلکہ نظر آئے اور پیچھے اُن سواروں کے ایک جوان شیر اندام کرگدن پر سوار اور اس کے برابر اسی کلم ہم پلہ ایک دوسرے جوان جلا آتا ہے
 دیو چہر نے پچا تا کہ بظہر ماسپ ہر سانے جا کر دنا دینے لگا اور کہا کہ اے ہیلوان دوران رستم زمان زبردہ آفتاب برستان
 ایمرج فوجان تمہاری جہانی بن روز و شب دیا کرتا ہے اور انتہا کارنچ و عدد ہر کسی وقت آنسو نین نصبت
 ہر وقت تمہاری ہے، درستی ہر کسی وقت تمہارا دھیان بنین بھوتا طر ماسپ نے کہا کہ مان سج ہر اکی شناہات و مراحم
 میرے حال پر ایسے ہی ہیں اور اس سے زیادہ بند دل رہتے ہیں مگر یہ تو بتلا کہ غری بیشت پر یہ کسکا پٹارہ لگا ہوا ہے دیو چہر
 نے کہا کہ اے طر ماسپ یہ پٹارہ لندھوور کا ہے بن اس کے نیچے سے اسے گرفتار کر لایا ہوں اس ہندی نے قیامت ہی
 کر دی تمام شہر فرنگویشہ کو تاراج و برباد کر دیا اور ابتدا سے محاصرہ قلعہ سے اٹھانک کل حال من عین بیان کیا طر ماسپ
 نے بھی کل حال اپنا بیان کیا اور حکم دیا کہ خیمہ ہمداسین برپا ہوا در ہندی کو غل زنجیر میں گرفتار کر دو فوراً حسب احکم طر ماسپ
 خیمے ڈیرے سے سراپے برپا ہوئے کل لشکر آراہر ایک انہرا اپنے اپنے خیمے میں آئے لندھوور کو آنگرک من نے آکر قید میں بن
 مقید کیا طر ماسپ اپنے خیمے میں داخل ہوا بعد ٹھوڑی دیر کے جو لندھوور کو بیوش آتا ہے تو اپنے کو مقید بہ قید شدید پلایا بلکہ
 زندان سے گھبرا کر کہنے لگا کہ اسے میں تو اپنے خیمہ خاص میں پڑا ہوا سو رہا تھا یہ میرا کیا حال ہو کون مجھے پکڑ لایا اور
 یہاں قید کیا ہو کلان زندان نے بیان کیا کہ اے لندھوور یہ لشکر طر ماسپ جو دیو چہر عیار طر ماسپ کو تھما ہے خیمے سے
 بیوش کر کے گرفتار کر لایا ہے اور طر ماسپ کے حوالے کر دیا ہے طر ماسپ نے تعین قید کیا ہے لندھوور پر سکر چپ ہو رہا مگر
 عجب طرح کا عالم سکوت تھا اپنے دل میں کہتا تھا کہ خداوند این کس بلا میں مبتلا ہو گیا اور یہ کیسی آفت مجھ پر آگئی خدا یا میں کیونکر
 اس بلا سے بچاؤں گا لندھوور اپنے دل میں بھی یہ باتیں کرتا رہا تھا کہ طر ماسپ نے لندھوور کو اپنے سامنے طلب
 کیا دروغہ زندان زنجیر کڑے سے ہوئے لندھوور کو طر ماسپ کے سامنے لایا جب لندھوور کی نظر طر ماسپ پر پڑی تو بطریق
 اہل اسلام سلام کی طر ماسپ نے برہم ہو کر کہا کہ کیوں اور ہندی اب اس حالت قید میں تو اپنے کو کیونکر پاتا ہے لندھوور نے جواب
 دیا کہ میں اپنے کو اس طرح پاتا ہوں کہ جس طرح خبر زبان ردباہ جلد گر کے جبہ و غریب میں آکر گرفتار ہوا ہوتا ہے جھکا ایک عیار
 مکار جا کر میرے خیمے سے عالم خواب میں گرفتار کر لایا اور تو اس طرح کے کلمہ و کلام کرنا ہی ایسا بزدلانہ شان جہازان
 و بیادہ ان سے بہت بعید ہے اور جو عالی ہمت لوگ ہیں وہ ایسے حرکات ناشائستہ و بیوہ کو ناخری اور نردلی پر محول
 کرتے ہیں مگر شاید تو اسی کو حرارت و بہادری سمجھے ہوئے ہے اور اس بزدلی سے کسی نہاد کے گرفتار کرنے کو مقام فخر مہیات
 جانتا ہے اے طر ماسپ تیرے ہوش دو اس کہہ رہی ہیں ایک فلا سفلہ بات کہ اے عادی اگر تو دیکھی ہو تو گرفتار کر کے تو ایسی آٹھ سے
 تاسزا بھر جھکو سزاوار نہ تھی اے عادی اب تو ایسی حالت میں یہ گفتگو سخت ناسزا ہے طر ماسپ نے کہا کہ اے لندھوور میں نے جھکو
 نہیں گرفتار کروایا یہ عیار طر ماسپ دیو چہر پٹارہ باندھے ہوئے ایمرج فوجان کے پاس لیے جاتا ہے کہ میں اس سے بھگوانے

اور اب اسی طرح مقید بنید شد تہنگو ایرج کے پاس لیجا دیکھا کہ اگر لندھو کو زنگان خانہ میں بھجور یا اور آب دہانے کو چ کر کے شہر فرنگو شہ کو روانہ ہوادوسرے دن شہر فرنگو شہ پر پہونچا مگر جسوقت کہ فریاد خان یکضری اور رقتا لندھو لندھو کے غائب ہونے سے مطلع ہوئے تو نہایت متروک ہوئے اور اتنا کا قلعہ ہوا لیکن دارا اب گلیبرگی نے دیو چہر کا پتلا پہچان لیا اور سب سے کہا کہ یہ کام کسی کا نہیں ہے دیو چہر عیار لندھو کو چہر الیک ہی پہچان ہو ہی رہی تھیں کہ کچا یک گرد شکر نودار ہوئی اور طر ماسپ مع فوج و سپاہ آ پہونچا اور لشکر اپنا مقابل لشکر لندھو کے آگے اور آٹھے ہی حکم دیا کہ قبل جنگ بجا دیا جائے اس وقت لشکر طر ماسپ میں فوج کا زنی نوادش میں آیا حسب یہ خبر برکارون نے فریاد خان کو پہونچائی تو اُس نے بھی اپنے لشکر میں طبل حربی بجوادیا سات بجہر دونوں لشکروں میں طبل بازی رہی اور آواز میدارباش موشیارباش بلند رہی صبح کو دونوں لشکر میدان کا زرار میں صف آرا ہوئے جسوقت کہ صفوں جہال و قتال آراستہ ہو چکے اور نقیب نقابت کر کے جنگ لگے تو طر ماسپ میدان میں آیا بیمار طبعی کی فریاد خان کی طرف طر ماسپ کے مقابلے کو نکلا بعد از گفتگو سے بیا طر ماسپ نے فریاد خان پر نیزہ مارا فریاد خان نے نیزہ فرسے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے کا مل دو گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی شاہین بنانین نیزوں کی تاک رہ ہو لیکن سچڑ چھڑ پڑنے لگی لندھو ظلال فریاد خان کے پر پچھے پر پچھے آگے آگے برچھے ہاتھوں کے ٹپک دیے طر ماسپ نے فریاد خان کے سا طور مارا ہر چند کہ فریاد خان نے سپرے وار سکا رو کا گرسا طور طر ماسپ کا سپرے کو کاٹ کر تار و تار کیا فریاد خان نے دستانہ مارا سا طور تو جھنکار کھل گیا اور سر سے چادر خون کی جاری ہوئی فریاد خان نے بڑی ہی پھرتی سے زخم سر کو نہ حکم طر ماسپ پر تلوار ماری طر ماسپ نے وار فریاد کا سپرے پر رد کا کہ سپرے دو ٹکڑے ہو گئی طر ماسپ نے سراپنا پیچھے اٹھالیا تلوار گیند سے کی گردن پر پڑی گردن اسکی قلم ہو گئی طر ماسپ گیند سے پستے کو دڑایا رنگ دیکھتے ہی ہمار بیان طر ماسپ دوڑ پڑے اسطرح سے ہندی بھی ریل کر کے دوڑ پڑے جنگ مغد بہ دفع ہو گئی خوب گھسان کی لڑائی ہوئی آخر کار نقیب شام لشکر فریاد کا بھاگا طر ماسپ نے طبل شادمانی بجوایا اپنے بچے میں گیا صحبت عیش بہا ہوئی افسران فوج نے نذرین خوشی کی دین جام شراب گزنگ گزاش میں آیا ناچ کا نام شروع ہوا نقیب بھر صحبت عیش و عشرت بر بار ہی علی العباس طر ماسپ نے قلعہ فرنگو شہ ہا قصہ کیا جب یہ خبر جنت اراشیون پریرا کو پہونچی کہ لندھو طر ماسپ کے پاس قید ہوا اور فریاد خان نے فوج طر ماسپ سے شکست کی کہ فریاد اختیار کیا اور طر ماسپ اب قلعہ فرنگو شہ پر آنا ہی تو نہایت متفکر اور متروک ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے رقتا اراشیون نے یہ را سے دی کہ آپ بیکار ترود کرتے ہیں طر ماسپ سے قید بند ہو کر لڑیے قلعہ کا لے لینا کوئی مل لگی بازی نہیں ہے یہ لشکر اراشیون نے جواب دیا کہ ان یہ سب آپ ہی لیکیں میں اگر حصاری ہو کر لڑتا ہوں تو مجھے بیان کی رعایا پر اعتماد نہیں اور انکے اسلام برہنہ فوج نہیں ہے یہ تمام شہر آفتاب برستون کا ۱۵ اور سے طر ماسپ پوریش کر گیا اور ادھر سے اہل شہر بلوا کر ننگے لوہین بالضر درج میں گھر کر گئے تار ہو جاؤنگا ایک خوف تو یہ مرد رسوا فرخشاہ ہے کہ لوگ طعن کر گئے کہ اراشیون طر ماسپ سے خائف و ترسان ہو کر قلعہ بند ہو گیا اور دون بدن تاب مقام دست نفا سکا میں تو ہرگز قلعہ بند ہونا پسند نہیں کرتا بہتر یہی ہے کہ میں قلعہ سے باہر نکل کر مقابلہ کر دوں یہ لکھ حکم دیا کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکلے اسی وقت لشکر اراشیون کا قلعہ سے باہر نکلا جب یہ خبر طر ماسپ کو پہونچی تو اُس نے اسی وقت نقابت لقاۃ زری بجوادیا ہر کارون نے یہ خبر لشکر اراشیون میں پہونچائی اس طرف بھی کوس حربی پر جوب بڑی سات جرد و نون لشکر دن میں طیار سی رسی علی العباس دونوں لشکر صف آرا سے میدان کا زرار ہوئے جب صفوں جہال و قتال ہو چکے نقابت کر کے چلے گئے تو طر ماسپ میدان میں آیا بیمار طبعی کی طرف سے اراشیون پریرا مقابل ہوا طر ماسپ نے کہا کہ اراشیون کے پچھے پانی خیریت منانا ہے

اور باطنیان کامل بہار سے اترینگے تو بحر میں تضرع و مزامنہ منوگا تم اُسے سمجھ لینا وہ تم سے سمجھ لینگے مجھے کوئی دخل نہ ہوگا یہ شکر
 ابرج نے کہا کہ سنیے اے نقابدار یا قوت پوش من نے کوئی دقیقہ بجا جت اور منت کا فروگذاشت نہیں کیا مگر ان لوگوں نے
 میری کوئی بات نہ مانی میں نے نہایت بجا جت سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم لوگ دوچار کوس بیان سے ہٹ کر اپنا خیمہ برپا کر
 کہ میرے ملازم کا ناموس سامنے ہو اور یہ محکو گوارا نہیں کہ میرے ملازم کا ناموس تمہارے سامنے رہے گراں سب نے ہرگز
 نہ سنا اب اگر آپ ان سب کو یہاں سے ہٹا دیں تو اب بھی مجھے ان سے کوئی تعرض و مزامنت نہیں جو وہ دوچار کوس پر ٹھکرا پنا
 خیمہ برپا کریں یہ شکر نقابدار نے کہا کہ اے ابرج انصاف بھی کوئی چیز تو بائیں اسطرح غیظ و غضب میں آکر غفلت کے پردے آگیا کہ میں
 نہیں ڈال لیتے ڈال تو غور و تامل کرنا چاہیے کہ ایک فودہ لوگ بھودح اور مقروح دوسرے نورالدہر کے نام دار بھر کس طرح یہاں سے
 سر دست جاسکتے ہیں وہ لوگ سب کے سب اپنے قول کے پابند اور لاو رو رہتا ہیں جان دیدینگے مگر یہاں سے ٹھیکہ نہیں
 یہ خیال تمہارا بالکل فضول ہو اس خیال سے درگزر و خیال بدآل ہو ابرج نے جواب دیا کہ بھراؤ نقابدار اب ہمیں جو کچھ ہو جائے
 گر میں بغیر ٹھائے ہوئے چین نہ لوں گا اور جب تک یہاں سے ان خدا پرستوں کو اٹھانہ لوں گا کھانا اور پانی حرام ہو جائے
 شکر نقابدار کو غصہ آگیا اور برہم ہو کر جواب دیا کہ اے آفتاب پرست بہت خواہ نہ دل میں سمجھا لیا یہ تیری منت و سماجت
 پر جو ہنسنے معاملے کی بات کی اور تجھے دست بردار ہونے کا قصد کیا تو فوراً سر چڑھنے لگا اور انوار اپنی حقیقت پر تو خیال
 کر کہ تیری اصلیت کیا ہو دیکھ اپنی زبان سن حال اور اگر اپنی خیریت کا خواہاں ہو تو میدان سے جاو نہ وہ سزا سے معقول ہے
 کہ تمام عمر یا در پہلی ایرج نے کہا کہ اگر آپ مجھ پر ایسا دباؤ ڈالتے ہیں تو میں بھی کسی طرح آپ سے کچھ کم نہیں ہوں لایے
 جو کچھ حربہ آئیے پاس ہو نقابدار نے کہا کہ قوی ابتلا کر کہ ابتدا کرنا ہمارے عواہد کے خلاف ہو یہ شکر ابرج نے نقابدار پر نبرد ہار
 نقابدار نے وار نبرد سے کانیز سے پروردگار کی نیزہ بازی ہونے بند نہیں کے بکھنے لگے گو داؤد ملیس یحییٰ کہ بہم باغ میں
 گئے گئیں کامل میں گھٹنے تک اسطرح نیزہ بازی ہوئی کہ شاہین بنائیں بالکل ناکارہ ہو گئے نیزہ اسلخ لال نشان کے ہر چہرے پر
 اڑ گئے دونوں نے نیزہ ہاتھوں سے چپک کر گرتا تھا ایسے خوب ہی گزر چلے کہ گزروں کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے فوج شمشیر زنی کی
 پہونچی میں حالت شمشیر زنی میں جانب صحرا سے ایک گرد و اٹھی اور فوج اسد غازی اپنے رفیقوں سمیت آہر پناہ اولیٰ جانب
 کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے نگاہ ایرج اور نقابدار میں خوب ہی ٹکرائی رہی تا اینکه دن بھر تو اوجل قریب شام ابرج فوجوان
 کے ہاتھ سے نقابدار زخمی ہوا یہ رنگ دیکھ کر اسد غازی تدارک نہیں کر سکا ابرج ہر گز بہت سے آدمیوں کو قتل کرنے کے حکم لایا
 اس طرف سے ایرج نے اسد کا قتل کیا اور لٹکا رکھا دیو نے معمول پر گشت بخت و نامقول کھڑا رہا کمان جاتا ہی میں آہو بکھا ابرج کی
 آواز سن کر اسد بھی پھر بڑا اور بکا را کر دیکر بس فوج بچہ باناری کمان جاتا ہی دیکھ میں آہو بکھا یہ لکڑی مثل باد تند یا طوفان ذرا لڑنے کے پھر
 ایرج ہر گز اور دوچار سو آدمیوں کو مار پیٹ کے مثل باد صحر صاف صبح سلامت کھلا ہوا جلا گیا اور بکا را کر لٹکا گیا کہ دیکھا و بزار
 یوں عوض لیتے ہیں اسد تو ادر کھلا ہوا جلا گیا اور ایرج اس طرف بھاڑ اور زیر کوہ اگر نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو آج بدولت
 نقابدار اور اسد غازی کے بچکے غیر کل کمان جاو گے اسی زمین سے ایک کو تو زندہ چھوڑ دیا گیا میں یہ لکڑا اپنے لشکر کی طرف
 مراجعت کی اور خیمے میں داخل ہوا اور دنگل شوکت پر چکر حکم دیا کہ طبل بجا یا با سے اور اسد بن کرب غازی بھودح کوہ
 میں آ یا سب کے سب شکوہ پر دواز جور فلک ہوئے کادرا پسین بائیں ہوئے لیس کہ افسوس خدا افسوس یہ فلک کج رفتا را و گردون
 و دار کیا کیا گر دشمن دکھاتا ہے کہ ایک بزار پنکھے سے ذلیل کر دیا ہا سے افسوس اسس فلک نعرہ بردازی کی بھودی
 سے بھانا یہ دھڑا ہوا اور وہ سب ایک بہار برہون بے دست دیا پڑے ہوئے ہیں یہ باتیں کر کے اسد روتے دکھا ابھی اسد
 یہ باتیں کر کے رو رہی رہا تھا کہ یکایک ایک مجبور لڑکا اٹھا اور جانشین قرآن ایک فقیر کی صورت بنا ہوا آیا اور اسد غازی کو بطریق

اہل اسلام سلام کیا اسد نے تعظیم کی اور اٹھ کر جانشور کے گلے سے لپٹ گیا اور اپنے برابر بٹھالیا اور کہا کہ ای جانشور میں
 جگو قرآن کے برابر جانتا ہوں اور بھائی بھائی سے اس وقت میرا دل قوی ہو گیا ہاؤر مضبوط ہو گیا تم کیا آگئے گو یا
 جسم بجان میں جان تازہ ہو کر آئی یا سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا یا بلخ خزان رسیدہ میں بہار آگئی دل باغ باغ ہو گیا غر
 انتا کی خوشی اور مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی مگر اسد کو صدمہ پہنچ کا گدڑا ہر کہ ہر مرتبہ آنسو ٹپک پڑنے لگا بات کرتا جاتا ہاؤر آواز
 کھینچتا جاتا ہاؤر جانشور نے عرض کیا کہ ای شہر یار میں جب سے حاضر ہوا ہوں گو کہ آپ نے بہت خوشی اور مسرت ظاہر کی مگر
 برابر آہ سرد کھینچتے ہوئے اور آنسو ٹپکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں دل سچا رہا جاتا ہاؤر آخر سبب تو اس کی کیا دوسری
 اور قلق و اضطراب کا کچھ بیان تو کیجئے کہ آخر وجہ کیا ہے اگر کوئی کام جس سے ہو سکے گا ہو تو میں بجالاؤں اور فی الجملہ آپ کے
 حق سے اور ہوں یہ شکر اسد نے کہا کہ سو دلاور کیا بیان کر دن کراسکی کیا وجہ ہے اور زمانہ نے کس قدر اور کس طرح ہمسایہ شہر
 کیا کہوں کچھ کہتا ہوں کہ بھی رہا نہیں جاتا ہاؤر بھائی کیا بیان کر دن کراسکی کہ اس فلک برف خاں نے اس بھائی بزار پٹنے
 کے ہاتھ سے کیا انداز میں دلائی ہیں اور کیا کیا رنج و صدمے اسکے ہاٹھ سے اٹھائے ہیں کہ کبھی بک گیا اور دل پاش
 پاش ہو گیا لاکھ لاکھ تدبیریں اور کوششیں کیں مگر کوئی فکر پیش نہیں جاتی کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی دم گھٹ گھٹ کر منہ کو
 آتا ہاؤر ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہاؤر کہ کوئی فکر کروں اور کیا کروں اور کیا نہ کروں ای جانشور یقین کوئی تدبیر سوچو جانے
 لے کہا کہ ای شہر یار باوقار مجھ کو اتنی طاقت اور قدرت اور ہواؤں کجا کہ میں قرآن کی برابری کر سکوں یا اللہ اسلام میں اپنے
 کو بھی شامل کروں مگر جو کام آپ ارشاد فرماتے ہیں اور جو ضرورت آپ کو درپیش ہو اسے شوق سے ارشاد فرمائیے میں بدل
 و جان و شوق تمام اسکی تعمیل میں مصروف ہو گا اور سبھی ذافر کروں گا مکان بھر تو کو تا ہی اور قلوب نہ کروں گا یہ شکر اسد نے
 کہا کہ ای جانشور اب اس سے زیادہ مجھے کوئی وقت اور مشکل نہیں ہے جسکے ہاٹھ سے میرا یہ حال اور اس درجہ ملال ہے
 جانشور نے کہا کہ آپ بیان تو کیجئے میں سنوں بھی تو اسد نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ ای جانشور
 اب بڑی ضرورت اور بڑا کام ہے یہ کہ تو جا کر کسی طرح ایرج کے لشکر سے ایرج کو بچا لاؤ مجھے اطمینان اور تسلی ہو
 جانشور نے کہا بہت اچھا یہ کونسا بڑا کام ہے اور کوئی مشکل بات ہے جسکے واسطے آپ اس درجہ متفکر و متردد ہیں
 ایرج کو جا کر بچا لاؤں گا آپ مجھے ایرج کو بھیجے یہ لکڑا سی دنت اٹھا اور صورت اپنی تبدیل کر کے ہانے
 عیاری کے بدن پر آراستہ کر کے لشکر ایرج کی جانب روانہ ہوا اب وہ وقت ہے کہ ایرج جبل جنگ بوجھا چکا ہے تیاری
 جنگ کی لشکر ایرج میں پوری ہے ایرج فوج ان اپنے خیمہ خاص میں بیٹھا ہوا ہے رفتا سے خاص ایرج کے پاس بیٹھے
 ہوئے ہیں انسران فوج گرد اگر مجتمع ہیں لڑائی ہونے کی بابت مشورہ ہو رہا ہے ایرج کہ رہا ہے کہ یہ معاملہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ
 جب میں ان خدا پرستوں کے قتل کا ارادہ کرتا ہوں ایک نہ ایک حمایتی ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ ہر روز ایرج جاتے ہیں اور دین جلا
 بے میل مقصود واپس آتا ہوں رفقا کہہ رہے ہیں کہ ای زبدہ آفا بپرستان خیر اعظم کی امانت درکار ہے آخراں خدا پرستوں کے
 حمایتی کب تک آئیں گے اور کہ انہیں لڑیں گے اگر خیر اعظم کی مدد شامل حال رہی تو جو آئیں گے اسے ماریے گا مگر اب تو کوئی شخص آتا
 جاتا معلوم نہیں ہوتا کہ شب بخیر آپ ان خدا پرستوں پر فتیاب ہو گئے القصد جانشور یہ رنگ دیکھ کر ایک گوشے میں چھپ رہا
 تاؤنکہ دربار برخواست ہوا سب اپنے اپنے ٹھکانے پر اسے جو ہے ایرج نے کہا نا کھانا کھا یا اپنی خوابگاہ میں جا کر آرام کیا اس
 فوراً جانشور شاہ پور کی صورت بنکر بیٹے تو جو لوگ دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے انکے پاس جا کر بیٹھا خود بھی شراب پی اور ان سب کو
 بھی خوب شراب میں مہوشی لاکر ملائی وہ سب جب خوب سا مہوش ہو گئے تو ہر بار گاہ کے اندر آیا خا صبر دار دن اور خدنگا روں کو شمش
 پستے وغیرہ کھلا کر بیوش کیا تمام روشنی بجادی مگر ایک آدمی شمع جو قریب الاغنام جم جم کر رہی تھی اسے رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہ ہو جا

اور برابر لنگ کے آکر کانٹے سے دو مثالہ ایرج کے منہ سے اٹھایا اور دوسے بیوشی نکال کر گنچہ بریاری میں رکھ کر ایرج کے دماغ کے برابر لگا دی جب ایرج نے اوپر کی سانس لی اور بیوشی دماغ میں چڑھی تو ایرج کو چھینک آگئی آنکھ کھل گئی ہاتھوں لنگ کے نیچے چھپ رہا ایرج نے ادھر ادھر دیکھ کر جب کسی کو اپنے قریب نہ پایا تو پھر نیچے برسر رکھ کے سو رہا اور بیوشی ہو گیا پس فوراً جانشوز نے حلقہ سے لگا کر دو حلقوں سے دو لون ہاتھ دو حلقوں سے دو لون پانون دو حلقوں سے گردن دکر بازو حلق ساتون حلقے سے گولا دھکی کر کے پٹا سے میں رکھ کر پٹا سے کی بانہ حلقہ پٹا رہ پیٹھ پر رکھ کے صحیح سلامت رہی ہوا اب ہر ایک کی نگاہ سے بچا ہوا جلد جلد راستہ طر کرتا ہوا چلا جاتا ہی بیان تک کہ لشکر ایرج میں پونچھا طلایہ پھر اٹھا آواز مبدار ہا سٹل بیوشیا رہا ش اور حاضر باش کی بلند تھی سیکل سپر گردان بھی طلایہ کی گشت پر تھا اور ہر چار طرف دو بین لگاے ہوئے دیکھ رہا تھا جب جانشوز اس طرف سے گزرا اور سیکل نے دیکھا کہ ایک شخص نیچا رہ بدوش جاتا ہی سیکل نے یہ دیکھ کر غور کیا کہ اسے کون جاتا ہی اور کیا ہے جاتا ہی کھڑا رہ جاتا ہی آواز سن کر جانشوز نے ہکا بکا کہ اسے تو مجھے نہیں پہچانتا کہ میں کون ہوں منم جانشوز بن فران اور اس پٹا سے میں ایرج کو جوان ہی اسد غازی کے حکم سے گرفتار کر کے لیے جاتا ہوں اور جا کر اسد کے حوالے کرنا ہوں یہ کام جو سیکل نے سنا پکارا کہ ارجانشوز کھڑا تو رہ میں آن پونچھا تو تو میرے آقا کو لیے جاتا ہی دیکھ لو کس طرح قتل کرنا ہوں یہ لکھ کر بے تماشہ دڑا مگر جانشوز نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر میں نہیں برہم پڑا تو ابھی لشکر ایرج سے لوگ نکل آئیں گے قرار واقعی دوائی ہوگی ایرج یا تھ سے صفت میں نکلیا یہ گا اس سے بہتر یہ ہے کہ جلد لشکر سے اسے نکال دے چلو اور دو چار لوگ بیان سے ہٹ کر اس مرد کا مزہ اچھی طرح لو یہ سوچ کر سیکل کے سامنے سے بھاگا سیکل نے اس کا تعاقب کیا آگے آگے جانشوز پٹا رہ بدوش پیچھے پیچھے سیکل تعاقب میں جانشوز کے چلا جاتا ہی جب دو بین کوں لشکر سے نکل آتا تو اس وقت جانشوز پھر اور کھنے لگا کا دھرا مزاد سے تو اپنے دل میں یہ نہ سمجھنا کہ جانشوز مجھے دگیا اور مرد و میں سمجھے دباہر گزشتیں لکھ میں اس واسطے ترے لشکر سے تھوڑا کر آیا کہ بان تیرے حمایتی بہت سے تھے اور میں تنہا ایک دو کی دوا ہو سکتی ہے نہ یہ کہ ایک تنہا پر اس قدر لوگ لوٹ پڑنے لگا اب تو بھی اکیلا ہی اور میں بھی تنہا ہوں جس طرح تیرا جی چاہے مجھ سے سمجھ لے دیکھ تو میں بھی تیری کیا حالت کرتا ہوں اور کیا گت جاتا ہوں دوسرے یہ کہ میں گران بار بھی تھا اگر وہاں میں بھر پڑا تو اکیلا آدمی رہتا بھی اور بوجھ کی حفاظت بھی کیا یہ کیونکر ممکن تھا میں اسے میں مصروف ہوتا اور کوئی صاحب اس بار گران کو میری پشت پر سے اٹھا لیجے تب اب یہاں تو میں ہوں اور تو ہی جو مجھے ہو سکے تو گرا دے تو مجھے بنائے بن بڑی گاد میں کر دے گا تو جاتا کمان ہی اگر خدا نے فضل کیا تو آج خوب ہی دیکھو حوصلہ لیا تھا ہوں اور تیرے کھڑے کرنا ہوں سیکل یہ سن کر منہ پڑا اور کھنے لگا کہ اچھا جب تو میرے ہاتھ سے بچتا تو سب کچھ کر لیتا یہ لکھ ایک باغ تلوار کا اپنے زعم میں اس زور سے مارا کہ اسی ہاتھ میں فیصلہ کر کے جانشوز نے نہایت پھرتی سے پشت نشتر پر روک کے ایک ہاتھ جو سیکل کے ریس کیا تو تلوار اسی سپر کوٹ کر جا ڈاگل سر میں سیکل کے درانی دوسری تلوار دھاری کہ شانہ بھی سیکل کا زخمی ہوا سیکل نے باگ پھیری کہ جانشوز کے سامنے سے بھاگ جائے کہ جانشوز نے پانون گینڈے کا لپک کر اس زور سے کھینچا کہ سینہ گینڈے کا زین سے لگ گیا سیکل محبت کو دراپنے لشکر کی جانب بھاگا سی تھا کلاسی انہا میں ہر ایمان سیکل بدوڑا گئے اور سیکل آنکلی آدھ میں ہو کر بھاگ گیا جانشوز نے گینڈے کو بالائے سپر جرح دے کر جو ہر ایمان سیکل پر کھینچ مارا تو کوئی دس بارہ آدمی کھال گئے اس عرصے میں صبح تو طلوع ہو چکی تھی جانشوز جانب کو مہشان اسد بن کر غازی کی خدمت میں روانہ ہوا جلد جلد راستہ طر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دفعہ جانب صحر سے ایک تن گرد کا بلند تھا اور سات سو علم ستارہ بکر نشان سات لاکھ سواران جڑ کر کے ہو رہا ہوئے جب علم گزر گئے اور نصف لشکر بھی تہا دز ہو گیا تو چون بیج فوج میں ایک شخص کو تخت پر دیکھا کہ ہاتھوں میں بھڑکری پانون میں ابرڑی لکھے میں طوق کر میں بھر مقید بقید غدیہ پٹا ہی اور ایک علم ستارہ پیکر کے سلسلے میں ایک جوان حسین فوہ صورت

شعر بریں بند رہا کہ سولہ کارسن۔ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن ۴ خال سبز رنگ باغی چہرے پر ہوتا زلف ہاے عنبرین
چہرے پر چھوٹی ہوئیں آنکھیں اسطوت و صولت رعب و جودت تہو و شجاعت چین چین سے کشکار چلا آتا ہر اس جوان کی نظر جو
جا سنوڑ پر پڑی دیکھا کہ ایک پیادہ ایک پشمارہ پشت پر لیے جاتا ہو اور کسی جگہ قدم نہیں بٹھرتا بھاگا بھاگا دوڑتا ہوا منہ
ٹھٹھکے روانہ ہو تو اپنے لوگوں سے کہا کہ اس پیادے کو میرے پاس لے آؤ یہ حکم سنتے ہی کچھ لوگ جا سنوڑ کے نقاب میں
دوڑے مگر جا سنوڑ کب بٹھرتا ہو اور کب کسی کی منشا ہو چلا جاتا ہو کہ اتفاقات روزگار قضا سے کار جاتے جاتے ایک تاجر
کی جو بٹھو کر لگی جا سنوڑ اوندھے منہ گر بڑا اوناخن جا سنوڑ کا ٹوٹ گیا خون بہکرت جاری ہوا جا سنوڑ کو فٹنہ لگ گیا ایک لمحہ ٹھہر کے
جو ہوش آیا تو پھر پشمارے کو اٹھا کر چلا کر دو ہی قدم کے بعد پھر آگے نہ چل سکا اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر اس پشمارے کی وجہ
سے آہستہ آہستہ چلتا ہوں کیونکہ یہ بوجھ لیکر جلدی جلدی نہ چل سکوں گا تو فوراً ضروری گرفتار ہو جاؤں گا اور اگر جان بچا کر نکلیں تو
تو یا زندہ صحبت باقی کا معاملہ ہم زندہ رہینگے تو کبھی نہ کبھی داؤن پڑی جائیگا پھر گرفتار کر لینگے قصہ سوچ بچار کر کے
اسی امر کو ترجیح دی کہ اس وقت اپنی جان ہی بچا کر نکلیں تا بہتر ہو یہ خیال اپنے دل میں منجم کر کے پشمارہ کو کھول کر راستے میں
بچھینک دیا اور آپ اس کی خدمت میں روانہ ہوا اس جا سنوڑ کے انظار میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے رقتا سے کہ رہا تھا کہ
دیکھیے جا سنوڑ کیا کرتا کی کر کے آتا ہر ایک کو لانا ہو یا نہیں رقتا عرض کر رہے ہیں کہ حضور جا سنوڑ اپنے قول کا سچا ہو اور پابند ہو
جہاں تک اسکا زور اور قابو چلیگا۔ بان تک کو تا ہی نہ کر گیا اور ضرور بالفرض لایا گیا آپ کے انتظار کو دیکھ کر بہت تیزی سے گیا ہاں
اسد نے کہا کہ ہاں یہ قوسب سچ ہو اور اس میں کوئی ریب و شک نہیں کہ جا سنوڑ نہایت صادق الوجدہ اور بخلا و فادار
دوست ہو میرے انتظار نے اسے سبکد مل بہت منزل پر کامل اثر کیا اور وہ بہت سی بقرار ہو کر نہایت تیزی سے گیا ہاں گریس
دل کو ہرگز ہرگز یقین نہیں ہو کہ جا سنوڑ ایرج کو لاسکیگا کیونکہ لشکر ایرج ایسا ولیا لشکر نہیں ہو ہر طرح کا بند و بست
یہ طرز خوب و عنوان مرغوب ہوگا پھر جا سنوڑ کس طرح جا سکیگا میرے خیال میں تو ملا کر خیال کے بھی پر جلتے ہیں ہر سے
بہ کثرت ہر چہاں جانب ملایہ کی گشت میری تو عقل سرگز قبول نہیں کرتی کہ جا سنوڑ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا اور صحیح و
سلامت ایرج کو یہاں تک لے آئے گا ایرج کا لانا کیسا اگر خود بھی صحیح و سلامت نکل آئے تو بڑی بات ہو اور بفرضنا
بفرض حال اگر جا سنوڑ ایرج کو اس کے خیمے سے نکال بھی لایا تو راستے سے صحیح و سلامت بچکر آنا دشوار ہو کہ لشکر ایرج کا تین
چار کوس کی حد میں حرات کو ملا یہ کی گشت کے افسردہ زمینیں لگائے چہاں طرف دیکھا کرتے ہیں دیکھے خدا ہی خیر کرتے یاقین
ہو دی رہی یقین کہ جا سنوڑ لنگر آتا ہوا آیا اسد بن کرب غازی کو سلام کیا اسد نے جو خالی ہاتھ دیکھا کہ کیوں جا سنوڑ بس اسی
برتنے پر شبنم مار کے گئے تھے کہ ہم ایرج کو لائے بس لاپکے اپنا سامنہ لیکر چلے آئے اسی منہ معالوہ پر اتنا بڑا دھوی کیا تھا
و ادہ دادہ بھائی بھوٹا منہ پڑی بات کا ہی انجام ہوتا ہو کہ انسان سبھل کھا جاتا ہو یہ سنکر جا سنوڑ نے کہا کہ اے شہر بار بار و فار
پہلے آپ سن لیجیے پھر ہم موبیے گا کہ خطا میری تھی یا تصور تقدیر کا میں نے تو نام امکان کوئی دقیقہ فرد گذشت نہیں کیا
اسد بن کرب غازی نے کہا کہ بہت اچھا فرمایئے میں بھی تو سنوں کہ کیا حادثہ گذر گیا جا سنوڑ بن قمران نے ابھاسے
انتہا تک کل کیفیت من و عن بیان کی اور پانون کا انگوٹھا دکھا دیا کہ ملاحظہ فرمائیے جب یہ صورت میری ہو گئی ہو تب
میں نے پشمارہ ہاتھ سے چھوڑا ہوا اپنی جان بچا کر بھاگا ہوں در نہ اتنی کوشش کر کے چھوڑ دینا اور آئی ہوئی چیز
بچھینک دینا کوئی عقلمند کیوں پسند کرے گا یہ حال سنکر اسد بہت آرزو ہوا اور کہا کہ بس لے بس زیادہ باتیں نہ کرو بیٹھے
اور رنا حق کی بھانے بازی نہ کیجیے گئے تو تھے آپ اتنا بڑا دھوسے کر کے جب دیان جا کر آپ سے کہیں ہو سکا اور
بے نل حرام دہان سے بھرے تو راستے میں آپ نے پھر سے انگوٹھا تو لیا کہ اب جا کر بھانہ بازی نہ کیجیے اور اپنی

دلاوری خانیہ جاسور یہ بائیں سکر چلیا اور برہم ہو کر کھٹے لگا کر اسی واہ حضرت آبی بھی کیا بائیں ہین کیا کوئی ایسا
 مجنون و مضبوط ہو کہ ناحق بھی اپنا گونٹا توڑ لیا خون بہا لگا اور اپنی رگت خواہ خواہ بنایا آج اتفاق سے یہ سانحہ ہو گیا
 اب کیا روز روز ایسی ہی آفتوں کا سامنا ہو گا خدا چاہیگا تو کل جا کر ضرور پکڑا ہو گا جو کچھ کہا ہے اسے پورا کر دینا آپ
 طعن و تشنیع بیکار ہی کو کرتے ہیں اتفاقات روزگار اور مضا سے کار کو کیا کیجیے یہ بائیں سخی کے ساتھ ہر وقت لگی ہوئی
 ہین بھیر کیا منحصر ہو یہ سکر اسد بن کرب غازی نے کہا کہ خیر یہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب یہ کہو کہ وہ لشکر کس مقام پر
 ملا تھا جاسور نے کہا کہ دامن کوہ میں اسد اسی وقت مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور یہاں کا حال سننے کے اس جوان
 حسین نے جو لوگ بنائے تھے ان کے قہقہے میں روانہ کیے تھے وہ اس شخص کے کو لیکر اس جوان کے پاس آئے اور کہا کہ وہ
 پیادہ تو ٹھوکر کھا کر گزرتا تھا غش آگیا جب ہوش آیا تو پشاورہ چھوڑ کر بھاگا یہ پشاورہ ہم اٹھلا سہیں پس اسی وقت اس
 جوان نے حکم دیا کہ خیمہ ہمارا یہاں نصب کیا جائے لشکر ہمارا یہاں آ رہا ہے دو ایک روز یہیں قیام کرینگے اسی وقت
 حسب الحکم لیٹے استاد ہوئے وہ جوان اپنے خیمہ میں اترا پشاورہ ابرج کا لٹاٹھنے رکھوایا اور سوچ رہا کہ معلوم ہین
 کہ اس پشاورہ کے میں کیا ہو کہوں یا نہ کہوں اور اپنے رفقاء سے کہ رہا کہ بھائی یہ حیا واقعی ہمارا تھا اور بڑا صاحب محلہ
 اگر انگوٹھا اسکا نہ کوٹے جاتا تو کیا ممکن تھا کہ یہ پشاورہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا اور معلوم ہین کہ اس پشاورہ نے کیا کرادی
 و شایہ اسد ہو چکا دیکھا کہ ایک خیمہ زرین نہایت بزرگت با ساز و سامان بیچ میں نہایت بلند استادہ ہو اور گردا گرد
 خیمے کے فوج و لشکر بیکران اتر آ رہا تھا اسد بن کرب غازی نے چاہا کہ اندر بارگاہ کے جانے دربانوں نے رد کا
 اور کہا کہ ہم بلا اجازت اپنے مالک کے اندر بارگاہ کے آپ کو بجانے دینگے آپ اتنا صبر کریں کہ ہم جا کر عرض کر لیں اور اجازت
 ملے آئیں تو آپ تشریف لے جائیگا یہ سکر اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تم مجھے بھانستے بھی ہو کہ میں کون ہوں میں
 حضرت امیر حمزہ کا صاحبقران کا نواسا ہوں بھلا تمہارے روکنے سے کوئی ٹکا تھا رادو کن بھی فضول ہے یہ کہنا بے فائدہ
 بارگاہ کے اندر داخل ہوا اور اس جوان کو سلام کیا وہ جوان حسین اسد بن کرب غازی کی تعلیم کے واسطے آٹھ گھنٹہ ہوا
 اور ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھالیا اور پوچھا کہ آپ کا اسم اقدس اور نام مقدس کیا ہو ارشاد فرمایا اسد نے کہا کہ مجھے
 اسد بن کرب دلاور کہتے ہیں اور میں نواسا ہوں حضرت امیر حمزہ کا صاحبقران امیر گیتی ستان کا اس جوان نے کہا کہ اے
 اسد ملا وراس حقیر کو سرفراز کرنے سے آپ کا کیا مشیقا در کیا باعث ہو اسد نے کہا کہ باعث یہاں آنے کا بہرہ مالک ابرج
 کرباس فردش کو حیا میرا پکڑے لیے چلا آتا تھا کہ تمہارے لشکر سے سامنا ہوا مجھے پشاورہ اسکا چھنوا لیا اس جوان نے کہا کہ اگر
 اسد بن کرب کو معلوم بھی ہین کہ اس پشاورہ میں کیا ہو آپ کے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ پشاورہ ابرج کا ہو دیکھے وہ آپ کے سامنے
 اسی طرح رکھا ہوں میں نے اسکی گرہ بھی ہین کھولی مگر یہ تو تیرے کہ ابرج کی نویسان اور عادات نجستہ تو تمام زمانے میں مشہور
 ہین آپ کو ابرج سے ناراض ہونے کی کیا وجہ ہو اسد نے کہا کہ ع غیب سانحہ و طرفہ ماجرے ہست مگر اب مجھے پوچھا ہے تو
 سنو حال اس قصہ کا یہ ہے کہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران سے اور خواجہ عمرو بن امیہ صغری سے ایسا بگاڑ ہوا کہ امیر کشور گیر
 خواجہ عمرو کے دشمن جان ہو گئے اور خواجہ امیر کا تشہ خون ہو گیا اسی حالت اتفاق میں عمرو شہر فرنگوشیہ کو چلا گیا اور ابرج
 آفتاب پرست کو خاک سے پاک کر کے اس مرتبے کو پہنچا کہ امیر کو توفیر سے گردانے لولا یا اور صاحبقران آفتاب پرستان
 کے لقب سے مشہور کرایا اور شاہزادہ لوزالد بہرین شاہزادہ بدیع الزمان نامور امیر حمزہ صاحبقران کا
 پوتا کہ آج لشکر امیر گیتی ستان میں اس سے زیادہ بلند و عدا اور باجرات اور پرتور اور صاحب شجاعت کوئی
 دوسرے شخص نہیں ہو اس سے ابرج سے کمال درجہ محبت ہو گئی اور وہ اس برتاز بیچے سے نہایت محبت اور

محبت سے پیش آیا اور کمال درجہ اس بزار بچے سے محبت کی کہ اس زمانے میں شاہزادہ نورالدین ہر عالی ذہن و کمال و شہرت
 کی بیٹی ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو گیا اور ایسا بخود ہو گیا کہ سامنے قصر مفت منظر کے کہ جہیں مکہ سکونت پذیر بھی فقیر شکر ہو چکا
 اور ایرج نے شاہزادہ نگہار حامد بن حمید زنگی پر خجائی حاصل کی اور اسکو دین آفتاب پرستی قبول کرنے کی ہدایت
 کی اسے پٹریا پیش کی کہ میں ملکہ قمر چہر پر عاشق ہوں اگر آپ اسے بھیجے دلوادین تو میں آفتاب پرست ہوتا ہوں
 ایرج اسے بیکر قصر مفت منظر پر آیا خلاصہ یہ کہ اسے وہاں آئے ہی تمام محبتیں اور دوستیاں بھلا کر بھرتی ہو کر باقی
 اور شاہزادہ نورالدین سے کہا کہ نورالدین ہر میرے لازم حامد بن حمید کا بیان ناموں مقیم ہو تم یہاں سے اٹھ جاؤ اس
 غمخوار نے عالم بخودی بن کچر جواب نہ دیا اس باجی نے جھٹکا کر اس شاہزادے کو مٹا مارا اکتھار چہرہ روز کے دیو قلیاں
 جسکے قبضے میں ملکہ قمر چہر مفت منظر سلیمانی میں نظر بند ہو وہ نورالدین ہر کو اٹھا کر دریا میں پھینک آیا بدلتی الزمان اور
 پھیل باہر و شاہزادہ نورالدین ہر کو ہونڈے سے مفت منظر پر آئے وہاں آکر یہ خبر پرستی بس تاب مضطربانی نروای
 اسی جگہ خیمہ ریا کر کے شاہزادہ نورالدین ہر کا نام کرنے لگے اس باجی نے اسے بھی یہی کہا کہ آپ یہاں سے ہٹ جائیں
 مابینکے نوبت جنگ و جدل ہوئی وہ سب زخمی ہو کر ہلاک ہو چکے تھے اور دامن کوہ میں پناہ لی ہو اب یہ چاہتا ہو کہ ان سبکو
 پھاڑ پر جسکے قتل کر کے خلاصہ سارے قصہ کا یہ ہو اب یہ مردود آفتاب پرست واجب القتل ہو یا نہیں یہ سنکر اس
 جوان نے کہا کہ آپ مجھے بھی آگاہ ہوئے کہ میں کون ہوں اسد نے کہا کہ میں آپ سے واقف نہیں ہوں آپ یہاں کیجیے
 اسنے کہا کہ میں نے ایک پر شہر اختر یہ وہاں کو بادشاہ ہو چشید اختر یہ سب لوگ وہاں کے ستارہ پرست ہیں اور
 نام خورشید ستارہ پرست ہو اور یہ جوان رہنا جو غل و زنجیر میں گرفتار تخت پر بیٹھا ہوا ہو یہ بیٹا ہو
 چشید اختر یہ کا ناہید اختر یہ اسکا نام ہو بھی ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھ کر عاشق ہو گیا ہو اور اپنے آپ سے گنہ گار
 ہو میں اسے اپنے ہمراہ ایسے لایا ہوں کہ اسکے عشوق کو اس سے ملا دوں اور میں اختر اختران کا بیٹا خورشید
 صاحبقران ستارہ پرستان ہوں گو مجھ کو بھی یہ حال شکر ایرج سے ایک قسم کی خدمت پیدا ہوئی ہو مگر جو میں اسے
 اسی وقت مار ڈالوں گا تو باعث میری بڑائی کا ہو گا ایسے کہ یہ اسوقت میرے قبضے میں ہو آپ بھی میری خاطر اسکے
 قتل سے باز رہیے میں سرمدان اسے پکڑ کر آپ کے حوالے کر دوں گا پھر آپ کا جو بیٹا ہو گا اسے سزا دیجیے گا اسد نے یہ سنکر کہا
 کہ خورشید مجھے تم سے ایک محبت ہو گئی ہو اور تمہاری حیثیت اور شیریں زبانی نے میرے دل پر ایک اثر پیدا کیا ہو اس
 لحاظ سے جو تم کو گے سو مجھ کو قبول ہو گا لیکن اتنی بات میری بھی قبول کر دو کہ اگر تم اسے قتل نہیں کرنے دیتے تو ناک اور کان
 جو اسکے کاٹ لینے دو خورشید نے کہا کہ اسد ایک درام خیال تو کر و مثل مشہور ہو کہ کٹا جبار سے احوال اگر قتل نہیں کرتے تو
 اس سے کیا حاصل ہو کر ناک کا شکر چھوڑ دیا جاوے یہ تو قتل کرنے سے بھی بدتر ہو میری ماسے تو یہی کہ اگر آپ اسے صحیح و
 سلامت چھوڑ دین تو بہرہو گا اسد بن کرب فازی نے کہا کہ خیمہ خورشید تمہاری خاطر ہو بھی نہ سہی اسے ہوش میں نہ
 لاؤ خورشید نے کہا کہ بہت بہتر اور یہ لکھ حکم دیا کہ اسے کوئی حاضر ہو ذرا کو کب عیار کو تو بلاؤ حسب الحکم اسی وقت کو کب
 حاضر خدمت ہو خورشید نے کہا کہ کو کب یہ پشاور ایرج کا ہو اسکی گزہ کھول کر جلد اسے ہوش میں لاؤ اسنے
 فوراً اگر و پشاور سے کی کھولی اور رفتہ رفتہ بیہوشی دے کر ایرج کو ہوش میں لایا جب آنکھ ایرج کی کھلی تو اسنے کو
 بند صا ہوا پایا اور سامنے ایک جوان ماہ طلست مہر صورت شجاعت آثار کو بیٹھے ہوئے دیکھا سلام کیا اور کہا اے جوان تو
 کون ہو اور کیا نام تیرا ہو اور بیان کیوں آیا ہو خورشید نے نام و نسب اپنا بیان کیا اور کہا کہ میں یہاں ایسے آیا ہوں کہ
 ایوان رفعت کی بیٹی ملکہ قمر چہر کو اپنے بادشاہ کو دلوادین اور اسکا ایرج میں صاحبقران ستارہ پرستان ہوں میں نے سنا ہے کہ

تو بھی صاحبقرانی کا دعویٰ کرتا ہی رہی بہت سے صاحبقران زمانے میں مشورہ میں سب کا امتحان کرنے آیا ہوں
یہ سنکر ایرج نے کہا واہ واہ اسی جرات و دلوری پر آپ کو صاحبقرانی کا دعویٰ ہو کیا ظہور ملن کو یونین چہرہ والی
میں اور پھر اس نے دے بن پر صاحبقران بھی بن بیٹھے ہیں خورشید نے کہا کہ ایرج تو بیکار مجھ پر معن کرنا ہند میں نے
مجھے نہیں جڑوایا بلکہ مجھ کو میرا معنوں ہونا چاہیے کہ میں نے تیری جان بخشی کی اور تجھ کو بچا لیا اسد بن کرب و لا در کا عیار
جائے اسد ز اسد کے حکم سے مجھے بکڑے لیے جاتا تھا میں نے اس سے مجھے چھین لیا در نہ اگر تو اسد فازی کے پاس
ہو بچ جاتا تو وہ ہرگز مجھے زندہ نہ چھوڑتا اب تک تو تو کب کا قمر اجل ہو چکا ہوتا اور اب بھی تو اسد فازی تجھے قتل کیے
تو الٹا تھا میں ہی نے بہ ہزار دشواری اسد کے پیچھے سے مجھے چھڑایا اور ذرا موشا ہوا کہ کھول کر تو کچھ اسد فازی بھی تو
مجھے دیکھ میں یہ سنکر ایرج نے آنکھ اٹھا کر جو دیکھا تو اسد فازی کی کسی پر بٹھا ہوا ایرج کی جان بھگتی سم کر کانپ گیا
اسد فازی نے بکا کر کہا کہ اگر پاس فروش بچہ بازاری تو بھی اس قابل ہوا کہ اپنے کو باغچہ میں سوار دن میں گنتا ہوا رہے اور
مردک تو اپنی حقیقت کو تو دیکھو اسے یوں تو اتنی جلد اپنی اصلیت کو بھول گیا اسے ادبانی مجھ کو صاحبقرانی اور ملک گیری سے
کیا واسطہ اور جنگ و جدل سے کیا غرض شعر آخرت اب کو نشن فرما نہی یہ کار + جہدے کہن کہ شیعہ جد و جد رکھنے +
اسے نامعقول تو اپنے باپ دادا کا پیشہ اختیار کرتے تھے ان امور سے کیا بحث ایرج یہ کہہ کر کلام اسد فازی
کا سنکر نہایت آزرہ ہوا اور کہنے لگا کہ اودیو اسے نامعقول برگشتہ بخت و بقیل و جہول تو بیان کہو نہ آیا اسد نے کہا کہ
یاد می چپ رہ نہیں تو پس گردن سے زبان تیری کھینچ لیجائیگی اونا لائق تو اپنی قیچی اور کپڑے اور گز کو بھول گیا دکان پر بٹھا ہوا
کپڑا اوچا کرنا تھا اور اب تو ایسی دون کی لبتا ہوا رہے مردک عمرو کو دھما دے کہ جبکی پالوئیں کے صدقے میں تو اس رُجے کو
بھونچ گیا اور جالوز سے آدمی ہو گیا مگر تیرا سر غرور نے بلند کر دیا ایسا نہ کہ یہ بخوت اور سر بلندی کی انگ بھگولیت
کر دے ادب بخت تو اس دفع کو چھوڑ دے ملال زادگی یہ کہ اگر آدمی مرتبہ اعلیٰ کو پہنچ جائے تو اپنی حقیقت کو
نہ بھولے اور اس طرح نہ چھوئے بھگول تو جانسوز بن قران میرے واسطے بڑا سے لیے جاتا تھا اقبال نے تیرے باوری کی
اور اصل یہ کہ زندگی تیری بانی تھی جو خورشید نے جانسوز سے لے لیا میں تو میں اس طرح تیرے بکڑے کرتا کہ
ماہیان دریا اور مرغان ہوا میرے حال پر فوج کٹان ہوتے ایرج نے کہا کہ بچا ہی آپ درست فرمائیے میں کوئی حاجت
بیان کی نہیں ہو اسے دیو اسے من گھڑے دود اول سے حبسا تو ہو و لب خوب جانتا ہوں استقدر عظم بڑھ گئے نہ فرمایے
اسد نے کہا کہ ادبانی کیا میں بھی تیری طرح سے کوئی بڑا زچہ ہوں اور کم از کم زیادہ کوئی نہ کر خاموش رہ خورشید
کے صدقے میں تو اس وقت میرے ہاتھ سے بچا جاتا رہا اپنی حقیقت کو دیکھ کسی طرح بھگول تہنہ نہیں ہونی برابر ہی کے
جاتا ہے یہ کہہ کر نوار سونت کر اٹھا اور کہا کہ ٹھہر جاؤ نہ مانیکا میں تیرا کام ہی تمام کیے دیتا ہوں تو ہو کس خیال اور کس
بھلاوے میں بس جیسے ہی اسد ایرج کے برابر ہو بچا ایرج کو بھی قصہ آگیا جھنجھلا کر جواز و کرنا ہی تو تمام حلقہ سے
گند ٹوٹ گئے اور اسد فازی کی طرف لپکا اور لٹکا را کہ اودیو اسے اونا لائق کیوں تیری شامین آئین میں ہر مرتبہ کو
مجھ سے بھگولتا تھا در پھر میرا مقابلہ کرتا تھا اسے مجھے کچھ مار ڈالو لگا تو ہو کس زعم میں خورشید نے جو یہ فضا دیکھا کہ اب
ایرج سے اسد سے جلایا جاتی ہے جس واسطے میں نے اسے قتل ہونے نہ دیا وہی بدنامی بھر میرے نام ہوتی ہے ایرج
تو بالکل منتا ہی اسد ایک تو ذرا اصل شجاع رہی دوسرے اس وقت صاحب اسد کی ایک ہاتھ میں ایرج کا کام تمام
ہو جائیگا یہ سوچ کر ہان ہان کر کے بیچ میں آگیا اسد فازی سے کہا وہ بھائی واہ بھیرم وہی جہالت کیے
جانتے ہو بیان اس سے لڑنا مناسب نہیں لوگ کہیں گے کہ خورشید نے اپنے پیچھے میں ایرج کو دلیل کر دیا اور

ایرج سے کہا کہ کیوں صاحب میں نے تم کو اسی واسطے نید آہنی میں گرفتار نہیں کیا تھا اسی واسطے تم کو اسد کے
 پنجے سے جھڑپا اب تم اپنے لشکر میں جاؤ بیان بکھڑا تھا را مناسب نہیں ہے اسد سے اور تم سے ہرگز نہ ہینگلی اور
 ایرج کو رکب دے کر رخصت کیا ایرج گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا بعد روانگی ایرج کے اسد غازی
 نے بھی خورشید کے بچے سے جانے کا قصد کیا خورشید ستارہ پرست مانع ہوا اور کہا کہ اے اسد غازی میں ابھی تو بچپن
 نہ جانے دو لگا اس واسطے کہ میں نے تو ایرج کو تمہارے عیار سے چھین کر جھوڑ دیا اب میں حبیب اسے بکروں گا جس
 حواسے نہ کر دوں گا اس وقت تک نہیں نہ جانے دوں گا یہ کہ اسد سلبت گیا اور کہا کہ بھائی خانہ را خانہ شہاست نرج رات
 کی رات میں قیام کرو کل کی لڑائی تو میری اور آفتاب پرست کی دیکھ لو کہ کس طرح ہوتی ہے اسد غازی کو بھی خورشید کے ساتھ
 محبت ہو گئی تھی اس واسطے کہ خورشید کی بول چال نور الدہر کی گفتگو سے بہت متاثر تھی اور صورت و شکل بھی نور الدہر سے
 ملتی اور دوسرے خورشید کی شبیرن کلامی نے اسد کے دل میں گھر کر لیا تھا کہنے لگا کہ اچھا اے خورشید ہی سہی میں آج
 نہ جاؤں گا تمہیں اتنے عرصے میں میرے ساتھ رہتا ہوں اور وہ محبت کی کہ تم کو تمہارے کہنے سے ابھار کر تمہوے حبیب آتا ہوں
 ہر طرح تمہاری خاطر مجھ کو مد نظر رکھو تمہاری اور ایرج کی لڑائی کا بھی تمہارا کیونکہ میں یہاں تو یہ باتیں بھیتیں اور وہاں ایرج
 کا حال سننے کہ یہ جو اپنے بچے میں آیا تو اس کے لشکر میں شادمانی کے طبل بجھنے لگے ہر طرف خوشی کی دھوم ہو گئی ہر ایک
 آکر قدبوس ہوا استغفار حال کیا ایرج نے تمام حال سمجھنے سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ اے زبدہ آفتاب پرستان ہم
 بھی بہت متروک تھے کہ ایسا کون ہاں درود لا رہا تھا جو اس چوکی پر ہے اور اس طلباء کی گشت سے آپ کو بخیر الگ کیا مگر خیر غرض
 نیر اعظم کا کہ اس نے بڑی بلا آپ پر سے روکی اور بہت بڑے تمنعے سے نجات دی نیر اعظم نے ہار دگر زندگی عطا فرمائی ایرج
 نے کہا کہ واقعی یہ ہو کہ نیر اعظم کا انتقال تھا ورنہ ایسے بڑے بے درمان کے پنجے سے جھوٹ جانا کوئی آسان امر نہ تھا یہ
 لکھنم دیا کہ اچھا اب طبل جنگ بجایا جائے حرب الحکم اسی وقت تقارہ رزمی نوازش میں آیا ہر کارکن نے یہ خبر لشکر
 خورشید میں پونچھائی خورشید نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے خورشید کے لشکر میں بھی کوس حربی نوازش
 میں آیا یہ شبیرن جو دارا اب کے لشکر میں ہو چکے تھے اس نے بھی کوس حربی بجوایا شبیرن لشکر دن میں جنگ کی تیاری
 رہی آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند سری علی الصباح میتون لشکر میدان نبرد میں صفت آرا ہوئے جب صفوں
 جہاں قتال آراستہ ہو چکے تھے نقاب نکالتے چلے گئے تو اس وقت خورشید اپنا مرکب جھکا کر میدان میں آیا مبارز طلب
 کیا ایرج نے جہاں کہ خورشید کے مقابلے کو جاسے مگر دایم شہاد زنگی اپنا کر گدن بڑھائے آئے ایرج سے کہا کہ
 اے زبدہ آفتاب پرستان جہاں ایرج نوجوان آپ کیوں اسکے مقابلے کو مکلے میں جب مجھ ایسا لازم آجکا حاضر رکاب
 سعادت افتاب ہو چکی بلا کو کیا غرض ہو اور آپ کو کیا ضرورت ہو کہ میرے دنا کس سے مقابلہ کریں آپ ایک دم بھر توقف کریں
 میں ابھی تو جا کر اس ستارہ پرست کو گرفتار کیے گا تاہون آپ کھڑے تماشہ دیکھا کیجیے کہ نیر اعظم کیا کرتا ہے ایرج نے کہا کہ
 اچھا جادو نیر اعظم تیرا حافظ رہیں اے دایم شہاد زنگی سلام کر کے مرکب اڑا کر سامنے خورشید کے آکر گادریں ہوا
 دایم شہاد کا گنبد اس طرح سے کئی قدم پیچھے ہٹا کہ دایم شہاد پر جا رہا اور خورشید کا بھی مرکب دو ایک قدم پیچھے ہٹ گیا
 دونوں کے دونوں سھنکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے خورشید نے کہا کہ اے اوشب وعبور و سبہ سخت و سبہ رو
 کیا تیری تعنا آئی ہے اور موت دھنگیر ہوئی ہے جو تو میرے مقابلے کو نکلا ہے اگر انبی جان بچانا اور اپنی خیریت منانا منظور ہے تو
 جا میدان سے پھر جا اور اسی آفتاب پرست کو بھیج دے وہ کیونکہ جی جگر اگر فیض رہا اور سر میدان مقابلے کو نہ نکلا دایم نے
 کہا اس ستارہ پرست تو اپنے زعم میں ایرج کو سمجھا کیا ہوا ہے وہ صاحب قرآن زمانہ در سب اسکے ملازم مجھ ایسا ہے موجود ہیں

تو پھر ایرج کو کیا غرض ہو اور کیا فرض مارتا جاتا ہو کہ وہ ہر کس و ناکس کے مقابلے کو نکلے میں ہی میرے واسطے کافی دانی
ہوں پہلے تو مجھ سے تو جو صلہ نکال سے پھر ایرج سے لڑنے کا دم باندھنا خورشید پر شکر آگ بولہ ہو گیا کہنے لگا کہ بس زیادہ
نہ بڑھڑ لگا شہر کا کام یہ ہے کہ جو اسکا سامنا کرے وہ اسکا کام تمام کرے اگر مجھے حوصلہ ہو تو پھر لا جو صر بہ رکھنا ہوا در اپنے
پانوں سے اجل کی خدمت میں جسا بہ کاہنہ شکر دلم نے در مرتبہ خبر دیا خبردار لکھ خورشید کے نیزہ مارا خورشید نے دار اسکا
نیزہ سے ہر دوک کے جو طعینیں نیزہ سے کی لگا نا شروع کیں تو ایک آن واحد میں نیزہ اسکا ہوا لی کر دیا و یلم نے جھجھکا کر اربابیت جنگ
مارا خورشید نے آتے ہوئے آسے کو خیال میں لاسکے بھکی دی کہ ار و پٹہ ار سے کا بٹ بڑا تھا کہ خورشید نے جھٹ بیٹھے
پہ باختر ڈال دیا زور ہونے لگے شکست شروع ہو گئی مرکب سے کرنے لگے اور پیٹ کے صل میں گئے دونوں کے دونوں مرکبوں
سے کود پڑے کشتی ہونے لگی قریب شام خورشید نے دلم کو پھینکا کھینک اسکی بازو میں اور اپنے لشکر میں لاکر دلم کو زندان خند
میں بھیجا یا مینون لشکر اپنی اپنی فرو گاہ کو واپس آئے خورشید اپنے خیمے میں آکر بیٹھا اسد نے کہا کہ میں خورشید کو کہا جاتا
کہ اس آفتاب پرست نے کیا گھانا کیا ہو اور کیا چوٹ پائی ہو خود تو نہ نکلا دلم شیا طرنکی کو تم سے روادیا یہ شکر خورشید نے
کہا کہ خیر بھائی یوں بھی سہی اسے آج نہیں کل نہیں برسوں یہ آفتاب پرست جابگہا کہاں ایک نہ ایک دن تو میرے ساتھ چڑھ ہی
جسا یہ جس دن میرے مقابلے کو نکل آتا اسی دن تو میں نے ہاندھ کر تمھارے حواسے کر دیا اسکی اصلیت اور حقیقت ہی کیا ہو
میں نے اسی لحاظ سے کہ اگر ایک کینے کو چپ کر مارا تو کیا مارا سر میدان نہ مارے کہ اور دن کو بھی عبرت کا موقع ملتا اور اسے
سرخ میں اپنی حقیقت کو نہ بھول جائیں تمھارے بچے سے جھڑوا دیا تم گھبراتے کیوں ہو یہ شکر اسد غازی نے
جام لبریز کر کے اپنے ہاتھ سے خورشید کو دیا خورشید نے نہسکر جام تو ہاتھ سے لے لیا مگر کہنے لگا کہ ارے اسد اس جام کا
سے کیا منشا ہو اور کیا مقصد ہے اسد نے مسکاکر کہا کہ اے خورشید کیا تمھیں یہ گمان ہے کہ تم ایرج کو بکڑلاؤ گے ارے بھائی
تم اس سے واقف نہیں ہو کہ وہ کیسا بدعاش اور باجی ہے اے بھائی وہ حرام کے قلمے کھا کھا کر مسند اہوا پر اسکو روٹیاں
انگی میں بلاے بے در مان آفت جہان ہے بھائی اسکا گرفتار کر لینا یا قتل کرنا کوئی منسی مٹھا نہیں ہے بہت امر دشوار ہے
بلکہ قریب قریب ناممکن ہے تم اپنے زعم میں سمجھے کیا ہو بھائی یہ امر کوئی آسان امر نہیں ہے تمھیں اپنے ہاتھ سے بھی کہا
اور میرے ہاتھ سے بھی گنوا یا مگر خیر اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم میری خاطر سے اپنے حیار کو بگاڑ کر کہو کہ وہ اسے بکڑلائے
سر میدان اس سے کوئی سربر نہو گا میری رائے میں تو یہی امر مناسب و بہتر معلوم ہوتا ہے آئندہ تمکو احتیاج نہ ہو یہ شکر
خورشید نے کہا کہ ارے بھائی صبر کر تا مل کر دیکھو آئینہ تردد و اضطراب کا ہے کاہر آج کی رات اور تا مل کر دیکھو
تو کیا ہوتا ہے کل صبح کو میں سر میدان اسے گرفتار کر کے تھیں دید لگا یہ شکر اسد نے کہا کہ بھائی جنگ دوسرا در اس
لڑا کر گرفتار کر لینا کوئی امر آسان نہیں ہے اس سے یہی نسب ہے کہ تم اسے اپنے حیار سے گرفتار کروالو اگر تمھیں یہ گمان
ہو کہ ایرج کو میں مار ڈالوں گا تو اس سے تم خاطر جمع رکھو یہ امر ہرگز نہو گا میں اسے صرف اسوقت تک قید رکھوں گا
جب تک مامون جان کا زخم اچھا ہوا ورنہ تمھیں صحت کلی ہو جائے اور جب وہ اچھے ہو جائینگے اور انکے ہمراہیوں کے
بھی زخم اچھے ہو جائینگے تو میں فوراً اسے چھوڑ دوں گا سارا خوف خدا ورسب بند و بست تو اسی کا ہے کہ وہ مامون جان کا
اس حالت مجروحیت اور مفروضیت میں ایذا نہ دے اور برسر جنگ نہ ہو یہ کہ خورشید کے گلے سے لپٹ گیا اور کہا کہ
بھائی میں تمھارے غدرات نہ سنوں گا اور نہ مانوں گا تم جس طرح ہو ایرج کو مشکوٰۃ آخر کار خورشید اس اصرار سے
اسد غازی کے مجبور ہو گیا اور کوکب جیاد کو بکڑلا کہ کوکب جس طرح میرے ایرج کو بکڑلا اور کسی طرح کوتاہی نہ کرنا اگر تو ایرج کو
بکڑلا لیگا تو باعث میری خوشنودی اور تیری بہبودی کا ہو گا یہ شکر کوکب نے کہا کہ بہت اچھا حضور یہ کشتی بڑی بات ہے

میں بھی جاتا ہوں اور ایرج کو لانا ہوں اسکی حقیقت کیا ہے کہ بارگاہ خورشید سے نکل کر اپنے عیاری کے اپنے
 بدن پر آراستہ کر کے لشکر ایرج کو راستہ لیا تھا اسے کا اتفاقات روزگار شاہ پور شیر دل اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے
 دریافت حالات کے لیے بارگاہ خورشید میں موجود ہنسی اکل شکوہ اسد اور خورشید کی سن رہا تھا جب اسنے لکھا کہ کوکب
 ایرج فوجوں کے گردہ ار کرنے کو چلا تو اسنے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ ایسا پورا اگر کوکب ایرج کو گرفتار کر لایا تو ایرج
 ایرج کو فوراً ماری دے گا ہرگز تو چھوڑے گا نہیں اس سے بہتر یہ ہے کہ تو راستے ہی میں چکر کوکب ہی کو پکڑے یہ خیال اپنے دل
 میں مستقل کر کے کوکب کے قہقہے میں چلا اور آگے بڑھ کر تمام گھات کا تجویز کر کے دام حلقہ سے کندہ زمین میں بچا کر خود
 ایک جھنڈی کی آڑ میں چھپ کر بیٹھا جب کوکب وہاں پہنچا اور بانوں کوکب کے حلقہ سے کندہ زمین میں بچا کر خود
 شیر کی بولی بولا کوکب گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ شیر کی آواز کس طرف سے آ رہی ہے اور یہ بانوں کا سے میں
 الجھا ہوا جس کوکب کا گھبراہٹ تھا کہ شاہ پور نے ایک جھکا اس زور سے مارا کہ کوکب اوندھے منہ گر پڑا پس اسکا لڑنا کھانا
 اس جھکاڑی میں سے نکلا اور جھٹ کوکب کی مشکین بانہ ہو لیں اور اسی طرح ایرج کے پاس لے آیا اور تمام حال
 ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا کہ ایسا پور مجھے خوب کیا کہ اسے پکڑ لائے اگرچہ یہ بیان آتا بھی تو کیا بنا سکتا تھا مگر
 اب اسے سرزنش کا مل ہو گئی کہ راستے ہی سے پکڑ لیا گیا اور ارادہ اسنا پست ہو گیا اب بھی ایسی جرات نہ کرے گا کہ شاہ پور
 اب اسے چھوڑ دینا چاہیے کہ کل بکوبھی خورشید نے چھوڑ دیا تھا اب میں اسے بھاگ کر لے کر تار رکھوں بہ لکھ کوکب کی مشکین
 کھنوا دین اور کہا کہ ای کوکب جا تو بھی کیا یاد کرے گا تو اپنے سردار کے پاس جا میں بھی آتا ہوں جس طرح وہ چاہے مجھے منہ آئے
 یہ لکھ کوکب کو تو رغبت کیا وہ سلام کر کے روانہ ہوا اس کے عقب میں ایرج بھی بارگاہ خورشید کی طرف جلا خب
 کوکب بارگاہ خورشید میں آتا تو اسد نے اپنے پوچھا کیوں کوکب ایرج کو لایا کوکب نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ ایرج
 بھی آتا ہے کہ اسی اثناء میں ہر کاروں نے آ کر خبر دی کہ ایرج آہو پنا اسد نے کہا کہ اچھا جب وہ آئے تو دروازے پر پھر لپٹا
 ہم اسکا استقبال کر کے لائینگے القصد جب ایرج دروازہ بارگاہ پر پہنچا تو دربانوں نے روکا کہ آپ دیکھ توقف کریں
 لوگ آپ کے استقبال کے واسطے آئے ہیں یہ سن کر ایرج گھبرا گیا کوئی آدمہ گھری گزر گئی تو ایرج نے بکا بکا کر
 بائیں کرنا شروع کیں جب اس پر بھی کوئی خبر نہوا تو ایرج اپنے دل میں بھاگا اسد نے میری بائیں فرود سنی ہو گئی مگر یہ لپٹا
 سننا ہی اور غفلت کرنا تھا اور کسی کو بہر استقبال نہیں آنے دیتا اب خود ہی چلنا چاہیے یہ پوچھا بارگاہ کے اندر قدم رکھا
 صاحب سلامت کی خورشید ایرج کی صورت دیکھتے ہی جدی سے تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جلد ایرج کے واسطے
 کسی لڑکے اسد نے کہا کہ ای خورشید مجھ بوجھ کے ہاتھ کیا کر دیکر کسی کیسے دے سکا اسکو اتنے ہو ایرج بھی اس لائق ہے کہ اسے
 کسی دیوار سے بیہر گز کر کسی کے قابل نہیں ہو کہیں ادھر ادھر پائیں فرش جو تھون کے برابر بیٹھا گیا جیسی اسکی حقیقت ہو دیکھ
 اس کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیے یہ سن کر ایرج نے کہا کہ ای اسد میں تجھ سے بہت عاجز آیا ہوں تو اپنی آن بان سے کہیں نہیں
 ہو کتا فوراً ہر کی ملاقات میں ہی تو نے یونین رخسار اندازی کی تھی اور بیان ہی تو وہی کرتا تھا اسد مصرع ہر فن نشہ
 دہر کہہ مقاسے دروہ یہ باتیں تھیں زیبا نہیں ہیں یہ سن کر اسد نے لگا لگا دایرج اب تو نے حاجت دست کی اس بھانڈے
 میں نے تجھے مٹو کیا اور تیری خطا بخش دی خبر تو بھی کیا یاد کرے گا آدمہ جہا خورشید نے مٹی وقت کر سی جو اس پر شکوہ ایرج
 کو کر سی یہ جھبا دیا خورشید نے حکم دیا کہ محبت عیش برپا کیجئے اسی وقت نواح گانا ہونے لگا جام شراب گزرتا گزرتا میں
 آیا عین گرمی محبت میں ایرج نے کہا کہ ای اسد تو نے اپنے عیار کوکب کو بھیجا تھا کہ مجھے پکڑ لے اسکو تو میں نے گرفتار
 کر کے چھوڑ دیا اور میں خود ہی چلا آیا میں موجود ہوں جو آنا شرابی چاہے مجھے ہو پنا میں کچھ نہ کہو اسد غازی نے کہا کہ ای

ایرج آج تو تیری منت و ساجت پر مجھے رسم آگیا خطا تیری بخش دی اب ایسی بد زمانیاں کبھی نہ کرنا اور اگر تو نے بھی
ایسی مبادرت کی تو سمجھا جائیگا کہ باتیں شکر خورشید نے کہا کہ اسد اب ان باتوں کو موقوف کرو آخر اس وقت ان باتوں
سے کیا حاصل ہوا اسے بھائی روز جنگ جنگ روز ناشتی آشتی بہ لکھا اپنے اٹھ سے جام شراب بھر کر ایرج کو دیا کہ دریاں پر
بھی اس وقت ایسی باتیں نہ چاہیے ایرج نے سلام کر کے جام شراب ہاتھ سے لے کر پی لیا اسکا کہ اور خورشید مجھے ستے
کیجئے اس وقت التماس کرنا ہو اگر قبول کرو خورشید نے کہا کہ کو ایرج نے کہا کہ اور خورشید کل کی میدان اری میں تم و یلم شاہان کی
کو گرفتار کر لے ہوا اگر تم اسے مجھوڑ دو تو میں تمہارا بہت ممنون ہو لگا سیٹھے کہ اس کے بعد رکھنے سے تصفیہ ہونے چاہئے گا
خورشید نے کہا کہ ابھی ابھی اردو یلم شاہ کو بلو کر ایرج کے حواسے کر دیا ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اور خورشید کل کے
میدان میں اب ہمارے ہمارے مقابلہ ہونا چاہیے خورشید نے کہا کہ ہاں ایرج میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہمارے حق پر
مقابلہ ہو تو البتہ لطف ہو ایرج نے کہا بہتر ہے اب میں نصرت ہوتا ہوں اجازت ہو اسد نے کہا کہ بس بیٹھے جگہ ملاقات
ہو چکی مطلب تمہارا کھلیا ہم گھات تمہاری پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ تمہارا آنا خالی از غلت بخوڑی ہو و یلم کو چھوڑانے
آئے تھے بہت اچھا تشریف لہجائے ایرج نے کہا کہ جی نہیں اگر آپ کی مرضی نہ ہو تو میں اور بخوڑی دیر بکھڑا رہوں جو آپ کے
مزاج مبارک میں آئے اور سنا لیجئے اسد نے کہا کہ جی نہیں اب آپ کو تکلیف ہوگی تشریف لہجائے بہر شکر ایرج اٹھ کھڑا
ہوا خورشید دروازے تک پہنچانے آیا القصد ایرج و یلم کو لیے ہوئے اپنے لشکروں میں آیا بارگاہ میں بیٹھا صحبت عیش
برپا ہوئی جام شراب گل رنگ گردش میں آیا نشے میں آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ نرمی پر چوب بڑی
ہرکاروں نے یہ خبر خورشید کو پہنچائی وہاں بھی کوس حربی پر چوب بڑی شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر
میدان میں آئے جب صفوں جدال و قتال آراستہ ہو چکے تھے لقیب لقا بت کر کے چلے گئے تو ایرج میدان میں آیا مبارک
طلب کیا خورشید ستارہ پرست مقابلے کو نکلا کھادرنی کے بعد نیزہ بازی ہونے لگی اسد بھی ایک طرف کو کھڑا ہوا تاشا
و کیورہا القصد بعد چند لمحوں کے ایرج نے سنان نیزہ خورشید کی کالبدی قوائد پر قوائد بڑھنے لگی جب سنان میں نہایت ناکار
ہو گئے تو نیزوں کو اتار کر سے چپک دیا و دھن نے گزرا ٹھائے خورشید نے گزرا ایرج پر مارا ایرج نے خورشید کا مار
ر دکر کے اپنا وار کیا خورشید نے بھی وار اسکا دکر کے اپنا وار کیا ایرج نے پھر رد کیا اور نہایت بھرتی سے گزر
پھینک کر تلوار خورشید پر ماری کہ سپر کو کاٹ کے سر پر پڑی اور تار دابر داتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار تو
جھٹکا کر کھل گئی گز سے جادو خون کی جاری ہوئی خورشید نے جب سے سرائحت الخنک کا کھول کر زخم سر کو باز ہوا
اسی حالت زخم داری میں ایک وار تلوار کھوڑی قوت سے ایرج پر مارا ہر چند ایرج نے سپر کو پناہ کیا مگر تلوار خورشید
کی سپر کو کاٹ کر خود دو دو بلوغت میں دزرہ ٹوٹ کر کاٹ کر سر میں رسائی کہ تا دابر داتر گئی ایرج نے سر اپنا کھینچ لیا
تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی ایرج مع مرکب زمین پر آیا آفتاب پرست ایرج کے گرتے
ہی یہ سمجھے کہ ایرج مہلکیا تلوار میں کھینچا دوڑ پڑے آفتاب پرستوں کو دیکھ کر خورشید ستارہ پرست کی فوج بھی ٹوٹ پڑی
بہم ہتھیار چنے لگے جگہ مغلوبہ واقع ہوئی ایرج کو لوگ آکر اٹھا لیگئے اور مرکب پر سوار کر کے لشکر میں سے نکلے مگر ایرج
نوجوان پھر سہل سنبھلا کر خورشید ستارہ پرست کے لشکر میں واپس آیا اور تیغ زنی کر کے خورشید زنگ دیکھ کر ایرج
کے لشکر میں گھس پڑا اور شمشیر آزمائی کرنے لگا خوب ہی تلوار دونوں جانب چلی اسد بن کر پناہی نے جو یوسف
دیکھا بس ایک جانب سے آکر ایرج کے لشکر پر گرا اور تلوار بیکر بیکر قتل و قمع کرنا شروع کیا لاشیں بے لاش
کرنا شروع کی کشتوں کے پٹھے لاشوں کے انبار لگا دیے ایک ملاحم بھگیا دھاتی پر گئی آفتاب پرست بھاگ نکلے

اسد آفتاب پرستون کو درہنگ بھگا آیا خورشید دایرج کے لڑنے لڑنے خون بہت سا ہماری ہوا تو دونوں کو
 عش طاری ہو گیا ستارہ پرست خورشید کو اٹھا لیکے آفتاب پرست ایرج کو لٹے طیل باز گشت دونوں لشکر دن
 میں بگیا دونوں لشکر اپنی اپنی فردگاہ میں آئے خورشید کو خیمے میں لاکر زخمون میں ٹانگے لگوائے جب خورشید کو پیش
 آیا تو اسد نے اٹھ کر سلام کیا کہا کہ اے خورشید دیکھا تھے کہ میں نے ان آفتاب پرستوں کو کیسا مارا ہے اور کیسا بھگا یا ہے
 اور اے خورشید تھے بھی کیا دل میرا خوش کیا ہے کیا ہی اس بڑا زچہ نامعقول کو زخمی کیا ہے قسم بخدا سے لا بزال اس قدر
 میرا جی خوش ہوا کہ جسکا اظہار میرے بیان سے خارج ہے وہ دادا دادا گرای خورشید اب میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تمھاری
 حیانت کر دن اور جو کچھ ہو سکے تمھاری خدمتگاری کر دن یہ سنکر خورشید نے کہا کہ بھائی اسد مجھے متے کچھ انکار ہی
 بیان بھی تو تمھارا ہی ہے وہاں کسکا یہاں کسکا ہے اسد نے کہا کہ دیکھو بھائی پھر تم وہی تغافل مینر باقیں کرنے لگے یہ
 یا تین تمھاری ہمیں پسند نہ آئیں اللہ اکبر تمھیں ہم سے اس درجہ انکار ہے اور ہم کو دیکھو کہ ہم کس طرح بے تکلف اسے
 دونوں تمھارے یہاں رہتے خورشید نے کہا کہ اچھا بھائی خفا کیوں ہوتے ہو مجھے بھائی تو مویں نے دد اسد نے کہا کہ نہیں بھائی
 اب تم کچھ ہذر نہ کر دباں علاج ممکن نہیں ہو زخم سم تھا اچھا ہو جائیگا میں تو تمھیں ضرور سے جلو نکا خورشید نے کہا
 کہ بہت بہتر بخیرہ منوجیے چلیے چلیے اور بالکل پر سوار ہو کے اسد کے ساتھ چلا اسد خورشید کو اپنے خیمے میں لایا
 بیک پر لٹا ہر قسم کا سامان راحت جیسا کیا نایاب ہونے لگا صحبت عش و عشرت برپا ہوئی دورہ جام شراب گل رنگ
 گردش میں آیا دیر تک مہنگا صحبت گرم رہا جب صحبت برخواست ہوئی تو اسد نے خورشید کے زخمون کا تدارک شروع
 کیا ایک دو روز میں زخم پھر سے ہوئے اب دونوں کے دونوں مشغول عیش و عشرت ہوئے ہا ہم خوش بیٹھے ہیں
 ہنسی دلی ہو رہی ہے دو دین روز یونین گزرے ایک روز اسد نے خورشید کے گھگھے میں ہاتھ ڈال دیے اور کساک
 بھائی خدا سے لا بزال شاہ نادل ہو کہ مجھ کو تھے حقیقی بھائی سے زیادہ مبالغت ہے خورشید نے کہا کہ بھائی میری بھی
 حالت ہر دل کو دل سے راہ ہوتی ہے جیسے تم سے ویسے ہم سے بیان کرنا اور خواہ مخواہ کی لٹو تو محفون کا کام
 ہو مگر مجھ کو مبالغت تمھارے ساتھ ہو میرا دل ہی خوب جانتا ہے اور غالباً چونکہ دل میں ایک قوت مقناطیسی دہ لیت
 کی گئی ہے تمھارے دل پر بھی میری الفت کا تاثر ہو گا اور تم خود سمجھ گئے ہو کہ مجھ کو تھے کس قدر الفت ہے یہ سنکر اسد نے
 کہا کہ ان بھائی بہت سچ ہے اب میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تھے دستار بدلون کہ راہلا اتحاد کیا اور بھی قوت ہو خورشید نے کہا
 کہ بھائی اسکی کیا ضرورت ہے میری اسے بن فریہ سب باتیں ظاہر داری سے تعلق رکھتی ہیں اسد نے کہا کہ نہیں بھائی
 اس میں مبالغہ کیا ہے میری خوشی انی میں ہے اور یہ کہ لکھنا گری خورشید کے سر پر رکھ دی اور خورشید کی بگڑی اتار کر لپٹا
 سر پر رکھ لی اور حکم دیا کہ طیل شادمانی نیچے اتر کر تیار ہو

اب یہاں سے چند کلمے داستان جشن بہار افرور کے بیان کیے جاتے ہیں سیاقی نامہ

سیاقی اب دہ جلم شراب	کہ زام کو بھی دیکھ کر ہونتا ہے	کے بخود ہی میں پلا سیاقی	نکر دیر اب تو ذرا سیاقی
وہ مجھ کو جو صاف آجی اب	دہ و جبین ہوئے برابر گلاب	لگا دے سرے نہر ستاب و دو	کہ جو جبین انس و صحبت کی بو
برائے مری دیکھ منقہ تمام	کردن لٹے میں جشن کا نظام	را دیان اجا صحبت آثار مضمون نگاران	حکایا تہ بہار
اس داستان طرب نشان کو صفحہ فرط اس پر یوں تحریر و تفسیر کرتے ہیں کہ حسب احکام اسد ملا و طیل شادمانی تو ازلیں میں			
آیا اور اسی وقت سے تیار جشن کی شروع ہوئی تین چار کوس کے گرد سے سب صحرا خس و خاشاک سے صاف			
مپاک کیا گیا ٹھکانہ بندی شروع ہوئی تمام ملازمین کی در دیاں نئی تبدیل کی گئیں چھوٹا وہاں اگر سے گیاہ میں ریش چری تمام			

کی لئی سرخی کے عوض سرخ کرن کنز کے بھائی گئی بچوں بیچ میں ایک خیمہ رشک بچو پھلک بنگلون بجائے بارگاہ کے
 قائم کیا گیا گرد گرد اس خیمے کے تقری فیضان روشنی کے لیے ہانڈی لکھن اندر خیمے کے قفل کاشانی کا فرض کر کے نور
 موج سے فانوسین اور دنگین رکھی کہیں شرف خیمہ میں جھاڑ اور قلعے لگائے گئے بچوں بیچ میں ایک تخت جواہر
 بچا کر دو کرسیاں طلائی خورشید داسد کے بیٹھنے کے لیے نصب ہوئی تخت کے گرد اگر دھگل زرین رنقا سے اسد
 خورشید اور افسران فوج کے اپنے بچائے گئے غرض ہر طرح کا سامان جشن و میل ہوا دن بھر تو یہ سامان ہوا
 سرشام سے روشنی ہونے لگی جب روشنی ہو چکی اور بارگاہ درست ہو چکی تو چوہدری نے اسد غازی کو اطلاع کی
 کہ حضور آپ تشریف لے چکے ہیں باقبال حضور مو نور السرد تمام سامان درست ہو گیا یہ سکر اسد خورشید کو ہمراہ لیکر
 مع چند رنقا سے خاص کے بارگاہ کی طرف جلا کر کیا دیکھتا ہے کہ تین چار گوس کے گردے میں تمام محرمات و شفا
 کیا ہوا ہے روش پری اسی گیاہ میں اس طرح قائم ہوئی ہے کہ جسے دیکھ کر صانع کائنات کی قدرت یاد آتی ہے بالکل کترا ہوا
 بچا ہے تمام سرخ سرخ کرن کنز کے بچائی ہوئی روشنی کے لیے جو بیٹھان لگائی تھیں انہیں تقری جواہر روشن ہیں
 تمام محرمات و شفا کے لیے جو دفا تو سہا سے سیارات کے لیے روپ معلوم ہوتا ہے جو محرمات و شفا
 انار دا گور کے بیچ میں لگے ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر بھوک پیاس جاتی ہے ہر خوشی پر ہمت سامی کی تھیلیاں ختم
 دی ہیں تھلہ ان تقری مقبول کے رکھے ہوئے ہیں جابجا بھولوں کے اینار کے ہوئے ہیں کہ دماغ جان معطر
 ہوا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ اس طرح کا سادہ سامان ہاں محرمات فراہم کیا ہے کہ وہ محرمات باغ شاد و بکے نہشت عنبر سرشت کا
 نمونہ معلوم ہوتا ہے اسد ملا در اور خورشید ستارہ پرست اس سامان کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے خورشید نے
 اسد سے کہا کہ بھائی واقعی عجب سامان تمہارے ملازمین نے اس جنگل میں فراہم کیا ہے کہ جسے دیکھ کر ایک
 عجب طرہ کا استعجاب و انگیز ہوتا ہے اسد نے کہا کہ بھائی یہ سب تمہاری عنایت و کرم ہے ورنہ یہ سامان کیا چیز
 ہے اگر یہ جشن کسی شہر میں قائم ہوتا تو پھر البتہ تم دیکھتے کہ ان ملازمین نے کیا کام کیا اور اس جنگل بیابان کفرت
 میدان میں کیا سامان ہو سکتا ہے خیر جو کچھ ہو گیا ہوگا رنقا سے اسد نے عرض کیا کہ حضور واقعی یہ ہے کہ اس محرمات
 جو سامان اقبال حضور سے مہیا ہو گیا وہ بڑے بڑے شاہنشاہوں کو انکے پاؤں تخت میں مہیا ہونا خالی اور
 دشواری نہ تھا حق سبحانہ تعالیٰ حضور کے اقبال اور ابلال کو روز افزون مضامعت فرمائے بحمد والہ الامجاد
 الہی بخت تو بیدار باد۔ ہمیشہ دشمنانت خار باد۔ حق جل و علی حضور مو نور السرد کو سلامت و پاکرامت رکھے
 دشمنوں کو پا مال اور دستوں کو باسرت رکھے الغرض جب خوب سیر کر چکے تو خورشید نے کہا کہ بھائی اب یہاں کی
 تو سیر کر چکے اب بارگاہ کے اندر علیین اسد نے کہا کہ بھائی آتش بازی کی تو سیر کرو اسی وقت آتش بازی چھوٹنا شروع
 ہوئی جب آتش بازی بھی چھوٹ چکی تو اسد خورشید کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر آیا دیکھا کہ عجب بارگاہ
 عرش اشباہ نہایت عالی شان زمزم کا جواہر نگار قائم کی گئی ہے کہ شعوطان کسے سے سن میں وہ چند
 قصر قیصر سے مرتبے میں بلند گرد گرد بارگاہ کے تقری فیضان لگی طلائی جواہر جڑے ہوئے غطر انہیں بھرا ہوا
 روشن ہیں خوشبو اس طرح کی آ رہی ہے کہ دماغ کو نقوبت اور قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور اتفاقاً وہ شب
 شب چارہ رہتی ماہ عاصیاب سرشام سے بکھا ہوا تھا آسمان کی وہ چاندنی اور زمین کی یہ روشنی عجیب
 طرفہ بہار دے رہی تھی استوار وہ صفائی وہ روشنی کا روپ چاندنی پر گمان تھا کہ یہ دھوپ دہ
 شب چارہ وہ وہ خبرہ ہر + زمزم کا جواہر نگار کون شب قدر + صبح کے بھگتین دان شب بھر روز روشنی ہوتی تھی

ایرماہ نے موتیوں کو رکھ لیا اور بھونچا اسکی اپنے ٹھہر برلی اشعار شرم سے صبح نور بخش جان پر وہ شب میں ہوئی تھی ننان رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار۔ زراغ پر تھا گلان موسیقار کلاس اس بارگاہ پر مطرح کا جزو تھا ہوا کہ آفتاب نیمروز منہدم ہوتا تھا سیر کرتے کرتے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا کہ وہ برنگت بارگاہ نبی ہوئی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہیں ہوئی تمام فنا میں اس طرح منقش اور اس طرح کی مصوری کی ہوئی کہ مانی دبیرا دو کیچر رنگ رہا میں جلوت اسکی ایسی کہ اگر نقاشان چین دیکھیں تو آنکھیں انکی محبت کو لگی رہیں چارہاں طرے جو ترہ بلور کا بنا ہوا صاف و شفاف سا بلبل تماشائی کے کھینے ہوئے تمام بارگاہ میں شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ہوئی اشعار

جو کچھ سنگ کوہ طور کے تھے	مجاہد سب ایک دال نوز کے تھے	آئینے تھے کوہ چوہر تھے	بے تکلف دل سکندر تھے
ایسی دیوار گریون پر ہزار	کیسے ہنسان شاہر دلدار	ہر کیون چڑھے ہوئے تھے گلاب	اس سے شہرے ساغر الماس
فلک آئین کے تارے تھے	یا کس عرش کے تارے تھے	بچوں پنج بارگاہ میں ایک	تحت خواہر نگار پر وہ دکر بیان

طلاتی چچی ہوئی زری ہوئی کی اعلیٰ کے گدے جہاں میں موتی گئے ہوئے ان کر سیون پر رکھے ہوئے گرواگر دشت کے دنگھلاے زمین بچھے ہوئے تماشائی کے گدے پڑے ہوئے محل کا شانی کہ چہرہ زرد زری کام نہایت پر تکلف کیا ہوا پانڈاز زمین بچھی ہوئی زری الفرض اسدا درخور شد نہایت خوش و سرور ان کر سیون پر آ کے بیٹھے رفقا اور افسران فوج ان دنگھلون پر بٹھکے ہوئے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تمام ملازمین دنگھلون کی پشت پر نئی نئی وردیان ہرے ہرے دست بستہ سلام کے لیے کھڑے ہوئے تین جیسے ہی اسدا نے آنکھ اٹھا کر دیکھا سب نے سلام کیا اسدا نے جواب سلام دے کر سجدوں کو خلعت والعام سے سرفراز کیا بعد اسکے افسران فوج اور رفقا سے خاص نے اٹھ کر خوشی کی نذرین دینا شروع کیں اسدا نے نذرین ان سب کی لیکر سجدوں کو خلعتاں سکران بنا دیا خطا ہما سے لاکھ سے مٹا کر کیا بعد اسکے طیس شادمانی بچنے لگا ساقیان ہر صورت جام و صراحی ہاتھ میں لے کر حاضر ہوئے مجرا گاہ پر مجرا کیا اجازت حضور ہی حاصل ہوئی بعد اسکے مطربان باطلعت اپنے ساز و سامان سمیت شرف قدوسی سے مشرف ہوئے بعد اسکے طائفے آنا شروع ہوئے گائین حاضر میں جام شراب گلزنک گردش میں آیا اسدا نے حکم دیا کہ زہرہ طلعت کو طلب کر دے وہ آکر مجرا کرے اس وقت زہرہ طلعت نے پیشوا رہی گنگر و پانومین ہندو گت ناچنا شروع کی ایسی گت ناچی کہ تمام حاضرین محفل کو بے گت کر دیا اشعار

دل کو ہر بار پیسے ڈالتی تھی	کبھی سدا بدن وہ مسکنا	کبھی دامن سنبھالتے جانا	کبھی غم سے مسکرا دینا
کبھی پوری کا وہ جزو حالنا	وہ کلانی میں شاخ گل سی لچک	انکھ سے سینے کی بھی وہ تھک	مثل طاووس است ایسی تھی
پوری اڑی سے لگ گئی اسکی	علقہ دست جب ہوا بال	سنگیا گرد ماہ کے ال	سر پہ رکھا الٹ کے جب پھل
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل	ماز سے سر پہ جبکہ رکھا ہاتھ	ہل محفل کو تھا سردی کا ہاتھ	نیر مارا جسد ہر قطر بلٹی
سکرانی تو گر پڑی کبلی	جسکو نیوری بدل کے بتلایا	دھن نیورائے اسکو غش آیا	جسکی جانب تبا کے سسلی

تمام حاضرین محفل مست ہوئے اسدا درخور شد بھی نہایت محفوظ ہوئے جب گت ناچ چکی تو اسدا نے حکم دیا کہ بس اب تم دیر تک لت ناچیں اب بچکر گاؤ زہرہ طلعت سلام کر کے بیٹھ گئی ساز و دھن نے چہرہ ساز دے اور زہرہ طلعت نے یہ غزل گانا شہر دے کی غزل

خیر ہو حضرت دل میں مین آئو اے	خاک اڑا کرین یہ خاک اڑا آئو اے	خاک اڑا کرین یہ خاک اڑا آئو اے	آپ کا منکے گئے جان سے جانو اے
خیر ہو حضرت دل میں مین آئو اے	خاک اڑا کرین یہ خاک اڑا آئو اے	خاک اڑا کرین یہ خاک اڑا آئو اے	آپ کا منکے گئے جان سے جانو اے

اچھے رو کینگے اگر دل کے بڑھانوالے
 جس چلے اٹکا تو پھیلے سے اذان میں اٹھا
 مشن میں آئے تھے من اب حشر اٹھانوالے
 بیٹھ جائیں نہ کہیں شام کے دل ہاتھ لے
 ہی دکھانے کے چلن آ کو کھانوالے
 ات ضائع نکر من حضرت ناصح اپنی
 اسکو بھی ضد سے جلا تھے من جلا نوالے
 ویرہ ترہین سلامت تو دکھائی گئے فرد
 کیا اسے انہی سمجھاتے ہیں بھیا نوالے
 گرمیاں بھی جو وہ کو تھے من تو خند ہی تھے
 پھر تھے من جو سرزم ستا نوالے
 کرنی آتے زورہ اب آہ کیا جاتھا
 آئینہ اپنی اداؤں سے چڑھانوالے
 ایک ہم ہیں کہ چپ ہوں تو بولیں حشر
 جہا من حضرت یوسف کے گرا نوالے
 دیرہ تلب خشک آہ جگر سوز لعل
 سے اس غزل کو گایا ہمارے لئے
 چھپا لیا ناہید نے کفن کو جاگ کیا تا نہیں کی روح کچھ مرقد میں شعل
 ایسا بازہا تھا اسے سراپا
 یہ سمان بند ہو گیا یہ رنگ جہا
 کس غضب کی سرٹی تھی آواز
 لب تصور برہتی شورش آہ
 جیکر تھی تھی کوئی لونکی تان
 داد دی تھی جرج پر نہ ہرا
 اہل محفل کو ہو گیا سکھ
 ساز در پردہ اس کرتا تھا نا
 شعلہ شمع کی زبان پر آہ
 اٹھائی کتے تھے سب علی کی مان
 لولی جرج لاکھ دھن کی سے
 کیا ہی اسکا گلا تھا جوس کا
 شیشہ محو کو لگ گئی بجلی
 ہو گئے مست سب در دیوان
 اس طرح گائی کہ سب

بیوٹھ جا کر سے دل در بھی اٹھے لیکن
 سو نوالوں کو شب رصل جگایا نوالے
 آہ کر نے ہوئے در ماہوں کے نازک مہینہ
 آنکھیں جو من کی بندھی چوٹ اٹھا نوالے
 لیکھیاں سے دل ناشادین وہ بچ کر لاکھ
 انکی سننے کے سینہ ایک زمانہ نوالے
 کیون نہ دل کھول کے من ردن کہ لکیر لالہ
 اتے بڑھکر من یہ بونا فاق اٹھا نوالے
 جان سے رو تھیں تو آئے نہ نہالے کوئی
 کیا بھیا کینگے لگی ولکی بھیا نوالے
 انقلاب اسے ہوئے رنگ یہ باغون دکھا
 تمام من دل کو ذرا دل کے دکھا نوالے
 ہوش میں آنے جو دیتے ہیں کیا سمجھے ہیں
 ایک نامے من فلک سر پہ اٹھا نوالے
 شیخ کی طرح کہ کر تا ہوں تو بہ تو بہ
 رنگ عاشق کا بھی تو من جملے والے
 نہ لوج پڑ گئے لگی اشعار
 ایک اس کے لہال کو سو بچے
 صاف سند و قچہ تھا گرن کا
 لہلہ با آئی حیف سارگی
 بوا اٹھے طائران نقش و نگار
 بیوٹھ ہو گئے کوئی زہیوش نہ تھا سوا سے واہ واہ کے اور کچھ نہ نہ کا تھا آنکھوں سے آنسو جاری لب پر کلمات
 حسرت جاری ہر ایک اہل محفل در ہوش زہیوش اسدا در خورشید کی بر کیفیت تھی کہ کر بیون پر بیٹھے ہوئے مجھوم رہے تھے
 کہیں شل قصیر خاموش ہو جاتے تھے کبھی واہ واہ کے فرے منہ سے نکالتے تھے حب اسدا در خورشید و جدین آ کر
 سر ہا دیتے تھے تو وہ سلام کے اس طرح لہک لہک کر گاتی تھی کہ ردون کے ردون اور زیادہ دجدین آ جاتے تھے
 اور کتے تھے کہ لمن داد دی کی تعریف سنتے تھے مگر آج اپنے کانوں سے سن لیا واہ واہ جب وہ گاجلی تو اسدا در
 خورشید نے اسقدر انعام داکرام دیا کہ اٹھانا مشکل ہو گیا دو پہر رات تک زہرہ طلعت گاتی نہ ہی بعد اسکے
 جو درادن نے آ کر عرض کیا کہ ادھائی گئے بھی حاضر ہیں اسدا نے خورشید سے کہا کہ کیوں بھائی اور طائفے بھی حاضر ہیں
 سنو گئے خورشید نے کہا کہ نہیں بھائی نصف شب گزر چکی ہے اب آسام فرمائیے تو بستر ہی اور دوسرے میری ما سے
 بن کیا کوئی در سرا طائفہ نہ ہرہ طلعت سے اچھا تھا سگھا ہر جی طرح سے کہ یہ گائی ہو اور نا جی ہی کوئی کا بھی

اسکا ہر اسد نے کہا کہ ستر ہنگامہ کھڑا ہوا دہار برخواست ہوا سب رختا اور افسران فوج اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے اور
 اسی بارگاہ میں ایک جانب ایک منبر علیحدہ استادہ تھا اسدا اور خورشید اسطرت آئے آکر کیا دیکھیں کہ اس منبر سے
 میں کار جو بنی کام نہایت بزرگامت کیا ہوا دیکھتے آئے کہ مدانی کا فرش کیا ہوا ہر دو پانچک الماس کے پادون کے برابر
 پیچھے ہوئے پانچ کے برابر ایک مسند بلند بادے کا کام اُسپر کیا ہوا موتیوں کی جھال لگی ہوئی جیسے آفتاب بسوا آسمان پر
 دیکھی ہوئی پنگون پر اوچے رقیق تاب پڑے ہوئے کہ چہرے تکھنیں پھرتی پھولوں کی ٹڈالیاں گرد پانچ کے رکھی ہوئی
 اور بھول بھی پنگون پر پڑے ہوئے ہیں خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے القصبہ اسدا اور خورشید میں مسند پر آئے
 میچے سامنے جو بدر کھڑے ہوئے تھے اسد نے اُسے حکم دیا کہ جلد کھانا منگاد اُسی وقت جو مدار بار چنباہ میں گئے
 مار دغا باد چنباہ کھانے کے خوان کے کھا ضر ہوا اکلنے کے آدھ تر خوان بچا کر کھانا جہا اسدا اور خورشید نے ہم کھانا کھا چاہا
 کھانا کھا چکے تو دو دیکھ جامے گلگون کے بنی کر پنگون پر آئے امام کیا خدمتکار چہی کرنے لگا کوئی نہ کھا چھلنے لگا غرض
 دونوں سو گئے جب صبح کو اُسے کچھ دہی سامان اور دہی تیار بان خین غرض اسی طرح میں شبانہ روز آئین جشن عشرت
 پر بارہی زمین و آسمان سے صدائے تنیت و مبارکباد بلند رہی اب انکو تو اس حالت پر چھوڑیے اور وہاں ایمرج کا
 حال سنیے کہ اس کے ہر کار دن نے آکر خبر ہو بجائی کہ اسد نے خورشید ستارہ برست سے دستا بدلی ہر اور بجائی
 بنایا ہر یہ شکر ایرج نے اپنے رفقا سے کہا کہ دیکھا تھے اس دیوانے نے کیا کیا تیاریاں کیا خود تو ہر کزور خورشید کو
 در دست رکھ کر دستا بدلی ہر اور بجائی بنایا دیکھو جہا گیا دیکھو تو اس دیوانے کی کیا گت بناتا ہوں لیکن خورشید
 ستارہ برست میں روز کے بعد اسد غازی کو اپنے ہمارے کراپے خیمے میں آیا دونوں کے دونوں باہم
 بیٹھے ہوئے تھے کہ امیر بن عمرو نے آکر اسد غازی کو سلام کیا اور عرض کیا کہ آپ کو بیع الزمان نامور نے بلایا
 ہر اسدا اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور خورشید سے کہا کہ بجائی میں ابھی آتا ہوں خورشید نے کہا کہ بجائی میں بھی چلوں
 اسد نے کہا کہ نہیں بجائی کوئی ضرورت نہیں ہر میں ابھی تو آتا ہوں پھر بارگاہ سے نکلا اور امیر کے ساتھ پہاڑ
 پر آیا بیع الزمان کو سلام کیا کہ مامون جان کیون مزاج آپ کا کیسا ہے فرمائیے کیا کام ہر میں آنکھوں سے
 بھلاؤ دیکھا بیع الزمان نے آہ سر دیکھ کر کہا کہ کیوں اسد بھی تم تو عیش کر رہے ہو جشن و قعیش میں مصروف ہو
 دور یہاں ہم سب فاقے سے ہیں غلہ کا نام و نشان نہیں ہر آفتاب پرستوں نے غلہ کو بھی روکا ہر اہل جنین آنے
 دیتے ہم سب بھوکھوں مر رہے ہیں جلد کوئی تدبیر غلے کی کر داسد غازی نے کہا بہت خوب مامون جان آپ کھرتے
 کیون ہیں مرد کا بے کار ہو میں غلہ لایا دیکھوں تو کون روکتا ہے یہ لکھر ہا پیر سے اتر کر روانہ ہوا آفتاب پرستوں
 نے اگر چہ آتے بھی دیکھا اور جاتے بھی دیکھا مگر غیب اسد سے کسی کا ہوا ذمہ بڑا کہ اسد کو کوئی رکھنا یا لٹوکتا یا کچھ کتابک
 اسد بچا ہوا آیا بھی اور گیا بھی کہ سلام ہوا ان آفتاب پرستوں کے سر پر رضا خلیل رہی خود تو کھا کھا کر مستند ہے ہوتے
 ہیں مزے اُڑاتے ہیں اور ہمارے مامون جان کچاں غلہ تک نہیں آنے دیتے انہج کی بھی بند بندہ کی ہر دیکھو نا
 ہم جا کر غلہ لاتے ہیں دیکھیں تو کون روکتا ہے ہر ہمارا مزاج کار ہوتا ہے ہر سے دیر میرے سامنے تو کوئی آجائے اور
 بھلو روئے دیکھے تو کیا سزا ملی ہے یہ کہتا ہوا قبضے پر اتھ ڈالے ہوئے چلا گیا ہر کار دن نے یہ خبر ایرج کو پہنچائی
 کہ اسد کو بیع الزمان نے بلا کر کہا تھا کہ ہم بھوکھوں مر رہے ہیں غلے کی فکر کرنا چاہیے تو اسد غلے کی تلاش میں گیا ہر
 یہ شکر ایرج نے کہا کہ اسے بارہاں دیوانے کے ہتھیار کی کوئی تدبیر نہیں میں جن آئی ہر کیا کیا جائے بھائیو جیکہ یہ دیوانہ
 مارا نہ جائیگا باگر فتنہ رنمو کا اُتو فتنہ تک کوئی تدبیر نہیں بڑی اور میں ان اہل کوہ کا کچھ نہ بتا سکتا یہ لکھر شاہ پور

سے کہا کہ ارے شاہویر خبر تو لاؤ کہ یہ دیوانہ مجھ کو بخت برگشتہ و نامتعلیٰ کہاں رہتا ہے اگر ٹھیک ٹھیک مقام سکونت
اسکے معلوم ہو جائے کہ یہ ظلم مقام پر رہتا ہے تو جس طرح بنے بین جاکر اس محمول العقل دیوانے کو بکڑاؤن شاہویر کے کہا
کہ اچھا میں آپ کے ارشاد سے جاتا ہوں مگر یہ باتیں آپ کی سب بیکاری معلوم ہوتی ہیں آپ اسکا بال بھی بیگانہ کر سکتے اگر
کرنا تو درکنار حیرت نے کہا کہ اچھا تم جاؤ تو سہی شاہویر نے کہا کہ بیت اچھا میں بھی جاتا ہوں جانے میں مجھے کیا ہذا
ہی کہ کھڑا کھڑا اسدہ میں روانہ ہوا جلتے جاتے تلاش کرتے کرتے اسد غازی کو ایک دامنہ کوہ میں پایا اگر اسوقت
پوچھا کہ اسد اپنے رفیقوں اور یاروں سمیت بٹھا ہوا ہے دو پہر کا وقت ہے کہ بڑے آنا کر پھیلا دیے ہیں گھوڑوں کے سہارے کو بڑے
بڑے ہوئے ہیں کوئی کھانا کھا رہا ہے کوئی بکا رہا ہے اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہے کوئی شعر پڑھ رہا ہے آجسین اینٹن ہو رہی
ہیں غرض ہر ایک اپنی اپنی جگہ بفرغت سے بخوف اور بے کھٹکے بیٹھا ہوا ہے شاہویر نے رنگ دیکھ کر بھرا اور جلدی سے
جا کر ایرج کو خبر کی کہ حضور چلنا ہو تو چلیے ایسا وقت فراغت بھرنا ہے آئیں گا کہ وہ لوگ سب کے سب غافل
بے کھٹکے آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں جوتہ میر کرنا ہو وہ اسی وقت کر لیجئے اور اگر ذرا بھی آپ نے غفلت کی تو بہت
پچھتاوے کا سوا سے دست تسمیٰ سننے کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا یہ حال شکر ایرج اسی وقت غفلت اسکر لیکر سوار ہوا
اور درہ کوہ کی جانب روانہ ہوا قضاے کار اتفاقات روزگار جہاں شورین قرآن قہ کوہ پر بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا اسنے
جو ایرج کو اسطرف آتے دیکھا دہن سے بکا کر کہا کہ اے شہر یار بلند اقتدار خیر دار و ہوشیار ایرج مع لشکر آپ پر پہنچا
اسد اس آواز کے سنتے ہی اپنے خرقون سمیت سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف چلا لیکن ایرج بہت آہستہ آہستہ
چلے چلے اس طرح دہن کوہ کی طرف چلا آتا ہے کہ کوئی کھانا تک نہیں گھوڑوں کو بھی آہستہ قدم قدم لیے ہوئے جاتا
ہیں کہ سم مرکب کی آواز بند ہونے پر اسے اسی طرح جب مقفل دامنہ کوہ کے پہونچا تو غرے بند کیے لینا بلوٹا مارا
یہ لگتا ہے کہ اسے کھس پڑے دیکھا کہ دہان بھرون نہچ رہا ہے بالکل سناٹا ہے ایک آدمی کا بھی نہ تھا نشان نہیں ہی گھوڑوں
کی لید گھانٹیں نہیں ٹوٹی ہوئیں تیسے کچھ ریشیاں پڑی ہوئی ہیں ایرج نے شاہویر سے برہم ہو کر کہا کہ اوجھت تو مجھ
فریب دیکر بیان لے آیا ارے بخت وہ دیوانہ کہاں ہے شاہویر نے کہا کہ ایرج قسم میرا عظیم کی میں ابھی اسد کو اپنی
آنکھ سے یہاں بیٹھا ہوا دیکھ گیا تھا اور تھوڑی دیر تک میں مڑا کر دیکھتا گیا تھا کہ وہ اسی طرح فراغت اسے بیٹھا ہوا تھا گراں
قریب سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ آپ کے آنے کی خبر شکر بیان سے چل نکلا اب جلد یہاں سے چلے جائے ایسا ننوہ دیوانہ آپ کے
لشکر پر جا کر سے ایرج نے کہا کہ واقعی سچ ہے یہ بات میرے ذہن میں بھی آتی ہے عجب نہیں کہ الیہی ہو یہ لکھنے لکھنے
کی جانب بھرا اور جلد جلد گھوڑوں کو کھٹکے دوڑاتا ہوا اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہاں اسد کر لشکر ایرج پر
روز خون گرا آتے کے ساتھ ہی خیموں میں آگ لگانا شروع کر دی تو اور برسنا شروع کر دی سبڑاؤن ہزاروں آفتاب پر ہونے
کا دارا تیار کر دیا ایک تلامح مچکیا آپ تیغ سے لشکر ایرج میں ایک طوفان بفرغ آ گیا سب کے سب آفتاب بہت
اپنی جانیں بچا بچا کر بھاگ چلے اب اسد غازی نے وقت فرصت کو غنیمت جان کر حقد رغلہ اٹھا لیا اور چھوڑ دین پر
لہر کا لیکر بدلتے الزمان کی خدمت میں روانہ کیا اور ہر کار سے لشکر ایرج کے فریاد و الفیثاٹ کرنے ہوئے ایرج
کے پاس روانہ ہوئے راستے میں ایرج سے ملاقات ہوئی ایرج نے جو انکو اس حال بتا ہ سے دیکھا ہکا کر پوچھا کہ
خبر باشد جلد بیان کرو کہ کیا سانچہ گذرا ہر کاروں نے رد و ذکر عرض کیا کہ خداوند ہم کیا عرض کریں آپ کے جانتے ہی وہ دیوانہ
آپ کے لشکر پر آگاہ سب تو بغیر اور غافل بیٹھے ہوئے تھے آنے کے ساتھ ہی خیمے جلاتا شروع کر دیے ہر طرف
سے لڑنے لگتا تو اور برسنا شروع کر دی ہم سب کو کچھ نہ بن پڑی غافل تو بیٹھے ہی تھے آخر کار مجبور ہو کر اپنی اپنی

جانبین بچا کر بھاگ گئے اس دیوانے سے مستند رغل لاد گیا چھوڑ دین پر لا دلا دے پناہ پر پہنچا دیا آپ کا ادھر آنا کیا تھا کہ ایک قیامت برپا ہو گئی تمام بن حمید زنگی کا بھی کہیں پتہ نہیں تھا معلوم نہیں وہ کس طرف چھپ رہا مارا گیا یا زندہ رہا ایرج نے یہ سن کر ہی کف افسوس ملکر پشت دست کو دامنوں سے کاٹ لیا اور تیز جانا شروع کیا اسد کے ہر کارون نے یہ خبر اسد کو پہنچائی کہ اسی اسد غازی ہو یا اسد جو جانیے ایرج آپہنچا یہ سن کر کہا کہ خیر آتا ہی تو آئے دو دنیا کا کیا سب بھگو بیان ہا دے ہی کا نہیں تو کیا کر گیا یہ مگر باگ ٹھوڑی دن کی اٹھائی اور جو کچھ مال و اسباب اٹھ سکا وہ لیکر صاف نکلا ہوا چلا گیا اب جو ایرج آتا ہی تو عجیب طرح کا ملامت دیکھا جسے جیسے موتے غلہ درباب تھر تھر ہا ہر پڑا ہوا اسد غازی کو نہیں نام نشان بھی نہیں ہر کارون کو چہا طرف دو آڑا کہ جلد تلاش کرو اور سراسر لگا دہر کار سے چہا طرف دھونڈو دھونڈو کر تھک گئے مگر کسی طرف پتا نہ لگا ایرج سے اگر کہا کہ خداوند ہم چہا طرف دھونڈو آئے نہیں چہا نہیں لگتا یہ سن کر ایرج نے سپر تلوار اٹھ سے بیک دی اور کہا کہ افسوس صد افسوس آج کیا دھوکا اٹھایا ہی حامد بن حمید زنگی پانچا نے میں مچھا ہوا بیٹھا تھا ایرج کی آواز سن کر محل آیا کہا کہ آؤ زبرد آفتاب پرستان اسی ایرج تو جوان میں بھی اس دیوانے کے ہاتھ سے ایسا عجز آیا ہوں کہ ناک میں دم آگیا تو میں یہ جانتا ہوں کہ تم ایک آدم دن اس دیوانے کے ہاتھ سے مجھے قتل کروادو گے جب وہ آتا ہی میری ہی تلاش کرنا ہی آج بھی اگر میں نہ چھپ جاؤں تو مجھے وہ مار ہی ڈالے اور تم ہر مرتبہ مجھے تنہا چھوڑ کر چلے جاتے ہو میری جان پر بن جانی کہ میرا غم کی مدد شامل حال نہیں تو جو درجہ نہ ہو جانا تنہا اسی ایرج میں تم چہر کے عشق سے باز آیا اب میں اس سے دست بردار ہوا مجھے اب نصحت کرو کہ میں اپنے وطن کو چلا جاؤں مجھے اپنی جان دنیا منظور نہیں رہی جان ہی تو جہان ہی آپ مردہ جہان مردہ آپ زندہ جہان زندہ اگر میں ایک آدم دن اس کے ہاتھ لگ گیا تو شریعہ میرا کام تمام کر دینا پھر اگر میں ہی مر گیا تو معشوق کو کون لگا اور اسکے وصل سے کون مخلوق ہوگا اور اگر زندہ رہے تو کوئی صورت شکل ہی آئیگی میرا غم معشوق کو دلو ہی دینگا میں باز آیا اس عشق و عاشقی سے ہاتھ دھویا ایرج نے کہا کہ اسی حامد بن حمید زنگی تم ناراض کیوں ہوتے ہو رنجیدہ ہونے کا کوئی مقام نہیں رہا اب میں جہان جاؤ لگا تو یا تم کو اپنے ساتھ لے لوں گا یا کسی کو تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کر جایا کر دینگا آج تو من شاہد کے بیان پر یہ سمجھا تھا کہ وہ دیوانہ مجھول بخت برگشتہ و نامعقول غافل بیٹھا ہوا کوہستان میں مزے اٹھا رہا ہو میں جانتے ہی گرفتار کر لیا ونگا یہ تھوڑی جانتا تھا کہ یہ آفت آجائگی اور میرے جاتے ہی وہ دیوانہ اور راستے سے بھٹکے آفت برپا کر دینگا حامد بن حمید زنگی نے کہا کہ اسی ایرج تم ہو کون خیالوں میں آ رہے وہ دیوانہ بڑا سیانا ہی بلا سے بے دربان آفت جہان ہی وہ کہیں بھی اپنی گھات سے غافل نہیں بھٹتا تم لاکھ لاکھ تدریرت اور فکون اور کروڑ کروڑ گھاتین کرو گے وہ کبھی بھی تمھارے ہتھے نہ لگے گا ایرج نے کہا کہ ان سب کو اب کبھی ایسی حرکت نہ کی اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم کسی طرح نہ گھراؤ میں بھی اب تمھاری حفاظت سے غافل نہ ہو گا اور بہت کچھ تشفی دلا سا دیا لیکن داراب کشور کشا جو ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا اپنے بچے میں بیٹھا ہوا علاج کر رہا تھا بچی مریم کی داراب کے زخم پر چڑھی ہوئی تھی کہ بھلیک اس کے عیار فتناح شورنی نے آکر داراب کشور کشا سے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمائیے تو میں ابھی جا کر ایرج کو گرفتار کر لیاؤں کہ ایسا قتل بھرنہ ہاتھ آئیگا اس وقت وہ اسد غازی کے ہاتھ سے بہت سخت پریشان ہوا ہی کوئی مسلمان اس کے پاس فرستے نہیں ہو داراب نے کہا کہ اسی فتناح ایسی بات منہ سے نہ نکال یہ کام دلا ورون کا نہیں ہو چھوٹ اور مردانگی سے یہ امر بہت بعید ہو خبردار ای فتناح ہر گز ایسا قصد نہ کرنا جو شیر دل اور مرد میدان میں دہکھی اس

چوری چھپے کی کارروائی کو پسند نہیں کرتے یہ شکر اس وقت فتاح جب ہو رہا اور داراب کے سامنے سے مٹ آنا
مگر دل کو قرار نہ پڑا آخر کار اپنی صورت بدل کر شب کو غولگاہ ایرج پر آیا دیکھا کہ گرد اگر گھٹنے کے غبار میں گھسے ہوئے ہیں
ہلا یہ پھر رہا ہی آواز بیدار باش ہو شیار باش کی بلند ہر جاگ ہو رہی ہر شاہ پور شیر دل بھی گرد خیمہ ایرج کے پھر رہا ہر
فتاح نے جو یہ رنگ دیکھا دل میں اسنے سہنے لگا کہ یہاں تو بے انتہا جاگ ہو رہی ہر چار طرف چوکی ہر ایک کوئی نہ بولتی
کرنا چاہیے کہ یہ لوگ اہم مزدور ہیں اگر فاضل ہو جائیں بالسی طرح یہاں سے ہٹ جائیں تو پھر تو ہمارا کلمہ آسانی سے انجام دے
یہ خیال کر کے بخوشی دیر بہک سو جا کیا بعد بخوشی دیر کے سر نہالوئے فکر سے اٹھا کر جھٹ پٹ ایک آدمی بہت نوی بہک پڑا ہوا
سیاہ کاغذ کا بنا کر اسکے بازوؤں میں بیٹے لگا کر دوسرے شاہ پور کو دکھایا اور آہستہ آہستہ بخوشی دور تک اس چلے کو بڑھا ہوا
شاہ پور نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آدمی آہستہ آہستہ چلا آتا ہے وہیں سے آواز دی کہ بھلا وہاں ہمارے
تجھے دیکھ پائیا کہاں جاتا ہے کھڑا تو رہا ہے اپنی پناہ لے لے کر دوڑا فتاح نے ہوا کے رخ برائے چلے کو اٹھایا ہوا پر تہہ اڑتا ہوا
چلا جاتا ہے اور شاہ پور اسکے پیچھے دوڑتا جاتا ہے جب شاہ پور اور شاگردان شاہ پور اس قبیل کے تعاقب میں گئے تو جمعیت
فتاح شاہ پور شیر دل کی صورت بن کر ایرج کے خیمے میں آیا پہلے تو خود تنگاردن اور خاصہ دارون کو کچھ سیوہ آغوش
بدار دے بیوہ کی کھلا کر ہوش کیا بعد اسکے جتنی شمعیں جل رہی تھیں ان سب کو گل کیا ایک آدھ شمع جو خرب الا فتنا تھی
اسکو رہنے دیا کہ بالکل تاریکی ہو جائے اور خرب بنگ کے جا کر خرب سے ایرج کے دو شاہ اٹھایا اور دارو سے ہونے
نکا لکر کھپو بیماری میں رکھ کر دماغ کے برابر لگا دی جب ایرج نے اوپر کا دم لیا اور ہوشی دماغ کو جڑ سے چھینک گئی تو
کو کو اور اندھرا دھند دیکھنے لگا فتاح تو مجھ بنگ کے نیچے چھپ رہا ایرج نے جب کسی کو نہ پایا تو پھر نیچے سر سر رکھ کے
سورابیں قتل بنگ کے نیچے سے نکلا اور حلقہ سے کندھیں گرفتار کر کے چادر بیماری میں بٹھا رہا باز دھک مچھو بر لا دا اور
خیمے سے صبح و سلامت بھکر دانہ ہوا اور دھند شاہ پور اس قبیل کے پیچھے دوڑا رہتے ہوئے چلا جاتا تھا اور اپنے شاگردوں
سے کہتا جاتا تھا کہ اسے تم سب اسے دہنی بلکین جانب سے روکے رہو کہ یہ کسی اور طرف سے بھاگ نہ جائے
اتفاقاً وہ پٹلا پڑتے پڑتے ایک درخت میں جا کر ایک رہا شاہ پور نے لپک کر تلوار ماری آواز کھڑا اسکے کی پیدا ہوئی شاہ پور متحیر ہوا
کہ یہ کھڑا کیا ہوا اور یہ شخص کیا انتہا آیا تھا کہ میرا وار کھا کر پیپ ہو رہا اور مجھ پر کوئی حربہ نہ کیا یہ خیال کر کے اس قبیل کے
قریب جا کر دیکھنے لگا یہ بلا کیا ہے کہ اس انسان میں اسکے شاگرد بھی ہو چکے اور تلواریں مارنا شروع کیں جو تلوار پڑتی تھی آواز
کھڑا اسکے کی پیدا ہوئی تھی وہ شاگرد بھی متحیر تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے آخر کار تلواریں پڑتے پڑتے وہ تیلانیر میں پہنچا اور
ایک شخص نے جو آ کر قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کاغذ کا پٹلا تھا ہوا براڑے آڑتے یہاں تک آگیا تھا مجبور ہو کر
اپنی بیوقوفی برائوسوں کو تم ہوئے واپس آئے یہاں جو آ کر خیمے کے اندر دیکھا تو کل خندنگار اور خاصہ دار ہوش پڑے ہوئے
ہیں اور ایرج کا جناب بھی خالی پڑا ہوا ہے ہر جہاں جانب دیکھا کہیں تباہ لگا مجبور ہو کر خیمے سے نکلا ایرج کی تلاش میں
چلا کر اب قتل کشوری کا حال سنے کہ یہ جوشیار ایرج کا ایک خیمے سے نکلا تو جلد جلد با سے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا تھا
جاتے جاتے قریب اس پہاڑ کے پہنچا کہ جیسر مسد خانی اٹرا ہوا تھا اور جہاں سوزین قرآن اپنے شاگردوں سمیت
سامنے پہاڑیوں کے ہا یہ بھر رہا تھا کہ سامنے سے ایک سیاہ پوش بشارہ بدوش کو جاتے دیکھا دوڑ کر آواز دی کہ لوگوں
ہو اور بشارہ کا ہیکلے چلائی کھڑا رہا کہ تم آتے ہو یہ سکر دھڑک رہا تھا جب جہاں سوز اسکے قریب گیا تو اسنے کہا کہ اے
جہاں سوزین قرآن میں داراب کشور کشا کا جہاں ہوں فتاح کشوری میرا نام ہے جہاں سوز نے بوجھالہ اس بشارے
میں کیا ہر فتاح نے کہا کہ اس بشارے میں ایرج ہی ہیں اسکے خیمے سے اسے ہوش کوئے کھڑا لایا ہوں یہ سن کر

جانشین قرآن اپنے جی میں سوچا کہ اس وقت فساح اکیلا ہی اس سے یہ پشاور چھین بھی لو کہ اس وقت مفت بن بہ مردوں
 ساتھ لگایا گیا یہ سوچ کر فساح سے کہا کہ اے قتلج یہ پشاور مجھے دے دے کہ میرا آقا اسد غازی کرب لاہو ایسج کا دشمن
 بیان آدھک مرتبہ بن بھی اسے گرفتار کر لایا تھا اور اسے سے خورشید نے چھین لیا تھا اسی دن سے میں اسد سے نہایت
 مادم ہوں اور آگہ میری ہنس سے چار نہیں ہوتی اگر تو مجھ کو دے دے دیکھتا تو میں بہت ممنون ہو گیا اور لیا کر اپنے مالک کو دیکر
 سرخرو ہو گا فساح نے کہا کہ اے جانشین بھلا یہ کیا بات ہے کہ میں تو اتنی محنت سے اسے لایا ہوں اور تمہیں خواہ مخواہ دینا
 میں تو ہر گز نہیں مہر دے گا جانشین نے کہا کہ بھلا بیان فساح تم یہ کیا کہی کر کے مجھ سے نکل بھی جاؤ گے تم نہیں سمجھتے کہ میں
 اکیلا ہوں اور میرے ساتھ اس قدر شاگرد ہیں اور میں اکیلا بھی کسی سے کم نہیں ہوں نہ نہاد و جابر بھاری ہوں اگر تو نہیں
 سہل میں دے دو گے تو میں تمہارا ممنون ہو گا تمام عمر احسان مند رہو گا اور میں تو بچہ جی طرح دو گے اس طرح لوگ جوڑو
 نہیں اور بے اس پشاور سے کیے ہوئے یقین جانے نہیں دو گے یہ سکر فساح نے خیال کیا کہ اے فساح اگر تو نہیں دیتا
 اور اس سے کھار کر تار کو اسکے ساتھ بہت سماع ہر اول تو یہی مجھ سے ہنسی لینگے دوسرے اگر زیادہ غل غبارا ہوا تو
 تو اسد غازی بھی دوڑ پڑے گا تو مفت میں مارا جائیگا یا گرفتار ہو گا اس سے بہتر یہی ہے کہ پشاور اسد دے دے ہی دے
 ورنہ انجام اسکا اچھا نہیں معلوم ہوتا یہ سوچ کر پشاور جانشین کے حوالے کر دیا اور خود داراب کی خدمت میں روانہ
 ہوا اب اپنے کہ جب فساح پشاور دے کر چلا گیا تو جانشین نے جلدی سے ایک گڑھا کھودا اور پشاور سے
 کو اس غار میں رکھ کر منہ گڑھے کا پتھر کی چٹان سے بند کر دیا اور اسد کی خدمت میں روانہ ہوا اور فساح
 نے داراب کے پاس پہنچ کر سب حقیقت حال گزارش کی داراب یہ قصہ سکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ اوجھ
 میں نے تو تجھے منع کیا تھا کہ خبردار تو ایرج کے گرفتار کرنے کا قصد نہ کرنا اور تو نے یہ طرہ کیا کہ جا کر اسے
 گرفتار کر لی لایا اور میرے کئے پر عمل نہ کیا ارے بد بخت اگر تو نے اپنی سخن پروری ہی کی تھی اور اسے
 گرفتار کر لیا تھا تو کاش یہاں اسی طرح لیے چلا ہی آتا کہ وہ زندہ تو بچ جاتا ارے تو تو اسے پتھر کے ننھ میں
 دے آیا اسد تو اسکا دشمن جانی ہر وہ کا ہے کہ زندہ جوڑی لگا جس وقت جانشین ایرج کا پشاور اسے جا کر
 لے گا وہ اسی وقت تو ایرج کو تہ تیغ کر لگائیں تمام زمانے میں تیری وجہ سے غصہ بدنام ہوا اور ناحق مسکون ہوا
 خیر اتوں نے جو کچھ کیا سو کیا اور جو ہوا وہ ہوا اگر اب تو یہ کہ اسی وقت چھپتا ہوا بدلیع الزمان کے پاس چلا جا اور میری
 جانب سے بدلیع الزمان کی خدمت میں بہت بہت سلام کھانا دیکھنا کہ بدلیع الزمان میں ہر چند جانتا ہوں کہ میری
 جانب سے کوئی فساد نہ نکلے اور اس دیوانہ سے نہ بگڑے مگر وہ ناحق مجھ سے برسر فساد ہو اور لڑائی پر آمادہ ہو میرا
 عیار آج ایرج کو اس کے خیمے سے بکڑے ہوئے پشاور میں بانہ سے چلا آتا تھا کہ راستے میں عیار اسد سے
 ملاکت ہوئی اسنے پشاور زبردستی چھین لیا بہتر ہو کہ پشاور ایرج کا بہت جلد میرے پاس بھجوا دیکھے ورنہ اب میرے
 آپ کے فساد رکھا ہوا ہو فساح حسب الحکم اسی دم چھپتا ہوا گیا اور بیہنام داراب کا بدلیع الزمان سے آکر بیان
 کیا بدلیع الزمان یہ پیغام داراب کا سکر ملت متوخل ہوئے اور فساح سے کہا کہ کچھ سے رہو میں ابھی اسد کے
 پاس آدمی روانہ کرتا ہوں اور اسی وقت امیر کو اسد کے پاس روانہ کیا کہ لے بھجوا کہ اے اسد یہ کیا حرکتیں
 اختیار کی ہیں میں ایرج کے ہاتھوں سے تو پریشان تھا ہی اب تمہاری مرضی یہ ہو کہ داراب سے بھی
 مجھڑ جائے اور اس سے بھی مجھ سے بگاڑ ہوا درود بھی میرا دشمن بنے داراب کا عیار ایرج کو گرفتار کیے
 لیے آتا تھا کہ تمہارے تیار رہنے سے تنہا بھکر پشاور ایرج کا چھین لیا بھلا یہ کون سی محبت اور کونسی شجاعت تھی

یہ باتیں ابھی نہیں ہیں بہتر یہ کہ ہم اسی وقت پشاور رج کا داراب کے پاس مجھ کو اُمید سی دقت اس کے
 پاس روانہ ہوا جلد جلد راہ طے کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ جالسنورین قولان سے ملاقات ہوئی جالسنور نے پوچھا کہ امیہ
 اس وقت تم لپکے ہو سے کہاں جاتے ہو امیہ نے ساری حقیقت جالسنور سے بیان کی جالسنور نے کہا کہ تم اس کے
 پاس بیکار جاتے ہو اس کے توفیشون کو بھی اس معرکے کی خبر نہیں ایرج کا تو پشاور میں ہی نے چھینکر غار میں چھپا
 دیا ہر تم میرے ساتھ چلو میں بھی تمہیں اٹھا دوں اس سے اور اس معرکے سے کوئی غرض نہیں ہر میں نے ابھی تک اس
 سے نوکر بھی نہیں کیا امیہ جالسنور کے ساتھ ہوا جالسنور امیہ کو لیے ہوئے اس غار پر آیا دیکھا کہ غار کا منہ کھلا ہوا
 ہر چٹان پتھر کی دور بڑی ہوئی ہر پستھارے کا نشان بھی نہیں یہ دیکھ کر زانو پر ہاتھ دے مارا اور کہا کہ ہاں اسے
 یہ کیا سا کھڑا ہوا کہ پشاور ایرج کا غائب ہو گیا امیہ یہ سمجھا کہ جالسنور نے مجھ سے دلگی کی کہا کہ وہ جالسنور بھلی
 ایسی دلگی سیسا کہ نہیں ہر جالسنور نے کہا کہ ایرامیہ دالمدین دلگی نہیں کرتا پھر یہ کہ میں نے پشاور ایرج
 کا فتاح سے چھینکر اس غار میں رکھ دیا تھا معلوم نہیں یہاں سے کون اڑا لیا اور میں نے اسی احتیاط کے لیے
 اتنا بڑا بھاری پتھر اس غار کے منہ پر رکھ دیا تھا لیکن معلوم نہیں کہ کون شخص ایسا آیا کہ جسے اتنا بھاری پتھر اٹھا کر
 پھینک دیا اور پشاور لے بھاگا اور بھائی امیہ مجھے جھوٹ بولنے کی تھے کوئی وجہ نہیں ہر بہنکر امیہ وہاں سے پھرا
 بدلیع الزمان کی خدمت میں آکر تمام حقیقت بیان کی بدلیع الزمان نے فتاح سے کہا کہ ایرفتاح شافعی
 جو کچھ حال تھا وہ امیہ نے بیان کیا اب میں مجبور ہوں کیا کروں کہ پشاور ہی غائب ہو گیا فتاح بھی سکر ساکت ہو گیا اور
 داراب کے پاس آکر ساری حقیقت محل گذارش کی گریہ بدلیع الزمان کے اخلاق و مردت اور کرم و محبت کی حمد و ثنا
 بہت بیان کی کہ خداوند یہ تو قصہ آپ سے گذارش ہی کر دیا گیا مگر واقعی یہ امر ہر کہ بدلیع الزمان کیا صاحب عدل و منصف
 ہر اور کس قدر با مردت شخص ہر آپ کا پیام سننے ہی امیہ کو اسی دقت اس قدر غازی کے پاس روانہ کیا اور بہت تاکید
 کر ابھی غلام اس امر میں مجبور تھے کہ پشاور ہی غائب ہو گیا یہ حال شکر داراب بھی چپ ہو رہا اور دھر جالسنورین قرآن
 نے آکر ساری کیفیت اس سے بیان کی اس نے خوب ہی لعنت ملاحت کی کہ ایک مرتبہ تو ایرج کو گرفتار کر کے لایا تو خیر
 کے لوگوں سے چھنوا دیا اب دوسری مرتبہ جو بے شقت و بے محنت وہ پاجی ہاتھ لگ گیا تو لون گنوا دیا بھگوا بیونت
 میرے پاس لے آتا تھا اسے غار میں چھپانے کی کیا ضرورت تھی صحر کا اعتبار کیا امیہ کی گئی ہی ہوئے میں کسی نے بھگو
 اس غار میں رکھنے دیکھ لیا ہو گا وہ میرے آنے کے بعد نکال لیگا جالسنور اپنی خطا پر تادم ہو کر خاموش ہو رہا اس کی
 خاموشی پر اس کو خیال گذرا کہ اس نے مجھ سے فقر کیا تھا اپنی رسوخیت جتانے کے لیے اس نے کہا تھا ایلے کہ اگر پشاور
 ایرج کا اُس کے ہاتھ لگ جاتا تو اس کو غار میں رکھنے کی کوئی وجہ نہیں تھی تو میرے پاس لے آتا یہ سوچ کر جالسنور سے
 کہ کہ فقط یہ میری باتیں ہی باتیں ہیں تو نے نہ سے اپنی خجالت مٹانے کے لیے فقر کیا اس امر کی کوئی محبت نہیں ہر
 شخص کہ ب ہر اور بالکل جھوٹ ہر یہ سکر جالسنور نے قسم کیا کہ بیان کیا کہ ایرامیہ میں سچ ہی بیان کرتا ہوں ادل تو میں
 جھوٹ نہیں بولتا دوسرے اگر جھوٹ بولنا بھی تو اب سے یہ سکر اس نے کہا کہ اچھا اگر سچ ہر تو وہ مقام تو مجھے چلکر
 دکھا دے کوئی نشان کسی قسم کا تو ہو گا جالسنور نے کہا کہ بہت اچھا چلے اور اپنے ساتھ لے کر اس غار پر آ یا کہ وہاں
 پشاور ایرج کا پوشیدہ کیا تھا اور اس سے کہ کہ دیکھو اسی زمانہ میں چھپا دیا تھا اب جو وہاں کھڑے ہو کر اس
 نے چار جانب نظر دوڑانی تو ایک جانب نورشید کا لشکر تھا ایک طرف بدلیع الزمان کا امن ایک جانب
 داراب کی فوج جو سختی طرف ایرج کا لشکر تھا پس اسی طرف اس نے گھوڑا بڑھایا جالسنورین قرآن نے بھی

ساتھ ساتھ ہی کوئی دوسری تین کوس آیا ہو گا کہ دوسرے ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ بے تماشا بھاگا ہوا چلا جاتا ہی پس چانسوز نے
 انہیں دیکھا کہ او مرد و دو کمان بھاگا جاتا ہی غمراہ اور اسد قانسی نے آواز دی کہ اونا بکار کمان جاتا ہی اگر زندگی چاہتا
 ہی تو پشتارہ رکھ دے ورنہ بغیر مارے نہ چھوڑو نگاہیں پر لقمہ اجل ہو جائیگا یہ پکارتا ہی اور اس سیاہ پوش نے کچھ
 گھوڑا اٹھائے چلا جاتا ہی جاتے جاتے جب اس کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ دیو چہرے کا پشٹارہ لے چلا جاتا ہی غمراہ کیسا
 کہ پس غمراہ میں اپنا ہاتھ پکڑا کمان میں جھڑک رہا تھا کہ دیو چہرے کے اس کے ہاتھ پکڑ کر دیکھا کہ اسد میرا
 ہی چاہتا ہی بسبب خوف جان کے پشٹارہ چھوڑ کر بھاگا اب اسکی حقیقت حال سننے کے اس کے ہاتھ پشٹارہ کیونکر لگ گیا کہ جب
 چانسوز پشٹارہ کے کوفار میں چھپا رہا تھا تو اتفاقات روزگار دیو چہرے ایمرج کو اس وقت متا ہوا شہر فرنگو شہر سے
 نکلا تھا اس مقام پر اسی وقت پہنچ گیا چانسوز کو چھپاتے ہوئے دیکھ لیا یہ دیکھ کر ایک گوشے میں چھپ رہا جب چانسوز
 چلا گیا تو یہ اس گوشے سے نکل کر پشٹارہ کو لے بھاگا غمراہ اسد نے اس پشٹارہ کو لے کر دیکھا تو ایمرج بندھا ہوا پڑا تھا
 پس چانسوز نے کہا کہ اٹھالے اس پشٹارہ کو چانسوز نے اس پشٹارہ کو اٹھالیا اسد ساتھ لے کر اپنی فرد و گاد
 میں آیا اور پشٹارہ سے نکال کر درخت سے خوب جکڑ کر بندھوایا اور چانسوز بن قران سے کہا کہ اسے ہوش میں
 لا جا چانسوز قتلہ رفع بیوشی سے کہ اسے ہوش میں لایا اب جو ایمرج کی آنکھ کھلی ہو تو اسے کو ایک درخت سے جکڑا ہوا
 لایا اور اسد کو ساتھ لے کر اٹھا دیکھا خیال کیا کہ شاید میں خواب دیکھ رہا ہوں یہ سوچ کر آنکھیں بند کر لین اسد نے جو دیکھا
 کہ اسے آنکھ کھل کر بند کر لی تھی کہ یہ بخت اس حالت کو عالم خواب بھاہی آواز دی کہ او بزدل بچے یہ خواب نہیں ہو بلکہ
 میں بیدار ہی اور امر واقعی کا سامنا ہو خواب غمراہ گوش سے میدان ہو دیکھ تو میں نے تیری کیا حالت کی ہو تجھ کو تیرے بچے
 سے بکڑوا لیا اور اس درخت سے جکڑ کر باہر دیا اب تو میرے ہاتھ سے لگا کر کمان بایک دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہوں
 اسے کبھی یہ وقت تجھ کو یاد نہ تھا ذرا سے رسوخ میں تو نے یہ آفت بردہا کی اور اس طرح محسن کشی پر کمر باندھ لی
 شاہزادہ نور الدین ہر کما حسانات اور مراسم و عنایات کو بھول کر عالم عشق اور حالت بیوشی میں تو نے کوڑا مارا اور
 وہ قرۃ العین موعنان نور علیہ السلام انسان آسمان کو دیکھ کر آہ سرد دل پر دروست کھینک کر قاسوش ہو رہا اور مرد و دو تو نے یہ بھی
 خیال نہ کیا کہ ہم کس کے ساتھ یہ بدعنوانی کرتے ہیں اور کس محسن کے ساتھ یہ بدسلوکی کرتے ہیں اسے یہاں سے یہاں سے نے تجھ کو خاک
 سے پاک کر دیا اس کے ساتھ تو نے یہ بیزاری کی آخر اپنی اصالت پر گمانا گر خیر دیکھ تو اب میں بھی تجھے کس کت کو پہنچا ہوں
 تو ہی جو اتنے ہارنے مارے ہوں کہ بند بند تیرا پھوٹ جائے اور گوشت تیرا قیمہ تیرا ہو جائے یہ سن کر ایمرج
 نے کہا کہ او دیوانے بھول عقل جو تجھے ہو سکے اور جو تیرے بنائے بن پڑے اس میں قصور و کوتاہی نہ کر کہ اب تو میں
 تیرے قابو میں ہوں میرا پس ہی کیا ہی لیکن اگر نیر اعظم کی نظر میرے حال پر مبذول ہو تو مجھ ایسے دو کر دو
 بھی میرا کچھ نہیں کر سکتے اور سرسوسے اس سان بلند کر کے کہنے لگا کہ اے نیر اعظم اے آفتاب تہاں تو ہی
 بچانے والا ہو اور اس دیوانے کے ہاتھ سے چھڑانے والا ہو یہ سن کر اسد قانسی کوڑا ہاتھ میں لے کر اٹھا اور کہا
 کہ دیکھتے ہی تو میں کہ نیر اعظم تجھ کو کیونکر بچاتے ہیں بڑا آفتاب پرست بنائے یہ لکھ پلے خوب زور سے ہاتھوں پر
 کوڑے مارے اور کہا کہ کیوں مرد و دو حسین ہاتھوں سے شاہزادہ نور الدین ہر عالی قدر پر کوڑا مارا تھا ہو شرط
 کہ تیرے ہاتھ بند دست سے قلم کر لوں یہ لکھ برابر کاٹھ سے برسانا شہر کے لیے وہ کوڑا وہ کوڑا وہ کوڑا امارتے مارے
 یہ حال کر دیا مائیکہ بند بند ایمرج کا شق ہو گیا او شکون خون یہ گیا بھر تو بے اختیار ہو کر پکارنے لگا کہ اے اسد
 تو بہا ہی اسد تو بہا ہی اسد از براے خدا واسطہ تجھ کو اپنے دین و مذہب کا اب میری خطا کو معاف کر

اب کبھی ایسی خطا اور گستاخی نہ ہوگی یہ سنکر اسد نے کہا کہ ان اب تو برسوں جتنی ہوئی تو یہ ہوئی پہلے تجھے اس دن کا خیال نہ تھا کہ ہم جو ایسی ہودہ حرکت کرتے ہیں تو اسکا انجام بھی بد ہے اور اسکی پاداش بہت سخت ہے مصرع چراکار سے کندھاقل کہ ہمارا آئینہ شہمانی ہمارے مرد و دوا بھی کیا ہو دیکھ تو تجھکو کیسی کیسی تکالیف اور کیسی کیسی ایذا میں پونچھتا ہوں اور کس طرح تھکوا رہتا ہوں کہ مابیان دیکھو اور مرغان ہوا تیرے حال پر فوج و زاری کریں اب اتنی باتوں میں جو ذرا ہاتھ اسد کا ٹھہر گیا اور جان میں جان آئی تو پھر وہی اپنی گانے لگانے لگا کہ اب تو جو چاہے سو میرا حال کروے جس قدر تیرا ہی پاس ہے مجھے ایذا دے مگر تم جو نیر اعظم آفتاب تابان کی جس وقت چھوٹا اور تیرے پنجے سے نجات ملی تجھے جان ہی سے مار ڈالو نگاہ کلام ایرج کا سنکر اسد ہنسنے لگا اور کہا کہ ادباجی او بڑا بچہ اب تجھے چھوٹنے کی بھی امید ہے کہ میرے ہاتھ سے صحیح و سلامت چلا بھی جائیگا لا حول و لا قوۃ الا باللہ ارے کجخت محسن کش میں ابھی تو مجھے نہ تیغ کرتا ہوں تو ہائیگا کہاں جب میں تجھے چھوڑ دوں گا تو جو سلوک چاہتا میرے ساتھ کر لینا اور جب میں تجھے مار ہی ڈالوں گا تو تو میرا کیا کر سکیگا مصرع از مرغ سر بریدہ صد اسے نمی شود + یہ کہہ کر تورا کھینچ کر ایرج پر ماری قضاے کار اتفاقات و وزگار ابھی زندگی ایرج کی باقی تھی وہ تلو اس رستی پر پڑی کہ جس سے ایرج کو درخت میں لاندھا تھا اور وہ رستی کئی ایرج کے ہاتھ پاؤں جو ڈھیلے ہوئے زور کر کے قید آہنی بھی توڑ ڈالی اور مانند شیر کے اسد پر بھینسا اسد نے جو دیکھا کہ یہ مردود چھوٹ گیا خود تو دور بھاگ کر کھڑا ہوا اور اپنے رفیقوں سے کہا کہ ارے جلد مارو اس پاتی کو یہ مردود تو چھوٹ گیا خبردار جاتے نہ پائے اسد کی یہ آواز بکرب کے سب دوڑ پڑے قریب تو کوئی آہستہ دوڑتے لنگر پھر مارنا شروع کیے ایک تو بدن ایرج کا کوڑون سے شق ہوئی ہاتھ دوسرے خشت و سنگ کی جو بوجھار ہوئی تو اور زیادہ بھڑوچ ہو گیا مجبور ہو کر سامنے سے بھاگ کھڑا ہوا سامنے ایک جمیل تھی گھبرا کر اس جمیل میں کو دہڑا مگر فقائے اسد ہر چار طرف سے پھر برسا رہے ہیں اسد کہ رہا ہی کہ بارو یہ پاجی جاسنے نہ پائے جس طرح ہوا سے بار داب ہر طرف سے ایک غل ہو رہا ہے ہر ایک چلار رہا ہے کہ ادباجی نکل پانی میں سے ادباجی نکل جمیل میں سے ورنہ جمیل ہی کے اندر تیرا خانہ جو اور جب ایرج پانی سے سر باہر نکلتا ہے تو ہر طرف سے پھروں کا سندہ برستے لگتا ہے پھر ایرج بول کر پانی کے اندر غوطہ مار لیتا ہے گڑھی و گڑھی کے بعد پھر جب دم گھٹنے لگتا ہے پھر پانی سے سر نکالتا ہے پھر وہی بلوار دیکھتا ہے آخر کار اس بلوار سے اسد سے اید سے ایرج کو یقین ہو گیا کہ اب تو زندہ نہ بچے گا اس دیوانے کے ہاتھ سے آج نجات نہایت ہی دشوار ہی یہ خیال کر کے لگا بلبل بلبل کر دعائیں مانگتے کہ اے نیر اعظم اے آفتاب تابان اس وقت بیکسی میں سواے تیرے میں کسکا نام لون اور کسکو پکاروں نیامے نہ دگا رہے تو ہی اس دیوانے کے ہاتھ سے نجات دیکھ تو نجات یلگی یہ تو اس حالت میں جو اور اذہر کا حال رہنے کہ دیو چہر چار چوہشتار ایرج کا پھینک کر بھاگا تو بھٹا مستقیم طر ماسپ کے پاس کیسا طر ماسپ نے پوچھا کہ دیو چہر خیر باش اس قدر مترد واد پریشان کیوں ہو دیو چہر نے سارگی حقیقت ایرج کی بیان کی اور کہا ایرج طر ماسپ جلد ملو ورنہ وہ دیوانہ ضرور ایرج کو مار ڈالے گا یہ سنکر طر ماسپ اسی وقت آتھ کھڑا ہوا اور اپنی فوج کو ساتھ لیکر اسد غازی کی جانب چلا جلدی جلدی راہ مل کر کے اس وقت پہونچا کہ ایرج بیقرار ہو ہو کر دعائیں مانگ رہا تھا اور فقائے اسد پھروں کا سندہ برسا رہے تھے جاتے ہی غرہ لیا کہ باش او دیوانے و بھول بخت برگشتہ ذہن عقول کے گذارم کا زودست من زندہ و سلامت رومی پہلے تو اسد کو یہ خیال گذرا کہ یہ اکیلا تو بھی ایسا کھو بھی مار لو مگر آنکھ اٹھا کر جو دیکھتا ہے تو گرد و غبار کا تھن اٹھتا ہوا معلوم ہوا فوج کثیر کی علامت پیدا ہوئی اسد غازی نے یہ خیال کیا کہ یہ تنہا نہیں ہے فوج کثیر اس کے ساتھ جو جب تک میں اس سے اچھوٹا اُس وقت تک فوج بھی اسکی آہٹ لگی یہ سوچ کر اپنے رہنما سمیت

یہ کتاب ہوا بگاڑا کہ خیر و آفتاب پرست یا رزند و محبت باقی تو میرے ہاتھ سے جائزگانہ طر ماسپ تیرا حاتی اچھا
 اس سے آج تو فوج گیا مگر خیر بھی جائزگانہ اگر میں زندہ ہوں تو تیرا بھی چھوڑ دوں گا یہ کتاب ہوا صاف نکل ہوا چلا گیا اس شخص سے
 میں طر ماسپ بالکل نزدیک آگیا اور جاہل اسد غازی کی کاغذ کر کے گرامیج نے اس جیل میں سے رنگ نکال کر
 طر ماسپ کو آواز دی کہ اے طر ماسپ کہاں جانا ہو خراب ہو گا پہلے میری تو خبر لے لے کہ میں اس حالت میں
 جانا ہوں پھر اسد کا قاتل کرنا یہ آواز ضعیف ایم جی کی سن کر طر ماسپ پھر ہڈا اور ایم جی کو جیل میں سے آکر نکالا
 جب حالت دیکھی ایم جی کی کہ سر سے ہانگ زخمون میں جو چور زخمون میں ہانی بھرا ہوا اور تھردن سے سب زخم شگافہ ہو چھا
 کہ اے ایم جی یہ کیا حالت ہے تیری ایم جی نے کہا کہ اب یہاں سے لے تو چلو جو اس میرے درست ہو لین تو پھر ساری حقیقت
 بیان کرو غرض طر ماسپ ایم جی کو بالائی پر سوار کر کے شکر ایم جی میں لایا اور بیان کا حال سننے کے حامل بن گیا زنی
 نہایت متفکر اور متروک اپنے خیمے کے آگے ٹھل رہا ہوا شاپور شیردل چار جانب دھونڈتا تھا کہ طر ماسپ ایم جی
 کو لیے ہوئے پونچھ اس کے سب کمال درجہ خوش و مسرور ہوئے حامد بن حمید بھی دوڑا ہوا آیا سلام کیا مزاج پر سی کی
 مگر حالت جو ایم جی کی دیکھی نہ الو پر ہاتھ مار لیا اور کہا کہ اس زبدہ آفتاب پرستان ایم جی جو جان بے کیا جاوے رحمت
 گدرا جو آپ کا یہ حال ہوا ایم جی نے کہا کہ اسی حامل میرا حال زرا ہو چھتے ہوا سے بھائی آج تو نیکر عظم
 نے دوبارہ عمر عطا کی ورنہ کیا بچنے کی امید تھی آفتاب تابان طر ماسپ کا بھلا کرے اور اسکے مقاصد پر اسکو کھلیا
 کرے کہ اسے آج جان میری بچالی ورنہ وہ دیوانہ نامعلوم آج مجھ کو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑتا وہ تو یہ کہنے کہ طر ماسپ
 پونچھ گیا کہ اسکے خوت سے وہ دیوانہ مجھے چھوڑ کر بھاگ کر اڑا اسے تو میری ہلاکت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں
 کیا تھا مارے کوڑون کے تمام بدن میرا بھر مچ کر دیا اور اس پر سے تھردن کی بوچھاڑ پڑی کہ سب زخم شگافہ ہو گئے
 اور بھائی اس حالت میں اب بھی کوئی امید نہ رکھنا چاہیے اگر زخم میرے اپنے ہو گئے تو جو گئے ورنہ موت کا نورانا
 ہی یہ غرض ایم جی کو خیمے میں لے جا کر پلنگ پر لٹایا زخمون میں ٹانگے لگوائے علاج شروع ہوا جب ذرافاقہ ہوا تو ایم جی
 نے شہر فرنگوشیہ کا مال استفسار کیا طر ماسپ نے کل مال فرنگوشیہ کا بیان کیا کہ میں نے از سر نو فرنگوشیہ کو
 سخر کیا اور لندھور کو گرفتار کیا آئین آفتاب پرستی کو اوج دیا یہ سن کر ایم جی بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی کئے بڑا
 کام کیا آفتاب تابان کا فضل و کرم تھارے شامل حال رہے بعد اسکے شاپور سے کہا کہ اسی شاپور اس دیوانے نے مجھے
 سخت عاجز کیا اور انتہا کا ذلیل کیا اگر تو جا کر اسد کو گرفتار کر لا تو میں اس کے برابر تھے جو ہر قول و فعل اور اس قدر انعام و ننگ
 کہ میرے اٹھائے نہ اٹھ سکیگا شاپور نے کہا کہ بہت اچھا میں آپ کے کئے سے اسے گرفتار تو کیے لاتا ہوں مگر آپ سے کبھی کچھ
 نہ ہو سکیگا اور آپ اسکا بال بھی نہ بکا کر سکیں گے پھر وہ صبح و سلامت نکل ہوا چلا جائیگا ایم جی نے کہا کہ تمہیں اس طفلہ زنی سے
 کیا فائدہ ہو تم سے جتنا کہتے ہیں اسکا کر لاؤ اس بحث سے تمہیں کیا ہو شاپور نے کہا کہ بہت اچھا مجھے تو آپ کی تعمیل ارشاد
 سے غرض ہر مین گرفتار کئے لاتا ہوں یہ لکھ شاپور تو فکر گرفتاری اسد میں روانہ ہوا اور بیان کا حال سننے کے جس
 روز ایم جی کو نوٹ لکھا کہ اسد غازی کے ہاتھ سے چھوٹا اسی روز بدیع الزمان نے غسل صحت کیا اور امیہ اگر اسد
 غازی کو لایا اسد غازی نے صبح کو جشن کیا اور خورشید ستارہ پرست اور دارا بکشور کشا سے کھلا بھیجا کہ دونوں
 جان نے غسل صحت کیا ہوا میں نے اس خوشی میں جشن اور دعوت اجاب کا سامان کیا ہوا مجھے امید ہو کہ آپ اگر حقیر
 کو سرفراز فرمائیے اور شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی کھلا بھیجا کہ میں بھی تم دونوں کا شائق ملاقات
 ہوں اور ممنون منت ہوں کہ تم دونوں نے خوب خوب میری اعانتیں کیں اور خوب میری کمک کی اب

میری خواہش یہ ہو کہ اگر صحبت جشن و عیش میں شریکیت میں وقت بیغام اسدا در بیع الزمان کا دار اب و تھو رشید نے
 شنایا میر کو فاعت و انعام سے سرفراز کیا اور کلام بھیجا کہ ہیں آپ کے ارشاد سے غزنین پر بسرو چشم حاضر ہونگے پیا میر تو خدمت
 ہوا دار اب و تھو رشید نے جانے کا سامان کیا انقض بعد تھو رشید و دار اب و تھو رشید و دونوں حاضر خدمت بیع الزمان
 ہوئے صحبت عیش و عشرت ہمراہی تاج ہونے لگا جام شراب گل رنگ گردن میں آیا اسدا غازی نے اپنے اتم
 میں بام و صراحی لیکر شراب پلا تا شروع کی تین شبانہ روز صحبت عیش برپا رہی بعد اسکے سب کے سب رخصت ہو کر اپنے
 غیموں میں آئے تھو رشید و دار اب اپنی اپنی فرد و گاہ کو گئے اسدا اپنے مقام پر آیات کو بیٹھا ہوا شب ماہ کی کیفیت دیکھ
 رہا تھا کوئی دوپہر رات گذر گئی تھی کہ اسدا نے جانشوز سے کہا کہ اے جانشوز اسوقت مرغ کے کباب کھانے کو بھیجا ہوا
 ہے کہین سے مرغ تلاش کر کے لے دو جانشوز نے کہا کہ بہت اچھا آپ یہیں بیٹھے ہیں ابھی آتا ہوں ملا جاتا ہوں ابھی لاتا ہوں
 یہ کہہ کر جانب صحرار روانہ ہوا کوئی کوس بھر گیا ہو گا کہ ایک مرد کچر درخت بیٹھے دیکھا سلام کیا اور کہا کہ اے عزیز بیان کہین
 مرغ بھی لیگا اُسے کہا کیا خوب آپ کے بھی پانوں پوچھے دوپہر رات کے مرغ تلاش کرتے ہو اور ایسا کون عقلمند ہے
 کہ جتنے اتنی رات گئے مرغ منگا یا ہو جانشوز نے تمام مال بیان کیا اور کہا کہ میں اسدا کا چار ہوں جانشوز میرا
 نام ہے اگر نہ آتا تو وہ فنا ہوتا اُس مرد پیر نے کہا کہ اچھا وہ جو درخت معلوم ہوتے ہیں اُس طرف ایک چھوٹا سا گائون ہے
 وہاں مرغ لے توئے یہ سکر جانشوز تو اُس گائون کی طرف روانہ ہوا اور یہ مرد پیر دراصل شاہ پور شیر دل تھا اسدا
 کو دھونڈتے دھونڈتے قریب شام بیان پہونچا رات ہو جانے سے اسی مقام پر پہونچا یہ موقع غنیمت جانکر جانشوز کو
 لے کر دھونڈا دے کر اُس طرف روانہ کیا اور خود جانشوز کی صورت بیکر کچھ سموسے اور کچھ مال موٹھ ملگئی دار وے بیوشی
 میں آفتہ کر کے اسدا کے پاس آیا اور کہا کہ چار طرف دھونڈا دھونڈا پھر مرغ تو کہین نہیں ملا مگر یہ سموسے اور مال موٹھ ملگئی ہے
 اسے نوش فرمائیے جو لگیا سولے آیا اسدا نے اسے لیکر کھایا اور رفیق تو سب کے سب جا جا کر پہلے ہی سو رہے تھے اسدا
 اتھا تھا انعقد اُس دال موٹھ اور سموسوں کے کھاتے ہی سر پھرنے لگا اور اتار بیوشی کے نمایان ہوئے کہنے لگا کہ اے جان و ز
 یہ دال موٹھ اور سموسے تو کمانے لیا تھا مجھے تو اس میں کچھ بیوشی آمیز معلوم ہوتی ہے یہ تو کیونکر کون کہ تو نے دفائی مگر کچھ
 فیض و ریح شاہ پور نے کہا کہ اے شہر بار آپ کے بھی کیا کیا خیالات ہوتے ہیں کہ جسکانہ سان نہ لگان رات زیادہ جا چکی ہے
 اور آپ نے اب تک دم بھر بھی آرام نہیں فرمایا اس وجہ سے دوران سر ہونے لگا اب جا کر آرام فرمائیے صبح کو صبح
 و سلامت اُٹھیے گا یہ سکر اسدا اُٹھا کہ پنگ پر آرام کرے کہ دفعہ بیوشی نے ملانچہ مارا اور وحشت سے زمین پر گر پڑا
 نے جھٹ مٹھتے کند نکال کر دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پانوں دو حلقوں سے گردن دیکر
 ساتویں حلقے سے گول لائی کر کے چادر چارسی میں پشتا رہا بندھ کر روانہ ہوا مگر جانشوز جو مرغ لیکر پھر اسدا کو دہان
 نہ پایا پیرا شاہ پور کا بیٹا اور رشتا اسدا غازی کو پیدا کیا حال بیان کیا کہ غضب ہو گیا تم سب سوتے کے سوتے
 رہے اور اسدا غازی کو میر ج کا چار شاہ پور چیرا لگیا مگر گھبراؤ نہیں تم سب تیار ہو کر پیچھے پیچھے آؤ اور پوشیدہ
 ہو کر گوش ہر آواز کھڑے رہو یہ کہہ کر سب قزاقوں سمیت مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوا اور بیان صبح کو میر ج نوجوان
 بارگاہ میں بیٹھا حامد بن حمید زنگی تخت پر ٹنگن ہوا امرا اور ارکان دولت اور انسران فوج جمع ہوتے جاتے ہیں میر ج
 ظرما سب سے بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہے کہ شاہ پور سے کبھی کبھی بھی نہو گا آج کئی روز ہو چکے ہیں کہ وہ اسدا کی
 تلاش میں گیا ہوا اب نکسو تو نہ خود آیا نہ اسدا غازی کو لایا وہاں اسدا غازی اور بدیع الزمان نے جشن کیا
 صحبت عیش برپا رہی جب اُس جشن میں شاہ پور کا قابو نہ چلا تو اب کیا ہو گا مجھے تو کمرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے

کہ شاپور پور میں گروہت اپنی محنتیں دکھانا طر ماسپ نے کہا کہ اس شہر پر جشن میں تو اسد غازی می سے وہ مضبوط
بند و بست کیا تھا کہ کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا ایسا خیال نہ فرمائیے شاپور شیر دل اس قسم کا آدمی نہیں ہو کہ وہ بزدل نہ ہو
کر لگایا آپ سے کر کر لگا اب وہ ضرور اسد غازی کی فکر میں ہوگا مجھے یقین ہے کہ شاپور خالی ہاتھ نہ آئے گا ابھی یہ باتیں
ہو ہی رہی تھیں کہ شاپور پشاور بدوش پہنچا اور طر ماسپ نے دور سے پشاور بدوش دیکھا یہاں پر اس کا ایک ایسے
نوجوان وہ شاپور آیا اور ہا مقصد آیا کہ اتنے میں شاپور بھی جلدی سے نزدیک آگیا ایسے ج نے کہا کہ اس شاپور
لایا اس دیوانے کو کہا کہ خداوند حاضر ہو میں یہ سنا تھا کہ خوشی کے مارے اچھل پڑا شاپور کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اس
شاپور واقعی تو صادق الموعدہ اور نیک حلال ہے اب لا تر از دو کین میں بھی اپنا وعدہ پورا کر دوں شاپور تر از دو اٹھا لایا
ایسے ج نے ایک طرف اسد غازی کو بٹھایا اور دوسری طرف جواہر لکھرا اسد کے برابر بٹھایا اور آہنگرون کو بلا کر
پہلے اسد غازی کو قید آہن میں مقید کر لیا بعد ازاں شاپور سے کہا کہ جسد اسد کو بوش میں لا کر خوشی کے
مارے ایسے ج کا یہ حال ہو کہ پھولانہیں سنا ہے اختیار اپنے دنگل سے اٹھ اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور ہر مرتبہ شاپور کو گلے
سے لگالینا ہے اور ہزار زبان شاپور کی تعریفیں کر رہا ہے کہ اس شاپور فی الحقیقت تمام عمر میں تو نے ایک ہی کام کیا ہے
اور اوہ وہ شاپور ننگی اور طر ماسپ سے کہ رہا ہے کہ اس طر ماسپ مجھے ہرگز یقین نہ تھا کہ یہ دیوانہ میرے
ہاتھ لگے اور شاپور اسے گرفتار کر لایا کچھ نیر اعظم کی مہربانی اور عنایت تھی کہ یہ دیوانہ میرے ہاتھ لگ گیا ابھی کل ہی
کا ذکر ہے کہ اس نامتو نے مجھ کو وہ تکلیف پہنچائی تھی کہ مجھے اپنی زبیرت کی امید منقطع ہو گئی تھی مگر خیر دیکھو تو اب
کس عذاب سے اسے قتل کرنا ہوں الغرض حسب الحکم ایسے ج شاپور نے اسد غازی کو قید فیہ بوشی دیا چند
فطرات گنہ یہ وناک سے اسد کی گرسے فوراً تھمے چینگ آگئی اور آٹھ اسد غازی کی ٹکلی اپنے کو بارگاہ
ایسے ج میں مقید قید آہن پایا اور شاپور شیر دل کو سر پہ کھڑے دیکھا یقین ہو گیا کہ یہی ملعون جانیسوز کی صورت
بنکر رات کو میرے پاس آیا تھا اور اسٹا سے بیوشی آکر دکھلا کر مجھے بیوش کر کے گرفتار کر لیا یہ خیال کر کے رنگ نہ دھا
اور یقین مرگ ہو گیا مگر مجبوراً کھڑے ہو کر بطریق اہل اسلام سلام کیا ایسے ج نے سکر کر کہا کہ او دیوانے کل تو نے میرے
ساتھ کیا سلوک کیا تھا کچھ ماویہ یا نہیں اسد غازی نے کہا کہ ان خوب یا دیوانے کل مارتے مارتے مجھے آٹھ اٹھا کر طر ماسپ
نہ پہنچ جاتا تو کیا میں مجھے چھوڑتا بھی اسے اب بھی پھوٹ جاؤ گا تو مجھے خوب ہی حدست کرو گا خدا سے ماہر گ است
اگر میری زندگی منہاں نہ تھاتے بانی ہو تو مجھ اسیت و ذکر و رہی میرا کچھ نہیں بنا سکتے ہو تیرے بنے بن پڑے اس میں
مقصود نہ کر ایسے ج نے کہا او شہد سے کیا یک رہا ہو خاموش رہو یہ لکھر حکم دیا کہ جلد جلاؤں کو بلاؤ کہ اس شہد سے کو تیغ کریں
فوراً حسب الحکم ایسے ج نوجوان جہلاؤں میں چمچ چشم زحل ہیبت ناک کان کے مار گئے میں یہ مال کا نہ خون ہم پر سے
ہو سے خون کی بھیک انہیں سے آتی ہوئی چوڑا سا تیغ چیراؤں باز مد اسپر دی ہوئی کمر میں مائل موٹے موٹے
سخت لال لال آگین حاضر ہوئے اور ایسے ج کو آکر سلام کیا اور پکارے کہ شہر سلطنت سلطان غایہ حکم بر جلاؤ
چیت - مرغ را دانہ بلا شد طعنہ نہ صیاد چیت - ایسے ج نے کہا کہ جلد اس دیوانے کی گردن مار داسی وقت جلاؤ نے
ریگ کا چوڑا بنا کر نطع اسپر زالا اور اسد غازی کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور کہا کہ او دیوانے جو کچھ مجھے کھانا ہو کھا لے
جو پینا ہو پی لے ہے یا کرنا ہو یاد کرے جو دھیت کرنا ہو وہ دھیت کر لے کہ اب موت میری قریب آئی ہے وقت تیرا
آخر ہے اسد غازی نے کہا کہ تو اپنے کام میں مصروف ہو نہ مجھے کچھ کھانا ہو نہ پینا ہو نہ دھیت کرنا ہو لیکن
ہاں اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کر رہا ہوں یہ لکھر سرسوس آسمان بند کیا اور درگاہ قاضی الحاجات میں بمقصد عجز

و نیاز عرض کیا کہ امیر رب العزت تو ہی اس وقت بیکسی میں میرا حامی و کفیل ہو خدا یا تو خوب واقف ہو کہ اس مجمع میں سو
میرے دشمن جان اور تشنہ خون کے اپنا طوفان وارہ کوئی نہیں ہو رہا دعا کر یا دعا دو۔ آئندہ اس مسئلہ کے متعلق اس مجمع میں
اور جو دقت نظر حکم اخیر کھڑا ہو کہ امیر ج نے حکم دیا کہ جلد اس شہدے کی گردن مار کیا دیر لگائی ہو یہ شکر جہاد و سنے کو لے کا نط گردن پر
کیسپا اور ترقیہ کیسپا چاہا کہ اسد کو قتل کرے کہ دفعۃً ایک پنجہ جہاد کے سر پر ہڑاکہ سر جہاد کا پھٹ گیا اور زمین ہڑا کر کے مر گیا غل ہو
کہ وہ مارا امیر ج نے آواز دی کہ اسد مارا گیا شہاد پر نے کہا نہیں اسد تو زندہ و سلامت ہے جہاد و شہری سودائی ہو گیا تھا
پھر پھر اگر تلواریں اپنے سر پر مار لی کہ سر اسکا شق ہو گیا اور مر گیا امیر ج نے حکم دیا کہ خیر ایک سودائی ہو گیا ہو گیا دو سرے
جلد کو بلو کہ حسب حکم دوسرا جہاد آیا وہ بھی اسی طرح ہلاک ہو گیا تیسرے جہاد کو بلو کہ وہ بھی اسی طرح مارا گیا اب جو امیر ج
نے یہ رنگ دیکھا کہ جو جہاد آتا ہو ہلاک ہوتا ہو جہاد لگتا کہ یہ معرکہ کیا ہو جو جہاد آتا ہو وہ آپ ہی لقمہ اہل ہو جائے ہو
ارے اب کسی ہوشیار شخص کو بلاؤ کہ جو بہت قوی دل اور آزمودہ کار ہو وہ آکر اسے قتل کرے اب جسے بلائے ہیں
وہ شخص انکار کر دیتا ہو یا کوئی حذر با۔ و کر کے مال دیتا ہو کوئی کہتا ہو کہ صاحب میں جہاد ہی کیسا جانوں میں ہمیشہ گمان
لکھو دیکھا مجھے اور جہاد ہی سے کیا ملا کہ کوئی کہتا ہو کہ تو سائسی کرتا ہو کہ کوئی کہتا ہو کہ میں تو ہمیشہ لکھو دیکھا جان کاستا ہوں
غرض جس شخص کو طلب کرتے ہیں وہ یہ سوچ کر کہ کون جا۔ جو اس مقصد سے جاتا ہو وہ ہلاک ہوتا ہو انکار کر دیتا ہو نہیں
معلوم کیا بلا ہو مگر ایک شخص قوی پہل قوی باز و بلند بالا بھاری تیغ ہاتھ میں ہے ہوے اتفاق سے مل گیا اس سے کہا کہ
زبدہ آفتاب پرستان نے اپنے ایک دشمن قوی پہل کو گرفتار کیا ہو کوئی شخص اس کے خوف سے اس کے قریب نہیں جا
اگر تو چکر اسکو قتل کر لگا تو سرکار امیر ج جو ان سے بہت کچھ انعام پائیگا یہ سکر اسے کہا کہ حضور! ان غلام اس کام کو انجام
دیکھا اور یہ لوگ جہاد ہی کیا جانیں ایک ہاتھ میں تو کام اس زبدہ زبان اور مقبوض زبدہ آفتاب پرستان کا نام
کر دینا انقصہ اس شخص کو امیر ج کے پاس لائے امیر ج نے کہا کہ میں تجھے بہت کچھ انعام دوں گا جلد اس دیوانے کا کام تمام
کر یہ حکم شکر جہاد اسد غازی کے قریب آیا اور کہا کہ یاد کیے با خدا کو بہت جلد اب تیرا فیصلہ ہو جاتا ہو اور پیچھے سے کہا
کہ امیر آقا میں جانسوز بن قران ہوں آپ جلدی سے میری گردن پر ایک کے بیٹھ جائے اور خوب مضبوط رہے
پھر بیٹھتے ہیں آپ کو نکالنے کے لیے چلتا ہوں یہ کلمہ تیغ ہاتھ میں کھینچ کر غبرا ارادہ قتل میں ٹھہکا بس اسد غازی سے
جس طرح ہو سکا جانوں اچھا لکھو گردن جانسوز بن قران پر جانتھا اور دونوں ہاتھوں سے خوب مضبوط سر جانسوز
کو پکڑ لیا اور جانسوز لیکر بھاگا اور پلٹے وقت امیر ج سے پکار کر کہا کہ امیر ج ہوشیار ہو جا کہ سنم جانسوز بن
قران اپنے آقا کو لے جاتا ہوں ہو کوئی تیرے لشکر میں ایسا صاحب حوصلہ ہو جو مجھے میرے آقا کو چھین لے بس یہ رنگ
دیکھ کر امیر ج ارے کر کے کانپ گیا اور پکارا کہ یہ کیا غضب ہو گیا آیا لقمہ ہاتھ سے نکل گیا ارے لینا اسے خبردار خبردار
بادگاہ سے بہرہ نہ چائے پائے ہر چند لوگ دوڑ پڑے مگر جانسوز کو کب پاتے ہیں جانسوز جھپ سر اچھے کو پھار
کر بار نکلیا اور تھوڑی دور جا کر اسد غازی کو کاندھے سے اٹھا کر اسد غازی نے قیہ آہنی کو توڑ ڈالا اور جانسوز
نے کسی نہ کسی کاٹھڑا بھی چھین چھان کر لایا اسد غازی اس گھوڑے پر سوار ہوا اور جانسوز ساتھ ساتھ
ہوا چند قدم پر جا کے زنبیل جاری بکائی قزاق تو حسب ہدایت جانسوز گوش بر آواز کھڑے ہی ہوے تھے
جیسا کہ سابقہ گزارش ہو چکا ہو یوقین بجا کر دوڑ پڑے اور بہت سے آفتاب پرستوں کو قتل کر کے صاف اسد غازی
کو نکالے لیے چلے گئے اسد نے جا کر وامن کوہ میں پناہ لی اور بیان شاپور شیردل نے امیر ج سے کہا کہ آپ
بہت مجھے کما کرتے تھے کہ تجھے کبھی کچھ نہیں ہو سکتا میں نے تو قیاس ارشاد کی اور اس دیوانے کو جا کر پکڑ لایا

مگر کیا منت میں میری منت۔ ایگان ہوئی برفسوس صد افسوس کہ وہ دیوانہ صفت نکلا ہوا چلا گیا اور کوئی کہو نہ بنا سکا ایرج
 نے کہا کہ اسے تو ہی نے اس عیار کو کچڑیا ہوا محنت تیری سوارت ہو جاتی شا پور سے کہا کہ واہ واہ آپ کی
 بھی کیا باتیں ہیں میں تو کیا کسی کی بھی یہ قدرت ہے کہ اس عیار کو کچڑیا۔ اس صاحب یہ محتر قرآن مجس کا فرزند ہے
 اور محتر قرآن مجس و شخص تھا کہ جسے بڑے بڑے پہلوانوں کو تہ تیغ کیا مگر کبھی کبھار انہیں گایا ایرج نے کہا کہ واقعی مجب
 بلا سے بے درمان ہو کہ صاف دن داسے نکالے لیے چلا گیا اور جاتے وقت بھون کو آگاہ بھی کر دیا مصرع چہ دلا در است
 زرد سے کہ بکھت چرخ دار دہا بھی یہ باتیں ہوئی یہی تھیں کہ ہر کارون نے اگر خبر دی کہ لقا سے ہے بقاراندہ و رگاہ
 کہ رمن شاہ آپ کا ایرج نے تمام سرداروں کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی سرمد لشکر تک گیا لیتا کہ
 ساتھ لیکر آیا دعوت کی ایرج نے پناہ مال بیان کیا لقا نے پناہ مال بیان کیا آخر کار یہ صلح ہوئی کہ اب طبل جنگ
 بجو ادینا چاہیے اسی وقت ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے لشکر ایرج فوجوان میں نقارہ رزمی پر چوب پئی
 جب یہ خبر لشکر بدیع الزمان اور داراب و خورشید میں پہونچی تو معائن لشکر دن میں بھی نقارہ رزمی گڑ گڑا رات
 بھر تیار می رہی ایرج کو میدان کارزار میں صفت آرائی ہوئی بعد آرائی صفوں جہال و قتال جب نقیب نقابت کر کے
 چلے گئے تو ایرج مرکب کو چمکا کر میدان کارزار میں آیا اور پکارا کہ ایہا الناس کیا باہادری اسی کا نام ہے کہ عیاروں کے ہاتھ
 باہادریوں کو گرفتار کر لیتے ہیں واہ واہ شجاعت اسی کا نام ہے اور سپاہ گری اسی کو کہتے ہیں اگر تمہاری ہی ہمت ہے تو آج سے
 شجاعت کا نام نہ لینا شہزادہ بدیع الزمان نے یہ سنکر جواب دیا کہ ایرج ہمارا یہ طریقہ اور دیکھو نہیں ہر تمہارا نو
 اور اسد جانے کہ اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے ہم تو پہاڑ پر زخمی پڑے رہے اور چار طرف سے گھرے رہے مگر کبھی
 ایسا قصد نہیں کیا بلکہ داراب نے جس وقت اپنے عیار سے کھل بیجا کہ اسد کے عیار نے میرے عیار سے پشاور ایرج
 کا چھین لیا ہے آپ اسد فائز می سے انکرنے لگا دیکھو تو اسی وقت میں نے امیر کو اسد فائز می کے پاس بھیجا
 معلوم ہوا کہ پشتارہ غالب ہو گیا یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ میں آپ کو نہیں کتابت داراب نے دیکھا کہ ایرج کا رو
 خطاب بدیع الزمان کی طرف نہیں ہے تو یہ خیال ہوا کہ یہ آوازہ بچھیر ہے تو پھر اس آفتاب پرست سے سمجھ لے
 یہ خیال کر کے مرکب اڑا کر مقابل ایرج ہوا بعد لگا ورنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا
 گزرا نہ سی ہوئی انہیں بھی دونوں برابر رہے کہ دونوں ایک ہی استاد کے شاگرد تھے آخر کار نوبت ہر شمشیر زنی پہونچی شام
 تک کھوار چلا کی آخر کار ایرج داراب کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور طبل باز گشت بجا کر اپنی فرد گاہ کو واپس گیا ہر سب
 لشکر اپنی اپنی فرد گاہ کو پھر کر آئے ایرج کے زخموں میں تانے لگائے گئے ارنال خونخوار نے لقا سے کہا کہ ای خداوند
 آپ مشرودنہ ہون طبل جنگ بجو ایسے میں ان سب کو مار دنگا انکی ہستی کیا ہے اس وقت لشکر ایرج میں نقارہ رزمی
 پر چوب پڑی یہ خبر ہر کارون نے لشکر داراب و خورشید وغیرہ میں پہونچائی وہاں بھی کو سہاے مربی پر چوب
 پڑی رات تیار می جنگ میں بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان خبر میں صفت آرائی ہوئے بعد صفت آرائی کے جب نقیب
 نقابت کر کے چلے گئے تو ارنال خونخوار لقا سے اجازت لیکر معرکہ آرا سے نبرد ہوا ہمار زطبی کی داراب نے چاہا
 کہ ارنال خونخوار کے مقابلے کو جاسے لیکن خورشید ستارہ ہر دست مانع ہوا اور کہا کہ ایرج داراب تم کل لڑ چکے
 ہو آج تمہارا جانا مناسب نہیں داراب خورشید کے کہنے سے چپ ہو رہا خورشید مرکب کو آڑا کر مقابل ارنال
 خونخوار ہوا بعد لگا ورنی کے ارنال نے کہا کہ ای خورشید میں نے تو ارنال آفتاب پرست کو طلب کیا تھا تو کیوں
 آیا خورشید نے کہا کہ ارنال میرا اور داراب کا معاملہ واحد ہے جیسے میں آیا دیکھو داراب آیا کل وہ ایرج سے

مقابلہ کر چکا تھا آج میں تیرے مقابلہ کو آیا ہوں ارنال نے کہا کہ تیرے تو ہی پہلے میرا فیصلہ کر لوں پھر دارا ب سے تیرے لوگ
 لا جو جہ تیرے پاس بخور شید نے کہا کہ تو ہی پہلے وار کر کے اپنا حوصلہ نکال لے یہ سکر ارنال نے خیر وار اور
 ہوشیار کہ کے خیر وار بخور شید پر بخور شید نے خیرہ اسکار دیکھا میں پھر تو خیرہ بازی ہونے لگی بخور شید نے
 چند طعنوں میں خیرہ اسکار نکال دیا ارنال نے تھوڑا اٹھائی بخور شید نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ بخور شید کی
 تھوڑی دھماکے لڑی ہوئی تھی جیسے ہی تھوڑا نزدیک پہونچی سپر کو تو ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ مل بند سپر کا پشت پر جا
 جھولا اور بہت ہی پھرتی سے پنجہ بی کو دراز کر کے تھوڑا کو تھپکی دی کہ تھوڑا پٹ پڑی تھپے پر ہاتھ ڈال دیا زور وار
 کشمکش ہونے لگی بخور شید نے پاؤں ہاتھ اسکا مڑوڑ کر تھوڑا چین لے لیکن ممکن نہ ہوا خوب ہی زور ہو کر تھوڑے
 بیٹ کے بل زمین پر پڑ گئے اور پٹنے لگے اکثر لوگ پکار اٹھے کہ صاحبان بے نہایتوں نے تمہارا کیا کیا جو مریکون سے
 نیچے اتر پڑو کہ انکی تو جان بچ جائے یہ سکر دونوں مریکون سے کود پڑے اور دامن گردان کر آستینیں چرمہا کر ایک
 دوسرے پر دوڑا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی ہوئی کوئی چار گھنٹی دن باقی تھا کہ بخور شید نے ارنال کو زیر کیا
 اور انکی چھاتی پر پڑ جھٹھا اور کہا کہ ادرود دین ستارہ ہر سستی اختیار کر ورنہ مجھے اڈالو کا ارنال نے کہا کہ یہ تو تنگ
 لاکہ جانیں میری خداوند لقاہ سے تاجین میں بھڑلکا کے کسی دوسرے کو لائق خدائی اور پرستش کے نہیں جانتا یہ کلمہ شکر
 بخور شید آگ بولا ہو گیا اور چھاتی ہر سے اتر کے ایک پانوں دونوں پانوں سے دبا کر اور دوسرے پانوں کو ہاتھ سے
 پکڑ کر پوری قوت سے جھٹکا دیا تو سرین سے تانیات شق ہو گیا دوسرے جھٹکے میں تابینہ اور تیسرے جھٹکے میں
 برآمد دو جھٹکے کر دیے اور ایک ٹکڑا ایک طرف دوسرا ٹکڑا دوسری جانب پھینک دیا ایک شور و غل بلند ہوا کہ بخور شید
 ستارہ پرست نے ارنال کو جیرٹو الا ایمرج بل بازگشتہ بجا کر داخل خیمہ ہوا اور لقاہ سے بے بقا سے کہا کہ کچھ عجیب
 طرح کا امر ہو عقل حیران ہو کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں جب سے یہ ستارہ پرست آیا تو تاک میں دم ہو گیا ہوا اس طرح
 سدا رہا ہوا کہ میرا کچھ زور نہیں مل سکتا اور کسی طرح ان خدا پرستوں پر دست رس نہیں پڑتا کہ انکا کام تمام
 کروں ہر چند ذہن لڑاتا ہوں اور عقل دوڑاتا ہوں مگر کوئی بات ذہن میں نہیں آتی اور کوئی تدبیر صالح نظر نہیں
 آتی دیو چہر عیار سامنے کھڑا ہوا تھا اسنے عرض کیا کہ اگر میں اجازت پاؤں تو جا کر ابھی اس ستارہ پرست
 کو باندھ لاؤں ایمرج نے کہا کہ اگر تو اس کام کو انجام دے سکے تو کیا مضائقہ ہے خیرہ اعظم تیرے ارادے میں ہر گز
 دے دیو چہر رخصت ہو کر لشکر بخور شید ستارہ پرست میں آیا دن بھر تو اپنی صورت تبدیل کر کے لشکر میں پھرا کیا
 اور موقع عیاری کا سوچا کیا رات کے وقت جب کہ بخور شید اپنے خیمے میں جا کر سو رہا تو یہ پشت غیمہ سے نقب کئی کر کے
 بخور شید ستارہ پرست کے خیمے میں پہونچا دیکھا کہ خاص بردار اور خد شکار وغیرہ گردنگ کے پہرا سے
 رستہ میں شمع سے مومی و کافوری روشن ہیں میں عجیب پروانہ ہا سے بیوشی نکال کر تنگ میں رگڑ شمعوں کی لوہار سے
 کہ وہ جلے اور دھواں نکلا خاص برداروں اور خد شکاروں کے دماغ میں جو دھواں گیا سب کے سب
 بیوش ہو کر گرے دیو چہر نے جتنی شمعیں تھیں سب گل کر دیں اور ایک آدھ شمع جو قریب الاغنام تھی اسے رہنے
 دیا کہ بالکل اند میرا نہ ہو جائے اور پٹنگ کے برابر جا کر دارو سے بیوشی کچھ عیاری ہر رکھ کے بخور شید
 کی ناک سے کچھ عیاری کو لا دیا جب بخور شید نے اوپر کی سانس لی اور دارو سے بیوشی داغ کو چڑھی
 فوراً بخور شید کو چھینک آگئی اور اسکا کھلکھلایا تکیہ سے سر اٹھا کر ادرود دیکھا دیو چہر نو چھینک کے آتے ہی پٹنگ کے
 نیچے ہوا تھا جب بخور شید نے کسی کو نہ پایا تو پھر نیچے پر سر کے آگین بند کر لیں اسی وقت بیوش ہو گیا

پس جب دیو چہرہ ہاے کندہ میں کر کے ہشتارہ پاندہ کر اسی نقب کھداتے سے روانہ ہوا اور صبح ہوتے ہوتے
بارگاہ ایرج میں داخل ہوا وہاں ایرج کو شب بھر نیند نہ آئی تھی اسلئے دیو چہرہ میں بیٹھا تھا کہ دیو چہرہ سانسے سے
نمودار ہوا ایرج کو سلام کیا اور ہشتارہ سانسے رکھ دیا کہ خداوند یہ خورشید ماضیہ سنکرا ایرج فرط مسرت سے اچھل
پڑا اسی وقت دیو چہرہ کو خلعت دیا اور حکم دیا کہ بلا کو آہنگروں کو اسی وقت آہنگر حاضر ہوئے اور خورشید کو غل و زنجیر میں گرفتار
کیا بعد اسکے ایرج نے حکم دیا کہ اس ستارہ پر دست کو ہوش میں لاؤ کہ اپنے کردار کی سزا سے بد پاسے دیو چہرہ نے
بجز حکم فقیدار رفع بیوشی دیا خورشید کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ بگڑا غل و زنجیر بارگاہ ایرج میں کھڑا ہوا ہی نہایت دل
ملول اور آزرہ خاطر ہو کر ایرج سے کہا کہ اے ایرج کیا اسی طرح دلاور و شجاع بہادر و ن سے سلوک کرتے ہیں
جو تو نے کیا باوجود اسکے کہ میں نے تیرے ساتھ بہت بڑا احسان کیا تھا کہ عیار اسد غازی تجھے بڑے لے جاتا تھا میں نے
اُس سے چھین لیا اور پھر اسد کس کس طرح تجھے ہانکا کیا مگر میں نے نہ دیا اور تجھے چھڑا دیا مگر تو نے اُس کے عوض میں
میرے ساتھ یہ کر کیا کہ مجھ کو میری خواہگاہ سے چروا منگایا ایسے افعال قبیح ہر دور کی شان سے بہت
بعید ہیں ایرج نے کہا کہ اے خورشید تو مانع قتل خدا پرستان ہوتا ہو اس واسطے تجھے گرفتار کر لیا استیصال
اہل اسلام تجھے قید رکھو لگا اور اس امر سے اطمینان رکھ کہ میں تجھے کسی طرح کی ادا نہ پہونچاؤنگا جس وقت
کہ ان اہل اسلام کا کام تمام کرونگا اُس وقت تجھے چھوڑ دوں گا یہ سن کر خورشید ستارہ پر دست نے کہا کہ اے
ایرج تو انتہا کا بزدلا اور بے حیثیت ہو تو نے ایم مردی و مردانگی کا خراب کیا کوئی حرکت تیری قابل تحسین و
آفرین نہیں ہے جو حرکت تیری پر وہ نامردوں کی ہر گھیس نامرد اور بے حیثیت اور بزدلا شاہی دنیا کے پردے پر
کوئی ہوگا جسے زبردست پایا اور جس سے تاب مقاومت نہ لاسکا اُسے اسی طرح پڑوا بلوایا اسے اونا مرد و بے
حیثیت اول تو نورالدین ہر ایسے شخص کے ساتھ وہ نالائق حرکت کی کہ ایک اونٹ نے زنگی بچے کے واسطے تو نے اُس فاجر لڑکے
عالمقدس پر کڑا تار تو خیر اُس کے عوض میں تو اسد غازی نے تجھ پر وہ کوزے برسے کہ کمال تیری ادا ہو گئی دوسری
حرکت بیودہ ہوئی کہ بدیع الزمان اعجمی ماسرو کو مالیت زعماری میں تکلیف دہی کا قصد کیا اور اب بھی
خواہ نواہ تو ان لوگوں کے قتل کا درپے ہو گرتا نہیں ان سب کے شامل حال ہوا اس سے وہ سب بچ بچ جاتے
ہیں اور تو اُنکا کچھ نہیں بنا سکتا تیسری نالائق حرکت یہ کہ مجھے چروا منگایا اب اس سے زیادہ کونسی نالائق ہوگی
اور تجھے زیادہ کون نامرد ہوگا لعل تیری حیثیت اور دلاوری پر اقلعہ خورشید نے سب کچھ کا مکر ایرج
خبریت کے ایسے گھونٹ پی پی کر خاموش ہو ہوا بعد اسکے حکم دیا کہ اسے زندہ انخانے میں لیجا کر قید کر و بختیارک
نے کہا کہ اے ایرج اسے قید رکھنا مناسب نہیں ہے بلکہ اسے قتل ہی کر ڈال تو اچھا ہو اس وقت اس نے وہ سخت
کلمات کہے ہیں کہ میں کانپ کانپ اٹھا اگر تیرا لحاظ مانع نہ ہوتا تو میں اٹھائے کلام ہی میں اس ستارہ پر دست
کہ ایک ہاتھ ایسا مارتا کہ یہ ہلاک ہو جاتا ایرج نے کہا کہ ملک جی میں بھی تو اسکا ممنون ہوں تم اس امر میں دخل
نہ دو یہ امر مجھے ہرگز سرزد نہ ہوگا اور یہ بے حیثی ہرگز مجھے وقوع میں نہ آئیگی اور خورشید ستارہ پر دست
کو زندہ انخانے میں بھجوا کر حکم دیا کہ جیل جنگ بے اسی وقت ہو جب حکم ایرج کو جو ان نقارہ رزمی ہند
چوب پڑی اور ایرج نے انسران فوج کو بلوا کر حکم دیا کہ آج شب بھر بہت اچھی طرح کل فوج چست
و چالاک کر لو اور اسباب جنگ خوب درست کر لو کہ کل صبح کو میں ان خدا پرستوں کا کام ضرور تمام کروں گا
جب یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی کہ ایرج نے جیل جنگ بھجوا دیا اور کل ارادہ و ریش کا ہو تو

بدیع الزمان نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ افسوس نہ ختم تو میرا چھا ہو گیا ہر گز ابھی اتنی طاقت مجھ میں نہیں آئی کہ
اس آفتاب چرست سے اچھی طرح مقابلہ کر سکوں لگا اُدھر طہاس اور جھیل نے بھی یہی کلمہ کہا کہ ہم میں بھی ابھی پوری
طاقت نہیں آئی مگر خیر غار و رزمی بکواس دینا چاہیے اور رجوع اسے اللہ کرنا چاہیے اس آفتاب چرست سے عاجزی
یا فرار کرنا ہمارے مرتبے اور عزت کے بہت خلاف ہے اسی وقت بدیع الزمان نے طبل جنگ بجا دیا اور وضو
کر کے سب نے نمازین پڑھیں بعد فراغ نماز سب کے سب دعاؤں کی میں بدرگاہ جناب باری مصروف ہوئے
چار پہر رات مناجات و دعا میں بسر ہوئی علی الصبح ایرج زیر کوہ آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو آج تک
تو تم بچتے چلے آئے مگر آج تم سب کو ضرور قتل کروں گا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا ملک قمر چہر بھی اپنے برآمد
پر بیٹھی ہوئی یہ رنگ دیکھ رہی تھی اُدھر کمال درجہ تڑپ تڑپ کر اور بلک بلک کر دمائیں مانگ رہی تھی کہ اے پروردگار
تو ہی ان اہل اسلام کا حافظ و نگہبان ہو اور تیری ہی جانب رجوع ہو خداوند اجلہ امیر حمزہ صاحبقران کو روئے
کہ کہ وہ ان دیکھاروں کی ملک کریں ابھی یہ دما ملک قمر چہر کی تمام نہ ہوئی تھی اور ایرج پہاڑ پر جانے نہ پایا تھا
اقتد کرتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ یکایک تنق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز طبل سکندر سی کی زمین و آسمان کو ہلانے
لگی آواز طبل سکندر سی سنکر خواجہ عمرو نے ملک سے کہا کہ اے ملک قمر چہر لاکھ لاکھ اور کروڑ کروڑ شکر ہو خداوند عالم
کہا کہ امیر کشور گیر آپہنچے اے ملک قمر ذرا کان لگا کر سنو تو دیکھو تو وہ آواز طبل سکندر سی کی آرہی ہے اور وہ
تنق گرد و غبار کا اٹھ رہا ہے یہ سنکر ملک قمر چہر فرط حسرت سے اُچھل پڑی اور کہا کہ اے خواجہ عمرو تمہیں میرے
سر کی قسم سچ کہ خواجہ عمرو نے کہا کہ اے ملک قمر تھاری بھی عجب باتیں ہیں ارے عیان را چہ بیان تم ذرا نظر دوڑا کر
دیکھو تو اور کان لگا کر سنو تو وہ تنق گرد و غبار ہونا آتا ہے اور وہ آواز طبل سکندر سی کی آرہی ہے ابھی یہ باتیں
ہو ہی رہی تھیں کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران قریب آپہنچا خواجہ عمرو نے کہا کہ ملک دیکھو یہ لشکر ہے امیر حمزہ
صاحبقران کا ملک نے کہا کہ کہاں کہاں ارے مجھے امیر حمزہ صاحبقران کو تو دکھا دو خواجہ عمرو نے کہا کہ
گھبراؤ نہیں دیکھو یہ صاحبقران ہیں یہ فلان سردار ہے یہ فلان امیر ہے غرض کہ ہر ایک ان سرداروں کو صاحبقران
ملک قمر چہر دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور اپنے دل میں کہا کہ خدا اس شہسوار کو بھی لائے تو میں اس خاندان
عالیشان میں شریک ہوں اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے پروردگار عالم دو پیغمبر ہو چکے ہیں کہ اس
شہسوار عالیو قاسمی کچھ خبر نہیں معلوم ہوئی تو چاہے تو وہ بیان تک پہنچ جائے اور آنکھوں سے غلغلہ
اشک حسرت جاری تھے خواجہ عمرو نے تسلی و تشفی دی کہ گھبراؤ نہیں حسد اکو یاد کرو امیر حمزہ صاحبقران
کو تو خدا نے بھیج دیا نور الدین ہر بھی عنقریب آیا چاہتا ہے تم گھبراؤ نہیں مضطرب و پریشان نہ ہو مگر ایرج نے جو یہ
رنگ دیکھا کہ صاحبقران آپہنچے تو گھبرا کر ادھر سے بھاگا اور ادھر سے اسد بن کرب خازمی
نے جو سنا کہ ایرج پہاڑ پر گیا ہے تو اپنے قراتون سمیت لشکر ایرج پر گرا قتل و غارت کرنا شروع کیا
خورشید ستارہ پرست کو زندہ اٹھانے سے بھاگیا ابھی اسد قتل و غارت میں مصروف تھا کہ قصہ غام نے آکر
خبر دی کہ اے اسد خبردار ہو جاؤ حضرت امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپہنچے اور ایرج پہاڑ سے
پھرا ہوا آتا ہے پس یہ سنکر خورشید کو لشکر خورشید کی طرف روانہ کیا اور خود خیمہ ڈیرہ بلا کر اسباب لشکر لٹ کر جانب
کوہستان روانہ ہوا اور دیو چہر نے آکر ایرج کو خبر دی کہ اسد خورشید کو آکر چھڑا لیا اجلہ علیا ایرج یہ خبر
سنکر بہت آزرده ہوا اپنے دل میں کہا کہ افسوس صد افسوس مفت میں خورشید سے بھی مدامت ہوئی اور وہ طلب بھی

نہ حاصل ہو اگر آپ دوڑ چلتا چاہیے شاید اسد مجاہدے یہ باتیں اپنے دل سے کر کے جانب لشکر آیا دیکھا کہ بیہوش مین آگ
لگی ہوئی جو لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں سردھنسا ہوا بارگاہ مین داخل ہوا اور وہاں بارگاہ سلیمانی استاد ہوئی
حضرت امیر کشور گیر داخل بارگاہ ہوئے بدیع الزمان و جمیل ماہر و دھما س و بہرام سب پہاڑ پستاتر کے
حاضر خدمت صاحبقران ہوئے شرف قدسہ ہی سے شرف ہوئے امیر نے مال شاہزادہ نور الدہر کا استفسار کیا
بدیع الزمان نے رور و کر حال نور الدہر کا بیان کیا پھر از سر نو نام نور الدہر کا پڑھا ہوا بیہوش مین نے گریبان چاک کیے گریہ دہرا
اور نوحہ و بغیر ای شروع ہوئی اسے نور الدہر کا غل بند ہوا ملک قمر چہر نے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ
پیشور و غل کیسا بلند ہوا پھر خواجہ عمرو نے کہا کہ بارگاہ صاحبقران مین نور الدہر کا ماتم ہو رہا ہے یہ سنکر
قمر چہر بھی رونے لگی حال اپنا بہت تباہ کیا عمرو نے سمجھایا اور تسلی دی کہ اے ملک گبر او نہیں ذرا دل کو ٹھہراؤ بقیہ ہی کو
کم کر و خدا سے پابا نور الدہر ایک ہی آدمہ دن مین آیا چاہتا ہوا اور ان لوگوں کے حال پر خیال نہ کر و اس لیے کہ انکی
تو اولاد ہی اولاد کا دم بھرا آئندہ سے اوچھل ہوا قیامت برپا کر و تباہ نہ کراتے دن ہو گئے اگرچہ وہ سب بھی ضرور واقف ہوئے
کہ نور الدہر سلامت ہو اس لیے کہ لشکر بدیع الزمان اور صاحبقران مین بڑے بڑے کامل اہل فہم جمع ہیں ضرور
انہوں نے حالات نور الدہر کا قاعدہ رمل و لکھ بیان کر دیے ہو گئے مگر پھر بھی باپ اور دادا کی محبت پر یہاں توبہ نہیں
ہو رہی تھیں اور وہاں دارا ب کشور کشا گریبان چاک منہ بر خاک خدمت باسادت امیر مین حاضر ہوا
دارا ب کے آنے سے اوچھل زیادہ ماتم پڑا ہوا بعد ازاں رسم تعزیت دارا ب نے کہا کہ حضور اطمینان کہیں
خبر نے اہل نجوم سے حال شاہزادہ نور الدہر کا دریافت کیا تھا نور الدہر زندہ اور صحیح و سلامت ہی جو دن کی
دیکھ رہے ہیں میرے کہا کہ اے دارا ب اندماج تباہ جب دو آنکھیں پائے نور الدہر کو آنکھوں سے دیکھ لوں
تو قرار آئے دارا ب نے کہا کہ اچھا حضور کے لشکر ظفر بیک مین بھی تو بڑے کامل نجومی خواجہ بزرگ امید موجود ہیں
اُن سے بھی بلا کر پوچھیں اُسی وقت امیر باتو قیر نے خواجہ بزرگ امید کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے تو اُن سے ملکر کیا
کہ ایک ذرا نور الدہر کا حال تو دیکھ فرمائیے اُسی وقت خواجہ بزرگ امید نے زانچہ گھینچ کر حال نور الدہر کا بیان
کیا اور عرض کیا کہ اے شہر یار عالیو قار ایک سوار سے پاک گرد و غبار مین اٹا ہوا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہیں دور سے جلا آتا ہے
و سلامت آ یا چاہتی ہے ہنوز یہ باتیں تمام نہ ہوئی تھیں کہ عمرو و معذیکر ب صاحبقران کے سامنے دست ادب بستہ حاضر ہوا
اور عرض کیا کہ اے شہر یار عالیو قار ایک سوار سے پاک گرد و غبار مین اٹا ہوا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہیں دور سے جلا آتا ہے
مگر آتا ہے سردی و سالاری چہرے سے ظاہر و باہر مین دروازہ بارگاہ پر کھڑا ہوا اجازت حضور ہی کا امید واری اور
کہتا ہے کہ مجھے امیر کشور گیر شہر یار عالیو قار سردار سلطان حضرت امیر حمزہ صاحبقران عالی شان سے کچھ مطلب
ضروری عرض کرنا ہے امیر نے فرمایا کہ کیا سفارت ہے یہ سنکر پہلوان عاومی باہر گیا اور اپنے ساتھ لیکر آج من کو
بارگاہ کے اندر لایا اُسے بھرا کا دہر سے مجھرا کیا امیر باتو قیر نے جو اُس کے چہرے پر نظر کی تو واقعی آتا ہے سردی اُس کے
چہرے سے نمودار تھے اپنے غریب بلا کر پوچھا کہ اے بھائی تو کون ہو اور کہاں سے آیا ہو اور کیوں آیا ہو اُس جوان نے عرض کیا
کہ اے شہر یار عالیو قار مین شہر انور یہ کا شاہزادہ ہوں منصور شاہ میرا نام ہے نور شاہ پادشاہ شہر انور یہ کا فرزند ہوں
اور شاہزادہ عالم و مالیان نور الدہر عالی شان کے پاس سے آتا ہوں یہ سنتے ہی امیر فرط مسرت سے کھڑے ہو گئے
اور اُس جوان کو گلے سے لگایا کر سی پر بیٹھنے کا حکم دیا منصور شاہ سلام کر کے اُس کر سی پر بیٹھ گیا امیر نے فرمایا کہ
اے منصور شاہ جلد مال نور الدہر کا بیان کر و منصور شاہ نے کل کیفیت شاہزادہ والا قدر کی بیان کی اور کہا کہ

ایک شہر یار عالیہ قار شاہ زادہ عالیجاہ بہت قریب آگئے ہیں مجھے حکم ہوا کہ میں پہلے جا کر خبر نور الدہر والا قدر کے آنے کی
 عرض کروں یہ سنتے ہی امیر باتو قیر نے دوبارہ اسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ امیر منصور شاہ قتلخانے جلشانہ تیرمی عمر و زار
 میں برکت دے کیا مزدہ جان بخش اور روح افزا اس وقت تو نے سنایا ہر بعد اسکے بدیع الزمان مالیشان اٹھ کر
 بغلیگر ہوئے بعد اسکے اسد نے معاف کیا پھر تو ایک ایک سردار اپنی اپنی جگہ سے اٹھتا تھا اور منصور شاہ سے معاف
 کرتا تھا پیشانی کے ہوتے لیتا تھا تاہم انیکہ منصور شاہ گھر گیا امیر نے فرمایا کہ بھائیو اب بیٹھے بھی دو گے یا نہیں یہ سکر لوگ
 ساکت ہوئے امیر نے طبل شادمانی بجے کا حکم دیا اسی وقت نقارہ شادمانی پر چوب پڑی داراب نے عرض کیا کہ امیر
 امیر کشور گیر میرا آنا مبارک ہوا کہ خبر تو صحت نور الدہر عالیقدر کی پہونچ گئی اور آپ خوش و مسرور ہوئے خفقانی مبارک
 کرے امیر باتو قیر نے فرمایا کہ ان داراب سچ پر خدا تعالیٰ بھی مبارک کرے بعد اسکے خواجہ زادون کو بہت کچھ انعام و اکرام
 دیا منھانکا موتیوں سے بھر دیا سب کے سب کمال خوش و مسرور ہوئے ملکہ قمر چہر تو دمدم آکر دیکھتی ہی تھی ابکی مرتبہ
 جو آکر دیکھتی ہی تو باتو نام ہو رہا تھا یا آوازہ خوشی بلند ہونے لگا طبل شادمانی کی آواز آنے لگی ہر چار طرف ناچ اور راگ
 رنگ نظر آیا حیران ہو کر خواجہ مگرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ معرکہ کیا ہے ابھی تو صد اسے ماتم بلند تھی ہر ایک رو رہا تھا
 آنسوؤں سے منھ دھو رہا تھا دفعۃً آوازہ خوشنودی بلند ہونے لگا طبل شادمانی بجنے لگا خواجہ نے کہا کہ امیر ملکہ خدا کا
 شکر کرو معلوم ہوتا ہے کہ خبر نور الدہر عالیقدر کے آنے کی ملی سبب سے شور تہنیت بلند ہر یقین ہے کہ کل تک وہ شہر یار بھی
 آجاسے ملکہ قمر چہر نے کہا کہ خواجہ تمھارے منہ میں کھی شکر خدا بچپن کند امیر خواجہ اقدس سے صحیح و سلامت دکھائے تو دل کو
 چین آئے خواجہ نے کہا کہ امیر ملکہ اب تم یقین ہی مانو کہ نور الدہر آہی پہونچا ہے اور صحیح و سلامت ہیں تو تھے کہنا ہی
 تھا کہ یہ اولاد صاحبقران ہر گویا کیسے ہی سخت مصائب میں مبتلا ہو مگر پھر صحیح و سلامت رہتی ہے کوئی گزند انکو نہیں
 پہونچنا فضل خدا ہر وقت شامل حال رہتا ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور وہاں اسد غازی بارگاہ سے نکل کر چپ
 گھوڑے پر سوار ہو کے نور الدہر کی خدمت میں روانہ ہوا اٹھنا سے راہ میں ملاقات ہوئی صورت دیکھتے ہی نور الدہر
 اداسہ دونوں مرکبوں سے اتر پڑے اور بغلیگر ہوئے اسد قدموں سے نور الدہر کے لپٹ گیا نور الدہر نے سر
 اسکا قدموں سے اٹھا کر چھاتی سے لگایا اور حکم دیا کہ آج خیمے ہمارے یہیں نصب کر دو بموجب حکم اسی وقت خیمے نصب ہوئے
 لشکر اتر پڑا نور الدہر اسد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے خیمہ خاص میں داخل ہوا نور الدہر نے اپنی کیفیت بھلا بیان کی
 اسد نے اپنی کیفیت مختصر گزارش کی امیرج کا حال عرض کیا کہ بھائی صاحب میں نے سنا تھا کہ اس بھرا بچے نے حضور کے
 دشمنوں پر کوڑا مارا تھا تو اسکے عوض میں نے اس مردود کو گرختار کر داکے اسقدر کوڑے لگائے کہ بند بند اسکا شق ہو گیا
 نور الدہر نے کہا کہ بھائی مجھے مطلق خبر بھی نہیں ہوئی کہ کسپر کوڑا پڑا امیرج نے کیا حکایت ناٹا ستہ کی میں تو ویسا
 بیخود و بوش ہو گیا تھا کہ اپنی آپ ہی خبر نہ تھی خیر جو کچھ تھے کیا خوب کیا اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب میں نے تو کوئی
 دقیقہ اسکی ہلاکت کے لیے باقی نہیں رکھا مگر یہ کہنے کہ زندہ گی تھی جو بچ گیا یہ باتیں اسد اور نور الدہر میں ہو رہی تھیں
 کہ شاہ زادہ بدیع الزمان بھی پہونچکے شاہ زادہ نور الدہر بدیع الزمان کی صورت دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر اٹھوا
 سلام کر کے باپ کے قدموں پر سر رکھ دیا بدیع الزمان نے سر اسکا قدموں سے اٹھا کر چھاتی سے لگایا اور دونوں باپ
 بیٹے خوب گلے مل کر رہے بعد اسکے نور الدہر نے عرض کیا کہ قبلہ و کعبہ میں تو خود ہی حاضر ہوتا تھا آپ نے کیوں رحمت و تکلیف
 گوارا فرمائی بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا محبت پدری نے جوش باز اصبر نورسکا دل سے نہ اٹا امیر بیٹا تھے ہمیں کہیں کانہ رکھا اگر وہاں
 رہتا اور شائے تو ہم بالکل تلام تھے اور تمہرے جو اس پاجی بھرا بچے محسن کش نے زیادتیان کیں وہ تو کین جیسے ساتھ وہ ملوک کیا

کہ خیر میرا ہی دل منہ سے اٹھا ہوا نور الدہر ہے کہا کہ خیر حضور دیکھا جائیگا وہ مردہ و جانا کہاں ہو دیکھے تو کیسی سزا سے معقول
 ہوتا ہوں کہ عمر بھر یاد کرے الغرض شب بھر تو وہیں قیام کیا صبح کو کوچ کر کے خدمت امیر کشور گیر میں روانہ ہوئے اور بیان
 ایرج بھی نور الدہر کی سوار ہوتی دیکھنے کے لیے سرحد اشکر پر آئے کھڑا ہوا اب کوئی پھر بھردن چڑھا ہو گا کہ یکایک ایک
 متی گرد و غبار کا سامنے سے نمایاں ہوا کہ جیسے پہرہ دار کو تیرہ دھار یک کر دیا جب وہ گرد شوق ہوئی تو پہلے سات سو
 عطا سے زرفشان کہ جسکے عکس سے آفتاب شرمندہ و پھر ہر سے تمام مربع کار عطا داران مربع پوش ہاتھوں پر بیٹھے بیٹھے
 کہ چہر جھولیں مربع کار پڑی ہوئی تھیں پیدا ہوئے اور کمال زرق برق سے نکلتے بعد اس کے آفتابین شمع نالین
 تمبیان بانوں کی نخل کے نخل کے نخل کی آواز بلند ہوتی ہوئی سامنے سے گزر گئے بعد اس کے سترے باورے کی لنگیاں
 باندھے ہوئے گلاب اور کیوڑہ پانی میں ملا کر چہرے کے چہرے نمودار ہوئے اور پیچھے سواران زرین پوش زرین کر
 مرکبان تارسی و تر کی پر سوار دو دو سائیس عطا کی باگہ درین اور چنوریاں ہاتھوں میں لیے ہوئے ہر ایک گھوڑے
 کے ساتھ ساتھ ناصر دار خالصان کا ندھوں میں رکھے ہوئے سرخ پڑیاں سرور پر بندھی ہوئیں سرے تخت اٹھک
 کے چھوٹے ہوئے نمودار ہوئے بعد اس کے دیکھا کہ نور الدہر عاقل قدر ایک مرکب مبارقار اور سیکھرام زرین پوش
 پر سوار سعادت شاہ اور نور شاہ آگے آگے سواری کا انتظام کرتے ہوئے اور ایرج تاج بخش واپسی جانب اور
 عفریت دیوانہ بائیں جانب جلو داری میں حاضر باشوکت تمام بھکت و جبروت والا کلام مع اسد غازی اور بدیع الزمان
 دکھائی دیا ایرج یہ شوکت و عظمت و جلالت دیکھ کر تعجب ہو گیا اپنے دل میں کہتا تھا کہ معلوم نہیں نور الدہر کو یہ عظمت
 و شوکت کہاں سے میرا آئی اور اور فکر فرما رہے جو جلوس سواری کا دیکھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ دیکھو تو یہ کسی سواری
 اتنی خواجہ نے ہچک کر برآمد سے جو دیکھا فرط سرت سے اچھل پڑا ملک قمر چہرے سے کہا کہ امی ملک جلد سجدہ و شکر
 کرو نور الدہر آپو نچا ملک نے اسی وقت سجدہ و شکر کیا اور جلدی سے ندا ہو کر جہان سے نور الدہر کو دیکھا کرتی تھی اگر
 شہی کہ اس آئین نور الدہر کی سواری بھی قریب آگئی بیسے ہی ملک کی آنکھ نور الدہر پر پڑی بے قابو ہو کر بلائیں لینے
 لگی اور نور الدہر بھی لگیوں سے دیکھ کر شکر ایا کر چونکہ باپ ساتھ ساتھ تھا اس سبب سے اجڑ دیکھ سکا مگر پانی کے بہانے ٹھہر
 گیا اور اسد سے اشارہ کیا کہ تم طہاس اور بدیع الزمان کو لیکر آگے بڑھو میں آتا ہوں اسد طہاس اور بدیع الزمان
 کو لیکر آگے چڑھ گیا دونوں عاشق و معشوق ایک دوسرے کو دیکھ کر شاد ہوئے اشاروں میں باتیں ہونے لگیں بڑی دیر
 تک نور الدہر وہاں کھڑا با آتش جہر کو آنسوؤں سے بھجایا کیا دونوں کا ایک حال تھا وہ دعا دیتی تھی یہ صدمے ہوئے تھا
 وہ کہتی تھی کہ امی آرام جان حنین وادی صبر و قرار دل اندوگہن تھے تو ہم کہیں گانہ رکھتا اگر دو چار روز اور نہ آتے تو
 بار اکام تمام تھا ای شاہزادہ مختاری آتش بھرنے تو دل کو بھسا دیا جگر کو کباب کر دیا شاہزادہ کہتا تھا کہ امی ملک بھلا
 میری کچھ خطا تھی امور تقدیر ہی اور گردن زبانی سے مجبور ہو گئے ہمیں بھی وہ وہ صیغین گذر گئیں اور وہ وہ حالات
 گذر گئے کہ اب جسکے بیان کرنے سے نکلے تھے ہیں اور زبان ملتی ہی مگر خیر شکر ہی خدا کا کہ پھر صحیح و سلامت نکلوا کر دیکھ لیا اس
 ملک کا صحیح و سلامت رکھے کہ مختاری زندگی سے میری زندگی وابستہ ہی ہر وقت اور ہر لمحہ دل سے یہی نکلتا تھا کہ
 خداوند ایہ سب مصائب آسان ہیں اگر انکا انجام ملک قمر چہر کا دیدار ہو خدا یا اس سے زیادہ سختی ہو تو وہ بھی سہل ہی
 ہو دیدار یار میر ہو جائے غرض خوب اشارم اشارہ ہو چکا اور زائد دل اشاروں میں ادا ہو چکے تو نور الدہر خدمت
 صاحبقران میں حاضر ہوئے اور سلام کر کے قدموں پر گر پڑے امیر نے سنو نور الدہر کا قدموں سے اٹھا کر حجابی
 سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا استفسار حال کیا نور الدہر نے کل حال بتا دیا ہے انتہا تک گذارش کیا بعد اس کے سعادت شاہ

انور شاہ و ایرج تاج بخش وغیرہ جو نور الدہر کے ساتھ تھے انکو قدیموں کو لایا امیر نے سمجھ کر سے معاف کیا مگر ایرج
 کی نہایت عظمت اور شفقت سے پیش آئے سمجھ کر کا حال استفسار کیا نور الدہر نے سب کی حقیقت حال سے مطلع کیا باقی
 یہاں باتیں یہی رہی تھیں کہ اسی اثنا میں توجرج ماہ پرست بمعیت چار لاکھ سوار کے عیقول اور عیقول کو لیے ہوئے
 آیا اور ساتھی ہفت منظر کے مقام کیا اور حقیقت اسکی یہ کہ عیقول ملک قمر چہر کی تصویر دیکھ کر دیوانہ ہو گیا تھا توجرج
 ماہ پرست اسے غل و زنجیر میں گرفتار کر کے ملک قمر چہر کے لینے کے لیے آیا چہرے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایک اور دیوانہ نور الدہر
 سمجھا کہ یہ بھی ملک قمر چہر کے عشق میں مہوت ہو گیا ہے اور کوئی شخص فوج کشی لیکر اس دیوانے کو اسکی معشوقہ سے لائے آئے
 یہ سوچ کر ملک سے کہا کہ تو ملک ایک اور چاہتے والے تھا رہے پیدا ہوئے بفضل الہی اب آپ کے عشاق کی تعداد میں بڑھتی
 ہو رہی ہے اب کیا ہو ملک نے کچھ تو رہی چہرہ کر کہا کہ ناخواہ تھیں تو ایسی دل لگی نہ چاہیے خواہ جسے کہا کہ نہیں ملک
 تمہارے سر کی قسم میں سچ ہی کہتا ہوں دل لگی نہ سمجھو اور جو تھیں یقین نہ ہو تو تم خود ایک ذرا جھٹک کر دیکھو یہ سکر لکڑی کے
 پر آئی اور جھٹک کر دیکھنے لگی جب نظر ملک کی عیقول پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص غل و زنجیر میں گرفتار مہوت اور مجبوظ
 بیٹھا ہوا ہے ملک نے اسے دیکھ کر خواجہ سے کہا کہ وہ خواجہ داہ اسی کو تم کہتے تھے کہ اس بندہ کی کا چاہنے والا یہ ہے اس
 خواجہ بن نوکھی اس صورت کا جانور بھی نہ پاؤں اور علاوہ اسکے اس لیے دو لاکھ اور دو کروڑ ہوں تو نقش پاس
 نور الدہر پر رخسار کرتی ہوں میں تو لاکھ جان سے نور الدہر کے قدم پر رخسار ہونا فخر سمجھتی ہوں خداوند عالم سو اسے
 نور الدہر کے کسی اور کے پہلو میں بیٹھا نصیب نہ کرے حق سبحانہ تعالیٰ ایک جان میں نور الدہر کی ہزار جانیں عنایت
 کرے سے بھلا سو اسے اس عنایت کے اور کسی سے کام نہیں ہے خواجہ خدا اس دن کو مجھے زمین کا پیوند کر دے میں ان
 اور کسی کا پہلو دیکھنا چاہتا ہوں خواجہ نے کہا کہ ای ملک جب تک میں زندہ ہوں ہمال پر کسی کی جو تھاری طرف نظر اٹھا کر دیکھو بھی
 سکے حق سبحانہ تعالیٰ بہت جلد نور الدہر کے پہلو میں تھیں بیٹھا نصیب کرے ملک نے کہا کہ خواجہ جسے تمہارے منہ میں
 علی شکر امیر خواجہ اب محمد میں تاب مفارقت باقی نہیں ہے اور صد مہاجر اٹھانے کی تاب نہیں ہے اب کہیں جلد اس دیوانے
 حرام زادے کو مار کر بھٹکے نور الدہر سے لادو عہد کرنے کا کہ ملک وہ چارہ و زور صبر کر وین اس دیوانے کا کام تمام کیے دیتا
 ہوں اسکا مار ڈالتا کچھ بات نہیں ہو مگر کل امر مریوں باؤ کا تھا یہاں تو یہ باتیں یہی تھیں اور اصرار کیوں فلک
 رفعت کو نور الدہر کے آنے کی خبر ہوئی اسی وقت مع فوج و لشکر سوار ہو کر خدمت امیر کشور گیر میں روانہ ہوا امیر
 باتو قیر نے کیوں فلک رفعت کے آنے کی خبر سنا کر سواران لشکر کو استقبال کے واسطے روانہ کیا وہ سب جا کر عزت
 و حرمت تمام کیوں فلک رفعت کو خدمت امیر باقو ترین لائے کیوں ان سے نہایت ادب سے سلام کر کے قدم
 بہ خدمت لزوم صاحب فران کو پہنچا دیا امیر باتو قیر نے معاف کر کے جو اسہر نگار کر سی بیٹھے کو دی اور پوچھا کہ ای کیوں
 یہ کیا غفلت کیا بنگاہ ہو کہ ہزار دن عشاق ملک قمر چہر جمع ہیں آخر تم تو اپنے دل کی بات کہو کہ آخر تمہیں بیٹی کو کس کے
 ساتھ منسوب کیا ہے اور کسکی طرف نظر کیوں ان نے کہا کہ حضور تمام زمانہ جمع رہے اور ساری شفقت اسے ملے
 مگر مجھ کو کیا میں تو قمر چہر کو شاہزادہ نور الدہر کی کنیزی میں کب کا دے چکا جس وقت ایرج چہر سان آیا تو اسوقت
 اس نے مجھے گرفتار کر کے جبراً قہراً اقرار نامہ لکھا لیا میں نے بخوف جان اقرار نامہ لکھ دیا اور اگر یہ امر بخوف
 جان نہ ہوتا تو جب قبل سیرے گرفتار کرانے کے ایسے میرے پاس پیغام بھیجا تھا کہ ای کیوں ملک قمر چہر کو عام
 بن حمید زنگی کے ساتھ منسوب کر دے جمعی میں اقرار کر لیتا حضور میں اپنے کو ایک اور نے غلام اور قمر چہر کو ادنیٰ کنیزی
 شاہزادہ نور الدہر کی جانتا ہوں مجھے اور کسی سے کیا غرض ہے یہ سکر امیر نے فرمایا کہ ای کیوں اب تم دین اسلام

قبول کر لو کیونکہ ان نے کہا کہ حضور خدام تو مدت سے اسلام لایچکا اور اسلام کا حلقہ گبوش ہو چکا ہے جس وقت قمر چہرہ کو شانہ زادہ نور الدہر کے ساتھ منسوب کیا تھا اُس وقت سے ادیان باطلہ پر لعنت کر دی تھی یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ اے کیوان تیرے اعتقاد اور دانش پر لاکھوں کہ آفرین ہے اور اسی وقت شربت منگو کر کیوان فلک رفعت کو پلویا اور طبل شادمانی بجوایا بعد اُسے فرمایا کہ سنو اے کیوان میں صاحب الصفات ہوں ہرگز راہ عدالت سے کنارہ کشی نہ کرو نگا مختار می مرقی نوین نے دریافت کر لی اب اصل میں صاحب معاملہ قمر چہرہ کی خوشنودی کا استفسار ضروری اگر وہ بھی راضی ہو تو پھر بہمان اللہ یہ کمر ہر کاروں سے مکم دریا کہ اسی وقت جا کر سب لشکروں میں خبر کراؤ کہ جس کسی کو عشقِ ملکِ قمر چہرہ کو ادعا ہو وہ صبح کو سامنے قصرِ ہفت منظر سلیمانی کے آئے اور میں بھی نور الدہر کو لیکر آؤں گا دیکھوں کہ ملک کسکی طرف نائل ہو جسکی طرف ملک نائل ہو اسی کا عشق چاہی اور وہی ملک کا دعویٰ ہے اور باقی سب لادعویٰ اور کاذب اور لاعلمی ہیں یہ مکم مکمل قضا شہم سنکر اسی وقت ہر کار سے روانہ ہوئے اور بہت جلد جا کر فرمان واجب الاداعان امیر حمزہ صاحبقران ہر ایک لشکر میں پہنچا آئے یہ حکم حکم سنتے ہی ہر لشکر میں ایک کھلابی سی پڑ گئی کہ دیکھیے اس امتحان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور دعویٰ عشق میں کون سچا نکلتا ہے غرض شب تو اسی شش و پنج میں گذر گئی علی الصباح حامد بن حمید زنگی بمیت ایرج نوجوان اور تاجید اختر می بمیت خورشید ستارہ پرست اور عیقول شاہ بمیت تورج ماہ پرست اور کشور شاہ بمیت و اسباب کشور کشا اور نور الدہر بلند قدر ہمراہ امیر کوتلیستان سامنے ہفت منظر کے مجمع ہوئے اور اوجو عشاق فقیر بنے ہوئے تون سے بیٹھے ہوئے تھے وہ تو موجود ہی تھے اٹکایا ذکر یہ لیکن سب سے زیادہ حامد بن حمید کی ہیئت قابل دید تھی وہ سیاہ سیاہ رنگت زر و زر و آنگین بھوسے بھوسے بال دو وانت مانند گراز کے منہ سے باہر نکلے ہوئے ہاتھ پیر کے ڈالے ناگین جیسے دوستوں چھاتی جیسے گچ کا چبوتراناک بیت دخت کا منہ بال باہر نکلے ہوئے بوسے بدہن سے آتی تھی غرض جس شخص کی آنکھ حامد بن حمید زنگی پر پڑتی تھی وہ ایک مہم نگاہ حیرت سے دیکھ کر ایرج کی حماقت پر ہنستا تھا اور کتا تھا کہ ایرج کو کیا طاقت سوچی ہو ایسے قطعدار کو لیسکر ملک قمر چہرہ کے لیے آیا ہے غرض جب ملک قمر چہرہ صبح کو سوکر اٹھی اور دیو قلیاس شکار کو چلا گیا تو عمرو نے ملک سے کہا کہ اے ملک آج کے واقعے کی خبر بھی ہو ملک نے کہا کہ کیا کچھ بیان تو کر دے عمرو نے کہا کہ ملک آج صاحبقران نے سب کو جمع کیا ہے اور تمہارا امتحان ہے کہ ملک کس سے مانوس ہے چہرہ ملک نائل ہو وہی قمر چہرہ کا مالک ہو ملک نے کہا کہ خواجہ اچھی بات ہے یہ جملہ تو شجائیں گے اور ہم تو جو منہ سے کہہ چکے سو کہہ چکے ہو سولے شانہ زادہ نور الدہر کے اور کسی سے کام نہیں ہے یہ کہہ کر اٹھی اور سادہ کے ایک سادا سا جوڑا پہنکر انیسوں سے کہا کہ دیکھو تو کیا مجمع ہو انیسین گین اور جا کر دیکھا تو ایک بڑا جادو تھا کہ ملک سے کہا کہ حضور ایک عالم جمع ہے تمام خلقت خدا امیدوار ہے ملک نے کہا کہ شانہ زادہ نور الدہر کس طرف انیسوں نے عرض کیا کہ حضور وہ شہر مار جس طرف کھڑا تھا اسی طرف کھڑا ہے یہ سنکر ملک قمر چہرہ اٹھی اور جس طرف نور الدہر کھڑا تھا اسی طرف کا دزو اندہ کھول کر کسی بچھا کر آجی شانہ زادہ تھا غلطہ میں کھڑا ہی تھا دیکھ کے واجوئے ہی ہزار جان سے تسلی ہوئے لگا اٹھا دون میں باتیں ہونے لگیں نور الدہر نے کہا کہ ملک کج تمہارا امتحان ہے سارے عشاق مجمع ہیں ملک نے کہا کہ ہونے نہ سمجھے سوائے تمہارے کسی سے سروکار نہیں ہے ان باتوں سے سب کو معلوم ہو گیا کہ ملک قمر چہرہ کو سوائے نور الدہر کے اور کسی طرف میلان نہیں ہے سب کے سب مایوس و ناامید ہو کر چہرے گرا ایرج قبضہ پر اٹھ ڈالے ہوئے کہتا ہوا اپرا اگر میری جان میں جان ہے اور میں زندہ ہوں تو ملک کو حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کر دینا جب سب کے سب چلے گئے نور الدہر بھی بھر کر داخل لشکر صاحبقران ہوا اور ہر کاروں نے ایرج کو خبر دی کہ کیوان فلک رعت ہار گاہ حمزہ صاحبقران

موجود ہو اور اُسے صاف صاف کہہ دیا کہ مجھے کسی سے کوئی مطلب نہیں ہے میں نے قمر چہر کو نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا
اور مولیٰ شربت بھی پی چکا ہے یہ خبر سنتے ہی کہا کہ ہاں وہ مردود تھا قمر کے اور اقرار نامہ لکھ کر منکر ہو گیا دیکھو تو کیسی
سزا دیتا ہوں اسے کیا سنتے کہ قمر چہر کو اُس روز حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کر چکا ہے خوشہ سر بہر میرے پاس موجود
ہو آج حفرہ کے یہاں شربت پیا اپنی بیوی کو چار چار ختم کرو ایک گاہ لکھ سوار ہوا اور ماننا شعلہ جو الہ کے بارگاہ سلیمانی میں
پونجا امیر نے تعلیم کر کے جاہر نکال کر کسی پر ٹھایا جام شراب ساقی سفایرج کو دیا دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا
اُس وقت ایرج نے کہا کہ میں آپ سے فقط پوچھنے آیا ہوں کہ کس ملت و مذہب میں یہ روایہ کہ جس عورت
کو ایک شخص کے ساتھ منسوب کر دیا ہو اور وہ شخص منسوب الیہ بقید حیات ہو تو اُس عورت کو دوسرے کے ساتھ منسوب
کر دین یہ سکر امیر یا تو قہر نے فرمایا کہ ایرج مجھے اس امر کا استفسار بیکار ہے کیونکہ فلک رفعت موجود ہے اُسی
سے پوچھو کہ وہ مالک و متاخر ہے جس پر چاہے وہ جسے چاہے نہ دے مجھے اس امر میں دخل نہیں ہے اور کیونکہ اس سے کہا
کہ ایرج کیونکہ خبر دار و زنا نہیں جو کچھ راست راست ہو اور جو امر فی الواقع ہو اُسے بیان کر دایرج کیونکہ کیونکہ
موجود ہوا اور کہا کہ ایرج کیونکہ سچ سچ کہو کہ تھے ملک قمر چہر کو اسکے ساتھ منسوب کیا ہے کیونکہ اس نے کہا کہ تمہیں اس امر سے
خوب واقف ہو مجھے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے یہ سکر امیر سچ بہت برہم ہوا اور آگئیں نکال کر کہنے لگا کہ یہ کیسی بھیروان
بات کہتے ہو صاف صاف نہ نہیں بیان کرتے یہ سکر اسد نے کیونکہ اس سے کہا کہ ایرج کیونکہ تم ڈرتے کیونکہ ہو یہ بارگاہ
صاحبقران یہ بیان کوئی کسی پر زیادتی نہیں کر سکتا کیا مقدور جو کسی کا کہ کوئی کسی کو آزار پہونچا سکے تم صاف صاف
کیونکہ نہیں کہتے اُس وقت کیونکہ اس نے باور بلند پکار کر کہا کہ ایرج سو حقیقت حال یہ ہے کہ میں نے پہلے ہی قمر چہر
کو برضا و رغبت شاہزادہ عالم و عالیان نور الدہر بن بدیع الزمان کے ساتھ منسوب کر دیا تھا اہمین حجت و بحث کس
امر کی ہے جب تم مجھے جبر کیا اور زیادتی کی تو میں نے بخوف جان یہ کہہ دیا تھا کہ ملک قمر چہر کو میں نے حامد بن حمید کے
ساتھ منسوب کیا اور اسی طرح مجبور ہی نوشتے پر قہر بھی کر دی تھی خوشی خاطر سے یہ امر نہیں کیا تھا اب میں صاف صاف
کہے دیتا ہوں کہ مجھے مطلق کسی سے سروکار نہیں ہے قمر چہر کو تو میں نور الدہر کی کنیزی میں دیکھا یہ سکر امیر نے فرمایا
کہ ایرج اب تمہیں سن لیا یہ عورت کا مقصد یہ کوئی کسی پر جبر نہیں کر سکتا جب دو دل راضی ہو گیا کہ یکا قاضی اور
اگر دو دل نارضا نہ ہیں تو بادشاہ ہند یا کشور کیا کر سکتا ہے اسی لحاظ سے میں نے خود کوئی امر نہیں کہا کیونکہ اس کے منہ سے
خود سنو لو یا بس ایرج یہ سنتے ہی ہج و تاب کھا کر اُٹھا اور کیونکہ اس سے کہہ کر ایرج کیونکہ سمجھا جائیگا تو جانا کہاں ہو اور
بارگاہ سے لکھ کر اپنے لشکر کا راستہ لیا تب داخل بارگاہ ہوا تمام حال حامد بن حمید زنگی سے بیان کیا حامد نے کہا کہ ایرج
ایرج نوجوان اسے زبرد آفتاب پرستان آپ اس قدر بیچ و تاب کیونکہ کھاتے ہیں اور اپنے دل کو اس قدر کاشش
میں کیونکہ ڈالتے ہیں قمر چہر کیونکہ ان کے اختیار میں نہیں ہے قمر چہر تو دیو کلیاس کے قبضے میں ہو جو دیو کو بارگاہ اگر خوار کرے
نہی قمر چہر پر قابض ہو گا یہ سکر ایرج نے کہا کہ بیشک تم سچ کہتے ہو اب ہم اسی کی فکر کریں گے مگر شاہ پور شیر دل سانسے
کھڑا ہوا تھا اُس سے پکار کر کہا کہ ایرج شاہ پور کیونکہ فلک رفعت تو اپنی بیوی کو حامد بن حمید زنگی کے ساتھ منسوب کر کے
مڑ گیا جس وقت تیرا قابو پلے اور موقع ملے اُس وقت کیونکہ کو گر خوار کر لاں چاہے کہہ کہ بہت مناسب میں ابھی جاتا
ہوں یہ لکھ کر اس وقت روانہ ہوا کہ اس آئینہ ابرگندہ بہار آسمان پر چھایا ایرج بھی سیر و سکا کہ کو روانہ ہوا اور شاہ پور شیر دل
جیسا کہ نور الدہر کی صورت بن کر کیونکہ ان کے چشمے میں آیا اور کہا کہ ایرج کیونکہ میں نور الدہر کا بیٹا ہوں نور الدہر نے
اپنی ٹہنی کیونکہ مجھے بھابھہ سکر کیونکہ فلک رفعت بہت خاطر سے پیش آیا اب فلک رفعت سورا تو پہلے اسے

پاسبانوں کو کچھ بیوہ نکال کر بیوہ کش کیا بعد اُس کے کیوان فلک رفعت کو دارو سے بیوہ کشی دے کر بیوہ کش کیا اور چار درباری
 میں پستارہ باندھ کر بیوہ کشی کے راہی ہوا صبح کو یہ خبر نور الدین کو پہونچی کہ رات کو شاہ پور شیر دل کیوان کو
 چرائی گیا نور الدین ہر یہ کلمہ سنتے ہی اگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ یہ کب ہو سکتا ہو کہ وہ آفتاب پرست ناحق کیوان فلک رفعت
 کو ذبح کرے اور ایک ادنی عیار اُسے کڑے جاسے اور ہم چپکے بیٹے سنا کرین ہم ابھی جا کر کیوان کو لیے آتے ہیں اس
 آفتاب پرست نے اب بہت سراٹھایا ہے کیوان کو ٹیپڑا لاون تو پھر اسکو سزا دینا یہ کہہ کر کب صبا رختار پر سوار ہوا
 اور لشکر ایرج کا راستہ لیا جب یہ خبر اسکو پہونچی تو وہ بھی فوراً پیچھے پیچھے روانہ ہوا اس کے جانے کے بعد خورشید
 ستارہ پرست کو یہ حال معلوم ہوا وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف راہی ہوا بعد روانگی خورشید وار اب کو یہ
 خبر معلوم ہوئی کہ نور الدین ہر کے پیچھے پیچھے خورشید ستارہ پرست گیا ہو وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا
 ایرج تو شکار پر چلا گیا تھا اور مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ شاہ پور شیر دل پستارہ بدوش
 پونچا مالک بن ملکوت شاہ نے پوچھا کہ کیون شاہ پور کیوان کو لایا شاہ پور نے عرض کیا کہ حضور حاضر ہو لیجئے اور یہ کہہ کر
 پستارہ کیوان کا سامنے رکھ دیا مالک بن ملکوت نے شاہ پور سے کہا کہ اے شاہ پور شیر دل اس مکار دورنگے کو ہوش
 میں لاؤ اسی وقت شاہ پور نے فیلہ رفع بیوہ کشی دیا کیوان ہوش میں آیا اٹکھ کو لکھ دیکھا کہ بارگاہ ایرج میں بکلفہ کف ر
 اسیر ہو کر تیرا خواب ہی بیداری دفعتاً شاہ پور شیر دل پر نظر پڑ گئی دیکھا کہ وہ سامنے کھڑا ہوا ہوا اُسے دیکھ کر یہ خیال
 گذر کہ بفرایش ایرج میں ملعون گرفتار کر لایا ہے خیر اے قدر اے لشکر بطریق اہل اسلام سلام کیا مالک بن ملکوت شاہ
 نے کہا کہ اے کیوان تیری بیاقت اور حیات سے یہ دورنگی بہت بعید تھی جو تو نے اختیار کی ہے اسے تیری حیات کو کیا ہو گیا ہے
 یہ کونسی غیرت اور حیات تھی کہ تو اپنی مٹی حسانہ بن حمید کے ساتھ منسوب کر کے اور نوشتہ پر نگر کر کے حمزہ کے تحت
 سے لکھ گیا اور کہہ دیا کہ میں نے نور الدین ہر کے ساتھ منسوب کر دیا اگر اب تو آمادہ مرگ اور مہیا ہے تقضا ہو جا ایرج آئے
 تو تجھے قتل کرے یہ سن کر کیوان نے کہا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ جب تک میری حیات بجانب اللہ باقی ہے اس وقت
 تک تو کیا ہے اور ایرج کیا ہے اسکی کیا مجال ہے اور تیری کیا طاقت و قدرت ہے کہ ایک رویاں بھی میرا میل کر کے ارے
 تو مجھے سمجھا کیا ہے تمنا سمجھا کر مجھے دبا تا ہے تو میں بفضل خدا تمنا نہیں ہوں ابھی میرے بڑے بڑے حمایتی اور معین موجود ہیں کہ اگر
 کوئی میری طرف آنکھ بھی پڑے گی تو آنکھ نکال لی جاسے تو ہو کیا مردود یہ سن کر بختیارک نے کہا کہ اے کیوان بہت
 سچ ہے اور ایک سرسبز فرق نہیں ہو رہا ہے تمہارا ایک بال بھی کوئی نہیں بیکا کر سکتا واقعی ان سب کی کوئی حقیقت نہیں ہے
 یہ سن کر مالک بن ملکوت نے کہا کہ کیا خوب یہ کیا کہتا تھے کہ ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتے بختیارک نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں
 دل لگی سے نہیں کہا ہوا واقعی تم اسکا کیا بنا سکتے ہو اور تم تو کیا بنیاد اور کیا حقیقت رکھتے ہو وہی ہفت سر تو اسکا کچھ بنا نہیں
 سکتا زیادہ ہیکڑیاں نہیں ابھی ہوتیں یہ سن کر مالک بن ملکوت نے کہا کہ ارے کوئی حاضر ہے مارو اس ناگل کو اسکی حقیقت
 کیا ہے لوگ دوڑے قتلے کہ بیک ایک ایک شور اور ہنگامہ بلند ہوا کہ شاہزادہ نور الدین ہر بے تحاشا گھوڑے کی باگ
 اٹھا ہے ہوئے بارگاہ کی طرف چلا آتا ہے جسکو اپنی جان بچاتا ہو بہت جاسے کہ بیک ایک نفرہ شاہزادہ نور الدین ہر کا بلند ہوا
 کہ اے کافران دغا باز و ناحق کو شان جیل ساز جلد بیان کرو کہ کیوان فلک رفعت کو کون پکڑ لایا ہے اور وہ کمان ہے جلد
 حاضر کرو اور ساتھ ہی اس کے اسد غازی کی آواز آئی کہ بھائی صاحب میں بھی آپو پچا چھوڑے گا نہیں ان مکاروں کو
 ان نفرہ ہاسے کو دشمنان کی آواز سن کر شاہ پور تو اسی وقت پوشیدہ ہو گیا اور کیوان کو پھپھایا اور نور الدین ہر بار گاہ میں
 مع مرکب داخل ہوا اتفاقاً تو گویا دم محل گیا کھانپ کھانپ کر پکارا کہ اے شاہزادہ نور الدین ہر خوش آمدی و سفا اور وی یہ سن کر

نورالدہر نے آواز دی کہ اور خرس باد یہ فطالت چپ رو کیا بکتا پر تیری یہ خوشامدین مجھ کو نہیں بہکا سکتی مین جلد بتا
کیوان فلک رفعت کو وہ کس طرف ہو اور نہیں تو ابھی مجھے تہ تیغ کر دو لگا لقا سے کہا کہ اے نورالدہر ہر ما بقدر
تم مجھے کیوں برہم ہوتے ہو اور مجھ پر کیوں خفا ہوتے ہو میری کوئی خطا نہیں ہے مجھے قسم ہے اپنی خدائی کی کہ میں نے کیوان کو
نہیں منگوا یا بلکہ میں اس مشورے میں بھی شریک نہ تھا شاہ پور شیر دل حسب الحکم ایرج کو جو ان اُسے گرفتار کر لایا ہے
اور وہ حاضر ہو آپ لیجائیے اس وقت نہ ایرج ہی نہ شاہ پور مجھے کیوان کے دے دینے میں کیا اندر ہے بختیار کے کہ
کہ اے شہر یار مین تو آپ کا نام بعد از ہون آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہو سکتا ہے مین کیوان کی مشکین کھوئے دیتا ہوں آپ
شوق سے لیجائیے اسد نے کہا کہ چپ رو اور خوشامد خور سے زیادہ باتیں نہ بنا جلد کیوان کو حاضر کر اور یہ کہہ کر تلوار کھینچنے
حامد بن حمید زنگی اور مالک بن ملکوت شاہ پر دوڑا اور نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کیوان کو لیکر چلیے
مین ان دونوں کا کام تمام کرتا ہوں یہ رنگ دیکھ کر ان دونوں کے تو پیشاب خطا ہو گئے کیوان کو حاضر کیا مگر نورالدہر اسد کو
مانع ہوا نہ بھائی ہرگز ایسا تمہارے کرنا صاحب قرآن شیخ کے تو بہت خفا ہو گئے بھائی ہر بات ہر موقع اور ہر وقت کے واسطے
مخصوص ہے شعر نہ ہر جا سے مرکب تو ان تاختن کہ جا با سپر باید انداختن + اپنے کام سے کام ہے اس وقت کیوان کو
تو پھلو آئندہ سمجھا جائیگا مگر کیوان کا یہ سال ہے کہ مارے خوشی کے رنگت سرخ ہوئی جاتی ہے پھولا نہیں سنا تا ہنسی
آئی جاتی ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے شہر یار یہی دونوں حرامزادے مجھے وحمکا تے تھے اور ڈراتے تھے اگر انکو قتل نہ کیجیے تو
ناک اور کان تو انکے کاٹ ڈالیے کہ میرا دل ٹھنڈا ہو جائے اسد نے کہا کہ ہاں بھائی صاحب مین بھی چاہتا ہوں
اگر مجھے حکم ہو تو مین انکے ناک اور کان کاٹ لوں کہ ذرا تو دل ٹھنڈا ہو نورالدہر نے کہا کہ بھائی تمہاری بھی عجب باتیں ہیں
ہم منع کرتے ہیں اور تمہیں اثر نہیں ہوتا اپنی ہی باجی بجائے جاتے ہو بہت دیوانہ پن اچھا نہیں ہوتا چلو چلو اور کیوان کو
چھڑا کر اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ ایرج سے باہر آیا اور ان کفار تر شمار بد کرداران ناہنجر کے مرکب جو موجود تھے انھیں
مین سے ایک مرکب پر کیوان کو سوار کر کے اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہوا قضا سے کار اتفاقات روزگار
زندہ انخانہ لندھور کی طرف سے گذر ہوا اسد غازی نے آگے بڑھ کر حال لندھور کا دریافت کر کے نورالدہر سے
کہا کہ بھائی صاحب چھوٹے نانا اسی مقام پر قید ہیں انکو بھی چھڑا کر ہمراہ لیتے چلیے تو بہت مناسب ہے نورالدہر نے کہا
کہ بھائی اسد خوب یاد دلایا ازین چہ بہتر و خوشتر غرور انھیں چھڑا لینا چاہیے کیوان نے جو یہ کلمہ سنا اُس کی توجہ ان
نکل گئی اور شاہزادہ نورالدہر سے کہا کہ اے شہر یار عالیو قار پہلے مجھے کسی مکان میں چھپا دیکھے مبادا کچھ جج پڑے
لڑائی جھگڑا ہو اور آپ عالم جنگ و جدال میں مجھے مجھول جائیں اور ایرج بد نہاد آپہونے تو مین تو کہہ دو کہ نہ زنج
وہ میرا دشمن جانی ہے کہ ہے کو زندہ چھوڑ بیگا یہ سن کر شاہزادہ نورالدہر کو ہنسی آگئی اور کیوان فلک رفعت
سے سکر کر کہا کہ تم گھبراؤ نہیں ہراسان نہ ہو تم میرے ساتھ ہو کوئی تمہیں انگلی نہ لگا سکیگا ایرج کے گھر سے تو
مین لے آیا اور بیان لا کر تمہیں اُس پانی کے سپرد کر دوں گا یہ کہہ کر در زندان پر جا کے زندان بانوں سے کہا کہ تم سب
بیان سے ہٹ جاؤ کہ مین لندھور کو رہا کر کے بیجاؤں گا زندان بانوں نے کہا کہ سنئے تو سہی بھلا ہم اپنے آقا کو کیا
جواب دینگے آپ تو اس طرح حکومت سے کہتے ہیں کہ گویا ہم آپ کے نوکر ہیں یا آپ کے چھائے بساے ہیں ہم تو ہرگز
بیان سے نہ ہینگے دیکھیں تو کون ہٹا دیتا ہے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ نورالدہر کو غصہ آگیا تلوار کھینچ کر ان سب پر
گرا یہ دیکھ کر اسد غازی نے بھی تلوار کھینچ لی اور تلوار بہ سنا سنا شروع کی کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ مارے گئے
شاہزادہ نورالدہر قتل زندان کو توڑ کر اندر گیا لندھور فرط سرت سے اُچھل پڑا اور باغی دلی کہہ کر

قید کو شل تار نکبوت توڑ کر شاہزادہ نور الدہر کے پیٹ گیا شاہزادہ لندھو کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا اور گھوڑے پر سوار کر کے اپنے ساتھ لچلا شاپور شیر دل تو پہلے ہی کیوان فلک رفعت کے حال کا اظہار کرنے ایرج کے پاس چلا گیا تھا اب ویو چہر عیار لندھو کا حال بیان کرنے ایرج کی خدمت میں رخصت ہوا اور یہاں ایرج مع ولیم شاہ زنجی اور طر ماسپ مشغول صید انگنی تھا کہ اسی اثنا میں شاپور شیر دل پہنچ گیا تمام حال کیوان فلک رفعت کے گرفتار کر لانے اور نور الدہر کے پھڑا بجانے کا ایرج سے بیان کیا اور کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان ہر مرتبہ میری محنت یونہی نضایع و برباد ہو جایا کرتی ہو میں ہر مرتبہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور آپ حکم دے کر غافل ہو جاتے ہیں جب آپ نے مجھ کو کیوان کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا آپ کو شکار کے لیے آنا کیا ضرورت تھا اور کیا فرض مارا جاتا تھا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اے شاپور تمہاری مشقت اور محنت میں کوئی شک نہیں ہو مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم میرے کہتے ہی چلے بھی جاؤ گے اور آج ہی رات کو کپڑ بھی لاؤ گے اگر میں یہ جانتا تو کاہے کو شکار کے لیے آتا اور علاوہ اسکے یہ کارخانے قضا و قدر کے ہیں اس میں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہو یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ویو چہر عیار بھی آپہنچا اور اسے لندھو کے پھڑا بجانے کا حال بیان کیا بس یہ سنکر ایرج بہت ہی برہم ہوا اور تاؤ بیچ کھا کر پشت دست کو دانتوں سے کاٹ لیا اور باز شکاری جو ہاتھ میں تھا اُسے زمین پر دے مارا کہ وہ مر گیا اور کہا کہ اے یہ کیا قیامت آگئی میرے آتے ہی یہ سب آفتیں برپا ہو گئیں کس گھڑی سے میں شکار کو نکلا تھا طر ماسپ نے کہا کہ اے شہزادہ اگر میں بارگاہ میں موجود ہوتا تو نور الدہر یہ زیادتیان نہ کر سکتا تھا کیوان فلک رفعت اور لندھو کو نہ بھیجا سکتا تھا کیا مجال اور کیا طاقت رکھتا تھا ایرج نے کہا کہ اے طر ماسپ تم کہتے کیا ہو عقل تمہاری کس طرف ہو تمہارا وجود ہی پیش نور الدہر کیا ہو وہ ایک بلا سے بے دریاں آفت جان دہانیاں ہو وہ کسی سے دبتا ہو اگر کچھ دبتا ہو تو مجھے شاپور نے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جلد چلے چلے اس لیے کہ وہ دیوانہ اسد بھی نور الدہر کے ساتھ ہو ایسا نہ ہو کہ وہ اور کچھ نساہر پر پا کرے حامد بن حمید اور مالک بن ملکوت شاہ کا تو وہ جانی دشمن ہو یہ سنکر ایرج افسوس کنان اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب داخل بارگاہ ہوا تو مالک بن ملکوت اور حامد بن حمید نے کہا کہ اے ایرج نوجوان تم اُس طرف چلے گئے اور یہاں ہم پر ایک آفت برپا ہو گئی اسد دیوانہ مارے ہی ڈالتا تھا نور الدہر نے رحم کھا کر کچھ ادا نہیں تو لاش بھی ہماری تھیں نہ ملتی ہر چند تھے ہزاروں ہی مرتبہ کہا کہ تم ایسے ہنگام میں اول تو لشکر سے نکل کر کہیں جایا ہی نہ کرو اور اگر جایا بھی کرو تو کسی کو ہماری حفاظت کے واسطے چھوڑتے جیلا کر مگر کسی طرح خیال نہیں رہتا اور کبھی اس امر کی جانب تکیہ نہیں ہوتی اب ایک روز دیکھ لینا کہ اس غفلت کا انجام یہ ہو گا کہ ہم سب کا کہیں نشان بھی نہ پاؤ گے معلوم نہیں کسے ہاتھوں میں سے ہائیٹے اور کیا انجام ہو گا اور حامد بن حمید نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان مجھے تو اب رخصت ہی کر دیکھتے تو اچھا ہی ایک مرتبہ میں گرفتار ہوا چکا تھا اور آپ سے کہہ دیا تھا کہ اب مجھے تنہا نہ چھوڑیے گا اسد میرا دشمن جانی ہو اور آپ نے وعدہ کر کے فراموش کر دیا آج تو میرا کام تمام ہی تھا وہ تو یہ کہیے کہ نور الدہر کو خود ہی کچھ رحم آگیا اس سے میں بچ گیا اب میں نے عشق سے ہاتھ دھویا عاشقی کو سلام کیا اب مجھے آزاد کیجیے ملکہ قمر حیر کا سر سے ہاتھ آنا صرت کہنے ہی کی بات ہو جہان نور الدہر شخص عاشق ہو و بان اور کسی کا گزر کجا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اے حامد بن حمید زنجی اب کی تو تم اور معاف کر دو اب ایسی غفلت کہیں نہ سرزد ہوگی ادل تو اب میں جاؤنگا نہیں اور جاؤنگا تو کافی بندوبست کر کے جاؤنگا اور اے حامد بن حمید تم ہر طرح اطمینان رکھو اگر میری زندگی باقی ہو اور جان میں جان ہو تو میں قمر حیر کو تمہارے

پہلو میں شجاع و دلکاشی یہ تم کیا کہتے ہو تا دم مرگ اس کوشش سے باز نہ آؤ گا اور اسی آزر دگی میں حکم دیا کہ بلجنگ بجا دو
 بموجب حکم ایرج اسی وقت نقارہ زنی پر چوب پڑی ہر کارون نے خبر اور لشکر و ن میں بھی پودنچائی و مان بھی
 نقارہ ہا سے زنی پر چوبین پڑیں رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح میدان داری ہوئی جس وقت
 صفوں جدال و قتال آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کیے چلے گئے تو ایرج مرگ کو چپکا کر عرصہ کارزار میں آیا
 مبارز طلبی کی عمرو بن رستم امیر با تو قیر سے رخصت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد گاد زنی کے ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہے
 اس نے بیان کیا کہ اے ایرج آگاہ ہو میں چھوٹا بھائی ہوں شاہزادہ خاور سپاہ کا عمرو بن رستم میرا نام ہے ایرج نے
 کہا کہ اے خیرہ سرو بداندیش مجھ کو شاہزادہ خاور سپاہ سے کمال درجہ محبت ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ تو میرے ہاتھ
 سے مارا جائے بہتر یہ ہے کہ تو میرے سامنے سے چلا جا کیوں اپنے پانوں سے صحرا میں جانا ہے اور قتل موت ہوتا ہے
 تجھ کو تیری جوانی پر رحم آتا ہے عمرو بن رستم یہ سنکر کمال آزر دہ ہوا اور کہا کہ او آفتاب پرست و ناحق کوشش کیا
 بگناہ میں زبان اپنی بند کر زیادہ دہن و زاری اور یادہ گوئی کا انجام بھید نہیں ہوتا میدان جنگ باتین بنانے کا
 مقام نہیں ہے صفت کارزار میں اگر دوستی اور مروت کا کیا ذکر ہے اگر تجھے جنگ و جدل منظور ہے تو ہمیں گودھ میں میدان
 اور اگر باتین بنانا ہے اور اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہے تو پھر جا اپنے خیمے کو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تجھ کو موت
 سے خطرہ نہیں ہے اور اپنے پانوں سے جان دینے آیا ہے خیر جو حربہ رکھتا ہو لا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہمارا یہ
 دستور نہیں ہے کہ ہم قدم کریں پہلے تو ہی اپنا حوصلہ کمال ایرج نے کہا کہ خیر ہمارا تو دستور ہے یہ کہ اگر عمرو بن رستم
 پر نیزہ مارا اسے نیزے کو نیزے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے سنان پر سنان اور بتان پر بتان پڑنے لگی طعشیں کلن
 شروع ہوئیں نیزے اندر بلبلیوں کے گتھ گتھ چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار ایرج نے نیزہ عمرو بن
 رستم کا ہوائی کر دیا عمرو بن رستم نے بھنگلا کر تلوار ماری ایرج نے تلوار اُسکی رد کر کے جو اپنا دار کیا تو عمرو بن رستم
 زخمی ہوا لوگ اُسے میدان سے اٹھائی گئے ایرج نے پھر مبارز طلبی کی علم شاہ چاہتا تھا کہ مقابلے کو نکلے کہ خورشید
 ستارہ پرست مانع ہوا اور گھوڑے کو بڑھا کر مقابل ایرج ہوا ملکہ قمر چہرہ گفت منظر سے دیکھ رہی تھی عمرو سے
 کہنے لگی کہ خواجہ اب کیا ہو گا عمرو نے کہا کہ اے ملکہ تم تماشا دیکھنے جاؤ یہ سب آپس میں بونہیں لڑا کرتے ہیں ان سب
 میں اسی طرح شب ہوا کرتی ہے مگر شاہزادہ والا قدر والا تبار نور الدہر عالیو قار کو کچھ ضرر اور خوف نہیں ہے تم ہر طرح
 اطمینان رکھو غرض جب خورشید ایرج کے سامنے آیا تو ایرج نے کہا کہ اے خورشید مجھے ان خدا پرستوں سے
 سروکار ہے اور انھیں سے دراصل جنگ و پیکار ہے تو میرے مقابلے کو کیوں کھلا میں تجھے لڑنا پسند نہیں کرتا خورشید
 نے کہا کہ اول تو میں خدا پرستوں کا طرفدار ہوں دوسرے مجھے تو نے کون سی بھلائی کی ہے میں نے تجھ کو اسلحہ
 کے پہنچے سے چھڑا دیا مگر تو نے اُسکے بدلے اپنے عیار سے گرفتار کر کے مجھے قید رکھا اُسکا عوض لینا منظور ہے اگر
 تجھ کو خون جان ہے اور محبت انگلی ہے تو اسلحہ اپنے بھگودے دے اور میدان سے پھر جا اور نہیں تو میرا مقابلہ کر
 یہ کلمہ سنکر ایرج آگ ہو گیا اور کہا کہ خیر ساری حقیقت تجھ پر منکشف ہو جائیگی جو تجھے ہو سکے تو تصور نہ کر یہ سنکر
 خورشید نے نیزہ ہاتھ میں اٹھایا اور خبردار کہکرا ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی
 چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار نیزہ خورشید کی سنان ایرج نے نکال دی خورشید ستارہ پرست نے
 برہم ہو کر گزران سنگ آسمان زنگ ہشت پہلو پر چہ کوہ ایرج پر مارا ایرج نے خورشید ستارہ پرست کا
 دار روک کے اپنا گرز خورشید پر مارا کئی گرز ہوا تر پہلے مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخر کار دونوں نے

کرز ہاتھوں سے ٹپک دیے خورشید نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے وانا سکاروک کر پنا وار کا خورشید نے وار اُسکا پشت تنج پر رد کا غرض چارچہ گھڑی تک خوب ہی تموار چلی اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے یا نیر اعظم مدد سے لکڑ پوری قوت سے جو خورشید پر وار کیا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر خورشید کے سر پر چلی تھی کہ خورشید نے بھلتا تمام سر اپنا سر کا لیا اور خود مرکب کے پٹھے پر جبار تلوار ایرج کی گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہو گئی خورشید مع مرکب زمین پر آیا اتنے خورشید کا ایک پتھر پاس زرد سے پٹا کا لکڑ گیا ایرج نے جھپٹ کر دوسری تلوار خورشید پر ماری خورشید نے دیکھا کہ ایرج نے نامردی اور بزدلانہ کوئے زخمی پر ہاتھ اٹھایا بس اپنی جان پر کھیل کے بائین ہاتھ سے گھوڑے کو اٹھا کر سپر کیا تلوار ایرج کی گھوڑے کے پیٹ پر پڑی کہ پیٹ اُسکا کٹ گیا اور سب آنتیں اور دل و جگر اُسکا نکل کر خورشید پر پڑا ایرج نے یہ سوچ کر کہ زدہ را میتوان زد اب اسے مار ہی لینا چاہیے دوسری تلوار اور اٹھائی تھی کہ خورشید پر مارے اور کام اُسکا تمام کرے مگر اسد غازی کو تاب نہ بٹا باقی نہ رہی اور آگے بڑھ کر ہلکا رہا کہ اوکر پاس زرخش پہ بازاری یہ کیا نامردی ہو اور کیا بزدلانہ ہو کہ تو زخمی کو مارے ڈالتا ہی خبردار او مردود و نامہ بنجار ہٹ جا خورشید کے پاس سے اگر اب تو نے خورشید کی طرف نظر بھی اٹھا کر دیکھا تو آنکھ تیری کال بجا لگی اور طہماس سے کہا کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ پاجی نامردی کر رہا ہو خورشید کو حالت زخمی ماری مین ہلاک کیے ڈالتا ہی جلد اسے جا کر سزا دو نور الدہر بھی یہ سمجھا کہ یہ دیوانہ ایرج سے کیا بوسکیگا کزور مار کھانے کی نشانی طہماس کو اشارہ کیا کہ جاؤ طہماس یہ لکارتا ہوا دوڑا کہ خبردار او آفتاب پرست دست خود را نگہدار کیا نیک درر سیدیم اور جھٹ پٹ اپنے گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ ادبنازی ہے یہ کیا حرکت نامردانہ ہو اور کون سی جوانمردی ہو اُس جوان کا تو ہاتھ ٹوٹ گیا زخمی پڑا ہوا اپنی حالت بد میں گرفتار ہو چکے اُسے آزار دیتے ہوئے خرم نہیں آتی اگر تیری تلوار میان سے نکلی ہی پڑتی ہو تو آج مجھے مقابلہ کر دیکھ تو مجھے کیسی سزا دیتا ہوں طہماس اور ایرج سے تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اسد غازی نے اگر خورشید کو نکارا کہ بھائی خورشید میری جان تیرے شاکر کا حال دیکھ بیان تو کر دگر خورشید تو بیوش تھا کچھ جواب نہ دیا اسد غازی نے پانکلی تنگوائی اور خورشید کو سوار کر کے لینگا گھر پہنچنے جو دور سے یہ نقشہ دیکھا کہ طہماس ایرج سے مقابل ہوا ہوا اپنے دل میں سوچا کہ طہماس نور الدہر کا رفیق ہو اور تو ایرج کا مصاحب ہو مناسب یہ ہے کہ تو بھی چلکر طہماس سے مقابلہ کر اور ایرج کو میدان سے ہٹالایہ سوچ کر اپنے گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے برابر آیا اور کہا کہ آپ ہٹ جائیے مین ہی اس پر نہا نربان کو سزا دے گا اسلئے کہ یہ نور الدہر کا رفیق ہو اور مین آپ کا مصاحب ہوں مجھی کو لڑنے دیکھے ایرج طر ماسپ کے آنے سے بہت خوش ہوا اور اپنے لشکر کو پھر گیا اور طر ماسپ نے طہماس سے کہا کہ ای پد زنا نربان ونا بنجار اگر آج تجھے زندہ چھوڑ دیا تو اپنا نام طر ماسپ نہ رکھتا تمام زمانے میں تو نے مجھے بدنام اور رسوا کر دیا ساری خلقت پکار رہی ہے کہ باپ طر ماسپ کا شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہو کے سلمان ہو گیا یہ کلام بد انجام طر ماسپ کا لشکر طہماس نے کہا اور نطفہ حسد ام معلوم ہوا کہ تو میرے صلب سے نہیں ہوا رہے بیٹا وہی جو باپ کے طریقے اور وتیرے پر ہو تو نے مجھے بدنام کر رکھا ہے کہ طہماس کا بیٹا لائق ہو گیا یا مین نے مجھے بدنام کیا مین آج بغیر تیرے قتل کیے ہوئے باز نہ رہوں گا تو جانا کہاں ہو غرض بعد از گفتگو سے بسیار طر ماسپ نے سا طور اٹھایا کہ طہماس پر مارے اتنے اٹھایا ہی تھا کہ ایک بچہ آسمان کی طرف سے پیدا ہوا اور کمر زنجیر طر ماسپ کو کچر کے آسمان کی طرف لے آڑا طہماس دیکھ کر رہ گیا اور ناچار و مبہور ہو کر اپنے لشکر کی جانب پھر گیا ایرج نے قبل بازگشت بجا دیا ایرج کا لشکر اپنے مقام پر پھر گیا اور لشکر دن نے بھی

اپنے اپنے مقام پر سعادت کی ایسی جگہ اپنی بارگاہ میں کمال آزرده اور نہایت شرمندہ ہو کر بیٹھا اور مالک بن ملکوت سے کہا کہ اے مالک تم دیکھتے ہو کہ کیا کیا بیچ پڑ رہے ہیں بن بن کے لڑائی بگڑ بگڑ جاتی ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب ان خدا پرستوں کی کیا فکر کرنا چاہیے اور کون سی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ خدا پرست مغلوب و مفتوح ہوں مالک بن ملکوت نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان آپ متردو نہ ہوں یہ اتفاقات زمانہ ہیں ایسا خوفناک نہ ہونا چاہیے اور ایسے ایسے حوادث فلکی سے مایوس نہ ہونا چاہیے ہر حالت میں نیر اعظم سے مدد کے طلبگار اور فتح کے خواستگار رہو اور پھر طبل جنگ بجو ایسے آفتاب تابان حامی و مددگار بنو یہ شکر ایمرج کے پھر طبل جنگ بجو یا ہر کاردن نے یہ خبر اور شکردن میں پہونچائی وہاں بھی نقارہ ہاے رزمی گڑ گڑاے رات بھر تیاری رہی صبح کو ایمرج میدان میں آیا مبارز طلب کیا ہنوز شکر اسلام سے کوئی مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ ایک جانب سے ایک گروہ و تیرہ دھار کا تھق اٹھا کہ جسے آسمان تیرہ رنگ کا رنگ و گروہوں کر دیا جب دامن گرد شق ہوا تو بارہ سو علم ہفتی رنگ کے بارہ ہزار سوار کے نشان کہ ہر علم کے پھر ہرے پر جدا آتی اور نعمت رسالت پناہی مرقوم تھی دکھائی دیے بعد اُنکے ہتھکڑیوں شتر نالین بانوں کی چھیاں کچھ سواران زورہ پوش مرکبان زرین پوش پر سوار انتظام درست کرتے ہوئے خاصبرداروں کے غول کے غول اُنکے ہمراہ آگے آگے سے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اور ایک نقابدار ہفتہ پوش مرکب پری پیکر پر سوار زیر سایہ علم شیر پیکر چلا آتا ہوا اور پیچھے پیچھے اُنکے بارہ ہزار سواران ہفتہ لباس چلے آتے ہیں انقبض جب یہ نقابدار قریب میدان کارزار کے پہونچا تو اگر ایک جانب کو کھڑا ہو رہا اور چار طرف دیکھنے لگا جب نظر اسکی ایمرج پر پڑی تو سجدہ شکر آتی گھوڑے سے اتر کر بجالایا اور سجدے سے سر اٹھا کر بارہ گروہ مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو ہمیز کرتے ایمرج کے مقابل ہوا بعد لگا در زنی کے جب نظر ایمرج نقابدار پر پڑی تو چہرہ نقابدار سے عجب رعب و تہور اور جلال و شوکت اور بدبہ عظمت ظاہر ہوئی کہ کسی پہلوان اور کسی سردار اور کسی بادشاہ میں نہ دیکھی تھی تجربہ و متردو ہو کر نقابدار سے کہنے لگا کہ اے نقابدار میں تو ان خدا پرستوں سے لڑ رہا تھا تو کون ہی جو بیچ میں آکر حارج و داخل ہوا جدھر سے آیا ہی اسی طرف چلا جا کیوں اپنے پانوں سے صحرائے اجل میں جاتا ہو اور کیوں بلا وجہ دریا سے موت میں شناساوری کرتا ہو جاسیلا جانہیں اس بیدردی سے قتل ہو گا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نوہ و زاری کریں گے تو مجھے جانتا بھی ہے کہ میں کون ہوں میں صاحبقران آفتاب پرستان ایمرج نوجوان ہوں یہ شکر نقابدار نے کہا کہ الحمد للہ والہ ای خیرہ سرو پیدا اگر آئین مردی و مردانگی سے بچر میں تو تجھے مدت سے ڈھونڈ رہا تھا شکر ہے خدا سے لائزال کا کہ میں نے تجھے پایا تو سر میدان پایا دیکھ تو اب تجھے کیسے آئین شجاعت و دلادری کے تعلیم کرتا ہوں کہ تو بھی تمام عمر یاد رکھے انشاء اللہ العزیز الجبار یا تو آج میں تجھے تہ تیغ کرتا ہوں یا اپنی غلامی کا حلقہ تیرے کان میں ڈال کر باندھے لیے جاتا ہوں بس یہ کلمات سن کر ایمرج آگ بولا ہو گیا اور پکارا کہ اے نقابدار مفلوک روزگار نہا بخار دہہ کردار غدار و مکار تجھے اپنی شجاعت پر بڑا گمن ہو اپنے کو بہت بڑا بہادر و دلدار جانتا ہو تو مجھے آئین بہادری کیا تعلیم کریگا مجھے بھی کوئی کم نہ سمجھ تیرے لیے ابھی میں بہت ہوں تو اپنے دل میں سمجھا کیا ہی خیر جو حربہ رکھتا ہو لا نقابدار نے کہا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہیں کہ پہلے وہ مشدستی کریں تو پہلے اپنا حربہ کرے تو پھر میں بھی سمجھ لوں گا یہ شکر ایمرج نے کہا کہ اچھا خبردار خبردار کہہ کر نقابدار پر نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا نیزے پر دو کاٹکی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی ستائش بنائیں ناکارہ ہو گئیں برہمنوں کو ہاتھوں سے ٹپک دیا ایمرج نے نقابدار پر گرز مارا نقابدار نے

گزر اُسکار دیکھا اور اپنا گزرا میرج پر مارا میرج نے بھی دار اُسکار دیکھے اپنا دار کیا گزرا بازی میں بھی دو فون برابر رہے
ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخر کار میرج نے نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے دار اُسکار دیکھے کہا کہ دیکھ او
آفتاب پرست خبردار دھوشیار باش یہ کہکری پوری قوت سے جو تلوار میرج پر ماری تو میرج نے سپر پر دی تلوار
جو سپر پر پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے میرج نے سر اپنا بٹایا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہو گئی
ایمیرج نے چاہا کہ مرکب پر سے کو پڑے پیر جو رکاب میں اُلٹتا ہی مع مرکب دھڑلے زمین پر گر پانوں میں ایمیرج کا
ٹھوڑے کے نیچے دب گیا ہر چند میرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نقابدار کب سنبھلنے دیتا ہی چھپ گھوڑے سے کود کر میرج
کی چھاتی پر سوار ہوا اور دونوں کان پکڑ کر خوب گوشمالی دی اور کہا کہ ای میرج تو خون نگر ہم بہادر ہیں شجاع ہیں تیری
طرح نامرد نہیں ہیں مگر یہ گوشمالی اس واسطے دی ہو کہ خبردار اب کسی زخمی کو نہ پکڑنا زخمی کا گزرا کرنا میں نامردی ہی
اور تو نے مجھے پہچانا بھی کہ میں کون ہوں منہ قبہ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق
و غرب یہ کہکری بند نقاب کا منہ پر سے ہٹا لیا میرج نے دیکھا کہ فی الواقع کرب غازی جو صورت دیکھ کر کانپ گیا
کرب نے کہا کہ ای میرج تجھے یاد ہو کہ میدان اختر میں تجھے اور تجھے کشتی ہوئی تھی اور کور میرا کمر گیا تھا اور تو نے
مجھے گرفتار کر لیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ اسکا عوض تجھے لوں گا ای میرج آج میرا موقع بنگیا اور بتائید ایردی
آج اُسکا عوض تجھے لیا اب خبردار دیکھ آج کی سزا کو یاد رکھنا اور کبھی کسی زخمی کو نہ قتل کرنا نہ اسپر کسی طرح کی
زیادتی کرنا کہ اسی اثنائیں اسد غازی نے اپنے باپ کو دیکھا وہیں سے یہ کہتا ہوا دوڑا کہ باوا جان میں آپہنچا
اسے چھوڑ دے گا نہیں مگر میرج بہت شرمندہ اور انتہا کا نامدم ہوا اور کرب سے کہا کہ مجھے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی
اور واقعی یہ حرکت میری قابل ملامت ہو اور اب میں یہ عہد کرتا ہوں کہ کبھی کسی زخمی پر زیادتی نہ کروں گا علی انفس و سب
کہ باوا تمہارا کمر مجھ سے یا پانوں میں ضرب آجائے یہ سنکر کرب غازی نے ایمیرج کو چھوڑ دیا ہر چند اسد غازی کہتا رہا
کہ باوا جان یہ باپ ہی اسکے اقرار پر عمل نہ کیجیے اور اس مردود کو گرفتار ہی کر لیجیے اس سے وفا کی امید رکھنا سخت غفلت ہے
مگر کرب نے یہی جواب دیا کہ نہیں بیٹا جو اپنے سے لجاجت کرے اور عہد کرے اُسکو ایذا دینا اور آزار پہنچانا مردی و مردانی
کے بہت خلاف ہو انقصہ میرج تو اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور کرب پر حرب اسد غازی کو اپنے ہمراہ لیکر یہ
بائیں کرتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا کہ بیٹا تم گھبراؤ کیوں ہو یہ آفتاب پرست جانا کہاں ہر مین بغیر مارے
اسے چھوڑنا تھوڑی ہون اس وقت اسے مارنا یا گرفتار کرنا ناشان بہادری کے بہت خلاف تھا اسلئے کہ اسے
لجاجت و منت کر کے شرط کی اور عہد کیا اسد غازی نے کہا کہ باوا جان یہ سب سچ ہو مگر اسکے قول کا اعتبار کیا ہو
کرب نے کہا کہ بیٹا یہ میں بھی جانتا ہوں مگر یا زائدہ و صحبت بانی اسوقت چھوڑ دیا پھر میں جائیگا کہاں ابکی بہ کوئی
ناخانیستہ حرکت کرے تو پھر اسکو قرار واقعی مرزا دینا چاہیے انقصہ یہی بائیں کرتے ہوئے داخل بارگاہ صفا جعفران
ہوئے امیر با توقیر کی قدسوسی حاصل کی امیر کشور گیر بہت خوش و خرم ہوئے کرب سے معاف اور عطا فرمایا
کرسی زرنگار پر بٹھایا بعد اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان نامور اور نور الدہر والا قدر اگر بعلکیر ہوئے مزاج پر ہی
ہوئی کرب نے نور الدہر کا حال استفسار کیا نور الدہر نے کرب کا حال استفسار کیا کمال خوشی حاصل ہوئی
جس شادمانی بچنے لگا مگر میرج جو اپنی بارگاہ میں داخل ہوا کمال ول ملول اور پشیمردہ خاطر ہوئے کہ اپنا سر جھکا کر
میٹھ رہا ہر مرتبہ اپنے دل سے یہ کہتا تھا کہ افسوس ایسی ذلت و خواری آج نصیب ہوئی کہ اب کسی سے آنکھ
چار کرنا نہ چاہیے اور ذلت بھی کیسی سر میدان کیا کروں کیا نہ کروں اسی سوچ میں بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ صاحب آکر

بیٹھے عرض کیا کہ خداوند کیون سوچی کا ہے کا ہر بادشاہ ہون کو ایسے اتفاقات اکثر ہوا کرتے ہیں میرا اعظم سے مرد کے
 غالب رہے تاج دیکھیے خوش و بشاش ہو جیسے کل پھر سمجھا جائیگا آپ کے لشکر میں بھی بڑے بڑے پہلوان ہیں کل خود
 نہ جائیے گا کسی ملازم کو بھی بدیہیے گا کرب گرفتار ہوا بیگا یہ بھی اتفاقات زمانہ ہر کہ جسے آپ گرفتار کر لائے تھے اس سے
 آپ پست ہو گئے یہ مقام تردد نہیں ہر غرض اس فحاشی سے ایرج کو بھی فی الجملہ تسکین ہوئی تاج ہونے لگا جام شراب
 گل رنگ گردش میں آیا جب ایرج کو خوب نشہ ہوا اور دماغ گرم ہوا تو عین حالت نشہ میں طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر
 ہر کارون نے لشکر امیر میں پھونچائی وہاں ہی اسی وقت کوس ٹہری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی
 علی الصبح و دون لشکر مکرہ آرا سے میدان نبرد ہوئے جب صفوں جدال و قتال آراستہ ہو چکے تھے فقیہ نقابت کے
 چلے گئے تو ایرج میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر صاحبقران سے رستم پلٹین کشندہ قول ہندی ہو دیل ہندی
 و کپستان فرنگی علمشاہ رومی امیر سے رخصت حاصل کر کے بادشاہ اسلام کو سلام کر کے کرب آکر مقابل ایرج ہوئے
 بعد لگا و رزنی کے ایرج نے کہا کہ اے شہریار و لا تبار آپ شاہزادہ خاور سپاہ شاہزادہ قاسم کے پدر بزرگوار ہیں
 اور مجھے شاہزادہ موصوف کی خدمت میں کمال درجہ نیاز ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کروں اور شاہزادہ
 خاور سپاہ سے ندامت حاصل کروں آپ یہاں سے تشریف لیجائیے اور مجھے مقابلے کا قصد نہ کیجیے لشکر صاحبقران
 میں کیا سوائے آپ کے اور کوئی نہیں جو میرے مقابلے کو آئے علمشاہ نے یہ سنکر کہا کہ اے ایرج اگر یہ بات
 سچی ہو اور تجھ کو قاسم کے ساتھ محبت ہو تو میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ تجھ کو ذلیل کروں اور سر میدان گرفتار کر کے لیجاؤں
 چل میرے ساتھ خدمت امیر با تو قیر حمزہ صاحبقران میں اور قد سوس کا شرف حاصل کر کے کلہ پڑھ اور از سر صدق
 و اثرہ اسلام میں داخل ہوا اور اگر یہ امر راست نہیں ہوا اور صرف سفسطہ ہو تو امیر اسامنا کرا اور تلوار ہاتھ میں لے کر
 میں تجھ کو باندھ کر لیجاؤں اور اپنا حلقہ گوش کروں یہ سنکر ایرج نے کہا کہ کیا خوب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ سے
 و گیا اور دکر یہ کلام کرتا ہوں تو یہ بخریت ہے میں آپ سے دبا نہیں اور کچھ آپ سے کہ نہیں ہوں آپ سے جو کچھ ہو سکے
 قصور و کوتاہی نہ فرمائیے لائیے جو حربہ آپ رکھتے ہوں علمشاہ نے کہا کہ تقدیم کرنا ہمارا دستور نہیں ہے تم اپنا حربہ پہلے
 کر جو جب تمہارے حربے سے خدا بچا بیگا تو پھر ہم بھی حملہ آور ہونگے یہ سنکر ایرج نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزہ کو نیزے
 پر روکا پھر تو طعنیں نیزے کی نکلنے لگیں شان سے شان بنان سے بنان لڑنے لگی دونوں نیزے مثل بلبون کے گتہ گتے
 چار گھڑی تک خوب نیزہ بازی ہوئی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا اور کچھ مطلب نہ حاصل ہوا نیزے ہاتھوں سے
 ٹپک ویے عمود ہاتھوں میں اٹھالیے آسین بھی برابر رہے اور کوئی مطلب نہ حاصل ہوا نوبت شمشیر زنی کی پہنچی
 تا شام تلوار چلا کی آخر کو علمشاہ زخمی ہوئے اور لوگ علمشاہ کو لیگے ایرج طبل باز گشت بجوا کر پھر گیا صاحبقران
 علمشاہ کو بارگاہ میں لائے زخم میں ٹانگے لگوائے کہ دختہ ہر کارون نے خبر پھونچائی کہ ایرج نے طبل جنگ
 بجوا دیا یہ سنکر صاحبقران نے ابھی نقارہ رزمی بجوا دیا رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان
 میں صف آرا ہوئے ایرج نے اپنے لشکر سے ٹھکر مبارز طلبی کی لشکر صاحبقران سے مرزبان خراسانی مقابلے
 کو نکلا ایک تھوڑی ہی دیر میں مرزبان زخمی ہوا بعد اُس کے مندویل اسفہانی دغیرہ کل انیس آدمی ایرج کے
 ہاتھ سے زخمی ہوئے شام تک لڑائی رہی شام کو ایرج طبل باز گشت بجوا کر اپنے لشکر کی جانب پھر گیا اور اپنی بارگاہ
 میں ٹھکر عیش و عشرت میں رات گزاری اور صبح کو پھر ایرج میدان میں صف آرا ہوا اور نفرہ کیا کہ جسکا چاہیے
 میرے مقابلے کو نکلیے یہ نفرہ سکر دار اب کشتور کشتا اپنا مکر بچا کر ایرج کے مقابل ہوا شام تک خوب نیزہ بازی

اور گرز بازی ہوا کی آخر کار وار اب ایچ کے ہاتھ سے زخمی ہوا دار اب کو تو لوگ اٹھائے گئے اور نور الدین ہرنے
 اپنا مرکب بڑھا کر کہا کہ اگر ایچ آج تو شام ہو گئی تم بھی اپنے خیمے کو جاؤ اور ہم بھی جاتے ہیں گل ہارسے اور تمھارے سامنا
 ہو گا ایچ نے کہا کہ میں بھی مدت سے اسی کا شوق ہوں خیر ایک مرتبہ تو یہ کفیل گرز بازی کے حد سے ٹوٹ گیا گر
 اب تو کوئی بل اور دریا اس جگہ نہیں ہوا اور جنگ مرتبہ تو دل ہی میں رہ گئی تھی کل خوب آرزو سے دلی نکلے گی یہ ککر
 ایچ اپنے خیمے کو گیا اور نور الدین ہر پھر کر اپنے لشکر میں آئے اور ایچ نے پہل جنگ بجایا اور شاہزادہ نور الدین ہرنے
 فقارہ رزمی پر چڑھ کر دلوئی رات بھر تیار رہا۔ یہ صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرا ہوئے میدان برو ہوئے اور وہاں قصر ہفت منظر
 میں بھی یہ خبر کسی طرح پہونچ گئی کہ آج ایچ اور نور الدین ہر سے مقابلہ ہو گا دیو قلیاس نے لکھ سے کہا کہ اگر آج شام
 کہ نور الدین ہر اور ایچ سے مقابلہ ہو گا اگر بات جی تو آج کی لڑائی قابل دید ہو گی میں بھی شکار کے لیے نہ جاؤں گا اور
 ان دونوں کی لڑائی کا تماشا دیکھو مگنا دیکھیے کون غالب ہو تا ہو اور کون مغلوب یہ لشکر لکھ نے کہا کہ ایو قلیاس
 ان آدمزادوں کی بھی کوئی لڑائی ہو تم سب معمول شکار کے لیے جاؤ وہ لڑائی ہی کیا ہو جسکا تم تماشا دیکھو گے گر
 دیو قلیاس نے نہ مانا اور کہا کہ میں آج شکار کو نہ جائیگا تو کیا ہر ج متصور ہوا ان دونوں کی جنگ و جدل ضرور دید
 کے قابل ہو جب دیو قلیاس نے کسی طرح نہ مانا تو عمر و نے لکھ سے کہا کہ اچھا لکھ تم کیوں مصر ہوتی ہو تم بھی آج
 کی لڑائی کا تماشا دیکھو اور میں بھی دکھاؤ یہ لشکر دیو قلیاس نے کہا کہ ان ان اچھی بات ہے ککر دیو سانسے ہنسی
 اور لکھ اُسکے پہلو میں جا کر کھڑی ہوئی عمر و کا نفس بھی اُسی جگہ رکھوا دیا گیا اور سب کے سب تماشا دیکھنے لگے کہ
 یکایک ایچ اور نور الدین ہر اپنے اپنے لشکر سے نکل کر ہنگامہ دوزن ہونے دونوں کے مرکب برابر سے ہٹ گئے
 بعد شکار دوزن کے دونوں نے نیزے اٹھائے دیر تک نیزہ بازی ہوا کی دونوں کے نیزے مثل بلیوں کے
 گتے گئے طعن پر طعن ہڑنے لگی مائیکہ نیزے دونوں کے ناکارہ ہو گئے دونوں نے برہمے اٹھوں سے چٹک کر گرز اٹھائے
 جڑی دیر تک گرز بازی ہوا کی گرا ایک دوسرے پر غالب نہ آیا بلکہ اشناے گرز بازی میں ایچ کا گھوڑا صدمہ کر گرز
 نور الدین ہر سے ہلاک ہو گیا اور ایچ گھوڑے سے کود کر لگا ہوا گرز ہاتھ سے رکھ کر تلوار لیکر نور الدین ہر کی طرف
 چپٹا کہ نور الدین ہر کا مرکب پر کر دے شاہزادے نے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایچ اس قصد سے آتا ہو چھپ گھوڑے
 سے کود پڑا اور پیادہ ہو کر ایچ کی جانب پکا ایچ نے جب نور الدین ہر کو پیادہ آنے دیکھا تو تلوار اٹھ سے
 رکھ دی اور ہر نیم کشتی نور الدین ہر کی طرف بڑھا یہ دیکھ کر نور الدین ہر نے بھی کشتی کا تہیہ کیا غرض جب دونوں برابر آئے
 تو ہم ٹھونک کر کشتی لڑنے لگے دیو قلیاس نے جو یہ تقشا دیکھا اپنی جگہ سے اٹھا لکھ نے پوچھا کہاں جاتے ہو
 کہنے لگا کہ کہیں نہیں ابھی آتا ہوں لکھ نے کہا کہ آخر کچھ بناؤ تو تب دیو نے کہا کہ جاتا کہاں ہوں یہ دونوں کشتی لڑ رہے
 ہیں میرا قصد یہ ہے کہ ان دونوں کو اٹھا کر دریا میں پھینک دوں یہ لشکر لکھ نے کہا کہ اسے اوپر عقل کہاں جاتا ہو تو
 بیٹھا ہوا تماشا دیکھتے جاؤ گے ان سے کیا مطلب غرض ہر ایک مرتبہ تو شاہزادہ نور الدین ہر کو دریا میں پھینک آیا تو کیا ہوا
 وہ پھر صحیح و سلامت نکل آیا اور اگر اب پھینک آئیگا تو کیا ہو گا خبردار نہ جانا مجھے خوف ہے کہ تیرے دشمنوں کو کوئی
 چشم زخم نہ ہو چکے دیو یہ لشکر نہیں پڑا اور کہنے لگا کہ اسی لکھ تمھاری بھی کیا باتیں ہیں یہ آدمزاد اس حالت میں میرا
 کیا بنا سکتے ہیں انھیں ہر چند لکھ منع کرتی رہی کہ تو نہ جا مگر اسے نہ مانا اور قصر ہفت منظر سے اتر کر دوڑا ہوا ان
 دونوں کے قریب گیا جانتا تھا کہ دونوں کی کمر میں ہاتھ ڈاکر اٹھائے کہ ایچ نے دیکھ پایا اور نور الدین ہر کو
 آگاہ کیا کہ اگر نور الدین ہر آگاہ ہو جیسے کہ دیو قلیاس آ پوچھا ایسا نہ ہو کہ یہ کبوت ہم آپ دونوں کو

اٹھا لیجائے اور پھر دل کی آرزو دل ہی میں رہی اسے پہلے اس کا کام تمام کر دیکھیے۔ شکر نور الدہ ہرنے جو اپنا ہاتھ دوڑا یا تو ایک ہاتھ دیو کا نور الدہ ہرنے کے اتھ میں آگیا ایک جھٹکا جو دیتے ہیں تو سر دیو کا جھک گیا ایک شاخ نور الدہ ہرنے پکڑ لی اور دوسری ایرج نے پکڑ لی اب ایرج تو اپنی طرف کھینچتا ہوا اور نور الدہ ہرنے اپنی جانب کھینچتے ہیں اب اس کشمکش میں دیو کی جان پر آہنی اپنے دل میں خیال کرتا ہوا کہ اب کیا کر دن اور کیا نہ کر دن اور ہزار ہزار نعمتیں اپنے اوپر دیتا ہوں کہ تو یہاں آیا ہی کیوں ایک شاخ تیری پہلے ہی ایرج کے ہاتھ سے ٹوٹ چکی تھی مگر جسپر بھی خیال نہ رہا تو اپنے دل میں یہ باتیں سوچ سوچ کر بپتار ہوا ایرج اور نور الدہ ہرنے جو یہ دیکھا کہ نہ ہم کھینچ سکتے ہیں نہ یہ کھینچ سکتا ہے اب کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ دیو کسی طرح ہلاک ہو جائے یہ خیال نور الدہ ہرنے ایرج سے ظاہر کیا اور ایرج نے بھی نور الدہ ہرنے سے یہی کہا آخر کار یہ بات قرار پائی کہ اس کیمت کو بیچ بیچ سے چیر ڈالو یہ مشورہ شکر دیو کی جان بھگلی اور اپنے دل میں خیال کیا کہ افسوس تو مفت میں مارا گیا یہ کیا غضب ہوا مگر اپنا دانت تو کرے پھر چاہے جو کچھ ہو جائے یہ سوچ کر دونوں ہاتھوں سے جو ایرج کے دونوں ہاتھ دبا لئے تو دونوں ہاتھ ایرج کے مڑ گئے اور اس کے صدر سے شاخ دیو کی ہاتھ سے ایرج کے چھوٹ گئی بس ایرج کے ہاتھ سے شاخ کا چھوٹنا تھا کہ فوراً اسے ٹھنڈ بڑھ کر نور الدہ ہرنے کے ہاتھ پر اس زور سے دانت مارے کہ ہاتھ نور الدہ ہرنے کا زخمی ہو گیا اور شاخ دیو کی ہاتھ سے چھوٹ گئی بس شاخوں کے چھوٹتے ہی دہان سے ایتنا ہوا بھاگا اور ہفت منظر سلیمانی میں آکر دم لیا اور ملک سے کہا کہ ای ملک حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ آدم زاد کا ہے کو میں اثر دے ہیں قریب تھا کہ مجھ کو پیر ڈالیں مگر زندگی تھی جو بیچ گیا ای ملک میں تمہارا کہنا نہ مان کے بہت پچھتا یا یہ شکر ملک نے کہا کہ اوموس سزا ہو تیری منع کرتی تھی کہ نہ جا کر تو نے نہ سنا تو مارا جاتا تو میں خوش ہوتی ارے اومو تھی کاٹے ایک دفعہ شاخ بڑا چکا تھا اور جسپر بھی خیال نہ آیا خوب زخمی ہو کے آیا اب پھر جا رہے ہیں اب کی تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرے تو میرے دل میں ٹھنڈ بڑے ارے مرنے لاکھ لاکھ منع کرتی ہوں مگر تجھے سماعت ہی نہیں ہوتی اپنی دونوں ہی میں مرا جاتا ہوں دیو قلیاس نے کہا ای ملک جو تم کہتی ہو سب سچ ہے اب مجھے کبھی ایسی خطا سرزد نہ ہوگی ای ملک قسم یہاں بیس پر بیس اس الشیاطین کی جواب کبھی بھی ان آدم زادوں پر جاؤں ان ملک ان آدم زادوں کے مردے سے بھی حذر کرنا چاہیے معلوم نہیں یہ کون بلا میں ہیں اب تو انکا مردہ بھی دیکھو لگا تو دور بھاگو لگا دیو قلیاس تو اس طرف بھاگا اور اٹھ نور الدہ ہرنے ایرج میں یہ وعدہ ہوا کہ ابو ہم تم دونوں ایک بلا کے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے ہمارا ہاتھ زخمی ہو گیا تمہارے بھی ہاتھ ٹھک گئے اب کل رات کے نور الدہ ہرنے اپنے خیمے کو گیا ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا امیر نے نور الدہ ہرنے کے ہاتھ میں مرہم لپی کرائی ایرج نے اپنے ہاتھ میں انش کرائی دوسرے دن ایرج نے حامد بن حمید زنگی کو تخت پر بٹھانے کا سامان درست کیا اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ بڑا نہ مانے گا کہ میں حامد بن حمید کو بادشاہ لشکر قرار دیتا ہوں میں فقط ملک قمر چہرے دکھانے کے لیے حامد بن حمید کو تخت نشین کرتا ہوں مالک بن ملکوت نے کہا کہ مجھے اس امر میں بڑا ماننے کا کوئی باعث نہیں ہو تمہیں اختیار ہے میں مانع نہیں ہوں غرض سارا دن تو درستی ساز و سامان میں بسر ہوا وقت شب حامد بن حمید زنگی کو سر سے پاتک جو اہر اور لباس فاخرہ پہنا کر تخت نہ بٹھا پر بٹھایا اور پہلے خود نذر دی بعد اسکے اپنے رفقا اور افسران فوج سے نذرین دیوا میں ٹیل شادمانی بچنے کا حکم دیا کو سون تک اپنے لشکر کے گردا گرد روشن کرائی مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ گردا گرد تخت کے شکن ہوئے ایرج خود دھچکل شوکت پر شکن ہوا ملائے آکر حاضر ہوئے ایرج ہونے لگا دور کا شراب گل رنگ گردش میں آیا بختیار رک

دب بم سحرہ پن کرنے لگا اور ناپنے لگا کودنے لگا خواصون نے مکہ سے آکر کہا کہ آج تو لشکر ایرج میں چڑھی روشنی ہو رہی ہو کو سون تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکل آیا ہو دیو قلیاس اور عمر و اور مکہ قمر حیر سامنے آکر بیٹھے اور تماشا دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے عمرو کی نگاہ بختیار رک پر چڑ گئی دیکھا کہ نایب راہ کو دور رہا ہو سحران کر رہا ہو بس دیکھتے ہی آگ ہو گیا اور اپنے دل میں کہا کہ افسوس یہ حرامزادہ تو اس طرح فرحان و شادان ہوا اور تو اس طرح بلا میں گرفتار رہے ای عمر و اسی حرامزادے کی بدولت تجھے اور امیر سے جدا کی ہوئی اور تو اس زندان میں مبتلا ہوا کسی طرح تو اس مردود کو بھی گرفتار بلا کر یہ بائین دل میں کر رہا تھا کہ دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل کچھ گاؤ اس وقت جی گھبرا رہا ہو عمرو نے اس موقع کو غنیمت جان کر دیو سے کہا کہ ای شاہ دیوان گانے کو تو میں گانے لگا اور جب آپ نے کہا میں نے گایا مگر گانا میرا بغیر سازندے کے آدھا ہے اگر سازندہ کوئی مجھے تو اور بھی نطف زیادہ ہوا اور بھی گانا میرا رونق پکڑے اور آپ بھی بہت زیادہ محفوظ ہوں دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل پھر سازندہ کہاں سے ملے عمرو نے کہا کہ میں آپ کو بتلاؤں دیتا ہوں اٹھالانا آپ کا کام ہو دیو نے کہا کہ بتلاؤ خواجہ نے دور سے بختیار رک کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ وہ سازندہ ہو جو اچھل کود رہا ہے نام اُسکا حافظ بختیار رک ہو سازندہ بے مثل و بے نظیر ہو تم اُسے اٹھالو تو پھر میرے گانے کا حفظ ہو یہ شکر دیو قلیاس نے کہا کہ میں جانے کو تو جاؤں مگر یہ بتلاؤ کہ وہ بھی مثل نور الدہر و ایرج کے زبردست نہیں ہو کہ جھکوا بڑا پونچھائے عمرو نے کہا کہ نہیں وہ ایک سازندہ ہے اُسکی حقیقت کیا ہو جو تمہیں آزار پہنچائے تم کچھ خوف نہ کرو دل کر کے اٹھا بھی لاؤ دیو نے کہا کہ اچھا تم مجھے اچھی طرح پہنچاؤ دو تو پھر میں جاؤں خواجہ عمرو نے بختیار رک کو اچھی طرح پہنچاؤ یا جب دیو خوب پہچان گیا تو قصر ہفت منظر سے اُنکر جانب بارگاہ ایرج روانہ ہوا وہ اس طرف گیا اور یہاں عمرو نے مکہ قمر حیر سے کہا کہ ای مکہ تم مجھے اکثر کہا کرتی تھیں کہ کسی طرح اس دیو کا کام تمام کر دو اب کیا کشتی ہو قمر حیر نے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ بہت جلد اس بھڑوسے کا کام تمام کرو کہ میرا بیچھا چھوٹے یہ مکہ خواجہ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ میرے خواجہ تم سلامت رہو جلد کسی طرح اسکا کام تمام کرو کہ شکر خواجہ عمرو نے ایک پڑیا دار سے بیہوشی کی نکال کر مکہ قمر حیر کو دی اور کہا کہ ای مکہ اس پڑیا کو تم اپنے پاس رکھو جب دیو شکار کو جائے تو تم یہ پڑیا شراب میں لا رکھنا جب وہ شکار سے واپس آئے تو تم وہی شراب اُسے بلاو بنا دہیتے ہی بیہوش ہو جائیگا پھر سمجھ لینگے یہ مکہ پڑیا مکہ کو دے دی مکہ نے اُسے اپنے پاس بجاخت تمام رکھا اور اُدھر چھپتا ہوا دیو قلیاس بارگاہ ایرج میں داخل ہوا اور بختیار رک کو اٹھا کر لیلا بختیار رک چلا یا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان جلد خبر لیجئے دیو مجھے پکڑے بے جا ہوا ایرج جب تک اسٹھے ہی اُسٹھے دیو قلیاس بختیار رک کو لے بھاگا اور قصر ہفت منظر میں آکر اسرا ہر چند بختیار رک چلا تا رہا کہ آقا دیو میں مکہ قمر حیر کا ناشق نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو مگر دیو قلیاس کب استاء اللہ جب نظر بختیار رک کی مکہ قمر حیر پر پڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک برقی بجلی تھی جو درخت چمکنی قریب تھا کہ غش کھا کر گرے مگر ضبط کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ مشوقہ و لفریب حامد بن حمید زنگی کو بلوائے تو کیا ہی خوب ہو مگر یہ تو نور الدہر پر مائل ہو حامد بن حمید زنگی کے ہاتھ لگنا بہت مشکل ہو مگر خیر اگر زندہ رہا تو پھر کوئی تدبیر ہو جو ننگا یہ بائین بختیار رک اپنے دل میں کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے کہا کہ مکھی اچھی طرح رہے بختیار رک نے جو خواجہ عمرو کو دکھا تو سمجھ گیا کہ یہ انہیں مرشد کی کارستانی ہو جلدی سے اٹھ کر سلام کیا اور کہا کہ میں تو آپ کا غلام ہوں خواجہ عمرو نے کہا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا دیو قلیاس نے کہا کہ ای آدمزاد تیرا کیا نام ہو

بختیارک نے کہا کہ امی آقا دیو مجھے بختیارک کہتے ہیں دیو قلیاس نے کہا کہ تو نے حافظ بختیارک
 کیوں نہ کہا میں نے تیرا نام حافظ بختیارک رکھا ہے یہ لکھ جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر بختیارک کو دیا اور
 کہا کہ لو حافظ بختیارک ہو آج تمہیں سے صحبت گرم ہوگی بختیارک نے کہا کہ امی آقا دیو میں تو شراب نہیں پیتا
 مجھے تو معاف کھو دیو قلیاس نے برہم ہو کر کہا کہ پیتا ہو یا نہیں نہ پیے گا تو کچھ ہی جاؤ لگا بختیارک نے چار ناچار
 ہاتھ سے لے لیا گروہ جام دھول کے نام سے سے کم نہ تھا ایک مرتبہ میں تو پینا دشواری سے خالی نہ تھا دو تین مرتبہ میں کچھ
 پھینکی کچھ گرائی کچھ بی غرض ہزار خرابی وہ جام شراب خالی کر کے دیو کو دیا دیو نے بھی کئی قدر شراب زہر مار کے جب خوب
 ست ہوا تو بختیارک سے کہا کہ آؤ حافظ بختیارک میرے سامنے آج تمہیں گا نا پڑیگا یہ شکر بختیارک بہت ہی
 پریشان ہوا اور سمجھا کہ یہ خواجہ عمر و کی کارستانی ہو اسی بخت نے دیوے لکھ اس تقریب سے اٹھواٹھوا یا بے موت
 تجھے قتل کروا یا کانپ کانپ کر کئے لگا کہ امی شاہ دیوان میں تو گانا نہیں جانتا دیو نے کہا اور حرام زادے صبح سے ہنگام
 تو گایا کیا اور نا چایا اچھا کو دا کیا اور مجھے کتنا ہر کہ میں گانا نہیں جانتا یہ شکر بختیارک نے کہا امی شاہ دیوان میں
 سچ ہی کتا ہوں کہ مجھے بالکل ناچنے گانے میں تمیز نہیں ہے بارگاہ ایرج میں تخت فیضی حامد بن حمید کا جشن تھا لہج
 ہور ہاتھ میں بھی ہو جو تسمرا بھیل کو در ہاتھ اول لگی کر رہا تھا بس یہ سننا تھا کہ دیو آگ ہو گیا اور کئے لگا اور وک کیوں
 جھوٹے اور مسلمات و دامیات کہتا ہو گانا نہیں تو سزا سے معقول پائیگا بختیارک نے کہا کہ امی شاہ دیوان میں
 کیا گاؤں مجھے فن موسیقی میں بالکل امتیاز نہیں ہے ہاں اگر کیے تو کچھ اپنی مصیبت گانا شروع کر دن یہ شکر دیو قلیاس
 نے کچھ جواب نہ دیا اور اٹھنے کے ساتھ ہی بختیارک کو پکڑ کر اٹھا لگا دیا اور ملکہ قمر چہر کی پاپوش اٹھا کر
 اس قدر بختیارک کے سر پر مارین کہ سر کے بال جھڑ گئے تب تو بختیارک بھاگ گیا اور خواجہ عمر و کی طرف دیکھ کر
 ہاتھ جوڑ کے کئے لگا کہ امی خواجہ اب تمہیں بچاؤ گے تو بچو لگا اور تمہیں جان بخشی کر دے گا تو جانبری ہوگی یہ حال
 بختیارک کا دیکھ کر اور اس کی لہجہ و منت کرنے پر خواجہ کو رحم آگیا اور دیو سے کہا کہ آقا قلیاس معلوم ہوا
 کہ حافظ بختیارک گاتے گاتے تھک گیا ہو آؤ اسکی پر لگنی ہو اسوقت اسے معاف کر دو کچھ کسی وقت گائیگا مگر
 تمہاری دل لگی اور اشتعال طبع کے لیے میں گاتا ہوں اور حافظ بختیارک مسخرگی کر یگا دیو نے کہا اچھا ہنسنے اسکو
 اپنا مسخرہ مقرر کیا اور اسی وقت حکم دیا کہ تمام قصر میں روشنی کرادو جب روشنی ہو چکی تو خواجہ عمر و نے گانا شروع کیا
 اور بختیارک اچھلنے لگا عمر و کوئی دو پہر رات تک گایا اور اس کے ساتھ ہی بختیارک اچھل کود مچا یا کیا جب
 دو پہر رات گزر گئی تو صحبت برخاست ہوئی دیو قلیاس بھی سو رہا اور ملکہ نے بھی آرام کیا عمر و بھی سو رہا بختیارک
 کو بھی سونے کی اجازت ملی جب صبح کو دیو سو کر اٹھا تو عمر و کو بچرے میں بند کیا اور بختیارک کو ستون سے باندھ کر
 ٹوا اسکی زبان میں چھو دیا اور خود شکار کو بھلا گیا جب شکار سے واپس آیا اور جانوران شکاری وغیرہ کھائی چکا تو
 عمر و کو بچرے میں سے نکالا بختیارک کو قید سے رہا کیا ملکہ کو بلا کر اپنے پاس بٹھا با جام و صراحی شراب گلزنک کی
 خواصوں نے سامنے لا کر رکھ دی ملکہ نے پہلے ہی سے دارو سے میوٹھی شراب میں ملا رکھی تھی اور اس سبب سے اطمینان
 تھا کہ آج تو اسکا کام تمام ہی ہو لہذا بر خلاف ایام گذشتہ ملکہ نے دیو سے خوب ہی انتظام کرنا شروع کیا بظاہر خوب ہی
 شادان و فرحان ہوئی خوب ہی بشاشی ظاہر کی کبھی تو سو پنجہ پکڑ پکڑا کے بلاتی ہو کبھی سر پر چڑھ بیٹھتی ہو کبھی شاخیں
 پکڑ پکڑا کے دھولیں مارتی ہو اور کتنی ہو کر ارے میں تیرے سر کی خاک جھاڑتی ہوں دیو قلیاس بھی یہ حرکتیں دیکھ کر
 بہت ہی خوش ہوا اور اپنے دل میں کتا ہو کہ خیر آج ملکہ خوش تو ہو کبھی اپنے ہاتھ سے شراب اڑا دے بلکہ پیتا ہو کبھی ملکہ

اور نہ ملکر بانی ہر غرض دیو قلیاس شراب پی کر خوب مست ہوا جب عمرو نے دیکھا کہ بیوشی نے خوب اثر کر لیا تو دیو قلیاس سے کہا کہ اگر آقا قلیاس از حق میں وارث ہوتا ہوتا ہوں تم اٹھ کر آ جاؤ اور حافظ بختیارک تمہارے ساتھ لودے توڑا لطف ہوا اور ملک بھی بہت ہی خوش ہو دیو نے کہا کہ اگر آقا بائبل میں بھی رہی جا بجا ہوں یہ شکر خواجہ عمرو نے دائرہ بجانا شروع کیا دیو اٹھ کر نامچنے لگا بختیارک اُٹھنے لگا جب خوب بیوشی نے اثر کیا تو چکر کھا کر دھڑے کر کے چپ عمر و نے خبر لگا کر اُسکے گلے پر پھیرا لیکن ایک روگنٹا بھی اُسکا نہ کٹا سمجھا کہ یہ کینت آمین بدن روئین تن ہو خیر سے اُسکا کام تمام ہوا و شہر پر بس یہ سوچ کر کندہ آصفیہ باصفانکا لکھ چند اُسکا دیو کے حلق میں ڈال دیا اور دعا کرنے لگا کہ اگر کندہ تجھے قسم ہوئی لی آصفیہ باصفانکی کہ تو ایسی تنگ ہو جا کہ اس مردود کا دم کھٹکے کھٹکے یہ کھٹکے کو سٹون سے باندھ دیا اور ایک جھٹکا دیا کہ آنکھیں اُسکی نکل پڑیں اور پھر کچھ کچھ کر گیا عمرو نے اُسے کندہ میں باندھ کر قصر ہفت منظر کے نیچے شکار و یارات بھر لٹکا رہا صبح کو ہر کار دن نے شاہزادہ نورالدین ہر اور ایرج سے خبر کی کہ آج دیو قلیاس ہفت منظر کے نیچے دریائے کنارے کھڑا ہے یہ خبر شکر دونوں کے دونوں مرکبان تیز رفتار پر سوار ہو کر ہفت منظر کی جانب آئے اور داراب و خورشید و تورج بھی یہ خبر شکر ہفت منظر کی جانب دوڑے آ کر دیکھا کہ واقعی دیو قلیاس ہفت منظر کے سامنے کھڑا ہے نورالدین ہر اور ایرج تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑے جب دیو کے نزدیک پہنچے تو عمر و نے آواز دی کہ سبمان اللہ مردے کو مارے آئے ہو واہ واہ داد کیا ہمارے دیو اور کیا دلاوری ہو اسے تو میں نے مار ڈالا یہ مردہ ہو نا حق اسپر تلواریں کھینچتے ہو یہ کھٹکے سے معجزہ طلب کیا کہ دیو کو کھینچ لایا کہ کتنا تھا کہ دیو ہفت منظر پر آگیا عمرو نے کندہ اُسکے گلے سے کھینچ کر دریا میں پھینک دیا سب نے آواز تھیں و آفرین کی بلند کی اور ایک ایک پوچھنے لگا کہ خواجہ اب ملکہ کو کسے دیکھے گا عمرو نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کہو رہے ہو کہ ملکہ کو کسے دیکھے گا اسے صاحبو میں خود ملکہ پر عاشق ہوں دو لٹکا کسے میں تو کسی کو بھی نہ دو لٹکا اور جو دو لٹکا بھی تو ایسے شخص کو جو مجھے روپیہ بہت سادہ میں تو روپیہ کامیت ہوں جو مجھے خوش کرے سوئے یہ لشکر داراب و خورشید و تورج نے یہ خیال کیا کہ اب ملکہ عمرو کے قبضے میں ہو اور نورالدین ہر پر عاشق ہو سو اسے شاہزادہ نورالدین ہر کے اور کون پاسکیگا یہ سوچ کر نورالدین ہر سے کہا کہ اگر شہر داراب تو ملکہ عمرو کے قبضے میں آگئی اور عمرو کو آپ کے ساتھ جو خصوصیت ہو وہ ظاہر ہو سو اسے آپ کے اور کون ملکہ کو ملے سکتا ہے کہ ملکہ سے ہاتھ اٹھایا ملکہ آپ ہی کو مبارک رہے یہ کھٹکے داراب و خورشید و تورج تو پھر گئے گرا ایرج و میں کھڑا رہا جب یہ سب چلے گئے تو عمرو سے پکار کر کہا کہ آقا کرک مست قلماق یا پیر قطب دوران شاہنشاہ عیاران زمان میں آپ کا ایک اوتے تابعدار ہوں میری بات آپ کے ہاتھ ہو حامد بن حمید زنگی سے میں وعدہ کر کے لایا تھا کہ تھیں ملکہ قمر چہرہ کو لودا دنگا آپ ہی نے مجھ کو یہ عزت دی آپ ہی کی بدولت میں اس مرتبہ صاحبقرانی کو پہنچا اگر نہ دیکھے گا تو ساری سنی میری کر کری ہو جائیگی جسقدر روپیہ آپ کو مطلوب ہو وہ مجھے لیجیے اور ملکہ کو میرے حوالے کر دیجیے یہ شکر خواجہ عمرو نے کہا کہ اچھا ہے تمام روپیہ تو جمع کرو ابھی یہ باتیں ہو رہی رہی تھیں کہ دفعتاً آسمان پر ایک ابر نمودار ہوا اور اسین سے ایک آواز نوب اور نقارے کی بلند ہوئی جب وہاں برشق ہوا تو بہت سے دیوناؤ اور پریناؤ نمایاں ہوئے اور کچھ افراد دیوئی گردنوں پر سوار نمودار ہوئے اور ایک نقابدار سُرخ پوش تخت جو ابر نگار پر بیٹھا دکھائی دیا جب وہ تخت قصر ہفت منظر پر پہنچا تو وہ نقابدار تخت سے اُتر اور عمرو سے پوچھا کہ اگر خواجہ ملکہ قمر چہرہ کے ہونگے

عمر و نئے کما کر ای نقا بدار ایمرج نو کا فر آقا سب پرست برائے تونہ دو گنا گر شاہ زاد نور الد ہر ملک پر عاشق ہو
اُنکی کو دو گنا نقا بدار سے کما کر ای عمر و بن ملک قاسم لال خفمان خونریز کا طر فدار ہوں اور ایمرج سے اور ملک
قاسم سے کمال دوستی ہوا سو اسے میری خواہش یہ ہو کہ ملک قمر حیر کو ایمرج کے حواسے کر دے یہ سنکر عمر و نے کما کر ای
نقا بدار سے امرت نادرستانی پر مبنی ہو تم بیٹا اس قسم کا کلام کرتے ہو میں کبھی ملک کو ایمرج کے حواسے نہ کرونگا تم
جو حواسے آئے ہو اسی طرف چلے جاؤ کہ یہی امر تھا جسے حق میں بہتر و مناسب ہو در نہ میں عمر و ہوں مجھے خوب
بیجاں رکھو اگر نہ جاؤ گے تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا سارا گھنڈہ تمہارا نکھیا لینگا میں حمزہ سے تو کبھی دبا نہیں تو بھلا
تسے کیا دبو لنگا بس یہ کلمہ سننا تھا کہ نقا بدار سُرخ پوش آگ ہو گیا اور اپنے ہمارے بیوں سے کما کر پکڑ واس سار باہن
زادے کو یہ سننے ہی بہت سے لوگ دوڑ پڑے اور عمر و کی مشکین باندہ لین ملک نے جو یہ حال مشاہد کیا
خون کے مارے بھاگ کر کمرے کے اندر چلی گئی اور دروازہ بند کر دیا عمارت بہت مستحکم و سنگین تھی دیوان بہت بڑا
سے بھی اُس دروازے کا کھلنا دشوار تھا ہر چند لوگوں نے فکے کوشش کی مگر دروازہ نہ کھلا مگر نقا بدار سُرخ پوش نے
ایمرج سے پکار کر کما کر ایمرج تو ہر طرح خاطر جمع رکھ میں ملک کو تجھے دیتا ہوں یہ کلام نقا بدار کا سنکر ایمرج بہت شاد ہوا
ہوا اور نور الد ہر کمال پریشان ہوا گما اپنے دل میں کما کر ای نور الد ہر اگر ملک ایمرج کے پاس آجائے تو تو اب بھی
جان دے دے یا ملک کو رو پھڑ کر چھین لے نور الد ہر تو اس خیال میں تھا اور وہ ان نقا بدار اس کمرے
کے قریب گیا اور پکارا کہ ای قمر حیر دروازہ کھول کر باہر چلی آؤ نہ دروازہ تو ڈاکر تجھے کھولا لو چا کر ملک کچھ
جواب نہیں دیتی اور چپکی حالت سکوت میں نہ ارزار ہو رہی ہو کہ ای پروردگار عالم یا تو تو مجھے اس غیاب سے
نجات دے یا میری جان لے لے دیو کی قید سے چھوٹی تو اس بلا میں مبتلا ہوئی ادھر تو ملک یہ دعا کر رہی تھی اور
ادھر عمر و بلک بلک کر دعا کر رہا تھا کہ خدا فرما میری محنت را لگان نہ کر اور ملک کو اس عذاب سے نجات دے
اور مجھے بھی اس قید سے رہا کر اور بختیار رک نقا بدار سے کہ رہا ہو کہ حضور انظار کس امر کا ہو دروازہ تو ڈاکر ایسے
یہ سنکر نقا بدار نے قصد کیا تھا کہ دیووں سے دروازہ تو ڈاکر ایسے کہ دفعۃً آسمان پر سے ایک نقا بدار سبز پوش نمودار ہوا
اور ہیبت منظر پر آ کے اتر اعر و کو جو بندھے ہوئے دیکھا تمام حال استفسار کیا خواجہ عمر و نے کل کیفیت بیان
کی نقا بدار سبز پوش نے نعرہ کیا کہ ای خواجہ عمر و تم اطمینان رکھو کیا مجال ہو کسی کی جو ملک کو لے سکے یہ سنکر
نقا بدار سُرخ پوش نے کما کر تو کہاں سے آیا ہو دیکھیں تو ملک کو کون لے سکتا ہو آخر کار نوبت باہنجا رسید کہ ملواریں
کھینچ لیں چار پانچ زخم سُرخ پوش نے کھائے چار پانچ زخم نقا بدار سبز پوش کے لگے دونوں بیوش
ہو کر گر پڑے ہر ایک نقا بدار کے ہمارے ہر ایک نقا بدار کو اٹھائیے جب دونوں نقا بدار وں کو دیو پری
اٹھائیے اور پالا حان ہو تو ملک قصر سے اہر آئی سجدہ شکر پر گاہ رب العزت سبحانی بختیار رک نے
جو خواجہ عمر و کو بندھے ہوئے دیکھا ملک سے کما کر ای ملک عمر و کو مار بھی ڈالو اور اس سار باہن زادے کے قبضے سے
بیچھا چھڑا کر حامد بن حمید زنگی کو قبول کر دو دیکھو تو وہ کس قدر تمہاری خاطر کرتا ہو اور ایمرج نو جوان صاحبقران
آفتاب پرستان کس قدر تلو مالال اور خوش و مسرور کرتا ہو یہ سنکر ملک بھنجا گئی اور برہم ہو کر کہنے لگی
کہ او مردے موڈی کاٹے خاموش رہ کیا بکتا ہو خدا تجھے غارت کرے کہ کہہ اتنی بجلی بچھیر گئے اور حامد
بن حمید زنگی کی صورت نہیں کو مردے شو بجا میں مجھے اُس موڈی کا کمرے کیا کام ہو پھر ہزار جان
میری شاہزادہ عابد قار نور الد ہر عالی تیار پر تیار ہو سو ایسے حامد بن حمید زنگی ہوں تو

نور الدہر کے نقش نامن پا رہا تھا۔ گردن اور ایسے تیسے کچھ تیری شاستین آئی ہیں یا اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی عواس بھی تیرے
 درست ہیں یا کچھ تھوڑی سی بھنگ پگیا ہوا ہے۔ موندی کا گئے کسی نسبت تو نے یہ کلمہ کہا تو جانتا بھی ہے کہ خواجہ
 عمر کو کون شخص ہو اور میں اسے کیا سمجھتی ہوں اسے وہ میرا باپ ہی میرا حسن ہوئے تھے دیو کی قید سے چھڑا یا دہری
 میرا ہر وقت ہدم و ہزارہا اُسے میری زندگی رکھ لی اگر خواجہ نہ ہوتے تو میں اسی قید سخت میں مبتلا رہتی اور گھٹ
 گھٹ کر جان بحق تسلیم ہوتی اور گھر سے مارے عمر کو تو میں مار ڈالوں اور تجھے زندہ رکھوں اور مرنے جو گئے
 تجھے میں خاک میں ملاؤں تجھے عمر کے نقش پا پر سے ہدے کر دوں رہ تو جا مردے دیکھ تجھے کیا سزا دلواتی
 ہوں اور کیا تیری حالت بناتی ہوں یہ کسکک مشنوں سے کہا کہ اسے مار دو تو اس نالائق کو بس مٹتے ہی
 جہنم دو۔ پڑیں اور بختیارک کو اس قدر جو تیان اور لائین ماریں کہ تو بہ نو بہ پکارنے لگا لیکن جہنم
 کو بہ کاری کر ہی ہیں اور ملک نے خود اٹھ کر خواجہ عمر کو کھولا بختیارک کے پٹنے اور تو بہ کرنے پر عمر و
 کو رحم آگیا اور ملک سے کہا کہ اے ملک اب اسے چھوڑ دو ملک نے کہا کہ نہیں خواجہ اسے اور پٹنے دو ایسے کہ اس
 مرحمت نے تمھاری شان میں بڑی گستاخی کی تھی خواجہ عمر و نے کہا کہ نہیں ملک میں نے اسے معاف کیا تم بھی
 معاف کرو میرے سر کی قسم اب اسے چھڑا دو یہ سن کر ملک نے کہا کہ اے خواجہ اگرچہ یہ موافق عفو نہیں ہو مگر تمھارے
 سر کی قسم سے مجھ سے ہو گئی خیر چھڑا دے دیتی ہوں اور جہنم سے کہا کہ خیر اب اسے چھوڑ دو جہنم نے بختیارک
 کو چھوڑ دیا مگر حالت بختیارک کی بار کھانے کھانے یہ ہوئی کہ نہ سوچ گیا بال گئے باجی خون چھلک آیا گھٹنے
 چھل گئے سر میں گومتے پڑ گئے ہر مہر کرنے لگا کتنے کی طرح اپنے لگا جب فرا عواس درست ہوئے اپنی
 موقوف ہوئی تو خواجہ نے کہا کہ کو ملک جی کیا نقشا ہو مزاج کیسا ہو بختیارک نے اتھ جوڑ کر کہا کہ اے خواجہ
 خط آپ کو سلامت رکھے جو حالت ہو وہ ظاہر ہو اگر آپ اس وقت نہ بچاتے تو کام ہی تمام تھا عمر و نے ہنسر
 کہا کہ ملک جی خوشامد موقوف کیجیے آپ تو میرے دشمن جان ہیں ابھی مجھے قتل کرواتے تھے اب فرمایے کہ آپ کے
 ساتھ کیا سلوک کروں اور آپ کی کیا حالت بناؤں بختیارک نے اتھ جوڑ کے کہا کہ اے خواجہ غلام آپ کے قبضہ میں
 ہو بروہ شہ کو اختیار ہو جان میری آپ کے قبضہ قدرت میں ہو چاہیے ہلاک کیجیو چاہیے معاف کیجیے مگر میں اپنے
 کردار بد کی سزا کو پہونچ گیا ایسی مار کھائی کہ تمام عمر یاد رہی فقط جان نکھانا باقی تھا ادھر مو اتو ہو گیا عمر و نے کہا کہ
 غیر گزشتہ مصلوۃ اب میں تجھے کیا معاوضہ کروں کہ اس شرط پر تیری خطا معاف کرنا ہوں کہ جو میں کون سو تو کر کر
 اتنا سمجھئے کہ اگر ایک سرموٹے فرق کیا تو پھر میں عمر و میں خوب سمجھئے کہ جہاں تو جائیگا بغیر اسے نہ چھوڑو لگا
 بختیارک نے کہا کہ میں حضور سے خوب واقف ہوں کیا مجال جو آپ کے ارشاد سے ایک سرموٹے فرق کروں
 جو علم دیجیے گا اسے ہو ہو بیکار لاؤ لگا جب عمر و نے اسے خوب بکا کر لیا اور یہ سمجھ لیا کہ بختیارک خطا نہ کر لیگا تو
 اس سے کہا کہ اے بختیارک میں تجھے ملکہ قمر چہر کی صورت بنا کر حامد بن حمید کے حوالے کر دوں گا اور اس سے
 یہ کمد دنگا کہ اے حامد یہ ملکہ قمر چہر ہو میں نے بخاطر ایرج تیرے واسطے اس قدر شقت گوارا کر کے
 یہ کام کیا ہو اور شاہزادہ نور الدہر سے انحراف کیا ہو تو جلد اسے پیسے ہولے چلا جا اور ایک دم بھی بیان
 توقف نہ کر دہ اگر نور الدہر اس حقیقت حال سے مطلع ہو گیا تو ملکہ قمر چہر تیرے ہاتھ سے جہنم جا بیگی
 اور علاوہ اسکے میری اور تیری جان بھی مفت میں باقی رہی دو سزا بیان سے بجا کر اسے اتھ لگا تا کیوکر گریبان
 تو اس سے بولا اور نہ جی اتھ لگا یا تو یہ چلا اٹھ بیگی اور سارا کھیل گڑ جا لیگا الغرض جب حامد بن حمید

مجھے بیان سے لیکر نکلا جائے تو تو اس وقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور ہرگز ہرگز جب تک وہ تجھے مشغول احتیاط نہ ہو اور حبیب تک وہ تیرے ازار بند پر ہاتھ نہ ڈالے اس وقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور ہر طرح اطمینان رکھنا سمجھو گونہ نہ پوچھنے پاؤ گی یہ کمر قصر ہفت منظر کے برآمدے پر آیا دیکھا کہ ایرج اور نور الدین ہر دو دنوں کھڑے ہوئے ہیں ایرج سے پکار کر کہا کہ ایرج جو جوان مجھے تیری خاطر بہت عزیز دین یہ نہیں چاہتا کہ تیری بات ضائع ہو اور تجھے رنج پہونے میں ملکہ قمر چہر کو اس شرط پر تیرے حوالے کرتا ہوں کہ تو مجھے چار لاکھ روپیہ ہم پونچا دے یہ شکر ایرج کے دانت نکل آئے اور کہا کہ ایرج خواجہ خواجگان ادا شاہ عیاران زمان اس حقیر کو آپ کی ذات فیض آیات سے اس سے زیادہ توقع ہو آپ ہی نے مجھ کو خاک سے پاک کر دیا آپ کے باعث سے میں اس اعزاز کو پونچا آپ ہی کی بدولت میں اس مرتبہ صاحبقرانی کو پونچا در نہ میں اور صاحبقرانی کہا میں تو ایک تاجر زادہ تھا یہ دولت اور حکومت یہ جاہ و مرتبت کہاں سے پاتا سب آپ ہی کے تصدیق میں حاصل ہوا کہاں تک آپ کا شکر یہ ادا کر دین شعر اگر ہر موے میں گردش ہانے بنا شد حرفی از شکرت بیانے مدد ایرج خواجہ اس احسان سے تو آپ کے میں تمام زندگی سرنہ اٹھا سکو لگا اگر میری جان بھی آپ کے کام آئے تو حاضر ہو تو روپیہ ہم کیا پیڑ میں ابھی تو جا کر روپیہ لاتا ہوں یہ کمر ایرج تو چلا گیا اور خواجہ عمر و نے نور الدین سے کہا کہ ادا شاہ زادہ عالمی قدر تم اطمینان رکھو اس مردک سے صرف روپیہ مقصود تھا وہ لے لو لگا کر ملکہ کو تھوڑی سی اسکے حوالے کر دو لگا ملکہ تمہاری ہی ہو تم ملکہ کے ملکہ کو میں تمہاری خدمت میں حاضر کروں گا اور اب تم جاؤ کیونکہ زحمت اٹھا رہے ہو شب کو میں تمہارے پاس آؤں گا یہ شکر نور الدین ہر تو اپنے خیمے کو چلا گیا عمر و پھر کر قصر میں آیا ملکہ کے پاس آکر بیٹھا صحبت عیش آرامتہ ہوئی عمر و نے بختیارک کو بھی بلا کر بٹھایا ملکہ نے کہا کہ کو خواجہ چارے لے لے تھے کیا تیرے سوچتی ہو اب بھی ہم اس نہایت تک پہونچنے کا اسی طرح کھل کھل کے مریٹے خواجہ عمر و نے کہا کہ ایرج ملکہ گھبراؤ نہیں مطلقاً جو بہت ایام کٹ گئے اب وہی ایک روز اور باقی ہیں بعد دو ایک روز کے میں تمہیں نور الدین سے کہہ دو پہلو میں بٹھا دوں گا آج رات کو میں شاہ زادہ نور الدین ہر کے پاس جاؤں گا اور تمہارے ہی ذریعہ سے حمزہ سے صفائی کروں گا اور سوائے اس ذریعہ کے اور کوئی ذریعہ نہیں ممکن ہو میں آج ہی تمہیں نور الدین ہر سے ملا دوں مگر میرا کام رہا بیٹھا مجھے اور امیر حمزہ صاحبقران سے صفائی نہ ہو کی ملکہ قمر چہر نے کہا کہ خیر خواجہ جو تمہاری مرضی کرے سمجھ لو کہ اگر شاہ زادہ نور الدین ہر کے سونے اور کو مجھے دیا تو میں اپنی جان ہی دید وئی میں نے سنا ہو کہ تھے ایرج سے وعدہ منی کر لیا ہو کہ میں ملکہ کو تجھے دوں گا عمر و نے یہ شکر کہا کہ ملکہ تمہیں کچھ خبر ہو اس پانی سے میں نے اخذ کر کے لیے یہ کہہ دیا ہو در نہ میں اور تمہیں ایرج کو دید وں گا تمہاری بھی کیا باتیں ہیں بختیارک کو اسے میں نے زندہ رکھا ہو کہ اس سے روپیہ لیکر اسے تمہاری صورت بنا کر حامد بن حمید کے حوالے کر دوں گا اور اب تو میں شاہ زادہ نور الدین ہر کے پاس جاتا ہوں ملکہ نے کہا کہ خواجہ بھلا کیوں کر وہاں تک پہونچو خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم تا شاد کیجیو یہ کہہ کر اٹھا اور برآمدے پر اس کے آسمان کی جانب جست کی جب زمین کی طرف گرنے لگا ملوار پٹ کر کے پانڈن کے تے رکھکے پھر زرخن بھری اسی طرح آؤ تا جہاں دریا کے پار گیا اور بھوتا اصل شکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا نور الدین ہر اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تصور ملکہ قمر چہر میں رو رہا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ دیکھیے اب ملکہ کسے ہاتھ لگتی ہو وہ تو عمر و کے قبضے میں ہو اور عمر و اور حمزہ سے نا اتفاقی ہو وہ ملکہ کو مجھے کیوں دینے لگا نقطہ اُسے مجھے بھلا دیا ہو اور کبھی دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ ادا نور الدین

اگر خواجہ نے سچ کہا ہو اور حمزہ سے صفائی کی خواہش رکھتا ہو تو وہ میرے پاس ضرور التجا لایگا اور اسی شرط کو پیش کریگا کہ حمزہ سے مجھے صفائی کرادو تو میں ملکہ کو دیدون بس تو بھی جا کر صاحبقران کے قدموں پر گر پڑنا اور عمر کی صفائی کرادینا اور نورالدین ہر اگر آج وہ میرے پاس بلا آئے تو سب کام بن جائیں ابھی نورالدین ہر اپنے دل سے یہ باتیں کر رہی رہا تھا کہ خواجہ سامنے سے دکھائی دیا نورالدین ہر عمر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اعظم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے پاس مسند پر بٹھالیا اور عرض کیا کہ اے دادا جان آپ فی الواقع بڑے صاحب حسیب اور صادق الافرائین ہیں تو واقعی آپ کے قہنہ سے ناامید تھا کہ آپ مجھ تک کیونے آئیں گے عمر و نے کہا نہیں شاہزادے بھلا میں آپ سے وعدہ کر کے خلاف وعدہ کرتا ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اسد بھی آگیا اور دادا دادا کمر عمر و سے پٹ گیا عمر و نے اسے گلے سے لگا لیا نورالدین ہر نے سامان دعوت خواجہ میا کیا اور خوشام کرنا شروع کی کہ خواجہ میری زندگی اور آپ ہی کے دم قدم سے وابستہ ہو آپ ہی چاہیے گا تو میری زندگی ہوگی ورنہ چند روز میں کام تمام ہو آپ واقف ہیں کہ میں ہمیشہ سے عشق عاشقی کو بڑا جانتا تھا اور آپسے بدلت کیا کرتا تھا مگر خدا جانے اسکے حسن خدا داد نے میرے دل پر کیا تاثیر کی کہ میں از خود رشتہ ہو گیا اور اب یہ حالت ہم پہنچی ہو کہ اگر دو چار دن اور وصل اسکا حاصل نہ ہوا تو جان میری تمام ہو اور ای خواجہ آپ مجھے ہر طرح طریقہ بیان رکھیے گا آپ کے ارشاد سے میں کبھی باہر نہ چوٹا اور مال و اسباب جو کچھ میرے پاس ہے وہ تو آپ ہی کا ہے جو طلب کیجیے گا سو حاضر کروں گا ازبر اسے خدا اب آتش فراق سے نہ جلایے اور وعدہ ہجر سے نہ ترس پائیے وصل ملکہ قمر چہرے شادان و فرحان کر دیکھیے جو جو احسان آپ نے لشکر اسلام پر علی الخصوص مجھے کیے ہیں اسکا اظہار میرے امکان سے تو باہر ہو کمان تک آپ کا شکر یہ ادا کیا جائے اکثر مقامات پر آپ ہی کے باعث سے میری جان بخشی ہوئی ہو یہ شکر عمر و نے کہا کہ اے نورالدین ہر میں ایک کوڑی کا آپ سے خواستگار نہیں ہوں ملکہ قمر چہرے آپ کی خدمتگاری کے لیے حاضر ہو مگر ان اتنی شرط ہو کہ صاحبقران سے عفو جرم میرے کرادیں اور ملکہ قمر چہرے کو مجھے ایسے نورالدین ہر نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا کہ خواجہ آپ تو دادا جان کے مزاج سے بخوبی واقف ہیں روپوشا شرفی جب قدر مطلوب ہو وہ لیجیے مگر اس امر میں مصر نہ ہو جیسے ملک باختر کا خراج سالانہ تک آپ کو دے سکتا ہوں مگر اس امر کا اقرار نہیں کر سکتا یہ شکر خواجہ عمر و نے کہا کہ میں ملکہ قمر چہرے کو صاحبقران کی ملاقات کا وسیلہ سمجھتا ہوں انہیں اس امر کے ملکہ کو نہ دوں گا یہ شکر نورالدین ہر بہت رنجیدہ ہوا اور سر اپنا جھکا کر رونے لگا قریب تھا کہ رنج پرواز کر جائے مگر اسد غازی نے جو یہ حال دیکھا نورالدین ہر سے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ آرزو نہ ہوں اور کسی طرح کا سنج و حد نہ کریں میں اس امر میں سنی کروں گا اور دادا کی تعمیر معاف کرادوں گا اور عمر و سے کہا کہ دادا جان میں آپ کا ذکر خیر حضور صاحبقران ضرور کروں گا مگر گزندھو اور بادشاہ اسلام کی بھی شرکت ضرور تصور ہو اور نورالدین ہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ بھی اتنا کیجیے گا کہ علی الصبح ناما جان کے سامنے بہت ہی انگلیں ہو کر بیٹھیں گا آخر ناما جان آپ سے جو پھینکے اسوقت میں گفتگو کروں گا آپ خاموش رہیے گا میں سب باتیں طر کر لوں گا اور سردار و دن کو بھی میں کسی نہ کسی طرح شریک کر لوں گا خاص طرح صفائی ہو جائیگی یہ شکر عمر و بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے اسد میں بھی تخت بادشاہی کے تے بیٹھوں گا اور شاہزادہ نورالدین ہر سے کہا کہ اے نورالدین ہر میں نہاد شاہ کو جا کر راضی کیے لیتا ہوں اور تم یہ کرو کہ اور سرداروں کو اسی وقت اس مضمون کے رقعے لکھوا کر روانہ کر دو کہ وصل

ملکہ قمر چہر کا بھگلو اس صورت سے ممکن ہو سکتا ہے کہ خواجہ عمرو سے اور حمزہ صاحبقران سے صفائی ہو جائے
اسد اس ذکر کو صاحبقران کے سامنے چھڑیگا تم اُسکے ہنر بان ہو کر اس مقدمے میں ساعی ہو نا نور الدہ ہرنے
اسی وقت کل سرداروں کو رقعہ لکھوا کر اپنی سرود دستخط سے مزین کر کے روانہ کیے اور عمرو و بان سے اُٹھ کر بادشاہ
سلام کی خدمت میں گیا اور جاتے ہی جھپ سے بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا شہنشاہ گیتی ہناہ نے فرمایا کہ ۵۱
عمرو کیا ہو کچھ کو تو سہی عمرو نے کہا کہ حضور میں ایک حاجت لیکر آیا ہوں بادشاہ نے کہا کہ اچھا سر تو اٹھاؤ
عمرو نے کہا کہ حضور آپ جب تک اقرار حاجت روائی نہ کر لینگے تا بعد از قدموں سے آپ کے سر نہ اٹھاؤ گا مجبوراً
بادشاہ نے کہا کہ اچھا جو کچھ تم کو گے مجھے قبول ہو گا اور تمھاری حاجت بر آری میں سعی کروں گا جب بادشاہ
نے اقرار کر لیا تو عمرو نے قدموں سے سر اٹھا کر ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور تو حال شاہزادہ نور الدہ ہر
سے خوب واقف ہیں کہ وہ شاہزادہ ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو اور اُس حالت عشق میں اُس والا قدر پر کیا کیا نصیبتیں
گزر گئیں بادشاہ نے کہا کہ ہاں میں خوب جانتا ہوں صاحبقران آخر بیان کیلئے آئے اسی لیے آئے کہ نور الدہ ہر
کا تدارک کریں یہ شکر عمرو نے کہا کہ اب میں نے اُس دیو کو مار ڈالا اور ملکہ میرے قبضے میں ہیں نے اُسے
صاحبقران کی صفائی کا وسیلہ سمجھا ہوا در قصد مصمم ہو کہ بعد صفائی صاحبقران ملکہ کو نور الدہ ہر کے حوالے کر دوں
کل اسد حضور حمزہ صاحبقران میرا ذکر چھیڑیگا تو حضور بھی اُسکے ہنر بان ہو کر سری سفارش فرما دیجیے گا اور صاحبقران
سے صفائی کرا دیجیے گا یہ شکر بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا تم خاطر جمع رکھو میں ضرور اس امر میں ساعی ہوں گا بس عمرو
یہ شکر بادشاہ کو سلام کر کے بارگاہ ایرج بن آیا ایرج تعظیم عمرو کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور کمال عزت و توقیر
سے پیش آیا اور کہا کہ اے خواجہ میں آپ سے نہایت نادم و پشیمان ہوں کہ میں نے حمزہ اور نور الدہ ہر کے کہنے
سے آپ کو اپنے پاس سے جدا کیا مگر اے خواجہ ویسا ہی پچھتا رہا ہوں اور پھر آپ کی جدائی میں رویا کرتا ہوں
دیکھیے یہ مالک بن ملکوت شاہ بیٹھا ہوا اس سے پوچھیے مالک نے کہا کہ واقعی خواجہ ایرج حج کتنے ہیں عمرو
نے کہا کہ ہاں میں بھی خوب جانتا ہوں کہ ایرج کو مجھے کمال محبت ہو اور بھگلو بھی ایرج سے جیسی محبت ہو خدا ہی
خوب جانتا ہو ایرج نے کہا کہ اے خواجہ آپ کے احسانات بے پایاں کا میں کمال شکر ادا کروں گرجان
آپ کے وہ سب احسانات میں وہاں ایک احسان یہ بھی کیجیے کہ ملکہ قمر چہر کو حامد بن حمید کے حوالے کر دیجیے
خواجہ نے کہا کہ سنو ایرج تم کو خوب معلوم ہو کہ میں ایک مرت سے ہفت منظر سلیمانی میں دیو قلیاس کا مقید
ہو پیسے روپیے کی صورت میں دیکھی اور اسپر کیا منحصر ہو قید کو تو تھوڑا ہی زمانہ ہوا اہل میں جب سے کہ حمزہ
صاحبقران سے مجھے بگاڑ ہوا جب سے ایک کوڑی کمین سے ہاتھ نہیں لگی اب دیو کو مار کر قید سے رہا ہوا تو
سوائے ملکہ کے اور کوئی مایہ و بساط نہیں رکھتا اگر تم مجھے سہ سالہ خراج شہر فرنگوشیہ کا ہیہ کر دو تو میں ملکہ کو
تمھارے سپرد کر دوں ایرج نے یہ شکر تال کیا اور مجبوراً کہہ لیا کہ اچھا دوں گا خواجہ عمرو نے کہا کہ دوں گا کیا
ابھی دد اور ملکہ کو بغرض اسی وقت ایرج نے عمرو کو زر مطلقہ دیا عمرو نے روپیہ کمین رکھا اور کہا کہ کل کوئی
ہو گھر ہی رات گئے تم آکر ملکہ کو لیجنا اور وہاں سے اُسی وقت کوچ کر کے چلے جانا لیکن اتنا کہے دیتا ہوں کہ میں
ملکہ سے تمھارا نام نہیں لوں گا اور تم بھی بیان سے دو تین منزل پر نکلیے ملکہ کو ہاتھ لگا نا اور اگر میں سے ہاتھ لگاؤ
تو وہ تمھیں پہچان کر شور و غل کرے گی تو نور الدہ ہر اپنے خیمے سے نکل کر ملکہ کو لیجا لیگا یہ کہہ کر ایرج کے پاس سے
اٹھ کر واپس کے خیمے میں آیا دارا اب عمرو کو دیکھ کر بہت خوش ہوا نہایت اغراز و اکرام سے اپنے پاس بٹھا ہوا

سلمان مثنیٰ کیا کشور شاہ نے کہا کہ ایو خواجہ میں ملکہ پر بہت مال ہوں کمان سے کمان تصویر دیکھ کے عاشق ہو کے آیا ہوں اب آپ کے ہاتھ میری زندگی پر عمر و نے کہا کہ میان زر کام کرے نگارو یہ مول چیز ہو کشور شاہ نے کہا کہ کس قدر وہ یہ درکار ہو عمر و نے کہا کہ کشور یہ کا سالانہ خراج غرض بڑی چیز ہوتی ہو مجبوراً دیا عمر و نے وہ بھی روپیہ کر مین رکھا اور کہا کہ تم ہیرات گئے مخاذ بیکر آنا ملکہ کو تمھارے ساتھ کر دو نگارو شرط یہ ہو کہ اپنے شہر میں جا کر ملکہ کو دیکھنا اسلئے کہ مین ملکہ سے تمھارا نام تو لو نگارو مین ملکہ سے یہی کہو نگارو کہ یہ لشکر شاہزادہ نور الدہر کا ہے اگر راہ میں بولو گئے تو افشا سے راز سے جو خرابی تصور ہو وہ ظاہر ہو یہ کہہ دو ان سے اُنھ کے خورشید و توج کے پاس گیا اُنھ نے بھی زرخیز لیکر بارگاہ سلیمانی میں آیا اور زیر تخت بادشاہ اسلام آکر بیٹھ رہا جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام آکر تخت پر بیٹھے صاحبقران نے آکر مہر اکباد نگل شوکت پر شکن ہوئے بعد اُنکے اور سرداران و افسران فوج حاضر دربار ہوئے سلام کر کے اپنے اپنے دنگون اور کرسیوں پر شکن ہوئے دربار معمور ہوا باج ہونے لگا دورہ جام شراب گل رنگ گردش میں آیا ہو شاہوش نو شانوش کی صد بلند ہوئی گرامیر کی نگاہ نور الدہر پر پڑی دیکھا کہ چپکا بیٹھا ہوا رو رہا ہے بس دیکھنا تھا کہ امیر بقیار ہو گئے اور دوڑ کر نور الدہر کو گلے سے لگایا اور پوچھا کہ کیوں بیٹا تم کیوں روتے ہو باعث لال کیا ہو آئندگی کی وجہ تو بیان کرو نور الدہر تو آہ سرد کہیں پکچپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا مگر اسد غازی نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ نانا جان آپ سب حال تو نور الدہر عالیقدر کے عشق کا شن چکے ہیں اُنکے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہو کہ بھائی صاحب کا ملکہ قہر کے عشق میں کیا حال ہو گیا تھا بلکہ اُسی حالت میں ہوشی میں اُس باجی بزار بکے نے کوڑا بھی مارا کہ جسکے عوض میں میں نے اُس مردود کو کورون کے مارے ادھیڑ دیا خیر وہ توجو کچھ ہوا سو ہوا اگر اب بھائی صاحب کی عجب حالت ہو جلد تبریک کیجیے اور قہر چہر کے دھال کی کوئی فکر سوچیے ورنہ دشمنوں کی ہلاکت کا خوف ہو امیر نے فرمایا کہ اسد بھرمین کیا تمہیر کروں پہلے تو ملکہ دیو قلیاس کے قبضے میں تھی اب مٹنا ہو کہ عمر و نے اُسے مار ڈالا اور ملکہ عمر و کے قبضے میں ہو وہ جسے چاہیگا اُسے دیگا اب رہا یہ کہ میں اُس نکورام سے الٹا کروں اور اُسکی خوشامد کر کے ملکہ کو لاؤں تو یہ مجھے ناممکن ہو مین اُسکی حاجت اور خوشامد ہرگز نہ کرونگا اسد نے کہا کہ اچھا نانا جان اگر عمر و خود آکر آپ کے قدموں پر گر پڑے اور عفو جبرائلم چاہے تو آپ کو تو کوئی عذر نہ ہوگا اور تقصیر اُسکی معاف کر دیجیے گا امیر یہ لشکر خاموش ہو رہے اور سرزانوں نے فکر پر جبکا کر سوچنے لگے کہ اس معاملے میں کیا کرنا چاہیے کہ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اس صاحبقران اب آپ کچھ عذر نہ فرمائیے غم نہ دے آپ سے تعمیرات کی معافی کا خواہشمند ہو تقصیر اُسکی معاف کر دیجیے اور ملکہ قہر چہر کو بخاطر نور الدہر عمر و سے لے لیجیے آپ کی اور اُسکی نقیض کو ایک زمانہ ہو چکا اب آپ درگزر فرمائیے جب بادشاہ اسلام چپ ہوئے تو لندھور نے کہا کہ اسد شہر یار عمر و کے بغیر تو بارگاہ میں بالکل شامسا ہوا دھرمالک اثر در پکارا کہ اسد شہر یار ہم سب تو عمر و کے احسان مند ہیں اور وہ ہمارا محسن ہوا اب اُس سے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی پھر تو تمام سردار عمر و کی سفارش کرنے لگے امیر تو دراصل عاشق عمر و ہیں نہ فرمایا کہ صاحبو وہ کمان ہو جسکی تم سب کے سب سفارش کرتے ہو اسے بلواؤ تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ صاحبقران آپ کے مزاج سے ڈر معلوم ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ اسے دیکھ کر غیظ و غضب میں آجائیے اور مزاج آپ کا برہم ہو جائے امیر نے فرمایا کہ مین میں برہم نہ ہو نگا آپ کے ارشاد سے اور ان سب کی سفارش سے میں نے تقصیر اُسکی معاف کر دی

بر ب کعبہ میں برہم نہ ہو گا اسے بلوادیہ شکر بادشاہ نے آواز دی کہ خواجہ آواز اور اپنے عفو جبرائیل کو لبس فوراً عمرو
تحت کے نیچے سے نکلا میر کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا امیر نے سر اسکا قدموں سے اٹھا کر چھاتی سے لگایا
اور فرمایا کہ خواجہ خطا تو تمہاری بنے معاف کر دی مگر یہ بتاؤ کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک میں ایک سو ایک ہنس
عمرو پر نہ توڑ لوں گا جب تک قرار نہ آئیگا اور اگر عمرو پر ہنس نہ توڑے تو حمزہ نام نہ کھا اور تم نے قسم کھائی تھی کہ میں میں
چلو لو بیوگا صفائی تو میرے تمہارے ہو گئی مگر یہ قسمیں کیوں کراوا ہو گی اب عمرو بھی متفکر ہو صاحبقران بادشاہ
اسلام تمام سردار بھی متحیر ہیں کہ یکا یک آواز مبعوح قدوس رہنا اور ب الملائکہ والروح کی بلند ہوئی اور برقع حضرت
خضر علی نبینا وعلیہ السلام کا نمودار ہوا امیر اور جلد سردار ان اسلام مع بادشاہ تعظیم کے اٹھ کھڑے ہوئے اور
دوڑ کر ہاتھ حضرت خضر کے چوم لیے قدموں کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ یا نبی اللہ ہم سب حیران ہیں کہ ان دونوں کی قسمیں کیوں کر
ادا ہو گئی حضرت نے جواب دیا کہ ترو کس امر کا ہوا اسے قسم بہت سہل درہل ہو امیر سے فرمایا کہ تم سو ہنس کے
عوض سو سر کندے منگا کر عمرو کے مارو اور عمرو سے کہا کہ تم حمزہ کی فصد کھو لکر تین چلو لو لیلو امیر اور عمرو نے تدوم
حضرت علی نبینا وعلیہ السلام کو بوسہ دیا حضرت خضر تو غائب ہو گئے امیر با توقیر اور عمرو نے حسب الارشاد
فیض بنیا و حضرت خضر قسمیں ادا کیں بعد اسکے عمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ابھی اس امر کو مشہور نہ فرمائیے گا کہ میں نے
خطا عمرو کی معاف کر دی اور ممانعت فرمادیجیے کہ لشکر میں بھی ابھی کوئی منہ سے نہ نکالے میں داراب و خورشید و ایرج وغیرہ
کو بیان سے مالا دن تو پھر اختیار پر فرمایا کہ بہت مناسب یہ شکر عمرو و ان سے اٹھا اور امیر حمزہ صاحبقران کو
سلام کر کے مہفت منظر سلیمانی کا راستہ لیا اور اگر کل حال ملکہ قمر چہرے بیان کیا ملکہ کمال سرور ہوئی اور کہا کہ اے
خواجہ پھر اب کب مجھے لیلو گے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ میں ایرج وغیرہ کو دہان سے مالا دن تو پھر تھیں لیلو ملکہ
نے کہا کہ پھر کب تک ان سب کو نکالے گا عمرو نے کہا کہ آج ہی شب کو یہ لکڑا سی وقت بختیار ک کی وارہی ہو چھین
موند کر رنگ روغن عیاری منہ پر ملے آنکھوں میں سرسہ لگا یا بالون میں کنگھی کی لباس عروسانہ پنا یا ٹھیک ملکہ قمر چہر کی
صورت پر شکل کر کے ملکہ کو دکھایا ملکہ نے جو اسے دیکھا تو اپنی صورت سے سرسوفرق نہ پایا ہو ہوا اپنی صورت پائی
خواجہ سے کہا کہ واہ خواجہ سبحان اللہ کیا صورت بنائی ہو کہ سرسوفیری صورت سے فرق نہیں ہوا خواجہ وہی تمہارا
شل و نظیر ہیں ہوا ان باتوں چیتوں میں کوئی دو گھنٹی رات آئی ہو گی کہ ایرج مع شکر محاذ لیکر دریا کنارے آکر کھڑا ہوا
عمرو نے جو ایرج کو دکھا ملکہ مصنوعی کوزنیل میں ڈال کر جست و خیز کر کے ایرج کے پاس آیا اور ملکہ کو دکھا کر مٹانے میں
سوار کر کے ایرج سے کہا کہ جلد مع لشکر بیان سے چلے جاؤ ایرج نے نہایت سرور ہو کر محاذ پہنچے ساتھ لیکر مع لشکر
کو چ کیا بعد اسکے عمرو نے اور تین شخصوں کو ملکہ قمر چہر کی صورت مشکل کیا کوئی دو پہر رات گئے داراب آیا
ایک کو اس کے واسے کیا پھر کوئی تین پہر رات گئے خورشید آیا ایک کو اس کے سپرد کیا پھر کوئی پہر رات رہے تو بچ آیا ایک
کو اس کے واسے کیا غرض ہر شخص کو بارمی بارمی ملکہ اسے مصنوعی کو سپرد کر کے رخصت کیا اور ہر شخص سے کہد یا کہ خبر ازخبر
بغیر اپنے اپنے شہر میں داخل ہوئے ملکہ کو ہاتھ نہ لگانا جب سب کے سب خوش و مسرور عمرو کو دعائیں دیتے چلے گئے
عمرو نے کل بال و اسباب اور کنیزوں اور خواصوں سمیت ملکہ کوزنیل میں ڈالا اور مہفت منظر سے جست و خیز کر کے
دریا پار آکر داخل لشکر اسلام ہوا اب اسکو تو لشکر اسلام میں چھوڑے اور اب حال عبرت بیان ایرج نو جوان کا ہے
کہ ایرج ملکہ مصنوعی کو خوش و نرم اپنے ساتھ لیے ہوئے جلد منزل طو کرنا ہوا چلا جاتا تھا اور کستا جاتا تھا کہ
فی الحقیقت خواجہ نے پھر وہ احسان کیا کہ تمام عمر اس کے احسان سے سزا اٹھا سکو لگائی الواقع اگر عمرو مجھ کو نہ دیتا

تو ہرگز ملکہ! اتھنے آئی القصد جب جاتے جانے در منزل ہو کر چکا تو میری منزل پر پہنچ کے حامد بن حمید زنگی کو ملکہ
مصنوعی کے ساتھ منعقد کیا حامد بن حمید زنگی خوشی خوشی داخل محلہ عروسی ہوا پہلے تو جد سے میں جا کر میرا عظمیٰ کی جیت
کی اور کہا کہ ای میرا عظمیٰ آفتاب تابان کرو کرو و شکر ہو تیرا کہ تو نے مجھ ایسے روسیہ نالائق روزگار کو ایسی اعلیٰ
مرد صورت عنایت کی ای آفتاب تابان شعر اگر ہر موے میں گرد و زبانے مدنیہ حریفے از شکرت بیاسنے مدبہ
اسکے سر سجے سے اٹھا کر ملکہ مصنوعی کے گرد پھر اصدق ہوا خوب اچھلنا خوب کودا یہ یہ خوشوقتی میں اچھل کود
رہا ہوا در بختیارک اپنے دل میں کہ رہا ہو کہ وہ اس صورت نبض پر ملکہ قمر چہر کے لیے یہ خوشوقتی کر رہا ہوا اب کوئی
دم میں روئے گا کہ حامد بن حمید نے اسکے گلے میں ہاتھ ڈال دیے رخ انور کے بوسے لینے لگا اور کہا کہ ای ملکہ تجھ سے تو بولو
بات تو کرو اس قدر شرم و حجاب کیوں کرتی ہو اکھ کھو لکر دیکھو یہاں سوائے میرے اور کوئی نہیں ہے ایک مدت میرے
تھمارے فراق میں رویا کرتا تھا اور جان اپنی کھو یا کرتا تھا آج آفتاب پرستوں کے طفیل میں میرا عظمیٰ نے یہ دن
دیکھا یا کہ تمھارے وصل سے کامیاب اور شاد کام ہو گا مگر بختیارک خوفِ عمر و سے خاموش بیٹھا ہوا ہوا ایسے کہ شد
نے کہہ دیا تھا کہ جب تک حامد بن حمید دست درازی نہ کرے اس وقت تک تو خاموش رہنا اور اپنے کو ظاہر کرنا
الغرض حامد بن حمید نے بوسہ لیکر اپنے ہاتھ سے قسین دے کر مٹھائی کھلائی عطر لایا ایک ادھ جام شراب کا نہ ہوا
کیا جب خوب ست ہوا اور خواہش نفسانی سے اندھا ہو گیا تو بقیہ شہوت رانی بختیارک کے قریب گیا اب جو
خیال کر کے دیکھتا ہے تو بجائے علامت اناس کے علامت ذکر کی پائی متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ای نازنین مر جبین یہ کیا
امر ہو کہ تو بجائے علامت عورت کے علامت مرد کی رکھتی ہو تب بختیارک بول اٹھا اور کہا کہ او مادر بختا نازنین کون ہو
اور تو مجھے سمجھا کیا ہمارے احمق میں ہوں بختیارک پہلے اپنا منہ ہوا پھر ملکہ قمر چہر کی خواہش کزایہ امر خدا پرستوں کی
کے لیے مخصوص ہو کہ تمام دنیا کے سین انھیں کوٹنے میں ای حامد بن حمید ملکہ تو نور الدہر کے پاس گئی ملکہ بیان
کہان سے آئی پس یہ سننا تھا کہ ایک تیر حامد بن حمید کے جگر پر پڑا اور روتا پیتا ہوا ایسج کے پاس آیا ایسج نے
کہا کہ کیوں حامد کیوں رونے کی کیا بات ہو معلوم ہوا کہ عروس زبردست ہو تیرا قابو نہیں چلتا حامد نے کہا کہ آپ
چلکر دیکھیے تو وہاں معرکہ ہی دگرگون ہو کسی عروس اور کسی ملکہ ایسج نے کہا ارے کچھ کم تو میں حامد نے کہا کہ ای ایسج
میں کیا کون خلاصہ یہ ہو کہ آپ نے میرے واسطے بڑی کوشش کی اور حد کی جانفشانی کی مگر آپ کیا زمین میری
تسمت میں وصل ملکہ کا مقدمہ ہی نہیں ہوا محنت کی محنت ضائع ہوئی رو بہ کار وہ یہ برباد ہوا ایسج حیران درشتا
ہو کر محلہ عروسی میں آیا دیکھا تو ملکہ بیٹھی ہوئی ہو ایسج کو جو آنے دیکھا اٹھکر سلام کیا ایسج نے کہا کہ ای ملکہ یہ کیا
امر ہو حامد بن حمید کو تنہا کیوں خفا کر دیا ہے کہ تو ملکہ قمر چہر کو دیکھو نے کسی اور کو بنا کر میرے حوالے کر دیا ہو
اس وقت بختیارک نے کہا کہ ای زبہ آفتاب پرستان ای ایسج نو جوان ملکہ قمر چہر کا کیا ذکر ہو وہ بیان
کیا وہ تو نور الدہر کے پہلو میں بیٹھی ہوگی میں تو بختیارک ہوں جب تو ایسج کو غصہ آگیا اور کہا کہ ادنا بکار
تو نے پہلے کیوں نہ اپنے کو ظاہر کیا تو نے مجھے اس قدر زحمت بیکار ہی کو دلوائی اگر وہ میں تو ظاہر کر دیتا تو میں شک
کیوں آتا مگر اب جیسا تو نے مجھے پریشان کیا ہو ویسا ہی میں بھی تیری وہ حالت کر دے گا کہ تو بھی تمام عمر کو یاد کئے
بغیر مارے تجھے نہ چھوڑو گا کروڑ روپہ میرا تو نے برباد کر دیا یہ شکر بختیارک ایسج کے قدموں پر گر پڑا
اور کہا کہ میری کوئی خطا نہیں ہو میں بالکل بے گناہ ہوں اب چاہیے قتل کیجیے چاہیے عفو فرمائیے آپ کو صاحب
مروت جان کر اپنی جان بچانے کے لیے یہ حرکت کی ہو اگر میں یہ جسہ کت نہ کرتا تو وہ مرشد کلان مجھ کو

ماری ڈالتا اور ایرج عمرو نے مجھے کدیا تھا کہ جب تک حامد بن حمید قصہ شہوت رانی نہ کرے اُس وقت تک تو
 اپنے کو نظر نہ کرنا ورنہ وہیں آکر تجھے مار دوں گا زندہ نہ چھوڑ دوں گا اور ایرج بن عمرو سے اس طرح ڈرتا ہوں کہ
 جس طرح گائے قصاب سے اور ایرج عمرو وہ بلا سے بد پر وہ آفت روزگار کی کہ میرے باپ کا حریف مجھے پکا کر
 کھلا دیا میں نہ ڈروں تو کون ڈرے عمرو سے تو میری روح ہی نکلتی ہر اور آپ بھی تو اُس مرشد سے خوب واقف
 ہیں کہ جیسے وہ ذات بابرکات ہیں اور کیسے معقول آدمی ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایک مدت کے بعد حمزہ نے
 تقصیر عمرو کی معاف کر دی اور حمزہ اور عمرو سے صفائی ہو گئی عمرو نے ملکہ قمر چہر کو نور الدہر کے حوالے
 کر دیا اصل میں میں تو باعث صفائی ہوں ایرج میں بھی بدولت عمرو ہی کے دیو قلیاس کی تہ میں رہا اور جو جو
 میرا لکھا پورا ہوا کیا گزارش کروں آخر الامر وہ مرشد میرے قتل پر آمادہ ہوئے جب مجھے یہ شرط پیش کی کہ میں تجھے
 ملکہ قمر چہر کی صورت بنا کر ایرج کے حوالے کروں گا خبردار خبردار تو اُس وقت تک نہ بولتا اور اپنے کو اُس وقت تک ظاہر
 نہ کرنا جب تک حامد بن حمید دست درازی نہ کرے اور کہا کہ اگر ایسا نہ کریگا تو میں عمرو ہوں وہیں پہنچ کر تجھے
 قتل کروں گا تو ایرج نوجوان میں نے مجبوراً اس شرط کو قبول کیا اور آپ کو صاحب کرم سمجھ کر اور غفو قصور آپ کا
 معمول جان کر یہ حرکت کی اور عمرو نے تو ملکہ قمر چہر کو پیش کیا تھا اور قمر چہر نے اُس سے اقرار کر لیا تھا کہ آپ
 مجھے سوائے نور الدہر کے اور کسی کو نہ دیکھیے گا ملکہ تو نور الدہر کے نام پر ہزار جان سے متار ہو جب یہ ساری
 رام کہانی ایرج نے سنی تو سر ہلا کر کہا کہ ہاں معلوم ہوا کہ اُن مرشد کلام نے مجھے دم دیا اور مجھے مسخرہ بن کیا مگر خیر
 خواجہ عمرو سے تو کیا سمجھو لگا کہ وہ میرا محسن ہے مگر نور الدہر کا عیش تلخ کروں گا ملکہ کو اُس کے پاس چین سے نہ بیٹھنے
 دوں گا یہ کہہ کر وہاں سے کوچ کر کے جلد جلد اسی راہ بطور کر کے اُسی مقام پر آیا کہ جہاں پہلے اسکا لشکر اُترا تھا اور وہاں
 پہنچ کر خیمے ڈیرے استادہ کرائے اور شاپور شیردل کو بنا کر چپکے سے کہا کہ اے شاپور شیردل تجھے جس طرح
 ہو سکے نور الدہر اور قمر چہر کو باندھ لائیں ممنون منت ہوں گا شاپور نے کہا کہ خداوند مجھے تعمیل ارشاد میں تو
 عذر نہیں دے گا آنکھوں سے بجلاؤں گا مگر یہ تو سوچ لیجیے کہ آپ سے کچھ بنائے بن بھی پڑے گا میں تو یہ جانتا ہوں
 کہ کبھی بھی آپ کے بنائے کچھ نہ بن پڑے گا اور بے تامل وہ چھوٹ جائیگے ایرج نے کہا کہ تجھے ان قصوں سے کیا
 مطلب ہے تو کیوں دخل در معقولات دیے جاتا ہو مجھے ہمارے حکم کی تعمیل سے غرض ہو یا دنیا بھر کے قضیوں سے
 تو جا کر گرفتار کر لیا سمجھ لیا جائیگا یہ شکر اُسی وقت شاپور شیردل صورت اپنی تبدیل کر کے روانہ ہوا جب دخل
 لشکر اسلام ہوا تو دیکھا کہ نور الدہر علی قدر کے خیمے کے برابر ملکہ قمر چہر اور کیوان فلک رفعت کا خیمہ استادہ
 ہو اور وہ نگہبانی اور پاسبانی ہو کہ مجال کیا ہو جو پرندہ پر مار سکے اور زندہ زندہ کی تو کیا تاب و طاقت اور
 مجال و قدرت ہو کہ وہاں پہنچ سکے تین پہر رات گرداگرد خیموں کے پڑا بھر اگر کوئی تہ میر پیش نہ جاسکی مجبور
 ہو کر وہاں سے پھر راستے میں بدیع الزمان کا خیمہ ملا بس شاپور اُسی کو غیبت جان کر ایک جگہ بیٹھ گیا اور خیمہ
 کی سیدھ باندھ کر نقب کنی شروع کی اور ایک تھوڑی ہی دیر میں مہرہ نقب کا خیمہ بدیع الزمان میں پھوٹا
 خیمے کے اندر پہنچ کر پر دانے بیہوشی کے شہمہوں کی نو پر مارے جب وہ پہلے اور دھوان اُسکا خا صبر داروں اور
 خدمتگاروں کے داغ میں گیا تو وہ سب بیہوش ہو کر گرے شاپور شیردل بدیع الزمان کے پلنگ کے
 پاس گیا اور چپٹے پٹ بدیع الزمان کو بیہوش کر کے چادر عیاری میں پشتارہ باندھ کر وہاں سے چلتا ہوا اور
 قریب طلوع آفتاب ایرج کے پاس پہنچا اور پشتارہ سامنے رکھ دیا ایرج نے پوچھا کہ شاپور کسے لایا

شاہ پور نے ماتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور نور الدین ہرادر فخر چہر پر تو کسی طرح قابو نہ چل سکا وہ زبردست پیرا تھا کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا دوندے کا تو کیا ذکر جو زمین پر رات گروا کر دھیسے کے پڑا پھر اور مہاریر سوچا کیا کر کوئی فکر پیش نہ جا سکی مجبور ہو کر وہاں سے پھر راستے میں بدیع الزمان کا خیمہ لا غلام نے بمصدق مصرع گندم اگر بزم زرد جو غنیمت است ہا اسی کو غنیمت بنانا اور اندرون خیمہ نقب کنی کے پہنچ گیا اور بدیع الزمان کو بیوش کر کے باندھ لایا ایسج نے کہا خیر جو آیا وہی سوار جلد سے بھاگ کر تیار کر دیکھا جا بگا شاہ پور نے اسی وقت آہنگروں کو طلب کر کے بدیع الزمان کو سسل و مطلق کر کے زندہ انجانے میں بھیج دیا جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام تخت پر رونق افزا ہوئے مقرران درگاہ سے دربار ملو ہو چکا تو امیر نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سب میں گر بدیع الزمان کا کسی طرف پناہ نہیں بہت شہر ہوئے پوچھا کہ آج بدیع الزمان نہیں آئے لوگوں نے عرض کیا کہ خداوند ان ابھی تک تو نہیں آئے یہ شکر امیر باتو قیر نے لندھو سے کہا کہ جا کر دیکھو تو لندھو خیمہ شاہزادہ بدیع الزمان میں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ خدا شکر اور خاصہ دار بیوش پڑے ہیں بدیع الزمان کا پلنگ خالی پڑا ہے مگر پیرا شاہ پور کو معلوم ہوتا ہے سمجھا کہ وہی مردود آکر لگیا ہے جا کر امیر سے عرض کیا کہ خداوند بدیع الزمان کو تو شاہ پور عیار ایسج کا چڑا لگیا امیر نے فرمایا کہ ایسج تو چلا گیا تھا پھر لگیا لندھو نے کہا کہ حضور ہاں اگر نہیں آیا تو پھر شاہ پور کو کسے بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ لگیا امیر نے فرمایا کہ اس کجبت آفتاب پرست نے سخت تنگ کیا ہو میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ نور الدین ہر کی شادی کروں گا مگر اب جب تک کہ بدیع الزمان چھوٹ کر نہ آئے کیونکر شادی ہو سکتی ہے یہ شکر نور الدین ہر نے کہا کہ حضور بغیر پدر بزرگوار کے رہا ہوں کیسی شادی اور کیسا بیاہ وہ چھوٹ کر آئیں تو پھر سب کچھ ہو گا نہیں تو سب ہیج پر اس گفتگو سے تمام حاضرین دربار میں ایک سکوت کا عالم ہو گیا مگر اسد غازی چپکے سے اٹھ کر بارگاہ کے باہر آیا اور خضر غلام شیردل کے ہاتھ ایک نامہ اس مضمون کا ایسج کو لکھ بھیجا کہ ادباجی آفتاب پرست کر پاس فروش بچہ بازاری تو نے اس قدر نامردی پر کمر باندھی ہے کہ جب تیرا کچھ پس نہیں چلتا تو تو سردار ان شکر اسلام کو چر وادہ لگا تا ہوا مردود کیون تیری قضا آئی ہو اور موت سر پر کھلی ہو یہ جلد ماموئیان کو را کر دے دوندہ دست عوض لوں گا کہ تو تمام عمر یاد کرے گا جب خضر غلام نامہ لیکر ایسج کے پاس پہنچا اور ایسج نے اُس نامے کو کھنڈ کر پڑھا تو مسکرا کر کہنے لگا کہ وہ مسخرہ مجھے کیا عوض لگے ہر مرنبہ تو دم دبا کر بھاگ جاتا ہے اور پھر یہ لن ترانیاں کرتا ہے جس دن ہاتھ لگتا لگتا ارڈا تو لگا اور خضر غلام سے کہا کہ جا کہدینا اس دیوانے سے کہ بدیع الزمان جب چھوٹے جب ملکہ فخر چہر میرے پاس آجائے یہ جواب ایسج کا شکر خضر غلام وہاں سے واپس آیا اور تمام حال اسد سے گزارش کیا اسد نے کہا کہ خیر اے خضر غلام سمجھا جا بگا اسے تو سہی جو اس دڑ بے کو آگ ہی نہ دے دوندہ اور حامد بن حمید ہی کا فیصلہ نہ کر دوں نہ مرغا ہو گا نہ آواز لگروں کون کی آہنگی رفتا نے کہا کہ اے شہر یار خبردار ایسا قصد نہ کیجیے گا اگر آپ حامد کو مارڈالیں گے تو وہاں بھی تو بدیع الزمان مقید ہیں معلوم نہیں وہ مردک بدیع الزمان سے کیا سلوک کرے اسد نے کہا کہ صاحبو تمھیں کچھ خبر ہے اپنے ہم اس درست کر وہ مردک ماموئیان کا کیا بنا سکتا ہے یہ کہہ کر یکدم تنہا سرشام سے روانہ ہوا اور کسی کو ساتھ نہ لیا سچوں سے کہہ دیا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے دیکھو ہم تنہا جا کر جو کما ہو سود کھائے دیتے ہیں یا نہیں اللہ تعالیٰ جب دروازہ بارگاہ ایسج پر پہنچا تو ٹھہرا اپنا دوشلے سے پیٹ لیا لوگوں نے جانا کہ جسان اور سوار اردنی کے پرے پر کھڑے ہیں انھیں میں یہ بھی ہو گا یہ سمجھ کر کوئی اس سے متعرض نہ ہوا

جب دربار برخواست ہوا اور حامد بن حمید بارگاہ سے نکل کر اپنے خیمے کو چلا تو اسد غازی نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا کہ
 او اور بھٹا دیساہ تو اور ملکہ قمر چہر کا عاشق ہو کھڑا تو رہ کمان جائیگا سنم ضیفم روز بیجا شبر بیشہ دغا نم سپہر
 شجاعت در ریاسے قوت شسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی نعرہ اسد شسوارم کہ دور روز جنگ
 بدرم دل شیر و چرم پنگ - شہنشاہ نام اور و کامران - اسد شیر دل بن صاحبقران - اور جو لوگ دہان پھر رہے
 تھے وہ تو اسد کا نام سننے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک غفلت پر گیا کہ اسے بھاگو شیر آگیا حامد جب تک
 بھاگے ہی بھاگے اسد غازی نے ایک کربو ایک ہاتھ بھینٹا اسے کا رسید کیا تو مثل خیارد و کڑے تھے
 حامد و بھڑے زمین پر گرا اور سے اور دونین تموارین مار بن کہ بالکل قیمہ ہی ہو گیا جب حامد بین بالکل دم ہوا تو
 اسد گھوڑا اڑاتا ہوا اور یہ کہتا ہوا رہا ہی ہوا کہ زندگی میں تو ملکہ کی جدائی جلاتی تھی اب سرے پر دوزخ کی آگ
 جلائیگی القصد جب اسد بھاگیا اور حمید پر حامد کو یہ حال معلوم ہوا تو گریبان چاک کر کے روتا پیتا بے حامد
 واسے حامد کے نعرے اڑتا ہوا ایرج کے پاس آیا تمام حال ایرج سے بیان کیا مگر جب لگی ہوئی تھی آنسو برابر
 آنکھوں سے جاری تھے اور کہتا تھا کہ بے افسوس اس بڑھاپے میں یہ داغ برائے افسوس میں تو کہتا تھا
 کہ ایک روز یہ دیوانہ اسے مار ڈالے گا اور ملکہ قمر چہر کا عشق اسکی جان لیگا ہے اسی کا سامنا ہوا اور بدو آفتاب ستا
 اب کیا کروں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کمر میری ٹوٹ گئی یہ حال شکر اور حمید کی بقیہ رہی دیکھ کر ایرج کے بھی آنسو نکل آئے
 اور حمید کو گئے سے لگا لیا اور کہا کہ ای حمید اب صبر کرو حامد کا زندہ ہونا تو ممکن نہیں مگر اسکا عوض لینے کو اب
 بدیع الزمان موجود ہیں میں اسے حاضر کرتا ہوں تم اسے قتل کر کے خون کے بدلے کا خون لیا اور دل اپنا ٹھنڈھا
 کر دے شکر بختیارک نے کہا کہ ایرج نو جوان یہ کیا ارشاد ہوتا ہے بدیع الزمان کا قتل کرنا امر سل نہیں جو نہایت
 دشواری جو وقت خدا پرستوں کو خبر ہوگی کہ بدیع الزمان قتل ہوتا ہے اسی وقت توبہ کے سبب میں ہونے نور الدہر
 اور حمزہ قیامت ہی تو برپا کر دینگے مگر ایک تدبیر میرے ذہن میں ابھی آئی ہے کہ جس سے اسد بھی ہاتھ لگ جائیگا اور کوئی جھگڑا
 اور فساد بھی نہ ہو گا ایرج نے کہا کہ ایرج بختیارک جلد بتاؤ وہ ترکیب کیا ہے بختیارک نے کہا اور بدو آفتاب پرستان
 آپ تابوت حامد کا حمزہ کے پاس بھیج دیجیے اور کھلا بھیجیے کہ ایرج حمزہ اس اسد مجبول العقل نے حامد کو دغا بازی سے
 مار ڈالا ہے اور مار کر بھاگ گیا ہو یا تو آپ اسد کو باندھ کر میرے پاس بھیج دیجیے اور بدیع الزمان سے ہاتھ
 اٹھائیے ایرج نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی وقت تابوت حامد کا بنا کر صاحبقران کے پاس روانہ کیا اور شاپور
 کے ہاتھ جو کچھ بختیارک نے کہا تھا حمزہ سے کہا بھجھا شاپور اسی تابوت کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف چلا جب دروازہ
 بارگاہ سلطانی پر پہونچا تو تابوت کو تو دروازے پر چھوڑا اور خود بارگاہ کے اندر جا کر صاحبقران کو سلام کیا
 اور پیغام ایرج کا سنایا امیر یہ شکر بہت آزر وہ ہوئے اور پہلوان عادی سے کہا کہ جلد جا کر اسد کو لاد کر آئے
 نہایت بجا حرکت کی ہے پہلوان عادی اسی وقت اسد کے لینے کو روانہ ہوا جب اسد کے پاس پہونچا تو اسد تعظیم
 کے لیے اٹھ کھڑا ہوا سلام کیا کہ دادا جان اس وقت آپ کیاں آئے اور اس حقیر کو سرفراز کیا پہلوان عادی نے کہا
 کہ میں تمھیں لینے کو آیا ہوں صاحبقران عایشان نے تمھیں یاد کیا ہے اسد ناوانتہ اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً پہلوان
 عادی کے ساتھ روانہ ہوا اٹھتے رہے راہ میں ضرغام شیر دل نے اسد کے کان میں کہا کہ آپ جاتے کیاں میں آپ کو
 کچھ خبر بھی ہو کہ دادا جان آپ کے آپ کو کیوں پہلے میں اسد نے کہا کہ مجھے تو کچھ نہیں معلوم تم بتاؤ تو کہ
 کیا معرکہ ہے ضرغام نے کہا کہ میں اتنا جانتا ہوں کہ آپ کا جانا اصلاح وقت نہیں ہو جائے گا تو

بختیارک

شریک ہو کر لڑنے لگا اسد نے جو بدیع الزمان کو پیادہ دیکھا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ مامون بنان آپ کو
 سوار ہو کر لشکر اسلام کا راستہ نیچے بدیع الزمان نے کہا کہ بنیام جو پیادہ رہ جاؤ گے اسد نے کہا کہ مامون بنان
 میں جو آپ سے کتنا ہوں آپ ملے جائے اگر ایرج آجائے گا تو پھر آپ کا نکلنا دشوار ہو جائیگا بدیع الزمان
 نے کہا کہ بنیاد دل نہیں لیتا تمہیں کیونکر اکیلے چھوڑ دوں اسد نے کہا کہ مامون بنان بات کو تو سمجھا کیجئے یہ وقت اس
 قسم کا نہیں ہو گا کہ نہ کیجئے ملے ہی جائے اور میرا خیال نہ کیجئے میں عیار ہوں سو طرح سے نکلنا ڈنگا غرض
 بدیع الزمان چارنا چار لشکر اسلام کو راہی ہوا اور یہاں ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد آپہنچا اور بدیع الزمان
 کو چھڑا کر لشکر اسلام میں بھیج دیا اور خود ننگیوں سے لڑ رہا تھا حمید کو بھی مار ڈالا بس یہ سنتے ہی ایرج مرکب پر
 سوار ہو کر دوڑا کہ یہ دیوانہ جاتا کہاں ہو جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اسد پیادہ لڑ رہا ہے اور ننگی بجائے پھر سے بین
 یہ دیکھ کر ایرج نے غمہ کیا کہ او دیوانہ بھول العقل کھڑا تو رہا میں بھی آپہنچا ہوتا ہوا کہنے ہوئے اسد کے برابر
 پہنچا اسد نے جو ایرج کو با شمشیر برہنہ مرکب تیز رفتار پر سوار دیکھا کہ کہا کہ ایرج تو اپنے کو شجاع اور بہادر جانتا
 ہے اور سپاہیوں میں محسوب کرتا ہے میں پیدل اور تو سوار اگر مجھے بہادری کا دعویٰ ہے اور ارادہ جنگ ہے تو تو بھی
 پیادہ ہو جا ایرج نے کہا کہ امر منصفی میں کیا غرہ ہے میں ابھی پیدل ہوا جاتا ہوں نہ کہ گھوڑے سے کود پڑا اور تب ہوں
 سے کہا کہ تم سب ہٹ ہٹ جاؤ میں تنہا کیا کم ہوں اس ایسے دس پر بھاری ہوں ابھی تو میں اسے باندھے لیٹا
 ہوں سب کے سب ہٹ ہٹ گئے اسد ایرج کی طرف لپکا ایرج اسد کی جانب ہر حاجب و دونوں برابر پہنچے
 تو اسد پتیرا بدل کے ایرج کے گھوڑے کی جانب دوڑا اور گھوڑے کے قریب آکر بال فرس مضبوط پکڑ کے جھپ
 پشت فرس پر تھا اور گھوڑے کو گودا کر کے ایرج کے سامنے تھا ایرج پکارا کہ یہ کیا بندہ دلہن تھا کہ تو قریب
 کر کے میرے ہی گھوڑے پر سوار ہو کے بھاگ نکلا اسد یہ کہتا ہوا چلتا ہوا کہ سپاہی کے چھٹیس قونہن انہیں سے
 ایک فن ہے یہی ہے سنکر بھلتا تمام ایرج دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے اسد کی طرف لپکا اور پکارا کہ کھڑا تو رہ وہ
 گھوڑا نہایت تیز رفتار تھا آن واحد میں اسد قازمی کے برابر ہو چکا اب جہاں اسد مڑ کر دیکھتا ہے تو ایرج بالکل
 قریب آگیا مڑ کر ایک ہاتھ جو اساتو ایک اوچھا سا زخم ایرج کے سر پر آیا اور پھر گھوڑے سے گودا کر کے لپکا ایرج
 پھر اسی حالت میں اسکی طرف لپکا اور بہت تیزی سے اسد کے قریب آکر ایک تلوار ساری کہ اسد بھی زخمی ہوا مگر
 سر جو کھینچ لیا تو تلوار ایرج کی گودے کی گردن پہنچی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی اسد گھوڑے سے کود پڑا
 اس عرصے میں تمام قزاق اور رفقائے اسد قازمی آہٹے اور اسد کو بھاگ کر تلوار میں مارنے ہوئے نکلے پلے
 گئے ایرج نے ہر چند تعاقب کیا مگر اسد کی گردن کو بھی نہ پاسکا مجبوراً ہاتھ ملکر رہ گیا اور اسد نے دامن کوہ
 میں پادچ کر زخم میں مائے لگوئے زخم پہنچی باندھے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ ایک بک سوار سامنے سے دکھائی دیا
 اسد حیران ہوا کہ یہ کون سا منے سے گھوڑے کو گھٹ دوڑاتا چلا آتا ہے اور آگئیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا
 کہ آن واحد میں وہ سوار نزدیک آگیا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبہ دین ستون اسلام کرب پر حرب
 نظر کر دو شاہ ولایت مآب امیر شرق و غرب ہر نہایت غیظ و غضب میں تیر کمان میں پیوستہ کیے ہوئے وقت
 چلا آتا ہے دیکھتے ہی جان نکلتی ہے معلوم ہوا کہ ملک الموت کا سامنا ہو گیا کا پتا تھرا تا اٹھا اور چاہا کہ کسی
 گوشے میں چھپ جائے مگر کرب نے دیکھ پایا وہیں سے آواز دی کہ بھلا ماسقول میں نے دیکھ پایا جی علی ابن ابیطالب
 اگر تو سامنے سے بھاگا اور دست بستہ میرے سامنے نہ آیا تو ایک ہی تھمر میں کام تمام کر دوں لگا اور بالکل اس

امرو کا لکھنا کہ وہ لگا کہ تو میرا بیٹا دین حکم صاحب قرآن کو تجھے زیادہ عزیز جانتا ہوں بہتر یہی ہو کہ ہاتھ باندھ کر چلا آ
 بس اسد کو کچھ نہ بن پڑا دست بستہ ہو کر کھڑا ہو گیا کہ سب نے قریب پہنچ کر شکیں اسد کی باندھ لیں اور اپنے
 ہمراہ لیکر خدمت امیر میں رہی ہوا اب اتنی دیر میں بدیع الزمان بارگاہ سلیمانی میں پہنچ گئے اور امیر ہاتھ تو قریب آکر
 سلام کیا امیر نے گلے لگا کر بیٹھنے کا حکم دیا بدیع الزمان سلام کر کے اپنے دلگل پر تلگن ہوئے امیر نے پوچھا کہ اے
 فرزند سعادتمند تم ایمرج کے چندے سے کیونکر رہا ہوئے عرض کیا کہ اندازہ باقبال حضور موفور السرور اسد بن
 کر ب غازی نے نہایت محنت اور مبالغہ بینی سے مجھ کو رہا کیا اگر اسد نہ پہنچ جاتا تو میں قتل ہو جاتا کوئی بات قتل
 ہونے میں باقی نہ رہی تھی فی الواقع آج اسد نے وہ کام کیا جو کہ رستم و اسفندیار سے بھی ممکن الوقوع نہ تھا اگر سام
 و نریان موجود ہوتے تو وہ بھی غلامی اسد کا حلقہ کان میں پھنسنے حضور کیا حقیقت ہو کسی بہادر و جبری کی غلامی
 کہ اسد لائق صد ہزار تحسین و آفرین ہو میری عندیہ میں اسد کی تعریف کرنا مجال بشری سے خارج ہو یہ سکر
 صاحب قرآن نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان تم چاہے جو کچھ اور چاہے جتنی تعریف کرو مگر یہ ممکن نہیں کہ میں آج اسد
 کو زندہ و چھوڑ دوں ضرور ہی قتل کر دے گا یہ باتیں ہوئی رہی تھیں کہ اسد غازی کو کر ب پر حرب مشکین باندھے
 ہوئے امیر کے سامنے لائے اور عرض کیا کہ یہ اسد حاضر ہو امیر نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو اسد نے کہا کہ سلام
 ہو میرا اُس شخص پر جو خدا سے برحق کو واحد جانتا ہو یہ سکر سب نے جواب سلام دیا مگر صاحب قرآن نے
 فرمایا کہ اے اے اے کیا تو اس صحبت کو جمع کا فران سمجھا ہے جو اس طرح سلام کیا یا مجھ کو کا فر سمجھا اسد نے
 کہا کہ آپ کیسے مسلمان ہیں جو آپ نے مجھ بچارے زخم خوردہ پریشان حال بے گناہ کو ایک گویا سالہ پرست کا فر
 غاسر کے عرض خون میں گرفتار کر دیا مگایا اور اب آپ بے گناہ میرے خون کا بار اپنے سر پر لیتے ہیں امیر نے فرمایا
 کہ یہ سنا اُس کا فر کے خون کرنے کی نہیں بلکہ سزا تیری نامردی کی ہو کہ تو نے اُسے نامردی سے قتل کیا اگر مجھے
 قتل کرنا تھا تو سرگرم ہو کر قتل کیا ہوتا اسد نے کہا کہ اے صاحب قرآن اور سرگرم ہو کر قتل کرنا کسا نام ہو جب وہ درود
 بارگاہ ایمرج سے باہر نکلا تو میں نے اُس کے سامنے جا کر اُسے خبردار و ہوشیار کر کے ارادہ قتل کیا اور جب وہ
 آمادہ پیکار ہوا تو میں نے اُسے دین اسلام کی طرف ہدایت کی جب اُس نے فحش کلمات زبان سے نکالے اور
 راہ پر نہ آیا تو میں اُسے قتل کر کے چلا آیا اے صاحب قرآن انصاف فرمائیے اگر یہی نامردی ہو تو پھر بہادری کس کا
 نام ہو مجھے بتلا لے تو یہی صاحب قرآن نے فرمایا کہ بس خاموش ہو زبان اپنی بند کر بس اب مردی یہی ہے
 کہ ظلم پڑے اور مرنے سے نہ ڈر اسد نے کہا کہ میں نے علامہ اعلام سے سنا ہے کہ اگر مظلوم کو ظالم قتل کرے
 تو حاجت کچھ پڑنے کی نہیں ہو امیر یہ سکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا میں ظالم ہوں اسد نے کہا کہ اب آگے
 کہنا ترک ادب ہو یہ سکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیوں اے صاحب قرآن اگر کوئی شخص اسد کی سفارش کرے
 تو اس وقت مقبول ہوگی یا نہیں امیر نے فرمایا کہ نہ بلکہ اسکو بھی اسے کے ساتھ قتل کر دوں تا اور وہ کو عبرت ہو اور
 پھر کبھی کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے یہ سکر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہا اسد نے آواز دی کہ اے
 ذوالخمار تو کہ میری جلد آ اور مجھ کو قتل کر کہ نا جان خوش ہوں میں مارا جاؤں گا تو اور وہ کو ضرور عبرت ہوگی اسے
 جلد آ ایسا نہ ہو کہ کوئی سفارش میری کر دے اور وہ بھی میرے ساتھ مبتلا سے عذاب ہو یہ سکر امیر ہاتھ تو قریب آکر
 مار کے ہنس پڑے بس امیر کا ہنسنا کہ نور الدہر اور دلندہ صور اور غلشاہ وغیرہ سب کے سب امیر کے قدموں
 پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ یا امیر اب کی مرتبہ اسد کی تقصیر اور معاف کر دیجیے اب اس سے ایسی خطا ہوگی اور اگر پھر

آپ کو اختیار ہو کر ب کی جان پہنچی ہوئی تھی کہ دیکھ کر کیا ہوتا ہے اور اپنے دل میں دعا میں کر رہا تھا کہ خداوند نصیب
 آپ ہی اسکے بچانے والے ہیں آپ ہی بچائینگے تو اسد بچکا اب جب صاحبقران نے یہ رنگ دیکھا کہ اسد کی
 سفارش کی آواز ہر طرف سے بلند ہو تو فرمایا کہ اچھا ایک شرط سے میں اسد کو چھوڑتا ہوں کہ اس کی ایسی حرکت نہ کرے
 بغیر میری اجازت کے کسی کو نہ مارے اسد نے کہا کہ خداوند مجھے اقرار نامہ لکھا لیجیے اب میں کبھی کسی کافر کو قتل
 نہ کرونگا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا خوب یہ مطلب میرا مقصود ہے ہی ہرگز تو کسی کافر کو قتل نہ کرے کہ تو خدا نے قاتل کہا
 کیا ہر ہم لوگ یہ کیونکر کہیں گے کہ ان بغیر مجھے پوچھے ہوئے کسی کو نہ مارنا اسد نے کہا کہ بہت بہتر یہ سنکر امیر نے حکم دیا
 کہ اسد کو چھوڑ دو اسی وقت اسد کی مشکین کھول دی گئیں کہ ب نے سچا شکر کیا اسد امیر کے قدموں پر گر پڑا امیر
 نے اسے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا قناعت و انعام سے سرفراز فرمایا اسد اپنے دنگل پر بیٹھا محبت عیش
 برپا ہوئی عین گرمی محبت میں اسد اٹھا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اگر صاحبقران حکم دیں تو غلام جا کر ایمرج
 کو قتل کر آئے امیر نے فرمایا کہ عید اپنی جگہ پر پھر تجھے دیوانگی سوچی اسد اپنے مقام پر بیٹھ گیا امیر نے کیوان
 فلک رفعت سے کہا کہ اے کیوان میں چاہتا ہوں کہ نور الدہر اور قمر چہرہ کو اس وحوم سے منعقد کروں اور
 اس وحوم سے شاوی رہاؤں کہ کسی نے کبھی شادی نہ کی ہوئے سنکر کیوان نے عرض کیا کہ خداوند نعمت تا بعد از
 تو اونی ملازمان والہ خان کی بھی مددبری نہیں کر سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ اے کیوان تم اطمینان رکھو تمہیں
 جس قدر روپیہ پیسہ درکار ہو گا وہ ہم دینگے تم ملکہ کو لیکر قلعہ قمر بخشش میں جاؤ ہم یہیں رہینگے کیوان فلک
 رفعت نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مجھ کو ایمرج بہ مناد سے اندیشہ ہو ایسا نہ ہو کہ وہ مردک خلل انداز ہو
 اور شادی کو ہم کر دے اگرچہ حضور کے مقابلے میں وہ کچھ بنا نہیں سکتا مگر خداوند شیطان مارتا نہیں ہو فلک تو
 گرتا ہے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم اسکی بھی تدبیر کر دینگے کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے یہ لکھر مقبل کو طلب کیا اور فرمایا
 کہ جلد سنگ مرمر کی چوکی لاکر بچھاؤ اور ہجام و خلعت وغیرہ سب چکی پر لاکر رکھو مقبل نے اسی وقت سب سامان
 درست کیا جب حسب احکم سامان مینا ہو چکا تو امیر نے فرمایا کہ اے سرداران حق شناس و اے پہلوانان گردون
 اساس آیا ہر تم میں کوئی ایسا ہے کہ اس خلعت کو پہنے اور اس ہجام کو پہے اور اس بھر سے کو کھائے اور نور الدہر
 اور قمر چہرہ کی حفاظت کرے کہ شادی میں کوئی برہمی نہ ہونے پائے اور ایمرج کسی طرح کی خلل اندازی نہ کرے
 پائے اسے روکے رہے ہیں یہ سننا تھا کہ وہ شخص اپنے دنگل پر سے اٹھا کہ جسے رستم زمان لندھوور بن سعدان
 کہتے ہیں اور اٹھکر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ اے شہریار بلند اقتدار یہ غلام شاہزادہ
 نور الدہر والا قدر پر جان نثاری کر لگا آپ شوق سے شادی رہ چاہیے جب وہ مردود مجھے قتل کر لیکا تو پھر شادی
 کو ہم کر لگا میری زندگی میں تو وہ کچھ نہیں بنا سکتا یہ لکھر خلعت پہن لیا ہجام پی لیا بھر اکھالیا اور اسی وقت ہار گاہ سے
 باہر نکل کر نواکھ ہندی ساتھ لکھر مقابل لشکر ایمرج اتر پڑا جب یہ خبر ایمرج کو پہونچی کہ شاہزادہ نور الدہر کی شادی
 کا سامان ہو رہا ہے تو کہنے لگا کہ اگر میں زندہ ہوں اور ہاتھ پانوں میرے چلتے رہے تو اس شادی کو تبدیل بہ غم کرونگا
 عین شب عروسی کو رنگ مچاؤنگا سب رخصانے کہا کہ خداوند ہم سب شریک ہیں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوگی ہر کامان
 نے خبر لندھوور کو پہونچائی کہ ایمرج یہ کتاب لندھوور نے کہا کہ کئے دودہ سحرہ کر لگا کیا سمجھا جائیگا جو خدا کو
 منظور ہو گا وہی ہو گا اس مردک کی کیا قدرت ہو اور کیا تاب و طاقت ہو خداوند جل و علا مالک و مختار
 و قادر و توانا ہے یہاں تو یہ باتیں تھیں اور وہاں کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہرہ کو مجانے میں سوار کر کے

کمال عظم و شان سے قطعہ قمر بخش میں لایا تمام شہر کو آئینہ بند کر یا قلعہ قمر بخش سے تباہ گاہ سلیمانی پار فرسنگ کا فاصلہ
تھا دو طرفہ تھا ٹھہرندی کرائی چاندی سونے کے گلاس چڑھوا سے تیل کے بدلے عطر بھر دیا واپس پشت تھا ٹھہرون
کے نیچے ڈیر سے اسٹادہ کر اسے ہر نیچے میں ہر قسم کا سامان قعش جمع کیا ہر نیچے میں ناچ اور راگ رنگ کی تیاری ہوئی
فرش مکلف بچھو دیا جہاز فانوس مردنگین تھے اپنے اپنے موقع سے چڑھوا سے غرض ہر ایک خیمہ ایک بار گاہ شاہی
معلوم ہوتی تھی تمام شہر میں حکم عام تھا کہ تاختم شادی تمام شہر ہمارے یہاں سے کھانا پائے اور عیش و عشرت
میں بسر کرے جو قدر روپیہ درکار ہو خزانہ شاہی سے غرض ایک جشن عام تمام شہر میں برپا تھا کیونکہ ملے
کی تیاری میں مصروف ہوا تمام جوہری اور زر و زر طلب ہوے رکابدار اور زرگر بلائے گئے ایک طرف جوہری نیچے
ہوے جوہر پیش بہادو لہا کے تصدیق کے لیے فروخت کر رہے ہیں واروخہ اور مہتمم اسے کشتیوں میں لگو کر رہے ہیں
ایک طرف زر و زر نیچے ہوے دو لہا کے کپڑے سی رہے ہیں تاج مرصع کار جامہ نیمہ چکن پانچ جامہ وغیرہ تھے
ضروری کپڑے تھے سب تیار کر کے کشتیوں میں چڑھوا سے رکابداروں نے پینڈیاں تیار کر کے چاندی سونے
کے ورق لگا کر رکھیں سناروں نے سونے کے خوان تیار کیے غرض ہر طرح کے سامان مانگے کے درست ہوئے
جب سامان درست ہو گیا تو کیوان سے جا کر عرض کیا کہ خداوند سب سامان تیار ہو فرمایا کہ اچھا آج صرف پینڈیاں
چاندی کی ہنگیوں میں رکھو اگر دو لہا کے گھر پر بچھو دیا اور کھلا بچھو کر کل مانجھا آئینا اسی وقت واروخہ نے پینڈیاں چاندی
کی ہنگیوں میں کسوا کر چوہداروں شاہی کو ساتھ کر کے بارگاہ سلیمانی کی طرف روانہ کیں اور بعد اسکے دیوان خاص نے
ایک عرضی کیوان فلک رفعت کی جانب سے لکھ کر شاہی ثبت کر کے ایک خاصبردار خاص کے ہاتھ خدمت
امیر میں بدین مضمون ارسال کی کہ حضور یہ دینہ محقرہ آتا ہوا امید ہو کہ شرف اجابت سے مشرف ہوا اور کل شب بخیر مانجھا
آئینا خاصبردار یہ عرضی لیکر روانہ ہوا اور پینڈیاں پہنچیں اور اصرار سے یہ چوہدار پہنچا پہلے صاحبقران نے
عرضی کیوان فلک رفعت کی پڑھی نہایت خوش و مسرور ہوئے پینڈیاں محل خاص میں بچھا دیں اور سامان
معیت عیش میا کیا اور غلعت و انعام دے کر خاصبرداروں اور چوہداروں کو رخصت کیا ورنہ سب خوش خوش واپس گئے
رات بھر تو سب سامان درست ہوا کیا اور اصرار و دونوں طرف تیاری رہی صبح کو کیوان فلک رفعت نے نچتے
کے ساتھ ہی حکم دیا کہ سب سامان ہمارے سامنے لا کر رکھو اسی وقت سب سامان کیوان فلک رفعت
کے سامنے رکھا گیا خاصبردار چوہدار حاضر ہوئے کیوان نے حکم دیا کہ کپڑے نوشاہ کے کشتیوں میں لگائے جائیں
اسی وقت سونے کی کشتیاں حاضر ہوئیں پہلے سب کشتیوں میں تانمی کے تھان اور کھواب کے تھان پیٹے گئے ایک کشتی
میں تاج و جاہر نگار کہ جسکی چمک سے آنکھیں خیرگی کرنے لگیں لگایا گیا ایک کشتی میں کلنا جسمین موتی تھے ہوئے گلابندہ
خلقت سے نایبند کسی صدف سے منین نکلے تھے ایک کشتی میں جامہ ایک میں خیمہ ایک میں چکن ایک میں زبرجامہ
ایک میں پانچ جامہ ایک میں پکا ایک کشتی میں دو شالہ اور کھواب کی لگی رکھی گئی غرض ایک ایک کشتی میں ایک ایک
کپڑا لگایا گیا مگر ہر کپڑا اس قدر بھاری اور مکمل بچھا ہر بے بجا تھا کہ تمام کشتیوں میں ایک کو نور کی آفتی ہوئی
معلوم ہوتی تھی غرض جب سب کپڑے چنے جا چکے تو کیوان فلک رفعت نے کیلین اور بتا سے ڈولا کے جوہر نگار
کشتی پوش ڈولا دیے بعد اسکے پھولوں کا گنا کشتیوں میں لگایا گیا بعد اسکے ایک سونے کی چوکی کہ جسپر برابر
سے موتی تھے ہوئے تھے جوہر پیش بہا کی جھالہ لگی ہوئی تھی کھواب کا تھان بچھا ہوا تھا لاکر رکھی گئی سونے کا لوٹا
سونے کا کٹورا سپر رکھا گیا سونے کے تاروں سے باندھا گیا آئین عطر میں گھونکر رکھا گیا ایک اشرفی میں کٹورے میں

رکھی گئی جب یہ سب سامان درست ہو چکا تو چاندی کے خوافون میں کھیلین بتاتے ڈاکٹر کو اب کے تھانوں میں بیٹھ کر
 درست کیے گئے جب یہ بھی درست ہو چکا تو کھانے جوڑے اور دو دھڑپنے کے لیے تین سال کا داخل شہر قمر بخشش کا
 ہاتھیوں پر لدوا دیا بعد اُس کے محل میں کھلا بھیجا کہ دُلہن کو مانجھا پٹنایا جائے محلدار نے اندر جا کر یہ حکم سنایا کہ حکم
 بادشاہی یہ ہو کہ دُلہن کو مانجھا پٹنایا کر سواریان سوار کرانی جائیں اُسی وقت دُلہن کو مانجھا پٹنایا گیا شادیانہ بھاجب مانجھا
 پٹنایا گئے تو محلدار نے آکر کہا کہ دُلہن مانجھا پٹنایا گیا جلوس تیار ہو سواریان ڈبوڑھی پر لگائی جائیں اُسی وقت سواریان
 ڈبوڑھی پر لگائی گئیں جلوس آراستہ ہوا جب سواریان سوار ہو چکیں تو ہزاروں رسالے ہزاروں پٹنیں قریب
 قریب کل جلوس شاہی خاص کیوان کی ہمراہی کا اور کل رفقائے خاص کیوان فلک رفعت کے جڑی تزک
 دشمن سے فکارہ اس فوجی بجتے ہوئے مانجھا لیکر جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے اور
 خبر مانجھے کی آمد کی امیر نے سنی تو بعض خاص خاص رفقائے استقبال کے واسطے روانہ کیا کل سواریان اور سامان
 اندر محل کے بھیجا گیا جو لوگ ساتھ تھے وہ بارگاہ میں آکر اپنے اپنے مراتب سے بیٹھے سواریان اندر آ کر کے گئیں دولہا
 پٹنایا گیا جب دولہا مانجھا پٹنایا گیا تو سمدھن کو شربت پلایا گیا شادیانہ دیگیا باہر امیر باتو قمر نے کل ہمراہیوں کو
 خلعت و انعام دیا سب کے سب خوش و مسرور ہوئے جب سب امور ضروری سے فراغت ہو چکی تو سواریان ڈبوڑھی
 پر لگائی گئیں سمدھن سوار ہوئے خوش خوش قلعہ قمر بخشش میں واپس گئیں جا کر کیوان فلک رفعت کو مبارکبادی
 دی وہان کیوان فلک رفعت نے دشمنی کا سکھ دیا اور بہانہ صاحبقران نے جشن کی تیاری کی دولہا مانجھا پٹنایا
 باہر آیا سب بزرگوں کو سلام کیا امیر نے اُنکے گھر سے لگایا پٹنایا پر بوسہ دیا بدیع الزمان نے بھی گلے سے
 لگایا سب کے سب خوش و مسرور ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا صدائے مبارک سلامت آسمان تک
 جانے لگی رات بھر ناچ اور ناگ رنگ رہا صبح کو امیر نے اُنکے ساتھ ہی تمام لشکر کو زبرد جوڑے تقسیم کیے کل بارگاہ
 نذر دیکھتے سے منہ می گئی ہر سردار کے غیمے پر نہر و جھنڈیاں لگائی گئیں انسروں کو لاکھ لاکھ روپیے کے جوڑے
 اور تمام فوج کو ہزار ہزار روپیے کے جوڑے پٹنائے کے غرض مانجھے کے دن سے ساچو تک دن عید رات شہادت
 رہی حکم عام تھا کہ تاختم شادی تمام فوج میں کھانا سرکار سے تقسیم ہو ہر سردار کے غیمے میں ناچ رنگ ہو جسکو جس قدر چاہے
 کی ضرورت ہو غنائ سرکاری سے بے غرض عجب دھوم دھام اور عجب مسرت کا ساتھ ساتھ ایسے ساچو کا دن قریب آیا
 ایک دن پیشتر ہاتھیوں پر لکھو کھان من لعل لدوا کے روانہ کیے اور کیوان فلک رفعت سے کھلا بھیجا کہ کل
 ساچو آئیگی اور بعد اُس کے تمام لشکر کو گلہائی جوڑے تقسیم ہونے ساچو جانے کا سامان مہیا ہونا شروع ہوا اگر ایش
 تیار ہونے لگی سناروں نے سونے کے گھرے جلد جلد تیار کیے اندر محل کے ریت کے کپڑے درست ہونے
 لگے چڑھاوے کا سامان مہیا ہونے لگا جب سامان درست ہو چکا اور ساچو کا دن آیا تو کل فوج میں تیاری
 ہوئی جلوس شاہی ساتھ جانے کے واسطے مرتب ہوا جو گھرے سونے کے تاروں سے باندھے گئے جب سب
 سامان درست ہو چکا اور سواریان سوار ہو چکیں تو نہایت تزک و خشم سے ساچو دُلہن کے گھر پہونچی آتشباری
 جو ساتھ تھی پہلے وہ چھوٹی بعد اُس کے آرایش لٹوائی گئی کیوان نے سہون کو بارگاہ میں لا کر بٹھایا سواریان
 محل میں آکر دُلہن کو چڑھا دیا چڑھا دیا مہار کبنا دکی بلند ہوئی جب چڑھا دیا چڑھا دیا شادیانہ بچ چکا تو کیوان نے
 سب کو چاہر کے ہار تقسیم کیے کشتیان عطر اور پان و بھول کی پیش کیں سب کے سب بھر کر بارگاہ سلیمانی میں
 آئے امیر باتو قمر کو مبارکباد دی دوسرے روز کیوان نے بڑے تزک سے محندی بھیجی دولہا کے محندی

لگائی گئی امیر باتو قیر نے سب کو سُرخ جوڑے تقسیم کیے دوسرے روز برات کا سامان ہوا تمام اعلیٰ و ادنیٰ وضع و شریف
 سب کے سب سُرخ پوش ہوئے بارگاہ سلیمانی بھی گئی دولہا کے مکان سے لیکر دھن کے گھر تک دور وہ چرائان
 پانہ می سونے کے گھر سون میں عطر بھر بھر کے روشنی ہوئی آتش بازی گاڑی گئی دعوت کا سامان میا ہوا شہر میں سے
 کل سرداران و افسران لشکر کو کمانا کھلایا گیا جب کمانے سے فراغت ہوئی تو آتش بازی پھوٹنا شروع ہوئی عجب
 آتش بازی چھوٹنے کے سب لوگ اکڑ بارگاہ میں بیٹھے امیر نے سبھوں کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا بارگاہ کے تقسیم
 کیے بعد اُسکے ناچ کو حکم دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ایک مسند جو اہرنگا سرچون بیچ بارگاہ میں بھی
 ہوئی تھی اُس پر نور الدہر اگر شکن ہوا دہنی جانب بادشاہ اسلام بائیں جانب صاحبقران سائے اُسد اود کرب
 اور اور سرداران اسلام آکر بیٹھے پس پشت خاصہ وارچنور ہاتھ میں لیے ہوئے گس رانی کر رہا غرض اس قسم
 کی صحبت عیش و عشرت برپا تھی کہ شتری فلک صدائے مہار کیا و بلند کر رہی تھی کوئی دو پہر رات تک صحبت عیش
 برپا رہی بعد اُسکے پچھلے پہر اندر سے عجب ہوئی کہ دولہا کو حمام کے لیے بھیج نور الدہر والا قدر محفل کے اندر گیا
 پہلے منڈے کے نیچے چوک پور گیا بعد اُسکے گنگا جمنی چوکی مقیش کا کنگنا بندھا ہوا لا کر منڈے کے نیچے بچھائی گئی دولہا
 نہانے کے لیے پٹا دولہا کی بہنوں نے روپ در سن سے دوپ اور دودھ سر پر ڈالا نور الدہر کی والدہ نے
 نیگ بین نور الدہر کی بہنوں کو ایک ایک ووشالہ نہایت گران قیمت اور ایک ایک توڑا اشرفیون کا دیا بعد
 اُسکے باری واریں آکر حاضر ہوئیں دو توڑے اشرفیون کے نیگ بین لیے دولہا کو نلادھلا کر بارگاہ میں بھیجا امیر
 باتو قیر نے آکر اپنے ہاتھ سے سہرا باندھا خلعت پہنایا بعد اُسکے اپنے ساتھ لیکر صحبت رقص میں لائے ہر ایک نے بہا گیا
 وہی دولہا نے سب بزرگوں کو سلام کیا مسند پر بٹھایا مہار کیا و گائی جانے لگی کہ اس عرصے میں صبح قریب ہوئی
 ناچ برخواست ہوا برات جانے کا سامان ہوا امیر نے پہلو ان عادی کو بلا کر کہا کہ اے پہلو ان عادی
 جسد برات سجھاؤ کل فوج اور بلو س شاہی تیار کرو او پہلو ان عادی سلام کر کے گیا اور نہایت جلد
 جلد سامان درست کر کے خدمت امیر میں آکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہو گیا بلوس وغیرہ مرتب
 ہو چکا دولہا کا اتھی حاضر ہوا کر دیا یہ سنکر نور الدہر کو لیکر امیر اُسے موتیوں کا سہرا اپنے ہاتھ میں اٹھائے
 ہوئے پہلے غرض نور الدہر کو سوار کیا بائیں جانب نور الدہر کے خود بیٹھے دہنی جانب بادشاہ اسلام کو بٹھایا خواصی میں
 پہلو ان عادی کو اشرفیون کے توڑے دے کر بٹھایا بعد اُسکے اور سرداران عالی مقام افسران ذوالا حتر
 ہاتھیوں پر سوار ہوئے آگے آگے دولہا کا اتھی پیچھے پیچھے ان سب کے اتھی دولہا پر سے زر و جواہر تھار ہوتا
 ہوا اتھی بھی سر سے ہاتھوں تک زیور جو اہر میں عرق سونے کا جو دار کھا ہوا چاند مرصع کار جو اہر آبدار کا سر پہ
 لگا ہوا اعلیٰ زنجیریں سونڈ میں لپیٹی ہوئی دم میں موتیوں کے گچھے لگے ہوئے آتش بازی کے بان چھوٹتے ہوئے
 نقارے اور دُغے داسے بجتے ہوئے روشنی کی اور انواع انواع طرح کے باجے بجتے ہوئے تمام فوج صاحبقرانی
 ہراہ کوئی سوار اور کوئی پیدل ایسا نہ تھا جو برات کے ساتھ نہ ہو سوا اعلیٰ کی کشت کے کہ وہ تو خلعت بارگاہ کے لیے
 رگے تھے روشنی اس طرح کی کہ رات کا دن معلوم ہوتا تھا اور نکات یہ تھا کہ بجائے تیل کے مشعلی عطر مشعلوں پر
 ٹپکتے ہوئے جاتے تھے کہ وہ محراب تمام معطر ہو گیا تھا غرض بڑی شان و شوکت سے برات دُغن کے دروازے
 پر پہنچی کیوان فلک رفعت نے استقبال کیا کل ہاتھیوں کو قلم میں لگیا دولہا کل شکر چاہتے اور
 بیڑے پختے کے لیے اندر دیا گیا جب دولہا کل شکر پاٹ چکا تو باہر آیا اور صحبت رقص میں مسند پر بیٹھا ناچ

ہونے لگا توڑی دیر تک ناچ ہوا کیا بعد اُس کے خواجہ بزرگ امید اور خواجہ عمر و بن امیہ صغریٰ آئے خواجہ
 بزرگ امید دوطا کی طرف سے اور خواجہ عمر و دھن کی طرف سے وکیل ہوئے عقد پر عا گیا دو کرد و روپے
 خواجہ بزرگ امید کو دیے اور دو کرد و روپے خواجہ عمر و کو دیے بعد عقد کے شربت پلائی ہوئی دوطا کا جوٹھا
 شربت دوطا کے لیے بچھا گیا مبارکباد لگائی گئی بعد اُس کے دوطا کو اندر محل کے طلب کیا ریت سین ادا ہونے لگین دھن
 کو دوطا کے برابر لاکے بٹھایا دھن کی پشت پر دوطا نے ہاتھ رکھا تو دھن نے نوٹے لگائے اُسی صوف دکھایا گیا نو بائین
 چنوائی گئیں جب ریت رسمون سے فراغت ہو چکی تو دھن کو جملہ عروسی دین لاکر بٹھایا سب عزیز و اقربا ملے کو آئے
 تو دھن نے اپنی کافی دوطا باہر آیا کیوان فلک رفعت کو سلام کیا کیوان نے سلامی مین کھسے مقرر بخش
 دوطا کو دیا اور جب قدر ماہ و بساط کیوان کے پاس تھی سب جہیزین دے دی دوطا پھر اندر بٹھایا دھن کو گو دھن اٹھا کر
 محلانے مین بٹھایا رات رخصت ہوئی نور الدہر خوشی خوشی دھن کو بیاہے ہوئے چلا جاتا تھا کہ امیر ج کو یہ خبر
 پہونچی امیر ج نے کہا کہ اسی کا تو انتظار تھا اب دیکھتا ہوں کہ نور الدہر کیونکر لچانے پاتا ہے اور ایک روایت یہ ہے
 کہ بعد شادی نور الدہر کے امیر ج بدیع الزمان کو پکڑا و اسکا تاج اور اسد حامد بن حمید کو بارتا ہوا اور
 حالت اسکا جلتا ہوا ہر طور پر یہ مکر امیر ج سوار ہوا اور قصد کیا کہ بڑا ت کی طرف جاے لندھور تو اُسی واسطے
 قریب لشکر امیر ج اُتر ہی ہوا تھا لکارا کہ او آفتاب پرست کہ صر جاتا ہے بہتر ہے جو کہ اپنے ارادہ فاسد سے
 باز آئیں جب تک زندہ ہوں تیری ہوا کو بھی اُدھر نہ جانے دو لگا امیر ج نے کہا کہ خیر پہلے تجھ کو مار لوں تو آگے
 بڑھوں اور عروس کو لون بہ مکر قبضہ پر ہاتھ ڈالے لندھور کی طرف دوڑا اور ایک تلووار لندھور کے سر پر
 لگائی کہ سپر کو قلم کر کے چار اُٹل سر مین در آئی لندھور نے دستانہ مارا تلووار تو جھنک کر ٹکلی چپا و خون کی سر سے جاری
 ہوئی مگر لندھور نے اُسی حالت زخمی داری مین چو پوری قوت سے امیر ج کے سر پر تلووار ماری تو سپر کو کاٹ
 کر تاد و ایر و اُتر گئی امیر ج نے دستانہ مارا تلووار تو جھنک کر ٹکلی مگر چادر خون کی جاری ہوئی اُسی حالت زخمی داری
 مین امیر ج نے پھر وال کیا کہ بایان شانہ لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پھر تلووار لگائی کہ دایمانہ تھ امیر ج کا
 منجر ج ہوا غرض دونوں مین خوب لڑائی ہوئی قرار واقعی دونوں چورم چور ہوئے اور بیہوش ہو کر گرے اُدھر
 آفتاب پرست کھڑے ہوئے تھے اُس طرف ہندی استاد تھی دو امیر ج کو اُٹھا لینگے یہ لندھور کو اُٹھا لینگے
 اور امیر باوقیر فرمان و شادان عروس کو لیے ہوئے لشکر اسلام مین داخل ہوئے خوشی خوشی دھن کو اُتر واکر جملہ
 عروسی مین بچھا پہلے پاندی کا دھن تلوے مین لگایا گیا دودھ سے پاتون دھوئے بعد اُس کے نور الدہر دامن عروس
 پر ناز پڑھ کر باہر آئے امیر کو سلام کیا امیر نے گلے سے لگا کر خلعت دیا لوگوں نے مبارکباد دی ناچ ہونے لگا کہ اس
 اُتھان سہر کا دون نے آکر خبر پہونچائی کہ لندھور اور امیر ج مین خوب تلووار چلی تاہم دونوں بیہوش ہو کر گر پڑے
 آفتاب پرست امیر ج کو اُٹھا لے ہندی لوگ لندھور کو اُٹھا لے بستے ہی امیر اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے
 اور خیمہ لندھور مین تشریف لائے لندھور کو ہشیار کیا زخموں مین ٹانگے لگوائے فرمایا کہ جہاں لندھور
 تھے بڑا کام کیا مرد ایسا ہی کرتے ہیں اور لندھور تھے رفاقت کا حق ادا کرو یا تھی دیر تک بیٹھے رہے تحسین و آفرین
 فرما کیے بعد اُس کے تشفی و دلاسا دے کر معالج مقرر کر کے بارگاہ مین واپس آئے اب اس عرس مین رات تو بڑی چلی
 تھی نور الدہر جملہ عروس مین داخل ہوئے نوشاہ نے آتے ہی ملکہ کو آغوش مین لیا اب بیان پر وہ دونوں
 ہانپ کے اشتیاق شرم آمیز اور انکار اقرار خیز ایک عجیب لطیف دے رہے تھے کہ جبکہ تحسیر کرنا قدرت

نکلم سے باہر خلاصہ یہ کہ فرہارم سے دونوں بیوہ شہسوار کے لیکن وہاں تھا کون جو جو لیست صرف ہو اسے نکلیا جھلا بادشاہ
کے نکلنے سنگا یا تھوڑی دیر کے بعد ان دونوں شہسوار کے یکے کے ساتھ آیا باہم اختلاف شروع ہوئے تاہنگہ کو ہر حال
موصول ہوا اپنے اپنے دونوں میں دونوں نے شکر خدا کیا کہ خداوند لا کھ لکھ اور کرور کرور شکر تیرا کہ تو نے ایک دست
بیدار اور صدمہ بید کے بعد جبکہ بالکل یاس ہو چکی تھی شربت مواصلت سے محفوظ فرمایا بارگاہ شکر تیرا کہ تو نے دعا جاری
سلی اور با یکدیگر ملا دیا خداوند اکمان تک تیرا شکر یہ ادا کرین ہم ہرگز تیرے شکر سے عمدہ میرا نہیں ہو سکتے اب اور نیا مخلوق
سے کہ چونکہ وہ دونوں ہوا ایک دوسرے کا مشتاق اور دونوں صحیح المزاج تھے تو بفضل تعالیٰ اسی وقت نکلنے کا استقرار
ہوا اور ملکہ قمر چہر عالمہ بی بی اب ملکہ قمر چہر کے بطن سے وہ مشائخ زادہ باہمت و پرصوت و ذہنی مرتبت بلند شوکت پیدا ہو گا
کہ جس کا نام نامی اور اسم گرامی شاہزادہ بدیع الملک ہو اور جس کا ذکر صندلی نامہ میں تفصیل آئیگا اور وہ شاہزادہ بلند
قد و عالی حوصلہ و وہ کار نمایان کریگا اور وہ شوکت نمایان کریگا جس کے دیکھنے سے ناظرین بالعمین و دقتہ سہمان
معنی آخرین حفظ کافی لوطیف والی اتفاق سے جب ناظرین لاطفہ فرمائیں گے تو وہ یقین کریں گے کہ یہ شاہزادہ اپنے اسلاف
سے گوشت و عورت لیگیا بلکہ اپنے اسلاف کا فر ہو گیا اقتضا اب ان دو ملحدوں کو تو اسی مال میں پھونک دے

اب دو کلمے داستان حیرت نشان سرکشنا ایرج کا اور عمر و کا اس علت میں مطعون آکر لشکر اسلام سے
اٹھنا اور لقا کا جانب طلسمات بھاگنا اور صاحبقران کا اس کے تعاقب میں جانا تا آخر حیرت میں ملاحظہ فرمائے
ارویان اجار عبرت آثار و کاتبان مضامین حیرت زدہ و بیچارہ طغرانویسان کل نفس ذائقة الموت مضمون نگاران ان لسان
قد خلق الموت معنی سہمان نامہ و انالید راہون نکتہ رسان کل المرافع للفضیل بلون اس داستان عبرت یہاں کو صوفیہ قمر طاس
ہم یون تحریر و تفسیر کرتے ہیں کہ جب نور الدہر والا قدر وصل ملکہ قمر چہر سے شاد کام ہوا اور ایرج نے دیکھا کہ میں ناکام ہوا
حاضر و حمید دونوں مارے گئے میری کوئی تدبیر پیش نہ چل سکی ہر واقعہ میں مجھ کو ذلت و ہستی اور ہر اسادے میں ناکامی
ہوئی تو اسے خیال کیا کہ اب تو امیر یا نور الدہر سے مقابلہ کر اور اس سے کو کیسے کر یا مارا گیا یا فتح حاصل ہوگی اگر فتح حاصل
ہوئی تو دنیا مقصد دل حاصل شد اور اگر مارا گیا تو مردوں کا کام ہی نہ ابد الابد نام رہا لیگا کہ ایرج صاحبقران کے
سرچڑھ کر مارا گیا یا خیال کر کے خدمت صاحبقران میں کلا بجا کہ اسی حمزہ صاحبقران میں آپ کے کل لشکر کے چاکر
اسلام کے بڑے بڑے سرداروں سے مقابلہ کر چکے کہ آخرین لندھور بن سعد ان سے مقابلہ ہو چکا اور خوب دل کا دھول
انکھ میں بھی زخمی ہوا اور وہ بھی مجروح ہوا اب فقط آپ ہی سے مقابلہ باقی ہے اور یہی آرزو ہے کہ اب یا آپ میرے مقابلے کو
نکلیے یا آپ کو ہر ایسا ہی اعتماد ہو کہ اپنے مثل سمجھتے ہوں اسے میرے مقابلے کو بھیجے جب ایلچی نے ایرج کا یہ پیغام
صاحبقران کو دیا تو اس وقت شاہزادہ نور الدہر بھی دین موجود تھے یہ پیغام سن کر جواب دیا کہ جب تک میں زندہ
موجود ہوں اس وقت تک صاحبقران گیتی سستان کو میدان میں جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے میں ایرج سے مقابلہ کرونگا
جب مجھے ایرج عمدہ پر آہو لیگا تب واد اہان مقابلے کو نکلیں گے جاکہ ایرج سے کہ ہم تیرا مقابلہ کریں گے یہ سن کر
صاحبقران نے ایلچی کو خدمت دے کر رخصت کیا ایلچی نے تمام مال ایرج سے اگر بیان کیا ایرج نے کہا کہ خیر دہی
سنی نور الدہر بھی صاحبقران ہی اسی وقت قبل جنگ بکھنے کا حکم دیا ہو جب حکم اسی وقت فقارہ رزمی پہنچا
پہنچا ہر کارون سے یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچائی اسی وقت فقارہ رزمی یہاں بھی نواز شش میں آیا رات بھر نہایت
رہی علی الصباح امیر یا قمر بیدار ہوئے وضو کر کے مشغول نماز ہوئے انھیں قافائیں روزہ ہوا اسی طرف کی تھی انھیں
تازہ میں لشکر ایرج سے آواز غل و شور کی سنی جس کی سنی جلدی سے نماز کو تمام کیا چالاک بن عمر و سانسے کھڑا ہوا تھا

اس سے کہا کہ جا کر خبر تو لا کہ لشکر ایرج میں یہ غل و شور کیسا بلند ہے جب سے یہ اکوڑنی ہوئی خود بخود گھبرا ایا جاتا ہے اور آپ سے آپ ایک وحشت سی پیدا ہوتی ہے چالاک تو اسی وقت سلام کر کے لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اور امیر باوقیر داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر متمکن ہوئے سرداروں نے آنکر مہر کیا اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے لیکن جو آتا ہے وہ بھی کہتا ہے کہ آج چار گھنٹی رات سے لشکر ایرج میں ایک غل مچا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ ہاں میں نے تازہ پڑھے ہیں ایک شور سنا تھا اسی وقت چالاک بن عمرو کو روانہ کیا تھا اب وہ آتا ہے ہو گا حال معلوم ہو جائیگا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ چالاک آپہنچا امیر نے پوچھا کہ چالاک کیا خبر ہے چالاک نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور سانحہ عظیم ہو گیا امیر نے فرمایا کہ کیا جلد بیان کر آئے کہ کیا عرض کروں بڑا غصہ ہو گیا اس شہر یا رات کو کسی نے ایرج کا سکاٹ ڈالا لشکر آفتاب پرستان میں ایک قیامت مچی ہوئی ہے یہ سننا تھا کہ امیر کو سننا آگیا اور ایک آہ سرد نکلی چکر فرمایا کہ افسوس صد افسوس نوجوانی ایرج پر اسے ایرج واسے ایرج یہ سکر نور الدین ہر بھی آبدیدہ ہو گئے اور تمام سفار بھی تمکین ہوئے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ بھلا بتاؤ تو کہ یہ کس کی حرکت ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ بن کیا بتاؤں جان آپ ہیں وہ ہیں میں بھی ہوں امیر نے فرمایا کہ بھلا کچھ انگلی ہی سے کہو عمرو نے سر ہٹا کر کہا کہ حمزہ خدای خوب جاننا ہے میں کہوں کہ یہ حرکت کس نے کی امیر نے فرمایا کہ اچھا ایک بات تو سنجوب عمرو قریب آیا تو بچکے سے کہا کہ خواجہ یہ اسد کی تو حرکت نہیں ہے عمرو نے کہا کہ جی نہیں اب وہ اتنا ذر نہیں ہے ابھی وہ ایک حرکت کر کے آپ کی غلی اٹھا چکا ہے اب وہ بھی ایسی حرکت کا مرتکب نہ ہو اور گاہے سکر امیر باوقیر چپ ہوئے مگر اب ایرج کا مال سینے کے علی الصباح مالک بن ملکوت شاہ جو ہمو لا حمزہ ایرج میں آیا تو دیکھا کہ ایرج کا سر کتا ہو ایسے پر رکھا ہے بس یہ دیکھتے ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیسا اور زمین ہل کر کے پھسار بن کھائے لگا کر بیان پاک کیا ڈاڑھی نوچ کر سے اپنا پٹنے لگانا یہ مانت تھا کہ کی کہ اس اثنا میں لغت اور بختیارک بھی پوچھ گئے ایرج کا لاشہ دیکھ کر بختیارک بھی سر پٹنے لگا اور دلازمین مار مار کر رونے لگا مگر بختیارک نے جو غور سے دیکھا تو عمرو کا خنجر بچا تا کہ خون بھرا ہوا پڑا ہے بختیارک نے مالک سے کہا کہ ایو مالک بن ملکوت شاہ ایرج تو اب زندہ نہیں ہو سکتا لیکن قاتل ایرج کا لاشہ مالک نے کہا کہ ایو بختیارک ایرج کا قاتل کون ہو اور تو نے کس نشان سے پہچانا بختیارک نے کہا کہ قاتل ایرج کا سوا عمرو کے اور کوئی نہیں ہے اس لیے کہ یہ خنجر اسی کا ہے اگر تم یہ خنجر لے ہوئے حمزہ کے پاس پٹے جاؤ اور حمزہ سے کہو کہ سبحان اللہ دلاوری اسی کو کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے عیار کو بھیج کر ایرج کو قتل کروادیا دیکھو تو یہ خنجر عمرو کا ہے یا نہیں پہچانیے تو ہی جس وقت حمزہ اس خنجر کو پہچانے گا تو اسی وقت عمرو کو پکڑ کے تیرے حواسے کر دینا تو اسے لا کر بھونس ایرج کے قتل کرنا مالک کو بھی یہ اسے پسند آئی اور اسی وقت ایرج کی لاش مع خنجر خون آلود اپنے ہمراہ بیکر دروازہ بارگاہ پر آیا اطلاع کرائی کہ مالک لاش ایرج کی لیکر آیا ہے امیر نے فرمایا کہ بلاؤ اسے افسوس صد افسوس ایرج کے مرنے سے کمر میری ٹوٹ گئی ہے ایسا جو ان خوبصورت صاحب شجاعت زمانے سے اٹھ گیا اور سب سردار بھی افسوس کرنے لگے کہ مالک بن ملکوت شاہ گر بیان پاک سر پر ناک کپڑے پٹے پہنے ہوئے اسے ایرج نوجوان واسے ایرج نوجوان کا مفرد بلند کرتا ہوا سانسے صاحب جقران کے آبا صا جقران نے فرمایا کہ ایو مالک کس نے ایرج کو مارا کچھ بتا بھی لگاؤ اس نے کہا کہ آپ جان بوجھ کر پوچھتے ہیں آپ یہ سمجھتے کہ میں ایرج سے عہدہ برآ نہ ہو سکو لگا اس لحاظ سے عمرو کو بھیج کر ایرج کو قتل کرواؤ والا اور پھر آپ پوچھتے ہیں کہ کسے ایرج کو مارا آپ سے یہ امر بہت بعید تھا اگر اور کوئی ایسا کرتا تو مقام شکایت نہ تھا کہ مریت کا مطلب ہر طرح مریت کے قتل و غارت سے ہوتا ہے لیکن آپ سے

شجاع و غیور کو یہ امر بالکل تائبہ تھا بس یہ سنتے ہی اس پر غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ اے عمرو سنا تو نے مالک بن ملکوت
کیا کتا جو عمرو نے کہا کہ حمزہ تمہیں کچھ خیر بھی دینا واقعہ بھی نہیں جب سے میں تمہارے پاس آیا ہوں حمزہ روز مقد نور الدہر
کے بارگاہ سلیمانی سے باہر بھی نہیں نکلا میں کیا جانوں کہ مالک کیا کتا جو کچھ کتا ہی بالکل دروغ جو دوسرے بیک میں ہی ہے تو
ایرج کو ایرج بتایا اور اس رستہ کو پہنچایا اور میں ہی اسے قتل کرنا تمہاری بھی کیا باتیں ہیں یہ سکر امیر نے مالک
بن ملکوت سے کہا کہ اے مالک کون ایسا میرا ہم جو اس ایسے نوجوان کو مارتا ہے دشمن بھی تو یہ نہ پامیگا کہ ایسے جوان
رعنا کو قتل کرے اور بھی واہدین نے کسی کو اس ارادے سے نہیں بھیجا ان چالاک کو علی الصباح البتہ استفسار
مال کے لیے بھیجا تھا اس بن الوہس پہنچا ان نے عمرو کے بیٹے کو مار ڈالا تھا تو اس کے عوض میں عمرو نے اس کی ناک سوتے
میں کاٹ لی تھی اس پر میں ایسا مدہم ہوا کہ عمرو کو لٹکا کے پاس باندھ کر بھیجا اور کچھ پاس دیکھا تو نہ کیا اور پھر جب عمرو
وہاں سے چھوٹ کر آیا تو سرچند اسے خواہش کی مگر میں نے ایک مدت تک اسے اپنے پاس نہیں آنے دیا اب مدت مدید کے
بعد میں نے اس کی تقصیر معاف کر کے اپنے پاس بلا دیتے عمرو سے یہ امید نہیں ہو کہ اب وہ ایسی حرکت کا مرتکب ہو گا مگر اس
یہ چنانچہ منض فضول یہ یہ سکر مالک بن ملکوت شاہ نے خبر خون آلود نکال کر سامنے رکھ دیا اور کہا کہ دیکھیے تو یہ خبر کسکا
یہ سر ایرج کا اس کے سینے پر رکھا ہوا اور یہ خبر اس کے سر سامنے پڑا تھا عمرو کی نگاہ جیسے ہی خبر پر پڑی رنگ چہرے کا اڑ گیا
اور امیر نے اس خبر کو دیکھ کر پھاٹا فرمایا کہ او حرام زادے ساربان زادے تو مجھے مکر کرتا دیکھ تو سی یہ خبر کسکا پھر تو نے
نہیں قتل کیا تو یہ خبر تیرا کہاں سے وہاں تک پہنچا ہر سکر عمرو نے قسم کھائی کہ بربک میرا کام یہ نہیں ہے یہ ککر اس نقد
سے اٹھا کہ امیر کے سر پر ہاتھ رکھ کے قسم کھائے کہ صاحبقران میں بالکل بے گناہ ہوں میں عمرو کا اٹھنا کہ امیر نے
ہاتھ عمرو کا پکڑ کر مالک بن ملکوت کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اے مالک یہ عمرو موجود ہے جو چاہے سو اس سے برتاؤ کرو
مالک عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ سے باہر آیا اور عمرو سے کہا کہ اے عمرو تجھ کو نوجوانی ایرج پر دم نہ آیا تیرا ہاتھ قتل ایرج
کے لیے کیونکر اٹھ کتا ہوا شکر میں آیا تھا نے جو عمرو کو دیکھا بہت مدہم ہوا اور کہا کہ او ساربان زادے غضب کیا تو نے
کہ ایرج نوجوان کو بے قصور تو نے مار ڈالا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا چکا کھڑا رہا بختیار ک نے عمرو کو ساکت دیکھ کر
کہا کہ اے پیر و مرشد آپ ہر اسان کیون ہیں آپ کا تو کوئی روگنا بھی میلا نہیں کر سکتا اب آپ ایک دم بھر میں چھوٹا
چاہتے ہیں لٹکانے کہا کہ اے بختیار ک میں تو اس کی وجہ سے بالکل بے پرواہ ہوں گیا ابھی تو اسے داس پر کھینچتا ہوں یہ جاننا
کہاں یہ بیکر مکر دیا کہ جلد اسے بالاسے داریکھنے کو میں اسے تیرا سان کر دنگا یہ سکر لوگوں نے چاہا تھا کہ عمرو کو چرخ پر
کھینچیں عمرو بیدار کر دیا مانگنے لگا کہ اے خالق عالم تو نے تو مجھے کوہ سراندپ پر وعدہ کیا تھا کہ جب تک میں اس
بڑی چیز کو نہ مانگوں گا ملک الموت میرے پاس نہ آئے گا اب یہ کیا امر ہے کہ قبض روح میری ہو چاہتی ہے پروردگار تو ہی
پچھانے والا ہے یہی یہ دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ ایک نقابدار سبز پوش میں ہزار سوار سے نکلا میں کھینچے ہوئے لشکر اٹھتا
پہرہ اور نعرہ کیا کہ ہاشمہ اے کافران یہاں دایا نکلا ان پر وفا کے گذاریم کہ شہاز دست مازند و سلامت رو میرے
مکر قریب میں ہزار کفار کے مع جلا دیا کہ میں قتل کر کے عمرو کو چھڑا کر اپنے گھوڑے پر ڈالنے لیے ہوئے
پہنچا گیا مالک بن ملکوت شاہ اور قافے بے بقا و دون کٹ افسوس ملتے رہ گئے لیکن بختیار ک تو دشمن جان
خواہ عمرو ایک ہی شیطان بن مالک سے کہنے لگا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ تم اسی وقت خدمت حمزہ میں چلے
جاؤ اور چاکر کو کہ وہ اے حمزہ وہ اتنے بظاہر تو عمرو کو باندھ کر میرے حوالے کر دیا اور اس کے عقب میں کسی سزا
نبردست کو نقابدار بنا کر بھیجا کہ وہ بہت سے لوگوں کو قتل کر کے عمرو کو چھڑا لیکھا بھلا اس سے کیا فائدہ لائے

تو نہ دنیا بہتر تھا یہ سکر مالک بن ملکوت اسی وقت خدمت صاحبقران میں گیا اور جو کچھ بختیارک نے تعلیم کیا تھا
امیر سے دہرایا صاحبقران یہ سکر بہت آزدہ ہوئے اور فرمایا کہ اے مالک قسم ہے ہر دور دگا عالم کی میں نے کیا کیا
نہیں بیجا یہ گمان تھا اب بالکل فضول ہو اگر تم اس نقابدار کا پتا بتا دو کہ وہ کہ جسے آیا تھا اور کہ مر گیا تو میں ابھی جا کر
عمر کو اس کے پنجے سے چھڑاؤں اور قتل کر دوں مالک بن ملکوت نے کہا پتا معلوم ہونا کیسا میرے ہر کارے
تو اسکا لشکر تک دیکھ آئے امیر باتو حیرت سے فرمایا کہ اچھا پھر تم ان ہر کاروں کو میرے ساتھ کر دو میں ابھی جاتا ہوں یہ سکر
مالک نے ان ہر کاروں کو بلا کر حاضر خدمت امیر کیا امیر باتو قریب اسی وقت سوار ہو کر لشکر نقادار کی طرف روانہ ہوئے اور
ادھر نقادار نے عمرو کو اپنے لشکر میں لا کر استفسار کیا کہ اے خواجہ اے میرے کو کہ تھے ایسے ج کو قتل کیا ہے یا نہیں عمرو نے کہا کہ اے
نقادار قسم ہے وحدہ لا شریک لہ کی ہرگز میں اس امر کا مرگب نہیں ہوا بچہ ہر بالکل عبث اہتمام لگایا تھا اور مجھے جو محبت ایسے ج
کے ساتھ تھی شاید ہی وہ محبت کسی کو ہوگی اس لیے کہ وہ تو میری ہی ساختہ و پرداختہ تھا تم یہ نہیں سمجھتے کہ میرا ہاتھ باوجود ان
مالیات کے ایسے ج پر کیونکر اٹھتا خدا جانے یہ بیودہ حرکت کس ظالم مکار کی تھی اور بڑی حیرت تو یہ ہے کہ میرا بھرا ایسے ج
کے سر جانے کئے رکھ دیا میں نے تو خود جب سے حال ایسے ج کا سنایا ہے اختیار ہو کر رو رہا ہوں اور خود بخود ہی انداز آتا ہے
نقادار نے کہا کہ خواجہ مجھے تمہارے کئے کا یقین تو آگیا مگر ابھی میں متین چھوڑ نہیں سکتا اس لیے کہ کفار حمزہ کے پاس گئے ہیں
دیکھو حمزہ میرے پاس آتے ہیں یا نہیں اور اگر آتے ہیں تو تم کو طلب کرتے ہیں یا نہیں یہ مگر عمرو کو پوشیدہ کر دیا کہ ایک
تھوڑی دیر کے بعد ہر کاروں نے آکر عرض کیا کہ صاحبقران آپہنچے نقادار اسی وقت استقبال صاحبقران کیلئے
نیچے سے باہر آیا امیر کو سلام کیا اور ہاتھ پڑنے کے نیچے کے اندر لایا مسند پر بٹھایا خود دست ادب باندھ کے سامنے بیٹھا عطر دان
پانڈان چنگیر دان چو گھر سے سب اسباب دعوت مہیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقادار خوب تم نے مجھے رمو کیا عمرو
کہان پر جلد اسے بلاؤ میں بغیر قتل کیے اسے چھوڑتا تھوڑی دیر میں ایک مدت کے بعد وہ بخت میرے پاس آیا اور عفو تقصیر
کرائی اور پھر وہی حرکت کی بلکہ جب سے بدتر حرکت کی جب تو فقط اس بن الوس کی ناک ہی کاٹ ڈالی تھی اب کی مرتبہ تو
اس ظوارم نے ایسے ج سے نوجوان کو جان ہی سے مار ڈالا اور اسے اسکی نوجوانی پر رحم نہ آیا جلد اسے بلاؤ نقادار نے کہا کہ
اے صاحبقران مالیشان میں نے عمرو سے استفسار حال کیا تھا عمرو نے قسم کھائی کہ میں اس امر سے بے جا سے واقف بھی نہیں
اے صاحبقران عمرو تو نوجوانی ایسے ج پر خود متاالم اور متاسف ہوا اور اپنی حیرت ظاہر کرتا ہے کہ میں خود اس امر سے متحیر
ہوں کہ ایسے ج کو کسے قتل کیا اور مزید برآں میرا بھرا کسے رکھ دیا جب عمرو نے اپنی بیگناہی مجھ کو پیش کر دی تو میں نے اسے
بے گناہ سمجھ کر چھوڑ دیا یہ سکر صاحبقران بہت غضبناک ہوئے اور نہایت برہم ہو کر نقادار سے کہا کہ اگر تو نے عمرو کا پتا لگایا
اور نشان دی کی تو خیر ورنہ میں تجھ کو عمرو کے عوض میں قتل کرونگا نقادار نے کہا کہ سر میرا حاضر ہے کا شہید ہے اور عمرو کو
مجھ نہ کیے کہ وہ آپ کا خادم قدیم اور پرانا ندیم ہے کیسی کیسی جاننا زبان عمرو نے آپ کے ساتھ کین ہیں ہمیشہ آپ کا سینہ سپر
رہا کیا اور وہ محض بے تقصیر ہے امیر نے کہا کہ اے نقادار یہ تو عمرو کو بے گناہ جاننا ہے اسے اگر وہ بے تصور ہوتا اور ایسے ج کا
قاتل نہ ہوتا تو خیر اسکا ایسے ج کے سر جانے سے کیونکر نکلتا جلد عمرو کو بلاؤ میں ایک بات تو تمہاری مانو لگا نہیں یہ سب عذرات
بارہ ہیں تم کہتے کیا ہو نقادار نے جو امیر کو غضبناک دیکھا سمجھا کہ اب کوئی عذر میرا پیش نہ جاسکے گا اور کوئی سفارش
میری قبول نہ ہوگی اپنے عمار سے کہا کہ جلد جا کر عمرو کو مے آجیاری اسی وقت آیا اور عمرو سے تمام حال بیان کیا اور کہا
کہ اے عمرو اب موت تمہاری آگئی ہر چند نقادار نے تمہیں چھپایا اور بچایا اور لاکھ لاکھ عذرات اور انتہائے درجہ
کی سفارش کی مگر کوئی بات صاحبقران نے نہ مانی بلکہ اسے نقادار سے برہم ہوئے اور فرمایا کہ اگر عمرو کو نہ دو گے

تو اپنی جان سے ہاتھ دھوؤں میں عمرو کے عوض تین قتل کروں گا یہ سکر عمرو ساکت ہو گیا اور عیار کے ساتھ چار نقابدار
 کا عمرو کو ساتھ لیے ہوئے چلا آیا اور عمرو اپنے مال زار پر روتا ہوا چلا جاتا تھا کہ یکا یک ایک آواز پیدا ہوئی کہ اونا ہکار و
 نامراد بنام عیار ان خواجہ عمرو بن امیہ غنمیری نامہ ار کو کمان لیے جاتا ہے یہ آواز سکر عیار نے جو مڑ کر دیکھا تو دیکھا
 کہ ایک شخص مثل برق کے چلا آتا ہے عیار کو تو اسے دہشت کے سواے بھانکے کے اور کچھ نہ بنا وہ تو عمرو کو چھوڑ کر
 بھاگ گیا اور عمرو کو وہ شخص اٹھالیا عیار کا پناہ تھا ہر نقابدار کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ عمرو کو ایک شخص مجھ سے
 ہمیں لیگیا نقابدار تو یہ بھاگ عیار شاید یہاں نہ کر تا ہے خاموش ہو رہا مگر امیر باتو قیر نے فرمایا کہ اسے لغت ابدار میں خوب
 سمجھتا ہوں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ عمرو کو کون لیگیا جان سے بنے عمرو کو لاؤ نقابدار نے عیار سے کہا کہ اسے
 صاحبقران نہ مانینگے اور کوئی بات نہ سینگے تو بہانہ نہ کر عمرو کو جا کر لے آئے کہا کہ میں بہانہ نہیں کرتا آپ سراپے کو گروہ اگر
 خود دیکھ لیجیے مہوٹ سچ میرا کھلایا یہ سکر نقابدار مع امیر غنمیری سے باہر آئے دیکھا کہ کوئی شخص عمرو کو بیٹھ پر لادے ہوئے
 جاتا ہے نقابدار نے کہا کہ ملاحظہ ہو وہ سامنے کوئی شخص عمرو کو لیے چلا جاتا ہے یہ ملاحظہ فرما کر امیر نے اسکا تعاقب کیا اور
 سفرہ کیا کہ ہاش اونا بقول کمان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ آواز سکر اس شخص نے پلٹ کر جو دیکھا تو دیکھا کہ امیر کشتور گیر چلے
 آتے ہیں سامنے ایک پہاڑ تھا عمرو کو تو شاگردوں کے حوالے کر کے کہا کہ تم اسے لیکر پہاڑ پر چڑھ جاؤ میں مجھے لیتا ہوں
 شاگرد تو عمرو کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور یہ وہیں کھڑا ہو رہا جب امیر قریب آئے تو دیکھا کہ نظر کردہ علی عمران صاحب بغداد
 کران مہتر قرآن حبش کھڑا ہے کچھ کہا ہی پاتے تھے کہ قرآن فرائد مون پر کر چکا اور کہا یا صاحبقران میں حاضر ہوں
 چاہے قتل کیجیے چاہے عفو فرمائیے میں بیشک عمرو کو عیار نقابدار سے جھین لایا ہوں اور اس پہاڑ پر جو سامنے دکھائی دیتا ہے
 اُسے بھیج دیا لیکن ای صاحبقران عمرو قسین کھاتا ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں میں نے ایرج کو نہیں مارا امیر نے فرمایا کہ ای
 قرآن تو نظر کردہ شاہ ولایت امیر عرب جو میں تیرا بہت لحاظ و پاس کرتا ہوں مجھے تو ایسا نہ کہنا چاہیے ای قرآن اگر عمرو
 ایرج کو نہ قتل کرنا تو خیر اسکا ایرج کے سر جانے سے کیوں نکلتا میں کیوں مگر یقین کر دن کہ عمرو نے ایرج کو نہیں مارا اس
 امر سے صاف ظاہر ہے کہ عمرو نے ایرج کا سر ضرور کاٹا ہے مگر جسوقت یہ اپنا کام کر چکا تو شاید جاگ ہو گئی ہو مگر ابھٹ کے
 مارے خیر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا ای قرآن میں نہ مانوں گا تو عمرو کو میرے حوالے کر دے قرآن نے عرض کیا کہ قیاس
 حضور کا بہت بجا ہے لیکن میں عمرو کو مجھوٹا نہیں کہہ سکتا اور جب وہ قسین کھاتا ہے تو میں اسکی کذیب نہیں کہہ سکتا آپ میری
 خاطر سے ایک شب کے واسطے عمرو کو میرے پاس آتا ہے چھوڑ دیجیے اور آج شب کو بعد انفرارغ ناز و دعائے اکتشاف حقیقت
 کر کے سوئے جھوٹے جو کچھ ہوگا آپ پر منکشف ہو جائیگا امیر نے فرمایا کہ امر منصفی میں کوئی کلام نہیں ہے اسے میں نے
 قبول کیا مگر پہاڑ کو میں گھیرے رہوں گا قرآن نے کہا کہ بہت مبارک اسکا مضائقہ نہیں ہے امیر نے اُسی وقت اس مقام پر
 خیمہ استادہ کر لیا اور مقبل و بہرام سے بلا کر کہا کہ تم اپنے لوگوں سمیت اس پہاڑ کو شب بھر گھیرے رہو کہ یہ وزو با یک
 گردن لک لک ہا بھاگ نہ جائے غلامان مقبل و بہرام سب کے سب گرد پہاڑ کے اتر پڑے القصد دن تو
 گزر گیا جب شام ہوئی تو امیر باتو قیر نے وضو کر کے ناز مغربین ادا کی اور وظائف معمولی پڑھ کر دست و پاہر رگاہ قاضی الحاجات
 بلند کر کے کہنے لگے کہ بار الہا واسطہ تجھ کو اپنی کبریائی کا مجھ پر اس نعمت کی حقیقت کو منکشف کر دے جو عابد کمال الخلق و زاری
 جناب ہاری سے طلب کر کے سجادے سے اُسے اور خاصہ نوش و فراہ بستر خواب پر تشریف لیگے خدمتگار خاص و عوام
 وغیرہ سب اپنے اپنے عمدہ پر کھڑے ہوئے صاحبقران نے آرام فرمایا قریب صبح حضرت امیر علیہ السلام علیہ السلام کو خواب
 میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای فرزند ارجمند آگاہ ہو کہ اس واقعہ میں عمرو بالکل بے قصور ہے

اسکا کوئی گناہ نہیں ہو وہ جو بھی قسم ہرگز نہیں کھاتا جو کچھ کتاب و دسب میں ہے بیکار تو اسے مانو ذکر تا ہی ای فرزند عمر و انظر کردہ
 ہفت پیچہ ان کے انکو ایذا نہ دے اور اسے اس حالت میں مانو نہ کر اسے بوا کر اس سے خبر خواہی کر بلکہ عفو و تقصیر اسے
 کر یہ سکر صاحبقران عالی شان نے عرض کیا کہ نبی اللہ پھر اس امر کی حقیقت ارشاد فرمائے کہ اسکی اصلیت کیا ہے ایرج
 کو کہنے مارا ہوا اور پیچہ کسا ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند ایرج واصل مارا نہیں گیا بلکہ زندہ ہے ایک ساحر و مدت
 سے ایرج پر عاشق تھی اور وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح ایرج میرے پاس آجائے مگر کوئی تدبیر اسے بنانے نہیں پڑتی تھی
 اب کی مرتبہ اسکا موقع بن گیا اسے اور ایک شخص کو بصورت ایرج شکل کے پلنگ پر لٹا کر سر اسکا کاٹ
 ڈالا اور ایرج کو اٹھا لیکئی اور مخبر عمر و کا چہرہ اس کے سر سے ڈال دیا ای فرزند ایرج بعد ایک مدت کے اس ساحر کو
 مار کر خروج کر گیا اور اپنے لوگوں سے آکر ملیگا مدتوں تک ممالک باختر میں لڑیگا یہ مگر حضرت انکوں سے پوشیدہ تھے
 حمزہ صاحبقران کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ وقت نماز صبح کا ہے اسے وضو کیا نماز پڑھی بعد فرائض و خائف کل سرداروں کو بلکہ بھائی
 و ہر ایک سب نے عرض کیا کہ حضور ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھا ہے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اب میں عمر و کے
 لینے کو جاں نواہی یہ مگر مرکب تیرا رخسار پر سوار ہو کے جانب کوہ روانہ ہوئے وہاں عمر و کا حال سننے کہ شب کو جو عمر و سیا
 تو اسے بھی یہی خواب دیکھا کہ ای عمر و تو حمزہ سے آزر دہ نہ ہو وہ تیرا آقا اور خاوند ہے پہلے تیری بے گناہی اس پر نکشت
 نہ تھی اب اسے تیری بے گناہی معلوم ہو گئی اور وہ علی الصباح تیرے لینے کو آگیا خبردار اس سے انحراف نہ کرنا جب
 عمر و خواب سے بیدار ہوئے تو وضو کر کے نماز پڑھی اور اتنا رخسار امیر حمزہ صاحبقران میں ہالے کہ وہ بیٹھے کہ ایک ایک امیر
 حمزہ صاحبقران زیر کوہ آپہنچے عمر و صورت امیر کی دیکھ کر پہاڑ سے نیچے اتر اور امیر کو بعد ادب سلام کیا امیر
 جواب سلام دیکر گھوڑے سے کود پڑے اور دوڑ کر خواجہ عمر و سے پہنٹ گیا اور فرمایا کہ خواجہ جس معاف کرنا میں شخص
 کا علم تھا تمہاری بے گناہی ہم پر ثابت نہ تھی عمر و نے کہا کہ ای حمزہ میں خادم تم آقا خادم و آقا کا کیا تقابلی مگر خدیں خیال کرو
 کہ میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا جاننا زبان کین کیا کیا خدمتیں تمہاری بجا لیا کہ جسے کیسے مقام پر سینہ سپر رہا ہمیشہ مثل
 پر داسنے کے تیرا رخسار رہا اور تمہیں ذرا بھی میرے مقابلے میں چشم مروت نہ ہوئی اور مجھ کو کا ~~جہاں~~ کا ایک کافر کی خاطر
 سے اس کے حوالے کر دیا کہ اسے قتل کر ڈالو اگر اتنا بدار مجھ کو نہ بچا تو اب تک خون و دفن بھی ہو گیا ہوتا ای حمزہ اگر
 میرے کہنے پر تمہیں اعتماد نہ بھی تھا تب بھی تحقیق جرم تو ضرور تھی مگر الحمد للہ و اللہ کہ میری بے گناہی تیر
 ثابت ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ حقیقت میں میں تھے شرمندہ ہوں مگر مجھے علم غیب نہ تھا ہی نہیں تھا ہا
 ہی مخبر اس امر کا افغان ہوا تھا کہ تھے یہ حرکت ہوئی ہوگی لیکن خواجہ اب میں عہد کرتا ہوں کہ بلا تحقیق کوئی بات منہ
 سے نہ نکالوں گا اب تو جو کچھ ہو ہو ہوا خطا میری معاف کر دو خواجہ عمر و نے کہا کہ ای حمزہ صاحبقران تم آقا
 میں خادم تمہاری خطا کیسی یہ کیا فرماتے ہو امیر نے فرمایا کہ نہیں خواجہ عمر و اب خطا میری دل سے معاف
 کر دو اور میرے ساتھ چلو خواجہ عمر و نے کہا کہ ای امیر حمزہ اصل یہ ہے کہ اب دل میرا پھٹ گیا اور دنیا
 سے ہٹ گیا کہ جب ہوتا مالک یوں دشمن ہو جائے اور یہ خیال نہ کرے کہ ابھی تو بچہ صا لوس میں سے
 اسکی خطا معاف کی ہے اب یہ ایسی حرکت ناشائستہ کیا کر گیا مگر ای امیر حمزہ صاحبقران یہ تمہارا قصور نہیں
 ہے میرے مقدر کا قصور ہے منظور خدا ہی ہوں تمہا شہر از خدا و ان خلوت دشمن و دوست کہ دل ہر دو در نصرت
 دوست + اب میں تمہارے ساتھ چل کر کیا بناؤں اب تو دل میں نہ ٹھان لی ہو کہ بھئی دنیا میں پوچھ و اور نہایت
 بے قرار و بے ثبات ہے اب اس سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے تیرے ہر نکل جاؤں گا اور گوشہ عاقبت اور کنج عزلت

عرض رسا ہوئے کہ خداوند ہر چند ہے تلاش کی مگر کمین پسند لگا یہ سکر امیر نہایت غلین ہوئے اور انتہائے مرتبہ آئندہ
 خاطر ہوئے اور فرمایا کہ اسے خواجہ عمر و غوثی دفا دیئے بعد اسکے علم دیا کہ خزانہ عمر و کا قلعہ ارمنوس حصار میں روانہ کرو
 اسی وقت روپیہ سپہ عمر و کا قلعہ ارمنوس حصار میں بھیجا گیا بعد اسکے خواجہ عمر و کے ناموس کو قلعہ ذوالامان میں
 روانہ کر دیا اور فرمایا کہ تم مطمئن ہو کر بیٹھو میں جہاں ہوں گا تمہاری خبر گیری کرتا رہوں گا الغرض ناموس خواجہ عمر و کا قلعہ
 ذوالامان میں جا کر مطمئن ہو کے بیٹھا مگر امیر نے اپنا حال بہت تباہ کیا کھانا پینا ترک کر دیا ہر مرتبہ زبان پر یہی جاری تھا
 کہ خود کروہ را در مان نیست ہاے جو کچھ کیا میں نے اپنے ہاتھ سے کیا ہاے عمر و میں تجھے کہاں سے ڈھونڈھ لائوں ہاے
 عمر و تو مجھے کیسا چھوٹ گیا ہاے عمر و اب میں تجھے کہاں سے پاؤں گا یہ عالم ہے کہ دیکھنے والوں کا دم قلق کوڑتا ہے کھر سے
 ہین تو روئے ہین بیٹھے ہین تو روئے ہین ہر چند سردار اور بادشاہ اسلام سمجھا رہے ہین کہ حضور گھبراہٹے نہیں خواجہ
 عمر و سے ملاقات ہو ہی جائیگی آپ کھانا تو کھا لیجئے مگر امیر کو کسی طرح قرار نہیں آتا فرماتے ہین کہ بھائیو کھانا پینا سب عمر و
 کے ساتھ راہی ہو اجب ایسا یار و قار دار چھوٹ جاے تو پھر زندگی فضول ہے تا ایک ناکامی طرح ہے اب دو دن متواتر سات
 فاقے ہوئے رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا آنکھوں میں ملتے پڑ گئے اب جو اٹھ کر کھڑے ہوتے ہین تو ہانوں لڑکھڑا گیا دھڑکے
 کر کر بیوش ہو گئے سب سردار و دربار پڑے صاحبقران کو اگر اٹھایا گلاب کیوڑے کے منہ پر چھینٹے دیے جب تنہا ہی
 دیر کے بعد ہوش آیا تو بادشاہ اسلام نے کھانا منگوایا اور بھرا اپنے ہاتھ سے منجھ کر کھلایا اور بہت تشفی اور دلاسا دیا فرمایا کہ حمزہ
 تم اتنے بڑے عقلمند ہو کر خلاف دانش باتیں کرتے ہو اس وقت عمر و آئندہ ہو کر چلا گیا ہر جو وقت اسے روپے کی ضرورت
 ہوگی خود بخود چلا آئے گا صفائی ہو جائیگی لالچی بندہ تو یہی غرض جب کھانا کھایا پانی پیا ہوش و حواس درست ہوئے
 تو فی الجملہ تسکین ہوئی گریہ و زاری کم ہوئی کار و بار ضروری میں مصروف ہوئے کھانے پینے کے قصہ مختصر رفتہ رفتہ
 امیر حمزہ صاحبقران کو صبر آگیا اور خیال خواجہ عمر و کا دل سے گیا لیکن اب حال لقاے بے بقا کا ملاحظہ فرمائیے
 کہ جب یہ راندہ درگاہ آلا میرج کی جانب سے مایوس ہوا تو بختیارک سے کہا کہ ای بختیارک اب میں کیا تقدیر کروں
 باختہرین تو اب کوئی ملک میرے قبضے میں رہا نہیں کہ جہاں جا کر عزت گزین ہوں امیرج کا دامن تھابنا تھا وہ بھی جدا
 ہو گیا اور حمزہ کے پاس جا کر اسکا دین قبول کرنا محبت کے خلاف ہو کر دن تو کیا کروں بختیارک نے کہا کہ یا خداوند
 پر وہ ظلمات میں آپ کا چھوٹا بھائی نہیر جد شاہ موجود ہے اور ملکہ و مامہ چادو خداوند ساحران اسکی مددگار ہیں
 وہیں چلے چلے اگر خدا پرست وہاں آئیے بھی اور آپ کا تعاقب کریں گے تب بھی کچھ نہ بنا سکیں گے اور مارے جائیں گے
 کیونکہ وہاں حمزہ صاحبقران ہر قرآن معصوم ہو یہ سکر لقاے کہا کہ ای بختیارک تو بہت ٹھیک کہتا ہے میں نے بھی دو
 لاکھ برس قبل ہی تقدیر کی تھی غرض لقا تو راتی راتا اپنا سامان درست کر کے جانب ظلمات روانہ ہوا اور علی الصبح
 جب مالک بن ملکوت شاہ نے یہ خبر سنی تو بھون سے کہا کہ صاحبو سنو میں کسی طرح حمزہ سے مقابلہ نہیں کر سکتا
 یہ دم دعویٰ امیرج ہی کا تھا کہ وہ حمزہ سے مقابل ہوا سب نے کہا کہ بجا ہے تب مالک نے کہا کہ میں نے نجومیوں سے
 وسافت کیا تھا تو معلوم ہوا کہ امیرج زندہ ہے چند روز کے بعد خروج کر یگا پس میں تو لشکر حمزہ صاحبقران میں
 جلا جاتا ہوں کہ وہاں سے امیرج کی خبر اچھی طرح معلوم ہوتی رہی اور تم لوگ جا بجا چلے جاؤ جو وقت امیرج
 کے آنے کی خبر سننا فوراً چلے آنا سمجھو نے کہا کہ بہت مناسب ہے آپ کی مرضی یہ سنکر مالک بن ملکوت
 نے اقبال شاہ کو نہ طاق سکدری میں میعاد رشک دراز گردن کے پاس روانہ کیا اور دہلیم شہا طرنگی
 کو حیرہ کاخ کی جانب بھیجا یا خوجاں اور مرجان کو شہر وریا بار کی جانب رخصت کیا اور سلطان شاہ کو

ملک فرنگوشیہ میں ہائے کاکم دیا جب یہ سب چلے گئے تو خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوا اور بظاہر اسلام
 قبول کیا صاحبقران نے حال زمر و شاہ باختری کا استفسار کیا کہ برآمدہ درگاہ ذوالکھلال لقاے بد اقبال
 خسراں مال کہ صربھاگ کر گیا ہو اُسے عرض کیا کہ بختیارک کے ورغلانے سے جانب ظلمات گمراہان ہوا میر
 نے فرمایا کہ بتائید ایزدی میں جب تک اُسے تخت سلطنت سے تختہ ملبوت پر نہیں کھینچتا یا دائرہ اسلام میں نہیں لاتا ہوں
 قرار نہ لوں گا اس واسطے کہ اگر اُسے اسکے مال پر چھوڑ دوں گا تو وہ بادشاہ بزرگ ہو اور کفار بھی بہت ہیں اُسکے پاس ہر
 جہت ہو جائیگے پھر خروج کر لگا اور میرا مقابلہ کر لگا تاہم عالم سفر کرنے کا قصد کر لگا اور یہ محنت میری ضایع و برباد ہو جائیگی
 پھر از سر نو اسکی شکست دینے کے لیے وہی محنت شاقہ اٹھانی ہوگی اسوجہ سے مجھے اُسکا تعاقب کرنا ضرور ہو یہ فرما کر حکم
 دیا کہ جہاز دن کی تیاری کیجئے بعد اُسکے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے جدا مجد سے سنا ہے کہ ایسج زندہ ہو وہ ہمیشہ
 خروج کر لگا اور جہاں گئے ہو گا تو ایک تو ایسج دوسرا تورج نمبر خورشید ستارہ پرست چوٹا داراب کشور کشا
 یہ سب میرے حریف ہیں اور ان سب سے بڑھ کر داراب کشور کشا کا بھائی خال ہوا و مقبل جلد ملک مر کی چو کی
 اور جام شربت اور خلعت لاکر رکھو مقبل نے اسی وقت قبیل ارشاد کی جب چو کی پر جام و خلعت رکھا گیا تو صاحبقران
 نے ارشاد فرمایا کہ آیا ہو کوئی ایسا بہادر کہ جا کر قریب ملک کشور یہ کے اترے اور داراب کشور کشا کو ہر غلط
 محفوظ رکھے اور جب تک میں ظلمات سے واپس آؤں اُس وقت تک داراب کی حفاظت کرے اور کوئی شتم زخم
 نہ پہنچے دے ہر آفت و ہر بلا سے محفوظ رکھے کس واسطے کہ داراب کشور کشا میں نشانیاں اولاد ابراہیمی کی ظاہر
 و نمودار ہیں مجھے ثابت ہوتا ہے کہ داراب کشور کشا بیشک ہمیشہ میری اولاد میں سے ہو اس لحاظ سے یہ امر
 حفاظت ضروری اور واجب معلوم ہوتا ہے ایسی میر حمزہ صاحبقران کے منہ سے یہ کلام تمام نہ ہونے پایا تھا کہ صاحب
 حمزہ دوسر غلام بنی چاکر حیدر بن مالک اشرور اپنے دل سے اٹھا اور امیر کشور گیر کے سامنے آکر دست ادب
 بستہ عرض رسا ہوا کہ امیر باوقار اگر ارشاد فیض بنیاد شرف اصدار پاس تو یہ تاجدار احقر روزگار اس امر کو
 انجام دے اور اس خدمت کو بجالا کر عزت و افتخار حاصل کرے یہ سکر صاحبقران نے ارشاد کیا کہ میں بھی تمہیں کو چاہتا تھا
 کہ تو ہی جائے تو بہتر ہو مجھے بڑھ کر اس کام کے لیے کوئی لائق نہیں ہے یہ فرما کر مالک اشرور کو خلعت دے کر جانب
 شہر کشور یہ روانہ کیا بعد اُسکے فرمایا کہ اور کوئی بہادر ایسا ہے کہ درہ اختر یہ اور سید قولیہ کو سخر کے عییل ماہرو
 اٹھا اور عرض کیا کہ اس خدمت کو کترین بجالائیگا صاحبقران نے عییل ماہرو کو خلعت دے کر جانب درہ اختر یہ
 اور سید قولیہ روانہ کیا بعد اُسکے سلیمان شاہ فارسی کو بلا کر فرمایا کہ امیر سلیمان تم میرے بزرگ ہو اور نہایت عاقل
 و متین اور صاحب حوصلہ ہو میں تمام زمانے کے محار سے محارسی راے کو پسند کرتا ہوں اور ترجیح دیتا ہوں محارسی راے
 بہت مناسب ہوتی ہے لہذا میں نے تمکو مالک باختر کا بادشاہ کیا تم جا کر سبائل میں بادشاہی کرو اور اُسی کے سامنے
 قلعہ ذوالامان واقع ہو اُس قلعہ میں میرے ناموس رہتے ہیں ان سب کو تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تمکو خندہ اکی
 عقد و امان میں دیتا ہوں سلیمان نے کہا کہ عییل ارشاد میں تو مجھے عذر نہیں ہے اور جانے میں بھی کوئی عذر نہیں ہو لیکن
 اگر وہاں کوئی فتور اٹھا اور کوئی حریف زبردست آگرا تو اُس وقت میں کیا کروں گا امیر حمزہ صاحبقران نے
 فرمایا کہ اُسکی تدبیر بھی تم سوچ لینا میری تعلیم کی کوئی حاجت نہیں ہے تم خود عییل آدمی ہو فوج تمہارے ساتھ حسب
 ضرورت کے دیجا جائیگی یہ فرما کر لندھوور بن سعدان کی طرف دیکھے فرمایا کہ امیر بھان برابر تم ہمیں رہو
 بارگاہ سلیمانی اور انا شاہ صاحبقرانی سب تمہارے حوالے ہے اگر ایسج نوجوان ظاہر ہو تو اُسکی حفاظت

جان میں بہت کوشش کرنا کہ وہ میری اولاد میں سے ہو خبردار کوئی اسے قتل نہ کرنے پائے جس طرح وہ خوش ہو
 اسے خوش رکھنا یہ سکراندھو بن سعدان آبدیدہ ہو کر عرض رہا ہوا کہ امیر شہر یار میں قدم بہت نزدیکی آج تک
 کبھی جدا نہیں ہوا اب آپ مجھے اپنی خدمت سے علاحدہ کرتے ہیں یہ سکراندر حجاز صاحبقران نے فرمایا کہ امیر رستم زمان
 ہر چند کہ جدائی تمھاری مجھے کسی طرح گوارا نہیں ہو مگر کیا کروں کہ سوا اسے تمھارے اس امر کے لائق کسی اور کو میں
 نہیں پاتا سوا اسے تمھارے کوئی ایسا نہیں ہے جو اسے ج سے تاب مقاومت لاسکے گا تمھارا ہنسا مثل میرے قیام کے ہر
 میں تعین اپنا قوت بازو اور اپنا جانن تصور کرتا ہوں انصاف لندھو بن سعدان کسی طرح راضی نہیں ہوتا تھا چون توں
 صاحبقران نے اسے راضی کیا اور دامنہ کوہ مشتری حصار میں قیام کا حکم دیا بعد اس کے تمام رعایا ہزارہ
 خاور سپاہ ملک قاسم لعل خشتان خوریز خاوری کے جو بے سردار تھے انکا سردار قیاس خان خاوری کو
 صہب فرما کے ملک فرنگوشیہ کا مالک کیا اور کہا کہ تم باکر ملک فرنگوشیہ میں قیام کرو غرض جب سب کے سب
 امور حلقہ پر مامور ہو چکے تو اسد غازی اتہ بانہ ہو کر کھڑا ہوا اور امیر حمزہ صاحبقران کو سلام کیسا صاحبقران
 نے فرمایا کہ کیا ارادہ ہے عرض کیا کہ امیر شہر یار میری خواہش یہ ہے کہ میں بھی دارا سے بند رستم زمان کی خدمت میں رہوں
 آپ فرماتے ہیں کہ امیر ج خاں ہر گاہ تو میں بھی انکی خدمت گزار رہی کروں گا صاحبقران نے فرمایا کہ امیر اسد شاید تو یہ خیال
 کرتا ہو کہ میں امیر ج کو قتل کروں گا مگر بکیمہ جو شخص امیر ج کو قتل کرے گا میں اسکو مع انکی ذریات کے قتل کروں گا اسیلے
 کہ امیر ج میری اولاد میں سے ہے یہ سکراندر غازی نے کہا کہ نا جان یہ خیال آپ کا ناحق ہے میں تو امیر ج کا نام
 بھی نہیں لیتا مجھے امیر ج سے کیا مطلب ہے آپ بکا رخصا ہونے میں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کچھ ہی ہو مگر میں
 تعین چھوڑ دیتا ہوں یہ سکراندر آبدیدہ ہو کر گیا مگر صاحبقران جو اس شب کو سوئے تو حضرت امیراہیم علی بیضا قالہ
 علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ امیر حمزہ اسد غازی کا قیام ملک باختر
 ہی میں خوب ہو اس واسطے کہ وہاں امیر ج کے ہاتھ سے تمھارے ناموس میں رخصت ہونے کا خوف ہو اگر اسد
 وہاں ہوگا تو حفاظت ناموس میں بہت کوشش کریگا جب صبح ہوئی اور صاحبقران بیدار ہوئے تو اسد کو بلایا کہ
 گلے سے لگا پائشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ امیر اسد میں تمھاری آزدگی گوارا نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ تم باختر ہی میں
 رہو اسد یہ سکراندر بہت خوش ہوا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بھی اپنی خوشنودی اسد سے ظاہر کر کے
 خلف سے صر فراز کیا اسد وہاں سے پھر کر کرب کے پاس آیا تمام مال بیان کیا کرب بھی بہت خوش ہوا اسد کو
 گلے سے لگا پائشانی پر بوسہ دیا اور قنارچ پلنگینہ پوش کو بارہ ہزار قراقرق سمیت ساتھ کیا اور مرکب اب ریش
 گل اندام سکندر سی اسد کو عنایت کیا اور قنارچ سے بہت تاکید کی کہ امیر قنارچ اسد سے بہت ہوشیار رہنا
 خبردار کسی وقت اسد سے غافل نہ ہونا قنارچ نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیے جس طرح میں آپ کا مطیع ہوں اور
 آپ کو اپنا پیرو مرشد جانتا ہوں اسی طرح میں انکو بھی اپنا پیرو مرشد جانتا ہوں جو بات خیر خواہی کی ہوگی میں اسے عرض کروں گا
 ماننا ماننا اس کے اختیار میں ہے غرض اسد بھی ملک سبائل کو روانہ ہوا اور صاحبقران بھی ساعت سجد و تکریم جہازان
 پر سوار ہوئے اور وقت رو اگلی کے ایک نامہ سر بہر لندھو کے حوالے کیا اور فرمایا کہ امیر لندھو اگر ملک کج خاں
 اور گردون غدار کوئی شعبہ آغاسے اور ملک انماح مرام میں وقت ہو اور کوئی تدبیر صاحب ذہن میں نہ آئے تو
 اس کا فذ کو کھول کر بڑھانا جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے عمل کرنا لندھو بن سعدان نے وہ نامہ اپنے ہاتھ پر باندھا
 اور امیر سے رخصت ہوا صاحبقران مع سردار ان عالی شان و لشکر فراوان تعاقب میں زمرہ شاہ باختری پہلے ابان کے

جانب ظلمات روانہ ہوئے مگر لقا جو کوچ کوچ جزیرہ اخراسیہ میں پہنچا تو سامنے سے ایک بر مرد ہوتا تھا اس سے
 پوچھا کہ اس جزیرے کے لوگ کسکی پرستش کرتے ہیں اُس نے کہا یہاں کے لوگ شجر پرست ہیں لقا نے پوچھا کہ شجر پرستی
 کیسی آخر یہاں کا بادشاہ کون ہے اس مرد پر نے جواب دیا کہ بادشاہ یہاں کا اخراس زحل پیشانی ہے اور اس جزیرے
 میں ایک درخت ہے کہ اس میں ایک ہزار ایک شاخ ہے اور ایک ہزار آدمی اُس کے سایے کے نیچے بیٹھ سکتے ہیں تمام جزیرے
 کے آدمی اسی کی پرستش کرتے ہیں اور اسی کو خدا جانتے ہیں لقا یہ سنا کہ چپ ہو رہا اور اسی جزیرے میں ہے استادہ کراہے
 اپنے لوگوں سے کہا کہ ایک آدمی روز یہاں قیام کرلو تو پھر آگے بڑھیں گے الغرض لقا سے بے بقائے وہاں قیام کیا کہ جب خرس
 زحل پیشانی کو اُس کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو دوڑ کے اُس کے پاس آیا اور اس خرس باد یہ ظلمات کے قدموں کو بوسہ دیا
 ہاتھ جوئے شروع ہوا مگر ارمی کا بیٹنی بجا دیا لقا نے کہا کہ امی اخراس زحل پیشانی تیری فراست سے سخت تعجب ہے کہ میرا
 مخلوق ہو کر شجر پرستی کرتا ہے اور یہ قتل عیسائی ہاں تہ میں خالق جن وانس ہوں مجھ کو لازم ہے کہ تو مجھے سجدہ کرے اخراس
 زحل پیشانی نے کہا کہ اچھا میں دو شرطوں سے آپ کو بھلائی سجدہ کرتا ہوں ایک تو یہ کہ کشتی میں مجھ کو زیر کیجئے دوسرے یہ کہ یہ درخت
 جو ایک ہزار ایک شاخ رکھتا ہے اور ہر فصل میں سرسبز و شاداب رہتا ہے ایک ہزار ایک آدمی اُس کے سایے کے نیچے بیٹھ سکتے ہیں
 کم ضریر آدمی لوگ شکست ہو جاتے ہیں اُس کے ہمید سے مطلع کیجئے لقا نے کہا کہ امر اذل تو البتہ ممکن الوقوع ہے لیکن ارمانی کی نسبت
 تو مسر نہ ہو کہ یہ امر ہمارے اسرار قدرت سے ہے اس سے کسی کو مطلع نہ کریں گے اخراس نے کہا کہ اچھا یہی کشتی ہی میں لیکن
 ہو جائے غرض اسی وقت اکھاڑا کھودا گیا اخراس اور لقا میں کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو اخراس نے
 لقا کو زیر کیا اور کہا کہ بس اسی ٹھہرے معاملہ پر خدائی کا دعویٰ ہے بہتر یہ ہے کہ اب ٹھنڈے ٹھنڈے یہاں سے ہوا کھائے اور
 چٹا دھند ایسے در نہ میرے ہاتھ سے بہت کچھ دولت اٹھا کر نکالا جائیگا لقا یہ سنا کہ خائف و ترسان وہاں سے کوچ کر کے جانب
 ظلمات روانہ ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ صاحبقران جازون پر سوار راہ دریا طو کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ
 ایک روز دریا متلاطم ہوا اور جہازون پر شور و غل بلند ہوا کہ دریا متلاطم ہو گیا امیر نے فرمایا کہ یہ غل کیسی ناخداؤں
 نے عرض کیا کہ حضور اب ننگ نکلا پاتا ہے دریا متلاطم ہو رہا ہے صاحبقران نے کہا کہ پھر خوف کا ہے کہ ہونا خدا نے
 عرض کیا کہ حضور جب وہ اپنی دم کسی جہاز میں بارتا ہے تو جہاز پاش پاش ہو جاتا ہے یہ سنا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ
 پروا نہیں ہے یہ لکھنور الدہر کو اپنے ہمراہ لیکر کشتی پر سوار ہونے تھوڑی دھماکے بڑے ہوئے کہ وہ ننگ نکلا
 ظاہر ہوا اور کلا اپنا پانی سے باہر نکال کر جہاز کی طرف چلا بس صاحبقران نے بہت بھرتی سے ایک تیرا سکی داپہنی آگے
 پر اس زور سے مارا کہ وہ پیوست ہو گیا ساتھ ہی اُس کے نور الدہر نے بائیں آنکھ پر تیر مارا کہ وہ بھی پیوست ہو گیا
 دو تون آگین اسکی کور ہو گئیں اُس ننگ نے دم اٹھائی کہ جہاز پر مارے بس ساتھ ہی اُس کے نور الدہر نے ایک
 توار اسکی دم پر ماری کہ دم اسکی دو ٹکڑے ہو گئی اور ایک توار صاحبقران نے ماری کہ وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو کر دریا
 میں غرق ہو گیا نور الدہر اور امیر نے صدائے کبیر بلند کی اور جہاز پر آہٹے سب کے سب خوش ہوئے اور جہاز
 وہاں سے روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد چند روز کے جزیرہ اخراسیہ میں پہنچے جب اخراس زحل پیشانی کو خبر ہوئی
 تو وہ جمع و ہدایا لیکر خدمت امیر میں حاضر ہوا امیر کو نذر دی صاحبقران نے نذر اور تخت اُس کے قبول کر کے غلعت
 سے ممتاز کیا اور فرمایا کہ امی خرس لقا تو یہاں نہیں آیا تھا اُس نے عرض کیا کہ ہاں حضور آیا تھا اور تمام سرگزشت اسکی
 بیان کی امیر نے فرمایا کہ اچھا اس مرد و پر تو لغت کر دگر دین اسلام اختیار کرو اخراس نے عرض کیا کہ مجھے تقبل اسلام میں
 عذر نہیں ہے مگر وہی شروط جو میں نے لقا سے کہے تھے آپ کے سامنے بھی پیش کرنا ہوں اگر آپ مجھ کو زیر کریں اور اس درخت کے

بھید سے مطلع کیجئے تو میں ابھی اپنے لوگوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہوں صاحبقران نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ہم
 درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کرتے ہیں جیسا ہو گا دیکھا کر لگے یہ فرما کر حکم دیا کہ نیچے بار سے جہازوں سے اُتار کر کنارے
 دریا کے نصب کر دیے جائیں اور ہا رہی عبادت کے لیے ایک بارگاہ الگ برپا کی جائے اُسی وقت نیچے اُتارے گئے دریا کے
 کنارے استاد ہوئے اور صاحبقران کے واسطے ایک سفید کپڑے کی راوٹی علیہ استادہ کی گئی صاحبقران مالیشان
 سرخام سے اُس بار کی میں داخل ہوئے بعد فراغ نماز مغربین و مخالف معمولی سے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر طلب
 حاجت میں مصروف ہوئے اور درگاہ باری میں بعد خضوع و خشوع دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار عالم اپنے لوگوں میں خیر
 کے مسلمان ہوتے ہیں مال اس درخت کا ٹھہر نکشف کر دے یہ وہاں گئے مانگتے کوئی چار گھنٹہ رات رہا یہ وہاں ہر
 بند ہو گئے اور دیدہ باطنی و اہل عالم رویا میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف
 لائے ہیں ہاتھ کے گردہ ساتھ ساتھ ہیں تخت حضرت کا سرمانے اُترا صاحبقران نے اُنکو سلام کیا اُتار بندہ کر کھڑے
 ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے مسند زند پریشان و ہراسان کیوں ہو صاحبقران نے عرض کیا کہ اس درخت
 کے انگشتان حقیقت کی خواہش ہو کہ آخر اس درخت پر کیوں جانور سایہ ٹھن رہتے ہیں اور ٹھنٹے ٹھنٹے ہیں تک نہیں
 کرتے اور اسکی عظمت و شان کس وجہ سے ہے حضرت نے فرمایا کہ اے درخت ایک انگوٹھی میری کہ جس پر نام نامی اور اسم
 گرامی حضرت حبیب خدا خاتم الانبیاء محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اسم مقدس حضرت ولایت آب خلافت
 جناب امیر المومنین و المصطفیٰ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا کندہ ہے ایک سندھ قچے میں مقفل کی ہوئی اس درخت
 پر رکھی ہے یہی باعث اسکی عظم و شان کا ہے صبح کو یہی باعث تم آخر اس سے بیان کر دینا اگر وہ تمہارے کہنے کا یقین لائے
 تو تمہارا نہ تم خود جا کر اس صندھ قچے کو اُتار کر اپنے ہاتھ سے لگو کر وہ انگوٹھی نکال دے گا دیکھا دینا اور پھر اس انگوٹھی کو کسی مقام
 ظاہر و پوشیدہ کہ کے دفن کر دینا اس طرح کہ اس حال سے کوئی دوسرا مطلع نہ ہو کیونکہ ہمیں اسرار خداوندی محفوظ ہیں
 یہ بیان کر کے حضرت تشریف لے گئے صاحبقران کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو اول وقت نماز صبح کا ہے اور ایک لمعہ نور زمین سے
 چرخ برین تک بلند ہے خوشبو نہایت نفیس ملی آتی ہے ہوائ نہایت خوش اسلوبی سے چل رہی ہے یقین ہو کہ خواب سہا
 وضو کر کے نماز پڑھی اور اوسموی سے فراغت کر کے بار کی سے باہر آئے آخر اس زحل پیشانی کو طلب کیا
 حقیقت حال سے مطلع کیا اُسے عرض کیا کیا ہوا لیکن ہو کہ ایسا ہی ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اے آخر اس اگر
 انگوٹھی یقین نہ ہو تو میں ابھی تمہیں ساری حقیقت دکھائے دیتا ہوں اور اُن جانوروں کو درخت سے اُڑائے دیتا ہوں یہ
 لکڑا اُس درخت کے قریب مع آخر اس تشریف لے گئے اور ہم اللہ الرحمن الرحیم لکھ کر درخت پر چڑھ گئے اور اُس
 صندھ قچے کو اُتار لائے انگوٹھی اپنے ہاتھ میں ہیں لی جتنے جانور اُس درخت پر سایہ ٹھن گئے وہ سب درخت سے جدا
 ہو گئے اور صاحبقران کے سر پر سایہ ٹھن ہوئے امیر نے آخر اس سے کہا کہ اے آخر اس دیکھا تو نے آخر اس
 اُسی وقت امیر حمزہ صاحبقران کے قدموں پر گر پڑا اور پیشانی اپنی صاحبقران کے قدموں پر لگا اور عرض کیا
 کہ اے امیر عالی شان اعتقادات اسلام تلقین فرمائیے میں از سر صدق مسلمان ہوتا ہوں امیر با تو قریب اعتقادات اسلام تلقین
 فرمائے کہ طیبہ تعلیم کیا آخر اس کا طیبہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اور تہم اہالیان سلطنت و ممالک جزیرہ کو تلقین کی
 دن تو اس اہتمام میں گزرا کہ جوق جوق لوگ آتے تھے شرف قدمبوسی صاحبقران حاصل کرتے تھے صاحبقران انہیں
 تلقین اسلام فرماتے تھے جب رات ہوئی تو اُس صندھ قچے اور انگوٹھی کو لیے ہوئے صاحبقران جانب صحرا روانہ ہوئے اور
 ایک گوشے میں صندھ قچے سمیت اُس انگوٹھی کو دفن کر دیا اور بعد چند روز کے ارادہ کوچ کا کیا حکم دیا کہ اسباب جہازوں پر

لا دیا جائے کسی نے اگر عرض کیا کہ حضور سامان سفر کرتے ہیں اور شاہزادہ عالیقدر نور الدہر عالی شان تپ شدید میں پیش
پیش ہیں صاحب جقران نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے میں اپنے ساتھ سے نور الدہر کو جو داندہ کر دنگا گھر اسے اختر شناس
نے عرض کیا کہ شہر پار ہو اظلمات کی نہایت خراب ہو شاہزادہ سے کوہر گز موافق نہ ہوگی میری سلسلے تو یہ ہے کہ آپ کو ج
فرمائیے اور شاہزادہ کو یہاں چھوڑ جائیے جب چاہے ہو جائیے تو آپ کے عقب میں چلے آئیے صاحب جقران نے فرمایا
کہ اگر آپ پھر تم بھی شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ ہو گھر اسے عرض نے کیا کہ بہت مبارک ہے کیا عذر ہے پھر چالاک بن عمرو
نے فرمایا کہ بھلی تمہارا رہنا بھی بیان مناسب معلوم ہوتا ہے تم بھی یہاں رہو چالاک نے کہا کہ بہت خوب ارشاد حضور کی تعمیل
میں کیا عذر ہے بعد اسکے نور الدہر کو گنگے سے لگایا اور فرمایا کہ تینا ٹکونہ داندہ عالم کے سپرد کیا جب تم اپنے ہو لینا پھر
پاس چلے آنا گھر اسے اختر شناس اور چالاک بن عمرو کو تمہارے پاس چھوڑے جانا ہوں اور نور الدہر میں مجبور
ہوں کیا کروں میں امن تعین نہا چھوڑ کر نہ جاتا مگر جو پہلو اور جو انب سوچ کر میں مستعمل ہوں اس سے تم بھی واقف ہو نور الدہر
نے عرض کیا کہ جو مرضی مبارک ہے کیا عذر ہے صاحب جقران نے نور الدہر کی ٹیپ پر ہاتھ ٹوکا اور اوعیہ حفاظت بازو
پر پڑھ کے سوار ہوئے مگر بدیع الزمان کو جو دیکھتے ہیں تو آنسو آنکھوں سے جاری ہچکیان بندھی ہوئی ہیں فرمایا کہ بھلی
تم بہت ہراسان ہونے جاؤ یہاں بیٹے کے پاس رہ جاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ حضور نہیں میں آپ کے ساتھ ہی
ساتھ رہوں گا رکاب سعادت اقتساب کو نہ چھوڑ دنگا لاکھ ایسے بیٹے ہوں تو حضور پر سے نثار کروں یہ فقط مقتضائے بشریت
ہے صاحب جقران نے فرمایا کہ اچھا تمہیں اختیار ہے الغرض نور الدہر کو اُنکے رفقا سمیت جزیرہ آخر اسیمہ میں چھوڑا اور
خود اس راندہ درگاہ آلہ زمر و شاہ کے تعاقب میں جہاز چھڑوا دیے اب صاحب جقران عالی شان کو نور ہو اظلمات
چھوڑے اور نور الدہر عالیقدر کو بتواسے عزالت و آلام جزیرہ آخر اسیمہ میں چھوڑ دیے

اب بیان سے دو کلمے داستان عبرت بیان اور حیرت نشان ایچ نوجوان بیان کیجئے ہیں
کہ یہ بھلا اپنے بستر خواب پر سو رہا تھا واقعہ آکھ جو کھلتی ہے تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین میں پایا بہت حیران ہوا کہ میں اپنے
بستر خواب پر سو رہا تھا بیان مجھے کون لے آیا شکر میرا کہ حیر گیا مالک بن ملکوت شاہ زمر و شاہ ارسلان شاہ وغیرہ
کہان گئے یہ معرکہ کیا ہے چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے مگر کچھ حال نہیں کھلتا مجبور و ناچار تھوڑی دیر تک
تو حیرت زدہ مکرار ہا بعد اسکے ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور پر جا کے آواز ٹپکے اور سازنگی کی سنائی دی ایچ ائی تھوڑے
آگے بڑھا تھوڑی دور آگے بڑھنے ایک بارہ دوری نہایت سہر تکلف اور عالی شان نظر پڑی ایچ نوجوان نے نال اس
بارہ دوری کے اندر چلا گیا جاکر کیا دیکھتا ہے کہ اس بارہ دوری میں تمام سامان شاہانہ میا میا نازنینان حسین اور مہ جینان
مہر تکین کا مجمع ہر انواع انواع طرح کے ساز بجز رہے ہیں لالچ لانا ہر صحت عیش و عشرت میا میا ایچ نوجوان نے خیال کر کے معلوم
نہیں کسکا ناموس ہے کھنک رہا اور آگے نہ بڑھا مگر ان عورتوں نے ایچ نوجوان کو دیکھ کر یا اسب غل مچا دے لیکن کراسے یہ مرد و لکڑیا
مارا کہان سے آیا ہے اسے بلدا سے نکالو لیکن وہ جو صاحب مستدان نازنینوں کے سچ میں نہیں ہوتی تھی اسے برہم ہو کر کہا کہ اسے
یہ کیا غل مچایا ہے کہ دماغ اڑا جاتا ہے سمجھوں نے عرض کیا کہ حضور ہے کیا ایک غیر مرد و اسانے آکھڑا ہوا ہے خدا جانے کہان سے
آیا ہے یہ سنکر وہ مازنین اٹھ کھڑی ہوئی اور کہان کہان کہتی ہوئی آگے بڑھی اور اگر ایچ نوجوان کو بغور دیکھے گی ایچ نوجوان کی نگاہ
جو اس حسینہ مرہ جینہ پر پڑتی ہے تو ایک جان سے ہزار جان عاشق ہو گیا اسلئے کہ مدت الزمیں ایسی حسینہ نگاہ سے نہیں
گذری تھے اختیار کھنک باندہ کر دیکھنے لگا اور اس نازنین کا بھی حال ہوا کہ بے اختیار ہو کر گئے لگی کہ اس شہر پار آئیے
تشریف لائیے خانہ مانا شناس اور ساتھ والیوں سے کہا کہ تم کیا کہتی ہو تمہاری آرمی بھی ٹوٹ گئی سمجھو جو کہ بات

کیا کر دار سے یہ کوئی سردار زادہ یا کوئی شہر مار زادہ جو راستہ بھول کر بیان نکل آیا ہو من اسکو اپنا نام کر دے مگر سامان دعوت
اور اسباب ضیافت حیا کر دیا سرج تو اہل ہو ہی چکا تھا اُسکے کہتے ہی ایرج میں جان آگئی مسکراتا ہوا اُس نازنین کے
قریب آیا اُس نازنین نے ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا اور لا کر سند زر نگار پر بٹھایا اسباب عیش و راحت مہیا کیا ناچ گانا شروع
ہوا جام شراب گلگون گردش میں آیا اُس نازنین نے ایرج کو جام بھر کر دیا ایرج نے اُسے جام بھر کر دیا خوب شراب پیا
جب دونوں کے دونوں شراب پی کر خوب مست ہوئے تو اب کچھ فرزند کنایے کی باتیں ہونے لگیں وہ سب عورتیں تو کچھ
کچھ بوجھ کر چلی گئیں ایرج نے اُسکے گلے میں ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ بوسہ سُرخ لے لے جیسے ہی منہ اُسکے منہ کے برابر لگیا ایک
ایسی بوسے بہ اُسکے منہ سے آئی کہ داغ ایرج کا پریشان ہو گیا فریب تھا کہ استغفر اللہ ہو جائے بس جلدی سے الگ
ہٹ بیٹھا اور کہا کہ ارے یہ بوترے دہن سے کیسی آئی کہ داغ میرا پریشان ہو گیا اُس نازنین نے کہا کہ او شہر مار تم ہی تیری
جان عزیز کی کہ سوائے اس بوسے اور کوئی عیب مجھ میں نہیں جو ایرج نے کہا کہ جب تیرے منہ سے ایسی بوا آئی ہو کہ مینا نہیں جاتا
تو میرے تیرے کیونکر محبت برآ ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ ارے شاید تیرا خیال یہ ہو کہ تو میرے پنجے سے اب چھوٹ ہی
جائے گا اسے میں تو تجھ پر بچپن سے عاشق ہوں مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا کہ تجھے اٹھا لاتی اب جو تجھے عالم شباب پر دیکھا تو ایک
شخص کو تیری صورت بنا کر تیرے بستر پر سلا دیا اور سر اسکا کاٹ کر تیرے پٹنگ پر لٹا دیا اور خنجر عمر و کا چرا کر تیرے سر سے
ڈال دیا اور تجھے اٹھا لائی اب تو ان سب سے دست برداشت ہو اور میرا کام دل بردار اور مجھ کو اپنے وصال سے محفوظ کر تیرے
ساتھ والے سب جان سکے کہ تجھ کو عمر و نے مار ڈالا اب تو ان سب کی ملاقات کی امید نہ رکھ اگر میرا کام دل نہیں خوشی برائے
تو خیر ورنہ میں زندہ رہتی ہوں اگلے کو بچھاؤنگی اور کام دل اپنا حاصل کر دے گی ایرج حیرت پرستہ ہوا اور میرا نام انصورت جادو
کا ایرج میں اپنے نام کی ایک ہی ہوں ہرگز تجھے نہ چھوڑ دے گی ایرج بہتر یہ ہو کہ اب اُن خیالات سے درگزر کر
اور میرے ساتھ ہمیشہ و عشرت تمام بسر کر ایرج نے یہ باتیں سن کر کہا کہ اولگاتہ گندہ دہن غضب کیا تو نے کہ مجھ کو یوں تباہ
و پریشان کیا اور میرے سردار وں کو یوں آوارہ و خراب کیا اور مجھے بھر خوارش کرتی ہو کہ میں تیرا وصل حاصل کروں کہ
نہ ہو گا میں تو کبھی خیری طرف تھو کو لگا بھی نہیں بیٹھا انصورت جادو آگ ہو گئی اور کہا کہ اوسے بڑا زہیچہ دیکھ تو مجھے کس
عذاب سے مارتی ہوں یہ کہہ کر آواز دی کہ اے فداؤ زنگی اور اے رستم زنگی جلد آ کر اس مردے بڑا زہیچے کو پکڑ لیا وہ آواز
سننے ہی ایک جانب سے دوزنگی پیدا ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا حکم ہو تیری انصورت جادو نے کہا کہ اس موسے کو پکڑ
لیجاؤ یہ حکم سن کر دوزنگی ایرج کی جانب لپکے ایرج نے چاہا کہ اُن زنگیوں کا مقابلہ کرے اور یہ قصد کر کے اٹھا ہی تھا
کہ اُس ساحرہ نے فوراً سحر کیا تھا ایرج کے خشک ہو گئے اُن زنگیوں نے بڑھ کر ایرج کو پکڑ لیا اور مشکین ہانڈھ کر
لے گئے اور قید خانے میں لیجا کر بند کر دیا اور تین دن تک بے آب و دانہ رکھا بعد تین دن کے انصورت جادو نے
پھر ایرج کو طلب کیا جب ایرج اُس ساحرہ کے سامنے آیا تو وہ بہت شفقت سے پیش آئی اپنے پاس بٹھایا کھانا کھلا دیا
شراب پلائی اور کہا کہ ادب گفت کیوں مجھے اس قدر جلا تا ہوا اور ستا تا ہوا اپنی شامتیں پلاتا ہے اسے کجعت اب بھی مجھے قبول
اور مجھے موامل ہو ایرج نے کہا کہ اولگاتہ اگر تو مجھے اربھی ڈالے گی تو میں تیرے پاس نہ بیٹھو لگا اور تجھے قبول نہ کرو لگا
تو کیوں اس قدر اصرار کرتی ہو یہ سن کر وہ ساحرہ بہت برہم ہوئی اور پھر ایرج کو زندہ اٹھا لے میں بھج دیا اسی طرح سے
چار مہینے ایرج پر کئے کہ ہر روز وہ نکاتہ ایرج کو لٹائی تھی اور منت و ناز ہی کر کے طالب وصل ہوتی تھی اور جب ایرج
انکار کرتا تو چہرہ زخما تھا نے میں بھج دیتی تھی اقلہ ایک روز ایرج اپنے حال پر روتے روتے جو سو گیا تو عالم
رویا میں کیا دیکھا کہ ایک نازنین مدجین مہر شکن سیاہ لباس پہنے ہوئے ایرج کے پاس آئی اور

کہا کہ امی فرزند تو تکلیف کیوں ہوتا ہے اپنا حال تو بیان کر جو کچھ چاہیے ہو مجھے لے اسی عالم میں ایرج سنے جو نظر بھر کر
 دیکھا تو ایک تیرہ سٹن جگر کے پار ہو گیا کہنے لگا کہ اسی محبوب بانی اور اسی یار جادو دانی پہلے میرے گلے سے لگیا اور ایک ہوسہ
 لڑخ انور کا دیدار سے تو پھر میں کچھ کموں یہ شکر اس نازنین نے کہا کہ پہلے دودھ تو میرا پی لے کہ تجھ میں کچھ قوت آتا ہے ہوش
 وحواس تیرے دست ہوں پھر مجھے بات چیت کرنا تو جانتا بھی ہے کہ میں کون ہوں ارے میں تیری مان ہوں محبت
 تیری بے قرار کر کے مجھے لے آئی ہے یہ شکر ایرج چاہتا تھا کہ نام اس نازنین کا یاد چھے کہ آنکھ لکھائی دیکھا تو پھر وہی زندان ہر
 اور وہی زندان بان بے قرار ہو کر ڈار میں مار مار کے رونے لگا زندان بانوں نے کہا کہ ادھر جو ان کیوں اپنی جان کے چھے
 بڑا ہے کیوں اپنی حالت تباہ کرنا ہے اور وصل ملکہ انصروت جادو کا قبول نہیں کرتا اگر ایرج نے کچھ جواب نہ دیا اپنے
 حال پر دیا کیا جب علی الصباح انصروت جادو کو یہ خبر پہنچی تو اسے ایرج کو اپنے سامنے بلوایا دیکھا کہ آنکھیں سوچی
 ہوئی ہیں اور ہیر ہنسی میں آنسوؤں کے نشان رخساروں پر ہے ہونے ہیں بے قرار ہو کر یہ بھی روتی اپنے
 پاس بٹھایا کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ ایرج تو کیوں اپنے کو ہلاک کرتا ہے بے گنجین اٹھاتا ہے ارے تو جسکے
 واسطے استدر نالان ہر اسکا نام تو بتا میں ابھی اسے بلوادون ایرج نے کہا کہ اسی انصروت جادو میں نے ایک
 نازنین کو عالم خواب میں دیکھا ہے اسپر دلدادہ ہوا ہوں اور اسی کے واسطے بے قرار ہوں اگر تو اسے ڈھونڈ کر لا دے
 تو یہ بے قرار ہی میری ابھی کم ہو جائے بس یہ سنتے ہی انصروت جادو آگ بھولا ہو گئی اور کہا کہ ہاں موسے ہم تجھے مرین
 اور تو اور ہر جان دے اچھا جا اپنی مہولی جگہ پر بیٹھ کے اس کے فراق میں جان کھو اور اپنی مان کو یاد کر کے روتے اگر تین
 خوب دودھ پلانگی اور بانس اٹھا کر کوئی دوسرا اس ایرج پر مارے کہ وہ بیہوش ہو گیا اور انھیں رنگیوں سے کہا
 کہ اس موسے کو اٹھا لیا جاؤ اور والد کو ٹھہری میں یہ سنتے ہی وہ رنگی ادھر تو ایرج کو اٹھا کر لیکے اور ادھر انصروت
 بھی تڑپے گر کر بیہوش ہو گئی ساتھ والیوں نے غلے ننگاے پکے جھلے کیڑے گلے کے پیٹے دیے جب تھوڑی دیر
 کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی آہ و زاری اور نوحہ و بے قرار ہی تھی نہ کھانا تھا نہ پانی ہر چند ساتھ والیوں نے کہا کہ حضور آپ
 کیوں اس اندرائن کے پھل کے واسطے بے قرار ہوتی ہیں یہ سواد کہنے ہی کا ہوتا ہے کھانے کا نہیں ہوتا ہم آپ کے
 واسطے اور اور جوان خوبصورت نکاش کر لائینگے دنیا میں ایک سے ایک حسین اور خوبصورت پڑا ہوا ہے اس موسے کی
 حقیقت کیا ہے وہ بھی کیجیے انصروت جادو نے کہا کہ او کھنٹو کیا کہتی ہو چپ رہو میں تو اسپر بچہن سے عاشق ہوں اور
 دم دیتی ہوں تمہیں اسکی کیا قدر اور تم اس مزے کو کیا جانو سپر بیٹے سو جانے ہر چند کہ میں اسکو سحر سے راضی کر سکتی
 ہوں مگر اس میں کچھ لطف نہیں ہے اور کچھ مزائین کیونکہ اگر میں نے اسپر سحر کر کے راضی کیا بھی تو یہ امر ایک زبردستی سے
 ہو جائیگا خوشی کا مسوا نہ رہیگا اور جہاں خوشی سے ہوتی ہے اسکا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے اسکا کچھ ذائقہ ولذت ہی اور جو
 غرض یہی باتیں کرتی تھی اور روتی تھی بڑی مشکل سے سمجھا بھجا کر ساتھ والیوں نے کھانا کھلایا فانی الجملہ اسکو سکون ہوا
 مگر اب حال ایرج کا سنے کہ اسے جو قید خانے میں ہوش آیا تو اپنی ایذا کا تو مطلق وحیان نہ ہوا کہ مار کسپر پڑی کسپر بانس
 ٹوٹے رور و کر لپکارنے لگا کہ اسی محبوب بانی اور اسی یار جادو دانی یہ کیسا غضب کر گئیں کہ اپنی صورت دکھا کر بے قرار کر گئیں
 اشعار یہ تو کیا غضب ہے کہ خواب میں ہیں جنک اپنی دکھا گئیں + پہلے چنگے دل کو جلا گئیں نئے سرے آگ لگا گئیں نہ کسی
 رافت سے کام نہ کسی کی زلفت کا دام تھا، بہن تو فراغ ملام تھا مگر آپ کے بیچ میں آگئے + اسی ملکہ صاحب حسن و جمال ہم
 تو نے آگاہ بھی نہ تھے تھے واقف بھی نہ تھے تم آپ ہی خواب میں آکر اپنا عاشق بنا گئیں اور دل کو جلا گئیں اگر تمہیں
 جیسے کچھ محبت ہے تو پھر ایک بار خواب میں آؤ اور اپنے نام و نشان سے آگاہ کر جاؤ اور اس بیچ جدائی سے بچھڑاؤ

اسے تھارسی محبت کا ہر کرنے میں ہمہ کس قدر افس پڑے مگر ہنہ اسے پھولوں کی بدھیاں سجھا کر محبوبہ وافر بہ تکوتم جو
 اپنے دین و مذہب کی کہ پھر یکساں اپنی صورت دکھا جاؤ یہ کہتے کہتے اور روتے روتے سو گیا کوئی دو گھنٹہ کے بعد عالم
 خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ وہی نازنین مہجین سامنے سے ملی آتی ہے اور آتے ہی ایرج سے پٹ لٹی اور خوب پیار کیا اور
 کہا کہ اسے میں تیرے صدقے میں تیرے قربان اسے تیرے بدن نازنین پر اس لکاتہ نے اس قدر افس مارے ہیں
 کہ بدن تیرا اٹکار ہو گیا خدا اس سے کچھ اور خدا اسے غارت کرے ایرج تو اسکی محبت میں بقرار تھا ہی بس یہ کلمات
 محبت اس نازنین سے شکر باغ باغ ہو گیا اور کھل کر ہنس پڑا چاہا کہ رخ انور کا بوسہ سے نور آنکھ کھل گئی اور چہرہ
 طرنگین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا جب کسی کو نہ پایا تو بے اختیار چہنچہن مار مار کر رونے لگا اس عجب یاری اور اس
 شدت سے چہنچہن مار کر رویا کہ انصروت جادو کو بھی خبر ہو گئی اسی وقت ایرج کو طلب کیا اور اپنے کو خوب آراستہ
 و سیراستہ کر کے بیٹھی جب ایرج سامنے آیا تو اسے اپنے پاس بٹھ کر بیٹھایا کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ ایرج
 نوجوان میں تیرے قربان تو کیوں اس قدر بقراری کرنا ہے اور اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالتا ہے اور مجھ کو بلا تا ہے
 انی ایرج میرے کہنے پر عمل کر اور اپنے وصل سے مجھے شاد و مسرور کراؤ ایرج میں تیری عاشق نہ رہوں
 اور تیری فرقت سے بقرار بھی اور ہوں ایرج تو اتنا بڑا عقلمند ہو کر بے عقلی کی باتیں کرنا ایرج تو اتنا نہیں
 سمجھتا کہ اپنا چاہنے والا کہیں میسر ہوتا ہے اس دن کی تو لوگ آئے دیکھتے ہیں کہ کوئی اپنا چاہنے والا پیدا ہو یا
 ایرج دیکھ اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں میں کھانسی نہ مار میرا مطلب دل پورا کر دے پھر جو تو کیکھا آنکھوں سے بجالاؤ گی
 جسے کہیگا اسے تیرے پاس لاؤ گی جو تیری آندہ ہو گی اسے لے کر دنگی ایرج نے کہا کہ ایرج انصروت جادو میں اول ہی
 روز مجھے کہ چکا ہوں کہ جان دینا مجھے قبول ہو کر تیرے پاس بیٹھنا گوارا ہو ایرج انصروت جادو اب تو بیکار اصرار
 کرنی ہے جو مجھ سے کہا سو کہا اگر تو مجھے مار بھی ڈالیگی تب بھی نہ مانو لگا بلکہ اور تیرا منہ ہونگا کہ تیرے ہاتھوں اس کشمکش دینا
 سے نجات ملیگی یہ شکر انصروت جادو آگ ہو گئی اسے کہنے لگی کہ خیر ایرج قتل تو مجھے کیا کر دنگی مگر ایسی قید شدید میں
 مجھے ہلکا کر دنگی کہ تو خود ہی گھل گھل کر مر جاے یہ کہہ پھر ایرج کو زندہ اٹھانے میں مجھ یا دن بھر تو ایرج یاد معشوق
 میں رویا کیا جب شام ہو گئی تو روتے روتے سو گیا عالم خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ وہی نازنین سیاہ پوش عجب سوجھ
 سے ایرج کے قریب آئی اور کہا کہ کیوں ایرج کیوں کیا حال ہے اور کیا خیال ہے ایرج نے کہا کہ ایرج جان سواے تیرے
 خیال کے اور کوئی خیال نہیں ہے ایرج نازنین مہجین مجھے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ تو اپنے نام نامی سے آگاہ کر شہر
 اگر ابی ترا آخر چہ نام است و گر شاہی تر منزل کدام است یہ شکر اس نازنین نے کہا کہ ایرج تو مجھے واقف
 نہیں آگاہ ہو کہ نام میرا ملک گیتی افروز ہے مقام سکونت میرا ملک ذوالامان ہے یہ شکر اسی عالم خواب میں ایرج اٹھ کر
 چلا اور کہا کہ ایرج مجھے گلے سے تولگا لو کہ ذرا دل کو تسکین ہو میں دن بھر تھارسی جدائی میں ترپتا ہوں یہ کہہ کر جیسے ہی
 اس کے قریب آکر اتھ پھلا سے ویسے ہی آنکھ اسکی کھل گئی جب چہرہ طرنگین دیکھ کر کسی کو نہ پایا تو ایک اسے کا فہرہ مار کر
 زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی گریہ و زاری اور وہی نوحہ و بقراری ہی رہا
 اور وہی چلا تا کہ اسے ملازم محبوب جانی اور اسے ایریار روحانی میں ٹھوکر دے ہر دھونڈھون اور کمان سے اور کیونکر
 لے آؤں اس قید شدید سے نجات پاؤں تو جتنی سے منزل مالی میں نکلوں اس طرح چہنچہن مار کر رویا کہ پھر انصروت جادو
 کو خبر ہو گئی فوراً آنکھوں سے ہلا کر کہا کہ لاؤ تو اس موٹے ٹکڑے سے مارے کہ ہم تو اسپر جان وین اور یہ کسی اور کا دل
 ہو اور پھر ایسا بقرار ہو کہ میرا بھی لحاظ نہ کرے اور یوں اپنے عشق کا اظہار کرے اسی وقت ان رنگیوں نے ایرج کو

زمانہ سے لاکر انصروت جادو کے سامنے کھڑا کیا انصروت جادو کی نگاہ ایرج پر پڑی تو دیکھا کہ رنگت نرم
لب پر آہ سر و آکھون سے آنسو جاری چہرے پر ظہور قلق و بے قراری انصروت جادو نے پوچھا کہ اسے مجھے اُسکا نام
نشان تو بتاؤ کہ جس امان پر عاشق ہوئے ہو اسے مجھے تو اُسکا حال بتاؤ میں بھی تو سنوں مگر اسے افسوس کوئی کسی کا نہیں
ہوتا ہم تو پھر یوں جان دیں اور اس طرح والدہ فریفتہ ہون کہ ہماری جان پر بن بن جاسے اور تم اور یوں پر دم دیتے
پھر اسے یہ کیا نا انصافی ہو تمہارا نام یہ کہ اگر اپنے عاشق سے نفرت بھی ہوتی ہو اور اُسکی جان پر بنی دیتے ہیں تو کچھ اُسکے حال
رہم کرتے ہیں اور بان بچانے کی فکر کرتے ہیں ایرج نے کہا کہ اے انصروت جادو تم لا کھ لا کھ مجھے سمجھاؤ گی مگر میں ایسے سنوگا
میرا بھی تو تھا۔ سہ پاس بیٹھے کو بھی نہیں چاہتا یہ سکر انصروت جادو آگ بولا ہو گئی اور کہا کہ او موندی کاٹے ستیا ناس
کے دیکھ تو مجھے کیا مزہ چکاتی ہوں اور کیا سی تو مجھے درست کرتی ہوں کہ تو بھی تمام عمر یاد کرے کہ ان کسی سامرہ سے سابقہ
ہوا تھا ایرج نے کہا کہ خیر ہم تو تمہارے قبضے ہی میں ہیں کہیں جا سکتے ہیں انصروت جادو نے کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا
اور یہ لکھ ایک گھر اپنی کا سنگو اگر اسم سحر دم کر کے جو ایرج کو ہٹواتی ہو تو فوراً ایرج جو جوان ایک سیاہ رو کر یہ منظر
زنگی کی قلع پر مشکل ہو گیا اس انصروت جادو نے ایک سوداگر کے ہاتھ ایرج کو بیچ ڈالا اور کہا کہ جاسوس تیری ہی سترھی
اب غلامی اس سوداگر کی کروہ سوداگر ایرج کو لیکر رہی ہوا مینوں اس سوداگر کے ہمراہ رہا مگر حال ایرج کا یہ تھا
کہ علی الاتصال مثل امیر نو بہار۔ دیا کرتا تھا روز بروز طاقت کھتی جاتی تھی چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھا دشوار ہو گیا تھا سو کھ کے لقات
ہو گیا تھا ہر چند اس سوداگر نے استفسار کیا ایسک ایرج نے مطلق نہ بتایا بعد چند روز کے انصروت جادو کو پھر دلو لہ
اُسکی محبت کا پیدا ہوا اور جا کر اس سوداگر کے پاس سے ایرج کو اٹھا لائی حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا و آلہ علیہ السلام
نے بحر اقصیٰ اور دریائے حبیطہ اور دریائے عمان اور بحرین کے درمیان میں ایک قصر بنام قصر مجمع البحرین
سلیمانی دیو دن سے تیار کرایا تھا اس قصر میں بجا کر ایرج کو بند کر آئی تین دن تک نہ کھا نہ پانی دیا اور نہ خود کئی
مارے ہو کھ کے ایرج کا عجب حال ہوا ساری عشق و عاشقی بھول گیا اور خیال کرنے لگا کہ اے ایرج اب کوئی تیرا پیسی
کر کہ اس لکات کی قید سے نجات لے سوچتے سوچتے خیال آیا کہ جان آقا لڑک مسرت قلماق نے اور فنون سپہ گری تعلیم
کے تھے وہ ان یہ بھی بتایا تھا کہ ایرج جب تو سامرہ کے پند سے میت پھنس جاسے اور کسی صورت سے شکل رہائی نہ دے گی تو
تو تو اس سے بکرہ زور فکر اپنا مطلب نکالنا اور خبردار تیری نہ کرنا یہ سوچ کر اپنے دل میں کہا کہ اے ایرج آج اگر وہ نکلتا تھا
تو تو اس سے خوب ہی احتیاط کرنا یہ بات اپنے دل میں غمہ کر چکا بیٹھا ہوا تھا کہ انصروت جادو سامنے سے نمودار
ہوئی اور کہا کہ اے ایرج اب تیرا کیا حال ہو اور کیا خیال ہو ایرج نے کہا کہ حال کیا ہو اور خیال کیا ہو میں فقط
مجھے آنا تھا کہ تو کہہ دے مجھے پابندی خیر اب معلوم ہو گیا کہ مجھے محبت تو مجھے ضرور ہو مگر اپنے مطلب کی کیونکہ اگر
محبت صادق ہوتی تو تو مجھے اس قدر رنج و آزار نہ پہنچاتی اور یوں میری طاقت کی درپز نہ ہوتی بھلا عاشق
بھی کہیں ایذا سے مشوق دیکھ سکتے ہیں اسی ملکہ عاشق صادق تو تمہارے ہم ہیں کہ جو کچھ تجھے ایذا دی سب گوارا
کی اہمیت سے اُٹ نہ کی تھے ارا بھی فاقے بھی کراسے جا بھی مگر ہم ہر حال میں راضی ہر ذرا سے اور ہمیشہ ہی خیال کیا
کے کہ مصرع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اسی ملکہ ذرا اپنے دل پر ہاتھ تو رکھو بس یہ کہ جو انصروت جادو
نے سنا و ذکر ایرج سے بہت لگی اور کہنے لگی کہ اسے میرے جانی میں ایذا دینے والی تجھ پر صدقے لگی تھی میں یہ نہ جانتی
تھی کہ تو مجھے اس قدر چاہتا ہو اور یہ لکھ زار زار روئے لگی ایرج نے اُسکے آنسو پونچھ کر کہا کہ اسی ملکہ جو نا تھا وہ
اب تم رو رو کر میرا دل نہ دکھاؤ اسی ملکہ تمہارے۔ دے سے میرے دل پر ایک موگرمی سی پڑتی ہو غرض کہا بھلا

اسے ساکت کیا لکھنے نے اسی وقت تمام اسباب عیش و عشرت مہیا کیا پہلے کھانا کھلا یا پھر شراب پانی ایرج نے اسے شراب پلائی سبب خوب دونوں مست ہو چکے تو ایرج نے اسے اٹھا کر گود میں بٹایا اور گتے سے لگایا وہ لگاتار اسکی گود میں ترپنے لگی اور کہنے لگی کہ ہائین ہائین یہ کیا کرتا ہو لیکن بظاہر تو انکار اور بہ باطن غنچہ دل بطن شکلی کہ اب مطلب حاصل ہوا قصہ وہ تو بظاہر انکار کرتی رہی مگر ایرج نے اسے جون توں کر کے پٹنگ پر لٹایا اسے بھاگنے کا قصد کیا ایرج نے اسے دونوں پانوں میں رکھ کے خوب دبوچا اور اس زور سے ایک جھٹکا دیا کہ کمر اسکی ٹوٹ گئی جب وہ بھاگنے سے مجبور ہوئی تو اسے اچھا لگا کہ اسم تھکا ایرج بد دم کرے پورا منہ نہ کھٹے پایا تھا کہ ایرج نے اسے دہن نجس پر اس زور سے ہاتھ رکھا کہ روح نجس اسکی قالب تن سے پرواز کر گئی اور ایک غل و شور بلند ہوا سارے پیر اسکے اپنی ندامت بھوکھ لکھناک اڑانے لگے تمام مکان تیرہ و تار ہو گیا اور ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ ای جو ان مارا جو ان کشتی مارا جو ان کشتی نام من انصروت جاو و بود القصد جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی بالکل رفع ہوئی تو ایرج نے کیا دیکھا کہ ایک پیر زوال پشت خمیدہ سر کے بال جیسے روئی کا گالانہ منہ میں دانت نہایت آنت کوئی تبن سو برس کا سن سیاد قام زشت و کر یہ منظر کوئی سو گز کا قدمری ہوئی پڑھی پڑیس ایرج نے ایک بات ماکر اسے دریا میں پھینک دیا اب جو اس قصر میں چار طرف پھر کے دیکھا اور کسی کو نہ پایا سو اسے عالم آب کے اور کچھ نظر نہ آیا تو نہایت دم گھبرایا اور اپنے جی میں بہت نادم ہوا اور کہتا تھا کہ ای ایرج غضب کیا تو نے کہ اس لکاتہ کو مار ڈالا اس ساحرہ کو یہاں ہرگز نہ مارتا تھا اسلئے کہ اب اس عالم آب سے نہایت کیونکر ہوگی اور کون یہاں سے نکالے گا لیگا القصد تین روز تک اسی شمش و خیم میں بسر ہوئی تیسرے روز ایک جانب سے اس قصر کے کچھ لوگوں کے بولنے کی آواز اور پانوں کی چا پ آئی چار طرف نظر پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا جب کسی کو نہ پایا تو نہایت درجہ حیران ہوا کہ یہ معرکہ کیا ہو یہ صدالوگوں کے بولنے کی اور پٹنے پھرنے کی کیسی آرہی ہو اور کوئی دکھا لی نہیں درنا اسی حیرت میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک آواز سنائی دی کہ اسے اس جوان کا نام تو پوچھو کہ کون ہے اور یہاں کہاں سے آیا ہو یہ سنکر ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای جو ان اپنا نام بتا اور یہ کہ کہ تو کون ہو اور کہاں سے آیا ہو اور کون تجھے لایا ہو یہ آواز سنکر ایرج نے کہا کہ میں نہایت حیران ہوں کہ آوازیں تمہاری سننا ہوں اور صورتیں تمہاری نہیں دکھائی دیتیں تمہیں دیکھوں تو کچھ جواب دوں جب ایرج نے یہ جواب دیا تو ایک نازنین کی آواز آئی کہ اچھا اسکی دونوں آنکھوں میں سرمہ سلجائی لگا دو کہ یہ بھی بکھو دیکھ سکے یہ حکم سنکر کسی نے ایرج کی آنکھوں میں سرمہ لگا دیا کہ آنکھیں خشک ہو گئیں اب جو آنکھ ملکہ دیکھتا ہو تو ہرگز ادوں کا ایک اکھاڑا جمع ہو کہ جس میں ہر ایک پر ہر اویسی حسینہ ہو کہ آنکھیں اسکی خیرگی کرنے لگیں اور ایک نازنین مہ جبین سر سے پاؤں تک دریائے جواہر میں غرق انداز جلوہ برق طور سراپا سے ظاہر ہونے میں اُن پر ہر ادوں کے نہایت ناز و اغاز سے کھڑی ہو جس اُسے دیکھتے ہی ایرج کا یہ عالم ہوا کہ جوش و حواس بجانہ رہے شعر صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق کہما صبر نے الفراق الفراق ایک کھڑی بھر تو سکتے کے عالم میں کھڑا رہا بعد اسکے اس مہر طلعت کے قریب جا کر دست بستہ عرض رہا ہوا کہ ای نازنین مہ جبین آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے مطلع فرمائیے اس نازنین نے یہ سنکر ایرج کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ارے صاحب تم تو پہلے اپنا نام و نسب بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ اس قصر میں تمہارے آنے کا کیا باعث ہوا اور کون لایا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای نازنین ماہ طلعت و مہ جبین مہر صورت اس منظر کو ایرج نوجوان صاحبقران لشکر آفتاب پرستان کہتے ہیں اتفاقات روزگار سے انصروت جاو و کی قید میں مقید ہو گیا تھا اور دونوں بعد اب الیم بتلا رہا آخر کار اس لکاتہ نے مجھے بہانہ لاکر مقید کیا انجام کار میں نے بغریب

اُسے قتل کر کے اس دریا میں پھینک دیا اپنی حرکت پر کمالِ نادم تھا اور اپنے جی میں کہہ رہا تھا کہ اب یہاں سے کیونکر
 نجات ہوگی اور کس طرح اس عالمِ آب سے رہائی پاؤں گا کہ میرا عظیم آفتاب تابان نے نمود یہاں بھیجا اب تم لو
 کہ تمہارا کیا نام ہو اور کس آسمان کی راہ اور کس گشتان کی رو ہو اُس نازنین نے کہا کہ اے ایرج تم عجیل مہر سے
 اقامت ہو اے ایرج نے کہا کہ ہاں ہاں میں خوب واقف ہوں اور ابھی طرح سے آگاہ ہوں وہ امیر حمزہ صاحبِ قرآن
 کے چوتھے بھائی ہیں یہ سُکر اُس نازنین نے کہا کہ اے ایرج میں اُنہیں کی بیٹی ہوں اکثر اس قصر کی سیر کو آیا کرتی ہوں
 لعل افروز پر سی سیری ان کا نام عجیل باہر واپس عاشق ہوئے تھے میں اُنہیں کے بطن سے پیدا ہوئی ہوں نام میرا
 عالم آرا ہاں تو آج جو سیر قصر مجمع البحرین کو آئی تو تھیں دیکھ کر دل پر قابو نہ رہا اے ایرج اگر تو دینِ آفتاب پرستی
 ترک کر کے ملتِ مقدسہ اسلامیہ کو اختیار کر تو کیا منافع سے ایرج نے کہا کہ بھلا میں ایسے دینِ بدوشت کو کیونکر چھوڑ دوں
 اور مذہبِ اسلام اختیار کروں یہ ہرگز نہ ہو گا یہ قوم با انجام ایرج کا سُکر ملکِ عالم آرا ہاں تو تفر ہو گیا اور پاس بٹھے کو
 بی نہ چاہا مگر خلافِ مروت جانِ کسبیت شہاب و کیاب مہیا کرانی خود بھی شراب پی ایرج کو بھی پلائی جب ایرج کو
 خوب نشہ ہو گیا تو اُسے قصہ کیا کہ ملک سے محتاط ہو ملک کو اگرچہ اسکی طرف میلان طبع تھا مگر یہ خیال کیا کہ اے عالم آرا
 یہ مردود کافر اور تو ایک مسلمان مسلمان کی بیٹی تجھے حیف ہے کہ تو اس سے مختلط ہو یہ سوچ کر اٹھکھری ہوئی اور کہا
 کہ اے ایرج تو بڑا بے بنیاد اور نہایت نالائق معاوم ہوتا ہے میں تو جانتی ہوں اب تیری سزا یہی ہے تو میں ہڑارہ یہ کہہ کر
 اپنے تخت پر سوار ہو گئی اپنی پرہیزگاروں سمیت پر واز کر کے چلی گئی ایرج ہر چند چلا یا کیا کہ اے جانِ جانِ دای
 راحت جان ایرج نوجوان ہکوز خمی تیغ ابد و کر کے چھوڑے جاتی ہو اے ملک یہ کیا ستم کیے باقی ہو شعر مرگشتی تکبیری
 نہ گشتی عجیب سنگین دے اللہ اکبر! ایضا: نجان ہوں میں کوئی وار لگا کے جاؤں بیکلی سے مجھے اے جان چھڑاتے جاؤں
 دیکر گئے تم اُدھراؤں ہم یقین ہے کوئی دم ہے تو دم واپس ہے مگر ملک نے پھر نہ سنا تخت پر سوار ہونے چلی گئی ایرج
 نہایت مضطرب و پریشان ہوا چاروں طرف اُس قصر میں دوڑتا پھرتا تھا اور مکرین لگاتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ شعر
 بس اپنا کچھ نہیں اب آہ پڑتا کہ دل کو لگیا ایک راہ چلتا باسے اے ملکِ عالم آرا ہاں تو تمہیں مجروح تیغ ابد و کر کے
 چلی گئیں اے ملک ہم یونین ترہتے رہے اگر نکو یہ پیردنی کرنا تھی تو پہلے ہی اپنی صورت نہ دکھائی ہوتی اسے اے یارِ ہانی
 و محبوب جادوانی شعر سخت بے تیرے قلق دل کا ستانا ہے مجھے گہ اٹھاتا ہے مجھے گاہ بٹھاتا ہے مجھے القیہ چار پر
 تو اسی بیقراری اور آہ و زاری میں بسر ہوئی بعد اُسکے جو گرسنگی نے ظہر کیا تو ساری عشق و عاشقی بھول گئے اور اب
 بھوکہ کے مارے دم نکلنے لگا لیکن سوائے غم و غصہ کھانے کے غذا وہاں کہا و شبانہ روز فاقے سے گزر گئے غش پر غش
 آنے لگے اٹھنا بیٹھا محال ہو گیا کہ یکایک اُس دریا میں چند جہاز اور کشتیاں نمودار ہوئیں اور اُن واحدینِ قصر کے
 قریب آگئیں ہر چند ایرج چلا یا لیکن کسی نے سماعت نہ کی اسلئے کہ سب گرسنگی کے آواز میں اتنی قوت ہی کہاں تھی
 کہ ایساں جہاز کے کان تک پہنچ سکتی جب کسی نے جواب نہ دیا تو مجبور ہو کر اُسے ردِ مال بلانا شروع کیا
 قصائے کار اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد سوداگر کے تھے اور خواجہ فولاد خواجہ فرخ تاجر کا غلام ہر اسکی
 نظر پر ایرج پہنچ ہی تو دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین و خوبصورت قصر میں کھڑا ہوا ردِ مال ہزار ہا تھا خواجہ فولاد یہ
 معرکہ دیکھ کر متعجب ہوا کہ اس قصر میں یہ کون شخص کھڑا ہے اور کہاں سے آیا ہے اپنے لوگوں سے کہا کہ ذرا اس جوان
 کا حال تو دریافت کر دو کہ یہ کون ہے سُکر لوگ کشتی پر سوار ہو کے اُس قصر کے متصل آئے اور ایرج سے کہا کہ اے جوان
 تو کون ہے اور یہاں کہاں سے آیا ہے ایرج نے اپنے نام و نشان سے مطلع کیا اُن لوگوں نے اگر خواجہ فولاد سے کہا کہ

ایک شخص نہایت وجہ بلند قامت چمکا چہرہ آفتاب و دشمن کے مانند پکڑا ہوا و پیشانی سے قرۃ شامی نمایان ہر سبب
ضعف و ناتوانی کے طالب امداد ہو تمام مال بیان کیا خواجہ فولاد ایرج کا نام سکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ صاحبو میں
اس جہان کے باپ کا غلام ہوں اسکی خدمتگاری میرے فخر و افتخار کا باعث ہو اور کیونکر فخر و افتخار کا باعث نہو کہ اسکے باپ نے مجھے
بہت سال دے کر آزاد کیا ہے یہ کلمہ جہاڑا پنا آگے بڑھایا اور بہر نفع ایرج کو قصر سے اپنے جہاد پر اتارا اور
مستفسر احوال ہوا ایرج نے کل حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواجہ فولاد نے کہا کہ خیر ای شہر یار جو تکلیف
آپ کو ہو پوچھنا سنی وہ تو ہو چکی مگر اب تو یہ غلام حاضر ہے جو ارشاد فرمائیے گا بجالاؤ لنگاہ کہ ایرج کو کھانا کھلا پانی پلایا
شراب پلائی اور کہا اب آپ دم بھر استراحت فرمائیے یہ سکر ایرج لیٹ رہا دو آدمی چہی کرنے لگے ایک آدمی غلیا
بھٹنے لگا تاہیکہ ایرج سو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی تو حال اپنے لشکر کا استفسار کیا کہ ای خواجہ فولاد و لکھن
میرے لشکر کا کچھ حال معلوم ہو تو بیان کر دو خواجہ فولاد نے کہا کہ ہاں بخوبی معلوم ہے عرض کرتا ہوں ایرج نے کہا کہ اچھا
بیان کر دو خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہر یار مالک بن ملکوت شاہ نواب لشکر لندھو بن سعدان میں ہوا وہ حمزہ
بہ تعاقب لقا ظلمات کو گئے ہیں کہ وہ بعد اسکے جانے کے ظلمات کی طرف بھاگ گیا تھا اب آپ بیان سے میرے
ہمراہ شہر فرنگوشیہ کا راستہ لیجیے میں بہ آرام تمام آپ کو فرنگوشیہ میں پہونچا دوں گا ایرج نوجوان نے کہا کہ اچھا یہ تو
سب ہو رہا پتلے یہ تو بتاؤ کہ انتظام باختر کے واسطے امیر حمزہ صاحبقران کسے چھوڑ گئے ہیں خواجہ فولاد نے کہا
کہ لندھو بن سعدان کو ایرج نوجوان نے کہا کہ اس دیوانہ امیر حمزہ کے ساتھ چلیا باختر میں رہ گیا
ای خواجہ فولاد نے کہا کہ وہ باختر ہی میں رہ گیا ہے امیر حمزہ صاحبقران کے ساتھ نہیں آیا یہ سکر ایرج بہت
دل مول ہوا اور کہا کہ ای خواجہ فولاد قسم یہ میرا عظیم کی کہ اگر حمزہ اپنے تمام لشکر کو چھوڑ جاتا تو مجھے اتنا تردد نہ ہوتا جتنا
کہ اس دیوانے کے باعث سے اندیشہ ہوا ہے ای خواجہ فولاد نے دیوانہ بلا سے بے درمان آفت جہان پر مگر خیر اب جو کچھ ہو
سو ہو سمجھ لیا جائیگا اچھا خواجہ اب تم بتاؤ کہ بتا رہا کیا عزم ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ پتلے آپ کو ملک فرنگوشیہ میں پہونچاؤں
ملک سبائل کو جاؤں گا ایرج نوجوان نے جو نام ملک سبائل کا شانہایت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ
وہی تو کوئے بار اور کوچہ دلدار ہے وہیں تو ملے گیتی افزو رہے سوچ کر خواجہ فولاد نے کہا کہ ای خواجہ فولاد میں شہر
فرنگوشیہ کو نہ جاؤں گا مجھے بھی ملک سبائل ہی میں پہونچاؤں کہ میں بہت مشتاق ہوں سیر سبائل کا میں نے
ملک سبائل کی بڑی تعریف سنی ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہر یار ملک سبائل میں آپ کا جانا نہایت نامناسب
معلوم ہوتا ہے اور میں آپ کو ہرگز نہ لیجاؤں گا اسلئے کہ شاید کوئی آپ کو پہچان لے تو قیامت ہی ہو جائیگی وہاں آپ نہا ہوئے
نہ آپ کا لشکر وہاں موجود ہے نہ اور کوئی رفیق دربار پھر کیے تو کہ کیا صورت ہوگی ایرج نوجوان نے کہا کہ خواجہ فولاد
اس امر سے تم مطمئن رہو مجھے کوئی نہیں پہچانے گا میں اپنی شکل تبدیل کر دوں گا خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہر یار
مجھے اطمینان نہیں ہے میں آپ کو نہیں لیچاؤں گا یہ سکر ایرج نوجوان نے کہا کہ ای خواجہ فولاد اگر تم مجھے ملک سبائل
نہ لیچاؤ گے تو میں تعین بھی مار دوں گا اور اپنے کو بھی ملک کر دوں گا مجبور ہو کر خواجہ فولاد نے کہا کہ بہت اچھا پتلے
جو آپ کی خوشی کو چھو فرمائیے کہ آخر ملک سبائل میں کون ایسی ضرورت اور اصل مطلب کیا ہے ایرج نوجوان
نے کہا کہ سوائے سیر و تماشے کے اور کچھ مطلب نہیں ہے خواجہ فولاد خاموش ہو رہا اور لشکر جہاڑا وں کا وہاں
سے اٹھ کر ملک سبائل کا راستہ لیا ایک چند ہی روز کے بعد ملک سبائل میں پہونچکر کاروان سراسر
ضیغم خون آشام میں مقام کیا اور اسباب نذرہ دیا کر کے دوسرے روز سلمان شاہ فارسی کے دربار میں جانیکا

تصد کیا ایمرج نے کہا کہ اے خواجہ فولادو ہم بھی چلے خواجہ فولادو نے کہا کہ آپ کا جانا میرے ہمراہ مناسب نہیں ہے آپ اور
 ملازمین کو ساتھ لے کر قشربین لے جائیے گا ایمرج نے کہا کہ اے خواجہ فولادو کیون تمہیں اپنے ساتھ لے جانے میں کیا اندیشہ ہے
 کیا یہ خیال ہے کہ میں وہاں جا کر کوئی حرکت نہ کر سکوں کہ تو اب اسبابی میں ہے تو فتنہ نہیں ہوں خواجہ فولادو
 نے مجبور ہو کر ایمرج کو اپنے ساتھ لے لیا ایمرج اپنی وضع بشکل تہار تبدیل کر کے خواجہ فولادو کے ساتھ ہوا اور یہاں
 سلمان شاہ فارسی تازہ تازہ حاکم ہو کر آئے ہیں ابھی کلمہ چارہ ہی پانچ جیسے گزرے ہیں کل شاہان باختر آئے
 ہوئے ہیں سلمان شاہ ہر ایک سے کمال خلق و مردت پیش آرہا ہے ہر ایک کو اپنے سے گریہ کر رہا ہے ہر ایک
 کا دل ہاتھ میں لے رہا ہے سب کے سب سلمان شاہ سے بہت خوشنود و راضی ہیں برابر زر خراج لاکر دے رہے ہیں
 خلعت و انعام سے ممتاز و سرفراز ہو رہے ہیں تمام رعایا و برایا آباد کل علم اور کارندے شاد شاد ہیں الغرض خواجہ
 فولادو بارگاہ سلمان پر اسوقت پہونچا کہ جس وقت سلمان شاہ دربار کر رہے تھے سلمان شاہ ایک تخت نہنگار
 پر شگن دس بارہ ہزار شاہان باختر گرداگرد تخت سلطنت کے کرسیاں جو اس ہر نگار پر بیٹھے ہوئے ہیں غلام و
 خدمتگار دست ادب بستہ و در دور کھڑے ہوئے ہیں منشی اور محرر سامنے استاد و بین کاغذات علی ملا حلقہ
 ہو رہے ہیں ہر کار و من نے عرض کیا کہ حضور خواجہ فولادو سوداگر نذر دینے در دولت پر حاضر ہوا ہے کیا حکم ہوتا ہے
 فرمایا کہ بلا لو ہر کار سے گئے اور خواجہ فولادو کو مع ایمرج نوجوان بارگاہ میں لائے پھر گاہ پر سے مجرا کر لیا گویا سلمان
 شاہ فارسی کی نظر ایمرج پر پڑی بے اختیار ہو کر تعظیما طہرا ہو گیا اٹھ اٹھا تھا کہ ایک چپٹیک آئی اور تاج سر سلمان شاہ
 سے گر پڑا جو بادشاہ قریب بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے دوڑ کر تاج اٹھا لیا اور سلمان شاہ فارسی کے سر پر رکھا لیکن
 سلمان شاہ بہت ناوم اور متحیر ہوا کہ یہ کیا سودہ حرکت تھی سرزد ہوئی کہ ایک اونے سوداگر کی تعظیم کے واسطے
 تو اٹھ کھڑا ہوا اگر پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ اے سلماہ شاہ ضرور اس امر میں کوئی عیب ہے اور ادھر ایمرج نے
 جو سلمان شاہ کو اس رعب و دبدبے سے دیکھا ہاتھ پاؤں میں تھر تھری پڑ گئی رنگ چہرے کا تھیر ہو گیا رعب
 شاہی نے قلب ایمرج پر پورا اثر کیا القصد خواجہ فولادو نے وہ کشتیان جہنم کے لیے لایا تھا بیکش کہ سلمان شاہ نے
 نذر اسکی قبول کی اور خلعت و انعام سے ممتاز کیا اور بیٹھے کا حکم دیا ایمرج اور خواجہ فولادو دونوں کر بیٹھے لیکن
 سلمان شاہ فارسی ایمرج نوجوان کو خیر و خیرہ نظروں سے دیکھ رہا ہوا اپنے جی میں خیال کرتا ہے کہ اے سلمان اسکو
 تو تو نے کہیں دیکھا ہے اور سوچتا ہے کہ کہاں دیکھا ہے آخر کار خواجہ فولادو سے پوچھا کہ کیوں خواجہ فولادو نوجوان
 تمہارا کون ہے خواجہ فولادو نے کہا کہ پیر و مرشد ہے میرا آقا زادہ جو میں اسکا مطیع و نقاد ہوں جو کچھ مال و اسباب
 میرے پاس ہے وہ سب اسی کا ہے سلمان شاہ نے پوچھا کہ پچاس جوان کا نام کیا ہے خواجہ فولادو نے کہا کہ حضور انکا ہم
 خواجہ خورشید جو فنون سپاہ گری میں انکو مدخلت تامہ ہے یہ شکر سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ خیر یہ تو معلوم ہوا
 اب یہ بتاؤ کہ تم کیا کیا چیزیں لائے ہو اور کہاں سے پھرتے پھرتے یہاں آئے ہو خواجہ فولادو نے عرض کیا کہ
 خداوند ہر قسم کی چیز تابدار کے پاس موجود ہے جو حکم ہو گا وہ حاضر کر دے گا اور بالفعل تو میں ظلمات سے آیا ہوں
 سلمان شاہ نے کہا کہ حمزہ صاحبقران اسبرگینی شان سے تو ملاقات نہیں ہوئی خواجہ فولادو نے کہا کہ
 پیر و مرشد وہ ہفت منظر سے گئے ہیں اور میں دوسری جانب سے واپس آیا ہوں سلمان نے کہا کہ آج کل
 حاکم ظلمات کا کون ہے عرض کیا کہ زبردست شاہ چھوٹا بھائی زمر و شاہ کا بادشاہ ہے اور خداوند بادشاہت کیسی
 وہ ملعون تو خدا کی کا دھرمی کرتا ہے اور فی الحقیقت اسکا باہ و جلال بھی بہت کچھ ہے اور اصل یہ ہے کہ ملک و مامہ جاو

شاہنشاہ ساحران اُسکی مددگار ہو گئی یہ سارا جاہ و بجلال اُسی کے بدولت ہوا یہ ایک تاج مرصع کار کمل بھی اس پر
آبدار و بر جہر شاہ کو بنا کر پہنا دیا یہ دس چھون بیچ تاج میں ایک اعلیٰ درخشندہ سحر سے تزیین دے کر لگا دیا یہ کہ جب
وہ ملعون و باریک بین ٹیٹا کو تو شل آفتاب نمروز کے اُسکی ضو پڑتی ہے جو شخص اُسے دیکھتا ہے وہ بے اختیار اس کا سر
خاصہ کو سجدہ اُلوہیت کرتا ہے اور عیاذاً باللہ وہ ملعون گویا خدا کی کرتا ہے اور کل امور ملک و مامورہا دو کے مشورے سے
سرا بنجام دیتا ہے لیکن اس راز سے کوئی مطلع نہیں یہ سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ دیکھئے صاحبقران عالی شان
کی آمد و خد اہی رکھے خواجہ فولاد نے کہا کہ حضور وہ با اقبال ہیں اُنکا خدا اُنکا حامی و مددگار یہ سلمان شاہ
نے کہا کہ ہاں خدای مددگار یہ الغرض بڑی دیر تک باقیں ہو اکیں جب دربار بہ خاست ہوا تو خواجہ فولاد مرخص ہو کر
کار و انسرا میں آیا جب خبر در و درتاری کی تمام ملک میں مشہور ہوئی اور شدہ شدہ ملکہ گیتی افروز کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی
کہ سوداگر بہت عمدہ عمدہ چیزیں لیکر آئے ہیں ملکہ نے کہا کہ میں کیا کروں گی جب میرا وارث ہی میرے پاس نہیں ہے تو اب
مجھے کسی شے سے سروکار نہیں ہے نہ مجھے احتیاج لعل و گوہر نہ تمنا ہے نہ روز و نور خورشید خاوری نے کہا کہ میں صحت
تم کیوں اس قدر رنج و الم کرتی ہو اور اپنے کو حیران و پریشان کرتی ہو اسی گیتی افروز تو نے تو مجھے اور بھی ہلک کر دیا
اسی بیٹی سوداگر دن کو بلوا کر جو چیز ہا ہے خرید و اپنا بی بیلا و شاہزادہ صحیح و سالم اور سی ما قائم ہے خواجہ زادون کا
کنا جو ٹھہ نہیں ہوتا چھ برس گزر چکے ہیں چھ سال اور باقی ہیں یہ بھی بات کہتے ہیں گزر جائیگے تم اس قدر سہرا سان
کیوں ہوتی ہو یہ شکر ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ اچھا اما سنان بلواؤ نہیں اختیار ہے خورشید خاوری نے اُسی وقت
منظفر بن ضیغم خون آشام سے کہ وہ منجاب قاسم تمام ملکہ ذوالالامان کا مالک ہے اور قاسم کا مصاحب خاص ہے کہلا
بھیجا کہ امی مظفر بن نے سنا ہے کہ کچھ سوداگر کار و انسرا ضیغم خون آشام میں اگر فروکش ہوئے ہیں اور بہت عمدہ
اشیاء لائے ہیں انہیں پاس بھیج دو مظفر بن ضیغم خون آشام نے اُسی وقت جو بدارون کو کار و انسرا کے بیرون
رہا نہ کیا جب قافلہ خواجہ فولاد میں پہونچے تو ایرج کو دیکھا کہ ایک جوان حسین و خوب صورت باشوکت و شان بیٹھا ہوا
ہے حیران ہو کر لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ سوداگر کہاں ہے جو ہا ہر و اسباب بیش قیمت لایا ہے سب نے تنقیر لفظ ایرج
کی طرف اشارہ کیا کہ یہی ہے وہ جو بدار ایرج کے پاس آئے اور نہایت ادب سے جھگڑا ایرج کو سلام کیا ایرج نے جواب
سلام کا دے کر اسے سنا کر کیا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا مطلب و دعا کہتے ہو جو بدارون نے
عرض کیا کہ ہم مظفر بن ضیغم خون آشام کے جو قلعہ ذوالالامان کا مالک و حاکم ہیں ملازم ہیں امیر حمزہ صاحبقران
کے حرم محترم نے سنا ہے کہ آپ جو اہر بیش بہا لائے ہیں اور اسکا بیچنا آپ کو مقصود ہے لہذا مظفر بن ضیغم خون آشام
کا حکم ہے کہ آپ اپنا مال و اسباب لیکر در دولت صاحبقرانی پر تشریف لائیے یہ شکر ایرج نے جواب دیا کہ اپنے دل میں بہت
خوش ہوا اور کہا کہ خیر وہاں تک رسائی کی صورت توکل آئی اور ان جو بدارون سے جواب دیا کہ ہاں ہمارے
پاس بہت عمدہ عمدہ اشیاء اور نہایت نایاب ہا ہر عرض ہے میں نے جو بدارون نے کہا کہ ہر تشریف لیٹے ایرج نے
خواجہ فولاد سے کہا کہ امی خواجہ فولاد چلنے کی تیاری اور اسباب درست کرو مظفر بن ضیغم خون آشام کے یہاں سے
طلب آئی ہے خواجہ فولاد نے اُسی وقت ہر و اشیاء نفیسہ شاہانہ صندوقہ ہاے زر نگار میں بھرا کر اپنے
ہمراہ لیے اور ان جو بدارون کے ساتھ مع ایرج نے جوان قلعہ ذوالالامان کا راستہ لیا جب متعل مکان مظفر بن
ضیغم خون آشام کے پہونچے تو جو بدارون نے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر ایک لمحہ کے لمحہ پرسان توقف فرمائیے ہم
عرض کریں پھر آپ کو بھین خواجہ فولاد نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جو بدار گئے اور خواجہ فولاد کے

آنے کی اطلاع کر کے اجازت حضور ہی حاصل کر کے خواجہ فولاد کو مظفر کے سامنے لائے مظفر نے جو ایرج نوجوان کو
 دیکھا پھر وہ کہہ اٹھا کہ کیا جو ان رعنا ہوا فقہ ایرج و فولاد نے سلام کیا مظفر نے جواب سلام دے کر بیٹھے کا حکم دیا فولاد
 و ایرج سلام کر کے کرسیوں پر بیٹھ گئے بعد اسکے خواجہ فولاد نے ایک دانہ یا قوت بخش بہا مظفر کو نذر دیا مظفر بہت
 خوش ہوا اور نہایت نوازش سے پیش آیا اور کہا کہ تم ہمیں بیٹھو اور اسباب اپنا ہمیں دیدو ہم جساکر دیکھا آئیں جو شہر
 پسند آئیگی اسکی قیمت بٹائیگی اور جو ناپسند ہوگی واپس آئیگی یہ سکر ایرج نوجوان نے اپنے دل میں کہا کہ واہ وہاں تو
 مطلب ہی فوت ہوا جانا ہی ہونے چاہتا تھا کہ ہم ملکہ گیتی افروز کی صورت ہی دیکھ کر دل کو تسکین دے لینگے اور کم سے
 کم یہ سچو آواز ہی سن لینگے سو یہاں تو وہ عنوان ہی تشریف لے جاتا ہے یہ سچ کر خواجہ فولاد سے کہا کہ ایرج خواجہ تم کہہ دو
 کہ ہم ہم معاملہ نہ کریں گے بھینگے تو دست بستہ بیٹھیں گے یہ سکر خواجہ فولاد نے کہا کہ او شہر یار اس طرح تو معاملت ہمیں
 منظور نہیں ہے کہ جو اسباب ہم آپ کے ساتھ کر دیں اور ہم نہ جائیں بھینگے تو دست بستہ ہی بیٹھیں گے کئی مرتبہ
 اس طرح دھوکا اٹھایا ہوا آپ کا جہان جی پاس ہے لیجائیے مگر ہم بھی ساتھ ساتھ رہیں گے مظفر نے یہ ہم ہو کر کہا کہ کیا تو ہمیں
 بے ایمان سمجھا کر ہمارا اعتبار نہیں کرتا ہم مرد مسلمان ہزار ہا اور لکھو کھا اور کروڑ روپے کی چیز پر خیال نہیں کرتے
 وہ اور یہی لوگ ہونگے جہان تو نے دھوکا اٹھایا ہے ہمارے یہاں بے ایمانی کا کیا دخل خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ
 حضور یہ تو بجا ارشاد ہوتا ہے اور بہت صحیح و درست خداوند فقیر کی یہ مجال نہیں ہے کہ حضور کو معاذ اللہ ایسا ملے کہ سکر
 خداوند اگر درمیانی لوگ تبدیل کر لیں تو اس وقت ہم کیا کریں گے مظفر نے کہا کہ ایرج نوجوان اپنی سنبھال ہو شہر
 درست کرارے یہ منظمات ناموس امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن ہیں یہاں کیا مجال ہے کہ کوئی غیر
 شخص آئے یا جائے یہ سکر خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ حضور اگر مجھسا پور جا چلیگا بھی تو کیا مضائقہ ہے میں ہوں اور
 میرے ساتھ ساتھ یہ لڑکا ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اور وہاں سے جو بدار پر چوہا ر خواجہ سرا پر خواجہ سرا چلا
 آتا ہے کہ جلد سودا کروں کو لادو آخر کار مظفر ناپا کر خواجہ فولاد و ایرج کو اپنے ہمراہ لیکر باغ یا قوت میں لایا وہ
 باغ ہے کہ شاہزادہ ملک قاسم نے تعمیر کرایا ہے اور سودا گروں سے کہا کہ تم ہمیں تمہو ہم اطلاق کر لیتے ہیں اور یہ وہ
 مقام ہے کہ سوا سے شاہزادہ خاور سپاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان ناموس کے اور کوئی نہیں آیا غرض خواجہ
 فولاد و ایرج نوجوان وہاں بیٹھے اور خواتین صاحب قرآنی پس پردہ رونق افروز ہوئیں اور حکم ہوا کہ سودا گروں
 کو لادو خواجہ فولاد و ایرج کو پردے کے قریب لاکر بٹھایا اب جو ایرج غور سے دیکھتا ہے تو ایک لونور کی اٹھ رہی ہے
 دل اسکا تڑپ گیا اور بیقرار ہو کر کاسنے لگا خواجہ سرا نے پوچھا کہ خواجہ فولاد یہ لڑکا کا پتا کیوں ہے خواجہ فولاد نے
 کہا کہ یہ لڑکا مرتعش ہے لیکن ایرج نہایت دل مول ہے اور دل میں کہتا ہے کہ ایرج انوس معشوق پس پردہ
 بختار ہے اور تو اسے نہ دیکھ سکے جیت ہے تیری بہت ہے کہ تو قریب آکر خالی پھر جائے ایرج ہر چہ بادا ہوا بغیر معشوق
 کے دیکھے یہاں سے نہ ہا کہ اس عرصے میں خواصون نے صندوقچہ جو اسہر پیش ہا کا خواجہ فولاد سے طلب کیا خواجہ
 فولاد نے صندوقچہ اٹکے حوالے کیا وہ اندر لیکر گئیں ایک منٹ کے بعد پس پردہ سے آواز آئی کہ ایرج گوہر ملک تم
 کیا لوگی کسی نے جواب دیا کہ یا قوت سرخ پھر آواز آئی کہ گیتی افروز تم کیا لوگی جواب دیا کہ زمرہ چاہیے ہیں ایرج
 نے جو گیتی افروز کی آواز سنی قریب تھا کہ گشت کھا کر گر پڑے مگر بہت ضبط کیا اور اپنے دل میں کہا کہ ایرج تو گھبراٹا کیوں
 ہے جس نیر اعظم نے آواز سنا دی ہو وہی وصل سے بھی کامیاب کر دیا صبر کر صبر کر مگر جن جنوں دل کو سمجھاتا ہے وہ
 دونوں بے قراری اور شدت کرتی جاتی ہے ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہے کہ پردے کے اندر گھس مل اور معشوق کو نکال بھی لا

اور پھر ضبط کر کے خاموش رہا تاہم لیکن حالت یہ ہو کہ ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے دلولہ محبت کا دھور اور
جوش عشق کی شدت ہے لیکر ایک خواجہ فولاد کی نظر جو ایرج کے چہرے پر پڑتی ہے تو دیکھا کہ آثار عشق کے ظاہر ہیں
رنگ زرد و ہر لب پر آہ سرور و انگھون میں اشک بھرے ہیں منہ پر ہوا بیان آ رہی ہیں ایرج سے کہا کہ شہر یار خیر ہاں
میں آپ کے اور ہی رنگ پاتا ہوں اور شہر یار مانتا سمجھ لیجئے کہ حرم محترم صاحب قرانی جو مطلقاً ایسا مقرب یہاں نہیں آئے
پتا کہ میں ایسا غضب نہ کیجے گا کہ کسی پر مبتلا ہو بیٹھے نہ میرا ہی پتا لگے گا نہ آپ ہی کا نشان لگے گا کچھ تو کیے آخر معرکہ کیا ہو سوت
ایرج نوجوان نے تمام کیفیت اپنی پکے پکے بیان کی اور کہا کہ ایرج خواجہ فولاد میں نو قسط گیتی افروز کے بے ایمان آیا ہوں
ورنہ یہاں میرا کیا کام تھا اور ایرج خواجہ فولاد جب شہر فرنگو شہید میں نے لقا کو پتا دے دی تو اس نے اپنی انگشتی
اور اپنی دختر ملکہ گیتی افروز مجھ کو دے دی تھی تو انگشتی تو میں نے لی تھی اور کہا تھا کہ ایرج ملکہ گیتی افروز تو قاسم
کے پاس ہو اسے میں کیونکر لوں گا تو اسے کہا کہ میں نے تمہیں دے دی تھی جس طرح چاہو لیلو تو پہلے تو مجھے حیسال
نہ تھا کہ جب انصروت جادو کی قید میں میں نے ملکہ گیتی افروز کو خواب میں دیکھا تو اس پر ہزار جان سے عاشق
ہو گیا اب میرا عظم کی امانت سے یہاں تک تو میں پہنچ گیا اب اس سے لو لگی ہوئی ہو وہی وصل سے کامیاب کر دو لگا
ایرج خواجہ فولاد اب میں بغیر مشوق کے لیے ہوے یہاں سے تھوڑی جاؤں گا خواجہ فولاد نے جو یہ حال سنا تو اس
سے جان نکلتی اور اپنے دل میں کہا کہ ایرج خواجہ فولاد تو یہی مارا گیا ایرج بھی قتل ہوا ایرج خواجہ فولاد وال بھی گیا
جان بھی گئی ہاں سے فلک تفرقہ پر داز نے یہ کیا مادہ دکھایا اسے میں تو کہیں کا نہیں رہا کہ اس اثنائ میں دوا ساز دوا کا
پیالہ لیے ہوئے آیا ایرج نے خواجہ سراسر سے کہا کہ ایرج تو اب ناظرہ دوا کے واسطے آئی ہو اسے کہا کہ یہ دوا ملکہ
گیتی افروز کے واسطے آئی ہو ایرج نے بوجھا کہ کیوں غضب دشمنان مزاج کیسا ہو خواجہ سراسر نے کہا کہ جس روز سے
شاہزادہ خاور سپاہ کو اشد ہاتھ لگ گیا اس روز سے ملکہ کسی روز بھی نہیں رہتی ہر روز دوا پیا کرتی ہو ایرج
نے کہا کہ میں بھی تب ہی تھوڑی سی ہیں بھی دینا خواجہ سراسر نے کہا کہ اچھا ملکہ تو کہیں ایک گھونٹہ بھرنی لیتی ہو باقی دوا
جو پھر آئی وہ تمہیں دے دینگے یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا الفصہ محلہ اردو اندر لگی ملکہ گیتی افروز نے کوئی گھونٹہ دو گھونٹہ لے کر
واپس کر دی خواجہ سراسر نے وہ دوا لے کر ایرج کو دیدی ایرج نے وہ دوا پی لی اور پیالہ غسل میں دبا لیا غلاموں نے
کہا کہ دوا پی چکے پیالہ ہمارے واسطے کرو ایرج نے کہا کہ پیالہ تو میں نہ دوں گا خواجہ سراسر ان سے کہا کہ یہ کیا دواہیات ہاں
ہو کہ تو پیالہ نہیں دیتا ایرج نے کہا کہ بھائی تم تو کچھ غلات انصاف باتیں کرتے ہو بھائی جو کوئی بزرگ کسی کو کچھ دیتا ہے
تو مع غلظت دیتا ہے اور غلظت واپس نہیں کرتا اب وہ غلام اور خواجہ سراسر سختی کر لے لگے کہ جسد پیالہ عا سے کہ نہیں
تو بڑی درگت بنائی جائیگی اور ایرج پیالے کو بے سے لگائے ہوئے ہو اور جی میں کہتا ہے کہ ایرج یہ پیالہ
مشوق کے منہ لگا ہوا ہے میں اس میں پانی پیا کروں گا اور اپنا دل بڑھاؤں گا مجھے تو نہ دیا جائیگا ہر چند خواجہ
فولاد ایرج سے کہتا ہے کہ ایرج شہر یار پیالہ دیدو کیون اپنی اور میری شامتیں بلوائے ہو مگر ایرج چپکا بیٹھا ہوا
پیالے کو دیکھ رہا ہے چہتا ہے سینے سے لگا تا ہے اور کسی طرح نہیں دیتا اب خواجہ سراسر ان نے قصد کیا کہ اس سے
بہ جبر چھین لیں اور ایرج نے قصد کیا کہ اگر جبر کیا جائے تو تو بھی لپٹ جا جو ہو سو ہو خواجہ فولاد نے دیکھا کہ
اب بڑی قباحت ہو چاہتی ہے اور مناد عظیم ہوا چاہتا ہے جلدی سے کچھ لعل و گوہر خواجہ سراسر ان کو دیا کہ بھائیو یہ تمہیں
اور پیالہ چھوڑ دو خواجہ سراسر ان نے خوشی خوشی وہ لعل و گوہر لے لیے اور پیالہ چھوڑ دیا اور اپنے اپنے کام کو چلے گئے
اب ایرج تو بیٹھا ہوا دعائیں مانگ رہا ہے کہ ایرج عظیم ایرج آفتاب تابان دروازہ مشوق پہنچا ہوا ہوں

اور صورت دیکھنے کو ترستا ہوں یہ کہتا ہوں اور رونا ہوا جب آتش عشق بھڑکتی ہو تو یہ ارادہ کرتا ہوں کہ اندر محل کے
 گیس مل خواجہ فولاد و مرچند روک رہا ہو اور ہاتھ جوڑ رہا ہو کہ اس شہر مار کیون آپ میرے قتل کے درپڑ ہو گئے ہیں
 مگر کسی طرح نہیں مانتا اور کہتا ہوں کہ میں تو بغیر مشوق کے لیے ہوئے نہ جاؤنگا یہاں تو یہ باتیں ہیں اور وہاں جواہر
 پسند ہو رہا ہو کہ اسی اثنا میں ایک جھوٹکا ہوا سے تند کا جھانکا تو پھٹ سے پردہ اڑ گیا اور ایرج نے بخوبی تمام
 ہر ایک کو دیکھا اپنے ہی میں کہا کہ داد داد کیا حرم سرا سے صاحب قرانی ہو کہ ایک سے بہتر ایک یہاں موجود ہو اور ایک
 ہزار فن سیاہ پوش بیچ میں اُن پہ پوشون کے جلوہ گر ہو اور ایک لونور کی اُسکے چہرہ نورانی سے اُٹھ رہی ہو شعر
 جمائے دید از حد بشر دور نہ دیدہ از پردہ تشنیدہ از حور غور سے جو دیکھا تو خیال آگیا کہ یہ وہی سہ بہین ہو کہ جسے
 خواب میں دیکھا تھا بس تڑ سے غش کھا کر زمین پر گر پڑا خواجہ سراؤن نے پوچھا کہ خواجہ اسے کیا ہوا خواجہ فولاد
 نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے یہ مرض صبح میں مبتلا ہو اور اس مرض کا فاصلہ یہ ہے کہ آب جاری کے دیکھنے سے تیز
 کرتا ہوں بسکہ یہاں بھی نہرین جاری ہیں اس سبب سے اسکو دور ہو گیا یہ سکر حکم ہوا کہ اسے یہاں سے لیجاؤ
 خواجہ فولاد میں یہ سکر جان اگلی اور اسکا اٹھا لیجانا بہت مناسب سمجھا اور سوچا کہ اگر ذرا بھی تو نے نامل کیا اور اسے
 ہوش آگیا تو معلوم نہیں یہ کیا حرکت ہو کہ کر نیچے لگا یہ سوچ کر جو جواہر کا تھا اسکی قیمت بھی نہ لی اور بجلد ہی تمام
 ایرج نوجوان کو باغ سے باہر لایا اور سواری پر ڈال کے کارواں سرا میں لایا بعد تھوڑی دیر کے جواہر ایرج
 ہوش میں آتا ہوں تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ قصر نہ وہ حرم سرا خواجہ فولاد اور اُسکے گماشتے بیٹھے ہیں بس ہاسے کا
 غروہ مار کے روئے لگا اور کہنے لگا کہ اسی فلک بھر قرار ہو گروں ہمارے کیا کجروی تو نے کی کہ مشوق کو دکھا کر
 پوشیدہ کر دیا شعر میں جدا از پار و پار از من جدا افتادہ است و زخمین شکل کہ من وارم کرا افتادہ است اور اسی
 خواجہ فولاد یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ کی کہ مجھکو وہاں سے اُٹھا لیا میں تو بغیر مشوق کے بے ہوش ہوئے ہر گز وہاں
 سے نہ ہٹا کیا کر دن کہ تو میرے باپ کا غلام ہو ورنہ بے نامل تجھے مار ڈالتا کہ تو مجھکو در محبوب سے پھیر لیا خواجہ
 فولاد نے کہا کہ نہیں نہیں سر میرا حاضر مشوق سے کاٹ لیجئے ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھے کیلارون گر سلمان شہ
 اور مشغرف سے بچ لوں گا اگر انھوں نے بسمل مجھے دہرا تو دید یا ورنہ نہ زور تھیر لوں گا میرے پاس لقا کی سند موجود ہے کہ
 اسے ملکہ گیتی افروز کو مجھے بخش دیا ہو یہ سکر خواجہ فولاد اپنے ہی میں دراکارے غضب ہی ہو گیا مفت میں یہ قتل
 ہوا بہتر ہے کہ تو اسے بیوش کر کے یہاں سے نکال لیجا اور ایرج نے خواجہ فولاد سے کہا کہ اسی خواجہ فولاد اب
 میں سلمان شاہ فارسی کو تنبیہ کرنے جاتا ہوں کہ وہ مرد پیر ہو اور اس سے کچھ اندیشہ نہیں ہے خواجہ فولاد
 نے کہا کہ اسی شہر پار جو پاس ہے سو کیجئے مگر جہاں کیجئے وہ تیرا اور قتل کے ساتھ کیجئے ایرج نے کہا کہ اچھا ایسا ہی
 ہو گا غرض دن تو انھیں باتوں میں گزر گیا رات کو خواجہ فولاد نے ایرج کو بیوش کر کے جہاز پر ڈال کے روانہ
 کر دیا اور ایک پٹی دار وے بیوشی کی دماغ پر ایرج کے چڑھا دی کہ یہ ہوش میں نہ آنے پائے اور جہاز
 ران سے کہدیا کہ جہاز کو جلدی نہ چلانا ایک ہفتے میں بن بھی یہاں سے چل کھڑا ہو لگا اور تھکے آکر ملجاؤنگا جہاں
 صبح ہوئی تو جہاں ہر ایک چکا تھا اسکی قیمت حاصل کی اور جو نہیں بکا تھا اسے بیچ کر ایک ہفتے بعد وہاں سے کوچ
 کیا اور جلد جہاز ہانکنا ہوا چلانا ایک تیسرے دن قریب اُس جہانکے پہونچ گیا جسپر ایرج تھا اب دونوں جہاز
 ساتھ ساتھ روانہ ہوئے جب مقام لنگر جہازات پر پہونچے تو جہازوں کا لنگر کرا کے خواجہ فولاد اُس جہاز
 پر گیا کہ جسپر ایرج تھا اور جہازات تمام ایرج کو ہوش میں لایا اب جواہر ایرج کو ہوش آتا ہوں تو اپنے کو

جہازوں پر دیکھا خواجہ فولاد سے کہا کہ کیا تو مجھے سبائل سے لے آیا اسنے عرض کیا کہ ہی ہاں آپ تو بہت عشق
مہربان تھے جنون کا دلولہ تھا اور ہر مرتبہ یہ خیال تھا کہ سب کو مار کر مشوق کو لے لیجیے پیر و مرشد یہ امر بہت مشکل تھا
آپ اکیلے کیا کر سکتے مفت میں رسوا ہونا اور آپ مارے جانے پھرین فرخ تاجر کو کیا جواب دیتا امی
شہر بار اب آپ لشکر جمع کیجیے اور ملک سبائل پر چڑھائی کر کے ہر درخشیر معشوق کو لے آئیے اور اگر ایسی ہی
تنگی ہو تو سر غلام کا حاضر ہر شوق سے کاٹ لیجیے یہ سکر ایرج دم بخود چور ہا اور اپنے ہی میں سوچا کہ خواجہ فولاد
ایچ کہتا ہے کہا کہ خیر امی خواجہ فولاد جو کچھ نے کیا بہتر کیا لیکن اگر وہ پیالہ دوا کا جو چھنے لیا تھا اپنے ساتھ لیتے آئے ہو
تو بہن دے دو خواجہ فولاد نے کہا کہ حاضر ہوا اور جلدی سے پیالہ نکال کر ایرج کو دے دیا ایرج نے اس پیالے
کو لیکر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ خیر اگر نیر اعظم نے مدد کی تو معشوق کو بھی لے لیتے ہی ہاں ابھی یہ باقن ہو ہی رہی تھیں
کہ سامنے سے کچھ جہاز اور نمایاں ہوئے ایرج نے دریافت کر آیا معلوم ہوا کہ یہ جہاز شہر فرنگوشیہ سے آئے ہیں
اور انھوں نے دریافت کر آیا کہ ان جہازوں پر کون ہے تو انکو بھی معلوم ہوا کہ ان جہازوں میں ایرج نوجوان ہے
الغرض دونوں باہم ملاتی ہوئے ایرج نے احوال اپنے لشکر کا دریافت کیا انھوں نے کہا کہ امی شہر بار جب آپ
یہ حادثہ گذرا ہے تو مالک بن ملکوت شاہ نے اقبال شاہ کو دشت کا فور میں روانہ کیا اور ولیم کو جزیرہ
کالج میں بچھو دیا اور خود لشکر امیر حمزہ صاحبقران میں چلا گیا اور لقا ظلمات کی جانب راہی ہوا اور حمزہ
صاحبقران اس کے نقاب میں کئے ہیں اور اب مالک بن ملکوت شاہ لشکر لندھور بن سعدان میں ہے
ایرج یہ خبر سکر بہت خوش ہوا اور وہیں جہاز سے اتر کر دشت کا فور کا راستہ لیا دوسرے روز حوالی شہر
اسکندریہ میں پہونچا ہا ہر قلعہ کے ایک بنار بلند کمانی دیا کہ طول اسکا دو سو میس گز کا تھا وہاں کے لوگوں سے
مستفسر حال ہوا ان سب نے بیان کیا کہ ہکو اسکی کیفیت مفصل نہیں معلوم مگر ایک پیر مرد اس جگہ موجود تھا اسے
بیان کیا کہ اس قلعہ کو سکندر زووالقرین نے تعمیر کرایا تھا اور گردا گرد اس قلعہ کے تیغہ دودمی اور خزانہ مدفون
ہو اور بنار کی پیشانی پر لکھا ہے کہ جو شخص صاحبقران ہو وہ اس مینار پر جائے اور تیر و کمان
بالا سے مینار رکھا ہو اسکو اٹھائے اور تیر چلے کمان میں پیوستہ کر کے مارے جس جگہ وہ تیر گر لگا وہیں خزانہ اور
تیغہ دودمی ہو کھود کر نکالے اور اگر سوائے صاحبقران کے کوئی دوسرا شخص اس مقصد سے بالا سے مینار چلا گیا
تو ایک پھک بجلی کی سی پیدا ہوگی اور وہ شخص مر کر گر پڑے گا ایرج نوجوان نے کہا کہ میں بھی اپنے کو آزمائے گا
اتفاقاً اسی وقت کسی نے دارا شاہ بادشاہ اسکندریہ سے جا کر بیان کیا کہ ابھی ایک شخص آیا ہے اور بالائے
مینار جائے کا قصد کرتا ہے دارا شاہ اسی وقت سوار ہو کر آیا اور ایرج نوجوان سے ملاقات کر کے احوال
پوچھا کہ آپ کون ہیں جب ایرج نوجوان نے اپنا حال بیان کیا تو دارا شاہ نے کہا کہ پہلے آپ شہر میں
تشریف لیجیے وزیر میرا علم نجوم میں دخل پامر رکھتا ہے میں آپ کا حال اس سے دریافت کر لوں تو پھر آپ
بالا سے مینار جا کر تیر بھیکے گا ایرج نوجوان نے کہا کہ اگر تم آفتاب پرستی قبول کرو تو میں تمہارے ساتھ
چلوں دارا شاہ نے کہا کہ میں آفتاب پرستی اس وقت اختیار کروں گا کہ جب یہ خزانہ آپ کے ہاتھ لگیگا
اور حال اس مینار کا معلوم ہو جائیگا ایرج نوجوان نے اسے قبول کیا اور دارا شاہ کے ساتھ ہوا دارا شاہ
بغزت تمام ایرج نوجوان کو شہر میں لایا بعد دعوت و ضیافت کے سلیم اختہر شمار اپنے وزیر کو
طلب کر کے حکم دیا کہ امیر سلیم تو علم نجوم میں دخل کامل رکھتا ہے اس شخص کا تو حال دیکھ کہ بصاحبقران

ہو یا نہیں اور اگر اس میں ہمارے پاس کے تیرے لگے تو کامیاب ہو گا یا نہیں اسی وقت سلیم اختر ظاہر ہوا
ایرج نوجوان کا بقاء و نجوم و لکھنؤ ایرج کے قدموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ بیشک تو صاحبقران ہو اور کامیاب ہو گا
مال تیرے ہاتھ لگے دوسرے روز دارا شاہ ایرج کو لیکر اس مینار کے قریب آتا تمام مسلمان شہر تاشے کے لیے
جمع ہوئی ایرج دامن گردان کے اور آستین چڑھا کر کھنڈنوں پہ پاؤں رکھتا ہوا اور ترجمہ میں جو اس میں
نصب تھیں انھیں پڑتا ہوا بالاسے مینار چڑھ گیا دیکھا کہ ایک کمان آہنی کئی سوہن کی بھاری اور ایک تیرا ہنی
نیزے کے برابر رکھا ہوا ہے ایرج نوجوان نے تیر کمان اٹھا کر تیر کو کمان میں پوسٹہ کر کے بقوت تمام مارا
وہ تیر ہر پھر کر اس مینار کی چھ مین خرق ہو گیا اور ایرج اس مینار سے اترتا ہوا روں کو بلو کر کھنڈے والے کا حکم
دیا ہر چند بلیدار انکار کرتے رہے کہ ہم ہرگز نہ کھو دیں گے معلوم نہیں کہ کس بلا میں گرفتار ہو جائے گے مگر ایرج
نے نہ مانا اور خود بھی گڑال اٹھا کر کھو دنا شروع کیا اور بلیداروں سے بھی یہ جبر کھدانا شروع کیا تا اینکه کھو دے
کھو دے وہ مینار ہلک کر پڑا اب جو دیکھتا ہے تو ایک تختہ سنگ گران نمودار ہوا اور ایک قلابہ اس میں لگا ہوا ہے ایرج
نے اس قلابے کو پکڑ کر خوب زور کیا کہ وہ تختہ سنگ اکھڑ آیا اور مہرہ نقب کا دکھائی دیا اور ایک ہوا سے گرم
دند اس نقب سے ایسی نکلی کہ ایرج تاب نہ لاسکا اور ہٹ کھڑا ہوا جب وہ ہوا سے گرم موتوف ہوئی تو ایرج
روشنی کر کے اس نقب کے اندر گیا بعد ایک سو ساٹھ زینے کے ایک پرچی دروازہ دکھائی دیا مگر مقل اب ایرج
حیران ہوا کہ اس قفل کو کیوں نہ کھولے چار طرف دیکھنے لگا کہ ایک طاق پر کچی سی دکھائی دی ایرج نوجوان نے
اس کچی سے قفل کھول کر دروازہ دکھایا اور اندر چلا گیا دیکھتا ہے کہ چار طرف کو پار کوٹے قفل ہیں اور کچیاں انکی
کندون میں تنگ رہی ہیں ایرج نے کچیاں اتار کر ان سب کو ٹھون کو کھولا اور ان کو ٹھون کے اندر گیا
جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک مین روہیہ ایک مین اشرفیان ایک مین جواہر ایک مین نرے صندوقے مقفل رکھے
ہوئے ہیں اور کچیاں انکے برابر رکھی ہوئی ہیں اسنے ایک کچی اٹھا کر ایک صندوقے کو کھولا دیکھا کہ اس صندوقے
میں ایک مار سیاہ گندلی ماسے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اس مار سیاہ کو دیکھ کر یہ بہت غالت ہوا کہ یہ بلا سے بد ہو
مگر غور سے جو دیکھتا ہے تو اس میں مطلق حس و حرکت نہیں ہے اور بیچ میں اس گندلے کے قبضہ شمشیر آیدار کا علم
ہوتا ہے ایرج یہ دیکھتے ہی خوش ہو گیا اور سمجھا کہ یہی تیغ و دمی ہے جس میں اس تلوار کو لگا کر جو کھنڈے پر ہاتھ
ڈالے کچینا ہے تو وہ شمشیر آیدار نظر آئی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی مگر میں لگا کر ہاں آبا اور سب
مال و خزانہ نکھوانا شروع کیا یہ دیکھتے ہی بادشاہ و وزیر مع رمایاے شہر ایرج نوجوان کے قدموں پر
گر پڑے اور دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے دارا شاہ سے کہا کہ اے دارا شاہ اب میں دست
کافور کو جاتا ہوں کہ اقبال شاہ میرا بادشاہ وہاں موجود ہے دارا شاہ نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ
ہوں اور بارہ ہزار کی جمیعت لیکر ایرج کے ساتھ ہوا اور ایرج نوجوان نے وہاں سے کوچ کیا اور منزل
بنزل چلنا شروع کیا اب اسکو تو راستے ہی میں چھوڑ دے اور کچھ مال اقبال شاہ کا سنے کہ یہ جو قفل
نہ طاق سکندر یہ میں پہنچا تو میعاد رشک و راز گردون نے بہت اچھی طرح اقبال شاہ کو رکھا
اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا احوال ایرج نوجوان کا سننا کیا اقبال شاہ نے کل کیفیت
ایرج کی از ابتدا تا انتہا بیان کی اور کہا کہ اے میعاد رشک و راز گردون نجومی یہ کہتے ہیں
کہ ایرج زندہ و سلامت ہر ماٹوکت و مہولت پیدا ہو گا میعاد نے بھی اپنے بیان کے اہل نجوم کو جمع کر کے

استفسار کیا ان سب نے عرض کیا کہ حضور اسی مقام پر ہا شان و شوکت پیدا ہوگا اقبال شاہ نے کہا کہ
کتنی مدت میں انھوں نے کہا کہ اسکا جواب کل دیئے میعاد و رشک دراز گردن نے ان سب کو رخصت
کیا علی الصباح وہ سب پھر حاضر ہوئے اور اگر عرض کیا کہ اس شہر بار چار مہینے کے بعد ایرج یہاں آئے گا اور
ایسے وقت میں آئے گا کہ آپ کمال مصیبت میں مبتلا ہوئے اقبال شاہ یہ سکر چپ ہو رہا اور ایک ایک دن
اُس نے گنا شروع کیا تا ایک چند روز کے بعد میعاد و رشک دراز گردن کے بھائی معاد و رشک دراز گردن
نے کہ اسکا ملک اُس کے ملک سے تین منزل تھا معلوم کیا کہ میعاد و آفتاب پرست ہو گیا ایرج مارا گیا اور
اقبال شاہ یہاں آیا ہوا اسے مشورہ کارون سے کہا کہ ارے یہ تو بڑا غضب ہو گیا کہ میعاد و آفتاب پرست
ہو گیا اور اپنا دین چھوڑ کر پر ایادین اختیار کیا اس ملعون کو سزا سے کافی اور عذیر وافی دینا ضرور معلوم
ہوتی ہے مشورہ کارون نے عرض کیا کہ حضور اس ارادے سے باز آئیے اور ہرگز ایسی جرأت نہ کیجیے
مفت میں آپ کو ذلت حاصل ہوگی اور مال کار کچھ بھی حاصل نہ ہوگا وہ آپ سے بہت زبردست اور قوی
ہر فوج اُسکی آپ کی فوج سے کہیں زیادہ ہے غالب آنا کیسا مسامحت بھی تو دشوار ہو جائیگا یہ سنکر معاد نے
کہا کہ پھر کیا کیا جائے کوئی تدبیر تو ایسی چاہیے کہ وہ ملعون چندے میں پھنسے اور میں اُسے اچھی طرح بسرا
پونچاؤں یہ سنکر سجون نے اپنے اپنے سرزائوسے فکر پر چکالے اور غور کرنا شروع کیا بڑی دیر تک سب
غور و تامل کیا کیے مگر دُر مقصود ایک کے ہاتھ نہ آیا لیکن وزیر کی عقل لڑ گئی اور اُس نے دست بستہ عرض
کیا کہ خداوند اس غلام کے ذہن میں ایک امر آیا ہے اُسے یہ توجہ سماعت فرما کہ غور فرمائیے اگر پسند خاطر فیض یافتہ
ہو تو اسپر کار بند ہو جائیے معاد نے کہا کہ جلد بیان کر وہ کیا امر ہے شاید تیرا ہی تیر عقل ہوت مقصود پر جائیے وزیر
نے عرض کیا کہ حضور میری رائے ناص میں تو یہ آتا ہے کہ آپ میعاد کو بہ ہمانہ دعوت طلب فرمائیے جب وہ یہاں
آجائے تو کھانے پانی وغیرہ میں بیوشی وے کر اُسے گرفتار کر لیجیے یہ تجویز اس وزیر کی معاد کو بہت پسند
آئی اور بہت خوش ہوا اور اسی وقت میعاد و رشک دراز گردن کو پیام دعوت بھیج کر طلب کیا جب
وہ آیا تو اسی ترکیب سے اُسے گرفتار کر لیا اور جو لوگ اُس کے ساتھ آئے تھے اُنکو بھی مقید کر لیا اور حکم دیا کہ فوج
میں کمر بندی ہو میں اقبال شاہ پر فوج کشی کروں گا اور میعاد کو غل و زنجیر میں گرفتار کر کے اپنے سامنے طلب
کیا اور کہا کہ او میعاد و رشک دراز گردن یہ تجھے کیا خطا اور خون ہوا تھا کہ اپنے دین آبائی کو ایک اونٹ
شخص کی تعلیم سے چھوڑ کر دین باطلہ آفتاب پرستی کو اختیار کیا اور پرستش لات اعلیٰ اور منات معالیٰ
کی چھوڑ کر آفتاب کی پرستش اختیار کی جلد لعنت کر دین آفتاب بہا و بہت پرستی کو حق جان ورنہ تجھے
بعذاب الیم مار ڈالوں گا میعاد نے کہا کہ اونا مرد مجھے شرم نہیں آتی کہ مجھکو بہ نامردی گرفتار کر کے یہ کلام بجاؤں
پیش کرتا ہوں مگر خیر اب تو میں تیرے قبضے میں ہوں چاہے مار ڈال اور چاہے مارا کر لیکن میں دین آفتاب پرستی
سہرگز ترک نہ کروں گا یہ سکر معاد نے کہا کہ خیر اب تو میں اقبال شاہ کو تمبیہ کرنے جاتا ہوں وہاں سے آؤں تو پھر تجھے
سمجھ لوں گا تو جائیگا کہاں اور یہ کہ میعاد کو زندہ اٹھانے میں بھیج دیا اور خود فوج و لشکر لیکر اقبال شاہ پر آیا ہر کارون
نے یہ خبر اقبال شاہ کو پہونچائی کہ میعاد کو تو معاد نے بد غمازی بھیج دی دعوت بلا گرفتار کر لیا اور اب مجھے فوج
کثیر لیکر آتا ہے یہ سنا تھا کہ اقبال شاہ کے عرش و عہد پر لگندہ ہو گئے اور ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا لیکن
یہ مجبور سی بہ خیال تنگ شکر اپنے ہمراہ لیسکر باہر آیا یہ خبر کارون نے معاد کو پہونچائی کہ اقبال شاہ

ایک تلوار ایمرج پر ماری ایمرج نے تلوار اسکی چھین کر کرین باتھ ڈال دیا معاویہ اُس سے پست گیا اور زور دیا
 لگے مرکب تو اس کھٹش میں بیٹھ گئے اور یہ دونوں کے دونوں مرکبوں سے کود پڑے اور کشتی ہوئے لگی سر شام
 ایمرج نے معاویہ کو زیر کر کے مشکین اسکی ہانڈہ لین ۵۰ معرکہ دیکھ کر اقبال شاہ نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور اپنے
 لوگوں سمیت قلعہ سے باہر آ کر ایمرج سے ملاقات کی اور اسے اندرون قلعہ لیگیا اور بہت ترک و اعتشام سے
 ایمرج کی دعوت کی بعد فراغ طعام ایمرج نے معاویہ کو اپنے سامنے بلوایا اور دین آفتاب پرستی کی جانب دعوت
 کی معاویہ بہت پرستی کو ترک کر کے بعد قی دل آفتاب پرست ہوا ایمرج نے اُسے قید سے رہا کیا اور حکم دیا
 کہ میسا کو طلب کر معاویہ سے میسا کو طلب کیا وہ بھی آکر قید ہو س ہوا دو چار روز ایمرج وہاں رہ کر سہون کو
 ساتھ لیکر جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہوا دوسری منزل پر ایک دیو پیدا ہوا اور اقبال شاہ کو اٹھا کر یہ
 آواز دیتا ہوا رہی ہوا کہ ایمرج منم و یوقہار تو نے میری معشوقہ کو قتل کیا اپنے انصرو ت جادو کو گولہ گداز
 کر دریا میں ڈال دیا اب میں تیرے ہاوشاہ کو اٹھا لے لے جاتا ہوں کہ تو بھی تو اس کے فراق میں اسی طرح رو کہ
 جس طرح میں انصرو ت جادو کے فراق میں ٹپ رہا ہوں اور ایمرج میں نہ طاق سکندری میں رہتا
 ہوں اگر تو یہ چاہتا ہو کہ اقبال شاہ کو میرے پھندے سے بچاؤ تو نہ طاق سکندری میں آنا اور یہ لکھ
 پر دان کیے ہوئے چلا گیا ایمرج اس واقعہ سے بہت پریشان ہوا اور وہیں سے عنان عزیمت کو طرف نہ طاق
 سکندری کے منتقل کیا جب چند روز کے بعد وہاں پہونچا تو اپنے استاد کے اسے کل ہمراہی اپنے اپنے خیموں
 میں گئے یہ اپنے خیمے میں داخل ہوا شب بھر استراحت کی علی الصبح نہ طاق سکندری کے دیکھنے کو چلا جا کر کیا
 دیکھتا ہے کہ تلے اوپر نورنگ کے نوطاق بنے ہوئے تھیں اور ہر طاق ہزار ہزار گز کا رفیع و وسیع ہو اور اوپر
 اُس نہ طاق کے ایک عمارت عالی شان رفیع المکان نظر آتی ہو اور ایک جانب کوزینے لگے ہوئے ہیں ایمرج
 اُس زینے پر چڑھتا ہوا اُس عمارت پر گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین بلکہ رشک فردوس ہمیں بنا ہوا ہے ہوا
 خوش اور طرب افزا پہلی آتی ہو ایمرج چار طرف سیر کرنے لگا چلتے چلتے ایک جانب کو گیا دیکھتا ہے کہ ایک اثر اور
 آتش فشان منہ کھولے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اور قلاہا سے آتشیں منہ سے چھوڑ رہا ہے ایمرج نے اُس کے قریب جا کر
 ایک تیرپڑے کمان میں پیوستہ کر کے جو بار آہواہنی آگ لگا اسکی کور ہو گئی دو سیراتیر اند مارا کہ بائیں آنکھ بھی اندھی ہو گئی
 مگر اُس اثر سے نے بعد کور ہو جانے کے جو نفس کشی کی تو ایمرج زمین سے اٹھ کر اُس کے منہ کی طرف چلا جس وقت
 پہونچا وہاں اثر دور کے پہونچا تو اپنے حواس درست کر کے تیغہ دو دھڑ سکندری کمر سے لیکر اس زور سے مارا کہ آدھا
 منہ اُس کا کٹ گیا دوسرا تیغہ مارا کہ بالکل سراسکا کٹ گیا پھر تو ایمرج نے تلوار میں مار کر اُس کے منہ سے
 کر دیے اور وہاں سے آگے بڑھا دیکھا کہ ایک ایوان بہت بلند ایک جانب بنا ہوا ہے اور اُس ایوان سے
 ایک آواز در دناک آرہی ہے کہ انوس صد انوس قریب الموت شدید و بطلب خود نہ رسیدیم ایمرج
 یہ آواز سن کر اُس ایوان کے اندر آیا دیکھا کہ اقبال شاہ ایک ستون سے بندھا ہوا غل و زنجیر میں گرہاں لکھڑا
 ہوا ہے اور ایک دیو بہت زبردست قوی ہیکل والا ان میں سورہا ہے یہ معرکہ دیکھ کر ایمرج آگے بڑھا اور
 اقبال شاہ سے کہا کہ اے شہر یار آپ گھبراہے نہیں میں آپہونچا دیکھے کہ میں اس دیو کو مار کر آپ کو کس طرح
 بچھڑاؤں بے جاتا ہوں اقبال شاہ ایمرج کو جو ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور ایمرج کو جو ان سے کہا کہ اے شہر یار
 آفتاب پرستان اے ایمرج نوجوان اے صاحب قران زمان خوش آمدی و صفا آوردی آپ اچھے وقت پہونچے

تشریف لائے کہ یہ بد بخت و ناہنجار نالائق روزگار بڑا ہوا سو باہمی جلد اسے قتل کیجیے ورنہ اگر یہ جاگ اٹھا تو قیامت
 ہی برپا کر دیگا ایریج نوجوان نے کہا کہ اسی اقبال شاہ سوتے میں کسی کو قتل کرنا تو عین نامردی ہے میں اسے
 ہوشیار کر کے ماروں گا یہ لکھنؤ قریب دیو کے جا کر ایک ٹھکانہ ماری اور کہا کہ اسی خواب دیدہ بخت اٹھ خواب خیز گوش سے
 جلد بیدار ہو کہ قصا تیرسی آن پہونچی یہ آواز سنکر دیو چنگ اٹھا اور ایک چیخ ماری کہ ہاں او آدم زاد تو آپہونچا
 خیر تو جاتا کہاں ہے دیکھ تو کس طرح مجھے قتل کرتا ہوں کہ مرغان ہوا اور اہیان دریا تیرے حال تدار پر فوج و لکا کرین
 یہ لکھ اٹھا اور دار شادا اٹھا کر ایریج پہاڑی ایریج نے دار اسکار و کر کے پائیر اعظم آفتاب تابان مدوے
 لکھ جو ایک وار تیغ و دو دمہ سکندر سی کا اسکی کمر پر سارا تو ہر اس دیو کے دوحے کر دیے اور اقبال شاہ
 کو قید سے رہا کیا اب جو ادھر ادھر نظر دڑا کر دیکھا تو دیکھا کہ ایک جانب کچھ کٹھے برنجی قفلون سے مقفل
 ہیں ایریج نے جو قفل اٹکے توڑ کر دیکھا تو خزانہ عظیم الشان نظر آیا بہت خوش ہوا اور ان کو ٹھون سے وہ خزانہ
 نکلو کر چار ہزار شتروں پر بار کر کے وہاں سے کوچ کیا اور راستے میں اقبال شاہ سے مشورہ کیا کہ اسی
 اقبال شاہ میرے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ میں حفیہ خفیہ اپنے ظاہر ہونے کی خبر مالک بن ملکوت شاہ سے کر دوں
 اور کہلا بیجوں کہ اسی مالک بن ملکوت شاہ تم لندھو کو غافل کر کے وہاں سے چلے آؤ اقبال شاہ نے کہا کہ ہاں
 ہاں بہت اچھی بات ہے ضرور چاہیے جب اقبال شاہ نے بھی اس سے کو پسند کیا تو یکے بہا اور نام ایک شخص
 اقبال شاہ کے ساتھ تھائیں سے کہا کہ اسی یکے بہا اور تو جا کر مالک بن ملکوت شاہ کو خفیہ میرا نام پہونچا دے
 اور اسکو جس طرح بن بٹسے لے آئے عرض کیا کہ بہت اچھا میں ابھی جاتا ہوں اور جس طرح بتاتا ہوں اسے لے
 آتا ہوں آپ ہر طرح خاطر جمع رکھیے کہ میں عیار پیش بھی ہوں جس طرح بیگانہ میں مالک بن ملکوت شاہ
 تک پہونچوں گا اور آپ کا نامہ اس تک پہونچا ہی دوں گا یہ سنکر ایریج بہت خوش ہوا اور اسی وقت ایک نامہ
 بنام مالک بن ملکوت شاہ بدین مضمون تحریر کر کے یکے بہا اور کے حوالے کیا کہ اسی مالک بن ملکوت شاہ
 آگاہ ہو کہ میں ان ضرورت جاو کی قید سے چھوٹ کر اور اس لکاتہ کو مار کر نہ طاق سکندر سی سے اقبال شاہ
 کو چھڑا لیا ہوں تم میرا نامہ دیکھتے ہی جلد اپنے کو مجھ تک پہونچا دو اسلئے کہ ابھی خدا پرست میرے آنے سے
 مطلع نہیں ہیں ابھی ہتھار اٹکل آنا سہل ہے اور اگر تم نے ذرا بھی تعویق کی اور خدا پرست میرے ظاہر ہونے
 سے مطلع ہو گئے تو پھر نکلتا ہتھار بہت دشوار ہو جائیگا بس یکے بہا اور اسی وقت اس نامے کو لیے ہوئے
 راہی ہوا بعد چند روز کے قریب شہر مشترمی حصار کے پہونچ کر قیام کیا کہ وہاں سے لشکر لندھو بن سلطان
 کا پانچ چار کوس پر تھا اور اس گائون میں ایک پیر زال اور ایک پیر مرد اسکا شوہر ایک مدت سے قیام
 پذیر تھا یکے بہا اور نے اسے جا کر ملاقات کی اور کہا کہ اسی پیر مرد جلد میرے واسطے بھڑے مرغ اور شراب دینا کہ
 اسے کہا کہ صاحب جتنے نو ان چیزوں کا نام بھی بیان نہیں سناروئی اور مٹھائی البتہ ممکن ہو سکتی ہے کہیں تو
 جا کر جیتا کر لاؤں جو لکھ یکے بہا اور نے لکھی دن سے کچھ نہ کھا یا تھا جھلا اٹھا اور ڈانٹ کر کہا کہ نہیں جس طرح
 ہو سکے انڈے اور شراب میرے واسطے دینا کہ ورنہ میں بہت بڑی طرح تجھے پیش آؤں گا اور تیرے
 ناموس میں غللی انداز ہوں گا پھر تجھے روئے نہ بن پڑیگا مجھے تو ایسا ویسا نہ سمجھنا میں بہت بڑا آدمی ہوں
 اور اگر تو انڈے اور شراب دینا کر لائیگا تو مجھے بہت کچھ انعام دوں گا اور تجھے بہت خوش ہوں گا یہ سنکر اس
 پیر مرد نے کہا کہ ارے صاحب ہم تو ایک کمزور اور بوڑھے آدمی ہیں آپ کا کیا بنا سکتے ہیں پندور آدمی ہیں

جو چاہے وہ ہمارا حال بتائیے لیکن جب یہ اشیاء بیان ممکن ہی نہیں اور ممکن ہونا کیسا ہے کبھی نام بھی ان چیزوں کا سوا ہے آپ کے اور کسی کی زبان سے نہیں سنا تو ہم لائین کہان سے آپ کا غصہ بیکار ہو بس یہ سنتے ہی یکے بہا دورا نے اس پیر مرد کے کئی کوڑے بہت زور زور سے کہ وہ پیر مرد تڑپ گیا اور بلیلا کر دعا کرنے لگا کہ اسی پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ ہم مظلوم ہیں اس ظالم کو ظلم کی توہی سزا دینے والا ہے کہ ہر بالکل بے قصور شخص یہ شکر یکے بہا دورا نے کہا کہ اب خدا تیرا تیری فریاد کو پہونچاتا ہے اور یہ کہہ کر بارادہ فعل بد اس پیر زوال کو اپنے آگے کھینچا یہ معرکہ دیکھ کر وہ پیر مرد اور بھی ہلک ہلک کر روئے لگا اور دعا کرنے لگا اتفاقات روزگار قصائے کار ضعیف روزگار ہیشہ و غنا بجز ہر شجاعت و درویشی فتوت صفت شکن و صغیر اسد بن کرب و لا اور شکار کھیلنے کو نکلا تھا اور ایک سہرن کے نیچے گھوڑا ڈالے ہوئے چلا آتا تھا آتے آتے اس رباط کے پاس آکر اس سہرن کو صید کیا مگر بسبب تہارت آداب کے تشنگی نے غلبہ کیا ایک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو کر خیال کیا کہ اس رباط کے اندر بیٹھا پانی لیگا چکر سیراب ہو جائے یہ خیال کر کے آگے بڑھا اور بیان اس وقت پہونچا کہ یکے بہا دورا اس پیر زوال کو عریان کر چکا تھا۔ اور وہ عورت چلا رہی تھی اور یکے بہا دورے منت کر رہی تھی کہ اسی شخص از ہر اسے خدا مجھے چھوڑے اور بے عزت نہ کرے میں نے تو تیرا کوئی قصور نہیں کیا اور دوسرے مجھ بڑھیا سے تجھے کیا خط ہو گا لیکن یہ کسی کی نہیں سنتا اور اپنے ارادے کو میان وقوع میں لایا چاہتا ہے اور جب وہ پیر مرد تڑپ کر فریاد کرتا ہے تو یہ اُسپر کوڑا اٹھاتا ہے اور اسے مارنے کا قصد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بس خاموش رہ نہیں تو مارے کوڑوں کے اوسیر و نگا کیوں تو نے میری نافرمانی کی اب تو نے میری عدول علی کی ہے تو اسکا خمیا زہ بھگت بس اسد غازی نے جو یہ نعت یاد کیا اسکی تڑپ اور بقراری پر رحم کھا کر اس پیر زوال کو اس حرامزاسے کے پھندے سے چھڑا کر اسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ او مردود تو حکومت صاحبقرانی کے احاطہ میں ایسے مظالم سخت کا مرتکب ہوا اب تو بھی اسکی سزا بھگت القصد یکے بہا دور کو تو باندھ کر کھڑا کر دیا اور اس پیر مرد سے کہا کہ اسی پیر مرد صاف صاف اور مفصلاً بیان کر کہ یہ کیا ماجرا تھا اُسے عرض کیا کہ اسی شہر پار اصل حقیقت یہ ہے کہ اس شخص نے آتے کے ساتھ ہی مرغ کے انڈے اور شراب مجھے طلب کی اور کہا کہ اگر نہ لائیگا تو میں بہت جلد ہی طرح پیش آؤنگا جب میں نے انکار کیا اور اس سے کہا کہ میں نے تو یہاں ان چیزوں کا نالیم بھی نہیں سنا اور آگے سے نہیں دیکھا میں لاؤں کہان سے یہ شکر اس شخص نے کئی تازیانے مارے کہ میں بلیلا گیا جب میں نے فریاد کی تو اسے میرے ناموس میں دست اندازی پائی اسی شہر پار یہ تو بڑی قیامت کا مقام ہے کہ امیر حمزہ صاحبقران کی عہداری میں ایسے مظالم سخت ہمہ گزربائیں یہ شکر اسد غازی نے فریکے بہا دور سے کہا کہ اسی شخص خوب کان کھول کر سن میں حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا نواسا ہوں اسد ہوں اب بڑھرب سیرا نام ہے اور حرامزادے ملال زادے کو میں خوب جانتا ہوں اگر تو نے اپنی کیفیت مشرح و مفصل بیان کر دی تو تو خیر مجھے چھوڑ دوں گا اور کچھ نہ کہوں گا اور اگر تو نے ایک ٹمہ بھر بھی جھوٹہ کہا تو قسم ہے اسی پروردگار عالم کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے ہی نہ کر ڈالوں تو اپنا نام اسد غازی نہ رکھوں یکے بہا دورے کہا کہ اچھا اسی شہر پار میں بھی صاف ہی صاف بیان کیے دیتا ہوں اسی شہر پار میں ایسے جوجان کا لازم ہوں یکے بہا دور میرا نام ہے امیر جوجان انصروت ہادو کی قید میں تھا اب وہ اسے مار کر چھوٹا ہے اور نہ طاق سکندر می سے خزائنہ خیر اسکے اتھار لگا ہے مجھے نامہ

نامہ دے کر مالک بن ملکوت شاہ و پاس بھیجا اسد غازی نے کہا نامہ میں دیکھوں یکہ بہا ورنے نامہ دیا اسد
 غازی نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی دشمنین یکہ بہا ورنے کی ٹھک اور کہا کہ تو نے سچ سچ حال جو بیان کیا
 اس سبب سے مجھے چھوڑ دیا اب جہان تیرا ہی چاہے وہاں چلا جائیکہ بہا ورنے اسد کے بیرون پر گر پڑا اور عرض کیا
 کہ اب غلام کہاں جائے میں حضور ہی کے پاس رہوں گا اسد غازی نے کہا تو مسلمان ہو اور کلمہ طیبہ تلقین کیا
 وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اسد غازی نے کہا کہ امیر یکہ بہا ورنے مجھ کو لشکر ایرج کی جانب پہل اسے
 کہا کہ بہت اچھا اسد مع رفتار روانہ ہوا بعد کئی روز کے جہان لشکر ایرج نوجوان کا تھا وہاں پہونچا دن کو
 تو داماں کو ہستان میں رہا رات کو جہان لشکر پڑا تھا شیخون مار کے روانہ ہوا لشکر ایرج نوجوان کا مال سینگے کہ
 جس وقت قلعہ قمر بخش کے قریب پہونچا ہر کاروں نے عرض کیا کہ امیر شہر پار قارن قمر بن نجومی بمیدان
 آج آپ کی قدمبوسی کے واسطے آتا ہے ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار اسے کوئی روکے نہیں جب قارن قمر بن
 ایرج کی خدمت میں آیا نذر دی گر و پیرا صدق ہوا ایرج نوجوان نے کہا کہ امیر قارن قمر بن ہمارے واسطے تمام
 نکالو اسنے کہا بہت اچھا عرض اسی وقت قارن قمر بن نے قمرہ پھینکا حال دریافت کر کے عرض کیا کہ آپ صاحب قرآن
 عالم ہو گئے تمام ملک باختر میں آپ کا عمل ہو گا اور چپکے سے کان میں کہا کہ ایک معشوق پر خواب میں عاشق
 ہوئے ہیں اور ظاہر میں بھی اسے دیکھا ہے جلد اسکے وصل سے آپ کا میاب ہوا چاہتے ہیں امیر ج یہ شکر بہت
 خوش ہوا قارن قمر بن کو خدمت دیا دو پہر رات گئی تھی کہ ہر اسد بن کرب غازی شبنون لشکر ایرج
 پر گرا اور بارہ ہزار بوق برابر سے بجے لگی سوتے جاگتے کھاتے پیتے کو قتل کرنا شروع کیا خون میں آگ
 لگا دی طنائین کاٹ دین اور شکر والوں کی یہ کیفیت کہ کچھ لوگ اس خیمے سے نکلے اور کچھ اُس خیمے سے
 باہر آئے یہ انکو حریف سمجھے اور وہ انکو حریف سمجھے باہم لڑنا شروع کیا اسد غازی یہ تماشا بھی دیکھنا جانا
 تھا اور قتل میں بھی مصروف تھا یہاں تک کہ تمام لشکر کو یونہیں آپس میں لڑوا دیا اور کٹوا دیا اور خود بھی
 خوب قتل کیا تلوار میں مارتا ہوا خزانے پر پہونچا جو گلبان خزانے کے تھے انکو مار کر دو صندوق ہر قزاق
 نے اٹھا اٹھا کر اپنے اپنے مرکب پر رکھ لیے اور صفات نکلے ہوئے چٹے گئے صبح کو ایرج جو سو کر اٹھا غل گیا کہ کوئی
 شبنون آکر گرا اور خزانہ لوٹ لیگیا اور کئی ہزار آدمی مارے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ اسے دریافت
 تو کرو کہ کوئی اُنہیں کا بھی مارا گیا یا پکڑا گیا دریافت ہو گیا تو کسی حریف کا لاشہ نہ تھا سب آفتاب پرست مارے
 گئے تھے ایرج حیران ہوا اور وہاں سے کوچ کیا جب منزل پر اُترا چوکیں پر سے تاٹم کیے اور اسد جو
 صندوق جو اس کے لوٹ لیگیا تھا جو اس کو نہیں سے نکال لیا اور ڈھیان کنگر پھر سرگین اسب و خرو تیان
 باندون کے پھٹنے اُن صندوق میں بھر کر آکر لشکر ایرج پر نعرہ کیا کہ امیر آفتاب پرستان منم دار اسے
 صاحب اسے سوا و اعظم ہندوستان باتشیں امیر حمزہ صاحب قرآن رستم زمان لندہ جو رہن سہاں
 کہاں جاتے ہو میرے اتھ سے یہ مگر شبنون مارتا ہوا آپس میں اہل لشکر کو لڑوانا ہوا خزانے پر آیا گلبانوں کو
 مار کر وہ صندوق جو لیگیا تھا رکھ دیا اور صندوق جو اس پر لڑا ہوا چلا گیا ایرج پچھلے پہر سوار ہوا
 جدھر آتا تھا لڑائی موقوف ہو جاتی تھی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتا اور تا دم صبح لڑائی موقوف ہوئی ایرج
 نوجوان نے پوچھا کہ کوئی حریف بھی مارا گیا یا گرفتار ہوا دریافت کیا تو کوئی نہ تھا نہایت متحیر ہوا خزانے پر
 آیا مال خزانے کا دریافت کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ جو کل صندوق غائب ہو گئے تھے وہی گئے ہیں

اور نہیں گئے سب صندوق مقفل اسی طرح ہیں ایرج پھر بارگاہ میں آیا اور کہا کہ یہ کون شخص شیخون مارنا ہو
لوگوں نے بیان کیا کہ لغوہ تو لندھو بن سقیدان کا تھا اقبال شاہ بولا کہ لندھو بن سقیدان کا یہ کام نہیں ہے
ایرج نے یہ سچ سچ حکام اسی دیوانے کا ہر ایک شخص نے عسر من کیا کہ آواز باقی کی بھی تھی ایرج نوجوان نے
کہا کہ یہ چالاک اسی کی ہو آج رات کو میں خود طلبہ کاشت پھر لگا اُسے گرفتار کروں گا میعاد و رشک و راز گردن
نے عرض کیا کہ اسی شہر یا آپ تکلیف نہ اٹھائیں غلام یہ خدمت بجالا لیا جب مجھے کچھ نہ ہو سکیگا تو آپ سمجھ لیجئے گا
ایرج نوجوان نے منظور کیا اور کہا کہ اسی میعاد و رشک و راز گردن اُس سے خون نہ کرنا وہ بہت کمزور ہے میعاد
بولا اُسے میں زندہ گرفتار کر لیا لگا اور سر شام سے اپنے لوگوں کو ساتھ لیکر طلبہ کاشت پھر لگا اور اُدھر
اسد خانہ می کو ہر کارون نے خبر دی کہ لشکر ایرج میں بڑی گہمانی ہے اور میعاد و رشک و راز گردن طلبہ کی
کشت ہو چکا ایرج نوجوان سے وعدہ کیا ہے کہ شخص شیخون گرتا ہو میں اُسے زندہ گرفتار کر لیا لگا یا سراسر اسکا کات
لاؤ لگا فتاح پلنگینہ پوش اور اندلس تیز رفتار وغیرہ نے اسد خانہ می کو سمجھایا کہ اسی شہر یا آج نہ ہائیے
اسد خانہ می نے کہا کہ اگر آج نہ جاؤ لگا تو وہ عادی کا فریاد ہو گا کہ جو شخص شیخون مارتا تھا وہ مجھے دب گیا آج جا کر
اس کا فر کو سزا دے آؤں تو پھر نہ جاؤ لگا اور میعاد و کیا مرغا ہے کہ جس سے میں دب لگا فتاح پلنگینہ پوش نے کہا
کہ صاف جزا دے ہم تمہارے ساتھ ہیں جو تمہارا جی چاہے وہ کرو غرض بہر رات گئے اسد خانہ می سوار ہوا اور وہ
پھر رات گئے لشکر ایرج پر غور کر کے گرا اور قتل کرنے لگا شیخون کی طنائین کات دین آگ لگا دی اور غلغلہ ہوا
کہ وہ حریف آیا آپس میں ہر ایک نے کہا کہ یہاں شب تیرہ و تار ہو چکے سے باہر نہ نکلو اپنا بیگانہ پہچان نہیں پڑتا یہ کہ
رہے تھے کہ فریقون نے بھی طنائین کات دین کسی کا منہ ٹوٹا کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے پانوں پر ضرب آئی بہت سے
مر گئے ایک آدمی نے کہا کہ افسوس باہر نکلتے تو کچھ ہاتھ پانوں ہلاتے یہاں کتے کی موت مرتے ہیں جی کا ارمان جی
ہی میں رہا بعضوں کا یہ نقشہ تھا کہ رند ہی کے ساتھ سوتے تھے کہ غلط شیخون کا جو ہوا اُسے مسلح و مکمل ہوئے کوڑہ
تو بھولے رند ہی کی چوٹی پکڑ کر کھینچی اُسے کہا کہ یہاں ایسے بدعاس ہو تو حریف سے کیا لڑو گے تم تو آپ ناک
چوٹی گرفتار ہو کہا کہ ہاں بی بی بھول گیا چوٹی اٹکی چوٹ دی باہر نکلے مارے گئے بعضے آپ بھی سیانے تھے مسلح و
مکمل ہو کر نکلے سائیس نے بھی گھوڑا تیار کیا تھا مگر اگلاڑی کھولی پچھاڑی کھولنا بھول گیا تھا یہاں جو آکر سوار ہوئے
گھوڑے کو ایڑ مارتے ہیں گھوڑا چلتا نہیں کوڑے بھی مارتے ہیں بھول بھی رہے ہیں کہ ہار سو کو لیا تھا وقت پر سقط ہو گیا
ہر چلا نہیں جاتا ایک کوڑا فوٹے پر گھوڑے کے جو پڑا گھوڑے نے تھل کر بھاگ دیا بیچ پچھاڑی کی اگڑ کر اٹکی پٹھ پڑھی
تھے کہ حریف نے گرز مارا ہے اس کے گرز اور حریف نے پوچھ کر اٹکے ٹکڑے کیے بعضوں کا یہ نقشہ تھا کہ غل جو ہوا
تھلی ہانڈے سوتے تھے آٹھ کھلکی خد شکار سے کہا کپڑے لاؤ اُسے کپڑے لا کر سامنے رکھ دیے نہ برہانے کو پا بھامہ
تھلکے دونوں آستینوں کو پانوں میں پھنسنے لگے وہ کب پانوں میں آتی ہیں درزی کو گالیان دے رہے ہیں کہ کہا تھا
حرام زادے سے کہ مہربان تنگ نہ رکھنا اُسے تنگ کر دی ہیں خد شکار نے کہا کہ پیر و مرشد یہ جامہ ہے زیر جامہ نہیں ہے
کہا یہاں سچ ہے بدعاسی میں کچھ معلوم نہیں ہوتا بعضوں نے زیر جامے کو جامہ بھکرے دونوں ہاتھ مہربان میں ڈال دیے
اور میان میں سر ڈالے ہوئے مثل شیخ سدو کے کھیل رہے ہیں درزی کو گالیان دے رہے ہیں کہ کہا تھا
حرام زادے سے کہ گریبان تنگ نہ رکھو نہ مانا طرہ بران ہے کہ گریبان رکھا ہی نہیں خد شکار نے کہا پیر و مرشد
یہ جامہ نہیں ہے نہ زیر جامہ ہے کہ بدعاسی میں کچھ معلوم نہ ہوا غرض عجیب کیفیت ہے اور اسد قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے

کہ میعاد کو نہر پونجی کہ وہ حریص آپو نچا میعاد اسی طرف آپو نچا جب اسد غازی کے قریب پہونچا لکارا کہ باش اسی
 خیرہ سر نو نے تو غضب کیا کہ خزانہ لوٹ لیگیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا اب کہاں میرے ہاتھ سے جائیگا اسد نے
 کہا اور حرام ہے وہ میرا آقا جو سب بڑا بچہ میں انکو کیا سمجھتا ہوں تو کیا میرا میعاد و شک دراز کروں نے کہا
 اسے تو ایسے جوجوان صاحبقران کو بڑا بھلا کتاب دیکھ تو تیرا کیا حال کرنا ہوں یہ لکھتا رہے پشت پر مارا اسد
 غازی نے آتے ہی اسے پر تلوار ماری کہ اسے کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ میں رہ گیا وہ بھی
 پھرا کر اسد غازی نے خالی دیا بعد اُسکے اسد غازی نے تلوار ماری کہ میعاد کی کمر پڑی کہ تمام خیرہ
 ترکش کو کاٹ کر چار آئینہ ہوائی یا قوت در بیان چار آئینہ کے تھا اسپر تلوار ٹھہری اگر وہ نہ ہوتا تو میعاد کے دو ہی
 ٹکڑے ہوتے ہوتے اسپر بھی پہلو کو کاٹا کہ آئین نکل آئین میعاد پکارا کہ ہاے مجھے مارا اور پیٹ پکڑ کے بھجائے بھجکتے
 ہوئے پر اسد غازی نے دوسری تلوار ماری کہ پشت و شانہ نشانہ ہوا میری تلوار سر پر ماری کہ زخم کاری
 لگا کھانے ہی اس زخم کے میعاد بھاگا بھاگتے میں چوڑوں پر تلوار پڑی لوگ میعاد کو لیکر بھاگ گئے سانسے
 سے چلے گئے اسد غازی بھی لوگوں کو قتل کرتا ہوا صاف نکل ہوا چلا گیا جب صبح ہوئی میعاد کو ایسے ج
 جوجوان کے سامنے لائے میعاد تو بیوش تھا لوگوں نے مال بیان کیا ایسے ج جوجوان نے اُسکے زخم میں ٹانگے
 لگوائے جب میعاد کو ہوش آیا ایسے ج سے کہا کہ امی زیادہ آفتاب پرستان آپ تو کہتے تھے کہ اسد دیوانہ
 بہت کمزور ہیں نے تو انکو اثر دلاے دامن پایا آپ سے مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائیگا ایسے ج جوجوان سمجھا کہ
 یہ شاید اسد غازی نہیں ہو کوئی اور ہو کہا خیر آج رات کو میں خود مستعد رہوں گا بھی باتیں تھیں کہ یکہ بہاورد
 نے جو نامہ ایسے ج جوجوان کا لیکر مالک بن ملکوت شاہ کو لینے گیا تھا سانسے سے آکر سلام کیا ایسے ج نے
 یکہ بہاورد سے کہا کہ کیوں تو نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دے آیا بولا کہ نامہ کیسا جان میری بھگلی اور تمام
 سرگزشت اپنی بیان کی اور کہا کہ اندر دے ترس میں اسلام اختیار کر کے اسد غازی سے اپنی جان بچاے رہا
 بھگوا اپنے ساتھ لیے ہوئے آپکے لشکر پر آیا کئی شیون مار چکا ہو اور اس وقت دامن کوہستان میں فلان مقام پر بیٹھوں
 کے نفل بندھوا اچھن فرصت پا کر لگا دیکھا کہ بیان چلا آیا ایسے ج پکارا کہ اور حرامزادے جب بہت سے آدیوان
 کو قتل کر اچھا خزانہ سیرا اچھا کتاب آکر مجھے خبر دی ہے یہ لکھے تلوار پکڑ ماری کہ یکہ بہاورد کے دو ٹکڑے ہوئے
 اور ہر کاروں کو حکم دیا کہ جا کر اسد غازی کی خبر تو لاؤ کہ کسی مقام پر ہو یا نہیں اسی وقت ہر کامے گئے اور خبر
 لائے کہ سچ ہے اسد غازی کی کردار ہر سب ایسے ج بہ جلدی تمام سوار ہو کر بہ حمیہ قتل اسد غازی چلا
 اسد بیان بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہے کہ گرد و غبار کا تھق اٹھا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ج کو میری
 خبر کسی نے دیدی ایسے ج مجھے آتا ہو اور کہا کہ دیکھو تو یکہ بہاورد کہاں ہو عرض کیا کہ وہ بڑی دیر سے بیان نہیں
 ہوا کہ معلوم ہوا یہ فساد اسی نے برپا کیا ہے جلد سوار ہوئے سوار نہ ہونے پائے تھے کہ ایسے ج نے لغو کیا کہ باش او
 دیا نے بھول نجت برگشتہ وناستول کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے اور ادھر اسد لکارا کہ اوکر پاس فروشن بچہ پڑی
 جو مجھے ہو سکے قصور نہ کرنا خلع و بندگ است اور بوق بجا کر گرا لشکر ایسے ج پر لگی تلوار چلنے غلغلہ دار و گیر بلند ہوا
 مگر اسد کا یہ عالم ہے کہ لڑتا جاتا ہے اور پسپا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے دامن کوہ میں پہونچا کہ وہ پہاڑ
 بہت بلند تھا پس مع اپنے سمند کے اُس پہاڑ پر چڑھ گیا اس امید پر کہ دن کو پہاڑ پر سے لڑے اور رات کو
 ادھر سے اتر کر چلے جائے اب اوپر چڑھ پاڑ کے آیا اور دیکھا کہ وہ پہاڑ اسقدر بلند ہے کہ اگر کو دے تو زمین پر

آتے آتے جان نکلتا ہے بلکہ زمین معلوم نہیں ہوتی ایک تاریکی سی نظر آتی ہے جس اسد بہت پریشان ہو اگرافسوس
 مفت مارتے اب کسی طرح جان نہیں بچتی آپ اپنے بیرون سے اہل کے منہ میں آسے رفقائے کہا کہ یہ سوش
 خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ جو آج کی شب تو جس طرح ہو بسر کیجیے صبح کو جیسا ہوگا سمجھا جائیگا اسد بولا کہ جان بھائی جو
 مرضی اکی لیکن ایرج جو زبرد کوہ آیا پا ہا کہ اندر پہاڑ کے پاسے تمام رفیق مانع ہوئے کہ شام قریب ہو ایرج
 نے کہا کہ یہ دیوانہ نکلیا بیگا پھر سیر ہاتھ نہ لگیا قارن قمر میں بولا کہ اے شہریار اس سے اطمینان رکھیے اور کسی
 راستہ نکلتا ہے انہیں جو مجھ کو خوب معلوم ہے پہاڑ نہایت بلند ہے اگر آسدرات کو چلا جائے تو آپ مجھ کو جھوٹا جانے لگا
 اس عرصے میں اور لشکر ایرج کا آگیا حکم کیا کہ گھیر کر درہ کوہ کو اتر دو کہ یہ دیوانہ نکلے چلا نہ جائے تمام لشکر ایرج
 اس پہاڑ کا محاصرہ کر کے اتر چلا ایرج جا کر نیچے میں داخل ہوا اہل جنگ بچے کا حکم دیا مگر یہاں اسد کمال
 فکر مند ہو کر افسوس ہاتھ سے اس بچہ بازاری کے تو مارا گیا اور ان سبھوں کو بھی قتل کر آیا سکوت میں بیٹھا
 ہوا ہوا وہ خواص عقل کو بھر بے پایاں فکر میں غوطہ زن کیا ہوا چل رہا تھا بھی حیران و پریشان بیٹھے ہیں کبھی اسد
 کہتا ہے کہ چچا فتاح آپ تو ہوا و جان کے ساتھ رہے ہیں بہت سے شیخون مارے ہیں کوئی تدبیر تو بتائیے فتاح نے کہا
 کہ میری جان بھکوا اگر کوئی تدبیر سوچنی تو میں بیان نہ کرتا سو اسے مر جانے کے اور کوئی تدبیر نہیں ہے سو پہلے ہم اپنی
 جان نثار کر لیں تب تدبیر آجی آنے دینگے اسد نے سر جھکا لیا اور پھر باغبان فکر کو گلشن سینہ پر لا کے کارفرما کیا ہزار ہزار
 طرح کے گلستے تدبیر کے لانا کر لئے سامنے کیے کوئی رنگ پسند نہ ہوا پھر سر اٹھایا کہا کہ کیوں چچا اندلس تم
 کوئی تدبیر کر دو وہ بولا کہ صاحب زادے میں بھی تدبیر ہوں کیا کروں اگر فرمائیے تو ایرج کو جا کر پکڑ لاؤں اسد
 نے کہا کہ اس سے بہتر تو کوئی تدبیر نہیں ہے مگر ایرج ہاتھ نہ لگیا آج کی رات وہ جاگ کر بسر کرے گا اور اگر سو بھی جائیگا
 تو تیری نگہبانی اور پاسبانی رہیگی اور قطع نظر اسکے قارن قمر میں ساہوشیار و دانا و بان ہو تم جاؤ گے تو خطا اٹھاؤ گے
 اگر ایسا نہ جانتا تو میں خود جاتا اور اس پاجی کو پکڑ لاتا یہ نکر پھر سر جھکا لیا اکی نقاش خیال نے کچھ نقشے پیش کیے ایک نقش
 آئین سے پسند آیا اہل پڑا اور پکارا کہ وہ مارا لگا گود نے لگا تو پی اچھا لے اور کہا کہ میں تم سب خوش ہو کر اس
 بلا سے خدا نے نجات دی سب رفیقوں نے عرض کیا کہ فرمائیے تو کیونکر ہو نجات ہوگی بولا کہ دیکھو کیسی طرح تو تمہیں بے چلتا
 ہوں اور کہا کہ صاحبو تم سب ہزار ہزار ہو اور سب کے پاس کمندیں ہیں سب اپنی اپنی کمندیں مجھے دو سب نے کمندیں
 اپنی اپنی دین اسد نے ایک کمند دوسری کمندیں باندھی اور دوسری قیسری میں اور قیسری چوٹی میں سیطیح
 ہزار کمندیں بندھ گئیں اب اسد نے پہلے ایک آدمی کو اتارادہ نیچے اتر ا اور پھر چڑھ کر کہا کہ شہریار نیچے زمین بہت صاف
 و شفاف ہے شوق سے پہلے اسد نے کئی کمندیں اسی طرح جوڑ کر پہلے سب مرکب اتارے بعد اسکے تمام رفقا اور قرائون
 کو اتارا اور آپ کمندیں پکڑے رہا جب سب اتر پہلے ایک فراق کہ نہ جام او تک اسکا نام تھا وہ رہ گیا اسد نے کہا
 کہ میں کمند پکڑے ہوں تم بھی اتر جاؤ میں کہیں چپ کر بیچ جاؤنگا اسے غفلت کیا کہ شہریار مجھ کو اپنی جان سے آپ کی جان
 زیادہ عزیز نہیں ہے آپ اتر جائیے میں کمند پکڑے ہوں شہریار اگر میں ایک آپ پر سے نثار ہو جاؤنگا تو میں تو بوز جاہوں
 آپ کے باپ کا رفیق ہوں آپ میرے بال بچوں کو بہت سا کچھ دینگے اور جو خدا نخواستہ آپ کے دشمن مارے گئے اور ہم
 بچے تو کس کام کے ہم ایسے ہزاروں نثار ہو جائیگے اور جو آپ نہ مانینگے تو میں اپنے تئیں بھی ہلاک کر دینگا اسوقت اسد
 نے کہا اے نہ جام مر جا صد مر جا رفیق جاننا ز ایسے ہی ہوتے ہیں خیر اچھا تم بیان رہو کیا مجال ایرج کی جو تمہیں
 قتل کر کے اے نہ جام صبح کو ایرج جو مجھے دھونڈتا ہوا پہاڑ پر آسے اور حال میرا پوچھے تو صاف صاف حال میرا

کہہ دینا اور یہ کہنا کہ ایرج اسد نے کہہ دیا کہ اگر زجام کو ایذا پہونچائی تو میں اگر تھک تیرے لشکر میں مار ڈالوں گا اور جو نہ جام اور ملک کو تو ایذا نہ دیگا تو میں تیرا احسان ڈالوں گا یہ کہہ کر کندہ کا سرانہ جام کے ہاتھ میں دیا اُسے کندہ پکڑی اسد اتر گیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر مع رفقا ایک جانب کو چلا گیا نہ جام اگر ایک جامور ہا جب چار پہر رات گزری تیر صبح کو ایرج بیدار ہوا اپنے سے باہر کیا خبر پوچھی افسران فرج نے عرض کیا کہ ہم چار پہر رات جاگائے چڑیا ملک نہیں اتر جانے پانی ایرج خوش ہوا اور مسلح و مکمل ہوا رفیق بھی سب جمع ہوئے قارن قمرین سے کہا کہ کیوں قارن دیوانہ پہاڑ پر سے بھی تک تو نہیں گیا قارن نے کہا کہ پیر و مرشد اُدھر جانے کا راستہ نہیں جو وہ جائیگا کیونکر یہی باتیں کرتے ہوئے اوپر پہاڑ کے اُسے دیکھا تو پہاڑ پر کوئی نہیں معلوم ہوتا ایرج نوجوان نے کہا ایرج قارن قمرین معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوانہ کسی تدبیر سے چلا گیا اور غضب کیا تو نے کل میں پہاڑ پر چڑھتا تھا تو مانع ہوا آخر دیکھا تو نے کہ وہ زندہ و سلاست چلا گیا قارن نے عرض کیا کہ اسی شہر یار آپ پہاڑ پر چڑھ کے دیکھے تو سہی میں نے جو عرض کیا وہی چاہیہ جو تھو کہ راستہ نکال جانے کا ہر نامین اور جاننا دیوانہ کا بڑا تعجب ہے ایرج پہاڑ پر چڑھ آیا ہر چند دیکھا کوئی آدمی نظر نہ آیا اور کسی کو نہ پایا اسد لہندی کو دکی اسقدر دیکھی کہ زمین نظر نہیں آتی تھی حیران ہو کر بولا ایرج قارن تو سچ کہتا ہے یہاں سے تو اتر جانے کا راستہ نہیں ہے پھر یہ دیوانہ کیونکر چلا گیا مگر یہ کہیے کہ ہر پر واز پیدا کر کے اُنہ گیلہا دیو پر سی آکر اُٹھا لگے یہ بات قابل قیاس کرنے کے نہیں ہے یہی باتیں کرتا ہوا پہاڑ پر سے نیچے اترنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا ایک شخص دیوانے کے ساتھ کا کھڑا ایرج نے اُسے اپنے پاس بلایا پوچھا کہ تو کون ہے وہ بولا کہ میں قورچی باشی کرب غازی کا ہوں نام میر زجام ہے ایرج نے کہا ایرج زجام سچ کہنا کہ اسد کیونکر پہاڑ پر سے چلا گیا اور اگر سچ نہ کہیگا تو بھی مجھے قتل کر دوں گا اُسے تمام سرگزشت از ابتدا تا انتہا بیان کی کہ کندین جوڑ کر اتر گیا ایرج نے کہا کہ یار داسے دیوانہ کون کے لاکھ سیانوں کا ایک سیانہ ہے ایسی راہ ہولناک سے کس طرح سہل میں چلا گیا ہے اسی کا کام تھا کمال عاقل ہے دیوانہ بکار خود ہوشیار جو سنا تھا وہ اسد ہی ہے پھر ایرج نے کہا کہ ایرج زجام اب اسد کہاں گیا اُسے کہا کہ مجھے کیا معلوم اور لو فرض تھا اگر معلوم ہی ہوتا تو میں کب بتاؤں یہ کلمہ شکر ایرج اسقدر برہم ہوا کہ مارے غصے کے بال تن پر کھڑے ہو گئے گویا کسی نے آتش اُسکے قلب میں مشتعل کر دی مگر کہا کہ جانتیک مارا جائے اس نہ بقول کو مار و پس جب اُسپر کوڑے پڑنے لگے زجام چلا یا کہ ایرج آفتاب پرست جسقدر تیرا جی چاہے تو مجھے ایذا دے اسد اسکا عوض مجھے لے لیگا تیرے بابشاہ کو اس سے زیادہ مار لیگا اور میں تو اپنے آقا پر اپنی جان نثار کر چکا ہوں غرض ایرج نے سوبانہ زجام پتہ ڈالے جب وہ بیہوش ہو گیا کہ قید کرد اور پہاڑ پر سے نیچے چلا اور اسد شکر ایرج پر اور خون گراخیمون میں آگ لگا دی مائع اسباب لونا خوب آفتاب پرستوں کو قتل کیا اقبال شاہ باغخانے میں چھپا ہوا تھا کہ پنا گیا اسد مار پیٹ کر چلا گیا ایرج کو ہر کاروں نے خبر دی کہ دیوانے نے لشکر پر فوج مارا ایرج یہاں سے دوڑا جب وہاں پہونچا اسد جا چکا تھا اقبال شاہ کمال ہرج خاٹ و ترسان ایرج کے پاس آیا کہ آج جان ہاری بگلی ایک نہ ایک دن دیوانہ مار ڈالے گا آپ بھوکا کیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں یہ تو بھلائیے آپ جا کر کیا کہتے ہیں وہ آپ کے ہاتھ لگتا ہے ایرج نے کہا ایرج اقبال شاہ اس دیوانے کو ناحق کا مجھے بغض ہے پھر کہیں تو میرے ہاتھ لگیگا غرض رات کو تو آرام کیا صبح کو کوچ کر کے روانہ ہوا قریب قریب قارن کے پہونچا قارن نے دست ادب باندھ کر عرض کیا کہ حضور اس ذرہ بقدر کو سرفراز فرمائیں اور جو چاہے آتش ہو اُسے تناول کریں تاکہ عنایت غلام کی زیادہ ہو جائے مشورہ چکا کہ صا جعفران آفتاب پرستان قارن کے گھر میں آیا تھا ایرج نے کہا ایرج قارن میں چلا کر مجھے دیوانے کا اندیشہ ہو کہ میں تمہارے ساتھ گیا اور دیوانے نے آکر لشکر کو میرے تاراج کیا سوا سے اس امر کے

اور کوئی اندیشہ مانع مجھ کو جانے کو نہ تھیں ہر قارن نے کہا کہ اس شہر یار میں نے پیشتر سے کل سامان دعوت مبارک رکھا ہے اور
 حضور کے قدم مبارک نہ جائینگے تو سب خراب ہو جائیگا اور محنت میری رائیگان ہوگی ایسیج بولا کہ تمہاری خاطر غریبہا اقبال شاہ
 کو دیکھا تو قارن کمال عزت و حرمت سے اقبال شاہ کو دیکھا اسد وہاں کو ہستان دین میں آیا تھا کہ ہر کار سے لے کر شہر و دی کے آن
 قارن نے دعوت کی ہر ایسیج تو آپ کے فوت سے نہیں گیا اقبال شاہ کو بھیجا یا ہر اسد بھی اپنے رفیقوں سے کہہ رہا تھا کہ
 اس بزار پہنے نے زجام کو کوٹ مارا ہے میں اگر اسے عورت دین اُنکے بادشاہ کو نہ مارا تو اپنا ہلم اسد نہیں یہ خبر جو سنی کہ اقبال
 شاہ قارن کے دینے میں ہر شہر نگ عیار سے کہا کہ ہمارے امانت دیوہ امانت کیا ہر اسباب عیاری کا دقتی شہر نگ نے اپنے
 ہاتھ لکھ لیا اسد نے اُسے لکھ کر سیاہ پانچویں لکھ میں اپنی بات عیاری کے ہاتھ پر راستہ لے گیا دو شاہ کے کانچہرٹ مارا شہر نگ
 سے کہا کہ چلو عرض زجام کا لین شہر نگ ساتھ ہو لیا اسد وہاں سے روانہ ہوا یہاں تک کہ شہر قارن میں ہو گیا ایک شخص مکان
 قارن کا پوچھا اسے جو وہ سیاہ پوش دیکھے کہا کہ آپ کیوں مکان قارن کا پوچھتے ہیں کیا کام ہر کہا کہ اقبال شاہ کی دعوت
 لازم ہے یہ گئے تھے اب آتے ہیں اُسے کہا کہ یہ راجہ جو سانس لگی ہر ادھر چلے جاؤ وہاں دانت ہاتھ کو راستہ پھر ہر اور نماں
 کا محل بیتاب وہ کہہ چہ تمام ہو گا تو بائیں ہاتھ کو پڑنا اور وہ ہاتھ ہر ہاتھ ہوں کا جب وہ تمام ہو تو پھر دانت ہاتھ کو لیک لگی گئی ہر
 اس طرف مکان کچھ میں اور دوکان میں صرافوں کی ہیں جب اُس ہاتھ میں نکلو گے تو سانس مکان قارن کا ہر اسد نے کہا کہ
 عزیز مجھ کو یہ راستہ بھی نہ دیکھا تو مجھ کو ملکر پوچھا آئیں لازم ہوں اقبال شاہ کا اپنے آقا کی خدمت میں جانا ہوں اور یہ بتاؤ
 تو نے دیا اگر ہزار برس دھونڈو تو نہ دیکھا اُنہ میرے ساتھ چل رہی ہیں مجھے روپیہ دو لگا اُسے کہا کہ میں فقیر ہوں
 میرے مانگنے لگانے کا وقت ہر تم لکھ رہے ہو گے تو بھی نہ جاؤ لگا میں نے ہتا ہتا دیا جو چاہتے تھیں راستہ لے جا بے اسد یہ سکر
 غمناک ہوا ہر لاکھ تیرے بل و حدت کی ایسی تھی کی تھی اب اور دیکھنا چلیگا تو جان سے مار ڈالو لگا اور خبر لکھنا اُسے خبر ہو گئی
 کانپنے لگا کہا چلے آپ کچھ نہ دیجیے گا میں آپ کو پوچھا ہے آتا ہوں آئیے چلے یہ لکھ ساتھ ہوا اور تانکان قارن آیا اسد سے کہا کہ
 میں جاؤں اسد نے کہا اسے فقیر تو میں بھی میں مجھ کو ایک صراحی مصع لاکر دو لگا کہ مجھے تمام عمر حاجت بھیک مانگنے کی ہوگی وہ سکر
 خوب ہنسنا لگا آپ تشریف لیجا میں میں کچھ آپ سے نہیں لکھا اسد نے ہر ہم ہو کے کہا کہ تو مجھ کو مجھوٹا جانتا ہے خیر مجھ کو سچ
 میرا مجھے معلوم ہو جائیگا خبردار بیان سے ہانا نہیں اور اگر تو چلا گیا تو تمہارے دین مذہب کی میں دھونڈ کر مجھے مار ڈالو لگا بلکہ تیری خدمت
 میں سے کسی کو زندہ نہ رکھو لگا اُسے کہا آپ جا بے میں صبح تک تو یہاں سے نہ لو لگا اسد اسے بھا کر روانہ ہوا اگر دیکھا کہ چاہتی
 ہر شعل و چراغ روشن میں ہجوم غلام ہر انبوعہ عام ہر لاج ہر قانون دین و رباب مرچنگ جلتے رنگ سارنگی ہر سہری الگو
 رنج ہر ساقیان کین ساق صراحیان مصع کار ہاتھ میں لیے ہوئے ہلا سے میں دور ہر جام گردش میں ہر اقبال شاہ تخت نہ لگا
 پر بیٹھا ہوا ہر رفیق گرد و اطراف میں جو ہر نگار کر سیوں ہر شکن میں قارن خد جگراری میں مصروف ہر اسد تماشائیوں
 میں فکر کھڑا ہوا لگا لاج دیکھنے پہ رات گئے قارن نے کہا اقبال شاہ کو کھلایا بعد اُسکے آتش بازی کا تماشہ دیکھا یا
 دو پہر رات کے صحبت بر غماست ہوئی طائفے وغیرہ سب چلے گئے اقبال شاہ پلنگ پر جا کے بیٹا اور وزیر بند ہو گئے اسد
 نے شہر نگ ایک گوشے میں پوشیدہ رہا جب دیکھا کہ اب کوئی دیکھ نہ پھر رات باقی رہی ہر اور ستانا ہوا فقط پہرے والے اور
 خدنگا رہے اسوقت اسد نے ہوا کا رخ دیکھ کر بیوشی اُڑائی کہ کہاں وہاں سب بیوش ہو گئے اسد نے بڑے کے خبر
 سب کے سر کٹے اور اقبال شاہ کو میدان کر کے کہا کہ دیکھ رنگ محفل کو اقبال شاہ نے دیکھا کہ ایک شخص خنجر خون آلود لیے
 سر پر کھڑا ہر اور ہلم فرش پر لاشوں کا فرش ہر مسلخ قصا بان معلوم ہوتا ہے یہ دیکھ کر کانپ گیا کہا کہ آپ کون ہیں اسد بولا کہ
 مجھے پچا نا نہیں ہر میں قابض اہل و اح کا فرمان ملک الموت آفتاب ہرستان اسد نو جوان ہوں ابے حرامزادے تو نے اسے ناز کیا

منع نہ کیا کہ ترجمہ کو ذلیل نہ کرے ترجمہ کو ایرج نے کورے مارے دیکھ تو اس کے عوض میں تیرا کیا حال بننا تاہون
 اقبال شاہ نے موت دیا اور کہا اسے سوار میدان کی سازمی دایر اسد بن کر ب غازی می میری کیا خطا ہو میں پہاڑ پر کہاں گیا
 تھا ایرج نے جو کچھ کیا ترجمہ کو ساتھ پہاڑ پر کیا اور آپ کو اختیار پر بھکھو چاہیے قتل کیجیے چاہیے میں تیرے میر ہون اور اقبال شاہ
 کا نپ۔ ایرج نے کہتا ہوں کہ اب تو مارا گیا یہ دیوانہ کسی طرح جیتا نہ چھوڑیگا اسد نے جیہاں اقبال شاہ کا دیکھا کہا کہ تو ذرا نہیں من
 لکھے مار نہ ڈالو لگا تھکواپنے دوزخ کے عوض میں کپڑے لیے جاتا ہوں جب ایرج نے ترجمہ کو اوٹھک کو چھوڑ دیا میں نے کچھ چھوڑ دیا
 یہ مکر اقبال شاہ کو جبراً تھریوشتی دے کر پستارے میں باندا مٹھرننگ کے حوالے کیا اور تمام اسباب جو اس کے ساتھ تھے
 کند مار باہر آیا جان غیر کو بھاگیا تھا وہاں پہنچا وہ کچھ دیکھا وہ فقیر بیٹھا ہوا ہے صراحی مریع غیر کہ وہی اور کہا کہ اب جان تیرا جی چاہے
 وہاں باغیر تو خوشی خوشی چلا گیا اب آپ مع شہر ننگ دروازہ شہر کی طرف روانہ ہو اگر تو ال شہر فریہ کا کہ شعلہ شب گرد
 اس کا نام تعادہ میٹھا جو اسے راز شہر اب پی رہا تھا اتفاقات روزگار شراب اس کے پاس ہو چکی تھیں کچھ پیادہ وہاں سے کہا کہ تم جا کر شراب
 لادو میں پندرہ پیادہ روانہ ہوئے آپس میں باتیں کرتے ہوئے چلے آئے ہیں کہ یہ پہر رات تیرا غظم نے بغیر و غنی بسکی
 کو تو ال کو کبھی ایسی مشقت نہیں پڑی تھی اور حکم ہر قارن کا کہ رات بھر گشت پھرنا ایک بولام جیران میں کلاب ڈر کسکا ہو
 جو یہ چوکی پہاڑ ایک بولام میں نے مٹا ہوا کہ کوئی اسے دیوانہ نہ کہتا ہے بلکہ شہنشاہ کے آفتاب پرستوں کو دیوانہ کر دیا ہے اسی کا لہجہ
 ہے کہ اقبال شاہ یہاں آیا ہوا ایسا نہ ہوئے اگر ایذا پہنچا ہے ایک بولا کہ میان تھیں سو دایر وہ یہاں کہاں آگیا کو تو ال
 صاحب شام سے گشت پھر رہے ہیں جب سے اقبال شاہ یہاں آیا ہے انتہا کا بندوبست ہی بھی باتیں کرتے چلے گئے تھے کہ
 دوسیاہ پوش چلے آئے ہیں مگر پستارہ پوش میں آپس میں کہا کہ میان یہ چو میں کسی کا مال چاہے لیے جاتے ہیں انہیں دیکھ کر
 آو جانٹ کر لویہ صلاح کر کے آواز دی کہ اگر زندہ یہ مال کہاں لیے جاتے ہو ہم بھی زندہ ہیں آو جانٹ دیکھو نہیں تو ہم نہیں
 پکڑ کر کو تو ال کے پاس لپٹا لینگے ہر سب مال میں جانٹا اور قید ہوگے بہتر یہ ہے کہ نصف ہمیں دے کے چلے جاؤ اسد نے کہا کہ آؤ تو
 سبھی مال لو اور پستارہ رکھ کے تموار کھینچ کر اپنے گرا اور شہر ننگ خیر پکڑ کر ایک لمبہ میں بارہ تیرہ کوار لیا ایک بھاگ گیا ایک کو
 زندہ پکڑ لیا وہاں کا نپ رہا ہے اسد نے کہا کہ کہن تو ہے مال لیکھا اُسے کہا کہ پیر و مرشد میری جان بخشی کر دیجیے تو بڑی بات ہے اور
 غلام کی دوجہ دان اور چار لو کیا ان میں انکا کوئی خبر لینے والا نہیں ہے اسد پکارا کہ اچھا میں تجھے شمار دنگا مگر اس شرط سے کہ تجھے
 میں ستون سے باندھے جاتا ہوں خبردار سوائے ایرج کے اور کسی سے کلام نہ کیجیو جب ایرج مجھے بلاے اور مجھے پوچھا
 اب حال کب تب ایرج سے کہیو کہ ایرج اقبال شاہ کو اسد بن کر ب غازی پکڑ لیا ہے اسد نے کہا کہ میں اقبال شاہ
 کو عوض میں ترجمہ کو اوٹھک کے پکڑ لیا ہوں جس طرح تو نے ترجمہ کے کورے لگو اسے میں اس طرح اقبال شاہ کو میں
 مار دنگا اور جو تو ترجمہ کو چھوڑ دیا تو میں اقبال شاہ کو چھوڑ دنگا اور میں غلام پہاڑ پر بیٹھا ہوں اگر تو لشکر و فوج لیکر میرے
 اوپر آیا تو اسی وقت اقبال شاہ کا سر کاٹ ڈالو لگا اور چلا جاؤ لگا اور جو تو ترجمہ کو خلعت دے کر چھوڑ دیا تو میں بھی
 اقبال شاہ کو خلع کر کے رخصت کر دنگا قصہ جس طرح تو میرے غلام سے پیش آگیا اسی طرح میں تیرے بادشاہ کے
 ساتھ پیش آؤ لگا نام اس پیادے کا فر فرک تھا اُسے عرض کیا کہ ای شہر یار میں اس سے زیادہ کہو لگا جیسا آپ فرماتے ہیں
 بھکھو اپنی جان کا اندیشہ کیا نہیں ہے آپ ایسے بے مادر ہیں کہ اس مردمانی سے جب تو اقبال شاہ کو پکڑ لیجئے تو پھر غریب کا
 مار ڈالنا کتنا بڑا کام ہے میں ہرگز عدل میں نہ کرونگا جیسا آپ نے فرمایا ہے ویسا ہی بھلاؤ لگا اسد نے فر فرک کو ستون
 میں باندھ دیا اور دیوار قلعہ پر کت مار کر صاف چلا گیا مگر وہ شخص جو جاگتا تھا وہ سیدھا کو تو ال کے پاس پہنچا اور تمام
 حال شعلہ شب گرد سے بیان کیا شعلہ وہاں آیا جہاں لڑائی ہوئی تھی دیکھا کہ دشمن پڑی ہوئی ہیں اور ایک پیادہ

ستون سے بندھا ہوا ہے آگے آیا فر فرک کو پہنانا اسے کھولا احوال پوچھا کہ کون مجھے باندھ گیا ہو اسے کہا کہ جس نے ان سب کو قتل کیا کو تو ال نے پوچھا اسے وہ کون ہے اسے کہا کہ میں ہرگز نہیں کہنے کا کیونکہ اس نے مجھے قسم لے لی ہے کہ خبردار سو اسے ایرج کے کسی سے کہہ نہ کہنا نہیں تو رات کو اگر مار ڈالوں گا سو مجھ کو جان اپنی دینا منظور نہیں ہے کو تو ال نے کہا مفصل حال کہ نہیں تو میں تجھے قتل کرتا ہوں فر فرک نے جب اختیار کی پھر نہ بولا ہر چند ڈرایا دھمکیا کوڑا مارنے کو اٹھایا مگر اسے جواب نہ دیا اور صبح کو گھر میں قارن کے غلطہ اٹھا کہ کوئی رات کو اگر بہت سے لوگوں کو مار کر اقبال شاہ کو پکڑ لینگا اور اسباب بھی لوٹ لینگا قارن قمر بن سر پٹنے لگا کہ افسوس میں ایرج کے سامنے رو سیاہ ہوا شعلہ فر فرک کو لیے ہوئے ہو چکا اور کہا کہ اسے حال معلوم ہے یہ نہیں کہتا قارن قدموں پر گر گیا کچھ تو حال بیان کر اسے کہا کہ مفصل حال ایرج کے سامنے بیان کر دوں گا اور مجھ سے کہو کہ اسد بن کرب غازی اقبال شاہ کو لینگا قارن نے کہا اسے کیون لینگا فر فرک اب جو چاہے ہو تو پھر کچھ نہ کہا آخر کار قارن اسے لیے ہوئے ایرج کے پاس آیا ایرج اقبال شاہ کا حال پہلے سن چکا تھا نہایت آنر وہ خاطر بیٹھا تھا کہ قارن مع فر فرک اور شعلہ شب گرد ہو چکا اور کہا کہ یہ شخص حال اقبال شاہ کا جانتا ہے ایرج نے اس سے پوچھا اسے جو کچھ کہ اسد کہ گیا تعجب بیان کیا ایرج کو تسکین ہوئی اسی وقت زجام کو زندہ نکالنے سے بلایا قید اس کے بدن پر سے دور کی سہوقہ تقطیر کر کے پاس بٹھایا اور کہا کہ زجام تقصیر میری معاف کر اور غلطت دینا زجام سمجھا کہ اسد نے کچھ کارروائی کی جب تو یہ تیری تقطیر و توقیر کرتا ہے زجام نے کہا ایرج میں نے پہلے تھے کہا تھا کہ مجھ کو ایذا نہ دو تھے نہ مانا اور اپنے بادشاہ کو گرفتار کر لیا ایرج نے کہا کہ میرا کیا ویسا پایا اور قارن سے کہا کہ قارن تم زجام کو گھوڑے پر سوار کر کے اپنے ساتھ لجاؤ اسد فلان پہاڑ پر بیٹھا ہے جا کر اس سے میرا سلام کہو اور زجام کو اسے دے کے اقبال شاہ کو لے آؤ قارن نے گھوڑے پر زجام کو سوار کیا گھوڑا با ساز و بلاق موضع آراستہ تھا اور غلت بھاری زجام کو دیا تھا قارن زجام کو لیے ہوئے وہاں آیا جہاں اسد پہاڑ پر بیٹھا تھا قارن نے جھلک کر ادب سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ جس طرح حضور نے فر فرک سے فریاد کیا تھا ویسا ہی ایرج نے کیا ہے زجام حاضر ہو بس اسد نے زجام کو دیکھتے ہی کہا کہ اقبال شاہ کو بھی غلت ہتھار لے آؤ اسطرح اقبال شاہ کو گھوڑے پر سوار کر کے قارن کے سپرد کیا اور کہا کہ مجھ کو لے ایرج سے یہ کہ اسے نہ طاق سکندر می میں سے چار ہزار صندوق ہوا و اشرفی کے پائے اور ہلکے صندوق بھی نہ بھیجا آخر کو بزاز بھیجے اسکا دل کیا ہے ایسی ہمت اسے کہاں پانی کھانے کو اچھا اسے ملا چھو لگیا اصل پر اپنی گیا مگر خیر وہ پا جی ہو تو اپنے واسطے ہے یہ ایک صندوق ہماری طرف سے اسے دینا اور لازموں سے کھلا بھیجا کہ لاؤ صندوق اسی وقت صندوق اطلس سے منڈھا ہوا لاکر قارن کو دیا کہ یہ ایرج کو ہماری طرف سے دینا اور ہماری دعا کہنا قارن اقبال شاہ کو اور اس صندوق کو لیکر روانہ ہوا ہر قدم پر تعریف اسد غازی کی کرتا جاتا تھا مگر بعد قارن قمر بن کے رخصت کرنے کے اسد نے کہا کہ امی چچا فتاح و امی چچا اندلس اب چلکر چھوٹے نانا لندھو بن سعدان کو دیکھے اور مالک بن ملکوت شاہ کو چلکر برسزا پہونچا بیٹے اور جو میں نہ جاؤں گا تو مالک بن ملکوت شاہ صاف نکلیا ایسا اسکو زجر و توبیخ کر کے پھر اس آفتاب پرستا کی خدمت زاری میں آؤں گا یہ لکھ کر اپنے رہنا اور قزاقوں سمیت ملک سیائل کو روانہ ہوا اور قارن اقبال شاہ کو ایرج نوجوان کے پاس لایا ایرج نے احوال پوچھا قارن قمر بن نے کہا کہ امی زبدا آفتاب پرستان جو اسد غازی کو دیوانہ گستاخ وہ خود دیوانہ ہے اسد جو اسد غازی کو نامرو و گستاخ وہ خود نامرد ہے اسد مرد مردانہ اور شیر فرزادہ اور وہ وہ و بد بہ اس کے چہرے پر جو معلوم ہوتا ہے کہ شیر بیٹا جو وہ بائیں کرتا تھا میرا ہنہ بندہ کا پتا تھا میں نے ایک

بہادر نہیں دیکھا اور گھبرا گیا کہ آپ نے خزانہ پایا اور ہیکو کچھ اٹھین سے نہ بھیجا اسد نے یہ صندوق آپ کو بھیجا ہے اور آپ ملک سبائل کو مالک بن ملکوت شاہ کی تنبیہ کے واسطے گیا ہے ایم ج نے کہا لاؤ کہاں ہے وہ صندوق دیکھو قارن قمر بن نے صندوق ایم ج کے سامنے رکھا ایم ج نے کہا کہ یہ صندوق تو میرے صندوق میں کا ہے اسے کھولو تو اس صندوق کو جو کھولا جا رہا ہے میں بہادر اور اشرافیان کہ جبیر سکندر ذوالقرنین کا تھا انکلیں ایم ج پکارا کہ یہ میرا صندوق ہے اسے بلاؤ ورنہ انہی کو جب وہ آیا کہا کہ ہمارا خزانہ نہیں ہے اسے عرض کیا کہ آپ کے صندوق اسی طرح مقفل ہیں ایم ج بولا کہ ایک صندوق اٹھا لاؤ میں دیکھوں تو خزانہ پھر دیکھ کے صندوق اٹھا لیا جو نہیں اُسے کھولا دیکھتے ہیں کہ اندر اُسے سرگین اور کنکر تھپڑ بیان اور خاک بھری ہوئی ہے اور صندوق منگو کر لکھو اسے اٹھین سے بھی نہیں ہلانکی بس ایم ج نے سر پٹ لیا اور کہا افسوس یہ دیوانہ مجھے لوٹ لیگیا اسے یارو اُسے دیوانہ کون کہتا ہے یہ تو لاکھ سیانوں کا ایک سیانہ ہے اُسے کلیجا میرا پکا دیا تم پر نیر اعظم کی کہ اگر حمزہ سے سامنا ہوتا تو مجھے اندیشہ نہ تھا مگر اس دیوانے نے مجھے دیوانہ کر دیا خیر جائیگا کہاں میرے ہاتھ سے جب ہاتھ لگیا سزا سے محمول دو لگا یہ لکھ لکھا کہ صندوق کو صاف کرو میں اور ملک گیری کر کے خزانہ جمع کرو لگا اور حکم کیا کہ کوچ ہر طرف ملک سبائل کے یہ تو تعاقب میں اسد غازی کے روانہ ہوا لیکن اسد خدمت لندھو بن سعدان میں آیا اسلام کیا پاس آکر میٹھا لندھو بن سعدان نے پوچھا اسد غازی اسد بن کرب غازی کہاں سے آتے ہو اسد نے تمام حال ایم ج کا بیان کیا اور کہا کہ ناٹا جان اُسے جو خزانہ کہ نہ طلاق سکندر می میں سے پایا تھا وہ سب بین لوٹ لایا چار ہزار صندوق طلاے خالص کے آپ کے واسطے لایا ہوں یہ لیجیے اور اسکا سکھ بنوا کر سب لشکر میں بٹوا دیجیے لندھو بن غازی خوش ہوا اور سکھ کر کے لشکر میں بٹوا دیا دوسرے دن اسد غازی نے لندھو بن کو تنہا کر کے کان میں کہا کہ پھوٹے ناٹا مالک بن ملکوت شاہ کو قید کر لیجیے کس واسطے کہ یہ از روے ترس جان سلمان ہوا ہے جسے موافق نہیں ہے جس وقت یہ سنیگا کہ ایم ج پیدا ہوا بھاگ کر چلا جائیگا لندھو بن سعدان نے کہا کہ ٹھوکیہ نہ معلوم ہو کہ یہ سلمان نہیں اور ایم ج کے پاس کیونکر چلا جائیگا اسد غازی نے جو نامہ ایم ج کا لکھا ہوا ہے لیا تھا وہ لندھو بن سعدان کو دیا کہ ملاحظہ فرمائیے لندھو بن نے اُسے پڑھا جب مضمون سے آگاہ ہوا کہ اگر مالک بن ملکوت شاہ اس نامے کو دیکھ کر کہے کہ میں نے تو ایم ج کو کچھ نہیں کہا ایم ج نے اگر مجھے لکھا ہے تو لکھا کہ میں نے اس سے کچھ کام نہیں میں آپ کے ساتھ ہوں تو پھر فرمانا پڑیگا اس نامے سے مالک پر گرفت نہیں ہو سکتی اسد غازی نے کہا میں آپ پر اسکا کفر ظاہر کر دوں گا اور نامہ لندھو بن سے لے لیا اور ایک پیادے کو دے کر کہا کہ تو صورت آفتاب پرستوں کی بنا کر جا اور یہ نامہ مالک بن ملکوت کو تنہائی میں دے اور یہ کہ یہ نامہ ایم ج نے بھیجا ہے وہ بہت خوش ہو گا مجھے غلعت دیگا اور جو جواب اسکا وہ لکھ کر مجھ کو دے گا تو اسکو میرے پاس لے آؤ وہ پیادہ اسی طرح مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا وہ نامہ دیا وہ ایسا خوش ہوا کہ اُچھٹنے لگا اُس پیادے کو گلے سے لگایا اور ہر دفعہ اُس سے پوچھتا تھا کہ ایم ج بہت اچھی طرح سے ہے وہ کہتا تھا کہ ایم ج فوجان بڑی شان و شوکت سے ہے طلسم توڑا ہے خزانہ نکالا ہے اقبال شاہ ساتھ ہے جو جو یہ باتیں مالک بن ملکوت شاہ سننا تھا خوشی کے مارے پھولا نہ سہاتا تھا آخر کار اُس پیادے کو جواب نامہ لکھ دیا اور مخلص نجات کر کے روانہ کیا اور کہا کہ توجہ یہاں سے چل با اقصیٰ وہ پیادہ جواب لیے ہوئے اسد غازی کے پاس آیا اور سارا حال اسد سے بیان کیا اسد اُسے لندھو بن سعدان

کے پاس لایا اور جواب نامے کا دیکھا یا لندہ صورت بہت خوش ہوا اسد غازی می کو گلے سے لگا لیا اور کہا مرزا صدمہ چا
 آفرین صد آفرین صبح کو مالک بن ملکوت بہت خوش و خرم بایں ارادہ کیا کہ آج شکار کی رخصت لیجے اور ادرام
 سے اُدھر چلے جائے بارگاہ میں آیا اور سلام کر کے بیٹھا پہلو میں اسد کو بیٹھے دیکھا ہی میں کہا کہ یہ بلا تو گئی تھی پھر کہاں
 سے پیدا ہو گئی بس یا تو خوش تھا یا مرزا گیا اسد نے پوچھا کہ او مالک بن ملکوت شاہ آج تم محفوظ آتے تھے
 کیا وجہ ہو کہ مجھے دیکھتے ہی پڑمروہ ہو گئے میں نے تمہارا کیا بگاڑا یہ کیا ایذا پہونچائی ہو کچھ کہو تو مالک بن ملکوت
 نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ آج مجھ پر کیا اعتراض ہو کہ حضور یہ کلمہ فرماتے ہیں اسد غازی می نے کہا کہ ای مالک
 تو جانتا ہو کہ میں جیگر ہوں رات کو نامہ ایرج کا تیرے پاس پہونچا اور جواب میں نامے کے تو نے ایسا کچھ لکھا
 میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی کہ تو نے لکھا کہ اسد کے ہاتھ سے جگر خون ہو گیا ہو آپ کے پاس پہونچو لگا تو عرض
 کرونگا ظاہر میں اسلام لایا ہو اور باطن میں بھاگنے کی فکر میں ہو مالک بن ملکوت شاہ نے عرض کیا کہ میں ان
 باتوں سے آگاہ نہیں ہوں کسی دشمن نے اندراہ بغض مجھ پر بتان کیا ہو اسد غازی می نے کہا اگر یہ بات سچ ہو تو تیرا ایک
 مال مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ جو چو رکا مال وہ میرا مال اسد بولا یہی بات مالک نے عرض کیا
 کہ ان اسد غازی می نے کہا کہ سب شاہد رہیں بعد اسکے حکم دیا کہ لاؤ اُس پیادے کو اُسی وقت وہی پیادہ
 جو رات کو مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا تھا اگر موجود ہوا اور اُسے جواب نامہ کا جو مالک بن ملکوت نے
 لکھا تھا وہ دیا پس مالک اسکو دیکھتے ہی کانپ گیا اور ایسا خوف غالب ہوا کہ مارے ڈر کے پیشاب خطا ہو گیا زنگ
 زنگی اور انتہا صبا اور نصیر طراول کشتی گیر وغیرہ سب کی مشکین باندھیں انہوں کو بولا کر غل و زنجیر میں لٹا دیا
 کر دیا زندان خانے میں بھجوا دیا اور لشکر جو اسکے ساتھ تھا اسکا محاصرہ کر لیا خزانہ سب لوٹ لیا لندہ صورت بہت شاہ
 ہوا کہا کہ اسو شاہزادے اسد بن کر ب غازی اب ایرج کے مقدمے میں کیا کہتے ہو اسد نے کہا کہ آپ
 بزرگ ہیں جو بہتر جانیے وہ کیجیے میں آپ کے سامنے کل کا بچہ ہوں آپ پر جہان دیدہ و کار آزمودہ ہیں میں
 نا تجربہ کار ہوں البتہ آپ تو صاف آدمی ہیں میں عیار ہوں لندہ صورت بن سعدان بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی
 شخص جا کر راستے پر شہر فرنگوشیہ کے ایرج کو روکے جب تک میں لشکر تیار کر کے آؤں اور اُس آفتاب پرست
 سے مقابلہ کروں اسد غازی می نے کہا کہ میں موجود ہوں جا کر اُسے روکو لندہ صورت نے کہا کہ صاحبزادے
 میں شکو کیونکر کروں کہ جا کر اُس زبردست سے سامنا کرو ایرج ملا سے بے دربان و آفت جان ہو خدا بخوات
 نکمہ اگر گزند پہونچی تو میں رویا ہوا میں اپنے سر داروں میں سے کسی کو بھیجو لندہ صورت اسد بولا چھوٹے مانا اُس
 کر یا اس فروش بچہ بازار می کی کیا حقیقت ہو ایک لڑکی کے ساتھ پامی کا پیشاب خطا ہو جاتا ہے میں جا کر اُسے
 ہنسیہ کرونگا جب تک آپ آئیں میں اُسے آگے نہ بڑھنے دوں گا اور جو آپ مجھے نہ جانے دیئے تو میں رنجیدہ
 ہوں گا اور نا نا جان بغیر موت اُسے کوئی کسی کو مار نہیں سکتا ہو نہیں سنا ہو آپ نے شعر گزنیع عالم بچند نہ جاسے +
 نیر در گے تا نخواہد خداے + لندہ صورت بن سعدان نے کہا کہ صاحبزادے اچھا بایے خدا آپ کا گلبان
 ہو اسد بن کر ب غازی اسی وقت اپنے رفیقوں سمیت روانہ ہوا راستہ فرنگوشیہ کا لیا بعد اسکے لندہ صورت
 بن سعدان نے کہا کہ رہنا میرا اس مقام پر لا حاصل ہو لشکر تو عادل شیر دل کے خواہے کیا اور کہا
 کہ تم پیچھے پیچھے آؤ میں آگے چلتا ہوں کس واسطے کہ اسد غازی جا چکا ہو اور ہالیں ہزار و سوار لیکر

اتفاقاً بیدار سقید پوش بکر روانہ ہوا لیکن ایرج نوجوان کا حال سننے کہ یہ کوچ بہ کوچ چلا آتا ہے سمت فرنگوشیہ سے
 گرد و بخار کا تھق اٹھا کہ سپرد دار کو تار یک کر دیا آواز بوق کے بجنے کی آئی ایرج نوجوان نے اپنے رفقاء سے کہا
 کہ یہ تو دیوانہ آتا ہے بھون نے عرض کیا کہ آمد تو اسی کی ہے یہ کہتے تھے کہ گرد شق ہوئی اور اسد بن کرب غازی
 چھ مہس ہزار قزاقوں سے پہونچا صفت باندھی میدان میں آکر غرہ کیا کہ او بزار بچے کر پاس فروش امیرے مقابلے
 کو مال تجھے معلوم ہو جائیگا مالک بن ملکوت شاد کو قید کر کے تیری گوشالی کرنے آیا ہوں ایرج نوجوان نے
 اپنے دل میں کہا کہ یہ دیوانہ کیا بہا ورجہی ہوا بسکہ مجھے عمدہ برائین ہوتا اور پھر مانند شیر کے تیرے سامنے
 آتا ہے مجھے ناحق کی عداوت و بغض رکھتا ہے اور اپنے سرداروں سے رخصت ہو کر فوراً مقابلے میں اسد
 بن کرب غازی کے آیا بعد لگاؤ زنی کے ایرج نوجوان نے کہا کہ امیر اسد غازی تو جہت مجھے عداوت رکھتا
 ہے اسکا کیا باعث ہے اسے یہ دفع چھوڑ دے کہ تو کسی طرح مجھے عمدہ برائہ ہو سکیگا ناحق تو اپنے کو ہلاکت میں
 ڈالتا ہے اسد بن کرب غازی نے کہا او بزار بچے تو اپنے دل میں یہ گھنڈ رکھتا ہے کہ میں زبردست ہوں لوہے
 میں نے مارے تلواروں کے سمجھے اؤ نہ کر دیا تو کچھ کام نہ کیا اور نام اسد غازی نہ دیکھو نہ دیکھو
 کیا بہادری اور کیا دلیری تو کرتا ہے قدرت خدا کی کل کھڑا بیچتا تھا آج بہا ورجہی دیکھو تو کہ تو میرا کیا بنانا
 ہے لا حشر بہ اپنا ایرج نوجوان نے کہا او دو بوائے بد بخت بمول العقل کیوں ثابت تیری آئی ہے قسم ہر شیر اعظم
 آفتاب تابان کی ہے سب زبان درازی تیری بھلا دو لگا بہتر ہے کہ اطاعت اور فرمانبرداری میری اختیار
 کرو ورنہ بہت بیچتا ہوں اسد غازی غیظ و غضب میں آیا اور پکارا کہ اوپاچی تالاق کیسا بکتا ہے اس وقت
 ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار رہ اور نیزہ اسد غازی پر مارا اسد بن کرب غازی نے نیزے
 کو تلوار سے فلم کیا اور وہی تلوار ایرج نوجوان پر ماری ایرج نوجوان نے تلوار سپر پر روکی اسد بن کرب
 غازی نے دوسری تلوار ماری وہ بھی روکی اب اسد بن کرب غازی برس پڑا کہ ایرج
 نوجوان کو دار اُسکے روکنا مشکل ہو گئے اسد غازی نے سر سے پائون تک تلوار کا ر بھسار باندھ
 دیا چھڑا چھڑا تلوار بن مار رہا ہے اور ایرج نوجوان کا بھی یہ عالم ہے کہ جہت چٹم بنا ہوا ہے جہاں تلوار
 ماری وہیں نگاہ پہونچی اور فوراً اسکے وار کو روکا دو گھڑی جگسا اسد بن کرب غازی نے تلوار کا منہ برسا یا
 آخر کو ایک مقام پر اسد غازی کا ہاتھ سست پڑا پس ایرج نوجوان نے چھکی دی کہ تلوار پٹ پڑی ایرج
 نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور مزوڑ کر ہاتھ تلوار چپن لی اور کرین ہاتھ ڈالے یا تیرا عظم کہ کے اٹھایا
 اور کہا کہ بتا تیرا اب کیا حال کروں اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تو مجھے قتل کر مگر قزاقوں نے ارادہ
 کیا کہ اسد غازی کی مدد کریں اسد غازی نے آواز دی کہ خبردار تم لوگ میری مدد نہ کرنا
 جاؤ اپنے اپنے مقاموں پر اور پہلے بھی اسد بن کرب غازی نے ان سب سے کہہ دیا تھا کہ اگر میں
 گرفتار ہو جاؤں تو تم سب پہلے جانا اور میری مدد نہ کرنا پس قزاقوں نے ہلکار کے کہا کہ امیر آفتاب پرست
 اگر تو نے ایک روٹنے کو چارے آقا سے نامدار کے ایذا دی تو ہم تجھے بھی مار ڈالیں گے ہلکار بوق بجا بجا کر صحرا کا
 راستہ لیا بیان ایرج نوجوان نے اسد بن کرب غازی کو زمین پر پکڑا مشکین باندھ میں اپنی ہار گاہ میں
 لایا کہا کہ امیر دیوانے یا تو دین آفتاب پرستی قبول کر کے میرے ساتھ رہ اور یا آوازہ مرگ دیا سے قضا
 اسد بن کرب غازی نے کہا کہ او بیوہ فلک سفہ پر درجہ کہ تجھے تالاق کے ہاتھ سے مجھے گرفتار کر لیا

تو شوق سے میرا سر کٹوا کر فرخ تاج کی جڑوں کے واسطے بچہ سے کہ وہ بہت خوش ہوگی اور اگر تجھ کو یہ خیال ہو
کہ میں تیری اطاعت کرونگا لا حول ولا قوۃ الا باللہ تعالیٰ جو جان دینا قبول ہو اور تیری اطاعت نہیں قبول
ہو ایسے جوجوان نے کہا اور دینا نے کل تجھے قتل کرونگا آج تو شام ہوگئی اور آہنگیوں کو بل کر کہا کہ اسے
غل و زنجیر میں مسلسل کرو اور لیجاؤ زندان خانے میں اقبال شاہ نے کہا کہ اے بدوہ آفتاب پرستان
اسد غازی کی کمان کے عیار چڑھا کر لیجاؤ گئے اور پھر یہ دیوانہ بھی نہ ہاتھ لگا لگا ایسے جوجوان نے کہا کہ میں اسکو
بہت احتیاط سے رکھوں گا کوئی اسکا سراغ بھی نہ پائیگا یہ لکھراسد بن کرب غازی کو صندوق میں بند
کیا اور خزانچی کے حوالے کیا اور کہا کہ صندوق میں جو اہر کے اسے بھی رکھو صبح کو میں منگاؤنگا خزانچی
صندوق اٹھوایکیا اور قفل دے کر جو اہر خانے میں رکھ دیا اور چوکی پر سے والون کو ناکید کی کہ خبردار
آج غافل نہ ہونا آج بڑی رقم یہاں رکھی ہو انھوں نے کہا آپ غافل نہ رہیں ہم بہت ہوشیار رہیں گے
تصاے کا روزہ اتفاقات روزگار جہاں لشکر ایسے جوجوان کا آواز سنانے ایک پہاڑ پر اس پہاڑ پر ایک
شخص رہتا ہے نہایت بہادر و شجاع ہے بلکہ ہر کار زمانہ قطاع الطریق مال مردم خوار نام اسکا ضرغام
شیردل ہے ہمیشہ لوٹ مار پر اوقات بسر میاں رکھی ہو انھوں نے کہا آپ غافل نہ رہیں ہم بہت ہوشیار رہیں گے
علامہ دہر اور آفت روزگار ہیں اور ضرغام شیردل تھا پست ہو سنا اسنے کہ لشکر ایسے جوجوان نے کہا کہ وہ
آواز دہر اور آفت روزگار ہیں اور ضرغام شیردل تھا پست ہو سنا اسنے کہ لشکر ایسے جوجوان نے کہا کہ وہ
سے کہا کہ یارو کمانیک غریب آزاری ہم کرین اور روز لوٹ مار پر اوقات گذارین اس سے بہتر یہ ہے
کہ ایسے جوجوان کے لشکر میں ملو اور جو اہر خانہ اسکا لوٹو ایک مدت تک کھائیں سبھوں نے عرض کیا کہ ہم
بھی آپ کے ہمراہ ہیں چلیے پس ضرغام شیردل اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوا سر شام سے لشکر
ایسے جوجوان داخل ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتا ہے یہاں تک کہ قریب خزانے کے پہونچا چار طرف سبھوں کو
پھیلادیا اور جب رات زیادہ گئی تو ہوا کا رخ دیکھ کر بیوشی اڑنا شروع کی کہ سب پہرے والے اور خزانہ
دار بیوش ہوئے پس ضرغام شیردل نے اسد بن کرب غازی کا صندوق کہ سب سے بڑا تھا
اُسے اٹھالیا اور لیکر روانہ ہوا تمام طلباء کی کشت سے بچتا ہوا اور اپنے کو بچاتا ہوا صحیح و سلامت لشکر سے نکلا
اور پہاڑ پہونچ کر ضرغام شیردل اپنے مکان میں آیا پہلے اُن چالیسوں نے صندوق اپنے اپنے کھولے
اشرقیان اور جو اہر نکالا ضرغام شیردل نے کہا کہ بھائیو میرے صندوق میں سب سے اچھا
ہوا ہے دیکھو میں بھی کھولتا ہوں یہ لکھر صندوق جو کھولا تو دیکھا کہ ایک آدمی مانند شیر کے بیوش پر اہر تھا
آزردہ ہوا سبھوں سے کہا کہ بھائیو ہماری محنت رائگان ہوئی سبھوں نے عرض کیا کہ آپ ہمارے مالک ہیں
یہ مال آپ ہی کا ہے جہو جو آپ دیکھیں گے کہ اسے ہوش میں تو لایے احوال تو پہونچے کہ یہ کون
ہو کیا اس سے فقیر ہوئی ہو کہ اسے مقام پر اسے بند کیا تھا ضرغام شیردل نے اسد غازی کی صندوق
سے باہر نکالا فقیر سے بیوش دیا اسد غازی کی تاک سے چند قطرے آب کثیف کے گرے جسکے آبی آنکھ اسد کی
ٹھٹھکی اپنے کو ایک مکان میں دیکھا اور چند عیار وضع قطاع الطریق گرد و اطراف میں کھڑے ہوئے تھے ایک شخص
کو دیکھا چست و چالاک بہادر و شجاع کھڑا ہوا ہر گز آزردہ ہوا اسد نے کہا کہ تم لوگ کون ہو اور مجھے کون
پہونچا لایا ہے ضرغام شیردل نے کہا کہ یہ میں ہوں کہ جو اہر مجھ کے لایا تھا جو اہر تو نہ لکھا آپ نکلے اسد غازی ہنس

اور کہا کہ اس غریزہ تو ناحق رنجیدہ ہو چھو بڑا فائدہ ہوگا تو مجھے واقف نہیں کہ میں کون ہوں ضرغام نے کہا کہ کیا فائدہ
بھگتو ہوگا اور تو کون ہے یہ جانتا ہوں کہ تو ایسا خطاوار ہے کہ بھگتو خزانہ میں چھپا کر رکھتا تھا مقرر صبح کو تجھے قتل کرنا ہوس
کہ مال میرے ہاتھ سے گیا اسد نے کہا کہ ایک صندوق کے عوض دس صندوق ہیں مجھے زبردستی ہر کے دو لگا کر پیشانی
ہک کے کھانے کو کافی ہوگا اور کم نہ ہوگا اسے میں تو نواسا حمزہ صاحب قرآن کا اسد دیوانہ ہوں اور تمام مال اپنے گھر رکھا
ہو نے کا بیان کیا اور کہا کہ اس ضرغام چو میں ہزار قزاق میرے ساتھ ہیں اور میں نے مال و خزانہ اسیرج کا بہت سا لوٹا
تو جب قدر کی گائیں سمجھے دو لگا اب تو قزاقی سے تو بیکر میرے ساتھ رہے مسلمان ہو میں تیرا بڑا ممنون ہوں ضرغام نے جوسنا
کہ یہ اسد بن کر بے غازی ہو اور وضع بھی اسد کی پسند آئی ایک محبت اسد سے ہوئی پس ضرغام مسلمان ہوا اور
کس پڑھا اسد نے کہا کہ کوئی گھوڑا سواری کو لاؤ ضرغام نے گھوڑا حاضر کیا اسد سوار ہوا وہاں آیا جہاں اسکے لوگ تھے سب
رفیقوں نے جو اپنے آقا کو دیکھا نہایت خوش ہوئے عرض کی کہ شہر بارہم سب اسی فکر میں تھے کہ اپنی جانیں دین یا آپ کو چھڑا
لا میں اسد نے کہا کہ یار و سنجو جب تک میری قضا نہیں ہے کوئی مجھے مار نہیں سکتا اور تم سمجھو کہ میں نے دیتا ہوں کہ جین
گر قتل ہو جایا کروں تو تم سب لڑ بیڑ کر نکل جایا کرو اور جو ٹھہرو گے تو گرفتار ہو کے اسے جاؤ گے قتل خانہ قتل گاہی گردن
پہر ہوگا ابھی دیکھو کہ خدا نے مجھے کیونکر چھڑایا اور چچا قتل چلو لشکر اسیرج پر وہ پانچویں تو میرے قتل کرنے کی فکر میں ہے جسے جلد قتل
کردن قتل خانہ نے اتنا تو کہا کہ عاجز اسے ابھی اسکی قید سے چھوٹ کر آئے ہو وہ ایک روز تو صبر کرو اسد نے کہا کہ چچا کچھ
تھیں خبر پر میں جا کر مار دوں گا آپ جی پاس بیٹھے اور جی پاس نہ بیٹھے یہ کہہ کر بوق بجا کر قزاقان تیار شوید پس نام قزاق تیار
ہو اسد نے قصاب بنفشہ رنگ منہ پر ڈالی اور بیابان کی طرف روانہ ہوا اگر لشکر اسیرج کے گرفتار کیا تو اسے قتل ہو کر نقابدار
بنفشہ پوش روز خون گرائی ہو سکوارے ڈالتا اسیرج صبح کو بارگاہ میں آکر بیٹھا و اقبال شاہ بھی تخت پر بیٹھا ہوا اور
چاہتا ہے کہ اسد کو خزانے سے بلو اسے اور قتل کرے کہ غنڈہ نقابدار کا سنا کہ لشکر پر گرا ہوا قتل کر رہا ہے جلد ہی تمام سوار
چلا اسیطرن کو تمام لشکر اسیرج کا تیار ہو گیا ہوا کہ رہا ہے کہ یہی یہ غضب کہاں سے آیا کہ دنگو اگر لشکر پر لڑا ہے اسیرج صفوں کو چیرنا
ہوا وہاں آیا جہاں نقابدار لڑ رہا ہے نعرہ کیا کہ باش او نقابدار غفلت روزگار کہاں جا لگا آیا میں نقابدار لڑ لگا رہا کہ وہ بڑا ہے
تو میرا تو کیا کر لگا یہ کہہ کر مقابل ہوا اور لگا تلوار میں مارنے دیکھنے والے کہتے تھے کہ کیا بھادری ہو کہ اسیرج کو مہلت دہ لینے کی
نہیں دیتا تلوار پر تلوار اسطرح برسا رہا ہو گیا سواروں بھاؤوں کی جھڑپی لگی ہو جب نعرہ کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب تو ہمار
کمرج رہا ہے غرض ایسے تلواروں کے دار کیے کہ اسیرج کو روکنا مشکل ہو گیا لیکن اسیرج اپنے دل میں کہتا ہے کہ یہ شہر زنی
تو اسی دیوانہ کی معلوم ہوتی ہے مگر وہ کہاں وہ تو میرے خزانے میں قید زندہ نہیں مقفل ہے یہاں تو یہ اس شش و پنج میں رہ
وہاں اسد کی یہ کیفیت ہے کہ تلوار پر تلوار لگا رہا ہے کبھی بھٹکتی مارتا ہے کبھی سر دھکا کر کپشتی مارتا ہے کبھی کرناک گانا ہول مارتا ہے
وہ تیار ہی ہاتھ کی ہر کہہ کی طرح رگتا ہے نہیں تلوار کے ایک بجلی درمیان لشکر کے کوند رہی ہے آخر کو جب ہاتھ اسد کا
سست ہوا اسیرج نے تلوار اسد کی پھین کر کہ میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور کہا کہ او دیوانے اب دیکھ مجھے کس طرح مارتا ہوں
اسے بھگتو کون چھڑا لیا تھا اسد بولا کہ میرا چچا اسد قزاقوں کو آواز دی کہ تم سب اپنے جاؤ خیر دار کوئی نہ ٹھہرو وہ تو
گھوڑے اٹھا کر لڑتے ہوئے چلے گئے اب اسد کو کیونہ دیا اسطرح ہاتھ پڑاٹھائے بارگاہ میں لاس کے زمین پر ہٹکا مشکین
یا ندھین حکم ہوا کہ جلاؤ کو بلاؤ اور جلد ہی اسکی گردن مارا اور کہا او دیوانہ دیکھ اب بھی میری الماعت کر میں تیری جرات
و شجاعت پر عاشق ہوں میں نہیں چاہتا ہوں کہ تو مارا جائے گو کہ تو نے کسی کسی بریاں میرے ساتھ کیں ہیں گرین تیری
جان کا دشمن نہیں ہوں اسد بولا کہ پاس فروش بچہ بازاری تو تو میرا عاشق نہیں ہے بھگتو بھی خوب معلوم ہے کہ فرخ ناہار

کی چور و بچہ ضرور عاشق پر تو میرا سر کنو اگر اُسکے پاس بچو اوسے وہ نہت بہت خوش ہوگی اور تمام عمر تیری احسانمند رہیگی
پس جو نہیں یہ کہ اسد کے نہت سے ایسیج نے سنا نہایت بہم ہوا اور سبب غصہ کے قشعر بردہ ہو گیا اور کہا کہ دیکھ اس سخن کا نتیجہ
کی سزا نہایت تھک دیتا ہوں یہ لکھ دریافت کیا کہ کوئی چور دہر اس وقت ایک ہلا و لہناڑ کا قوی ہیکل قوی باز و قوی تن
سج تو یہ چور کہ اُسکے غذا سوزون کے بیان میں زبان قاصر ہر شعر حال کیا قاصت کا اُس جلا دلی رقم ہو تھا دو بالا کچھ قہر سوزون
درخت تاز سے۔ سانس آیا اور پاسے تخت کو بوسہ دیا اور پھر اس شعر سلطنت سلطان کند فریاد بردہ و چیت و صغیرا دانہ بلا شد
طنہ بر میاد چیت کہ کس کا بیان عمر بزرگ ہو چکا کسا سر شہ جہات متقطع ہوا کون غصوب در گاہ سلطانی چور کون اسیر دام بلا سے
کا گمانی ہر ایسیج بولا کہ اس جلا و ہم سب اس کے خون سے بیا سے ہن چاہتے ہیں کہ قد خونین خون اس کا پلین عرض کی جلا دے
کہ اس شہر یار آفتاب پرستان اگر حکم ہو کواست بارگاہ سے باہر بھا کر قتل کر دے وں ایسیج نے کہا کہ نہیں نہیں میرے سامنے قتل کر اگر
تو باہر جائیگا تو کوئی اس کا دوست مجھے اسکو چھڑا جائیگا اور مجھ کو کمال پہنچ ہو گا جلا دے عرض کیلاست اچھا یہ ہیں گردن ہارنا ہوں
غلام کو کچھ جاسے کلام نہیں جو مرضی مولیٰ ہوا اوسے اب میں منتظرین ملکوں کا ہوں ایسیج نے حکم دیا کہ اسی جلا دے جلا دے قتل کر
جلا دے فوراً جو جب حکم ایسیج کے ایک چوتھرہ ریگ کا بنایا نطع اسپر ڈالا اب اسد کا ہاتھ پڑ کر لاسکے نطے پر بٹایا اور کہا
کہ مجھے کمانا ہو کھاسے بیٹا ہوئی سے ویت کرنا ہو کرے جس غمناک دیکھا ہو دیکھ لے جسے یا کرنا ہو یا دکرے کہ وقت
تیرا آخر ہو اسد کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ہے اختیار و گور جوع طرف پروردگار عالم کے کیا اور دیا مانگتے لگا کہ اس خالق اکبر
عزت دینے والا بھی تو ہی ہر اور دولت دینے والا بھی تو ہی ہر موت و زندگی تیرے ہی ہاتھ ہے اختیار ہے جو تیرے نزدیک
مصلحت ہو وہ کر بعد اس کے کچھ فلک کچھ فضا سے شکایت کرنے لگا کہ کیوں فلک ناہنجار دایہ گردن دون پرورد و نا بکار یہ کیا
تیرا شعار ہے کہ کسی سے تو موافقت نہیں کرتا کمال شک تیری شکایت نہت کر دن ہمیشہ تیرا ہی شیوہ رہا کہ شہر کے راہسرو نہت
تاج و تخت دیکے راہنماک آمد آر کر در تخت و خیر تو بھی اپنا حوصلہ نکال لے کوئی حسرت تیرے بھی ہو زمین باقی نہ رہا کسے بھلاں
تو اسد یہ لگا د قاضی الحامات دست سناہات بلند کیے یہ دعا کر رہا ہو اور شکایت فلک سفلہ پرودے کر رہا ہو وہاں کا اب
حال سنئے کہ ایسیج نے جلا دے کہا کہ دیر کا ہیکل لگائی ہو اسے کہا کہ آنکھوں میں اس کے ٹپی باندھ لوں تو ایک ہی ہاتھ ہارنا ہوں یہ
لکھ جلا دے ایسیج نے جانا کہ یہ ٹپی باندھنا ہو مگر جلا دے اسد سے کہا شہر یار میں آپکا غلام ضرر غلام ہوں حضور اب میں
پانوں کی رسی کاٹے دیتا ہوں آپ میری گردن پر سوار ہو جیہ میں لے چلتا ہوں یہ لکھ رسی کاٹ دی اسد اچک کر گردن پر
سوار ہوے اور جلا د سیدھا ہوا غل ہوا کہ جلا د نے اسد کو اپنے اوپر سوار کر لیا ایسیج نے نفرہ کیا کہ پکڑ لو اسے جلا د پکارا کہ
آفتاب پرست منہ ضرر غلام شیر دل لیچا اپنے آقا کو اب دیکھو نہتے کون جہین لیتا ہے یہ لکھ سر لیکے کو پھانڈ کر لیکر رہا
ہوا اور بچہ برہنہ ہاتھ میں تھا جو سامنے آیا اسے مارا اس طرح تمام لشکر سے نکل کر راہی ہوا ایسیج جب تک سوار ہو کر
دوڑے اور تعاقب کرے ضرر غلام کا نام و نشان بھی نہ تھا ناچار ہاتھ لکھ رہ گیا کہ اسے یہ دیوانہ کیا نصیبے در جو کس کس طرح
میرے ہاتھ سے بچا افسوس مگر اب جو ہاتھ لگیا تو وہین میں سر اسکا کاٹ ڈالوں گا اور وہ ایک روز اسد کا انتظار کیا جب
اسد شہنشاہ مارنے نہ آیا تو کوچ کر کے فرنگو شیشہ کو روانہ ہوا مگر ضرر غلام نے اسد کو پھانڈ لاکر اتارا رسیان ہاتھوں کی
کائین مرکب پر سوار کیا اسد اپنے قزاقوں میں آیا سمجھوں کو عید ہوئی سب دوڑے دوڑ کر پلٹے لگے لیکن اب اسد نے اپنے دل میں
عہد کیا کہ ایسیج سے اب سر رکھ ہو کر مقابلہ نہ کروں گا اور وہاں سے لندھو کے پاس روانہ ہوا لیکن اسد ایسیج کو کچھ
جلا ہاتا ہر قریب فرنگو شیشہ پہنچا ہی کوئی پہر دن چڑھا ہی کہ گرد و غبار کا تھق اٹھا ہر کارون کو خبر کھاسے ابھی کہ گردن شقی ہوئی اور
نقابدار چالیں ہزار سوار سے نمودار ہوا اور مقابل میں لشکر ایسیج کے صفت باندھ ہی اسد ایسیج کے لشکر میں صفت آرائی ہوئی

لقابدار مرکب چکا کر میدائین آیا اور مبارک طلب کیا ایسج مرکب کو بڑھا کر مقابل ہوا آنگا در زنی ہوئی و دونوں راکب
برابر سے مرکبوں کو رافون بن مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے نقابدار نے کہا ایسج تو تو ملک باختر میں آیا ہے
کیا باعث ہر ملک لیا ہوا حمزہ صاحبقران کا ہے ایسج نے کہا ایسج نقابدار تو زمین جانتا کہ لقا نے ملک باختر بخوشی مجھے بخشا
ہے اور دختر بھی اپنی مجھے دی ہے حمزہ نے تو بھر و نقدی لقا سے ملک چھینا ہے میں جسطرح ہوگا ملک باختر تو لقا نقابدار بولا کہ کیا جلال
کسی کہ ملک باختر کی طرف آنکھ تیر سہی کر کے دیکھ کے ہم لازم حمزہ کے ہیں ایسج بولا خیر مال معلوم ہو جائیگا حمزہ تو میری سب
شمیر سے بھاگ گیا اب تو اسکا لازم پیدا ہوا ہے دیکھو میرا کیا کرتا ہے ایسج نقابدار میری اطاعت کر نہیں تو ہاتھ سے میرے ذیل
ہوگا نقابدار بولا ایسج آفتاب پرست تھے بڑا گھنڈا جو غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی ہمارے ایسج نے گرز مارا نقابدار
نے رو کیا اور اپنا گرز مارا کہ مرکب ایسج کا مارا گیا ایسج دوسرے مرکب پر سوار ہو کر تلوار کھینچ کر دوڑا خوب تلوار چلی کہ دونوں
کی آریان ہلکین اٹھوئے پھینک دیں اور مرکبوں سے آخر کر لگی کشتی ہوئے تین شہانہ روز کشتی رہی چوتھے روز ریلو پٹی کی
ہوئے لگی کھی ایسج نقابدار کو ریل لپٹا تا ہے اور کھی نقابدار سے دوڑتا ہے ایسج نے نقابدار کو نو قدم لپٹا کر جھکا دیا کہ ہٹا
گھٹا اور بایان اٹھ زمین سے لگ گیا مگر نقابدار نے گھٹنے کی کھا کر لنگر مارا ساں پاک غرق ہو گیا ایسج نے خوب زور کیا
جب لنگر نے نقابدار کے نبش نہ کھائی ہاتھ اٹھا لیا اب نقابدار ایسج کو لیکر دوڑا وہی اٹھ نو قدم یہ بھی لپٹا اور جھکا دیا
کہ بایان گھٹا اور دھناتا ہے ایسج کا زمین پر جا لگا مگر لنگر مارا پشت پاک غرق ہو گیا نقابدار نے ہر چند زور کیا کچھ نہ ہوا
سیطرح کئی مرتبہ زور ہونے انجام کار ایسج نے اپنے دلیں کما کہ یہ ہر کون دیکھ تو سہی اور ہاتھ بڑھا کر بند نقاب کا توڑ ڈالا
ریش سفید لندھور کی دیکھی ایسج نے لندھور کو جو دیکھا حیران ہو گیا اور کما کہ قسم ہے میرا اعظم آفتاب تابان کی
اگر میں جانتا کہ آپ ہیں تو ہرگز نہ لڑتا اور اپنے دلیں کما کہ ایسج اس پیرانہ سالی میں تو یہ قدرت و طاقت ہے جو انی میں نہیں معلوم کیا
عالم ہو گا یہ حمزہ کا حاصل تھا اور قوت صاحبقرانی تھی کہ اسکو زیر کیا اور لندھور سے کما کہ آپ کیوں مجھے پوشیدہ ہو کر رہے
لندھور بولا میں اس واسطے تھے پوشیدہ لڑا کہ تیرا غا ہر ہو جاے کہ تم مجھے غالب نہیں ہوئے اور میں آپ کی سیطرح زیادتی نہ کر سکا
ایسج بولا لندھور حمزہ نے تعین کسطرح زیر کیا تھا میں نے سنا ہے کہ حمزہ کی محبت میں تم مسلمان ہوئے طلقہ غلامی کا کا نہیں
یہ لندھور نے کہا ایسج جو تم کہتے ہو سچ ہی پہلی مرتبہ ملک ہندوستان میں ایسا ہی ہوا تھا مگر حمزہ قدرت رب بیل شارد
پسندیدہ جبرئیل ہو گئی مرتبہ جھک کر زیر کیا ایسج نے کما مر جا جسا تک کماے اسکو ایسا ہی بڑھانا چاہیے لندھور بولا ایسج
ایسج ہم جھوٹے نہیں ہوتے جب حمزہ صاحبقران غلامت سے پھر آئیگے اور تم سے مقابلہ ہوگا تو حال معلوم ہو جائیگا کہ میں
جھوٹا ہوں یا سچا ہوں ایسج نے کہا ایسج لندھور یہ تو ظاہر ہے کہ ہم تم دونوں بلکہ زمین گریں ایک باختر کو لندھور
بولا ایسج اگر تو مجھے لا پکڑے تو میں تیری جیت کرنے کو موجود ہوں مگر جو شرائط مجھے اور تم سے ہو جائیں تم آپس پر قائم ہو
حد شکنی نہ کرو پہنک حمزہ غلامت سے پھرے ایسج نے کہا کہ مجھے سب قبول ہے لندھور نے کہا کہ ہم تم خیمہ میں ملکر بیٹھیں تو ہم
گفتگو ہو آج تم بھی مجھے ہو میں بھی ماندہ ہوں ایسج بولا کہ کیا منافقت ہے دونوں اپنی اپنی طرف کو پھر گئے کما نا کما آ کر مل گیا ایسج
کو دونوں لشکروں کے درمیان میں ایک خیمہ ایستادہ ہوا اور سے لندھور عادل شیر دل فاضل شیر دل کو اپنے ساتھ لے
آیا اور ایسج میا در شک دراز گردن کو ہمراہ لایا دونوں نے سلام کیا لندھور بھی دست بستر جو خیمہ میں آکر
ایک مسند پر دونوں بیٹھے بعد عیش و طرب کے ایسج نے کما فرمایا وہ شہر میں کیا ہیں لندھور نے کہا ایسج تمہارا
ملک گیری کا یہ سب ملک حمزہ کے لیے ہوئے ہیں سب مسلمان ہیں تم میں شہر کو جاؤ پٹے مالک کو نامہ لکھو اگر کسی جیت کر
اور خراج مجھے دو تو میں تمہارے دین و آئین سے تعرض نہ کروں گا اگر وہ مانے تو بہتر وہ نہ تم اس سے لڑو میں اسکی طرف اشارہ کرتا ہوں

یہ کہ جو وہ یہ جان سے لوفت بانٹ لویا میرج کرنے کا مجھے سب کہنا آپ کا قبول کر معاملہ اسد کا کیونکر ہوگا لندھو بولا امیرج وہ تو اسامی حمزہ کا مجھے اسکے مقدمہ میں کچھ دخل نہیں پس لندھو نے امیرج کی بیعت کی خیموں سے اٹھے لندھو اپنے خیمہ میں آیا رفقائے لندھو بھی مع لشکر آپکے تھے سب گرد و اطراف میں بیٹھے کہ اس شانین اسد مع رفیقوں کے آیا اور سلام کیا لندھو نے تعظیم کی اور برابر بٹایا اسد نے کہا کیسے تنہائی میں کیا گفتگو امیرج سے ہوئی لندھو نے کہا کہ میں نے بوجہ و بیعت امیر کے اسکی بیعت کی کہ وہ فرماتے تھے کہ لندھو اگر تو حریف سے زور آزمائی میں برابر ہوتا تو اسکی بیعت کرنا جنگ میں غلات سے پھرون پس میں امیر غالب نہ آیا اور اکثر امیر نے کہا کہ امیرج میری اولاد میں ہے جو کوئی اسے قتل کرے گا میں اسکی ذرہات تک زندہ چھوڑوں گا اسد نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں آپنے تو اسکی بیعت کی ہے لندھو نے کہا میں عدول علی امیر کی کیوں کرتا اس نے بونچھونکا پر تاؤ دیکھے کہا امیر ہندی میں حیلہ سازیان خوب جانتا ہوں نا نا جان کبھی یہ حکم نہ دیا ہوگا معلوم ہوا کہ آپ اسکے ساتھ میں خیر چار ابھی خدا ہی اور نہایت آزر وہ آتا اور کہا کہ ہم تو اس قلاب پرست کو اپنے اور ضامن کو بھی اسکے ساتھ دیکھ لیگے یہ لکھنؤ چھوڑتا ہوا چلا گیا اور ملکوت شاہ وغیرہ جو قید تھے انکو اپنے ساتھ لیتا گیا لندھو نے جو سنا کہ اسد قیدیوں کو بھی لے گیا ہے بولا کہ مجھے اس میں کیا دخل ہاںی نے تو مالک بن ملکوت شاہ کو پکڑا تھا اب اسکے لندھو نے قیاس خان خاور می کو بلایا اور بہت اعزاز و اکرام کیا اور قاسم کو یاد کر کے روایا بعد اسکے لندھو نے کہا امیر قیاس خان میں پہلے امیرج سے پوشیدہ ہو کر رہ چکا ہوں جب امیر غالب نہ آیا تو بحسب ارشاد امیر میں نے اسکی بیعت کی جب امیر غلات سے پھر کر آئے اسوقت سمجھ لینا قیاس خان نے کہا کہ امیر دار سے ہند میں کیا تمہارے کہنے سے بلہ ہوں جو مرضی تمہاری مجھے تمہارے کہنے سے انکار نہیں یہ لکھنؤ آٹھا اور بارگاہ سے باہر نکلے سوار ہو کر شہر فرنگو شیعہ کو چلا قضا کاہر اٹھاے راہ میں خیمہ اسد کا تھا دروازے پر خیمہ کے جو پوٹیا تو کیا دیکھا کہ آواز دہنے کی خیمہ سے چلی آتی ہے قیاس خان نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خیمہ کس کا ہے کہا کہ اسد کا قیاس خان خیمہ میں آیا دیکھا کہ اسد بٹایا اور نہ ہاں رفیق گرد بیٹھے ہیں قیاس خان نے کہہ دیا ہوا پاس ناگرم سلام کیا کہ صاحبزادے آپ کیوں گریہ و زاری کرتے ہیں اسد نے کہا امیر قیاس خان کیا گردش غلکی کا تھے حال کہوں کہ صاحبقران تو اس ہندی کو ملک باختر میں چھوڑ گئے تھے اور اپنا نائب کر گئے تھے کہ یہ میرے ملک کو آباد رکھیں سو یہ ہندی ہم حرام اس پرانہ سالی میں امیرج پر عاشق ہوا ہے چاہتا ہے کہ ملک باختر میں غلط افراز ہو اور وہ آفتاب پرست حرام کے قتلے کھا کھا کر مستند اہوا میں اس سے عہدہ برائیں ہو سکتا ہے کوئی میرے شریک ہے میں شہر و ن تو کیا کروں اگر کوئی میرے شریک ہو تو اس آفتاب پرست کو ناک چنے چوادون قیاس خان نے عرض کیا کہ میں تمہارے شریک ہوں تھے بیعت کرتا ہوں تمہا کو اس ہندی سے کچھ سروکار نہیں شہر فرنگو شیعہ مجھ کو صاحبقران نے دیا ہے میں اس آفتاب پرست سے لڑوں گا اسد قیاس خان بہت خوش ہو چکا ہے لپٹ گیا کہ ہمارا یہی ہے ہوتے ہیں امیر قیاس خان تم اس آفتاب پرست سے سرگم ہو کر کاہیکو لڑو قلعہ کے اندر بیٹھو اگر یہ ہزار بچہ قلعہ پر پورش کرے تو میں مالک بن ملکوت شاہ کو تمہیں دیتا ہوں جب وہ قلعہ کے دروازے پر پہنچے تم مالک کو زیر تیغ بٹاتا دے پھر جائیگا اور اس سے کچھ نہو سکیگا اور اندر قلعہ کے تم لڑو ہا ہر میں اسکی دُرگت بنا لو گا قیاس خان نے کہا امیر نشان صاحبقران میں آپکے ساتھ ہوں اور اسد سے بیعت کی اسد نے سب قیدیوں کو قیاس خان کے حوالہ کیا بلکہ آپ ساتھ قیاس خان کے قلعہ میں ہو چکا قیاس خان قلعہ کی آراستگی میں مصروف ہوا اور سب بھائیوں اور لڑکوں نے کہا کہ صاحبو مجھ کو اس ہزار بچے کی اطاعت کرنا منظور نہیں ہے اور لندھو تو اس پر عاشق ہو کر دیوانہ ہو گیا ہے سمجھو نے کہا کہ میں تو آپکے ساتھ لڑنا اور مرنا ہے کسی سے سروکار نہیں ہے بیان سب تک سامان جنگ میں مصروف تھے مالک بن ملکوت شاہ کو زندہ نہانے میں بیجا صد جمع کرتے تھے ادھر اسد بن کرب غازی نے تھمال خزانہ جہاں میرج کا لوٹا تھا اشرافیان

اٹھواکر چوبیس ہزار بوقین مونس کی بنوائیں اور سب قراقون کو بانٹ دین اور کہا کہ صاحبو جب میں بوق بجائوں تو پہلی
 آواز میں گھوڑوں کو اڑا ستم کرنا اور دوسری گھانٹ میں غول اور کھن ہونا اور تیسری آواز کے ساتھ سب اکڑ جو جو ہو جانا اور جب
 چوتھی بوق کے لشکر پر جائیں شیخوں یا روز خون مارین اور جب وقت ہم بوق بجائیں کہ اس وقت قراقون بدر وید اسی وقت تم سب چلنا
 جسون نے عرض کیا کہ بہت اچھا مگر یہ سب نمبر لندھو کو پونجی کہ اس وقت قیاس خان کو باغی کیا ہو اور اب یہ تدبیر کی ہر لندھو
 بہت آزمودہ ہوا اور کہا کہ انوس مفت میں یہ دیوانہ مارا جائیگا خیر میں ناچار ہوں مگر اسد بوقین بنوا کر بانٹ چکا اور مال و
 بھاسرات کو جا کر سحر میں گار آیا اور قراقون پر باندھ کر کوہستان کو نکل گیا لیکن ایرج نے لندھو سے کہد بھجا کہ ہمارا اور آپکا
 لشکر ایک جگہ ہو جائے اور بارگاہ سلطانی آپ مجھ کو عنایت کریں لندھو سے یہ پیغام سنتے ہی لشکر اپنا شریک ایرج کیا اور
 ایرج سے کہا کہ آپ بارگاہ لیجیے مگر اس شرط سے کہ جب صاحبقران ظلمات سے مراجعت فرمائیں گے میں بارگاہ لے لوں گا اور بالفعل
 دنگل صاحبقران پر کسیکو بیٹھنے نہ دوں گا اور تخت سلطانی اٹھا لوں گا اور دنگل اور تخت بچا کر آپ بیٹھیں ایرج سے بولندھو نے کہا
 سب قبول کیا لندھو نے سب باتوں کا عہد نامہ لکھوا کر مہرین ہائے سر کر کے بارگاہ حوالے کیا ایرج بہت خوش ہوا بارگاہ ایستادہ کو والی
 صاحبقران کے دنگل کی جگہ پر اپنا دنگل بچھا کر میٹھا اور تخت سلطانی اٹھا کر اور تخت بچھا کر اقبال شاہ کو بٹھا بادست رہت
 میں جگہ لندھو بن سعدان کو دسی دست و پیر کو اپنے سرداروں کو بٹھا باجشن کیا اور بعضے راوی نے بیان کیا کہ اپنے
 سرداروں کو دست راست بٹھایا اور لندھو کو دست چپ کی طرف بعد اسکے لندھو سے کہا کہ آپ ہانتے ہیں کہ ملک فرنگو شہ
 میرا مولد و مسکن ہوا اسکا مقدمہ کیونکر ہو گا لندھو بولا ایرج حمزہ صاحبقران نے شہر فرنگو شہ ترکوں کو دیا یہ قیاس خان اور
 ترک طہاسر مجھندی دونوں ترکوں کے افسرین میں قیاس خان کو بلوا کر رضی کیا تھا وہ جیت پر تعاری موجو تھا مگر اسد نے
 اسے بھکا دیا اور مالک بن ملکوت شاہ جو قید تھا اسکو بھی ترکوں کے حوالے کیا وہ سب قلم کی آراستگی میں مصروف ہیں لیکن ایک نامہ
 آپ لکھے اور ایک میں لکھون اگر وہ راہ راست پر آئے تو ہمارے پیر کے پیر بھی لیجیے گا ایرج نے کہا اچھا یہ بات بہت خوب ہے لندھو
 نے تو نامہ لکھ کر اگر مہم ہندی کو دیا اور ایرج نے اپنا ایلمی سبھر آفتاب پرست کو کیا دونوں نامہ لیکر روانہ ہوئے یہ خبر اسد
 بن کر ب غازی کو ہوئی پہلے سے اگر شہر فرنگو شہ میں داخل ہوا قیاس خان غازی متعاج خان ترک دونوں استقبال کر کے
 لائے اسد کو سند پر بٹھایا آپ پائین سند بیٹھے اسد نے کہا کہ ایلمی آتے ہیں عرض کیا کہ ہاں سناؤ کہما کہ خبر
 آنے دو دیکھو کیا خبر فات ان دونوں کے کہا ہوا اور کم دیا کہ خبر دار المپیون کو کوئی روکے نہیں کہ بعد دو گھنٹی کے ایلمی
 حاضر ہوئے حکم ہوا کہ بلا وجہ ایلمی اگر داہستہ دنگل پر بیٹھے دورہ جام آب گردش میں آیا پہلے نامہ چاک کیا گیا اور دوسرے حکم ہوا کہ انامہ
 پڑھو اسے باواز بلند پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی بعد تعریف قطب دوران کی تھی پھر تعریف اپنی لکھی
 تھی زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان صاحبقران کج رویہ ہوں ای قیاس خان و متعاج خان آگاہ ہو کہ لندھو حاضرین
 حمزہ تھا اسے رکاب کو میری بوسہ دیا ملازمت میری اختیار کی اور حمزہ تو میری غلامت سے میری غلامت کو بھال گیا اور لندھو
 کے ساتھ مروے کی میں نے عزت و حرمت سے اپنے پاس رکھا ہوا اگر تم کسی اپنی جان کی سلامتی اور حرمت اپنی پابست ہو تو نامہ کو
 دیکھنے ہی غائبیہ حکم دوش ہوش پر ہلکے خدمت میں میری حاضر ہوا اور جو اس دیوانے کے بھکانے سے گمراہ ہو گئے ہوں تو اپنی سزا
 کو پہنچو گے بس یہ سننے کے ساتھ ہی اسد نے نامہ دوسرے لکھ کر بھنگ دیا اور کہا کہ پھر پاس فروش بچہ بازاری اپنے کو
 صاحبقران جانشین لندھو نے عاشق ہو کر بارگاہ دیکر آسمان پر چڑھا دیا اور کہدینا اس سے کہ کہیوں شامت تیری دنگل
 ہوئی ہر ایک آدمی دن ایسی تہجد کر دنگل کہ کپڑا چننا بھول جائیگا یہ لکھ نامہ پھینک دیا اور بتو کہ پاس سبھرنے کا لای دھوانے
 آج ایرج علم اثر دیکھ کر کے سناٹے میں بیٹھا ہوا در طبل سکندری اس کے نام پر صدا دیتا وہ صاحبقران زمانہ ہوا اس کے نام کو

تو نے دلیل کیا ایسی سزا کو جسے پونچا لگا کہ تو بھی یاد کر لگا دیو انہیں بھول جائیگا پس یہ سنتے ہی اسے آگ ہو گیا کہا کہ لینا اس
 حرام زادے کو سنجہ پاتا تھا کہ تلوار کھینچے چار طرف سے تو کون نے پڑیا حکم کیا کہ اسے ناک اور کان کاٹ ڈالو اور یہ سب اس کے ساتھ والوں کا بھی
 یہی حال کرو مشیوق سبکو پکڑ کر ناک اور کان کاٹ ڈالو دشمن بالاک کے گدے پر سوار کیا اسد نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ ان سبکو شکر
 اے میرج میں جا کر چھوڑ آؤ بعد اس کے نامہ اگر مہ ہندی سے طلب کیا اسے بھی نامہ دیا اسد نے پڑھوایا لکھا تھا کہ اے قیاس خان میں نے
 پہلے ہی سمجھا یا تھا اور اب بھی اسد سے شکوہ کیا ہے کہ جہالت کو چھوڑو اگر لایہ میرج کی بیت کرو تمہارے امین و دین میں وہ غلام انداز نہ لگاؤ
 اگر یہ سب کہنے پر نہ آؤ گے تو میں تمہاری طرفدار ہی نہ کروں گا تمہارا خون تمہاری گردن پر ہوگا ہاتھ سے اے میرج کے اسد جانے اور اسد
 تو صاحبزادہ چوہو کے دل میں اٹھایا وہ کرتا ہوا اس کے کہنے پر اپنی جان نہ دودہ تو دیوانہ ہو کر چھوٹ جائیگا تم سخت خراب ہو گے یہ مضمحل سے
 اسد آگ ہو گیا کہا کہ اور اگر مہ یہ ہندی مجھ کو دیوانہ بناتا ہے تو کو دیوانہ بناتا ہوں اور تم اس قحرام کا نامہ دیکر کہے ہو اور نامہ دیکر
 کھڑے کیے اور پینک دیا اگر مہ نے کہا کہ صاحبزادے یہ جہالت اچھی نہیں ہے تم آقا زادے ہو اگر اور کوئی نامہ لکھ دھور کا پڑا
 تو مزہ دکھانا پس یہ کہنا تھا کہ اسد لکھا کہ پکڑو اس تک حرام کو لوگ و ورس اگر مہ نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ مجھ کو سنجہ پاتا ہے
 نہ جانتا کہ اتنے میں لوگ تلواریں کھینچا پڑے اگر مہ پر تلواریں مارنے لگے اگر مہ بھی اسے لگا نامہ اسد کے رفیقوں کو زخمی کیا اور آپ اسد
 سے زخمی ہوا اگر اسد پر تلوار نہ ملدی ہی کہا کہ صاحبزادے میرا ہاتھ نہ اٹھائیگا میں تمہارے نانا کا گھوڑا ہوں تم مجھے مارڈالو مجھ کو گوارا ہی
 میرا شک کہ اگر مہ زخمی نہ ہو کر گرا بیہوش ہو گیا اسد نے حکم دیا کہ اس ہندی کو اور اس کے ساتھ والوں کو جا کر لشکر لندھو میں
 پونچا آویں اے میرج بارگاہ میں بیٹا تھا کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ ایلچی بڑی بھیڑ سے آتا ہے بہت لوگ اس کے ساتھ ہیں اے میرج سمجھا
 کہ شاید قیاس خان وغیرہ مرد مفیدہ ہیں ساتھ ایلچی کے میری بہت کرنے کو آتے ہیں کہ اس اٹھائیں لوگ اسد کے ان کے بھوجن و میاں
 کو گدے حو نہ پر سوار کیے ہوئے سامنے سے لشکر میں داخل کر کے پلے گئے کون کون نے ان کھو ہوں کو گدے پر سوار دیکھ کر قہقہے مارے اور
 ہالیان کاٹیں پکارے کہ ٹوٹو ٹوٹو اور گدے حو نہ پر سوار سے گدے سے بھاگ کر برابر خیمہ اے میرج کے پونچے اے میرج نے نامہ غشی لکھا
 اٹھو دین میں کہ دیکھو قیاس خان کو کس طرح ایلچی نے آتا ہے کہ سامنے سے کھڑے دکانی دیے اور اس کو کاٹل چھپے پونچا پلے آتے ہیں
 اے میرج نے کہا یہ کیا دریافت تو کرو کہ سنجہ سنے پا کہ میں ہوں آپکا غلام سنجہ آفتاب پرست اسد دیوانے نے یہ حال کیا اے میرج
 کہا کہ سن اوٹھو ام تو ناک کان کٹو اگر یہ صورت بنو اگر میرے سامنے آتا ہے تو وہیں مرجانا تھا زندہ صورت نہ دکھانا تھا یہ لکھ کر تلوار دی کہ
 سنجہ کے دو ٹکڑے ہوئے اتنے میں خبر پونچی کہ لندھو کا ایلچی بھی جو زخمی ہوا اسے بھی اسد کے لوگ لاکر پونچا لگے مگر اگر مہ ہندی
 خوب لڑا اے میرج نے کہا کہ بہادر ایسے ہی ہوتے ہیں نہ کہ یہ نامہ و سنجہ کہ ناک کان کٹو اگر چلا آیا اسکو میں نے یہاں مارا اور دارا سے
 ہندی میں سمجھا تھا کہ میں چو کا لیکن تم بھی چو سکراب میں شہر فرنگو شیعہ کو طرفہ العین میں سے لوٹا لندھو کے کما تمہیں اختیار
 جو چاہو سو کرو اے میرج اس وقت کوچ کر کے سامنے فرنگو شیعہ کے آیا خیمہ میں داخل ہوا لشکر اسکا تمام اتر پڑا اور ترکھن نے قلعہ
 آراستہ کیا اے میرج نے جبل جنگ بھوپا صبح کو قلعہ پر برہن کی قلعہ پرست تو پ پڑنے لگی خوب لڑائی ہو رہی ہے کہ اسد لشکر
 اے میرج کے گرا اور قتل کرنے لگا خیمہ جلانے لگا لوٹنے لگا اے میرج سے لوگوں نے یہ حال اگر بیان کیا کہ ادھر کیے لوگ توپ سے مار رہے
 ہیں اور اسد روز خون گراتا ہے لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے اے میرج یہ خبر سن کر طبل باز گشت بجا کر پھر جب تک یہ سنے آئے اسد
 جا چکا تھا اے میرج کفن افسوس ملے کہ کیا کہا کہ اس دیوانے کے ہاتھ سے ناک میں دم آیا پھر قارن نے کہا اسے زبردست آفتاب پرستان
 آپ جب قلعہ پہنچائیں تو وہ دیوانہ لشکر کو برہا کر لگا اور دو بازو میں لوٹا اے میرج نے کہا سچ ہے اور آپ لندھو کے بھی اپنا
 دوست نہ جانے بیگم باران دیدہ جو آپ زیر کاہ ہے اے میرج نے کہا اسے قارن لندھو کے حقیق کچھ نہ کہ وہ بہت مجھ سے محبت
 رکھتا ہے وہ میں نے آج تک کوئی بدی اسکی نہیں دیکھی اقبال شاہ بولا اے میرج قارن سچ کہتا ہے خدا پرست کبھی کبھی

دوست ہونگے قارن نے عرض کی کہ اب ہر کارون کو لگا رکھیے ابھی اپنی حال جو تو سچ کا کنگس ہائیگا ایرج نے شاہ پور کے
 کاغذین بول کر کہا کہ شاہ پور تو کسی طرح سے دریافت کر کہ ہندی باطن میں تھے کس طرح پر شاہ پور نے عرض کیا بہت خوب آمدن
 سے شاہ پور آٹھ ہر صورت تبدیل کیے ہوئے گر ذمہ لندھور کے رہتا ہے لیکن لندھور نے دیکھا کہ ایرج ایک شہر فرنگو شہر
 کے تخیل کرنے میں ایسا متروک لگا کر ادھر شہر میں پہنچی ایسا ہی ہوا تو بہت کشت و خون ہو گا بہت سے بندگان خدا ضائع ہونگے اس
 بہتر ہو کہ میں پہلے انکو طلب کروں اور بیعت پر ایرج کی راضی کروں پس یہ خیال اپنے دل میں کر کے ہمارے شاہان بہتر
 کو لکھے سب کا ایک مضمون تھا کہ میں تم سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ مجھ کو صاحبقران کل باختر کا مالک کر گئے ہیں اور میں نے بوجہ تو
 اپنے آقا کے ایرج کی بیعت کی جو تم سب کو بھی لازم ہے کہ ہرگز سرکشی نہ کرو اگر ایرج کی بیعت کرو اور اگر حمزہ صاحبقران غلامت
 سے تشریف لائینگے اور تم سے باز پرس کریں گے تو اسکی جواب دہی میرے ذمہ ہو اور کہنا میرا نہ مانو گے تو مائے جاؤ گے غلامان
 غلامی گردن پر اور سب ناموں پر اپنی ہر کر کے عیار شہاب ہندی کے ہاتھ میں دیے کہ بچا اور جا کر سب کو پہنچا دے شہاب
 ہندی نامے لیکر روانہ ہوا شاہ پور تو اسی فکر میں لگا تھا کہ دیکھوں لندھور کس فکر میں ہے عیار جو نامے لیکر شاہ پور سمجھا کہ لندھور
 نے اپنی مدد کی واسطے ہر ایک کو طلب کیا ہے شاہ پور اس عیار کو پکڑ کر ناموں کی بیعت ایرج کے پاس لے جایا یہ خیال اپنے دل میں لگا کر
 اس عیار کے تعاقب میں روانہ ہوا اور اس سے آگے بڑھ کر اثناس راہ میں لندھور کے غلطے زمین میں خپوش کر کے بیٹھا بیٹھے
 شہاب ہندی واپس پہنچا اور پانوں ملحقہ کندھ میں بڑے شاہ پور شیر کی بولی بولا شہاب ہندی فکر کر دیکھنے لگا کہ شیر کہہ رہا
 ہے میں تمہارا تھا کہ شاہ پور نے مجھ کا دیا کہ شہاب حلقہ میں پھنک کر شاہ پور نے اسکی چھاتی پر چڑھ کر مشکین بانہ میں اویسے ہوئے
 سامنے ایرج کے آیا اور کہا کہ شہاب لندھور کے برابر کوئی آپکا دشمن نہیں ہے قارن قرہ میں اور اقبال شاہ سچ کہتے ہیں ایرج
 نے کہا کیا ہوا شاہ پور نے کہا کہ آج رات کو نامے لندھور نے لکھے ہیں اور تمام شاہان باختر کو آپسے لڑوانے کی طلب کیا ہے عیار
 نامے لیے جاتا تھا کہ میں اسے پکڑ لایا عیار اور نامے موجود ہیں اقبال شاہ اور قارن قرہ میں نے کہا کہ آپکو ہمارے کہنے کا حق
 نہ تھا اب تو مال گھلگیا ایرج کا یہ حال ہوا کہ غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور اسے غصے کے ناموں کو بھی نہ دیکھا کہا کہ شاہ پور
 ناموں کو اپنے پاس رکھو اور عیار کو قید کر دو خیر اس ہندی سے بچا ہائیگا بغیر قتل کیے نہ چھوڑو لگا اور دوسرے دن صبح کو اگر خنجر پر
 بیٹھا سردار آکر مجھ کو کرتے تھے اور بیٹھتے جاتے تھے کہ اسمین لندھور بھی اپنے رفیقوں سمیت آیا ایرج کو سلام کیا ایرج نے
 ہنسنے اپنا پیر لپسا اور جواب سلام نہ دیا لندھور نے ایرج سے سبب پوچھا کہ میری خطا کیا ہے کہ جو آپ نے سلام نہ لیا پس
 قریب آنا تھا کہ ایرج نے سرداروں کو کہا کہ پکڑو اس منافق دور گئے کو لوگ لندھور کی طرف مخاطب ہوئے
 پس تمام ہندوؤں میں قتل ہوا کہ ماسد اس بڑا زبچے کو یہ کیا اپنے دل میں سمجھا ہے لندھور ہندیوں کو مانع ہوا کہ تم سب صاحب
 میرے مقدمہ میں دخل نہ دو تم سب صاحب بارگاہ سے باہر چلے جاؤ میں نے خون اپنا ایرج پر ملال کیا کوئی قصاص میرے خون کا
 ایرج سے نہ لے سب ہندی بارگاہ سے باہر گئے لندھور اپنے ہاتھ آپر وال سے بانہ حکرا ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ لندھور
 حاضر ہے جو چاہیے سو کیجیے مگر پہلے قصیر میری ثابت کر لیجیے ایرج نے کہا کہ پہلے تجھ کو گرفتار غل و زنجیر کروں تو قصیر میری بھلائی
 اور کہا کہ بلاؤ آہنگروں کو اور لادو بلا دوں کو اسی وقت آہنگروں نے لندھور کو سطوق اور مسلسل کیا اور بیلہ آکر حاضر ہوئے
 ایرج نے کہا کہ جلد اسکی گردن مارو جلد دینے ریگ کا چو ترہ بنایا غلامت کا یوریا بچھا یا قطع اسپر ڈال تموار پر ہنہ کر کے کھڑا ہوا
 اسی وقت لندھور نے کہا کہ ایرج تم مجھے قتل کر دینا راضی ہوں مگر قصیر میری ثابت کر دو ایرج بولا اس سے زیادہ کیا
 گناہ ہو گا کہ ظاہر میں تو تو نے میری بیعت کی اور یہ کہا کہ تیرے دوست کا دوست اور تیرے دشمن کا دشمن اور باطن میں شاہان
 باختر کو نامے لکھے ہیں اور میرے مقابلہ میں بلوایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ترکوں کو بھی تو ہی نے بھکایا ہے ناقی اسد کا نام بد ہے

جو کچھ کرنا چاہتا تھا وہ سب کر کے دیا اور اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے اس عیار کو کہ جس کے ہاتھ تھے نامے بھیجے تھے ان
 ناموں سمیت پکڑ لایا لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو جو اپنے شاہ پور میں مقیم تھا دیا اور شاہ پور
 کو ناموں سمیت لایا ایمیرج نے کہا کہ یہ عیار تمہارا ہی یا نہیں اور ناموں پر کسی طرح لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو
 کہ جس کے ہاتھ تھے نامے بھیجے تھے ان ناموں سمیت پکڑ لایا لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو جو اپنے شاہ پور میں مقیم تھا دیا اور شاہ پور
 کے نام پکڑ لایا ایمیرج نے کہا کہ یہ عیار تمہارا ہی یا نہیں اور ناموں پر کسی طرح لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو
 جس طرح میں نے یہ بتایا ایمیرج کی کسی ہر اسی طرح تم بھی اگر سمجھتے ایمیرج کی کردہ نہیں تو تمہارا خون تمہاری گردن پر ہو گا اس لیے ایمیرج
 مضمون پر سرکش نہ ہوا اور آپ اٹھ کر قید لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو جو اپنے شاہ پور میں مقیم تھا دیا اور شاہ پور
 آئے خطا میری معاف کیجیے میں نے آپ کو اپنا باپ کہا لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو جو اپنے شاہ پور میں مقیم تھا دیا اور شاہ پور
 نہیں چاہتے کہ مجھے اور تم سے موافقت رہے ایسے لوگوں کو اپنی صحبت سے نکال دیا ایمیرج نے اسی وقت تارن فرمیں کو
 نکال دیا اور واراب کو کہا کہ خبردار میرے سامنے نہ آیا اور اقبال شاہ سے ہم ہم ہوا شاہ پور سے کہا کہ تم نے بغیر وریات کے
 عیار کو کیوں پکڑا پھر ایسا نہ کرنا نہیں مدد رت سے بیزار ہو جاؤ نگاہ تیری وہ حرکتیں ہیں کہ دوست کو دشمن بنانا ہے اور شاہ پور
 ہند میں عیار کو زندہ نہ مانے میں سے بھلا کر نکلتا دیا اور لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو جو اپنے شاہ پور میں مقیم تھا دیا اور شاہ پور
 دی غرض لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو جو اپنے شاہ پور میں مقیم تھا دیا اور شاہ پور
 اپنی جان دینے اور مع ایمیرج ایک آفتاب پرست کو زندہ نہ چھوڑے اور سب مسلح اور کھل ہو چکے ہیں قبضہ نہ ہا تھا ڈالے
 کھڑے ہیں کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ ایمیرج اگر لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو جو اپنے شاہ پور میں مقیم تھا دیا اور شاہ پور
 اور آکر قیدوں سے پلے کرا کر رہے کہ اس کے رستم زمان آپ ہم سب کو نکل دے لے ہیں یا تو وہ آئے ولین جاری تھیں کہ ہم سے
 کوئی آنکھ نہ ملا سکتا تھا یا اب ایک اسے سے دبتے ہیں اور خود ہاتھ باندھ کر ایمیرج کے سامنے ملے گئے یہ بھی مجال تھی کسی کی آپ کی
 طرف ٹیڑھی نظر کر کے دیکھ سکتا لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو جو اپنے شاہ پور میں مقیم تھا دیا اور شاہ پور
 ہو اور صاحبو تم میرے رفیق جانی ہو م۔ دہلی میں جو تمہاری بہادری میں کی طرح فرق نہیں آتا یہ کہتا ہو اور داخل بارگاہ ہوا اور ایمیرج نے
 حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ میں قلعہ پر حملہ کرونگا اگر پانچ گھنٹے میں قلعہ کو بغیر لے نہ پھر دنگا اسی وقت طبل جنگ بجا اقبال شاہ نے کہا
 کہ آپ قلعہ پر جائیگے دیوانہ لشکر پر اگر لڑنا سبکو قتل کر لیا ایمیرج نے کیا عادی عادت سے کہا کہ تم لشکر میں رہنا اگر دیوانہ آئے تو اسکو گرہ لے
 کر لینا دیوانہ بہت کمزور ہوش سے کچھ اندیشہ نہ کرنا اسے غرض کیا بہت خوب اور قلعہ میں ترکوں کو خبر ہو چکی کہ ایمیرج نے طبل جنگ
 بجوایا جو کل پورش کر لیا رضینا ہا لفظ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے یہاں بھی فضا رہ گڑا دیا اور اس کو ہر کاروں نے
 جاکر خبر دی کہ آج لہذا وہ سب کے نام لکھ کر اپنے اور اس عیار کو جو اپنے شاہ پور میں مقیم تھا دیا اور شاہ پور
 کر لیا اور میں نے سنا ہے کہ پھر گلے سے لپٹا کیا لذت حاصل ہوئی ہو گی اس ہندی کو کہ معشوق نے گلے سے لپٹا لیا کہ اس شہنشاہ
 ہر کاروں نے خبر دی کہ ایمیرج نے طبل جنگ بجوایا جو کل قلعہ پر پورش کا ارادہ ہے اور اردو ہا زمر کی حفاظت کی ہے عادی
 عادی کو مقرر کیا ہے اسد بولا کہ عادی کی قضا آئی ہے کل اسے مارو لگا اور فضا سے کہا کہ جھکو تم سب تیار رہنا غرض ملات بھر
 طرفین میں طیارسی رہی جھکو قیاس خان اور متعلق خان فیلبند دروازے پر آکر بیٹھے رخصا گرد و اطراف میں جمع ہوئے
 اور اسے گرد و غبار کا تھق اٹھا اور آفتاب پرست نمودار ہوئے یہاں سے ایک آدھ گولہ چھوٹے لگا کفار گولہ کی تڑپ سے بھگت
 ہوئے ایمیرج نے کہا کہ صاحبو کیا ارادے ہیں ان سب نے عرض کیا کہ ہم سب جانیازی کو موجود ہیں ایمیرج نے کہا کہ مجھے فضا کی
 جان لینا منظور نہیں ہے خواہ تمواہارے ہاؤگے بہتر ہے کہ جب میں قلعہ کو لیں تو اس وقت تم آنا یہ کہ گزر گران سنگ آسان رنگ

ہشت پہلو پر چڑھ کر ہاتھ میں اٹھا کر قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور وید بانہن نے دیکھا کہ ایک بڑے سوار پہلا آنا ہر عرض کیا کہ ایک
 بڑے سوار سامنے سے چلا گیا ہر یقین ہو کہ ایرج قیاس خان نے کہا کہ خوب بندہ پر آئے وہاں تک کہ جب ایرج نے کچھ میدان
 زد کا بھی مل کر لیا تو اس وقت قیاس خان نے ہوائی داغی گولہ اندازوں سے گولے مارنا شروع کیے تو بچانہ رعد شکوہ جو شرف و جوش
 میں آیا بجلی رنجک کی چمکنے لگی دھوین کا ابر بکریا ہوا کہ گولے شل اوڑھنے کے پڑنے لگے مگر ایرج کا یہ عالم کہ گز سے بڑا ہر گولہ
 کو رد کرتا چلا آتا لیکن اسد نے جو فرصت پائی اور ایرج کو جانب قلعہ سے جوہر پایا تو چوہ میں ہزار قراقرق سے آکر لشکر ایرج پر رون
 خون گرا اور آفتاب پرستوں کو قتل کرنے لگا یہ رنگ دیکھ کر میعاد و دوڑ پڑا اور پکارا کہ اودیوانے کمر بستہ کسان جاتا ہو
 اس نے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ ایرج تجھ کو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ گیا ہے آگاہ ہو کہ وہ آفتاب پرست تجھ کو حفاظت کے لیے نہیں
 بلکہ ملک الموت کے لیے چھوڑ گیا تھا اب میں بغیر اسے تجھے نہ چھوڑوں گا میعاد و عا و نے یہ سن کر کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا یہ مگر
 ارہ پشت نہنگ اس قصد سے آگیا کہ اسد پر اسے ہنسائے تاکہ اسد نے نہایت پھرتی سے ایک ہاتھ تلوار کا اس کے پہلو
 پر مارا کہ پہلو اسکا زخمی ہوا اور ٹخنہ اسکا پھر گینا اسد نے اس کے پھرتے ہی دوسرا وار کیا کہ سر بھی اس خود سر کا مجروح ہوا اور سامنے
 سے بھاگا اسد نے ایک کر ایک تلوار اسکی پشت پر ماری کہ پشت بھی اسکی زخمی ہوئی کہ اس اتنا میں لوگ سچ میں گئے اور اسے اٹھا
 لیکے اور اسد لشکر کو پھر لوٹنے لگا اور خیمہ و نہیں آگ لگا دی لشکر آفتاب پرستان میں بل جل چکی قزاق قتل کر رہے تھے اور لوگ
 بھاگ رہے تھے اور ادھر ایرج گولہ کور د کرتا ہوا لب خندق پہنچا تھا کہ میعاد و کو لوگ لیکر ایرج کے سامنے آئے اور
 کہا کہ آپ تو قلعہ ستانی کی فکر میں ہیں اور یہاں اس دیوانے نے لشکر کو لوٹ لیا ہے اور میعاد و کا یہ حال کر دیا ہے جس پر ہشتے ہی
 ایرج نے زانو پر ہاتھ مار کے پشت دست کو دانتوں سے کاٹ لیا اور کہا کہ افسوس قلعہ لیا ہوا ہاتھ سے جاتا ہے یہ سکر و لیم شہا ط
 نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں ابھی جا کر اس دیوانے کو گرفتار کر لاؤں آپ ہمیں قہر سے یہاں سے پھر یہ نہیں ایرج نے کہا کہ اچھا
 جلد جاؤ اس دیوانے کو زندہ یا مردہ جس طرح سے ہاتھ آئے اسے آہ سکر و لیم شہا ط یہاں سے روانہ ہوا لیکن اس وقت پہنچا کہ جب
 اسد نے مار کر ستر اڑ کر دیا تھا اور آفتاب پرست بھاگ گئے تھے قزاق خیمہ لوٹ رہے تھے اور اسباب باندھ رہے تھے کہ و لیم
 نے پوچھتے ہی غور کیا کہ باش اودیوانہ بھول میں آپ کو بچا ہے سکر اسد نے جواب دیا کہ آتو بھی آ کہ میری قضا بھی دانگیس ہے کہ مگر
 مثل شیر غضبناک کے و لیم پر چھپنا برابر پہنچا تھا کہ و لیم شہا ط نے ارہ پشت نہنگ کا وار اسد پر کیا اسد نے اتنے ہی سارہ
 پر تلوار ماری کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے و لیم نے وہی ٹکڑا ارہ کا اٹھا کر اسد پر مارا اسد نے اسے غالی دے کر و لیم پر تلوار ماری کہ سپر
 ٹکڑے کے سر پہ پڑی اور نام و لیم و آخر گئی دوسری تلوار اور ماری کہ شانہ بھی نشانہ ہوا تیسری تلوار پہلو پر ماری کہ پہلو بھی زخمی
 غرض دس پانچ زخم ایسے لگے کہ بقرار ہو کے اپنے لوگوں کو پکارا کہ اسے جلد ہی مجھے بچاؤ کہ یہ دیوانہ مارے قاتل ہے ہر آواز
 سکر کچھ زخمی جھپٹ پڑے اور و لیم کو لے بھاگے اور سامنے ایرج کے لاکر ڈال دیا کہ دیکھ دیوانے نے و لیم کا یہ حال کیا ہے
 ایرج ناچار ہو کر قلعہ سے پھر کر اپنے لشکر کی طرف رہی ہوا جب اسد کو یہ خبر ہوئی کہ ایرج آتا ہے تو جلد جلد اسباب لوٹ لیا باندھ کر مع
 ر قضا صحر اکا راستہ لیا اب ایرج چاہتے لشکر میں آتا ہے تو اسد کا کہیں بتا بھی نہیں اسے اسے کا قتل چہا طرفہ مچ رہا ہے
 لوگ اپنے عزیز دن کور و پست رہے ہیں لاش پر لاش گری پڑی خون کی ندیاں بھی ہوئی ہیں ایرج جھجھکتا ہوا خیمہ
 کی طرف چلا گیا کہ خیمہ نہیں آگ لگی ہوئی ہر مال و اسباب کھل پڑا ہوا جو سب کو ایکجا جمع کر لیا اور آگ بجھوا لی ہر ایک کو تسلی اور نشانی
 دی کہ وہی کتا ہے کہ ایرج نے لوہے کے اسلحہ پر سیکے مگر کچھ ہوا ہر مرتبہ یہی صورت ہوئی کہ ادھر ایرج قلعہ پر گیا اور
 ادھر اسد لشکر پر آگرا اور ایرج ہر مرتبہ پھر پھر آیا اور ہر چند اسد کو ڈھنڈھوایا لیکن کہیں پتانہ لگا ایرج نہایت تنگ ہوا
 کہ اب میں کیا کروں اور کیونکر قلعہ کو لوں قارن مگر میں نے کہا کہ اس شہر پر آپ مطمئن رہیے کہ میں نے علم نجوم میں دیکھا ہے

کہ آپ قلعہ مشک لینے اور ترک سب اسے جائینگے ایرج نے شاپور سے کہا کہ تو اسد کی خبر نہیں لانا کہ وہ کہاں رہتا ہے اسے
 عرض کیا کہ میں نے ہر چند دھونڈا لیکن پتا نہ لگا ایرج نے برہم ہو کر کہا کہ یہ بات میری کچھ بھین میں نہیں آتی کہ آنروہ دیوانہ
 کہاں رہتا ہے اسے کیا آسمان پر رہتا ہو کہ جنت میں مٹا آخوند نے کی وجہ کیا ہو جاہلیہ لاش کر کہیں نہ کہیں مل ہی جائیگا۔
 یہیں کہیں کسی پہاڑ کے دامن میں رہتا ہو گا یہ شکر شاپور بھر روانہ ہوا اور کوہ و سحر میں جس کرنے لگا جاتے جاتے کیا دیکھا
 کہ اسد ایک پہاڑ کے نیچے مع رفقا بیٹھا ہوا تھے مار رہا ہو اور کہہ رہا ہو کہ کیوں فتاح سچ کہتا کہ اس آفتاب پرست کو کیا ہی ناک ہے
 جو اسے کین فتاح کہہ رہا ہو کہ بان بھالی واقعی امر ہے کہ یہ کام تمہارا ہی تھا لیکن خدا ہی اس آفتاب پرست کے سر سے تعین پہلے
 بس شاپور یہ دیکھ کر ایرج کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اسد فلان دامن کوہ میں بیٹھا ہوا ہے جلد تشریف لے لیں ایرج یہ
 سنتے ہی سوار ہوا اور اسد کی طرف چلا اتفاقاً یہاں خضر غلام موجود تھا اسے جلد سے لے کر اسد کو خبر دی کہ ہوشیار ہو جلتے ایرج
 آہو نچا بس اسد یہ سنتے ہی قزاقوں کیست دوسرے راستہ سے نکل کر لشکر ایرج پر آکر خوب لوٹا خوب قتل کیا اور وہاں جب
 ایرج در کوہ پر پہونچا تو گر دہاٹ کے گھیرا ڈالکر اندر در کوہ کے گھاٹی کے دامن بھیر وں لگی رہا یہ کیسی کاتھالی نہیں برہم ہو کر
 شاپور سے کہا کہ اسے اسد کہاں ہو شاپور نے کہا کہ میں نے آپ سے خلافت نہیں عرض کیا تھا معلوم ہوا کہ اسے آپ کے آئین کی خبر
 مل گئی اور وہ دوسرے راستے سے نکل گیا دیکھئے ایک علامت تو یہی ہو کہ گھوڑے کی لیا اور ٹوٹی ہوئی رسیاں پڑی ہیں اور وہی
 علامت یہ ہے کہ ہاتھ پان چلے سب معلوم ہوتے ہیں اب جلد یہاں سے اپنے لشکر کا راستہ لیجئے ایسا نہ کوہ آپ کے لشکر پر جا کر ہے
 شکر ایرج لشکر کی طرف چلا اور یہاں اسد ایرج کے آئین کی خبر سنکر جھٹ پٹ لوث مار کر چلتا ہوا اب جو ایرج آکر دیکھتا ہے کہ اسباب
 ظاہر ہوا اوسنے جلتے ہوئے شے ہیں کمال غضبناک ہوا اور اپنا ضروری بندوبست کے حکم دیا کہ بجے دہل جنگ کل اخیر قلعہ
 ہوئے نہ پھر دنگا اقبال شاہ نے کہا کہ حضور تو اودھر جائینگے اور وہ دیوانہ پھر لشکر پر آکر دیکھا ایرج نے کہا کہ نہیں تم گھبراؤ نہیں
 میں ولیم شباطرنگی اور میعاد و رشک و راز گردن کو بہین چھوڑنا جاؤنگا اور ولیم و میعاد سے کہا کہ تم دونوں کل یہیں رہنا
 میرے ساتھ نہ جانا جوقت وہ دیوانہ آجائے اسی وقت بلا تامل اسے قتل کر ڈالنا باز نہ کرنا کہ ولیم اور میعاد نے کہا کہ بہت
 اچھا آپ گھبراہٹ نہیں لشکر سے مطمئن رہتے ہو آپ ہی اس امر کا خیال غافل ہم اپنی جانیں لڑا دینگے مگر لشکر پر کوئی آسیب نہیں
 آئے دینگے الغرض شب بھر تو یہ سب بندوبست ہوا کیے جب صبح ہوئی تو ایرج نے کافور زنگی اور ماہور زنگی کو بھی یہیں چھوڑ
 اور ہدایت کی کہ تم دونوں بھی بہت ہوشیار رہنا ہر جانب قلعہ تو یہاں اب سے کہ اودھر ایرج قلعہ گیری میں مصروف تھا
 اودھر اسد فخر می کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ایرج ولیم و میعاد اور کافور و ماہور زنگی کو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ کر
 جانب قلعہ گیا ہو تو خود بھی دیر تک تو متفکر رہا بعد اس کے زانو سے سر اٹھا کر فتاح کو بہت آٹھ ہزار قزاقوں کے لشکر ایرج
 پر جانے لاکھ دیا اور کہا کہ تم لشکر ایرج پر جا کر و اور جی طرح بنے میعاد کو نکال لیجاؤ اور آٹھ ہزار قزاق اپرا ہم کے
 ساتھ کر کے حکم دیا کہ تم ولیم شباطرنگی کو جانب صحرائے نکال لیجانا اور چار ہزار قزاق علیحدہ کے زیر حکم دے کر ہدایت کی کہ تم کافور
 اور ماہور کو جانب صحرائے نکال لیجانا اور چار ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکر لشکر ایرج کا راستہ لیا وہاں ایرج گزر کر ان سنگ
 آسمان رنگ ہشت پہلو پر چڑھ کوہ ہاتھ میں لیکر جانب قلعہ چلا اور قلعہ سے توپ چلنے لگی اور اودھر فتاح بوقی بجا کر لشکر ایرج
 پر گرا میعاد و رشک و راز گردن نے جو فتاح کو آٹھ ہزار قزاقوں سے آمادہ پیکار خیال کیا تو اپنے نوکوں کو لیکر فتاح کی طرف
 بچپنا قتل اس کے سامنے بھاگ کر صحرا کو روانہ ہوا اور میعاد و رشک و راز گردن اس کے تعاقب میں چلا جب دونوں
 صحرائیں پہونچ گئے تو فتاح نے گھوڑے کی باگ روک کر کہا کہ اودھر ازادے کیا تو مجھے ایسا بودا سمجھا تھا کہ میرا تعاقب کیا
 اور سمجھا کہ اب یہ بھاگ نکلا لا حول و لا قوۃ الا باللہ اسے میں تو سمجھتا تھا کہ میں خود کرتا تعاقب میرا دے قتل کی آواز سنیں

تو سمجھا کہ یہ اسد نہیں اور یہی کوئی شخص ہے پکارا آخر تو جو کون قتلح نے جواب دیا کہ میں تیری جان کا مالک موت ہوں
تو میرے پنجے سے جانا کہ ان تیرے پس پہ سنا تھا کہ میعاد آگ ہو گیا اور کہا کہ او قراق بد اخلاق کیا تیری قضا آگئی ہے قتلح نے
کہا کہ او مردود تو بکٹا کیا ہے اب میعاد کو کب تاب نہی میں نہ کچھ کہانہ کچھ سنا اسے پشت ہنگ اٹھا کر بڑے ہی زور میں قتلح پر
غدار کیا لیکن جیسے ہی اترہ قتلح کے قریب آیا اٹھا کر جو ایک تلوار کا ہاتھ دار تاج تو اس کے دو ٹکڑے تھے میعاد نے وہی ٹکڑا
اور ہکا پھر قتلح پر مارا قتلح نے اسے خالی دے کر جو ایک تلوار سر میعاد پر لگائی تو خود و سپرد وغیرہ کو کاٹ کر ناد و آبر و
تر گئی اور پھر دوسرا زور جو کر تاج تو نا بکرا تر آئی میعاد تو وہیں تڑپ تڑپ کر مر گیا اور قتلح نے اپنی راہ لی اور ادھر
ابراہیم بن مالک بوق بجا کر اور نام اسد لیکر لشکر ایرج پر گرا و ولیم شیا طرن گئی نے کہا کہ اسے لینا اسے یہ دوسرا
دیوانہ پیدا ہوا یہ لکرا ابراہیم کی طرف و وڑا تو ابراہیم بھی اس کے سامنے سے بھاگا و ولیم نے اس کا تعاقب کیا اور پکارتا ہوا چلا
کہ او دیوانے کہاں جا بیگا سپرے ہاتھ سے کھڑا تو رہ دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہوں نا ایک لشکر سے کئی کوس نکل آیا اس وقت
ابراہیم بن مالک نے باگ اپنے مرکب کی روک لی اور منہ پیر کے کہا کہ او روسیاد تو میرے پیچھے خواہ مخواہ کے نصیب بھرتا
ہوا آیا ہے کیا تو نے مجھے بھی کوئی جگہ ٹا خیا ل کیا ہے بس ہنستے ہی و ولیم نے تلوار کا ہاتھ بلند کیا ابراہیم نے نہایت پھرتی سے
زیر زل خالی پا کر اس زور سے تلوار مار دی کہ زور چار آئینہ قلم ہو کر ہاتھ ابراہیم کا پسلیو نیپر کا اور بہت کاری زخم آیا و ولیم اس طرف
بھاگا ہی تھا کہ ابراہیم نے دوسرے پہلو پر بھی تلوار رسید کی یہ بھی بیقرار ہو کر سامنے سے بھاگا اور چلا یا کہ اس قزاق کے پیچھے سے بھاؤں
آواز شکر زنگی منچ منچ اور و ولیم کو لے بھاگے جب و ولیم کو زنگی لے بھاگے تو ابراہیم بھی اپنی طرف چلا گیا اور یہاں غلغمہ لشکر
ایرج پر گرا اور ماہورا و کا فور زنگی کو اس طرح شکست لگا کر قتل کیا اور صحرائی راہ لی بعد اسکے اسد لشکر ایرج پر گرا اور لاش
کلاش گرا اہو اد بان پو پنا ہمان اقبال شاہ شیم تھوہ تو سند اس میں چپ رہا اور اسد نے اسے دھونڈنا شروع کیا اور اس شتا
من جو سامنے آیا اسے اصل جہنم کیا لاشوں کے انبار اور کشتوں کے پٹنے لگا دیے کچھ لوگ یہ حال دیکھ کر ایرج کے پاس دوڑ گئے
ایرج گولون کور و کرنا ہوا لب خندق پہونچ چکا تھا کہ ان لوگوں نے جا کر عرض حال کیا ایرج یہ حال سنکر بہت متروہ ہوا اور کہا کہ
اس دیوانہ نے سخت عاجز کیا ہے کہ اس اثنا میں میعاد اور کا فور اور ماہورا و کالاشہ کچھ لوگ لیے ہوئے پہونچ گئے اور عرض
کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے اس دیوانے نے کیا حال کیا ہے خداوند آج تو ایک عجیب حیرت زدہ واقعہ نظر آتا ہے کہ ایک دیوانہ کے
سو دیوانے نظر آتے ہیں ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ و ولیم شیا طرن گئی زخم خوردہ ہا حال خراب گرتا پڑتا ہوا پو پنا اور اپنا
حال دکھا کر عرض کرنے لگا کہ خداوند ملاحظہ فرمائیے کہ اس دیوانے نے میرا کیا حال کر دیا ہے اس زبردہ آفتاب پرستان ہر چند
میں نے کوشش کی مگر کچھ بس نہ چلا ایرج نے کہا کہ خیر سمجھا جا بیگا ابھی یہ باتیں ہو ہی تھیں کہ شاپور دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ خداوند
جلدی چلے دیوانے نے ستھرا کر دیا ہے لاش پر لاش گرا رہا ہے آفتاب پرست بھاگتے پھرتے ہیں میرے سامنے تک تو اقبال
شاہ چپ رہا تھا اور اسد دھونڈتا تھا اب معلوم نہیں کہ اس کا کیا حال ہو اگر اقبال شاہ آج اس دیوانے کے ہاتھ لگ گیا
تو بیشک وہ گردن مار لگا اور سر گز نہ چھوڑ لگا بس ہنستے ہی ایرج کا رنگ فنی ہو گیا اور مضطرب و متروہ ہو کر جانب قلعہ سے
پھرا اور جانب لشکر راہی ہوا جب اپنے لشکر میں پہونچا تو اسد کا کہن نام و نشان بھی نہ پایا لشکر تمام بناہ و پریشاں پایا غم
اور اسباب سب لٹا ہوا ایک عجیب ہی کیفیت پائی اور سامنے کا فور و ماہورا و و میعاد کالاشہ دکھائی دیا بہت شدت سے
ر دیا اور کہا کہ افسوس صد افسوس اس دیوانہ کے ہاتھ سے کیسے کیسے میرے سردار مارے گئے معلوم نہیں کہ اس دیوانے نے بھول العقل کو
مجھ سے کہاں کی عداوت آ پڑی ہے کہ خواہ مخواہ بھی میرے اور لشکر آفتاب پرستان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے یہ لکھ و اغل خمیر
خاص ہوا دیکھا کہ اقبال شاہ ایک جانب کو بیٹھا ہوا تھر تھر کانپ رہا ہے اب تک ہوش و حواس بجا نہیں ہے ایرج نے

اسے بہت تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ ہائیں اقبال شاہ جو اس درست کردہ تم سے یہ اضطراب و تردد و سخت تعجب و غمزہ نہ نکلا
اقبال شاہ نے کہا کہ اوزر بدہ آفتاب پرستان اب جو چراغِ حریفیہ وہ مثلِ مشہور ہے کہ کاندھ کی کچھڑی آج نہ دھنی کل دھنی ابھی میرج
نوجوان ایک نہ ایک دن یہ دیوانہ ضرور ہی مجھے مار ڈالے گا آپ تو یونہی چھوڑ چھوڑ کر ہر روز چلے جاتے ہیں اور ہماری جان
سہر وقت سولی پر رہتی ہے آخر ایک آدھ دن سولی کا سامنا ہو ہی جائیگا ایرج نے کہا کہ اوزر اقبال شاہ اصل یہ ہے کہ آج میں خود
حیرتیں ہوں کہ کیسے کیسے سردار زبردست کو تمہاری حفاظت کے لیے چھوڑ گیا تھا وہ سب مارے گئے اقبال شاہ نے کہا کہ
ایرج نوجوان آپ اسے سمجھنے کیا ہیں اسکا ایک ایک رفیق ایسا ایسا زبردست ہے کہ سو سو جوان پر بھاری ہوا صاحبقران
آفتاب پرستان پہلے تو اُس کے رفقا ہی نے سحر اُڑ کیا ہوا اسد تو اُس کے بعد آیا ہوا میں یقین کر چکا تھا کہ آج کبھی نہ بچوں گا اور ضرور مارا جائیگا
یہ دیوانہ آج نہ چھوڑے گا وہ تو یہ کہے کہ زندگی قحی جو میں آج بچ گیا ہوں صاحبقران آفتاب پرستان اب قلعہ فرنگو شہ سے ہاتھ دھوئے
اور اُس کے لینے کی تدبیر سے باز آئے پلے ہی چلے یہ دیوانہ بہت پیچھے پڑا ہے جس روز اسکا دسترس مل گیا وہ اُس روز فیصلہ ہی
کر دے گا ایرج صاحبقران آفتاب پرستان وہ ایک ہی آفت کا بنا ہوا ہے اور بلاے بے دریاں ہر ذریعہ اعظم ہی اُس کے شر سے بچاے
رکھے تو ہم بچیں اوزر بدہ آفتاب پرستان بہتر یہی ہے کہ آپ میرا کہنا مانیں اور یہاں سے پلے چلے کیوں خواہ مخواہ مفت میں
آپ نو پریشان ہوتے ہیں اور ہلوگوں کو بھی پریشان کرنے میں اس سے کیا ماسل ہے نیک ایرج نے کہا کہ اوزر اقبال شاہ یہ تو مجھے ہرگز نہ لگا کہ
تینا نیز قلعہ کے لیے ہوئے یہاں سے چلا جاؤں اب اس میں جو کچھ ہونا ہو ہو گا مگر اس میں یہ ہو کہ ایک کوئی صائب تدبیر نہیں میں نہیں لی
کہ اس مقدمہ میں کیا کرنا چاہیے اور قلعہ کیونکر ہاتھ لگے یہ سنکر اقبال شاہ تو خاموش ہو رہا مگر قارن قرین نے دست بٹ
عرض کیا کہ اوزر شہر یا اس غلام کے ذہن میں ایک امر آتا ہے اگر حضور کا قہر نازل ہو تو میں عرض کروں یقین تو ہے کہ اگر حضور اُٹس
امرا پر کار بند ہونگے تو بہت سہل و آسان طور سے قلعہ ہاتھ لگ جائیگا ایرج نے کہا کہ اوزر قارن قرین اچھا جلد بیان کرو کہ
وہ کیا امر ہے اُس نے عرض کیا کہ اوزر شہر یا رجب سکندر سد یا جو ج سے بھر کر قلعہ فرنگو شہ پر آیا ہے اور اُس نے اُس قلعہ کے لینے کی تدبیر
کی ہے تو وہ بھی انتہا کا عاجز و پریشان ہوا تھا اسوقت حکیم ارسلو جو اُس کے ساتھ تھا اُس نے جوالہ کے ذریعہ سے اُس قلعہ کو لیا تھا
میری رائے یہ ہے کہ آپ بھی یہی کیجیے اور جوالہ کے ذریعہ سے اُس قلعہ کو اپنے قبضہ میں کیجیے ایرج نے کہا کہ اوزر قارن قرین کہ
جوالہ کسے کہتے ہیں قارن نے کہا کہ خدو نند ایک مکان بہت بڑا اکثر یوں سے تین درجہ کا تیار کیا جاتا ہے اسے جوالہ کہتے ہیں یہاں
اُسکا اس قدر بلند ہوتا ہے کہ چہرے قلعہ کے کل برج محسوس ہوتے ہیں اور گولہ اُڑا اُس درجہ میں شعلہ لعل قلعہ کا مقابلہ کرتے ہیں
دوسرے درجہ سے ہر جگہ قلعہ کی چھتیں اور اندرون قلعہ کا حال معلوم ہوتا ہے اور تیسرے گولہ بارود رکھا جاتا ہے اور تیسرا درجہ
اس قدر بلند ہوتا ہے کہ چہرے شہر کی گلیاں اور کوپے سب معلوم ہوتے ہیں ایرج اس تدبیر کو سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اوزر
قارن قرین ضرور جوالہ نبواؤں کا اور اُس وقت حکم دیا کہ سردار جا کر جلد جلد نکل سے کڑیاں کاٹیں اور مزدور جلد جلد اٹھالیں
یہ حکم سنکر اُس وقت تہوار اور مزدور جانب سحر روانہ ہوئے لیکن قضاے کار اتفاقات روزگار ضرور نام شیر دل اپنی صورت
تبدیل کیے ہوئے یہاں موجود تھا ہاتھیں سکڑوڑا ہوا اسد کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا اسد یہ سننے ہی اپنے خفا کو ہر اہلک
صحر اکیطرن روانہ ہوا جلد جلد راہ طر کر تا ہوا اُس وقت پہونچا کہ جب تہوار لکڑیاں کاٹ چکے تھے اور چاہتے تھے کہ چھکروں اور اونٹوں
پر بار کر کے لیجا میں کہ اسد نے پہونچتے ہی خبردار ہو شیار کھرا اُن سب پر حمل کیا کچھ لوگوں کو بچا نسی دیدی کچھ لوگوں کو تلوار سے قتل
کیا کچھ لوگوں کو بیچ سے چر ڈالا کچھ اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا اور جو چھکڑے اور اونٹ لکڑیاں بار کر کے اُن کے تھے وہ سب اپنے بغیر
کو کے چلتا ہوا جو لوگ بھاگ نکلے تھے وہ لپکے ہوئے ایرج کے پاس آئے اور تمام کہنیت بیان کی ایرج یہ حال سنکر بہت آزرده
ہوا اور خود سوار ہو کر جنگل کیطرن چلا جب جنگل میں پہونچا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ گردنیں کٹی ہوئی چبے ہیں اور بہت سے لوگ

پھانسی دیے ہوئے پڑے ہیں یہ دیکھ کر کمال درجہ دل ہل ہوا اور لکڑیاں اپنے ہمراہ لے کر لشکر کا راستہ لیا اور صبح تو ایسے ہی اپنے
لشکر کا راستہ لیا اور اٹھرا سدا کو خبر مل گئی کہ ایسے لکڑیاں لادے یہ چل جاتا ہے کہنے لگا کہ کہاں جائیگا لکڑیوں کو لشکر ایسے ہی پر
گرا اور قتل و قح کیلئے لگا آفتاب برست بھاگنے لگے ایک قیامت سی ہر پاسوں کی اور اسد مارنا پھٹا ہوا اقبال شاہ کے غم کے
تہریب پونچا تو اپنے رفقاء سے کہا کہ اسے اس چراغ لادے قارن کو تو تلاش کرو کہ یہ مرد کہاں ہے قارن نے جو اسد کی آواز سنی
مارے ڈر کے بت انھار کی فٹات میں لپٹ کر پھرا ہوا اور اقبال شاہ تخت کے نیچے چھپ رہا یہ حال دیکھ کر شاہ پورج کے پاس
دوڑ گیا راہ میں ایسے سے ملاقات ہوئی شاہ پور نے کل حال بیان کیا اور کہا اسو صا جھڑاں آفتاب پرستان بلے پلے آپ تو ادھر
آئے اور اس دیوانے نے وہاں پہونچ کر لشکر کا حال دگرگون کر دیا سیکڑوں ہی کو تہ تیغ کر ڈالا اور قارن کی تلاش میں ہوا گروہ لگیا
تو دیوانہ سرگز نہ چھوڑ لگا یہ سکر ایسے گھبرا گیا بارگزیوں کے ولیم شیطا نے لگی کے سپرد کیے اور خود لشکر کی طرف روانہ ہوا جب لشکر میں
پونچا تو اسکا پتا بھی نہیں تھا لوگ رفریٹ سے تھے کشتوں کے پٹے لاشوں کے انبار لگے ہوئے تھے سر جتنا ہوا داخل غمید ہوا قارن نے
کہا یہ حال دیکھا کہ کھڑا ہوا تھر تھر کانپ رہا ہوا قارن سے کہا کہ قارن یہ کیا حال ہو قارن نے کہا کہ خداوند کیا عرض کروں
اُس دیوانہ کے ہاتھ سے سارے لشکر کا ناک میں دم ہو گیا ہے ایسے لکڑیاں قارن یہ دیوانہ جائیگا کہاں جس دن میرے ہاتھ
لگ گیا قارن ایسا رہی کہ وہ لکڑیاں تو یہ باتیں تھیں اور اٹھرا سدا کا حال سننے کے یہ جو لشکر ایسے سے واپس چلا تو راہ میں معلوم
ہوا کہ ولیم شیطا لکڑیوں کا ہار لے جاتا ہو جس دن سے ولیم کی جانب پھرا اور اس سے مقابلہ کر کے اسے زخمی کیا اور اسے ہر سو
دیکھا کہ لکڑیوں میں آگ لگادی اور اپنا راستہ لیا لوگ ولیم شیطا نے لگی کو زخمی لے لے ہوئے ایسے کے سامنے لاسے اور عرض کیا کہ
ملاحظہ فرمائیے اُس دیوانہ کے ہاتھ سے ولیم کا پھر یہ حال ہوا ایسے نے یہ دیکھ کر زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ ہاے افسوس میں اس دیوانہ کے
ہاتھوں سخت عاجز ہو گیا ہوں کوئی تیر لکھیں بن بڑنی کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں کچھ بچہ میں نہیں آتا بقید زہن ہی فکر میں لگا
کہ کیسا تیر کرنا چاہیے اور کیونکر اس دیوانہ کی شر سے نجات لے جب شب ہوئی تو سوچتے سوچتے یہ امر ذہن میں آیا کہ اسد کا
مزدوروں کو کسی سردار کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے کیلئے روانہ کرو اور خود اُٹنا راہ میں ٹھہرا دو دو نون جانب ہر کار فلن کی
ڈاک بتا دو کہ ادھر کی خبر ادھر اور ادھر کی خبر ادھر پونچا تے رہیں جیسے وہ دیوانہ اگر سردار و سپر گر لگا یا فوج پر گر لگا
ہر کار سے خبر دینگے فوراً اُٹنا دو کر دیا جائیگا عرض جب صبح ہوئی تو سرداروں کو ولیم اور کلید چھپ کے زیر حکم جانب بھارا دیا لکڑیاں اور
اُٹنا راہ میں پہونچا کہ ہر کاروں کی دونوں جانب بٹادی اسد کے غبروں نے اسد کو بھی یہ خبر پہونچائی کہ آج ایسے ہوشیار و
خبردار پیشا ہوا ہے جیسے وہاں کسی جانب دوڑ پڑیگا اسد نے یہ سن کر کہا کہ خبر بھیجی جائیگا ابھی مجھے کیا فرض ہے کہ اُس باجی سے
جا کر سامنا کروں ویر آید ویر آید ہر طرف ایسے نے جنگل سے لکڑیاں ملو اگر نوراں کو جمع کیا اور تین طبقہ کا ہوا تین روز کے
عرصہ میں تیار کروالیا اور ہر طبقہ اُٹنا اُٹنا تھا کہ چار چار ہزار تیر انداز بغیر اغت مشہر سکین طبقہ اول ہر تو میں چڑھو ایلین دو
طبقہ میں گولہ بارود جمع کروادیا تیسرے طبقہ میں تیر انداز وغیرہ بٹادیے اور سامنے طبقہ کے استادہ کرایا تیر انداز اور متعلق
خان اور تمام ترکوں نے جوش جوالہ کو دیکھا سب کے سب اپنی زندگی سے بالکل باہوس ہو گئے آپس میں ایک دوسرے سے رخصت
ہونے لگا ہر ایک آمادہ مرگ اور مہیا تھا ہونا ایسے نے طبل جنگ بجا دیا کہ کل صبح کو ہم محمد علی علی بابہ خبر اسد کو پہونچی کہ
جوالہ بکر تیار ہو گیا اور ایسے نے طبل جنگ بجا دیا تو اپنے مقام پر سوچا کہ اسد تو ہی ان ترکوں کو بیت ایسے سے آئے
ہوا تھا اور تیرے ہی سبب سے یہ لوگ بیت ایسے سے ہار رہے اور اب یہ سب تیرے ہی سبب سے ہارے جائیگا اسد بہت مد
سے یہ امر بہت بعید ہو گیا تھا تو انکی اعانت پر کمر نہ بندے اور اپنی جان کو عزیز کر کے مگر ساتھ ہی اس خیال کے یہ امر ذہن میں آیا
کہ یہ سب تو سچ اور بہت صحیح ہے لیکن یوں بے سوچے سمجھے بھی جان دبنا کچھ ٹھیک نہیں ہے پہلے کوئی تدبیر سوچ لینا چاہیے اور

اسی کے موافق کار بند ہونا چاہیے بعد اسکے پھر جو کچھ خدا دکھائے یہ سوچ کر غصہ لے کر نہ سوزانے فکر پر چھٹک رہا ہوا لیکن
 سات کے مارے خوشی کے اچھل پڑا اور میا ختم زبان سے نکل گیا کہ وہ مارا فتاح نے کہا کہ جیسا کہ تم نے تجھے تو بیان کر دیا
 کیا بات تم سوچتے ہو جو استقدر خوش و سروسر ہو اسے کہہ لیں تمہو جان جو کچھ میں سوچا ہوں جب تم کا حضور ہوگا تو آپ
 اچھی طرح دیکھ لینگے فتاح نے کہا کہ نہیں بیان مجھے ابھی کہہ دو کہ مجھے اطمینان ہو جائے اسے کہہ لیں تمہو جان غلام یہ کہ میں
 اس جگہ کو بغیر جلا سے تھوڑی چھوڑ دوں گا اور یہ لکھ کر غلام سے کہہ لیں کہ اسے بھائی خضر غلام تم جلدی جاؤ اور جعفر رقیل اور جرجانی
 کثرت سے میرا ہوسکے لے آؤ خضر غلام نے کہا کہ خداوندی بھی یہی ہے یہ لکھ کر اسی وقت روانہ ہوا اور ایک تھوڑے ہی عرصہ میں منون
 میل اور جرجانی میا کر لایا اور تمام رعایا سے کہا کہ تم سب کے پاس جعفر پرانے دنگے اور قبائین اور پڑاٹے کپڑے ہوں سب لے آؤ
 اسی وقت بسحون نے دنگے اور قبائین اور پرانے کپڑے حاضر کیے اس نے خوب ریز غن اوہ جرجانی میں انکو تر کیا خضر یہ کہ غلام
 اور کپڑے کے چوبیس ہزار قبائین اور دنگے تیل اور جرجانی میں تیرہ ہیکے لگے جب یہ سب مال و میا ہو چکا تو اس نے خضر غلام سے
 کہا کہ اے خضر غلام اب یہ سب سامان تو میا ہو گیا اب تم لشکر ایمیج کی خبر لے آؤ تو پھر کوئی تدبیر کریں یہ سن کر خضر غلام اسی وقت گیا
 اور جا کر خبر لے آیا اور عرض کیا کہ ولیم تو طلایہ کی گشت پر جاؤ اور ایمیج چون جچ لشکر میں صحبت آراہی یہ سن کر اس نے ابراہیم
 بن مالک کو حکم دیا کہ ابراہیم تم جاؤ سوار لیکر لشکر ایمیج پر جا کر وادہ جطرح بن پڑے ولیم کو اپنے ساتھ لگا کر نکال لیجئے اور
 علاقہ سے حکم دیا کہ ابراہیم تم بھی چار ہزار سوار لیکر جا کر وادہ کے ابراہیم سے کہا کہ نہیں ابراہیم تم تو میرا نام لیکر لشکر ایمیج پر
 حملہ آور ہو اور ایمیج کو اپنے ساتھ لگا لیاؤ اور علاقہ سے ولیم کو نکال لیجئے بعد اسکے پھر میں لشکر پر جا کر وادہ اور حار سے لشکر کا
 ستیاناس کر کے اس جگہ کو بلا دوں گا بعد اسکے بھیج لیا جائیگا اور سنا بھی تم دونوں بھاگتے وقت غل مچا دینا کہ اسے اسے اس
 کے تیر لگا اور دو زخم بہت کاری گئے ہیں ایک زانو پر اور دوسرا شانے پر ہے اب کیا ہوگا الغرض جب سامان دیرت ہو چکا
 تو پہلے علاقہ طلایہ کی گشت پر جا گیا اور پکارا کہ کون طلایہ کی گشت کا افسر ہو پشیا و خبردار ہو جائے کہ میں آپ کو نچاؤ ولیم نے جواب
 آواز سن کر فریاد کیا کہ تو کون ہو کھڑا تو رہ میں آپ کو نچاؤ لیکر ولیم نے چھٹا علاقہ ولیم کے سامنے سے بھاگ کر ولیم نے اس کا تعاقب کیا تا انکہ
 سرحد لشکر سے نکل گیا اور اس کا جانا کہ ابراہیم اس کا نام لیکر آکر اور تلوار برسانا شروع کی ایمیج نے کہا کہ ایک دیوانہ تو پہلے کہانے
 تعاقب میں ولیم گیا ہوا ہے اب یہ دوسرا دیوانہ کہ مرے آپڑا اقبال شاہ نے کہا کہ خداوند اب آپ ہو شیار و خبردار رہیے اب دیکھو
 ایسی ہی ایسی سختیں کیا کرتا ہے دیکھو خبردار کچھ ہی ہو لشکر سے باہر نہ جائیگا ایمیج نے کہا کہ نہیں بھائی میں کیا اس کا فریب سمجھتا نہیں
 میں کیا اسکے دم پر آؤں گا یہ لکھ کر کب کو آگے بڑھایا اور وہاں آیا کہ جہاں ابراہیم قتل و فوج کر رہا تھا اس پر رنگ دیکھ کر ایمیج
 نے فریاد کیا کہ کھڑا تو رہ مرد و دو کمان جا لیا میرے ہاتھ سے دیکھ تو میں تیری کیسی درگت بناتا ہوں کہ ساری دیوانگی تیری ہونے
 سے رو پیکر ہو جائے یہ سن کر ابراہیم نے جواب دیا کہ اگر کچھ دم دعویٰ ہے تو آگے بڑھو زبانی جمع فوج سے تو کچھ کام نہیں چلتا پھر
 ایمیج ابراہیم کی طرف بڑھا اور ابراہیم بھیجے ہوا اب چون جہاں ایمیج آگے بڑھتا آکر دوں دونوں ابراہیم ہٹتا جاتا ہے تا ایک دم ہی
 دھرمین ایمیج کو بڑھاتا ہوا ابلاتا آیا اور لشکر کے سر پر ہو چکر غل مچایا کہ اسے اس کے زانو اور پیلو میں تیر لگا اور ایسا زخم
 لگا کہ کلاب بھنابت دشوار ہو گیا لکھ کر ایمیج کے سامنے سے بے تحاشا گھوڑے کی باگ موڑ کر بھاگا ایمیج نے اپنے دل میں کہا کہ
 آج دیوانہ کو چھوڑ دے اور اس کا کام ہی تمام کر دیجیے یہ سوچ کر لکھ کر ابراہیم کے تعاقب میں چلا تا ایک گھوڑے کو سون اپنے لشکر
 سے نکل گیا جب اس نے یہ خبر سنی کہ ابراہیم ایمیج کو لگا لایا تو کھینچا سے آٹھ ہزار سوار لیکر لشکر ایمیج پر شہنشاہ گرا اس نے
 تو لشکر کا صفایا کرنا شروع کیا اور اسکے ہمراہی نیز و نیز و سب پرانے کپڑے تیل اور جرجانی میں بھیجے ہوئے لکھ لائے تھے وہ جگہ
 پر ڈال دیے اور آگ لگادی اور لشکر ایمیج سے تیل لیکر چھوڑ کرنا شروع کیا اور آگ بھڑکنے لگی ہر چند لوگوں نے چاہا کہ اس آگ

کو بجا میں گروہ آگ کیا بجھ سکتی ہر جون جون تیل پڑتا جاتا ہر دون دون آگ بھڑکتی جاتی ہر جو بگ بولین بیٹھے ہوئے تھے
انہوں نے بہت بہت کوشش کی کہ کسی طرح نکل جائیں مگر کچھ نہ ہو سکا ایک تو اس جوالہ میں ہزاروں سن بارود دھڑکتے
اوسے میں توپیں بھری ہوئیں تیسرے یہ تیل اور چربی کے بیچے ہوئے کپڑے جو تیل کے بیچے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آتش
نروہی شعلہ زن ہر غرض ہزاروں ہی آدمی مل بھن کر خاک سیاہ ہو گئے اور اسد خوشوقتی میں بغین بھار ہوا پھول ہوا
کو در ہوا چلا رہا کہ وہ جوالہ کو جوا لیکن ہر کاروں نے ہلک کر ایرج سے خبر کی کہ آپ کسکے تعاقب میں جاتے ہیں پھر آئیے
اسد نہیں ہو کوئی دوسرا شخص ہر خداوند اسد تو آپکے لشکر میں قیامت برپا کر رہا ہر جوالہ میں آگ لگا دی ہزاروں آدمی مل بھن کر
خاک سیاہ ہو گئے دیکھتے دور دشنی آگ کی دکھائی دیتی ہر ایرج اب جو نہ پھیر کر دیکھتا ہر توفی الواقع روشنی معلوم ہوتی ہر صاف یہ
قامت ہوتا کہ ساکھو فی شمس کے پورے درمیں قریب قریب کے جھگڑتے آگ لگ گئی ہو بس یہ دیکھ کر جھپٹا ہوا ہر جرج لٹھ سے پھرا اور
اپنے لشکر کا راستہ لیا یہاں اسد کے جیروں نے اسد کو خبر دی کہ بھاگے ایرج آتا ہوا صدے سنتے ہی بھاگ نکلا اب جو ایرج یہاں آکر
دیکھتا ہر تو اسد کا نشان بھی نہیں اور جوالہ میں آگ لگی ہوئی ہر اور آدمیوں کے چلنے کی چاہند آ رہی ہر بقیہ دیکھ کر منہ اپنا دونوں ہاتھوں سے
پیٹ لیا اور کہا کہ اسے یہ دوا کی طرح ہاتھ تھین لگتا اور میرا لشکر ہر مرتبہ ہر نشان کر دیتا ہر اسے صاحب سے دیوانہ کون کہے اب تک تو میں بھی
لے دیوانہ لگتا تھا اگر آج معلوم ہوا کہ ہزار سا لڑکا یہ ایک سیانہ ہر دوا نہ کیسا جو اسے دیوانہ کہے وہ خود دیوانہ ہر اور اصرار خاں اور تھنج
خان وغیرہ نے جو جوالہ کو جلتے دیکھا تو سب کہنے لگے کہ بھئی کیا بے گلیجا آدمی ہو کیا لڑکے نایان کیا ہر وہ داد صاحب اصل ہو ہو کہ بچنے ایسا
بہادر ہے ہتا آج تک نہیں دیکھا اور دیکھتا کہ اس بھیر اور اس جہم کا آخری سنا بھی نہیں فی الحقیقت یہ شخص
انہم بلے سے ہر اور اصرار ایرج نے ہر چند تیر کی لڑائی جوالہ کو فرو کرے کسی طرح ممکن ہوا آخر کار مجبور ہو کر اپنے خیمہ میں آیا قالان
قرین سے کہا کہ آقا رہن و بچانے کہ اسے کیا تدبیر کی ہو اور کس لشکر صاحب سے جوالہ کو بلایا ہو اور کیا پختہ تدبیر کی ہو کہ وہ داد
پھر ہر کاروں سے ہلا کر کہا کہ جلد جا کر اسد کا پتا لگا کر آج تنے اسد کا پتا نہ لگایا اور نشان اسکا چھے اگر ٹھیک ٹھیک نہ بتایا تو تم سب
کو قتل کرونگا یہ حکم حکم قضا شمس شکر ایدوت ہر کار سے روانہ ہوئے اور صرف تلاش ہوئے جاتے جاتے اسد کو ایک کوہستان میں
پایا جھٹ پٹ جا کر ایرج کو خبر دی کہ اسی صاحب جھڑان آفتاب پرستان اسد کوہ صنوبر پر برہنہ سو رہا ہر ہر لشکر ایدوت خوشی
خوشی ایرج سوار ہو کر چلا قضاے کار اتفاقا ت روزگار ضرغام لشکر ایرج میں موجود تھا اور تھنج ایرج سوار ہوا اور اصرار سے
ضرغام اسد کی خدمت میں روانہ ہوا ایرج کے آنے سے قبل اسد کو خبر دی کہ بھاگو بھاگو ایرج آتا ہے ایرج اس طرح بھاگا بھاگ
ہوا کسی طرح آگیا کہ جب تک اسد پوشاک پہنے ہی پہنے ایرج قریب آگیا اب اسد بالکل دست پاچہ ہو گیا اور تو کسی طرہ راہ جانکی نہ پائی
مگر تھار ہو کر فرنگو شیعہ کا راستہ لیا ایرج نے اسد کا تعاقب کیا اسد بے تحاشا بھاگتا ہوا قلعہ کے سامنے آیا تھنج خان نے آواز دی
کہ ای شہر میں مجبور رہن ایرج پیچھے چلا آتا ہر اگر دروازہ قلعہ کا کھول دیا گیا تو وہ بھی چلا آئے گا شہر کو تاخت تاراج کر دے گا اسد نے کہا کہ
تم گھبراؤ نہیں میں قلعہ سے لپٹ کر کھڑا ہوتا ہوں تم گولہ بارنا شروع کرنا اور جب میں آواز دوں تو دروازہ کھول دینا تھنج خان
یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اسد نے مع رفتا زیر دیوار قلعہ اپنے کو پہونچا دیا فوج جو ایرج کے تعاقب میں آتی تھی ترکین نے اسے گولہ بارنا
شروع کیے ہزار ہا آفتاب پرست مارے گئے اور در در ہر جا کر کھڑے ہوئے دیکھ کر اسد نے آواز دی کہ اے تھنج خان ہل دو دروازہ
کھولو تھنج خان نے نہایت ہم دروازہ قلعہ کھولا اسد کو اندر لے لیا اور ہر جھٹ سے دروازہ بند کر لیا اسد نے اندرون قلعہ اگر تاج مرصع کار سر پہ کر
اور بیسل و کل ہو مع رفتا بلند دروازہ پر آکر بیٹھا ایرج نے جو اسد کو اس حیثیت سے دیکھا نہایت بد دماغ ہو کر دیان سے ہاتھ ملتا ہوا ہر
اور اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا تاج دیکھنے لگا ہا ماسے خراب اڑنے لگے جب خوب نشہ ہو گیا تو عین حالت شکر میں حکم دیا کہ بے طعن جنگ
کل میں قلعہ کو لے لو لگا یہ حکم سننے ہی لشکر ایرج میں نقارہ رزمی اڑا دیا جب اسد کو یہ خبر ہوئی تو اسے بھی حکم ملا کہ ہا سے یہاں بھی

نقارہ زرمی تو از ش میں آئے انقصہ راس بھر و دون جانب بناری رہی مدہ ہوا ہوا باطل اور میدان باطل بند رہی جب میری
تو اسد مع رفقہ روانہ فیہند پر کے بیٹا اور اسد لشکر آفتاب پرستان کی آمد شروع ہوئی قلعہ پر سے اکا کا گولہ پڑنے لگا تو ج
گولے کی زد سے لشکر کھڑی ہوئی اور ایرج گزر کر ان سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر چڑھ کر لیکر قلعہ کی طرف چلا وید بانوں سے
دور میں سے دیکھ کر اسد سے عرض کی کہ ایک سوار گزر با تھ میں بیٹھ ہوئے اٹھا کر تیرے ہر کہ ایرج ہی ہوگا اسد نے کہا کہ نہ پڑے
دو جب ایرج زد کے میدان سے بھی کچھ آگے بڑھ آیا تو گولہ اندازوں نے عرض کی کہ اب ایرج خوب زور لگایا ہوا اسد نے حکم دیا کہ گولہ مارنا
شروع کرو بس یہ حکم سننے ہی تو بچاؤ رعد شکوہ جوش و خروش میں آیا اور گولے پڑنا شروع ہوئے لیکن ایرج کو بون کو نہ کو نہ ہوا تھوڑے
ہو پنجاب ہفت فلیتہ ہار کے داغ پکے تو اسد سے عرض کیا کہ دیکھو یہاں اب ہفت فلیتہ ہار کے بھی داغ پکے اب کیا حکم ہو تا ہوا اسد نے کہا
کہ بس اب ہاتھ روک لو دیکھو کہ کوئی نہ کوئی گولہ تھا کا بھی پڑا ہی ہو گا یہ سنگ گولہ اندازوں نے ہاتھ روک لیا بس جوش و خروش ہو
اور روشنی کا ہونا تھا کہ گولہ اندازوں نے عرض کیا کہ حضور وہ تو لب خندق ہو گیا اور کوئی گولہ بھی اس کے نہیں لگا تمام قلعہ میں ایک
بل بل پڑ گئی ہر ایک کی زبان پر یہ تھا کہ اب خدا ہی بچائے تو پھر اس لیے کہ اب وہ لب خندق ہو چکا یہاں تک آجاتا اب کوئی دشوار
نہیں ہو اور ایرج نے قلعہ میں آواز دی کہ لاؤ خدا پرستو دیکھو تو میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں ایک کو تو زندہ چھوڑ دو لگا نہیں بھی کو قتل
کر دو لگا اگر تمہیں سے ایک کو چھوڑ دیا تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوگا اسد نے یہ سن کر حکم دیا کہ اسے مالک بن ملکوت شاہ کو بلو کر بیٹھ
بٹھاؤ ایرج چاہتا ہی تھا کہ خندق سے بہت کر کے پار چلا جائے اور دروازہ قلعہ کا توڑ ڈالے کہ لوگوں نے مالک بن ملکوت شاہ
کو لا کر زیر تیغ بٹھوایا اور اسد تو اسے پھر مالک بن ملکوت شاہ کے سر پر کھڑا ہوا اور ایرج سے پکار کر کہا کہ ایرج اگر ایک قدم بھی
توڑے آگے بڑھا تو میں نے مالک بن ملکوت شاہ کا کام تمام کیا اور تو میرا بال بھی بچا نہیں کر سکتا ایرج نے جو مالک بن
ملکوت شاہ کو دیکھا ٹھک کر سلام کیا اور کہا کہ اسد غازی آپ اسے نہ ماریے میں ابھی چڑھا ہوں مالک بن ملکوت شاہ
میری جان پر اسے کسی طرح تکلیف نہ ہو چکا اور اچھی طرح رکھ اسد نے کہا کہ اگر پاس فروشن بچہ ہا زاری اسے بس حج کچھ میرے پاس
موجود ہے وہ میں کھاؤ لگا اپنے رہتا کو کھلاؤ لگا یا مالک بن ملکوت شاہ کو کھلاؤ لگا اگر تو چاہتا ہو کہ مالک بن ملکوت شاہ ابھی
طرح رہے اور اسے راحت و آرام ملے تو اپنے باور چیتا سے کھانا مہین کر اپنے خدا شکار دن کو خدمت کے لیے بھیج دے کہ میرے لوگ بھی
ان کے ساتھ آرام پالیں ایرج نے کہا کہ اچھا ہوا اسد میں دو سو خوان کھانے کے ہر روز روانہ کیا کر دو لگا یہ لیکر قلعہ کی جانب سے پھر
اپنے لشکر کی طرف آیا اور دو سو خوان کھانے کے ہر روز میری بنا شروع کیے چند روز اس طرح گزرے اب ایرج کال حیران و پریشان ہوا
بہت متردد ہوا کہ کب کس طرح قلعہ کو ملے اور کیا تدبیر کرے جب قلعہ پر پورش کرتا ہوا اسد مالک بن ملکوت شاہ کو زیر تیغ بٹھاتا تھا
افتادات روزگار فرج تاجر کا بھائی مظفر تاجر تھا کر گیا تھا اور اسکی زوجہ بچپن سے ایرج پر عاشق تھی اور کچھ بہنیں چلتا تھا کہ کس طرح
ایرج تک پہنچے اب انکو یہ موقع بہت غنیمت معلوم ہوا اور اسے خیال کیا کہ جس طرح بن پٹھ لقب کئی کروا کے ایرج کو براہ نقب شہر
میں بلو الو اور مطلب دلی حاصل کر دو اور شہر کو اس کے قبضہ میں کراد دیتے خیال اپنے دل میں سمجھ کر اسے اپنے باغ میں سجود دروازہ شہر سے
بہت قریب تھا نقب کہ دانا شروع کی اور اتنی بڑی نقب کھدوائی کہ ایک سوار سے مرکب اچھی طرح نکل آسے اور مردہ اس نقب کا
قریب لشکر ایرج صحرا سے اختتام میں لکھو ادا یا جب وہ نقب تیار ہو چکی تو اس نے ایک نامہ اشتیاق شامہ ایرج کو جو ان کو بون
مضمون تحریر کیا کہ میری محبوبی و وفائی ماہ آسمان حسن و خوبی معشوق دلدار جانستان ہو شہر یاس عالم و غایبان جنتین
لشکر آفتاب پرستان اپنے ایرج نوجوان زاد نبوت پس انا ہا سے ہر یہ تسلیم عرض کرتی ہوں کہ کبیر قدیم یہ خادمہ حضور پر نور پر ایک
مدت مدیر سے دلدادہ و جان دادہ تھی اور دیدار حسن و جمال و ولذت خیراب وصال کی اشتیاق تھی نہیں کوئی موقع ایک ایک پہنچے ہاں پائی
تھی کیونکہ ایک عالم کے پسند میں پھنسی تھی آتش فراق سے جلا کرتی تھی اور کوئی تدبیر نظر نہ آتی تھی قلعہ کا راتنات رات رات گزرتا تھا

عرصہ دراز و مدت بسیار عجیب و غریب ظالم کے چند سے نجات ملی کہ اگر بمصلحت چند در چند میرا حاضر ہونا آپ تک مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے چہ کہ اگر ارشاد عالی ہوگا تو یہ فائدہ اول سب مصالح سے درگزر کر کے حاضر ہو سکی لیکن مذکور مناسب میرے اور آپ کے درمیان میں ہو لہذا عرض رسا سے خدمت سامی ہونے کے قبل سے ایک نقب کدہ ارکھی ہے کہ جس میں سے آپ مع راہوار شہر میں تشریف لے سکتے ہیں اسی نقب کے راستے سے باطنیان تمام تشریف لائے دامن اس کنیر کا گوہر امید ہے کہ کر دیجیے اور تمام شہر کو اپنے قبضہ میں کیجیے جب خط تمام ہو چکا تو مہر لونی ثبت کر کے براہ نقب خدمت ایرج میں ارسال کیا جب اپنی خط لیکر خدمت ایرج میں حاضر ہوا تو ہمدردی مراسم آداب نامہ ایرج کے ہاتھ میں دیا ایرج نے اسے تمام و کمال پڑھ کر قارن قمر میں سے پوچھا کہ اے قارن جو عورت کہ اپنے آپ کو اپنا چاہے تصفیہ آئی ہو وہ حلال ہے یا نہیں قارن اسے فحش کلام سے مطلب بنا دیا کہ اے کدہ حضور کیا مضائقہ ہے پھر ایرج بہت خوش ہوا اور کل مضمون نامہ سے قارن کو مطلع کیا قارن بھی یہ سنکر بہت خوش ہوا اور عرض کیا کہ خداوند اسکو ہدیہ عظمیٰ کہتے ہیں تیرا عظم کی ملک اس کا نام ہے آپ شوق سے تشریف لے جائیے تیرا عظم اچھا ہے کہ لگا بہ سنکر ایرج نے اس قاصد سے کہا کہ بھائی تو چل اور اپنے یہاں تیاری کر میں آج رات کو ضرور بالفور آؤ گا وہ قاصد سلام کر کے رخصت ہوا اور یہاں سے ہاسے کل حال ان من مظفر سے بیان کیا وہ یہ حال بد حال سنکر بہت خوش ہوئی اور اس وقت حاکم کیا نہاد ہو کر پاکیزہ کپڑے پہنے خوب عطر ملا اور زیور چاہر سے آراستہ ہو کر پھولوں کا گناہاں باغ کو بھی نہایت آراستہ و پیراستہ کیا سامان صحبت عیش بوجہ احسن تیار کر آیا جب سامان مہیا ہو چکا تو اسی قاصد کو جو خط لیکر گیا تھا ایرج کے لئے کیواستار دانہ کیا اور دوسرا ایرج نے بھی نہاد ہو کر خوب آراستہ و پیراستہ ہو کر لباس فاخرہ پہنکر نقب میں جانے کا قصد کیا اور پھر لشکر کے افسروں سے حکم دیا کہ تم سب میرے نعرہ پر گوش بر آؤ اور ہر جہاں وقت میرے نعرہ کی آواز سننا اور ایلان قلعہ میں غل و شور کی آواز بلند دیکھنا فوراً سب کے سب پورے کر دینا قطعے لیا جائیگا یہ سنکر سچوں نے اسے قبول کیا ایرج نے ولیم شہنشاہ زنگی اور عوجان دریا باری اور غنتر صبا کو اپنے ساتھ لیکر براہ نقب اس باغ کا راستہ لیا آن واحد میں باغ منظر تاجر میں پہونچ گیا رفا کو ایک جانب بٹھا کر عوز و جہ منظر کے پاس آیا دیکھا لالیک زن جہنم و جیلہ دریائے جواہر میں غرق لباس سفید پہنے ہوئے عطرین و زوئی ہوئی نہایت ذوق برق بنی ایک مسند زین نگار و گوہر بار پر نہایت عزت و وقار سے بیٹھی ہوئی ہر گرداگرد اس کے خواصین اور کنیرین حمد سے ہاتھ نہیں لیے ہوئے اپنی اپنی جگہ پر ٹکڑے گل سے تمام مکان بہشت عنبر سرشت کا نوہ معلوم ہوتا ہے ایرج دوز کر گلے سے لپٹ گیا اسے بھی گے میں ہاتھ ڈال دیے مسند پر بٹھایا جام شہرب لگلوں گردش میں آیا بالیج ہونے لگا کئی چڑھ ہر رات گئے تک یہ صحبت برپا رہی بعد اس کے دسترخوان کچا و دونوں نے جھیکر کھانا کھایا بعد کھانا کھانے کے ایک ایک جام سے ٹھلوں پی کر باہم اختلاط ہونے لگے جتنی کنیرین خواصین و خیر و بان موجود تھیں وہ سب بہت گلیں یہ دونوں کے دونوں سہری پر گئے شہرت و مسرت مخطوط ہوئے انھوں نے وہ لکاتہ اسی روز عالمہ ہوئی اور تو راج بد رک حرامی اسی کے بطن سے پیدا ہوا قاصد رات کو اس عیش و عشرت میں سر ہوئی جب صبح ہوئی تو ایرج نے عوجان دریا باری کو دروازہ ظلمات کی طرف بھیجا اور غنتر صبا کو دروازہ اختتام کی جانب روانہ کیا اور ولیم شہنشاہ زنگی کو دروازہ ہفت منظر کی سمت روانہ کیا اور چوتھے دروازے پر خود ٹکڑے ہوا لباس عرصہ میں کچھ فوج بھی براہ نقب آگئی تھی اسے بھی اپنے ہی پاس رکھا اور تلو در کھینچ کر نعرہ کیا کہ اے اہل شہر ہوشیار و خبردار ہو جاؤ کہ میں آپ کو نچا جس کیسی اپنی جان بچاؤ ہو وہ دین آفتاب پرستی قبول کرے اور جو آفتاب پرستی قبول نہ کرے گا وہ بے تامل مارا جائیگا یہ گھڑ پٹا ایرج نے زندان غلامین لایا مالک بن ملکوت شاہ کو قید سے چھڑایا تمناج خان اور ایرج سے مقابلہ ہوا وہ بھی زخمی ہوا ایرج کے بھی دو چار زخم لگے مگر ایرج کا آخر کار قابو ہو گیا اور تمناج خان ایرج کے ہاتھ سے بہت زخمی ہوا کہ ہوش و حواس اس کے بجا نہ رہا ایرج نے اسے گرفتار کر لیا بعد اس کے اسد کے گرفتار کرنے کو جو خضر غام شیر دل دین موجود تھا یہ ارادہ ایرج کا دیکھ کر لپک گیا اور کل حال سے مطلع کر دیا اسد نے چاہا کہ کسی نہ کسی طرح شہر سے نکل جائے یہ نقد کر کے دروازہ ظلمات کی طرف روانہ ہوا وہاں پہونچ کر

عوجان دریا با بری کو دیکھا اور عوجان نے اسد کو دیکھا آواز دی کہ خبر دار او دیوانے اوھر آیا تو زندہ نہ جائیگا اسد نے
 یہ آواز سکر دروازہ اٹھم کاٹ کر کیا وہاں غنتر صبا بیٹھا ہوا تھا جب اسد دروازہ اٹھم پر پہنچا غنتر صبا نے لکھا اسد گھر کر
 وہاں سے بھی پھرا اور دروازہ ہفت منظر پر آیا وہاں ولیم شہاٹ بیٹھا ہوا تھا اُسے آواز دی کہ اسد ہو شیار ہو کر یہاں آنا وہ
 اہل تیری آبا نیکی اب اسد گھر گیا اور ولیم شہاٹ سے اُسے کہا تعذ کیا گر پھر دل میں یہ سوچا کہ ہر چند مجھ کو ان ایسے رنگیوں نے کوئی
 خوف نہ ہونا چاہیہ ان بھر کو تو ابھی کافی ہوں لیکن ابھی اگر اٹھاس جنگ میں اسیرج آپڑا تو پھر دشواری ہوگی اس سے بہتر یہ ہی
 کہ بہانے چلا ہی مل اس ملعون سے جان بچا بہت سی وقت کا امر یہ سوچ کر وہ ہانپنے بھی جاگا مگر حال یہ کہ زمین پانوں
 سے نکلے جاتی ہر پانوں ڈالنا ہر کمین پڑتا ہر کمین و مائین مانگتا ہوا اپنا ہوا چار جاتا ہوا اور آسمان کی طرف منہ اٹھا اٹھا کر
 و مائین مانگتا جاتا ہر کہی ہر ورور دکار علم تو ہی اس ظالم کے سچے سے نہات دینے والا ہر ایہ پرور دکار اب تو دورا بھی نہیں جاتا
 خداوند ابلہ کسی جلسے میں پہنچا وہ یہ و مائین مانگتا ہوا چار جاتا تھا کہ ایک احاطہ کے قریب پہنچ گیا غور سے جو دیکھتا ہے
 تو دیواریں اسکی نہایت مستحکم ہیں جس چپ فل کر کے اُس احاطہ کے اندر جا کو دا اور چار جانب اپنے سرداروں کو مسلح و مکمل کر کے
 بٹھا دیا اور اُس احاطہ کو مثل کھڑے کے تیار کر لیا اور آمادہ پیکار و مستعد کارزار ہو بیٹھا لیکن اسیرج جب اہل سلام کو قتل کرتا
 ہوا اُس احاطہ کے قریب پہنچا اور اسد کو مع رفق مسلح و مکمل احاطہ کے دروازہ پر بیٹھا دیکھا تو غرہ کیا کہ بھلا او دیوانے خبردار
 وہو شیار اچھے موقع سے تیرا سامنا ہوا اب میں تجھ کو ب زندہ چھوڑتا ہوں اسد نے یہ سن کر جواب دیا کہ جا بیٹھا اد آخا بہت
 اپنے گریبان میں منہ خال دنیا میں مجھے زیادہ شاہد ہو کہ کوئی پیا اور بے شرم ہو گا مجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے اپنی چچی کو جو رو بنالیا
 اور اسکی مدد سے قلم میں آیا مگر اب تو خوب یاد رکھنا کہ میرا تو کچھ نہیں بھاسکتا میں اپنے خدا پر تکیہ کیے ہوئے بیٹھا ہوں خدا سے ما
 بزرگ است اگر خدا نے مدد کی تو تجھ کو بھی واصل جہنم کرتا ہوں اور اُس نکاتہ کو درست کرتا ہوں تجھ کو اور اُسکو ایک ہی بورے میں
 رکھ کر نہ پچھ کوں تو اسد اپنا نام نہ رکھوں میں یہ کلمات سکر اسیرج آگ ہو گیا اور پکارا کہ او دیوانے مردود و نضر بامیں ابھی تو تیرے
 ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہوں اور چاہا کہ گھوڑے کو آگے بڑھائے کہ قارن قمر میں اور مالک بن ملکوت مشاد نے آگے بڑھ کر
 عرض کیا کہ خداوند رات ہو چکی ہو تاریکی خوب پھیل چکی ہو اسوقت جانا مناسب نہیں ہے معلوم نہیں رات کو کیسی گزرے کیسی گزرے
 اسوقت پھر طے صبح کو بھیجایا گیا اسیرج نے قبول کیا اور کہا کہ خوب اس احاطہ کو چار طرف سے گھیر لو ایسا نہ کہ دیوانہ کسی طرف سے
 فکل جائے اسوقت تمام آخا بہت پرستوں نے چار طرف سے زغہ کر لیا اور اسطر سے اُس احاطہ کو گھیر لیا کہ جسطرح دانو تین زبان
 یا انگوٹھی پہنکینے ہوتا ہے جب خوب چار طرف سے اُس احاطہ کو گھیر لیا تو اسیرج پکارا کہ خیر دیوانے رات بھر کے لیے تجھ کو اور چھوڑ
 دیتا ہوں کل تو ہر اور تیجہ ا بھار کی دھار یہ لکھ اسیرج وہاں سے پھر گیا اور اسد کو یقین ہو گیا کہ کل صبح کو ضرور قتل کیا جاؤنگا
 سمجھنے لگا کہ یارو یہ شب شب آخر ہی ہم تم سے بغلیں جو لین تم سے مل لو اور ب کے سب میرے پاس سے پٹے جاؤ اور اسیرج کی بہت
 کر لو اسلئے کہ اُسے صرف مجھے غرض ہو تم سب کیوں میرے ساتھ جاؤ دینے ہو اگر میری ہمراہی کرو گے مارے جاؤ گے سکر
 سمجھوں نے عرض کیا کہ خدا ہکو وہ روز نہ دکھائے کہ ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دین اور اسیرج بد نہاد کا ساتھ دین آپ کی بہت چھوڑ کر
 اُس آخا بہت کی بہت کریں العیاذ باللہ کعبہ کو چھوڑ کر قلعہ و کارستان لین یہ قسم کبھی نہ لگا آپ کی ہمراہی میں مارے جائے کو ہم
 حیات ابدی تصور کرتے ہیں یہ آپ کیا فرماتے ہیں آپ وہ وقت تو آنے دیجیے پھر دیکھیے گا کہ ہم نے کیا کام کیا انشاء اللہ
 اسوقت تک ہم زندہ ہیں آپ پرورسی بھی آج نہ آنے دینگے ہاں جب ہم ہونگے اسوقت پھر آپ کا خدا مالک ہو اور خداوند ہکو تو خوب
 اور تیجہ ہو کہ اپنے ہمراہی نسبت ایسا گمان کیونکر کر لیا کہ ہم سب آپ کا ساتھ چھوڑ دین ہکو آپ کے اس خیال ہی سے تحت استعجاب ہوتا ہے
 ایسی آپ سے امید نہ تھی کہ آپ ہمیں ایسا تصور کرینگے سبحان اللہ یہ سکر اسد نے رو دیا اور کہا کہ صاحبو دیکھ تم ایسے ہی ہو

خیر جو مرضی خدا کی مرگ انہو جتنے دلور و لیکن خداوند عالم سے کسی وقت نا امید نہونا چاہیے لایسوں من رحمتہ اللہ و عا کر و شایہ
 اللہ رحم کرے اور اس ظالم کے دام ظلم سے نجات دے یہ سکر سجون نے تم کر کے ہمال خضوع و خشوع نمازین پڑھتے ہیں اور
 بعد فراغ نمازیہ قرض زاری بدرگاہ جناب باری و عا کر تا شروع کی کہ خداوند واسطہ اپنے بندگان ظلم کا خداوند واسطہ اپنے
 امینیا کا خداوند واسطہ اپنی کبریائی کا کہ ہم سب کو اس بلا سے نجات دے کہ اسی امتا میں اسد پر تشنگی نے غلبہ کیا ایسے کہ تھوڑے
 میں اکثر تشنگی غلبہ کرتی ہے خضر غام شیر دل سے کہا کہ اے خضر غام جہان سے بن پڑے اور جسطرح ممکن ہو میرے واسطہ پانی لاکر
 بسبب بیاس کے میرے خلق میں کانٹے پڑے جاتے ہیں خضر غام نے کہا کہ شہر یار آپ کی بھی عجیب باتیں ہیں کہ وہ پرتو آجی ہر ایک کا
 اور ان اسد نے کہا کہ کہیں تو نکاش کر کے لایسے تو دم پر بنی ہوئی ہو اور تو باتیں بتاتا ہو جہاں سے بن پڑے وہاں سے لا خضر غام نے
 کہا کہ بہت اچھا آپ کی تعمیل ارشاد کرنا ہوں جاتا ہوں پانی اگر لا جاتا ہوں تو لا تا ہوں یہ مگر نہایت ہی پھرتی سے اس عا طہ کی دیوار کو توڑ کر
 تھوڑی سی دور چلا تھا کہ ایک بلخ کی دیوار دکھائی دی خضر غام شیر دل رکنہ مار کر اس بلخ کے اندر آیا دیکھا تو یہ وہی بلخ ہے جس پر
 یازار گمان کا کہ جو سچ زوہد متطہر نقب لکھی کر کے ایرج کو شہر میں بلایا تھا غرض پانی تلاش کرنا ہوا ایک بطن کو چلا جاتے جاتے ایک مقام پر
 کیا دیکھا کہ ایک ڈھیر خاک کا لگا ہوا ہو حیران ہوا کہ یہ خاک کیسی ہو شاید کوئی کنواں کھدا ہو گا لیکن کنوین کی مٹی اس کثرت سے
 نہیں ہوتی بات کوئی مبالغہ نہ ہو یا کوئی نقب کھدی ہو یہ سوچ کر اس خاک کے ڈھیر پر آیا مہرہ نقب کا دکھائی دیا فیکہ عیاری ہو
 کر کے نقب کے اندر روانہ ہوا جاتے جاتے شہر کے باہر نکل و ان سے شادان و فرحان پانی لیکر اسد کی خدمت میں روانہ ہوا جب اسد
 کے پاس پہونچا پانی پلایا اسد نے پانی تو پی لیا مگر ایک آدھ سرد دل پر ور سے کھینچ کر کہا کہ انوس صدافوس مفت اسٹی جی کے
 ہاتھ سے مارے گئے اب یہ آخری پانی ہے اب اس کے بعد پھر کاہیکو پانی نصیب ہو گا یہ سکر خضر غام نے کہا کہ شہر یار آپ یہ کیا کئے پاس کے
 خزانے میں دشمن آپ کے مارے جائیں اے خداوند آپ کا تو ایک روگنا بھی کوئی سیلا نہیں کر سکتا آپ کا خیال کہ میری اسد نے جو خضر غام سے
 اس قسم کے کلمات سنے اور خوش و مسرور پایا تو پوچھا کہ اے خضر غام سچ کہہ تو سقد ریشاش کیوں ہے کیا کوئی شکل تو نے نجات کی
 پیدا کی ہے خضر غام نے عرض کیا کہ حضور بن اسم اللہ چلیے میں ابھی تو آپ کا قلعہ سے باہر بیٹے چلتا ہوں اسد نے کہا کہ تو کچھ کہہ تو کیونکر چلیگا
 کیا تو میرے سونے سوچی ہے خضر غام نے کہا کہ خداوند جس نقب سے ایرج قلعہ میں داخل ہوا تھا وہی نقب مجھ کو ملگئی اسی راستے سے
 میں بیرون قلعہ گیا اور آپ کے واسطہ پانی و حوند لایا اسد یہ سکر بہت خوش ہوا خضر غام کو گھیسے لگا لگا کہ تو سچ کہتا ہے
 اسے کہا کہ آپ باہر اندر کے قشر میں لیٹے راست و دروغ میرا کل جائیگا اور آپ کا یہ خیال بالکل نادرست ہے کہ مجھے وفادار
 غلام کو آپ بیوفا تصور کرتے ہیں اور آپ کو میرے کہنے کا یقین نہیں ہے آپ میرے کہنے سے چلے تو چلیے غلام حضورت کبھی جو تھوڑا بوجھ
 آج دروغ کہیگا یہ سکر قریب تھا کہ اسد کو شادی مرگ ہو جائے جب تھوڑی دیر کے بعد اس حالت سے نجات پائی تو پہلے کندین
 مار مار کر مرکیوں کو اس عا طہ سے باہر نکالا بعد اسکے آپ مع رفقا اس عا طہ سے باہر آیا کوئی پہر رات باقی تھی کہ نقب سے باہر نکل
 اور رفیقوں سے کہا کہ بھائیو میں لشکر ایرج پر شہنوں کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم سب کی کیا رائے ہے سمجھو نے عرض کیا کہ اسم اللہ چلیے
 یہ سکر اسد لشکر ایرج کی طرف چلا تھا کہ روشنی مشعلوں کی نمایاں ہوئی دور میں سے جو اس طرف دیکھا تو دیکھا کہ ایک لشکر کثیر
 چلا آتا ہے اور اوجھرتے ان لوگوں نے دور میں سے لشکر اسد کو دیکھا اور اسد نے آواز دی کہ تم کون لوگ ہو اوجھرتے ان
 لوگوں نے جواب دیا کہ شاہزادہ نگار بادشاہ خیر خوارون لگن بن لکنات زنگی ایرج آفتاب پرست سے لڑے کو آیا ہے اس لیے
 کہ ایرج بدنامی اسدین کر ب غازی ہے یہ سکر لکھن بن لکنات آگے بڑھا اور اقامہ اسد کو بوسہ دیا اسد نے اسے
 گلے سے لگایا اور کہا اے لکھن بن لکنات فک کہ خوار اور گردون فدا رہے پرور ہے کہ اس باجی کو آسمان پر چڑھا جائے

اور سر اسکا عرش سے ٹوڑا ہوا اور ہین یہ ذہین و کماتا ہر مجاہد ہین کیا کیا جاسے مگر ایو لکمن اصل یہ ہر کہ جو کچھ کہا وہ لندھو رہنے
کیا نہ لندھو رہے اس کے شریک مال ہو تانہ پاجی نورعان پر جزا اور نہ اس قدر مرغا تا لکمن نے کہا کہ ایو شہر پار آپ طمن ریت
اور گجہ اسے زمین میں اس آفتاب پرست ستاروں کا اور اسے داخل جہنم کروں گا یہ سکر اسد نے کہا کہ ایو لکمن خدا تیرے اماد میں
یہ کت دے اور مجھے قیاب کیسے مگر جو میں کون اس پر عمل کر لکمن نے کہا کہ میں بہر طور آپکا مطیع ہوں جو کہیے گا سو کروں گا اسد
نے کہا کہ او لکمن اب تو تم سے ساتھ چلو لشکر ایرج پر شجھون مارو بعد اُسکے پھر سمجھو لکمن نے کہا کہ بہت اچھا میں آپکے ساتھ ہوں
بس لکمن اسد دونوں کے دونوں اپنی اپنی فوج سمیت لشکر ایرج پر شجھون کرے قتل و تاراج کرنا شروع کیا نیمو بنین آگ
لگادی لشکر ایرج میں ایک غلطہ بند ہوا کہ اسے دیوانہ اسے ڈالتا ہر بیان ایرج جو صبح کو بیدار ہوتا ہر تو اپنے لشکر کی سمت سے
ایک غلطہ یا سانی دیا لوگوں سے کہا کہ دریافت تو کرو سے لشکر میں یہ غلطہ کیسا ہوا اسد تو ہین کھڑا ہوا ہر پھر کیا اور کوئی شخص ہین
اگر اسے شجھون مارا ہر یہ لکمر مارے گجہ اسے کھڑا ہٹ کے خود ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور ایرج پر اس کے کان لگا کر جو سناتا ہر تو اسد کے ہونے کی
آواز آئی حیران ہوا کہ اسد وہاں کیونکر ہو چکا وہ تو ہین کھڑا ہوا تھا یہ خیال کر کے اُس احاطہ کے پاس آکر در بانوں سے پوچھا کہ کیا
اسد نکل گیا ان سب نے کہا کہ حضور جیوقت سے آپ ہین بیان قیامت کر کے ہین اسوقت سے ہم سٹھنیں آخروہ گیا کہ مرے
یہ سکر ایرج اس احاطہ کے اندر آیا دیکھا کہ احاطہ خالی پڑا ہوا اسد کا پتا نہیں یہ دیکھ کر نہایت اُتر دہ ہوا اور در بانوں سے بہت برع
ہوا اور ہر ایک پر بہت ہی خفا ہوا اور کہا کہ تمہیں لوگوں کے منہ کرنے سے میں قتل اسد سے شب کو باز رہا آخر کار دیکھاتے کہ وہ
صبح ہونے ہی صاف نکل ہوا چلا گیا اچھا اب یہ تو دریافت کرو کہ وہ گیا کس طرف اور کون سا راستہ ایسا اسکے ہاتھ لگ گیا کہ تم
لوگوں کو خبر نہوئی اور وہ نکل گیا یہ سکر لوگوں نے تفحص جو کیا تو معلوم ہوا کہ لقب کے راستہ سے نکل گیا اگر ایرج سے بیان کیا
کہ حضور جس لقب میں سے آپ آئے تھے اُسی میں سے اسد بھی نکل گیا یہ سکر اسوقت ایرج اپنے لشکر کی طرف چلا اور اُس گجہ اسے
میں یہ بھی نہ کیا کہ لقب پر کسیکو متعین کرے اسی طرح لقب چھوڑ کر روانہ ہوا جب قریب اپنے لشکر کے پہنچا تو غروہ کیا کہ باش او
اسد ناہنجا را او دیوانہ و کار میں آپو پنچا تو جانا لمان ہر دیکھ تو میں تیری کیا گت بنانا ہوں یہ غروہ ایرج کا خضر غلام نے سن
پایا اسد سے جا کر بیان کیا کہ ہوشیار و خبردار ہو جیسے ایرج بہنماؤ آپو پنچا یہ سکر اسد نے بوق بجادی کہ ایو یاران ہر رویداد میں
لکمن وہاں سے قلعہ کا رخ کیا مہرہ لقب کا تو بدستور کھڑی ہوا تھا اُسی لقب کے راستے سے پھر داخل قلعہ ہوا اور قلعہ میں آکر لقب
بند کروادی یہ خبر سکر زوجہ خواجہ مظفر بازار گان بھاگ گئی اُسے ڈھونڈنا شروع کیا چار طرف تفحص کیا مگر کہیں پتا نہ لگا
بجھو رہو کر اسکی تلاش سے دست بردار ہو کر تمنجاج خان اور قیاس خاں وغیرہ جو ایرج کی قید میں تھے اُن سبکو مع
امرا سے ترکستان قید سے رہا کیا اور مالک بن ملکوت شاہ کو پھر بدستور سابق مقید کیا اور فیلندہ دروازے پر آ کے حکم دیا کہ
ہاں طبل شادمانی بجا دو اسیوقت طبل شادمانی بجنے لگا اور خود اسد نے بوق بجا نا شروع کیا ایرج اپنے لشکر میں اسد کو تلاش
کر ہی رہا تھا کہ صدائے بوق سمت قلعہ سے سنائی دی تعمیر ہو کر قلعہ کے سامنے آیا دیکھا کہ اسد مع رفقا بوق بجا رہا اور مالک
بن ملکوت شاہ بندھا ہوا کھڑا ہر یہ دیکھ کر ایرج نہایت تاویج کھا کر لقب کی طرف چلا جب لقب پر آیا دیکھا کہ لقب کا مہرہ بند
ہر ناپار ہو کر وہاں سے بھی چرا اور نہایت وجہ متاسف ہوا کہ افسوس میں نے لقب پر کسیکو نہ معین کیا مارے گجہ اسے گجہ اسے
کچھ خیال نہ آیا لقب کو بوبہین چھوڑ دیا معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ اسی لقب کی راہ سے نکل گیا یہ سکر ہر ایک نے عرض کیا کہ ہاں
ایو شہر پار فی الواقع بڑی ہی چک اور انتہا سے مرتبہ کی غلط فہمی ہوئی قلعہ لیا ہوا ہاتھ سے جانا رہا یہ سکر قارن قمر میں
عرض کیا کہ حضور متاسف نہوں قلعہ پھر آپ کے ہاتھ لگ جائیگا اور پھر آپ قلعہ پر بخوبی قابض ہو گئے ہیں ہم شدنی بود شدنی
اجال لکمن بن لکمنات ذنگی کا غلطہ فرما سے کہ لکمن نے اسد سے کہا کہ ایو شہر پار میں اس آفتاب پرست سے مقابلہ کروں گا اسد نے کہا

کہ اچھو لکھن پہ پابی بہت زبردست چہ تم اسکے مقابلہ کو نہ جاؤ لکھن نے عرض کیا کہ امیر شہر یار میں انشا اللہ آپ کے اقبال سے اس موجود
پہ غالب آؤنگا ہر چند اس نے بھیایا مگر لکھن کب سنا جو اپنے نوگوں بہت قہمت باہر آکر مقابل لشکر ایرج کے آئے اس کا رونا نے
اسوقت ایرج کو مطلع کیا کہ اس زبرد کو آفتاب پرستان لکھن بن لکھنات زنگی کے مقابلہ کو آیا ہوا ایرج نے ان دھور سے پوچھا
لندھو رامیر حمزہ صاحب جقران لکھن بن لکھنات زنگی پر کیونکر غالب آسے تھے اور اسے کہہ سلیح اسلام قبول کیا تھا لندھو رامیر نے
کہہ دی کچھ بھی نہیں فقط امیر سے اول اس سے لاکہ دن چھ رشتی رہی شام کو امیر نے اسے زبرد کر لیا یہ لشکر ایرج خاموش رہا اور شہر شہر میں
ہست ہو کر حکم دیا کہ کل جنگ بجا دیا بلے بوج حکم اسوقت لشکر ایرج میں طبل جنگی نوازش میں آیا ہر کارہ دن نے خبر لکھن بن لکھنات
زنگی کو پوچھا لکھن نے بھی فقارہ زنگی بجا دیا شب بھر دونوں لشکر و فوج تباری رہی صدائے بیدار باش ہوشیار باش بلند رہی جب
صبح ہوئی تو دونوں لشکر حرکت کر آئے میدان نبرد ہوئے صفین جہاں و قتال کی آواز سے بہتوں جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو پہلے ایرج
اپنے لشکر سے مرکب کو پکارا کہ بڑا اور میاں طلب کیا اسد فیلبند دروازے سے تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ساتھ ہی ایرج کی مبارزہ طلبی کے
لکھن بن لکھنات زنگی اپنی صف سے لشکر ایرج کے مقابل ہو اپنے تھکا و زنی ہوئی چار قدم مرکب ایرج کا پیچھے ہٹا اور سات قدم مرکب
لکھن بن لکھنات کا سپاہی ہو تو سنوں کو رانوں میں مسلک ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے لکھن سے کہا کہ اوزنگی مجھ کو شیر اعظم
آفتاب تابان نے صاحب جقران کیا ہوا اور حمزہ میری شمشیر کی ہیبت سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ ہے کہ تو میری اطاعت کر ورنہ
میرے ماتحت سے ذلیل ہوگا لکھن نے جواب دیا کہ اوزنگی بچے کل کا زبرد جو کہ تو شہر فرنگو شیرین گلی گلی کا شہر و جہاں تیرا پڑا ہے اور کج
صاحب جقرانی کا دعویٰ کرنے آتا ہوا اور حمزہ میری شمشیر گیر حمزہ صاحب جقران کی نسبت ایسی بدتمیزی کے کلمات کہتا ہے کہ وہ میری شمشیر کی
ہیبت سے ظلمات کو بھاگ گئے لاجول و لا قوۃ الا باللہ یہ کیا دہیہ وہی ہے اسے وہ صاحب جقران با اقبال مودعہ من اندھین اتفاق کے تعاقب میں
گئے ہیں انشا اللہ المستعان بہت جلد اس کا فرقہ اس کو سزا دیکر مراجعت فرمائینگے اور کھانسی سر کوئی کرینگے اور میں تجھ ایسے پامی کی بات
کیا کروں گا انشا اللہ بھول اندھین تمام سرکشی تیری ابھی نکالے دیتا ہوں ایرج ہ کلمات سنکر نہایت خضبتاک ہوا اور کہا کہ اوزنگی
میں خاموش رہا ہوں اپنی بند کر اور بیوہ و وایات نہ بک میدان کا رزار جاسے ٹھٹھو نہیں ہو اگر ہوس جنگ ہو تو اپنا مہر بولا یہ لشکر
لکھن نے کہا کہ خبر دہ ہوشیار ہو مگر حمزہ ہاتھ میں لیکر ایک تیر کے فاصلہ پر پہنچے بہت کے سینہ ایرج ہمارا ایرج نے نیزہ کو نیزہ پر
دکا لگی نیزہ بازی ہونے ایرج شاگرد ہوا کہ کمر مست قلاق کا کوئی دوسطعن کی رو بہ دل کے بعد ایرج نے نیزہ لکھن کا
ہوائی کر دیا بس نیزہ کا ہوائی ہونا کہ جہاں لکھن کی آنکھوں میں تیر و تار یک ہو گیا اگر گران سنگ آسمان رنگ پر چڑھ کوہ ہشت پہلو
آٹھا کہ ایرج ہمارا ایرج نے اسے بھی رد کیا اور اپنا گرز لکھن ہمارا لکھن نے روکا تو سہی مگر مدد گرز سے مرکب لکھن کا ہلاک ہوا لکھن
نے بھی نہایت چالاکی سے اٹھ کر تلوار مرکب ایرج پر مار دی کہ ایرج کا مرکب بھی ہلاک ہوا بس ایرج فوراً مرکب سے کود پڑا لکھن نے
دوسری تلوار ایرج پر لڑائی ایرج نے جھنوں سپاہی لکھن کی تلوار کو اپنے قبضہ میں کر لیا لکھن نے چاہا کہ تلوار ایرج سے چھین لے
مگر کسی طرح ممکن نہوا اور کشکش ہونے لگی آخر ہاتھوں سے تلوار میں رکھ رکھ کر دونوں باہم کشتی لڑنے لگے کوئی چار گھنٹہ بات
گئی ہو گئی کہ ایرج نے لکھن کو زبرد کیا اور شکین باندھ کر اپنے لشکر میں لیگیا خود داخل رہا لکھن ہوا کہ پورناک زرمی اتار کر پورناک
زرمی پہنی اور دخل شوکت پر رونق افروز ہوا کہ اسی اثنا میں لندھو رامیر بھی اپنے رہائش گاہ سے داخل بارگاہ ہوا ایرج نے اسے واسطے
آٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر لاکے بٹھایا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ایرج نے حکم دیا کہ لکھن زنگی کو حاضر کر و اسوقت کچھ لوگ
لکھن زنگی کو دخل و زنجیر میں گرفتار کر کے ایرج کے سامنے لائے لکھن نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھو رامیر نے معرختا جواب
سلام دیا ایرج نے کہا کہ اس لکھن میں نے تجھے سر میدان بھی ہمیشہ کی تھی لیکن تو نے نصیحت میری قبول نہ کی خیر اب بھی کچھ نہیں
گیا جو سرکشی کو چھوڑ نہی اعظم آفتاب تابان کو بعد قیاس و عدل بہت عزت و حرمت دے گا یہ لشکر لکھن نے کہا کہ ایرج

جس شخص نے دین اسلام کی لذت چھٹی تو وہ کبھی کافر نہیں ہو سکتا ایسے جہنم کے کہا کہ اچھا اسی لکھن یہ بھی میں نے تسلیم کیا دین اسلام کی
 ترک نہ کر لیکن بیعت ہمارے اختیار کر کے کہ ہمارے ایمان سب مذہب و ہر طریق کے آدمی موجود ہیں لکھن نے کہا کہ تو مجھے کیا بتا
 میں اسد بن کر پٹنہ کی بیعت ترک کر کے تیسری بیعت کرونگا لا اعلیٰ ولا اقلہ الا باللہ یہ سکر ایسے جہنم بہت ہوا اور پکارا
 کہ اوڑنگی رو سیاہ اگر بیعت نہ کریگا تو راہ جالیگا یہ سکر لکھن نے کہا سرچہ با واد جہنم سے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کرے اسے باز نہ کرے
 یہ سکر ایسے جہنم نے حکم دیا کہ بلا دہلاؤں کو چوہا بار جلاؤ کو بلاؤں نے چلا ہی تھا کہ لندہ طور مان ہوا اور ایسے جہنم سے کہا کہ اسی ایسے جہنم کو
 ہمارے قمار سے جو عہد و بیان ہوئے نہ برطرف کرو اور اس پر قائم ہو یعنی تین روز تک اسے قید رکھو اگر اس مدت میں یہ راہ
 راست پر آیا تو قہراً ورنہ بعد تین روز کے اختیار ہو چاہنا قتل کرنا چاہنا جان بخشی کرنا ایسے جہنم نے کہا کہ اسی دار اسے ہندوستان
 بھیجا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہوگا میں اس عہد کو بخود لا ہوا تھا اور چوہا بار کو حکم دیا کہ بلاؤ کو نہ بلاؤ اور اس پر صبر کیا کہ بھائی
 کہ حکم دیا کہ تم بھاگ کر آتے قید کرو اور جس روز دار اسے ہندیا آئے رفیق اگر اسکی فمائش کو جائیں تو روکنا نہیں اور لکھن سے
 کہا کہ لکھن ہمارے تصدیق لندہ طور تجھ کو تین روز کی مہلت دی لکھن نے کہا کہ اوڑنگی بچے کیا بکنا جو مجھ کو میرے خدا سے بچا
 کیا مہلت دیگا صبر عہد و شوہر سبب خیر گر خدا خواہد ایسے جہنم نے کہا کہ بھاؤ اس زبان دراز کو غم صبا بار و عثر صبا لکھن نے
 کو لیکر زندان خانہ کی طرف لیگیا اور بھاگ کر گرفتار کیا لندہ طور نے کئی مہرہ عادل شیر دل وغیرہ کو سمجھانے کے لیے لکھن کے
 پاس بھیجا اور کہا بھاگ کر آئی لکھن نے زنگی جہنم صاحب قرآن ظلمات سے معاودت فرمائی تو ایسے جہنم سے بیعت کر کے لیکن لکھن نے
 اور کہا کہ یہ مجھے ہرگز نہ گوارا کہ میں اس پابی کی بیعت کروں تا چار ہو کر لندہ طور خاموش ہو رہا لیکن ضرغام شیر دل استوار حالت
 کے لیے لشکر ایسے جہنم میں آیا اور بعد شخص حالات اسد سے تمام حالات بیان کیے کہ لکھن کیسی طرح ایسے جہنم کی اطاعت قبول نہیں کرتا کل
 ایسے جہنم سے قتل کر دیا اسد نے کہا کہ اسی ضرغام آج انشاء اللہ میں لکھن کو چھڑا لاؤنگا اور اگر لکھن آج میرے ہاتھ نہ لگا تو میں اپنی جان
 دیو و کا قصہ دن تو یونہی نہ کر دے میرے گزر گیا جب رات ہوئی تو اسد نے ضرغام سے اسباب شب رومی طلب کیا ضرغام نے
 دست بچہ حاضر کیا اسد نے تمام لباس چارہ ہی ہر پیر آراستہ کیا اور ضرغام کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکل کر لشکر ایسے جہنم کا راستہ لیا جب
 داخل لشکر ہوا تو ہر ایک کی زبان سے یہی سنا کہ ہر ایک اسد کا نام لے لیکر گالیان دے رہا ہے نہایت آزدہ ہوا مگر سو کا خوشی
 چارہ ہی کیلچہ چکا گالیان سننا ہوا اور وازہ بار گاہ پر آیا ایسے جہنم کو دیکھا کہ بجائے صاحب قرآن بیٹھا ہوا ہے اور دار اسے ہندوستان
 زمان لندہ طور بن سعدان دست راست کی طرف بیٹھے ہوئے بہ نگاہ عاشقانہ ایسے جہنم کی طرف نگران میں نہایت درجہ صبر و تاب
 کھایا اور ولین کہا کہ واہ واہ دیاں لندہ طور بھی ایک چیز میں قصہ لشکر ایسے جہنم کی سیر کرتا ہوا جس جگہ لکھن بن
 لکھناتہ زنگی مقید تھا وہاں آیا دیکھا کہ در زمان پر پاسبان بہ کثرت بیٹھے ہوئے ہیں مشعلیں روشن ہیں آواز ہو شیار
 باش میاں باش کی بلند ہے دیکھ کر اسد نے ضرغام سے کہا کہ کیوں بھائی کیونکر لکھن کو چھڑاؤ میں اسے عرض کیا کہ شہر بار
 آپ سے زیادہ مجھے عقل نہیں ہے مگر اتنا جانتا ہوں کہ لندہ طور بن سعدان ان کے رہنے کے رفا کو فمائش کے لیے بھیجا کرتا ہے اور ایسے
 نے لندہ طور اور اس کے رفا کو لکھن کے پاس جانے کی اجازت دیدی ہے اسد نے کہا کہ واہ واہ اگر یہی امر ہو تو بہت سہل ہو
 اگر مہ ہندی کی شکل پر شکل ہوا ضرغام شیر دل کو ننگانہ ہزار کی صورت پر تبدیل کیا اور دونوں کے دونوں زندان خانہ میں
 آئے غم صبا نے کہا کہ اسی اگر مہ تم بھی آج سمجھانے کو آئے ہو عادل شیر دل وغیرہ خوب خوب سمجھا چکے اسد نے کہا
 کہ یہ زنگی تو کسی سنا نہیں کسی کو کچھ سمجھنا نہیں ایسے کو سمجھانا بھی بے سود جو معلوم ہو کہ بالاسکی قضا ہی اتنی بدست سمجھا کر کیا
 کرونگا بجز اس کے کہ میرا بھی سخن ضائع ہوا ورنہ کوئی نتیجہ مترتب ہوتا نہیں معلوم ہوتا دار اسے ہند کے کہنے سے میں چلا آیا ہوں
 دو گھڑی قمار سے پاس بیٹھ کر جاؤنگا اس زنگی کے پاس تو میں جاؤنگا بھی نہیں یہ لکھن بیٹھ گیا ادھر ادھر کی باتیں ہو لیکن

عمرم صیبا نے جام شراب پیش کیا اگر مہ مصنوعی سے اُس جام کو پی کر کہا کہ اسی عمرم صیبا یہ شراب تو عجیب الذائقہ شراب ہے
 میں نے اس رنگ کی شراب آج تک نہیں پی میں حیران ہوں کہ تھے کیونکر پی جاتی ہے اور مصنوعی نغان ہزارا سے کہا کہ جی
 نغان وہ شراب ہے جسے بنوائی ہے کوئی شیشہ اسکا اپنے ساتھ لے ہو نغان ہزارا نے کہا کہ جی ہاں لایا ہوں یہ مکروہ شیشے شراب کے
 بنل سے نکال کر اسے رکھ دیے اگر مہ نے ایک جام اُس جام شراب میں سے پھر عمرم صیبا کو دیا عمرم صیبا اسے پی کر بہت خوش
 ہوا اور کہا کہ اگر مہ کیا عمرہ شراب ہے اگر مہ نے کہا کہ اگر مہ صیبا اگر ایک جام اس شراب کا پی لے گی یہی شراب کے نوابہ بھر میں جی
 ملو تو وہ بھی لہجی ہو جائے عمرم صیبا نے کہا کہ پھر اس میں سے تھوڑی سی مجھے بھی عنایت کیجیے میں آپکا بہت ممنون ہوں اگر مہ نے کہا کہ جی
 احسان کا یہ شراب بھی موجود ہے اور تھوڑی سی حاضر ہے یہ ہو چکی تو اور بنوائیجیے گا یہ مکروہ نون شیشے شراب کے عمرم صیبا کو دیا یہ
 یہ دیکھ کر سب کے سب پیادے دوڑ پڑے کہ تھوڑا تھوڑا تبرک میں بھی عنایت کیجیے عمرم صیبا نے کہا جی غل کیون کرتے ہو پھر
 ایک شیشہ خود لے لیا اور ایک شیشہ سبکو تقسیم کر دیا اُن بچوں نے اپنی شرابوں میں لایا کہ خوب پی جب خوب پی کر میوش ہوئے تو اگر
 نے عمرم صیبا کے کہا کہ عمرم صیبا اب میں رخصت ہوتا ہوں یہ سکر عمرم صیبا اتھا تھا کہ دو چار قدیم اگر مہ کو پوچھا کہ پوچھی
 نے غماخہ مارا عمرم صیبا میوش ہو کر گر پڑا یہ دیکھ کر اکثر لوگ اُٹھائے کہ دوڑے جو اُٹھا دے اور اگر اس
 اس نے خیر لیکر مہ عمرم صیبا سبکو فوج کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑا بعد اُس کے زندان خانہ کے اندر آیا میں لکھن اس خیال سے کہ
 سبکو ضرور قتل کا سامنا ہو سوا نہیں ولین کہ رہا ہے کہ لکھن جیسا تو سنہ اسد کے کہ کا خیال نہ کیا ویسی ہی سزا پائی کہ بے توبان سے
 انکار بیت کر چکا مر جانا قبول ہے اور بیت اس آفتاب پرست کی قبول نہیں ہے ہر چہ بادا باد لیکن چہ نکہ موت کا سامنا تھا اس سے زندہ
 انکو نہیں بھر بھرتے ہیں اور بے اختیار دعا کر رہا ہے کہ ایہ پروردگار عالم اسکا نر خاسر کے پنجہ سے نجات دے لکھن حیران کی زیادت سے
 شرف ہو لہذا تو چہرے اختیار ہو گئی لکھن یہ دعا کر رہا تھا کہ ایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ لکھن میں فاشوش و غایتی قبول ہو گئی
 زانوس تزد سے سرائکار دیکھ تو سہی یہ آواز سکر جو لکھن نے سرائکار دیکھا تو کیا دیکھا کہ دو سیام پوش باغیچہ خون آلودہ آئے میں
 گوشت و کھانہ لکھی کھینچا چٹناک سے ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ یہ دونوں تیرے قتل کرنے کو آئے ہیں وہ سچ کر سر جھکایا اور بیٹھا لکھن
 لکھن خاموش ہو رہا اسد نے آواز دی کہ ای لکھن متر و نہوا اور اطمینان رکھ اس میں ہوں اسد بن کر بے غارتی اور رات
 سیرے ضرغام شیر دل سے تیرے چہرے کو آیا ہوں تمام زندان بانوں کو مارا یا تیرے جھکڑیاں بیڑیاں کٹا دیں لکھن
 نے جو اسد کی آواز پہچانی قریب تھا کہ شادی ہو جائے مگر اپنے کو غم کر کہا کہ اس شہر پار قید کا توڑنا تو دشوار نہیں ہے مگر شکل یہ ہے
 کہ پھر اچر کی بہت سخت تھا ورنہ میں اب تک کب کا قید توڑ کر حاضر خدمت ہو چکتا یہ لکھن سلاسل کو پڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ تمام قید خانہ کی
 کے ٹوٹ گئی اسد اسے اپنے ساتھ لیکر زندان خانہ سے باہر آیا اور صاف دیکھا کہ کھانے ہوئے لیے چلا گیا اور باتاریات داخل قلعہ
 ہوا اور یہاں جو صبح کو ایسج ہار گاہ میں آکر بیٹھا اہل دربار جمع ہوئے گئے لکھن بھی اگر موجود ہوا ایسج نے توجہ کی اور کہا کہ
 دارا سے ہند آج چھٹا دن ہے ایام موعودہ گزر گئے اب آپ لکھن کے مقدمہ میں کیا کہتے ہیں لکھن صوبے کے کہا کہ جو حق سمجھائے گا تھا وہ
 میں سمجھاؤں گا اب تھیں اختیار ہے جو مرضی مختاری اب کیطرح مزاحم نہیں ہوں اسلئے کہ وہ کیطرح ہاشامی نہیں یہ سکر ایسج نے
 کہا کہ لاؤ لکھن کو جو بار جو زندان خانہ میں گیا تو دیکھا کہ عمرم صیبا نے اپنے ہمراہیوں کے مذہب کو بڑا بوجھ دروازہ زندان کا
 کھلو ہوا پھر دیکھا کہ بیڑیاں ٹوٹی ہوئی پڑی ہیں لکھن کا نام و نشان نہیں یہ رنگ دیکھ کر بوجھ دار واپس گیا اور ایسج سے کل ہارا
 بیان کیا یہ حال ایسج سکر بہت متاسف ہوا وہ عمرم صیبا کے پاس سے پاس پر بہت کچھ افسوس ظاہر کیا اور شاہ پور شیر دل سے
 کہا کہ جا کر دیکھ تو یہ کام کس عیار چالاک کا ہے پھر شاہ پور زندان خانہ میں گیا پھر اسد اور ضرغام کا پہچانا اور ایسج سے مگر
 تمام ماجرا عرض کیا اور کہا کہ حضور یہ کام اسد اور ضرغام کا ہے پھر ایسج کمال غضبناک ہوا اور کہا کہ افسوس صد افسوس

کیا کروں اور کہا نہ کروں اس جوان نے کھجور کا دیا جو دلوں کو خوں کر دیا ہو کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی اور تو ایرج کو ناست اور
 اور سرانتر صبا نے مال ابتر کیا ایرج نے اسکو تسلی و تشفی دی اور بڑی دھوم سے عہد صبا کی لاش دفن کرانی بعد اسکے
 کمال غیظ و غضب طبل جنگ بکھنے کا حکم دیا ہو جب ملک اسوقت فتنہ رزمی نوازش میں آیا ہر کاروں نے یہ خبر قلعہ میں پہنچائی
 وہاں بھی کوس جہتی پہ چوب پڑی شب بھر دونوں لشکر دین تیار رہی علی الصباح ایرج نے قلعہ پر یورش کی گولوں کو دھڑکا
 ہوا بختہ خندق پہونچ گیا اور پکارا کہ او دیوانے اب تو میرے ہاتھ سے کہ مر جائیگا اسد نے آواز دی کہ او پابھی تیری حقیقت کیا ہے
 لا زال تو میرا ایک بال بھی بکا نہیں کر سکا یہ لکھ مالک بن ملکوت شاہ کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا جلا و سر پہ مالک کے تلوار کھینچا
 کھڑا ہوا چاہتا تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ کے تلوار لگا سے کہ ایرج نے آواز دی کہ اے اسد میں ابھی پھر جاتا ہوں اے اسد
 تجھے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ مالک بن ملکوت شاہ کے قتل سے درگزر یہ لکھ قلعہ کے سامنے سے پھر گیا اسد نے مالک
 بن ملکوت شاہ کو زندان خانہ میں بچھہ باہر اسکے قیاس خلن نے اسد سے کہا کہ اے اسد غازی اب سیرتزدیکہ امر مناسب ہے
 کہ آپ ایک نامہ سپہ سالار لشکر صاحبقران مالک اثر در کو بریں مضمون تحریر کیجیے کہ اے سپہ سالار لشکر صاحبقران مالک
 اثر در نوجوان لندہ صوبہ بن سعدان کو امیر کشور گیر اپنے ملک کی حفاظت کیواسطے چھوڑ گئے تھے تو وہ ہندی ملک حرم ایرج پر
 عاشق ہو گیا اور اسکی بہت کر کے نام بارگاہ سلطانی اور اثاثہ صاحبقرانی اسکے سپرد کر دیا ہم سے سخت پریشانی ایرج کے عشق میں
 سخت وارت ہو اسکو سہ آغوشنوی ایرج کے اور کسی سے کچھ سروکار نہیں چاہے کوئی مرے چلبے جیے اور اسکی اسطرح اطاعت کرنا ہے
 کہ بجائے صاحبقران بلکہ صاحبقران سے کچھ زیادہ بھجنا ہو گا ہم مجبور ہو کر شہر فرنگوشیہ میں قلعہ بند ہو گئے ہیں اور وہ قلعہ
 پرست یعنی ایرج بدبخت ہمارا محاصرہ کیے ہوئے ہمارا سد بالکل بند ہے اب ہر ایک کو موت پسند ہے لہذا آپ کو لازم و واجب ہے کہ
 بہت جلد آکر ہماری اعانت کیجیے اور اس قلعہ پرست کے پیچھے سے نجات دیکھیے اسد نے یہ لے قیاس خلن کی بہت پسند کی اسد نے
 اسی مضمون کا نامہ لکھ شہرنگ عیار کو دیا کہ جلد اس نامہ کو مالک اثر در کے پاس پہونچا دے شہرنگ نے نامہ لیکر سر سے باز
 اور خدمت مالک میں روانہ ہوا اب اسکو توراہ میں چھوڑے اور چند کھ مال مالک اثر در کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب صاحبقران
 باقبال لقاے خسرو آل کے تعاقب میں جانب ظلمات روانہ ہوئے تھے تو لندہ صوبہ بن سعدان کو ایرج کی حفاظت
 کیواسطے چھوڑا تھا کہ خبردار کب یہ طرح کا چشم زخم ایرج کو نہ پہونچنے پائے اور جس امر میں وہ رضامند ہو اس میں کوتاہی نہ ہو
 مالک کو واراب کی نگرانی کیواسطے مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر مالک واراب کشور کشا مسوری اولاد میں سے ہو جب تک ظلمات
 سے واپس آؤں تم اسکی نگہبانی کرنا لقمہ مالک اثر در بلکہ صاحبقران نامہ اور اسی ہزار تیرہ داران عرب سے اگر وہ کشور پر
 اثر جب یہ خبر واراب کو پہونچی تو نہایت غضبناک ہوا اور سکا کہ جبکہ اس عرب نے قید کیا ہو یہ لکھ اسوقت قلعہ کشور میں سے کہ اگر
 قلعہ کشور میں جلد ہمارا نامہ لیکر مالک اثر در کے پاس جا اور نہانی بھی کہہ دینا کہ مالک بہتر ہے کہ تم بیان پہلے جاؤ کہ لکھ
 قلم و دات کا نڈا اٹھا کر اپنے انچ سے ایک نامہ بنام مالک بن مضمون تحریر کے قلعہ کو دیا کہ اے مالک اثر در بعد ما وجب کے
 معامد کرو کہ تمہارے آنے کی خبر پہونچی اور معلوم ہوا کہ تمہارے ہمارا محاصرہ کیا ہے اور ہر ایک قیدی فرض کیا ہے تو اے مالک کیا
 اب ہم ایسے گئے گذرے ہیں کہ تم ہمارا محاصرہ کرنے آئے ہو بہتر ہے جو کہ تحریر ہمارے دیکھتے ہی تم بیان سے چلے جاؤ اور اپنے غریب
 بیان سے اٹھو و قلعہ کشور میں اس نامہ کو لیکر خدمت مالک میں حاضر ہوا اور نامہ مالک اثر در کے حوالہ کیا مالک نے قلعہ
 کشور میں کی بہت کچھ عزت و توفیر کی اور نامہ کو پڑھا کہ اب اسکا اسوقت تحریر کیا کہ اے صاحبقران آفتاب پرستان اے
 واراب کشور کشا نامہ تمہارا میرے پاس آیا میں نے اسے ہر ما مطلب سے اکادہ ہوا تم کسی طرح کوئی خیال ہر سلو کی میری طرف
 اپنے دلمین نہ لاؤ میں تمہارا حریف بنکر نہیں آیا ہوں جو تمہارا حریف ہوا اسے شوق سے تم قتل کرو میں تو تمہارا دوست مخلص ہوں

تھارسی حفاظت کے لیے آیا ہوں جہاں تھاراجی چاہے وہاں جاؤ جسے چاہو لاؤ گئے کوئی سروکار نہیں میں کسی طرح مانع و مارج
 نہیں بلکہ جہاں جہاں تم جاؤ گے ہمیں اختیار تھا اسے ساتھ رہو ننگا اور ہر مقام پر تمہاری حفاظت کرونگا لیکن یہ امر کہ میں تھار
 یہاں سے چلا جاؤں یہ ممکن نہیں اور یہ جواب لکھ کر قتلح کے حاکم کو کیا قتلح اس تحریر کو لیکر داراب کی خدمت میں آیا داراب
 اس نکتہ کو پڑھ کر نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ کیا خوب اس عرب نے مجھے نظر بند کیا ہے اور اپنے زعم میں مجھے معلوم نہیں کیا
 سمجھتا ہے خیر میں اسے بزدل و رنج بیان سے ہٹا دوں یہ حکم دیا کہ لشکر چار ہاں بھر لے ہر چند کشور شاہ نے سمجھا یا کہ امرو داراب
 تھارسی عقل کو ہوا آیا ہے مالک اکثر دربار اور جنگ نہیں آیا ہے بلکہ واقعتاً تھارسی حفاظت کو آیا ہے اور نہایت بھادورست ہو
 کہ دشمن ہٹانے سے کیا فائدہ ہے داراب نے کہا کہ اگر کشور شاہ تمہارے ہونے میں قیدی بن کر تھوڑی سی ہوگا کہ میں جان جاؤں یہ میرا
 محاصرہ کیے رہے مجھے تو یہ ہرگز نہ دیکھا میں حمزہ صاحب قرآن سے تو ذرا ہی نہیں اور قصہ قابلہ رکھتا ہوں تو بھلا اس کی کیا ہوگا
 اگر آج میں اس سے دے دیا تو پھر ہمیشہ دہش ہو جائے گا وہ جو ہاشم حمزہ کو نہا ہے لہذا صور بن سعد ان اسکی تو میں حقیقت سمجھا ہی ہوں
 اور کہ بکھر اس سے لڑ چکا تو یہ کیا چیز ہے یہ لکھ کر حکم دیا کہ لشکر ہمارا مقابل لشکر مالک کے اترے اور نقارہ رزمی بجا دیا جائے تمام لشکر
 اس وقت مقابل لشکر مالک کے پائے اترے اور نقارہ رزمی نوازش میں آیا داراب نے حکم دیا کہ آج رات سا ان جنگ میں کل اس
 عرب سو سوار خوار یک بیابان شاہ سے میں مقابلہ کرونگا ہر کاروان نے یہ خبر مالک اترے اور کوہ پناہی کہ داراب جو اپنے لشکر کو
 بیٹھا اور اپنے لشکر کو مقابل آچکے لشکر کے کچھ کچھ کھیل چکے بجا دیا ہے مالک نے کہا کہ پھر کیا اندیشہ ہے خداوند عالم مالک و مختار ہے چاہے یہاں بھی
 کس حربی نوازش میں آئے جو خالق اکبر چاہے گا سو ہوگا شہر سر نے حکیم زشتیر حبیب ہرچہ آید ہر صر من یا انصباء القصر لشکر مالک
 میں بھی نقارہ رزمی پرچہ پڑی اور ایک غلغلہ بلند ہوا کہ مالک و داراب سے مقابلہ ہوگا القصر چار پہر رات دونوں لشکر و نہیں
 تھارسی رہی جب صبح ہوئی تو میدان کارزار میں صفوں جدال و قتال ہر دو جانب سے درست ہوئے ایک طرف سے مالک اترے درمیان
 نیزہ و دوسری ہزار عرب نیزہ دار سے عرصہ کارزار میں باہر نشان و شکست نمایان ہو کہ تمام لشکر مالک کا نایاب عربی پر سوار مالک کے
 جسم میں زخم و قوت نگار سر پر تلج مرصع کار و وزبانیہ نیزہ ہاتھ میں لیے ہوئے تیغہ آبدار کمر میں لگا ہوا غرض اس شان و شوکت سے
 معرکہ آرا ہوا کہ ترک فلک بھی کانپ اٹھا اور ایک طرف سے داراب کشور کشا باہر نکل جلوہ نما ہوا کہ خود لباس طلسم آبی پہنے
 ہوئے تمام اسلحہ جنگ بن پر سجے ہوئے چھ لاکھ پیادہ اور سوار ہزار لے ہوئے علم و نشان آبی رنگ کے کھلے ہوئے پھر پرچہ چھ لاکھ
 نئی ہوئے میں کہ ہر ایک مچھلی باہی شمشیر خورشید معلوم ہوتی تھی علمدار بھی آبی پوشاک پہنے ہوئے ہتھیار پر سوار ہول میں ہتھیار کی کاچلی
 آئینے مسکو پر بندے ہوئے زنجیرین طلائی فقری جھونڈ و نہیں پٹی ہوئے قصہ مختصر کمال عظم و شان سے دونوں لشکر مقابل کیے گئے
 ہوئے بعد آراستگی صفوں جدال و قتال داراب نے مرکب کو جولان کیا تمام لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے آواز کثرت دم گام و دم غیری
 شتری دما ہون کی بلند ہوئی داراب کشور کشا نے تخت کشور شاہ کے سامنے آکر اجازت میدان طلب کی اس نے کہا کہ خداوند
 آپ حیات تیرا حافظ و نگہبان ہو میں یہ لشکر داراب گھوڑے کو اڑا کر بگہریان دکھاتا ہوں امید ان میں آیا خوب مرکب کو
 جولان دیا خوب ہرچے کے ہاتھ نکالے جب داراب غرق میں غرق ہو گیا اور گھوڑا بھی پسینا کر لایا تو اس وقت داراب مرکب کو
 روک کر کھڑا ہوا اور دم لینے لگا اور لشکر مالک کو دیکھنے لگا نہایت آراستہ و پیراستہ پایا میانہ و طلبی کی اور پکارا کہ امی لشکر پرستان
 ناحق تھے مجھے اگر تنگ کیا ہے میں نے کہا بھی سمجھا کہ یہاں سے چلے جاؤ مگر تھے نہ مانا معلوم ہوا کہ ہر صر فساد ہو خیر اگر دعویٰ بہادری
 ہے تو نکو میرے مقابلہ کو میں بزدل نہ ہو بیان سے ہٹاؤ و نکاب میں یہ سننا تھا کہ مالک نے مرکب کو اڑا دیا وہ مرکب عربی کلبی کے مانند
 چمک کر میدان کو چلا اشعار لکھو ہم تو سن سرعت نرا دے

ایچ تو سن تو سن شام پسند سے

ایچ تو سن تو سن شام پسند سے

ایچ تو سن تو سن شام پسند سے

ایچ تو سن تو سن شام پسند سے

ایچ تو سن تو سن شام پسند سے

ایچ تو سن تو سن شام پسند سے

ایچ تو سن تو سن شام پسند سے

ایچ تو سن تو سن شام پسند سے

ایچ تو سن تو سن شام پسند سے

داراب کے پونچا داراب اپنے جو ایک شیر صولت فرما ہوا صفت کو آتے دیکھا بہت تھکا اور زنی دوڑ پڑا اور دھرم مالک نے
 گردہ سپر کا ہاتھ میں لیا اور بڑے زور سے دونوں تگ اور زن ہوئے برابر سے سپر پر سپر پڑی سپرون کے پونچوں سے چنگاریاں
 آگ کی جھڑپڑیں گھمات سپر شل گھماتے آتش بازی کے شرر افشان ہوئے پانچ پانچ سات سات دو دنوں کے مرکب
 برابر سے ہٹ گئے سسل سکرا فونین ایک دوسرے کے مقابل ہوا اب داراب نے مالک کو دیکھا کہ چہرے پر ایک عجیب شان
 و درہم اور رعب و داب معلوم ہوتا ہے ایک آنکھ فتنہ منج کے نیچے چھپی ہوئی اور دونوں ہاتھ زانوں سے گزرے ہوئے علامت سوسکی
 پانی جاتی ہے پس داراب کو اس سے ایک الفت پیدا ہوئی اور مالک کی نگاہ جو داراب پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا
 کہ عفت گردن بند بالا کو تلی سینہ چوڑا عینہ صورت و شکل حمزہ صاحبقران کی صورت سے مشابہ معلوم ہوتی ہے مالک کو بھی اس سے
 کمال محبت پیدا ہوئی سامنا ہوتے ہی دونوں کے ہاتھ سلام کو اٹھ گئے داراب نے کہا کہ اے مالک تم کیوں میری سرحد میں آکر
 قمر و کش ہوے ہو مالک نے کہا کہ میرا آقا قمار سی حفاظت کے لیے مقرر کر گیا ہے اور حکم ہے صاحبقران کا کہ جب تک میں ظلمات
 واپس آؤں تم داراب کا ساتھ نہ چھوڑنا اس لیے کہ داراب میری اولاد میں سے ہے داراب نے کہا کیا خوب یہ عجیب بات ہے جس کا باپ موجود ہے
 اسے سرائی نہیں کہتے میرا باپ تو موجود ہے حمزہ صاحبقران نے یہ امر بالکل غلط کہا ہے میں ہرگز انکی اولاد میں نہیں ہوں مالک
 نے کہا کہ اے داراب بنے امیر حمزہ صاحبقران کے ارشاد کو کبھی جھوٹھ نہیں پایا وہ ہرگز خلاف واقع امر زبان سے نہیں
 نکالتے بلکہ الزمان کشتی لڑتا پھرنا تھا اور باپ اس کا رفیع کا فخر شہور تھا مگر جب حمزہ صاحبقران نے اسے زیر کیا تو رفیع
 کا ذرے حقیقتاً ثابت ہوا کہ بدایع الزمان حمزہ صاحبقران کا ذرہ ہی کیا عجیب ہے بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ ایسا ہی کچھ حاملہ عمارا
 بھی ہے جب تھے اور صاحبقران سے تعقیبہ ہو گا تو ثابت ہو جائیگا یہ سکر داراب نے کہا کہ خیر ایسی ہی باتیں جتنی بہت سی سنی ہیں
 میدان جنگ ماسے قبل و قال نیست اب تھے جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو مالک نے کہا کہ سنو اے داراب ہم اہل اسلام پیشہ سنی جا رہے ہیں
 رکے سبقت جنگ اہل اسلام کے قواعد سے مخالفت ہے داراب نے کہا کہ خیر ہمارا تو قاعدہ ہے خبردار ہوشیار یہ کہہ کر مرکب کو پیچھے ہٹا
 اور پھر خبردار خبردار کہہ کر مالک پر نیزہ مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا پس اب کیا تھا ٹان پر ٹان لٹکنے لگی چہرہ پر چڑھنے
 لگی سٹلن سے سٹان لڑنے لگی مگر کیونکہ حال ہے کہ اشار و پیر شل تپوں کے چل رہے ہیں سٹانین مثل ستاروں کے درخشان ہیں
 خوب نیزہ بازی ہو رہی ہے مالک اثر و صاحبقران نیزہ داران جو داراب عمر و کا تعلیم یافتہ ہے عمرو قنون سپاہی میں حمزہ
 صاحبقران کا شاگرد ہے غرض دونوں نیزہ بازی میں برابر رہے سٹانین ناکارہ ہو گئیں نیزوں کو ہاتھ سے پٹک دیا نہایت شہر زنی
 کی پونچگی داراب نے مالک پر تھوڑا ماری مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جس وقت تلوار قریب پہنچی سپر کو چھوڑ دیا علی غریب
 پشت سے نیچے جا بھٹکا اور پھر نیچلی کود راز کر کے تھکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ تلوار چھین لے داراب نے
 ہنسنے کہا کہ اے مالک میں ایسا نہیں ہوں کہ تم تلوار مجھے چھین لو گے مالک نے کہا کہ جی ہاں بہت سچ ہے مگر مجھ کو تو خود تھے تلوار کی
 لڑائی منظور نہیں ہے اس لیے کہ تلوار کی لڑائی وارے نیارے کی ہوتی ہے اور میں تمہارا دشمن جان نہیں ہوں بلکہ محافظ بلان ہیں داراب
 نے کہا کہ میں بھی کشت و خون کا خواہاں نہیں ہوں یہ سکر مالک تلوار چھوڑ دی داراب نے تلوار میان میں رکھ لی اور مرکب آتر پڑا مالک بھی
 یہ رنگ دیکھ کر مرکب سے کو پڑا دونوں نے دامن گردانے آستینیں چڑھائیں باہم دست و گریبان ہو کر کشتی لڑنے لگے دن بھر مصروف
 زور آزمائی رہے شام کو بھی ملحدہ نہوے دونوں لشکر و فوجیں روشنی ہو گئی اور کشور شاہ نے بھی تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا
 اور تمام لشکر کو آتر پڑنے کا حکم دیا اور سر رخت مالک بھی آتر بیٹھے الفتحہ و شہانہ روز کشتی رہی اب تیسرا دن ہوا دونوں
 برابر سے لڑ رہے ہیں کوئی آپس میں غالب و مغلوب نہیں ہوا کہ یکا یک جانب صحرانے ایک بگولہ گرد کا اٹھا ہوا ایک عیار کمال
 چست و چالاک ایک تارہ سر سے ہاتھ سے مالک کے قریب آیا داراب مالک کو سلام کیا مالک نے پچا کہ یہ شہر رنگ ہے پوچھا ہے

شیرنگ کیونکر آئے گا اتفاق ہو عرض کیا کہ اسد نے نامہ آپکو بھیجا جو وہ لیکر آیا ہوں مالک نے واراب سے کہا کہ واراب ایک لمحہ بھر شہر ہاؤس میں اسے ایک دو دو باتیں کر لیں اور اس نامہ کو پڑھ لیں یہ سکر واراب علیحدہ ہو گیا مالک شیرنگ کی طرف توجہ ہوا اور کہا کہ شیرنگ کچھ زبان تو بیان کر وہ آخر سانچہ کیا ہوا اور اسد کسطرح شیرنگ نے کہا کہ آپ خط پڑھیے معلوم ہو جائیگا مالک نے کہا کہ خط تو میں پڑھی تو لگا کر پہلے میرے لکھو مطمئن کرو اسد کی صحت کا حال سناؤ شیرنگ نے کہا کہ آپ گھبراہٹ میں اسد صحت سے بے گرا میچ اور اس سے لاگ وراثت آپڑی ہے اب ترک خاوری شہر فرنگو شیعہ میں قلعہ بند ہیں اسد انکا شریک حال ہے میچ انھیں گھر سے ہٹا دیا مالک نے کہا کہ وہ ہندی کھان ہو اور کسکا طرفدار ہے شیرنگ نے کہا کہ اس مالک اسکا حال نہ پوچھیے یہ سارا فساد اسی کی ذات سے اٹھا ہے وہ ہندی میچ پر عاشق ہو گیا ہوا اس سے بیعت کر لی ہے بارگاہ سلطانی اور اثاثہ صاحب قرانی سب اسکے حوالہ کر دیا ہے تمام ملک صاحب جقران کانسکے ہاتھوں خراب کر دیا ہوا اس نے میچ کو آسمان پر چڑھا دیا جو اور مذہب اسلام سے دست بردار ہو گیا ہے مالک نے یہ سنا کہ فیہ سمجھا جائیگا لاؤ وہ خط لاؤ شیرنگ نے خط مالک کے حوالہ کیا مالک نے اسے باواز بند پڑھنا شروع کیا واراب نے مضمون نامہ کا سکر مالک سے کہا کہ اب تیار کیا ارادہ ہے مالک نے کہا کہ مجھ کو اس معاملہ میں ایک حیرت سی ہو کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں امیر حمزہ صاحب جقران تو تمہاری حفاظت کے لیے چھوڑ گئے ہیں اور اسد یوں تھری کرنا ہو کہ اسکی حمایت بھی منہ و اجات سے ہو کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی ہے واراب نے کہا کہ ہم آپ کے شریک ہیں دو چار سے اور آپ کے خوب طرح ہو چکے نہ ہم آپ پر غالب آئے اور نہ آپکو ہر طبقہ ہوا بہتر ہے کہ جسطرح اندھو نے اسے کیجیے کیجیے آپ بھی ہماری بیعت کر لیجیے ہم آپ کے ساتھ ہیں مالک نے کہا کہ مجھے منظور ہے یہ لکھو واراب سے بیعت کر لی واراب نے کہا کہ اس مالک اس شرط کو خوب غور سے سن لو کہ جس لقا پر سے کو میں گریٹار کروں گا تم اس سے متصرف نہ ہونا میں نے دین لقا پرستی میں لے آؤں گا اور مقدمہ اہل اسلام میں میں غیل و متصرف نہ ہوں گا جو مال و خزانہ تمام لکھو اس میں نصف و نصف مالک کا حساب ہو گا مالک نے کہا کہ یہ سب مجھے منظور ہے یہ سکر واراب نے کہا کہ اب میں ہر طرح تیار ہے ساتھ میں جان چاہوں ہاں پہلے القصد واراب مع فوج تلخ مروج مع بادشاہ لشکر عمر لو مالک اثر و رہا نب شہر فرنگو شیعہ روانہ ہوا اور شیرنگ کو پہلے سے روانہ کر دیا کہ تم جا کر چار سے آئے کی خبر کرو واقعتہ کوج ہ کوچ اور منزل بمنزل بعد چند روز کے قریب ہایل کوہ کے پہنچے نیچے دیر سے استادہ کر کے ہایل شاہ شہر ہاؤس کا بادشاہ یہ خبر سنا استقبال جانب کوہ روانہ ہوا شہر کوہ ہایل کے بہت قریب واقع ہے بلکہ ہایل کوہ بھی اسکے زیر حکومت ہے چالیس ہزار سوار کا لشکر اس کے تابع ہے القصد ہایل شاہ نے واراب سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اگر آپ میرے شہر میں بھی قدم نہ فرمائیے اور مجھ کو بھی سفر از کیجیے تو بعد از غایت نہ ہو گا واراب نے کہا کہ تم اپنا مذہب بیان کرو کہ کسی پرستش کرتے ہو؟ نے کہا کہ میں تو لقا پرست ہوں مگر عجب عذاب میں گرفتار ہوں واراب نے استفسار حال کیا اس نے کہا کہ اگر آپ میری دعوت قبول کریں تو حال پانچویں کون واراب نے دعوت قبول کی ہایل شاہ واراب کو اپنے شہر میں لایا اور بہ اعزاز و اکرام ایوان شاہی میں لا کر تجا یا سلمان دعوت دیا کیا صحبت رقص و سرود برپا ہوئی ہاں میں نے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش اور نوشا نوش بلند ہوئی جب وقت کھلے گا یا تو ہایل شاہ میرے واراب سے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمائیے واراب نے کہا مشکوٰۃ اویسی وقت دسترخوان بچھلایا ہفت لاکھ میں دینی واراب نے مع ہر اہل بیان کھانا کھا یا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو واراب کشور کشائے کہا کہ اے ہایل شاہ اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تمپر کیا مصیبت پہنچی ہے ہایل شاہ نے عرض کیا کہ اسی شہر ہاؤس ایک دیو غراب تلے ہایل کوہ میں آکر سکونت پذیر ہو ہے وہ شہر تباہ و برباد کر رکھا ہے عاجز و مجبور ہو کہ ہر پند میں نے اس دیو کے آگے ہاتھ تک باندھے اور کہا کہ اے شاہ دیوان جو خطا ہماری تھا اسے نزدیک ہو اسے معاف کر دے ہمارے جان بخشی کر دے جو کچھ تم حکم کرو میں اسکی تعمیل کروں گا اور اگر تم شہر کا دیوان ہی کرنا منظور ہے

انہو کو باہر چھوڑا دسی لوگوں نے عرض کیا کہ خداوند امانہ کوہ میں اس دیو کا مکان بنا ہوا ہے کچھ مال و اسباب وہاں
 موجود ہیں اور بہت سے آدم زاد وہاں قید ہیں و اسباب نے کہا کہ کل چل کر دیکھینگے رات نو وین بسری صبح کو ہمالیہ شاہ
 دار اب کشور کشا و مالک اشتر و کشور شاہ وغیرہ جانب کوہ روانہ ہوئے جب دامنہ کوہ میں پہنچے دیکھا
 کہ درہ پہاڑ میں استدر گھماے رنگین لگے ہیں کہ نگاہ خیرگی کرتی ہر لالے کا تختہ پھولا ہوا ہے و رختان میوہ واسکے ہمارے ہیں
 پشے پانی کے جاری ہیں چادرین آتش بازون کی گرہیں میں کوسون تک سبزہ معلوم ہوتا ہے ہوا سے سرد پل رہی ہے جانور
 و خنوع پر نغمہ سراہین زبان بیزبانی تعریف از و متعال کر رہے ہیں القصہ تماشہ دیکھتے ہوئے قصر دیو کے قریب پہنچے کوٹھون کو
 کھلو کر دیکھا کہ واسعی بل و اسباب و زر و ہوا ہر کا ڈھیر لگا ہوا ہے بہت سے آدم زاد قفل و زنجیر میں گرفتار بیٹھے ہوئے ہیں
 اتفاق کا رطراسپ بن ظہاس بھی انہیں میں قید تھا مالک نے پہچان کر تمام حال و اسباب سے بیان کیا دار اب نے
 نو حیا کہ اس طراسپ کو کیونکر گرفتار ہوا ہر طراسپ نے کہا کہ میں ہمالیہ شاہ کا طرفدار ہوں اس دیو سے لڑا تھا پانٹون میرا
 اٹھ کر گیا دیو نے مجھے گرفتار کر لیا ایک مدت میرے میں اس قید میں مبتلا ہوں دار اب نے کہا کہ اگر دین آپ پرستی اختیار
 کر تو میں ابھی بھگوراکر ماہوں طراسپ نے کہا کہ یہ ہر گونہ گامالک نے کہا کہ اچھا باب تیرا مسلمان ہے تو بھی اسلام
 اختیار کر طراسپ نے کہا کہ میں مذہب انتخاب پرستی کو ترک کیے کوئی مذہب نہ اختیار کرونگا مجھے یہ امر ہرگز ممکن نہ ہوگا
 انہیں ہر کہ میں رفاقت ایرج ترک کیے کسی دوسرے کا مطیع ہوں یہ سنکر دار اب بہت برہم ہوا اور تمام قیدیوں
 کو نور ہا کر دیا لیکن طراسپ کو چاہا کہ قتل کرے کہ مالک مانع ہوا اور طراسپ کو بہت سمجھا یا کہ اس طراسپ
 ایرج ایک تاجر زادہ ہر وہ سائے نور الدہر کے کیا لیاقت رکھتا ہے یہ سنکر طراسپ نے کہا کہ اس مالک تم
 میرے عین ہو میں تمہارا ممنون ہوں وہ بات نہ کرو کہ ملال کی صورت دکھائی دے تم میرے سائے میرے
 آقا کو برا کہتے ہو اگر مقید نہ ہوتا تو ہر اسکا مزاج کھا دیتا یہ سنکر دار اب آگ ہو گیا اور مالک سے کہا کہ اس مالک
 میں اسے اس عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہوں کہ یہ خود ہی پھر پھر کر مر جائے مالک نے کہا کہ میں اس میں بہت
 بڑی بدنامی تصور ہر لندھو رکھتا کہ مالک نے طراسپ کو دیرہ دوائستہ کشتہ کر دیا یہ سنکر دار اب نے کہا کہ اچھا
 اس مالک میں اسکو قلعہ حصین قرطاس میں بھیج دیتا ہوں کہ یہ وہاں مقید رہے مالک نے کہا کہ اچھا میں کچھ
 مضائقہ نہیں ہے یہ سنکر شیرزاد کشور می سے کہا کہ اس شیرزاد کشور می طراسپ کو قلعہ حصین قرطاس میں بھیجا کہ
 مقید کروائے کہ بہت اچھا اور اس وقت دو ہزار سوار لیکر آ رہے ہیں طراسپ کو قلعہ حصین کشور یہ کور دیا ہوا
 واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ قلعہ حصین کشور یہ ہی ان کے قصہ دوسری ہی منزل تھی کہ قافلہ خراجہ قولا و باز اگان
 کا غلامات سے آئے ہوئے ملا واضح ہو کہ یہ وہی خواجہ قولا دہر کہ جسے ایرج کو قصہ کچھ میں سلجانی سے خبر ہر قلعہ قولا و لان
 پہنچا یا تھا قصہ حصین خواجہ قولا دہر کو یہ معلوم ہوا کہ طراسپ رفیق خاص ایرج نوجوان کا شیرزاد کشور می کی
 قید میں ہے اور وہ قلعہ حصین قرطاس میں لیے جاتا ہے تو اپنے لوگوں سے کہا کہ صاحبو یہ طراسپ ایرج نوجوان کی
 جان و روح ہے ایرج اسے دم و ہوش چاہتا ہے اسکا رہا کرنا چاہتا ہے کہ کچھ کشتیوں میں لگوا کر شیرزاد کشور می
 کی خدمت میں نذر گزارانی شیرزاد نے اسے غلامت دیا بعد اسکے خواجہ قولا دہر نے عرض کیا کہ غلام کی خواہش دلی
 ہے کہ فقیر کو جو چہرہ آتش میسر ہی اگر اسے بھی قبول کیجے تو باعث انفا ہے یہ سنکر شیرزاد نے کہا کہ خواجہ ہم بھی
 سفر میں ہیں اور تم بھی سفر میں ہو یہ کونسا موقع ہے کہ تم میری دعوت کرو خواجہ قولا دہر نے کہا کہ نہیں خداوند میری
 یہی آرزو ہے کہ میں خداوند کی خدمت بجا لا کر افتخار حاصل کروں اگر آپ قبول نہ فرمائیے گا تو میری سخت و شکنجہ

ہوئی خلاصہ یہ کہ جب خواجہ فولاد بہت مسر ہو تو شیرزاد کشوری نے دعوت اسکی قبول کی خواجہ فولاد نے اپنی نوکریوں
 جاکر سامان دعوت مہیا کیا اور طعام و شراب بیوشی آلود نیا کر لیا جب شیرزاد اپنے رفقا سمیت خواجہ کے خیمہ میں آیا تو
 اسکو وہ طعام و شراب کھلا کر مع رفقا بیوش کر کے قید کیا اور طر ماسپ کو سامنے بلوا کر کہا کہ اے پہلوان دوران وای سپ
 سالار لشکر ایرج نوجوان اپنے مجھے بچا نا بھی کہ میں کون ہوں طر ماسپ نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا خواجہ فولاد نے کہا
 طر ماسپ میں خواجہ فرخ باز انگان کا غلام ہوں شیرزاد کشوری کو میں نے گرفتار کر لیا اور آپ کو قید سے بچا دیا
 ہوں یہ کھرا بہنگر و نکو بلوا کر کہا کہ جلد قید کو طر ماسپ کی کاٹ دو طر ماسپ نے کہا کہ اے فولاد آہنگروں کی کوئی حاجت نہیں
 میں قید کو خود ہی توڑ سکتا ہوں یہ کھرا ہاتھوں کی تھکائی اور پانوں کی چڑی وغیرہ کو مثل رسن کہنے کے جھکا دے کر توڑ دیا
 خواجہ فولاد نے طر ماسپ کو حاکم کر کے لباس فاخرہ پہنا یا اور مسد مخفل میں لا کر بیٹھا یا طر ماسپ نے کہا کہ جلد شیرزاد کشوری
 کو بلواؤ اس وقت خواجہ فولاد کے لوگ شیرزاد کو طر ماسپ کے پاس لائے شیرزاد نے بظن آپ پرستان سلام کیا طر ماسپ
 نے کہا کہ اے شیرزاد دین آفتاب پرستی قبول کرو ورنہ مارا جائیگا شیرزاد نے کہا تو بکتا کیا ہو ابھی تک تو تو میری قید میں مقید
 اور آج یہ کلمہ و کلام درمیان میں لاتا ہے اسے لاکھ جان میری خداوند آب حیات پرستتار میں تو جو چاہے میرے حق میں
 حکم کر میں اپنا دین سرگز نہ چھوڑ دنگا لیکن اگر کچھ بھی غیرت رکھتا ہے تو اتنا سمجھ کہ جب تو میری قید میں تھا تو میں نے تجھے کوئی تڑپ
 نہیں پہنچائی ہر چند کہ جب میں جاہتا تجھے قتل کرتا بس یہ سنتے ہی طر ماسپ نے ایک سالو شیرزاد پر مارا کہ اس کے برابر دھڑکتے ہوئے
 اور بعد اس کے شیرزاد کے ہمراہیوں کو بھی جہانگ ملے قتل کیا اور جو جہانگ گئے انکا تعاقب میں کیا مال و اسباب سب لوٹ
 لیا بعد اس کے خواجہ فولاد نے کہا کہ میں آپ کو فرنگو شیعہ میں پہنچا دوں آپ ویرن چلے جائیے طر ماسپ نے کہ نہیں جان
 قصین جانا ہو تم جاؤ میں چلا جاؤ لگا خواجہ فولاد نے گینڈا سواری کو دیا اور کھرا آدمی بھی تڑپ دیتی امرار کر کے ساتھ کر لیا
 اور خود ملک ظلمات کو روانہ ہوا اور طر ماسپ شہر فرنگو شیعہ کو چلا جاتا تھا کہ تیسری منزل پر کوئی چار گھڑی دن
 رہے صحرا میں ایک خیمہ دکھائی دیا حیران ہوا کہ یہ خیمہ کسکا ہے اور کھرا اہو کر تفحص کرنے لگا کہ یکایک ایک سواری
 نمایاں ہوئی اور ایک جوان قوی ہیکل قوی باز و غفص گردن بلند بالا بہ نرنگ و احتشام نمودار ہوا اور طر ماسپ
 کی نگاہ اس پر پڑی اور اس جوان کی نگاہ طر ماسپ پر پڑی دیکھا کہ ایک دیو قالب انسانی میں کھرا ہوا ہے اپنے ساتھ
 والوں سے کہا کہ یا روار اگر یہ شخص میری نوکری کرے تو کیا اچھی بات ہے اس لیے کہ یہ شخص بڑا ہی جبری معاوم ہوتا ہے چھوڑ
 سے کہا کہ جلد جا کر اسے بلاؤ جو ہمارا دھرم گیا اور اے خیمہ استادہ کر کے داخل خیمہ ہوا جو بدار طر ماسپ کی طرف چلا
 اور طر ماسپ بھی اس جوان کے استفسار حال کے لیے آگے بڑھا جو بدار نے قریب آکر سلام کیا اور کہا کہ چلیے آپ
 ہمارے مالک نے بلایا ہے طر ماسپ اس کے ساتھ داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ وہی جوان و گل شولت پر بیٹھا ہوا ہے رفقا اس کے گرد گھومتے
 بیٹھے ہوئے ہیں طر ماسپ نے بظن آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو میرا عظیم آفتاب پرست
 اور اسکے نائب پر قلم دوران کو برحق جانتا ہو بس یہ سننا تھا کہ اس جوان نے کہا کہ اے عزیز مجھکو سخت تعجب ہے کہ
 تقاسے بے بقاسے باختری کو جو ہینر وہ ہزار ملک باختر کا خداوند ہے برحق نہیں جانتا طر ماسپ نے کہا کہ تم اپنا حال
 بیان کرو کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اس نے کہا کہ آپ بیٹھے تو میں کہتا ہوں اور کہہ کر کسی زرگار طر ماسپ کے دستے
 طلب کر کے کچھ والی طر ماسپ اس کر سی پر بیٹھ گیا اور کہا کہ اچھا بیان کرو کہ تم کون ہو اس جوان نے کہا کہ طوفان
 سماک اشرور گیر میرا نام ہے سماک اشرور گیر ایک سردار ہے سرداران باختر سے تقا کا رفیق خاص ہے اسکا بیٹا ہوں
 میں نے سنا کہ لاہوت شاہ میرے خداوند زبے نے خیر کیا ہے اور وامت آذ کوہ میں آیا ہے ارادہ ہے کہ اسکی خدمت میں

جا کر کس سعادت گردن اور حصول تدبیر سے مشرف ہوں اب آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے طر ماسپ نے کہا کہ مجھے
طر ماسپ بن طہماس کتے ہیں زبہ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہوں طوفان بن ہماک شروگیر
نے کہا کہ ای طر ماسپ باپ ہر استون بارگاہ لقا مشہور تھا تو بھی خداوند ادا کے پاس مل طر ماسپ نے کہا کہ اسے
طوفان میں اپنے مالک کی خدمت میں جاتا ہوں مجھے کیا ضرورت کہ میں ایرج کی رفاقت ترک کر کے لاہوت شاہ کے پاس
جاؤں ایر طوفان ایرج وہ شخص ہے کہ تیرے خداوند لقا نے ہی اس کے پاس پناہ لی تھی شہر فرنگوشیہ میں لقا سہ منترے پر بیٹھا
ہوا تھا جنگ قبل کا تھا شادی کے میں مصروف تھا کہ اکثر لوگوں اور لقا اس پر سے گرا ایرج نے لقا کو بالائے ہوا اس طرح ہوا کہ
کہ اس کے ذرا بھی جوئے نہ لگی جب لقا کو ہوش آیا تو ایرج کو اپنی دستر اور تمام مالک باختر جہہ کر دیے اور اپنے ہاتھ سے
انگوٹھی اتار کر ایرج کو پہنا دی اور دونوں ایرج کے ساتھ رہا جب مادو گرانی نے سر ایرج کا کاٹ لیا اور اسے اٹھا
لیکھی تب لقا مایوس ہو کر ظلمات کو چلا گیا اب ایرج پھر پیدا ہوا ہوجب لقا نے گا تو پھر میں آئیگا یہ سن کر طوفان نے
کہا کہ اچھا طر ماسپ ہم تم دونوں باہم دور آزمائی کریں جو غالب آئے دین اسکا برحق ہو طر ماسپ نے کہا کہ مضافات
ہو طوفان نے اس وقت اکھاڑا تیار کر لیا طوفان ایر طر ماسپ دونوں آستینیں چڑھا کر دامن گردان کے اکھاڑے
میں کودے اور مصروف کشتی ہوئے دن بھر کشتی ہوئی شام کو طوفان نے کہا کہ ایر طر ماسپ اب تو رات ہو گئی شب بھر
آرام کرو کل پھر صبح کو آنا میں اور تعین فقط آزمائش ہی تو منظور ہو طر ماسپ نے کہا کہ ایر طوفان نہیں اب فیصلہ ہی
ہو جائے تو بہتر ہے بغیر فیصلہ کشتی دونوں نہ کر لیا یہ کہ کچھ کھالی لو اور روشنی کروادو یہ سن کر طوفان نے نکر دیا کہ جلد
روشنی کروادو اور کھانا منگو اب جو جب حکم اسی وقت پنجشائے شعلیں روشن ہو گئیں خوان کھانے کے آگئے دونوں نے غور
تھوڑا کھا کر کشتی لڑنا شروع کیا اب لوگ کھڑے ہوئے تا شاید کچھ رہے ہوں اور آپس میں کہ رہے ہیں کہ دیکھیے کیا اسلوب
ہوتا ہے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے بعضے کہ رہے ہیں کہ یہی طوفان ہی طوفان اٹھا لگا بعضے کہ رہے
ہیں کہ نہیں طر ماسپ بلاے دران ہر باپ اسکا کیسا زبردست ہے یہی غالب آئیگا بعضے کہتے ہیں کہ میان کیوں
سرگوشیان کر رہے ہو جو کچھ ہونے والا ہوگا وہ ہوگا سبھی دیکھ لیتے غرض اسی طرح تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز
طر ماسپ نے طوفان کو دیر کیا بس طوفان نے طر ماسپ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ میں نے فدا می
آپ کی اختیار کی اب آپ جہاں چاہے چلیے میں آپ کے ہر اد ہوں طر ماسپ نے کہا کہ اچھا پہلے خبر نہ گواؤ کہ زبہ
آفتاب پرستان ایرج نوجوان کہاں ہے طوفان نے اس وقت اپنے عیار ارقم کو بلا کر کہا کہ جلد جا کر ایرج کی خبر لا کہ
وہ کہاں ہے ارقم ایرج کی خبر کے لیے سیوت روتا ہوا جاتے جاتے قریب لشکر دار اب پوچھا تو اتفاق روزگار طر ماسپ
اپنے لشکر سے یہ ارادہ صید افگنی نکال تھا ہرن کے پیچھے گھومنا ڈالے ہوئے چلا جاتا تھا دور جا کر ہرن کو شکار کیا تھا
اس فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کوئی شخص آجائے تو اسکے کہاں بھٹو کر کہاؤں کہ اس اثنا میں ارقم بن ازرق فقیر کی کل
بنا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکارا نظم کہا باکر تم مجھے معبود کا دور ہے فضل ذرات موجود کا ہوا تو کھانا رہے اور کھانا
رہے اور ہمیشہ دھار داتا رہے ہو معبود ہمیشہ تم کو شاد و خرم رکھے اقبال تیرا بلند رہے دارا بے نے کہا کہ آؤ شاہ صاحب
آؤ کہاں سے آنا ہو کہ عسر کا قصد ہے اس نے کہا کہ با جہاں سے سب آتے ہیں وہیں سے میں بھی آیا ہوں
اور جہاں سب جاینگے وہیں میں بھی جاؤنگا وار اب نے کہا کہ اچھا آئیے میٹھے گرم کھجے اس شکار کے کباب بنا کر نوش
فرمائیے مجھے بھی کھائیے فقیر نے کہا کہ بایا داتا تجھے آباد رکھے اپنے نام سے تو فقیر کو آگاہ کر کس واسطے کہ اسکا
ظہور تجھ میں پایا جاتا ہے دارا اب نے کہا کہ شاہ جی میں تو ایک بندہ خداوند اب حیات کا ہوں

نام میرا اور اب کشور کشا ہر دعویٰ صاحب قرانی کا رکھتا ہوں لشکر میرا یہاں سے قریب اترا ہوا ہر من شکار کھیلنے کو لگا
تھا لوگ میرے دور رہ گئے بین ابھی مجھ تک پہنچے نہیں ہیں سنتے ہی ارغمن بن ازرق نے خیال کیا کہ طرماسپ اسکی قید میں
تھا اگر تو اسکو بکڑ لیا گیا تو طرماسپ بہت خوش ہو گا اچھا شکار ہے جو ہاتھ آجائے و اس اب سے کہا کہ بابا تو ہی نے طرماسپ
کو قید کر کے شہر کشور میں بھیجا تھا و اس اب نے کہا ہاں شاہ صاحب کیا تھے کہیں دیکھا تھا اُسے کہا کہ بابا وہ تو قید سے
بھوٹ گیا تھا ارغمن خود اسکو لیے جاتا تھا وہ مارا گیا افسوس کیا اچھا جوان تھا و اس اب نے پوچھا کہ شاکر کس
اسے مارا اور طرماسپ کیونکر مچھوڑا فقیر نے کہا کہ بابا فولاد بازار گان غلام فرخ بازدار گان نے جسے ایرج کو
قصر بحرین سلیمانی سے نجات دی تھی اُس نے شیرزاد کی دعوت کی طعام بیوشی آلود کھلا کر طرماسپ کو قید سے
نجات دی طرماسپ نے شیرزاد کو قتل کیا و اس اب یہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور پوچھا کہ اب طرماسپ نابکار اور
سوداگر مکار کہاں گیا فقیر نے کہا کہ داتا سوداگر تو ظلمات کو کھل گیا اور طرماسپ بھی کسی طرف چلا گیا بابا اب وہ وہاں نہیں
ہیں تو رنج کیوں کرتا ہر صبر کر خداوند آب حیات اس سے بہتر رفیق تجھے عنایت کر دے گا یہ کھل چکل سے لکڑیاں تو ظہر میں
چھاق تھری میں سے آگ نکالی ہرن کے کباب لگائے نلک مرغ بیوشی آلود اسپر چھڑک کر کباب بنا کر کے و اس اب کو
کھانے پانی پلایا ایک دم بھر کے بعد و اس اب کا سر گھونٹنے لگا فقیر نے کہا کہ بابا اسیر اسر گھونٹنے لگا فقیر نے کہا کہ بابا
رحمت شکار کے بعد کباب کھائے ہیں پانی پیایا اسوجہ سے دوران ہونے لگا ہر دم بھر لیٹ رہا ہے کسکڑین پوش
بکھا و یاد اس اب اسپر لیٹتے ہی بیوش ہو گیا بس اس حرامزادہ نے ملکہ کال کر و اس اب کو گرفتار کر کے
پادری عیاری میں پستارہ باندھ کر پتھر پر لار کے راہی ہوا میرے دن بارگاہ طوفان میں اُسوقت پہونچا کہ جنت
طوفان اور طرماسپ میٹھے ہوئے تاج دیکھ رہے تھے آکر سلام کیا طوفان نے کہا اسے تجھے بھیجا تھا لو کہان
سے اس قدر جلد جا کر چلا آیا کیا خبر لایا عرض کیا کہ جی ہاں بہت خوش خبری لایا ہوں طوفان نے کہا کہ کیا
تیری پیٹھ پر چیز بندھی ہوئی ہے یہ کیا پھیلی سی کتاب ہو مفصل بیان کر اس وقت اُس نے پستارہ سامنے رکھ دیا
اور حال و اس اب کے گرفتار کرنے کا بیان کیا طرماسپ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی تو نے
بڑا کار نمایاں کیا اس اب پرست کو جلد ہوش میں لا اس نے عرض کیا کہ پہلے اسے غل و زخیر میں گرفتار کر لیجے
بعد اُسکے ہوش میں لائے طرماسپ نے کہا کہ بلاؤ آہنگروں کو اسوقت آہنگر حاضر ہوئے اور و اس اب
کو قید آہن میں مقید کیا بعد اُسکے فضیلہ رنج بیوشی ہوئے و اس اب کو ہوش میں لایا و اس اب کی جہانگاہ کھلتی
ہوئی تھی کہ طرماسپ کے سامنے مقید بہ قید آہن پایا سمجھا کہ یہ اسی فقیر عیا پشہ کا کام تھا کہ مجھے بیوش کر کے
بکڑ لایا جبراً قہراً بطریق اب پرستان اٹھکر سلام کیا طرماسپ نے کہا کہ ای و اس اب دیکھا تو نے کہ کیا جلد
تیرا عظم نے عوض دیا ہر یا تو میں تیری قید میں تھا یا اب تو میری قید میں ہو گیا و اس اب نے کہا کہ کیا بہادر بہادر مجھ
اسی طرح بد ظاہر بازی بکڑوا بلاتے ہیں طرماسپ نے کہا کہ بضرط میں تیرے ہاتھ لگ گیا تھا اسبطرغ تو بھی میرے
ہاتھ آیا ہر تو نے مجھے بارادہ جس دوام قلعہ حصین قرطاس میں بھیجا تھا مگر میں تجھے ایرج کی خدمت
میں لیے جاتا ہوں جو وہ چاہے گا سویرے حق میں حکم دیگا مجھے کچھ سے سروکار نہیں ہے ہر چند و اس اب نے
کہا کہ تو مجھے ایرج کے پاس نہ لے چل بلکہ مجھے قتل کر ڈال تو بہتر ہو قتل ہونا گوارا ہے مگر ایرج کے سامنے جانا گوارا
ہے لیکن طرماسپ نے نہ مانا بلکہ حکم دیا کہ ابھی اسے قید خانہ میں لیجاؤ سمجھ لیا جائیگا اور وہاں سے کوئی کر کے
فرنگو شبیہ کو روانہ ہوا اب یہاں سے حال ہر اہل ان و اس اب سینے کے یہ جو و اس اب کو ڈھونڈتے ہوئے جان

معمر آئے تو دیکھا کہ نہ مرکب ہو نہ داراب بلکہ کچھ گوشت ہرن کا پڑا ہوا ہے کچھ کباب بنے ہوئے پڑے ہیں سخت متعجب ہوئے
 کہ یہ کیا معرکہ ہے ہر چند داراب کو دھونڈے مالتین کچھ سراغ نہ لگا مگر مرکب داراب کا بعد تلاش بسیار مل گیا اسے لیکر کشور شاہ
 کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تمام حال بیان کیا مالک اثر و اور کشور شاہ نے ہر چند تمام محراب چھان مارا مگر کہیں پتہ نہ پایا
 تھا کہ کون ہے مالک اثر و اور نے پنجویں کو بلوا کر مال داراب کا استفسار کیا پنجویں نے احکام مطابق کر کے عرض کیا کہ آپ
 سلطان رہے مالک صحیح و سالم ہے اسکا ایک روپاں بھی کم نہیں ہوا ہے شہر فرنگو شیبہ پر داراب کا پتہ لگایا مالک نے یہ سنکر خوش ہو کر
 کو قلعہ سے کریمت کیا بعد اس کے مالک اثر و اور کشور شاہ وہاں سے کوچ کر کے شہر فرنگو شیبہ کی طرف روانہ ہوئے
 اب یہاں سے حال ایرج کا یہ کہ قلعہ فرنگو شیبہ پر محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہے اسد کے ہاتھ سے بہت عاجز ہے کہتا ہے کہ میں
 اس دیوانے کی کیا فکر کروں جب ایرج قلعہ پر یورش کرتا ہے اسد مالک بن ملکوت شاہ کو زبردست خبر بخاتا ہے ہر روز
 گمانا ہے پناہ پڑتا ہے اسد اپنے رفقا سمیت خوب مزے سے کھتا ہے جو کچھ بھجوتا ہے جاتا ہے وہ مالک کو بھی بھیج دیتا ہے اور اسد
 مجلس میں جاتا ہے اور مالک سے کہتا ہے کہ تو ایرج سے منع نہیں کرتا کہ وہ قلعہ پر یورش نہ کیا کرے اور یہاں سے چلا جائے
 مالک کہتا ہے کہ اسد میرا اس امر میں کیا اختیار تم بھیریکار ہی کو قلعہ سے ہے اسد یہ سنکر دوچار گالیان دے کر پہلا جاتا
 ہے اقتصادیک روز حسب دستور جو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ نقب کھدی ہوئی ہے اور مالک بن ملکوت شاہ کا پتا نہیں ہے اور
 بہتر کسی عیاں کا بنا ہوا ہے مگر کچھ ایسا شامشاہی کہ پچانا نہیں جاتا اور آفتاب پرستوں کو دیکھا کہ دہشتے ہوئے ہیں ان سے
 پوچھا کہ مالک کو کون لے گیا سب نے کہا کہ ہم نہیں جانتے چاہیے آپ ہمیں قتل کیجیے چاہیے بختیے ہم تو غافل رہ گئے ہوئے
 تھے ہم نے نہیں دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہو رہا ہے اسد بہت حیران ہوا ہر چند ان سب کو ڈرایا دھمکا بالیکن کسی نے نہ قبول اسد نے
 پریشان ہو کر ضرغام سے کہا کہ اسی ضرغام جس طرح ہو تلاش کر و ضرغام نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ جا کر ڈھونڈو
 اور آپ بھی مصروف تلاش ہو لیکن اب حال مالک کے غائب ہونے کا سننے کے اندرون شہر دیو چہر کی مان گل اندام
 اور بھائی اسکا نہروان سکونت پذیر تھان دونوں نے باہم صلاح کی کہ شہر فرنگو شیبہ کی سطح ایرج کے ہاتھ نہیں آتا جب
 وہ یورش کرتا ہے اسد مالک بن ملکوت کو زبردست خبر بخاتا ہے بہتر یہ ہے کہ مالک بن ملکوت شاہ کو اسد کی قید سے بھڑائی
 گل اندام نے نہروان سے کہا کہ بڑا اگر اسد دیوانہ آگاہ ہو گیا تو معلوم نہیں ہمارا کیا حال کرے نہروان نے کہا
 کہ جو کچھ ہو سو ہو اگر ہم مالک بن ملکوت شاہ کو بھڑالائے اور قلعہ ایرج کے ہاتھ آگیا تو تیرا اعلیٰ زمین حاصل ہو گا
 اور عجیب زمین کہ کو توالی شہر میں مل جائے گل اندام نے کہا کہ بیٹا تو بڑا بخوت ہے اسے ایک گوشہ میں بیٹھتے ہوئے رہتی
 کھاتے ہیں کوئی زمین ہاں بھی نہیں کہ کون ہیں اور کدھر ہیں کیوں اپنی شامت لایا چاہتا ہے اس ارادے سے باز نہ آئے
 نے کہا کہ اب تو جو قصد کیا سو کیا یہ لکھ کر رہائی مالک بن ملکوت شاہ میں مصروف ہو رہا ہے لکھ کر تے کرتے کرتے ایک روز
 موقع پا کر نقب کنی کر کے مالک کو نکال لے گیا اور نشان اپنے قدم کا مٹا دیا گل اندام نے تہ خانہ میں چھپا رکھا اور
 یہاں حجاب اسد لوگ مالک کی تلاش کرنے لگے ایک ایک کی خانہ تلاش ہوئی تمام شہر میں چار طرف قلعہ ہو گیا اسد
 ضرغام پر تکیہ کر رہا ہے کہ اسی ضرغام جلد تلاش کر ورنہ اگر ایرج کو خبر ہو گئی کہ مالک اسد کے پاس سے چھوٹ گیا
 تو بڑی ہی فحاحت ہوگی قلعہ میں رہنا دشوار ہو جائیگا ضرغام ہر مرتبہ بھی کہتا ہے کہ شہر بارہ میں کیسا کروں دن رات
 تجسس کرتا ہوں مگر سراغ نہیں لگتا اسد حیران و پریشان ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے اور نہروان حیران و
 اپنے مادر باختر سے مشورہ کیا کہ ابھی ایرج کو خبر نہیں ہوئی جو زمین تیرا زبدر آفتاب پرستان کو جا کر اٹھ جائے
 پہرے کا ایک چاہو کی صورت بنکر قلعہ کے برج پر آیا پہرے والے کا پہرہ بدلوا کر آپ پہرے پر بیٹھا اور ایک قلعہ میں

لکھ کر کہ ایڑ پر بدو آفتاب پرستان آگاہ ہو جیسے کہ مالک بن ملکوت شاہ اسد کی قید میں نہیں ہے چھوٹ گیا اب ہانوت
 و خطر اگر قلعہ سے لیجے ایک تیرہ بن باندھ کر لشکر ایرج کی جانب پھینک دیا صبح کو ہر کارون نے وہ نیرس رقعہ لاکر ایرج کو دیا
 ایرج اس رقعہ کو پڑھ کر بلخ بلخ ہو گیا اور اسی وقت سوار ہو کر سامنے قلعہ کے آیا اور پکارا کہ اود دیوانہ بھول باب تو میرے
 ہاتھ سے کہا تھا جا بیگا جس کے بھروسے پر تو کو دیا تھا وہ تو تیری قید سے رہا ہو گیا اسد نے اپنا ہی مضبوط کر کے جواب دیا کہ
 آفتاب پرست یہ کیا خیال خام کرتا ہے کسی نے جو تیرے موٹے ٹھٹھے کھدیا ہو گا جب تو قلعہ پر آ بیگا تو مال معلوم ہو جائیگا ایرج
 نے کہا کہ بہت اچھا اکل قلعہ سے لیا جائیگا یہ لکھ کر وہ ان سے واپس آ کر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اور نقارہ رزمی بجائیکا حکم دیا
 ایرج کے لشکر میں تو نقارہ رزمی فوارش میں آیا اور اسد نے خضر غام سے کہا کہ ایضا خضر غام بتاؤ آپ کیا ہوتا ہے اس نے
 کہا کہ ایشہر یار بجز مر جانے کے اور کیا چارہ ہو اسد نے کہا کہ خیر رضینا ما تقصنا جو مرضی خدا کی اسنے میں خبر پہنچی ہے ایرج نے
 جمل جنگ بجا دیا اسد نے قیاس خان اور تمناج خان سے خطاب کیا کہ کیوں مہاجرو میرے درغلختے سے بخاری
 بھی جانیں جاتی ہیں ترکوں نے یہ سنا کہ صابر ادے یہ کیا باتیں کرتے ہو مرنا ایک دن ضرور ہو اگر قضا ہمارے یو نہیں مندر
 ہوئی ہے تو ضرور اسے جائیگے مگر آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گئے بلکہ آپ اڑ بڑ کر نکل جائیے جو کچھ ہو گا وہ ہم لپٹے اور لڑو بیٹے
 آپ کی جان بچ جائیگی اسد نے کہا کہ سچاں اللہ تم سب کی تومیرے ساتھ یہ وفا شعار ہی اور میں تمہارے ساتھ یہ وفائی کر دین
 سیرگزیہ نہ ہو گا میں لکھو ہلا میں پھنسا کر جلا جاؤں اور اپنی جان کی فکر کروں لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ لکھ کر خضر غام سے لباس
 شہر وہی طلب کیا اس نے دست بچھڑا کر رکھ دیا اسد نے لباس سیاہ زیب بدن کیا خضر غام کو ساتھ لیکر مالک
 بن ملکوت کی تلاش میں روانہ ہوا چار پہر رات گزر گئی کہیں مالک کا سراغ نہ لگا کوئی دو گھنٹی رات رہے کو چھٹ
 نور با فان سے گزر ہوا دیکھا کہ ایک مجلہ ہائیکم ٹیک مالک بن ملکوت کی صورت کھڑا ہوا ایسے دیکھ کر اسد بہت خوش ہوا
 خضر غام سے کہا کہ اس جلا سے کو ساتھ لو خضر غام نے پوچھا کہ کیوں شہر پار اس سے کیا مطلب ہو اسد نے کہا کہ مالک بن
 ملکوت شاہ سے مشایہ ہو جو وقت ایرج قلعہ کے سامنے آ بیگا تو میں اسے لباس شہانہ مالک کا پہنا کر زیر تیغ بھجوا دینگا
 خضر غام نے اس جلا سے کو اپنے ساتھ لے لیا خضر غام نے اس سے استفسار نام کیا اس نے کہا کہ مجھ کو محمود کہتے ہیں الغرض قریب
 صبح فیلندہ دوازے پر آیا دیکھا کہ تمام ترک مستعد جنگ میں گولنداز توپوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہتھکڑیوں میں لکڑی ہیں مگر
 قیاس خان وغیرہ نہایت ادا اس میں اسد نے کہا کہ بھائی گھبراؤ نہیں خدا کو یا مکر و سچوں نے عرض کیا کہ ایشہر یار ہم
 گھبراتے نہیں مرنے سے کیا ڈر ہے جو جنگ زندگی ہو کوئی نہیں مار سکتا جب قضا آئیگی تو کوئی بچا نہیں سکتا ہم سب راضی
 برضا ہیں ہرچہ با دبا دبا بھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ یکا یک تنق گرو وغیرہ کا پید ا ہوا اور فوج آفتاب پرستوں کی نمود
 ہوئی بچپان صبح میں ایرج گرو درختا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گرو درخت نجوم کا مجمع ہے پشت ایرج پر تمام فوج زرعی برقی لباس
 آہن میں غرق چلی آتی ہے جب فوج کچھ قریب پہنچی تو گولندازوں نے اکاد کا گولہ مارنا شروع کیا اہل سپاہ گولوں کی
 زد سے ہٹ کر کھڑے ہوئے ایرج گرو زمران سنگ آسمان رنگ پر چہ کوہ ہشت پہلو ہاتھ میں لیسکر قلعہ کی طرف
 چلا اور پکارا کہ اود دیوانہ بھول آج مالک کو کمان سے لائیگا جو زیر تیغ بھائیگا اسد نے کہا کہ اود برا نہ بیگے جب تو
 یہاں آ بیگا اس وقت مجھ کو خود معلوم ہو جائیگا اور یہ لکھ کر موافی وافی بس ہوائی کا دغا کہ گولندازوں نے گولے مارنا
 شروع کیے چار طرف سے ایرج پر گولے برس گئے ایرج سب لوگوں کو رو کر کہے کہ ب غنق پہونچ گیا اور غرہ کیا
 کہ اود دیوانہ بھول بخت برگشتہ و ناعقول دیکھ ہو شیار میں آ پہونچا اسد نے لکھ کر کہا کہ اود برا نہ بیگے کیا خیال ہو
 تیری لڑ تو مالک کو لوگوں نے پہلے ہی محمود سلطان ج کو لباس فاخرہ مثل مالک کے پہنا رکھا تھا صرف منتظر کم تھے ہی

فوراً اسد کی زبان سے نکلتے ہی فلیتندروانہ پر لڑکھایا اسد حسب دستور سابق تلواریں کھینچ کر اٹھا اور کہا کہ اونا بکار دیکھ
 مالک بن ملکوت شاہ کو تو نے آگے قدم بڑھایا اور میں نے مالک کا کام تمام کیا ایرج نے قصد کیا ہی تھا
 کہ خندق کو پہنچ کر دروازہ قلعہ پر جائے کہ ایک ہی مرتبہ اسد کی یہ آواز سن کر آگے جو اونچی کی دیکھا تو دیکھا کہ مالک
 بن ملکوت شاہ قید آہن میں گرے خار سر جھکے ہوئے بیٹھا ہوا ہے جس سے دیکھتے ہی ایرج بہت حیران ہوا کہ کیا
 سر کرے جو آگے نہ بھاڑ کر دیکھنے لگا محمود و توبہ ہو مالک کی صورت تھا ہی کسی طرح امتیاز نہ ہوا کہ مالک ہی
 یا اور کوئی شخص ہی حسب یقین کامل ہو گیا کہ بیشک یہ مالک ہی جو لڑا کر کہا کہ اسد مالک کو نہ مار دینا ابھی پھر
 جاتا ہوں یہ مگر قہر سے پھر کر اپنے لشکر میں آیا اور یہ تھا کہ اسد نے کہا کہ مجھ کو کسی اہل قلعہ نے بھاگ دیا تھا یہ تیر رقعہ بانڈھ کر
 انھیں قلعہ والوں نے پھینکا ہو گا یہ مگر داخل خیمہ ہوا اور یہاں قیاس خان اور تمغاج خان وغیرہ نے فرط مسرت
 سے اسد کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ سچاں انتہا سچاں انتہا کیا بیشکل عیاری کی ہر اصل یہ ہے کہ اس بدحواسی میں یہ بدبیر سوچنا
 آپ ہی کا کام تھا اسد نے کہا کہ ان بھائی تیری ہی تو سوچ گئی مگر سخت استعجاب یہ ہے کہ لے جانے والا اب تک
 معلوم نہیں ہوتا باوجودیکہ اس قدر تلاش کی کہ خضر غلام شل ہو گیا لیکن میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ابھی مالک شہر کے باہر
 نہیں جانے پایا ہے مگر تو سہی جو مالک بن ملکوت شاہ کو نہ پیدا کروں ضرور تلاش کر کے ڈھونڈ کر لائو گا اور یہ مگر نہ انوس
 فکر یہ جھکا کہ سوچنا شروع کیا کہ اس امر میں کیا کرنا چاہیے تھوڑی دیر کے بعد سوچتے سوچتے حکم دیا کہ اس اسم فہرستی نام شہر کی
 طلب کی جائے حکم کے ساتھ ہی ہزاروں متعدد ہی مقرر ہو گئے اور تمام سکنائے شہر کی مردم شماری ہوئی گئی فردین اسامی
 اسد کی نظر سے گزرنے لگیں لیکن مال نہروان کا سینہ کہ اسے اب اپنے دل میں خیال کیا کہ نہروان غضب ہو گیا
 اسد نے محمود و علاج کو مالک بن ملکوت شاہ بنا کر بھاگ دیا ہے اور اب مالک کا نفس بطور کافی گر رہا ہے اب مجھ کو
 لازم ہے کہ ایرج کے پاس پہنچ سکے چلا چل اور اسکو اس راز سے آگاہ کر دے جس نے خیال کر کے براہ درہر قلعہ کے
 باہر نکلا اور خندق کو پیر کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ جب ایرج اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہے معلوم
 نہیں ابالیان قلعہ سے یہ سخت فریب مجھے کس نے دیا ہے کہ یکایک خدمتگار نے عرض کیا کہ ایک شخص دروازے کے باہر
 کھڑا ہوا اجازت حضور ہی طلب کر رہا ہے کہتا ہے کہ مجھے زبردستی آفتاب پرستان سے کچھ کتنا ایرج نے کہا کہ اچھا بلا لؤ کیا
 مضائقہ ہے جو بار گیا اور نہروان کو جا کر بلا لایا جب نہروان سامنے آیا تو اسے سلام کیا ایرج نے کچھ پہچان کر کہا کہ
 میں نے تجھے کہیں دیکھا ہے اسے قریب اگر کان میں کہا کہ خداوند نعمت میں دیو چہر کا بھائی ہوں نہروان میرا نام ہے
 مالک بن ملکوت شاہ کو چھڑا لیا ہوں وہ میرے مکان میں موجود ہے اور اسد نے کل محمود و علاج کو لباس شالہ
 پہنا کر زیر تیغ بھجایا تھا اسلئے کہ محمود و علاج مالک بن ملکوت سے بہت مشابہ ہے یہ سن کر ایرج نہایت خوش ہوا اور اسی وقت
 سوار ہو کر قلعہ کے سامنے آیا اور کہا اودہو اسے کل تو نے خوب حکمت کی تھی کہ محمود و علاج کو مالک کی قطع پریشک کر کے
 زیر تیغ بھاگ دیا تھا اور میں قریب کھا کر پھر گیا خیر آج میرے ہاتھ سے کمان چاٹکا اور قلعہ کو کیونکر بچا ہے گا اسد نے
 ہنسر جواب دیا کہ او آفتاب پرست کیا کہنا خوب بھائی خیر جو وقت بارادہ قلعہ گیری آئیگا اسوقت مال کل جائیگا
 ایرج یہ سن کر بیچ دناب کھاتا ہوا پھر آیا اور آتے ہی طبل جنگ بجا دیا اسد آواز طبل جنگ کی سن کر نہایت ہی سرسبز
 و پریشان ہوا مالک بن ملکوت شاہ کو تلاش کرتا ہوا نکلا اور بدر کو چہ بگو چہ ڈھونڈتا ہوا چلا تا کہ نہروان کے
 مکان پر پہونچا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ مکان کس کا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مکان دیو چہر عیار کا ہے اسد نے
 پوچھا کہ وہ گھر میں ہی یا نہیں معلوم ہوا کہ وہ تو نہیں ہے مگر بھائی اسکا نہروان گھر میں ہے اور اسکی ہان گل اندام

جو اسد نے کہا کہ اچھا اسے بلاؤ تو اور دروازہ کھلو اور یہ سنگر ہر چند لوگوں نے شور مچایا یا دستگیرین دین مگر نہ صدق
 نہ نداد نہ جو اپنے نہ طلبے کسوا سے کہ نہروان تو ایرج کے پاس جا چکا تھا ان اسکی گھر میں چکی مچی ہوئی تھی مگر چلن
 صدق تھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی معلوم نہیں ہوتی پس اسے جلدی سے مالک بن ملکوت شاہ کو تو بیہوش کر کے ایک
 تہ خانہ میں کہ جو سات دروازے کا تھا اور اس میں گھاس بھری ہوئی تھی ڈال دیا اور خود دیوار چاند کر جاگ گئی جب اسد کو
 بڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ مکان میں کوئی نہیں ہو یقین ہوا کہ مالک ضرور بالضرور یہیں پہنچ کر حکم دیا کہ زینے لگا کر کل
 کے اندر آئے جاؤ اسیوقت لوگ سیڑھیان لگا کر مکان کے اندر گئے دیکھا کہ گھر میں کوئی نہیں ہوا اور مردیکہ دروازہ
 مکان کا کھول دیا اسد بھی مکان کے اندر گیا چار طرف ڈھونڈتے ڈھونڈتے اسد کی نگاہ ایک دروازہ پر
 پڑی حکم دیا کہ یار واسے کھلو اور مجھے یقین ہو کہ مالک یہیں ہوگا میرا دل گواہی دے رہا ہے لوگوں نے اسیوقت دروازے کو
 کھولا دیکھا کہ ایک تہ خانہ سات دروازے کا معلوم ہوتا ہے مگر تاریکی اسقدر ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا اسد کو اطلاع دی کہ
 خداوند بیان تو تاریکی اس شدت کی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا یہ سنگر اسد نے روشنی اپنے ساتھ لی اور اس تہ خانہ
 کے اندر گیا دیکھا کہ تمام تہ خانہ میں گھاس بھری ہوئی ہے جو درجہ کھول کر دیکھا سو اسے گھاس کے اور کچھ نظر نہ آیا اسد نے
 حکم دیا کہ تمام گھاس اسیں سے نکال لو گھوڑوں کو کھلائیں اسیوقت گھاس نکلتا شروع ہوئی تاں کہ جب ساتویں
 دروازے سے گھاس نکالی تو اس دروازے میں ایک آدمی کو بیہوش پٹے سے دیکھا اسد سے عرض کیا اسد نے کہا کہ اسے
 لے آؤ حسب حکم لوگ اسے باہر اٹھا لے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مالک بن ملکوت شاہ ہے جس ایک نعل ہو گیا مالک
 بن ملکوت شاہ لے گیا اسد کا یہ حال ہوا کہ مارے خوشی کے پھولا نہیں سہا اچھلکھڑا دھرتے اُدھر اور اُدھر سے اُدھر جاتا تھا
 کہ ہر ہاتھ لکھو یوں علامتہ بھیج کہنا کہ اس کا فر کو ڈھونڈنا ہے علامتہ اور سب لوگ کہ رہے ہیں کہ بیشک یہ کام حضور ہی کا ہے
 حضور کے کس میں یہ جیہ تھا کہ اس عالم اضطراب میں یوں تلاش کرتا القصد توڑی دیر کے بعد اسد نے کہا کہ اسے ہمیں
 لاؤ خیر غلام نے بی داری سے بیہوشی کی دماغ سے اُتار کر قید رفیع بیہوشی دیا مالک کو چھبیک آئی آنکھ کھل گئی بیہوش کیا
 سر پر ملک الموت کو پایا جان کھل گئی اسد نے کہا کہ اے مالک تو ذرا نہیں میں تجھے قتل نہ کروں گا مگر سچ بتا دے کہ تجھے کون
 چھڑا لیا مالک نے کہا نہروان عیار اور اسکی ماں گل اندام بہ کردار اسد نے پوچھا کہ چہرہ کہاں چلی گئی مالک نے
 کہا کہ نہروان تو میری رہائی کی خبر دینے ایرج کے پاس گیا ہے اور گل اندام آپ کے خون سے بھاگ گئی اسد نے کہا
 کہ خیر معلوم ہوا اور مالک کو پھر گرفتار غل و زنجیر کر کے زندان خانہ میں بھیج دیا لشکر ایرج میں طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا
 جب شب گذری اور صبح ہوئی تو ایرج دستور قلعہ پر آیا اور نہروان کو ساتھ لایا قلعہ پر سے حسب معمول گولہ پڑنے لگا جب
 ایرج گولوں کو رد کر کے لب خندق پہنچا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو خیر دار ہو جاؤ میں آپہنچا جب اسد نے یہ نقشا
 دیکھا تو کہا کہ جلد مالک بن ملکوت شاہ کو لاؤ اور نہری تیغ بجاؤ اسیوقت لوگ مالک کو زندان خانہ سے لے آئے اور اس
 مالک کے سر پر تلوار کھینچ کے کھڑا ہوا اور لٹکارا کہ اوکر پاس فروش بچہ بازاری مالک کو نہروان عیار چھڑا لے گیا تھا
 مگر میں اسکا بھی استاد ہوں میں نے مالک کو نہروان کے گھر سے ڈھونڈ کر نکالا دیکھ مالک بن ملکوت شاہ موجود ہے
 یہ کھنکھاتا تھا کہ مالک کی گردن پر تلوار لگے کہ مالک نے بلبل کر آواز دی کہ ایرج کیا تجھے قتل کرنا چاہئے
 میں ایرج نے جو مالک کو دیکھا اور اسکی آواز بھی سنی تو یقین ہو گیا کہ بیشک یہ مالک ہے مجبور ہو کر کمال درجہ اُداس
 مایوس ہو کر جانب قلعہ سے پھر گیا اور داخل بارگاہ ہوا اپنے لوگوں سے کہا کہ یارو مجب بلا کا مقابلہ ہو نہ اب طرح ہی
 دیتے ہیں پرتی ہے اور نہ قلعہ ہی ہاتھ آتا ہے اس دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا ہوں یہ سنگر قارن قمر میں نے کہا کہ خداوند

یہ خیال نہ فرمائے قلعہ تو ضرور آپ کے ہاتھ آئیگا اور عتقرب آئیگا ایسج نے آنر وہ ہو کر کچھ جواب نہ دیا کہ اس آئنا میں جوڑی ہر کار سے کی گردین آنو پسینے میں غرق حاضر بارگاہ ہوتی اور دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند نعمت طرما سپ بن طماس مع طوفان بن سماک اثر در گیر ساٹھ ہزار کی جمیعت سے داراب کشور کشاکش کو قید کیے ہوئے لاتا ہوں یہ خبر سنتے ہی ایسج بہت شادان اور فرمان ہوا اور تمام سرداروں کو استقبال کیوں اسے روانہ کیا اور طبل شادمانی بچا کا حکم دیا اور خود بھی دروازہ بارگاہ تک استقبال کے لیے آیا اور بکمال عزت و تکریم طرما سپ کو بارگاہ میں لایا محبت عیش برپا ہوئی ایسج نے احوال پوچھا طرما سپ نے کل حال بتدایا اسے انتہائی بیان کیا ایسج نے کہا کہ واقعی نیر اعظم نے بہت جلد انتقام لیا یا تو تم داراب کی قید میں تھے باب داراب تمہارے قید میں ہو خیر وہ اب پرست ہو کہاں اُسے بلاؤ تو اسی وقت داراب کو ایسج کے سامنے حاضر کیا جب داراب داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ گردا گرد ایسج کے تمام آفتاب چوت جمع ہیں لندھو ایک جانب بیٹھا ہوا ایسج برتہ صاحبقرانی مستہ شوکت پر ٹھکن ہو طرما سپ سپہ سالاری کے دنگل پر بیٹھا ہوا ہر گز اُس ننگ بھر شجاعت نے بلا خوف و خطر بطریق آب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر ایسج نے تعظیم کر کے کسی جو اہر نگار بیٹھے کو دی داراب کرسی پر بیٹھا ایسج نے کہا کہ اسی داراب تو اتنا بڑا سمجھ رہا ہو کہ اُس جین کی پرستش کرتا ہو کہ جس میں تمام دنیا کی بھلائی ہے ہستی ہو بہتر ہو کہ نیر اعظم آفتاب تابان کو عہدہ کراؤد آگاہ ہو کہ حمزہ میری تلوار کے خوف سے ظلمات کی طرف بھاگ گیا جانشین حمزہ صاحبقران لندھو بن سعدان نے میری بیعت کر لی آج میں صاحبقران نہانہ ہوں داراب نے جواب دیا کہ اسی ایسج صاحبقران ایسے زمین میں کہ تمہارے خوف سے بھاگ جاتے وہ تو لقا کے تعاقب میں جانب ظلمات گئے ہیں اور اگر صاحبقرانی تقاری لندھو کے بیعت کرنے سے مستحکم ہوئی ہو تو دوسرے جانشین بالک اثر در نے میری بیعت اختیار کی ہو میں بھی صاحبقران ہونے کا دعویٰ کروں تو کچھ ہرج ہو جائیگا اور خیر اس گفتگو سے تو کچھ حاصل نہیں ہو دین آفتاب پرستی تو میں جب قبول کروں کہ جب تم مجھ پر غالب آؤ اگر دعویٰ صاحبقرانی کا رکھتے ہو تو اُسے شایان یہ امر ہو کہ مجھ کو چھوڑو اور سر میدان میں مقابلہ کرو اگر مجھ پر غالب آ جاؤ گے تو پھر جو کہو گے قبول کروں گا ایسج نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہو جو تم کہتے ہو ویسا ہی ہو گا قلعہ فرنگو شہ کے معاملہ سے ہمو انفرخ ہوئے تو تمہیں چھوڑ دیں گے اور شاپور سے کہا کہ شاپور سے جاؤ داراب کو اور بہ آرام تمام رکھو خبردار کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے شاپور اسی وقت داراب کو زندان خانہ میں لے گیا اور بیان ایسج نے صحبت جشن برپا کی ناچ ہونے لگا جام سے ارغوانی گردش میں آیا قناسے کار اتفاق روزگار ضرغام شیردل بھی استجارا لشکر ایسج میں آیا ہوا تھا یہ مال دیکھ کر اسد کے پاس گیا اور تمام مال اسد سے بیان کیا اسد نے کہا کہ اس آفتاب پرست نے اُس عادی کے آنے کا جشن کیا ہو تو پھر آؤ ہم تم جیکڑ سے گرفتار کریں قناس خان نے جطرما سپ کا نام سنا کانپ گیا اور کہا کہ اسی اسد دلاور جانے بھی دو لشکر ایسج کا بادشاہ جب تمہارے پاس موجود ہو تو پھر اُس عادی کا گرفتار کرنا ہے سو دو چو اسد نے کہا اب تو ہمارے منہ سے نکل گیا یہ ممکن نہیں کہ کہکر کسی کام کو نہ کریں اور اب اُس عادی کو نہ گرفتار کریں اللہ دین تو بین گذر گیا جب شب ہوئی تو اسد نے لباس شب رو دی زیب بدن کر کے اور ہانے جاری کے جسم پر آراستہ کر کے صورت عیادوں کی بنا کر سپر تلوار رخیل میں لیکر قلعہ کی کھڑکی کو کھول کے خندق کو پیر کر لشکر ایسج کا رخ کیا جب متصل بارگاہ پہنچا تو دیکھا کہ تمام ہندی دروازہ بارگاہ پر بھر رہے ہیں طوفان بن سماک کے لوگ بھی لشکر کا ہشاد دیکھ کر زمین کسی نے اسد سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو یا لنگر اسد دروازہ بارگاہ پر پہنچ گیا اور بلا خوف و خطر داخل بارگاہ ہوا ایسج کو کمال شان و شوکت سے بجائے صاحبقران پایا اور طرما سپ کو برابری سے ہوئے دیکھا ایں نہایت غضبناک ہوا قبضہ پر ہاتھ ڈال کر پایا کہ ایسج کو بارے ضرغام سے

جو یہ ارادہ اسد کا دریافت کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ازبر اسے خدا جانے دیکھے دور کیجیے اسد نے کہا کہ یہ ضرغام تو کچھ
 مہر کا یا نقاب پرست نانا جان کی جگہ پر متجاہد ضرغام نے عرض کیا کہ یہ خط لندھو ر کی پوائے جرج اس امر میں بالکل سبے خطا
 ہے اور اسی شہر یارب صاحب قرآن ظلمات سے واپس آئیگے پھر بارگاہ صاحب قرآن کے بقصد میں ہو بائگی آپ اس امر کو
 وصال نہ کیجیے چلے اور طرف کی سیر کیجیے طر ماسپ کی خواہ گاہ دریافت کیجیے عرض اسد وہاں سے موچون پر ناؤ پھیرتا ہوا
 وہاں آیا جہاں طر ماسپ کا خیمہ تھا گر خیمہ کے پھرنے لگا مقام گھات کا تلاش کرنے لگا کوئی ڈیرہ پہر رات کے طر ماسپ
 مع طوفان بن سماک اور ار قمر اپنے خیمہ میں آیا تھوڑی دیر کے بعد طوفان دار قمر توپے کے طر ماسپ نے کھانا کھایا
 دو چار جام شراب کے پی کر سو رہا نگہبان و پاسبان اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے طر ماسپ نے اسد نے ضرغام سے کہا کہ
 ضرغام چلو طر ماسپ کو لے آؤ ضرغام نے کہا کہ آپ یہیں ٹھہریے میں جا کر ابھی اُسے لیے آتا ہوں یہ لکڑی بگڑ رہی
 عیاری کا نکال کر ار قمر بن ازرق کی قطع بکرا اور ادھر ادھر کے خیموں میں سے چھتا چھپاتا ہوا خیمہ طر ماسپ کے پاس
 پہونچا لوگوں نے کہا کہ تو کون ضرغام نے کہا کہ ار قمر بن ازرق میرے ملک نے مجھے طر ماسپ کی نگہبانی کو بھیجا ہے سو اسے
 کہتا ہوں قریب ہو اور دیوانہ بلا سے بے درمان آفت جہاں ہو ستا ہو کہ وہ دست بردی کرتا ہے ان دربانوں نے کہا کہ آئیے تو
 باعث تقویت ہو گئے ضرغام بیٹھ گیا دربانوں نے شراب کا جام حاضر کیا ضرغام نے کہا کہ یار و تھیں پوچھ تو پتے چلے
 آتے ہیں دربانوں نے کہا کہ بیان تو سب کے سب ہو چکے ہیں آپ بھی بیٹھئے ضرغام نے ایک پیالہ لاس میں سے پی لیا اور سب
 آغشتہ بہ دارو سے بیوشی کر کے کہنے لگا کہ ایک ذرا میں اندر بھی ہواؤں شاید طر ماسپ نے ابھی ہار لیا ہو تو سلام
 بھی کر آؤں سب نے کہا کہ بسم اللہ آپ کو کون روکتا ہو جاسیے ہو آئیے یہ سکر ضرغام خیمہ کے اندر آیا دیکھا کہ خاص دار
 پر جو خندنگار پنگ کے پاس بیٹھا ہوا ہے گر اوٹھ رہا ہے ضرغام کے بانوں کی چاپ سکر آگے کھل گئی وہ کہا کہ ار قمر چلا آتا ہے پوچھ آگے
 کہ مہر جی تم سوخت کسٹن آئے ہو ضرغام نے کہا کہ فقط پاسبانی کے واسطے اُس نے کہا کہ آئیے آئیے بیٹھے ضرغام بیٹھ گیا
 اور کچھ ملو اسوہن اُسے نکال کر دیا اور کچھ پی نکال کر خاصہ دار و ن کو دی وہ دونوں کھاتے ہی بے ہوش ہوئے بس
 ان دونوں کے بیوش ہوئے ہی سنا لاپا کر تھم روشنی گل کر دی اور ہاتھ کو چرب کر کے بلہ عیاری کا ہاتھ میں پھنک کر باہر چلا گیا
 کے کرا اور کاٹے سے دو شالہ اٹھا کر دارو سے بیوشی نکال کر کوفیہ عیاری ناک سے مار دیا جیسے ہی طر ماسپ نے اوپر کا
 دم لیا ضرغام نے زور سے پونک مارا کہ بیوشی دماغ کو چڑھ گئی طر ماسپ کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی ضرغام پنگ کے
 نیچے چھپ رہا طر ماسپ نے ادھر ادھر دیکھ کر جب کسی کو نہ پایا پھر نکلیہ پر سر رکھ دیا اور بیوش ہو گیا پھر ضرغام نے ملے ہائے
 کند سے جگر کر پشاورہ بانہ کر چادر عیاری میں لپیٹ کر بیٹھ پر رکھا اور خیمہ کے باہر آیا یہاں بھی سب کے سب بیوش ہو چکے
 تھے انکو دو چار لائین مار کر اسد کے پاس گیا لگا کہ طر ماسپ حاضر ہے لیجیے بس اسد خوشی خوشی طر ماسپ کو لیے ہو پہر رات
 رسہ داخل ہوا اور اس وقت آہنگرون کو بلاد کر اسیر غل و زنجیر کیا اور صبح کو فیلبندہ دروازے پر لا کر چو میخ بند ہوا کہ حکم
 دیا کہ مار واس حملہ ارادے کو یہ حکم سنتے ہی لگے کوئی شروع ہو گئی اور وہاں ایرج چھوڑ کر اپنی بارگاہ میں میثامت سام دنگل
 نشینان بارگاہ آکر جمع ہوئے مگر طر ماسپ اور طوفان کے نہ آنے سے سخت بخیر ہوا لندھو ر سے کہا کہ اسوہ دارا ہند
 معلوم نہیں کہ آج طر ماسپ کیون نہیں آیا لندھو ر نے کہا کہ خبر منگوانا چاہیے ابھی یہ بائیں ہو ہی رہی تھیں کہ طوفان
 بن سماک روتا ہوا آیا اور بیان کیا کہ شب کو طر ماسپ اپنے خیمہ سے غائب ہو گیا ایرج نے یہ سکر طر ماسپ سے کہا کہ شاید
 جا کر دیکھو تو یہ جو آتا ہو تو دیکھا کہ بہتر ضرغام کا بنا ہوا جو دریافت حال کیا لوگوں نے بیان کیا کہ اور تو کوئی نہیں آتا مگر
 ار قمر بن ازرق آیا تھا شاید پورے کہا کہ وہ ار قمر تھا بلکہ ضرغام ار قمر کی قطع بکرا آتا ہوا دینی چڑا نے گیا اللہ وہاں سے

آکر محل کی نسبت ایرج سے بیان کی ایرج نے یہ سکرز انوپر ہاتھ مارا اور کہا کہ ہاے اس دیوانے نے دیوانہ گردیا کچھ نہیں
 نہیں آتا کیا کروں کیا نہ کروں کہ اس اثنائیں ہر کاروں نے آکر عرض کیا کہ اے شہر دار اسد نے خطر ماسپ کو بلاست
 دروازے پر چونکہ بندھوا دیا ہے اور خوب زور و کوب کر رہا ہے پس یہ سنتے ہی ایرج بیقرار ہو کر سات ننگے کے آیا اور
 کہا کہ اے اسد دلاؤ خطر ماسپ پر رحم کھاؤ اسے ایذا نہ دو اسد نے پکار کر کہا کہ اے اوجر زادے تو تو خطر ماسپ کے اُٹنے کا
 جشن کرے اور میں کھانا کھانگ نہ بھیجے آخر ہم کھانا کھ سکتے رہتے بنے بھی تیرے عیش کو تنہا کر دیا ایرج پکار کر اسی
 مجھے خطا مولی آپ خطر ماسپ کو نہ ماریے میں ابھی آپ کے واسطے کھانا بھیجتا ہوں اسد نے اپنے لوگوں کو منع کیا کہ میں
 اب زور و کوب موقوف کر دو اور خطر ماسپ کو کھول دو یہ سکر خطر ماسپ نے آواز دی کہ اے زور و آفتاب پرستان آپ میرے
 مارے جانیکا انہوں نے کیجیے مجھ ایک غلام آپ کے پاس نہ ہوا نہوا آپ شوق سے قلعہ کو لیجیے یہ سکر علقہ سے نیکمالات ماری اور
 کہا کہ اوجر زادے کیوں بیگانہ خواہ مخواہ غل مچاتا ہے پس خطر ماسپ پر رات بڑھاتا کہ خطر ماسپ غصہ کے مارے آگ بولہ
 زنجیر کو کڑ کر ایک جھٹکا جو مارتا ہے تو سرازنجیر کا علقہ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا پس دانیہ اعظمہ مگر قیہ کو مثل تاج کی بوت کے
 توڑ ڈالا ایک غل و شور برپا ہو گیا کہ خطر ماسپ نے قید کو توڑ ڈالا پس پشور سکر لکھن زنگی خطر ماسپ کے قریب آیا دیکھ
 تلواریں خطر ماسپ پر ماری خطر ماسپ نے تلوار کو چبکی دی کہ پٹ پڑی پس دانیہ پر ہاتھ ڈال کے ہاتھ مڑوڑ کے تلوار چھین لی اور
 وہی تیغ آہر لکھن پر ماری کہ جگر تنگ اتر گئی پھر توجہ خطر ماسپ کے سامنے آیا وہ ہلاک ہوا یا زخمی ہوا ایرج نے جو پختہ
 دیکھا گھوڑا اٹھا کر مع فرج آفتاب پرستان قلعہ پر آیا اب بیان گولہ مارے کا ہوش ہی نہیں خطر ماسپ سے جنگ ہو رہی
 ہے اور صحر کا خیال نہیں ایرج خندق چاند کر قلعہ کے پار آیا اور گرز سے دروازہ قلعہ کا توڑ کر قلعہ کے اندر رنخا تلوار ہاتھ میں
 لیکر مقابلہ کرنا شروع کیا اسد نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا ضرور ہلاکت کا سامنا ہو گا اور تیرے ساتھ اسے
 مقت بین مارے جائیگے پکار کر ترکوں سے کہا کہ ہار و قلعہ سے نکل ملو اور اپنی جانیں نہ دو لڑائی بالکل بزدلی بن تو جاتا ہوں اور
 تھیں نکالیں کرنا ہوں کہندہ تھیں اختیار اگر میرے ساتھ چلو گے تو کسی بھی نہ چونیلی مگر ترک کب سنتے ہیں ڈاڑھیان اثنویر
 دیا دہا کر اس طرح تلوار میں مارنا شروع کیں کہ آفتاب پرستوں کے رخ پھر گئے لاش پر لاش گرا دی خون کا دریا بہا دیا اسد اپنے
 قزاقوں سمیت دروازہ ہفت منظر سے نکل کر چلا گیا مگر ترک و خادری جاننا نہ ہی کر رہے ہیں کوئی آفتاب پرست اسے
 سامنے نہیں ٹھہرتا لیکن خطر ماسپ اور ایرج کے ہاتھ سے بہت سے ترک و خادری قتل ہوئے تا انکہ تمناج خان سے
 اور ایرج سے مقابلہ ہوا تمناج خان نے تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر دو انگلی سرخون برآئی مگر ایرج نے جواب دیا
 تو تمناج خان کے سر میں تادو ابرو اتر گئی پھر جو تمناج خان نے وار کیا تو ایرج کا شانہ نشانہ ہوا پھر جو ایرج نے
 جواب دیا تو دہنا ہاتھ تمناج خان کا غم ہو گیا تمناج خان نے بائیں ہاتھ میں خنجر لیکر ایرج پر مارا ایرج نے پھر تلوار
 لگائی تو بائیں ہاتھ بھی تمناج خان کا کٹ گیا اور تمناج خان ایرج پر گریزا اور واہنوں سے کاٹنا شروع کیا اسد
 نے تلوار کا قبضہ تمناج کے سر پر مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا اور وہ ہلاک ہو گیا اور حرقیہ اس خان خطر ماسپ سے لڑ کر
 خود بھی زخمی ہوا اور اسے بھی زخمی کیا جب ترکوں نے دیکھا کہ دونوں افسروں کا یہ حال ہوا تو ناچار لاشیں اٹکی اٹھا کر
 مردانہ وار لڑتے بھڑتے اپنا مال اور اسباب اپنے ہونے شہر سے نکل گئے آفتاب پرستوں نے ان کا تعاقب نہ کیا اسد تو
 دامنہ کوہ پر موجود ہی تھا ان لوگوں کو جاتے دیکھ کر پہاڑ پر سے اتر کر ان سب کو اپنی فرو و گلاہ پر لیگیا اور لاشیں
 تمناج خان کی خوب رو دیا تا بوت اسکا درست کر دیا زخموں کے ٹانگے لگوائے بعد اُس کے ایک عننی شاہزادہ نور الدین کی
 خدمت میں بہین ضمون لنگر داند کی کہ عالی صاحبہان اس بزرگ نے خروج کیا ہے اور اندھوڑا سپر فریفتہ ہو کر

اُس کے ساتھ ہو گیا جو بیعت اسکی کرنی ہی بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی سب اُس کے حوالہ کر دیا۔ پھر تمام ملک نانانہان کا
 اُس کے ہاتھوں تباہ و برباد کر دیا۔ پھر چنانچہ اُس آفتاب پرست نے ترکون کا قتل واقع کر کے شہر فرنگوشیہ اُسے چھین لیا
 لیکن بن لکنات جنگی بھی مارا گیا اب ارادہ ایسج کا یہ یہ کہ یہاں سے کوچ کر کے قلعہ ذوالامان پر جائے اور ناموس صاحبقرانی
 میں رخنہ انداز جو آپ کو لایق و لازم ہے کہ عرضی ہذا کے دیکھتے ہی باختصرین قسریت لائے ورنہ ناموس صاحبقرانی میں
 رخنہ اندازی کا خوف کیسا بلکہ یقین ہو کہ ہر چند کہ میں ہر طرح جان دینے پر مستعد ہوں جو کچھ ہو سکے گا قصور و کوتاہی
 نہ کروں گا مگر غیبہ آپ کے کام نہ پہلے گاہی عرضی روانہ کر کے اسد تو ختم کر دیا اور روانہ ہوا اور ترک غازی
 تمناج کا تاوت لیکر سیاد پوش ہو کے خدمت صاحبقران میں روانہ ہوئے اور یہاں جب ایسج شہر فرنگوشیہ کو اپنے
 قبضہ میں کر چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کوزدان سے بلو کر مام کر دیا یا لباس فاخرہ پہنا کر تخت پر بٹھایا اور اس کے
 ملحقین میں مصروف ہوا جو آفتاب پرست ماسے گئے تھے انکی لاشوں کو جلوا دیا لندھوور نے ترکون اور خادریون کی لاشیں
 کو دفن و کفن کر دیا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ دیکھتے تھے ان لوگوں نے میرا کتنا نامانا آخر اپنی جانیں دیدیں اب زمانہ
 بجز اس کے کیا کہیگا کہ لندھوور موجود رہا اور اہل اسلام قتل ہوا کیے اور مالک نے میں حالت مجبوری میں تھا اپنے آقا کے حکم کا
 تابع تھا کیا کر سکتا تھا ساتھ والوں نے کہا کہ بہت درست ہو بہت بجا ہو جیسا کیا ویسا پایا ان سب کا خون انہیں کی
 گردن پر ہو غرض لندھوور تو اس رنج میں رہا اور ایسج نے تین دن تک جشن کر کے فرخ تا جبر کو شہر فرنگوشیہ کا
 مالک کر کے حکم دیا کہ لشکر چار اتیار ہو ہم ملک گیری کو چلیں اسی وقت سامان سفر درست ہوا اور لشکر شہر سے باہر نکلا
 چنانچہ کلمہ حال پر احتمال مالک اثر اور کشور کشا مالک کے بیان کیے جاتے ہیں
 کہ مالک اثر اور کشور کشا کا بیٹوں کی خبر دینے پر شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہوئے کوچ کوچ اور منزل منزل جب حوالی فرنگوشیہ
 پہنچ گئے تو ہر کار وون کو خبر کیو واسطے روانہ کیا حسب الحکم جاسوس گئے اور دوسرے دن اگر خبر دی کہ ایسج نے شہر فرنگوشیہ
 کو تے گیا ترک اور غازی لڑ بھر کر شہر سے نکل گئے تمناج خان مارا گیا مالک نے پوچھا کہ اسے شاہزادہ اسد بن کرب
 غازی کی کچھ خبر معلوم ہوئی عرض کیا کہ وہ پہلے ہی نکل گئے تھے بجاوہ کے ہاتھ لگتے ہیں مگر پیر شد ترکون اور خادریون کی تلوار
 کی دھاک بھی بندھی ہوئی جو کئی لاکھ آفتاب پرستوں کو قتل کر ڈالا مالک نے کہا کہ بیشک وہ سب ایسے ہی ولادہ جاتنا
 ہیں وہ سب کے سب شاہزادہ قاسم کے رفیق اور عزیز ہیں ان لوگوں کا نام لیکر تلوار باندھنا چاہیے اور ہاے اگر شاہزادہ
 خادریہاہ زندہ ہوتے تو کاہیکو یہ لوگ یون تباہ و برباد ہوتے اور خوب قاسم کو یاد کر کے رو دیا کشور شاہ نے کلات
 لشکین اور صبر کر کے ہر کار وون سے پوچھا کہ بلخیر یہ تو سب باتیں معلوم ہوئیں فاراب کی بھی کچھ خبر لائے کہ وہ کہاں
 ہر کار وون نے عرض کیا کہ حضور ہاں معلوم ہوا کہ اسد بن ارزق طوقان بن سماک اثر درگیر کیا گیا و شکار گاہ
 سے اُسے پکڑ لیا اور خطر ماسپ کے حوالہ کر دیا وہ ایسج کے پاس لے گیا ایسج نے بعد فتح فرنگوشیہ یہاں سے کوچ کیا
 و ارباب امی کے لشکر میں قید ہوئے سنکر کشور کشا نے قتلح کشور می عیار و ارباب سے کہا کہ اسے فتح اپنے آقا کا
 حال سننے سنا اب معنے و فاشکاری کے یہ ہیں کہ اپنے آقا کو جا کر چھڑاؤ فتح نے کہا کہ آپ اطمینان سے رہتے ہیں
 گیا اور لایا یہ کمر اپنے خیمہ میں آیا اسباب عیاری درست کر کے لشکر ایسج کا رخ کیا جلد جلد پاسے شاطری مارنا
 ہوا چلا جاتا تھا کہ دوسرے ہی ملک قریب لشکر ایسج کے پہنچ گیا رنگ و روغن عیاری اپنے چہرے پر ملکر صورت اپنی
 فقیر آزادی کی بنا کر چار ابرو کا صفایا کر کے الف آزادی کا ناک پر کھینچا چھڑی رومال ہاتھ میں لیکر داخل لشکر ہوا
 کوڑی کوڑی مانگتا ہوا چلا جاتا تھا کہ لشکر ایسج کا لانتا سیلے حد و سہے ہاں لندھوور بھی ایک طرف اُترا ہوا ہے

بڑی گمانی ہو جی میں کہنے لگا کہ اسی قتل حقیقتاً ایرج بڑا صاحب جلال ہے صاحبقران جان اقبال پر غرض یہ
 کرتا ہوا دے اندر بارگاہ پر پہونچا وہاں اور نہ بادہ شان و شوکت نظر آئی ملک گیری کے منصوبہ دکھائی دیے غرض وہ اس
 پھر کر زندان خانہ داراب کا تلاش کر کے ایک نالے میں پھر رہا اور چپکے چپکے نقب کنی شروع کی پہر رات رہے دوسرا
 نقب کا زندان خانہ میں نکالا دیکھا کہ داراب بے خبر سو رہا پھر جگانا مناسب جان کر نہ جگایا اور بے ہوش کر کے چادر عیاری
 میں پٹا رہا ہاتھ کر براہ نقب صحیح و سالم یہ ہوئے چلا گیا اور جلد قریب صبح دوسرے دن لشکر مالک میں پہونچ گیا اور
 پشتارہ سامنے رکھ دیا اور کہا کہ میرا مالک و آقا داراب حاضر ہو کشور شاہ کے کہا کہ اسی قتلح بیشک تو نے کار نامہ ان
 کیا تیرے سوا اور کسی کا یہ کام نہ تھا اب اس پشتارے کو کھول قتلح نے پشتارہ کھولا اور رفع بیوشی دے کر بیوشی: طرف کی
 داراب ہوش میں آیا دیکھا کہ کشور شاہ اور مالک اس درمیان تمام سرداران لشکر بیٹھے ہوئے ہیں حیران ہو کر عالم خواب
 تصور کرنے لگا کہ میں بند کر لین مالک نے پکار کر کہا کہ اے داراب ہو شیار ہو یہ خواب نہیں ہے بلکہ عین بیداری ہے کہ جو قتلح
 پھر نہیں ہے قتلح اعیان قتلح کشور ہی تھو چھڑا لیا ہے یہ سکر داراب شادان و فرمان ہو کر آٹا کشور شاہ مالک کشور
 نے صاحب سلامت کی اور قتلح کو گتے سے لگا کر غمت گران بہانگو کر دیا بعد اسکے حام کر کے کمانافش فرمایا اور لگا
 گیا سپہر کو بارگاہ میں آکر بیٹھا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی داراب نے مالک سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے سپہ سالار لشکر
 صاحبقران و اسی رفیق خاص امیر گیتی شان شہر فرنگوشیہ کا معاملہ تنہا کہ ترک ہارے گئے اسد چلا گیا اور ایرج و ایرج ہی
 نہیں رہا اور ہی کچھ رتبہ اور مرتبہ حاصل کیا ہے لشکر ہیشار جمع کیا ہوا مال و خزانہ لانا تھا خداوند آب حیات سے عذبت کیا ہو
 تمام اسباب صاحبقرانی ایرج کے پاس موجود ہیں آج کل نہایت نمود و ہوا ہم کیا کریں جیسی تعاری مسلح ہو دیا
 کریں مالک نے ایک گھڑی بھر تک تامل کیا بعد اسکے کہا کہ اے داراب ایرج پستان بال باختر سے خراج لینا پھر تاج تم
 پیکر تاجداران کو چاک باختر سے خراج لو اور ان سب کو اپنا مطیع کر و تعاری ہی شان و شوکت بھی قریب قریب ایرج کے ہو چکی
 اس گھٹو سے داراب بہت خوش ہوا اور دل میں سمجھا کہ واقعی مالک میرا ترقی خواہ ہے کہا کہ اے مالک اگر در و واقعی خوب
 صلاح تھے دی ابھی تو پہلے ملک سبجان کو پہلے یہ کہہ کر وہی تین دن میں سامان درست کر کے ملک سبجان کو روانہ ہوا اور
 لشکر ایرج میں صبح کو ایک غلغلہ بلند ہوا کہ داراب کو کوئی پھر الیگیا جب ایرج کو یہ خبر پہونچی کہ داراب زندان خانہ سے
 غائب ہو گیا مہرہ نقب کا لگا ہوا ہے پھر ایرج نے شاپور کو بلا کر کہا کہ اے شاپور میں نے داراب کو تیرے حوالہ کیا تھا اور
 تو ایسا غافل ہو گیا کہ کوئی شخص نقب لگا کر اُسے چلاے گیا اور مجھے خبر نہ ہوئی جا جا کر دریافت کر کہ یہ کام کس بد انجام کا تھا
 یہ سکر شاپور زندان خانہ میں گیا بہتر افتاح پہونچا کہ ایرج کے پاس آیا اور کل حال بیان کیا یہ سکر ایرج نے بہت
 ماسف کیا اور کہا کہ افسوس اگر میں خود ہی اُسکی درخواست کے موافق اُسکو چھوڑ دیتا تو میرا کتنا بڑا احسان ہوتا شاپور
 نے کہا کہ اگر آپ حکم دین تو میں پھر داراب کو جا کر گرفتار کر لائن آپ اُست ابی مرتبہ چھوڑ دیجیے گا ایرج نے کہا کہ نہیں
 اب کچھ حاجت نہیں ہے اور وہ روز کے بعد حکم دبا کہ کوچ کی تیاری کر دیندھور نے کہا کہ اے ایرج جو جوان اب تم تکلیف
 سفر گمارا نہ کرو آخر اب کیا ضرورت ہو اگر یہ غرض ہے کہ ملک گیری کیجیے اور سب سے خراج لینے تاجداران باختر کو
 اپنا مطیع کیجیے تو تمہارے سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے صاحبقران کی جانب سے کل ملک باختر میرے قبضہ
 میں ہے صاحبقران مجھے مالک کر گئے ہیں میں خراج ہر ملک کا تم کو منگوادونگا تم کہیں نہ جاؤ ایرج نے جواب دیا کہ
 اے دارا سے بندہ رستم زمان مجھے ملک و مال سے کچھ غرض نہیں ہے بلکہ مطلب میرا اور ہی ہے کہ بعد چند روز کے تیرے
 قاتل ہو جائیگا لندھور نے کہا کچھ تو کہیے کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں بد خواہ نہیں ہوں کچھ تو مجھے بیان کیجیے شاید میں

کہانی تدریس کو سکون ایرج نے کہا کہ نہیں اسے آپ نہ پوچھیے جب لندھو بہت مصر ہوا تو اس وقت ایرج نے کہا کہ اے
لندھو بن سعدان میں اپنی مشوقہ کی جستجو میں جاتا ہوں اے لندھو پھر اول تو لقا سے خداوند باحقتر بھکوا اپنی دختر
بخش گیا ہر دو سر سے میں خواب میں دیکھ کر اس پر عاشق ہوا ہوں اگر تم چاہت ہو اور تمہاری یہ خواہش ہو کہ میں یہاں سے
بہنش نہ کروں تو ملے گی یہی افرو ز کو مجھے ملے گا اور میں تو سب طرح مجھے مشوق سیرائیکا اس طرح لوں گا کہ ہر چہ بادا باد بھروسہ
یار کمال مضطرب و بیقرار ہوں اور یہی سودا ہے کہ سب طرح جا کر اپنی محبوبہ کو لون بس ان کلمات سے لندھو کی یہ حالت تھی
کہ بیدار کھینچنے لگا قریب تھا کہ کوئی کمر سخت ایرج کو کے مگر اند بکے مرد جهان دیدہ تھا چپ ہو رہا اور اپنے دل میں
کہا کہ ابھی بگاڑنے سے کیا فائدہ ہے وقت پر سمجھ لیا جائیگا لیکن پھر بھی اتنا منہ سے نکل گیا کہ ایرج یہ تمہیں بڑی ساری
اس امر میں بہت کچھ کشت و خون ہو گا اور میں تو ایسا ہی ہمتی دوست ہوں کہ سن کے چپ ہو رہا اور دم نہ مارا لیکن یہ
خیال بہت حال ہو اس سے درگزر و آئندہ تمہیں اپنے فعل کا اختیار ہے یہ کہہ کر بارگاہ ایرج سے اٹھ کر اپنے خیمہ میں چلا گیا
رہنما نے کہا کہ شہر یار کیا ارادہ ہے لندھو نے کہا کہ یار و ابھی تو میں کچھ سہ نہیں ہوتا یہ آفتاب پرست جو واپس آتا
بکنا ہو بکا کرے جس وقت دیکھوں کہ یہ آفتاب پرست قلعہ ذوالامان پر پہنچ گیا اور کوئی رخنہ اندازی کیا چاہتا ہو
اور کوئی روکنے والا نہیں ہے تو پھر اس وقت جان دینے پر مستعد ہو جاؤ لگا ابھی بگاڑنا مناسب نہیں ہے یہ ہرگز ہرگز
ممكن نہیں ہے کہ میرے بیٹے ہی ناموس صاحبقرانی میں کوئی شخص رخنہ افراز ہو اگر تم سب میرے ساتھ ہو تو ساتھ رہو ہر ایک
کہا کہ آپ کی بیعت سے تو ہم کیا گنارہ کشی کریں گے مگر انا جانتے ہیں کہ آپ نے ساری حرمت ہندوستان کی خاک میں ملای
اب تو کچھ اسدی کا کمر مچ معلوم ہوتا ہے یہ سنکر لندھو نے کہا کہ یار تو تم جو کچھ کہتے ہو کو مگر میں اپنے آقا کے حکم سے
سرتابی نہ کر دنگا کہ میرے آقا نے مجھے اسکی حفاظت کا حکم دیا ہے حتی الامکان تو اس سے نہ بگاڑو لگا اور جب ایسا ہی
پانی سر سے اونچا ہو جائیگا تو پھر کچھ لیا جائیگا یہ سنکر ہر ایک نے کہا کہ ایرج و ارے ہند اچھا آپ نہ بولیں مگر ہو تو ہوا نہ
دیے بیگے کہ ہم اس سے سمجھ لیں لندھو ہر ایک کو مانے ہوا اور ہر ایک سے کہا کہ صاحبو ابھی توقف کرو جلدی نہ کرو
دیکھو تو کیا ہوتا ہے غرض ادھر تو ہر ایک ہی کتاب کھا کر ساکت ہو رہا اور ادھر ایرج جو جوان نے ملک سبائل
کی طرف کوچ کا قصد کیا فوج سب تیار ہوئی لندھو بھی مع رختا اسکے ہمراہ ہوا جاتے جاتے لشکر ایرج کا ایک
پہنچے واسے پر پہونچا غرض ہوئی کہ اے شہر یار یہاں سے چار راہیں ہیں جس طرف حکم ہو اس طرف چلیں ایرج نے
در یافت کیا لوگوں نے عرض کیا کہ نہ اوندیک راہ تو شہر اختتم کو گئی ہے دوسری راہ شہر زریج آباد کو گئی ہے تیسری راہ
جزیرہ نارون کو گئی ہے چوتھی بستیہ حصار کو گئی ہے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ سب لشکر میں قیام کرے اور ان سب
مقامات کے تاجداروں کو نامے لکھے جائیں کہ یہ سب اگر حاضر ہوں اور جو خراج حمزہ صاحبقران کو دیتے تھے وہ مجھے
اگر دین اور میری بیعت کریں کہ اس واسطے کہ حمزہ صاحبقران جسکو اپنی طرف سے حاکم کر گئے تھے یعنی دارلہ ہند و سمنان
لندھو بن سعدان اس نے میری بیعت کر لی ہے اگر تم سب میری اطاعت نہ کرو گے تو جو حال میں نے ترکوں کا
کیا ہے اس سے بدتر تمہارا حال کر دنگا فوراً حسب الحکم مٹیوں سے نمٹے تھوڑے کر کے رہنا دیکھو تو ایرج نے اپنی جانب سے
بہ نمٹے لکھے اور ادھر لندھو نے اپنی طرف سے لکھوا بھی کہ حمزہ صاحبقران اپنی طرف سے مجھ کو حاکم کر گئے ہیں اب میں
تمہارا حاکم و مالک ہوں تم کو تا کہید اب یہ لکھتا ہوں کہ تم سب کے سب اگر ایرج سے بیعت کر لو اور خراج اس کی خدمت
میں گزارو جس وقت کہ صاحبقران آویگے اور تم سے باز پرس کریں گے تو تم سب میرا نوشتہ پیش کر دینا چنانچہ خیمہ
زنگی ایرج کا نامہ لیکر چلا اور ایسا ہی ہندو لندھو کا نامہ لیکر چلا اب حال شہر اختتم کا سنئے کہ جس وقت

اسد بن کرب غازی شہر اختم میں ہو پڑا۔ جمشید اور خورشید انہی استقبال کر کے اپنے ساتھ اسے ایوان شاہی
 میں لا کر بیٹھا۔ صحبت عیش و عشرت کی آراستہ کی حال حمزہ صاحبقران کا دریافت کیا اسد نے کہا کہ مجھے طمع علم
 نہیں کہنا مانا کہ ان ہونے کے عوض کیا کہہ سنا ہے کہ ایرج نے خروج کیا ہے اسد نے کہا کہ بجائی وہ کیا اور اسکا
 خروج کیا ہے سارا کر مارا اس ہندی نے کیا ہے بارگاہ سلیمانی اسے دے کر آسمان پر چڑھا دیا اور مرتبہ صاحبقرانی کو
 پہنچا دیا اور اسے ہندی کے سامنے ایرج ترکون کو قتل کرے اور یہ تاشاد کیا کرے اسے جمشید اور خورشید میں مجبور
 ہوں کہ نکاح نے مجھ کو زیر دست کر دیا کہ میں کسی طرح اس پائی سے غم و برا نہیں ہو سکتا ہے اسوقت
 بجائی صاحب یعنی نور الدہرین بدیع الزمان نامہ در بیان غنیمت ہیں کہ اسے سزا سے معقول اور توبہ قرار واقعی دین
 یقین ہے کہ اب تمہارے پاس بھی اس آفتاب پرست کا نامہ و پیام آیا ہو گا جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ جیسے
 آنے دیکھے سمجھ لیا جائیگا اسد نے کہا کہ بجائی مجبور سی ہے اسوقت ہم تم بغیر سرکار ہیں عزت و اکبر و کی حفاظت لازمی ہے
 جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ اگر شاہزادہ نامہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں ہمیں آپ کے ارشاد سے سرتابی نہیں ہے جو حکم
 دیکھے گا قبول کرینگے مگر ایرج کی بیعت قبول نہ ہوگی اسد نے کہا کہ صاحب کو کھو جہالت کرتے ہو اور اپنی جانیں دیتے ہو
 بالفعل بیعت کر لو بعد چند روز کے جب حمزہ صاحبقران آئینگے اسوقت مجھ لینا پھر ان دونوں نے وہی کلمہ کہا
 کہ اگر شاہزادہ ہوں جان دینا قبول مگر یہ امر قبول نہیں ہے اسد نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو میں ہر حال میں تمہارا شریک
 ہوں قصہ اسد بعد دو ایک روز کے سید و شکار کو چلا گیا اور ہر کاروں نے اگر خبر دی کہ ابلیس ایرج کا آتا ہے جمشید
 نے کہا کہ آئے دو دیکھیں کیا پیغام لانا ہے جب ابلیس سامنے آیا سلام کیا جمشید و خورشید نے کرسی بیٹھنے کو دی صحبت
 عیش برپا ہوئی جام شراب گردش میں آیا جب نشہ بادہ ناب سے دماغ ابلیس کا گرم ہوا تو اس نے کہا کہ منم نامہ دار
 ایرج نوجوان زبدہ آفتاب پرستان جمشید نے کہا کہ نامہ لاؤ نیلیم نے نامہ سر سے کھول کر دیا دیر نے نامہ پڑھا
 جمشید و خورشید مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے نامہ دیر سے لیکر پھاڑ ڈالا اور کہا کہ جا جا کر اس بڑا زبکے سے کہہ دینا
 کہ تو اندھو کی حمایت پر بھولا ہے ہم کبھی تیری بیعت نہ کریں گے تو یہی کیا چیز اب اس انسان لندھور کا ابلیس بھی پہنچ گیا
 اس سے بھی نامہ لیکر پڑھوایا اور کہا کہ تو بھی لندھور سے کہہ دینا کہ تو اس پیرانہ سالی میں ایرج پر عاشق ہو کے دیوانہ
 ہو گیا ہے تو نے دیدہ و دلوانہ تمام ترکون کو قتل کروا ڈالا ہم ہرگز ہرگز تیرے قول و فعل پر اعتماد نہیں کر سکتے لندھور
 کا ابلیس تو خاموش رہا مگر ایرج کے ابلیس نے کہا کہ شاہان اختم ہتھ تھے کیا غضب کیا اور کیا الاعتقاد نہ حرکت کی کر
 صاحبقران زمانہ کے نامہ کو پھاڑ کر پھینک دیا اپنے حق میں بہتر نہ کیا بس یہ کہنا تھا کہ جمشید و خورشید
 نے کہا کہ لینا اس حرام زادے کو یہ سنکر سلیم زنگی چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے فوراً ہی لوگوں نے گرفتار کر لیا اور جوہر ہی
 اسکے بارگاہ کے باہر تھے انکی مشکین بھی باندھ لیں اسکے بعد حکم ہوا کہ مع سلیم زنگی ان سب رو سیاہوں کو نشانہ
 لباس پہنا کر گدھوں پر سوار کر کے سوانگ بنا کر شہر سے باہر نکال دو جو حکم ملا زمانہ جمشید نے اسی وقت
 نیلیم وغیرہ کی ہواڑھی سوچیں منڈوا کر زمانہ لباس پہنا کر تیل توب سے منہ سیاہ کر کے گدھوں پر بٹھا کے شہر سے
 نکال دیا ابلیس روٹا پیٹتا ہوا مع اپنے ہمراہیوں کے اسوقت بارگاہ ایرج میں پہنچا کہ جب ایرج مع تمام اہل دربار کے
 مصروف عیش و عشرت تھا اسکے ہاتھ ہی ایک غلغلہ ہو گیا کہ اسے یہ کلمہ ہی عورتیں کہان سے آئی ہیں مگر ابلیس نے ایرج
 کے پاس جا کر تمام سرگزشت اپنی بیان کی ایرج پر سنکر مار سے غصہ کے پیہ دار کھینچنے لگا اور پوچھا کہ کیا وہ دیوانہ بھی
 اور ان موجود تھا نیلیم نے کہا کہ نہیں ایرج نے لندھور سے کہا کہ سنا آپ نے جو کچھ جمشید و خورشید انہی نے میرے

ایلی کی ساتھ سلوک کیا لندھو رے کہا کہ میرے نامے کا بھی ایسا ہی جواب دیا ہوا اب آپ جس طرح چاہیں
 انھیں تنبیہ کریں مجھے ان سے سروکار نہیں ہے ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ جو ایلی شہر زرنج آباد گیا تھا وہ بہت
 بھاری غلٹ پینے ہوئے عرضی اسفندیار خان زرنج آبادی کی لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس شہر یار اس ملک کے
 نامے کی بہت کچھ عزت و کرم کی اور میری دعوت بھی بہت عمدہ طریقے سے کی انعام واکرم مناسب جیسا کہ ایلیوں کے
 ساتھ کیا جاتا ہے وہ سب عمل میں لایا ایرج نے کہا کہ اچھا وہ عرضی لاؤ ایلی نے عرضی حاضر کی دیکھا کہ اس عرضی میں
 بکمال ادب یہ مضمون تحریر ہے کہ اس زبدۂ آفتاب پرستان اس ایرج نوجوان مجھ کو امیر باوقار و مست فرمائے تاکہ میں
 تو ہوتا ہوں اور لندھو رے کو تیرا کم کرنا ہوں جو وہ کے اسکے حکم سے سر تابی نہ کرنا سو میں ہر طرح حاضر ہوں مجھے آپ کی
 اطاعت ہر طرح منظور ہے خیر مضمون سنکر فی الجملہ غیظ و غضب ایرج کا فرو ہوا ایک تھوڑی ہی دیر کے بعد جو ایلی
 بستہ حصار سی کو گیا تھا وہ بھی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مالک بستہ حصار کو بھی خراج کذاب ہی میں کچھ حذر نہیں ہے
 حدود و ملت پر آستانہ بوسی کو حاضر ہو گا یہ سنکر ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ یہ لوگ بہت ذہنی فہم معلوم ہونے میں
 کہ میری اطاعت کرنے میں کچھ عذر نہ کیا ابھی جو باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ ایلی جو جزیرہ نارون کو گیا تھا وہ بھی آمو جہا
 اور داماد لکمن بن لکنات کی عرضی حاضر کی ایرج نے جہاں سے پڑھوایا تو لکھا تھا کہ اس زبدۂ آفتاب پرستان اس ایرج
 نوجوان پر دانہ حضور موفور السور سے بنام کترین شرف امداد پایا غلام نے اسے آنکھوں سے لگا یا مضمون نامہ بہت لطیف
 کافی آگاہ ہوا فدوی بہر طبع نایب امر عالی پر گرا نکاس یہ کہ جس پر دہ سے لکمن بن لکنات زنگی مارا گیا ہو تو فی ہر حکم غلام
 نہ مجھ کو حاکم جانشین غلام امیدوار ہے کہ حضور یہاں تشریف لاکر جزیرہ نارون کا بندوبست فرما دیں پس اس مضمون
 سے آگاہ ہو کر لندھو رے خطاب کیا کہ اس لندھو رے میں ضرور جزیرہ نارون کو جاؤ لکنا لندھو رے نے کہا کہ میرا مزاج
 مبارک میں آئے مجھے کیا عذر ہے یہ سنکر ایرج نے سامان سفر درست ہو جانے کا حکم دیا اور طرما سپ سے کہا
 کہ اس طرما سپ تم لشکر اپنے ساتھ لیکر شہر اچتم پر جاؤ اور شاہان اچتم کو بھیجا اگر وہ مان جائیں تو ہوا کمراد ورنہ جزیرہ
 شمشیر وائرہ اطاعت بن لاؤ بعد اس کے مالک بن لکوت شاہ اور لندھو رے کو بھی طرما سپ کی بیعت کا حکم دیا اکمال
 لندھو رے اور مالک اور طرما سپ توسع فوج و سپاہ جانب شہر اچتم روانہ ہوئے اور ایرج بارہ ہزار آفتاب پر
 لیکر جانب جزیرہ نارون روانہ ہوا لیکن اب چند کھلے داستان جزیرہ نارون کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب لکمن بن لکنات
 زنگی طرما سپ کے ہاتھ سے مارا گیا اور خبر اسکے قتل کی جزیرہ نارون میں پہنچی تو لکمن کی دختر نے حال اپنا بتا دیا
 باپ کے اتم میں سیاہ پوش ہوئی اپنے شوہر سے کہا کہ جطیح ہو سکے میرے باپ کے خون کا عوض ایرج سے لے نہیں نہیں
 اپنی جان دے دوں گی اور میری بھی جان لوں گی یہ سنکر اسکے شوہر طرما قوس زنگی نے کہا کہ ایرج سے میں سرکھ ہو کر نہیں
 لڑ سکتا الا بہمیرا اگر منعم حقیقی نے چاہا تو عرض لیلو کا تم گہراؤ نہیں کہ اسی اثنا میں ایرج کا نامہ پہنچ گیا اس سے
 غنیمت جانکر بہت عزت و کرم کی اور مضمون مسطورہ کی عرضی لکھ کر روانہ کی اور اپنی زوجہ سے کہا کہ لو اب وقت انعام
 آپہونچا ہے اگر وہ آگیا اور میرے ہاتھ لگ گیا تو دیکھنا کیسا عوض لیتا ہوں اور آجناز جو عمرہ کے وقت میں نیار کیے
 گئے تھے انکو بلا کر کہا کہ یار واقفا سا اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے مارا گیا میں نے اب اسے بغروب بلوایا ہے تھیں لار
 ہو کہ جس وقت کشتی اسکی وسط دریا میں پہنچے تو تم سب حسب معمول سینچے مار کر کشتی اسکی غرق کر دینا اور اسے
 دندہ پڑ لینا ان سب نے عرض کیا کہ پیرو مرشد کشتی اسکی دریا میں آئے تو یہی پھر دیکھیں تو کیونکر بچ کر جانا یا خدا
 ہم تو یہ کہیں کہیں بین بین دن تک دریا سے باہر نہیں آتے اور خداوند پر دوپہر کا غوطہ مارنا کیسا ہات ہو

طراقوس نے کہا کیا چاہتا ہوں تو اپنے درست کرو عرض کیا کہ خداوند اگر فواد کے تختے ہوں تو ہم ہمیں بنارس کر دیں
اور لکڑی کا چھبہ بنا لیا اور مشکل پر القصد بیان تو یہ تدبیر تھی اور اوصاف ایچ بعد قطع سنازل اور طرعی مراحل چند ہی ہر زمین
قریب جزیرہ نارون کے پہنچ گیا طراقوس خبر آمد سنا استقبال کے واسطے آیا اشنا سے ملا وہ میں ایچ سے ہوا
ہوئی پس جھٹ سے طراقوس قد مون پر گر پڑا ایچ نے اسے سینہ سے لگایا تفتنی مدد لاسا دیا کہ تو گھبرا نہیں تجھی کو میں بیلان
کا بادشاہ میں کرونگا اور جو شخص عدول ملے گی اسے سر چنگ مقول دونگا القصد اس روز تو گناہہ ہر یا تھے ہر یا
ہو سے رات کو ایچ وہیں رہا صبح کو طراقوس رنگی نے عرض کی کہ حضور شہر میں تشریف لے چلے ایچ آمادہ
ہوا اور اٹھ کر دریا کے کنارے آیا دیکھا کہ دریا نہایت عواج اور متلاطم ہے کوسوں کا پاٹ پانی میں تلوار کا لٹا ہر موج
ماہی بھر قضا ہر چہاں چشم رنگ ایچ نے جو یہ کیفیت دریا کی دیکھی کہنے لگا کہ ای طراقوس یہ وہی دریا ہے کہ جہان
مغروبہ امیہ ضمیر می نے حمزہ صاحب قرآن سے مقابلہ کیا تھا اور تمام لشکر کو غرق کروا دیا تھا طراقوس نے کہا کہ جی
ان یہ وہی دریا ہے ایچ نے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ اس زمانہ میں آب از اپنے آپھے تیار کیے تھے اب وہ لوگ
ہیں طراقوس نے کہا کہ شہر یلدا ب و دلوگ کہاں رہے کوئی بھی انہیں کا باقی نہیں رہا اور اگر ایک آدمہ انہیں کا باقی ہوگا
تو میں تلاش کر کے بلواؤنگا اور آپ کو تاشاد کھاؤنگا غرض جہاز اور کشتیان آکر موجود ہو لیں ایچ مع رفتا سوار
ہوا طراقوس بھی ساتھ ساتھ چلا آیا جب کشتیان قریب نصرت دریا کے پہنچیں تو رنگیوں نے طراقوس سے
ایک کر کہا کہ اس آفتاب پرست کا شہر میں کیا کام ہے ہم اسکو یہیں قتل کرینگے اور عرض خون لکھنا
رنگی کر لینگے اور ای طراقوس یہ تو بتاؤ کہ کیا تم بھی اس بننازیچے کے شریک ہو گے ہو طراقوس نے کہا کہ میں
سنا ہے کہ لکھن کو طراسپ نے قتل کیا ایچ بیٹا جو رنگیوں نے کہا کہ اگر ایچ بے خطا ہے تو طراسپ کو باز کر
ہارے حوالہ کر ایچ نے جو یہ گفتگو ممتی متوش ہو کر طراقوس سے کہا کہ ای طراقوس انہیں کلمات کے سننے
کے واسطے مجھے طلب کیا تھا کیا ایسا بھی کوئی آج زمانے میں ہے کہ طراسپ کو مجھے لے لے اور جب حمزہ
میر سے نیب شمشیر سے جاگ گیا تو اب کس میں یہ طاقت ہے کہ مجھے تاب مقاومت لاسے یہ منکر رنگیوں نے کہا
کہ او بننازیچے تو سمجھا کیا ہے ہم تجھکو ابھی سزا دینگے ایچ دست بہ قبضہ ہوا آبیازون نے وہ یامین غوطے لگا لگا کر
کشتیوں میں سوراخ کر دیے کشتیوں میں پانی آنے لگا اور غرق و ہلاکت کا سامنا ہوا یہ دیکھ کر آفتاب پرستوں نے
وریا میں کودنا شروع کیا کہ سوراخ کشتیوں کے بند کریں مگر جو پانی میں کودا پھر نہ بھرا اور ایک شور و غوغا ہر بیان
ایچ میں بلند ہوا رنگی یہ غل سکریکا رٹھے کہ او کافرو کہاں جاؤ گے یہاں کے آبیازون کا اب اچھی طرح تماشہ
دیکھو اب ایچ ہر چند چاہتا ہے کہ رنگیوں کی کشتیوں پر جاے مگر کس طرح نہیں پہنچ سکتا نا انکہ مبنی کشتیان ہمیں
سب کی سب مع سفید ایچ غرق بحر و خار ہوئیں بہت سے آفتاب پرست دُوب گئے بہت سے زندہ گرفتار
ہوے ایچ بھی اسیر بن کر معوج تزدیر ہوا طراقوس نے حکم دیا کہ ان سب کو مطلق و مسلسل کر کے زندان خانہ
میں لجاؤ کل الا مقدمہ پیش ہوگا ملازمان طراقوس ایچ کو مع ہمراہیان ایچ زندان خانہ میں لے گئے
اب ان سب کو تو زندان خانہ میں چھوڑے اور ایک جملہ معتزضہ اور ملاحظہ فرمائیے وہ یہ کہ ایک ملک جو غریب و
بادشاہ وہاں کا ملک دودہ رنگی جو ملک دودہ رنگی کے چالیس بیٹے اور بیس بیٹیاں ہیں انرا بھلا ایک بیٹی اسکی
لکھن بن لکھناست رنگی کو منسوب تھی لاش سے ایک بیٹا لکھن بن لکھن نام پیدا ہوا تھا نہایت زیرک اور جیسے
بڑے زور آور ان روزگار میں سربر آوردہ ہو وہ اپنے نانا کے پاس رہتا ہے جب اسے برسرگشتہ

ہوئی کہ باپ اسکا ایریج کے ہاتھ سے مارا گیا تو نہایت غضبناک ہوا اور اپنے مانا کے پاس آکر عرض کیا کہ مانا جان
 باپ میرا ایریج کے ہاتھوں مارا گیا نہ میری آنکھوں میں تیرہ قطرہ ہر ہر دم زیر دم تیغ آبدار گزرتا ہے جب تک
 میں اپنے باپ کے خون کا عوض نہ لوں گا مجھے آرام نہ آئے گا اور اگر آپ مجھے جانے نہ دیجیے گا تو میں اپنے کو ہلاک
 کر ڈالوں گا اتفاقاً وہ زنگی اسوقت نشہ شراب میں مبتلا ہوا تھا کہ لگا کہ جاؤ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں لکن
 بن لکن چالیس ہزار زنگی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا ہر کاروں کو خیر کے واسطے روانہ کیا کہ دیکھو جلد ایریج کی خبر لانا
 وہی چاروں کے بعد معلوم ہوا کہ ایریج جزیرہ نارون کو گیا ہے سکر اسوقت لکن نے عنان عزیمت کو طرف
 جزیرہ نارون کے منطف کیا جب قریب جزیرہ نارون کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ کل طراقوس زنگی نے ایریج کو
 گرفتار کر لیا یہ سکر لکن نے طراقوس سے کہا بھیا کہ بھائی خبردار ابھی ایریج کو قتل نہ کرنا میں آپ کو بچا ہوں جب میں
 انوں کو پھر اختیار طراقوس نے جو خیر آئے لکن کی سنی بہت خوش ہوا خود استقبال کر کے لایا دعوت کی نہایت عقیدہ
 تواضع سے پیش آیا اس روز تویش و نشاط اور دعوت و ضیافت میں بسر ہوئی دوسرے روز لکن بن لکن
 بارگاہ میں آیا طراقوس سے کہا کہ بان بھائی ذرا اس آفتاب پرست کو بلانا اسوقت طراقوس نے چوہدار کو حکم دیا
 چوہدار زندان خانہ سے جا کر ایریج کو لے آیا ایریج نے بہ طریق آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ اس شخص پر میرا سلام ہو جو
 میرا عظم آفتاب تابان کو برحق جانتا ہوا لکن نے جو ایریج کو بغور دیکھا تو ایک جہان حسین خوبصورت پایا اتنا دلور
 اور شجاعت کے چہرے پر ہویا پائے پوچھا کیوں ایریج تو نے لکن زنگی کو قتل کیا ایریج نے کہا کہ نہیں بلکہ میرے
 لازم نے اسے مارا کیلئے کہ جب دوڑنے میں تو ایک قتل ہوتا ہوا اور ایک قتل ہوتا ہوا وہ دونوں باہم لڑے لکن
 مارا گیا لکن نے کہا کہ مجھے طراقوس نے کیونکر گرفتار کیا ایریج نے جواب دیا کہ جیسے شیر بیان رو باہ جیلہ گر کے پوچھنے
 میں آجاتا ہوا لکن نے کہا کہ خیر اگرچہ تو میرے باپ کا قاتل ہے لیکن مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے اگر تو اب بھی خداوند
 اقا کو سجدہ کرے اور میری رفاقت اختیار کرے تو میں ابھی تجھے چھوڑ دوں ایریج نے کہا کہ لکن اقا تو میرے ہی
 پاس خائف ہو کر چھپ رہا تھا جب یہ امر دیکھا ہر سر میرا کات لیگی تو وہ مایوس ہو کر نکلتا کو چلا گیا اور میں نے تو اس
 خود وعدہ کیا تھا کہ میں ملک سہائل سے دواؤں گا اس سبب سے وہ خود ہی دین آفتاب پرستی قبول کرنے پر راضی ہو گیا
 تھا پھر ایسا شخص بھی لائق پرستش ہوتا ہے کہ جو خود اپنے کاموں میں عاجز ہو اور اگر تو رفاقت کو کتا ہے تو اس امر
 میں کچھ مضائقہ نہیں ہو اگر فن سپاہی میں تو بھیچر غالب آئے تو میں بدل و جان تیرا رفیق ہوں بلکہ تیرا دین قبول
 کرنے پر راضی ہوں لکن نے کہا کہ بیشک تم نے ایک امر معقول بیان کیا ہم تمہیں ابھی چھوڑ دیتے ہیں مگر اپنے
 قول کو یاد رکھنا جب ہم تمہیں دیر کرینگے تو ہماری اطاعت سے سرتانی نہ کرنا ایریج نے کہا کہ کیا محال جو ہم کہتے ہیں سو کرتے
 ہیں یہ سکر لکن نے کہا کہ بلاؤ آئنگروں کو قید اسکی دور کر بن طراقوس زنگی ہر چند چلا گیا کہ اسکا لکن یہ کیا غضب
 کرتے ہو یا بھائی ہرگز اسے نہ چھوڑو میرا کہنا مانو یہ بلا سے بے درمان آفت جان ہوا لکن نے کہا کہ تم ہاشا دیکھو دیکھو
 تو ہوتا کیا ہے بھائی میں ابھی تو اسے لڑ بھڑ کر بچھڑ کر گرفتار کر لوں گا تم اسوقت ہو کمان اور ادھر ایریج نے جو آئنگروں کا ہم
 حنا پکار کر کہا کہ لکن آئنگروں کی طلب بیکار ہو قید کا ٹوٹنا وقت پر متعصر ہے کہے ہاتھ کی ہتھکڑی اور بانوں کی
 بیڑی لگے کا طوق سب ایک ہی جھکے میں توڑ ڈالا اور کل قید کو نکل نار ہاے عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا یہ دیکھ کر لکن
 بہت متحیر ہوا اور دوڑ کر ایریج کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا جامائے ارغوانی گردش میں آیا بعد اسکے ایریج کو
 محکم کروا کے خلعت فاخرہ پہنایا اور کہا کہ دو چار روز آسائش کرو بعد اسکے پھر تم دونوں لڑینگے اب ایریج

بھی اپنے دل میں خوش ہوا کہ اسکا نام کہ جو تو اسکو زیر کرے اور یہ تیرے شریک حال ہو جائے تو تو علم شیطا و زلی سے
 کم نہیں ہو گا لکن جو اندرون محل گیا تو بہن نے کہا کہ بتایا ہے تھے کیا قیامت کی کس آفت جہان کو پہنچا دیا ارے اسکا
 تو کس وقت سے کس مشکل سے تمہارے بہنوئی نے بفریب گرفتار کیا تھا اور تھے اسے چھوڑ دیا اسے کیا غضب کیا
 لکن نے کہا کہ بہن دیکھو تو میں اسے کیونکر گرفتار کرتا ہوں بہن جو بہادر جوتے ہیں وہ بہادر ہی پر معروف نہیں کہنے
 دیتے ہیں وہ ہرگز ہنسی نہیں لیتے تم خاطر جمع رکھو الغرض دوسرے دن ایک گھوڑا ایرج کو دیا ایک پر آپ سوار ہوا
 دو لون میدان میں اسے پہلے نیز و بازی ہوئی نیز و لکن کا ایرج نے ہوئی کیا لکن نے گزرا ایرج نے بہنوں
 سپاہ گری گزرا اسکا چھین لیا اب نوبت نزدیکی ہوئی تین شبانہ روز کشتی رہی انجام کار ایرج نے دست
 لکن کا لگا کر سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گرا لکن نے جہاں
 کہ پہنچا ایرج نے نہ سنبھلا دیا چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اے لکن میں صاحبقران زمان ہوں مجھ کوئی غالب
 نہیں آسکتا طرا قوس زنگی نے بہ و فابازی مجھے گرفتار کر لیا تھا اب مجھے دین آفتاب پرستی قبول کرنے میں کیا
 غدر ہے لکن نے کہا کہ میں نے دین آپ کا اختیار کیا تا زہد ایم بندہ ایم یہ شکر ایرج اسے سب سے اتر پڑا لکن
 ایرج کے قدموں پر گر پڑا اور غما سنگا بلیقوں دین آفتاب پرستی ہو ایرج نے کہا کہ لقا پر لغت کر اور شیرا عظم
 کو بخدائی اور سپر قلعہ دوران کو یہ یکت خداوندی برحق جان لکن سلفا پرستی ترک کر کے آفتاب پرستی اختیار
 کی بعد اس کے اپنے ہمراہیوں سے دین آفتاب پرستی کے قبول کرنے کو کہا وہ سب بھی آفتاب پرست ہوئے طرا قوس
 زنگی نے اپنی زوجہ سمیت بجاک کر قلعہ حصین آہن میں پناہ لی ایرج نے تمام جزیرہ نارون کو آفتاب پرست
 کیا اور لکن کو ساتھ لیکر شہر اختم کا راستہ لیا اب اسکو تو اس حال میں چھوڑنے اور کچھ حال طراسپ بن جھاسکی
 ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کافرنا سرچو تمام لکھ اور سردار ایرج کے ساتھ لیکر شہر اختم کو روانہ ہوا تھا تو بعد ملی مسائل اور
 قطع اراہل قریب لشکر اختم پہنچ کر غور شب و جمشید کو اطلاع کرانی جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ دروازہ قلعہ
 بند کر لو اور تمام قلعہ کو آراستہ کرو ایسی وقت بموجب حکم دروازہ بند کر لیا پل تختہ خندق پر سے اٹھایا خندق کو پُر
 آپ کر دیا گولہ انداز تو ہوں پر مستعد ہو بیٹھے جب طراسپ کو خبر ہوئی کہ شاہان اختم قلعہ بند ہو گئے ہیں تو اس نے
 کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے میرے ہاتھ سے جائیگے کمان اور فوج کو حکم دیا کہ قلعہ کو گھیر لورسیدین بند کر دو ایسی وقت لشکر
 آفتاب پرستان نے قلعہ کو گھیر لیا رسیدین بند کر دین قلعہ پر سے گولہ بھرتے لگا آفتاب پرستوں نے گولوں کی زد سے
 بہت ہٹ کر خمیر پر پائیکے طراسپ داخل خمیر ہوا وہ دن یونین گذر گیا دوسرے دن سوار ہو کر قلعہ کے دیکھنے کو نکلا
 دیکھا کہ قلعہ سرنگ شکستیدہ ہوڈھری تھری ضررین چڑھی ہوئی ہیں تو پین اثر دہا سے دمان معلوم ہوتی ہیں ہمراہیان
 طراسپ نے طراسپ سے عرض کیا کہ حضور قلعہ بہت مستحکم و پائدار ہے اسکا ہاتھ لگنا امر دشوار ہے حمزہ صاحبقران
 و نون بیان نہیں رہے ہیں جب یہ قلعہ فتح ہوا ہو طراسپ نے کہا کہ صاحبو تم سب کے خیال کس طرف ہیں میں ایک
 طرفہ العین میں تو اس قلعہ کو لے لوں گا آج انہیں اچھی طرح سجالوں تو پھر دیکھا جائیگا اگر یہ ارادہ راست پر آئے تو خیر
 کل فیصلہ ہوا کہ ایک دو ہر کارون کو بلا کر کہا کہ تم جا کر اختم والوں سے کہو کہ اگر چہ تھے حرکت بہت ناشایستہ کی کہ انہیں
 کو ایرج نودمان صاحبقران آفتاب پرستان کے بت ذلیل کر کے قلعہ وادیا بگرا اب بھی خمیر کچھ نہیں گیا ہی بہتر ہے کہ تم
 میرے پاس آکر حاضر ہو میں تفصیل تمہاری معاف کر دوں گا اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو قسم ہے میرا غیر اعظم
 آفتاب تابان کی وہ بڑا وارڈارو لگا کہ تمام عسکر ہر باد کو گئے دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ ہم قلعہ کے اندر نہیں ہوئے ہیں میرے تہدیکہ

اس قلعہ کی کوئی محکمیت نہیں ہو ایک طرفہ العین بن قاسم سے لڑنے کا یہ حکم علم شکر ہر کار سے رد مال ہلاتے ہوئے گئے اور چشم
کی خدمت میں عرض ہوئی کہ دو آدمی کچھ کھنے کو آتے ہیں حکم دیا کہ آئے دو جب وہ ہر کار سے سامنے قلعہ دروازے کے
پہنچے جمشید و خورشید کو سلام کر کے بنام طراسپ کا پوچھا یا خورشید و جمشید نے کہا کہ ہماری جانب سے ہمارے
کو کہ ایک طرفہ طراسپ معلوم ہوا کہ تو طھاس کے نطفے سے نہیں ہو نطفہ شیطان ہی اگر تو طھاس کا نطفہ ہوتا تو ہرگز
ہرگز دائرہ اسلام سے باہر نہ جاتا اہل اسلام کے قتل کا سیرانہ اٹھانا بس جب تو نطفہ شیطان ہی تو ہم فرزند ابلیس کے تھے
عمل نہیں کرتے جو کچھ ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر خدا ہمارا حامی و مددگار ہو شہر سرنی چیم ز شمشیر حبیب + ہر حید
آید بر سر من یا غیب + اگر زندہ گی ہماری باقی ہو تو بچینگے اور اگر قضا آئی ہو تو مارے جائینگے یہ شکر سرکار سے وہاں سے
واپس آئے نام مال طراسپ سے بیان کیا طراسپ یہ سنا آگ بولا ہو گیا مع پھولن پر تاؤ دے کر کہنے لگا کہ خیر
جو بھانے کا حق تھا بھاپکا بلکہ تمام قلعہ کو کل قتل نہ کیا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہہ کر صرف عیش و عشرت ہوا شہاب کا دورہ
چلنے لگانے لگا رنگ شروع ہوا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے بلبل جنگ کل قلعہ پر پور شریع ہو گا اس وقت
بلبل جنگ نوازش میں آیا با سو سون نے جمشید و خورشید کو خبر پوچھائی کہ طراسپ نے بلبل جنگ بجا دیا انھوں
نے کہا کہ خیر جو مرضی الہی ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی پر چوب پٹے اہل قلعہ میں بھی صدائے کوس مر بی بلند ہوئی
دونوں جانب جنگ کی تیاری ہونے لگی لشکر آفتاب پرستان میں ایک نطفہ بند ہو گیا کہ بھائیو کل روز مجاہد ہو کر
سے گول پلٹا ہمارا اپنی بے اختیاری پر جی جلیگا اسے لطف جنگ نہ اٹھائینگے صفت میں مارے جائینگے گوشت مٹی کا مقابلہ
ہو گا کہ یہ ہم تک بخوبی آئیگا ہمارا اور ان تک ہرگز نہ جائیگا اور ادھر اہل قلعہ آپس میں کہہ رہے ہیں کہ بھائی طراسپ
لو سے بے درمان ہو آفت جہان ہر آتے اکثر قلعہ لے لیے ہیں بہت سے معرکہ سر کیے ہیں دیکھئے کیا فساد اٹھائیگا کیا
آفت ڈھائیگا خدا ہی اسکی شر سے بچائیگا تو بچینگے اور ایک جانب جمشید و خورشید باہم ہاتھ کر رہے ہیں کہ اگر
طراسپ آگیا ہو تو آجائے دو جب تک دم میں دم ہو قلعہ کے اندر نہ آنے دینگے یہ سن سن کر رنفا کہہ رہے ہیں کہ
پیر مرشد آپ مطمئن رہے جب تک ہم زندہ رہینگے آپ پر آنے نہ آئے دینگے جب ہم مر جائینگے تو کہیں آپ تک
نوبت آجیگی یہ شکر جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو جان دنیا بہت مشکل ہو کر تم سب صاحب اتنا کرنا کہ جب طراسپ
اندر دن قلعہ آجائے اور سے لڑائی بڑھ جائے تو تم ہمارے ناموس کو لے کر کسی طرف نکل جانا اور انکی غرت
بچانا ہے الامکان تو قلعہ ذوالامان میں پوچھا جینا ورنہ ہر صورت ہمارے ناموس کی عزت تمہارے ہاتھ میں ہے
ساتھ رہانے سے یہ امر بدرجہا بہتر ہے رنفا نے عرض کیا کہ پیر مرشد یہ سب سمجھ کر دینا کیا کیگی یہی ناک اس
ہمانے سے اپنی جان بچا کر کل گئے پھر طعنہ زنی کوں سینگا جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو کوئی تعین کچھ نہ کیا
تم سب آمادہ رہو اور جو عابد و زاہد تھے ان سب نے عرض کیا کہ شہر بارہ سب باتیں تو ہو چکیں وقت مشکل و پریش
ہو رہی ہے اے امیر کیجیے یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ہے وضو کیجیے نماز پڑھیے دعائیجیے کہ حق تعالیٰ مشکل آسان کرے
یہ شکر جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ بائیں ازمین بچھو او اور وضو کے لیے پانی لاؤ ملازمون نے جاننا تہذیب
وضو کے لیے پانی مانس کیا جمشید و خورشید نے وضو کر کے نماز ادا کی بعد الغزل غزل نماز دعا کرنا شروع کی اور مشغول
گر یہ وزاری ہوئے کہ امیر ب العالمین امیر مالک آسمان وزمین امیر خالق حقیقی امیر یلذوق حقیقی امیر کریم واکرم امیر
دارم تو ہی اس وقت ہر بین حافظ و نگہبان ہو تو ہی ان کافرون کی شر سے بچانے والا ہو بدرد و کار سوا اسے
تیرے کس سے اپنا در و دل بیان کریں خداوند اتو ہی حامی و معین ہو مصرع عرض حاجت بر تو حاجت نیست

ہمدانی کہ صحبت یہ تو قلعہ میں بیٹھے ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے اور سامنے سے اسقند یا رخاں زلیخا آبادی
 پسر خواندہ صاحبقران نواج ملک زلیخا آباد کا سے کرایج کی خدمت میں چلا جاتا تھا اُسے جو یہ مکرکہ دیکھا کہ طرماپ
 جی کثیر بیٹے ہوئے قلعہ کو گھر سے کھڑا ہوا اور ہمیشہ دغور شید نے مجبور ہو کر بحالت تنہائی دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور
 طرماپ تمام زادہ پور میں کیے ہوئے ہر گلاس حرام زادہ سے لے قلعہ پر فتح پالی حاصل کی تو مفت میں یہ ہزار دن سکون
 مسلمان مارے جاتے تھے جس پر خیال کر کے عشرت نام اپنے بھار کو غلوت میں بند کر کہا کہ عشرت بنت سے ہو سکتا ہو کہ باک
 طرماپ کو بیماری گرفتار کر کے جمشید اور خورشید کو دے آدھ کوئی اس مارے آگاہ ہوا اُسے عرض کیا کہ یہ کچھ امر چوہا
 بین ہو چکے ہر طرماپ کی اطاعت مکر فرما کر کوئی دشوار گزار امر ہو تب بھی میں اس سے باہر ہوتا ہوں کہ کمر داندہ ہوا
 طرماپ کے غم میں آکر ایک خدمتگار کی شکل بنا کر ہوا اور جب طرماپ وقت شغب کھانا کھا کر سو رہا تو چکی پہرہ
 قائم ہو گیا تو اُسے اپنا دماغ بند کر کے بیہوشی اڑانا شروع کی جب خدمتگار خاص بردار سب کے سب بیہوش ہو گئے
 تو اُسے ساری روشنی گل کر کے طرماپ کے بنگا کے برابر آکر طرماپ کو بیہوش کیا اور چار درجہ چار ہی میں بٹھا رہا
 باہر سے چلے پتھر اٹھا یا بعد اُس کے لقب کئی کرتا ہوا براہ نقب طرماپ کو لے چلا بسوقت حد لشکر سے باہر نکلا مسرہ
 نقب کا توڑا اور وہاں بھی نقش پا کا نشان باقی نہ چھوڑا اور صبح وسلاست بٹھا رہا طرماپ کا لے کر جانت قلعہ
 راہی ہوا جب نزدیک قلعہ پہنچا تو زمین پر لٹ گیا اور پیٹ کے بھل خندق تک گیا اور شاگ کو بھلا کر زیر شکم کر کے
 شادری کرنا ہوا دروازہ قلعہ تک پہنچا اور بکا را کہ پہرے پر کون ہے جلد دروازہ قلعہ کا کھول دو کہ میں طرماپ کو
 گرفتار کر کے لایا ہوں تم بھلت تمام مجھ سے لے لو پہرے والے نے جھگڑا کر دیا جب جھگڑا تھا تو اُسے پوچھا کہ تو
 کون ہے نام تیرا کیا؟ عشرت نے کہا کہ نکو میرے نام سے کیا عرض ہو میں کوئی ہوں گرفتار سے دشمن کو زندہ گرفتار
 کر لایا ہوں بعد اُس نے اسی وقت جمشید و خورشید کو اطلاع دی کہ وہ دونوں اسی وقت دروازے پر آئے عشرت
 نے ہو دیکھا کہ روشنی بہت سی آگئی دریا نت کیا کہ کون آتا ہے معلوم ہوا کہ بادشاہ اُسے میں جب جمشید و خورشید
 قریب دروازہ آنے تو خود پوچھا کہ تو کون ہو اُس نے ایک کاندھ دار کی راس سے دیالا سے پتھر پھینکے اور بھاگ کر
 پھینک دیکھے جمشید نے اُس کا غد کو بڑھ کر عشرت سے کہا کہ بھائی اندر آ اُسے کہا کہ طرماپ کو نیچے میں اندر نہ آدھکا نقص
 مختصر دروازہ کھول کر بٹھا رہے لیا اور دونوں بھائیوں نے جو جو اہر پہنے تھے وہ عشرت کو دے کر رخصت کیا عشرت
 تو اپنی طرف راہی ہوا اور جمشید و خورشید بٹھا رہے کہ شکر خباب باری ادا کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم یہ کہتے ہوئے
 پہرے کے ہمارے پردہ روگار نے ہماری مدد کی اور دعا ہماری قبول کی خداوند اکامان تک تیرا شکر یہاں تک کہ شعر اگر ہر سو
 من گر دو زبانے نہا یہ جرنے از شکر تے پاتے عرض اپنے مقام پر آکر آہنگردن کو بلا کے حکم دیا کہ جلد طرماپ کو غل ر
 زنجیر میں گرفتار کر دے آہنگردن نے اُس کے گلے میں حلق پائون بن پیریاں باغونین چھکڑیاں کیر من زنجیر ڈال دی اور جمشید
 و خورشید سے عرض کیا کہ حفدراب اس کے حق میں کیا حکم ہونا ہے جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ اسے ہوش میں لا کر ہمارے
 سامنے لا دو گوگن نے اُس کو سلنے لگا کہ قید رنج بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اب جہ طرماپ کی آنکھ کھلتی ہو تو دیکھا
 کہ غل در زنجیر میں گرفتار مسلسل در حلق سامنے شان اہم کے کھڑا ہوا جسے ان پریشان ہو کر اپنے دل میں سمجھا کہ یہ خواب
 پریشان دیکھو پہون جلدی سے آنکھیں بند کر لین جب اُس نے آنکھیں بند کر لین تو اکثر لوگوں نے بکا کر کہا کہ اس
 طرماپ کیا تو اسے خواب دیکھا مجھے ہوا اسے یہ خواب نہیں ہو بلکہ میں بیداری ہو ہوشیار ہو کر گرفتار ہو کر
 آیا ہو ہر گلاس اکر کھڑے اُسٹالہ حاشہ زنجیر میں نشان پیدا ہوئی لوگوں نے کہا غضب ہوا بعد اُسے نوٹ ڈالی

ہر ایک نے ہوشیار ہو کر اسکو اپنے درست کرے مگر قید کا لو عینا تو وقت پر منحصر ہو طراسب نے جبراً اٹھا کر پھر
آفتاب پرستان سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا ہمیشہ و خورشید نے آواز دی کہ اے طراسب تو نے دیکھا کہ پروردگار
نے اپنا کس فصل کیا کہ کھو کر فتنہ کر دے ہمارے پاس بھجوا دیا اے طراسب خداوند عالم دانا منتقم حقیقی ہر کسی کی سرشتی
کو پسند نہیں کرتا اے طراسب تو نے بہت سخت آنت جوت رکھی تھی خیر اب یہ کہ اسلام اختیار کرنے میں کیا کتا ہوا ہے ہاں
تو میرا شاہزادہ نورالدین ہر والا قدر کا رفیق خاص کیسا بکا مسلمان ہو تو کیوں کفر اختیار کیے ہو کے عواذ اس لاغوی سے
تو باز نہیں آتا اور اس آفتاب پرست کی رفاقت سے کتنا دشمنی نہیں کرتا طراسب نے برسرِ کما کہ اہل تو تم یہ تلو کہ تھے
کون بیان بکولا ہمیشہ و خورشید نے کہا کہ اے طراسب تم نے اس شخص کی صورت بھی نہیں دیکھی کہ کون تھا کون
تھا اگر البتہ یہ جانتے ہیں کہ کوئی ہمارا مددگار غیب سے پیدا ہوا تھا جو تجھے گرفتار کر کے یہاں سے لے گیا طراسب نے
کہا کہ آخراں چھپانے سے کیا فتنہ ہو میں خوب جانتا ہوں کہ یہ کام اسی نابکار کا ہوا اسی نے اپنے عیار کے ہاتھ ایسر کر کے
یہاں بھجوا دیا ہو گا ہمیشہ و خورشید نے کہا اے طراسب اگر خدا خواستہ اللہ صبور کے سامنے عین کوئی ذبح بھی کر دے
تبہ بھی وہ ہماری طرف داری نہ کرے تو ہی تباہ کرکے اس کے سامنے کس طرح مدے گئے وہ ہندی کچھ بھی خبر ہوا وہ تو
ایرج کا عاشق صادق ہے ہمارا ساتھ کیوں دینے لگا تو محض نا امان ہونا حق تیرا اور مرگمان ہے طراسب جواب دیا کہ
تیرا چھوٹا لگا تو بتاؤ لگا اے ہمیشہ و خورشید باب کو سیر سے لڑا لڑ کر کے عشق نے مسہوت کر دیا ورنہ وہ کبھی مسلمان نہ ہوتا
اور اپنے دین کو بھڑا اور اے ہمیشہ و خورشید مجھے اسلام لانے کی توقع ہرگز نہ تھی مگر تمہیں بہا درمی کا نشہ
ہو تو مجھے بزدل و قوت زبر کرد تو میں البتہ اسلام قبول کر دیتا اور یہ کیا کہ عیار کے ہاتھ گرفتار کر دے کے ایسی گفتگو کرتے
ہو ہمیشہ و خورشید نے کہا کہ اگر یہ عقاب کے قابل ہوتے تو قید بند کیوں ہوتے اب تا دینکے کوئی ہمارا حامی و مددگار
پیدا ہو گا مگر قید سے رہا نہ کرے بلکہ یونین ایسر رکھنے طراسب نے کہا کہ خیر جب تک کوئی میرا بھی خواہاں ہے وہی جانے لگا
ہمیشہ و خورشید نے حکم دیا کہ اسے زندان خانہ میں لجاؤ اور بغاوت تمام رکھو قصہ کو تاہ طراسب کو قید خانہ
میں بھیج کر آب و نمین دروازے پر آ کے بیٹھے اور شکر آفتاب پرستان میں صبح کو ایک غفلت بلند ہوا کہ طراسب
خیمے سے غائب ہو گیا اور لقب لگی ہوئی ہو یہ شکر شاہ پور شیر دل آیا بالوں کا نشان ملا ہوا پایا داخل خیمہ مراد دوسرا
سرالقب کا دلکاشی دیا وہاں بھی شیر شاہ ہوا تھا اب شاہ پور حیران ہوا اور فکر کرنے لگا کہ کون طراسب کو لے گیا
اب ایک ہل چل سی تمام لشکر میں بڑی لگی پہل فوج تھے اور ہو گئی ہر کا سے دوڑے ہوئے قید کے سامنے آئے اور پکار کر
کہا کہ تم طراسب کو جو ان پہلوان دران کو مجھے سے بھرا شکوایا اپنے حق میں ابھانہ کیا اہل قعد نے جواب دیا
کہ ہمارے خدا نے اسے ہمارے پاس گرفتار کر کے بھیج دیا ہے یہ تقریر شکر ہر کاروں نے مالک بن ملکوت شاہ کو مطلع
کیا کہ طراسب قعد میں قیدی ملک نے کہا در یافت کرو کہ یہ کام کس کا ہے اسے شاہ پور جاتا تو دیکھ تو سہی شاہ پور نے کہا کہ
خداوند ہر جہز کہ میں بہت شخص کر آیا ہوں مگر پھر جاتا ہوں یہ لکھ سلام کر کے روانہ ہوا اور سرگرم تلاش ہوا اب یہاں سے
حال مالک اثر در کا ملاحظہ فرمائیے کہ جب یہ کوچ کوچ شہر ختم ہو چکے تو ایک طرف کو انکا لشکر بھی آتا ہے
تیسرے استاد ہوئے داراب نے فتح کشوری سے کہا کہ اے فتح شہر ختم اور لشکر ایرج کا حال دریافت کر لاؤ وہ اس وقت کیا
اور بعد دریافت حال آ کر عرض کیا کہ اے شہر ایرج تو جزیرہ نارون کو گیا ہوا در طراسب سب فوج لے کر یہاں آیا
تھا اور نقد قلم گیری میں طبل جنگ تک بجا چکا تھا کہ رات کو طراسب خود بخود اسیر ہو کر قعد میں پہنچ گیا
داراب نے کہا کہ خوب شد وہ حرامزادہ اپنی سزا کو پہنچا اب میں ایرج کے لشکر کو قتل و غارت کر دینا چاہتا ہوں

ایرج نے میرے ساتھ جو بے سرفی کی برائے کا عوض بطور کافی لیا ایک آفتاب پرست کہ بھی زندہ نہ چھوڑے لگا اور شہر اب
 میں بدست ہو کر بلبل جنگ بننے کا حکم دیا اسی وقت فکارہ رزمی بننے لگا ہر کاروں نے مالک بن ملکوت شاہ
 کو خبر دی کہ داراب نے طبل جنگ بجا دیا اور کہتا ہے کہ جو بے سرفی ایرج نے میرے ساتھ کی ہو اس کا عوض ضرور
 لیا لگا مالک سے مقابلہ کرو لگا ایک آفتاب پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑو لگا یہ مالک نے کہا کہ خیر اچھا جو سرفی میرا علم
 کی میرا چارہ ہوا اگر زندگی ہو تو اس ایسے دو سو بھی میرا کچھ نہیں کر سکتا اور اگر فضا ہی آگئی ہو تو تو بھر کر کرنا مردوں
 کے واسطے نامہ بری کا سبب اور افتخار کا ذریعہ ہو سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور کھات یاس کیون ارشاد فرماتے
 ہیں اور اس قدر ادا اس کیون ہوتے ہیں جبرائیل کے پیچھے رہے اور کسی طرح فکر درود نہ کیجئے ہم سب جان نہیں کہ
 مستحق ہیں اس آفتاب پرست سے ابھی طرح مقابلہ کرینگے اور اس آفتاب پرست کا پانی سے بنلا حال بنا لینگے ہم یہ کیا
 مل اسکی حقیقت کیا ہو اور شہر یا راب بے خوف و خطر بے اندیشہ و ضرر طبل جنگ بجا دے اور کسی طرح کا خیال دلیں نہ لیتے
 قصہ مختصر مالک بن ملکوت نے اسی وقت طبل جنگ بجا دیا جانین میں ایک غل پڑ گیا کہ کل ملک الموت کا بازار گرم ہوگا
 غرض کہ چار بہرات درستی آلات حرب و قرب میں گزری صبح اس طرف سے مالک بن ملکوت مشاد مع قوت و سپاہ
 عرصہ کا رزار میں صف آرا ہوا ادا و احرا سے داراب کشور کشا مگر پری پکر پر عواد ہو کر مع قوت جزار بہ کمال شان شکست
 و وقار سے میدان کا انداز میں صف آرا ہوا ایک طرف مالک آرد و صاحب نیزہ و دوسرا لئی ہزار عرب نیزہ دار سے حرب
 و پیکار پر آمادہ ہوا اور ایک جانب لشکر عور بن سعدان اپنے ہندیوں سمیت میدان کا رزار میں اسادہ ہوا تلوار پر
 جھینڈ و خورشید اختی بہر تماشا آکر ٹھہرے جب جانین سے صفوں بدال و قتال آراستہ ہو گئے اور لقیب بھی نقابت
 کر کے چلے گئے تو پہلے داراب کشور کشا مگر تیز رفتار کو جھکا کر کشور شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور پکارا کہ اگر
 آفتاب پرستوں سب آگاہ ہو کہ میں با مادہ مقابلہ ایرج بے مروت اپنے مقام سے آیا تھا مگر خیر وہ تو مجھے نہ مارا کہ لطف
 جنگ حاصل ہوتا لیکن جبرم سب تو جو جسکا بھی چاہے میرا مقابلہ کرے اور جسکو جو شل مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے اور
 مجھے سر کم ہو کر مہر کر آرا ہوا اور لطف جنگ و جدل کا اٹھائے پس یہ کام داراب کا شکر مالک بن ملکوت شاہ نے
 دہانے بائیں جانبے طرف کے دیکھنا شروع کیا کہ دلیلم شباط زنگی اپنے گنبدے کو بڑھا کر دوبروے تخت مالک آکر
 دست بستہ عرض رہا ہوا کہ اگر حکم دلا شرف اصدار پائے تو یہ غلام داراب کے مقابلے کو جاے یہ شکر مالک نے
 کہا کہ ای دلیلم جافہ شرا عظم آفتاب تابان اور پیر قطب دوران تھا سا حافظہ مددگار رہے اور تمکو اس مہر کہ میں
 فہم مند کرے اب دلیلم شباط اپنے گنبدے کو آگے بڑھا کر داراب کی طرف چلا جس وقت برابر داراب کے ہو چکا
 گنبدے کو خوب جولاں کر کے لگا درزن ہوا سر پر بڑی جھنگا رباں آگ کی پیر کے چھوڑن سے نکل آئیں میں چار
 قدم گھوڑا داراب کا اور پانچ سات قدم مگر دلیلم کا پیچھے بٹھا مسکرا کہ میں کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا دلیلم
 شباط پکارا کہ او آب پرست آگاہ ہوا اور خوب کال کھول کر سن کہ زبرہ آفتاب پرستان صا جقران زمان ایرج
 نو جوان نے میرے ساتھ بہت بڑی مروت کی اور حق یہ ہو کہ میرے ساتھ بہت بڑی رعایت اور لطف و عنایت فرمائی کہ نہ
 قید ہو کر اس کے سامنے آیا اور اسے نیچے کچھ بھی آنا نہ ہو چلایا آرام تمام اپنے پاس فیکد رکھا اور وعدہ کیا کہ بعد افضال
 شہر فرنگو شہر نیچے چھوڑ دو لگا کہ معلوم ہوا کہ تو نہایت محسن کش اور بے مروت و بوجا ہو اگر تو بامروت ہوتا اور اسان خرمش
 نہ کرتا تو ہرگز ہرگز اس احسان کو نہ بھولتا اور ایرج کے بار احسان سے سر نہ اٹھاتا بھگولاں تھا کہ تو ہمیشہ ایرج کا
 مطیع و منقاد رہنا مگر اسوسس جو نیری قتل و دانش پر کہ تو خلافت اسکے ایرج کے مقابلہ کا عہد ہوا درمید بران

یہ کہ ایرج کی غیبت میں اُسکی فوج سے برسرِ مقابلہ جوتا ہوا اگر اُس سے مقابلے کا ارادہ تھا تو اُسکی غیبت میں اُسکی
 فوج سے مقابلہ کچھ شخص کے واسطے نہایت شرمناک ہو مگر خبر تو بھی کیا یاد کر لیا ایرج کا تو بڑا رتہ ہو دیکھ تو سی
 کہ مجھ اوسنے ملازم ایرج نے کیا کام کیا لا بکچھ عرصہ تیر سے پاس ہو یہ سنکر دارا اب نے کہا کہ اوزنگی مرد سبھا
 کیا وہ بیات دہر بیات کہنا ہوا ایرج نے میرے ساتھ کیا احسان کیا اور کیا مردت کی مردت و مردی اسی کا نام
 ہو کہ مجھ کو طوفان کا عیار بکڑا لایا اور اُسے قید کر لیا مردی دہادری کے مننے پر میں کہ جس وقت میں اُسکے سامنے
 مقید ہو کر آیا تھا اسی وقت مجھے چوڑ دینا تھا اسلئے کہ یہ امر مردی کے بت خلاف تھا کہ کسی بہادر کو بغیر گرفتار کر دین
 اگر مجھے زیر کار ناخدا سرکھ ہو کر لڑ بھڑ کر لڑ کیا ہوتا یہ خلاف اسکے مجھے قید کر لیا اور مجھے دھوکا اور بھلا دیا کہ بعد انفضال
 فرنگو شیعہ چھوڑ دو گھارے رہا کر دینے میں بھی کیا نامی ٹھوسے گئے تھے رہا کرنا تھا تو اُس وقت چوڑ دیا ہوا مقصود
 ایرج تو یہ تھا کہ مجھے تمام غرقید رکھے اگر عیار میرا مجھے نہ چھوڑتا تو تمام عمر میں رہا نہوتا بھلا اور اُسے ددنون کو ششم
 سین آئی کہ باوجود ان لاطال اور بیودہ حرکات کے نام صاحبقرانی کا اسیر سے نکالنا ہوا ایرج کیا صاحبقرانی کر لیا
 صاحبقران اسیر ہوا علاوہ کی عمر نہ صاحبقران ہیں کہ کبھی کسی حریف کو عیار کے ہاتھ نہ بکڑا دیا باوجود اس اسیر کے
 کہ کل پردہ قامت کے دیوؤں کی جماعت کثیر مطیع و منقاد ہو مگر کبھی دیوؤں کو ساتھ لیکر کسی سے مقابلہ نہیں کیا اگر صاحبقران
 چاہتے تو بدریہ دیوؤں کے تمام پر وہ دنیا کے مالک ہو جاتے مگر ان سب باتوں کو غوت مردی و مردانگی
 جان کر کبھی ان امور کی طرف متوجہ نہیں ہونے جب کبھی دیوؤں نے قصد کیا کہ صاحبقران کی ہمراہی کر کے حریف سے
 مقابلہ کریں تو انہیں حشمت کر دیا اور کبھی مدد نہ چاہی ایک مرتبہ ازاد عیاری عمرو نے اپنے بیٹے کے غم میں آس بن
 الوس کی ناک کاٹ لی تھی تو اُسکی عوض میں عمرو کو ایک مدت تک اپنے پاس نہ آنے دیا اور نکال دیا اور برسوں عمرو کا
 نام نہ لیا ایرج کیا صاحبقرانی کر لیا اور ہمارا یہ مول نہیں ہو کہ ہم حریف پر بغیر سستی کریں پہلے تو اپنا موصد نکال سے
 اگر ہم تیرے حربے سے بچ گئے تو پھر اپنا دھار کر لینگے پس یہ سنکر دیم شیطا نے خبردار فرما کر دارا اب پر نیزہ مارا دارا اب
 نے اُسکے نیزے کا بے نیزہ پر رو کا پس پھر کیا تھا لگی نیزہ بازی ہونے میں برہمن بگٹنے لگی دونوں نیزے مثل بیلوں کے
 گھٹو گے ڈانڈ پر ڈانڈ چھوڑ چھوڑا بگٹنے لگی آخر کار بعد دو گھڑی کے دارا اب نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا دیم نے غصہ کیا کہ ہر
 ازاد ہشت تنگ کا دار کیا دارا اب نے آتے ہوئے اسے کو خیال میں لا کے اسے پر تلوا مارا ہی کہ اس کے دھڑکے
 ہوتے بعد اُسکے نہایت بھرتی سے ایک تلوار دیم کے سر پر لگائی کہ پھر سے گذر کر خود اور دیم دفع حق چین اور زرہ ٹوپ
 کو کاش کر سر پر پڑی کہ نادار و اوزنگی و دیم نے دستا نہ مارا تلوار تو جھٹکا کر کل گئی اور ایک چادر خون کی سر سے جاری
 ہوئی اور غش آگیا دارا اب نے آواز دی کہ اچھا قناب پرستو دیم زخمی ہو کر گر گیا اسے بجاؤ کہ زخمی پر ہاتھ ڈالنا
 مردی و مردانگی کے بالکل خلاف ہو لوگ یہ سنکر دوڑ پڑے اور دیم کو اٹھالے گئے دارا اب نے پھر آواز دی
 کہ اب پھر جیکو دعوے بہادری اور آرزو سے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے
 پھر دہری بائیں طرف دیکھا سقیل سپر گردان رکب کو اڑا کر مالک بن ملکوت شاہ کے سخت کے سامنے آکر اجازت
 خواہ ہوا اور عرض کی کہ اے بادشاہ اگر میری نسبت حکم عالی شرف اصدار پائے تو میں اس آب پرست سے مقابلہ
 کریں مالک نے کہا کہ اوسقیل جاؤ میرا عظم آفتاب تابان مقدار حای دیکھل جو یہ سنکر سقیل سپر گردان
 مرکب کو بڑھا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے آب پرست دیم شیطا کو زخمی کر کے مغرور نہونا اور یہ نہ سمجھنا کہ اب میرا
 مقابل کوئی نہیں ہوا آگاہ ہو گا ابھی تیرے مارنے کے واسطے لشکر آفتاب پرستان میں بہت سے سوار پڑے جو سے

جہدی کو خداوند بشار ہو جسے لندھور ہندی آتا ہے داراب نے بوجھا کہ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ آخر غرض آنے کی کب ہو
 ہر کاروں نے کہا کہ خداوند بہین نہیں معلوم کہ کیوں آتا ہے اور کیا غرض ہے مگر یہ جانتے ہیں کہ بہت قریب آگیا ہو یہ سکر
 داراب بہت برہم ہوا اور مالک اثر در سے کہا کہ ای مالک میں خوب جانتا ہوں اور خوب مجھے معلوم ہے کہ یہ ہندی
 مالک بن ملکوت شاہ کی جانب سے مہلت طلب کرنے آتا ہے اور اگر مالک میں ہرگز مہلت نہ دے دینا ایک لندھور نہیں
 سوائے لندھور آئینے تو میں نہ سونگا اور ہرگز ہرگز مہلت نہ دوں گا ای مالک تم سمجھو تو سہی کہ میں مہلت دے کر
 اپنا کیا کام بگاڑ دوں جب میں مہلت دے دوں گا تو وہ اپنا سامان درست کر لے گا پھر مجھے اُسکے زیر کرنے میں اتنی
 ہی وقت پڑے گی تو بھائی مجھے کیا فرض مارا جاتا ہے کہ میں لندھور کی مراد سے اُس وقت کو برداشت کروں
 مجھے تو یہ ہرگز نہ ہوگا یہ سکر مالک اثر در نے کہا کہ ای داراب کشور کشا بھائی ذرا عقل سے کام لو کچھ سمجھو کچھ بوجھو
 بھائی یہ ہندی ہو چکا ہمارے نہایت صاحب حوصلہ ہے یہ ہندی دوسرا میر حمزہ صاحب قرآن ہے بڑے بے درمان
 آفت جہان و جہانیاں ہر اسکے کانٹے کا علاج نہیں ہے لندھور کو مالک بن ملکوت سا بودا نہ سمجھنا یہ ہندی اپنی بات
 کا بڑا دھنی ہے جو کتا ہے وہی کرتا ہے اگر سننے اُسکے کہنے کو نہ مانا تو مجھے خوف ہے کہ وہ اپنی سخن پروری کے واسطے خود
 سے مستعد کا زہر اور آمادہ پیکار نہ ہو جائے اور اگر وہ ہندی آمادہ جنگ ہو گیا تو آفتاب پرست تو ایک کوئی نہیں
 بڑے رہینگے ہندیوں سے مقابلہ پڑے گا اور جب ہندیوں سے مقابلہ پڑ جائیگا تو بھر بڑی دقت ہو جائیگی تم یہ خوب سمجھو
 رہو کہ فوج ہندی تمام لشکر امیر حمزہ صاحب قرآن میں فرد ہذا اور اپنی بہادر کی دہشت و علو جو صلیبی ہیں و فیظ نہیں
 رکھتی انہیں ایک ایک اپنے کو رستم و قہر سمجھتا ہے اور اپنی بہادری کے غرے میں مٹتا ہے میرے نزدیک تو یہی بہت ہے
 کہ اگر لندھور تھے اگر مہلت طلب کرے تو تم یہی جواب دینا کہ ای دارا سے ہند مجھے تمہارے ارشاد سے خبر نہیں ہے یہ سکر
 داراب نے کہا کہ ای مالک میں لندھور سے خائف نہیں ہوں کوئی اُسکا دہلی نہیں ہوں اگر وہ قائم مقام
 حمزہ ہو تو ہوا کرے میں خود حمزہ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں اور حمزہ سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو
 وہ ہندی کیا مال ہو اور اسکی کیا ہستی ہے اگر مستعد جنگ ہو گا تو اس سے مقابلہ کر لینے مالک نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر
 کوئی اور مدد ہر ایسی سوچنا چاہیے کہ سامنے سے نہ لڑائی ٹوٹے کہ واسطے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور اس ہندی
 سے اور مجھ سے ہمیشہ سے لگ ڈانٹ چلی آتی ہے مرنے خیال اس امر کا ہے کہ ہم مسلمانوں سے باہم مقابلہ نہ ہو جائے اور
 مسلمان آپس میں نہ لڑیں ای داراب اتنا سمجھو کہ اگر عربوں اور ہندیوں سے بڑائی تو بھر ایک بھی زندہ نہ رہے گا
 سب ہی تو کٹ کے مر جائیں گے اور ابد الابد تک یہ بدنامی میرے پاس نام رہ جائیگی داراب نے کہا کہ بھئی کیا ہو
 قناح کشوری نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ جب لندھور اگر گنگوے عرض کرے تو حلقہ سے گندہ مار کر گرفتار
 کر لیجئے اور ہندیوں سے کھلا نہ بھیجئے کہ پہنچے لندھور کو ایسے گرفتار کیا ہے کہ آفتاب پرستوں کا جنبہ نہ کرے جسوقت
 ہم آفتاب پرستوں پر فتنہ ہونگے اسوقت لندھور کو چھوڑ دینگے مالک نے کہا کہ واقعی یہ صلاح اچھی ہے مگر میرا
 ٹھہرنا مناسب نہیں ہے میں یہاں سے چلا جاتا ہوں یہ لکھ مالک تو چلا گیا مگر لندھور جب قریب دروازے کے
 پہنچا تو اس خیال سے ٹھہر گیا کہ شاید کوئی استقبال کو آئے جب تھوڑی دیر تک ٹھہرا رہا اور کوئی نہ آیا تو اسکے دل میں
 یہ خیال گذرا کہ اولاً تو نے اپنے آنے کی اطلاع پیشتر سے کسی کو نہیں کی کیا معلوم کہ کون آتا ہے کون نہیں آتا اور دوسرے
 اگر اطلاع پہنچی ہو تو کسی نے کہہ دیا ہو گا تو اُسکو تیرے استقبال کی وجہ کیا ہے وہ تجھے تو سخت مخالفت رکھتا ہے
 ایرج نے اُسے سخت تنگ کیا تھا ایک مدت بعد تک قید رکھا تھا وہ کیوں تیرا استقبال کرے گا یہ سوچ کر دروازہ

بارگاہ پر آیا اور چوہدری سے کہا کہ جاؤ داراب سے ہمارے آنے کی اطلاع کرو کہ لندھوور بن سعدان آیا ہو چوہدری نے کہا کہ آپ شوق سے تشریف لے جائیے آپ کے آنے کی پہلے ہی اطلاع ہو چکی ہے کوئی ضرورت اطلاع کرنے اور اجازت لینے کی نہیں ہے یہ شکر لندھوور بن سعدان بارگاہ کے اندر آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا داراب نے کرسی جو اہم ہنگامہ پر بیٹھنے کو دی لندھوور بن سعدان کرسی پر بیٹھ گیا داراب نے پوچھا کہ اے دارا سے ہند اسوقت مختاری تشریف آوری کی کیا وجہ ہے یہ شکر لندھوور نے کہا کہ میں تمہارے ہی پاس سخت ضرورت سے آیا ہوں اور ایک نہایت ضروری التجا رکھتا ہوں اگر تم میرے سخن کو رد نہ کرو اور جو میں کہوں اسے قبول کرو تو میں بیان کروں داراب نے کہا کہ کیسے تو آؤ خرودہ امر یہی کیا ہو لندھوور نے کہا کہ اے داراب میں اس واسطے تمہارے پاس آیا ہوں کہ آفتاب پرست تمہارے ہاتھ سے بہت عاجز و تنگ آگئے ہیں اور بے شدت زخمی ہو چکے ہیں بہت سے آفتاب پرست جان سے ضائع ہو چکے ہیں اب کوئی مقابلہ کرنے والا صبح و سالم باقی نہیں رہا میں میری خواہش یہ ہے کہ ایک چند روز کے لیے انہیں مہلت دیدہ تاکہ زخم ٹپکے آپ مجھے ہو جائیں یا اس پر آجاسے بھر نکلوا اختیار ہو لڑ لیا داراب نے یہ شکر کہا کہ اے رستم زمان لندھوور بن سعدان سنجوب میں قید ہو کر ایمرج کے سامنے گیا تھا تو تم بھی اسوقت بارگاہ ایمرج میں مجھے مہلت دینے میں تمہارے سامنے اس بے مروت سے یہ کہا تھا کہ مجھ کو ملوفان کا عیار عیاری دلو اگر فشار کر لایا ہے تم مجھے رہا کر دو اور اگر نکلویہ منظور ہے کہ میں مختاری اطاعت کروں تو حسب قواعد الیٰ شجاعت تم مجھے سرکہ ہو کر آزمائش کرو اگر میں تم سے زیر ہو جاؤنگا تو ضرور مختاری اطاعت کرونگا آج نے مروت نے میرے کہنے کی سماعت نہ کی اور مجھے بہلا کر قید رکھا اگر سیرا علیہ جھڑاتا تو میں اب تک قید رہتا اسوقت میں میری سفارش نہ کی اور اب آفتاب پرستوں کی سفارش کرنے آئے ہوں ہرگز نہ مانونگا یہ شکر لندھوور نے کہا کہ اے داراب حق تمہاری جانب ہے کوئی جو کچھ کہتے ہو چکا کہتے ہو واقعی مجھے آفتاب پرستوں سے کوئی غرض نہ تھی مگر مالک بن ملکوت شاہ نے مجھے ایسا ہی تنگ کیا جو میں تمہارے پاس آیا مگر خراب نوین آیا میرے آنے کا خیال کرو اور ایک ہفتہ کی مہلت دے دو یہ شکر داراب مشتاک ہو کر کہنے لگا کہ اے دارا سے ہند تم کہتے کیا ہو ایک ہفتہ تو بہت ہو تا ہوں میں ایک گھڑی بھر کی مہلت نہ دینگا یہ شکر لندھوور نے کہا کہ اے داراب اب تو مالک بن ملکوت شاہ سے تم سے مقابلہ ہو چکا اور اسے میرے پاس تاکر نباہ لی ہے اگر تم مہلت نہ دو گے اور طبل جنگ بجو آگے تو پھر میرے تمہارے مقابلے کی بھڑائیگی میں سے لڑینگا اور اسے قتل سے بچاؤنگا یہ کلمہ درہم و برہم ہو کر اٹھا ہی تھا کہ فتاح کشوری نے جو پہلے ہی سے چار سو کندہ انداز دن کو لیے ہوئے بیٹھا تھا حلقہ سے کندہ ہور کے گلے میں ڈال دیے پس فتاح کا کندہ مارنا کہ چار طرف سے کندہ دن کی بوجھار ہو گئی ہر چند لندھوور نے کندہ دن کو کاٹا مگر کیا ہو سکتا ہو چار سو کندہ دن کو کمان تک کاٹتا اور کمان تک بچتا آخر مجبور ہونا چاہا ہو گیا اور زمین پر گر پڑا پس اسکا گرناتھا کہ چار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اور لندھوور کو گرفتار کر لیا اور اسے شکر دن کو بلو کر اسیر قتل ذبح کر لیا اس سلسل اور ملوک کر کے زندان خانہ میں بھیج دیا بعد اسکے اگر داراب سے عرض کیا کہ لندھوور کو تو اسیر قتل ذبح کر کے زندان خانہ میں بھیج دیا اب جو لوگ کہ لندھوور کے ساتھ آئے تھے ان کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے لندھوور نے ہر چند زور کیا اور حلقہ سے کندہ کاٹے مگر غلامان والے کسی طرح نہ چھوڑا اور قید کر لیا داراب نے کہا کہ بہت خوب کیا مگر پھر ایمان لندھوور کو میرے سامنے بلاؤ فتاح جا کر پھر ایمان لندھوور کو داراب کے سامنے بلا لیا داراب نے کہا کہ تم لوگ کسی طرح مخالف نہ ہو مجھے جسے کوئی مطلب نہیں ہو تم شوق سے اپنی فرد گاہ کو دابیں جا کر رفقا سے لندھوور سے کہدینا کہ بھینہ چند لندھوور بن سعدان کو نہائیں کی کہ تم آفتاب پرستوں کی جنبہ دہری نہ کرو اور اس کے معاملے میں دخل نہ دو تمہیں اس معاملے میں کوئی دخل و بحث نہیں ہے تم اپنے کام سے کام رکھو لیکن لندھوور نے مطلق نہ مانا اور کوئی بات

نہ سنی اور سر اسرا آفتاب پرستوں کی جنبہ داری کیے گیا اور آما دہ قساو جنگ ہوا اسوقت ہمنے بہ مجبوری قید کر لیا تم سب
 مضمین رہو جسوقت ہم آفتاب پرستوں کا استیصال کر لینے اسوقت لندھو کو فوراً رکھ دینگے اور سب الامکان بیان
 کسی طرح کی تکلیف دینا لندھو کو ہونے پائیگی مثل اپنے گھر کے بیان پہنچے تم لوگ یہ خوب سمجھ لو کہ اگر لندھو
 کو ہم چھوڑ دیتے تو وہ ضرور آما دہ جنگ ہوتا اور مفت تم لوگ ہلاک ہوتے بعد اسے غلغلا سے گران بہانہ لو کہ
 ہمن اسب کو عنایت کیے اور خوشی خوشی رخصت کیا وہ سب متعجب و محبت ہوئے اور جا کر اگر مہر ہندی
 وغیرہ سے کل حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا وہ لوگ بھی حماقت لندھو پر انگشت بزدان ہوئے اور کل حال
 مالک بن ملکوت شاہ سے بلا کر بیان کیا اور کہا کہ اب تو تمکو مہر آیا لندھو بھی اسیر دام تذریر ہوا اور خوب ہوا کہ
 لندھو قید ہو گیا ہم تو بہت خوش ہوئے جیسا کہ دلیا یا مالک بن ملکوت شاہ وہاں سے نہایت مایوس اور اداں
 اپنے رخصتے بن آیا اور قارن قمر بن سے کل حال بیان کر کے کہا کہ افسوس ہمارا ستارہ آج کل گردش میں ہے جو
 ہمارا خطر نداد ہوتا ہے وہ بھی قتل سے قتل ہوتا ہے باقی ہورہی ہیں کہ ہر کار دن نے اطلاع دی کہ دارا کے
 جہل جنگ بجا دیا بس یہ سنتے ہی بھون کی عجب حالت ہو گئی اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ افسوس مفت ہن
 مفت میں مارے گئے خواہ مخواہ جان سے ہلاک ہوئے کوئی مدبر بن نہ بڑی آخر کار صلاح ہونے لگی کہ بھاؤ کہ مہر جان
 بھانے جائیں کہ مہر جا کر چھین انجام کار پر مشورہ کھڑا کہ مال و مہر اب تو وقت شب فرنگو شیعہ کو روانہ کر دیجیے اب
 صبح کو مید ان میں چکر لڑیے اگر صورت فتح کی نظر آئے تو فیما بین تو بھاگ کر فرنگو شیعہ کا راستہ نیچے الفصہ مات تو
 گذری غلغلا صبح دونوں لشکر میدان میں آئے صفین آراستہ مہرین نقیب منیب دے کر کھلے دار اب کمال اب د
 تاب سے میدان میں آیا خوب مرکب کو جولان کیا خوب برچھے کے ہاتھ کھائے جب کمال پسند آیا تو مرکب کو کا کر مید ان میں
 آیا اور کہا کہ اے آفتاب پرستو نکلو میرے مقابلے کو افسران سپاہ مع مالک بن ملکوت شاہ نے کچھ توقف کیا بعد اسکے جواب
 نہیں دیا مالک بن ملکوت تخت پر سوار چپ کھڑا ہوا ہی کہ دوسری مرتبہ دارا اب بھر چکا با کہ اگر فردا نہیں آتے تو
 دو دو چار چار ملکر آؤ مگر بیان ہو کون جو مقابلے کو جائے سب کے سب مضطرب پریشان ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ
 یا شیر اعظم تو ہی مددگار رہے قطب دوران کو بجا رہے ہیں ایک غلغلا سے آفتاب تابان کا کہ دارا اب نے گھڑی بھر
 تامل کر کے اتیری آواز دی کہ اے نامردو نہیں کوئی میرے مقابلے کو خیر اگر نہیں آتے ہو تو ہمیں آتے ہیں یہ لکھرا را دہ
 کیا تھا کہ آفتاب پرستوں پر جا بڑے کہ گرد و غبار کا حق صحرا سے اٹھا فتاح کشوری سے کہا کہ ذرا کھڑ جائے دیکھ
 کون آتا ہے ہر کار سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے جب گرد برابر ہوئی اور شق ہوئی تو ہمیں سے چالیس علم نشان چالیس
 ہزار سوار دکھائی دیے ہر ایک علم کے بھر پرے پر لعین نیر اعظم آفتاب تابان پر قطب دوران کی لکھی ہوئی تھی بعد
 اس کے ہتھالین شترنیلین قبیان بالون کی پیدوں کے فول اسے غول مرکب کو تڑپا سا زویراق اور ستے جھڑکا د
 کرتے ہوئے پیچھے نہ رہا آفتاب پرستان و نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج فوجان چالیس ہزار زنگیان خوشنوار
 کی معیت سے نظر آیا بس لشکر آفتاب پرستان میں تو جہل شادمانی کے نبھنے لگے اور مالک بن ملکوت مع افسران
 سپاہ ایرج کے استقبال کے واسطے دوڑا اور ایک ایک گرد بھرا قصد ہوا غرض آمد میں ایرج کی دن تمام
 ہو گیا دارا اب جہل باز گشت بجا کر بھر گیا اور کشور شاہ سے کہا کہ آج تو پر آفتاب پرست منزل کا تھا ہوا کل
 اس سے سمجھ لیا جا بگیا ہی باتیں اپنے جی میں کرتا ہوا کہ داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم آزاری پوشاک فرم میں کر
 کسی جو اہرنگار پر بیٹھا بد اس کے کھلاؤ لندھو بن سعدان کو جب لندھو سامنے آیا دارا اب نے تعلیم کی اور کرسی

جواہرنگا پر ٹھلیا بعد اسکے کہا کہ اودار اسے ہندو مجھے سے کچھ عداوت نہیں ہو فقط اس واسطے یہ حرکت کی تھی کہ میرے
اور مختار سے رزم و پیکار ہو اور سے بلاؤ آئنگے کہ قید انکی در در کرے لہذا حضور بولا کہ حاجت آئنگی نہیں ہر یہ
کہ قید کو چھکا دے کر توڑ ڈالا اور آٹھ گھڑا ہوا داراب نے مرکب سواری کے لیے منگو دیا لہذا حضور اپنے لشکر کو روانہ
ہوا بعد اسکے داراب نے لشتر شراب بن حکم دیا کہ قبل جنگ نیچے اسوقت نفاذ رہی بجایا ہر کار سے خبر لیکر
روانہ ہوئے سرسان مالک بن ملکوت شاہ نہایت شادان و فرحان ایرج پر سے زور و جواہر لٹاتا ہوا مار کا دین
لا یا تمام حال یربادی و تباہی لشکر کا از ابتدا تا انتہا بتایا ایرج نہایت غمناک ہوا کہ کہ خبر میرے سرداروں پر جو کچھ
گذری سو گزری مگر لہذا حضور کے ساتھ اسنے بڑی بے مردتی کی میں اسکا عوض ضرور لوں گا بعد اسکے ایرج نے اپنی
سرگزشت بریرہ ناردون میں قید ہو جانے کی اردہان الکن بن لکن کے آنے کی بیان کی یہی باتیں ہر ہی تھیں
کہ اس انعام میں خبر ہوئی کہ لہذا حضور کو داراب نے جھوٹا دیا لہذا حضور آتا ہوا ایرج استقبال کے واسطے دوڑا
انسا سے روانہ ہوا لہذا سلام کیا لہذا حضور مرکب پر سے کود پڑا ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایرج بولا اودار اسے ہندو اپنے
من پر مل گیا اور فرمایا مگر بڑی ایذا اٹھئی لہذا حضور بولا اودار ایرج کچھ ایذا کا خیال نہیں دیتی اور محبت میں ایسا ہی ہوتا
ہے اور اودار ایرج کو حال جزیرہ ناردون کا ایرج نے کہا کہ کچھ پیشتر غنیمت کے فضل سے میں بچا ہوں تو طرا قوس زنگی
مجھے نکل کر چکا تھا بڑی مکاری اسنے کی تھی تمام سرگزشت بیان کی لہذا حضور نے کہا معصع رسیدہ ہو دلائے دے بخیر
گذشتہ ایرج ایرج نوجوان جب تم اُدھر چلے تھے تو مجھ کو کھٹکا لگا رہا تھا مگر میں نے کچھ نہ کہا اب کمو طرا قوس زنگی کیا ہوا ایرج
نے کہا وہ بھاگ گیا اور جا کر قلعہ سندھو میں نے پھر اسکا تعاقب نہ کیا اور طرح دے کر چلا آیا لہذا حضور بولا خوب کیا یہی ذکر کرتے
ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آکر بیٹھے تھے کہ ہر کدو ن نے خبر دی کہ داراب نے حمل جنگ بجا دیا ایرج کچھ راکھ ہمارے بیان بھی
اوس حربی پر چوب بڑے اُسی وقت قبل زری بچا لہذا حضور اپنے خیمے کو گیا ایرج نے دربار برخواست کیا کھانا کھا کر
سورہات بھر دونوں لشکروں میں طہاری رہی صبح کو ایرج سوار ہو کر عرصہ کا رنار میں آیا اُدھر سے داراب
منور ہوا دونوں صفین قائم ہوئے اُدھر خوشنید و جمشید اُمتی فیلبند دروازے پر آکر بیٹھے داراب نے
مرکب کو ہمیز کر کے سامنے تخت کشور شاہ کے آکر بجا کیا ہاتھ باز حکمران جارت خواہ ہوا کشور شاہ بولا کہ جساؤ
خداوند آبکیات اور سیر زلال روغن ضمیر مختار سے نگہبان داراب سلام کر کے مرکب کو چھکانا ہوا برہمچہ کے
ہاتھ نکالنا ہوا چلا جو وقت میدان میں پہونچا تو مرکب کو روکا نیزہ میدان میں گاڑ کر لغرہ کیا کہ اودا آفتاب برمتو
اود میرے مقابلے کو یہ آواز سننے ہی ایرج نے مرکب کو جولان دیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری برآئے اور آواز گونام
کاؤ دم بغری ختری و مامون کی بلند ہوئی سردار بیاہ ہو کر ساتھ ایرج کے ہوئے ایرج نے ایک ایک کو رخصت کیا اور
مالک بن ملکوت سے رخصت ہو کر چلا جب برابر داراب کے پہونچا داراب نگاہ درزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے
گھما سے پہر شہر افشان ہوئے مرکبوں کو بھیج کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے کہا کہ اودار اب مردھی
بعید ہو کہ میں سے لشکر کی یربادی کا ارادہ کیا تھا یہ کون سی سیاہی تھی کہ لشکر بے سردار پر زبانی کی اور لہذا حضور
جو ہمت مانگنے گیا تو اسے بلا کر قید کیا اور اس پر دوسرے صاحبقرانی کا کرتے ہو داراب بولا کہ پہلے سے حرکت نہ کر
سرزوہوئی کہ مجھ کو عیار طوفان بن سماک کا پکڑ لایا اور تھنے جگہ نہ جھوٹا اور لہذا حضور کا قید کرنا تو فقط اسنے
کے واسطے تھا کہ حمزہ بیان نہیں ہر ادب یہ سب حمزہ کے ملازم ہیں میں نہ چاہیے کہ بعد حمزہ کے ان لوگوں سے
ہم لایں فقط رفع شر کے لیے یہ امر کیا تھا اور شاہد اس امر کی یہ بات ہے کہ جب تم آئے اُسی وقت میں نے لہذا حضور

چھوڑ دیا مخاری طرح سے نامردی نہیں کی کرتے فرنگوشید کے فتح کرنے کے بعد بھگوانہ جوڑا وہ تو خدا دہا بجیات کے حد
 کی کسیرا حصار بھگوانہ لگیا ایرج نے کہا خبر نہ کہج ہوا سو ہوا اب انعاماں کر وکہ میں شہر خستہ کا فیصلہ کروں بھر
 مجھے لڑ لینا دارا اب بولہ بھان اللہ کیا بھاری ہو کہ وہ بیچارے قلعہ بند ہو کر بیٹھے ہیں اور تم انکو دھار دینا چاہتے
 ہو میرے ہونے کو کوئی قلعہ خستہ کوئے نہیں سکتا ایرج نے کہا کہ میں ہر چند چاہتا ہوں کہ میرے حصار سے
 شہر نہ ہو مگر تم نہیں مانتے اچھا جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو دارا اب نے خبردار خبردار کہکریزہ سبب ایرج پر مارا پھر
 نیزہ بازی ہونے لگی اب سنان پریشان اور بنان پریشان بچ رہی ہو مرکبوں نے زمین کو کھود ڈالا ہر تن گرد کا بلند ہو
 حسین سنان اور بنان ماتہ ستاروں کے درخشان میں گھوڑے اشاروں پر پھر رہے ہیں گویا کل کے چلے بنے
 ہوئے ہیں ایرج بند باندھتا ہی دارا اب اسکے توڑ میں رد کرتا ہی دارا اب بند باندھتا ہی ایرج اسکو رد کرتا ہی
 دونوں برابر مصروف نیزہ بازی ہیں کوئی کسی پر غالب نہیں ہو سکا وسطے کے ایک استاد کے دردن شاگرد ہیں ہانٹک
 چھڑ چھڑ پڑ رہی ہیں سنان اور بنان بیکار ہو گئے قصبوں پر ہاتھ پڑ گئے تلوار میں کھینچ گئے دارا اب ایرج
 پر حملہ آور ہوا ایرج نے پھر کر تلوار روکی دارا اب نے پھر تلوار ماری ایرج نے ضرب تیسر لگائی دارا اب
 نے صاف بر پشت سپر روکی اب تیغ بازی انکے اور تیسر ہو رہی ہے یہ کی کرتا ہی نہ وہ کی کرتا ہی بیان تک کہ ایرج نے دارا اب
 کو مخروص کیا دارا اب نے تلوار پھری ایرج نے تیسر پر روکی اسی طرح سے تمام دن تلوار علی آخر کو ایک مقام پر ایرج
 نے تلوار ماری تو سپر کو قلم کر کے لٹکائی اور تادار و آرنی اُسے دسانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر ل گئی مگر سے ایک چادر خون کی جاری
 ہوئی دارا اب نے زخم سر پر ہاتھ رکھ کر تلوار ایرج پر ماری مگر بسبب زخم کاری کے چشم بصارت پر چادر خون حال
 زد دیکھتا ہو کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن پھر جلد ہی کے ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے مرکب ترجھا کر کے خالی
 دی ہاتھ جو تلوار کا خالی گیا مکان میں اُسکی آب بھی جھکا سر سے دارا اب کے ایک چادر خون کی جاری ہوئی
 غشی طاری ہوئی ایرج بکا را کہ ای آب پرستو دارا اب زخمی ہوا لیجاؤ اسے کل تم سب سے سمجھ لیا جائیگا کہ کھڑ
 طبل بارگشت بجا کر پھرا اور آکر داخل بارگاہ ہوا بوشاک زرم اتاری لباس بزم ہیں کر صحبت میں بیٹھا رقص سے
 گنا کہ دیکھائے کہ کیا اس آب پرست نے شل جباب دریا سر اٹھایا تھا وہ آب ہی بہت ہو گیا سب نے عرض کی کہ اگر شہر مالہ
 کسی کو آب سے کیا نسبت ہے آب کو نیز اعظم نے صاحبقران کیا ہو ہی بائیں ہو رہی تھیں دورہ جام گردش میں ہو کر نشہ
 شراب میں آکر ایرج نے حکم دیا کہ شیل جگ اکل صبح کو سب آب پرستوں کا استیصال کر دھکا اسی وقت نفاذ ہوا کہ گڑا گیا
 ہر کار سے خبر لیکر روانہ ہوئے ادھر کشور شاہ دارا اب کو لیکر بارگاہ میں آیا زخیم میں مانکے دلوار ہا ہی کہ خبر آئی
 ایرج نے طبل خنگ بجا دیا ہو کشور شاہ نہایت تردد ہوا سرداروں نے عرض کیا کہ آب پرستوں کو جو سب باندہ
 کو تیار ہیں انھیں رات گزری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے چلے
 گئے لشکر میں ایرج کے علم علوہ گری پر آئے ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لے کر میدان میں آیا
 ہما ز طلب کیا جو سردار لشکر دارا اب سے نکلا ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہو یا مارا گیا کوئی پہرون چڑھا تھا کہ برا بند
 ہو گیا ایرج نے زبا دیتان کرنا شروع کیا اور چاہا کہ لشکر دارا اب پر آ پڑے اسوقت مالک اخذ در پکارا کہ
 اور آفتاب پرست تامل کر آبا میں یہ کہکھڑا اٹھا یا برابر ایرج کے آیا ہم نگا در ہوا برابر سے مرکب ہٹ گئے
 مرکبوں کو پھیر پھیر کر مقابل کیا گیا ہوئے ایرج نے مالک سے پوچھا کہ آپ مقابلے کے واسطے آئے ہیں یا لڑنے کے
 کہا کہ حرم ہنسے مجھے دارا اب کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے کہ کوئی اسے قتل نہ کرے میں نے کئے آیا ہوں کہ دارا اب

زخمی ہوا سے ملت دوا ایرج کے کہا اسی مالک اثر در بھی کل کا ذکر ہو کہ جب لندھو ہمارے طرف سے منسوب طلب
 کرنے کو گیا اسکو دار اب نے ملت نہ دی بلکہ لندھو کو قید کر لیا اب میں کیونکر ملت دوں گا مالک اثر در بولا
 اے ایرج دار اب نے فقط رفع شر کے واسطے یہ امر کیا تھا نہیں وہ کا ہیکو اسکا مرنگب ہوتا ایرج نے کہا اچھا
 لاؤ میں تمہاری مثلین باندھ لوں رفع شر ہو جائیگا مالک بولا اے آفتاب پرست تو کیا میری مثلین باندھ سکا وہ ہندی
 کہ تو جلی حایت سے صاحبقران بنا ہو وہ تو ہمیشہ مجھے دبا کیا تیری کیا حقیقت ہو ایرج یہ سنکر آگ ہو گیا کہا خبر
 سمجھا جائیگا یہ لکھنیزہ مالک پر مارا مالک نے نیرے کو نیرے پر روکا خوب نیرہ بازی ہوئی کہ ایرج
 دل میں تعریفین کرتا جاتا تھا کہ حق یہ نیرہ بازی بے بدل ہو انبائل و نظیر نہیں رکھتا بیان تاکہ دونوں نیرے کا ہونے
 نیروں کو بچینک دیا تھا چلے لگی آخر کار مالک ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہو لیس اعرابی نے سامنا کیا مجروح
 ہوا تیس اعرابی مقابل ہوا وہ بھی گھائل ہوا قصہ مختصر بہرہون بچھا ہوا تھا کہ ایرج لشکر آب پر شان پر گرا اور لگی تلوار
 چلنے چار گھڑی آب پرست آفتاب پرستوں سے انکے انجام کا رستہ پا مونس لگے دیکھا عربوں نے کہ سامنا نہیں
 کر سکتے اور وہ انکو مارے ڈالتے ہیں انہیں کہا ایسا نہ کہ دار اب بھی مارا جائے تو آقا ہمارا بدنام ہوگا جھلکا انکو ہائیے
 اور دار اب کو بچائیے پیشورہ کر کے درمیان دامین کے نیچے داہن اور وہ تیسرا کھینچ کھینچ کے برہے ترسے
 کر کے جو آفتاب پرستوں پر گرسے لاش بربلاش گرا دی نیروں پر جھید جھید کر اٹھا لیا ہزاروں آفتاب پرست
 کہا بسخ آتش آفتاب بن سین کہ وہاں جنم ہوئے رخ انکے بھر گئے عربوں سے انکے آگے نہ بڑھ سکے اور وہ عرب
 صاف آب پرستوں کو مع مال و اسباب و خیمہ دھو گاہ نکالے لیے چلے گئے ایرج حیران دیکھ کر گیا تعریفین کرتا ہوا
 پھر کہ یہ عرب کیا بہادر تھے جوتہ داخل بارگاہ ہوا حکم دیا کہ جتنے آفتاب پرست مارے گئے ہیں انکی لاشیں بلو اور
 اور آب پرستوں کے کشنوں کو پانی میں بہا دو یہ لکھنیزہ پر بیٹھا صحبت رقص و غنا شروع ہوئی دورہ شراب کا
 چلنے لگا بعد اسکے دربار برخواست ہوا سب انبی اپنی آرا سگاہ کو گئے صبح کو پھر دربار ہوا ایرج نے لندھو
 سے کہا کہ اے رستم زمان معاملہ شہر خستہم کا کیا ہوگا لندھو نے جواب دیا کہ اے ایرج نوجوان میں انکے مقدمہ
 میں کیا دخل دوں کہ وہ کہنا میرا سنتے نہیں بلکہ طر ماسپ بھی انکے پاس قید ہی معلوم ہوتا ہی اسد نے انکو بھی درغللا نا
 خراب ہو گئے ایرج لندھو سے یہ کہہ کر خاموش ہو رہا اور بعد اسکے حکم دیا کہ شہر خستہم پر غرہ کرنا سیونٹ
 فوج نے جہاں طرف سے قلعہ کو گھر لیا سہر کو ایرج قلعہ کے سامنے آیا اور بچھا را اسی ساکنان شہر خستہم ہیرہی
 تمہارے واسطے کہ طر ماسپ کو قید سے رہا کر کے میرے پاس لے آؤا و محبت میری کرد میں متعین کچھ نہ کہوگا اور اگر
 تم میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو یہ سچو لو کہ جو ترکوں کے ساتھ میں لے گیا ہوں اس سے بدتر تھا حال کردیگا قلعہ والوں نے جواب
 دیا کہ اوکر پاس فرماں سچو بازاری کبھی ہم تیری امانت نہ کرینگے جو تجھے ہو سکے تصور ذکر پروردگار ہمارا حامی و مددگار
 ہو ایرج نہایت خٹناک بچ کر داخل خیمہ ہوا اور اس فکر میں مصروف ہوا کہ کیونکر قلعے کو لیجیے اگر پورس کر کے جاؤنگا
 تو وہ طر ماسپ کو زیر تیغ بٹھا دیں گے ناچا بچھرانا چڑیگا پورس کرنا عبت ہی بچھر آخر کیا کریں اب وہ کھلے اور سینے لاسد
 لے ضرغام شیر دل کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ کیفیت دریافت کر کے خدمت اسد میں گیا ایرج کا جویرہ نارون
 سے نکلا اور دار اب کو شکست دے کر بچگانا بیان کیا اسد نے کہا کہ یار دیہاچی کسی سے منسوب نہیں ہوتا اسکے ہاتھ
 سے کلجا پک گیا ہی ضرغام سے خطاب کیا کوس طرح ہو سکے قواس بڑا نیچے کو کر فنا کر لا ضرغام بولا بہت اچھا
 جانا ہوں اگر مانتے گناہ تو لانا ہوں یہ لکھنیزہ نہ ہوا پاسے شاطری مارتا ہوا شب کو حبت و خیر کرتا ہوا مانتہ ہوں جو کرنا

میرزا جلالا تہمت کرتے تھے جب تریب لشکر ایرج کے پہنچا صورت تبدیل کر کے ایک فقیر صاحب کی شکل بنا کر سفر فرما کر
 گئے من شہر فی پھیلا سر سے لہٹا ہوا تھو شہر فی اندھے ہوئے ایک باقر بن شیخ ہزار دانے کی بادشاہ یا کر پڑھتا ہوا ایک
 باقر بن پیرا کی اس صورت سے داخل لشکر ہوا اور ایک مقام پر وسط لشکر بن آکر بیٹھ گیا اتفاقات روزگار الکن بن لکمن
 ایرج کے پاس آتا تھا اسکی نگاہ ایک درویش عبادت کیل پر پڑی کہ حضور جادہ طرقت اور موسے طور معرفت پایا غلطی
 سے آنکھیں پھراے ہوئے خدا کی طرف لو لگاے ہوئے ہیں دیکھتے ہی شاہ صاحب کے پاس آیا بکا را کہ مشق
 ہر شاہ صاحب نے جواب دیا یا باسدار عشق ہر کرم کرو الکن کے حجاب کے ہاتھ جوڑے اور کہا کہ آپ غریب خانے پر تشریف
 لیجئے یہاں کیوں بیٹھیں شاہ جی نے کہا یا باقر نو دہی ہر ہمیشہ رہنے کا سرائی جیسے یہاں ویسے وہاں اُس نے کہا
 آپ بچا فرماتے ہیں مگر آپ اللہ دے میں آپ کی غلبت بخدا واجب فخر سمجھتا ہوں شاہ جی نے کہا یا باالہد داسے
 لوگ گوشے میں منہ چھپائے بیٹھے ہیں آنکو کوئی دیکھنا بھی نہیں سہ لوگ مکار ہیں جو شہاب کرم لوگوں کو لیجاتے ہیں ہکو
 حق رسیدہ نہ جانو الکن بولا شاہ صاحب آپ مکار ہی مگر میں آپ کو پہلو لگا بیٹھتا ہوں پکڑ کر اٹھالیا اپنے بھیمین ہلا
 اور صدر میں ٹھجا یا اسباب عیش حیا کیا فقیر نے کہا کہ یا با اگر مجھے لائے ہو اور چاہتے ہو کہ دو چار روز ہمارے پاس
 رہوں تو مجھ کو ایک مکان علیحدہ دے الکن نے اسی وقت ایک خیمہ جدا ایستادہ کر دیا اور کہا کہ میں آپ کو زبردہ آفتاب شان
 ایرج فرج نوجوان کے پاس بجاؤ لگا اُس سے ملاقات کرو وہ لو لگا کہ یا با فقیر کسی کی ملاقات سے سرد کار نہیں دین ایرج
 سے ملکر زیادہ جاغتا ہوں اور جب تک کہ وہ شہر ختم کی فتح سے نجات پائے فقیر بیان کا ہیکو پھر گویا غرض دو چار گھنٹے
 صحبت رہی الکن تو جلا گیا ضرغام اُس خیمے میں داخل ہوا ہر رات گئے سے لقب کئی کرنا شہر دہ کی دروازہ خیمے کا
 بند کر دیا تھا اور سچوں سے کہہ دیا تھا کہ خبردار رات کو فقیر کے پاس کوئی نہ آئے القصد تمھیلے پردہ و سر اسرا لقب کا ایرج
 کے خیمے میں ٹھالا پردے بیہوشی کے پورے وہ بچے رحوان اٹھا اٹھا دماغ میں خدشہ کاروں اور خامبر داروں کے
 گیا وہ بیہوش ہوئے ضرغام نے چادر عیاری سے روٹنی گل کی اور ہاتھ کو جرب کر کے جلد عیاری کا پٹنا ایرج کے
 پانگ کے پاس آیا دوشالہ منہ پر سے لٹا دارو سے بیہوشی نکال کر تھیلی پر رکھی کھچا عیاری ناک پر لگا لیا جب ایرج
 نے اوپر کا دم لیا اذراُسے بھونکا کہ بیہوشی داغ کو جوڑو گئی ایرج پھینک مار کر بیہوش ہو گیا ضرغام نے دد حلقوں
 سے دونوں ہاتھ اور دد حلقوں سے دونوں پیر دد حلقوں سے گردن دکر ساتویں حلقے سے گولا لاکھی کر کے چادر عیاری
 میں پٹنارہ باندھا اور ڈیڑھ گروہ بھاتی کے آگے لگا کر لقب کی ماد سے اُسی خیمے میں آیا اور خیمے کو باندھ کر وہاں سے
 راسی ہوا تمام لشکر کو حکم کرنا ہوا چلا جاتا تھا اب میدان پر طامع بھی ہو گئی ہر ضرغام بہت خوش ہو کر میں نے کاروبار بیان
 کیا اسد نہایت راضی ہو گا اسی خیال میں پائے شاطری مارنا ہوا جلا جاتا ہوا کہ سانسے سے گرد و جبار کا تنق اٹھا
 ضرغام نے اپنے دل میں کہا کہ یہ گرد کیسی اٹھتی نہیں معلوم کون آتا ہے ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو کر دیکھنے لگا
 جسوقت گردش ہوئی علم و نشان معلوم ہوئے مگر ہر علم پر تعریف الہی و لغت رسالت پناہی مرقوم تھی خاطر جمع ہوا کہ
 ہر ضرغام دوست ہیں دشمن نہیں ہیں اب بے خوف و خطر آگے بڑھا قضا سے کار اتفاقات روزگار ملک مسماہ
 دریا یاری اور مالک بستہ حصار ہی ہیں خراج لیے ہوئے ایرج کی بیعت کے واسطے جا۔ تہذیب انہیں لوگوں
 نے اطلاع دی کہ ایک عیار پٹنارہ و دشمن لشکر ایرج کی طرف سے آدھرا آیا حکم کیا خبردار جانے نہ پائے ہمارے
 پاس اُسے لاؤ ہم دیکھیں کس کا عیار ہو کہے کہ خنار کر لایا ہوا سوار دڑے جا کہ ضرغام کو گھیر لیا کابل ہمارے
 مالکوں نے تجھے بلایا ہر ضرغام بولا کہ جلد میں کافر نہیں ہوں جو ڈرون اور ساتھ آنکے ملک مسماہ کے پاس آیا سلام

کیا مالک بستہ حصاری نے پوچھا کہ میرا نام کیا ہے اور اس پشاور سے میں کیا لینے جاتا ہوں کہ نام میرا فرغام شیردل ہے
 میں بتا ہوں اسد بن کرب دلاور کا اور پشاور سے میں ایرج جو کہ اپنے آقا کے پاس لیے جاتا ہوں میں یہ جو سنا
 ملک ہمارے مالک بستہ حصاری سے کہہ کہ بھیا اسد اسکا دشمن جان ہو ایک دم زفر نہ چھوڑے گا اور حمزہ
 حصا جعفران اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد میں سے ہو چکا ہے لہذا حضور کو اسکی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں
 بستر ہو کہ ایرج کو اس سے ملے اور لندھور کے پاس ملے چلو یہ صلاح کر کے فرغام سے کہہ کہ ایرج کا پشاور ہمارے
 حوالے کرادو تو چلا جا اور اگر بخوشی نہ دیکھا تو ہم زبردستی نہیں لیتے فرغام نے کہہ کہ اسسار دریا باری مالک بستہ حصاری
 تم کچھ تعرض نہ کر دیکھے مع پشاور چلا جائے دو اسد بن کرب غازی کے مزاج سے واقف نہیں ہو جو وقت وہ سن پا لینگا
 کہ تھے پشاور ایرج کا لے لیا بری طرح پیش آینگا یہ کلہ دونوں نے شکر کہا اس سے پشاور ہمیں لو لوگ دوڑے دیکھا
 فرغام نے کہ تو کیا ہو یہ ہزاروں ہیں تو مارا جائیگا اور ذلیل ہو گا پشاور دیکھو کر رکھو یا اور کنا بکھے کیا کام ہو جیسا
 کر دے ویسا پاؤ گے اور جست و خیز کر کے نکل گیا وہاں پہونچا جہاں اسد بن کرب غازی دامنہ کوہ بن اپنے رفیقوں
 میں بیٹھا اور کہ رہا ہو کہ فرغام کو گئے ہو سے تیسرا زور ہو اب تک نہیں آیا خدا جانے جس کام کے واسطے گیا تھا اسکا بھی
 کچھ سر انجام کیا یا نہیں غلطی ہو لاکھ پیر مرشد جو کام چوری کرنا ہی سرزدوری تو ہو نہیں سکتی قابو پڑ جائیگا تو ایرج کو کہہ دیا
 یہی باتیں تھیں کہ فرغام سامنے سے دکھائی دیا اور اسد نے کہہ کہ ای فرغام کو کہہ نہ ہوا خالی پھر آئے فرغام بولا کہ
 میرا جو کام تھا وہ میں نے کیا ایرج کو لیے ہوے آنا تھا فریب آپ کے آپ کا تھا کہ ادھر سے ملک مسار دریا باری اور
 مالک بستہ حصاری آئے تھے انھوں نے ایرج کا پشاور بکھے تھیں لہذا ہر چند میں ملے آپ کا نام لبا ڈر یا دھکیا یا کچھ
 نہ ہوا حبیب میں نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو جاؤنگا ناچار پشاور دے کر چلا آیا یہ امر نقد بری ہو میں کیا کروں اسد بولا تو یہ کہتا ہے
 یا چلا کر تا کہ فرغام بولا کہ اگر آپ جہ جہیے تو وہ ابھی دامنہ کوہ میں ہو گئے کہیں گئے نہیں چلکر دیکھ لیجئے نہیں بختے
 ہی اسد آگ ہو گیا اور کہہ کہ ملک مسار دریا باری اور مالک بستہ حصاری کی یہ ناب و طاقت ہوئی کہ میرے چہرے
 پشاور ہمیں لیا تو سہی نام میرا اسد بن کرب غازی ابھی جا کر انھیں سزا دے اور سوار ہو کر روانہ ہوا اس وقت پہونچا
 کہ مالک بستہ حصاری نے ایرج کا سر غل و زنجیر کر کے زندان میں بھیجا ہوا اور ملک مسار سے کہہ رہا ہے
 کہ کل اسے بچکر لندھور کے پیر دیکھے پھر اسے اغوا کرادیو جو ہاے اس کے حق میں کرے کہ اس اثنا میں اسد سامنے
 سے دکھائی دیا وہ دونوں نہایت ادب سے لکھنے کے واسطے آئے کھڑے ہوئے اسد نے پراگر چہ گیا مالک بستہ حصاری
 نے خطر دان ہانڈان چکر دان چو گھر سے سامنے لگا دیا اسد نے پوچھا کہ کیوں اور مالک بستہ حصاری نے ایرج کا
 پشاور میرے چہرے میں لیا اسنے ہاتھ باندھ کر کہہ کہ پیر مرشد واقعی رہے ادبی ظالم سے ہوئی جو جاہل آپ جھگوسزا
 دین میں تعمیر دار ہوں اسد بولا کہ خیر کیا کروں کہ تم مسلمان ہو نہیں تو اس فعل کی سزا دیتا ہوں یہ تو کہو کہ اس بڑا زہر ہے کہ
 کیا کہیں چھوڑ لو نہیں دباؤ سے عرض کیا کہ میں نے اسے چھوڑا میں تہہ آہن میں گرفتار کر کے زندان میں بھیجا ہوا اسد نے
 کہا بلکہ ایرج کو بولا مالک بستہ حصاری تمس جہا کہ میں نے زبان مبارک ہوا جعفران سے سنا ہے کہ جو کوئی ایرج
 کو قتل کرے اسکی ذریعہ میں سے ایک کو بانی نہ چھوڑو دیکھا ایرج میری اولاد میں سے ہے اور شہسوار اگر آپ کو دکھا
 آپ اسے مار ڈالینگے بد نام میں ہو گا لندھور کے پاس ایرج کو لیے چلا ہوں اب بھی پیچھے جو کچھ ہو لندھور کے
 سامنے ہو وہ ہمارے قتل کرنے چاہے نکتے بس یہ سننے ہی اسد کا بد عالم ہوا کہ قصہ سے چہرہ لال ہو گیا لفرہ کیا کہنا دیکھا
 لندھور تو ابھر عاشق ہو رہے مکلف ایرج کو چھوڑ دے گا اور ایرج دشمن جان اہل اسلام ہو تو نے نہیں سنا

کہ فرنگو شیرین و کون کونسل کیا بھری ہر کہ جلد اس سے منگو اس نے کہا کہ ہرگز نہ دوں گا اگر دینا ہوتا تو میں آپ کے عیار سے کہوں
 چھین لیتا یہ جو سنا آپ باقی نہ رہا اور چنکر تلوار ماری کہ مالک لیستہ حصار سی کے دو ٹکڑے ہوئے وہ مرد مسلمان شہید
 ہوا لاٹھ توپنے کی بعد اس کے ملک مسمار دریا باری سے کہا بلو ایرج کو نہیں تجھے بھی زندہ چھوڑ دینا ملک مسمار بھائی کی
 لاٹھ دیکھ کر دے لگا خون سے کاپنے لگا عرض کی اس شہر مارا سے جیسا کیا اپنی سزا کو پہونچا میں جا کر ایرج کو لیے
 آتا ہوں اور روتا ہوا زندان خانہ میں آیا کھینچا بکڑ کر اس سے ایرج کے بیٹھ گیا ایرج نے کہا کہ ملک مسمار کیون تم
 مرنے ہو ملک مسمار بولا ایرج نوجوان تمھاری دوستی میں ایک بھائی اسد کے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نے کہا
 کیونکر اس نے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ اب میں کیا کروں اگر تمھیں دوں گا تو یہ دیوانہ تھیں مار ڈالو گا میں روزیہا ہوں گا
 اور جو نہیں دیتا ہوں تو خود مارا جاتا ہوں ایرج بولا کہ تم پریشان کیون ہوتے ہو مجھے چھوڑ دو میں اس دیوانے
 کو بھی سزا دوں گا اور تم کو بھی بچاؤں گا ملک مسمار نے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلاؤ ایرج نے کہا کچھ آہنگر کی حاجت نہیں
 ہر ایرج نے زور میں آکر قید توڑ ڈالی ملک مسمار نے اکر ب دیا اور تھپار دیے اب ایرج بارگاہ کی طرف چلا
 یہاں اسد بیٹھا کہ رہا ہر کہ اسے ملک مسمار ایرج کو نہ لایا سلوم ہوا اس کی فضا آئی ہر بھی سیر سے ہاتھ سے مارا گیا
 اس اثنا میں ایرج دروازہ بارگاہ سے دکھائی دیا اور نعرہ کیا کہ بالٹش اور دیوانہ بھول تو نے مجھے عیار کے ہاتھ پاؤ
 قتل کر دیا بلو یا تھا کہ قتل کر دن اور جسے تیرے عیار سے چھینا اسکو تو نے مار ڈالا غضب کیا اب تو میرے
 ہاتھ سے کہاں جائیگا دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں اور تو ارکھنچکر دوڑا دیکھا اسد نے کہ یہ آفتاب پرست آ پہونچا ہوش و
 حواس باختہ ہو گئے اب تو اسکو اس وقت کہ بن نہ پڑا غم سے سیٹھے کی قنات چاک کر کے نکل کر بھاگا اور جلد ہی تمام
 دروازے کی طرف چلا تھا کہ ملک مسمار کو آتے دیکھا وہی نمبر ملک مسمار پر مارا کہ اسے اپنے دام کو چھوڑ دیا
 غضب کیا ملک مسمار اپنی جان بچا کر سامنے سے بھاگا مگر زخم پہونچ گیا کہ اس اثنا میں ایرج کا نعرہ ہوا کہ آیا میں
 اسد دروازہ بارگاہ پر پہونچ گیا تھا کئی گھوڑے کھڑے ہوئے تھے کسی کے ہاتھ کاٹ ڈالے کسی کا منہ
 ایک گھوڑا بانی رہا سپر خود سوار ہو کر بھاگا ایرج نعرہ کرتا ہوا جو آیا کسی مرکب کو زندہ نہ پایا اور اسد کو دیکھا کہ گھوڑے
 پر سوار بھاگا ہوا چلا جاتا ہے قصہ مختصر ایرج ایک گھوڑے سے پر سوار ہو کر نقاب میں اسد کے چلا اب آگے
 آگے اسد ہو اور پیچھے پیچھے ایرج بکارتا ہوا چلا آتا ہر کہ او دیوانے جہاں جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ
 پائیگا اگر تو آسمان پر جائیگا تو میں بھی دعائے مظلومان بنکر وہیں پہونچوں گا اور اگر زمین میں درآئیگا تو بانی کی طرح
 جذب ہوں گا آج تجھے زندہ نہ چھوڑ دینا اسد کہتا جاتا ہر کہ تو فرخ تاج کی جو رد کا شوہر ہو جو میرا نقاب چھوڑے
 ایرج سناتا ہر کہ کہتا آتا ہر کہ جہاں تک تجھ سے گالیان و بجائیں دے میں آ پہونچا جب ایرج قریب آتا ہر اسد
 کہ گوچن میں تجھ سے کرمہ بر مرکب ایرج کے مارتا ہر کہ نہ اسکا پھر جاتا ہر مرکب ٹھہر جاتا ہر اسد پھر دور ہو جاتا ہر
 بیان تک کہ اسد ایک ہار کے پاس پہونچا وہاں بھی سفر نہ ہوا تو اس پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج نے بھی قصد کیا کہ پہاڑ پر
 چلیے اسد نے پتھر کی پڑ چھار کر دی کہ گھوڑے کا منہ پھر دھج ہو گیا اب گھوڑا پہاڑ پر رخ نہیں کرتا ہر ایرج
 بنگ ہو کر گھوڑے سے پرستے کو داکھا کہ او دیوانے میں آیا اور دامن گردان کر اسے نہیں چروھا کہ بائیں ہاتھ میں
 سپر دھننے میں تھارے کر حرب اسد کا سپر پر روکنا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا اسد و بلا تپلا جو تپا یہ اچکا ہوا بجلی
 تمام چٹنی پر پہاڑ کی پہونچ گیا اور ایرج نیم نیم ہو کر آہستہ آہستہ چلا آتا ہر حاصل کلام جب دیکھا اسد نے
 کہ قریب آگیا اس اس وقت ایک عالم باسٹن طاری ہوا کہ ایرج اسد مارے گئے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے

افسوس کہ آر و دل کی دل میں وہی نضائے بہشت نہ دی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا بکارا کلاہی خالق حقیقی و اسی
گھمان تحقیقی اس کافر کے ہاتھ سے بچے بچا اور جو قضا بھی آئی بد تو اس کے ہاتھ سے نہ ہر اجا کون ایرج بکارنا ہو کر
تو بچے کیونکر تیرا خدا بچا تا ہر اسد بولا او آفتاب بہرست میں ایک ناجیز اسکا بندہ ہوں اسے ہمیری کیا ہر دہری
البتہ اگر نضائے بہشت ہو تو بچ جاؤ گھا ایرج نے کہا کیونکر بچ جائیگا اور یہ اگر چاہتا تھا کہ اسد کو بکڑے اور بچا کر لے اسد
کی طرف بڑھائے کہ ایک بچہ گر اور ایرج کو اٹھا کر آسمان پر لے جلا اسد نے فرود کیا کہ اور بڑا بچہ دیکھا تو نے کہ کس طرح
سے ہمارے خدا نے ہمیں بچا یا کہ اس میں ایرج نظروں سے غائب ہو گیا اسد اتر کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا لیکن
ایرج کا حال سیکے کہ جب بہت بلند ہوا بیہوش ہو گیا اسکو کچھ خبر نہیں کہ تو کون ہو اور کہاں جسا تا ہر اور کون بچے
لیے جاتا ہر سین معلوم کہ کتنی دیر تک بیہوش رہا پھر جو ہوش آیا تو ایک باغ بہشت آئین میں اپنے تئیں پایا دیکھا کہ
ایک باغ ہوا اور وہ باغ کا ہیکو ہر نمونہ بہشت ہر گلہارے رنگا رنگ پھولے ہیں درخت سیوہ دار لکھ ہیں ہر ترن
جاری ہیں بانوراں خوش الحان بول رہے ہیں خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہر ہوا سے سرد سے روح تازہ ہوتی
ہر اور وسط باغ میں ایک بارہ درمی ہوا سمین فرش بہت مخلف کا بچھا ہوا ہر پر بزا دان ماہ طلعت کھڑے ہیں اور
چنگ جو اہر نگار پر عجیل ماہر و بھائی حمزہ صاحبقران کا لیتا ہوا اور ادر عجیل نے ایرج کو پہچانا ہر بزا دان سے
کہا کہ ارے یہ تم کسے لائے ہو میں نے تو جسے کہا تھا کہ سرداران لشکر اسلام میں سے کسی کو لاؤ گھوڑوں نے عرض
کی کہ شہر یار ہم اسے زبردست جان کر لائے تھے اب کیسے جہان سے لائے ہیں وہ میں چھوڑ آئیں لیکن ایرج نے
عجیل ماہر و کو سلام کیا اور کہا کہ جو آپ کا کام ہو گا میں بچا لاؤں گا گو کہ مسلمان نہیں ہوں مگر آپ کی خدمت میں بدل و جان
بچا لاؤں گا عجیل بہ سبکدوش ہوا اور ایرج کو کرسی جو اہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ میں بیمار ہوں اس سے فطیم کو
اٹھ نہ سکا ایرج بولا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہو آپ اپنے مرض کا حال بیان کیجیے اور یہ فرمائیے کہ مجھے آپ نے بلوایا
کیون ہر عجیل نے کہا ایو ایرج نوجوان مجھ حمزہ صاحبقران خورشید ستارہ پرست اور توحیح ماہ پرست
کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے تھے کہ بھائی تم ان دونوں کی حفاظت کرنا میں درہمیت قبولیہ اور آخر یہ سب کے
درمیان میں جا کر اترتا تھا اب سبب درد کر کے پردہ قاف میں چلا آیا ابھی تک اچھا نہیں ہوا ہوں اور ہتھارے بلائے
کا سبب یہ ہے کہ ایک دیو ہوا فرخ نامے وہ مجھے بیمار جان کر میرا علاقہ آبائی لیے لیتا ہوا اور میرے لوگوں پر ظلم کرتا ہر کھلیا
ہر مار ڈالتا ہر اگر اچھا ہوتا تو اسکو سزا دیتا دردنے ناچار کر دیا ایرج نے کہا کہ میں اسکی تنبیہ کر دینگا آپ مجھے وہاں
بھیج دیجیے عجیل نے ایرج کی دعوت اور ضیانت کی بعد اسکے فوج و لشکر ایرج کے ساتھ کر کے افرنج کی تنبیہ کو
ردانہ کیا جب ایرج قریب پہنچا افرنج کو خبر ہوئی کہ عجیل ماہر و نے ایک آدم زاد مجھے لٹانے کو بھیجا ہر یہ سنکر
نہایت برہم ہوا لشکر لیکر باہر آیا نشہ شراب میں طبل جنگ بجوایا ایک غلغلہ ہوا رات بھر دونوں لشکر دن میں تیار رہا
رہی سچ کو لشکر مر کر آرا سے ہر دہر گئے افرنج میدان میں کھلا مبارک طلب کیا ایرج نوجوان مقابلے کے واسطے
آیا افرنج نے جو ایرج کو دیکھا عاشق ہو گیا کہا ایو آدم تما دتور اور زلزلیہ قاف کا کون ہو اور کیا نام ہر ایرج نے
کہا کہ میں کوئی عزیز عجیل کا نہیں ہوں اپنے لشکر کا صاحبقران ہوں نام میرا زبردہ آفتاب پرستان لشکر کردہ
پیر قطب دوران ایرج نوجوان ہر مجھے عجیل سے شناسائی تھی تو نے عجیل کو تنگ کیا اور یہ بیمار تھا اسے ہر بزا دان
کو بھیجا اور کہا کہ اولاد صاحبقران میں سے کسی کو اٹھا لاؤ پیر زادہ بھکولے آئے افرنج نے کہا ایو آدم زاد بھکویان کا بادشاہ
اور بھگتا اور عجیل سے سب علاقہ چھین لوں گا افرنج نے کہا ایو آدم زاد تو آفتاب پرست ہو کہا ہاں دیونے کہا بہت ہر

ایسری اطاعت کرن بھی شیر اعظم کو ماننا ہوں ایرج نے کہا کہ یہ کبھی سنو گا کہ میں تیری اطاعت کردن اور عیسیٰ سے جو چاہوں
 بلکہ تجھ کو گرفتار کر کے عیسیٰ کے پاس لے جاؤں گا یہ شکر دیو بہت سا گر جا اور کہا کہ آدم زاد تو نہایت مغرور ہے خیر معلوم ہو جائیگا
 کہ دنیا جو ہر ایرج بولا میں پندہستی نہ کر دنگا پس یہ سنتے ہی افرنج پکارا کہ ایک حربے میں تیرا کام تمام کرنا ہوں
 خبردار رہنا یہ کہ اگر زراغٹول کو گردش دے کر ایرج پر مارا ایرج نے خالی دیا زراغٹول زمین پر پڑا زمین سے
 خاک اڑی ایرج خاک میں چھپ گیا دیو پکارا آدم زاد آخر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا افسوس کہ تو جوان خوبصورت تھا
 ایرج نے خاک میں سے لغو کیا کہ حریف تیرا زمین زندہ ہوں تو افسوس کر رہا ہوں اور دوڑ کر زراغٹول سے لپٹ گیا دیو افرنج
 ایرج سے دست گرجان ہوا کشتی ہونے لگی خوب زور آزمائی ہوئی بعد اسکے ایرج نے لشکر دیو کا اکھاڑا اور ایرج
 دے کر زمین پر مارا پھلتا ہر چہ وہ جیٹا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہے میری اطاعت کرنے میں اسنے کہا کہ میں نے غلامی آپ کی
 اختیار کی ایک تو دین و مذہب میرا اور آپ کا ایک ہر دوسرے آپ ایسا آقا زبردست ہیں کہاں ہرنگا ایرج اس کے سینہ پر
 آتا وہ اٹھ کر دایرج کے پھر اعلقہ غلامی کا کان میں پٹا ایرج کو اپنے خیمے میں لے گیا دعوت کی بعد اسکے ایرج
 افرنج کو عیسیٰ ماہر دے کے پاس لایا قدیون پر گرایا اور کہا خبردار اب اسنے پر خاش نہ کرنا افرنج بولا کہ کبھی مجھے ایسی خطا
 ہوئی اب عیسیٰ نے بڑی دھوم سے ایرج کی دعوت کی ناچ پر ناز دون کا دکھلایا گانا سنوایا مگر ایرج نے ہر چند جانا
 کہ ملکہ عالم آرا دختر عیسیٰ ماہر کو دیکھے مگر دیکھ نہ سکا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ جب حمزہ کا مقدر کیسے ہو جائیگا
 اس وقت بھی جانیگا القصد جب عیسیٰ ماہر و دعوت و صیانت کر چکا ایرج نے رخصت طلب کی کہ میں پردہ دنیا کو چھوڑ
 عیسیٰ نے کہا بہتر ہے من بھجوائے دیتا ہوں ایرج بولا اب افرنج مجھے پہنچا دیگا عیسیٰ نے بہت سا جواہر
 اور تحفے دے کر ایرج کو رخصت کیا ایرج افرنج کے مکان میں آیا اور کہا کہ پہلے ابھی مجھے پردہ دنیا میں سے چلو
 اسنے کہا کہ شہر یار میں پہلے آپ کو قلعہ آفتاب نکھار پر لے جاؤں گا جہاں سے آفتاب تابان برآمد ہوئے ایرج
 بولا ای افرنج میں بھی زیارت کا مشتاق ہوں مگر ایک دشمن میرا پردہ دنیا میں ہو کہ اس کے ہاتھ سے تنگ ہوں نہیں معلوم
 اسنے میرے لشکر کا کیا حال کیا ہو گا افرنج نے کہا کہ تم کو آپ صورت اسکی بتائیے میں اسے بیان اٹھالا دن اور
 آپ زیارت کو چلیے ایرج نے اس کی صورت کا نقشہ کھینچ کر افرنج کو دیا اسنے ایک دیو کے حوالے کیا کہ پردہ دنیا
 میں شہر ا ختم ہر جا اس صورت کے آدمی کو اٹھالا وہ دیو نقشہ لے کر روانہ ہوا یہاں اسد بن کرب غازی نے
 کئی شیخون و لشکر ایرج پر مارے کہ لشکر آفتاب پرستوں کا نہ دہلا ہی ہر چند جانتے ہیں کہ اس کے ہاتھ سے نجات
 ہو مگر ہمیں ملتی ہزار آفتاب پرست روز قتل ہوتے ہیں کہ تمام شب لشکر ایرج کو سوا سے قتل ہونے کے سونا
 نہیں ملتا ایک دن کا ذکر ہے کہ رات بھر اسد لشکر ایرج کو قتل کرتا رہا صبح کو کوہستان کا راستہ لیا فتاح ہلنگیوٹ
 سے باقیں کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دیو اٹھا کر اسد کو لے گیا فتاح اور جو لوگ ہمراہ تھے دیکھتے ہوئے رگئے مگر ہند
 کو دیو لیے ہوئے چلا آتا ہی پردہ کا فتنہ میں پہنچا ہی کہ ایک دیو ہونام اسکا افغان کو چپک ہی رفیق ہو شازدہ
 بدیع الزمان کا قلعہ زمر دنگار میں رہتا ہوا وہ اب دریا پر بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہی دیو گرد و اطراف میں اس کے
 کھڑے ہیں کہ ناگہ آواز پر واز دیو کی آسمان پر سے آئی سر ہٹا کر دیکھا ایک دیو نے کہا کہ کسی آدم زاد کو کوئی دیو
 اٹھائے لیے جاتا ہے افغان نے حکم دیا کہ یہ حرام زادہ جانے نہ پاسے مع آدم زاد اسے کھڑا وہاں سے دیو ڈپے
 جا کر اس دیو کو گھیرا اسنے اسد کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور چاہا کہ بھاگ جائے ممکن نہوا دیووں نے اس دیو کو گرفتار
 کیا اور اسد کو بھی بروئے ہوا روکا سامنے افغان کو چپک کے لائے اسنے اسد کو دیکھا بدیع الزمان کی شکل سے

مقابلہ پایا ہوش بن لایا اسد کی جب آنکھ کھلی دیکھا ایک دیو سلسلے بیٹھا ہوا در گرد اسکے جمع اور بہت سے دیوؤں کا ایک
اور ایک دیو کو دیکھا کہ بندھا ہوا کھڑا ہوا اسد پکارا کہ مجھ کو کون بیان لایا افغان کو چاک بولا کہ یہ دیو آپ کو لیے جاتا
تھا میں نے اس دیو سے آپ کو چھینا ہوا آپ یہ فرمائیے کہ حمزہ صا حقیق ان اور شاہزادہ بدیع الزمان سے آپ کو ملے
ہوا اسد نے کہا کہ نواسا ہوں کو چاک سلیمان کا اور ہشیرہ زادہ ہوں بدیع الزمان کا ہیں ہنر نقان کو دیکھ اٹھ کھڑا
ہوا اسلام کیا اسد کو لا کر کسی جواہر نگار پر چھایا اور کہا کہ میں غلام ہوں آپ کا مجھ کو شاہزادہ بدیع الزمان نے
مسلمان کیا ہوا اسد نے کہا کہ یہ دیو جو بندھا ہوا کھڑا ہوا اسے ہمارے پاس لاؤ اس دیو کو کھول کر سامنے لائے
اسد نے استفسار کیا کہ تو کون ہو اور مجھے کسے پاس بھلا تھا اسے تمام سرگزشت بیان کی اور کہا کہ مجھ کو دیو افرنج میں
تھے ایرج کے پاس لیے جاتا تھا مگر تیری زندگی تھی کہ بچ گیا اگر میں جاتا تو اس راہ میں تیرے درست ہیں تو مجھی
اور میرے نہ آتا اور راستے جاتا اسد بولا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اگر تو مسلمان ہو تو میں تجھے چھوڑ دوں اس نے جواب
کہ میں کبھی دین آفتاب پرستی نہ ترک کروں گا اسد پکارا کہ قتل کر داس نا بکا کو اسی وقت اس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے
کے لاش کو بھی پھینک دیا افغان نے پوچھا کہ شہر یا ایرج کون ہے اسکو آپ سے عداوت کی کیا وجہ ہے اسد نے تمام
حال ایرج کا اور اپنی دشمنی کا بیان کیا اور کہا کہ ای افغان وہ باجی نہایت بد دست ہے میں کسی طرح اس کے عہدہ برائی
بہنیں کر سکتا لیکن پردہ دنیا میں نے بھی اسے بہت تنگ کیا ہے اور وہ میرے ہاتھ سے نالان ہو اور ای افغان
میں نے ایسے ایسے شیخون آپس پر مارے کہ کسی کا دل جا شنا ہی اور تم بھی اگر شریک ہو تو یہاں بھی شیخون لشکر
افرنج پر مددوں افغان نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ میں غلام ہوں جان تک کام آئے تو موجود ہو جیسا ارشاد
ہو چلا وہ اسد نے کہا کہ میں بوقین بنواؤں گا تم بھی سامان جمع کرو اور دیوؤں کو ہر دو دنیا میں بھیج کر آہنگردن اور
زرگردن کو اٹھوا سنگراؤں افغان نے دیوؤں کو بھیجا وہ مدد آہنگردن اور ہزار زرگردن کو اٹھالائے وہ
سب سے ہرے آئے اسد نے انھیں تسلی دی کہ تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو جو وقت ہمارا کام بن چکا تم سب کو
بھجوا دیں گے خاطر جمع رکھو یہ لکھ لکھ بوق کا اپنے ہاتھ سے بنا کر انھیں دیا کہ ایسی بوقیں تیار کرو انھوں نے چند روز
میں ایسی بوقیں تیار کیں اسد نے انکو انعام دے کر دیوؤں سے کہا کہ جہاں سے انھیں لائے ہو وہاں پہونچا دو
دیوؤں نے انکو طرفہ نصیب میں پہونچا دیا اسد نے افغان کو چاک کے دیوؤں کو بوق بجانا سکھایا اور کہا کہ
جب ہم بوق بجانیں تم بوق کی صدا سنکر تیار ہو کر ہمارے پاس آنا ساتھ ہمارے چلنا ہر گاہ لشکر حریف پر گروں تم
بے شک انھیں قتل کرنا اور جو وقت ہم دوبارہ بوق بجانیں تم لشکر حریف سے ٹھکر چلے جانا پھر نہ ٹھہرنا الفصد جب
دیوؤں کی تعلیم سے فراغت پائی پوچھا کہ قلعہ آفتاب نگار بیان سکتی ہو در ہوا انھوں نے عرض کی کوئی جبار
یا بیخ منزل ہوا اسد نے حکم دیا کہ جو فوج افغان کو چاک بارہ ہزار دیوؤں سے اسد کے ساتھ روانہ ہوا اب حال
ایرج کا سنئے کہ یہ دیو افرنج کے ساتھ قلعہ آفتاب نگار میں آیا نام قلعہ باقوت احمد کا پایا دیکھا کہ بدوچ و فضائل
اور کارہین و کافین اور مکان باقوت نگار میں ہمد مردمان سرخ پوش پاسے سنگت لگی لائے کا جوش ہی الفصد وہاں افرنج
نے بہت تکلف سے ایرج کی دعوت کی بعد الفراغ دعوت کے ایرج نے کہا کہ اب مجھے نیرا عظم
کی زیارت کرنا ہے کہ بہت اچھا اور دوسرے دن ایرج کو لے کر گروہ بند چہ آیا نہایت فضا کا مقام نظر آیا
سانسے اس کے ایک دریا سے عظیم الغان موج مند ہوا جہاں تک لگے و کام کرنی تھی وہی دریا تھا ایرج نے کہا
ای افرنج یہ بڑا دریا ہے اسنے عرض کی کہ شہر مارے دریا بہنیں ہر ایک کو ان ہر کہ بچیں ہزار افرنج کے دور میں ہی

اسی میں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے آپ صبح کو ملاحظہ فرمائیے گا غرض اسی رات کو اسی ہاٹ پر رہا اور صبح کو بہت سیر
 سے اٹھا دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ پانی نے جوش مارا اور رنگ پانی کا زرد ہونے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پانی میں سے رنگ
 نکلتا آتا ہے بعد اُس کے رنگ پانی کا بال بصری ہوا بعد دم بھر کے قرص آفتاب بالی من سے نکلا جہاں تک گناہ کام کرتی تھی
 وہی قرص آفتاب معلوم ہوتا تھا اور دم بدم بلند ہوتا تھا جیسے طائر تیز ہوا کرتا ہے اور قطر سے پانی کے ٹپوں سے
 ٹپکتے جاتے ہیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ کل امر لین سے مراد یہ سفید رنگ گر رہے ہیں پس ایرج یا نیرا عظم سم با
 خداوند نور بخش عالم مکر کج سے بن گرا بعد بھڑکی دیر کے جو سلاٹھایا دیکھا کہ ہزار ہا فرخ آفتاب بلند ہو گیا اور اب
 رنگ زرد معلوم ہوتا ہے ایرج نے فرخ سے کہا کہ آج زیارت خداوند کی تیرے سبب سے نصیب ہوئی
 میں کمال ممنون ہوں اور دولت لا زوال مجھے ملی غرض ایرج وہاں سے پھر کرقعہ آفتاب نگار پر آیا سیر دہشتا
 دیکھنے لگا فرخ سے کہا کہ وہ جو دیوتے اس آدم زاد کے لانے کو بھیجا تھا اسکا کچھ پتہ نہ معلوم ہوا دریافت تو کر د
 اُسے دیوتوں سے کہا کہ اسے دیو افرغہ کو نقشہ دے لاس آدم زاد کے لینے کو بھیجا تھا وہ لا یا یا نہیں دریافت جو کیا تو
 سنا کہ ابی بنن آیا ہے کہ کتنا عرصہ ہوا کما مینا بھوکا بوجھ کر پردہ دنیا کے رہا راستہ ہو گیا کہ آتے جاتے آدم زون
 کا ایرج بولا ایرج وہ دیوانہ اسکو نہیں ملا اور افرغہ مارے شرمندگی کے نہیں آیا یا یہ کہ یہ ایسے آتا ہو کسی نے
 پھڑپھڑایا ہو دیو کو مارا ہوا ہو کچھ نہ کچھ بیچ پڑا دن بھر میان ہی با بنن میں رات کو وہاں اسد بوق بجا کر لشکر افرغہ پر خون
 گرا قتل کرنے لگا ایرج جو بیدار ہوا بوق کی آواز سنی جلدی سے اٹھ کر روانہ ہوا یہاں اسد بوق نہ کر چلا گیا
 تھا دیو آپسین لا رہے تھے جہر کو ایرج آیا اور حسبِ لڑائی موقوف ہوئی مگر لاشش پر لاش پڑی ہو کسی کا بھائی
 مار گیا کہ کسی کا باپ قتل ہوا کہ ایک سلاطین مجا ہوا ایرج نے پوچھا یہ کیا سر کر رہا ہے کون آیا تھا دریافت
 تو کر د اور کوئی لاش حریف کی تھی ایرج نے پوچھا کہ جو کیا تو کوئی لاشہ غیر کا نہ نکلا حیران ہو کر بیٹھ رہے دوسری شب
 کو بھر دی کیفیت ہوئی کہ اسد بھڑا کر خون گرا ایک طرف سے آیا دوسری طرف سے نکلیا دیو آپس میں رات بھر
 لڑا اسکے ایرج جب آیت لڑائی موقوف ہوئی قصہ تین شبیں اسطرح گزریں خورد خواب دشوار ہو گیا
 اور افرغہ ہر چند تلاش کرنا تھا حریف نہ ملتا تھا کہ کون ہو ایرج نے کہا ایرج افرغہ یہ وہی آدم زاد اسد دیوانہ
 ہے پردہ دنیا میں بھی ہی حشر اُسے برپا کیا تھا افرغہ بولا ایرج زبردہ آفتاب پر شان آپ کیا فرماتے ہیں کہ سان
 پردہ دنیا کمان آدم زاد اور یہ مکان مشرق قات مشہور ہو یہاں وہ کمان ہو بجا ایرج نے کہا ایرج میرے
 کمان میں یہ وہی ہے ایک نہ ایک دن یقین معلوم ہو جائیگا اور آج رات کو بن ملا بہ پھر دنگا بیٹا افرغہ دیو کا
 سارے رات نام بہت زبردست ہو اُسے عرض کیا کہ ایرج جو ان آپ تکلیف نہ کریں جو کوئی خون گرتا ہے کج میں
 اسے گرفتار کر دنگا افرغہ بولا ایرج فرزند نوارا دہ نہ کریں خود آج شب کو طلایہ کا گشت پھر دنگا حریف سے سمجھ لوں گا
 کہ اسے کچھ مچھم زخم ہو چکا تو مجھے کمال رنج ہو گا ایرج نے کہا ایرج اگر شب خون کرنے والا اسد دیوانہ
 ہے تو بہت کمزور ہو تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو فرزند مھار اُسے پکڑ لایا افرغہ چپ ہو رہا سارے رات مسند ہوا
 اقتضا سے کاریہ خبر ہر کاروں نے اسد کو پہنچائی کہ آج افرغہ کا شبا مقرر ہوا کہ کتنا کہ جو خون آکر گرتا ہے اُسے گرفتار
 کر دنگا اسد بولا کچھ پروا نہیں اور اپنے دل میں کہا کہ ایرج اسد تیرے بھائیوں نے ہزار بار دیو قتل کیے ہیں کہا تو ایک
 کو بھی نہ مار سکیگا آج جس طرح ہوا اس حرام زادے کو قتل کرو نہ تیری مصیبت ہو اور حکم دیا کہ میں آج سویرے
 جہو لگا سب تیار رہنا غرض ہر رات کے بوق بیانی سب دیو تیار تو بیٹھے تھے آکر فریادیں اسد ایک بلبل آپ سوا

ہوا اور سب کو ساتھ لے کر دوہرے رات گئے فکر افریج پر آیا دیکھا کہ آج بڑی جاگ ہو رہی تھی سب ہی کچھ اذیتیں کھا
 تے اور کھینچتے تھے ہر ایمان لشکر ہنگامہ مل کرنے لگا ساریج کو خبر ہوئی کہ حریف بخون مارنے آیا ہوا دھڑا کہ میان سے یہ جاتا
 تھا اور اسے اسد بن کرب غازی لڑتا ہوا آتا تھا اٹھارے ساہ میں مقابلہ ہوا ساریج پکارا کہ اسے بھین لوگ مانند
 جو روں کے آتے ہو اور بھاگ بھاگ جاتے ہو آج کہ حریف آگے اسد پکارا کہ تم اس آفتاب پرست کے بھگا دیے دالے ہیں
 بھگوڑا کوئی ان ہوگا ساریج لگا کہ پھر لڑ کر سنا کر اسد پکارا یا میں اور مرکب پکا کر برابر اس کے ہو جائے دیکھا کہ آواز
 ڈبلا پلا گمراہ صورت آفتاب عصمت ہو چکا کہ نام تیرا کیا ہے کہا کہ ملک الموت قابض ارواح کفار ساریج برہم ہوا اور
 دار شمشاد اٹھائی کہ اسے اسد تو نہایت جالاک ہی تھا اسکا اور بچا نہ مرنے پایا تھا کہ ایک تلوار ماری کہ شانہ اسکا اٹھا
 ہو گیا دار شمشاد ساریج کے ہاتھ سے چھوٹ پر دی لو خوب بہا ہو چھوٹا ہٹنے لگا اسد نے دوسری تلوار لگائی کہ دوسرا
 ہاتھ بھی اسکا بھول پڑا اور ساریج پکارا کہ اسے بچاؤ میں تو اس آدمی سے مارا جاتا ہوں ہزار بار دیو درمیان میں
 آ کر اسے دیو ساریج کو بے جا لگے اس کے قاتل میں جلا کہ ایرج اس اٹھارہ میں بیدار ہوا مرکب پر سوار ہوا بوجھنا پلا
 کہ حریف کہہ رہا ہے افریج بھی اس کے سامنے ہو لیا اسد کو بھلا کہ پانا ہی لیکن لاش پر لاش دیکھنا چلا آتا ہے اور کف افسوس
 بھی ملتا آتا ہے لیکن حریف کا کہیں پناہ نہیں اور افریج اپنے بیٹے کی تلاش میں غایب مان کہ کہ صبح ہو گئی اور ایک
 جانب سے ساریج کو دیوے کر پوچھے وہ بیوٹ تھا افریج نے پوچھا کہ اسے کیا ہوا دیوؤں نے کہا کہ یہ
 حریف کے گرفتار کرنے کو گیا تھا خود مبتلا سے آنت ناگمانی ہو گیا اسکا ایک حربہ بھی نہ کارگر ہوا اسنے کئی زخم لگائے
 آخر کار ہم لوگ اسے لے کر بھاگے ایرج نے کہا افریج یہ وہی اسد دیوانہ ہوا افسوس کہ اسے بلوکر میں اس آنت
 میں بڑا افریج بولا کہ آپ تو کہتے تھے کہ وہ بہت کمزور ہے یہ کیا حالت کی ایرج نے کہا کہ افریج میں جانتا تھا
 کہ وہ مجھے عمدہ براہمین ہوتا اور اُسے بھی عمدہ براتہ ہوگا افریج نے کہا کہ آپ نے کس طرح دریافت کیا کہ یہ
 وہی ہوا اور آپ نے کس دلیل سے ایسا قیاس کیا وہاں کو بھی سمجھا دیجئے ایرج نے کہا کہ ایک دو دلیلین ہیں ہیں
 کئی دلیلین ہیں اول تو یہ کہ میں نے ایک دیو کو اس کے اٹھانے کے لیے روانہ کیا تھا وہ دیو قتلہ نما ضرر دے گا اور اٹھا لے گا
 چونکہ حمزہ اور ادود حمزہ نے اکثر دیوؤں کو مسلمان کر لیا تو کیا عجب ہو کہ کسی مسلمان دیو نے اسے پہچان کر چھڑا لیا ہوا اسد
 نے اس دیو سے میرا حال استفسار کیا ہوا اور اب اگر بخون مارنا ہو ایک دلیل تو یہی دوسری یہ ہو کہ اس طرح کی روانی سوا
 اس کے دوسرا نہیں رہ سکتا اور یہ انداز جاگ سوا سے اسد کے اور کسی میں نہیں ہو سکتے یقین کامل ہو کہ یہ وہی دیوانہ ہے یہ باتیں
 کہتے ہوئے دہاتے پھرے اور جہاں کو طلب کر کے دیو ساریج کے زخموں میں ٹانگے لگوائے جب وہ ہوش میں آیا تو اس سے ایرج
 نے استفسار حال کیا کہ کہیں اوس ساریج میں جس شخص سے تھے مقابلہ ہوا کس قطع اور کس شبابت اور کس رنگ اور کس قیود قیامت
 کا آدمی ہو اور تھے کیونکر لڑا اور تھیں کس طرح زخمی کیا یہ شکر دیو ساریج نے کہا کہ افریج تو جوان میں اس شخص کی کب
 حالت بیان کر دی کا ہو تھا ایک چھلدا تھا اس طرح سے اُسے میرا مقابلہ کیا کہ میں ابھی طرح اسے دیکھ
 بھی نہ سکا یہ معامد ہوتا تھا کہ ایک بجلی کو نہ رہی ہو جیسے ہی میں نے دار شمشاد مارنے کے قصد سے اٹھ بلند کیا دلیسے ہی
 اس مرد سفاک نے زیر بغل خالی پا کر ایک ہاتھ تلوار کا رسید کیا کہ شانہ سیرا نشانہ ہو گیا پھر تو مثل بجلی کے وہ مرد جالاک ٹھپڑ
 لگا دواہر وار کرنے لگا دم لینے کی ہمت نہ دی میری زندگی باقی تھی کہ میں بھگیا پھر ایرج نے کہا کہ قسم ہی میرا عظم
 کی کہ یہ وہی دیوانہ تھا جو ایرج شب کو میں گرد لشکر کے طلا بہ پھر دیکھا ساریج نے کہا کہ افریج یہ بڑا بڑا نشانہ ہوا
 ایسا قصد نہ کیجیے گا وہ شخص نہایت سفاک اور بڑا جالاک ہو افریج نے کہا کہ ان میں خوب جانتا ہوں وہ میرا دیکھا ہوا ہے

سو اسے میرے دوستی سے نہ دیکھا قصہ مختصر شب کو ایرج ہوشیار بٹھا ہوا تھا کہ یکایک آواز بوق کی آنے لگی تمام درویشین
ایک نل پڑ گیا کہ وہ حریف بھر بخون اس نے آتا ہوا ایرج اس بوق کی آواز پر دوڑا اسد ایرج کے آنے کی خبر سنکر
صاف نکلا ہوا جل گیا ایرج نے ہر چند تعاقب کیا مگر اسد کو نہ پایا لیکن ایک دیو کو اسد کے ہمراہ بیان سے ایرج
نے گرفتار کر لیا صبح کو اس دیو کو اسیر کر کے ایرج کے سامنے لائے ایرج نے اس دیو سے پوچھا کہ اے دیو تو صاف
صاف ایرج سے بیان کر دے کہ یہ جو افرزد جکی ہمراہی میں تو تھا یہ کون شخص ہو اور کیا نام و نسب رکھتا ہے اگر تو نے
یرج سے بیان کر دیا تو نہ ضرر دے نہ مجھے مے کہ میں تجھے زندہ نہ چھوڑ دوں گا اور اسی دم زبردستیر کر دیا اور ایک سماعت نہ کر دیا بلکہ
اس دیو نے کہا کہ اے ایرج اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو میں بھی صاف ہی صاف بیان کیے دیتا ہوں اے ایرج تو جوان آگاہ
کہ یہ آدم زاد لڑ لڑ قات حضرت امیر حمزہ صا جقران کالا سا ہے اسد بن کرب دلا در نام نامی ہے لہذا ایرج نے کہا
اجھا یہ تو بیان کر کہ اسد پر وہ قات میں کیونکر ہو چکا اس دیو نے جلد کیفیت بیان کر دی ایرج نے یہ سنکر
افرنج سے کہا کہ کیوں افرنج سناؤ نے جو کچھ کہ میں کہتا تھا وہی بات نکلی یا نہیں اے افرنج میں تو اُسکی طرز خیال سے
سمجھ گیا تھا کہ اسد ہی بعد اُسکے اس دیو کو سیوقت یہ ککر رہا کر دیا کہ جاہان تیرا جی چاہے وہاں چلا جا جو کچھ تو نے اس امر کو
بالکل سچ سچ بیان کر دیا لہذا ہنسنے لگا کہ یہ ککر رہا کر دیا یہ ککر فید اس دیو کی کٹا دی وہ دیو جلا جلا ہوا اسد نے ہاس چلا گیا اسد نے
اس سے استفسار حال کیا اس نے کل سرگشت ایسی اتھا سے انتہا تک بیان کر دی یہ سنکر اسد نے اپنے کل دیو میں
شمار کیا کہ شاید کوئی اور دیو بھی اسی طرح گرفتار ہو گیا ہو جب شمار کیا تو پوسے نکلے کہنے لگا کہ افسوس اس دیو کے گرفتار
ہو جانے سے ہمارا حال ایرج پر شکست ہو گیا مگر خیر کچھ پردا نہیں ہے اگر حال کھل گیا تو کمال گیا وہ مرد دمیل بنایا گیا
روز بخون مرد نکا اور اسکو پیشان و حیران کر کے انشا اللہ العزیز دیو نہیں نکل جا یا کر دینا قصہ ہر روز اسد بوئین
بخون مدنا تھا اور اسی طرح نکل جاتا تھا ایرج ہر چند کوششیں کرتا تھا مگر نہ پاتا تھا قات سے کار اتفاقات روزگار
ایک شب جو اسد نے بخون مارا تو پھر سے من پڑ گیا یہاں تک کہ روتے روتے صبح ہو گئی صبح ہوتے ہی اسد ایرج کے
سامنے سے بھاگ کر ایک جانب کو راہی ہوا ایرج نے بھی اُسکے ساتھ ہی ساتھ کھڑا ڈال دیا تاہم ایک پہاڑ
کے دامن میں پھونچے اب اسد نے خیال کیا کہ اے اسد فیروز مرے ہوئے اب کوئی چارہ نہیں ہے جس طرح ہو جان
یہ کھیل جا یا اس سرے یا اس سرے تاہم ایرج سے اور اسد سے سامنا پڑ گیا ایرج بکا را کہ اے دیو اسے بھول بھٹ
برگشتہ دنا معقول تو نے پردہ قات میں بھی مجھے وق کیا یہاں بھی چپن میں نے نہ دیا ہر روز میرے لشکر کو نباہ کیا کرتا ہو کر
آج تو میرا تیرا سامنا ہو گیا ہے اب تو جانیگا کہ ان دیکھ تو تجھے کیونکر مارنا ہوں یہ سنکر اسد بکا را کہ اجھا یہ تو میں نے تسلیم کیا کہ تو
مجھے قتل کر چکا مگر یہ تو تاکہ فرخ تاج کی نردج جو مجھ پر عاشق ہو اُسکا رخ تجھے کیونکر گوانا ہو گے ایرج نے بکا را کہ اے دیو
کیا وہاں ہیات و مہلات کہتا ہو خاموش رہے بن آہو بچا یہ ککر گھوڑا کڑکا کے اسد کے برابر ہو چکا ایک توار رسید کی بس ہر
کیا تھا اسد ہی برس پڑا توار پڑا توار نا شروع کی مگر کیا ہونا ہوا دیو نے یں آگئے اور جان دینے پر مستعد ہو گئے اسد
وہاں مانگنے لگا کہ اے پروردگار اس غلام کے پیچھے سے تو ہی بچا نے دلا ہوا بھی اسد وہاں مانگ ہی رہا تھا کہ
یکایک ایک ابریرہ و تار آسمان پر چویدا ہوا اور آواز نوبت و نفا سے کی آنے لگی جب وہ ابرش ہوا تو ایک نفا ہوا
سفید پوش باکرہ فردیو وہری کا لشکر لیے ہوئے تخت پر سوار ہوا اور نعرہ کیا کہ اے آفتاب پرست ادباجی نامنقول
کہان جائیگا میرے ہاتھ سے طرہ انورہ تو اپنے زعم ناقص میں یہ تصور کرتا ہو کہ اسد صفدر بن کرب دلا در کز در را
اور اسکا کوئی معین مددگار نہیں ہے تو اسے مار لیگا یہ تو خیال تیرا بالکل فضول و لغو ہے ایرج نے کہا کہ اے نفا ہوا

یہ اس کمزوری پر تو بلا سے بے درمان اور آفت جان و جانان ہوا اس نے ہونے سے بھاگ کر مارا کسی مقام پر نہ پہنچا
 لیتا اور اغافل ہوئے اور اگر لشکر تباہ و برباد کر دیا و کچھ تو اس کی حمایت نہ کر لقا بدارتے کہا کہ یہ مجھے ہرگز نہ ہوگا کہ تو
 میرے سامنے اسد کو قتل کرے میں اللہ اللہ ترے کھڑے نہ کر دیں تو نام دنیا بدل ڈالوں اللہ اللہ بعد گفتگو سے بسیار
 خوب نمودار علی نا انکہ عوارین اکی آریان ہوئیں ہاتھ سے بھینک دین اور لوٹتے بکشتی ہو چکی اس نے افغان کو حکایت
 کہا کہ یہ دونوں جو باہم لڑ رہے ہیں بھاگ لقا بدارتے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے زیر ہوا تو بھر مجھے کون بچائے گا اور
 ممکن نہیں کہ ایرج لقا بدارتے مغلوب ہو پھر ایسے میں وقت فرصت کا ہو اسے غنیمت جان کر سمجھے ہر وہ دنیا پر چل
 آنے کہا کہ بہت خوب یہ کہ اسد بن کر ب غازی کو سامنے لے کر ہر وہ دنیا کو راہی ہوا مگر بیان ایرج اور لقا بدارتے باہم
 در در و لڑ چکے ہیں اب قیصر دن آگیا ہی رہا پہلا مور ہا ہر وہ اسے ریل بچاتا ہی ہے اسے ریل بچاتا ہی نا انکہ ایک مرتبہ ایرج
 لقا بدارتے کو نے کر دیا اور لقا بدارتے نے پیچھے ہٹنا شروع کیا تا انکہ تھوڑی دور پہنچا خانہ تھا پیچھے ہٹتے ہٹتے ہالوں
 لقا بدارتے کا اس خوش خانہ میں جا مارا مگر بہت دلاوری کر کے زور ایرج کا روکا اور ہالوں خوش خانہ سے نکال کر ایرج
 کو ریل کے چلا ہی تھا کہ ہالوں میں ایک در و پیدا ہوا اور رنگ لقا بدارتے کا نہ ہو گیا اور پھر خانہ کا پیچھے لگا ایرج نے کہا
 کہ کیوں کیوں کیا حال ہو لقا بدارتے نے کہا کہ ایرج ہالوں میں اس خوش خانہ میں جا کر اٹھ کر لیا ایرج نے کہا کہ اچھا اب
 اپنی فرو دگاہ کو واپس جاؤ جب اچھے ہو لو گے تب دینگے یہ لشکر دیکھ لقا بدارتے کے لقا بدارتے کو اٹھائے گئے اب جو
 ایرج ادھر سے پھرتا تو اسد نڈا در و دریافت کیا کہ اسد کیا ہوا لوگوں نے بیان کیا کہ حضور وہ تو چھی چلا گیا تھا
 ایرج نے کہا کہ جا کر افغان کو چاک کے مکان پر تو دیکھو اب جو دیو خبر کو ہاتھ سے ہیں تو شا کہ افغان کو چاک اسد
 کے ساتھ ہر وہ دنیا کو چلا گیا دیوئوں نے آکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے ان فرج سے کہا کہ غصب ہوا یہ دیوانہ
 ضرور میرے لشکر کو جا کر غارت کرے گا مجھے بھی بہت جلد پر وہ دنیا پر پہلو اللہ ایرج بھی مع اپنے لشکر کے پر وہ دنیا پر
 روانہ ہوا اب اس قصہ کو تو ہمیں چھوڑ دے اور دو کلمے حال مالک اور داراب کے سنئے کہ یہ دونوں جو شکست کھا کر
 ایرج کے ہاتھ سے جانب ملک کشور یہ روانہ ہوئے تو منزلی منزل کو پتہ کوچ پلے جلتے تھے کہ تیسری منزل پر
 پہنچ کر ایک صحرا میں آئے کشور شاہ نے سب زخمیوں کے ہاتھ لگوائے علاج و معالجہ ہونے لگا جب زخم ان سب کے
 پھر پھر سے ہوئے تو داراب نے مالک سے کہا کہ یہ تیسرا مرتبہ ہو کہ میں جانا ہوں اور بے نیل مقصود پھر آنا ہوں اب مجی نہیں
 چاہتا کہ اس ذلت و خواری سے ملک کشور یہ جاؤں مالک نے کہا کہ ایرج داراب خدا جا ہیگا تو یہ سب ذلت و مس
 جانی کوئی مقام رنج و غم نہیں ہو اکثر یہ دیکھا گیا ہو کہ اولاد حمزہ کبھی شکست بھی پاجاتے ہیں اگر خدا نے چاہا تو تم پھر
 کا مہاب ہو گے زخم لپٹے ہو لینے دو گھر ادھین اور بیان سے جاؤ زمین تا دھرتی کہ زخم تھا اسے اچھے ہوں داراب
 نے کہا کہ بہت اچھا جو مری آپ کی بنیاد گنگا ارشاد آپ کا بجالاؤ لگا اللہ دفعہ دور و زوہان قیام کو گذرے تھے کہ تیسرے
 دن صبح کے وقت جانب صحرا سے ایک تنگ گرد و عمار کا آٹھا داراب نے ہر کار و دن سے کہا کہ اسے خبر لاد دیکھو تو
 کون آتا ہو اور افسان فوج کو حکم دے کہ کل مال و اسباب بیچ میں کر لو اور کل فوج کو گردا گرد و دھار کر دو اللہ دفعہ لیا ہی کیا گیا
 کل فوج گردا گرد ہو گئی مال و اسباب بیچ میں کر لیا گیا کہ بیک دامن گردا گرد کا شق ہوا اور پانچ سو علم نشان پانچ لاکھ
 سار کا نمایان ہوا علموں کے پھر ہر دن پر کام ستاروں کا بنا ہوا ہاتھیوں کی جھولوں پر بھی ستارے بڑے ہوئے
 علم از زمین پویش و دوش بدوش چلے آئے ہیں بعد اسکے اور کل سامان علی سوار ہی کا سامنے سے نمودار ہوا بعد
 اسکے غور شدت سارہ پرست مرکب پر ہی پیکر سوار آگے آگے اور پشت پر اخرا خزان خورشید افسری

و تا بہید اخری تخت بر سوار اور باج لاکھ سوار اور پیدل پیچھے پیچھے آئے ہیں اور ہر ایک مقام پر قیام کرتے
 جاتے ہیں تا ایک مقام لشکر نے ایک مقام سبزہ زار میں قیام کیا جسے قہر سے اسنادہ ہوئے ہر کارون نے اگر داراب کو
 خبر دی کہ خود شہسارہ پرست آیا ہو داراب نے کہا کہ خبر معلوم ہوا اور ادھر جب خورشید ستارہ پرست نے داراب
 کو لشکر آتے دیکھا تو کہا کہ خبر نواؤ کہ یہ لشکر کسکا آنا ہوا ہو اسی وقت ہر کارون نے جا کر دریافت کر کے عرض کیا کہ یہ
 لشکر داراب کسور کشاکش کا ہے ابرج کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آئے ہیں اور اب کو دیکھ کر سب خائف ہیں اسباب سب
 بیچ میں کر لیا ہو فوج سب گرد و گھری ہو گئی ہو خورشید نے کہا کہ بھی سم کیا فراق ہیں کہ جو مجھے اسباب کی حفاظت کی ہو
 اگر وہ زخمی ہو تو میں اسکی عبادت کو جاؤنگا اور اسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا جب داراب کے صفحے میں پہنچا تو داراب
 نے کہا کہ او خورشید میں زخمی ہوں نہ ہتھیار استعمال کر سکا نہ ہتھیار می تقیلم کو اٹھا خورشید نے کہا کہ آپ بیکار غور کرنے
 ہیں میں آپ کا حال پہلے ہی سن چکا ہوں فقط آپ کی عبادت کے واسطے آیا ہوں یکے کو آپ کا حال کیا ہو داراب نے
 کہا کہ او خورشید حمزہ صاحب قرآن نولقا کے ثنائی میں ظلمات کو گئے ہیں اور ہم لوگوں سے انہیں ایسی الفت تھی کہ لند
 کو تو ابرج کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں اور مالک اثر کو میری نگہبانی کے واسطے مبین کیا اور عجیل مہر کو تھاری
 اگر ان کے واسطے چھوڑا ہو تو بھائی مالک نے تو میرے ساتھ وہ کیا کہ جواب بیٹے کے واسطے کرتا ہر وقت میرے واسطے
 سینہ سپر ہو پھر مجھے یہ کہ لازم ہے کہ صاحب قرآن کے ملک سے علاقہ نہ رکھوں مگر ابرج کی خواہش یہ ہے کہ علاقے کو صاحب قرآن
 کے برابر کرے اور برابر کر رکھا ہو اور لند حورائش سے بالکل معرض نہیں ہوتا یہاں تک کہ شہر فرنگو شہر ابرج کے لئے ہے لہذا
 اور ترکوں کو قتل کیا اور اس پر بھی وہ ہندی خضر نہ ہوا یہیت کا سیکو تو عین اطاعت ہو یا وہ جو اسد مشہور کر رہا ہو کہ لند حور
 ابرج پر عاشق ہو ایسا ہی کچھ ہے میں ابرج کو سمجھانے گیا تھا جب اسے نہ مانا تو بے بہرہ جنگ ہو چکی گودش فلکی سے میں بھی
 عروج ہوا اور مالک بھی زخمی ہوا خورشید نے کہا کہ اچھا منانقہ کیا ہو زخمی ہونے سے شجاعت میں فرق نہیں آتا حمزہ
 صاحب قرآن بھی اکثر زخمی ہو گئے ہیں مگر تم مجھ کو ایسا نام دیتے تھے اور انیسویں کہ ایسا بودا جانتے تھے جو مال و اسباب
 اپنا حفاظت میں کیا اور یہ خیال کیا کہ میں مال و اسباب تھا رالوٹ لوں گا اور تھیں حالت نہ خمداری میں ایلا دوں گا اور مجھے
 اتنے محاسنت کی کوئی وجہ نہیں دوسرے اگر کوئی وجہ بھی ہوئی تو میں ایسا نام دے دوں کہ حالت نہ خمداری میں دن کو نادان
 نے کہا کہ بھائی نکادو اسکا گمان بھی نہ تھا خورشید نے کہا بس اب کچھ نہ کہنے مجھے دیکھتے ہی زانچے مال و اسباب کی حفاظت کا حکم دیا
 داراب نے کہا کہ خورشید تم ایسی باتوں کا خیال نہ کرو اور دعوت میری قبول کرو خورشید نے کہا کہ مجھے کیا فخر ہے ہم غم ایک حالت
 میں ہیں غرض دو دن تک خورشید کی دعوت کی فیسے روز خورشید نے داراب سے کہا کہ اے داراب چلو جب کہ حمزہ صاحب قرآن
 ظلمات سے واپس آئے تو سمجھ لیا جائیگا داراب نے کہا کہ بات کویت چھی ہو گری حالت ظاہر ہے کہ زخمی ہو رہا ہوں تھاری محبت میں
 مہین چل سکا مگر ملکوت بلند جانا چاہیے کہ واسطے کہ ابرج اہل اسلام کا خاتمہ کیے دینا ہو آجکل ابرج شہر ختم ہو رہی ہے
 چل کر طے ہو چھپے چھپے میں بھی آنا ہوں خورشید نے کہا کہ اچھا آج میں اپنا سامان درست کرنا ہوں کل شہر ختم ہو رہا ہے روانہ ہوں گا
 اور داراب سے نصیحت ہو کر اپنے غم میں آہا در دوسرے روز روانہ ہوا اب اسے تو راہ میں چھوڑے اور خند کھے انسان
 شہر ختم کے سینے کو جب بان ابرج بہر خواب چہے ناب ہو گیا تو مالک بن ملکوت شاہ نے شاپور کو بلا کر کہا کہ اے
 شاپور غم دریافت کر کہ یہ کام کسکا تھا شاپور اسی وقت گیا اور جا کر پتہ ضرفام کا پہچاننے لگا کہ غضب ہو گیا اسد
 نے ابرج کو کڑوا دیا اب اسد کو کمان دھوڑے معلوم نہیں کہ وہ دیوانہ کمان ہو یا مالک بن ملکوت شاہ سے اگر
 حال بیان کیا تو کہہ کہ ہر چند مجھ کو معلوم نہیں کہ اسد کمان ہو مگر غالباً کسی پہاڑ میں ہو گا میں کوہستان کو دھوڑتا

جانا ہوں یہ کمر روانہ ہوا اور جب تلاش ایرج قریب لشکر مسمار دریا باری اور بستہ حصدار کے پہنچا تو معلوم ہوا کہ
 خضر خام سے ایرج کا ہتیار چھین لیا، اور اسد آبا ہوا ہوا ایرج کو مانگ رہا کہ بس یہ سنتے ہی شاید رستے خیال کیا
 کہ اگر لندھو آجائے تو ایرج جج جاسے، خیال کر کے لشکر لندھو کی طرف روانہ ہوا اور اس وقت پہنچا کہ حبیب لندھو
 اپنے رفقاء سے کہ رہا ہے کہ مہین معلوم ایرج کو کون جبر الیگیا کیلئے طراسب نامی ہو گیا تھا اب ایرج کا تہہ نہیں لندھو
 خدا جانے کون ایسا زبردست عیار ہے کہ ایسی ایسی چالاکیاں کرتا ہو اور کچھ حال نہیں کھتا کہ شاہ پور نے پہنچا
 سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ کی یہ خواہش ہو کہ ایرج زندہ رہے تو جلد چلے ورنہ اسد دیوانہ ایرج کے ٹکڑے
 ٹکڑے کر دیگا لندھو نے کہا کہ ابجا مین سنا ہوں مگر کچھ حال تو بیان کر یہ شاہ پور نے کل حال بیان کر دیا جب
 لندھو نے کل حال سن لیا تو سوار ہو کر اسی وقت روانہ ہوا مگر اس وقت پہنچا کہ ملک مسمار دریا باری بھائی کی
 لاش برورد رہا تھا استفسار کیا اسے کل حال اور کیفیت بیان کی بارے خاطر جمع ہوئی کہ ایرج تو جھوٹ گیا
 شاہ پور ملک مسمار کو لٹھنی و داسا دے کر ایرج کے نقاب مین روانہ ہوا سموڑی دور آ کر معلوم ہوا کہ ایرج کو
 کوئی آسمان پر اٹھا لیا لندھو حیران رہا لیکن اس سے واپس ہوا ملک بستہ نے مسمار دریا باری کی لاش کو دفن
 کر دیا اور ایرج کی خبر کے واسطے ہر کار دن کو روانہ کیا اور دہان ملک بن ملکوت شاہ نے ساندنی سوار ایرج
 کی تلاش کے لیے روانہ کیے اب اس تھے کو تو مہین چھوڑے اور درگھے کچھ حال طراسب کے ملاحظہ فرمائیے کہ جمشید اور
 خورشید افغانی نے طراسب کو اپنے وزیر جیس اختر شناس کے واسطے کیا برہیس نے اپنے قصر کے نیچے لاکر قید کیا
 نقاسے کار اتفاقات روزگار ایک روز برہیس کی بیٹی سمن غدار اپنے قہر میں بیٹی ہوئی تھی کہ یکایک طراسب پر نگاہ جا پڑی
 بس دیکھتے ہی ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہو گئی تیرا برادر جگر کے ہار ہو گیا دل سو مگر سے نگاہ ہو گیا اشوار
 مٹی نگہ جگر کی آفت بھی، وہ نگہ ہی ددراع طاقت تھی، ہو سٹل جانا رہا نگاہ کے ساتھ، صبر رخصت ہوا ایک
 کہ کے ساتھ بس ہوش و حواس رخصت ہو گئے عقل بالکل جاتی رہی حالت جنون کی طاری ہوئی ہر چند اپنے دل کو
 سمجھا با کہ سمن غدار یہ سمجھے کیا دیوانہ بن جاوے گی کیا دھشت سوچھی ہوا اپنے دل کو سنبھال گی کو تمام عقل سے کام لے
 اس قدر بقرار و مضطر نہ معلوم نہیں یہ کون شخص ہو اور کس مذہب کا آدمی ہو تو مسلمان اسکے دین و مذہب سے ناظم
 محض دوسرے تو وزیر نادہی یہ مجرم بادشاہ اور معلوم نہیں کس علت مین مقید ہو تو جو سپر دلداہ ہوئی ہی تو یہ کونشی
 لا طائل حرکت ہر سنبھل سنبھل ایسے فعل حرکات تھے زیا مہین مین انجام اسکا اچھا نہیں ہو مگر دل بقدر کوکب قرار آتا ہو
 ہر دم دلولہ عشق بڑھتا جاتا ہو صبر و قرار رخصت ہوتا جاتا ہو اشعار سر کہے دگا پاس ناموس و رنگ، لگی
 عقل اور عشق مین ہونے جنگ، مسلط ہوئی دل پہ توج جنون، علم عقل کے سب ہونے سرنگون، اب یہ حال ہو
 کہ لکھ سمن غدار کو نہ کھانے سے سروکار نہ پانی سے کام خواب و خورسب حرام شعر چکی رہتی بخستہ حالی سے، گنگنا
 صورت خیالی سے، بہرون دل سے باقین کیا کرتی ہو اکثر سنو ڈھانپ ڈھانپ کر دیا کرتی ہو تنہائی پسند آتی ہو
 و برخواست سے نفرت ہوتی جاتی ہو کرنا انکہ اگر کوئی خواص تک آجائی ہو تو اس سے برہم ہو کر کستی ہو کہ تو کیوں آئی
 ہو سمجھے کس نے بلایا تھا جا ملی جا خبردار بغیر ہمارے طلب کیے نہ آیا کر اور اگر بار و گر پھر تو بغیر میرے
 بلائے ہوئے آئی تو بہت سخت سنرا بائیلی اور اکثر اذیتاں اسی نصیر پر آ کے بیٹھا کرتی تھی اور طراسب کو دیکھا کرتی
 تھی یہ حالت ہو گئی کہ دل بھریدن نہ کم سے جلتا ہو اور ہر لحظہ ہر ساعت دل سلگتا ہو نہ کسی سے بات نہ صحبت نہ بچپن
 دن بھر چرے رہتا اور ہر وقت دل بہ صد مہاسے خزان کا سہنا جب کوئی زیادہ مہر ہوتا ہو تو کچھ کھالتی ہو اور پھر مٹا پٹ کر

پڑتی تھی کہ وہ نہ غنا غم ہو اور پانی اشک چشم پر غم ہو نہ تن کی خبر نہ من کا ہوش بالکل مہلوت عشق اور مست و ہوش نہ گری
کا ادراک نہ سردی کا احساس بار بار وہ لباس گریبان چاک جہان پڑی ہو وہاں پڑی ہو جہان کھڑکی ہو وہاں کھڑکی ہو اگر
کسی نے پوچھا کہ ملک کیوں مرنے کیسا ہے جواب دیا کہ ابھی ہوں جو دم کو رہتا ہی غنیمت گذرتا ہی محبت کو کیا ہو گا کبھی آدہ سرد ہونا
کبھی آدہ دھلا کر نا کبھی کسی گرسنے بن چلاؤں مار مار کر روٹی پڑ کبھی شکوہ پر دہر جو رفلکی ہوئی ہی شہر امی جریخ دکھایا
کیا یہ بزرنگ مظلوم تیرے ہی ہیں غمب ڈھنگ ادا دیا و گر خدا سے مطلق نہیں اور تا ہی چہرنا حق بیدار عشق کرتا ہی
میں تو جانتی نہ تھی کہ عشق کیا شہر ہے حق مجھ پر یہ بیدا و جفا ہی قصہ مختصر ملک میں ہزار پر جب کئی روز اس حالت میں
گذر گئے انیسویں جلسوں نے متفق اللفظ ہو کر یہ شورہ مٹھرایا کہ جا کر ملک سے استفسار کرو اور مجھ کو سب سے آکر عرض
کیا کہ ملک آپ کی یہ حالت رہنے کبھی نہیں دیکھی ایسا ہو دیکھو کبھی نہیں پایا کہ نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کی پروا نہ آپ کسی سے
بولتی ہیں کسی سے بات کرتی ہیں چپکے چپکے آہ سرد بھرتی ہیں نگ چہرے کا متغیر ہی سر دقت حال بہتر ہی ر دقت
آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں دشمنوں کو کیا بیماری ہو کیا عارضہ ہو اگر حول دل ہو تو اسکا علاج فرمائیے اور اگر کوئی دوسرا امر ہو
تو خدا کے واسطے آگاہ کیجیے کہ اسکی تدبیر کیجاسے ملک نے جواب دیا کہ صا جو مجھے کوئی عارضہ نہیں ہو میں ابھی بھلی ہوں اگر
تم سب میرے دوست ہو تو اب کبھی نہ پوچھنا ورنہ صورت سے بیزار ہو جاؤ گی بھر کبھی اپنے سامنے نہ بلاؤ گی اور صا جو
انسان کی طبیعت کیا ہمیشہ بکسان ہوتی ہی کبھی عیش و نشاط کبھی غم میں گذر جاتی ہی یہ مکر سچا اندر بارہ دی سب کھلی گئی پردہ
چھوڑ دیے بنگ پر جا بڑی مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگی اب وہ بنگ نہ تھا کہ بنگ تھا کہ بھاڑے کھانا تھا اور بار بار
ہو آدہ بیعت یہ شعر در زبان تھا شعر سخت بن تیرے قلق دل کا ستانا ہو مجھے ہنگر آٹھا تا ہی مجھے گاہے ٹھکانا ہی مجھے اور زنگ
برنامی کا خوف ہو تو قصر پر جانے سے بھی اکراہ کرتی ہی جب کبھی زیادہ بیقرار ہوتی تو جا کر غرنے سے طر ماسپ کو دیکھ
آتی ہو اور پھر جلدی سے چلی آتی ہو کہ کوئی دوسرا اس راز سے آگاہ نہ ہو قصہ ایک روز کا ذکر ہو کہ وہ پہر کا وقت تھا
سب کو ملک نے اپنے پاس سے مکر کا دیا تھا کوئی اسوقت پاس نہ تھا بس آکر کرسی پوچھی اور طر ماسپ کو دیکھنے لگی
اور یہ خیال کر کے کہ ای ملک یونین کھل کھل کر جان تیری لگی اور بے حصول مطلب دنیا سے جلی بے اختیار رزار مثل ابرو بیا
کے رونے لگی ہنوز رو رہی تھی کہ دایہ اسکی نرگس نام دبے پانوں آئی اور ملک کو رونے دیکھ کر کہنے لگی کہ ای ملک یہ دالی بچہ
سے نکال کچھ کہ تو کہ کیوں اسقدر رزار رو رہی ہی ملک نے آہ سرد بھر کر کہا کہ ای آٹھا کیا کمون کچھ کہ نہیں سکتی کہ کیا موا ہی شعر
کیا کمون کچھ کہ نہیں جاتا بن کبھی رہا نہیں جاتا دایہ نے کہا کہ اچھا بھر مجھے کا ہیکا احتقا ہی اگر مجھے نہ کہو گی تو
کس سے کہو گی مجھ سے زیادہ تھا رزار دان کون ہو گا مجھ سے مفصل حال بیان کرو اور ای ٹیٹا نام لاکھ مجھے جھپٹاؤ گی گر میں سمجھتی
ہی دن سن میں ہی سن و سال ہو اس عمر میں انسان بھی کچھ کرتا ہی ٹیٹا نہ مان کا خون کرتا ہی نہ باپ سے ڈرتا ہی بیٹا تو
دلی سے جھپٹ چھپاتی ہی کیا میں نے دھوپ میں بال سفید کیے ہیں میں ماسے الضمیر تیرا پہچان گئی آدہ سرد لیل یا لوسی ہی
چہرے پر تیرے بے بسی اور مکی ہی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تو کمین عاشق ہوئی ہو مگر یہ تو بتا دے کہ آخر کسے بڑ عشق کی گھائل
ہو کس پری بکیر پر تیرا دل مائل ہو ای ملک تیری حال کی قسم میں ہرگز کسی سے نہ کہو گی بلکہ اسکی تدبیر کرو گی تو مجھ سے کہہ دے
اور اگر مجھے اظہار نہ کیا اور یونین رد کر اپنا حال بتا کہ کیا تو اس سے کیا قایدہ ہی جب ملک نے دیکھا کہ دایہ بت گویا
ہو تو اپنے دل میں کہا کہ ای ملک یہ امر تو دایہ پر حالی و شکف ہو گیا کہ تو کسی پر عاشق ہی بھواب اصل کیفیت کہہ لو یا بیان
کر دینے میں کیا ہرج ہو آخر یہ احتقانیکے جب جان ہی بر بن آئی تو کا ہیکا ڈرا گر یہ تیری شریک حال ہو گی اور تیری
جوانی پر رحم کھا کر کوئی فکر اسنے نکال دی تو تو جنو المراد ورنہ جو ہو سو ہو مرنایا نہ کرتا اور اگر دفر حنا اسنے تیرے

جہدار کے اٹھانے کو اٹھے تھے وہ بھی دھڑ سے گرے جب کوئی ذیہوش نہ ہوا تو ایہ نے آکر کنبی جہدار کے سر ہانے سے
 اُٹا کر دروازہ زندان کا کھولا روشنی ماترین لے کر اندر آئی طر ماسپ اس وقت سو گیا تھا داہ نے آکر جگایا اور کہا کہ
 جلد جلد میں بھار سے جھڑانے کو آئی ہوں سب پاسبانوں کو بیہوش کر چکی ہوں طر ماسپ نے پوچھا کہ تم کون ہو جو مجھے
 جھڑانے آئی ہو آخر کہاں لیچلو گی داہ نے کہا کہ یہ وقت گفتگو کا نہیں جواب بیان سے چلے چلو تم پہلے مال خود ہی
 منگشف ہو جائیگا طر ماسپ اُٹھ کر داہ کے ساتھ ہو لیا داہ اسکو لیے ہوئے ایک خانہ بلغمین آئی طر ماسپ نے دیکھا
 یہ چون بیج بلغمین ایک بارہ دری عالیشان بنی ہوئی ہو طر ماسپ اس بارہ دری میں آیا دیکھا کہ فرش بہت ہی چمکلف بچھا ہوا ہی
 مسند زرتار بھی ہوئی ہو داہ نے طر ماسپ کو اس مسند پر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا طر ماسپ نے کہا کہ اگر اور مہربان واقعی تھے
 تو دوستی کی کہ میری جتنی مان بھی نہ کرتی مگر اب تک کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ تمکو میرے رہا کرنے کی وجہ کیا تھی داہ نے کہا
 گھر آؤ نہیں تھوڑی دیر میں سب حال کھلا جائیگا یہ کہہ کر ایک جانب پر وہ بڑا ہوا تھا اُسے اٹھا کر اندر گئی اب کوئی بہر راست
 باقی ہو کہ نہ بچھی ہوئی داہ کا انتظار کر رہی تھی بلکہ اسی تھوڑے بھی ہوئی سارے تماشے دیکھ رہی تھی داہ کا حلو لہجہ انا اور
 زندان بالون کو کھلانا اُنکا بیہوش ہونا اور داہ کا طر ماسپ کو مے کرنا جب داہ طر ماسپ کو لیکر نکلی تھی تو یہ قصر سے
 مڑی ہوئی جیسی تھی کہ وہ سامنے سے نمایاں ہوئی ملکہ نے پوچھا کہ لائی طر ماسپ کو داہ نے کہا کہ جی ہاں لائی اُخسر
 گئی اسی واسطے تھی نہ کیونکر لاتی بس یہ سنکر زریب تھا کلا سے شادی مرگ ہو جائے مگر دل کو سینھا لکڑا کٹی اور طر ماسپ کی
 طرف چلی آگے آگے لائیں چلتی ہوئی ملکہ اپنے تین بنائی سنوارتی ہوئی دل میں یہ خیال کرتی ہوئی مسکراتی چلی آئی کہ
 کہ او ملکہ تو جاتی تو ہو لیکن اُس سے کیا بات کر لی وہ ایک مرد اجنبی تو کبھی غیر عورت کی بھی صحبت سے واقف نہیں پاسے کچھ
 کیا وہ اس نالائق دل نے کیا ہاسے میں جو کایک اُسکے سامنے جا بیٹھو گی اور آنا عشق میرے چہرے سے وہ مشاہدہ
 کر چکا تو بجز اس کے اور کیا کیا کہ یہ عجب بد عورت ہو نہایت مردکی بھوکھی ہو جو کچھ اس جدو کہ سے بویا ہاسے افسوس تو مفت
 میں ذلیل ہوگی ہاسے وہ تو آفتاب پرست اور کو مسلمان جہاں اُس سے موصلیت چاہیگی تو وہ تجھ سے دین آفتاب پرستی
 قبول کرنے کا خواستگار ہو گا اور تجھے اس دل نا پختہ کی وجہ سے ترک مذہب آبائی کرنا پڑے گا ہاسے دین بھی گیا
 دینا بھی گئی پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ ای ملکہ بہت سے عاشق کا فر ہو گئے بہت سے مسلمان اس دیکھے ہاتھوں دین اپنا
 گھو گئے شعر عشق ازمین بسیار کرد است و کند و بجز ساز ناز کرد است و کند ہرچہ بادا باد جان تو تیری بھگی اسے جان ہو تو
 جہاں ہو القصہ یہ باتیں اپنے دل سے کرتی ہوئی طر ماسپ کے سامنے آئی طر ماسپ نے دیکھا کہ داہ عادی سورج بٹھا
 چاند کل آیا ایک نازن مسجین دھڑکیں سامنے سے چلی آئی ہو کہ تمام عمر ایسی خوبصورت نہ کبھی تھی نہ سنی تھی بس دیکھتے ہی
 بقرار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور بکا را کہ رباعی از آمدت اگر خبر داشتے در رنگد رت گل دمن کا شتے و گلفا شتے کہ ہاسے
 ہر خاک نہی و خاک تدمت ز دیدہ برداشتے نہ ملکہ نے قریب آکر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا وہ نیمہ خورشید نما دست نگارین
 جو طر ماسپ کے ہاتھ میں آیا گویا دولت جلال پر قبضہ پایا بس ہاتھ بکھلے ہوئے اگر دونوں ایک مسند پر بیٹھے طر ماسپ
 نے پوچھا کہ تو ملکہ تم کون ہو حال اپنا بیان کر داہ نے بے بلوانی کی جہت ارشاد کر دیا کہ ملکہ نے کہا کہ ای طر ماسپ میں تنگ خان
 وزیر اعظم دستور معظم برجیس اختر شناس کی بیٹی ہوں اور نام میرا ملکہ سخن جہدار ہو جس روز ہم بیان آکر قید ہوئے تھے
 میں اُسی روز تحقیق کیلئے عاقل ہوئی تھی ہر چند مضبوط کیا اور جبر سے کام لیا مگر دل نے نہ مانا انجام کار تمکو داہ سے چروا گیا
 اب میں تمہاری کینز ہوں بدل دجان تمہاری خدمت گزار ہوئی کو مستعد ہوں طر ماسپ نے کہا کہ ابھی کیا مضائقہ تو تم
 مجھے اس قید سے رہا کر دین تمہید اور خورشید کو جا کر قتل کر دین شہر پر قابض ہوں تم کو تخت نشین کر اؤں یہ سنکر ملکہ نے

کہا کہ صاحب تم تو یہ باتیں کرتے ہو اور ہم کوئی دم کے بہانہ بن کر ماسپ نے کہا کہ چھوٹا کچھ تو کوہودہ کہا ہے مگر نے
 کہا کہ اب کوئی دم من صبح ہوا چاہتی ہو یا پھر میرا تھار سے چھوٹ جانے سے مطلع ہوگا تم اُدھر جا کر جنگ و جدل میں
 مصروف ہو گے باپ میرا اس راز سے مطلع ہو کر آمادہ قتل ہوگا اور اُدھر تم مکہ و تنہا کس کس سے لڑو گے آخر کار گرفتار ہو گے
 اس بہتر یہ ہو کہ وہ تم پر کچا سے کہ ہماری جان بھی بچے اور شہر بھی باقی آئے ماسپ نے کہا کہ پھر وہ کوئی صلاح ہو مگر
 نے کہا کہ ابھی ٹھوڑی سی رات باقی ہے ہم کو اپنے ساتھ لے کر جس طرح ہوائے لشکر میں پہنچا دو اور بعد اُسکے فوج و لشکر لیکر
 آؤ اور پھر وہ شہر کو شوق سے ماسپ نے کہا کہ اچھا وہ راہ بھی تو بتاؤ کہ آخر جاؤں کس راہ سے مکہ نے کہا کہ بہانہ ایک
 نقب ایسی کھدی ہوئی ہے کہ جس کا ایک سرایان ہو اور ایک سرافراہ میں نکلا ہو ماسپ نے کہا اس سے بہتر کیا ہے ابھی چلو غرض
 ماسپ نے تو اپنی قید کو جھٹکے دے کر توڑ ڈالا اور مکہ نے بہت کچھ مال و اسباب ہمراہ لیا اور کچھ غنیمتیں ہمراہ لیکر
 نقب کا مہرہ کھٹوا کر اسی نقب کے راستے سے مکہ اور ماسپ نکلے ہوئے چلے گئے اور یہاں جو جمع کو پاسیان زمرہ انخانے
 کے ہوش میں آئے تو دروازہ زندان کا کھلا ہوا دیکھا اور ماسپ کا نشان بھی نہ پایا بس ہر ایک نے بچا سے خود کہا کہ یہ
 ساری فتنہ گری اسی دایہ عیار پیشہ کی ہی ہیں علو الخطا کہ بہوش کر دیا اور ماسپ کو بھڑکی چلے جاکر برجیں کو خبر کیجیے
 یہ سوچ کر اسی وقت یہ لوگ برجیں خسرت شناس کے پاس دوڑے ہوئے گئے برجیں دربار شاہ میں جانے کے لیے کمر باندھ رہی تھیں
 کہ وہ کلان زندان نے پہنچ کر کل حال بیان کیا برجیں یہ شکر و دروازا محل میں آیا معلوم ہوا کہ مکہ من حذر براہ نقب ماسپ
 کو لیکر گلی میں یہ سختی سر سے ہاتھ عرق الفحال میں غرق ہو گیا مارے غرت کے پسینہ پسینہ ہو گیا چاہا کہ خبر لے کر اپنے کو
 بھاگ کرے پھر خیال میں گذرا کہ پہلے نقب تو بند کرادے یہ خیال کر کے بہت سے مزدور لیکر نقب میں کود کر اس سرے کو جو باب
 صحران تھا بند کر دیا اب اس کے تمام نقب کو سد و دکر دیا اور بعد اُسکے ایک عرضی جمشید اور خورشید کو اس مضمون کی کھلی
 کہ اس شہر میں آج شب کو اس شخص کی بیٹی گیسو پر وہ ماسپ کو قید خانہ سے رہا کر کے براہ نقب نکال لیگی جب صبح کو
 میں مطلع ہوا تو نقب کو بند کر دے اپنے حال سے مطلع کیا خداوندان نعمت اب یہ جیگر کسی کو صورت نہ دکھائیگا اور اس
 دنیا و الوداع کی گنگا امیدوار ہوں کہ حرام میرے عفو فرمائیے گا اور فاختہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا بس یہ عرضی لکھ کر
 جمشید و خورشید کی خدمت میں روانہ کر کے سودا الماس بھاگ کر سو رہا جب وہ عرضی جمشید و خورشید کے ملاحظہ سے
 گذری فوراً سوار ہو کے برجیں کے مکان پر آئے مگر اُس وقت پہنچے کہ جب کام برجیں کا تمام ہو چکا تھا دونوں بھائی
 برجیں کی لاش سے لپٹ کر چھین مار کر روئے گئے اور پکارے کہ اے اے برجیں سننے یہ کیا تم کیا اگر اس بدکار نے
 یہ فعل بد کیا تھا تھے کیوں ہماری کمر توڑ ڈالی ہاے اے برجیں اب تجھ سے رفیق ہم کمان سے ہائیکے قصہ مختصر لہر گریزای
 لاشہ برجیں کا بہت دھوم سے اُٹھا کر دفن کیا اب وہاں ماسپ کا حال سنئے کہ یہ جو مکہ کو لیے ہوئے اپنے لشکر میں
 آیا تو پہلے مکہ کو شہر میں داخل کیا بعد اُسکے خود مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت میں آیا کہا کہ جلدی فوج کو تیار کر دئیے
 میں ابھی چکر قلعہ کو لیلو مالک نے اسی وقت حیرانی فوج کا حکم دیا جب فوج تیار ہوئی تو ماسپ فوج کو لیے ہوئے
 نقب پر آیا اور نقب کا بند پڑا بوس ہو کر کف افسوس تھا ہوا واپس لہوا کہ مکہ کا خیر یہ بد بخت جائیگے کمان میں کل قلعہ پر
 یورش کر کے قلعہ کو لیلو دگا یہ لکھ مالک کے پاس آیا اور تمام حال اپنی رہائی کا بیان کیا اور کہا کہ اے مالک قلعہ کو تو میں
 رو بھر کر جھڑجھڑا کر جیتا مگر جسے بھڑایا ہی اُس کا کام تمام ہو جاتا ہے اُسکے بوشاک رزمی اُتار کر لباس بزمی پہنکر باگاہ
 میں بٹھا تاج دیکھنے لگا عین حالت غم میں حکم نوازش نفاذ رزمی ناند کیا اسی وقت نفاذ رزمی نوازش میں آیا
 جب یہ خبر مل قلعہ کو پہنچی تو وہاں بھی نفاذ رزمی نوازش میں آیا الغرض من شب بھر دونوں طرف تیار رہی ہر لشکر

آفتاب پرشان بن آلات حرب کی درستی رہی اور اہل قلعہ میں رات بھر دعا و نماز اور گریہ و زاری میں بسر ہوئی صبح کو جمشید و خورشید نیکند دروازے پر آکے ٹھکن ہوئے اور رفقہا گرد جمع ہوئے کہ بچا پاک طرماسپ ناہنجار مع فوج ہشمار سلسلے سے دکھائی دیا جان سے گولہ پڑنے لگا وہ گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑے ہوئے مالک بن ملکوت شاہ قلعہ سپاہ میں تھا فوج سب گردا گرد جمع تھی طرماسپ سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا کہ مالک نے طرماسپ سے کہا کہ کیوں طرماسپ کیا ارادہ ہے طرماسپ نے کہا کہ باقیال حضور بن تنہا جاکر قلعے کو لیتا ہوں آپ تماشا دیکھیے یہ کھڑکڑ کران سنگ آسمان ہنگر بہشت پہلو پر چہ گوہ نے کر بلا اہل قلعہ نے دور مہینوں سے دیکھ کر جمشید و خورشید سے عرض کیا کہ حضور ایک سوار آتا ہے یقین ہے کہ طرماسپ ہو گا حکم ہوا کہ اچھا آنے دو جب خوب زد پر آجائے تو ہتھے کو ایک مقوی دیر کے بعد دید باتون نے عرض کیا کہ حضور اب وہ سوار خوب زور پر آگیا ہے فرمایا کہ بس اب گولہ مارنا شروع کر دو گولہ انداز تو منتظر حکم تھے ہی اس وقت دھڑا دھڑا گولہ برسنا شروع ہو گیا مگر یہ کافر خفا شیطاں مجسم گولوں کو گرز سے روکنا ہوا چلا آتا ہے تا ایک لب خندق پہنچ کر غزوہ کیلک و خلیہ پرستوں میں آہو بجا پس بلغزہ سکر ایک غلغلہ ہو گیا کہ طرماسپ لب خندق آگیا اہل قلعہ نے چاہا کہ مامتا والا لڑھکا میں باغیہاں پھینکیں مگر جمشید نے منع کیا کہ ماساجوان باتون سے اب کچھ نہ کہو گا اب باغیہاں روک لو اور خداوند عالم سے دعا کرو کیا عجب ہے کہ پروردگار عالم رحم کرے یہ کھڑکڑاج باتون پر کھٹکے دعا کرنے لگے کہ اے خالق عوالم و اے مالک کن فیکون اس کافر کے ہاتھ سے نجات دے اور بھیج کسی مددگار کو کہ وہ ہماری دستگیری کرے اور اگر تضامی آگئی ہے تو جو مضی تیری ہم راضی برضا میں اہل قلعہ تو بخشوع و خشوع تمام بدرگاہ جناب باری تعالیٰ حاج و ماری دعا کر رہے ہیں اور طرماسپ بکا رہا ہے کہ اب اپنے حال پر گریہ و زاری کر لے ہو اور آسمان کے خدا سے نادیدہ کو بکا رہے ہو بھلا دیکھو تو خدا خدا کیونکر تمہاری مدد کرتا ہے اور ارادہ کیا کہ خندق کو پہنچ کر پار جائے کہ بچا یک بقدرت خدا سے لم یزل و عزیز ہے بدل از پرورد بیا بان گرد سے برخاست اور ایک ماہ طلعت مہر صورت مرکب پر ہی پکیر پر سوار گھوڑا اڑا کے ہوئے چلا آتا ہے اور پیچھے آگے پانچ لاکھ سوار عساکر و درمیں شہر بار گردن و قاتل تخت پر سوار چلے آتے ہیں جب وہ وہاں قریب پہنچا تو لغزہ کیا کہ او طرماسپ کہاں جاتا ہے پہلے بھر کر مجھے سامنا کر کرنا نے جو مدد کر دیکھا تو دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست آہو بجا بکا کر رہا تھا کہ میں اہل قلعہ کا کام تمام کر لوں تو بھر تجھے بھی لوگ خورشید نے کہا کہ درست میں نے جہان سے قوب کی آواز سنی تھی وہیں سے گھوڑا اڑا کر چلا آتا ہے کہ تو قلعے میں کوئی رخنہ اندازی نہ کرے اب اگر تو بھرتا ہے تو پھر در نہ میں تیرے لشکر کو تاراج کرنا ہوں طرماسپ یہ سن کر ناچار مجبور جانب قلعہ سے واپس ہوا اور بکا کر کہا کہ پہلے اس ستارہ پرست کو مار لوں پھر تم سے بھڑکے گا مگر چونکہ شام قریب تھی خورشید سے کہا کہ آج تو دن تمام ہو گیا کل تم سے سامنا کر دے گا اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ دیکھا آپ نے قلعہ میں بے ہی جکا تھا کہ بیستارہ پرست آہو بجا اتفاقات روزگاری کو کہتے ہیں مگر خیر سمجھا جائیگا یہ کھڑکڑا خلیہ افکار ہوا اور ادھر خورشید نے قلعے کے سامنے آکر کہا کہ تم منہ نہیں رہو جب تک کہ میں زندہ ہوں جسے کوئی آگ نہ لاسیگا سمجھو نے دعا میں دین کہ خدا تم کو جزا سے خیر دے قلعہ خورشید کے نیچے مقابل آگیا راج کے برہا ہوئے خورشید داخل خیمہ ہوا جب آگیا اسکا رحمت راہ سے درست ہوا تو صہبت عیش برپا ہوئی ناہنجار ہونے لگا دورہ جام شراب گلزار گردش میں آیا جب خوب نشہ ہوا تو آنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دو اسی وقت نقارہ زرمی بر جوب بیٹی خورشید نے اپنے رفقا سے کہا کہ اب کل یہ آفتاب پرست ہیں اور میں ہوں و کیوں تو یہ کیا کرتے ہیں اور اس ہندی کے حرکات تو دیکھو کہ یہ جیکا بیٹھا ہے شاہ دیکھو رہا ہے اور بالکل جنبہ اہل اسلام کا نہیں کرتا کو کب عمار نے کہا کہ پیر و مرشد شہر ہے کہ لندھو راج پر غاش ہو گیا ہے

خورشید نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہو گا میں نے بھی یونین شاہی القصد حبیبہ خبر ہر کاروں نے ایک کو پہنچائی
تو نظر ماسپ نے کہا کہ کچھ پروا نہیں رہی ہاں بھی کہیں حربی پر چوب بڑے اسی وقت لشکر آفتاب پرستان میں بھی تقارہ
حربی نواز شش میں آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو اس طرف سے خورشید رانی فوج و لشکر لیکر میدان میں آیا اور ادھر
مالک بھی پہنچا قلعہ پرستان ختم کر بیٹھے لشکر محوری ایک جانب اگر کھڑا ہوا صفوں ہمالہ و قتال آراستہ ہوئے نقیب
نقابت کر کے جب چنے گئے تو لشکر خورشید میں علم جلوه گری پر اسے شتری اور فیلی دما سے بچنے گئے اور انفر کی بند ہوئی
سب سردار پیادہ ہو گئے خورشید مرکب کو پھر کر سارے تخت کے آیا اجازت میدان چاہی ناہید اختر شتری خورشید اختر شتری
اختر اختران نے کہا کہ جہاں خدا دند پر دیں تھا را نگہبان ہو یہ لشکر خورشید مرکب کو اگر میدان میں آیا اور بکا
کہ ای نا انصاف ہو کہ حمزہ صاحب قرآن تو یہاں موجود نہوں اور تم اس کے مالک کے برباد کرنے کی فکر کرو
اس ارادے سے باز آؤ یہاں سے پٹے باؤ ورنہ اسکی سزا پاؤ گے اس طرف سے ہر ایک نے جواب دیا کہ کیا خوب آجکو
اس سے کیا بحث ہو حمزہ کا جو نائب ہو لشکر محوری بن سعدان ہندی اسے تو ایرج کی صحبت کر لی اور انانہ صاحب قرآنی
حوالے کر دیا اب یہ لوگ کیا بھکر زبکہ آفتاب پرستان کی اطاعت نہیں کرتے اور حیت ایرج اختیار نہیں کرتے جیسا
کرتے ہیں ویسا پاتے ہیں اور تمہیں اس سے کیا بحث ہو جو تم ان لوگوں کی جنبہ داری کرتے ہو خورشید نے کہا کہ اس
ہندی کا تو ذکر ہی کیا کرنا کہ وہ عشق ایرج میں ایسا بخود ہو گیا کہ اگر ترک اسلام کر کے آفتاب پرستی اختیار کر لے
تو عیب نہیں ہو اور لوگ کیوں اطاعت کریں اور خراج گذر این اور خیر اس گفتگو سے تو کچھ حاصل نہو گا جس کسی کو
جوش جنگ ہو میرے مقابلے کو نکلے و شکر و طیم شیطا نگی اپنے مرکب کو اڑا کر مقابل خورشید ہوا پہلے تو آتے ہی
لگا دزن ہو ا کوئی دو تین قدم مرکب خورشید کا پیچھے ہٹا اور کوئی چھ قدم مرکب و طیم کا پس ہوا بعد اس کے مرکبوں
کو پھر پھر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا پہلے و طیم نے خبردار کرکے فرزند مارا خورشید نے دار اسکا روک لیا بعد اس کے
خورشید نے دار کیا و طیم نے روک لیا پس پھر یونین برقع بکھلے لگی دونوں نیزے مثل مبلوں کے گھم گئے آخر کار خورشید
نے نیزہ و طیم کا ہوائی کیا و طیم نے از پشت ننگ مارا خورشید نے اسے ہوسے آڑے کو خیال کر کے تلوار ماری کہ آڑے
کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہی تلوار جو و طیم پر ماری تو ایک ہکا سا زخم شانے پر آیا و طیم نے وہی ہکا آڑے کا خورشید کے
منہ پر مارا خورشید نے دار اسکا سپر پر روک کے جو پوری قوت سے ایک تلوار لگائی تو سپر کو کاٹ کر چار انگل سر میں
در آئی و طیم نے دستانہ مارا تلوار تو جھنک کر کل گئی مگر چار خون کی سر سے جاری ہوئی کہ و طیم ہیوش ہو کر گر پڑا خورشید نے
آواز دی کہ ایجاہ اس رو سیاہ کو لوگ دوڑے اور و طیم کو اٹھا لیگے بعد اس کے کلید جہنم میدان میں آیا اسے بھی قعر جہنم
جھنکا یا سقیل سپر گردان مقابلے کو نکال دیا بھی زخمی ہوا بعد اس کے سپر گردان مقابلے کو نکالا خورشید نے اسکا حملہ بھی روک لیا
جو تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر سر میں در آئی مگر ادھما سا زخم آیا سپر نے جلدی سے گردن پٹائی گردن مرکب کی قلم ہوئی
گینڈا اور سپر دونوں ترو بالا ہو کر گرے سپر کا شاذا کھڑکیا قلعہ مختصر اور چند آدمیوں کو شام تک زخمی کر کے طبل با رگشت
بجو آکر اپنے خیمے کو واپس گیا دوسرے دن پھر میدان میں عوجان دریا باری مرجان دریا باری بنام فیلم سب کو زخمی
کیا تیسرے روز اختر حبیبان فطر اول کشتی گیر غراب کشتی گیر قارن بن بوطن کج گردن خورشید کے ہاتھ سے
زخمی ہوئے اور طر ماسپ حبیب میدان میں جانے کا ارادہ کرنا تو قارن فخر میں مانع ہوتا کہ اب بچا ہے ستارہ اس
ستارہ جیت کا نتیجہ ہے القصد حبیب سب سردار زخمی ہو چکے اور کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نہ رہا تو طر ماسپ مالک بن ملکوت شاہ
ایازت لیکر میدان میں آیا خورشید نے جو طر ماسپ کو دیکھا کہا کہ ادعا دی تو اب تک اپنی جان چھپا یا کیا اور میرے

مقابلے کو نہ آیا طرماسپ نے کہا کہ اوستارہ پرست جب میں آنے کا قصد کرنا تھا لوگ مجھے منع کرتے تھے اور وہ بھی
 کہ زندگی تیری اتناک باقی تھی جو میرا مقابلہ نہ ہو اگر اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا خورشید نے کہا کہ خداوند پر دین
 مجھے بجائیگا طرماسپ نے کہا کہ اچھا لاچار اپنا خورشید نے کہا کہ میں صاحبقران ہوں بخت نہ کر دینگا تو اپنا حربہ کر سب
 خداوند مجھے بجائیگا تو دین اپنا حربہ کر لوں گا طرماسپ نے نیزہ ہاتھ میں اٹھا یا خبردار خبردار کنگر نیزہ مارا خورشید نے نیزے
 کو نیزے پر روکا سناؤں میں سے شرارے آتش کے نکل گئے نیزہ بازی ہونے لگی کوئی دو تین گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر
 خورشید نے نیزہ طرماسپ کا ہولی کیا طرماسپ کی آنکھوں میں جہان تیرہ دتار یک ہو گیا کمال غضبناک ہو کر سارے
 سات سوں کا سا طور اٹھا کر یہ کہتا ہوا چلا کہ اوستارہ پرست غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کر دیا مگر اس سا طور سے جگر
 کہاں جائیگا اور جو وقت قریب ہو چکا خبردار خبردار کنگر سا طور خورشید پر مارا خورشید نے بڑھ کر سپر فولادی پر روکا مگر یہ معلوم
 ہوا کہ ایک پہاڑ ٹوٹ چلا مگر خورشید کا تنگ تک زمین میں در آیا ہر بن ہو سے پسینا جاری ہوا اور غش طاری ہوا
 یہ کوئی گرمین آلودہ ہی اور طرماسپ بکا را کبڑ دم کستم خورشید را یہ منکر کو کب عیار کر در کے جگر مار کے اندر آیا پکا
 کہ شہر یا در لیف زبا دی کرنا ہی آنکہ خورشید کی کھل گئی کو کب نے بوجھا شہر یا در حرج کیسا ہی کہا اچھا ہوں خداوند پر دین
 نے رحم کیا یہ کہ کمر کب کو کرکڑا باہر آیا اور تلواریں کھینچ کر کہا کہ اسی طرماسپ خبردار ایک ضرب میرے ہاتھ کی بھی اٹھا
 طرماسپ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا خورشید نے چون تلواریں تو سپر کو کاٹ کر دو انگلی سیر میں در آئی طرماسپ دستانہ
 مارا تلواریں تو جھٹا کر نکلی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی طرماسپ نے جلدی سے زخم سر کو باندھ کر سا طور مارا خورشید
 نے سا طور کا درخالی دے کر جو تلواریں تو زخم سر کا جو بارہ ہو گیا یہ رنگ دیکھ کر مالک بن ملکوت شاہ نے کل فوج
 کو حکم دیا کہ مار لو اس سارہ پرست کو بس چار طرف سے تمام آفتاب پرست تلواریں لیکر دوڑے خورشید بھی مع فوج
 دوڑ پڑا ادھر سے سارہ پرست ادھر سے آفتاب پرست باہم تلواریں چلنے لگی جنگ منظر بہ واقع ہو گئی خورشید نے شام تک
 کشوں کے پٹے اور لاشوں کے انبار لگا دیے شام کو بس باگزشت بجا کر دونوں لشکر اپنے اپنے جموں کو واپس گئے مالک
 نے جراحون کو طلب کر کے پہلے طرماسپ کے ہاتھ لگوائے بعد اسکے اور زخمیوں کی دوا دوا کی بعد اسکے پوچھا کہ یارو ایمین کا
 کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ کون لیکھا اور کہاں گیا ادواب یہاں خورشید سے کوئی مقابلہ کرنے والا نہ اکل کیا ہو گا کسی نے کہا بھاگ
 چلے جب ایرج آئیگا کچھ لیا جائیگا کسی نے کہا کہ لندھور سے اعانت طلب کیجیے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ میں
 لندھور سے تو اعانت طلب نہ ہو دنگا کس واسطے کہ سابق ازمین لندھور داراب سے طلب کرنے گیا تھا اُسے
 لندھور کو قید کر لیا تھا اب لندھور ہرگز ہماری جانب داری نہ کرے گا رات کو اسی مصلحت دشور سے میں کٹ گئی جب
 صبح ہوئی تو خورشید نے مالک سے کہا بھیا کہ اے مالک اب مجھ کو تمہاری حالت پر رحم آتا ہے میں تم کو مہلت دیے وقتاً
 ہوں جہاں جی چاہے چلے جاؤ گھر شرط یہ ہے کہ بارگاہ سلیمانی اور انا نہ صاحبقرانی میرے حوالے کر دو ہر مالک لے
 جواب دیا کہ اے کو کب انا نہ صاحبقرانی میری ملک اور قبضے میں نہیں ہر مالک اسکا لندھور بن سعدان ہندی زدہ
 جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے جسے کچھ علاقہ نہیں ہے جب یہ پیام خورشید کے عیار کو کب نے سنا تو مالک
 سے کہا کہ اے مالک یہ بہانہ اچھا نہیں ہے اگر خورشید گریگا تو بھر ملک زندہ ہی از جھوڑ بکا مالک نے کہا کہ اے کو کب مجھے
 قسم ہے خیر اعظم آفتاب نابان کی کہ میں ایمین کچھ جیلہ گری نہیں کرتا خورشید سے جا کر کہو کہ وہ لندھور سے طلب کرے
 اگر لندھور دیدے تو شوق سے بچاؤ مجھے کچھ دخل نہیں ہے کو کب نے کہا اچھا میں جا کر عرض کرنا ہوں یہ کہ کو کب نے خورشید
 پاس آکر جواب پیام سنایا خورشید اسی وقت سوار ہو کر لندھور کے قصبے میں آیا لندھور نے جو خورشید کو دیکھا مع رنج

انظیم دی سند پر لاکے بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا جام سے کھولائی گردش میں آیا خورشید نے دو ایک جام بی کر لندھو سے
 کہا کہ آؤ لندھو میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے آیا ہوں لندھو نے کہا کہ فرمائیے خورشید نے کہا کہ لندھو مجھے صاحبقران
 کی طرف سے آپ ان مالک کے مالک ہیں اور صاحبقران آپ کو کم لوگوں کی حفاظت کے واسطے جھوٹ گئے ہیں بھر آپ نے
 ترکون کو ایرج کے ہاتھ سے کیوں قتل کر دیا لندھو نے کہا کہ ترکون نے ایرج کی بیعت نہ کی میرا کتنا نہ مانا جہالت
 کو کام فرمایا تباہ ہوئے اب اختتام دے بھی میرے کفن پر عمل نہیں کرتے قتل ہو گئے خورشید نے کہا کہ آپ کو صاحبقران کا
 یہی حکم تھا کہ اہل اسلام قتل ہیں اور تم تماشا دیکھو لندھو نے کہا کہ خورشید تمہیں ان معاملوں سے کیا کام دے تھیں
 کیا معلوم کر بیان کیا مائے ہوئے خورشید نے کہا بہت اچھا ہے ان معاملوں سے کوئی سروکار نہیں آپ مجھے
 انا صاحبقرانی اور بارگاہ سلطانی عنایت کر دیجیے لندھو نے کہا کہ میں بارگاہ سلطانی ایرج کو دے چکا اب مجھے
 ہنوگا کہ میں اس سے لیکر تمہیں دے دوں خورشید نے کہا کہ اے لندھو ایرج تو غائب ہو گیا ہے نہ کہ بارگاہ آفتاب پر
 کے پاس دیکھو تو میں اُسے لیون لندھو نے کہا کہ آفتاب پرست کیسے بارگاہ میرے قبضے میں ہوا دوسرا ایرج کے اور
 کسی کو نہ دیکھا یہ سنکر خورشید درہم و برہم ہوا اور کہا کہ بہت اچھا ہے بزرگ خورشید نے لینگ لندھو نے کہا کہ بہت اچھا ہے لیجیے
 یہ سنکر خورشید بارگاہ سے بڑھ آیا اور اپنے خیمے میں آکر کل حال اپنے رفقا سے بیان کیا اور کہا کہ میں اس ہندی کو اگر
 بارگاہ کو لیلو لگاؤں اور حکم دیا کہ طیل جنگ بجا دیا جائے اسی وقت بموجب حکم فقارہ رزمی نوازش میں آیا حسب پیر لندھو
 کو بھی تو اسے بھی طیل جنگ بجا دیا مالک بن گوشت شاہ نے اپنے رفقا سے کہا کہ بجا ہو قدرت نالی نیر اعظم آفتاب تابان کی
 کہ لندھو سے اور ستارہ پرست سے کس طرح مجاہدہ ٹھہر گیا اب دیکھو کیا ہوتا ہے غرض رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی
 صبح کو دونوں لشکر میدان کا رزا میں آئے اور سے خورشید ستارہ پرست بائیں لاکھ سوار ستارہ پرستان سے میدان کا رزا
 میں آیا اور صف آرائی شروع کی اور سے لندھو بن سعدان سات لاکھ ہندیوں سے کہ جن میں سب دھنی کھساچی روہیلی پوربی
 تھے اس طرح میدان میں آیا کہ تمام ہندیوں کے گاون میں بانے پڑے ہوئے سردھیاں پٹے ہاتھ نہیں چڑھے ہوئے تھے اور
 ایک طرف مالک بن ملک شاہ بھی آکر کھڑا ہوا تھے پر خورشید ہمیشہ اختی آکر کھڑے ہوئے القصبہ جب یہاں صفیں جہاں
 و قتال کی آراستہ ہو چکیں اور لقب نفابت کر کے چلے گئے تو خورشید ستارہ پرست اپنے مرکب کو جولان دیکر خورشید
 وغیرہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور لندھو بن سعدان نے اپنے ہاتھ کو ہولا بارہ سو بادشاہان ہندوستان
 نے جاسے گھوڑوں میں پہنچے ہوئے کوئے خانی کتا بن کردوں میں لگی ہوئی تاج سردن پر رکھے ہوئے پیادہ ہلائے لندھو
 نے یہ کہہ سب کو خفت کیا کہ ہم سب میں بھڑ میدان میں ایک ایک سے لڑنا تو بہادروں کے دستور سے یہ امر خلاف ہے کہ ایک
 مقابلے کو دس جاؤں چہ جائے کہ تم اتنے لوگ ہوں میرے لیے دست بد عار ہو کہ آبرو میری رہجائے یہ سنکر سب دھانی دینے
 ہوئے پھر گئے لندھو نے ہتھی کو اٹھا رکھا کہ وہ ایک کر جلا جب برابر خورشید کے پہنچا تو لگا درزن ہوا اور جھڑپ کی ہتھی کی تسکیر
 بڑی ہتھی فٹ مار کر پیچھے ہٹا اور خورشید کا مرکب بھی پسپا ہوا لندھو نے گھبانک مار کر ہتھی کو آگے بڑھایا اور خورشید نے
 مرکب کو رالون میں دبا دواؤں مقابل یکدیگر ہوئے بعد گفتگو کے بسیار برچھے ہاتھوں سے لیے لگی نیزہ بازی ہوئے تا ایک نہایت
 کا کارہ ہو گئیں نیزوں کا تھک سے ٹپاک دیا گزر ہاتھوں میں لیے خورشید نے خبردار لندھو کو ہر بار لندھو نے اپنا گرز
 اٹھا کر مہرے کی پناہ کیا گزر گزر ہر پڑا بڑے کی آواز پیدا ہوئی رنگ آسمان فٹ ہو گیا جگر زمین کا ہول سے شوق ہو گیا
 باقی لندھو کا چار بند تک زمین میں سا گیا لندھو کو غش آگیا یہ تو مٹی گرد میں غائب ہو گیا اور خورشید نے آواز دی
 کہ بد خبر لو اس ہندی کی دیکھو تو اس ہندی پر کیا گزاری جبار دوڑ پڑے گرد گرد کے خربچہ ہر گرد کے اندر گھس گئے

لندھور کو بیوش پایا بکار سے کہ شہر بار حریف زبانی کرتا اور اسے جواب دیکھے لندھور نے ہوشیار ہو کر باغی کو خارہ کی
 باغی طبقہ زمین کا لیکر نکلا لندھور گردنہ کی جھاڑا ہوا باہر آیا اور بکارا کہ اسٹارہ پرست دھرمین من نے مری
 اٹھا میں اب ایک ضرب میری بھی اٹھایا یہ لکڑی خورشید پر اسرا خورشید نے ضرب اسکی رو کی تو سہی مگر جھٹی کا دودھ
 زبان پر لٹا دے گیا ہر سوا اور ہرین موسے پسینا جاری ہوا مگر کب کی ٹوٹ گئی گھٹنے زمین کو جھلکے گرد لون ہاتھ
 جھڑک سنون گرہتے آئین خلل درقع ہوا خورشید خاک میں چھب گیا لندھور بکارا کہ خبر اس ستارہ پرست کی دیکھو ہر
 کیا گزری یہ سکر کو کب عیار دھڑا اندر جا کر دیکھا کہ خورشید بیوش ہی بکارا کہ ای شہر بار ہوشیار ہو جیسے خورشید نے جواب
 دیا عیار نے پانی کا چھینا منہ پر دیا جب ہوش آتا تو کو کب نے پوچھا کہ شہر بار کیا حال ہو خورشید نے کہا کہ لڑ کو کب
 میں نے تمام عمل ایسی ضرب لسی کے ہاتھ سے عین کھائی حبیب اگر زلندھور کا ساتھ دیا ہی پایا اب دوسرے گرد کی جھڑ
 تاب میں ہی یہ لکڑی کب کو جو دیکھا تو کام اسکا تمام تھا یہ دیکھ کر خورشید پست زمین سے کود پڑا اور تلوار کھینچ کر یاد دہا
 لندھور کے ہاتھ پر دوڑا یہ دیکھ کر لندھور بھی تعجب تمام اپنے ہاتھ کو بڑھا کر مقابل خورشید آکر ہاتھ سے کود پڑا
 خورشید نے آواز دی کہ داد وا واہ تو نے اپنے مرکب کو بچا یا اور میرے مرکب کو ہلاک کیا لندھور نے کہا کہ ای خورشید
 میں نے دہوہ والے تیرے مرکب کو نہیں مارا اور تو نے تو زبردستی میرے ہاتھ کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تھا خورشید
 نے کہا کہ اب کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جا سکتا یہ لکڑی تلوار ہاتھ سے رکھ کر دوڑا ادھر سے لندھور ہٹا ہو کر چلا د دون
 گرم تلاش ہوئے باہم کشتی لڑنے لگے عین شانہ روز تک متواتر کشتی رہی اب جو تھکا دنا گیا ہر خوب زور ہو رہے ہیں
 لندھور خورشید کو دیکھا لیجا تا ہی خورشید لندھور کو بل لیا تا ہی ریشے ریشے ایک مقام پر ہوش خانہ تھا بانوں لندھور کا
 اس ہوش خانہ میں جاتا رہا اور ادھر سے خورشید نے زور کیا لندھور نے خورشید کا زور روکا تو سہی مگر کولا لندھور کا
 اگر گیا اب روز دیکر کے لندھور نے بانوں بھلا تو ایک ہوک درو کی پیدا ہوئی جہیں ہو گیا رنگ متغیر ہو گیا تھر تھر کانپنے لگا
 غش سا آنے لگا دونوں ہاتھ خورشید کے شانوں پر رکھ دیے خورشید نے جوہ رنگ دیکھا پوچھا کہ ابھی تو تم اچھی طرح لڑ رہے
 تھے یہ کیا ہو گیا لندھور نے کہا کہ ای خورشید کو لا میرا لڑ گیا ہے اب بات کرنے کی طاقت نہیں ہے یہ لکڑی بیوش ہو گیا
 خورشید بکارا کہ ای لندھور کو لیا ڈیہ سکر لوگ بالکی سے کر دوڑ پڑے اور سوار کر کے لندھور کو لیکے خورشید
 پہل باز گشت بجا کر بھر گیا ادھر لوگ لندھور کو اس کے پیچھے من لاسے عارج معالجے میں مصروف ہوئے کوئی بہر رات
 کے لندھور کو چش آیا اسفند یار خان زرنج آبادی نے کہا کہ اگر مجھے حکم ہو تو میں جا کر قلعہ زرنج آباد کو آراستہ کر اؤں
 کہ اگر وقت پر حاجت پڑے تو آپ اس قلعے میں چلے آئے لندھور نے کہا کہ اچھا کیا سفند یار خان ہاویہ شکر اسفند یار خان
 نے تو اسی وقت کو بچ کر کے زرنج آباد کو راستہ لیا اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ لندھور کی عیادت کو آیا اور
 اپنے ہمراہ قارن قمر بن کو لیتا آیا لندھور تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا مالک سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ ای لندھور
 ستارہ ہم لوگوں کا گرش میں ہو کہ آپ بھی زخمی ہوئے اب کوئی اس ستارہ پرست سے مقابلہ کرنے والا نہ رہا لندھور نے کہا
 کہ اب جو کھناری ملتا ہو وہ کیا جائے مالک نے قارن قمر بن سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اسے کہا کہ ای سفند یار بن نے
 علم نجوم میں دیکھا ہے کہ قلعہ زرنج کو شہر پر ایمج آجگا اور وہاں ہماری بہتری ہوگی اور وہ قلعہ دریا کے بیچ میں ہے حریف
 دھوکہ اس قلعہ کو سے بھی نہ سکیگا وہاں چلنا مناسب وقت معلوم ہوتا ہے مالک نے لندھور سے کہا کہ اب آپ کی کیا مرضی
 ہے لندھور نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں غرض وقت شب ان سب نے قلعہ زرنج کو شہر کا راستہ لیا اور یہاں ہو
 صبح کو خورشید بیدار ہوا تو اک بار گاہ میں جھک کر کو کب کو طلب کیا اور کہا کہ ای کو کب تو جا کر میری جانب سے لندھور کو

پیام دے کہ اسی لندھو راب بھی بارگاہ سلطانی میرے حواس کو دو تو بہتر ہو در زمین میرا لیدہ لگا یہ شکر کو کلب کیا اور بعد
 تھوڑی دیر کے دایس آکر کہا کہ اسی خورشید دہان تو میدان صاف پڑا ہوا ہے نہ لندھو راب نہ مالک نہ لشکر نہ نوح وہ
 سب کے سب رات کو بھاگ گئے خورشید نے کہا کہ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کدھر گئے کو کلب نے کہا کہ ہندی قوس زریع آباد
 کو چلے گئے اور لندھو مالک کے ہمراہ قلعہ زریع کو شہ کو روانہ ہوا اور سنایا کہ وہ قلعہ وسط دریا میں ہے اور نہایت مستحکم قلعہ ہے
 خورشید نے کہا کہ تم ان سب کو دین چل کر رہ گئے اور اسی وقت حکم دیا کہ دین ہماری نیار ہو یہودی جب حکم اسی وقت سب نواح
 تیار ہو گئی خورشید نے نوح و سب دہان سے کوچ کیا اور بیان مالک بن ملکوت شاہ گریبان گریز قلعہ زریع کو غیبت میں کیا
 بڑا بیٹا مالک کا دہان حاکم تھا وہ استقبال کر کے مع نوح قلعہ میں لایا مالک نے کل حال بیان کر کے کہا کہ خورشید میرے قلعہ
 میں فرزند آئیگا یہ شکر ارسال شاہ نے کہا کہ اچھا ہر آئے گا تو آپ کا کیا بلے گا یہ قلعہ دہان کی طرف ہے ایک اسیر فخریاب ہوگا
 آپ شوق سے یہاں قیام فرمائیے بعد اسکے ہنسی و منت آراشگی قلعہ کا حکم دیا کہ قلعہ میں اور بر درج جواز سے گئے جہاں جہاں
 تو زمین نہ تھیں دہان تو میں جڑا حاکم کیسے رسید جمع ہونے لگی جب خورشید بعین روز کے وہاں پہنچا تو لشکر اسکا دہان آٹرا بھی
 ڈیرے پر ہوا ہوئے خورشید قلعہ دیکھنے کو گیا جب دریا کے کنارے پہنچا دیکھا کہ قلعہ وسط دریا میں بہت مستحکم بنا ہوا ہے کوہنڈار
 مستحکم بیٹھے ہوئے ہیں متا میں سنگہ ہی ہیں یہ رنگ دیکھ کر ناہمید اختیری نے کہا کہ اسی فرزند بقدر ہاتھ نہ آئیگا اسکے بلے
 کا ارادہ نہ کر دیتے اختیم پر سے انھیں بھگا دیا اب یہ تھے بھاگ کر قلعہ نہ ہوئے ہیں انھیں میں بڑا رہنے دو جب
 یہ نیگ ہو گئے آپ سے آپ تمھاری اطاعت کرینگے خورشید نے کہا کہ میں انھیں ہرگز نہ چھوڑ دینگا کہ یہ چین سے قلعہ میں بیٹھے
 رہیں میں ان سب کو قتل کر دینگا یہ لکھ تباری جہانات کا حکم دیا جب جنگی جہاز تیار ہو چکے تو خورشید نے بلبل بڑگ بھو ادا جب
 خبر مالک کو پہنچی تو بہت ہی متروہ ہوا ارسال شاہ نے مالک کو متردد دیکھ کر کہا کہ اب مطلق اندیشہ نہ کیجیے یہ ستارہ پرست
 کیا کر سکتا ہے غرض وہ رات تو ان باتوں چیتوں میں کٹ گئی جب صبح ہوئی تو مالک اگر فیلبند دروازے پر بیٹھا تھا کہ دو
 اطراف میں اگر کھڑے ہوئے نوح ستارہ پرستوں کی دریا کنارے آئی خورشید جہاز پر سوار ہو کر قلعہ کی طرف چلا اور قلعہ
 سے دید باتوں نے دیکھا ستارہ پرست آئے ہیں جب خوب زور آپکے تو مالک سے عرض کیا کہ ستارہ پرست زور آپکے دیکھ کر مالک
 نے ہوائی داغی گولہ اڑونے لگے گولے درنا شروع کیے تو میں رعد کی طرح گر جے لگیں رنگ برنگ خون حریف ہوئی اور
 ستارہ پرست بچھڑ کر سے آئے ہیں کہ جہازات جنگی ہیں رنگہ نشیان میں گولے سب رد ہو جائینگے مگر گولہ دو ہلکی چیز ہے کہ جس سے
 بڑا بھار کر دیا جہاز تھمے تھمے ہو گئے خورشید کو جہاز جب سے آئے تھا وہ اسکا چٹا اور اسطرت غرق ہوا کہ خود شید کا بتا نہ اگا
 ہزار ستارہ پرست غرق ہوئے غفلتہ عظیم برپا ہوا آفتاب پرستوں نے خوش ہو ہو کر بلبل مشاوانی بچنے کا حکم دیا کہ ایک
 ایک ابر تیرہ و تار اسمان پر پیدا ہوا اس ابر میں سے آواز نوبت اور رفتار سے کی پیدا ہوئی جب ارشع ہوا تو آفتاب پرستوں
 نے دیکھا کہ فیض و ذریعہ شریعت و غانم پہر شجاعت اور دریا سے قوت صفت لیکن وصفہ راسد بن کرب دلا و تخت پر
 سوار دیو تخت اسد کا اٹھائے ہوئے افتان کو جب بارہ ہزار دیو دن کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوا جو وقت قریب
 پہنچا کہ ہر کر ہول خیر ملاحظہ کیا تو ایک دیو کو استفسار حال کے لیے روانہ کیا وہ دیو اسی وقت گیا اور بعد دریا فٹ حال
 اسد سے آکر عرض کیا کہ آفتاب پرست خورشید ستارہ پرست کے منیب شمشیر سے شہر ختم سے بھاگ گئے
 اس قلعہ میں آئے تھے اور خورشید نے بارادہ قلعہ گیری بیان آکر لاش کیا تھا سو جہاز گولوں کی ضرب سے شق ہو کر ڈوب
 گئے یہ شکر اسد نے نصف دیوان ہجڑی سے کہا کہ تم جا کر ان سب کو بانی میں سے نکال لو خبردار خردار ایک متنفس بھی انہیں سے
 ڈوبنے نہ پائے اور نصف سے کہا کہ تم ان شہر والوں کو بکڑ بکڑ کر جاؤ یہ شکر دیو اہل قلعہ پر دوڑ پڑے اور بڑی بڑی بوہن

چھ مہر مات سات سو گز کی بجائے گئے آفتاب پرستوں کی جانیں نکل گئیں کچھ شوق ہو گئے قلعہ پہنچے لگو اس وقت لہر
 کیا کہ ای آفتاب پرستو اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاؤ گے مالک بن ملکوت شاہ مع لندھوور غور کے بارے
 ایک تہ خانہ میں جا کر پوشیدہ ہو اگر ہاتھ پانوں میں پھر تھری پڑی ہوئی ہو فیتن ہو گیا کہ اب نہ بچینگے اور اسد کے ہاتھ جو
 آفتاب پرست لگیا تا ہی دیوؤں کو کھلوادیتا ہو اور مالک بن ملکوت شاہ کو دھونڈا رہا ہو اور کہہ رہی کہ اسے
 یہ حرام زادہ کہاں گیا ایک غلغلہ اہل قلعہ میں برپا ہو آفتاب پرست رو رو کر دعائیں مانگ رہے ہیں گریہ و زاری عظم
 آفتاب تابان دیا پیر قطب دران تھیں اس وقت بدین ہماری امانت کر دے تو بچینگے درندہ کوئی صورت رہائی کی ہو
 کہ اسی اثنا میں ایک ابرسیاہ آسمان پر ہو رہا ہوا اور ایرج کو جوان مع دیوانہ فرخ آہو پنا اسد تو یہ مگر دیکھ کر اپنے
 دیوؤں کے بھاگ گیا ایرج نے اگر تمام آفتاب پرستوں کو عجب حالت اضطراب میں پایا لیکن ان لوگوں نے
 جو ایرج کو دیکھا جان میں جان آگئی کہ اسے کہ ای زبکہ آفتاب پرستان اسد دیوانہ ہم سب کو دیوؤں سے کھوائے
 دیتا تھا خیر اعظم نے آپ کو اس وقت پہونچا کہ ہم سب کی جان بچانی ایرج نے پوچھا کہ مالک بن ملکوت شاہ کہاں ہو
 ہو یا دیو لو کھا گئے کہا کہ خوف جان سے بھاگ کر کسی طرف چھپ رہا ہو تاہنکہ مالک کو ایرج کے آنے کی خبر ہو چکی تھانے
 سے کھل کر مع لندھوور اور ارسلان شاہ اور اقبال شاہ ایرج کے پاس آیا ایرج بھون سے بھاگ رہا تھا اگر ارسلان
 شاہی میں شگن ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے استفسار حال کیا اسے کل سرگذشت اجداسے انتہائیک بیان کی اور کہا
 کہ خورشید کے جہاز تو ہم نے مارے گوئوں کے تباہ کر دیے تھے اور ستارہ پرست سب ڈوب گئے تھے تاہنکہ خورشید کا بتا بھی
 نہ لگا کہ اس دیوانے نے اگر ہم سب کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا کہ آپ تشریف لے آئے نہیں تو دیو اب تک کھا ہی گئے ہوتے یہ سن کر
 ایرج نے بھی اپنی کیفیت اجداسے انتہائیک بیان کی مالک نے کہا کہ ایرج اب بکرت ہو ہوا ہو اگر اب اس دیوانے کے
 ہاتھ سے بچنا سب مشکل ہو اسلئے کہ اب اسکی ہمراہی میں دیوانہ بردست ہیں اور ہتھارے دیوانے کا کچھ نہ کر سکتے ایرج
 بولا کہ ان ست سچ ہی ایرج نے کہا کہ خیر چاہیے لیا جائیگا اور لشکر اپنا قلعہ زرنگوشیہ سے باہر بکھلوا دیا خورشید ستارہ پرست
 کے گم ہو جانے کا حال سن کر بہت افسوس کیا کہ افسوس خورشید صفت میں تباہ ہوا اجداسے ایک دیو سے کہا کہ توجا کر
 تلاش کر کہ دیو اقلان کو چاک کہاں آ رہا ہو اسد بھی اسے پاس ہو گا دیو گیا اور ایک دو گھڑی کے بعد اگر بیان کیا کہ فلان فلان
 کوہ میں آ رہا ہو اور اسے رفیق بھی سب جمع ہوتے جاتے ہیں دیو نے لے آئے ہیں یہ سن کر ایرج نے اسد کو ایک نامہ
 اس معین کا لکھا کہ تم مرد مردانہ اور بڑے شیرازانہ ہو بھادری اور دلادری سپر خشم ہو نانا تھا سے امیر ہا تو فر کیسے بہادر
 ببظیر ہیں مگر انھوں نے بھی دیوؤں سے مدد نہیں چاہی جب تک ہم تم پر دو تھافت میں تھے دیو ہمارے ہتھارے
 دیوؤں کے شریک حال تھے لیکن اب ہم تم دیوؤں پر دو دینا پر آئے ہیں ہم بھی دیوؤں کو خست کیے دیتے ہیں ہم بھی
 روانہ کر دو فقط ہماری تمھاری لڑائی ہوگی جو کچھ ہو گا وہ ہو رہیگا اور اسے غلات درزی وقوع میں آئے تو خلاف دعوی
 مردی دھڑا لگی ثابت ہو گا القصد ایک دیو اس نامہ کو لیکر روانہ ہوا اور اسد کو جا کر دیا اسد نے اس نامے کو پڑھ کر
 جواب اپشت نامہ پر تحریر کیا کہ ای آفتاب پرست اگر تو یہ نہ بھی لکھتا تو بھی میں اپنے دیوؤں کو خست کر کے نہر سے نوؤں
 لہ ڈالتا مگر خیر تو بھی میرا مدد چاہیے کیا اب میں اپنے دیوؤں کو خست کیے دیتا ہوں یہ جواب لکھ کر اس دیو کو تو خست کیا
 اور اقلان کو چاک سے کہا کہ ای اقلان تم اپنے دیوؤں کو لیکر نانت میں چلے جاؤ میں تمھیں خست دی اسے عرض
 کی کہ ای شہر بار پیلے کہ ایرج کے دیوؤں کو چلا جائے دیکھتے ہیں ہم بھی چلے جائینگے اسد نے کہا کہ نہیں مجھے کچھ ان دیوؤں کا
 ڈر نہیں تم جاؤ آخر اقلان کو چاک مجھ پر ہر کر دیوؤں کو لیکر دامن کوہ میں پوشیدہ ہو رہا اور ایرج کے پاس جو

جواب آیا ایرج نے منع دیو افرنج سب کو بروہ قات کی جانب روانہ کیا افغان کو حاکم بھی افرنج کے جانے کی خبر شکر قات کو روانہ ہو گیا اب ایرج نے پھر دگر شہر ختم کی جانب کوچ کیا جب ایرج بعد قلع منازل اور ملی مراحل شہر ختم میں پہونچا تو مشاہان ختم نے دروازے کھلے کے بند کر دیے اور لڑنے پر مستعد ہوئے ایرج نے شہر کو گھیر لیا تمام آفتاب پرستوں نے گرد شہر کے گھیرا ڈال دیا صدین بند کردین دوسرے دن ایرج قلعے کے سامنے آیا اور سے گواہی دیا ایرج اپنے لشکر کو لیکر وہاں سے ہٹ کر ملا ہوا درخور شیر و قمشید سے کھلا بھیجا کہ اب میں دوسری مرتبہ تمہارے قلعے پر آیا ہوں مجھے تمہارے دین و مذہب سے کچھ سروکار نہیں ہے تم اگر سریعت اختیار کرو اور مجھے خراج دو میں یہاں سے چلا جاؤں ورنہ ہمیشہ درخور شیر و قمشید سے کھلا بھیجا جا کر اس بزار بچے سے کمد و کپڑے جو تو آیا تھا تو نے کیا کر لیا تھا اور اب آیا ہی تو کیا کر گیا ہم ہرگز تیری سمیت نہ کر گئے خدا ہمارا حافظ و گہاں ہو ایرج نے شکر کمال آرزوہ و انسرودہ ہوا اپنے بچے میں اگر اٹھا اتفاقات روزگار تصور پر خیالی ملکیتی افرورزی آنکھوں کے سامنے پھر نے لگی بس آہ سر و کھینچ کر رونے لگا اور شکوہ بردارہ جو فلکی ہونے لگا کہ او فلک کچھ فتنہ وادی گردون گردنے کیا کردی کی کہ میں ہر چند قلعہ و دالامان پر جانے کی کوشش کرتا ہوں مگر تو نہیں جاسنے دینا شعر جدا ہوں یا رسے میں اور یا رنجے جدا دل اشکبار جدا آنکھ اشکبار جدا بہ ککڑ چھین مار مار کر رونے لگا مالک بن ملکوت شاہ اور سب سردار مستفسر حال ہوئے کہ خبر باشد کچھ فرمایئے تو یہ کیا حال ہو ایرج نے کہا کہ صاحبو میں یا مشوق میں بیقرار ہوں کیونکر پر پر واز لگ جائیں جو میں اڑ کر چلا جاؤں اور اس آرام جان کو و کلمہ آؤں اور یہ قلعہ کسی طرح باہر نہیں گلتا اگر اسے یونین چھوڑ کر چلا جانا ہوں تو لوگ ہی کہیں گے کہ یہ کب صاحبقران تھا کا ایک قلعہ اسکے لیے نہ لیا گیا اور نہیں جانا ہوں تو دل نہیں مانتا ہر بار یہی کہتا ہوں کہ کو جب والدہ امین چل گئے عجب مشکل میں پڑا ہوں کچھ بن برقی کہ کیا کروں کیا نہ کروں مالک نے کہا کہ ایرج اس سب سے تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ تمام فوج کو مضبوط کر کے حملہ آور ہو جیسے جو کچھ کھینچے کھینچے باقی ماندہ جا کر قلعے سے لپٹ جائیگے ایرج نے کہا کہ اس سے بھی کچھ خیر نہ ہو جیسے میں وہ کچھ کھینچے جو بزدلے ہیں وہ بھاگ جائیگے بہرہی قلت کا سامنا ہوگا البتہ میں تمہارا ساتھ کروں تو بیابان میں قلعے کو لیلو بھا مالک نے کہا کہ تم آپ کو تو ہرگز بچانے دینگے اسلئے اگر آپ یہ کوئی جہم زخم آگیا تو بھر کہ ضرور کے نہ ہینگے ہمارا تو سوسے آپ کے کوئی نہیں بھاری زبرد کا آفتاب پرستان دریاقت کچھ جزا کا صاحبقران بھی کسی قلعے پر تمہا نہیں گئے یہ شکر طراسپ کے کہا کہ اگر شہر بار میں جا کر قلعہ لیے لبتا ہوں ایرج نے کہا کہ ایرج طراسپ میں نہیں اپنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں تمہارا جانا مجھے گوارا نہیں ہے یہ شکر طراسپ نے سر جھکا لیا اور فکر کرنے لگا بعد محوڑی دیر کے عرض کیا کہ ایری زبرد آفتاب پرستان ایک تدبیر مجھے سوچی ہے میں ہر کہ اس تدبیر سے قلعہ اتر آ جائیگا ایرج نے کہا کہ جلد بیان کر دے کہ وہ تدبیر یہ ہو کہ میں دس بارہ ہزار آدمیوں سے سامنے قلعے کے جا کر گولیاں ڈالوں قلعہ جہاں جہاں رہا ایسے ہی ہوتے ہیں کہ جان سے اٹھ دھوٹے ہیں مگر بات نہیں کہوتے اب زیادہ آفتاب پرستان کو تم سے کوئی ہر غاش نہیں ہے مجھے پیغام صلح دے کر بھیجا دیں تمہارے پاس آؤں تو کموں یہ شکر وہ مجھ کو ضرور بلائیگے جب میں اندرون قلعہ چلا جاؤں گا تو سامنے رکھ کے رٹ لے گا تو کجا جب میں وہاں پہونچ کر قتل و قح شروع کر دوں گا تو آپ بھی بیان سے بہرہ بخائیے گا اور پورش کر کے قلعے کو لے لیجے گا ایرج نے کہا کہ ان بات تو بھی ہر اگر ایمین بھی کوئی فتور نہ پیدا ہوا انفسہ طراسپ نے دوسرے روز قلعے کے سامنے جا کر دہی کلمات کہے جمشید نے خورشید سے کہا کہ بھائی یہ جیسا کہ تم فریب دینا ہے ہم اسے اندرون قلعہ بلا لینگے تو یہ ضرور فساد مچائیگا اور ایرج بھی اس لڑ میں چلا آئیگا قلعہ اتر سے جانا چھوٹا اگر ایرج کو اصل منظور تھی تو کسی بیرون کو

ہوتا اس حرام زادے تو ہی بازو کا کیا کام تھا ہم اسکے قریب میں نہ آئیں گے اس سے کہہ دو کہ میں صلح منظور نہیں ہو خوش
 نے کہا کہ بھائی صاحب اگر اسے جلد بازی کی ہو تو آپ بھی اسے اسیر دام تیرا دیکھیے جمشید نے کہا کہ بھائی وہ کیا تیرا میرا تو
 خورشید نے کہا کہ آپ طراسپ کو تنہا بلائیے دروازہ نہ کھولیں بلکہ کھڑکی کے راستہ بلائیے جب وہ سراندر ہو سکے کینہ
 مار کر پوچھیے جمشید نے اس رائے کو پسند کر کے اسی وقت کندہ افرازدن کو بلا کر دروازے میں بٹھا دیا اور بکا کر کہا کہ
 اچھا تو طراسپ آؤ جو کچھ لکھو لکنا ہو کہ جاؤ یہ سکر طراسپ خوشی خوشی اپنے دل میں یہ کہتا ہوا کہ اب تمہارے لیلیا اور اب
 تمہارے لیلیا انفرض خبوت دروازے میں ہو بچا چار طرف سے کندہ دن کی بوجھار ہو گئی طراسپ نے دروازے پر طعنے تو
 لگائے مگر یہ تنہا کمان تک کا مٹھا آخر کار مگر تیار ہو گیا جمشید و خورشید نے اسی وقت آہنگر دن کو طلب کر کے
 اسیر غل ذریعہ کر لیا اور جو لوگ طراسپ کے پیچھے چلے آئے تھے انہیں لیلیا توپوں کے آڑا دیا بعد اسکے طراسپ
 کو قلعہ دروازے پر دے کے بٹھا دیا اور بکا کر کہا کہ آؤ آفتاب پرستو تمہارا قریب تمہارے کام نہ آیا اور آخر کار کھنے
 طراسپ غریب کو گرختار کر دیا پس آفتاب پرست یہ سکر ایرج کے پاس آئے وہاں ایرج قلعہ بٹھا ہوا تھا کہ طراسپ
 قلعہ میں جا کر رونے لگے تو میں بھی چلون یہ لوگ جو گھبراہٹ ہوئے آئے ایرج نے پوچھا کہ خیر باخدا کچھ کو تو سہی
 گھبراہٹ ہوئے کیوں آئے ہو آفتاب پرستوں نے تمام حال احمد اسے انتہا تک بیان کیا ایرج اس کیفیت کو
 سکر بہت آزرده ہوا در مالک سے کہا کہ اب کل میں قلعہ پر تیرا پورش کرو دیکھا اور بغیر قلعہ لیے ہوئے نہ پھرو گھا اب ایمین
 خواہ طراسپ آج آج اور خواہ زندہ رہے اور یہ لکھ لقا رو ندی بخواد یا جب خبر شاہان اختتم کو پہنچی تو انہوں نے بھی تائید
 کسی پر تکیہ کر کے تھا رہ تری بخواد یا رات تو چون فون کر کے گذر گئی صبح کو جمشید و خورشید قلعہ دروازے پر آئے بیٹھے
 اور ہر وقت سے جاننا زکا دورہ بندھا اور ادھر سے فوج آفتاب پرستوں کی نمایاں ہوئی قلعے سے گولہ پڑنے لگا آفتاب
 کو لے کی زد سے ہٹ کر رہے ہوئے ایرج مالک سے اجازت خواہ ہوا مالک نے کہا کہ جب ہل قلعہ طراسپ کو ذریعہ بچا گئے
 تو آپ کو بھی یہی مقصود دیکھنا چاہیے ایرج نے کہا کہ مجھے آفتاب تابان کی قسم ہو کہ میں بغیر قلعہ لیے نہ پھرو گھا اب ایمین جو
 مارا جائے مارا جائے جوتجج جائے بچ جائے یہ لکھ لقا زکا دران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر چھڑا کہہ مانعہ میں سے کر جانے ہو
 رو دہ ہوا ایرج کو اہل قلعہ نے آنے دیکھ کر گولہ برسانا شروع کر دیا مگر ایرج برابر گولوں کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہوا گولہ زاز
 ہر طرف سے لہریں کونناک ناک کر گولہ مار رہے ہیں تمام میدان دھواں دھار ہو رہا ہے تاہم کہ ایرج تمام گولوں کو
 رد کر کے لب خندق پہونچ گیا جمشید و خورشید نے کہا کہ ایک ذرا ابھرتے ہو روک رو دیکھو کہ ایک آدھ گولہ قلعہ کا اس
 تابکار کے لگا ہی ہوگا پس گولہ اندون نے ہاتھ کو روک لیا دھواں ہر طرف ہوا روشنی ہوئی دیکھا کہ ایرج بر لب خندق
 موجود ہے اور لکا رہا ہے کہ ای اچھیمو اب میرے ہاتھ سے کمان جاؤ گے تنے تو بھیجا بکا دیا ہی دیکھو تو اب تمہارا کیا
 حال کرتا ہوں جمشید و خورشید نے بہ رنگ دیکھ کر حکم دیا کہ جلد طراسپ کو لا کر ذریعہ بٹھا دو یہ حکم سکر لوگ قید خانے
 کی طرف چلے کہ طراسپ کو جا کر لے زمین گر طراسپ نے بوسنا کہ ایرج تا در قلعہ آجکا ہی تو اپنے جی میں کہا کہ جبکہ
 ایرج قلعہ لیلیا تو یہاں سے نہ چلے یہ سوچ کر فکر مار کر بیٹھ گیا اب لوگ چلا رہے ہیں کہ اسے اٹھ بہان سے چل جلدی
 کر یہ کب آئیں گے ہر چند لوگ تلواریں کھینچے سر پر کھڑے ہوئے ہیں لوگ دھمکا رہے ہیں کہ نہ چلیگا تو ستر کاٹ ڈالینگے نہ
 چلیگا تو ستر ہم عین غم سے کھڑے کھڑے کھڑے گریہ کسی کی نہیں سننا اسی طرح سر جھکائے ہوئے بٹھا ہوا اپنی جگہ سے حینش تک نہیں
 کھاتا اور جمشید و خورشید کا حکم بر حکم جلا تا کہ جلدی طراسپ کو لاؤ جلدی طراسپ کو لاؤ حرکت دراز وہ نہ زمان قلعہ
 نے ذریعہ بکا کر دیا کہ اس جھٹکے میں خار دار ٹو بہت زور سے چھو گیا اور طراسپ کو سخت اذرا ہوئی پس غصے میں آکر

جو ایک جھٹکا مارنا ہی تو خیر داروغہ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور داروغہ منہ کے بھل زمین پر گر پڑا بس اس نے بکری کے
 حلق و سلاسل کو ماتہ مارا عنکیوت توڑ کر بھینک دیا اور داروغہ کو ایک ٹھونسنا مارا کہ غصہ اسکا پاش پاش ہو گیا پس
 طر ماسپ اسکی تھوڑا لکڑی لٹا دے لگا ایک نفل بڑ گیا کہ بڑا غصب ہوا طر ماسپ چھوٹ گیا ہمیشہ دغورشد کے رنگ
 فق ہو گئے ترک کا یقین ہو گیا آنکھوں سے آنسو گر پڑے لیکن ہمیشہ نے خورشید سے کہا کہ بھائی میں اب اس آفتاب پرست
 کا سامنا کرتا ہوں جب تک جان میں جان رہی قطعہ میں نہ آنے دو بھکا اور اگر مارا گیا تو تم میرے فرزند کی جگہ ہوئے نام نہ
 نشان میرا قائم رہیگا مگر بعد میرے تم اتنا کرنا کہ میرے ناموس کو فوراً قتل کر ڈالنا اور اپنے ناموس کو نکال لیجانا کہ بعد
 ہمارے ناموس اسیر ہوا اور یہ کوئی نہ کہے کہ ہمیشہ دغورشد کا ہوس بند ہی میں آیا اسلئے کہ آدمی ہر وقت عزت و حرمت کا
 جنال رکھتا ہے خورشید نے کہا کہ بھائی جو حال تمہارا وہی حال میرا ہے تو مجھے فرزند دن کی جگہ سمجھا اور فرزند دن سے
 زیادہ میری ہمدردی و برداشت کی اب اگر میں نہیں چھوڑ دوں تو زمانہ کیا کہیگا کہ یہ جوان ہو کر نہ لڑا اور اپنی جان بچا کر چلا آیا
 مجھے رسوا سے عالم نہ کیجیے آپ ناموس کے لیجانے کی تدبیر کیجیے میں ایرج سے لڑا لڑیگا پشکر ہمیشہ دغورشد کے قدموں پر گر پڑا
 کہا کہ بھائی یہ وقت تکرار کا نہیں میں تمہیں فرزند دن کی طرح پالا ہوں تمہارا صد میرے مجھے نہ اٹھ سکیگا برا سے خدا در رسول تم جلد
 جاؤ اور جو زمین کشتا ہوں اس پر عمل کرو اور جو وقت حمزہ صاحب قرآن یا نذر الدہرین بدیع الزمان غلطات سے بھر کر زمین
 اور تھے ملاقات ہو تو پہلے میرا سلام کنا اور بعد اس کے عرض کرنا کہ میرے خون ناحق کا عوض اس آفتاب پرست سے
 ضرور لیجیے گا یہ پشکر خورشید روٹا ہوا اپنے ناموس میں آیا سب کے سب خورشید کو تنہا دیکھ کر پوچھنے لگے کہ کیوں تم روتے
 کیوں ہو بھائی تمہارے کمان میں خورشید نے کہا کہ ارے بھائی کو کیا پوچھتے ہو وہ جان دینے پر مستعد ہوئے میں مجھے
 اس واسطے بھیجا ہوں کہ تم جا کر سب کو قتل کر دنا کہ بعد ہمارے مرجھانے کے ہماری رسوائی نہ ہو یہ کوئی نہ کہے کہ ناموس خورشید
 و ہمیشہ کا اسیر ہوا اور کافر اٹھین پئے جاتے ہیں زوجہ ہمیشہ نے کہا کہ سہیا ہلو خود زمرہ کی منظور نہیں کہ کوئی نامحرم بعد
 تمہارے بکری ہاتھ لگائے جلد ہلو قتل کرو اور دھر خورشید کی زوجہ نے بھی یہی آواز دی کہ ہلو بھی مار ڈالو مگر خورشید
 کا یہ نام ہو کہ آنکھوں سے تلے الاتصال آنسو جاری ہیں جگر پر نہ ہاتھ میں ہوا ہاتھ کا پتے جاتے ہیں کہ اسی اثنائے
 خورشید کی زوجہ زیر تیغ آکر مری ہوئی خورشید نے ایک ہاتھ اسکی گردن پر مار دیا کہ کام اسکا تمام ہو گیا لاش اسکی زمین
 پر گر کے لوٹنے لگی تمام محل میں ایک کلام عظیم برپا ہو گیا صدا اگر ہزار ہی انسان کی سی درد و دیوار سے پیدا ہوئی یہ رنگ
 دیکھ کر ہمیشہ کی زوجہ بھی سامنے آکر مری ہوئی کہ بھیلے مجھے بھی مار ڈال خورشید یہ سنکر چیخا مار مار کر روئے لگا اور کہا کہ
 اے بھائی تم تو میری ان کی جگہ جو تیرا میرا ہاتھ ہرگز نہ اٹھیں گے اب دیکھیے کہ خورشید کی زوجہ مذبح تو سامنے لوٹ رہی
 ہے خورشید کے خیر سے لوٹ چک رہا ہے آنکھوں سے آنسو بہہ ہیں ہمیشہ کی زوجہ زیر تیغ مری ہوئی فٹین کر رہی ہے
 کہ بھیا جان تو نے اپنی بی بی کا کام تمام کیا وہاں مجھ کو بھی قتل کر دے کتا ہے کہ اے بھائی وہ تو تمہاری خادمہ تھی مر گئی
 مر گئی تیرا میرا ہاتھ نہ اٹھیں گے اے بھائی اب خدا یہ کلمات کہہ کر دل کے ٹکڑے نہ کیا اور جلد محل پر سوار ہو
 وہ کئی ہو نہیں سکیا اب مجھے نہ لڑیگی کھٹن معلوم ہوتی ہے اسے جسکو میں نے بیٹی کی طرح پالا اور بلکہ بیٹیوں سے
 زیادہ سمجھا وہ تو مر جائے اور میں زندہ رہوں میں اپنے ہاتھ سے اپنے کو فوج کر دلی اور یہ کہ ایک شجر ہاتھ میں
 اٹھا کر جاتی تھی کہ اپنے کو فوج کرے کہ خورشید نے دوڑ کر خیر ہاتھ سے چھین لیا اور حکم دیا کہ جلد اونٹ لائیے بیوقوف
 اونٹ اور بھیلیں اور کچا دے کس کے حاضر کیے گئے خورشید نے ہاتھ بڑا کے ایک محل میں سوار کیا اور جہان تک
 کہ مال و اسباب اٹھ سکا وہ سب بار کیا اور تمام مورقون کو بھی سوار کر کے بحال تباہ و پریشان دروازہ جانب ملک

سبائل اور رزائل کا کھول کر صبح کا راستہ لیا اب زور جمشید کا یہ حال ہو کر روئی مہلتی زور جو خورشید کو یاد کر کے بین
 کرتی ہوئی چلی جاتی ہو اور ادھر خورشید کا یہ حال ہو کر آنکھیں لال آنسو جاری بعد انکساری حفاظت کرتا ہوا
 چلا جاتا ہو یہ تو ادھر روانہ ہوا اور بہان کا حال سنئے کہ ایرج خندق کو پہنچا مذکر پاس آیا اگر زور سے قلعہ کا دروازہ توڑ کر
 اندر چلا اور جمشید بھی رفقا سے جان نثار کو ساتھ لیے ہوئے لٹکارتا ہوا ایرج کی طرف بڑھا کہ ادا کا فرکہان آتا کہ
 اور لپک کر ایک تلوار ایرج پر جمائی دی ایرج نے وار اسکا رو کر کے جوا بنادار کیا تو تلوار اسکی سہر کو کاٹ کر جمشید کے
 سر پر پونجی کہ کوئی بین انکل کا زخم آیا رنھانے جمشید باری باری حملہ آور ہوئے گرسب مارے گئے اب اس عرصے میں
 اور لوگ بھی ایرج کے آہو پونچھ تلوار چلنے لگی جمشید اور ایرج سے پھر مقابلہ ہوا ایرج نے شانہ جمشید کا نشانہ کیا
 جمشید نے جو تلوار لگائی تو سہر کو کاٹ کر ایرج کے سر پر پونجی کوئی دوا انکل کا زخم کیا ایرج نے پھر جو تلوار لگائی تو
 زخم سر جمشید کا جو بارہ ہو گیا پھر جمشید نے جرات کر کے ہلوہ زنج کا زخمی کیا پھر ایرج نے تلوار لگائی کہ ہاتھ
 جمشید کا اڑ گیا تا ایک جمشید ہوش ہو کر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اب ایرج نے جانب شہر رخ کر کے حکم دیا کہ خبردار
 سی کو زندہ نہ چھوڑنا جو سامنے آجائے اس کے قتل سے منہ نہ موڑنا بموجب حکم اسی وقت شہر قتل ہونے لگا ایک جانب
 ایرج قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف طرما سب دست قندی دراز کرتا ہوا چلا آتا ہی عورات حاملہ کے بیٹ چاک
 کر دارا ہی بچوں کو نیزوں پر اچھال اچھال کر چورنگ کر رہا ہی ہر چند رہا چلا رہی ہی کہ ارے صاحب ہم رہا یا سے شہر میں
 ہمارا کیا قصور ہے ہرچہ کر دیکھیں کون سننا ہو گھروں میں گھس گھس کر لوگوں کو قتل کر رہا ہو مددے بارب الغیاث
 تا فلک الافلاک بلند ہو اتفاقات روزگار قضاے کار حارث بن سلطان سعد بادشاہ لشکر لندھوور نے کہ یہ بعد روانگی
 امیر با تو قیر جانب ظلمات لشکر لندھوور کا بادشاہ ہوا تھا اپنے دل میں یہ خیال پر طال کر کے کہ انیسویں اہل اسلام
 قتل ہو رہے ہیں لندھوور سے کہنے لگا کہ اے دارا سے منہ جائے عقب ہو کہ آپ دیر و دانتہ اہل اسلام کو قتل
 کر دارہے ہیں اور جب اہل اسلام ہی قتل ہو رہے ہیں تو ہمارا باعث کرنا بائکل فضول ہوا ہے تو فقط آپ کے بھائی کے
 واسطے بیعت کی تھی نہ اسلئے ہنوز ہمیں سے ٹھہرے ہیں اور اہل اسلام قتل ہوں لندھوور نے کہا کہ بھجے کیا کہتے ہو میں
 ہر طرح موجود ہوں چلو ایرج کو منع کر دے کہ لندھوور کا کھڑا ہوا اور حارث کو ساتھ لے کر داخل شہر ہوا حارث
 تلوار کھینچ کر آفتاب پرستوں کو قتل کرنے لگا لندھوور رانہ ہوا اور کہا کہ اے حارث = امرا جہا نہیں چلو ایرج کے پاس
 چلو یہ لشکر حارث نے تلوار میان میں رکھ لی اور مع لندھوور ایرج کے پاس آیا ایرج برابر حکم فطی دے رہا تھا
 کہ خبردار خبردار ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا یہ دیکھ کر حارث کو تاب منبٹا باقی نرا ہی اور ایرج سے بڑھ کر کہا کہ اے زندہ
 آفتاب پرستان اب اپنا رحم کر دے یہ لوگ رعایا سے شہر میں قابل ترجم کے ہیں ان کے قتل سے کیا حاصل جو تمہارے نزدیک
 مفید تھے وہ تو مارے جائے تم صاحبقران ہو تم کو سب کی پرورش و پرداخت لازم ہے اور قطع نظر اس کے ابھی بیعت ارل
 ہو اگر ایسا ہی مظالم کرو گے تو تم سے کون کوئی گریہ ہونے لگا یہ لشکر ایرج نے کہا کہ تم عبت سنی دستاویز کرتے ہو میں
 انہیں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ دیکھا تم اپنی جانبری کو غنیمت سمجھو اور سنی دستاویز سے ہاتھ اٹھو یہ لشکر جہرہ حارث
 پر آنا غنیمت و غنیمت کے ہو یا ہوئے لندھوور نے یہ رنگ دیکھ کر خیال کیا کہ کیسی اور غضب ہوا اور یہ خیال کر کے
 ایرج سے کہا کہ اے ایرج بس اب قتل و قمع موقوف کرو تمام شہر تھار ہی دہائی دے رہا ہو اور بیعت کرنے پر آمادہ
 ہو اور یہی ہمارے ہمارے افراد تھاب اگر تم لغض مدد کرتے ہو تو میں بری اللہ منہ ہوں ساتھ دانے میرے اب نہیں
 ملتے اور نہیں رکھتے اگر تم نہ مانو گے اور وہ گڑا دہ جنگ ہو جائیگے تو پھر تم کو گھسے کہ لندھوور نے بیعت بھی کی اور

ہمسے مخالفت بھی کی یہ سنگرا ایرج نے کہا کہ اس لندھو اور فرنگیوں اس اسلام آہی کیا ہمارے لوگ حب مارے گئے تو
 نے جبہ داری نہ کی لندھو نے کہا کہ سبحان اللہ ہمارے لوگوں کے لیے میں داراب کے یہاں قید ہوا خود
 سے لڑا کر زخمی ہوا پھر اور حبہ داری کے کئے ہیں یہ سنگرا ایرج نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ خبردار اب کسی کو قتل نہ کرنا اس
 نسل کا موقوف ہونا تھا کہ یکایک جرائی کہ اسد لشکر آفتاب پرستان ہر آگرا ہوا اور قتل و غارت کر رہا ہے یہ سنگرا ایرج نے
 لندھو سے کہا کہ لیجئے اب بن اسد کو بھی جا کر ہنبہ کر دن یا نہ کر دن وہ دیوانہ وہاں قیامت برپا کر رہا ہے یہ لندھو
 سے باہر آیا دیکھا کہ تمام خیموں میں آگ لگی ہوئی ہے لوگ ڈھائی چارہ سے ہیں جلدھوڑا دوڑا کر لشکر میں آیا سنگرا
 وہ دیوانہ آپ کے آنے کی خبر سنتے ہی چلتا ہوا یہ سنگرا ایرج نے پشت دست دانتوں سے کاٹ لی بعد اُسکے
 خیموں کی آگ بجھوائی لاسٹین آٹھو کر جلاوا میں زخمی ہوئے ٹانگے گھوڑے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اس زبرد
 آفتاب پرستان اگر تم ایک ٹھوڑی دیر اور نہ آتے تو ہمارا کام تمام تھا الفرض اپنے لشکر میں سب درستی کر کے مالک
 بن ملکوت شاہ کو لے کر قلعہ میں آیا حکم دیا کہ لاسٹین آٹھو اور شہر کو پاک کر دے جب لاسٹین آٹھو چلے اور شہر پاک دھان
 ہو چکا تو خزانہ شہر ختم کا کھلوا لاسٹین خود لب الفلف لندھو کو دیا اور حکم دیا کہ جلد ہمارے واسطے بارگاہ تیار
 کر دو جب حکم اسی وقت سے بارگاہ کی تیاری شروع ہوئی اور ادھر حارث بن سعد اپنے خیمے میں اگر تخت پر تنگ
 ہوا لندھو بن سعد ان نے دنگل کو روٹی بخشی سردار سب اپنے مقام پر تنگ ہوئے صحبت عیش گرم ہوئی حارث نے
 لندھو سے کہا کہ اس دار اسے ہند ابھی تو ایرج نے ہر شہر دل ہی اول فتح کیا ہوا اور اس پر کس طرح قتل عام کیا ہمارے
 مانع ہونے پر کس قدر برائی کا اظہار کیا میں نے تو اسی وقت چاہا تھا کہ اس سے بڑا جادو گر مہاری وجہ سے خاموشی
 اختیار کی مگر اب میں تو بالکل اُسکی دوستی سے منہ موڑ لوں گا اور ہرگز اُسکی صحبت نہ کر دوں یہ سخت بات اسی وقت کا مال لائی
 ہوئی اس مقدمے میں کیا کہنے ہو بہت شکلی کر دو گے یا نہیں لندھو نے کہا کہ اس شہر بارہ گئے اب میں ابھی کسی مزاج میں
 آپ کے حارث کی زبان ہی ہر میرے خیال میں آپ کا یہ ارادہ محض بجا ہی آئندہ آپ اپنے فعل کے مختار ہیں میں تو بیک
 صاحبقران نہ آئیے ہرگز ایرج سے نہ بگاڑوں گا یہ سنگرا حارث بن سعد نے کہا کہ اسد ایرج کتنا ہوشیار و راج پر عاشق
 ہوئے ہو نہ ہوں اس سے کہا کہ تم اُسکی نگاہ بازی میں سمرقند رہو ہمنے تو اس باجی کی صحبت ترک کی اور نہ راسا بھی
 چھوڑا اب ہم اس آفتاب پرست سے ہٹ لیٹے یا تو اس کو قتل کر دیتے یا اپنی جان دیتے یہ سنگرا لندھو نے کہا کہ اس شہر بار
 یہ آپ کے دل میں کیسی سہائی ہو شہر بار دیکھیے یہ بات ابھی نہیں ہو اگر میرا کتنا ماننے کا تو بہت بچھائے گا مفت میں
 دولت اٹھائیے گا اتنے لکڑ بچائیے گا حارث نے کہا کہ خیر جو کچھ ہونا ہو سو ہو جسے مسلمانوں کا قتل نہیں دیکھا جاتا کہ لندھو
 سر سے تاج اتار کر تخت پر رکھ دیا اور بارگاہ سے نکل کر لندھو ہر چند کتنا رہا کہ اس شہر بار دیکھیے آپ کہا
 کرتے ہیں دیکھیے آپ اچھا نہیں کرتے مگر یہ کب منسا ہو مع اپنے بارہ ہزار رفقائے جلتا ہوا اور علیحدہ جا کر خیمہ برپا کیا
 لندھو نے وہاں بھی آکر بہت کچھ فحاشی کی اور بھلا یا کلا شہر بار چلے چلے غصے کو جانے دیکھیے انجام کار اسکا اچھا
 ستین ہو کر حارث نے ایک زانی اور کہا کہ او ہندی تو تو اپنے معشوق کی طرف داری کیا ہی چاہیے بلکہ اس باجی سے
 کمال نفرت ہو گئی ہو اُس مردود کی بیجائی تو دیکھیے کہ ہمارے سامنے سب کو ستا کر ملک گیتی افسر روز
 کا عشق کیا ہر کرتا کرتے یہ کھلے محسنے جاتے ہیں مگر ہم نے نہ سنے جاسینگے اب اُسکو قتل ہی کر نیلے یا اسکے
 ہاتھ سے مارے جائینگے اب شریف بھائیے بھائیے وہ دن تو جون توں کٹ گیا جب رات ہوئی تو حارث
 بارہ ہزار سوار سے لشکر ایرج پر بخون کر کے مارتا بیٹا تو مٹا بیٹا دیر سے جلاتا ہوا نکل گیا یہاں تمام لشکر میں باہم

تلوار چلائی باہم ایک دوسرے کو حریف سمجھ کر مارا کیا جب صبح ہوئی تو اس وقت ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑائی
سو قوت ہوئی جب ایرج بیدار ہوا اور اُس نے یہ منگامہ عظیم دیکھا تو کہا کہ میں اس دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا
ہوں ہر کا دون نے عرض کیا کہ خداوند دینا نہ کیسا یہ تو ایک بڑا کیا نہ تھا ایرج نے پوچھا کہ وہ کون ہر کا رون سنے
عرض کیا کہ خداوند بخت بادشاہ لشکر لندھور حارث بن سعد لندھور سے آزر دہ ہو کر بارگاہ لندھور سے چلا آیا
اور رات کو آپ کے لشکر پر بخون کر کے صاف نکلا ہوا چلا گیا ایرج نہایت حیران ہوا لاشے مقتولوں کے اٹھو کر
بارگاہ میں آیا اہل دربار جمع ہونے لگے جب لندھور آیا تو ایرج نے کہا کہ اے دربارے ہند یہ کیا مہر کہ گذرا کہ حارث
بن سعد نے میرے لشکر پر بخون مارا کیا تنہ میری بیعت شکنی کر ڈالی لندھور نے کہا کہ ایرج یہ اولاد صاحب قرآن
ہیں جب بگڑ جاتے ہیں تو پھر کسی کا کنا ان کے خیال میں نہیں آتا ہر چند میں نے سمجھا یا نہ مانا میرے پاس سے چلے گئے بن تو
حقے الامکان بخاری بیعت شکنی نہ کرو گے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تمہیں نے ان سے کچھ سمجھ کر کلامی کی ہوگی ایرج نے کہا
کہ وہ بگڑ کر میرا کیا کریں گے کیا مفت میں اپنی آبرو کھودیں گے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا بودا بن تو اٹکا یہ ہو کہ سر کھ ہو کر سامنے
نہ کیا تو ان کی طرح نوٹ مار کر چلے گئے خیر سمجھا جائیگا اور یہ لکھنا اپنی جانب سے شہر خستہ میں حاکم مقرر کر کے
کوچ کی تیاری کی اور حارث بن سعد نے بخون مار کے ملک رزائل کا راستہ لیا بعد چند روز کے کچھ وہاں پہنچے
تو وہاں کے تینوں بادشاہ شہر باد مرصع پوش شہنشاہ مرصع پوش شہنشاہ مرصع پوش استقبال کر کے بغیر تمام
توقیر اکرام نکلے بن لائے اسباب عیش کامیا کیا اور متفرق حال ہوئے حارث نے کل سرگرمی اپنی بیان کی اور
حال شہر فرنگو شہر اور شہر ختم کا بیان کر کے کہا کہ بھائی تمہارے اس باجی کی بیداد گرمی دیکھی تھی میں تو مجبور ہو کر
چلا آیا مگر لندھور نے اُس آفتاب پرست کا ساتھ نہ چھوڑا سمیت کونہ توڑا اور اسی کے ہمراہ رہا اب میں خواہ قتل ہوں
خواہ قہیاب ہوں اُس سے ضرور ملاؤں گا اور دیکھا تو صلہ نکالوں گا ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہے یہ سن کر ان سب نے عرض
کیا کہ ہمارے پاس تو لندھور کا نوشتہ ہاں مضمون بھیج چکا تھا کہ تم میرے کہنے سے اگر بیعت ایرج کی اختیار کرو
اور خراج اُسے دویم سب مستعد ہو گئے تھے کہ جب لشکر ایرج کا بیان آئیگا تو ہم ہار کر اس کے شریک ہونگے مگر اے
غیر بار اب تو ہم اُس ظالم کے پاس ہرگز نہ جائیں گے کا فر سے مسلمان ہوئے مسلمان ہو کر اپنے کو کافر نہ کہلوائیں گے بہر حال آپ
شرکت کریں گے چنانچہ حارث نے کہا کہ مر جہاں مر جہاں الغرض حارث نے وہاں استقامت کی اور اپنے آقا و انجام
کو سوچنے لگا ایک روز خیال کرتے کرتے یہ بات ذہن میں آئی کہ اے حارث بن سعد نہ ترے پاس فوج نہ لشکر نہ مال
نہ زر تو کیونکر ایرج سے مقابلہ کریگا افسوس صد ہزار افسوس تو وہاں سے اگر بھی ذلیل ہوا اسی سوچ میں مشرود و متفکر
بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ابرسیاہ آسمان پر چھا گیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی دل مشرود و شکار کی طرف متوجہ ہوا حارث
نے شہر باد مرصع پوش سے کہا کہ اے شہر باد بیان شکار بھی ملیگا اُسے کہا کہ یہ کثرت آب شوق سے قشراف بھائیے جلاؤں
مید گدہ ہمراہ لے کر شکار کھیلے یہ سن کر حارث نے شکار کی تیاری کی جانور ان صید گیر ہمراہ لے کر جانب صحرار واد
ہوا صید و شکار میں مشرود ہوا ایک جاگہ بہت سے ہرن اکٹھا چر رہے تھے سم مرکب کی آواز سے متفرق ہو کر جاگ گئے
ایک ہرن کو حارث نے سب ہرنوں میں تیز پاؤں چالاک پائے اسکے پیچھے گھوڑا ڈال دیا اور قصد کیا کہ اے حارث
اگر اس ہرن کو تم پا گئے تو ایرج پر پنجاب ہو گے ایک ہر ہر کمال اُس ہرن کا تعاقب کیا تا اینکه وہ ہرن ایک
ورک کو دین جا کر غائب ہو گیا اور حارث نے دھونڈنا شروع کیا ہر چند تلاش کی مگر کہیں تباہ نہ دگا جلتے جلتے
ایک مقام باغزا میں پہر چکر دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہیں اور کچھ بیٹھے ہوئے ہیں اور شکاری گوشت کے کباب

بہن رہے ہیں حیران ہو کر قریب ان لوگوں کے آباد کیا کہ اسد بن کرب خازی اپنے رفقا سمیت بٹھا ہوا ہوا
 اسد کی نگاہ جو حارث بن سعد پر پڑی دیکھنے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آئیے تشریف لے جائیں صاحب سلامت
 کر کے گھوڑے سے کود پڑا اسد قہقہوں کو جو کا حارث لہٹ گیا دونوں آکر فرش پر بیٹھے اسد نے جام شراب کا
 تواضع کیا کہا اب سانس رکھ دیئے حارث نے شراب پی کر کہا اب تمہارا دل کیسے داغ میں نشہ آیا اسد نے پوچھا کہ
 شہر پار اس وقت آپ بیان کیا کہ حارث نے نام خال بیان کر کے کہا کہ اے اسد اب پرست سے بھاگے گا قہقہہ
 کرنا لکل بے سرو سامان ہو گیا ہوں گردش فکلی سے کما جز آیا ہوں کوئی سرو سامان درست نہیں ہے اسد نے کہا کہ خیر
 سرو سامان درست ہونا تو کچھ مشکل نہیں ہے آپ مہربانی فرمائیے گا میں سب چیزیں لے کر دوں گا اگر ایرج سے غصہ نہ
 ہونا سخت دشواری کا امر ہے حارث نے کہا کہ اے اسد ہرچہ ہا دبا دبا مارا یا مرے پر شکرا اسد نے کہا کہ اے شہر پار اگر
 یہی ارادہ ہو تو بس امداد اب خاطر جمع رکھئے رو پیچی میں بلا دوں گا فوج سپاہ بھی میں مہیا کر دوں گا جہاں آپ صبح
 میں تشریف فرما ہو سکیں میں روپیہ کی تدبیر میں جاتا ہوں غرض بہر حال رہے تک تو وہیں بیٹھے رہے بعد اسکے حارث
 نے مرصع حصار کا راستہ لیا اور اسد نے شہر ختم کا قصد کیا اور ضرغام سے کہا کہ تم جاؤ جو وقت وہ آفتاب پرست لشکر
 موجود ہو تو اسی وقت ہم سے خبر کرو ضرغام نے تو بظاہر تسلیم لکھا ایرج کلچ لیا اور اسد نے قریب لشکر ایرج کے پہونچ کر ایک
 چٹاڑ کے دامن میں بنا دلی اب بیٹھے کہ جب ضرغام لشکر ایرج میں پہونچ گیا تو صورت اپنی تبدیل کر کے موقع محل اور
 دیکھنے لگا فقارے کا راتفاقا ت روزگار ایرج کو ایک دن بیٹھے بیٹھے شکار کی سوچی سوار ہو کر جانب بحر اردن
 ہوا طراسب کو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ گیا ضرغام نے یہ وقت اور موقع غنیمت جان کر اسد کو مطلع کیا اسد
 نے ایسا ہی سے کہا کہ اے ایرج ہم تم ایک دو ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر لشکر ایرج پر روز خون کرو اور خوب قتل و قلع
 و درخوب کوٹ مار کر جو وقت طراسب تمہارا سامنا کرے تو اس وقت تم اس کے سامنے سے بھاگ جانا جب تم
 بھاگو گے تو وہ ضروری تمہارا تعاقب کرے گا جس تم اسے لگا کر لشکر سے باہر لے آنا یہ لشکر ایرج اسی وقت روانہ ہوا اور
 آتے ہی اسد کا نام لے کر لشکر ایرج پر گرا دو ہزار تلوار بر بار سے چڑھنے لگی ایک ہنگامہ عظیم برپا ہو گیا کہ اسد آج روز خون
 گرد و حیرت طراسب کو خبر ہو چکی تو اسے کہا کہ آج تو یہ دیوانہ روز خون گرا ہی اب میں اسے کیا چھوڑتا ہوں اور کرگدن
 سیاہ رنگ پر سوار ہو کر لشکر آتا ہوا چلا کر آدو دیوانے مجھے میری خبر نہ تھی کہ ایرج نہیں ہر گز کیا ہوں میں تو ہوں دیکھ تو تیرا کیا
 حال کرتا ہوں جب طراسب لشکر آتا ہوا ایرج کے قریب پہونچا تو ایرج نے بوق بجا دی کہ اے فزاقان بدر روید اور
 بوق بجا کر طراسب کے سامنے سے بھاگ کر طراسب بھی اس کے تعاقب میں یہ بکا رہا ہوا چلا کہ آدو دیوانے جہاں تو بھاگے
 میں بھی وہیں موجود ہو گا یہ لشکر ایرج نے بھی آواز دی کہ بھگے بھی اپنے دین و مذہب کی قسم ہے کہ تو میرے تعاقب میں چلا آ
 دیکھو تو تو کہاں تک میرا تعاقب کرتا ہو یہ لشکر ایرج نے گیندے کو اور تیز کیا جلد جلد آتا ہی تا نیکہ حد لشکر سے باہر نکل آیا
 ضرغام نے جا کر اسد سے عرض کیا کہ اے شہر پار اب لشکر ایرج کا خالی ہر طراسب کو ایرج لشکر سے باہر نکال لایا اسد تو
 منتظر بیٹھا ہی ہوا تھا بس یہ سنتے ہی چڑھو دوڑا اور لشکر ایرج پر جا کر ایس اسکا گرا تھا کہ ایک غنڈہ برپا ہو گیا اس شری کے
 تعاقب میں تو طراسب گیا کہ یہ دوسرا جھٹی کہاں سے پیدا ہوا اب یہ حالت ہے کہ کسی کا قدم نہیں ٹکنا جو ہو وہ بھاگا
 جاتا ہے ایک تو بھاگا جاتا ہے سو میں تعصب کے سبب منہ موڑے ہوئے بھاگے چلے جاتے ہیں کوئی اسد کے منہ پر نہیں چڑھتا
 چوہیں ہزار تلوار بر بار سے چڑھ رہی ہے ایک شور شور برپا ہو کر اے بھاگو اے بھاگو اسد پہونچا مارے خوف کے مالک خات
 میں چپکلا اقبال شاد بانچا نے میں پریشان ہوا قارن قمر میں متور میں مجھ رہا درابر یہ حالت ہے کہ تھر تھر کا نہ

ہے بن اور شخص یہ خیال کرتا کہ دیکھے جان پختی ہو یا نہیں مگر اس کو تو خاص خزانہ لینے سے غرض تھی وہ پتال
گھوڑا اٹھائے ہوئے خزانہ پر جا دھکا اور ایک صندوق پرانا خونی و جواہر گھوڑے پر لا دیا اور ایک انڈین لٹا لیا
اور لشک سے صاف نکلا ہوا جلا گیا اور بیان ایرج خشک کر کے نیچے میں بیٹھا کر کتاب بنام مورہ بن کباب کھاتا جاتا رہا
دیکھ رہا کہ گزرتا رہتا رہتا کہ رہا کہ اس وقت کچھ میرا دل گھبرا رہا تھا کہ معلوم نہیں کیا سبب ہو لوگ عرض کر رہے ہیں
کہ پیر و مرشد ابھی آپ لشکر کھیل کے آئے ہیں رحمت و شکر ہے طبیعت پریشان ہوئی خود ہی دیر کے مزاج درست ہو جائیگا
ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ شاہ پور سانسے سے نمایاں ہوا اور اگر عرض کیا کہ خداوند قہر اسد تمام لشکر کو مارے ڈالے تو
رہا تو ایک غفلت و تنگدماغی پر ہوا ایرج نے کہا کہ طرہ اس کی ہوا شاہ پور نے کہا کہ اس کو تو اسد نے لیاری پلے ہی نکال دیا
بعد اُس کے خود لشکر پر گرا پڑا لشکر ایرج بہت پریشان ہوا فیض اسکی نفع ہو گیا مرکب پر سوار ہو کے جانب لشکر روانہ ہوا جب
لشکر میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ دیوانہ بھی ابھی خزانہ لوٹ کر لیا ہوا اگر آپ خود ہی دیر و فیصل آتے تو وہ سڑی مل جاتا
ایرج یہ سنتے ہی بہت آندہ ہوا مالک بن ملکوت شاہ کی خبر تک نہ پوچھی اور اسد کے قہقہہ میں روانہ ہوا
مگر اسد اور ہر ای اُس کے گران باری سے جل نہ سکتے تھے اور مڑ مڑ کے گھبرا کر جانب نشیب دیکھتے جاتے تھے کہ کوئی
آتا تو نہیں کہ یکا یک ہر غلام نے اگر خبر دی کہ اسد ہیرا ایرج آہوٹھا اسد نے دیکھا کہ خزانہ کے بوجہ سے مرکب جل نہیں سکتا اور
خود بھی اسکی وجہ سے ٹھہر رہا ہوا و صندوق کو تو پھینک دیا اپنی جان بچا کر بھاگ چلا گیا جیسا کہ اسی وقت صندوق
تو پھینک دیا اور آب سبک ہو کر بھاگے ایرج جو دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ صندوق بڑے ہوئے میں بڑھ چلا
سے کہا کہ تم تو صندوق لیکر جلوین اس دیوانہ کے تعاقب میں جاتا ہوں انتر صبا تو صندوق لے کر چلا اور ایرج اسد
کے پیچھے چلا آگے آگے اسد پیچھے پیچھے ایرج بھاگا بھاگ کھٹک گھوڑے اٹھائے چلے آتے ہیں ایک مقام پر آتے
آتے بڑا سا جنگل ملا کہ ہزار درخت گھیرے تھے ہوئے تھے اسد نے مرزنگ بن مرزبان سے کہا کہ میں تو دہنی طرف درختوں
کی آڑ میں چھپا رہتا ہوں اور تم شاہین درختوں کی کاٹ کر کندون میں باندھ بانڈھ کر گھسیٹتے ہوئے جب وہ ایرج بھاگے
پیچھے چلا جائیگا تو میں جا کر پھر ان صندوق کو لیدو گا مرزنگ بن مرزبان نے کہا کہ بہت اچھا انقصہ اسد تو جا کر
درختوں کی آڑ میں چھپ رہا اور مرزنگ بن مرزبان درختوں کی شاخیں کاٹ کر کندون میں باندھ کر گھسیٹا ہوا
چلا ڈھیر وں خاک اڑنے لگی ایرج تو اُس کے تعاقب میں چلا اور صندوق کی آڑ میں سے نکھر صندوق کے
انقص میں چلا انتر صبا وہ صندوق لیے ہوئے خود ہی دور پہنچا تھا کہ اسد نے لغو کیا کہ او نابکا صندوق
کہاں لیے جاتا ہے ٹھہر تو جا آیا میں اور یہ کمر تلوار بن کھینچ کر اپنے نزاقوں سمیت انتر صبا پر گرا انتر صبا نے
صندوق کو تو پیچھے کر لیا اور آب آگے ہوا اسد کے ہرا میوں سے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ میں اسد کا در
انتر صبا سے مقابلہ ہو گیا انتر صبا نے اسد سے پوچھا کہ او دیوانے تو ایرج سے کیونکر بچ آیا اسد نے کہا کہ
تو کیا کہنا ہے میں نے ایسے ایسے نوٹے بہت سے جرا دیئے ہیں اور ایسے گمراہوں کو بہت راہیں بتائی ہیں سچا انتر صبا
کو غصہ آگیا بکا را کہ او دیوانے کیا تیری تضاد انگیز ہوئی ہے کہ اسد ہر تلوار ماری اسد نے مارا اسکا رو کر کے اب
دار کیا کہ انتر صبا زخمی ہو بس پھر کیا تھا اسد بس بڑا مارنے تلوار دن کے بولا دیا انتر صبا سامنے سے اسد کے بھاگا
اسکے سامنے دالے بھی تاب مقاومت نہ لاسکے فراری ہوئے صندوق چھوڑ کر بھاگے اسد خزانہ لے کر جانب کوستان
روانہ ہوا اور مرزنگ بن مرزبان خاک اڑاتا ہوا آگے آگے ایرج پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا کہ ہر کارو
نے اطلاع دی کہ اسد بدو آفتاب ہر شان آب کس کے تعاقب میں جاتے ہیں اسد تو آپ سے مکر کر کے

چھپر رگیا تھا جب آپ آگے نکل آئے تو اسے انتر صبا کو بھگا کر خزانہ بھر چھین لیا آپ ناحق اس خاک کے چھپے چلے جاتے بن اسد امین بن بن ہر یہ شکر ایرج نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس میں اس دیوانے کی کیا تدبیر کروں اس کے ہاتھوں سخت عاجز آیا ہوں اور یہ لکڑی مرکب کو پھیر کر اس مقام پر آیا جہاں سے اسد انتر صبا کو زخمی کر کے خزانہ لے گیا تھا وہاں پہونچ کر کچھ نہ پایا ہاتھ لکڑی اور وہاں سے ہٹ کر اپنی بارگاہ میں آیا انتر صبا کے زخموں میں طمانکے لگوائے مستقر حال ہوا اسے تمام سرگزشت بیان کی ابھی ایرج سے اور انتر صبا سے باتیں ہو رہی تھیں کہ اس اٹھامین لندھو بھی وارد ہوا اس وقت حال کیا ایرج نے کہا کہ اے دارا سے ہند اس دیوانہ نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے کوئی تدبیر نہیں ہوا لندھو نے کہا کہ اے ایرج اس مقدمے میں میں خود حیران ہوں کہ اسکی کیا تدبیر کروں کہ اسے جیسا مجھے رسوا کیا ہے میرا ہی دل خوب جانتا ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہر کاروں نے آکر ہر جہ گھرا کر اسد فلان بہاڑ میں چھپا ہوا پٹھان ایرج یہ شکر اسی وقت سوار ہو کر مع لشکر اس طرف کو روانہ ہوا یہاں اسد دامنہ کوہ میں باہرام بیٹھا ہوا تھا کہ بکا بک ایک متوق گرد و غبار کا پیدا ہوا اسد گھبرا کر دیکھنے لگا کہ یہ گرد کیسی ہے ایک لمحہ بھگے بعد دیکھا کہ ایرج مع فوج چلا آتا ہے اور دھرتو اسد نے ایرج کو دیکھا اور ادھر ایرج نے اسد کو دیکھ پایا ایرج نے دھین سے فخر کیا کا دیوانے خبردار ہو جائیں آپو نچا اسد نے بھی یہ شکر دھین سے آواز دی کہ ادبزار نیچے آتا ہے تو کیا بنا گیا یہ لکڑی اپنے لوگوں سے کہا کہ یار دودہ آفتاب پرست آپو نچا جلد بھاگنے کی تیاری کرو اور علقمہ سے کہا کہ اے علقمہ تم تو خزانے کے ایک جانب کو چلے جاؤ درمیں اور لوگوں کو بس کر ایک جانب چلا جاؤں اگر وہ ہزار کچھ پیر پڑ پکا تو تم سبے نال خزانہ چھوڑ کر بھاگ جانا میں سمجھ لو علقمہ نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہو گا اور خزانہ سے کہ ایک جانب کو رہی ہو اور اسد ایک طرف کو رہی ہو ایرج نے خزانہ سے تو کوئی سرکار نہ کیا اور اسد کا تعاقب کیا اسد نے جو دیکھا کہ ایرج تیرے پیچھے چلا آتا ہے تو اپنے دل میں کہا کہ اس باجی کو بھلا دیا ہاں یہ ابراہیم سے کہا کہ تم کل خزانوں کے دس غول کر کے دس طرف بھاگ چلو ایرج لا محالا ایک ہی غول کا تعاقب کر گیا دسوں غولوں کا تو تعاقب کرنے سے رہا ایک ہی غول پر جو کچھ آفت آتا ہوگی وہ آجائیکہ اور سب تو محفوظ رہیں گے یہ مشورہ کر کے اس طرح تعقیب کی لیکن اتفاق کار جس غول میں اسد تھا ایرج نے اسی غول کا تعاقب کیا اور لکڑی کا ہوا چلا کہ او دیوانے آج تو میں تجھے زندہ نہ چھوڑ دوں گا تو جائیگا کہاں جہاں جائیگا وہیں پہونچو لگا یہ شکر اسد نے جواب دیا کہ ادبزار نیچے تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی جو میرا تعاقب نہ کرے دیکھوں تو کہاں تک تو میرے پیچھے آتا ہے اسد یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک جوہر آب دکھائی دی کہ کوئی دس گز کی جوڑی تھی اور طول کا کوئی حساب نہ تھا اسد نے بے مہکت حرکت کو پانی میں ڈال دیا لیکن دفعۃً جو گرمی سے پانی کی سردی گھوڑے کو محسوس ہوئی تو وہ بالکل اکر گیا اسد گھوڑے سے کود کر پیادہ ہو کر بھاگا ایرج نے کہا کہ او دیوانے اب تو کہاں جائیگا لیکن میں نے تجھے اسد نے جواب دیا کہ ادباز باجی کیا بھال نری جو مجھے پاس کے ایرج نے خشتناک ہو کر گھوڑے کو کوڑا کیا اور ایک طرفۃ العین میں اسد کے قریب پہونچ گیا اسد نے جلدی سے ایک بڑا بھاری شجر اٹھا کر گھوڑے کے منہ پر مارا کہ اسکا منہ بھر گیا ایرج نے پھر باگ موڑ کر اسد کی جانب دوڑایا جب بھرا اسد کے قریب پہونچا اسد نے پھر ایک شجر مار کے اپنی راہ دی اب ہر چند ایرج کوڑا مار رہا ہے اور گھوڑا اسد کی طرف رخ نہیں کرتا ناچار ایرج بھی گھوڑے سے کود پڑا اور پیادہ ہو کر دوڑا لیکن اسد ایک بلا سے بے درمان آفت جہاں دھانیان دہلا ہوا چھرا سا آدی ایرج اسے کب پاس لگتا ہے اسد چلا دے کی طرح کودتا بھانڈتا ہوا چلا جاتا تھا ایرج ہر چند کہ کشتش کرتا ہے مگر اسد کے

میرا بنین ہو پرخ سکنا بیان تک کہ اسد بھاگتے بھاگتے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج بھی جب قریب کوہ پہونچا تو دامن گردان
 کر پہاڑ پر چلا اور لٹکا لٹکا کر اودھو لوانے اب لوکمان جا بگا اسد نے کہا کہ تو کیا بکنا کر اگر قضا میری بنین ہو تو کیا حال تیری کہ
 ایک روٹنگ بھی میرا میل کر سکے اب آگے آگے اسد جو گامین بھر رہا ہوا اور پیچھے پیچھے ایرج جس کمزن اسد جاتا ہوا
 ایرج بھی اُس کھوہ میں چلا جاتا ہوا مگر اسد ایرج سے بھرپور کر بکھاتا ہوا ناٹیکہ کوئی نصفت راہ کوہ اسد نے طرکی بھئی
 کہ ایک غار دکھائی دیا اسد گھر کر اُس غار میں اُتر گیا اور ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا تھا اُسکی آڑ میں چپکے کھڑا ہو رہا ایرج
 گھر آیا ہوا اپنے زور میں آگے بڑھا چلا گیا جب ایرج کوئی سو قدم آگے بھٹکیا تو اسد اُس غار میں سے نکل کر پکا کر اُڑ
 بڑا رینگے میں تو بیان ہون لوکمان بدحواس بھاگا ہوا چلا جاتا ہوا اب میں تیرے مرکب پر سوار ہو کر جاتا ہوں تو میں پڑا ہوا
 جھک مارا کر ایرج مضطرب ہو کر چلا یا کہ اسی اسد تو مجھے قسم نے سے میں تجھے کچھ نہ کہو گا تو میرا مرکب نہ لے اسد نے کہا کہ
 او ہزار بچے چٹھ بھی تو اور مجھے قریب دسے میں ایسے لوگ ملتے جلتے جڑا کر جاتا ہوں یہ کھڑے ہال سے اُنکر کھلی تمام دہان پر چلا
 ایرج کا جہان مرکب کھڑا ہوا تھا اور اُس مرکب پر سوار ہو کر ایک طرفہ العین میں نظروں سے نا پدید ہو گیا اب ایرج حیران و
 پریشان ہو کر رہ رہی کرنے لگا ناراضان پانوں میں چھٹے جاتے ہیں خون پانوں سے بہتا جاتا ہوا ہر مقام پر تھک تھک کے
 بیٹھ جاتا ہوا جب کوئی کاٹا زور سے بھڑک جاتا ہوا تو غیر اعظم کو پکا رنے لگتا ہوا کوئی چار گروہی کے بعد لوگ اسکے پہونچتے اور
 گھوڑے پر سوار ہو کر پھیلے شاپور نے کہا کہ اوی شہر یار یہ دیوانہ بلا سے بے دربان آفت جہان ہوا آپ نے ناحق اسکا تعاقب
 کیا کیجی آپ کے ہاتھ نہ لگیگا آپ ہرگز اسکا تعاقب نہ کیا کیجیے پریشانی کے سوا کچھ باقی نہ آئے گا جب تعاقب کیجیے گا
 یونہی جہاد پریشان ہو جیے گا یہ شکر ایرج نے کہا کہ اوی شاپور اب ملامت سے کیا فائدہ ہے زخم پر تھک نہ جھڑک
 شاپور نے کہا کہ خداوند نعمت یہ تو کوئی بُرا انسانے کی بات بنیں ہر کیا میں نے کچھ خلاف عرض کیا ہوا ایرج نے کہا خیر زیادہ
 باتیں نہ بنا جو ہونا تھا وہ ہو چکا جلدی جا کر خبر لا کہ وہ دیوانہ کمان ہوا شکر شاپور خبر کے بے روانہ ہوا اب اسکو تو سرگرم
 تلاش اسد چھوڑیے اور حال اسد کا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو وہاں سے آیا تو خزانہ حارث بن سعد کی خدمت میں پہونچا ہوا
 حارث وہ خزانہ لے کر شہر مرصع حصار میں روانہ ہوا وہاں پہونچ کر مردان جنگی لازم رکھے فوج ہوا کرنا شروع کی تاہنگ
 چند دن میں ساٹھ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر نقاب بن بنیہ پر ڈال گئے روانہ ہوا ادھر سے تو چلا اور ادھر سے ایرج نے
 جانب شہر مرصع حصار کو بھاگتا فریب پہونچا تو نقابدار سنبڑ لوٹش سدراہ ہوا لشکر نے ایرج کو خبر دی کہ ایک نقابدار
 سنبڑ لوٹش سدراہ ہوا ایرج نے کہا کہ خیر بیٹے اُس سے ہمچہ تو لگا تو آگے جاؤ لگا یہ کھڑا اسی جگہ مجھے بریا کر دے
 دونوں لشکر دن میں طبل جنگ بجا رات بھر تیری رہی صبح کو صف آرائی ہوئی نقابدار سنبڑ لوٹش مرکب کو چپہ کر میدان
 میں آیا خوب نیزے کے ہاتھ لٹکائے خوب تماشے فنون سپاہگری کے اور بگہریان دکھائے جب خوب عرق عرق ہو لیا تو
 مبارز طبع کی طراسپ نے جاہا کر مقابلے کو جائے ایرج اُسے مانع ہوا اور خود میدان میں آیا جب برابر نقابدار کے آیا
 تو پہلے لگا مدزن ہوا دونوں کے مرکب برابر سے ہٹے بعد اُسکے تو سنوں کو بھر بھر کر مقابل یکدگر ہوئے ایرج نے پوچھا کہ اوی نقابدار
 تو کیوں میرا سدراہ ہوا ہو مجھے خیال نہیں آتا کہ میں وہ شخص ہوں کہ ناب حمزہ صاحبقران لندھو بن سعدان نے
 میری بہت اختیار کی ہو حمزہ میری تلوار کے خون سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ ہے کہ تو بھی بیعت میری اختیار کر در نہ
 بچتا یہ لگا نقابدار کا رکاوٹ پاجی بڑا زنگے کیا بکنا ہو حمزہ صاحبقران اُسوقت نقابدار کے تعاقب میں گئے تھے کہ جب ہوا
 نام و نشان بھی نہ تھا ساحرہ جگر اٹھا لگی تھی اور لندھو رکابا ذکر ہو وہ تو پھر عاشق ہو گیا صاحبقران لندھو کو
 حفاظت ملک کے واسطے چھوڑ گئے تھے اسنے پھر فرقت ہو کر بارگاہ سلطانی چھوڑ دیا اسنے پھر چھوڑ دیا اور تو نے ظلم و ستم

اگر باندھی نہ گون کا خون ناحق کیا آئینوں کو بیکار تھا کیا خون ان سب کا اپنی گردن پر لیا اب بن سٹھے کب جھوٹا ہوت
 دیکھ تو میری کیا حالت کرتا ہوں ایرج نے یہ سنکر کہا کہ بہت درست ہے بجا ارشاد ہوتا ہے آپ ایسے ہی ہیں اجماعاً
 اپنا حیر اور دل میں اپنے خیال کرتا ہے کہ اس آواز سے تو کچھ کان آشنا ہیں یہ کسی صدا ہے خبر معلوم ہی ہو جائیگا انقسم
 نقابدار نے ایرج پر نیرہ ماما ایرج نے تیرے کو نیزے پر روکا چنگ۔ یان آگ کی سالون سے نکل کھین لگی نیزہ بازی
 ہونے لگی کوئی تین سو طعن کی رد و بدل کے بعد ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے خشناک ہو کر عمود
 گران سنگ ایرج پر مارا ایرج نے گزر کو گزر پر روکا مگر صدمہ گزر سے بیوش ہو گیا شاہ پور نے ایرج کو ہوشیار کیا
 ایرج اپنا گزر لیکر نقابدار پر دوڑا اور برابر آکے مار کیا نقابدار نے بھی گزر کو روکا شرار سے آتش کے گزروں سے
 نکل گئے نواختے کی آواز پیدا ہوئی ہر سر ہوا در ہر بن موسے پسنا جاری ہوا مرکب نقابدار کا رین بن و جنس گیا
 اور کمر ٹوٹ کی نقابدار بخش طاری ہوا عیار نقابدار کا دوڑا ہر جند جلایا آواز نہ آئی منجھ پانی کا جھینسا دیا نقابدار
 کی آنکھ کھل گئی حیرت سے کہا کہ یہ آفتاب پرست واقعی بہت زبردست ہے ہلاکی قرب لگائی تھی مگر خدا نے بجا لیا مرکب کو اشارہ
 کیا دو طبع زمین کا نے کر نکلا تو بھی مگر بڑا نقابدار کو دکر علیحدہ ہوا مرکب تیرپ کر گیا نقابدار اس در دے سے
 طوار کھینچ کر دوڑا کہ مرکب کو ایرج کے پڑ کر سے ایرج اس کے دوڑنے ہی مرکب سے کود پڑا اور سے نقابدار
 ہمیشہ اُدھر سے ایرج دوڑا ہتھیار دو وزن نے رکھ کر بے کشتی ہونے لگی بعد و دشانہ رفت کے ایرج نے لنگر نقابدار
 کا قوط کے زمین پر دے مارا اور شلیں بانڈھ لیں طبل باز گشت کو بجوا کر داخل خیمہ ہوا نقابدار کو اسیر غل ذبح کر کے
 زندان خانہ میں بھیج دیا اور آپ کھانا کھا کر سو رہا جب صبح کو بیدار ہوا تو اٹھ کر بارگاہ میں آیا اہل دربار جمع ہوئے گے
 لندھو بھی ایک طرف آکر بیٹھا ایرج نے علم دیا کہ جلد جا کر نقابدار کو تید فاد سے لافاسی وقت لوگ جا کر نقابدار
 کو زندان خانہ سے لے آئے نقابدار داخل بارگاہ ہو کر بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھو نے جواب سلام دیا
 ایرج نے نقابدار کو بلا کر اپنے برابر دنگل پر جگہ دی اور استفسار حال کیا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے تھے اور
 مجھ سے کیوں ملائے یہ سنکر نقابدار نے جواب دیا کہ فلک نے تیرے ہاتھوں گرفتار کر دیا میں اپنا حال کیا بیان
 گردن نقابدار کی آواز سنکر ایرج نے کہا کہ کل بھی مجھے اسکی آواز سنکر ایک دھوکا سا ہوا تھا اور آج بھی شک
 ہوتا ہے کہ میں نے اسکی آواز کہیں سنی ہو اسے کوئی اسکی نقاب تو اٹھاؤ شاہ پور نے یہ سنتے ہی جو نقاب چہرے سے
 اٹھائی تو دیکھا کہ حارث بن سلطان سعد ہی ایرج نے تجھ کو کہا کہ بائین اے حارث تو ہمارے تو نے یہ کیا غضب
 کیا کہ میری بیعت شکنی کر کے مجھے جگ کی اور پھر بھی سیرل کچھ نہ پاس کا خبر ہو کچھ ہوا سو ہوا اب تو تو میری آزمائش بھی کر کے
 میری ہی ہو کہ پہلے تو جی طرح لندھو کے پاس رہتا تھا اسی طرح وہ میں تجھ سے کچھ ممرض منو لگا یہ سنکر حارث نے
 کہا کہ اے ایرج لندھو کا تو ذکر نہ کر وہ تو کچھ عاقل و فریقہ ہوا در بن نے جو میری بیعت کی تھی تو نہ مخالفت اہل اسلام کو پہلے
 جب تو نے میرا کھانا نہ سنا تو میں نے بھی بیعت میری توڑ ڈالی اور اب تو اگر میری جاؤ لگا تو بھی میری بیعت قبول نہ کر دینا
 خبر معلوم ہو گیا کہ فلک نہایت سفاک ہو رہا ہے جو تجھ ایسے باجی کو مجھیر غالب کر دیا جو تجھے منظور ہوا وہ میرے حق میں تو
 کر ایرج یہ کلام سنکر نہایت برہم ہوا اور قتل حارث کے لیے جلا دے طلب کیا لندھو نے کہا کہ اے ایرج ہمارے
 ہتھارے جو وعدہ ہوا اسکا بھی خیال ہو ایرج نے کہا کہ ان یاد ہو لندھو نے کہا کہ بس بھر جب وعدہ تم اسے حق و مدد
 تک مقید رکھو اگر یہ راہ ماست پر آگیا اور میری فمائش کو قبول کر لیا تو تو خود نہ مجھیں اختیار ہو ایرج نے یہ سنکر کہا کہ اچھا
 کیا خدا لندھو اور جو بدادوں سے کہا کہ اسے زندان خانہ میں لیجاؤ اور لندھو اور رفقاسے لندھو اور اگر اسے کسے پاس

جہاں تو منع نہ کرنا حارث نے یہ گفتگو سنا کہ اس ایرج یہ سب باتیں بیکار ہیں تو مجھے قتل کر ڈال میں ہرگز تیری عہد
 نہ کرونگا اور لندھو سے کہا کہ ادھندلی تو کیوں میرے قتل کا مانع ہوتا ہے میں ہرگز ایرج سے بیعت نہ کرونگا اور
 قطع نظر اسکے تجھ کو ان باتوں سے کیا کام ہے ان حرکتوں سے مجھے کوئی پہنچ نہ کیگا کہ لندھو راجہ اسلام کا طرفدار
 ہے اور منکر ام مجھے اہل اسلام سے کیا کام ہے القصہ لندھو نے تو ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور لوگ ایرج کے اسے
 لندھو انجانیوں میں سے کہے دن تو جون توں گزر گیا شب کو لندھو حور زلمان خانہ میں آیا اور ساتھ باندھ کر عرض کیا کہ
 شہر یا یہ آب شوق سے مجھے جو چاہیے کہیے میں ہرگز برا نہ کرونگا مگر تا آمد صاحبقران ایرج سے بیعت کر لیجیے میں آپکے
 داد کا نیکو وار ہوں مجھے آپ کا قتل ہونا ناگوار ہے یہ سن کر حارث نے کہا کہ ادھندھو قول مروان جان در داب تو جو منہ سے
 نکل گیا سو نکل گیا لندھو زنا چارہ مجبور ہو کر چلا آیا دوسرے دن پھر جا کر سمجھایا مگر وہی جواب پایا سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہو گیا
 آخر کار تھک کر بیٹھ رہا تیسرے روز ایرج نے لندھو سے کہا کہ ادھندھو میں روز گزر چکے کو اب کیا کہتے ہو لندھو
 نے کہا کہ اب تجھ میں اختیار ہے میں اب رخصت نہ کرونگا یہ سن کر ایرج نے حکم دیا کہ میدان خونی تیار کر دہل میں حارث کو قتل کر دینا
 در غراب زنگی سے کہا کہ حارث کو جھیل کے کنارے بجا کر قتل کرانا اسے کہا کہ بہت اچھا آپ میدان خونی تو تیار
 کر دیتے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور وہاں اسد نے ضرغام سے کہا کہ ادھندھو ضرغام لشکر ایرج میں جا کر حارث
 کی خبر لا دو جہاں آیا تو قتل حارث کے مشورے دیکھے اٹھے بالوں بچا ہوا اسد کے پاس آیا اور تمام قصہ بیان کیا
 اسد نے قتال پلنگہ پوش سے کہا کہ ادھندھو چچا امرد زور زنا سے من در رسید یا تو مجھے حارث کو بجا کر چھڑ لیا اور یا اپنی
 جان ہی دیدی فتاح نے کہا کہ ادھندھو جی شکاری میں کیا نذر آ رہی تھی اسے ساتھ میں انشا اللہ تم سے غیر
 ہم اپنی جان دینگے بن پھر رات تو بھی باتیں رہیں پھر رات رہے اسد نے بوقت بجائی کادیار ان تیار شوید سب کے
 سب تیار ہو گئے اسد نے پھر دوسری بوقت بجائی کادیار اقان سوار شوید سب کے سب مسلح و مکمل سوار ہو گئے عیسوی
 بوقت اسد نے پھر بجائی کادیار ان ہمراہ میں باجند سب کے سب اسد کے ساتھ ہوئے اور یہاں ایرج نے
 دو گھنٹی رات رہے سے حکم دیا کہ غراب جا حارث کو قتل کر غراب اسی وقت حارث کو لیکر میدان خونی میں
 آیا اور ارہ کش کش قبچان کو لبان تمام اسباب درست پایا غراب نے حکم دیا کہ جلد سے قتل کر د جلد جلدی سے
 ریگ کا چوڑہ بنا کر قطع ڈال کر حارث کو قطع پر بٹھا دیا اور کہا کہ اب جو چھڑ کھا نا ہو کھا لے جو پینا ہو پی لے جو
 وحیبت کرنا ہو کرے کر اب وقت تیرا اخیر ہے حارث نے کہا کہ نہ کچھ کھا نا ہے نہ پینا ہے خوب سا غم کھا چکے خوب
 اب شک حسرت پی چکے مگر وحیبت یہ ہے کہ جب صاحبقران ظلمات سے بھر کر زمین تو اتنا کہ بنا کر حارث بن اسد
 ایرج کے ہاتھ سے قتل ہو گا اسکا انتقام ضرور لیجیے گا یہ سن کر غراب نے کہا کہ اسے جلا د دیکھتا کیا ہے جلد قتل کر
 جلا د کوئے کا خط کھینچ کر کھوار سونت کے سر پر کھڑا ہوا تیسرے حکم کا منتظر تھا اب جو حارث نے آکھ کر دیکھا تو تمام عالم
 تشہ خون دشمن جان معلوم ہوتا ہی کوئی درست نہیں معلوم ہوتا خیال گذرا کہ ادھندھو حارث افسوس لندھو سے علیحدہ
 ہو کر ذلیل بھی ہوا اور جہاں بھی گئی اب حیات نہیں معلوم ہوتی یہ خیال کر کے رونے لگا اور بچار کہ اسے کس بلکیان
 دای با در غریبان سوا سے تیرے اس وقت میں کسکو پکاروں تو ہی بچانے والا ہی خداوند اور اسلئے اپنے بندگان
 خاص کا اس ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھ ہنوز دعا نہ تمام ہوئی تھی اور غراب تیسرا حکم مذہبے پایا تھا کہ آواز بوق
 کی بلند ہوئی اور ایک لہر کے کی آواز بلند ہوئی کہ باشد ادھندھو کا فرمان بردار دای کا فرمان بجا نہیں صنیعہ روز بجا نہیں رہے
 انہم سپہ شجاعت در دریا سے فوت صفت ممکن دھندھو اسد بن کرب دلا در لوگ آ نکھیں بچا کر بچا کر کے دیکھنے لگے

کہ یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے ہنوز دیکھ رہے تھے کہ اسد تلوار کھینچ کر مثل بلا سے ہرم ان آفتاب پرستوں پر
گرا جتنے تماشائی تھے وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے غراب زنگی بھی اسے کور کے ادھر ادھر چھپ رہا حارث
نے زنجیر پڑ کے جھپکا دیا جلا بھی جھوڑ کر بھاگا حارث نے قید توڑ ڈالی ضرغام گھوڑا سواری کو لایا پرتلو اور لا کر
موجود کی حارث بھی اسد کے ساتھ ہو لیا ایک حشر برپا ہو گیا ایرج نے جو لوگ کی آواز سنی دونوں ہاتھ زانو پر
مر کے کہا کہ اسے اس دیوانے نے دیوانہ کر دیا مصرع غم را کہ نشان داد بدار کہ خبر کرد، طر ماسپ نے کہا کہ غم ہمارا کج
تو یہ دن کو آیا تو من جا کر اسے رہا ہوں یا زندہ لاتا ہوں ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ میں مانع نہیں ہوں مگر یہ خوب جاننا تو
کہ وہ تمھارے ہاتھ لگے گا نہیں خبر تم جلد میں بھی آتا ہوں یہ سن کر طر ماسپ اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور پہنچتے
ہی لغزہ کیا کہا دیوانے کھڑا رہا دین آج بوجھا ہر روز بخون مار کے مارے آج دن دہاڑے آفت جوتے آیا ہوا اسد
بکا را کہ او حرموار بھلا تو آتو سہی دیکھ تو تیرا کیا حال بناتا ہوں یہ سن کر طر ماسپ نے برابر بوجھ کر بطور مارنے کے لیے ہاتھ
بلند کیا اسد نے لپک کر ایک تلوار اس کے گیندے کی گردن پر ماری کہ سر اس کا قلم ہو گیا اور وہ گرا اسکا گنا تھا کہ طر ماسپ
بھی دھڑ سے زمین پر تھا اسد نے لپک کر اور ایک تلوار ماری کہ طر ماسپ کے سر پر پڑی اور ایک تلوار سید
کی کہ گیندے کا پیٹ چاک ہو گیا پھر ایک تلوار کمر پر لگائی پھر ایک تلوار شانے پر ماری غرض ہاویے تلواروں کے
بولادیا اس اثنائیں ایرج بھی بوجھ گیا اور لغزہ کیا کہ باش او دیوانے ناہنجار تو نے کھچا میرا کجا دیا ہوا اور لوگوں کو
ٹھاننا ہوا اسد کے سامنے آیا اسد نے ایک بھر گھوڑے کی پیشانی پر مارا کہ گھوڑا لوٹ بوٹ ہو گیا جب تک ایرج
دوسرے گھوڑے پر ہوا ہووے ہی ہووے تب تک مع اپنے فراقوں کے حارث بن سعد کو لیے ہوئے نہایت کھانا ہوا چلا گیا
ایرج بھڑی دروا سے تباہ من چلا تھا کہ شاہ پور نے آواز دی کہ آؤ زبدہ آفتاب پرستان پھر چلیے ایسا کہ وہ دیوانہ آگیا
دھوکا دے کر اور من سے لشکر پر آگے یہ سن کر ایرج چار ناچار بھر کر اپنے بیٹے کو چلا آیا اسد حارث کو لیے
ہوئے دامنه کوہ میں پہونچا اور کہا کہ میں آج مرنے کا قصد کر کے گیا تھا مگر خدا نے غیر کرنی کہ آپ چھوٹ بھی گئے اور بھیج
وسلامت نکل بھی آئے اب بہتر یہ ہے کہ آیتا ناہجان کے پاس ظلمات کو چلے جائیے اور اس آفتاب پرست کی زیادتیوں
بیان کر کے فرمائیے گا کہ کسی شخص کو حفاظت ملک کے واسطے روانہ فرمائیے ورنہ ملک آپ کا بالکل تباہ ہو جائیگا اور یا
سبائل بن سلمان شاہ فارسی کے پاس جائیے وہ بھی آپ کو بہت اچھی طرح رکھنے کے جوق ناہجان ظلمات سے بھر کر
آئیے گئے سمجھ لیا جائیگا لیکن اس بنا پر بھیجے سے اب سنانا نہ بھیجے کہ وہ تراخیز بہت شدہ ہو گیا ہے حارث نے کہا کہ آؤ
اسد میں نہ ظلمات کو جاؤ لگا نہ سبائل کو جاؤ جگاتے میری جان بخشی کی ہے تمھارے ہی ساتھ ہو گا اسد نے کہا کہ
ای شہر یار آب میرے مالک میں میں آپ کا مطیع ہوں ایک خدمت میں آپ کی بجالایا تو کیا ہوا اور جو کچھ ارشاد
ہو اسے بھی بجالاؤں جہاں آپ فرمائیے وہاں آپ کو پہونچاؤں حارث نے کہا کہ بھائی میں تو کہہ چکا اب میں
تمھارا ساتھ چھوڑ کر کہیں بھی نہ جاؤ لگا جہاں اور اکثر امیر زادے تمھارے ساتھ ہیں وہاں میں بھی ہوں تو کیا مضائقہ
کہ میں اب ہرگز ہرگز تمھارے ساتھ نہ جاؤ لگا اسد نے کہا کہ ای شہر یار میں تو آپ کا مانع نہیں ہوں آپ کی جیت میرے
واسطے باعث افتخار ہو جائیگا اور برکت ہوگی مگر ایک تو میرے ساتھ میں دڑو دھوپ بہت ہے اور ہر روز موت
کا سامنا ہے آپ سے میرا ساتھ نہ دیا جائیگا دوسرے یہ کہ میرے پاس آپ کے لائق کوئی سلمان پیش بھی موجود نہیں
یہ میرے ساتھ میں کمال ہے جیسی اٹھا لگا حارث نے کہا کہ مجھے یہ سب قبول و منظور ہے مگر خدا کا لا کھو اسد نے چاہا
کہ حارث کو اپنے ساتھ نہ رکھے لیکن حارث نے ایک نہ مانی اور کسی طرح ترک جیت کر اپنی بیوی و بچہ کو لے کر

اسد نے جام شربت کا حارث کو پلایا اب یہ بھی اسد کا ہم پیالہ ہوا تینتالیس امیر زادے اسد کے ساتھ تھے اب جو اسیس ہوئے اب انکو تو اسی حال پر چھوڑیے اور کچھ حال ایرج کا سنئے کہ اسنے بعد رہائی حارث جانب مرصع حصا کوچ کیا جب بعد یادیر ہوائی راہ دشت دجل قریب مرصع حصار کے پہنچا تو لندھور نے شاہان مرصع حصار کو ایک نام بدین مضمون تحریر کیا کہ اوشنشاہ مرصع پوش و شہر مرصع پوش و سوار مرصع پوش تم سب آگاہ ہو کہ مجھو حضرت امیر حمزہ صاحبقران نے اپنا نائب معین کر کے جانب ظلمات کوچ فرمایا اور تم سب کو میرا مطیع و تابع فرمان کر گئے اور میں نے بیعت ایرج کی اختیار کر لی، تم سب کو بھی میری اطاعت اور پیروی لازم و لازم ہو کہ میں تمکو کھتا ہوں کہ جب تک کہ حضرت صاحبقران زمان ظلمات سے مراجعت کریں تم بیعت ایرج سے کنارہ نہ کرو اور ایرج کو حسب دستور صاحبقران خراج دیا کرو اس نامے کو دیکھتے ہی حاضر خدمت ہوا اور اگر ختم اسکی خلافت وزری کی تو آگاہ و مطلع ہو کہ میں بالکل بری الذمہ ہوں تمھارا خون تمھاری ہی گردن پر ہوگا جس طرح کہ اہل اختتام اہل فرکو شیعہ قتل ہوئے اسی طرح تم بھی مارے جاؤ گے اور سخت فحالت اٹھاؤ گے اور مجھے لوگ عفت میں بدنام کریں گے قصہ مختصر جب یہ نامہ شہنشاہ مرصع پوش کو پہنچا تو اسنے اپنے دوڑن بھائیوں سے صلاح کی کہ ہمنے تو حارث بن سعد کی وجہ سے قصہ کر لیا کہ بیعت ایرج سے کنارہ کشی کریں اور اسکی اطاعت سے منہ نہ موڑیں مگر وہ مقدمہ ہی گا و خورد ہو گیا حارث بن سعد یہاں سے چلا ہی گیا پھر اب ہم کسے بھر سے بر ایرج سے بگاڑیں اور حق ناحق اپنی جلدن دین بس ہمارے پاس یہ نوشتہ لندھور بن سعدان کا کافی تھا و سند کافی بر جب ہم سے کوئی مستفسر حال ہوگا کہ سنئے ایرج سے کیوں بیعت کی تو اسوقت ہم یہ نوشتہ لندھور کا دکھا دینگے انہوں نے بھائیوں نے بھی اس واسے کو پسند کیا اور کہا کہ واقعی الامر کذلک جب یہ رائے محکم ہو گئی تو شہنشاہ مرصع پوش نے جواب نامہ لندھور کا بدین مضمون تحریر کیا کہ بھو آپ کے ارشاد فیض بنیاد سے کسی طرح کا فخر نہیں ہی ہم بے مال و تقویٰ خدمت خیر خدمت میں حاضر ہوئے جو وقت یہ نامہ لندھور کو پہنچا تو وہ مضمون نامہ سے مطلع ہو کر نہایت خوش و مسرور ہوا اور ان مضمون بادشاہوں کا منتظر ہوا دوسرے دن مینوں بھائی ملے الصباح حاضر خدمت لندھور ہوئے تدرین گذشتہ مضمون لندھور نے انکی تدرین لیکر خلعت سے ممتاز کیا اور بعد اسکے اپنے ساتھ لیکر خدمت ایرج میں حاضر ہوا ایرج کی بیعت کر دئی ایرج نے بھی ان مینوں بھائیوں کو خلعت سے سرفراز کیا اور ایک ایک رذر مرصع حصار لقمہ حصار زہرہ حصار میں رہ کر خوب دعوتیں لھائیں خراج ملک حاصل کیا بعد اسکے وہاں سے کوچ کر کے مشتری حصار کی جانب روانہ ہوا جو جان کو ہرادل لشکر کیا بارگاہ سلطانی دے کر آگے آگے روانہ کیا جو جان دریا باری پیش خمیرہ بے ہوئے چلا آتا تھا کہ درہ کوہ بن ہو چکا ایک نقابدار زرد پوش سے سامنا ہوا اور وہ چاہیں اسوار کی تعبیت سے آکر سد راہ ہوا اور سلطان کا را کہ او آفتاب پرست اگر اپنی زیست تجھے منظور ہو تو بارگاہ سلطانی میرے حوالے کر دے اور تیرا جدمرچی چاہئے اور چلا جائے لشکر جو جان دریا باری سفرہ کیا کہ او نقابدار گنام کیا تجھے صلہ نہیں کہ یہ بارگاہ زہرہ آفتاب پرستان ایرج از جو ان نظر کردہ پیر قطب دوران صاحبقران زمان کی ہی بھلائی کی کہ اس بارگاہ عالیجاہ کی طرف نظر بھر کے دیکھ سکے یہ لشکر نقابدار نے آواز دی کہ ادباً وہ گو کیا محلات و واپس بات یک رہا تو جائیگا کہ ان اگر بسہولت تو نے بارگاہ میرے حوالے کر دی تو خبر در زمرہ جنگ تجھے دے کہ بارگاہ تجھے جبین لیا لیا کی غرض بھار لغتگو سے لیا ہر دو جانب سے صف آرائی ہوئی نقابدار نے میدان میں آکر مہماندہی کی جو جان دریا باری نے آکر مقابلہ کیا پہلے نیزہ بادی ہوئی نقابدار نے نیزہ اسکا ہوائی کیا جو جان نے برہم ہو کر نقابدار کی نقابدار نے تلوار اسکی ر دکی اپنا دار کیا کہ تلوار نقابدار کی سپر کو کاٹ کر دو انگل جو جان کے سر میں در آئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی جو جان کو غش آگیا

اسے تو لوگ اٹھا لینگے گھر جان دریا باری سے بھائی نے پھر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا بس پھر تو نقابدار لشکر
نقاب پر مثل لاسے مہر کے جا پڑا بنگ مغلوبہ دافع ہو گئی کوئی پھر بھگتی لڑائی کے بعد نقابدار نے بارگاہ سلیمانی اور انشا
صاحب قرانی چھین لیا آفتاب پرست بھاگے ہوئے ایرج کے پاس پہنچے اور تمام حال بیان کیا ایرج اس حال کو
شکر ثابت مدہم اور برہم ہوا اور لندھو سے کہنے لگا کہ ایک بار تو حارث نقابدار نکلو مجھے لڑا تھا اب کی مرتبہ نہیں مہم کہ
کس ذات شریف کی یہ حرکت ہو لندھو نے کہا کہ مجھے بھی اس کا علم نہیں یہ نصیحت نصیر ایرج نے وہاں سے کوچ کر کے برابر
کوہ شمشیر حصار کے خیمہ پر پا کیا یہ خبر سن کر نقابدار زرد پوش بھی درہ کوہ سے اتر کر مقابل ایرج خیمہ زن ہوا اور نقارہ
رز می بجھنے کا حکم دیا اور یہاں ایرج اس قصد میں بیٹھا ہوا تھا کہ نقابدار زرد پوش کو نامہ تحریر کرے کہ یکایک آواز
نقارے کی کان میں آئی ایرج نے دریافت حال کا حکم دیا یہی تھا کہ اس اثنا میں ہر کار سے آگے اور انھوں نے خبر
دی کہ نقابدار نے طبل جنگ بجا دیا ہر کل میدان میں نکلیگا یہ سن کر ایرج نے کہا کہ خبر سمجھا جاوے گا ہمارے یہاں بھی کوس حربی پر جواب
موجب حکم لشکر ایرج میں بھی صدائے نقارہ حربی بلند ہوئی اور رات بھر لشکر دن میں تیاری جنگ رہی علی الصبح دونوں لشکر
میدان میں آصف آرا ہوئے بعد نقابت نقاب سے ابتدا داز کے لشکر نقابدار میں علم جلوہ گری پر آئے نقارے کے ہزاروں
گیرنگ شاہ زنگی نقابدار زرد پوش مرکب کو چکا کر میدان میں آکر مبارز طلب ہوا ولیم شیطا زنگی اپنے گیندے کو بڑھا کر
مالک سے اجازت لیکر مقابل نقابدار ہوا اور گنگا دوزنی کے ولیم نے کہا کہ ای نقابدار بڑا غضب کیا تو نے کہ لشکر صاحب قرانی
زمان ایرج سے بارگاہ چھین لی یہ نہ سمجھا کہ یہ بارگاہ اس شخص کی ہو کہ حمزہ جیکے منیب شمس سے ظلمات کو بھاگ گیا نامیب
حمزہ لندھو بن سعدان نے اس کی متابعت اختیار کی خیر اب تو جو حرکت تجھ سے ہوئی ہوئی اب میرے ساتھ خدمت ایرج
میں جلو چل میں تیری خطامعت کرادو دنگا تو چل کر اس کی محبت کرنے کہ یہی میرے حق میں بہتر اور افضل ہے یہ سن کر نقابدار نے کہا
کہ اگر جیشی ردیاد بس چپ رہ ہو وہ اور لاطائل ملک راہو وہاں پس فروش بچا بازی یہ حقیقت رکھتا ہے کہ ہم اس کی محبت
کر نیلے ارے دو دعا دے عمر و کو کہ جسے اسے پہاڑی بنایا اور لندھو نے عاشق ہو کر ملک گیر کیا وہ کر پاس فروش بچہ بازی
اپنے کو سمجھا کیا ہو کہ جو کو کسی سرخک معقول دیتا ہوں کہ ساری سرنگی بھول جائے اور تمام عسکر کو یاد کرے ولیم
شیطا تو یہ کلمات سن کر آگ ہو گیا اور کہا کہ بس اب زبان اپنی بند کر اور جو کچھ تجھے کہنا ہو زبان نیزہ و شمشیر سے کہ بہت
زبان و در زبان اچھی نہیں ہوتی یہ سن کر نقابدار نے کہا کہ پہلے تو سبقت کر اور اپنے دل کا جو صلہ نکال سے پھر ہم بھی سمجھ لینگے یہ سن کر
ولیم شیطا نے نیزے کا دار کیا نقابدار نے نیزے کو نشان نیزہ پر لگی نیزہ بازی ہونے کوئی قن گھڑی کے بعد نقابدار نے نیزہ ولیم
کا موالی کیا ولیم نے غضبناک ہو کر ارہشت تک کاہ کیا نقابدار نے آتے آتے کو خیال میں لا کر جو ایک تلوار باری تو راہ اور سر
دونوں کو کاٹ کر سر پر بڑی کہ تادہ ابرو تر آئی ولیم غش کھا کر زمین پر گرا نقابدار نے پھر مبارز طلبی کی سفیل سپر گردان مقابلے کو کلا وہ
بھی زخمی ہوا نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ پھر سپر گردان نے مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا نقابدار نے پھر مبارز طلبی کی اب کی مرتبہ
اکلید جہنم نے مقابلہ کیا وہ بھی گھائل ہوا تا انیکہ شام تک سترہ آدمی سر برآوردہ مجروح ہوئے نقابدار طبل باز گشت بجا کر اپنے
خیمے کو گیا اور سھوڑی دیر آرام لیکر پھر طبل جنگ بجا یا ہر کاروں نے یہ خبر ایرج کو پہونچائی اس نے بھی نقارہ رزمی بجھنے
کا کر دیا غرض شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو پھر دونوں لشکر صف آرا ہوئے اس روز سردار شک دراز گردن اور معاد
ر شک دراز گردن کے بعد دیگرے مقابل نقابدار ہو کر مجروح ہوئے غرض قن دن کی میدان بازی میں کوئی مقابلہ کرنے والا ایرج
اور طراسب کے سوا باقی نہ رہا جو تھے روز بھر نقابدار طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا اور بکارا لدا ایرج ما پھار اقبصہ واسے تیرے تیرے
لشکر میں کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نہ رہا سب سردار تیرے باری باری مجھے لڑ کر مجروح ہو چکے اب اگر تجھ میں جرات جنگ ہو تو تو

یہی میرا مقابلہ کر یہ کلام نقابدار کا شکر ایرج نے پودا باگ کا لیکر مرکب کو چکا کر نقابدار کا سامنا کیا اور بعد گارز زنی کے
 نقابدار سے کہا کہ اے نقابدار تو نے تو کچھ میرا کیا دیا معلوم نہیں کہ مجھ کو میرے ساتھ کیا دشمنی ہو نقابدار نے کہا کہ اے ایرج
 اب تو صاف حقراں ہوا ہوں مجھے فقط آزمائش جانتا ہوں ایرج نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہو لا انا حبرہ نقابدار نے کہا کہ
 پہلے تو اپنا وار کر ایمن جانے بڑھ نقابدار کے حوالے کیا نقابدار نے نیزہ اُسکا روک کر اپنا وار کیا عرض کوئی بین گشتے کی
 نیزہ پازنی کے بعد ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے جھلا کر تدار ماری ایرج نے تدار کو اتنے جہال بن لاکر
 بہر کو تو چھوٹ دیا اور نیچے پلے کو دراز کر کے تلوار نقابدار کی پکڑ لی نہ در ہونے لگے تلوار سے مرکب پیٹ کے بھل بیٹھ گئے دونوں
 بہت دُک سے کو در دامن گردن کر آستینیں چٹا کر سر کمر پیش ہوئے چار پہر دن کشتی ہوا کی شام کو بھی علیحدہ ہوئے
 دونوں طرف سے روشنی آگئی لوگ جانیں کے کیرن کہو لکڑیہ گئے اب سب کو اشتیاق ہوا کہ دیکھیں کیا ہوتا ہو کھانے
 دین کھانے بستر لگا کر بیٹھ گئے کٹورہ جھکنے لگا خواہنے والے آ موجود ہوئے الغرض رات بھر کشتی ہوئی اور ایک میل سا
 لگا رہا پھر دوسرے دن اور رات بھر کشتی رہی تیسرے روز پہر دن رہے ایرج نے لنگر نقابدار کا اگلے سر سے بلند
 کر کے بلا سے سر چرخ سے کر زمین پر سے ادا اور نقابدار کی مشکین باندھ کر طیل باز گشت بجا کر لشکر کجا نب پھر مالک
 بن ملکوت شاہ ایرج پر سے زرنثار کرتا ہوا جسے بن لایا نقابدار کو بھیجے اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانہ بن بھیج دیا
 اور خود کھانا کھا کر آرام کیا صبح کو بارگاہ میں آکر بیٹھا دل درہا متع ہوئے لندھو بھی اپنے رفقا سمیت آکر موجود ہوا ایرج
 نے نقابدار کو طلب کیا جب نقابدار حاضر بارگاہ ہوا تو نہایت ادب سے سلام کیا ایرج نے اسکی فردتی دیکھ کر سی زنگار
 شے کو دی اور حکم دیا کہ نقاب آسکے منہ سے ہٹاؤ میں دیکھوں تو یہ کون ہو شاید پور شیر دل سے اسی وقت بند نقاب
 توڑ کر جو دیکھا تو دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ قوی ہیکل قوی بازو نو مند عفت گردن ہی ایرج نے لندھو سے پوچھا کہ اے
 دارا سے ہند تم پہچانتے ہو کہ یہ کون شخص ہو لندھو نے کہا کہ ہاں میں خوب جانتا ہوں کہ یہ گز رنگ شاہ زرنالی کا
 بیٹا بہزادیل ہی ملان نہایت نور الدہر بن رہا ہے یہ شکر ایرج نے کہا کہ اے بہزاد جس طرح اور اہل اسلام نے محبت کی ہے
 اسی طرح تو بھی مجھے درست بیچ ہو میں بے اہل تجھے چھوڑ دوں گا بہزاد نے کہا کہ اے ایرج تو جو ان بیت کیسی میں دین
 تمہارا اختیار کرنے کو موجود ہوں اب تم بھلا اپنا ایک ادنیٰ انعام تصور کرو یہ شکر ایرج باغ باغ ہو گیا قداسکی توڑ کر گئے
 سے لگایا اور کلمہ میر غلام آفتاب مابا ف کا پڑھا بہزاد وین اسلام ترک کر کے دین آفتاب پرستی میں آیا مگر لندھو اس
 برکت سے نہایت آزرده ہوا اور اپنے دل میں کہہ کر فرمایا جانکا اب اس شخص کو یونین چھوڑ دینے

دو کلمے داستان نور دیدہ مسلمانان بصارت چشم حمزہ صاحبقران نور دیدہ بدیع الزمان کے ملاحظہ فرمائیے
 ماہ بان اخبار صداقت انار د کا بتان حکایات عسرت کایہ منربشمار اس داستان محبت بیان کو اس طرح تسلیم و تحریر کرے
 بن کہ جب بعد چند روز کے شاہزادہ نور الدہر نے جزیرہ اخرا سیہ میں محبت پائی تو خدمت صاحبقران عالی شان میں
 جانے کا قصد کر کے حکم دیا کہ اسباب ہمارا جہاز دن پر بار کیا جائے کل سامان سفر درست کیا جائے یہ حکم دے کر خود دریا کنار
 جا بیٹھے اسباب جہاز دن پر لہنے لگا سامان سفر درست ہونے لگا نور الدہر کنارے دریا کے بیٹھے ہوئے سیر دریا کر رہے
 میں اسباب لندھو سے ہیں کہ یکایک باختر کی طرف سے کچھ جہاز آئے ہوئے دیکھائی دیے جب وہ جہاز قریب پہنچے تو
 دیکھا کہ سب اہل جہاز سیاہ پوش میں باحال پریشان ایک تابلوت لیے ہوئے چلے آتے ہیں یہ حال دیکھ کر نور الدہر نے کہا
 کہ ایک ذرا کوئی جاکر انکا حال دریافت کر لے کہ یہ تابلوت کس کا ہے اور یہ کون لوگ ہیں اور ادھر جب ان لوگوں نے
 دریافت کیا کہ یہ بھی جہازات شاہزادہ نور الدہر کے ہیں وہ تو سب کے سب خدمت باسعادت میں حاضر ہوئے نورانی پیر

انھیں پہچان کر کریم لوگ شاہزادہ خاورد سپاہ کے ہیں بہت کچھ گریہ دنازی کی اور کہا کہ افسوس یہ سب لوگ شاہزادہ
 خاورد سپاہ کے مرنے سے بہادر باد ہوئے بعد اُس کے پوچھا کہ یہ نابوت کس کا ہے قیما اس خان نے کہا کہ یہ لاشہ
 متعارج خان ترک خطائی کا ہے بیان کیا اس دن کرب فازی کی عرضی نکال کر پیش کی دیکھا کہ نام عرضی پر جابجا
 آنسو گرے ہوئے ہیں و حزن جابجا سے مٹ مٹ گئے ہیں یہ حال دیکھ کر نور الدہر تیر چلے کہ یہ کیا معرکہ ہے جب اس عرضی کو
 پڑھا تو لکھا تھا کہ بھائی صاحب میں اس بزرگ کے ہتھ سے بہت پریشان ہوا میں اہل اسلام پر بھیہ زیادتیان کر رہا ہوں
 اہل فرنگوشیہ اور اہل اختتم پر بھی بدعت کی اور انھیں باحق قتل کیا اور اب اسے رخنہ اندازی ناموس صاحبقرانی کا
 تقدیر کیا ہے اور ہر ایک کے سامنے کتا ہے کہ میں ملک گیتی انروز پر عاشق ہوں اور میری معشوقہ ہے اور تمھارے باختری
 اسے مجھ کو بچا ہے اور یہ ہندی لندھو بن سعدان ایرج پر عاشق ہو گیا ہے اور اس سے محبت کر لی ہے چکا بٹھا ہوا کھلات
 نامنا سنکر تارہ اور کچھ نہیں کہتا لندھو جسطرح ممکن ہو اب بہت جلد شریف لائے اور میری دستگیری فرما دیجئے کھانا
 وہاں کھائے تو پھر یہاں دھوئے اور اگر آپ نے ذرا بھی توفیق دیا تو مجھ کو نہ پائے گا دست ناسعت مل کر
 ہجائیے گا اور حشر میں ملاقات ہوگی میں آپ کی زیارت کا اشتیاق لیکر مر جاؤں گا نور الدہر نے یہ عرضی پڑھ کر گہرے
 اختر شناس سے کہا کہ اگر صاحبقران کو میری مدد کے محتاج نہیں ہیں کہ میرا جانا اس کے پاس ضروری ہو اور جو
 ایرج اور اسد میں ہمیشہ سے دشمنی ہے اگر وہ مارا گیا تو سخت رنج ہوگا اور بعد اُس کے اگر کسی قسم کی رخنہ اندازی نہ ہو
 ناموس میں واقع ہوئی تو مر جانا بہتر معلوم ہوگا اس لحاظ سے میری رائے میں باختر کو جانا بخیر و اجابت ہے یہی شکر
 سب نے عرض کیا کہ حضور بہت بجا ارشاد ہوتا ہے یہ شکر اس روز نور الدہر نے ترک اور خاوردیون کو دھان لیا اور
 دوسرے دن حضرت امیر حمزہ صاحبقران کو اس مضمون کی عرضی لکھ کر قیما اس خان کے ہاتھ روانہ کی کہ فردی
 حاضر حضور ہونے والا تھا کہ عرضی اسد بن کرب کی ہو چکی ایرج کی زیادتیوں کا حال دریافت کر کے میں کسی
 طرف کو روانہ ہوں جب حضور ظلمات سے مراجعت فرماؤ گے تو قدوسی حاصل کرؤ گا اور عرضی روانہ کر کے جانب باختر روانہ
 ہوئے دوسری ہی منزل ہوگی کہ ایک شور و غلام دریا میں بند ہوا اور ایک غفلت نہاست خیر اٹھا شاہزادہ سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے
 عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہوا کہ ایک ننگ سیاہ رنگ دریا سے ٹکڑ جہاز کی طرف آتا ہے نور الدہر نے کہا کہ گھبراہٹ میں خدا
 بچائے والا ہے اور ہمارے سوار ہونے کے لیے ایک کشتی جھوٹی سی لاؤ جب کشتی حاضر ہوئی تو معطلہ اس اور جالاگ سوار جو
 اس ننگ کی طرف چلے جیسے ہی ننگ نے سر اٹھا لایا ایک تیر نور الدہر نے دہشتی آنکھ پر اور ایک تیر طماس نے بائیں
 آنکھ پر ایسا مارا کہ دونوں آنکھیں اُسکی کور ہو گئیں سر تو اسے پانی میں کر لیا اور دم اٹھا کر جاتا تھا کہ جہاز پر مارے
 کہ ایک طرف سے نور الدہر کی تلوار ایک طرف سے طماس کا ساہو بڑا ننگ کے من میں ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا سا
 جو کشتی پر اچھل کر گر تا ہے تو کشتی میں ہو کر غرق ہو گئی اور شاہزادہ بھی غرق ہو گیا صدائے نالہ و فریاد بلند ہو کر فلک کو
 ہلانے لگی گہرا کے اختر شناس نے زراچہ کہیں کرب کو تسلی دلا سادیا کہ گھبراہٹ میں باختر کو چلے جلو شاہزادہ صبح
 و سلامت ہر ملک باختر ہی میں ظاہر ہوگا اور تم سب سے ملاقات ہوگی یہ سن کر سب کے سب ناچار و مجبور ملک باختر کو روانہ
 ہوئے لیکن اب حال شاہزادہ نور الدہر کا دیکھو کہ یہ ایک تھکے پر ہوتا ہوا چلا آتا ہے جہاں تک نظر کام کرتی ہے سوائے عالم آب کے
 اور کچھ نظر نہیں آتا کنارہ ہلکا رعد ہر جی میں کتا ہے کہ داد داد ننگ کے مارنے کو گئے تھے خود ہی طمرہ ننگ قضا
 ہو گئے الغرض اسی حالت میں وہ شانہ روز بوسین گذر گئے بھوکہ کے مارے غش پر غش آنے لگے تیسرے روز بقدرت خدا وہ
 شخصہ ایک کنارے پر جا لگا نور الدہر نے جو اس شخصہ پر سے اتر کر دیکھا تو ایک ہمیشہ ہر نہایت سبز و شاداب اور جا بجا میوہ دار

درخت لگے ہوئے نور الدہر نے کچھ بڑا توڑ کر کھایا پانی پیاجب فی احمد پیش و حواس بجا ہوئے تو ایک درخت سایہ دار
 کے نیچے لیٹ کر سو رہا کوئی پہر بھر کے بعد آنکھ کھل گئی منہ ہاتھ دھو کر ایک جانب گوروانہ ہوا کوئی دو تین کوس کے بعد سواؤ شہر
 کا نظر آیا کہ کچھ تیل خانی کپتیاں تیل کی لیے ہوئے شہر سے جا رہے ہیں کچھ گالہ بان فٹے کی شہر کو چلی جاتی ہیں دھوبی لادیاں
 کپڑوں کی میلان برلا دے ہوئے بے قسمی کے پھیلے احمقوں میں لیے ہوئے چلے آتے ہیں کچھ خوبصورت دسے خواہجے لگائے
 ہوئے آ رہے ہیں کچھ سپاہی نعینائی برسے ساز سینگر و الگا سے ہوئے ایک کا دست پر بندوق دوسرے کا دست پر برسی دری توڑ
 رکھے ہوئے چلے آتے ہیں نور الدہر بھی لبسم اللہ لکھ کر داخل شہر ہوا دیکھا کہ دو طرفہ نہایت عمدگی اور صفائی سے دکھائی دیتی تھی
 میں تمام دنیا کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں سقے کٹورے بجا رہے ہیں پانی پا رہے ہیں عطر و خوشن سے کوہے تک رسے ہیں تیل
 بجا ہوا تک رہتے ہیں غرض عجیب گماٹھی معلوم ہوئی کہ شاہزادہ لفرج کھان آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا ہے جاتے جاتے ایک مقام
 پر گیا دیکھا کہ جو طرف تھا ٹھہر رہا ہے ہوئے ہیں ہر طرف نو بہنیں بیچ رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے ایک شخص سے پوچھا کہ بھائی اس
 شہر کا کیا نام ہے اور بادشاہ یہاں کا کون صاحب احتشام ہے یہ روشنی کیسی ہو رہی ہے اور ناچ رنگ کیوں ہو رہا ہے
 اس شخص نے کہا کہ بھائی اس شہر کو شہر مہرا نیہ کہتے ہیں اور بادشاہ علیجاہ یہاں کا صدران ماہ منظر ہے اور آج اس کے
 بیٹے دراج در گوش کی شادی ہو رہی ہے شاہزادہ بعد سیر و تماشا کا روضان سرا میں آکر ایک ٹھیکاری کے بیان اُترا اور
 کھانے کا بندوبست کر کے اسے کچھ دینے لگا اُس نے کہا کہ بیان تم ناحق اپنے پاس سے پکوانے ہو کھانا تمہارا بادشاہ کے
 یہاں سے آئے گا شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو خزان کھانے کا بادشاہ کے یہاں سے اُس کے واسطے آیا
 شاہزادہ کھانا کھا کر سو رہا اُٹھے الصباح میدان ہوا دست نقیست نماز صبح کا کھانا شاہزادہ نماز صبح بجالا کر سیر کو چلا گیا
 ہر ایک شخص جو جمال عظیم المثال شاہزادہ علیجاہ دیکھتا ہے اختیار شکنی باندھ کر دیکھنے لگتا ہے اور پوچھتا ہے کہ آپ
 کمان کے رہنے واسطے ہیں شاہزادہ کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں ملک کا باشندہ ہوں متلاشی روزگار آیا ہوں اور تمام شہر میں ایک
 غلطی ہو چکی ہے کہ آج بادشاہ کے بیٹے کی برات جلدنگی نور الدہر نے یہ سنکر اپنے دل میں کہا کہ کہیں سربراہ جینگر دیکھے
 اتفاق کا صدران ماہ منظر کا بھائی ہنر بر سر کش نہایت بہادر دوست ہے اپنے رفقا سمیت سربراہ ایک مکان پر بیٹھا ہو
 تھا ہنر بر کی نگاہ جو شاہزادہ سے پر پڑی ہے اختیار بکا راٹھا کہ ای بہادر یہاں قشرب دیکھے یہ آپ کا کفش خانہ ہے اور جو ہر
 کما کہ جلد بجا کر اس جوان کو لے آؤ جو ہر گیا اور نور الدہر کو جاکرے آیا جب نور الدہر ہر ماہ خانہ پر قریب ہنر بر کے پہنچا
 تو وہ نور الدہر کی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر ہاتھ پر دے کے بٹھایا اور خراج پرسی کے بعد مستفسر ہوا کہ آپ
 کیسے اس شہر میں فرکوش ہو گئے ہیں اور آپ کے یہاں تشریف لانے کا کیا باعث ہے اور آپ کا کیا نام و نسب رکھتے ہیں یہ سنکر
 نور الدہر نے کہا کہ میں کل سے اس شہر میں وارد ہوا ہوں اور مصر کا باشندہ ہوں پیش میرا تجارت ہے میں جہاز
 مال تجارت کے لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ نقصانے کا اتفاقا ت روزگار دریا میں طوفان آیا مال و اسباب اور ہمراہی
 میرے سب غرق ہو گئے میں آوارہ و ہلکا ایک تختے پر رہتا ہوا بیان تک پہنچ گیا یہاں آکر سنا کہ بادشاہ کے بیٹے کی
 شادی ہو اور آج برات جانیگی خیال ہوا کہ کہیں سربراہ جینگر بیٹھے اور دیکھے کہ آپ نے طلب کر لیا میں آپ کی خدمت
 میں چلا آیا اب شاہزادہ کی باہن شکر ہنر بر نے غور سے دیکھا تو دیکھا کہ ایک عجیب رعب و وہب ہے اور صوت و شوکت
 چہرے پر نور الدہر کے لائحہ کی اپنے دل میں کہا کہ ای ہنر بر یہ کوئی سردار حبیل القدر ہے حال اپنا چھپاتا ہی کیفیت
 اپنی ظاہر نہیں کرتا یہ خیال کر کے ہنر بر نے پوچھا کہ اچھا آپ اُن سے کہاں ہیں نور الدہر نے کہا کہ کارداران ہنر بر
 نے کہا کہ بھرا آپ یہیں چلے آئیے میں بادشاہ سے آپ کی ملاقات کرادوں گا نور الدہر نے اسے قبول کیا ہنر بر نے

اسباب آنکا سرا سے منگو الیا اپنے ساتھ کھانا کھلایا شراب پلائی باقی چپتین کرتے کرتے دوپہر رات آئی ہوگی کہ یکایک
 برات کے آنے کا غل ہوا یہ غل منکر سب کے سب مٹی طرف دیکھنے لگے ایک دوہی چار منٹ کے بعد استاد شعلین اور خوشا سے
 دکھائی دے کہ تمام شہر روشن اور منور ہو گیا بعد اسکے نشان کے ابھی آگے آگے دف دفر بجتے ہوئے ہاتھیوں پر زنگار
 جھولیں پڑی ہوئی مسکون پر سونے کے چاند لگے ہوئے فیلیان فاخرہ لباس پہنے ہوئے ہانڈی کی کجاکین ہاتھ میں لیے ہوئے
 نشان برادر بھی لباس سے نہ تار پہنے ہوئے دکھائی دیے بعد ان کے ابھی مراتب کے ابھی دکھائی دیے بعد اسکے
 پلٹین اور رسائے نہایت کروفر سے فوجی باجے ساتھ ساتھ بجتے ہوئے نمایان ہوئے بعد اسکے خاص بردار بل بردار
 برجھی والے زرق برق لباس پہنے ہوئے غول کے غول ہر غول کے آگے ایک ایک باجا بجا ہوا بعد اسکے ملاکون کے
 تخت آرائش کے چمن آفتابازی کے انار چھوٹنے کی بہار آگے آگے رہنچو کیاں بختی ہوئی معلوم ہوئی اور بعد اسکے
 دولہا مع بادشاہ اعزاء و اقارب شادی تخت شاہی وغیرہ پر سوار اور تمام اعیان ملک اور ہی خواہان سلطنت ہاتھیوں پر
 پرتمکن دکھائی دیے اور بعد اسکے سلجبال مریشین خلافت کی نہایت ندق برق سے خواجہ سرا اور کھایان لباس
 مکات پہنے ہوئے برات کے ساتھ ساتھ جب برات نکل گئی تو ہنر ہرنے نور الدہر سے کہا کہ اب آپ آرام فرمائیے اور
 آگے ہو جب صبح کو سطر سے برات پھر گئی تو پھر آپ کو جگرا کھا دینا العرض شاہزادہ بھی سو رہا ہنر بھی سو رہا جب صبح کو
 بیدار ہوئے منہ ہاتھ دھو کر ہنر ہرنے کھانا منگوایا آپ بھی کھایا نور الدہر کو بھی کھلایا کہ اس انما میں ہنر برات کے آنے کی
 دھوم ہوئی اور اسی دھوم دھام سے برات آئی جب ہو کہ میں ہو پچی تو ایک ہر کار سے نے ہر چہ گدانا اس پر چے کو بڑھ کر
 بادشاہ چھین مارا کر روئے لگا سرا پنا پیٹ پیٹ کر او دلا کا غل مچانے لگا مچانے میں غورین روئے پٹنے فیس ہا سے بیٹھا
 تم لوں نامراد دتا سے چلے کہ لکھراں دولہا کی جان کھونے لگی نور الدہر یہ معرکہ دیکھا منہ پر ہوا اور ہنر سے پوچھا کہ یہ
 کیا معرکہ ہو دولہا نور الدہر پھر یہ ماتم کا ہیکا ہو اور یہ صدا گریہ دزاری کیوں بلند ہو ہنر ہرنے کہا کہ بھائی مضرع
 عیب معرکہ طرہ اجرائے بہت کیا بیان کون اس شہر پر پل آفتابے انا تہ نازل ہو نور الدہر نے کہا کہ کچھ بیان تو بھیجے
 یہ شکر ہنر ہرنے کہا کیا بیان ہو بھائی اس شہر میں چند دن سے ایک دیوتا نزل ہوئی اور اسے تمام شہر کے کھا جانے
 کا ارادہ کیا تھا سب اہل شہر اور بادشاہ کی منت دزاری پر اسے رحم آگیا اور کہا کہ اچھا تم میرے واسطے سونے
 اور سو قرا بے شراب کے اور ایک آدمی روز گزک کے واسطے مسجد یا کر دو میں ایک مرتبہ تم سب کو نہ کھاؤ لگا
 بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا اور از روئے انصاف و عدالت کے نام پر قرعہ اندازی ہوئی جس کا نام نکشاہی وہ
 شخص اسکی گزک کے لیے بھیجا جاتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ آج شاہزادے کا نام نکلا ہو تو آج شاہزادہ جانیگا اور دیو سے
 کھا جائیگا دنا اس امر کا ہو کہ آج شادی تھی برات بھی گھر تک نہ پہنچی تھی اور کوئی منت مراد نہ ہوئے پالی تھی کہ یہ
 نامرادی حاصل ہوئی ہاں افسوس اس دیو کے کو بھی اٹھائے سال تھا اور بالکل ٹوٹا لٹا ہوا ہے اس جوان رہنا
 کو قضا نے نہ چھوڑا اور گچھین اجل نے بن بہار میں اس گل کو توڑا دیکھو اس محافہ سے اسکی زدجہ کی آواز
 آ رہی ہو اور وہ محافہ اسکی مان کا کردہ ہلکا ہوئی نور الدہر نے یہ شکر کہا کہ اسی ہنر ہریم اس جوان کے بدلے اس دیو کے
 پاس جائیگے اور بنا تماشا دکھائیگے ہنر ہرنے کہا کہ حضرت آپ کو کچھ خیر ہو کوئی کسی کے عوض جان نہیں دیتا اور نہ
 لیان کا یہ سورا نور الدہر نے کہا کہ چاہے دستور ہو چاہے نہ ہو میں ضرور اس کے عوض ہاؤ لگا اور اس دیو کو لستر ہو چکا لگا
 ہنر ہرنے کہا کہ یہ کیسی ہی امادہ ہو نور الدہر نے کہا کہ اچھا منہ سے ہو دیکھا تو شیخی ہا کھا ہو جسب دقت آئیگا تو دیکھ لینا
 یہ لکھروہان سے اٹھا اور بادشاہ کے پاس آیا دیکھا کہ بادشاہ چھائیں کھا رہا ہو اور بیٹے سے پٹا ہوا ہو اور بیٹا باجے

لہذا ہوا اور کمر ہوا کہ جناب عالی آپ است کیا کیجیے گا میری قسمت ہی میں یونین لکھا ہوا تھا میرے کیجیے اور دیکھو تمہارے
 مجھے رخصت دیکھیے کہ اتنے میں نور الدین ہر فریب ہو چکیا اور بادشاہ سے کہا کہ آپ کیون روئے میں بن آپ کے
 بیٹے کے حوض جانے کو مستعد ہوں میں بنی جان آپ کے بیٹے پر غار کرنے کو فرما جانا ہوں آپ شوق سے مجھے دیو
 کے پاسن بھیج دیکھیے بادشاہ نے دیکھا کہ اس جوان خوبصورت نے ایسی آادگی ظاہر کی کہنے لگا کہ مر جا صد رحبا اپنے
 مجھے تسکین تو دی خبر میں آپ کو نو کر رکھ دوں گا اور جو مانگیے گا وہ دوں گا نور الدین ہر نے کہا کہ بہت اچھا جب میں اس
 دیو کے ہاتھ سے بچ آؤں گا جو چاہیے گا وہ دیکھیے گا اور اس ہر کار سے کہتا کہ تو مجھے لے چل اس دیو کے سامنے دیکھ تو
 میں کیا کرنا ہوں ہر چند بادشاہ بہت مانع ہوا مگر نور الدین ہر نے ایک بات نہ مانی آخر کار لوگوں نے کہا کہ حضور جانے بھی دیکھیے
 آپ کا فرزند بچا جاتا ہے آپ کا ہرج کیا ہے یہاں کارہنہ والا بھی نہیں معلوم ہوتا محبوب و ناچار جنس و شرب مسمولی اور
 نور الدین ہر کو اس ہر کار سے کہتا روانہ کیا یہ معرکہ دیکھ کر بہت سے تماشاخی بھی نور الدین ہر کے ساتھ ہوئے تاکہ نور الدین ہر
 جب دیو کے سامنے پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ دیو شکار کو گیا ہوا ہے مگر ایک چٹان پتھر کی جیسرہ دیو سنا تھا بڑی ہوئی ہے
 ہر کار سے کہتا کہ آپ میں تمہارے دیو آتا ہو گا نور الدین ہر نے کہا کہ اچھا تم جاؤ یہ شکر ہر کار وہ تو دور مہٹ کیا کوئی
 وہ گھر ہی کے بعد ہوا کا ایک سنا سا پیدا ہوا اور ایک ہزار گز کا دیو آسمان پر سے ہویدا ہوا وہ جنس اور شرب مسمولی
 اور نور الدین ہر کو دیکھ کر خوش ہوا اور ہر کار سے کہتا کہ بادشاہ سے کہہ دینا کہ آج ایسا فریب آدمی قتل ہوا ہے
 واسطے بھیجا کہ ہم بہت خوش ہوئے لہذا اب دور در تک جسے ہم آدمی نہ مانگتے یہ کمر نور الدین ہر کی طرف مخاطب ہوا
 اور کہا کہ آدم زاد میں اپنا منہ کھولے دینا ہوں اور انکسین بند کیے لیتا ہوں تو بے تامل میرے منہ میں کو د بڑ نہ دانت
 لگاؤں گا نہ داڑھ نہ ٹھوکہ یونین لکھا نور الدین ہر نے کہا کہ اسے تو کیا کتا ہے میں خود مجھے کھانے آیا ہوں مجھ کو لوگ
 آدم دیو خوار کتے ہیں یہ سکرہ دیو ایک قہقہہ مار کر سنا اور کہا کہ آدم زاد تو مجھے کھا جائیگا اے اچھا تو مجھے کھا جاوے
 کمر و دون باہر اس قصد سے بڑھانے کہ شاہزادے کو اٹھا کر کھا جائے پس جیسے ہی ہاتھ اس کے نور الدین ہر کے
 قریب پہنچے نور الدین ہر نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر بائیں دلی کمر جو ایک جھٹکا مارا تو دیو دھڑ سے منہ کے بھل زمین پر
 آیا مگر اٹھ کر نور الدین ہر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی اب وہ جو لوگ تماشاخی تھے وہ دور سے کھڑے ہوئے
 تماشا دیکھ رہے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ کبھی کیا زبردست آدمی ہے کہ دیو سے لڑ رہا ہے
 مگر کیا کر سکیگا انجام کار مار ڈالا جائیگا اس نے کہا کہ عجب کیا ہے جو یہی اس دیو کو مثل رستم کے مار ڈالے رستم نے
 بھی اکثر دیوؤں کو مار ڈالا ہے اور اس شخص کا دل بھی رستم سے کم نہیں ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور وہاں
 یہ صورت تھی کہ جان نور الدین ہر کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور رکھ کے دیا دیتا ہے وہاں پر دیو جلیلا جانا ہے اور کہتا ہے کہ آدم
 آدم زاد تو مجھے چھوڑ دے میں تجھے نہ کھاؤں گا اور حضرت سلیمان کی قسم لیتے کہ اگر تو مجھے چھوڑ دے گا تو میں نور الدین ہر
 جلا جاؤں گا اور کبھی اس شہر میں نہ آؤں گا نور الدین ہر کہتا ہے کہ اگر انھوں نے میرا کینہ والوں کو بہت سخت تکلیف پہنچائی
 ہے تو میں بغیر مارے تجھے نہ چھوڑ دوں گا اور تو مجھے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں میں نبیرہ ہوں زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا
 نور الدین ہر بدائع الزمان میرا نام ہے تو میرے ہی مارنے کو خدا تجھے لایا تھا دیو نے جو زلزلہ قاف نام سنا تو عرشہ بدن
 میں بڑ گیا اور پھر دلو مضبوط کر کے خیال کیا کہ یہ آدم زاد تجھے دھمکاتا ہے تو اسے پس ڈال یہ خیال کر کے
 لگا گا دزدان کر نے نور الدین ہر نے جب لڑ کو جابا ملی مرد سے کمر ایک اڑ لگا مارا تو دیو دھڑ سے جا رہا تھا
 بہت زمین پر آیا چاہا کہ اٹھ کر بھاگے مگر شاہزادہ کب چھوڑا ہے جہاں پر چڑھا اور کہا کہ دین سلطان ہر تہی ترک کر کے

دین خدا پرستی اختیار کرنے لگا کہ یہ تو مجھ سے شوکا تو جو پاپا ہے سو ہر اعمال کو ہزار جان اس شخص کی خیر و دنیا نہیں ہے
 نثار یہ شکر نور الدہر نے ایک ہاتھ اسکے سر پہ ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر جو ایک عجب کا دیا تو گردن اس کی
 زخروں سے سمیت کھینچ آئی دونوں ہر کار سے تو نور الدہر کے گرد بھر گئے لگے اور تمام شانی لوگ مر جہا اور آفرین کہتے ہوئے
 شہر میں آئے اور ایک غل مشور نام شہر میں رہا ہو گیا کہ اس آدم زاد نازہ داد سے اس دیو کو مار ڈالا شہر سے وہ
 بلا دفع ہوئی اور بیان صدر ان ماہ منظر بیٹے سے کہرا تھا کہ فرزند یہ بھی قدرت نمائی خداوند باختر کی ہے کہ اس نے
 میرے خون دیو کی خوراک کو بچھو یا در قوی کیا اور بیابا پ سے کہرا تھا کہ ای پر بر گوارا کے بستر سے ثابت
 ہوتا تھا کہ وہ دیو سے ضرور دو بیگانہ تو اسکے ہمراہ ہر قاشا جلا جاتا مگر آب کی مرضی نہ پائی اس سے رگ گیا خیر
 اسکی خبر تو منگو ایسے کہ کیا گذری ابھی بائیں ہوئی رہی تھیں کہ خبر غلطی شہر کی آئی کہ حضور تمام شہر میں ایک
 عام ہڑو مچا ہوا ہے کہ اس آدمی نے دیو کو مار ڈالا صدر ان ماہ منظر نے کہا کہ بالکل جھوٹ ہے یہ بات میری عقل میں
 نہیں آتی ہمارے جلد تحقیق کر دے کہ بیمار کہاں تک راست ہو کہ پھر متواتر دی خبر ہو چکی اب دراج دروڑ گوش نے
 کہا کہ حضور متواتر خبر پہنچ رہی ہے اب یقین کذب جاتا رہا اور اس نے دیو کو مارا ہو گا خداوند لقا سے باختری کی
 قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے اب اس شخص کو باعزاز و احترام استقبال کر کے لایئے کہ وہ ہمارا جان بخش ہو صدر ان
 ماہ منظر نے کہا کہ بیباک یہ بات سچ ہے تو ہمارا جان بخش ہونا کیسا وہ تمام شہر کا جان بخش ہو اور اسی وقت سوار ہو کر جلا
 ٹھوڑی ہی دور چلنے پایا تھا کہ نور الدہر کو خوش در بشارت آئے ہوئے دیکھ کر دونوں باپ بیٹے اپنے اپنے مرکبوں
 سے کود کر شاہزادے کے قدموں سے لپٹے کر گرد پھرنے لگے اور شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکر مراجعت کی اب تمام
 قلائق دیکھنے کو دوڑی اور ہر طرف سے آگلی آٹھنے لگی کہ یہی شخص ہمارا جان بخش ہو نا ائند صدر ان ماہ منظر نور الدہر
 کو لیے ہوئے ایوان بادشاہی میں آیا اور شاہزادے کو گری جو ہر گار بر بھلا کر سامان دعوت میا کیا نور الدہر
 لے لے لگا کہ ای صدر ان ماہ منظر جب تک تم مسلمان نہ ہو گئے میں تمھارے یہاں کا کھانا حرام سمجھو لگا یہ شکر صدر ان
 نے کہا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے تو بے گناہ کیجئے کہ آخر آپ میں کون یہ شکر نور الدہر نے اپنا حسب و نسب
 بیان کیا جب وہ آگاہ ہوا کہ میرہ حمزہ صاحبقران میں توسع اپنے فرزندوں کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور بعد کے
 تمام شہر کو مسلمان کیا اور نور الدہر سے کہا کہ اوشاہ عالیجاہ اب تخت پر بیٹھے کہ لائق سلطنت آپ ہی میں نور الدہر
 نے کہا کہ بھائی تمھارا تاج و تخت تحسین مبارک ہے یہ تاج بخش میں تاج گیر نہیں میں اور صدر ان ماہ منظر کا ہاتھ
 بخت پر بٹھایا محبت عیش برہا ہوئی عید شرب گوشت گردن میں آیا تاج شرمع ہوا جب دربار پر خاست ہوا تو نور الدہر
 کے واسطے ایک مکان نہایت عظیم الشان خالی کرایا نور الدہر اس میں قیام پذیر ہوا جب چند روز اسی طرح کٹ چکے
 تو ایک روز نور الدہر نے جانے کا سامان کیا اور صدر ان ماہ منظر کے پاس رخصت کے لیے گیا ابھی نور الدہر
 اور صدر ان ماہ منظر میں بائیں ہوئی رہی تھیں کہ ایک ہر کار سے آکر پر چاخبار کا گذرانا صدر ان نے اس
 پر پے کو پڑھ کر نور الدہر کو دیا نور الدہر نے اس پر پے کو پڑھ کر کہا کہ کچھ بردائیں ابھی آتا ہے تو آنے دو اور خبر دار
 روکنا نہیں یہ شکر نور الدہر نے حکم دیدیا کہ اگر وہ ابھی آئے تو اسے روکنا نہیں آنے دینا قصہ مختصر جب وہ ابھی باگیا
 میں آیا تو صدر ان ماہ منظر نے ذہل بیٹھنے کو دیا اور شانی سے اشارہ کیا کہ اسے جام شراب حوائی کر دے ابھی نے وہ
 تین جام شراب کے پیے اور دماغ اسکا گرم ہوا تو اس نے عرض کیا کہ میں ایک نام لیکر آیا ہوں صدر ان نے پوچھا کہ کیا نام ہے
 اس نے عرض کیا کہ سہلوان دران کرنا سب جہان سہلان بن سہل اثر داجیم بغیر سر کر کن پیشانی نیشدینی کا

صدران نے اس نامے کو ابھی سے لیکر دیر کو جا کر پڑھوایا اس نامے میں لکھا تھا کہ اس صدران ماہ منظر میں نے سنایا
 کہ تو نبیرہ حمزہ نور الدین ہونے پر مسلمان ہوا تو اور لقا ہستی سے سخت ہو گیا ہر جس نے تجھے لایق و نام
 یہ ہو کہ اس نامے کو دیکھتے ہی اگر تجھے اپنی حرمت منظور ہو تو لقا کو سجدہ کر اور اس خدا پرست کو مانہ حکم میرے پاس سے آ
 نہ نہ در صورت عدم قبول مستعد جنگ اور آما و فیکا رہورہ اور مجھے آیا بھیجہ اور جب میں آجاؤں گا تو پھر کوئی عذر نہ قبول
 نہ کروں گا اور ایک کو زبرد پختہ و دنگ شاہزادے نے یہ مضمون شکر نامہ و میر کے ہاتھ سے لیا اور جبر کر پھینک دیا اور
 انجی سے کہا کہ تو اس نامہ کا سے کد نیا کہ تو نے یہ کیا وہاں بات دلچسپ مضمون تحریر کیا ہر کل کا آتا تو آج ہی جلا آہکو خیرات
 نہیں ہر یہ رنگ انجی نے دیکھ کر جھلا کے شاہزادے پر تو اور اٹھائی شاہزادے نے آتے تو اور کمال میں لاکر ایک بھنگی دی کہ
 تو اور اسکی بیٹی بڑی اور چچا اسکا مرد کر تو اور اس سے بچیں لی اور ایک ملا پنجہ اس زور سے مارا کہ وہ ٹوٹ کر بونہر کی طرح گر کر لوٹنے لگا
 اور جوش ہو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو آنکھ کھول کے نور الدین کو دیکھا کہ کچھ آنکھ بند کر لی کہ کہیں ابکی تو مارا نہ جاے
 اسی طرح دو تین مرتبہ آنکھیں کھولیں اور بند کہیں نور الدین نے یہ تماشا دیکھ کر آواز دی کہ زور ہو اور مردک جلد بکھا بارگاہ
 سے کوئی شے معرض منوگا یہ شکر آنکھیں بند کیے ہوئے سلام کرنا ہوا سیدھا دروازے کی جانب چلا گیا اور اپنے لہجے میں
 کتا تھا کہ آج میری جان خداوند لقا نے بچائی ورنہ کوئی صورت نہ لیت کی نہ تھی اور سہیلان بن سید اسکا کیا بنا سکتا ہو
 اسکی ایک تو اور میں تو اسکا کام مقام ہو جائیگا الغرض افتان و خیزان سہیلان کی خدمت میں پہنچ کر تمام حال بیان کیا اور
 دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ ہرگز آپ مہرا نہ جانے کا قصد نہ کیجیے گا نبیرہ حمزہ بلا سے بے دران آفت جہاں
 سہیلان نے کہا کہ او ہمارا ایک تو تو ذلیل ہو کر آیا ہوا ہے ساتھ ساتھ بھی ذلیل کر دانے کا قصد ہے جبکہ میں لکھ چکا
 ہوں اور نہ جاؤں گا تو پھر کیسی دلت ہوگی اور کتنی بڑی بھنگی ہوگی یہ لکھ کر جھلا کر اس کے ایک تلوار سے دو کڑے کر دیئے اور
 لاش اسکی ہنگوا دی بعد اس کے تباری فوج کا حکم دیا اور دو ہی روز میں کل ساز و سامان درست کر کے شہر مہرا نہ کا
 راستہ لیا کو چ کو چ منزل بہ منزل ہو کر شہر مہرا نہ کے پہنچ کر خیمے اپنے استاد کیے اور یہ خبر شاہزادہ نور الدین
 کو پہنچی تو اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بیرون شہر آیا اور مقابل اس کے خیمے برپا کیے یہ خبر شکر سہیلان نے طیل جنگ بھجوا دیا
 اور نور الدین ہر نے بھی فائدہ نہ لے سکا کہ حکم دیا رات بھر دونوں لشکروں میں تباری رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل
 کد گر صف آما ہوئے جب لقیب نقابت کر کے چلے گئے تو سہیلان بن سیدل میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا
 نور الدین ہر عالی قدر اپنے مرکب کو چمکا کر اس کے مقابل ہوئے بعد از گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہوئے گی ایک تھوڑی ہی
 دیر میں نور الدین ہر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا سہیلان نے خشتناک ہو کر تلوار ماری نور الدین ہر نے بھٹون سپاہگری
 بھنگی دے کر تلوار اسکی پھولی باہم زور ہونے لگے مرکب تو دونوں کے ہٹ کے بھل بیٹھ گئے دونوں
 مرکبوں سے کو دکر سر گرم نہ سٹھ ہوئے کشتی ہوئے گی دو شبانہ زور کشی ہوئی تیسرے دن شاہزادے نے
 لشکر اٹھا کر بلا سے سرچرخ دے کر زمین پر دے مارا اور چھاتی ہر اسکی جولو بیٹھا اور کہا کہ او مردود دین
 لقا پرستی ترک کر کے دین اسلام اختیار کر اسنے عرض کی کہ اچھا ایک شرط ہو اگر اسے ادا کیجیے تو میں مسلمان
 ہوتا ہوں یہ شکر نور الدین ہر اسکی چھاتی پر سے اتر پڑا اور کہا کہ بیان کر وہ کیا شرط ہے سہیلان نے عرض کیا
 کہ فریب میرے لشکر کے ایک درہ کوہ ہو اور اس درہ کوہ میں ایک تختہ لگا دلا گیا ہو اور اس میں ایک چاہ
 عمیق ہو اسی چاہ میں سے ایک آرد ہا لکھ لکھ آدیوں کو کھا جاتا ہو اور کوئی حشر بہ اس پر اثر نہیں کرتا اگر آپ
 اس آرد سے کمال در یافت کر دیجیے تو میں تمام اہل شہر کے مسلمان ہوتا ہوں یہ شکر نور الدین ہر نے کہا

کہ اجماع تمام جہاد ہم کل تمھارے ساتھ چلے گا اس آرد ہے کہ دیکھتے ہیں کہ نور الدہرانی طرف آیا اور سیلان بے شک
 میں آیا لوگوں نے استفسار حال کیا کہ یہ تو بتائیے کہ آپ نور الدہر کے ہاتھ سے چھوٹے کیونکر سیلان نے کہا کہ
 کیا بیان کروں وہ غایب رہا وہی ایک بلا سے بے درمان آفت جہان ہو کر دیکھو تو میں بھی اسے کس بلا میں چھپاتا ہوں
 کہ تمام عمر رہا ہوں اس کے یہ لکھ لکھا نا کا کر سورہا اور صبح کو شاہزادے کی خدمت میں روانہ ہوا اور ادھر
 نور الدہر جو پھر صدران ماہ منظر کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کہ ای شاہ عالجہ یہ تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے
 اسے زیر کیا مگر یہ بتائیے کہ آپ نے قابو پا کر اور زیر کر کے چھوڑا کیوں فرمایا کہ وہ ایک محبت اور ایک شہر
 در میان میں لے آیا اب ہم جب اس محبت اور شہر کا داکر لے لیتے تو پھر اسلام کی طرف دعوت کرنی کے صدران نے کہا
 کہ ای شہر بار میں بھی سنوں کہ وہ کیا محبت ہو کہ نور الدہر نے کل حال بیان کیا صدران ماہ منظر نے کہا کہ
 شہر بار وہ بڑا فیاض معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے کہ آپ ہرگز ہرگز اس کے دام مذہب میں نہ آئیے گا
 اور اس کے ہمراہ نہ جائیے گا وہ یہ جانتا ہے کہ جب آپ کے دشمن مبتلا ہو لیں تو پھر وہ ہمیں ایذا دی اور بظاہر
 کہ ہم اس سے عہدہ بر آئے ہو سکتے ہیں نور الدہر نے کہا کہ ای صدران ہم لوگوں کو حق تعالیٰ نے حلال مشکلات بنایا ہے
 ہم اس کے ساتھ ضرور جائیں گے حتیٰ سحانہ و قلعائے تمھارا حافظہ و نگہبان ہو القصد جب سیلان نور الدہر کی خدمت میں
 آیا تو شاہزادہ اس کے ہمراہ اس کے ملک کو روانہ ہوا جب بعد طو مراحل اور قطع منازل نور الدہر اس کے ملک میں پہنچے
 تو اس رفد سیلان نے شاہزادے کی دعوت کی اور دوسرے روز اس درہ کوہ میں لایا نور الدہر نے دیکھا کہ
 وہ مقام نہایت پر فضا ہو گیا ہے رنگ گلے ہوئے ہیں درختن سیوہ دار گئے ہوئے ہیں ہوائے خوشگوار چلی
 آئی ہے سیلان تو وہیں سٹھر گیا اور نور الدہر سے کہا کہ دیکھو وہ کو ان ہر جہین سے اتر رہا ہے کہ نور الدہر
 آہستہ آہستہ سہر کرتا ہوا جب اس کنوین کے قریب آیا تو جھک کر دیکھنے لگا پہلے تو غلہ ہائے آتش منور ہوئے
 بعد اس کے اتر آتش فشان اس کنوین سے پھلا نور الدہر نے جو دیکھا کہ ایک اتر آتش فشان سیاہ رنگ سہرے
 سہرے خط و خال نقارے کے مانند دھون آنکھیں چالیس گز کا لہذا قریب میرے لیکن ہوا چلا آتا ہے تو فوراً ایک قریب
 سے پہلو گمان میں جوڑ کر اتر دے پر مارا مگر کارگر نہ ہوا دوسرا تیرا در مارا لیکن رہی اچھٹ گیا تیسرا تیرا در مارا وہ بھی
 خالی گیا اور اتر دے نے نفس کشی شروع کی نور الدہر نے لنگر مارا مگر قائم نہ ہو سکا آخر ٹوٹا ہوا اس کے منہ کے برابر
 پہونچا گلے پر اتر رکھ لے تواری جیسے گھریا ل پر سے موگرمی اچھٹ جاتی ہو اسی طرح سے وہ تنواری بھی اچھٹ گئی
 اور ابلی جو اس اتر دے نے نفس کشی کی تو شاہزادے کو لگ گیا اور اسی چاہ میں چلا گیا سیلان شاران
 و فرحان خوش خوش اپنے ساتھ والوں سے یہ کہتا ہوا بھرا کہ دیکھا تمھنے میں نے اس دشمن کو کیسا غارت کیا
 اب صدران ماہ منظر کو جا کر مار دینا اور بعد دو روز کے فوج اور لشکر آنا آراستہ کر کے شہر مہراہ کو روانہ ہوا
 اور وہ لوگ جو صدران نے شاہزادے کے ساتھ کیے تھے روتے پٹتے خاک لبر صدران کے پاس آئے
 اور کل کیفیت بیان کی صدران ماہ منظر یہ حال شکر بہت رویا اور کہا کہ انھوں نے شاہزادے کو کون
 کیا لیکن انھوں نے ہرگز نہ مانا اور اپنی جان دیدی خراب میں آدھ مرگ و صاف تھا ہوں جو کچھ موسو ہوا اس مردود
 قلعہ بند ہو کر میں ضرور لڑوں گا اور حکم دیا کہ رسد جمع کر دیتے کو آراستہ کرو و موجب حکم اشیو قوت قلعہ آراستہ ہونے لگا
 رسد جمع ہونے لگی لیکن اب کچھ حال شاہزادہ نور الدہر کا ملاحظہ فرمائیے کہ انھیں آج ہر شش آہی تو اپنے کو ایک باغ
 جنت نشان قصر عالی شان میں مسند جو ہر نگار بر شکمن پایا اور پہلو میں ایک نازنین مہر تمکین مہربین کو مع حساب

بیش و عشرت جلوہ آرا دیکھا حیران ہوا کہ یہ کون مقام ہوا اور کون یہاں مجھے لے آیا یہی یہ خیال کر کے اس نازنین سے
 لگا کر مجھے تو ایک از دہاگل گیا تھا مجھے معلوم ہو کہ میں کوئی کیر بیان تک پہنچ گیا اس نازنین نے کہا کہ ہاں مجھے خوب معلوم
 ہوا کہ یہ شہر پر آکاہ ہو کہ وہ طلسمی نور دیا تھا میں اس سے مجھے لے آئی ہوں اور تجھے سو جان سے عاشق ہوئی ہوں
 یہ کلمہ جام شراب گلگون شاہزادے کو اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا یا شاہزادے نے وہ جام پی کر اپنے ہاتھ سے اس نازنین کو
 پایا اسی طرح دو من جام باہم چلے گزرک اڑی جب خوب نشہ ہو گیا تو باہم اختلاط ہونے لگے جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے
 تھے وہ ہٹ گئے نور الدہر عالی قد نے اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بوسہ لینے کا قصد کیا کہ ایک بوسے بد اس گندہ دہن
 کے منہ سے ایسی آئی کہ دباغ شاہزادے کا پریشان ہو گیا شاہزادہ اس سے دور ہٹ بیٹھا اور کہا کہ معلوم ہوا تو
 کوئی ساحرہ ہوا اور تو ہی نردمان کے مجھے کھنگلی تھی اس ساحرہ نے کہا کہ او شاہزادے میں مشکل جادو ہوں
 میں ہی تجھے عاشق ہو کر بیان لے آئی ہوں اور سوائے گندہ دہنی کے اور کوئی عیب نہیں ہوں جو ان ہوں تو خفا
 ہوں لباس و پوشاک نفیس سے آراستہ ہوں جو کچھ لوگ بیگانہ اسے پورا کرونگی تو مطلب دل میرا ہر لانا تو اس پر
 نے کہا کہ او نکاتہ مردار مجھے مطلب دل تیرا گزندہ حاصل ہوگا میں ساحرہ سے ہمیشہ متنفر رہتا ہوں مشکل جادو
 نے کہا کہ او شہر یار اگر مجھے ناراض کر گیا تو بہت بچتا بیگانہ اسے مجھے گلے تو لگا لے یہ کلمہ شاہزادے
 کی طرف بڑھی شاہزادے نے ایک الٹا ہاتھ اس کے ایسا رسید کیا کہ ہونٹہ اس کا شق ہو گیا اور دو در جاگری بس اب
 جو وہ گر کے اٹھی تو نہایت غضبناک اٹھی کہا کہ رہو سے دیکھ تو تیرا کیا حال کرنی ہوں اور شاہزادے کے
 گرفتار کرنے کو بڑھی شاہزادے نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اس ساحرہ نے کہا کہ او شہر یار تم واریری مجھے کبھی بھی
 نہ کرونگی یہ کلمہ اسم بڑھکر شاہزادے پر پھینک دیا کہ اہو شاہزادے کا خشک ہو گیا بس اس نے نور الدہر کو گرفتار کر کے
 ایک جاہ تار یک میں اسے لے کر نور الدہر حیران و پریشان اس جاہ تار یک میں بیٹھا رہتا تھا ساحرہ ہر روز شاہزادے
 کو بلوائی تھی کھانا کھلاتی تھی اور بھجائی تھی کہ مجھے قبول کر شاہزادہ جواب دیتا تھا کہ او مردار تیری طرف میں بھونکتا
 بھی نہیں مشکل جادو پھر کنوین میں بند کر داری تھی ایک روز کا ذکر ہو کہ نور الدہر کمال آدا اس نہایت پریشان
 بیٹھا ہوا تھا اور اپنے دل سے بائیں کر رہا تھا کہ او نور الدہر تم چلے تھے اس کی مدد کو افسوس کہ ایسی حالت میں
 مبتلا ہو گئے کہ اب رہائی و شہر ہو کون یہاں پھر مایہ کا بیڑم سے نجات ہوگی اور رد کر دعا میں مانگنے لگا کہ او پروردگار
 عالم واسطہ اپنی مددائی کا مجھے اس قید سے نجات دے ابھی یہ دعا شاہزادے کی تمام سنوئی تھی کہ یکایک زمین شق
 ہوئی اور ایک شخص اس قطع کا منور ہوا کہ سر و دونوں شانوں پر رکھا ہوا گردن ندارد جھوٹی جھوٹی آنکھیں نور الدہر
 کے قریب آکر سلام کیا جب وہ قریب آیا تو نور الدہر نے پہچانا کہ یہ اولوس جی ہو نور الدہر نے کہا کہ بھائی
 تم خوب آگئے ہم کو عجیب مصیبت میں گرفتار ہیں اس نے کہا کہ آپ گھبراہٹے نہیں میں ابھی آپ کو چھڑائے لیتا ہوں
 اور بلند ہو کر جو پتھر اس کنوین پر رکھا ہوا تھا وہ بٹایا اور شاہزادے کو بائیں گردن پر سوار کر کے چاہے سے باہر
 نکلا اور کہا کہ آپ جلد مشکل جادو کواریے اور جو جابیسے تعزیر دیجیے نور الدہر نے کہا کہ اچھا چلو اور اس
 شاہزادے کو وہاں لایا جہاں مشکل جادو سوئی تھی اولوس نے کہا کہ اب اسے وقت برہو بنے کہ جب مشکل جادو
 سو رہی ہو شاہزادے نے کہا کہ او اولوس میں سونے بن نہ بار دنگا سے چوٹا کرا در ہو شہر کر کے مار دنگا سونے
 بن مارنا کام نامردوں کا اگر اولوس نے کہا کہ او شہر بار بر جو نیکی نو آفت بر پا کر گی اب مردی اور نامردی کو جانے
 دیجیے اور ایک ہاتھ مار کر اسکا کام تمام کیجیے یہاں ہی رہی تھیں کہ مشکل جادو کی آنکھ کھل گئی مشکل جادو نے دیکھا

کہ نور الدہر اولوس سے جان کر رہا، کبھی کہ ہی اسے کتوں سے نکال لایا، ہر فوراً اس پر حکم کیا کہ دونوں لطف
 آدھ تک زمین میں ساگے اور اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا کہ اوپر مکمل خانہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ہمارے شریک ہو مگر آج
 معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہی خیر دیکھ تو کیسا تجھے رسوا کرتی ہوں اور زمین سے نکال کر ستون سے باندھ دیا اور کوڑا لکڑی کے
 ٹکڑی اولوس نے کہا کہ اوشکل جادو تم مار دین میں اسے تمہارے وصل پر ایسی راضی کیے دیتا ہوں یہ سن کر شکل جادو
 نے کہا کہ اچھا تو اسے راضی کر الغرض اولوس اور نور الدہر کو ایک جگہ بٹھا دیا اور آپ بھی محبت آراستہ کر کے بٹھی اولوس
 نے نور الدہر سے کہا کہ شہر یا آپ مشکل جادو کے وصل سے کیوں انکار کرتے ہیں دیکھئے اکی کیا بھی صورت ہو
 نور الدہر نے کہا کہ ای اولوس اب تو نے فرمائی پر کرنا بھی ہو خبردار چالیسی بات نہ کہنا اولوس نے شکل جادو سے کہا
 کہ آپ مجھے اور انہیں ایک جگہ قید کیجئے میں ابھی سمجھا لوں گا یہ سن کر شکل جادو نے حکم دیا کہ اچھا ان دونوں کو ایک جگہ قید
 کر لیکن مشکل جادو نور الدہر کے وصل سے کمال دیوس ہو محسوس ہو اس و بر لٹان مٹھی ہوئی ہو کہ اسکی بن
 مسلسل جادو کے آنے کی خبر پہنچی مشکل جادو حیران تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر اور اسے استقبال کر کے لائی اسباب پیش کیا کیا
 مسلسل جادو شراب پینے لگی نایح دیکھنے لگی مشکل جادو کو جو اس دیکھا پوچھا کہ کیوں ہیں چپ چپ کیوں ہو مزاج کیسا
 ہو مشکل جادو نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ای بن کیا کون اس دل کجبت کا ستیا ناس جائے جو کچھ کہا وہ اسی لئے کیا مسل
 نے پوچھا کہ آخر کچھ تو تو ہی بن ہی سنو مشکل نے کہا کہ ایک شخص کو میں اٹھا لائی ہوں اسی کے عشق میں میرا یہ حال ہو لیکن اسے
 مطلق میری پروا نہیں ہو رہی ہوں کہ وہ مجھے جیسے ہو مگر وہ کسی طرح نہیں مانتا یہ سن کر شکل جادو
 نے بھی ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ان آدمیوں یہ دل کجبت ایسی ہی بد بلا ہو میں بھی اسی صدمے میں مبتلا ہوں ایک
 روز میں اپنے تحت پر سوار ایک دریا کی جانب سے جو گذری تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اس دریا میں ڈوب
 رہے ہیں پتھر اس کے ایک شخص ایسا حسین و خوب صورت ہو کہ آفتاب جسکے حسن سے شرمندہ ہو اسے میں اٹھا لائی
 اور طالب وصل ہوئی مگر وہ بھی میری صورت سے اسی طرح متنفر ہو اور کسی طرح وصل پر راضی نہیں ہوتا یہ کہہ کر
 بیچن مار کر رونے لگی مشکل جادو بھی اسے روتا دیکھ کر پھوٹ پھوٹ رونے لگی پھر ساتھ والوں نے کہا کہ خیر
 آپ کیوں اپنی جان ہلاک کرتی ہیں وہ گویا ہر کیا اس سے بہتر بہتر مسئلہ دنیا میں پڑے ہوئے ہیں ہم جا کر آپ کے
 لیے اچھوڑ دیا اٹھائے مشکل جادو اور مسلسل جادو نے انہیں جبرک دیا اور کہا کیا وہاں بہت کچھ ہے اور آپس میں مشورہ
 کیا کہ ہم اپنے معشوق کو لوایں اور تم اپنے معشوق کو اور مسلسل نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم جا کر میرے معشوق کو
 لے آؤ اور مشکل جادو نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم جا کر نور الدہر کو لے آؤ اور مسلسل کا معشوق سطور د
 مسلسل حاضر ہوا اور نور الدہر کو اسے جب نور الدہر اور مسلسل کا معشوق دونوں آئے تو نور الدہر نے
 پہچانا کہ یہ خورشید شاہ پرست ہو اور خورشید نور الدہر کو دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ بھی یہاں گرفتار ہے اشاروں میں
 باقیں ہوئے لیکن مسلسل اور مشکل دونوں اپنے اپنے معشوق کو بھرت دیکھ رہے ہیں اور لاکھ لاکھ طرح جاہتی
 ہیں کہ یہ ہماری جانب مخاطب ہوں لیکن خورشید اور نور الدہر دیکھتے بھی نہیں مشکل جادو خورشید کو
 سمجھانے لگی کہ اسے تو دریا میں ڈوبتا تھا تجھے مسلسل جادو نے دریا سے نکال کر جان بخشی کی اور تو اس سے
 وعدہ فرماتی جاہر نہایت نام نہاد ہو کہتی ہو اسے قبول کرے نہ بہت چھتیا یہ خورشید نے کہا کہ ای مشکل میں
 کیا کروں اس کے منہ سے وہ بد بو آتی ہو کہ مبالغہ اس بوجہ کے مجھے قید رہنا گوارا ہو اور مسلسل اسکا ناگوارا ہی
 میں تو ہرگز اس کے نزدیک نہ بیٹھوں گا جہاں سے مارے چاہے جوڑے چاہے نہ جوڑے مشکل نے کہا کہ اچھا

تو مجھے قبول کر دینا مشق اسے جو دو رنگی خورشید نے کہا کہ اے مردانہ تیرا خود ہی سند اس ہی میں تیری طرف
 بھی نہ تھو کو لگا اور ادھر سہل نور الدہر کو بھلا رہی کی اے شہر یا شکل جا دو بھیر عاشق ہی اور تیرے ہجر میں جل
 شمع گلی جاتی ہو تو کیوں اُسے جلا مای اور اپنی زندگی کو تلخ کرنا ہی اسے اور وہ سے تو اس سے ہنس بول زندگی کا
 طعنت حاصل کر آزر دگی اور سچ کو دور کر تو آپ کو بخیدہ اور وہ آپ کو بل بل واد خسر وہ اور اگر اس سے طعنی نفرت
 ہی تو مجھے قبول کر دینا مشق اسے جو دو رنگی یہ سکر نور الدہر نے کہا کہ ادنا حش کتا کیا کیتی ہم ہمارے خاندان
 میں کوئی جادو گر سے کچھ صحبت نہیں ہوا میں بگلو اس سے بدتر جاننا ہوں مسہل نے کہا کہ اگر یہی حالت ہی تو اسے
 جادو گے نور الدہر نے کہا کہ یہ قبول کرے او اس سے اخلاط اور ارتباط نا منظور یہ یہ سکر انجام کار دونوں
 مرد نے لگین کہ اسے کیا کریں تقدیر ہی ہماری یہی ہو اور اس کے ارٹوالے کا ارادہ نہیں ہوتا اور ارادہ کیسا ہم
 تو لا کھ قصد کریں مگر جب دل بھی اسے یہ دونوں اسی حالت میں بیٹھی تھیں کہ مخمور در بان نے کہا کہ حضور
 ایک دو گویئے نہایت ہی خوش گلو ماضی میں کہ اگر آپ انھیں سینے گا تو بہت ہی خوش ہو جیے گا جیسے ایک
 نور دہر ہو اور ایک جوان بڑا مشکل جادو نے کہا کہ اُنے میں تو اسے وہ ہیں گانا بجانا کچھ بھلا نہیں معلوم ہوتا
 مسہل نے کہا کہ میں یہ تو سب بچا ہی جیسے جی نہ مدد نہ جائیگا جان کو رگ ہو کر لگا ہو لیکن مناسب یہ ہے کہ ایک
 گھڑی دل کو بھی بسلاؤ اُن گویوں کو ضرور بلو او یہ سکر مشکل نے کہا کہ اچھا بلا تو مخمور باہر آن کر اُن گویوں کو بلا لاؤ گویوں
 نے آتے ہی دعا دی کہ حضور نور السور راہ الہ باد سلامت باکرامت رہیں چراغ سامری و جمشید کا روشن رہے مسہل
 نے کہا کہ اچھا کچھ گلاؤ یہ سکر اُن گویوں نے رہا ب و جنگ بجا بکر گانا شروع کیا اُن دونوں کا یہ نقشہ ہوا کہ جھین مار مار کر
 رونے لگے اُنسوؤں کا نار بندھ گیا ایک نے دونوں کا مالا آتا کر سلسلے رکھ دیا اور دوسری نے نور تن بازو سے
 گلو لکر سلسلے پھینک دیے اُن گویوں کے جو ان دونوں کو روتے دیکھ کر کہے اختیاء جھین مار مار کر رہی ہیں بوجھا کہ
 سامری و جمشید اپنی پناہ میں رکھیں آپ بخیدہ کیوں من مشکل و مسہل نے کہا کہ ہم رہنا حال ندار کے کیا بیان کریں
 کہ کس رنج میں گرفتار ہیں گویوں نے کہا کہ حضور کچھ ارشاد تو فرمائیے کیا آپ کسی کو پہاڑ کرتی ہیں اور وہ آپ کے
 ہاتھ نہیں آتا یا اور کوئی صدمہ ہو مشکل و مسہل نے جواب دیا کہ جنہیں ہم جانتے ہیں وہ ہمارے پاس ہیں گرتے تنفر
 ہیں کہ ہمیں انکے حمل سے یاس ہو گویوں نے کہا کہ حضور آپ تو ساحر کا زبردست ہیں اور آپ سے بڑے کچھ نہیں ہو سکتا
 ہم تو آپ کے گھر کے ایک اوسے پر جا میں گریے پریم کے بچہ ہمیں یا دین اگر ہم بڑھ کر انکے قانون میں پھونک دین
 تو وہ بھی راضی ہو جائیں اور نہیں سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھیں ہم دونوں تو مہرور ہی ہیں یہ دونوں بولیں
 کہ مجھ کو بھی موڈی کا ٹوکھا دہیات بکتے ہو ہر چند کہ تم دونوں بڑے گرم ہو مگر ان کو کب پہنچ سکتے ہو
 گویوں نے کہا کہ ابھی سے گرمی ہماری آپ پر ثابت ہو گئی مشکل و مسہل نے کہا کہ کس نے اب بہت نہ بکوان ظالموں
 کے راضی کرنے کی فکر کرو اُن گویوں نے کہا کہ ہمارے انکے بچائی ہو تو ہم ابھی راضی کر دین یہ سکر مشکل و مسہل نے
 حکم دیا کہ اچھا نور الدہر اور خورشید اور ان دونوں گویوں کو ایک مکان تنہا میں لیجئے تو مخمور ان چاروں کو
 لیے ہوئے ایک مکان تنہا میں آیا اور ایک گوشے میں غلمہ بیٹھایا گویوں نے مخمور سے کہا کہ اچھا اب تم
 بیان سے چلے جاؤ مخمور تو یہ سکر چلا گیا نور الدہر اور خورشید اکیلے رہ گئے اسوقت اس پیر مرد نے ہاتھ
 باؤ ہکر نور الدہر سے عرض کیا کہ اے شہر یا رہن ہوں غلام آجکا جلالک بن عمر اور اس جوان نے خورشید سے
 عرض کیا کہ میں ہوں تابع دار آپ کا کو کب جیسا رہم دونوں آپ کی رہائی کے واسطے آئے ہیں آپ ان جادو گر نیوں سے

مختلط سوچنے کے پاس چل کر بیٹھے جان پر جبر کیجے ہم آئین ہوش کر کے مار لینگے خورشید نے کوکب سے کہا کہ کوکب اس لکارتہ کے منہ سے تو ایسی بد بو آتی ہو کہ بیچا سین چاتا مگر تھارے کئے سے یہ بھی قبول ہوا علی بن ابی القبا جالاک نے نور الدین کو راضی کیا اور بعد چار گھنٹہ کے آواز دی کہ آؤ تمہارا کھول دو تمہارا آیا اور دروازہ کھول کر پوچھا کہ کوکب کتنے گریون لے گیا کہ سامری و جمشید کی مدد ہو سب گفتا چھ مین اور یہ لکھ مسہل اور مشکل جادو سے جا کر کہا کہ اے مالک جادو گر ان دہ تو خود آپ پر عاشق ہیں آپ بنائے تو یہی شکل اور اصل نے کہا کہ جلد چلو اپنا کام کر معلوم مین کیا کہتے ہو گریون لے گیا کہ بعد آپ سے خلاف عرض کر گئے یہ سکر مشکل اور مسہل نے ان دونوں کو تلبہ مین طلب کر کے استمراج جو لیا تو معلوم ہوا کہ فی الواقع طغیت ہیں بس دونوں کی دونوں دھڑک اپنے اپنے معشوق سے لبٹ گئیں پہلو مین لاکر ٹھایا غبار کہ درست آئینہ دل سے رائل ہو اغنیہ آرزو شگفتہ ہو ازیم عیش آراستہ ہوئی جالاک بالسرری بجا کر گئے لگا کوکب جام و صراحی ہاتھ مین لے کر سانی گری کر نلگا اور آکھ بجا کر بیوشی شراب مین ملادی جیوت کہ دو دوت مین جام لی کر وہ دونوں خوب مست و مد ہوش ہوئے تو مشکل جادو نور الدین ہر کی طرف بھکی نور الدین ہر نے ایک دھکا کیا کہ وہ بیوش ہو کر گری اور خورشید مسہل کو ساتھ لے کر اٹھا کہ بانگ پر چلو وہ خوشی خوشی اٹھ کر چلی تھی کہ بیوشی لے لے پانچ ملا وہ بھی فرشتہ خاک ہوئی بعد اسکے اور ساتھ واینان بھی بیوش ہو کر گری جالاک و کوکب مشکل از مسہل کو اسی وقت قتل کیا اور ان کے ہمراہیوں مین بھی جس جس کو ساتھ بھا اسے قتل کیا دقت ایک آندھی تیرہ دنار ایسی اٹھی کہ نہ بانہ کو تیرہ دنار کر دیا اور در و دیوار سے دھواں اٹھنے لگا وہ گلزار آتش بہار ہو گیا بند دو گھنٹہ کے ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مین مشکل جادو و مسہل جادو و دھڑکری دیر کے بعد جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ وہ بارغ اور نہ وہ قمر نہ وہ چاند نہ وہ مکان بلکہ ایک مکان کئی سو برس کا پراانا معلوم ہوتا ہی کو ٹھون مین بہت سے آدمی قید ہیں اسباب لامتناہی مرکب بشمار ہیں نور الدین ہر نے سمجھون کو مال و اسباب دے کر رخصت کیا جب وہ سب چلے گئے تو نور الدین ہر نے خورشید سے پوچھا کہ تم کیونکر اسکے پھدے مین گرفتار ہوئے خورشید نے کل حال اپنا شہر اختہم پر جانا اور لشکر ایرج کو شکست دے کر بھاگا اور شہر فرنگو کشمیر پر آنا اور قلعے پر یورش کرنا اور بانی مین کرنا بیان کیا نور الدین ہر نے اپنی سرگذشت بیان کر کے کہا کہ اچھا بھاب کہا اسادہ ہو خورشید نے کہا کہ اب مین غمراختہم پر جاؤ لگا لوگ میرے نہایت فکر مند ہونگے نور الدین ہر نے کہا کہ اچھا تم جلدو ہم بھی ایرج کے مقابلے کو آتے ہیں خورشید تو یہ سکر رخصت ہوا نور الدین ہر نے جالاک سے کہا کہ شہر سیلہ کو چلنا چاہیے اسے عرض کیا کہ پہلے مین جا کر مال دریافت کر آؤں تو پھر آپ چلے گا لکھ جالاک شہر مین گیا سنا کہ سیمل بن سہیلان مہرانیہ کو گیا ہوا ہے یہ خبر سکر جالاک بہت جلد نور الدین ہر کی خدمت مین آیا اور بیان کیا کہ وہ صدران ماہ منظر کے قتل کے لیے مہرانیہ کو گیا ہوا ہے یہ خبر سکر شاہزادہ نور الدین ہر نے اسی وقت شہر مہرانیہ کا راستہ لیا مگر اس وقت پہونچا کہ جب سہیلان زیر قلعہ مہرانیہ اسادہ تھا اور بچا نہ جانے پر آمادہ تھا اور صدران ماہ منظر اور دراج در در گوش دعائیں مانگ رہے تھے کہ لغرہ شاہزادے کا بلند ہوا کہ او کا فرخا سر ذرا بٹھو تو سہی مین آہو بچا تو جانا کمان ہی تو یہ سمجھے ہوئے تھا کہ از دما تجھے نکل گیا اور یہ نہ جانتا تھا کہ مین از وہے کو قتل کر کے پھر صبح دسالم ظاہر ہوا لگا مل قلعہ لے جو شاہزادہ نور الدین ہر کو دیکھا باغ بلخ ہو گئے طبل شادمانی بجھنے لگا اور سہیلان نور الدین ہر کا لغرہ سکر قلعے کی طرف سے پھرا دیا

کئی دہائی قلعہ پہلے اس ضابطہ کو ماہیون تو بچر شے سمجھو لگا یہ لکھ نور الدہر سے مقابل ہوا اور پکارا کہ اے ہیرہ حمزہ
 اگر نوادہ ہے سے بچ گیا تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا دیکھ یہی گزرا جس سے دروازہ قلعہ کا توڑنے جلا تھا اب
 اسی سے تیرے قہرین کو برباد کر دینگا یہ لکھ شاہزادے پر گزر کا دار کیا نور الدہر نے آئے گز کو خیال میں لا کر ایک ایسی
 قرب تیغ ابدار کی لگائی کہ مثل خبار تر گزر کے دو کھٹے ہوئے سہیلان نے بھی جھلا کر تلوار ماری شاہزادے
 نے تلوار کی چھین کر گز بخیر میں ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا کر بالاسے سر پر خ دے کر زمین پر دے مارا کہ نقش
 زمین ہو گیا نوج سہیلان یورش کر کے نور الدہر پر آگری صدر ان ماہ منظر اور دور در گوش یہ رنگ دیکھ کر دروازہ
 قلعہ کا کھول کر فوج اپنے ہمراہ لیکر شریک نور الدہر ہوئے نور الدہر نے سہیلان کو تو بجا سے پیراٹھا لیا اور دہشت
 ہاتھ میں تلوار لیکر نوج سہیلان سے حرب و پیکار شروع کی بس جب سہیلان نے یہ رنگ دیکھا اور دم اُسکا گھٹنے
 لگا تو عرض رسا ہوا کہ اے شہر پاراب میں افعال سفینہ اور حرکات قبیلہ سے تو یہ کرتا ہوں اور لغاسے بے بقا پر
 لعنت کرنا ہوں آپ مجھے جھوٹ دے بیٹھے یہ شکر نور الدہر نے اُسے چھوڑ دیا وہ قدموں پر گر کے خرفت اسلام سے مشرف
 ہوا سہیلان اپنے بچے میں آیا حملہ سپاہ اور سرکردگان لشکر کو شرف اسلام سے مشرف کیا اور نور الدہر صدر ان
 کے ساتھ چلا بارگاہ شاہی میں بجا کر بٹھا صدر ان ماہ منظر سے کل سرگذشت اپنی بیان کی بعد اسکے کھانا کھا کر آرام کیا
 جب صبح ہوئی تو سہیلان نور الدہر کی خدمت میں حاضر ہوا صدر ان ماہ منظر اور سہیلان میں باہم صلح ہوئی بعد اسکے
 صدر ان نے سامان دعوت مہیا کیا اور روز تک دعوت و ضیافت رہی تیسرے روز سہیلان شاہزادے کو کھانا
 لیکر اپنے شہر میں آیا مقام شہر کو اسلام آیا دیکھا بڑی تباری سے شاہزادے کی ضیافت کی شاہزادے کو آئے ہوئے
 دو تین روز گزرے ہوئے کہ اٹمی ٹود عادی اور عادی ٹود کا داخل شہر ہوا ہر کار دن نے اگر خبر دی کہ اٹمی
 ٹود عادی اور عادی ٹود کا آنا ہو سہیلان کی تو یہ سنتے ہی رنگت برد ہو گئی اور عیشہ بڑ گیا اور خضر غر کا بیٹے لگا
 جام شراب ہاتھ سے گر کر چور ہو گیا شاہزادے نے پوچھا کہ اے سہیلان ٹود عادی کون ہو جو تم اس قدر خائف ہو سہیلان
 نے کہا شہر پار یہ اولاد میں عروج بن عوق کی ہیں اور صحرا سے قات میں سمندر کے کنارے رہتے ہیں
 نہایت دراز قد میں آفتاب سے پھلی جھونکر کھاتے ہیں آدمی کی تو خیال نہیں کہ اٹکا سامنا کر کے شاہزادے
 نے کہا کہ تم گھبرائے کیوں ہو اٹمی کو آئے دو دیکھو تو مضمون نامہ کیا ہے خدا کو یاد کرو قصہ مختصر اٹمی داخل بارگاہ ہوا
 تو دنگل آہنی پرستھن ہوا ساتی نے جام شراب کا تواضع کیا اٹمی نے جام شراب پی کر کہا کہ میں نامہ دار ہوں
 پہلوان دوران گر شاسپ جہان ٹود عادی کا سہیلان نے کہا کہ لاؤ نامہ اٹمی نے نامہ سر سے کھول کر دیا سہیلان
 نے دیر کو دیا اس نامہ میں لکھا تھا کہ اے سہیلان اس نواح میں آج کل مویشی کی بہت قلت ہو گئی ہے تمکو چاہیے
 کہ جینیسین بکر یاں گاؤں جب قدر ہو سکیں ہماری خوراک کے واسطے روانہ کیا کرو ورنہ ہم اگر مویشی کیسے آدمیوں
 تک کو کھا جائیں گے بس یہ مضمون شکر نور الدہر آگ ہو گیا اور نامہ دیر کے ہاتھ سے لے کر بزرے بزرے کر ڈالا
 اٹمی نے یہ دیکھ کر کہ اے جہان غضب کیا تو نے کہ ایسے پہلوان کے نامے کو بھاڑ ڈالا اور تلوار کھینچ کر نور الدہر
 کو ناری نور الدہر نے بھٹون سپاہی گری تلوار اسکی چھین کر ایک سٹانچہ مارا کہ وہ بیٹھ ہو کر گرا بھر جو ہوشش آیا
 تو اٹھ کر بھاگا اور ٹود کے پاس اسی حال سے جا کر وہ ٹکڑے نامے کے دکھا کر کل حال بیان کیا بس ٹود کو یہ
 حال شکر غصہ آیا اور لشکر اپنا درست کر کے سیلیہ کا راستہ لیا جب بعد چند روز کے سیلیہ میں پہنچا تو تمام
 شہر میں ایک تملکہ بڑ گیا کہ عادیان آدمخوار ہو گئے جب خبر سہیلان کو پہنچی رنگت اُسکی در و منو گئی

نور الدہر نے کہا کہ اوس سہیلان تم بالکل فوت نہ کرو اور خدا کو یاد کرو قصہ مختصر جب لشکر محمود کا شہر میں قیام پذیر ہو چکا تو نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ لشکر ہمدان شہر سے باہر نکلے بوجہ حکم اُنکا لشکر بھی شہر سے باہر نکل کر مقابل لشکر محمود عادیہ زین ہوا دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجاتا رہتا تھا جس میں تیار رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ کر اسے میدان تہرہ ہوئے صفوں جدال اور قتال کی آراستہ ہوئے جب نقابت نقبا ختم ہوئی تو محمود عادیہ میدان میں آکر جنگھا تا کہ وہ شخص کمان پر جسے میرے نام سے کو چھاڑ دے لا تھا یہ سن کر نور الدہر نالی قدر عرصہ کا زہر میں جلوہ افروز ہوا دیکھا کہ محمود عادیہ کا سہیلہ ایک دیوہی دوسو سواشی گز کا قد ہی کوئی مرکب زہر ران نہیں ہی پیدل کھڑا ہوا ایک میل گران سنگ کا ندھے پر رکھا ہوا شراب کھڑائی رہا یہ دیکھ کر نور الدہر بھی پیادہ پا ہو کر میدان کو پہلا جب محمود عادیہ کے مقابل ہوا تو اُس نے دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت سامنے کھڑا ہوا اور سمجھا کہ سہیلان نے اسے صلح کے واسطے بھیجا ہے یہ سمجھ کر کئے لگا کر ایوان میں ایک طرح صلح پر آمادہ ہون کر جسے میرا سہیلہ لایا ہے اُسے بانہ حکم میرے پاس بھیج دے ورنہ میں تمام شہر کو کھا جاؤں گا نور الدہر نے کہا کہ او خود سر تو کن خیالوں میں ہو رہے ہیں ہوں جب فہم نے میرا نامہ بھیجا تھا اب تیرا سر تو ٹوٹ گیا یہ سن کر محمود عادیہ بہت ہنس اڑا کہ آہ تو میرا سر تو ٹوٹ گیا پہلے تو یہ تو بتا کہ تو یوں کون شاہزادے نے کہا کہ میں میرا ہمسفرہ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان ہوں یہ سن کر محمود عادیہ نے کہا کہ جیسے تجھے یہ گھمنڈ ہے ابھی حال حسرت اپنا نور الدہر نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ ہم حریف پر مشید ہستی کریں پہلے تو اپنا حربہ کر جب تیرے حربے سے خدا بچا لے گا تو سمجھا جائیگا یہ سن کر اس عادی نے کہا کہ شاید تجھ کو اپنی شجاعت پر بہت غرور ہے یہ کلمہ خردوار خبر دار کلمہ دی میل گران سنگ چرخ دے کر نور الدہر پر مارا نور الدہر نے آتے ہوئے میل کو خیال میں لاکر ایک ضرب شمشیر آبدار سے اس میل کے دو ٹکڑے کر دیے ایک ٹکڑا گر جاتا ایک اُس کے ہاتھ میں پکڑا اُس نے یہی ٹکڑا نور الدہر پر مارا نور الدہر نے اسے بھی خالی دیا اب محمود عادیہ کو دیکھا کہ تجھے مسلک مار ڈالو تو مجھ نور الدہر بھی دو ٹکڑے سے لپٹ گیا زور کشکش ہونے لگے دن بھر کشتی رہی شام کو محمود عادیہ نے جہزے کا قصد کیا مگر شاہزادے نے بچانے دیا جا نہیں سے روشنی آگئی غرض دو شب یہ روز کشتی رہی تیسرے دن شاہزادے نے لشکر محمود عادیہ کا توڑ کر سرے بند کیا اور چرخ دے کر جا ہا کر زمین پر دے مارے کہ آسنے شور الامان کا بلند کیا نور الدہر نے کہا کہ کب الامان بشرط الامان اگر تو دین اسلام قبول کر تو ہمارا ایمانی ہے اُس نے کہا کہ میں نے قبول کیا نور الدہر نے اسے زمین پر رکھ دیا وہ شاہزادے کے گرد بھر کر از سر صدق مسلمان ہوا حلقہ غلامی کان میں پینا اور عرض کیا کہ ای شہر یار اگر حکم ہو تو میں اپنے اہل لشکر کو مسلمان کر لاؤں شاہزادے نے کہا کہ اچھا ہاؤ محمود عادیہ اپنے لشکر میں گیا اور سہیلان شاہزادے سے زہر تیار کرتا ہوا خیمے میں لے کر آیا اور بسنہ رزبان شاہزادے کی تعریفیں کرنے لگا کہ حضور اس عادی کا مارتا آپ ہی کا کام تھا نور الدہر نے کہا کہ اسے سہیلان اسکی کہا حقیقت ہے ہمنے بعنایت خدا بڑے بڑے دیوؤں کو زیر کیا ہے اور پو شاگ رزمی اُتار کر لباس جرمی پہن کر کھانا کھایا اور سورہا اور اُدھر محمود عادیہ جو اپنے خیمے میں آیا نہ کسی سے بات کی نہ کسی سے بولا کچھ تھوڑا بہت کھالی کر سورہا صبح تک ہوش نہ آیا صبح کو اُٹھ بیٹھے سے کہا کہ ای فرزند یہ خدا پرست بہت زبردست ہے میں نے تو اُسکا دین قبول کر لیا تو کیا کتا ہے اُس نے کہا کہ ای بزرگوار میں ہر طرح آپ کے ساتھ ہوں جب آپ اُس سے لڑ کر عہدہ برآئے ہوئے تو میں کس قطار و شمار میں ہوں بعد اُس کے کل فوج سے کہا کہ میں نے تو

ابلیس پرست برائست کی تم لوگ کیا کہتے ہو سب نے کہا کہ ہم بھی رین قدیم اپنا ترک کیا ہر طرح آب کے ہمراہین الغرض
 سب کو مسلمان کر کے اپنے ساتھ لیکر خدمت نورالدین ہرین ماغرم ہوا ہر ایک کو شرف قدوسی سے مشرف کر آیا شاہزاد
 نے ان سب کو خلعت والذام سے سرفراز کیا اور بخود عداد در عادیں شود کو اپنی فوج کا سپہ سالار کیا صحبت جشن برپا
 ہوئی جہد و زاری عیش و عشرت میں گذرے ہوئے کہ ایک روز ہر کار دن نے خبر دی کہ ایک لشکر عظیم دریا کنارے
 آیا ہوا ہے نورالدین ہر نے چالاک کو استقبار حال کے لیے روانہ کیا وہ ایک گھڑی بھر کے بعد نہایت غوش و خرم
 نورالدین ہر کے پاس آیا اور کہا کہ اے شاہ علیجا ہمارے کو کہہ پشلا آب ہی کا ہے اور دوسری بشارت یہ ہے کہ ہر مزین
 نوشیروان بشارت پاکر مسلمان ہوا ہے ابھی اب کے لشکر کے ہمراہ ہے نورالدین ہر یہ لشکر بہت خوش ہوا اور ہر مزین تاجدار
 کی ملاقات کو چلا اور دوسرے ہر مزین بھی نورالدین ہر کے آنے کی خبر شکر و نامہ ہوا راہ میں باہم ملاقات ہوئی اور باہم گفتگو
 ہوئے لشکر نورالدین ہر کا ہونے لگا جسے استادہ ہونے لگے جلد سرداروں نے مع گہرا سے اختر شناس شاہزادے کی قدوسی
 حاصل کی صحبت عیش برپا ہوئی سرداران قدیم ان عادیان بلند بالا بلند گردن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے نورالدین ہر
 نے بیٹورہ گہرا سے اختر شناس ہر مزین تاجدار کی تخت نشینی کا سامان کیا ہر مزین نے عرض کیا کہ اے شاہزاد عالی وقار
 اور نگ نشینی آپ ہی کو زمیندہ ہے اب تخت پر رونق افروز ہو جائے اور زیادہ سے زیادہ یہ ہو کہ مجھے خلعت وزارت سے
 ممتاز کر دیجیے فقط زیر اقدام حضور پر ارہونگ اور ابتدائیں حمزہ صاحبقران بھی خود ہی تخت پر بیٹھے تھے اب بھی ایسے
 لشکر کی بادشاہت فرمائیے مضافتہ کیا ہے نورالدین ہر نے کہا کہ اے شاہزاد اب آپ امین اہل رنہ کیجیے شاہی سلطنت آپ ہی کو
 سرفراز ہے کہ اب خاندان گیلان سے ہیں اور بیان کی تخت نشینی بھی عاریتی ہے جب صاحبقران ظلمات سے مراجعت
 فرمائیں تو اُسے عرض کر کے آپ کو میں کل لشکر کا بادشاہ کروں لنگاہن نے کمر جہد بزرگوار سے سنا ہے کہ ہم نوشیروان ملک العادل
 کے ننگہ ارہین جو کچھ ہمارے ہنکے عداوت ہے وہ سب بختیارک کی وجہ سے ہر درندہ ہمارے بادشاہین میں ہر طرح
 اکھا ملے ہوں بس اے شاہزاد جب آپ کی نسبت جہد بزرگوار سے یوں ارشاد فرمائیں تو میں کس حساب میں ہوں آج
 ہر اور سلام کرنا ہمارا فخر ہے اور کوئی نئی بات نہیں ہے اب کو خدا نے قتل اللہ کیا ہے ہر مزین نے یہ سکر سر جھکایا نورالدین ہر
 نے سامان تخت نشینی جیسا کہ ہر مزین کو تخت پر بٹھایا اور نقارہ شادمانی بجھنے کا حکم دیا بعد اُسکے پہلے خود نذر دی
 پھر تمام سرداروں سے نذرین دلوائیں گہرا سے اختر شناس کو وزیر کیا اور خود سپہ سالاری کے دھگل پر بیٹھا اور حکم
 جشن دیا بعد از فراغ جشن حکم کو پج دیا جہاز اور کشتیان تیار ہوئیں اسباب لذت و شرف ہو احب سب سامان
 درست ہو چکا تو شاہزادہ نورالدین ہر سوار ہوا لشکر جہازات کے اٹھا دیے بادبان کھول دیے اب شانہ روز جہاز
 پہلے جاتے ہیں کسی مقام پر لشکر زمین کرتے جاتے جاتے ایک روز غلط ہو کر افسوس راہ بھول کر کدھر سے کدھر گئے
 کمان جاتا تھا اور کمان بونج کے نورالدین ہر نے ناخدا سے پوچھا کہ اے یہ کیسا غل ہو اُسے عرض کیا کہ حضور
 رات کو مجھ سے یہ خطا ہو گئی کہ چند شانہ روز کا ٹھکا ہوا تھا سو گیا جہاز راہ سے بے راہ ہو کر جزیرہ کشیدہ رویان
 کی طرف آجسے اور یہ وہ قوم ہے کہ آدمی کی تو کیا حقیقت ہے خبر کو چاہا جاتے ہیں باقی کو کھا جاتے ہیں بارہ بارہ
 لڑکے منہ میں پانچ پانچ گز کی ناکین ہیں تمام عالم میں اُنکے زبرد قوت کی رعایت ہے پانچ بجائی بیان کی بادشاہت
 کرنے ہیں انباش کشیدہ رو بقیاش کشیدہ رو اقداش کشیدہ رو اقران کشیدہ رو وقارن کشیدہ رو
 جو جہاز رویان آجنا ہے کوئی زمین کا زغہ بھر کر زمین جانا ایسی بھی ایک صورتیں ہیں کہ اگر آدمی بیانکے باغیہ دون
 قبیلے تو اسے دہشت کے مرجائے نورالدین ہر نے کہا کہ کیا بہا ز اور طرفہ کہ زمین بھر سکے عرض کیا زمین نورالدین ہر

نے کہا کہ سچ بھوری ہر کیا کیا جائے رغبتہ اما اقتضا جو شیت باری تعالیٰ عزا سمجھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ
کشیدہ رویوں کے آنے کا ایک غل غل شور مچ گیا خوف جان سے لوگ کا پھنے لگے نور الدین نے مژدہ عادی اور عادی
مژدہ اور سیلان منارہ گردن وغیرہ کو ساتھ لے کر جہاز اپنا آگے بڑھایا کہ اتنے میں اقتدا کشیدہ رو آہو نجا اور
انفرہ کیا کہ تھا راسر دار کون ہر نور الدین ہر نے کہا کہ کیوں تم کسوا سٹے ہو چھتے ہو سرداران سب کے ہم میں اُسے کہا
کہ ہمارا بادشاہ آدمی کا گوشت بہت پسند کرتا ہے مگر بالاضافہ تو پھر رحم کیا کر اُسے حکم دیا کہ تمہارے ساتھ کسی لالہ
آدمی میں امن سے تم جارہے آدمی جن کو کہ لو اور اپنا کل مال و اسباب لیکر بیان اسے چلے جاؤ باقی کو ہم کو دیدہ
اور اگر اسکی خلافت وزری کر دے تو بھر تم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچے گا اور مال و اسباب بھی لوٹ لیا جائیگا شاہزادہ
نے کہا کہ اونا انصاف کیا خوب انصاف ہو کہ میں لاکھوں بندگان خدا کو اس کے کھانے کے لیے چھوڑ جاؤں اور
میں اکیلا بیان سے چلا جاؤں کہہ نیا اُس حراخوار سے کہ امن سے ایک بال بھی کسی کا تمکو نہ ملے گا جو تم سے ہوسکے
مقصود نہ کرو بس یہ شکر اقتدا کشیدہ رو آگ ہو گیا اور حکم دیا کہ جلد ان سب کو گرفتار کر لو یہ شکر کشیدہ رو دھڑ بڑ
نور الدین ہر نے قہقہے پر ہاتھ ڈالے بہت سے کشیدہ رویوں کو قتل کیا مژدہ عادی نے ہاتھ سے اقتدا کشیدہ رو
ترخمی ہو کر بھاگا نور الدین ہر دیا کے کنارے پر آ کر بڑا بازار آراستہ ہو گئے دوسرے دن میں لاکھ کشیدہ رویوں مقابل
نور الدین ہر کے فروکش ہوئے جس اقباش کشیدہ رو نے نشہ شراب میں آ کر طبل جنگ بجا دیا جب یہ خبر نور الدین کو پہونچی تو نہایت
اندیشہ ہونے لگا خدا کا نام لے کر بیان بھی افارہ مذہبی بجا دو قصبہ تھمہر دونوں لشکر دن میں طبل جنگ بجا رہا یہی شکر
ہوئی شب بھر تیار رہی صبح کو مقابلہ ہوا اقباش کشیدہ رو سوار ہو کر میدان میں آیا اور بکا را کہ آدم زادو تم ایسے زبردست
ہو کہ تم سے میرے لڑائی کو ذلیل کیا خیر جاتے کہاں ہو یہ شکر نور الدین میدان میں جانے لگا مژدہ عادی مدح میں پر گزرتا
اور عرض رسا ہوا کہ آقا آپ نہ جاتے میں اسے پکڑے لاتا ہوں فرمایا کہ اچھا جادو خدا تمہارا حافظ و نگہبان ہو یہ شکر
مژدہ عادی جانب میدان روانہ ہوا جب برا اقباش کشیدہ رو کے پہونچا تو وہ دیکھ کر نہایت خائف و ترسان اور
حیران و پریشان ہوا کہ یہ آدمی کا ہیکو ہی بلا سے بے درمان ہو دو سو آٹھ اونچے کا قد ایک ہزار سات سو سن کا میل
کا تھ پر رکھے ہوئے ڈکا رہا ہوا اقباش نے پوچھا کہ میں تو ان آدم زادوں سے بڑے آیا ہوں تو کون جو میرے
مقابلے کو آیا ہو مژدہ نے کہا کہ وہ جوان آدم زادوں کا سردار ہے میں اسکا غلام حلقہ بگوش ہوں اقباش نے کہا کہ مجھ کو اس
اُس آدم زادے زبرد کیا ہو مژدہ نے کہا کہ ان بچہ کیا منحصر ہو اُسے بڑے دیوانہ متن کو زبرد کیا ہو اور یہ
زلزلہ قاف تنالی سلیمان کا تھیرہ ہو شاہزادہ نور الدین ہر برقع الزمان اس شہر کا نام ہو دادا اس جوان کا
امیر حمزہ صاحب قرآن لقا کے نقاب میں جانب خلافت گیا ہوا اقباش نے کہا کہ جب تمہارا لیے شخص نے اُسکی
غلامی اختیار کی تو پھر مجھے بھی کوئی عذر ہونا چاہیے میں بھی اسکی غلامی اختیار کرتا ہوں بشرطیکہ وہ مثل تیرے مجھ
بھی اپنا بندہ درگاہ سمجھے مژدہ عادی نے کہا کہ تم مطمئن رہو ایسا ہی ہوگا تم میرے ساتھ چلو بہ شکر اقباش مژدہ کے
ساتھ خدمت شاہزادہ عالیقدر میں حاضر ہوا شرف قد موسیٰ کے مشرف ہوا کہ بڑا حکمران ہوا اور عرض
کیا کہ حکم ہو تو میں جا کر اپنے سپاہیوں اور اپنے لشکر کو بھی یقین اسلام کروں نور الدین ہر نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ
یہ شکر اقباش اپنے لشکر میں گیا اور سب بھائیوں کو بلا کر بٹھایا اور کہا کہ صاحبو سنو جسکا ادا نے ملازم مژدہ عادی
ساختہ ہو اسکا میں کیا کر سکتا ہوں میں نے تو یہ بھلا اسکی اطاعت اختیار کر لی اور شرف اسلام سے مشرف
ہوا تم سب کو آج منظر ہو رہے ہیں نے کہہ کہ تم سب اب کے ساتھ میں دوسرے روز کشیدہ رو شاہزادہ کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور شرف اسلام سے شرف ہوئے بعد اسکے اقباش کشیدہ رونے شاہزادے کی دعوت کی
صحت رقص و غنا برپا ہوئی ہرگز تاجدار تخت پر شکنجہ ہوا شاہزادے نے دنگل شوکت کو رونق بخشی ایک ہزار
سات سو پانچاون اور گردن کش اپنے اپنے دنگلون اور کریمون پر شکنجہ ہوئے ایرج تاج بخش نور شاہ سعادت شاہ
صدر ان ماہ منظر دراج در درگوش و لیان زرنگی وغیرہ بھی حاضر بن گئے اور اسی وزارت پر فوکش ہر تمام دربار اور
اور میرا ستم گر گریہ بیشہ کلنگان صاحب ساہوگران طہماس بن عنقویل دیو پرور کا دنگل نور الدہر نے خالی دیکھ کر
بے ساختہ آہ سرد دل پر دروے طبعی اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے یہ دیکھ کر ہر ایک مستفسر ہوا کہ کیوں شہریار کیوں
غیر باشد آب کے آہ سرد دھونے اور تابدیدہ ہونے کا کیا باعث ہو گیا کہ صاحب جو اس وقت سب موجود بن گئے مگر سیرا غاشی صدیق
رفیق موافق صاحب ساہوگران جان نثار خاندان صاحبقران طہماس بن عنقویل دیو پرور جو موجود بن گئے تو
کمال متاسف ہون اور میری آنکھیں اسی کے دنگل کو خالی دیکھ کر دھک پر آب ہوئی جاتی ہیں ہاں افسوس ہم اور وہ
ایسی ساعت سے جدا ہوئے کہ بھر گیا منوئے اور صاحب جو طہماس سا بہادر کا ہیکہ دنیا بن پیدا ہو گا سب طہماس کی تعزین
کین اور عرض رہا ہونے کو فانی خدا دندہ بہت بڑا بہا شخص ہو نور الدہر نے کہا کہ بانی عیسا رفیق و صدیق میرے
اور کو لندھو ساتھ آیا ویسا ہی شفیق بالصدق میرے طہماس مل گیا اور بان جالاک یہ تو سب کچھ باتیں ہو اسی کرنگی
تم تو اس ملک میں اپنے آنے کا حال بیان کر دیا لاک نے عرض کیا کہ حضور میرا تختہ بھی بونین بتا بتا شہر سلیم
پہونچ گیا تھا نور الدہر نے کہا کہ بھلا کہیں ہمارے دوست طہماس کو بھی دیکھا تھا جالاک نے عرض کیا کہ حضور
کہیں نہیں نور الدہر نے رد کر کہا کہ شاید وہ ڈوب ہی گیا یہ باتیں سن کر اقباش کشیدہ رونے لگا ہندھو
عرض کیا کہ اب کے تشریف لانے سے چند روز پیشتر اس دریا میں ایک شخص دراز قد ماتھو میں ساہوگران بن گئے
کچھ درخت غلطان و پچان ڈوبتا اچھلتا چلا آتا تھا بھائی میرا قد اش کشیدہ رو دریا کے کنارے شکار میں مشغول
تھا اسنے ایک کرکٹس عالی کو نکال لیا اس عادی نے نکتہ ہی الد اکبر کا لغزہ بلند کیا لغزہ سنگ دروازہ بہت بدیم ہوئے
اور تلوار بن کھینچ کھینچ کر بایں اسادہ دوڑ پڑے کہ اسے بکڑ کر کھا جائیں مگر وہ شہریار وہ عادی جو ساہوگر بکڑ کر گرا تو کوئی
ڈیڑہ سو دراز گردنوں کو ہلاک کر ڈالا انجام کار جب دراز دیون لے دیکھا کہ ہم اس سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے
تو دور بھاگ کر اینٹوں اور پتھروں سے اسے مجروح کیا جب وہ مجروح ہو کر گرا تو اسے گرفتار کر کے میرے سامنے
لائے میں نے اسے لاغریا کر حکم دیا کہ اسے آہنی پتھر سے میں بند کر دوں وہ وغیرہ کہنے کو دیکھ یہ خوب فریب ہوا کہ
جب خوب فریب ہو جائیگا تو پھر اسے کیا بٹا کر کھا جائیگا وہ شہریار ابھی تک وہ اسی پتھر سے من قید ہو اور نے اچھل پڑا
بھی ہو گیا جو قین سوسات من کی قید میں مقید ہو لیکن وہ ہرگز اس قید کو خیال میں نہیں لاتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب
اسنے قید توڑی اور اب توڑی میں مناسب جانتا ہوں کہ اب اسے ملاحظہ فرمایا لیجئے اگر وہ طہماس ہی تو اسے
قید سے نجات دیتے اور اگر وہ طہماس نہیں ہی تو پھر ہم اسے کیا بٹا کر کھا جائیگا نور الدہر نے کہا کہ ادا حق
گوشت آدمی کا حرام ہے اور تمہارے بیان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ طہماس ہی کیونکہ کل کوائف اسی کے سے تم بیان کرتے ہو
ابھا نگلو تو وہی دیکھیں تو یہ سن کر اسی وقت وہ خبر اطلب ہوا اور طہماس نے جو وقت سے متاثر کہ کسی شاہزادے
نے آکر ان لوگوں کو مسلمان کیا ہے اس وقت سے دھامین مانگ رہا ہے کہ خدا خیر کرے شاہزادہ نور الدہر ہی ہو گیا
پوچھا کہ اس شاہزادے کا کیا نام ہے کوئی بتاتا نہیں طہماس جواب دیا کہ میں مدد کر رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ بھائی مودہ
ضرور شاہزادہ نور الدہر ہی ہے تم جا کر فرماؤ اس سے یہ حال کہ آؤ وہ ضرور مجھے پھر الیگا اور مجھے اگوریا لی

ہو جائیگی تو میں تمہارے ساتھ بہت مسکوک ہو لگاؤ وہ لوگ جو گنہگار ہیں جواب دیتے ہیں کہ خوب تو ہم کو فریب دیتا ہے
 ارے تو جھوٹا ہو اور تمام زمانے کو تو نے ہلاک کیا ہے ہم نے کسی سے کہیں گے نہ کہیں جائینگے طہاس مضطرب ہو کر گونگر
 شاہزادے کے پاس جانیے کہ یکایک کچھ عادی آئے اور کہا کہ جلد اس عادی کو بچلو شاہزادے کو دکھا یا جانا طہاس
 یہ خبر سنا بہت خوش ہوا قصہ پھر اٹھا طہاس کا شاہزادہ عالی وقار کے پاس لائے شاہزادے کی نگاہ جو پڑی اٹھ کر
 دڑا اور ادھر طہاس نے شاہزادے کو دیکھ کر بارے خوشی کے قید توڑ ڈالی اور پھر اٹھ کر نکل آیا اور شاہزادے
 کے قدموں سے لپٹ گیا نور الدہر نے اسے گھسے لگا یا دونوں کے دونوں روتے روتے بہوش ہو گئے
 کشیدہ رو طہاس کی طاقت دیکھ کر بہت متحیر ہوئے کہ کیا قوت حقائق نے اسے عنایت کی ہو جب کہوٹا اور
 گلاب وغیرہ چھڑکا گیا تو ان دونوں کو ہوش آیا شاہزادہ کمال مسرور طہاس کو ساتھ لیکر ذیل سالاری پر تھکن ہوا
 البین ایک دوسرے کا مستفہ حال ہوا کئی دن تک جشن رہا بعد اُسے اقتدار کشیدہ رو کو تو دین چھوٹا اور پانچ
 چار سو کشیدہ رو یوں کو ہمراہ لے کر کوچ کیا اور جانب باختر روانہ ہوئے قیصر دزد تھا کہ ایک میل دریا میں کھائی
 دیا تمام جہاز دن میں غل بڑ گیا کہ افسوس راہ بھول کر (اب میں آ پھنسے شاہزادے نے مستفہ حال کیا لوگوں نے
 عرض کیا کہ حضور راہ بھول کر گر داب طلسمی میں آ پھنسے جو جا پھنسا ہے پھر عمر بھر رہا نہیں ہوتا نور الدہر نے کہا کہ اچھا
 جہاز دن کو اور جانب پھر بچلو عرض کیا کہ اے شہر یا راب خدا ہی بچیرے تو پھر یہ باقی ہو ہی رہی تھیں کہ جہاز
 نسل باد و ہر کے جل سکے نا خدا نے عرض کیا کہ حضور اب بالکل حد کو داب میں آ گئے اور جہاز اسطرت کھینچے جاتے
 ہیں شاہزادے نے کہا کہ خیر جو مرضی آئی چارہ کیا ہے قصہ جب جہاز اس میل کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ میل
 سرفشا کشیدہ ہو اور ایک زنجیر طلائی سربیل سے تاپا میں میل لٹکی ہوئی ہو بس جہاز گردا گرد میل کے چکر کھانے
 لگے اور دیکھا کہ بہت سے جہاز بھی گردا گرد میل کے اسی طرح مبتلا ہوئے ہیں لوگ بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے
 ہیں نہ ہاتھ ہٹاتے نہ پاؤں میں جنبش ہو ایک سکنے کا عالم ہو مال و اسباب سب اسی طرح رکھا ہوا ہے شاہزادے
 نے کہا کہ معلوم نہیں یہ لوگ زندہ ہیں یا مردہ چالاک نے کہا کہ شہر بار میں بھی جا کر خبر لے لوں یہ کہہ کر اپنے جہاز سے
 کود کر ان جہاز دن پر گیا پہلے سلام علیک کی جواب نہ آیا چالاک نے ایک شخص کا شانہ پکڑ کے اٹھانے کا قصد
 کیا اٹھکیان چالاک کی بہن میں اس شخص کے درمیان گوشت دوست سب گھل گیا تھا یہ حال دیکھ کر چالاک نے
 آواز دی کہ اے مٹھو لڑیہ لوگ تو اس مدت سے گرفتار ہیں کہ اب جا سکتے گھل گیا ہے شاہزادے نے بہت افسوس کیا
 اور اس جہاز کا قویہ عالم ہوا کہ ٹاڑھیں مار مار کر رونے لگے پھر اسے کہ افسوس ہمارا بھی یہی حال ہونا ہے شاہزادہ ایک
 ایک کو دلا سا دیشے لگا کہ ارے یا رو خدا کو یاد کر دو وہ بڑا حامی و مددگار ہے اور چالاک کا یہ حال ہو کہ روتا جاتا
 ہو اور مال و اسباب سمیٹ رہا ہے نور الدہر نے کہا کہ اے چالاک یہ مال و اسباب تو کیوں سمیٹ رہا ہے کیا تجھ کو
 اب زندگی کی بھی امید ہے چالاک نے کہا کہ اے شہر یا راب سے غرض بہادر اور مستقل مزاج سے یہ پاس و حسرت
 سخت تعجب نیز ہی اے شہر یا راب گردہ قادر مطلق چاہیگا اور اسکا حکم قبض روح کو نہیں ہوا ہے تو بچ ہی جائینگے البین
 کیا کلام ہے نور الدہر نے کہا کہ ان بھائی سچ ہے مگر ہر بار یہی افسوس آتا ہے کہ اسد کی مدد کو چلے تھے اور اس
 بل میں پھنس گئے جہر بزرگوار کی قدر مہوشی کی بھی آرزو دل ہی دل میں رہ گئی چالاک نے کہا کہ اے شہر یا راب یوں نہ رہے
 حق تعالیٰ کو یاد دیجیے اگر حیات مسقا ربانی ہے تو نجات ہوتی جاتی ہے اور اگر اسی طرح قضا آئی ہے تو رہینا بقضاء
 و تسلیم لا مردہ خلاصہ ایک ماہ کا اسی حالت خوف و رجائے گذر گیا غلبہ بھی تمام ہو گیا مولیٰ شیون کے

توشت پر نوبت پہنچی اب وہ بھی تمام ہو گئے اس پگڈاڑی نوبت آگئی نور الدین نے گہراے اختر شناس سے کہا کہ آؤ گہرا
نور آج ذرا چپ نوکر و کہ ہم اس گر و اب سے نجات بھی پائیں گے یا حسین مر کر رہ جائیں گے گہرا نے اُسی وقت
زائچہ کیسٹ پر عرض کیا کہ حضور مایوس نہوجیے آپ بتا لیں ایزدی وہ اعانت بزرگان دین اس طلسم کو فسخ کرنے کے حساب
ہے کہ آپ درگاہ ایزدی میں رجوع فرمائیے نیتیں ہو کہ فضل خدا شامل حال ہوگا یہ سکر نور الدین ہر سنے
علیحدہ عبادت خانہ قائم کر لیا اور نماز حاجت پر حکم پہلے محمد خداداد جہان من زمان سے ہے اشعار ارشاد کیے

تو عجب باغبان قدرت ہی
 کسین چرچہ من حسن و الفت کے
 بخشی ہر گل کو نکست درنگت
 کسین قمری ہو سہر و پریکل
 تو نے ہر چیز کو اثر بخشا
 ذات تیری ہو عجب پوش کل
 تیرے آگے ہو ایک سب مخلوق
 حسن و المون کی تو نگاہوں میں
 تو ہو محبوب سارے عالم کا
 ہر کے دن جو کھٹے جاتے ہیں
 ہم جنم قلب ہر سہل
 نہیں کر سکتا کوئی تیری ش
 علم و فضل و کمال خلق کب
 ہی ہا میں کہاں سے پھر آئیں
 ہم لائل ہو آشکار یہ بات
 اپنے اپنے طریق دین پر سب
 کوئی کتا ہو آفتاب میں ہو
 غولہ زن قتلزم جہالت کا
 زیست اس سے ہر آدمی کی ہو
 ہم یہ کہتے ہیں سب کسین تو ہو
 جگو قادر اسی سے تو جانا
 رہو تو ہی گواہ یا اللہ
 کیا میں نے کچھ سوائے گناہ
 کر کبھی کوئی نیک کام ہو
 اس سے میں جھک گیا ہوں تو خدا

نام سے ترے دل کو فرحت ہی
 کھیل سارے میں تیری قدرت
 اور بلبل کو گل کی دی الفت
 اسکی الفت کا پائیگی کیا پھل
 نخل اسب کو شہر بخشا
 ستر راز عشق بلبل و گل
 اس میں عاشق ہو یا کوئی ہوشیار
 دل جھلے عاشقوں کی آہوں میں
 سب کے دل میں ہو خوش عشق
 جان میں دیدیکے تجھ تک آئے ہیں
 چارہ ساز دو اسد و دل
 کہ ہر ایک چیز کو کیا پیدا
 گل الفاظ و صفت و مدح و ثنا
 جو تیری حمد میں لکھی جائیں
 وعدہ لا شرک ہو تیری ذات
 ماننے میں گر تجھے یا رب
 کوئی کتا ہو ماہتاب میں ہو
 کوئی کتا ہو آب میں ہو خلا
 زندہ ہو سانس جب تک آتی ہو
 اور مالک کسین نہیں تو ہو
 جو ارادہ کیا ہو انہو
 کتا ہوں لا الہ الا اللہ
 ہوں سزاوار نار یا اللہ
 تیری توفیق سے وہ تمہارا
 کہ بہت سر پہ ہو گناہوں کا

باغ عالم کو تو نے خلق کیا
 نخل بند ریاض قدرت ہی
 کسین نخل کے گیسو و پنہ نثار
 در شہنم کسین میں گل پر نثار
 جس طرف دیکھے فسائے میں
 سنہن بڑا عدیل اسی عادل
 نہیں جاتا کسین بھی عدل ترا
 آگ فقروں سے وہ نگاہ میں
 جتنے عاشق ہیں دلربا جتنے
 نام تیرا وہ راحت جان ہو
 جب ہوتا زہ کوئی غم جانکا
 نطق عقل و زبان و گویائی
 تجھے اور انک نطق پا یا ہو
 تو ہو بانی ہر ایک فانی ہو
 جتنے فرقے ہیں من اور باطل
 کوئی پھر میں تجھ کو سمجھا ہو
 سوز الفت اسے بھی تیرا ہو
 کوئی ہر دم ہو اکا بھر ہر دم
 میں بہت سے اسطرح فرستے
 پھر جو کچھ چاہتا ہو کرتا ہو
 گو کہ نا چیز ایک جاہل ہوں
 تیرا بندہ گندگار ہو نہیں
 عمل زشت کے سوائے کیا
 اب جو روز حساب آئے گا آہ
 گو کہ صحن بیان کی میرے شدت ہو

کیا بھلا ہو مجھے پھر اسکی رضا
 چمن آرا سے باغ الفت ہی
 باغ میں آگے بوسہ شکستہ
 کسین سبزے یوت باد بہار
 تیری قدرت کے کارخانہ میں
 تجھے میلا نہیں ہو کوئی دل
 کہ اثر دونوں ہی کو ہو بخشا
 یہ دوسرے دھوئیں آڑاں میں
 میں گر خوار تیری الفت کے
 مرض لا دوا کا دربان ہو
 تو نکلتا ہو منہ سے یا اللہ
 کلک و قرطاس و دست بہ پتلی
 تو ہی نے آدمی بنایا ہو
 ذات تیری ہی جاودانی ہو
 احدیت کس میں وہ تری قائل
 کوئی مسجد میں سجدہ کرتا ہو
 آگ میں جسنے جکھو جاتا ہو
 کہ اسی میں ہو خالق عالم
 اور طریق ایک سے نہیں بکے
 حاکم غائب زمانہ ہے
 احدیت کا تری من قائل ہوں
 شجر زشت بار دار ہوں میں
 دل سے سجدہ کبھی ادا نہ کیا
 پاس ہو گا نہ کچھ سوائے گناہ
 تیری حد سے زیادہ رحمت ہو

بعد حمد اکی کے پہر بھر کا مل بعد تفریح و زاری ہر گاہ جناب باری دعا مانگا کیا بعد پہر بھر کے غنودلی سی آگئی ویدہ ظاہری

بند ہو گئے اور دیدار باطنی کھل گئے عالم خواب میں دیکھ کر آسمان سے ایک نورانی تخت آکر سر ہانے اتر آیا اور ایک
 بزرگ نورانی شکل عمامہ بر سر پہراہن درجہ شیعہ بکف نمودار ہوئے اور آواز جویج و قدوس ربنا ورب الملائکہ
 والروح کی بلند ہوئی جب شانہرا سے نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام
 ہیں نور الدہر سامنے حضرت کے دست بستہ کھڑا ہوا حضرت نے ارشاد کیا کہ امی نور الدہر تم اس قدر مضطر کیوں
 ہو نور الدہر نے عرض کیا کہ آپ پر سب حال میرا روشن ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ امی نور الدہر طلسم
 آصف بن برخیا کا بتایا ہوا ہو نام اسکا طلسم کر کرہ آصفی ہو نور الدہر نے عرض کیا کہ پھر میں کیوں کر اس طلسم
 سے نجات پاؤں گا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ اسم تمہیں تعلیم کرتا ہوں تم اسے پڑھ کر اس میں پر دم کرنا
 ایک جوان خوشرو بالا سے میل نمایاں ہو گا اور تمہیں طلب کرے گا لیکن تم مطلق سماعت نہ کرنا اور ہرگز جواب نہ
 دینا یہ اسم پڑھتے جانا دوسری مرتبہ نکر وہ پھر بلا ہنگام پھر جواب دینا اور اپنے کام میں مصروف رہنا جب وہ
 بارہ تھیں بلاوے تو تم یہ اسم اس زنجیر پر دم کر دینا وہ زنجیر بھی ہو جائیگی تم اس زنجیر کو پکڑ کر اس میں پر پٹے جانا
 جب تم میل پر پٹے جاؤ گے تو وہ جوان تو قاتل ہو جائیگا اور کچھ نہ بیٹھ نما پاں ہونگے جب ان زمینوں کو تم مل کر لو
 تو ایک مکان عالی شان دکھائی دے گا جب تم اس مکان میں جاؤ گے تو ایک کنواں دیکھو گے اور اس کنوین پر
 جرجخ قائم ہو گا اور سامنے اسکے ایک گنبد عالی شان ہو گا کلس پر اس گنبد کے ایک جانور عظیم الجثہ بیٹھا ہو گا اور بار
 بار آسمان پر اڑ کے جاتا ہو اور آواز ہیما ت ہیما ت کی بلند کرتا ہو اور پھر آکر بیٹھ جاتا ہو جو تین بار اسکی صدا
 سن لیتا ہو وہ پتھر کا ہو جاتا ہو تمہیں لازم ہو کہ غور سے اس جانور کے سینے پر نگاہ کرنا ایک خال سیاہ اسکے سینے
 پر ہو تم بہت غور سے ایک تبر چاہے کمان میں جو دکھو اس خال پر مارنا اگر تبر تمہارا اسکے خال پر پڑ گیا تو تم فتحیاب
 ہو گے ورنہ پتھر کے ہو گے رہ جاؤ گے اور اگر تبر تمہارا پورا تمہیں اور اس طائر کو تم مار لو تو بعد اسکے تم اس
 گنبد کے اندر جانا ایک صندوق زنجیر میں آویزاں ہو تم یہی اسم پڑھ کر اس صندوق پر دم کرنا وہ تمہارا
 پاس آ جائیگا تم اس صندوق کو بخوف و خطر کھولنا لوح طلسم اسی صندوق میں ہو اسے نکال لینا جب اسکے ایک
 صندوق اور دہن رکھا ہو اس صندوق میں سلج بنوگ اور خیمہ نیلگون سلیمانی رکھا ہو اسے بھی اپنے سینے
 میں کرنا اور پھر اسکے لوح طلسمی کو دیکھنا جو اس میں لکھا ہو گا اس پر عمل کرنا انشاء اللہ طلسم فتح کر دے گا اور اس گرداب
 سے نکلا جاؤ گے پھر جہان جی چاہے گا چلے جانا یہ خواب دیکھ کر نور الدہر کی آنکھ کھل گئی تمام مکان کو مسطر اور معبر پایا
 ایک لونور کی از زمین تا چرخ برین معلوم ہوئی اور ایک کاندہ اپنے سر ہانے سے پایا پڑھ کر کمال مسرور ہوا بعد
 تجدد یہ خدمت نادر سے کے عبادت غاسنے سے باہر آیا سمیوں سے حال خواب کا بیان کیا ہر ایک نے خوش و مسرور
 ہو کر مبارکباد دی کہ شہر بار مبارک ہو حق تعالیٰ نے بڑی مدد کی اب انشاء اللہ آپ اس گرداب سے چھوٹے
 جو دیر کی کسر ہو وہ ہر الغرض ہا توں جینوں میں شب ہو گئی شانہرا وہ کھانا کھا کر سو رہا جب صبح ہوئی تو اس کا قند
 کو دیکھ کر اسم کر حفظ کر کے اس میل کے سامنے آیا اور اسم پڑھنا شروع کیا سات ہی مرتبہ پڑھنے پایا تھا کہ ایک
 جوان حسین زرین پوش اس میل پر نمایاں ہوا اور پکارا کہ امی عزیز تو نے مجھے کیوں طلب کیا تھا اب میں حاضر
 ہوں جو میرا کام ہوا ہے آکر بیان کر مگر نور الدہر کب جواب دیتے ہیں اسم پڑھنے لگے وہ جوان پکار کر چپ ہوا
 بعد تدریجی دیر کے پھر آوازدی کہ امی عزیز تو نے مجھے بلا یا ہو اور جب میں آیا ہوں تو خود میرے پاس نہیں
 آنا اور اپنا مطلب دل نہیں بیان کرنا پھر نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنے کام میں مصروف رہا جب

ایک سو ایک مرتبہ چڑھ کر اس زنجیر پر دم کیا تو وہ زنجیر خود بخود نیچی ہو گئی اور وہ جوان پکارا کہ اب تو آرزو سے دلی
 پوری ہوئی ہے اس زنجیر کو پکڑ کر جب وہ آٹھ شاہزادہ اپنے ہمراہیوں سے یہ لکڑی کے صابو جاسنے بن دیا تو وہ لکڑی کے
 فتح ہوا اس زنجیر پر چلا دھس تو نور الدہر یا علی یا علی کہتا چلا جاتا ہوا اور ادھر یہ لوگ دعا مانگ رہے ہیں
 کہ بارالہا واسطہ محمد ذال محمد کا نور الدہر کو اس طلسم پر فحباب کرتا ایک نور الدہر اس میں بے چارہ گیا دیکھا تو
 میدان بالکل صاف ہوا اور اہل جہاز مثل چڑیوں کے معلوم ہوتے ہیں کہ واسطہ کہ وہ میل پانی سے زمین سو گز بلند
 تھا انصاف ادھر ادھر دیکھتے دیکھتے شاہزادے سے دیکھا کہ چند زبے بیچے آڑے کے بنے ہیں شاہزادہ نور الدہر
 علی علی کہتا ہوا ان زمینوں کو دیکھ کر ناہوا چلا ایک سو ساٹھ زبے بیچے تھے کہ ایک دروازہ مفضل دکھائی دیا اور کبھی
 اسکی ایک طرف پر رکھی معلوم ہوئی شاہزادے نے اس کھنی سے دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا دیکھا کہ وہی باغ جو
 وہی کنواں جو وہی گنبد ہوا اور اسی طرح گلں پر گنبد کے جانور بھی ہوا اور سامنے اس کے ہزار آدمی پتھر کے بنے
 ہوئے کھڑے ہیں اپنے دل میں کہا کہ اے نور الدہر یہ سب بھی تیری طرح آرزو مند فتاحی طلسم آئے ہیں اور اس
 جانور کے خال پر خیر لگائے ہیں اور نیزہ نے خطائی ہو دیجیے بڑا کیا انجام کار ہوتا ہو خیر نر لگا تو سہی یہ خیال کر کے
 نیزہ لکھان میں پوسٹ کر کے اس جانور کے خال کو خوب طرح تاک کر مارا مگر ایک غل بھر کا فرق رہ گیا تیرا اسکے خال پر
 دھچکا نور الدہر فوراً تازا نو پتھر کا ہو گیا نہایت غمناک ہو کر دوسرا تیر مارا وہ بھی خالی گیا ابکی مرتبہ تیسرا سنگین ہو گیا
 اس ابکی مرتبہ عالم باس طاری ہو گیا کہ اب نجات ملنا دشوار ہوا اور دل کو پروردگار کی طرف رجوع کر کے عرض کیا
 ہوا کہ اے پروردگار عالم سوا سے تیرے اس وقت کوئی مددگار نہیں بن تیرا نام لیکر ایک تیر اور مارنا ہوں یہ
 لکڑی کی جو تیر لگاتا ہوں تو ٹھیک اسکے خال پر پڑ گیا اور پشت کو توڑ کر پار نکل گیا اور وہ طائر گر کے مر گیا ایک تھوڑی
 دیر کے بعد آواز آئی کہ کشتی مارا نام من طائر جا دو بود اور جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ وہ کنواں اور چہرچ
 اور گنبد سب اسی طرح قائم ہیں اور جو پتھر کے آدمی بنے ہوئے کھڑے تھے وہ سب پہلیٹ اصلی آگئے اور
 سب کے سب شاہزادے کے قدموں پر گر پڑے شاہزادے نے سب کو دلاسا دیا مگر ان سب میں ایک
 شخص کو نہایت ہی حسین و خوبصورت تاج بر سر لباس سرداری درہر سبزہ رنگ کھڑا کھڑا نقشہ کوئی زمین نہیں
 سال کا سن دیکھا کہ وہ بھی سامنے آکھڑا ہوا اور نور الدہر کو سلام کیا اور قدیمو سی کے بلے سر جھکا دیا نور الدہر
 نے اسے گلے سے لگا کر پوچھا کہ کیوں بھائی تم کون شخص ہو آئے دست بستہ عرض کیا کہ خاکسار خداوند زبردشاہ
 کا بیٹا ہوں سبحان شاہ میرا نام ہر فرج و لشکر کشا اپنے ہمراہ لیکر خداوند لقا سے باختری کی مدد کو چلا تھا کہ وہ
 میرا چچا جو جب میں بیان پہنچا تو اس گرداب میں مبتلا ہو گیا بعد چند روز کے اس بنار پر میں نے لکھا پایا کہ یہ
 گرداب طلسمی ہو نام اسکا گرداب طلسم کر کے آصفی ہو جو اس گرداب بلا سے نجات کا خوابان ہو وہ اس
 زنجیر کو پکڑ کر اس میل پر چڑھ آئے اور دنیوں کے راستے سے نیچے آکر ایک جانور جو وہاں بیٹھا ہوا سب سے
 لگائے اگر اسے مارا تو طلسم فتح کیا ورنہ پتھر ہو کر رہ گیا اسی شہر بار میں نے بیان آکر میں تیرا سے کوئی کارگر
 نہوا آخر کار میں پتھر کا ہو گیا اور آپ کے باعث سے نجات پائی میں اب آپ کا غلام ہوں ہرگز ہرگز قدموں
 سے جدا نہو گا نور الدہر نے کہا کہ اچھا پہلے ادیان باطلہ پر لعنت کر کے دین اسلام تو قبول کر بعد اسکے سمجھا
 بائیکا رہیجان شاہ نے اپنے باپ زبردشاہ پر لعنت کی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا شاہزادہ نور الدہر
 نے کہا کہ اچھا اب ہم انھیں زمینوں کی راہ سے زنجیر پکڑ کر جہازوں پر چلے جاؤ اب ہم طلسم کشائی کو جان

ہین اسنے عرض کیا کہ ہرگز شوگا مجھ کو اپنے ساتھ لیے چلے نور الدہ ہر سنے کہا کہ بن تو لوح کے باعث
 سے محفوظ رہو لگا مجھ کو جادو گر ایذا دینے کے بلکہ کیا عجب ہو کہ مار ڈالیں بخدا راہبان سے چلا ہی جاتا
 ہر سنے پسنکر ریحان شاہ اور کل اسیران طلسم چلے گئے نور الدہ ہر اس گنبد کے اندر آیا دیکھا کہ
 چھت میں ایک صندوق آویزان ہوا اسم پر حکم و م کیا صندوق نیچے آیا شاہزادہ نور الدہ ہر سنے
 اس صندوق کو کھول کر لوح نکال لی بعد اُس کے دوسرا صندوق کھول کر تین گولون سلیمانی اور زرہ بکرو وغیرہ
 اٹھالیا تین جو کھینچ کر دیکھا تو مقابل شمنہ عفر ب سلیمانی تھا بہت خوش ہوا اور وہ اسباب اسباب بن
 پر آراستہ کیا اور اس کنوئین اور چرخ کی طرف روانہ ہوا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا ہوا تھا
 بسم اللہ الرحمن الرحیم اور شکندہ ابن طلسم و امی سیاح ابن عجائب جب لوح طلسم کر کرہ آصفی
 حیرے ہاتھ لگے تو جھک کر زمین پر گر پڑا کہ تین گولون سلیمانی کھینچ کر اس چرخ کے ستون پر مار دے ستون
 اس کنوئین کے اندر کھنکریکا تو بھی اپنے کو اس کنوئین کے اندر گرا دے جب وہاں پہونچ کر اور عجائبات
 ملاحظہ کرنا تو پھر لوح کو دیکھنا اور جو لوح سے غفلت کر لگا تو پھر کہیں کا نہ رہا شاہزادہ سے ملنے موافق
 ہر سنے اس لوح کے تعمیل کی اور اس کنوئین میں غلطان و بیجان چلا بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہو گیا جب
 پاؤں اس کے زمین سے مس ہوئے تو اٹھ کھل گئی اور ایک دروازے کے برابر اپنے کو کھڑا ہوا پایا دیکھا
 کہ اب کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی دروازہ کھول کر اندر گیا دیکھا کہ چار طرف کو چار دالان بنے ہوئے ہیں اور
 ہر دالان میں چالیس چالیس شیر کھڑے ہیں شاہزادہ نور الدہ ہر حیران ہو کر اس لوح کو دیکھنے لگا اور وہ
 شیر چار طرف سے حملہ آور ہوئے شاہزادہ نور الدہ ہر سنے موافق تھوڑے لوح کے وہ لوح ان شیر دن
 کے سامنے بھینک دی کہ اگر تم اس لوح کے خوابان ہو تو لوہیں وہ شیر اس لوح پر دوڑ پڑے آپس میں پہنچے
 اور حکمت چلنے لگے ایک دوسرے پر غرغرا کر دوڑتا ہوا لوح بیچ میں پڑی ہوئی ہر چھپکے خون کے اڑسہم میں رہا کہ
 کر لڑنے لڑتے سب شیر مر گئے اور ایک شیر رہ گیا اس شیر نے لوح اٹھا سنے کا قصد کیا شاہزادہ نور الدہ ہر
 سنے بڑھ کر لوح اٹھالی وہ شیر شاہزادہ نور الدہ ہر پر حملہ آور ہوا اور پہنچے مارنے لگا شاہزادہ نور الدہ ہر
 نے غالی دی اور تین گولون سلیمانی کھینچ کر اس پر مارا کہ اس شیر کے دو ٹکڑے ہوئے پس اس شیر کے مرنے
 ہی ایک آندھی جبرہ و تاریک چلی کہ تمام زمانہ سیاہ ہو گیا اور آگ اور پتھر برسنے لگے آواز دار و گیر کی بلند
 ہوئی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ حیث صد حیث مارا جو ان کشتی نام من ہیران جادو بود پھر جو روشنی
 ہوئی تو دیکھا کہ وہ مکان ہو اور وہ شیر ہو بلکہ ایک صحرا سے پرفضا طرب خبر معلوم ہو رہا ہو شاہزادہ نور الدہ ہر
 سر کرتا ہوا آگے چلا تھا کہ ایک آواز صیغہ پیدا ہوئی کہ ارے اوخیرہ سرکمان جاتا ہوا یا میں اگر ہر
 جانین نیکر آیا ہوگا تو ایک جان سلامت لکیر میان سے نہ جائیگا پھر دیکھا کہ ایک دیو نہایت زبردست
 طویل القامت خیرہ سر سیاہ تمام جبر و گزر ہاتھ میں لیے ہوئے چلا آتا ہوا پس شاہزادہ نور الدہ ہر
 نے لوح کو دیکھا مال معلوم ہوا اس دیو نے جبر مارا شاہزادہ سے غالی دیا وہ ہر زمین پر گرا اور زمین میں
 ور آیا ایک تنق گر دھا بلند ہوا دیو پکارا کہ ارے افسوس گوشت بھی تیرا کرا ہو گیا کھانا بھی نصیب نہوا تو اللہ
 نے لغو کیا تو کہا کیا کسکو تو سنے مارا اور کسا گوشت کرا ہوا میں مریت تیرا بھی زندہ ہوں یہ کھکر دیو کے
 ہاتھ سے لپٹ گیا تیرا اسکے ہاتھ سے چھین کر اسی پر مارا کہ برابر سے اسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلط

دار و کیر بلند ہوا اور بعد متوڑی دیر کے آوائی فوس مرویم و بطلب خود رسیدیم گشتی مرا کو نام من عفویت جاو و بود و در جب
دو دلو فان بر طرف ہوا تو ایک باغ نہایت پر فضا سامنے سے دکھائی دیا شاہزادہ اس طرف کو بجا جب قریب باغ کے پہنچا تو دروازہ باغ
کھلا ہوا تھا شاہزادہ باغ کے اندر آیا دیکھا کہ وہ باغ شاو کا بواب معلوم ہوتا ہے ایک طرف نازنینان حسین اور مرہ جیدان
میں کھین کا ہجوم ہو رقص و لٹائی دھوم ہوا ایک جانب دت و زنج رہا ہر غیر و گلال اڑ رہا ہر چکار بان رنگ کی ہر ایک کے ہاتھوں
میں ہن شاہزادہ سے کو جو دیکھا غل ہوا کہ وہ غلام کشا آیا ہو نور الدہر اس آواز پر آگے بڑھا دیکھا کہ وسط باغ میں ایک قصر
عالیشان ہوا اور اس قصر کے اندر فرش زرنگہ رکھا ہوا اور ایک نازنین زہین پوش تخت جو اہرنگا پر جلوہ فرما ہوا اور
ایک عجیب شان و شوکت آسکے چہرے سے ظاہر ہوا شکا سر جو یہ رنگ دیکھ کر شاہزادہ سے لئے لوح کو ملاحظہ کیا دیکھا کہ اس لوح
میں لکھا ہے کہ امیر غلام کشا وہی شخص ہے کہ جسے تجھے مینار پر بلا یا تھا یہی مالک غلام ہر بلا ہل جاو و اسکا نام ہو اور ترکیب
اس کے قتل کی لکھی ہوئی تھی مضمون لوح سے مطلع ہو کر شاہزادہ اس پر ہی تمثال کی جانب چلا اور وہ بھی بہر استقبال دوڑی
اور پاس آکر ہاتھ پکڑ لیا کہ آئیے آئیے میں تو جمال حدیم المثل حضور کی مشتاق تھی یہ لکھ ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھایا
بہت کچھ خاطر مدارات کی اور جام سے گلگون لبر پڑ کر کے شاہزادہ کو دیا نور الدہر نے اس جام ناز جام کو ہاتھ میں
لیکر بکلم لوح اسی کے منہ پر مارا کہ وہ بصورت اصلی مشکل ہو گئی شاہزادہ سے دیکھا کہ ایک پیر زل سر کے بال سفید منہ میں
وانت نہایت مین آنت شاہزادہ پکارا کہ او مردار و کچھ اپنی اصلی صورت کو اسے جو اپنی صورت اصلی کو معاند کیا شاہزادہ سے
کے سامنے سے بھاگی شاہزادہ نے تیغ نیکون سلیمانی کا دوڑ کر اس دور سے پورا ہاتھ اُسکے مارا کہ برابر سے اُسکے دو جسم ہوئے
ظفر عظیم بر پا ہو گیا درود ہوا سے شعلہ آتش کے نکلنے لگے بجلی جھپٹنے لگی آگ برتنے لگی ہو اسے تند و جڑ پٹنے لگی زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا کوئی چار گھڑی تک یہ حالت رہی جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ اسی طرح باغ سرسبز اور شاداب جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی معلوم
ہوتا ہے اور لاشہ ہلاہل جاو و کا سامنے پڑا ہوا ہے ایک دو گھڑی کے بعد ایک شخص سامنے سے دکھائی دیا اور قریب آکر کھڑے
سلام کیا شاہزادہ سے نے پوچھا کہ تو کون ہو اس نے عرض کیا کہ میں میان کا خزیں دار ہوں شاہزادہ اُسکے ساتھ ہو لیا اُسے
کوٹھے اور صندوق مال و اسباب کے کھوکھرو دکھائے بعد اُسکے دروازہ باغ کا کھوکھرو باہر لایا شاہزادہ سے باہر
آکر دیکھا کہ سب لوگ اسی طرح جہازوں پر موجود ہیں جہاز اسی طرح دریا میں کھڑے ہوئے ہیں اور اس میں کا نام نشان
بھی نہیں ہے اور بہان کا حال سننے کے بعد وقت شاہزادہ سے ہلاہل جاو و کو مارا تھا تو اس وقت بہان بھی ایک سیاہ آنکھی
سی چکر وہ میل غائب ہو گیا تھا اور یا تو جہاز جبرج کھار ہے تھے یا اس میں کے غائب ہوتے ہی جہاز ٹھہر گئے ظلم اس سے کہ
کہ شاید بلکہ لا بد شاہزادہ سے نے غلام کو قتل کیا اب آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے صدائے قنیت بلند ہوئی کہ
اس اثنا میں شاہزادہ بھی آپس میں سب کے سب دوڑ کر قدموں سے پسند گئے شاہزادہ سے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا مال
ظلم ملگو اگر سب کو تقسیم کیا باقی ماندہ جہازوں پر لندو اسکے اسی خزانہ دار کو کہ نام اسکا خازن جلی تھا سپہ دکر کے
ایک روز وہاں قیام کیا دوسرے دن لنگر جہازوں کا اُٹھوا دیا اب جہاز بالکل بیخون و خطر چلے جاتے ہیں جہان کوئی
جزیرہ ملجا تا جو غلہ مہود اشیاء ضروری وہاں سے لے کر بھر لیتے ہیں اور پھر روانہ ہو جاتے ہیں تا انیکہ بعد چند روز
کے سفر و ریاقام ہوا جہاز کنارے پر پہنچ گئے مہر بھرنے ماسٹر تھال میں رکھ کر شاہزادہ سے کوٹہ رگڑا تا اور عرض کیا
ہو اگر اقبال خداوندی روز افزون ترقی سے اور عروج و دولت میں ترقی ہو سفر و ریاقام ہوا جہاز کنارے پر پہنچ گئے
شاہزادہ سے نے اُسے بہت کچھ خلعت و انعام عنایت کیا اور دربار یافت کیا کہ یہ کون محتام ہو معلوم ہوا کہ یہ علاقہ نصیر
فر موشید کا ہے نور الدہر نے کہا کہ الحمد للہ و الحمد للہ اچھی جگہ پر پہنچے انفس اس روز کنارے پر یا کچھ پسندیدہ

دین مقدر و انکی کیا تھا کہ خواجہ گمراہ مصری کے آنے کی اطلاع ہوئی کہ خواجہ گمراہ مصری آیا ہوا اور وہ ظلمات کو بتاتا ہو علم ہوا کہ جلد اسے بلا لا دو چہ دار جا کر خواجہ کو بلا لایا اسے مجرگانہ پر سے مچا کیا پہلے شاد کو نذر دی بعد اُنکے شاہزادے کی قیدی ہوئی حاصل کی نور الدین ہرے ملک باختر کا حال پوچھا اُسے ایرج کی زیادتیوں کا ختم کا تاخت و تاراج جمشید اختی کا مارا جانا سب بیان کیا نور الدین ہرے حال جمشید کا شکر بہت اظہر کیا اور اس کا حال پوچھا گوان کو نے عرض کیا کہ حضور اسد نے نواسہ نونچون ایرج کے لشکر پر اسے کہ ایرج دیوانہ ہو گیا اور آفتاب پرستوں کا خواب و خور حرام کر دیا لیکن اسد اپنی کمزوری سے مجبور ہو گیا کہ لیکن اسے بھی اُسے وہ وہ کام کہے ہیں کہ رسم سے بھی ممکن نہ تھے یہ شکر نور الدین بہت خوش ہوا اور کہا کہ خواجہ آپ ظلمات کو جانتے ہیں یہ عرضی میری صاحبقران کی خدمت میں پہنچا دیجیے گا خواجہ نے کہا کہ بہت اچھا عرض نور الدین ہرے اُس روز خواجہ کی دعوت کی اور خلعت و کمر رخصت کیا اور خواجہ کوچ کر کے جانب فرنگوشیہ روانہ ہوا جب فریب شہر فرنگوشیہ کے پہنچا خیمہ برپا کیا لشکر اتمایان فرخ تاجر بادشاہی کر رہا تھا فتاح زرین علم وزارت کر رہا ہوا نور الدین ہرے کے آنے کی خبر شکر فرخ تاجر بہت پریشان ہوا اور حکم دیا کہ دروازے شہر کے بند کر لو ہم نور الدین ہرے سے سرکھ ہو کر زمین لڑ سکتے ہو جب حکم اسی وقت تو پہنچا ہوا کہ گولنداز میٹھ گئے دروازے بند کر لیے پہلے تختہ اٹھایا گیا خندق کو پر آب کر دیا دوسرے روز صبح کو فرخ فیلیند دروازے پر آئے مینھا فتاح زرین علم پاس موجود تھا کہ یکایک ترقی گرد کا بلند ہوا سپرد و ار تیر دھار یک ہو گیا جب وہ گردش ہوئی تو دیکھا کہ سیریشہ کلنگان صاحب ساطور گران مع پیش خیمہ نور الدین ہرے عالیشان تین لاکھ سواروں سے آہو نچا بعد اُسکے پھر گرد نمایاں ہوئی اور ایرج تاج بخش چار سو بادشاہ اور چار لاکھ سواروں سے آہو نچا بعد اُسکے نور شاہ اور سعادت شاہ لاکھ سواروں سے آئے بعد اُسکے و ہیمان زرنگی ساٹھ ہزار سواروں سے نمودار ہوا بعد اُسکے صدران ماہ منظر اور در سلج در در گوش چالیس ہزار سواروں سے نمایاں ہوئے بعد اُسکے سیلان سہیل ستارہ گردن لاکھ ستارہ گردنوں سے نمودار ہوا بعد اُسکے مٹو اور عباد بن مٹو لاکھ عادیوں سے نمایاں ہوا بعد اُسکے اقیاس اور بقدا اس اور اقداس اور اقران کشیدہ رو لاکھ دراز دیون سے اگر نمودار ہوئے بعد اُسکے گمراہ اختر شناس نشان عنبر قلم بیضا رقم مندیل وزارت بر سر لباس ملک در بر کمال علم و شان سے آشکار ہوا بعد اُسکے آواز طبل و بوق کی آنے لگی شاہزادہ مالید فارکی آمد ہوئی اُنکے آگے چالاک بن عمرو بارہ ہزار عیار دن سے اور بھیچے بھیچے شاہزادہ نور الدین ہرے کب پر ہی نواد پر سوار پشت پر ہر مز تاجدار نوبت و تقارہ بچنے ہوئے کمال شان و شوکت سے نمایاں ہوا خیمہ سردار پہلے آئے تھے پیادہ ہو ہو کر سلام کرنے لگے چار طرف سے سلامیان مرسوئے لیکن نور الدین ہرے داخل بارگاہ ہوا فرخ تاجر یہ شان و شوکت دیکھ کر مردہ ہو گیا اور فیلیند دروازے پر سے اُنکے فتاح زرینہ حمزہ دو سا حمزہ ہی خیر علم اُسکی شہر سے محفوظ رکھے یہ کہتا ہوا الزمان و ترسان داخل ایوان شاہی ہوا جب رات گزر گئی تو شاہزادہ نور الدین ہرے قلعہ کے سامنے آیا قلعہ پر سے گولہ پڑنے لگا شاہزادہ گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور ہر کاروں سے حکم دیا کہ فرخ تاجر کو جا کر پیام دو کہ دروازہ قلعہ کا کھول کر میرے پاس چلے آؤ دین اسلام قبول کر دو ورنہ ایک دم میں قلعہ ایلینگامیر سے پاس وہ لوگ ہیں کہ گولہ کو کھیلنے کی گولیاں جانتے ہیں یہ شکر ہر کار سے روال ہلائے ہوئے قلعہ کے سامنے آئے شاہزادہ سے کا پیغام فرخ تاجر کو پہنچا فرخ تاجر نے جواب دیا کہ کبیرہ حمزہ سے کہہ دینا کہ یہ قلعہ دہذا آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا ہر جسکے نصیب شہر سے حمزہ ظلمات کو بھاگ گیا لندھو رے اپنے جان

بجائے کو بیعت کر لی تھیں رقی و لایم ہے ہر کہ تو بھی ایسیج نوجوان کی اعانت قبول کر میں سفارش نامہ لکھے دیتا ہوں
نوا ایسیج کے پاس یہ ہوئے پند جاوہ تیری بہت حرمت کر لگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو ایسیج کو دور نہ جانا و اگر بہت
تنبہ سخت کر لگا جب یہ جواب فرخ تاجر کا نور الدہر نے منانہ نمانت برہم ہوا اور قلعہ کے سامنے سے پھر کر داخل بارگاہ
ہوا صحبت پیش بر پا ہوئی نور الدہر نے قبل جنگ بجائے کا حکم دیا بموجب حکم اسی وقت فقار و رزمی پر چوب پڑی
جب یہ خبر قلعہ میں پہونچی تو وہاں بھی فقار و رزمی نوازش میں آ پڑا رات بھر جانبین میں تباری رہی صبح کو فرخ تاجر مع
قتلح زرین علم و روانہ فیلند پر آ کے ٹھکن ہوا و فقار و پیش جمع ہوئے اور دھر سے شاہزادہ نور الدہر کی سواہی
نمایان ہوئی نور الدہر نے جو قلعہ کو دیکھا تو نمانت ہی منکم پایا عادیوں نے عرض کیا کہ حضور یہیں کھڑے ہوئے تا شاد کیجیں ہم ابھی
قلعہ لیے لیتے ہیں کیا اچھا جاوہ خدا حافظ و نگبان ہو چکم سکر عادی قلعہ پر چلے آدھرت کو لڑنے لگا جب یہ دھر سے گولہ آتا ہوتا
میں اچھا لکر پھینک دیتے ہیں تا انکی اسطرح لب خندق پہونچ گئے گولہ اندازہ دن نے عرض کیا کہ اب ہفت فیلند بارہ کے دلخ
چلے اب کیا حکم ہوتا ہے فرخ نے کہا اب اتھرو کو لو دیکھو کہ آخر ہوا کیا جب گولے چلنے موقوف ہوئے اور دھوان
بر طرف ہوا تو دیکھا کہ عادیان دراز قلعہ خندق کھڑے ہوئے ہیں بس یہ دیکھتے ہی جان نکل گئی پکار کر کہا کہ ہماری جانب
سے شاہزادہ غالب قدر کی خدمت میں عرض کرو کہ ہم کل آکر حاضر خدمت ہونگے اور دین اسلام قبول کرینگے اسوقت
آپ شریف لیجائیے نور الدہر نے یہ پیام سکران سبحون کو بلالیا اور طبل شادمانی بجواتا ہوا داخل خیام بلند احتشام
ہوا اور یہاں فرخ تاجر نے فتاح زرین علم سے کہا کہ آج تو میں نے ان سب کو بغرب مالہ یا اب کل کیا مذر کر دنگا
اور یہ مجھے ممکن نہیں کہ دین آفتاب پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کروں اور اگر قلعہ میں سے بھاگوں گا تو مال و اسباب
سب رہ جائیگا تا موس بن قطل ہوگا فتاح نے کہا کہ آپ ایسیج نوجوان کو اعانت طلبی کے واسطے نامہ تحریر کیجئے فرخ
نے کہا کہ تا و باقی ادعوان آوردہ شود ما گزیدہ مردہ شود و جنگ کوئی و ہائے مدد کو آنے کا بیان کلام تمام ہو جائیگا
فتاح نے کہا کہ اچھا سو اسے اسکے اور تدبیر کیا کیجئے گا میرے ذہن میں نواور کوئی بات نہیں آتی یہ سکر فرخ نے
دیو چہر کو طلب کیا اور کہا کہ ایو دیو چہر میں جب تیری عیاری جانوں کہ جب تو جس طرح ہو سکے نور الدہر کو گرفتار کر
لا میں تجھے دولت دنیا سے مالا مال کر دنگا آئے کہما کہبت اچھا اور اسوقت لشکر نور الدہر کو روانہ ہوا جب داخل لشکر
نور الدہر ہوا تو یہاں نور الدہر خاصہ خوش فرما کر سرداروں کو رخصت کر کے سوراخا چالاک بھیجا بجا پھر سے قائم
کر کے اپنے خیمے میں جا کر سو رہا دو پہر رات گئے دیو چہر عیاری اپنی صورت کو بصورت چالاک بن عمر و مشکل کر کے پہلے باہر بیٹھا
جو کہ اردن کو شراب بیوشی آلودہ ہلا کر بیوش کیا بعد اسکے اندر آکر سب خاصہ سرداروں اور خدمتکاروں کو میوہ
کھلا کر بیوش کیا پھر وہ دشمنی گل کر کے شاہزادہ کو بیوش کیا اور حلقہ ہاسے کندہ میں گرفتار کر کے چادر عیاری میں پٹنارہ
باندھ کر صبح سلامت نکلا ہوا فرخ بازار گان کے پاس پہونچا فرخ نے پوچھا ارے دیو چہر کو شیر یا ربوہا عرض کیا کہ لیجئے نور الدہر
کو لیجئے پھر شیر کھجے باروہا عرض کیجئے فرخ نے کہا سچ کو آئے کہما دیکھ لیجئے اور پٹنارہ کو لکر رکھ دیا فرخ نور الدہر کو دیکھ کے بڑا
بلخ ہو گیا دیو چہر کو لگے سے لگا یا پیرا ہن جو آپ پہنے تھا وہ اسے اتار کر سنایا اور بت کچھ مالا مال کیا بعد اسکے دیو چہر سے کہا کہ آ
بیوش میں لا دیو چہر عیاری نے کہا کہ پہلے قید کر لیجئے بعد اسکے بن ہوش میں لاؤنگا ورنہ یہ آفت ہی برپا کر دنگا فرخ نے اسوقت
آہنگہ زن کو بلا کر اسیر غل و زنجیر کیا بعد اسکے دیو چہر نے فیلند رفع بیوشی دکر نور الدہر کو ہوشیار کیا شاہزادہ
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے کھائے کے گرفتار پایا خیال گذرا کہ خواب ہوا گھٹیں بند کر لیں دیو چہر پکارا کہ یہ خیال تیرا خام ہی
یہ خواب نہیں ہے میں بیدار ہی ہوں میں تجھے تیرے جیسے سے پکڑ لایا ہوں یہ نور الدہر اس اکڑ ڈر سے اٹھا کہ غارن

نے خیال مند ٹوٹ جاسے گا کیا مگر قید کا تو تھا تو وقت پر پھر سے اٹھ کر بطریق اہل اسلام سلام کیا فرخ نے کہا کہ اے نور الدین
 رسی جل گئی بل نہیں گیا ابھی تک تجھے وہی گھمٹہ ہے اور نور الدین ہر نہ عیث صاحب قرانی کا دعویٰ ہے اور اسے صاحب قرآن مبرا
 بیٹا ایمرج نوجوان ہے تجھے لازم ہے کہ دین آفتاب پرستی قبول کر اور ایمرج کی اطاعت اختیار کر وہ تجھے بہت عزیز رکھے گا
 بہت عزت و حرمت کرے گا ورنہ بہت ساذیل ہوگا نور الدین ہر نے کہا کہ او کا فرخا سر کل جو میں نے قبری عذر خواہی
 سے تجھے چھوڑ دیا تو اسکا عو من تو نے یہ کیا کہ مجھ کو بہ غا بازی پکڑوا شکوایا اور سببانی یہ ہو کر مجھے دین آفتاب پرستی
 قبول کرنے کو کہتا ہے لعنت ہو کھیر اور نیر سے دین پر میں جان دے دوں گا مگر اس بزاز سچے کی اطاعت نہ کروں گا فرخ
 نے کہا کہ اور تو کون ہے وہ تو نے الحقیقت ایک تاجر زادہ ہے اور اسے تو اپنی خبر سے کہ ایک مہار زادہ کہ کا پوتا ہے
 اور ایمرج پر تو کیا سمجھ کے معترض ہوتا ہے اسے یہی تین فوہن دنیا میں ہیں بادشاہ وزیر سوداگر اور فرخ و دین
 آفتاب پرستی قبول کر یا نہ کر سب حال بزاز ایمرج سے کہلا بھیجیں گے جیسا وہ حکم بھیجے گا وہی کیا جائیگا یہ کہ نور الدین
 کو زندہ انخانہ میں بھیجے گا اور لشکر نور الدین ہر من صبح کو نکلے جو کہ شاہزادہ بہتر خواب سے ناپید ہو غل و شور سنکر تمام
 سردار جمع ہوئے چالاک بن عمر و نے آکر میرا دیو چہر کا پہچان کر کہا کہ شاہزادہ قلعہ فرنگو شیشہ میں قید ہے فرخ تاجر
 نے دیو چہر عیار کے ہاتھ پکڑ دیا بلوایا ہر طہ اس نے کہا کہ میں ابھی جا کر قلعہ لیے لیٹا ہوں اور طبل جنگ بجوا کر اس وقت
 قلعہ کی جانب چلا آفتاب پرستوں نے ہر چند گولے مارے مگر کچھ نہ ہوا طہ اس لب خندق پہنچ گیا جب فرخ تاجر نے
 یہ معرکہ دیکھا اس وقت نور الدین ہر کو زندہ انخانہ سے بلو کر زیر تیغ بٹھا دیا اور پکار کر کہا کہ اگر تو اس کے بڑھے گا تو ہم
 اسے ابھی مار ڈالیں گے طہ اس نے جواب دے مالک کو دیکھا سلام کر کے فرخ تاجر سے کہا کہ اے فرخ ہم ابھی بھرے جاتے ہیں
 تو شاہزادہ کو تکلیف نہ دے یہ لکڑی افسوس ملتا ہوا اپنے لشکر کی جانب پھر اور فرخ نے نور الدین ہر کو زندہ انخانہ
 میں بھیج کر ایمرج کو اس مضمون کا ایک نامہ تحریر کیا کہ اے ایمرج نور الدین ہر ظلمات سے پھر کر میان آیا تھا تو تھے اسے تو گنا
 کر لیا ہے مگر فوج اور سردار اسکی فوج کے قلعہ کو گھیرے ہوئے ہیں تا وقتیکہ تم نہ آؤ گے علاج اسلاما ممکن ہے ہم قلعہ بند بیٹھے
 ہوئے ہیں اور یہ نامہ دیو چہر کو دیکر کہا کہ اے دیو چہر یہ نامہ بھی دیدینا اور سارا حال زبانی بھی کہہ دینا دیو چہر نامہ
 لیکر روانہ ہوا مگر اب ایمرج کا حال نیچے کہ اسے جس روز سے ہنزا کو گھر نکال دیا اور وہ آفتاب پرست ہوا
 اس روز سے ہنزا نے کچھ ایسے عشق و عاشقی کی باتیں کہیں کہ ایمرج ایک دن اسے جدا نہیں کرتا بلکہ ایک دن کیسا کوئی
 دم نہیں چھوڑتا اور ہنزا و ایمرج سے اکثر کہا کرتا ہے کہ اے صاحب قرآن دمان جسطح آپ ملکہ لگتی افرور پر عاشق ہیں
 اسطرح وہ بھی آپ پر عاشق ہیں بلکہ اُنکا حال کچھ آپ سے زیادہ ہے جس روز سے کہ آپ خواجہ فولاو کے ہمراہ قلعہ
 فولا مان میں گئے تھے اور آندھی سے پردہ اٹھ گیا اور اُنکے آپ کے چار آنکھ ہوئی تھی اس روز سے اُدھر
 آپکی یہ حالت ہے اور اُدھر وہ شمع سان گھل رہی ہیں مگر مارے خون کے کچھ زبان سے نہیں نکل سکتا مجھے تو دم
 پریم کی خبر مفصل ملا کرتی ہو میں جانتا ہوں کہ آپ میرا عظیم کا نام لیکر اُٹھ بھی کھڑے ہو جے اور اپنے معشوق کو اپنے قبضے
 میں لے جے ہر روز یہ باتیں سنتے سنتے ایک روز اُسکے ذہن میں آیا کہ اب چلا ہی چاہیے ارادہ کوچ کا کیا ہی تھا کہ دیو چہر پہنچ
 گیا نامہ فرخ کا ایمرج کے حوالہ کیا ایمرج نے مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر زانو اتار پٹ لیا مالک بن ملکوت شاہ
 نے کہا کہ کیوں کیوں خبر بادشاہ ایمرج نے تمام حال بیان کیا مالک نے کہا پھر مشکل کیا ہو آپ لکھ بھیجے کہ اسکا
 کاف کرے پھر و ایمرج نے کہا کہ اے مالک یہ تو مجھے ہرگز نہ ملے گا کہ میں ایسا کچھ لکھوں لیکن جبران ہوں کہ کیا کروں اور
 کیا نہ کروں اگر فرنگو شیشہ کو جاتا ہوں تو قلعہ فولا مان کا جانا عسوی ہوتا ہے اور اگر فولا مان پر جانا ہوں

نواب فرنگوشیہ بتلائے بلار پہلے مگر غیر تم کہ بھجوا کر جب تک میں آؤں تم نور الدین ہر کو بہت اچھی طرح قید رکھو میں اگر کچھ لوں گا انکے لئے امیرج سے تو اقرار کر لیا اور پوشیدہ طور سے لکھ بھجوا کر جب تک میں آؤں تم نور الدین ہر کا سر کاٹ کر بھجوا دینا خبردار خبردار قویق نہ کرنا دیو چہر کو رخصت کر دیا اور ولدان آفتاب پرست کو وہ ہمہ دیکر جانب فرنگوشیہ رخصت کیا ولدان آفتاب پرست بارہ ہزار آفتاب پرستوں سے فرخ کے پاس چلا آئے اس کا اتفاقا روزگار ضرغام شیردل کو اسد سے استخبارا لشکر آئوچ میں بھیجا تھا اور وہ بصورت مبدل بارگاہ امیرج میں موجود تھا اسے دیو چہر کا آواز مہکا دینا زبانی حال بیان کرنا اور دیو چہر کا جاننا اور ولدان آفتاب پرست کی روانگی سب سچیم خود معائنہ کی اور بہت جلد اسد کے پاس جا کر تمام حال بیان کیا اسد نے یہ سکر فلاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ چاہتے سنا کہ بھائی صاحب تو ہماری مدد کے لیے ظلمات سے پھر کر آئے اور اس بڑا زلف بنایا گیا انھیں گرفتار کر لیا اگر جا کر اس بڑا آفتاب پرست کو تنبیہ کامل نہ کی اور بھائی صاحب کو ہار نہ کیا تو ہم اپنا اسد نہ رکھا اور اس ولدان کو تو انشا اللہ راستہ میں جہنم داخل کر دینگا وہاں تک پہنچنے بھی نہ دینگا یہ لکھ کر تمام فراتون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد راہ دیکر نامشروع کی کسی مقام پر قیام نہ کیا ولدان کو دوسری ہی منزل تھی کہ اسد پہنچ گیا اور فرود کر کے اس کے لشکر پر گرا لگی تو اس چلنے ولدان نے جو اسد کے گرنے کا غلطہ سنا یہ بھی اسد کی طرف چلا کر ابھی جا کر میں اس دیوانہ کو دبوچا نہ بنائے دیتا ہوں یہ سودا کی میرے ہاتھ سے جائیگا کہاں یہ لکھ کر ادھر سے یہ چلا اور اُدھر سے اسد آتا تھا دو خون کا مقابلہ ہوا ولدان نے کہا اودو اپنے توہم مرتبہ ذیل ہوتا ہوا اور پھر مقابلہ کرتا ہوا اگر بادیہ ہو تو بکر لڑا اسد نے کہا اگر میں بھاگتا ہوں تو امیرج سے کوہ حرام کے لٹنے کھا کھا کر سنڈا ہوا ہوا ہوا ہوا ایسے ناہنجار سے بھاگتا ہوں دیکھ تو میری کیا حالت کرتا ہوں ولدان نے کہا کہ بس زبان اپنی نبھال تو میرے سامنے امیرج نوجوان صاحبقران زمان کو کھڑا کرتا ہے یہ لکھ کر اسد پر تلوار باری اسد نے بھینکی دی کہ تموار اسکی پٹ پڑی پنجہ مڑو دیکر تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر میں بانٹ ڈال کر قاش زمین سے اٹھا کر بالکے سر جھنجھ دیکر کہا کہ ہر شہر کہ اس زور سے بخون کہ تو نقش زمین ہو جائے ولدان پکڑا کہ شہر بار میں نے دین آفتاب پرستی پر لعنت کی ساتھ اس بڑا زبیک کا بھی ترک کر کے غلامی آپکی اختیار کی واقعی آپ بڑے جرمی اور بے ادب پروردگار ہیں اسد نے اسے ہاتھ سے رکھ باوہ قدموں پر گر کے از سر صدق مسلمان ہوا اور اس کے ساتھ والے بھی اسلام لائے اسد نے کہا کہ وہ نامہ کہاں ہے جو تو لیکر چلا تھا ولدان نے وہ نامہ کر کے نکال کر اسد کے حوالے کیا اسد نے اسے پڑھ کر زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ غضب ہی ہوا تھا اس آفتاب پرست نے بھائی صاحب کا قتل ہی کرنا چاہا تھا غیر بھائی کا یہ لکھ کر آپ ولدان کی قطع پریشاں ہوا اور فلاح سے کہا کہ چچا آپ ولدان کو ساتھ لیکر پیچھے پیچھے آئے میں آگے بڑھتا ہوں یہ لکھ کر طلاس کے پاس ضرغام کو روانہ کیا کہ تو جا کر طلاس سے کدینا کہ میں ولدان کی صورت بکر قلعہ میں آؤں گا تم مجھے آئے دینا روکن نہیں ضرغام اُدھر روانہ ہوا اور اسد فرنگوشیہ کے قلعہ کی طرف چلا ضرغام نے تمام حال طلاس اور ہر مہم تا حد اور غیرہ سے بیان کیا وہ بہت مسرور ہوئے اور اُدھر اسد نے قلعہ فرنگوشیہ پر پہنچ کر کے نفرہ کیا کہ امیرج پرستوں کیوں غنے قلعہ پر یورش کیا ہے بھائی صاحب کو کہ امیرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان آپ کو بچا جب وہ آئے گا تو اسی سے سامنا کر لینا اہل اسلام تو پہلے ہی باغی ہو گئے تھے سب کے سب کنا رے ہو گئے اسد پکا کہ اگر فرخ دروازہ قلعہ کا کھول دے فرخ تو پہلے ہی دیو چہر سے خبر لے چکا تھا کہ ولدان نامہ لیکر آتا ہے پس اس نے فرار دروازہ کھول دیا ولدان مصنوعی اندر آیا فرخ ایوان شاہی میں تخت پر ٹنگن تھا فلاح زمین علم ڈگل سپاہی کی بدینیا ہوا تھا ولدان عملی مع رفقا اندر آیا فرخ کو سلام کیا فرخ نے کہا کہ آؤ ولدان آؤ بیٹھو اسد آکر کسی پر بیٹھا رفقا اسکے گرد و اطراف میں بیٹھے مہبت میں برپا ہوئی دوسرے جام شراب گل رنگ گردش میں آیا فرخ نے کہا کہ ولدان

نامہ تو مجھے دو مین دیکھوں تو کہ فرزند ارجمند نے مجھے کہا تو یہ کیا جو اس نے کہا کہ پہلے تم نور الدہر کو بلو اور پھر میں تمہیں نامہ
 دوں گا فرخ نے جو چار سے نور الدہر کو طلب کر لیا جو ہر گیارہ روز کو زندہ انخانہ سے لے کر آیا نور الدہر نے
 بطریق اہل اسلام سلام کیا اس نے جو شانہ زاد سے کو دیکھا قریب تھا کہ دوڑ کر لیٹ جائے مگر نہ ہٹا کیا فرخ نے کہا کہ
 ولدان ابو نامہ مجھے دو اس نے کہا کہ پہلے جو زبان حال ہو وہ تو سن لو فرخ نے کہا کہ بیان کرو اس نے کہا کہ ام فرخ جتنی
 دیو چہر مختار نامہ لیکر پہنچا تو امیرج نے اس نامے کو پڑھ کر کہا کہ امیر مالک بن ملکوت شاہ اگر میں فرنگوشیہ کو ہاؤنگا
 تو ذوالامان نہ جاسکے گا اور اگر ذوالامان کو ہاؤنگا تو اہل فرنگوشیہ قبلا سے بلا رہینگے ہنر ہے جو کہ تم چہر ہنر گوار
 کو لکھ بھجو کہ جبکہ میں قند ذوالامان سے بھرون تم نور الدہر کو اچھی طرح قید رکھنا جب آؤنگا تو بھی لوں گا مالک
 نے امیرج سے پوشیدہ ٹکریہ نامہ لکھا کہ امیرج کا حکم ہے جو کہ نور الدہر کو بہت جلد قتل کر کے سر اسکا میرے پاس
 بھجودو ولدان یہ نامہ لیے ہوئے آتا تھا کہ راہ میں مجھے ملاقات ہو گئی میں نے اسے زیر کر کے مسلمان کر لیا اور میں
 اسکی صورت بکر بیان آچو نچا اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں اور مرا د سے اب تیرا سر دیا اور میری عوار کا دہر کر شعر
 اسد نامہ کہ در سوز جنگ ہے پر دم دل شیر و جرم پلنگ ہے یہ لکھ کر لو اور کنج کے دو ڈال فرخ کی جان نکل گئی ہاتھ باندھ کر
 اٹھا اور عرض کیا کہ امیر اسد دلا در میں گنگار ہوں چاہے بخشو چاہے قتل کرو اسد نے دو ڈال فرخ کی مشکین باندھ لیں
 امیر امیم سے کہا کہ تم فلاح کو پکڑ لو امیر امیم نے فلاح کو گھٹا کر لیا علیحدہ وغیرہ اور سرداروں کو گرفتار کیا اور شانہ زاد
 نور الدہر نے فرط خوشی سے قید اپنی توڑ ڈالی اسد قند مون سے نور الدہر کے لیٹ گیا جب یہ خبر لشکر نور الدہر میں
 پہنچی تو سب سردار دوڑ آئے ہر عزتاجد اب بھی سوار ہو کر آیا نور الدہر میں اپنے لوگوں کے داخل خیمہ ہوا صحبت عشر
 برپا ہوئی جام شے ارغوانی گردش میں آیا رساے شہر نے آکر تہ بن دین سک بنام ہر عزتاجد اب جاری ہوا تمام شہر
 اسلام آباد ہوا نور الدہر نے فرخ کو اپنے سامنے بلوا کر کہا کہ کیوں فرخ تو لو کہتا تھا کہ بیٹا میرا صاحبقران زمان ہو
 تو امانت اسکی قبول کر اب تہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا اسے بخت تو دیکھا کہ امیرج کو عمرو کے باعث سے یہ دن نصیب ہو گئے
 درندہ اسکی بھی کوئی حقیقت تھی اسے ہمیشہ تو اور وہ گزی گاڑھا پچا کیا اور آج یہ باتیں کرتا تھا اپنے دن کو چہ گردی
 کے اور گارے دعوت کی آواز دینا بالکل بھول گیا فرخ نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے اب خطا میری معاف کیجیے اسد
 نے کہا کہ بھائی صاحب اب اسے قتل ہی کیجیے تو بہتر ہو نور الدہر نے کہا کہ نہیں بھائی اس کے قتل سے کیا فائدہ ہوگا
 اسے جا کر قید کر دو فرخ تو زندہ انخانہ میں گیا اور نور الدہر نے اسد سے کہا کہ بھائی اسد جو وقت مختار نامہ تر کون
 نے مجھے دیا تو مین اس وقت در بند اطرا سیہ پر تھا مختار نامہ دیکھنے ہی میں اس طرف روانہ ہوا اسد نے کہا کہ
 بھائی صاحب خداوند عالم آپ کو صحیح و سلامت رکھے سو اسے آپ کے ہمارے دکر نیوالا ہو کون لیکن بھائی صاحب
 اس ہندی نے تو غضب ہی جوت دیا ہے اس آفتاب پرست بنار بیچے پر عاشق ہو کے تمام اثاثر صاحبقرانی اور
 بارگاہ سلیمانی اس کے حوالے کر دی ہو اور وہ بالکل اہل اسلام کی طرف داری نہیں کرتا ترک اس کے سامنے قتل ہوئے
 دیو لاشی اس کے سامنے قتل و قمع ہوئے نہ خبر ہوا اب وہ امیرج کے ساتھ ساتھ ہو اور اس بغیر کی کو تو دیکھے کہ
 بر ملا پکارتا ہو کہ ملکہ گیتی افروز پر مین عاشق ہوں اور یہ مرد و دھنسا کرتا ہو دم نہیں مارتا نور الدہر نے کہا کہ امیر
 اسد بس اب چپ رہو چہ دم مارنے کا مقام نہیں ہو پاسے اسوس پس ببادر کا ناموس ہو اگر وہ جنت آرا ملکہ
 در جاتا تو یہ ملکہ کا ہیکو سانی دیتے اور خبر سمجھا جائیگا اگر اس آفتاب پرست سے قرار واقعی عوض نہ لیا تو نام
 اپنا نور الدہر نہ رکھا ہوگا یہ لکھ کر شہر فرنگوشیہ میں اپنی جانب سے حاکم مقرر کر کے امیرج تاج بخش سے کہا کہ میں

ایم ج سے لڑنے جا ڈنگا بستر ہو کہ تم ہمارا پیش خیمہ لیکر آگے بڑھو اسد بن کر سب دلاور سے عرض کیا کہ بھائی صاحب
خدمت میرے پاس نامزدائیے تو بستر کو میں ہی پیش خیمہ لیکر جا ڈنگا نور الدین ہر نے کہا کہ بھائی تمہارے مزاج میں وحشت ہو
تم لوگوں کو ہلاک کرو گے تم یہ خدمت نہ لو اسد نے کہا کہ واہ بھائی صاحب واہ آپ مجھے ایسا نالائق سمجھتے ہیں کہ اس
خدمت کے قابل نہیں سمجھتے جب نور الدین ہر نے دیکھا کہ اسد آزدہ ہوتا ہو تو کہا اچھا بھائی تم آزدہ نہ تو تھیں پیش خیمہ
لیکر آگے بڑھو عرض دوسرے روز اسد پیش خیمہ لیکر آگے بڑھا جلدی جلدی بھاگنا شروع کیا پہلے ہی روز بارہ گھر میں
جا کر خیمہ کیا لوگ خراب غصہ والی مرے بیٹے منزل پر پہنچے نور الدین ہر کو جو یہ خبر پہنچی کہ اسد نے پہلے ہی دن یہ حرکت
کی دو منز لے کا ایک منزلہ کر کے اسد کے پاس آئے اور کہا کہ بھائی یہ کیا حرکت تھی پہلے ہی دن تھے اس قدر لوگوں کو ہلاک
کیا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب آج کوئی مقدمہ راہ میں اچھا نہ ملا سو اسٹے ایسا کچھ ہوا اب ایسا نہو گا نور الدین ہر سے توبہ
کیا اور دوسرے دن چدرہ کو س پر جا کے مقام کیا اور زیادہ لوگ ہلاک ہوئے فتاح نے یہ رنگ دیکھ کر کہا کہ صاحبزادے
آخر تھیں منظور کیا ہو لوگ لشکر کے مفت میں ہلاک ہوئے ہیں اس سے حاصل کیا ہو اسد نے کہا کہ چچا میری خواہش یہ ہو
کہ میں سب کے پہلے ہو چکا ایم ج سے بارگاہ سلیمانی میں لوں فتاح نے کہا کہ صاحبزادے آپ تو جو زبان سے نکالتے ہیں
وہ کرنے میں گر لشکر مفت میں تباہ ہو گا یہ سنکر اسد نے کہا کہ اچھا چچا تم لشکر کے ساتھ آؤ میں بارگاہ سلیمانی بھیجے جا ہوں
یہ کہ لشکر کو فتاح کے سپرد کیا اور خود لشکر ایم ج کی طرف راہی ہوا جب جاتے جاتے قریب لشکر پہنچا تو فضا سے کار
ایمانات روزگار الکن بن لکمن زنگی ایم ج کے پاس سے پریشان ہو کر صحرا میں شکار کھیلنے آیا تھا اسد کو جو دیکھا حاکم سلام کیا
اسد نے بھی سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا کہ ای الکن اس وقت تمہارے باپ کی صورت میری آنکھوں میں پھر لگی الکن نے کہا
کہ شہر یار بچا ہو وہ شہید راہ خدا ہوا میں اُس کے عوض غلامی میں حاضر ہوں اور ایم ج سے توجہ کمال نذر ہو گئی ہو
اسد نے پوچھا کہ کیا کچھ سبب بھی عرض کیا کہ شہر یار جب تھے یہ بہر اور مرزا آیا ہو اُسے ایم ج کے دل میں ہلکی ہلکی کڑکھائی
اُسے مجھے بالادست بٹھاتا ہو اور سوا سے اُس کے اور کسی سے بات تک نہیں کرتا اسد نے کہا کہ ای الکن وہ بڑا زبچہ بادشاہ
کی قدر کیا جائے اور ملا وہ اُس کے وہ ملعون تو تمہارے باپ کا قاتل ہو اُس سے تو انتقام خون لکمن لینا چاہیے اور
اب تو شانہ زاد عالم و عالمیان نور الدین ہر بن بدیع الزمان ظلمات سے پھر کر آتا ہو دیکھنا کیسا کلمہ مرہ ایم ج کا
توڑتا ہو الکن نے کہا کہ وہ تو فرنگو شہ میں قید ہو اسد نے کہا کہ میں نے جا کر حیرت الیا الکن نے کہا کہ بستر میں آپ کے ہوا
ہوں اسد نے کہا کہ ای الکن نالی نہ چلو کچھ تختہ شانہ زاد کے لیے اپنے چلو الکن نے کہا پھر کیا تھو ہونا چاہیے اسد نے کہا
کہ بارگاہ سلیمانی سے بستر کوئی ہے نہیں ہو الکن نے کہا کہ اچھا پھر وہ کیونکر ہاتھ آئے اسد نے کہا کہ تم لشکر ایم ج میں
جس طرح رہتے تھے اس طرح رہو مگر اپنی فوج کو تیار کر رکھو میں لشکر ایم ج پر یحیون کر کے اپنے ساتھ لگا کر دور نکال لیا تو لگا
تم بارگاہ لدھا کو جانب شہر فرنگو شہ راہی ہو جانا الکن نے کہا کہ کیا خوب ترکیب آپ نے بتائی ہو بھان اشد بخان اشد
یہ کہ الکن لشکر ایم ج میں آیا خود بھی مستعد ہو کر بیٹھا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ تم بھی مستعد ہو کر بیٹھے رہو میں آج
شب کو لشکر ایم ج سے نکل چلو لگا کسو اسٹے کہ بیان سوا سے بھر دوں اور مسخروں کے کسی بہادر اور خیریت آدمی کا کام
نہیں ہو سب نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے ہم سب مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے ہیں بیان تو یہ صورت ہو اور اسد
کا حال شبے کو دن بھر اٹھنے تباری کی خام ہونے ہی لشکر ایم ج پر یحیون گرا بوق کی آواز بلند ہوئی اسد کے آنے کا
ایک غلط ہو گیا ایم ج بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا بس یہ خبر سنتے ہی ایم ج نے زانو پٹا پیٹ لیا اور کہا کہ ہاے
دیوانہ مجھے کسی طرح چین نہیں لینے دیتا اور سوار ہو کر چلا اور اسد کا عالم ہو کہ تلوار ہاتھ میں پھینچے ہوئے

آفتاب پرستوں کو قتل کرتا ہوا چلا آتا ہوا بارہ ہزار تلوار برابر سے پڑ رہی ہو بارہ ہزار بوقیج ہی ہو کوئی اسد سے سامنے
نہیں کرتا برابر بھاگے ہوئے چلے جاتے ہیں اسد نے خیموں میں آگ لگا دی ایک حشر برپا کر دیا جو سامنے آیا دو ٹھنڈا سی
انٹا میں ایرج اور اسد سے سامنا پڑ گیا ایرج نے نعرہ کیا کہ باش اودیوانہ مجھ کو بخت برگشتہ و نامعقول کیا میں کسان
جائے گا اسد نے آواز دی کہ اودیوانہ بچو تو آیا ہو تو کیا کر لگا یہ کمکی بقی بجائی کہ ای فراقان بد روید اور قتل و تاراج
کرتا ہوا ایک جانب کو راہی ہوا ایرج اور طرماسپ وغیرہ نقاب میں اسد کے چلے اب انکس نے جو دیکھا
کہ میدان صاف ہو پالاغالی ہو یہ بھی لشکر ایرج پر گرا اور نعرہ کیا کہ مالک بن ملکوت حرام زادے کو جلد گرفتار
کر لو ہر کارون نے یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچائی کہ انکس پکڑ لیا مالک یہ سکر بارگاہ میں سے نظر بھاگا
انکس اسی وقت بارگاہ سلیمانی اشترون پر بار کر داکے صاف نکلا ہوا چلا گیا مالک بن ملکوت نے جو دیکھا
کہ انکس بارگاہ لیکھا ہر کارون سے کہا کہ جلد ایرج کو خبر کر دہر کار سے دوڑتے ہوئے ایرج کی طرف چلے ایرج اسد
کے پیچھے لٹکارتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اودیوانے آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑ دوں گا اور اسد گالیان دیتا ہوا بھاگا چلا جاتا تھا
جب اسد گالیان دیتا ہو تو ایرج اور چھینچھل کر گھوڑا بڑھاتا ہوا اور لپکتا ہو کر زبردان اسد مرکب گل اندام
سکندری ہو ایرج کا مرکب اسکی گرد کو بھی نہیں پاتا رات کوئی دوہر کے قریب آ پہونچی ہو کچھ عجب حالت ہو بھوکہ کیست
شدت ہو کہ ہر کارون نے پکار کہا کہ خداوند آپ اسد کا نقاب بیکار کر رہے ہیں اسے آپ ہرگز نہ پائیں گے آپ کے
اسد رجہا ہو جاتے ہیں یہ ستم برپا ہو گیا کہ انکس بن لکمن بارگاہ سلیمانی لپک چلا گیا یہ سکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم
ہوا اسد سے اور اس سے ساز تھا اسد تو مجھ کو دھوکا دے لگا کے لگیا اور خود اپنا کام کر لیا یہ لکمن اپنے لشکر کی جانب
چلا اور اگر مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ امی مالک انکس کو بارگاہ لیکھ گئے ہوئے کتنی دیر ہوئی اسنے کہا کہ کوئی
دوہر کا عرصہ بھا ہو گا بلکہ کچھ دیا وہ اور اب وہ کیا تھا رسے ہاتھ لگیا وہ کب کا لشکر نورالدین ہرین چلا گیا ہو گا ایرج
نے کہا کہ نورالدین ہرین کا لشکر کیا وہ تو فرنگو شہ میں فید ہر مالک نے کہا کہ کچھ آپ کو بسنت کی خبر بھی ہو اسد نے جا کر
اسے حیرت لیا وہ اب آپ پر لشکر لکیر آتا ہو سکر ایرج سن سے ہو گیا سنا سنا گیا طماسپ نے کہا کہ شہر بار آپ
اسد راند نشہ کیوں کر لے رہے ہیں آتا ہو تو آسنے دیجیے لڑ بھڑ کر بارگاہ سلیمانی چھین چھین ایرج نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا
یہ ککر کہا تھا کہ سورج صبح کو اٹھ کر اپنی بنوائی ہوئی بارگاہ درست کر کے طماسپ کو سپرد کی اور حکم دیا کہ تم اسے لیکر آگے بڑھو
طماسپ تو وہ بارگاہ لیکر آگے بڑھا بعد کس و عظیم شہاد و خبرہ کے آپ بھی کوچ کیا مگر اسد بن کرب فادمی کا حال نہیں
کہ صبح کو نورالدین ہرین کی خدمت میں پہونچا اور آداب بجالایا تمام سرداروں نے تعظیم کی اسد اگر شاہزادے کے پاس
بیٹھا نورالدین ہرین نے کہا کہ کیسے خوب ہر اول لشکر ہوئے خوب لوگوں کو ہلاک کیا اسد نے عرض کیا کہ بجائی صاحب آپ کو
خدا معلوم کیا فرماتے ہیں میں بارگاہ سلیمانی اپنے گیتا تھا مجھے نہ دیکھا گیا کہ وہ پاچی اس بارگاہ میں بیٹھے وہ بارگاہ آپ
کے منہ اور نخی یا اس کے نورالدین ہرین نے کہا کہ اچھا پھر قصہ کیا کیا اسد نے ہم سرگزشت بیان کر کے کہا کہ کیا انکس بارگاہ
لیکرا بھی نہیں آ یا شاہزادے سے منگے سے لگا کر کہا کہ خیر ابھی نہیں آیا تو کیا ہوا اب آتا ہو گا مگر صاحب مگر بجائی کوئی
کام خیر ہماری مرضی کے نہ کیا کہ وہ باتیں ہم ہی رہیں تبیں کہ انکس بن لکمن مجروح و زخم دار سامنے آیا اسد نے
کہا کہ ارے انکس یہ زخم کمان لگا اُسنے کہا کہ شہر بار میں بارگاہ بلے آتا تھا کہ اتنا سے راہ میں دار اب کشور کشا
اور مالک اشد و رٹے اُسنے مجھے نکرا ہوئی وہ بارگاہ مجھے طلب کرتے تھے جب میں لے نزدیکی تو میرے اُنکے
تلوار پٹی میں دار اب کے ہاتھ سے زخمی ہوا دار اب نے بارگاہ مجھے چھین لی لوگ میرے بہت سے کام لے اسد

یہ سنتے ہی آگ ہو گیا کہا کہ اس دھوبی بچے کی بھی شامت آئی ہو بہت چل نکلا میرے رفیق سے بارگاہ چھین لی اگر ابھی
 جا کر بارگاہ نہ لایا تو اپنا نام اسد در کھا یہ لکھ اسد اس وقت اٹھا ہر چند نور الدین ہرنے مانت کی نہ مانا باہر نکلو تو بجائی
 کہ ایو قزاقان تیار شوید اور سوار ہو کر چلا ابراہیم سے کہا کہ تم تو میرا نام لیکر لشکر دارا ب پر گرد اور دارا ب
 کو اپنے ساتھ لگا کر لیجاؤ اور بن مالک کے لشکر کی خبر لیتا ہوں اور اسے لشکر سے باہر لیے جاتا ہوں اور علقمہ سے کہا
 کہ جب تم میدان خالی پانا تو تم بارگاہ لیکر چلتے ہو ناہ بخونہ کر کے دارا ب کے لشکر پر گرجا جب ابراہیم اور اسد دارا ب
 اور مالک کو بحال لیگے علقمہ میدان خالی پا کر لشکر پر گرا کشور شاہ تو مع فوج بھاگ کھڑا ہوا یہ بارگاہ سلیمان فی لد واکر واد
 ہوا اور اسد اور ابراہیم دارا ب اور مالک کو کئی کس پر لیجا کے غائب ہو گئے دارا ب اور مالک جو لشکر
 بن پھر کر آئے تو کشور شاہ نے کہا کہ وہ دیوانہ بارگاہ سلیمان لیگیا دارا ب نے پوچھا کتنی دیر ہوئی کشور شاہ نے
 کہا کہ لی دوپہر گزر چکے ہیں دارا ب نے مالک سے کہا کہ یہ دیوانہ کیا سیانٹھیں ہو کیا کیا کر دفریب سے یاد ہیں وہ
 دیوانے تو ہمیں لشکر سے نکال لیگے نیراد دیوانہ بارگاہ لے بھاگا مالک نے کہا کہ ایو دارا ب جتنے اسد کے
 ساتھ ہیں سب اسد میں ہر ایک کو اسد دیوانہ جانو ہر ایک انہیں سے بلاے بے درمان آفت جہان و جہانیاں
 ہو بیان تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور اسد بن کر ب غازی لشکر نور الدین ہرنے کہا کہ بجائی ہمتو ہمارا کہنا
 سنتے نہیں ہو جو مزاج میں اتنا ہودہ کر سکتے ہو خبر کو کیا گذری اسد نے تمام نقل گذشتہ بیان کی اور پوچھا کہ کیا بارگاہ ابھی ہیں
 نہیں ہو چکی نور الدین ہرنے کہا کہ اچھا بجائی کر تو کھولو بارگاہ بھی ابھی اسد نے کہا کہ علوم نہیں دیر کا کیا باعث
 ہو علقمہ تو مجھے بہت پیشتر کا چلا ہوا ہے میں جا کر ابھی لا رہا ہوں یہ لکھ چلا کوئی پاؤ کس آیا ہو گا کہ علقمہ کو دیکھا کہ مخرج
 چلا آتا ہے پوچھا کہ اسے علقمہ یہ کیا ہوا علقمہ نے عرض کیا کہ تو سچ ماہ پرست مجھے زخمی کر کے بارگاہ لیگیا میرے
 کوٹھ محلو لیکر فراری ہوئے ہیں یہ سنتے ہی آتش غضب کا نون سینہ میں مشتعل ہوئی دود بد و غنی دماغ جان سے
 اٹھا کہا کہ اشد اکبر ماہ پرست بھی مجھے اپنا بانگین دکھاتا ہو خیر جاتا کہان ہو میں ابھی جا کر اسے سزا دیتا ہوں یہ
 لکھ رہا ہے ہوا ضرغام کو پیشتر روانہ کیا کہ جا کر اس ماہ پرست کی خبر لا ایک ساعت گذری تھی کہ ضرغام پھر کر آیا
 عرض کیا کہ شہر بارگاہ نزلدی ہوئی ہو تو سچ اور نقابہ اس سرخ پوش سے اسی بارگاہ پر لڑائی ہو رہی
 ہو وہ چاہتا ہے کہ میں بارگاہ لے لوں اور وہ چاہتا ہے کہ میں اسے بارگاہ نہ دوں اسد یہ سنتے ہی دوڑ پڑا اگر
 اس وقت پہونچا کہ تو سچ اور نقابہ اسے نیزہ بازی گرز بازی شمشیر بازی ہو چکی ہو اور اب کشتی ہو رہی ہو اسد
 وہیں آکر تماشا دیکھنے لگا یہ دونوں کلا بلاشت بہشت لڑ رہے ہیں اسد نے فتاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ جہان
 دونوں کو تو لڑنے دو ہم تم بارگاہ لے چلیں کسوا سطلے کر ان دونوں میں سے جو غالب و مغلوب ہو گا پھر ہے
 اس سے لڑائی پر چاہیگی ہمیں ایسا لڑنا کچھ ضرور نہیں ہے یہ لکھ بارگاہ اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا ان دونوں نے
 جو لڑنے میں دیکھا کہ بارگاہ نہ ارد ہو گئی پوچھا کہ بارگاہ کیا ہوئی کون لے گیا تو کون نے عرض کیا کہ بارگاہ تو اسد
 نے لے گیا نقابہ اسے تو سچ سے کہا کہ جس پر ہم تم دونوں لڑ رہے تھے وہ تو اسد جہان سے لیگیا اب وہیں سمجھ
 لیتا جہان سب جمع ہونگے تو سچ نے کہا کہ تم خواہ مخواہ مجھے لڑے بھی اور بارگاہ بھی ذابنی کی دیر نقابہ لڑ
 نے کہا کہ خیر اب تو جو کچھ ہوا تھا سو ہوا اس گنگو سے کیا حاصل عرض اس روز تو دونوں علقمہ ہو کر وہیں
 رہ گئے دوسرے دن کوچ کیا لیکن نور الدین ہرنے جگہ پر بیٹھا ہوا اسد کے واسطے مزدور اور کھڑا ہو کر
 دیکھے کیا ہوتا ہے دیکھے اسکا قصہ اور وحشت کیا کرتی ہو ابھی ہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اسد بارہ ہزار

فراتون سے بارگاہ لیے ہوئے آپو بنجاشا ہزار دہ نورالدین ہرے خوش ہو کر گنگے سے لگا لیا پشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ مر جیاد مر جیاد مصرع این کار از نواید و مردان چنین کنند با کوایکی کیوں کر بارگاہ ہائے آبی اسد نے تمام حال بیان کیا شاہزادہ نورالدین ہرے ستر حکم دیا کہ اچھا اب بارگاہ استاد کی جائے اسد نے خود کو پہنچا کر بارگاہ استاد کرائی نورالدین ہرے ہر مزناجد ارکو بلا کر تخت پر بیٹھا یا اور آپ بجاسے امیر باقر متکلم ہوا طماس کو دنگل سپہ سالاری پر بیٹھا یا اور سردار بھی جا بجا اپنے اپنے دنگلوں اور کریسون پر بیٹھے صحبت ہمیشہ آراستہ ہوئی جام شے ارغوانی گردش میں یارات بھر یہ جشن و عیش برپا رہا فصیح کو طرماسپ بن طماس بارگاہ امیرج لیے ہوئے تین لاکھ سوار کی جمیت سے نمودار ہوا بعد اسکے سفیل سپہ گردان سپہ سرگردان لاکھ دیکھوں سے آپو بنجاشا قارن قرظین لاکھ سوار سے نمایان ہوا پھر حامد بن حمید زنگی ایک لاکھ دیکھوں سے آشکار ہوا بعد اسکے قارن بن بلوط جگر دن چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا پھر غوجا جان دریا باری مرجان دریا باری لاکھ سواروں سے پہونچا پھر نیلم زنگی فیلم زنگی انتر صبا نصرط اول شتی گیر لاکھ سواروں سے نمودار ہوئے بعد اسکے پھر ایک گر وغظیم نمایان ہوئی اور آگے آگے امیرج اور پیچھے پیچھے مالک بن ملکوت شاہ اقبال شاہ ارسلان شاہ تخت ہر سوار بہزا و مرتد وہنی طرف دار اسے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان سات لاکھ ہندیوں سے ساتھ ساتھ چلا آتا ہوا شاہزادے نے کہا کہ اچھا لشکر اور اچھے سردار امیرج نے جمع کیے ہیں اسد نے کہا کہ بھائی صاحب ماشاء اللہ آپ نے بھی وہ لشکر اور سردار جمع کیے ہیں کہ نانا جان کے پاس ایسا لشکر اور ایسے سردار ہم نہیں ہوئے اور امیرج کے سردار تو سب میرے ہاتھ سے مارے جائینگے اور سب میری جو ٹیں کھا چکے ہیں انکی حقبت ہی کیا ہو لندھ لشکر آفتاب پرستوں کا ایک جانب کو فروکش ہونا چھے سراپے سب برپا ہوئے لندھور نورالدین ہر کی ملکہ کو آیا جب نورالدین ہر کو خبر ہوئی تو دروازے پر استقبال کے لیے آیا ادھر لندھور قدمبوسی کو خمر ہوا اور ادھر نورالدین ہر سلام کو جھکا دونوں آپس میں گفتگو ہوئے نورالدین ہر لندھور کو اندرون بارگاہ لایا ہر مزناجد ارکو نزد لو کر کر سی جو اہر نگار بیٹھنے کو دی لندھور نے کرسی پر بیٹھ کے ہر مز سے استفسار حال کیا ہر مز نے کل کیفیت اپنے مسلمان ہونے کی بیان کی لندھور نے کہا کہ الحمد للہ والمنہ حق نقالے نے آپ کو راہ حق کی طرف ہدایت کی اور آپ مؤید من اللہ ہوئے بعد اسکے شاہزادے نے صحبت ہمیشہ برپا کی جام شے گل رنگ گردش میں آیا تاچ ہوئے لگا کر احمد کا یہ حال ہو کہ ہر مرتبہ ہر بات میں طنز آمیز گفتگو کیے جاتا ہر چند شاہزادہ مانع ہوتا ہے مگر کسی طرح نصیب سنتا القصد کوئی پھر پھر تک لندھور بیٹھا رہا بعد اسکے رخصت ہو کر چلا گیا امیرج طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا جب نورالدین ہر کو یہ خبر ہوئی تو وہ بھی طبل جنگ بجا کر صف آرا ہوا ہونوز کوئی میدان میں نہ نکلتا تھا کہ یکایک ایک گرد نمودار ہوئی جب وہ گردشق ہوئی تو دیکھا کہ دارا اب کشور کشا چھ لاکھ سوار کی جمیت سے نمودار ہوا اور ایک جانب آکر قائم ہوا بعد اسکے اور ایک تنق گرد آشکارا ہوا اور جب گردشق ہوئی تو دیکھا کہ نورج ماہ پرست چار لاکھ سوار سے نمودار ہوا بعد اسکے اور ایک تنق گرد کا آشکار ہوا جب دامن گرد کشق ہوا تو دیکھا کہ نقا بد اسرخ پوش چالیس ہزار سوار سے آپو بنجاشا صفوں جد ال وقتال آراستہ ہو ملین امیرج نے میدان میں نکل کر مبارز طلب کیا نقا بد اسرخ پوش ختم سوار نے مقابلہ کیا بعد اوگشتگو سے بسیار نیزہ بازی

شروع ہوئی مگر کوئی غالب نہ آیا نیز سے ناکارہ ہو گئے ہاتھوں سے چمک کر شمشیر زنی کرنے لگے دن بھر تلوار
 جلی شام کو نقابدار خرمج ہو کر مع فرج نکلا ہوا چلا گیا بعد اسکے جانے کے طبل باز گشت بجاسب لشکر اپنی
 اپنی فرد و گاہ میں آئے ایرج نے بہزاد سے کہا کہ اے بہزاد یہ جتنے آئے ہیں سب مجھ سے لڑنے آئے ہیں
 بہزاد نے کہا پھر خون کیا ہے آئے ہیں تو آئے دیکھو پر و انون کا هجوم شمع کو کیا نقصان پہونچا سکتا ہے ایرج
 نے کہا کہ مجھے اور تو کسی سے ڈرنیں ہو اگر کچھ ہو تو نورالدین سے باقی سب لغو شمشیر میں غرض پو شاہک رزمی
 اتار کر لباس بزمی زیب تن کیا صحبت پیش برپا ہوئی جام شے گھرنگ گردش میں آیا ناچ رنگ ہونے لگا
 کہ اتنے میں ایک نامہ دار داخل بارگاہ ہوا اور ایک نامہ ایرج کے ہاتھ میں دیا ایرج اس نامہ کو چھوڑ کر
 بہت خوش ہوا اور نامہ دار کو بیٹھنے کا حکم دیا بہزاد نے کہا اے خرمجاریہ نامہ کس کا ہے اور اس میں کیا لکھا ہے
 مجھے بھی ارشاد کیجئے ایرج نے کہا اے بہزاد یہ نامہ لاہوت شاہ کا ہے جو جب لغت اظلمات کو گنبا ہو تو
 لاہوت شاہ سے کہہ گیا تھا کہ تمیشہ تلگرگ میں جا کر قیام کرنا جب حمزہ بیان ہوگا تو تم فرج کر کے
 باختر کو لے لینا اب اسکے ہمراہ سات سو پہلوان نوجوان مثل عنطرب بن منچہ روئین بن اور قمر بن سماک
 اذدر گیر اور تلکھاش بن القاش خون آشام اور اساق بن گمراق یک چٹمی اور قیغال بن احوال
 گوہن اور آہنگ بن سرہنگ مشیت زن اور الگوس بن ملکوت تبردار اور ظہیر بن مظہر
 بیل گردن اور فضیل بن بنا قوس کرگدن بینی اور کوہ یار بن ماہیار سرکش اور بیل بن ملیل
 رعد آواز اور شرارہ بن شربز آتش بار و کسل بن کاہل خشت انداز اور فضل بن فضیل و غبہ
 کے مہا بن اور سات لاکھ سوار کی جمیعت ہو لکھا ہے کہ آپ جہنم کو ہمیشہ لقا کے مددگار رہے لہذا میں بھی آکر
 آپ کے شریک حال ہوتا ہوں کہ آپ نظر کر دے خداوند باختر میں خداوند باختر سے آپکو انگشت اور دختر خانیہ
 کی ہر بہزاد نے کہا اے خرمجاریہ خرمجاریہ اعظم نے آپ ہی کو یہ اقبال عنایت کیا ہے کہ ایسا شخص بے طلب آپ کے آپکی خدمت
 میں آئے پر مستعد ہو گیا یہ شکر ایرج نے اس عبارت سے پوچھا کہ خرمجاریہ نامہ ہوا سے عرض کیا کہ مجھے آفت بن
 مگد بہ کذا اب کہتے ہیں ایرج نے اس عبارت نامہ دار کو خلعت سے ممتاز کیا اور خود مع سرداران لشکر استقبال کو
 چلا کوئی دو تین کوں آیا ہوگا کہ ایک ایسا حق گرد و غبار کا اٹھا کہ جتنے سپہر دار کو قمرہ و تاریک کر دیا جب وہ گرد
 شقی ہوئی تو سات سو علم نشان ساتھ لاکھ سواروں کے نمودار ہوئے اور بعد اسکے اور تمام جلوس شاہی اور فرج
 بادشاہی نمودار ہوئی بعد اسکے لاہوت شاہ تخت پر شکن سات سو پہلوان اسکے ساتھ ساتھ گردنیش و
 آہن میں غرق چلے آئے ہیں لاہوت شاہ جب قریب ایرج کے پہونچا تخت سے کود پڑا ایرج بھی یہ دیکھ کر
 پیادہ ہو لیا دونوں باہم بٹگیر ہوئے ایرج نے مزاج پر سی کی لاہوت شاہ نے کہا کہ آپکی دعا میں مصروف
 ہوں مگر اب تو میں آپ تک پہونچ گیا میرا ہاتھ ہوا اور آپ کا دامن ایرج نے کہا کہ اے لاہوت شاہ تم ملن
 رہو میں تمہیں ملک سبائل میں لیجا کر بجائے لقا قائم کرو لگا گھبرائے کیون ہو یہ باقین کرتا ہوا ہاتھ پکڑے ہوئے
 داخل بارگاہ ہوا لاہوت شاہ آکر تخت پر بیٹھا مالک بن ملکوت شاہ نے ندر دی لاہوت شاہ نے کہا
 کہ اے مالک میں تو خود تمہارے دامن میں چنا لینے آیا ہوں تم مجھے کیا تدر دیتے ہو تدر تو مجھے دینا چاہتے مالک
 بن ملکوت شاہ نے کہا کہ میں تو آپ کو بجائے لقا جانتا ہوں لاہوت شاہ نے ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر تخت
 پر بٹھایا ایرج سامان دعوت میں مصروف ہوا جب ہر کارون نے یہ خبر نورالدین کو دی تو شاہزادے نے

فرمایا کہ کچھ پروا نہیں ہو خدا سے ما بزرگ است الغرض ایرج اپنی بارگاہ میں مصروف سامان دعوت تھا لاہوت شاہ
 نایب دیکھ رہا تھا کہ ایک عیار نے لاہوت شاہ کو ایک نامہ لکھ کر دیا لاہوت شاہ اسے پڑھ کر زور ہو گیا بدن میں
 رعشہ پڑ گیا جام شراب کا ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا ایرج نے جو یہ حالت دیکھی پوچھا کہ خبر باد یہ کیا حال ہو لاہوت شاہ
 نے کہا کہ ایو زبہ آفتاب پرستان کیا بیان کروں بڑا غصہ ہو گیا ایرج نے کہا کہ آؤ کچھ کہو تو لاہوت شاہ نے کہا کہ
 ایو زبہ آفتاب پرستان ایک شخص ہو سالوت بن جالوت رعد آواز دہانہ نہایت قوی ہیکل اور قوی بازو سات
 سو من کا گرد اور سات سو من کا تیغ باندھے ہوئے ہوا ہے پہلے ہی مجھے کہلا بھیجا تھا کہ میں چل کر تمام خدا پرستوں کا کام تمام
 کروں گا تم ابھی یہاں سے خدا پرستوں پر نہ جانا میرا انتظار کرنا میں نے کچھ دنوں تو انتظار کیا جب وہ نہ آیا تو میں چل کھڑا ہوا اب
 اُسے جو میرے چلنے کی خبر سنی ہو تو لکھ بھیجا ہو کہ امولات شاہ بہتر ہے جو کہ تم ایرج کے پاس سے چلے آؤ نہیں تو میں آکر
 مع ایرج تمکو سزا سے محفل دوں گا ایرج نے یہ سنا کہ وہ نامہ لاہوت شاہ کے ہاتھ سے لیکر چیر کے پھینک دیا اور اُس
 عیار سے کہا کہ جا اُس دلو اسلے سے کہ بنا کر جسطرح اور سرداران یا خسر نے میری اطاعت قبول کی ہو تو بھی مجھے بیعت
 کرو ورنہ بہت سخت سزا پائیگا اور اگر چلا آئیگا تو سب سے زیادہ تیری عزت و حرمت کروں گا عیار وہ نامہ بچتا ہوا لیکر
 سالوت کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا بس یہ سننے ہی اُسکی رگ دیوانگی جوش میں آئی اور اُسی وقت فوج اپنے
 ہمراہ لیکر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر ایرج کے پہنچا تو خیر اپنا استاد کرا کے داخل خیمہ ہوا صحبت
 عیش برپا ہوئی شراب پینے لگے عین حالت نشہ میں طبل جنگ بجاتے کا حکم دیا اُسی وقت نقارہ رزمی بے چوب پڑی جب
 یہ خبر ایرج کو پہنچی تو اُسے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا رات بھر جانبین میں تباری رہی صبح کو صفوں جہاں و قتال آراستہ
 ہوئیں بعد نقابت نقبا کے سالوت دلو انہ نے میدان میں آکر مبارز طلبی کی ایرج نے اُسکا مقابلہ کیا پہلے لگا ورنہ ہوئی
 سپردن کے پھولوں میں سے چنگا ریان آگ کی اڑنے لگیں کوئی چار قدم مرکب ایرج کا ہٹا اور کوئی سات قدم گینڈا
 سالوت کا پسپا ہوا مسل کو مرکبوں کو راتوں میں ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا سالوت نے کہا کہ میں نے تو ایرج کو
 طلب کیا تھا تو کیوں میرے سامنے آیا ایرج نے کہا کہ او غافل میں ہی ایرج ہوں سالوت نے کہا کہ بس اسی قدر
 پر تیرا اس قدر شرہ ہو ایرج نے کہا کہ بس لے بس زبان کو اپنے قابو میں رکھ زیادہ یادہ گوئی اچھی نہیں ہوتی اُس دوانے
 نے کہا کہ ایرج اگر تو میری اطاعت قبول کرے تو میں تیرے ہاتھ سے شراب پیا کروں ایرج نے کہا کہ تو بکتا کیا
 میں تیرا جام عمر بڑھانے کو آیا ہوں ہر سکر دلو انہ آگ ہو گیا بولا کہ خبر معلوم ہوا تو میری اطاعت نہ کر لگا جو کچھ حربہ
 رکھتا ہو لا ایرج نے کہا کہ میں صما جعفران زمان ہوں مرگنہ پیشہ سستی نہ کروں گا یہ سکر اُس دلو اسلے نے جو بدست ایرج
 پر ماری ایرج نے دار اُسکا خالی دیا اور ہاتھ سے اُسکے لپٹ گیا وہ بھی جو بدست چھوڑ کر ایرج سے لپٹ گیا
 باہم زور ہونے لگے مرکب دونوں کے تاب نہ لاسکے آخر کو پیٹ کے بھل بیٹھ گئے دونوں کے دونوں مرکبوں
 سے کود پڑے دامن گردان کر اور آسنینیں چھٹا کر سر گرم تلاش ہوئے باہم کشتی ہوئے لگی دو شہا نہ روز
 متواتر کشتی رہی قبر سے روز ایرج نے لشکر اُسکا توڑ کر سر سے بلند کیا اور مرجح دے کر زمین پر دھارا
 اور پینے پر اُسکے چڑھ کر توڑا زنجیر فولادی کا کھول کر مشکیں اُسکی باندھ لیں اور طبل باز گشت بجا کر پھر اسب لشکر
 اپنی اپنی فز و گاہ میں داخل ہوئے تین روز کے تھکنے میں عجب ہی حالت تھی جا جا کر سو سو رہے صبح کو ایرج
 آکر بارگاہ میں بیٹھا سالوت دلو انہ کو طلب کیا جب وہ آیا تو ایرج نے اُس سے پوچھا کہ او دلو اسلے اب
 تو میری اطاعت کرنے میں کیا کتا ہو اُس نے کہا اطاعت کیسی میں آپ کا دین قبول کرنے کو موجود ہوں یہ سنا

ایرج بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ آہنگروں کو بلوا کر قید اسکی کوٹا دو سالوت نے کہا کہ آہنگر کی کیا حاجت ہو فقط آپ کے حکم کی
 و یہ بھی قید بھی لڑائی جانی ہو، لکھ جھکا دے کے قید کو مثل تاریکیوں کے توڑ ڈالا ایرج نے اسے خلعت دیکر کل سرداران
 یا خیر پر مقدم بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گھر گھر گردش میں آیا ناچ ہونے لگا عین نشہ شراب میں
 لگاہ سالوت کی لندھو پر جا پڑی پوچھا کہ یہ کون ہیں ایرج نے کہا کہ یہ جانشین حمزہ ہیں بن انھیں مثل اپنے
 پدر بزرگوار کے جانتا ہوں ایسے صادق القول اور شجاع اور دلور ہوئے کا ہی کہ ہیں بعد اسکے سالوت اور
 اہل اسلام کے حال سے مستفسر ہوا ایرج نے ایک ایک کی مدح و ثنا کی اور بعد اسکے کہا امیر سالوت یہ بابتین
 تو ایک طرف میں اس اسد دید اسنے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا ہوں اس دیوانے نے تو مجھ کو دیوانہ کر دیا سالوت
 نے کہا بھر خداوند کیا ارشاد ہوتا ہو فقط حکم کی دیر ہی کیے تو میں ابھی جا کر اسے گرفتار کر لاؤں ایرج نے کہا اچھا تم تامل
 کرو میں اسے گرفتار کر آئے لیٹا ہوں اور شاہ پور کو بلا کر حکم دیا کہ بھائی شاہ پور اس دیوانے اسد کو تو کچل دو ورنہ پور
 نے کہا بہت اچھا گھر یہ فرمائیے کہ آپ اسکا کچھ بنا بھی سکیں گے میں تو جا کر کچل دوں گا مگر یہ خیال کر لیجئے کہ نور الدین ہر موجود ہی
 اسد ضرور آپ کے پھندے سے چھوٹ جائیگا اور آپ مفت میں ہونا مہونگے یہ سکر ایرج برہم ہوا اور کہا کہ واہ تم صرف
 باتیں ہی بنانے کے واسطے ہوتے کچھ خاک وصول ہو بھی سکتا ہو شاہ پور نے کہا کہ حضور میں نے تو خیر خواہانہ التماس کیا تھا
 آپ مامین بانہ مامین مجھے اس سے کیا ہو آپ فرماتے ہیں میں ابھی جا کر پکڑے لاتا ہوں یہ لکھ جانب لشکر نور الدین ہر روانہ
 ہوا سپر کرتا ہوا اور واڑا بار گاد سلیمانی پر پہونچا دیکھا کہ ہر مژتا جدار سخت پر جلوہ فرما ہو نور الدین ہر دنگل شوکت پر
 بیٹھا ہو اور سردار بھی اپنے اپنے دنگوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہیں ہنگامہ عیش گرم ہو جام شراب گھر گھر دورے میں ہو
 ناچ ہو رہا ہو اسد نور الدین ہر سے کہ رہا ہو کہ بھائی صاحب سنا آپ نے یہ سالوت دیوانہ لقا پرستی چھوڑ کر
 آفتاب پرست ہوا ہو مگر بھائی صاحب میں اسے ضرور مار ڈنگا سارا دیوانہ بن اسکا نکال دوں گا نور الدین ہر نے کہا کہ ہاں
 بھائی وہ جائیگا کمان شاہ پور چپکے کھڑا ہوا یہ باتیں سنا کیا جب پہر رات گئے دربار برخواست ہوا سب سردار اپنے
 اپنے خیموں میں گئے اسد بھی مع رفقا بائیں کرتا ہوا چلا شاہ پور یہ دیکھ کر پہلے ہی اسکے خیمے میں لپک کر ہو رہا جب
 اسد داخل خیمہ ہوا کھانا کھا کر سو رہا بس اسنے بیہوشی اڑا کر پہلے ضد منگاروں اور غاصب داروں کو بیہوش کیا
 بعد اسکے روشنی گل کر کے اسد کو بیہوشی دیکر حلقہ ہاسے کند میں باندھ کر پتھارہ بدش ہو کے خیمے سے نقب کئی کرتا
 ہوا چلا تھوڑی دور پہ جا کے مرہ نقب کا بھکا لامیدان صاف پایا بخوف و خطر ہاسے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا
 قضاے کار اتفاقات روزگار واراب کشور کشاکشا کا عیار فتاح کشور می شب ماد کی سیر دیکھنے کو صحرا میں نکلا
 تھا اور مثل رہا تھا آواز زنگونوں کی سکر خیال کیا کہ کوئی عیار آتا ہو یہ خیال کر کے گوش بر آواز اسد طرف کو چلا
 اور اُدھر شاہ پور نے دنگ کی آواز سکر آواز دی کہ ارے کون ہو فتاح نے کہا کہ میں ہوں فتاح کشور می عیار
 واراب کشور کشاکشا کا بھرا سنے پوچھا کہ تو کون ہو کہا کہ میں شاہ پور شہر دل ایرج کا عیار ہوں فتاح نے کہا شاہ پور
 کہا سنے آئے ہو شاہ پور نے کہا کہ میں اسد کو گرفتار کر لے آیا تھا سو اسے گرفتار کر کے لیے جاتا ہوں فتاح
 نے کہا اے شاہ پور میرا آقا اس دیوانے کا دشمن جان ہو اسکو مجھے دیہ میں ہتھارا بہت ممنون ہوں گا شاہ پور نے
 کہا کہ اے فتاح میرا آقا ایرج بھی اسکے خون کا تشنہ ہو میں اسے ایرج کے واسطے لیے جاتا ہوں تمہیں کیونکر
 دیدوں کمال محنت اور مشقت سے لا با ہوں فتاح نے کہا کہ بھائی جس طرح دو گے اس طرح لین گے شاہ پور
 نے کہا کہ ہتھاری بھی یہ طاقت جو مجھے یہ پتھارہ نے سکو کے فتاح نے خیمہ کھینچا شاہ پور نے بھی تلوار میان

سے لی گئی شمشیر زنی ہونے فضا سے لار اتفاقات روزگار کشتیاں کشتور می طلوع کی گشت پر بخا دہ بھی ہوا کھانا ہوا
 و بان پوچھ گیا دیکھا کہ ایک دو بھلیاں چمک رہی ہیں اور آواز جھنارے کی جلی آتی ہے اور اس کے ہمراہ کوئی دودھنڑا
 سوار بہن قریب آکر جو دیکھا معلوم ہوا کہ دو شخص باہم لڑ رہے ہیں پکارا کہ جلد تباؤ تم کوں لوگ ہو فتاح سے آواز پہچان
 کر کہا کہ او کشتیاں تم خوب اتفاق سے اس طرف نکل آئے اور بہت اچھے وقت پر آہو سچے یہ شاہ پور اسد کو بلے
 جاتا ہے میں اس سے پشمارہ اسد کا مانگتا ہوں یہ کسی طرح نہیں دیتا اسی بات پر میرے اسکے نوبت شمشیر زنی آگئی، یہ
 کشتیاں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اسے جلد اسے گرفتار کر لو سوار شاہ پور کے گرفتار کرنے کو بڑے شاہ پور سے
 جو بہ رنگ دیکھا خیال کیا کہ تو تنہا اسد پر تو اسکا کیا بنا بگا مفت میں گرفتار ہوگا پشمارہ بھینک کر بھاگ چل بس یہ خیال
 کر کے پشمارہ کھول کر بھینک دیا کہ تو اسے اور خود بھاگ کر چلتا ہو فتاح کو تو پشمارہ سے غرض بھی شاہ پور سے دو کوئی
 مطلب نہ تھا پشمارہ اٹھا کر اپنے لشکر میں آیا صبح ہو چکی تھی درباردار اب کا مہمور تھا فتاح پشمارہ بلے ہوئے
 سامنے آیا داراب کو سلام کیا داراب نے پوچھا کہ فتاح کہا لائے عرض کیا کہ حضور یہ پشمارہ اسد بن کر ب
 کا ہو شاہ پور اسے لیے جاتا تھا میں اس سے محبتیں پایا یہ شک بہت خوش ہوا فتاح کو خلعت و انعام سے ممتاز کیا اور کہا
 فتاح اسے ہوش میں لانا و فتاح نے کہا کہ حضور ابھی نہیں چلے اسے اسیر غل و زنجیر کر لیجیے بعد اسکے اسے ہوش میں
 لائے اس لیے کہ یہ دیوانہ بلا سے بے درسان آفت جہان ہو اگر لیون اسے ہوش میں لائے گا تو معلوم نہیں یہ کیا آفت
 برپا کر دے گا پس لشکر داراب نے آنکھوں کو طلب کیا اس وقت آنکھ حاضر ہوئے اسد غازی کو اسیر غل و زنجیر
 کیا بعد اسکے فتاح نے قبلہ رفع بیوشی دیکر اسد کو ہوشیار کیا اسد کو ہوش آیا اور اس کے کھول کر جو دیکھا تو اپنے
 کو اسیر غل و زنجیر سامنے داراب کے پایا یقین ہوا کہ اس نے مجھے پکڑا بلا لایا داراب دیکھے کیا ہوتا ہو زنجیر جھوڑا ہی
 یا زمین مگر ایک نہایت ہی اکر تکر سے اٹھ کر پکارا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو بہادر ہو اور امین شجاعت سے آگاہ ہو
 اور نامزد سے کچھ سروکار نہیں داراب نے کہا کہ بھلا او دیوانہ اسے اسے لائے کیا کیا کنین میرے ساتھ کی ہیں کہ وہ
 سے بارگاہ سلیمانی مجھے چھین لیگا اسے دیوانہ اسے تو اتنا نہ بھاگ کہ کاغذ کی ناؤ گب بک چلی آج نہ ڈوبی گی کل ڈوبی
 تیرا یہ کہو کہ کد آکر بک چلتا اسد نے کہا او گا ذریعے تو نے بھی تو میرے رفیقوں سے بارگاہ چھین لی تھی و اتنا
 نے کہا اچھا یہ تو بتا کہ تو اس وقت اپنے کو کیونکر پاتا ہو اسد نے کہا کہ جس طرح خبر نہ جمع رو باہ میں داراب نے
 کہا خوب تو تو شیر زہری جو بھاگتا بڑا پھر تا ہو اور میں رو باہ ہوں جو مجھے پکڑا بلا یا خبر بہت اچھا اب تو جو کچھ ہوا
 سو ہوا ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو میری اطاعت اختیار کر تو میں چھوڑ دوں گا ورنہ بہت بُری طرح پیش
 آؤں گا اسد نے کہا او گا ذریعے بھلا میں تو تیری اطاعت کیا کروں گا لیکن اگر تو میری اطاعت کرے تو میں سچے
 تمام دھویوں کا حاضر کروں گا اور اپنی پوشاک خاص تجھی سے دھوا پا کر دوں گا پس یہ کلمہ سنکر داراب کو غصہ آگیا
 اور اس وقت حکم دیا کہ جلد جلاؤ کو طلب کر دو اس دیوانے کو قتل کر دو جو بہار نور اکبر جلاؤ کو بلائے گیا لیکن
 شاہ پور شیر دل جو ابرج کے پاس خانی ہاتھ پہنچا تو ابرج نے نہایت ہی بخوری پر بل ڈال کے کہا کہ بس
 روئے ہوئے کئے تھے موسے کی خبر کے آئے شاہ پور نے کہا کہ میں آفت ناگمانی کو کیا کروں اپنا کام میں
 پورا کر چکا تھا اسد کو بلے آنا تھا کہ راستے میں داراب کے عہار سے مجھے ملاقات ہوئی وہ پشمارہ اسد
 کا مجھے چھین لیگا میری اس میں کیا خطا ہو ابرج نے پوچھا کہ خبر یہ کیسے اب اسد کا پشمارہ داراب کے
 پاس ہو شاہ پور نے کہا جی ہاں، لشکر ابرج اسی وقت سوار ہو کر کیر و تنہا لشکر داراب کی جانب چلا شاہ پور

ساتھ ہولیا مگر اسوقت ایرج بارگاہ داراب میں پہنچا کہ جلاد اسد کو ننگ پر بٹھا چکا ہے داراب ایرج کو دیکھ کر
 تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پر سکے برابر بٹھایا اور پوچھا کہ اسوقت آپ نے کس طرح تکلیف فرمائی ایرج نے
 کہا کہ بھائی اس دیوانے کے ہاتھ سے کلیا پاک گیا ہوں میں نے اپنے عیار کو اس کے گرفتار کر کے لے لیا مجھ کا سوا دشمن
 اسکا لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ راہ میں تنہا سے عیار سے ملاقات ہوئی وہ پشمارہ اسکا چھین لایا مگر خبر مجھے اس امر
 کا مطلق ملا نہیں ہر غرض اس کے مارے جانے سے ہر کسی طرح پر بلا دفع ہو چکا داراب نے جلاد سے کہا کہ اعلیٰ
 سے قتل کرو یر کیوں کرتا ہے جلاد نے یہ حکم سن کر اسد سے کہا کہ اب جو کچھ کہے کھانا ہو کھا لے جو پینا ہو پی لے جو وصیت کرنا
 ہو کر لے وقت تیرا اخیر جو اسد نے کہا کہ کیوں فضول بک بک کر رہا ہوا ہنگام کر ہے سن کر جلاد تلوار کھینچ کر اسد کے
 سر پر کھڑا ہوا مگر اب حال لشکر نورالدین ہر کا شیعہ کہ جب صبح ہوئی تو خیر باد میں ایک غلطی ہو گیا کہ اسد بستر خواب
 سے غائب ہو گیا یہ سن کر ضرغام شیردل نے خیمہ اسد میں پتلا پورا کیا مگر نورالدین ہر کو مطلع کیا نورالدین ہر نے
 یہ سن کر ہر کارون سے حکم دیا کہ جلد خبر لاؤ کہ یہ آفتاب پرست اسد سے کیونکر پیش آیا یہ ہر کار سے جایا ہی چاہتے تھے کہ وہ
 باسوس جو شاہزادہ نورالدین ہر کی طرف سے لشکر داراب میں بھیجے گئے تھے اسے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا
 کہ حضور آج شب کو شاہ پور شیردل ایرج کا عیار اسد کو لیے جاتا تھا اسے راہ میں فتاح کشوری داراب
 کا عیار پہنچ گیا اور پشمارہ اسد کا شاہ پور سے چھین لے گیا اب داراب نے اسد کو زیر تیغ بٹھایا ہے اور ایرج
 بھی داراب کے پاس آ گیا ہر بس یہ سنتے ہی جہان روشن چشما سے نورالدین ہر میں تار بک ہو گیا فرمایا کہ خیر ہم ابھی
 چلتے ہیں کیا مجال کسی کی جو ایک روگنا بھی اسد کے جسم سے لگے کہ یہ لکڑا سبقت مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کے
 جانب لشکر داراب روانہ ہوا کھٹ کھوڑا اٹھائے ہوئے چلا جاتا ہوں ان واحد میں نورالدین ہر دروازہ
 بارگاہ داراب پہنچ گیا مگر اسوقت پہنچا کہ جلاد کو دو حکم مل چکے ہیں تیسرے حکم کا خطرہ ہے اور اسد پر وردگار
 عالم کی طرف رجوع کیے ہوئے وہاں لگ رہا ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور داراب سے کہہ رہا ہے کہ اے داراب
 تو مجھے اس بزاز بچے کے سامنے قتل نہ کر دے تو مجھے قتل کرنا اور داراب کہہ رہا ہے کہ اے دیوانے میں تجھے
 ایک دم کی مہلت دے دوں گا کہ یک دروازہ بارگاہ پر فل جلا نورالدین ہر مع مرکب بارگاہ میں کھس آیا اور بلبل بنی
 اہل اسلام سلام کر کے جلاد کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جا بھاٹنے دو یہودہ نورالدین ہر گیا نورالدین ہر نے کہا کہ
 سبحان اللہ وہ وہاں کیا مردانگی ہو اور کہا شجاعت ہو کہ عیار سے بکڑوا کر راوہ قتل کر سنے ہو اگر بادری کا دعویٰ
 ہو تو میدان میں نکلو لڑ جبر کر گرفتار کر دے ایرج پکارا کہ اے نورالدین ہر تمہیں بتاؤ کہ یہ دیوانہ کونسی بہادری کرتا ہے
 اور کونسی شجاعت اس سے وقوع میں آئی یہ تو خود دیوانہ اور نامرد ہے کبھی کسی سے سرکھڑو کہ نہیں لڑا چشمہ چرون کی طرح
 شگون مار مار کے بھاگ جاتا ہے ابھی نورالدین ہر جواب نہ دینے پایا تھا کہ اسد نے ایرج کو دشنام دی ایرج
 کو گالی سن کر غصہ آگیا اور سامنے اس کے ڈالی میں اتار گئے ہوئے تھے اس میں سے ایک اتار کر اسد پر کھینچ مارا
 کہ وہ اسد کی چھاتی پر لگا بس انار کے لگتے ہی اسد کو بھی غصہ آگیا باطنی ولی لکے جو ایک جھکا دیا ہر نورالدین ہر
 قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی بس قید کے ٹوٹتے ہی جلاد کے ہاتھ سے تلوار چھین کر ایک کے ایک ہاتھ ایرج
 کے رسید کیا کہ پہلو اسکا زخمی ہوا اور ادر سے پلٹ کے ایک ہاتھ داراب پر مارا داراب نے تکیے پر روکا
 تلوار اسد کی تکیے کو کاٹ کر داراب کے سر پر چڑی کہ کوئی دو انگل کا زخم آیا اور پردنوں جب تک شیعہ ہی نہیں
 اسد دوزخ دوزخ بارگاہ پر آیا مرکب داراب کو قتل کر کے مرکب ایرج پر سوار ہو کے راہی ہوا اور ایرج

نے سنبھل کر نور الدہرے کما کر داد داد آپ نے اسد کو اگر شیر دل کر دیا اور چھڑا دیا کیا کر دن مجبور ہوں کہ یہ بارگاہ
 اور لشکر میری بارگاہ اور لشکر نہیں اگر آپ میرے یہاں آکر میرے اپنے دشمن کو چھڑا دیتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا یہ
 لشکر نور الدہرے کما کر امیرج اس میں تو شک نہیں کہ میں آیا تھا اسد ہی کے چھڑانے کو مگر الحمد للہ کہ میں تمہارا
 ممنون احسان نہ ہوا وہ آپ ہی سے چھوٹ کر چلا گیا اور بھائی اپنی اور بہائی بارگاہ کیسی تمہارا جہان اور جب جی چاہے
 میرا سامنا کر لو میں موجود اور مستعد ہوں تمہارا مقابلہ کر دنگا میں نور الدہرے ہوں کوئی ایسا ویسا لے بھگو اور بھو
 نہیں ہوں کہ جسے ڈر جاؤنگا یہ لشکر امیرج نے کما کر خبر غیر مت اچھا بہت اچھا بھجا جائیگا یا زندہ اور صحبت باقی یہ لشکر
 نور الدہرے کما کر بہتر سمجھ لیجیے گا اور یہ لشکر بارگاہ سے باہر آگے اپنے لشکر کو روانہ ہوا اور امیرج نے داراب
 سے کما کر امیرج داراب اب میں بھی رخصت ہو گیا داراب امیرج کے ساتھ ساتھ دروازہ بارگاہ پر آیا دیکھا کہ امیرج
 کا گھوڑا زندہ اور دراپنا گھوڑا مر ہوا پڑا ہو کھٹے لگا کر امیرج دیکھی گھٹنے چالاک اس دیوانے کی کار خود خوب
 ہوشیار است یہ لکھ دو سر گھوڑا منگو کر امیرج کو دیا اور کما کر بھیجے آپ اس گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لیجیے
 امیرج داراب سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا مگر اب شیشہ اسد غازی گھوڑا اٹھائے ہوئے
 چلا آتا تھا کہ ایک ایک نق گرد و غبار کا سانے سے نمایاں ہوا اسد اس گرد کو دیکھ کر بھڑک گیا غرض جب دامن
 گرد شق ہوا تو دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست سانے سے چلا آتا ہوا اسد غازی خورشید کو دیکھ کر اسکی جانب بڑھا
 اور خورشید اسد کو دیکھ کر اسد کی جانب بڑھا دونوں قریب آکر ٹنگے ہوئے لیکن خورشید نے جو اسد کو تشریف خون
 آلودہ ہاتھ میں لیے اور گھٹے میں زنجیر پڑے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ کیوں بھائی اسد کیوں خروہر کما سے آئے ہو اور یہ
 کیا وضع بنائے ہوئے ہو اسد نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کما کہ بھائی صاحب بھی تو ظلمات سے داپس آگئے اور
 بسین فرودکش میں خورشید نے کما کہ ہاں مجھے خوب معلوم ہو بلکہ ہم اور وہ ایک ہی جگہ دو جاوے گریوں کے ہماں قید تھے
 ابھی یہ باتیں تمام نہ توئی تھیں کہ شاہزادہ نور الدہرے بھی گھوڑا اٹھائے ہوئے آپونے خورشید نے سلام کیا
 نور الدہرے نے خروہر عافیت پوچھی اور اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا خیمہ خورشید کا ایک سمت برپا ہوا تو
 خورشید کے آترپے ہر کاروں نے خبر آمد خورشید کی امیرج کو پہونچائی امیرج نے کما کہ خیر آیا ہو تو آنے دو اگر
 نیرا عظم کی بددشامل حال ہوگی تو ان سب کو مار دنگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑ دنگا یہ لکھ نشہ شراب میں اس کے
 نقارہ رنیل بجا دیا ہر کاروں نے یہ خبر تمام لشکروں میں پہونچائی سب جگہ رات بھر نقارہ ہاے رزمی بجا کیے آلات
 حرب و ضرب درست ہوئے رہے علی الصباح پانچون لشکر صف آرا میدان قتال ہوئے بعد از اسکی صفوں
 قتال سالوت دیوانہ امیرج سے اجازت لیکر میدان میں آیا پہلے خوب برجھے کے ہاتھ نکالے خوب گیندے کو
 جولان کیا بعد اسکے مبارز طلب ہوا لشکر نور الدہرے سے نمود عادی ہر مزاجدار سے اجازت لیکر مقابل سالوت
 ہوا سالوت نے جو دیکھا کہ عجیب الخلق شخص ایک سو چالیس ارنج کا قد سانے آکھڑا ہوا بس زہرہ اسکا آب ہو گیا
 اور ایک چیخ مار کر سامنے سے بھاگ گیا نمود عادی ہر چند چلا تا رہا کہ اسے ٹھٹھو سی گریہ کب سنتا ہو بے تماشایا بھاگ
 ہوا چلا جاتا ہوتا انیکہ امیرج کے پاس پہونچ کر دم لیا امیرج نے جو اسے بوکھلائے ہوئے اور سانس بھونی ہوئی
 دیکھا بہت برہم ہوا اور کما کہ اگر تو ایسا ہی ڈر پونک ہو تو میدان میں کیوں گیا تھا اسنے کما کہ میں آدمیوں
 سے لڑنے گیا تھا یا دیوؤں سے ایو زبدا آفتاب پرستان شخص جو میرے مقابلے کو نکلا تھا یہ آدمی کا ہی کو
 ہر ایک دیو کا دیو ہو دیو سے لڑنا میرا کام نہیں ہوا اگر آدمی ہوتا تو میں اس سے لڑتا کہ اس اثنا میں

محمود عا د نے مبارز طلب کیا طرماسپ بن طلماس مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر مقابل محمود عا د ہوا
 بعد نگا در زنی کے نیزہ بازی ہوئی طرماسپ نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا محمود عا د نے چوہرست ماری طرماسپ نے
 چوہرست اُسکی سا طور سے علم کر کے وہی سا طور جو محمود عا د کے مارتا ہوا تو سپر کو ظم کر کے سر پر بٹھا کوئی دو انگل سر
 میں در آیا محمود عا د نے دستانہ مارا سا طور تو جھٹکا کر نکل گیا مگر چادر خون کی جاری ہوئی محمود عا د کو غش آگیا
 طرماسپ نے پھر مبارز طلب کیا عا د بن محمود نے مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا پھر طرماسپ نے مبارز طلب کیا
 اقیاش کشیدہ رو اور بقیاش کشیدہ رونے کے بعد دیگرے مقابلہ کیا وہ بھی گھائل ہوئے جب شام ہوئی
 تو ہر ایک لشکر میں طبل باز گشت بجاسب کے سب اپنی اپنی فردگا ہوں کو واپس آئے اور پھر طبل جنگ بجاتے
 کا حکم دیارات پھر ہر ایک لشکر میں نقارہ رزمی بجا کیا جنگ کی تیاری ہوئی رہی آواز بیدار باش ہوشیار باش کی
 بلند رہی طے الصباح پھر سب لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہوئے اُس روز طرماسپ اور طلماس سے
 مقابلہ ہوا بعد نگا در زنی کے طرماسپ نے طلماس کو سلام کیا اور کہا کہ اے پیر بزرگوار اے گنجو عشق تو رالد ہر کا
 سودا ہو گیا ہے اسے دو رکھیے دماغ کو درست کیجیے اپنے دین قدیم پر پھر قائم ہو جیسے زبدہ آفتاب پرستان
 امیرج نوجوان کے پاس چلے چلیے دیکھیے نوکر وہ آپ کی کیسی تعظیم و تکریم کرتا ہوا اور کس طرح آپ کے ساتھ پیش
 آتا ہوا تو وہ جوش جوانی بھی آپ کا باقی نہ رہا سن آپ کا کیا کیا ہوا اس دایات و خرافات کو چھوڑیے
 اس عشق فاذ خراب سے منہ موڑیے بدنامی کو دفع کیجیے زبدہ آفتاب پرستان کے پاس چلکر خلعت و انعام لیجیے
 غرض بہت کچھ سمجھایا جب دیکھا کہ کوئی بات میری پذیر نہیں ہوئی تو کہا کہ اب جو کچھ مجھے سمجھانا تھا سمجھا چکا اب
 بھی اگر نہ مانا تو یہ یاد رکھو کہ شکین باندھ کر تلو بکڑ لجاؤ لگا اور جنگ ہے سودا تمہارے سر سے نہ جائیگا اس وقت
 تک تمہیں قید رکھوں گا یہ سنکر طلماس نے کہا کہ اونا ہنجا رو بد کردار نالایق روزگار تو اور مجھ کو سمجھاتے آیا ہو میں خوب
 جانتا ہوں تو شیطان کے لطف سے پیدا ہوا ہوا ہے اس لیے کہ اگر میری طلب سے ہوتا تو تو میری اطاعت کرتا خراب
 جو تجھے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر معلوم ہوا کہ اب اہل تیرے سر پر کھیل رہی ہو آخر مارا جائیگا اول مارا جائیگا
 پھر جو کچھ حوصلہ تیرے دل میں ہو وہ کیوں باقی رہ جائے طرماسپ نے کہا کہ بہت اچھا اب دیکھیں اہل ہمارے
 سر پر کھیل رہی ہو یا تمہارے سر پر لاؤ جو حیرت بختا رہے پاس ہو طلماس نے کہا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہیں
 ہے پہلے تو اپنا حیرت بختا کر کے پھر ہم بھی دیکھ لینگے طرماسپ نے کہا کہ خیر ہمارا دستور تو ہوا اور خبردار خبردار کہنے
 نیزہ مارا طلماس نے وار اُسکا رو کیا بس اب کیا تھا نئی نیزہ بازی ہونے کوئی چار گھڑی کی نیزہ بازی میں طلماس
 نے شان نیزہ طرماسپ کی نکال دی اور نیزہ بھی اُسکا پرچھے پرچھے کر دیا بس طرماسپ آگ ہو گیا دوڑ
 کر ساڑھے سات سو من کا گرز ارا بے پر سے اٹھا کے خبردار خبردار کہہ کر طلماس پر مارا طلماس نے گرز اُسکا
 رو کر کے اپنا گرز مارا طرماسپ نے وار گرز کا رو کیا غرض تین پہر کامل گرز بازی ہوئی جب اُس سے
 بھی کچھ ہنوا تو سا طور بازی شروع ہوئی بس ایک مقام پر طلماس نے چاہا کہ سا طور طرماسپ کا چھین لے
 بس گیند سے کو اشارہ کیا کہ زیر نبل جا رہے گیند آج آئے بڑھتا ہوا تو پانچون اُسکا موش قاتلے میں جاتا رہا وہ
 وہ جھک گیا گیند سے کے چھیننے سے جو طلماس کے سر کو ہکا پونچھا ہوا تو خود طلماس کے سر سے گر گیا بس طرماسپ
 نے اس موقع کو مختتم جانکر جو ایک وار دو کستی سا طور کا کیا تو خوب ہی کاری زخم آیا قریب تھا کہ بے ہوش
 سے گزر جائے بس طلماس نے بہت جلد دستانہ مارا سا طور تو چھٹا کر نکل گیا مگر چادر خون کی سرست جاری

ہوئی طہماس کو غش آگیا لوگ اکڑھٹھاس کو آٹھا لیگے چونکہ دن کم رہ گیا تھا اس سبب سے طرماسپ طبل گشت
 بچو اکڑھٹھ گیا نورالدہر طہماس کو بلے ہوئے داخل جہہ ہوا جراح کو بلو اکڑھٹھ لگو اسے کہ اسی اثنا میں
 پھر ہر کارون نے آکر عرض کیا کہ لشکر ایسیج میں طبل جنگ بجا دیا گیا فرمایا کہ کیا پر واہی خدا سے ما بزرگ است
 ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجا دو اسی وقت لشکر نورالدہر میں بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی قصہ مختصر شب
 بھر سامان جنگ رہا صبح کو شب لشکر سرکہ کارزار میں صفت آرا ہوئے لشکر ایسیج سے طرماسپ بن طہماس
 مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر آگے بڑھا اور میدان میں آکر مہارز طلب کیا اُدھر سے نور چشم
 مومنان روشنی بخش دیدہ مسلمانان گل گزار ہوا جعفران نخل بوستان شاہزادہ بدریغ الزمان صاحبقران
 بن صاحبقران زمان نورالدہر عالی شان مرکب بری پیکر کو چمکا کر ہر مزاجدار سے اجازت لیکر قابل
 طرماسپ ہوا پہلے آسنے کے ساتھ ہی لگا ورزنی ہوئی کہ کوئی تین چار قدم مرکب شاہزادے کا پیچھے ہٹا
 اور کوئی چھ سات قدم مرکب طرماسپ کا پسپا ہوا پس مار کر جنگ مسلک راؤن میں پھر کھینڈے کو طرماسپ
 نے شاہزادے کا سامنا کیا اور پکارا کہ اے نورالدہر ہر تیرے جو کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اور زبرد
 آفتاب پرستان کی خدمت میں چل کر اطاعت اسکی اختیار کر نہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دیکھا تو نے کہ کل
 میں نے طہماس سے زبردست کی کیا حالت کر دی نورالدہر نے یہ سنکر آواز دی کہ او کانندہ بکیش
 ناما قبت اندیش تو میرے ایک ملازم کی اولاد ہی بستر ہے جو کہ اس خود سری کو چھوڑ کر میری رکاب کو بوسہ
 دے دین آفتاب پرستی کو ترک کر مذہب حق شریعت غریبے اسلامیدہ کا مطیع و منقاد ہو مثل تیرے باپ
 طہماس کے تیری بھی عزت کی جائیگی طرماسپ نے کہا کہ باپ تو میرا تجھرا عاشق ہو گیا ہے اس سبب سے قرا
 مطیع ہوا ورنہ وہ تیرے پاس آتا ہی کیوں اور مجھے تیری اطاعت کرنے کی کیا وجہ ہے اگر میں بھی تجھرا عاشق
 ہوتا تو میں بھی تیری اطاعت کرتا نورالدہر کو پسند نہ آگیا فرمایا کہ بس خاموش رہہ ورنہ زبان گدی سے
 کھینچ بجا لیگی اگر چھو جنگ ہی کی ہو سہا ہی تو لا حشر اپنا طرماسپ نے یہ سنکر خبردار خبردار کھلے نیزہ مارا
 شاہزادے نے وار اسکا روک کے چند ہی طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کر دیا طرماسپ نے خشمناک ہو کر
 سا طور اٹھایا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب سا طور اسکا قریب آیا سپر کو چھوڑ کے پنجہ ملی کو
 دراز کر کے قصہ کیا کہ سا طور کو چھین لے اور قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا لیکن ممکن نہوا زور کش ہوئے لگے لنگر جو
 در سے تو مرکب پیٹ کے بھل بیٹھ گئے دو وزن کے دو وزن مرکبوں سے کود کر دامنوں کو گردان کر آستینوں
 کو چڑھا کر باہم مصارعت کرتے لگے ایسیج نے یہ رنگ دیکھ کر لاہوت شاہ سے کہا کہ مجھے اب طرماسپ
 کے غالب ہونے کی امید جاتی رہی نورالدہر بلاے بے درمان سربر آوردہ لشکر صاحبقران اور
 لاہوت شاہ نے کہا کہ اے ایسیج تو جوان تم گھبراؤ نہیں دیکھو تو ہوتا کیا ہے طرماسپ کیا کسی سے
 کم ہو قصہ مختصر دو شاہ روز متواتر شتی رہی تیسرے دن دو گھڑی دن رہے شاہزادے نے فکر طرماسپ
 کا توڑ کر زمین سے اٹھا لیا اور بالائے سر جبرج دے کر زمین پر دے چکا کہ چارون شاہ نے چیت گرا طرماسپ
 چاہتا تھا کہ شیعہ لگے شاہزادے نے ایک ٹھوکر ماری کہ فرش ہو گیا پس نورالدہر نے جھٹ اسکی
 چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھ لیں اور طبل باز گشت بچو اکڑھٹھ اپنے لشکر کو لیکر مراجعت کی اور داخل بادشاہ
 ہو کر حکم دیا کہ قید کر دکل اسکا دیوان کیا جائیگا بعد اسکے پھر نقارہ رزمی بجا دیا حکم تیار ہی جنگ کا دیا

شب بھرتیاری رہی صبح کو سب لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہوئے نور الدین ہر بادشاہ سے اجازت
 لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ایم ج نوجوان نور الدین ہر کے مقابلے کو بایا ہی چاہتا تھا کہ داراب
 نے سبقت کی اور مرکب کو بڑھا کر مقابل نور الدین ہر ہوا بعد لگا ورنہ فی کے نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی چار
 گھنٹہ کے بعد جب سنا بن نزون کی ناکارہ ہو گئیں تو گرنہ بازی شروع ہوئی جب اس میں بھی ایک دوسرے
 پر غالب نہوا تو تلوار میں گھینچ لیں اور برابر سے شمشیر لڑی کر کے لگے اب یہ عالم ہو کہ گویا دو بھلیاں کوند رہی
 ہیں کہیں ہمارا کرتا ہو وہ روکتا ہو کہیں وہ ہاتھ مارتا ہو اور یہ روکتا ہو چار گھنٹہ تک یوں تلوار چلائی آخر کار
 ایک مرتبہ نور الدین ہر نے کمر بٹا کر جو سر پہ ہاتھ مارا تو گھٹنے سپرکت کے تلوار داراب کے سر پر پڑی کرتا
 دو ابرو اڑ گئی دستا مارنے سے تلوار نوجھتا کر نکل گئی مگر چادر خون کی داراب کے سر سے جاری ہوئی
 اور غش طاری ہوا لوگ اگر داراب کو اٹھائے گئے نور الدین ہر طبل باز گشت یو اگر اپنے لشکر کو گیا اور
 فوج داراب وغیرہ کی اپنی آرامگاہ کو گئی اور داراب کے زخم کا علاج شروع ہوا جراح
 حاضر ہوئے زخم میں ناسکے لگائے مرہم پٹی کی اور اوپر تو سرج ماہ پرست نے جو خبر زخم داری داراب
 کی سنی تو وہ عبادت داراب کے لیے روانہ ہوا کشور شاہ تو سرج کے استقبال کے لیے لشکر سے
 باہر نکلا بارگاہ میں لاکر بٹایا سامان دعوت مہیا کیا کہ اس عرصہ میں داراب کو بھی ہوش آیا تو سرج
 نے صاحب سلامت کی بعد مزاج پرسی کے داراب نے کہا کہ ہاں بھائی ایک زخم میرے سر پر آ گیا ہے
 ورنہ میں سیرۂ حمزہ کو مزدور گرفتار کر لانا تو سرج نے کہا کہ تم مطمئن رہو کل نور الدین ہر سے ہم صفا بل
 کرینگے اور اُسے باندھ لائینگے اور بخارا عوض بچے داراب نے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ بھائی آرزو
 تو یہ ہو کہ میں خود ہی اچھا ہو کر نور الدین ہر سے عوض لون تو سرج نے کہا کہ بھائی گھبراؤ نہیں اچھے ہو جاؤ گے
 بڑے بڑے بہادر زخمی ہو ہو گئے ہیں زخم دار ہو جانے سے کیا کسی کی شجاعت میں بھی فرق آ جاتا ہے یہ باتیں
 ہو ہی رہی تھیں کہ مالک اثر در نے آہ سرد کھینچ کر کہا کہ افسوس صد ہزار افسوس کلی مرتبہ فوج و لشکر لیکر
 آئے اور بے نیل مرام واپس گئے کچھ نو سکا لند حضور سے اور مجھے ہمیشہ یہی چھٹی ہو کر کہیں وہ مجھے بڑی
 نہیں کر سکا اب وہ ہنسی اسیج کے ہمراہ ہو لیا ہو اور ایم ج نے اسے بڑی ہی شان و شوکت دے
 رکھی ہو لند حضور نے اسے ملک گیر بنایا ہو اور وہ صاحب قرانی کا دعویٰ کرتا ہو کتنے ملک ایم ج نے
 اپنے قبضے میں کر لیے ہیں اور کتنے ہی ملکوں سے خراج لیتا ہو مگر افسوس ہم کچھ نہ کر سکے ہمسکر و سنے لگا
 داراب اس کے ساتھ اشکبار ہو کر کہنے لگا کہ ہاں امیر مالک سچ کہتے ہو اب ایم ج کا ہر سو اسے
 نور الدین ہر کے اور کوئی نہیں ہو اور کوئی شخص تنہا اس سے مقابل نہیں کر سکتا بہتر یہ ہو کہ اب ہم تم یک جا
 ہو جائیں اور آپس میں دست بیچ ہو کر ہمشورہ باہمی تمام امور کو انجام دین داراب نے کہا اچھا کیا
 معائنہ ہو رہے تھے بعت کی اور عہد کیا کہ بغیر مشورہ کوئی کام نہ کرینگے ابھی ہا بنین ہو ہی رہی تھیں کہ لشکر
 ایم ج اور نور الدین ہر میں طبل جنگ بجنے کی خبر معلوم ہوئی تو سرج داراب سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ
 میں آیا اور اس نے بھی طبل جنگ بجوایا شب بھر ایک لشکر میں تباری رہی صبح کو پانچون لشکر میدان کارزار
 میں صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف مہال و فغان و تقابیت نقاب سے جنگاوار لوگ دیکھنے لگے کہ کبھی
 میدان کارزار میں کون نکلتا ہو کہ یا ایک علم آفتاب پیکر جلوہ گری پر آئے ایم ج مالک بن ملکوت سے

اجازت لیکر میدان میں آیا مبارک طلب کیا نور الدہر امیرج کے مقابلہ کو جایا ہی چاہتا تھا کہ توجہ ماہ پرست
 نے سبقت کی اور مرکب بڑھا کر مقابلہ امیرج ہوا بعد نگا درزنی کے نیزہ بازی ہوئی امیرج نے شان نغزہ
 توجہ کی نکال دی ڈانڈ پر ڈانڈ لگی نیزون کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے توجہ نے تلوار ماری امیرج نے
 تلوار اسکی رد کر کے اپنا دوار کیا اسنے بھی پشت شمشیر سے دوار اسکا رد کیا غرض چار پہرون تلوار چلا کی قریب
 شام توجہ امیرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا امیرج طبل باز گشت بجا کر اپنے لشکر کو پھرا توجہ کو لوگ توجہ
 کے خیمہ میں آئے جراح کو بلوا کر ٹانگے دلوالے دوار اب کشور کشا توجہ کی عبادت کو آیا یہ قول
 شاہ استقبال کر کے لے گیا اور جاسے صدر پر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا صحبت رقص و غنا برپا ہوئی
 دوار اب نے کہا کہ امیرج دیکھتا ہے میں نور الدہر کے ہاتھ سے زخمی ہوا انکو فلک سے اس تاج پر
 سے مخرج کر دیا مگر خبر اچھا ہو لون تو سمجھو نگا اور مالک اثر در بھی دوار اب کے ساتھ آیا ہوا وہ بھی
 بیٹھا ہوا ہے اور کہ رہا کہ کل میں سامنا کر دیکھا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اس انتہا میں جو بدار سے آکر عرض کیا
 کہ ملک کشور یہ سے عیار نامہ لیکر آیا ہے دوار اب نے حکم دیا کہ بلاؤ غرض وہ عیار اندر آیا سلام کیا نامہ
 دوار اب کے ہاتھ میں دیا دوار اب نے ہاتھ میں لے لیا لقا فوجا کر کے بڑھا مضمون سے واقف ہوا کہ امیرج
 توجہ میں اب ملک کشور یہ کو جاؤ لگا ٹھہر نہیں سکتا توجہ نے کہا کہ فرما ہے تو کیا لکھا ہے خبر تو ہو فرمایا کہ امیرج
 ہمارے شہر سے قریب ایک پہاڑ پر فرما رہا کہ اس کے پاس ایک ملک قیامت لگا رہا قیامت شاہ وہاں کا
 شہر بارہوی بنا اسکا صورت قیامت اسکا پہ سالار پہاڑ کا زبردست ہوا نہ لون میں شہر کشور یہ کو خالی پا کر چاہتے
 ہیں کہ اسے خراب کر دیں تو میں جا کر انکو سزا دوں لگا مجھے جانا ضرور ہے توجہ بولا بھائی میں بھی ساتھ چلوں لگا غرض
 دوار اب اور توجہ دونوں اپنے اپنے لشکر وں کو ساتھ لیکر شہر کشور یہ کو روانہ ہوئے نور الدہر باگ
 میں بیٹھا تھا کہ ظہاس بن عنقویل دیو پرور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے آہ سرد کہنچی نور الدہر
 نے پوچھا کہ امیرج ظہاس خبر اسند کیوں دے دے ہو ظہاس نے کہا کہ شہر بارہاس ناہنجار طر ماسپ کے
 ہاتھ سے فلک نے ذلیل کر دیا کہ اگر میرے ہاتھ آئے تو بغیر اسے نہ چھوڑوں نور الدہر نے کہا کہ کبھی آدمی
 کا زخمی ہو جانا کچھ شجاعت میں فرق نہیں لاتا اور خبر میں طر ماسپ کو بلوانا ہوں جو چاہو سو کرو غرض نور الدہر
 نے حکم دیا کہ لاؤ تو طر ماسپ کو زندہ لے آئے اسی وقت طر ماسپ کو لائے اسنے بطریق دین آداب پرستی
 سلام کیا نور الدہر بہت آزر دہوا کہا امیرج طر ماسپ اس جہالت کو ترک کر اور دین اسلام قبول کر پاپ
 حیرامیری جان ہو تو ملک جان جان سمجھو نگا اسنے جواب دیا امیرج چشم چراغ میرا ہزار جان میری اس کے
 اوپر سے فدا ہوں جان دوں گا مگر پرستش نیرا عظم نہ چھوڑوں گا اور رفاقت سے امیرج کی نہ ہاتھ اٹھاؤں گا
 نور الدہر نے کہا امیرج طر ماسپ اپنی جوانی پر رحم کر نہیں تو مارا جائیگا طر ماسپ پکارا مجھو مارے جاتے سے
 نہ ڈراؤ اگر امیرج سلامت ہو تو ایک مجھ ایسا نام نہواں تو امیرے مارے جاتے سے امیرج کے بیان کچھ
 گئی نہ ہو جائیگی نور الدہر نے کہا معلوم ہوا یہاں نہ جری عمر کا لبر نہ ہو چکا ہے اور سے بلاؤ جلاؤ کو جو بدار جلاؤ کے
 لینے کو روانہ ہوا مگر شاہ پور نے یہ خبر امیرج کو پہنچائی اسی وقت امیرج سوار ہو کے بارگاہ نور الدہر
 میں آیا سلام کیا نور الدہر نے ادراہ صلم و مروت تعلیم کی کہ سی جواہر نگار پر بٹھایا نور الدہر نے مزاج پر
 کی سبب آئے کا پوچھا امیرج نے کہا کہ سنا ہے اور آکر آنکھوں سے دیکھا کہ طر ماسپ کے قتل کرنے کا

ارادہ کیا ہوا سو اسلئے آباہوں نور الدہر نے جواب دیا کہ ایامیج آپ جو بیان تشریف لائے ہیں
 تو کچھ دریافت بھی کیا آپ نے یا بیان آکر آپ نے کچھ اپنی آنکھ سے بھی دیکھا کہ ہمارے بیان کا یہ دستور ہو
 کہ جسے ہم زیر کرتے ہیں اس سے کہتے ہیں کہ اسلام اختیار کر اگر اسے دین ہمارا قبول کیا تو بہتر نہیں تو اسے
 مار ڈالتے ہیں ایامیج نے کہا کہ طرما سب کو قتل کرنے سے کہا فائدہ ہوا بھی تو میرے آپ کے لڑائی و پیش ہوا
 اگر آپ نے مجھے زیر کیا تو میں مسلمان ہو گیا اور طرما سب بھی اسلام لائے گا اور جو میں آپ پر غالب ہوا تو آپ
 میرے دین کو اختیار کریں اب میری خاطر سے طرما سب کے قتل سے باز رہیے یہ کہنا تھا کہ اسد نے کھٹکا رکھ کر
 خوکا اور کہا کہ سبحان اللہ پا جیون کو بھی دن لگے ہیں کہ شاہزادوں کی برابر ہی کرتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ ہم کون ہیں
 اور دوسرا کون ہوا آدمی کو لازم ہو کر اصل اپنی نہ بھولے بہت نہ بھولے یہی کلیم باہر دیا اور ان کے دل ایامیج یہ کلمے سن کر ہلکا ہوا
 دیکھنے کیون بری شامت آئی ہو میں نور الدہر کا پاس کرتا ہوں نہیں تو بھگوسزا دیتا اسد ہلکا ہوا اور بڑا بچہ
 تو بھگوسزا دیتا اور نلو اور کھینچ کر دوڑا نور الدہر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ کیا حرکتیں ہیں اپنے گھر آئے گا
 بھی خیال نہیں کرتے اور ایامیج سے کہا آپ جائے میں طرما سب کو قتل کرونگا اور حکم دیا کہ طرما سب
 کو زندہ انخانہ میں لے جاؤ ایامیج اُٹھ کھڑا ہوا نور الدہر سے رخصت ہو کر چلا گیا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب
 اگر آپ روک نہ لیں تو آج زندہ ایامیج کو نہ چھوڑتا اور یہ تو کیسے آپ نے طرما سب کو کیون چھوڑ دیا
 نور الدہر نے کان میں اسد کے کہا کہ طماس کا بھی تو مجھے منہ ہر ہزار وہ کہتا ہو کہ ایسا از زندہ نالقی موا
 بھلا کر پھر وہ پارہ پھر میں طرما سب کو قتل کرنا یہ مفت کا احسان میرا ایامیج پر ہوا اسد خاموش ہو رہا
 پھر کہا کہ بھائی صاحب آپ نے غضب کیا کہ ایامیج کو زندہ جانے دیا اس پابی کو مار لینا تھا کہ فساد مارتا رہتا
 نور الدہر بولا کہ یہ نامردی میں کیونکر گوارہ کرتا کہ وہ تو میرے گھر میں آیا تھا میں اسکو مار ڈالتا خود رشید
 ستارہ پرست بیٹھا ہوا تھا اُسے بھی پگنگو سنی اسد سے کہا کہ سچ ہی شاہزادہ نور الدہر سے ایسا امر
 کہی نہوتا اور ابھی نور الدہر ایامیج کو میدان میں سے پکڑ لائینگے وہ جا بھگا کمان ہی باتیں تھیں کہ ہر کاروں نے
 آکر دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر میں ایامیج کے بل جگ بجا ہو نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ کوس جری سبے
 خود رشید اپنے لشکر میں آباد بان بھی نقارہ گز گز ابارات بھرتیاری سامان جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں
 لشکر وعدہ گاہ مصافح میں آکر صف آرا ہوئے ابھی کوئی میدان میں نہ بھٹکا تھا کہ جانب صحرا سے گرد و غبار کا تھق
 اٹھا جب گرد و زرد یک آکر شقی ہوئی تو دیکھا کہ نقابدار سفید پوش چالیس ہزار سوار سے نمایاں ہوا اور
 آکر صف باندھ کر کھڑا ہوا جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو ایامیج نے جو نقابدار کو دیکھا کہا کہ یہ بھی ہماری
 جان کا وبال آیا ہو سب سے پیشتر نقابدار نے مرکب کو چپکا با عرصہ کار دار میں آکر مبارز طلب کیا ایامیج
 بھی اس سے ہنگامہ ہوا بعد از کھار و زنی کے ایامیج بولا کہ ای نقابدار تو کون ہو کہا نے آیا ہو اُسے
 جواب دیا کہ ملک الموت میرا نام ہو کفار کی روح قبض کرنے کو آیا ہوں ایامیج نے کہا کہ تو زبان دراز
 بہت ہو معلوم ہو جا بھگا کہ کون کسکی قبض روح کرتا ہو لا جو کچھ کہہ رہا تھا ہو نقابدار بولا کہ اہل اسلام
 بیشک سچی نہیں کرتے ایامیج نے ہنس کر کہا کہ میں بہت کر دینگا اور نیزہ اٹھا کہ نقابدار جو مارا نقابدار
 نے نیزے کو نیزے پر لیا غرض لگی نیزہ بازمی ہونے تین سو طعن رد و بدل ہوئی پس ایک مقام پر نیزہ ایامیج
 نے نقابدار کا لہجہ کر جو تھہرا مارا مصافح نقابدار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا پس روز روشن نگاہ میں نقابدار

کی تیرہ ہو گیا تلوار کھینچ کر ایم ج پر مار دی ایم ج نے سپر کو چرسے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار
 نزدیک آئی سپر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا علی بند سپر کا منبت پر باجمہر لائیجیل دی ورا د کر کے کھینچی دی کہ تلوار پھٹ چکی
 بس قبضے پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ مڑوڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لے لیکن نہ تو وہ کس کے ہونے لگے نہ کس کے ہونے لگے
 گھوڑے بچھڑ گئے صیغہ کرنے لگے آخر کار دونوں پہاڑ ہونے سپر اور تلوار ہاتھ سے رکھ کر دروازے پر آمادہ
 ہونے ایک دوسرے پر دوڑا کھشتی ہونے لگی جا رہی رہی شام کو بھی ہوا ہونے دونوں طرف سے روٹنے
 آئی میدان روشن ہو گیا تمام لشکر ہی کمر بن کھول کھول کر زمین پوش بچھا بچھا کر بیٹھ گئے میلہ سا ہو گیا فرخ چو شہانہ
 کشتی رہی سائون بن روز ایم ج نے لنگر توڑا سر سے بلند کیا چرخ و بکر زمین پر مارا چھاتی پر سوار ہو کر زنجیر فلولائی
 سے مشکین اسکی باندھ لیں اور قبل بازگشت بجوا کر پھر اپنے لشکر میں آیا نقابدار کو لبستہ نعل و زنجیر کر کے زندان خانہ
 میں بھجوا دیا بعد اسکے کچھ کھانا کھا کر آرام کیا دوسرے روز آکر بارگاہ میں بیٹھا تمام سردار جمع ہوئے مالک بن
 ملکوت تخت پر ٹھکن ہوا لاہوت شاہ وغیرہ سب جمع ہوئے لندہ صور بھی آکر مع رفقا موجود ہوا ایم ج نے
 حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو جو بدار نقابدار کو لیکر آئے نقابدار نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندہ صور نے
 جواب سلام کا دیا ایم ج نے کرسی ملگا کہ بچا دی نقابدار کرسی پر بیٹھا ایم ج نے پوچھا کہ نقابدار حال
 اپنا بیان کرو کہ تم کون ہو نقابدار نے جواب دیا کہ اگر خدا مجکو نام دیتا تو نام اپنا میں بیان کرتا تھا کہ نے تجھ
 ایسے سفلے سے مجکو ذلیل کروایا اب میں اپنا نام کیا بتاؤں کہ کون ہوں اور اگر اپنا نام بتاؤں تو باپ کے نام
 کو بھی ذلیل کروں ایم ج نے شاہ پور سے کہا کہ نقاب اسکو منہ پر سے اٹھا شاہ پور نے بند نقاب کا توڑا
 دیکھا کہ آفتاب چمکا کر شعشعہ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہو گئی اور قال سبزرگ ہاشمی سب عدا متین اولاد
 ابراہیمی کی چہرے سے ظاہر تھیں ایم ج نے لندہ صور سے پوچھا کہ امردار اسے ہند تم اسے پہچانتے ہو
 لندہ صور نے کہا کہ میں نے انھیں شہر عدن میں کوئی دو برس کا دیکھا تھا نام مجکو یا د نہیں الا یہ جانتا ہوں کہ میرے
 آقا کے دل و جان میں جگر گوشہ حمزہ صاحبقران ہیں اور کہا کہ صاحبزادے آپ اپنا منہ کیوں چھپاتے ہیں
 کچھ حال بیان کیجئے اسوقت کہ نام میرا سعید عدنی ہوا مان میری بلقیس عدنی قارن عدنی کی بیٹی ہی
 ایم ج نے پوچھا کہ میں نے تمکو کیوں لکھ کر فخر کیا کہما بقوت پہلوانی ایم ج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار
 کرو سعید بولا ہزار ہزار لعنت ہو آفتاب پرستی پر ایم ج نے کہا کہ اچھا دین نہیں قبول کرتے ہو تو مجھے
 دست بیچ ہو وہ بولا جان دو نگاہت نہ کرونگا ایم ج جب ہو رہا اور اپنے دل میں سوچا کہ جو تو اسکے
 قتل کا ارادہ کرتا ہو تو لندہ صور مانع ہوگا کہ تم روز کی مہلت دو اور اگر زندہ انخانیہ میں بھیجتا ہو تو اور
 کوئی آکر اسے چھڑا لے گیا تو مفت ہاتھ سے گیا بہتر یہ ہو کہ اسے تو نور الدہر کو دیدے اور طرما سپ کو لیا
 لندہ صور نے کہا امرا ایم ج تو جوان اب سعید کو میرے حوالے کیجئے کہ میں پھر سمجھا لونگا پھر آکے اختیار ہو
 ایم ج نے کہا کہ آپکے فرما سے قتل نہ کرونگا میں نے انکے چھوڑ دینے کی تدبیر لگائی ہو آپ چلے تا شادی کے پوچھ
 اس سے کہا کہ تم نور الدہر کے پاس جاؤ میری طرف سے کہو کہ آپ طرما سپ کو چھوڑ دین میں سعید عدنی کو
 چھوڑ دوں پھر اسنے عرض کیا کہ اسد دیوانہ میرا دشمن ہو مجھے مار ڈالو لگا میں نہ مارونگا ایم ج نہ ہلکا چپ ہو گیا
 قارن قمر میں کے ہاتھ پیام بھیجا یہاں نور الدہر سے ہر کاروں نے غصیل آکر سب حال بیان کیا کہ وہ
 نقابدار پر حمزہ صاحبقران ہو سعید عدنی اسکا نام ہو بلقیس عدنی اسکی دان ایم ج نے سوال

کیا تھا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اسنے انکار کیا پھر کہا جمیعت میری قبول کر اسکا بھی نہ اقرار کیا انجام کار ایسیج
 نے یہ صورت ٹھہرائی ہو کہ معاوضہ کیجیے سعید عدنی کو آپکی خدمت میں بھیجادیجیے اور طرماسپ کو منگو ایسیج
 سو اسے شہر یار ایسیج کا فرستادہ آتا ہوا اور سعید عدنی کو بھی ہمراہ لاتا ہوا نور الدہر کو یہ حال سنکر پہلے تو کمال
 رنج ہوا کہ فلک نے سعید عدنی کو ایسیج سے زیر کر دیا پھر جب یہ معلوم ہوا کہ اسے ایسیج نے بمان بھیجا
 تو شکر خدا بجالا یا کہ اس اثنا میں نور الدہر کے پاس قار ان پہونچا لایا گیا ایسیج کا پیغام دیا شاہزادے نے
 کہا کیا معافی ہے اور کہا سعید عدنی کو لو اور طرماسپ کو قار ان کے حوالے کر و غرض اسوقت طرماسپ
 کو بھی زندہ نجات دے سے بلو کہ قار ان کے ساتھ کر دیا وہ ہمراہ اسکو لیکر روانہ ہوا نور الدہر نے سعید کو بلایا کہ گھر سے
 لگا یا اور کہا کہ آفتاب پرست بہت زبردست ہو تمہیں اس سے مقابلہ نہ کرنا تھا سعید بولا خیرا بتو جو ہوا سو ہوا
 اس ذکر کو جاسنے دیجیے لیکن ادھر طرماسپ نے آکر ایسیج کی قدمبوسی حاصل کی ایسیج نے اسے گلے سے لگایا اور
 صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش میں آیا نشہ شراب میں آکر ایسیج نے حکم دیا تیل جنگ بے ادھر نور الدہر
 اور خورشید کے لشکر میں انفار د بجات بھر غلغلہ رہا ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کیا اور سیج کو مسلح و مکمل
 ہو کر معرکہ آرا سے نبرد ہوئے سفین آراستہ ہوئیں خورشید ستارہ پرست اجازت اخرا ختران سے لیکر میدان
 میں آیا مبارز طلب کیا طرماسپ نے سامنا کیا بعد ازنگار و زنی اور لشکر زبانی کے نوبت حرب و ضرب کی آئی
 نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ نے سا طور راہلے پر سے اٹھا کر خبردار خبردار لکڑ مارا خورشید نے سپر
 روکا کہ بھل تو گزر گیا اور دستہ زبردستی بڑا کہ مرکب خورشید کا تنگ تک زمین میں غرق ہو گیا خورشید کو غش طاری
 ہوا مگر دونوں ہاتھ ماتند ستون کے قائم رہے اس میں غل و اقع نہواتنق گرد میں چھپ گیا کوکب عیار دوڑا گرد گرد
 کے جھج مارا اندر گرد کے گھس کر ہلکا کہ شہر یار ہوش میں آئے حریف کو جواب دیجیے خورشید کی آنکھ کھل گئی عیار کو
 گھسے دیکھا اور سکھا کہ بچا یا تو مجھے خداوند پروین نے اور گھوڑے کو چکا کر نکالا لگا لگا کہ اوکا فرخوار رہنا اور تلوار
 کھینچ کر طرماسپ پر ماری کہ سپر اور سا طور دونوں کو قلم کر کے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی طرماسپ
 نے دستانہ مارا تلوار تو اپنا کام کر کے نکل گئی مگر زخم سے خون جاری ہوا چنچ کھا کر گرا طرماسپ کو لوگ
 اٹھا لگے خورشید نے پھر مبارز طلب کیا و یلم شہاد نے نکل کر مقابلہ کیا ارہ پشت تنگ مارا خورشید نے اسے
 وار کور دکر کے جو تلوار ماری تو اسے کوکات کر سر پر پڑی کہ زخم کاری لگا و یلم شہاد بیہوش ہو کر گرا
 خورشید نے پھر مبارز طلب کیا ابکی ایسیج مرکب چکا کر نکلا خورشید اس سے نکلا و زنی ہوا مرکب برابر
 سے پیچا ہوئے ایسیج نے کہا اے خورشید تو نے جو بیج میں دخل دیا اس سے کہا حاصل مجھے تو سامنا
 نور الدہر سے ہو خورشید نے کہا کہ میں اپنے ہوئے کبھی نور الدہر کو میدان میں نہ نکلنے دوں گا کہ وہ
 نیرہ صاحبقران ہو مجھے کمال محبت کرتا ہوا ایسیج نے کہا اے خورشید ان لوگوں سے محبت کر کے بہت
 پہنچا نیکا بڑا بھل پانیکا یہ بلا سے بیدرمان آفت رسیدہ ہیں میں انکو خوب جانتا ہوں اس نور الدہر نے ایک
 گویا ہر ناب میرے ہاتھ سے کھوا دیا مجکو درغلان کر عمر و کرمیرے پاس سے نکلوا دیا خورشید نے کہا اے
 ایسیج مرد جبکے ساتھ ہوئے ہوئے غرض بعد گفتگو بسیار و رد و بدل بیٹھار کے نیزہ بازی ہوئی بعد اسکے
 عمود بازی میں بھی کوئی غالب اور مغلوب نہیں ہوا نوبت تلوار پر پہونچی تلوار چٹنے لگی کوئی ادھر ہر دون کے
 قریب گزرا تھا کہ ایک مقام پر خورشید نے جو تلوار ماری سپر کوکات کر ایسیج کے سر پر پڑی کہ کوئی ہار اگل نہیں

در آئی ایمیرج نے سر پہ کھینچا کہ تموار گھوڑے کی گردن پر چڑی کر گردن اسکی فلم ہو گئی ایمیرج کو دہڑا اور گھوڑے پر
سوار ہوا اگر مالک بن ملکوت شاہ نے فوج کو اشارہ کیا کہ ایمیرج کی ملک کو تمام فوج دوڑ پڑی اور ادمر
خورشید کے لوگ بھی دوڑے جنگ معلوم ہنر دھو ہوئی اسد بھی خورشید کی مدد کو آیا خوب تموار علی شام تک
ایمیرج بھی لڑا کیا اور جب زخم سے خون بہت جاری ہوا تو غش طاری ہوا ایمیرج نے تموار میان میں کی دو ٹون ہاتھ
مرکب کی گردن میں ڈال دیے اور بیوش ہو گیا مرکب نے جو را کب کو سست پایا عرضہ کارزار سے لیکر جدھر منہ
اٹھا یا نکل گیا بیان جب رات ہو گئی تو طبل باز گشت بجا لشکر اپنے اپنے خیموں کو پھرے مالک ابن ملکوت شاہ
نے سب کو دیکھا اگر ایمیرج کو نہ پایا مضطر اور پریشان ہوا کہا دیکھو تو ایمیرج کمان ہوا اگر اس کے دشمن مارے ہاتھ
تو حریف کے لشکر میں کمال خوشی ہوتی یا گرفتار ہوتا تو بھی خبر معلوم ہو جاتی ارے لاشوں میں ڈھونڈو ہر چند
لاشوں کو اٹھا پٹا مگر نام و نشان ایمیرج کا نہ پایا خورشید اور نور الدین ہر کے لشکر میں تلاش کیا وہاں بھی
چنانچہ لگا آؤ کار لندھو رنے لگا کہ زخمی ہو گیا تھا گھوڑا کسی طرف لیکر نکل گیا ہر کا سے سانڈنی سوار خبر کے
واسطے ہر طرف روانہ کیے اور کہا کہ جو کوئی خبر لایگا بہت کچھ انعام پائیگا بیان نور الدین دوسرے دن
بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ شہر سے مٹودا دے کے ایچی نامہ لے ہوئے آیا ہاتھ میں مٹودا کے نامہ دیا اُس نے نامہ
پڑھا نہایت رنجیدہ ہوا شاہزادے نے پوچھا کہ کیا ہو مٹودا دے نے عرض کیا کہ شہر بار بیا بان عاق میری
ملکت ہو وہاں قبل سرون کی چڑھائی ہو وہ چاہتے ہیں کہ مجھ کو مار بن لندا جو شخص میری طرف سے وہاں
جائے وہ مجھے لٹھے بس نور الدین ہر نے کہا کہ تم تمہیں تمام بیان سے جاؤ اور کشیدہ رو یوں کو بھی مٹودا
کے ہمراہ کیا قصہ مختصر مٹودا دے اور عادی بن مٹودا کشیدہ رو یوں کو ساتھ لیکر بیا بان عاق کو روانہ
ہوئے بیان اسد نے نور الدین ہر سے کہا کہ بھائی صاحب لشکر آفتاب پرستان کا کام تمام کیجئے ایک کو
زندہ نہ چھوڑ لیے نور الدین ہر نے کہا کہ ابھی ایمیرج لشکر میں نہیں ہو میں لشکر بے سردار سے نہ لڑو نہ لگانا جنگ
اپنے اور پرگوارا نہ کر دنگا آداب شجاعت سے بعید ہو اسد بولا بھائی صاحب ایمیرج قابو چلی ہو اسکو
کچھ پاس اور لگا خان امور کا نہیں دیکھیے ملک ناتا جان کا جان کے کس طرح سے برباد کرتا ہو نور الدین ہر
بولا جیسا وہ ہو ویسا میں بھی ہو جاؤں مجھے کبھی نہ شوگا اسد ما پوس ہوا کہ اس میں خورشید نے کہا کہ امیر اسد
تم خاطر جمع رکھو میں ان آفتاب پرستوں کو زندہ نہ چھوڑ دوں گا اور حکم کیا کہ طبل جنگ بچے جب مالک
بن ملکوت شاہ کو خبر ہوئی کہ اسد نے خورشید کو ورغلان کر طبل جنگ بجوا ہوا اُس نے کہا جو مرضی
میرا حکم کی لاہوت شاہ بولا آپ کیوں گھبراتے ہیں میرے سردار کس دن کے لیے ہیں آپ بھی
شوق سے تقارہ جنگ بجو ایسے غرض اسی وقت کوس حبلی پر چوب چڑی رات بھر غلغلہ رہا صبح کو
قینوں لشکر سرکار اسے ہوئے صفین آراستہ ہوئے نقیب پکارے کو نسا بہادر ہر کو نکلے معرکہ کارزار
میں آئے اور ہر مردی دکھائے اسی وقت خورشید ستارہ پرست اختر اضران سے اجازت لیکر میدان میں
نعرہ کیا کہ امیر آفتاب پرستوں کو میرے مقابلے کو بس نعرے کا ہونا تھا کہ سالوت و پوانہ لاہوت شاہ
سے رخصت ہو کر مقابل خورشید ہوا بعد لگا ورزنی کے ایک نے دوسرے کو اپنے اپنے دین کی طرف نقیب کی
بعد اسکے سالوت نے نیزہ خورشید پر مارا خورشید نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا سالوت نے
غیظ و غضب میں آکر چوب دست ماری خورشید نے تموار سے چوب دست کے دو ٹکڑے کیے اور اپنا

وار کیا کہ تلوار سپر کو ظلم کر کے اُسکے کوئی چار انگل سر میں در آئی سالوت صد مہ زخم کا تحمل نہوسکا اور غش کھا کر
 گرا خورشید نے آواز دی کہ لیجاؤ اسکو اور کسیکو میرے مقابلہ کو بھیجا کی تلقاش بن القاش خون آشام ٹیپے
 کو جنگ مار کر میدان میں آیا اور کہا کہ اوستارہ پرست غضب کیا کہ ایسے بہادر کو زخمی کیا کہ جو عدیل و نظیر نہ رکھتا تھا اگر جنگ
 گمان میرے ہاتھ سے دیکھو تیری کیا حالت کرتا ہوں اور تلوار کھینچ کر ماری خورشید نے بڑھکر تلوار کو روکا کہ نہال
 سپر چڑا اور دارا سگار دکر کے اپنی تلوار ماری کہ سپر کو ظلم کر کے نادا اور د اتر گئی وہ بھی چرخ کھا کر گرا شام
 تک سرداران لاہوت شادین سے انیس جو الفون کو زخمی کیا اور جان سے مارا شام کو طبل باز گشت
 بجا مالک بن ملکوت شاہ اور لاہوت شاہ نہایت ادا اس فکر مند او سکال پریشان بھر کر داخل
 لشکر ہوئے اُدھر اسد بن کرب غانہ ہی خورشید پر سے زرنار کرتا ہوا خورشید کو بارگاہ میں لایا خورشید
 پوشاک زری اتار کر محبت میں بیٹھا ناچ ہونے لگا اور شراب چلنے لگی اسد ہزار ہا تعریف خورشید کی کر رہا تھا کہ
 بھائی کیا خوب تھے ان سبب بچوں کو سزا دی اب انہیں سے ایک کو باقی نہ چھوڑنا خورشید کہہ رہا ہو کہ بھائی ایسا ہی
 ہو گا غرض چند سید انداربون میں بہت سے سردار جا کر زخمی کیے اکثر کو جہنم واصل کیا آخاب پرستوں کا جی جھڑوا
 دیا اب کوئی سردار لشکر لاہوت شاہ میں ایسا نہ رہا کہ خورشید سے سامنا کرے اور خورشید نے پھر طبل جنگ بجا
 اور صبح کر چاک میدان میں جائے کہ سعید عدنی طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا اظہر بن مظفر پیل گردن
 مقابلے کو آیا بعد گھنگو کے نیزہ بازی ہوئی سعید عدنی نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اظہر نے شمشیر مارا
 سعید عدنی نے اُسکے پیچھے کور دیا اور تلوار ماری کہ زخم کاری لگا اور کئی سردار مقابل سعید عدنی ہوئے
 وہ بھی زخمی ہوئے اُدھر کو اسد میدان میں آکر لگا سا کہ بس نہ او مرد میرے مقابلے کو آئے مالک بن ملکوت شاہ
 نے ہزاروں سے کہا کہ جاؤ اسد تمہیں بلاتا ہوا ہے کہتا ہے دیوانہ مجھے مار ڈالے گا میں دبا رہا سے ایرج فوجوان کے
 محروم رہو تمہا میں نہ جاؤنگا آخر کو عوجان دریا باری مقابلے کو آیا اسد نے عوجان سے کہا کہ وہ ہزاروں
 نہ لگا تجھ کو اپنے اوپر سے قبل ماش اُتارنا چاہیے عوجان بولا کہ او دبو اسنے قضا تیری دانگبر ہوئی گمان جائیگا
 میرے ہاتھ سے اسد بولا او ماور بھٹا دیکھ آج تیرا کیا حال کرتا ہوں غرض عوجان نے برچھا مارا اسد نے
 نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسے تلوار ماری اسد نے فتنوں سپر گری تلوار اسکی پٹ کر کے فیضی پر ہاتھ ڈالا زور
 ہونے لگے مرکبوں سے کودے کشتی ہونے لگی شام کو اسد نے لیکر عوجان کا لنگر توڑ کر زمین پر چک دیا
 اور دوڑ کر مشکین باندھ کر لے گیا سب حیران رہ گئے اور کہا کہ میان اسے کزور کون کتا جو یہ تو بڑا زبردست
 وقت شب طبل باز گشت بجا تمام لشکر پھر گئے خورشید نے پھر طبل جنگ بجا یا صبح کو میدان میں آیا مبارز طلب
 کیا طوفان بن سماک اڈو درگیر مقابل ہوا بعد نیزہ بازی کے تلوار علی خورشید کے ہاتھ سے گھائل ہوا
 و تیم شباط نے سامنا کیا اور پشت ننگ مارا خورشید نے ہاتھ اسکا بڑا گراہ چھین لیا اور زور کشش کا ہونے لگا
 کبھی یہ اسے ریل لیجا تا ہوا کبھی وہ اسے ریل دیتا ہر شام تک کشتی ہی غرض خورشید نے لنگر اسکا توڑ کر زمین پر
 پھینک دیا اور مشکین باندھ کر لے گیا جب دیکھا مالک بن ملکوت نے کہ کتنے سردار اسے گئے اور کتنے اس پر ہونے
 اب کوئی نہ رہا کہ میدان میں آکر لڑے لندھور کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اچو رستم زمان آپ نے دیکھا کہ ایرج کی
 فوج کچھ خبر معلوم نہیں ہوتی کہ کیا ہوا اور کہاں گیا سردار ان میں کوئی لڑنے والا باقی نہیں اب آپ دستگیری کیجیے لندھور
 نے کہا کہ اے مالک میں تمہاری طرف ہو کر فوراً لندھور سے ہرگز نہ لڑونگا اسکے کئی سبب ہیں ایک یہ کہ ہمیشہ میں

عزدار بدیع الزمان کا مشہور رہا دوسرے میں اسکے دوا کا ٹکڑا قہر سے جب یہ نقابدار بنکر آیا تھا کوئی
سردار لشکر حمزہ بن ابیسانین کہ جسے نور الدین ہرے زبیر و زبر اور حلقہ بگوش نہ کیا ہو میں اس سے سامنا نہ کر دنگ
مالک نے پھر عرض کیا کہ آپ چاہتے ہیں ہم سب مارے جائیں لندھوور نے کہا کہ مجھے کیا اختیار ہو مالک نے کہا کہ آپ
ہماری طرف سے نہ فریے مگر چند روز کی مہلت دلو دیجیے لندھوور بولا اچھا میں جاؤنگا نور الدین کو سمجھاؤنگا یہ کلمہ
مالک کو رخصت کیا اور آپ خدمت میں نور الدین کی روانہ ہوا جب دروازہ بارگاہ برآ نور الدین سر پیشوائی کر کے لیگا
اپنے برابر اسے بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا اسد بولا کہ آپ سفارش کرنے آفتاب پرستوں کی آئے ہونگے لندھوور بولا کہ
صاحبزادے تھے خوب مجھے رسوا کیا سبحان اللہ یہی چاہیے تھا خدا جانتے کیا آپ کے مزاج میں سمائی ہو اور میں تو اپنے آقا
کے فرمان پر چلتا ہوں جو انھوں نے فرمایا دیا ہو نور الدین ہرے زبیر نے جواب دیا کہ اسد یہ بات اچھی نہیں ہو اس سے درگزر
کر داسد نے کہا بھائی صاحب یہ فرمائیے قہر کے عشق میں آپ کی کیا حالت ہو گئی تھی دنیا و مافیہا فراموش تھی اپنے بچا سے
کو نہ پہچانتے تھے برا بھلا کچھ نہ جانتے تھے بسا نک کہ اسی حالت میں ایرج نے کوشا بھی آپ پر اٹھایا اور آیکو خبر ہوئی نور الدین
بولا کہ بھائی قہر سے کہتے ہو یہ عشق ایسی ہی بلا ہے اسد نے کہا کہ بھرا ایسا ہی کوئی امر کیجیے کہ محکم میرے حال پر چھوڑ دیجیے

اب چندے داستان ایرج نو جوان کے بیان کیے جاسے

کہ مرکب اسکا اسے لیکر جو عرصہ کارزار سے نکلا رات بھر چلا آیا صبح کو ایک دامن کوہ میں پہونچا کھانسی پر منہ ڈال دیا
تھوڑی دیر کے بعد چشمہ آب میں سے پانی پیا پھر ہری لی جھجھرایا ایرج نشت زمین سے روئے زمین پر گرا اب ہر
بیہوش بڑا ہوا ہر اور گھوڑا چرائی کر رہا ہر قضاے کار نام اس سرزمین کا مینا حصا ہر خورشید و ہانکا سردار ہر
وہ شکار کیواسطے نکلا ہر بہری کے چچے گھوڑا پھینکے چلا آنا ہر قریب ایرج کے شکار کو بہری دبوچ کر بیٹھ گئی خورشید
نے بہری کو اگر گوشت سے سیر کیا ہاتھ براٹھا لیا ایک طرف کو دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت زخم کھائے ہوئے
بیہوش بڑا ہر اور گھوڑا باساد ویراق مرصع چسپ رہا ہر خورشید نے اپنے لوگوں سے کہا اُسے اٹھا
لے چلو نہیں معلوم کمان تلوار چلی ہو کسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ہر لوگ ایرج کو اٹھالائے جب خورشید شہر
میں پہونچا جراحون کو بلوا کر زخم میں ایرج کے مانگے لگوائے انگوٹھی جو ایرج کے ہاتھ میں تھی اس میں ہنسنائی
لگا کر کاغذ پر چھاپی نام پڑھا معلوم ہوا کہ ایرج صاحبقران لشکر آفتاب پرستان ہر خوش ہوا کہ اچھا شخص
میرے ہاتھ آیا اب مطلب میرا برآئیگا مہمانکجا یگانا علاج میں مصروف ہوا میرے دن سے شور بہ مرغ ملنے
لگا جب زخم ایرج کا پھر ہرا ہوا خورشید آکر سرہانے بیٹھا حال پوچھا کہ یہ زخم کیونکر لگا ایرج نے نام حال
اپنا بیان کیا بعد اُسکے ایرج نے پوچھا کہ تم کون ہو اور دین اور مذہب بتھا را کیا ہو اُس نے جواب دیا
کہ لقا پرست ہوں ایرج نے کہا کہ تم مجھے واقف ہو کہ میں کون ہوں وہ بولا میں جانتا ہوں کہ آپ ایرج
آفتاب پرست ہیں ایرج بولا ہر خورشید لقا نے میرے پاس آکر دامن پناہ لیا تھا اور مجھے وعدہ
کیا تھا کہ ملک باختر جو حمزہ نے مجھے چھینا ہے وہ مجھے دلا دو تو دین آفتاب پرستی اختیار کر دنگ اس عرصہ
میں انصروت جادو گرنی مجھے اٹھا لیگی اور میری صورت کا ایک آدمی بنا کر اسکا سر کاٹ کر ڈال گئی
پس لقا کو یقین میرے قتل کا ہوا مایوس ہو کر کلمات کو چلا گیا ہر خورشید تو دین آفتاب پرستی اختیار کر
اُس نے کہا کہ آپ کا زخم اچھا ہوئے تو سمجھ لیا جائیگا القصد بعد چند روز کے ایرج نے غسل صحت کیا خورشید
نے جراح کو بہت سا انعام دیا تاچ رنگ کی صحبت آراستہ کی ایرج نے خورشید کو پھر دین آفتاب پرستی

کی طرف تعلقین کیا اُس نے کہا کہ اے شہر یار اگر شکل میری آسان کیجے تو میں آپکا دین قبول کروں ایرج نے کہا
 بیان کر کیا مشکل ہو تیری اُس نے کہا یہاں سے کئی منزل پر ایک شہر جو نیکم حصہ را اور بادشاہ وہاں کا نیکم شاہ ہو
 میں اسکی بیٹی پر عاشقی ہوں اسکی یہ شرط ہو کہ جو میرے پہلوان کو زیر کرے میں اُسکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کروں
 میں جا کر اُس سے لڑا مغلوب ہوا چلا آیا پھر وہ ملک میرا نہ بڑا کہ وہاں جاتا اور جاتا بھی تو کیا کرتا اور زیادہ
 دلیل ہوتا ایرج نے کہا کہ ہم تمھاری شرط پوری کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو خورشید نے لشکر اپنا آراستہ کیا
 اور کوچ کر کے ایرج کے ساتھ نیکم حصہ پر آیا پھر پادشاہ کو ہوئی کہ خورشید ایرج کو اپنے ساتھ
 لایا ہو بہم ہو کر اُس نے بھی لشکر اپنا باہر شہر سے نکالا بعد نامہ و پیام کے طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر مورکراہے
 نبرد ہوئے فولاد و شست زن نیکم شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا خورشید نے ایرج سے عرض کیا
 کہ شہر یار یہی پہلوان ہو کہ جب کا ایک ہی گھوڑا کھا کر میں بیوش ہو گیا اور تاب مقاومت کی نہ لاسکا فولاد
 اسی کا نام ہے ایرج نے کہا کہ بہ دینرا غلیم میں اسے موم کر دنگا کہ اس میں فولاد نے مبارز طلب کیا ایرج
 نے پودھا باگ کا لیا اڑا کر مرکب کو برابر فولاد کے پہنچا بعد ننگا و رزنی کے فولاد نے پوچھا کہ تو خورشید
 کا حمایتی شکر کیوں آیا ہو اور تو پر اسے واسطے کیوں بھنستا ہے ایرج نے کہا کہ جو میں اُسکے معشوق کو اُس سے
 ملا دوں تو وہ دین آفتاب پرستی قبول کرے اور میں نے اُس سے وعدہ کیا ہو کہ معشوق کو اُسکے اُس سے
 ملا دوں گا فولاد نے جواب دیا کہ بہت مشکل ہو اس ارادے سے باز آجہاں سے چلا جا ایرج نے کہا
 کہ مرد اپنی بات سے نہیں پھرتے فولاد نے کہا کہ خیر میرے اور تیرے پہلے گھوڑا چلے ایرج موجود ہو گیا
 دونوں مرکبوں پر سے اترے مقابل یکدگر بیٹھے فولاد بکا را اے ایرج پہلے تم کوئی مجھ پر گھوڑا لگاؤ ایرج
 بولا کہ میں کیا جیوان ہوں پیشہ سنی نہ کردنگا تمھیں اپنی قوت آزمائے فولاد نے خبردار کھرا ایک وار
 گھوڑے کا ایرج کے سر پر کیا کہ ایرج کو ضرب گرز لند ہو رہن سعدان کی باد آئی اسوقت ایرج
 نے ایک گھوڑا فولاد و شست زن پر مارا کہ فولاد وہ گھوڑا کھا کر بیوش ہو گیا ایرج نے کہا کہ اسے
 اٹھا لیاؤ نیکم شاہ نے ایرج کے سامنے سے اٹھواٹھا لیا طبل باز گشت بجا کر سمجھ گیا اور بعد اُسکے فولاد
 کو بیوش آیا نیکم شاہ نے پوچھا کہ کیا حال ہو اُس نے کہا کہ زندہ گی تھی کہ مبتلا بگلیا نہیں مر جانے میں فرق نہ تھا پوچھا
 کہ ایرج سے لڑو گے کہا کہ کیا میں دیوانہ ہوں یا جان اپنی سمجھے دو بھڑکے پھر اُس سے سامنا کر دنگا یہ ہیں
 تھیں کہ ایرج اندر بارگاہ کے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نیکم شاہ نیکم کے واسطے اٹھا کر سی
 خواہر نکار پر ایرج کو بٹھا یا خورشید ایرج کے ہمراہ تھا وہ بھی بیٹھا مجلس عیش کربا ہوئی دور کجام
 گردش میں آیا ایرج نے نشہ میں آکر کہا کہ اے نیکم شاہ میں شرط تمھاری جیت چکا اب تم اپنی بیٹی کی شادی
 خورشید کے ساتھ کر دو نیکم شاہ بولا اے شہر یار میں غلام ہوں وہ کبتر ہو لیکن میں بھی ایک شرط رکھتا
 ہوں اُسے بھی ادا کیجے اور وہ شرط یہ ہو کہ یہاں سے دو کوس پر ایک پہاڑ ہے اُس میں ایک اژدہا رہتا
 ہے وہ اژدہا جسکو پانا ہو گل بیتا ہو اور کنوڈن میں زہرا پتا کر اگر پانی اُسکا حذاب کر دیتا ہو اور جب وہ شہر
 میں آتا ہو تو تمام شہر بھاگ جاتا ہو اگر اُسکو ماریے تو میں دین آفتاب پرستی بھی اختیار کروں اور بیٹی
 بھی اپنی خورشید کو دون ایرج نے کہا کچھ اندیشہ نہیں تم اُس اژدہے کو بتاؤ کہ میری جب ایرج کو
 جانے پر زیادہ مستعد پایا خورشید مانع ہوا اور کہا کہ آپ اژدہے پر نہ جائیے میں معشوق سے ورکڑا

اور حضرت سلیم شاہ نے کہا کہ شہر بارنگو منظور نہیں ہو کہ آپسا بہادر اژدہ کے منہ میں جہنے میں نے اپنی بیٹی آپ کے حوالے کی
 جسکو چاہے اور بھی گرا آپ اژدہ کے کیڑے رخ نہ کیجئے ایرج نے کہا اے سلیم شاہ ہم صاحبقران ہیں اپنے اڑدے سے
 بچنے نہیں با اُسے مارینگے با اپنی جان دینگے بس کیسکو میرے ہمراہ کر دے کہ وہ جا کر سکے اُس اژدہ سے کا بتا آئے
 سلیم شاہ اچار ہوا ایرج کو ساتھ لے کر قریب درہ کوہ کے آیا اور کہا اسی جگہ وہ اژدہ رہتا ہے اس ایرج اُس درہ کو
 کیڑے روانہ ہوا سلیم شاہ تو وہاں رہ گیا خورشید چھپے چھپے ایرج کے پوچھنے ملا کچھ راہ ایرج سے لڑکی ہوگی کہ ہم
 خنس و خاشاک جلی ہوئی لڑائی اور درختوں کے پوست تک اڑے ہوئے پائے کہیں زمین اونچی ہو اور کہیں نیچی ہو
 پڑیاں جانوروں کی پڑی ہوئی ہیں اسیں سے بوسے بدلی آتی ایرج کا دماغ پریشان ہوا جانا ہر کہ آتے آتے سانس
 سے ایک بلند سیلا سیاہ معلوم ہوا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ یہ سیاہی کسی ہر دیکھا اسیں ایک حرکت پیدا ہوئی بوسے ان
 جو اسکی ناک میں پہنچی سر اٹھا یا تو وہ سر ایک گنبد معلوم ہوا دونوں آنکھیں مانند شعلوں کے معلوم ہوئے لکھن بالوں
 سمٹا ہوا مٹھا مٹھا یا پھیلا اور ایرج کی طرف جلا قلاب آتشیں جھوڑے اور نفس کشی شروع کی کہ نکلا اور پتھر لڑھکتے ہوئے
 وہاں سے سب خرمین اژدہ کے چلے اور ایرج کے قدموں کے تلے سے زمین نکلنے لگی اور لنگر اکھڑا جاتا تھا کہ
 ایرج نے ترکمان میں پیوستہ کر کے آگے پر اژدہ کی مارا کہ لکھا اسکی کور ہوئی ایرج نے دو سر اتر مارا کہ دوسری
 آگے سے دوسرا ہوا اب وہ تیرا گھ میں مع سوفا رہیوست ہو گیا اور اژدہ نے تڑپ کر سر پھر مارا کہ شق ہو گیا
 اور بوا اسکی جو پھلی ایرج بیہوش ہو کر گرا خورشید دور کھڑا ہوا تھا دیکھا اُسے کہ اژدہ سے کو ایرج نے مارا
 مگر خود بھی بیہوش ہو کر گرا تھوڑی دیر تو اُسے صبر کیا بعد اُسکے باہر آیا سلیم شاہ سے حال بیان کیا وہ بیہوش
 کو ساتھ لے کر ایرج کے پاس پہنچا ہوش میں لانے کی تدبیریں ہوئے لکھن بعد تھوڑی دیر کے ایرج ہوش
 میں آیا سلیم شاہ سے کہا کہ دیکھتا تھے میں نے اژدہ کو کیوں مارا اُسے کہا کہ آپ ہی کا کام تھا کہ اژدہ سے کو
 آپ نے مارا ایرج نے کہا کہ اے سلیم شاہ اب تم اس اژدہ کی پوست کشی کرو اہم اپنے ساتھ اسے لپیٹینگے
 مگر اسطرح تیار کرنا کہ زندہ معلوم ہو اُسے کہا کہ بہت اچھا قصد مختصر ایرج وہاں سے شہر میں آیا تمام شہر کو آنا
 پیست کیا اور اژدہ اسطرح تیار ہوا کہ دونوں آنکھیں اُس اژدہ سے کی پوست کشی کر دے کہ چند دن میں اژدہ
 تیار ہوا پیشے کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور انتہا زاندر اُسکے بیٹھے ہوئے تھے رال اژدہ تھے معلوم ہوتا تھا کہ اژدہ
 قلاب آتشیں جھوڑے رہا اور قد اسکا پچاس ایرج کا ہر بعد اسکے خورشید کی شادی ملگے نیلگون یوش کے ساتھ
 کر کے فولا و مشت زن اور خورشید کو ہمراہ لے کر ایک لاکھ سوار کی جمیعت سے اپنے لشکر کو روانہ ہوا
 اب دو گئے داستان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان اور لقاسے بد خصال خسران مال کے بیان کیے جاتے ہیں
 کہ لقاسے جو جزیرہ اختراسیہ سے بھاگا ظلمات کو روانہ ہوا ایک در بندہ عجیب ظلمات کا جرم حصار رد بان پہنچی اور
 منصور شاہ بادشاہ جرم حصار میں لقا کو لیکھا دعوت کا اہتمام کیا میں گرمی بہت میں بختیارک نے اٹھکر
 کمر کو ہلا کر منصور شاہ کو سلام کیا اُس نے دیکھا کہ ایک مضحک وضع آدمی ہر چلے نام پوچھا بعد اُسکے کہا کہ آپ اپنا
 مطلب بیان کیجئے بختیارک بولا اے منصور شاہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے قناب میں ایک اژدہ باسے ہفت سر
 آہا ہر تھوڑے دامن بنا دیا ہو تو اُس سے سامنا کر سکو گے منصور شاہ نے کہا کہ ملک جی بنے کچھ تو سمجھ کر دامن
 پناہ دیا ہو آپ خاطر جمع رکھیے اگر حمزہ آجنگا تو سزا بیکجا بختیارک بولا کہ کوئی پہلو ان زبردست
 یا صاحبے نقیر یا عیاری پر جسکا بھروسا ہو منصور شاہ نے کہا کہ ملک جی میرے پاس عیار بے ہل ہر کھنچ

اسکے ہاتھوں سے لشکر اسلام کو کیا تباہ کر دانا ہوں بختیار رک نے جواب دیا البتہ خاطر جمع اس امر سے ہو کہ عمر واد
 ہمت قرآن حبش لشکر حمزہ میں نہیں ہیں شاید کچھ کام عیاری سے نکل آئے بختیار رک نے لقاسے کہا کہ یا خداوند
 چند سے قیام کیجئے بیان کا تھا شاہجی و نگہ لیجئے الغرض ایک صد بیان گذرا تھا کہ ہر کارے خبر لائے کہ لشکر حمزہ آپہنچا
 تھا کہ ہاتھ میں جام شراب تھا بس نام حمزہ کا لیتے ہی ہاتھ کا پنا جام ہاتھ سے گر پڑا جو چور ہو گیا عرشہ بدن میں گر گیا
 منصور شاہ نے جو کیفیت دیکھی پوچھا کہ آپ کیا حال ہو جواب دیا کہ امیر منصور شاہ میں نے صدے پر صدے اس
 عرب کے ہاتھ سے اٹھا لئے ہیں جہاں اسکا نام سنتا ہوں کبھی میرا پتھر اجاتا ہوا در تمام بدن میرا کانپنے لگتا ہوا اُسے کہا کہ آپ
 ہرگز اندیشہ نہ کیجئے اور اسی وقت اپنی بیٹی کو طلب کیا بعد بھڑکی دیکھ بختیار رک نے دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ بڑی بڑی
 آنکھیں بہت حسین اسباب عیاری بدن پر راستہ کیے ہوئے نہایت چست و چالاک کوئی ادوسو عیار بچیاں اُسکے ہمراہ جو تارہ
 بچتا ہوا سانسے سے آئی لقاسے اور منصور شاہ کو سلام کیا کرسی جو اہنگار پہنچی اور لقاسے خطاب کیا کہ آپ گہرا بیٹے
 نہیں دیکھتے تو لشکر خدا پرستوں کا میں کیا حال کرتی ہوں چند روز میں مشکین باندھ کر آپ کے حوالے کی دیتی ہوں پہلے آنکو
 آگاہ کر لوں گی بعد اُسکے گرفتار کروں گی بختیار رک نے کہا کہ اس طرح لشکر حمزہ میں جاؤ گی یا کوئی اور صورت بدل کے لے
 گیا کہ نہیں بصورت اصلی جاؤ گی بختیار رک بولا تو عیاری فتح ہو ہر ایک نکل دیکھ کر مائل ہو گا اُسے کہا کہ ملک جی یہ بھی ایک
 فن عیاری کا ہو بختیار رک نے کہا سچ ہو بس ہکوتین ہوا کہ تم خوب عیاری کر دگی القصد جب لشکر اسلام تمام و کمال
 آچکا اور صاحبقران نے ارادہ کیا کہ ابھی منصور شاہ پاس بھیجیں کہ پہلوان عادی نے آکر عرض کیا شہر بار ایک ہیابھی
 دروازہ بارگاہ پر حاضر ہو اگر اجازت پائے تو دربار میں حاضر ہو صاحبقران نے فرمایا کہ بلاو پہلوان عادی با ستر
 آیا اور اس عیار بھی کو لیکر اندر گیا جب وہ اندر بارگاہ کے آئی دیکھا بارگاہ کو کہ ایک آسمان ہو پر از کو اکب یا ایک گلستان
 ہو پر از گلستانے رنگا رنگ بس آگے بڑھ کر سلام کیا کرسی بیٹھنے کو ملی اور وہ اسپر شکن ہوئی مگر جس سردار کی نگاہ اسپر پڑی
 وہ فریفتہ ہو گیا خصوصاً پہلوان عادی سب سے زیادہ مائل ہوا اور برابر اسی کو دیکھ رہا ہو کہ صاحبقران نے
 ساجی کو اشارہ کیا کہ وہ اسے جام شراب کا جب اُسے جام شراب کا پیا اور نشہ شراب میں آکر دماغ گرم ہوا امیر نے
 فرمایا کہ تم کون ہو کہ میں نے آئی ہوا اُسے کہا کہ میں بیٹی ہوں منصور شاہ کی دعویٰ مجھے عیاری کا ہو اور جوگان بازی میں مجھ کو بدلول
 حاصل ہو جو آپ کے سرداروں سے جوگان بازی میں مجھ پر غالب آئے میں اُسکی کیتڑ ہوں اور اگر حمزہ ہوتا تو میں اس
 سے عیاری بھی کرتی بس یہ سنتے ہی پہلوان عادی نے عرض کیا کہ میں اس سے جوگان بازی کروں گا اُس عیار بھی
 نے کہا کہ پہلے یہ شرط ہو جائے کہ میں غالب جیسے ہوں گی باندھ کر لیجاؤ گی پہلوان عادی نے قبول کیا تو شرط پر مرد کر دی
 بس دوسرے دن اُس عیار بھی سے اور پہلوان عادی سے جوگان بازی ہوئی عیار بھی کو نکال لیکن پہلوان
 عادی نے کہا کہ اے جان جہاں نکو جوگان بازی میں واقعی خوب دخل ہو اُسے کہا کہ میں شرط جیتی اب تم کو باندھ کر
 لیجاؤ گی پہلوان عادی نے کہا کہ کیا قدرت کسی کی جو مجھے باندھے اُسے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ شہر بار
 کیتڑ لے پہلے شرط کر لی تھی کہ اگر میں غالب ہوں گی تو مشکین باندھ کر لیجاؤ گی یہ القاسے شرط نہیں کر تا امیر نے فرمایا
 پہلوان عادی یہ کیا ہٹ دھرمی ہے اُسے چاہا کہ کوئی مذکر کرے امیر نے اُسکو باندھ کر اُس عیار بھی کے حوالے کیا
 اور کہا کہ لو لیجاؤ کیوں اسے شرط بدی تھی وہ عیار بھی لیکر پہلوان عادی کو چلی گئی اور اپنے باپ کے سامنے لائی
 اور غل وز بھر میں گرفتار کر کے زندہ انخانہ میں بھیج دیا بختیار رک نے منصور شاہ سے کہا کہ یہ خدا پرست تھا ہے
 ہاتھ لگا ہو اسکو قتل کروا سکی بیٹی نے کہا کہ ملک جی تم ایسے دانا ہو کر ایسی بات کہتے ہو اسی جو حمزہ سے کہ میرے

شیر شریک بھائی کو قتل کیا تو وہ چڑھا گیا تو اسے کون روک سکے گا کوئی اس سے سامنا کرنے والا ہی ملک جی میں تمام سرداروں
کو جمع حمزہ پکڑ لائے تو ایک مرتبہ سکو قتل کروں اور بختیار کو بولا کہ اس جوگان بازی میں تو تم سب پر غالب نہ
آسکو گی اور بالفرض اگر غالب آؤ گی بھی تو پکڑ نہ لاسکو گی ایک دفعہ ایسا ہو گیا کہ تنھاری خاطر سے ایک سردار کو حمزہ نے
باندھ کر حواسے کر دیا وہی مثل ہے کہ ہر مرتبہ گڑ پناہی پناہی سننے لگا کہ ملک جی اسے تنھاری بہت درست ہی بات سچ کہنے
ہو میں اب اسے جوگان بازی نہ کروں گی آج جا کر حمزہ کو آگاہ کر آؤں گی اور کل جا کر راستے میں بیٹھوں گی جو میرے ہاتھ
لگیگا اسے پکڑ لائے گی بختیار کو لے کر آگاہ کرنے کی کیا حاجت ہو اسے کہہ کر مدعی سے بعد ہی کہ غافل کر کے ہسم
عیاری کریں غرض دوسرے دن پھر بارگاہ صاحبقران میں گئی اور عرض کیا کہ شہر بار میں آ پکڑا گیا کہنے کو
آئی ہوں کہ آپ ہوشیار رہیں آج شب سے میں عیاری کر رہی ہوں اور جو سردار میرے ہاتھ لگے گا اسے پکڑ لیاؤں گی
ایسا منو کہ آپ فرمائیے کہ کون غافل کر کے یہ مکارہ عیاری کر گئی بہ کمر وہ عیار بھی چلی آئی صاحبقران نے تمام
سرداروں سے کہا کہ تم سب ہوشیار رہو کہ حریف زبردست ہو سچوں نے عرض کیا کہ تمہارے اقبال سے ہم غفلت نہ کریں گے
اسی وقت سے بندوبست ہونے لگا کہین گاہ میں لوگوں کو گھنٹا بپھرے جو کیاں قائم کین ملائے کا گشت پھرتے لگا ہر طرح
کی ہوشیاری ہونے لگی مگر اس نے کیا کام کیا ہو کہ لشکر اسلام سے باہر نہیں گئی اپنی صورت مبدل کیے ہوئے پھر رہی ہو اور
اس فکر میں ہو کر کہا کیجیے کہ پھرتے پھرتے ایک کبابی کی دکان پر پہنچی دیکھا کہ دکان بہت آراستہ ہے ایک طرف کو
بغین کبابوں کی لگی ہوئی ہیں کباب بھجن کے سنج ہو گئے ہیں بوندین روغن کی ٹیک ٹیک کر آگ پر گر رہی ہیں خوشبو
اسکی پھیلی ہوئی ہے اور ککالچا کٹا ہوا لیونتر لٹے ہوئے رکھے ہیں دیا میں لونگ الالچی لپی ہوئی بھری رکھی ہے اور ایک
طرف تنور میں شیرالین باقر خانیان لگے ہیں سالن الخواص الخواص طرح کا پلاؤ زردہ مظہن سب اشیاء تیار رکھی ہیں
سینپان رکابیان نقرئی و طلائی رکھی ہوئی ہیں دکان بہت سچی ہوئی ہے امرائے کباب خیر مال باقر خانیان چلی
جاتی ہیں یہ جو اسے دیکھا خیال میں گذرے کہ اسی دکان پر قائم ہو جیسے بس ایک مزدور کی صورت بن کر دکان میں رہی
اور اس کبابی کو بیہوش کر کے بچی دار دے بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کے ایک صندوق میں بند کر دیا اور آپ
اسکی صورت بن کر مالک شے دکان پر بیٹھی اور جو عیار بچیان اسکے ہمراہ تھیں انکو صورت مبدل کر کے مکان
پر سے بلالیا قدیمی جو نو کر تھے انھیں موقوف کر دیا بعد اسکے اب دکان میں نقب کئی شروع کی ایک سرایان
تھا دو سرا صحران میں جا کر نکالا اور اسی نقب میں سے راہ ہر سردار کے خیمہ میں جاتے کی نکالی پھر جس سردار
کے خیمہ میں گئی پہلے خدمتگاروں اور خا صبرداروں کو بیہوش کر کے اس سردار کو بیہوشی دیکر حلقہ ہائے کندہ میں
جکڑ کر چادر عیاری میں باندھ کر اسی نقب میں داخل ہوئی مگر نقب کا بند کر کے نشان قدم مٹا کر اسی کبابی کی
دکان میں لائی وہاں سے اسے عیار بھی کو دیکر نقب کی راہ سے قلعہ میں بیٹھی قید کر کے چلی آئی اور بیان ہر روز صبح کو
بڑھتا تھا کہ فلان سردار غائب ہو گیا فلان پہلوان گم ہو گیا امیر عیاروں کو بلا کر تار کید فرماتے تھے اور کہتے تھے
کہ تم سب غافل رہتے ہو ہوشیاری نہیں کرتے میں ایک ایک سے سمجھونگا بری طرح سے پیش آؤں گا عیار عرض کرتے تھے
کہ شہر بار ہم رات بھر جاگتے ہیں کوئی آتا جاتا معلوم نہیں ہوتا نہ خیمے کے اندر نشان نقب پاتے ہیں نہ قنات چاک
ہوتی ہے کوئی آسمان پر سے گر کر لیجاتا ہو تو ہم کیا کریں یہاں تک کہ سرداروں سے نوبت اولاد صاحبقران پر پہنچی
تیسری شب کو بدیع الزمان قاسم مالیشان کرب قازی ہاشم تغریز فرخ نخت قلندر وغیرہ غالب ہوئے
امیر نے عیاروں کو بلایا کوڑا انہیں اٹھایا اور کہا کہ راستے مارنے پوست تک اڑاؤ گھاڑے یہ کام اسی عیار بھی

کا ہوا اور تم اسکو پکڑتے نہیں کہہ کر سے آئی ہو کیونکہ لہجائی ہو سب نے عرض کیا کہ حضور ہمیں چاہئے قتل کرین چاہئے
 بخشین ہم اپنی مقدور جہر حضور کو تا ہی نہیں کریتے صاحبقران چپ ہو رہے فرض لشکرین سوا سے بادشاہ
 اسلام اور صاحبقران اور معتبل اور چند مشیران سلطنت کے اور کوئی باقی نہ رہا سب کو وہ عیاں بھی گرفت
 کر کے لگیں امیر بے اختیار عمر و کو یاد کرتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک عمر و کے نمونے سے یہ ساری
 خرابیاں ہیں اگر وہ ہوتا تو کا ہیکو یہ عیاں بھی سب سرداروں کو پکڑ لہجائی افسوس صد ہزار افسوس کہ کیا شخص
 مجھے جدا ہو گیا کیسا رفیق جان نثار چھوٹ گیا اور داندوہ مجھے کبھی جدا نہ ہوتا مگر اُسکے دل پر چوٹ لگ گئی
 کہ میں نے بے تحقیق جرم اُسے باندھ کر مالک بن ملکوت شاہ کو دیدیا وہ شخص بے قصور تھا بادشاہ اسلام
 نے کہا کہ بعض مقام پر آپ غصے کو کام فرماتے ہیں دریافت نہیں کرنے وہ بھی بشر تھا دل نے اُسکے برامانا
 چلا گیا اور شہر یا را ب پچھانے سے کیا حاصل رنج کرنے سے کیا فائدہ اور یہ امر بیشتر سوچے اور اب پچھاتے
 ہیں آپ کی قوم ہی مثل ہو کہ اب پچھانے کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چک گئیں کجیت عمر و کا ملنا دشوار ہو وہ تو کوہ
 بے باستھا ہاتھ سے جا چکا امیر نے کہا کہ اب تو کوئی ایسی تدبیر ہو کہ اس بلا سے نجات ملے بادشاہ اسلام نے
 کہا کہ میں نجوم میں دکھلواتا ہوں دیکھوں کیا نکلتا ہے اور حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرجمبر کے بیٹوں کو اسی وقت
 چاروں بیٹے آکر موجود ہو گئے ارشاد ہوا دیکھو تو اس مکارہ کے ہاتھ سے کیونکر نجات ہوگی اور انجام کیا
 ہوگا انھوں نے علم نجوم میں دیکھ کر عرض کیا کہ انجام غیب سے ہی بعد مینا بھر کے کہی فتح ہو نہ شہر اسلام آباد
 ہو جائیگا مگر صاحبقران شکار کھیلنے کو تشریف لے جائیں اور بادشاہ اسلام اپنی نگہبانی خود فرمایا تو بہتر ہو کہ چہم
 سر ہو جائیگی یہ چاروں بیٹے بزرجمبر کے تو یہ حکم لگا کر چلے گئے اب حال سنئے کہ امیر کشور گیر صاحبقران زمان
 بر اسے صید افگنی صحرا کو روانہ ہوئے خبر منصور شاہ کو ہوئی کہ حمزہ شکار کھیلنے گیا ہے لشکر میں فقط بادشاہ
 اسلام میں اسے چاہا کہ شیخوں مارے بختیارک نے منع کیا کہ کچھ نہ ہوگا بادشاہ اسلام بہت زبردست ہیں
 منصور شاہ چپ ہو رہا اور یہ عیاں بھی ہر چند جانتی تھی کہ بادشاہ اسلام کو گرفتار کرے ممکن نہواجب
 جاتی ہے بادشاہ اسلام کو دیکھتی ہو کہ بیٹھے ہوئے کتاب پڑھ رہے ہیں سردار گرد بیٹھے ہوئے ہیں عیاں بھی
 کے اندر پھر رہے ہیں بے نیل مقصود چلی آئی ہوا دھر حمزہ صاحبقران نے ایک دامن کوہ میں خیمہ برپا
 کیا ہوا دن بھر صید و شکار میں جی بھلائے ہیں رات بھر خیمے میں اکر آرام فرماتے ہیں بس ایک دن ایک ہرن
 کے پیچھے گھولائی لاہو جاتے جاتے ایک مقام پر اسے صید کیا اور کچھ لوگ بھی پیچھے ہرن کے چلے آئے تھے
 جسوقت اس ہرن کو صید کیا اُسکے گوشت کے کباب لگائے اور صاحبقران کو کھلائے اور پانی پلایا
 صاحبقران نے توقف فرمایا بعد اُسکے نادر و عصر پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے
 ہوئے کہ ایک تکر فقیر کا دکھائی دیا کہ ایک بلند ٹیلا ہے اُسکے چار طرف دو بچی ہوئی درخت انار اور امروہ
 کے لگے ہوئے ہیں امیر اُس ٹیلے کے اوپر آئے دیکھا کہ چمن بندی کی ہوئی ہے کہیں شاخ درخت میں طوطی کا
 خنس آواز ان بچہ کین یا ہو کا جوڑا ہے سرہ کہ رہا ہے اور ایک طرف ایک ٹھکڑا ہے اور اُسکے ایک درویش بائیں
 عمامہ سر پہ باندھے ہوئے ہے چرامن سفید رنگ میں پہنے ہوئے تھمرا باندھے ہوئے گھٹا ماتھے پر ہے ہوا نور
 جسم شمع ہاتھ میں سر جھکا ہے ہوئے شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہے عبادت کر رہا ہے اور سامنے
 کالا دان ماشی رنگ کار کھا ہوا ہوا اور لومنا پانی سے بھرا ٹکڑا اور تکر بے لپٹ لگا ہوا ہوا اور باہر شگل کے

ایک طرف آگ شکیک میں دینی ہوئی ہوس پندرہ فقیر اور بیٹھے ہیں کوئی انہوں گھول رہا ہو کوئی سبزی رگڑ رہا ہو کوئی چربا پی رہا ہو کوئی حقے کے دم لگا رہا ہو کسی کی یا ہادی یا مرشد یا معبود یا موجود کی آواز بلند ہو پس امیر کو اس کے دینے سے یقین ہوا کہ اس درویش سے مطلب تھا راہ آئیگا کہ یہ مرد با خدا ہو بہت صاحب کمال معلوم ہوتا ہو شعر مردان خدا خدا نہا شدہ لیکن زخا جدا نہا شدہ پس صاحبقران پاس جا کر بکارسے کہ عشق اللہ ہو فقیر نے سراٹھا کر دیکھا کہا کہ ادا با سدا را عشق ہو یا حمزہ صاحبقران تم بیان کمان آئے پس یہ کہنا تھا کہ صاحبقران کو یقین کلی ہو گیا کہ شکیک یہ صاحب کمال ہو ورنہ تمہیں کیا جانتے تم کون ہو پس دوڑ کر قدموں پر سر رکھ دیا ہاتھ چوم لیے کہا کہ آج فقیر صاحب کمال دیکھا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ میری مشکل آپ سے حل ہوگی شاہ جی نے کہا کہ ادا با صاحب کمال کوئی نہیں ہر سب بکار میں میرا یہی خرقہ وجہ ہزار مکر ہو جو صاحب کمال ہوتے ہیں وہ دنیا دار سے نہیں لیتے ہاتھ کو کھینچ لیتے ہیں اپنے کو مردہ جانتے ہیں زندہ دن میں شمار نہیں کرتے بابا میں مکار ہوں مجھے کچھ مطلب تھا راہ نکلے گا امیر نے کہا شاہ صاحب جبکہ کہ میرا ماہر نہ لایے گا میں آپ کے قدم نہ چھوڑوں گا شاہ جی نے کہا کہ بابا تم اپنا مطلب تو بیان کر دیکھا ہو کیا منصور شاہ کی بیٹی سے تم نہایت تنگ آئے ہو پس امیر بولے کہ آپ پر تو سب حال روشن ہو کوئی امر آپ سے پوشیدہ نہیں کہ تمام سردار اسیر کر کے لیکنی میں ادھر خنکار کے ہاسے سے نکل آیا ہوں لشکر میں فقط بادشاہ اسلام باقی ہیں تو انکورات کی نیند اور بھوکہ پیاس حرام ہر شاہ جی نے کہا کہ بابا عمر و ایسا عیار تمہارے پاس تھا کیا ہوا امیر نے جو نہیں عمر و کا نام سنا چچ مارے روئے اور کہا کہ شاہ صاحب اگر عمر و ہوتا تو یہ نوبت کا ہو سکتی ہوئی وہی تو میرے پاس نہیں ہر مجھے خفا ہو کر چلا گیا ہو شاہ جی نے کہا کہ بابا میں نے سنا ہو کہ وہ تمہارا عاشق تھا تم اس کے شیدا تھے ایسا کیا ہوا جو وہ تم سے بیزار ہو کر چلا گیا صاحبقران نے کہا کہ حضرت خطا میری تھی اسکا کچھ قصور نہ تھا اور تمام سرگذشت از ابتدا تا انتہا بیان کی شاہ جی نے کہا تعجب ہو کہ جو ایسا جان نثار اور سرفروش ہوا اسکی تلاش نہ کیجئے یوں اسے دل سے بھلا دیجئے ایک مدت کے بعد آپ سے اس سے صفائی ہوئی تھی اور پھر اس پر بہتان لگا یا گیا بس اسکو بڑا معلوم ہوا چلا گیا اور تجھے بے پروائی سے اسکی تلاش نہ کی اگر تلاش کرتے تو وہ لمبا تیا کوئی اسم بڑھتے تو وہ آپ سے آپ تمہارے پاس چلا آتا تم بے پروا رہے کچھ خیال نہ کیا وہ بھی تھے جدار بابا امیر نے کہا کہ شاہ صاحب اگر کوئی اسم ایسا ہو کہ عمر و مجھے آئے تو وہ اسم مجھے بتائیے کس کہ بابا اسم میں بڑی بڑی تاثیریں ہیں بڑی بڑی قدریں ہیں مردے کو زندہ کر دیتا ہو پھر سے ہوئے کا آگنا تو کچھ بات نہیں امیر نے کہا کہ پھر مجھکو بتائیے یا اپنی زبان سے تعلیم فرمائیے شاہ جی نے کہا کہ بابا تجھے جفا کشی ہونے لگی اور جو جفا کشی کر دے اذیت اٹھا دے اگر موافق قاعدے کے عمل میں لاؤ گے تو سات دن میں عمر و تم سے آئیگا امیر نے کہا کہ شاہ صاحب میں سب اذیتیں اٹھاؤں گا جہاں میں کھینچو گا آپ وہ اسم جو کچھ کہنا چاہئے عمل میں لاؤں گا مجھے طریقہ اسکا تعلیم فرمائیے شاہ جی نے کہا کہ بابا تجھے ایذا اٹھانی نہ چاہیگی امیر نے کہا میں قسم کھاتا ہوں عہد کرتا ہوں کہ جو کچھ فرمائیے گا اُسے بجا لاؤں گا شاہ جی نے کہا کہ بابا تم مجھ کو تو میں کہتا ہوں کہ تمکو جو کا آغا اپنے ہاتھ سے پینا ہو گا روٹی اسکی اپنے ہاتھ سے پکا کر بے تک و روغن سات روز تک کھا ہوگی اور زمین میں رات کو سونا ہو گا دوپہر دن سے شام تک اور پھر دوپہر رات گئے سے صبح تک اسم پڑھنا ہو گا ایک مقام پر بیٹھ کر اور کسی سے بات نہ کرنا جب سات روز تک یہ شقت کر دے گا ایذا اٹھاؤں گا

تو عمرو کو پاؤں کے امیر نے کہا کہ میں نے سب مفتون کو گوارا کر لیا آپ اسم بتائیں شاہ جی نے کہا کہ بابا ایسا اشتباہ
 ہو تو عمرو کی ملاقات کا صاحبقران نے کہا کہ شاہ صاحب کیا حقیقتیں عمرو کی آپ سے بیان کر دیں اول تو عمرو
 باعث میری صاحبقرانی کا ہوا اس نے مجھ کو صاحبقران بنایا جس جگہ سردار میرے اور بن مشکل میں پھنسا اور
 یغین ہوا کہ اب زندہ نہ بچیں گے اُس نے اُس بلا کو دفع کیا تمام میرا لشکر اور بن خود نہرا مرتبہ کا آزاد کیا ہوا
 ہوں شاہ جی نے کہا کہ بابا ایسے شخص کو کوئی بھی ناراض نہ کرنا جو ایسے آدمی کو تو سر کا تلج بنا کر رکھتے ہیں امیر
 نے عرض کیا کہ شاہ صاحب جیسا میں نے کہا ویسا ہی میں اپنی سزا کو بوجھتا ہوں آپ وہ اسم بتائیں شاہ جی نے
 کہا کہ وہ اسم یہ جو یا محول الا محول اربع جاننا اے احسن الحال اسے آج ہی شروع کر دو کیونکہ سناؤں میں روز عمرو سے
 ملاقات ہوتی ہے یا نہیں اگر نہ ہو تو میرا نام شاہ جہان گرد نیزنگ نہ رکھنا اور عجیب رعب و دبدبہ شاہ صاحب کا تھا
 کہ کوئی اُسے بات نہ کر سکتا تھا مگر ایک فقیر ساہ فام روال بیٹے ہوئے سر پر شاہ صاحب کے ہر وقت موجود رہتا تھا
 اور شاہ صاحب کو جو کچھ کام ہوتا تھا اُسی سے کہتے تھے کھانا پینا شاہ جی کا اُسی کے ہاتھ تھا الغرض صاحبقران
 نے سب اپنے ساتھ والوں کو رخصت کر دیا ایک خدمتگار رکھ لیا ایک درخت کھڑا کا بت گنجان تھا اُس کے نیچے مائے
 شاہ جی کے بیٹے گئے سات روز کے کھانے کے واسطے جو اور ایک چکی ایک گھڑا پانی کا ایک آنچورہ ایک بدھنی اور
 سب اسباب منگو کر رکھا بعد اُس کے امیر نے وہ جو اپنے ہاتھ سے چکی میں پیسے اور اپنے ہاتھ سے آگ سلگانی
 آگ کو نہ مٹکر ٹھیک پر روٹی پکائی دو پہر رات گئے سے اسم پڑھنے بیٹھے پڑھتے پڑھتے صبح ہو گئی پھر وہی جو پیسے روٹی
 پکا کر کھائی دو پہر سے شام تک پھر اسم پڑھا کیے الحاصل اسی طرح سے چھ روز گزرے ساتویں دن پھر اسم
 پڑھتے پڑھتے گئے سات روز میں چکی پیسنے پینے ہاتھ میں کھٹے پڑ گئے ہیں روٹی پکانے سے انگلیاں جل چکی ہیں
 غذا نہ کھانے سے دبیل ہو گئے ہیں رنگ سیاہ ہو گیا جو بات کبھی نہ کی تھی اب وہ کرنا بڑی جواذیت کہہ رہے
 اٹھانی تھی اب وہ اٹھانی غرض قریب شام اسم تمام کیا ہاتھ باندھ کر شاہ صاحب سے کہا کہ اسم تمام ہوا اور
 ابھی بار وفادار نہیں مجھے اگر ملا بس یہ کہنا تھا کہ شاہ جی دوڑ کر صاحبقران کے قدموں پر گر پڑے
 اور کہا قطعہ شاہ زکرم بر من درویش نگرہ بر حال من خستہ دل لیش نگرہ ہر چند نیم لالی بخشایش تو بہرین نگرہ
 گرم خویش نگرہ امیر نے بھی شاہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا شاہ جی تو بے اختیار درہم ہن کہ رہے ہیں
 کہ آپ خلا میری معاف کیجئے میں وہی غلام ہوں آپکا عمرو بن امینہ ضمیری میں نے عہد کیا تھا کہ جب تک حمزہ سے
 میں ایسی محنت نہ لوں گا حمزہ سے نہ ملوں گا معلوم ہوا کہ میں آپکا غلام ہوں اور آپ میرے آقا ہیں امیر یہ کہہ کر
 قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائیں فرمایا کہ خواجہ اگر تم ہو تو صورت اصلی اپنی بناؤ اُسی وقت عمرو گرم پانی
 منگو کر نہایا صورت اصلی پر آیا صاحبقران کو عید ہو گئی اور وہ فقیر ساہ فام جو ہر وقت سر پر کھڑا رہتا تھا
 ہتھ قرآن حبش تھا وہ بھی قد مبوس ہوا اور فقیر جوتھے وہ بھی اسی سرزمین کے عیار تھے عمرو کے مرید ہوئے
 تھے انہیں عیاروں میں ایک عیار تھا مترجروں نام وہ استاد تھا دختر منصور شاہ کا اسے بھی عمرو
 نے مسلمان کر رکھا تھا قدموں پر صاحبقران کے گرایا اُس نے امیر سے عرض کیا کہ شہر بار آب مخطرہ پریشا
 نوں دختر منصور شاہ نے ایک جاسور داروں کو اسیر کر کے قلعہ بند کیا ہے میں آپ کو قلعہ میں لے جاؤں گا آپ
 غلط جمع رکھیں امیر نے فرمایا اب مجھے خدا کی عنایت سے کچھ اندیشہ نہیں عمرو سا شخص میرے پاس موجود
 ہے غرض عمرو نے سب اسباب سمیٹ کے مندرجہ ذیل کیا اور ساتھ حمزہ صاحبقران کے لشکر میں آیا ہر ایک

دو زانا تھا اور عمرو سے پنتا تھا غل تھا کہ عمرو آیا چار طرف سے لوگ دوڑے آئے تھے جو دیکھتا تھا کہ تھا
 کہ اب کیا ہو رہا ہو ایسی عیاں بچان سو گرفتار ہو جائیگی عین لشکر فزاعرا آپو نجا بادشاہ کو خبر ہوئی کہ صاحبزادہ
 عمرو کو لیے آئے ہیں اس قدر اشتیاق ہوا کہ دروازہ بارگاہ پر آکر سے ہوئے کہ عمرو آپو نجا سلام کیا
 قندیل سے پٹا بادشاہ نے سر جھپائی سے لکایا اندر بارگاہ کے لائے حال پوچھا صاحبزادہ ان سے ہاتھ
 کے تھے انگلیاں جلی ہوئیں دکھائیں عمرو نے کہا ای شہر یا رجب چنے اتنی محنت کے لی اس وقت اپنے تئیں ظاہر
 کیا بادشاہ نے عمرو کو خلعت دیا امیر کو ایسی خوشی ہوئی کہ سرداروں کی گرفتاری کا سچ بھولا ہوا ہو خوانین مختل
 میں سے تصدیق چلا آتا ہو عمرو جا کر دہریے رہا کہ میں تمہارے فرزندوں کو چھڑا سنے لانا ہوں اسی کیفیت
 میں دو دن بسر ہوئے قیسرے دن عمرو نے عرض کیا کہ امیر شہر میں اب قلعہ بننے اور سرداروں کی رہائی
 کو جانا ہوں امیر نے فرمایا خواجہ میں تمہارے ساتھ ہوں بادشاہ نے کہا ہم بھی چلیں گے عرض ایک سات
 آدمی ساتھ ہوئے عمرو بیان سے روانہ ہوا رات کا وقت تھا ہر ایک جست و چالاک تھا ہر ایک سپاہی
 بس کی گانٹھ بنا ہوا تھا آئے آئے قریب قلعے کے پہنچے گرد قلعے کے پھرنے لگے راستہ قلعے کے اندر جاسے کا
 ڈھونڈنے لگے پھرتے پھرتے ایک برج کے پاس پہنچے دیکھا کہ ایک مرد انبوی پیر سے پرہیزگار کبھی اونگھ
 جاتا کبھی ہوشیار ہو جاتا ہر عمرو نے کہا کام کیا کہ جب وہ پیک میں جلا نکھین بند کر کے جھکا عمر و نے حلقہ
 کندہ کا کشادہ کر کے برج پر پھینکا اور جھکا دیا کہ وہ نیچے آگیا عمرو نے اور اس انبوی کا گلا دو جا کہ دم اسکا خاہو کہ
 نکل گیا اسکو عمرو نے خندق میں ڈال دیا اور صاحبزادہ ان بادشاہ اسلام متر قرآن مقبل سرنگ کی مہتر
 پروین ان سب کو اس پر چڑھایا برج سے نیچے آئے پروین سے کہا کہ تم اب خواب گاہ میں کفار کی لچیلو
 کہ تم بیان کے واقعہ کا رہا آئے کہا چلیے وہ بھون کو ساتھ لیے ہوئے وہاں آیا جہاں سب کفار صحبت آرا
 ہن رات کوئی پر بھر گئی ہوئی پروین اس مکان کی پشت پر سے کندہ مار کر پہلے آپ چڑھا پھر ان بھون کو
 بلایا بالائے ہام لیکر آیا دیکھا کہ نیچے ایک بارہ درمی مالیشان ہو اسکے صحن میں فرش ہو لقا منصور شاہ اور
 کفار فرما بیٹھے ہن ناچ ہو رہا ہو وہ عیاں رچی بیٹی منصور شاہ کی جام ہر ایک کو پلا رہی ہو اور بختیارک نے
 خود سنا ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری پھر لشکر اسلام میں داخل ہوا فلک کو گالیاں دے رہا ہو کہ اس فلک چھروہ
 ساربان زادہ آیا ہو ابھی تو میں دم بھی اچھی طرح نہ لینے پایا تھا کہ پھر تو نے ملک الموت کو بھیجا یا ہاے یہ کیا
 ہوا اس عیاں رچی نے کہا کہ ملک جی تم کہوں عمرو کے آئے سے آزرده ہو وہ آیا تو خوب ہوا میں دیکھتا اسکو کہ
 گرفتار کرتی ہوں بختیارک بولا کہ صاحب خنے عمرو کا نام فقط سنا ہو دیکھا نہیں وہ ہاے روزگار اور آفت
 زمانہ ہو اسے اور کسی عیاں سے کیا نسبت منصور شاہ نے کہا کہ ملک جی تم عمرو کو میری بیٹی سے مقابل کر رہے ہو
 اسکی کیا حقیقت ہو اسکے سامنے بختیارک نے کہا آپ سے ابھی پالا نہیں پڑا اور انکا ذکر بیان ہو رہا ہو
 وہ بیان مقرر آئے ہونے منصور شاہ بہ سکر بہت ہنسنا بختیارک بولا خیر معلوم ہو جائیگا اور بختیارک کو خیال ہوا
 کہ تو پوشیدہ کوٹھے پر بلکرو کہہ تو بس بیان سے بولا کہ اٹھا اور اکیلے کوٹھے پر آیا کہ دیکھیں کہیں کوئی معلوم ہوتا
 ہو یا نہیں عمرو نے بختیارک کو اسے ہوئے دیکھا سب کو پوشیدہ کر دیا اور آپ بختیارک کی پشت پر سے
 ہو کر سامنے آیا بختیارک آنکھیں میاڑ بھاڑ کر دیکھنا چلا آتا تھا کہ عمرو نے سلام کیا اور کہا کہ ملک جی اچھی طرح
 رہے ہو تم بالکل سہول گئے بختیارک نے جو عمرو کو دیکھا جان نکل گئی اور وہ قدسوں پر گر پڑا بولا کہ پروردگار

کی رات کے بعد زیارت ہوئی انکسین ترس گئیں حضور کے دیکھنے کو کیا ہوا کیوں کر صفائی ہوئی حضرت صاحب قرآن سے عمرو بولا کہ وہ بھی ساتھ آئے ہیں کہ اس میں امیر اور بادشاہ اسلام وغیرہ سب سامنے آئے بختیار رک نے ایک ایک کو سلام کیا اور پکارا کہ میں مطلع اسلام ہوں آپ کا غلام ہوں اور دل میں کہا کہ مرشد خوب بندوبست کر کے آئے ہیں کیا فکے کو اب چھوڑتے ہیں انسوس لقا بھی اگر تیار ہوا عمرو سے عرض کیا کہ حضور قلعہ لینے کو کافی تھے ان سب صاحبوں کو ناحق تکلیف دی عمرو بولا کہ یونین سر کو پہ لوگ چلے آئے ہیں اور بیروین عیار کو دکھا کر کہا کہ ملک جی اسے آپ نے پہچانا یہ استاد دفتربہام منور شاہ کا ہوا اسی نے اسے عیاری سکھائی، عمر اور میرا بہت سے مرید ہیں بختیار رک نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے عمرو نے باتیں کرنے کے ذبان مہری کی بجا کر بختیار رک کو دین اور کہا کہ اسے کھا جاؤ یہ بہت تھک مصری ہو چکے تھمارے واسطے رکھی ہو بختیار رک نے کھانے میں کچھ تامل کیا عمرو نے خنجر بے ہاتھ ڈالا کہ ملک جی کیا بھنے تمہیں زہر دیا ہے کہ نہیں کھاتے خیر اگر نہیں کھاتے ہو تو خنجر کھاؤ بختیار رک نے جلدی اسے منہ میں ڈال لیا کہ پیر مرشد آپ کے ہاتھ کا زہر بھی امرت ہو پس جو نہیں مصری کی ذبان حلق سے نیچے اتریں تمہیں کہ بیہوش ہو کر گر جاؤ عمرو نے اس وقت بختیار رک کی صورت بنا کر صاحب قرآن سے کہا کہ آپ ہمیں تشریف رکھتے ہیں جا کر بھون کو گر خوار کرنا ہوں پھر آپ آئیے گا یہ کھڑک کوٹھے سے اتر کر صحبت میں آیا ہر ایک نے بوجھا ملک جی کہاں گئے تھے تمہارے بغیر صحبت میں سناٹا تھا کہا کہ رفع حاجت کو گیا تھا اور لگا مسخرہ بن کر نے اور ہنسا نے لگا اور جہان قرابے شراب کے تھے وہاں جا کر اسکی شراب اس میں اور اسکی شراب اس میں ملانا شروع کی سب کو آفستہ ہارو سے بیہوشی کیا اور وہی شراب صحبت میں خنجر ہونے لگی اور جب دیکھا کہ دارو سے بیہوشی نے اپنی تاثیر کی بختیار رک عملی نے اس عیاری بھی سے کہا کہ حکم تم فن عیاری میں یکتا ہوا اور تمہارا جواب نہیں ہو عمرو کو کیا لیاقت ہو تمہارے سامنے مکرانا ہو کہ ابھی خود میری صورت بکر آئے تو تم اسے پہچان نہ سکو اسنے کہا کہ ملک جی یہ کیا کھاتے تھے تھوڑی جڑ پا کو پہچانتے ہیں بختیار رک نے کہا کہ پہچانتا بہت دشوار ہے میں عمرو ہوں بختیار رک کی صورت بکر آیا ہوں کہا خاک تھے پہچانا عیاری بہت مشکل ہے اور میں تو تم سب کا کام تمام کر چکا اب عیاری بھی کو بھی اثر بیہوشی کا ہوا خنجر کھڑک دوڑی تھی کہ بیہوش ہو کر گری منصور شاہ زمر و شاہ اسٹے تھے کہ عمرو کو کچھ دین کہ نعرہ صاحب قرآنی کی آواز بلند ہوئی امیر نے اگر لقا کو کچھ لیا منصور شاہ کو بادشاہ نے اس پر کیا اور کفار کو مقبل اور مہتر قرآن نے کچھ کر شگین باندھیں بختیار رک کو بھی کوٹھے پر سے اتارا سب کو غل وزنجیروں گر خوار کیا اور دروازہ قلعہ کا صبح کو کھلا کر فوج کو مع انسران فوج اندر بلوایا اور تمام قلعہ میں بندوبست کروایا بادشاہ تخت پر بلوہا فرزند ہوئے منصور شاہ کو مع اسکی دختر کے ہوش میں لائے اور کہا دین اسلام قبول کرو منصور شاہ از رو ترس سلمان ہوا اور سردار جو لشکر اسلام کے قید تھے انکو زندان سے بلوا کر حوالہ صاحب قرآن کے کیا بھون نے رہائی پائی لہذا اسکے لقا کو بکر فرمایا کہ دین اسلام قبول کرنا سننے میں روز کی نسلت مانگی صاحب قرآن نے اسے چھوڑ دیا لقا اور منصور شاہ آپس میں مشورہ کر کے رات کو کالامٹھ کر کے اس عیاری سمیت بھاگ کر ظلمات کو روانہ ہوئے صبح کو صاحب قرآن کو جو خبر ہوئی اس شہد کا بندوبست کر کے لقا قب میں زمر و شاہ کے روانہ ہوئے

باب چند کلمے داستان نورالدہرا و را سدا و ر خورشید کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسد بن کرب غازی خورشید ستار و پرست کی بہن پر عاشق ہو ہر شب اس سے جا کر صحبت کرتا تھا
 کہ چلا آتا ہوں قضا سے کار افتاقات روزگار ملک کی دایہ اور ناہید چکی نے جو یہ حال دیکھا دو چار دن تو یہ چپ رہا جب
 دیکھا انھوں نے کہ ملک عشق میں اس دیوانے کے دیوانی ہوئی ہو اور کوئی شب ایسی نہیں ہوتی کہ اسد اس کے پاس
 نہ آتا ہو بس ان دونوں نے باہم صلاح کی کہ ایک دن اختران شاہ اور خورشید کو مزور اس کی خبر ہوگی ہمارے
 واسطے خبرانی ہوگی بستر پر کہ ہم خود چلے خورشید کو خبر کریں وہ بہر کے وقت دن کو یہ خورشید کی خواہگاہ بن
 آئیں خورشید کھانا کھا کر بیگ پر بیٹا ہو کہ ان دونوں کو جو دیکھا اٹھ بیٹھا دونوں نے سلام کیا ہاتھ باندھ کر
 گھڑی ہو گئیں خورشید نے پوچھا کہ کیا عرض کیا کہ خلوت میں عرض کرے خورشید نے سب کو ہٹا دیا
 اس وقت ان دونوں نے حال اسد اور پیکر بانو کی محبت کا بیان کیا خورشید نے کہا کہ اسد نہوگا
 کوئی اور ہوگا ان دونوں نے سب سے بچہ تھیک تھیک دیکھ کر خورشید بولا اچھا جس وقت اسد آکر پیکر بانو
 کے پاس بیٹھے تو ہم اس وقت آکر مجھے خبر دینا کہ میں اس کے گرفتار کرنے کی تدبیر کروں دونوں نے عرض کیا بہت
 اچھا اب وہ تو پہلی گئیں مگر خورشید کی یہ حالت ہو کہ آتش غضب کا تون سینہ میں شعل ہو دو دہ دماغی دماغ جان
 سے اٹھ رہا ہو عجب حالت ہو دل میں کتا ہو اور خورشید یہ اس دیوانے نے کیا کیا دوستی اور اتحاد پر خاک
 ڈالی کچھ اسکو خیال ہماری محبت کا نہ رہا خبر کیا مضافت ہو سمجھا جائیگا مگر بیان اسد بن کرب غازی وقت
 معین پر ملک کے پاس چلا ضرغام شیردل ساتھ ساتھ اس سے کتا چلا آتا ہو کہ آج میں ملک پاس چلتا
 ہوں ضرغام خبر کے واسطے روانہ ہوا اسد ملک کے پاس آیا ملک دوڑ کر لیٹ گئی لاکر مسند پر بٹھایا اور کہا کہ
 شہر بار اس وقت طبیعت میری گھبراہتی ہو اسد بولا ملک میری بھی یہی حالت ہو ملک نے کہا کہ صاحب بھر کیا ہوا
 اسد بولا کہ تم اپنے لوگوں کو تو دیکھو سب بہانہ موجود ہیں باکوئی نہیں ہو تلاش جو کی تو ملے گی دایہ اور
 ناہید چکی کو نہ پایا پوچھا کہ کہاں گئی ہیں ایک نے عرض کیا کہ بلالوں کل دوپہر کو بھی وہ کمین چلی
 گئی غصہ میں اور آج بھی گئی ہیں اسد نے کہا کہ ملک ان دونوں نے جا کر خورشید سے سب حال بیان
 کر دیا اب مقرر خورشید بیان آتا ہوگا تم جلد تیاری کر دو ضرغام شیردل پہنچا عرض کیا کہ
 شہر بار ہوشیار ہو جیسے خورشید آتا ہو اسد اسی وقت ملک کو اپنے گھوڑے پر بٹھا کر لے بھاگا کہ خورشید
 آئیگا تو اپنا سر کھائے گا مجھے کہاں پائے گا اور ضرغام اسکی وزیر زادی کو کاندھے پر سوار کر کے بھاگا جب اس
 جا چکا تو اس کے دو گھڑی کے بعد خورشید آیا چار طرف سے اس کو گھیر لیا آپ اکیلا ہاتھ کے اوپر
 چڑھا اندر رخسے کے گھسا اسد اور پیکر بانو کو نہ دیکھا نہ اسد نظر آیا نہ پیکر بانو کو پایا مگر کچھ عورتوں کو پایا
 پوچھا کہ پیکر بانو کہاں ہو انھوں نے عرض کیا کہ کوئی ساعت بھر ہوئی کہ اسد انکو لے گیا خورشید
 یہ سنکر تلوار کھینچ کر انہر پکا اور کہا کہ تم بتاؤ پیکر بانو کو اسد لے گیا اور تم دیکھا کین بس دو چار کو تو قتل
 کیا اور ایک انہن سے بولی کہ بلالوں ہم سب مار ڈالنے کے لائق ہیں آپ سب کو حلال کیسے کر
 ہمارے خطائیں پہلے ثابت کر لیجئے اس اثنا میں اختران شاہ بھی پیچھے پیچھے خورشید کے آ پہنچا
 دیکھا کہ شمشیر بہنہ خورشید کے ہاتھ میں ہو گئی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اختران شاہ خورشید سے پیش
 گیا اور کہا کہ بابا اچھے قتل کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا انہر غصہ نہ کرو اور کوئی تدبیر کرو کہ پیکر بانو ہاتھ
 ملے کہ وہ دیوانہ مل جائے اور ہر نامی سے خورشید اپنی بارگاہ میں آیا نگل پر بٹھایا دیر کو بڈا گیا کہ نامہ

نور الدہر کو کہ اسنے ایسی حرکت کی ہر نامے کو دیکھتے ہی پیکر بانو کو اور اس دیوانے کو باندھ کر میرے پاس بھجوا
اور اگر نہ بھجوجے تو میں سر میدان اس دیوانے کو مار کر اپنی بہن کو چھین لوں گا دہر نے اس مضمون کا نامہ
لکھ کر تیار کیا خورشید نے کوکب حیار کو دیا اور کہا کہ تو جا کر یہ نامہ نور الدہر کے ہاتھ میں دینا اور
جواب اسکا لے آنا کوکب نامہ لیکر روانہ ہوا اور دھر اسد بن کرب غازی ملکہ پیکر بانو کو اپنے ساتھ
لیے ہوئے داخل خیمہ ہوا رات بھر عیش و آرام میں بسر کی صبح کو غازی پڑھ کر خدمت نور الدہر میں آئے گا
ارادہ کر کے ملکہ کو جنگ پر سلا دیا اور آپ غنودہ چشمہ بارگاہ سلیمانی میں پہنچ کر بادشاہ اسلام کو سلام
کیا نور الدہر کو حیار کر کے قتل پر بھیجا نور الدہر نے جو دیکھا کہ اسد کی آنکھوں میں غم نہ بھری ہوئی ہر رات کا
جاگا ہوا ہر کہا کہ اے اسد ہم غم نہیں ہر خیمہ بھگالتے ہیں تم اپنی باتوں سے باز نہیں آتے نہ تمہیں دوسرے کا پاس
ہو نہ برادری کا دھیان ہر آج معلوم ہوتا ہے کہ تم رات بھر جاگے ہو اسد بولا بھائی صاحب رات بھر
جاگن کبسا آج میں فیصلہ کر آیا کہ بھئی کیا فیصلہ کر آئے اسد پکارا کہ خورشید کی بہن کو لے آیا خورشید کو
خبر ہو گئی وہ چلا تھا کہ پیکر بانو کو قتل کروں میں اسے لے آیا نور الدہر نے پوچھا کہ پیکر بانو کہاں ہے
کہا کہ میرے خیمے میں ہے اور بھائی صاحب اسے کوئی ایجا نہیں سکتا کیا مجال جو کوئی اسکی طرف دیکھ سکے
نور الدہر پہنچ کر چپ ہو رہا تھا تو کہا کہ اسد دوستی خورشید کی تبدیل مساوت سے ہو گئی ہے نہیں
نہیں کہ حیار خورشید کا نامہ لیے ہوئے آیا ہاتھ میں شاہزادہ نور الدہر کے دیا شاہزادے نے
اسے کھول کر پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا اسی وقت اسٹھکڑا ہوا کہا کہ اے کوکب میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں
جواب اسکا خورشید کو دہن جا کر دوں گا اسد نے کہا بھائی صاحب آپکی پاپوش جاسٹے حاصل کیا ہے اسے
آپ طیل جنگ بجا کر میدان میں آئے دیکھتے دیکھتے بن کیا حالت کرتا ہوں نور الدہر نے کہا اے اسد
میں اسواستے جانا ہوں کہ صلح ہو جائے تو خوب ہو ورنہ جنگ و جدل سے کون ڈرتا ہے اب تو ایک بات
تسے ہو گئی کیا کیجیے یہ لکھ بارگاہ سے باہر آیا صاحب سردار ساتھ آئے نور الدہر نے بہن کو کہہ دیا کہ صاحبزادہ
کسی سے نہ نہ نہیں جاتا ہوں جو تم سب میرے ساتھ آئے ہو جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو کوئی میرے ساتھ غاف
یہ سب تو دہن رہے نور الدہر سوار ہو کر یکے دوسرے روانہ ہوا کوکب نے آگے بڑھ کر خورشید کو خبر دی
کہ نور الدہر اکیلا آتا ہے خورشید ایسا خشناک تھا کہ استقبال کو بھی نہ اٹھا جب شاہزادہ نور الدہر بارگاہ
بارگاہ کے داخل ہوا خورشید تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا بلا کر مستہ ہوا تھا اسباب دعوت حیا کیا ساقی
نے جام شراب کا دیا شاہزادے نے پیا اور کہا کہ اے خورشید تم خشناک کیوں ہو کیا ہو اب نامہ کیسا ہے
خورشید بولا آپ تو اجنبی بن گئے ہیں گویا اس معاملہ سے واقف ہی نہیں آجکل جو حرکت کہ اسد نے کی کیا
آپ نہیں جانتے نور الدہر نے کہا اے خورشید قسم ہے مجھے اپنے دین کی کہ میں نے جب سے سنا ہے اسد
کو روک کر منع کرتا ہوں کہ اسی گفت تو نے خورشید سے پکڑنی بدلی ہے بھائی چارہ کیا ہے اس حرکت سے باز آ
دعا ہے کہ کیا کیگا اگر سننے نہ مانا آخر کار پیکر بانو کو لے آیا سٹری تو تھا اپنے سودائی اپنے سے باز نہ رہا
اب تم میری طرف دیکھو اس معاملہ کو یوں کر دو کہ پیکر بانو کو اس کے ساتھ منسوب کر دو میں جو غلامی
بھی نہیں ہو اور بھائی صاحب و نسب میں اسد کسی طرح سے بہا نہیں ہر باب اسکا ذی عزت مان اسکی
صاحبقران کی بیٹی خورشید نے یہ سن کر کہا کہ اے شاہزادہ نور الدہر جو زمانے میں ہے اسکو اپنے نامہ میں

پاس ہو اپنی حرمت کا خیال ہو اگر آپ پہلے سے کہتے کہ اسد کے ساتھ پیکر بانو کو منسوب کر دو تو مضائقہ نہ تھا
 کسواسطے کہ جب یہ رسوا کی نہ ہوئی تھی اور ایسی حرکت ناشائستہ اسد کی نہ تھی خیر اگر آپ چاہتے ہیں کہ میرے
 آپ کے ملاقات رہے تو لازم یہ ہو کہ اسد کو مع پیکر بانو میرے پاس بھیج دیجیے اور اگر اسد کو نہ دیجیے
 تو اس کیسویں یہ دیکر بانو کو تو میرے حوالے کیجیے کہ وہ میری بہن ہو چاہوں وہ کروں اور ساگر نہ
 دیجیے گا تو میں اسد کو زندہ دھچوڑو لگا نور الدہر نے کہا کہ امیر خورشید جو کچھ ہوا سو ہوا الماضی لایزال گذشتہ
 راصلوات بھی اس معاملہ کو ایک آدمی نے سنا ہے مشنہ نہیں ہوا دیکھو کتنا بانو پیکر بانو کو اسد کے ساتھ منسوب
 کر دو آخر تم کسی کے ساتھ کرتے یا گھر میں بٹھا رکھتے اور اگر تم اس امر کو کر لو گے تو یہ احسان مجھے ہوگا ورنہ
 تمہیں اختیار ہو اور کیا طاقت کسی کی اسد کو میرے ہوتے قتل کر سکے اور پیکر بانو بھی اسلام لاتی ہو
 ہم کیونکر اب تمہارے پاس اسے بھیج دوں خورشید نے کہا کہ اچھی بات ہو کہ اسد پر اسے ناموس میں
 خلل انداز ہوا اور آپ اسکی طرف داری کریں پس ان کیوں سے معلوم ہوا کہ اسد نے آپ ہی کے بھروسے
 پر یہ حرکت کی ہو اور آپ کو خود فساد منظور ہو خبر سمجھ لیا جائیگا نور الدہر نے کہا کہ میں فقط اسواسطے آیا تھا
 کہ رفع شر ہو جائے فیما بین جو اتحاد ہو اس میں فرق نہ آنے اگر تم مستعد جنگ ہو تو بسم اللہ بجاؤ طبل جنگ
 خورشید نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نور الدہر وہاں سے لشکر میں آیا اسد کے کہا کہ بھائی صاحب
 فرمائیے آپ تشریف لگتے تھے آخراً آپ کا سخن ضائع ہوا آنے آپ کا گناہ مانا میں کتنا تھا کہ آپ نہ جانیے
 نور الدہر بلا میرا کیا بگڑا اب اسے طبل جنگ بجوایا ہو کل بیچ کو معلوم ہو جائیگا اور حکم کیا کہ ہمارے یہاں
 بھی تقاریر رزمی پر جو بڑے القصد رات بھر طوفین میں جاری رہی علی الصبح دو ٹون لشکر میدان میں
 آئے صفیں آراستہ ہوئیں لشکری بلند آواز پکارے کونسا بہادر ہو کہ نکلے میدان میں خورشید چاہتا تھا کہ
 مرکب اٹھائے کہ جانب صحرائے گردتیرہ و ناراضی ہر کار سے خبر کیواسطے تینوں لشکروں میں سے روانہ ہونے
 مگر گرد جب قریب آئی اور شوق ہوئی تو سو علم نشان لاکھ سوار کا نمودار ہوا تمام علم آفتاب پیکر تھے پھر دون
 پر تصور آفتاب بنی ہوئی تھی بعد اسکے ہتھالیں شترناہین پیدلوں کے قتل کے قتل ڈالنے نفیری کے آواز بلند
 خالصہ داروں کے غول بعد اسکے ایک اژدر آتش نشان پچاس اسبج کا قلاب آتشیں منہ سے چھوڑنا ہوا نمودار ہوا
 بعد اسکے دیکھا کہ زبہ کا آفتاب پرستان فکر کردہ پیر قلیب دوران لبرج نوجوان زیر سایہ علم آفتاب پیکر مرکب پری پیکر
 پر سوار پس پشت نیلم شاہ بالائے تخت زرنگار دہانی طرف خورشید اور بائیں طرف فولا و شست زن لاکھ سوار
 کی جمیعت سے دلکھائی دیا لشکر آفتاب پرستان غل ہوا کہ ایرج صا حقران آیا ہو شاپور دوڑ کر قدموں پر گر ایرج
 نے آکر مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا ملکوت شاہ نے کہے تے لگیا پھر تو ہر ایک سردار دوڑ دوڑ کر ایرج کے قدموں پر گرا ایرج
 نے سب کو گلے سے لگا باطلطش آ یا لیکن ایرج نے جو لشکر دن کو میدان میں صف آرا دیکھا پوچھا کہ یہ
 کس سے مقابلہ ہو رہا ہے جو کیا تو معلوم ہوا کہ نور الدہر اور خورشید سے ہو ایرج نے کہا کہ انہ
 تو آپس میں بڑی محبت تھی اسد نے خورشید سے بگڑی بدلی تھی یا ایسی عداوت ہو گئی یہ کیا ہوا مالک
 بن ملکوت شاہ نے کہا کہ وہ دیوانہ تو بڑا مفسد ہو خورشید کی بہن کو عاشق ہو کر لے بھاگا یہ باعث نہایت
 ہوا ایرج نے سنکر بہت شاد ہوا کہ لشکر جو نیر اعظم کا کہ انہیں با ہم فیض ہو گئی مگر ایرج کی آمد میں دن تمام ہو گیا
 تھا طبل آسائش بجا کر دونوں لشکر بچ گئے ایرج سوار ہو کر لشکر خورشید کو روانہ ہوا جب فریب ہوئی خورشید نے

سناکہ ایرج آتا ہوا استقبال کیواسطے نکلا ایرج کو سلام کیا گھوڑے پر سے اٹھا ہاتھ پکڑ کر اندر خیمے کے لا باسند بیٹھا
 سامان دعوت مہیا کیا آپ بھی پاس بیٹھا خورشید نے حال زخم کے اچھے ہوئے کا پوچھا ایم جی نے تمام سرگزشت اپنی
 بیان کی اور کہا کہ مجنی خورشید مجھے سارا ماجرا سنایا لوگ ایسے قابوچی ہیں مہو کھتے تھے کہ نورالدین ہر غضب کا ہو اور دلوں
 تو ہلاکا ہو خدا کی شتر سے بچانے رکھے میرا تو ناک میں دم ہو اسکے ہاتھ سے خورشید بولا بھائی امین اب اس دلوں نے
 گوزندہ نہ چھوڑ دنگا ایرج نے کہا اے خورشید دیدار بھلا کا ہوا بھی تھے بال نہیں پڑا ہر جگہ ایک عرصہ ہو چکا اسے دیکھتے
 ہوئے اول تو نورالدین ہر اسے میدان میں لکھنے کا ہیکو دنگا اور جو دودھ دیا نہ آیتا تو آفت ڈھایا گنا خورشید
 نے کہا کہ سمجھا جائیگا ایرج بولا کہ اب بھی ہے تھے بھائی چارہ ہو جائے خورشید بولا کہ میں کیا تھے باہر ہوں
 زبان سے جو کہا سو کہا تمام جسم میں جو کچھ ہو زبان ہو غرض ایرج نے خورشید سے کہا کہ کل ہمارے یہاں
 متحاری دعوت ہو خورشید نے کہا کہ اچھا بس ایرج رخصت لیکر چلا گیا اپنے خیمے میں کھانا کھا کر سو رہا صبح
 کو جواٹھا خورشید کی دعوت کی باری کا حکم دیا وہ ہر تیار رہی شام کو خورشید نے جا کر تاج رنگ کی صحبت اہماتہ دیکھی کھانا
 کھایا آتش بازی چھڑوائی رات بھر بیدار رہے صبح کو خورشید جو رخصت ہونے لگا ایرج سے کہا کہ کل ہمارے
 یہاں آپ کی دعوت ہو ایرج نے کہا قبول ہو لیکن ضرغام شیردل نے یہ خبر اسد کو دی کہ کل ایرج نے خورشید
 کی دعوت کی تھی آج خورشید نے ایرج کی ضیانت کی ہو اسد نے کہا خیر ان دونوں یا جیون کو درست کر دنگا
 کمان جاسے ہیں میرے ہاتھ سے اور کہا کہ شرننگ لاؤ ہمارا لباس شب روی اسنے دست بچہ سامنے لا کر رکھ دیا
 اسد نے صبا بانڈی لگے میں اپنی کند بازو پر باندھی گوچین سر سے لپیٹا سپر تلوار قبل میں ڈالی سیاہ و دھاتے
 کا جھرمٹ مارا ضرغام کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور آیا لشکر خورشید میں دیکھا کہ ٹٹا ٹھہر بند ہی ہو چراغان سے
 زمین فلک انجم معلوم ہوئی ہو آتش بازی انواع طرح کی چھٹ رہی ہو اور فرش تہامی کا کیا ہوا ہو زور بفت کا
 ٹکڑہ کھینچا ہوا اسکے پیچے مسند پر ایرج بیٹھا ہوا اور ایک طرف خورشید بیٹھا ہو ایرج کے رفیق بھی بیٹھیں
 اسد دیکھ کر جل گیا ضرغام سے کہا کہ دیکھو اس ستارہ پرست کو سزا دیتا ہوں اسی وقت ایک ساتی پسری
 صورت بنکر جام و صراحی ہاتھ میں لیکر صحبت میں آیا اور وہ جو ساتی شراب پیارا تھا اس سے کہا کہ تم شکر
 لگے ہو جاؤ تمام کردار ہم پلانٹیکے اسے قیمت جاب چلا گیا اسد نے جام بھر کر کے خورشید کے ہاتھ میں
 دیا اور کہا اوستارہ پرست یہ مجھے الگ ہو کے اس بزانہ بچے سے لکڑی بیٹھا ہو منہ اسد بن کر باغازی
 میں بنگو چین سے بیٹھنے دو گنا یہ لکڑی خنجر مارا خورشید نے ہاتھ پر رکھا تھا کہ ہتھیلی کو توڑ کر باہر نکل گیا خورشید
 غصیلے نہ پایا تھا کہ ایک خنجر اور مارا وہ اسکی ران پر پڑا کہ خورشید بیہوش ہو کر گر پڑا غل ہوا کہ اسد نے
 خورشید کو مارا ایرج اُدھر سے دوڑا اسد بھاگ کر صحبت سے باہر آیا اور بیٹھ گھوڑے پر روانہ ہوا
 بیان ایرج نے جراح کو بلوایا زخم میں ٹانگے لگوائے صبح ہوئے خورشید کو ہوش آیا ایرج نے کہا دیکھا
 تھے اس دبوٹے کی چالاکی کو خورشید بولا ہاں وہ مجھ کو مار چکا تھا ایرج نے کہا خیر اب کسان ہائیگا
 ہمارے ہاتھ سے غرض ایرج سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا اُدھر اخبار نورالدین ہر کو پہنچا اسد سے کہا
 کہ میان یہ کیا حرکت تھے کی کہ بھائی صاحب مجھے تاب نہ آئی کہ ایرج نے اس باجی سے ایسی صحبت کی ہو کہ
 اسکو پہلو میں لیکر بیٹھا ہو اور میں نے لاکار کر خنجر مارا تھا زندگی تھی کہ بچ گیا اسکی بد عنوانیاں تو آپ پر ظاہر ہیں
 شاہزادہ نورالدین ہر نے فرمایا کہ تھے اسکی بہن سے عشق کیا اور لیکر چلے آئے اور وہ نورسوا سے عالم ہوا پھر سوا لے

جان و جس کے اور جان لینے کے کیا چارہ ہو سپہر آگے یہ نہ یاد دستان میں کہ اسکے دربار میں پہنچ کر اور بھیلہ ساقی گری
اسکو خنجر مارا کہ اسکی حیات باقی تھی کہ وہ تمھارے ہاتھ سے بچ گیا آئندہ ایسی حرکت نہ کرتا ہمارے بہت خلاف ہو گا اس
نے کہا کہ اب تو بچ گیا نہیں تو میں کام تمام کر چکا تھا خیر یار زندہ بچت باقی اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا جب تک
وہ اس کر باس خردش پچہ بازاری کی ملاقات سے دست بردار نہ ہو گا میں ہرگز اسکو بے مزاد دینے نہ رہوں گا
نور الدہر نے کہا بھائی صاحب آپ ہی بہادر و شجاع ہیں مگر ٹکوں مناسب ہو کہ ہمارے خلاف مزاج کے کوئی امر
نہ کرنا چاہیے دن بھر یہی ذکر و تذکرہ رات کو خبر معلوم ہوئی کہ امیرج خورشید کے دیکھنے کو گیا اسد شیردل اپنے
ساتھ قزاقوں کا لشکر لیکر بلوچستان لشکر امیرج پر گرا ایمان بھی وہ سب آفتاب پرست مسلح و مکمل تھے تلواریں بیکر
کے خیموں سے نکلے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی اسد ان آفتاب پرستوں کے سامنے سے مثل فراریوں کے رخ بھر کر مع لشکر
قزاقان چلا اور لشکر امیرج نے قناب کیا اسد بھیچے پھٹا چلا آتا رہا اور آفتاب پرست قناب کمان بھیچے چھپے اسد کے
ہیں اسی طرح اسد ان آفتاب پرستوں کو اپنے ساتھ لگائے ہوئے لشکر خورشید میں آہو نچا ستارہ پرستوں سے
تلوار چلنے لگی اسد شیردل لاتا بھڑتا صاف مع قزاقوں کے نکل گیا ایمان آفتاب پرستوں اور ستارہ پرستوں
میں جنگ عظیم ہوئی رات بھر خوب تلوار چلی بڑا کشت و خون ہوا صبح کو حال معلوم ہوا آفتاب پرستوں نے ستارہ پرستوں
کو چھاپا سب جدا جدا ہوئے لڑائی موقوف ہوئی امیرج نے خورشید سے کہا کیوں اس دیوانے کی حرکتوں کو دیکھا
نئے آپس میں لڑائی کر دادی آگ لگا کر آپ الگ ہو گیا خورشید نے کہا خیر سمجھا جائیگا کبھی تو میرے ہاتھ لیکے انھیں
امیرج تو لشکر لیکر اپنی فرد و گاہ پر آیا ایمان خورشید نے طبل جنگ بجوایا اور لشکر امیرج میں کوس حربی بجا
ایمان ہر کاروں نے نور الدہر کو خبر دی کہ رات کو اسد شیردل نے آفتاب پرستوں پر بخون مارا
اور اسے لڑتا ہوا لشکر خورشید پر آپڑا لڑائی ہونے لگی آپ وہاں سے صاف نکل آیا لشکر خورشید اور لشکر
امیرج میں تمام رات تلوار چلائی نور الدہر نے اسد سے کہا کہ واہ وا بھائی صاحب آپ خوب بیٹھے بیٹھے
شعبہ سے کرتے ہیں اسد نے کہا کہ اب دیکھیے گا ہوتا کیا جو ان ستارہ پرستوں کو انشاء اللہ درست کرتا ہوگا
کہ عمر بھر یاد کریں یہ ذکر تھا کہ دوسرے ہر کار سے نے خبر دی کہ لشکر آفتاب پرستان و ستارہ پرستان میں طبل جنگ
بجا ہے نور الدہر نے بھی حکم دیا فوراً اور بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر بیٹوں لشکر دن میں تیاری
جنگ و جدل رہی کوئی تلوار کو صاف کر کے باز نہ دیکھتا ہو کوئی سنان نیزہ جان ستان آبدار نہ ہو کوئی نیزہ دن
کو تر کش میں بھرتا ہو کوئی گرز گران سنگ کو نو لکڑی ضرب یاد کرتا ہو کوئی سپہر تھو انسکر سوچتا ہو کوئی خود و زور
سے آراستہ ہوتا ہو کوئی دستا سے نہیں کرتا ہو غرض کہ صبح تک جو اتان فوج و لشکر سامان کاردار میں
رہے جب سحر ہوئی معرکہ آرا سے کاردار ہوئے اور قلعہ مشرق سے خسرو خا ورمع لشکر شجاع عرصہ
فلک بلوچری پر مسلح مکمل طور و دنیا تخت احمری پر صدمت کتان جلوہ گر کمال خیزی ہوا بیٹوں لشکر معرکہ آرا سے
کارزار ہوئے ہر طرف صفیں آراستہ ہوئیں بعد آراکش میدان نقبا سے بلند آواز صدائیں دینے لگی
ایک پہلوانان دلاور و ای جوانان نام آور میدان میں آڈھنر جنگ دکھا ڈھستہ کارزار کر دتلوار
کے رنگ دکھا و زیب چاوشان لشکر سب سنگ نگران تھے کہ دیکھیے کون میدان میں نکلے ہو کہ علمہا سے
ستارہ پیکر جلوہ گری پر اسے آواز کز دم و گاؤ دم بغیری دما موں کی بلند ہوئی خورشید ستارہ پرست نے
مرکب اچھاڑا یا سامنے تخت اختران شاہ کے آیا اور اجادت میدان حرب کا خواستگار ہوا اسے

کہا کہ جاؤ خدا و دیروں میں بخار اچھا و نگہبان ہو خورشید مرکب ماہ ارش کو چکا کر میدان میں آبا سبیل خوب شوری
 کی برچھا ہلا یا مرکب کو کاوسے پر لگایا پھر مبارز طلب کیا سعد عدنی لشکر نور الدہر سے نکلا اور ہر مزتا جدار سے
 رخصت کارزار لیکر میدان میں آیا خورشید کا مقابلہ کیا بعد نگہ و رزنی و سختی نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ
 سعد کا ہوائی کیا سعد عدنی نے تلوار ماری خورشید نے دارا سکارہ کر کے ہاتھ تلوار کا مارا تا دو اسہ و اتر
 ہوا سعد نے دوستانہ مارا تلوار نکل گئی سر سے خون کا دریا جاری ہوا سعد بیوش ہو گیا خورشید نے چمک کر پھر
 مبارز طلب کیا پیکر بن اسلم لشکر سے نکلا وہ بھی خورشید کے ہاتھ سے زخمی ہوا اس طرح خورشید نے شام تک
 سات جوانوں کو زخمی کیا تین بہادر وں کو جان سے مارا طبل باز گشت بچو اگر خود خورشید مع لشکر اپنی فرود گاہ کی
 طرف پھر گیا داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پیکر خورشید مستند پر جلوہ آرا ہوا دور در جام سے
 گردش میں آیا جب نشہ شراب میں چور ہوا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور کہا کہ کل صبح نور الدہر کو مزنا ہو چکا
 تو اپنا نام خورشید نہ رکھا فوراً نقارہ رزنی پر چوب پڑی ہر کار سے خبر لیکر روانہ ہوئے ادھر نور الدہر پہنچا
 کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ میں آئے جراحون کو بلوا کر سب کے ٹانگے دلوائے مزجم کی بنیان چڑھیں علاج ہوئے
 لگا کہ ہر کاروں نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ ادھر لشکر میں طبل جنگ بجایا ہوا شاہزادہ نور الدہر نے
 فرمایا کہ افضل ایزدی ہمارے بھی لشکر میں کوس حربی بجے بموجب حکم شاہزادہ والا قد ر نقارہ رزنی پر چوب پڑی
 رات بھر سامان جنگ و جدال بدستو رساق ہوا کیا صبح کو تینوں لشکر معرکہ آرا ہوئے بعد ازاں سنی صنف
 جدال و قتال چاوش نیب دیکر چلے گئے خورشید مرکب ماہ صورت کو چکا کر میدان میں آیا مبارز طلب ہوا سب
 خطر تھے کہ دیکھے آج کون مقابلے کو ادھر سے نکلتا ہی کیا یک طور بن املر ہر مزتا جدار سے اجازت لیکر
 میدان میں آیا بعد نگہ و رزنی اور سختی کے نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا طور بن تلوار ماری
 خورشید نے تلوار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار سر پر پڑی تا دو اسہ و اتر گئی طور بن زخمی ہو کر بیوش
 ہو گیا خورشید نے پھر مبارز طلبی کی اسی طرح تا شام خورشید نے کئی سردار زخمی کیے اور طبل باز گشت
 بچو اگر پھر اگر آواز دی اسی سردار ان لشکر نور الدہر کہد بنا کہ کل سواے نور الدہر کے کوئی میرے
 مقابلے کو نہ آئے غرض کہ پھر خورشید اپنے خیمے میں آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پیکر دور در شاہزادی
 میں مشغول ہوا جب نشہ شراب سے دماغ گرم ہوا پھر طبل جنگ بجوایا اور نور الدہر زخمیوں کو لیکر بارگاہ
 میں داخل ہوئے زخمیوں کا علاج کیا ہر کاروں نے پھر خبر دی کہ طبل جنگ ادھر بج رہا ہے نور الدہر نے
 بھی حکم دیا ادھر بھی نقارہ رزنی پر چوب پڑے حاجین میں تباری جنگ و جدال اور سامان حرب و ضرب
 میدان قتال رات بھر ہوا کیا صبح کو تینوں لشکر معرکہ جنگ میں آئے میدان آراستہ ہوا ہر طرف صفین برابر
 اپنے اپنے مقام پر جم گئیں نشان لشکر کے پھر سے کھلے صدائے زیر دہم بلند ہوئی انقب صفوں سے نکل کر نقارہ
 مردانہ وار کرنے لگے دل بہادر دن کے بڑھانے لگے کو کیتوں نے کڑ کا کیا بعد اُسکے خورشید مرکب کو چکا کر
 میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا سب گمان تھے کہ دیکھے آج کون مقابلہ خورشید کو آہو یکا یک علمائے
 لشکر اسلام جلوہ گر ہوئے ان سران فوج کی سلامی ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مالیشان مرکب پری
 پیکر پرچہ سحر سائنے ہر مزتا جدار عالیہ قار کے آئے اور اجازت میدان طلب کی ہر مزتا جدار سے فرمایا جاؤ تمکو سپرد
 ہو دو گار کیا نور الدہر سلام کر کے عازم کارزار جدو قار ہوئے خورشید مرکب کو چکا کر نگہ و رزنی ہوا کہ برابر

پہونچکر سپر سے سپر لڑی مرکب گرد و برد ہو گئے مرکب خورشید کا پانچ قدم چھپے ہٹ گیا اور مرکب شاہزادہ نور الدین
 کا دو قدم پسپا ہوا شاہزادہ نور الدین ہر نے بعد چشم و قمر خورشید سے کہا کہ تھے ہمارا کتنا نامانا بہت برا کیا خورشید
 نے کہا کہ وادہ وادہ بقول عاقلان دل برخاستہ عذر بسیار تم لوگوں سے خدا محفوظ رکھے جیسا تم لوگوں کو اچھا جانتا
 تھا ویسا ہی تھے سلوک کیا خیر اسکا عوض نہ لیا ہو تو نام اپنا خورشید نہ رکھا ہو نور الدین ہر نے فرمایا جو کچھ تھے
 ہو سکے کرنا خورشید نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نور الدین ہر نے نیزے پر نیزے کو رد کا نیزہ بازی ہوئے لگی بیاٹنگ
 کہ سناہین بناہین نیزہ دن کی بیکار ہو گئیں نیزے ہاتھوں سے بھینک دیے دونوں سے گرد گردان اٹھائے چوٹیں
 چلنے لگیں خورشید نے جو گرد مارا نور الدین ہر نے گرد کو گرد پر روکا گھوڑا کھٹون تک زمین میں عرق ہو گیا شاہزادہ
 نور الدین ہر نے پودھا باگ کا لیکر ایک چھوٹا سی مرکب کو بتائی گھوڑا ایک کر نکلا نور الدین ہر نے بڑھکر گرد کا وار کیا
 خورشید نے گرد کو رد کا بار گرد گردان سے مرکب خورشید تاکر زمین میں دھنس گیا گرد اڑی میدان مذم تیرہ قار
 ہو گیا غرضکہ خورشید نے مرکب کو یکوشش تمام زمین سے نکالا اور تلوار بھینک دیا نور الدین ہر نے کہا شاہزادہ
 نور الدین ہر نے بکمال ہنس پر تلوار روک کر ایک ہاتھ شیر بادار کا مارا تلوار نے سپر خورشید کو کاٹ کر تادو
 ابرو پہونچکر مقام کیا خورشید نے خور آستانہ مارا تلوار جھنک لگی گئی چادر خون کی منہ پر آپڑی خورشید نے کہا
 کھا کر گھوڑے پر چھوٹے لگا لوگوں نے اگر خورشید کو سنیں لالہ بل با رگشت بجا بنون لشکر اپنے اپنے مقام پر پھر گئے
 خورشید خیمے میں آیا جراح نے زخم میں ٹانگے دیے بیٹی مرہم کی چٹھائی اس اثنا میں امیرج واسطے عبادت
 خورشید کے آیا اور کہا کہ کل میں اس سے مقابلہ کر کے تمہارا عوض لوگ خورشید نے کہا کہ دل تو یہ چاہتا تھا کہ
 میں اچھا ہو کر نور الدین ہر سے مقابلہ کرنا مگر خبر کل تھیں مقابلہ کر لو امیرج یہ سنکر اپنے خیمے میں آیا اور طبل جنگ بجا
 اُدھر شاہزادہ نور الدین ہر جو بارگاہ میں آئے سلاح جنگ کھولے پوشاک رزم اتاری لباس رزم پہنکر بیٹھے
 لوگوں نے عرض کیا کہ حضور طماس بن عقیل دیو پرور بہت بیمار ہو کر اسے اختر شناس نے کہا کہ اب وہ
 بیان کی طماس کو مضرب ہوئی اگر مناسب ہو طماس کو پیشہ کلنگان کی طرف روانہ کیجئے نور الدین ہر نے اس وقت طماس
 کو رخصت کر کے روانہ کیا ہر کارون نے خبر دی کہ طبل جنگ لشکر امیرج میں بجا ہو نور الدین ہر نے بھی حکم دیا اُدھر
 بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر جانی بن سامان جنگ و جدالی رہا صبح کو بنون لشکر عرصہ کارزار
 میں آئے صفین آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کرنے لگے کوکیت کر کے کہنے لگے علمائے لشکر اسلام جلوہ گر ہوئے
 پھر ہرے کھل گئے پرچم چک کر خورشید کی ضیاء باری دکھائے گئے ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کر یہ سو کر لائے
 اور یہ مقابلہ امیرج و نور الدین ہر کا بعد ایک مدت دراز کے ہوا ہر جس جنگ و جدال کا اشتیاق تھا نقیب
 کو بکمال درجہ تھا ہر ایک کو یہ خیال ہو کر دیکھیے اب کیا ہوتا ہو الغرض امیرج مالک بن ملکوت شاہ
 سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور لغزہ کیا منم زبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران لغزہ
 امیرج شعر ملک امیرج آن آفتاب منیرہ نظر کردہ قطب دوران سر پر بد بعد لشوری کے مبارز طلب کیا
 اُدھر سے شاہزادہ نور الدین ہر بعد چشم و قمر ہر مزاجدار سے اجازت کارزار لیکر میدان میں آئے اور
 بمقابلہ امیرج لغزہ زن ہوئے لغزہ نور الدین ہر نظیر حمزہ صا جقران بنشم و لغزہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدین
 چلنے لگا در زنی ہوئی سپر سے سپر لڑی دونوں گھوڑے گرد و برد ہوئے امیرج کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا مرکب
 نور الدین ہر دو قدم پسپا ہوا بعد اسکے نیزہ بازی ہوئے لگی طعن پر طعن چلنے لگی بیاٹنگ کہ نیزے بیکار ہو گئے

نوبت گردی پہنچی ایرج نے گرد مار انور الدہر نے سرگزر بہ دار و کا تق گرداٹھا گھوڑا تار بہ کہ خرق زمین ہو گیا
ایرج نے نعرہ کیا کہ زویم و بہت کردم اسد پکارا کہ او کر پاس فروش بچہ بازاری تیرا ایک بھی باجی بن ہو دیکھ
بھائی صاحب آتے ہیں تیری زبان توڑنے کو اسی اثنا میں شاہزادہ نور الدہر ترق گرد سے باہر آئے اسد
پکارا کہ بھائی صاحب یہ بہت لاف و گداز کر رہا تھا اب اسے نہ چھوڑے گا توڑ ڈالے گا اسکی گردن کو اور شاہزادہ
نور الدہر نے چھپٹ کر دار کیا معلوم ہوا کہ ایک کوہ چٹ پڑا اگر زبردست شاہزادہ سے نکلے گھوڑا تا بہینہ خرق ہو گیا
عیار ایرج کا چھپٹ کر آبا پانی کا چھینٹا دیا یو جہا مزاج کیسا ہو ایرج گھوڑے پر سے کود پڑا اور ہاتھ کا سمہارا
وہ مرکب زمین سے نکلا پھر شیت مرکب پر بیٹھ گیا تموار میان سے کھینچ لی نور الدہر نے بھی تموار کھینچی معلوم یہ ہوا
کہ دو بیلان کوند نے گھین لگا وہ ٹھہرتی تھی کہ ایک مرتبہ شاہزادہ نور الدہر نے ہاتھ بند دست پھڑال دیا تموار
بھینک دین گھوڑوں پر سے کود پڑے زور ہونے لگا تا دو پر کشتی رہی کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے گر اور
نور الدہر کو اٹھا لیا ایرج خوش ہوا اور دل میں کہا کہ یہ شیرا عظیم کا کرم ہو کہ نور الدہر کی پنجہ لگیا میں اس پر
کبھی غالب نہ آسکتا اور اب اقبال میرا درست ہو سو چکر مجھ مبارک طلب کیا کوئی لشکر نور الدہر سے مقابلے کو
نہ نکلا اسوقت ایرج نے خود گھوڑا لشکر اسلام کی طرف اٹھا دیا یہ حال دیکھ کر جملہ آفتاب پرست لشکر نور الدہر
کی طرف چلے اور عقب میں لشکر خورشید بھی واسطے امانت لشکر ایرج کے چلا تموار چلنے لگی عین گرمی جنگ میں
اسد اور خورشید کا سامنا ہوا خورشید نے آواز دی کہ او دیوانے کمان جاتا ہو بہت تو چیتا پھرتا تھا
اب میرے ہاتھ سے بچ کر کمان جا بنگا یہ لکڑی تو ار ماری اسد سے سپر پر رد کی سپرٹ لگی اور اسد زخمی ہوا لیکن
اسد بھی زخم کھا کر پھرا اور اسنے بھی تموار ماری خورشید نے سپر اٹھا لی تموار سپر کو قلم کر کے تادو اور اتری
زخم سر جو پارہ ہو گیا خورشید کو غش آئے لگا اسد نے فصد کیا کہ اسکو گرفتار کر لوں لوگ خورشید کو اٹھا
لے گئے لیکن دو لون لشکر دن میں تموار چل رہی ہو اور نعرے بن بن و گبر کے بلند ہیں لیکن ایرج سے کوئی
سامنا نہیں کرتا آخر کو اہل اسلام پسپا ہوئے کہیں بے افسر کی سپاہ لڑتی ہو جو کچھ کمال و اسباب لیا گیا
اٹھا کر بھاگے اور جو کچھ رہ گیا وہ خوب آفتاب پرستوں نے لوٹا ملبل شادمانی بجا ایرج بارگاہ میں آیا
اور سرکاروں کو بلا کر قلم دیا کہ جاؤ اور خبر لاؤ کہ لشکر اسلام بھاگ کر کمان گیا ہو ہزار مرتد نے کہا کہ سو اے
شہر فرنگو شہر کے اور کمان جا بیٹھے دوسرے دن خبر پہنچی کہ سب فرنگو شہر میں ہیں ایرج نے اسی وقت
کوچ کیا اور فرنگو شہر میں پہونچ کر قلعے کو چار طرف سے گھیر لیا اور چاروں طرف خیمے برپا کیے کہ ہمارے خون
سے کسی طرف شب کو قتل نہ جائیں اور کل تو ہم سب کو جن جن کر قتل کرینگے یہ سوچ کر انتظام اپنا درست
کر کے آرام گاہ میں گیا اسد نے بیان قلعے کا وہ بند و بست کیا کہ پردہ پر بھی نہیں مار سکتا درتہ دن کی گیا
تاب و طاقت ہو کہ اسکی فیلند دروازے پر بیٹھا دیکھ رہا ہو کہ لشکر ایرج کا کمان تک ہر شب کو اسد نے
ضرغام سے کہا کہ یہ آفتاب پرست تمام و کمال اسباب بھائی صاحب کا لوٹ لے گئے ہیں اگر تو ایرج کو ل
تو میں ان لوگوں سے تمام مال و اسباب لے لوں ضرغام نے عرض کیا کہ بہت خوب میں جاتا ہوں
اور لاتا ہوں یہ لکڑی روادہ لشکر ایرج ہوا بعد اسکے اسد نے شہرنگ سے کہا کہ تو بھی جا اور دیکھ کہ ضرغام
کیا کرتا ہو غرض کہ یہ بھی عقب میں روانہ ہوا ضرغام قریب لشکر ایرج کے پہونچ کر صورت اپنی بدل کر داخل
لشکر ہوا آئے آئے سائے بارگاہ ایرج کے پہونچا دیکھا کہ ایرج دنگل پر بیٹھا ہوا اور سردار دو جانب

کر سیون پر بیٹھے ہوئے ہیں محبت رقص گرم ہو سامان اور مشور سے قلعہ لینے کے ہوئے ہیں صرغام مختار ہوا
جب دربار برخواست ہوا سب اپنی اپنی خواہ گاہ پر آئے ایرج بھی اٹھ کر آرا گاہ میں آیا بعد خاصہ نوش فرما
کے سور باشا پور شیر دل بھی چو کی پیر سے درست کر کے جا کر سور ہا صرغام گردنیس کے پھر رہا ہر مقام گھات
کا ڈھونڈ رہا ہو لپٹ برنجی کی آیا دنیا کہ مترجی بیٹھے گھنٹہ گھیل رہے ہیں کہیں چو کسر ہو رہی ہو کوئی کسی شغل میں کوئی کسی
شغل میں دل بدلا رہا ہو غرض کہ سب جاگ رہے ہیں صرغام اپنی صورت تبدیل کر کے ایک ستے کی شکل بن کر شراب
عباری میٹھک میں بھر کر کیفیت نشہ پیدا کر کے روکھڑا ہوا چلا ساٹھ سے آیا مترجی کے پاس شراب ہو چکی تھی آدمی سے کہا
کہ دیکھو اس ستے کو بلا لودھ متکارے لے گا کہ اچھی میان بھینتی تھیں مترجی بلائے ہیں اسے جواب دیا کہ خداوند اب تو خوب
نشہ چھپے ہوئے ہیں گھر کو جانے میں کچھ لوگ دوڑے پکڑنے کے لیے یہ بھاگا تھوڑی دور پر روکھڑا کر گر پڑا لوگ اسے
پکڑ لائے مترجی نے کہا اسے تو آج ایسا بدست ہو کہ ہم بلائے ہیں اور نہیں آتا اگر میٹھک میں تھوڑی شراب
ہو تو لا بولا کہ نہیں پیر و سرشد و دو چار جام ہونگے مترجی نے کہا کہ جو دام کو وہ دین یہ شراب ہمیں دوا سنے کہا
کہ پیر و سرشد دام چاہے دیکھے چاہے نہ دیکھے یہ تو میرے آرام کی چیز ہے اس سے تو میری زندگی ہو جو آپ کو
دے دوں گا تو میں کیا پیو گا مترجی نے کہا بیٹھ بھی ہوش کی باتیں کر اچھا تو بھی پی اور ہم بھی نہیں اور دام بھی لے کہا بہت
اچھا غرض کہ سب نے خوب شراب پی اور آپس میں رو بھر کر بیہوش ہو گئے صرغام قنات چاک کر کے جھانکنے لگا دیکھا
کہ خاصہ در پیر سے پر گھر سے ہیں خد متکار بھی کر رہا ہو گھر آگھیں اسکی بند ہوئی جاتی ہیں صرغام جلدی سے ایک
خد متکار کی صورت بن کر اسکے پاس آکر کھنے لگا کہ میان تختا راجی چاہے گھر جاؤ چاہو یہاں سو رہا اب ہم جاگتے
ہیں اسنے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم ہو کون اور آئے کہا نے ہو نو کرب ہوئے جا کر انگ لیٹ رہا بعد اسکے خاصہ در کو
پہنچا کھلا کر بیہوش کیا اور جاوے عیاری پکڑ کر چرخ دیا کہ جتنی تمہیں روشن نہیں گل ہو گئیں ایک آدھ شمع مصلحتاً تم
وہی اب ایرج کے پلنگ کی طرف چلا ایرج کی یہ عادت ہو کہ روضہ اندھیرا ہوا اور گھر آکر آنکھ کھل گئی ابھی
صرغام مسہری سے دور تھا کہ ایرج نے ایک سیاہ پوش کو آئے دیکھا چپکا دم بچو دگھات میں پڑا رہا جب
صرغام مسہری کے قریب آیا اور بیہوشی سنگھانے کو ہاتھ بڑھایا ایرج نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور آواز
دی کہ اسے کوئی دھولہ روشنی لاؤ میں نے ایک عیار کو پکڑا ہر فراس دوڑے ہوئے آئے اور شمع روشن کی لہریج
نے پہچانا اور کہا کہ کیوں صرغام تجھے اسد نے میری گرفتاری کو بھیجا تھا صرغام بولا ہاں آیا تو ایسے ہی
ارادے سے تھا لیکن اقبال تیرا یاد تھا کہ بیچ گیا اور جب موقع ہو گا لیجاؤں گا ایرج نے کہا کہ میں تجھے زندہ
کھا سکیں جو پوڑ دیکھا صبح کو تیرا بند بندہ اگر دنگا پھر سون میں بند ہوا دیا اور آپ پھر مائل خواب ہوا
ابھی رات نے دوپہر سے نماز نہیں کیا تھا شہرنگ جو صرغام کے پیچھے پیچھے آیا تھا اسنے جو یہ حال دیکھا
اسنے بیرون بھاگا کہ اسد کو جلد خبر گرفتاری صرغام کی کر دوں کہیں ایسا شو کہ قبیح کو صرغام قتل ہو جائے
یہاں ہر عزتا عدا رے تخت پر جلوہ فرما ہیں اسد بن کر سب غارتھی و نکل پر بیٹھا ہوا ہر وقتا گرد و پیش
جمع ہیں رات زیادہ جانے کی وجہ سے بادشاہ بار بار فرماتے ہیں کہ اے اسد اب تم اپنی خواہ گاہ
میں جاؤ کہ پھر اور لوگ بھی رخصت ہوں اور استراحت کریں اسد نے جواب دیا کہ اے شہر بار میں نے
صرغام کو داسے گرفتاری ایرج کے بھیجا ہے میں اسکا راستہ دیکھ رہا ہوں آپ دربار برخواست
میں بیٹھا ہوں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اسی اثنا میں شہرنگ آیا اسد نے پوچھا کیوں شہرنگ

حضرت غلام کمان، شیرنگ نے بخاطر مول جان کیا کہ حضور اسکو امیرج نے بکڑ لیا بس یہ سخت ہی خشناک ہو کر کہا کہ ابھی جا کر اگر
 حضرت غلام کو چھڑایا ہوگا تو اپنا نام اسد رکھا ہوگا اور شیرنگ جاو جلد اسباب عیاری لاہر مہرنا جدار نے منع کیا کہ آپ زخمی ہیں آپ
 جانا مناسب نہیں ہے کسی سننا ہو اپنی بڑی مار رہا اور کچھ بادشاہ کا بھی پاس دلچا نہیں کرتا کہ رہا ہو اگر وہ ہزار بی حضرت غلام کو مار ڈالے گا تو میں
 بھرا لیا رفیق کہا ہے پاؤں لگا جاتا ہوں یا تو میں نے اپنی جان دی اور یا اسے چھڑا لیا شیرنگ نے دست بچہ لا کر رکھ دیا اسد نے اسکو
 لٹھو لٹھو سیاہ باندھی گلے میں ڈالی اسباب عیاری تن پر آراستہ کیا سیاہی کا لٹا بکر شیرنگ کو ساتھ لیکر چلا آئے آئے داخل لشکر امیرج
 ہوا راہین گھات کی دیکھتا ہوا چلا آیا اب رات نے دوپہر سے بجاؤ کیا ہو ڈکانین بند ہیں کتے بھونک رہے ہیں لوگ غلام کے گشت
 پر ہیں اسد برابر خیمہ امیرج کے پہونچا اور اس مقام پر آیا کہ جہان فراش حضرت غلام کے بیہوش کیے ہوئے ہے جسے میں شیرنگ نے
 نشان دیا کہ دیکھو اس طرف سے حضرت غلام گیا تھا دیکھو قنات بھی چاک ہے اسد بھی وہیں آ کر بیکر کر جھانکنے لگا دیکھا کہ خاصہ دار
 جاگ رہا ہے اور حضرت غلام ستون سے بندھا ہوا ہے امیرج بجز سوراہا اسد نے پروا نہ بیہوشی کے آئے اور شمع کی لور بادے
 وہ چلا دروہداں پھیلایا جس سے خاصہ دار اور خدمتگار دفن بیہوش ہو گئے اسد اندر آیا چلے حضرت غلام کو چھڑایا بعد امیرج
 کو بیہوش کر کے پٹنارہ باندھ کر شیرنگ کو دیا تمام لشکر امیرج کو طو کرنا ہوا قلعہ میں آیا امیرج کو اسی عالم بیہوشی میں طوق و بجز میں
 بیکر کر مسلسل کیا رات گزری صبح کو ہر مہرنا جدار نے دربار آراستہ کیا تخت پر جلوہ افروز ہوئے سردار جمع ہوئے نگاہی اٹھا
 میں اسد دلا در داخل دربار ہوا ہر مہرنا جدار نے بوجھا کر اسد دلا و حضرت غلام کے چھڑانے کی کیا تدبیر کی عرض کیا کہ اس شیر غلام
 کو بھی چھڑایا اور امیرج کو بھی گرفتار کر کے لایا ہوں ہر مہرنا جدار نے منہسک فرمایا کہ یہ کیا کہتے ہو مجھے بھی مزاج کر لے ہوا اسد نے
 کہا ادھی گوی حضرت غلام لاؤ امیرج کو حضرت غلام امیرج کو سامنے لایا بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اسد غازی مر جا میرا
 صاحب الادہ ایسے ہی ہوتے ہیں غولہ جو دربار میں آتا تھا وہ انکی تعریفیں کرتا تھا اسد نے کہا کہ اسے ہوشیار کہ حضرت غلام نے قیلہ نعلین کی
 لیا امیرج کی آنکھ کھلی عرض حضرت غلام کے اپنے کو وابستہ اور حضرت غلام کو سہا دیکھا اسد پکارا کہ پاس خود پیش بجا بادا ہی آنکھ کھول کے دیکھ تو میں
 کہ تو کس بلا میں گرفتار ہو میں نے حضرت غلام کو چھڑایا اور نکال کر گرفتار کیا امیرج اب جو چاہے اس طرف دیکھتا ہے تو دربار آراستہ ہے ہر مہرنا تخت پر بیٹھے
 ہیں اسد کرسی پر بٹنگا چکن پھینک رہا ہے کہ آج جان بکلی ہے ولیا نہ مجھے زندہ چھوڑ دے گا آہ کانرہ مارا کت افسوس ملنے لگا اور کہا کہ اسد
 تھا کہ تو مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہو دوسرے کی یہ جرات دیکھی کہ چھپرے تھہ قال دیتا اسد بولا افاقہ اب پرست اس خوش آمد سے کیا حاصل
 میں تجھے تمام اسباب بجا صاحب کا لیلو لگا اور تجھے فلبنہ دروازے پر لیجا کر اس ہندی کو کہ جو قیرا عاشق ہو دکھا کر قتل کر دینا امیرج
 نے کہا کہ اسد جو قیرا جی چاہے وہ کر لیکن ایسے کلمات سننے سے نہ نکال کہ لندہ صورت میرے آپ کی جگہ ہے اسد پکارا سچ ہو عاشق باپ
 بھی زیادہ مہربان ہوتا ہے قلعہ مختصر امیرج کو فلبنہ دروازے پر لائے اسباب سیاست منگوا یا کلمات طعن آمیز کی امیرج پر بوجھا
 کر لے لگا امیرج خاموش سننا ہے اور کچھ جواب دیتا ہے تو بہت نرمی کے ساتھ اور حال بخینے خود شید ستارہ پرست کا کہ اسے دوپہر رات کے
 بجز سوچی تھی کہ امیرج نے حضرت غلام شیر دل کو بکڑا ہے یہ صبح کو اٹھا کہا کہ مر کب ہمارا لاؤ کہ اس عیار کے قتل کی سعی کو بجا نہ ہو رہی
 اس دیوانے نے میرے دل پر داغ دیلے ہیں اگر زمین جانوں تو شاید امیرج اسکو رحم کھا کر چھوڑ دے یہ کہ مر کب پر سوار ہو کر چلا جاؤں
 چھڑا امیرج کے پہونچا آواز گرہ پر دزاری کی سنی گو کب سے کہا اسے دریافت تو کر یہاں کیسا ہے اسنے دریافت کر کے عرض کیا کہ رات کو اسد
 حضرت غلام کو چھڑا کر امیرج کو بکڑ لیا گیا ہے سنکر خود رشید نہایت آزرده ہوا اور اسے پھر اٹھا ہوا اسباب سیاست دوزہ قلعہ پر
 موجود ہے اسد کا ارادہ ہے کہ امیرج کو قتل کرے خود رشید کو یہ سنکر کمال صدمہ ہوا اپنے لشکر میں پھرا یا اور اسی وقت شہر خترہ کو روانہ
 ہوا بیان مالک بن ملکوت شاہ و لاہوت شاہ و طرما سب وغیرہ سب سوار ہو کر سامنے ملے کے آئے میں دیکھا کہ امیرج تلوار
 و بجز میں گرفتار نہ رہا ہے اور ہر مہرنا جدار تخت پر جلوہ افگن ہے اور اسد غازی کرسی پر بٹنگا رہا ہے جلوہ افروز ہے مالک ہا

و غیر دے جھک جھک کر امیرج کو سلام کیا اسد پکارا شاہاں اپنے مالک کی پونہیں اطاعت کرتے ہیں لیکن میں اس باجی کا ہند بندہ کرونگا
اور اگر تم سب یہ چاہتے ہو کہ خیر و چارون اسکی جان بچ جائے تو تمام مال و ہباب شاہزادہ نورالدین ہر کا جو لوٹ لینگے ہوا ذریعہ کہ مالک بن
ملکوت شاہ کو قریب بلایا و دربار میں اسد کو اسباب دینے کے بارے میں کیا کہتا ہو اسنے اعتبار حکمران کی کر مجھے کیا مقرر ہو
تمام مال و اسباب ابھی حاضر کیے و تیار ہوں اسد نے کہا کہ اگر مردود تو نے امیرج کو منع بھی نہ کیا کہ وہ اسباب بھائی صاحب کا لٹوئے اسنے عرض کی
کہ امیرج میری شہادت میرا کتا کوں ستا ہو اور میں نے اسے ایسا اور ہر سون چھپے گا تو قصاب سے ڈرتی ہو اسد بولا اور امیرج اسے تو مجھے قصاب
بنام ہو مالک متروا نہ پیدا دے اسے ایک حکم دیا کہ بھائی صاحب کو جان بچا کر دے اور اگر وہ اسباب دے مال کا جاتا ہو مالک بن ملکوت شاہ ایک
ایک چیز اسد کو دے گا جاتا ہو اسد غازی فرما دینے میں یہ ہو سکتی ہو ایک ایک چیز پر صا کرتے جاتے ہیں و روانہ قلعہ کا کھلا ہوا ہو مال اندر رکھا
جاتا ہو اسد نے مالک کو ڈانٹ ڈانٹ کر کچھ اسباب امیرج کا بھی منگوا دیا یہاں تک کہ لوگوں نے عرض کی کہ اب سب اسباب آگیا اسد تلوار کھینچ کر
امیرج کے قتل کو پہلا امیرج کو قتل نہیں چاہتا کہ وہ دیوانہ زندہ نہ چھوڑے گا تمام سردار امیرج کے طرف ماسپ وغیرہ چلانے لگے کہ امیرج اسد یہ کیا کرتے ہو
چاہو کہ لیکن امیرج کو قتل نہ کرو و اسد امیرج اپنی چھوری پر دو رہا کہ ہر مرتا جہاد نے اسد کو پکارا کہ امیرج اسد غازی خلیفہ میرے پاس آؤ
ابھی اسے قتل نہ کرو اسد قریب آیا ہر مرتا جہاد نے فرمایا کہ تمہیں صاحبقران کا قول کچھ نہیں یاد ہو کہ بارہا امیر نے فرمایا کہ امیرج میری اولاد
میں ہے اسے جو قتل نہ کرو میرا دشمن ہو اور لندہ صورت کو اسد واسطے حاضر کر گئے ہیں دوسرے یہ کہ اگر اسکو قتل نہ کیا تو خطر ماسپ ابھی غلام میں جس
ایک کا اس سے کون اسکی اس اسطرح جو بھائی اسد نے عرض کیا کہ حضور کو اختیار ہو اور پکار کر کہا کہ امیرج قصاب پر ہوتا و شہر بار ہر مرتا جہاد کو
کہ امیرج کی جان بخشی کی اب جب تک کہ صاحبقران نہ آئے گی یہ بیان قید رہے گا قصاب پرست پھر خوش ہوئے لیکن لندہ صورت چھپا ہوا چھپے چھپے
تھا اپنے دل پہ نشان لپا تھا کہ جو قتل اسد بھائی امیرج کے آجائے اور تلوار واسطے قتل کے آئے اسے اسوقت تو غور کر کے دوڑ پڑا اور امیرج کو لہجہ
یہ سنا کہ ہر مرتا جہاد نے امیرج کی جان بخشی کی تو جان تازہ ہونے میں آگئی ساتھ آفتاب پرستوں کے پھر گیا اور صلا سمیٹنے امیرج کو زندہ فین بھجوا دیا جو کی ہر
قافہ ہو گئے پانچ چار روز گذرے ہو گئے کہ ایک دن اسد کی پسلی پڑی کہ امیرج خیال کیا کہ اسنے اس آفتاب پرست کو جو بھائی امیرج کا اب ہر گز نہ چوک اور غور
اسے قتل کرے جو کہ دروازہ زندہ لپکا برآیا قتل کھلایا اندھا کر جو دیکھتا امیرج کا نام و نشان نہ پاتا پست پرست زندہ تھا کہ قتل لگی ہوئی دیکھی پست پرست پرست
کا بچا ہوا اسوقت طیش کھا کر کل مکان پر دیو چہرے کیا دیکھا تو مکان کھلا ہوا پڑا ہوا حیران و پریشان دہانے پھر ہر مرتا جہاد کی خدمت میں آیا اور کہا
کہ سبحان اللہ قریب بادشاہت آپ نے کی امیرج کو اس روز میرے ہاتھ سے بھجوا دیا آخر وہ چھوٹ گیا دیکھو وہ کیسا بدلتا ہوا اب کیا کہیے گا ہر مرتا
یہ سختی میں ہو کر رہ گیا کہ امیرج اسد سے کہتے ہو کہ مالک آپ کو اسکی بھجوا دیا و ریافت فرمایا میں دیو چہرے عیار نے کھلونے سے نقب دیکر اسنے کال لگایا یہ
شکر ہر حری رنگت زرد ہو گئی کھائی اسد کا شکر تمام امیرج کو پکڑ دلائے ہوئے غضب ہو گیا اور حکم دیا کہ تلاش کرو عیار تمام شہر میں گھر
و صوبہ غصے لگے مگر کہیں تیار نہ لگا اب حال امیرج کا بیان کیا جاتا ہو کہ دیو چہرے نقب لپی کیے کہ امیرج کو چھڑا کر ایک اور مکان میں لایا ہو پہلے قید
بدن سے دور کی بعد اسے قید رفع بیوشی دیا امیرج ہوش میں آیا دیو چہرے سے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ امیرج دیو چہرے اتو ہمارے لشکر میں
جا مالک بن ملکوت شاہ سے خبر کر کہ یہ کہہ دے کہ وہ بل جھگڑا کر صبح کو یورش کر دے دیو چہرے شکر امیرج میں آیا مالک بن
ملکوت شاہ سے تمام کیفیت بیان کی اسنے خوش ہو کر بل جنگ بھجوا دیا اور صبر کارون نے آکر ہر مرتا جہاد کو
خبر کی کہ لشکر آفتاب پرستان میں بل جنگ بھجوا دیا امیرج کی رہائی کی خبر انکو پہونچ گئی ہر مرتا جہاد جواب دیا رضینا با اعتنا جو مرضی
السی رات اسی انتشار میں بسر ہوئی صبح کو ہر مرتا جہاد رفلیند دروازے پر مع رفقا آکر بیٹھے اور صبر سے آفتاب پرست بھی ہو گیا
کر کے قلعہ پر پہلے اور صبر سے امیرج نے دیو چہرے کے مکان سے نکل کر غور کیا کہ امیرج پرستوں کو بھجورہا ہوں میں مگر ایک ایک کو قتل کر دیا
کہ غصے کیلئے بھجوا دیا ہو اور تلوار میں مارنا ہوا قتل واقع کرتا ہوا چلا بس غلغلہ ہوا کہ امیرج تو قلعہ کے اندر سے نکلا تو لندہ از جو
ہو گئے تو میں چھوڑ چھوڑ کر اپنے اپنے ناموس کی حفاظت کو پہلے تمام شہر میں غدرج گیا ہر مرتا جہاد دیکھا کہ عجب بھجوا سی

ہر لوگوں کے پانوں کے نیچے سے زمین نکلی جاتی ہو اسی آفتاب پرست دروازہ قلعہ پر پہنچ گئے اور سے ایرج
ایا دروازہ قلعہ کا کھول دیا آفتاب پرست شرمین دروازے تلوار چلنے لگی اہل اسلام کا قتل عام ہونے لگا اسد نے جو حال دیکھا
دروازہ ہفت منظر سلیمانی کھلوا کر مع اپنے رفقا اور قزاقوں کے نکل گیا اور اہل اسلام جان پر کھیل گئے بہت سے مارے
گئے ہزاروں زخمی ہوئے ہر طرف تاجدار گرفتار ہو گئے اب دل فوج کا تو گھٹیا کہیں بے اندیشی سپاہ رومی ہر شوالہ مان بلند ہوا تمام اسباب اور ہل
نک گیا شرفرنگوشیہ میں پھر دین آفتاب پرست جاری ہوا اہل اسلام نے بحالت مجبوری و خوف جان قید کیا ایرج نے اسد کو ہر چند تلاش کیا
تہ یا معلوم ہوا کہ نکل گیا بار دیگر بارگاہ سلیمانی ایستادہ ہوئی انہیں بچکر جشن کیا تاج پر اٹھا کر ایرج نے ملکہ گیتی افروز کی یاد میں کہہ کر نکل
متردد سے کہا کہ میرا دل دیکھو کب وصل محبوب کا نصیب ہو صبح کو جانب قلعہ دروازہ لان کوچ کیا راستے میں قلعہ آفتاب نما بوداں پہنچا تو کل
میں زمین گشت کو کہ ایرج کی طرف سے وہاں کا حاکم پر طلب کیا وہ حاضر ہوا قد بستی کی ایرج نے اسے خلعت دیا اور تمام قیدی یعنی ہر مرد تاجدار
اور ان کے سردار و نوکروں کو قتل کے سپرد کیا اور تاکید کی کہ اچھی طرح ان کو بکھڑا کر لیں کیونکہ انھیں کوئی چھڑا لیا جائے اور ایک روز بیان رہا دوسرے
یوں کوچ کیا جب شہر مشتری حصار کے قریب پہنچا حکم دیا کہ نامہ سہیل خان کو لکھو کہ خدمت میں ہماری حاضر ہو نہیں تو جو حال کہ شہر
اختہ و آلودہ کیا اس سے بدتر تھار اعلیٰ کیا جائیگا سہیل خان بھر خزانہ و حمزہ صاحب قرآن پر نہایت غیبہ و خجندہ ہو عمر و جب
امیر کے بگڑ کر بادشاہ ہوا تھا اس نمک کی اطاعت اسے نہ تھی یہ کہ سیکو موجود جانتا ہو بس جس وقت نامہ ایرج کا آیا معنون نامہ سے
لگا ہی ہوئی اچھی سے کما اپنے کو وہ بزرگ صاحب قرآن جانتا ہر نقد سے لے کر حصار کے بارگاہ سلیمانی اساتذہ صاحب قرآن جو
ملگیا اسپر بھول گیا ہوا اپنی حقیقت کو بھول گیا ہر کد بنا اس کو پاس فروش بچہ بازاری سے کہ تو دشمن دین اسلام ہو میں تجھے
کسی ملاقات نہ کر دوں گا اور اچھی کو ذلیل کروں گے ٹکڑا دیا وہ با حال خراب خدمت میں ایرج کی بھر گیا تمام حال بیان کیا ایرج نہایت
پرہم ہوا کہ اخیر سچا جا بیگا اور اس وقت وہاں سے کوچ کر کے قریب شہر کے آیا سہیل خان مشتری حصار کی اپنی فوج کو آراستہ کر کے
پہر رات گئے لشکر ایرج پر شخون گر ایک طرف سے آیا اتحاد دوسری طرف سے نکل گیا رات بھر لشکر ایرج میں خوب تلوار چلی صبح کو
معلوم ہوا کہ سہیل خان شخون مار کر اس وقت نکل گیا ہزار ہا آفتاب پرستوں کے خون ہوئے ایرج نہایت پریشان ہوا پھر نیچے
لشکر کو درست کر کے قلعہ مشتری حصار پر نر نہ کیا سہیل خان نے جلدی سے پہاڑ پر جا کر بند پانی کا کاٹ دیا یکایک پانی جو آتا تھا
لشکر ایرج کا ڈوبنے لگا کتنے لوگ بگئے ہائی جلدی جلدی مال و اسباب لیکر بھاگے ایرج یہ حال دیکھ کر گھوڑا اڑا کر دوڑ لگا گیا اور
بارگاہ استاذ کرانی اب جو دیکھتا ہی تو قلعہ کے گرد و ریاست عظیم الشان پر رہا ہی قلعہ صبح میں نہایت غمناک ہوا لیکن غصہ کے
مارے کا جتنا اتحاد و ترکیب اٹھا کر اور متردد ہوا لیکن خیال ملکہ گیتی افروز کا تو پاتا تھا حکم دیا کہ جلد انگریز تیار ہوں
میں اس قلعہ کو ضرور لوں گا اور آہ سرد دیکھیں کہ افسوس صد ہزار افسوس یہ فلک لہزدہ انداز معشوق تک نہیں ہو بچنے دیتا
رخنہ پر خنہ چڑھتا جاتا ہر کام بنا ہوا بگڑا جاتا ہر بکھر یا محبوب میں خوب رویا ہنر اور متردد لے گا کہ اور دہڑا آفتاب پرستان
انگریز تیار نہ ہوا ہے میں قلعہ آکھو باسانی دلواد ونگا پانی ہائے اور طرف کو نکال دوں گا ایرج نے کہا کیونکر کہا کہ آپ میرے
ساتھ آجے فرنگہ اس وقت ایرج کو سوار کر کے وہاں لایا کہ جس مقام پر پانی ترک گیا تھا اور ایک بلند ٹیلہ تھا ہنرا
نے کہا کہ اسکو آپ کھدوا دیے سارا پانی بہ جائیگا مگر ان صاف ہو جائیگا کہیں نشیب کی طرف پانی رہ جائیگا اسے فکر نہ
سے بیٹا دیکھو گا پھر پورش کر کے قلعہ لے لیجے گا ایرج بہت خوش ہوا اور ہزار بلیدار لگا دیے وہ ٹیکر کھدے لگا خسر
سہیل خان کو پہنچی کہ ہنرا و متردد نے یہ تدبیر بتائی ہو کہا کہ صاحب قلعہ نہ بچے گا مگر خیر آفتاب پرست پانگیا کہ اسد
میں مال و اسباب بھرا کر زمین میں دفن کر دیا کہ جس وقت یہ آفت جائیگی تو پھر ٹکڑا لینگے اور خود سہیل خان تمام اہل قلعہ کو
لیکر قلعہ کی راہ سے نکل گیا اور معوسے کے گولہ از بنا کر توپوں پر پٹھا گیا اور ایرج نے جب وہ ٹیلہ کھدوا کر پانی بھاگنا دیکھا تو

برابر کرادیا فوراً طیل جنگ بجا دیا صبح ہوتے ہی گڑا ہنسی بکڑ کر نکلا لیکن اُدھر سے گولا گولی کچھ نہ چلا با سانی تمام امیرج و دربار
قلعہ پر پہنچ گیا بہتر ادبھی اگر شریک ہوا اور سردار بھی پہنچ گئے خندق پر بل بنا لیا تمام لشکر آئے لگا دروازہ قلعہ پر گرنے
مارا دروازہ کھل گیا بہتر اُدنے کے کہ اگر ہرگز اب کسیکو زندہ نہ چھوڑے گا قتل عام کیجیے گا امیرج جو اندر آیا کسیکو نہ پایا کیا
کہ اسی بہتر اُد کسیکو قتل کر دین بیان کون ہو غرض کہ تمام قلعہ چھان مارا مگر کوئی دکھائی نہ دیا ایک بھولی کوڑی تک نہ ملے بھلا
مال کیا کیا ذکر ہر ناچار اب کیا کریں ایک روز وہاں دیکر ملک زر لٹا کر دینہ ہوا

اب چنیلے داستان شاہزادہ نورالدین ہر کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسکو بیچہ اٹھا لیکھا تھا آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک جسمہ میں پایا سا غصہ تھا بد اسرغ پوش کو دنگل شکوت پر شملن دیکھا پر نیرادین
ناج رہی ہیں دیو حاضر ہیں نورالدین ہر کے سلام کیا نقاب اُڑنے جواب سلام دیا اور بلا کر کسی جو بہتر نگار رہ چھایا اور جام شراب
تواضع کیا نورالدین ہر کے کما اُد نقاب اُڑنے مجھے کیوں اٹھا اٹھا گویا میں تو امیرج سے لا رہا تھا نقاب اُڑنے کما اُد نورالدین ہر کے سلام
نہیں ہو کہ تو امیرج سے مقابلہ کرے کسو اسٹے کا امیرج دوستانہ شاہزادہ کا ورسپاہ کا ہر قاسم کا ہوا خواہ ہی نورالدین ہر کے کما اُد نقاب
قاسم نے تو مجھے اپنا فرزند کیا لیکن تو اپنی کیفیت سے مطلع کر مسلمان ہی یا کافر اگر مسلمان ہو تو آفتاب پرست کی طرف داری کیوں کرتا ہو اور اگر
کافر ہو تو مسلمان کیسے بجا ہو گا اور مجھے مقابلہ کر اگر تو مجھے غالب آئے تو میں تیری اطاعت کرنے کو موجود ہوں نقاب اُڑنے کما اُد مجھے یہ معلوم ہو
تھا کہ تو قاسم کا بیٹا خواندہ ہر اور میں تو مجھے رو تا مگر بیان دیکھنے والا کون ہو اب میں تجھے مہین مجھ سے دیتا ہوں چلا جا اور ایک دیو سے
خطاب کیا کہ اُسے شرف نگوشیہ میں پہنچا دے اور نورالدین ہر سے کہا کہ میں بھی غصب میں آتا ہوں دہین میرے محتار سے مقابلہ میں گ
غرض کہ وہ نورالدین ہر کو اپنے کانہ سے پر سوار کر کے لے آڈا اور فرنگوشیہ میں تو نہ اتار اسرحد باختر میں لاسے چھوڑ دیا ہر چند شاہزادہ
نورالدین ہر نے کہا کہ مجھ کو کمانی جنگ میں چھوڑے جاتا ہر کسی سستی میں پہنچا دے اُسے کچھ نہ سنا اُڑ کر چلا گیا شاہزادہ نورالدین ہر مجبور و ناچار وہاں سے
بیدل چلا شام کو ایک فطیہ میں پہنچا دیا نیکے زمیندار نے اُنکی صورت دیکھ کر بہت فاطر کی اپنے گھر میں لایا باغ و مندر و صلا یا کھا نا حاضر کیا
نورالدین ہر نے خاصہ نوش فرمایا اور اُس زمیندار سے پوچھا کہ یہاں سے شرف نگوشیہ کتنی دور ہو اُسے جواب دیا کہ میں نے نام بھی نہیں
سنا شاہزادہ رات بھر وہاں رہا صبح کو ایک گھوڑا اُس سے لیا اور کچھ خرفیان اُسکو دیکر خوش کیا اور سوار ہو کر ایک سمت کو باگ
اُٹھا دی جاتے ہائے کوئی ڈیر چھیر دن چڑھا ہو گا کہ صوب کی خدمت ہوئی ایک درخت بہت گنا معلوم ہوا اُسکے نیچے آکر زین پوش
بجھا کر بیٹھ گیا کچھ دیر گزری ہوئی کہ یکایک ایک ہرن تر خورہ سا شہ سے نظر آیا شاہزادہ سے نے جو چھوڑ کر مارا بھر پور مٹھا وہ ہرن
اگر کر نہ پنے لگا شاہزادہ سے نے دوڑ کر اُسے فرج کر ڈالا اور چھاتی سے آگ نکالی و ختن کی گری ہوئی خشک لکڑیاں چکر ملائیں ترکش میں
سے سے کھینچ کر اب لگائے بھوکھ لگی ہوئی تھی خوشبو کی بو بانی بھلی معلوم ہوئی تھی کہ اسی آتما میں آواز سمجھ کر کب کی آئی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلوں
گھوڑا اُٹھانے اپنے شکار کی تلاش میں چلا آتا ہر کے نگاہ اُس نقابدار کی پڑی دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین بیٹھا ہوا اسی ہرن کے گوشت کے
کباب بھون رہا ہے یہ دیکھتے ہی نقابدار گھبرا گیا جس ختن کو بھوکھ لگا تھا اُٹھ کر بائیں و دھیر غصہ کیا تو نے کہ میرے صید کو شکار کیا جائیگا کمان میرے پاس
اگر ایک عوض میں نہ بھوکھ صید نہ کیا تو اپنا نام نقابدار بادلوں نہ لکھا اور قبضہ پر ہاتھ ڈال کر اُسکے قریب آیا نورالدین ہر کے کما اُد شہزادہ نورالدین ہر کے معلوم
نہ تھا کہ یہ صید آج بہترین زمین پر نہ لگتا تھے غصا ہوئی معاف فرمائیے گا اب یہ ہرن بھی چڑا ہو کباب بھی حاضر میں چکر نقابدار اور غصہ میں آیا کہ ایک
میں پارہ گوشت کا محتاج ہوں میں صبح سے اسکے پیچھے خراب تھا تو نے میرے شکار کا زکوٰۃ دیا اب جب تک تجھے نہ ماروں گا چین نہ آئیگا نورالدین ہر کے
دو میں کہا کہ کسی نقابدار کو جہان میں معقول نہ پایا اور کچھ لگا اُد نقابدار جہانک مذکر تھا کچھ لکڑیاں بھوکھ حکومت جہاں ہر تمام باختر اور
صحرا سے باختر ہمارے تحت فرمان ہر نے نقابدار کو باختر سے بھگا یا تھے ملک سہائل تک قبضہ کیا تھے جو کچھ صید کے قصور نہ کرنا بس یہ نقابدار
خشمناک ہوا اٹھوا کھینچی ہوئی تھی ماری نورالدین ہر نے تلوار فی الحال میں کر کے جب تلوار زبرد یک آئی گردا سیر کا جوتا تھ میں تھا چھوڑ دیا

علی بن ابی طالب کے چچے: چچو لا اور چچو بی کو دراز کو کے چپکی دی کہ عوا یٹ پڑی بس قبیلہ پر ہاتھ ڈالو باغ و دروازہ کھول کر ہاتھ تھامو اور اتفاقاً ہمارے گھوڑے
 کی اور گھوڑے چرخ میں ہاتھ ڈال کر غرہ انداز کر کے زور کیا کہ فاش بن سے اٹھا لیا مگر کان دیکر جو اٹھا چھٹکے سے بند نقاب ڈھکایا عالم نظر با شعری
 اس کے چہرے سے جسم نقاب پر گرا جرج سے کھانکے جرج آفتاب ہوا ایک ناز میں مہر میں پڑی پیکر جو نزل وقتہ زامایہ فساد و باغ و دہری
 شمشاد چمن جلوہ گری غنچہ لب لالہ و رنگیں چشم سنبھل موج کج نگہ گشتہ شہرہ دل بروہریشاتی ملک اقلیم حسن کو کہ سپر جوانی کو دیکھا بس یہ غیبت ہوتی
 کہ وہ غیلا و غضب مہل عشق و محبت ہو گیا شعر صد اول نے کی اشتیاق اشتیاقی ہوا کہ صبر طلاق الطلاق ہوا ہر اہان سے عاشق ہوا ہاتھ سے
 لکھ یا گور حب جن مانع تھا کہ کچھ نہ کہے لیکن بقراری کا نقصان تھا کہ عرض حال کہیے کہا اے ناز میں تو محل کس بوستان کی ہوا کہ آسمان کی ہر
 اوجھاسکا غصہ بھی برطرف ہوا اب جو شاہزادے کو دیکھا مادم ہوئی سر کو جھکایا بیان کیا کہ اے شہرہ یا ربیالٹے! پنج چار کوس پر ایک شہر ہو کہ
 نام اسکا انجم حصار ہو اور کیون انجم سیاہ و ہلکا بادشاہ ہو بہت سے پهلوان خل وستان روئین تن و فرامرز بن جہا مش زنگی شیر زور
 ہمتن شیر اسپ جنگی و فیلا سپ جنگی خسرو زین علم سپر کا چشمہ سراب حیران فتن و غیرہ اسکے پاس میں سات لاکھ سوار کھلا کہ ہر مینا کی تین
 ہون لکھ نہرہ پیمبر میرا نام ہو اب آپ اپنا حسب و نسب بیان کیجئے سوکت شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ میں بتا ہوں بدیع الزمان کا پوتا ہوں
 حمزہ صاحب قرآن کا ایک دیو مجھے شہر فرنگوشیہ سے اٹھا لیا تھا پردہ قاف میں لگی تھا اب اس سرزمین پر بیو بچا گیا ملک شکر چند زمین بہت خوش
 ہوتی کہ خاندان مالی سے ہو جاتی کہ شہرہ یا ربیالٹے نزدیک ہو آپ وہاں شریف بچلے نور الدہر نے کہا کہ ایک شہرہ سے چلتا ہوں کہ تم
 اتفاقاً پلعت کرو دین اسلام اختیار کروا لیجئے کہ ایک گزرا ہوا ہوا خلیفہ اور انسان بن برفرق ہو یہ بات ملکہ کے ذہن نشین ہو گئی جو لب و جا
 و مجھے لقا موم سے کیا سروکار ہو میں اسپر پلعت کرتی ہوں اور نہ مصدق سلمان ہوتی ہوں آپ مجھے ارکان مذہب اسلام سے آگاہ فرمائیے
 شاہزادہ نور الدہر نے کلید طیبہ تعلیم فرمایا ملک سلمان ہوتی شاہزادہ نور الدہر ایسا محو جمال ہوا کہ لشکر کا خیال بھی بھول گیا اور باغ ملک کی
 طرف ساتھ ملک کے جلا راستہ میں کستا تھا کہ اسی ملک گروہ و درکار عالم نے جا ہا تو میں مختار سے! پکڑو بھی مسلمان کرونگا ملک بھائی جاتی ہر ملک
 غضب نہ کرنا اسکے لشکر میں بڑے بڑے پهلوان نامی ہیں کہ جب کا نام میں نے سنے بیان کیا عرض کر دم اگر آپ بڑے بہانہ میں ایک دو کہ
 زیر کیجئے گا کہ انک لڑیے گا گرفتار ہو جائیے گا میرا زار قشا ہو جائیے گا میں کہیں کی نہ رہوں گی شاہزادہ نور الدہر اپنی سرگدشتہ بیان کرتا
 ہر کہ میں اکیلا لاکھوں سے لڑا ہوں ہمیشہ فضل خداوند کریم سے فتیاب ہوا انتشار اللہ اسے بھی زیر کرونگا اسی اٹا میں ملک کی اس
 علیسین خواہ میں کنیز میں جو ملک کے عقب میں بہ تلاش ملک آتی تھیں میں ایک جوان حسین کو ساتھ دیکھا کہ ایسا کبھی نظر سے نہ گذر تھا
 حیران ہو گئیں کہ یہ جوان کون ہو ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگی کہ شاہ ملک سپر عاشق ہوئی ہو جو اپنے ہمراہیے آتی ہوں ہم
 کی جگہ نہیں ہو کوئی کچھ کہ نہیں سکتی ایک ایک کا ساتھ دیکھتی ہر وہ سب بھی سمجھے سمجھے لگا اور شاہزادہ نور الدہر کے چلین بیان تک
 کہ ملک نہرہ پیمبر باغ میں اپنے بیو غی شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا کہ باغ آراستہ و پیراستہ چلین چپک رہی ہیں گھما سے سرخ
 گھلے ہوئے باغبانیاں مصروف انتظام میں کوئی کباری بناری کوئی کھیتی کر رہی کوئی قہ بھل چن چکر نو در ہی ہو کہ جو اپنی مراد
 پر ایک مین بیج میں ایک مقرر العیشاں بنا ہوا ہو کہ جسکی گلکاری سے یہ لایا ہو کہ یہ گل بغیر درخت کے کھلے ہیں باغ پر جو بن ہوا
 زیر قصر ایک حوض پر ٹکٹ ہو کہ جس میں عکس اس عمارت کا پڑ رہا ہو گویا آئینہ صحن نما رکھا ہوا ہو شاہزادہ یہ رنگ دیکھ کر حسد
 باغبان مبارک فرین کی زبان پر لایا غرہ ملک لکشاہزادے کو اس قصر میں لائی گائیں موجود ہوئیں شغل رقص و سرود شروع ہوا
 لکھنے اشارے سے منع کیا اور اپنی دایہ کو بلایا اور تمام عملا اپنا جمع کیا اور دایہ سے سرگدشتہ شاہزادہ نور الدہر کے
 ساتھ اپنے عشق کی بیان کی اور سب کی طرف خطاب کر کے کہا کہ میں نے تو بصدق و صفائی دل سے دین اسلام قبول کیا اب تم سب کو بھی
 لازم ہو کہ اسلام اختیار کرو اور یقین دل مسلمان ہو جاؤ لقا بہشت کرو کیونکہ وہ خدا زمین جو مثل ہمارے تھا رسے ہاتھ نہ رکھتا
 سب نے عرض کی کہ جواہر آبی وہ راہ ہمارے ہی ہر آپ کے ساتھ میں غرہ ملک نے کمر چھایا اور لباس و جواہر جسم کیا اب ملک نے

ایک ہی طرح بند دست کر کے حکم دیا کہ خبردار کوئی غیر شخص ہماری صحبت میں نہ آنے پائے مگر روز در قہار پر ابھی اب ملکہ رشا ہر اسے میں چھوڑا
ہوئے لی انیسین چلیس اٹھ اٹھ کوئی پیشاب کے واسطے کوئی پانی پینے کے قدرے سے نصحت ہوئے تلبین غرض کہ بالکل تھک گیا پر وہ سرسری
کے چہرہ دے دونوں بہت ہوئے اس طرح شب و روز بسر ہونے لگی مگر شاہزادہ نور الدین ہر اس فکر میں کہ کس طرح چکر کسوان انجم سیکھ کر سلا
کیجے کوئی صورت بن نہ پڑتی تھی ایک روز دونوں خوش و خرم تھے باتیں اخذ مکی ہو رہی تھیں کہ مملہ رشا اگر عرض کیا کہ ملالوں میان غنیمت
بڑی ہو مگر صاحب کے پاس سے کچھ پیام لیکر کہنے میں ملکہ نے شاہزادہ سے کہا کہ آپ دو گھڑی کیو اسے دوسرے مکان میں جانچے میری والدہ کے
بیان کے خواہر سرامیان غنیمت کے نہیں مجھ سے دو باتیں کر کے چلے جائیں گے پھر آپ تشفی لے آئیں گے شاہزادہ نے یہ سنا تو زبان چڑھانے پرش
ہو کر جواب دیا کہ ملکہ میں تو بیانیہ نہ جاؤنگا میں تمہارے باپ سے تو ڈرتا نہیں ہوں پرس لگا کیا مال ہو جسکے خوف سے میں چھپ جاؤں اور
والدہ میں اس جگہ سے نہ ہونگا ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ ازردہ خاطر ہو رہے تو رنے کہا کہ اچھا آپ نہ تشریف لیا جائے لیکن مجھ کو اتنی اجازت دیجئے کہ میں
اس سے دو دو باتیں کر آؤں پہلے کہ صحت میں شاہزادہ چپ ہو رہا مگر غرضی نیم رشا مگر وہ سوسہ مکان میں آگئی تھی میان غنیمت کو بلایا میان غنیمت نے کتاب
بجلائے ملکہ نے اشارہ کیا بیٹو لگے پوچھا کہ ان جان کا مزاج کیسا ہو خیر تو جو تم بوقت کیسے آئے ہو ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ابھی والدہ ماجدہ نے
آپ کو طلب فرمایا ہو میں آپ کے لینے کو حاضر ہوا ہوں ملکہ نے پوچھا کہ کچھ کام ہو میان غنیمت نے جواب دیا کہ ابھی ستارہ چشم کا ارماق ستارہ چشم آپ کی
خواستگاری کو آیا ہو اسلئے بلایا ہو یہ سن کر ہی ملکہ کے چہرے کی حالت زرد ہو گئی تمام بدن سنسنائے لگا جنہیں ہر عرق آگیا جی نہ حال ہو گیا لوگوں نے
یہ حال دیکھا کہ گلاب چہر کا شربت دہریں بلایا چلے سنگھایا بازو کسے بازو دیے بعد پتوڑی دیر کے ملکہ کو ہوش آیا میان غنیمت سے کہا کہ تم میرا
حال دیکھا جا کر ان جان سے عرض کرونا کہ صحت میری طبیعت چھل گئی میں دو ایک روز میں حاضر ہوگی اسلئے کہ اس بلے کی ہو اچھے معافی آگئی ہو اور
بیان غنیمت کو ایک غلط پزیر غنیمت کیا اور رخصت کر دیا ملکہ نے پوچھا کہ شاہزادہ نور الدین ہرے پوچھا کہ ملکہ وہ خواہر سرامیان کیا ہو تم اس قدر غنیمت
اور جو اس ہو ملکہ نے کہ سر کھینچی اور شاہزادہ سے کیطرت دیکھا کہ کچھ نمی کر لی آہستہ سے کہا کہ گویم شکل ہو کر گویم شکل یہ لکھ چھپ ہو گئی زار زار بولنے
لگی نور الدین ہرے پھر امر کیا اور قسم اپنے سر کی دی جب تو ملکہ کو مجبور ہونا پڑا لیکن کہا میں تو یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں مجھے بیان نہ کمال
یہ چلو نور الدین ہرے کہا ایسا ہی ہو گا تم کچھ بیان تو کرو ملکہ کو بیان کرتے شرم آئی اور مرتبہ ایک آدمہ جملہ معرضہ لکھ چھپ ہو رہی تھی جب نور الدین
بست معرضہ نے بیان کیا ابھی اٹھ ستارہ چشم ارماق ستارہ چشم کا میری خواستگاری کو آیا ہو شہر سے باہر ایک باغ ہو اس میں تھمہ و سہیل
ستارہ چشم اس بادشاہ کا نام ہو اسکا ایک بیٹا ہو خورشید ستارہ چشم اس سے مجھ کو منسوب کرے میں میں تو اس ستارہ چشم کو کسی قبول نہ کر دلی
اپنی جان دیدی نور الدین ہرے کہا کہ ای ملکہ کیا مجال کسی جو تمہاری طرف آنکھ اٹھائے اگر ہنگامہ سے دیکھے تو کہیں نکال لوں اور میں تمہیں
بیان نہ کمال لکھو گا خاطر جمع رکھو کیونکہ تمہا پریشان ہوتی ہو ملکہ کو تو یہ کلمات سن لی و تشفی کے سنائے لیکن نامہ جو ارماق کا سنا ہو تو غصہ سے
غیر متحرک رہا کہ ای نور الدین ہرے اس ستارہ چشم کو چکر دار ہو چکر جب دو گھڑی دن باقی رہا ملکہ سے بیان کیا کہ میں ذرا جا کر راستہ دریافت
کر آؤں تو تمہیں بیان نہ کمال لکھ لوں کہ تمہا نہ کہتے ہو میں نہ جانے دنی تم مجھے چھوڑ جاؤ گے نور الدین ہرے کہا کہ ملکہ یہ نامہ دونوں کا کام ہو تمہا
حرمت ہو تمہیں چھوڑ کر کہاں جائینگے اور جہاد سے خاندان میں ایسا کسی نے نہیں کیا تمہارے ساتھ ہماری جان ہی یہ لکھ کر کب پھار ہو کر
باغ ارماق ستارہ چشم کی لی ملکہ دروازہ باغ تک آ کے بگاہ یاں دیکھتی رہ گئی شاہزادہ روانہ ہو گیا راستہ میں بتا اس باغ کا کہ جس میں ارماق
مقیم ہو چھتا ہو چلا آنا ہو قریب چار گھڑی رات لگے کے نزدیک باغ کے پہنچا گھوڑا ادھر ادھر چلنے لگا سوچ رہا کہ کیا نہ ہو کر ناچا ہے
قصاے کار دیکھا کہ ارماق دربار سے آباد داخل باغ ہوا وہ تو کھانا کھا کر بیٹک پر ہونے کے قصد سے بیٹا بیان شاہزادہ نور الدین ہرے
شکر پشخون گرا اٹھل کر نہ شرم کیا ارماق غافلہ سکر باغ سے باہر نکلا پوچھا لوگوں سے کیا ہو ایک آدمہ نے بیان کیا کہ ایک سوار تمہا
شرعی سودا کی شخون گرا ہوا سے مارے پتہ میں ارماق نے پوچھا کہ حرم کو کسی نے ہاتھ کے اشارے سے بتا دیا کہ وہ لڑ رہا ہو
ارماق لگا کر چلا کہ باش خبردار ہو شیار کمان جا بگا میرے ہاتھ سے چکر کہ تو نے لشکر کو سرے تباہ کیا ہو آدمہ سے شاہزادہ

نور الدین ہر تہہ اسکا سکر عقل سے دریافت کیو کہ ارماق بھی ہر جلد دو وزن مقابلے پر آئے ارماق نے پوچھا کہ اس خبر سے سبب
دشمنی کا مجھے بیان کر کہ میرے لشکر پر تو کیوں شیخون گرا آواز دی کہ او جیہا تو نہیں جانتا آگاہ ہو کہ ملکہ زہرہ سمیر سے علاؤ الدین نے جو
اور تو اسکی خواستگاری کو آیا تو میں بکتر نہ کہب چھوڑ دینا ارماق بکا را او مسند تو پر بگریہ لکھ کر ملکہ زہرہ کی شہزادہ سے ملنے روک
کر کے جو ہا تہ تیغ شیلگون سلیمانی کا مارا مع گیند سے اس کا رخ کے چار ٹکڑے ہوئے ایک نعل ہوا کہ ارماق مارا گیا سب کا فرار ٹ
پہلے شاہزادہ سے نفل کو را شروع کیا خوب تیغ زنی کی مگر کہیں بے افسر کی فوج لڑی ہو قدم کا فزون کے اٹھ گئے اسوجہ سے کچھ
لوگ بھاگ کر بچ گئے چار گھڑی رات باقی بڑا ب شاہزادہ باغ کو ملکہ زہرہ سمیر کے روانہ ہوا ایمان ملکہ انظار میں بیٹھی ہوا ایک ایک سے
گھبرا کر کھڑی ہو کر وہ تو کہنے لگے کہ میں راہ دریا منت کرنے جاتا ہوں ایمان چار پہر ملکہ گد گلی انھیں ابھی تک رستہ نہیں ملا معلوم ہوتا ہے کہ
ماہ محبت بھول گئے کوئی گشتی ہو کہ سہ سے ماؤن ارماق ستارہ چشم کے خوف سے اپنی جان بچا کر نکل گئے ملکہ کشتی جو میں نہا تو کئی کپڑا
وہ بڑے بہادر ہیں مجھ کو بھر میں زیر کر کے گڑھا کر لیا تھا کسی نے کہا کہ بھٹے مانو وہ بہادر تھے مگر وہ پناہ بھارت نہیں بھڑتا وہ چلے گئے ملکہ بولی اگر وہ چلے گئے
تو ہم بھی انکے پیچھے جو گن بکے ٹھیکے ہے انکے لعن زندگی نہیں ایک بول اٹھی کہ بی بی یہ زندگی تو جلد ہو مگر وہ کسی شہر میں گئے میں آدمی لکھے
معلوم ہوئے ہیں کہیں جی لگ گیا ہر شب بھر کے یہ رہنے ہوئے نہیں ہو کہ صبح کو اٹھنے لگے ملکہ بولی کچھ دیوانی ہو مجھے یہ خیال ہو کہ جنگل میں
گئے تھے کہیں ایسا منو کہ کوئی درندہ انکو گزند پہنچائے اسنے کہا کہ فرانت شوم ماشاء اللہ وہ ایسے بہادر ہیں کہ شیر تک انکا کچھ نہیں کر سکتا
ملکہ بولی انکو خدا کی امان میں دیا غرض کہ ملکہ رات بھر جاگی اور یہی باتیں رہیں نہ کھا نہ کھا یا نہ پانی پیا کیسا سوہا بھلا کہ دعا میں مانگ رہی ہو
اسوجہ جاری ہیں صبح قریب ہر نزدیک ہو کر ملکہ بھی پیچھے غم سے گریبان اپنا بھارت سے چہرہ فنی ہو کر آواز دواڑہ کھلانے کی آئی ملکہ دوڑی کہ یہ آواز
تو انھیں کی سی ہو ورواڑہ کھو کر جو دیکھا تو گل اصد کو شکستہ و شاخ تننا کو ہرا یا ملکہ نے چاہا کہ شاہزادہ کا عیور سے لپٹ جائے
نور الدین ہر پکارا ملکہ مجھے الگ رہنا کیونکہ میں خون میں ڈوبا ہوا ہوں ملکہ بولی خبر تو ہر زخمی تو نہیں ہوئے کیا ہوا اسی سے رات بھر
نہیں آئے شاہزادہ سے ملے جواب دیا کہ دنگا اندر تو چلو ملکہ میناب ہو کر بولی کہ اتنا تو پہلے بتا دو کہ کوئی زخم تھارے تو نہیں لگا
شاہزادہ نے کہا کہ افضل آئی سے صبح و سالم ہوں آفتہ دو وزن اندر آئے شاہزادہ نے لباس اتار تمام جسم کو لٹو سے پاک کیا
ایک عضو دھو دیا اور لباس پہن کر صحت میں آکر بیٹھے ایک آدھ خواص خاص نے دست بستہ عرض کیا کہ اس شہزادہ اگر وہ ایک روز
یہ نہیں غائب رہے گا تو ملکہ کے دشمن کا ہیکو جیئے گئے رات بھر کیے ہتھار میں کھا نہ کھا نہیں کھا یا بلکہ کتنی تھیں کہ اگر وہ نہ آئے تو میں جو گن
بکھر نکل جاؤنگی نور الدین ہر نے بانوں میں ڈال دیا کہ کھانا منگو آؤ اسوقت دسترخوان بچھا کھانا آیا دو فون نے ملکر کھا یا جب کھانے
سے فراغت ہوئی دو وزن رات بھر کے جاگے تھے درد فراق کے ستائے تھے لپٹ لپٹ کر بیہوش سو رہے اب ادھر کا حال نہیں کہ
صبح کو خبر کیوان ابخیم سپاہ کو سو بچی کہ کوئی شخص رات کو ارماق ستارہ چشم کو قتل کر گیا اور تمام فوج کو اسکی تباہ اور برباد کر گیا
کیوان نے وزیر سے کہا کہ دریافت کرو کہ وہ کون شخص تھا کہ جسے ارماق کو را وزیر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ یہ کام کسی عویہ
کا ہو کیوان پیکر وزیر سے آزرہ ہوا کہ اہلک حرام تو ہے میری بیٹی کا اور کوئی عاشق تجو نہ کیا ہو وزیر تو مصلحتاً خاموش ہو رہا
ایک چالیسک ماہے سہیل ستارہ چشم کیڑھے ابخیم حصار میں رہتا ہو جب سے سلسلہ نسبت کا شروع ہوا ہے میں نے اپنا گھر بنا
لایا ہو جو یہاں کی خبر سہنی ہو سہیل کو لکھتا ہو کیوان نے اسے بلکہ کہہ کہ کام سے خوب ہو گا جا اور تمام کیفیت لشکر میں ارماق
کے دریافت کر کے ارماق کو مارا ہو دست بستہ عرض کی کہ بہت خوب اور اسوقت روانہ ہوا جسوقت قریب بلخ کے پہنچا
کہ کیا کہ لشکر ارماق تباہ و برباد ہو بہت سے لوگ مرے پڑے ہیں کچھ زخمی ہیں جراح کیوان کے یہاں سے آئے میں علاج ہو رہا ہو
لاش ارماق کی جلا دی گئی ہو وہ کچھ لوگ جو زندہ بچ گئے اسنے پوچھا کہ جسے ارماق کو را وہ کہہ کر گویا ایک نے کہا کہ ایمان ہم
اپنی جان بچانے کی فکر میں تھے نہیں کیا معلوم کہ کون تھا اور کہہ کر گیا ایک نے کہا کہ ہم بنادین تو بھی تم اسکا کیسے کر سکتے ہو

چاپلو سک بولا تم بتاؤ دیکھو اب دیکھو کہ سمت مغرب کو گیا ہو اور زیادہ ہم نہیں جانتے چاہلو سک اسبٹون چلا لشکر سے ٹکرا دیکھتا چلا جاتا تھا کہ سم مرکب کا نشان اسکو معلوم ہوا خون کے قطرے بھی جھے ہوئے زمین پر نظر آئے اسکو وہ نشان سم مرکب اس جنگل میں گویا حضرت اہل اسی نشان پر چلا جاتا تھا بدلتا کہ باس باغ ملک کے پونچھو ہاں سے نشان نائب ہو گئے اس باغ کے گرد و جوانب میں جو کچھ ہوتے تھے اُن سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ باغ ملک زہرہ سمیر کا ہے جو وزیر کیوان انجمن سپاہ کی جسکی خواستگاری کو ارماق آیا تھا جی میں کتنا ہوا چاہلو سک کسا ملک و دبا کر ارماق کو قتل کر آئی پھر اپنے جی میں کہا کہ ہر دم سے غور و شہد ستارہ چشم کے ساتھ منسوب ہو اسکے لوگ اکثر میان آئے کبھی اور کبھی نہیں مارا اب کیون مارے جاتے دوسرے سے کہ ملک ایسی نہیں زبردست ہو کہ باکر ارماق کو قتل کر آئی مگر کوئی شخص اور ہو کہ سپر ملک عاشق ہو یا وہ ملک پر عاشق ہوا ہے جاکر مارا ہو تو عجیب نہیں ہو مگر ضرورت کو باغ میں چل کر دیکھ تو سہی کہ کیا باہر ہو بدلیں قرار دیکر ٹھہرا با بعد اسکے گرد و اطراف میں پھرتے لگا راستہ و صوبہ سے لگا پہر ات گئے شاخ و دخت پر کند مار کر چڑھ گیا باغ کے اندر ازاجہر ملک صحبت آرا تھی اور چلا بیان ملک اور نور الدہر دن بھر تو سو با کیے قریب شام کے ہوا ہوئے کھڑا تھا دھوکہ دیکر مٹی میں گاہن جمع ہوتی جاتی ہیں انیسین حبیبین سلام کر کے باؤ بیٹتی جاتی ہیں کھاتھ بندھی کو حکم دیا ہو میرا نشان ہو رہا ہو سب سامان عیش بہم میں دن عید مات قصب برات ہو دو کھڑی رات گئے ملک اور شاہزادے نے لکھنا کھانا کھایا بیچ ہو رہا ہو چاہلو سک درخت کی اڑ پکڑے سب تماشا دیکھ رہا ہو کہ ملک بیچو میں ایک جوان حسین کے منجھی ہوئی ہو اور عجیب جوان خوبصورت ہو کہ تمام عمر ایسا مرد نہیں دیکھا تھا کہ رخ سے وہ بیٹا شاہی میان معلوم ہوتا ہو کہ کسی خاندان مافی سے ہو اور شاہزادہ ہو جی میں کتنا ہو چاہلو سک بیشک اسی جوان نے ارماق کو مارا ہو اور ملک اسی پر عاشق ہو چل کر کوہان سے حال بیان کر پھر خیال ہوتا ہو کہ سن تو سی باہم کہا باتیں ہوتی ہیں چپکا کھڑا ہو اور ہلکی بانہ سے ہونے دیکھ رہا ہو کہ کان آواز پر لگے ہوئے ہیں کہ اسی اثنا میں ملک نے اپنے شاہزادے کے گلے میں ڈال دیے کہا کہ صاحب تم جو لو میں تڑا گئے تھے گمان لڑے ہو کسکو مارا آخر کچھ بیان تو کرو نور الدہر نے کہا صاحب حسین ان باتوں سے کیا کام ہو ملک بولی تمہیں ہمارے جان کی قسم سچ سچ بتاؤ و اسوقت شاہزادے نے کہا کہ ملک وہی ارماق حرامزادہ جو تھیں لیکن آیا تھا اُسے تاکو جا کر میں نے قتل کیا اور اُسکے ہمراہیوں کو قتل کیا قین پھرنک کامل لڑا کیا دس بیٹن آدمی اُسکے ساتھ کے جو بھاگ کر بچ گئے سو بچ گئے باقی سب میرے ہاتھ سے قتل ہوئے ملک نے کہا کہ صاحب تمہارا ہی حوصلہ تھا کہ لکھ جا کر لشکر سے لڑے اور کوئی توڑ نہ بھی نہ کرتا صاحب تم بیشک سوچو نور الدہر نے کہا کہ ملک ہم اولاد میں سے حمزہ صاحب قرآن کی دین لاکھوں کو پھر خیال میں نہیں لاتے یہ کیا دس بارہ سو آدمی انکی حقیقت کیا تھی میرے چرنا مار بدیع الزمان بن حمزہ صاحب قرآن نے کتب باب پر کہ جسکے مکان کے گرد انھار دلا کہ سوار کی چھاونی پڑی ہے جی تھی کیسے کیسے شہزادے میں دو دین میں دن لکھ لڑا کیے اور پھر لقا پر روز خون مارے کہ جان چوٹھ لاکھ سوار گرد و قتل گئے رہتے تھے انھیں کی اولاد ہم میں کیا اتنے آدمیوں سے ڈرتے اور ای ملک دیکھنا کہ تمہارے باپ کو مسلمان کرتا ہوں یا مارتا ہوں ملک بولی ہاں صاحب آپ ایسے ہی ہیں مگر ملک بولتا ہے جلد کی سیطج نکال لیجئے نور الدہر نے کہا کہ ملک تم ہر بار یہی کہتی ہو اس سے کچھ حاصل نہوگا ہمارے خاندان میں کوئی عورت کو لیکر بھاگا نہیں تم کہو کہ خدا کیا کرے ہر سب باتیں چاہلو سک نے سنیں اپنے دل میں متعجب ہو کر کہا کہ یہ خدا پرست زہرہ حمزہ کی لاف و گزاف کر رہا ہو ایک ارماق کو کہا مارا ہو جاتا ہو کہ میں سب کو مار ڈالوں گا غیر تو چل کر کیوان سے یہ حال بیان کر کہ اسکو حقیقت دلیری اور بہادری کی کھل جاتے یہ سوچ کر سیطج کند مار کر باغ سے نکلا اپنے گھر کا راستہ لیا جو کچھ رات باقی تھی وہ گھر میں سو کر گذاری صبح کو کیوان انجمن سپاہ بارگاہ میں آیا حکم کیا کہ چاہلو سک گیا تھا کچھ لڑا یا نہیں اسی اثنا میں چاہلو سک داخل بارگاہ ہوا و ماو سلام شاہی بجا لاکر دست بستہ مغللا و مشرقا تمام کیفیت نور الدہر کے بیان کی بیان کی اور عرض کی کہ وہ شخص قاتل ارماق کی باغ میں ملک زہرہ سمیر کے موجود ہو جس کیوان یہ سن کر بہم ہوا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ وزیر نے بی بی پر مائی ہو وہ بھی میری بی بی پرستان لیتا تھا چاہلو سک نے ڈرتے ڈرتے پھر کہا کہ وزیر کا کتنا کیا میں اپنی اکھوت

کہ اور شہر یا دیہات یا غرض پڑھیں انھیں دین سے تو غلامی کی اختیار کی میری نظر سے ایسا ہوا اور آج کل نہیں گذرا کہ یہ دنیا کا سواروں میں
 گھڑے ہو کر ایسے کلمات جرات آمیز کہے ہاتھ رو مال سے باندھے گھوڑے سے آخر کار شاہزادے کے قدموں پر گرے اور عرض کی کہ مخلص آپ دین اسلام
 تعلیم فرمائیے کلمہ پڑھائیے شاہزادہ نور الدین ہرے مسل سکا اٹھا کر بھائی سے لگا لیا اور دلیسین و جلالت خدا کی اور اوصاف باری تعالیٰ بیان کیے
 جس سے سیاہی کفر کی دل سے شیر اسپ کے باطل دور ہو گئی اور گھر بچا کر مسلمان کیا شیر اسپ نے تمام افسران فرج کو بلا کر کہا کہ جسکو میرا
 ساتھ دینا منظور ہو وہ اسلام قبول کرے اور غلامی شاہزادے کی اختیار کرے سب بچارے کہ ہم تھا سب ساتھ میں اور کسی سے کچھ مطلب نہیں
 غرض کہ سب کلمہ پڑھا کر مسلمان ہوئے اور قدیم سی شاہزادے کی شیر اسپ نے عرض کی کہ اور شہر یا دیہات میں آپ کے ساتھ ہوں ملک کو ساتھ لے کر چلے
 چاہے نکل چلیے نور الدین ہرے کما ایشیر اسپ یہ تو کبھی نہیں ہونیکا کہ اس شہر کو بغیر اسلام آیا دیکھے ہوئے چلا جاؤں شیر اسپ نے عرض کیا کہ اگر فرما
 مکان امن نور پنے کو ضرور چاہیے کہ ملک کیجے ہمراہ ہو نور الدین ہرے کہ کہ مکان امن یہاں کمان امان خدائی درکار ہے شیر اسپ نے کہا یہ بجا ہے لیکن
 پھر بھی تا مکان ناموس کی حفاظت ضرور ہے اور شہر یا دیہات سب ہو تو یہاں سے سات کوس پر میرا قلعہ ہے بھائی امیر فیلا سب جنگی وہاں رہتا ہے اگر نہیں
 چلے چلیے تو بہتر ہے فرمایا اسکا مضائقہ نہیں اسنے کہ اگر ملک کو سوار کیجے فرمایا اچھا اور پھر کر باغ میں آیا ملک دروازے پر تو کھڑی ہی تھی شاہزادے کو
 دیکھ کر کہا کہ صاحب کمو کیا ہوا نور الدین ہرے ہنس کر فرمایا کہ ای ملک افضل اتھی ہے شیر اسپ بغیر لڑے بھڑے مسلمان ہو گیا اور اپنے قلعے کو لیے چتا ہے اب تم
 جلد سوار ہو ملک نے فک کا سجدہ ادا کیا اور اس وقت سوار یاں تیار ہوئیں اپنی ایمون علیسون کو لے کر سوار ہوئی جس وقت سوار یاں باغ سے
 نکلیں نور الدین ہرے ساتھ ساتھ تھے شیر اسپ جنگی مع سپاہ قلعہ کے ہوئے شاہزادہ شیر اسپ سے پکار پکار کر واسطے دلہی ملک کے
 باغین کرتا جاتا تھا غرض کہ سب کے سب قلعہ کی طرف روانہ ہوئے شیر اسپ نے اپنے بھائی سے چلے سے کھلا بھیجا تھا کہ میں آتا ہوں تم قلعہ
 آگاہ کرو فیلا سب جنگی نے تمام قلعہ کو درست کیا جبکہ شیر اسپ جنگی قریب آیا اور یہ حال معلوم ہوا کہ زمانی سوار ہی بھی ساتھ ہے یعنی اپنی
 کیوان انجم سپاہ کی ملک زہرہ میسر جانے میں سوار جو خیال گذرا کہ کیا شیر اسپ جنگی اسکو عاشق ہو کر لے آیا ہو یا ملک خود عاشق ہو کر
 اسے ہمراہ آئی ہے یہ کیا معاملہ ہو غرض استقبال کیا اسنے کھلا جب شیر اسپ جنگی پاس پہونچا بھائی کو سلام کیا اسنے جواب دیا کہ بھیا
 میرے آقا کو تو سلام کرو میں نے جسکی غلامی اختیار کی ہے اور شاہزادے کی طرف اشارہ کیا فیلا سب نے عجب جوان والا شان کو
 دیکھا کہ کبھی ایسا جوان حسین صاحب شوکت و عکس نظر سے نہ گذرا تھا دمگ ہو گیا پوچھا کہ بھائی یہ کون صاحب ہیں شیر اسپ نے نام
 و نشان سے آگاہ کیا اور تمام حال مفصل کہنا فیلا سب قدموں پر شاہزادے کے گرا کلمہ پڑھا کر مسلمان ہوا اہتمام کرتا ہوا قلعہ میں
 آیا اور از شہر سے بارگاہ پانڈ انداز دیا زور و جواہر نکار کرتا ہوا ہمراہ آیا ملک کو محل میں داخل کیا خود سامان دعوت میں مصروف ہوا فیلا
 نے کہا بھائی اگر کیوان انجم سپاہ کو خبر ہوگی تو وہ لشکر کشی کر چکا شیر اسپ نے کہا کہ بھیا قلعہ تھا رانیت تنگم ہے ہم قلعہ بند ہو کر لڑیں گے وہ اگر
 ہم عمر لشکر کشی کر چکا تو بھی کچھ نہیں کہیں کہیں نور الدین ہرے کہ کہ ای شیر اسپ تنھے دیکھا کہ میں تنھے لڑنے کو باغ سے تنھا نکل آیا تھا اور اب تو ہم مع فرج
 میرے ساتھ ہو اور اگر تمھیں دہشت کیوان کی ہے تو تم قلعہ میں رہو میں آگاہ کر سکتا کر دنگا اور ہم لوگ کبھی قلعہ بند ہو کر نہیں لڑیں گے نہ ارادہ
 رکھتے ہیں شیر اسپ نے کہا میری جان آپ بردہاؤ میں لے لڑیکا چلے ارادہ کر لیا ہے جب آپ کا ساتھ دیا ہے نور الدین ہرے کہ کہ تم ایسے ہی
 ہو غرض کہ دن بھر تو یہی باتیں رہیں رات کو نور الدین ہرے محل میں آیا ملک کے ساتھ کھانا کھا یا پٹنگ پر لیں دو گھڑی رات گئی ہوئی کہ نور الدین ہرے
 کو کچھ کچھ آثار بخار کے ظاہر ہوئے تھوڑی دیر کے بعد وہ شدت تب کی ہوئی کہ بیوش ہو گیا زبان بکنے لگی ملک نے شیر اسپ سے کہا
 بھیا کہ شاہزادے کو بہت بخار ہے شیر اسپ نے اس وقت حکم دیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کر دو ورسد جمع کر دوں تختہ اٹھاؤ خندق کو تیار
 کر دو کہ شاہزادہ جب اچھا ہو لگا تو دروازہ کھول دنگے غرض کہ بہت جلد وباست کر کے بیان میں بیٹھے لیکن ادھر سرداروں نے جاس کے خبر
 کیوان انجم سپاہ کو دی کہ شیر اسپ جنگی مسلمان ہو گیا ملک کو مع نبیرہ حمزہ قلعہ سنگ پارہ پر لگیا بس یہ سنتے ہی غصہ ناک
 ہو کر آگے بڑھا ہوا اور آواز دی کہ یہ کمان جائیکے میرے ہاتھ سے وہیں جا کر مارا ہو تو اپنا نام کیوان انجم سپاہ نہ لکھا ہوا

حکم دیا کہ تمام فوج ہماری جبار ہو کر آئے ہم قلعہ سنگ پارہ کو جاتے ہیں الحاصل جو لوگ کہ ہر وقت سواری میں رہتے تھے وہ
 ہمراہ رکاب ہوئے اور باقی چند ہلچل والوں کو جو مثل شیر اسپ کے تھے اور موجود تھے ساتھ لیکر روانہ ہوا چلا آتا ہو کہ ساتھ گرد و غبار
 کا تھق معلوم ہوا ہر کاروں کو خبر کیواسطے روانہ کیا قضاے کاریہ خورشید ستارہ چشم بھی کہ جسکو ملکہ زہرہ سمجھنا سب ہو اپنی شادی کرنے آتا
 اور خورشید کہہ کاروں نے خبر دی کہ کیوان انجم سیاہ ہو اسی کی بیٹی آجکے منسوب ہو کہ جسکو نیرہ حمزہ کہنے نور الدہر بھیگا کہ شیر اسپ جنگی
 کی امانت سے قلعہ سنگ پارہ میں لیگیا ہو کیوان اسی قلعہ پر چلا ہو کہ جا کر اپنی بیٹی کو چھین لائے اور اس نیرہ حمزہ کو ہنسا ہو چلائے
 خورشید نام نور الدہر کا سنکر جل گیا خیال میں گذر کہ چلکر اسی منہ کو مارا اور اپنے معشوق کو چھین بہ دلیں شکار قریب کیوان کے آیا سلام
 کیا اور کہا اچھے میں بھی موجود ہوں اس نیرہ حمزہ کو قتل کر کے ملکہ کو لے آئیں کیوان نے جواب دیا کہ میں اسو اسطے تو چلا ہوں غر حاکم دو لون
 ملکہ قلعہ سنگ پارہ پر آئے فوج کو حکم دیا کہ چار طرف سے قلعہ کو گھیر لو اسوقت فوج نے قلعہ کا محاصرہ کر کے پڑاؤ ڈال دیا اور شیر اسپ جنگی فیلند
 ورواز سے پریشان تھا دیکھا اسے کہ قلعہ پر رندہ ہوا اور شاہ خورشید ستارہ چشم بھی آگیا ہو جا کر ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی ملکہ بولی کہ جیسا اسوقت
 میں سمجھا ہے کوئی مددگار نہیں ہوا اسے عرض کیا کہ میں اپنی جان شاکر کر کے موجود ہوں آپ نہ گھبراہے اور حال شاہزادہ مالی مرتبت کا پوچھا ملکہ
 نے کہ کج قیسرے رفرانکھ کوئی تھی دو گھڑی کے بعد پھر پیش ہو گئے پاشویا بار بار کیا جاتا ہو کھٹے سنگھائے جیسے میں شاہین بھجوانی جانی ہیں جہاں میں ہم
 ہوں نہیں جبرید دن بھر میں چار چار مرتبہ پلائی جانی و خدا ہی شفا دے شیر اسپ نے دلائل دین اور ملکہ کو سلام کر کے ہائے پھر اٹھے کے ہند و بست میں
 معروف ہوا گولند از نو گولند واپس لگتی تھیں کہ روایا اور کہا کہ اجواہر و تھارے ہاتھ پر وہ بولے کہ ہر دم شد کے کھنکھائی کیا بات ہے ہمارے بھی تو اہل و عیال
 میں رہتے ہیں میں آخر کا بھی تو خیال ہو اسطرح کیوان اور خورشید دو لون ایک جگہ بیٹھے باہم صلح اور مشورہ کر رہے ہیں کہ کیا کچھ فلولانیت مستحکم ہو
 کہ بہت مشکل ہو غر حاکم بات فرمایا کہ پہلے نہیں سمجھا تو مجھے پھر جب نہ مانجے تو جیسا ہوگا سمجھا جائیگا غر حاکم صبح کو صافنے قلعے کے کھٹے قلعہ سے ایک آدھ گولند
 چلا گیا گولے کی زد سے ہٹ کر فرسے ہوئے اور دھنکھو گھونکھو گھونکھو کا لٹا بھیجا وہ رومال ہلاتے ہوئے جو نشان زنی رخ شریک ہو آئے شیر اسپ جنگی نے انکو زیر دیوار
 قلعہ بلا کر پوچھا کہ کیا نیام لائے ہو وہ بکارسے کہ ملکہ کیوان انجم سیاہ نے کہا ہو کہ شیر اسپ اگر تو نیرہ حمزہ کا شریک ہو خوب کیا با دین اسکا
 اختیار کر لیا مگر تو نے ٹھک و نا بھی کھایا ہو لازم ہو کہ کوئی نہ کر ملکہ کا شوہر آیا ہو تو ملکہ کو ہمارے حوالے کریم اسے لیکر جانے ملے جائیگے تجھے کچھ
 سروکار نہ کہنیشا اور اگر خلاف اسکے کر گیا تو قلعہ دم بھر میں لے لیگے اور سب کو قتل کرینگے شیر اسپ نے کہا اگر کسی طرف سے کہ نہ ملکہ جسکو چھوڑا اسکو چھوڑ
 اور جسکا ساتھ دیا اسکا ساتھ دیا یہ کام مردان عالم کا نہیں ہو کہ ساتھ دیکر فدا کریں جسوقت تک میرے جسم میں جان باقی ہو ملکہ کی پرچھا میں بھی کوئی نہیں
 کہہ سکتا اور اب ملکہ ناموس شاہزادہ نور الدہر کی ہو اور وہ شہر یا رتب میں جلا ہو اور نہیں قلعہ پر چڑھ کے آتا معلوم ہوا
 خدا جانتے وہ کیا حال کرتا خیر جسوقت تک وہ لیل ہو اسوقت تک تم بچے ہوئے ہو جسروز عارضہ اسکا دور ہو جائیگا دیکھنا کیسی سرچنگ دنیا ہو اور کسی
 شاہ چشموں کی آنکھیں بھڑکتا ہو یہ جواب سنکر ہر کارے ہرے اور تمام لشکر کیوان اور خورشید سے بیان کی کہ دو لون نہایت غنیمت کا ہو کہ ہرے سے
 میں آئے خیال کرنے لگے کہ کیا فکر کرنا چاہیے افسران فوج نے عرض کیا کہ اب جیل جنگ بھوادیجے ہم صبح کو یورش کر کے قلعہ لے لیگے کیوان نے اسوقت
 جیل جنگ بیدارنگ بجا دیا نقارہ زری پرچہ بڑی آواز نقارے کی گرجی یہ خبر شیر اسپ جنگی کو پہونچی اسنے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل
 بیکے نقارے گزرا گزراے گزرا بادل گر جئے لکچہ چار پہر رات تیار ہی جنگ کی رہی صبح کو شیر اسپ جنگی فیلند ورواز سے پرانے بیٹھا آدھ سے دیکھا کہ آدھ لشکر
 کفار کی ہوئی قلعہ پر سے ایک آدھ گولند چلا نکلا زرد سے ہٹ گئے جب تمام فوج کیوان اور خورشید کی جمع ہوئی سرداروں نے فوج کو بہت اشارہ
 کیا کہ کیا آتے ہو اور کیا ارادہ ہو وہ جو منچے تھے آگے جبر بڑھ کر چلائے کہ اگر حکم ہو تو ہم قلعہ پر یورش کریں آچکا قبال سے قلعہ کو لے لین کیوان نے
 کہا اچھا جاؤ قضاے باختر تھارنگہ بان ہو رہے تھے ہی ایک مرتبہ تمام فوج نے حملہ کر دیا قلعہ پہلے باجے جنگی بچنے لگے پادشہ دل بڑھانے لگے شہر
 بزن و گبر بند ہوا یہاں وید بان جو بیٹھے تھے انھوں نے دیکھا کہ لشکر کفار یورش کر کے چلا ہو شیر اسپ سے عرض کیا کہ حضور کفار جل چکے اب چاہے
 ہی حکم دے دیجیے اسنے ہوائی جو سانسے رکھی تھی اٹھا کر دل غدی میں گولنداروں نے نشانہ باندھ لیا گولے مارنا شروع کیے تو پھانہ رندہ لشکر جنگ

خروش میں آیا گولہ برسے لگا جسم کفار کے مانند رومی کے اڑنے کے گولے اس طرح برس رہے تھے جیسے اوسے پڑتے ہیں جو کفار کے آگے تھے
 مئی اناروا سفر ہو گئے اور جیچے کتے وہ بھاگ کر دور جا کھڑے ہوئے یہاں بہت قلعے بارہ کے گولنداروں نے چکے ہاتھ رکھ لیا جس وقت دھواں
 ہوا اور دھواں ہوئی دیکھا کہ ہزار آدمی آگے ہوئے پڑے جن باتی دور ہٹ ہٹ گئے ہیں ہر لہار و شادمانی قلعے پر بجا اور نکل ہوا کہ وہ بھگایا پڑے
 کیوں ان کو غیرت آئی اصران فوج کو بہتدیر بتائی کہ ایک طرف سے کچھ لڑیں اور دوسری طرف سے جا پڑیں پھر سامان جنگ ہوا لہا رفا
 رزمی راگھو پھوکیا اور شیر اسب منظر و منظر شادمان و فرحان ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئے رومی کی گد رانی اور عرض کی کہ آپ کے اقبال سے
 آج قلعہ کداسکا میں نے سکوا کر بھاگ دیا ہے ملکہ نے قلعہ دیا اور کہہ شاپاش و مرہا اسی اثنا میں خبر طبل جنگ کی پہونچی وہاں سے ملکہ کو
 سلام کے مزاج پر سی شانہ اس کی کر کے جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اور تمام جنگ میں مصروف رہا غرور ستارہ سحری فلک پر چھکایا قلعہ کو
 افغان بلند ہوئی لوگ اوس کے مصروف عافیت باری ہوئی اور شکر کفار میں شور و فاقہ بند ہوا القاپرست اپنے سوم دین کو ادا کر کے میدان برون
 آئے خورشید نے بارہ سو سوار سامنے قلعے کے بھیجے باقی فوج کو لیکر کیوان پیر کی راہ سے پشت قلعہ کی طرف چلا کہ لوگ قلعے کے اوسے مصروف ہونے
 میں اوس سے مدد کر کے لیلو گا اوس نمازیوں نے تہذیب سے فراغت کی شیر اسب جنگی دروازے پر آئے بیٹھا لیکن یہ کدینا مروتی کہ اسکو خبر ہو کہ کد
 نے دی تھی کہ کل پشت قلعہ پر مدد ہوگا اسناد رہی انتقام کیا اور کدات پھر میں قلعہ سے باہر سرنگ کھدوا کر پیچھے بھجوا دیے ہیں اور قلعہ اسکا
 شر سے اس طرف لاکر نکال دیا کہ جب کفار بھاگنے لگے اس فلیند پر توپ مارنے لگے سرنگ از جا نیکی آج فاتحہ ہو اور فیلا سب جنگی نے اپنے بھائی کو
 دوسری طرف بھجوا دیا اور بلکہ احتیاطاً ہر چار جانب کا انتظام کر لیا ہو الغرض پہلا یورش سامنے سے ہوا شیر اسب نے دیکھا ہوا تھا
 گولہ چلے لگا لیکن کفار کج اس طرح لڑتے ہیں کہ گولیا بھلا رہے ہیں سامنے آتے ہیں جب گولہ چلتا ہی نہ سے ہٹ جاتے ہیں گولہ خالی جاتے لگتا ہے شیر اسب
 منع کر دیتا ہے جب کفار پھر سامنے آتے ہیں پھر گولہ چلنے لگتا ہے اوسے کاتو یہ حال ہو اس طرف فیلا سب جنگی نے دیکھا کہ ایک لشکر غلام چلا آتا ہے لیکن
 گولی آئے جنگ کے نہیں پائے جاتے ہیں نہ باجا بجا ہونے لگتے ہوتے ہیں یہ سیکھ گیا کہ ان لوگوں کے نزدیک ہم غافل ہیں اچھا ہر کئی قصائیے
 آتی ہو چکا بیٹھا تھا دیکھا گیا جب وہ سب قریب آئے غونہ کر کے چلے کہ لیلو قلعے کو لیکن کیوان خود نہیں چلا ہی بلکہ دور گولے کی زد سے
 ہٹ کر کھڑا ہو رہا ہو جس وقت دیکھا کہ اوس قریب قلعے کے پہونچ گئے ہیں سب فوج بلو کر کے چلی ہو کہ قریب ہو کہ قلعہ میں دلیس سوچا ہو کہ عقب
 میں تو بھی چل لیکن دل اسکا نہیں اٹھتا تنگ رہتا ہو اور جب فیلا سب نے دیکھا کہ فوج سرنگ پر آگئی ہو اسنے بھی جوابی داغی گولنداروں
 نے ایک اوس گولہ اوس مار دیا اوس ایک گولہ فلیتد پر رز اسرنگ نے آگ پڑی معلوم ہوا کہ طبقہ زمین کا آگیا قلعہ تک بند ہو وہ دھواں
 ہوا کہ زمانہ ہوتا رہا کہ کیوان بھاگا جو لوگ سرنگ کے پیچھے رہ گئے تھے بہت سے بھاگ نکلے بہت لوگوں کے گلے پھٹ گئے لاکھوں میں ہر ایک
 مر گئے جو کچھ سرنگ پر آگئے تھے اٹھاتا بھی نہ لگا کر کیا ہوئے اور کمان گئے زمین کو جو دیکھا لاکھ ستارے بنا ہوا ہر پانی نرکا بانسون اچھل کر گرا
 بعد بخورشی ویر کے آسمان سے چار کے چار گرنے لگے مد سے چلے ہوئے برتنے لگے درندوں کے لیے بھنے ہوئے کباب موجود ہو گئے غنڈا
 کفار فغان و فخران تباہ و سرگردان بھاگے ہوئے دور دور نکل گئے کتے ہی روتے بھونکے نکل گئے جھکے درندے کھائے جنگی زندگی تھی وہ بٹ
 کرا اپنے مقام پر آئے یہ وہ گشت اٹھائی ہو کہ اس کسی کے بجا نہیں ہیں طبل باز گشت بجا ہو خورشید بھی پٹ کر آیا ہو کیوان نے تمام
 حقیقت بیان کی ہو خورشید نے کہا کہ ابھی مناسب نہیں ہو کہ کل پھر لڑیں اب ہم اپنا انتقام کر لینگے تو لڑینگے اور ہر کارون کو روکا گیا
 اپنے باپ سمیل ستارہ چشم کو نامہ لکھا کہ بخورشی فوج اور روانہ کیجیے اور تمام حقیقت شانہ زادہ نور الدہر کی ملکہ کو لے آئے کی کسی
 اوس روانہ ہوا دو لڑن اپنی بارگاہ میں آئے اور سورہے یہاں ملکہ نے جو سرنگ کی آواز سنی ڈر گئی اور حور عین و ملکین کتنوں نے محل
 ساقط ہو گئے سر کھول دیا ان ہاتھ میں لیکر مارنا شروع کی شانہ زادہ نور الدہر ہر جا سے چونک بڑا بوجھا اسے کیا ہوا اس کس میں
 تھے جو بیان کرتا کسی نے اتنا کدیا کہ کفار نے فرغ کیا تھا اور لڑائی ہو رہی ہو نہیں معلوم یہ کیا ہوا شانہ زادہ گھر اگر محل سے بھاگ دیکھا کہ
 شیر اسب اور فیلا سب آئے ہیں دونوں نے شانہ زادے کو جھک جھک کر مبرا کیا نور الدہر نے گھر کر بوجھا کر یہ کیا ہوا انھوں نے

سب کیفیت مفصل بیان کی شانہ زاد سے آفرین کہی دونوں کو خدمت دینا اور بوجھا کہ اب کفار کتنے بچے ہیں انھوں نے عرض کی کہ حضور
 یقین ہو کہ قریب نصف آدمیوں کے بچے رہے ہوں اور اگر اور فوج آئیگی تو شاید بڑھ جائے اب دو ایک روز تو یقین ہو کہ کیوان اور میر
 انج بھی نہ کر لگا ایسی شکست فاش اٹھائی ہو غرض کہ شانہ زادہ محل میں داخل ہوا دو تین روز تک کھڑے رہا اسے ایک روز کیوان اور خورشید شاہ
 بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ آواز انکار سے کی آئی عیار کو روانہ کیا کہ کچھ کون آتا ہو عیار گیا اور پھر لکڑیاں کہ سہیل ستارہ چشم کا سردار مریم
 ستارہ چشم تغیرن لاکھ سوار سے آتا ہو خورشید شاہ نے استقبال کیا بارگاہ میں لایا تمام کیفیت سن کر کھانے کی بیان کہیں یہ سب مریم ستارہ
 چشم تغیرن غیظ و غضب میں آیا عرض کی کہ طبل جنگ میرے نام پر بجو ایسے کل میں قلعہ کو لپیٹ لگا یہ سن کر کیوان نے حکم بانقا سے پرچہ
 پرشی آواز انکار سے کی گرجی اور شیر اسب جنگی کو خبر ہوئی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے رات بھر تیری جنگ کی رچی صبح کو لشکر
 کفار صفت آ رہا ہوا اور شانہ زادہ نور الدین ہر کامزاج آج کس قدر رست ہو دروازہ قلعہ پر آئے بیٹھے ہیں شیر اسب و امینی جانب فیلا سپ
 یانین جانب بیٹھے ہوئے ہیں کہ ناگمان چاہو سب نے خورشید ستارہ چشم سے کہا کہ آج وہ نیرہ حمزہ دروازہ قلعہ پر بیٹھا ہو خورشید شاہ سے
 پڑھا اور پکار کر آواز دی کہ آؤ میرا حمزہ میں نے تیری جرات کا بہت شہرہ سنا تھا لیکن کچھ نہ پایا کہ قلعہ بند ہو کر رہا ہو میدان ہر دو میدان میں آ
 دو تھا بلکہ کچھ لکھ کو میرے سپرد کر اور اولاد حمزہ میں کیونکہ نہیں سنا کہ یہاں از جو کچھ لکھ کر لیجائے اور قلعہ بند ہو کر لڑے فیر کدک لڑا گیا سرفراز ہو کر
 کا یہ عالم ہوا کہ فرما غضب و خیرت سے تھرانے لگا اور صلیت اتنی دور سے خورشید کی کسی ہاتھ جواب نہیں دیا فوراً اٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر اس
 کا فر کو مار دو لگا اور جوش غضب سے پسینا جو آیا بھرا بھی آ کر گیا شانہ زادہ صحیح و سالم ہو گیا سچ ہو بہادروں کا ملاج شجاعت ہو بیرون قلعہ چلا
 شیر اسب و فیلا سپ نے عرض کیا کہ اگر دشمن یا را بھی آپ میں لڑنے کی طاقت کمان ہو جو لڑنے چاہے میں بخار بھی تو ابھی طبع نہیں اُترا
 شانہ زاد سے لے کر کہ نور مجھے بخار نہیں ہو اور طاقت خدا کی دی ہوئی ہو میں بغیر اس کا فر سے سامنا کیجے ہوئے کب رہتا ہوں ہر چند
 انھوں نے روکا سمجھا یا نہ مانا مجبور ہو کر چلے سے لکھ کو بلایا لکھ قدامت پر شانہ زاد سے کہ گرنے لگی کہ دو روز کے بعد آپ لڑیے گا ابھی
 آپ نا طاقت بہت ہیں نور الدین ہر لکھ کا سراٹھا لیا اور کہا کہ خبردار میرے مقدمے میں داخل نہ دنیا نہیں مجھے نہ نیکی لکھ تو روتی ہوئی
 گئی شانہ زادہ دروازہ قلعہ کا کھلوا کر کس عظم و شان سے باہر آیا شیر اسب جنگی و فیلا سپ جنگی دونوں ہمراہ میں فوج بھی قلعے سے نکل کر
 صف بندی کرنے لگی جب سے کہ دروازہ قلعہ کا کھلنا کافروں میں خروش تھا کہ نیرہ حمزہ قلعے سے باہر نکل آیا اب کمان جائیگا عرض
 طرفین سے صف آرائی ہوئی نقیب نقابت کر کے چلے گئے اور خورشید ستارہ چشم نے کیوان سے اجازت چاہی مریم ستارہ چشم جو
 سردار کہ آیا ہوا ہوا اسے عرض کی کہ اگر دشمن یا را میں ابھی اس نیرہ حمزہ کو قتل کرتا ہوں یا باندھ کر لیے آتا ہوں اور آج کچھ بھی نہ جانے دو لگا
 اسلحہ کہ طبل بھی میرے ہی نام پر بجا ہو کہ لکھ گینڈے کو چپکا کر میدان میں آیا بعد مشورہ پکار کر کہا کہ اگر نیرہ حمزہ تو نے مفسدی پر کچھ کرنا
 ہو ہو تیار ہو کہ اب میرے ہاتھ سے بھکر کمان جائیگا یا مقابلہ کیا اور نہیں تو وہیں آکر قتل کر دو لگا بھلا شانہ زادہ نور الدین ہر کے کان تو ان باتوں
 کا ہر کو آشنا تھے آواز دی کہ اگر کیا بھتا ہو اور کب کو چپکا یا مریم بقیہ لکھ اور زنی گینڈے کو دوڑا کر چلا جیسے دونوں مغال ہوئے اور پھر
 کی علی سینہ سے سینہ بازو سے بازو شانے سے شانہ لگایا اب جو کچھ لکھ لکھ مریم کا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا لکھ شانہ زاد سے کا حسب مادت و
 قدم پیچھے سر کا مریم نے نیرہ اٹھایا اور سینہ پر شانہ زاد سے کہہ دیا نور الدین ہر نے نیرہ اسکا قلم کیا بھنٹا کہ گزرا اٹھا یا چھٹ کر دیا کہ کیا لکھ لکھ
 کہ اسے کام شانہ زاد سے کا تمام کیا نور الدین ہر نے گزیر سر گزیر دیکھا کہ مریم پر چڑھ چکی لیکن کچھ نہوا چالاکی سے گزرا ہاتھ سے بھٹو دیا
 خود آگینج لی اور برس بڑا شانہ زاد سے نے بھی نیچہ نیچوں سلیمانی پر ہاتھ ڈال لگی ملو اور چھٹو فرنگی ایک مقام پر مریم نے کمر تار دیا کہ کیا شانہ زاد
 نے کہا کہ یہ فنا ہوا اس کے ساتھ ایسا ہی کر کہ دل کی دل ہی میں رہ جائے چالاکی سے خالی دیا یہاں نہ زور میں افندہ منہ سر پر گینڈے کے جا رہا
 شاخ سر گینڈے کی سینے میں دوائی آواز سے ہوا شانہ زاد سے کی پڑی کہ سب گینڈے چار کھڑے ہوئے اب نور الدین ہر نے آواز دی کہ خورشید
 یہی منہ بداری کے ہیں کہ بھکو تو قلعے سے بلایا اب میدان میں آتا اور لکھ کو مجھے لجا دیکھوں کہ تو کیسا بہادر ہو پھر خیریت دیکھ رہی کیوان

تھے اجازت پا ہی اُسے منع کیا کہ اور افسر بھی تو ہیں وہ لڑنے لگا اُسے جواب دیا کہ وہ رتیب تو میرا ہی کیوں اب نجم سپاہ نے ہر چند منع کیا اسے
 وہ گھوڑے کو چھٹا کر میدان میں آیا اور اسے شاہزادہ نور الدین سے قہقہہ لگا دینا اور جھڑپہ کی ماری کہہ کر کھڑے کھڑے کئی قدم پیچھے ہٹ
 گیا وہ غیظ و غضب خورشید کا ہر طرف ہوا خوف و اندک ہوا مگر حسب وقت شاہزادہ مقابلے کو چلا تھا تو شیر اسپ نے گدیاں اٹھا کر اوپر سے
 آپ اس ستارہ چشم سے آنکھ دھرایا گے گا کسو استیلا کہ بجائے سفیدی سیاہی اور بجائے سیاہی سفیدی ہو آنکھ باندھتا رہے کہ مچکنی ہو جان
 حریف نے نگاہ ملانی ہی ہوئی ہو گیا شاہزادے کی نظر اس کے سر پر رہتی ہو لیکن خورشید کی نگاہ جو نور الدین پر پڑی عجب شان و شوکت دیکھی
 کہ کسی میں نہ دیکھی تھی جہاں ہو گیا اولین بغین کر لیا کہ یہ جان کو تیری ملک الموت ہو مگر لب ساٹنے سے کیونکر چلا جائے کہ حیا و سنگر جو دلوں کو ہی کر کے
 گدا کر دے پست تو ہی نیزہ حمزہ ہو نور الدین کے گدا کہ ہاں میں ہی ہوں اُسے بوجھا پھر قلعے میں کیوں چھپا تھا فرمایا او بد کردار ہم چھپا کر بیٹھے
 ہیں مگر مرض سے مجبور تھے خورشید نے گدا فرمایا حمزہ نہ نہ شو ہر وار کس نہ ہب میں قبضہ کرنا جائز ہو بہتر ہو کہ مگر کو میرے سپرد کر میں مجھے عرض
 نہو گا جان جی جا ہے چلا جا نور الدین ہر کج را اقل عقل زن خود را در دہ ہوتی ہو چکا عقد ہو جائے ملک کا اٹل تیرے ساتھ کب ہو ہو دوسرے یہ کہ وہ
 مسلمان ہوتی ہو اور مجھے علاوہ کھنٹی ہو خبردار بار دیگر اسکا نام نہ لینا ورنہ سر جگت معقول و دنگا بس ہو مگر خورشید آگ بولا ہو گیا خصل مشہور ہو
 کہ عورت کے مقدمے میں نامرد بھی مرد ہو جاتا ہو جیت کر حمزہ مارا شاہزادے نے چند طعنوں میں نیزہ ہوا لی گیا اُسے خشمنا کہ ہو کر تلوار ماری شاہزادہ
 نے پشت سپر بر روی کر تلوار اسکی دو کمرے ہو گئی شاہزادے نے جو غیظ میں آکر وارا بنا کیا مع مرکب چار کمرے ہو گئے فوج میں خورشید کی قتل کر
 گیا نل ہو کر خورشید مارا گیا تمام ستارہ چشم تلوار میں کھینچ کھینچ اُدھر کیوں ان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اسے مارو اس خدا پرست کو جائے نہ پاسے
 لاکھوں آدمی نور الدین پر ٹوٹ پڑے شاہزادے نے بھی تیزی کرنا شروع کی اور اسے شیر اسپ جنگی اور فیلا سپ جنگی بھی مدد کو شاہزادہ
 کی مع فوج چلے اور لشکر کھار پر گئے تلوار چلنے لگی آواز دار و گداور بگرو بن کی بلند ہوئی نور الدین کا عالم یہ کہ سپر تلوار پڑی مع مرکب چار کمرے
 ہاں پر لاش گرا دی ہو کشتوں کے پستے باندھ دیے ہیں اُدھر کیوں ان پکار رہا ہو کہ اسے خدا پرست کم ہیں ہم لوگ بہت ہو مار لو انھیں سب
 طرف سے ہجوم ہو نور الدین ہر جہت میں ہو مہنی بالین طرف شیر اسپ و فیلا سپ ہیں تلوار میں مار رہے ہو نے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ سامنے تلوار
 کھار کے پونچے اُسے نور الدین کو آتے دیکھ کر لوگوں سے کسا کہ بارود خدا پرست بلا سے بید رہاں میں آفت جان میں وہ نیزہ حمزہ آہو بیا اگر
 علم قلم ہو گیا شکست ہو جائیگی بس یہ کھجک طبل باز گشت بجو ادیا شاہزادہ منظور و منصور پھر قلعے میں داخل ہوا محل میں گیا مگر وہ دھڑکے لگی ہو گیا
 کہ کیا ہوا کہ مگر ملکہ دار نے طبل باز گشت بجو ادیا نہیں تو کج ہی لڑائی سر ہو گئی تھی خیر کل سہی مگر نے گدا او شہزادہ ستارہ چشم جسے بلا ہیں اگر کو
 خبر اس بیکار کے مارے جانے کی ہوئی ماتند مور تلخ آمد نیلے فرمایا کچھ پروا نہیں خدا ہمارا حامی وہ دگاہ ہو غرض لباس رزم اتارا
 بوشاک بزم بیکر بیٹھا صحبت عیش آسانہ ہوئی جب ہیرات گئی بسبب اس کے کہ تھکے ہوئے تھے صحبت برخواست ہوئی خاصہ سے فراغت
 کر کے آرام کیا مگر بیان کیوں اب نجم سپاہ جو خیمے میں پھر کر آیا نہایت پریشان تھا خورشید کے نابوت بننے کا حکم دیا بعد اس کے یہ خیال ہوا
 کہ او کیوں ان تو خراج گزار سہیل ستارہ چشم کا ہو بیٹا اسکا بیان مارا گیا وہ جو سنے گا گان ہو گا کہ کیوں ان کی سازش سے بیٹا مارا گیا اس
 نوکر وہ کچھ برہم ہوا در ملک چھپن کے لایسی تدبیر کر کہ وہ کچھ بہ مزہ نہو حکم کیا کہ بلا و چالوسک عیار کو اس وقت وہ حاضر ہوا
 کیوں ان نے گدا او چالوسک ممکن ہو کہ جا کر قاتل کو خورشید کے پکڑا اُسے کہا کہ سہی جاتا ہوں اور لاتا ہوں اس وقت نکلا اور راہ قلعے
 کی لی جب قریب پہونچا ایک خیر کی صورت نکرو داخل قلعہ ہوا دروازہ تو قلعے کا حکم سے نور الدین کے کھلا ہوا تھا فوج شیر اسپ جنگی
 کی پڑی ہوئی تھی خدا کتا ہوا دروازہ مجلس پر پہونچا ایک ہیل کی صورت نکرو داخل محل ہوا اور کسی گوشہ میں چھپ رہا جب ملک
 اور شاہزادہ دونوں سو رہے اور تمام عملا اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہا ایک جشن بنگ کی جوی کو رہ گئی اسکو تو اُسے دار سے
 بیہوشی آرا کر بیہوش کیا چادر عیاری سے روشنی گل کر دی بعد اس کے دار سے بیہوشی و ناغ میں شاہزادے کے بھونکی جب وہ چھپک
 مار کر بیہوش ہوا حلقہ ہاسے گند میں جکڑ کر چادر عیاری میں پستارہ باندھ کر کوٹھے پر سے گندہ کر آؤ گئی قلعے کے دروازے پاس پہونچ کر

کھڑا ہوا جب دو گھنٹی رات رہی دروازہ کھلے گا وہاں اسی تاریکی میں کل چلا صبح کے قریب کیوان کی بارگاہ میں داخل ہوا اور شہزادہ
دوش سے رکھ دیا کما کر لیجیے وہ مصد حاضر ہو کیوان نہایت خوش ہوا چاہا کہ اسی ہیوشی بن نورالدین کو قتل کرے ستارہ چشمون نے کہا کہ تم
قتل ہونے دیجے زہرہ حصار میں مع نابوت خورشید کے سمیل پاس لیجا بیٹے وہ جا بے قتل کرے چاہے بخشے کیوان نے کہا اچھا لیجا پس
نورالدین کو قتل فرما کر بن گرفتار کر کے ارا بے بڑا لکڑی تمام ستارہ چشم مع نابوت خورشید کے زہرہ حصار کو روانہ ہوئے کچ کچ جب
خریب شہر زہرہ حصار پہنچے ہر کارون نے سمیل کو جا کر خبر دی کہ خورشید ہاتھ سے زہرہ حمزہ کے مار گیا کیوان نے لاش اسکی اسکے
قاتل سمیت بھیجی ہو سمیل نے ہر کار ایک نعرہ مارا اور پکارا کہ بٹیا خورشید کے تختے عروس کو لینے گردن بیاہ کے لانا نصیب ہوا اور اسکے
عروس میں عروس مرگ سے ہکنا رہوئے انیسوس ہو کہ قضا نے جبرائیل مہر علی سلطنت کا گل کر دیا ورنہ بیٹنا سرور پارسہ نہ روانہ ہوا سانسے سے دیکھا
کہ لوگ نابوت لیے آئے ہیں خاک اڑاتے ہوئے گریبان بچھے ہوئے بس دوڑ کر نابوت سے لپٹ گیا بہت اپنی حالت تباہ کی آخر کار لاش کو ہلا
لباس سیاہ پہن کر حکم کیا کہ ہاں ملاؤ قاتل خورشید کو لوگ نورالدین کو سامنے لائے اس بہادر دوران نے سلام بطریق سلام کیا کھڑا چکر
کر سی جگہ بل نہیں گیا سمیل نے کہا اوی زہرہ حمزہ بٹیا خورشید کی جوانی پر رحم نہ آیا ابھی اسکا سن کیا تھا نورالدین ہرنے کہا اور گزرا ہنجا
میں نے اسکو بہت سنا سمجھا یا کہ تو مسلمان ہوا سنے نہ مانا میرے ہاتھ سے مار گیا اور لڑائی میں بھی ہوتا ہوا اگر اسکا ہاتھ پٹھان میں مارا
جاتا اور کیا لڑائی میں بھول جان ملتے ہیں اسکی قضا تھی مار گیا سمیل نے کہا کہ تو نے گھر میرا دیران کیا میں کیا تھے زخمہ چھوڑ دینا
نورالدین ہرنے کہا جو کچھ ہو سکے مقصور نہ کرنا اگر میری زندگی ہو تو کچھ نکلا اور قضا ہو تو مارا چلا نکلا سمیل بکا رابلاؤ جلاؤ کو بھولیں یہ سوچا
کہ اگر سر اسکا قلم ہو جائیگا کچھ صدمہ اپنے مرنے کا یہ نہ اٹھائیگا اسکو سسکا سسکا کر مارنا چاہیے یہ خیال کر کے جلاؤ کو منع کیا اور کہا کہ ایک
تفسیر منی کا تو اسلین اسے بند کر دو اور کو قاتل شہر کہ نام اسکا گر لگن تھا نہایت بچا اور گرگ تھا کہا کہ ای گر لگن اس خدا پرست کا بچہ
بچا کہ چار سو قچوک میں دو چہرہ میں بلند کر واکر لٹکوا دے دن کی دھوپ رات کی اوس اسپر پڑے کھانا پانی کچھ نہ دینا یہ بھوکھ پیا
بھوک کر مر جائے کوئی اسپر رحم نہ کھائے گر لگن حکم بجالایا اسی وقت نورالدین کو عقاب میں پرچہ بھایا نورالدین نے اپنے دل میں کہا کہ اتنا دوا
کے در شہر پر قائم ہو مجب حالت ہو کہ دوا دھوپ میں تر پتا ہو رہا ہو کچھ سے بلکتا ہو لوگوں کا یہ عالم ہو کہ جو دیکھتا ہو وہ کفن انیسوس
لٹتا ہو کہ ہاے کیا جوان خوبصورت ہو جان اسکی مفت جاتی ہو ایک نے کہا یہ قاتل ہو خورشید کا دوسرے نے کہا قطع نظر اسکے یہ خدا پرست
بھی ہو لقا کو نہیں مانتا بھی ملکی باتیں ہوتی ہیں نورالدین کی یہ حالت ہو کہ جدھر دیکھتا ہو سوائے دشمنوں کے کوئی دوست نظر نہیں
آتا ورنہ اسکا طرح بے آب و دانہ گذرے فاقے متواتر ہوئے تیرا دن ہوا اب یہ حال ہو کہ خوش خوش برچلا آتا ہو خدا کو پکارتا ہو کو تو
پاؤں حرام زادے نورالدین کی آواز سن کر کہتے ہیں کہ کیوان اب تو نے سزا خورشید کو قتل کرنے کی پائی نورالدین ہر جواب نہیں دیتا درگاہ
خدا میں التجا کرتا ہو کہ اب مجھے صدمہ نہیں اٹھ سکتا حکم عزرائیل کو کہ میری روح قبض کرے اور اگر ابھی حیات باقی ہو تو اب وقت
بھیجو اس مذاب سے چڑا ہوا تو یہ کیفیت ہو اور عطار و اختر شناس کہ وزیر ہو سمیل کا بیٹا ہو اسکا سمٹک شہر دل ہو ضعیف اسکی
انکار و مکی ہو دس مہینے شہر کے کھلی جیسی اسکے ساتھ رہتے ہیں وہ چوک کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہو دس مہینے سوار کھٹے کلبہ بن المس کے
لکے پانوں میں ونچی چوکی کے انگر کھٹے کلبہ بن ڈھانٹے بندھے ہوئے دوشا لے بھاری بھاری گردن میں لیٹے ہوئے برہمے ہاتھوں میں
ہاتھ ہوئے جس شہر م لگتے ہوئے اسکی نفس سے جڑھی ہوئی پیچھے چلے آتے ہیں جس وقت اس مقام پر پہنچے کہ جہان نورالدین ہر
عقاب میں پرچہ بھایا ہو اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ آج یہ مرجائیگا تیرا وزیر ہو کہ اسے کھانیکو کچھ نہیں ملا ہو نورالدین ہر کا یہ عالم ہو کہ کبھی
غش آجاتا ہو کبھی ہوشیار ہوتا ہو سمٹک کی نگاہ جو نورالدین ہر پر پڑی بے اختیار ایک محبت دلیں پیدا ہوئی گر لگن کو ملایا انیسوس سلام
کیا ہو چھا کر کون شخص جو اسنے تمام کیفیت بیان کی سمٹک بولا کہ رزق سے قید ہو اور کھانا اسے کب سے نہیں ملا گر لگن نے کہا کہ تیرا وزیر
ہوئے ہیں کہ اب و دانہ اسے باطل نہیں ملا ایک اور روز میں یہ مرجائیگا سمٹک یہ سن کر انیسوس کرتا ہوا بچہ اپنے من آیا سب تقویٰ

سے کہا کہ صاحبو اگرچہ راکھوں میں جا کر اس شخص کو فروغ دیا تو کمال کا تم میرا ساتھ دو گے سب نے دست بستہ عرض کیا ہم آپ کے نکلنے اور میں ساتھ دینا کیسا ہاں دینے کو
موجود میں لگا کر آپ اتنا بھر لیجئے کہ بادشاہ سے دشمنی مول لیں اور دوسرے یہ کہ گر گھنٹا میں ایک حرامزادہ ہو وہ خدا جانے کیا خرابی لائیگا قبر سے یہ کہ عتاب
شاہی آئیگا سمنگ بولا چاہے رسوائی ہو چاہے بدنامی ہو چاہے جان جائے چاہے آفت آئے میں اسے چھڑاؤنگا مجھے اس سے عشق ہو گیا ہر وقت کے
موت سے یہ مرنا بہتر ہے جیوں نے عرض کیا کہ اگر ارادہ آپ جیسی ہو تو اس طرح چھڑائیے کہ کوئی آگاہ نہ سمنگ نے کہا یا ر وہ قریب برگ ہو اور اس
تدبیر سے چھڑانے میں عرصہ ہو گا بس یہ بدبو ہی ہو کہ وضع اپنی بد لکھ جا کر دنگا اور سلو مار کر اسے چھڑاؤنگا سب چپ ہو رہے مگر کسی نے کہا اسے شہزاد
اگر لڑائی کو عرصہ لگا اور ضرب بادشاہ کو ہوئی اور وہ اسے فوج آئی دشمن آپ کے پھنس گئے تو پھر کیا ہوگا مفت میں ذلت ہو گی سمنگ نے کہا کہ جو کچھ وہ تم
ڈرتے ہو ساتھ نہ دینا میں اکیلا جاؤنگا مگر وہ کہ عیار اسکا ہر اسنے دست بستہ عرض کیا کہ اتنا مجھے بھی ہو سکتا ہو کہ گر گھنٹا میں چھ ہزار دنگا
میدان صاف کرونگا سمنگ نے بوجھ کیا کیا لگا اسنے کہا کہ میں گر گھنٹا میں پاس جا کر دھول مار دنگا اور مندریل اسکی بجائے لگاؤنگا وہ میرے نیچے دوڑ دنگا
حرام اسنے ساتھ والے بھی ہر انصاف کر کے وہاں کوئی نہ رہیگا آپ اتنی مصلحت پا کر اپنا کام کر گزریے گناہیہ نے آئیے گا سمنگ نے گردن کے گھٹنے سے لگا
اور کچھ شرفیاء انعام میں دین غرض کہ سمنگ نے دن سے بیماری کی ساتھ والوں کو واسطے جان لانا نیل لال کر دیا وہ سب کے سب مسلح و مکمل ہو کر کھڑے ہوئے
لگے سمنگ نے کہا کہ اب چلو اور پچاس رفیق جانبارم جانیا لے ساتھ لیکر قریب عتاب میں کے بیو نکا ایک مقام پر پوشیدہ کھڑے ہو رہا اور گردن کے گھٹنے سے لگا
اکی خد گنداری کو چلا کر گھنٹا میں ہاتھ عتاب میں کے کرسی پر بٹھا ہوا چار سو پاد سے گرد و اطراف میں کھڑے کہ رہے ہیں غیری رات ہو کر جاگنے لگے گھنٹا میں
کھٹکے گھنٹا میں دیکھتے یہ عتاب کب کھٹکے ایک نے کہا کہ میان سے آج کل میں تمام ہو جائیگا مگر کیا جوان ہر افسوس اسکی جوانی مفت پر باد ہوئی گر گھنٹا میں
نے ہر بات کو فراموش کر دیا کہ ایک ایک ہو چکے پھر ہو چکا ہے چار طرف نور دشمن میں دد رکھا آدمی آئے تھے معلوم ہوتا ہے گر گھنٹا میں کہ رہا ہے کہ یہ
تدبیرت بڑا سخت جان ہو کر ایک ہنس مڑا اسی اتنا میں ایک آدمی کہ خداوند ایک عالم نے میرے لور پر ظلم کیا ہر میری داد دیکھتے گر گھنٹا میں نے اسکی طرف دیکھا
ہو چکا تو کون ہو کہنے پھر ظلم کیا ہو وہ بولھا مضمون تو عرض کروں کہا اگر وہ شکل ایک خلوک کی بنا ہو اسانے آیا لوگ بکا سے کلاس کر آئے کہ کو توکل
صاحب کے پاس جا کر عرض کرونگا گر گھنٹا میں نے کہا مصیبت زدہ ہو آئے دو گردن پاس آئے گیا ہاتھ نہ ہلکا کرنا کان میں کہو لگا اسنے سر جھکا دیا میں
بجود سر جھکنے کے گردن نے ایک دھول اری اس زور سے کہ سر گر گھنٹا میں کا زمین پر جا لگا گردن مندیل سے لیکر بھاگا گر گھنٹا میں پیچھے دوڑا کر دیا
جاتے نہ پائے لڑا ہر پادوں نے تعاقب کیا اپنا پکڑنا کامل ہوا اور سمنگ موقع پا کر عتاب میں پر آیا جو دو چار پاد سے دہان باقی رہ گئے تھے آنکو
مار کر عتاب میں پر سے نفس شانزادہ نور الدین ہر کا اٹار کر لگیا اور گر گھنٹا میں کا حال نیچے کہ گردن کے تعاقب میں چلا آیا لیکن گردن کو نہ پایا آخر چو
ہو کر سحر اپنے مقام پر آیا دیکھا تو عتاب میں پر سے پیچہ نائب ہو پانچ چار پاد سے قتل کیے پڑے میں حیران ہوا لوگوں سے کہا یا ر وہ تم سب میرے ساتھ
چلے گئے قیدی کی خبر کسی نے نہ رکھی قیدی نائب ہو گیا اب میں بادشاہ کو کیا جواب دوں گات اسی خلک میں گذری صبح تو خدمت میں بادشاہ کی گیا
بیان سہیل ستارہ چشم کو پہلے ہی پرچہ اخبار گذر چکا ہو کر لکھو خبر اس خبر پر حمزہ کا نائب ہو گیا کوئی اتار لگیا اسنے حکم دیا ہو کر بلاؤ گر گھنٹا میں کو اسکی نانا
میں گر گھنٹا میں کا چنا ہو ہو پنا سلام کیا سہیل نے پوچھا کلاس یہ خدا پرست کیونکر نائب ہوا اسنے ساما اہل بیان کیا سہیل نے کہا تو نے کچھ سنجو کی یہ کسا کام ہو
اسنے عرض کی یہ کام زبردست کا ہر جگہ ممانتی و بردست میں سہیل پکارا کہ ہر کھل کر کہ تجھے ڈر کسا ہو اگر میرے کسی عزیز نے مجھی یہ کام کیا ہوگا
تو میں نلادونگا گر گھنٹا میں نے بیان کیا کہ میرا مشق حق ہے کہ کل میرے کو بیٹے وزیر اعظم کے سمنگ شہر دل سر کرتے ہوئے آئے تھے اس قیدی کو دیکھ کر
بہت افسوس کیا تھا اسی وقت انکے نور سے ثابت تھا کہ چھڑانے پر مستعد ہیں دھوکہ کسی مصلحت سے تشریف لائے رات کو اگر مجھ کو تو ایک بچے کے
پیچھے دوڑا دیا اور آپ اسے عتاب میں پر سے اتار لگے سوا انکے اور کیا کام نہیں ہو سہیل نے وزیر کبطرف دیکھا عطار داختر شمارنے
ہاتھ بندھ کر عرض کیا کہ خداوند نعمت چونکہ میرا بیٹا بد وضع ہوا اور اسکے مزاج میں ایک باکپن ہو تو یہاں سب سے اسکی طرف لگان کرنا ہو اسکا
سر گر گھنٹا میں انعام میں اور ایسا شخص کہ جیسے بادشاہ کید و بند کو قتل کیا ہو اسکی وہ کفایت کو نہ یہ عید از قتل ہی شہزادہ میرا لگا اور شہدہ لیکن آجک کوئی
حرکت کو رنگ کی اس سے سرزد نہیں ہوئی سہیل نے گر گھنٹا میں کبطرف دیکھا اسنے عرض کیا کہ حضور سمنگ کو بلائیں سب حقیقت کھل جائیگی عطار داختر

عزیز کیا کہ ابھی وہ حاضر ہوتا ہوا دھڑکتا رہا کہ اس وقت جاگ کر سمجھ گیا کہ بادشاہ یاد فرماتے ہیں چہ بے اسروانہ ہوا اور سرسنگ شیر دل
جو چہ شہنشاہ کا لیکر گھر میں آیا اول بند و بست اس امر کا کیا کہ کوئی شخص غیر کے اطلاع نہ آئے جائے بعد اس کے شہنشاہ کو نفس بے باہر نکلا بیوتا
تھا پانی منہ میں اس شہر دار کے چکا پکچہ شور بہ بلا پا کر تو شہنشاہ سے کہہ دیتا ہوں کہ اس کا ایک نوجوان سپاہی وضع سا ضہ منجھا ہوا
اور دس بائیس شخص بھیاں بندہ مثل اس کے ملازمین کے اور بھی ہوئے ہیں حیران ہوا کہ یہ کون لوگ ہیں بات کرنے کی طاقت تو نہ تھی مگر اشارہ سے پوچھا
کہ مجھے کون غلام ہیں پر سے لایا سب نے سمجھ کر دل شیر دل کی طرف اشارہ کیا شہنشاہ چپ ہو رہا جب پھر رات پہنچے ایک خوب ہوش و دماغ دست
ہوئے اٹھ بیٹھا سمجھ گیا کہ ایسا بدتر سے باعث سے میری زندگی ہوئی اس نے عرض کیا کہ بن غلام ہوں میں نے جھوٹ سے آج بیکھا تھا کاش
ہو گیا تھا نور الدین ہرنے کہا کہ تم میرے بھائی ہو میں تمہارا ممنون احسان سمجھ گیا کہ اس شہر دار احسان کیسا میری جان تک ایک کام آئی تو
تھا اور وہ جو ہوں اب شہنشاہ نور الدین ہرنے کھانا کھا رہا ہے بلکہ یہ سمجھ گیا کہ اس کی دوستی جو جیتن بڑھی ہوئی ہیں دوسرے کام کتنے بڑا
کیا ہو گا گویا جان بچال ہو باتیں جو یہی میں بیان کر کہ جسے ہو گئی کہ اسی آئین میں خبر ہوئی کہ جو بادشاہی حاضر ہے سمجھ گیا کہ یہ بادشاہ
جو بڑے سلام کیا اور عرض کیا کہ جلد ہی چلے بادشاہ نے یاد فرمایا کہ سمجھ گیا کہ پوچھا کہ کبھی آج کیا ہو چھ فلیٹ حادث یاد فرمایا کہ جو ہرنے
چیکے سے کاغذیں کہا کہ انکو جو چھ فلیٹ میں پر سے غائب ہو گیا ہو کو تو اہل پر غائب شاہی ازل جو ہم آپ کا لیتا ہے سمجھ گیا کہ اوکھو تو چکر کسی شہر دیتا
ہوں جیسی اس حرا مزا سے نے قمت میرے دہری ہو پس اس وقت اندھا پا پشا کہ درباری ہو کر لوگ سے لپٹے کہا کہ خبر دینا شہنشاہ سے کی خبر گذاری میں
فرق نہ ہو اور وہی بندہ بست رہے کہ غیر شخص اندر نہ آئے پلے میں ابھی بادشاہ پاس سے ہو کر آتے ہوں یہ لکھ کر باہر آیا اور حرا مزا جو کہ چاہا جان و زبر غلام
کر گئے سے مکر اور وہی تھی وزیر کہ ہر باز کہ اس کو گھبرا گیا میرے بیٹے نے خبر کیا کہ اس کو جو تو اس کا نام بدنام کرتے ہو کہ گھبرا گیا کہ بادشاہ
کو چاہتے ہیں میں ہی کہو گا کہ اس کا سمجھ گیا کہ یہ کام دوسرے شخص کا نہیں ہے یہی رد و فتح تھی کہ سمجھ گیا کہ چو نہاد و سے سلام کیا بادشاہ کا اس کا سمجھ
تیری اور جیتن تو لگا دون کی تحفہ تیرے سلطان میں بھی داخل دینے لگا کہ ہمارے قیدی کی حیرانگی ہمارا لکھ گیا کہ اس کو چھپ کر گواہی کرتا اور
خداوند کرتیں ہمارے ساتھ کرنا سمجھ گیا کہ شہر دار یہ کون کتا ہو کہ میں قاتل کو شہنشاہ سے کہہ چکا ہوں بادشاہ پکارا کہ چھو کر گھبرا گیا کہ ہر باز
کہ ہاں سمجھ گیا کہ شہر دار یہ جسے عداوت رکھتا ہو اور باعث عداوت یہ ہو کہ یہ اکثر عداوت میں مانع ہوتا ہوں یہ اکثر دلاویں بل کہ
لوگوں سے رو پیہ لہرتا ہو اگر میں پانا ہوں تو مال لوگوں کا دلوں دیتا ہوں اور جو میان اس کی پڑتا ہوں اس کو کچھ نہیں پڑتا ہوا اب اس کو موقع دینی
کا پورا لکھ گیا یہ چاہتا ہو کہ مجھے چھینا دے اور اس شہر دار کو لاکھ لاکھ لاکھ رکھ میں حضور کے باعث سے تمام شہر میں حاکم بنا چھتا ہوں مجھے یہ کوئی
نہوئی کہ جو شہنشاہ کے قاتل ہو اس سے دوستی کروں اور چھپ کر لجاؤں اور میں تو خود کتا ہوں اگر مجھے یہ امر ثابت ہو تو میں نے اپنا خون آپ پر
ملا ل کیا تمام گھراور بیکہ تمام شہر موجود ہو آپ میری خدمت میں کر لے چھو کہ میں بھیاں رہنے دیکھ یہ کام اسی کو گھبرا گیا کہ اس کو شہر دار آپ نے اس کو ایک
خدمت سپرد کی تھی کہ یہ قیدی مرنے جانے تو اسکے پاس سے نہ ہٹا ایک شخص خدا جانے شہر دیتا تھا کہ اس کی منہ بل نے بھاگا تو یہ ایک
منہ بل کے لالچ میں ایسا بیہوش ہو کر وہ اگر قیدی کی کچھ خبر نہ رکھی اور خوف بادشاہ کا دل سے بھلا دیا یہ ہر گز قاتل کو قوالی کے نہیں جو اس نے
خود قتل ہو چکا کام کیا جواب بادشاہ اس مجرم کے عوض میں اسے قتل کر میں تو منہ سب ہو اور کو قوالی میرے سپرد کر میں تو میں قتل میں
اس قیدی کا پتا لگا دوں اور اگر یہ کام مجھے سرانجام کو نہ پہنچے تو مجھے بھی قتل کر میں بادشاہ نے جو یہنا خیال کیا کہ اکثر عداوت سے بھی اس کی لکھتیں
نہی میں غصہ کیا کہ ہو کر کہ اگر گھبرا گیا کہ شہر دار یہ قیدی بد ذاتیاں میں اسے جواب دیا ہو جو آپ سمجھے خوب انصاف کیا بادشاہ تو آگ ہو لاہو رہا تھا
حکم پا کر کہ اس کو گھبرا گیا کہ اس کے قاتل کو قوالی کے قاتل کر دیا اور اس کا سب سمجھ کر دل شیر دل کو دوا
اس وقت غفلت نہایت بھاری ہو کر سمجھ کر دل شیر دل کو دوا اور عداوت کو قوالی کا بھی سپرد کیا اب سمجھ گیا کہ غفلت پہنچے ہوئے اس کی کو قوالی کے لوگ
ہمراہ کر گئے کی شکل کہ خشک بندھی ہو میں آدھا منہ کا لال لال کیا ہو کہ میرے ارد گرد حصار چھتا ہوا جارجی جا رہا ہوا کہ جو باؤں
کے قیدی کو غفلت کر کے کھو گیا اس کا یہی حال ہو گا انھیں چھو کر گھبرا گیا کہ کو لاکھ دار پر چڑھا دیا اور وہ خطبہ پڑھنے لگا اور اس سفر ہو گیا

گواہی کر کے پہنچا کر پانچ سو سال واسباب اسکا خوب لوٹا اب سمنگ اپنے مکان کی طرف منوجہ ہوا نہ ہی پہنچی ہوئی نرسنگا چٹک ہوا جب دروازہ پر
 پہنچا اور داخل محل ہونے لگا سبکو رخصت کر دیا آپ اندر آیا دیکھا کہ شاہزادہ بیٹھا ہوا ہو سلام کیا پاس اگر بیٹھا ہو چھا کہ کچھ تکلیف تو حضور کو نہیں ہوتی
 نور الدہسہ نے کہا کہ نہیں مگر ٹکڑا عرصہ لگا گیا ہو بیان تو کر دسمنگ نے تمام سرگزشت بیان کی اور کہا کہ آجے اقبال سے گر گین حرازاوس
 کو مدد کرتا ہوں اور میں اس کے عہدے کا مالک ہوں نور الدہسہ نے کہا کہ مجھے تھے کار نمایاں کیا اور گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا کہ تھے ٹکڑا پتا بھائی کیا اور
 بیٹھے بھائیو تھے بھی یہ منو سنا جو تھے میرے ساتھ کیا سمنگ نے کہا کہ شہر بارہ میں غلام ہوں یہ آئی بندہ نوازی ہے کہ مجھے نالائق کو اپنا بھائی قرار دیا
 نور الدہسہ نے پوچھا کہ ای سمنگ تم بادشاہ سے تین روز کا وعدہ کر کے ہو کہ میں خونی کو پیدا کر دوں گا آخر تیرے روز کہا کروں گے اور بادشاہ کو کیا جواب
 دو گے سمنگ بولا کہ شہر بارہ میرے تیسرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے پھر پانچ روز کا وعدہ کر لیا کہ آجے گا کہ دھوڑے حال میں ابھی پتا نہیں لگا تو نہیں
 چندے ٹال لیا ونگا جب مقدمہ کنت ہو جائیگا پھر کوئی نہ پوچھیگا اور موقع دیکھ کر آجے گا ساتھ لیکر جہد معر فرمائیے گا نکل جائیگا نور الدہسہ نے کہا کہ
 اگر اسی عرصہ میں افشاہ راز ہو گیا اور کسی غماز نے جا کر حلقی کھائی تو پھر لڑنا پڑا سمنگ بولا اول تو ای شہر بارہ افشاہ سے راز ہونا غیر ممکن ہے
 اور بالفرض اگر ایسا ہوا بھی تو تاتار توارہن ہا تھے نکل چکے تھے نور الدہسہ نے کہا کہ سنو بھائی میں صاحبقران ہوں اور صاحبقران اسے کتے
 میں جو کبھی حریف سے نہ بھاگے میں اس شہر کو بغیر اسلام آباد کیجے ہوئے نہ جاؤں گا اب جو میں کمون و فکر و عرض کیا فرمائیے نور الدہسہ نے کہا ای
 سمنگ تم پر ہوں مجھے اپنے ساتھ لیے ہوئے دربار میں بادشاہ کے چلے چلو کہ یہ خونی حاضر ہے موافق اقرار کے میں دھوڑے حال میں پھر تمہارے
 میرے شریک ہونا چاہیے ہوتا میں کچھ لوگ لگا کر اقبال میرا لایا ہے تو سہیل کو مار کر نہیں بادشاہ کر دوں گا اور اگر سہیل مسلمان ہو گیا تو نہیں اسکا
 نائب کر دوں گا سمنگ نے کہا کہ اگر بیارادہ ہو تو بہت اچھا میں موجود ہوں کہ تیسرے دن سمنگ نے آلات حرب و حرب و دست کیے اور اپنے
 رفیقوں سے کہا کہ اگر خدا نے فضل کیا اور شاہزادہ نور الدہسہ کا ارادہ پورا ہوا تو یا روجو جہدار ہر اسکو تھمادی اور جو تھمادی ہر اسکو رالاری
 دوں گا غرطکہ باج ہزار آدمیوں سے مسلح و مکمل نور الدہسہ کو ہیج میں لیے ہوئے ایوان شاہی کی طرف چلا جسوقت بازار میں پہنچا داخل ہوا کہ اسے
 میان اس خونی کو سمنگ لیے ہوئے آہی جہا طرف سے آگئی اٹھنے لگی عجب عجب چرچے ہوتے تھے کہ وزیر کے بیٹے نے بڑا کار نمایاں کیا کہ خونی
 کو دھوڑے حال میں لایا خبر بادشاہ کو پہنچی کہ قاتل خود شہید کو سمنگ دھوڑے حال میں لایا اور لیے آنا سہیل نہایت خوش ہوا عطار و کیطرف دیکھ کر کہا
 کہ تھو معلوم ہو کہ کرائے اسکو پایا اسے عرض کیا غلام کو نہیں معلوم قریب ہے کہ حال روشن ہو جائے کہ اسی اثنا میں سمنگ اندر بارگاہ کے آیا آواز
 بجا لایا دست بستہ عرض کیا کہ وہ گنگا حاضر ہو اب جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے گا کہ ملایا میرے سامنے سمنگ نے کہا لا تا ہوں یہ کیکر یا سہر آیا
 نور الدہسہ نے کہا کہ بسم اللہ بیٹے شاہزادہ سے دراندہ قدم بارگاہ میں رکھ دیکھا کہ کا فران فرس ہیٹ بیٹھے ہوئے میں شاہزادہ سے بطریق اہل اسلام
 سلام کیا سہیل نے دیکھا کہ یہ وہی اسیر غل و زنجیر مسلح و مکمل ہے کہ ای سمنگ اسے کس طرح تو لایا ہے نور الدہسہ نے کہا اوکا فر سمنگ کو میں نے مسلمان
 کیا ہے مگر موافق وعدے کے مجھے وہ تیرے پاس لے آیا ہے اب میں موجود ہوں جو تجھے ہو سکے حضور نہ کرنا اور میں تو اسی ارادے پر آیا ہوں کہ
 تجھے بھی مسلمان کروں یا مار کر اور کو بادشاہ کر دین پس یہ سنتے ہی سہیل کے حواس پرانگندہ ہوئے کہ نہ تھا ایسی آواز کہ رہا ہے اور بخون و خط و بار
 میں چلا آیا اپنے لوگوں سے کہا کہ بارگاہ سے نہ ہائے کہ پڑا سرکش ہے لوگ حکم سنتے ہی ہر چار جانب سے تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑے شاہزادہ
 اپنے چھپتا ہوا چلنے لگی نور الدہسہ کی کیفیت ہے کہ با حواس اور باہر جو سامنے آتا تلوار ماری کہ پھل تیغہ کا زمین کی خبر لایا سمنگ شیر دل اشتہار
 شاہزادہ کی سپید سپرد کیس کو قریب نہیں آئے تیار جو ہر حال میں ہا تھ میں فیصلہ کیا یہ بھی جوان زبردست ہے کوئی حوصلہ نہیں کرتا غفلان گیر
 بند ہوا باہر وہ باج ہزار سوار جو سمنگ کے ساتھ آئے ہیں جان بچھیل چکے ہیں کہ بادشاہ سے اور ہم میں کیسواندہ رائے نہیں دیتے سمنگ بادشاہ
 کو نہیں پہنچ سکے قریب ہزار آدمی کے اند بھی واسطے مدد کے کھس آئے ہیں لڑ رہے ہیں سمنگ اور شاہزادہ نور الدہسہ کو طعنے میں لیلیا ہے اب
 شاہزادہ سے نے رخ کیا ہر طرف تخت سہیل کے برابر تخت کے پوچھ کر پوچھا کہ اوکا فر کب چھوڑا ہوں تجھے سہیل نے دیکھا کہ اب جان بچھیا مشکل ہے تلوار کھینچ کر
 شاہزادہ نور الدہسہ پر ماری شاہزادہ نے پھکی دیکر ہاتھ مڑوڑا تلوار نکل گئی سہیل نے بس ہوا شاہزادہ نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈاکر غرٹا تھا

الکلیہ کی طرف سے دینا شروع کیا سہیل سمجھا اگر اب اسے بکا ڈیا جائے گا تو ان فرما رہے ہیں کہ اسے قبول ہو جائے اور اسے
نے فرمایا کہ لعنت کر لقا بے لقا پر اسے لعنت کی لقا پر شہزادہ سے لے آئے ہیں یہ سہیل خدیم پر شہزادہ کے گرا کر بوجھ کر چڑھا سہل ان ہوا
کا لکھ کر کہ خبردار اب نزلہ اور تم سب بھی مسلمان ہو غرض جو انہیں نوج مارے گئے تھے انکا ذکر نہیں باقی سب بصدق دل مسلمان ہوئے کچھ پرچہ
ہر شخص اپنے اپنے مقام پر نفع بخشہ جرات و بہت شہزادہ نور الدین کی کرتا ہو عطار و بھی مسلمان ہوا نور الدین ہر نے سہل کو نائب سہیل کا
کیا عطار و اختر شمار نے بیٹے کی طرف دیکھ کر کہا اے سہل میں جو میری باتیں کرتا تھا مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ تو کسی علیل القدر کا رفیق ہوگا
غرض تمام شہزادہ نور الدین ہر نے اسلام آباد کیا بنانے سہار کر کے مسجد بنی بنا کر لوای مسدا میں ان کی ہر طرف بلند ہوئے سہل نام پر
ہر مہر و جہاد کے جاری ہوا سہل کی شادی سہیل کی بیٹی کے ساتھ نہایت دھوم سے ہوئی بعد ازاں صبح امور ضروری شہزادہ نور الدین
نے سہیل سے کہا کہ میں لکھنؤ میں رہتا ہوں اور وہ شہزادہ سہل کے ساتھ ساتھ کوئی پتہ نہ ہو سہل نے کہا میں آج کے لیے
انجم سپاہ اسکا دشمن ہوں ہر قلعے پر یورش کر رہا ہوں مجھے نہایت تشویش ہو کر وہاں کیا گذری اب میں وہاں جاؤں گا سہیل نے کہا میں آج کے لیے
ہوں نور الدین ہر نے پوچھا یہاں شہر میں کسے چھوڑ دے عرض کیا کہ چھوڑنا چاہتا ہوں کہ سہل نے چشم موجود ہو کر گودا بھی سن ہو لیکن عطار و اختر شمار
اسکے ساتھ رہنا کوئی انتظام سلطنت میں فعل نہ آئیگا لہذا چاہتا ہوں کہ غرض کہ میں روز میں لشکر آؤں کہ سہل کے شہر دل کو ہر دل لشکر کے کوچ
کیا میری منزل تھی چلے جا کہ عادی منارہ گردن کہ میں بکرا کھا جائیگا ستارہ چشم بہت ہر سان ہوئے نور الدین ہر سے آئے بیان کیا شہزادہ نے
نہر کر فرمایا کوئی لڑنے کا مقام نہیں ہو یہ سب میرے طبع میں تم جا کر اسے کہو کہ آقا تھا شہزادہ نور الدین ہر نے بلاتا ہوں میرا نام تختہ ہی ملے
کسی سے کچھ بولیں گے سہل نے سختی سے انکے سے بھلا گھوڑا بڑھا کر سامنے آیا پکار کر کہہ دیا ہر سو کہ یہ لشکر شہزادہ نور الدین ہر کا ہو اور انھیں نے نصیب طلب
فرمایا ہر محمود و عادی بن محمود اقران کشید و وغیرہ نے ہونا نام اپنے آکا سنا اس وقت سہل سے جھگڑا ہوا تھا ساتھ خدمت شہزادہ نور الدین
میں حاضر ہوئے قہر سبھی محل کی دونوں شکایات ہو گئے نہایت خوشی ہوئی اس دن وہاں مقام کیا محمود و عادی نے مارنا نہیں سرفرونگا بیان کیا شہزادہ
نے اپنی سرگزشت کی دوسرے روز بھر کوچ کر کے روانہ ہوئے قریب انجم حصار کے پہنچے تھے کہ از پر دہ بیا بان گروہ برخواست تیرہ تیرہ خیرہ
خیرہ سرگرد و آسمان کشید و دہائے گرد و زمین دو قیدہ بوق کی آواز میں بلند میں اسی آواز میں نور الدین ہر بھی گھر کر لشکر آئے آگے بڑھائے
تھے دیکھا کہ دامن گرد و شکافہ ہوا اور اسد بن کر بھاری مع اپنے رفیقوں کے آتا ہوا اسد نے دیکھ کر سلام کیا نور الدین ہر نے دوڑ کر گئے
سے لگا لیا خیمہ میں لیگیا احوال پوچھا اسد نے بیان کیا کہ بھائی صاحب تمام ملک باختر کو میں نے چھان مارا جب بیان آپکا جاتا تھا تو میں چلنا
ہوا نور الدین ہر نے اپنی کیفیت ان اول تا آخر بیان کی رات بھر بھر وہاں قیام کیا جب کھانے سے فراغت ہوئی اور بار بار راستہ ہوا ایک ایک تار
جاتا ہوا اپنی اپنی کرسی دگل پر بیٹھا جاتا ہو کہ سہل کے شہر دل بھی آیا نور الدین ہر نے اسد سے کہا کہ ہماری جان بخشی اسی شخص نے کی ہے بھائی
نور الدین ہر اور اے اسد یہ تمہارے رنگ کا جوان ہو اسد بولا بھائی صاحب میں تو سپاہی کا عاشق ہوں اور آپ نے بھائی کیا تو میرے بھی
بھائی ہیں یہ لکھ کر سہل سے انکے دنگ بھر کر سہل نے کہا اے شہزادہ میں انکا بھی غلام ہوں آپکا بھی بندہ ہوں اسد بولا کہ بھائی اب تم
میرے ساتھ رہو جو طرح اور میرا دے میرے ساتھ میں اور ان کی غلامی کرتا ہوں اس طرح سے بھی پیش آؤں گا نور الدین ہر نے سہل کا ہاتھ
کے اسد کے ہاتھ میں دیا کہ کبھی تم دونوں ایک وضع کے ہو تمہاری اذکی خوب بھر ہوگی بقول شاعر شعر قیس جنگل میں اکیلا ہی مجھے جانے دیا
خوب گذر گی جو بل میں چین کے دیانے دو ہوا انھہرات نو گداری صبح کو دہائے کوچ کیا لیکن بے حال خیمہ سنگ پارہ کا کر کہ شہزادہ نور الدین ہر سے کو
چا پلو سک بڑی لیگیا صبح کو دہائے کوچ کیا ہر چند و صوفیہ سا کہیں نہ پایا اب شیر اسب جنگی کو خیر ہوئی کہ شہزادہ نور الدین ہر سے خراب پرے ناپ ہو
تہایت متود ہوا تمام قلعے میں تلاش کیا جب کہیں تپانہ لگا تو ہر کاروں کو لشکر میں بھیجا انھوں نے آگے بڑھی کہ شکو چا پلو سک ہمارے کہ
لیگیا تھا تمام ستارہ چشم فید کے زہرہ حصار کو لیگے شیر اسب جنگی تو پیش کردم بخود ہو گیا اور حکم دیا کہ دروازہ قلعے کا بند کر لو یہ کہو ملک
اس پاس آیا اور حال گرفتاری شہزادہ نور الدین ہر اور لیجائے زہرہ حصار کا بیان کیا ملک نے یہ سنی ہی ایک آہ سرد دل پر دروسے

کھینچ کر ہوش ہو گئی تا دیر ہوش نہ آیا جب لوگوں نے گلاب مندر چڑھا کر باد کو مسکرا کر بندھے غش سے افاق پر ہوا پھر وہی گریہ وزاری تھی
ہر آن بیقراری تھی ہر شام سیر ہوشی تھی ہر صبح چاک گریہ کی تھی ہر چند لوگ سمجھتے تھے کہ بی بی خدا کو یاد کرو وہی انکساع قلوب و نگہبان
ہو ملک تھی تھی صاحبو مجھ کو یہ مگر صبر کسے کہ انھوں نے جہل زہرہ حصار کا گل کر دیا ہر تمام ستارہ چشموں کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو
ہر شخص انکے لہو کا پیاسا ہو خصوصاً میرا پ خورشید سہیل ستارہ چشم نگہ کی زندہ چھوٹا بچہ ہوں نے عرض کیا کہ حضور دعا کیجئے ملک نے کہا
کہ صاحبو جب تک خبر انکے ہست نیست کی نہیں آئی اس وقت تک میں زندہ ہوں جس روز یہ سنا کہ کامر آنکے دشمنوں کا نام ہوا ہرگز زندہ نہ رہو گی حال
کام یہ کہ جب لوگ سمجھتے تھے بقراری ہوتی جاتی تھی اشعار حسرت آمیز زبان پر جاری ہوتے تھے شعروں کی دھن گزرتی گاتی اور ہو + اپنے دل میں
سننے لگتی اور ہو + آتش و دوزخ میں یہ گری کہان + سوز غما سے نہاتی اور ہو + ہوشیوں غالب بلالین سب تمام + ایک مرگ ناگہانی اور ہو
ملکہ کے اس حال زار پر ایک ایک کا دل بھرا آتا تھا سمجھتے والے خود رونے لگتے تھے یونین برہوتی تھی لیکن ہر کار سے لشکر میں کیوان کے فخر
کے واسطے لگے رہتے تھے کہ ایک دن کیوان کو خبر ملی کہ اس نیرہ حمزہ نے تمام زہرہ حصار کو مسلمان کیا اور تمام لشکر سہیل کا ساتھ ہی
بلکہ خود سہیل ستارہ چشم بھی ہمراہ ہوا در کل قلعہ سنگ پارسہ میں داخل ہو جائیگا کیوان تو یہ سننے ہی دنگ ہو گیا لیکن شبان بھی ہر وقت
در غلہ خانے کو موجود ہر کہا کہ اگر آنا ہو تو کیا ہر جاہر اگر جاہر دشاہ باختری نے تو اس سے دعا کیا کہ شہر شیر اسپ جنگی یہ خبر
ہر کاروں سے شہر سپاہیوں سے خوشی کے آپ سے باہر دوڑتا ہوا ملک کے پاس آیا ملک گھبرا اٹھی پوچھا خبر تو ہو اور کچھ کہنا چاہتی تھی
کہ شیر اسپ جنگی نے عرض کیا کہ اگر ملک بان خیریت ہو مبارک ہو کہ وہ شہر بارعالیقا را فتح و فیروزی آپ کو بجا کل بیان داخل کی خبر ہو اور سنا
ہو کہ لشکر قدیم بھی اس شہر کا اس کے ساتھ ہوا اور بجائی اٹھا اسد دیوانہ بھی آگیا ہو بڑی دھوم دھام سے آمد ہو ملک نے کہا کہ شیر اسپ جنگی
تم میری آنکھیں کب واسطے کتے ہوئے قسم کھا کر عرض کیا کہ خبر لشکر میں کیوان کے آئی ہو میں خلاف نہ عرض کروں گا اب ملک کو بھی یقین کامل ہو گیا
لیکن کون تھوڑا شے یہ کیفیت ہوئی کہ شادی مرگ کی نوبت پہنچی غش آگیا بڑی دیر میں طبیعت سنبھلی مگر کیا کہان پیرویدہ کے کوندوں کی
تیار می کر دینی منتیں تھنے مانی ہیں سب کل ادا کرینگے رات بھر اسی تیاری میں گدڑی ملک خود ہر طرف انتظام کرتی بھرتی ہو لوگ کتے میں کہ آپ
اکرام فرمائیے بیان بھلا نیند کس کو آتی ہو غرض کہ صاف صاف کی آئی سفید و سوری فلک پر نمودار ہوا وری بچنے لگی ملک نے ناراضی سے کہا کہ شہر
جنگی کو بلکہ کہلا چکے ہیں ڈلواد میں ٹیلیند و روانہ ہے پر بھیو کی اس وقت انتظام ہو گیا ملک اپنی انیسویں چالیسویں سہت اکڑ بیٹھی دیکھا کہ کیوان مع
رفقا لشکر کے سر پہاڑ کو کھڑا ہوا کہ ایک گرد آڑی جب دامن گرد کا پٹھا علم اور نشان دکھائی دیے آگے آگے اسد بن کر بھاری ہو پڑا
سمک شیر دل سے نئی دہستی ہو گیا بڑھے ہوئے میں برابر بڑھی جاتے ہوئے نہایت غلظت و شان سے نمودار ہوئے بعد اسکے علم و
نشان جلوس سوار می کا سقے چڑھا کر گرتے ہوئے مرکب صیغے کرتے ہوئے قاصد و از برق برق لباس پہنے ہوئے دکھائی دیے بعد اسکے
شاہزادہ نورالدین ہر مرکب پر سوار اپنے بائیں ہادی اور کشیدہ روشت پر سہیل ستارہ چشم تخت پر سوار سات لاکھ فوج سے نفر کئے
ہوئے کیوان انجم سپاہ عادی اور کشیدہ رویوں کو دیکھ کر خائف ہوا پھر کراہنے لگا مین چلا آیا بیان ملک زہرہ سپہر اس شان و شوکت
سے شاہزادے کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئی سجدہ لشکر بجالائی پھر دبا لئے سوار ہو کر داخل محل ہوئی اُدھر شیر اسپ جنگی نے قلعے سے باہر
نکل کر دہبوسی شاہزادے کی حامل کی نورالدین ہر نے اسے گلے سے لگا لیا حال ملک کا پوچھا عرض کیا کہ کل سے حضور کے آنے کی خبر سن کر طبیعت
انکی بجاں ہوئی ہو نہیں تو آٹھ پہر گریہ وزاری سے مطلب تھا آپ کی یاد میں چین کب تھا عرض تمام لشکر تو باہر قلعے کے آتر شاہزادہ نورالدین
اسد کا ہاتھ پکڑ کر قلعے میں آئے جب محل میں داخل ہوئے لگے آدو زبیر اسد کی بلند ہوئی ملک جتا بانہ دوڑی کہ ساٹھ نورالدین ہر
اور اسد دکھائی دیے ملک کچھ حجاب زدہ ہوئی تھی کہ شاہزادے نے کہا ای ملک یہ میرا بھائی ہو اس سے پردے کی کیا ضرورت ہے اس
نے کہا بھائی صاحبہ جدگی اور فریب اگر قدموں کی بھارت جھکا ملک نے دونوں ہاتھوں سے سر اٹھا کر بلالین میں کہ اسمین ایک
افخاص نے آکر عرض کیا کہ صدر نے جاؤں کو ٹھہرے اندر کے تیار میں ملک نے شاہزادے سے عرض کیا کہ صاحبہ چکر نذر دیجیے دو جاؤں

افتخارات روزگار فرخ بازگان اور قشاح زرین علم و دوزن شکار گویا سطلے نکلتے آدھر سے اسد جاتا تھا و دوزن کو گھبراہ فرخ توجہ
 جی مردہ ہو گیا دوزن کی مشکین باندھ لیں اور شرف و شرف شہر میں گیس گیا اور قتل کرنا شروع کیا نور الدین بھی خبر سکر کر پڑا دم بھر میں شہر کو لایا
 و دہائی پڑ گئی مال و اسباب و خزانہ امیرج کا اسکے ہاتھ لگا فرخ اور قشاح کو قید کر لیا شہر اسب جنگی کو خلعت دیکر فرنگوشیہ کا مالک کیا اور
 یہاں سے کوچ کر کے راہی ہوا اسد تو بارگاہ سلیمانی کی فکر میں ہوا اور کوچ بکچ چلا آیا کہ قریب حصین گنجور اور قلعہ قمر بخش کے پہنچا وہاں
 و امن کوہ تین خیمہ کیا ہر کار دن کو خبر گویا سطلے روانہ کیا و کئی صورتیں بدنگر حال و بالادریافت کو کہ شاہزادے کی خدمت میں حاضر ہونے عرض کیا
 امیر شہر یار بہانے نزدیک قلعہ حصین گنجور ہوا اس مقام پر مہران گنجوری مالک ہوا خزانہ بھی امیرج کا یہیں ہوا اور اس سے روزنل پر قلعہ
 قمر بخش پر شارق قمر بن وہاں کا عالم ہوا اور بڑا منسب ہو گیا دروازے قلعوں کے بند رہتے تھے کسی کا گذر وہاں نہیں ہوتا نور الدین ہرے کہا کہ کیا
 ان قلعوں کا از جلا و اجبات ہر کسوا سطلے کا امیرج نے جب تک قلعہ اختتم نہیں لیلیا آگے نہیں بڑھا میں بھی بغیر سرکے نہ جاؤنگا سرداروں نے عرض کیا
 کہ امیر شہر یار بھرتا مل کس امر کا ہو چلے ایک ہی مرتبہ یورش کر کے لے لیجے نور الدین ہرے کہا کہ نہ صاحبقران نے کبھی یورش کر کے قلعہ لیا نہ میں لوگ کسوا
 کہ میں مل اسلام بہت ضائع ہوئے کسی نہ میرے قلعہ ہاتھ لگ جائیگا حکم دیا کہ جاؤ جا لا لاک کو چالا لاک حاضر ہوا اسلام کر کے دست بستہ کھڑا ہوا ارزا
 فرمایا کہ مجھ جاؤ جا لا لاک مجھ لیا کہا لاک تم عمر و کے بیٹے ہو اور وہ قلعہ گریے جنگ مشورے تم بھی کوئی تدبیر ایسی نکالو کہ حصین گنجور ہاتھ
 لگے چالا لاک نے عرض کیا کہ امیر شہر یار وہ نظر کردہ ہفت چہر ان ولی اللہ اسباب عیاری کیسے کیسے لنگھاس میں میں انکے غلاموں کی برابری نہیں کر سکتا
 مگر نہ ہر کرے گایہ لکھ خواص عقل کو بھرے پابان فکر میں خود طعن کیا گھڑی دو گھڑی کے بعد اندھ جاب سر اسٹاک کے عرض کیا کہ شہر یار کچھ لوگ سو در
 بلکریاں و اسباب ساتھ لیکر سامنے قلعے کے جائیں اور کچھ لوگ قزاقوں کی وضع بلکریاں جا کر گرین دو ایک کو زخمی کریں کچھ اسباب حصین میں سودا
 بھاگ کر زیر قلعہ جائیں اور نمل بجائیں کہ ہم لوگ آفتاب پرست ہن قزاق کو انڈیا پہنچا تے ہیں مال ہمارا لوٹے لیتے ہیں اگر ہم اور حردانیکے نو لشکر
 نور الدین ہر کا اتر ا ہوا ہوا ہو ہو ہو تباہ کر گیا اس طرف جانیں سکتے ہیں دامن بناد دوا در اگر عیاری مدد کر کے مال ہمارا لٹ جائیگا ہم جا کر امیرج
 صاحبقران سے فریاد کریں گے حصین گنجور والوں نے قزاقوں سے سازش کر کے مال ہمارا لوٹا لیا ہو تباہ کیا امیرج صاحبقران نے مال ہمارا
 و لو او بجا پر لکھیں ہر کوہ دروازہ قلعے کا کھول دینگے اندر بلا نیکے کاغذ میں جو ان زبردست ہوں اندر جلتے ہی شمشیر زنی کرتے لگیں اب بھی تمام گھات
 کا دیکھ کر چپ رہے گا غلط شکر جلد قلعے کا اندر پہنچے گا قلعہ لے لیجے گا نور الدین ہرے یہ تدبیر سکر چالا لاک کو گلے سے لگایا خلعت دیا فرمایا کیوں نہ
 سکے بیٹے ہوا خاتم کار اسی تدبیر حصین گنجور میں لوگ داخل ہونے لگے عمارتیں لگی غلط ہو اگر قلعہ پرست دغا سے گھس کے مہران گنجوری فرخ کو حملہ
 لیکر ورتا ہوا چلا آدھر سٹک شیر دل عوار بن مارتا ہوا جاتا تھا ان دوزن کا سامنا ہوا مہران نے عوار ماری سٹک نے روک کے ہاتھ اسکا
 پکڑ کر تنوا چھپیں لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا زمین ہر پکڑ کر مشکین باندھ لیں پھر تو گلی کو چہر میں دہائی شاہزادہ نور الدین ہر کے نام کی بلند ہوئی
 نور الدین ہر نے منع کیا کہ کب کو قتل نہ کرو اگر ایوان شاہی میں بیچارے شہزادے لگے نہ رین گذرے لگیں ہر ایک کو خلعت دیا بعد اسکے مہران گنجوری
 کو بلایا مقلین بین اسلام کیا مہران گنجور کل پڑ چلا سر صدق مسلمان ہوا اور تمام مال و خزانہ امیرج کا بوجب فر حساب کے نور الدین ہر کے حوالے کیا بعد
 عرض کیا کہ امیر شہر یار ایک دختر نکھار کھتا ہوں اسے کسی سے اپنے ملازموں کے ساتھ منسوب کر دیجیاد و تصویر اسکی ہاتھ میں شاہزادے کے دی نور الدین ہر
 نے سٹک شیر دل کو دی کہ اگر کو تو شادی تمھاری اس صاحب تصویر کے ساتھ ہو جائے سٹک نے عرض کیا بہت اچھا شاہزادے نے مہران
 گنجوری سے کہا کہ میرا بھائی ہر بلکہ میرا جان بخش ہو اسکے ساتھ نکھار کو دوا منسے عرض کیا کہ میرا خیر و الغرض روز سعید و کچھ عہد سٹک شیر دل کا
 دختر مہوران گنجوری سے کر دیا بعد اسکے نہ بڑ قلعہ قمر بخش کے لپٹنے کی ہونے لگی مہران نے عرض کیا امیر شہر یار بھی آپکے آنکھیاں منہ نہیں ہر آپ کو
 کام کیسے کہ صندوق بڑے بڑے بنوائے نخل کا شانی اور بانات طعانی سے منڈھوا بیٹے اور ہر صندوق میں ایک ایک پیلوان نامی بیٹھ گیا اور سامنے قلعے
 کے پیچھے لوگ بجا کر کہیں کہ فرخ شاہ نے یہ صندوق مال و جواہر کے پیچھے ہیں کہ اسکو تم قلعے میں اچھی طرح رکھو سوا سطلے کو نور الدین ہر قریب شہر فرنگوشیہ
 آ پہنچا ہوا اگر اسے شہر لیا تو مال اسباب و جواہر سب تلف ہو جائیگا یہ منکر وہ مقرر صندوق اندر قلعے کے منگوائے بس جب صندوق اندر جائیں سردار

ہو اور جو مال و خزانہ تھا اسے پاس ہی چھوڑ کر اپنے پاس رکھو بوقت صاحبقران ظلمات سے پھر کر آئیے تم وہ سنو نہیں
 دکھا کر میری الذمہ ہو جانا میں سمجھ لوں گا اور اگر میرا کمانہ انوکھے تو تھا را خون تھاری گردنوں پر ہو گا الحاصل جب دونوں نامے کلمہ اش کلین
 پاس پہنچے ہر دونوں اہل میں چلیے تھے یا قوت شاہ کے پہلے خزانہ یا قوت شاہ کے پاس رہتا تھا اب جبہ یہ اسلام لانے میں اور یہ قلعہ بادشاہ کو ملا
 بادشاہ اسلام نے اپنا خزانہ انکے سپرد کیا ہے خزانہ دار بادشاہی میں جب نامے کے مضمون سے آگاہی ہوئی آج کلین و دون بھائیوں نے مساب کی کڑی
 سامان کیا تھا کہ رسد جمع کر میں تو ایرج سے قلعہ بند ہو کر لڑنے آجی ندریا تک نہیں آئے پاپا اٹھا سے راہ میں ہر اب کیا کرین اور سرکھ ایرج
 سے نہ نہیں سکے بہتر ہے کہ ہلکے ایرج پاس موجود ہو بوقت کر لو لندھو سے رسد لیکر خزانہ و حاجی جان کا صدقہ مال پر پس مشورہ
 کو کے تھے ہر اہل لیکر خدمت میں نہ رہا آفتاب پرستان یعنی ایرج نو جوان کی حاضر ہوئے نذر گزرائی بوقت کی خزانہ موجود ہر حساب
 پیش کیا ایرج اسے بہت خوش ہوا خدمت دیا کہ کہ جس طرح تم قلعے کے مالک تھے اسی طرح رہو اور خزانہ ایرج نے نصف آید نصف لندھو
 کر دیا لندھو نے وہ نصف خزانہ پھر گلہباش کلین کے سپرد کیا ایرج وہ خزانہ لیکر لگا کر کرتا تھا کہ ایسا اس اگر نیر اعظم نے
 فضل کیا کہ قلعہ ذوالامان میں ہو بچا اور ملکہ کیتی افرور کو اپنے قبضہ میں لایا تو اس خزانہ کی کیا حقیقت ہر اس سے چاہا چاہی
 شادی میں صرف کر دینا اور دیکھنا کس دھوم سے شادی کرتے ہوں کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوئی ہزار دہر تہ بولا کہ اب حضور
 جلد پہنچتے ہیں نیر اعظم آپا مطلب بر لانا ہر پس ہر کسک نہ ہندیوں نے سچ و دہا ب کھایا بھضون پہا تھہڑے لندھو سے بھی ایرج
 کے واپس آتے تھے ہر ہم ہو کر ہندیوں کو اپنے ساتھ لیکر وہاں سے اٹھا اپنے خیمے میں آیا تمام ہندیوں نے کہا اے دلہنہ ہند
 اب باقی کیا رہ گیا ہے یہ آفتاب پرست بے محابا نام پر دگیان مراد حق عصمت صاحبقرانی کا لیتے ہیں اور ہم سب بیٹھے ہوئے
 شیتے ہیں لعنت ہر ہاری غیر لون ہر اب مجھے صبر نہیں ہو سکتا ہم اس سے لڑینگے اور مارینگے اور اے خسرو ہند تھاری
 غیرت کیا ہو گئی وہ جو اسد کتا ہر سچ کتا ہر کہ تم اس کے عشق میں بہوت ہو گئے ہو یا نواب اس سے بھت نوڑ کر خود کو
 ورنہ ہکو اجازت دو کہ ہم مارینگے اور مر جائینگے یہ کلمات دہنیں گے لندھو کو کچھ بن نہیں پڑتا گویم مشکل دگر نہ گویم
 مشکل جواب دیا کہ اے بھائیو اس میں شک نہیں ہے میں حقیقت میں بڑا بے غیرت ہو گیا ہوں مگر میں نے تیرے کیا ہے
 کہ جس وقت ایرج قلعہ ذوالامان پر پہنچے اور اسادہ تحریب ناموس صاحبقرانی کا کرے اس وقت دروازا
 شہر پر اس سے لڑو لگا اپنی زندگی میں اندر نکلے کے نہ جائے دو لگا اور ابھی نہ میں خود اس سے لگا دو لگا نہ
 لگا و اجازت دو لگا آئندہ تمہیں اختیار ہے ہر ایک جوش و خروش ہندیوں میں تھا لندھو نے سبھی کچھ کر سب کو
 روکا خاموش کب آتے آئے سرج وہاں سے کوچ کر کے روانہ ہوا آذر کوہ میں ہو بچا آذر کوہ والوں نے
 بھی بھت کی وہاں سے شہر غنظلی آباد پر آیا لندھو سے کہا کہ بیان کے لوگ سب ساحر ہیں ہر جملہ صاحبقران
 کا تھا کہ ان لوگوں کو زیر کیا میں کیا کر دوں گا لندھو نے کہا کہ اے ایرج نو جوان سب ساحر بیان کے
 قتل ہو گئے باقی جو رہ گئے ہیں انھوں نے سحر سے نوبہ کی اب کوئی ساحر باقی نہیں ہے اس سے تم خاطر جمع رکھو
 اور مالک یہاں کی ملکہ جاوہر اسے بھی ترک سو کیا ہے پسک ایرج کی خاطر میں ہوئی اسی وقت ملکہ جادو
 کرتا کہ لکھا کہ جلد خدمت میں ہماری حاضر ہو ورنہ مجھے مضرت ہو چکی اور نامہ عوجان دریا باری کو دے کر
 روانہ کیا جب عوجان نامہ لیکر شہر غنظلی آباد میں آیا ملکہ جادو کو خبر ہوئی اس کے بیان برہان جادو مختار رہی
 یہ سردار قدیر غنظلی آباد کا ہے ملکہ اسکو بجائے باپ کے جانتی ہے اس سے اسنے کہا کہ اسے استقبال کر کے لاؤ
 برہان جادو نے وہی کیا بعد اسکے مجلس آراستہ کی خود اگر تخت پر بیٹھی عوجان کو اپنے سامنے بلایا کہ سچو اہر نگار ملنے کو
 اچھی سانچہ کو اشارہ کیا کہ دواسے جام شراب کا عوجان نے جام شراب کا بیان نہ میں جا آیا اور نگاہ چہرے پر ملکہ جادو کے پڑی

ملکہ جاوہر ایسی خوبصورت ہو کہ عمر و ایسے شخص سے اسکو دیکھتے ہی دیوانہ ہو کر اپنے کو گرفتار کر ادیا بس عوجان دیکھتے ہی
 ہزار جان سے عاشق ہو گیا مگر ضبط کیا جی میں کہا کہ امی عوجان اب تو تیری جان پر تلگئی انجام اسکا کیا ہوگا کا شکہ تو اپنی ہو کر نہ آیا ہوتا
 اب دل اسکا بیقرار ہو لیکن چپ بیٹھا امی ملکہ نے پوچھا امی عوجان کو تم کیوں آئے ہو اسنے کہا حضور کے پاس نامہ لایا ہوں ملکہ نے کہا
 لاؤ عوجان نے نامہ دو وزن ہاتھوں پر رکھ کر گزرا نا ملکہ نے دیر سے پڑھا پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی جواب دیا کہ میری طرف سے امریج
 سے کتنا کہ مجھ کو اطاعت تمھاری منظور ہو گو کہ حمزہ نے خراج جھکو معاف کر دیا ہو لیکن تمھیں خراج دو گئی یہ کہ ملکہ خلعت دیکر عوجان کو رخصت کیا
 اسنے حمزہ جان بھکر اُسے بہن لیا جی تو اُنھنے کو نہ چاہتا تھا مگر ناچار اُٹھا چلا تو مگر عوجان پر پانوں ڈالتا کہیں پر پڑتا کہیں پر اسی حالت سے باہر
 امریج میں پہنچا جواب نامے کا دیا اور نہ بانی بھی کہا کہ انکو اپنی اطاعت میں لکھا نہیں ہو کہ لکھ لیا جازت نہ ملے گی مگر دل بیٹھا جاتا تھا چہرہ زرد
 دل میں درد امریج اسکی بہ حالت دیکھ کر کچھ سمجھا اور مہر او مرتد کی طرف دیکھ کر کہا کہ عشق کیا بُری چیز ہے خدا کیسے مرض سندسے امی مہر او کو
 نے ملکہ گیتی افروز کو مجھ بختا تھا لیکن مجھے مطلق اسکا خیال بھی نہ تھا کہ یہ امر میں ہو وہ مش ہو کہ مولیٰ بچیا باہن کے نام وہ خدا پرستوں
 کے فیض میں ہو نہ ہو اسکا ہیکو لگی مجھے کچھ اسکی جستجو بھی نہ تھی مگر جسے میں نے خواب میں دیکھا ہو دیوانہ ہو گیا ہوں اور قلعہ
 تو والا مان پر بر ملا دیکھا اس رفد سے جان پر تلگئی ہو عجیب حالت ہو و نہایت ہی فکر ہو کہ انکی وہ کوسا وں ہوگا کہ وصل اسکا
 نصیب ہوگا یا نہیں صدے اُٹھائے اُٹھائے جان جائیگی یہ کہہ رہا تھا اور یہ غزل پر درد زبان پر لاتا تھا حسنزل

کوئی امید نہیں آتی	کوئی صورت نظر نہیں آتی	آگے آنی متی حال دل پر نہیں	اب کسی بات پر نہیں آتی
جو کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں	ور نہ کیا بات کر نہیں آتی	ہم وہاں میں جہاں سے ہو کوی بھی	کچھ ہمارے ہی خبر نہیں آتی

کبھی یہ اشعار پڑھ کر دلوں کو سمجھا نہ تھا اشعار دل نادان مجھے ہوا کیا ہو آخر اس درد کی دوا کیا ہو؟ عبت اس ہو فانی ہو امید
 جو نہیں جانتا وفا کیا ہو؟ مگر عوجان تازہ چوٹ کھائے ہوئے ہو یہ باتیں امریج کی مثل نشتر کے دلیر کارگر ہو میں تاب ضبط باقی
 تر ہی بھوٹ بھوٹ کر روتے لگا تصویر ملکہ کی لگا ہوں کہ نیچے پھر گئی امریج نے جو یہ کیفیت عوجان کی دیکھی پوچھا کہ امی عوجان تو
 برسے حال پر روتا ہو یا خود بھی اسی بلابین مبتلا ہوا ہو عوجان اور زیادہ بیزار ہو اپنی لگ گئی بات منہ سے نہ نکلتی تھی قریب تھا
 کہ غش آجائے امریج یہ حال دیکھ کر عوجان سے پٹ گیا کہ امی عوجان واسطے میرا عظم کے مفصل حال اہنا بیان کر عوجان
 نے دل نہ حال کر انا کہا کہ امی شہر یار میں مرض لا علاج میں مبتلا ہوں میری چارہ گری سوا موت کے کسی سے نہ سکے گی سپہرا
 بیان کرنا عبت جواب اس ذکر کو جانے دیجیے خیر جو مجھ پر گذرتی ہو بہتر گذرتی ہو جس طرح اس عشق خانہ خراب نے اور بہت سے
 گھرا جاڑ دیے اس طرح مجھے بھی برباد کر گیا یہ کتنا تھا اور روتا تھا امریج نے کہا کہ امی عوجان قسم پر میرا عظم آفتاب تابان
 کی کر میں جتنے الامکان تیری مشورہ کو مجھے ملا دو لگا عوجان نے کہا کہ اب آپ بہت معروض ہیں اور قسم کھانے ہیں تو
 میں عرض کر رہا ہوں اصل امر یہ ہو کہ میں جو نامہ آپکا لیکر گیا اور ملکہ جاوہر کو دیکھا دل قابو سے نکل گیا میرے منہ موڑا
 ضبط نے ساتھ جھوڑا اب امی شہر یار اگر وصل اسکا ممکن نہ ہوگا تو میری زندگی بھی ہوتا مشکل ہو مجھے یقین ہو کہ میری
 جان جائیگی یہ سکر امریج نے کہا کہ امی عوجان قسم پر میرا عظم کی کہ ملکہ جس طرح مایگی جیسے ساتھ شادی اسکی کر دو لگا
 پاسے خوشی سے ہوا ہے رنج سے ہو عوجان بہ مردہ جان بخش سکر امریج کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ اب
 زندگی میری آپ کے ہاتھ ہو امریج نے اسوقت تو حامل کیا اور عوجان کی تسلی کی باتیں بن دوسرے روز دربار میں
 آوا مرا اور روسا آئے لگے جب دربار جمع ہو گیا پھانک کہ لندھو رہی آگے امریج نے دیر سے کہا کہ نامہ لکھو میری
 طرف سے ملکہ جاوہر کو اور مضمون نامہ ہو کہ رفیق میرا عوجان دریا باری برسم اپنی گری تمھارے پاس آیا تھا
 لکھو دیکھ کر فریفتہ ہوا اب اسکی بغیر تمھارے بہت بُری کیفیت ہو اب لازم نکو یہ ہو کہ عوجان کے ساتھ شادی اپنی قبل

کرو اور میں تمکو اسے بخش چکا ہوں لہذا صورتے جو یہ مضمون سنا کان کھڑے ہوئے کہا کہ اے ایمیرج ملکہ جا دو نہ ہم
 عمرو کی ہوا اور عمرو تمہارا استاد ہو تمہیں مناسب نہیں ہو کہ اُس کے پاس پیغام اس طرح کا بھیجوا ایمیرج نے جواب
 دیا کہ اے لہذا صورتے میرے قریب کو مارا ہو میں تو جانتا تھا کہ اُسے ذلیل کرونگا اور افسوس ہے کہ وہ
 میرے پاس سے بھاگ گیا نہیں تو اُسے سزا سے معقول دیتا لہذا صورتے کہا کہ اچھا اگر عمرو کا بھی خیال نہیں ہو
 تو اس بات کا لحاظ ضروری ہو کہ ملکہ جا دو تمہاری امانت پر راضی ہو جب یہ پیغام جا بیٹھا ایسا سو کہ وہ بڑا کر تو ہو تو
 دے سحر کرنے لگے تو قیامت ہو جائے اُسکا سامنا کون کرے گا بہت بُری بات ہو گی کیا ہوا سے لڑو گے اس ارادے
 سے باز آؤ لہذا صورتے نے کس کس طرح بھیجا یا اور ڈرایا لیکن وہ کسی سننا ہر جواب دیا کہ میں صاحبقران ہوں مجھ کو انہوں
 کی پروا نہیں ہو اُسکا سحر مجھ پر کیا چلے گا دوسرے یہ کہ میں عوج جان سے وعدہ کر چکا ہوں اگر جان بھی جائیگی تو اُس
 ارادے سے باز نہ رہو لہذا صورتے چپ ہو رہا غرض کہ پیغام شادی کا ملکہ کے پاس گیا ملکہ نے جو سنا نہایت اُزردہ
 ہوئی کہلا بھیجا کہ سبحان اللہ خوب حق شاگردی عمرو کا ادا کرتے ہو معلوم ہوا کہ تمہارے بیان ایسا ہی ہوتا تھا
 تمکو لازم ہے کہ اس امر سے باز رہو اور دوسرا نامہ لہذا صورتے کو لکھا کہ اے رستم زمان خوب نیابت صاحبقران آپ
 نے کی اور خوب عمرو کا حق دوستی ادا کیا بہتر یہ ہو کہ ایمیرج کو بھیجاؤ کہ اس ارادے سے باز رہے مگر ایمیرج نے پیغام
 ملکہ جا دو کا سن کر بہرہم ہوا جواب لکھا کہ عمرو ظلمات میں جا کر مر گیا اور اس عیار نے میرے ساتھ وہ سلوک کیے
 ہیں کہ میں تو اُسکی کچی بوٹیاں دانٹوں سے فوج کر کھاؤں تو شاید کچھ چین آئے اے ملکہ جا دو بس خیر اسی میں ہو کہ
 عوج جان کو قبول کو نہیں تو بہت بری طرح پیش آؤ لہذا صورتے ملکہ کو جواب لکھا کہ مجھے جہان تک سمجھانا تھا
 پہلے ہی سمجھا چکا اب تم چند دنوں کے لیے مصلحت تو چکنی کر کے سحرانہ کر و عصمت کو بچاؤ ملکہ جا دو دو دنوں نامے
 دیکھو عمرو کو یاد کر کے بہت روئی بعد اُسکے سوچی کہ سحر سے توبہ کر کے پھر توبہ چکنی کرنا بڑا گناہ ہو مگر تو زوجہ عمار
 کی ہر فریب سے عوج جان کو مار کر نکل چل آگے خدا نگہبان ہو یہ خیال کر کے تمام اہل شہر سے خفیہ طور پر کہلا بھیجا کہ تم
 سب بیان سے مال واسباب لیکر نکل جاؤ اور میں عوج جان کو مار کر بیان سے بھاگوں گی اس لیے کہ یہ مونڈی کا لہجہ ہے
 عاشق ہوا ہو اور عشق کا مزا تو کبھی بعد اُسکے نامہ ایمیرج کو لکھا کہ اے زبہ آفتاب پرستان نظر کردہ میرے قریب دولان
 میں فقط آزمائش کرتی تھی اور یہ دیکھتی تھی کہ عوج جان کو مجھے کتنا عشق ہو رہا ہے تو خود اس پر لال ہو چکی تھی اگر تم
 پہلے نامہ و پیغام نہ کرتے تو میں خود چند دن میں راستہ دیکھ کر پیغام بھیجواتی مجھ کو خود وصل عوج جان کی تمنا ہو تم شوق سے
 عوج جان کو دو لہا بنا کر لاؤ اور میں بھی بیان سامان شادی دیا کرتی ہوں یہ مضمون جو ایمیرج نے سنا نہایت خوش
 ہوا عوج جان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اقبال میرا یاد رہی دیکھ ملکہ نے منظور کر لیا عوج جان کی توبہ کیفیت ہوئی کہ شادی مرگ
 ہو گیا الحاصل سامان شادی کا ہونے لگا عوج جان نے ایمیرج سے کہا کہ اے شہر یار اور رسوم کو جانے بھی دیجیے کہ
 ہو گی اور اب فراق اُسکا مجھ شاق ہو پس برات لیکر چل کھڑے ہو بیٹے غرض کہ عوج جان کو دو لہا بنا کر بڑی رسوم سے
 برات لیکر چلے راستے میں جا بجا ناچ ہوتا ہوا آتشباری مچھوٹتی ہوئی تمام افسران فوج لباس پر کلفت پہنے ہوئے
 ہمراہ نئے سیانک کہ برات شہر غنظلی آباد میں آکر اُتری ایمیرج اپنے ہمراہ تمام افسران فوج کو لیے ہوئے عوج جان
 کے ساتھ مکان پر ملکہ کے آیا عقد عوج جان کا ملکہ کے ساتھ بڑھا گیا عوج جان کو ایمیرج اندر محل کے داخل کر کے چلا
 آیا وہاں عوج جان خوشی خوشی اندر گیا دیکھا کہ جلا عروسی آراستہ و میراستہ ہو چھوٹوں کی خوشبو سے دماغ جان
 مسطر ہوتا ہو گل امین گفت ہر بیٹے ملکہ جا دو سرج جوڑا اپنے ہوئے ہاتھوں میں منہ دی لگائے ہوئے سر جھکائے ہوئے

مانند طاؤس طناز کے بیٹھی ہو عوجان خوشی خوشی تخت پر آکر پہلو میں ملکہ کے بیٹھ گیا اور قیامی دل سے تصدیق اور
 قربان ہونے لگا جاہا کہ کھوٹھٹ اٹھائے ملکہ نے آپ منہ کھول دیا معلوم ہوا کہ بدلی بیٹ لگی اور چاند نکل آیا قریب تھا
 کہ عوجان غش کھا کر گرے مگر اپنے کو سنبھالا ضبط کیا ملکہ نے پوچھا اے عوجان اب کیا ارادہ ہو گیا جاہتا ہوا سے
 کہا کہ اے ملکہ میں دلدادہ اور فریفتہ ہوں بھلا مجھ کو اس دن کی امید کہہ سکتی اب میرا عظم نے یہ دن دکھایا ہو چاہتا ہوں کہ
 گوہر قدوسہ و صدف تنہا سے لون ملکہ نے کہا اے عوجان یہ سودا جو تجھے ہوا ہو اس کے بارہ مجھ کو دیکھ کر میں نے
 یہاں تک قریبی خاطر کی کہ ہمارے بچے پہلو میں بٹھالیا اور اچھی طرح بن سنور کر خوب تجھے دکھا دیا اب اس سے زیادہ ہوس
 کرنا اچھا نہیں جو اب تو میرے پاس سے چلا جائیں تو خدا جانے کیا ہوگا عوجان نے کہا میں جب تک وصل تمہارا نہ ملے
 کرونگا بھلا کہاں جاؤنگا اور سب عورتیں وقت پر یونہی نکار کرتی ہیں کچھ تیرے موت و حیات میں بغیر کام دل حاصل
 کیے ہوئے چھوڑتا کہ ہوں مثل مشور ہو کہ اونٹ کو بللاتا ہوا لالہ دستہ میں بس یہ کمر دست ہوس ثمر آرزو کی طرف
 بڑھا یا تھا کہ اس شیر زن نے ایک طمانچہ مارا کہ اونٹ بکا رہا جمل رسیدہ دور ہو ہاتھ ملکہ کا اس زور سے ملے کہ پر عوجان
 کے بڑا کہ تخت سے نیچے گر پڑا اور پھر اٹھ کر وہی قصد کیا کہ ملکہ پر ہاتھ ڈالے ملکہ نے آواز دی کہ ارے لینا اس
 حرام زادے کو اور چار سو زہ پوش پوشیدہ بٹھا رکھے تھے وہ سب ایک مہر جو عوجان پر گرے عوجان کو
 بیان کر دیا کڑے کڑے پرزے پرزے کڑے ڈال دیا اور اسی وقت ملکہ کو مع ارہ سو عتلام و کینز مال و اسباب
 و جو اہر لیکر قلعہ و والا مان کی طرف روانہ ہوئے یہاں صبح کو ایرج نے خلعت بھجا کہ عوجان کو نکلا کر خلعت پہنا
 کر لاؤ لوگ جو وہاں آئے سناٹا دیکھا شہر بھر میں کسی آدمی کا نام و نشان نہ پایا میراں ہوئے محل کے دروازے
 پر آئے وہاں بھی کوئی نہ تھا کھڑے رہے یکایک کیونکر چلے جانے کھڑے پکارا کیے جب مطلق کسی کی آواز نہ آئی تو دوسرے
 نے اندر گئے دیکھا کہ لاش عوجان کی پڑی ہوئی ہر باقی کسی کا پتا بھی نہیں معلوم کیا کہ ملکہ جادو سے مار کر اپنی آبرو
 بجا کر نکل گئی بس روتے اور پیٹتے پیٹتے یہاں ایرج و نکل شوکت پر بیٹھا ہوا ہر سب امرا و مہاراجین جمع ہیں لندھو ہر
 ایک طرف بیٹھا ہوا ہو لیکن چپ اور ایرج طرما سب سے کہ رہا ہے کہ دیکھا تھے کہ ملکہ جادو جو ان معقول دیکھا کیسی جلتا
 ہو گئی عمر و ایک مرد پیر تھا دوسرے کہ وہ مر گیا ہوگا زندہ کہاں سب عرض کر رہے ہیں کہ پیر و مرشد جادو گر نبیان
 ایک برکتوری بند رہتی ہیں جبکہ اچھا دیکھا اسی کی ہور میں لندھو بھی بانین سن سنکر ملکہ کو اپنے دل میں
 نفرت کر رہا ہے کہ اسی اتنا میں لوگ روتے بیٹھے آئے عرض کیا کہ ملکہ جادو عوجان کو عروس مرگ سے ہمکنار کی
 ایرج بولا کہ تم سب یہ کیا کہتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ آپ خود جگر دیکھ لیجیے لاش کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے
 ہیں آدمی کا خلع بھر میں نام و نشان بھی نہیں بس یہ سنتے ہی ایرج نے لندھو ہر کی طرف دیکھا کہ اے اے ہند
 کناختے کہ اس جادو گر نے میرے رفیق کے ساتھ کیا کیا لندھو ہر نے کہا کہ میں کیا جانتا ہوں مجھے اس میں کیا
 دخل ہے جیسا تھے اس سے کیا ویسا وہ شمشیر آئی اور وہ عیار کی زد میں تھی اسے عیاری کر کے اپنی عصمت بچانی
 یہی غیبت سمجھو کہ سحر سے کام نہیں لیا ایرج نے کہا اے رستم جہاں کہا خون عوجان کا یونہی منافع جائیگا اب کیا وہ
 میرے ہاتھ سے زندہ ہو جائیگی میرے رفیق کو مار کر صاف نکل جائیگی رستم ہو میرا عظم کی جہاں جائیگی وہیں جا کر لے
 مارونگا اور اسی وقت کہا کہ لاؤ مرکب ہمارا طرما سب سے کہا کہ تم لاش عوجان کا گروا کر آتا میں جاتا ہوں یہ
 کمر تقاب میں ملکہ جادو کے روانہ ہوا طرما سب بجلدی تمام لاش عوجان کی زمین میں پڑا کر روانہ ہوا
 مالک بن ملکوت شاہ نے سام بن عوجان کو بادشاہ عظمیٰ آباد کیا اور مر جان دریا ہار می کو مختار کر کے

آپ بھی روانہ ہوا بعد اسکے لندھو بن سعد ان بھی کوچ کر کے جلا گراپ حال ملکہ جادو کا شیوہ کہ یہ بھاگا
بھاگ مہندار سے پر پونجی مہج ہو گئی ہر یہ خیال ہوا کہ اب خود بھی کچھ کھا لیجے گھوڑوں کو بھی دانہ کھائیں کھائیں
کہ چلنے کی طاقت ہو تو آگے بڑھے غرض سب دامن کوہ بن اڑے اور امور ضروری سے فراغت کی کوئی دوپہر دن
چڑھا ہو گا جاتے ہیں کہ سوار ہو کر کسی طرف کو روانہ ہوں کہ یکایک متقی گرد و غبار بلند ہوا زمین سے آسمان تک ایک
کیفیت نظر آئی ملک نے کہا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ امیرج آپو پنجا اب کہاں بھاگ کر جاسکتے ہیں صلاح ہوئی کہ پہاڑ
پر چڑھ چلو ملک اپنے ہمراہیوں سمیت کوہ پر چڑھ آئی اسنے میں امیرج بہرا دمرتد کو لیے ہوئے چالیس ہزار سوار سے پہنچا
دیکھا کہ لوگ پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں بہرا دوسے کہا کہ بیشک یہ ملک جادو کے ساتھ واسے ہیں جالین گے کہاں میرے
ہاتھ سے دیکھو کیا حالت کرنا ہوں اگر ایک کو بھی زندہ چھوڑا ہو گا تو نام اپنا امیرج نہ رکھا ہو گا اور نعرہ کیا کہ نعرہ نعرہ
پیر قلوب زمانہ قضا سے شما امیرج نوجوان بادشاہ خبردار دوسپا ہوا کہ پہاڑ پر چڑھ کر میرے ہاتھ سے نہ بچو گے
یہ آواز امیرج کی مانند صدائے عزرائیل کے تھی ملک کانپ گئی یقین مرگ ہو گیا جادو گردن لے کر اے ملک آفاق
آپ کو واسے خوف کرتی ہیں ہکو حکم دیجیے تو ہم ابھی سحر کر کے کام اسکا تمام کر بن ملک بولی کہ صاحبو مجھے کبھی یہ نہو گا
کہ دین محمدی اختیار کر کے بھر مرتد ہو جاؤں اگر قضا میری آچکی ہو تو ماری جاؤ گی بعد میرے تم لوگوں کو اختیار ہو
جو چاہتا وہ کرنا ہی باتیں نہیں کہ امیرج زیر کوہ آگیا اور نعرہ کیا کہ اے ملک جادو تو نے میرے رفیق کو مار ڈالا
میں اس کے عوض میں تجھے قتل کر دوں گا ملک جادو آگے بڑھی اور کہا کہ اے امیرج میں نے تیری کوئی نصیحت نہیں کی اس بدشاہ
کو اپنی عصمت بچانے کے لیے مار ڈالا اب میرے قتل کرنے سے عوجان زندہ نہو جائیگا اور تو عمرو کے سامنے
شرمندہ ہو گا چلا جا مجھے آزار دے امیرج نے کہا کہ عذر بدتر از گناہ ہے ہرگز تیری الحاح و زاری نہ سنو گا جس طرح تو
عوجان کے ٹکڑے کیے ہیں اسی طرح تیرا بھی خد بندہ کر دینگا ملک جادو نے کہا کہ اچھا تو مجھے قتل کر مگر آج رات کی
حالت دے کہ میں دعا سے تو بڑھو لوں اور درگاہ خدا میں گریہ و زاری کر لوں صبح کو تو مجھے قتل کرنا اور میں تجھے
عاجز ہو کر نہیں کہتی ہوں بلکہ اختیار ہے ہر ابھی جو ساحرون سے کمون آؤ وہ سحر کر کے خدا جانے تیری کیا حالت کر بن امیرج
نے کہا کہ میں ایک دم کی تجھے صلت دوں گا نیز تجھے قتل کیے مجھے کب چین پڑیگا یہ ککر گھوڑے سے اُتار دامن گردن
استہین چڑھائیں اور پہاڑ پر چلا اُدھر ملک جادو نے دست دیا بلند کیے ابھی امیرج پہاڑ پر ایک قدم آگے نہیں
بڑھا تھا کہ گرد آڑی اور آواز ٹاپوں کی آئے گی دیکھا کہ گرد سے نقابدار سرخ پوش بارہ ہزار سوار سے پیدا ہوا
نعرہ کیا کہ باش او آفتاب برست کہاں جاتا ہو عورتوں پر ہاتھ اٹھائے شرم نہیں آتی پہلے مجھے سامنا کر لے بعد اسکے
عورتوں سے لڑنے کا قصد کرنا امیرج نے نقابدار کو جو دیکھا کہ تو کون ہو جو اس عورت مرد کش کی سعی کرتا ہو
نقابدار پکارا کہ یہ ناموس شاہ ہیاران عیار عمر و بن امیہ نامہ ارکا ہو ہم کب تجھے چھوڑے ہیں کہ تو اسے ذلیل
کرے اور عوجان ایسے بہت سے جنم واسل ہو جا کر رہے ہیں امیرج یہ کلمات نقابدار کے سنکر پھر اٹھا اور
قصد کیا تھا کہ مقابلہ اس سے کر دن کو طرما سب پہنچا بعد اسکے مالک بن ملکوت شاہ اور تمام لشکر امیرج کا آیا
لندھو کا بھی خیمہ استادہ ہوا امیرج نے کہا اے نقابدار آج تو شام ہو گئی کل میں تجھے سمجھ لوں گا نقابدار بولا میں
اسوقت بھی موجود ہوں اگر تم کل کو کہتے ہو کل سہی یکم نقابدار زیر کوہ آوا امیرج کا خیمہ بھی پہاڑ سے ہٹ کر ہوا مگر
نقابدار چار گڑی رات گئے تنہا پہاڑ پر چڑھا دیکھا کہ ملک جادو ہر بان جادو وغیرہ سے کہہ رہی ہو کہ خدا
اس نقابدار کو جزا سے خیر دے کہ آج اسکے باعث سے زندہ بچ گئی کل دیکھے کیا ہوتا ہے سب کہہ رہے ہیں

عنفوتیل دیو پرور تین لاکھ سوار سے پہونچا ایک طرف خیمہ نصب کرایا کہ اسی اثنا میں ایک گرواڑا ٹری آواز بوق کے بجنے کی
آئی اسد بن کرب غازی بارہ ہزار قزاقوں سے نمایاں ہوا امیرج اسے دیکھ کر نہایت پریشان ہوا اطماس واسطے
استقبال کے گیا فریب پہونچ کر سلام بجا لایا قدموں کو پوسہ دیا خبر شاہزادہ نور الدہر کی پوچھی اسد نے کہا اطماس
بھائی صاحب بخیر و خوبی تشریف لاتے ہیں لشکر ستارہ چشموں کا ساتھ ہر عادی اور کشیدہ رو بھی ہمراہ میں بڑی جمعیت
سے آئے ہیں میں بارگاہ سلیمانی آنکے واسطے لینے کو پہلے آیا ہوں دیکھنا کس طرح لیجاتا ہوں اطماس بولا کہ میرا بھی تماشہ دیکھو
کہ میں کیا کرتا ہوں انفرض یہ دونوں باقین کو کہے اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوئے ہر کارون نے یہ خبر امیرج کو دی کہ اسد باگیا
سلیمانی لینے کو آیا ہوا امیرج نے کہا پناہ ہو شیراعظم کی یہ دیوانہ بلا سے بے دربان ہو کسی کسی فکر سے بارگاہ سلیمانی لیجیگا ہر کارون
سے پوچھا کہ کیا نور الدہر پھر ظاہر ہو گیا انھوں نے عرض کیا کہ بڑی فوج ساتھ لیے ہوئے آتا ہے امیرج چہ شکر چپ ہو رہا حکم دیا کہ بارگاہ
سلیمانی لے دی ہوئی تیار ہر وقت ساتھ چارے رہے کسی وقت ہمارے ساتھ سے جدا نہ ہو خبر اسد کو ہوئی فقہار کے ہنسنا کہ
کہہ امر تو خوب ہوا محکو مشقت بھی نہ کرنا پڑیگی لدوانے میں تو بڑی دیر لگتی اب لدی لدا لی تیار ہے گی جب چاہو گھبرا کر نکل جاؤ گے
انقص امیرج نے حکم دیا کہ کل جنگ بجے اور اطماس کے لشکر میں نقارہ رزمی گڑ گڑا یا چار سپہ رات تیار رہی صبح کو دونوں
لشکر میدان میں صف آرا ہوئے نقیب لشکر چارے کہ امی بہادر و کونسا ولا و ایسا تم میں سے ہو جو میدان میں آئے کہ طراپ
بن اطماس سامنے امیرج کے آیا اجازت میدان چاہی امیرج بولا امی طراسپ سامنا بڑے زبردست کا ہے ذرا بچھو چھو کر
آئے عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے باندھ کر مشکین اطماس کی لیے آتا ہوں آپ غلط جمع رکھے گا کہ با سپرد کیا خبر اعظم کو طراسپ
بار دگر سوار ہو کر میدان میں آیا خوب گینڈے کو گرتا یا نیزے کے ہاتھ بھالے بعد اسکے مبارز طلب کیا اطماس نے اسد سے
عرض کیا کہ اجازت ہو تو مقابلے کو جاؤں اور اس نا اہل کو باندھ کر لے آؤں اسد نے کہا کہ جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہو اطماس
گینڈا بھاگ کر مقابل ہوا طراسپ نگا ورنہ ہوا دونوں کے گینڈے برابر سے چلے گئے تھے مسل کرالون میں لگے مار کر ایک
نے دوسرے کا سامنا کیا اطماس نے کہا کہ اوطراسپ کیون تو مسلمان نہیں ہوتا امیر سے ساتھ آ اور اطاحت شاہزادہ
نور الدہر کی اختیار کر یہ شہر باربر امیر سے جبری محنت کر لگا طراسپ بولا کہ تم مامق ہو نور الدہر کے میں محبت
رکھتا ہوں امیرج سے اور دین روشن شیراعظم کا ہے بہتر یہ کہ تم جلد قد ہو سکی امیرج نے جو ان کی حاصل کر دہ مجھے بڑھ کر
تمھاری عزت کر لگا اور اگر نہ مانو گے تو باندھ کر مشکین لیجاؤ گے اطماس نے کہا کہ او بہ کردار نا اہل تو کیا مجھے باندھ کر لیجاؤ گے
دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہوں طراسپ بھی پرہم ہوا نیزہ اطماس نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے
آخر کار اطماس نے نیزہ طراسپ کا ہوائی کیا طراسپ نے ارا بے پر سے سا طور ا بنا اٹھایا اور خنجر دار کھڑا اطماس
پر مارا اطماس نے پشت سا طور پر روکا صاف ضرب اسکی روکی اور اپنا سا طور طراسپ پر خنجر دار و ہوشیار کھڑا مارا
اسنے سپر لیند کی سا طور سپر کو قلم کر کے سر پر چڑا خود کو کاٹ کر دو ابرو اڑا اور وہاں سے گینڈے کی گردن پر گرا کر گردن
اسکی قلم ہو گئی طراسپ گینڈے سمیت گر کر بیوش ہو گیا سر سے جا در خون کی جاری ہوئی اطماس غصے میں تنہا چاہا کہ اور
سا طور مارے کہ کام طراسپ کا تمام ہو جائے کہ وہیم شہاڈت لگی دوڑ پڑا کہ اطماس خبردار زخمی پر سا طور نہ مارنا آپوچھا میں
اور سامنے اطماس کے گیا کہا کہ واہ بعد ہر جرات سے تمھاری کڑخی کو مارنے کا ارادہ کرتے ہو جواب دیا کہ کلچا اس بہ کردار
کے ہاتھ سے بچ گیا ہوا سو اسطے چاہتا تھا کہ اسکا خاتمہ کر دوں اور بدنامی سے بچوں وہیم نے کہا کہ محبت چہری ہو کر بیٹے کو
مارے ڈالتے ہو کہا کہ ایسے نالائق کا مرنا ہی بہتر ہو عرض بعد گفت و شنید وہیم نے کہا کہ ہوشیار ہو یہ کھرا روہ پشت ننگ
اطماس پر مارا اطماس نے اسے رد کر کے جو سا طور مارا وہیم بھی زخمی ہوا میعاد رشک و ساز گردون نے

سامنا کیا آستہی برس پڑا پیتم تلوار بن مارنا شروع کین طماس نے ایک وار خالی دیکر جو سا طور مارا سپر کو کاٹ کر سر پر
پڑا دیر تک جا کر دوسرے دیا مع گیندے چار ٹکڑے ہوئے معا ور شک دراز گردن آپا مقابلہ کیا وہ بھی مارا گیا اسد
نے پکارا کہ طماس مر جا صد مر جا طماس نے پلٹ کر سلام کیا اور پھر مبارز طلب ہوا مگر اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہو گیا
ایم ج نے چاہا کہ خود مقابلے کو جائے مہنراو نے عرض کیا کہ آج طماس نہایت خستہ ناک ہو اور دن قلیل ہو کل سامنا
کر لیجیگا ایم ج نے یہ فکر طبل باز گشت بچا دیا اور اپنے خیمے میں پھر آیا طماس بھی پھر اسد ساتھ ساتھ تفریق کرنا ہوا
اگر داخل خیمہ ہوا اور ایم ج رضیون کو لیے ہوئے جو خیمے میں آیا جراحون کو بلوایا اور جراح چارہ گری میں مصروف
ہوئے اور اسنے حکم دیا کہ ناچ ہو صحبت گرم ہو جام شے آتش رنگ گردش میں آیا جب ایم ج کو خوب نشہ ہوا حکم
کیا طبل جنگ بجے خبر طماس کو پہنچی کہا کہ ہمارے یہاں بھی طبل بجے رات بھر زور شور سے تیار رہی صبح کو دونوں
لشکر صف آرا سے میدان کارزار ہوئے نقیب نبیب دیکر چلے گئے کوکیت کوڑا کا ٹکڑے ہٹ گئے چاؤش دل بڑھا لگا ایم ج
نوجوان مرکب کو چکا کر میدان میں آیا ہنوز مبارز طلب نہ کیا تھا کہ طماس لشکر سے نکلا مقابل ہوا بعد لگا ور زنی ایم ج
نے کہا ایم طماس اگر تو میری اطاعت کرے تو تمام لشکر کی سالاری تجھے دوں طماس بولا کہ اگر تو شاہراہ دیو فولاد کی
کی غلامی اختیار کر گیا تو میں تجھے تمام جوہریون اور بزازوں و صرافوں کا جو دھری کر دوں گا ایم ج پر سنکر غصے میں آیا
دونوں آمادہ کارزار ہوئے خوب نیزہ بازی ہوئی آخر نیزے پکا رہو گئے گرجا طلب حاصل نہوا نیت با نیجا رسید
کر زور ہوئے لگا دو نون گھوڑے پر سے کود پڑے لگی کشتی ہوئے اسد کو پورا موقع مل گیا یہ سوچا کہ اب ایم ج طماس
کو چھوڑ کر تو میرے پیچھے دوڑنے سے رہا اور فرض کر دم اگر ایسا قصد کر لگا بھی تو طماس کا ہیکو جانے دیگا ابراہیم
سے کہا کہ چلو بارگاہ سلیمان کی چھین لیں اسنے کہا بہت بہتر ہے بس جا کر عقب لشکر پر گرا کہ لوگوں کو قتل کر کے بارگاہ تو
کدی ہوئی موجود تھی لیکر روانہ ہوا مالک بن ملکوت شاہ نے ہنراو سے کہا کہ بڑا غضب ہوا وہ دیوانہ بارگاہ
لیے جاتا ہو کوئی روکنے والا نہیں ہنراو نے کہا میں جاتا ہوں اور نقاب میں اسد کے ٹکارتا ہوا چلا ضرغام نے
اسد سے کہا کہ ہنراو مرتد آپکے عقب میں آتا ہو کہا کہ شامت اسکی آئی ہو اور پھر جب وہ مرتد قریب آیا اسد پکارا کہ
ارادہ ہو کیا بارگاہ لیجئے کو آیا ہر تیرا بھی یہ نہ ہو کہ تو مجھے بارگاہ چھین لیجائے دیکر کہ طماس نے اس نیزہ بچے کو مار ڈالا
اسنے کہا کہ میں بغیر بارگاہ سلیمان کی لیے نہ جاؤں گا کہ اچھالے یہ ککر تلوار ماری کہ سر زخمی ہوا کہا اور لے یہ ککر برس پڑا
ہنراو از سر تا پا زخمی ہوا آخر بھاگا اسد ورتک بھگتا ہوا آیا اب پلٹ کر بارگاہ سلیمان کی علقہ کو ذی کہ بھائی تم بارگاہ
لیکر چلو میں جا کر دیکھتا ہوں کہ طماس سے اور ایم ج سے کیا ٹھہری یہ ککر یہ اور صریحا علقہ بارگاہ لیکر ابھی کوئی دھن
کوس آگے بڑھا ہو گا کہ اور سے دیو فولاد آتا تھا بارگاہ سلیمان کی کو پچا نا کہا کہ کون لیے جاتا ہو معلوم ہوا کہ علقہ لیے
جاتا ہو رفیق ہو اسد بن کوب غازی کا اسنے کہا کہ یہ بارگاہ قابل کاؤس شاہ کے ہیں اسے چھوڑنا کب ہوں اور
اولی اسو دیو اسکے ساتھ تھے اگر علقہ کے لوگوں پر گرا علقہ دیو سے لڑ کر زخمی ہوا لوگ بھی اسکے بھاگے دیو فولاد
بارگاہ لیکر روانہ ہوا علقہ بحال پریشان اسد کے پاس آیا اور تمام سرگدشت بیان کی کہ دیو فولاد بارگاہ کاؤس شاہ
لیے لیگیا اسد بچ کر آگ ہو گیا نقاب میں فولاد کے روانہ ہوا یہاں طماس و ایم ج کشتی لڑ رہے ہیں کہ شاہ پورنے آکر
جبر دی ایم ج کو کہ اسد بارگاہ لیکر چلا گیا ہنراو نقاب میں گیا تھا زخمی ہو کر بھاگ آیا ایم ج نے کہا کہ ایم طماس سنی تھے
اسکی مکاری طماس بولا اسکی حرکتیں ہنر سے ایسی ہی ہیں پھر ہنر زور کرنے لگا کوئی پر بھر گدرا ہو گا کہ دیو فولاد بارگاہ
لیے ہوئے آیا ایم ج نے طماس سے کہا دیکھا تھے اسد نے مجھے بھی بارگاہ کھوائی اور اپنے پاس سے بھی خیراوی

آخر کمر درخت کیا کرتا اسی اثنائ میں اسد کا لغو ہوا کہ باش خبردار ہوشیار کہ قضا جبری آہو بچی ادا بلیس پرست تو بارگاہ
میر سے رفیق سے چھین لایا جائیگا کمان میر سے ہاتھ سے ہر لغو کر کے اسد تلوار کھینچ کر دوڑ پڑا فو لا و پکارا ادا و مزاد
کیا تیری فضا آئی ہر میں تجھے کھا جاؤنگا یکمک و ایشیاشا و کوہ بند کیا کہ اسد پر مارے اسد ایک چالاک و ہوشیار ہر زیر
نفل جو ہاتھ تلوار کا مارا و ہر کا منہ لاکنگ کر گرا نفل ہوا کہ اسد نے و پو فو لا و کو مارا ایمرج حیران رہ گیا طماس نہایت
خوش ہوا اگر اسد اور دیوون کو مار کر بارگاہ سلیمانی لیکر روانہ ہوا طماس و ایمرج دن بھر لڑا کیے رات کو بھی غلط
نہ ہوئے دوسرا دن تھا کہ ایک پنجہ ایمرج کو اٹھا کر لیگیا آنکھ جو کھی اپنے کو قہر بحرین سلیمانی بن دیکھا کہ عالم آرا با تو
بچی عجیل کی سافٹ بیٹی ہوئی تو ایمرج کو ہلا کر تخت پر بٹایا اور کہا کہ ایمرج تو سلمان ہو جاؤ سنے کہا کہ ایمرج تو زمین تو مجھے
محبت کرتی ہر گز کس کام کی محبت بدتر از دشمنی ہر ملکہ نے کہا کہ کیوں کیا ہر ایمرج نے کہا کہ میں جس سے لڑ رہا تھا
وہ سب دشمن مانی ہر تنے مجھے یہاں اٹھا منگو آیا اب وہ بیخوف و خطر میرے لشکر کو نارت کر لیا ملکہ نے ایک
دیو سے کہا کہ تو با کر اسکے حریت کو بھی اٹھا لا اسی وقت وہ دیو روانہ ہوا طماس بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ وہ دیو
اسکو بھی اٹھا کر لیگیا اور شکنیں باندھ کر سامنے ملکہ کے لے آیا ملکہ نے کہا اسے ستون سے باندھ دو اور آپ ایمرج سے
صحبت آرا ہوئی جام سے ارغوانی گردش میں آیا اب ہر دو دن شراب پی رہے ہیں اور دوردطماس کی طرف پھینک
رہے ہیں کباب کھا لے ہیں اتھوان طماس کی طرف پھینکتے ہیں طماس اپنے دل میں کہہ رہا ہے کہ یہ پرزاد کون ہو گئے اور
لنگاہ سے نہایت ہوتا ہر کوہ سلمان ہر گز اس آفتاب پرست سے اس نازنین کو کمال محبت ہو اور تو جی طرح بیان کرتا رہا
دیکھ کیونکر نجات ہوئی ہر ہی بانین اپنے دل سے کہہ رہا ہے کہ ایک پرزاد دوڑا ہوا آیا عالم آرا با تو سے کہا کہ عجیل ماہر و آئین
یہ سنئے ہی وہ ہر حواس ہو کر بھاگی اسباب محبت اس طرح پڑا کہ عجیل ماہر و دہان آیا ایمرج کو دیکھا کہ بٹھا ہر اور طماس سافٹ بندھا
ہوا ہر اور شراب و کباب ہر چیز موجود ہر ایمرج نے سلام کیا عجیل نے سلام لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو یہاں انھیں کون لایا ہر ایمرج
نے کہا کہ ایک پرزاد و منگو بیان لائی تھی پوچھا کہ کیا نام تھا اس پرزاد کا ایمرج نے کہا کہ بولا کہ مجھے نام نہیں معلوم عجیل نے
طماس سے دریافت کیا کہ تمہارے شکنیں کسے باندھی ہیں کہا کہ اسی آفتاب پرست بھروت نے مجھ کو میرے لشکر سے دیو
کے ہاتھ اٹھا منگو آیا ہر اور ستون سے شکنیں بندھوا دی ہیں اور اس پرزاد سے پشغول اخلاط تھا کہا ایمرج طماس
تم اس پرزاد سے واقف ہو کہ کون تھی بولا کہ نام تو نہیں جانتا مگر طریقے سے معلوم ہوتا تھا کہ سلمان ہر عجیل چپ ہوا
اور خطاب ایمرج سے کیا کہ جرات اور بہادری اسی کا نام ہر کہ طماس کو تو نے بندھوا دیا کوئی شجاع و دلاور ایسی
حرکت نامردی کی نہ کر چکا جیسی نو لے کی اور اس پر دعویٰ صاحبقرانی کرتا ہو تو کمان صاحبقران کمان حالانکہ ایسی ہی حرکت
نامردانہ ہر ایک مرتبہ کرب بجھو گوشمالی دسے چکا ہو اور پھر تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا اور جیسی حرکت نامردانہ تو نے
طماس کے ساتھ کی و بسا ہی مجھے پیش آنا چاہیے اور دیوون سے کہا کہ باندھو شکنیں اسکی ایمرج نے جا ہا کہ دیوون سے
لڑے کہ دیو چار طرف سے پٹ گئے ایمرج کو پکڑ لیا شکنیں باندھ لیں آنکھوں کو بلبو اگر اسیر نفل و زنجیر کر با طماس کو
ستون سے کھلو اگر کمان کھلو یا شراب و کباب تواضع کیے اور کہا کہ ایمرج طماس تم اس آفتاب پرست کو لیجاؤ اپنے
پاس قید رکھنا جب تک کہ صاحبقران ظلمات سے تشریف لائیں طماس نے کہا بہت اچھا عجیل نے تخت منگو کر طماس
کو مع ایمرج کے سوار کیا اور دیوون سے کہا کہ جلد انھیں لیجا کر پردہ دنیا میں پہونچا دو رسیدے آؤ دیو طماس
کو لشکر میں پہونچا کر رسیدے کر چلے گئے طماس نے ایمرج کو زندان خانے میں بھیجا یا خبر لشکر ایمرج میں ہوئی کہ
ایمرج و طماس جو غائب ہوئے تھے اب طماس ایمرج کو قید کر کے لایا ہر سب بہت پریشان ہوئے مگر اسد بھی

بارگاہ سلیمانی لیکر نہ تھا میں آہستہ آہستہ کہنہ امیر خسرو دہلوی کی علوم ہونے تو جاؤں کہ سنا تھا اس امیر خسرو کو
 قید کر کے لایا ہوا اسی وقت سوار ہو انجیر طہماس میں آیا طہماس نے جو سنا دروازے تک پیشوا کی کو آیا اسد کو بہت
 تمام لاکر مسند پر بٹھایا اسد نے پوچھا امیر طہماس کہاں نائب ہو گئے تھے کون تھیں لے گیا تھا طہماس نے تمام حال بیان
 اسد بولا امیر طہماس بلاؤ تو اس کے پاس فروش بچہ بازی کو عرض کیا کہ امیر شہر بار کیا کیجیے مگر بولا کہ میں اسے قتل
 کر دیتا تھا طہماس بولا کہ میں آپ کا طبع و فرمانبرداری بیشک ہوں مگر امیر خسرو کو قتل نہ کرنے دو لگا کسو اسطے کہ حمزہ
 صاحبقران نے اکثر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا ہے کہ امیر خسرو میری اولاد میں سے ہے جو اسے قتل کر لگا
 میں اسکو معذرت اسکی کے قتل کر دیتا اور شاہزادہ نور الدین میری ماریا جانا اسکا گوارہ کر لیتے آپ امیر خسرو کو مجھے
 بڑا لگے کہ غلام سے مدد ملے ہوگی اسد یہ سنکر چپ ہو رہا پھر کہا امیر طہماس اچھا تم امیر خسرو کو دو لاکر اس کے لشکر کو تو
 لڑ کر لارہ کر دیتا طہماس بولا میں حاضر ہوں اس میں معذرت اور اسی وقت حکم کیا کہ مجھے طہماس جنگ فقار فارسی پر
 جو ب پڑی اور آواز فقار سے کی گرجی بہر شکر امیر خسرو میں ہوئی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ سردار سب تہی
 میں امیر خسرو قید میں گرفتار ہے بہر حال جو مرضی میرا عظم کی کہد کہ ہمارے بیان بھی طہماس جنگ بچے اور ادھر کا دوس کے
 لشکر میں بھی طہماس بجا غرہ شکہ بات بھرتی رہی بھیج کوئی لشکر معز کارزار میں مع آرا ہوئے طہماس نے میدان
 میں آکر مبارز طلب کیا ارفیل مشت زن لشکر امیر خسرو سے مقابلہ کو آیا بعد لگا ورنہ کے گھنگوڑا بانی درمیان میں
 آتی بعد اس کے مصروف حرب و ضرب ہوئے طہماس نے بہ ضرب سا طور اس کے چار ٹکڑے کیے پھر جو مقابلہ کو آیا وہ
 مارا گیا تین دن میں جتنے سردار امیر خسرو کے تھے کچھ زخمی ہوئے کچھ مارے گئے پھر دن باقی تھا کہ پراہنہ ہو گیا اب کوئی
 لشکر امیر خسرو سے مقابلہ کو نہیں آتا تھا اسے کار اتفاقات روزگار اس روز امیر خسرو نے طہماس سے کہا بھیا تھا کہ مجھ کو
 بھی اپنے ساتھ میدان میں لیے چلنا طہماس امیر خسرو کو ہاتھی پر ڈالکر اپنے ساتھ لیے آیا تھا جب طہماس کے منہ سے یہ سنا
 کہ آفتاب پرست تو تم سب نامزد ہو پس یہ کلمہ سنتے ہی تاب باقی نہ رہی اور رگ ہانچی جوش میں آئی جھکا مارا کہ قید لڑائی
 بھینٹا نعرہ کر کے کہ امیر طہماس یہ کیا کما تو نے کہ سب آفتاب پرست نامزد ہیں آیا میں ادھر سے آفتاب پرستوں نے جو
 دیکھا کہ امیر خسرو قید تو ذکر چلا ہر مرکب اور تہتبار جد لاکر دیے امیر خسرو دی تمام سوار ہو کر مقابل طہماس ہوا طہماس
 نے کہا کہ امیر خسرو آج تم قید سے جھوٹے ہو جا کر آسائش کرو اور دن بھی کم باقی ہو کل ہمارے ہتھارے سامنا
 ہوگا اور طہماس باز گشت بجا کر بھگیا مالک بن ملکوت شاہ کو عید ہو گئی امیر خسرو کو ساتھ لیکر نہ تار کرتا ہوا پھر آفتاب
 پرستوں میں طہماس شادمانی بچنے لگا صحبت عیش آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب چلنے لگا امیر خسرو نے نشہ شراب
 میں طہماس جنگ بجا دیا بہر اور لشکر دن میں ہونے وہاں بھی فقار سے گرا گرا لے رات بھر تیار رہی صبح کو معرکہ آرا
 میدان نبرد ہوئے فقیب نقابت کر گئے کہ امیر خسرو مرکب کو بیکار میدان میں آیا مبارز طلب کیا اور نعرہ مارا کہ جسکو آرزو
 مرگ کی ہو میرے مقابلہ کو آئے طہماس چاہتا تھا کہ نکلے کا دوسرے پیشہ سنی کر بیٹھا مرکب کو آڑا کر سامنے امیر خسرو کے
 آہنگا ورنہ ہو مرکب اسکا چہ قدم چھپے ہٹ گیا اور نو سن امیر خسرو کا سب عادت دہ قدم چھپے سر کا امیر خسرو نے کہا
 کہ امیر کا دوسرے تجھے بڑا بھر سادہ بوفو لاد کا تھا وہ تو ایک دیوانے کو زور کے ہاتھ سے مارا گیا اب مجھ کو لازم ہے کہ کلاب
 کو میری بوسہ دے اور غلامی میری اختیار کرے میں ملک تیرا تجھے بخش دیتا اور جو تجھے مانگے گا تجھے دوں گا وہ بھارا اور
 بزاز بچے بھگوانی اطاعت کے واسطے کتا ہو تو کیوں نہیں میری اطاعت کرتا اور بوفو لاد کا بھروسا کسے تھا ہاں
 اس سے تجھے ملاقات بیشک تھی امیر خسرو نے کہا کہ تو بیشک سزا پانگنا مانگا خیر لاہرہ اپنا کا دوس نے بھجا مارا

ایم جی نے نیزہ اُسکا ہوا کی کاؤس نے عوار ماری ایم جی نے ہاتھ بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا زور آزمائی ہونے لگی
آخر کار مہربون سے نیچے اُترے کشتی ہونے لگی پار گھڑی دن باقی تھا کہ اب زور کاؤس کا گھٹنے لگا دم بھرا کیا ایم جی نے اب
جو کہ مارا لنگر کاؤس کا دواڑا کھاکر سر سے بلند کیا جہنم دیکر زمین پر دس مارا کہ چاروں نشانے چیت گرا چاہتا تھا کہ پھر منجھلین
ایم جی نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہو گیا چھاتی پر جڑھ بیٹھا کیا کہ نیر اعظم کو سجدہ کر اسنے کہا یہ کبھی نہو گا ایم جی نے اُسے دیر بھر دیکھا
غل ہوا کہ وہ کاؤس مارا گیا لوگ کاؤس کے ایم جی پر دو دم ایم جی پر دو دم تمام مرکب پر بیٹھ کر علو کھینچ کے اُنپر چڑھا
لگی تلوار چلنے اُدھر سے اور آفتاب پرست دواڑہ پرست لشکر کاؤس سے جنگ ہو رہی ہو اسد نے دیکھا کہ یہ سب دواڑہ میں
مصروف ہونے اپنے بھائی سے کہہ کر اب بیان عثمان عیشا ہو چلا بارگاہ شاہزادہ نور الدین ہر کو دس یہ خیال کر کے
مع بارگاہ روانہ ہوا بیان اہل شہار یہ جو مارے گئے وہ مارے گئے باقی سب نے دین آفتاب پرستی قبول کیا
چار جانب دو ہائی مچ لگی ایم جی نے امان ری اور شہر و بن کاؤس کو وہاں کا بادشاہ کیا بعد اُسکے سنا کہ اسد بارگاہ
سلیمانی لیکر چلا گیا ایم جی نے طوفان بن سماک اثر دیکر اور معیہ در شک دراز گردن کو ہلا کر کہا کہ تم دونوں جاؤ
اور بارگاہ اُس دلو اسنے سے چھین لاؤ میں پیچھے پیچھے ہٹتا رہے آتا ہوں وہ دونوں نوابی اپنی فوج لیکر قاقب میں
اسد کے روانہ ہوئے ملہا سنے دیکھا کہ اسد کے پیچھے آفتاب پرست گئے ہیں خیال میں گذرا کہ ایسا نہو کہ کچھ شہر زخم
اسد کو پہنچے تو نوسان نور الدین ہر کے شہر مندہ ہو گا بس یہ سوچ کر مع لشکر کوچ کر کے چلا اور نقابہ اریس پر پوش
بھی روانہ ہوا ایم جی کو خبر پہنچی کہ ملہا س اور نقابہ اریس پوش اسد کی کمک کو بیان سے گئے ہیں بولا کہ اب میں ہٹا
رہ کر کیا کروں گا اور کوچ کر کے روانہ ہوا یہ داستان بھجوان ہوئی

اب داستان صاحبقران ذوالعشام اور نقابہ اریس کی پیٹنے

کہ نقابہ اریس کا تو احشامیہ ظلمات میں چوڑا پار بھائی دوان بادشاہ میں شاہ ذکر بادشاہ ملندرشاہ کس شاہ سمین تنان
یہ چاروں نقابہ کو استقبال کر کے لینگے دعوت و ضیافت میں مصروف ہوئے بختیارک نے شاہ سمین تنان سے کہا کہ ہمارے
قاقب میں ایک اثر دواڑہ سے نہت سر آتا ہوا اس سے کون سا منکر لگا اُسنے کہا کہ ملک جی ہمارے ساتھ ایک سپہ سالار زبردست
ہو کہ سب خدا پرستوں کا کام تمام کر لیا اور کہا کہ لاؤ نعمان کاؤس کو اسی وقت جو ہر ار گیا اور نعمان کو لیکر حاضر ہوا
بختیارک نے سپہ سالار ان اچھا رکھ کوئی سامنے اریس کا قد سوا تھ پانوں سڈول میں پسند کیا اور نقابہ سے کہا کہ ایک لڑائی انکی
بھی دیکھ لیجئے ساتواں دن نقابہ کو آئے ہوئے تھا کہ ہر کاروں سے اگر عرض کیا کہ لشکر حمزہ کا آہو بجا نقابہ خوں سے
نہرا لے لگا شاہ سمین تنان نے کہا کہ یا خداوند خدا پرستوں کا نام سننے ہی آپ کی حالت غیر ہو گئی نقابہ نے کہا کہ میں
انکے ہاتھ سے بڑے مددے اُٹھائے میں سمین تنان بولا کہ آپ خاطر جمع رہئے کہ ان بھجوان کا بیان استیصال ہو گا اور
حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکالے اسی وقت لشکر کفار تباری کر کے شہر سے باہر آیا اور بقابلہ لشکر حمزہ صاحبقران انکا بھر
بھی استادہ ہوا سب اکریا ایک جگہ بیٹھے ناچ ہونے لگا دورہ ہام کا شروع ہوا نعمان کا لمس کو جیت نشہ ہوا
شاہ سمین تنان سے کہا کہ آپ بھل جاتی ہو ایسے کل دیکھیے کہ کیونکر ان خدا پرستوں کو مارتا ہوں اسی وقت طبل جنگی پڑا
پڑی اور آواز نقابہ کی گرجی ہر کار سے اہل اسلام کے جو خبر کے واسطے لگے رہتے تھے روانہ ہوئے بیان حسنہ
صاحبقران بارگاہ میں دنگل پر جلوہ افروز میں بادشاہ اسلام تخت پر بلوس دوان میں سردار حلقہ ماند سے ہوئے
اپنے اپنے ڈنگلون کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ناچ ہو رہا ہر ساقی جام پلا رہا ہوا امیر کا ارادہ ہو کہ دبیر کو بلوا کر نامہ
لکھوا لیں اور اہلین کے ہاتھ شاہ سمین تنان کو بھجوان میں کر آئی وقت ہر کار سے ہوئے وعاو شہارے بادشاہی بجا لا کر

عرض کیا کہ مشرک عالم کی عمر دراز ہو مزاج دشمن کا نماز ہو شکر شاہ سیمین تنان بن نعمان کا وُس ایک سپہ سالار
 ہو اسی کے نام پر طبل جنگ بجا ہو گئی اسکا ارادہ ہو کر غازیان و بیدار سے مقابلہ کرے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہو ہمارے
 میدان بھی افضل ایزدی و بنائیدار ہائی کوس حربی سبجے بموجب حکم فقارہ رزمی پر چوب چڑی غفلت ہو کر طبل جنگی بجا ہو کل سامنا
 ہو لشکر کفار سے بس تیاری ہوئے گی ہر ایک آلات حرب و حرب درست کرنے لگا پارس پرات اسی طرح گذری جب
 جمع ہوئی بادشاہ اسلام ہوا ہوئے حمزہ صاحبقران اور تمام سردار عالیشان ہمراہ رکاب تھے سواری میدان
 میں آئی پرے بندھ گئے صاحبقران زیر علم اثر دیا پیکر چلیس قدم سردی و سرداری کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے اُدھر
 سے لشکر کفار کی آمد شروع ہوئی القاسم نے بے بغتہ پر سوار شاہ سیمین تنان بن نعمان بنیون بھائیون سمیت گردنخت کے آگے
 آگے نعمان کا وُس گیت سے یہ سوار دریا سے آہن میں فرق بشت پر ہم سپاہ مسلح و کل عرصہ کارزار میں آکر صحت آ رہا ہو
 جب حضبن درست ہو چکے نقیب نقیب و کیر چلے جا چکے اُس وقت نعمان کا وُس اپنے کینڈ پر سے اتر کر سامنے تخت
 اتار کے آیا اٹھ بندھ کر اجازت خواہ ہوا القاسم نے کہا جاؤ سپرد کیا اپنے یہ قدرت کے نعمان کا وُس سلام کر کے باہر گر
 گئے پر سوار ہو کر میدان میں آبا سراپا دکھایا جب خوب عرق عرق ہو چکا نیزہ گاڑ دیا اب لگا دیکھنے صفائے لشکر لگا
 کی طرف بعد ایک لمحہ کے آواز دی کہ ای فرخ خدا پرستان و ای زہرستان جسے تمنامرگ کی ہو وہ آئے میرے مقابلے
 کو کرو اپنی طرف سے علما سے زمرہ رنگ جلوہ گری پر آئے اور بدیع الزمان مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی
 کے آئے اجازت میدان طلب کی فرمایا سپرد کیا پروردگار عالم کو بدیع الزمان سلام کر کے مرکب کو گریا کر سامنے
 نعمان کا وُس کے آئے بعد لگا ورنی کے نعمان نے دیکھا کہ جوان نہایت خوبصورت ہو چکا تھا کہ نام اپنا بیان کر لگایا
 زمار اجائے فرمایا کہ مجھے بدیع الزمان نامور کہتے ہیں پوچھا اُس نے کہ کبہ فتح باختر تو ہی ہو فرمایا ہاں نعمان نے کہا کہ اگر
 تو میری اطاعت کرے تو میں تجھے اپنے گھر کا مختار کر دوں بدیع الزمان نے کہا اگر تو مجھے غالب آگے لگا تو ایسا ہی ہو گا نعمان
 بولا کہ اچھا آؤ دانش ہو جائے گا جو تیرا پیاسے وہ لڑائی لڑے سکر اُسے نیزہ بدیع الزمان پر مارا تھا ہر اداسے نے چند طعون
 میں نیزہ اسکا ہوائی کیا نعمان آگے ہو گیا ڈال کر قبضے پر ہاتھ پکڑا تھا آہار و ارشاد ہوا بدیع الزمان نے آئے تلوار خیال
 میں کر کے دھار بجا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا زور کشش کے ہونے لگے مرکب اٹکے لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے و دون
 گھوڑوں سے کود کر سرگرم تلاش ہونے دو شبانہ روز تک کشمی رہی قمر سے روز شاہراہ سے لے لنگر نعمان کا نور چرخ
 دسے کر زمین پر بار اچھائی پر چڑھتے شکیں اسکی باندھیں طبل بازشت بجا و دون لشکر اپنی اپنی فرد و گاہ پر پھر گئے شکر
 ماند سے تھے اپنی اپنی خواہ گاہ میں آرام کرنے لگے نعمان کا وُس کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خاسے میں بھیجا دوسرے
 روز بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوئے تمام دربار جمع ہوا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای بدیع الزمان باؤ
 نعمان کا وُس کو اسی وقت حکم کیا کہ لاؤ نعمان کو لوگ اسے لیکر حاضر ہوئے نعمان کا وُس نے سلام کیا بادشاہ
 اسلام نے اسے کرسی میٹھنے کو عنایت کی جام شراب تواضع کیا بعد اُسے فرمایا کہ ای نعمان تجھے بدیع الزمان نے کیونکر
 زیر کیا جواب دیا کہ جسطرح بہادر بہادر دن کو زیر کرتے ہیں فرمایا کوئی حجت تو باقی نہیں عرض کیا نہیں کہا کہ پھر شناخت
 پروردگار عالم میں کیا کتاب جو وہ بولا کہ میں نے لعنت کی ادیان باطلہ پر مجھے دین آچھا پسند ہے صاحبقران نے کلمہ
 عقبن فرمایا وہ بہادر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور از سر صدق شناسے پروردگار عالم بجالایا امیر نے فرمایا کہ جلد قید اسکے
 بہن سے دور کرو نعمان کا وُس نے ہنسنے پر اسکا آپ اپنی قید توڑ ڈالی اٹھ کر قدموں کر بوسہ دیا بادشاہ اسلام نے
 خلعت عطا فرمایا نعمان کا وُس نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں جا کر اپنے بادشاہ کو مسلمان کر کے لاؤں فرمایا ایسا نہ

کردہ تھے یہی پیش آئین اور دغا سے پکڑ لین عرض کیا کیا مجال انکی غلام ایسا بودائیں ہو فرمایا اجماعاً باولغمان کاؤں
 سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلا جسوقت لشکر کفار میں یہ خبر ہوئی کہ لغمان کاؤس اس خود شاہ سپہن تنان
 آیا اور استقبال کر کے لے گیا لغمان کاؤس اگر اپنے دنگل پر بیٹھا شاہ سپہن تنان نے پوچھا کہ اے لغمان کیونکر
 تھے نجات پائی کہا کہ میں نے دین حمزہ صابقران کا اختیار کیا اور نکلے بھی مسلمان کر لے آیا ہوں اسلئے کہ لقا قابل
 خدا کی نہیں ہو اسپر لعنت کرو اور بہت سے خدا اور بندے کے فرق بیان کیے جبکہ ایسا اثر ہوا کہ وہ چاروں بھائی
 از سر صدق مسلمان ہوئے اور یہ صلاح ہوئی کہ لقا کو گرفتار کر کے حمزہ صابقران کے پاس لیجئے قضاے کار
 بختیار رک اس صحبت میں موجود تھا اسنے تمام گفتگو سنی جلدی سے کسی بات سے دربارے اٹھ کر لقا پاس گیا اور کہا کہ میں نے
 بھاگتا ہوں نہ نہیں تو گرفتار ہو جاؤ گے اور تمام کیفیت مفصل بیان کی لقا اسی وقت پوشیدہ ہو کر راتوں رات بھاگ
 اور راستہ زبردت نگار کا لیا صبح کو لغمان کاؤس اور شاہ سپہن تنان وغیرہ کو خبر ہوئی بہت افسوس کیا
 کہ یہ تمکا رشتہ ہاتھ سے نکل گیا الغرض لغمان کاؤس اور پانچوں بادشاہوں نے اپنے اپنے لشکر اور متعلقین
 کو مسلمان کیا اور تحفے اور نذرین سے کر خدمت صابقران عالی شان بن حاضر ہوئے ملازمت حاصل کی عرض کیا
 کہ لعنت کی بجائے لقا اور زبردت نگار پر بادشاہ اسلام نے خلعت سے سرفراز کیا بعد اُسکے شرمین لبر آئے دعوت
 کی تمام شر اسلام آباد ہو مسجدوں کی بنا پڑی آواز اذان کی ہر طرف بلند ہوئی کہ سعد بن قباؤ کے نام پر جاری
 ہوا تین روز وہاں رہے بعد اُسکے پھر تعاقب میں لقا کے راہی ہوئے لیکن لقا کوچ کوچ و رہے شبنم میں بیوچیا
 بادشاہ وہاں کا ملک شریا تھا اسنے خبر سنی آما امداد استقبال کر کے لقا کو قلعے میں لگایا دعوت و ضیافت کی بختیار رک
 نے کہا کہ اے ملک شریا ہمارے پیچھے ایک سنگ اٹا ہر کہ جسکے سبب سے ہم ملک ملک بھاگتے چلے آئے ہیں اُس سے
 سامنا کن کر لگا کر شریا نے کہا کہ کبھی تم بیاتک حمزہ کو آئے نو دواؤں تو میں انھیں دریا پر سے اڑتے نہ دوں گا اور
 اسی دریا میں انکا کام تمام کر دوں گا ایک دیو ہر کہ نام اسکا کیوس ہو اُس سے مجھے کمال دوستی ہو اُس سے تمام خدا پرستوں
 کو قتل کروں گا بختیار رک بولا اے شریا وہ خدا پرست دیو بندہ و پوش ہو اسکا ایک ایک طفل دیو بہت سرگرم رہتا ہر دیو مقابلہ کر کے
 اُس سے عمدہ برائیوں کا پوچھو لقا سے کہ دیو بہت سر کے ساتھ چار دیو افسر اور چالیس ہزار دیو اس کے زیر حکم تھے وہ سب
 مارے گئے شریا نے کہا میں یوں اُس دیو کو نہ لڑاؤں گا میں اُس سے کہوں گا کہ تو آسمان پر سے سلیم کی سلیم جہازوں
 پر خدا پرستوں کے برساؤ اس طرح مسلمانوں کا استیصال کر لگا بختیار رک نے کہا کہ طریقہ اجماعاً ہو مگر نزدیک خدا ہر ہر
 کے وہ نہ جائے شریا بولا ہرگز نہ جائیگا غرض ایک ہفتے کے بعد جہاز اہل اسلام کے نمایاں ہوئے شریا نے فوج اپنی
 کنار دریا پر قائم کی تھی وہ سب قیرو ننگ لیے کھڑے تھے نل مجا با کہ بیان جہاز نہ لانا حکم خداوند باختر کا نہیں اے
 وہیں رہو بیان نہ آنا اور تیر کمانوں میں جوڑ کر سب مستعد جنگ ہو گئے یہ خبر صابقران کو ہوئی فرمایا کہ انکی زد سے
 ہلکے لشکر و الد و جہازوں کے لشکر ٹپک گئے کئی فرسخ تک دریا میں جہاز ہی جہاز معلوم ہوتے تھے بختیار رک نے شریا سے
 کہا کہ اب اس دیو کو بلاؤ شریا نے دیو کیوس کو بلا کر جہاز اہل اسلام کے دکھائے اور حکم دیا کہ اب ہر سنگساری کو کے
 دیو دو آئے کہ لگا اور جا کر ہار پر سے ایک بڑی بھاری چٹان بھر کی لایا اور اُسے جہنم دے کر ایک جہاد پر مارا
 کہ وہ جہاز و آدھی غرق ہو گئے وہ جہاز تھا ابوالمعین گرد کا کوئی ہزار آدمی کے قریب بچ گئے باقی سب غرق ہو گئے
 کچھ ڈوبتے ہوئے ملاحوں نے کو دو کر نکالا غلطہ ہوا کہ یہ کیا آفت آئی دوسرے روز پھر دیو کیوس نے ایک بڑی
 چٹان ہار سے لاکر دوسرے جہاد پر ماری وہ جہاز پہلوان حاوی کا تھا اسی طرح جہاز ٹوٹا لوگ ڈوبے

جو سیراک تھے زخون نے سیر کر اپنی جان بچائی اور ڈوبنے ہوون کو بھی نکالا لوگوں نے دیکھا کہ دیو آسمان پر سے چہرہ مار رہا ہے فردی
 امیر کشور گر کو صما جہقران نے جام ہر زکری کے رکھوایا اندرون کوئی شخص کہ اس دیو کا کام تمام کرے سر قبل و فادار ان یعنی
 مقبل و فادار نے وہ جام بیا عرض کیا کہ غلام یہ خدمت بجا لایا گیا فرمایا اچھا مقبل تیرا مکان ہاتھ میں لیکر شہر دیو کے آتے کا
 بیٹھا کہ اس میں غل ہوا کہ دیو آتا ہو اور علامت اسکی یہ ہو کہ جس وقت دیو چہرہ مارے آتا ہو اس وقت لقا اور شریا شاہ اور تختیارک
 وغیرہ سب قبلہ دروازے پر قلعے کے آگے بیٹھیں تاکہ شاہ دیکھتے ہیں اور صما جہقران سے عمر و کئی مرتبہ کہ چکا ہو کہ مزد ہائے
 جلاجل کیوں اپنی جان دیتا ہو لوگوں کو کیوں قتل کرتا ہو صما جہقران فرمایا کہ میں کہ خواہہ جس کا بھی چاہے وہ جلاجل جاتے ہیں جبکہ
 کہ اس کا فر کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر رکھیںچ لوگ ہرگز بیاتے نہ جاؤنگا آفتاب مقبل تاکہ میں بیٹھا ہوا ہوں اور دیو
 نیچا ہوا چاہتا ہو کہ چہرہ مارے مقبل نے تاک کر تیر جو ملا سید پر اس دیو کے بڑا کہ پشت کو لوڈ کر پاگل کیا اور دیو جو رخ کھا کر
 مع اس سنگ گران کے دریا میں گرا غل ہوا کہ وہ دیو مارا گیا تختیارک نے کہا کہ شریا شاہ دیکھتے ہیں خدا پرستوں کو کہ
 آسمان پر جہنم تھا وہ ان بھی اسکی جان نہ چھوڑی یہ بلا سے بے درمان آفت جہان میں شریا نے کہا کہ ملک جی خدا پرستوں کو میں
 دیا سے تو اترنے دو ونگا و کوئی تدبیر انکے غارت کرنے کی نکالو گنگا لیکن بیان اس خبر کا کھو لہذا ضرور ہو کہ ہمیشہ زاوہ زبرد
 شاہ کا کرنام اسکا سعادت شاہ جو یہ سعادت شاد ظلمات میں رہتا ہو نہایت زبردست ہوا اور بہت سے پہلوان
 نامی بھی اسکے ساتھ ہیں سات لاکھ سوار کی جمیعت رکھتا ہو ملک اسکے زمین گین بہت ہیں اسنے ملک شریا پاس کھلا بھیجا کہ اگر
 کوئی خدا پرست نہایت با حقہ لگے تو ہمارے پاس بھیج دینا کہ ہم نہایت اشتیاق اسکے دیکھنے کا ہو شریا پاس جو یہ پیغام پہونچا
 اسکا عیار ہو عقرب مریخ چشم اسکو اٹھنے بلایا اور کہا کہ تجھے ہو سکتا ہو کہ کسی خدا پرست کو جا کر پکڑ لائے اٹھنے کہ ملک آپ کے حکم
 کی دیر تھی گیا اور لایا یہ لکڑی دانہ ہر اور رات کے وقت مشک کو بچھا کر سینے کے نیچے رکھ کر شناوری کرنا ہوا قرب جہاز
 بدیع الزمان کے پہونچا بسبب وریا کے کوئی نگہبانی و پاسبانی نہ کرے نہیں یہ صورت ایک فراش کی بلکہ مٹکاروں میں گر
 گیا کام اور خدمت کرتے لگا جب شاہ زاوہ بدیع الزمان کھانا کھا کر سویا اور لوگ بھی سو رہے عقرب بدیع الزمان
 کو بیوش کر کے پشاورہ باندھا کر لے گیا بیان صبح کو غلام ہوا کہ بدیع الزمان بسنے خواب پر سے غائب ہو گئے صما جہقران نہایت
 متردد ہوئے عمر و کو طلب کیا اور فرمایا کہ خواہہ تمہاری نعلت سے یہ ہوا اتو ہو شیار کی کرد اور بدیع الزمان کو تو غلام کے سپرد
 کیا ہو عمر و نے ہر سکر اس وقت چوکی پر سے قائم کیے سب طرف ہو شیار کی ہو گئی مگر عقرب پشاورہ لے ہوئے سائے شریا کے
 آیا لقا و تختیارک وغیرہ سب بیٹھے ہوئے ہیں کہ اسی اثنا میں عقرب نے پشاورہ لاکر سائے رکھ دیا تختیارک نے چہچھا
 کہ اسی عقرب کسکو لایا اٹھنے کہا کہ نہ میں نام جانتا ہوں نہ پہچانتا ہوں مگر اتنا بیشک جانتا ہوں کہ کوئی اسرد آ جلیل القدر
 ہو تختیارک بولا کہ لو پشاورہ اگر تم پہچانتے نہیں ہو تو ہم پہچانتے ہیں اٹھنے گرد جو پشاورے کی کھوئی تختیارک اور لقاے
 پہچاناکہ یہ بدیع الزمان گردشگر شگن سرخند ملک باختر ہو لقا پکارا اسی عقرب میں تو اسی کا برباد کیا ہو اہوں اسی نے
 مجھ کو در بدر کیا ہو اسے تو مجھے دے کہ میں جلاجل کر ڈالوں اور تو کسی اور سردار کو گرفتار کر کے پاس سعادت شاہ کے
 بھیجے عقرب بولا کہ مجھ کو جان اپنی دو بھر نہیں ہو جب خدا پرست غافل تھے کہ میں اسے پکڑ لایا اب وہ ہو شیار ہو گئے نیش
 مشور ہو کہ کچھ نہ کچھ کھو کر آدمی بھگتا ہو اعما ہر اسردار گم ہو گیا ہو وہاں کسی اسکی جستجو نہ کی اور لوگوں کو میری تاک ضرور
 ہوگی میری اتنی ہمت نہیں کہ اب میں وہاں جا سکوں لقاے کہا اے عقرب میرے پاس اب کچھ نہیں رہا مگر ہاں ایک اعلیٰ
 میری ڈاڑھی میں لگا ہوا ہے یہ میں تجھے اسکے عوض میں دیتا ہوں کہ تو بدیع الزمان کو مجھے دیدے یہ جو عقرب نے سنا
 راضی ہو گیا لقاے وہ اعلیٰ گران بہا عقرب کو دیا اٹھنے بدیع الزمان کو لقا کے حوالے کیا لقاے آنگر وں کو بلا کر

بدیع الزمان کو اسیر غل و زنجیر کر آیا بعد اُس کے قتل نہ ہوئی بلکہ وہی بدیع الزمان نے دیکھا کہ قید میں گرفتار ہوا
اور ساتھ لقا ہوا تھا ہر ایک کا فریق ہوا میں خیال کیا کہ کیا خواب بد تو ہے دیکھا ہر چاہا کہ انکھیں بند کرے کہ عجب بپکارا
ایسے تھرو یہ بیداری ہو خواب نہیں ہو میں تجھے پکڑ لایا ہوں اسوقت ایسے ہوا کہ واقع میں یہ عیار پکڑ لایا ہو نہایت
زور کر کے اٹھا کہ خاٹہ زنجیر میں سے آواز فغان پیدا ہوئی قریب تھا کہ زنجیر کی صدا سے خوفناک ہو کر کفار دیوانے
ہو جائیں انہیں یہ ہوا کہ قید لڑائی مگر قید کا ٹوٹنا وقت پر مقرر ہو غرض بدیع الزمان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا جواب
سلام غیب سے آیا بختیار رک نے درود پڑھا تھا نے کہا ایسے بدیع الزمان کیا یہ صدی میں نے تیرے ہاتھ سے
آج سے میں یہ دن تجھے یاد دہن تھا میرا بھی میں تجھے رحم کرتا ہوں اگر تو مجھے سچہ دیکھے تو ابھی رہا کرتا ہوں اور جسم
تیرے عفو کرتا ہوں بدیع الزمان نے کہا اور گزشتہ ہزار واری کندہ ناسخ لاکھ لاکھ لغت ہو تجھے اور تیرے پرستاروں
پر جو تجھے ہو سکے تصور نہ کرنا اگر جات مستعار میری باقی ہو تو پھر لگا اور قضا ہو تو بار اچھا لگا تھا نے کہا بلاؤ جلد کو اسوقت
جلاد حاضر ہوا حکم دیا کہ جلد سے قتل کرو جلد و سنے ایک کا جو تڑپنا یا طبع اسیر ڈاکٹر بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور
کہا کہ کچھ تجھے کہنا ہو کہہ لے کھانا ہو کھانے پینا ہو پی لے جسے پکڑنا ہو پکڑ لے وصیت کرنا ہو وصیت کر لے کہ وقت تیرا اخیر
ہو خط سیاہ گردن پر کھینچ کر تلوار علم کر کے سر پر کھڑا ہوا دوسرے حکم کا منتظر تھا بختیار رک نے کہا ارے کیا دیکھتا ہو جلد
فیصلہ کر جلد دیکھا کہ مار ڈالنا میرا کام ہو زندہ کرنا میرا کام نہیں سمجھو حکم دیجئے لقا بولائیں نے تین حکموں کا ایک حکم دیا جلد
اسکو قتل کرو جلد و تلوار کو لٹھنے لگا اور بدیع الزمان نے دیکھا کہ جو بیان ہو تیشہ خون ہو سبے اختیار آنکھوں میں آنسو
بھر لایا دلوں جمع ہو رو رو کا عالم کی طرف کیا کہ ایسی خالق حقیقی و ایسا مالک حقیقی ایسی بیکسان داعی و درغربان سولیز
اسوقت میں کوئی نہیں ہو اگر قضا بھی آئی ہو تو ایسی جگہ آئے کہ مجھے دفن و کفن تو نصیب ہو ہنوز یہ دمانا تمام تھی کہ دروازہ
بارگاہ پر غلط ہوا کہ نریمان آہن تاب خدمت خداوند زبردشاہ سے خدا پرستوں کے استیصال کے واسطے
آیا ہو اور یہ ایسا زبردست ہو کہ بارہ گز کامل آہنی ہاتھ سے گول کر کے حلقہ بنا لیتا ہو اور پھر سیدھا کر دیتا ہو غرض شریا
اسے استقبال کر کے لایا نریمان جب بارگاہ میں آیا اور نگل پر بیٹھا جام گردش میں آیا جلد و نریمان کی آمد شکر ٹھہر گیا
تھا کہ لقا نے پکار کر کہا تو اسبے کام میں مصروف ہو جلد کام اسکا تمام کر نریمان کی نگاہ جو بدیع الزمان پر پڑی ایک
جوان ماہ طلعت کو زیر تیغ بیٹھا دیکھا پوچھا کہ یہ کون ہو شریا نے کہا کہ یہ پسر حمزہ نہایت زبردست و بہادر ہو پوچھا کہ اسے
کنے زیر کیا اور کیوں اسیر کیا شریا نے کہا کہ یہ عیار میرا پکڑ لایا ہو نریمان نے بدیع الزمان سے پکار کر کہا کہ اگر تو
زبردشاہ کو سجدہ کرے تو میں تجھے چھوڑ دوں بدیع الزمان نے کہا کہ اگر تو مجھے بغیر سپاہی دیر کرے تو میں
تیرا دین قبول کر دوں اسنے کہا کہ اچھا بلاؤ آہنگروں کو کہ قید اسکی و درمیں بختیار رک بولا کہ یہ چھوٹا تو اسے کون پکڑ سکتا ہو
نریمان بولا ہم اسکی مشکین باندہ لین گئے بختیار رک ہر چند منع کرتا رہا نریمان نے نہ مانا اور حکم دیا کہ جلد لادو آہنگروں کو
بدیع الزمان نے کہا کچھ آہنگروں کی حاجت نہیں ہو کہ قید کو توڑ ڈالو نریمان حیران ہو گیا کہ یہ بڑا زبردست معلوم
ہوتا ہو بدیع الزمان کو کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ اب آپ اپنے لشکر میں جائیے طبل جنگ بجوائیے میرے آپ کے مقابلہ
ہو گا بدیع الزمان نے کہا کہ ایسے نریمان لشکر تو ہمارا ابھی جازون برہو ملک شریا نے آہر لے نہیں دیا نریمان نے
شریاسے کہا کہ تم خداوند کو بدنام کرتے ہو ہم خداوند کی طرف سے اسی واسطے آئے ہیں کہ خدا پرستوں سے لڑیں اور کام
انکا تمام کر میں تم جلد اپنی فوج کو دریا سے بٹھوادو کہ لشکر اٹھا پار اسے لے لیا حاصل بدیع الزمان نریمان سے رخصت
ہو کر چلا آدھر شریا نے فوج کو اپنی بلا لیا یہاں بدیع الزمان کے واسطے صاحبقران بہت فکر مند تھے کہ ہر کارون

نریمان کو استقبال کر کے لائے اور اس طرح شراب میں بہوشی دے کر پکڑ لیا اس پر غل و زنجیر کر کے زندان خانے میں بھیج دیا۔
اس کے دو پہلوان تھے اسکے ایک کا نام فیلان جنگی اور دوسرے کا نام فیلاب جنگی جو دونوں کے نام پر پیل جنگی
یہاں امیر کشور گیر بیٹھے ہیں اور باجمیع جو راہ نریمان کی دیکھ رہے ہیں کہ اتنے میں جو زبان ہر کاروں کی آئین بعد وہاں
نشاے بادشاہی بجالانے کے تمام کیفیت اس پر ہو جانے نریمان کی زبان کی بعد اسکے عرض کیا کہ پیل جنگی نام پر فیلان جنگی
اور فیلاب جنگی کے بجائے امیر نے ہر سکر فرمایا کہ یہ سب بد ذاتیان بختیارک کی ہیں اور حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی پیل جنگی
بجائے اس وقت کو سحر جی پر جو بڑی اور آواز فقا رسے کی گرجی چار پہرات تیار رہی یہی صبح کو دونوں لشکر بقیہ جنگ
اپنی اپنی جگہ سے آگے بڑھے اور بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہوئے حمزہ صاحبقران اور تمام سردار عالیشان ہمراہ
رکاب نوبت و نقارہ بچنا ہوا و مدد گاہ مصافحین آئے اور صر سے لقا اور شریا شاہ تخت پر سوار آئے آگے دو دونوں پہلوان
نامدار لہشت پر فوج جبار نمودار ہوئے اور سامنے لشکر اسلام کے پرابند ہکر کھڑے ہوئے فیلاب جنگی پر سے نکلا سامنے
تخت لقا کے آیا اجادت خواہ ہوا لقا کے کما کر جاؤ سپرد کیا میں نے اپنے بد قدرت کے فیلاب میدان میں کیا بعد خوشی کے
مبارز طلب کیا اور صر سے شاہزادہ بدیع الزمان نامور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل ہوا فیلاب نکلا و زرن ہوا میں
قدم مرکب بدیع الزمان کا ہٹا اور سات قدم دوسن فیلاب پیچھے چل گیا مسکراؤن میں پھیر کر مریوں کو سامنا کیا اجازت لکھ کر
نیزے سنبھالے طغین چلے لگین چند طعنوں میں بدیع الزمان نے حمزہ فیلاب کا ہوائی کیا فیلاب نے تلوار ماری شاہزادہ
بدیع الزمان نے وارڈ سکار دکر کے اپنی ضرب لگائی کہ گیند سے سمیت چار چھڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ فیلاب مارا گیا
فوج کفار بدیع الزمان پر دوڑی یہ بھی تلوار کھینچ کر ان پر گرا بادشاہ اسلام نے بھی غازیان دیندار کو حکم دیا کہ مار لو ان
کافروں کو وہ بھی اگر بدیع الزمان کے شریک ہوئے تلوار چلنے لگی غلدار و گیر بلند ہوا بازار موت گرم تھا لاش
پر لاش گر رہی تھی کشتوں کے پشتے بند ہو گئے عین گرمی جنگ میں فیلان جنگی اور شاہزادہ علمشاہ سے مقابل ہوا
آسنے تلوار ماری علمشاہ نے تلوار اس کی چپین لی کہ میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سوئے آسمان اچھا لکر جس وقت گرنے
لگا تلوار ماری کہ ماند خیار تر دو ٹکڑے ہوئے اور اس طرح سرداران اسلام کے ہاتھ سے پہلوان نامی ملک شریا
کے مارے گئے بدیع الزمان نے علم کو قلم کیا علمشاہ نے علمدار کو مارا لشکر کفار شکست کھا کر بھاگا شریا قید نریمان کی
ساتھ لیے ہوئے قلعے میں داخل ہوا اور صلاح کی کہ میان سے بھاگ چلیے ایک علاج جو کہ نام اسکا را سو جو آسنے
شریا سے کہا کہ آپ تو شریا میں ہیں اس امر کا ذکر کیا ہوں کہ حمزہ کو مع لشکر گرداب طسمی میں پھنسا دیا گیا کہ بھی
نجات نہ ملے لقا کے ہر سکر اس طرح کو ظمت دیا اور خود ظلمات کب طرف کا دروازہ کھول کر مع قید نریمان اور
ملک شریا کے روانہ ہوا صبح کو روساے شہر جمع ہو کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ وہ کافر
تو سب بھاگ گئے شریا خالی ہو بادشاہ اسلام اور صاحبقران سوار ہو کر داخل شہر ہوئے تمام شہر کو اسلام آباد کیا بچانے
ترواے مسجدوں کی بنا ڈالوائی سکے نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا تمام لوگ درہ شہنم کے مسلمان ہوئے دو روز
صاحبقران وہاں رہے بعد اسکے فرمایا کہ کشتیاں تیار ہوں کہ میں تعاقب میں لقا کے جاؤ کشتیاں جہاز تیار ہونے لگی
کہ اس آئین لوگوں نے لقا کے عرض کیا کہ را سو علاج حاضر ہوا کہ کہتا ہوں کہ مجھے راستہ زبرد نگار کا خوب معلوم ہو لقا سے
پیشتر آجوز بربد نگار میں ہو چکا وہنگا فرمایا کہ بلوڈ اسے جب وہ مکار حاضر ہوا قدموں کو صاحبقران کے بوسہ دیا گرد بھرا
نقدق ہوا عرض کیا کہ حضور اتنا بد بھلون کہ زمرہ شاہ اور شریا کو انساے راہ میں پاسے امیر اس سے بہت خوش ہوئے
خلعت دیا عمر و نے بزبان عربی عرض کیا کہ امیر شریا کی اس تیرہ دردن کی سیاہ ہوا کے کھنچے پچھلے عمل کچھ گلا ارشاد

کیا کہ خواجہ واقع میں ابھی یہ نو مسلم ہو اسکا اعتبار کیا ہو اور اگر یہ بکر پیش آئیگا تو سنہ پانچا سو سے پوچھا کہ کشتیان میں کتنے
 عرض کیا کہ میں نے حضور کی واسطہ بہت سی کشتیان چھپا رکھی ہیں ہر چہ لٹا اور مٹا گیا کیے میں نے نہیں دین پانچ سو کشتیان دریا میں
 ڈوبی پڑی ہیں انکو کھواتا ہوں ملاح میرے ساتھ کچھ صاحبقران نے سرخاب کشتیان سے بلا کر فرمایا کہ ملاح اپنے ساتھ لیجاؤ
 کشتیان نکلواؤ فرض ملاح گئے اور پانی سے کشتیان نکالیں صاحبقران نے راسو کو ناخدا کیا غلعت سے سرفراز فرمایا اور
 جہازوں پر سوار ہوئے عمر و نے کہا اے حمزہ میں سفردریا سے ڈرتا ہوں میں تو کبھی نہ جاؤنگا جب تک آپ ظلمات سے پھرین
 میں یہیں رہوں گا امیر نے فرمایا کہ خواجہ زبردشاہ نے تمام مکان سوئے کا بنوایا ہو درو دیوار میں لعل و جواہر جڑے ہیں یہ
 مفت ہاتھ سے جائیگا اور میں تو مر کیے دیتا ہوں کہ جو مال و اسباب وہاں کا ہو سب بھٹا ہو اور یہاں ڈرتے ہو یہ درہ چشم
 تو دریا کے بیچ میں ہی رہا ہے بھی تو تھارا نکلتا مشکل ہو اور پھنی لاکھ روپیہ تو ہم ابھی نہیں دیتے ہیں یہ سنکر گم ملاح خوش میں آئی پہلے
 وہ لاکھ روپیہ لے لیے پھر سوار ہوئے جہازوں کے لنگر اٹھا دیے بادبان کھل گئے جہاز روانہ ہوئے روز و شب چلے جاتے
 ہیں غلہ لا انتہا لدا لیا ہو راسو ملاح بد ذات پانچون وقت کی نماز پڑھتا ہو صاحبقران کے پیچھے جماعت میں شریک ہوتا
 ہو ہر وقت مسائل شرعی پوچھا کرتا ہو صاحبقران اس سے نہایت خوش ہیں مگر عمر و کو کھٹکا لگا ہوا کہ خدا اس نا خدا کی
 شریعت سے بچا ہوا لا ہو وہی بڑا ہمارا لگا ہوا لا ہو سے درین دریا سے بلے پانچ درین طوفان موج افزا ہوا دل فگندیم بسم اللہ عجیب اور
 جہاز سات شہادہ روزنگ برابر چلے گئے امیر کو جلدی ہو کہ کس طرح زبردنگار میں پہنچیں آٹھویں دن صبح کو دیکھا کہ جہاز بہت
 جلد چلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی کھینچے دیتا ہو ملاحوں نے غل مجایا کہ اتھوس جہاز گرداب میں آگئے یہ خبر جب صاحبقران
 کو ہوئی فرمایا ملاحوں سے کہ جہاز دن کو آدھ سے پھر لو گرداب کی طرف نہ جانے دو ملاحوں سے ہر چند زور مارا جہاز نہ چرے
 پھر آکر عرض کیا کہ اے شریار اب جہاز نہیں چرے گرداب میں پھنس گئے فرمایا کہ بلاؤ راسو کو کمان ہو یہ کیسے راستے
 سے لا لوگ راسو کو ڈھونڈھنے لگے کہیں اسکا پتہ نہ لگا عرض کیا کہ خداوند راسو کہیں نہیں ہو فرمایا کہ اُسے دغا کی
 دیوہ ڈوانتہ پھنسا گیا خبر خدا ہی حافظ و نگہبان ہو ملاحوں نے عرض کیا کہ بھنے سنا ہو کہ اس راہ میں ایک طلسم ہے یہ گرداب
 اسی کا ہو عرض دوسرا دن ہوا دیکھا کہ اب جہاز مانند باد صحر کے چلے ابھی پھر بھر گزرا ہو گا کہ ایک قلعہ فولاد کا نہایت
 جو ہر دار دریا میں نظر آیا بس جہاز گرد قلعے کے گردش کرنے لگے قلعے کے بارہ برج تھے ایک بصورت حمل دوسرا
 بصورت خورقیرا بیست جو زاجو تھا مشابہ ہر سلطان پانچوان ہر شکل اسد چھٹا بصورت سنبلہ ساتواں بمنزلہ میزبان
 آٹھواں بہت عجب نواں ہر شکل قوس دسواں بصورت جدی گیارھواں ہر شکل دلو بارھواں بصورت حوت
 اور نیچے ہر جون کے بارہ میل تھے ایک میل پر کوئی تلوار لیے تھا دوسرے میل پر ایک مرد پیر کا غذا اسکے ہاتھ میں کچھ
 لکھ رہا تھا تیسرے میل پر ایک نازنین ماہ مثال چنگ بجا رہی تھی چوتھے میل پر گوسے ملائی نصب تھا کہ اس میں سے
 تین سو ساٹھ شعلے نکلنے تھے اُسکی روشنی کا پر تو دریا میں پڑتا تھا کہ دریا دریا سے نور معلوم ہوتا تھا پانچویں میل پر ایک
 جوان سرخ رو سرخ مو کلاہ جلا دی سر پر رکھے ہوئے پانچ ہاتھ اسکے تھے ہر ہاتھ میں ایک حربہ چھٹے میل پر ایک شمشیر
 رکھی ہوئی تھی ساتویں میل پر ایک سرکٹا ہوا رکھا تھا آٹھویں میل پر ایک تاج بادشاہی رکھا ہوا تھا نوین میل پر ایک
 جام شراب رکھا تھا دسویں میل پر ایک لشت آتشین رکھا تھا گیارھویں میل پر ایک شخص بالیش سفید بیٹھا ہوا تھا سا
 ہاتھ اسکے تھے ایک ہاتھ میں تاج دوسرے میں خرطوم فیل تیسرے میں ایک میل گران جو تھے میں دم موش پانچویں
 میں سرکٹا ہوا چھٹے میں تیغ برہنہ ساتویں میں تسمیج بر ملا تین صاحبقران نے دیکھیں فرمایا کہ طلسم دروازہ بروج مفت
 کو اکب ہو اب خدا ہی اس سے نجات دیکھا تو چھوٹے اور دیکھا کہ ہزار ہا جہاز اور کشتیان گرد قلعے کے پھر رہی ہیں آدمی نہیں

کے سب مر گئے ہیں بدن انکے تمام بوسیدہ ہو گئے ہیں مال و اسباب بڑا ہوا ہے جس نے یہ ماجرا دیکھا اپنی زندگی سے مایوس ہوا
لیکن عمر وید دیکھ کر ایک جہاز پر کود کر چھوٹا اُسکا مال و اسباب سمیٹ کر داخل نہیں کیا اسپر سے دوسرے پر ہونچا رو پھینٹنے
لگا امیر نے فرمایا اوجھٹ کیا کر لگا اس رو پھ کو لیکر اسے ہمارا بھی ہی حال ہوتے والا ہے ہم کیا زندہ کچین کے عمر ویدوں کہ
حمرہ میرے دل کو لغین ہو کر یہ طلسم فتح ہوگا اور ہم اس میں سے چھوٹینگے یہ کہتا جاتا تھا اور مال کھینچتا تھا یا تاکہ تمام جہاز
مال و اسباب کے خالی کر دیے بعد اسکے کو در پھر اپنے جہاز پر آ بیٹھا امیر نے حکم دیا کہ غلہ کفایت سے صرف کر و جو دو
وقت کھاتا ہو ایک وقت کھائے اور فرمایا کہ ہر ایک شخص نمازین پر سے دعائیں مانگے شاید خدا افضل کرے الحاصل یہی
طرح ایک صبا رو سے بیل لائے بسر ہوا تھا کہ ایک روز خواجہ بزرگ امیر کی نگاہ ایک میل پر پڑی دیکھا کہ بھٹا جلی لکھا ہے
کہ طلسم دروازہ بروج بہفت کو اکب ہو وہ شخص اس طلسم کو فتح کر لگا جو صبا جقران ہوگا اور زبان جن و انس
و وحش و طیر سے واقف ہوگا اور علم کمیا رہیاسمیا سکوس الخیال تو سبغ الخیال اور علم نجوم جانتا ہوگا خواجہ نے
وہ نوشتہ صبا جقران کو دکھایا اور کہا کہ آپ رجوع بھیے درگاہ جناب ایزدی میں پروردگار آپ کی مدد کر لگا
اس طلسم کو آپ فتح کرینگے اس واسطے کہ سب باتیں طلسم کشائی کی آپ میں موجود ہیں امیر نے بدل قبول فرمایا اور
اپنے واسطے ایک راڈی علیحدہ ایستادہ کرائی شام سے کھانا کھا کر وضو کر کے اُس میں داخل ہوئے پہلے نماز مغرب پڑھا
بمضوع و مشغوع بجالائے پھر دو رکعت نماز حاجت پڑھا کہ رجوع قلب ہو کر یہ دزاری دعا مانگنا شروع کی کراہی مالک
حقیقی و امیر رب تعالیٰ میں اس گرداب بلا سے نکال اور میرا ہمارا پار لگا کہ ہر اس بات سے بند و ن کا خون ہوتا ہو جو
تیری راہ میں سر دینے کو موجود ہیں جان نثار کرنے کو حاضر ہیں اگر اتنے کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو اُسکو اپنی رحمت
سے بخش دے اسی حالت میں امیر کو ساری رات گذری قریب صبح دیدہ ظاہری بند ہوئے اور چشم باطن میں بیداری
ظاہر ہوئی دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے سر ہائے ابراہیم نے دیکھا پہچاننا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا د آل
و علیہ السلام ہیں کھڑے ہو گئے ادب سے عالم رویا میں تعظیم بجالائے سلام کیا دست بستہ سامنے کھڑے ہوئے حضرت
سلیمان نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ ای فرزند کیا ہو کیون اس قدر پریشان ہو عرض کی یا حضرت آپ پر سب مال
ردش ہو کہ میں بیان گرفتار ہوں تمام لشکر گرداب آفت میں پھنسا ہوا ہے اگر مہضی پروردگار ہو تو میان سے
نجات پانوں اور اگر قضا آگئی ہو تو راضی بہ رضا ہوں حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ گرداب طلسم ہے جنک طلسم نہ تو لگا
رہائی نہوگی اور طلسم کا تو مٹنا بہت دشوار ہے اسلئے کہ وہ شخص اس طلسم کو فتح کر سکتا ہے جو صبا جقران جہان ہوا اور
زبان جن و انس و وحش و طیور کی جانتا ہو اور علم نجوم سے بخوبی واقف ہو امیر کشور گیر نے عرض کیا کہ یہ سب
باتیں آپ کی دعا سے مجھ میں موجود ہیں اور پھر آپ ایسا بزرگ مددگار ہو اور طلسم نہ فتح کروں یہ لشکر حضرت سلیمان
شہسے اور فرمایا کہ تم بعد نماز صبح کے دیکھنا ایک جانور زرد رنگ برآمد فیل کے برج اسد پر آ کے بیٹھے گا تین بار
اُس برج کے گرد پھرے گا بعد اسکے دریا میں کود کر ایک مچھلی بہت بڑی پکڑ لائیگا اور برج اسد پر مچھلی کھائے گا
اور پر واز کو کے جلا جائیگا اسی طرح پھر دوسرے روز آئیگا تینین لازم ہو کہ جب وہ جانور مچھلی پکڑنے کے لیے دریا
میں کودے تم جست کر کے برج اسد پر جاؤ جب وہ جانور مچھلی پکڑ لائے اور کھائے تم اُسکی مچھلی پر سوار ہو جاؤ وہ
نگاہ غضب تینین دیکھے گا تم ڈرنا نہیں گنا اسو طاس طلسمی مچھلی جو زبردہ غریب میں پہونچا دے وہ طائر تینین لیکر اڑے گا اور
طرزہ العین میں منزل مقصود پر پہونچا دے گا تم وہاں سیر کرنے ہوئے آگے بڑھنا ایک عمارت مالیشان میں پہونچو گے
کہ وہ مکان ہونزلہ جاؤ کا اندر اس عمارت کے جا کر دیکھو گے کہ تخت پر ایک دیو نہایت اور دیوؤں کے

خوبصورت ملوک و زنجیرین گرفتار بیٹھا ہوا دیو عنقا اسکا نام ہو اور دوسو برس سے زلزلہ جادو کے بیان قید ہو
وہ تھامی تو اضع تعلیم کریگا اور کیگا کہ امی آدمزادوں کیوں گرتا رہوئے کو بیان آیا یہ مکان اُس ساحرہ کا ہی کہ کچھ ایسا
دیو اسکی قید میں بچسا ہوا ہو تم اسکو جواب دینا کہ امی عنقا میں دیدہ و دانستہ بیان ایسے آیا ہوں کہ اُس جادوگر کی کو
مار کر تجھے رہا کر دوں بشرطیکہ تو مجھے جزیرہ ماران میں درخت گردون سا پر پہنچا دے وہ قبول کر لیا آگے اس
جادوگر کی کارنامہ ارا کام ہو اور ایک انگشتری عنایت کی بعد اُسکے تخت حضرت کا غائب ہو گیا صاحبقران فریب
سبب بیدار ہوئے نماز شکر پڑھی بعد اُسکے پاس بادشاہ اسلام کے آئے سب رفیق جمع تھے امیر نے خواب اپنا بیان
کیا سجدوں نے قید دی کہ مبارک ہو یا امیر آپ بیشک اس ظلم کو فسخ کرینگے امیر نے عمرو کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ
خو اجتم بھی ہمارے ساتھ چلو گے ظلم کی عجب سیر ہو بولا کہ حمزہ میں ترے ساتھ ہوں مگر جادو گردون سے مجھے بچانا امیر نے
کہا کہ خواجہ ایسا ہی ہوگا غرض کہ صاحبقران صبح کو قلعے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک مرغ زرد رنگ نہایت خیمہ مانند
فیل کے آیا اور برج اسد پر بیٹھا تین مرتبہ برج کے صحنے ہوا اور دریا میں کودا ایک مچھلی بہت بڑی نکلا لکڑے لگیا
اور برج پر بیٹھ کر کھائی اور اڑا ہوا چلا گیا صاحبقران نے آج حسب الحکم حضرت سلیمان تو قف کیا دوسرے دن عمرو
کو لیکر کنارہ جہاز پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ وہی جانور آیا اور اسی طرح برج کے صحنے ہو کر دریا میں مچھلی پکڑنے کے
لیے کودا امیر اور عمرو وحبت کر کے برج اسد پر پہنچے اس اشنائیں وہ بانو مچھلی منقار میں دبائے ہوئے اسی
برج پر آیا اور وہ مچھلی چالبیس گز کی تھی اُس جانور نے مچھلی کو کھایا اور چاہا کہ پرواز کرے امیر اور عمرو وحبت کر کے
اُسکی پیٹھ پر پہنچے اُس جانور نے نگاہ غبطہ دیکھا امیر نے نرؤ صاحبقرانی کیا وہ مرغ ڈر کر اڑا اور بلند ہونا
شروع ہوا فراموش ہوا اکا امیر اور عمرو کے کانوں سے لگا بھانک کہ دونوں بیہوش ہو گئے بعد بھوشی رہے ہوش آیا
اپنے کو ایک مقام پر دیکھا کہ بومشاک و عود کی ٹہلی آتی جس سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہوا امیر اور عمرو اس مرغ
سے بچے اترے وہ تو پرواز کر کے چلا گیا یہ سیر کرتے ہوئے چلے آئے ہیں جہانک نگاہ کام کرتی ہو عودستان معلوم
ہوتا ہو کہ سون تک زمین تک رہی ہو کہ یکایک دورست ایک عمارت مالیشان نظر آئی صاحبقران اندر اُسکے
آئے دیکھا کہ وہی دیو بیٹھا ہو اُسے جو صاحبقران کو دیکھا سلام کیا پوچھا کہ آپ بیان کیوں آئے ہیں اور کیوں آئے
بہتر جو کہ بیان سے چلے جائیے یہ مکان زلزلہ جادو کا ہو اور زلزلہ جادو آفت روزگار ہو کہ مجھ ایسا دیو کا
پہنچیں کہ سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ میں اسی واسطے آیا ہوں کہ اُسے مار کر تجھے قید سے چھڑاؤں اس شرط
سے کہ تو مجھے جزیرہ ماران میں درخت گردون سا پر پہنچا دے دیو بولا امی آدم زاد نام میرا دیو عنقا ہو
اور میں وہ دیو ہوں کہ پردہ قاف میں میرا ثانی نہ تھا اور جب تک میں شہسپاں بن شمرخ کا شریک رہا کبھی دیو عفریت
سرد آٹھا سکا اور نہ سمند و نہر اندر دست میرے مقابلے کی تاب نہ سکا مجھے یہ زلزلہ جادو پکڑ لائی اور مجھے
کچھ نو سکا تو تم اسکا کیا کر سکو گے مگر یہ تو بتاؤ کہ تم جو کہتے ہو کہ میں اُسے مار دوں گا تم ایسے کون ہو امیر نے فرمایا دیو عنقا
تو نے سنا ہوگا کہ آدم زاد نے پردہ قاف میں جا کر جتنے سرکشان تھے سب کو زیر کر کے جنت آسمان پر ہی زلزلہ
قاف کو چپک سلیمان نام پاوا وہ میں ہوں شمر کے شمر گردہ کے گردہ جادو گردون کے میں نے قارت کو دے
ہیں اس ساحرہ کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہو مجھے اسم و سحر یاد ہو دیو عنقا نے کہا کہ اگر آپ کے سامنے اسکا مارنا کچھ
کار و شوا نہیں ہو تو درخت گردون سا پر پہنچا نا میرے سامنے سہل ہو آپ زلزلہ جادو کو مار پے مجھے چھڑائے
میں لیچو لگا بلکہ ہمیشہ آپ کا ظلام رہو گا یہی باتیں تمہیں کہ ایک آندھی سیاہ ملی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پھر جو روشنی ہوئی ایک

جادوگر نے کہ دیکھا کہ سر جھانٹنے پر چلی آئی ہرگز زلزلہ جادو کی نگاہ جو صاحب قرآن پر پڑی بصیران و دل
عاشق ہو گئی ظاہر تو بیکاری کہ اسے تو کون ہو جو میرے معشوق سے باتیں کر رہا ہو کیا اسے بھڑکارا یا صاحب قرآن
پکارے کہ اولکاتہ میں جبری جان کا ملک الموت ہوں تجھے قتل کرنے آیا ہوں زلزلہ بیکاری او آدم زاد کیا تو سمجھ گیا کہ
میں تجھے فریفتہ ہوں جو یہ ناز کے کلمے کہتا ہو صاحب قرآن نے فرمایا کہ او مردار جگہ ناد و غفرہ معلوم ہو جائیگا وہ دوڑی کہ
اسے مجھ کو گھٹے سے تو لگائے صاحب قرآن نے بھی ہاتھ پھیلانے وہ مانند بلا کے آئی ہاتھ صاحب قرآن کے گلے میں
ڈالنے لگی امیر نے ایک ہاتھ سے تو اس کا ایک ہاتھ پکڑ لیا دوسرے ہاتھ سے چاہا کہ لٹا پٹھ مارا اس نے دیکھا کہ یہ زبردست
ہو سو پڑھ کر دم کیا کہ صاحب قرآن کی طاقت زائل ہونے لگی عمر و پکارا کہ حمزہ اسم اعظم پڑھ کس غفلت میں ہو اسی وقت
صاحب قرآن نے اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ اس ساحرہ کے دم پر نیکی زبان گنت کرنے لگی کلو بھیر و ن کا نام بھول گئی
صاحب قرآن نے کمر میں ہاتھ ڈاکر اسے اٹھالیا سر پر چرخ دینے لگے عمر و پکارا کہ حمزہ جلد مارا اس سبب بھی کہ صاحب قرآن
نے دین پر مارا وہ ایک شیر کی صورت بن کر امیر پر دوڑی امیر نے اسم اعظم دم کیا کہ شیر کی صورت اس کی بدل لگی کہنے کی
طرح زمین پر ہاتھ پانٹن مارنے لگی امیر نے فرمایا اولکاتہ دیکھ اپنی صورت کو اس نے دیکھا کہ سر میرا رہا ہوا سمجھی کہ یہ شخص
زبردست ہو اب جادو اس پر کارگر نہوگا تو اسکے ہاتھ سے ماری جائیگی اسکے سامنے سے ہٹ جا یہ دل میں خیال کر کے
قصہ بھاگنے کا کیا امیر نے دوڑ کر تلوار ماری کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی چلی زلزلہ آیا فیل و شور برپا ہوا کہ کشتی مرا
نام من زلزلہ جادو یو دیو عنقا جو قید میں گرفتار تھا وہ رہا ہوا قہمون پر صاحب قرآن مالیشان کے گرا کر دیو پھر انقدر
ہوا کہ ان کا کہ حقیقت میں آپ صاحب قرآن زمان میں کیسی زبردست ساحرہ کو آپ نے مارا عمر و نے جتنا گناہ وہ پہنے تھے
سب اسکے بدن پر سے اٹا رہا چند صاحب قرآن نے منع کیا کہ اسے یہ مردے کا مال ہو نہ لے کہا مجھے حلال ہو اب صاحب قرآن
نے دیو عنقا سے کہا کہ مجھے جزیرہ ماراں میں لے لیں اس نے عرض کیا کہ آج میں رہے کل آپ کو لیلو لگا غرض رات کو دیو
عنقا نے صاحب قرآن کی دعوت کی نشہ شراب میں ابسا پھو دی کہ آپ ہی ناچ رہا ہو کمال خوش و خرم ہو کیونکہ
نہو کہ دو سو برس کے بعد قید سے چھوٹا ہو ہر مرتبہ صاحب قرآن کے ہاتھ جو متا ہو کتا ہو کہ ان ہاتھوں کے صدقے
کہ جس سے نونے اس بلا سے بے دریاں آفت جہان کو مارا غرض کہ رات کو بھی صحبت رہی گویا جنگل میں منگل تھا صبح کو
دیو عنقا نے عرض کیا کہ چلیے جزیرہ ماراں میں امیر نے فرمایا کہ عمر و کو بھی ساتھ لے لو اس نے کہا کہ میں نے آپ کے نیچے
افزار کیا تھا انکو تو کبھی نہ لیا تو لگا انھیں میں رہنے دیجیے امیر نے فرمایا کہ اچھا خواجہ تم چند دن میں رہو جب ہم انہر
سے پھر گئے تو انھیں ہمراہ لے لیں گے عمر و نے کہا کیوں تو اسی واسطے مجھے لایا تھا فرمایا کہ میرا کیا اختیار ہو عمر و نے دیو
عنقا سے کہا کہ بھلے آدمی تو جو بیان مجھے بھروسے جاتا ہو تو اس جادوگر کی کے لواحق آکر مجھے مار ڈالیں گے کہ اسی نے
زلزلہ جادو کو مارا ہو گا مجھے میرے قتل کرنے سے کی حاصل ہو گا اور صاحب قرآن نے بھی ہر حاجت فرمایا کہ اے دیو عنقا
یہ میرا بھائی ہے اسے بھی ساتھ لے لو کچھ ایسے تھک زبا ڈگے اس نے عرض کیا بہت اچھا انقدر دیو عنقا دونوں کو کاندھوں پر
بٹھا کر پرواز کر کے جانب جزیرہ ماراں روانہ ہوا صاحب قرآن اور عمر و دونوں اس دیو سے لپٹے ہوئے ہیں دیو
درجہ بدرجہ بلند ہوتا جاتا ہو پانک کہ کرہ ہوا میں پہونچا امیر اور عمر و تو بیوش ہو گئے پھر بعد توڑی دور کے ہوش جو آیا
انکھ کھولی ایک صحرا سے عجیب دیکھا کہ بجائے گیارہ سانپ معلوم ہوتے ہیں اور سانپ سب رنگ کے ہیں کسی کا منہ سرخ
ہو باقی سفید کوئی سیاہ ہو لیکن ہر اس کا سفید ہو عجیب رنگ کے سانپ نظر آئے اور دین انکی زمین پر ہیں اور
سرا سمان کی طرف بلند کیے ہوئے کھڑے ہیں بعضوں کے منہ سے شعلہ آتش نکل رہے ہیں بعضے زہر اگل رہے ہیں

اور سچ میں اُس صحرا کے ایک درخت پر نہایت بلند کہ دورہ اسکا چار طرح تک پہنچا اور تنہا اسکا استقد گندہ ہو کر چالیس آدمی کوئی بین
 لیں تو بھی نہ آئے اور برگ اُس کے سبز ماند زمرہ کے ہیں دیو عنقا نے پوچھا کہ اسی آقا اب آپ کو کس مقام پر اتار دے فرمایا کہ
 درخت کے اوپر جہاں تابوت ہوا صفت کا دیو عنقا نے عرض کیا کہ نشان اُس جگہ کا کیا ہو جہاں تابوت اُصفت بن برضا
 کا ہو فرمایا کہ پتہ وہاں کے مانند عقبی سمن کے ہیں دیو عنقا نے اسی جگہ لاکر اتار دیکھا کہ ایک سطح پر بہت لطیف اسپرنگہ
 محفل سیاہ کا استادہ ہوئے ٹکٹے کے بل رہے ہیں خوشبو ملی آتی ہو سچ میں تابوت دکھا ہوا اور ایک مار سفید اُس تابوت
 کے گرد حلقہ کیے بیٹھا ہوا صاحبقران نے چاہا کہ تابوت کے پاس جائیں اُس مار سفید نے نگاہ غنا صاحبقران کو دیکھا
 دیو عنقا پکارا کہ اے شریار آپ قریب نہ جائیے گا نہیں تو اس مار سفید سے آپ کو اندھا ہو جائیگی فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو مگر حضرت
 سلیمانؑ وہ انگوٹھی جو خواب میں مرحمت فرمائے تھے صاحبقران نے وہ ہاتھ سے اتار کر اُس مار سفید کو دکھائی اور فرمایا
 کہ اے ابرہہ بنی بن فرستادہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوں یہ انگوٹھی حضرت کی نشانی موجود ہے میں لوح طلسم دوازہ
 ہر صحت کو اکب لینے آیا ہوں یہ سنئے ہی وہ مار سفید غائب ہو گیا صاحبقران تابوت کے پاس آئے فاتحہ پڑھا
 بیٹھے بجز دیکھنے کے ایک غنودگی طاری ہوئی خواب میں ایک مرد بزرگ کو دیکھا اُنھوں نے فرمایا کہ یا صاحبقران تو میں
 بیان بہت سی رکھی ہیں اور جتنی لوحیں ہیں تمہارا ایک پوتا ہو گا کہ نام اسکا بیع الملک ہو گا وہ طلسم کشایان کر لگا اسکے واسطے
 رکھی میں تم ظلال مند و جبر جو مسئلہ کا ہوا اس میں سے لوح طلسم دوازہ بروج صحت کو اکب کو نکال لو اور طلسم کو فسخ کرو
 بس آئندہ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو مسطر پایا اور اٹھ کر دیکھا تو واقعی مند و فجے بہت سے رکھے ہیں اُس میں سے مسئلہ
 کا صند و فجہ لے لیا اور دیو عنقا سے کہا کہ اب مجھے طلسم میں لچل اُسے عرض کیا بہت اچھا صاحبقران نے پوچھا کہ طلسم
 کیا ہے کتنی دور ہو اُسے عرض کیا کہ اے شریار میں جاؤں تو چالیس روز میں اور کوئی دیو جائے تو چھ مہینے میں اور
 انسان قصد کرے تو چالیس برس میں پہنچے فرمایا خیر اب چلو دیو عنقا عمرو اور امیر کو کاندھوں پر بٹھا کر لے آؤ
 اور اب پردہ اڑ کر تاجا جاتا ہو کوئی چار گھڑی دن رہے ایک دامن کوہ میں ہو بچا صاحبقران اور عمرو کو اتار
 اور کہا کہ آپ نماز پڑھیے میں جا کر کچھ کھاپی آؤں یہ ککر روانہ ہوا صاحبقران نے چشمہ آب پر وضو کیا نماز پڑھی اب
 بنیلفہ میں مصروف ہیں کہ ایک آواز پیدا ہوئی اے حمزہ کہاں جاؤ گا تو میرے ہاتھ سے تو میری بین لیفتہ لڑ لڑ جاؤ
 گو مار آیا میں دیو عنقا کو پکڑ لیلا ہوں اور تیری فکر میں ہوں جب تک عوض اُس کے خون کا نہ لیلو نکا جھوک میں نہ آؤ گا منہم
 زلزلہ جادو و یسکر امیر نہایت پریشان ہوئے چار طرف دیکھا کوئی نظر نہ آیا عمرو سے کہا کہ خواجہ سنائیے کہ یہ
 آواز کیسی آئی جواب دیا کہ ہاں حمزہ سنائیں نے یہ کوئی ساحر زہر دست ہو خدا اس سے محفوظ رکھے لیکن امیر نے جو
 دیکھا عمرو غائب ہوئے کہ عمرو گدھر چلا گیا فرمایا کہ خواجہ تم کیا کسی کھائیں میں مجھے ہو کہا کہ اے حمزہ میں تو کلمہ عیاری
 اور سے تیرے پاس کھڑا ہوا ہوں غرض رات کو تو وہیں رہے عمرو بار بار امیر سے کہتا تھا کہ حمزہ اسم اعظم پڑھو امیر
 رد کھڑے ہو کر صحرانہ صبح سورہ ہے جب وقت نماز صبح کا قریب آیا عمرو پکارا اے حمزہ کیا سو گئے اٹھو یہ لکڑا آپ وضو
 کر کے افان کی امیر بیدار ہوئے نماز پڑھی بعد اُس کے عمرو سے کہا کہ خواجہ بیٹے مارنا اُس جادوگر کا فرض ہے یہ لکڑہ صحت سے آفا
 آئی تھی اُس صحت کو رد اٹھوئے امیر دما کو لے جاتے ہیں کہ خداوند دیو عنقا کو اس ساحر نے قتل نہ کیا ہو کہ میں جا کر اُسے تیری
 مدد سے چھڑاؤں عمرو بھی ساتھ ساتھ ہو مگر نہایت خائف و ترسان تیسرے روز ایک شہر ملا کہ نام اُس ملک کا شہر انور ہے
 تھا اور بادشاہ وہاں کا اکوان شاہ تھا مسلمان آسمان پر ہی کا تابع زمان اُسے جو سنا کہ زلزلہ قاف کو پکڑ سلیمان
 جنت آسمان پر ہی حمزہ صاحبقران زمان آتا ہوا استقبال کو آیا نہایت اعزاز و اکرام سے شہر میں لایا دعوت و منہا

کی صاحبقران نے اکوان شاہ سے احوال اپنا بیان کیا اور کہا کہ زلزلہ جادو بجائی زلزلہ جادو کا دیو عنقا
کو پکڑ لیا گیا ہو میں اسکی تلاش میں نکلا ہوں نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسنے عرض کیا اے شریار مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں رہتا
ہو فرمایا کہ تلاش کرو اسنے ہر کار سے ہر چار جانب واسطے سراغ زلزلہ جادو کے روانہ کیے ایک دن اکوان شاہ
ایک ڈالی انگور کی صاحبقران کے لیے لایا امیر نے جو اسے نوش فرمایا عجب لذت پائی کہ کبھی ایسے انگور نہ کھائے
تھے فرمایا اے اکوان میں نے تمام عمر اس مزے کے انگور نہ کھائے تھے مگر یہ کیا کہ اتنے دنوں میں سننے آج یہ انگور کھائے
اور کبھی ہمارے واسطے نہ لائے اکوان نے ایک آہ سرد دل پرورد سے کہنی اور رو کر کہا اے شریار ایک باغ ہو
میرا کہ اسہین صفت سی انگور ہوں اور میں نے اسکو بڑی محنت سے تیار کیا تھا جب وہ باغ اپنی مراد پر آیا تو اسکو ایک
دیو نے کہ نام اسکا ہوشنگ ہو مجھے چھین لیا ہے یہ بھی اسکی اناہیت ہو کہ سال بھر کے بعد ایک ڈالی میرے واسطے
بھیجتا ہو اگر وہ یہ بھی نہ دیتا تو میں اسکا کیا کر سکتا ابکی مرتبہ ڈالی میں نے نہیں کھائی آپ کے واسطے آیا امیر نے
فرمایا اتنے چلے سے ذکر نہ کیا خیر اب تمھارا باغ اس دیو سے دلو اور نگاہ متھاراکام آتا ہو کہ تم مجھے وہاں تک پہنچا دو
پھر میں بھی لوں گا اسنے کہا کہ اے شریار دو رکھے جانے دیجیے اگر خدا نخواستہ آپکو کچھ ختم زخم پہنچا تو ملک و قاف کے سامنے میں
شرمندہ ہوں گا دوسرے وہ دیو میرا اور زیادہ دشمن ہو جائیگا اب وہ دیو ان انگوروں کی شراب بنواتا ہو اور سالہا سال
پیتا ہو آپ ہرگز وہاں جانے کا ارادہ نہ کیجیے فرمایا میرے کعبہ میں جاؤں گا اور اس لمون کو ماروں گا اکوان شاہ نے
مجبور ہو کر چوڑی ہر کار سے کی ساتھ کی کہ پہنچاؤ صاحبقران روانہ ہوئے جب وہ باغ قریب رہا ہر کار سے
پتا بنا کر چلے گئے صاحبقران اس باغ کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ سامنے دروازہ باغ کے پہنچے قافلہ کا
اتفاقات روزگار دیو ہوشنگ دروازہ باغ پر بیٹھا ہوا سر صحرائی دیکھ رہا تھا کہ یکایک دیکھا اسنے کہ دو آدمی
اسی باغ کی طرف چلے آتے ہیں لکارا کہ اے آدمی زاد تم کون ہو اور کہاں آتے ہو کیا نہیں جانتے ہو کہ یہ باغ میرے
قبضے میں ہو صاحبقران پکارے کہ اوجہ ازاد ہے تو نے اکوان شاہ کا باغ ضبط کر لیا ہو میں آیا ہوں کبھے
سزا دینے اور باغ اسکا اسے دلو اسنے کو ہوشنگ نے کہا کہ تو ایسا ہی زبردست ہو فرمایا کہ میں نے تمام سرکشان
قاف کو دیر کیا ہو اور کو چک سلیمان میرا لقب ہو یہ سکر وہ دیو اور شمشاد ہا خد میں پکڑ کر صاحبقران پر چلا اور ہر
صاحبقران بقصد پکار بڑھے تھے کہ فلک بوجہ کی کڑکی اور ایک بچہ گرا کہ صاحبقران کو لیے ہوئے چلا گیا دیو نے
عمر و کو گرفتار کر لیا کہ تو ہراہ آیا تھا ترے کباب کر کے کھاؤں گا اور پھر اکوان شاہ سے سمجھو لگا کہ میرے اوپر اسنے
دلزلہ قاف کو بھیجا تھا ہر کار سے خبر سکر بھاگے اور تمام کیفیت اکوان شاہ سے بیان کی وہ نہایت مضطرب ہوا بھیجا کہ
تھنا نزدیک ہو اب یہ دیو کا بہنو زندہ چھوڑ پکا اور بیان دیو ہوشنگ نے کوئے سلگائے اور عمر و کے کباب لگائے
کی تیاری کی مگر حال صاحبقران با اقبال کا سننے کہ آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک مکان میں اسیر غل وزنجیر اور گرفتار
سویا یا اور ایک طرف دیو عنقا مطلق و سلسل نظر آیا اور ایک جادوگر زشت رو کر یہ منظر سیاہ فام کو دیکھا کہ بال خیل
قبیلہ چھوٹے ہوئے زمین بجائے موبان مار سیاہ سر میں لپیٹے ہوئے منہ سے شعلے آتش نکل رہے ہیں آنکھیں دو دنوں سے رخ
منقہ ماتھے پر کھپا ہوا ہر بت شائے سے کہنی تک بندھے ہوئے ہیں اسباب سحر پاس رکھا ہوا اس سحر سے
صاحبقران سے کہا کہ کیوں یہ دن تجھے یاد نہ تھا جو تو نے میری بہن کو مارا میں تو اسی وقت تجھے عوض لیتا گیا
سمجھ کر تو مالک ہاٹل ہاٹل ہو جادو میرا تجھ پر کارگر نہو گا میں بھی زلزلہ جادو کی طرح تیرے ہاتھ سے مارا جاؤں گا اب
میں نے اسم اعظم تیرا بند کر لیا ہو اور تجھے پکڑ لیا ہو اب تیرے گوشت کے کباب لگا کے کھاؤں گا بعد اس کے دیو

عقدا کو بسرا پونچا و نگا صاحبقران نے اب جو خیال کیا بالکل اسم اعظم پادشاہ کمال ملال ہوا اور یقین مرگ ہو گیا
خیال ہو اگر امیر متوہمان پختہ ہو عمرو کو دیو ہوشنگ پکڑ لیا گیا ہو گا وہ اسے کاسے کو زندہ چھوڑے گا جس طرح ہو
عمرو کی خبر اسی جادوگر سے ملے گا انا پاس ہے اپنے دل میں قرار دے کر گیا کہ اے زلازل جادو میں نے تیری بہن
کو نہیں مارا بلکہ میرے ساتھ وہ جو شخص دبلا سا تھا عمرو اس کا نام ہوا نے مارا اور وہ اسی باغ میں دیو ہوشنگ
کے پاس ہر زلازل نے کہا میں ابھی جا کر اسے لانا ہوں یہ لکھ کر بدو سر پر دے کر کے روانہ ہوا اور اس وقت پہنچا کہ
دیو ہوشنگ عمرو کے کباب کیا چاہتا تھا ایک پتھر کی چوکی پر نکلے ان چھریان کا سنتے لاکر رکھے ہیں آگ دہک رہی ہے کہ
زلازل جادو ہو پونچا عمرو کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا دیو ہوشنگ پکارا کہ ارے لاکون ہر جو میرا خکار
لے جاتا ہے آیا میں یہ لکھ کر بدو کی اور نقاب میں زلازل جادو کے پدا زلازل نے جو لپٹ کر دیکھا کہ دیو قریب
آ گیا ہوا اسم سحر چھوڑ کر دم کیا کہ زمانہ تیرہ دہا ہو گیا ہوشنگ کو پتھر دکھائی نہ دیا کہ عمرو کو دھڑکیا اور کون لگیا ناچار مجبور
ہو گیا اور سوچا کہ جا کر اگو ان شاہ کو مارے اور درشتا دیکھ کر رخ شرا کو ان کا کیا کر زلازل جادو عمرو کو لے
ہوئے پاس صاحبقران کے آیا اور کہا کہ یہی عمرو ہے اسی نے زلازل جادو کو مارا ہوا امیر نے اے زلازل جادو
تو یہ کہ میرا بھائی ہے جس وقت سے تو مجھے اس کے ساتھ سے اٹھا لایا تھا مجھے اس کی خبر نہ معلوم تھی میں نے اس سے بھانے سے
مجھے سمجھا کہ اسے ملے گا ایا اور اسے تیری بہن کو نہیں مارا بلکہ حقیقت میں میں ہی نے مارا ہوا اب تمہارا جی چاہے وہ میرے
ساتھ کرو اختیار باقی ہر عمرو نے جوہر تقریر امیر کی سنی کہا اے زلازل میرا لقب سر بر نہ جادوگر ان ہر میں نے
لاکھوں ساحر مارے ہیں اور تمہاری بہن کا قاتل میں ہوں حمزہ بے قصور ہے زلازل نے کہا کہ میں دونوں کو مار
ایک کو زندہ نہ چھوڑ دنگا اور اسے اپنی دونوں بیٹیوں کو ایک جادوگر کے ہاتھ بھوایا کہ سو سن جادو اور نسر میں جلا
جنگ نام تھا وہ دونوں آئین سلام کیا بیٹھیں زلازل نے کہا کہ بیٹا یہ دونوں شخص قاتل ہیں تمہاری بھو بھی کے میں
انکو کپڑا پاہون تمہیں انکے کباب کھلانے کو بلایا ہوا وہ دونوں بہت خوش ہوئیں اور کہا کہ بابا جان آدمی کا گوشت
بہت سلوتا ہوتا ہے شراب پی کر خوب کھا ئیگے اب زلازل جادو نے گائیں بلوائیں اور ناچ شروع ہوا شراب
کا دور چلنے لگا جب زلازل جادو مست ہوا دونوں بیٹیوں سے اختلا کر کے لگا چھوٹی بیٹی کو دین آ بیٹھی گئی
سے لپٹ گئی زلازل اس سے مہتر ہوا لیکن بڑی لیتی ہوئی ہو کہ باوا جان میں کیا محروم رہو گی زلازل اس
علیحدہ ہو کر اس سے بھی اسی طرح پیش آیا دونوں سے اپنا منہ کالا کیا اور امیر انکے اعمال پر نفوس کر رہے ہیں
کہ اسو فلک تو کیا کیا تماشے دکھاتا ہو کہ ہم بندھے ہوں اور ہمارے سامنے ایسے ایسے فعل ہوں عجب طرح کی محبت
ہو کر اب رات کوئی دو سپر گئی ہر نشے شراب کے تیز ہیں کہ ایک مرتبہ نسر بن جادو کی آنکھ کھلی اور نوا امیر پر پڑی
کھنے لگی کہ اب کباب کب کھاتے میں آئیگے زلازل کہ رہا ہو کہ جب تم کوئی پیسٹر ایک اٹھی کہ بابا جان میں تو
اس شخص کے کباب کھاؤ گی کہ یہ ذرا فز ہوا اسکا گوشت اچھا ہو گا اور اشارہ امیر کی طرف کیا دوسری بیٹی
کہ واہ بہن اسے تو میں پہلے سے تجویز چلی تھی جو یہ تم بھلو گی تو دوسرا مواسکھیل کس کام کا ہو غرض کہ بیان تک بروہی
کہ دونوں میں ہاتھ پائی ہونے لگی زلازل بیچ بچاؤ کرنے لگا لیکن اب ان تینوں کی یہ کیفیت ہو کہ بائیں بکی بکی
کر رہے ہیں بالوں ڈالتے کہیں ہیں پڑتا کہیں ہر عمرو نے امیر کی طرف دیکھ کر اشارے سے کہا کہ اے خواجہ مجھ
تو معلوم ہوا کہ کسی نے انہیں بیہوشی دی ہو بھئی خوب قہر میں سے تھے اپنا کام کیا سہان اشد کیا ابھی عیاری کی ہو
عمرو نے کہا کہ حمزہ میں خود حیران ہوں کہ کسے انکو بیہوشی دی یہ سرحد قاف و ظلمات ہو آدم زاد کا بیان گذر

نہیں آخراً کون ہو، باقی تھیں کہ زلازل پر شیطان سوار ہوا نسرین جادو کی طرف بقتدہ ہو رہی تھی کہ
 لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہو گیا نسرین و سوسن اٹھانے کو چلی تھیں کہ وہ بھی بیہوش ہو گئیں گانٹون میں سے ایک
 گانٹن اٹھی اور صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ میں غلام ہوں آپ کا ادلوس جنی نور الدہر نے مجھ کو اپنا بھائی
 کیا ہے میں بننا ہوں بادشاہ طلسم گوہر بامکمل خان جادو کا یہ لکڑا بنی صورت اصلی بنائی اب امیر کیا دیکھتے ہیں کہ
 گردن تو نہیں ہر دو لون شانوں پر ایک سر رکھا ہے میں آنکھیں میں عمرو نے کہا کہ حمزہ میں اسے پہچانتا ہوں امیر
 نے فرمایا کہ خواجہ نور الدہر نے کیا سمجھا اسے اپنا بھائی کیا تھا نہ صورت نہ شکل عجیب الفت ہے ادلوس یہ کلمہ سکر
 بہت ناخوش ہوا اور منہ پھیر کر چلا عمرو نے کہا کہ حمزہ تو نے غضب کیا کہ اسکو بزار کر دیا ابھی جو یہ ہوش میں
 آئیے تو پھر ہمارا بھائی تھا بہت مشکل ہو یہ سکر صاحبقران نے پکار کر کہا کہ ادلوس تم ہمیں دیو نہیں چھوڑنا
 بھی احسان بھی کیا تو ادھر اور تم ہمارے کہنے سے خفا ہو گئے بھی خفا ہماری معاف کر دہیں اگر رہا کرو ادھر
 سے عمرو پکارا کہ ادلوس ادی شاہزادہ طلسم گوہر بامکمل خان تو ابھی تھیں قسم ہر شاہزادہ نور الدہر
 کے سر کی ہماری مشکل آسان کیے جاؤ غرض ادلوس آیا اور پکارا کہ زلازل کو قتل کرے ہر چند خنجر اسکی گردن
 پر پھیرا لیکن پوست بھی نہ کٹا کسو اسطے کہ زلازل جادو روئین تن ہر اب ادلوس حیران ہوا کہ کیا کرے
 امیر نے کہا کہ ادلوس وہ طاق میں شیشہ باطل اسحر کھا ہوا سے اُتار کر توڑ ڈالو اسم اعظم ہمارا بند ہو کھل جائے
 تو ہم اسے قتل کریں اُس نے کہا کہ بہت اچھا میں شیشہ اُتارے لاتا ہوں اور قصد کیا کہ شیشہ اُتارے طاق بند ہو گیا
 ادلوس بھی اونچا ہوا طاق اور زیادہ بلند ہوا ہر چند ادلوس نے چاہا شیشہ ہاتھ لگے لیکن نہ پایا امیر نے فرمایا بھائی
 ادلوس بالکل نالائق ہے یہ مکمل خان کا بیٹا کا بیٹو ہو اگر اسکی اولاد مہوتا تو سحر ضرور جانتا ہوتا مگر یہ کچھ بھی نہیں جانتا
 اسے مکمل خان کی اولاد کا ہے کہیے ادلوس یہ باتیں سکر اور بھی آزدہ ہوا اور کہا کہ مجھے سر دکا نہیں میں جانتا
 ہوں آپ جانے اور زلازل جادو جانے یہ لکڑا تھا کہ عمرو نے کہا کہ ادی حمزہ پھر تو نے ایسے کلمے کہے کہ ادلوس ناراض
 ہو گیا تجھے اور مجھے اسطرح گرتا چھوڑ چلا ادی حمزہ یہ وقت خوشامد کا ہے نہ کہ غنہ اُسے ناراض کیا بس صاحبقران نے
 پکار کر کہا کہ ادلوس تم کیسے نور الدہر کے بھائی ہو بس اپنے میں اور غیر میں ہی توفیق ہوتا ہے ہم اگر نور الدہر کی بیٹی
 بھی تو وہ سر نہ اٹھائے اور نہ تو مجھ کو بچائے نور الدہر کے بھائی ایسے کلمات کہیں غیر کی نسبت کوئی ایسا کچھ کہہ سکتا
 ہو اور بھی معلوم ہوتا ہے کہ تم بڑے نازک مزاج ہو اور اگر بھوکہ بان قتل کرا جاؤ گے تو نور الدہر نہ کہیں گے کہ وہ خوب
 حق بھائی گری کا ادا کیا ادلوس یہ کلمات سکر دل میں پشیمان ہوا اور پھر ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ادی شہر یار میں
 اس مرتبہ کو کیونکر ماروں یہ نور وین تن ہر آہنیں بدن ہو عمرو بولا ادلوس تم ہماری شاگردی کرو تو ہم ترکیب
 بتائیں ادلوس نے سر جھکا کر کہا کہ مجھے تو مدت سے آرزو ہے کہ آپ کی تعلیمی میں رہ کر کچھ حاصل کروں عمرو نے کہا کہ ادی
 ادلوس دو ٹوٹی بڑی پتھر کی سلین لاؤ ایک سل اس کے سر کے نیچے رکھو اور دوسری سل پھر اس کے سر پر مارو کہ سر
 اس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے ادلوس نے کہا کہ واہ استاد کیا کتنا پس اسیدم تعمیل حکم کر کے زلازل جادو کو مارا
 جب وہ فی النار ہوا امیر اور عمرو قید سے چھوٹے شیشہ باطل اسحر طاق سے اُتار کر توڑ ڈالا سوسن اور نسرین کو
 بھی قتل کیا اور جتنے جادو گرتے سب کا استیصال کیا صاحبقران نے ادلوس کو گلے سے لگایا اور کہا کہ تم ہمارے
 محسن ہو اور سفارش نامہ لکھ دیا کہ نور الدہر کو دنیا ادلوس تو چلا گیا مال و اسباب زلازل کا عمرو نے لیا بعد اسکے
 امیر نے دیو عنقا سے کہا کہ جلد مجھ کو شہر انور میں لے چل ایسا نہ کہ دیو پوٹنگ لوگوں کو ایذا رسانی کرے اسلئے کہ

میں بادشاہ کو ان کی طرف سے اس کے قتل کو گناہ دیا اور میرا عمر کو لیکر اڑا اس وقت شہر انور میں پہنچا کہ وہ پہونگ
 نے شہر کو غارت کر دیا ہو بہون کو کھا گیا ہر ہزاروں کو قتل کیا ہو لاکھوں شہر سے بھاگ گئے ایک نذر کا عالم ہر چہ ان کو ان شہر
 چاہو سی و خوشامد کر رہا ہو لیکن دیہ نہیں ماننا کتنا ہو کہ تجھے بغیر قتل کیے نہ اڑاؤ گا تو نے دلاؤ قات کو میرے قتل کے واسطے
 بلایا تھا اب وہ کہاں ہو اسے اپنی حمایت کو بلاؤ ان شاہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں بغیر مرگ ہو دے دعائیں
 مانگ رہا ہو کہ اسے خالق سوا تیرے کوئی اس وقت بد میں میرا مددگار نہیں ہو چکا اس ظالم کے ظلم سے بچاؤ یا سخن وردہان تھا کہ نذر
 صاحب قرانی کی صدا آسمان سے آئی کہ اوکاڑا پہونچا میں تیری جان کا ملک الموت کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے دیو ہونگ
 نے جو صاحب قران کو دیکھا ہوش باختہ ہو گئے ملک الموت کا سامنا ہو گیا مگر وارث شاد جو ہاتھ میں تھی اسے صاحب قران
 پر ماری امیر نے وارث شاد اسکی خالی میاں ہاتھ تیرے عقب سلیمانی کا کمر پر مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غل ہو کر وہ
 دیو ہونگ مارا گیا ان کو ان شاہ اگر امیر کے قدموں پر گرا تمام روساے شہر تصدق ہوئے ان کو ان شاہ امیر کو
 ایوان شاہی میں لایا دعوت کی لیکن اور لوگ شہر کے دیو عنقا کو دیکھ کر نہایت خائف ہوئے کہ یہ تو اس سے بھی بڑا دیو
 ہو امیر نے فرمایا کچھ خوف کا مقام نہیں ہو اس لیے کہ میرا تابع حکم ہو سیکو ایسا نہ ہو چاہیگا ان کو ان شاہ نے کہا کہ یہ آپ کے ساتھ
 ہو تو اسکی بھی دعوت ضرور ہو غرض کہ دیو عنقا کے لیے دو ہزار دیکن کھانے کی جبین کچھ بلاؤ کی کچھ زردے کی تھیں تیار ہوئیں
 دیو عنقا و دیکن سمیت کھا گیا غرض کہ امیر تین دن وہاں رہے جو تھے روز رخصت ہو کر طلسم و روزہ پر وج ہفت کو اک
 کو روانہ ہوئے دیو عنقا اپنے کاندھوں پر امیر اور عمر کو بٹھائے ہوئے اڑا چلا جاتا ہر گریبان بادشاہ اسلام اور سردار
 خدو الاحرام اور سارا لشکر حیران اور ہر نشان جو جاز گرد و تلخ طلسم کے پھر رہے ہیں غلہ قضا تھا ختم ہو گیا ہو اب نوبت کاؤو
 اسب و شتر کے کھانے کی پہونچی ہو آپس میں کہ رہے ہیں کہ حمزہ صاحب قران کو گئے ہوئے میںنا بھر کا عرصہ گزرا خدا جانے
 انہر کیا گذری کہاں گئے یا اسیر طلسم ہوئے اگر چھوٹے ہوئے تو مقرر ہماری خبر لیئے خدا انکو سلامت رکھے بادشاہ نے تاج
 سر پر سے اتار لیا ہو اور تمام سردار لیچھے انکے سر پر ہند پروردگار کو پکار رہے ہیں کہ تصدق اپنے بندہ خاص کا ہر کو قید
 طلسم سے نجات دے یا رہا یا مستغیثا کی صدائیں بلند ہیں سارا لشکر دل سے دعائیں مانگ رہا ہو کہ تیرا دعا لکھا ہوا ہے اجابت
 ہو پڑا اور آسمان پر سے حمزہ صاحب قران دیو کی گردن پر سوار مع عمر و بن امیہ نامہ ارجوح مدور ماند قمر گئے ہیں
 جگہ تھی چوٹی چہرہ ماند آفتاب کے درخشان نمایان ہوئے غل ہوا کہ صاحب قران آئے امیر اور عمر و نے قہ مبوسی بادشاہ
 اسلام کی حاصل کی بادشاہ اسلام گئے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ کیا وقت پر خدا آجولایا صاحب قران نے سب احوال
 بیان کیا کہا کہ لوح بھی لایا ہوں غرض وہ دن تو گذرا دوسرے روز صاحب قران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا کھتا تھا کہ اے
 شگندہ طلسم اگر لوح تیرے ہاتھ لگے تو گوے بلورین بھی ہم پہونچا نا کہ حرف لوح کے بالمشافہ دیکھ سکے اور اگر گوے بلورین
 نہ ہو گا تو لوح لیکر ہر کچھ کام اس سے نہ نکلے گا یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں بلکہ ایک درجہ لوح بنوا اور گوے بلورین ہو
 تو کام نکل جائیگا پس تجھے لازم ہو کہ دیو عنقا پر سوار ہو کر برج سرخان میں جا اور وہاں پل آہنی پر گوے ماہتاب
 یعنی گوے بلورین قائم ہو اتنی طاقت تو رکھتا ہو کہ اس میل کو اکھیرے اس کے نیچے سے ایک دھواں نمودار ہو گا وہ
 گوے بلورین اسی کنوئین میں جانے کا قصد کرے گا پس تجھے لازم ہو کہ جلدی سے اس گوے کو لے اور اگر جلدی نہ کرے گا
 تو بہت لوگ اس کے خواہاں ہیں اور کوئی ایسا بیگنا تو غضب ہو جائیگا پھر تیرے ہاتھ ہرگز نہ آسکے گا اور طلسم فتح نہ ہو سکے گا اور
 جب گوے بلورین تیرے ہاتھ آجائے تو اس چاہ کے اندر کود پڑ جو عجائب و غرائب نظر آئے لوح کو دیکھنا اور اس پر عمل
 کرنا پس لوح میں دیکھ کر بیٹا ایک سفارش نامہ دیو عنقا کے لیے آسمان پر ہی کو اس مضمون کا لکھ کر کہ دیو عنقا ہمارا

خدمتی ہو طلسم دروازہ بروج میں ہمارے بہت کام آیا جو ہم اسکی نہایت خاطر داری کرنا اور اسکا منصب سپہ سالاری جو ہم سے تھا اسے دینا کہ ہماری خوشنودی ہو دیو عنقا کو وہ نامہ دیا اور فرمایا کہ ایو دیو عنقا اب اتنا کام ہمارا اور سپہ سالاری سے سلطان پر پہونچا کے تم پر دہقان کو طے جانا اسنے عرض کیا بہت اچھا غر منکر امیر سب سے رخصت ہوئے کہ اب طلسم کشانی کو جانا ہون عمر و سنے کہا کہ امیر شریار میں بھی صلیو لگا فرمایا کہ ایو خواجہ اب بخارا چلنا اچھا نہیں خدا جانے تم کس بلاد میں گزرا ہو جاؤ گے میں تمہیں بچاؤ سکون لگا تم میں رہو مگر دیو عنقا کے کاندھے پر بیٹھ کے چلے بھون نے دعا دی دیو عنقا صاحبقران کو برج سلطان پر اتار کہ خود رخصت ہو کر چلا گیا صاحبقران نے دیکھا کہ اولوس جنی سامنے سے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ امیر شریار میں نے آپکی خدمت بہت سی کی ہے اس طلسم میں میرا بھی حق ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا ایو اولوس اگر تمہیں طلسم کو فتح کیا تو تمہیں عمدہ جیل دینگے مگر متوجہ ہوئے برج سلطان کی طرف دیکھا کہ ایک بڑا سا گنگنا منہ کھولے بیٹھا ہے عجیب ہی بناک شکل ہے اور سامنے ایک میل آہنی جو اُسپر گوسے متاب بیٹھے گوسے بلورین قائم ہو بس صاحبقران نے اس پر ہلکا اس میں کو حکم دہنی طرف سے دیا کہ وہ میل ہلا بھر بائیں طرف سے حکم دیا کہ خوب جنبش میں آیا تیسری مرتبہ لپٹ کر میل سے زور کیا کہ وہ میل اُٹھ اٹھنے سے ایک چارہ نمودار ہوا اور وہ گوسے بلورین اوپر سے نشیب کو چلا امیر دوڑے کہ اُس گوسے بلورین کو چاہہ میں نہ گرنے دین کہ اُس کنوہ میں سے ایک دیو بی پیر زال نکلی اور وہ گوسے ہاتھ میں لیلیا اور پکاری کہ امیر طلسم کشا چاہتا تھا کہ گوسے بلورین کو لیکر طلسم فتح کرے بس جابری قسمت میں طلسم کشانی نہیں ہو یہ لکھ چاہتی تھی کہ چاہہ میں کو دڑے کہ امیر دوڑ کر اُس سے بیٹھے کہ اولکانہ میں کچے جاسنے کمان دیتا ہوں زور ہونے لگے ایک دو گھڑی میں وہ مرد ارست ہو گئی امیر نے چاہا کہ گوسے ہاتھ سے چھین کر اُس لکانہ سے وہ گوسے بھیک دیا کہ امیر عفریت لے اسے ایک دیو دریا میں سے لکھ لکھا کہ اُس گوسے کو روکے کہ اولوس نے جلدی سے وہ گوسے لیکر صاحبقران کی طرف بھینک دیا صاحبقران نے اُس دیو کو مار کر گوسے بلورین کو دوڑ کر اٹھا لیا لیکن وہ دیو پکارا کہ اولوس تو نے بڑا غضب کیا کہ گوسے بلورین میرے ہاتھ سے کھو دیا میں کچھ چھوڑتا کب ہوں اور اسکو پکڑ کر دریا کے اندر لگیا پھر نکلا امیر کو اولوس کے گرفتار ہو جائیکا بڑا صدمہ ہوا یہاں لاشہ اُس دیو کی کا آپ سے آپ کو پکڑ چاہے کے اندر گرا صاحبقران بھی ساتھ ہی اُسکے چاہے کے اندر کود پڑے اور اُدھر بادشاہ اسلام اور سرداران والا شان نے دیکھا کہ برج سلطان اور میل ماہتاب اور برج جوزا اور شبلہ غائب ہو گئے بادشاہ اسلام نے فرمایا معلوم ہوا کہ صاحبقران نے طلسم ماہتاب فتح کیا بھون نے عرض کیا ظاہر ہے کہ شکل اُسکی تھنے پر سے غائب ہو گئی مگر صاحبقران جو چاہا پر پہونچے تو نہایت تاریکی دیکھی اُس گوسے بلورین کی روشنی سے راستہ معلوم ہوا آگے بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک دست سیاہ گوسے بلورین پر پڑا کہ چھین لے صاحبقران نے اُس ہاتھ کو پکڑ کر دیکھا کہ ایک دیو سی سیاہ فام بدہشت ایک گھوٹنا اُسکے منہ پر صاحبقران نے مارا کہ کئی دانت اُسکے ٹوٹ کر حلق میں جا رہے اور بھاگا غل ہوا کہ وربان طلسم کو مارا مگر صاحبقران گوسے بلورین کی روشنی میں چلے جاتے تھے جب راہ تاریک تمام ہوئی ایک گنہ لاجور دی معلوم ہوا صاحبقران اندر اُسکے گئے دیکھا کہ فرش کی رنگ کا پکھا ہوا ہے اور سات تخت بچھے ہوئے ہیں انہر سات تاجدار بیٹھے ہوئے ہیں اور بارہ کرسیاں بچی ہوئی ہیں انہر بارہ وزیر مندلیں سر پر رکھے مشکن میں اور سیکرین متصدی حساب و کتاب لکھ رہے ہیں مگر سب آبی لباس پہنے ہیں اور محبت سے گنبد کی ایک زنجیر لگی ہوئی ہے اور ایک سوراخ چھت میں ہے لیکن ڈانٹ لکڑی کی اُس میں دی ہوئی ہے اور ایک جانب سقف گنبد میں ایک تو انصب ہے صاحبقران ابھی ٹکران تھے کہ نل ہوا کہ اسے طلسم کشا آیا لو اسے جالنے پائے صاحبقران لوح کو دیکھ کر ہراسے

کہ میان اگر لوح کے خواہاں ہو تو لو اسے یہ لکھ لوح آگے اُنکے پھینک دی ایک تخت نشین کہ سب کا حاکم وافر معلوم ہوتا تھا
لوح اُٹھاتے کو دو دروازا جعفران نے کھینچ کر تینہ عقرب سلیمانی مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے ایک شور ہوا کہ مارا
عطار و جادو کو لینا اس مفسد کو جاتے نہ پائے اور سب طرف سے لوگ دوڑے صاحب جعفران اُن لوگوں کو اسے دیکھ کر
زنجیر پکڑ کر سخت گنہ گار پرچہ لگائے اور ڈانٹ جولی ہوئی تھی اسے ملحدہ کیا بس ساتھی ہی اس کے جدا ہوئے کے چھت سے پانی گرنے لگا
یہاں تک بارش آب ہوئی کہ جتنے لوگ تھے سب غرق ہوئے اور پانی بلند ہونے لگا حتیٰ کہ صاحب جعفران کے قریب پہنچا
سوخت لوح دیکھ کر اس تو سے من قلاب لگا ہوا تھا جس کا دیا کہ تو اُلکھ گیا سو راج نہایاں ہوا اور ایک اثر دیا دکھائی دیا
دہ صاحب جعفران پر چلا اور ہو جگم لوح صاحب جعفران نے دہ گوے بلورین دکھایا کہ اُنکے اُردہ کی اسکی جگ سے جھبک گین صاحب جعفران
جگم لوح اُردہ کے منہ میں کو دپڑے راستہ معلوم ہوا روانہ ہوئے ایک دروازہ دکھائی دیا نزدیک جا کر اسے کھولا ایک باغ نکلا
کہ اُس میں سواے گلاب کوئی دوسرا بھول نہ تھا بہت خوش ہوئے شکر پروردگار بجالائے دیکھا کہ جانور ان خوش گمان
دمن سیرانی کر رہے ہیں ذکر حق سبحانہ و تعالیٰ میں مصروف ہیں سیر کرتے چلے آتے تھے کہ آواز جنگ در باب کی کان
میں آئی آگے بڑھے ایک بارہ درسی دکھائی دی اُس میں سات تخت بچے ہوئے دیکھے اور ہر ایک تخت پر ایک ایک
نازنین مہر طلعت میٹھی ہوئی تھی جام نے گل رنگ گردش میں تھا ناچ ہو رہا تھا ساز بچ رہا تھا گرد و اطراف اُن نازنین
کے اور نازنین کھڑی تھیں انھوں نے صاحب جعفران کو جو دیکھا تعظیم کے واسطے اُنھیں جام خراب کا سے لیکر
ایلیں امیر نے جگم لوح جہ جام تو چھ نازنینوں کے ہاتھ سے لیکر بی لیے ساتوین نے جام دیا اُسے بھینک دیا نہ پیا
اُس نے کہا کہ اے شہزادہ آپ نے کیا کیا کہ میرے ہاتھ سے جام نہ پیا بلکہ بھینک دیا کیا میں اس قابل نہ تھی صاحب جعفران
نے فرمایا کہ تم قضا سے ایسی شو تھیں دو ٹکا کہ خوش ہو جاؤ گی یہ لکھ لوح سے گوے بلورین سامنے اُسے بھینک دیا
کہ لو اسی کی تم خواہاں تھیں وہ نازنین خوشی خوشی گوے بلورین لینے کو دوڑی جب قریب گوے بلورین صاحب جعفران
نے کھینچ کر تینہ عقرب سلیمانی کر پراسکی مارا کہ مانند خیار تر اس کے دو ٹکڑے ہوئے پھر گوے بلورین صاحب جعفران
نے اُٹھا لیا پھر ایک غوغا ہوا کہ مارا زہرہ جادو کو لینا اسے جاتے نہ پائے صاحب جعفران کسی طرف متوجہ ہوئے
اور جس نازنین کو مارا تھا اُس کے تخت پاس آئے تخت کو جگم لوح وہاں سے ہٹایا دیکھا کہ ایک تخت سنگ نصب ہو
قلاہ اُس میں جہاں قلابے میں ہاتھ ڈال کر جھٹکا دیا اور بڑور صاحب جعفران اُسے اُلکھ کر ملحدہ بھینکا مہر لقب
کا نمایاں ہوا اور دو درگم اُس میں سے نکلا صاحب جعفران دور بہت گئے دیکھا کہ ایک گہڑا سیاہ اُسی لقب سے نکلا
اور صاحب جعفران پر دوڑا امیر نے گوے بلورین اُسے دکھایا وہ گہڑا ایک طرف کو بھاگا صاحب جعفران اُس کے
لقاب میں روانہ ہوئے بیان بادشاہ اسلام اور تمام لشکر نے دیکھا کہ میل زہرہ غائب ہوا اور برج نور دینان
دونوں ناپدید ہو گئے فرمایا کہ طلسم زہرہ صاحب جعفران نے فتح کیا مگر صاحب جعفران اُس گہڑے کے پیچھے دوڑے
چلے جاتے ہیں یہاں تک دوڑے کہ پاؤں میں چھالے پڑ گئے پاؤں ٹھک گئے اب یہ حال ہو کہ گر گر پڑتے ہیں
اور پھر اُٹھ کر دوڑتے ہیں آخر کار دماغانگنا شروع کیا کہ دور سے ایک مرکب با ساز و دیراق مرصع دیکھا لوح
کو دیکھ کر اُسکی طرف متوجہ ہوئے مرکب امیر کو دیکھ کر وحشت کرنے لگا صاحب جعفران نے فرمایا اے خنگ تو میری
سوار می کے واسطے ہو کیوں وحشت کرتا ہو یہ سن کر وہ رام ہوا صاحب جعفران کو تھکنے لگا صاحب جعفران نے گوے بلورین
اُسے دکھایا وہ بھاگ گیا صاحب جعفران پشت پر اسکی سوار ہوئے دہ ایک طرف لیکر روانہ ہوا انھوڑی دور
آئے تھے کہ سم مرکب کی آواز بلند ہوئی دیکھا تو سات سوار جہدار اور سات شاطر اُنکے ہمراہ اور بارہ سوار

پہچھے اُنکے زرد لباس پہنے ہوئے سامنے سے نمودار ہوئے اور صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ کیا خوب مرکہ
 آپ کا ہو سبحان اللہ وہ آپ نے ابھی لیا ہو یا مدت سے آپ کے پاس ہو امیر نے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہو اس سے
 دیا وہ عمدہ تختہ میرے پاس ہو کہ تم دیکھو گے تو بہت خوش ہو گے بادشاہوں نے کہا کہ وہ کیا شے ہو صاحبقران
 نے گونکا کر دکھایا اُن سبھوں نے ہاتھ پھیلائے کہ ہمارے ہاتھ میں دیجیے امیر نے فرمایا کہ ایک شخص تم میں سے لے دے
 وہ دن ایک تاجدار کہ سب کا افسر معلوم ہوتا تھا وہ آگے بڑھا کہ مجھے دیجیے امیر نے گوے بلورین ہاتھ سے ڈال دیا
 کہ لو وہ گھوڑے سے کودا کہ گوے بلورین لے صاحبقران بھی ساتھ ہی مرکب سے کودے اور کھینک تیرا عقرب سلیمانی
 ایک ہاتھ جو مارا اُس تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے اور خود گوے بلورین کو اٹھالیا اور آپ اُسکے مرکب پر سوار
 ہوئے اور دن نے قل مجاہد کہ ارے آفتاب جادو کو مارا لپٹا اے امیر نے خیال بھی نہ کیا کہ یہ کچھ کیا ہیں
 اور وہ گھوڑا امیر کو ایک درخت چنار کے پاس لایا امیر نے حکم لوح اس درخت کو اکھیرا بھیجے اُسکے ایک چاہ
 دکھائی دیا امیر اس میں کود پڑے بیان بادشاہ اسلام اور تمام لشکر نے دیکھا کہ برج اسد مٹ گیا اور گوے
 آفتاب مع میل نقب میں گر پڑا سب سمجھ گئے کہ طلسم آفتاب امیر نے فتح کیا مگر صاحبقران جو نقب میں روتا ہوا
 تھے جب اُسکو ملو کر کے باہر نکلے دیکھا کہ ایک شیر جلدھا ہو اور ایک آدمی گوشت بکری کا شیر کو دکھا رہا ہے جب
 شیر جھک کر جا ہوتا ہے کہ منہ بڑھا کر اُسے لے دے آدمی اُس پارچہ گوشت کو ہٹا لیتا ہے شیر غراتا ہوا اور زنجیر لڑو ڈالنے
 کا قصد رکھتا ہے کہ اسی اثنا میں صاحبقران ضیغ شکار جو سامنے سے نمودار ہوئے اُس شخص نے شیر کو چھوڑ دیا
 وہ شیر امیر شیر گیر پر حملہ آور ہوا صاحبقران نے اُسکا حملہ رد کر کے گوے بلورین اُسے دکھایا کہ وہ شیر اُس
 آدمی کی طرف جو اُسے گوشت دکھا رہا تھا چھٹا اور ایک لہانچہ مارا کہ وہ گرا شیر اُسے کھا گیا امیر نے قریب جا کر
 اسم بڑھکرو دم کیا کہ وہ شیر بت ہو کر رہ گیا جبش شکر کا امیر نے حکم لوح ہاتھ تیرا عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس شیر
 کے دو ٹکڑے ہو گئے بس آندھی سیاہ چلی زمانہ تیرہ دنار ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کشتی مرانام من اسد جادو بود
 بس بھر جو روشنی ہوئی امیر نے ایک میدان وسیع میں اپنے کو دکھا حکم لوح ایک طرف کو روانہ ہوئے جاتے
 جاتے ایک کوہ نظر آیا زبر کوہ ایک چشمہ دیکھا امیر قریب اُسکے گئے ایک سنگ نکلا امیر منہ میں اُسکے کو دپڑے
 وہ لیکر امیر کو غرق ہو گیا صاحبقران نے اپنے کو ایک دروازے پر پایا دیکھا کہ دروازہ بند ہے قفل چڑھا ہوا ہے
 امیر نے حکم لوح زنجیر کو کاٹا دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے دیکھا کہ ایک باغ رشک گلزارم ہو اور ایک
 عمارت عالیشان اس میں بنی ہوئی ہو اور ایک طرف نہرو اور بیچ میں اُس نہر کے ایک میل فوالادی قائم
 ہو اور مقابل میں اُس میل کے ایک قراہ بہت بڑا کہ اس میں کوئی سو من شراب سمائے رکھا ہوا ہے اور شعلہ ہوا
 آتش اس میں سے بلند ہیں اور ایک عمود گران سنگ آسمان رنگ قریب اُس قراہے کے رکھا ہے اور ایک
 سمت کو بارہ مرد پیر باریش سفید شمشیر ہاے برہنہ ہاتھوں میں لیے ہوئے بیٹھے ہیں اور اُنکے پس پشت بارہ
 نوجوان تین ہاے عریان ہاتھوں میں سنبھالے کھڑے ہیں ایک طرف بارہ زنگیان سیر و تیرہ درون خشکی
 ملواریں علم کیے ہوئے استاد ہیں جیسے ہی اُن زنگیوں کی نگاہ امیر پر پڑی وہ ٹکڑے کر لینا طلسم کشا کو جانے
 دے صاحبقران نے لوح کو دیکھا اُس قراہے کے پاس آکر وہ عمود اٹھا کر قراہے پر مارا کہ تیرا یہ دروازہ
 اور شعلہ آتش بھڑک کر اُن زنگیوں پر اور اُن آدمیوں پر گرے کہ وہ جلنے لگے تمام مکانات میں آگ لگ
 گئی امیر کو لوح سے آگاہی تھی کہ شعلہ آتش سے پچنا امیر بھاگے اور اس حوض میں کودے اور

پس کراس میل کو اٹھا ڈاؤں پانی تو میل کی جڑ میں غائب ہو گیا اور دروازہ نمودار ہوا اندر دروازے کے داخل ہوئے
یہاں لشکر والوں نے دیکھا کہ شکل مربع ٹھگنی اور برج عقرب اور منہج حمل نابود ہو گئے معلوم ہوا کہ صاحبقران نے ظلم
کو فتح کیا یہاں صاحبقران جو داخل دروازہ ہوئے دیکھا کہ ایک فقیر صندلی رنگ ہوا اور بارہ فقیر صندلی پوش ساریا
رہے ہیں اور بارہ فقیر مصروف رقص و غنا میں بارہ فقیر محو تماشا ہیں صاحبقران کو جو دیکھا ہر ایک پکارا عشق اللہ
ہو یا اباؤ قدم رنج فرماؤ جو فقیروں کو میر ہو دیکھا ڈاؤں اور ہر ایک مستغرق حال ہوا کہ تم کون ہو یہاں کیونکر تشریف لائے آئے
پکارا سب ہوا میر حمزہ صاحبقران نے کہا کہ لشکر میرا اگر وہاں ظلم میں پھنسا ہوا ہے آیا ہوں کہ ظلم کو توڑوں اور ان
سب کو نجات دوں وہ پکارے فضل مہبود تجھ پر تو نے ظلم کو فتح کیا ہے ایک متحدہ قریب واسطے بہت خوب رکھ
چھوڑا ہے وہ دروازہ بند ہوا سے کہو اگر اندر جاؤ اس شخص کو جو قریب سے بحال لا امیر نے لوح کو نہ دیکھا قریب میں
آگئے انکو بسبب فقری و منع کے سچا مانکر اس دروازے کے پاس گئے دروازہ کھولنے کا قصد کیا تھا کہ جتنے فقیر
تھے سوئے پکڑ پکڑ کر دوڑے پکارے کہ لینا اس قاتل ساحران کو امیر نے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اسی عزیز فقیر
ان فقیروں کے گئے سے دروازہ نہ کھولنا اندر نہ جانا اور اگر تو نے ادراہ غلطی دروازہ کھولا تو سب قتلہ رلا ٹھکان
پکڑ پکڑ کر تجھ پر دوڑینگے اگر ایک لاش بھی تجھ پر لگتی تو کام ہر اتمام ہو جائیگا کچھ صاحبقرانی تیری نہ چٹائی چاہیے کہ تو کچھ
فقیر تیرا قاتل کرینگے اور غیرت و لایٹلے کہ تو صاحبقران کہلاتا ہو باوجود صاحبقرانی بھاگا جاتا ہے اسی دروازے
جرات و ہمت تو کچھ ان ہاتھوں پر ہرگز اعتقاد نہ کرنا جواب نہ دینا اور پیچھے ہٹ کر نہ دیکھنا جانے جانے ایک
مہمان میں ہوئے گئے گا کہ چار میل وہاں نصب ہیں ان چاروں میں ان کے بیچ میں بیٹھ کر اسم پڑھ کر فقیروں کی طرف دم
کرنا وہ آپس میں لڑ کر مر جائینگے ایک باقی رہ جائیگا اُسے تم خود مار لینا صاحبقران یہ دیکھ کر بھاگے وہ فقیر کچھ دوڑے
امیر کو وہ میل نظر آئے بیچ میں ان میں ان میں ان کے بیٹھ کر امیر نے اسم پڑھنا شروع کیا وہ فقیر باہر سے ان میں ان کے
غل مجاہد ہیں کہ تو بیکار پڑھ رہا ہے لیکن اندر میں ان کے نہیں آسکتے جتنے کہ امیر نے اسم کو ختم کر کے فقیروں
کی طرف دم کیا انہیں وہ اتفاق پیدا ہوا کہ لڑنے لگے آخر سب مر گئے جب ایک فقیر گیا امیر نے جھپٹ کر تیغ مارا
کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے ایک شور و غل مچا ہوا آندھی جلی جان نیرہ و تار ہو گیا شعلے مانند برق کے جگمگ کرنا
ہوئی وہ میل کہ شکل مشنری جیسے بنی ہوئی تھی غائب ہو گیا اور برج قوس و حوت نابود ہو گئے اب جو روشنی ہوئی
صاحبقران نے انھیں میں انہیں لوح کو دیکھ کر اسم اعظم پڑھنا شروع کیا جب ایک سو ایک مرتبہ پڑھ چکے
ایک شخص صہب شکل دکھائی دیا کہ جسکے سات سر ہیں بارہ ہاتھ ہیں ہاتھ پر سوار ہوا ایک ہاتھ میں تصویر برہمہ
کی ہوا ایک ہاتھ میں تصویر گاندھی کی ایک ہاتھ میں تصویر دو شخص تو ام کی ایک ہاتھ میں صورت مسرطان کی ایک ہاتھ
میں تصویر شیر کی ایک ہاتھ میں تصویر خورشید گندم کی ایک ہاتھ میں ترانہ وا اور ایک ہاتھ میں تصویر عقرب کی ایک ہاتھ میں نشان
ایک ہاتھ میں تصویر بنالہ ایک ہاتھ میں ڈول ایک ہاتھ میں تصویر بیکر مایہ کی عجیب زور شور سے نمودار ہوا کہ رستم
دیکھے تو دہرہ آب ہو جائے صاحبقران نے دل کو قوی کر کے اسم پڑھنا شروع کیا وہ پکارا اہل رسیدہ بیکار
رہا ہے اسے موقوف کر نہیں تو مارا جائیگا صاحبقران کو لوح سے ممانعت تھی کچھ جواب نہ دیا اسم خوانی میں مصروف رہے
پھر اُسے لغزہ کیا کہ نہیں ماننا تو شاہ قناری اگلی ہوا اور صورت حمل کو امیر کی طرف بھینک دیا صاحبقران پر تلوار
اٹھائی چلی امیر اسی طرح بیٹھے ہوئے اسم پڑھا کیے وہ صورت قریب امیر کے آکر نابود ہو گئی پھر اُس کے ہاتھ میں
اور صورت میں جو تھیں انکو چھوڑا وہ سب چار طرف سے امیر پر حملہ آور ہوئے اب امیر پریشان ہوئے چاہا کہ

عمو اور پکا کر دوڑیں لیکن لوح کی طرف سے ممانعت تھی کہ اٹھنا نہیں اسم پر سے جانا امیر اسی طرح اسم پڑھتے رہے
 وہ صورتیں ڈراڈرا کر غائب ہو گئیں اب خود وہ فیل سوار سامنے آیا اور کہا کہ امیر عزیز مطلب تیرا کیا ہے بیان
 کر میں مطلب تیرا پورا کر دوں امیر نے کچھ جواب نہ دیا دوسری مرتبہ اس نے بہ لجاجت پوچھا کہ جو مال طلسم تجھے
 ورکار ہوئے اور جو اسباب چاہیے ہو وہ بھی لے امیر جبکہ تجھے اسم پڑھ رہے ہیں کچھ جواب نہیں دیتے
 آخر کار رو رو کر کہا کہ تو کچھ نہیں کہتا کیا میری جان لیگا میرے ہلاک کرنے سے کیا حاصل ہوگا کچھ تو بیان کر میں نے
 تیری کیا تعمیر کی ہے جو منہ سے نہیں بولتا صاحبقران نے باطل اعتقاد کی اب اس فیل سوار نے کہا کہ تو میرے
 پیچھے پڑا ہر خبر میں چلا جاتا ہوں نہایت متحمل ہاتھی سے اتر کر ایک طرف کو بھاگا صاحبقران نے نفیہ کیا کہ او کا فر
 جاتا کمان ہوا اور بھاگ کر کمان ترکش سے تیرا زدہ مٹی زریں رنگ خدنگ سفید سو فار زمرہ پیکان عقاب پر پھر کمان
 میں پیوستہ کر کے جو مارا بہشت پر لگا کہ سپنے کو توڑ کر پار گذر گیا اور وہ جس طرح کھا کر گرا شور و غل پیدا ہوا ناخ
 تار یک ہو گیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی بعد ٹھوڑی دیر کے ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من اکوان جادو
 بادشاہ طلسم بود اب جو روشنی ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ سامنے قلعے کے کھڑا ہوں اور وہ جو گردش
 جازوں کی تھی موقوف ہو سب اپنی جگہ پر قائم ہیں جتنے سردار تھے انھوں نے قدمبوسی امیر کی حاصل کی
 امیر نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا عمرو و دوڑ کر قدموں سے امیر کے لپٹ گیا کہ اس میں درد اذہ قلعے کا کھلا اور
 غول کے غول جادو گردن کے آکر سلام کر کے صف بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑے ہوئے اور ان کے افسردن نے عرض
 کیا کہ حضور کے مطیع ہیں چاہیے قتل کیجئے چاہیے بخشے صاحبقران نے فرمایا کہ وزیر بادشاہ اکوان جادو کا کون ہے
 اور لوح کو جو دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ یہ سب تمھارے مطیع ہیں جو چاہو سو کرو عرض اُن جادو گردن سے ایک جادوگر
 سامنے آیا اور اس جادوگر کے سر پر مندریل رکھی تھی کہا کہ میں وزیر ہوں پس سر صاحبقران نے فرمایا کہ کیا نام
 ہے تیرا عرض کیا کہ مشتری اختر شمار جادو فرمایا کہ تم سب آکر مسلمان ہوا اور ترک سحر کرو تو میں تجھیں قتل نہ کروں گا
 سمجھو نے عرض کیا کہ تجھے لعنت کی سامری اور حبشید پر اور سحر سے توبہ کی عرض صاحبقران مع سواران
 عالی شان اندرون قلعہ آئے اور بادشاہ اسلام تخت پر آکر بیٹھے تمام تہا سائے تروائے مسجد میں بیٹھے لیکن آواز
 اذان کی جا بجا سے آنے لگی مشتری اختر شمار نے مال و خزانہ پیشکش کیا امیر نے وہ کی تو عمرو کو دی اور
 باقی اپنا حق اور بادشاہ اسلام کا حصہ اور سب سرداروں کو تقسیم کر دیا بعد اسکے مشتری سے پوچھا کہ ایک
 شخص از قوم جن ادنوس نامے گرفتار طلسم ہوا تھا وہ کمان ہو عرض کیا اُس نے کہ زندان میں گرفتار ہو فرمایا کہ ملو آؤ
 اُسے وہ ہمارا دوست ہے مشتری نے ادلوس کو زندان سے نکالا قید اسکی دور کرانی حمام کروا کر خلعت پہنا کر
 سامنے لایا اُس نے سلام کیا قدموں پر گرا صاحبقران نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ امیر مشتری تجھے اس طلسم
 کا بادشاہ ادلوس کو کیا تم سب اسکی اطاعت کر دے بغیر نہ ہوئے صاحبقران نے یہ گفتگو سن کر خلعت
 انکار کیا ہوا اگر آپ ایک ادلے کو حاکم کر دیتے تو ہم اسکی اطاعت سے باہر نہ ہوتے صاحبقران نے یہ گفتگو سن کر خلعت
 منگوا کر اُسکو پہنا با تخت پر بٹھایا سب سامردن سے تدرین دوائیں دہائی ادلوس کی تمام تلے میں پھر گئی بعد اسکے
 سامان کیج ہوئے لگا اسی ثنائین خبر لی کہ بیاضواہم بملول کا ادہم بن بملول ظلمات کیملا سے آیا ہوا آرزو قدمبوسی کی
 رکھتا ہے فرمایا کہ جلد اُسے لاؤ کہ باپ اسکا پردہ قاف میں ہمارے ساتھ رہا ہوا ہیوقت خواجہ ادہم بن بملول اندر بارگاہ کے
 آئے سلام کیا نذر گزاری امیر نے خلعت دیا گلے سے لگایا کہ سی زرنگار پر بٹھایا دورہ جام گردش میں آیا فرمایا کہ خواجہ

ادھم حال زہر جہدنگا رکابیان کو دے عرض کیا کہ ای شریار زہر جہدشاہ کا بڑا جاہ و جلال ہو وہ تو دعویٰ خدائی کرتا ہے فی طول مابین زمین و آسمان معلق بین دو نوح اور بہشت بنے ہیں سست اعتقاد لوگ اسکی خدائی پر ایمان لائے ہیں مگر دماغہ جادو اسکی معین و مددگار ہے سب اسکی سحر کا کردار ہے فرمایا کہ اگر چاہا پروردگار عالم نے تو اسے مار سکے اور کما ای و ادھم اب حال زہر جہدشاہ کا بیان کرو کہ کمان پہنچا عرض کیا کہ شریار ایک شہر جو سعادت آباد عالم و بان کا بھانجا زہر جہدشاہ کا سعادت شاہ ہو لقادہاں پہنچا جو چاہتا تھا کہ ظلمات کو چلا جائے مگر اسنے نہ جانے دیار وک لیا اور ایک پہلوان ہے اسکے پاس زلال تیغ زن اسکا نام ہے سوگن کا اسکا قدر اسنے وعدہ کیا ہے کہ میں خدا پرستوں کو قتل کرونگا اور لڑونگا اور بختیارک نے بھی اسے بہت پسند کیا مگر بختیارک نے خواجہ خسرو بن امید ضمیری کا شکوہ کیا تھا کہ اسنے اپنے عیار کو بلا کر سامنے کیا کہ کاؤس اس عیار کا نام تھا بختیارک اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسے اپنا زہر دے دیا یہ کافر سب سعادت آباد میں ہیں فرمایا کہ کمان جاننے میرے ہاتھ سے فقہ مختصر دور و زواجہ ادھم کو اسنے پاس عمان رکھا بعد اسکے رخصت کیا اور آپ کوچ کر کے روانہ ہوئے جب قریب سعادت آباد کے پہنچے اور لشکر دہان اترے عمرو نے کہا کہ حمزہ میں ذرا سعادت آباد کی سیر کر آؤں فلا اچھا جاؤ خواجہ عمرو اس وقت روانہ ہوئے اُدھر ہر کاروں نے سعادت شاہ کو خبر دی کہ لشکر حمزہ کا آپہنچا لقا تو کانپنے لگا رنگ چہرہ کا بدواز کر گیا مردنی سی چھا گئی مگر کاؤس عیار نے کہا کہ عمرو کو میں گرفتار کر کے لاتا ہوں یہ کہہ کر رہی ہوا جب لشکر اسلام میں بصورت مبدل ہو چکا ہر چند عمرو کو تلاش کیا مگر نہ پایا خیال میں آیا کہ عمرو تو معلوم نہیں ہوتا ہوا اب حمزہ کو پکڑ لیجئے اور اگر افسر پکڑ گیا تو لشکر بیکار ہو جائیگا یہ حکم فرمایا کہ امیر کو پکڑے اسنے میں جب دربار برخواست ہوا سب افسر رخصت ہو ہو کر اپنی اپنی خواہنگاہوں میں گئے کاؤس ایک پر زلال کی کشتی بکر روتا ہوا دروازے پر آیا نگہبان اور پاسبان جو بیٹھے تھے پوچھا کہ اسے تو کون ہو کما محتاج ہوں اس وقت نہ کوئی دستگیری کرنے والا ہو نہ روئی کا سہارا ہو لوگوں نے ترس کھا کر اسے بٹھایا وہ دو چار چار بیسے دیے کھانا کھلایا اس نگر ام نے کیا کام کیا کہ جلدی سے آب و شراب میں بیہوشی ملائی بیٹھے نگہبان اور پاسبان تھے سب پی بی کر بیہوش ہوئے اب یہ حرامزادہ ایک خدمتگار کی صورت بن کر اندر آیا دہان بھی جو دو ایک آدمی تھے انکو میوہ کھانے کو بیہوش کیا تمام مٹھوں کو گل کیا صاحبقران کے پلنگ کے پاس آیا دو شاہ منہ پر سے اٹھایا دیکھا کہ چہرہ مانند آفتاب کے چمک رہا ہو اور بدبہوشان و شوکت ہو پداہر انکا چہرہ دیکھ کر یہ بھول گیا سعادت شاہ اور زہر جہدنگا کو اپنے دل میں کہا کہ یہ رعب دار چہرہ تو نے کسی کانہیں دیکھا العرض صاحبقران کو بیہوش کر کے حلقہ ہاسے کندہ میں باندھ کر چار عیار ہی میں لپیٹا پشاور پہنچے پر لگا کر جلا تمام لشکر طوکر کے راستہ شہر کا لیا مگر یہاں تک حال نیچے کہ عمرو بن امید ضمیری جب قریب شہر سعادت آباد کے پہنچا صورت اپنی ایک پیادے کی بنائی داخل شہر ہوا دیکھا کہ شہر آباد ہے عجیب رونق ہے گرم بازاری ہو رہی ہے بازار سی تا شاکر رہے ہیں طوائف اپنے اپنے گروں میں بیٹھی ہوئی ہیں عاشق گھر سے ہوئے ہیں شہر عاشقانہ پڑ رہے ہیں نظارہ بازیان گر رہے ہیں عمرو و سیر و تماشا دیکھتا ہوا ایوان شاہی تک پہنچا شکل چہ بدار کی بنکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ لقا تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور سعادت شاہ برابر اسکے تخت پر ایک طرف بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف زلال تیغ زن کہ نام ایک پہلوان کا ہے اسے دیکھا کہ دنگل آرا ہے سپہ سالاری ہو اور سردار گرد و اطراف میں بیٹھے ہیں باتیں ہو رہی ہیں کہ کاؤس عیار عمرو کے گرفتار کرنے کو گیا ہے ابھی تک پھر کہ نہیں آیا بختیارک کہ رہا کہ عمرو شاہ عیار ان عیار ہوا کہ ب

کے ہاتھ لگتا ہو مگر ہاں کاؤس کی خبر مٹاؤ کہ وہ خود ہی زندہ و سلامت پھر کر چلا آئے سعادت شاہ نے خواب
 دیا کہ گجراتی کاؤس بے درمان ہو دیکھو وہ کیا کرتا ہو عمر و سنیہ ذکر سنکر اپنے دل میں کٹا خضب ہوا کہ وہ کفر
 لشکر اسلام میں ہونہ ابا نے کیا آفت برپا کر لگا پھر جو یہ سوچا کہ تو جو بیان آیا اچھا دو کوڑی کار و زرگار تو کرے اُن
 لوگوں کا خدا مالک ہو یہ سوچ کر بس ایوان شاہی سے باہر نکلا اور داخل بارگاہ ہوا اور ساقی بچوں کے طائفے میں جا کر
 بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے مینا نے مینا پر فرما لے کو سو گنگہ بیوشی اُس میں ملائی بعد اُس کے صحبت میں کہ وہ ساقی جو شراب
 پلا رہا تھا اُس سے کہا کہ اب تم تمک گئے ہو جاؤ مینا بچہ لڑکا وہ تو جام مراحمی دیکر چلا گیا عمر و سنیہ نے تمام محفل کو شراب
 پلا کر بیوش و مدہوش کیا پہلے سب اسباب صحبت کا لیکر نذر میں کیا بعد اُس کے سعادت شاہ کی ڈاڑھی موند کر صورت
 کندہ کی بنا کر اور وزیر کو اُس کے شکل بندر کی بنا کر چلا گئے مینا ڈاڑھی باندھی دوسرا سراری کا سعادت شاہ کے ہاتھ
 میں دیا اور پھر تو تمام صحبت کا رنگ دگرگون کر کے باہر بارگاہ کے آیا تمام چوہداروں کو برہنہ اور روسیاد کر کے چرخ
 کی بنیان ٹکون میں چڑھا کر جوتیان ہاتھوں میں دیکر ایک رقعہ منچوں میں سعادت شاہ کی اس مضمون کا لکھ کر بند
 دیا کہ اے سعادت شاہ آگاہ ہو کہ یہ کام عمر و عیار بن امیہ غمری نامہ ارکا ہر تجھے لائق و لازم ہو کہ تو ہوش میں
 آئے ہی اسلام قبول کر اور لقا کی مشکین ہاندھ کر حمزہ کے پاس لے آ اور اگر ظائف اسکے کیا تو سزا بایگا اور حسنہ
 ماہ بھیجے جائیگا تو ڈاڑھی منہ پیر سے جیسی سنیں تو اسی طرح رہے گا بس یہ رقعہ سعادت شاہ کے ہاندھ کر کوئی
 دوپہر رات لگی ہو گی کہ عمر و وہاں سے چلا کر باورچی خانے کی طرف سے جو ہوا دیکھا کہ ایک شخص مزدور کو پکار رہا ہو عمر و
 مزدور کی صورت بگڑ سامنے آیا پوچھا کہ صاحب مزدور کو کیوں ڈھونڈتے ہو اُس شخص نے کہا کہ یہ خوان کھانے کا ہے
 اسے لپچ پوچھا کہ کمان جا بگا اس وقت کون کھانے کو کھایگا کہا تجھے کیا کام ہو مزدوری کر لگا یا نہیں وہ بولا میرا مرشد خراج
 کتنی دور بجا ہے گا اُس نے کہا تو بڑا نکرا رہی ہو مینا زندہ انخانے میں یہ کھانا نریمان آہن تاب کے واسطے لیاؤنگا
 کہ لقا سے قید کیے ہوئے اپنے ساتھ لایا ہو سعادت شاہ نے اُسے ہر جہد سمجھا یا کہ زبرد شاہ کو سجدہ کر اُس نے
 نہ مانا ازبکہ سعادت شاہ اُس کو بت عزیز رکھتا ہے اُس کے واسطے کھانا جائیگا آج دیر ہو گئی روز سویرے جایا
 کرتا ہو عمر و نے اپنے دل میں کہا کہ اب چلنا و اجبات سہی کہا میرا مرشد اس وقت دو گنڈے نقد اگر آپ غلام
 کے ہاتھ رکھ دینگے تو غلام خوان لے چلے گا اُس نے جلدی سے چارٹکے نکال کر دیے اور کہا کہ لپچ خوان کو اور ایک
 ہاتھ میں قلیتے بھی لے لے عمر و نے جلدی سے خوان اٹھا لیا ظہیر ریش کر کے آگے بڑھا دار و نہ ساتھ ہوا اب پوچھا
 چلا ماتا ہے کہ صاحب کتنی دور زندہ انخانہ رہا جب قریب پہونچا تو اُس نے بتایا کہ وہ ہو زندہ انخانہ بس عمر و نے حلقے
 کندہ کے مار کر دار و نہ کو گر خوار کیا اور زمین کھود کر اُسے گاڑ دیا اب وہ کھانا لا کر موکلان زندان کو کھلایا وہ
 کھا کر بیوش ہوئے عمر و اندسایا نریمان کو دیکھا کہ سوتا ہو بس اُسے بیوش کر کے زنبیل میں ڈال کر روانہ ہوا لشکر
 اسلام کے قریب پہونچا اتفاقات روزگار بادشاہ اسلام شبیہ صید افگنی نکلے تھے کہ عمر و نے سلام کیا اور عرض
 کیا کہ نریمان کو چھڑا لیا اور سعادت شاہ کو خوب ذلیل کر آیا بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے جس وقت
 شکار گاہ سے پھرے اور داخل لشکر ہوئے تو سنا کہ ان کو کوئی حمزہ صاحبقران کو بسز خواب پر سے لگیا
 عمر و نے کہا کہ مستقبل کیا مر گیا تھا کہا کہ وہ پانی کی عفونت سے ماندہ ہو گیا ہو دو بھائی اُس کے فتاح اور فتوح موجود
 تھے انکو مار کر حمزہ کو کوئی گرفتار کر لے گیا بس عمر و مضطرب پریشان ہو کر شبیہ صاحبقران میں آیا عمر و نے
 پھر اکاؤس عیار کا بچا نا بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ شراب سعادت شاہ کا عیار حمزہ کو پکڑ لے کیا ہے

میں جا کر خبر لانا ہوں کہ یہ زمانہ کون سا ہے اور آپ سعادۂ آباؤ کور و انہو
 گریبان کا دوسرے دور وازدہ ایوان شاہی پہ پہونچا کلمہ ہوں کوڑے دیکھا اندر گیا تو بندہ راہ و قلعہ درین لالت کی چل رہی
 تھی تو بہ تو بہ کا غل غلا ایک کہ رہا تھا کہ وہ کیا شعور ہی بخاراکہ تھنے مونچھوں میں تانت باندھی ہو دو سرا کہ رہا ہوا
 اٹلی تھمت لگاتے ہوئے خود اس شخص کے آئینہ میں تانت باندھی بختیا رک انفصال کر رہا ہو کہ کا دوسرے
 پہونچا بختیا رک نے کہا اس کا دوسرے دیکھو عمر و نے یہ رنگ صحبت کا کیا کا دوسرے بولامک جی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا
 مگر میں خمرہ کو پکڑ لایا ہوں کہا کہ مر جیاد۔ مر جیاد۔ نمایان تو نے کیا الغرض امیر کو تو اسیر غل و زنجیر کیا اور سعادۂ شاہ
 کو آگاہ کیا کہ یہ سب کردار عمر و کے ہیں سعادۂ شاہ بہت متفعل ہوا وہ بان سے گیا عام کیا کپڑے پہن کے آکر
 بیٹھا لقا نے کہا کہ لاؤ خمرہ کو اور صابقران کو جو ہوش آیا اپنے تین غل و زنجیر میں گرفتار زندانخانے میں
 پایا تین ہوا کہ کوئی عیار پکڑ لایا کہ اس میں جو بارے اگر دار و نہ سے کہا کہ خمرہ کو لپیچہ خداوند نے یاد کیا ہو دار و نہ
 صابقران کو زندان خانے سے سامنے لقا کے لایا امیر نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لقا پکارا کہ خمرہ تو مجھے سجدہ
 کر تو ابھی میں تجھے چھوڑ دوں از بسکہ تیرے ہاتھ سے کیا کیا رنج مجھے پہونچے ہیں مگر میں سب صاف کر دو لگا صابقران
 پکارے کہ او بھگوت جہنمی کیا کہنا ہو جگہ شرم نہیں آئی کہ میرے ہاتھ سے ملک بھاگتا پھرنا ہو اور پھر یہ کلام زبان
 پر نہ ہوا کہ فرما لعنت ہو تجھ پر اور تیرے پیستاروں پر بس یہ کلام سخت سنگر غصے میں آیا اور حکم دیا کہ بلاؤ جلاو کو
 کہ اسکی گردن مارے عمر و بصورت بدل کھڑا ہوا تھا چاہتا تھا کہ کچھ عمر و کرے کہ وزیر سعادۂ شاہ کا
 نیکانیش ظاہرین کا فرا و باطن میں مسلمان ہو اسنے سعادۂ شاہ سے کہا کہ یہ سردار طیل القدر ہو لپیر اجازت
 خداوند زہر جہد شاہ کے اسکا قتل کرنا مناسب نہیں ابھی اسکو قید کیجیے عرضی خداوند زہر جہد شاہ کو گھسے
 جیسا وہ اپنے حکم آئے دیا حمل میں لایا جائے سعادۂ شاہ بولا اے وزیر اسے تیری درست ہو میں ہی
 کر دنگا بختیا رک نے کہا کہ یہ ہرگز قید میں نہ رہے گا عیار اسے چڑا لیا جائیے اور میں تو جانتا ہوں کہ خدا پرستوں
 کی موت بنین خوب خمرہ اسوقت قتل سے بچا سعادۂ شاہ نے کہا کہ ملک جی ہم اسے ایسی جگہ قید کر دیں گے کہ
 جہان و ہم و گمان بھی نہ پہونچے گا اور ایک سردار صیقل بن قیلان قلعہ آہن حصار کا رہنے والا اور وہ قلعہ کوہ
 پہ ہوا اور راہ اسکی ایسی تنگ ہو کہ دو آدمی برابر سے جا نہیں سکتے اور گھاٹیوں پر بڑے بڑے پتھر رکھے رہتے ہیں
 کہ ایک انہیں سے ٹھکرا دیجیے تو حریف کا کام تمام ہو جائے بس اس سردار سے کہا کہ خمرہ کو لپکا کر اپنے قلعے میں آج
 کرو ہم عرضی خداوند کی بھیجے میں جیسا جواب دہانے آگیا دیا گیا صیقل بولا بہت اچھا اسی وقت بارہ ہزار سوار
 سے خمرہ صابقران کو لیکر قلعہ آہن حصار میں داخل ہوا صابقران کو تو زندانخانے میں بھیجا اور آپ اپنی
 بارگاہ میں آکر بیٹھا رفیق گرد و اطراف میں آکر جمع ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی عین گرمی صحبت میں صیقل نے آہ سرد
 دینی اور آہ سر کھینچ کر روتے لگا اتفاقا روزگار ایک بٹی ہو سعادۂ شاہ کی کہ نام اسکا شمسہ بانو ہو اسی
 ہا عاشق ہو اور مارے خوف کے منہ سے نکال نہیں سکتا ہوا اپنے اپنے رفیقوں سے حال بیان کیا اور کہا کہ ماہو
 مشہور ہو کہ مرنا کیا ذکر تاہن سعادۂ شاہ کو تحریر کرتا ہوں اور پیغام بھیجتا ہوں کہ اگر شمسہ بانو کا عقد میرے
 ساتھ کر دیجیے تو بہتر رہیں تو میں مسلمان ہو جاؤ گا اور صابقران کو چھوڑ دوں گا وہ میری معشوقہ مجھ دلاؤ
 سمجھوں نے عرض کیا کہ خداوند بہت مناسب ہو پس صیقل بن قیلان نے عرضی سعادۂ شاہ کے پاس
 بھیجی اسنے جو عرضی کو پڑھا معنوں سے دافن ہو گیا کہ اس مرد و داری سے عرضی ملے گی بھیجی ہو

ہرگز اپنی بیٹی اس باجی کو نہ دیکھا تختیا رک بولا امیر سعادت شاہ دیکھا اقبال حمزہ کا کہ دشمن دوست ہو گیا
 ابھی اسے حمزہ کو چھوڑا نہیں تم جواب سخت بھیجو گے تو وہ حمزہ کو چھوڑ دینا پھر حمزہ کا مقابلہ کرنے والا
 زمانے میں کوئی نہیں اب جو میں صلاح دوں وہ تم کو روکے گا کہ تختیا رک بولا کہ تم اس سے کہلا بھیجو کہ لو حمزہ کی
 ہمارے پاس لے آؤ تم شمس کو کچھ دین جب حمزہ تمہارے ہاتھ آجائے گا پھر تمہیں اختیار ہو سعادت شاہ نے کہا
 کہ اچھا اور وہی پیغام صیقل بن صیقلان کو بھیجا اسے یہ شکر کہلا بھیجا کہ ایسے قریب میں میں نہیں آؤں پتہ تم لکھ شمس کو میرے
 پاس بھیج دو اور میں اس سے اپنا کام دل حاصل کر لوں بعد اس کے حمزہ کو دوں اور یوں جو میں حمزہ کو لیکر آیا اور تنہ
 حمزہ کو کچھ حصہ لیا اور ملکہ کو نہ دیا تو میں کیا کر دیکھا میں جواب جو سعادت شاہ نے سنا آگ ہو گیا اور کہا کہ فرج
 ہماری تیار کر داس صیقل کی شامت آئی ہو ابھی جا کر قلعہ بلوچنگا اور فرج و لشکر ساتھ لیکر قلعے پر آیا چار طرف سے قلعہ
 آہن حصار کو گھیر لیا اور لشکر گردا تر پڑا پہلے صیقل بن صیقلان کو بھیجا یا جب اسے نہ ماہ تو حکم دیا کہ کچھ پھیل جائے صیقل
 نے بھی پھیل جنگ بجوایا صبح کو آکر فیل بند دروازے پر بیٹھا اور رفیقوں سے کہا کہ اول تو یہ قلعہ کوئی لے ہی نہیں سکتا ہو اور
 بالفرض اگر ایسا ہو تو حمزہ کو چھوڑ دو گا کہ اس اثنا میں اُدھر سے اور فرج سعادت شاہ کی دکھائی دی آگے آگے
 زال تیغزن کر گئے ن سیاہ رنگ بر سوار جب سامنے قلعے کے آیا وہ اسے گولہ لگا پڑنے یہ فرج کو لیکر گولے کی زد سے
 ہٹ کر کھڑا ہوا زال نے سعادت شاہ سے کہا کہ آپ کو ان لوگوں کے قتل کرانے سے کہا فائدہ ہو میں اکیلا جا کر
 قلعہ لیے لیتا ہوں اسے کہا جاؤ زبرد شاہ تمہارا نگہبان ہو زال تیغزن گر زگران سنگ ہاتھ میں لیکر قلعے پر چلا
 اُدھر سے گولہ پڑنے لگا یہ تمام گولوں کو رد کر کے زیر کوہ پہونچا قلعے والوں نے دیکھا کہ زال آہونچا کہا کچھ پر وانی
 ہو اور اُدھر زال دامن گردان کر استنہیں چڑھا کر پہاڑ پر چلا تھوڑی دور چلا ہو گا کہ اوپر سے گھائی والوں نے کئی
 سو من کا پتھر ٹھکرایا اور وہ کھڑکھڑاتا ہوا جب قریب زال کے آیا ہر جہہ جا ہا کہ اسے روکے مگر نہ رکا زال کی
 ٹکان میں گر کر اٹھنا اور گولہ دونوں اٹھ گئے بیہوش ہو گیا بمشکل اسکو سعادت شاہ نے وہاں سے اٹھوایا اور
 خیمے میں لیکر آیا عمرو نے جا کر بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا بادشاہ اسلام بھی کوچ کر کے مع لشکر اسی وقت پہونچے
 ایک طرف بارگاہ استاد ہوئی بادشاہ اسلام وہاں اترے اور تمام لشکر بھی اسی جگہ اتر پڑا سعادت شاہ
 نے بھی دیکھا تختیا رک سے کہا کہ بہت بڑا لشکر آئے ساتھ حمزہ کا ہے اسے کہا کہ تمام لشکر یہ نہیں ہو اور کچھ لشکر تو ملک
 یا خیر میں ہو اور دونوں سپہ سالار لشکر حمزہ کے بیان نہیں میں اور نور الدین ہرین بدیع الزمان بھی ہمراہ نہیں
 ہو وہ بھی نہیں ہو غرض کیا اُدھر پہون لشکر نے سعادت شاہ سے کہا کہ آپ پھیل جنگ بجو اپنے پیر حکم سعادت شاہ
 پھیل جنگ بجو اُدھر لشکر اسلام میں بھی خبر ہوئی اُدھر بھی نقارہ رزمی پرچوب بڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تباہی
 جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب منیب دے کر چلے گئے ماروت اعظم
 میدان میں آیا مبارک طلب کیا اُدھر سے شاہزادہ بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مرکب
 کو بڑھایا ماروت اعظم دوڑ کر ٹکا و رزن ہوا کوئی یقین چار قدم مرکب بدیع الزمان کا پیچھے ہٹا اور کوئی
 سات قدم اسکا مرکب پہنچا ہوا مسل کو مالتوں میں تو سنوں کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اسوقت اسے
 پرچھا کہ آپ کا نام کیا ہے شاہزادہ سے نے کہا کہ یہ باغین مجھ کو لڑائی کی نہیں معلوم ہو میں بلکہ مصالحہ کی معلوم ہوتی ہیں ہاں
 نام و نشان سے نہ ملو کیا فائدہ تم کو اپنے مطلب سے مطلب ہو غرض بعد استفسار نام و نشان کے نیزے ہاتھوں
 میں لیے خوب نیزہ باز تازہ ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اسے غیظ و غضب میں آکر ٹھکرا

ماری بدیع الزمان نے ہفتون سپاہی لے کر ہجرت کر لی اور کمر زنجیرین ہاتھ ڈال کر قاش زمین سے اٹھا لیا اور سر پہ جرح
دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ لعنت کر زبرد شاہ پر اور دین اسلام قبول کر اسنے کہا کہ ہزار جان میری
زبرد شاہ پر سے شمار میں اپنا دین کبھی ترک نہ کروں گا اور یہ ہم لوگوں کا شیوہ نہیں کہ ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین
اختیار کریں پس اسکا یہ کہنا تھا کہ بدیع الزمان پر ہم ہو کر اٹھا اور دونوں ٹانگین اسکی پکڑ کر چیر کر ایک مشرق
اور ایک مغرب کی طرف پھینک دین ہاروت اعظم دہین سے ہوا کہ پھر دوڑا اور کہا کہ اے خدا پرست غضب کیا
تو نے جو ایسے بہادر کو مارا خبر کہاں جا بیگا میرے ہاتھ کسے اور ہوا بدیع الزمان پر ماری شاہزادے نے
ہزب اسکی رد کر کے جو اپنا وار کیا تو سر کو قلم کر کے مع مرکب و راکب چار ٹکڑے کر کے زمین کو بوسہ دیا پھر مبارز
طلب کیا قارن ظلمانی سعادت شاہ سے اجازت لیکر مقابل بدیع الزمان ہوا بعد از گفتگو سے زبانی اور
اردو بہل کے جو شاہزادہ بدیع الزمان نے کمر پر اسکی تلوار ماری تو مانند خیار سے دو ٹکڑے ہوئے القعدہ شام تک
سڑھ جو انون کو مارا شام کو طبل باز گشت بجا دو لون لشکر بھر گئے سعادت شاہ نے پھر طبل جنگ بجا یا صبح کو دونوں
لشکر میدان میں آئے صفوں جدال و قتال آراستہ ہوئیں لقب نفا بت کر کے چلے گئے اتنے میں حارث نبرد اکرا
اپنے مرکب کو بڑھا کر سامنے سعادت شاہ کے آیا اجازت میدان کی چاہی سعادت شاہ نے کہا کہ جاؤ تمکو سپرد
کیا زبرد شاہ کے غرض حارث میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام میں سے کرب پر حرب نظر کر دہ
شاہ ولایت امیر عرب بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل ہوا بعد از گفتگو زبانی اور گفتگو سے زبانی کے
حارث نے نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزہ اسکا ہوا لیا حارث نے گرز مارا کرب نے گرز کو رد کر کے
جو شمشیر سکندری ماری وہ چونکہ زمین ہو گیا قارن نبرد آزمائی مقابلہ کیا کرب نے اسکا ر دکر کے جو تلوار اپنی
تو سر کو کاٹنی ہوئی زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب و راکب چار ٹکڑے ہوئے پھر مبارز طلب کیا ارماق بلند گردن
نے سامنا کیا تلوار جو ماری تو اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ہارون نے مقابلہ کیا وہ بھی مارا گیا مقتدر شام تک انیس
جوانوں کو مارا شام کو دونوں لشکر بھر گئے سعادت شاہ اپنے مقام پر آیا اور پھر طبل جنگ بجا یا صبح کو دونوں لشکر میدان
کارزار میں آئے اس روز ہاشم تغزن کے ہاتھ سے اربیل فیل زورار شمال شیر جنگ ارجال مردم خوار اور قارن
مرد افکن وغیرہ پندرہ سردار مارے گئے سعادت شاہ نہایت اداس کمال پریشان پھر کریمین آیا اور دہان زبانی
میں داخل ہوا نہایت متردد مستہ پ مچھا ہوا تھا کہ زوجہ نے اسکی کہا کہ صاحب تم کیوں فکر مند ہو بولا کہ زال تو ابھی اچھا
نہیں ہوا اور کوئی ان خدا پرستوں سے عہدہ برائی کرے نہ الالین ہو اسنے کہا کہ تم ملول نہ ہو تم بھانجے ہو خداوند کے غضب
پر دیکھا مری آیا چاہتی ہے سب خدا پرست مارے جائینگے اتفاقات روڈ گار بیٹی اسکی ملکہ مسمرہ بانو کہ نہایت زبردست
ہو وہ کھڑی سن رہی تھی وہاں سے آکر دایہ سے کہا کہ بابا جان نہایت پریشان ہیں میں جا کر ان خدا پرستوں سے
مقابلہ کرونگی دایہ نے کہا کہ بیٹا وہ خدا پرست بڑے زبردست ہیں اور تو عورت ہو اسنے کہا سامنا کرے گی
اس اپنے ارادے سے باز رہے شمس نے کہا کہ دایہ کیا اسنے کہا کہ چار ہاتھ پاؤں ہیں ہر چند دایہ نے کہا شمس نے
نہ مانا دو لون لشکر وں میں طبل جنگ تو بچ چکا تھا معرکہ آرا سے نبرد ہوئے منصور لشکر سعادت شاہ سے
مکلا اجازت لیکر میدان میں آیا خوب مرکب کو گرایا مبارز طلب کیا شاہزادہ بدیع الزمان اس کے مقابلہ کیا
بدیع الزمان نے نیزہ اسکا ہوا لیا کیا منصور نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی پھینک کر زمین پر ہاتھ لگا
اٹھا لیا اور سر پہ جرح دیکر اس زور سے زمین پر مارا کہ زمین شق ہو گئی منصور تباہ شد زمین میں غرق ہو گیا اور

جنس اسکی اسفل کی طرف سے نکل گئی اور وہ داخل جہنم ہوا بدیع الزمان نے اور مبارک طلب کیا ابھی لشکر کفار میں سے کوئی مقابلے کو نہ آیا تھا کہ ایک بگولہ گرد کا اٹھا اور قاتل ابداً رگنار پوش پیدا ہوا اور راکر شاہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ کیا اور کہا کہ اے خدا پرست تو نے قیامت مجھ پر کئی ہو بہت سے سردار سعادہ شہ کے تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہیں خیر اب لو کہان بائیکا میرے ہاتھ سے میں تجھ کو ہرا دینے آیا ہوں۔ مگر نیزہ بدیع الزمان پر مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے بغنون سپاہ گری نیزہ اسکا چند طعن میں ہوائی کیا جب اس نے یہ دیکھا تو اسی وقت شمشیر نکال کر ایک دار تلوار کا بدیع الزمان پر کیا شاہزادہ سے آئے ہوئے تلوار کو خیال میں لکر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مزدور کر تھوڑا ہاتھ سے چھین لی اور کمر زخمی میں ہاتھ ڈال کر زور کیا کہ لنگر اسکا تاش زمین سے اٹھا لیا لنگر جھکاوے کر جو اٹھا یا تو بند نقاب لٹ گیا اسوقت ایک آخاب ایسا چمکا کہ جس طرح سے آئینہ دھوپ میں چمکتا ہو اور اسکی چھالیں پڑتی ہو تو ایک نازنین مہر طلعت کو دیکھا کہ کبھی اب حسن و جمال نہ دیکھا تھا بس بجز دیکھنے کے تیر عشق جگر کے پار ہو گیا بس اسوقت یہ اشعار با حال زار و زبانی کے اشعار

چہن مطلق نہیں آرام نہیں ہر دم	بہ گشت و دامن سے مرے خون جگر	و امین شام ہو آنکھیں گریبان بھر	ہو نسیم سحری ابھی نظر میں حرم
آہ نے شمع کے مانند جلایا بگلو	کثرت اس کے طوفا نہیں پایا بگلو	وشت دل بھی دیوانہ بنا یا بگلو	گردش چرخ نے کیا روز دکھایا بگلو

بس یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ اور پاؤں میں تھر تھری پیدا ہوئی اور نقابدار کو اسی طرح گھوڑے پر بٹھا دیا اور حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگا اور وہ نازنین تو پہلے ہی سے شاہزادہ سے پر عاشق ہو چکی تھی وہ یہ غزل پڑھنے لگی غزل

خار غم دل سے نکلتا ہی نہیں	عشق کرنا نہیں بھلتا ہی نہیں	تو نہ گھبراؤ اے زخم جگر	خون میں نہ سے اکتا ہی نہیں
اتھ کھڑا رہی ہوا اور در جگر	ساتھ اس تک کوئی چلتا ہی نہیں	کیہ نکر اس غنچہ دہن کا ہو دھوا	آسمان رنگ بدلتا ہی نہیں
اے فلک اب میں لگا کر تھوون	کوئی ارمان نکلتا ہی نہیں	جسوقت یہ غزل پڑھی اسوقت	بند نقاب کا منہ میرا

پھر درست کر لیا اور بدیع الزمان سے مخاطب ہو کر کہا کہ جو مجھے محبت رکھتا ہو اس سے ہم بدل محبت کرتے ہیں اور اپنی جان اسپر فدا کرتے ہیں اور اسکا ساتھ انجام عمر تک دیتے ہیں بس یہ سننا تھا کہ بدیع الزمان نے بیتاب ہو کر کہا کہ ہم بھی تمہارے اوپر جان تک فدا کرتے ہیں اسنے کہا وہ بدیع الزمان نے کہا کہ ہم مرد ہیں جس بات کو کہتے ہیں اسی بات کو کرتے ہیں اسوقت اسنے پتھر کہا کہ اگر محبت ہو تو ہمارے ساتھ آؤ اور گھوڑا دوڑا کر روانہ ہوئی عرض بدیع الزمان اسنے عقب میں چلا دو تو نون لشکر طبل باز گشت بجا کر پھر گئے اور وہ بدیع الزمان کو لیے ہوئے باغ میں پہنچی اس باغ کو عجیب و دلکش دیکھا جسوقت باغ میں پہنچے ایک سردار حاصل ہوا فوری دو نون گھوڑے سے اٹھ کر بس اسنے بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ لیا سیر کرتی ہوئی ایک بارہ دری کے پاس پہنچی وہاں تمام اسباب عیش میا کیا بدیع الزمان کو مسند پر بٹھایا آپ پوشاک پہ لکڑی سرخ جوڑا لگے میں پینے ہوئے پھولوں کا گنا حلا ملا ہوا خوشبو بدن سے آ رہی تھی بدیع الزمان اسنے گلے میں پوشاک پہ نکلتا دیکھا اور زیادہ فریفتہ ہوا اور اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ پکڑ کر مسند پر لاکر بٹھایا اب جو اسکی ناک میں خوشبو عطر کی اور فلک پھولوں کی آئی اور برقرار ہو گیا لیکن انیسین طلیسین اسنے گرد و اطراف میں مچھین اور گائنین سامنے آ کر موجد ہو لیکن ناچ اور گانا شروع ہوا اور وہ جام گردش میں آیا ملکہ نے جام شراب کا شاہزادہ کو دیا اسنے جام تو ملکہ کے ہاتھ سے لے لیا مگر کہا کہ اے ملکہ پہلے تم اپنا حال مجھے بیان کرو کہ تم کون ہو اور دین و مذہب تمہارا کیا ہو اسنے کہا کہ بن بیٹن ہوں سعادت شاہ کی شمشیر بالو میرا ہم ہو زبرد شاہ کو ماننی ہوں بدیع الزمان نے

کہا اے کہ جو تم مجھے بہت رکتی ہو تو لعنت کرو زبردشاہ پر اور مسلمان ہو اسنے کہا کہ مجھے زبردشاہ سے کچھ کام نہیں مجھے جسے ملائے زمین سے زبردشاہ پر لعنت کی بدیع الزمان یہ کلام ملکہ کا سرخشاہ داد و رانی باغ ہو گئے اور کہا کہ اب تم کلمہ چھو ملکہ نے کہا کہ آپ مجھے کیا بقلم فرمائیے بدیع الزمان نے کلمہ اپنی زبان میں بیان سے ارشاد فرمایا ملکہ نے کلمہ چھو اور اسے صدق مسلمان ہوئی اب وہ درہ جام گردش میں آیا صحت شراب و کباب کی گرم ہوئی جب نشہ شراب میں آکر دماغ گرم ہوا تو دونوں عاشق و مشتوق مشغول ہوس و کنار ہوئے باتین اختلاط کی ہوئے لکین کئی دن اسی طرح گذرے وہ جہاں کی آئی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک جوان کو لائی ہوا اسکے ساتھ پیش کر رہی ہوا اپنے دل میں سوچی کہ اگر بادشاہ اس امر سے آگاہ ہوگا تو میرا سر پہلے مونڈ ڈالے گا بترے ہو کہ اسے جلد ملکہ مطلع کر لیں یہ خیال کر کے اس باغ سے سوار ہو کر محل میں آئی اور سعادت شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ سخت ہی آگ ہو گیا محل سے باہر آیا زال تیغزن کو صحت ہو گئی تھی اور غسل کر چکا تھا اس سے کہہ کر تو جا کر اس خدا پرست اور اس گیسو پریدہ تنگ فاندان کو بکڑلا اور اگر زندہ ہتھ تیرے نہ تھے تو سر کاٹ کے لا کر جہانک ہو سکے اسکو زندہ لانا یہ سکر زال تیغزن بہت اچھا لکڑ کچھ فوج اپنے ساتھ لیکر آیا چار طرف سے باغ کو زندہ کر کے گھیر لیا اور آپ اندر باغ کے آیا اور بیان ملکہ اور بدیع الزمان دونوں پہنچے ہوئے گناہ سن رہے تھے کہ ملکہ مضطرب اور سراپہ پہنچی اور سامنے آکر گریڑی ملکہ نے پوچھا کہ اے ملکہ رنجو کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ بالون قنبر ہو گیا کسی نے آپ کے باپ سے جا کر تمام سرگندشت بیان کی ہر دہانے زال تیغزن ہر راہ فوج کے آیا ہر اور باغ کو زندہ بن کر کے آپ اندر باغ کے چلا آتا ہر دیکھے اب کیا ہو گا ملکہ تو یہ سنتے ہی بدحواس ہو گئی ہوا ایمان منہ پر پھوٹنے لگیں گھبرا کر شاہزادے سے خطاب کر کے کہا کہ اے شہر بار اب کیا ہو گا بدیع الزمان نے کہا کہ تم اسقدر مضطرب رہو نشان کیوں ہوتی ہو گھبرائے کی کوئی بات نہیں ہر جس مقام پر ہم ہونگے اس مقام پر کوئی بلا ہمک بھی نہ آوے گی کوئی خوف کا مقام نہیں ہوا آئے دو زال تیغزن کو دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں اور گائین اٹھیں کہ جا کر کہیں پوشیدہ ہوں شاہزادے نے کہا کہ صاحب جان سے اسوقت کوئی تمہیں سے ہلا تو میں تلو مار ڈالوں گا جس طرح سے گاتی بہاتی تھیں اسی طرح سے گائے بجائے جاؤ وہ حیران مچے ہیں گائے کیسا اور ہی خیال بندھا ہوا ہر کہ اسین زال تیغزن روش پر باغ کی دکھائی دیا اور نگاہ اسکی بدیع الزمان پر پڑی بدیع الزمان کو ایک جوان حسین و جمیل دیکھا کہ ابھی ایسا جوان خوبصورت صاحب شان و شوکت اپنی آنکھ سے تھپتھپتے تو تھیں دیکھا اور خوبصورتی کا یہ عالم کہ جو آدمی میں چاہیے وہی ہر کہ جیسے خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہر ایک ادنیٰ سی خوبصورتی یہ ہر کہ بڑی بڑی آنکھیں کتابی چہرہ بہت لبتا بہت چھوٹا موافق کا قد سینہ کا یہ عالم کہ مثل سپر کے تپا ہوا ہر زیادہ اوصاف اسکے کیا بیان کیے جا میں اب نہیں کہ قضا سے کار و زبرد آدمی ملکہ کی ہر انگیزنے نہایت قطعہ اسبڑہ رنگ بڑی بڑی آنکھیں جتنی بھوسین غنچہ سادہن سبب ذوق یہ بھی وہاں اسوقت حاضر تھی زال تیغزن کی نگاہ جو اسپر پڑی ہزار جان سے عاشق ہوا دل پکڑ کے رہ گیا پکارا کہ اولہر حمزہ میں تیرے قتل کرنے کو آیا ہوں تو ناموس بادشاہی میں خلل انداز ہو اخیر کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے میں نے بڑے بڑے پہلوان نامی و گرامی کو اپنے زور بازو سے ایک دم میں زیر کیا ہر جبری کیا حقیقت ہر یہ کلمہ اور شیر آہر اکیچکر دوڑا زال نے تلوار ماری بدیع الزمان نے دونوں گھٹنوں کو زمین پر ٹیک کر تلوار کو تھپکی دی کہ وہ پٹ پٹ پڑی بس قبضے پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مڑو کر تلوار چھین لی اور کہیں ہاتھ دے کر لغزہ اشد اکبر کا کھینچ کر زور کیا کہ لنگر زال کا توڑ لیا سر سے بلند کر کے جرح دے کر زمین پر مارا کہ چاروں شاسنے چپ کر جا ہا کہ سنبھلے مگر شاہزادہ بدیع الزمان نے نہ سنبھلنے دیا ایک ٹھوکر جو ماری تو زخمش ہو گیا

شہزادہ چنانی پر اسکی چٹھہ لگا کر اسکا دین اسلام قبول کر دیا تو اسکو جو میں مانگوں وہ پافون تو ابھی اسلام اختیار کرنا ہونے چھوڑا
بدیع الزمان نے کہا کہ سو اسے ملکہ شمسہ بانو کہے اور جو کچھ تو مانگے گا وہ میں تجھے دوں گا زوال نے عرض کیا کہ تو میری
پرورش میں گزر جان اس نا زنین سبزی کو کھانا کھا ہوں کھا اچھا منہ نکھو است بخشا ہر انگیز بھی بہت خوش ہوئی کہ ایسا جوان
خیرا شوہر ہوا اب زوال تیغزن کلر پانکھ اسلام لایا اور باہر بار اپنے لوگوں سے کہا کہ میں نے تو اسلام قبول کیا ہے اگر
تین مہینہ میرا ساتھ دینا منظور ہے تو تم بھی اسلام قبول کر دو اور میرے پاس رہیں تو اپنی اپنی ماہ تو سبوں نے عرض کیا کہ
ہم آپ کے ساتھ ہیں مجھے بھی زبرد شاہ پر لعنت کی زوال نے ان سب کو فخر پڑھا یا نازہ کفر سے دائرہ اسلام
میں لایا پھر باغ کے اندر آیا ملکہ شمسہ نے ہر انگیز سے کہا کہ جاؤ تم زوال تیغزن کے پاس بیٹھو ہر انگیز زوال تیغزن کا ہاتھ
پکڑ کر غلہ آ کر بیٹھی بدیع الزمان نے شراب اور کباب اور اشیاے گرک سب بیٹھے بھجوا دیے اب ہر شرابخواری کرنے لگا اور
مشغول اختلاط ہوا جب خوب نشہ شراب کا ہوا ٹھکر خدمت میں بدیع الزمان کی آیا کہا اے شراباریہ سعادت شاہ غلہ
میرے سبب سے لشکر اسلام سے مقابلہ کیے ہوئے تھامین نے تو غلامی آپکی اختیار کی حکم ہوتا جا کر سعادت شاہ کو مسلمان
کروں اور اگر وہ نہ مسلمان ہو تو اسکا سر کاٹ لاؤں بدیع الزمان نے کہا کہ ہم بھی طہین گے اُسنے کہا بہت اچھا اسوقت
بدیع الزمان نے ملکہ کو تو سوار کر کے لشکر اسلام کو روانہ کیا اور یہ دونوں باغ سے باہر نکلے مرکبوں پر سوار ہو کر چلے
ہر کارون نے آکر سعادت شاہ کو خبر دی کہ زوال تیغزن اور بدیع الزمان گر دھڑکھن آتے ہیں سعادت شاہ
نے کہا کہ زوال تیغزن بدیع الزمان کو زبرد پرست کیے ہوئے لانا ہو گا بختیارک نے کہا کہ اے سعادت شاہ یہ گمان
تیرا غلط ہے بدیع الزمان نے اُسے مسلمان کر لیا اور اب وہ میرے مسلمان کرنے کو آتا ہے اگر اس میں فرق نظر تو جو چاہتا سو
کرنا اور اے سعادت شاہ ہمارے بیان کوئی ایسا نہیں ہے جو بدیع الزمان اور زوال تیغزن سے مقابلہ کرے
اور اگر وہ تھارے اوپر سختی کریں کہ مسلمان ہو تو تم اُسے یہ کہنا کہ پہلے حمزہ صاحبقران کو صیقل بنامہ قتلان سے
چھڑاؤ تو میں مسلمان ہوں اس افتنا میں بدیع الزمان اور زوال تیغزن اور جہوان وغیرہ بارگاہ میں سعادت شاہ کے
آئے بطریق اہل اسلام سلام کیا سعادت شاہ نے کہا اے زوال تیغزن کیا کلمہ اور کلام میرے سامنے کرتا ہے کہ تو
زبرد پرست سے برگشتہ ہو گیا ہے زوال تیغزن نے اپنے دھگل پر شاہزادے کو بٹھایا اور آپ اور دھگل پر بٹھا اور کہا کہ اے
سعادت شاہ زبرد شاہ کیا تالاف ہے کہ اُسے بخدا کی کوئی مانگا اور تو بھی اُس پر لعنت کر اور مسلمان ہو نہیں تو مجھے
سزا سے معقول دوں گا اسوقت سعادت شاہ نے بختیارک کے کہنے پر عمل کیا یعنی جو کچھ اُس نے سکھایا تھا وہی کہنا زوال
چاہتا تھا کچھ اور کہے کہ وہ کہتے تھے ٹھکر گیا اور بدیع الزمان نے کہا کہ اے زوال اب یہ محبت درمیان میں لایا ہوا اب
سے کچھ نہ کہو ہم جب صاحبقران کو چھڑا دیں گے تو اس سے کچھ کہیں گے یہ کہہ بدیع الزمان مع زوال تیغزن اٹھ کر کھڑے
ہوئے اور باہر نکلے مرکبوں پر سوار ہو کر روانہ لشکر اسلام ہوئے بیان ملکہ شمسہ بانو آکر بارگاہ میں داخل ہوئی تو
اسلام کو خبر ہوئی کہ بیان ملکہ شمسہ بانو بارگاہ میں داخل ہوئی یہ وہ نقابدار جو بدیع الزمان کو لے گیا تھا وہ ملکہ
شمسہ بانو بیٹی سعادت شاہ کی تھی اُسے بدیع الزمان نے مسلمان کیا اب وہ بیان آئی ہے اور بدیع الزمان باگ
میں سعادت شاہ کی گیا ہے بادشاہ اسلام نے یہ سن کر کہا کہ ہمارا لشکر بھی تیار رہے کہ وقت پر کام آوے یہی باتیں تھیں
کہ بدیع الزمان بارگاہ میں آکر داخل ہوا بادشاہ اسلام کو سلام کر کے ملکہ شمسہ کے پاس گیا کہ وہ بہت مضطرب تھی اور
بختیارک نے سعادت شاہ سے کہا کہ دیکھو میں ملکہ شمسہ کو خدا پرستوں سے چھینوا لے کی تدبیر نکالتا ہوں اور جو
چاہد میرے انکے ساتھ کروں گا تو وہ صاف بھیجے نیلے ایک دم توقف انکا انکو گوارا نہوگا اور جسے جو صیقل سے نکلے گا

اسے بھی دور کروائے دیا ہوں سعادۂ شاہ نے کہا وہ کیا تدبیر ہو اسنے کہا کہ ابھی میں منہ سے نہ نکالوں گا
اور سوار ہو کر قلعے کی طرف روانہ ہوا جب سامنے قلعہ آہن حصار کے پہونچا پکار کر کہا کہ ہا کہ صیققل بن
صیققلان سے کہو کہ ملک بختیارک دزیرا عظم نو شیروان کا ہے کچھ کہنے کو آیا ہوا ہے کہ اسنے کہا کہ اُسے اندر قلعے کے بلالو
غرض اسے اندر قلعے کے بلایا جسوقت سامنے آیا مزاج پر سی کی پوچھا کہ آپ کس واسطے آئے ہیں بختیارک نے کہا اے
صیققل بن صیققلان میں نے سعادۂ شاہ کو راضی کیا تھا کہ تمہارے ہاتھ کو تھمارے حوالے کرے لیکن اسکو بدیع الزمان
پیر حمزہ صاحبقران لے گیا تم ایک کام کرو کہ نامہ خدا پر سنو کہ لکھو کہ تمہارے ہاتھ کو میری معشوقہ ہر اسے میرے
واسطے بھیج دو اور حمزہ کو لیلو اور اگر اسہیں کوئی فرق سر ہو کہ تو جو میرے دل میں آئیگا وہ کرونگا یعنی ایک ایک کو
جن جگر قتل کرونگا ہتھ پر کر کوئی انگلی در میان میں نہ آئے پائے تمہارے ہاتھ کو میرے پاس روانہ کرو اور اگر تمکو
یہ بات منظور نہ ہوگی تو میں حمزہ کو قتل کرونگا پس اگر وہ تمہارے ہاتھ کو بھیج دے تو تم لیلو اور حمزہ کو نہ دو اور اگر تمہیں
تو اسے قتل کر دے بات سنکر صیققل راضی ہو گیا اسی مضمون کا نام لکھکر ملال تیغزن کو دیا کہ یہ اسکا غلام تھا وہ نامہ
لیکر روانہ ہوا اور داخل لشکر اسلام ہوا بادشاہ اسلام نے نامہ بدیع الزمان کو دکھایا بدیع الزمان نے عرض کیا
کہ اے شہر بار یہ کب ہو سکتا ہے کہ عورت مسلمان کو کافر دین کے حوالے کر دے مگر قلعے کو میں لو کر لونگا پہونچا ہر ہر شہر پہونچا
ادھر بدیع الزمان نے قبل جنگ بچا پایا صبح کو قلعے پر بورش کی آدمیوں سے گولہ بارود دینے لگا کہ گولہ گولے
مارنا شروع کیے یہ نام گولہ بون کور دکر کے پائین قلعہ پہونچا تھا کہ صیققل نے بتایا کہ بختیارک صاحبقران کو بلا کر
ذیر تیغ بٹھایا اور کہا کہ اگر اسے قدم بڑھایا تو میں حمزہ کو قتل کرونگا بدیع الزمان ناچار گھبرا پنا ہایت آدرودہ و کمال
پریشان اور مضطرب ارگاہ میں آکر بیٹھا کہ صیققل بن صیققلان نے پھر ملال تیغزن کے ہاتھ نامہ روانہ کیا اور
ملال تیغزن نامہ لیکر بعد طومر اعلیٰ و قطع منازل کے پہونچا ہر کارون نے آکر خبر دی کہ صیققل بن صیققلان نے
ملال تیغزن کے ہاتھ نامہ روانہ کیا ہے اور وہ لیکر آیا ہے علم ہوا کہ بلالو جسوقت اندر بارگاہ کے آیا اسنے بادشاہ اسلام
کو سلام کیا نامہ پڑھی سے لکھکر بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ اسلام نے لفافے کو چاک کر کے اسے دیکھا تو مضمون اسکا
یہ تھا کہ تم قلعہ مجھ سے نہیں سکتے بہتر یہ ہو کہ میری معشوقہ کو میرے پاس بھیج دو تو میں حمزہ کو تمہیں دے دوں نہیں تو
حمزہ کو زندہ نہ چھوڑوں گا اور تم زندہ نہ پاؤ گے بادشاہ اسلام نے ملال سے کہا کہ کل ہم اسکا جواب دینگے آج تم جانو
کل جواب لینے کو آنا ملال لا جلا گیا اب بدیع الزمان اور قاضی سرور دین سے بادشاہ اسلام نے کہا کہ تم ایک
عورت کے واسطے صاحبقران کو قتل کر داتے ہو صاحبقران تمکو ممکن نہونگے اور عورتیں بہت ہیں چاہیے تمکو
یہ ہر عورت کو دے دو اور صاحبقران کو لیلو بدیع الزمان نے جواب دیا کہ کل اسکا جواب دوں گا اور نہایت
غنائک اور پریشان خاطر ہونے لگا تھا کہ تمہارے ہاتھ کو میرے پاس آکر چپ اور سن ہو کر بیٹھا ملک نے کہا کہ شہر بار آپ
آدرودہ کیوں ہیں کچھ حال تو بیان کیجیے بدیع الزمان نے ملال کا آنا اور تمہارے ہاتھ کو طلب کا بیانیہ بیان کیا کہ
نے کہا کہ آپ مجھے سوار کر کے بھیج دیجیے میں جب قلعہ میں پہونچوں گی خبر میرے پاس ہو مار کر مر جاؤں گی اور حمزہ
صاحبقران اس کافر کی قید سے نجات پائیں گے قتل سے بچ جائیں گے میری قسمت میں یہ نامی کھسی تھی یہ لکھکر روانہ شروع
کیا بدیع الزمان نے کہا کہ ملک تم میری جان کے ساتھ ہوا اور امیہ کو بلا کر کہا کہ جا کر خواجہ کو بلا لاؤ اور کہنا کہ ایک
کام مجھے ضروری ہے جلد چلیے امیہ عمر و کے پاس گیا سلام کیا عمر و نے کہا کہ ادو جو اتنا مرگ کیوں آیا ہے امیہ نے کہا کہ
خواجہ چل دی چلیے گا بدیع الزمان کو زندہ پائے گا اور اگر تمہاری دیر ہوئی تو وہ اپنے تئیں ہلاک کر ڈالیں گے

عمر وہ شہر ہی دوڑا اور راہ کو جلدی جلدی چل کر آتا ہوا داخل بارگاہ بدیع الزمان ہوا جب مجمع میں پہنچا بدیع الزمان نے سلام کیا اور دوڑ کر قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ میری جان و آب و آپ کے ہاتھ پر عمر و نے کہا کہ کچھ تو بیان کیجیے کیا واردات گذری بدیع الزمان نے دو نوڑے اشرفیوں کے نکال کر آگے عمر و کے رکھ دیے عمر و نے وہ نوڑے اٹھا کر نذر زبیل کیے بعد اُسکے پوچھا کہ مطلب آپ کا کیا ہے اور جو کچھ آپ کا مطلب ہو بیان کیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ عموجان آپ پر حال روشن ہو اور اب اتنا عرض کیے دیتا ہوں کہ اگر ملکہ میرے پاس سے جانی تو میں اپنے کو ہلاک کر دیتا اور جو آپ نے صاحبقران کو چھڑایا اور ملکہ کو بچا یا تو ایک مہینے کا خرچ کل کو چک یا خیر کا اکبر دو ٹکا عمر و نے کہا خیر لکھ دو اور عمر و بدیع الزمان نے نوشتہ لکھ کر عمر و کے عمر و کو دیدیا عمر و نے کہا کہ اب ملکہ تمہیں مبارک ہو کہ میں ملکہ شمسہ بانو کی صورت بناتا ہوں مجھے تم ہلال تغزل کے ساتھ عجب و غرض اسی وقت رنگ و روغن عیار می کاہا کہ شمسہ کی صورت بن کر کھڑا ہوا کہ شمسہ بھی دیکھ کر حیران ہو گئی اور ابوالفتح و سیمک بلطانی و برقی فرنگی و گلداد عراقی وغیرہ کو صورت مبدل کو کے ہمراہ لیا جس وقت ہلال تغزل آیا شمسہ عملی کو مٹانے میں سوار کر کے اُسکے ساتھ کر دیا وہ لیے ہوئے اپنے ساتھ قلعے میں آیا جب مخالف ملکہ کا داخل قلعہ ہو چکا تو دروازہ قلعے کا بند کر لیا وہ جو لوگ لشکر اسلام کے ساتھ آئے تھے اُسے کہا کہ جاؤ صاحبقران کو ہم نہ دینگے جیسے تم ملکہ کو جبر سے لگائے تھے ویسے ہی ہننے ملکہ کو کر سے بلوایا لوگ مایوس پھر کر چلے گئے اور جا کر بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا بدیع الزمان نے کہا اے شہر بار دیکھیے ان لوگوں کی دغا بازی ملکہ بھی میرے ہاتھ سے گئی اور صاحبقران بھی نہ سہے بادشاہ خاموش ہوئے اور اُس وقت کچھ نہ بن پڑا کہ کوئی جواب دین بیان جو ملکہ کی توجہ تیار رکھنے کے لیے کہا اے صیقل ایسی ذلت کبھی خد اپرستوں کی نہیں ہوتی کیا اقبال تمہارا زبردست ہو اور مجھے کیا تمہاری معذرت کو تمہیں دلوا دیا ہو اب چین کرو اور مرے اُدا و صیقل نے بہت کچھ سختیاں رک کر دیا اور آپ شب کو محل میں گیا پوشاک بہت نفیس پہنی عطر ملا جو اہر پہنا مٹھائی کے خوان ساتھ لیے اندرون محل آکر دیکھا کہ ملکہ سرخ جوڑا پہنے دولہن بنی ہوئی بیٹھی ہو سب انیسین طبعین موجود ہیں گھونٹ منہ پر پڑا ہوا ہر چہرہ مانند آفتاب کے چمک رہا ہے کہ گھونٹ منہ سے اُسکا عکس جو پڑتا ہے تو نگاہ نہیں کھڑتی ہے اور رنگ چہرے کا مانند آفتاب کے جلوہ گر ہے پاس آکر بیٹھا کہ دیکھتا صدق ہوا دورہ شراب کا گردش میں آیا ساقی جام و صراحی لیکر ہر ایک کو شراب پلانے لگا جب سب شراب پی چکے اور بادہ ناب سے دماغ گرم ہوا اُس وقت صیقل نے کہا کہ ملکہ کچھ گائیے ملکہ نے شرم سے کچھ جواب نہ دیا ساتھ والیوں نے کہا کہ ملکہ کو کوئی چیز کھانے کی نوش کر دے کسی نے کہا کہ ملکہ کا جس وقت حجاب دور ہوگا اُس وقت آپ ہی کھا چکی کوئی کھنے کی ضرورت نہیں ہے وہ بولا کہ میں تو غلام ہوں مجھے حجاب کا ہیکل ایک نے کہا کہ تم ذرا منہ کھولو صیقل بن صیقلان نے منہ پھیر لیا ملکہ نے کچھ کھانا کھایا اور کباب مرغ اور بادام وغیرہ کھائے اور باقی جو کچھ وہ آدمیوں کو اٹھا کر دیدیا اور دار و سے پیوٹی کھانے میں ملا کہ منہ پھیر کر یہ کہا کہ صاحب تم بھی کچھ کھاؤ صیقل نے کھانا کھایا اور شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا بہت سی سوچیں انیسین تو سب چلی گئی تھیں محبت خالی تھی اسنے چاہا کہ لپٹے ملکہ پشیاب کے بہانے سے اٹھی یہ بھی ملکہ کے ساتھ ہی اٹھا کہ جان صاحب کہاں جاتی ہو عمر و دوڑ کر ہٹ گیا یہ دوڑا تھا کہ بیوش ہو کر گرا بس عمر و نے اُسے پکڑا اُسکی صورت آپ بنا اور بیٹی بیوشی کی صیقل کے دماغ پر چڑھا لی اور دماغ میں چڑھا کہ صندوق میں بند کر دیا اور سیمک بلطانی کو شمسہ کی صورت بنایا اور جو عیار تھے اُنکو صیقل کی نگہانی کے واسطے مقرر کیا اور آپ رات کو سو رہا صبح کو باہر آیا بارگاہ میں آکر دنگل پر بیٹھا

بختیار رک نے کہا مبارک ہو کیسے رات کو مقصد بھی حاصل ہوا صیقل بولا کہ ملک جی یہ امر بغیر اجازت سعادت شاہ مناسب نہیں جواب وہ میرے پاس ہو مجھے اختیار ہے بعد انصال خدا پرستوں کے بھی جائیگا اُسدن تو یہ باتیں رہیں دوسرے دن کما کر ملک جی آج رات کو مجھے زبرد شاہ نے نص کر دیا خوب قوت اور طاقت عنایت کی فرمایا کہ تو خدا پرستوں سے سامنا کر اب تو انہیں غالب ہو گا اب آپ جا کر طبل جنگ بجوائیں کل صبح کو میں بھی میدان میں نکلوں گا بختیار رک نے جا کر طبل جنگ بجوایا یہ خبر لشکر اسلام میں ہوئی بہان بھی فقارہ رزمی گڑگڑا یا رات بھر تیار رہی جنگ دو دن لشکر دن میں رہی صبح کو دونوں لشکر میدان کا رنڈا میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں بغیر قات کر کے چلے گئے سقے آپاشی کر کے گرد و غبار اٹھانے لگے بیلار برق رفتاری سے اور بلندی کی درستی کرنے لگے **بن صیقل بن صیقلان** قلعے سے باہر نکلا میدان میں آکر مبارک طلب کیا زال تیغزن بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو میدان میں آیا عمرو نے کہا اے زال تو نے مجھے پچا کر من عمرو ہوں ملکہ کی صورت بیکر گیا تھا صیقل کو میں نے گرفتار کیا ہے اس کی صورت بیکر آیا ہوں تاکہ مت سے سردار بچاؤں اور قلعے کو لیلوں تو اپنی مشکین دانستہ بندھوا دے اُس نے کہا بہت اچھا غرض عمرو نے ایک ڈھنیزے کی ماری کہ زال تیغزن اُس کی مڑ سے گرا اور گر کر زمین پر تر پنے لگا یہ ماجرا دیکھ کر عمرو نے اُسے باندھ کر اپنے عیار کو بلا کر دیا اور کہا کہ اس نا بجا کو لیا جا جب وہ عیار زوال کو اٹھا لیا بھڑ سے مبارک طلب کیا نہر بہان اُس میں تاب نکلا اُسے بھی عمرو نے اس طرح سے گرفتار کیا اور باندھ کر اُسے بھی اپنے عیار کے سپرد کیا ابھی مہر جہ بدیع الزمان خود میدان میں ہاتھ بٹ لائے عمرو نے بائیں آنکھ کا تل دکھا کر آنکھ بھی ایک ڈھنیزے کی ماری اور اُس کی ضرب سے بدیع الزمان گرے اُس نے اس طرح باندھ کر عیار کے حوالے کیا اور کہا اس کو لیا کر قید کر دو پھر مبارک طلب کیا یہاں تک کہ قریب شام میں بائیں ہاتھ کو باندھ کر لے گیا اور طبل باز گشت بجوا کر دو دن لشکر بھر گئے اور بادشاہ اسلام کمال پریشان و مضطرب اور متفکر پھر سے اُدھر لقا اور سعادت شاہ نہایت مسرور اور بشارت داخل بارگاہ ہوئے بختیار رک صیقل بن صیقلان پاس آیا بہت سی تعریفیں کیں اور کہا اے صیقل جو خدا پرست ہاتھ لگتے جاہن انہیں قتل کرتے جاؤ صیقل عملی نے جواب دیا کہ ابھی تامل کرو جب بہت سے جمع ہوئیں گے تو ایک مرتبہ سب کو قتل کر دوں گا الغرض پھر طبل جنگ بجوا غرض چار دن کی میدان ماری میں کوئی اسی نوے سرداروں کو بڑا لیا بختیار رک ہر روز مصر ہوتا تھا کہ انہیں قتل کر دے یہ اطلاع انہیں ملتا تھا ایک دن کما کہ ملک جی کل تم لقا اور سعادت شاہ کو یہاں لے آؤ تو اُن کے سامنے ہم انہیں قتل کریں بختیار رک دوسرے روز سب کو لیا یا صیقل استقبال کر کے لایا مصیبت میں تنہا یا رقص و سرود و شرمع ہوا اور جام ہو کر دیش میں آیا ساقی جام و سراچی ہاتھ میں لیے ہوئے ہر ایک کو پلاتا تھا جب شراب ماب سے دماغ گرم ہوا اس وقت بختیار رک نے کہا اے صیقل بن صیقلان تم نے کیا وعدہ کیا تھا وہ وعدہ اب پورا کر دو فقط مجھ کو جلدی اس بات کی ہو کہ مجھے عمرو کا کھٹکا ہو کر اگر وہ آگیا تو کوئی بات نہ ہو سکے گی اور وہ سب کو اگر چھڑا لیا جائیگا بلکہ کہا ہو اس نے اشارہ اور اپنے بادشاہ کا کھٹکا ہو کر اگر رات کو وہ کسی کی صورت بیکر آیا تو کوئی پہچان نہ سکے گا اور سب کو باندھ کر لیا جائیگا اور عجب نہیں ہو کہ بہان موجود ہوا و تلاش تو کر دے عمرو بیان کماں ہو لگوں نے دریافت کیا سلام ہوا کہ عمرو غضب لات اعلیٰ و منات اعلیٰ میں گرفتار ہو بختیار رک نے کہا اب اُس سے کیا ہو سکتا ہو وہ بوڑھا ہو چکا ہو اگر کچھ بھی اس کو قدرت ہوتی تو حمزہ کو چھڑا کر ضرور لیا تا اب ہم ہرگز نہ بدلتے نہ کرو اور بہان تو اُس جنمی کا ساتھ تک بھی نہیں آسکتا ہوا اور اس کو خداوند نے تعزیرت کیا ہو وہ بہت مضمحل ہو چکا ہے نہیں تو اب تک وہ حمزہ کو چھڑا لے ضرور داتا اور چاہا کہ گالیان عمرو کو دے کہ صیقل نے کہا کہ حمزہ کو مع سرداران حمزہ کے لاؤ اس صاحبقران کو زندہ اٹھانے میں سے لائے تو کپڑے لیے اور بال خط کے بڑھے ہوئے تھے آکر بھڑا اہل اسلام سلام کیا صیقل عملی نے کہا کہ کیوں ملک بختیار رک اب عمرو کا اندیشہ تو بالکل

نہیں ہوا اور آنکھ لاکر بائیں آنکھ کا تل دکھایا بختیارک نے پہا نا فریب بھا کہ جان نکل جائے دل میں اپنے کہا کہ تو حیران تھا
کہ حقیقت نظر کردہ کیونکر ہوا اور بدیع الزمان ایسے سردار کو کیونکر پکڑ لایا اب معلوم ہوا کہ یہ مرشد کا علی گئے کوٹے
ہیں اور ملک شمسہ نگر آپ ہی آئے ہیں غضب ہو گیا سب گرفتار ہوئے بہت برے بچے کہ اس میں عمرو نے کہا کہ ملک جی
تم چپ کیون ہو گئے عمرو کا اندیشہ تو نہیں جو بختیارک بولا اے حقیقت وہ تو ولی اللہ ہیں اُسے تو کوئی مقام خالی نہیں
کہ جہان وہ ننوں اور میں کیا تعریفیں انکی کروں کہ جو کشف اور کرامات خواجہ عمرو بن عبدہ بن دین نے کسی خداوند میں
نہیں دیکھے اور عجیب خواص رکھتے ہیں کہ دروازہ بند کر لو تو وہ ہوا بکرو دروازے کی روزن سے تشریف لاتے
ہیں اور پانی کی طرح سے زمین میں جذب ہو جاتے ہیں حقیقت علی نے کہا کہ ملک جی ابھی تم عمرو کی خدمت بے انتہا کرتے تھے اب تو نہیں
کرتے گئے بختیارک نے کہا کہ زبان چلائے جو انھیں بڑا کون نشہ شراب میں شاہ کچھ انکی شان میں برا نکل گیا ہو حقیقت
نے کہا فریاد ملک جی اب ہم خدا پرستوں کو قتل کرنے ہیں اگر انھوں نے دین زبرد پرستی اختیار کیا تو فیروزہ جس طرح
تم کو گئے اسی طرح انکو قتل کرینگے بختیارک نے کہا بستر جو بس عمرو پکارا اے حمزہ سجدہ کر خداوند زبرد شاہ کو
میں نے سب میرے سرداروں کو بزدل و ذلیل بازو اسیر کیا ہوا اگر دین لقا پرستی قبول نہ کرینگے تو میں بھگت کر دینا
سمجھوں گے کہ انکے اب چھوڑ دو اور پھر پکڑ لو تو ہم تمھارا دین قبول کریں اور صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے عیار پکڑ لایا
تھا اگر تم مجھ پر غالب ہو تو میں تمھارا دین قبول کروں عمرو نے کہا کہ میں سب کو چھوڑ دیتا ہوں تم سامنا سیرا کر لو اور
حکم دیا کہ بلاؤ آئنگے دن کو کہ قید انکی دور کریں اسی وقت سب سرداروں نے اور حمزہ نے قید توڑ ڈالی اور ایک
مرتبہ دو مرتبہ بدیع الزمان نے عمرو کو پکڑ لیا امیر لقا پر دو حصے وہ پکارا کہ او نہ کاستلخ تو مجھ پر کیا کلمہ تیار
ماری صاحبقران نے عوارحمین لی اور کمر زنجیریں باندھ ڈال کر اٹھالیا اور کرب غازی نے سعادت شاہ کی
مشکین باندھ لیں وہ سب گرفتار ہو گئے بعد اسکے عمرو نے بدیع الزمان سے کہا کہ میں آپ کو ایک تماشا دکھاؤنگا
اور ایک مکان میں لایا آپ صورت شمسہ بانو کی بنکر بیٹھا اور حقیقت کو صندوق میں سے نکال کر اپنے پاس بٹھا یا
اور دو ایک جام شراب کے بلائے جب خوب نشہ ہوا ملک کی طرف مخاطب ہوا چاک پستان پر ہاتھ ڈالے غمراہ لوتے
لکڑاٹھکر بھاگی اور شخص بھیچے چلا عمرو بھاگا ہوا وہاں آیا جان صاحبقران اور تمام سردار بیٹھے تھے حقیقت بھی مہین
ہو چکا صاحبقران کو دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ کیونکر چھوٹے اور یہ سرداران حمزہ کمان سے یہاں آئے کہ اس میں
بدیع الزمان پکارا کہ او کا فر تو حیران کیا ہو تمام شہر مسلمان ہو چکا تو بھی مسلمان ہو نہیں تو مارا جائیگا اب اسے یہ سکر قبضہ
پر ہاتھ ڈالو اور کھینچ کر شاہزادہ بدیع الزمان پر حملہ کیا بدیع الزمان نے عوارا سکی چھین کر کمر میں باندھ ڈال کر اٹھا
لیا اور جرجہ دیکر زمین پر مارا کہ چار دن شائے چت گرا چاہا اُسے کہ کنبھان کر گئے گریب شہینے دیتا ہوا ایک ٹھوکر
ماری کہ لوٹ پوٹ ہو گیا یہ دوڑ کر سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ لعنت کر زبرد شاہ پر اور دین اسلام ملت بیٹھا اختیار
کراُسے عرض کیا کہ ہزار جانیں ہوں تو زبرد شاہ پر سے نثار کروں میں کبھی مسلمان نہ ہوینگا پس بدیع الزمان
چھاتی پر سے اُسکی اٹھئے اور ایک پاؤں اسکا دو دن پاؤں سے دبا یا دوسرے پاؤں کو دو دن پاؤں سے
پکڑ کر جھٹکا دیا کہ اسفل سے اعلیٰ تک چیر ڈالا اور دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا اور حقیقت کے بھائی کا ایک بیٹا تھا کہ نام
اسکا عصیل آہن حصار می تھا وہ مسلمان ہوا اُسے صاحبقران نے وہاں کا بادشاہ کیا تمام شہر کے تہانے
مڑوا ڈالے مسجدوں کی بنیادیں ڈلوادیں بنگ صلوٰۃ کی آواز چار طرف سے بلند ہوئی سکے نام پر سعد بن قباد کے
جاری کر دیا پھر وہاں سے لشکر میں آئے بادشاہ اسلام کو مجر کیا تمام سردار استقبال کر کے بلگئے اور نام سرگشت

بیان کی بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے عمر کو خلعت دیا بدیع الزمان نے ایک مہینے کا خرچ کو ایک باختر کا عمر کے
حوالے کیا بعد اُسکے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ لاؤ لقا اور سعادت شاہ وغیرہ کو عمرو نے دہلی سے نکال کر سب کو ہوش میں
کیا لقا سے حمزہ صاحب قرآن نے کہا کہ تو کیا کتاب دین اسلام قبول کرنے میں تجھے کیا مہر ہر وہ تو بختیارک کا سکھایا ہوا
تھا بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو میں اپنے لشکر میں جا کر میل جنگ بجا کر سامنا کر دوں گا اگر تم مجھ پر غالب آؤ گے تو میں دین اسلام
قبول کر دوں گا سعادت شاہ سے کہا اُس نے بھی یہی جواب دیا کہ میں لقا کے ساتھ ہوں صاحب قرآن نے فرمایا کہ چھوڑ دو دین
سکھو اس وقت اُن کا فردن کو رہا کیا وہ اپنے لشکر میں آئے تمام کو میل جنگ بجا دیا دو پہرات گئے سعادت شاہ اور تھکے
رو صیاء بھاگ کر زبرجد نگار کو روانہ ہوئے صبح کو ہر کاروں نے آکر عرض کیا کہ لقا اور سعادت شاہ بھاگ کر
زبرجد نگار کو رہا ہی ہوئے ہر لشکر حمزہ صاحب قرآن مع غازیان دیندار اور بیلوانان مالیکو قار شتر سعادت اکابرین
آئے تمام اہل شہر نے دین اسلام قبول کیا پہلے وہ شہر بس کمر کے نحوست آباد تھا اب واقعی سعادت آباد ہوا کئی روز
صاحب قرآن نے وہاں جشن کیا عقد بدیع الزمان کا شمس بانو کے ساتھ کر دیا بعد اُسکے بیلوان عادی کو بلا کر کہا
کہ پیش خیر لکھ شہر زبرجد نگار کی طرف روانہ ہو عجب جن کیا کہ نسبت خوب اور باہر نکلیں بارگاہ ہشامی لدو کر روانہ
ہوا اتفاقاً کہ کوچ کا بجنے لگا سیر و نگاہ ملی جاتی تھی بل و بد صیاء کے گھٹنے کی آواز بلند تھی بیلوان چچیوں کے سڑا کے بڑے
تھے تک تک کی آواز بلند تھی خبر و اسباب لدا ہوا شتر و قاتر پر چلا جاتا تھا ہر جگہ درختوں کے نیچے جمناؤ تھا جتنے سے
جاتے تھے لوگ چلے جاتے تھے اب ادھر احوال لقا کا سننے کہ جو بھاگا تو شہر زبرجد نگار میں آکر پہونچا خیمہ اُسکا
استادہ ہوا خبر زبرجد شاہ کو ہوئی کہا کہ لاؤ میرے سامنے جب آیا تو پکارا کہ جو مجھے بھدائی برحق جانتا ہو اُس پر سلام
میرا پہونچے زبرجد شاہ نے کہا سن تو اول قعین سے مجھے اپنا نائب کر کے باختر میں بھیجا تھا تو نے جا کر اپنی غلطی
ظاہر کی دیکھا تو نے کہ کسی اس خود ستائی کی سزا پائی خدا پرستوں نے سب ملک و مال تیرا چھین لیا خبر جو کچھ ہوا سو
ہوا اب تو مجھے سجدہ کر نصیر بنری معاف کر دوں گا خدا پرستوں کو مار کر مجھے ملک باختر میں بھیج دوں گا لقا پکا را او
حرا مخوار در ونگو تو میرا چھوٹا بھائی ہو کر یہ کلمہ اور کلام مجھے کرتا ہو تو کیا اپنا نائب کر لگا زبرجد شاہ نے
کہا کہ پڑو اس حرام زادے کو اس درجہ کہ پہونچا ہو گر اسکا ابھی تک بل نہیں گیا کہ کتنا تھا کہ لقا نے دوڑ کر ایک چلنے
زبرجد شاہ پر مارا اور ڈاڑھی اُسکی پکڑ لی زبرجد شاہ نے ریش لقا کی پکڑ کر ایک گھونسا مارا اب لگی کشتی ہوئے لوگ
تھا شاید کہ رہے ہن کہ دو وزن خداوند آسپہن لڑ رہے ہن بس کوئی بیج میں دخل نہیں دجا خوب لڑائی ہو رہی ہو بختیارک
اچھل رہا ہو اور کہ رہا ہو کہ نکلی کا ہارے اور چٹی کا جیتے کبھی لقا نیچے اور زبرجد شاہ اوپر اور کبھی زبرجد شاہ
نیچے اور لقا اوپر غرض ڈاڑھیوں کے پوتے کے پوتے نیچے نیچے کر دو وزن کے رخسار دن سے خون جاری ہو یہ
تھا قابل دید ہر آخر کار لقا تو قد و قامت میں نہایت زبردست ہر زبرجد شاہ کو دبوچ بیٹھا گھونسے اور
لائن مارے لگا زبرجد شاہ بکرا کر اعمیہ بندگان من مراد رہا یہ لوگ غوار بن گھسٹ گھسٹ کے دوڑے لقا کو پکڑا
زبرجد شاہ پھر تخت پر بیٹھا حکم دیا کہ لقا کو اس کے ہمراہیوں سمیت دو زنج برف میں ڈال دو لقا کو لجا کر ایک کوٹھری میں
بند کیا کہ وہ برف کا مکان ہو وہاں لوگوں کو دیکھا کہ زرد رو اور سفید ہو رہے ہن اور وہ افیون کھاتے ہن تو
بہت افیون کے زندگی ہوتی ہر وقت کثرت کیا کرتے ہن اور ڈنڈ پکڑتے ہن مگر ہلاستے ہن بختیارک نے
لقا سے کہا کہ میں نے تجھے کہا تھا کہ تو دامن ناہ لینے کو آیا ہر زبرجد شاہ کے خلاف کوئی امر نہ کرنا تو نے نہ مانا
انجام کار اس حال کو پہونچا لقا نے کہا اے بختیارک میں نے اپنے جی کی بھڑاس تو نکال لی اب جو کچھ ہو سو ہو بختیارک نے

گنا مناسب ہے کہ اب آتشی گرد و گداز میرا ہاتھ ہو اور تیرا دامن ہو لقا سے گنا اب ایسا ہی گرد و گداز غرض ایک ہفتہ وہاں
 رہے انہوں نے کھانے کی کثرت کی جب زندگی ہوئی یہاں لوگوں نے زہر جہد شاہ کو بچھا یا کہ لقا آپ کا بڑا بھائی ہو آپ خطا
 انکی معاف کر دیجیے اور بلا کر سرفراز کیجیے اب اس سے ایسی نصیحت ہوئی کہ کما کہ اچھا بلا لقا کو اب جو لقا آیا بختیارک
 نے خوب اسے کھا پڑھا کھا کھا زہر جہد شاہ کو سلام کیا دو وزن ہاتھوں کو چوما اور کہا کہ جہد شاہ آپ خدا پرستوں
 کو غارت کرینگے اس روز میں آپ کو سجدہ کرونگا زہر جہد شاہ نے اسی وقت خلعت دیا اپنے برابر اسے بچھا یا کہ
 بختیارک نے مسخرہ بن جو کیا تو بہت خوش ہوا لقا سے بوجھا کہ یہ کون ہے کما کہ میرا شیطان درگاہ ہے زہر جہد شاہ نے
 کہا کہ ہماری خدائی میں شیطان نہ تھا بننے اسکو اپنا شیطان کیا اور کہا کہ لاؤ موق سوئے کا سر صاع کا رہو اگر بختیارک نے
 کہا کہ خواجہ عمر و مجھے جبین ابجائینگے اور تمام مال عمر و کا بیان کیا زہر جہد شاہ نے کہا کہ تو قاطع جمع رکھ کہ ہم اسکا کام تمام
 کرینگے یہاں تو ہر سب جبین سے پیچھے ہیں مگر حمزہ صاحب قرآن بعد از قطع منازل و طر مراحل قریب شہر زہر جہد شاہ کے
 پہونچے بارگاہ ہر با کردا کے نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا سیف ذوالبدین کہ منشی لشکر تھا اس سے بلا کہ کما کہ نام
 لکھو اس زہر جہد شاہ جہز کو کہ ہمارا چور یعنی لقا تھا رہے یہاں آکر چھپا ہوا ہے یہ ہے کہ اسے باندھ کر ہماری خدمت میں لے
 آؤ اور دین ہمارا قبول کر دو اور اگر تم میری خدمت میں میرے چور کو لیکر آؤ گے تو جو ملک میں سے تمہارے لے لیے ہیں وہ
 بھی ہمیں روٹکا بلکہ اور جو ملک باختر وغیرہ میں سے مجھے طلب کرو گے عطا کرونگا اور جو نئے کھانا مانا تو جس طرح سے اور
 بادشاہان خلعت شہر کا حال کیا ہے اس سے بہتر تھا را حال کرونگا استعار اگر صلح خواہی تو اہم جنگ و اگر جنگ جوئی
 ندارم درنگ و دم از مہر زن باکین وہ پیام و حکایت دین ختم شد و السلام پس جو وقت یہ نام لکھا جا چکا تو صاحب قرآن
 نے صحن بارگاہ میں چوکی پر رکھو یا خلعت پر تکف سپر اور شمشیر اور بیڑا بان کا اور جام شربت اس کے برابر رکھ دیا اور
 فرمایا کہ اسی سادہ و ہر کوئی ایسا کہ یہ نام زہر جہد شاہ کے پاس لیکر جائے اور جواب با صواب اسکا لیکر آئے
 مرزبان خراسانی اپنے دنگل پر سے اٹھا اور عرض کیا کہ اگر ارشاد عالی ہو تو غلام اس خدمت کو بجالائے فرمایا کیا
 مضائقہ ہے پس مرزبان نے نامہ اٹھالیا خلعت زیب جسم کیا جام پی لیا بیڑا بجالایا نامہ دستار میں رکھ کر پانچ ہزار گدیوں
 کی جمیعت سے شہر زہر جہد شاہ کی طرف روانہ ہوا شام کو دورا ہے پر پہونچا چیمہ برپا ہوا وہاں کے باشندوں سے
 بوجھا کہ یہ دو وزن راستے کہ صرگٹے ہیں غرض کیا کہ دو وزن راہیں زہر جہد شاہ کو لگتی ہیں لیکن ایک راہ بہت صاف ہے
 کسی طرح کا کچھ خوف اس میں نہیں ہے اور دوسری راہ پر خطر ہے کوئی اس طرف سے جانے کا قصد نہیں کرتا ایک راستہ میں
 کوس کی مسافت رکھتا ہے اور ایک دسٹے میں دس کوس کی مسافت ہے مرزبان نے کہا کہ آقا میرا فرماں براہ اسلام ہے چاہیے
 کہ جو فار راہ میں ہو اسکی غلطی کو مٹانے چلیے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم راہ بخیر سے جاؤ اور میں اس راہ کو صاف
 کر کے آتا ہوں ان پانچ ہزار میں سے پانچ سو آدمی ساتھ لیکر روانہ ہوا پانچ کوس آئے تھے کہ ایک باغ نظر آیا دیکھا
 کہ وہ باغ خشک ہو رہا ہے اسی وقت کوئین کھدوائے باغبان مقرر کیے رات کو وہاں آئے دوسری رات
 کئی ہزار بھیرے پیدا ہوئے اور لشکر مرزبان پر آگرسے لوگ ملواریں پکڑ پکڑ کر دوڑے مرزبان بھی بیدار ہو اٹھنے
 لگے تھے سب کے ٹکڑے اڑائے ایک زندہ بچکر نہ گیا دو دن مرزبان اور وہاں رہا پھر کوئی بلا وہاں نہ آئی معلوم
 ہوا کہ یہی بلا اس راہ میں تھی مرزبان اس راہ سے گذرنا لشکر سے اپنے آکر ملا تمام حال راہ کا بیان کیا غرض زہر جہد شاہ
 میں پہونچا یہ خبر زہر جہد شاہ کو ہوئی کہ اپنی حمزہ کا آہو نچا زہر جہد شاہ نے بختیارک سے بوجھا کہ اپنی حمزہ
 کتے ہیں اسنے بیان کیا کہ حمزہ کا معمول ہے کہ جس ملک میں جاتا ہے وہاں ایک سردار زہر دست کو برسم رسالت

نامہ دیکھ کر پتا چلا کہ جا کر دریافت کر دو ہاں لوگ کیسے ہیں اور ساری اپنی زبردستیاں دکھاتا ہے زبردست شاہ نے سنا کہ
 کہ اسے بختیار رک اور جگہ لپٹی جا کر سرکشی کرتا ہو گا بیان اگر سجدہ کر لگا اور حکم دیا کہ لپٹی کو کوئی نہ روکے آئے دنیا لیکن مرزا
 جس وقت داخل شہر نہ ہوا دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہے پاکیزہ بنیاد ہے سیر کرتا ہوا ایوان بادشاہی کے پاس پہنچا دیکھا
 کہ تمام ایوان مربع کار ہوا اور اپنے ہر ایوان کو باہر چھوڑا آپ تنہا داخل بارگاہ ہوئے عمرو بن امیہ ضمری کو دیکھا کہ بختیار رک
 کا خدمتگار بنا ہوا بختیار رک کے عقب کھڑا ہوا لپٹی جو آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا دیکھا کہ تخت نہ لگا رہا ہوا اور گردو
 اطراف میں کفار جمع ہیں ایک کرسی مرزبان کو ملی اسپر مرزبان بیٹھا دور درگاہ جام گردش میں آیا مرزبان نے دیکھا کہ
 ایک مکان معلق بہ ہوا الماس زرنگار کا اس قعر سے تین سو گز بلند معلوم ہوتا ہے مرزبان نے پوچھا کہ یہ مکان کیسا ہے لوگوں
 نے کہا کہ خداوند زبردست شاہ اس میں رہتے ہیں لقاتے کہا کہ ای مرزبان لاڈ نامہ دو مرزبان نے کہا کہ میں سو سے
 زبردست شاہ کے اور کسی کے ہاتھ میں نام نہ دد دنگا آسمان پر سے آواز آئی کہ کیا مضائقہ ہے ہم آتے ہیں اور تخت
 اس قعر میں سے پیدا ہوا اس مکان میں آیا مرزبان نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل قوی بازو لباس عکف پہنے ہوئے
 دریا سے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے نقاب ہادے کی منہ پر پٹی ہوئی آسمان پر سے آیا اور تخت جواہر نگار پر متمکن ہوا سب
 کا قرون سے سجدہ کیا آسنے آواز دی کہ ای بندگان میں سر خود را از سجدہ بردارید کہ لعنت بر شما فیض کردم بھون نے سر
 سجدہ سے اٹھا یا اب مرزبان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا مطلب یہ تھا کہ سلام میرا اسپر ہے جو پورے دگر عالم کو راجع جانتا
 ہے زبردست شاہ نے کہا کہ ای خدا پرست تو نے آسمان کے خدا سے نادیدہ کو دیکھا ہے مرزبان نے کہا کہ خداوند عالم کو کسی طاقت
 ہے کہ دیکھ سکے یہ شکر زبردست شاہ نے کہا ای مرزبان اگر خداوند ازراہ مربانی کے صورت جسمانی تجھے دکھادے تو تو پہچان
 دیکھا مرزبان نے جواب دیا کہ آجک کسی پیغمبر نے نبی خدا کو آکھوئے نہیں دیکھا حضرت موسیٰ علی نبینا صرح ہوئے تھے کہ ہم خدا کو پہچان
 سے دیکھیں گے بس ایک نور چمکا کہ وہ نور جل گیا کسی قدرت ہو کر اسے بے پردہ دیکھ سکے زبردست شاہ نے کہا کہ ہم تمہیں دکھائے میں پہچان
 اپنے خدا کو یہ لکھ بند نقاب کا مضمون ہے اٹھایا اور پکارا صرح بر من نگر بر من نگر شاہ کہ بشناسی مرا مرزبان کی نگاہ جواس کے
 رو سے تجس بر پڑی دیکھا کہ تاج میں اس گہرنا ہنجر کندہ نائراش کے ایک لعل سحر کا نصب ہے کہ جواسے دیکھتا ہے سجدہ کرتا ہے بس
 مرزبان نے جو دیکھا بے اختیار محسوس ہو کر اس کا فک سجدہ کیا اور روئے لگا پکارا کہ آجک میں نے اپنے قاتل کو زندہ دیکھا تھا
 اب جو دیکھا پہچانا افسوس میں نے اتنی عمر اپنی گزری میں پہلی حمزہ نے تجھے بہت گمراہ رکھا ہے میں نے کیا کیا خداوند کو اپنی زبان
 سے برا کہا اور اس قدر رو باکہ بیہوش ہو گیا زبردست شاہ نے بند نقاب کا پھر منہ بر ڈال لیا مرزبان پر جب گلاب اور کیوڑو
 چھڑکا گیا تب ہوش میں آیا زبردست شاہ نے ہاتھ اپنا مرزبان کے سر پر پھیرا سلی دی اب رونا مرزبان کا موقوف ہوا اور
 نامہ جو صا جعفران کا سر پر بندھا ہوا تھا اسے کھو کر بھینک دیا زبردست شاہ نے نامہ اٹھا کر دیر سے پڑھوایا مضمون سے آگاہ ہوا ہوا
 کہ اسکی پشت پر جواب جنگ کھدوا اور پکار کر کہا کہ عمرو بن امیہ ضمری تو بختیار رک کے خدمتگار کی صورت بنا ہوا کھڑا ہے تجھے معلوم
 ہو کہ تو اپنے دل میں اندیشہ نہ کر یہ جواب نامے کا لہجہ کہ حمزہ کو دے میں عمرو یہ سنتے ہی لرزتا کا ہوتا ہوا نامہ کو اٹھا کر باہر آ لڑگوں
 سے مرزبان کے کہا آفا تمہارا زبردست شاہ پرست ہو گیا تم جلو بیاتے ہیں جواب نامے کا لہجہ جاتا ہوں یہ لکھ روانہ ہوا لوگ
 مرزبان کے پیچھے ملے مگر بیان زبردست شاہ سوار ہو کر قیلولی ملنے پر گیا اور لقا کمال ادا اس اور نہایت پریشان انگلی
 اپنے خیمے میں آیا اور بختیار رک سے کہا ای شیطان درگاہ بیان اگر میں بہت ذلیل ہوا جی چاہتا ہے کہ اپنے تین ہلاک کروں
 کسوا سٹے کر اسکا جاہ و جلال بہت بڑا ہے خدا پرستوں نے کبھی کسی کو سجدہ نہیں کیا لیکن اسکو سجدہ کیا بختیار رک نے کہا ای
 لقا تم ان باتوں کو خیال نہ کرو سجدہ کرنے کا مال نہ کرو یہ باعث زکوہ و مامہ جادو نے ایک لعل نکا کر دیا ہے وہ آٹھ آٹھ

تاج میں نصب کیا ہو اس لعل کی تاثیر جو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہو اور اسی لقا یہ کارخانہ چند روز کا ہو مرشد کامل و مامہ جاد
 کو بھی مارینگے اور زبرجد شاہ کو فارت کرینگے پھر وہی تم خداوند ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں جدھر چاہنا مصرع
 خلق خدا تک نیست پاسہ رنگ نیست + چند روز کا یہ سجدہ ہو غرض اسکے سمجھانے سے لقا کو تسکین ہوئی اور اصرع عمر
 جواب نامے کا لیے ہوئے خدمت امیر میں پہنچا تمام حال مرزبان کا بیان کیا اور کہا کہ حمزہ پھر چل بیاسے زبرجد لگا رہنا
 اچھا نہیں ہر صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خدا سے ما بزرگ است جب تک لقا اور زبرجد شاہ کو مار نہیں لیتا ہوں مجھے آرام
 نہیں آتا اور پہلوان عادی کو بلا کر فرمایا کہ کوچ ہمارا ہر طرف زبرجد نگار کے اسی وقت بموجب حکم کے عمر و معبدی کرب
 پیش خیمہ لے کر راہی ہوا غرض بعد طر منازل اور قطع مراحل کے شہر زبرجد نگار میں پہنچا اور ساتھی شہر
 زبرجد نگار کے خیمہ پر پا کیا اور سرداروں کے بھی وہیں بھیے ایسا دہ ہوئے لشکر فرسخ در فرسخ اڑا ہوا تھا امیر کا تمام
 و بادشاہ اسلام و سرداران ذوالاحزام داخل خیمہ ہوئے اصرع عمر کا رے خدمت زبرجد شاہ میں آئے پہلے بد عادی
 بعد اسکے بیان کیا کہ لشکر حمزہ صاحبقران آپہنچا زبرجد شاہ نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہر سب کو مار کر بجا کترہ برابر
 کرونگا اور لقا سے کہا کہ ہمارے پہلوان قدرت اغراق و عدد آواز کو تم ساتھ لے جا کر سامنا ان خدا پرستوں سے کرو کہ
 اعراک و عدد آواز بندہ ہمارا بندہ خاص ہو وہ سب خدا پرستوں کا کام تمام کر دینا لقا نے کہا کہ اچھا اور اسی وقت لقا
 اعراک و عدد آواز کو ساتھ لیکر باہر شہر کے آیا مقابل لشکر اسلام خیمہ اسٹا دیا اور بارگاہ میں آکر بیٹھا صحت رقص و سرود کی
 شروع ہوئی دور و جام گردش میں آیا اعراک بدست ہوا بلو لاکر کچے طبل جنگ اسی وقت نقارے پرچوب پڑی ہر کاروں نے
 خبر لشکر اسلام میں پہنچائی صاحبقران نے فرمایا کہ بفضل ایزدی اور بتائید ربانی ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بے چارہ
 رات طبل جنگ بجنے میں بسر ہوئی صبح کو دو وزن لشکر موکہ آراے نبرد ہوئے صفین آراستہ ہوئے عین نقیب و نبیب دے کر
 چلے گئے اعراک و عدد آواز اپنے گیندے کو چپا کر لقا سے اجازت لیکر میدان میں آیا خوب گیندے کو جولان کیا پھر
 مبارز طلب کیا پھر مبارز طلبی کے لشکر ظفر اثر میں داہنی طرف علمائے زمر درنگ جلوہ گری پر آئے شاہزادہ بدیع الزمان
 مرکب کو چھپر کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ بھئی رنگ تو لڑائی کا دیکھ لیا ہوتا عرض کیا کہ اب
 معلوم ہو جائیگا فرمایا کہ جاؤ خدا تمہارا حافظ ہے بدیع الزمان بار و مرکب کو چپا کر برابر اس کافر کے آیا گا و رزن ہوا
 مرکب برابر سے پسپا ہوئے پھر پھر مرکبوں کو مقابل ہوئے اعراک نے کہا ای پھر حمزہ سجدہ کر زبرجد شاہ کو دیکھ تو
 کچھ کیسا حسن و جمال و قوت و طاقت عطا کی ہے بدیع الزمان پکارے لاکہ لاکہ لعنت ہے زبرجد شاہ ہر اور اسکے
 پرستاروں پر پس اعراک نے نیزہ مارا شاہزادے سے نیزہ اُسکا ہوائی کہا اُسے تلوار ماری اُسکو بھی رو کیا اب نصرت
 کشتی کی آئی دو بہر ڈھلے اعراک نے نیزہ مارا کہ بدیع الزمان بیہوش ہو کر گرا اعراک نے اسکی مشکین باندھ دیں اور طبل بادی
 بجوا کر پھر گیا حمزہ صاحبقران مایت ادا اس میدان کا رزار سے پھرے اعراک بدیع الزمان کو بلے ہوئے
 سامنے زبرجد شاہ کے آیا زبرجد شاہ نے کہا کہ ای پھر حمزہ سجدہ کر مجھے شاہزادے نے کہا کہ اوخس بادشاہ
 کیا بکتا ہے زبرجد شاہ نے بند نقاب کا منہ پر سے دور کیا اور پکارا مصرع ہر من نگر بر من نگر شاید کہ بشناسی ملو +
 بس بدیع الزمان نے اس لعل کو جو دیکھا تو مانند مرزبان کے سجدہ کیا اور گری و زاری کرنے لگا زبرجد شاہ نے
 دست بخش اپنا بدیع الزمان کے سر پر پھیرا اور برابر مرزبان کے بیٹھنے کا حکم دیا ہر کاروں نے خبر حمزہ صاحبقران کو
 دی کہ بدیع الزمان نے زبرجد شاہ کو سجدہ کیا + شکر نہایت مدد حمزہ صاحبقران کو ہوا فرمایا کہ اسوس مدد نہ لےو اسوس
 کہ ایسا فرزند ہمارا ہم سے ہاتھ سے گیا بہ لکھ روئے عمر وئے کما یا حمزہ صاحبقران اگر ارشاد ہو تو میں جا کر شاہزادہ

بدیع الزمان کو لے آؤں امیر نے پانچ توڑے منگو کر کھلوادیے کہ تو فرج کیواسطے موجود ہیں بدیع الزمان کو جس طرح
 ہو سکے لادے مرنے وہ روپے زمیں میں داخل کیے اور روانہ ہوا صورت بد لکڑیاں شہر زبرد شاہ لگا رہا دیکھا
 کہ سب دربار جمع ہو زبرد شاہ نقاب ڈالے ہوئے تخت پر بیٹھا بدیع الزمان اور مرزبان دونوں ایک جگہ
 بیٹھے ہیں مگر بیہوش اور مدہوش ہیں صبر کیا جب دربار برخواست ہوا بدیع الزمان اپنی خوابگاہ میں آیا عمرو ایک
 خدمتگار کی شکل بنکر ساتھ ہوا جب بدیع الزمان کھانا کھا کر سویا عمرو نے پہلے خاصہ داروں اور خدمتگاروں کو
 بیہوش کیا بعد اسکے بدیع الزمان کو بیہوشی دیکر پتار سے مین باندھ کر لے آیا راہ کو تو اپنے خیمے میں رکھا صبح کو خدمت میں
 صاحبقران کی لایا پتار سے نکال کر قتلہ رفع بیہوشی دیا بدیع الزمان کو بیہوش آیا دیکھا سانے بادشاہ اسلام حسنہ
 صاحبقران و جلا سرداران مالیشان علیہم بن عیلا و غضب میں آکر کہا کہ مجھے کون بیان لایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ او زینہ
 ارجمند میں نے تمہیں بلوایا ہے کیا تجھے باطل پرستی اختیار کی ہے اس سے باناؤ بدیع الزمان نے کہا کہ یا حمزہ صاحبقران جو حق
 دین اختیار کیا ہے دین برحق ہے میں نے اپنے خدا کو دیکھا اور سچا ناز زبرد شاہ خداوند برحق ہے امیر نے فرمایا بدیع الزمان
 تو کلیہ فتح باختر جو سالہا سال تو نے جہاد کیا ہے احد زبرد شاہ کون گدھا ہے کہ اسے بخدا فی مایگا یہ کلمہ سکر بدیع الزمان
 نہایت برہم ہوا کہا کہ میرے ساتھ جگر زبرد شاہ کو دیکھو اور سجدہ نہ کرو تو پھر چو چا ہو سو کو صاحبقران نے فرمایا
 کہ زبرد شاہ کیا گیدی خری کہ اس کے پاس میں جاؤ گا لاکھ لاکھ لعنت ہو زبرد شاہ اور اس کے پرستاروں پر یہ کلمہ سنتے ہی
 بدیع الزمان برہم ہو کر اٹھا اور کہا کہ تم لوگ اس قابل نہیں ہو کہ تمہارے پاس کوئی بیٹھے اور جلا دروازے
 کی طرف کو لوگوں نے چاہا کہ ردین صاحبقران نے منع کیا کہ وہ اپنے ہوش میں نہیں ہو رہو کو کیا فائدہ ہو رہے کئے سے سب نے
 حامل کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر آکر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا بیان زبرد شاہ کی بارگاہ میں ذکر ہو رہا
 کہ رات کو عمرو بدیع الزمان کو حیران کیا زبرد شاہ کہ رہا ہے کہ وہ میرا بندہ ہے کبھی وہاں نہ ٹھہرے گا یہی باتیں تمہیں
 کہ بدیع الزمان آج بوجہ سجدہ کیا تمام احوال بیان کیا زبرد شاہ بہت خوش ہوا اور خلعت دیا بعد اسکے پھر
 اعراک رعد آواز نے طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو میدان میں آکر لٹکا را کہ ای خدا پرستوں غمندگان
 زبرد شاہ کو چروا منگو لے ہوا اور جاتے ہو کہ دین زبرد پرستی سے پھر جائیں یہ بھی منوگا کہ جو زبرد شاہ کو سجدہ
 کرے وہ پھر زبرد شاہ سے پھر جائے خیراب جسکو تمنا مجھے مقابلے کی ہو وہ آئے میدان میں کہ لشکر اسلام میں
 سے جمشید بن قباد نکلا اور مقابل ہوا بعد از گفتگو سے بسیار اعراک نے نفر کیا کہ جمشید بیہوش ہو کر گرا اعراک
 نے اسکی مشکین باندھ کر اپنے لشکر میں بھیج دیا اور پھر مبارز طلب کیا ایک شاہزادہ علمشاہ روحی آکر مقابل ہوا بغیر گفتگو کچھ
 فرنگی کھینچا اعراک ہمارا اُسے سپر پر دو کا جیسے ٹھہرا ل برے مو گری اچھی ہے اسے طرح صاف آچٹ گیا بس اعراک
 نے نفر کیا کہ علمشاہ بھی بیہوش ہو کر گرا اعراک نے اسکی مشکین باندھ کر بھیج دیا پھر عمرو بن رستم نکلا گرفتار
 ہوا شام تک انیس سردار اعراک نے اسیر کیے پھر طبل باز گشت بجا کر پھر گیا اعراک تو صحرائی طرف روانہ ہوا
 لقا پھر کر خیمے میں آیا اور پھر طبل جنگ بجوایا اور لشکر اسلام میں لغارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیار رہی
 صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے اعراک نے مبارز طلب کیا اس روز شہنشاہ عراقی طلیل جنگ عراقی
 مندویل اصفہانی وغیرہ کوئی نہیں سرداروں کے قریب گرفتار ہوئے دوسرے روز سلطان سرپرست طوسی طول
 زنگی طال زنگی وغیرہ نہیں سردار گرفتار ہوئے جب اعراک طبل باز گشت بجا کر پھر اقصاے کار بول اقصاے
 عیار پیچے اعراک کے چلا کہ آج اسے پکڑی لادوں جاتے جاتے صحرا میں ہو چکر حلقے کند کے مار کر اسے مرکب پر سے گرایا

چاہا کہ مشکین باندھے کہ ایک چیل آسمان پر سے اکر ابوالفتح کو دبوچ بیٹھی اتنے میں اعراک ہوش میں آیا اور ابوالفتح کو
باندھ کر لیکھا شب تو یوں گزری صبح کو میدان میں آیا پکارا اور خدا پرستوں سے بیان کیا کہ نوبت پہنچی کہ عیاروں کو میرے
گرفتار کرنے کیواسطے بھیجے ہو وہ شخص بندہ خاص زبرجد شاہ کا ہر میرا کوئی کچھ نہ کر سکے گا خیر آدمیرے مقابلہ کو اس روز
ما شتم تیغ زن اور چوگان بن حمزہ وغیرہ بھی گرفتار ہوئے شام کو دو دن لشکر بھیجے گئے اٹھانے اگر زبرجد شاہ سے کہا
کہ اب بلیت سے سردار لشکر اسلام کے جمع ہو چکے ہیں کہ لاؤ انھیں ہمارے سامنے آکر ہو سجدہ کریں تو بیان میں
نہیں تو چلے جائیں اسی وقت جتنے سردار تھے انھیں زبرجد شاہ کے سامنے لائے اس ملعون نے نقاب جہر سے
اٹھائی صورت بخش دکھائی سب اہل اسلام گرفتار ہو کر سجدے میں گرے بعد اسکے جہان بدیع الزمان میٹھا صاحب
اکر بیٹھے القصد حیدر وزیر تمام سرداران اسلام نے جلا سے سحر ہو کر دین زبرجد پرستی اختیار کیا بادشاہ اسلام و حمزہ
صاحبقران مقتبل و کرب غازی بہ تین چار شخص باقی رہ گئے اور لشکر کفار میں پھر طبل جنگ بجا صبح کو دو دن لشکر میدان
میں آئے اعراک پکارا کہ ای خدا پرستو کیا پردے غفلت کے تمھاری آنکھوں پر پڑے ہیں کہ سجدہ نہیں کرتے دیکھتے جاتے ہو
کہ جو تم میں سے آیا اسے خداوند کو سجدہ کیا تم جو باقی ہو پھر لڑے بھڑے چلے آؤ اور سجدہ کرو خداوند کو نہیں دلیل و دلیل
ہو گئے یہاں لڑنے لوگوں نے پکار کر کہا کہ اور حراخو اکر کیا گوہ کھاتا ہو اور کیا جھک مارتا ہو او گیدی اب تو مارا جائیگا بس ہر
شتمنا کہ ہو کر لٹکا رہا کہ کہا کہ پھر آدمیرے مقابلہ کو صاحبقران اشقر دپوزاد کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آکر آج
اعازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے تخت کھو ادا اور فرمایا کہ میں میدان میں جاؤنگا آپ بین تشریف رکھتے ادھر
سے کرب غازی نے عرض کیا کہ شہنشاہ اپنے جان میں نشا کر دنگا بعد اسکے آپ عازم میدان ہوں یہی باقی ہو رہی
تھیں کہ جانب صحرا سے گرد و غبار کا تعلق اٹھا کہ سپردوار کو تار یک کر دیا جب گردش ہوئی تو ایک نقابہ ارم صبح پوش
چالیس ہزار سوار سے نمایاں ہوا اور ایک طرف اگر میدان میں کھڑا ہوا عیار نقابہ دار نے حال دریافت کر کے نقابہ دار
سے بیان کیا کہ یہ اعراک رعد آواز پہلوان زبرجد شاہ کا ہر سب سرداران لشکر اسلام کو اسیر کر کے لیجا چکا اب
صاحبقران کا ارادہ ہے کہ خود مقابلہ کو نکلیں نقابہ دار نے کہا کہ میں اس سے مقابلہ کرونگا اور مر کب بڑھا کر سامنے
اعراک کے آیا بعد نگاہ درازی کے اعراک نے کہا ای نقابہ دار تجھے سامنا خدا پرستوں سے ہی تو بیع میں دخل دینے
کیوں آیا ہے نقابہ دار بولا کہ میں بھی ایک فلاناں حمزہ صاحبقران میں سے ہوں مجھے نصیبت لشکر اسلام کی کب دیگی
جائیگی اعراک نے کہا معلوم ہوا حال تیرا جائیگا کہاں میرے ہاتھ سے لاہر با پنا نکال لے حوصلہ اپنا نقابہ دار بولا
او ملعون ہمارا دستور نہیں ہے کہ حلیت پر بیغیہ ستی کریں تو پہلا اپنا وار کر لے جب تیرے حربے سے بچونگا تو میں بھی اپنا
حربہ بھیر کر دوں گا اُسے کہا کہ خبردار ہو میں نفرو کرتا ہوں کما شوق سے جلا منع کون کرتا ہو اس وقت اعراک نے نفرو کیا
کہ زمین ہلنے لگی نقابہ دار سیووش ہو کر گر پڑا اعراک نے اسی مشکین باندھ لین اور طبل باز گشت بجا کر پھر کب
اقابہ دار کو سامنے زبرجد شاہ کے لایا اُسے حکم دیا کہ نقابہ اسکے منہ پر سے دور کرو اسی وقت نقابہ اٹھا کر حکم
تو ایک آفتاب چکا اور ایک جوان حسین مشابہ حمزہ صاحبقران کے نظر آیا لوگوں نے استفسار کیا کہ لا کون ہو اور کیا
نام ہے پیرا اُسے کہا کہ میں بیٹا ہوں امیر کشور گیر کا نام میرا سکندر فرخ لغت ہے بادشاہ طلسم ہزار اسب ملکہ رضیہ
سلطان خورشید رومی ہرمان ہو آیا تھا وہ کیواسطے پد زبرگوار کی بیان گرفتار ہو گیا زبرجد شاہ نے کہا کہ ای پیر
حمزہ دیکھ تیرے اور بھائیوں نے بھی مجھے سجدہ کیا ہے تو بھی سجدہ کر اُسے کہا او ملعون میں لعنت کرتا ہوں تجھے بس
اسی وقت اُسے بند نقاب کا منہ پر سے اٹھایا اور سکندر فرخ لغت نے جو روئے بخش اسکا دیکھا اور اسکا قتل پرنگا

بڑی آسودہ وقت سرحد سے بن جھکا یا بعد اس کے جہان سب اہل اسلام بیٹھے تھے دہان یہ بھی آکر پہنچا عمر و خبر کے واسطے آیا ہوا تھا
جا کر صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر کو نہایت افسوس ہوا فرمایا کہ ہا۔۔۔ میں صورت بھی اسی دیکھنے نہ پایا
کہ خاک نے یہ تفرقہ ڈالا اور فرمایا کہ خواجہ متھے ہو سکتا ہو کہ اس سبب کو دریافت کرو کہ اہل اسلام نے اسے کیوں سجدہ کیا
اور کیا وجہ ہے کہ اعراک پر کوئی غالب نہیں ہوتا اور یہ مکہ دو دور سے اشرافیوں کے منگو آکر رکھ لیے عمر و نے وہ توڑے
ہزار ٹکڑے دن سے زمیں میں ڈال کر شہر زبرد نگار کا راستہ لیا اور کس کس جگہ پر سرس مہما کو در پافت کیجیے

اب دو مکے داستان و ارباب اور مالک اثر دوسرے بیان کیے جاتے ہیں

کہ دارا اب ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہو کر شہر ختم سے شہر کشور یہ میں آیا اور مالک اثر دوسرے بھی ساتھ تھا جب زخمی کا نور مالک
کا بھی اچھا ہو چکا بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا عرض کیا کہ خواجہ سہیل بازار گان ملک باختر کی طرف سے آئے ہیں حکم ہوا کہ بلاؤ خواجہ سہیل
آئے نذر گذرانی بیٹھے باتیں ہونے لگیں دارا اب نے کہا کہ مال ایرج کا کچھ بیان کرو عرض کیا کہ اسی شہر دارا اب ایرج کو لے کر دہان
کے چاہے اور وہ ملک گیری کرنا ہوا چلا آتا ہے عسقلی آیا دوسری لیلیا اب شہر میں یہ پر لشکر ہے یہ سکر مالک اثر دوسرے ایک آہ سرد دل
پر دروسے کیجی اور کہا کہ اسی دارا اب مجھے اور لندھور سے ہمیشہ چھٹی رہی اور کبھی آنکھ میری اس سے نہ می نہیں ہوتی لنگر اب
آئے ایرج کو لے کر صاحبقران دیکر صاحبقران بنایا اسے آسمان پر چڑھا دیا اور ہم تمہارے ساتھ ہیں تھے آج تک
کچھ نہ بن آیا اسکا مجھے بڑا افسوس ہے دارا اب نے کہا کہ اسی مالک میں کیا کروں جب ایرج سے سامنا کرنے گیا زخمی
ہوا دلت اٹھائی جدا آیا یہ کارخانے قضا و قدر کے ہیں اس میں کیسا کیا دخل ہو چکو خود افسوس ہے مالک نے کہا اسی دارا اب
اب تم یہاں سے ملک کو چک باختر کو چلو اور اس ملک کو اپنے قبضے میں لے لو کہ وہ ملک بہت زریرین ہے اور بھر دہانے
سبائل کو چلے چلو دارا اب نے کہا اچھا مجھے منظور ہے یہ من چلنے کو موجود ہوں غرض خواجہ سہیل سے کچھ اسباب
مول لیکر رخصت کیا اور خود اسباب سفر درست کروا کر جازون پر سوار ہو کر جانب کو چک باختر کے روانہ
ہوا اتفاقات روزگار بادشاہ و تھی جہاز جلد آکر ملک کو چک باختر میں پہونچے جازون پر سے اترے ہر کار و ان کو خبر
کے واسطے بھیجا کہ جا کر دریافت کرو کہ کمان ہم آکر پہونچے ہر کار سے گئے بعد دو پہر کے خبر لیکر آئے کہ یہ علاقہ شہر ختم کا
ہے بیٹے شمشیر قلم کو ہی کے بیان کے مالک میں اور اچھل بھانجے گنجا ب کے سعد و سعید دونوں بیان میں بس دارا اب
کوچ کر کے برابر شہر ختم کے آیا نامہ اس مضمون کا لکھا شہان ختم کو بھیجا کہ اگر اطاعت میری اختیار کرو اور حشر ج
بیٹے و داور بیت میری کرو تو خیر اور اگر خلافت اس کے کیا تو بیت ہی طرح سے پیش آؤ لنگا جب نامہ شہان ختم نے پڑھا
اور مضمون سے آگاہ ہوئے وہ توجہ ہو رہے مگر سعد و سعید نے نلے کو چیر کر پھینک دیا ابلیجی کو نکال دیا اور کہا کہ کہہ دینا
اس دھوبی بچے سے کہ کیوں شامت آئی ہے یہ ملک سر قند ملک باختر بدیع الزمان و لاورنگا ہے یہاں اور کسی طرح
کا خیال نہ کر بدھ سے آیا ہے اور ہی چلا جائیں تو سزا پائیگا دارا اب نے چٹا ہوا نامہ جو دیکھا آگ ہو گیا کہا کہ
بچے طبل جنگ اسی دفت نقارہ رزمی لڑا دش میں آیا اور سعد و سعید نے بھی لشکر باہر نکلوا یا جائیں میں طبل جنگ
بجا صبح کو دونوں لشکر مقابل یکدگر ہوئے بعد راستگی صفوں قتال و جدال کے سعد میدان میں آیا مبارز طلب
کیا دارا اب مقابلے کو نکلا بعد لگا دروڑی کے فزہ بازی ہوئی دارا اب نے فزہ سعد کا ہوا لی کیا سعد نے
تکوار ماری دارا اب نے بندوق سپاگری تلوار چھین لی و سپر کی کشتی میں اسے زیر کیا سعید نے سامنا کیا شام تک
وہ بھی اسیر ہوا دارا اب پھر کراہنے لگے میں آیا کھانا کھا کر آرام فرمایا صبح کو دربار میں آکر بیٹھا اور بلایا سعد و سعید
کو غرض دونوں آکر حاضر ہوئے اور دارا اب نے کہا کہ سجدہ کرو خداوند آب حیات کو سعد و سعید نے

کما کہ ہم لعنت کرنے میں مالک نے کہا اور ارا ب مسلمان کبھی کا فر نہ گناہ کیا کرتے ہو اور ارا ب نے کہا کہ اچھا اؤ سب سے
 دست بیچ ہو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا نہیں ہمارے جاؤ گے ان دونوں نے کہا کہ میں جان دینا گوارا ہو مگر طری امتاعت
 قبول نہیں تو میں قتل کرو اور ارا ب نے جا ہا کہ جلد کو بلائے مالک نے کہا اچھی قتل کرنا انکا مناسب نہیں ہو بلکہ انکو قید کرو
 و ارا ب نے اس وقت زندہ نہ دیا اور پھر بیچاں شاہان اختہ کو بھیجا کہ ارا ب بھی کچھ نہیں گیا ہوا اگر بیت میری کرو
 وہ اگر موجود ہوئے بیت کی خراج دیا و ارا ب دو ایک روز بیان رکھ کر عجم کو روانہ ہوا جب وہاں پہونچا نامہ طاہر بن
 قمرمان کو لکھا کہ جلد آ کر امانت میری اختیار کرو نہیں تو تمکو بیت بڑی دولت حاصل ہوگی ہمارے طاہر بن قمرمان کو پہونچا اپنے
 دلچسپی کی دیکھ کر کان کو اکر کا لامنتھہ کو کے گھر سے پر سو رکھو اس کے بھیجا و ارا ب صورت اسکی دیکھ کر آگ ہو گیا سامنے شتر غم کے
 اگر خیمہ برپا کیا اور صر سے طاہر بن قمرمان لکھا طرفین سے طبل جنگ بجا رات بھر تباری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل ہو کر
 ہوئے بعد صحت آرا کے طاہر بن قمرمان میدان میں آیا مبارز طلب کیا و ارا ب مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی
 گریز چلے آخر کار نامہ طاہر کو زیر کیا اور باندھ کر مشکین لے آیا انکو زندہ نہ دیا اپنے من رکھا صبح کو سامنے بلا کر کہا کہ تم دین
 آپ پرستی اختیار کرو اپنے لئے کما کہ لعنت ہو تم سے دین و آئین پر و ارا ب نے کہا خبر میری بیت کرو اپنے لئے کما یہ بھی نہو گا پس
 و ارا ب نے کہا اسے قتل کرو اس وقت مالک انہ ہوا و ارا ب نے کہا میں نہ ہاؤنگا اور ابراہ سے کشوری سے کہا
 کہ جلد لپکا کر قتل کر آئے ہا سے کشوری طاہر کو باہر لشکر کے ہا میدان خودی کی تیاری کروانی بیڑیوں میں ریان باندھ کر
 جرنی پر لٹینا جب یہ بلند ہو اتیر بار ان کیا پس اس وقت طاہر بن قمرمان عجم زندگی سے اپنی مایوس ہوا اور دعا مانگتے لگا
 کہ خدا وند اس وقت میں کوئی سہارا پکارتے والا نہیں ہے یہ وقت مدد گاری کا ہر ہنوز ہر صورت دعا تھا کہ دامن صحت سے گرد
 آٹھی اور ایک نقاب بدست بنیوش نمایان ہوا اور بارہ ہزار سوار کی محبت سے آکر ابراہ سے کشوری پر گرا اور
 لغو کیا کہ اوکا فر جاؤنگا کمان میرے ہاتھ سے اور ہا سے کشوری نے دوڑ کر اور نقاب بدست پراری نقابدار نے
 ضرب اسکی رد کر کے جو ہاتھ نکوار کا مارا مع مرکب اس کے چار ٹکڑے ہوئے کچھ لوگ اسے ساتھ کے اسے کچھ بھاگ گئے نقابدار نے طاہر بن
 قمرمان کو چھڑا لیا اور اپنے ہمراہ لپکا کر قلعہ عجم میں پہونچا یا اور کہا کہ طاہر تو نے مجھے پہچانا اپنے لئے کما کہ نہیں امیدوار ہوں کہ
 نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ کیے نقابدار نے نقاب اٹھائی اور نام بتایا کہ مجھے غضنفر بن اسد کہتے ہیں تم خاطر
 جمع سے قلعہ بند ہو کر بیٹھو میں مختاری مدد گاری کو موجود ہوں ہا لکھو صحرا کی طرف روانہ ہوا اور بیان طاہر نے قلعہ کو
 آراستہ کیا خندق پر آب کر دی بل تختہ بنوا دیا تو میں جہان نہ چڑھی تھیں وہاں چڑھو ادھن گو لدا زون کو مستعد کر کے ٹھہرا
 اب اندھ کا حال شیخ کہ فاشہ ابراہ سے کشوری کا و ارا ب کے پاس پہونچا لوگوں نے بیان کیا کہ نقابدار بنیوش
 اسے مار کر طاہر بن قمرمان کو چھڑا لیا اور طاہر قلعہ بند ہو کر بیٹھا و ارا ب نے کہا کہ وہ نقابدار کہ صر گیا عرض
 کیا کہ طاہر کو قلعے میں پہونچا کر صر کو جہان کیا خیر کمان جاؤنگا اور بافسران فوج کو حکم دیا کہ چکر قلعے پر نہ نہ کرو تمام فوج نے
 آکر گرد شتر غم کے گھیر ڈال دیا اور وہیں آئے جسے رات کو غضنفر بن اسد بارہ ہزار فزا فون سے آکر لشکر و ارا ب پر
 بیخون گرا اور قتل کرنا شروع کیا اعلیٰ ہوا کہ حریف بیخون آکر گرا ہر طرف سے لوگ مسلح اور مکمل ہو کر نکلے غضنفر نے ایک
 طرف سے اس کے ایک غول کو دوسرے غول سے لڑوا دیا آپ بیچ میں سے لکھا ہوا صاف چلا گیا یہ آپس میں لڑنے لگے
 غضنفر دوسری جانب سے پہونچا جبے میں آگ لگائی طنائین کاٹ دین خبر گرا دیا کچھلے پر و ارا ب کو خبر ہوئی کہ غضنفر
 بن اسد دوبارہ بیخون گرا آپس اس وقت ہوا سو کر اور جلا جلا غضنفر بھاؤ غضنفر کو اطلاع ہوئی کہ و ارا ب
 آتا ہوس بوق بجالی کہ اعر قزاقان بدر روید اور تلوار میں مارتا ہوا چلا گیا و ارا ب نے سنا غضنفر بن اسد دوبارہ

چلا گیا صبح کو دیکھا کہ حریف کا لاشہ کوئی نہیں ہوا اب پرست ہزار ہا سپہین لوگوں مر گئے بہت افسوس کیا اور کہا کہ امی مالک سی دیوانہ تھا بداد بکر طاہر کو چھڑا لیا مالک نے کہا کہ بیشک یہی تھا دارا اب نے افسران غریب کو تائید کی کہ اب ہوشیار رہنا سمجھو نے عرض کیا کہ اب یہ دیوانہ اگر آگے نہ دیکھے گا کس طرح اسکو مار لے ہن دن کو یہ بددست رہا رات کو دو پہر رات گئے پھر غضنفر آ کر نفرہ کر کے خود کھینچ کر اور قتل کرنا شروع کیا ہڑ ہوا کہ پھر وہ دیوانہ اگر شیخون گرا بیٹھے تو اس شب تاریک اور بد موسیٰ میں جاسے کہ پانچاٹھ بجکر آستینوں میں پانچاٹھ ٹھونسے لگے اسکی مہربان تنگ تھیں پانچاٹھ میں کب آئی ہن درزی کو گالیاں دینے لگے کہ کیا پانچاٹھ کی مہربان اسے خراب بنائی ہن کہ پانچاٹھ میں نہیں آئی ہن خدشاگر اسنے کہا کہ میرے شہر جامہ ہو زیر جامہ نہیں ہوا سوقت اسے پھینکا بعضوں نے زیر جامہ کو ہاتھ بچھ کر دو ٹون مہربان میں ہاتھ ڈال دیا پانی میں قلعہ سر و کھیل رہے ہن درزی کو برا بھلا کہہ رہے ہن کہ اسے نابالک اسنے گریبان تنگ رکھا ہر خدشاگر اسنے عرض کیا کہ میرے شہر جامہ ہو زیر جامہ ہو جامہ نہیں ہو کہا کہ جلدی میں کچھ معلوم نہیں ہوتا اور ایک اور شخص جو بہت ہوشیار رہنے اٹھوں نے لباس پہنا ہتھیار لگائے چلے اور ایک مرتبہ کوڑا اپنا ڈھونڈھنے لگے رنڈی کی چوٹی بڑھ کر لپٹے اسنے کہا صاحب سبحان اللہ یہ بد موسیٰ ہو کہ کوڑا بھول کر چوٹی مہربان سے لپٹے ہو حریف سے کیا ڈوگے خوب سامنا کر دے شرمندہ ہو کر چوٹی مچھوڑ دی باہر نکلے حریف کے ہاتھ سے مارے گئے بعضوں کا یہ نقشہ ہو کہ مسلح اور کھل ہو کر اسے ایمان سائیس نے گھوڑے کو تیار کر رکھا تھا مگر گاڑی کھولی تھی اور بچھاڑی کھولنا بھول گیا تھا اگر سوار ہوئے گھوڑے کو اپنے کرتے ہن گھوڑا اپنی جگہ سے اٹھتا نہیں خوب جھنجھلا کر گھوڑے مارے ہن اور کہہ رہے ہن کہ اسے پانچھو کو لیا تھا وقت پر غیبت مہربان ہو گیا ہو ایک کوڑا کہیں جو اس گھوڑے کی ران کے قریب مارا اسنے جھٹکا جو رات بچھاڑی کی بجائے کھڑکائی پھیر لگی انھیں خیال ہوا کہ حریف نے گزرا مارا ہے کر کے گرسے حریف جو پہنچے اٹھوں نے مار کر مڑے مڑے کے غرض لشکر دارا اب کا نہ دبا لہو گیا اسے صلح سات شیخون متواتر مارے کہ ہزار ہا اب پرست مارے گئے آٹھویں شب کو دارا اب نہ سویا سوقت غضنفر شیخون آ کر گرا سوقت سوار ہو کر دوڑا اور لشکارا ہوا سپہ بچا کہ اودھ لے جاتا کمان ہو میرے ہاتھ سے آیا میں اودھ غضنفر نے دیکھا کہ دارا اب آہٹ کیا پکارا کہ او گا ذریچے پاجی تو کیا کر لیا مہربان دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہوں اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ صاحبو اگر میں گرفتار رہو جاؤں تو تم پھر یہاں نہ ٹھہرنا چلے جانا اگر اس میں دارا اب قریب آیا پکارا کہ اودھ لے مجھ کو بخت برگشتہ دہاتوں روز تو شیخون مار کر جو روں کی طرح بھاگ بھاگ جاتا ہوا آج تو میرے ہاتھ لگا ہر غضنفر نے کہا کہ تو میرا کیا کر لیا یہ کسکر تلوار مار رہی دارا اب نے روکی اسنے دوسری اور تیسری تلوار برس چڑا کر سے پانچوں تک تار باندھ دیا روکنا دارا اب کو شکل پڑ گیا ایک گھڑی بھر کے بعد ہاتھ جو غضنفر کا سب سے ہوا بس دارا اب نے بھینکی دیکر قہقہے پر ہاتھ ڈال دیا مڑو کر ہاتھ مچھوڑا جس میں لی اور ڈال کر کہ میں ہاتھ با پیر لال کی ریشمیں لکڑی زور کیا غضنفر کو اٹھا لیا اسے ساتھ دے گھوڑے اٹھا اٹھا کر چلے گئے دارا اب غضنفر کو پکڑے ہوئے لایا زمین پر مارا گھوڑے سے اتر کر چھانی پر چڑھ کے لیکن پانچویں صبح قریب تھی حکم کیا کہ اسے غل و زنجیر میں گرفتار کر کے قید میں رکھو سہر کو بچھ لیا جائیگا یہ لکڑی سوراہا سہر کو بارگاہ میں آکر بیٹھا مالک اپنے دنگل چمکے ہوئے کشور شاہ تخت پر جلوہ گر ہوا ناچ ہوئے لگا دورہ جام کا کوڑا میں آیا دارا اب پکارا کہ لاؤ اس دیوانے کو غضنفر کو بارگاہ میں بیکر آئے اسنے بطریق اہل اسلام سلام کیا دارا اب نے کہا امی دیوانے دین آپ پرستی قبول کر نہیں تو مارا جائیگا غضنفر نے کہا کہ لاؤ کہ لعنت ہو اس دین پر مجھے اپنا مارا جانا گوارا ہو مالک بولا امی غضنفر تم اپنی جوانی پر رحم کر بیعت دارا اب سے کر لو تو ابھی چھوٹ جاؤ گے غضنفر نے کہا بیعت کسے کہتے ہن کوئی کھانے پینے کی چیز ہر مالک نے کہا نہیں نہ کھاتے ہن نہ پیتے ہن

بیت اسے کہتے ہیں کہ ہم ہاتھ میں ہاتھ دار اب کے دو در کو کہ ہم مختار سے دوست کے دوست ہیں اور دشمن کے
دشمن ہیں غضنفر نے کہا تو بہت سہل ہو میں بیت کرنے کو موجود ہوں مجھے چھوڑ دو دار اب یہ سنگ بہت خوش ہوا
اور آئندہ دن کو بلا کر قید غضنفر کی کٹوا دی غضنفر دار اب کے پاس آیا دار اب نے ہاتھ بڑھایا کہ بیت کرے
غضنفر نے ایک ہاتھ سے ہاتھ دار اب کا پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ اودھو بی بیچے ہم تیری بیت
کرینگے لیکن ایسا طمانچہ بڑا کہ دار اب کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اور بیہوش ہو کر گرا لوگ دوڑے کہ لینا اس دیوانے کو
غضنفر نے دار اب کی سپر تلوار اٹھائی مالک بولا اے دیوانے تو نے بت برا کیا غضنفر نے ایک تلوار مالک پر ماری
اور کہا کہ معلوم ہوا تو بھی مانند لندھو ر کے دار اب کا عاشق ہو اور اچھا سا زخم مالک کے لگا اس وقت اب پرست
چار طرف سے دوڑے تھے اور کہتے آئے تھے کہ لینا اور پکڑنا اس دیوانے کو غضنفر جھٹ پٹ ایک تیس چالیس
آدمیوں کو زخمی کر کے بارگاہ سے باہر آیا مالک کے گھوڑے کو مار ڈالا دار اب کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا
گیا بیان دار اب کو جو ہوش آیا بارگاہ کو مثل مثل گاہ کے دیکھا کہ لاشیں پر لاشیں پڑی ہیں اور کچھ لوگ زخمی تڑپ
رہے ہیں باہر آیا کہ تعاقب میں روانہ ہو گھوڑا نہ پایا چاہا کہ اور گھوڑا منگواسے لوگوں نے کہا کہ اب آپ اسکو
کمان پائیدگیا جانا جھٹ ہو دار اب پھر آیا اسے غصے میں حکم دیا کہ بچے بیل جگ بیل مسج کو قلعہ عجم کو لو لگا اسی وقت بیل جگ
بجا اُدھر طاہر بن قمران کو خبر ہوئی اسنے بھی نفا رہا رزمی کو بچنے کا حکم دیا غرض چار سپہ راک دونوں لشکروں میں
تیار رہی یہی صبح کو طاہر فیلبد دروازے پر آکر بیٹھا اُدھر سے آمد لشکر حریف کی ہوئی بیان سے گولہ اکاؤ کا پڑنے لگا
اب پرست گولے کی زد سے ہلکے کھڑے ہوئے دار اب نے کہا کہ سمجھاؤ عجم والوں کو کہ اگر میری بیت کریں تو خبر دینا ملازمین
میں قلعہ لیلو لگا سرچند اُنکو سمجھایا اُنھوں نے سوائے دشنام کے اور کچھ جواب نہ دیا آخر کار دار اب غضبناک
ہو کر گزرگران سنگ ہاتھ میں لیکر قلعے کی طرف چلا اُدھر سے گولہ پڑنے لگا زمین جلنے لگی آگ برسنے لگی زمانہ تیرہ قا
معلوم ہوتا تھا مگر دار اب کشور کشا گولوں کو رد کرتا ہوا لب خندق پر پہنچا لگا موخچوں پر تالاؤ دینے بیان
گولہ نازوں نے عرض کیا کہ سخت غلٹے بار بھر کے داغ چلے اب کیا حکم ہوتا ہے کہا ہاتھ دھک لیا ایک اُدھ گولہ
قتلا کا لگا ہو گا پس تو ب چلنا جو موقوف ہوئی اور ہوا اودھو میں کو آڑا کر لگی روشنی ہوئی دیکھا دار اب کو کہ
لب خندق کھڑا ہے قلعے میں بیل مگلی ہاتھ متوالا تیل کا کڑھاؤ کڑک کر پولا مارو دی سنہ بیان اور پھر دار اب پر بار
لگے طاہر نے کہا کہ بارو جو غصے گولے سے نہ رکاوہ مانتے متوالے سے کیا کرینگا یہ وقت دعا کا ہے شاید پروردگار عالم ہماری
مدد کرے اور اسی وقت طاہر نے حاج سے اتار کر دونوں ہاتھوں پر رکھ کر پکارا امی پروردگار عالم کافر کے ہاتھ
سے ہلکوبچاؤ ابھی دعا تمام سنوئی تھی کہ دار اب نے ارادہ کیا کہ خندق کو پہنچا کر اس پار بجائے دروازہ قلعے کا
توڑے کہ اسی وقت آوار بوق کی بلند ہوئی اور غضنفر آکر لشکر دار اب پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا بیان خراج
کشوری نے آکر دار اب سے عرض کیا کہ جلد چلیے نہیں تو دیوانہ کشور شاہ کو مار ڈالو دار اب ناچار وہاں سے
بھاگ لشکر میں آیا دیکھا کہ ایک غلہ بپا ہر جیسے جل رہے ہیں غضنفر دیوانہ لوگوں کو قتل کرتا پھرتا پھر دار اب
پکارا کہ اودھو اسے غضب کیا تو نے کہ قلعہ لیا ہوا تو نے میرے ہاتھ سے کھوا دیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہوں
او مکار تو بیت کرنے کے ہمارے سے بھگوتا پنچ مار کر بھاگ گیا غضنفر نے کہا اودھو بی بیچے اُس روز تو طمانچہ مارا
تھا آج خوب تیری درگت کرو لگا اور لگا تلوار میں مارنے دار اب کو روکنا مشکل ہو گیا اب تک ہاتھ جوست ہوا
دار اب نے تلوار ماری کہ سپر کو سر پر غضنفر کے چہرے کی تادوا بر واد آئی اسنے دستا نہ مارا تلوار تو جھنکا کر

قتل گئی مگر سب سے ایک چادر خون کی جاری ہوئی رفیق غصہ فر کے بیچ میں آکر لے بھاگے وارا اب کشور کشاد داخل بارگاہ
 ہوا یو شاہک رزم اتاری لباس بزم پہنکر صحبت میں بیجا مالک (شور سے کہہ کر اس دیوانے نے مالک میں دم کر دیا اور اسکا
 کہیں مکن نہیں ملتا خدا جانتے رہتا گمان ہر جگہ قلم لپٹا شکل کر دیا ہر مالک (شور سے کہہ کر اب وہ دیوانہ زخمی ہوا اور اب
 آپ شوق سے قلم لپیچے اسکا اندر بند نہ کیجیے وارا اب نے پھر میل جنگ بجا دیا اور صبح کو قلعے پر یورش کی تو لون کو روک کر ہوا اب
 خندق پہونچا تھا کہ بوق کی آواز بلند ہوئی پس وارا اب تاجا پھر مالک سے کہہ کر تم کہتے تھے کہ اب وہ دیوانہ نہ کیگا مالک
 بولا اور وارا اب یہ کچھ اپنے باپ سے بھی زیادہ غنہ انگیز معلوم ہوتا ہوا اسکا جنون اسد کے جنون سے بھی زیادہ بڑھا
 ہوا ہر غرض لشکر میں پہونچا دیکھ کر دیوانہ قتل کر دیا ہر لکار کر دوڑا مقابلہ ہوا غصہ فر نے تیج مارنا شروع کی مگر وارا اب
 نے سب حملوں کو روک دیا کہ جو ہاتھ تھوڑا مارا تو زخم غصہ فر کا وہ پارہ ہو گیا پھر لوگ غصہ فر کو لیکر بھاگ گئے وارا اب
 داخل خیمہ ہوا کہ اس دیوانے نے بہت تنگ کیا ہے مگر کیا کیا جائے جب تک یہ بیان ہو قلم نہ اٹھائے گا اور پھر فتاح کشوری
 سے کہہ کر لوگوں کو دھوا میں جا کر تلاش کر کہیں تو بتا اسکے لشکر کا معلوم ہو گا یہ سنکر وہ چلتا ہوا اور تلاش کرنے لگا مگر غصہ فر
 نے دوسرا زخم جو کھایا تو بچا ہوا گیا اور بچا ہوا لوگ اسکو اسی عالم ہوشی میں جانب سبائل اٹھا لیتے
 ساتویں دن فتاح کشوری کو حال معلوم ہوا کہ غصہ فر بیمار ہو کر سبائل کو چلا گیا وارا اب سے آکر فتاح
 نے عرض کیا کہ بیان اس دیوانے کا نام و نشان بھی نہیں وارا اب نے کہہ کر اب میں قلم نہ اٹھاؤں گا کہ
 میں ابی بار طاہر بن قمران کو اور بھاؤن اگر وہ ماسے تو فنا ورنہ تو پھر سمجھ لینا کہ کیا معنائی ہے مالک نے طاہر
 بن قمران سے کہلا بھیجا کہ جسکا تمہیں بھروسہ تھا وہ تو بیمار ہو کر چلا گیا تم اب مفت میں اپنی جان کیوں دیتے ہو اور
 قلم کیوں برباد کرتے ہو اگر وارا اب کی ہمت کرو اس میں تمہاری ہی بہتری ہو نہیں تو بارے جاؤ گے طاہر نے یہ
 پیغام سنکر کہلا بھیجا کہ او عرب سو سمار خوار رنگ بیا بان شمار تجکو جو عداوت دست راستیوں سے ہو تو تو وارا اب کو
 بیان چھوڑ کر لایا یہ کہینہ ویر تہ اپنا ظاہر کیا ہے ہمارے آقا شاہزادہ نور الدین کو خدا سلامت رکھے وہ کہتے آکر
 عرصے لے لیا اور ہم تو اس باجی دھوبی بچے کی بہت نہ کریگے خدا ہمارا میں دم دگا رہے اور جو ہمارے حق میں
 بہتر جانگا وہ کرے گا پس یہ جواب جو مالک کے پاس پہونچا چپ ہو گیا وارا اب نے کہہ کر اب آپ اتمام محبت کر چکے
 کہہ کر پس میل لگی بچے اسوقت آثارہ گرد گزرایا یہ خبر طاہر کو ہوئی سمجھا کہ اب قلعہ ہاتھ سے جائیگا چاہا کہ ناموس کو قتل
 کیے لوگ مانع ہوئے اور کہہ کر انکو لقب کی راہ سے نکال دیجیے طاہر نے ناموس کو مع مال و اسباب راکھو لقب کی راہ
 سے جانب قلماق کوہ روانہ کر دیا اور خود مستعد ہو کر بیٹھا اور صبح کو وارا اب سوار ہو کر مع فوج کے سامنے قلعے کے
 آبا اور گرنہ ہاتھ میں لیکر قلعے کی طرف چلا تمام گولوں کو دیکھ کر اب خندق پہونچا غل ہوا کہ وارا اب آگیا اور وارا اب
 خندق بچا نہ کر اس پار کیا اور صبح سے طاہر دروازہ قلعے کا کھول کر نکلا وارا اب سے سامنا کیا خوب کڑھکا اور جب کئی گوارا میں
 پڑیں اور زخم کاری لگے اسوقت گرا وارا اب کو بھی خوب زخمی کیا جب طاہر گرا وارا اب نے چاہا کہ سر کاٹ لے آتش
 مالک نے دوڑ کر کہہ کر پس اب سر نہ کاؤ وارا اب نے ہاتھ روک لیا اور کہہ کر مجھے آپکے فرما نے سے انکار نہیں غرض طاہر
 کو وہاں سے اٹھوا لیا کہنا بجا ملاج اسکا کرو اور تمام قلعے میں وارا اب نے بندوبست اپنا کر لیا مال و اسباب جو کچھ
 تھا سب پر قبضہ کیا اور وہاں رہا بعد اسکے کوچ کر کے ملک سنجان کو روانہ ہوا کئی دن کے بعد سرحد عجم میں پہونچا
 مملوک عجم وہاں کا حاکم تھا اور قلعہ بالا سے کوہ تھا وارا اب جب وہاں پہونچا مالک سے حال اس قلعے کا پوچھا
 مالک نے کہہ کر اس قلعے میں خزانہ گنجاب کار تھا اب بدایع الزمان کا خزانہ نہیں رہتا ہوا و جبنا خراج ملک کو دیکھ کر

کا ہر آدمی اس میں رکھا جاتا ہے اور ادھار مالک حرمان میں جمع ہوتا ہے وارا ب نے کہا کہ میں اس قلعے کو لوٹنے کا مالک ہوں
 کہ اس قلعے کا لینا بہت دشواری ہے وارا ب نے کہا کہ میں بغیر اس قلعے کے آگے نہیں بڑھتا مالک نے جواب دیا کہ میں
 پہلے مملوک عجم کو سمجھاؤں بعد اسکے آپکو اختیار ہے یہ مکرنا مملوک عجم کو لکھا اور مضمون اس نامے کا یہ تھا کہ اے مملوک
 عجم میں نائب ہوں حمزہ صاحبقران کا مجھ کو صاحبقران وارا ب کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں میں نے
 وارا ب کی بیعت کی ہے اسکے ساتھ ہوں تبصیر بھی لائق و لازم ہے کہ اگر اطاعت وارا ب صاحبقران کی کروادو جو کچھ
 مال و اسباب ہو وہ وارا ب کو دے اور اگر خلاف اسکے کر دے تو میں بھر دخل نہ دوں گا تم جاؤ مملوک نے یہ بی نام مالک
 کا سکر کہا کہ کد بنیاء مال خزانہ ہے شانہ زادہ بدیع الزمان کا کسیوینین نے گا اور قلعے کی طرف کیا مجال کیسی جو نگاہ مضمون
 کر کے دیکھ کے نامہ ہر نے جواب نامے کا لاکر مالک کو دیا مالک نے وارا ب سے کہا کہ اب آپکو اختیار ہے وارا ب نے حکم
 دیا کہ کچھ طبل جنگ اس وقت نقارہ بجا چار پہر رات تیسری صبح کو وارا ب مع لشکر سامنے قلعے کے آیا صف باندھ کر کھڑا ہوا
 فوج کی طرف اشارہ کیا سب گھوڑے اٹھا اٹھا کر چلے آدھر سے گور گوری کچھ نہ چلایا سب زیر کوہ پہونچ گئے چار پہر چڑھے
 جب کچھ حضور ہی دور آئے تھے کہ گمانی پر سے پہاڑ کی ایک تپھر کنی ہزار من کا ڈھلکا دیا وہ جو آکر انہر ڈھلکا دون آدمی
 بیکر مر گئے باقی بھاگے انھیں اوپر سے گولندازوں نے اڑا دیا ہزار ہا آدمی واصل جہنم ہوئے آخر کار پھر کر چلے گئے اس طرح
 تیس بار یورش کی مگر کچھ نہ ہوا وارا ب نہایت پریشان ہوا تین مہینے اسی قلعے پر گزر گئے مالک سے پوچھا کہ بدیع الزمان
 نے یہ قلعہ کیوں کر دیا تھا کہا کہ مکر و فریب سے وارا ب نے کہا کہ میں انچی بکر چلوں گا قلعے کو لوٹنے کا مالک نے کہا کہ صلاح اچھی ہے
 اس وقت وارا ب نے ایک کاغذ لپیٹ کر مانند نامے کے سر پہ باندھا اور وضع اپنی بہ لکر کچھ لوگوں کو ساتھ لیکر سامنے
 قلعے کے آیا اور پکارا کہ جا کر مملوک سے کہہ دیجیے وارا ب ناما آیا کچھ ہتھکتا ہو اگر تھے مانا تو بہترین تو چلا جائیگا مملوک
 سے جا کر لوگوں نے کہا کہ اچھا بلا لاؤ لوگوں نے آکر دروازہ کھولا وارا ب کو اندر بلایا جب وارا ب ایوان خدای
 میں پہونچا اور مملوک کی نگاہ اس پر پڑی وہ بہرہ و شان و شوکت دیکھا ہی نہ کہ یہ خود وارا ب ہے تو نے کیا کیا کا اندر
 قلعے کے بلایا غضب ہوا اب قلعہ ہاتھ سے گیا مگر اپنے دل میں کہا کہ اے مملوک جیسی مکاری اس نے کی ہے تو بھی بکر اس سے
 پیش آہیں یہ سوچ کر وارا ب کو بلا کر اپنے برابر کر سی جو اس پر بٹھایا اور اسباب دعوت مہیا کیا پوچھا کہ آپ کیسے
 وارا ب کشور کشا آپ ہی ہیں وارا ب نے کہا کہ اس سے مطلب تھا کیا ہے مملوک بولا کہ میں نے رات کو صاحبقران
 کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے فرما رہے ہیں کہ اے مملوک تو وارا ب کی بیعت کر وارا ب فرزند ہمارا ہے کوئی غیر نہیں ہے صبح کو
 وہ ابلیجی بکر آٹھکانو اسکی اطاعت سے باہر نہ ہونا جس طرح سے وہ راضی ہوا سے راضی رکھنا اس باعث سے میں نے آپ کو بچانا
 وارا ب یہ سکر بہت خوش ہوا کہا اے مملوک حقیقت تو یہ ہے کہ میں وارا ب ہوں اس مکر سے قلعے میں آیا تھا مملوک نے
 قدموں کو بوسہ دیا کہا بلائیے مالک اتر کر کوہ میں مال و خزانہ اسکے سپرد آپ کے سامنے کر دوں وارا ب نے اس وقت ہر
 لکھا کہ اے مالک اترو ہم جس واسطے قلعے میں آئے تھے بغیر جنگ و جہل نصیب ہو گیا تم جلد یہاں آؤ مالک رفتہ رفتہ ہی قلعے
 میں آیا مملوک نے بہت خاطر و مدارات کی خزانہ دیکھا ہا کہ یہ حاضر ہے آپ مالک و مختار ہیں جسے چاہیے دیکھئے مملوک نے
 دعوت کی اور رکھائے میں بیہوشی بنا کر وارا ب اور مالک کو گرفتار کیا صبح کو اپنے سامنے بلا کر مالک سے کہا کہ وہ جو کہیے تھے
 دوست راستیوں کے ساتھ تھا وہ تو نے کیا کر وارا ب کو جڑھا کر پھیر لایا دیکھا تو نے عوض اسکا اب تم دو لوگوں تک کہ صاحبقران
 ظلمات سے نکلنے لائے قید رکھو نگاہ وہ آکر جو چاہے سو کر سن اور اس سے پیشتر مملوک نے نامہ عامل خان بن
 گنجاب کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ وارا ب چڑھا آیا ہے اسکی تہہ پر کھینچے وہ نامہ پڑھتے ہی لشکر کو اپنے آراستہ کر کے چل کھڑا

ہوا تھا اس وقت آیا کہ مملوک داراب کو پکڑ چکا ہو بس آئے ہی کامل خان نے لشکر پر داراب کے شیخوں مارا وہ شکست
 کھا کر بھاگے کامل خان سرحد عجمین داخل ہوا مملوک استقبال کر کے لگیا کامل خان نے مملوک کو قتل دیا داراب کو
 بلایا بہت سا عتاب و خطاب کیا تھا اسے کائناتوں روزگار بدر بن زلزل یکشنبی فوج و لشکر بہت سا جمع کر کے جزیرہ فنیق
 سے خروج کر کے ملک سنجان میں آیا کامل خان نے اسکا مقابلہ کیا و رقاسے زنجیر خوار قارن بلند کمان ترک جو شہنشاہ
 بدر سے سامنا کر کے زخمی ہوئے اس کے پاس خفتان مسیح بند تھی اس سب سے حربہ حریف کا اس کے بدن پر تاثیر دے کر تھا یہاں تک
 کہ کامل خان بھی لڑا اور مجروح ہوا اور بدر نے کھلبھجیا کہ کامل خان تو کوئی غیر نہیں ہر دین لقا پرستی اختیار کر گئے
 صلح کر کے کہ نصف ملک سنجان میرے پاس رہے اور نصف تیرے پاس رہے نہیں تو مار کر سب ملک چھین لوں گا کامل خان
 نے نامہ ہر کو پا پوش کاری کر دیا کہ نکلو ا دیا جب ایلی پھر کر بدر پاس پہونچا اور حال بیان کیا بدر نہایت خفتناک ہوا کہ
 کہ بچے طبل جنگ کل ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑو نکلا کامل خان کو خبر ہوئی اسخوری ہوئے لگی غلطی سے کہ صاحبویہ
 بدر تو کسی سے مغلوب نہوگا ایسا ہی زبردست مانند بدیع الزمان اور نور الدین ہر کے ہونے اسکو سزا سے معقول دے
 سوا ایسا کوئی مجھے نہیں معلوم ہوتا ہوا اسکو تہیہ کر کے مکر داراب کشور کشا اور مالک اژدر تختاری قدیم گزینہ
 میں آئے ہو اگر چاہیے ہڈی بچے چاہیے ہیجے پھر انکو بدر بن زلزل کشی سے لڑو ا دیا بچے قصہ مختصر داراب کو زندہ نکالنے
 سے بلا کر اس سے سبقت کی مالک اژدر کے قدموں پر گر کے کہا مجھے خدا ہوئی القصد بدر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دو دن لشکر
 میدان میں آئے صفین آراستہ ہوئیں بدر مرکب کو چپکا کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا داراب کشور کشا نے نکل کر مقابلہ کیا
 گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی داراب نے نیزہ اسکا ہوانی کیا بدر نے جھٹلا کر تلوار ماری داراب نے سپر کو ہرے کی پناہ
 کیا جب تلوار زندہ یک ہوئی علی بند سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ سپر بہت پر جا بھولی اور پنجہ ملی کو دراز کر کے تھکی دی کہ تلوار
 پہلے پڑی پس قبضے پر ہاتھ ڈال دیا مڑوڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور ڈاکر کمر زنجیر بن ہاتھ پایہ زلال روٹھ میر کھلے زور کیا کہ قاتل
 زین سے اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا مملوک عجم نے اپنے لشکر کو داراب کی ملک کو بھیجا اور وہاں داراب نے چھالی
 پر چڑھ کر مشکین بدر کی باندھ لیں پس فوج نے بدر کی بورش کی داراب بھی اڑ کر جا کر خوب جنگ منسوب ہوئی آخر کار
 شکست کھا کر لشکر بدر کا بھاگا کامل خان داراب پر زور نثار کرتا ہوا لایا اور داخل خیمہ ہوا رات کو تو آرام فرمایا صبح کو
 صحبت عیش کی برپا ہوئی بدر کو ساخنہ بوا یا دہ کا فرج آیا اسنے بطریق آب پرستان سلام کیا داراب نے چاہا کہ اسے چھوڑ دے
 کامل خان نے کہا اس شہر بار اسکے فریب میں آپ نہ آئیے گایہ بڑا مکار ہو میں ہی اسے خوب جانتا ہوں اسکو چھوڑ دے گا نہیں داراب
 نے کہا غیر قتل تو اس مکار کو نہ کر دینا اسکی بدولت میں فید سے چھوٹا ہوں الا اسے اسیر کر دینا گایہ لکھ حکم دیا کہ بدر کو زندہ نہ لیں
 لیجا ڈکا مل خان نے خراج ملک حرمان و ورہ خونریز اور ملک سنجان اور کل کو چک باخترا داراب کو دیا اور فرار کیا کہ آہ
 صا جہقان جسطح سے بدیع الزمان کو خراج دیتے تھے اسطرح آکھو بھی دینگے مگر وہ مال جو آیا تھا داراب نے آدھا آپ
 لیا اور آدھا مالک کو دیا مالک نے اپنا حصہ کامل خان کے سپرد کیا اب داراب نے ارادہ کوچ کا کیا ہمراہ اسکے چھ لاکھ
 تو آب پرست تھے اور پانچ لاکھ اہل باختر اور اسی ہزار عرب نیزہ دار اس صحبت سے بہتہ مقابلا ایرج کے یہاں سے کوچ کر کے گئے

اب دو کئے داستان ایرج اور اسد کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسد جو بارگاد سلیمانی کو ایرج نوجوان سے چھین کر ملک مسمار سے روانہ ہوا قریب آؤر کوہ کے پہونچا تھا
 کہ گردوغبار کا تھق اٹھا اور طوفان بن سماک اژدر گیر جو قاقب میں اسد کے چلا تھا وہ وہاں پہونچا اور نمود
 کیا کہ دیوانے مجھول کمان تو بارگاہ کو لیے ہوئے جاتا ہوا دیکھ کہ پہونچا میں اسد نے بارگاہ کو نشیبت پر لایا آپ مقابلہ

کو طوفان کے آیا اور لٹکا کر اونا بکا رکھا تو کیا کریگا بس آپس میں تلوار چلی اسد کے زخم کاری لگا بیوش ہو کر
 گرا طوفان نے جاہا کہ ایک تلوار اور مارے کہ ابراہیم بن مالک دوڑ پڑا اسد کو تو لوگ اٹھ بیگئے ابراہیم
 نے مقابلہ کیا طوفان نے ایک تلوار ماری ابراہیم زخمی ہوا غلغمہ سے سامنا کیا وہ بھی مجروح ہوا معظّم خان متا ۲ ہوا
 وہ بھی گھائل ہوا اب قریب ہو کہ اسد شکست کھا کر بھاگے کہ برہنہ کلنگان طہاس بن غنقویل دیو پرورد آپو پنا اور نعرہ کیا کہ
 اوکا فرجاتا کمان ہوا یا میں طوفان نے جو اسے دیکھا جان پر صدمہ ہوا اور کہا کہ یہ کمانسے آپو پنا ہے تو ایرج سے لڑ رہا تھا
 مگر ناچار سامنا کیا دو تلوار بن برابر طہاس پر مار بن طہاس نے رد کر کے سا لور جو مارا زخم کاری طوفان کے لگا بیوش
 ہو کر گرا کاتے میں معاد رشک دراز گردن دکھائی دیا اور طہاس سے مقابلہ کیا طہاس نے ضرب اسکی رد کر کے جو سا طور
 مارا تو تاجک اسکے اڑ گیا کہ حاصل جنم ہوا اسد پکارا ای طہاس اگر ایک آفتاب پرست کو تھے زندہ چھوڑا تو بھائی صاحب سے
 شکوہ تھا کہ گردن لگا طہاس نے ارادہ کیا کہ آفتاب پرستوں پر جا پڑے کہ طہاس سپنودار ہوا ہنوز وہ مقابلہ طہاس
 کے نہوا تھا کہ گردن غبار کا حق اٹھا اور ایرج نو جوان آپو پنا طہاس کو نہ جانے دیا آپ مقابلہ طہاس کے ہوا بعد نیزے
 اور گرز کے فوت تلوار پر پونجی دو گھڑی تک تلوار چلی آخر کار طہاس زخمی ہوا اور لوگ اسے اٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز
 طلب کیا اب کون تھا جو مقابلہ کر آتا اسد مع بارگاہ آفر کوہ کی طرف بھاگا ایرج نے تعاقب کیا اسد تو پہاڑ پر
 چڑھ گیا ایرج نے اگر چار طرف سے نعرہ کیا اور جاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائے لوگوں نے منع کیا کہ شام ہو گئی ہے اسوقت تک
 نہیں ہو کل صبح کو کچھ لیجئے گانا چار ایرج نے وہن خیمہ پر پکایا اور نشہ شراب میں اگر حکم دیا کہ کچھ طبل جنگ اُدھر اس
 نے عرضی شاہزادہ نورالدین کو لکھی کہ ای شہزادہ میں جو آپ سے جدا ہوا اگر بارگاہ ایرج سے چھینی مگر آذر کوہ تک پہنچا
 تھا کہ وہ تعاقب میں آگیا میں زخمی ہوا رفیق بھی میرے مجروح ہوئے طہاس نے گردش فلک سے زخم کھایا اب میں پہاڑ چڑھ چکا ہوں
 آپ جلد آکر میری مدد کریں نہیں تو مجھے زندہ نہ پائے گا ضرغام شیر دل یہ عرضی لیکر روانہ ہوا چار سپہ رات تو اس میں
 گذری صبح کو ایرج مع لشکر آذر کوہ کے سامنے آیا اور پکار کر کہا کہ او دیوانے بارگاہ سلیمانی دیدے اور جہد
 چاہے چلا جا اُدھر سے جواب یہ ملا کہ او ہزار بچے کیا بکتا ہے اور کیا گوہ کھاتا ہے بارگاہ کبھی کبھو نرنگی جو کچھ ہو سکے کس طرح
 قصور اور کوتاہی نہ کر خدا سے مانگ است ایرج یہ سنکر غیظ و غضب میں آیا تمشیر ابدار ہاتھ میں لیکر پہاڑ کی طرف
 چلا ہنوز نزدیک پہاڑ کے نہیں پہنچا ہے کہ گردن غبار کا حق اٹھا اور جب گردش ہوئی ایک نقابدار سنبل پوش
 نمایان ہوا اور نعرہ کیا کہ او کر پاس فروش کچھ بازاری کیاں جاتا ہے پہلے مجھے سامنا کر لے پھر پہاڑ پر جانا ایرج یہ آواز
 سنکر قیام لیا نقابدار ہوا اور بوجھا اوگنم تو کمان سے آیا ہوتا تھا کبھی کبھو پیکر میرے سامنے لائی ہو چلا تھا میں خدا پرستوں کو قتل کرنے
 کے لیے مجھے مار لوں پھر تو اسے نیچے لوگا نقابدار نے کہا کہ او آفتاب پرست آجنگ کوئی بہادر بھی زخمیوں سے لڑا ہے جو تو
 انبر چلا ہوا اور دعوے صاحبقرانی کا کرتا ہے صاحبقران ایسے ہی ہوتے ہیں وہ بولا تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اس دیوانے
 نے کیا کیا صدمہ و رنج دیے ہیں اب بارگاہ سلیمانی مجھے چھین کر لے آیا ہے تو مجھے اس سے بارگاہ سلیمانی دلوا دے
 میں کچھ سرکار نہ رکھوں گا چلا جاؤ لگا نقابدار نے کہا بارگاہ کا حقدار نورالدین ہے ایرج نے کہا خیر معلوم ہوا اور
 اپنا نقابدار بولا کہ تیرے حربے سے بچو لگا تو میں بھی اپنا حربہ کر لوں گا اسوقت ایرج نے برچھا نقابدار پر مارا اسے نیزے
 کو نیزے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کہ ستائیں اور بنائیں ناکارہ ہو گئیں چھڑ چھڑ گئی پڑنے
 مانند خلال فراشان کے پرچے پرچے اڑ گئے ہاتھ سے تنگ دیے تلوار چلنے لگی تا شام تلوار چلی آستہ کار ایک مقام پر پہنچے
 نقابدار کی فلم کر کے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اڑ گئی نقابدار نے دستانہ مارا تلوار کو نکل گئی مگر چادر خون کی جاری ہوئی

اُسی حالت میں نقابا ہارے محوار ماری امیرجی نے خالی دی تکان جو پہنچی سرفشا بداد کا ہرٹے سے ہانکا اور میوش ہو گیا امیرجی نے کہا کہ
ایسا وقتا بداد کو بس آواز سکر لشکر نقابا ہار میں سے نوک پاکی بکرا آئے دیکھا کہ نقابا ہار میوش پڑا ہوا تھا کہ اس پاکی میں ڈال کر نقابا ہار
کو اٹھا لیگے امیرجی میدان سے کہتا ہوا پھر اکو دو ہوا آج نقابا ہار کے مدد سے بگلیا کل کمان جائیگا اسد پکارا اور بڑا زبکے
خدا سے ما بزرگ است امیرجی کا یہ حال ہی کہ مانند مار سر کو فتنہ کے بن کھانا ہوا چلا گیا مگر اس قلعے کو تو میں چھوڑے

اب چند کلمے داستان نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہیں

شاہزادہ نورالدہر جس گنجور اور قلعہ قمر بخش کو مسخر کر کے روانہ ہوا ہی کوچ کوچ چلا آتا ہے قلعہ آفتاب نامہ پاس پونچا بارگاہ اسٹا
ہوئی داخل بارگاہ ہوا ہر کارون نے آکر عرض کیا کہ امیرجی نے ہر مژنا جدار کو مع سرداران نامہ اس کے اس قلعے میں قید کیا ہے شاہزادہ
نے چہا مڑنے اس قلعے کو گھیر لیا مگر یہ قلعہ بیاد پر ہی بنوایا ہوا ہے سکندر زو والقرین کا اور اسکی گھائیوں پر کئی کئی سو میں کے پتھر رکھے ہوئے ہیں
کو حریف جو قلعے پر جانیکا ارادہ کرتا ہے تو پتھر دبا لئے لڑھکھا دیتے ہیں کہ حریف کا کام تمام ہو جاتا ہے اور نوافل زرنیہ فاش بیان کا حاکم ہے
نورالدہر نے نوافل سے کہا بھجھا کہ جو تو اپنی جان بچا یا جاتا ہے تو میرے سرداروں کو میرے پاس لے آئیں تو اس طرح مار دوں گا
کہ لوگ تیری حالت پر عبرت کر لیں گے اُسے کہا بھجھا کہ جب قلعہ لوگے تو سمجھ لیا جائیگا اب شاہزادہ پتھر خاموش ہوا اور فکر میں ہوا کہ
کسی تدبیر سے قلعہ لے لیجیے پس ایک ہفتہ گذرا تھا کہ صرغام شیر دل عرمنی اسد کی لیے ہوئے پونچا سام کیا وہ عرمنی ہاتھ
میں دی شاہزادہ نے اُسے کھد کر چھڑا اور آگاہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کہ میں اس قلعہ کو بغیر لیے نہ پھر دوں گا اُسی وقت
نقارے پر جب پڑی طبل ہوا کہ کل شاہزادہ قلعہ پر یورش کر لگا یہ خبر نوافل کو ہوئی اُسے بھی طبل جنگ بجوایا چار سپہ رات تیاری
رہی صبح کو نوافل آکر قلعہ دروازے پر بیٹھا گو لندا ز مستعد ہوئے آدھر سے نورالدہر چلا آیا اسے اکا دکا گولہ پڑنے لگا کوچ زور سے
شکر کھڑی ہوئی نورالدہر نے گزر گران سنگ ہاتھ میں لیا اور یکہ دھماکا قلعہ پر چلا بیان دیدہ بان جو بیٹھے دیکھ رہے تھے اُنھوں نے
نوافل سے کہا کہ ایک سوار آتا ہے کہ آئے دو زور جب کچھ میدان زد کاٹو کیا اس وقت نوافل نے ہوائی داغی بس گو لندا زون نے
گو لے مارے گولہ مانند آدے کے لگا برسنے مگر شاہزادہ گو لون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے غرض تمام گولوں کو رد کرتا ہوا زبرد کوہ
پونچا دیکھا کہ نورالدہر آگیا نوافل نے کہا کچھ پر دانہیں نورالدہر دامن گردان کر آستینیں چڑھا کر سپر فولادی ہاتھ میں لیکر
پیار پر چلا جب تھوڑی دور آیا آدھر سے قلعے والوں نے ایک پتھر مٹھکا یا اور وہ جب قریب پونچا نورالدہر پہنچا
پتھر لڑھکاتا ہوا چلا گیا آگے بڑھا دو سرا پتھر اور آیا وہ بھی خالی دیا اسی طرح سے تمام پتھروں کو رد کر کے زیر قلعہ پہنچا
قلعے میں بلبل چلکی نوافل نے دیکھا کہ شاہزادہ سے کابل یا درہم اور دین اسکا برحق ہے تو اپنی جان کیوں دیتا ہے اور
قلعے کا کھول کر قدموں پر گرا عرض کیا کہ لعنت کی میں نے دین آفتاب پرستی پر نورالدہر نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا وہ کلمہ پڑھکر
از سر صدق سلمان ہوا شاہزادہ نورالدہر کو قلعے میں لایا ہر مژنا جدار کو مع سرداران زندا نختا نے میں سے بلوایا نورالدہر
نے ہر مژ کو حیر کیا اس شہر بار کو حرام کر دیا کہ تخت پر بٹھایا جلا سردار دن کو بلو کر غلہ تھامے فاخرہ پہنائے پھر مال و اسباب
و ہانکا اپنے قبضہ قدرت میں کیا لیکن وہ اسباب نگہبان کے حوالے سے اپنے قبضے میں لیا بعد اسکے صرغام شیر دل سے کہا
کہ تم جلد جا کر اسد سے کھدو کہ گھبرانا نہیں بلو اپنے پاس آیا بھو صرغام تو آفر کوہ کی جانب روانہ ہوا شاہزادہ نے نوافل
کو اپنی جانب سے قلعہ آفتاب نما کا حاکم کیا اور مال و اسباب وہاں کا اُسکے سپرد کیا اور امیرجی تاج بخش کو ہرادل لشکر کو
سمت آذر کوہ مع لشکر نظر انداز روانہ ہوا بعد قطع منازل کے تیسری منزل تھی کہ شاہزادہ نورالدہر لشکر سے علیحدہ رفتا
ہمراہ رکاب شکار کھینتا ہوا چلا جاتا تھا ناگاہ برق چمکی اور ایک بچہ گرا اور شاہزادہ سے کواٹھا کر سو سے آسمان سے گیا
رفتا دیکھتے ہی ریگے آخر باہم کہنے لگے کہ یہ کیا بلا ہے آسمانی تھی کہ جو خورشید فلک کا مرانی کو لیگی جب رخا میں شور و غل زو

ہوا یہ خبر ہر مہر ناچار کو پہنچی ہر مہر نے مجھ کو اسی جگہ قیام کیا اور ہر کارون اور سائنہ فی سواروں کو براسے
 سرائے رسائی شانہ زادہ نور الدہر دہان کیا مگر حال اس مایہ ناز کے کہ جب پنجہ ایکر بلند ہوا شانہ زادہ کثرت ہوا سے
 بیہوش ہو گیا جب پنجے نے بالاسے زمین رکھ دیا شانہ زادہ نور الدہر کا مکار کو ہوش آیا دیکھ کر ایک بارہ دری میں فرش
 لوکانہ کیا ہر بارہ دری ضایت راستہ ہر جھاڑو یزان ہین قندیلین اعجم فائوسین طرفہ مرزئین بیتالی ہین ہلوہین ایک
 نازنین کے مسند جو ہر نگار پر بیٹھا ہون نازنینان گل پر ہین پنجہ دہن آماؤ رقص و نغمہ ہین ساقیان سیمین ساق سے
 گل رنگ کی کشتیان لیے ہوئے موجود ہین جام بلورین میں بادہ ناب بھر رہے ہین شانہ زادہ یہ حال دیکھ کر متحیر ہوا اور
 اس مسند نشین سے پوچھنے لگا کہ مجھے بیان کون لایا ہین تو ہمارا اپنے رفقا کے شکا رکھتا ہوا جاتا تھا نازنین مسند نشین
 نے مسکرا کر جواب دیا صاحب میں تمہیں اٹھالہ فی ہون نام میرا دل افروز جادو ہر اول میں ماسق تھی قارن قمر ہین
 بر توئے اُسے مارڈالامین اس قصہ سے گئی تھی کہ وہاں ہو پچھنے ہی نے الغور تجھے قتل کر دئی لیکن تیرے جمال مدہ المہر
 کو دیکھ کر خود قتل تیج ابرو اور ہفت تیرنگاہ ہو گئی اب تو مجھے قبول کر جو مطلب دلی تیرا ہو گا وہ برلاؤنگی بادشاہ ہفت گشور
 کر دئی نور الدہر نے جو روئے زیباسے نازنین دیکھا اور تقریر دلغریب سنی بے اختیار دل میں محبت پیدا ہوئی مگر وقت
 گفتگو جو بوسے بد آئے دہن سے آئی دماغ شانہ زادے کا بوسے بد سے پریشان ہو گیا اس وقت گھٹلا کر جواب دیا کہ او مرد
 میں تیرے لائق نہیں ہون میرے خاندان میں کوئی جاوگر نہی سے محبت نہیں ہوتا ہر تا وقتیکہ ساحرہ کو مسلمان نہیں کرتے
 ہین بس۔ ماسے دلی تیرا برنہ آئیگا دل افروز نے پوچھا سواسے ساحرہ ہونے کے مجھ میں کیا برائی ہر نور الدہر نے
 جواب دیا بالعرض تو جلد خوب بیان جہان سے حسن و جمال میں بہتر ہو مگر میرے نزدیک کمال ہر صورت اور نہایت کر یہ منظر
 ہو میں تیری طرف کبھی رخ بھی نہ کر دنگا دل افروز نے یہ سکو شراب پینا شروع کی جب خوب نشہ ہوا دوزن ہاتھ پھیلا کر
 چاہا کہ گلے میں شانہ زادے کے ہاتھ ڈالے شانہ زادے نے فوراً ایک آٹا ہاتھ مارا کہ دل افروز جادو مسند سے دو جا کر
 گری ہر چند جوٹ گئی مگر جھاڑو پنجہ کے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر قریب شانہ زادہ اگر جوش محبت میں کہنے لگی خیر جو کچھ تو نے میرے
 ساتھ کیا اچھا کیا معشوق عاشق پر یونہی جو رو جھا کرتے ہین تو جھڑ چاہے مجھ پر جھا کر لیکن مجھے قبول کر جلد مجھے وصل کر
 تناسے دلی میری برلا نور الدہر نے جواب دیا خبردار مجھے جدار ہنا اگر مجھے لپٹی تو سخت سزا دنگا دل افروز نے مسکرا
 کر کہا کہ ان معشوق میں کیوں اس قدر ناز و ادا کرتا ہو باتیں مشوقانہ کرتا ہر ناحق مجھ کو راتا ہر میں دل و جان سے تجھے خدا ہون
 قسمت کر دیا اپنے ہاتھ سے مجھے سزا دے یہ لکھ عالم عشق میں بے اختیار جانب شانہ زادہ بڑھی اور کہنے لگی تجھ کو میرے سر کی
 قسم اٹھانے کا سوقت مجھے اپنے گلے سے لگائے مجھے پیار کرنے نور الدہر نے برہم ہو کر تلوار میان سے کھینچی اور دریا
 اوچھا دور ہو دہر نہ بھگوا بھی اس تیج سے قتل کر دنگا ساحرہ نے گھٹکے نور الدہر کے کہا کہ اسی شانہ زادے تھے جس
 ہاتھ سے تلوار واسطے میرے قتل کرنے کے کھینچی تھی تو سی جو ہ ہاتھ بلکہ ہمتن ٹکڑیں و حرکت نہ کر دہن یہ لکھ چند دانے
 ماسق کے نکال کر اور سحر پڑھ کر وہ دانے مارے ہاتھ شانہ زادے کا خشک ہو گیا اور تمامی تن جس و حرکت ہو گیا جب شانہ زادے
 کو جلا سے سحر کر چکی تو مسند جو ہر نگار سے شانہ زادے کو عالمہ کیا اور خود مسند پر بیٹھ کر ساقی سے جام شراب لیکوئی لیا
 بعد ایک لمحے کے جب غصہ فرو ہوا پھر محبت نے جوش مارا پکاری اسی شانہ زادے میں فریفتہ ہون ذرا مجھ پر رحم کر
 ماسے دل برلا اس وقت ساحرہ اس صورت سے بالاسے مسند بیٹھی تھی اور یہ حرکات کرتی تھی کہ عالم نشہ میں
 بالاسے مسند کبھی جھومتی تھی گاہ سینہ بجا کر نور الدہر کو دکھاتی تھی کبھی ساق بلورین تازا نو دکھاتی تھی نور الدہر
 ساحرہ کے افعال پر لا حول پڑتا تھا اور کہتا تھا میں کسی طرح تجھے ہمبستر نہ لگا اس طرح تا دیر دل افروز طالب وصل

برہی نور الدہر نے انکار کیا آخر دل افروز نے کہا، شاہزادہ بڑا دیوتا ہے اگر تو میرا کمانہ مانے گا تو بہت بچاؤ لگا میں برہی میرے
 مجھے قتل کر دے گی نور الدہر نے جواب دیا مجھے قتل ہونا منظور ہے اور مجھے معصیت ہونا منظور نہیں ہر دل افروز نے یہ سنا
 کہا ہے افسوس ہاتھ میرا داسکے تیرے قتل کرنے کے نہیں اٹھتا ہوں کیونکہ مجھے قتل کروں ہر چند کہ تو نے میرے حقوق
 کو مار ڈالا ہے لیکن تیرے قتل کرنا دل نہیں چاہتا ہوں میں تجھے اس قدر محبت کرتی ہوں اور تو مجھے بے پروا کرنا ہی یہ لکھنا
 دار روئے گی ناز و نیاز بزم نے دست بستہ عرض کیا اے ملکہ عالم اس گوری صورت پر نظر نہ کیجیے یہ مواند ران کا پھل ہے فقط
 دیکھنے ہی کا ہو کھانے کا نہیں ہوا کچھ رنج و ملال نہ کریں آئندہ بھانین دل مضطر کہ بھانین ناچ دیکھ کر دل بھانین ہسم
 اس سے زیادہ موئے اور سنہ سے جوان ڈنڈ پیل پیلوان کو ڈھونڈ دھکر لادینگے حضور آپ شب و روز اُن سے پیش و پشت
 کیجیے گا ہر وقت مدد سے دل حاصل کر ایسے گا وہ جوان ایسے ہونگے کہ جب آپ کیسے گا موجود ہو جائیے جب ارشاد فرمایا
 ہٹ جائیے دل افروز نے کہا دور ہو مردار و دل تو میرا اس شاہزادے پر کیا ہر قسم سب کچھ ہوتا ہے اور مرد و سب لائینگے
 آتش ہو اس اُسے بھجوا لے گا الغرض خوب گریہ و بکا کوئے کینزدن وغیرہ کو سخت کسرت کمرہ فکر کرنے لگی کہ اب کس طرح اس
 طاہر داتا کو دام میں لاؤں اتفاقاً ایک شہر جو سلیم حصار بادشاہ و ہاکا سلیم شاہ برہی اسکی جہان آرا نامہ دل افروز کو کمال دیکھا
 جتنی تھی زیر قصر بادشاہ جہان آرا کا باغ ہوا اکثر دل افروز ملک جہان آرا کے پاس جا ہا کرتی تھی اسوقت دل افروز کے
 دل میں یہ آیا کہ ابھی ملک جہان آرا کے پاس جا کر تمام احوال اپنا اور شاہزادے کا بیان کر اور اُسے لاکر بیان شاہزادے
 کو اس سے راضی اور قائل کر اسے خیال کر کے فوراً ملک جہان آرا کے پاس گئی اُسے جو دل افروز کو بلول اور اُداس پایا
 گھر کر لپچھا اچھا ہنسی خیر تو ہر دل افروز نے اسکی بار ہو کر کمانیرہ حمزہ پر عاشق ہوئی ہوں وہ کسی طرح مجھے ہمیشہ
 ہوتا ہوا اسوقت میں اسواسطے آئی ہوں کہ تم میرے ساتھ چلکر میرے محشوق خیر کو بچھاؤ شاید تمھارے کہنے سے وہ راضی
 ہو جائے یہ لکھ کر دل افروز خاموش ہوئی چونکہ جہان آرا ایک مدت سے نام پر شاہزادہ نور الدہر کے عاشق تھی لہذا
 دیکھے شاہزادے پر فریفتہ تھی فقط ذکر شاہزادے پر شنیدہ عاشق ہوئی تھی ہر روز دیکھتی تھی کہ جلد اُس شاہزادہ ذیجاہ
 کو دیکھوں آرزو سے دل مضطر نکالوں اب دل افروز نے جو مزہ دیا کہ شاہزادہ نور الدہر میرے باغ میں من میں اپنے
 عاشق ہوں آپ چلکر اُنھیں سمجھائیے بہ مزہ سنکر جہان آرا خوش ہوئی اور خیال کرنے لگی اب میری حسرت دل نکلے گی یہ
 خیال کر کے جہان آرا نے کہا اے بن خیر میں تمھاری خاطر سے مرد نامحرم کے سامنے چلتی ہوں حتی الامکان بچھاؤنگی دل افروز
 یہ سنکر جہان آرا کو اپنے ساتھ لیکر اُس ملک آئی جہان آرا کو بعد عزت بٹھایا پھر نور الدہر کو کینزدن سے بلوا یا کینزدن نور الدہر کو
 جا کر لے آئیں جب قریب آئے نور الدہر نے دیکھا جہان آرا ایسے ناز و انداز سے بٹھتی ہے کہ دل پہلو میں قیام ہوا جانا ہوں شباب
 ہی بقول شخصے شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کاسن و جوانی کی راتیں مرا وون کے دن نہ وہ اُسکے گلشن جوانی کی بہار وہ جو بن
 کا اُجھار وہ کھنچا کھنچا بن سبزہ رنگ دھانی جو ڈازیب بدن از قدم تا فرق دریا سے جواہر میں غرق عطر فستہ پوشاک میں
 لما ہوا خوشبو سے ہر ایک کپڑا بسا ہوا چہرے پر آثار شوخی و شرارت ظاہر کو چہرہ عشق و عاشقی سے ماہر شاہزادہ دیکھتے ہی
 جہان آرا کو عاشق ہو گیا اُدھر جہان آرا نے جو شاہزادے کے چہرہ انور پر نگاہ کی نام سنکر نو عاشق ہوئی تھی اب
 جو رنج پر نور شاہزادہ ذی قار کو دیکھا بے اختیار ایک آہ کی اور شاہزادے پر فریفتہ ہوئی ابیات و دونوں جسوقت
 دان دو چار ہوئے تیر الفت دلوں کے پار ہوئے وہ ہوا تیغ ناز سے گھائل ہوئی تیغ عشق سے سہل و نرم
 اُدھر رہا باقی نہ ذرا صبر اُدھر رہا باقی مگر یہ شکاری اُدھر نور الدہر نے اپنے تئیں بھالا اُدھر ملک جہان آرا
 ہزار شکل منبٹ کیا اور دل افروز سے پوچھا کیا یہی وہ جوان ہو دل افروز نے کہا ہاں یہی جو جسکا ذکر تھا کیا تھا

سمجھی کہ جہان آرا سو ہی ہے یہ خیال نہ کیا کہ ایک کنیز سوتی تھی غرض دل افروز نے جلد اس کنیز کا ہنگام شب سر تیغ سے جدا
 کیا خبر خلق کنیز پر بیٹھا روانہ کیا بعد قتل کرنے کے سر اسکا ایک رومال بن باندھا اور وہاں سے چلی ہنگام سحر وہ سر نور الدہر
 کے سامنے لائی اور کھنے لگی دیکھو اسے رومال میں کیا ہے اس رومال میں تمھاری معشوقہ کا سر ہے آج بھی کل کی طرح گلے سے لگا
 بیار کر دیکھو رومال سے سر نکال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ سر ملک کا نہیں ہے اسکی ایک کنیز کا جو دل افروز سر کو دیکھ کر کھنے لگی
 خبر آج وہ فریب دیکر بچکئی کل کمان جا بگی پس اس سر کو اٹھا کر بچیک دیا دوسری رات کو فکر میں ملک کے روانہ ہوئی
 لیکن اُدھر ملک جہان آرا جو صبح کو اپنے مقام پر آئی اپنی طلب کا لاشہ پڑے ہوئے دیکھا یقین ہوا کہ دل افروز اسکا سر
 لٹاٹ لیگی اسکی لاش کو تو وہاں سے اٹھوایا اور آپ شب کو دروازے میں باتیخ برہنہ چھپکر اکیلی بیٹھی اور سب اپنی انیسون کو رخصت
 کیا کچھ جو رہ گئی تھیں انھیں سلا دیا اتفاقات روزگار دل افروز جادو جو ملک کے قتل کو آئی کہ ملک نے آوار دی کا دل افروز
 کو اسوقت بہان کمان کل میری ایک طلب کا سر کاٹ لیگی تھی آج مجھے قتل کرنے کو آئی ہے اسنے پھر کر دیکھا اور چاہا کہ سو کرے
 کہ ملک نے ایک ہاتھ تلوار کا کمر گاہ پر مارا کہ ماند خیار تو کے اس لکاتہ کے دو ٹکڑے ہوئے شور و غل پیدا ہوا آواز
 گرد دار کی بلند ہوئی بعد اسکے ایک صدا پیدا ہوئی اور غلغلہ موقوف ہوا کہ کشتی مرانام میں دل افروز جادو و بود و صحر
 کے مرنے ہی نور الدہر قید سے چھوٹ گیا لیکن حیران تھا کہ ساحرہ کو کسے مارا جو میں نے قید سے رہائی پائی اسی حیرت
 میں تھا کہ ملک نے لاش تو اس ہا پاک کی بچھوادی اور صبح کو نور الدہر کی خدمت میں روانہ ہوئی یہاں شاہزادہ قید
 سحر سے چھوٹ چکا تھا پانوں میں اسکے طاقت آچکی تھی حیران تھا کہ دل افروز کیونکر ماری گئی کہ ملک جہان آرا نے
 سامنے سے سلام کیا اور کہا کہ شریار مبارک ہو کہ دل افروز جادو کو میں نے اتمام سرگذشت بیان کی نور الدہر
 خوش ہوا اور اسی باغ میں ملک سے سرگرم اختلاط ہوا صحبت آراستی کی اتفاقات روزگار اسی شب کو سلیم شاہ نے حضرت ابراہیم
 علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے سلیم شاہ نور الدہر فرزند ہمارا دل افروز کے بلغ
 میں تیری بیٹی کے ساتھ صحبت ہو اور دل افروز کو تیری بیٹی نے مار ڈالا اب تو با خدمت میں نور الدہر کی اوسلمان ہوا اور
 لعنت کر لقا پر پس ہے جو صبح کو اٹھا پہلے محل میں آیا بیٹی کو نہ پایا بس انھیں ہوا کہ خواب تیرا سچا ہوا ہے اسی بلغ میں آیا نور الدہر
 کو خبر کیا اوسلمان ہوا بیٹی کو گنگے سے لگایا شاہزادے سے خواب بیان کیا بعد اسکے شرمین لایا تمام شر کو اسلام آباد کیا ملک کی
 شادی نور الدہر کے ساتھ کر دی اور بہت سال دھڑانہ دیا شاہزادہ چند روز دہان رہا بعد اسکے کوچ کر کے لشکر میں آیا
 قد مبوس ہر مرتبہ تاجدار کی حاصل کی اور وہاں سے کوچ کر کے روانہ ہوا مال و اسباب جو شریک حصار سے لایا تھا وہ جملہ
 سردار دن کو تقسیم کیا کوچ کوچ شر اختم پر پہنچا دیکھا کہ شہر ختم ویران پڑا چارہ پواری گئی اور خورشید ختمی
 کو دیکھا کہ جمشید جو اسرج کے ہاتھ سے راگ تھا اسکی قبر پر فقیر بنا ہوا کھنی گلے میں تھما بندھے ہوئے سر کے بال بڑھے
 ہوئے خاک آن بالوں میں جمی ہوئی خیر کی کمال پر بیٹھا ہوا ہر ایک طرف ٹھیک میں آگ دہی ہر حصہ رکھا ہر ایک مٹکا پانی
 کا گڑا ہوا ہر دو گھر سے رکھے ہوئے ہیں دو چار درخت انار اور امرود کے لگے ہوئے ہیں اسکی شاخوں میں پنجرے
 طوطیوں کے لگے ہوئے ہیں دو چار فقیر اور ادھر ادھر بیٹھے ہیں یا ہادی یا داتا یا معبود یا موجود یا مرشد کی آواز بلند
 خورشید نے جو شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا پہنا دو ڈگر حجر کیا قدموں سے لپٹا نور الدہر نے حال پوچھا اسنے آبدیدہ
 ہو ہو کر تمام حال بیان کیا نور الدہر نے اتر کر جمشید کی قبر پر فاتحہ پڑھا خوب رو یا خورشید سے کہا کہ بھنی صبر کرو اور
 اسکو نلو اگر لباس فخری آئندہ اگر پوشاک شاہانہ پہنائی اور جو اہر بہت سادہ اور حکم کیا کہ شہر ختم از سر نو قیام ہو وہ
 اسلام کو مقرر کیا کہ تم اس شہر کو بنو اگر بعد کو آوارہ خورشید سے کہا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا اسدا ذکر کو ہر گھر ہوا ہر

اسکی لگ کو جانا ہوں ایک روز وہاں رہ کر دوسرے روز روانہ ہوا فیسری منزل تھی کہ گردوغبار کا حق اٹھا دیکھا کہ ایک بارہ ہزار شتر و قاتر پر زرد و سیاہ اور خیمہ اسباب لدا ہوا چلا آتا ہے اور کوئی نہرا بارہ سو سو ارانکے ساتھ اور ایک شخص مندمل اس کے سر پر رکھی ہوئی مرکب عری پر سوار آگے آگے اس کے لشکر جو شاہزادہ نور الدہر کا دیکھا کہ فرج منہ راہان ہر بھیجا کہ لشکر ایرج صاحبقران کا ہے ہر کار دن کو خبر کیو اسطے بھیجا وہ کئے اور حال دریافت کر کے آکر عرض کیا کہ لشکر ایرج نوجوان کا لڑا آفر کوہ بہرے لشکر نو چشم مومنان و مسلمان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان شاہزادہ بی بی الزمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر عالی شان کا جاتا ہے ایرج نوجوان سے لڑنے کو اور شاہزادہ نور الدہر نے جو بہ سون کو خبر کیو اسطے بھیجا تہادہ حال دریافت کر کے اور نور الدہر سے بیان کیا کہ یہ وزیر ہر زرباب شاہ کا دانشمند اسکا نام ہے اور زرباب شاہ بادشاہ ہر شہر زرباب یہ کا زرباب شاہ کا ایک عزیز و بھائیست زبردست سپاہی ہے بدل اسکا ایک اڑھائے طلسمی نگل کیا ہے اسو اسطے زرباب شاہ نے وزیر کو اپنے مخالف ساتھ کر کے ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہے کہ جا کر ایرج سے کہہ دو آپ میرے عزیز کو اس طلسم سے چھڑائیے تو میں مع شہر آفتاب پرست ہوتا ہوں سو یہ فرستادہ زرباب شاہ ایرج کے پاس جاتا ہے وزیر کے جو سنار کہ ایرج نہیں نور الدہر جو اسنے اپنے دلہن کہا کہ ملک اس سے حال بیان کیجیے اگر اسنے اقرار کیا کہ میں چکر طلسم فتح کر کے ہرل کو چھڑائے لاتا ہوں تو خیر نہیں تو ایرج کے پاس چلے چلیں گے اپنے دل میں یہ سوچ کر شاہزادہ نور الدہر کے پاس آ پاندر دی بعد اس کے حال ہرل کے گزرتا رہو جاتے کا بیان کیا اور عرض کیا کہ آپ لوگ حلال مشکلات ہیں اگر ملک طلسم کو فتح کر کے شاہزادے کو نجات دیجیے تو زرباب شاہ مع لشکر اور اہل شہر کے مسلمان ہو گا نور الدہر نے ہر سر جھکا لیا اور اپنے دل میں کہا کہ تو اگر طلسم کی طرف گیا تو وہاں اسد نرغے میں ہے ایرج کے ہاتھ سے قتل ہو گا اور وہ اگر مارا گیا تو داد امان کو کیا جواب دیگا اور پھر اسد ایسا بھائی بھتیجے کمان ملیگا اور جو اسد کی مدد کو جاتا ہے تو زمانہ یہ کیگا کہ نور الدہر سے طلسم فتح نہ ہو سکا ڈر گیا دوسرے یہ کہ اگر طلسم فتح ہو گا تو شہر مسلمان ہو گا یہ کام خدا شد ہو پس یہ خیال کر کے ہر مزاجدار سے کہا کہ شہر یار میں نے اسد کو خدا کے حوالے کیا ہر در دگار عالم اسکا گناہ ہر میں شہر زرباب یہ کو جانا ہوں اور اسی وقت ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر ہر اد دانشمند وزیر کے شہر زرباب یہ کو روانہ ہوا بعد از قطع منازل و طومراصل کے فریب شہر زرباب یہ کے پہنچے زرباب شاہ استقبال کر کے لے گیا دروازہ شہر سے تا دربار گاہ پا انداز ڈولوا دیاد عورت و ضیافت کی مگر زرباب شاہ دیکھ کر شاہزادے کو عاشق ہو گیا اور اپنے دل میں سوچا کہ بیٹا تو تیرا گزرتا رہا ہو چکا ہے ایسے جوان ماہ طلعت کو کیوں گرفتار کر دتا ہو پس دوسرے دن نور الدہر نے زرباب شاہ سے کہا کہ مجھے اس مقام طلسم میں لپیچو اس اثر ہے کا نشان دو زرباب نے عرض کیا ہے شہر یار آپ وہاں تشریف نہ لیجائیے میں اپنے بیٹے سے دست بردار ہوا اب وہ وہاں سے نہ چھوڑیگا اور خدا جانتے وہ زندہ ہی مردہ ہے مجھے کیا حاصل ہو گا کہ میں آپ ایسے جوان کو بیان بلا کر کھودوں میں دین اسلام قبول کرنے کو موجود ہوں اب آپ اس طلسم میں نہ جانیے نور الدہر نے کہا ہے زرباب شاہ ہم جب تک طلسم کو فتح نہ کر بیٹے اور تمہارے بیٹے کو نہ چھڑائیے اس وقت تک یہاں سے نہ جائیے اسنے عرض کیا کہ شہر یار مجھ کو کلمہ تعلیم فرمائیے میں مسلمان آپ کے سامنے ہو لوں شاہزادے نے کلمہ طلبہ ارشاد فرمایا اور وہ اس صدق اسلام لایا بعد اس کے شاہزادہ نور الدہر کو زرباب شاہ اس مقام طلسم میں لپکرایا دیکھا نور الدہر نے کہ ایک صحرا سے باغضا ہر فرسخ و فرسخ سبزہ پھیلا ہوا ہے کو سون تک گلیا سے رنگارنگ پھولے ہوئے ہیں خوشبو ملی آتی ہے دماغ مغلط ہوا جاتا ہے ہر جہ میں

ان پھولوں کے ایک اڑدہا سے عظیم الشان بیٹھا ہوا ہو لوگ چار طرف مصروف ہوا اس گلزار کے پھر رہے ہیں ان میں سے
 کسی کو وہ اڑدہا آزار نہیں دیتا نور الدہر نے زرباب شاہ سے پوچھا کہ یہ اڑدہا کیسے کھاتا نہیں پھر ہزل کو کیونکر لنگ لگ
 زرباب شاہ نے عرض کیا کہ یہ جتنے آدمی مصروف ہیں یہ باشندہ طلسم میں آئے ہیں کہ عرض نہیں کرتا ہاں کوئی شخص غیر جو کہ
 اس کو نفل جاتا ہو شاہزادے نے کہا کہ کسی واجب اہل کو بلائی تیر وقت لاکر ایک اسیر کو حاضر کیا کہ اسے خون کیا ہو کل باراجا بگاڑے
 شاہزادے نے قید سے رہا کیا اور فرمایا کہ تو اس جہن میں جا کر چلا آجھر جہد صراط ہے چلا جا ہو کوئی مترن جہر انگو گلوہ شخص چمنستان میں
 گیا بھڑا اسکے قدم رکھنے کے وہ اڑدہا اپنے مقام سے چلا شاہزادے نے تیر کمان میں چوہہ ستر کر کے مارا اڑدہا سے ہر طرف
 اچٹ گیا دوسرا تیر تیر ایک چھ تیر سے ایک کار گر نہ آ کر کا رازد سے لے دم کشی کی نور الدہر کا لنگر اکھڑا
 جب منہ کے پاس پہنچا تو کھینچ کر ایک توار اڑدہا سے ہر ماری وہ بھی صاف اچٹ گئی بالکل خطامک نہ رہا اب جو اڑدہا
 لے دم کھینچا نور الدہر کو لنگ گیا اور پھر اپنے مقام پر جا بیٹھا لوگ نور الدہر کے نہایت پریشان ہو کر اسی جگہ انھار میں
 شاہزادے کے بیٹھے مگر حال شاہزادے کا یہ ہوا کہ اپنے تین ایک باغ میں دیکھا کہ وہ باغ حقیقت میں عوینہ بہشت ہو
 گھاسے گونا گون بھولے ہوئے تھے درخت میوہ دار لگے ہوئے تھے نرین پیل آسا جاری تھیں نور الدہر سمجھا کہ
 یہ بہشت برین ہو کہ خدا نے جگہ بعد مرگ کے عطا کیا الحمد للہ کہ غامہ بخیر ہوا لگا سیر کرنے پھر نے پھر نے جگہ جو معلوم
 ہوئی ایک اتار پر ہاتھ دوڑا یا کہ توڑ کر کھائے شاخ درخت کی اوپلی ہو گئی اتار ہاتھ نہ آیا پھر درخت کے پاس
 گیا امرود و نارنگی وغیرہ جیسے ہاتھ ڈالا کوئی ہاتھ نہ آیا اب نور الدہر کے ذہن میں آیا کہ طلسم ہو بہشت نہیں ہو اور جو
 زندہ ہو نرین گیا جہان و پریشان چلا جاتا پر نہایت آشفقہ دماغ ہو باغ کے اندر باغ ہو جاتے جاتے ایک جگہ پہنچا پکا
 کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں مگر خاموش اور ایک شخص انہیں نہایت وجہ آثار سرداری جہرے سے اسکے ظاہر اپنے دل میں
 کہا ہزل بن زرباب شاہ ہی ہو گا اور پکار کر کہا کہ اے عزیز لوگوں ہو اور نام پتہ کیا ہو اسنے بالکل جواب نہ دیا اور لوگوں
 سے صاحب سلامت کی حال پوچھا کسی نے نہ بتایا نہ سلام کا جواب دیا نور الدہر نے اپنے دل میں کہا کہ یہ سب ہرے میں
 یا انکوبات کرنے سے بہرہ نہیں غرض اسی جگہ یہ بھی خاموش ہو کر بیٹھ رہا شام کو خوان میوے کے آئے سمجھوں کو تین تین
 میوے کی مین نور الدہر کو ایک ہی دی نور الدہر نے جگر پوچھا کیا سبب ہو کہ مجھ کو ایک ہی قاش دی اور سمجھوں کو تین تین
 دین کہا کہ تھے بات کیوں کی منہ سے بولے کیوں جو چکے بیٹھے رہنے تو تھو بھی برابر حصہ منٹا نور الدہر خاموش ہو رہا دوسرے
 دن صبح کو دیکھا کہ وہ باغ تو نہیں ہو دریا میں ایک کشتی پر ان سمجھوں کے ساتھ سوار ہوں پوچھا کہ اس باغ سے اس کشتی
 میں کون تم سب کو اور ہکو لے آیا ہر ایک صورت دیکھ کر چپ ہو رہا کسی نے جواب نہ دیا دن بھر کشتی اس دریا میں بھرا کی
 شام کو کچھ سالن اور روٹیاں خیوان میں آئیں ہکو تو دو دو روٹیاں ایک ایک پیالہ ملا انکو فقط ایک روٹی خشک ملی اور چو
 ملا کہ تھو کل بھی کھا گیا تھا کہ منہ سے نہ بولو گے اور کچھ بات نہ کرو گے تو تھو براہٹے گاتھے نہ مانا اور بات کی یہ اسکی سزا ہو
 نور الدہر خاموش ہو رہا غصہ تو آتا ہو مگر چپ ہو رہتا ہو کہ بدن میں تاثیر طلسم کے سبب طاقت نہیں ہو کیا کرے میرے
 دن نور الدہر نے ایک مکان عالیشان میں اپنے کو دیکھا پوچھا کہ بیان کون لایا ہو اور کیوں کر اس مقام پر پہنچے
 کسی نے پھر جواب نہ دیا اور حیرت سے شاہزادے کو دیکھنے لگے اور اپنے دل میں کھنکھائے کہ عجیب طرح کا شخص ہو کہ
 روز بھوکھا رہتا ہو اور بولنا نہیں چھوڑتا کہ شام کو وہی شخص جو کھانا لایا کرتا ہو اب اسے سب کو تین تین پیالے دیے اور انکو ایک
 پیالہ دیا نور الدہر پکارا کہ میں تین روز سے بھوکھا رہتا ہوں تم بھی کو کم دیتے ہو اسنے کہا کہ سیر کیوں منہ سے بولتا ہو جب تک
 بولے جائیگا یہی صورت تیرے واسطے رہی تو منہ سے بولنا نہیں موقوف کہ جہاں تک بھی برابر حصہ منٹا نور الدہر

نے کہا کہ اب میں عہد کرتا ہوں کہ منہ سے کچھ بات نہ کر دینگا مگر آتنا جتنا وہ کہہ جو ان ہزل بن زر باب شاہ ہو یا کوئی اور ہو اسے کہا کہ تھے خوب پہچانا یہ وہی ہے مگر دیکھو وہ خوف کے مارے بات نہیں کرتا تو رالد ہر چہ ہو رہا اب بات کہنا موقوف کیا جوتھے دن پھر اسی باغ میں اپنے کو دیکھا کسی نے کچھ بات نہ کی شام کو سب کے برابر انھیں بھی حصہ ملا آج پیٹے بھر کے کھایا غرض اب شاہزادے نے خاموشی اختیار کی روز کھانا شکم سیر ہو کر لٹے لگا ایک عرصہ اس طرح گذرا بس ایک روز شاہزادہ نہایت اُداس اور کمال پریشان تھا کہ اسی تو رالد ہر اب تا بہ زیست بہن قید میں گرفتار رہے بس یہ خیال اپنے دل میں لا کر شام سے کھانا کھا کر دھوکہ کے نماز مغرب و عشا کی ادا کی بعد اسکے دور کویت نماز صبح پڑھ کر دعائیں مانگنے لگا کہ اسی پروردگار عالم میں عاجز و بیکس عبد ذلیل ہوں تو قاتلِ طویل القدر میرا ہو اگر زندگی میری باقی ہے تو اس قیدِ ظلم سے مجھ کو نجات دے اور اگر قضا میری آپکی ہے تو جلد عزرائیل کو حکم ہو کہ قبض روح میری کر لیں بلکہ کراڑہ دل دے مانگتا تھا کہ اُنکے تو رالد ہر کی لگ گئی عالم خواب میں دیکھا کہ ایک تخت دورانی آسمان سے نمایاں ہوا سامنے شاہزادے کے اُتر اُپو چھا کہ کیوں اسی عزیز تو پریشان کیلئے ہو تو رالد ہر نے کہا کہ حضرت آپ بندہ خاص خدا ہیں آپ پر سب حال ظاہر ہے اس ظلم میں گرفتار ہوں آیا تھا ایک شخص کے رہا کرنے کو خود گرفتار ہلا ہو گیا آپکی مہربانی ہوئی ہے شاید مجھے کام بن پڑے اُن بزرگوار نے فرمایا کہ یہ ظلم خیال ہو اسکا ٹوٹنا محال ہے تو رالد ہر نے عرض کیا کہ یا حضرت ایسا بزرگوار میرا فیصل ہوگا اور میں ظلم فتح نہ کر سکو لگا اُن مرد بزرگ نے ارشاد کیا کہ تم بعد نماز صبح سمت شمال کو جانا جب ایک درخت چنار پاس ہو پوچھو گے تو وہ درخت بہت بلند ہے اُسکو جڑ سے اکھڑا کر نیچے سے اُسکے ایک تختہ سنگ پیدا ہوگا اور اُس میں ایک حلقہ پڑا ہوگا اُسکو اٹھانا اُسکے نیچے سے مرہ نقب پیدا ہوگا مگر وہ درخت زور صاحبقرانی سے اکھڑے گا اور اُس نقب کے نیچے سے ایک دیو نکلے گا کہ صند و فچہ اُسکے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ایک جانب کو چلا جائیگا بعد اُسکے دوسرا دیو نکلے گا لوح اُسکے گلے میں چری ہوگی وہ بھی ایک سمت کو چلا جائیگا بعد اُسکے تیسرا دیو اور نکلے گا کہ دیو بلا نشان اُسکا نام ہے اور تیغ بلا نشان سلیمانی اُسکے پاس ہے چاہے کہ اُسکو تم جالے نہ روک کر اُسے وہ تیغ تم اُس سے چھین لو اور اسی تیغ سے اُس دیو کو مارو بعد اُسکے اُسی نقب میں کود پڑو ایک مکان میں پوچھو گے دیکھو گے کہ ایک تختہ بچھا ہوا ہے اور ایک پر بڑا دُسر سوتی ہے تم اُسکو جا کر قتل کرو نام کہ اُسکا دُفنون جاو وہ اُسکو مہلت نہ دینا کہ وہ سر اٹھا سکے جب اُسے مارو گے تو اُسوقت وہ دیو لوح دار بھارے سامنے آئیگا تم سرخ و دفنون جاو و کا اُسکے ہاتھ میں دینا اور لوح اُس سے لیلینا جب وہ سر لیکر جاتے لگے تو اُسے بھی مار دینا اور لوح اُسکے پیچھے ہارنا کہ وہ جھک کر رہ جائیگا بعد اُسکے وہ دیو کہ جو صند و فچہ لیکر پہلے نقب سے نکلا تھا وہ آئیگا اُس سے کہنا کہ بیک سلیمانی تو میری مدد کر وہ پوچھے گا کہ کیا نشانی رکھتا ہے کہنا کہ نام تیرا دیو ہر اُن ہے وہ یہ کلمہ سن کر تیری اطاعت کرے گا اور جو کچھ وہ کہیگا اُس پر عمل کرنا ظلم فتح ہو جائیگا بس یہ خواب دیکھ کر شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا کہ ایک نور کی لہری از زمین تا سپر برین معلوم ہوتی ہے خوبصورت سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے اپنے دل میں کہا کہ خواب بڑا سچا ہے بہت خوش ہوا نماز صبح کی ادا کی سمت شمال کو روانہ ہوا اور موافق ارشاد اُن حضرت کے درخت کو بزرگ صاحبقرانی اکھڑا نقب پیدا ہوئی وہ دیو نکلے اور ایک جانب کو چلے گئے بعد اُسکے دیو بلا نشان نکلا تو رالد ہر نے لیکر تیغ بلا نشان اُس سے لیا اور اسی تیغ سے دیو بلا نشان کو مارا نقب میں کودا اُس پر بڑا دیو دفنون جاو و کو مارا سر اسکا کاٹ لیا دیو لوح دار کو دیکر لوح لی اور وہی لوح اُس دیو پر ماری کہ وہ جھک کر خاک ہو گیا بعد اُسکے دیو ہر اُڑ آیا اور وہ نام اپنا شاہزادے سے سکر مطیع ہوا صند و فچہ شاہزادے کو دیا تو رالد ہر نے چاہا کہ صند و فچہ کھڑے دیو ہر اُڑنے لگے

منع کیا کہ ہرگز اس صند و سچے کو نہ کہو یہ گلاسے اندر ایک بادگر بادشاہ ظلم ہر سانپ کی صورت بنا ہوا بیٹھا ہوا اور زہر اسکا کھان
کا ہر کہ چہرہ نہ جانے وہ بانی ہو کر رہ جائے بہتر یہ ہو کہ اسکو مع صند و سچے کے جدا دیکھے شاہزادے سے ملے کہہ کہ اچھا لاؤ لکڑیاں اسوقت
دیو چہرا ڈگیا اور بہت سی لکڑیاں لایا آگ سنگ کی لہج خوب آگ روشن ہوئی تو صند و سچے کو اسیمن ڈال دیا کہ طرفہ اعیان میں وہ جل گیا
ایک آنندھی اٹھی کہ زمانہ تیرہ و تار یک ہو گیا پر کالہا سے آتش اڑنے لگے مکان ریزہ ریزہ ہو کر گرے لگے ایک پر پھر تک
قیامت بر بار ہی بعد اس کے ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرانام من ارث ورجا دو بادشاہ ظلم بود اب جو روشنی ہوئی
شاہزادے نے دیکھا کہ ایک گنبد کے پاس کھڑا ہوں اور ہنرل بھی ہوا اور ہر زرباب شاہ نے دیکھا کہ جہان وہ اڑ رہا
تھا وہاں ایک گنبد ہنر معلوم ہوتا ہوا اڑ رہا ہے کانام و نشان بھی نہیں ہوا اور شاہزادہ دہ مع ہنرل خان کھڑا ہوا بہت خوش
ہوا وہ دیکھ کر قدیمون پر گرا تصدق ہوا بیٹے کے گلے سے لگایا بعد اس کے شاہزادے نے مال و اسباب ظلم کا سب نکلوا دیا اور چہرا کو
دہا نکالا کہ کیا شہر زہر ہا یہ میں کیا تمام شہر کو اسلام آباد فرمایا ایک روز وہاں رہا بعد اسکے کوچ کیے کے مع مال و اسباب اپنے لشکر میں آیا
ہر جزا جدا سے مشرف ہوا اور تمام حال بیان کیا مال ظلمی سب رخصت کو تقسیم کر دیا بعد اسکے کوچ کر کے اسد کی مدد کو آکر کوہ افریقہ پہنچا

اب چند قلمے داستان ایرج صاحبقران اور اسد نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسد اور طماس نے زخمی ہو کر آفر کوہ پر پناہ لی ہو اور ایرج پہاڑ کو گھیرے ہوئے بڑا ہوا ایک مرتبہ ارادہ کیا تھا کہ پہاڑ
پر چڑھ جائے کہ نقابدار ہنر پوش خارج ہوا تھا وہ بھی زخمی ہو کر چلا گیا اب پھر ایرج نے چاہا کہ جبل جنگ بچوائے کہ ایک
عیار نامہ سر سے ہانڈے ہوئے سامنے مالک بن ملکوت شاہ کے آیا نامہ ہاتھ میں دیا مالک نے نامہ لکھ کر جو چڑھا
بہت خوش ہوا اس عیار کو کہ نام اسکا دیوسار تھا خلعت دیا ایرج نے پوچھا کہ نامہ کیسا ہے اور کہا ہے آیا ہے مالک
بن ملکوت نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان حقیقت حال یہ ہے کہ بھائی ہر میرا مالک بن ملکوت اسکی بیٹی پر شہر لگانے
میں نے اقبال شاہ کے ساتھ اسے منسوب کیا تھا مگر وہ کتنا تھا کہ میرے سوا اسے اسکے اور کوئی اولاد نہیں ہوا اقبال شاہ
کو میں بچید بھیجے تو میں شادی کر دوں اور اقبال شاہ آپ کو چھوڑ کر کیونکر وہاں جاتا ہوں بھی چپکا ہوا تھا اب
اسنے لکھا ہے کہ بیٹی جو ان ہو چکی میں اسے کھانک بچاؤں اور وہیں بھیجے دیتا ہوں اب آپ جیسا کہیے دلیسا کروں کس
بلایا اسے میں بڑی دھوم سے شادی کروں گا بس مالک بن ملکوت نے جواب نہ دے کا لکھا کہ تم محافظہ ملکہ کا بھید و میں یہاں سے
بتاری کرتا ہوں وہ عیار بہانے روانہ ہوا اور ایرج نے بلا کر علویوں کو حکم دیا کہ قتل نہیں اور زر گردوں کو فرمان ہو چکا
کہ گھڑے چاندی سونے کے گڑھے چائیں اور آرائش والوں سے فرمائش آتش بازی کی کی بعد اسکے حکم دیا کہ بچے
میل جنگ کو عرس کے آنے کے قبل ہی میں اس دیوانے کا کام تمام کر دوں اور بارگاہ سلیمانی حسین لون اہستہ
میل جنگ بجایہ خبر اسد دلاور کو ہوئی کہ کہ کچھ پروا نہیں ہے جو خدا ہنر جانکا وہ گریگا ہمارے بیان بھی تقارہ رزمی
پر چوب پٹے چار ہر رات دونوں طرف تیار ہی رہی صبح کو لوگ اسد بن کرب غازی کے گھاٹیوں پر پہاڑ کی مست
ہو کر بیٹھے تیر و کمان ہر ایک لیے ہوئے ہر کمان میں ہوستہ کیے ہوئے اُدھر سے دیکھا کہ لشکر آفتاب پرستوں کا نمایاں
ہوا ایرج آگے آگے مالک بن ملکوت پیچھے پیچھے اسکی پشت پر تمام آفتاب پرست ایک ایک دریا سے آہن میں
غوطہ مارے ہوئے سامنے پہاڑ کے آگے آمد ایرج نے مرکب آگے بڑھا کر نعرہ کیا کہ او دیوانے مجھول لا بارگاہ
سلیمانی میرے حوالے کر پھر جدھر جی چاہے چلا جائیو میں متعرض نہ ہوں گا نہیں تو آج کچھ زندہ نہ چھوڑ دوں گا یہاں سے
لوگ پکارے کہ او ہذا زبکے بارگاہ تج کو ہرگز نہ بیگی کیوں جری شامت آئی ہے اگر اسد دلاور زخمی نہ ہوتا
تو معلوم ہو جاتا بس یہ کلمات سنکر ایرج آگ ہو گیا پکارا کہ دیکھو تو اگر کھتاری کیا حالتیں کرتا ہوں یہ لکھ کر سپر فو لادی

ہاتھ میں لیکر گھوڑے کو بڑھایا پاڑ کی طرف چلا جب قریب پہنچا مرکب پر سے اترادامن گردان کر استغنین چڑھا کر
 پہاڑ پر چلا اُدھر سے ترسکے پر سے تروں کو کاتھا ہوا چلا جاتا ہو غل ہوا کہ ایرج رکن نہیں چڑا آتا ہرکس سجون نے دماہن
 مانگ شروع کی پس حالت اضطراب میں دما کا مانگ تھا کہ صبح اسے گردوغبار کا متق اُٹھا کہ سو سے آفتاب سیاہ ہو گیا
 ہر کار سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے گرد جب متق ہوئی دیکھا کہ سو علم نشاندہ لاکھ سوار کا اور ہر ایک علم کے پھر ہر
 پر تعریف اُٹھی اور نصرت رسالت پناہی مرقوم بعد کہ رجا نے جلوس کے اُدیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل قوی بازو گردن
 بلند کو گدن سیاہ رنگ پر سوار آگے آگے بہت پر موج ہی آتی ہر معلوم ہوا کہ عنقویل دلو پر درو باب طماس
 کا اور اُدھر عنقویل نے سنا کہ طماس اور اسد زخمی ہیں آفر کوہ پر پناہ لیے ہوئے ہیں اور ایرج پہاڑ پر
 جاتا ہو کہ انھیں قتل کرے پس عنقویل نے پناہ لینا آگے بڑھایا اور لغزہ کیا کہ اُد آفتاب پرست اُتر پہاڑ پر سے نہیں
 تو تیری فوج کو قتل کرتا ہوں ایرج تا چار پہاڑ پر سے اُتر اُٹھا کہ ایسا ہر اس دیوانے کا کہ ہر روز میرے ہاتھ سے
 بچ جاتا ہو مگر کمان جا بنگا بٹے اس مادی کو ماروں پھر اس سے بچھ لوں گا غرض پہاڑ پر سے اُترنے اُترنے دن کم رہ گیا تھا
 ایرج نے پکار کر کہا کہ اُد عنقویل کل صبح کو مجھ کو لنگا اور جا کر اپنے خیمے میں داخل ہوا اُدھر عنقویل طماس کے کوئینے کو پہاڑ
 پر آیا بیٹھے کو دیکھا کہ زخم کی شدت سے بخار بھی ہوا اور اسد مع رفقا زخمی ہو جس بہت سی شقی اور شلی دی اور کہا
 کہ کل اس آفتاب پرست سے عرض مختار لیا جا بنگا پس کوئی دو گھڑی بیٹھ کر چلا آیا خیمے میں اپنے داخل ہوا اگر عیار ہی
 عنقویل کا کہ نام ہر اسکا الماس تیز رفتار اُسے اپنے دل میں کہا کہ تو آج رات کو ایرج کو چلکر پکڑ لایا روانہ
 ہوا صورت بد لکر لشکر آفتاب پرستان میں داخل ہوا آیا دروازہ بارگاہ ایرج پر دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہو تمام دربار
 معمور ہر ناچ ہو رہا ہو در و در جام گردش میں ہر صبر کیا بنا تک کہ دربار پر فاست ہوا اور سب سردار اپنے اپنے
 خیموں میں چلے گئے ایرج نے کہا تا طلب کیا کھانا آیا ایرج نے شاپور سمیت کھانا کھایا اور دو چار رفیق بھی تھے
 سب چلے گئے شاپور بھی جو کی پرہ قائم کر کے چلا گیا اب ایرج اگر لنگ پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے
 جب خوب نشہ ہو چکا سو رہا اب الماس تیز رفتار دو پہر رات گئے شاپور کی صورت بگڑ آیا بیٹھے دروازے
 پر جو پاسان اور نگبان تھے اُن کو بیہوش کیا اور چادر عیاری سے روشنی گل کی اور بدل عیاری کا ہاتھ میں پناہ بخو کر
 کر کے لنگ کے برابر آیا دو شاہرہ سند پر سے اُٹھایا لنگا کر درو سے بیہوشی دماغ کے برابر لگا دی جب اوپر کا دم لیا کھٹے
 جو بھونکا بیہوشی دماغ کو بڑھائی چھینک مار کر ایرج بیہوش ہو گیا الماسس باندھ کر چادر عیاری میں پٹا رہ بیٹھ
 پر لگا کر روانہ ہوا تمام لشکر میں سے نکل گیا اب عنقویل کے لشکر کا راستہ لیا کوئی چار گھڑی رات باقی ہو کہ اُد اتر لنگوں
 کی بلند ہوئی نفا سے کار شہرنگ عیار اسد کا بالادوسی کے واسطے نکلا تھا اُسے ایک عیار کو پٹا رہ بدوش دیکھا
 ضرب آکر احوال پوچھا الماس نے کہا کہ تو کون ہو پٹا اپنا حال بیان کر اُسے کہا کہ میں اسد کا عیار ہوں شہرنگ
 میرا نام ہر بالادوسی کو نکلا ہوں اُسے کہا میں عنقویل دلو پر در کا عیار ہوں ایرج کو کپڑے لیے جاتا ہوں شہرنگ
 نے کہا اگر تو ایرج کو اسد کی خدمت میں پہلے تو بت کچھ اُنھیں الماسی بولایا کہی شوگا کہ میں بغیر اجازت اپنے آقا کے
 کہیں اور لیجاؤں شہرنگ نے کہا جیسی خوشی مختاری یہ گما خدمت اسد میں روانہ ہوا جب وہاں پہنچا تو حال اسد سے
 بیان کیا اسد نے جوشا کہ عیار عنقویل کا ایرج کو پکڑ لیا ہر اس وقت مرکب پر سوار ہو کر خیمے کی طرف عنقویل کے روانہ
 ہوا کہ چلکر ایرج کو قتل کر دے مگر الماس عیار پٹا رہ ایرج کا لیے ہوئے سامنے عنقویل کے آیا پٹا رہ سامنے رکھ دیا عنقویل
 نے پوچھا کیا ہو عرض کیا کہ ایرج کو پکڑ لایا ہوں جو چاہیے شو کچھ عنقویل نے کہا اُسے کچھ کئے کہا تھا کہ ایرج

کو تو پکڑ لائے ہو کہ بدنام کیا لوگ کہیں گے کہ عنقویل دیو پر و راہا نامرد تھا کہ ایرج کو چروا سگو یا خبر اب تو تو نے
 یہ امر کیا پھر ایسی حرکت نہ کرنا اور اسے ہوش میں لا الماس نے ایرج کو قید رنج بیوشی دیا کہ ایرج کو ہوش آیا بارگاہ میں
 عنقویل کی اپنے کو معتد با جبران ہوا خیال میں آیا کہ یہ خواب ہے چاہا کہ آنکھیں بند کرے کہ عنقویل پکارا ایرج یہ
 خواب نہیں ہے میں بیدار ہوں ایرج نے آنکھیں کھول دیں اور کہا کہ ایرج عنقویل بہادر رون کو پوچھیں پکڑو اور لواتے ہیں
 واہ کیا جرات ہے کیا شجاعت ہے عنقویل نے کہا ایرج تم اپنے دل میں تصور کرو کہ تم کہا بیدار ہو کر رہے ہو کہ پٹا میرا زخمی
 بہاڑ پر ہے اور تم ٹھہرے ہوئے ہو بلکہ ارادہ دل کرنے کا ہے یہ کونسی دلاوری ہے ایرج نے کہا کہ مجھے تو اس دیوانے سے سروکار
 ہے کہ وہ بارگاہ سلیمان کی چیز کرے بھاگا ہے عنقویل بولا ایرج میرا ہیرا ریسے بغیر اطلع نگو پکڑ لایا میں نے اس سے نہیں کہا تھا
 کہ تمہیں پکڑ لائے تم جاؤ بیٹا جسے جس جنگ بچو اسے اس وقت ایرج نے وہ کندہ بن لڑائی میں اور اٹھ کھڑا ہوا عنقویل نے
 گھوڑا سواری کو مگوا دیا ایرج سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا بعد اس کے اسد بن کرب غازی آیا عنقویل تعظیم کو اپنے
 آتھ کھڑا ہوا بعد سلام ہاتھ پکڑ کر لاکر مندر پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا آپ جام شراب کا اسد کو دیا اسد نے کہا کہ ایرج
 عنقویل تھا راعیا ایرج کو پکڑ لایا یہ وہ کمان ہے عنقویل نے عرض کیا کہ شہر اسے ہر بیشک وہ ایرج کو پکڑ لایا تھا میں نے
 بسبب بدنامی کے چھوڑ دیا کل میں پکڑ کر اسے آپ کے حوالے کروں گا اسد نے کہا ایرج عنقویل تھے بہت مجرا کیا ایسا مزید
 ہاتھ لگا اور تھے چھوڑ دیا خیر سامنا کرو گے تو معلوم ہو گا یہ لکھا اسد اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا مگر بیان لشکر ایرج میں صبح کو
 غافل ہوا کہ ایرج بہتر خواب پر سے غائب ہو کوئی اسے گرفتار کر لے گیا مالک بن ملکوت و اقبال شاہ وغیرہ اسے
 شاپور نے آکر دکھایا کہ یہ تو عنقویل دیو پرور کے عیار کا پیرا ثابت ہوتا ہے فوراً خبر کے واسطے روانہ ہوا جب
 شاپور قریب لشکر عنقویل کے پہنچا دیکھا کہ ایرج نوجوان لہر عز و شان چلا آتا ہے شاپور دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا اور کیفیت
 دریافت کی ایرج نے جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا اور داخل لشکر ہو کر بارگاہ میں جلوہ گر ہوا زور و جواہر شمار ہونے لگا جلسہ جشن
 آراستہ ہوا بڑی خوشی کی تیج ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا ایرج نے حکم دیا کہ ابھی بل جنگ بچے فوراً نقارہ رزمی ہر
 چوب پڑی اُدھر ہر کارون نے عنقویل دیو پرور کو خبر جنگ پہنچائی وہاں بھی کوس حربی بجا چار پہر رات دو ٹوک
 طوت سامان جنگ رہا صبح کو اُدھر سے عنقویل فوج لیکر میدان میں آیا اُدھر سے لشکر ایرج متحرک آراے ہر دو اسد
 شیر دل مع فوج جہاں بلند می کوہ پر آ بیٹھا میدان آراستہ ہونے لگا صفین مجھے لیکن یکایک دامن صحرائے تنق گرد و خیز
 اٹھا اور بعد چاک ہونے دامن گرد کے صرغام شیر دل نمودار ہوا اور خدمت اسد دلاور میں آکر خرد ہست افرا
 سنایا کہ شاہزادہ نور الدین ہرے قلعہ آفتاب نما کو فتح کیا اپنے سرداروں کو جھڑپا اب ادھر کا ارادہ ہو یعنی ہو کہ دو چار
 روز میں آجائے گا اسد نے نقارہ شادمانی بجوایا اُدھر میدان رستخیز میں نقبائے بلند آواز نقابت کر کے چلے گئے ایرج
 نے مرکب سے اتر کر مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک نے کہا جاؤ نگو بہر ذمیر اعظم کیا
 ایرج مرکب پر سوار ہو کر میدان کا رزار میں آیا مبارز طلب کیا اُدھر عنقویل کے لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے آواز
 گزدم گاؤم لفری شتری دامنوں کی بلند ہوئی عنقویل گیندا اپنا اڑا کر برابر ایرج کے پہنچا ایرج بڑے حکمران اور
 ہوا کئی قدم گیندا عنقویل کا پیچھے ہٹ گیا چار قدم ایرج کا مرکب پسپا ہوا پھر مرکبوں کو راتوں میں مسلک برابر دونوں
 مقابل ہونے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نے نیزہ عنقویل کا ہوائی کیا عنقویل نے خستہ ہو کر میل
 آہنی ایرج پر مارا ایرج نے حواری سے میل آہنی کو قلم کیا اور بڑے حکمران تیند آہ کا عنقویل کو مارا تلوار سے سپر کو
 کا عنقویل نے سر گردن کو بچا یا تلوار گیند سے ہر چوٹی سر گیند سے کا لکڑ کا عنقویل بھی ساتھ ہی گیند سے کے افغان

و خیزان زمین پر آ پانوں عنقویل کا نیچے گنڈے کے دب گیا حرب شدہ آئی مگر عنقویل پانوں انبا گنڈے کے
 نیچے سے نکلا کراٹھا اور مرکب سے لہجہ کے لپٹ گیا اور سر مرکب کا گردن میں سے کھینچ لیا ایرج بھی مرکب سے کود پڑا اور
 کہا اے عنقویل غضب کیا تو نے میرے مرکب کو مار ڈالا اسے کہا کہ میرا گنڈا بھی تو مارا گیا غر حکم ایرج نے سپر توار وغیرہ ہاتھ سے
 رکھ دی اور کشتی ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے عنقویل کے پانوں میں درد شدید ہوا اور خون بننے لگا رنگ زرد ہو گیا
 مثل بید خشک کے کا نیا ایرج نے کہا اے عنقویل خبر باشد کیا حال ہو کچھ بیان کر اسے کہا پانوں میرا گنڈے کے نیچے دیکر
 اٹھ گیا ہر پہلے مجھے کچھ نہ معلوم ہوا اڑا کیا اب حاکم کھڑے ہونے کی نہیں ہے ایرج بولا خبر کیا مضائقہ ہے اب ہا جس وقت
 پانوں تیرا اچھا ہو جائیگا لڑ لیتا ایرج نے ہر اہیان عنقویل کو بکارا کہ بڑھی ہو لیجا و لوگ عنقویل کے اٹھا کر بیٹھے ایرج
 بھی اپنے لشکر میں آیا مگر جب عنقویل کو ہوش آیا کہا مجھ کو پاؤں پر ٹھاس کے پاس بچلو دین میرا علاج ہو جائیگا اسی وقت
 لوگ عنقویل کو لیکر پاؤں پر آئے علاج پانوں کا ہونے لگا بیان صبح کو ایرج کو خبر ہوئی کہ عنقویل بھی بیمار ہو گیا ہے
 ایرج نے کہا خوب ہوا میں سب کو قتل کر دینگا اب میرے ہاتھ سے بکھرے لوگ کہاں جائیگے ایرج نے حکم طبل جنگ
 بجھنے کا دیا لوگوں نے منع کیا کہ اب آپ عیث طبل جنگ بجواتے ہیں آزد فہ ہو چکا ہے وہ خود پریشان ہو کر ہاتھ سے ہتھیار
 ایرج پر سنکے چپ ہو رہا اور بیان در حقیقت غلہ ہو چکا ہے نوبت اسب دگاؤ کے کھانے کی ہو چکی ہے آخر مجبور ہو کر اسد
 رات کو خیر لندھور میں گیا لندھور نے اسد کی تعظیم کی اور پوچھا کہ صاحبزادے اس وقت آپ کے آئے لاکیا بے
 ہوا اسد نے کہا اے دارا سے ہندو ستم زمان لندھور بن سعدان میں اس واسطے آیا ہوں کہ ٹھہرا دوں میرے ہمراہ ہوں
 پر تیسرا فاقہ ہو یا تو مجھے آپ آزد فہ دیکھیے یا مجھے مار ڈالیے لندھور نے کہا مجھے کیوں خراب کرے تو میں ایرج کو کہا منہ
 دکھاؤنگا اسد بولا یہ عوار حاضر ہو میرا سر کاٹ لیجیے اس وقت بغیر غلہ لیے ہوئے نہ جاؤنگا لندھور مجبور و ناچار ہوا
 اور بہت سا غلہ اسد کے ساتھ کرایا اسد وہاں سے غلہ لیکر آیا اور سب کو تقسیم کر دیا مگر لندھور اپنے دل میں سوچا ایرج
 کو اگر خبر غلہ رسانی کی ہو چکی ہو تو وہ نہایت بہتر ہو گا اسکی کچھ تدافعی کیا چاہیے کچھ دل میں سوچ کر صبح کو رومال سے ہاتھ باندھ کر
 ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ مجھے ایک خطا ہو گئی ہے امیدوار ہوں کہ معاف فرمائیے نہیں تو اعتبار ہے ہر سزا دیجیے
 ایرج نے کہا کچھ بیان کرو کیا ہوا لندھور نے حال اسد کے آئے اور غلہ لیجانے کا بیان کیا یہ سنا ایرج نے کہا اے
 لندھور آج تو میں تمکو کچھ نہ گونگا مگر آئندہ پھر ایسا نہ کرتا لندھور نے عذر کیا اور کہا کبھی ایسا نہ گونا گا عیار
 مالک بن ملکوت شاہ کا آیا سلام کیا اور کہا محاذ ملکہ شورا انگیز بالو کا آہو نجا ایرج نے یہ سنا اس عیار کو خلعت
 دیا اور اپنے کار گزاروں سے پوچھا کہ سب سامان ساجق وغیرہ کا تیار ہے یا نہیں لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کے
 اقبال سے سب سامان درست ہوئیں دار و دہ باد چچی خانہ کو بلوا کر حکم دیا کہ مبلغ سرکاری گرم ہو طمانہ لندھور تیار ہونا
 چاہیے اسی وقت بخت شروع ہو گئی اور خواندہ نے نعمت انوان گھر گھر تقسیم ہونے لگے جا بجا نوبت خائے آراستہ ہوئے اور نقار
 شادمانی بجنے لگے ہر جگہ ہر ڈیرے میں بزم رقص و غنا آراستہ ہوئی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اے ایرج تم چاہتے ہو
 کہ شادی جبری دھوم سے ہو ایرج نے جواب دیا میں جشن ملوکانہ کرونگا غرض کہ فرمان جاری ہوئے کہ صاحبان طبل و علم اہل قلم
 شاہ و وزیر فقیر و امیر و ناویں کہ وہ اہل وادی رند و زاہد عالم و فاضل سب اگر شریک انجمن عشرت ہوں اور تمام سرداران
 لشکر کو ارشاد کیا کہ لہا سہاے سکنت سے آراستہ ویرا ستہ ہو کر مع محذرات عالیہ استقبال عروس کے واسطے جائیں اور
 اقبال شاہ کو خلعت شادمانہ پہنا کر تخت جو اہر نگار پر بٹھائیں یہ حکم سنتے ہی اسی وقت تمام سرداران دی اقتسام و شرباران
 عالی مقام لباس مرصع کار و خلعت زرتا رہنکر مرغ زرین بنکر استقبال عروس کو روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے قریب پہنچے

مخافے کے پونچر خوب انتظام درست کر کے نہایت شان و شوکت سے طرف باگاہ ایرج چلے بن کر اب حال سنیے اسد بن کرب غازی کا کہ یہ اپنے رفیقوں سمیت سرے پر آؤر کوہ کے بیٹھا ہوا ہر دل میں یہ خیال کر رہا ہو کہ تو تو اس غم و الم میں مبتلا ہو اور یہ بزار پچھ اس دھوم سے شادی کرے چکر اس شادی کو مبدل بہ غم کرنا چاہیے یہ سوچ کر اپنے رفیقوں سے کہنا کہ چلو تمنا دیکھیں سب ہمراہ ہوئے غرض کہ یہاں پر سے اڑے سرے پر درہ کوہ کے آکر کھڑے ہوئے اب جلوس گزرنے لگا وہ سردار و تاجدار جو استقبال کو گئے تھے پھر پھر کر آئے تھے روشنی کا یہ انتظام ہر کہ شب تاریک مانند شب ماہ کے روشن و منور ہی پہنچا نئے ہزارے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں دستیان روشن میں فانوسین فروزان ہیں آتشازی انواع اقسام کی چھوٹ بڑی ہو جانا چھوٹا ایک گلدستہ دلرب کی شکل نظر آگئی جو مہتاب و غنی شب ماہ کا تماشا دکھائی بعد اسکے آرائش کے تخت بونفون جنہن نعل و زمرہ و کچراچ کے گھماے گوناگون اس نکت سے نصب کیے ہوئے کہ جیسا بھول و بسا ہی غلط آسین بھرا ہوا کہ جسکی خوشبو سے تمام صحرا منظر ہو رہا ہے جب یہ چیزیں گزر چکیں تو جنگی بیٹھون کی آمد شروع ہوئی کہ تمام در دیان زرق برق پہنے ہوئے گلنیاں کلاہوں کی چمکتی ہوئی سلاح جنگ سے آراستہ و پراستہ گھوڑے اڑاتے ہوئے نکلے چلے گئے بعد اسکے خواتین عالیجاہ کے سکھیاں کمال حشمت و اجلال سے آستے چھ سواریاں امراسہ فوی احتشام کی نہایت عزم و شان سے آئے لگین ناظر بچکا لے لباس زرنگار پہنے ہوئے مرکبوں پر سوار کینین حبشین اور وہ بگیان غول کے غول انکے بعد مغلانیان خواصین مہلدارین فہسولین سوار سرخ چھٹکے نہایت پر تکلف پڑے ہوئے بعد اسکے چار سو کماریان لنگے گلبدن و اطلس و زلفیت کے حسب مراتب پہنے ہوئے ساتھ ساتھ فہسولین کے پائے پکڑے دھڑکی ملی آتی ہیں کامانی کے ڈوبنے چھٹکے رہے ہیں مچلیاں سروں کی عجیب لطف دکھا رہی ہیں پالان کے گھنگروں کی جھنکار بلند ہو اور محافہ ملکہ شورا انگیز کا الماس نگاہ کر کہ جسیر آکھ نہیں ٹھرتی ہر طرف آب و تاب ہو کہ جسکا چاند رشک مہتاب ہو بس یہ جاہ و حشم سواری کا جو اسد بن کرب غازی نے دیکھا دل سے کہہ کہ یہ عروس بھی نہایت حسین ہو گی ایک نذرہ کیا کہ ہم بھی ملقات میں یہ لکھنوزے سے پردہ الٹ دیا اب جو نظر اسد بن کرب غازی کی پڑی تو ایک آفتاب برج شرف کو جلوہ افروز دیکھا اور اختر بخت کو اپنے تاج پرہ پائیز عشق جگر پر کھایا دل سے کہہ کہ جو کچھ اسے لپیچو لیکن ادھر ملکہ شورا انگیز اسکے پردہ اٹھا دینے پر جھگی گھونگھٹ میں منہ چھپانے لگی لیکن وہ شرمیلی ہوئی آکھ شاہزادہ اسد بن کرب غازی پر پڑی ایک خور خید فک قد رکود دیکھا کہ عاشق مزاجی چہرے سے ٹپک رہی ہو آنکھوں میں لال لال دورے وحشت کے پڑے ہوئے ہیں بھورے بھورے بال تاج کے باہر نکلے ہوئے ہیں ذرہ کی آئینہیں لگی ہوئی گریبان مثل مجنون چاک شمشاد قد چشم توجہ سے دیکھ رہا ہو ملکہ بعد شوق دل عاشق ہو گئی لیکن نلی دھن ہو منہ سے کیا کہے شوق دل کا معشوق سے اشارہ ہو کہ اگر محبت مردانہ ہو تو مجھ کو کال بچل گھونگھٹ سے نکلی باندھ دیکھ رہی ہو ادھر اسد کو بھی ایک سکتے کا عالم ہو کہ اس اثنا میں دایہ نے غل مچایا کہ یہ کس ناشدنی نے پردہ الٹ دیا ہو لینا اسکو اسد نے یہ خیال کیا کہ لشکر دور ہو پھر پڑ بچا تو غضب ہو جا بگا جلدی سے دو چار محافظوں کو قتل کر اور محافہ ملکہ کا لیسکر راہی ہوا قفساے کارا اتفاقات روزگار سالک بن ملکوت نے ہیران کشوری کو کہ بہت بڑا سردار ہو ملکہ کے ساتھ کر دیا تھا یہ مخافے سے کس قدر پیچھے آتا تھا یہ خبر سننے ہی کہ اسد ملکہ کو لیکھا بس گینڈے کو دودھ اگر چلا قریب پہنچے کہ نعرہ کیا کہ او دیوانے چھوڑ کر محافہ ملکہ شورا انگیز کا چلا جا کیون تیری قننا آئی ہو کوئی ایسی حرکت کرتا ہو اسد نے محافہ اپنے رفیقوں کے سپرد کیا اور خود پیٹ کر سامنا کیا اور کہا کہ شاید تیری قننا لائی ہو ملکہ کو مجھے کون لے سکتا ہو اسی میں خبر ہو کہ چپکا چلا جا یہ سکر ہیران نے گینڈے کو جولان کیا کہ لگا و رزن ہو لیکن گینڈا جو جھاڑی میں اٹھکر گرتا ہو

ہیران اوند سے منہ آ رہا اسد کو پورا موقع ملا اٹھون نے اوپر سے گرز و حکم دیا کہ ہیران کا سر چور ہو گیا اور
 لوگ سمجھے اسد نے دو چار کو قتل کیا باقی لاش ہیران کی لیکر راہی ہوئے اسد باطنیان تمام پہاڑ پر آیا اگر باطنیان
 یہ خبر دیو سار عیار نے ایرج اور اقبال شاہ کو دی کہ اسد ملک شورا انگیز بانو کو لیکر ہیران سے قتل کیا
 تھا وہ ہاتھ سے اُس دیوانے کے مارا گیا اقبال شاہ نے یہ سن کر گریبان اپنا پھاڑ ڈالا اور پچھاڑین کھانے لگا ایرج نے قتل
 دی کہ میں اُس دیوانے کو مار کر چھین لاؤں گا یہ لکھ کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارہ رزمی گز گزایا اور صرا اسد نے بھی حکم دیا
 کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایند دیوتا نیدر بانی بجے طبل جنگی فوراً گوس رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی
 لیکن طماس نے کہا کہ اے اسد دلاور تھے اور زیادہ ایرج سے دشمنی مولیٰ کہ ناموس اُسکے بادشاہ کا چھین
 لائے ہو اسد نے کہا کہ اے طماس وہ دوست میرا کس دن تھا ہمیشہ میں اُسکا دشمن جان وہ میرے لہو کا پیاسا رہا اور
 میں ملک کو عاشق ہو کر لے آیا ہوں اور ملک مسلمان ہو چکی ہر اب تو میں ہرگز اُسے زد و گداز من چار پہر رات تیار رہی
 رہی صبح کو دونوں لشکر عرضہ قتال میں آئے اسد قلعہ کوہ پر بیٹھا لوگ لکھاٹیوں پر تیر و کمان استوار ہاتھ میں لیسکر
 بیٹھے اُدھر ایرج مع اقبال شاہ اور مالک بن ملکوت شاہ تمام لشکر سمیت سامنے آؤر کوہ کے آبا ایرج
 نے گھوڑا بڑھایا اور کہا کہ اے اسد یہ کیا حرکت تھی کسی نہ ہب میں بھی زن شوہر دار پر نظر کرنا درست ہو لا اور ملک کو میرے
 حوالے کر اسد نے کہا اے ایرج وہ موجود ہے مجھے اُس سے سروکار نہیں ہم لہجہ و لہجہ ایسا بے مروت زمانے میں
 نہوگا آخر پاجی ہونا اپنے پاجی بن پر گیا ایرج نے کہا اے اسد کو نہی حرکت بد مجھے ہوئی اسد نے کہا تو نے اتنی
 بڑی شادی کی اور لاکھوں روپے خرچ کیے اور سب کو میوے قتل کی کشتیاں کھانے کے خوان بھیجے میں گو کہ دشمن
 تھا حالانکہ یہ رسم دشمنی قدیم ہو چکی تھی لیکن تو نے ایک خوان بھی میرے لیے نہ بھیجا اگر شریف ہوتا یا کوئی شاہزادہ
 شہر یا رزادہ ہوتا تو اُس سے کاہیکو ایسی حرکت سرزد ہوتی ایرج بولا اے اسد میں محقoul ہوا حقیقت میں یہ
 حرکت مجھے نا شانینہ ہوئی میں ابھی جا کر کشتیاں میوے کی اور خوان طعام تیرے واسطے بھیجنا ہوں اور وہاں سے پھر
 اپنے خیمے میں آیا اسوقت چار ہزار کشتیاں میوے اور قتل اور نبات و قند کی بھیجیں یہ ساری خوشامد و چاہو سی اسلئے
 تھی کہ اسد عروس کو دیوے مگر جسوقت جوہار وہ کشتیاں لیکر اسد کے پاس آئے اسد نے کشتیاں اور خوان پکا
 سب لیکر رکھ لیے اور محقoul سے کہا کہ بھئی تم بڑے ہو اور زخمی ہونے سے طاقت گھٹ گئی ہے تو یہ میوہ خوب
 کھاؤ اور اپنے بیٹے طماس کو بھی دو اور چوہارون کو بچاے انعام کان ناک کاٹ کر انکی ہاتھ پر رکھ دیے کہ بس
 دعا میں دیتے چلے جاؤ کہ میں نے جان بخشی کر دی کہ فقط کان و ناک پر خیر گذری وہ سب بحال خراب ایرج کے
 پاس آئے ایرج یہ حال دیکھ کر نہایت برہم ہوا کہا کہ اس دیوانے نے مجھ کو فریب دیا خیر جا لگا کمان میرے
 ہاتھ سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل آؤر کوہ پر چڑھ کر اس دیوانے کو مع لشکر قتل کروں گا غرض کہ طبل جنگ بجایہ خبر
 اسد کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی بجے غرض کہ دونوں طرف تیاری جنگ کی ہوئی
 صبح کو اسد قلعہ کوہ پر بیٹھا جوانان جنگ آ زما لکھاٹیوں پر مستعد کیا رہوئے اُدھر سے آمد آفتاب پرستون کی
 شروع ہوئی آگے آگے ایرج نوجوان پیچھے پیچھے تخت اقبال شاہ لیکن بحال تباہ تاج اسکے سر پر نہیں ہوا ایرج
 نے سامنے پوچھ کر فرما دیا کہ اے دیوانے اب لاتے پاجی بن کیا یا میں نے پاجی بن کیا میں نے مجھ کو کشتیاں بھیجیں اور تو نے یہ
 سلوک کیا کہ میرے آدمیوں کے کان کٹوا ڈالے بہتر اسی میں ہر کہ جیسے میں نے اپنا وعدہ پورا کیا تو بھی اپنا وعدہ
 پورا کر کہ ملک شورا انگیز بانو کو بھیج دے ورنہ ستمراؤ کروں گا اسد نہسا اور کہا کہ مصرع دولت سے کہنے کو

شرافت نہیں ہوتی بلکہ وہ بادشاہ ہو لیکن طریقہ اور نکات امتیاز کچھ کہانے آئیے تو نے مجھ کو صرف میوہ اور نقل کی کشتیاں بھیجن
 نہ ہار دن کی کشتیاں بھیجن نہ طعام کے خواں بھیجے نہ تو نے جس طرح اور راکین دربار کو جوڑے تقسیم کیے تھے جوڑے بھیجے
 ایرج نے کہا تھے کل ہی وہ بھی کدیا ہوتا اسد نے کہا وہ عاقلان را اشارہ کافی سبب بنے ایک چیز کو کہتا تھے سب
 ایک مرتبہ مجھ پر ہوتا ایرج نے کہا او دیوانے تو بڑا فریبہا ہر مین بھیجے خوب جانتا ہوں مصرع این را کہے گو کہ ترا نشانہ
 اب مین ترے فریب مین نہ آؤنگا اسد پکارا پھر تو میرا کیا کریگا تو نے شکوہ کیا تو مین نے اُس کا جواب دیا نہیں بھلا مین خوشام
 کرنی کیسی کیا جانوں اقبال شاہ نے کہا ایرج اب جو اسد کہتا ہے ایسا ہی کر و شاید ملکہ شورا انگیز ہاتھ لگائے ایرج
 نے کہا ایرج اقبال شاہ یہ دیوانہ بڑا مکار ہے مین اسکی خوب سے واقف ہوں ہرگز ملکہ کو نہ دینگا خیر تھارے کہنے سے یہ بھی
 کرتا ہوں اور پھر پکارا اسد سے کہا کہ فرد کھکر مجھ سے کہہ کتنے جوڑے اور کتنے حصے آئیں اسد نے کہا ہرگز مین چلتے وقت پہر
 اسد نے کہا کہ ایرج تھے پیٹھی کا حصہ نہیں بھیجا تھا وہ ملکہ بھیجنا ہم شربت پلائی بھیجئے ایرج نے کہا نیچے اور نیچے
 خیر بہت بہتر آپ فرد بھیجے ایرج تو اُدھر پیٹ کر بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ ہار دن کو کہ بہت عمدہ پیٹیاں پانچ
 پانچ سیر کی تیار ہوں اور جوڑے سے جانے لگے طعام لذت کی بخت شروع ہو گئی لیکن پیٹ یوں کی کم کو اقبال شاہ
 مسخرہ بھی نہ بھیجا کہ انجام کیا ہوگا اُدھر اسد بن کر ب غازی نامور خیمے مین تشریف لائے اور تمام سرداران لشکر
 اور عیاروں کے نام لکھ کر دتیر کی لیکن یہ خیال مین گذرا کہ شاید میرا بی بی ذلیل کیا جائے تو بڑی سکی ہوگی ساری بات معافی
 وہ برہم فرد کا تیر مین ہاندھ کر تلے سے نیچے اتر کر دتیر کی آڑ مین جانے جانے قریب لشکر ایرج پہونچکر مارا کہ تیر بارگاہ
 ایرج مین گرا ایرج نے اُس تیر مین برہم لکھنے دیکھا اسکو اٹھا کر چچا معلوم ہوا کہ فرد اسد نے بھیجی ہر دل مین کہا کہ یہ دیوانہ
 بڑا ہوشیار ہے غرض کہ کشتیاں آراستہ کر کے ایرج نے روانہ کیں وہاں اسد انتھار مین بیٹھا ہوا کہ بیٹھے جو بدار
 ہوئے اسد نے طماس سے کہا کہ بھئی آؤ اور تمام سرداروں کو ملہا یا کہ جوڑے پہنوی میری شادی کے جوڑے
 مین ایرج نے مجھ کو بی بی پہنے دی ہو اور مانجھا پیچھے دیا ہو تو بھی پیٹیاں چھوڑے کر دطماس اور عنقو مل کی یہ حالت
 ہو کہ اسد کی حرکتوں پر مارے نہیں کے بات نہیں کہجانی ہی لیکن دل مین کہتے ہیں کہ یہ حضرت بے قس کرانے نہ چھوڑے لگے
 غرض کہ سب نے خوب جوڑے پہنے اور اسد کے لیے اقبال شاہ نے مارے خوشامد کے تاج بھیج دیا آپ اسے سر پر رکھے
 ہوئے نیچے مین آج جو بداروں کی یہ گت بنائی ہو کہ آدھا منہ کالا آدھا منہ لال کر کے ہولی کا سوانگ بنا کر نکلوا دیا وہ تو
 پیتے سامنے ایرج کے گئے ایرج نے کہا ایرج اقبال شاہ دیکھا تھے اقبال شاہ نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ اب
 وہ مجھ کو اور کھجائے گا کہ مین نے اپنا تاج بھیج دیا ایرج نے کہا بہت اچھا کیا گر خیر کہاں جائیگا جب تک قضا نہیں ہو اُس وقت
 تک بچا ہو اہر حکم دیا کہ بچے قبل جنگ کو سحر جی کر جایہ خبر اسد کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہمارے یہاں بھی بچے قبل جنگ
 قصہ مختصر رات گزاری صبح کو دونوں طرف سے سامنا ہوا لیکن اسد ابھی اچھا نہیں ہوا ہر رفقہ سے کہا کہ آج تم اس سے
 سامنا کر دکل مین مجھ کو لٹکا آئوں نے عرض کیا کہ ہم جانا بازی کو موجود مین ایرج نے لٹکا کر کہا کہ او دیوانے اب کیا بخت
 باقی ہے اسد نے جواب دیا کہ ایک محبت باقی ہے پوچھا وہ کیا کہا کہ تھے کھانا جوڑا دیا مائے کی پیٹیاں بھیجیں بی بی دنی
 لیکن لکنا نہیں بھیجا تھا بس یہ سننا تھا کہ آگ لگ گئی کچھ جواب دیتے نہ بن پڑا جو اسد کے سرداروں کو اپنے
 بھیجے ہوئے سرخ جوڑے پہنے دیکھتا تھا کٹا جاتا تھا طراسپ یہ رنگ دیکھ کر اجازت لیکر بھلا پھاڑ کی طرف چلا تھا
 کہ اُدھر سے ابراہیم بن مالک مرکب کو چھین کر آگے بڑھا طراسپ نے نیزہ مارا ابراہیم نے چند طعنوں مین نیزہ
 طراسپ کا ہوائی کیا اسنے جھٹ سا طور مارا ساتھ ہی گینڈے نے سکندری کھائی اپنے زور مین سا طور کی جھونک

بن منہ کے بھل گرا ابراہیم نے دوسرے ہنگر تلوار ساری کہ تادو ابرو اتر آئی ایرج نے کہا طرما سپ کی تقدیر گردش
 میں ہو اور کسی سے کچھ منوسے کا خود تیغ کھڑکھارتا ہوا چلا کہ ابراہیم خبردار اب ہاتھ طرما سپ نہ اٹھانا کہ میں کچھ
 یہ لکھ کر قریب پہونچا ابراہیم نے تلوار ساری اُسے رد کر کے جو تیغ مارا ابراہیم نے ہر چند سپر کی آڑ کی لیکن یہ وار ایرج
 کا ہی سپر کو کاٹ کر خود کو دو کر کے تادو ابرو اتر آیا ابراہیم نے دستانہ مارا کہ تیغ سر سے دور ہوا ابراہیم زخمی ہو کر بھاگا
 غلغلیہ نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا معظم خان بن بہرام نے سامنا کیا یہ بھی زخمی ہوا غرض کہ شام تک سب رفیق اسد کے
 زخمی ہوئے ایرج پکارا اود دیو اسے آج تو تو یوں بگیا کل کمان جالیگا ہنتر یہ ہو کہ اب بھی دیسے ملک کو اسد پکا سا
 اد آفتاب پرست ملک سے تو دستبردار ہو اسلئے کہ اُس سپر میں خود عاشق ہوں تو اگر اس آفر کوہ سے ستر نکرا کر مر جائیگا
 تو بھی ملک کو نہ پائیگا ایرج نے کہا فیہر کل معلوم ہو گیا یہ لکھ کر خیمے میں پھرا آیا پیر شاہک رزم آری رخت بزم پیکر صحبت پیش
 گرم ہوئی دور جام چلے لگا جب نشہ تیز ہو حکم طبل جنگ کو ہوا و دون طرف فکار دن سے سر ہٹا کہ ہر روز کی کمان کی
 آفت ہو اسد وہی جوڑا اپنے ہوئے ملک سے صحبت آرا ہوا اور کہا کہ آج تم مجھ پر حلال ہو میں ملک کبھی ہنستی ہو کبھی روتی ہو کبھی
 گنتی ہو کہ امی شہر پار عجیب قدم خن میرا کیا کہ تمام رفیق آپ کے زخمی ہوئے اور میرے باعث سے لاکھوں جانیں مفت جان
 ہیں ہنتر یہ ہو کہ مجھے ایرج کے حوالے کر دیجیے وہ جنگ بجے اپنے خیمے تک لیکے پہونچے گا میں کام اپنا تمام کرونگی اسد
 نے کہا ملک کچھ نہیں خبر ہو جسک ہم زندہ ہیں کوئی نہیں نہیں لیجا سکتا جب ہم نہ ہونگے اُس وقت جیسا ہو گا سمجھ لینا ملک
 نے کہا امی شہر پار اسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ آپ کے دشمنوں کا لاشہ دیکھوں میں اپنی جان دوں گی غرض رات
 انھیں باتون میں گذری صبح کو اسد نادر پر دھڑکھڑا کوہ پر مسلح اور مکمل ہو کر کھڑا ہوا اور دھڑکھڑا آفتاب پرستان
 کی شروعات ہوئی ایرج دریا سے آہن میں غوطہ مارے ہوئے چلا آتا ہوا مالک بن ملکوت و اقبال شاہ نیشاپور
 تخت پر سوار غرض کہ جب وقت سامنے پہاڑ کے آئے ایرج گھوڑا بڑھا کر چلا اور دھڑکھڑا سے تیر چلنے لگے ایرج تاوک
 قلم کرتا ہوا لکھا ٹیان مل کر تا ہوا چلا جاتا ہوا بالائے کوہ ایک غلغلیہ کہ ایرج آپو بچا ہر ایک دہائیں مانگ رہا ہو کوئی دہ
 تین لکھا ٹیان پہاڑ کی طر کر لے کو باقی ہوئی کہ پردہ بیا بان سے گرد آڑی حمیرا سے زنگی داماد و دودھ زنگی بیٹا
 لکھن بن لکھنات زنگی کا چالیس ہزار زنگیان آدھنوار سے آیا اور لغزہ کیا کہ اد آفتاب پرست کمان جاتا ہو زخمیوں پر
 پھر و ہاتھ اور مجھے سامنا کر کہ میں ملک الموت تیرا آپو بچا ایرج نے پکار کر کہا کہ امی حمیرا سے زنگی تو بھی تھکا ہوا ہے
 آج دم لے کر مجھے سامنا کر لینا میں آج اس دیو اسے کا کام تمام کر لوں حمیرا سے زنگی پکارا کہ میں نہیں جانتا جلد
 پھر کر مجھے مقابلہ کرو ورنہ لشکر کو ترے پا مال کرتا ہوں ایرج ناچار و مجبور پھرا آکر مقابل ہوا حمیرا نے کہا امی ایرج میرا
 باپ تیرے ہاتھ سے مارا گیا میں اسکا بدلہ لینے آیا ہوں ایرج بولا جو مجھے ہو سکے حضور نہ کر حمیرا سے زنگی نے
 نیزہ مارا ایرج نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا حمیرا نے تلوار ساری ایرج نے چھپکی دیکر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈال
 جا ہا کہ تلوار ہاتھ سے اس کے چھین لے وہ لپٹ پڑا ایرج بھی اُس سے دست و گریبان ہوا زور ہونے لگے آخر کو مر گیا
 سے کو دہڑے کشتی جھڑا کے سے ہوئے لگی یہاں تک کہ ایک دن گذرا لاکھین روشن ہوئیں شب بھر کشتی رہی دوسرے
 دن قریب شام دم حمیرا سے زنگی کا لوتا اور اُسے ایک زورایسا کیا کہ ایرج کو بیس قدم دوڑا لیکھا لیکن اب اس میں
 حال نہیں باقی رہا ایرج نے جو زور کیا تو ساتھ قدم دوڑا لیکھا کہ مار کر اٹھا لیا بارگاہ میں اسی طرح بے ہوئے چلا آیا
 اسیر غل و زنجیر کر کے زندہ ناخانے میں بکھو ادا صبح کو ایرج نے حمیرا کو طلب کیا جب لوگ اُسے لیکر حاضر ہوئے
 کہا کہ امی حمیرا سے زنگی دین آفتاب پرستی اختیار کر دیکھ بیٹا لقا کا بھی میرا شریک ہو لقا میرے ساتھ رہا جب میں

سرگشتہ صحرانوردانوں کو چلا گیا لاہوت شاہ نے کہا ایامیر ادریس پرستی برحق ہو نیز اعظم کو سجدہ
 کر درخت میں ایمیر صاحبقران کی رہو اس وقت حمیرا آفتاب پرست ہوا اور اپنے لشکر کو بھی آفتاب پرست کیا ایمیر نے
 خوش حمیرا کو خلعت دیا پھر اسد کو ہوئی اسد نہایت آزرده ہوا کہا کہ خیر سچا جائیگا مگر ایمیر نے حکم دیا کہ اہل جنگ بجے اب
 کل صبح کو اس دیوانے کو جا کر قتل کر دینا اقبال شاہ نے کہا کہ اوزدہ آفتاب پرستان مجھ کو معلوم ہوا کہ معشوق میرا اب مجھے
 نہ بلایگا یا میری تقدیر میں وصال اسکا نہیں ہو گا آفتاب پرست آئی ہو ایمیر نے کہا ایامیر اقبال شاہ بن لوہر روز کو شمش
 کرتا ہوں پھر نہ ہاتھ لگے تو میں کیا کروں مگر کل خیر اعظم نے چاہا تو حضور تعالیٰ معشوقہ کو ہمیں لاؤنگا غرض رات بھر تیار ہی
 رہی صبح کو ایمیر سامنے نکلے آیا اور پکارا کہ اودو اسلے آج میرے ہاتھ سے کمان جائیگا اسد نے کہا جاؤنگا کمان خرچ
 تاجر کی جو روپاس جاؤنگا بس یہ سننا تھا کہ ایمیر آگ ہو گیا چاہا کہ گھوڑا اٹھا کر پہاڑ کی طرف جائے کہ بائیں سمت سے تھق گرد
 بلند ہوا اور وہ گرد کھٹی ہوئی مانند بگولے کے چلی آئی ہو کہ اس گرد سے ایک نقابدار سبز پوش بیک وقت نہا پیدا ہوا اور
 لٹکا را کہ آفتاب پرست کچھ شامت آئی ہو یہ کیا بہادری ہو کہ زمینوں کو ستائے جاتا ہو کیا مجال تیری کہ جو انکا بال
 بیکا کر کے جسکو اپنی شجاعت پر گھمندا ہوا ہے میرے مقابلے کو بس یہ سن کر حمیرا سے زنگی ایمیر سے رخصت ہو کر مقابل ہوا
 بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے نیزہ اسکا ہوائی کیا حمیرا سے زنگی نے تلوار ماری نقابدار نے دھار بجا کر اپنے
 پر ہاتھ ڈال دیا حمیرا سے زنگی لپٹ پڑا دونوں گھوڑوں سے کودے کشتی ہوئے لگی پردن رہے باندھ کر حمیرا کو نقابدار
 لگیا دوسرے دن پھر میدان ماری ہوئی وٹیم شبا زنگی کو گردن رکھ کے لگیا چند روز میں ہزار مرتبہ اسام بن
 عوجان دریا باری مرجان دریا باری لاہوت شاہ وغیرہ کو مع سرداران لاہوت شاہ گرفتار کر کے لگیا آخر کار ہر
 بھی ایمیر سے رخصت ہو کر نقابدار کے مقابلے کو گیا اسے بھی تین تین کشتی میں باندھ کر شکیں بے جا لگیا ایمیر کا ہر روز ارادہ ہوتا
 تھا لیکن اقبال شاہ مانع ہوتا تھا اب جو کوئی نہ رہا ناچار ایمیر خود مقابلے کو آیا پکارا کہ اوقفا ہمارے تو نے
 کھلیا پاک دیا نقابدار پکارا اودا آفتاب پرست تو نے تو وہ بدعتیں کیں ہیں کہ کبھی کسی نے دیکھیں تھیں اسکا انتقام تجھے لینا ایمیر
 نے کہا کیسی بدعتیں جسے میری بیعت کی میں اسے تلین متعرض نہوا اسکو پناہ دی نقابدار نے کہا کہ ملکہ جادو تیرے
 استاد کی زودہ وہ بیعت بھی کرتی تھی خراج بھی دیتی تھی پھر تو نے اسے ساتھ کیا سلوک کیا نہ اسد ہوتا نہ اسکی آبرو
 یعنی ایمیر نے کہا کہ اسے میرے رفیق کو مار ڈالا غضب کیا نقابدار نے کہا اب مجھ کو حال معلوم ہو جائیگا کہ کمر نقابدار
 نے نیزہ مارا ایمیر نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر روکا چنگاریاں اڑیں نیزہ بازی ہوئے لگی سنان پر سنان بنان پرستان
 بج رہی تھی کوئی نہ نقابدار نہیں باندھتا ہوا ایمیر توڑا اسکا نہیں کرتا کوئی نہ ایسا ہو کہ ایمیر نہیں کرتا اور
 نقابدار اسے رد نہیں کرتا خوب نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا نہوا سنان بنانیں بیکار ہو گئیں چھڑے چھڑے
 لگی پرنچے اڑ گئے ہاتھ سے ڈانڈ مارن کو ٹپک دیا کو مار میں کھینچ گئیں خوب شمشیر زنی ہوئی یہ معلوم ہوا کہ دو بھلیاں کوند
 گئیں آخر کار تلوار میں بھی آری ہو گئیں انکو بھی ماری ہو کر ہاتھ سے پھینک دیا اب دست در گریبان ہوئے گھوڑے
 انگردن کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں پشت زمین سے بروئے زمین آئے کشتی ہوئے لگی تین پردن کامل کشتی
 رہی گھڑی بھر دن باقی تھا کہ نقابدار نے ایمیر کا لنگر توڑا اور باندھ کر لگیا اسد نے بوقت کوہ پر سے دیکھ رہا تھا
 اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ نقابدار مقرر جادو کر رہا اسواسلے کہ ایمیر ایسے شخص کو کہ جسکا اندھو نہ کچھ بس اسکا
 اسکو یہ تین ہر تین باندھ کر لگیا یہ کار سحر ہو سجون نے عرض کیا کہ بجا ہو اس میں کوئی شک نہیں ہو اور ادریس مالک
 بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ ایمیر کے گرفتار ہو جانے سے نہایت پریشان تھے کہ کہیں یہ دیوانہ آکر نہ آتا

ہو نچائے وہی ہوا کہ پیر رات رہے اسد نے لشکر ایمرج پر بخون مارا جسے جلا دیے لوٹا مارتا بارگاہ میں آقا اقبال
شاہ اور مالک بن ملکوت شاہ کو ڈھونڈتے تھے لگا یہ حرام زادے مفسدہ پر داز بھلا ایسے موقع پر بارگاہ میں کب
رہتے ہیں مالک بن ملکوت شاہ تو پاٹھانے میں چھپ رہا اور اقبال شاہ ایک تخت کی آڑ میں کھڑا ہو رہا اسد کے جو کچھ
ہاتھ لگا افتدو جلس کھی نک و غیرہ سب لوگ پار پر لیگیا صبح کو مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ نے سنا کہ اسد
لوٹ لیگیا کھانے تک کو نہیں باقی رہا باورچی باغیر رہا تھہرے کھٹے بیٹھے ہیں کہا کہ خوب ہوا مائین تو کہیں بعد اسکے شاہ پور خیرول
سے کہا کہ جا کر ایمرج کی تلاش کرو کہ لقا بدار کمان لیگیا شاہ پور تلاش میں ایمرج کی روانہ ہوا اب حال گذارش کیا جاتا
ہو لقا بدار سبز پوش کا کہ یہ ایک ساحر و ساحران عنطلی آباد سے شہناز جادو اس کا نام ہو مطیع الاسلام ہوا نے
جو سنا کہ اسد پہاڑ پر کھڑا ہوا بدار نکلا آئی اور مع ایمرج سب کو گرفتار کر کے لیگی مگر لاہوت شاہ کو پیسے دیکھا
ہو اس پر عاشق ہوئی، جب ایمرج کو پکڑ لائی تو اپنے کو آراستہ ویراستہ کر کے مسند پر بیٹھی سب کو سامنے بلایا کہ میں اسد کی
طرفدار ہوں اس سبب سے تم سب کو پکڑ لائی ہوں ہر ایک نے دیکھا کہ ایک بلغ غبشت آئین ہوا اور بارہ درمی کمال آراستہ ویراستہ
ہوا اور ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی ہو ایمرج نے کہا اے نازنین ہم سمجھے کہ تم بزدل و سحر پکڑ لائی ہو لیکن مطلب مختار
کیا ہو وہ بولی میں تم سب کو قتل کر ڈالتی مگر بچ گئے اسوجہ سے کہ میں تم میں سے ایک شخص پر عاشق ہوں اگر تم نے کنا میرا
پانا اور مطلب میرا پورا کیا تو میں تمہارا ساتھ دوں گی نہیں تو اسد کی طرفدار ہوئی ایمرج نے سمجھا کہ کچھ رائل ہوئی ہے بلکہ ہر
شخص کو یہی لگتا ہے کہ ایمرج پر عاشق ہوگی اسلئے کہ یہ صاحب صولت و شوکت جوان خوش رو ہو لیکن ایمرج اس کے
وصل سے دل میں کراہت کر رہا ہے مگر لاہوت شاہ کی رال ٹپکی پڑتی رہی اس طرف دیکھ رہا ہے ایمرج نے پوچھا آپ فرماہیں
تو آخر کس پر رائل ہیں اسنے لاہوت شاہ کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس جوان کی خواہان ہوں لاہوت شاہ پکارا کہ دلکو
دل سے راہ ہوتی ہو میں دیکھتے ہی تمہارا عاشق ہوا ہوں بلکہ جان جاتی ہے شہناز جادو نے سب کو کند سحر سے رہا کیا
لاہوت شاہ شہناز سے دوز کر لپٹ گیا وہ کہنے لگی یہ کیا کرتے ہو اتنے لوگ بیٹھے ہیں تمہیں ذرا حسرت نہیں جتنے سردا
تھے مع ایمرج مگر چلے گئے بس پھر خوش بوس و کنار ہوئے لگا بعد اسکے شہناز نے جام شراب کا لاہوت کو دیا
لاہوت نے پیا اور دوسرا جام بھر کر شہناز کو بلایا لگا دور چلنے دو تو نہ مست باہم صحبت آرا ہوئے بعد تھوڑی
دیر کے دولون اپنا اپنا کالٹھ کر کے فارغ ہوئے لاہوت شاہ نے شہناز سے کہا اے ملکہ شہناز اس دیوانے اسد نے ایمرج
کو کیا کیا مددے ہو نچائے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں تمہارا قدم در میان میں نہوتا تو اتنا کب کا قتل کر ڈالا ہوتا شہناز
نے کہا کہ اب میں اسکی طرفداری نہ کروں گی تم شوق سے جو چاہو وہ کرو بلکہ میں تمہارے ساتھ ہوں قصہ مختصر لاہوت شاہ
اور شہناز دولون رات بھر مزے لوٹا کیے صبح کو ایمرج اور تمام سردار باغ سے ٹھکر سوار ہو ہو کر چلے گئے کہ شاہ پور
لما اور اسد کے بخون مارنے کی کیفیت بیان کی ایمرج نے پوچھا کہ ارے اقبال شاہ زندہ بچا شاہ پور نے عرض
کیا کہ زندہ کی تھی جو بچ گیا ایمرج نے شہناز سے کہا کہ سنا تھے وہ لقا بدار بنی ہوئی ساتھ تھی اسنے کنا خیرا جو کچھ ہو ہوتا
وہ ہوا چلے تو کسی کوئی تدبیر ہو جائیگی غرض وہاں سے لشکر کو روانہ ہوئے اسد پہاڑ پر بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ یکایک گرد و خرابا
بند ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایمرج سرداروں سمیت اور مع اس لقا بدار کے چلا آتا ہے اسد نے ضرغام
شیر دل سے کہا کہ جا کر خبر لو لایہ کیا ہوا یا تو یہ لقا بدار ہمارے طرف تھا یا ایمرج کی طرف ہو گیا ضرغام روانہ ہوا لشکر
ایمرج میں ایک اجنبی کی شکل نکلا گیا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ ساحران عنطلی آباد سے ہے اور عورت ہے پہلے اسد
کی طرفدار ہو کر آئی تھی اب لاہوت شاہ پر عاشق ہو کر آفتاب پرستوں کی طرف ہو گئی ضرغام نے اگر تمام حال بیان کیا

اسد نے کہا میرے لگاۓ جاتی کمان ہر اسکو حد سے زیادہ عاجز نہ کیا ہو تو کچھ کام نہ کیا اور میرج بارگاہ میں پہونچا اقبال
شاہ اور مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ استقبال کر کے لینگے اور رو کر تمام حال بیان کیا ایرج نے کہا کہ تم کمان چھپا کر سب سے
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ کیا عرض کروں مجھ کو شرم آئی ہو ایرج نے کہا وقت ہو اور بات ہو کوئی شرم کی جگہ نہیں اور
بیان کون غیر ہو کہا کہ میں بد رو کی مری میں چھپ رہا سب خلعت شاہی خاک میں مل گیا بلکہ تاج اب تک ہوا تھا مگر لکڑی لگا
ایرج نے تختہ پر رومال رکھ لیا اور سرور بھی منہ پھیر کر مسکرائے اب ایرج نے اقبال شاہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ کیسے
کیا گداری کیا کہ میں باد چھی خاٹے کی خفات میں لپیٹ گیا تھا وہاں نہ معلوم کس خدشہ کا نے حد بھرا تھا کہ کچھ چکار بیان اور طبعی ہوتی
راکھ پڑی تھی میری سبکی جگہ لیکن میں نے کیا جرأت کی کہ اٹھا نہیں ایرج نے کہا سبحان اللہ وہ وہ وہ غرض کہ ایرج نے
دو لون کو تسلی اور تسفی دیکر حکم دیا کہ جیل جنگ بجے شہناز جادو نے کہا کہ آپ ابھی نہ جیل جنگ بجو ایسے میں انکو سحر سے پہلے
مفعول کر لوں تو پھر آپ جو چاہیے گا کہیے گا ایرج نے کہا کہ حمزہ صاحب قرآن نے کبھی جادو گردن کی مدد نہیں چاہی میں
بھی سحر سے کام نہ لوں گا لاہوت شاہ نے کہا کہ اے شہر یار آپ اس میں دخل نہ دیجیے میں اس دیوالے کو مار کر ملک شہور انگیز بانو
کو چھین کر اقبال شاہ کے حوالے کر دوں گا اقبال شاہ نے کہا اے زبڈہ آفتاب پرستان میرا معشوق شاید اس علاج میرے ہاتھ
آجائے ایرج نے کہا تو اچھا میرا بیان رہنا شبیک نہیں میں شکار کے بہانے جاتا ہوں اسی کوہ کے پس پشت کسی گوشے میں چھپ کر
بیٹھو لگا دو سرے دن اگر طبل بجو اگر دھواں اگر دنگا اور طرما سب کی ہمراہ لیکر نکل گیا شہناز جادو نے خون خوک سے
ہوم کیا جو کا دیا اس میں مٹی اور اسم سحر چھنے لگی وہ بچہ خوک جو مرا پڑا تھا اُس پر دم کیا وہ جی اٹھا اسکی بھائی پر سیدور کے
ٹیکے دیے ہار گئے میں ڈال دیے پھر سحر کیا کہ وہ اٹھ کر گر و پھر نے لگا ساٹھ بار پھر کر کھڑا ہو رہا پہلے موہن بھوگ اسے کھلا پھر
شراب پلائی اسنے جمای لی شہناز نے ایک روٹی کا پل اسنے منہ میں دیدیا اسنے منہ بند کر لیا شہناز نے ایک دانہ بڑھک مارا
کہ وہ چکر مارے لگا جب اکیس چکر کھا چکا شہناز نے اسکی پیٹ پر ہاتھ پھیرا اسنے جمای لی شہناز نے وہ روٹی کا پل نکال لیا
چھوڑا اسے طرح مروہ ہو کر گر پڑا بس جو جو لوگ گرد و فواح میں تھے اسنے کہا کہ جادو وہ تو چلے گئے شہناز جادو نے اس روٹی کے
پل کے دو حصے کیے ایک کا ایک جانور ٹھیری کی صورت کا بنایا کہ برسات کے قبل منہ کھولے ہوئے چھینا کرتی ہر اسکو قلعہ کی طرف
اڑا دیا جب وہ قریب قلعے کے پہونچا دسک دی کہ وہ وہاں قلعے پر چڑھ کر چھینے لگا اسد نے چونکہ ہو کر دیکھا کہ یہ بے فصل کی ٹھیری
کیسی شاید شگون بد ہو یہ ہم سب کے خون کی پیاسی ہو کل ایرج دھواں لگا تو کامیاب ہو جائیگا لوگوں نے کہا جی نہیں
جانور ہر نکل آیا ترائی میں کسی نے سنایا ہو گا بیان اڑ کر چلا آیا اور شہناز نے دوسرے روٹی کے پل کو تو منا شروع
کیا اور ایک بڑا سا ابر کا ٹکڑا بنا کر اسم سحر دم کیا کہ اسی ہوا میں یہ اڑ کر اس ٹھیری کی آواز پر چلا اور تمام کوہ پر چھا گیا اور ہر سنا
شروع ہوا اب اسد نے کہا کہ بارہویہ ابر مجھے سحر کا معلوم ہوتا ہے صرغام نے کہا کہ ایک تیر اس جانور کو لگائیے اگر یہ پتھر
ہو تو تو یہ ابر سحر نہیں ہوا پہلے کہ یوں بھی غیر فصل کبھی بھی ایسا ہو جاتا ہو اور اگر یہ جانور تیر کھا کر نہ گرا تو بیشک یہ ابر
سحر ہو اسد نے یہ اسے نہایت پسند کی اور ایک تیر جوڑ کر اس ٹھیری کو مارا وہ تیر میں بولے پر چٹھا لیکن صاف مثل فولاد
کے اچٹ گیا صرغام پکارا بیشک ابر سحر ہو اسد نے کہا کہ مجھ کو تمام عنوان سحر کے معلوم ہوتے ہیں ایسے کہ ایسا ابر میں نے
سن بھرمین دوسرے دیکھا ہر ایک مرتبہ تو ملک سبائل پر ایسا ہی ابر آیا تھا اور برف باری ہوتی تھی اور دوسری دفعہ
اسی آفر کوہ پر بارش برف ہوتی تھی معلوم ہوتا ہو کہ یہ اسی شہناز جادو نے یہ کرشمہ دکھایا کہ لکڑی قلعہ کوہ پر سے نعرہ کیا کہ او
آفتاب پرست لعنت ہو تیری صاحب قرانی پر کہ ساحر وہاں سے کام لیتا ہو سبحان اللہ کیا دعویٰ مروی اور فحاعت ہوا ایرج
آواز اسد کی سن کر دل میں کٹ گیا گر چہ کچھ پیچیدہ تھا لیکن لاہوت شاہ نے پکار کر کہا کہ او دیوالے نے کیا بکنا ہوا ایرج شہناز

گیا ہوا یہ وہ بیان کمان یہ ہمارے دم کی روشنی ہو ایرج ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا تو نے کیوں ملک شورا نگیز اقبال شاہ
 کی معشوقہ کو چھین لیا جب تک سزا سے معقول نہ دلو اور نگا میں بھڑکی باز آؤنگا اگر اب بھی ملک کو بھجود تو میں شہنشاہ کو منع کر دوں
 اسد نے کہا اور اچھا محو اسی پر بھولا ہو تو ہی بڑا مرد معلوم ہوتا ہو جو تجھے ہو کے قصور نہ کر لیکن ملک شورا نگیز کی
 تو کوئی پر چھائیں بھی نہیں دیکھ سکتا اب تو ہم مزے کرتے ہیں اقبال شاہ سے کہو کہ روئے لاہوت نے کہا کہ پھر
 شکوہ کیوں کرتا ہو یہ کمر سانس سے بہت گیا اسد نے کہا کہ خیر آج اس جادوگر کی کو نہ مارا ہو گا تو اپنا نام اسد غازی
 نہ رکھا ہو گا قصہ تا شام تو بارش رہی رات ہوتے ہی برف باری شروع ہوئی اسد نے ضرغام کو ساتھ لیا اور لشکر
 ایرج کی طرف روانہ ہوا آئے آتے داخل لشکر ہوا بیان دیکھا تو نہ ابرہہ نہ ہوا اسد نے کہا ایرضغام دیکھا تھے یہ اسی
 شہنشاہ لکا نہ کا سحر ہو کہ ہمارے پیادے پر برف برس رہی ہو اور بیان کچھ بھی نہیں خیر کیا معنائے ہر غرض سیرکنان دروازہ
 بارگاہ پر آیا دیکھا کہ دربار معمور ہے کھدما سے کا فوری روشن ہیں اقبال شاہ شہنشاہ جادو سے کہہ رہا ہو کہ کو تھے کیا کیا
 اُس نے کہا آج رات بھر میں پہاڑ والے مردہ ہو جائیگے طاقتیں سلب ہو جائیگی صبح کو قتل کر ڈالنا اپنی معشوقہ کو لے آنا اقبال
 شاہ بولا کہ وہ جب میرے ہاتھ آئے تو میں جانوں اسد یہ باتیں سن کر کیا جب دربار برفا ست ہوا اور لوگ اٹھ اٹھ کر
 اپنے اپنے خیموں کو جانے لگے اسد لاہوت شاہ کے خیمے کے برابر آکر کھڑا ہو رہا کہ اسی کے برابر خیمہ شہنشاہ جادو
 کا ہو جان دیکھا کہ لاہوت شاہ اور شہنشاہ دونوں باہم گلے میں ہاتھ ڈالے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ لاہوت شاہ اپنے
 خیمے کو چلا شہنشاہ اس سے جدا ہونے لگی تو لاہوت شاہ نے کہا کہ ایرضغام آج تجھی ہمارے پاس نہ رہو گی اُس نے
 کہا کہ آج رات کو اور ہماری جدائی کو اگر وہ کام ان خدا پرستوں کا تمام ہو جائے کل سے پھر ہم تم باطمینان تمام یکجا رہیں گے
 لاہوت ناچار اپنے خیمے کی طرف پھر شہنشاہ اپنے خیمہ کو مڑی ایک سیاہ پوش کو کھڑے دیکھا پکاری کہ ارے تو کون ہو
 اور نزدیک آئی اسد پکارا کہ تو پہلے اسد کی طرف اشارہ کر آئی تھی اب ایسا لاہوت کے تجھے مہموت ہوئی کہ ترک
 اسلام کر کے مسلمانوں کے قتل پر آمادہ ہو اور کارہ میں ہوں اسد بن کر ب غازی تجھے مارنے آیا ہوں یہ چاہتی تھی
 کہ کچھ اسم سحر سے اسد نے ہونٹ بھی نہ بٹھنے دیے منہ دبا یا اور نکال کر تلوار بیچ ٹانگوں سے تا شکم اسے چیر ڈالا بس ایک غلغلہ
 حشر انگیز اور ایک شور قیامت خیز برپا ہوا ہر اسکے خاک اڑا کر چلانے لگے کہ کشتی مر نام میں شہنشاہ جادو بودا بھی لاہوت
 شاہ کپڑے بھی نہ اتار چکا تھا کہ خبر ہوئی اسد شہنشاہ جادو کو مار کر چلا گیا دیوانہ وار نکلا اسد اب دیوان کمان تھا
 وہ اسی وقت جلد یا تھا اسے لاش شہنشاہ کی پڑی دیکھی خاک اڑاتے لگا کر بیان چاک کر ڈالا اب یہ خبر سارے لشکر میں
 تشہیر ہوئی اقبال شاہ بھی دوڑا ہوا آیا یہی رونے لگا کہ اسے بھی ایک بہت بڑی امید لگی ہوئی تھی وہ منقطع ہو گئی اور
 ایرج یہ غفلت اپنے لشکر میں سکر اسی وقت دامنہ کوہ سے دوڑا ہوا بیان آیا دیکھا کہ لاش شہنشاہ کی پڑی ہو لاہوت شاہ
 باحالت تباہ کھڑا رو رہا ہو بہت تسلی اور تشفی دی غرض لاش کو اُس مردار کی اٹھوایا جلا یا پھونکا جنم واصل کیا مگر ایرج
 کو کمال صدمہ ہوا کہ مفت کی بدنامی ہوئی اور کچھ کام نہ نکلا غرض کہ سب فارغ ہو کر اپنے اپنے مقام پر آئے اپنی اپنی خواجگاہ
 پر بیٹھے تھے کہ بوق کی آواز میں بلند ہوئیں اور لغزہ ہوا کہ ہم اسد غازی اور آفتاب پرستوں کو قتل کرنا شروع
 کیا اور غل ہوا کہ دیوانہ بخون گرا ہو رات بھر خوب اسپرین کشت و خون ہوا کیا لوگوں نے ایرج سے فریاد کی کہ وہ دیوانہ
 بخون گرا تھا ہزار ہا آفتاب پرست مارے گئے ایرج نے کہا وہ تو گمراہ ہوا ہو پہاڑ پر وہ آیا کہ صر سے اگر آتا تو نہاسی
 تدبیر سے آپ ہی آجاتا اُنھنے قزاقوں سے کہیو کہ اگر بخون مار سکتا ہو ہر کاروں نے عرض کی کہ حضور وہ ایک نقابدار
 سب پر پوش تھا جو بخون گرا تھا حکم دیا کہ تلاش تو کر وہ لقا ہمارا کمان رہتا ہو کہ صر سے آیا تھا کس طرف گیا اور صر سے خبر

اسد کو ہونی گزرت کو ایک نقابدار سبز پوش آپکا نام لیکر شیخون لشکر ایرج پر گزرتھا اور بارہ پست کر نکل گیا تھا اسد نے ہم
جو نقابدار کا سا خون عزیز می نے رگون میں جوش کھایا محبت پیدا ہوئی کما کہ بھی نہیں معلوم یہ نقابدار کون ہو جو ہمارے دل سے
پر چلا ہو خدا کی حرمت کا نگہبان ہو بیان دن ایرج کو لاشیں آفتاب پرستوں کی اٹھوانے میں گذر گیا رات کو سب نکلے ماندے
میں سے چڑھ کے سوئے وہ پہر رات گئے پھر وہی بوق کی آواز بلند ہوئی اور نقابدار شیخون گزرتھل کر نہ شروع کیا چالیس ہزار
خزاق اس کے ساتھ میں جموں میں آگ لگانا شروع کی دکانیں لوٹ لیں یہ خبر ایرج کو ہوئی یہ بیکہ می تمام سوار ہو کر چلا نقابدار
کو جو حال ایرج کے آنے کا معلوم ہوا صاف نکلا چلا گیا ایرج نے ہر چند تلاش کی حریت کو نہ پایا نہایت پریشان ہوا کما کہ یہ کوئی
اسد کا بھی استاد معلوم ہوتا ہو اسے اسکی جستجو کر دیا یہ آسمان پر سے آتا ہو ایک ستارے والا کیا کم تھا کہ یک نشہ و دھند دوسرا
اور پیدا ہو گیا حاصل اسی طرح اس نقابدار نے شیخون ہمارے لاکھوں آفتاب پرست و اہل جہنم ہوئے ایرج نہایت مضطرب
ہوا اور کہہ کر یہ قدر اقبال شاہ ستارہ پرست کی ہر سکا ستارہ نہایت بد اقبال ہو میں ہر چند چاہتا ہوں کہ بہاؤ پر سے
اسکی معشوقہ کو چھین لاؤں مگر وہ دیوانہ ایسا قسمت کا زبردست ہو کہ کوئی نہ کوئی اسکی مدد کو آجاتا ہو میں کیا کروں مجبور ہوں
کچھ بن نہیں آتا مالک بن ملکوت شاہ نے اقبال شاہ سے کہا کہ بیابان رور سے شور انگیز با تو اس دیوانے کے پاس ہو
اب وہ تھا رے کس کام کی رہی اس سے دست برداشتہ ہونا نام بھی اسکا نہ لود و رکرو سمجھو کہ میری شادی اس کے ساتھ نہ ہوئی
تھی اور اسے اگر تم سے محبت ہوتی تو جس طرح ہوتا وہ خود ہی آتی عورت کا جی چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے اپنے
سے محبت نہیں اس سے الفت کرنا میں نہ دانی ہو اقبال شاہ نے کہا کہ جنگ میرے جسم میں جان ہی جنگ ملک کا دم بھرے
جاؤنگا ہر چہ بادا باد اور ایرج سے کہا آپ ہرگز رحمت میرے واسطے نہ اٹھالیں ایرج نے کہا ایرج اقبال شاہ تم کو
رکھو آج میں اس نقابدار کو پکڑے لاتا ہوں اور صبح کو بہاؤ پر پوش کرنا ہوں اور شاہ سے کھانا کھا کر طلا یہ کاشت پھرنے
لگا صبح ہو گئی اور کوئی اگر شیخون نہ گزرتھل ایرج طبل جنگ بجا کر بہاؤ پر چلا دیر کو وہ پہونچ کر نفرہ کیا کرادیا وہ نے اب بھی
ملکہ شور انگیز کو میرے حوالے کر دے اور تو جہان چاہے جا اسد بکا را کہ اسکی پرچھا میں بھی مجبور دیکھاؤنگا اور اس مرد
اقبال شاہ کی تو فضا آتی ہو جو جنگجو بھر کا بھر کا کھجبتا ہو ایرج پکا سا آپا میں تجھے تشبیہ کرنے کو جاتا کمان ہو یہ کمر بڑھا
اودھر سے ترنگے چلنے یہ تیر کاٹھا ہوا چلا آتا تھا کہ بوق کی آواز میں بلند ہو میں نقابدار سبز پوش لشکر ایرج کے
گزا اور قتل کرنا شروع کیا شاپور دودگر آیا کہ ایڑہ ڈاؤ آفتاب پرستان نقابدار تمام لشکر کو ہلاک کیے ڈالتا ہو ایرج
ناجا رہا تر پیرے احرام کب کو دودگر اپنے لشکر میں آیا نقابدار جاتے نہ پایا تھا کہ ایرج آپو بچا اور لٹکا را کہ باش او
نقابدار فوتے میرے سارے لشکر کو تباہ کر دیا میرے ہاتھ سے کمان جائیگا کب تجھے چھوڑتا ہوں اودھر سے نقابدار
نے نفرہ کیا کہ باش او کر پاس فروش بچہ بازاری میں تیرا کام تمام کرنا ہوں قصہ مختصر دونوں مقابل یکدگر ہوئے نقابدار
نے آتے ہی ایرج پر تلوار کی بوچھا کر دی برس چڑا اپنے نزدیک مار ڈالنے میں کوئی دقیقہ اٹھانیں رکھا ایرج کو بھی
روکنا مشکل پڑ گیا گھڑی بھر کے بعد ہاتھ نقابدار کا ست ہو گیا ایرج نے دعا بجا کر قبضہ کشید ہاتھ ڈال دیا ہاتھ
مڑوڑ کر تلوار ہاتھ سے چھین لی اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا وہ خزاں جو اس کے ہمراہ تھے انہیں سے
ایک بھٹرا اور کوئی گرفتار نہیں ہوا نہ مارا گیا سب لڑتے بھڑتے نکل گئے ایرج نے نقابدار کی مشکین باندھ لیں
اسد نے سنا کہ نقابدار اسیر ہو گیا کمال رنج ہوا ضرغام سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ نقابدار کی کہ وہ کون ہو وہ کیسے
ردانہ ہوا اور صورت ایک چوہا کی بکر داخل بارگاہ ہوا بیان ایرج آکر بارگاہ میں بٹھا ہر لندھو رہی موجود
ہیں تمام دربار مہر اس وقت ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو نقابدار غل و زنجیر میں گرفتار سانسے ایرج کے

ایا اہل اسلام کیا لندھو رنے جواب سلام دیا ایرج نے حکم کیا کہ نقاب اسکے منہ پر سے ہٹاؤ عیار نے دوڑ کر نقاب کھینچ لی بس یہ دیکھا کہ ایک ستارہ ہر کہ چمک رہا ہو بارہ تیرہ برس کا ایک طفل عجیب اسد بن کرب غازی کی صورت ہو ایرج نے نام پوچھا اسنے کہا کہ میں گنام ننگ خاندان کیا نام اپنا بناؤں کہ فلک نے تیرے ہاتھ سے ذلیل کر دیا حق تعالیٰ مجھ کو نام دیتا تو نام اپنا بتاتا لندھو رنے کہا کہ خدا نے ایک پر ایک کو غالب کیا ہر فضلنا بعضک علی بعض اسکا کچھ مضامین سوقت اُسنے کہا کہ نام میرا غضنفر بن اسد بن کرب غازی ہے میں تو اساہون یا قوت شاہ کا ایرج نے کہا اگر چہ تو نے میرے بہت سے لوگوں کو قتل کیا ہے لیکن اگر تو میری بیعت کرے تو تجھے چھوڑ دوں غضنفر بولا یہ کبھی نہ ہوگا اگر میرا باپ بیعت تیری کرتا تو میں بھی دست بیچ ہوتا اور اگر چھوٹا تو تجھے قتل کرنے کو موجود ہوں گا ایرج نے کہا اگر تو زندہ میرے ہاتھ سے بچے گا تو جو چاہے سو کرنا اور حکم دیا کہ بلاؤ جلاؤ اسوقت لندھو ر پکارا ایرج مجھے متھے جو وعدہ ہے اسپر قائم رہو تین روز کے بعد تین قتل کرنے کا اختیار ہو ایرج نے کہا بہت اچھا اور ہنراد سے کہا کہ لجاؤ اسے تم اپنے پاس اسبر رکھو ہنراد اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا صرغام جو خبر لیوا اسے آیا تھا جا کر تمام حقیقت اسد سے بیان کی کہ نقابدار آپکا فرزند ذوی اشتہام ہے غضنفر اسکا نام ہے اسد بولا کہ مجھ کو بقراری دل سے پہلے ہی معلوم ہوا تھا کہ یہ مجھے علاؤ رکھتا ہے اب چھڑا لانا اسکا لازم ہوا اس صرغام چلو اسنے عرض کیا میں حاضر ہوں اسد نے اسی وقت لباس شب زیب تن کیا سیاہ بانڈی گئے میں ڈالی سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مار کر نوار بغل میں داکر روانہ ہوا اور ہنراد نے غضنفر کو اپنے خیمے میں لائے جٹیا گنگان مقرر کیے اور اپنے دل میں سوچا کہ ای ہنراد اسد مقرر اسے چھڑائے گا ایگاہ بھی اگر گری ہو تو لطف ہو یہ خیال کر کے چار طرف گنبدین زمین میں بچھا کر خس پوش کر کے کینگاہ میں بٹھا لیکن اسد آئے آئے لشکر میں ایرج کے داخل ہوا اور وہاں پہونچا کہ جس مقام پر خیمہ ہنراد مرتد کا تھا گرد خیمے کے پھرنے لگا سب طرف دیکھا کہ لوگ ہوشیار بیٹھے ہیں ایک جگہ پر کھڑے رہ کر بیوی بچی اڑائی کہ پاس بالوں کو جھانپاں آئیں اور وہ بیہوش ہوئے اسد اور صرغام نے خیمے میں پاؤں رکھا تھا کہ ہنراد نے علاقہ سے گنبد کھینچے اسد اور صرغام دونوں گئے لوگ کینگاہ سے نکل کر دوڑ دوڑ کر دونوں کو گرفتار کیا اسی وقت آنکروں کو بلو کر اسیر غل و زنجیر کر کے جہان غضنفر تھا وہیں ان دونوں کو بھی لا کر رکھا غضنفر نے سلام کیا اسد نے اسے گلے سے لگا یا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ ای فرزند تمہارے چھڑائے کو آئے تھے یہاں خود ہی پھنسے غضنفر نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ کیون تشریف لائے مجھ پر جو گذرئی وہ گذرئی اسد نے کہا مجھے فرستے تھیں دیکھ تو لیا اور مثل مشورہ ہو کر مرگ انہوہ خیمے دار دار مارے جائیگے تو ایک جگہ مارے جائیگے ہم تم عبد التوہ را غضنفر کہ رہا ہو کہ ای پر بزرگوار میری سبز قدمی ایسی تھی کہ آپ گرفتار ہو گئے اسد بولا بابا یہ کارخانے قضا و قدر کے ہیں اسہن کیا چارہ ہے لیکن ہنراد مرتد ثابت خوش ہے اسکو کب تاب رہتی ہے شیطان نے در فلانا یہ اسد کو لیے ہوئے ایرج کی خوابگاہ میں آیا ایرج کو چھپکایا ایرج نے پوچھا کیا ہے ہنراد بولا میں نے اُن مرشد کو آج پکڑا اپنے لڑکے کو چھڑائے آئے تھے ایرج نے کہا کون ہنراد بولا میان اسد صاحب مع صرغام شیر دل کے حاضر ہیں ایرج نے کہا ہج کمو اسنے کہا حضور کے نمک کی قسم اور تمام حال گرفتار کرنے کا بیان کیا ایرج نے کہا ای ہنراد کیا کارغایان کیا میں نہایت مسرور ہوا تم جاؤ ان دونوں کو ابھی طرح رکھو صبح کو قتل کرینگے اور حکم دیا کہ میدان خونی تیار ہو ہنراد اسد اور صرغام کو لیکر چلا گیا آیا اور گنگان پاسان مقرر کیے اور تاکید کی کہ خبردار یہ دو پیر رات جاگ کر تمام کرو صبح کو تم سب کو انعام ملیگا مگر آپ بھی جا کر باطنیان تمام سو رہا مگر بیان اسد و غضنفر و صرغام فیون شیر دل زندہ اٹھاتے ہیں بیچے ہیں اسد کہ رہا ہو منوس ایک نگاہ شاہزادہ نورالدین ہر کو نہ دیکھ لیا دل کی آرد و دل ہی میں رہی غضنفر پکارا مجھ کو کمال اشتیاق تھا زیارت کا

اسوس ہر کہ قضاے ملت نہ دی خبر جو مرضی خدا یہ لکھا کھنوں میں آنسو بھر لائے اسد بیٹے کو اس حالت سے دیکھ کر تڑپ
 اٹھا کہ چیخ مار کر روئے مگر ضبط کیا کہ کما کہ بابا خدا کو یاد کرو وہ سبب اسباب ہو اگر حیات ہماری باقی ہو تو خدا بچا کر رکھو
 دعا کا ہر دعا مانگو شاید پروردگار عالم رحم کرے اور دعا تمہاری مستجاب ہو اور اس بلا سے نجات دے کہ تم ابھی مصوم
 ہو گناہوں سے بری ہو جب قدر رات کم رہتی ہو زندگی سے یاس ہوتی جاتی ہو آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مصروف
 گریہ و زاری ہیں کوئی پہر رات باقی ہو کہ سامنے سے طبقہ زمین کا دھما اور ایک شخص سیاہ جام و بنگا نقاب منہ پر پڑی
 ہوئی بھڑکاتے من خاک ہر لکھا اسد کو سلام کیا اور کہا کہ جلد چلیے میں فقط آپ کے چہرے کو آیا ہوں بس اسد اور
 غضنفر اور ضرغام اٹھ کھڑے ہوئے وہ عیار ان بکولکر نقب سے آیا ہتھکڑیاں بڑیاں کاٹیں اور کہا کہ تشریف
 لےجیائے اسد نے کیا صورت دیکھنے کا مشتاق ہوں اور نام کا شائق ہوں اس شخص نے جواب دیا کہ جب مجھے
 خدا نام عطا کر لگا اس وقت ظاہر کرونگا اور صورت بھی چھپی دکھاؤنگا اور ابھی مجھے کام ایسا کونسا ہوا ہے جو نام بیان
 کروں یہ لکھا جانب صحرارہ داند ہو گیا اسد نے غضنفر سے کہا امیر زندہ ہمارے ساتھ آؤ رکھو یہ چلو گے یا اپنے لشکر کو
 جاؤ گے عرض کیا کہ تمام لوگ میرے فکر مند ہونگے بلکہ جانے دیجیے کہ کما بھلی خدا حافظ ہو جاؤ غضنفر نے سلام کیا اور
 جنگل کی راہ لی اسد بہاڑ پر آیا صبح قرب بھی تمام رفیق مع ملکہ شور انگیز بانو مجھے خبر گرفتاری کی سنی تھی دعا لین مانگ
 رہے تھے اسد کو جو دیکھا سب کو عید ہوئی و درود و ذکر قدموں سے لپٹ گئے گرد چہرے نقد ہوئے ملک تو گلے میں
 ہاتھ ڈال کر رونے لگی ظما س بھی مسرور ہوا عنقو مل کو بھی سرور ہوا دھر صبح کو امیرج بیدار ہوا بارگاہ میں آیا ملک
 بین ملکوت شاہ کو سلام کیا اور مرزدہ دبا کہ رات کو ہنزا دے اسد اور ضرغام کو کچا مالک نے کہا اسنے بڑا کام کیا پھر
 اقبال شاہ بولا ابو شور انگیز بانو ہاتھ لگے گی امیرج بولا بیشک اب جسطرح چاہو لیلو اسی اثنا میں لندھو بن جھان
 کا ورود ہوا امیرج نے آنکھ جرائی صاحب سلامت تک نہ کی لندھو سمجھا کہ آج یہ تجھے ایسی بے اعتنائی کرتا ہے شاید مطلب
 یہ ہو کہ تو اسد کی سفارش نہ کرے خبر اسکا خدا حافظ و نگہبان ہو اور اپنے دگل پر آ کے چکا بیٹھ گیا یہ سوچ رہا تھا کہ
 امیر لندھو راب کیا ہوگا اسد مفت مارا جا لگا کسی تیری رائگانہ ملی آج امیرج نہیں ماننے کا اسد کو قتل کر لگا اور
 اگر اسد مارا گیا تو تو صاحبقران کو کیا جواب دیکھا بس مجبور ہو کر دلیں اپنے اسد کی رہائی کی دعا مانگنے لگا امیرج
 کا یہ عالم ہر کہ جو آتا ہو اس سے پہلے ہی کہتا ہو کہ وہ دیوانہ مدت کے بعد میرے ہاتھ لگا ہو جب سب ابالیان و ربار جمع
 ہو گئے حکم دیا کہ ان ہر ہنزا دلاؤ اسے کہ اسد کو لائے پہلے اس سے شور انگیز بانو کو لیلو بھڑا سے قتل کر دوں جو بدار
 ہنزا دے کے بلانے کو چلا تھا کہ ہنزا دے مردہ خاطر سامنے سے آیا سلام کیا ہاتھ بندھ کر کھڑا ہوا امیرج پکارا امیر ہنزا دے
 اسد کو اسنے کہا کہ میر مرشد میں حاضر ہوں مجھے قتل کیجیے اسد کو مع غضنفر اور ضرغام کوئی نقب دیکر لگیا امیرج
 پکارا کہ کیا کما اسنے عرض کیا کہ اسد چھوٹ گیا بس امیرج یا تو خوش تھا یا اُداس ہو گیا شاہ پور سے کما جا کر دیکھ تو سنی
 وہ گیا پھر اگر عرض کیا کہ یہ عیار جو اسد کو چھڑا لگیا کوئی نیا ہو میں اسے نہیں مچا تھا کما کہ ہنزا دے غفلت کی ورنہ اسد
 کیا چھوٹ سکتا تھا مگر لندھو راب اسد کی رہائی کی خبر سن کر کیا خوش ہوا کہ بھولا نہیں سما بلکہ اپنے خیمے میں جا کر سجدہ شکر
 بجالایا لیکن اس طرف اسد بن کر بولا ورنے عرضی نور الدہر کو لکھی کہ بھائی صاحب آپ کے انتظار میں کام
 ہمارا تمام ہوا اور اب تو ایک دانہ غلہ کا ہمارے پاس نہیں ہو گوشت اسب و شتر کے کھانے کی نوبت پہونچی ہے کہ انہیں
 قریج کر کے کھاتے ہیں جلد ہماری خبر لیجیے ورنہ زندہ ہو کر نہ پائے گا عرضی شہرنگ کو دے کر روانہ کیا شہرنگ
 بعد ملو مراحل و قطع منازل خدمت میں شاہزادہ نور الدہر کی پہونچا نور الدہر شہر نذر ہا بید سے کوچ کر چکا ہے

قریب زریج آباد کے ہو چکا ہوا سفند یا رقان زریج آبادی نے ملازمت شاہزادہ نور الدہر کی حاصل کی
 ہو کر مجنون تیغ بند ایک کافر زبردست ہر حوالی زریج آباد سے کہ وہ مقابلے کو شاہزادہ نور الدہر کے آیا ہوا ہو کہ شہرنگ
 نے پوچھ کر مجرا کیا اور وہ عرض پیش کی نور الدہر نے کہا اشتیاق سے حال اسد کا بوجھاؤ نے کہا اب تک تو زندہ و سالم ہیں
 جب عرض نور الدہر نے پڑھی ابدیدہ ہوا اور بہت سا غلہ کشیدہ ردیوں کے ساتھ کر کے روانہ کیا شہرنگ سے کہا کہ تم چلو
 میں آتا ہوں شہرنگ بھی روانہ ہوا اور مجنون نے قبل جنگ بچا دیا نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ انھارہ رزمی نواز دشمن
 آئے رات بھر تیار رہی جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نیب دیکر چلے گئے مجنون تیغ
 میدان میں آیا مبارز طلب کیا نور الدہر نے لشکر سامنا کیا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی چند طعنوں میں شاہزادہ سے
 نے نیزہ اسکا ہوائی کیا جسے بچھا کر تلوار مار رہی شاہزادہ سے بدلاوری دھا ربچا کر ہاتھ قبضہ کر لیا شہرنگ بہت ڈرا دیا اسے
 بھی گریبان میں ہاتھ ڈالا لگے زور ہونے آخر دونوں گھوڑوں پر سے کودے جا رہے تھے کشتی رہی قریب شام
 شاہزادہ نے لشکر اسکا لڑا باندھ کر مشکین لے آیا اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانے میں بھیجا یا رات کو خاصہ
 نوش فرما کر آرام کیا صبح کو دربار میں آیا مجنون تیغ بند کو اپنے سامنے طلب کیا تعین بدین اسلام کی لیکن وہ
 کافر از روئے ترس جان اسلام لایا اور رات کو وہ مکار اپنی فوج سمیت بھاگ گیا صبح کو اسے بھاگنے کے بعد
 نور الدہر کو خبر ہوئی فرمایا کہ دو رکرو جائے دو اس کا فرکو اور کوچ کر کے روانہ ہوا مگر مجنون تیغ بند بھاگ گیا
 شہر صبح حصار میں پہونچا بیان بچا مالک بن ملکوت شاہ کا قتل و آفتاب پرست حاکم مجنون اس سے آکر
 ملا اور کہا کہ اے قتل و تعین کچھ معلوم ہو کہ نور الدہر ملک گیر کرنا ہوا چلا آتا ہے اور قریب پہونچا ہے ہو شیار ہو جاؤ اسے
 تاکہ سچ کہتے ہو مجنون نے اپنی سرگزشت بیان کی اور خبردار کیا کہ اے قتل و لشکر بے پایان اور فوج فراوان اسے ساتھ
 ہر دو چار دن میں بیان آیا جانتا ہے قتل و بولا اے مجنون یہ میری تاب و طاقت نہیں کہ نور الدہر سے مقابلہ کروں
 مگر قلعہ بند ہو کر لڑو نہ گا اور حکم دیا کہ قلعہ تیار ہو تو میں جہان نہ چڑھی ہوں و ہاں چڑھو اور مدد جمع کر لو اور
 ہر کاروں کو خبر کیا اسطے روانہ کیا یہاں دو دن بس انتظام قلعہ میں مصروف رہے تیسرے دن ہر کاروں نے خبر
 دی کہ لشکر نور الدہر قریب پہونچا ہے حکم دیا قتل و نہ کروں اور قلعہ کا محکم کر لو پہل تختہ اٹھا لو فندق کو پر آب کر دو
 غرہ کہ بخوبی تمام سد باب کر دیا یہاں تک کہ لشکر نور الدہر کا سامنے سے نمایاں ہوا قلعہ پر سے گولہ پڑنے لگا نور الدہر
 دد سے ہلکا ہوا اور فوج کو حکم دیا کہ قلعہ پر نرفہ کرو چار طرف سے گھیر لو کہ داخل خیمہ ہوا تمام سرداران عالیشان
 جمع ہوئے مشورہ ہونے لگا کہ کیونکر قلعہ لیجیے عادیوں کشیدہ ردیوں سے عرض کیا کہ آپ قبل جنگ بچاؤ میں دم بھر
 میں قلعہ لے لیجے ہمارے سامنے یہ تو پون کے گولے کھیلنے کی گولیاں ہیں قصہ مختصر شاہزادہ سے حکم دیا کہ قبل جنگ
 بچے میں بھی یہی چاہتا ہوں جلدیائے فیصلہ کر کے اسد کی مدد کو پہونچوں اسی وقت انھارہ رزمی پر چوب پڑی خسہ
 قتل و آفتاب پرست کو ہوئی کہ لشکر نور الدہر میں قبل جنگ بچاؤ ضیح کو قلعہ پر یورش ہوگی قتل و نہ لے گا کہ جو نیزہ غل
 بہتر جانینگے وہ کہیں گے یہاں بھی کوس حربی نواز دشمن میں آیا رات بھر جانیں میں تیار رہی جنگ رہی صبح کو قتل و آفتاب پرست
 اور مجنون تیغ بند قلعہ دروازے پر بیٹھے اور صبح آمد لشکر نور الدہر کی شروع ہوئی دیکھا کہ لشکر مانند مور و ملخ
 کے آمنا چلا آتا ہے انھوں نے دیکھا کہ قلعہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہر عادیوں نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے
 نور الدہر نے فرمایا کہ جاؤ خدا تمہارا حافظ و نگبان ہے اسی وقت یہ سب قلعہ کی طرف روانہ ہوئے قلعہ پر سے مانند
 ردیوں کے گولہ پڑنا شروع ہوا مگر عادیوں کی حالت یہ کہ جو گولہ ان کے پاس سے نکلتا ہے بے تکلف ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں

اور چھبک دستہ میں غرض یہ نہیں تمام گولون کو رد کر کے برب خندق پہونچے یہاں جب ہفت نفلتے دغ چکے گولندارون سے ہاتھ
 رکھ دیا دیکھا کہ عادیان دراز قد سنے کھڑے ہیں بس فتود کی جان پر ٹپنی تھرایا کا پنا بکا کر کہا کہ آپ شاہزادہ نور الدہر سے
 عرض کیجیے کہ میں کل صبح کو خدمت شریف میں حاضر ہونگا قد مبوسی حاصل کرے گا لیکن آج ملت دیجیے شاہزادے سے جو یہ سنا
 عادیون سے کہلا بھیجا کہ اچھا بھئی آج پھر آؤ کل جیسا ہوگا سمجھا جائیگا یہ سب پھر گئے شاہزادہ سبحون کو ہمراہ لیکر مراجعت کر کے
 داخل خیام ذوالامشام ہوا دھر فتود اُداس و پریشان ایوان بادشاہی میں آکر بیٹھا مجنون تیغ بند سے کہا کہ اب کیا
 نہ ہو جس نے اسے کہا کہ لقب کی راہ سے بھاگ کر امیرج کے پاس بیٹھے کسی نے کہا اذروے ترس سلمان ہو جاؤ موقع پا کر بھاگ
 چنا مگر فتود کے پاس ایک عیار ہو کر نام اُسکا شب آہنگ ہو اور اصل میں عیار ہام و مشتقی کا ہو جب ہام و مشتقی
 صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا تو یہ بھاگ کر لکھ قریشید میں آیا اور فتود کے پاس رہا حاصل کلام فتود نے اس عیار سے
 کہا کہ تجھے ہو سکتا ہو کہ جا کر نور الدہر کو پکڑ لائے اسنے کہا بہت اچھا میں گیا اور لایا یہ لکھ اسباب عیاری بدن پر آراستہ کے اولشکر
 نور الدہر کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر کے پہونچا صورت ایک سپاہی کی بنکر داخل لشکر ہوا سیر کرتا ہوا اور دیکھتا ہوا
 دروازہ بارگاہ پرا دیکھا تو بارگاہ آراستہ ویراستہ ہو دربار جمع ہو ہر مرتبہ تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہوا در شاہزادہ
 نور الدہر و فلک شوکت پہنچتا ہوا ہو محبت پیش برپا ہو جام گردش میں ہو کسی کو نے میں چپکا کھڑا ہو رہا جب دربار برخواست
 ہوا نور الدہر لہری خواہ گاہ میں آیا غاصد نوش فرما کر آرام کیا شب آہنگ نے دریافت کیا کہ چالاک عیار ہو جس
 اسی کی شکل بنکر پہلے دروازہ بارگاہ پرا کر بیٹھا دربانوں کو شراب میں بیوشی پلا کر بیوش کیا پھر ہند رگیا خد متنگارون
 خاصہ درون کو سیوہ دیا کہ بھائی ہم اچھے ہوئے ہیں غسل صحت کیا ہو یہ سیوہ مختار سے لیے لائے ہیں لیکن ہمارے سامنے
 کھاؤ کہ ہماری طبیعت بھی خوش ہوا انھوں نے وہ سیوہ کھایا بعد ددھڑی کے بیوش ہو گئے چادر عیاری ہلا کر دھنی
 گول کیا برابر ہنگ کے آیا دوشالہ منہ پر سے سرکا یا کچھ عیاری میں بیوشی رکھ کر سنگھائی نور الدہر چھبک مار کر بیوش
 ہو گیا شب آہنگ چادر عیاری میں لپیٹ کر پتارہ لیکر شنگین لگاتا ہوا نکل گیا قلعہ میں داخل ہوا بہان فتود رات
 بھر بیدار رہا اسی کا انتظار رہا صبح کو شب آہنگ پتارہ بدوش پہونچا فتود پکارا اے شب آہنگ کیا کیا پکارا
 کہ لایا اس سیرہ حمزہ کو یہ پتارہ اُسکا موجود ہو فتود نہایت خوش ہوا شب آہنگ کو گے سے لگایا مال مروارید کا
 نگے سے اتار کر شب آہنگ کے گلے میں ڈال دیا اور کہا اے شب آہنگ کھول اس پتارے کو اور سیرہ حمزہ کو بیوش میں
 اسنے کہا اسے پہلے اسیر غل و زنجیر کر لیجیے بعد اسے مجھے بیوش میں لائے کو کیسے فتود نے آہنگرون کو بلوا کر شاہزادہ نور الدہر
 کو قید شدہ میں کوٹھا رکھا کہ اس آئینہ میں مجنون تیغ بند اور تمام رفا اسکے آکر حاضر ہوئے شب آہنگ نے قبیلہ رفا
 بیوشی سنگھایا جس سے نور الدہر کو بیوش آیا شب آہنگ پکارا کہ اے خدا پرست میں تجھے گرفتار کر لایا آکھ کھو کر دیکھ
 کہ کمان پر نور الدہر ہوشیار ہوا اپنے کو اسیر غل و زنجیر یا بارگاہ کفار میں عیار کو سر پر کھڑے دیکھا بس نہایت زور
 سے اٹھا کر کڑیاں زنجیر کی چیخ اٹھیں اور بطریق اہل اسلام سلام کیا فتود بولا اے نور الدہر کل تو میرے چڑھ آیا تھا
 آج کی تک جو خبر نہ تھی اب امیرج کو حیران کھا جاتا ہو جیسا وہ ترے حق میں کہلا بھیجے گا ویسا کیا جائیگا اور حکم کیا کر لیجاؤ زندانی
 میں لوگ شاہزادے کو زندہ انخانے میں لینگے مگر یہاں لشکر نور الدہر میں فصیح کو غل ہوا کہ شاہزادہ خنہ سے غائب
 ہو چھا طرف ڈھونڈھا کہیں پتا نہ پایا وہ ہر کار سے جو قلعے کے مخبر تھے انھوں نے آکر عرض کیا کہ شاہزادہ قید
 ہو کر قلعے میں گیا ہو بس اسوقت ہر مرتبہ تاجدار طبل بجوا کر قلعے پر چڑھ گیا کشیدہ رواور عادی لشکر نے آگے سے
 گولون کو رد کر کے لب خندق پہونچ گئے تھے کہ فتود نے نور الدہر کو زنجیر تیغ بٹھایا اور پکار کر کہا کہ اگر تم لوگ آگے برسے

تو ہم اسے قتل کر ڈالینگے ہر مژتا جدار ناچار ہو کر پھر اقلود نے عرضی ایرج کو لکھی کہ اس صاحبقران آفتاب پرستان میں سے
 نیرہ حمزہ کو بچ کر قلعہ مرصع حصار میں قید کیا ہو مگر فوج اسکی ہتھیار میں عمدہ برہنیں ہو سکتی آپ تشریف لائیں یا کسی
 ایسے کو بھیجے کہ نورالدہر کی فوج کا سامنا کرے اور اگر نورالدہر قید سے چھوٹ گیا تو بڑا غضب ہو جائیگا جلد
 دستگیری کیجیے ایک عیار یہ عرضی لیکر روانہ ہوا ہر مژتا جدار خجے میں آیا چالاک بن عمرو کا حال دریافت کیا سنا کہ
 تپ عرقہ میں گرفتار رہی اسی وقت نامہ اسد بن کرب غازی کو اس مضمون کا لکھا کہ ای شیر بندہ شجاعت شاہزادہ
 نورالدہر بخاری مدد کو آنا تھا اگر دشمن کی سے قلعہ مرصع حصار میں گرفتار ہو گیا اور چالاک بن عمرو بہت بیمار
 ہو جلد اگر نورالدہر کی خبر لو یا کسی ایسے کو بھیجو کہ وہ اگر شاہزادہ نورالدہر کو رہائی دے اور اسے عیار نہ لے کر
 روانہ ہوا اب حال سنئے آؤر کوہ کا کہ ایرج بہار کو گھیرے ہوئے پڑا ہے یہ فکر یہ کسی طرح اس دیوانے کو قتل کروں
 لوگ کہ رہے ہیں کہ پیر و مرشد اب غلہ بازار پر نہیں رہا ہوا خود ہی تنگ ہو کر آٹھ لگا پہاڑ پر جانا غالی از وقت نہیں
 ہو کہ اس میں جوڑی ہر کار سے کی دوڑی ہوئی آئی سلام کر کے عرض کیا کہ اقیاش کشیدہ رو تو ہزار اونٹ
 تلے کے لیے ہوئے اسد کے واسطے آیا ہو ایرج نے کہا کب چھوڑتا ہوں اسے کہ وہ غلہ دیوانے کو پہونچائے اور
 اسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا دو چار سردار بھی ہمراہ تلے جب قریب پہونچا ایرج نے لغرہ کیا کہ باش ای
 کشیدہ رو کب چھوڑتا ہوں تجھے کہ تو غلہ اسد کو لے جا کر دے اور اسے سکر اقیاش دوڑا مقابلہ ہوا اقیاش
 نے تیز مارا ایرج نے تیز اسکا بغنون پہر گئی چھین لیا اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا لیا اور سر پر جبرج
 دے کر زمین پر مارا چاروں شانے چت گرا کو کرکب سے مشکین اسکی باندھ لیں اور کشیدہ رو چھینے ایرج نے
 لوٹنا شروع کیا بہانہ کہ غلہ اپنے فیض میں کیا اور سب کو شکست دی اور پھر اوسر مرغام نے اسد کو خبر دی کہ
 شاہزادہ نورالدہر نے غلہ آپ کے لیے بھیجا تھا ایرج اسکو چھیننے کے واسطے روانہ ہوا اسد نے کہا خوب ہو
 میں اس آفتاب پرست کے لشکر میں سے لانا ہوں اور قزاقوں کو لیکر پس پشت سے شکر ایرج پر گرا تمام غلہ لوٹا
 کر آؤر کوہ کو روانہ کر دیا اور اسے شاہ پور دوڑا ہوا پہونچا کہ غلہ ہوا وہ دیوانہ آپ کے لشکر کو بے اثر
 پا کر گرا اور تمام غلہ لوٹ لیکر ایرج نے قید اقیاش کی اور غلہ عنتر صبا کے سپرد کیا اور آپ وہاں سے روانہ ہوا
 اسد نے سنا کہ ایرج آتا ہے اور غلہ عنتر صبا کے حوالے کر آیا ہے غلہ تو ابما سیم کے ساتھ آؤر کوہ کو روانہ کیا اور
 خود دوسرے راستے سے عنتر صبا پہنچا اور لنگاراکہ اور امزادے تجھے کمان جانے دیتا ہوں یہ لکھ کر آؤر عنتر صبا
 کو جان بچا نادستوار پڑ گئی آخر کار اسد کے ہاتھ سے بہت زخمی ہوا اسد نے اقیاش کشیدہ رو کو رہا کیا اور غلہ لیکر
 آؤر کوہ کی جانب روانہ ہوا یہاں ایرج جو لشکر میں آیا سنا کہ وہ دیوانہ تمام غلہ لے گیا نہایت پریشان ہوا لیکن کہ رہا ہے
 کہ کچھ پر و انہیں میں اسکا بہت سا غلہ چھین لایا ہوں اسے صرف کروا سنی اتنا میں خبر پہونچی کہ دیوانے نے عنتر صبا کو
 زخمی کیا اور غلہ آؤر کوہ کو لیے جاتا ہے ایرج بھر مرکب پر پیچھا چلا تھا کہ عنتر صبا کو اتنے دیکھا تمام سر سے پیر تک
 جو رچو چھین لیا کہ وہاں پہونچ کر دیکھا کہ اسد کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے سنا کہ وہ غلہ لیکر آؤر کوہ پر چلا گیا ہر چہ
 ملاش کی اسد کا بتا رہا تھا اسد نے آؤر کوہ پر پہونچ کر یوقی بچا نا شروع کی کو در ہا ہو طہاس سے کہہ رہا ہے کہ گمان تک
 کھاؤ کے میں تو نفع سے رہا ایرج کا بھی غلہ لوٹا اور اپنا غلہ بھی چھین لایا طہاس اور سب سردار مارے ہنسی
 کے کیفیت یہ کہ لوٹ رہے ہیں ایک تو غلہ اسنے کی خوشی ہو دوسرے اس حرکت پر کہ سارے غلے میں اسد کو قید
 پھرنا ہو ایرج دیکھ کر جل رہا ہے ناچار خجے میں پھرتا ہوا سب کو چک دیا نہر کچر ٹپک گیا ملکوت شاہ نے کہا

ایرا میرج ناحق کی رحمت تھی اٹھانی لشکر کا بھی غلہ وہ دیوانہ لیکھا بھٹھلا کر لہو لاکھ بھر کیا کروں اس دیوانے سے کی طرح
 عمدہ برائیاں ہوتا اور کسی طرح مجھ کو بھات نہیں ہوتی کہ میں کو سے یا رکھ دو دلدار میں جاؤں اور تصویر ملکہ گیتی افروز
 کی نگاہ کے نیچے بھر گئی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے منہ سے آہیں نکلتی تھیں سب غم دور ہو گئے ایک غم فرقت
 کے سوا کوئی غم نظر میں نہ سماتا تھا اور کہا کہ آنسو صد ہزار آنسو شعر میں جدا از یاد یا راز میں جدا افتادہ است۔ ایسا نہیں
 مشکل کہ میں دارم کرا افتادہ است۔ اور میں ہوں اسکی جدائی میں تڑپتا بلبلانا ہوں اسے بھی خدا جانے میری محبت ہی یا نہیں
 بہتر آدمی نے عرض کیا ایسا شریار بہت سہل ہے آپ اسکو نامہ لکھیں اگر وہ بھی آپ کو پیارا کرتی ہے تو جواب لکھے گی ورنہ
 چپ ہو رہی گی کہا کہ نامہ لے کون جائیگا بہتر آدمی کہ قارن قمر بنی منجم ہر وہ بہر طریق نامہ لکھائیگا امیرج نے قارن
 قمر بن کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ ہمارا لکھاؤ اسنے دست بستہ عرض کیا کہ ایسا شریار یہ سب حرم محترم حمزہ میں وہاں کون جا
 سکے گا کسی مجال ہر وہاں پر نہ تو پر مار نہیں سکتا دوند سے کی کیا طاقت ہو کہ اُدھر کا رخ کرے آپ مجھے کیا قتل کرایا جاتے
 ہیں اگر مار ڈالا جاتا ہے تو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیے وہاں مارا جاؤنگا تو لاش کو کتے کو سے کھا بیٹے یہاں دفن و کفن نصیب
 ہوگا امیرج نے کہا ایسا قارن سوا تمہارے اور کوئی ایسا نہیں ہے جو نامہ میرا اس محبوب جانی تک پہنچائے مرد مرال
 ہو ہر طرح وہاں پہنچو گے نامہ میرا دے کر جواب لیلو گے قارن نے کہا ایسا شریار نامہ بغیر انکے ہاتھ میں دیے جواب
 کیونکر ملے گا اور سنتا ہوں کہ دروازہ مجلس ایک مرد نہیں جاسکتا امیرج بولا یہ غلط ہے میں خود خواہہ خواہہ جوں لاد باز ارگان
 کے ساتھ ایوان یا قوت تک گیا تھا بلکہ مزید جو گیتی افروز کو گئی وہ پیار و اساز سے لے لیا تھا جسکو ملکہ بلاتی ہے
 وہ وہاں جاتا ہے اور ہم تو بخومی ہوتے ہیں وہ خواہ مخواہ بلا لیتی تھیں اسے خوش کر کے نامہ دینا جواب لینا ہر چند
 قارن قمر بن نے پہلو تھی کی کہ نہ جائے مگر کچھ نہوا امیرج نے گئے ہیں ہاتھ ڈال دے لیکہ ایسا قارن میں جرات مند ہوں ہونگا
 اور ایک ملامت وار پر کا اپنے گلے سے اتار کر قارن کے گلے میں ڈال دیا اور پانچ لڑکے اسٹریون کے راہ خرچ
 کو دیے قارن سودا گروں کے ساتھ قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا سودا گروں کو اپنا مطیع کر لیا ہر حال ماضی و مستقبل
 جتنا چلا جاتا ہے وہ معتقد ہوتے جاتے ہیں کیونکہ اس مال میں نفع ہے اور اس چیز میں نقصان ہے سودا گروں نے وعدہ کیا ہے
 کہ ہم حاکم شہر سے ملازمت کرائیں گے اور حکومت کو دلائیں گے یہاں تک کہ جاتے جاتے قلعہ ذوالامان پر پہنچے تمام اسباب لا کر
 کاروان سرائیں اتارا لیکن راوی بیان کرتا ہے کہ قلعہ ذوالامان اتنا بڑا قلعہ ہے کہ اس میں پانچ ہزار پانچ سو کچن ملورے اور
 چار سو تاجدار اٹھارہ سو مائنی بارہ سو فرنگی بارہ سو مغربی سولہ سو ترک چار سو بربری دو ہزار باختری چار سو
 چینی ان سب کے ناموسوں کے مکانات ہیں اور ایک طرف ایوان یا قوت قاسم کا اور ایک طرف ایوان زنگار بدیع الزمان
 کا اور باغات ان بھون کے بنے ہوئے ہیں شہر غازی برابر شہر سبائل کے ہے اور مظفر بن ضیغم خون آشام کو تو اس شہر
 سودا گروں نے مظفر کو نذر دی اور مال دکھایا مظفر نے کچھ اسباب آپ خرید لیے خواتین مظفر میں پہنچو ایو دسرے دن
 سودا گروں قارن قمر بن کو ساتھ لے گئے بہت سی ترفینیں کین مظفر نے امتحان اس سے جو کچھ چاہا جواب مقول پایا مظفر بہت
 خوش ہوا انعام دیا یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو ہوئی کہ ایک بخومی بہت اچھا آیا ہے اور خوب حال بتاتا ہے ذرا عورتوں کو تو ایسی
 باتوں کا بہت اعتقاد ہوتا ہے مظفر پاس کھلا بھٹکا کہ وہ بخومی جو تمہارے پاس آیا ہے اسے ہماری دیوہی پر بھیج دو
 مظفر نے حکم سن کر ہی خواہہ سراٹھان کے ساتھ قارن کو روانہ کر دیا جسوقت خواہہ سرا قارن کو لیے ہوئے
 در مجلس پر پہنچے خبر اندر ہوئی کہ گیتی افروز نے پردہ ڈال کر قارن کو طلب کیا قارن نے سلام کیا دعا دیکر کھڑا ہوا
 ایک محلدار نے کرسی لا کر رکھ دی قارن سلام کر کے بیٹھ گیا اندر سے حکم آیا کہ دیکھو بخوم ہمارے واسطے عرض کیا کہ جو

ارشا د ہو کیا دیکھوں فرمایا کہ ہم نیت کرتے ہیں تم قرعہ پیکو اور دیکھو جو احکام نکلیں جسے بیان کرو عرض کیا بہت خوب
بس اسی وقت تھوڑی سی جگہ لپٹی اصل رلاب کو آفتاب کے مقابل کیا تختہ عقل پر قرعہ تھک کو پھینکا اور ساتون سترے
بارہ برقع سولہ خانے نگاہ میں کر کے احکام طرح دینا شروع کیے اور عرض کیا کہ حضور تنہا ہوں تو غلام عرض کرے
گیتی افروز نے سب کو ہٹا دیا کسی کو پاس نہ رکھا کہا کہ اب میں تنہا ہوں جو تجھے نجوم میں معلوم ہوا ہو کہ قارن نے
عرض کیا کہ حضور نے حال اس شخص کا دریافت کیا ہو کہ جانور اسکو لنگ گیا ہو کہا کہ ان سبج ہی پھر عرض کیا کہ وہ شخص ابھی
زندہ و سالم ہے مگر ابھی قید سحر سے مجھوٹا نہیں قریب ہے کہ چھوٹے اور اس سے ملاقات ہو ملے کہ اسکا ادھبوسٹے جسکو
کہ اثر دیا لنگ گیا ہو وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہے قارن نے کہا کہ پیر و مرشد اگر وہ حمزہ صاحب قرآن کے ساتھ نہ ہوتے
تو مجھ کو آپ ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کر ڈالیں گے مین نے خون اپنا معاف کیا گیتی افروز یہ سکر نہایت خوش
ہوئی کہ خواجہ بزرگ پھر کے بیٹوں سے بھی ہی سنا تھا مالے مردار بد گئے سے اتار کر قارن کو دیا قارن نے وہ ہلا
نہ لیا اور نامہ امیرجج کا کھکا کر دیا کہ حضور اسکے عوض میں نامہ بزرگ جواب اسکا لکھ دین گیتی افروز نے نامہ ہاتھ میں
لیا دیکھا کہ نامہ امیرجج کا ہونا ہے کو چاک کر کے مضمون نامہ بزرگ نگاہ پڑی اور شعر ہاتھ نہ کھے ہوئے دیکھے بس عرق
شرم میں غرق ہو گئی اور کہا کہ او حرام زادے اپنے باپکا نامہ و پیغام لایا ہو اسے ہو کوئی اسکو بڑو کر ایک ایک بال
خوار دھی کا نوجوا اور کالامتھ کر کے تمام شہر میں گدھے پر سوار کر کے خوب ہنڈاؤ اور جو تیان لگا کر شہر سے نکال دو قارن
نے کہا ای ملک میں بیشک تقصیر وار ہوں مگر ناجاری اور مجبوری سے میں نامہ لیکر آیا تھا نہ آتا تو امیرجج مجھے مار ڈالتا مجھے
یہ حرکت بخوف جان ہوئی آپ مجھ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیں مجھے گوارا ہو میں نے خون اپنا معاف کیا لکھنے کے نامہ میں مجھے
کبھی نہ مارو گی لیکن ذلیل کرو گی قارن نے کہا جو مرضی آپ کی لیکن نامہ کی نسبت پر کچھ جواب لکھ دیجیے نہیں تو امیرجج
مجھے مار ڈالے گا ملک نے نامہ کی پشت پر بہت سی گالیاں لکھ دین اور قارن کو دیدیا اور کہا کہ حاکم اسکی خوار دھی کا ایک
ایک بال نوجو خواجہ سرا اور چشتین دو تین قارن کو خوب مارا اور مالامی نوجی آدھا منہ کالا آدھا ٹیلا کر کے گدھے پر سوار
کر کے شہر سے نکلوا دیا مظفر سے کہا بھجا کہ خبردار تم اس سے خبر نہ لو جیسا اسنے کیا تھا ویسا مجھے اسے سزا دی اسے
شہر سے نکل جانے دو مظفر نے ہر چند عرض کر ا بھجا کہ اسنے ایسی کیا حرکت بجا کی مجھے بھی تو معلوم ہو ملے نے نہ بتایا
ادھر وہ سب سوداگر بھی ڈر کے ماسے بھاگ گئے قارن بجا رہ ذلیل و خوار شہر بد رہو کر اسی قافلے کے ساتھ
نامہ لیے ہوئے روانہ ہوا مگر بیان امیرجج جب قارن کو روانہ کر چکا طبل جنگ بجا دیا پھر اسکو ہوا دیا کہ ہمارے
لشکر میں بھی طبل جنگ بکے غرض کو سحرانی رات بھر گڑا دیا کیے صبح کو اسکو قتلہ کوہ ہرا کر بیٹھا لوگ لکھا ٹیوں پر قائم
ہوئے کہ یکا یک سامنے سے لشکر آفتاب پر سنوں کا غائبان ہوا امیرجج اس کے مرکب پر سوار بیٹھے مالک بن ملکوت
اور اقبال شاہ تخت پر سوار اور تمام لشکر چلا آتا ہے سامنے گو لون کی زد سے ہٹ کر قائم ہوا امیرجج مرکب کو چکا کر سامنے
آیا اور پکارا کہ اودبوا لے اب بھی میرا کمان کہ ملکہ شہر انگیز بانو کو دیدیے اسکو پکارا کہ او بزا بکے کبھی اسکی بوجا میں
ہم تو زندہ دیکھ سکے گا تو نامہ اسکا مابہ دولت کے سامنے بار بار لیتا ہی ہمارے خلاف گذرتا ہے امیرجج پکارا اودبوا لے
آج تجکو زندہ نہ چھوڑ دنگا آیا میں یہ لکھ رہا ڈکی طرف چلا اقیاش کشیدہ روئے کہ اسکا اگر اجازت ہو تو میں اس سے
جا کر سامنا کروں ایک مرتبہ اسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہوں آج اسکا عوض لیون اسنے لکھا اقیاش یہ نہ بکڑ
ہست زبردست جو تم مقابلے کو نہ جاؤ اگر خدا نخواستہ تمہارے لیے کچھ نوع دگر ہوا تو میں بھائی صاحب سے مشر مندہ ہو گا
اقیاش ملے کہ اسکو نہ سنا اور پکارا پوسے لغزہ کیا کہ او آفتاب پرست آیا میں تجھے سزا دینے کو اور مرکب پر سوار ہوا

ہو کر مقابلہ ہوا بعد لگا در زنی ایموج نے کہا کہ ایک مرتبہ تو میرے ہاتھ سے ذلیل ہو چکا ہو اب تجھے مقابلہ کو نکلے خیرت بھی
 نہ آئی اقیاش نے کہا کہ زخمی ہونے سے ذلت نہیں ہوتی بڑے بڑے زخمی ہونے میں تو بھی اکثر زخمی ہوا ہو ایموج بولا خیرت تیری
 نصیحت ہی میرے ہاتھ سے ہو جو مرد برتر سے پاس ہو حوصلہ نکال لے کہ کوئی حسرت دل میں نہ رہ جائے اقیاش نے نیزہ مارا ایموج نے
 چند طعن میں نیزہ ہوائی کیا اسے تلوار ماری ایموج نے دھار بجا کر ہاتھ قبضہ ٹھہرا کر ڈال دیا زور ہونے لگا مرکب لگروں کی
 تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے کود کر گھوڑوں سے سرگرم تلاش ہونے لگے ٹھٹھکی ہوئے لگی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایموج نے لنگر اقیاش
 کا لڑا اور سر پر جہنم دیکر زمین پر مارا سنبھلنے نہ دیا اور چھاتی پر اسکی جڑ بٹھا اور کہا کہ میں آفتاب پرستی اختیار کر اسنے
 لعنت کی ایموج نے دھڑلے سے سر کھینچ کر بھینک دیا اور اٹھ کھڑا ہوا طبل باز نشست بجا کر بھج گیا اسد گریبان و نالان لاش اسکی
 اٹھوا کر لیکر دفن و کفن کیا روتا ہوا شور انگیز بانو پاس آیا دیکھا کہ ملکہ نے صاف کھانکے ہوئے پیچ مار کر رو رہی ہو اسد نے
 اسے گلے سے لگا کر کہا کہ ملکہ کیوں روتی ہو تمہیں کیا ہوا اگر اقیاش کے واسطے روتی ہو تو ملازم اسی دن کیو واسطے ہوتے
 ہیں وہ مر گیا اور اسے بھائی موجود ہیں ملکہ بولی میں اقیاش کیو واسطے نہیں روتی ہوں میں اس واسطے روتی ہوں کہ اقبال
 شاہ ایموج نوجوان کو بھڑکاتا ہوا ایموج پہاڑ پر چڑھ کر آنا ہو ایسا نہ کہ ایک آدمی روزانہ کچھ پیڑھم ہو بچے تو میرا کہیں ٹھکانا
 نہیں ہو میں کسی ہو کر رہوں گی میں تو بن موت مری ہاں وہ کوئی گھڑی تھی کہ میں گھر سے چلی تھی وہ کوئی ساعت تھی کہ میں
 عاشق ہوئی تھی یہ لکھ کر پھر روئے لگی اسد نے کہا کہ ملکہ روؤ نہ میں اس حرام زادے اقبال شاہ کو مارے ہی ڈالتا ہوں
 مجھے اقیاش کے خون کا عوض بھی لینا ہو یہ لکھ کر کوئی دو گھڑی رات لگی ہوئی کہ اسد باہر چلا ہر چند ملکہ منع کرتی رہی
 نہ ماتا اور باہر آکر صرغام شیر دل سے کہا کہ بھائی آج چل کر اقبال شاہ حرام زادے کو پکڑ لانا چاہیے صرغام نے کہا بہت
 اچھا آپ بیٹھے میں جا کر ابھی لیے آتا ہوں اسد بولا کہ بھئی ہم تم دونوں علیین صرغام نے دیکھ کر سانسے رکھا اسد نے سیاہ کپڑے
 پہنا تلوار ہاتھ میں لیر صرغام سے کہا چلو اور رنج لشکر ایموج کا کیا چار گھڑی رات لگے وہاں پہنچا لشکر کی سر کرتا ہوا دروازہ
 بارگاہ پر آیا وہ سپاہی جو بیابان لائے کو اندر جاتے تھے انہیں ملکہ اندر بارگاہ کے آیا ایک کونے میں لپٹ کر کھڑا ہو رہا
 ایموج بیٹھا ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے کہہ رہا ہو کہ میں ہر چند چاہتا ہوں کہ ملکہ شور انگیز بانو کو اسد سے چھینوں
 مگر ایک نہ ایک رخنہ پڑ جاتا ہو وہ میرے ہاتھ نہیں لگتی اور اب شور انگیز بانو ہی کس کام کی مینا بھر ہو چکا اس دیا
 کے پہلو میں سونی ہوئی اقبال شاہ اس سے دست برداشتہ نہیں ہوتا دیکھو انجام اسکا کیا ہوتا ہو اقبال شاہ نے
 کہا اے ایموج نوجوان تم میرے واسطے زحمت کیوں اٹھاتے ہو اور میرے نوبہد میں جو وقت تک جان باقی ہو ملکہ کی محبت
 سے ہاتھ نہ اٹھاؤ لگا اب دیکھو کہ ملکہ کتنی افروز قبضے میں خدا پرستوں کے ہو اور کس کا دسترس نہیں مگر آپ کیسی بھڑاری کر
 ہیں اور ارادہ ہو کہ صبر ہو ہو بچے وہاں اور کچھ مشوقہ کو مگر ہمارا کون ہو جو حالت ہماری دیکھے اور ہر ہر دم کرے اور خوش
 کو ہماری جیسے ملائے یہ لکھ کر خوب رویا کہ آنکھیں لال ہو گئیں اور غنمزل عاشق نہ زبان پر لا یا غنمزل

بسر یوں رات فرقت کی تیرے نالوں کو کہیں	بھی روئے میں چپکے کہ فریاد کرتے ہیں	بھلاو بتا ہوں دل سے دھیمان تیرا رخ فرقت کے
بہت ہم خود فراموشی میں جکویا کرتے ہیں	کلی حاجی اٹھواتے ہیں بیت اپنے عاشق کی	اے برباد کر کے خاک بھی برباد کرتے ہیں
بہت تصویر اسکی کھینچ کر بھینچیں گے خبیانہ	ارے یہ کیا قیامت مانی دینا دکرے ہیں	اسی طرح اکثر اشعار متفرق پڑھتا تھا

اور روتا تھا ایموج اٹھ کر اقبال شاہ سے لپٹ گیا اور کہا کہ آپ روتے کیوں ہیں میں تو جانا بازی کو موجود ہوں پہلے آپ کی
 معشوقہ کو آپ سے ملاؤں تو بعد اس کے اپنی معشوقہ کی تدبیر کروں گا اور بہت سے تسکین آمیز کلام کہے جھک کر اقبال شاہ
 چپ ہو رہا اسد نے یہ سب باتیں سنیں اور دیکھیں دل میں کہ کاش شور انگیز بیچ کتنی آدمی حرام زادہ ایموج کو ہتھالک

دیا کرتا ہر خیر کمان جاتا ہر آج میرے ہاتھ سے بچکر بیانک مبر کہا کہ دربار برخواست ہوا شروع ہوا جیسے ہی خدمتگار
 حقہ وغیرہ اٹھائے کو آئے اسد تو پہلے ہی سے بارگاہ کے باہر تھا لوگ اپنے اپنے خیموں کو جانے لگے سب کے بعد
 اقبال شاہ اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا اسد پیچھے پیچھے چلا اقبال شاہ نے خیمے میں پہنچکر لباس اتار رکھا ناز بہا کر
 خواب مرگ میں گرفتار ہوا انگہبان جا بجا قائم ہوئے پلنگ کے پرے والے بھی تلوار میں تنگی لے لیکر کھڑے ہوئے اسد اور ضرغام
 نے پہلے بیوٹی اڑا کر باہر والوں کو بیوش کیا بعد اُسکے پر وائے بیوشی کے اڑائے کہ وہ شمعوں پر گر کر گر جئے جبکہ دعویٰ
 سے خدمتگار خاصہ دربار بیوش ہوئے سب کے سرکائے اقبال شاہ کو دیکھا کہ بیوش پڑا سو رہا اسد نے آگے
 بڑھ کر شانہ بلیا وہ گھر اگر خواب سے بیدار ہوا کیا دیکھا کہ اسد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہوا اور سب خدمتگار
 پڑے مرتبے میں جان لکل لگی پیشاب خطا ہو گیا اسد نے کماندہ روئین میں تعین لینے آیا ہوں لیچکر شور انگیز کے
 پہلو میں جٹاؤ گا ملک کو دکھاؤ گا اقبال شاہ بولا کہ اے اسد دلاور میں ملک شور انگیز سے درگزر نام بھی اُسکا بھی
 نہ لوں گا اسد بکا را اور مزاد سے کل بھر تو ایمرج سے کیا کہ رہا تھا میں تو کھڑا ہوا سن رہا تھا کہ تو نے کہا جب تک میرے
 بہن میں جان ہی میں ملک شور انگیز بانو سے دست برداشتہ نہ ہوں گا اب جل میں ملک کو کچھ دکھا دوں اقبال شاہ نے
 ہاتھ باندھے کہ مجھے خطا ہوئی اب جو میں نام بھی ملک کا لون تو مجھے قتل کچھ گا اسد نے کہا کہ میں تجھے چھوڑتا کب ہوں
 ضرغام سے کہہ کہ باندھے مشکین اسکی اگر یہ ذرا اپنے مقام سے حرکت کر لگا تو ابھی اسے قتل کر ڈالوں گا اقبال شاہ نے
 کہا جو چاہے سوئیچے اور چپکا پڑا رہا ضرغام نے خوب حلقہ ہاسے کندہ میں جاکر اور پشمارہ کر کے چادر عیاری میں لپیٹ کر
 روانہ ہوا صبح کو ایک غل ہوا کہ کوئی جو کیداروں کو مار کر اقبال شاہ کو لگیا مالک بن ملکوت شاہ دوتا ہوا ایمرج
 کے پاس آیا اور رو رو کر کیفیت بیان کی ایمرج نے آکر دیکھا کہ کئی لاشیں بڑی ہن اقبال شاہ نہیں ہر شاپور شیردل کو
 بلایا کہ کون لگیا اُسے پتہ ضرغام شیردل اور اسد کا پچانا عرض کیا کہ اسد اگر اسے پکڑ لگیا اور ضرغام بھی ہمراہ
 تھا بس یہ سنتے ہی مالک بن ملکوت شاہ سر پیٹنے لگا اور پچاڑین کمانے لگا اور پیچھے لگا کہ ہاے فرزند اب دیوانہ کا ہیلم
 چھوڑ لگا ایک تو وہ یونین ہم کادشمن ہر دوسرے اقبال شاہ کا تو پورا رقیب ہو ایمرج نے کہا کہ میں نے کبوت کو بار بار
 سمجھا یا کہ اسے شور انگیز بانو سے ہاتھ اٹھاؤ نہ مانا آخر کو یہ انجام ہوا کہ وہ دیوانہ جلکر پکڑ لگیا اب کیونکر اسے ہاتھ
 سے چھڑائے اور اے مالک بن ملکوت شاہ وہ دیوانہ اقبال شاہ کو پکڑ تو لگیا ہو مگر قتل نہیں کر سکتا ہر تم خاطر جمع رکھو
 مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اچھا ہر کار سے جا کر خبر لائیں دیو چہر عیار روانہ ہوا لیکن اسد جو مع ضرغام اقبال شاہ
 کو لیے ہوئے آؤر کوہ پر آیا صبح ہو چکی تھی سب نماز کیواسطے اُسٹھے تھے رفیقوں نے سلام کیا اور پوچھا کہ پیر و مرشد کسے لائے
 کہا کہ لایا اسی بد اقبال کو یہ ککر فرمایا کہ میدان خوبی تیار کرو ملک کو دکھاؤں تو آتا ہوں بھون نے کہا کہ اسے قید رکھیے
 جب ایمرج پہاڑ پر چڑھ کر آئے اسے زیر تیغ بٹھائیے کہ وہ پٹ جائیگا اسد نے کہا بھائیو مجھے خدا پر بھروسہ ہے آخر تک
 کیونکر بچاؤں اسے قید رکھوں اور کوئی عیار اگر چھڑا لیا جائے تو کیا کروں ہاتھ ملکر رہاؤں جلد چرخی کھڑی کر او میں آیا
 یہ ککر اندر گیا ملک شور انگیز بانو انتظار میں بیٹھی تھی جاگ کر فکر میں صبح کی تھی بند کا غماز انکھوں میں تھا کمالو صاحب
 لایا میں اس حرامزادے کو یہ ککر پشمارہ رکھ کر قید رفع بیوشی دیا کہ اقبال شاہ نے آنکھ کھولی دیکھا کہ اسد بٹھا ہوا
 اور ملک پہلو میں بیٹھی ہو اسد نے کہا اے اقبال شاہ لو ملک کو دیکھ لو ملک بولی اے اقبال شاہ تم ہمارے عاشق ہو آؤ
 کہا کہ آپ میری پیر و مرشد ہیں میری کیا مجال جو میں دم عشق کا بھرون اسد بولا اور حرامزادے میں کب تیری باتیں مانتا ہوں
 خاص تیرے بھڑکانے سے یہ کشت و خون ہوا کہ لا کھوں آدمی طرفین کے مارے لگے ایمرج کو زیر کوہ پڑے ہوئے اور حمت

کھینچتے ہوئے مینوں گزر گئے اگر تو نہ بھڑکا تا تو کا سیکو یہ حالت ہوئی بس باقی خدا تو ہی ہے تجکو بغیر ماریسے نہ چھوڑو لگا اور
 پھر غم کیا کہ آرزو تیری پوری کر دی کہ ملکہ کو تجھے دکھا دیا یہ لکھ اقبال شاہ کو باہر لایا ہر چند اقبال شاہ نے گریہ و زاری
 کی کچھ نہوا کما کہ جلد اسے چرخ پر کھینچو بس جلد دون نے رسی میں باندھ کر اور تھمیں میں جاکر چرخ پر کھینچا بس اقبال شاہ
 زمین سے بلند ہوا اسد مع رفتا تیر کمان لیے تیار بیٹھا تھا کہ یکایک اسے تیر ایک مرتبہ پڑے کہ سارا بدن اقبال
 شاہ کا چھلنی ہو گیا اور روح جس لکھروادی برہوت کو روانہ ہوئی اسد نے حکم دیا کہ نقارہ شادمانی بجے اُدھر
 تو نقارے پر چوب پڑی اُدھر اسد و لا در مع رفیقوں کے بوق بجاتا ہوا قلعہ بھر میں کو دتا پھرتا ہے ایک شور ہے کہ
 وہ مارا آفتاب پرست حیران ہوئے کہ آج یہ نغمہ بوق میں کیسی بج رہی ہیں دیکھا کہ اقبال شاہ دار پر ٹھک رہا ہے اور
 دیو چہر حیار جو خبر کھواسلے آیا تھا روٹا پھٹتا روانہ ہوا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے چوٹ کر ٹوپی سر سے دیہی
 اور خبر مرگ اقبال شاہ کی سنائی اور کہا کہ دیجیے وہ نغمہ بج رہی ہیں خدا پرست خوشیاں کر رہے ہیں مالک بن
 ملکوت شاہ نے پچھاٹ کھائی اور کہا کہ اب مزاز ندگی کا نہیں رہا جب ایسا بیٹا صاحب اقبال مر جائے تو زندگی ہیج ہے
 امیرج نے کہا کہ مالک بن ملکوت شاہ اس کے عوض میں اگر اسد کو مارا لایا نام زہر آفتاب پرستان امیرج تو جوان
 نہ رکھا آپ صبر کیجیے اور قضا اقبال شاہ کی آپ کی تھی کیا اجارہ ہے بہت سی تسلی اور تسلی کی اور کہا کہ اب ارسلان شاہ کو
 تخت پر بٹھائیے غرض ارسلان شاہ کو حاکم کر کے خلعت شاہی پہنا کر تخت پر بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے تاج اس کے سر پر
 رکھا نذرین گزرتا شروع ہوئیں چار گھنٹی دن ہوتی ہوگا کہ شب آہنگ عیار عرضی فتوہ شاہ آفتاب پرست کی بیٹے ہو
 یا سلام کو کے عرضی امیرج کو دی امیرج نے اسے کھو لکر پڑھا آگاہ ہوا کہ نور الدہر کو فتوہ دے گئے فقار کہا ہے اور قلعہ
 مرصع حصار میں ہو بس مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ لیجیے عرض اقبال شاہ کے نور الدہر کو قتل کیجیے یہ لکے مالک
 کے ہاتھ میں وہ عرضی دی وہ بھی پڑھ کر بہت خوش ہوا امیرج نے کہا کہ جواب عرضی لکھو کہ ای فتوہ مجھ کو یا سمجھو اور شب آہنگ
 کو خلعت دیا اور بہت کچھ انعام دیکر رخصت کیا وہ تو جواب لیکر روانہ ہوا امیرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ تم تیار ہو کر
 پڑے رہو طرما سب تمہارے پاس رہیگا میں جا کر نور الدہر کو قتل کرتا ہوں اور فرج کو اس کی شکست دیکر آتا ہوں یہ سنکر
 مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ای امیرج آپ یہاں سے گئے اور اسد نے آکر مجھ کو اور ارسلان شاہ دو دنوں کو قتل کیا طرما
 سے وہ دو تباہ ہیں آپ نہ جائیے بلکہ طرما سب کو بھیج دیجیے امیرج نے مجبور ہو کر طرما سب کو فرج بہت سی دیر مرصع حصار
 کو روانہ کیا اور کہہ دیا کہ جاتے ہی پہلے نور الدہر کو قتل کر ڈالنا اُسے عرض کیا کہ بہت خوب اور کوچ کیسے روانہ ہوا قلعہ کا
 شہرنگ عیار اسد کا بیان صورت بدلے کھڑا تھا جا کر تمام مال شب آہنگ کے عرضی لیکر آئے اور طرما سب کا فرج
 لیکر واسطے قتل نور الدہر کے جانے کا بیان کیا اسد نے صرغام شیر دل سے کہا کہ بھائی تم یہاں سے جاؤ یہ خبر طرما
 سے مرصع حصار میں پہونچ کر جس طرح ہو سکے بھائی صاحب کو قید سے رہا کر دے اُسے کہا بہت اچھا اور اسی وقت
 روانہ ہوا لشکر طرما سب کا راہ میں چھوڑا آپ دوسرے روز شنگیں لگاتے ہو مرصع حصار میں پہونچ گیا بارگاہ
 ہر مزتا حد ار میں پہونچ کر دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لاکر عرض کیا کہ غلام شاہزادہ نور الدہر کی رہائی کو حاضر ہوا ہے
 فرمایا کہ خدا تمہیں جزا سے خبر دے عرض کیا کہ چالاک کمان ہوا ارشاد ہوا کہ وہ بہت طویل جو صرغام اُس کے دیکھنے کو آیا
 دیکھا کہ تپ سے زرد و ضیعت ہو رہا ہو سلام کیا اور دوڑ کر لپٹ گیا چالاک آبدیدہ ہوا کہا کہ بھائی خدا بچا لگا تو بچے
 نہیں تو انکی بے طرح پڑے ہیں دعا کے امیدوار ہیں اگر ہم اچھے ہونے تو شاہزادہ کا سر کو قبر رہتا محنت اور مشقت
 کر کے چھڑا سنے صرغام بولا بھائی صاحب خدا آپ کو اچھا کیے دیتا ہے آپ اس قدر ہرمان کیوں ہیں آپ نے تو بڑے

بڑے کام کیے ہیں کہ ایسے کسی سے کاہلو ہونگے بڑوں کی بڑی بات ہو آگے تو بڑے نام ہیں اور آپ دعا کریں تو
 میں شامزادے کی رہائی کو جان چالاک بولا کہ بھائی امتھارا خدا نگہبان ہو جاؤ دیر نہ کرو ضرغام سلام کر کے
 روانہ ہوا گرد قلعہ مرصع حصار کے چرخ مارنے لگا گھات دیکھنے لگا کہ کہیں راستہ پالون تو اندر قلعے کے جاؤں جس طرف
 جاتا ہو دیکھتا ہوں کہ نگہبان پاسان نہایت ہوشیار بیٹھے ہیں اور قلعے کے روشنی ہو رہی ہو لوگ پرادے رہے ہیں ضرغام
 پھر نے پھر نے ایک طرف جو آیا دیکھا کہ ایک برج میں کوئی مرد سپاہی بیٹھا ہو اور افیون جو کبھد رچیا ہو اسوجہ سے
 اونگھ رہا ہو کبھی آنکھ کھل جاتی ہو کبھی بند ہو جاتی ہو حقہ منہ سے لگا ہوا ہو دل سے کہا کہ اے ضرغام یہی مقام گھات کا ہے
 اسی طرف سے چلیے جب دیکھا کہ وہ بینک میں گیا کند مار کر ضرغام اور چڑھ گیا وہ سپاہی غریب آنکھیں بند کیے بیٹھا
 تھا کہ ضرغام نے اسکا گلا داب کر اُسے مار ڈالا اور آپ وہاں سے اسکی شکل بکریچے آزاد دوسرے درجے میں اور
 پھر سے واسے تھے انہیں اگر بیٹھا دیکھ لے پوچھا کہ کیوں بھٹی کہا کہ اکیلے دم گھبراتا ہو یہ کمر گنڈیر مان جھیل جھیل کر ہر ایک
 کو چاٹ پر لگایا اور سب گنڈیر مان کھا کر بیہوش ہوئے ان سب کے بھی سر کاٹ لیے اب جو نیچے اترنا تو صبح ہو چکی
 تھی اپنے دل میں کہا کہ دن کو پویشیدہ ہو کر بیٹھے رات کو زندہ انخانہ تلاش کیجئے یہ سوچ کر ایک طرف کو روانہ
 ہوا قریب دروازہ اختم کے پہنچا دیکھا کہ ایک صفوی اور اسپر درخت چنار لگا ہوا ہو نہایت کند اور گرد سبزہ زار
 ہو ضرغام اسی درخت چنار کے نیچے ایک بیمار کی صورت بکرلیٹ رہا بیان صبح کو قنود آفتاب پرست کو خبر ہوئی
 کہ فلان پیرے کے چار سپاہی قتل کیے پڑے ہیں اسی وقت شب آہنگ کو بلوا کر کہا کہ دیکھ تو سہی کسے ان سب کو
 مارا وہ اسی وقت روانہ ہوا اور اگر پتیرا ضرغام کا پہچانا اگر قنود سے کہا کہ ضرغام شیر دل عیار اندر قلعے کے
 آبا ہوا ہوا ہے ان سپاہیوں کو مارا ہو کہا کہ جلد تلاش کرو نہیں تو اندیشے کی بات ہو ایسا نہ کہ نور الدین کو چھڑا لیجائے تو
 غضب ہو شب آہنگ بھر میں آیا اور عیار بھی اسکے ساتھ میں وہاں سے نشان قدم ضرغام کا دیکھتا ہوا چلا بیاتنگ کہ
 اس مقام پر پہنچا جہاں ضرغام صورت بیمار کی بنا ہوا پڑا تھا اس درخت چنار پاس آکر دیکھا کہ اب نشان قدم غائب
 ہیں اور کسی طرف نہیں معلوم ہوئے دیکھا بیمار کو غور سے کپڑا ہوا گراہ رہا ہو آواز آہ کی بلند ہو اپنے دل میں کس اے
 شب آہنگ یہی ضرغام ہو کہ بیمار بنا پڑا ہو بس ایک ٹھوکر دی کہ اٹھ کر کے پڑا ہو میں نے پہچان لیا تجھ کو کہ ایک آواز
 آئی کہ اے کچھ خوف خدا بھی سمجھو کہ دست دہانستہ کو ایذا دیتا ہو شب آہنگ نے نیچے کھینچا کہا کہ اٹھ ادمکار نہیں تو
 ایک ہاتھ مارتا ہوں کہ دو ٹکڑے ہونگے تم سے مکر کرنا ہو ہم اڑتی چڑیا بیچا سنتے ہیں اور ہاتھ نیچے کا بلند کیا دیکھا ضرغام نے
 کہ یہ بد ذات جہاندیدہ ہو کبھی فریب میں نہ آئیگا یہ بھی خبر اٹھا رہا من کا باندھتا ہو بس وہ فخر کھینچ کر اور چمک کر اٹھا غرہ کیا
 کہ اوہرا مزاد سے پہچان لیا تو کیا کر لگایا کہ مکر خنجر مارا کہ سینہ کو لور کر لبت کے پار گزر گیا ضرغام نے فخر کھینچ کر کلیجہ
 شب آہنگ کا کٹ گیا اور وہ گر کر مرنے لگا غل ہوا کہ اے شب آہنگ کو مار لینا اسے جانے نہ پائے اور تمام
 شاگردوں نے شب آہنگ کے ضرغام کو گھیر لیا نیچے عیار می پکڑ پکڑ کر مستعد کیا رہنے اب ضرغام کا خنجر چل
 رہا ہو کہ انش کی پناہ سپر پڑا دو ٹکڑے جو قریب آیا مارا گیا ضرغام قتل کرنا چلا جاتا ہو اور اصر عیار اور پیادے برابر
 چلے آئے ہیں غل ہو کہ مار لو پکڑ لو جانے نہ پائے اے غضب کیا اسنے کہ قلعے میں آیا اور شب آہنگ سے عیار کو مارا ضرغام جبکہ
 خنجر مارتا ہو وہ پھر مکر بانی بھی نہیں پتیرا بیمار قنود کو ہوئی کہ شب آہنگ ہاتھ سے ضرغام شیر دل کے مارا گیا اور بت سے
 عیار شاگرد اسکے قتل ہوئے ضرغام بڑا شیر دل ہو اس سے عیار پیش پائے یہ نامکن ہو لڑ رہا ہو اب تک زخمی بھی نہیں ہوا
 قنود نے مجنون تیغ بند سے کہا کہ لیجئے اور نیچے عیار تک ایسے زبردست ہیں اسکا مارنا جملہ واجب بات

سے ہو مجنون بولا بھیجے کسی کو کہ اسے زندہ پکڑ لائے یا سر اسکا لائے مگر رفیق ہوا اسکا شدید آفتاب پرست یہ اٹھ کھڑا
 ہوا اور بہت سی فوج ہمراہ لیکر روانہ ہوا وہر کو وہاں پہونچا سنا کہ صد ہا آدمی ضرغام کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں
 اور ایک ایک ذرا سی بھی اس کے چپٹ نہیں آئی بس ہر شکر شدید آفتاب پرست حیران ہوا فوج جو ساتھ تھی اس سے کہا کہ
 جاؤ اور اسے گرفتار کرو بس حکم سنتے ہی وہ بھی سب تلواریں کھینچ کر دوڑے لیکن اپنا کاغل ہوا اور ضرغام تلوار ہاتھ میں
 خون میں جا پڑتا ہر لاش پر لاش گر آویٹا ہر دن بھر لڑا اب رات ہو گئی چاہا کہ نکل جائے لیکن راہ نہ پائی دل میں کہا کہ قضا مجھے
 لائی تھی افسوس ہو کس بے بسی سے مارے گئے خیر جو مرضی الٹی لڑنے کوئی پھر رات آئی ہر اب ہاتھ ضرغام
 شیر دل کا تھک گیا ہوا اور پاؤں بھی شل ہو گئے ہیں پتھر اٹھیک نہیں رہتا اب دل کو رجوع کیا ہے پروردگار کی طرف
 و ما مانگ رہا ہے اور ایک جگہ کھڑا ہوا ہر جو آگے بڑھتا ہے اسے مار لیتا ہے لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ کوٹھون پر چڑھ گئے ہیں
 جو رہتا ہیں روشن میں چار طرف سے انگلیاں اٹھ رہی ہیں کہ میان دیکھو کیا بہادر ہے چہرہ پر ہونچے ہیں لڑنے ہوئے
 اور اب بھی کسی کو قریب نہیں آنے دیتا ہے یہی ذکر ہر اب کوئی دوپہر رات گئی ہوگی کہ ایک سمت سے نعرہ ہوا منم ضیفم روز
 ایسا شیریں شہ و غنا انجم بہر شجاعت و درویش فخرت صفت شکن و صندریچے اسد بن کرب و لا اور ایک طرف سے نعرہ ہوا
 منم ابراہیم بن مالک اثر در ایک طرف سے نعرہ ہوا منم علقمہ بن جمہور ایک نعرہ ہوا کہ منم مرزنگ بن مرزبان ایک نعرہ
 ہوا کہ منم معظم خان بن بہرام الغرض اس طرح بارہ نقابدار اگر گرس فوج کا ستر اڑ کر دیا اب ضرغام کا دل بھی شہر ہوا پکڑ کر
 خنجر جا پڑا اور ہارنا شروع کیا لیکن دل میں کہتا ہے کیا اسد بھی میرے پیچھے چل چکا تھا لیکن قلو سے راہ کیونکر پائی میں تو بہ تدبیر
 آیا تھا یہ اس خیال میں ہر وہاں جو نقابدار اسد کے نام سے گرا تھا قضا کے کار اتفاقات روزگار اسکا اور شدید کا سا تھا
 ہو گیا شدید آفتاب پرست نے نعرہ کیا کہ او نقابدار تو اسد کا نام لیتا ہے جا لینگا کہاں میرے ہاتھ سے یہ لکھ تلوار کھینچ چلا
 تھا کہ نقابدار نے تیرکان میں رکھ کر جو مارا تو ذکر سینہ شدید کو پار گزر گیا کہ وہ خطا شمار گرا اور تڑپنے لگا گوشتا من
 و اماں ڈھونڈنے لگا ساتھ والے سم گئے اور جو نقابدار تھے انھوں نے بھی لاش پر لاش گرا دی رعب بند ہو گیا
 بعد اس کے ضرغام کو حلقے میں لیکر ایک راہ سے راہی ہوئے ایک دروازہ باغ کا تھا اس میں چلے گئے کسی نے نقاب بھی نہ کیا
 یہاں نقابدار ضرغام کو لیے ہوئے باغ میں آئے تھے ایک بارہ درمیانی ہوئی تھی ضرغام سے کہا کہ آپ بیٹھے ضرغام
 نے سجدہ شکر کیا اور نہایت تھکا ہوا تھا سو گیا صبح تک ہوش نہ رہا مگر یہاں رات بھر لوگ ضرغام کو ڈھونڈھا کیے کیسے جانا
 بھی نہ لگا اگر قنود کے سامنے لاش شدید آفتاب پرست کی رکھی اور تمام حال بیان کیا قنود نے کو تو ال شمر کو بلا کر کہا
 کہ خانہ تلاشی کرو ڈھونڈو کون ضرغام کو لگیا کوئی اسکا دوست یہاں ضرور ہے کو تو ال نے عورت مرد تلاش کیو اسطے
 گھروں میں جیسے تمام شہر میں ایک بلا ہر خانہ تلاشیان ہو رہی ہیں بیچارے شریف جو ہیں وہ کٹے مرنے ہیں غیرت سے انہر چھری
 پھر رہی ہے یہی جان لوگوں کا کیا ذکر ہے انکے کان پر جون نہیں رہتی بلکہ ایک دل لگی ہے مگر یہاں ضرغام شیر دل جو سو کر اٹھا خواہو
 نے پائی لاکر رکھ دیا اسنے وضو کیا نماز پڑھی و فیض سے فراغت حاصل کی اب بیٹھا سوچ رہا ہے کیا مدد کرنا چاہیے کہ یکایک ایک
 ہا زین مرہبین فرنگین کشادہ گیسو شیل مو پری پیکر من بر گلزار سرو نو بہار خوبصورت نیک سیرت خریلی و رنگ شیریں سا
 سے منودار ہوئی انیسین چلبین ہمراہ آتے ہی مسند پر بیٹھ گئی ضرغام نے سلام کیا اسنے جواب سلام دے کر کہا ای
 عزیز وہ نقابدار میں ہیں جو اسد بنکر گئے تھے اور تجھے چھڑا کر لائے ضرغام بولا کہ آپ نے میری جان بخشی کی میں ممنون
 احسان ہوں اسنے کہا تو نے مجھے جانا میں کون ہوں ضرغام بولا ارشاد فرمائیے کہا کہ میں بیٹی ہوں قنود آفتاب پرست
 کی ملکہ گلرخ میرا نام ہے اور مائل ہوں نور الدہر پر لیکن کوئی صورت رہائی کی مجھے نہیں ہو سکتی ضرغام بولا آپ

خاطر جمع رکھتے تھے کہ چونکہ زندان کا بنا دیکھتے ہیں تو مخصوص اُنکی رہائی کیو استقامت یا ہون وہ ضرغام کو اپنے ساتھ
 لیے ہوئے بالائے قصر آئی اور جرحہ قید نور الدہر کا دکھ یا ضرغام نے دن تو کا رات کو حلوایون سے حلوایون کو
 دروازہ زندان پاس آیا دربانوں سے کہا کہ ملکہ نے نہ رمانی تھی کہ قید یون کو حلوایون کی سو تم لوگ نام کیو استقامت
 قسم کھاتے کہ اس قیدی کو بھی ذرا سادہ بنا باقی بکھو مزے کرو مگر ان زندان نے سب حلوایون آپس میں بانٹ
 کھا یا خوب تہہ پڑے آخر کو چھینک مار مار کر بیوش ہوئے ضرغام نے سب کے سر کاٹے قتل نور الدہر اندر آیا
 شاہزادے کو سلام کیا نور الدہر نے ضرغام کو دعا دی کہ جب وقت میں تم کام آئے اور بھی بہت جلد ضرغام
 نے عرض کیا اب جلد میرے ساتھ چلیے نور الدہر نے قید کو نور ضرغام اپنے ساتھ لیے ہوئے باغ میں لے گئے
 کے آیا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک حور ہے کہ بیٹی ہوئی ہو یا خدہ منہ سے واہ دل سے آہ نکلی طبیعت فریفتہ ہوئی ضرغام
 نے چپکے سے کچھ شاہزادے کے کان میں کہا نور الدہر آتے ہی بیویوں میں ملکہ کے بچہ گئے لکہ بسبب حیا کے کھینچے لگی ہوئی کہ مرد سے
 بچتے کیا ہوا میرے ہی بیویوں میں تیری جگہ پر نور الدہر جوش محبت سے بہتا ہے یہ رنگ صحبت کا دیکھ کر امیں حسین
 ملکہ کی کوئی پیشاب کے بہانے سے اور کوئی باقی بیٹے کے فقرے سے سب چلی گئیں ضرغام بھی ہنگام بالکل خلیہ ہو گیا اب تو
 نور الدہر نے ہاتھ ملکہ کا کہنیا اور گود میں اٹھا کر سر پر لگیا پردے چھوڑ دیے اب نہیں معلوم کیا ہوا پردے کا حال کوئی کیا
 جانے غرض خوب حسین امیدیں برائیں اب کوئی دو پہر رات گئی ہو گئی کہ نور الدہر جوش شجاعت آیا ملکہ گلرخ سے کہا
 کہ صبح ہوئے تو جا کر قنود سے بھون ملکہ گلرخ نے کہا امی شریار آدمین تم کو خواب کا قنود کی تبادون اور اپنے ساتھ
 لیے ہوئے صحن میں آئی کہ وہ جو روشنی معلوم ہوئی ہو وہی خواب کا قنود آفتاب پرست کی ہو اس وقت جو کچھ
 کرنا ہو کر گزریے اس لیے کہ آپ تنہا میں وہ بھی تنہا ہوگا بس نور الدہر یہ سن کر اس وقت سلاح جنگ آراستہ کر کے چل کھڑا
 ہوا اور کوٹھون کھوٹھون اس حجرے میں گیا کہ جہاں قنود کا پلنگ لگا ہوا تھا ترہ کیا کہ امی قنود خواب غفلت سے
 بیدار ہو کہ میں تیرے سر پر مانند اہل کے کھڑا ہوں قنود جو نعرے سے شاہزادے کے چونکا دیکھا کہ نور الدہر سر پر
 کھڑا ہوا ہر حیران ہوا کہ یہ خواب ہو یا خیال ہو آنکھیں بند کر لیں نور الدہر نے بھر آواز دی کہ امی قنود اٹھنا نہیں اس
 یہ خواب نہیں ہو میں بیدار ہی ہو دیکھ قدرت خدا کو کہ میری بیٹی نے مجھے چھوڑا یا بس نہ تھا کہ قنود چونکا سیر ملواریا کے
 بیویوں میں رہتی ہو بس قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال ہوا اور سر کو نبھالتا ہوا اٹھا ترہ کیا کہ کمان جا بگا بگا میرے ہاتھ سے یہ کمر
 تلوار نور الدہر پر ماری شاہزادے نے اپنی سپاہ گری دکھائی کہ خوف و خطر ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈال دیا اور تلوار چھین
 لی بعد اسکے کہ زنجیر پکڑ کر اٹھا لیا سر پر چرخ و کمر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چٹ گرا بس سینے پر چڑھ بٹھا اور فرمایا کہ
 دین اسلام قبول کرو ورنہ قتل کرونگا قنود نے کہا میں نے معلوم کیا کہ دین آپکا برحق ہے کہ خدا آپ کو کن کن آفتون سے
 بچاتا ہو میں نے بصق دل دین اسلام قبول کیا نور الدہر اسکے سینے پر سے آراوہ قدیون سے لپٹ گیا نور الدہر نے کلمہ قیلم
 کیا وہ مسلمان ہوا اب صبح ہو گئی ہو قنود شاہزادے کو لیے ہوئے ایوان بادشاہی میں آیا اور اعلان کیا کہ صاحبو میں تو مسلمان ہوا
 اور غلامی اس شریار عالیوقار کی اختیار کی تم سب بھی مسلمان ہو سب رفیق اسکے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے مگر مجنون
 تیغ بند خبر مسلمان ہوئے قنود آفتاب پرست کی سنگہ خدمت میں ایرج کی روانہ ہوا دھر قنود نے نور الدہر
 سے دست بستہ عرض کیا کہ میں نے ملکہ گلرخ کو حضور کی کنیزی میں دیا شاہزادے نے فرمایا کہ وہ میری محسن ہیں نے اسکے
 خاتون محل کیا پھر نور دوازہ شہر کا کھولہ یا ضرغام اسی وقت خدمت میں بادشاہ ہر منز تاجدار کے روانہ ہوا
 لیکن بیان دو دن ہوئے ضرغام کو لگے ہوئے ہر منز تاجدار نہایت فکر مند بیٹھے تھے دربار جمع تھا کہ اتنے میں

مشر غلام سامنے سے نمودار ہوا سلام کیا عرض کیا کہ چلیے اندر قلعے کے شاہزادہ چھوٹ گیا اور قنود مسلمان ہوا یہ سنکر
 ہر مزتا جدار اسی وقت مع لشکر فراوان قلعہ مرصع حصار میں آئے نور الدہر استقبال کر کے لگے قدمبوسی باؤشا
 کی حاصل کی قنود نے چاہا کہ شادی ملکہ گلرخ کی ساتھ نور الدہر کے دھوم سے کرے شاہزادے نے جواب دیا کہ مجھے
 عذر تھا لیکن بھائی میرا اسد بن کرب دلاور بہادر گھرا ہوا ہے مجھے اسکی مدد کو جانا لازم ہے غرض ایک دن میں سب
 رسوم ہو گئے اور شادی ملکہ گلرخ کی نور الدہر کے ساتھ ہوئی شاہزادہ نور الدہر نے قنود سے کہا کہ اب آپ میرے
 بزرگ ہو چکے جو میں کمون اُسے قبول کیجیے اُسے عرض کیا کہ جو ارشاد ہو فرمایا کہ بادشاہ بہا کا شہنشاہ مرصع پوش پر
 تم اسکی نیابت کرو ہمارے ایمان کا یہ تقاضا ہو کہ جسکا حق ہو تاہی اُسکو دیتے ہیں حق تلفی نہیں کرتے قنود بولا مجھے منظور
 منظور ہے اُسوقت شہنشاہ مرصع پوش کو بلوا کر خلعت دیا بہا کا بادشاہ کیا قنود کو نائب کیا بعد اُسکے جہان جہان
 پرشش گاہین آفتاب پرستوں کی تحفیں آنکھ تڑوا کر مسجدین قائم کیں سک نام پر ہر مزتا جدار کے جاری کیا بعد اُسکے
 مہر مرغلام شیر دل کو بہت بھاری شہوت عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ تم ہمارے آنے کی خبر حکیم اسد کو دو کہ ہم انشا
 بہت جلد آتے ہیں اُسکے کہ صرف مشتری حصار بیچ میں ہے مرغلام تو سلام کر کے پیغام لیکر انعام پا کر روانہ ہوا شاہزادہ
 نور الدہر نے بھی دوسرے دن کوچ کیا انھیں نور الدہر میں چھوڑا

اب دوسرے احوال ایمرج لوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ ایمرج اقبال شاہ کے غم میں سیاہ پوش بیٹھا ہے کہ رہا ہر مالک بن ملکوت شاہ سے کہ اب دیجیے کہ ادھر نور الدہر
 کا سونے سے منگوا یا ہوا دھراس دیوانے کا کام تمام کرتا ہوں یہی باتیں بتھیں کہ سامنے سے جوڑی ہر کارون کی پیدا
 ہوئی دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لا کر عرض کیا کہ قارن قمر میں جواب آپ کے نامے کا لیکر آتا ہے یہ سنتے ہی ایمرج اور بھی
 سرور ہوا حکم دیا کہ سب سردار قارن کے استقبال کو جائیں اور اسے باعزاد و اکرام لائیں کہ بہت بڑا کام کر کے آیا
 ہوا و خود بھی دروازہ باز گاہ تک آیا اور استقبال کر کے اپنے ساتھ لایا اور علیحدہ لیے چلا گیا اور گلے میں ہاتھ ڈال کر
 حال پوچھا قارن نے پہلے تو ٹوپی اپنی اتاری اور کہا کہ دیجیے اسقدر جو تیاں پڑیں کہ بیچ کھو پڑی میں تو ایک بال نہیں
 رہا اور جواب نامے کا دکھایا کہ جیسر خبر ارہا گالیان لکھی ہوئی تھیں مہر اور مرند تو بڑا ارادہ ان سے بھی اُس صحبت میں ہوئے
 تھا کہا کہ اور بہرہ آفتاب پرستان اب آج کو ثابت ہوا کہ آنکھ صحبت آپ سے ہے یا نہیں اگر صحبت نہو تو قارن کو مہر
 و التین اور جواب نامے کا کبھی نہ لکھیں ایمرج نے کہا کہ سچ کہتا ہے اور قارن نے اُسکی تعریف کرنا شروع کی کہ خداوند
 میں پردے کے پاس بیٹھا ہوا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مکان برج آفتاب ہے اور سلیقہ بیان کی کیا تعریف کروں یہ فصاحت
 و بلاغت عورت میں دیکھی کا سیکو تھی یہاں تک تعریفیں کیں کہ ایمرج چھو ہو گیا قارن قمر میں کوٹھا کر اسکے چارون طرف
 اشرفیان اسقدر دھڑکرائیں کہ یہ انہیں پوشیدہ ہو گیا مال مال کر دیا اب غلو تھا نے سے باہر آیا اُس خط کو دیکھتا ہوا خوش
 ہوتا ہوا ان گالیوں کو بڑھتا ہوا غصتا ہوا غصتا ہوا غصتا ہوا اس خط کو سونے سے منڈھوا کر تعویذ باز دیکھا نہایت خوش کمان سر
 حکم کیا کہ طبل جنگ بجے کل صبح کو اس دیوانے کو مارونگا اُسی وقت نقارہ حربی پرچوب پڑی اور صدا نقارے کی
 بھیلی یخبر اسد کو ہوئی کہ ایمرج نے طبل جنگ بجوایا ہے کل چار و پور رش کر لگا لگا کچھ پروا نہیں ہے خدا سے ما بزرگ است
 ہمارے بیان بھی کوس حربی بجے اُسوقت نقارہ رزمی نوازش میں آیا چار بربر ات نغلا رہا صبح کو اسد قلعہ میرا کے
 بیٹھا ادھر سے آفتاب پرست نمایان ہوئے ایمرج آگے آگے چھے تخت ارسلان شاہ کا غرض تمام فوج سامنے قلعے کے آگے
 ایمرج نے مرکب کو آگے بڑھا کر بکار کر کہا کہ اودلیو آئے آج تجھے زندہ کتب چھوڑتا ہوں کمان جا بگا میرے ہاتھ سے اسد پکا

اور بزار کے کیا کجاہری پھاٹک آئیگا تو حال کھلیگا ایمرج غیلا و غضب میں آکر چلا تھا کہ وامن صحرا سے گرد آڑی اور فتنہ
 قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو بائیں نقابدار پیدا ہوئے ایک تو بنٹشہ پوش اور دوسرے پوش دو سرخ پوش لاکھ سوار
 انکے ہمراہ کر ایک گرد اور آڑی اُسین سے ایک نقابدار یا قوت پوش پیدا ہوا اور وہ بھی آکر انھیں نقابداروں میں
 شامل ہو گیا اب چھ نقابدار ہوئے سب نے پکار کر کہا کہ او آفتاب پرست نامرد کوئی زخمیوں کو بھی قتل کرنا ہر اب بھڑ
 تیرے ہم میں ایمرج نے سرو دھنا کہ کیا نصیب اس دیوانے کا جو کہ ہر مرتبہ میرے ہاتھ سے بچ جاتا ہے اور ان نقابداروں
 کی طرف پھرا اسد پکارا کہ او پاجی اب کہاں پھرا جاتا ہے انہو حقیقت کھلے ایمرج چکا چلا آتا ہے کچھ جواب نہیں دیتا سانسے اگر فزہ
 کیا کہ ای نقابدارو آؤ میرے مقابلے کو بس نقابدار بنٹشہ پوش سرکب اپنا چمکا کر سانسے آیا بعد ازنگاروزی نیرہ بازی ہوئی ایمرج
 نے نیرہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے تلوار ساری ایمرج تلوار اسکی پکڑ لی اس نے بھی گریبان میں ہاتھ ڈال دیا لگا زور ہونے
 گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اتر کر گرم تلاش ہونے دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے رات بھر لڑا لکھ دوسرے دن ایمرج نے
 لنگر نقابدار کا توڑا سر سے بند کیا زمین پر مارا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا مشکین باندھ لین وہاں سے لیکر پھر اچھے میں آیا بیٹھا کہا
 کہ لاؤ نقابدار کو لوگ اُسے لائے نقابدار نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھو نے جواب سلام دیا ایمرج نے حکم دیا
 کہ نقاب اسکی اٹھاؤ جب نقاب دوہر ہوئی دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ ہوا اٹھا رہا سر کا سن ہاتھ پر خوبصورت لندھو
 سے ایمرج نے پوچھا کہ آپ پہچانتے ہیں کہ یہ کون ہے لندھو بولا کہ میں نے اسے بہت کسں ذرا مل میں دیکھا تھا اُسے
 کہا کہ نام میرا گیسرنگ بن مرزبان ہے اور نو اسادون گیسرنگ زرا الی کا ایمرج نے کہا کہ آؤ اور میری بیعت اختیار
 کرو اُسے کہا کہ یہ کبھی ہوگا کہ میں کافر کی بیعت کروں حکم دیا کہ لیجاؤ زندانخانے میں قید کرو بعد فیصلے نقابداروں کے سمجھا
 جائیگا اور حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت کوس مرلی پر چوب پڑی یہ خبر نقابداروں کو ہوئی اُنھوں نے بھی طبل بجایا
 رات بھر تیار رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے اسد بھی آکر قلعہ کوہ پر بیٹھا صفوف جہاں و قتال آراستہ
 ہو لین نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایمرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا
 ایک نقابدار سبز پوش مقابلے کو نکلا نیرہ بازی ہوئی ایمرج نے نیرہ اُسکا ہوائی کیا نقابدار آگ ہو گیا کہا کہ ام
 آفتاب پرست غضب کیا تو نے کہ نیرہ میرا ہوائی کیا لیکن نیرہ بازی خلال بازی گریز بازی عمال بازی تیغ بازی راست
 بازی خبردار رہنا یہ دیکنا کہ دھوکا دیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر اور تیغ ابدار کھینچا ایک ہاتھ ایمرج پر ہارا ایمرج نے
 سپر کو چیرے کی پناہ کیا مگر نگاہ حواری کی دھار سے لاری رہی جب تلوار نزدیک سپر کے پہنچی ہاتھ سے سپر چھوڑ دی کہ طلی بند
 سپر کا پشت کی جانب جا بھولا اور بخوبی دراز کر کے تھکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قصبے پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ حواری چھین
 نے ممکن نہوا زور ہونے لگے گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں گھوڑوں سے ٹوٹے کشتی ہوئے لگی دن بھر کشتی رہی رات کو
 بھی جدا نہ ہوئے چارہر رات کشتی رہی صبح کو دوسرے دن چھ لنگر نقابدار کا توڑا ایمرج نے اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر
 زمین پر مارا مشکین باندھ لین لیے ہوئے چلا گیا اور حکم دیا کہ اسے بھی قید کروان عینون نقابدار لدون کو بھی پکڑ لوں تو
 سمجھو لنگر نقابدار کو اسیر غل وزنجیر کر کے زندانخانے میں بھیجا ایمرج نے پھر طبل جگ بجوایا دوسرے دن دوسرے
 نقابدار سبز پوش نے سامنا کیا ایمرج نے اسکو بھی دس پہر کی کشتی میں زیر کیا اسے بھی زندانخانہ میں بھیجا طبل بجوا کر
 صبح کو میدان میں آیا نقابدار سرخ پوش نکلا نیرہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار چلی ایمرج نے قبضہ شمشیر پکڑ لیا
 اس سے بھی ایک دن رات کشتی رہی پھر دن چڑھے لنگر نقابدار کا توڑا ایمرج نے اٹھا کر زمین پر مارا مشکین
 اندھکر لیے ہوئے چلا گیا پھر طبل بجوا کر چھ تھے دن اُس نقابدار سرخ پوش کو بھی پکڑ لیا چاروں نقابداروں کو

اس وقت لوگوں نے حاضر کیا انھوں نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھو نے جواب سلام دیا ایم جی نے کہا کہ نقابین
انکے چہرہ پر سے دور کرو اس وقت نقابین اتر گئیں چارون جوان خوبصورت حسین بارہ بارہ برس کے سن و سال سبز
رنگہ زلفین عنبریں خلیلی آنکھ چہرہ پر ہر بیاضا نیان اولاد صاحبقرانی کی نگاہ پر چھا کہ حال اپنا ظاہر کرو سبز بچہ ستون نے کہا کہ ہم
گنام بیٹے بدیع الزمان نامور لڑائے ہمیشہ تاج بخش کے ہیں نور العیان و نور الزمان ہمارے نام ہیں اور دونوں
سرخ پوشون نے کہا کہ ہم اولاد شاہزادہ خادرسپاہ ملک قاسم لعل خشتان خوزیر خادری کے ہیں اور ملک زاد و ملک شاہ
ہمارے نام ہیں اور ملک لعل دخت بی لعلان لعل قبا کی ہماری ماں ہو بس یہ شکر ایم جی نے کہا کہ باپ سے تم دونوں کے جیسے
کمال محبت ہو اور میری بیعت اختیار کرو سب نے کہا کہ ہم اولاد صاحبقران ہیں ہم کا فر کی بیعت نہیں کرتے ہمیں جان دینا
گوارا ہو کہ لندھو ریلہ صاحبزادہ بیعت کرنے میں کیا نقصان ہو اپنے لڑکپن پر رحم کرو بیعت کر کے چاہو بیان رہو چاہو چھ جاد
روسی کا ایم جی کی دم بھرے جاؤ جو وقت تک کہ حمزہ صاحبقران آئیں ان چار دن نے کہا کہ ای ہندی تو نے ننگ
صاحبقران کا حلال کیا ایم جی پر عاشق ہو کے خوب اسکا ساتھ دیا مر جا صد مر جا اسید اسے تجھے حمزہ صاحبقران چھوڑ گئے
تھے کہ لڑکے کو انکے برابر کرے اور ہماری طرفداری نہ کرے خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہو جان دیجئے اور بیعت نہ کرے لندھو
ایکی باتوں سے نہایت برہم ہوا اور سر جھکا لیا ایم جی نے کہا کہ لیجاؤ زندانیاں نے میں قید کر دیہ نقابدار جو چھٹا باقی ہر کل اسے بھی
کپڑا لٹون تو سمجھا جا یگا یہ کس حکم دیا کہ جیل جنگ بجے لقا سے گزرا اسے یہ خبر لشکر میں نقابدار کے پہنچی فرمایا کہ ہمارے بیان بھی
نقارہ رزمی بجے رات بھرتیاری رہے صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں کڑکیتوں نے کڑکا کہ نقیب
نقابت کر کے چلے گئے ایم جی مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا نقابدار با قوت یوں
شیر بند کو بڑھا کر مقابل ایم جی ہوا ایم جی اس سے ٹکا ورن ہو امر کب برابر سے جھٹک لگا لڑائی میں بھیج کر مر کبوں کو ایک
نے دوسرے کا سامنا کیا ایم جی نے کہا اس نقابدار دیکھا تو نے کہ میں کس طرح ان پانچوں نقابداروں کو پکڑ لیگا جھکے بھی باندھ سکے
مشکین لیجاؤ جنگا بترے ہی کہ تو تیرے میری بیعت اختیار کر نہیں تو اس طرح میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگا نقابدار بولا کہ تو
ان نقابداروں کو کیا پکڑا ہے کہ بڑا مغرور ہو گیا ہوتا غرانا کہ غرور خدا کو ناپسند ہے نہیں سنا تو نے شعر مراد رسد کبریا و منی
کہ ملکش قدیم ست و ذاتش عنی یہ کبر و غرور خدا کو منرا داسی اور جو تجھے ہو سکے قصور اور کوتاہی نہ کر بس ایم جی نے نیزہ
اسپر مارا اسے اپنے نیزے پر رکا لگی نیزہ بازی ہوئے خوب نیزہ چلا لیکن مطلب کسی کا حاصل نہوا سنائیں نکل گئیں غالی ڈانڈین
ٹیک ٹیک کر تلواریں کھینچ لیں نقابدار نے تلوار ایم جی پر ماری ایم جی نے باجرات و جو امزدی رد کی اور اپنا وار نقابدار پر
کیا نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ایم جی کی سپر سے کب رکتی ہر کاٹ کر سپر کو خود پر گری جھٹکا مارا کہ تا و و ابرو اتری
نقابدار نے دستا مارا تلوار سے نکلے نقابدار نے اپنے شتر کو جو اشارہ کیا وہ لیکر اڑا ساتھ لے لے نقابدار کے اپنے اپنے
خزروں کو اڑا کر راہی ہوئے ایم جی پھر داخل لشکر ہوا بارگاہ میں بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی کہا کہ لاد قاسم و
بدیع الزمان کے بیٹوں کو جب وہ آئے انھیں کہا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے اور بیعت میری اختیار کرو انھوں نے جواب دیا
کہ ہم یہ ننگ گوارا نہ کرتے تو ہمیں قتل کر لندھو نے پھر سمجھا یا اسے بھی برا بھلا کہا ایم جی نے کہا خیر لیجاؤ کل صبح کو میں انھیں قتل
کر دیتا اور دہلیم شباط اور طوفان بن سماک اڑو کر گیسے کہا کہ تم رات بھر نگہبانی کرو صبح کو ہمارے پاس لاؤ کہ ہم انھیں
تیر باران کرینگے انھوں نے عرض کیا بہت اچھا اور سرشام سے خوب بندوبست کر کے خود دروازہ زندانیاں پر بیٹھے ناچ دینگے
شراب پیئے میں مصروف ہونے شہر ننگ لے جا کر اسد سے کہا کہ وہ پانچوں نقابدار ایم جی جھکو پکڑ لیگا ہر حال انکا ظاہر ہوا کہ
اولاد صاحبقران ہیں صبح کو انکو تیر باران کر دیا پھر اسد نے کہا ایسا لالچ ہوئے بھلے باپ و دادا کا نام ڈوبنے والے

میں مگر ساتھ ہی یہ خیال گذرا کہ زمانہ جو سنہ گا کہ اسد دیان موجود تھا اُسے قتل ہو جائے دیا کیا تھوکیا کہا کہ میں قتل کب ہونے
 دیتا ہوں اور شہرنگ لاما میرا لباس شب روی شہرنگ نے لاکر دستیاب سامنے رکھ دیا اسد نے سیاہ لباس بدن پر آراستہ
 کیا سیاہی شہرنگ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا لشکر ابرج میں داخل ہوا سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پر پہنچا دیکھا کہ ابرج بیٹھا
 ہے دربار محمود ہر ناچ ہو رہا ہے ابرج مالک بن ملکوت شاہ سے کہ رہا ہے کہ کل ان پانچ دن کو مارلون داس دیوانے کے بھون
 اب وہاں اسد یہ باقیں منکر زندہ انخانے کی طرف آیا دیکھا کہ بڑا بندہ بست ہے کوئی غیر نزدیک نہیں جاتے پاتا وہاں سے پھر آیا کہ اب دوسری
 تہ میر کچھ دیکھا کہ دربار برخواست ہے لوگ اپنی اپنی خواہ گاہ کی طرف جاتے ہیں سب کے بعد ارسلان شاہ اور بہنرا دمرد و دونوں
 ہاتھ میں ہاتھ کچھ ہونے چلے خیمہ نزدیک تھا اسیں داخل ہوئے کھانا کھا کر دو چار جام شراب کے پی کر خواب مرگ میں گرفتار
 ہوئے لوگ چلے گئے صرف پرے والے رہ گئے شہرنگ نے واروس بیوشی آزاد کرانے میں بیوشی کیا بعد اسکے پروانے
 بیوشی کے سمعون پرارے چلے جانے سے تمام لوگ اندر کے بیوشی ہوئے اب پلنگ کے برابر آئے اسد نے واروس
 بیوشی بہنرا دمرد کو دی شہرنگ نے ارسلان شاہ کو بیوشی کیا اور حلقہ اسے کندہ سے گرفتار کر کے چادر عیاری
 میں باندھ باندھ کر اٹھارے بیٹھ سے لگائے اور چلتے وقت جو مال و اسباب کہ پسند آیا اسے بھی اٹھالیا اور نکل کر خیمہ سے
 روانہ ہوئے فوج پر رات بھلی باقی ہر تمام بازار میں بند ہیں کتے بھونک رہے ہیں طلا یہ کا گشت پھر رہا ہے خبردار باش
 حاضر باش ناظر باش کی آواز میں بلند ہیں ایک آدمہ خواہنے والا کہ جو سے غانہ سے پھر رہا ہے چلا جاتا ہے کوئی سیاہی بیچارہ نکلا
 ماندہ پیرا بدلا کر نیند میں جھومتا ہوا اپنے گھر جاتا ہے ایک آدمہ مہاجن نے ٹھانڈو وکان کا بند کر لیا ہے گمانتے کو لیے بیٹھا ہے
 سہی کھاتا کھلا ہے متی درست کر رہا ہے چراغ جل رہا ہے اسد و شہرنگ بستی و چالاک کی اڑے ہوئے چلے جاتے ہیں جہان ددر
 جانے کا مقام دیکھتے ہیں وہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک جھونکا با و صرصر کا ننگلیا جہان بیٹھ جانے کا مقام دیکھتے ہیں لڑکتش
 کے اپنے کوزین سے ملا دیتے ہیں جہان چپ جانے کی جگہ پاتے ہیں اس طرح پوشیدہ ہو جاتے ہیں جیسے جو کسی اس گھر میں
 کوئے میں دیکھتے ہیں کچھ چرائے آیا ہو غرض اس طرح تمام لشکر ابرج کو کہ فرسخ در فرسخ بڑا ہو کر لے ہوئے آؤ کہ وہ
 کو روانہ ہوئے قریب صبح کے ہوئے سب رفیقوں نے سلام کیا کہ اے شہر یار رات بھر آج کے واسطے نشوون رہی اچھا
 کہ آج کو خدا نے صحیح و سالم پہنچایا اسد بولا کہ ہم با مقصد آئے ارسلان شاہ اور بہنرا دمرد کو کچھ لائے اب دیکھیں ابرج
 کیونکر ان لڑکوں کو قتل کرتا ہے اور حکم کیا کہ لاؤ دو دارین اسدہ کہ وہ اس وقت دو دارین کھڑی ہو گئیں اسد نے اٹھ کر
 اٹھ کر حکم دیا کہ لکھو نل وزیر میں گرفتار کرو اس وقت ارسلان شاہ اور بہنرا دمرد کے بدن میں بہت بھاری قید
 ڈالی گئی اور واروس بندھوا کر شہرنگ سے کہا کہ ہوش میں لاؤ اُسے قید رفع بیوشی دیا ان دونوں کا فو کی آنکھ
 کھلی اپنے کو اسیر غل وزیر سامنے اسد کے ار میں بندھا دیکھا اسد مع رفقا تھوکرمان ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھا ہر دونوں
 میں کہا کہ کیا خواب بد دیکھا ہے آنکھیں بند کر لیں اسد بکا را اسی مرتبہ خواب نہیں ہے بلکہ میں بیدار ہی ہوں میں تمہیں بکروا
 ہوں آنکھیں کھولو اب ان دونوں نے ڈر کر اسد کو سلام کیا اور کہا کہ ہماری کیا خطا ہے جو آپ ہلکے ہو گئے اسد بولا
 کہ میں تمہیں غرض میں فرزدندان قاسم و بدیع الزمان کے لایا ہوں اگر ابرج نے ایک ہال اُنکے بدن کا گم کیا تو میں تمہیں
 مار ڈالوں گا اور بہنرا دمرد سے کہا کہ او مرند تو نے اسلام چھوڑ کر آ خواب پرستی اختیار کی اور جو باتیں تو ابرج سے کرتا ہے مجھ کو سب
 خبر پہنچتی ہے اسے حرامزادے تو تھے قارن قمر میں کو یہاں سے قلعہ ذوالامان پر بھیجا تھا مجھ کو خوب معلوم ہے خبر پہنچا کر
 بہنرا دمرد کا پیشاب خطا ہو گیا قریب تھا کہ زندگی سے آزاد ہو جائے تھا رہا ہے کہ وہ واقعی میں خطا وار ہوں شہر مقرر
 خطا کا جو ہو حاجت گواہ نہیں مجھے جو چاہو کرو میں تو بگناہ نہیں + اسی اسد دلا اور جو چاہے مجھے سزا دو مگر احوال ابرج

کا کہنے کہ یہ صبح کو جو بیدار ہوا آیا بارگاہ میں و نکل شوکت پر بیٹھا لندہ صورت بھی سویرے سے آیا ایم ج نے دلم شباط کو بلایا پوچھا
 کہ رکھو کچھ فتور تو نہیں برپا ہوا قیدی برقرار ہیں اسے کہہ رات بھر جاگ کے کافی ہو مجال تھی جو کوئی اسکا کہا کہ اچھا میں میدان خوبی
 کی طرف چلتا ہوں تم ان بھون کو لاؤ ابھی ایم ج یہ لکھا کہ گئے نہیں برصا تھا کہ آواز دو ملادو مصیبتا کی بلند ہوئی اور مالک بن ملکوت
 با حال تباد ہو پوچھا اور کہا کہ ایم ج لڑ جوان میں ایسی بادشاہت سے درگزر اقبال شاہ کو اس دیوانے نے مار ڈالا راہ کو
 اگر ارسلان شاہ اور بنزاد کو پکڑ لیتا بس سنتے ہی حیران ہو گیا اب کیا میدان خوبی کو جاتا رہ آؤر کوہ کا کہا ساٹھا کر کیا کرتا
 ہو کہ دو داریں اسنادہ ہیں اور ارسلان شاہ اور بنزاد مرتد دونوں اس سے بندھے ہوئے ہیں اسد اپنے رفیقوں سمیت
 جبرو کمان لیے مستعد بیٹھا ہو ایم ج نے بڑھکر آواز دی کہ ایم اسد دلاور کیا ارادہ ہو پکارا کہ میں اپنے کو مردوں میں شمار کیے
 ہوں زندہ کب سمجھتا ہوں یہ قصد ہو کہ ہر ایک سردار کو تیرے اسطرح سے پکڑ لاؤں اور قتل کروں ایم ج نے کہا میں
 پسران بدیع الزمان اور قاسم کو مار ڈالوں گا اسد پکارا شوق سے تو انکو قتل کر میری بھی خوشی ہو ایسے تھاہل
 موے بھلے زندہ رہے تو کیا مارے گئے تو کیا انکا ہست و نیست برابر ہو اور تو مجھے دھمکاتا ہو ایم ج نے کہا ایم اسد
 اب مجھے صلح کرو زمین انکو ماروں نہ تم انھیں اندو اسد بولا اچھا جاؤ کیا مضائقہ ہے مگر انکو کیسے صلح کی ایذا نہ ملے پائے
 ایم ج نے کہا کیا مجال یہاں قرار کر کے ایم ج دہانے پھرا اپنے لشکر میں آیا حکم کیا کہ پسران قاسم و بدیع الزمان کو دار پر سے
 کھولو زندہ نکلنے میں لیجاؤ لیکن وہاں انکو کیسے صلح کی تکلیف نہ دے پائے گھانا نہایت پر تکلف جایا کرے صحبت راگ و رنگ
 کی انکے سامنے رہے ادھر اسد نے بنزاد مرتد اور ارسلان شاہ کو قید کیا اور رات کو کہا کہ ایم شہرنگ لاؤ لباس شب روی
 ہمارا ہم آج جیکر بھائیوں کو چھڑاؤ میں اسے لاکر و ستیجہ سامنے رکھا اسد نے سیاہ لباس پہنا سپر تلو افیل میں داکر روانہ ہوا
 آئے آئے سامنے لشکر ایم ج کے ہو پوچھا کہ آواز لگو لوں کی بلند ہوئی دیکھا تو جالسنوز بن قران چلا آتا ہو اور فرزند
 قاسم و بدیع الزمان اور گرننگ بن مرزبان ساتھ میں جالسنوز نے اسد کو بچانا سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کہاں
 لشکر بعلیچے تھے فرمایا کہ انھیں کے چھڑانے کو جالسنوز نے کہا کہ یہ تو حاضر ہیں اور ان پانچوں لڑکوں سے کہا کہ یہی
 اسد دلاور میں انھوں نے جھک جھک کر تسلیم کیں اور بیرون کی طرف جھکے اسد نے گلے سے لگا لیا شفی دلا سادیا بعد اسکے
 جالسنوز بن قران سے کہا کہ بھئی قہنے کئی بار ہماری مدد کی ہے اب تم ہمارے ساتھ رہو اسنے کہا انشاء اللہ اگر کوئی کام ایسا
 جسے بن پڑیگا تو میں آپکی ہمراہی اختیار کروں گا ابھی تو میں جاتا ہوں یہ لکھ صحر کی جانب تلنگین لگا چلا گیا اسد نے ان لڑکوں
 سے کہا کہ تمہارے کیا ارادے ہیں جاؤ گے یا میرے ساتھ رہو گے لیکن بھئی میرے ساتھ تلکیغین میں اسلے کہ میں آؤر کوہ پر گھرا
 ہوا ہوں انھوں نے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ کے باعث سے تو ہماری جان بچی ہم اسوقت میں آپکو چھوڑ کر کہاں جائیگے
 اسد اپنے ساتھ انھیں آؤر کوہ پر لایا طماس اور عنقو مل دیو پرور نے بہت سی تعریفیں کیں کہ آپ نے کار نمایان
 کیا مگر بیان لشکر میں ایم ج کے صبح کو غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار رقبہ کنی کر کے پسران قاسم و بدیع الزمان کو نکال لیتا ہے پھر
 ایم ج کو ہولی اسنے شاپور کو بلا کر کہا کہ جا کر دیکھ تو تم ہی دیو انہ چھڑا لے گیا یا اور کوئی شاپور نے آکر دیکھا تو پتہ بہت
 بڑا لگا ہوا تھا اسنے پھر اگر ایم ج سے عرض کیا کہ یہ کام نہ اسد کا ہونا اسکے عیار کا ہو یہ اور کسی عیار کا کام ہے جسکے نام و نشان
 سے میں واقف نہیں ہوں ایم ج یہ سکر چپ ہو رہا مالک بن ملکوت شاہ لے رو کر کہا ایم ج لڑ جوان اب اسد کا
 ارسلان شاہ کو زندہ چھوڑ لگا یہ لکھ بہت حال اپنا تباہ کیا ایم ج نے تسلی دی کہ ایم مالک بن ملکوت شاہ قاسم
 نیر اعظم کی کہ اگر اس دیوانے نے روٹھا ارسلان شاہ کا کم کیا تو آؤر کوہ پر جا کر ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑو لگا
 اتفاقاً اسوقت دیو چھراور دلاور دونوں سامنے کھڑے تھے انھے کہا کہ تم نے نام عیاری کا ڈبو دیا دیکھو کہ عیاران خلعت

کیسے کیسے کام کر گئے تھے وقت پر کوئی کام نہ نکلا انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ آپ نے کس کام کو مجھے فرمایا جو
مجھے منوسکا آپ کچھ ارشاد تو کیجیے مجھ کو حکم کے تابع ہوں ایم ج نے کہا ہو سکتا ہو کہ ارسلان شاہ اور بہنرا دمرد کو اس
دیوانے کی قید سے چھڑا دوں دونوں نے عرض کیا کہ میرا و مرشد بڑا کاردار ہوا ہے بلکہ اندیشہ جان پر اول تو پہاڑ پر پہنچنا
مشکل اگر جان پر کھیل کر گئے تو اس دیوانے کے قید سے چھڑانا امر ناممکن مگر آپ کے اقبال سے ہم جائیگے اور چھڑا لائیں گے اور
تا امکان اس دیوانے کو بھی پکڑ لائیں گے ایم ج نے کہا کہ اگر اس دیوانے کو بھی پکڑ لائیں گے تو دولت دنیا سے مالا مال کر دینگا
یہ سنکر دونوں سلام کر کے آذر کوہ کی جانب چلے راہ میں آپس میں مشورہ کیا کہ دیوانہ بڑا ہوشیار اور فیلسوف ہے
اس سے ایسی مکاری کر دے کہ وہ دامن میں ہمارے بھارے اچالے دے دیو بولا کہ بھائی جو ہم پر تم ٹھہراؤ اسنے کہا کہ جگر سلیمان
ہو سو اس کے دوسری تدبیر نہیں یوں دسترس ہونا ناممکن ہے یہ صلاح کر کے بصورت اصلی آذر کوہ پر آئے اور بکار کر
کہا کہ ہماری خبر اسد دلا در کو کر دے کہ مجھے خواب میں حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ علیہ السلام کو دیکھا ہے ان حضرت نے
مجھے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں اسد کے پاس جاؤ وہ تمہیں طریقہ دین اسلام بتائیگا ہم حاضر ہوئے ہیں اور مجھے لعنت کی
دین آفتاب پرستی پر اسد نے جو یہ خبر سنی غافل شعبہ بازی فلک تھا ان مکاروں کو بلوایا وہ آئے اور قدموں پر اسد کے
گرے اور عرض کیا کہ ہکو مسلمان کیجیے اسد نے کہا کہ اچھا زنا رائے گلوں کے توڑ و قطب دوران اور آفتاب تابان پر لعنت
کر دو ان مکاروں نے جو کچھ کہ اسد نے کہا وہی کیا اسد نے کلمہ طہین کیا ان دونوں نے طوطے کی طرح کلمہ پڑھا اور انہیں
جان مسلمان ہوئے ہمارے کھینچنے لگے ہر غازی کی خدمت کر لئے گئے دو چار روز خوب خدمت کی اپنا اعتبار چھایا ایک روز خوشبودار
بیہوشی آرا کر موکلان زندان کو بیہوش کیا وہ بیچارے خبر تھے اس مکر کی کیا خبر تھی غرض یہ دونوں مکارانہ زندان کے
آئے اور ارسلان شاہ اور بہنرا دمرد کو قید سے رہا کیا پشمارہ باندھ باندھ کر کوہ سے نیچے اترے دیو چہرے کہا اے وہ دیو تو
پشمارے لیجا میں ہیں رہتا ہوں یا تو اسد کو پکڑ کر لایا مجھے جانے دے وہ دیوانے کا بہتر اور دونوں پشمارے لیکر رہا ہوا
صبح کو اپنے لشکر میں بیوی بچاؤں پشمارے سامنے ایم ج کے لاکر رکھ دیے کہ کہ یہ بہنرا دمرد اور ارسلان شاہ دونوں
حاضر ہیں پوچھا کہ دیو چہرے کہاں ہے وہ دیوانے چپکے سے کان میں کہا کہ وہ اسد کی فکر میں ہے اور پھر ان بدیع الزمان وقاکم
اسد کے پاس موجود ہیں کہا خبر کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ارسلان شاہ اور بہنرا دمرد کو پشماروں سے نکالا وہ دیوانے
فتیلہ رفع بیہوشی لگایا وہ ہوش میں آئے انھیں کھوکھو دیکھا اپنے کور ہا پایا اور ایم ج کی بارگاہ میں دیکھا بہت خوش
ہوئے وہ دیو کو بہت ہماری خلعت دیے اپنے پاس بٹھا لیا بہنرا دمرد نے قدموں سے ایم ج کی کی کسا کہ اے زہر
آفتاب پرستان دوبارہ میری زندگی ہوئی ہر روز دیوانہ مجھے کستا تھا کہ اب مجھے مارے ڈالتا ہوں یہ سنکر روز میں
نہ جان ہو جاتا تھا خداوند شہر بکری کا سامنا تھا میں نے فقط آپ کے اقبال سے نجات پائی ورنہ وہ دیوانہ اور دامن میں آجاتے
اب وہاں کی کیفیت سنئے کہ دیو چہرے آکر اپنے بستر خواب پر مر رہا صبح جو ہوئی اور نگہبان بیدار ہوئے نظر کی زندان خانے
کی طرف قیدیوں کو نہ پایا سر پٹتے ہوئے اسد غازی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ نہیں معلوم کون عیار آیا تھا قیدی
کو لیگیا اسد کو کھٹکا پیدا ہوا کہ کہہ دیکھو تو دیو چہرے اور وہ دیو کہاں ہیں لوگ ڈھونڈھنے لگے دیکھا تو دیو چہرے وہ دیو کا کہیں
چانہ لگا کر عرض کیا کہ وہ دیو نہیں ہے اسد نے دیو چہرے کو پکڑ کر خوب تازبا نے مارے کہ حرامزادے یہ میرے ہی سازش
سے چھوٹے آئے عرض کیا کہ اے شہر یار مجھے چاہیں آپ ماریں چاہیں بخشیں لیکن میری اس میں خطائیں میں براے دل میں بخور
بیٹھا ہوں کہ وہ مکاری سے مسلمان ہوا تھا یا صدق دل سے اور اگر میری سازش ہوتی تو میں کیا یہ پشمارہ باندھتا تھا
بھی نہ تھا اس آنگھو پر اس مکاری کی بعض لوگوں نے سعی کی کہ یہ بے نصیر معلوم ہوتا ہے اسد بولا میں مجبور سے تو دیتا ہوں

لیکن یہ دغا کر لگا اور کہے سنے سے لوگوں کے اُسے چھوڑ دیا اب دیو چہر ایک ایک کی خوشامد کرنے لگا ہر شخص کی خدمت کرنے لگا اب چند دن میں اسد کے دل سے کدورت بالکل دفع ہو گئی کہ ملامت مغیبت کی ہر نہیں تو اسد بہت ہوشیار ہو اب دیو چہر اسد کا کام کاج کرنے لگا ایک شب کہ قضاے کار اتفاقات روزگار اسد کو اختتام ظہر میں بیاتنگ رات گزری کہ باہری سور ہا ملک شور انگیز پاس اندر محل کے نگیا بس دیو چہر کو پورا موقع ملا خوب بیہوشی اڑا کر ہر طرف جوہرے پڑا اور نگہ رہے اُنچیں بالکل بیہوش کیا اور اسد کو بھی بیہوش کر کے پشمارہ بیخبر لگا کر روانہ ہوا پس اسے نیچے اڑا خوشی ہوئی لیجے ہوئے چلا جاتا ہر دل میں کہتا ہوں کہ دیو چہر تو نے کار نمایاں کیا ابرج کیسا خوش ہوگا اور بہت کچھ تجھے دیگا یہ باتیں دل سے کرتا ہوا کئی کوس بھر پائز سے آیا ہوگا اب رات تمام ہو چکی ہو آثار سر نمایاں ہوئے جاتے ہیں کہ آواز دنگولوں کی بلند ہوئی دیو چہر سمجھا کہ وہ دیو چہر یا شاپور ہو آواز دی کہ اسے تو کون ہو اور یہ ضرغام شیر دل ہو کہ نورالدین ہر کے پاس سے پھرا ہوا آن ہو بکار تو کون ہو دیو چہر بکار کہ میں ہوں دیو چہر میں ہے سنتے ہی ضرغام سامنے آیا کہ اس پشمارے میں کیا ہو سچ بتا دیو چہر اب جو دیکھتا ہو تو ضرغام شیر دل ہو جان کھل گئی منہ سے بات نہ نکل سکی گوگرد اس نے لگا ضرغام کے ساتھ پانچ سات عیار اور بہن کہا کہ پڑو اس حرامزادے کو سب چار طرف سے لپٹ گئے مشکین اسکی بازو ملین اور پشمارہ گھین لیا کھولا تو دیکھا کہ اسد بن کر بے غازی ہو قتیلا رنح بیہوشی دیا اسد کو ہوش آیا دیکھا تو حلقہ ہاسے کندہ میں بندھا ہوا ہوں ضرغام سامنے کھڑا ہو کہا کہ مجھے ضرغام میں نے تمہارے ساتھ کیا برائی کی ہو جو تجھے مجھے باندھا ہوا ہے ہاتھ بائیں کے عرض کی کہ میری کیا مجال جو میں آکھو باندھوں یہ دیو چہر حرامزادہ آکھو لیے جاتا تھا میں نے اس سے چھینا ہو فرمایا کہ کون ہو دیو چہر عرض کیا کہ حاضر ہو اسد نے کندہ بن توڑین اور آٹھکرا اس سے کہا کیوں حرامزادے دغا باز اسو اسطے مسلمان ہوا تھا اور کہا کہ مارو اس حرامزادے کو بس تمام عیاروں نے ٹکڑ ٹکڑ کر کے حصہ بانٹ کر لیا اور ایک روایت میں ہے کہ دیو چہر کو اسد نے قید رکھا ہو غرض کہ اب ضرغام شیر دل سے حال شاہزادہ نورالدین ہر کا پوچھا ضرغام نے تمام نقل گذشتہ بیان کی اور عرض کیا کہ قریب ہو کہ شاہزادہ کرج ہی کل میں آجائے اسد ضرغام کو لیے ہوئے آؤ کہ وہ پر آیا بیان سب کو نشوونہی تھی کہ دیو چہر اسد کو پکڑ لگیا ہو دیکھے کیا ہوئے دلا ہو کہ سامنے سے اسد نمودار ہوا سب نے سجدہ شکر ادا کیے تصدق اُردا یا اسد نے آئے ہی حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے کہ آمد شاہزادہ نورالدین ہر کی ہو اس وقت اتفاق شادمانی لڑا دش میں آیا اور صبح کو لوگ غریب سپاہی پیارے جو جنگ کی طرف حاجت رفع کرنے کو آئے دیکھا کہ ایک لاش ٹکڑ ٹکڑ کی ہوئی پڑی ہو قریب آکر غور سے جو دیکھا تو دیو چہر کو پہچانا اٹھا کہ خدمت میں ابرج کی لائے اور یہ خبر سنی کہ ضرغام نے دیو چہر کو مارا اور اسد کو چھڑا لیا اور وہاں نورالدین ہر کو چھڑا یا اسی کا طبل شادمانی آؤ کہ وہ پہنچ رہا ہو ابرج نے دیو چہر کا بہت افسوس کیا لاش اسکی شہر فرنگوشیہ کو روانہ کی اور سر پہر کو حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگی اتفاق رزمی پہنچے لگی اور آواز لقا رے کی گرجی رات بھر تباری رہی صبح کو ابرج سامنے پہاڑ کے باخوج قاسمہ آیا اور چاہتا ہو کہ پہاڑ پر جائے کہ گیرنگ بن مرزبان مرکب کو چھڑ کر اسد سے اجازت لیکر مقابل ہوا پہلے نیزہ باری ہوئی بعد اسکے عوار چلی آج گیرنگ نے ابرج سے کدیا ہو کہ ہمارے تمہارے فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہو فقط تلوار کی لڑائی رہے اس میں جو مارا جائے غرض دن بھر تلوار چلی قریب شام گیرنگ زخمی ہوا اب ابرج نے ہاتھ روک لیا کہ زخمی کو کیا مارے اپنے لشکر کو پھر گیا اور گیرنگ کو لوگ لائے زخم بن نانکے دیے اور ابرج نے بھر طبل جنگ بجوایا اور صبح سے رات بھر کوس حربی گوگرد آیا صبح کو پھر ابرج سامنے سے نمودار ہوا آج ملک زاد اور ملک شاہ ابرج سے دو دو پہر میں زخمی ہوئے پھر رات بھر دو وزن طرف طبل بجے صبح کو ابرج پہاڑ پر چلا تھا کہ

نور الزمان اور نور العیان باری باری مقابلے کو آئے خوب لڑے گردش فلکی سے زخمی ہوئے ایرج طبل باز گشت بجوا کر
بھگیا اور بارگاہ میں اپنی داخل ہوا کہا کہ کل یہ دیوانہ میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہاں تو حضور تہی

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ ادھر سے شاہزادہ کوچ کیے ہوئے آذر کوہ کو جاتا ہوا ادھر سے طرماسپ بن طماس واسطے نخل نور الدہر کے چل چکا ہے
اسے ایرج نے ردائیا تھا دونوں لشکر مقابل یکدیگر آتے ہر کاروں نے طرماسپ کو خبر دی کہ نور الدہر مرصع حصار سے
چھوٹ گیا اور جاتا ہوا مدد کو اس کی طرماسپ نے کہا کہ میں کب اسے مجبور کرتا ہوں کہ میرے آقا کے مقابلے میں مجھ کو اسی کے قتل کے لیے تو بھیجا
ہو اسکا سر کاٹ کے لپٹاؤنگا اور جب خوب نشہ شراب کا ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اس وقت نعرہ گزرایا ادھر ہر کار سے
خبر لیکر خدمت نور الدہر میں حاضر ہوئے بعد ما دشتاے بادشاہی بجالانے کے عرض کیا کہ اے شہریار طرماسپ کو ایرج
نے حضور کے دشمنوں کے قتل کو بھیجا تھا یہاں سے کچھ جوا سنے سنا کہ حضور قلعہ مرصع حصار سے چھوٹے اور اب ارادہ
آذر کوہ کا ہر طبل جنگ بجایا ہے کہ صبح کو معرکہ آرا ہے ہر شاہزادے نے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں جو کچھ پروردگار ہر
جائیگا وہ کرے ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے یہاں بھی نعرہ رزمی نوازش میں آئے غرض چار پہر رات تیسری جنگ
رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف جہال و قتال آراستہ ہوئے نین نقابت کر کے چلے گئے طرماسپ اپنا
گینڈا اچھا کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا نور الدہر قصد کر رہے تھے کہ خود نکلیں کہ کیوان انجم سپاہ نے اپنے ایک سردار
کی طرف دیکھا کہ نام اسکا خرا مش زنگی ہے جس اپنے مرکب کو چمکا کر سامنے تخت ہر مزتا جدار کے آیا اجازت لیکر میدان میں آیا
لگا ورن زن ہوا کہ گینڈا طرماسپ کا دو قدم اور مرکب اسکا تین قدم پیسا ہوا مسل مسکرانوں میں ایک نے دوسرے کا
سامنا کیا بعد نیزہ بازی طرماسپ نے سا طور مبار خرا مش زنگی نے سپر کو چیرے کی پناہ کیا سا طور اسکا ساڑھے سات سو
من کا ہر بھلا سپر سے کب رکتا ہر دو ٹکڑے سپر کے ہوئے تادو ابرو آرا یا خرا مش زنگی تاب نہ لاسکا سیوش ہو کر گر پڑا لوگ
اگر اسے اٹھا لینگے دو سرا سوار کیوان انجم سپاہ کا کہ نام اسکا داستان روین تن ہے اجازت لیکر میدان میں آیا اب طرماسپ
سا طور پڑے کھڑا ہے اسنے تلوار باری طرماسپ نے سا طور برردی اور پھر سا طور باراک کی زخمی ہوا اب فرامرز ابلق سوار
میدان میں آیا اس سے بھی تلوار چلی رہی سا طور کھا کر زخمی ہوا اسکے بعد خیر اسب جنگی میدان میں آیا خوب لڑا لیکن
مضب سا طور بزرگ کی زخمی ہوا فیلا اسب جنگی اسکا بھائی آیا یہ خوب لڑا آخر سا طور سے زخمی ہوا یہاں تک کہ شام تک
دس سردار ہاتھ سے طرماسپ کے زخمی ہوئے اور شام کو یہ تلوار بیکر بھرا اگر بیٹھا اور شاہزادہ نور الدہر ملول اپنے
زخمی سرداروں کو لیے ہوئے واپس ہوا بارگاہ میں آکر زخموں میں ٹانگے دلوائے بعد اسکے اپنے دنگل شوکت پر جلوہ گر
ہوا جب سرداروں سے دربار مہمور ہو گیا سب کی طرف خطاب کر کے کہا کہ مجھو جلدی ہو کہ سیطرح اس کی مدد کو آذر کوہ
پر پہنچو لیکن فلک نفر داند از ایک نہ ایک رخنہ لگا دیتا ہے کل طرماسپ سے کوئی مقابلے کو نہ لکھے میں خود بھی لڑنا ہی نوکر
تھا کہ فیر طبل جنگ کی پوچھی فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارے یہاں بھی نعرہ رزمی بجے غرض چار پہر رات تیسری جنگ کی رہی
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ایک دوسرے کے مقابل صفین باندھ کر کھڑا ہوا نقیب نقابت کر کے طرماسپ اپنے
گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا بعد از لشوری مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ نور الدہر مرکب کو چمکا کر سامنے
تخت ہر مزتا جدار کے آئے لشکر میں علموں کو جلوہ ہوا آواز گونام کا و دم نفیری شتری دما مون کی بلند ہوئی قصہ مختصر
شاہزادہ نور الدہر ہر مزتا جدار سے اجازت لیکر مقابل طرماسپ ہوئے طرماسپ اپنے گینڈے کو بڑھا کر
لگا ورن زن ہوا لیکن گینڈا اسکا چھ سات قدم اور مرکب شاہزادے کا کوئی تین قدم پیسا ہوا مسل مسکرانوں میں خیر اور ایک

مرکبوں کو ایک نئے دوسرے کا سامنا کیا تو رالدہر نے کہا اے طرماسپ کیون تو کمرہ ہو رہا ہو باپ میرا میری خدمت میں موجود ہو تو بھی اسلام اختیار کر میں تجکو اسی کے برابر سمجھو گا وہ بولا اے نور الدہر باپ میرا بھی مسلمان نہوتا مگر تجھ پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا اب میں زندہ آفتاب پرستان ایم ج نوجوان کی فلاحی چھوڑ کر کبھی تیری اطاعت نہ کروں گا بلکہ تیری مشکین باندھ کر ایم ج پاس لیجاؤنگا لاجو کچھ حیر رکھتا ہوں شانہراؤہ نور الدہر نے جواب دیا ہم لوگ کبھی عیشی نہیں کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچائے گا تو سمجھا جائیگا طرماسپ نے کہا خبر معلوم ہوا کہ تجکو بڑا فائدہ ہو ابھی شجاعت پر خبردار رہنا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا یہ مکر نیرہ سید بے کینہ شانہراؤہ نور الدہر پر مارا تو رالدہر نے نیزہ کو نیزہ پر لپکا لگین طعنیں چلنے لگیا وہ شعلے تھے کہ ہم ایک رہتے تھے بعد محو دسی دیر کے شانہراؤہ نے نیزہ طرماسپ کا ہوا فی کیا بس آگ ہو گیا اور دوڑا اپنے آ رہے کی طرف ساڑھے سات سو من کا سا طور گران اٹھا یا خبردار خبردار کتا ہوا دوڑا اور شانہراؤہ پر مارا شانہراؤہ نے سر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر نگاہ دم سا طور سے لڑی ہوئی تھی جب تک سا طور دور تھا دور تھا جب قریب آیا سر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ علی جد سیر کا پشت پر جا چھوٹا اور پنجابی دراز کو کئے تھپکی دی کہ سا طور پیٹ بڑا قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور مڑو ذکر ہاتھ سا طور چھین لیا اور دوڑ چھینک دیا مٹھو و عا د نے دوڑ کر وہ سا طور اٹھا لیا کما اے شہر بار میرے پاس کار دے مٹھراش نہ تھی اب آپ کے بدولت لگنی اور سا طور کو دیکھ دیکھ کر فتنے مارتا ہو لیکن طرماسپ جھنجھلا کر شانہراؤہ سے لپٹ گیا نور الدہر نے اُسکی کمر میں ہاتھ ڈال دیا تو رگشکش ہونے لگے مرکب لنگر نہ اٹھا سکے بیچہ بیچہ گئے کو در مرکبوں سے دامن گردان کر اسٹینٹین چڑھا کر ایک دوسرے پر متوجہ ہوا شتی ہونے لگی دن بھر شتی رہی رات بھر زور ہوا کیا ایک مرتبہ شانہراؤہ نور الدہر کو یہ خیال آیا کہ کسین ایسا نہ کہ اسد خیل ہو جائے بس طبیعت کو ایک ہیجان ہوا جھنجھلا کر اب جو زور کیا سات قدم دوڑا لگیا ہر جو مارا سر سے اونچا کو کے میزج دیکر زمین پر مارا کہ طرماسپ چاروں شانے جیت گرا کو در چھاتی پر جو بیٹھا مشکین باندھ کر لیے ہوئے چلا گیا اور لشکر طرماسپ نہایت اُداس کمال پریشان اپنی فرد و گاہ پر آیا رات بھر تو سب کے سب وہاں رہے صبح کو بھاگ کر خدمت میں ایم ج نوجوان کی روانہ ہوئے اور شانہراؤہ نور الدہر نے طرماسپ کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندا ن خانے میں بھجوا دیا دوسرے دن صبح کو در بار ہوا راستہ ہوا سب دربار جمع میں حکم کیا کہ طرماسپ کو لاؤ لوگ اُسے لائے شانہراؤہ نے تاقیقین دین اسلام کی طرماپ بولا اے نور الدہر میں کبھی ایسا دین روشن نہ رکھتا تھا اب تیرا بھائی کا چھوڑ کر اسلام نہ لاؤنگا حکم دیا اسے لیجاؤ زندا ن خانے میں بعد اُس کے اسفند یار خان زرنج آبادی اور قارن بن اسفند یار سے خطاب کیا کہ تم پیش خیر لیکر جاؤ اب آؤ کوہ روانہ ہو وہ حکم سنتے ہی اسی وقت راہی ہوئے پیچھے خود مع تمام لشکر کے چلا کوچ کوچ منزل بہ منزل قریب شہر مشتری حصار کے پہونچا دیکھا تو تمام شہر کھدا ہوا بڑا سہیل خان فقیر بنا ہوا ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا آئے جو دیکھا اٹھا سلام کیا وہ سبکی شانہراؤہ کی حاصل کی خوب رویا نور الدہر نے سہیل خان کو گلے سے لگایا حسی دی لباس گدا یا نہ اتر دیا قارن بن اسفند یار کو تمیر مشتری حصار پر یقین کیا اور خود سہیل خان کو اپنے ہمراہ لیکر راستہ آؤ کوہ کا لیا جس وقت قلعہ تر لقا پاس پہونچا گلباش اور گلبن نے اگر ملازمت حاصل کی اور تمام حال گزارش کیا کہ خزانہ بادشاہ اسلام کا لندہ حور نے ایم ج کو دلوادیا نور الدہر نے فرمایا فقیر سمجھا جائیگا اور وہاں ایک روز رہ کر آؤ کوہ کو روانہ ہوا اب جب تک نور الدہر آؤ کوہ پر پہونچے ایم ج کا مال سینے کے نیچے جگ بجو اچکا تھا رات بھر تیری رہی صبح کو در مع فوج قاہرہ سامنے آؤ کوہ کے آیا نعرہ کیا کہ او دیوانے اب آؤ کوہ سے بچ کر کمان جائیگا اگر آؤ کوہ سے

ہمارا ہوگا تو نام اپنا ایمرج نہ رکھا ہوگا اسد پکارا اور باز بچے تو روز یونین ارادہ کر کے آتا ہے اور کچھ ترے
 بنائے نہیں بن پڑتی میرا پروردگار مجھ کو بچاتا ہے ایمرج نے کہا آیا میں اور یہ لکھ سپر فولا دی ہاتھ میں لیکر اور تیغ کھینکر
 چلا آؤ میرے تبرج نے لگے ایمرج تیرے فلم کرنا ہوا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک گھائی ملو کی اب اہل قلعہ میں ایک شور مچا رہا ہے
 کیا منظور خدا ہوتا ہے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے کیونکر جائز ہے ہوتی ہے ہر ایک دعا میں مانگ رہا ہے کہ امیر مالک جی
 و امیر رب تعالیٰ اس وقت یکسی میں سواترے کوئی محافظا ہا نہیں ہے کسی کو بھیج ہماری مدد کے لیے ادھر ایمرج نے اتنے
 عرصے میں دوسری گھائی ملو کی اور چلا آتا ہے کسی سے نہیں رکنا کر یکا یک جانب محراب سے گرداڑی اور جب وہ قریب
 آ کر شوق ہوئی چار سو علم نشان چار لاکھ سوار کا ہر علم پر تعریف الٹی و لغت رسالت پناہی مرقوم پیچھے اُنکے ہتھنا لین
 شتر تالین قنچیان باؤن کے غول کے غول خاصہ دارون کے نظر آئے بعد اُنکے ایمرج تلج بخش عفریت دیوان
 و یلیان زنگی سعادت شاہ انور شاہ دراج در در گوشہ مدران ماہ منظر نمودار ہوئے پرا بانہ ہر ایک
 جانب کھڑے ہوئے اب ایمرج پہاڑ پر کیا جاسے حیران ہو کر دیکھنے لگا اسد نے بوق بجا کی اور بکارا کہ ادب باز بچے مجھے صاحب
 تیرا گردن مرہ توڑے کو آہو بچے ایمرج ناچار بھڑا ہاتھ اور اسد نے دامن کوہ کو صاف کرنا شروع کیا اسی اثنا میں
 اور گرداڑی خسرو زہر بن علم بادشاہ سہرخت الشعاع اور کیوان فلک رفعت لاکھ لاکھ سوار کی جمیت سے پونچے پرا
 باندھ رہے تھے کہ اور گرداڑی خضران شاہ اساس زرین بن قارن بن اسفندیار خسرو شاہ شتری صدار
 لاکھ لاکھ سوار کی جمیت سے نمودار ہوئے بعد اُنکے پھر ایک گرد تیرہ و تار اٹھی اور دل گرد سے فوج عادیوں کی نمایان
 ہوئی محمود عادی اور عادی بن محمود ہزار عادی ہمراہ لباس صف کا پہنے ہوئے ساٹھ رطراسپ کا جو نور الدین ہرے
 چھیننا تھا محمود عادی کے بندھا ہوا طراسپ اسیر تل و زنجیرا رہے پر ساتھ ساتھ اس صورت سے دکھائی دیے بعد اُنکے
 اقتداش کشیدہ رودا قران کشیدہ رودا قارن کشیدہ رودا چالیس ہزار کشیدہ رودیوں سے آئے بعد اُنکے اور گرد
 اڑی سہیلان بن سہیل شیر سرازد ہاشم بلند بینی ستر ہزار سوار سے آیا اب اسد کا یہ عالم ہے کہ جو سردار آتا ہے وہ بارہ
 ہزار قزاقوں سے بوق بجا ہوا ذکر کوہ پر کودتا پھرتا ہے ایمرج آگ بولا ہور ہا ہر گھر کیا کرے کچھ بس نہیں اور گرد
 اڑی چالیس ہزار سوار سے ریحان شاہ بن زہر جد شاہ آیا اور گرداڑی مالک بستہ لقا ہر اسم بن
 مالک دیو ساری چالیس ہزار سوار سے پونچا ایک طرف قائم ہوا تھا اور گرد و غبار کا تھ بلند ہوا جب قریب آ کر
 گردن ہوئی سہیل ستارہ چشم ننگ خبر دل سات لاکھ سوار سے پیدا ہوئے کہ اسی میں اور گرداڑی اور کیوان ہاشم سپاہ
 اپنے زخمی پلو الون سمیت ماندہ لشور آہن کلاہ خراش زنگی دستان روئین تن خراش زنگی سوار شیر اسپ
 زنگی فیلا سب جنگی کمال عزم دستان سے نظر آئے پھر گرداڑی روہاب شاہ چین بن زرہاب ساتھ ہزار سوار سے
 پونچے پھر گرداڑی خورشید اختی و جیشید اختی چالیس ہزار سوار سے آئے بعد اُنکے سہ سوار مرصع پوش شہنشاہ
 مرصع پوش بادشاہان مرصع پوش لاکھ سوار سے نمودار ہوئے اور گرداڑی سہیل خان شتری خضاری
 چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا بعد اُنکے گلپاش ام رکبین بھی نہایت سامان سے پونچے بعد اُنکے فتودا آفتاب پرست تارہ
 مسلمان لاکھ سوار سے اور ہران کچوری نوافل زرین فضل بارہ ہزار سوار سے آئے اب آمد شاہنشاہ نور الدین سر کی لگی ہوئی
 ہر نگاہ میں لڑی ہوئی نہیں جنگل میں ہر شخص قصور کیلیم ایک حالت پر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ یکا یک از پردہ بیابان گردے
 برخاست تیرہ تیرہ و غیرہ خسرو سرگرد بر آسمان رسیدہ وہا سے گرد و زرین دوزیدہ جنگل چھپ گیا اب جو دیکھا دل گرد سے
 آگے آگے غلامان زرین درکش زرین کمان لباس مکتف پہنے ہوئے مرکبان پر ہی نژاد پر سوار کوئی گیارہ ہزار سے

قریب گذر گئے بعد اُنکے خاصہ واروں کے غول کے غول مرکب باسار و براق مرصع آگے آگے کھینچی چھڑ کا ڈکڑے ہوئے شاہزادہ
 نور الدین مرکب پر پی پیکر پر سوار پیش و پس خدام و جلودار لباس مکنت پہنے ہوئے بارہ ہاتھیوں پر تخت جو اہر نگار کسا ہوا اسکا
 اوپر ہر مرتبہ تاجدار جلوہ فرما عقب میں چہرے کے پرے سواروں کے نوبت شہناجی ہوئی کمال شان و شوکت سے نمودار ہوا جتنے
 سردار آئے ہوئے تختہ یادہ ہو ہو کر استقبال کو آگے بڑھتے چہار طرف سدھی اترتی اُدھر سے اسد بن کرب دلاور بارگاہیوں کی
 لیے ہوئے آیا نور الدین کو سلام کیا قدموں سے لپٹا ہوا نور الدین نے اُسکے سے گایا پیشانی پر بوسہ دیا بعد اُسکے طلحہ اسس
 عنقوئل دیو پرور نور العیان نور الزمان ملک زاد ملک گزنگ بن مرزبان زرنگی ان سبھوں نے ملاحت حاصل کی
 اسد نے حال پانچوں کا بیان کیا شاہزادے سے بہت شگفتہ فرمائی بارگاہ سلطانی استادہ کرائی داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوا میرج
 یہ پیکر اور شوکت نور الدین کی دیکھ کر حیران و پریشان ہوا اور پھر کراہی بارگاہ میں آیا اسد نے تمام احوال ملکہ شورا انگیز کو
 لے آئیکا اور اقبال شاہ کو قتل کر ڈالنے کا نور الدین سے بیان کیا اور عرض کیا کہ بھائی صاحب ملکہ شتاق قدسی ہو آپ
 دو گھڑی کے لیے فرمائندہ تشریف لیں نور الدین اس وقت اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ اسد غازی کے آفر کوہ پر چلایا بیان ملکہ
 شورا انگیز بانو نے خبر لے کر شاہزادہ نور الدین کی شکر ندایت مسرور ہو کر لوہا شک نفیس بینی و انتظار میں بیٹھی دروازہ مجلس
 آواز لہم اللہ کی بلند ہوئی اور سامنے سے شاہزادہ نور الدین اسد کا ہاتھ پکڑے لٹو آئے ملکہ نے اُنکے سلام کی اور رخصت و
 گھوٹت اور آگے کھینچ لیا حجاب سے جھک گئی نور الدین سے دست شگفتہ سر پر پھیرا جو اہر پیش بہانہ دیکھائی میں دیا اور کہا کہ
 ہم پہلے پنہاری شادی کر لینے کو اور کچھ کام کرینگے یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا فرد گاہ پر آیا خاصہ پوش کر کے آرام فرمایا صبح کو اٹھ
 بارگاہ میں اگر دنگل شوکت پر جلوہ گر ہوا ہر مرتبہ تاجدار تخت شاہی پر بیٹھے گھر اسے اختر شناس کرسی وزارت پر مقرر
 ہوا چالاک بن عمر و اپنی کرسی پر بیٹھا تمام سردار آکر آداب بجا لاکر اپنی اپنی کرسی دنگل پر بیٹھے ناچ ہوتے لگا جام شراب
 گردش میں آیا شاہزادہ نور الدین نے ایک بار گھر اسے اختر شناس سے خطاب کیا کہ مجھے منظور یہ ہو کہ شادی اسد بن
 کرب غازی کی کروں لہذا چاہتا ہوں کہ میرج سے منکٹ طلب کروں اور اگر میرج بھی شریک شادی ہو تو بہت مناسب ہو اس
 مضمون کا مسودہ تم درست کیے لاؤ گھر اسے اختر شناس نے عرض کیا بہت خوب اور جا کر بعد ایک دو گھڑی کے مسودہ لکھ لایا
 پیشکش کیا نور الدین نے بہت پسند فرمایا اور حکم دیا کہ اسے صاف کر کے سہرہ کی وقت دربار میں لانا گھر اسے اختر شناس نے اس مسودے
 کو بہت عمدہ کاغذ پر صاف کر کے دوسرے وقت لا کر گزارنا شاہزادے نے پسند فرمایا اور گھر اسے اختر شناس کو خلعت دیا اور گھر
 چوکی تحمل سے منڈھی ہوئی اصحن بارگاہ میں بچھوائی اوہ نامہ اور پتھر خیر خلعت جام شربت اسپر رکھوا کر جارس و تلف و دیکھ کر ارشاد کیا کہ یہ کوئی
 ایسا ہمارے سردار دن میں کراس نامے کو لیکر میرج کے پاس جاٹے اور جواب با صواب دلائے اُنھی پوری بات منہ سے نہ نکلی تھی کہ
 منیعہ روز سچا شیر پیشہ و فاعلہم سہر شجاعت دُر دریا سے فتوت صفت شکن و صفد یعنی اسد بن کرب دلاور اپنے دنگل شوکت پر
 اٹھ کھڑا ہوا اور نور الدین سے عرض کیا کہ میں اس نامے کو لیکر اٹھتا ہوں نور الدین حیران و پریشان و ملین کہتا ہو کہ عجیب حرکتیں اس دوجا
 کی ہیں جواب دیا کہ بھئی میں نہیں کیونکر جانے دوں میرج بخار سے لہو کا پیاسا ہو رہا ہوئے کوئی ایسی انڈیا تھی جو اسکو ندی گیا
 کہ اسکے بادشاہ کو لا کر قتل کر لیا میں نہیں کیونکر دیدہ و دانستہ قتل کران تم مجھ کوئی اور چلا جائیگا اسد بولا کہ بھائی صاحب اتوں
 ارادہ کر چکا اگر نہ جاؤنگا تو زمانہ مجھے بودا مجھے گا بھی کو جانے دیجیے اور اگر اسکو اس امر پر مامور کیجیے گا تو میں اپنا گنا خود کاٹ
 ڈالونگا یہ جو نور الدین نے سنا فرمایا کہ بھی جاؤنگا راضا نگساں ہر میں اس وقت اسد نے خلعت زیب بدن کیا جام شربت
 اٹھا کر پی لیا نامہ سر سے باندھا تموار سپر زیب کرد ووش کر کے اپنے رفقا کو ساتھ لیکر راستہ لشکر میرج کا لیا یہ خبر میرج کو ہوئی
 کہ اسد بر سر تلخی گری آتا ہو میرج سنتے ہی حیران ہو گیا اپنے سواروں کی طرف دیکھ کر کہا ایسا بچوں بے گہے آدمی آج تک کسی نے

و کچھ کسی کسی ہوا ت میرے ساتھ کی کہ تمام لشکر کو میرے خاک بن لادیا کس قدر آفتاب پرست قتل کیے اور پھر کیسا بے پروا ہوا
اب تک جو بھی لازم ہو کر ایسے بنا دے کو با عزت و اکرام ہاؤن اور میری شجاعت سے بعید ہو جواب بہ بدی پیش آؤن یہی باتیں تھیں کہ جو
ہر کارون سے آکر عرض کیا کہ اسد داخل لشکر ہوا اور نشان و علم گروا ہوا آتا ہے کہ وہ جو چاہے کرے کوئی اس سے خبر نہوا و نہ نام
سردارون کو حکم دیا کہ اسد کے استقبال کیے اسلئے ہذا اور خود بھی دروازہ بارگاہ تک آیا اسد مر کبیر سے انرا صاحب سلامت
ہوئی امیرج نے ہاتھ اسد کا پکڑ کر مصافحہ اور مخالفت کیا اور اپنے ساتھ بارگاہ میں لاکر کرسی زرنگار پر بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا کہ
جام شراب ساقی نے جام میں گھرنگ مافتر کیا اسد نے پیانی دو تین جام سے جب دماغ نشہ یادہ سے گرم ہوا اسوقت امیرج نے پوچھا کہ
آپ کے لشکر میں لایا کیا سبب ہے اسد نے جواب دیا کہ شانہ زادہ نورالدین ہرے ملکوں نامہ بھیجا ہے اسلئے لیکر آیا ہوں امیرج نے کہا کہ بھرا ہے
دیکھو اسد نے کہا کہ پہلے شرائط نامہ لینے کے سن لو تو پھر نام لینا امیرج نے کہا وہ بیان ہوں اسد نے اقرار لیکر بیان کیا کہ اول تو
زرد جو اس نامے پر نشان کر دیا تھا قدم پیشوائی کو بڑھو نہیں سنبھل کر دوتا مہرے اب امیرج نے سوچا کہ نورالدین ہرے اچھے چارے
کو بھیجا ہے اگر نامہ میں لیتا ہوں تو یہ باطل خلاف ہوا اور بغیر شرائط پر دیوہ کبھی مدد لگا مجبور ہو کر حکم دیا کہ لاؤ کشتیان جو اس کی اسی وقت
حاضر کی گئیں امیرج نے نامے پر نشان کر دیا اور سات قدم بڑھ کر پیشوائی کی اور تین مرتبہ تسلیم کو سر جھکا یا بعد اسکے نامہ طلب کیا اسد نے
اب اسے کھو کر پیش کیا امیرج نے لیکر دیر کے حوالے کیا اسنے باواز بلند بڑھنا شروع کیا پہلے حمد خداوند نعمت محمد مصطفیٰ بعدہ لکھا تھا کہ امیرج
نورجوان ہم چارہ روز کی خدمت یقین میں اسلئے کہ شادی اسد کی ملکہ شورا انگیز کے ساتھ کر دین اسد اس مقام کے آئے ہی بہت تھے کہ
آخر چند قبائل ٹوٹ گئے امیرج کھپ گیا بعد اسکے یہ لکھا تھا کہ اگر تم بھی شریک شادی ہو تو میں عنایت و مہربانی کے واسطے امیرج نے یہ مضمون لکھ کر کہ
پر نامے کی جواب لکھ دیا کہ میرا شراب ہوتا تو نہیں ہو سکتا مگر ملت میں ہے آگے دی آپ شوق سے شادی کرین سنئے جواب لکھوا کہ اسد
کو دیا اسد اسے لیکر اٹھا اور یہ کہ اسے امیرج آج تو میری خوشامد کر کے میرے ہاتھ سے بگایا ورنہ کیا تھا میں تیرے قتل کرنے کو امیرج نے کہ
خیر میرے لیے کچھ لکھا جائے لشکر میں لکھا جائے اسد کو دیا ہوا بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے کب پر سوا ہوا کہ چلا لشکر امیرج کو مل کر کے اب نکل چکا ہے کہ
فرخ آفتاب پرست نے آکر لکھا کہ راگہ اور دیوانے بھائی میرا تیرے ہاتھ سے مار گیا ہے میں تجھے زندہ کب جانے دیتا ہوں اسد پکارا اور حوازا د
نویسہ رو کھٹایا ہے ساری بد ذاتیاں ہنر اور مرتد حوازا دے کی ہن میں تک جو بھی مارو گا اور اسکا بھی برا حال کروں گا یہی لکھو تھی
کہ امیرج کا لغو ہوا کہ فرخ تجھے کتنے بھیجا تھا کہ اسد کا سدا رہا ہونے تجھے بنام کیا آیا میں سزا دینے کو فرخ کہا جاتا تھا کہ مجھے ہنر اوتنے
بھیجا ہے امیرج نے آتے ہی غصہ میں جو تلواریں گراہ پر ماری دو ٹکڑے ہوئے فرخ گر کر تر پنے لگا اسد پکارا کہ آفتاب پرست غضب کیا تو
کہ میرے صید کو شکار کیا میں تجھے بغیر اسے نہ چھوڑ دوں گا اور تلواریں بھی امیرج نے کہا او دلو اسے اس جہالت سے کیا حاصل میرا سردار تھا
بے اجالت میری آیا تھا میں نے اس جرم پر اسے سزا کو سونپا یا تجھے کیا تو جا اسد نے اٹھنے کا قصد کیا تھا کہ اس اثنا میں شانہ زادہ نورالدین
ساتھ سے آیا اسد کو آواز دی کہ بس الٹی گری ہو چکی جواب نامہ کا لیکھا اب تشریف لائیے اور امیرج سے خطاب کیا کہ مر جا صد مر جا
سادا ایسے ہی ہوتے ہیں اور شجاع ایسا ہی کرتے ہیں جو تھے کیا سجان انکے کیا بات ہو امیرج نے بھی بڑھ کر نورالدین سے مصافحہ و مخالفت
کیا اتقد نورالدین ہر امیرج سے رخصت ہو کر اسد کو اپنے ساتھ لیے ہوئے پھر لشکر میں آیا اور اسی روز سامان شادی کرنا شروع کیا ہر
تا جہاں سے کہنا کہ آپ دامن دلے ہو جائیو اور بانجھا بھیجے ہم دو لکھا کہ ملت میں برات اسد کی لیکر آئیے ہر فرزند جہاں سے کہنا کہ
پنا لشکر لیکر آکر یہ کیجا تب روانہ ہوئے اور سامان درست کر کے دوسرے روز بانجھا بھیجا بیان شانہ زادہ نورالدین ہر نے حکم دیا کہ جا
تو تین رکھی جائیں ہر چیمے ہر دیر سے میں چوتھی کے روز تک برابر نانچ رہے میرا شنیں خوش گلو دھونڈ دھونڈ صکر آئے لگین محل میں
نانچ شروع ہوا باہر کا انتظام ہو رہا ہوتا مردانے خانے چالاک بن عمر و دھونڈ صتا پھر تاہی ایک ایک اونچے خانے کو چوتھی تک
کی کچھری دیدی گئی کہ میں نہ جائیں اب مانجھے کا انتظار ہو جبرائیل کا انتظام ہو چکا ہے کہ بانجھا راگلوٹ کر جائیگا راستوں میں نیکان

روشنی کی لگی بہن لشکر میں چار سو دیوارے قائم کیے گئے ہیں ہر دروازے پر چراغان کا لطف دور راستہ آفر کوہ تک تھا ٹھنڈی ہوا
ہر دروازے پر سرد چراغان لگائے گئے ہیں امرا و ماسا اپنے اپنے کونچے پہنے مکان سر راہ بہن بیٹھے ہیں مانجھے کا راستہ دیکھ رہے
ہیں نور الدین نے مرقانی محفل الگ الگ اسکی ہر مجلس میں عورتوں کو علیحدہ اختلا ر ہ کر یکایک آواز باج کی آئی کونھوں میں بہنیں برکتیں دیکھی
کہ سامنے سے نشان کا ہاتھی منور ہوا اور اسکے پیچھے پانچزار خیل ملکی لنگاہبندی ہووے جسوں میں صبح کا لکھ باندھتوں پر نوبت خانہ ہر کچھ ہاتھوں پر
بھندیاں بہن بعد اسکے ادنیٰ نظر آئے اسکے بعد گھڑوں پر باہری بھی سولی بعد اسکے اور بہت سا جلوس جس وردی کے لوگ نا خر صرح
ہو جاتے ہیں جراتنگ مجاہد کام کرتی ہر ایک رنگ کا جلوس نظر آتا ہر اقصاء جب سب جلوس نکلیا تو اب خوان آنا شروع ہوئے یہ مانجھا
بجے دن سے آیا تھا تین بجے تک جلوس آیا کیا اب جو خوان اور کشتیوں کے آنے کا لگا لگا تو قریب شام کے ختم ہوئے خدا جانے کہ کون
خوان اور کشتیاں آئیں گی اسلئے کہ سارے فخر بن پید بان نسیم ہو گئی اور لشکر نور الدین کا جتنا ہذا ہوا ہر بعد اسکے ایک غلام بہن
لباس کے سر پر چوکی جو ہر نگار حیرت انگیز زموکا اسپر کٹورا یا موت کا حسین بلبل لکھا ہوا آیا بعد اسکے فیسیں جنیر مرصع کا رچھپکے
پر سے ہوئے کہاریاں ساتھ ساتھ دلکش ہوتی آکر وہ مجلس پر اتارین نور الدین نے اسکو اندھ بھیجا آپ بہر کے انتظام میں مصروف
ہوا اور ڈی جام لگرنگ ہوا کشتیاں بارون کی آمدین نور الدین نے اپنے ہاتھ سے ایک ایک سردار کے گلے میں بار ڈال دیان اسکو
کو مانجھا پسٹا گیا اور کہا کہ چارون کو نوگو سلام کردیے جزیر ہر لیکن عورتیں کسمانتی ہیں کہ یہی بہن کہ ہم بلا تفریق نور الدین کو آخر کو
سب زمین اسکو داد کرنا پڑیں اب یہ مانجھا پنکر اور ایک طرف ہاتھ میں لیے باہر نکلے ایک ایک سردار کو سلام کیا سب نے مبارکباد دی
اسکو وہ طرفہ لیے ہوئے نور الدین کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے مجھ کو روزوں میں بیوقوف بنا دیا اب میں آپکو بلے ہارنے والے اور طرفہ کان میں
نکالتے کبھی نہ مانو گا نور الدین ہر شبے کہا کہ کبھی مجھے تمھاری خوشی منظور ہی تم جو چاہو میری گت بناؤ کسی مجال ہر کہ اسکو روکے آپ نے
آئے ہی ہر نور الدین کے گلے میں ڈال دیا اور وہ کانین لمبیٹ دیا غرض کہ اب کوئی نوبت کے قریب مانجھا رخصت ہوا وہ ان لوگوں نے ملک
شور انگیز بالوں کو مانجھے بٹھا یاد و نظرف ساچن کے دن تک مات بھر نچ رہا کہ تنگ گذارش کیا جائے کہ ساچن بھی بیان ہے مانجھے
کے جواب پر بڑی دھوم سے لگی وہاں سے پھر مخدی اسطرح آئی اب برات کا دن آیا آج کے انتظام کا کیا پوچھنا وہ چراغان کی سیر کہ ایک عالم
النوار کا سامان بندھا ہوا ہو جا ہی رقص و فنا کی صحبت ہو اور صرف خاص جلسہ ہو کہ تمام سرداران عالیوقار بادشاہان نامدار آئے لگا ور
شریک صحبت عیش ہونے لگے جلسہ رقص و فنا کا شروع ہوا ایک ایک طالب الفجر اگر کے چلا جاتا ہر جو اسباب ضیافت ہو سب میا ہر انتظام قدر
ہر جو امیر جو وزیر جو تاجدار جو سردار اکابر حسب مراتب دارم گلابوں کے خاصدان عطردان آگالوان کے لاکر رکھ دیتے ہیں نور الدین نے
ایک کی خاطر داماد بہن صورت تھا اسکو دولہا بنا ہوا خلعت مصع پہنے ہوئے مسند جو ازہر نگار پر ٹنگن تھا میان تو کیفیت ہر آدمی نے کہ ایچ
نے بہن او سے کہا کہ امیر نور الدین نے اسکو شادی بڑی تیاری سے کی ہے چاہتا ہر کہ ملکہ تماشا دیکھے بہن او مرتد بولا جیسا مزاج
میں آئے میں موجود ہوں چلیے اسوقت امیر نے شاہ پور کو بلا کر کہا کہ امیر شاہ پور مجھ کو سیطرہ نیچلے اس برات کا تماشا دکھاؤ سننے کا بہت اچھا
صور ت بہ لکر چلیے امیر نے کہا اچھا بس جو صورت چاہو بناؤ شاہ پور نے امیر اور بہن او کو فقیر کی شکل بنایا اور خود بھی فقیر
بنائے آئے قریب لشکر نور الدین کے پہنچے عجیب سامان دیکھا کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا روشنی و روشنی ہر کہ دیدہ انجم سے
منور عجب عالم ہر کہ زمین نور کی آسمان نور کا امیر سیر کرتا ہوا لشکر میں داخل ہوا دیکھا کہ ہر شخص ہر ذریعے سے صدائے فنا آتی ہر
مازنینان زہرہ اوامر جینیان مرقا مصر و مد رقص و فنا بہن نقار شاہمانی کی آواز گونج رہی ہوا امیر سیر تماشا دیکھتا ہوا
چلا تا ہر تماشا بینوں کا هجوم ہوا تشبا زی چھوٹنے کی دھوم ہر اب امیر ویان پہنچا ہر کہ جہان بارگاہ سلطانی میں صحبت پیش آرہا
ہر ہر مزاجدار تخت زرنگار پر بیٹھے ہیں اسکو دولہا بنا ہوا مسند پر زربینٹھا ہر تمام سرداروں کا جمافہ ہر شمسائے کا حضور
موسی مرد و مکون سین کنولون میں فرزدان بہن اسقدر روشنی ہر کہ تمام بارگاہ جار جگر گر رہی ہر حد ضرورت کچھ گانا نہیں قائم ہوا

ہر تون بارگاہ میں بار بچوں کے لپٹے ہوئے ہیں زمین کے فرش پر بچوں کا بستر لگا ہوا ہے مشعلوں میں عطر جل رہا ہے خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہے پریزا اداں طائر ابد کرشمہ و ناز نقصان میں نور الدہر اہل صحبت کی مدارات میں مصروف ہو مغل قابل دید ہے
ایم ج اور شاہ پور اور ہزار ایک طرف کمرے ہو کر تماشا دیکھنے کے قضا سے کار اتفاقات روزگار ضرغام طائفون کو بلوانے کے لیے جو آیا ایم ج کو مع ہزار اور شاہ پور کے پہچانا چیکے سے اسد کے کان میں آکر کہا اور اشارے سے بتایا کردہ سا شاہ ایم ج و ہزار اور شاہ پور لباس درویشی پہنے ہوئے کمرے میں اسد نے نور الدہر سے کہلا بھیجا کہ ایم ج شکل درویش یہاں آیا ہوا ہے نور الدہر نے جو سنا اپنے تمام رفیقوں سمیت ایم ج کے لینے کو ہڑھا ایم ج نے دیکھا ایک بابر آٹھ کمرے ہوئے سمجھا کہ شاید نور الدہر اپنے ساتھ کھانا کھانا بکویہ جاتے ہیں نور الدہر سے ایم ج کے پاس آئے اور ہاتھ پکڑ لیا کہ کبھی جگہ صحبت میں تجو خوب ہوا کہ تم آگے میرا بھی جی چاہتا تھا اور اپنے سرداروں کو بھی ہوا ایم ج نے شہر کر کہا کہ یہ کونسی وقت صحبت میں بیٹھنے کی ہے کہ میں لباس فقیری پہنے ہوئے ہوں نور الدہر نے کہا کہ کبھی گھر پر تھا راسب کچھ موجود ہے اور اس وقت تین خدمت بھاری کشتی میں منگو آئے اور تینوں کو بنا کر اپنے ہمراہ صحبت میں لاکر بٹھا یا طراسپ کو زندہ اٹھانے سے بلوا کر قید سے نجات دیکر پہلو میں ایم ج نوجوان کے بٹھایا ایم ج نہایت ممنون ہوا اب شریک صحبت ہے اپنے سرداروں کو سپہ سالاروں کو بلوایا ہے دو دنوں لشکر ایک سو گھوڑے میں تلج ہو رہا ہے ایم ج انعام ہاتھ رہا ہے عجیب صحبت ہو کر گا ہے ایسی صحبت حسن عروسی و منفعت ہوتی تھی ہر ایک کو غم کو نہیں فراموش باد و مسرت سے ہیوٹل ہے دو پہر رات گئے دو لھا کو نٹلا یا طلعت پٹنایا ہرات کے چلنے کی تیاری ہوئے لئی ایم ج نے پابا کہ رخصت ہو نور الدہر نے دعائے دیا کہ کبھی اب ہرات کے ساتھ بھی جلو صبح کو چلے جانا ایم ج ناچار رگیا بیان تک کہ ہرات کے لوگ سوار ہونے لگے نشان کا ہاتھی آگے بڑھا جلوس چلنا شروع ہوا وہ آرائش کے تحت جواہر نگار و مرصع کار آگے آگے آتش بازی و انواع انعام کی چھٹی ہوئی زرو جواہر نو شاہ پر سے شمار ہوتا ہوا اس شان و شوکت سے دو لھا کی سواری دھن کے مکان پر پہنچی سلامی ہوئی تو چہن چھوٹیں ہر منتر تاجدار سے استقبال کیا سبکو لاکر باغ و از تمام بٹھایا بعد اسکے گھر اسے اختر شناس نے عقد پر صاف طائفون نے مبارکباد گائی نور الدہر نے ایک ایک دو دو توڑے سبکو انعام مبارکباد میں دے دو لھا اندر گیا جب ریت رسم سے فراغت ہوئی عروس کو دو دو لھانے کو دین لاکر کھپال میں سوار کیا ایم ج بھی یہاں تک ساتھ تھا اب رخصت ہو کر اپنے شکر کو گیا ہرات گھر پر آئی تھماں رخصت ہوئے اسد نے کدہ شور انگیز سے گوہر مقصد حاصل کیا اسی روز یہ عالم ہوئی اسے شکست اکبر برقی رو پیدا ہو گا کہ ذکر اسکا توجیح نامے میں کیا جائیگا اچھا اصل صبح کو اسد نے اٹھ کر حمام کیا تین دن تک صحبت عیش اور بر بار ہی لیکن اس طرف ایم ج نوجوان نے قارن سے کہا کہ تم علم نجوم میں دریافت کرو کہ میں نور الدہر پر ہنگام جنگ غالب آؤنگا یا نہیں قارن قمر میں نے بعد دریافت عرض کیا کہ شہر بار ستارہ آپ کا کیا ہے نور الدہر کے ستارے پر غالب نہیں ہے اور نہ اسکا ستارہ آپ پر غالب ہے لیکن ہاں آج کل آپ کے طالع اچھے نہیں ہیں اگر لڑائی ہوئی تو عجیب نہیں کہ دشمن آپ کے زخمی ہوں ایم ج نے کہا پھر کیا مدد کر لیا چاہیے وہ دیوانہ نور الدہر کو ضرور لڑ دیا گیا قارن قمر میں نے عرض کیا کہ آپ دو چار روز کیو اسے شکار کو چلے جائیے بعد اسکے کیا عجیب ہو جائی تری ہو ایم ج نے کہا اچھا اور سامان شکار درست کر کے دوسرے دن جانا صحرا روانہ ہوا اگر شکار کھینے لگائیں دن تک معروف صید لگتی رہا چوتھے دن ایک ہرن کو تیرا وہ بھاگا ایم ج اس کے تعاقب میں روانہ ہوا دوڑ جا کر وہ ہرن گرا اب ایم ج اپنا شکار لیکر واپس ہوا کہ جانب محراب سے گرد کا تھن بلند ہوا جب وہ غبار شق ہوا شکر ستارہ چٹوٹ کا نمودار ہوا خود شہد ستارہ بہت دیر کب پر ہی کمر سوار آگے آگے ہوا شہد اپنے ایم ج سے کہا کہ دستار بدل بھالی آگیا خود شہد آپو پنا ایم ج دوڑا ملاقات کی تمام سرگشت نور مارے جانا اقبال شاہ کا بیان کیا اور کہ اگر کبھی اسد کے ہاتھ سے نہایت تنگ آیا ہوں اب نور الدہر سے مسئلہ کر لیا کہ کیا ہوا خود شہد بولا گیا مضائقہ ہے کیا بیگنا غرض اس روز نور الدہر میں رہے دوسرے دن ایم ج خود شہد کو ہمراہ لے ہوئے اپنے لشکر میں آیا پھر نور الدہر اسد کو ہوا فرمایا کچھ دانی میں خدا سے ما بزرگ است یہ تیاری جنگ میں ہیں اس نقشے کو میں چھوڑ دے

اب کے آگے اسی ایس ج نامہ کی جلد دوم شروع ہوگی اور اس میں اس سلسلہ کے باقی حالات بیان ہونگے یعنی پونچھنا خواجہ عمر بن امیہ ضمری کا مکسز برجد گارمین اور عجائب و غرائب وہاں کے یہ داستانیں نہایت عمدہ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین باتکلیں انکے ملاحظہ سے بہت مسرور ہونگے۔

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

گمان میں دفریب داستانوں کے طلبکار کہ حرمین و نجف قصوں کے خریدار جلد تشریف لائیں کہ جس محبوب بنظیر و مستور
یہنا و پیر کے شہرہ جمال باکمال نے مدت مدید اور عرصہ بید سے ایک عالم کو اپنا مشتاق کر رکھا تھا راتوں کی فیند کو اڑا دیا تھا
سو اس فتنہ دغوبی کی داستان کے کوئی بلی و مبعون کا فسانہ نہ سستا تھا شکر ہو کہ اب اسے بفضل ایزدی و تائید صمدی
اپنا چہرہ زیبہ حجاب خفا سے باہر نکالا ہے اور شہنشاہ کا ان اشتیاق کو اپنے شربت و عیار سے سیراب کرنا چاہا ہے کہ کھین کون کون سے
شائقین والا بہت اور کون کون سے طالبان ماحم خصلت اپنے نقد دل سے اس یوسف ہر دفریب کے خریدار ہوتے ہیں غرض اس
تسید سے یہ کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران مصنفہ علامہ شیخ ابوالفیض فیضی صاحب نراہ صاحب جلال الدین اکبر بادشاہ
دہلی کی شہرت کا ایسا گرم ہا دار تھا کہ ہر کس و ناکس نقد دل سے اسکا خریدار تھا اگر سبب کیا بی کے اسکا دستیاب ہوتا بہت دشوار تھا
پھر فیض کا اشتیاق اس کے دل ہی دل میں رہتا تھا کچھ پس نہ ہلکتا تھا چونکہ فانیات ستورہ صفات فیض آیات جناب سلطان علی باق
عالی ہم جناب نشی نو لکھنؤ صاحب سی۔ آئی۔ ای باعث بقائے نام مستقیم اور موجب قیام یادگار شاخین پر کہ کیسے کیسے نایاب
سوی و فارسی بجا کا وانگر زہی کتابوں کو فراہم کر کے شائع کیا جنکو کئی صدی پیشتر کے علماء و فضلاء و کلام نے تصنیف کیا تھا اور جنکے نام
سے بھی انجیل کے لوگ واقف نہ تھے اور اگر نام جانتے بھی تھے تو ان کتابوں کو کبھی نظر سے نہ دیکھا تھا اور نیز جن کتب کے ترجمہ کا ضرورت
تھی واسطے افادہ عام کے بے عرف کثیر انکا ترجمہ کر کے شائع کیا علی ہذا القیاس سابقا داستان امیر حمزہ صاحبقران کے پانچویں دفتر
جو شہر پاک جو سات جلدوں میں مشتمل ہے چار جلدوں کو فصاحت و بناہ بلاغت و سنگاہ نشی سید محمد حسین صاحب جاہ سے اور تین جلدوں
نشی والا گہ صاحب علم و ہنر نشی مرزا احمد حسین صاحب تھرتے ترجمہ کر کے شائع کیا چونکہ اس دفتر کی سیرت ناظرین والا تکیں اسے
ملاحظہ فرمادیں کہ باقی ماندہ دفتروں کا اشتیاق و وہند ہو گیا اور ہر وقت انکی خبر اشاعت سننے کے لیے گوش بہادار رہنے لگے
اور انکے چارہ دفتروں یعنی نو شیردان نامہ۔ کو چاک باختر۔ بالا پاختر۔ ایس ج نامہ۔ کا ترجمہ کل گلزار فصاحت بلی شائستہ
طوب اللسان عذب البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب الاہلک ایک طبع نہایت فصیح اور صاف صاف عالم ہم
اور دوزبان میں کیا ہے ترجمہ صاحب نے علاوہ مطلق زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات و زمرہ کے نہایت تکلف
کیا ہے کہ ایسے طولانی دفتروں کو کس اختصار کے ساتھ ترجمہ کیا ہو گا یا نہ ہو گا کوئی نہ میں بند کیا ہے اور اگر ایسا اختصار ہو گا ناظرین تو اتوں
تائید ہوں کہ ہر دفتر کی آٹھ آٹھ دس دس جلدیں ہوں فی الحقیقت ترجمہ صاحب موصوف نے اس ترتیب قدر میں میں بری ہو گیا
و جانفشانی کی ہو اگر لافضی طالب نراہ بید حیات ہوتے تو ان ترجموں کی داد دیتے ترجمہ صاحب اس زمانہ میں آپ اپنی نظیر میں ہم
یقین کرتے ہیں کہ جو صاحب اس دفتر کو ملاحظہ فرمائیں گے وہ اور دفتروں کی بھی ضرورت خواہش ظاہر کریں گے اسلئے کہ ہر دفتر میں ایک جگہ
مطلق ہو واضح ہو کہ اس دفتر ایس ج نامہ کی درجہ میں ہیں۔ پس انھوں نے کہ بار دوم جلد اول ایس ج نامہ دفتر چارم داستان
امیر حمزہ صاحبقران باہر حجب المہرب مسئلہ چری مطابق باہر دسمبر ۱۳۸۵ م بمطابق ۱۳۸۵ م میں تراجم صاحب ایک طبعی نزل
میں انتظام و مزید اہتمام مطبع نشی نو لکھنؤ واقعہ کہ شومین طبع ہو کر نظر ناظرین مہم ہوا
اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نو لکھنؤ پریس میں درود و نقد ہو



واضح ہو کر اگرچہ داستان امیر حمزہ صاحب قرآن کے کل فقرات
کی داستانیں اور انکا طرز بیان اور عجائب و غرائب طلسات
اور بہاروں کی لڑائیاں اور یاروں کی عیایان اور ساجو کی
سحر کاربان اور جینیوں کی خوش ادنیان وغیرہ وغیرہ مضامین
رشتک بحر طلال اور قابل دید ہیں مگر طلسم ہوش رباعی فقرات
کی جان ہوا دیکھا بیان بھی بہت ہو کہ بڑی بڑی سات جلدوں میں
ہر جلد نیم اس قدر ضخیم ہو کہ بڑے بڑے دو حصوں پر تقسیم ہو اس
طلسم ہوش رباعی ساتوں جلدیں کئی مرتبہ طبع ہو کر نذر ناظرین
ہو چکی ہیں اور ہر مرتبہ اگرچہ تعداد جمع کثیر تھی مگر بوجہ خواہش
خریداران فوراً دست بردست ہو گئیں۔ واقعی اسکے مضامین
ایسے دلچسپ اور دلآویز ہیں کہ جسے اسکی پہلی جلد کے عنوان
کو بھی ملاحظہ کیا پھر کیا ممکن ہو کہ وہ محو نظارہ ہو کر اسکی ساتوں
جلد کے مطالعہ سے اپنے کو باز رکھے۔ اولی تو اصل داستان
طلسم ہوش رباعی خوبیاں مکن نہیں کہ بیان ہو سکیں۔ ہر جلد میں
نیا رنگ ہے ہر صفحہ طرز پر لڑائیوں کا بیسیاں ہزار ہا طرز پر
سور آزمائیوں کا عنوان۔ میلوں اور تماشوں کا نئے نئے انداز
پر ذکر۔ حیلہ یوں کی حیلاریاں مکاریوں کی بڑائی فکر۔ پہلو افون
کی لڑائیاں۔ بہادر یوں کی جانتا زبیاں۔ طلسات کا بیان۔
جادو گروں کے سامان۔ وصل کی رزمیں جس عشق کی گھمبیر
فراق محبوبہ وصال نامرغوب۔ درو جہانی کی مصیبت۔ دشمنان کی
کی محنت۔ دوسرے لائق مترجموں کی فصاحت و بلاغت نے
سمند مضامین پر ایک آذر تازیانہ لگا دیا۔ ہر موقع پر جادو بیانی
کا دریا بہا دیا۔ ہر فقرہ مقفی و مسجع انشا پدازی کی نشتر۔ حق تو یہ
ہو کہ فسانہ عجائب کی شنگاری آنکھوں سے گر گئی۔ بیان
حسن و عشق پر عاشقوں کی جان جاتی ہو۔ سامان فراق و
مضامین ہجر پر نفوس پر گئی بھی آنکھوں سے آنسو بہاتی ہو۔
اتنا بڑا قصدا در ہر جگہ صبح و شام کے بیان کا نیا انداز بلخ
و خرا کا ہر مقام پر جہا طرز آرا کش بزم وصال کا ہر جگہ پریازنگ
مشوقوں اور جینیوں کے سراپا کا ہر گمین دوسرا ڈمٹنگ۔
ہر مقام پر اشعار اس مناسبت سے درج کیے ہیں گویا
اکسی حالت کے واسطے نظم ہوئے تھے سادہ و سجا ہر مقام پر ان

بہرہ و ان مترجموں نے اشعار و فقرات ذمیرہ مناسب مقام اپنے
اپنے طبع و ذہن سے تصنیف فرما کر دی ہے۔ کچھ ہیں۔ فی الواقع جسطرح
یہ دفتر طلسم ہوش رباعی داستان امیر حمزہ صاحب قرآن
کی جان ہو ویسا ہی اس دفتر کا ترجمہ بھی لائق دید اور سزاوار
تحسین و تخرین ہو۔ کیونکہ جو حضرات مترجم اس دفتر کے کیسے
لائق و فائق شاعر مستند روزگار ہیں جنکی فصاحت بیانی
اور بہرہ وانی سے تمام اہل ہند واقف و آگاہ ہیں یعنی اس
دفتر کی اول چار جلدوں کا ترجمہ طبل بوستان فصاحت طوطی
شکرستان بلاغت شاربے مدیل شاعر مدیم اشیل شمشیر محمد حسین
جاہ مرحوم نے فرمایا ہو۔ اور آخر کی تین جلدوں کا ترجمہ استاد
سخنور اہر رزق خدا ستا گویاں کامل بہرہ و ان مضامین خوان
جناب سید اشہد مقبول و محبوب امران شی محمد حسین صاحب
قرآن نے فرمایا ہو۔ ہزار بار دہر اس دفتر ضخیم کی تالیف و ترتیب
میں انکا مطبع کا صرف ہوا ہو جب اس ناظر کا دلغریب نے
ہر دول عزیز ہوئے کا مرتبہ حاصل کیا ہو۔ اب اس اشتہار کی
ذیل میں کچھ مختصر حالات ساتوں جلد کے عرض کیے جاتے
ہیں تاکہ ناظرین کو فی الجہا اس دفتر کے مضامین سے آگاہی کا
ذریعہ حاصل ہو۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ ساتوں جلدیں
ایک ہی قسط پر اور ایک ہی قسم کے کاغذ پر طبع ہوئی ہیں جو
صاحب اس دفتر طلسم ہوش رباعی ساتوں جلدیں ہمیشہ
خرید فرمائینگے آنکو بہ نسبت فرادی فرازی جلدوں کے خرید
فرمانے کے قیمت میں بہت تخفیف ہوگی یعنی بیس روپیہ کو ساتوں
جلدیں دستیاب ہونگی۔ اور ہر جلد کی مطلوب قیمت بھی ہر جلد
کے ضمن بیان میں مذکور ہو۔ مگر یہ واضح رہے کہ پورا غلط
جب ہی حاصل ہوگا جبکہ ساتوں جلد کی ہمیشہ مجموعی قیمت پچیس
کیونکہ ایک دو جلد کے مطالعہ میں پورا حال معلوم نہ ہوگا اور سلسلہ
بیان کے قطع ہو جانے سے انتشار طبیعت باقی رہے گا۔ اب حالات
اس دفتر کے بطریق اختصار قیمت ہر جلد کے تحریر کیے جاتے ہیں
جلد اول آواز داستان حیرت بیان طلسم ہوش رباعی اور داند
شکر نقا کا کوہستان میں۔ نام لکھنا سلیمان غفرین موسے کوہی کا
شریک نقا ہو کر فریاد جاو کوہ دلفانے۔ یہ جادو گر کا آواز

باہمی لڑائی عیاروں کی عیاری سبباً اسدین کرب نازی کا
 خواجہ عمرو اور دیگر عیاروں کے برائے فتح طلسم پیش رہا۔ وہ عمرو کا
 طلسم میں مع چار عیاروں کے اور تیرہ کزاسا مردوں کا اور طاقت
 مرغ سترہم سے لشکر کشی کرنا اور سیاب کا عمرو اور مرغ پرانیا ہی
 جنگ مگر تار ہو جانا اسد و جبین کا بکر بادشاہ ہونا مرغ کا
 لشکر اسد امین بتلح عمرو اور جنگ اور سیاب۔ ہونچنا عمرو کا طلسم
 باطن میں اور لٹ لینا دبا راز سیاب کو۔ عاشق ہونا لکھنوی مرغ چشم کا
 شہزادہ قیام الدیر پرستہ لکھنوی سا مردوں سے شہزادہ نام کا اور مرغ ہونا
 شہزادہ کا لکھنوی چشم و خضر خضر بادیست۔ دشاں ہونا شہزادہ مرغ
 کا طلسم آئینہ میں۔ طاقت عمر کی کوکب۔ رخت خیمیر سے اور جنگ اور سیاب
 اور عیاری خواجہ عمرو و بیلہ ہونا پاد زمر و پرا اور لٹ لینا سلیکہ کو عمرو
 کا آنا عاشق ہوا و کا عجب عجب داستان طول و طویل میں مگر فصل
 انکی مطالعہ سے معلوم ہوگی یہ جلد ہندسہ ۹۰ پر ختم ہو قیمت ۵۰
 جلد دوم جاننا عمرو کا ست کوکب و خیمیر۔ لڑائی ان پر عمرو کی
 تھا۔ انا سا مردوں کا برائے مدد و دعا از طرف اور سیاب عیاران
 عیاروں کی شریک ہونا لکھنوی شمشیر زن و خمر کوکب کا عمرو سے اور جانا طلسم
 آئینہ میں اور عاشق ہونا ابرج پر اور فتح طلسم آئینہ مقابلہ مرغ و عمرو و جادو
 کا اور عیاران عیاروں کی۔ نامہ کوکب کا بنام اور سیاب و جادو سیاب
 و رہا بھی تنازع راہ جو لکھنوی لکھنوی بار کا لشکر اسلام میں اور عاشق ہونا
 بادشاہ لشکر اسلام پر لشکر امیر عمرو میں۔ فوج کوکب و اور سیاب میں
 باہمی مقابلے۔ آنا حیرت جادو کا اور قید ہونا سحر کوکب میں۔ روتہ ہونا
 لکھنوی کا برائے مدد و مرغ۔ طاقت مرغ و لکھنوی بران سا مردوں کی لکھنوی
 عیاروں کی عیاران۔ حالات طلسم ہوا مرغ عجب مرغ کی یہ داستان
 میں جنگ خلا سے بھی نہیں ہو سکتا یہ جلد ہندسہ ۹۴ پر ختم ہو قیمت ۵۰
 جلد سوم نامہ اور سیاب کا طاق چشم جادو و کوکب و خیمیر۔ آنا صنعت کرمنا
 کا اور آفت لانا لشکر مرغ پر عمرو کی عیاران۔ تودج کا آہن زن و لکھنوی
 سے مقابلہ کرنا اور طلسم میں قتل ہونا طاق چشم جادو کا و لکھنوی مرغ
 مارا جانا جنگ اور سیاب۔ آنا عمرو کا سبب باہمی بریز اور طلسم ہونا نشان
 اور جنگ طلسم و مرغ کا و خیمیر ہوا مرغ عجب۔ مدد و مرغ کے و خیمیر
 دیگر جانا قاسم کا جانب طلسم گوہر گرد اور اصل طلسم ہونا اور مرغ
 کرنا بڑے غضب کی داستان میں یہ جلد ہندسہ ۱۲۲ پر ختم ہو قیمت ۵۰

جلد چہارم ربائی شہزادہ قاسم کی عیاری سیارہ۔ عاجز ہونا
 اور سیاب کا خاک قبر جمشیدی سے۔ قتل می فغان و فغان و فغان
 بران کی۔ لڑائی اثر و رکوبی کی یہ مار قدرت کا شریک ہونا
 حالات جہانگیر میں صاحبقران۔ حالات قتلہ انجم حصار عمرو کی عیاران
 مقابلہ مرغ و اور سیاب۔ جنگ فضلہ مرغ قتل سا حرا۔ صرصر
 شمشیر زن کی عیاران۔ آنا قہار شعلہ بدن کا مارا جانا عمرو
 آہن کلاہ کا و فیروہ و غیرہ بڑی بڑی داستان میں اور صرصر
 طاقت و دیگر میں جنگ خلا سے بھی غیر ممکن ہو اگر فی و وقت ایک غلط
 کا پتہ دیا جائے تو کئی جزو ہو جائیں یہ جلد ہندسہ ۱۲۴ پر ختم ہو قیمت ۵۰
 جلد پنجم یہ جلد سب جلدوں سے بڑی ہوا کے بڑے بڑے و خیمیر
 میں داستان متعدد داستان میں اور بڑے غضب کی عین لکھنوی
 اور سحر آرائی میں جنگ یتہ دینا بھی مشکل ہو اس جلد کے بعد لکھنوی
 آغاز یہ ہو۔ بھر یک کتاب مقاب سوار اور سیاب کا آنا و قتل اسد
 نازی ہونا اور نامی داستان شہنشاہ زرب علم پر اور جادو و دم کا شروع
 یہ بڑی نچنا عمرو و اسد کا شہزادہ و دین میں اور عاشق ہونا لکھنوی قیام
 و خمر ہونا و اور کا اسد پر اور نامی۔ آنا حسین سحر سحر پر اور عیاران
 کے طاقت یہ داستان میں یہ جلد ہندسہ ۱۵۵ پر ختم ہو قیمت ۵۰
 جلد ششم حالات جنگ صنعت کرمنا و زرب اعظم اور سیاب آخر
 عیاری عمرو و قتل ہونا اسکا۔ گھٹنا ہفت حجرہ کا کا اور جادو بڑی
 بڑی لڑائیوں اور تباہیوں کے اور جانا کے بعد دیگرے شمشیر
 جادو و حاکم حجرہ اول اور تاریک شکل کش لکھنوی دوم اور احتقاق
 جادو و نقارہ نواز لکھنوی سوم اور شہنشاہ ناز بار و لکھنوی چہارم
 اور لکھنوی خضر گوہر پوش لکھنوی پنجم کا مع طاقت و خمدان اسکی دختر
 کے۔ اور دختر نامی نعل خمدان کا عشق اسدین مبتلا ہو کر طلسم اسلام
 ہونا و غیرہ حالات و دیگر یہ جلد ہندسہ ۱۷۴ پر ختم ہو قیمت ۵۰
 جلد ہفتم یہ جلد بھی بڑے بڑے عجائب و غرائب سے لکھنوی آغاز اسکا
 بیان ہفت و رند ساختہ ماہیان زمر و پوش اور ہر سام پر شکوت
 سحر و چننا کوکب کا اور عیاران عمرو کی بطر زنا باغ غلامات اور
 نای۔ شادی اسد نازی و فیروہ لکھنوی و فیروہ سے اور
 روانہ ہونا ابرج کا سمت عمرو و باختر یہ جلد ہندسہ ۱۷۴ پر ختم ہو قیمت ۵۰

جلد ہفتم